شراب صحبت مین لا کے جمع کی جوڑا بھاری پہنا گھونگرو پاؤن مین باندھے پہلے گرد ناچا
سب کے سب تعریفین کرنے لگے مواج دریا شگاف بھی تعریفین کرتی ہو گئی ہو کہ
لالہ رو تو نے عجب کمال کیا لالہ رو نے عرض کی کہ یہ سب کمال مجھکو اس شب مین
لئے دیا مین نے کوئی مشقت نہین کی قدرت نے ہاتھ گلے پہ رکھ دیا اور
تب یہ کمال حاصل ہوا اب تلوار زین نکالے لیے آمادہ قتل ہو جیسے ایک ایک جام
حمزہ پہ چڑھیے لگا ہمین یقین ہے کہ قدرت کبھی تشریف لائین اور قتل
و نقش ہون کہ ہمارے دشمن کو قتل کیا یہ کہکر جام لبریز کیا جام کو سر پہ رکھدیا
لگاتا ہوا اور تڑپتے لیتا ہوا سامنے بحرین کے آیا سر جھکا کر کہا کہ ایسے بادشاہون کو
لبریز شراب پلانا چاہیے بحرین نے موتیون کا مالا گلے سے اتارا اور گلے مین اس
کے ڈال دیا اور جام سے اندیشہ انجام پی گیا مواج دریا شگاف کو
ناچ گانے مین ایسی مبہوت تھی کہ خوشی خوشی جام پی گئی کچھ انجام کا خیال نہ کیا
اب جو چاہا کہ صبا رفتار نئے دورہ باندھا کنیزین جو مقرب ہین انکو بھی جام پلا دیا
دس پانچ کو بلا کر بیٹھ گیا کہا صاحبو اپنے ہاتھ سے پیو مین تھک گئی ہاتھ پاؤن
مین طاقت نہین کنیزین پینے لگین بحرین نے بیٹھے بیٹھے مواج دریا شگاف
سے کہا کہ صاحب اس وقت ہمارا جی متلاتا ہے نشہ شراب کا خوب ہوا لالہ رو
مست کر دیا اسکی انکھڑیان تو دیکھو جب نگاہ اٹھاتی ہے تیر چلتے ہین دل پر ان
تیرون کے زخم پڑتے ہین یا بادام کھون یا چشم آہو سے مثال دون تیر سے بھی
سینے پر خوب ابھار ہے ثابت ہوتا ہے کہ باغ کا انار ہے یہ کہکے چاہا کہ روبرو سے
سینے پہ ہاتھ رکھون مواج دریا شگاف نے الٹا ہاتھ مارا کہا اسکے دیوانے
بے وقوف کنیزین سامنے بیٹھی ہین یہ بے ادبی کرتا ہے بحرین اسپر بہت بگڑا
کہا کہ تو میری زوجہ ہے سب طرح کا تجھپر اختیار ہے جب ہم ہمارا اشارہ پائین گی
سب ہٹ جائین گی ورنہ سزا پائین گی مواج دریا شگاف نے کہا اسے دیکھو
بیوہ شرم بڑی چیز ہے تو بڑا بے تمیز ہے زن و شوہر مین تکرار ہونے لگی بحرین نے

زور سے کو طمانچہ مارا امواج دریا شگاف نے کہا کہ اٹھی کہ اونگوڑے تیرے ہاتھ ٹوٹیں
کمس سے نکالتی سے طمانچہ مار دیا میں طمانچے کے پڑتے ہی وہ لوٹی مار دنگی یہ کہا کہ چوٹی
اُٹھانے لگی بحرین اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی کا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا
امواج بھی اٹھی مگر کہ بیہوش ہوئی جو کنیز اپنے مقام سے اٹھی گر گئی اور بیہوش ہوئی
تھوڑے ہی عرصے میں سب کنیزیں بیہوش ہو گئیں چالاک نے اپنے نام کا نعرہ کیا
کریم چالاک صبا رفتار قریب ملکہ کے آیا کہا کہ ای ملکہ عالم کہیے تو ان زن و شوہر کو قتل کروں
رنگین نے کہا کہ ای چالاک تو نے بڑا کام کیا اب اتنا سبب ہو میری جھولی میں ایک پتلی
شوری ہو اسکو نکال کر پانی اسکا میرے منہ پر چھڑک دے اور سوزن زبان سے نکال دے
کہ تجھے سحر اترے میں اشارہ کروں دونوں کو قید کروں اور تجلی ہوشیار ہو جاؤں تو
شاہزادے کو ہوشیار کرو لیکن وہ تجلی اسکے سحر سے بیہوش ہیں جب تک میں ہوشیار
نہ کروں گی شہزادگان ہوشیار نہ ہوسکینگے اگر ہوشیار ہو سکے اور خدا کی درست نہ ہوسکے تو کیا
چالاک صبا رفتار نے اسی وقت سے پتلی جھولی سے نکالی اسکو پانی میں دھویا آب اسکا
پانی کا منہ پر ملکہ رنگین کے چھڑک دیا سوزن زبان سے نکالی سوزن زبان
سے نکلتے ہی ملکہ چست و چالاک ہوئی ہاں ماں باپ کی زبان میں سوزن دی اور خوب سحر
کا قلم کہ شاہزادے جہانگیر کو ہوشیار کیا چالاک صبا رفتار نے جب پانی منہ پر
چھڑکا تب جہانگیر کے ہوش درست ہوئے ہوشیار ہوتے ہی فرمایا کہ کیوں چالاک
میں بہت سویا چالاک نے کیفیت بیان کی جہانگیر نے کہا کہ انکو قتل کرو رنگین نے
کہا کہ حضور یہ میرے ماں باپ ہیں اگر آپ کی اطاعت کریں تو بہتر ورنہ پھر آپ کو اختیار
ہے جہانگیر کو مسند پر بٹھایا ملکہ رنگین پہلو میں بیٹھیں چالاک صبا رفتار نے کھینچ کر
شمشیر پہرا پاس رانی کے لگا ملکہ رنگین نے کنیزوں کو اشارہ کیا کنیزوں نے عرق
ان دونوں کو ہوشیار کیا بحرین و امواج کی آنکھ جو کھلی اپنے کو قید دیکھا اور جہانگیر
اور دختر کو ایک مسند پر بیٹھا دیکھا ہوشیار کھڑا سر پر کھڑا ہے جہانگیر نے پکار کر آواز
دی کہ اے بحرین و امواج قدرت خدا کو دیکھا کہ ابھی تم قید تھے اب تم قید ہو گئے

کیا صاحب اقبال ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں کیا سامان ہوگیا مواج اور بحرین کا مطیع
ہونا جس وقت ہفت پیکر سنے گا نہایت سر دھنے گا کہیگا کہ میری خدائی مٹی یہ لوگ
اہل اسلام جو ارادہ کرتے ہیں اسکو کرکے چھوڑتے ہیں نور افشان ایسے طلسم کو
کس کروفر سے فتح کیا چالاک صبا رفتار نے عرض کی کہ اب حضور لشکر میں چلیں
اہل لشکر آپ کے واسطے بہت بیقرار ہونگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی مادہ شہسوار
جو تلاش میں شاہزادہ جہانگیر کے نکلی تھی اسی جلسے میں آکر پہونچی سب حال شناگئی
حسن و جمال ملکہ رنگین قمر طلعت کو دیکھکر نہایت رشک ہوا بحرین و مواج نے واسطے
شاہزادے کے مرکب منگایا شاہزادہ جہانگیر مرکب پر سوار ہوے مع چالاک
لشکر میں آئے سرداران جہانگیر آکے قدمبوس ہوے ہامان صحرا نورد صدمہ فرق
شاہزادے میں بیمار ہوگیا تھا اسیکو دیکھا خوش ہوگیا سب بیماری کا رفع ہوگیا
دوسرے دن صبح کو چالاک صبا رفتار نے آکے خبر دی کہ مواج و بحرین و رنگین
آتے ہیں شاہزادہ بارگاہ سے باہر نکل آیا دیکھا کہ لکہ ہاے ابر سبز و سرخ و زرد آسمان
پر نمایان ہوے بحرین و مواج تخت پر سوار ملکہ رنگین قمر طلعت طاؤس
بال پر تین لاکھ ساحر باز و بط و قرقرے پر سوار اسی دھوم دھام سے مواج و
بحرین آکر پہونچے تمام لشکر میں گویا خوشی ہوگئی بحرین نے عرض کی کہ یہاں سے
بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے ارکان فیل زور وہانکا حاکم ہے اس قلعے سے پتہ ملیگا
اب حضور لشکرکشی کریں ارکان فیل زور یا تو مسلمان ہو یا مارا جائے وہیں سے پتہ
دروازۂ طلسم کا ملیگا ہر چند کہ آپ فاتح طلسم نہیں ہیں مگر اس شان و شوکت سے
ملاقات ہو کہ انکو بھی ظاہر ہو جائے کہ ہمارے بھائی صاحب بڑے وقت پر آئے کیا کہ
پہونچتے ہی انکے لشکر میں بھی رونق ہو جہانگیر نے ہامان صحرا نورد کو حکم دیا کہ تا
بارگاہ کا لیکر آگے بڑھو لشکر ساحران پس پشت رہے ہم بھی قلعہ ارکان پر پہونچیں گے
کہ ارکان فیل زور کو بھی ثابت ہو کہ شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر کبھی دھوکے میں جادوگر
کے نہیں آتے ہیں اپنے زور بازو پر دعوی رکھتے ہیں ہامان صحرا نورد نے آکے

اٹھا۔ بارگاہ کا لدوایا جہانگیر بھی سوار ہوئے عقب میں مواج دریا شگاف و تحیر گیا
نے ابر گلنار آراستہ کیا اُسمیں لشکر ساحران کو مخفی کر لیا اس شان و شوکت سے طرف
قلعہ ارکانیہ کے چلے دو دن برابر رہروی کی تیسرے دن لشکر ظفر اثر دامنۂ قلعہ ارکانیہ کا
میں اُترا نوبت و نقارے جو بجے ارکان فیل زور اپنے قلعے میں بیٹھا تھا نوبت و
نقارے کی آواز جو کان میں آئی ہرکاروں سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر ہے
یہ کیسے نوبت و نقارے بجے ہماری عملداری میں کیوں اُترے ہرکارے روانہ ہوئے
تھوڑے ہی عرصے میں پلٹ کر ہرکارے آئے عرض کی کہ اسد پہلوان دوران فرزند
صاحبقران با توقیر شاہزادہ جہانگیر فتح کرتے ہوئے آتے ہیں طرف طلسم
ہفت پیکر کے جاتے ہیں ارکان فیل زور نے حکم دیا کہ ہم اپنے ڈانڈے سے
نہ جانے دینگے سب کو گرفتار کر لینگے تین لاکھ فوج لیکر گینڈے پر سوار ہو کے
باہر قلعے کے آیا مقابل جہانگیر میں آ کے اترا جہانگیر کو خبر [illegible] ہوئی کہ ارکان
فیل زور برائے مقابلہ آیا ہے چالاک صبا رفتار سے فرمایا کہ ہم کو سب طرح
کی خبر پہونچاتا چالاک نے اپنے شاگردوں کو روانہ کیا ارکان جونہی بارگاہ میں
آیا تو بیٹھتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے دونوں لشکروں میں نقارۂ رزمی گرما گرم سے
تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات گذر کے جبکہ شہنشاہ زرین پوشش بعد جنگ شب رو
کا شانۂ مشرق سے نکل کر مع فوج ضیاء و شعاع میدان آسمانی میں آکر [illegible]
سے لشکر جہانگیر آیا جہانگیر نے کہا میں مواج سے کہ بیچ میں کر لشکر ساحران میدان
میں نہ لانا اور نہ تم لوگ میدان میں آنا ملکہ رنگین قمر طلعت نے عرض کی کہ ہم کو
میدان میں چلیں گے سحر کرینگے شاہزادہ جہانگیر بعد نماز سحر سوار ہوئے
چالاک صبا رفتار رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوئے ہمراہ صحرا نورد انتظام لشکر
کرتا ہوا فوج کو قاعدے سے جمائے ہوئے میدان کارزار میں آکے پہونچے اور ادھر سے
ارکان فیل زور لشکر لیکر آیا صفیں جمنے لگیں نقیبوں نے نقابت کی آواز کی
ہٹے ارکان نے گینڈا نکالا میدان میں آکر سراپا دکھانے لگا جبکہ خوب غرق عرق

پکار کے آواز دی کہ اے فرزند رشید صاحبقران میرے مقابلے میں آئیے میری سرحد
میں کبھی کسی نے قدم نہیں رکھا اگر مقابلہ منظور نہ ہو لیٹ جائیے میں اپنے ڈانڈے سے
نہ جانے دونگا ساحروں کا آپ کو بڑا گھمنڈ ہے آگے بڑھ کر قلعہ جات ساحران لیں گے
تا یہ طلسم جا سکیں گا۔ شاہزادہ جہانگیر نے یہ لاف و گزاف سنکر گھوڑا صف سے نکالا آگے
نکلا وزن ہوئے ارکان فیل زور نے جو جمال بے مثال دیکھا تو محو جمال شاہزادہ
والا قدر ہوا کہا کہ ای شہریار تجھ سے مقابلہ نہ کیجئے میرے ہاتھ سے حریف نہیں بچا ہے
میں نے بڑے بڑے پہلوان مارے اپنی سرحد میں پہلوان نہیں رہنے دیتا جس کسی نے
سر اٹھایا میں نے دشت جا کر زیر کیا اور آپ تو کمسن صاحبزادے ہیں ایک وار میں
دو ٹکڑے کر دونگا میری تلوار کبھی خالی نہیں جاتی جہانگیر نے فرمایا کہ بس زیادہ لاف و
گزاف نہ کرو یہ میدان کارزار ہے زبان نیزہ و شمشیر سے کلام ہوتا ہے ارکان فیل زور
نے نیزہ مارا جہانگیر سے نیزہ چلنے لگا جہانگیر صاحب جاہ و توقیر نے ایک مقام پہ
نیزے کو ارکان کے گانٹھا اور گانٹھ کر جھٹکا مار دیا نیزہ ہاتھ سے ارکان فیل زور
کے نکل گیا سب رکن سپاہ گری کے بھولا قبضہ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے
ہاتھ تیغہ برق تاب کا مارا۔ جہانگیر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ ارکان جو گرا
گوشہ سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹتا سر پر شاہزادے کے زخم اوچھا آیا شیر زخم کھا کے
بپھرا تیغہ برق جندہ کو نیام سے نکالا آواز دی کہ اے ارکان ہوشیار ہو جا
ہاتھ جو تلوار کا مارا برق شمشیر نے اول ابر سپر کے ٹکڑے اڑائے تو پھر کے تلوار جو
گری خود و دو بلنے کو کاٹ کرتا دو ابرو تیغہ پہونچا ارکان نے دستانہ مارا تیغہ سر
سے نکلا گینڈے کی گردن پر پڑا گینڈے کی گردن قلم ہوئی ارکان گینڈے سے
گرا جہانگیر نے چاہا کہ گھوڑا اس پر دوڑا دوں اہل فوج جو اسکے کھڑے تھے سمجھے
کہ آقا ہمارا مارا گیا۔ لینا لینا کہہ کے دوڑ پڑے جہانگیر نے دریائے فوج میں گھوڑا
ڈال دیا ہامان صحرا النور و فوج لیکر شریک جنگ ہوا دونوں لشکر آپس میں مل گئے آخر
ملازمان ارکان۔ ارکان فیل زور کو لیکر طرف قلعے کے چلے داخل قلعہ ہو گئے

جہانگیر نے چاہا کہ قلعے پر جا پڑوں سرداروں نے روکا کہ اے شہریار آپ کے سردار
تھکے ماندے ہیں دو پہر کامل جنگ مشغول ہوئی چند سردار زخمی بھی ہیں قلعہ کو گھیر لیجیے
کل فتح کیجیے گا جہانگیر نے حکم دیا قلعے کو چار جانب سے گھیر لیا مورچے درست ہوئے
اہل قلعہ تیر مار رہے ہیں کبھی گولیاں مارتے ہیں مگر لشکر جہانگیر میں مورچے درست تھے
کسی پر حربہ نہیں پہنچتا شاہزادہ جہانگیر آ کے داخل بارگاہ ہوئے دن بھر تو تامل
کیا شام کو حکم دیا کہ طبل یورش بجے طبل یورش پر چوب پڑی اہل قلعہ نے بھی جواب
میں طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاری جنگ ہوئی صبح کو جہانگیر والا تبار سوار ہوئے
سامنے قلعے کے آ کے دیکھا کہ قلعہ آلات حرب و ضرب سے آراستہ و پیراستہ ہے
ارکان فیل زور کرسی پر بیٹھا ہے سب کو ترغیب دے رہا ہے جہانگیر نے اپنی فوج
کی طرف دیکھا ہامان صحرا نورد نے عرض کی کہ حضور کے حکم کی دیر ہے قلعے کو تاپوں میں
اڑا دیں گے جہانگیر نے جو لینا کہا تمام فوج یلہ کر کے چلی ارکان فیل زور نے
گولہ اندازوں کو اشارہ کیا گولہ اندازوں نے نہیں معلوم کان میں توپوں کے کیا
پھونک دیا کہ توپیں کڑکیں اور گرجیں آگ اگلنے لگیں اس جانب سے لوگ بڑھے
ہوئے جاتے تھے توپوں سے گولے جو آ کر پڑے پانچ ہزار جوان اڑ گئے یا تو لوگ بڑھے
ہوئے جاتے تھے یا قدم اٹھے یہ کہتے ہوئے بھاگے کہ یارو گوشت مٹی کی لڑائی ہے
جہانگیر نے دیکھا کہ اہل فوج بھاگ آئے جہانگیر کو نہایت ناگوار ہوا ہامان صحرا نورد
کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یارو کیا میں تمہارے بھروسے پر ملک گیری کو نکلا ہوں میں ابھی
جا کر قلعہ لیتا ہوں یہ کہہ کر مرکب بڑھایا گھوڑے کو دوڑایا وہاں سے گولے پڑنے لگے شاہزادہ
جہانگیر کے گرز ہاتھ میں جرأت بات بات میں کوئی گولہ داہنے سے نکل گیا کوئی بائیں
نکل گیا جو گولہ خاص منہ پر آیا اس پر گرز مارا گولہ الٹا پلٹا جا کر کسی برج پر گرا برج کو
گرا دیا اسی طرح شاہزادہ جہانگیر گولوں کو رد کرتے ہوئے قریب خندق ہو پہنچے
للکار کے آواز دی کہ او ارکان اگر دعویٰ جرأت ہو تو نکل آ۔ اس توپ کے بھروسے
پر لڑنے نکلا تھا کسی نے کچھ جواب نہ دیا جہانگیر نے گھوڑے پر کوڑا مارا گھوڑا چاروں

پھلیاں جھاڑ کر اس پار خندق کے آیا گرز پھاٹک پر مارا پہلے گرز میں پھاٹک تھرایا دوسرے
گرز میں پھاٹک گرا جہانگیر اندر چلے پامال صحرا نورد فوج لیکر پہونچا اندر قلعے کے
تلوار چلنے لگی ارکان فیل زور بھی اترا بیچ قلعہ میں ارکان سے مقابلہ پڑا ارکان
نے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ
تلوار کا مارا برق شمشیر جو چمکی آئینۂ شمشیر میں ارکان کو جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا تلوار
جو پڑی سپر کو کاٹ کر مثل بلائے مبرم سر پر گری یا قبۂ سپہر پہ بجلی گری تا زیر تنگ جاکر رکی
دیا فوج میں غریو ہوا کہ ارکان مارا گیا فوج والوں نے امان طلب کی وزرا و امرا ہاتھ باندھ کر
سامنے آئے چادریں ہلانے لگے شاہزادہ جہانگیر نے سب کو پناہ دی وزیر و امیر کلمہ
پڑھ کر بصدق مسلمان ہوئے جہانگیر داخل بارگاہ ہوئے کل لشکر قلعے میں آکر اترا بارگاہ
میں جشن ہوا مہ پارہ و ساقیان دریا شگاف و ملکہ رنگین قبا طلعت و ماہ رخشانہ
سب دربار میں حاضر ہیں جشن ہوا اہل دربار تعریفیں شاہزادہ جہانگیر کی کر رہا ہے کوئی کہتا ہے
کہ اے شاہزادہ رستم خصال و سہراب جلال کس لطف سے آپ نے قلعے کو فتح کیا
سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا جرأت و شوکت دکھائی کس زور و شور سے لڑے ارکان فیل زور
کو اپنی جرأت پہ بڑا گھمنڈ تھا یہ یک ضرب شمشیر واصل جہنم ہوا فساد و شر دنیا سے کم ہوا
انشاء اللہ آپ ہفت پیکر کو فتح کریں گے جہانگیر نے حکم دیا کہ دیر و بتکدے جو کہیں
اسی مقام پر تھے ان کی بنا ہو گئی دیر گذری دوسرے دن جہانگیر با توقیر بارگاہ میں
بیٹھے تھے کہ پامال صحرا نورد آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے سامنے آیا دست بستہ
عرض کی کہ اے شہریار اس شہر میں ایک دیر کلاں ہے کہ جہاں بادشاہ پوجا کرتا تھا اس
بتخانے کے قریب جو ملازمان سرکاری گئے کئی سو کے سر کٹ کر گرے اب کوئی قریب اس
کے نہیں جاتا یہ سنکر جہانگیر اٹھے رنگین قبا طلعت نے بڑھکر عرض کی یہ دیر جو بہت
مشہور ہے کوئی ساحر ہوگا کسی بت میں رہتا ہوگا کنیز ابھی جاکر اسکو برباد کرتی ہے یہ کہکر رنگین
چلی جہانگیر نے کہا کہ ہم بھی چل کر تماشا دیکھیں سب سردار ہمراہ ہوئے سامنے دیر کے
آکر دیکھا کہ کئی سو سر کٹے پڑے ہیں جو پہاڑ و الکا تار ہی پہاڑ سے برق نکل کر اس کا سر

گرتی ہے کہ اُسکے ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہیں ملکہ رنگین قمر طلعت نے پکار کر آواز دی کہ او بے ادب یہ کیا حرکت ہے بلا اذن جہانگیر کے خون بہاتا ہے یہ کہہ کے جدولی سے گولہ نکالا قصر پر گولہ مارا گولہ جاکر پھٹا دھواں نکلا دھوئیں سے ایک عقاب پیدا ہوا قصر پر بیٹھ کے زمزمہ سرائی میں یہ اشعار پڑھنے لگا۔ نظم

پھینکو کبھی تو یوں تیر بلا تیری نظر سے / بر ماتا ہوا دل کو نکل جائے جگر سے
حیران ہیں بہادر تری آنکھوں کے ہنر سے / دونوں نے مجھے مار لیا ایک نظر سے
وہ پاس مرے آئے یہ کہتے ہوئے گھر سے / ایسا نہ گمان تھا ترے نالوں کے اثر سے
آنکھوں نے ہمیں مار لیا سحر نظر سے / شرما گئے اپنے لیے اتنا ذرا اثر سے
یہ شہر سلیمان ہے تم سے جان پری ہو / واقف نہیں کیا داغ محبت کے اثر سے
لوگوں سے سنا ہے تری تعریف ادائی / آگاہ نہیں آپ مرے نالوں کے اثر سے
منہ بوسے کا مشتاق ہے ہو پیار کی تم نگہ دیتا / دیکھوں تو مری جان نکلتی ہے کہ پر سے
ہم الفت دندان میں ہے جان سے ہیں آنسو / اک اشک کا قطرہ ہوا پیدا نہاں تو گہر سے
ہے وعدہ فراموش تری آنکھوں کی سوگند / سینے جو لگائی ہو پایا جادو پر سے
کیا سیر گلستان سے ہوں عشاق شگفتہ / بجھتی ہے کہیں دل کی لگی بھی گل تر سے
ٹکسال میں ہم بھی ہیں صفیر سخن آرا / ناسخ کے مقلد ہیں تلمذ ہے سحر سے

اُس عقاب نے یہ اشعار اس طرح پڑھے کہ ملکہ رنگین قمر طلعت کا چہرہ سرخ ہوا آنکھوں آپل آئیں طرف عقاب کے ہاتھ اٹھائے عقاب تڑپ کر گرا ملکہ رنگین قمر طلعت کو اٹھا لے گیا جمرچیا ابر بار نے جو یہ ساحر دیکھا غصے میں کانپتا ہوا آگے بڑھا للکار کر آواز دی کہ او نامرد یہ کیا سحر ہے مخفی ہو کے سحر کرتا ہے سامنے آ تو حال معلوم ہو جیسے وہیں عقاب پیدا ہوا تڑپ کر طرف جمرچیا ابر بار کے چلا امواج دریا شگافت نے جدولی سے ایک کاغذ سفید نکالا ایک جانور کا شکر کر پھینکا دیکھا سب نے کہ ایک باز سفید تھا عقاب کی طرف چلا عقاب و باز لڑنے لگے عقاب جب منقار مارتا ہے پر نوچ کے باز کے پھینک دیتا ہے باز کبھی لپٹ ہی جاتا ہے عقاب نے ایک مقام پر پنجہ مارا کہ باز کا

آنکھوں میں نکال لیں باز اڑتا ہوا کر زمین پر گرا وہ عقاب تڑپ کر بحریں ابر بار پر گرا
ہر چند کہ مواج نے روکا کچھ نہ ہوا بحرین کو بھی اٹھا کے لے گیا مواج دریا شگاف
نے ایک گرز مارا کہ ایک کنگرہ قصر کا گرا ایک بت سنگی اپنے مقام سے اٹھا جھپٹا کر
مواج پر گرا ہر چند کہ مواج نے اپنے کو بچایا اس بت سنگی سے نہ بچی بت مواج کو
اٹھا کر زمین سے لے گیا مواج دریا شگاف دیر سے غائب ہو گئی ماہ رخسار نے
چاہا کہ سحر کروں ایک بت نے نکل کر ماہ رخسار کو بھی اٹھا لیا شاہزادہ جہانگیر تیغ
کھینچ کر بیٹھے سردار جہانگیر کو لپٹ گئے کہا کہ اے شہریار مقدمہ سحر و ساحر کا
ہے آپ تشریف نہ لیجائیں شاہزادہ جہانگیر نے فرمایا کہ میں ابھی قریب جا کے گرز
سے قصر کو گرا دونگا اگر ابھی قصر کو نہ پامال کیا اور بتوں کو نہ توڑا تو نام اپنا جہانگیر نہ پایا
سب سے اپنے کو چھڑا کر جہانگیر تیغ کھینچے ہوئے بڑھے تھے کہ ایک دفعتاً ہوا
اندھیرا ہو گیا عرصہ دراز تک صدائیں ہائے ہو کی آئیں بعد تھوڑی دیر کے غبار
برطرف ہوا جہانگیر نے دیکھا کہ قصر کا اس مقام پر نام و نشان نہیں ہے سارے
بت اور قصر غائب ہو گیا چاہا کہ صبا رفتار نے کہا کہ لیجیے شہریار جو غلام سمجھا تھا
وہی ہوا کہ اب شب کو حضور عبادت کریں یہ مقدمہ طلسم ہے یوں قدم نہ رکھیے
جب تک ہدایت نہ ہو تشریف لیجانے کا ارادہ نہ کیجیے شاہزادہ جہانگیر نے
اسی مقام پر خیمہ عبادت استادہ کرایا ہے سجدہ میں بلک بلک کر دعائیں کرنے لگے
پکارنے لگے کہ اے خالق کارساز اے بندہ نواز معلوم ہے کہ یہ کیا عجائب و غرائب ہے
دیر تک یوں غائب ہوا روتے روتے شاہزادہ جہانگیر بیہوش ہو کے عالم خواب میں
ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہیں اے فرزند صاحبقران اس مقام کا
گیا ہے ایک لوح سبز بود تھی اسنے عیاری سرداروں کو گرفتار کیا تمکو مناسب ہے کہ
یہ جو تمکو دیا جاتا ہے جب تک لوح نہ ملے تب تک اسیر کا رہنا ہوگا شاہزادہ جہانگیر کی
آنکھ کھلی دیکھا کاغذ کا زیر جا نماز پایا باہر آئے اسکو پڑھا مرقوم تھا کہ اے فرزند
صاحبقران تمکو مناسب ہے کہ بیرون قلعہ جاؤ سامنے ایک پہاڑ کے پہونچو گے وہاں کا

میں بیٹھ کر اسم حاشیہ مکتوب پڑھو جو کچھ ظاہر ہو بموجب حکم اس مکتوب کے کرنا جہانگیر اُسی وقت سرداروں سے رخصت ہو کے گھوڑے پر سوار ہو کے بیرون قلعہ چلے جا بک صبا رفتار نے عرض کی کہ غلام ساتھ رہے مکتوب کو دیکھا اسمیں نوشتہ پایا کہ کسی کا ساتھ رہنا مناسب نہیں بلکہ تنہا جاؤ اس طلسم کا نام بین الطرفین ہے تا بہ ہفت پیکر جانے کا رستہ کھلیگا جہانگیر نے جا بک صبا رفتار سے منع کیا کہ تمھارا ساتھ رہنا مناسب نہیں جا بک و چار سردار کنارے ہو گئے شاہزادہ گھوڑے کو بڑھا کر درہ کوہ میں پہونچا گھوڑے سے اترے ایک نخل کے سائے میں زمین پر بچھا کے بیٹھے اسم حاشیہ مکتوب پڑھنے لگے ایک آندھی سیاہ چلی دوبارہ جو اسم دم کیا آندھی شق ہوئی دیکھا کہ چار عورتیں حسین و جوان ایک بارگاہ لیکر اُس صحرا میں آئیں بارگاہ کو استادہ کیا کنیزیں دروازے پر ٹھہریں دوبارہ جو جہانگیر نے اسم دم کیا ہوا سے ایک تخت پیدا ہوا اُس تخت پر ایک نازنین چاردہ سالہ کو دیکھا کیا صفت اُسکی لکھوں یہ اشعار مصنف کافی ہیں

وہ تھا تخت وہ نور کا سراپا | ایسا نہیں حور کا سراپا
وہ صبح جبیں تھی صبح جنت | ہر چین تھی موجۂ لطافت
آنکھیں استاد ساحری تھیں | نتھنے میں شباب کے بھری تھیں
دنبالہ کبھی انہیں سرے کا تھا | بیمار کے ہاتھ میں عصا تھا
بینی کے قریب کب تھے ابرو | شہباز نے وا کیے تھے بازو

ابرو ہلال آسمان خوبی آنکھیں آہوے صحراے محبوبی ایک صندوقچی آگے رکھی [illegible] تخت آکے زمین پر اُترا انہیں ہاتھ میں صندوقچی اُٹھائی دا ہنے ہاتھ سے شاہزادے کو اشارہ کیا یعنی بلایا کہ اسطرف تشریف لایئے آپ زیر نخل کیوں بیٹھے ہیں جہانگیر اپنے مقام سے اُٹھے طرف اُس نازنین کے چلے جب قریب پہونچے اُس نازنین نے بڑھکر ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا ساتھ لیکر طرف بارگاہ کے چلی جب بارگاہ میں پہنچی مسند خالی بچھی تھی اُس مسند پر شاہزادہ جہانگیر کو بٹھا دست بستہ عرض کی کہ حضور نے

کنیز کو کیون یاد فرمایا مین حاضر ہون جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن جہانگیر نے بازر دیدہ نگاہ
مکتوب کو دیکھا تو نوشتہ پایا کہ اسے فتاح طلسم اس سے صندوقچی طلب کر اگر دیدے
تو اسی مین لوح طلسم ہی جس سے مطلب نکلے گا جہانگیر نے کہا کہ ای سرتاج حسینان
اے افسر معشوقان یہ صندوقچہ مجکو دو نازنین نے ہنسکر جواب دیا کہ میرے باغ مین
تشریف لے چلیے علاوہ صندوقچی کے جان تک بھی حاضر ہے شاہزادہ جہانگیر اپنے
مقام سے اٹھے اس نازنین نے ہاتھ تھام لیا بناز و کرشمہ باہر لائی اور کہا کہ
تخت پر سوار ہوجیے جہانگیر کو اس نازنین نے تخت پر سوار کیا اور تخت اڑا کے
طرف آسمان کے روانہ ہوئی سردار روتے ہوئے پیٹنے لگے چابک سوار بہت بیقرار
و بیتاب ہو اسی تخت کو دیکھتا ہوا چلا پانچ کوس تک زیر تخت گیا پانچ کوس پر جا کے
تخت غائب ہوا چابک سوار رفتار اسی جنگل مین بھٹکتا رہگیا لیکن صورت بدل کے
اسی جنگل مین پھرنے لگا دل کو یقین کامل ہے کہ وہ شاہزادہ جہانگیر یا تو قید کو لے گئی
ہو یقین ہے کہ یہی لوح دار ہو جب شاہزادے کو لوح ملے کیا عجب ہے کہ مین بھی پا
شاہزادہ ہو چونکہ اس سوچ مین پھر رہا ہے لیکن وہ نازنین شاہزادہ جہانگیر کو لیکے
چلی سامنے ایک قلعہ معلوم ہوا اس قلعے مین لیکر جہانگیر کو آئی ایک باغ مین جا کے
داخل ہوئی اور آواز دی کہ ارے کہان گئین قریب دو سو کنیزون کے کنج باغ سے
پیدا ہوئین آ کے ملکہ کو گھیر لیا ملکہ نے ارشاد فرمایا کہ فرش بچھاؤ اسی وقت چبوترے
پر فرش بچھایا گیا مسند آراستہ ہوئی اس نازنین نے اشارہ کیا جہانگیر مسند پر آ کے
بیٹھے پھر اس نازنین نے کنیزون کو حکم دیا کہ کچھ گاؤ ایک نازنین نہایت شوخ و شنگ
باجا بجانے لگی اور یہ غزل عاشقانہ گانے لگی ۔ نظم

آنکھون میں ہے کوچۂ دلدار کا خیال　　بلبل کو بھولتا نہین گلزار کا خیال
ہر دم ہے دل کو ابروئے خمدار کا خیال　　کرتا ہے قتل یار کی تلوار کا خیال
ایسا میں محو جلوۂ رخسار ہو گیا　　رہتا ہے خواب میں بھی شب یار کا خیال
سودا ہوا تصور زلف سیاہ سے　　کیا مبتلا ہو گیا ہے دلدار کا خیال

دن رات آسمان کی جانب نگاہ ہے — اللہ رے تیرے طالب دیدار کا خیال
حسرت سے دیکھ لیتا ہون مین چاند کیطرف — آتا ہے جب مجھے ترے رخسار کا خیال
بلبل ترے ترانے ہین کانون کو ناپسند — جب سے سنا ہے اک گل بیخار کا خیال
کافی ہے ایک جنبش ابرو برائے قتل — اے ترک ہے عبث تجھے تلوار کا خیال
نظرون مین نور سب گل شاداب خار ہین — جب سے ہے دل کو اک گل بیخار کا خیال

اس خوش الحانی سے اُسنے یہ غزل گائی کہ اہل محفل تعریفین کرنے لگے مگر جہانگیر نے خیال کرکے دیکھا کہ زمین کو گردش ہے طبیعت پر ایک گرانی پائی جاتی ہے یہ نگاہ وزدیدہ مکتوب کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم وا ہر سیار این عجائبات اگر یہ جو ادارات جلوہ تمکو لیکر باغ ولکشا مین جائے تو بہت ہوشیاری سے کام کرنا وقت ظہور بلا فتنہ صاحبقرانی بہت قریب ہے ورنہ زمین کو گردش ہوگی اور مکتوب قبضہ سے نکل جائیگا مکتوب کو دیکھکر شاہزادہ جہانگیر کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ایک طرف سے آواز آئی کہ اے فرزند رستم صاحبقران اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچکے جاؤگے یکایک ایک جوان سر برہنہ گرز کشتی سو من کا ہاتھ مین لیے ہوئے اس جلدی مین آیا کہ جہانگیر سنبھل سکے نہ تھے آتے ہی گرز مارا جہانگیر نے بہ تعجیل سپر کو اُٹھایا گرز آکر سپر پر لگا یہ صدمہ پہونچا کہ گھٹنون تک زمین مین غرق ہوگئے اور جوان گرز مارکر بھاگا آواز آنے لگی کہ واہ رے لنگوٹے بھگوڑے میرے مہمان پر گرز مارا اور بھاگ گیا قریب شاہزادے کے آکے ہاتھ ملتا ملنے لگی شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ میرے قریب نہ آنا مین زمین سے نکل آؤنگا یہ کہکے شاہزادہ تاوار بیاسر کر بمشکل زمین سے نکلا زمین پر قائم ہوکے کھڑے ہوئے اچھی طرح سنبھلنے نہین پائے تھے کہ پھر وہی جوان مثل شعلہ جوالہ نکلا غل کرکے قریب شاہزادہ جہانگیر کے پہونچا ایکی مرتبہ گرز اس زور سے مارا کہ شاہزادہ کمر تک زمین مین غرق ہوگیا بمشکل اپنے کو نکالا کہ پھر دوسری جوان کا نعرہ ہوا جہانگیر سوچے کہ اب کی ہڈیان ٹوٹ جائینگی جیسے ہی اُسنے آکر گرز مارا شاہزادہ جہانگیر نے بھالا کی کلہ عمود پہ ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ اُسنے گرز چھوڑا

شاہزادے کو لپیٹ پڑا کہتا تھا کہ اے فرزند صاحبقران مجھ ایسا آپ کو حریف نہ ملا ہوگا وہ
نازنین طرف جہانگیر کے کھڑی ہے اُس جوان کو کوس رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ اے
دغاباز وجعلساز کوئی ایسا فریب کرتا ہے ان شہریار بیبیٹے نہ پاسکے جہانگیر ہر قسم
زور کر کے لے دوڑے ہیں وہ اپنے کو بمشقت بچاتا ہے چار گھڑی اسی حال سے لڑا
ایک مقام پہ جہانگیر ریل کے لے دوڑے مراد سے مکتوب کی باہر ہو چکے ہیں پانچ سات
قدم پر لا کے پٹک مارا کہ دونوں گھٹنے اُس جوان کے آشنا یہ زمین ہوئے کمر میں ہاتھ
ڈال کر اُٹھا لیا چاہا کہ جھنجھوڑ کر زمین پر ماروں وہ نازنین یہ کہتی ہوئی دوڑی کہ اے
شہریار اس غریب پر رحم کیجیے اسکی خطا معاف فرمائیے یہ کہتی ہوئی جو قریب آئی
شاہزادہ جہانگیر نے اُس نازنین پر اسکو کھینچ مارا وہ پرا ٹھا ہوکر گری جہانگیر جھپٹ کر
قریب آئے جوالی پکڑ کے ہاتھ مارا اور سر تن سے کھینچ لیا کنیزیں یہ کہکر غل مچانے لگیں
کہ بیبی لو صاحبزادہ ان محبت کا ثمرہ پایا ہے ہماری بی بی کو مارا ارے حرامیو
اس شخص کو مار لیا تو شہر سے باغ سے ہزارہا ساحر تیغ بکف پیدا ہوئے آکر جہانگیر
پر حملہ کرنے لگے شاہزادہ جہانگیر نے سر اُسکا پھینک کر دستنبو قینچی کو اُٹھایا اپنے کو
حربوں سے بچا کر دستہ قینچی کو کھولا ایک برق چمکی کہ آنکھیں خیرہ ہونے لگیں دیکھا کہ
ایک تختی الماس ہے اُسپر حروف یاقوت احمر کے ہیں اور پیشانی پر لکھا ہے کہ یہ لوح طلسم
[illegible] الطرفین ہے شاہزادہ جہانگیر نے لوح کو چمکایا جیسے ہی لوح چمکی وہ سب ساحر
بھاگے کہتے ہوئے کہ ہم نابینا ہوجائیں گے طلسم کشا بڑا صاحب اقبال ہے دیکھو تو
لو حارا ان جادو کو کس مکر سے مارا وہ جوان کہ جسنے شاہزادہ جہانگیر پر گرز مارا تھا
وہ تڑپ کر اُٹھا قدموں پر جہانگیر کے گرا کہا کہ اے شہریار بعد مدت دیدار آپنے مجھے
مجمع سے ان ساحروں کے نجات دلائی فغفور حبشی میرا نام ہے ملازم آسمان پری رہا جب
آپکے قبلہ وکعبہ پردۂ قاف میں آسکے آپکے والد ماجد کے ساتھ رہا اور جب
صاحبقران عالی شان نے کوہ زہرہ چہرہ پہ عفریت کو مارا ہزارہا نرہ دیو
کوہ قاف سے بھاگے پردۂ دنیا میں آگئے یا جیسے غلام بھی اسے ملاقات

طمطراق جادو اس طلسم میں آیا اُسنے دھوکے سے مجھے اس طلسم میں باندھا ہزاروں بندگان
خدا میرے ہاتھ سے مارے گئے مگر آپ طلسم کشا ہیں چلیے اپنے سرداروں کو رہا کیجیے
لوح میں ملاحظہ فرما لیجیے جو میں عرض کرتا ہوں خلاف ہو یا مطابق صداقت ہے
بدون ملاحظہ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا اب شاہزادہ جہانگیر نے دیکھا کہ مکتوب ہے [illegible]
ہوا لوح طلسمی موجود ہے قول فغفور چینی کو ملاحظہ فرمایا [illegible] دیکھا کہ یہ شہر خداداد [illegible]
ہو مگر اسکی حفاظت کرنا یہ مضمون دیکھ کر جہانگیر فغفور کے ساتھ چلے وہ اُنکو بارہ دری
میں لایا کہ جہاں اُس نازنین نے جلسہ آراستہ کیا تھا لاشہ اُسکا پڑا تھا فغفور نے فرش
ہٹایا بیچ میں ایک تختہ سنگ لگا تھا کہا کہ اے شہریار اس تختہ سنگ کو ہٹائیے جو رہ
نقب نکلیگا اسمیں تشریف لے جائیے شاہزادہ جہانگیر نے تختہ سنگ ہٹایا اور اُس
نقب میں داخل ہوئے سیڑھیوں کو طے کرکے باہر نکلے دیکھا کہ ایک میدان سرسبز
شاداب ہے گھاس وہاں کی مثل ریشم کے نرم نرم ہے ہوا معتدل چل رہی ہے
کہ ایک طرف سے آواز آئی اے طلسم کشا غلام کو بچائیے دیکھا کہ ایک ساحر سر پر
چابک صبا رفتار کو گھیرا ہے چابک بھاگتا پھرتا ہے جہانگیر نعرہ کرکے جا پڑے لوح
چمکائی ساحر بھاگا چابک دوڑ کر قدموں سے لپٹا کہا کہ حضور آپ کے تشریف لانے کے
بعد گینڈا بنکے یہ ساحر مجھکو اُٹھا لایا اب میں اسکے قبضہ سے چھوٹا ہوں بھاگا بھاگا پھرتا
تھا یہ چاہتا تھا کہ گرفتار کرے حضور کو دیکھ کر میں نے غل مچایا جہانگیر نے ہنس کر کہا
کہ مہتر صاحب قریب آؤ چابک ہاتھ باندھے ہوئے قریب آیا جہانگیر [illegible] نے لوح طلسمی
کاندھے سے اُسکے مس کی چابک نے ایک چیخ ماری بدن سے شعلہ آتش نکلا مثل ہیزم
خشک جل کر تمام ہوا آواز آئی کہ کشتی میرا نام مس نرد بان جادو بود دوسری طرف سے
آواز آئی کہ اے شہریار غلام کو بچائیے غلام کا خاتمہ ہوتا ہے جہانگیر نے پلٹ کے
دیکھا کہ ایک ساحر نے ہامان کو پکڑا ہے گلے میں پھانسی لگا رہا ہے جہانگیر جھپٹے ساحر نے
پھانسی گلے میں ہامان کے ڈال دی اور ایک جھٹکا مارا کہ ہامان کی آنکھیں نکل آئیں
تڑپ کے تمام ہوا شاہزادہ جہانگیر نے جو اپنے رفیق کا لاشہ دیکھا بیتاب و بیقرار ہو

فرماتے تھے کہ ای رفیق شفیق تو نے ہماری محبت مین جان دی کہ تیسری طرف سے رونے کی
آواز آئی کہ جیسے کوئی رو رو کر کہتا ہو کہ اے شہریار لونڈی نثار ہوتی ہے اب ہمارے
آپ کے عدم مین ملاقات ہوگی دیکھیے اب کیا گذرے اُن لوگون سے سامنا ہو کہ جنکے مرتبے
سے آگاہ نہین قبر کی تنہائی پرسش نکیرین برائے خدا صحیفۂ ابراہیمی تلاوت فرمایئے گا
شاہزادہ جہانگیر نے پلٹ کر دیکھا کہ وہی ساحر جسنے یاران صحرا نورد کو مارا تھا ملکہ
رنگین قمر طلعت کے سر پر تیغہ لیے کھڑا ہے ملکہ رنگین کلام حسرت کہہ رہی ہے جہانگیر
جھپٹے للکارتے ہوے کہ او جلاد صاحب بیداد تیغہ دار تا اُس ساحر نے خنجر مارا ملکہ
رنگین کا سر کٹ کر گرا لاشہ خون مین تڑپنے لگا سر بریدہ رنگین کا دیکھ کر جہانگیر کو
تاب دم نہ رہی دوڑ کر سر اُٹھا لیا عارض کے بوسے لیتے تھے فرماتے تھے کہ اے ثابت قدم
کوے محبت تو نے ہماری محبت مین جان دی افسوس ہے کہ قاتل بھی تیرا نکل گیا خنجر کمر
سے نکالا کہ اپنا گلا کاٹ لون کہ درخت پر سے رونے کی آواز آئی جہانگیر بالا توقیر نے سر اُٹھا کر
دیکھا کہ ایک طوطی زرین بال پر دون سے سر پیٹ رہی ہے مثل انسان کے گویا ہے کہ
مقام افسوس ہے ناصبر اس سے ہے اُس سے صلاح ذکر ہے جہانگیر کو یاد آیا لوح کو جو
ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم بین السطر فلین پہ نمود ہے جو طلسم کو
لوح کا عکس لاشۂ رنگین پر ڈالا تو سب حال کھل جائیگا شاہزادہ جہانگیر نے سر
پھینکا لاش پر جو سایہ لوح کا ڈالا ایک دھوان بلند ہوا دیکھا کہ لاش سے آٹے کا پتلہ
ہے لاحول پڑھ کر سر پھینکا مگر حیران تھے کہ یہ مددگار کون تھا پنہان خیر خواہ تھا کہ جسنے
جان بچائی پڑا اسکا خیال رہا تھوڑی دور آگے بڑھے تھے کہ دیکھا ایک گنبد ہے گنبد کے
دروازے پر چند شیر بیٹھے ہین جہانگیر نے لوح کو دیکھا اُن شیرون نے شاہزادہ
جہانگیر پر حملہ کیا جہانگیر نے جسکے ساتھ لوح کر دی وہ چیخ مار کے بھاگا ان شیرون کو
بھگا کے در گنبد پر آئے جب قفل توڑا تو کراہنے کی آواز آئی ثابت ہوتا تھا
کہ کوئی دردمند کراہ رہا ہے اندر آ کے دیکھا کہ ایک جوان اٹھارہ بیس برس کا سن
تاج ڈھلکا ہوا آنکھون مین حلقے چہرہ اُداس عالم یاس زمین پر پڑا ہوا ہے

رہا یہ شاہزادہ جہانگیر نے آکر لوح کا عکس پڑوالا یاران سیاہ جو جسم سے لپٹے
ہوئے تھے وہ چھوڑ کر اس جوان کو علیحدہ ہوئے اس جوان نے آنکھیں کھول کر کہا کہ
اے معین و مددگار آپ کون ہیں کہ آپ کے قریب آنے سے روح کو راحت و قلب
کو قوت حاصل ہوئی یاران سیاہ جو صدمے سے ہوشیار رہے تھے وہ ہٹ گئے جہانگیر
نے قریب پہونچکر زبان سے اسکی سوزن نکالی سوزن زبان سے نکلتے ہی اس جوان نے
کچھ ہونٹھ ہلائے کہ ہتھکڑیاں بیڑیاں کٹ کر گریں وہ جوان اٹھکر قدموں سے لپٹ گیا
کہا کہ کیا آپ کے پاس لوح طلسمی ہے آپکا نام نامی شاہزادہ جہانگیر فرزند امیر کبیر ہے
جہانگیر نے اقبال کیا اس جوان نے رو کر کہا کہ اسے شہریار میں وزیر ان طلطراق کا بیٹا
ہوں ملک سہیل آسمان سپر کہ بزرگ طلسم ہیں اُنھوں نے مجھے پرورش کیا تھا
محبت فرماتی ہیں طلطراق کو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو اس کو بادشاہ کر دیں شکار
واسطے شکار کے بہانے لے گیا دم دے کر پکڑ لیا اس مقام کی حاکم سفتری جادو
ہے اُسکے سپرد کیا وہ ملعونہ خود مجھ پر عاشق ہوئی عجیب عجیب صدمات پہونچائی تھی
ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مرد بزرگ مژدہ دیتے ہیں کہ فرزند ارجمند
صاحبقران زمان جہانگیر نوجوان آکر تجھکو رہا کریگا اب میں آپ کے ساتھ ہوں
تشریف لے چلیے میں آپکو مقام سفتری جادو بتاؤں اُسکے قریب سے اپنے کو
بچائیے گا سفتری نام ہی قہر اسکے ہر کلام میں ہے نہیں معلوم کیا کیا فساد برپا کریگی
بدون ملاحظہ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا یہ کہتا ہوا ساتھ چلا یاقوت تاجدار اپنا نام بتایا
کہا کہ میں دربار طلطراق تک حضور کو پہونچا دونگا جب گنبد سے باہر نکلے
سامنے چشمہ آب تھا شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ اے یاقوت تھوڑا پانی
لاؤ یاقوت قریب چشمہ کے پہونچا چاہا کہ پانی لوں چشمے سے ایک نہنگ نکلا اور
یاقوت تاجدار کو لپیٹ گیا یاقوت نے آواز دی کہ غلام کو بچائیے جہانگیر دوڑے وہ
نہنگ یاقوت کو لیکر چشمہ میں سما گیا شاہزادہ جہانگیر کو بڑا قلق ہوا کہ ایک رفیق
ملا تھا وہ بھی جدا ہوا یہ دل میں کہتے ہوئے تھوڑی دور آگے بڑھے تھے کہ گلے نے کی

آواز کان میں آئی سر اٹھا کے دیکھا کہ سامنے ایک قصر ہے اُسمیں سے گانے کی آواز
آتی ہے جب قریب قصر پہونچے تو ایک تاجدار قصر سے نکلا آ کے شاہزادہ جہانگیر کو سلام کیا
اور دست بستہ عرض کی کہ غلام اس سرحد کا حاکم ہے شیر رنگ تاجدار نام ہے طمطراق جادو
بادشاہ طلسم یہاں آیا چاہتا ہے حضور چلکر صحبت میں بیٹھیں جب طمطراق آئے تو اُسکو
ماریئے تمام طلسم پر قبضہ ہو یہ سنکر شاہزادہ جہانگیر خوش ہوئے ساتھ اُس تاجدار کے
قصر میں آئے دیکھا کہ قصر نہایت آراستہ و پیراستہ ہے مسند شاہانہ درست چند نازنینان شکل
مہ جبین ہیں ایک رقاصہ مصروف عیش و نشاط ہیں شیر رنگ تاجدار نے بصد اعزاز و
اکرام شاہزادہ جہانگیر کو لاکے مسند پر بٹھایا رقاصہ سے اشارہ کیا ایک ایک سے
کہتا ہے یہ ہمارے ملک میں انکی اطاعت سے جان بچ جائیگی وہ رقاصہ اپنے مقام
سے سلام کر کے اٹھی گت ناچی گت ناچ کر سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی غزل

دو چلانے سے ہوں اے چرخ ستمگار جدا ... ایک ہفتہ تو نہ ہو مجھ سے مرا یار جدا
میان سے کرتا ہے وہ ترک جو تلوار جدا ... تن سے ہوتے ہیں سر عاشق غمخوار جدا
اور معشوق میں یہ غمزہ و عشوہ ہے کہاں ... تیرا انداز زمانے سے ہے اے یار جدا
اے مسیحا تری آنکھوں میں ہیں عاشق دو ہزار ... دل بیمار جدا نرگس بیمار جدا
یار احسان خلائق سے مجھے نفرت ہے ... رہے کیونکر نہ مری سقف سے دیوار جدا
دل صد چاک پہ اک پیچ نیا پڑتا ہے ... زلف کا شانے سے ہوتا ہے جو ہر تار جدا
عمر بھر ساتھ نہ اے رشک پری چھوڑونگا ... سایہ کی شکل سے ہونگا نہ میں زنہار جدا
ڈر خدا کا ہے تو ہے پاس صنم کبھی اے دل ... شیخ تسبیح سے کیونکر کرے زنار جدا
ایک جا رہنے نہیں پاتا فلک کے ہاتھوں ... میں جدا رہتا ہوں اے نور مرا یار جدا

وہ نازنین گاتی جاتی ہے بتانے میں نہایت تکلف کرتی ہے کبھی اپنے سینے پر ہاتھ رکھتی ہے
اسطرح سینہ اُبھارتی ہے اور آنکھ چار کر کے اشارے کرتی ہے کہ شاہزادہ جہانگیر
بیتاب و بیقرار ہو جاتے ہیں جوں جوں گانا سنتے ہیں ہوش و حواس میں فرق آتا جاتا ہے
اُس نازنین نے گاتے گاتے تلوار کی جانب اشارہ کیا شاہزادہ جہانگیر نے پرتلے سے

تلوار نکالی رقاصہ کو دے دی بعد تھوڑی دیر کے اُسنے کمان کو اشارہ کیا شاہزادے نے
کمان بھی دے دی جب سب سلاح دے چکے تو اُسنے چٹکی سے زمین سونا اُچھلنے لگی
بتاتی جاتی ہے اور لوح پر اشارہ کرتی ہے کہ یہ مجھے دیجئے تاجدار سر پر کسی رانی کر رہا ہے
جہانگیر نے لوح اُتار کے گلے سے رقاصہ کو دی جیسے ہی لوح رقاصہ کے ہاتھ میں آئی
تاجدار سے آنکھیں ملا کر رقاصہ نے کہا کہ لو اے مفتری کام ہو گیا اب کیا بات ہے
سب نے دیکھا کہ پاؤں وہ تاجدار تاج مرصع پہنے ہوئے مصروف خدمتگاری تھا اب
دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام بد انجام کوڑا ہاتھ میں لیے کھڑی ہے کہہ رہی ہے کہ کیوں
پھر تجرہ ہمارا کارنمایاں دیکھا لوح طلسمی یوں لیتے ہیں یوں دغا کا دیتے ہیں اب تیرے
ہاتھ سے بچ کر کہاں جائے گا شاہزادہ جہانگیر نے چاہا کہ قبضے پر ہاتھ ڈالیں تلوار پہلو
میں نہ پائی دوش پر ہاتھ ڈالا چلہ کمان سے شانے کو خالی پایا گھبرا کے اپنے مقام
سے اُٹھے مفتری نے اشارہ کیا جہانگیر سے حکم دیا کہ ہتھکڑیاں بیڑیاں لاؤ کنیزوں
نے شاہزادے کو قید پہنائی جب شاہزادہ مسلسل و مطوق ہو چکا مفتری نے کہا کہ
اژدہا بلاؤ اژدہا بلے پر شاہزادہ جہانگیر کو سوار کیا مفتری طاؤس پر سوار ہوئی کنیزیں
باز و بط و قمر قرون پر سوار ہوئیں اس طرح قید لیکر طرف قلعہ طلسمی کے چلی راہ میں
جو قید طلسم کشا دیکھتا ہے وہ مفتری کی تعریفیں کرتا ہے مفتری جادو سے کوہ
کرتی ہوئی سامنے قلعہ طلسمی کے پہونچی شاہزادہ جہانگیر نے دیکھا کہ ایک قلعہ آہنی
نہایت بلند و مرتفع ہے اُسپر توپیں لگی ہوئیں چند ساحر تعینات رہتے ہیں جو کھونٹے نشانات
ہوا میں اُڑ رہے ہیں خندق میں پانی جوش مار رہا ہے کہ دروازہ قلعے کا کھلا ساحروں نے
پل تختہ ڈالا مفتری کو آگے گلہ لیا پھر ایک ساحرہ نے پوچھی ہے کہ کیوں ہوا اپنے
ہوشیار کو کیونکر گرفتار کیا مفتری سب سے حال بیان کرتی ہوئی قلعے میں آئی تمام
سرداران طمطراق و وزیران باشوکت برائے استقبال مفتری آئے مفتری کو
لیکر دربار میں طمطراق کے پہونچے شاہزادے نے شکل اہل اسلام سلام کیا طمطراق
نے کہا کہ اب یہ جوان چراغ سحری آفتاب لب بام ہو رہا ہے اسکی پاؤں کا تیرا ساتو

خدا سے نادیدہ کی تعریف کرتا ہے اب وہ صلاح کرو کہ سارے اہل طلسم کی جان بچے
جس روز سے یہ لوگ آئے لاکھوں ساحر مارا گیا قلعے اسلام آباد ہو گئے ہر مقام پہ
انہی کی عملداری ہے سب دربار میں خوشیاں کرنے لگے قضا سے کار رفتہ
یاقوت تاجدار ملکہ برقان تو بیکر دربار میں بیٹھی ہوئی ہے مفتر کی جادو کی تو
بڑی قدر ہے برقان سے جو یہ حالات دیکھے اور یہ بھی ذکر تھا کہ یاقوت تاجدار
سے رہائی پائی تھی مگر گردن جادو کی زوجہ بانی جادو نے گرفتار کر لیا [illegible]
[illegible] ہو سے رنجیدہ کہتی ہے کہ افسوس فلک نے یہ کیا سامان دکھایا میرا باپ کا
یہی قول تھا اور بزرگوں نے خواب میں کہا یہی خبر سنائی تھی کہ طلسم کشا آئے گا میں
دلیر کو رہا کریگا مگر افسوس ہے کہ رہائی بھی ہوئی اور قید بھی ہو گئے اب تو اسے واقعات کیونکر
ہوگی فلک نے عجب گردش دکھائی دیکھئے اب کیا ہوتا ہے طوطراق شیروں سے صلاح
کرتے تھے کہ یارو مقدمہ لوح میں کیا کیا جائے میں نے سنا ہے کہ اسد جوان کے بھائی
صاحبان لیاقت ہیں اور سب نے طلسم توڑے ہیں ایسا نہ ہو کہ ان لوگوں کے قتل کے
وہ لوگ باوجود کریں جہاں کہیں لوح ہوگی حاصل کریں گے ایسی مکار وہ کے پاس لوح
تھی اور کیا کیا عیار سے مقرر تھے مگر وہ سب عیاروں سے شکست ہوئے اور لوح طلسم
حاصل ہو گئی اور اب مشکل یہ ہوئی کہ دربند ٹوٹ گئی مرحلے بھی شکست ہو چکے جو کوئی قصد
کریگا وہ سیدھا طلسم میں چلا آئیگا لوح حاصل کریگا ایسے مقام پر لوح رکھو کہ کوئی
لوح نہ پاسکے بلکہ نگاہ نہ آسکے کسی نے کہا کہ لوح توڑ ڈالیے طوطراق نے کہا کہ یہ
غیر ممکن ہے لوح کو توڑ نہیں سکتے آخر یہ صلاح ہوئی کہ یہ دہ قاف میں ایک تھا
ری کہ اسکو چہار موجہ سلیمانی کہتے ہیں طبقہ زمین وہاں کا ٹوٹا ہوا ہے پانی ہی
پانی ہے اگر کوئی ساحر وہاں جائے اور لوح کو چہار موجہ میں پھینک کر چلا آئے
تو پھر تا روز قیامت کوئی لوح نہ پائے ایک ساحر ہے کہ اسکا نام [illegible] جادو ہے
وہ اپنے مقام سے اٹھا اور دست بستہ عرض کی کہ اے بادشاہ طلسم آپ نے بہت
خوبصورت سجا فرمایا میں ایک دن سیر کرتا ہوا جاتا تھا قصر البحرین پہ پہنچا

وہاں سے میں نے دیکھا تھا کہ اسطرف جہاز کبھی نہیں آتے دور سے پلٹ جاتے ہیں
وہاں کا پانی چرخ مارتا ہے اگر کوئی وہاں جاکر پھنسے نکلنا بہت دشوار ہے اکثر جہاز جو جاکر پھنسے
انکے لوگ مرگئے جہاز وہاں چرخ مار رہے ہیں اگر غلام کو حکم ہو تو غلام وہاں جاکے
لوح پھینک آئے طمطراق نے عقاب جادو سے عہد و اقرار لیا کہ راہ میں کہیں
ٹھہرنا قصر البحرین پر جاکر اترنا اور کسی مقام پر نہ اترنا عقاب نے کہا کہ غلام ایسا
تیز پرواز ہے کہ تیسرے دن پلٹ کر حاضر ہوگا لوح کو پھینک کر فوراً چلا آئیگا طمطراق
نے عقاب جادو سے عہد و پیمان لیکر کہا کہ اے سفیر تم نے وہ کار نمایاں کیا کہ
تمام اہل طلسم کی جان بچائی ورنہ سب مارے جاتے تم تین دن طلسم کشا کو اسی قلعہ
میں قید کرو جب عقاب پلٹ کر آئے اسی دن میدان خونی کی تیاری کرو اسی دن
طلسم کشا قتل ہو تب ہم سب کو آرام ملے مقتری نے عرض کی کہ حضور ایسی نگہبانی
کروں کہ [illegible] کردوں یہ کہ کے طمطراق نے لوح ہاتھ میں عقاب جادو کے دیا
کہا کہ اے عقاب میں نے تمہیں خداوند سامری و جمشید کے سپرد کیا [illegible] عقاب
کہیں راہ میں نہ ٹھہرنا عقاب نے عرض کی کہ غلام کسی مقام پر نہ ٹھہریگا اور نہ کسی
ملاقات کریگا تین دن کا کھانا پانی میں نے جھولی میں رکھ لیا ہے جاکے لوح پھینکا
چلا آؤنگا کچھ پہر میں جاؤں اور کچھ پہر میں آؤں اگر کسی اور شخص کو بھیجیے گا تو ایک
مہینے میں جائیگا اور ایک مہینے میں واپس آئیگا اس رائے کو سب وزیروں اور
امیروں نے پسند کیا کہ حضور نے واسطے لوح کے کیا خوب تدبیر کی لوح کو غائب کیا
اب لوح کسی کو نہ ملیگی اگر سو برس وارث طلسم کشا آئینگے تو سر ٹکرا کر چلے
جائینگے عقاب جادو لوح کو لیکر نکلا مگر برقان یہ انتظام دیکھکر [illegible] گھبرائی
بڑا غضب ہوا حقیقت میں لوح ایسے مقام پر جاتی ہے کہ اب جسکا ملنا نہایت دشوار
ہوگا اے برقان اسی عقاب کا تعاقب کروں اگر اسکو راہ میں پاگئی اور مار کر
اسکو لوح پائی اور طلسم کشا کو دی تو یاقوت تاحیات [illegible] رہائی پائیگا ورنہ میں بھی
اپنی جان دونگی یہ سوچ کر بارگاہ سے نکلی اور تعاقب میں عقاب کے چلی

عقاب جادو عقاب بنا ہوا اڑتا ہوا جاتا ہے اور برقان تعاقب میں مگر عقاب جادو
اس زور میں جاتا ہے کہ برقان قریب نہیں پہونچ سکتی ہر چند چاہتی ہے کہ برابر پہونچ جاے
لیکن ممکن نہیں کہ پہونچے عقاب جادو جو تیز روی کے ساتھ چلا سوچا اس کوشش
جاکے تھکا چہار جانب نگاہ اٹھاکے دیکھنے لگا کہ کوئی مقام ایسا ملے کہ وہاں اتروں چند
ساعت ٹھہروں پھر اڑ کے چلوں یہ سوچ کر نگاہ جو اٹھائی ایک پہاڑ نظر آیا کہ اس پر چشمہ بھی
بھی ہے کنارے لولی کرہ سی پہاڑ پر چلا سوچا کہ پانی بھی پیونگا اور تھوڑی دیر یہاں ٹھہرونگا
یہ سوچ کر طرف پہاڑ کے چلا آخر پہاڑ پر اترا پانی پیا اب ٹہل رہا ہے کہ برقان پہونچی دور سے
دیکھا کہ عقاب جادو ٹہل رہا ہے چاہتا ہے کہ پرواز کروں یہاں سے بھی نکل جاؤں
یہاں برقان سوچی کہ اگر یہ یہاں سے نکل گیا تو پھر دستیاب نہ ہوگا جو ہوسکے اسی مقام
پر گرو جھولی سے کارد نکالی اسپر اسم سحر دم کیا ہوا سے اترنے لگی جب قریب پہونچی
کارد پھینک ماری پشت پر عقاب جادو کے پڑی کارد توڑ کر سینے کو پار کر دی عقاب
جادو گرا برقان پہاڑ پر آئی جھولی سے لوح نکالی اپنی جھولی میں رکھی پھر پرواز کیا
کرکے طرف قلعہ طلسمی کے چلی یہاں مفتری نے طلسم کشا کو اس طرح قید کیا ہے کہ
وسط قلعہ میں ایک حجرہ ہے اسمیں تو آپ آکر بیٹھی حجرے کے سامنے میدان ہے اسمیں
طلسم کشا کو بٹھا دیا آپ بیٹھی شراب خواری کر رہی ہے کہ برقان آکے پہونچی دور سے
برقان نے دیکھا کہ مفتری حجرے میں بیٹھی ہوئی شراب خواری کر رہی ہے برقان نیچے
اتری طرف طلسم کشا کے چلی مفتری نے جو دیکھا پکار کر آواز دی کہ کون آتا ہے برقان
نے کچھ جواب نہ دیا آخر مفتری نے ایک گولا مارا برقان نے لوح کو چمکا دیا گولا لوح سے
ٹکرا بیکار ہوا مفتری نے کئی سحر کیے برقان نے لوح سے باطل کیے مفتری نے پکار کے
آواز دی کہ اے شخص تو کون ہے کہ قریب طلسم کشا کے جاتا ہے برقان نے جواب نہ دیا جھپٹ کر
اپنے کو قریب طلسم کشا کے پہونچایا لوح اٹھا کر آواز دی کہ اے مفتری یہ کیا لوح لیکر چلا
ہوا ہے اسکو لیجے مفتری وہاں سے دوڑی پکارے او ظالم تو کون ہے کہ طلسم کشا کا
کیا شی دیتی ہے خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ تیرا عذاب کا نشانہ ہوگی برقان نے ایک دفعہ

لوح لیکر نکلا میں طلسم کشا کے جہاد کی لوح جو گلے میں طلسم کشا کے آئی تھی ٹوٹ کر گری اور پہ سے جو یہ معرکہ دیکھا کئی ہزار جادوگرنیاں جو اسکے ساتھ ہیں انکو اشارہ کیا کہ اسے صاحب برقان جادو صاحب شہنشاہ کو غضب ہوا کہ طلسم کشا کو لوح دیدی حیدر طرف طلسم کشا کے چلیں حیدر سے کہا کہ جاکر شاہ کو خبر کرو معلوم ہوتا ہے کہ عقاب جادو مارا گیا جب تو اس ظالم نے لوح پائی کیونکہ دستیاب ہوئی اس ظالم نے بڑی کوشش کی شاید اسنے عقاب جادو کو مارا لوح لیکر آئی ہے طمطراق کو جو یہ خبر ہو پہنچی غصے میں دار الامارہ شاہی سے نکلا نعرہ طلسم کشا کی آواز سنی۔ نعرہ جہانگیر

| جہانگیر ابن امیر عرب | بہ عالم جہانگیر دالالقب<br>شہ لزلزل فتد درمیان مصاف | اگر تیغ گیرم برکشم از غلاف |
|---|---|---|

نعرہ کر کے شاہزادہ جہانگیر لڑنے لگے رشیان شہر کے جو یہ خبر سنی اپنے اپنے محلے سے دوستوں کو ساتھ لیکر نکلے وہیں سے بعضوں نے اپنے اپنے نام کے نعرے کیے کہ ہم غلامان طلسم کشا ہیں شہریار ہمکو یقین کامل ہوا کہ آپ قاتل طمطراق ہیں اسنے لوح کی وہ تدبیر کی تھی کہ امید نہ تھی کہ اب کوئی اہل دنیا لوح پائیگا مگر آپ صاحب اقبال نامی نامدار فرزند صاحبقران عالیوقار ہیں کس لطف سے آپ کو لوح ملی کسی کو امید نہ تھی کہ آپ رہائی پائینگے آگے صاحبان اقبال کے لیے ایسا ہی ہوتا ہے کہ جیسا آپ کے لیے ہوا جو جہانگیر کے قریب آیا اسکو شاہزادہ جہانگیر نے امان دی برقان کی وجہ سے کئی ہزار جادوگر آگے بڑھے برقان نے بڑھ کر عرض کی کہ یہ سب غلامان حضور ہیں کبھی اطاعت سے گردن تابی نہ کرینگے ہر ایک کی پشت پر طلسم کشا نے ہاتھ رکھا کئی ہزار آدمی ساتھ ہو گئے طمطراق جادو نے جو دیکھا کہ اہل فوج کے بھی لوگ شریک ہو گئے گھبرا گیا مگر برقان نے سفتری کو گھیرا سفتری نے پکار کے آواز دی کہ او نادان بیوقوف تو نے غضب کیا کہ لوح لا کے طلسم کشا کو دی اب میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگی یہ کہکے سفتری نے ہاتھ سے ایک طائر چھوڑا اور پکار کے آواز دی اسے طائر ساحر کا برقان کو دیوانہ تو کر دے طائر نے گرد سر برقان کے چرخ مارا ایک چیخ ماری کہ میدان

مشغول ہے افسر لڑ رہے ہیں اور جہانگیر مصروف جنگ ہیں بجائے سپر لوح ہاتھ میں داہنے
ہاتھ میں تیغ کھنچا ہوا شیرانہ و نہنگانہ لڑتے ہوئے آتے ہیں اکثر افسران فوج جرأت
شوکت دیکھ کر فریاد کرتے ہیں کہ اے شہریار ہم آپ کی اطاعت کرتے ہیں ہماری
جان بخشی فرمایئے اس طرح سے کئی افسر شریک ہو چکے ہیں ساٹھ ستر ہزار جادوگر ہمراہ
رکاب ہیں جو کہ سحر کر رہے ہیں طمطراق طرف وزیروں کے متوجہ ہوا کہا کہ یارو آپ
سنگانے ہو گئے کیا بڑا وقت ہوا ہے وزیرو تم دیکھتے ہو کہ طیفور و اسفور دونوں بھائی
شریک ہوئے وزیروں نے فوج کو ترغیب دی خود بھی بڑھ کر سحر کیا آتش سحر برسائی
ساحر کے ساحر طلسم کشا کے حیران ہو کر کھڑے ہو گئے سحر کرنا بھول گئے اس وقت برقان
آ کے پہنچی کہ طلسم کشا لوح چمکا رہے ہیں برقان نے آ کر سلام کیا کہا کہ اے شہریار میری
خیر خواہی سرکار پر بخوبی ثابت ہے ذرا لوح مجھکو دیجیے میرے حواس درست ہوں شاہزادہ
جہانگیر نے لوح کو سامنے کیا جیسے ہی عکس لوح کا پڑا سحر جو مفتری نے کیا تھا وہ
اتر گیا شاہزادے کے قدموں پر گر پڑی کہا کہ اے شہریار میں سحر میں مفتری کے
تھی آپ سے لوح لینے آئی تھی مشتاق ہو کر لوح کو دیکھتے ہی ہوش میں آ گئی اگر آپ
لوح نہ چمکاتے تو میں لوح لیکر مفتری کو دے دیتی اب میں جا کے مفتری سے مقابلہ
کرتی ہوں یہ کہہ کے برقان جھپٹی للکار کے آواز دی کہ او مکارہ جو سحر تو نے کیا تھا
وہ اتر گیا اب میں تیرے مقابلے کو آئی ہوں مفتری نے جو برقان کو ہوش میں
پایا جل گئی تیغ کھینچا آپس میں تیغ چلنے لگا مفتری تو ساحرہ زبردست ہے اس طرح
کا تیغ مارا کہ سر برقان کا زخمی ہوا چاہا کہ سر کاٹ لوں برقان نے پکار کر آواز دی
کہ اے شہریار لونڈی رخصت ہوتی ہے شاہزادہ جہانگیر نے فوراً پلٹ کے دیکھا
کہ برقان کے سر سے خون بہ رہا ہے پیچھے ہٹتی چلی آتی ہے اور مفتری نے
سامنے میں تلوار کے لیا ہے چاہتی ہے کہ پہنچ کے تو ہاتھ ماروں جہانگیر با توسیم
جست و خیز کر کے قریب پہونچے ساحرہ سپر کر کے سامنے مفتری کے ہو گئے برقان کو
ہٹایا مفتری نے تیغ جہانگیر پر مارا جہانگیر نے لوح کو سامنے کیا عکس جو لوح طلسمی کا

مشتری کے پر پڑا تا جتا ہوگئی اوپر سے جہانگیر نے ہاتھ مارا مشتری یوں ہی سامنے کھڑی ہوگئی
شمشیر جو جھک کر گری مشتری کے دو ٹکڑے ہوگئے مرتے ہی مشتری کے اندھیرا ہوگیا آواز
آئی کہ کشتی مرا نام مشتری جادو بود مرنا مشتری کا جو طمطراق نے سنا گھبرا گیا وزیروں سے
کہا کہ بڑی رفیق قتل ہوئی اب میں نہ ٹھہروں گا راہ میں ایک گنبد ہے آسمان گنبد سامری
کہتے ہیں وہاں کی حاکم دنیا طلسم ملکہ سیمبر صحرا نورد ہے کہ وہ بزرگ طلسم ہے اُسکے پاس
جاتا ہوں وہ میری بزرگ ہے شاید کوئی تدبیر بتائے وزیروں نے کہا کہ بہتر ہے نکل چلیے
اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں قلعے میں قبضہ طلسم کشا کا ہوگیا اہل قلعہ اطاعت کرتے
جاتے ہیں طمطراق اُسی جنگ مغلوبہ میں تخت پر سوار ہوا اور وزیروں کو ساتھ لیا تخت کو بلند
کرکے آواز دی کہ جسکو ہمارا ساتھ دینا نہیں منظور ہے وہ قلعے میں رہ جائے اور جسکو ساتھ
دینا منظور ہو وہ میرے ساتھ چلے میں نے سلطنت سے ہاتھ اٹھایا تخت جو اڑا کئی لاکھ
ساحر طمطراق کے ساتھ چلے اہل قلعہ بعد جانے طمطراق کے فریاد و الغیاث کرنے لگے
اشرف روبال سے اپنے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے کہا کہ اے شہریار طمطراق تو نکل گیا حضور
کے ہم تابعدار ہیں اب اُن سے ہم مطیع اسلام ہوتے ہیں کئی ہزار ساحر تعبد فی مطیع
اسلام ہوئے شاہزادہ جہانگیر فتح و فیروزی داخل قلعہ ہوئے قیدیوں کو آکے
رہا کیا ملکہ رنگین قمر طلعت و چترینا اپر پاد و مواج و ملکہ ماہ رخسار وغیرہ نے رہائی
پائی اُسی قید خانے میں یاقوت تاجدار بھی قید تھا برقان معشوق کو دیکھ کے بہت
خوش ہوئی کہتی تھی صاحب میں نے تمہارے واسطے جانبازی کی کہ جان بچا کر
مگر خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا کہ جو میں نے ارادہ کیا وہ پورا ہوا یہ کہہ کر طرف
شاہزادہ جہانگیر کے متوجہ ہوئی کہا کہ اے شہریار طمطراق سے ہاتھ اٹھائیے وہ جان
بچا کے بھاگ گیا ہر چند کہ اُسکے زندہ رہنے سے یہ خرابی درپیش ہے کہ جب کبھی موقع
پائیگا اس قلعے پر چڑھ آئیگا شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ ہم لوگوں کا یہ دستور نہیں کہ
جسپر قصد کریں پھر اس سے ہاتھ اٹھائیں بغیر اسکے کہ یا اُسے مسلمان کریں یا اگر
مسلمان نہ ہو اُسے قتل کریں تعاقب طمطراق کا نہ چھوڑیں گے یہ کہکر سرداروں کو

حکم دیا کہ مفصل دریافت کرو طمطراق کہاں گیا ہرکارے واسطے خبر کے چلے مگر طمطراق
جو گنبد سامری مین پہونچا حاکم اُس گنبد کی ملکہ سیمبر تھی اندر گنبد مین بیٹھی تھی
کہ ہرکارون نے آکے خبر پہونچائی طمطراق شکست خوردہ آتا ہے سیمبر نے کہا کہ ہم جانتے
تھے اس سال مین فساد برپا ہوگا چاہیے جیسے طمطراق نے غرور کیا اُسی کا یہ انجام ہوا
یہ کہکے سیمبر واسطے استقبال کے نکلی آگے طمطراق کا سامنا کیا سامنا ہوتے ہی
طمطراق نے کہا کہ ای معاین و مددگار و اے سرپرست طلسم قلعہ طلسمی کبد سے بھاگتا
اے سیمبر آپکے پاس آیا ہون فریاد لایا ہون اس وقت مین میری مدد کیجیے قلعہ طلسمی پر
طلسم کشا نے قبضہ کرلیا بڑے بڑے ساحر طلسم کشا کے ساتھ ہین اُن سب کی لڑائی فکر
کر سکتا ہون پس سیمبر نے کہا کہ ای طمطراق تم جانتے ہو کہ تم پر کیون زوال آیا باعث
یہ ہوا کہ دین جو آپ نے اختیار کیا ہفت پیکر ایک ساحر زبردست ہے جنہنے تم
پہ ستم سے تو اختیار کیا یہ تا سامری و جمشید کا شہر اسقلانیہ مین ہے اسکے پاس جا
دین قدیم اختیار کرو اور اعتقاد ہفت پیکر دل سے نکالو طمطراق تو دل سے ڈرا
گھبرایا ہوا تھا فوراً آمادہ ہوگیا سامری ثانی نبیرہ سامری شہر اسقلانیہ کا حاکم ہے
اُسی وقت تیاری چلنے کی کی گئی سیمبر مع پانچ سو ساحرون کے طمطراق کو لیکر طرف
شہر اسقلانیہ کے چلی چند روز مین منزلین طی کین جب سامنے شہر کے پہونچی تو دیکھا
کنگرہ ہاے قلعہ سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین وہ شعلہ ہاے آتش بلند ہو کے
آواز دیتے ہین کہ یا خداوند سامری ثانی تیری خدائی برحق ہے سیمبر نے کہا کہ ای طمطراق
یہ ظہور خداوندی دیکھ طمطراق نے وہین سے سجدہ کیا پکار کر آواز دی کہ ای سامری
ثانی مین نے دل سے تیرا اعتقاد کیا ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہون یہ کہکے اُسی مقام
پہ اُترپڑا سیمبر نے ایک عرضی لکھی کہ یا خداوند سامری ثانی آپ کا بندہ قدیم طمطراق
جادو بادشاہ طلسم بین الطرفین معتقد ہو کے حاضر ہوا ہے امیدوار ہون کہ
باریاب ہون یہ عرضی لکھکے سیمبر نے ہوا پر اُڑا دی ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا
عرضی کو منقار مین دبا کے لے گیا دوسرے دن صبح کو طمطراق نے دیکھا کہ کئی سو جن

واسطے استقبال کے آئے طمطراق وسیمبر کو بیچ میں لیا شہر میں
طمطراق جادو نے شہر میں آکر دیکھا کہ جابجا درخت ہیں اُن درختوں
پر زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کر رہے ہیں تعریف سامری ثانی زبان پر ہے ہر طرف سے
یا خداوند سامری ثانی کی صدائیں بلند ہیں طمطراق جادو یہ عجائب و غرائب دیکھتا ہوا
قریب ایک دیر کلان کے آیا دیکھا کہ دروازے پر دیر کے گھنٹہ نواز و ناقوس نواز
و برہمن و چھتری پیچبری دھوتیاں باندھے ہوئے تلک ماتھے پر لگائے ہوئے
یا خداوند سامری ثانی پکار رہے ہیں طمطراق جادو دروازے پر دیر کے آیا سیمبر
طمطراق کو ساتھ لیکر اندر دیر کے پہونچی دیکھا کہ تخت پر ایک تاجدار بیٹھا ہے گرد
مشیران سلطنت و وزیران ایستادہ جمع ہیں وہ تاجدار سب سے باتیں کر رہا ہے
طمطراق نے جھک کر سجدہ کیا سیمبر نے دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند سامری ثانی یہ
بندہ قدیم برگشتہ ہو گیا تھا اب راہ راست پر آیا ہے امیدوار ہوں کہ اسکی خطا معاف
ہو سامری ثانی نے آواز دی کہ ہماری ملکہ عالم کو بلاؤ کہ وہ آکے ان سب کا علاج
کرینگی ایک وزیر اُٹھ کر گیا تھوڑے عرصے میں ایک ابر سیاہی آسمان پر آکر لہرایا اور
قریب دیر کے آکر شق ہوا دیکھا کہ تخت پیدا ایک ماہ پیکر سیمین بر عارض تابان رشک قمر
ثریا ہیبت جبین و چنبیلی در پا سے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن رشک یاسمین نمودار ہوئی
تخت آکر زمین پر اترا وہ تاجدار جو تخت پر بیٹھا ہے اُسنے کہا کہ ای ملکہ الماس پری چہرہ
تم آگاہ ہو میں کہ طمطراق جادو طلسم شکست کر کے آیا ہے بہت حال ابتر ہو اب یہاں
فریادی آیا ہے اسکی مدد کرنا واجب و لازم ہے الماس نے ہنس کر جواب دیا کہ مسلمانوں کا
گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے میں ابھی جاکر طلسم کشا کو گرفتار کیے لاتی ہوں اگر موقع ملا تو
لوح لاؤنگی نہیں تو صرف طلسم کشا کو لاؤنگی اُس تاجدار نے چلا کے آواز دی کہ اے
بندگان من طمطراق کو رہنے کی جگہ دو اُسی وقت طمطراق کے واسطے جگہ رہنے کی تجویز
ہوئی پھر اُس تاجدار نے آواز دی کہ ای طمطراق تمنے ہمیں بغاوت کی تھی یا خداوند قرار
دیا ہمارے باپ دادا خدائی کرتے آئے ہیں ایک کو ایک کے بعد خدائی ملی ہے

ایک ساحر مکار ہے لیکن اگر تمنے دل سے اطاعت کی ہے تو تمہارا طلسم تمکو ملیگا قادر
ایسے شخص کو روانہ کرتے ہیں کہ جاکے وہیں الٹ دیگی پر نواسی جمشید کی ہوا الماس
پریچہرہ اسکا نام ہے جب ملک دامہ کا تباہ ہوا چاہ زمرد میں یہ بھی تھی اگر یہ
نانا سے عرض کرتی تو صاحبقران کو غارت کردیتے مگر چلا آنا ہی مناسب جانا
اس شہر میں جو آئی ساحری و جمشید کی ننھیال ہماری ددھیال تھی ہمنے ان کو گرا
ملک کا مالک کیا اور تخت سلطنت پر بٹھایا مگر بد مزاجی انکی غارت کو پراگندہ کرتی ہے
صحبت میں آتی ہیں مگر تخلیہ نہیں چاہتیں اب قدرت ان ہی سے طلسم کشا کو گرفتار
کرائینگے ہم بھی قصد یہ کرینگے اور نانا سے عرض کرینگے کہ طلسم میں الطاف فرمائیں آیا
ہو جائے طمطراق جادو کو وزیروں نے ایک قصر رہنے کو دیا جو کہ نہایت آراستہ تھا
طمطراق اسمیں جاکر اترا الماس پریچہرہ تخت پر سوار ہوئیں تلاش میں طلسم کشا کی
چلیں راہ طے کرتی ہوئیں ایک پہاڑ پر ٹھہریں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ
گینڈے پر سوار فوج غیر ساحران ہمراہ اسکا انتظام کرتا ہوا طلسم سے زنگاری سے
پھریرے کھولے ہوئے سامنے سے گذر گیا اسکے بعد الماس نے دیکھا کہ ایک سرخ زرد
و کبود گر چتر ہوئے سامنے سے نمایاں ہوئے وہ بھی گذر گئے اسکے بعد دیکھا کہ ایک
جوان خورشید جمال و آفتاب مثال مرکب باد رفتار پر سوار سپر و شمشیر حمائل ہلال ابرو
کا ساتھ کمان کیانی دوش پر صاف ثابت ہو کہ مادر نازاں بیچ قوس میں ہے ہزار تیر اسکا
ترکش مثل دم طاؤس بائیں ہاتھ پر لٹک رہا ہے ایک عیار طرار رکاب پکڑے ساتھ
ہوئے مثل گلدستے کے جست و خیز کرتا ہوا پشت پر لشکر ظفر اثر ساحر و غیر ساحر سلح جو کہ اسکی
یہ رعنائی و زیبائی دیکھ کر بیتاب و بیقرار ہوگئی ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگی پیشانی پر پسینہ
آیا قلب تھرا یا کامینی گلشن جمال کی کرتے کرتے غش آگیا گھوڑا کر پہاڑ پر گری اور بیہوش
ہوگئی لشکر نکل گیا بعد عرصہ دراز ہوشیار ہوئی سر اٹھا کر دیکھا وہ صورت زیبا
آنکھوں کے سامنے نہ پائی اور لشکر کا سامان بھی نظر نہ آیا بیقراری و بیتابی میں یہ
اشعار زبان سے نکل گئے۔ نظم

| | |
|---|---|
| ہاتھ ہو زیر زنخدان وہ کھڑے ہیں سر بام | پھل گئی سیب ذقن سے شجر طور کی شاخ |
| رشک عاشق پہ وہ سر پیٹ کر اپنا روئے | نخل ماتم نے نکالی شجر طور کی شاخ |

چاہا ایک اس رنگ سے اس غزل کو گا رہا ہے کہ شاہزادہ جہانگیر ہمہ تن سماعت ہو رہے ہیں ملکہ
الماس پری چہرہ اڑتی ہوئی آتی تھی کہ اسنے دور سے لشکر دیکھا طلایہ پھیر رہا ہے اور حاضر باش
و ناظر باش کی صدا بلند ہے اشتیاق دیدار وحشت آثار میں ایک نخل پر آکے بیٹھی کہ ناگاہ
سے لشکر کے گانے کی آواز کان میں آئی جب ان اشعار نے بے چین کر دیا تھا ناچار [illegible]
الم سے بھر دیا نخل سے اتری ساحرہ تو بر دست ہو ٹہلتی ہوئی قریب دروازہ خیمے کے پہونچی
پردے خیمے کے اٹھے ہوئے تھے دیکھا کہ مسند پر وہی جوان بلا تکلف بیٹھا ہے ایک عیار
نوکر تیرے طور سے بجا رہا ہے شاہزادہ بھی وجد میں ہے ٹہلتی ہوئی دروازے پر آئی خدمتگار
پڑے سو رہے تھے ضبط نہ ہو سکا بلا تکلف اندر چلی آئی شاہزادہ جہانگیر کی نگاہ پڑی
دیکھا کہ ایک گل رخسار قمر عذار سرو قد خورشید خد پائنچے ہاتھ سے سنبھالے ہوئے
خراماں خراماں آتی ہے بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے پکار اٹھے رباعی

| | |
|---|---|
| از آمدنت اگر خبر داشتمے | در رہ گذرت گل سمن کاشتمے |
| نگذاشتمے کہ پاے بر خاک نہی | خاک قدمت ز دیدہ بر داشتمے |

اور پھر اسی بیتابی و بیقراری میں یکایک زبان سے نکل گیا کہ آپ تشریف لائیے شعر

| | |
|---|---|
| رواق منظر چشم من آشیانۂ تست | کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست |

ملکہ الماس پری چہرہ بے اختیار ہو کر ہنس پڑیں غنچۂ دہن جو کھلا سفیدی و براقی سے
دانتوں کی خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا شاہزادہ جہانگیر نے بڑھ کر ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا
اور لاکے مسند پر بٹھایا بیٹھتے ہی الماس پری چہرہ نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی
کیا ہے جہانگیر نے نام اصلی بتایا کہا کہ فکر میں بادشاہ طمطراق کی جاتے ہیں طلسم
بین الطرفین سے بھاگا ہے اس طرف کی خبر پائی ہے اسی فکر میں جاتے ہیں یہ سنکر
الماس پری چہرہ نے ہنس کر کہا کہ صاحب آپ بڑے بااقبال ہیں نہیں تو میں آپ کا سارا
لشکر تہ و بالا کر دیتی ہر چند کہ آپ صاحب لوح ہیں مگر سارا لشکر آپ کا دشمن آپ کا ہو جاتا

بلوہ کر کے گرفتار کر لیتے مگر مین بدنصیب ایسی ساعت چلی تھی کہ آتے ہی [illegible]
ہوئی شاہزادہ جہانگیر نے بھی محبت آمیز باتین کین چابک صبا رفتار سے جو دیا
معشوق بیقرار ہو رہے ہین یہ حیلے سے کسی کام کے اٹھ گیا دروازے پر جا کے ٹھہرا
قضا سے کار ملکہ رنگین قمر طلعت کا نصیب بھی ہو چکی ہے اور یہ بھی وعدہ کر چکی ہے کہ
بعد فتح طلسم ہفت پیکر سحر سے توبہ کرونگی اسنے شام سے خبر پائی تھی کہ شاہزادے نے
کنارے پر لشکر کے خیمہ استادہ کرایا ہے اسی سوچ مین اپنے خیمہ مین لیٹی ہے دل کو خیال ہے
یہی ملال ہے کہ تنہائی مین کیون خیمہ استادہ کرایا دل سے باتین کر رہی ہے کہ صبح کو پوچھونگی کہ
کیا باعث تھا کہ آپ جا کے جنگل مین رہے شاید کسی سے وعدہ ہو یہی دل سے باتین کرتے
کرتے سو گئی عالم خواب مین دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین سیم بر قمر منظر دریا سے جواہر
خوش طرز بھاری لباس پہنے ہوے پہلو مین شاہزادے کے بیٹھی ہے غصہ مین چلی کہ جا کر
شکایت کرون اور پوچھون کہ یہ نازنین کون ہے غصہ جو انتہا کا آیا آنکھ کھل گئی اپنے کو لیٹا ہوا
پایا گھبرا کے کنیزون کو آواز دی ایک کنیز جاگتی تھی وہ اٹھ کر سامنے آئی کہا لالٹین کو تو
اٹھا لے کنیز نے لالٹین اٹھائی آگے آگے کنیز پیچھے پیچھے ملکہ رنگین قمر طلعت چلی غصہ
کانپتی ہوئی جو خواب مین دیکھا ہے وہ آنکھون کے نیچے پھر رہا ہے چابک صبا رفتار دروازہ
پر بارگاہ کے بیٹھا تھا کہ اسنے دور سے ملکہ رنگین قمر طلعت کو آتے ہوے دیکھا کہ غصے
مین جھلبلی ہوئی آتی ہین خود کبھی آگے کبھی پیچھے ہو جاتی ہے چابک صبا رفتار گھبرا کے
اندر آیا کہا کہ اے شہریار ملکہ رنگین قمر طلعت آتی ہین مگر نہایت غصے مین ہین شاہزادہ
جہانگیر نے گھبرا کر کہا کہ اے ملکہ الماس تھوڑی دیر کے واسطے ذرا ہٹ جاؤ ورنہ وہ
فساد کریگی آتش خو شعلہ مزاج جادون کی سرتاج اس سے خوف کا مقام ہے یہ سنکر ملکہ
الماس پری چہرہ نے کہا کہ انکو آنے دیجیے مین ہٹ جاؤنگی مگر یہ کہکر آنکھون مین اشک
بھر لائی جہانگیر تیور تو بدل رہے ہین الماس نے ایک چٹکی خاک کی اپنے سر پر ڈال لی
شاہزادہ جہانگیر نے دیکھا الماس غائب ہو گئی مگر رنگین قمر طلعت جب قریب در
خیمے کے آئی دیکھا کہ چابک صبا رفتار کھڑا ہے کہا کیون کمبخت آج کس سے وعدہ تھا

جنگل مین کیون خیمہ استادہ کرایا چالاک نے کہا کہ اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال و اے ماہ آسمان
کمال آفتاب بیٹھے بیٹھے گھبرا گئے میرا لگانا استادہ منظور ہوا یہان خیمہ استادہ کرایا ابھی کھانا
کھانے اٹھا ہون ملکہ رنگین قمر طلعت نے کہا کہ تو عیار مکار ہے تیری باتون کا کسکو اعتبار آئیگا
تیرا ایسا ہر کھڑے ہونا خاص علامت ہے کہ تو دیکھ رہا تھا شاید شاہزادہ جہانگیر کو میرا خیال
ہو اگر کسی کو دیکھ لونگی اپنی اور اسکی جان ایک کردونگی اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ لونگی
چالاک عیار طرار نے کہا کہ اندر رہئیے لا علم کیسے شاہزادہ اکیلا بیٹھا ہے یہ سنکر ملکہ
رنگین طلعت نے خیمے سے پردہ اٹھایا اور اندر خیمے کے آئی شاہزادے کو
تنہا دیکھا اور زیادہ غصہ آیا دوڑ کے دامن پکڑ لیا کہا کہ کیون اے شہریار آپنے
یہان خیمہ کیون استادہ کرایا شاہزادے نے ہنسکے جواب دیا کہ چالاک عیار طرار کا
کا استادہ منظور ہوا یہان خیمہ استادہ کرایا کیون صاحب تمکو کیا خیال ہے ملکہ رنگین
نے کہا کہ مین کیا کہون اس سوت کو اپنی نہ پایا ورنہ اپنی جان اور اسکی جان ایک
کرتی جہانگیر نے ہنس کے خوشامد ملکہ رنگین قمر طلعت کو بٹھایا ملکہ رنگین کبھی ادھر کبھی
چہار جانب دیکھ رہی ہین ملکہ الماس تو شکل گمگین شاہزادے نے جام بھر کر ملکہ
رنگین کو دیا رنگین نے جو یہ محبت دیکھی غصہ اتر گیا بھرا جام اپنے ہاتھ سے ملکہ
رنگین قمر طلعت نے لبریز کیا شاہزادہ جہانگیر کو دیا کہا کہ اے شہریار یہ چالاک
کہان بھاگ گیا چالاک کو بلائیے جہانگیر نے آواز دی چالاک سامنے آیا ملکہ رنگین
قمر طلعت نے ارشاد کیا کہ اے چالاک آج خیر گذری تمنے خبر پہونچا دی تم عیار ہو
دروازے پر کھڑے ہو رہے چالاک نے عرض کی کہ ابھی تک آپ کو وہی خیال ہے
اگر یہان کوئی ہوتا تو آپ اسکو نہ دیکھتین رنگین نے کہا کہ وہ کبھی کوئی ساحرہ تھی
نشان نقش پا سے ثابت ہوتا ہے اگر کہو تو ابھی حال کھول دون یہ کہکے ملکہ رنگین نے
خاک نقش پا اٹھائی سامنے خاک کو رکھکر چند دانے ماش کے مارے کہ وہ خاک اڑی
اسمین سے آواز آئی کہ مین خاک پائے ملکہ الماس پریچہرہ ہون یہ سنکر جہانگیر نے کہا
کہ صاحب تمھین سحر مین سب طرح کا دعوی ہے ملکہ رنگین طلعت نے کہا کہ اے

شہر الماس پر چہرہ وہ ساحرہ ہی کہ وہ ماہ جادو کی عملداری میں رہتی تھی سامری ثانی
مدت سے اسپر عاشق ہے مگر وہ نہیں مانتی ایسا نہ ہو کہ آپ کے دشمنوں کو پکڑ لیوے جہانگیر
نے کہا کہ ای ملکہ عالم میں نہیں جانتا کہ الماس کسکا نام ہے جب شاہزادہ جہانگیر نے عذر کیا
تو ملکہ نے ہنس کر چالاک صبا رفتار سے کہا کہ کیا یہ تو جھوٹ جھوٹ باتیں کرتے ہیں تم
کچھ اشعار گاؤ چالاک نے غم و الم دونوں کا مٹانے کو یہ اشعار شروع کیے۔ نظم

| | |
|---|---|
| سب بناوٹ ہی یہ الفت تیری | جھوٹ ہی ساری محبت تیری |
| حشر ہوتا ہی جو چلتا ہے تو | صاف قامت ہو قیامت تیری |
| بلبل و گل جو بہم دیکھتا ہوں | کیا ہی یاد آتی ہے صحبت تیری |
| دیکھ لیتا ہوں قمر کو ای مہر | یاد جب آتی ہے صورت تیری |
| مجکو کچھ کام نہیں جنت سے | ہی گلی غیرت جنت تیری |
| تجھپہ عاشق نہ تھے کچھ رنج نہ تھا | غم اُٹھاتے ہیں بدولت تیری |
| سے طرح عشق ہوا ہے تیرا | خاک چھنوائیگی اُلفت تیری |
| کیا کہائیں تجھپہ یہ سنہری کپڑے | صورت مہر ہے صورت تیری |
| جب تجھے دیکھتا ہے کہتا ہے | ہی تجھے شکل سے نفرت تیری |
| میرے آگے تو کرے اور سے آنکھ | نور اتنی نہیں طاقت تیری |

تھوڑی دیر تک ملکہ رنگین قمر طلعت بیٹھی کہا کہ ای شہریار اب میں رخصت ہوتی ہوں
شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ بسم اللہ اسپر بھی ملکہ رنگین قمر طلعت بگڑیں کہا کہ ای شہریار
میرا بیٹھنا اس وقت ناگوار ہی شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ ای ملکہ رنگین تمہارے دل میں
ایسا شک پڑا ہی کہ وہی کہے جاتی ہو ملکہ رنگین قمر طلعت نے کہا کہ خیر بہتر ہے میرا عرض
کرنا ثابت ہو جائیگا یہ کہکے ملکہ رنگین قمر طلعت رخصت ہوئیں ملکہ الماس کا جانے کو
دل نہ چاہتا تھا باہر نکل کر ایک طائر کی شکل بنکر ایک درخت پر جا بیٹھیں جب ملکہ
رنگین چلی گئیں تو ملکہ الماس درخت سے اترکر آئیں کہا کہ اے شہریار میں سامری
ثانی سے وعدہ کرکے آئی تھی کہ برائے گرفتاری طلسم کشا جہانگیر ہوں میں آکر

اس دام مین پھنسی اب جا کر کچھ حیلہ کرونگی مگر آپ اسی مقام پر رہیے آگے نہ بڑھیے مین
گرفتاری قمطراق کی تدبیر کرونگی یہ کہکے بخوبی سمجھایا کہا کہ اب آپ ہمسے مطمئن رہیے
کہکے ملکہ الماس پریچہرہ رخصت ہوئین ساحری ثانی تخت پر بیٹھا ہوا ہے وزیرون سے
کہہ رہا ہے کہ ملکہ الماس نے جا کر لشکر طلسم کشا برباد کیا ہوگا طلسم کشا پر پنجہ قابض ہوتا
دشوار ہے مگر سردار انکا کوئی نہ بچیگا کہ سامنے سے ابر سیاہی نمایان ہوا جب طائر زیر ا...
دمدمہ سرائی کرتے ہوئے ابر سے پھول برستے ہوئے ابر آکے پھٹا ساحری ثانی نے دیکھا
کہ ملکہ الماس پریچہرہ آتی ہین رنگ اڑا ہوا بوس وکنار جو ہوا ہی عارض پر بوسون کے
نشان ہین حیران و پریشان آکر اترین ساحری ثانی نے کہا کہ اے ملکۂ عالم کہو کیا گذری
الماس پریچہرہ نے کہا کہ بحرین و مواج و رنگین قمر طلعت یہ تین ساحر ایسے ساحر ہین
کہ کوئی فعل بن نہ پڑا رنگین طلسمے پڑھتی بحرین و مواج عقاب بنے ہوئے بالا خیمۂ
طلسم کشا تھے اگر اصلی ہوا کا جھونکا آتا ہی تو رنگین اسکو سحر جانتی ہی دفع کرنے لگتی ہے
آٹھ پہر تینون سردار اسی فکر مین رہتے ہین مین دیکھ کر چلی آئی جس وقت موقع ان لوگون
پاؤنگی ایک پہر مین لشکر تباہ کردونگی ساحری ثانی نے کہا کہ مواج و بحرین ایسے ہی
ساحر ہین تمنے خوب کیا کہ سحر نہ کیا اگر سحر کرتین تو مقابلہ پڑ جاتا بحرین و مواج بڑے ساحر
ہین علم سحر و شعبدے سے بخوبی ماہر ہین مگر مین اور بھی تدبیر کرتا ہون ہر چند ملکہ الماس
نے سمجھایا کہ یہ مقدمہ میری راے پر رکھو مگر ساحری ثانی نے وزیرون کو حکم دیا کہ وہ تدبیر
کرو کہ طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکے وزیرون نے اسی وقت پہلوانون کو فرمان لکھے کہ طلسم
طلسم کشا کو روکو جس منزل پر ہے وہان سے بڑھنے نہ دو ہفت در سے پر وزیرون نے نا لکھا
کہ وہان پہلوانان مختلف وضع ہین وہ جا کے انکو روکین گے کیا عجب ہے کہ طلسم کشا کو جا کے
ہلاک کرین اور طلسم کشا اقلیم سے زندہ بچ کر نہ جانے پائے یہان طلسم کشا میدان مین اترے
ہوئے ہین محبت الماس دل مین خیال آٹھ پہر آب و گل مین صبح کا وقت ہے پیرون
بارگاہ کرسی پر بیٹھے ہین جا بجا صبا رفتار پاسبانی کر رہا ہے بحرین و مواج و رنگین
و ماہ رخسار کرسیون پر بیٹھے ہین ہامان صحرا الورد انتظام لشکر کر رہا ہے تمام لشکر

صحرا میں فروکش ہے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک پہلوان آگے آگے چلا آتا ہے جسم انسان
کا سر شیر کا جاسوس سے شاہزادہ جہانگیر نے فرمایا کہ دریافت تو کرو یہ پہلوان کون ہے اور
کیوں آیا ہے جاسوس گیا اور دریافت کرکے آیا کہ جنید شیر سر اسکا نام ہے برائے مقابلہ
طلسم کشا آیا ہے جہانگیر نے کہا کہ سمجھا جائیگا جنید شیر سر نے اترتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے
اسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی یہ خبر ہرکاروں نے شاہزادہ جہانگیر کو پہونچائی
جہانگیر نے بھی حکم دیا کہ یہاں بھی طبل جنگی بجے یہاں بھی نقارہ رزمی بجا دونوں لشکر
میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات گذر کر جبکہ خسرو زرین پوش صحرا افروز صحرا سے
چرخ زبرجدی پر آکے بیٹھ نشین ہوا جنید شیر سر سوار ہوکے میدان کارزار میں باصولت
سے اپنی آگے بڑھ کر کھڑا ہوا کہ شاہزادہ جہانگیر مع لشکر میدان کارزار میں آکے پہونچے
صفیں جمنے لگیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کھکے ہٹے جنید شیر سر نے قصد
کیا کہ گھوڑا اپنا میدان میں نکالوں کہ صحرا سے گرد اڑی اقوام فیل سر بارہ ہزار
فیل سروں سے آکر پہونچا جنید نے حال پوچھا اقوام نے کہا کہ سب فوجیں چلی آتی ہیں
فردا فردا آیا چاہتی ہیں یہ ذکر تھا کہ پھر گرد اڑی دیلم خرطوم بینی بارہ ہزار پہلوان اپنے
ہمراہیوں سے آکر پہونچا بعد اسکے پھر گرد اڑی عشاق درازگوش بارہ ہزار جوانوں
سے آکر پہونچا لعمان سنگ سر چھ ہزار جوانوں سے آیا اور ہامان مع سیروں ہزار
سواروں سے اسقدر فوجیں آئیں کہ تمام صحرا معمور ہوگیا دیکھنے والے گھبراتے
تھے جب یہ سب جمع ہوچکے آدھی فوج کی دوپہر ڈھل گئی کہ جنید شیر سر نے گھوڑا
اپنا بڑھایا میدان کارزار میں آیا پکار کر آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ
کی ہو وہ نکلے جہانگیر نے قصد کیا تھا کہ نکلوں ہامان صحرا نورد نے گھوڑا اپنا بڑھایا
ہرچند کہ جہانگیر نے منع کیا مگر ہامان صحرا نورد نے نہ قبول کیا گھوڑا بڑھا کے
سامنے جنید شیر سر کے آیا جنید شیر سر نے ایک چیخ ماری کہ صحرا ہل گیا مرکب
ہامان کے جو مرکب جنید شیر سر کو دیکھا بھڑکا بدلگامی کرنے لگا جنید شیر سر نے بڑھکر
ہامان صحرا نورد پر چنگل مارا اور گھوڑے سے کھینچ لیا لشکر میں جنید شیر سر کے

ایک قہقہہ ہوا جہانگیر کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے کو صف سے نکالا اور آواز دی کہ او
جنیپہ شیر سر آگے تو بڑھنا تاکہ جنیپہ اپنی صف پر پہونچا ہی چاہتا ہے کہ پہلوان کو اپنے
سامنے والوں کو دے کر یکایک پہلو سے نعرۂ شیر کی آواز دی کہ او مکار یہ کیا حرکت ہے
جنیپہ پلٹا ہاتھ تلوار کا شاہزادہ جہانگیر پر مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اور پھر اوسنے
ہاتھ نکال کر سر کو بتایا کمر پر ہاتھ مارا کہ جنیپہ شیر سر کے دو ٹکڑے ہوئے عشاق
دراز گوش لڑا اسکے کان مثل کمل کے لٹکے ہوئے دوش پر پڑے ہیں عشاق نے
آکر حربہ کیا شاہزادہ جہانگیر نے روک کر ہاتھ مارا کہ اس دراز گوش کے بھی دو ٹکڑے
ہوئے سب فوجوں نے شاہزادہ جہانگیر کو گھیر لیا جہانگیر جنگ سے تماشا کر رہے ہیں
ملکہ الماس پریچہرہ جو صبح کو دربار میں سامری ثانی کے آئیں سامری ثانی سے
اسوقت وزرا سے پوچھا کہ طلسم کشا کے مقابلے میں کسکو بھیجا وزرا نے عرض کی
ہفت ورسے پر جنکے نام لکھا ہے شیر سر وغیرہ جسقدر فوجیں وہاں تھیں ہر ایک
مقابلے میں طلسم کشا کے گئی ہونگی وہ لوگ بصورت ہائے مختلف پامال کرکے انکی
فوج طلسم کشا انکو دیکھ کر بھاگ جائیگی الماس نے جو یہ سنا ایک ٹھنڈی سانس
کھینچی سوچیں کہ حقیقت میں یہ اقوام مختلف جو پہونچی ہونگی کیا آفت برپا ہوگی
طلسم کشا کس کس سے لڑینگے دربار سے ساحری ثانی کے اوٹھیں سامری
نے کہا کبھی کہا اے ملکہ عالم کہاں جاتی ہو ملکہ الماس نے کچھ جواب نہ دیا باہر نکل کر
طاؤس پر سوار ہوئیں طرف میدان کارزار کے چلیں اسوقت آکے پہونچیں کہ شاہزادہ
جہانگیر گھرے ہوئے ہیں سگ سر وغیرہ حملے کر رہے ہیں گھوڑا شاہزادے کا
بدلگامی کر رہا ہے جدھر پلٹا کبھی سگ سر کو دیکھا اور کبھی فیل گوش پر نگاہ
پڑی ان مختلف صورتوں کو دیکھکر اور زیادہ تڑپتا ہے شاہزادہ جہانگیر روکتے
ہیں مگر مرکب نہیں تھمتا زخمی بھی ہوچکے ہیں خون جسم سے بہ رہا ہے سنبھلے خون کے جمے
ہوئے کہ جس مقام پر جم گئے لاشوں کے انبار کر دیے الماس پریچہرہ کی نگاہ جو اس
حال پر پڑی بیتاب و بیقرار ہو گئی اور یہ بھی دیکھا کہ زنگیوں قمر طلعت

فوج

شہیر ساحران کو کھینچ رہی ہیں ساحر کوئی نہیں بڑھتا ایک طائر کی شکل بنکر الماس ایک
نخل پر بیٹھی شاہزادہ جہانگیر پر جو حربے پڑتے ہوئے دیکھے بیقرار کی ارمیں ہو کے
ہاتھ چمکا یا برق جو کڑک کر گری کئی سو کے سر اڑ گئے کافر گھبرانے لگے ایک نے نعرہ مہیب سے
پکار کر کہا کہ ای طلسم کشا ساحروں کے بھروسے پر لڑتے ہو جہانگیر نے پلٹ کر طرف
ملکہ رنگین کے دیکھا۔ دیکھا کہ رنگین کنارے پر لشکر کے کھڑی ہیں اور شہیر ساحروں
کو کھینچ رہی ہیں کنیزوں نے اگر قصد سحر کرنے کا کیا تو انکو منع کر دیا کہ تم لوگ نہ بڑھنا حملہ
جرأت شاہزادہ والا قدر سے سراسر خلاف ہو کہ شہیر ساحروں سے ساحر لڑیں جہانگیر
نے پکار کے آواز دی کہ اے ملکہ رنگین قمر طلعت یہ تم نے کیا کیا کئی سو کے سر
اڑ گئے انکے گھوڑے پھڑکتے ہیں ملکہ رنگین نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار کیا
خیال ہو کوئی یہاں سے سحر کرے شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ ملکہ دریافت تو کرو یہ سحر کون
کر رہا ہے ملکہ رنگین بہ نگاہ غور دیکھنے لگیں ایک شخص نے بڑھ کر شاہزادہ جہانگیر
نیزہ مارا کہ وہ نیزہ پشت پر پڑا خون جاری ہوا الماس نے ہر چند چاہا کہ ضبط کروں
نہ ہو سکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ محبت عشق سے ٹوٹا
اسی جوش میں ہاتھ ہلا دیا رنگین قمر طلعت کی نگاہ پڑی کہ طائر نے پر ہلائے اور برق
چمکی دل میں سوچی کہ اے رنگین یہ کوئی ساحرہ ہے یہ سوچ کر جھپٹ پڑا اسنے ماش کے
طائر پر مارے طائر نے ماش کے دانوں پر پر مار دیے وہ ماش کے دانے زمین پر گر کر
جل گئے بحرین و مواج نے جو دیکھا کہ ہماری بیٹی کا سحر خالی گیا یہ ساحر کون ہے بحرین
نے ایک وہ پتھر مارا کہ وہ درخت جلنے لگا مواج نے پکار کر آواز دی کہ اے ظاہر ہو
یہ کون شخص ہے درخت جل کر خاک ہوا دھواں عجیب سا اٹھ رہا ہے یکایک وہ
دھواں بھی پھٹا سب نے دیکھا کہ اس دھوئیں میں سے ایک آفتاب تابان نمایاں
ہوا ہو شخص مہلتے ہوئے چہرہ سے پیاونسی زلف عنبرین پریشانی آئینہ رخسار پر جھلکی
نگاہیں اشیاء سے سحر ہاتھ میں ہیں ملکہ رنگین قمر طلعت نے ملکہ الماس یہ چہرہ کو پہچانا
رنگین نے شاہزادہ جہانگیر کو پکار کے آواز دی کہ اے شہریار سرکار کی معشوقہ

سحر کر رہی ہین ملکہ الماس کو یہ سنکر بہت ناگوار ہوا پکار کے آواز دی کہ لی رنگین ذرا
زبان سنبھالو کیسے عاشق و معشوق فقط رحم دلی کو کام کیا ورنہ ہمکو کیا غرض تھی کہ اس جناب
مغلوبہ سے بچاتے ملکہ رنگین نے ایک گولہ اُٹھا کر مارا کہا یوا خاموش رہو ہم سب
معاملات سمجھ چکے الماس نے ہاتھ ہلایا گولہ کٹ کر گرا ملکہ رنگین نے کئی سحر کیے لیکن
ملکہ الماس نے اشارون مین دفع کر دیے بحرین نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا کہ
الماس پر سحر تاثیر نہین کرتا رنگین شرمندہ ہوکے رہجاتی ہے چہرے سے اُداسی
بالون سے پریشانی آئینہ رخسار سے حیرانی ظاہر ہوتی ہے بحرین نے جھپٹ کر پشت پہ
الماس کے آکے حلقہ ہائے کمند سحر مارے الماس نے تڑپ کر وہ حلقے توڑے
پلٹ کر بحرین پر دم سحر کیا بحرین کی زبان بند ہوئی الماس نے کمر مین پنجہ دیا چاہا کہ
لے اُڑون رنگین نے بالون کو اپنے کھول دیا ہاتھ پر الماس کے شعلہ گرا کر آبلہ پڑ گیا
بحرین کو چھوڑا آسمین طرف زمین کے چلا زمین شق ہوئی ایک عقاب تڑپ کر
زمین سے نکلا اُسنے بحرین کی کمر مین پنجہ دیا لے اڑا رنگین نے چاہا کہ عقاب کو مارون
دوسرے طائر نے رنگین کو لیا الماس تڑپ کر بلند ہوئی ملکہ رنگین و بحرین کو دو
طائر لے گئے مگر الماس اس طرح جھپٹی کہ جس سے ثابت ہوتا تھا کہ یہ اسے قتل طائر کیا
جاتی ہے مگر وہ طائر برق جہندہ تھے تڑپ کر نکل گئے عقب مین الماس بھی غائب
ہوئی چالاک صبا رفتار نے جو یہ معرکہ دیکھا تعاقب مین بحرین و رنگین کے چلا
مگر حیران ہے کہ مفصل کیونکہ معلوم ہو کہ کون لے گیا حیران و پریشان جاتا ہے یہان
جہانگیر نے سب افسرون کو مارا اہل فوج شکست کھا کے بھاگے مواج دریا شگاف
واسطے دختر و شوہر کے نہایت بیتاب و بیقرار ہے آنکھون سے آنسو جاری ہین
جہانگیر نے پوچھا کہ اے مواج خیر تو ہے آج تمکو بہت پریشان پاتے ہین تمکو معلوم
ہوگا کہ چالاک صبا رفتار اسی فکر مین گیا ہے مواج نے عرض کی کہ اے شہریار مین
حیران ہون کہ کیسا سحر کامل تھا ورنہ شوہر میرا اسقدر شعبدہ باز ہے کہ کوئی اُسکا مقابلہ
نہین کرسکتا لیکن ایسا ناچار ہوا کہ طائر اُٹھا لے گیا اور کچھ زور نہ چلا کنیز واسطے شوہر

سکے بہت بیقرار ہے حضور نے شاہو گا کہ میں کبھی شوہر سے جدا نہیں ہوئی میرا تو عجب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے

قطعہ

اُنکی دوری سے یہ اب حال ہمارا پہونچا — دم کے مہمان ہیں پیغام اجل آپہونچا

پاس ایمان نہ رہا عشق بتِ ہندو میں — ہیں جو کعبے سے پھرا سوئے کلیسا پہونچا

خط جو قاصد کو دیا تاب نہ آئی دل کو — میں ادھر اور اُدھر یار کو نامہ پہونچا

پڑھ کے مضمون غم انگیز پھر آئے آنسو — اُنکی خدمت میں عریضہ جو ہمارا پہونچا

لہر اس بحر لطافت کی جو آئی دل میں — صورت موج رواں جانب دریا پہونچا

کمر یار کا نازک تھا نہایت مضمون — ذہن مطلق نہ دم فکر ہمارا پہونچا

قاصد یار کو میں اپنا مسیحا سمجھا — دم ہی سمجھا جو مرے پاس نوشتا پہونچا

قدسیوں نے بھی جگر تھام لیے ہاتھوں میں — شور نالے کا جو تا عالم بالا پہونچا

حوریں آئیں ترے کشتے کی زیارت کے لیے — کربلا میں جو لئے دفن جنازا پہونچا

جوش الفت سے وہ روتے ہوئے در تک آئے — زیر دیوار جو عاشق کا جنازا پہونچا

زور سے ہاتھ جو کھینچا تو بگڑ کر بولے — چھوڑ دو توڑ کے کہنے لگا میرا پہونچا

شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ اے مواج نہ گھبراؤ انشاء اللہ چالاک صبا رفتار سفر جلد خبر لیکے آئیگا مواج یہ باتیں سنکر سامنے سے جہانگیر کے چلی چاہا کہ اپنے خیمہ میں جاؤں کہ آسمان سے ایک برق چمک کر گری مواج کو اٹھا لے گئی یہ تو ناظرین پر واضح ہو کہ جب افسران شجاعت و فتح مارے گئے اہل لشکر اُنکے اپنے سرداروں کے لاشے لیکر شکست خوردہ بھاگ گئے شاہزادہ جہانگیر اُسی مقام پر خوش ہیں لیکن چالاک صبا رفتار جو تلاش میں رنگین و عنبرین کی چلا گئی کوس تک نکل گیا ایک مقام پر آکے دیکھا کہ ایک باغ بنا ہے اور چند کنیزان زرین پوشش دروازے پر کھڑی ہیں آپس میں چہلیں کر رہی ہیں چالاک صبا رفتار نے اپنے کو ایک درخت کی آڑ میں چھپایا دیکھ رہا ہے کہ ایک کنیز پھرتی ہوئی اُسی طرف آئی چالاک نے اُسے بیہوش کیا اُسی کی صورت بنا کے اُن کنیزوں میں ملا اُنہیں کے ساتھ باغ میں آیا آکر دیکھا کہ گل

رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرون کا جوش و خروش حباب لب جو کو بیہوشی
مین ہو نقش وسط باغ مین چبوترہ بلور کا عالم مثالی نور کی فرش مشجر بچھا ہوا مسند جواہر نگار
آراستہ و پیراستہ اوسپر ایک نازنین بیٹھی کہہ رہی ہے کہ اری شگفتا و سحر بین دمواج و
رنگینین کی حفاظت کرنا ملکہ فرما گئی ہین کہ انکو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچے آپسے دانہ پہونچایا
کنیزین عرض کر رہی ہین کہ انکو اوسی قصر مین چھوڑا ہے آرام سے بیٹھے ہین مگر نازنین
سب سے زیادہ بیتاب و بیقرار ہے حیا پاک نے جو ان سب کا حال سنا گھبرا کر
گلشن کی محفل مین بیٹھا کہا کہ حضور ایک غزل سناؤن اس وقت فصل بہار ہوش ربا ہے
کنیزون نے اوس نازنین کا نام گلستان حیا دولہا گلستان نے کہا کہ اے نرگس
تیری عادت دیدہ بازی کی نہین جاتی خوشی تیری ملکہ الماس کی پریشانی پر دل ہمارا
بیقرار ہے کل سے خاصہ نوش نہین فرمایا آج فرماتی ہین کہ ان قیدیون کو رہا کر دون
یا قید مین بھیجے دون دونون طرح مشکل ہے مگر حیا پاک نے پان کھینچ کر ٹھیکہ بجایا گلستان
نے کہا کہ اے نرگس تم تو طبلہ خوب بجاتی ہو حیا پاک نے کہا گانا تو سیکھے یہ کہکر

یہ غزل شروع کی

نظم

دم گھٹ رہا ہے چشم سیہ کے خیال مین — گردن ہے طوق حلقہ چشم غزال مین
اولجھا رہا مین زلف سیہ کی مثال مین — مضمون پیچ کا تھا نہ آیا خیال مین
اپنے رہی جو فکر دہن کی مثال مین — عنقا کو باندھ لائین گے دام خیال مین
ہے عشق کون لے در دلدار کی خبر — دل اپنے حال مین ہے جگر اپنے حال مین
کیا غم کیا جو قید مین دل نے اے جنون — خونناری نباہی نہین مرے پاسے خیال مین
دل میرا بعد میرے حسینون مین بٹ گیا — صدہا شریک ہوتے ہین موتی کے کان مین
تمہنے نکالا قہقہہ جو کی ملین غیظ مین — تل تیل ہو کے رہ گیا چشم غزال مین
تمکو زوال حسن کا ہو دیکھنا جو رنگ — احوال آفتاب کا دیکھو زوال مین
اب سیہ بڑا ہو کر زمانہ فراق کا — گذری شب وصال اسی قیل و قال مین
قیدون سے چھوٹتا نہین وحشت کا سلسلہ — بیری پڑی نہین مرے پاے خیال مین

| | |
|---|---|
| چلا بندھا ہوا ہو کسان ہلال میں | آنکھوں میں ڈورے ہیں نہ ابرو پہ ہے چھپا |
| لو اتنے پھول جھڑتے ہیں یوں بول چال میں | اللہ رے سحر فقیر کی رنگین خیالیان |

چالاک نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ گلستان تعریفیں کرنے لگی کہا کہ ای نور حسن
خوب گائی ہو چالاک صبا رفتار نے دست بستہ عرض کی کہ اب حضور شراب کا حکم دیا جائے
گلستان نے کنجی مینا خانے کی دی چالاک جاکر شراب کو شراب کرکے لایا چند اشعار گا کر
جام بھر کر اول گلستان کو دیا گلستان بے خوف پی گئی اب تو چالاک نے دورہ
باندھا تھوڑے ہی عرصے میں سب کو شراب پلائی کہ سب بیہوش ہوئے چالاک نے
چاہا کہ قتل کروں پھر سوچا کہ ایسا نہ ہو قتل کرنے سے اسکے کوئی آفت برپا ہو جائے
آخر خنجر کمر میں رکھ لیا جھپٹ کر قریب اس کمرے کے آیا قفل لگا ہوا تھا اسکو کاٹ اندر
کمرے کے آیا دیکھا کہ ملکہ رنگین و مواج و بحرین مسلسل و مطوق زبانوں میں سوزن
دیے ہوئے بیٹھے ہیں مگر ملکہ رنگین بیہوش پڑی ہیں چالاک نے چاہا کہ بحرین کی زبان
سے سوزن نکالوں بحرین نے منع کیا کہ ای چالاک میرے پاس نہ آنا چالاک طرف مواج
کے چلا مواج نے بھی منع کیا کہ ای چالاک اگر مجبور کروگے تو خود گرفتار ہو جاؤ گے
چالاک نے چاہا کہ رنگین کو ہوشیار کروں ہر چند کہ ہاتھ ہلاتا ہے مگر ملکہ رنگین ہوشیار
نہیں ہوتیں چالاک صبا رفتار ناچار ہو کر پلٹا خیال میں آیا کہ سب کو چل کر ہوشیار
کردوں انکے بیہوش کرنے سے کچھ نفع نہ ہوا چاہا کہ باہر نکلوں کہ دیوار کمرے کی
شق ہوئی دیکھا کہ ملکہ الماس پریچہرہ نمودار ہوئی آنکھوں سے قطرے خون
کے ٹپکتے ہوئے چہرہ اداس عالم یاس نکلتے ہی آواز دی کہ او چالاک تو نے بڑی
گستاخی کی اگر ان سب کو تو رہا کرتا تو مزا اٹھاتا چالاک نے کہا کہ ای ملکہ عالم میں نے
سب کو بیہوش کیا مگر کچھ مطلب نہیں حاصل ہوا ملکہ الماس نے کہا کہ اے
چالاک صبا رفتار یہ سحر ہمارا ہے ملکہ رنگین کو پڑا ہوئے تھا مواج و بحرین
اپنے کو بے مثل و بے نظیر جانتے تھے لیکن کیسے پھنسے کچھ زور نہ چلا یہ کہہ کر جھولی سے
ایک آبخورہ پانی کا نکالا کہا کہ اے چالاک اسکو منہ پر رنگین کے چھڑکو رنگین

ہوشیار ہوگئی جاپاک نے وہ پانی جو شیشہ میں ملکہ رنگین قمر طلعت کے چھڑکا ملکہ رنگین کو
چھینک آئی آنکھ کھول کر جاپاک کو دیکھا کہا کہ ای جھڑ والا کہ خوب وقت پر پہونچے
ہمنے بڑے صدمے اٹھائے ہمکو بی الماس گرفتار کر کے لائی ہین کہ پہلو سے آگے ملکہ
الماس نے سلام کیا کہا کہ ای شاہزادی علم سحر عجب نازک مقدمہ ہے اگر چل گیا تو
دیوانہ کیا اگر نہ چلا تو پریشانی ہے آپ نے دیکھا کہ آپ لوگ کیونکر گرفتار ہوے کوئی
بھی نہ دور چلا اب مین آپ کو رہا کرتی ہون ہم بھی عاشق جمال شاہزادہ جہانگیر ہین
ہمارے آنے جانے کا سبب شیشہ گار رنگین نے شرما کر سر جھکا لیا اشارے سے کہا کہ
ای الماس ہم تم دونون گلچین گلشن جمال شاہزادہ جہانگیر ہین ابھی دو دن ہین دیکھو کیا
کیفیت ہوئی کیسے کیسے سردار بڑے مقابلہ شاہزادہ والا قدر آئے اور اس شیر کے ہاتھ
سے قتل ہوے یہ سنکر ملکہ الماس نے کہا کہ ای ملکہ رنگین اسکو یاد رکھنا کہ یہ سرحد
حکومت سامری ثانی ہے یہ ہماری سرحد کے یہان مشکل کشائی نہ ہوگی ہزار طرح
کے وہ شعبدے جانتا ہے اسکے شعبدون سے بچنا مشکل ہے ہم ان عجائب و غرائب
کو بیان کرینگے ملکہ رنگین نے ان باتون کا کچھ جواب نہ دیا الماس نے اول زبان
رنگین کے سوزن نکالی سوزن کے نکلتے ہی ملکہ رنگین نے قصد کیا کہ قید کو توڑ دین
مگر نہ ہوسکا الماس نے ہنس کر کہا کہ بی بی ابھی قید خانے مین ہو ہماری سرحد ہے
قید نہ ٹوٹیگی یہ کہکے قید جسم سے دور کی ملکہ رنگین سے رہا ہوتے ہی ماں باپ کی زبان
سے سوزن نکالی مجیرین و مواج پر اسنے ساحرون قید مین توڑ کر سیدھے ہوے رنگین
و مجیرین و مواج کمرے سے باہر نکلے الماس نے کہا کہ بی رنگین تم جاؤ جاپاک کو
روک لیا رنگین و مجیرین و مواج اڑتے ہوے چلے سرحد باغ سے نکلے تھے کہ ایک صحرا
سبزہ زار ملا دیکھا کہ بڑے بڑے درخت اُگے ہوے ہین جابجا آہو کھڑے ہین
کالی کالی آنکھین گردش کرتی ہوئین ایک سے ایک تیز و طرار و چالاک و چست آزاد
درست بیٹھون پر گھاس کے کبھی منہ ڈالتے ہین کبھی جست و خیز کرتے ہین کبھی آپس
مین لڑتے ہین خوش خوش فعلیان کر رہے ہین ملکہ رنگین نے جان آہوان صحرا کو دیکھا

ماں باپ سے کہا کہ دیکھیے یہ آہو کیسے خوبصورت ہیں کہیے تو دو چار کو گرفتار کر لیں شاہزادہ بہت خوش ہوگا سحر بن نے کہا کہ اے نور نظر اگر تمھاری خوشی ہو تو یہ آہو تمھارے ساتھ ہوں اتفاق سے ہم سحر بین الماس کے پیش گئے رنگین نے کہا کہ آپ سحر کیجیے یا میں سحر کروں سحر بن نے پڑھ کر کچھ ہاتھ کے والے پھینکا آہو جستیں کرنے لگے گرد سحر بن کے پھرتے تھے ایک آہو نے بڑھ کر رنگین کے سامنے آ کر آنکھیں چمکائیں رنگین نے ہاتھ بڑھایا کہ اُسے پکڑ لوں وہ آہو ایک جانب بھاگا ملکہ رنگین اُسکے پیچھے دوڑتی ہوئی چلیں سحر بن نے پکار کر کہا کہ اے نور نظر اب آہو کا پیچھا نہ کرو ملکہ رنگین نے پلٹ کر کہا کہ میں اُسے لیکر آتی ہوں سحر بن و مواج دیکھ رہے ہیں کہ وہ آہو جاکے ایک درۂ کوہ میں گھس گیا رنگین قریب درۂ کوہ کے کھڑی ہیں ہر مرتبہ قصد کرتی ہیں کہ اندر درۂ کوہ کے جاؤں کہ یکایک کوہ کے اندر سے دھڑکے کی شیر کے آواز آئی دور سے مواج و سحر بن نے دیکھا کہ شیر ڈکارتا ہوا قریب رنگین کے آیا اس طرح جھپٹ کر حملہ کیا کہ رنگین تھرا کر زمین پر گری ہر چند کہ چاہتی ہے سحر کروں شیر کو ہٹاؤں زبان میں لکنت ہے مزاج کی عجب کیفیت ہے شیر نے رنگین کو اُٹھا لیا منھ میں دبا کر درۂ کوہ میں گھس گیا اب تو سحر بن بیقرار ہوا اور قریب درۂ کوہ کے آیا للکار کے آواز دی کہ او سگ صحرائی نکل تو سہی مواج نے دیکھا کہ وہی شیر منھ سے قطرے خون کے ٹپکتے ہوئے درۂ کوہ سے نکلا سحر بن شیر کو دیکھ کر بیقرار ہو گیا حالت ثابت ہوتا تھا کہ رنگین کو کھا کر آیا ہے تلوار کھینچ کر اسم سحر پڑھتا ہوا شیر پر جا پڑا لیکن ہاتھ تلوار کے مارے شیر نے خالی دیے سحر بن ذرا رکا تھا کہ شیر نے دھڑ کو کہ مارا سحر بن زمین پر گرا شیر نے سحر بن کو بھی اُٹھا لیا درۂ کوہ میں چلا گیا مواج حد سے زیادہ بیتاب ہوئی کہ دختر بھی گرفتار ہوئی اور شوہر پر یہ سانحہ ہوا دل کو صبر نہ آیا جھپٹ کر قریب آئی غل مچانے لگی ایک گولہ مارا کہ پہاڑ تھرا گیا درۂ کوہ سے وہی شیر نکلا منھ میں اُسکے خون بھرا ہوا ڈکاریں لیتا ہوا قریب مواج کے پہونچا مواج بھی اسی طرح گری شیر نے مواج کو بھی اُٹھا لیا درۂ کوہ میں گھس آیا

یہان ملکہ الماس نے بعد ان تینون کے جانے کے چالاک سے کہا کہ تمنے جو انکو بیہوش
کیا ہے انکو قتل کرو مگر وہ تینون شخص پھر آگئے ہین جنگل مین جاکر آپڑا افتادہ بڑی بیزاری
جادو نے اُن تینون کو پھر گرفتار کرلیا چالاک نے بڑھ کر گلستان جادو کو قتل کیا
کنیزین ہوشیار ہو گئین قدمون پر الماس کے گرین کہا بی بی ہم آپ کے
تابعدار ہین ملکہ گلستان نے جو خطا کی اُسکی سزا پائی الماس نے کنیزون کو گلے
سے لگایا کہا کہ خبردار سامری ثانی کے سامنے یہ ذکر نہ آئے کنیزون نے کہا کہ
کیا مجال جو ہم زبان سے نکالین کہ دیکھا ایک طرف سے آندھی چلی چالاک نے
دیکھا کہ ایک ساحر رنگین و مجمرین و مواج کو گرفتار کیے ہوئے لیکر پہونچا
سامنے الماس کے حاضر کیا الماس نے کہا کہ اے ہزبر آدمخوار تو نے بڑا
کام کیا انکو گرفتار کرلیا الماس نے دیکھا کہ ملکہ رنگین شرمندہ سر جھکائے
ہوئے بیٹھی ہین مجمرین و مواج کو غصہ ہے چاہتے ہین کہ زبان سے سوزن نکلے
تو ہم ہزبر پر سحر کرین الماس نے جو زن و شوہر کو بہم پایا ہزبر سے کہا کہ
انکی زبانون سے سوزن نکال لے ہزبر دونون کی زبانون سے سوزن نکالی جیسے ہی
زبانون سے سوزن نکلی مجمرین نے ہزبر پر سحر کیا ہزبر جسکا کھڑا رہا لیکن
الماس نے ہان ہان کرکے مجمرین کا ہاتھ تھام لیا کہا یہ کیا ہے مگر مواج نے
تڑپ کر ہاتھ ہلایا برق گری کہ ہزبر کے دو ٹکڑے ہوئے ہزبر کے مرتے ہی
ایک آندھی چلی مواج کے ہاتھ مین ہتھکڑیان پڑ گئین زبان مین کسی نے سوزن ڈالا
جب آندھی دفع ہوئی سب نے دیکھا کہ ہزبر آدمخوار اُسی طرح کھڑا ڈکارین
لے رہا ہے الماس نے کہا کہ کیون اے مواج اس اقلیم کے عجائبات دیکھے
مواج نے سر جھکا لیا الماس نے کہا کہ اے مواج جتنی تدبیر کرو گی مطلق اثر نہ
ہوگا مارا جائیگا اب آپ لوگ جلدی رخصت ہو جیئے مگر کسی صحرا مین یا کسی قریہ مین
ٹھہرنے کا ارادہ نہ کرنا مواج و ملکہ رنگین و مجمرین ملکہ الماس سے پھر کے
رخصت ہو کر چلے یہ پروا دیدار کے آئے الماس نے چالاک کو رخصت کیا

چابک صبا رفتار عقب میں چلا لیکن صواج و چترین و رنگین اڑتے ہوئے جاتے
ہیں دیکھا کہ ایک قریے میں بلڑ ہو رہا ہے رنگین ایک نخل پر آ کر تھوڑی دیکھا
کہ تینوں شخصوں کو اہل قریہ نے گرفتار کیا ہو کشان کشان لیے جاتے ہیں رنگین نے
دیکھا کہ حنا و گرفتار کیا ہے دست و خوشامد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صبا جو تھی
تو بھاگ گئی ہم راہ گیر تھے ہمکو ناحق گرفتار کر لیا لیکن اہل قریہ نہیں مانتے تھوڑے
عرصے میں رنگین نے دیکھا کہ ایک زمیندار آیا اُس سے اُن سب نے بیان کیا
کہ یہ چاروں چور ہیں زمیندار نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ ان چاروں کو قتل کرے
چور فریاد کرنے لگے کہ ہمیں بلا وجہ قتل نہ کرو ہم نے چوری نہیں کی رنگین کو بہت
ناگوار ہوا جی میں کہتی ہے کہ یہ غریب ناحق بلاوجہ قتل ہوتے ہیں آخر تاب نہ آئی
درخت سے اُتر پڑی پکار کے آواز دی کہ او زمیندار یہ کیا انصاف تو نے کیا کہ بے
الزام کس کے ان بے گناہوں اور غریبوں کو قتل کرتا ہے زمیندار نے غصے میں
جواب دیا کہ اے نیک بخت تو کون ہے سب گانوں کے لوگ انکی چوری کی سے پر
گواہی دیتے ہیں ان گواہوں کے بیان پر میں نے انکے قتل کا حکم دیا رنگین نے
کہا کہ تو نا منصف ہے زمیندار نے اور سخت جواب دیا ملکہ رنگین نے غصے میں اسم
پڑھ کے ایک طمانچہ مارا کہ سر زمیندار کا اُڑ گیا سب لپٹا لپٹا کہکے دوڑے رنگین چاہتی
ہے سحر کرکے ان سب کو ماروں کوئی سحر یاد نہیں آتا آخر اُن سب نے گھیر کر ملکہ
رنگین کو پکڑ لیا زبان میں سوزان دی ہاڑ ہے کہ انکو پاس ملکہ الماس کے لے چلو
رنگین کو بڑی شرمندگی ہے کہ دو مرتبہ اُسنے قید سے رہا کیا ابکی مرتبہ جو قید دیکھے گی
تو کیا کہیگی کہ یہ کیسی علم سحر سے آگاہ ہیں کہ گنواروں نے پکڑ لیا گرگنوار کشاں کشاں
ملکہ رنگین کو لیے جاتے ہیں سرحد قریہ سے باہر نکلے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ملکہ
الماس پرچہرہ ہنستی ہوئی آتی ہیں سب نے سلام کیا اور عرض کی کہ حضور اس
عورت نے ہمارے افسر زمیندار کو مار ڈالا الماس نے کہا کہ انکو چھوڑ دو زمیندار
تمہارا اس مجمع میں کہاں تھا وہ اپنے گھر میں بیٹھا ہے جا کے اُسکو بلا لاؤ لوگ گئے

اُسکو آوادوی زمیندار ہنستا ہوا نکلا اور کہا کہ کیون صاحبو کیا ہے سب نے کہا کہ اُنکو ملکۂ عالم نے بلایا ہے زمیندار حاضر ہوا الماس نے اُن سب سے کہا کہ اپنے افسر کو لو اب رنگین کی زبان سے سوزن نکالی کہا تُو نے تمنے یہان کے عجائب وغرائب دیکھے یہ سب انتظام میرے سپرد ہین اگر مین تمھاری دوست نہ ہوتی تو کیا تم پلٹ کر اپنے لشکر مین جا سکتین رنگین بہت شرمندہ و محجوب ہوئی پر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوئی کسی مقام پر جنگل مین میلہ دیکھا کسی مقام پر دیکھا کہ دار بن استادہ ہین کچھ لوگ قتل ہو رہے ہین کسی مقام پر دیکھا کہ صحرا سے سبزہ زار ہی ایک نخل مین جھولا پڑا ہے چند نازنینان مہ جبین جھول رہی ہین اور تانین لگا رہی ہین ایک خوش آواز کی آواز مین سوز ہے یہ غزل گا رہی ہے۔ نظم

تھا وحشت جنون کا جو سامان تمام رات
لپٹے رہے ہین دست و گریبان تمام رات

پھاہے جو داغہاے فروزان سے ہٹ گئے
شعلے تھے جلوہ گر جو درازان تمام رات

گھبرے رہے ہین دل کو خیالات چشم یار
پریان رہی ہین گرد سلیمان تمام رات

جھپکی نہین ہے آنکھ اسیران عشق کی
شیدا رہے ہین رو دن زندان تمام رات

پیش نظر تھی عارض گلرنگ کی بہار
دیکھا کیے ہین لطف گلستان تمام رات

آئینۂ جمال مین وہ ہین صفائیان
تکتے رہے ہین دیدۂ حیران تمام رات

کس کس طرح سے دل تہ و بالا ہوا کیا
برہم رہی جو زلف پریشان تمام رات

پڑھتا رہا ہین مصحف عارض کی آیتین
پیش نظر رہا مرے قرآن تمام رات

ہٹ ہو چکی بس اب سر انصاف آیئے
انکار کیا رہیگا مری جان تمام رات

گھر مین بلا کے رنج دیے آپ نے ہمین
کیا خوب کی ہے خدمت مہمان تمام رات

فرصت جنون سے ایک گھڑی بھی نہین ملی
ز پیر قدم رہا ہے بیابان تمام رات

گھیرے رہی ہے روے زمین پست و آسمان
تاریکی ہزار غم سے بیابان تمام رات

آسان نہین ہے دشت نوردی کچھ اے ہم
دن بھر ہے دھوپ خار مغیلان تمام رات

یہ سب ہنگامے ملکہ رنگین نے دیکھے لیکن بسبب خوف کے کسی مقام پر متوجہ نہین ہوئین

ہر مقام پر یہی خوف ہے کہ ایسا نہ ہو پھر کسی بلا مین پھنس جاؤن یہ سوچتی ہوئی لشکر مین پہونچی
مگر رنگ رو متغیر تھا جہانگیر نے پوچھا کہ اے رنگین تمکو بہت پریشان پاتا ہون رنگین
نے عرض کی کہ اے شہریار مین کئی مرتبہ گرفتار ہوئی مگر الماس نے آکر بچا لیا۔ آپ
صاحب اقبال ہین کہ ایسی ساحرہ جو مختار کار خانۂ سامری ثانی ہے وہ آپ پر مہربان
ہوئی ورنہ کنیز کا زندہ آنا مشکل تھا ہر مقام پر عجائب و غرائب دیکھے کنیز نے کسی شے کو
دخل نہین دیا ملکہ رنگین نے الماس کا بہت شکریہ ادا کیا کہ تجرین و مواج آکر
پہونچے زن و شوہر بھی یہی بیان کرنے لگے کہ تمام صحرا عجائب و غرائب سے مملو ہے
کنیز و غلام بڑی احتیاط سے حاضر خدمت ہوے اے شہریار اس سرحد کا فتح ہونا
نہایت دشوار ہے رنگین نے کہا کہ اے والا نامدار جو اس عجائب و غرائب کی بابت
ہین وہ عاشق جمال شاہزادہ والا قدر ہین یہ ذکر تھا کہ الماس پریچہرہ آکر پہونچی
ملکہ رنگین نے قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ اے ملکہ الماس اصل یہ ہے کہ آپ نے
تمام صحرا عجائب و غرائب سے پھر دیے ہین الماس نے کہا کہ اے شہریار اب آپ
طلسم اسقلانیہ کو شکست کرین تب تا بہ طمطراق پہونچیے گا مین وقت پر آؤنگی جہانگیر
نے بعد شغل شراب و کباب ملکہ الماس کو رخصت کیا آپ نماز سے فراغت کر کے وقت
سحر لوح کو ملاحظہ کیا حکم سے آگاہ ہوے سردارون سے فرمایا کہ ہم رخصت ہوتے ہین
طلسم اسقلانیہ متعلق طلسم بین الطرفین ہے اسمین چند مرحلے ہین مین انکو جا کر
فتح کرون تب تا بہ طمطراق پہونچونگا یہ فرما کر جہانگیر نے لوح کو گلے مین ڈالا بیرون بارگاہ
آئے چابک بھی عقب مین ہے جہانگیر ایک نخل کے قریب آئے جب قریب نخل کے
پہونچے بحکم لوح اس نخل کو بقوت تمام اکھیڑا جب نخل گرا ایک اژدہے نے نیچ سے
سر نکالا جہانگیر دہن اژدر مین سمانے پڑے جب جہانگیر دہن اژدر مین سمائے
صدائین مہیب آئین لیکن جہانگیر کے جو پاؤن زمین سے آشنا ہوے دیکھا کہ
ایک صحرا ہے نہایت سنسان کف دست میدان انسان کا کہین نام نہین جہانگیر نے
اسم واسطہ لوح پڑھا پاؤ صحرا ویران تھا یا سبزہ زار ہوا پھولون نے آنکھین کھولین

گلبدن

گلعذاران غنچہ غوں غان کرنے لگے عروسان چمن نے حلہ ہائے سبز پہنے نہریں جوش مارنے لگیں حباب مثل چشم معشوق نگران و حیران جہانگیر قدرت بہار پیرائے عالم کا تماشا دیکھ رہے ہیں کہ ایک طرف سے صدا آئی کہ ای شہریار آپ اس جنگل میں کیوں حیران کھڑے ہیں باغ میں تشریف لائیے جہانگیر نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین حسین سیمین بر عارض رشک قمر چست و چالاک غمزہ و عشوے میں بیباک لباس گلنار پہنے ہوئے زیور یاقوت احمر جسم پر آراستہ مثل شعلہ جوالہ بنی ہوئی خرامان خرامان اس طرف آتی ہے آواز دیتی ہے کہ ای شہریار والا قدر آسمان خوبی کے بدر کنیز کی تو یہ صورت ہے

نظم

داغ لیجاتا ہوں تیرے لالہ رخسار سے
پھول لے آتے ہیں گلچیں جسطرح گلزار سے

رہتے ہیں محروم اس خورشید کے دیدار سے
مثل انجم فائدہ کیا دیدۂ دیدار سے

کیا دل افگار کو ہو وصل چشم یار سے
چاہیے بستر جدا بیمار کا بیمار سے

تھا شب فرقت میں کیا تاریک ویرانہ مرا
سائے کے اندر اتری جاتی دیوار سے

ساتھ ہو لیتے ہیں گھر تک کاروان کاروان
یوسف ثانی گذر جاتا ہے جب بازار سے

کام کچھ بھی دیدۂ بیدار سے نکلا نہیں
دولت بیدار رکھتی ہے دل بیدار سے

میرے پہلو میں سجا ہے مرغ دل ہے فاختہ
کیوں محبت ہو نہ سرو قامت دلدار سے

کشت سبز آسمان روز ازل سے خشک ہے
جی میں ہے سیراب کر دوں چشم دریا بار سے

آئیگا گلشن میں وہ خورشید عیسی دم اگر
زردی اڑ جائیگی چشم نرگس بیمار سے

بیکشو سید ہے وہ سمجھا کہ جائیں کیا کرنا
جو کہ ناواقف ہیں راہ خانۂ خمار سے

صحبت دل کیونکر کروں ناسخ سر مژگان دو
واقعی نکلا ہے بہتر تیر بے سوفار سے

اس نازنین نے یہ اشعار پڑھے قریب جہانگیر کے آئی اس ناز و کرشمے سے یہ شعر پڑھے کہ شاہزادہ جہانگیر بیتاب ہو گئے سراپائے حسن اس محبوب مرغوب کا بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہیں حقیقت میں جملہ اعضا موزوں معلوم ہوتا ہے ہر عضو کو مصور عالم نے سانچے میں ڈھالا ہے اس نازنین نے قریب آکر ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا کہا کہ اے شہریار باغ میں چلیے یہ صحرائے ویران آپ کے لائق نہیں ہے اور یہ سبزی

اسکی چند ساعت کی مہمان ہے دمبدم باغبان ازل بہار کو خزان سے بدلتا ہے گل دیکھنے کا
کیا زور چلتا ہے وہ باغ ایک سا رنگ پر نہیں یہ کہکر جہانگیر کو ساتھ لے چلی لوح میں جو کچھ جہانگیر
نے دیکھا ہے اسکا خیال ہے تھوڑی دور راہ طے کی تھی کہ دیکھا کئی سو کنیزیں حسین و
جمیل دروازے پر ایک باغ کے کھڑی ہیں نازنین کو دیکھ کر آواز دی کہ بی بی تمہیں
طلسم کشا کو لائیں ہم سب اسی بات کے مشتاق تھے تمہاری بیقراری دفع ہوئی آسمان
نازنین نے مسکرا کر جواب دیا کہ اری شفتا تم تو پھر بہکتی ہو اور کوئی تمہیں کہ طلسم کشا
تشریف نہ لائیں گے کیا سرفراز فرمایا کنیزوں نے آکر چہار جانب سے جہانگیر کو گھیر لیا
باتیں کرتی ہوئی وہ نازنین جہانگیر کو لیکر باغ میں آئی باغ تھا یہ پر بہار عندلیبان
خوش نوا کی چہکار گلہا کے چمن بادۂ حسن سے سرشار کہیں چراغ لالہ روشن کہیں نافہ بار
مشک بید ہیں جہانگیر یا تو انکو دیکھتے ہوئے وسط باغ میں پہنچے
تو اُس نازنین نے ایک مشک نافہ اٹھایا کہا کہ ای شہریار ملاحظہ فرمایئے کہ شب کو آپ
تا بار آتے ہیں مشک نافے گر کر چلے جاتے ہیں جہانگیر نے اُس مشک نافے کو لیکر
سونگھا اُسکی بو جو دماغ میں پہنچی جو مضمون کہ لوح میں دیکھا تھا وہ فراموش ہو گیا
محبت کا جوش ہوا اُس نازنین کے ساتھ بارہ دری میں آئے اُس نازنین نے لا کر جہانگیر
کو مسند پر بٹھایا گانتوں سے اشارہ کیا کنیزیں ڈھول لیکر بیٹھ گئیں اور یہ غزل
گانے لگیں۔ نظم

ساغر پلا کے بے خبر دو جہان بنا
او پیر مے فروش ہمیں بھی جوان بنا

اللہ ری درازی افسانہ یار کا
نکلا جو حرف منہ سے مرے داستان بنا

سمجھا کچھ تو جب کبھی یہ نہ کہو تم کہ کچھ نہ تھا
گر کچھ نہ تھا تو کاہے سے سارا جہان بنا

وہ ٹھہرا غبار رہ قطع یار کو
ایسا ہوا بلند کہ اک آسمان بنا

وہ بے نشان تھا میں کہ پایا تک نہ ہوا
مجھے دیا ہے یار نے لامکان بنا

ہستی کا لیس مری وہیں اطلاق ہو گیا
جیسا جا کہیں کسی کے قدم سے نشان بنا

عشاق جان فروش کے دیکھو تو حوصلے
مقتل تمام معرکہ امتحان بنا

| | |
|---|---|
| بیکار تھی نہ خاک نہ دود جگر نسیم | اُس سے زمین اس سے ہر اک آسمان بنا |

یہ اشعار بھی جہانگیر نے سنے اُس نازنین سے اختلاط کرنے لگے عشق میں اُس نازنین
کے مبہوت ہو رہے ہیں اور وہ نازنین بھی ناز و غمزے کر رہی ہے جب وہ گانے والیاں
سامنے سے ہٹیں اور اُس نازنین نے جہانگیر کو گرم اختلاط پایا پکار کر آواز دی کہ جلد
سرشار گلابیاں لاؤ ایک کنیز اُن میں سے اُٹھی آنکھیں سرخ لڑکھڑاتی ہوئی بیٹھک
میں گئی مینا گلابیاں و جام بلوری لیکر آئی جام بھر کر اُس نازنین کو دیا اس نازنین
نے ایک گھونٹ پیا اور طرف جہانگیر کے ہاتھ بڑھایا کہا کہ صاحب سر اُٹھا کر بیٹھو ایک
جام نوش کرو کہ خیال غیر و شر دل سے دفع ہو جہانگیر نے جو سر اُٹھایا دیکھا کہ سامنے
بارہ دری کے ایک نخل ہے اُسپر ایک طائر زرین بال منقار کھولے بیٹھا ہے مگر پریشانی
سے سر پیٹ رہا ہے کبھی پکار کے مثل انسان کے آواز دیتا ہے کہ اے گل و بلبل کیا
افسوس کی بات ہے کہ اُستاد پاس ہو اور اُس سے صلاح نہ کرے اُس [illegible]
ایسا مفتون ہوئے کہ خیال بزرگون کا بالکل فراموش کیا جہانگیر اُس طائر سے آنکھیں
ملائے ہوئے بیٹھے ہیں جام ارغوانی ہاتھ سے اُس نازنین کے لیا چاہا کہ پی جاؤں طائر کو
دیکھا کہ آواز دے رہا ہے اور صاف صاف کہہ رہا ہے کہ اے جہانگیر قطرہ اس شراب
کا اگر حلق سے اُترا پانی ہو کر بہہ جاؤ گے یہ کہکر وہ طائر اپنے مقام سے اُڑا اور پکار کر کہا
کہ لوح ملاحظہ کیجیے جہانگیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اگر یہ معرکہ درپیش ہو تو جام
لیکر سر پر اُس نازنین کے ڈال دو پھر قدرت پروردگار کا تماشا دیکھو خبردار
جام نہ پینا جہانگیر نے لوح کو دیکھ کر سر اُٹھایا وہ نازنین منتیں کرنے لگی کہتی تھی
کہ میں مدت سے عاشق جمال ہوں بیوفائی نہ کیجیے گا شاہزادے کو افسوس آیا کہ
ایسی مہجبین عاشق صادق اُسکے ساتھ بری پیش آنا دل گوارا نہیں کرتا لیکن جام
لے لیا وہ نازنین سر جھکا کر بیٹھی جہانگیر نے اُس نازنین کے دکھانے کو لبوں تک ارادہ
پینے کا کیا اور شراب سر پر اُس نازنین کے انڈیل دی اُس نازنین نے ایک چیخ
ماری پکار کر آواز دی ہائے اے شہریار میں کیونکر یہ کام نہ کرتی باشیان

طلسم نے اسی کام پر مامور کیا تھا اگر ایسا نہ کرتی تو اہل طلسم طعن و تشنیع کرتے شاہزادہ
جہانگیر نے کچھ پینا چاہے ہی شراب ڈالی وہ نازنین مثل ہیزم خشک کے جلنے لگی کنیزیں
جو آگ بجھانے دوڑیں جو قریب آئی اُسپر بھی شعلہ گر گئی سب کنیزیں اور وہ نازنین جلکر کوئلہ
ہوگئیں تھوڑے ہی عرصے کے بعد آواز آئی کہ کشتی مرا نام حسن چمن پیرا سے رنگین بود
جہانگیر نے دیکھا کہ ایک زنگن ضعیفہ کا لاشہ پڑا ہے جہانگیر نے لاشہ دیکھ کر لاحول پڑھی
کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی ملکہ الماس پریچہرہ آکر پہونچیں نذر دی مراد جسمیں سے کہنی
کہ اے شہریار مبارک ہو آپ نے ایک مرحلہ فتح کیا لیکن کوئی ایسی نادانی کرتا کہ
کہ مبہوت ہو گئے تھے اور کیا بات باقی تھی جام پیتے انجام بخیر نہ ہوتا مثل قطرۂ آب
زمین میں جذب ہو جاتے طائر زریں بال کی شکل پر یہ کنیز تھی آخر صاف صاف کہنا
شروع کیا اسکے آگے مرحلہ اور رنگ جگر خوار ہو دیکھیے آپ کے ساتھ وہ کیا مکر کرے
اگر لوح ملاحظہ فرمائیے گا تو کوئی مکر نہ چلیگا ورنہ ہزاروں طرح کی خرابیاں ہونگی سمجھ لیا
سمجھا کر ملکہ الماس رخصت ہوئیں اور کہ گئیں کہ کنیز وقت پر آپ کو پہونچا دیگی جناب
خیال رکھیے گا جب ملکہ الماس جا چکیں جہانگیر نے لوح کو دیکھا اُسی بارہ دری میں
ایک تخت بچھا تھا اُس تخت کو بقوت صاحبقرانی اُٹھایا اُسی مقام پر بیٹھ کر اسم
حاشیہ لوح پڑھا تحریر کو سمجھ کر حاشیۂ لوح سے اسم یاد کیا اسکو ورد زبان کرنے
لگے تھوڑے ہی عرصے میں آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ ایک طائر برابر فیل کے منقار
کھولے ہوئے زمین پر آیا چاہا کہ اپنی منقار شاہزادہ جہانگیر پر تو تیر مارے جہانگیر
نے بہ فن سپہ گری منقار کو خالی دیا پوٹا طائر کا زمین سے آشنا ہوا جست کرکے
جہانگیر اُسکی پشت پر سوار ہوئے سوار ہوکے روانہ ہوئے ایک پہاڑ پر جاکے وہ
طائر اترا شاہزادہ جہانگیر بھی اُسکی پشت سے اُترے طائر تو چلا گیا جہانگیر پہاڑ پر
کھڑے ہیں اور لوح کو دیکھ رہے ہیں کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی اُسمیں
یہ صدا تھی کہ اے فلک کجرفتار واہ اے گردون غدار تو نے یہ کیا کجروی دکھائی نہیں
معلوم آقا سے نامدار کہاں ہیں کہ اس غلام کو اپنے رہا کرتے مفت جان گئی یہ

ظالم کا سینہ کو زرہ دیکھیے ٹہرتیگا جہانگیر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام چاپاک کی
سینہ پر بار سے ہوئے کشان کشان لاتا ہی چاپاک کا ستیاناس کرتا اور اس ساحر کا تماشا
ہر مرتبہ خنجر دکھاتا ہی کہ تیرا سر کاٹ لون چاپاک مجبور و ناچار ہے سر جھکا کر کہتا ہے کہ مجکو
قتل کا اختیار ہے وہ ساحر کہتا ہی اسی مقام پر تجکو قتل کرونگا کہ قصہ پاک ہو بعد مرنے
کے لاشہ تیرا اسی جنگل میں پڑا رہیگا کہ زاغ و زغن لاشہ کو کھائیں پسلمان
دفن و کفن نہ پائیں اور تیرے قتل کے بعد جہانگیر کو بھی تلاش کرکے قتل کرونگا اس ملعون
سے جس ظالم کو قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر گریہ و زاری کریں شاہ
اور مجکو از راہ رحم نہ آئے جہانگیر نے جو اپنے عیار کو اس حال میں دیکھا بیقرار ہوگئے
وہین سے للکارا کہ او جلاد چاپاک کو رہا کر ساحر نے جو جہانگیر کو آتے دیکھا سحر کرکے
چاپاک کو زمین پر گرا دیا ایک گولہ جہانگیر کو مارا جہانگیر نے لوح چمکائی سحر باطل ہوا
سحر کے گولے اس جادوگر نے جہانگیر پر مارے بسبب لوح کے وہ گولے زمین پر گرے
اور نابود ہوئے تلوار کھینچ کر وہ ساحر دوڑا قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے تلوار
کو تلوار پر روکا الجھا دوسرے ہاتھ نکال کر خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا اس ساحر نے
سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے یا تو وہ تلوار تیغ سپر
پہ جھکی تھی یا زمین پر آکے تلوار نے بوسہ دیا مرتے ہی اس ساحر کے اندھیرا ہوا
آواز آئی کشتی مرا نام من سنگبار جادو بود چاپاک صبا رفتار پر سے سحر اتر گیا
چاپاک دوڑ کر قدمون سے لپٹا عرض کی کہ اے آقاے نامدار و اے مولاے
قدر شناس آپ نے مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچایا بڑا کام کیا میں آپ کی تلاش میں
فلان جنگل میں پھر رہا تھا کہ یہ ساحر پہونچا اسنے مجھے گرفتار کرلیا اب قتل کرنے کو لیجاتا تھا
خدا نے آپ کو عین وقت پر پہونچایا اس دشمن کے ہاتھ سے غلام کو بچایا مگر اے آقاے
نامدار کلیجے میں درد ہوتا ہی دم بدم بڑھتا جاتا ہے یہ کہکے چاپاک زمین پر گرا اور
تڑپنے لگا جہانگیر زمین پر بیٹھ گئے سر چاپاک کا لیکر زانو پر رکھا مگر چاپاک نے عرض کیا
اے شہریار اب غلام کا دم نکل جائیگا اسقدر درد کی ترقی ہے کہ برداشت نہیں ہو سکتی

جہانگیر نے لوح گلے سے اتارنے کا ارادہ کیا کہ آواز آئی سبحان اللہ کس لطف سے
طلسم کشائی ہوتی ہے طلسم کشائی اسی کا نام ہے جو طریقہ آپ کا ہے برائے خدا اسکو لوح
نہ دیجیے گا شاہزادہ جہانگیر نے پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ الماس ایک شکل کے سامنے زمین
کھڑی ہوئی زار زار رو رہی ہیں آخر صاف صاف پکار کے کہا کہ لوح نہ دیجیے گا قلق انگیز
جادو اسی کا نام ہے جہانگیر لوح تو ہاتھ میں لے ہی چکے تھے نگاہ جو ڈالی تو نوشتہ پایا
کہ یہی لوح اسکے سینے پر رکھ دو جہانگیر نے جو لوح سینے پر جا پتلی کے رکھی جادو
نے ایک چیخ ماری کہ اے آقا اب آپ نے جان لی منہ سے شعلہ آتش نکلا جا بجا سے
پتلی مثل ہیمۂ خشک جلنے لگا جل کر راکھ ہو ملکہ الماس قریب آئیں کہا اے شہزادہ
خدا آپ کو ان مکاروں سے بچائے اب آگے مرحلہ صرفان جادو ہے قدم بقدم
لوح دیکھیے گا اگر ذرا بھی تامل ہو گا لوح قبضے سے نکل جائیگی الماس نے پھر بخوبی
جہانگیر کو سمجھایا اور سمجھا کر جہانگیر کو رخصت ہوئی جہانگیر نے لوح کو دیکھا تو نوشتہ پایا کہ
سیر کوہ باغ لالہ زار ہے جس طرح بن پڑے لالہ زار سے ملاقات پیدا کرو اگر لالہ زار
تسخیر ہو جائے تو بڑے مطلب حاصل ہونگے جہانگیر کوہ سے اترکے دیکھا سامنے
دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہے جہانگیر داخل باغ ہوئے کہ کان میں رونے
کی آواز آئی کہ جیسے کوئی دردرسیدہ درد سے راست دیدہ ایک پلنگ پر اشعار
پڑھ رہا ہے نظم

| | |
|---|---|
| صبر بر جینا ہو سینے کے لیے سِل بھاری | نہ سہا ہو یہ جو چھکا اسے غافل بھاری |
| ہوس خال کے سودے میں ہوا ہوں بڑا | تو لیے پھیرے جو ترازو میں تو ہو تل بھاری |
| بار ہستی نہیں اب مجھ سے سنبھالا جاتا | یا الٰہی بھیجے کوئی قاتل بھاری |
| حامل جسم ہوئی روح کا یہ حوصلہ تھا | کوہ ناقہ ہو تو اسپر ہے محمل بھاری |
| بسکہ تھی کوہ جگر سے الفت جسکو | ہو گیا کوہ گراں سے ترا بسمل بھاری |
| فوق مجنون سے ہے عشق جنون میں مجھکو | اسکی زنجیر سے ہو میری سلاسل بھاری |
| زور کر توڑ کے جان دلکو اٹھا دیتا ہے | یہ وہ پتھر ہے جس سے ہو کوئی سِل بھاری |

نہ اٹھا پھر خدا ناز حسینان اے دل — نہیں اٹھ سکنے کا یہ بوجھ ہے غافل بھاری
خاک کے پتلے نے وہ بوجھ لیا گردن پر — کہ سمجھتے تھے جسے عرش کے حامل بھاری
شمہ رونے مرے اٹھی سر مجلس جو نقاب — ایک پرا پاپ ہوا ساکن محفل بھاری
بار خاطر ہوئے عالم کا سبک باتوں سے — زندگانی میں نہ ہو مردے سے غافل بھاری
جیسے ہر بات میں قرآن وہ اٹھواتا ہے — گردن یار میں شاید ہے حمائل بھاری
پھر وہ ہجر گیا چاندنی کی سیر کو یار — ہو گیا مجھکو ستارہ مہ کامل بھاری
آتش اٹھتے نہیں نظارے کا لیکا چھٹتا — میری آنکھوں کو ہے شاید یہ مہ دل بھاری

یہ صدائے درد ناک سنکر شاہزادہ جہانگیر بیتاب ہو گئے اس صدا کی جانب چلے ایک
چمن میں آکے دیکھا کہ ایک جوان لباس گلنار پہنے ہوئے تاج یاقوتی سر پہ مگر ڈھلکا
ہوا گریبان چاک چہرے پر خاک اشعار مذکور پڑھ رہا ہے کبھی گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا کبھی
بیٹھ گیا کبھی کہتا ہے کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان اب کاہیکو وہ دن ہوگا
کہ ہم تمھاری صورت زیبا دیکھیں گے یا تمھارے پہلو میں بیٹھیں گے تڑپ تڑپ
راہی ملک عدم ہونگے یہ حالات سنکر شاہزادہ جہانگیر قریب اس جوان کے آئے
پکار کر آواز دی کہ اے آشنائے بحر محبت و اے گرداب نشین یم مودت ذرا ہوش میں
آؤ ہمسے کلام کرو تمھارا حال زار دیکھکر دل کو بیقراری ہوئی انکشاف راز کے خواہان
ہیں وہ جوان آواز جہانگیر سنکر رونے لگا کہا اے نکو خصال و اے ماہ آسمان کمال
تو نے غمخواری فرمائی کہ مجھ بیکس و بے بس کا حال پوچھتا ہے جو مشکل کہ لاحل ہو اسکو
دریافت کرنے سے کیا فائدہ شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ اے برادر تم حلال مشکلات
کو فراموش کرتے ہو جو دنیا میں عارضہ آیا اسکا علاج بھی حکیم مطلق نے ضرور مقرر کیا
جو مشکل کہ دنیا میں ہے اسکا حل ہونا بھی واجب و لازم ہے تو اے برادر کوئی ایسی مشکل
نہیں ہے کہ جسکی صورت حل نہ ہو برائے خدا بیان تو کرو تمھاری ناامیدی پر دل ٹکڑے
ہوتا ہے جس معبود نے ایک کلمۂ کن سے یہ زمین و آسمان بنایا سب اسکے نزدیک
آسان ہے انسان ضعیف البنیان پر سراسر اسکا احسان ہے وہ معبود حقیقی و رب

متوقیلی ہے اے بھائی اسکا اعتقاد کرو ہر مشکل میں اسی کو یاد کرو تمھاری بھی مشکل حل ہوگی
ہم فرزند صاحبقران شاہزادہ جہانگیر ہیں جان و مال سے کوشش کرینگے شاید تمھے مشتاق
کبھی دیدہ تو ہے اب طلسم بین الطرفین فتح ہو رہا ہے طمطراق جادو بادشاہ
بین الطرفین بھاگ کر پاس سامری ثانی کے آیا ہے ہم تم سے عہد کرتے ہیں کہ پہلے
ہم تمھاری حل مشکل میں کوشش کرینگے تمھاری مراد بر انکو پہونچا ئینگے شہر مرحلہ جات
استقلانیہ کے فتح کی تدبیر کرینگے نام جہانگیر سنکر وہ جوان کانپ گیا آنکھیں کھولکر
جمال جہانگیر کو دیکھا قدموں سے لپٹ گیا کہا کہ اے آقا سے نامدار روانی مولا سے قدر
شناس لالہ زار جادو میرا نام ہے آج تیسرا دن ہے کہ آپ روانہ ہیں یہ دل دردمند
ہو آپ کے آنے کی خبر سنکر نکلا تھا کہ کسی طور سے آپکو ڈھونڈھوں میرے باغ میں
طمطراق آتا ہے صحبت آرا رہتا ہے جس دن سے میں دیوانہ ہوا اور یہ بار مصیبت مجھپر
گرا اس دن سے وہ یہاں نہیں آیا ہے میں مطیع اسلام ہوتا ہوں اور مشکل غلام کی
آپ ہی کے ہاتھ سے سر ہوگی شاہزادہ جہانگیر نے اسکو مطیع اسلام کیا لالہ زار نے
جہانگیر کو لا کر بارہ دری میں مسند پر بٹھایا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا زار زار رونے لگا
کہا کہ اے شہریار کیا اپنی کیفیت بیان کروں زوجہ میری گلنار سحر بند صاحب سامری
ثانی ہے میں اسپر جان دیتا تھا کستی میں شادی ہوئی جب نہیں سے سچا عشق تھا اسکو
بھی مجھ سے محبت تھی مجھے اس سے الفت تھی آج چوتھا دن گذرا ہے کہ میں اسی باغ میں ساتھ
اپنی زوجہ کے صحبت آرا تھا آپس میں شراب خواری ہو رہی تھی ایک دیو خونخوار کہ دیو
سپید نسبا اسکا نام ہے اور مدت سے اسی ہوا میں رہتا ہے آسمان پر اڑا ہوا جاتا تھا
زوجہ کو میری دیکھ کر عاشق ہوا بیتاب ہو گیا رقص کرتا ہوا زمین پر آیا ہم زنان و شوہر سب
کنیزوں و ملازموں کے اسکی صورت مہیب دیکھ کر بیہوش ہو گئے اس ظالم نے عالم غشی
میں زوجہ کو میری اٹھا لیا سامنے ایک باغ ہے اسمیں لیجا کر صحبت آرا ہوا وہ اسکی صورت
دیکھکر پھر بیہوش ہو گئی اس ظالم نے اس معشوقہ کو قفس آہنی میں بند کیا ایک
درخت بلند ہے اسمیں قفس لٹکا دیا میں فوج لیکر اس سے لڑنے گیا وہ شکار سے

پلٹ کر آیا دو جنگل ایسے مارے کہ تمام فوج تباہ ہو گئی میں عاجز و درماندہ اسی باغ میں آکر گرا بیہوش ہو گیا تین دن تین راتیں گذری ہیں فراق زوجہ میں بیقرار ہوں آٹھ پہر اشکبار ہوں اُسکے فراق میں یہ کیفیت ہے: نظم

فرقت کی شب میں گرمی ہے روز قیام کی — مردوں کی نیند نالوں سے لی ہے سحر ام کی
گذرا ہجا دے تو حقیقت کھلی مجھے — قرآن کا سامنا تھا ہوا جسد تمام کی
سرخی پان ہے لعل سی ریب یار پر — پھولی شفق دیار بدخشان کی شام کی
گھر سے خدا کے ملنے ہیں مضمون مجھے بلند — فکر رسا کمند ہے کعبے کے بام کی
اچھا نہیں ہے صورت عاشق سے بھاگنا — صاحب سمجھ لیں خود ہی یہ حرکت غلام کی
بلبل ہوا پھڑک کے تو گیا دیکھا خون بہا — خالی ہر اک گرہ نظر آتی ہے دام کی
پیش از سوال دوش میں نکیرین کا جواب — ہے التجا زبان سے مجھے اتنے کام کی
باغ جہان میں گل کی قناعت ہے جا بجا — عمر دو روزہ ایک قبا میں تمام کی
غلمان و حور ہیں مری خدمت کو خلد میں — پروا نہیں جہان میں کنیز و غلام کی
پہچانا حق کو چار دہ معصوم کے طفیل — زینے سے رہنمائی ہوئی مجھکو بام کی
مو سے سیاہ ہو گئے دور و زمین سپید — ثابت تھی پختگی نہیں اس رنگ خام کی
صرف نگین ہے لعل و زمرد بھی روز و شب — حسرت نہیں عقیق ہے گو تیرے نام کی
پیدا نہ ہوگا دوسرا مجھسا شرابخوار — مٹی خراب ہوگی مرے بعد جام کی
اندیشہ بہار سے رنگ خزان ہے زرد — دہشت لگی ہوئی ہے اُسے انتقام کی
آتش خدا کے واسطے موقوف کر شعر — طاقت نہیں دماغ کو نظم کلام کی

شاہزادہ جہانگیر نے فرمایا کہ اے برادر ہم اُس دیو خونخوار سے مقابلہ کرینگے اگر حیات باقی ہے تو تمہاری زوجہ کو تم سے ملائینگے یہ نہ کہو کہ حل مشکل نہیں ہوگی اسلئے تم دین اسلام میں آ گئے اب تو شام ہو چکی کل صبح کو چل کر اُس دیو خونخوار کو دیکھیں گے اگر اُس پر غالب آئے تو تمہاری زوجہ کو لے آئینگے اور اگر ہم اُس دیو خونخوار کے ہاتھ سے مارے گئے تو ہمارا جنازہ اُٹھانا اور اگر بعد ہماری شکست دیو مردار خوار ہو

تو سمجھا کہ یہ بھی گوارا ہی مگر تمھاری مشکل حل ہو لالہ زار نے شاہزادے کو لاکر مسند پر بٹھایا
اور آپ مصروف خدمتگاری ہوا پھر آواز دی چند کنیزین و چند خدمتگار آئے اُنھون نے بھی
لالہ زار نے یہی کہا کہ صاحبو مین نے ہفت پیکر پر لعنت کی جس روز سے مطیع اسلام
ہوا دل مین قوت پائی جاتی ہی ہر چند کہ جب اُس دیو کے تن و توش کا خیال آتا ہے
کہ جو صاحب عالم دو گردون کو کہا گیا تو خوف آتا ہی کہ وہ کیونکر قتل ہوگا زبان مین اُسکے بلکہ
گلنار سحر نے کی سوزن دی ہی سحر سے ڈرتا ہی کہ ایسا نہ ہو قفس کو توڑکر نکل جائے
شب بھر لالہ زار خدمت مین شاہزادہ جہانگیر کی رہا جبکہ ساحر روز زرین پوش ہو خانۂ
مشرق سے نکلا اور روشنی سے اپنی عالم کو منور کیا جہانگیر پاک قہر نے نماز سحر پڑھی پیدا
کرنے والے سے دعا کی کہ ای خالق زمین و آسمان و ای رب دو جہان اس غریب کی
مشکل کو آسان کرنا اُس دیو خونخوار پر غالب آؤن اور فرمایا کہ ای لالہ زار جاؤ لالہ زار نے
کہا کہ غلام تو اُسکی صورت دیکھکر ایسا خائف ہی کہ سحر نہین ہو سکتا مجھکو خیال ہے
کہ حضور اُسکا قد و قامت دیکھکر گھبرا جائین شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ تم دروازہ باغ
رہو دور سے تماشا دیکھو لالہ زار در باغ پر آکر ٹھہرا شاہزادہ جہانگیر والا تبار سامنے
ایک نخل کے پہونچے دیکھا کہ اُس مقام پر سناٹا ہی ایک قفس آہنی اُس نخل مین
لٹکا ہی اُسمین ایک نازنین سر نگون بیٹھی ہے زبان مین سوزن آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے جہانگیر کو جو آتے دیکھا ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ای شخص ادھر نہ آؤ وہ
خونخوار برائے شکار گیا ہی آتا ہوگا شاہزادہ جہانگیر نے کچھ جواب نہ دیا جب زیر
نخل پہونچے چاہا کہ قفس اُتار دون ایک آواز ہیبتناک آئی کہ ای شخص تو کون ہی کہ
میری معشوقہ کا قفس اُتارتا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا ہاتھ پاؤن جدا جدا کر ڈالونگا
اس معشوقہ کو اپنا دل بہلانے کو رکھا ہی ہر چند کہ یہ وہ سرکش ہی کہنا نہین مانتی
جس دن جلاؤنگا اسکو بھی کھا جاؤنگا آدمخواری میرا کام ہے یہ سنکر جہانگیر نے
کچھ جواب نہ دیا چاہا کہ درخت اُکھیڑون ایک دھماکا ہوا دیکھا کہ ایک دیو سو گز
کا قد و قامت چوبدست آہنی کاندھے پر فیل شکار کرکے لاتا تھا اُسے چباتا ہوا

سامنے جہانگیر کے آیا اور للکار کر آواز دی کہ ای جوان بھاگ جا قضا تیری تجھکو گھیر کر لائی ہی جہانگیر نے جواب دیا کہ او بیحیا سامنے تو آ دور سے کلام کرتا ہی دیو نے بڑھکر چنگل مارا جہانگیر نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا مارا دیو منھ کے بھل جھوکا جہانگیر سے لپٹ پڑا لالہ زار در باغ سے دیکھ رہا ہی دیو جو جہانگیر سے لپٹا لالہ زار دعائیں مانگنے لگا کہ ای آسمان کے خدا سے نادیدہ میرے پروردگار کو بچا لے شاہزادہ جہانگیر نے ایک دو گھونسے ایسے مارے کہ دیو غل مچانے لگا اور پکار اوٹھا کہ ای جوان مجھکو چھوڑ دے مشتوقہ کو لے لے میری جان پر بنی ہی جب جہانگیر گھونسہ اوٹھاتے ہیں دیو بیتاب ہو کر منتیں کرنے لگتا ہی کہ ای جوان ہرگز نہ مارنا جہانگیر نے بال پکڑ کے دو جھٹکے مارے کہ دیو جھکا آپس میں کشتی ہونے لگی آخر کو لے پہلا دکر شاہزادہ جہانگیر نے دے مارا چھاتی پر سوار ہو کے فرمایا کہ درشناخت پروردگار چہ میگوئی دیو نے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہی شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ فرزند صاحب قران - نام صاحبقران کا سنکر دیو سیماب کانپنے لگا کہا کہ ای شہریار جس روز عفریت قتل ہوا میں اوس دن عفریت کے ساتھ تھا جب آپ کے والد کے ہاتھ سے عفریت مارا گیا تو ہم چند بھاگ کر پردہ دنیا میں آئے جسکو جہاں موقع ملا وہ وہاں رہگیا میں اس مقام پر آ کر رہا اگر حضور ایک فرمان اپنے دست حق پرست سے بنام ملکہ قریشہ عطا فرمائیں تو میں اپنی عملداری پر جا کر قائم ہوں یہ کہکے سیماب نے کلمہ پڑھا بصدق دل مسلمان ہوا جہانگیر نے نامہ لکھکر دیا بڑی بہن کو لکھا کہ ہمشیرہ صاحبہ دیو سیماب مسلمان ہوا اگر یہ آپکی اطاعت کرے تو اسکا ملک اسکو دیجئے پھر کہا قفس اتار دو دیو سیماب نے بخوشی تمام قفس اتارا شاہزادہ جہانگیر نے قفس لیا دیو سیماب طرف پردہ قاف کے گیا جہانگیر قفس گلنار سحر بناہ کا لیے ہوئے سامنے لالہ زار کے آئے لالہ زار دوڑکر قریب جہانگیر کے آیا گرد جہانگیر کے پھرنے لگا کہتا تھا کہ ای آقا سے نامدار آپ نے وہ احسان کیا کہ جسکا شکریہ ادا نہیں کر سکتا پس شاہزادہ جہانگیر کو باغ میں لایا وہ جو کو قفس سے نکالا ایام ہجر بیت یاد کر کے زن و شوہر خوب رو لئے جہانگیر نے دونوں کو سمجھایا زن و شوہر

شام تک جہانگیر کو لالہ زار نے بہلایا پھر بارہ دری میں لا کر بٹھایا کچھ رات گئی تھی کہ نقارے
نقارے کی آواز آئی بارہ دری کے پردے ڈال دیے ہیں لالہ زار و گلنار جہانگیر کو
تماشا دکھا رہے ہیں پہلے بارہ ہزار فوج آئی ملازموں نے باغ کو گھیر لیا کچھ دن
نگہبان دروازے پر بیٹھے ہیں ہر ایک نگہبان کا قول ہے کہ جب طلسم کشا سامنے سے
آتا ہوا معلوم ہو اسی وقت اپنے آقا کو خبر کر دیں کہ اٹھ کر نکل جائیں طلسم کشا سے سامنا
ہونا باعث خرابی ہے طمطراق نے خوف جان سے قلعہ طلسمی چھوڑا اب طلسم استقلالیہ میں
آئے ہیں مگر طلسم کشا کو وہی لوح یہاں بھی کام دیگی طلسم استقلالیہ بین الطرفین کا ایک
ٹکڑا ہے مگر ساحری ثانی نے ایسے عجائب و غرائب یہاں تیار کیے ہیں کہ پورا طلسم ہوگیا
کوئی اس پر دست انداز نہیں ہو سکتا یہاں شاہزادہ جہانگیر بارہ دری سے تماشا
دیکھ رہے ہیں جب فوج نے گرد باغ کے انتظام کر لیا تو آسمان پر برق چمکی طمطراق مع اپنے
مصاحبوں کے آکر پہونچا مسند پر آکے بیٹھا جہانگیر نے چاہا کہ چلا جاؤں لالہ زار اور
گلنار نے عرض کی کہ ابھی ٹھہر جائیے اس کی معشوقہ بھی آ لے تو اپنے کو ظاہر کیجیے گا طمطراق
نے بیٹھتے ہی ایک مصاحب سے اشارہ کیا کہ لالہ زار کو بلاؤ لالہ زار اور گلنار حاضر
ہوئے جہانگیر بارہ دری میں بیٹھے دیکھ رہے ہیں جب گلنار نے آکر طمطراق کو
سلام کیا طمطراق نے پوچھا کہ کیوں اے ملکہ گلنار دیو کی قید سے کیونکر رہائی پائی
گلنار نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ بین الطرفین عنایت خداوند ہفت پیکر
ہوئی کہ دیو اپنے وطن کو گیا اور مجھ کو رہا کر دیا طمطراق نے کہا کہ اے گلنار صاف صاف
کہو گلنار نے عرض کی کہ جو اصل حال تھا وہ میں نے بیان کر دیا طمطراق خاموش
ہو رہا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ایک آندھی سیاہ آئی طمطراق کھڑا ہو گیا
یا تو باغ میں بیٹھا تھا یا مثل گل شگفتہ ہو گیا اپنی نگاہیں آگے بڑھا دیکھا اس نے
کہ ایک نازنین تاج سر پر رکھے تخت پر سوار دریا سے جواہر میں غرق طلائی ابرو ون پر افشاں
چھڑکی ہوئی ثابت ہوتا ہے کہ تیغہ ہلال ہے جو ہر وقت جب تیر مژگان چل جاتے ہیں دل
عاشق کو نشانہ بناتے ہیں غرضکہ نہایت ناز و کرشمے سے آئی طمطراق نے

اٹھ کر ہاتھ تھام لیا لا کر مسند پر بٹھایا کنیزوں کو اشارہ کیا کہ گائن کو بلاؤ گانا سنیں گے ابھی وہ
حاضر ہوئیں طمطراق نے اشارہ کیا گائن نے ساز درست کر کے یہ غزل شروع کی نظم

گردش سے آنکھ فتنہ بپا ہی میں رہ گئی ۔ تم سے یہ چال دل کی تباہی میں رہ گئی
پھینکی کبھی جو بام پہ یار پر اے دل کمند آہ ۔ وہ بھی لگا کے عرش الٰہی میں رہ گئی
سب مست کیا فروغ مے سے داغ عشق کا ۔ کچھ رنگ ہی جھلک تو سیاہی میں رہ گئی
عشق جہان میں حضرت زاہد کو گفتگو ۔ اتنا ہمارے پاک نگاہی میں رہ گئی
یہ بھی پکارتا ہے کہ آتا ہے کوئی آج ۔ قاصد کی بات دل کی گواہی میں رہ گئی
عالم دکھا گئی شفق شام وصل یار ۔ سرخی سی کچھ جو ملکے سیاہی میں رہ گئی
گذریگا کون ادھر سے کہ خاک اس حقیر کی ۔ اٹھ اٹھ کے آثار آہ سے راہی میں رہ گئی
کیونکر یہ دعا سے وصل صنم تو نے کیا سنا ۔ پہنچی کہ جو بارگاہ الٰہی میں رہ گئی
پوری کی نظر اس کی آنکھوں کی تیر نگی کیا ۔ رحمت طلب جو نیم نگاہی میں رہ گئی
حسرت نہ نکلی وصل میں اس بت شوخ کا ۔ اندیشہ ہائے نا شنیدہ ہی میں رہ گئی
دیوانی ہی ہوئی تیری نخشب میں جلال ۔ جتنی کی زیادہ کمی ہی میں رہ گئی

جب گلنار نے دیکھا کہ ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہوا یہ جو ناز نین آئی ہوا اسکا سبز سبزہ نام ہی طمطراق کی ملاقات کو آئی ہے ہاتھ نہیں لگاتے دیکھی طرف گلنار کے متوجہ ہو کر پوچھا کہ تمنے کیونکر رہائی پائی گلنار نے کہا کہ خداوند ہفت پیکر نے قید ہر کی کہ دیوانہ وطن کو گیا اور مجھکو رہا کر گیا مگر یہ کہہ گیا ہے کہ جب میں آؤنگا پھر تجھے اٹھا لاؤنگا اگر میری دل دہی نہ قبول کرو گی پھر اسی قفس میں قید کرونگا مہ جبین سبز نے کہا کہ اے گلنار مطلب اصلی مجھ سے نہ چھپاؤ ہمیں سب حال معلوم ہے سوائے طلسم کشا کے تمکو کوئی رہا نہیں کر سکتا تھا فرزندان حمزہ ہی کا یہ کام ہے سب پسران حمزہ دیوانہ و دیوانش میں طلسم کشا نے اسے زیر کیا وہ اپنے وطن گیا تمہارے شوہر نے طلسم کشا کو بیچ کے میں جگہ دی ہے بس بہتر یہ ہے کہ جاکے اسے گرفتار کرلاؤ جاتی ہوں اس مقام سے میں کیا حکم خداوند ہفت پیکر ہے ہر ایک ناظم کے نام بھی حکم ہے کہ جس فرزند حمزہ کو پاؤ گرفتار کر کے لاؤ تمنے اور تمہارے

شوہر نے جو اطاعت کی ہے اس اطاعت کو شکست کرو شراب یہاں سے لیجاؤ اُنہیں
بیہوشی ملاکر پکڑ لو ساحری ثانی کو بھی یہی منظور ہے کہ یہ نوجوان قتل ہو اگر تم یہ نکروگی
ہم تمکو بخدمت خداوند ساحری ثانی روانہ کرینگے پھر طمطراق کیجانب متوجہ ہو کر
کہا کہ اے طمطراق ہر چند کہ مجکو تمہاری باتون سے نفرت ہے مگر ان زن و شوہر نے تمہارے
قتل کا سامان کیا ہے مجکو میرے سحر نے خبر دی ہے کہ طلسم کشا بارہ دری میں موجود ہے اب
وہ گرفتار ہو سکتا ہے میں خود برائے گرفتاری طلسم کشا جاتی ہوں یہ سنکر لالہ زار نے کہا کہ
اے ملکۂ عالم آپ بجا فرماتی ہیں طلسم کشا ہمارا محسن ہے جب وہ یہاں سے جائیگا تب آپ
اسکو گرفتار کیجیے گا ہم گرفتار نہ ہونے دینگے غنچہ سربستہ نے کہا کہ اے لالہ زار کیون
تیری شامت آئی ہے یہ کہکر غنچہ سربستہ نے اپنا ہاتھ ہلایا لالہ زار گرا گلنار نے
بڑھکر گولہ مارا طمطراق نے گولہ کاٹ کر ہاتھ ہلا دیا۔ گلنار بھی گری طمطراق و
غنچہ نے دونوں کو گرا دیا دونوں میں سوزن دی کہا جلاد کو بلاؤ۔ دو جلاد خنجر برہنہ
لیے ہوئے حاضر ہوئے طمطراق نے اشارہ کیا کہ دونوں کا سر کاٹ لے جلاد دونوں
کے سر پہ خنجر برہنہ کھینچ کر آیا کہا کہ اے شہنشاہ حکم اول ہے سمجھ کر حکم دیجیے ایک ہاتھ میں
سر کو تن سے جدا کر دیتے ہیں قتل کرنا ہمارا کام ہے جلانا خداوند ہفت پیکر کا کام ہے
طمطراق نے آواز دی کہ ارے یہ دونوں گنہگار خداوند ہفت پیکر ہیں ساحری ثانی
بھی انکے دشمن ہو رہے ہیں انکے بارے میں حکم ہے کہ جو طلسم کشا سے دوستی کرے
فوراً اسکو قتل کرو ایسے ہی لوگوں نے میل کرکے طلسم کشا کو زور دیا شاہزادہ جہانگیر
بارہ دری میں ٹہل رہے تھے پردہ ہٹا کر دیکھا کہ زن و شوہر لیے تیغ بیٹھے ہیں بیگانہ
پاس چہار جانب دیکھ رہے ہیں گلنار لالہ زار کو اشارہ کرتی ہے کہ مقام افسوس ہے کہ
طلسم کشا نے ہمارا حال ملاحظہ نہیں کیا صاحب اب ہمارے قتل میں کیا دیر ہے
جلاد کا ہتھیار ہمارے سر اڑ جائیگا افسوس ہے کہ طلسم کشا کی خدمت نکرنے پائے شاہزادہ
جہانگیر دیکھتے ہی بیقرار ہو گئے آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا قبضے پر ہاتھ ڈالا جیب
سے لوح کو ہاتھ میں لیا وہیں سے نعرہ کر کے جا پہنچے نعرۂ جہانگیر

جہانگیر فرزند صاحبقران
تزلزل فتد درمیان مصاف

منم بلبل باغ اسلامیان
اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم

چو تیغ یلی برکشم از غلاف
زگاو زمین تیغ بیرون کنم

ابھی جو بہادر نے نعرہ جہانگیری ہوا ساحر تھرا گئے شاہزادہ جہانگیر نے بڑھکر جلاد دوت کو مارا۔ ان دونوں کی زبانوں سے سوزن نکالی لوح چمکائی کہ تم دونوں کے اوپر سے اترا درخت و شجر پر کھنچی کہ اٹھ کے کنیزوں کو قتل کرنے لگے غنچہ سپہ سالار نے للکارا کہ اوپر حمزہ لوح کے لئے پر پڑا مگر دیکھو تو کس آفت میں پھنسا لیے ہوں یہ کہکے ایک گولہ مارا مگر وہ جوان کا ہاتھ میں تھا وہ بھی تیغ مارا مگر جا بجا پھول برسنے لگے تمام درخت پھولوں سے لد گئے غنچہ و گل چٹکنے لگے بلبل اوٹ کر زمین پر گرے ان سے ساحر پیدا ہونے لگے ہر طرف سے بلبلیں آواز دیتی ہیں کہ اے جوان ہوشیار ہو ذرا ہماری نغمہ سرائی سنو سب چہکار کے یہ غزل گانے لگیں

کس شوخ سے کہتی ہیں کہ میں ہوں آشنائے گل
بلبل زبان سے یہ بھی نہ نکلا کہ ہائے گل

دیکھا طلسم دہر میں رو روزگار کا *
بلبل کے بیضے زاغ میں کانٹے بجائے گل

آنکھوں سے دیکھو پشت و رو روزگار کو
کچھ پوچھنا ضرور نہیں ماجرائے گل

بلبل اسیر ہو تو کروں چاک پیرہن
ہم خوب جانتے ہیں یہ تھا مدعائے گل

اے عندلیب کیا نقص چند کی بہار
دو دن کے بعد پھر وہی آیا ہوائے گل

فصل بہار و وقت خزاں دو دن کا ہے پتا
وہ ابتدائے گل ہے اور یہ انتہائے گل

کہتی تھی عندلیب کہ وہ تیرہ بخت ہوں
راحت کہاں اٹھا دے کہیں ہیں جفائے گل

ارباب ضبط کے نہیں کھلتے لب سوال
اپنا ہی خون دل ہے پیتے ہیں غذائے گل

اے رنج ہجر اور کہیں ڈھونڈھو مکان
رہتی ہے کوئی عندلیب کے تکیہ میں ہوائے گل

اس ضبط عندلیب کے قربان جائیے
آئے زبان پر نہ کبھی شکوہ ہائے گل

رسوا کیا محبت خندیدگی نے آہ
کھلنے لگے قریب سحر پردہ ہائے گل

شاید نسیم آمد فصل بہار ہے
پیدا ہے غنچہ دہن سے مرے بوئے گل

اسی طرح بلبلوں نے نغمہ سرائی کی کہ لالہ زار و گلستان رشک صد گلشن شد شاہزادہ حیران طرف

پھولون کے دیکھنے لگے شاہزادہ جہانگیر کے دل مین جب توجہ ہوتی ہے کہ طرف پھولون کے
متوجہ ہون کوئی کان مین کہدیتا ہے کہ ادھر نہ دیکھو لوح چمکاؤ شاہزادہ جہانگیر ہوشیار ہوکر
لوح چمکا دیتے ہین اور شمشیر زنی کرنے لگتے ہین طمطراق حیران کھڑا دیکھ رہا ہے اور
چاہتا ہے کہ پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن غنچہ سربستہ نے کہا کہ اے طمطراق اسی منہ پر دعوے
سلطنت طلسم ہے میرا سحر بسبب لوح کے تاثیر نہین کرتا ایسا سحر کرو کہ طلسم کشا لوح نہ دیکھنے
طمطراق نے ایک گولہ اٹھا کر زمین پر مارا گوشہ ہائے باغ سے شیر و خرس پیدا ہوئے اور
آسمان سے ہزارہا زاغ و زغن اڑتے ہوئے آئے اب جہانگیر کو دو طرف کی فکر پڑی
شیر و خرس حملہ کرتے ہین زاغ و زغن نے کاؤن کاؤن مچائی چاہتے ہین کہ طلسم کشا پر
ٹوٹ پڑین کہ ایک طرف سے ہوا سرد چلی دیکھا کہ چند عقاب بلند پرواز منقارہائے
مثل نیزہ پنجے فولادی آگئے زاغ و زغن پر گرے جس زاغ یا زغن کو پکڑا چیر کر پھینک دیا
چند عقابون نے زاغ و زغن کو مار کے بھگا دیا شیر و خرس جب جہانگیر پر حملہ کرتے ہین
کان مین آواز آتی ہے کہ انکو تلوار سے نہ قتل کرو لوح چمکاؤ جہانگیر نے لوح جو چمکائی
شیر و خرس منہ پھیر کر بھاگے طمطراق نے کئی سحر کیے بسبب لوح کے رائگان جا شاہزادہ
جہانگیر لڑتے ہوئے قریب غنچہ سربستہ پہونچے غنچہ سربستہ نے وہ سحر کیا کہ تمام نخل ہائے
باغ شکل انسان کے دوڑے گرد جہانگیر مجتمع ہوا ہوائے تند کے جھونکے چلے پتھر گرنے لگے
کہ ہمارے سائے مین دیکھائین مگر جہانگیر جب لوح چمکاتے ہین وہ شکل کنیزان
غنچہ سربستہ پر گرتے ہین کئی سو کنیزین وہین کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سر پھٹا غل و شور بپا ہوا
غنچہ سربستہ نے پلٹ کر دیکھا کہ کئی سو کنیزون کے لاشے پڑے پھڑک رہے ہین
غنچہ سربستہ نے دستک دی کہ وہ سب نخل جا کر اپنے مقام پر قائم ہوئے عندلیبان
خوشنوا جو زمزمہ سرائی کر رہی تھین آکر دیوار باغ پر بیٹھین منقار کھولے پرون کو تول
رہی ہین کہ اڑ کر نکل جائین غنچہ سربستہ نے انکو سحر سے روکا بلبلین پھر بیٹھ رہین جہانگیر
نے دیکھا کہ سوائے غنچہ سربستہ و طمطراق کے اس مقام پر اور کوئی نہین ہے
لالہ زار و گلنار نے سب کنیزون کو مار ڈالا وہ دریائے خون مین نہانے لگے ہوئے

سامنے جہانگیر کے آئے عرض کی کہ اے شہریار اب یہ دو قوت باقی ہیں بدون کوشش
حضور یہ قتل ہونگے شاہزادہ جہانگیر طمطراق پر جا پڑے طمطراق نے تلوار کمر سے
کھینچی تلوار کو ہلایا ہزارہا تلواریں جہانگیر پر برسنے لگیں مگر کوئی تلوار جسم پر جہانگیر
کے نہیں پڑتی طمطراق نے سر کو جنبش دی پتھر برسنے لگے درخت و زمین پامال و تباہ
ہونے لگے جہانگیر کے قریب کوئی پتھر نہیں آتا طمطراق گھبرایا آخر تلوار کا وار کیا
جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا چاہا کہ ہاتھ ماروں طمطراق
نے اپنے کو گرا دیا غلطک بار کے بلند ہوا بشکل طاؤس اُڑتا ہوا چلا لالہ زار سے پکار کر
آواز دی کہ اے شہریار طمطراق جاتا ہے داہنی طرف سے آواز آئی کہ اگر یہ نکل گیا تو تسخیر
دستیاب نہ ہوگا جہانگیر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر خدنگ کمان میں پیوستہ
کیا سوفار بر کیسہ طمطراق تاکا تیر دہا ہوا جا کر پشت پر طمطراق کی پڑا کر سینہ کو توڑ کر
پار گذر گیا طمطراق کا لاشہ زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا صدائیں عجیب آنے لگیں
غنچہ سربستہ نے جو لاشہ طمطراق دیکھا گھبرا گئی پر پرواز پیدا کر کے بھاگی اُڑتے
اُڑتے اشارہ کیا کہ لاشہ طمطراق بھی بلند ہوا غنچہ سربستہ کے موے سر کو جنبش
دی کہ ایک حلقہ موے سر کمر میں لاش کی پڑا غنچہ سربستہ اُڑتی ہوئی چلی اب وہ
وقت ہے کہ سامری ثانی تخت پر بیٹھا ہے شہان سلطنت جمع ہیں کہ یکایک زمین تھرائی
گرد اُسکے جو بت ہاے سنگی رکھے تھے منہ کے بل گرنے لگے سامری ثانی نے گھبرا کر
کہا کہ یارو غضب ہوا جہاں پر میرے کوئی افتاد پڑی کہ دیکھا آسمان سے غنچہ سربستہ
گریبان پھٹا ہوا ڈوپٹہ ڈھلکا ہوا لاشہ طمطراق لٹکتا ہوا سامنے سامری ثانی
کے آئی کہا کہ اے خداوند غضب ہوا طمطراق مارا گیا سامری ثانی نے پوچھا کہ
اے غنچہ سربستہ تم اُس باغ میں کیونکر پہنچیں غنچہ سربستہ نے جواب دیا کہ طمطراق
مجھکو بلواتا تھا جلسہ جماتا تھا اُس جلسے میں میں بھی گئی تھی قدرت کو حال معلوم ہو گا
کہ لالہ زار کیونکر تسخیر ہوا وجہ لالہ زار قید تھی اُسے طلسم کشا نے چھڑایا زن و شوہر
مطیع اسلام ہوئے بارہ دری میں طلسم کشا کو چھپایا جب میں نے زن و شوہر کو گرفتار

کیا اور قصد کیا کہ قتل کردن طلسم کشا بارہ دری سے نکل آئے ملوار جلی جب طلسم قریب
مار آگیا تو کنیز نکل آئی اب باغ لالہ زار مین طلسم کشا کا قبضہ ہی ساہری ثانی نے
کہا کا ہے کوئی حاضر ہی لالہ زار و گلنار کو لاؤ ایک بت سنگی سے ایک ساحر سیہ فام
نکلا پکارتا ہوا کہ منم کوہ کن سنگ فکن یا خداوند کیا حکم ہوتا ہی ساہری ثانی نے
کہا کہ زن و شوہر کو لاؤ وہ ساحر غرق زمین ہوا یہان جب غنچہ بھاگ گئی اور لاشہ
طلسم طراق بھی لے گئی شاہزادہ جہانگیر بفتح و فیروزی پلٹے باغ کو وہی رنگ اول پر
دیکھا چمن پھولوں سے بھرے ہوئے بڑے بڑے درخت خشک ہو گئے ہین
خاک درختون پر پڑی ہوئی آگے آگے شاہزادہ جہانگیر پیچھے کنیز زن و شوہر طرف
بارہ دری کے جاتے ہین کہ زمین کا پہنی لالہ زار اسے کہہ کے اپنا دیکھا کہ زمین سے
ایک ساحر سیہ فام و بد انجام نکلا ایک پنجہ کمر مین زن کے اور ایک شوہر کے ڈالکے
لے اڑا گلنار نے آواز دی کہ ای شہریار کنیز و غلام کو بچائیے ہمکو دربار مین ساہری
ثانی کے یہ ساحر لیے جاتا ہی اس ظالم کا سامنا ہی کہ رحم جسکے مزاج مین نہین کنیز و غلام
زندہ نہ بچین گے افسوس ہی کہ حضور کی خدمتگاری سے محروم رہے شاہزادہ
جہانگیر نے چاہا کہ کمان کاندھے سے اتارون وہ جھپٹکر بلند ہوا آسمان مین جاکر
ڈوب گیا شاہزادے کو لیجانا زن و شوہر کا بہت شاق ہوا بے اختیار ہو گئے پکار
کہتے کہ ای لالہ زار و گلنار ہمکو کہان چھوڑا ہماری محبت سے منہ موڑا اسی بیقراری
جہانگیر کو ہو کہ در ساحہ تعجب تڑپ رہے ہین یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا
کہ ملکہ الماس آکر پہونچین شاہزادہ جہانگیر کا ہاتھ تھام کر سنبھالا کہا کہ اے
شہریار آپ اپنے کو سنبھالیے ایسا نہ ہو کہ کوئی ساحر آکر آپ کو دم دیکر لیجائے
مجھے آٹھ پہر اسی کوشش مین گذرتی ہی کبھی دربار ساہری ثانی مین یہ سے جاسوسی کو
جاتی ہون کبھی آپ کے پاس واسطے نگہبانی حضور آتی ہون لیکن انتہا کی گھبرائی
ہون کہ خدا ان ظالمون کے ہاتھ سے بچائے لالہ زار و گلنار گرفتار ہو کر لئے گئین
آن دونون پر بڑی سختی گذریگی جہانگیر نے کہا کہ ای الماس یہ کیونکر ہو جاننا چاہتا ہون

کہ تجکو دربار میں سامری ثانی کے لیے چلو پھر دیکھو کیسا تماشا دکھاتا ہوں الماس
پری چہرہ نے کہا کہ آج کنیز بھی جان پر کھیل کی حضور کو لے چلتی ہوں شاہزادے
نے کہا کہ میں بھی آمادہ ہوں ضرور چلونگا کہ ناگاہ باغ سے رونے کی آواز آئی
شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ ای ملکہ الماس یہ کون روتا ہی کہا ای شہریار چل کے
دیکھئے کہ باغ میں آکر دیکھا کہ ایک قصر ہی اسمیں سے مردوں کے رونے کی آواز آتی
ہی جہانگیر نے لوح کو دیکھا الماس پری چہرہ سے کہا کہ یہ زندان خانہ طلسمی ہی پہلے
جو لوگ بہ ارادہ فتح طلسم آئے تھے ان مقاموں پر آکے گرفتار ہوئے وہی سب یہاں
قید ہیں یہ کہکے قفل کاٹا اندر آکے دیکھا کہ کئی سو جوان تاجدار گرد انکے ہاتھ کے
آلے کے مارے سیاہ پڑ گئے ہیں وہ لوگ رو رہے ہیں ایک ایک سے کہتا ہی کہ
یارو آج کیا معرکہ ہوا کہ یہ یاران سیاہ ماتم کے آلے کے ہو گئے مگر ہمارے رہا
ہونے کی کوئی صورت نہیں شاہزادہ جہانگیر کو جو دیکھا سب کھڑے ہو گئے
شاہزادے کو جھک جھک کر سلام کرنے لگے جہانگیر نے سب کی قید کاٹی سب کا
حال پوچھا ان سب نے رو رو کے حال بیان کیا کسی نے کہا کہ دس برس سے قید
ہیں کسی نے کہا کہ بارہ چودہ برس گذرے اسی طرح سبھوں نے اپنا اپنا حال بیان
کیا کلمہ پڑھکر سب مسلمان ہوئے کوئی لات پرست اور کوئی مناۃ پرست تھا
سبھوں نے ادیان باطلہ پر لعنت کی مذہب حق کا دل سے اعتقاد کیا الماس پری چہرہ
نے عرض کی کہ حضور دیر نہ کریں ایسا نہو کہ زن و شوہر پہ کوئی افتاد پڑے تو صدمۂ
عظیم ہوگا شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ ای ملکہ الماس میں چلنے پر آمادہ ہوں مجکو
زن و شوہر کا بڑا قلق ہی انکے اعتقاد کا حال ہمپر کھلا مجھے سحر لقا نے کیا کیا سمجھایا
مگر زن و شوہر نے نہ قبول کیا ملکہ الماس نے ایک تخت سحر تیار کیا اسپر شاہزادہ
سوار ہوا الماس آکے پہلو میں بیٹھی چار سو جوان یعنی جو اپنے اپنے ملک کے
شاہزادے تھے سب قید خانے سے چھوٹے الماس پری چہرہ نے ان سب سے
کہا کہ بعد تھوڑی دیر کے تم لوگ بھی اس نقب میں کہ جانا پڑتا جہاں شاہزادہ ہوگا

وہاں پہونچ گئے یہ کہکے الماس تخت اڑا کے چلی سامری ثانی بھی تخت پر بیٹھا ہے
طمطراق کے مرنے کا افسوس کر رہا ہے کہ ہوا سے تخت چلی سامنے سر اٹھا کے دیکھا کہ
طلسم کشا ایک تخت پر سوار لوح گلے میں پڑی ہوئی الماس پریچہرہ تخت اڑاتی ہوئی
آتی ہے وہیں سے شاہزادہ جہانگیر نے نعرہ کیا کہ ہاں ہاں او بیحیا تجھکو شرم نہیں آتی اپنے منھ
تو دعوے خدائی کرتا ہے یکتائی کا مرتا ہے الماس کو دیکھکر سامری ثانی گھبرا گیا پکار کر کہا
کہ اے ملکہ عالم مجھسے کیا خطا ہوئی کہ جو طلسم کشا کی شریک ہو گئی ہیں میں تو تمکو معشوقہ
جانتا تھا ہمیشہ عجز کیا مگر تمنے مسلمان کا ساتھ دیا خداوند ہفت پیکر کو فراموش کیا
الماس نے آواز دی کہ او مکار تو وہی ہے جو دعوی خدائی کرتا تھا آج صاحب لوح
سے مقابلہ کر تیرے سحر کا امتحان ہو یہ کہنا تھا کہ سامری ثانی اٹھا جہانگیر تخت سے کود
سامری ثانی نے اشارہ کیا ساحر ٹوٹ پڑے جنگ سحر کرنے لگے شاہزادہ جہانگیر لوح
چمکا رہے ہیں سحر ساحروں کے مٹا رہے ہیں جب لوح چمکی سحر الٹے پلٹے انہی کے سحر
کرنے والوں کے سینوں پر پڑے توڑکر پشت کو پار گذر گئے مگر سامری ثانی سامنے
شاہزادہ جہانگیر کے نہیں آتا بھاگا بھاگا پھرتا ہے گوشے میں آکر سحر کرتا ہے کہ جہانگیر
لڑتے بھڑتے سامنے سامری ثانی کے پہونچے سامری ثانی نے ایک دستک دی
زمین کانپی آسمان سے آگ برسنے لگی شاہزادہ جہانگیر نے لوح کو چمکایا آگ برسنا
موقوف ہوئی پھر سامری ثانی نے دستک دی اور پکار کے آواز دی کہ ارے نائب
قدرت کہاں ہے مقام افسوس ہے کہ نائب نے منھ پھیرا ایسے وقت میں سامنے نہیں
آتا کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی بخیر خواہ حاضر ہوا دیکھا سب نے کہ ایک ساحر
سیہ فام وبد انجام جھولی اسباب سحر سے بھری ہوئی زمین پر آگرا اور آواز دی
کہ یا خداوند حاضر ہوا سامری ثانی نے کہا کہ اے نائب قدرت طلسم کشا کو یہاں سے
ہٹا مجھسے مقابلہ نہ کرنے پائے اس ساحر سیہ فام نے جھولی سے کچھ پرچہ سا کاغذ
نکالا وہ ہوا پر اڑا دیکھا کہ پہلوے گنبد سے حاضر حاضر کی آواز آئی دیکھا کہ چند نازنینان
مہ جبین گوشہ گنبد سے ظاہر ہوئیں ایک نازنین سرو قد خورشید خد ماہ جبین و

اب تو شاہزادے نے اُسے للکارا کہ او بے حیا آگے سے ہٹ ہمارے سامنے نہ آ ورنہ
ایک ہاتھ تلوار کا مار دونگا قریب آئیگی تو بہت پچھتائیگی دھوکا دینے آئی ہے وہ ساحر
سیہ فام جو آیا تھا اُسنے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گیا جہانگیر نے دوبارہ لوح کو اُسکے سامنے
جھکایا وہ عورت مع کنیزوں کے جلنے لگی اُس ساحر نے پھر آواز دی کہ او فتنہ انگیز تو کیا
کرتی ہے آتی نہیں طلسم کشا کو آکے لے دوسرے پہلو سے صدا آئی کہ حاضر ہوتی طلسم کشا
کو لیتی ہوں ساحری ثانی نے بڑھ کر الماس پری چہرہ کو للکارا الماس نے گولہ مارا ساحری
ثانی نے گولہ کاٹا گولے سے دھواں نکلا کہ آنکھیں بند کرکے الماس کھڑی ہو گئی اور
مثل بید کانپنے لگی اتنے میں اُس ساحر نے پھر پکار کے آواز دی کہ او فتنہ انگیز جلد آ
دیر نہ کر کہ یکایک ایک نازنین مہ جبین سامنے آئی اور جھک کر شاہزادہ جہانگیر کو
سلام کیا جہانگیر کی نگاہ پڑی کہ ایک حسین ماہ پیکر قمر منظر سمن بر سامنے آکر ہو پری کی
شاہزادہ جہانگیر سے کہا کہ باغ میں چلیے گل و لالہ کی سیر کیجیے گل و غنچے آپ کے
مشتاق ہیں جہانگیر بلا توقیر اُسکے ساتھ چلے الماس پری چہرہ آنکھیں بند کیے جھوم رہی
ہیں حیران حیران طرف جہانگیر کے دیکھتی ہیں اشاروں سے یہ پیدا ہے کہ لوح جھکائیے
اُس سیاہ رو نے آواز دی کہ او فتنہ انگیز کیوں اسقدر دیر کرتی ہے اُس نازنین نے
قدم اُٹھایا اسی گنبد میں ایک در پیدا ہوا جہانگیر نے دیکھا کہ ایک باغ عنبر سرشت ہے
یا نمونہ بہشت ہے گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بو قلموں نہریں سلسبیل آسا موج مار
رہی ہیں حباب نہر مثل چشم معشوق جہانگیر سے اشارے کر رہے ہیں کہ لوح کو ملاحظہ
کیجیے مگر جہانگیر بلا توقیر اُس نازنین کا ہاتھ تھامے ہوئے باغ میں آئے اور سیر کرنے لگے
فتنہ انگیز نے کہا کہ بارہ دری میں چلیے تو میں آپ کو تماشا دکھاؤں جہانگیر اُسکے ساتھ
بارہ دری میں آئے بارہ دری میں لا کر فتنہ انگیز نے مسند پر بٹھایا کنیزوں سے پکار کر
آواز دی کہ ارے شراب و کباب لاؤ مہمان کی خاطر کرو کنیزیں دوڑ کر گلابیاں شراب
کی اور کشتیاں کباب کی لائیں اُس نازنین نے بڑھ کر ایک کنیز کو کہ گوشے میں بیٹھی تھی
اُسے پکار کر آواز دی کہ اری گلرنگ یہاں آکر شراب پلا گوشے میں کہاں جا کر بیٹھی ہے

وہ کنیز اپنے مقام سے اٹھی جام لبریز کیا سامنے شاہزادہ جہانگیر کے لیکر آئی لیکن نگاہ
جو گلرنگ کی جمال بے مثال جہانگیر پر پڑی جی میں کہتی ہے کہ اس جوان نے شراب پی
اور لوح اسکے قبضے سے نکلی ہاتھ تو بڑھایا مگر آنکھ سے اشارہ کیا کہ جام میرے ہاتھ سے
لیکر فتنہ انگیز پر ڈالدیجیے پھر تماشا قدرت پروردگار کا دیکھیے جہانگیر نے ہاتھ بڑھا
جام لیا انجام کا خیال آگیا پلٹ کے فتنہ انگیز سے کہا کہ قریب آؤ جیسے ہی فتنہ انگیز
قریب آئی اور دل میں سمجھی کہ شاہزادہ میرے دام مکر میں پھنس گیا جام پیا اور میں نے
لوح لی جہانگیر نے وہی جام سر پر فتنہ انگیز کے ڈالدیا جیسے ہی شراب سر پر اُس
نازنین کے گری معلوم ہوتا تھا کہ تودہ بارود میں چنگاری آگ کی ڈالدی سراپا شعلہ
آتش بنگئی کنیزیں سر پیٹنے لگیں کہتی تھیں کہ اری گلرنگ کیا ستم کیا جب فتنہ انگیز جل کر
خاک ہوئی شاہزادے کو ہوش آگیا تلوار ایک کر اُٹھے لوح کو ملاحظہ کیا تو لکھا پایا
کہ ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات سامری ثانی مثل طمطراق کے نہیں ہے کہ
یہ دعوی خدائی رکھتا ہے لوح کو گردش دو اپنے کو اسی گنبد میں پہونچاؤ اگر دیر کرو
گے اس بیچارہ کو زندہ نہ پاؤ گے جہانگیر نے لوح میں جو یہ مضمون پایا خوشی سے
چہرہ سرخ ہوگیا لوح کو گردش دی جیسے ہی لوح کو گردش دی ایک دھماکا ہوا
جب روشنی ہوئی اپنے کو پھر اسی مقام پر پایا سامری ثانی نے جو شاہزادہ
جہانگیر کو دیکھا اُس ساحر سیہ رو نے پکار کر آواز دی کہ ای خندان سیاہ رو
فتنہ انگیز ماری گئی طلسم کشا آتا ہے ہمارے سامنے سے ہٹاؤ خندان سیاہ رو نے
ایک دو پتھر زمین پر مارا آواز دی کہ ای فیلان فیل پیکر طلسم کشا کو لے خبردار اب
جانے نہ دینا شاہزادہ جہانگیر طرف خندان کے چلے تھے کہ ایک صدائے عجیب
آئی کہ او طلسم کشا ذرا پیچھے تو مقابلہ کر جہانگیر نے دیکھا کہ ایک جوان فیل پر سوار
سات سر بہ وضع عجائبات یعنی ایک سر شیر کا ایک خرس کا ایک سگ کا ایک
خنزیر کا ایک طاؤس کا ایک فیل کا یہ سر گردن میں بیچ میں سر انسان اور سات ہاتھ
میں ہر ہاتھ میں حربہ گرز و شمشیر و نیزہ و خنجر وغیرہ کل حربوں کو جنبش دیتا ہوا سامنے

حربے اسنے شاہزادے پر لگائے جہانگیر نے سنان نیزہ کو بیلچے سے کاٹا اور حربون کو
خالی دیا جست کر کے ہاتھ تلوار کا مارا تین ہاتھ اسکے کاٹے اسنے ایک چیخ ماری کہ ہر سمت سے
آواز نکلی اور ہر دہن سے شعلہ آتش نکلے شاہزادہ جہانگیر پر ان شعلون نے کچھ کام
نہ کیا پھر جہانگیر نے دیکھا کہ ساتون ہاتھ اسکے اسی طرح تیار ہین چار مرتبہ جہانگیر نے
دو دو چار چار ہاتھ کاٹے مگر جب اسنے چیخ ماری اور روشنی ہوئی سب ہاتھ تیار دیکھے
اس حال پر ملال مین الماس کھڑی ہے سحر مین سامری ثانی کے پھنسی ہوئی آنکھون مین
آنسو بھرے ہوئے چہرہ اوس کا مثل بید کانپ رہی ہے جب جہانگیر نے کئی مرتبہ اسکے ہاتھ
کاٹے اور ہاتھ پھر درست ہو گئے حیران تھے کہ کیا کرون الماس نے اس حال مین
ضبط کر کے آواز دی کہ اے شہریار مین تو بیکار ہو رہی ہون سامری ثانی کے سحر مین
پھنسی ہون مقام افسوس ہے کہ آپ لوح نہین ملاحظہ کرتے یہ فیلان ہفت سر
جان طلسم ہے اگر عمر بھر اس سے مقابلہ کیجیے گا تو اسکا یہی حال رہیگا بعد تھوڑی دیر کے
جیسے سر ہین اسی وضع کے ساحر پیدا ہونگے اور آپ کو گھیر لین گے ذرا جلد تم اپنے کو
ہوشیار کیجیے یہ آواز سنکر شاہزادہ جہانگیر کو جیسے ہوش آگیا فیلان ہفت سر نے بڑی
کوشش کی کہ لوح نہ دیکھنے دون حربے بھی لگائے غل بھی مچایا مگر جہانگیر نے کچھ خیال
نہ کیا لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم داور سیارا این عجائبات اگر تمسے
اس طرح کا ساحر آکے مقابلہ کرے اگر تا بحشر لڑو گے فتح نہ پاؤ گے مگر اسکا سر اصلی
جو مثل سر انسان کے ہے خیال کر کے دیکھو کہ پیشانی پر اسکے ایک خال سیاہ ہے اگر
قادر انداز ہو تاک کر تیر مارو اسی خال سیاہ پر پڑے تل بھر کا فرق نہ ہو جہانگیر نے
جیسے ہی کمان کیانی دوش سے اتاری اس ساحر ہفت سر نے کئی حربے لگائے
شاہزادہ جہانگیر نے خالی دیے تیر جگر کمان مین پیوست کیا تاک کر اسی خال پر مارا پیشانی
سے شعلہ ہائے آتش نکلے مثل طاؤس آتشبازی جلنے لگا جلنے مین اسکے آوازین مہیب
آتی تھین اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے وہ جل کر خاک ہوا اور آواز آئی کہ کشتی مرا
نام من فیلان ہفت سر بود اس عرصہ مین جہانگیر نے ساحرون کو قریب سے

ملکہ الماس کے ہٹایا اپنے کو قریب الماس پہونچا یا الماس نے اشارہ کیا کہ لوح کا
عکس چھوڑ دیجیے جہانگیر نے لوح جو چمکائی ایک شعلہ منہ سے الماس پر چہرہ کے نکلا
اور وہ شعلہ نکل کے طرف آسمان کے غائب ہوا الماس جو تڑپی خنداں جادو پر بجلی
جا پڑی اس زور سے گری کہ بایاں ہاتھ اسکا اڑ گیا ہاتھ جو خنداں کا کٹا اس نے ایک
چیخ ماری اور رونے لگا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند ہاتھ میرا ہاتھ سے گیا جلد دستگیری
کیجیے اس حال کو پہونچا ہوں کہ بے دست و پا ہوں ایک جھونکا ہوا سے سرد کا چلا
الماس نے دیکھا کہ ہاتھ خنداں کا درست ہو گیا ابکی مرتبہ الماس پر چہرہ برق چمک
گری خنداں کے دو ٹکڑے کیے لاشہ جو خنداں کا تڑپا دونوں ٹکڑے آپس میں
مل گئے خنداں ہنستا ہوا اٹھا پکار کر آواز دی کہ اے الماس اگر میرا کوئی حصہ
جل جائیگا تو جینا دشوار ہوگا الماس نے جھولی سے نشتر نکالا پیشانی پر اپنی نشتر
مارا خون کے قطرات جا بجا لیے ہاتھ چمکائی ہوئی خنداں پر اس زور سے گری کہ
خون کا چھینٹا دیا کہ خنداں کے دو ٹکڑے ہوئے ہزارہا جانور مثل شیر و پلنگ وغیرہ
کے پیدا ہوئے جہانگیر پر حملہ کرنے لگے الماس نے قطرات خون کے ان جانوروں
پر بھی پھینک مارے جانور بھی جل کر خاک ہوئے آواز آئی کہ کشتی مرا نام میں خنداں
جادو ہوں جب خنداں مارا گیا تو سامری ثانی گھبرایا پکار کر آواز دی کہ کنیزان سامری
سب ہلاک ہوئیں ایک فتنہ انگیز کے مرتے ہی یہ آفت برپا ہوئی کہ پہلو سے گنبد کے
آواز آئی کہ ای شہریار ذرا ٹھہر جائیے لوح نہ چمکائیے جہانگیر نے ہاتھ روکا دیکھا کہ ایک
نازنین جوش پر عالم شباب دونوں عارض گل گلاب چہرہ آفتاب عالمتاب چمکا رد و
عرش جناب ہنستی ہوئی یہ اشعار برجستہ آثار پڑھتی ہوئی آتی ہے — قطعہ

جلوے ہیں شیش محل میں ترے رخساروں کے — آئینے گر نہ پڑیں ٹوٹ کے دیواروں سے
گال ملنے دے پر رو مجھے رخساروں سے — سر دھری تری جائیگی ان ونگاروں سے
نور کرے میں پھیلا ترے رخساروں سے — گر پڑا سایہ پھسلتا ہوا دیواروں سے
آئینے پشت بہ دیوار نظر آتے ہیں — بیٹھے ہیں آئینہ رو مل کے جو دیواروں سے

تیرے گھر ہی پہ جبینان سلف کا نقشہ | سب کی تصویرین ہین چپکی ہوئی دیوارون سے
روک لینگی نہ ہمین یہ وہ نشینی تیری | تاک لینگے کوئی روزن ابھی دیوارون سے
قوت نامیہ بخشے گا جو یون سایۂ قد | سرو اک روز نکل جائیگا دیوارون سے
یون نہ چلائے شب وصل یہ تقریر کرو | کان اغیار لگائے ہون دیوارون سے
تو نے گلگشت جو موقوف کیا اے گل تر | پھول مرجھا کے چلے آتے ہین گلزارون سے
ناوک اندازیون کی مشق کہان تک اے ترک | خون انگلی کا ٹپکنے لگا سوفارون سے
غل یہ کیا نہین پالی یہ شیرون کی صفیر | مرغ مضمون کو لڑاتے ہین یہان یارون سے

جہانگیر نے دیکھا کہ وہی گلرنگ تو ہے جس کو جسنے پہلو مین فتنہ انگیز کے شراب پینے کو منع کیا تھا بیٹھی ہوئی کہتی ہے کہ اے شہریار باغ مین چلیے جہان آپ نے فتنہ انگیز کو قتل کیا تھا اوقت خیزم سکی بھی آیا چاہتی ہے وہ آ کر لوح چھین لے گی ایک مرتبہ یہ خیرخواہی کر چکی تھی شاہزادے کو یقین ہوا کہ سچ کہتی ہے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا وہ خواص جہانگیر کو لیے چلی الماس نے دور سے دیکھا بیقرار ہو گئی مجمع ساحران سے تڑپی بلند ہوکر اس پر گری اسکے دو ٹکڑے کیے جہانگیر کو غصہ آیا الماس پر تلوار کھینچی چاہا کہ ہاتھ مارے الماس نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ میری کیا خطا ہے لوح تو ملاحظہ کیجیے جہانگیر نے لوح جو دیکھی اسمین لکھا پایا کہ یہ گلرنگ وہ خواص نہ تھی الماس نے دشمن کو مارا اسپر غصہ نہ کرو اے شہریار آفت سے بچایا باغ مین لیجاتی اور لوح چھین لیتی شاہزادے نے لوح مین یہ نوشتہ پاکر تلوار کو نیام مین کیا الماس نے جاکر سامری ثانی کو گھیرا اور شاہزادہ جہانگیر سے اشارہ کیا کہ اس دشمن سخت کو مارئیے ورنہ یہ نکل جائیگا بہت مشکل پڑیگی جہانگیر بھی طرف سامری ثانی کے چلے ساحرون نے بلوہ کیا کہ شاہزادے کو تا بہ سامری ثانی نہ جانے دین سامری ثانی نے پکار کر آواز دی کہ ارے طلسم کشا پر سحر نہ کرو نیزہ و شمشیر سے ایذا دو اب جو ساحرون نے بلوہ کیا جہانگیر زخمی ہونے لگے دیکھا ہزارہا تلوار چمک رہی ہے تیر پیغام قضا لیکر آ رہے ہین چہرون کو قلم کرتے ہین سنان نیزہ ہتھیلی سے اڑاتے ہین ساحرون کو قتل کرتے ہین ملکہ الماس پر یہ چہرہ نہایت بیقرار ہین پکار رہی ہین کہ اے شہریار اپنے کو بچائیے لوح

کاٹ کرتا یہ جگرگاہ پہونچی ساحری ثانی کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی ساحری ثانی کے
اندھیرا ہو گیا جب روشنی ہوئی تو دیکھا گنبد مین ایک گنبد ہی آتشی گنبد مین لاش ساحری
ثانی کی پڑی ہے اندر سے رونے کی آواز آئی ہی یکایک وہ گنبد پھٹا ایک ساحرہ
روتی ہوئی نکلی پکارتی ہوئی کہ اے طلسم کشا تو نے غضب کیا کہ میرے شوہر کو مار ڈالا سحر
آواز دی کہ اے الماس تو نے بڑی طلسم کشا کی مدد کی جو سحر میرے شوہر نے کہا تو نے اسکا
حال بتا دیا فتنہ انگیز ایسی ساحرہ آفت خیز اسکی بہن اسکو قتل کرایا وہ سحر بجو پڑھ کرکے
آئی ہوں کہ دیکھوں بی الماس تم کیونکر بچتی ہو یہ کہہ کے تڑپی اور بلند ہوئی وہان سے
برق بنکر الماس پر گری الماس غرق زمین ہو گئی وہ ہو رہتا تڑپ کر بلند ہونے لگی کہ
دوسرے پہلو سے الماس نکلی پکار کر آواز دی کہ اے شہریار یہ نکل جائیگی تو غضب ہوگا
جہانگیر نے کمان کیانی کاندھے سے آتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا سینہ تاک کر اس
ساحرہ کو تیر مارا کہ توڑ کر چھرہ پشت کو پار گذرا وہ ساحرہ جو مرکر گری گنبد بھی گرا اور آواز
آئی کہ کشتی مرا نام من سہمناک جادو بہ دختیہ جادوگر جو باقی تھے وہ سب امان طلب
کرنے لگے شاہزادے نے اُن ساحرون کو امان دی شہر اسقلانیہ مین داخل ہوئے وزیر
و امیر آکر قدمبوس ہوئے سرخیل جادو کہ جو سب کا افسر ہے اسکو بادشاہ ملک اسقلانیہ
کیا طلسم بین الظلمین مین آئے وہاں کا بادشاہ ملکہ الماس پریچہرہ کو کیا الماس
نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار میری آرزو یہ ہے کہ ہمراہ رکاب رہوں جہانگیر نے
کہا کہ اے الماس ہمارا سفر بہت پیچیدار ہے تمکو بہت تکلیف پہونچیگی الماس نے عرض کی
کہ کنیز رہبری کریگی بہشت آرام سے پہونچیگا میں ضرور ساتھ چلونگی آپ تو سیدھے
سادے ہین لوح ہوسکے پر اسقدر دھوکے کھائے کنیز ناچار ہو کر کلام کرتی تھی جب
جہانگیر نے دیکھا کہ الماس نہیں مانتی حکم دیا کہ تیاری کرو الماس نے طرف کنیزون کے
اشارہ کیا بارہ ہزار کنیزین جو کہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہیں انہون نے اسباب سحر کو
آراستہ کیا سامان سحر افروز سپہ سالار لشکر قرار پایا تین لاکھ سحر ساز بھی تیار ہوئے
بحرین و مواج و ماہ رخسار و رنگین یہ سب افسران ساحران قرار پائے اور ایک

اپر سوسنی تیار کیا دوسرے دن صبح کو شاہزادہ جہانگیر سوار ہوئے ماہ رخسار سے بہت
کہا کہ تم سلطنت طلسم قبول کرو ماہ رخسار نے کہا کہ میں ساتھ رہنے کو نعمت عظمیٰ جانتی ہوں
کسی نے سلطنت نہ قبول کی آخر عزیز دار طمطراق سوا ایک چوب گردان ایک ساحر
ہو اسکو حاکم طلسم کیا شاہزادہ جہانگیر سوار ہوئے نوبت و نقارے بجاتے ہوئے
طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے سب خبریں سن چکے ہیں کہ رستم و بادشاہ لڑتے بھڑتے
جاتے ہیں شاہزادہ جہانگیر کو بڑا اشتیاق ہے کہ لشکر بادشاہ اسلام مجھکو ملے کہ میں بادشاہ
سے ملاقات کروں اس خوشی میں منزل بمنزل بہ رہبری ملکہ الماس پری چہرہ طرف
طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوئے کہ ذکر انکا وقت پہ تحریر کیا جاوے گا

## دو کلہ پر داستان حیرت بیان بادشاہ اسلام پہونچنا صحرا سے طلسم سواد میں اور مقابلہ ساحران و تسخیر ساحران و ملاقات شاہزادہ جہانگیر و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر زرفشان
ہر اک اہل دل اس سے دلتنگ ہے
ذرا باغ عالم کا دیکھو سمان
ہمیشہ کسی کو نہ عشرت رہی
جہاں بلبل و گل کی صحبت ہوئی
وہ کرتی ہے یوں راہ الفت کو طے
بہار و خزاں کا نیا ڈھنگ ہے
تو بلبل کو عشرت میں کبھی کہ یہ بڑی
ہوائیں چلیں گرم گلزار میں
کہ گل پھولنا بھی کو ساقی ہوا
منالے یہیں سرخی کا سامان ہوا

کہ پھر آگئی رنگ پر داستان
کہیں خارشی ہے اور کہیں رنج ہے
یہ فرماتے ہیں صاحب امتحان
جہاں پھول ہے شاخ گلزار میں
جدائی کا وقت آیا حسرت ہوئی
کہ کوکو سے اسکو سروکار ہے
کہ گلزار عالم میں کیا رنگ ہے
نہ عشرت میں گذرے ہے چند روز
کھٹکنے پڑھکی نشتر خار میں
وہ آڑنے لگی باغ عالم سے خاک
ہر اک پھول کبھی غم سے مرجھا گیا

زمانے کو دیکھو تو کیا رنگ ہے
ہوا سے چمن جا بجا گنج ہے
کہ دنیا سے دوں جائے عبرت ہے
وہ افسردہ ہے بیٹھا خار میں
جہاں قمری عاشق سرو ہے
سر سرو پہ پا سر زدار ہے
بہار گلستاں کی آمد ہوئی
کہ سوز فراق آگیا ایک روز
یہ رنگ چمن زعفرانی ہوا
گریبان گل ہو گیا چاک چاک
جو ترچھی کلہ سر پہ لالے کے تھی

وہ مرجھا گئی یوں کہ بس مر گئی | رہیں بلبلیں نعرہ زن باغ میں | کہ ویران ہوئے سب چمن باغ میں
کہاں تک لکھوں حال گلزار کا | کلیجہ مرا منہ کو بس آ گیا | قمر رنگ دنیا تحریر کر
کچھ اب داستاں کی بھی تقریر کر | لکھوں حال شاہ فلک بارگاہ | جو ہیں صاحب تاج و تخت و کلاہ

چہرہ راقمان اخبار عجیبہ اطوار جرأت و جلالت دبیران حالات سابقہ آیات ہمت و شجاعت اس داستان جلالت عنوان کو یوں تحریر کرتے ہیں۔ نظم

بہار انگیز باغ سخن سنجان | پرورندۂ گوہر درخشان | شراب مجلس اندوہ گینان
چراغ خلوت تنہا نشینان | طبیب دردمندان دردمندان | ادیب خود پسند خود پسندان
رفو گر چاک ہائے سینہ چاکان | عدالت گستر فریاد ناکان | دم تیغ کف خار شگافان
شفا و صفت رزم مصافان | زبان خامۂ معنی نگاران | عنان ابلق جہان سواران

بہ طرز نو سخن را زیب دادہ | کمان روز الفت ایستادہ

بادشاہ اسلام شاہزادہ سعد بن قباد والا نژاد کہ شمس فلک ہفت پیکر بادشاہ کا رہبر ہے ہر وقت فوت کا سفر ہے کہ ایک دن گذر شہنشاہ گیتی ستان کا ایک صحرائے سبزہ زار میں ہوا دیکھا کہ صحرائے سبزہ زار ہے و نواح و گلشادہ درختان میوہ دار بار آفتاب سے سر بسجود بہ قول شاعر شیرین زبان۔ نظم

دشت تھا تختۂ زمرد گون | صاف مثل لہاون پاک روان | بس نظر کرتی تھی جہاں تک کا
مخمل سبز ہی بچھا تھا تمام | سوئے اس سبزے پر اگر گیا | تہ بہ سبزی کے ساتھ ہو پیار
یہ ہوا سے خوش اس سے آتی تھی | روح بلبل کی سی پاتی تھی | گویا جنت اس میں پہنچا
چڑھ گئی بس دماغ کو سردی | دل شبنم یہ چاہتا ہے وہاں | ہوں اسی سبزہ زار میں غلطاں

اک طرف کوہ سبزہ او خیز | اک طرف کو زمین عنبر بیز

بادشاہ نے جو یہ صورت رنگا صحرائے پرفضا دیکھا شمس فلک ہفت پیکر کو بلا کر فرمایا کہ یہ زمین نشست آمیز نہایت پُر بہار ہے و شوقین دل بھی عجیب کیفیت سے دوچار ہے شمس نے عرض کی کہ اگر شہریار یہ صحرائے سبز سواد ہے بحکم بانیان طلسم یہ صحرا درست کیا گیا ہے سواد جادو جو یہاں کا حاکم ہے اکثر یہاں روز روز وہ آتا ہے بہار یہاں کی بڑھا جاتا ہے غلام جا کر لشکر کو اتارتا ہے لیکن ہوشیاری آٹھ پہر چاہیے یہ کیونکر عرض کروں کہ سواد کو خبر نہ ہو گی وہ ضرور آگاہ ہوگا بلکہ خود آ کے

دیکھ جائیگا دیکھیے کیا رنگ لائیگا بادشاہ نے فرمایا کہ سمجھا جائیگا اسکا ظفر انجام اس صحرا ے
فرخناک میں اترا پڑا بارگاہ بادشاہ کے لیے استادہ ہوئی بادشاہ آکر داخل بارگاہ ہوے
سب امیر و وزیر حاضر خدمت ہوئے سرداروں سے دربار معمور آراستہ ہوا ساعت نہ گزری تھی
ہوئے ہیں جلسہ جما ہوا ہے شمس قریب تخت بادشاہ حاضر ہے ذکر طلسم ہفت پیکر کا کرتا
کرتا ہے کہ اے شہریار ایک سرحد دار بلا سے روزگار ہے وہ مقام ہے کہ جہاں کدہ
کاوش بیکار ہے مگر جام سے ارغوانی گردش میں ہے ہر خورد و کلاں عیش و عشرت کی کوشش
میں ہے فضا سے کار سواد جادو کہ آٹھویں دن اس جنگل میں آتا ہے اسی اپنے طریقہ قدیم
پر گوشہ صحرا پر آکر اترا درختوں کو دیکھتا ہوا ٹہلتا چلا ایک پہاڑ تھا کہ اس پر چڑھا اب جو نگاہ کی
دیکھا کہ ایک لشکر اس صحرا میں فروکش ہے اور ایک بارگاہ فلک رفعت بیچ لشکر میں
استادہ ہے نوبت و نقارے بج رہے ہیں دور سے کھڑے ہوکے سواد نے اس لشکر
ظفر اثر کو دیکھا شوکت دیکھکر دل گیا جی میں کہتا ہے یہ کون ایسا سرکش ہے کہ بدون
ہماری اطلاع کے ہمارے صحرا میں اترا پڑا ہے ایک قلعہ سواد نگار میں آیا ہرکاروں کو
حکم دیا کہ ارے خبر تو لاؤ اتنا بڑا لشکر کسکا اترا ہے کہ تمام صحرا پامال ہو رہا ہے میں نہیں
گوارا کرتا کہ میرے صحرا میں کسی کا لشکر اترے ہرکارے گئے خبر لیکر آئے عرض کی
کہ بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد نامے طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے ہیں یہ
منزل مجسمہ آئین پسند آئی اتر پڑے یہ سنکر سواد جادو بہت برہم ہوا پوچھا کہ
ساحروں میں کون ساتھ ہے ہرکاروں نے نام شمس کا لیا شمس کا نام سنکر سواد جادو
جل گیا بیٹی اسکی گلنار گل اندام کرسی پر بیٹھی ہے جب سواد نے کہا کہ میں ابھی جاکر
لشکر تباہ کرتا ہوں ایک سحر ایسا کروں کہ اہل لشکر پتھر کا کریں گلنار نے عرض کی
کہ بابا جان آپ تکلیف نہ فرمایئے میں برائے گشت جاؤنگی جو مناسب وقت ہوگا
عرض کرونگی ان لوگوں نے آپکے ساتھ کوئی سرکشی نہیں کی اگر صحرا میں بہات
قریات آباد میں کسی کو ستایا نہیں اگر ساحر بکہیر چلے ہوتے لشکر میں کبھی آتے ہیں کسی کی
روک ٹوک نہیں کی لیس بلا وجہ ستانا کیا ضرور سواد نے کہا کہ خبردار تو جا اور اگر

جاتی ہی تو جہان تک ہوسکے بادشاہ لشکر کا سر لاتا گلنار نے کہا کہ بہت خوب ایسا ہی ہوگا یہ
کہکر اپنے باغ مین آئی لباس بھاری پہنا اور ایک طاؤس زرین بال سحر سے درست کرکے
اپنے کو چالاک و چست کیا طاؤس پر سوار ہوکر یکہ و تنہا چلی اول پہاڑ پر آئی پہاڑ پر سے دیکھا
کہ لشکر اُترا ہی بارگاہ استادہ ہی مگر گرد بارگاہ کے سرداروں کا جماؤ ہی معلوم نہین ہوتا کہ افسر
کہان ہی سوچی کہ اے گلنار پہلے چل کر افسر کو دیکھ لون تو اسی پہاڑ پر سے سحر کرون یہ سوچکر
پہاڑ سے اُتری صورت اپنی سحر سے تبدیل کی ٹہلتی ہوئی لشکر مین آئی دو پہر سے شب
چھاؤنی کر چکی ہے یعنی زلف لیلا سے شب تا بہ کمر پہونچی ہی لشکر مین سناٹا ہی حاضر باش
و ناظر باش کی صدا آرہی ہی شب ماہ ہی تمام صحرا روشن ہی ہر مقام رشک گلشن ہی گلنار
ٹہلتی ہوئی آئی ہی بادشاہ جو بیٹھے بیٹھے گھبرا گئے اپنے عیار بیٹے فیروزہ بن عمرو کا ہاتھ تھام لیا
ایک ہاتھ مین تلوار اٹھائی سرداروں نے چاہا کہ ہم بھی ساتھ چلین بادشاہ نے فیروزہ
سے اشارہ کیا کہ سب صاحبوں کو منع کردو کہ ہمارے ساتھ آنے کا ارادہ نہ کرین سب اُٹھ
کھڑے گئے بادشاہ بارگاہ سے نکلے گویا آفتاب عالمتاب اپنے برج سے نکلا تاج سر پہ نہ
قبا کھلے ہوئے ٹہلتے ہوئے چلے اُدھر سے گلنار آتی تھی بازار غلہ فروشان مین سامنا
ہوا گلنار ایک دوکان پر کھڑی ہوئی لشکر کو دیکھ رہی ہی کہ سامنے سے آفتاب عالمتاب
شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری نمایان ہوئے گلنار کی نگاہ پڑی شباب کی
رعنائی و زیبائی تلوار ہاتھ مین ہے۔ قبا کھلے ہوئے تاج جواہر بیش قیمت سر پر اُس شہریار کے
رکھا ہوا ٹہلتے ہوئے آتے ہین گلنار کی نگاہ جو جمال بے مثال پر پڑی تیر عشق کا سینے مین لگی
چاہا کہ ضبط کرون نہ ہوسکا جبین پیشانی پر پسینہ آیا چرخ کھا کر گری بیہوش ہوگئی بادشاہ نے دیکھا
کہ ایک شخص سامنے کھڑا تھا مجکو دیکھکر گر پڑا یہ تو تحریر کرچکا ہون کہ گلنار نے صورت اپنی
سحر سے بدل لی ہی مگر دو سے مشکین و زلف عنبرین جو کھل گئی ہی چہرۂ زیبا پر لہرا رہی ہی
اور صاف ثابت ہوتا ہی کہ مار سیاہ قریب چشمۂ خورشید لہرا رہے ہین ہر چند کہ آنکھین بند ہین لیکن
کل بادام کی تحریر مین ہونٹوں سے مسیحائی پائی جاتی ہی عاشق صادق کی طبیعت گھبرائی سے
بادشاہ کو ایک خیال سا ہوا کہا کہ اے فیروزہ اس شخص کو ہمارا اشتیاق تھا ظاہر مین کوئی

صدمہ نہایت پہونچا بیہوش ہوتا گیا یعنی فیروزہ نے غش کی بہت بجا ہے بادشاہ فوراً فرش
خاک پر بیٹھ گئے عارض سے خاک جھاڑنے لگے سر اٹھا کر زانو پر رکھا دست نازک جسم پر
پھیرنے لگے گلنار کو جو آرام پہونچا آنکھ کھول کر نہ پر سر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ کو عرش اعلا
پر پہونچا پایا مگر رعب شہنشاہی سے گھٹا بیٹھی سر جھکا لیا منھ پر اپنے ہاتھ پھیرا وہ جو صورت
سے مردانی بنائی تھی وہ صورت رفع ہوئی گوری گوری صورت گل سے عارض پتلے پتلے
ہونٹھ گردن صراحی دار سینے پر ابھار جو ظاہر ہوا بادشاہ بہ نگاہ محبت دیکھنے لگے فرمایا کہ اے
ماہتاب فلک حسن و جمال وای آسمان خوبی کی مہر بے مثال اپنے نام نامی سے آگاہ کرو کہ تم
گل کس گلستان کی ہو ماہ کس آسمان کی ہو بادشاہ نے جو اس طرح فرمایا بے اختیار
ملکہ گلنار کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے زبان سے یہ اشعار نکل گئے نظم

ہم دل سے تنگ چلکے بھی دیوانہ پن ہوا
نکلے تھے راہبر جسے وہ راہزن ہوا

وحشت کا جوش باعث ترک وطن ہوا
گھر تجھ پہ تنگ ہو کے مرا پیرہن ہوا

اظہار سوز دل میں جو گرم سخن ہوا
شعلہ ہوئی زبان پھپھولہ دہن ہوا

گیسوے عشق کا تھا سبب یہ ہی یار
تقدیر کا بل آپکی جبین کا شکن ہوا

یوں دل میں مجھ میں تفرقہ روز ازل ہوا
جب تک رہا بدن میں نہ جزو بدن ہوا

جھکا جو کوے یار میں جاے لحد ملی
خواہان مرگ رشک سے ہر گورکن ہوا

محشر میں داغ عشق کی چمکی جو تیرگی
چلاتے اہل حشر کہ سورج گہن ہوا

پیدا کیے ہیں مجھ سے نئے ڈھنگ آسمان نے
فیروزہ رنگ لاشے لگا جب کفن ہوا

رخصت قباے گل کا جو ٹکڑا تھا ای جنون
کچھ رنج رہا کہ اس میں مرا پیرہن ہوا

پہچانتا نہیں یہ اثر کو اثر اے
نالہ نکل کے دل سے غریب الوطن ہوا

تھا اک حجاب اپنے گناہوں سے شیخ جی
جس وقت مر گئے وہی پردہ کفن ہوا

پیری سے آرزو ہے جوانی جو ہستی کی
ایسا دیا جواب کہ دندان شکن ہوا

کس شوخ پر گلوں کے گریبان پھٹ گئے
کسکا حجاب پردہ در انجمن ہوا

آکر وطن میں ہو گئے دیوانے ہم جلال
پیشتر آمد آمد اہل وطن ہوا

اس طور سے اس نازنین نے یہ شعر پڑھے کہ بادشاہ کی آنکھوں مین آنسو بھر آئے فرمایا
کہ اے بہ جبین مین تیری دل شکنی کرنا نہین چاہتا تیرے سوز و گداز سے بیقرار ہو گیا مگر
اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کرو گلنار نے سر جھکا کر کہا کہ کیا نام و نسب بتاؤن
بہت شرماتی ہون مگر آپ کے ارشاد کا ٹالنا مناسب وقت نہین نام میرا گلنار
گل اندام ہے سواد جادو جو اس صحرا کا حاکم ہے اسکی دختر ہون آپ کے لشکر کی تباہی
کا حکم ہوا تھا مین ایسی ساعت سے چلی تھی کہ آتے ہی گرفتار کمند گیسو و ذبیح خنجر ابرو
ہوئی یہ بھی سُن چکی کہ آپ کے ساتھ کاہن طلسم موجود ہے لیکن اگر مخفی ہو کر سحر کرتی تو
لشکر ظفر اثر کو ضرور تکلیف پہونچتی اب حیران ہون کہ جا کر کیا حیلہ کرون دل گوارا نہین کرتا
کہ آپ کے دشمنون کو تکلیف پہونچاؤن گلنار یہ باتین شرما شرما کر رہی ہے بادشاہ نے
فرمایا کہ اے ملکۂ عالم بارگاہ مین چلو گلنار اٹھ کھڑی ہوئی بادشاہ نے ہاتھ تھام لیا بارگاہ
مین تخلیے مین لیکر آئے فیروزہ بن عمرو سایہ کی طرح ساتھ ہے ڈرتا ہے کہ یہ وہ دستے مین
دشمنی نہ کرے بادشاہ بارگاہ مین آ کر بیٹھے فیروزہ سے فرمایا کہ اے فیروزہ ساز بجاؤ ملکہ
گلنار کو گانا سناؤ فیروزہ نے تو بڑے سے نے نکالی اور یہ غزل عاشقانہ سنانے لگا
گلنار کے نئے طور سے شروع کی نظم

بھلا وہ کیا ہے مرے حال زار سے واقف
نہین ہے جو ستم روزگار سے واقف

وہ عندلیب ہون جسکی کھلی قفس مین آنکھ
نہین ہین لطف خزان و بہار سے واقف

نہین اٹھائی ہو جسنے تپش جدائی کی
وہ کیا ہو میرے دل داغدار سے واقف

فروغ حسن شب زلف تم سے دیکھا ہے
یہ دل ہے گردش لیل و نہار سے واقف

خیال گر یہی ہر گہ اُسکو کیا ہو گا
جو آج تک نہین میرے مزار سے واقف

نہ جانتے تھے کہ تکلیف عشق مین ہو گی
نہین تھے ہم ستم انتظار سے واقف

ہے ہم کیف کی ہر دم ترقیان مین سے
وہ آنکھ ہون کہ نہین جو خمار سے واقف

خلش اٹھائی نہ نوک مژہ کی اشکون نے
یہ آبلے نہین تکلیف خار سے واقف

ڈر و خلل سے کھٹکا اسقدر نہین اچھا
نہین ہو جذب دل بیقرار سے واقف

| | |
|---|---|
| ہیں وہ ہوں غنچۂ پژمردہ اس چمن میں نسیم | کہ جو نہیں کبھی لطف بہار سے واقف |

اس رنگ میں فیروزہ نے یہ غزل گائی کہ گلنار تعریفیں کرنے لگی بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ لو اب رخصت ہو کل ہم آئینگے گلنار بادشاہ اسلام سے رخصت ہوئی گلنار اول
دربار میں سواد کے آئی سواد نے پوچھا کہ کیوں اے نور نظر ساتھ لشکر اسلام کے کیا کیا
گلنار نے کہا کہ اے والد نامدار لشکر میں بادشاہ اسلام کے شمس سا ساحر زبردست موجود ہے
میں نے قصد نہ کیا کہ اگر میں اپنے کو ظاہر کر دونگی اور سحر کرونگی تو شمس نکل کرے دکر یگا اس
وجہ سے میں واپس آئی سواد نے کہا کہ اے نور نظر سحر تو کیا ہوتا اگر شمس تمہارے سحر
کو دفع کرتا تو میں شمس کو پکڑ لاتا پہلے اُسی کو قتل کرتا کہ اُسی نے بادشاہ اسلام کو سحر کیا
کرکے یہاں تک پہونچایا ہے ورنہ راہ صحرا سے سواد نگار تک آنا دشوار تھا مگر اے نور نظر تم
کل کے روز جاکر لشکر اسلام کو تباہ کردیں شمس کی فکر کر دونگا چند باتیں کرکے گلنار
سواد سے رخصت ہوئی بعد جانے گلنار کے سواد نے کہا کہ آج میں نے گلنار کو
عجیب حال میں دیکھا میرا دل کھٹکتا ہے اُسی وقت چند غلاموں کو بلا کر حکم دیا کہ جہاں
گلنار جائے اُسکی خبر ہمکو پہونچاؤ وہ ساحر یعنی غلام اُڑ کر چلے گلنار اپنے باغ میں آئی
باغ کی آراستگی کا حکم دیا دن بھر اُسی کام میں رہی شام کو روشنی ہونے لگی جا بجا لالٹینیں
گڑوائیں جھاڑ جا بجا نصب کیے بادشاہ دن بھر مشتاق رہے شام کو بارگاہ سے یہ کہکر
اُٹھے کہ اے فیروزہ چلو وعدے والا انتظار کرتا ہوگا فیروزہ بھی اُٹھا بادشاہ اور فیروزہ
جب بیرون بارگاہ آئے تو کسی کی مجال نہ ہوئی کہ یہ پوچھتا حضور کہاں تشریف لیجا ئینگے
مگر شمس نے آگر دامن پکڑا عرض کی کہ اے شہریار یہ مقام نہایت سخت ہے ایسا نہو کہ حضور
پر کوئی افتاد پڑے غلام کا ساتھ رہنا ضرور ہے بادشاہ نے شمس کا ہاتھ تھام کر فرمایا
کہ اے حافظ و نگہبان تیری ذات سے سب طرح کی امید ہے تو فلک رفاقت کا خورشید ہے کہ
تم تکلیف نہ کرو لشکر کی حفاظت میں رہو میں بہت جلد چلا آؤنگا شمس کو سمجھا کر بادشاہ
اسلام چلے راہ کو طے کر کے جب سامنے باغ کے پہونچے دیکھا گلنار جوڑا زعفرانی پہنے
ہوئے دریا سے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے دربانغ پر کھڑی ہے بادشاہ کو جو آتے دیکھا

دیکھا دروازے سے نکل آئی بادشاہ کا ہاتھ تھام لیا بادشاہ کو لیکر باغ مین آئی وسط باغ مین ایک چبوترہ تھا اُسپر مسند آراستہ کرائی بادشاہ کو اُس مسند پہ بٹھایا فیروزہ سے کہا کہ اے فیروزہ کچھ اشعار تو گاؤ فیروزہ نے فوراً نے نکالی اور غزل عاشقانہ سانحے عاشق و معشوق کے گانے لگا۔ نظم

غنچے نے تاج گل سے کیا پیرہن درست — شادی بہار کی ہے ہوا ہے چمن درست
پیغام رستخیز ہے آمد بہار کی — مر کر ہوئی ہے نرگس بیمار تندرست
رکھا دہان تنگ نے مطلب کو ناتمام — نکلا تمہارے منھ سے نہ کوئی سخن درست
گل جلوہ گر ہین آمد فصل بہار ہے — کر باغبان نشیب و فراز چمن درست
پیوند مہر و ماہ لگاتا ہے روز و شب — کرتا ہے چرخ پیر ردا سے کہن درست
دست جنون نے قید تعلق سے دی نجات — پہونچا نہ ایک تار گلو پیرہن درست
کرتی ہے جمع باد صبا خاک منتشر — ہوتا ہے پھر نشان مزار کہن درست
ہوتی ہین جوش عشق مین جو جو شکایتین — کہتا ہے ناز سے وہ بت سیم تن درست
فرہاد نے فریب محبت مین جان دی — سمجھا کہ ہے معاملہ پیر زن درست
ساقی بھلا ہو خیر سبو کوئی جام دے — رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن درست
ناحق خراش زخم کی دیتا ہے زلفین — کرتا ہے شانہ زلف بت سیم تن درست
زنگ دوئی سے آئینہ دل ہے پاک و صاف — رہتا ہے اپنا گوشہ بیت الحزن درست
بیفائدہ ہین چارہ گرون کی مشقتین — ہوتے نہین ہین عشق کے بیمار تندرست
جاتا ہے ایک عمر لعاب دہان تیغ — زخمون کے مدتون مین ہوئے ہین دہن درست
بدلو ردیف اور کہ جی بھر گیا نسیم — ہوا اور طرح زلف عروس سخن درست

فیروزہ نے اس طرح یہ غزل گائی کہ گلنار و شاہ تعریفین کرنے لگے مگر افلاک فلک سیر فرستادہ سواد جادو آسمان پر طائر بنا ہوا اُڑ رہا تھا اُسنے جو بادشاہ کو بیٹھے ہوئے دیکھا طرف سواد جادو کے چلا سواد اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا افلاک آسمان سے آیا عرض کی کہ اے شہنشاہ آج وہ سحر کہ غلام نے دیکھا کہ قلب تھرا رہا ہے آپکی صاحبزادی لینے ملکہ

گلنار نے بادشاہ لشکر اسلام کو بہ اشتیاق تمام بلا کر باغ میں بٹھایا ہے آپس میں
اختلاط ہو رہے ہیں یہ سنکر سواد اپنے مقام سے اٹھا اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ
کرنے لگا کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے عرض کی کہ شہریار بیشہ نشین آپکی ملاقات
کو آتا ہے یہ سنکر سواد نے کہا کہ جاکر شہریار سے کہو کہ ملکہ گلنار تمہاری منگیتر ہے تم ملکہ
کے باغ کی جانب سے آؤ بادشاہ اسلام باغ میں ملکہ کے بیٹھا ہے اسکو پکڑ کے لاؤ علاوہ
گرفتاری بادشاہ اسلام اپنی منگیتر پر قبضہ کرو ہم تجویز حکم دیتے ہیں ہمکو خدا جانا ظاہر میں
والا مقام رہے کہ یہ شہریار بیشہ نشین دعوی جرأت رکھتا ہے ملازم سواد نے جاکے
شہریار سے اطلاع کی اور شہریار نے یہ حال سنا کہ بادشاہ اسلام پاس میری منسوبہ
کے بیٹھے ہیں جل گیا فوج کو حکم دیا کہ چہار طرف سے باغ کو گھیر لو ایسا نہ ہو کہ بادشاہ اسلام
بھاگ جائے بارہ ہزار سوار ساتھ تھے آکر باغ کو گھیر لیا ایک کنیز جو کسی کام کو کوٹھے پر
چڑھی تھی سواروں کو دیکھا گھبرا کر اتری آکر بادشاہ سے اطلاع کی کہ اے شہریار باغ چہار جانب
سے گھر گیا گلنار نے گھبرا کر کنیز سے کہا کہ دریافت تو کر فوج غیر ساحروں کی کہاں سے
آئی کنیز نے باہر نکل کر دیکھا کہ شہریار بیشہ نشین گینڈا ٹھکراتا ہوا طرف باغ کے آتا ہے
کنیز نے بڑھ کر عرض کی کہ شہریار بیشہ نشین جسکو دعوے جرأت ہے اسکی فوج نے باغ
کو گھیرا ہے اور شہریار گینڈے کو بڑھائے ہوئے اسی طرف آتا ہے بادشاہ تلوار اٹھا کر
اٹھے فرمایا کہ میں شہریار سے سمجھ لونگا اے ملکہ تم نہ گھبراؤ ملکہ نے کہا کہ اے شہریار آپ اکیلے
ہیں وہ بارہ ہزار فوج سے آیا ہے کنیز نکل کر سحر کرتی ہے تمام لشکر کو تباہ کر دیگی بادشاہ
نے فرمایا کہ مجھکو منظور نہیں ہے فرماکر پشت مرکب پر سوار ہوئے نیزہ ہلاتے ہوئے
باہر چلے ملکہ نے دوڑ کے دامن پکڑا کہا کہ اے شہریار میں اپنا حال زار کیا عرض کروں
عجب دل کی کیفیت ہے

نظم

گلے میں بخت کے اسکا کبھی کچھ قصہ نکل آیا ہوئی تھی صلح اکثر مشکل سے پھر جھگڑا نکل آیا
میں اپنے شور کے صدقے کہ دیکھا آج تو اسکو بگلا نشتے میں گھر سے شوخ بے پروا نکل آیا
ندامت ہو ہوئی دیں گالیاں افسانہ گویوں کو وہ سنتے تھے کہانی ذکر کچھ میرا نکل آیا

مری تقدیر بدلی ضعف سے آواز کیا بدلی | وہ اپنے لبوں دشمن کی صدا سمجھا نکل آیا
جو سچ پوچھو تو صدقے ہیں تمھارے عارض کے | کنول پھولے دلوں کے رنگ غنچوں کا نکل آیا
نسیم آکے جو اپنا جذب خاطر ہی طرف لایا | گلے مل مل کے روئے حوصلہ دل کا نکل آیا

بادشاہ اسلام نے دامن چھڑا لیا اور کہا ملکہ صبر کرو دریاغ سے تماشا لڑائی کا دیکھو شب کو تم پر حال کھلیگا گھوڑے کو اڑا کر بادشاہ باہر نکلے شہریار بیشہ نشین گینڈے کو اڑاتے ہوے آتا تھا دیکھا کہ برج باغ سے آفتاب نکل آیا نیزہ ہلاتے ہوے بادشاہ قریب آئے اور للکارا کہ او مکار کہاں جاتا ہے شہریار بیشہ نشین صورت زیبا دیکھکر دنگ ہوگیا حیران تھا کہ کیا صورت ہے اور کیا سطوت و جلالت ہے دیکھکر آواز دی کہ اے جوان میرا شہریار بیشہ نشین لقب ہے میں نے بڑے بڑے پہلوانوں کو مارا اور بڑے بڑے سرکشوں کو للکارا تیرے شباب پر رحم کرتا ہوں جا نکل جا تجھسے کوئی تعرض نہ کریگا اور کوئی روکیگا اور نہ کوئی ٹوکیگا سعود نے فرمایا کہ اے شہریار بیشہ نشین انصاف تو کرو معشوق کو دشمنوں میں چھوڑ دیں کہ اسپر مصیبت پڑے اسکا باپ اُسے ذلیل کرے شہریار نے سر جھکا کر کہا کہ اے جوان تو نے عجب بات کہی کہ دل میں گڑ گئی ناموس کی ذلت کوئی گوارا نہیں کرتا مگر مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہے سنگ صبر اپنے دل پر رکھتا ہوں کہ ناموس کو بھی لیجا میں کچھ خیال نہ کرونگا ہرچند کہ میری منگیتر ہے اور وہ ساحرہ ہے اگر اُسکو منظور ہوگا اور میرا خیال ہوگا تو تمھارے پاس سے نکل آئیگی بادشاہ نے کہا کہ دشمن کو پیٹھ دکھانا ہمارا کام نہیں شہریار نہایت حیران ہوا بعد گفتگوے بسیار نیزہ ہلایا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا ملکہ گلنار تعریفیں کر رہی ہیں خواصوں سے کہتی ہیں کہ اس دو خصال سے کس لطف سے ماشاء اللہ لڑ رہے ہیں شہریار کو دنگ کر دیا ہے بادشاہ نے نیزہ کا نخچہ کیا ایک مقام پر چبھایا کہ نیزہ ہاتھ سے شہریار کے نکل گیا شہریار نے قبضہ تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بادشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو پڑی اس سپر کٹا تاج کٹا بادشاہ زخمی ہوے ملکہ نے سر پیٹ لیا خواصوں سے کہا کہ غضب ہوا بادشاہ زخمی ہوے بادشاہ

۴۰

نے رحم کھاکے جیسے شیر زخم کھاکر بپھرتا ہی قبضے پر ہاتھ ڈالا خنجر دار چیر دار کر کے ہاتھ مارا
برق تیغ ہو تڑپ کر گری ابر سپر کے ٹکڑے اُڑے تڑپ کر سر پہ گری خود و دہانہ و مرقع
چین کاٹ کر سراسر گلے اور جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب گذر کر اور
صندوق سینے سے مثل سیماب گذر کر تلوار نے زمین کو بوسہ دیا مع گینڈے کے شہریار
کے چار ٹکڑے ہوئے فوج والوں نے جو اپنے افسر کا یہ حال دیکھا بادشاہ پر آ پڑے
بادشاہ بھی اُس ابر فوج پر جا پڑے کئی افسروں کو تاک تاک کر مارا جسکے ہاتھ مارا اسکے
دو ٹکڑے کیے بادشاہ لڑتے ہوئے جاتے ہیں ملکہ دریا باغ سے تماشا دیکھ رہی ہیں بادشاہ
نہنگانہ و شیرانہ اُس فوج ہزیمت موج سے لڑ رہے ہیں جو افسر سامنے آیا وہ ہاتھ سے
بادشاہ کے مارا گیا کئی سو پہلوان نامی و نام آور تاک تاک کر مارے ایک افسر نے کہا کہ
یارو سواد جادو کو خبر کرو کہ داماد تمہارا مارا گیا بادشاہ لشکر اسلام ایسے جری و بہادر
و صف شکن و تیغ زن ہیں کہ کوئی بہادر اُنکا مقابلہ نہیں کر سکتا ایک خدمتگار بھاگا
سواد جادو تخت پر بیٹھا کہہ رہا ہے کہ شہریار بیشہ نشین باغ میں بیٹھا عیش و عشرت
کرتا ہوگا کہ خدمتگار دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ اے شہنشاہ ساحران شہریار بیشہ نشین نے
بڑے لطف سے انتظام کیا تھا جاکر باغ کو گھیر لیا تھا دو طرف در باغ کے چلا تھا کہ
یکایک اندر سے باغ کے روشنی ہوئی دیکھا کہ بادشاہ اسلام نیزہ ہلاتے ہوئے نکلے
شہریار سے مقابلہ پڑا بادشاہ اسلام نے اول نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالا بعدہ بیک ضرب
شمشیر مع گینڈے کے اُسکے چار ٹکڑے کیے اب بارہ ہزار سواروں سے اکیلے لڑ رہے
ہیں صرف ایک عیار پشت پر ہے لیکن وہ عیار ایسا تیز و طرار ہے کہ پشت پر کسی کو نہیں
آنے دیتا جو پشت پر آتا ہے اُسے خنجر مار کے گرا دیتا ہے سواد جادو یہ حال مصیبت مآل سنکر
مثل ابر گرجا گینڈا منگایا کہا کہ اس گیسو بریدہ و شوخ دیدہ نے غضب کیا کہ منگیتر کو اپنے
قتل کرایا اب مجکو عقل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ اسلام پر عاشق ہے اسی دھن میں
اُسنے یہ حرکت کی جاتے ہی پامال کرونگا بلبلاتا ہوا گینڈے پر سوار ہوا پانچ جادوگر
ساتھ لیکر طرف باغ کے چلا یہاں بادشاہ نے علم فوج جب قلم کیا فوج والے بھاگے

ملکہ نے جو در باغ سے غول کے غول دیکھے کنیزون سے کہا کہ اگر یہ بیہودہ پلٹ پڑین تو اکیلے کی جان بچنا مشکل ہو ایسا سحر کرون کہ سب بھاگ جائین یہ سوچ کر در باغ سے باہر نکلی مین تھا توڑ کر پھینک مارا آسمان مین جا کر وہ ہار پھٹا پھول برسنے لگے فوج والے اُن پھولون کو سونگھ کر جھومنے لگے بعضے پکار اُٹھے ۔ ع

ہے رخصتِ جان حال مین قلا نہین سکتا ۔ رہوار بہت تیز ہے ٹھہرا نہین سکتا

وہ ضعف ہوا ہے جان کہین جا نہین سکتا ۔ مین عمر گذشتہ کی طرح آ نہین سکتا

کچھ خال سے بھی کم ہو گیا رہی تنگ سا ۔ آرام کہان پاؤن تو پھیلا نہین سکتا

تا صد کی طبیعت بھی ہوئی خاطر نادرت ۔ سنتا ہے مگر یار کو سمجھا نہین سکتا

ہون خاطر پژمردہ کہان تازگی شوق ۔ لطفِ چمنستان مجھے دکھلا نہین سکتا

پوشیدہ ہون جس طرح ارادہ ترے دلکا ۔ ڈھونڈے سے بھی اگر کوئی مجھے پا نہین سکتا

سیاح عالم قید تعلق سے ہین آزاد ۔ دام رگِ تن روح کو الجھا نہین سکتا

دن رات بھڑکتے ہین مرے جسم کے شعلے ۔ بھڑکا کے کوئی تا زخم جگر آ نہین سکتا

تدبیرِ شب وصل ہو شکوہ بھی تمھارا ۔ شرم آتی ہے تا نوک زبان لا نہین سکتا

رستے نہین سیاح عالم اشک کی صورت ۔ جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہین سکتا

کہتے نہین ہم کو تم سنو عاشق جانباز ۔ دیوانے کو تیرے کوئی سمجھا نہین سکتا

مشکل ہے نصیبا اسکا کہ بیمار ہون دو راتین ۔ کھوئے ہوئے آرام بستر پا نہین سکتا

وہ لوگ خاک اُڑاتے ہوئے اشعار کو پڑھتے ہوئے طرف صحرا کے چلے بادشاہ نے دیکھا کہ وہ سب بھاگ گئے سامنے باغ کے آکر ٹھہرے وہان سے تلوار پونچھ کے سپاہیون وہ لوگ گوشۂ صحرا سے بھاگ کر چاہتے ہین کہ جنگل مین جائین سواد سامنے آکر پہونچا اُسنے جو اہل فوج کو اس حال مین دیکھا ساتھ والون سے کہا شہریار ایسا شاد کہتا کہ ہو تم ہے اس جوان کے مارا جاتا اُس شوخ دیدہ نے سحر کر کے اُسے قتل کرایا دیکھو سب فوج بھاگی ہوئی آتی ہے یہ کہکر جھپٹ کر ایک گولہ مارا کہ آسمان سے ان سب پر پانی برسنے لگا جس کا قطرہ پڑا وہ ہوشیار ہوا پھول ہاتھ سے پھینک دیے سواد جادو کو

دیکھ سلام کرنے لگے کہا حضور نے دیکھا کہ شہریار ایسا پہلوان ہاتھ سے اس معشوق وضیع
کے مارا گیا ہم سب نے اس مکیلے کے ہاتھ سے شکست کھائی سواد نے کہا کہ میں کچھ کیا
تم لوگ پشت لشکر پر آؤ کیونکہ تم سب اسی کے سحر میں تھے جوں جوں پھول سونگھتے
تھے اور زیادہ بیہوش ہوتے تھے بادشاہ نے جو سواد جادو کو آتے ہوئے دیکھا گھبرا گئے
کنیزوں سے فرمایا کہ ملکہ بیٹھ کر کسی شغل کے سامنے میں چھپائیں گلنار آڑ میں دروازے
کے آئیں سواد نے جو دیکھا کہ بادشاہ تخل کے سامنے کھڑے ہیں للکار کر آواز دی کہ
او ظالم تو نے غضب کیا کہ میرے داماد کو مارا بادشاہ نیزہ چمکا کے چلے سواد نے
وہیں سے گولا مارا کہ بادشاہ کا سر کیسہ رہبری سے اڑ آیا بادشاہ لڑکھڑاتے ہیں
گھبرا کر اسم پڑھتا سواد جادو تلوار کھینچ کر چلا ملکہ نے جو دروازے سے دیکھا قلب
مضطر ہوگیا دیکھا کہ دشمن بادشاہ کے قتل ہوتے ہیں لاکھ چاہا کہ ضبط کروں نہ ہو سکا دونوں
ہاتھ ملا کر ایک برق نکالی بادشاہ پر بھی پھول برسے اور برق کڑک کر طرف سواد کے
چلی سواد نے برق کو کاٹا اور پکار کر آواز دی کہ او شوخ و بدو سامنے آکر سحر کر پردے
میں سے سحر کرتی ہے گلنار گھبرا کر نکل آئی اور پکار کر آواز دی کہ ای باپ اگر میرا پاس
ہے تو اس شہریار کو آزار نہ پہنچا اسمیں سواد اور جھلایا سحر کرتا ہوا بڑھا بادشاہ کے
سر کے سے رہائی پائی تھی اسپ مرکب کو مہمیز کیا کمان کیانی دوش سے اتاری تیر کمان
میں پیوستہ کیا تاک کر طرف سواد کے مارا سواد نے ہاتھ ہلا دیا تیر جا لگا پھر ہاتھ ملایا
گھوڑا مرکر گرا گلنار نے سواد پر کئی سحر کیے سواد نے اپنے کو بچایا ملکہ گلنار نے جب
دیکھا کہ یہ نہیں مرتا چاہا کہ تڑپ کر گرد بادشاہ کو مرکب سے اٹھا لوں کسی مقام پہ
لیجاؤں بادشاہ کی جان بچاؤں بس یہ ہوا نہ پایا کہ ایک آڑی سحر کی بادشاہ پر
گری خم کر بیٹھ رہے کہ آڑی سواد نے جو دیکھا کہ بادشاہ کے پیچھے جا لگی ہے فوراً زمین پر
دو ہتھڑ مارا گلنار اڑ کر گر گئی قریب تھا کہ سواد نے زبان میں گلنار کے سوئی دی
بادشاہ کو سلسل و مطوق کیا فوج والوں سے کہا کہ باغ کو لوٹ لو کنیزوں پر قبضہ
کرو اہل فوج باغ میں گھس پڑے کنیزیں بھی خوب لڑیں آخر جان دی زندہ

شہ گرفتار ہوئین باغ مین سواد جادو نے آگ لگا دی باغ کا انتظام کرتا ہوا باہر نکلا ارادہ
کیا کہ ملکہ گلنار اور بادشاہ کو قتل کرون مشیرون نے بڑھ کر دست بستہ عرض کی کہ اے
شہریار انکا قتل کرنا مناسب نہین خداوند کو عرضی لکھیے دیکھیے قدرت کیا حکم
دیتے ہین سواد نے کہا کہ مجھکو کوئی ضرورت نہین آخر مشیرون نے یون سمجھایا کہ دونون
کو لعل کے قید کیجیے سواد جادو نے ارابہ منگوایا ارابے پر بادشاہ اور گلنار کو سوار
کیا گرد اہل فوج برہنہ تلوارین لیے ہوئے اس طرح سے قیدیون کو لیکر چلا واضح رہے کہ
فیروزہ نے جب سواد کو آتے دیکھا تھا ایک نخل کی آڑ مین چھپ گیا تھا جب دیکھا
کہ قیدیون کو لیچلا تب فیروزہ نے صورت تبدیل کر کے ساتھ ہو لیا سپاہی بنا ہوا قریب
ارابے کے آیا تلوار لیکر بادشاہ پاس بیٹھا اور کہا کہ اس ظالم کے ہاتھ سے میرا بھائی مارا گیا
ہے اسکو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا سپاہیون نے منع کیا کہ ابھی حکم اسکے قتل کا نہین
ہے جب بادشاہ اسکے قتل کا ارادہ کریگا تو تم ہی بشکل جلاد کے آنا قتل کرنا تھا سواد کو
راحت ہو یہ باتین کرتا ہوا فیروزہ قریب ملکہ گلنار کے آیا اور اشارہ کیا کہ حضور کی زبان
سے سوزن نکالون بادشاہ کو لیکر نکل جائیے گلنار نے منع کیا اشارہ کیا کہ سواد جادو
ساتھ ہے یہ فوراً گرفتار کریگا زندہ نہ جانے دیگا فیروزہ رک گیا مگر ارابے کے ساتھ چلا
آتا ہے کبھی بادشاہ کے پیچھے دیکھتا کہ آنکھین اس قیدی کی مثل ادنی سپاہی ہاتھ
باندھے ہین سواد قیدیون کو لیکر قلعہ سواد نگار مین آیا اہل شہر کا ہجوم دیکھا کہ سب
آپس مین باتین کر رہے ہین کہ شہریار جمشید نشان ایسا شخص اسکے ہاتھ سے گرفتار ہوا
یہ بہادر ہے مگر جرأت کا سبب بہادری کیونکہ ملکون سے عاوالفت دیکھ کر ہوشیار ہین
آفتاب عالمتاب برج شہریاری و کوکب بخت و اختر فلک جہانداری ہو صاحب اقبال
اہل اسلام کا سردار ہے صاحبقران عالیشان بھی اسکو سلام کرتے ہین یا ہیبت
پر ہاتھ رکھتے ہین سواد نے لا کر قریب دارالامارہ شاہی ایک قید تھا اسمین قید کیا
فیروزہ بھی شہر و نگہبانون مین مل کر بیٹھا سواد کہ گیا کہ بارہ برجی کی حفاظت کرنا فیروزہ
ایک ایک سپاہی کے سامنے روتا ہے کہتا ہے کہ میرا جوان بھائی اس شخص کے ہاتھ

مارا گیا میں نے لاشہ اُسکا اپنی آنکھ سے دیکھا اُسکی جدائی کا مجھکو خیال آتا ہے حقّے
بھر بھر کے سب کو پلا رہا ہے جب شام ہوئی تو فیروزہ بن عمرو نے پایان بچھایا سب کے
سامنے یہ غزل عاشقانہ گائی - نظم

مقام شکر ہے جلاد سے گر زخم تن پایا
شتر پہ فن کبھی سنبل کے لیے ہم نے دہن پایا

جو خوش آیا ہمیں کچھ اس لیے افسردہ گلشن پایا
نہ راحت دشت میں دیکھی نہ لطف از چمن پایا

بشکل شمع ساری رات رو رو کر بسر کی ہے
یہی اس عالم فانی میں لطف انجمن پایا

پریشانی میں کاٹی عمر جب تک دم رہا باقی
نہ کچھ لطف سفر دیکھا نہ راحت از وطن پایا

ہوئی بخشش جو قسام ازل کی مہربانی سے
تو روح ناتوان نے اپنی خاکی پیرہن پایا

نہ اپنا تک رہی خم دم پیری میں جوانی
کسی دن بھی نہ ہم نے کم نہ چھلا یا لگن پایا

یہ غزل گا کر ایسا سپاہیوں کو خوش کیا کہ سب لوگ تعریفیں کرنے لگے کہتے ہیں کہ بھائی خوب گاتا ہے
تمہاری صحبت سے دل بہلتا ہے دیکھا سامنے روشنی معلوم ہوئی نگہبانوں نے پکارا کہ کون
آتا ہے چوبدار نے پکار کر آواز دی کہ میں سرکاری چوبدار ہوں نگہبانوں کے واسطے شراب
لایا ہوں فیروزہ نے دوڑ کر پیالہ اترا لیا شیشہ کھول کر اس میں بیہوشی ملائی کہا بھائیو آج میں
سب کو شراب پلاؤنگا گانا بھی سناؤنگا سب کو راضی کرونگا حقّے بھر بھر کے پلاؤنگا سب نے کہا
کہ بھائی بڑے سپاہی ہو جو مزاج میں آئے تمہاری خوشی ہے ہمکو منظور ہے تمہارا بھائی مارا گیا
ہمکو بڑا صدمہ ہے فیروزہ نے کہا کہ بھائیو کس کس کا صدمہ کریں باپ ہمارے میں شباب میں
جنگ میں لڑے فوج سرکاری کے ہاتھ سے مارے گئے ایسے قصے فیروزہ نے چھیڑے کہ نگہبان
مشتاق ہو کر سننے لگے کسی کو حقّہ پلایا کسی کے منہ سے نکالا کہ ہم گا لیں پھر بیٹھیں ہیں لوٹا گا مجھ لاکے
ملا اُسے گا مجھ پلایا دو پہر رات گئے دورہ شراب شروع کیا سب کو شراب پلائی پہر رات رہے
سب بیہوش ہوگئے فیروزہ اندر قیدخانے کے آیا دیکھا بادشاہ و گلنار بیٹھے ہیں
فیروزہ نے آکر بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کہ تو کون ہے فیروزہ نے عرض کی کہ غلام
قدیم حضور کا گلنار کی زبان سے سودن نکالی گلنار نے بادشاہ کے شبستان میں دیا ایک باہم
نکلی یہ پروانہ پیدا کر کے لے چلی قضا سے کالا سواد جادو پڑا ہوا سو رہا تھا کہ اسکے پہرے

اسکو جتایا کہا کہ ای سواد جادو ہوشیار ہو جا بادشاہ نے سب کو بیہوش کیا پیشتر کہ
سواد جادو کچھ اکر اٹھا باہر نکل کر پہلے قید خانے میں آیا دیکھا سب نگہبان بیہوش پڑے ہیں
قیدی ندارد صرف ہتھکڑیاں بیڑیاں کٹی ہوئی پڑی ہیں یہ دیکھ کر سواد جادو آگے چلا ملکہ
گلنار قریب لشکر اسلام پہونچی تھیں کہ پیچھے سے کی آواز آئی کہ باش اے گلنار کہاں جاتی ہے
گلنار نے پلٹ کر دیکھا کہ سواد جادو آ پہونچا باپ کو دیکھ کر گھبرا گئی بادشاہ کو زمین پر اتارا
اور آپ سینہ سپر کیے کھڑی ہوئی لگا ماکہا کہ اے باپ اگر جان لینا منظور ہے تو حاضر ہے مگر
عشق بادشاہ سے دل نہ پلٹے گا یہ عشق ایسا نہیں ہے کہ اس کو چھوڑے سواد نے اٹھتے ہی
گولا مارا گلنار نے کہ لیکا تھا ابھی میں سحر چل رہا ہے کہ پیچھے سے آواز آئی کہ شہنشاہ آپ
کیوں تکلیف فرماتے ہیں میں ایک سحر میں اسکو گرفتار کرونگا سواد جادو نے پلٹ کر دیکھا
کہ ایک ساحر اشیا سے سحر ہاتھ میں لیے ہوئے جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے سواد نے کہا
کہ ارے تو کون ہے عرض کی کہ خیر خواہ دولت یہ کہتا ہوا قریب سواد جادو کے پہونچا قریب
آکر کہا کہ وہ دیکھیے ابر تیرہ و تار اٹھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند ہفت پیکر آتے ہیں
سواد پلٹا اس ساحر نے نعرہ کر کے حلقہ کمند کے مارے کہ میں فیروزہ بن عمرو حبابچے دیا
پشتارہ باندھ کر چلا کہ لیے کیا کوئی آسمان سے ایک پنجہ گرا فیروزہ و سواد کو اٹھا لیگیا
بعد تھوڑے عرصے کے فیروزہ کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک قید خانے میں پایا چند ساحر
نگہبان بیٹھے ہیں سرشار جادو دوسرا ہے سواد کا وقت پر پہونچ گیا سواد و فیروزہ کو
اٹھا لایا سواد نے اسی وقت سرشار کو نگہبان قرار دیا وہ چند ساحر ساتھ لیکر یہاں
نگہبانی بیٹھا فیروزہ نے پوچھا کہ مجھکو کون لایا سرشار نے اپنی مونچھوں پر تاؤ دیکر کہا
کہ ہم ملازم سواد جادو ہیں وقت پر پہونچ گئے تمکو اور اپنے مالک کو اٹھا لیا۔ اب
قید خانے میں لایا سواد تمہارے قتل کا حکم دیگا فیروزہ نے کہا کہ ذرا یہاں تشریف
لائیے تو میں آپ سے اپنے دل کا حال کہوں سرشار اندر قید خانے کے آیا فیروزہ
نے کہا کہ میرے پاس کچھ مال ہے اسکو آپ ہی لے لیجئے ورنہ جلاد قتل کرکے لے لیگا
سرشار مال کا نام سنکر خوش ہو گیا کہا کیا مال ہے فیروزہ نے توبڑہ کھولا کچھ پڑھ

نکال کر دیے پھر کچھ اشرفیاں نکالیں ایک ڈبیہ نکال کر دی کہا حضور اسمیں میری جان
ہی آپ کیا باخبر ہیں کہ جب لقا خدائی کرتا تھا اسکے قیطول پر پہونچے وہاں سے یہ حال ہو گیا
اب بیان کرتا ہوں کہ اسکو کھول کر دیکھیے سرشار نے کہا کہ جس طرح تو کہیگا اسی طرح میں کرونگا
مگر دیکھو تو لو کہ یہ کیا شی ہے فیروزہ نے جتنا منع کیا سرشار جادو کو اصرار ہوا آخر
ڈبیہ کھولی بیہوشی اڑی سرشار بیہوش ہو کر گرا فیروزہ کو تو پہلے ہی رہا کر چکا تھا
فیروزہ نے اسکی زبان میں سوزن دی اپنی صورت اسکو بنا آپ اسکی صورت بنا باہر
نکلا نگہبانوں نے افسر سے پوچھا کہ فیروزہ کیا کہتا ہے کہا بیہودہ بکتا ہے کہتا ہے کہ مجکو رہا
کرادو میں اب جاتا ہوں شہنشاہ سے جا کر سب کیفیت کہونگا یہ کہکے نگہبانوں سے
کہا کہ ہوشیار رہنا آپ جست وخیز کرتا ہوا دربار میں سواد کے آیا سواد جادو نے
پوچھا کہ کیوں اے خیر خواہ کیا ہو سرشار نقلی نے عرض کی کہ اے شہنشاہ عیار بڑا
فیلسوف ہو عجیب باتیں بناتا ہے سواد نے کہا کہ اے سرشار اسکی باتوں کا اعتبار
نہ کرنا اسکا فرزند ہے کہ جسنے وتامہ و شمشن کو مارا سرشار نے کہا کہ حضور اگر آپ طلبیں
تو ابھی گرفتاری گلنار کی بھی تدبیر بتاؤں سواد اپنے مقام سے اٹھا ساتھ سرشار
نقلی کے ایک کمرے میں آیا فیروزہ نے باتیں کرنا شروع کیں کہا کہ حضور یہ کمبخت عیار
کیا کیا فریب کر رہا ہے خداوند ہفت پیکر اسکے مکر سے آپ کو بچائیں یہ باتیں کر
کے حباب مار دیا سواد جادو بیہوش ہوا اب فیروزہ حیران ہوا کہ اسکو کیونکر
لے جاؤں باہر قصر کے ہزارہا ساحر کھڑے ہیں رنگ اور دیکھ عیاری کا نکالا سواد
کی شکل بنا کر تیار ہوا باہر نکل کر ساحروں سے کہا کہ تم سب لوگ در قید خانے پر جاؤ عیار
کی حفاظت کرو کہ میں برائے گرفتاری گلنار جاتا ہوں جب سب ساحر طرف قید خانے
کے گئے آپ نے کشتارہ سواد کا پشت پر لگایا نکل کے بھاگا یہاں بادشاہ گلنار
دربار میں بیٹھی ہیں شمس فلک ہفت پیکر رہا ہے کہ اے شہریار افسوس ہے کہ عین
وقت پر نہ پہونچا ورنہ سواد کو حال معلوم ہوتا مگر اب اے ملکہ گلنار تم نہ گھبراؤ کیا تاب ہے کہ
وہ بچا لے جا سکتا ہے کہ آواز زنگ کی بلند ہوئی دیکھا کہ فیروزہ ان میں ...

ستارہ پروش آتا ہے بادشاہ نے پکارکر پوچھا کہ اے یار وفادار کیونکر رہائی پائی فیروزہ
نے سب حال بیان کیا اور عرض کی کہ سواد جادو کو لایا ہوں شمس نے کہا کہ ستون سے
باندھ دو سواد کو ستون سے باندھا فیروزہ نے زبان میں سوزن دے دی ہے فتیلہ رفع
بیہوشی دیا سواد کو چھینک آئی آنکھ کھلی اپنے کو دربار میں سعد کے پایا شمس نے پکار کر
کہا کہ اے سواد اپنے بزرگوں کی لکھی ہوئی کتابیں دیکھو کہ سب لکھ گئے ہیں کہ عمر طلسم
تمام ہوئی زوال دولت ہفت پیکر قریب ہے پس دین اسلام و ملت بیضا اختیار کرو
اس باطل پرستی کو چھوڑو ہفت پیکر مثل تمہارے ساحر ہے سواد نے جو بیٹی کو بہ آبروئے
تمام پہلوئے بادشاہ میں پایا اور کتب کا بھی خیال آیا کہ کتاب سواشات میں ہفت پیکر
نے خود لکھا ہے کہ یہ سال آخر طلسم ہے اشارہ کیا کہ اے شمس ہفت پیکر میں دل وجان سے
اطاعت کرنے کو موجود ہوں شمس نے اسکی زبان سے سواد جادو کی سوزن نکالی سواد
دوڑکر قدموں پر سعد شہریار کے گرا عرض کی میں غلام تابعدار ہوں مجھکو فخر حاصل ہوا
کہ بیٹی میری حضور کی خدمتگزار ہوئی گلنار کو گلے سے لگایا کہا کہ اے نور نظر تیری وجہ سے
میں نے یہ ثمر پایا بادشاہ نے فرمایا کہ اب تم جاکر قلعہ کو اسلام آباد کرو ہم کوچ کریں اور اسی
کو طلسم میں پہونچا ہیں شمس فلک ہفت پیما نے عرض کی کہ از روئے ستارہ شناسی
کے حضور پر واجب و لازم ہے کہ ایک ہفتہ یہاں مقام کریں بعد اسکے جو کچھ ہوگا وہ ظاہر
ہو جائیگا طلسم میں چلنا تو اب کا ضرور ہے حضور کو یہ رہبری پہونچائیں گے عیار تتمہ
پر ہفت پیکر سے مقابلہ پڑے کہ ہفت پیکر کو بھی معلوم ہو کہ اہل اسلام نے کس طور
سے شکست کی سواد جادو قلعہ سواد نگار میں آیا رفیقوں کو بلا کر سمجھایا سب کو
مطیع اسلام کیا بارہ ہزار ساحر چھانٹے کہا ان سب کو ساتھ لیکر ہمراہ بادشاہ جاؤنگا
جب شہریار نے کوچ کی تیاری کی شمس نے پھر دکا گلنار قلعہ میں آئی باپ سے کہا
کہ ایک شب بادشاہ کی دعوت کرو سواد نے سامان دعوت کیا بادشاہ نے سرداروں کو
لیکر قلعہ سواد نگار میں آئے سواد نے بڑی دھوم سے سامان دعوت کیا باغ میں گلنار
کے سامان دعوت ہوا بادشاہ آکر مسند پر بیٹھے گلنار نے فیروزہ بن عمرو سے

اُس نازنین نے شمس فلک پیکر کو اشارے سے اپنے قریب بلایا جب شمس قریب پہونچا
اُس نازنین نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا طرف اُسی نخل خیار کے لے چلی بادشاہ نے پکارا کہ
ای شمس کہان جاتا ہی شمس نے کچھ جواب نہ دیا سواد نے کہا کہ ای شہریار ہمیشہ سنتے تھے
کہ اس صحرا مین طلسم ہی مین جاکر شمس کو لاتا ہون یہ کہ کے سواد بڑھا قریب اُس
نازنین کے پہونچا شمس کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ ای شمس تمکو بادشاہ بلاتے ہین شمس
نے کچھ جواب نہ دیا اُس نازنین نے سواد کا بھی ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ آپ بھی چلیے
سواد و شمس اُس نازنین کے ساتھ جب قریب اُس نخل خیار کے پہونچے بیچ نخل سے
ایک اژدہے نے منھ نکالا نازنین نے سواد و شمس کو اشارہ کیا دونون جوان دہن
اژدر مین پھاند پڑے اژدر اُسی بیچ نخل مین غائب ہوا وہ نازنین پھر آ گئی جہان
کھڑی ہوئی پکاری کہ ای گلنار تم بھی آؤ تمھاری بھی طلب ہی گلنار بھی تو ... مین چلی
ہر چند کہ بادشاہ نے روکا نہ رکی جواب دیا کہ ای شہریار باپ میرا مجھکو بلاتا ہے کیونکر نہ
جاؤن یہ کہتی ہوئی طرف نازنین کے چلی نازنین نے پلٹ کر آواز دی کہ ای اژدر تن
اپنے کو ظاہر کر دے اژدر ظاہر ہوا گلنار بھی جاکر دہن مین اژدر کے کود پڑی وہ نازنین
پھر طرف بادشاہ کے متوجہ ہوئی اور پکار کر آواز دی کہ ای شہریار ایران تو بھی ہزار ہا
سمجھ آپکے کہ پیچھے جاتی ہی آپ ہوشیار رہیے گا جسوقت آپکی طلبی ہوگی پیشتر خبر
ہوگی یہ کہکے وہ نازنین بھی دہن اژدر مین پھاند پڑی بادشاہ رنجیدہ کھڑے دیکھا
کیے فیروزہ نے عرض کی کہ ای شہریار ظاہر مین یہ طلسم معلوم ہوتا ہے اور سواد نے
بھی بیان کیا کہ طلسم چنار بزرگون سے سنتے تھے وہ بھی گرفتار ہوا آج رات کو
حضور عبادت خانہ آراستہ کریں غیب سے مدد طلب فرمائیے جیسا حکم ہو وہ کیجے
پروردگار عالم انجام بخیر کریگا بادشاہ پریشان پریشان دربار مین بیٹھے وقت پریشانی
مین بسر کیا بعد نماز مغرب بادشاہ نے بخضوع و خشوع التجا کی کہ اے الٰہ کارساز
واسطے بے نیاز کے مجکو ثابت ہو کہ ان سردارون کو میرے کون لے گیا رو رو کے روتے
پہر رات رہے غنودگی ہوئی ایک بزرگ کو عالم خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین

اسی بادشاہ لشکر اسلام حقیقت میں یہ مقام طلسم غبار ہی جب تک اسکو فتح نہ کیجیے گا تب تک
سردار آپ کے رہائی نہ پائیں گے اب آپ تامل نفرمائیے نہیں تو وہ نازنین اسی طرح
پھر آویگی آپ کو بھی بلا کر لیجائیگی تو مشکل ہوگی آپ صبح کو اٹھکر سامنے نخل غبار کے جا کے
یہ اسم جو بتاتے ہیں اسکو یاد رکھیے سامنے نخل غبار کے پڑھیے صحرا سے ایک غول پیدا
ہوگا اسکے تعاقب میں جائیے جو کچھ ظاہر ہو دیکھیے اور اسکو مار ڈالیے بعد اسکے لوح طلسم کی تدبیر
ہوگی بادشاہ یہ خواب دیکھکر اٹھے اور وضو کرکے نماز صبح پڑھی اور عبادت خانے سے
باہر تشریف لائے فیروزہ سے سب حال بیان کیا اسلحہ جسم پر آراستہ کرکے سامنے
نخل غبار کے آئے اسم تعلیم کردہ بزرگ پیر نخل پڑھکر پڑھا کہ سامنے سے ایک غول
پیدا ہوا آنکھیں مثل مشعل کے روشن ہیں بادشاہ کو ڈراتا ہوا بادشاہ نے جو اس
غول کو دیکھا نعرہ کیا اور غول کی طرف دوڑے وہ آتا غول چیخ مار کر بھاگا بادشاہ تعاقب
میں اسکے چلے وہ غول نخلستان میں پہونچا درختوں کی آڑ پکڑ کر غائب ہوگیا اب بادشاہ
حیران ہیں کہ یہ غول کہاں گیا اس حیرت میں ایک نخل کے سائے میں ٹھہرے کہ دیکھیں
قضا سے کیا ظاہر ہوتا ہے ادھر کا حال سنیے ایک شخص نامور کہ پہلوانی میں طاق سپاہ گری میں
شہرہ آفاق شہر نہایان سے آیا تھا شکار دوست ہو اسلئے شکار کے صحرا میں آیا ایک آہو
مرکب اٹھایا دور سے اسکو تیر مارا وہ تیر پار ہو گذرا اور وہ چلا آتا ہو سامنے سے بھاگا اس
پہلوان کا شہ پا سے عرصہ دم بدم ہوتا ہو تیر کہاں آتی ہی نظروں سے غائب ہوا فقیر آہو کو
ڈھونڈھ رہا ہی بادشاہ جو یہ نخل کے پاس کھڑے تھے سامنے سے آہو آیا بادشاہ نے دیکھا کہ شکار
سامنے آتا ہے چاہا کہ تیر ماریں آہو گرا بادشاہ نے اسکو بھڑ پانی پہونچایا ایک تیر اور اسکے
پیچھے پر پایا اس تیر کو نکال کر چاہتے ہیں آگے بڑھیں کہ سامنے سے گرد اڑی شہ پا کینہ
پر سوار نقاب چہرہ شمشیر آبدار ہاتھ میں رخش پر چڑھا ہوا دیکھا آگے ہوگیا قریب آکر کہا کہ تو کون ہے
بادشاہ نے مسکرا کر فرمایا کہ اے شخص صحرا میں کیا کسی کا اجارہ ہے شکار سامنے آیا ہم نے
تیر مارا شہ پا نے کہا کہ اگر خیریت اپنی جان کی منظور ہے تو آہو کو کاندھے پر اٹھا کر یہاں
خیمہ میرا قریب ہے وہاں تک پہونچا دو بادشاہ نے فرمایا کہ او بے عقل کیا بکتا ہے تو نے مزدور

سمجھ چکا ہی ہم ہرگز شاہ تھا غضبناک ثریا پیشتر سنگ گھونٹ سے گلو و پیرا تیغہ شمشیر انتقام سے
کھینچا معلوم ہوتا تھا کہ اژدہا غار سے نکل کر نکلا تیغہ جو سردار لشکر دار کا ہاتھ شہر دار
خنجر دار کہ کے مارا بادشاہ نے بڑھ کر سر کاٹ کر کلائی پر ہاتھ ڈالا پادشاہ ثریا غصہ میں تھا فوراً کلائی بڑا
بادشاہ سے کشتی ہونے لگی بادشاہ نے قلیسر پیچ ہوا کھڑے کر مارا جالا بیشتر گردن بادشاہ
نے جھپٹ کر ایک ساعت ٹکر مار دی کہ چاروں شانے چت گرا سینے پر سوار ہو کر فرمایا کہ
شناخت میں چہرہ دیگار کی کیا کرتا ہی ثریا کی نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی دیکھا کہ تاج
شہریاری بر سر وقبہ شہنشاہی در بر شعشعہ نور جمال سے وہ مقام منور ہی ثریا جمال جہان آرا
کو دیکھ کر حیران جمال و سحر دیدار ہوا دست بستہ عرض کی کہ حضور کا نام نامی و اسم گرامی
کیا ہی بادشاہ نے صاف صاف فرمایا کہ سعد بن شباد بادشاہ لشکر اسلام ہوں فکر میں لوح
طلسم کی نکلا ہوں اسی فکر میں کھڑا تھا ثریا نے عرض کی کہ میں نے مذہب آپ کا بدل و جان
قبول کرتا ہوں عاشق جمال بے مثال ہوا ہوں یہ کہہ کر ثریا اٹھا قدموں سے لپٹ گیا کلمہ
پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا عرض کی کہ یہاں سے قریب غلام کا باغ ہے وہاں چل کر
تشریف رکھیے میں شتابا اشقر ارشیفہ اپنے باپ سے حال لوح پوچھونگا بادشاہ نے
فرمایا جنا تم نے سچ کہا مگر سنا یا ہوا اور پریشان کیا ہی سوا جادو بادشاہ قلعہ سوا انکا
و شمس فلک ہیکل ان دونوں کو قید کر لیا میں اپنے سرداروں کی رہائی کی
تدبیر میں نکلا ہوں ثریا نے عرض کی کہ جو غلام سے ہو سکیگا کمی نہ کرتا ہی نہ کریگا حضور
تشریف لے چلیں یہ سنکر بادشاہ ثریا کے ساتھ چلے تھوڑی دور بڑھے تھے کہ
سامنے سے گرد اڑی کچھ سوار و پیدل نمایاں ہوئے ثریا نے ان سب سے کہا
کہ صاحبو میں نے اس شہریار کی اطاعت کی دین اسلام قبول کیا جسکو میرا ساتھ
دینا ہو ہفت پیکر پر لعنت کر کے دائرہ اسلام میں آئے سب نے خوش ہو کر کہا
کہ حضور ہم زبانی آپ کے والد کی سن چکے کہ اب عمر طلسم تمام ہوئی طلسم کشا آگیا ساحرو
کو جان بچانا مشکل ہوگی سب سوار و پیدل ساتھ ہو لیے ثریا بادشاہ کو لیکر باغ میں
آیا جو سر سبز و شاداب تھا اسکے بارہ دری میں لایا بادشاہ کو مسند پر بٹھایا

آپ مثل چاکران کمترین مصروف خدمتگاری ہوا دن بھر جب گذرا بادشاہ سے عرض
کی کہ حضور یہاں تشریف رکھیں میں خدمت میں آپ کی جاتا ہوں آج ترکیب سے
حال لوح پوچھونگا بادشاہ کو باغ میں چھوڑا آپ سوار ہوکے دربار خیار میں تشریف لا
یں آیا دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے کاہن و منجم و رمال جمع ہیں سب کہہ رہے ہیں
کہ حضور یہ سال اختتام طلسم ہے اس سال میں اور بڑی مصیبت کی کوئی بات ہوگی کہ بادشاہ
ہفت پیکر کا کوئی نام نہ لیگا خیار کہتا ہے کہ کیا غضب کردیا ہے یہ بڑی بات ہے مشہور دنیا سے
سوچ کر کہا بڑا کام یہ ہے کہ لوح طلسم کو چھپا بیٹھے جب تک طلسم کشا کو لوح نہ ملے گی کچھ
نہ ہو سکیگا کہ فرمایا نے دستبستہ عرض کی کہ اے والا شانا یہ لوح طلسم کہاں رکھی ہے
خیار نے جھلا کر کہا اسے کیا صاحبزادے حضور یہاں و حفاظت لوح کی تاکید ہے مجھ سے
حال لوح پوچھتے ہیں کیوں فرمایا اس نے کیوں حال لوح پوچھا تیرا کیا مطلب ہے فرمایا
کہا کہ آج میں ایک پنڈت ملا اس نے بھی یہی بیان کیا کہ کوئی نامی ساحر نہ بچیگا آپ کیونکر بچ
بچیگا طلسم کشا آیا چاہتا ہے اس خیال سے میں نے پوچھا کہ مجھکو بتادیجئے لوح کس کے پاس
ہے خیار بہت خفا ہوا کہا کہ او فرزند خبردار کبھی لوح کا حال مجھ سے نہ پوچھنا ہر وقت
حفاظت ہے گلعذار جادوگر کو ابھی نامہ لکھتا ہوں کہ اے گلعذار خبردار لوح کی حفاظت
کرنا اپنے باغ سے نہ نکلنا اگر حفاظت نہ ہوسکے تو لوح اور ساحر کے سپرد کروں یہ نامہ
لکھکر ایک کنیز کو دیا اُس وقت سوار دیوں سے ہوکے کنیز نامہ لیکر روانہ ہوگئی
تجربہ دانا چلا دربار سے آپ کے اُٹھا خدمت میں بادشاہ اسلام کی آیا عرض کی
کہ اے شہریار آپ میر اسکے نام سے خفا ہوتا ہے سب نے یہی حکم پایا ہے کہ لوح
کو چھپاؤ جب تک لوح طلسم کشا کو نہ ملیگی طلسم فتح نہ ہوگا غلام نے اتنا سنا کہ کوئی
گلعذار جادو ہے اسکے پاس لوح ہے نشان معلوم نہ کون ہے اور کہاں رہتی ہے
نامہ اسکے پاس روانہ کیا ہے کہ حفاظت لوح کرو غلام نامہ لیا ہے اب حکم ہوا ہے کہ
لوح کا کبھی ذکر نہ کرنا حضور باغ میں تشریف رکھیں غلام وزیر ہوں سکے پوچھونگا
شاید پتہ مل جائے بادشاہ خاموش ہو رہے فرمایا کہ اچھا تم کو سپرد خدا کے

پابند ہین تمنے پیروی کی اگر لوح کا پتہ نہین ملتا نہ سہی اب ہم تمسے رخصت ہوتے
ہین اپنے خالق سے عرض کرینگے جن بزرگان دین نے یہان تک ہمکو پہونچایا وہ لوح
کا پتہ بھی بتائینگے ہم اس طلسم کے فتاح ہین منازل عجائب و غرائب کے
سیاح ہین فرماتے کہا کہ حضور کو کیونکر معلوم ہوا فرمایا جو بزرگ عالم خواب مین آئے
تھے مجھے یاد ہو انھون نے فرمایا کہ تم طلسم ہشیار کے فتاح ہو کسی اور طور سے لوح دستیاب
ہوگی اب ہم رخصت ہوتے ہین یہ فرماکر بادشاہ اٹھ کھڑے ثریا قدمون پر گرکر کہا کہ
آج کی شب اور تشریف رکھیے کل دردکر نگا بادشاہ ناچار ہو کر بیٹھ گئے ثریا
نے دن سے باغ کو آراستہ کرنا شروع کیا جب شام قریب ہوئی تو سامان روشنی
کیا جھاڑ و کنول و گلاس و فانوس وغیرہ جابجا قرینے سے روشن کیے وسط باغ
مین چبوترہ بلور کا تھا اسپر فرش سنہری بچھایا مسند شاہانہ درست کرکے اسپر بادشاہ کو
بٹھایا عرض کی کہ حضور ناچ دیکھین مصروف عیش و نشاط رہین غلام دربار مین باپ
کے جاتا ہو کسی نہ کسی طرح سے حال لوح دریافت کرونگا بادشاہ نے فرمایا تم اسکی
کوشش نکرو پروردگار سامان لوح کردیگا ثریا نے نمانا اپنے باپ کی بارگاہ کی
طرف روانہ ہوا بادشاہ مسند پر بیٹھے ہین اور ایک نگار شوخ و شنگ جوانی کی امنگ
مین یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہے

نظم

آ دیکھلے بیتابی بسمل کا ذرا رقص — کرتے ہین بس روح بھی مشتاق ہزار رقص
رہتا ہے ترے الفی گیسو کا تصور — کرتی ہے مرے پیش نظر روز بلا رقص
ہو خواہش تعلیم جو اتری تو کرے — سیکھے کی قدم سے ترے گیا ز دوتا رقص
یاد آتا ہے جب زلف طواف در ایجاد — کرتی ہے تمنا مری ہنگام دعا رقص
وہ ناز اٹھاتے ہین وہم مرگ تمھارے — فرش سر مقتول پہ کرتی ہے قضا رقص
پردہ نہ رہا کچھ تری بے پردگیون سے — کرنے لگے سب بے ساختہ با صد حیا رقص
گھنگرو کے لئے سیکھا یا تری انداز عقیق — زیبندہ ہے جو چھپکی کرے وہ دختار رقص
خود رفتگی کیفیت محبت سے خبر کیا — منزل دور کے نزدیک ہے حال فقرا رقص

غم خوردہ طبیعت کو نہیں عیش سے مطلب
جانباز وفا بعد فنا ہوتے ہیں زندہ
آنکھوں کے اشارے سے کشش دل کو غضب ہیں
شب چادر مہتاب بچھاتی ہے سحر تک
افسانۂ شب سے شکل آیا ہے خورشید
نالوں کی مرے دھوم زمیں پر ہے شب کو
لیے لیتی ہو جان عاشق جانباز کی کیونکر
سمجھو تو نسیم آپکی کس طرف سے گذری

کیا دیکھنے آئیگا گرفتار عزا رقص
ہے اسپلے بالا سے ہزار شہدا رقص
ہر ہر تیر سے انداز سے ہوتا ہے نیا رقص
کرتی ہے بیابان پیش ... کے قضا رقص
کس دھوم سے محفل میں تری یار ہوا رقص
ایوان فلک پر مری آہوں کا ہوا رقص
دکھلاؤ ہمیں جان جہاں بہر خدا رقص
پرسوں ہے سحر شام سے تا صبح رہا رقص

بادشاہ اسلام مصروف عیش و نشاط ہیں گانے پر کان سے مبہوت ہو رہے ہیں ملکہ گلرخ کا گانا ہو رہا ہے کنیزیں پیش کرتی ہیں کہ جسکے پاس لوح طلسم ہے اپنے باغ لالہ زار میں بیٹھی ہے کہ نام بہار کا آیا نامہ کہ پڑھ کر کنیزوں سے کہا کہ ابھی طلسم کشا کا ٹھکانا نہیں ہے اور بادشاہ کو تردد نے گھیرا ہے میرے باغ میں کون آسکتا ہے یہ ابھی گھبرائی ہوئی آتی ہے اگر کوئی شخص قصد کرے کہ لوح طلسم ملے پرسوں تدبیر کرے تو شاید میرے باغ میں پہنچے اور یہ نئی بات دیکھو کہ بادشاہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر حفاظت لوح نہو سکے تو لوح لیکر حاضر ہو بھلا ہماری ایسی حفاظت کون کرسکتا ہے ہمارے بزرگ ہمیشہ اس عہدے پہ قائم رہے کبھی کوئی فرق نہیں پڑا اگلا زمانہ یہ باتیں کر رہی ہے کنیزیں واسطے دل بہلانے کے گا رہی ہیں کہ بیٹھے بیٹھے گھبرا کر لباس بھاری نکال کر پہنا دریاے جواہر میں غوطہ مار آئینہ دیکھا اپنی صورت دیکھ کر خود ہنس پڑی کہا کہ اور طاؤس زریں بال لاؤ میں سیر کو جاؤنگی اسوقت خود بخود میرا دل گھبراتا ہے طاؤس زریں بال سجا ہوا آیا اسپر سوار ہوئی اڑاتی ہوئی چلی سب ماہ نے جو کیفیت دیکھی کہ ہر طرف طاؤس اڑاتی پھرتی ہے قضا سے کار طرف باغ ٹھہر گئے ہیں کہ گانے کی آواز کان میں آئی کہ کوئی یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہے۔ نظم

جو عاشق ہو تو کچھ سمجھو یہ نکتہ آشنائی کا
ملا ہے ظلم کیوں ... سے ... جدائی کا

تو بادشاہ کے بیٹے کا ہی مگر یہ جوان اس باغ مین کیونکر آیا اور ملازم بھی ثریا کے گھبرے
بیٹھے ہین یقین ہوا کہ ثریا کا مہمان ہی زلف عنبرین کو دیکھ کر پریشانی ہوئی کہ یہ شخص انسان
ہی یا فرشتہ ہی تمام اعضا سانچے مین ڈھلے ہین تاج شہریاری بر سر جارقب شہنشاہی
در بر ہیرون کے مالے زیب گلو لٹکے یاقوت احمر کے گلے مین پڑے ہوے صاف
ثابت ہوتا ہی کہ قریب ماہ تابان شفق پھولی ہی عقل عاشق راہ بھولی ہی غرضکہ دراز
آسمان سے دیکھا کہ گلچینی گلشن جمال خوب کی یہ تو سمجھ لیا کہ صاحب خانہ بیت
مین نہین ہی کنیزین خاطر کر رہی ہین آخر کچھ سوچ کر آسمان سے اتری جب قریب
پہونچی تو قلب کو تاب نہ باقی رہی آہ کر کے بیہوش ہو کر گری بادشاہ نے دیکھا کہ
ایک ستارہ آسمان سے گرا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا اب جو بنگاہ غور دیکھا
دیکھا کہ ایک پری پیکر عارض رشک قمر سمنبر پرسش جبین بیہوش پڑی ہے کنیزین تو
گھبرا گئین بدحواس ہو کر غل مچانے لگین ہاؤ ہو زرین بال ہوا پر اڑ رہا ہے
بادشاہ سمجھے کہ ساحرہ ہی قریب آکر بیٹھ گئے جوش محبت مین سر اٹھا کر اپنے زانو پہ
رکھ لیا پھر نگاہ غور صورت زیبا دیکھنے لگے نار پستان پر جو نگاہ بادشاہ کی پڑی ہی
معلوم ہوا کہ گویا نخل صنوبر مین پھل آیا ہی بوے زلف معنبر جو دماغ مین پہونچی
گلعذار نے آنکھین کھول کر دیکھا کہ وہی جوان آہو چشم صاحب قہر و خشم سر میرا
زانو پہ لیے بیٹھا ہی شرما کر اٹھ بیٹھی بادشاہ نے پوچھا کہ اے پری پیکر تمہارا نام
نامی و اسم گرامی کیا ہی گلعذار نے سر جھکا کر جواب دیا کہ فرشتہ جلوہ اپنے گلشن کا
سمجھے بادشاہ نے کہا کہ مسند پر بیٹھیے ہمسے بات کیجیے نازنین آکے مسند پر بیٹھی بادشاہ
نے جام مئے ارغوانی بھر کر دیا ملکہ گلعذار نے کہا کہ یہ تو شرم شکن ہی ایسا نہو کہ مین
بے طریقہ ہو جاؤن بادشاہ نے فرمایا کہ یہ جام ارغوانی شراب لاثانی ہی کوئی امر خلاف
مزاج نہ گذریگا تب گلعذار نے جام پیا اپنے ہاتھ سے جام بھر کر بادشاہ کو دیا ابھی
کچھ باتین نہین ہونے پائی ہین اور نہ دور شراب بخوبی ہوا ہی کہ کنیز دوڑی ہوئی
آئی عرض کی کہ حضور شاہزادہ آتا ہی ثریا سے تاجدار سامنے سے آیا بادشاہ اٹھ کھڑا

ہوئے ثریا نے جو گلعذار کو دیکھا نہایت خوش ہوگیا قریب آکر کہا کہ اے شہنشاہ
خوبی وای سرو روان باغ محبوبی کیونکر آنے کا اتفاق ہوا بادشاہ سے کہا کہ ای
شہریار یہی اس طلسم کی لوح دار ہیں لوح ان ہی کے قبضے میں ہے آج میں نے دربار میں
اپنے باپ کے جاکر وزیروں سے جو پوچھا کہ لوح کس مقام پر ہے ایک وزیر نے
کہا کہ باغ لالہ زار میں جو قصر احمر ہے اسمیں لوح رہتی ہے ملکہ گلعذار وہاں کی حاکم ہیں
یہ فقرہ جو بادشاہ نے سن لیا مجھپر غصہ ہوکر کہا کہ کیوں اے ثریا کیا وجہ ہے کہ کل سے تو
حال لوح پوچھتا ہے میں نے کہا کہ اے والد نامدار چونکہ میں نے سنا ہے کہ طلسم کشا
اسی سال میں آئیگا لوح کی ضرور جستجو کریگا لہذا میں جاکر حفاظت کرونگا باپ نے
بلکہ مجھے جھڑکا اور کڑک کر کہا کہ اب اگر کبھی لوح کا نام لوگے اور ذکر کروگے تو میں تمکو
قید کرونگا میں رنجیدہ ہوکر دربار سے اٹھ آیا گلعذار نے کہا کہ اے ثریا تم خاطر جمع رکھو
شہنشاہ کو تکلیف نہ اٹھانے دونگی لوح قصر احمر سے لاکر خدمت شہریار میں پیش
کرونگی اور جو سردار آپکے قصر ابیض میں قید ہیں انکی بھی رہائی کی کوئی تدبیر کوئی
کرونگی ثریا ان باتوں کو سنکر باغ باغ ہو رہا ہے کہتا ہے کہ اے شہریار آپ بیشک تشریف رکھئے
ہیں کہ گھر بیٹھے خدا نے لوح ملنے کا سامان کردیا انکی ذات سے اب سب سامان
بن جائیگا لوح کا لانا اور قصر ابیض تک پہونچانا انکے نزدیک بہت آسان ہے
کوئی تکلیف سرکار کو نہ ہوگی ثریا نے اپنے ہاتھ سے جام لبریز کرکے بادشاہ کو پلایا
بادشاہ نے گلعذار سے کہا کہ اے ملکہ عالم لوح کی کب تقریب ہوگی گلعذار نے کہا
کہ کنیز گئی اور لائی ثریا سے تاجدار خوش بیٹھا ہے گلعذار کی منتیں خوشامدیں کر رہا ہے
گلعذار کہتی ہے کہ اے ثریا میں ابھی کتاب میں پڑھ چکی کہ یہ آخر سال طلسم ہے اسی
سال طلسم کشا کا آنا واجب و لازم تھا بالاعلان جو لوح کا ذکر ہوا کنیزوں نے بھی سنا
کہ گلعذار وعدہ کرتی ہے کہ میں جاکر لوح لے آؤنگی ایک کنیز کہ رشک و حسد سے
معمور تھی یہ حالات سنکر بہت گھبرائی کہ اگر لوح طلسم کشا کو ملیگی سب اہل طلسم
قتل ہوجائینگے میں جاکر بادشاہ کو اطلاع کردوں فوراً اپنے مقام سے اٹھی

تھا

طرف بادشاہ کے چلی یہان باغ مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی بادشاہ نے جو گلعذار
سے سوال مذہب کیا گلعذار بصدق دل مطیع مذہب اسلام ہوئی مگر وہ کنیز جو دربار
شاہ مین آئی جبار آتشخوار بھڑک بھڑک کر وزیرون سے کہ رہا ہی کہ مجھکو ثریا پر کچھ
شک معلوم ہوتا ہی شاید اسنے طلسم کشا سے کچھ پیام و سلام کیا ہی جب تو حال لوح
پوچھتا ہی وزرا عرض کر رہے ہین کہ اے شہریار آپ کا فرزند نابکار سخت ناواقف
ہی کیونکر عرض کرین کہ طلسم کشا سے نامہ و پیام کریگا جوش جرأت مین اسنے حال لوح
پوچھا آپ اور کچھ سمجھے وہ رنجیدہ ہو کر چلے گئے ایسے کلمات نہ فرمایئے وہ رستم
وقت ہی بلکہ طلسم کشا سے جو مقابلہ پڑیگا یہی طلسم کشا کو زیر کریگا اسکی ذات سے
مطالب نکلینگے یہ ذکر تھا کہ کنیز آکر پہونچی بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے کہا کہ کیون
نسرین آج کہان آئین کہا حضور کیا عرض کرون دنیا کا عجب رنگ ہی کہ جسکو عرض
نہین کر سکتی شاہزادہ والا قدر نے اپنے باغ مین طلسم کشا کو لاکر رکھا ہی بی گلعذار
اسکی عاشق ہوئین وعدہ کر رہی ہین کہ جاؤن تو لوح لے آؤن بادشاہ اسلام بہت
حسین و جمیل ہین بی گلعذار بیہوش ہو کر گری تھین بادشاہ نے سر زانو پر رکھ لیا
اب جو ہوشیار ہوئین باتین لوح کی ہونے لگین اب بی گلعذار آمادہ ہین کہ مین
جاؤن تو لوح لے آؤن قصر ابیض سے قیدیون کو چھڑاؤن جلد تدبیر کیجیے یہ سنکر
جبار آتشخوار تخت سے اٹھا سیما سے جادو کو حکم دیا کہ تم جاکر قصر لوح گھیر لو کوئی آنے
جانے نہ پائے اگر گلعذار بھی پہونچے تو اسے گرفتار کر لینا یہ سنکر سیما سے جادو مضطر
چلا پھر ہما سے جادو کو بادشاہ نے حکم دیا کہ اے ہما تم بھی فوج لیکر جاؤ طلسم کشا
و ثریا و گلعذار کو گرفتار کرکے لاؤ خبردار کوئی بچنے نہ پائے کچھ لحاظ نہ کرنا کہ ثریا میرا
فرزند ہی وہ اب میرا دشمن ہے رہروان طلسم کا رہزن ہی کسی کو ہرگز خیال نہ ہو
کہ مین اس مقدمے مین کسی کا پاس کرونگا اگر باپ میرا طلسم کشا سے ملے تو اسے بھی
قتل کرون یہ فرزند نا سعادتمند یون طلسم کشا سے ملا ہی باغ مین بٹھا لیا اسنے طلسم کشا
کو کیونکر پایا کنیز نے کہا کہ حضور آپ کے صاحبزادے شکار کو گئے تھے شکارگاہ سے

پلٹ کر آئے بادشاہ کو ساتھ لائے سب نے کلمہ پڑھا مگر کنیز نے آپ کی اُسوقت بھی
منھ مین تنکا رکھ لیا کہ خداوند ہفت پیکر کو بڑا کہنا بڑے عیب کی بات ہے ہمارے جادو
بیس ہزار فوج لیکر طرف باغ ثریا کے چلا یہان وہ وقت ہے کہ شہنشاہ زرین پوشش
قلعہ مشرق سے برآمد ہوا میدان چرخ زبرجدی مین آکے ٹھہرا صبح کا وقت ہے باغ
مین ٹھیرو مین اُڑ رہی ہے ایک کنیز کسی کام کو کوٹھے پر چڑھی اُسنے دیکھا کہ سوارون نے
باغ کو گھیر لیا ایک جادوگر تخت پر سوار مع کئی سو افسرون کے طرف باغ کے آتا ہے
پکار کر کہتا ہوا کہ گلعذار کو گرفتار کرو بادشاہ اسلام نکل کر نہ بھاگ جائین ثریا بیٹا جلد اُس
کا بھی خیال رکھو کہ بادشاہ کا بیٹا ہے سارے اہالی طلسم کا دشمن ہے اور چاہتا ہے کہ
لوح طلسم کشا کو لیجائے یہ کنیز حال دیکھ کر بھاگی ہوئی سامنے بادشاہ کے آئی
عرض کی کہ اے شہریار سارا باغ فوج شاہی نے گھیر لیا آپ کی تلاش ہو رہی ہے اور
ثریا سے تاجدار کی بھی فکر ہے گلعذار جادو کا بھی حال کھل گیا بادشاہ یہ سنتے ہی
تلوار ٹیک کر اُٹھے ثریا سے تاجدار بھی تلوار ٹیک کر اُٹھا ملکہ گلعذار نے کہا کہ بادشاہ
دیوانہ ہوا ہے خون کے دریا بہادونگی یہ تینون صاحب آگے بڑھے بادشاہ ایکطرف
ثریا ایک جانب گلعذار گاتی باندھے ہوے اسباب سحر ہاتھ مین لیے ایک
جانب ہمارے جادو نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا آفتاب عالمتاب شہریاری کا
کوکب شجاعت افروز جہانداری باغ سے نکلا تمام میدان روشن و منور ہو گیا
ہمارے جادو نے اشارہ کیا کہ ارے ان تینون شخصون کو گرفتار کر لو بادشاہ اور
ثریا تلوار کھینچ کر گرے جس ساحر نے مونھ ہلایا چیر پھاڑ دیا حلق کو توڑ کر پار کر دیا
ثریا سے تاجدار مثل فیل مست جھومتا ہوا چلا آتا ہے کسی کی گردن توڑ ڈالی کسی کو
پیر سے پھینک دیا ملکہ گلعذار بھی تڑپ کر گرین ہمارے جادو کا بھائی عقاب
جادو کئی سو ساحرون کو ساتھ لیے ہوے آتا ہے ملکہ گلعذار پہ سحر کرنے لگا گلعذار
نے موتیون کا مالا اُتار کر آواز دی کہ اسکو لینا چاہیے ہی موتیون کا مالا لوٹا عقاب
جادو جھومنے لگا آنکھین ابل آئین بے اختیار پکار اُٹھا اے ملکہ عالم مین تو

غلام ہوں اسکو میرا یہ حال ہے نظم

| | |
|---|---|
| وہ شعلے ہیں ہجوم آہ آتشناک سے پیدا | صدائے الحمد ہے گنبد افلاک سے پیدا |
| ہوئے مضمون اعلیٰ میری طبع پاک سے پیدا | ہزاروں آسمان ہیں ایک مشت خاک سے پیدا |
| چھلکے شیشے کھلی آغوش ساغر دختر رز کی | اٹھو مستو ہوا ہے آفتاب افلاک سے پیدا |
| لگانا منہ نہ اسکو قصہ گستاخی مقرر ہے | تمنا ہو زبان ریشۂ مسواک سے پیدا |
| بچانا آپ کو دیکھو خلاف شرع امت ہے | کہ چشم آرزو ہے حلقۂ فتراک سے پیدا |
| نہیں مردوں جو دیکھا اول و آخر برا ہے | وہی پھر خاک میں آیا ہوا جو خاک سے پیدا |
| ہوائے دولت منعم نہیں ہے خاکساروں کو | کہ ہر دم تازہ خلعت ہے لباس خاک سے پیدا |
| شگوفے ہیں جو جلوہ کا تو ہو سی زلف مضمون پیچاں | جو شانہ ہو ہمارے پنجۂ ادراک سے پیدا |
| نہ پہونچے نکہت گل برق کو دوں پیچھے پیچھا | وہ تیزی ہے تمہارے توسن چالاک سے پیدا |
| ڈرو انکار سے دیکھو ابھی ہے تیر پیوستہ | نہ ہوں کچھ اور تکلیفیں دل بیباک سے پیدا |
| نگاہ کے لوٹنے سے آنکھوں میں کیفیت نشہ کی ہے | یہ دانہ خال کا ہے یار کس تریاک سے پیدا |
| محیط موج خیز حسن ہے ڈوبے نہیں ملتا | کہ ساحل ہو نہیں سکتا کسی پیراک سے پیدا |
| نشہ ہم اپنے سینے سے چمکا فروغ داغ بیتابی | طلوع مہر ہے صبح گریبان چاک سے پیدا |

عقاب جادو نے جو یہ اشعار پڑھے ساتھ والوں نے گریبان چاک کر ڈالے سب لوگ سر ٹکرانے لگے عقاب جادو ہاتھ باندھ کر سامنے ملکہ گلعذار کے آیا کہا کہ اے ملکۂ عالم کیا ارشاد ہوتا ہے گلعذار نے کہا کہ ہما کا سر لاؤ عقاب جادو سب کو اپنے ساتھ لیکر بلبلاتا ہوا چلا ہمارے جادو نے جو دور سے دیکھا کہ عقاب جادو لڑتا ہوا آتا ہے فوراً جھولی میں ہاتھ ڈالا کچھ کاغذ سادہ نکال کر اسکے کچھ پرچے کاٹے طرف آسمان کے پھینک مارے باران سیاہ برسنے لگے جسپر پڑا گرا وہ پانی ہو کر بہ گیا عقاب اس سحر کو دفع کرنے لگا اور لڑتا بھڑتا قریب ہمارے جادو کے پہونچا کہ ہاتھ تلوار کے مارے ہمارے جادو نے دو تین کارد سحر جھولی سے نکالی وہ کارد عقاب کے سینے پر لگا کر پشت کو توڑ کر پار گذری عقاب مر کر گرا ہمارے جادو نے تخت سے کود کر لاش پر تباہی کی

خوب چیخین مار کر رویا کہتا ہی کہ یارو گلعذار نے یہ آفت برپا کی افسوس ہی کہ یہ اپنے
ہوش مین نہ تھا اب سحر کرتا ہوا چلا گلعذار کا سامنا ہوا گلعذار نے ہما پر بھی سحر کیا
ہماے جادو کہ مشہوران جبار مین سے ہی سحر کو گلعذار کے دفع کرتا ہی دیر تک آپس مین
رد و قدح رہی آخر ہماے جادو نے تلوارین برسائین ایک تلوار گلعذار پر گری
کہ سراسر سر اسکا زخمی ہوا ہما نے چاہا کہ بڑھکر سر اسکا کاٹ لون گلعذار سوچی کہ
اب اسکے سامنے ٹھہرنا بہتر نہین ہے میری ساری بزرگی لوح طلسمی سے ہی وہ اس
مقام پر موجود نہین چلکر لوح طلسمی کو قبضے مین کرون جب میرا کوئی مقابلہ نہ کر سکیگا
یہ بات سوچ کر اس مجمع عام سے نکلی اور طرف قصر احمر کے چلی کہ جا کر لوح کو اپنے قبضے
مین کرون اور لاکر بادشاہ کو دون ذکر اسکا کیا جائیگا مگر ثریا سے تاجدار جو اس
مجمع عام مین لڑنے لگا گیہان بلند رکاب پہلوان ہماے جادو کے ساتھ ہی
چونکہ بادشاہ حکم دیچکا ہی کہ میرا فرزند نہ سمجھنا وہ ہم سب کا دشمن ہی جس طرح بنے
اسکو قتل کرنا گیہان بلند رکاب نے للکارا کہ صاحبزادے دعوی جرأت رکھتے ہو
ذرا میرے مقابلے مین تو آؤ ثریا سے تاجدار فرزند بادشاہ طلسم اس بات کی
تاب کب رکھتا ہی فوراً سامنے گیہان کے پہونچا للکارا کہ او ذلیل تجھکو کبھی یہ دن
نصیب ہوا کہ ہمارا مقابلہ کریگا گردن کھینچ کر پھینکدونگا گیہان نے ایک پہلوان کو
اشارہ کیا کہ تو اسکا آکر سامنا کر مین پشت پر اسکی آکر ہاتھ تلوار کا ماردونگا وہ پہلوان
سامنے آیا اور نیزہ مارا ثریا سے تاجدار نے سنان نیزے کو پہلے سے اڑا یا سنان نیزہ
اڑا کر ہاتھ تلوار کا مارا تو تلوار قبہ سپر پر چمکی تھی یا زیر تک جا کر زمین کو بوسہ دیا
گیہان نے پشت پر سے اس عرصے مین ہاتھ تلوار کا مارا سر ثریا کا زخمی ہوا گیہان نے
چاہا کہ سر کاٹ لون مگر ثریا سے تاجدار بھی شیر بیشہ جرأت ہی اسنے پلٹ کر کے ہاتھ تلوار کا
مارا کہ شانہ اسکا نشانہ ہوا ثریا لڑتا بھڑتا چلا جاتا ہی کہ اپنے کو قریب بادشاہ اسلام
کے پہونچاؤن مگر بادشاہ کو نامردون نے گھیرا ہی اس مجمع مین شیرانہ جنگ کر رہے
ہین کتنے سو پہلوان مار کر ڈال دیے لاشے گرد مرکب کے لوٹ رہے ہین بادشاہ

کبھی سر اٹھا اٹھا کر ثریا سے تاجدار کے جویا ہیں فریاسکے کبھی کوئی قریب نہیں آتا تھا
لڑتا ہوا ایک نخل کے سائے میں آکر ٹھہرا اسقدر خون سر سے جاری ہوا کہ لخت لخت سینے
پر جم گئے غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام میں کیا ہاتھ گھوڑے کی گردن میں ڈالدیے
مایوس ہوکر کہا کہ اے مرکب اصیل اب تیرے راکب میں طاقت جنگ وجدل باقی
نہیں ہے اگر ہوسکے تو مجھکو نکال لیچل یہ کہکے دونوں ہاتھ حمائل گردن مرکب کیے مرکب
نے جو اپنے راکب کو سست پایا دہن مثل قعر بلا کھولا سینکڑوں دولتیاں مارین جو
سامنے آیا اسکو چبا ڈالا کسی کا شانہ توڑا کسی پر دولتی ماردی سواروں اور پیدلوں کو
گراتا ہوا طرف صحرا کے نکل گیا اب بادشاہ جنگ میں چار جانب دیکھتے ہیں نہ
صدائے گلعذار آتی ہے نہ آواز ثریا سے تاجدار کان میں پہونچتی ہے لشکر حسرت
یاس نے بادشاہ کو گھیر لیا ہے بادشاہ انتہا کے زخمی ہوئے اور دیکھا کہ ہماسے جادو
آتا ہے ایسا نہ ہو کہ سحر کرکے گرفتار کرلے ایک طرف لڑتے ہوئے چلے ہزار ہا زخم تیر کے
جسم اقدس پر پڑے آخر غش آنے لگا بادشاہ نے زخم سر کو شملہ تحت الحنک
سے باندھا فرمایا کہ اے مرکب اب تیرے راکب میں قوت نہیں مرکب جنگ کرتا ہوا بادشاہ
کو لے چلا جس طرف سے گھوڑا نکلتا ہے لوگ راستہ دیتے ہیں اسطرح گھوڑا رہروی
کرتا ہوا بادشاہ کو لیچلا یہ ہزار دشواری ساحروں سے نکلا مگر ساحروں کے غول میں
پہونچا وہ دور سے لینا لینا کر رہے ہیں کوئی قریب نہیں آتا گھوڑا مثل شیر غضبناک
شیہے بھرتا ہوا اُس غول سے بھی نکلا کنارے پہونچکے آکر طرف صحرا کے چلا تھا
جادو نے آواز دی کہ یارو یہ مرکب جانے نہ پائے لوگوں نے چاہا کہ چاہیں مرکب
کو بلوہ کرکے گھیر لیں لیکن مرکب صبا رفتار باد کردار جست وخیز کرتا ہوا طرف صحرا کے
نکل گیا ملکہ گلعذار تو زخمی ہوکر مجمع سے نکل گئی ہیں یہاں ہماسے جادو نے باغ کو
پامال کیا کنیزیں گرفتار ہوئیں مال و اسباب لوٹ لیا یہ کہتا ہوا پلٹا کہ میں نے ان
سبکو قتل کیا چنار آتشخوار کے پاس آیا لاف وگزاف کرنے لگا کہ میں نے جاکر اول گلعذار
کو مارا اسکے بعد لاش تلاش کرکے اٹھالیے گئے بادشاہ ثریا کی لاش مرکب لے بھاگا

خونخوار آتش خوار کو اطمینان ہوا کہا کہ اب صلاح کر کے سرداران طلسم کشا کے قتل کا وہ دن
قرار دونگا جس دن شمس فلک ہفت پیکر قتل ہوگا ایسا کوئی ساحر کسی کے ساتھ نہیں
ہو یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں لیکن گلعذار زخمدار و بیقرار آکر قصر احمر پہ جھکی دیکھا
کہ ایک ساحر ساٹھ ہزار ساحروں سے قصر کو گھیرے ہوئے ہے گلعذار کو چھوڑا آتے
ہوئے دیکھا گولے ترنج و نارنج پھینکنے لگے ملکہ گلعذار وہاں سے پلٹی آکر کوہ پہ
ٹھہری ایک نخل کے سایے میں بمشکل بیٹھی اپنے سر میں ٹانکے دیئے چاہتی ہے
کہ صحت پاکر پھر اسی قصر کے قریب جاؤں جن ساحروں کو بادشاہ نے بھیجا ہے انکو قتل
کروں اور نوچ لوں یہ سوچ کر پہاڑ سے اتری پانوں میں طاقت چلنے کی نہ پائی ایک
نخل کے سایے میں آکر ٹھہری چار جانب حیران حیران دیکھ رہی ہے کہ صحرا سے
گرد اڑی دیکھا کہ ایک تاجدار گھوڑے کو اڑاتا ہوا باز ہاتھ پر چڑھا ہوا نمایاں ہوا
جس طائر کو کسی نخل پر بیٹھے دیکھا باز کو پھینک مارا باز نے اسے شکار کیا بادشاہ
گھوڑے سے اترا باز سے جانور کو چھڑایا ذبح کر کے اپنے ساتھی کو دیا اس طرح شکار
کھیلتا ہوا آتا ہے قضا سے کارا ایک تیہو گوشۂ صحرا سے اڑا اس شاہ نے باز کو چھوڑا
باز قریب تیہو کے پہونچا تیہو کو طمانچہ مارتا ہوا طرف زمین کے لیچلا قریب نخل آکر
ایک طمانچہ مارا کہ تیہو زمین پہ گرا باز کندے باندھ کے زمین پر آیا سینے پر تیہو کے
چڑھا پنجوں سے نوچنے لگا بادشاہ گھوڑے سے کود آکر تیہو کو باز سے چھڑایا لیکن
ملکہ گلعذار زیر نخل بیٹھی ہیں تاجدار کو آتے ہوئے دیکھا بوجہ ضعف و نقاہت کے
عجب حال تھا اپنے کو بیچ نخل پہ گرا دیا دوپٹے سے منھ چھپا لیا لیکن اس تاجدار
نے جب باز کو اٹھایا نگاہ پڑ گئی دیکھا کہ ایک عورت بیچ نخل سے لپٹی ہوئی پڑی ہے
پانوں گورے گورے گرد میں آلودہ قریب آکر کہا کہ اے پری پیکر تو کون ہے کہ جو اس
غربت میں پڑی ہے یہ کہہ کے دوپٹہ چہرے سے ہٹایا ہر چند کہ ملکہ نے چاہا چہرہ نہ کھلے
مگر چہرۂ زیبا کھل گیا معلوم ہوا کہ لکۂ ابر ہٹا چاند نکل آیا صورت زیبا دیکھکر حیران جمال
و محو دیدار ہوا کہتا تھا کہ اے نازنین تو کون ہے نام سے اپنے آگاہ کر گلعذار نے کہا کہ نام

آوارۂ وحشت ادبار ہیں مصیبت سخت میں گرفتار ہیں ہمارا حال کہنے کے قابل نہیں ہے جس کام کو تو آیا ہے اوسی شغل میں مصروف ہو ہماری عجب کیفیت ہے کیا بیان کرین۔ نظم

مخلصی پائے بلا سے دل مضطر کیونکر　　توڑیے حلقۂ زنجیر محبت دل کیونکر
آنکھ جھپکیگی نہ مشتاق قضا کی ظالم　　دیکھ لیتے ہیں نظارے سے تہ خنجر کیونکر
آنکھ اٹھا دیکھ ذرا جانب خنجر قاتل　　گھورتا ہو تجھے ہر دیدۂ جوہر کیونکر
کھینچ شمشیر اگر دل میں ارادہ کچھ ہے　　دیکھ مر جاتے ہیں عاشق باز ستمگر کیونکر
گر یہی ضعف رہا قبر سے اٹھنے کے بعد　　ناتوان جائینگے تیرے لب کوثر کیونکر
سر جھکایا کبھی نا صیۂ ساقی کے لیے　　منہ دکھائیگا تجھے شیشۂ صہبا و ر کیونکر
جو لکھا صفحۂ قسمت میں وہ مٹنے کا نہیں　　منتصر کیجیے طوار مقدر کیونکر
کیا وفادار جفا پیشہ ہے دیکھا او ظالم　　دوستی کرتا ہے دم سے دم خنجر کیونکر
وہ ہوم آئینۂ رخسار کی تیرے سنکر　　چین پائیگا یہ خاک سکندر کیونکر
ہر رگ تن میں ہو میرے اثر سقماطیس　　مخلصی پائیگا فصاد کا نشتر کیونکر
دیکھ لے جوہر مژگان کا تماشا ظالم　　ڈوب جاتا ہو رگ جان میں یہ نشتر کیونکر
ساتھ وحشت کے ہیں سرمایۂ سودا میرے　　پھینکدون دامن لبریز سے پتھر کیونکر
سنگ دل کو میرے نالون پہ نہ رحم آئیگا　　موم ہو جائیگا فریاد سے پتھر کیونکر
آتش گرمی مضمون سے پھنکا جاتا ہے　　نامہ لیجائیگا تا یار کبوتر کیونکر
حسرت سے اس قوت بازو کے دل جاتے ہیں　　دیکھو اکھیڑا ہے علی نے در خیبر کیونکر

اس حسرت سے یہ اشعار گلعذار نے پڑھے کہ اس تاجدار کی آنکھوں سے اشک حسرت ٹپک پڑے دیکھ کر کہا کہ ای شاہد رعنا وای معشوق یکتا تیرے بیان پر دل روتا ہے قلب میں درد ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ مفصل بیان کر یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے وہان رہتا ہون جنابا آتشخوار بادشاہ طلسم جبار کا خدمتگذار ہون محکوم جادو میرا نام ہے واسطے شکار کے آیا ہون تمکو خاتون محل قرار دونگا ہزارہا کنیزان رومی و حبشی میرا خدمتگذاری حاضر رہین گی گلعذار نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ ای محکوم جادو

یہ سوداے خام دماغ سے نکال مجکو یہی مقام بہتر ہے سودائی کو جنگل مین آرام ہی آبادی سے کیا کام ہی محکوم تاجدار نشین کرنے لگا کہا کہ واسطہ خداوند ہفت پیکر کا نام سے تو آگاہ کر تیرے بیان حسرت خیز نے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا خانۂ دل کو غم و حسرت سے بھر دیا اب یہی مناسب ہی کہ میرے ساتھ قلعۂ احتکام نگار مین چلو مجکو سرفراز کرو حکومت قلعہ کا تمکو اختیار رہی میرا نام اپنے دفتر غلامی مین درج کیجیے مین خدمتگزار رہونگا جب محکوم نے اس طرح منتین کین ملکہ گلعذار تو عشق بادشاہ اسلام مین مبہوت ہو رہی ہی آنکھون کے نیچے وہی صورت دیبا پھر رہی ہی چاہتی ہی کہ گریبان چاک کرون صحراے نجد مین اپنے کو پہونچاؤن شاید روح مجنون سے ملاقات ہو اُس سے پوچھون کہ کیون ای شہنشاہ عاشقان عشق کے سودائی کیونکر بسر کرتے ہین عشق و محبت مین نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین دل سے یہ باتین ہو رہی ہین محکوم کا کلام کرنا ناگوار ہوا اُسکی باتون کے جواب سخت دیے کہا کہ ای شخص کیسے کلام کر ہمارا ہمدرد ہمارے پہلو مین بیٹھا ہی اُس سے صلاح کر رہے ہین کہ کیا کرین تو ہمکو کیون ستاتا ہی ہم اپنی جان پر کھیلین گے اب محکوم کو یقین ہوا کہ یہ کسی پر عاشق اُسی سوچ مین بیٹھی ہے محکوم نے ہاتھ بڑھایا کہ ہاتھ پکڑ کر کھینچ لون ملکہ گلعذار نے ہاتھ کو اسکے جھٹک دیا محکوم نے سوارون کو اشارہ کیا کہ اس نازنین کو اٹھالو سوارون نے گھوڑے سے کود کر ارادہ کیا کہ ملکہ کا ہاتھ پکڑ لین گلعذار نے بال اپنے نوچ کر سوارون پر پھینک مارے اران سیہ نے اُنکو کاٹا اب تو سوار ہیبتے محکوم نے کہا کہ ارے تو بڑی ساحرہ ہے سوارون کو میرے مارا مین کیا تجھے زندہ چھوڑونگا تجکو گھسیٹ کر لیچلونگا یہ کہہ کے گولہ مارا کہ یہ بیہوش ہو جائے ملکہ کا ہر چند کہ حال ابتر ہے دل پہلو مین مضطر ہے لیکن گولہ کاٹا وہ گولہ پھٹا محکوم کے سینے پر آکر پڑا کہ محکوم لڑکھڑا کر گرا راہی ملک عدم ہوا ساتھ والون نے جو دیکھا کہ مالک کو ہمارے اس عورت نے مار ڈالا لاشہ اُٹھا لیا روتے پیٹتے لاشے کو لیکر قلعہ مین آئے اصنام بت پرست بھائی محکوم کا بارگاہ مین بیٹھا تھا خبر سنی

سحکوم مارا گیا لوگ لاش کو لیکر آئے ہیں روتا ہوا بیرون بارگاہ آیا جو لوگ لاش لائے تھے اُنسے حال پوچھا اُن سب نے حال بیان کیا کہ ایک عورت حسین بیرون قلعہ بیٹھی ہوئی ہے اُسنے مارا اصنام بت پرست فوج لیکر چلا ملکہ گلعذار بیٹھی رو رہی ہین کہتی ہین کہ اے خالق لیل و نہار ظلم سے اُن ظالمون کے بچا لے کہ دیکھا فوج آتی ہے ایک ساحر تاج سر پہ رکھے پکارتا ہوا کہ او عورت تونے غضب کیا کہ اُس تاجدار کو مارا ہے کہکے فوج کو اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کرو کل فوج بلوہ کرکے چلی ملکہ گلعذار اپنے مقام سے سراسیمہ اُٹھی اصنام بت پرست سب کے آگے تھا ملکہ گلعذار نے اُسپر بال سر کے پھینکے کل فوج پہ باران سیاہ برسنے لگے اصنام بت پرست پر ایک برق گری کہ اُسمین نیم بسمل ہو گیا ملکہ نے اُنگلی سے اشارہ کیا وہ برق ہٹ گئی اصنام بت پرست جو برق کے اندر سے نکلا سامنے ملکہ گلعذار کے ہاتھ باندھے ہوئے آیا کہا کہ مین تابعدار ہون جو حکم دیجیئے اُسے بسر و چشم بجا لاؤن میرا تو یہ حال ہے۔ نظم

جتنے قصے ہین مرے شکوہ بیداد ہین سب — ذکر کا ہیکو ہین افسانۂ فریاد ہین سب
للہ الحمد کہ ہین رنج فراموش نہین — جو ستم تمنے کیئے ہین وہ مجھے یاد ہین سب
جسطرف دیکھیے دو تین پھڑکتے ہین اسیر — کیون نہ صیاد خوشی ہو قفس آباد ہین سب
خواستگاران قضا ہین جو غضب بیتاب — شائق حسن اجابت ترے جلاد ہین سب
انکو تکلیف رسائی کی عبث ہے تعلیم — نالہ و آہ و فغان تیرے ستم زاد ہین سب
چھوٹ جائے جو پھپھولا تو روان ہون آنسو — اشک ای جان جہان آبلہ بنیاد ہین سب
طوق و زنجیر کے خواہان ہین ترے دیوانے — روز و شب منتظر خدمت حداد ہین سب
کفر و اسلام برابر ہین زبان رحمت — حسن جتنے ہین زمانے مین خداداد ہین سب
تا کجا کاوش صیاد اجل ہو نزدیک — ایک دن اس قفس جسم سے آزاد ہین سب
اب یہ حالت ہے کہ دشمن بھی دعا دیتے ہین — دست بردا شتہ میرے لیے جلاد ہین سب
ناتوان وہ ہون کہ ہر بال وبال جان ہے — ضعف سے میرے بدن خنجر فولاد ہین سب
سخت جان ہون مری تسکین کو بتا دے قاتل — کس قدر گند ہین ترے خنجر فولاد ہین سب

میں ہوا قیس ہوا امق بیچارہ ہوا — دل گرفتار ہیں سب عاشق ناشاد ہیں سب

عاشق و وحشی و دیوانہ و رسوا کر کے — جس طرح چاہیے تا پیر سے ہی ارشاد ہیں سب

آمد آمد ہی نگر میرے سہی قامت کی — باغ میں ہر طرف استادہ جو شمشاد ہیں سب

ایک سے ایک نرالا ہی زمانے میں حسین — جلوہ نور الٰہی سے یہ پیدا ہیں سب

سب تری آنکھوں کے مضمون لکھے ہیں میں نے — حرف جتنے نظر آتے ہیں مجھے صاد ہیں سب

دور تک تیری گذرگاہ جفا ہوا و فرک — ہفت افلاک مرے مسکن فریاد ہیں سب

اپنے اشعار کا آتش سے دیا آب جواب — معترض ہو جیسے تو قابل ایراد ہیں سب

رستہ کرتا ہوں میں پہ ناسخ و سودا و تسنیم — اپنے انداز میں تخیل میں استاد ہیں سب

اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ گلعذار کے آیا کل فوج فریاد کر رہی ہے کہ یہ ارشاد ہو بجا لائیں ملکہ گلعذار سوچی کہ یہ فوج سفت کی افسر مفت کا سب فوج موجود ہی انکو چل کر سیماب جادو سے لڑوا دوں شاید غالب آجائیں اور گلعذار اپنا رکھ لیوں تو میرا زور بڑھ جائے یہ سوچ کر طاؤس پر سوار ہوئی پشت پر صنم ... مع بارہ ہزار فوج کے آمادہ جنگ ملکہ گلعذار اس طرف سے چلی جو معرکہ اپنا گذرگاہ سحر پر کرونگا یہاں ثریا سے تاجدار جو زخمی ہو کر مجمع عام سے نکلا مرکب اسکو اسی حال میں لیے ہوئے دامن میں ایک کوہ کے پہونچا دو چار بیٹھے گھانس کے کھا سکا بدن کو جنبش جو ہوئی ثریا سے تاجدار پشت مرکب سے زمین پر گرا گھوڑے نے بہت چاہا کہ اپنی پشت پر سوار کروں مگر ثریا سے تاجدار بیہوش تھا اپنے مقام سے نہ اٹھا مرکب چرتا ہوا آگے بڑھ گیا قضا سے کار دریں میں اس پہاڑ کے ایک قزاق رہتا ہی فولاد قزاق درہ کوہ پر آیا دیکھا کہ ایک جوان درہ کوہ پر بیہوش پڑا ہی ملازموں سے حکم دیا کہ اس مرکب اور اس جوان زخمی کو اٹھا کے لاؤ ملازموں نے جا کر ثریا کو اٹھایا مرکب خود دوڑا ہوا آیا آقا کے ساتھ ہو لیا اپنے باغ میں فولاد ثریا سے تاجدار کو لیکر آیا جراح کو بلایا زخم میں ٹانکے دلوائے مشتاق ہو کہ یہ جوان ہوشیار ہو تو حال پوچھوں رومال ہاتھ میں لیے مگس رانی کر رہا ہی کہ ثریا سے تاجدار نے آنکھ کھولی فولاد نے کہا کہ اے جوان

مین تجھے صحرا سے اٹھا لایا زخم خوردہ کرائی گھبرانا نہین لیکن سچ بتا کہ تجھکو قزاقون نے
کہان گھیرا ای بہادر یہ تو ظاہر ہی کہ تو خوب لڑا اپنا مال بچایا انتہا کا زخمی ہوا تو بڑا بہادر ہی
مگر ان گھیرنے والون کا نشان بتا کہ مین انکو گرفتار کرکے لاؤن اور تیرے سامنے انکو
سزا دون ثریا سے تاجدار نے کہا کہ ای جوان تو نے احسان کیا مگر قزاقون کی کیا مجال ہی
کہ مجھکو گھیرتے ایک مقام پر جنگ عظیم واقع ہوئی مین ہاتھ سے دشمنون کے زخمی ہو کر گرا
پھر مجھکو نکال لایا تم تک پہونچایا مجھکو کسی قزاق نے نہین گھیرا مین بادشاہ طلسم ضیا کا
بیٹا ہون رفیق بادشاہ اسلام فولاد کو یہ حال سنکر سناٹا آگیا جی مین کہتا ہے کہ کیا
عجب کی بات ہی رفاقت بادشاہ اسلام کو بہتر جانتا ہی کیا سبب کہ اپنے باپ کے قتل
کرنا بھی اسکو بہتر ہی ہو کہ اسکا علاج کرون جب اچھا ہو جائے تو گرفتار کرکے اسکے باپ کے
پاس بھجوا دون اسنے یہ غضب کیا کہ خداوند ہفت پیکر کو بھی چھوڑا یہ سوچ کر علاج
کرنے لگا یہ تو سمجھ گیا کہ یہ شاہزادہ والا قدر ہی آسمان سلطنت کا بدر ہی اگر اسکے باپ
کے پاس اسکو پہونچا دونگا تو وہ بہت خوش ہوگا یہ سوچ کے ایک ہفتہ علاج کیا
ثریا سے تاجدار نے جب صحت پائی درہ کوہ سے باہر نکلا بارہ سو قزاق ساتھ مین
فولاد نے بارگاہ استادہ کرائی ثریا سے تاجدار کو بٹھایا ارادہ ہی کہ شراب پلا کر
بیہوش کرون جلسہ عیش و نشاط منعقد ہی کہ چند قزاق گھبرائے ہوئے بدحواس پاس
فولاد کے آئے کچھ کان مین کہا فولاد کا رنگ رو متغیر ہوا کبھی باہر جاتا ہی کبھی اندر
آتا ہی گھبرایا ہوا پھر رہا ہی ثریا سے تاجدار نے پوچھا کہ ای فولاد کیا خبر آئی کہ تو اسطرح
گھبرایا ہوا ہی فولاد نے کہا کہ حضور خیر ہے مین درہ کوہ کے باہر ہون ایک بادشاہ کی
سرحد اسکا سلطان زرین پوش نام ہی وہ نہایت بہادر صاحب جاہ و حشم ہی مین نے
اسکی اسباب لوٹ لی تھی وہ میری فکر مین تھا جب کبھی میری فکر مین آیا اسنے مجھکو
نہ پایا مین درہ کوہ مین پوشیدہ رہا کبھی مجھ پر قبضہ نہ کر سکا اب جو اسنے سنا کہ مین
درہ کوہ سے باہر آگیا مصروف جشن ہون وہ ساٹھ ہزار فوج لیکر آیا ہی چہار جانب
سے گھیر لیا ہی حضور جانتے ہین کہ ہم تو قزاق ہین نہ یہ سے لڑتے ہین اگر مین اندر ور

کوہ کے ہوتا تو وہ ناچار ہو کے پلٹ جاتا اب اُسنے گھیر لیا میرے ساتھ فوج کم ہی
اُسکے ساتھ فوج زیادہ ہی خود بھی بہادر ہی جس وقت یلغار کریگا گرفتار ہو جاؤنگا مجکو
آپکا بڑا خیال ہے مین لڑبھڑ کے درہ کوہ مین چلا جاؤنگا آپکو دیکھکر وہ بھی فرار کریگا
ثریا سے تاجدار نے جواب دیا ہم مقابلہ کرین گے تم نہ گھبراؤ سلطان زرین پوشش
بھی میرے زور سے واقف ہی یقین ہے کہ مقابلہ نہ کرے تم نہ گھبراؤ فولاد نے کہا اے
شہریار باعث تردد یہ ہی کہ میرے پاس بارہ سو جوان ہین اُسکے ہمراہ ساٹھ ہزار جوان ہین اگر
اُسنے جنگ مغلوبہ کی تو اس بلوے کو کون سنبھالے گا ثریا سے تاجدار نے کہا کہ اے
فولاد کیون گھبراتے ہو جب تلوار مردان عالم کی کھینچی کھیپ بلوہ سامنے نہین آتا جسکا
دولھا دولھن سے مقابلہ پڑتا ہی ہمارے آقا سے نامدار نے ایسے معاملے بہت دیکھے ہین
اے فولاد ایک کام کرو اعتقاد مذہب اسلام دلین لاؤ خدا سے دعا کرو وہ رحیم و کریم اپنا
شریک کریگا فولاد یہ سنکے بصدق دل مطیع اسلام ہوا بارہ سو جوانون نے اُسکے ہمراہ
کلمہ پڑھا اعتقاد سب کے درست ہوے یہ کہنے پر ہفت پیکر کے چالاک جسقدر ہین
اب ثریا سے تاجدار کے سمجھانے سے قزاقون کو تسکین حاصل ہوئی گرد آکر سب ثریا سے
تاجدار کے بیٹھے خوف جان سے کانپ رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ دیکھیے اب
کیا ہو سلطان زرین پوشش نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر فولاد کو دی
ثریا سے تاجدار نے کہا کہ اے فولاد تم نہ گھبراؤ تم بھی طبل جنگی بجواؤ فولاد نے
ڈرتے ڈرتے طبل جنگی بجوایا قزاق آمادہ جانبازی ہین ہتھیار اپنے اپنے درست
کر رہے ہین کوئی سنان نیزہ درست کرتا ہی کوئی تلوارون کو زہر سے آبداری دیتا ہی
کوئی تلوارین صیقل کرتا ہی تیغ چرخ پہ چڑھ رہے ہین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہی یہی
انتشار ہی کہ یہ لوگ کم ہین اور وہ زیادہ خدا آبرو رکھے اُدھر لشکر سلطان مین یہ خبر
پہونچی کہ بیٹا جہاندار شہریار کا فولاد قزاق کے یہان مہمان ہے اُسنے مقابلے کا ارادہ
کیا ہی سلطان نے کہا کہ ہم اُسکے باپ کے خراج گزار ہین یقین ہے کہ ہمکو دیکھکر ایسا
خائف ہو کہ مجھ سے طالب ہو کہ باپ سے صفائی کرا دو مین اُسکو ساتھ لیکر جاؤنگا اور

اُسکی صفائی کرا دونگا رات بھر یہی تیاریاں رہیں چار پہر رات گذر کر وقت سحر آیا سلطان
زرین پوش شہنشاہ فلک چہارم قلعۂ مشرق سے برآمد ہوکر تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما
ہوا دونوں لشکر میدان کارزار میں آئے ثریا سے تاجدار سب کے آگے بڑھا ہوا
مسلح و مکمل اُدھر سلطان زرین پوش سب کے آگے بڑھا ہوا تاج سر پہ رکھے ہوے
فوج دریا موج پشت پر صفیں جمیں فوج قزاقان دیکھکر سلطان زرین پوش کہہ رہا تھا
کہ یہ لوگ کیا سمجھ کے مقابلے میں آئے ہیں ایک حملے میں سب کو زیر و زبر کردونگا
یکایک گینڈا اُچکایا میدان کارزار میں آیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنائے مرگ کی ہو میدان
میں آئے ثریا سے تاجدار نے بھی مرکب بڑھایا مقابلہ میں سلطان زرین پوش کے
آیا سلطان نے جھک کر سلام کیا کہا کہ اے شاہزادے باپ سے کیا خطا دیکھی کہ جو
ایسے بگڑ گئے قزاقوں کی طرف سے لڑنے آئے ہو میرے ساتھ چلو میں تمھارے باپ
سے تمھاری صفائی کرا دونگا یہ سنکر ثریا سے تاجدار نے کہا کہ ہرچند وہ سحر میں زبردست ہے
لیکن ہفت پیکر پرست ہے ہفت پیکر ایک ساحر مکار و فریبی ہے اُسکو خدائی ماننا سراسر
حماقت ہے میں اُسکی اطاعت نکرونگا تم اگر دعوی جرأت رکھتے ہو تو بسم اللہ وار کرو میں
جواب دونگا سلطان زرین پوش نے کہا کہ صاحبزادے ابھی تھوڑا ہی زمانہ گذرا ہے
کہ ہم تمکو گود میں کھلاتے تھے آج تم ہمارے مقابلے میں آئے ہو تم ہی حربہ کرو
بعد تمھارے حربوں کے ایک وار میں ہم تم کو زیر کرینگے ثریا سے تاجدار نے کہا میں
ملازم بادشاہ اسلام ہوں طریقہ میرے شاہ کا پیشدستی نہیں ہے تمھارے حربے کے
بعد اگر میرا خدا مجھکو بچائے گا تو حربہ کرونگا سلطان زرین پوش نے نیزہ اُٹھایا
خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا ثریا سے تاجدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا
آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی ثریا سے تاجدار نے بعد چند طعنوں کے نیزہ سلطان
کا گانٹھا نیزہ گانٹھ کر جھٹکا مار دیا نیزہ ہاتھ سے سلطان کے نکلا سلطان نے قبضہ
پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا ثریا سے تاجدار نے تلوار کو تلوار پہ
روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالا ہاتھ برق شمشیر کا جھپکایا سلطان کی آنکھوں میں چکاچوند

آگیا آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا سمجھا کہ اگر یہ تلوار پڑی خالی نہ جائیگی
کہا کہ ای شاہزادے مین تیری اطاعت کرتا ہون واسطہ اپنے آقا نے نامدار کا تلوار
دنگا ثریا نے تاجدار نے ہاتھ روک لیا سلطان گھوڑے سے کود قدمون سے
لپٹ گیا کہا ای شہریار آپ کے قدمون کی بدولت دولت اسلام پائی ثریا نے گلے
سے لگا لیا سلطان نے پلٹ کر فوج کو آواز دی کہ یارو مین نے شاہزادے کی اطاعت
کی جسکو دین اسلام قبول کرنا ہو میرا ساتھ دے ورنہ میری فوج سے نکل جائے سب نے
پکار کر آواز دی کہ ہم آپ کے تابعدار ہین جو حضور نے اختیار کیا وہ غلامون نے
بھی قبول کیا ساٹھ ہزار جوان سب سلطان کے ساتھ ہوے ثریا نے تاجدار نے
سب کو ساتھ لیکے بارگاہ فولاد مین آیا سلطان زرین پوش سے سب حال
بیان کیا کہ آقا نے نامدار میرا جنگ سے غائب ہوا ہی مین اوسکی تلاش مین نکلا ہون اب
ہم سب چلو آقا کو تلاش کرین سلطان زرین پوش نے کہا کہ ای شاہزادہ والاقدر مین بھی
حضور کے ساتھ چلونگا قصر لوح پر چلیے یقین ہی اوسی مقام پر بادشاہ آئینگے یہ صلاح
کرکے ثریا نے تاجدار مع سلطان زرین پوش و فولاد مع فوج اوسکی طرف قصر لوح
کے چلے کہ پہونچنا انکا بھی تحریر کرونگا اب ذکر شہنشاہ گیتی ستان واجب ولازم ہی
بادشاہ اسلام جو زخمی ہوکر نکلے مرکب لیے ہوے بادشاہ کو قریب ایک جھیل کے
پہونچا کنارے اوس جھیل کے بادشاہ پشت مرکب سے گرے سر جھیل مین جسم خشکی مین
قضائے کار ساتھ ایک باغ ہی کہ اوسکو باغ سروستان کہتے ہین ملکہ سرو شمشاد قد
اوس باغ کی مالک ہی نہایت ساحرۂ زبردست اوسمین وہ جھیل ہی اپنے باغ مین سوکر آئی
حوض پر آکر بیٹھی جھیل کا پانی حوض مین پہونچتا ہی ناگاہ سرو شمشاد قد نے دیکھا کہ
خون کی لکیر چلی آتی ہی پکار کر آواز دی کہ ای صنوبر باہر جاکر دیکھ تو یہ خون کہان سے
آتا ہی صنوبر گئی جمال بادشاہ دیکھکر گھبرائی ہوئی آئی کہا واری ایک جوان آفتاب جمال
خورشید مثال انتہا کا زخمی ہی نہین معلوم زندہ ہی یا مردہ کنارے جھیل کے پڑا ہی
مرکب اوسکا چپکا کھڑا ہی سرو شمشاد قد نے یہ ذکر سنکر اٹھی پائنچے سنبھال کر کہا کہ سری کا

ہماری ہی بن میں کسی نے کسی مسافر کو مارا قراقون کا نام سنا دوڑی چند کنیزیں ہمراہ ہوئیں
پہنچی وہاں بالین پر اُس بیمار کے آئی دیکھا کہ ایک آفتاب برج آبی میں تیرہ
ہو جسم خشکی میں ہو اگر فرش خاک پر بیٹھ گئی سینے پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس کی پائی کہا
کہ ارے زندہ ہے اسکو اٹھاؤ باغ میں لے چلو ہم اس سے حال قراقون کا پوچھ کر انتظام
کریں گے چارپائی منگوا کر سر میں خود ہاتھ لگایا کنیزیں لپٹ گئیں کہا حضور آپ ہاتھ
نہ لگائیے ملکہ نے کہا کہ کیا نقصان ہے بندہ کہ ہفت پیکر اس مصیبت میں ہو اگر اسکا
علاج کریں اور قراقون کا انتظام ہو جائے تو کوئی مسافر یہ آفت کبھی نہ اٹھائے
چارپائی کو لیکر باغ میں آئیں بادشاہ کو مسند پر لٹایا کہا کہ ارے جراح کو بلاؤ کہ اسکے
سر میں ٹانکے لگائے جراح آیا اُسنے ٹانکے لگائے زخم دھویا پٹیاں مرہم کی چڑھائیں
جراح گیا ملکہ رومال ہاتھ میں لیکر خود بیٹھیں مگس رانی کر رہی ہیں لیکن جراح دربار شاہی
میں بھی جاتا ہے باپ اسکا مہوش اژدر سوار مالک شہر مہوشیہ تین کوس پر یہاں
سے قلعہ ہے اُس میں رہتا ہے یہ جراح وزیروں اور امیروں کا علاج کرتا ہے دربار میں
جو آیا بادشاہ کو تخت پر پایا سلام کیا وزیر کے پھوڑا تھا اُس پھوڑے کو کھولا منظور ہوا
کہ پھایا لگاؤں وزیر نے کہا کہ اے جراح آج دیر کیوں ہوئی جراح نے کہا کہ آج ملکہ
عالم نے بلایا تھا ایک جوان آفتاب جمال ہے اُسکے سر میں ٹانکے لگا کے ملکہ عالم
نے بڑی تاکید کی ہے کہ اسکو جلد صحت دو میں پٹیاں چڑھا کے چلا آتا ہوں بادشاہ کے
پیشتر کان کھڑے ہوئے جب جراح چلا گیا تو کہا اے وزیر اعظم کچھ تونے بھی یہ خبر سنی
نہیں معلوم وہ جوان کون ہے ذرا دریافت تو کرو وزیر نے ہرکارے بھیجے اور کہہ دیا کہ
مخفی دریافت کرنا ہرکارے روانہ ہوئے در باغ پر آئے محلدار سے جو پوچھا کہ آج
یہ ٹانکے کس کے لگائے گئے محلدار نے منہ پھیلا کر کہا کہ ایک جوان جنگل میں زخمی پڑا
تھا اُسے ہماری بی بی اٹھا لائی ہیں اُسکا علاج ہو رہا ہے ہرکارے نے جو محلدار کو
مہربان پایا کہا کہ ذرا جا کے دیکھ آؤ اب کیا ہو رہا ہے وہ جوان کون ہے اور اُسکا نام بھی
دریافت کرو محلدار اندر گئی یہاں بادشاہ کی آنکھ کھلی ایک نازنین سے بے تعظیم

رشک ماہ منیر کو اپنے قریب پایا گھبرا کے اٹھ بیٹھے فرمایا کہ اے ماہ پیکر تیرا نام کیا ہے تجھکو لانے کا
کیا باعث ہوا سرو شمشاد قد نے شرما کے سر جھکا لیا جب بادشاہ نے کئی مرتبہ کہا اور
نام پوچھا شرما کر کہا کہ میرا نام سرو شمشاد قد ہے آپ جنگل میں زخمی پڑے تھے اتفاقاً یہ
بدنصیب اس طرف سے گذری مجھکو آپ کے حال زار پر رحم آیا اٹھا لائی جراح کو بلا کر
ٹانکے دلوائے پٹیاں مرہم کی چڑھائیں اب آپ ارشاد فرمائیں کہ آپ کو قزاقوں نے
کس طرح گھیر لیا ماشاء اللہ آپ نے بڑی جرأت دکھائی کہ اسقدر زخمی ہوئے مگر جو
جسم پر تھا اُن چیزوں کو اُتارنے نہ دیا بادشاہ نے فرمایا کہ اے پری پیکر رشک شمس و
قمر قزاقوں کی کیا مجال تھی کہ ہمکو گھیر لے ساحروں سے مقابلہ پڑا زخمی ہو کر گھوڑا نکال
لایا۔ یہاں آکر گرا یا خدا نے تمکو مہربان کیا ہمکو اپنے باغ میں اٹھا لائیں۔ القصہ بادشاہ
نے کل حال اپنا کہا بادشاہ سے اور سرو شمشاد قد سے یہ باتیں ہو رہی تھیں مگر دونوں
شرمائے ہوئے حجاب سے سر جھکائے ہوئے کہ اتنے میں محلدار آئی سارا حال سنکر
عرض کی کہ حضور طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی خبر بادشاہ جمجاہ کو پہونچ گئی وہاں
ہرکارہ حال دریافت کرنے آیا ہے لونڈی کے منہ سے نکل گیا کہ ایک جوان زخمی کو ملکہ
لائی ہیں وہ ہرکارہ دروازے پر حاضر ہے کیا جواب دوں وہ نام و نشان انکا
پوچھتا ہے ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ ہائے تمنے غضب کیا اب جا کر مخفی کرو یہ کہدو کہ وہ جوان چلا گیا
کوئی مسافر تھا زخمی ہو کر آیا تھا مطلب اسکا پورا ہوا یعنی علاج ہو گیا اب وہ باغ
میں نہیں ہے محلدار جھلائی ہوئی پلٹی ہرکارہ اور کنیزوں سے بھی پوچھ رہا ہے جنکو یا شاہ
آنا ناگوار ہوا وہ کہ رہی ہیں کہ ہم اپنے بادشاہ کی خبر کیونکر کہیں مُردے کو لاکر زندہ
کیا علاج کرکے رومال جھل رہی ہیں اور جنکے مزاج میں کچھ انصاف ہے وہ کہتی ہیں
کہ یہاں کوئی نہیں آیا مرد کی کیا مجال ہے جو باغ میں ملکہ کے آسکے کہ محلدار آکر بیٹھی
کہا سہان ہرکارے اور نئی بات یہ ہے کہ وہ جوان فتاح طلسم کا عزیز دار ہے
کہیں لڑائی پڑی وہاں زخمی ہو کے گھوڑا یہاں لے آیا ملکہ نے علاج کیا اب
آپس میں باتیں ہو رہی ہیں تو ابھی جاکر صاف صاف بادشاہ سے کہدے کہ اب ملکہ

بدراہ اور آوارہ ہوگئی ہین آکر حضور سزا دین اُس جوان کو گرفتار کرکے لیجائین ہرکارہ خبر دریافت کرکے بھاگا یہان مبہوت غصّے مین بیٹھا ہی کہ ہرکارہ آکے پہونچا اور مفصل خبر سامنے مبہوت کے بیان کی مبہوت نے کہا کہ اِی وزیر اعظم جو احکام نجومیون اور پنڈتون نے لگائے تھے وہ سب سامنے آئے فوج تیار کرو اگر اُس شخص کو قتل کیا تو خداوند ہفت پیکر بہت خوش ہونگے ان لوگون نے تمام طلسم مین کھلبلی ڈال دی ہی انکا گرفتار کرنا واجب و لازم ہی وزیر نے باہر نکل کے قرنا کرائی ساٹھ ہزار فوج ساحران غدار تیار ہوئی جب فوج تیار ہوچکی ناسوت جادو وزیر پلٹ کر سامنے بادشاہ کے آیا بادشاہ نے کہا کہ اِی ناسوت تم فوج لیکر جاؤ دونون کو گرفتار کرلاؤ ناسوت جادو فوج لیکر چلا یہان بادشاہ اسلام اُٹھکر بیٹھے ہین کنیزین بھی آئین مگر اپنا اپنا منھ پھُلائے ہوئے سامنے حاضر ہین اور عرض کررہی ہین کہ حضور اب انکو رخصت کیجئے ملکہ کہتی ہین کہ تم لوگون کو کیا جلدی ہی جب انکے مزاج مین آئیگا چلے جائینگے کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی کہ حضور بڑا غضب ہوا ناسوت جادو وزیر فوج لیکر آیا ہی جلد تدبیر کیجیے یا انکو باہر بھیج دیجیے کہ وزیر انکو لیکر پلٹ جائے بادشاہ تلوار لیکر اُٹھے فرمایا کہ ملکہ ہم جاتے ہین دیکھین وہ وزیر کون ہی کیا ہمکو چور سمجھا ہی ہم اُس سے مقابلہ کرینگے ناسوت جادو کو مار ڈالینگے ملکہ نے بھی سامان سحر جسم پر آراستہ کیا کہا کہ مین ساتھ اس شہریار کے اپنی جان دونگی گرفتار ہوکے نہ جاؤنگی یہ آگ بی محلدار نے لگائی خیر سمجھا جائیگا ہمکو یقین ہوا کہ جام عمر لبریز ہوا رشتۂ حیات منقطع ہوا ساٹھ ہزار کیسے اگر لاکھون ساحر ہونگے تو ہمارا کیا کرینگے بادشاہ جمجاہ مسلح بکمال ہوکے آگے بڑھے ملکہ سرو شمشاد قد جست کرکے پھاٹک پر آئین ناسوت جادو بھی فوج لیے ہوے آتا تھا اُسنے دیکھا کہ ملکہ سرو شمشاد قد پھاٹک پر کھڑی ہین پکارکے آواز دی کہ مین بحکم بادشاہ آیا ہون بہتر یہ ہی کہ میرے ساتھ چلیے ورنہ مین فوج کو حکم دیتا ہون ابھی تمام باغ کو گھیر لیگی وہ جوان کہان گیا اُسکی بہت تلاش ہے معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ لشکر اسلام ہی اُسکا گرفتار کرنا ہمکو واجب و لازم ہی کہ یکایک دروازہ باغ کا کھلا سب نے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شبہت افروز جہانداری تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوے نمایان ہو

ایک ساحر سیہ فام نے چاہا کہ پڑھ کر سحر کرون بادشاہ نے تیر مارا کہ حلق کو توڑ کے پار کیا
وہ ساحر لڑکھڑا کے زمین پر گرا اتنا عجیب ہوگیا اب تو بادشاہ اسلام نے تیرون کی بوچھار کی
جس خطاکار پر تیر پڑا وہ راہی گوشہ عدم ہوا کوئی سہم کر چھپا کوئی چلا کے بھاگا دشمن میں
ساحر جو اس طرح مرکے گرے ناسوت جادو گھبرایا جی میں کہتا ہے کہ یہ آفتاب جمال تنہا
جری و بہادر ہے ساحرون سے بےخوف و خطر لڑ رہا ہے پہلو میں بھائی اسکا برہوت جادو
کھڑا ہے اُس سے کہا کہ اے برادر اس جوان کو گرفتار کرنے برہوت جادو نے آگے
بڑھ کر ایک گولہ مارا بادشاہ کا گھوڑا ایا تو رواروی میں جاتا تھا یا اُسی مقام پر رک گیا
اور بدلگامی کرنے لگا تیر و کمان بادشاہ کے ہاتھ سے گرا برہوت جادو تلوار کھینچ کر
جھپٹا ملکہ سرو شمشاد قد نے جو یہ معرکہ دیکھا جی میں کہتی ہے یہ ملعون قتل کرے گا ارے
افسوس ہے کہ بادشاہ علم سحر و ساحری سے بالکل ناواقف ہیں کیا سمجھ کے ساحرون سے
مقابلہ کرتے ہیں یہ سوچ کر موتیوں کا مالا گلے سے اُتارا اسم سحر پڑھ کر پھینکا اور آواز دی
کہ خبردار ہو لگیو برہوت کو لینا برہوت جادو کے قریب موتیوں کا مالا آ کر پھٹا ایک شعلہ
برہوت پر جھپٹ کر گرا گرتے ہی آگ سا ہوا برہوت جھلسا اور پکار اُٹھا کہ اے ملکہ عالم میں تو
تابعدار ہون جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن میری تو عجب کیفیت ہے ایسی تیری صورت ہے کہ خود بخود
دل گھبراتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ گرد حضور کے پھرون اور اپنے کو قربان کرون لیکن افسوس
ہے کہ تمھیں چاہنے والے کا بالکل خیال نہیں آخر تا بہ دشت نجد جاؤنگا استاد سے
پوچھونگا کہ آپ نے عشق میں کیونکر بسر کی کیونکر شام کس طرح سحر کی ہمارا دل نہیں سنبھلتا
کلام کرتے میں دیونی سے دھوان نکلتا ہے صاف تو یہ ہے

نظم

پا شکستون سے جب ملین گے آپ — سیر راہ طلب ملین گے آپ
اُس سے پوچھا تھا کب ملین گے آپ — تو لے جب جان بلب ملین گے آپ
جستجو تیری ہے سے پوچھتی ہے — آپ میں اپنے کب ملین گے آپ
دل یہ کہکر جبر کو اُسکی چلا — ہمکو زندہ نہ اب ملین گے آپ
نالہ رکھینگا کب تک آنکھ پیدا — ایک دن دونون سب ملین گے آپ

چھیڑتا ہے جسے تو ان کی حضرت دل / ایسے مجمع میں کب ملیں گے آپ
عرصۂ حشر عیب گاہ ہوا / سب سے مل لینگے جب ملیں گے آپ
وصل میں بھی جبین پہ ہوگی شکن / توڑنے کو غضب ملیں گے آپ
ہنجو دون کو تلاش سے کیا کام / ہر جگہ بے طلب ملیں گے آپ
پگڑی اچھلیگی رندوں میں اے شیخ / اُلٹے جب بے ادب ملیں گے آپ
چھوڑ دی رنج پر لذت سمجھے ہم / چھپ کے اک آدھ شب ملیں گے آپ
چھیڑ مطرب ترانۂ شب وصل / ساز و عیش و طرب ملیں گے آپ
دل کو اس راہ و رسم سے ہی خبر / شوق کیا جانے کب ملیں گے آپ
یار جب ملگیا تو ہم سے جلال / جو نہ ملتے تھے سب ملیں گے آپ

برہوت اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ سرو شمشاد قد کے آیا عرض کی کہ اے ملکۂ عالم جو ارشاد ہو فرمائیے وہ بجا لاؤں ملکہ سرو شمشاد قد نے پشت پر برہوت جادو کی ہاتھ رکھا کہا کہ ہم تیرا اضطراب سمجھے تو ہم پر عاشق ہوا ہے جب تک ناسوت جادو زندہ ہے تجھسے تاک وصل نہ ہوگا وہ درانداز بیان کرتا ہے اگر ہو سکے تو اسکا سر جلدی لا برہوت بہت خوب کہکے پلٹا دل میں سوچتا ہوا چلا کہ بھائی صاحب کا سر لاؤں ایسا نہ ہو کہ بادشاہ کے خلاف ہو روزگار جاتا رہے ادھر معشوقہ کا خیال ہے کہ آزردہ ہو جائے تو مشکل ہو اور یہ بھی خیال ہے کہ یہ شاہ کی دختر ہے ہر طور سے سامان عیش ہو جائیگا دل کڑا کرکے اپنے ساتھ والوں کی طرف پلٹا کہا یارو کیا کہتے ہو ملکہ سرو شمشاد قد کا حکم ہے کہ ناسوت جادو کا سر لاؤ اگر بے سر لیے ہم پلٹینگے تو کیسی خفا ہونگی لہذا سر ناسوت کا کاٹ لو کہ جھگڑا مٹے سب نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں جو حکم دیجئے بسر و چشم بجا لائیں یہ کہکر سب برہوت جادو کے ساتھ ہو لیے برہوت ان سب کو ساتھ لیکر طرف فوج ناسوت کے پلٹا کوس مارتا ہوا چلا جتنے ساتھ والے ساتھ ہیں گریبان چاک چہروں پہ خاک جب ناسوت نے دیکھا کہ بھائی میرا دشمنی کر رہا ہے پکار اٹھا کہ یا خداوند ہفت پیکر کیا ستم ہوا کہ بھائی میرا دشمن ہو گیا ہزاروں ساحروں کو قتل کر چکا اسکی بابت سے تجکو سجا ہے

مبہوت جادو تخت پر بیٹھا تھا کہ اسکے کان مین آواز پہونچی کہ ناسوت جادو پکار رہا ہے
یا خداوندا ہفت پیکر مجکو بچائیے مبہوت جادو نے گھبرا کر کہا کہ یارو معلوم ہوتا ہے ناسوت
پر کوئی ایسی آفت آئی کہ بیقرار ہو ہو کے قدرت کو پکار رہا ہے یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھا
اور تخت پر سوار ہوا طرف باغ ملکہ سرو شمشاد قد کے چلا یہان وہ وقت ہے کہ برہوت نے
کئی ہزار ساحر مارے مقابلۂ ناسوت جادو مین پہونچا ہے تلوار کے ہاتھ مار رہا ہے ایک ایک
کو للکار رہا ہے کہ یکایک زمین تھرائی نعرۂ مبہوت کی آواز آئی کہ باش او برہوت خبردار
ناسوت کے قریب نہ جانا لیکن برہوت جادو عشق مین ملکہ سرو شمشاد قد کے بیتاب ہے
جواب بھی نہ دیا مبہوت جادو نے وہین سے برق چمکائی کہ برہوت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے
ساتھ والون کو آتش قہر و غضب سے جلا دیا بادشاہ جمجاہ نے رہائی پائی رہائی پاتے ہی
مرکب کو پھر جہیز کیا ملکہ سرو شمشاد قد نے جو اپنے باپ کو دیکھا کانپ گئی سحر کھو دی ہاتھ
پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرایا کہتی ہے کہ اس ظالم کے ہاتھ سے اب کس طرح سے رہائی
ہوگی مبہوت جادو نے ناسوت جادو کو اشارہ کیا کہ اس جوان گستاخ کو فوراً گرفتار کرے
بادشاہ جمجاہ نے کئی افسرون کو تیر سے مارا اُنکے مرنے کی جو یکایک علامت برپا ہوئی اندھیرا
ہوگیا یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین بھلا کب خوف کرتے ہین اگر بہرام فلک ہو تو کبھی
اُس سے نہ دبین اور مقابلہ کرین قائم گویا ستون اسلام ہین جرأت و شوکت مین مشہور
خاص و عام ہین اُس اندھیرے مین بادشاہ اسلام نے ناسوت کو تیر مارا کہ اُسکے
گلے پر پڑا توڑ کے گدی کو پار گذرا لاشہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا پھر اسکے غل و شور
مچانے لگے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ناسوت جادو بود روشنی جو ہوئی مبہوت نے
لاشۂ ناسوت دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا تخت سے کود کر للکارا کہ او جوان گستاخ
تو نے رکن سلطنت گرادیا نعرہ کرتا ہوا طرف بادشاہ جمجاہ کے چلا صرف ہاتھ سے اشارہ
کردیا مرکب کے پاؤن زمین نے تھام لیے لاکھ ایڑی کو ڑے مارے لیکن کسی طرح مرکب نے
قدم نہ اُٹھایا ملکہ سرو شمشاد قد نے جو دیکھا کہ بادشاہ اسلام کا مرکب رہ گیا کہ رُکنے سے
اُنکا تیر و کمان بھی ہاتھ سے گرا بیتاب ہو گئی آنکھون سے آنسو جاری ہوے چاہا کہ پابند ہو

کڑک کر بایک پگڑی شانہ مہبوت کا زخمی ہوا زخمی کرکے بلند ہونا چاہا مہبوت نے سحر کیا
سحر کرتے ہی سرو شمشاد قد کا گوری رنگ رو متغیر ہوا مہبوت نے اشارہ کیا بادشاہ اسلام
و سرو شمشاد قد کو گرفتار کرلو ملازموں نے بڑھ کر زبان میں سرو شمشاد قد کی سوزن دی
اور بادشاہ کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں پہنائیں مسلسل و مطوق کرکے ایک
ساحر کو بلایا اس سے کہا کہ انکو لیکر قصر ہفت در پر جاؤ وہیں خداوند ہفت پیکر ہیں یہ
کیفیت ایک عرضی لکھی کہ یا خداوند یہ بادشاہ اسلام اور دختر کو اپنی آپ کی خدمت میں روانہ کیا ہوں
ان دونوں کو دار پر کھنچوا دیجیے سنتا ہوں کہ کئی سال کا زمانہ گذرا فرزندان صاحبقران
داخل طلسم ہفت پیکر ہوے جابجا قید بھی ہوے رہا بھی ہو گئے ایک تو انہیں سے
قتل ہوا یہ عرضی لکھ کر مسمار جادو کو دی کہ لیکر روانہ ہو مسمار جادو ابھی قید لیکر روانہ
ہوا تھا کہ صحرا سے گرد عظیم اڑی غبار آسمان کو پہونچا ایک لکہ ابر آسمان پر گرجتا ہوا علم سیاہ
سبز و سرخ کے پھریرے ہوا سے اڑتے ہوے نمایاں ہوا ایک جوان بلند بالا مرکب سبز چشمی
پر سوار پشت پر بارہ ہزار فوج اسباب سحر سے درست نہایت چالاک و چست آئے جو بادشاہ
اسلام کو راہ پر دیکھا ابر سوسنی جو آسمان پر تھا اس سے آواز آئی کہ اے اصنام بت پرست
یہ جو فوج سامنے کھڑی ہو ان سب کو مارلو اصنام بت پرست نے طرف فوج کے دیکھا فوراً
بارہ ہزار ساحر حربہ ہائے سحر لیکر آ پڑے بارہ ہزار حربے جو چلایا پڑے کئی ہزار جوان
مارے گئے مسمار جادو کے سر پر اصنام بت پرست کا گولہ پڑا کہ مسمار جادو مسمار ہوا اسکا سر
پھٹ گیا بادشاہ اسلام کی قید کٹ کر گری بادشاہ نے چاہا کہ اٹھوں مہبوت نے پھر اشارہ
کر دیا بادشاہ اسلام اٹھ کر گر گئے ابر سوسنی جو آسمان پر چھایا ہوا تھا وہ پھٹا اس سے
دیکھا کہ ایک نازنین قمر پیکر حور منظر ہاتھ ہلاتی ہوئی ابر سے ظاہر ہوئی شب کے ہاتھ ہلاتی ہے
برقعین گرتی ہیں سو بجا ہے سے قلم ہوتے ہیں مہبوت نے جو گلعذار رنگین پوش کو دیکھا
ٹھٹک گیا یقین تھا کہ گرتے گلعذار رنگین پوش نے للکارا کہ او مہبوت بے حیا تجھکو کبھی یہ دن
نصیب ہوا کہ بادشاہ لشکر اسلام کو گرفتار کیا سرو شمشاد قد نے جو گلعذار کو دیکھا گل
گل کے شگفتہ ہو گئیں گلعذار نے للکار کے گولا مارا مہبوت نے چاہا کہ بچے ہزاروں [illegible]

نکل جاؤں جدھر مبہوت جاتا ہی اسی طرف وہ سحر بھی جاتا ہی آخر ناچار ہو کے مبہوت
ایک مقام پر ٹھہرا جاتا کہ گولہ کالوں گولہ آکے سینے پر پڑا تو ولے کے پشت کو پار گذر گیا مبہوت
مرکے گرا اندھیرا ہو گیا آندھی سیاہ اٹھی آواز مہیب آنے لگی صدا بلند تھی کہ کشتی مرا نام
من مبہوت جادو بود بادشاہ اسلام اٹھے اور ملکہ سرو شمشاد قد کی زبان سے سوزنی نکالی
اب جو سرو شمشاد قد اٹھی مٹھی خاک کی اٹھا کر پھینکی کہ کئی ہزار ساحر نابینا ہوے ہاتھوں
سے ٹٹولنے لگے پہاڑوں سے سر ٹکرانے لگے گریبان چاک کیا منھ پر خاک ملی آخر جو چند
افسر باقی تھے انھوں نے پکار کر عرض کی کہ اے ملکہ عالم جیسے ہم آپ کے باپ کے
ملازم تھے ویسے ہی آپ کے تابعدار ہیں ہمیں امان دیجیے جان بخشی کیجیے جب بادشاہ اسلام
نے دیکھا کہ طالب امان ہیں منع کیا کہ اے ملکہ سرو شمشاد قد ہاتھ روکو اب سحر نہ کرو انسے اطاعت
اسلام کا سوال کرو جو اطاعت اسلام کرے اسکی جان بخشی ہو اور جو اطاعت نہ کرے
اسکو سزا سے مقتول ہو ملکہ سرو شمشاد قد نے افسروں کو قریب بلایا سب نے بدل اطاعت
اسلام کی ملکہ گلعذار بھی آکر پہونچی بادشاہ نے ملکہ گلعذار کو سرو شمشاد قد سے ملوایا
فرمایا کہ ایک سے ایک کو رشک نہ ہو ہر چند کہ گلعذار کو خیال نہ ہوا تھا مگر بادشاہ نے
جو محبت فرمایا کہ اے ملکہ عالم اگر یہ نہ ہماری بہن ہمکو نہ اٹھا لے جاتی تو شیر بھیڑیے
ہمکو آکے کھا جاتے یہ ہماری جان بخش ہی گلعذار ہمشیرہ کہ کے لپٹ گئی گلعذار نے
کہا کہ اے شہریار ہمیں طرف قصر احمر کے جاتی تھی خیر خدا نے فضل کیا کہ اس راہ سے گذر ہوا
آپ کو اس بلا میں مبتلا پایا اب لوح کی تدبیر واجب و لازم ہی جب تک لوح نہ ملیگی طلسم
شکست نہ ہوگا ہیبار آتشخوار کا قتل لوح پر موقوف ہی غرضکہ بارگاہ آراستہ ہی اور بادشاہ
تخت پر بیٹھے ہیں دست راست پر ملکہ گلعذار دست چپ پر ملکہ سرو شمشاد قد بیٹھی ہیں
ادھر ہم بت پرست کا نام آفاق یزدان پرست رکھا ہی دنگل شوکت پر بیٹھا ہی مثل شیر
جھوم رہا ہی کہ ناگہاں سامنے حاضر ہیں صدا سے مبارکباد و سلامت باد بلند ہی کہ صحرا سے گرد غبار
بلند ہوئی دیکھا کہ ثریا سے تاجدار پشت مرکب پر سوار ایک طرف سلطان تاجدار ایک طرف فولاد
قزاق پشت پر فوج ظفر موج ثریا سے تاجدار کو جو معلوم ہوا کہ ہمارے آقا کا لشکر فرو کش ہی

گھوڑے سے اُترا سلطان و فولاد کو ساتھ لیے ہوئے سامنے بادشاہ کے آیا قدموں کو بوسہ دیا سب کیفیت بیان کی بادشاہ اسلام کو بڑی خوشی حاصل ہوئی پہلوے تخت میں دنگل دیا دنگل بپا کر ثریا ے تاجدار بیٹھا سلطان و فولاد کو پیش کیا سب حال اپنا بیان کیا بادشاہ کو ثریا کے آنے کی بڑی خوشی حاصل ہوئی اُسوقت جام ارغوانی گردش میں ہے صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز غزل عاشقانہ گا رہے ہیں عجیب کیفیت ہے دماغ بادشاہ کا تر ہے - نظم

ہم جان سے ناخوش ہوں وہ اسیر نہ جانا ہو
کیا بات ہے معشوق میں اتنی تو وفا ہو

منصف ہو تو ہم چاہیں تمھیں تم ہمیں چاہو
بیٹھا ہو نہ برہمن کے نزدیک خدا ہو

بیفائدہ ہے سعی مری راہ طلب میں
اُٹھے جو قدم بھی تو یہاں دست دعا ہو

اتنا تو کوئی اُس بت بیگانہ سے پوچھے
اپنوں سے کبھی ملتے نہیں تم کیسے خدا ہو

یوں مجھ سے ملے آنکھ کہ آگاہ نہ ہو دل
دشمن پہ لگاوٹ تو کہیں دیکھ رہا ہو

اک نالہ ہمارا کہ کبھی فتنہ نہ جاگے
اک قہقہہ اُنکا کہ ابھی حشر بپا ہو

کہتے ہیں وہ کیا ایک تمہی مرتے ہو ہم پر
موت اُسکو اُٹھا لے جو کوئی میرے سوا ہو

کہ حسرت و حرمان ہوں کبھی شوق و تمنا
میں کیا کہوں پوچھے جو کوئی مجھ سے کہ کیا ہو

سامان مرے قتل کے کچھ اُسنے کیے ہیں
جی چاہے تو آج اُنھیں شریک آ کے قضا ہو

محفوظ رہیں غیر ترے شر سے تو بہتر
کہتا ہے یہاں رشک پہ دل انکا بھی بھلا ہو

جاتا ہے اگر زلف میں سن او دل بیتاب
کچھ عذر نہ کرنا جو کوئی تجھ سے خفا ہو

گو ہاتھ وہ مہندی سے مرے سوگ میں رنگین
شوخی تو یہ کہتی ہے کہ ہاں خون حنا ہو

تقدیر کی خوبی کہ پھرے راہ سے محروم
پیغام رسان بھی مرے ناکام دعا ہو

تجھ سے ستم و جور کرو حبیب سے کے ڈرا
دیکھو نہ یہ انداز فلک دیکھ رہا ہو

کیا گھر سے نکلتے ہی ملا ہادی مقصود
ہر گام پہ کہتا ہے کوئی برسر پا ہو

رہتے ہو جلال آٹھ پہر آپ سے باہر
اللہ کہاں پہونچے ہو تم کتنے رسا ہو

قضا سے کار جنار آتش زار بادشاہ طلسم جنار تخت پہ بیٹھا ہے مگر فکر مند ہے نجومیون

جو پوچھا نجومیون نے کہا کہ طلسم کشا زندہ ہی آپ کو گمان ہی کہ گھوڑا فقر دے کو لے گیا وہ
زخمی ہوکر نکل گیا اُسنے ہرکارے واسطے خبر کے جا بجا روانہ کیے کہا خبر لاؤ ہرکارون نے
جو لشکر بادشاہ کو اس شوکت و شان سے دیکھا خبر لیکر بھاگے سامنے جبار کے آکر پہنچ
بیان کیا کہ فلان صحرا مین بادشاہ اسلام مع لشکر فروکش ہین ہرکارون کو یہ دریافت
نہین ہوا کہ ملکہ گلعذار و سرو شمشاد قد بھی ہمراہ ہین جبار کو ثابت ہوا کہ لشکر بغیر ساحران
بادشاہ اسلام لیے اُترے ہین پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین کوئی ایسا پہلوان ہے کہ
جاکر بادشاہ کو گرفتار کر لائے سہمان بیرکش جو سو پہلوانون کا افسر ہی ستر ہزار فوج
لیکر چلا یہان بادشاہ فروکش ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی سہمان مع فوج آکر مقابلے پر
اُترا بادشاہ کو خبر معلوم ہوئی جب سہمان نے طبل جنگی بجوایا تو یہان بھی نقارہ
رزمی گڑگڑایا رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے
بادشاہ نے منع کر دیا کہ کوئی ساحر ساتھ نہ آئے ملکہ گلعذار و سرو شمشاد قد نے عرض کی
کہ ہم دور سے تماشا دیکھین گے بادشاہ جمجاہ نے فرمایا دور سے تماشا دیکھو دشمن کو
ثابت نہو کہ جادوگر ہمراہ ہین دور ایک پہاڑ پر ملکہ سرو شمشاد قد و ملکہ گلعذار آکر ٹھہرین
جب صفین جم چکین نقیب نقابت کرکے ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا سہمان بیرکش نے
گینڈا اپنا بڑھایا میدان مین آکر ساحشوری کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو
وہ نکلے ثریا سے تاجدار مرکب باد رفتار بڑھاکر سامنے بادشاہ جمجاہ کے آیا اور دست بستہ
عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان کارزار مرحمت ہو بادشاہ نے فرمایا کہ ای بہادر تم
تماشا دیکھو اس کافر مردود سے ہم مقابلہ کرینگے جنگ کو طول نہونے پائے سہمان
آوازین دے رہا ہی کہ ای فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بادشاہ نے
جو ثریا کو روکا ثریا نے تلوار کھینچ کر گلے پر رکھ لی عرض کی کہ غلام نثار ہو جائیگا ای شہریار
کس قدر مقام غیرت ہی کہ مین نے مرکب نکالا سب نے دیکھا کہ غلام آپ کا نکلنے کو ہے
سب بدنام کرینگے ناچار ہوکر بادشاہ نے اجازت دی ثریا سے تاجدار گھوڑا بڑھاکر
براے مقابلہ سہمان بیرکش چلا گھوڑا طرارے بھرتا ہوا جاتا ہی قصد ہے کہ قریب آکر

کا پہنے ہوئے ایک کان میں بجلی ایک میں انگوٹھی بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی دریچے کے سامنے ایک نخل تھا اُسکے سایے میں بیٹھ گیا یہ غزل عاشقانہ گانے لگا

بھلا کیا خاک زیرِ خاک پایا — گریبانِ کفن تک چاک پایا
ملا کیا اور رونے سے مگر اشک — حجابِ دیدۂ نمناک پایا
مزا بخشا تری صیادافگنی نے — کہ ہر سر گوشۂ فتراک پایا
کھلی گر آنکھ بھی تو کچھ نہ دیکھا — کہ سر پر سایۂ افلاک پایا
دمِ خلقت جو ہستی پر نظر کی — بشر کو ایک مشتِ خاک پایا
لیا بوسہ تو فرمایا بگڑ کر — نہایت آپ کو چالاک پایا
کہاں خونریز عالم اور ایسا — غنیمت تجھکو او سفاک پایا
نہ تھا کچھ زلف برہم کی جنون میں — جو یوں ہر تار دامن چاک پایا
دل ناخن زدہ کیونکر نہ چمکے — کہ اسنے جلوۂ حکاک پایا
کھٹک رہی حسرت دل ہاے مجھکو — انہیں خاطر غمناک پایا
محبت میں نسیم دہلوی کو — غلامِ سرورِ لولاک پایا

اس رنگ میں فیروزہ نے یہ غزل گائی کہ کھڑکی کھلی ایک کنیز نے جھانکا اور ہنستی ہوئی پلٹ گئی فیروزہ نے اور ٹھمری شروع کی خوب تانین ماریں دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین چاردہ سالہ پائینچے سنبھالے ہوئے پشت پر وہی کنیز جو جھانک کر بھاگ گئی تھی رومال ہلاتی آتی ہے اُس نازنین نے فیروزہ کو اشارہ کیا فیروزہ اٹھکر قریب آیا اُس کنیز نے ہاتھ تھام لیا کہا ارے لڑکے ادھر آکر گا۔ کیوں زمین پر بیٹھا ہے ہماری حضور بلاتی ہیں ایسا پیاری آواز میں لطف تھا کہ خود چلی آئیں فیروزہ نے ڈرکر کہا کہ اماں نے مجھ کو گھر سے نکال دیا کہ جاؤ بیٹا کما لاؤ میں تلاش معاش میں نکلا ہوں یہ کہتا ہوا باغ میں آیا باغ کو سبز و شاداب دیکھا گل ہزارہا طائر غل کر رہے ہیں درختوں پر بکمال زینت بیٹھے ہیں وسط باغ میں چبوترہ تھا وہاں آکر وہ نازنین بیٹھی فیروزہ سامنے حاضر ہوا اُس نازنین نے کہا کہ کیوں میاں لڑکے تمھارا مکان کہاں ہے لڑکے نے کہا کہ سامنے کی دوکان ہے جہاں بیٹھا

بھولے کے پیڑ لگے ہین اور کھپلیسین بندھی ہین نازنین نے کہا کہ محلے کا نام بتاؤ کہا حضور نانی
اس شخص کی بی نہالو ہر وقت دروازے پر کھڑی رہتی ہین انکی وجہ سے اس محلے مین
ہلڑ رہتا ہے جب آپ وہان آئیے گا معلوم ہو جائیگا دو چار غش مین پڑے ہونگے
دو چار سنکھیا لیے بیٹھے ہونگے کچھ فقیر بنے ہونگے آپکو معلوم ہو جائیگا کہ بی نہالو کا یہی
مکان ہے دن بھر دروازے پر کھڑی رہتی ہین آشنا و رونا کی خاطر و مدارات مین مصروف
رہتی ہین کبھی نانی اماں نے کسی سے انکار نہین کیا لڑکے دروازے پر کھیلا کرتے ہین
آٹھ پہر دل لگیان کیا کرتے ہین انکو راضی کرتی ہین اس طرح جو بھولی بھولی باتین لڑکے
نے کین کنشم سحر خیز ہنسنے لگی کہا کہ اے لنترانی تیرے اس نگوڑے کی باتین سنین لیکن اسکو
بہکاؤ مین انتظام جنگ مین مصروف ہون لڑکے نے کہا کہ حضور کس سے لڑائی ہے نسیم نے
کہا کہ ارے بیوقوف کیا تجھے بتاؤن مین جانتی ہون کسی کو سلطان کے مقابلے مین نہ جانے دو
دو افسر لشکر اسلام کے آکر قید ہو چکے اب وہ خود مقابلے مین نکلا چاہتے ہین تو فیروزہ
سمجھ گیا کہ میری باتین اسکو پسند آئین دامن پکڑ کر کہا کہ حضور بیٹھ جائیے تو مین دو چار شعر
سناؤن نسیم نے کہا کہ صاحبزادے مجھے امورات ضروری سے فرصت نہین مگر تمہاری
آواز سنکر ایسا دل بیقرار ہوا کہ تمکو بلا لائی یہان رہو شام کو با اطمینان جلسہ کرینگے
گانا فیروزہ نے کہا کہ ایک چیز تو سن لیجیے اور جام شراب پیجیے کہ طبیعت کو سرور ہوگا
ملال دل سے دور ہوگا تا پسند آئیگا یہان تو صحبت مین رکھی ہے فیروزہ نے
جام بھر انسیم کے قریب لایا کہا کہ اسے نوش فرمائیے نسیم نے ہنس کر جام لیا طرف محل کے
دیکھا محل سے ایک طائر نکلا اسنے آواز دی کہ اے نسیم ہوشیار رہنا خبردار شراب نہ پینا
نسیم نے نگاہ تند جام پر ڈالی شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا نسیم نے جھلا کر آواز
دی کہ ارے تو کون فیروزہ نے چاہا کہ جست کرکے نکل جائے نسیم نے ایک وہ چکر توڑ مارا
کہ فیروزہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا رنگ روغن چہرے کا اڑ گیا صورت اصلی بن گیا نسیم نے
کہا کہ مین جانتی تھی عیار ضرور آئیگا جب تو آئے گا یا اور تیری آواز آئی طائر آتشی نے
آگاہ کر دیتے تھے مگر مین نے غفلت کی یہ باغ داستان کر سے [illegible]

یہاں آسکے اب بادشاہ کو بھی بلاتی ہوں یہ کہکے آواز دی کہ ای غزال رعنا جلد جلد جا
بادشاہ کو لگا کر لاؤ فیروزہ نے دیکھا کہ وہی آہو گوشۂ باغ سے پیدا ہوا چوکڑیاں بھرتا ہوا
چلا یہاں سہمان نے نعرہ کیا کہ ای بادشاہ اسلام تمہارے رفیق سفلہ مزاج تھا تب آہو میں
گئے اب آپ میرے مقابلے میں آئیے بادشاہ نے مرکب بڑھایا چاہا کہ مقابلہ میں سہمان کے
پہونچوں کہ وہی آہو جست وخیز کرتا ہوا آیا بادشاہ نے بھی آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا جنگل میں جاکر
غائب ہوئے اہل لشکر روتے پیٹتے ہوئے پیچھے سہمان یہ کہکر پلٹ گیا کہ کل سب کا خاتمہ کرونگا
بالائے کوہ سے یہ سب معاملہ گلعذار و سرو شمشاد قد نے دیکھا گلعذار نے سرو شمشاد قد
سے کہا کہ تو نے دیکھا کہ یہ کیا تھا تماشا شعبدہ کھیلا گلعذار نے کہا کہ یہ نسیم سحر خیز کا تھا
میں جاکر باغ میں اسکے دیکھوں سرو نے کہا کہ میں بھی ساتھ چلونگی یہ دونوں پرواز
کرکے چلیں یہاں نسیم سحر خیز غزال کو روانہ کرکے بیٹھی تھی کہ آہو بھاگا ہوا آیا عقب میں
وہ ہوکے بادشاہ بھی پہونچے باغ میں آتے ہی بوئے گل و غنچے سے بیہوش ہوئے گھوڑے پر
سے گر پڑے نسیم نے اشارہ کیا کنیز نے جاکر سلاسل و طوق کیا کہا کہ قیدخانے میں لیجاؤ کنیز قیدخانہ
میں بادشاہ کو لے گئی بادشاہ نے قیدخانے میں جاکر دیکھا کہ فیرماسے تاجدار و فولاد
قزاق و فیروزہ مسلسل بیٹھے ہیں فیروزہ بادشاہ کو دیکھکر گھبرا گیا کہا کہ ای شہریار آپ یہاں
کیونکر پہونچے بادشاہ نے حال بیان کیا کہ تھوڑی دیر میں دو زنگی آئے چاروں قیدیوں کو
کشاں کشاں سامنے نسیم کے لائے نسیم نے حکم دیا میدان خونی کی تیاری کرو جلادوں نے
اسی وقت دار استاد کیں جلاد خنجر کھینچ کر سر پہ چاروں کے آئے گردنوں پر کوئلے کے
خط دیے اور شلنا پر لگانے لگے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ عالم حکم اول ہو سمجھ بوجھ کر حکم دیجئے
قتل کرنا ہمارا کام ہے جلانا ہمارا کام نہیں نسیم نے پکار کر آواز دی کہ یہ دشمنان خدا ہیں
انکا قتل کرنا واجب و لازم ہے فیروزہ نے جو دیکھا کہ جلاد آمادۂ قتل ہیں آنکھوں سے آنسو
جاری ہوئے طرف آسمان کے دیکھا بیقرار ہوکر پکارنے لگا کہ ای خالق زمین و آسمان و ای
رب دو جہان ہم سب کو اس بلائے الیم سے نجات دے تیری صفت ہم کیا کر سکتے ہیں۔ نظم

| قطرہ قطرہ مثل دریا مظہر اظہار تست | ذرہ ذرہ صورت خورشید مطلع انوار تست |
|---|---|

| | |
|---|---|
| تنگی نے اعتقاد دہن دل سے کھو دیا | افراط نازکی سے گمان کمر گیا |
| سمجھا مذاق شعر ہمارا وہی نسیم | طے جو کہ راہ منزل ادراک کر گیا |

جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤں گلعذار نے کہا کہ ای نسیم بادشاہ کو رہا کرو فیروزہ نے کیا خطا
کی ہی اسکی ہتھکڑیاں کاٹ دو ثریا و فولاد کو بھی رہا کرو بہت خوب کہکے نسیم بیٹی اول
بادشاہ کی قید دور کی پھر فیروزہ کو قید سے رہا کیا فولاد و ثریا بھی رہا ہوے جب سب
رہا ہو چکے گلعذار و سرو شمشاد قد نے باغ میں اپنا انتظام کیا طائران قدیم کو جلا یا
نئے طائر بنا کر بٹھا دیے نہریں کہ جو پانی سے مملو تھیں اُنکی آب و تاب مثالی نسیم ساتھ
ساتھ ہی کہتی ہے کہ ای ملکۂ عالم جو مناسب ہو وہ انتظام کیجیے آپ کی بہتری سے میری بھی
بہتری ہی اگر آپ کو رنج پہونچا مجھے بھی ملال ہوگا یہ کہکر دونوں شاہزادیوں کو لیے ہوے
مع بادشاہ جمجاہ بارہ دری میں آئی سامان دعوت مہیا کیا جشن عیش و نشاط آراستہ
کیا عین گرمی صحبت میں گلعذار کے منہ سے نکلا کہ مجھ سے بڑی حماقت سرزد ہوئی کہ لوح
کو پاس نہ رکھا لوح قصر احمر میں ہی سیماب جادو ساٹھ ہزار ساحروں سے وہاں کا
نگہبان ہی قصر میں کسی کے جانے کا حکم نہیں ساحر اُسکے ساتھ کے طرف آسمان کے دیکھا کرتے
ہیں جہاں علامت سحر کی دیکھی سحر کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں حیران ہوں کہ کیا تدبیر کروں نسیم
نے کہا کہ واری اگر مجکو حکم ہو تو میں جا کر لوح نکال لاؤں یقین ہی کہ اگر سیماب دیکھ بھی لے تو تامل
کرے کہ مدت سے مجھپر جان دیتا ہی جب اُسنے پیغام دیا میں نے انکار کیا اسپر اُسکو خیال ہی
اگر حکم ہو تو میں اُسکی صحبت میں جاؤں باتوں میں اُسکو بہلاؤں آپ اتنے عرصے میں لوح
نکال لائیے مگر ہونا طلسم کشا کا ضرور ہی اور کوئی ہاتھ نہ ڈال سکیگا سات گز سے ایک
تختۂ سنگ پر رکھی ہیں طلسم کشا بسم اللہ کہکر ہاتھ ڈالے لوح ظاہر ہو گی فوراً اٹھا لے
اس بات کو ملکہ گلعذار نے پسند کیا نسیم نے جوڑا بھاری پہنا دریاے جواہر میں غوطہ زن ہوئی
لگا لی دو پٹے کی باندھ کر چلی مثل ہوا کے جاتی ہی سیماب جادو اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہی ملازموں
نے خبر دی کہ ملکہ نسیم آتی ہیں جیسے نکہت ہوا سے سرسبز چلی رہے ہیں سیماب جادو بارگاہ
سے نکل آیا دیکھا کہ ایک طاؤس زرین بال کو اڑاتے ہوے نسیم آتی ہی سیماب نے پکار

آواز دی کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان خوش نصیبی میری کہ تمہارا اس طرف
گذر ہوا برائے چند ساعت یہاں تشریف لاؤ اپنے عاشق صادق کو سرفراز کرو نسیم نے
طاؤس ٹھہرایا سیما سحر کر کے بلند ہوا آ کے دامن نسیم کا پکڑ لیا نسیم ساتھ ساتھ سیما کے ہنستی
آئی ٹہلتی ہوئی ساتھ سیما کے طرف بارگاہ کے چلی سیما نے اشارہ کیا سرداران فوج گرد آ کے
نسیم کو استقبال کر کے سیما اندر لایا لا کر مسند پر بٹھایا خدمت کرنے لگا گانیوں کو اشارہ ہوا
گانیں آ کر بیٹھیں غزلیں گانے لگیں بارگاہ میں ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہوا گلعذار ادھر
بعد جانے نسیم کے بادشاہ کو تخت پر سوار کیا سرو شمشاد کی الگ سے چلی گلعذار بادشاہ کو
لیے ہوئے سر قصر احمر پر آ کر جھکی بادشاہ کو قصر میں اتارا ساحروں نے بڑھ کر سیما کو خبر دی
کہ ایک شعلہ آسمان سے قصر میں اترا ہے سیما نے کہا کچھ نہ ہوگا میں اس وقت عشق نسیم کی دھن
میں مصروف ہوں بعد مدت یہ دن نصیب ہوا کہ معشوق نے سرفراز فرمایا اب قصر احمر تک
کوئی نہ جانے پائیگا نسیم کبھی باتیں بنا رہی ہے سیما کو دام کاکل میں پھنسا رہی ہے کبھی کہتی ہے کہ
سیما تمہاری محبت کو کبھی فراموش نہ کروں گی اب رسم آمد و رفت رہا کریگا اور اے سیما یہ قصر اپنا
آجکل بادشاہ طلسم ملول ہے بی گلعذار باغی ہو گئیں عیارہ لوح آنسے لے لیا گیا دیکھیے کیا کیفیت
ہو سیما کہتا ہے کہ اب لوح پر میرا قبضہ ہے کسکی مجال ہے کہ قصر احمر کی جانب نگاہ اٹھا سکے ویسے ہی
میں نے خوب انتظام کیا ہے یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں لیکن ملکہ گلعذار بادشاہ کو ساتھ
لیے ہوئے قصر احمر میں اتریں بادشاہ کو تخت سے اتارا بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ ایک
تختہ سنگ پر سات گلدستے سبز و شاداب رکھے ہیں بادشاہ نے جو ادھر نگاہ ڈالی گلدستے
جھکنے لگے پھولوں کو گردش ہوئی شاخیں ہاتھ بڑھانے لگیں بادشاہ نے جو نگاہ غور دیکھا
کہ ایک گلدستے میں لوح طلسم خیال مثل قرص قمر چمک رہی ہے بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا وہ
گلدستہ بلند ہوا بادشاہ نے لوح اٹھا لیا گلدستوں میں آگ لگ گئی جل کے خاک ہوا بادشاہ
نے لوح کو دیکھا پیشانی پر لکھا تھا این لوح طلسم خیال است بادشاہ نے فرمایا کہ اے گلعذار
اب میں قصر سے نکلتا ہوں فوج سیما سے لڑائی پڑیگی یہ فرما کر پھاٹک کھولا ساحروں
نے جو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال مسلح و مکمل قصر احمر سے باہر آتا ہے غل کرنے لگے

مین جی آئی وہ سمجھا اب تک مبہوت ہو رہا ہے مجھکو اپنا دوست سمجھا ہے بادشاہ کو بچاؤ ایک طرف
سے نسیم نے سحر کیا ایک طرف سے گلعذار نے مٹھی بھر پاش کے دانے پھینکے کئی ہزار ساحر سر
ٹکرا کر مر گئے سیما نے پکار کر آواز دی کہ ای نسیم تو نے تو آندھی کو حکم دیا ساحر سر ٹکرا ٹکرا کر مر رہے
ہین اب تو ایک نسیم نے للکارا کہ او سیما تیرا وقت مرگ قریب آگیا مقام شکر ہے کہ طلسم کشا نے
لوح پائی اب جبار کی جان کی خیر مناؤ اہل طلسم کو بچاؤ یہ سنکر سیما گھبرایا کہ یکایک آسمان
برق جیسی سرو شمشاد قد بھی آکر پہونچی دور سے اسنے دیکھا بادشاہ جمجاہ ساحرون مین گھرے
کھڑے ہین اور لڑ رہے ہین نسیم و گلعذار نے زمین ہلا دی ہے سرو شمشاد قد بھی آکر شریک
جنگ ہوئی سحر کرنے لگی سیما نے جادو چلا کر نسیم پر جا پڑا کئی گولے مارے نسیم نے وہ گولے
کاٹے جو گولہ کٹا اسمین سے دھواں نکلا کئی سو ساحر نابینا ہوے سیما لڑتا ہوا قریب نسیم کے
پہونچا اور خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا نسیم نے تلوار کو سپر سحر پر روکا روک کر ہاتھ تلوار
کا مارا سیما نے سپر سحر کو اٹھا دیا سپر سحر کٹی اسمین سے دھواں نکلا نسیم چیخ کھا کر گری سیما
نے چاہا کہ سر کاٹ لون گلعذار نے سحر کیا دو زنگی سیاہ و تیرہ درون موٹے موٹے ہونٹھ زمین
سے پیدا ہوے گرد نسیم کے پھرنے لگے جب سیما نے ہاتھ مارا سر بڑھا دیا اپنے سر پر تلوار لیتے تھے
سیما نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے زنگیون کے سر زخمی ہوے لیکن نسیم کے پاس نہین جانے دیتے
بادشاہ نے جو دور سے دیکھا کہ نسیم بیہوش پڑی ہے سیما سے جادو قتل کی فکر مین ہے وہین سے
للکارا کہ او نامرد کیا کرتا ہے اس بیہوش کو قتل کرتا ہے یہ کہتے لڑتے بھڑتے قریب سیما کے پہونچے
سیما نے جو بادشاہ کو قریب دیکھا غصے سے کانپنے لگا تلوار کا ہاتھ مارا بادشاہ نے لوح کو
چمکا کر وار اسکا خالی دیا لوح جو چمکی سیما حیران ہو کر کھڑا ہو گیا بادشاہ نے ہاتھ تیغہ قمقام کا
مارا تیغہ برق تاب دست بدست بادشاہ جمجاہ تلوار چمک کر گری یا تو سر پر بجلی گری یا زمین
کو بوسہ دیا سیما کے دو ٹکڑے ہو گئے سیما کے مرتے ہی آندھی سیاہ اٹھی اندھیرا ہو گیا
برفباری و سنگباری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من سیماے جادو بود قصر اہمر گرا
جل کر خاک ہوا ساحران مین جا در پڑنے لگی بادشاہ جمجاہ نے ہاتھ روکا تیس ہزار ساحر مطیع
اسلام ہوے بادشاہ نے نسیم کو بھیج کر کل لشکر اپنا اسی مقام پر بلوایا سارا لشکر آکر قصر میں

اُترا ہمراہ قصر احمر پر ساحر و غیر ساحر ٹہل رہے ہین مگر سہمان بہر سوار نے صبح کو خبر سنی کہ
لشکر بادشاہ کا یہان سے کوچ کر گیا ہرکارون نے یہ خبر بھی بیان کی کہ بادشاہ قصر احمر
پر پہونچے لوح طلسمی بھی حاصل ہوئی نسیم سحر خیز ساحرہ شریک بادشاہ ہو یہ خبرین
سُنکر لشکر اسنے تیار کیا دس کوس ہٹ کر ایک مقام پر اُترا کیا بارگاہ مین بیٹھا سوچ
رہا ہی مین بادشاہ طلسم کو کیا جواب دونگا نسیم سحر خیز کے بھروسے پر آیا تھا وہ طالع اسلام
ہوئی یہ عیار اسکا کہنگ صبا رفتار سامنے سہمان کے آیا مالک کو دیکھا کہ آنکھون مین
آنسو بھرے بیٹھا ہی کہنگ نے عرض کی کہ مین حضور کو بہت پریشان پاتا ہون سہمان نے
کہا اے رفیق شفیق تجھپر سب حال ظاہر ہے مین نسیم سحر خیز کے بھروسے پر آیا تھا شہر مین
معلوم کیا افتاد پڑی کہ وہ بادشاہ کی شریک ہوگئی اسی کی وجہ سے لوح طلسم حاصل
ہوئی اب مین جاکر بادشاہ طلسم کو نامہ لکھون بادشاہ کو کیا منہ دکھاؤنگا عیار نے کہا
کہ آپ کیا چاہتے ہین سہمان نے کہا کہ اگر بادشاہ گرفتار ہو جائین تو میری بات بن جائے
عیار نے کہا کہ مین جاکر گرفتار کیے لاتا ہون آپ لیکر خدمت شاہ مین چلیے آپ کی بات
بنے سہمان کو مطمئن کر کے طرف بادشاہ اسلام کے چلا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر داخل
لشکر ہوا پھرتا پھراتا قریب بارگاہ بادشاہ پہونچا یہان صد ہا کنیزین پھر رہی ہین جب شام
ہوئی گلعذار نے نکل کر طلائے کا سامان کیا جا بجا سردار مقرر کیے جادوگرنیون سے کہا کہ
جاؤ بادشاہ کی حفاظت کرو یقین ہے خونخوار آتشخوار کو خبر ہوئی ہو بڑے بڑے ساحر
اسکی خدمت مین ہین شاید کسی کو روانہ کردے کچھ جادوگرنیان عقاب و باز بنکر گرد بارگاہ
کے پھرنے لگین فولاد و قزاق کہ فنون قزاقی مین طاق شہرہ آفاق ہو طلانے کی گشت
آیا بازارون کا انتظام کرنے لگا عیار نے یہ سب ماجرہ دیکھا پشت بارگاہ پر آیا ایک جا
مین بیٹھ کر نقب دینے لگا بہرہ نقب کا بارگاہ مین آکر توڑا نقب سے نکل کر دیکھا کہ بادشاہ
پڑے سو رہے ہین نظیر خواب بلند ہی لوح طلسمی گلے مین ہی جھپٹ کر قریب آیا کفچہ
دارو ئے بیہوشی رکھ کر برابر دماغ کے لگادی بادشاہ کو چھینک آئی فوراً بیہوش ہوگئے
عیار نے پشتارہ باندھا اُسی طرح نقب مین اُترا نقب سے نکل کر طرف اپنے لشکر

بھاگا یہاں فیروزہ نے جو ایک دوکان میں پڑا سو رہا تھا عالم خواب میں دیکھا کہ بادشاہ پر
ایک سنگ سیاہ حملہ کر رہا ہے گھبرا کر اٹھا طرف بارگاہ کے چلا دروازے پر آکر دیکھا کہ
نگہبان بیٹھے ہیں گھبرا کے اندر بارگاہ کے پہونچا پلنگ خالی پایا فیروزہ نے ایک چیخ ماری کہ
یارو غضب ہوا کوئی بادشاہ کو چرا کے لے گیا سب سردار گھبرا گئے فیروزہ نے سب کو
اطمینان دیا کہ آپ لوگ نہ گھبرائیں میں تلاش میں اپنے آقا کی جاتا ہوں نقش پا دیکھتا
جاتا ہوں لیکن گنگ پشتارہ لیے ہوئے سامنے سہمان کے آیا سہمان نے اسی وقت
مسلسل و مطوق کیا کہا لیجا کر قید کرو لشکر میں مشہور کر دو کہ میں بیرک کے بادشاہ کو لایا ہوں
کل کوچ کرونگا خدمت شاہ طلسم میں پہونچا دونگا سب نے کہا بہت مناسب ہے جب
قیدی بزندان سفر بہ زنجیروں میں خطوط شعاعی کی جکڑا ہوا آسیب پیچ در پیچ دیر بعدی آیا سہمان
نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو آپ باہر آکر بیٹھا لشکر تیار ہو رہا ہے کہ فیروزہ بنا ٹھگ و پھرتا ہوا
اس لشکر میں آیا پوچھا کہ لشکر سہمان بیرکش ہو دریافت جو کیا سپاہیوں نے بیان کیا
کہ ہمارے آقا نے نامدار طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائے ہیں اب طرف طلسم کے جائیں گے
فیروزہ حیران ہوا کہ اب کیا کروں صورت بدل کر سپاہیوں میں مل گیا ارادہ ہے کہ راہ میں
عیاری کرونگا سب افسر تیار ہو کے سامنے سہمان کے آئے عرض کی کہ سب تیار ہیں آپ کے
سوار ہونے کی دیر ہے سہمان نے حکم دیا کہ گینڈا اسمار تیار کر کے لاؤ چاہتا ہے کہ سوار
ہو صحرا سے گرد اڑی نعمان ببر سوار بھائی سہمان کا واسطے شکار کے آیا تھا بھائی کا
لشکر دیکھ کر چلا آیا سہمان نے استقبال کیا نعمان نے پوچھا کہ اے برادر کہاں سے آتے ہو
سہمان نے کہا کہ میں براے مقابلہ طلسم کشا گیا تھا بادشاہ کو اسیر کر کے لایا ہوں اب
خدمت میں بادشاہ طلسم کے لیے جاتا ہوں نعمان نے کہا کہ بھائی کیونکر مقابلہ پڑا آخر
بیان کیا کہ میں میدان میں نکلا وہ میرے مقابلہ میں آئے میں نے نیزہ نکالا اُس نے ہاتھ
تلوار نکالا میں نے ہاتھ پکڑ کے تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا زمین پر زیر کیا
وہاں سے لے بھاگا نعمان نے کہا کہ اے برادر میں نے فرزندان حمزہ کو دیکھا ہے کہ ایک سا
ایک جری بہادر صف شکن فنون سپہ گری میں طاق علم و فضل میں شہرہ آفاق میں ہیں

یقین کرتا کہ تمنے اس آسانی سے زیر کر لیا ہو جس شخص کا تم نام لیتے ہو یہ صاحبقران کا
پوتا ہی باپ اسکے قباد شہریار کہ مشہور تھا سب فرزندون مین کمزور تھے بھائی سے
بگاڑ کر فرنگستان گئے تھے رستم نے ایک طمانچہ مارا تھا اُسکے باپ کے سامنے صاحبقران نے
سات طمانچے مارے تب صاحبقران سے ملے جسکو تمنے قید کیا ہی یہ اُنہی قباد کا فرزند
ہی کیونکر کہون کہ تمنے زیر کیا میرے سامنے بلواؤ جب وہ شخص میرے سامنے اپنے شکست
ہونیکا اقبال کریگا تب مجھکو یقین آئیگا سہمان یہی کہے جاتا ہی کہ یہ جادوگر صاحب
زور ہین کسکو دخل ہی مجھ سے کمزور ٹھہرا یہی لیے زیر کر لیا یہ باتین کرتا ہوا لقمان کو لیکر دربار کو
آیا لقمان ہر مرتبہ یہی کہے جاتا ہی کہ میرے سامنے بلواؤ جب سہمان نے دیکھا کہ لقمان نہین مانتا
اپنے عیار کو بلوایا اُس سے کہا کہ قید خانے مین جاؤ جا کر بادشاہ کو سمجھاؤ کہ بھائی میرا جب تمسے
ہو تمسے پوچھیگا کہ تمکو سہمان نے زیر کیا تم اقبال کرنا مین تمکو رہا کر دونگا عیار نے کہا کہ مین سمجھا
لاتا ہون سہمان پاس لقمان کے بیٹھا لاف و گزاف کر رہا ہی کہنگ قید خانے مین آیا بادشاہ
اسلام کو سمجھانے لگا بادشاہ نے کہا کہ یہ لالچ کیون دیتا ہی کہ قید سے رہا کرینگے ہم کہدینگے ہار
کیا نقصان ہی کہنگ بادشاہ کو بخوبی سمجھا کر لیچلا جب بادشاہ دربار مین سہمان کے پہونچے مثل
اہل اسلام کے صاحب سلامت کی لقمان نے کہا ہی بادشاہ لشکر اسلام مثل مشہور ہی کہ
رسی جل گئی اور بل نہین جلا بادشاہ نے فرمایا کہ کیسی رسی اور کیسا بل سمجھ کیون دربار مین بلوایا
ہی سہمان نے کہا کہ اے بادشاہ لشکر اسلام جو کہنگ نے کہا ہی اور آپ سے وعدہ لیا ہی
مین نے آپکو کسطرح سے زیر کیا ہی بادشاہ نے فرمایا حقیقت مین ہمکو سہمان نے زیر کیا ہی
لقمان نے کہا کہ مجھکو یقین نہین بادشاہ نے کہا کہ تم سچے ہو یا تمھارا بھائی سچ کہتا ہی لقمان
نے کہا کہ یہ بات آپنے دو طرح کی کہی صاف صاف فرمایئے بادشاہ نے فرمایا کہ سہمان
ہوا یہ کوئی نامرد ہوگا عیار کو بھیج کر ڈرا دھمکایا اور اب یہ باتین بناتا ہی یہ سنکر سہمان بہت خفا
ہوا کہا کہ اے بادشاہ لشکر اسلام تمکو قضا لیکر آئی ہی فوراً قتل کرونگا ورنہ صاف صاف کہو کہ بھائی
کے سامنے مجھے حقیر نہ کرو بادشاہ نے فرمایا کہ اگر نامرد کے ہاتھ سے قتل ہوسے تو کیا افسوس ہی
تجھ سے ہوسکے قصور نہ کر سہمان اپنے مقام سے اٹھا تلوار کو جنبش دیتا ہوا لقمان نے ہاتھ پکڑ لیا

کہ اے برادر تم غصہ فرو کرو میں زیر کرکے اسکا غرور شاہانہ نکالیگا یہ کہہ کے حکم دیا کہ آہنگروں کو بلاؤ اسکے جسم سے قید دور کرے سہمان کہتا ہے کہ اے برادر یہ کیا کرتے ہو رہا ہونے کے بعد اس شیر کا گرفتار ہونا دشوار ہوگا لقمان نے کہا کہ اے بھائی کیوں گھبراتے ہو میں اسکو زور سے زیر کرونگا جب آہنگر سامنے آئے اور چاہا کہ قید جسم سے دور کریں بادشاہ نے فرمایا اے لقمان آہنگروں کی کیا احتیاج ہے اگر وقت رہائی آگیا تو یہ قید آہن مثل تار عنکبوت ہے یہ فرما کے ہکہ مارا کہ ہتھکڑی ٹوٹی بیڑیاں توڑ ڈالیں نعرہ کیا۔ قطعہ

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من — گرمی بازار عشق از لعب خون منست
بہر سر دار فنا فانۂ غوغائے من — باک ندارم ز دار چوب ستون منست
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق — بشکنم این بند را وقت جنون منست

قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کے پھینک دیا بغلوں سے خون کے مارے چلنے لگے لقمان لپٹ گیا دامن سے خون پاک کیا سہمان کو دیکھ کر آواز دی کہ اے برادر تونے قوت کو اس جوان کی دیکھا کل فنون میں یہ وحید عصر ہے یہ کہہ کے بادشاہ کو ساتھ لایا برابر اپنے دنگل پر جگہ دی اور کہا کہ اے شہریار ایک مہینہ آرام فرمایئے بعد ایک مہینے کے مقابلہ کرونگا بادشاہ نے فرمایا ایک مہینے کی کیا ضرورت ہے لقمان نے کہا کہ آپ قید خانے میں رہے کیا کیا صدمے سہے آرام فرمایئے جلدی کیا ہے کوئی تکلیف بندگان عالی کو نہ پہنچیگی بادشاہ نے فرمایا کہ وہ طاقت خدا کی دی ہوئی ہے وہ ہر وقت موجود ہے فوراً طبل جنگی بجواؤ ہماری طرف سے بھی تمہیں طبل جنگی بجوایا لقمان نے ناچار ہو کر طبل جنگی بجوایا مگر بادشاہ کے لیے سامان عیش و نشاط مہیا کر دیا گلبدن نوش گلو شراب و کباب کا چرچہ ساقیان مہ جبین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہوئے تمام دن بادشاہ فوراً دنگل سے کود کے لقمان کا ہاتھ پکڑا فرمایا کہ اے لقمان اٹھو جس فن کا تمکو اشتیاق ہو اس میں حاضر ہوں یہ کہکے ایسے طعن و تشنیع لقمان کو دیے کہ لقمان ناچار ہو کر اپنے مقام سے کھڑا اکھاڑے میں پھاندا بادشاہ نے آکر ہاتھ پکڑا سہمان کو بڑا تردد ہے کہ بھائی صاحب نے بڑی جہالت کی لقمان و بادشاہ سے مقابلہ ہونے لگا بادشاہ نے ہاتھ گردن پر لقمان کی رکھا لقمان کا سر جھکنے لگا حیران ہے کہ دیکھوں اس جوان سے کیا گذرے تڑپ تڑپ کر

لڑنے لگا بادشاہ اسکے وار سنبھال رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ ثریا سے تاجدار و
سلطان زرین پوش و فولاد قزاق و ملکہ گلعذار و سرو شمشاد قد وغیرہ لشکر ساحران و
غیر ساحران لیکر آتے ہیں ثریا نے جو دیکھا کہ ہمارے بادشاہ لڑ رہے ہیں تلوار کھینچ پہونچے
قریب آیا کہتا تھا کہ ای شہریار آپ جاتے ہیں آپ سے مغرور ہے سمجھ لونگا سعد سے فرمایا کہ ای
برادر تم تماشا دیکھو حال کھل جائیگا یہ فرماکر چپک چپک کر لڑنے لگے سعد دیکھ رہے ہیں کہ جہان
بادشاہ پکڑ لاتے ہیں دو دو گھڑی نہیں نکلنے دیتے اور جب لقمان بادشاہ کو پکڑ لاتا ہے بادشاہ
مثل برق کے تڑپ کر نکل جاتے ہیں پھر پھر لقمان اُلجھ اُلجھ کر لڑا آخر ایک مقام پر آواز دی
کہ ای شہریار ایک وار آخر کرتا ہوں یا تو میں نے آپ کو زیر کیا یا خود زیر ہوا دونوں
مونڈھے تھام کر بیٹھے ہیں بادشاہ کے سر اُٹھایا ریل کر لے دوڑا بادشاہ دم کے ساتھ پیچھے
قدم کے شمار پر پیچھے ہٹتے چلے آتے ہیں تین قدم پر لقمان نے بکار ارادہ کہ پٹکنے بادشاہ کو
لقمان اوپر آگے جھکا کر دیکھیں ہاتھ ڈال کر ایسے زور سے کہا کہ اگر ہاتھی ہوتا تو اُسکو بھی کھینچ لیتا
مگر اُس کوہ وقار کے لنگر میں حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا اب بادشاہ اپنے مقام سے
اُٹھے دونوں مونڈھے تھامے سینے میں سر دیکر لے دوڑے بلیں لیکن قدم پر لاکر گھما کر دو لقا
گھمائے لقمان کے آشنا بہ زمین ہوئے چاہا کہ لنگر قائم کروں بادشاہ نے دونوں ہاتھ سے دونوں
کیسے [illegible] زور کیا ایسا زور دیا زمین چھڑائی دوسرے زور میں آپ سینہ لا کر
[illegible] سے بلند کیا چاہا کہ زمین پر ماروں لقمان نے کہا کہ ای شہریار جسکو سب سے بلند کر کے
ہیں اُسکو زمین ذلت پر نہیں گراتے میں تابعدار ہوں بادشاہ نے ہاتھ سے رکھ دیا لقمان
قدموں سے لپٹ گیا کہا کہ تابعدار ہوں شکر ہے کہ میں نے ایسا آقا سے نامدار پایا مدت سے آپ
لوگوں کے اوصاف سنتا تھا شکر ہے کہ آج رسائی حاصل ہوئی بادشاہ نے کلمہ زبان سے فرمایا
لقمان کلمہ طیب پڑھکر بصدق مسلمان ہوا سہمان سے پلٹ کر کہا کہ ای برادر تم بھی مسلمان
ہو اور اس شہریار کی اطاعت کرو سہمان نے دست بستہ کہا کہ ای برادر جسکی تم نے اطاعت
کی مجھے اُسکی اطاعت میں کیا عذر ہے یہ کہکے بادشاہ کے قدموں سے لپٹ گیا اور
مسلمان ہوا مگر دل میں یہ خیال ہے کہ کسی طرح بھائی کو سزا دوں ان دونوں کو گرفتار کروں

ظاہر میں بہت سے عذر کیے سہمان بھی پہلو میں آکر بیٹھا بیچ میں بادشاہ بیٹھے ہیں کہ دربار
بادشاہ بھی آنے لگے شرابے تاجدار تنہا ہوا آیا سہمان سے کہنے لگا کہ اے سہمان اگر تم
مسلمان نہ ہو چکے ہوتے تو میں قیامت برپا کرتا بارگاہ میں دریا سے خون بہا دیتا لیکن اب
تم مطیع اسلام ہوئے ہو برادر دینی ہو جو سردار آیا اسنے سہمان کو بنگاہ تند دیکھا سہمان
کانپ کر بیٹھا تاہم آخر بادشاہ اس سردار کو بٹھا لیتے ہیں دورہ سرداران نامی کا بند ہو جاتا ہے کہ ملکہ
گلعذار و سرو شمشاد قد بھی آ کر بیٹھیں فیروزہ نے عرض کی کہ حضور اب برائے فتح طلسم
جائیں ایسا نہ ہو کہ جا کہاں مرحلہ کچھ آفت برپا کریں بادشاہ نے فرمایا کہ کل صبح کو میں جاؤں گا
فیروزہ بن عمرو نے جلسہ آراستہ کیا ساقیان ماہ رو و مطربان خوش گلو جمع ہوئے نظم

ہر شجر سرسبز ہے کہتے ہیں آئی ہے بہار
رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہے بہار

مدتوں سے منتظر بیٹھے ہیں مشتاق جنون
دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہے بہار

رہتی ہیں فصل خزاں کی مدتوں تک گریاں
یاروں کے واسطے گلشن میں آتی ہے بہار

سبز کر دیتی ہے پتے سرخ کر دیتی ہے پھول
رنگ کس کس طور سے اپنا جماتی ہے بہار

کوئی گل ہے سرخ کوئی زرد کوئی نیلگوں
دیکھیے چمن رنگ میں کچھ رنگ لاتی ہے بہار

جلوۂ گلشن دکھا کر بخشتی ہے راحتیں
کلفت رنج خزاں دل سے مٹاتی ہے بہار

حال ہوتا ہے ابتر رنگ عاشق کی طرح
سنتے ہی نام خزاں کچھ سہم جاتی ہے بہار

نیم شب ہے کہ چھپتے ہیں سے ہنساتی صبح کو
رات بھر غنچوں کو کیا کیا گدگداتی ہے بہار

خندۂ گل کی صدائیں بے سبب آتی نہیں
جوش وحشت کے ہمیں مژدے سناتی ہے بہار

اپنے استقبال اول سے کیونکر خوش رہے
پہلے سب سے باغ میں بلبل کو پاتی ہے بہار

بے وفائی کا جو اپنی دھیان آتا ہے اسے
گل سے اور بلبل سے کیا آنکھیں چراتی ہے بہار

غالباً معشوق ہے یہ بھی کسی کی ورنہ کیوں
آپ کو ہر چشم بینا سے چھپاتی ہے بہار

آدمی کو دیکھنا لازم ہے چشم غور سے
کب بھلا ہنستے ہیں غنچے مسکراتی ہے بہار

آمد فصل خزاں سے لطف رخصت ہے تسلیم
جلیل اب بستر سے کیوں سنتے ہیں جاتی ہے بہار

جلسۂ عیش و فرح آراستہ ہے مگر سہمان اسی فکر میں ہے کہ ہمارا بھائی جنا حسب نے قتل کیا ہم کیا

شکار میرے ہاتھ سے چھڑوایا کوئی پہلو پاؤن تو بادشاہ کا سر کاٹ کر لیجاؤن بادشاہ طلسم کیسے
خوش ہونگے کہ جب طلسم کشا لوح پا چکا تب ہم اسکو قتل کیا شب اسی جشن مین گذری دن بھی گذرا
شام کو فرماں روائے تاجدار نے کہا کہ صاحبو جملہ سرداران صف شکن تیغ زن جمع ہین طلسم کشا کی
حفاظت واجب و لازم ہو آج کی شب سب صاحب جاگیں اور طلایہ دین سب سے پیشتر
سہمان یہ کہتا ہوا اٹھا کہ اپنے آقا کی حفاظت مین کرونگا بارگاہ شاہی پر میرا پہرا رہیگا
لغمان بھی ساتھ ہی اٹھا یہ کہتا ہوا کہ بھائی صاحب مین بھی آپکے ساتھ رہونگا فرمایا
دونون کو گرد بارگاہ بادشاہ مقرر کیا اور آپ بازار تاجران مین گیا طلایہ پھرنے لگا سہمان
اس فکر مین ہو کہ لغمان کو کیونکہ ہٹاؤن تو مین بارگاہ مین جاکر بادشاہ کو قتل کرون بڑے
اہتمام سے طلایہ پھر رہا ہے دبدبہ و رعب پردے سے بارگاہ آتا ہو لغمان کو دیکھ کر کچھ نا ہو جب
زلف لیلائے شب کمر سے گذری تو سہمان نے لغمان سے کہا کہ ای برادر ثریا کی تو خبر لو
بازار تاجران مین تنہا ہی لغمان کا تو دل نہ چاہتا تھا لیکن سہمان کے کہنے سے مجبور ہو کے
گھوڑا بڑھایا طرف ثریا کے چلا سہمان نے تنہائی پائی گھوڑے سے اترا سوارون کو ہٹا دیا
کہا پشت بارگاہ پر جاؤ سوار اس طرف گئے سہمان نے پردہ اٹھایا دیکھا کہ بادشاہ غافل
سو رہے ہین تلوار کھینچ کر قریب چھپر کھٹ کے آیا بادشاہ کے دیدۂ ظاہری بند ہین مگر دیدۂ
باطنی وا ہین اپنے والد نامدار کو عالم خواب مین دیکھا کہ سامنے کھڑے ہین انہون نے
سلام کیا برخوردار کہکے فرمایا کہ ای نور نظر لوح طلسمی تمنے حاصل کی مگر ایسے غافل سوتے ہو
ذرا ہوشیار ہو جاؤ سعد شہریار نے آنکھ کھولی دیکھا کہ ایک جوان سیاہ پوش تیغ کا وار
کر چکا ہو بادشاہ نے اپنے کو چھپر کھٹ سے گرا دیا سہمان کی تلوار ران پر بادشاہ کی پڑی
کٹتا ہوا استخوان پہونچی بادشاہ خون مین نہا گئے بادشاہ نے نعرہ کیا کہ ای سردارو سہمان مجھکو
قتل کرتا ہو سہمان نے دوسرا ہاتھ مارا اپنے نزدیک کام تمام کرکے بھاگا لغمان راہ مین تھا
نعرۂ شاہ کی آواز سنکر پلٹا ثریا نے سامنے سے دیکھا کہ لغمان آتے ہین پلٹا پکار کر کہا کہ
ای برادر خیر تو ہو لغمان نے پلٹ کر آواز دی کہ جو مجھکو خوف تھا وہی ہوا بادشاہ کے نعرے
کی آواز آئی کہ سہمان مجھکو قتل کرتا ہو ثریا لے لغمان کے پیچھے گھوڑا بڑھایا مگر کلیجہ دھڑکتا ہوا کہ

پروردگار خیر کیجیو لقمان اُس وقت پہونچا کہ سہمان بارگاہ سے بادشاہ کی نکلا ہی گینڈے پر
تیغۂ خون چکان لیے ہوے سوار ہو رہا ہی لقمان نے للکارا سہمان بھاگا گینڈے کو مارتا ہوا
چلا لقمان اول بارگاہ مین آیا پردہ اُٹھا کے دیکھا کہ بادشاہ اسلام دریاے خون مین غوطہ
مار کر بیہوش پڑے ہین لقمان سمجھا کہ سہمان قتل کیے ہوے جاتا ہی پیچھے سہمان کے چلا سہمان
گینڈا بھگا لیے ہوے جاتا ہی مگر گینڈے پر قمچی مارتا ہی کہ کسی طرح نکل جاؤن لقمان نعرے
کرتا ہوا آتا ہی کہ او ملعون تو نے غضب کیا چراغ اسلام سمجھا کر جاتا ہی کیا مین تجھے زندہ چھوڑ دونگا
تیرے قتل سے منھ موڑ دونگا سہمان بھاگا ہوا جاتا ہی جب جنگل مین پہونچا تو دیکھا کہ ایک بارگاہ
کلان استادہ ہی ہزارہا سوار و پیدل اُترے ہوے ہین سہمان نہایت ڈرا ہوا تھا اُسی لشکر کلان مین
داخل ہوا لقمان کی بھی آواز آئی کہ او بھگوڑے ٹھہر جا سہمان نے اور گینڈے کو مہمیز کیا دربارگاہ
پر پہونچا گھبرایا ہوا تھا مع گینڈے اندر آیا ایک پہلوان فیلتن کو مقام صدر پر پایا کہ پیٹھ دیا
لگائے ہوے جھوم رہا ہی سہمان کو جو بدحواس پایا پوچھا کہ اے جوان خیر تو ہی کیون اسقدر
گھبرایا ہوا ہی سہمان دوڑ کر قدمون پر گر پڑا کہا کہ اے پہلوان دوران آپ سے فریاد لایا ہون آپکے
دامن مین چھپنے کو آیا ہون مجکو دامن پناہ دیجیے ایک ظالم میرے تعاقب مین آتا ہی اُسکے
ہاتھ سے بچا لیجیے اُس پہلوان نے کہ نام اُسکا عفریت سرکش ہی پہلو مین دنگل تھا اُچھل پڑا لیا
کہا کہ اے برادر کسکی مجال ہی کہ تیرے آنکھ ملا سکے یا تجپر ہاتھ اُٹھا سکے عفریت سرکش میرا نام ہی
اگر بہرام فلک آوے تو اُسکا بھی منھ بگاڑ دون شیر فلک کو پچھاڑ دون تمام اپنا حال
بیان کر سہمان نے ذکر شروع کیا ہی ابھی تمام و کمال کہنے نہین پایا ہی کہ لقمان آکے پہونچا
دنگل پر جو بیٹھے ہوے بھائی کو دیکھا آگ ہو گیا للکار کر آواز دی کہ او نامرد کہان آ کے چھپا
ہی سوتے مین اُس شیر کو قتل کرکے آیا ہی اپنے رفیق تجکو زندہ نہ چھوڑین گے عفریت سامنے آ
ٹھہرا کر سہمان نے کہا کہ اے پہلوان دوران یہی میرا دشمن ہی اسکو قتل کیجیے عفریت اپنے مقام
سے اُٹھا لقمان سے کہا کہ مین نے اسکو دامن پناہ دیا ہی اب اسپر ہاتھ نہ اُٹھا لقمان نے کہا کہ
نامرد ہی پہلے اسنے آقا کی اطاعت کی پھر سوتے مین اُنکو قتل کرکے بھاگا مین بے قتل کیے اسکو
نہ چھوڑونگا یہ کہکے جاہا جھپٹ کر سہمان کو پکڑ لون کھینچتا ہوا لشکر مین لیجاؤن عفریت سرکش نے ہاتھ

تلوار کا نعمان پر مارا نعمان غفلت مین تھا سر زخمی ہوا مگر نعمان جری و بہادر ہی لپیٹ پڑا لیکن
زخم سر کھلا ہوا ہی خون بہہ رہا ہی عفریت نعمان کو لے دوڑا چکر جو نعمان کو آیا لہرا کر گرا اور
بیہوش ہو گیا عفریت نے چھوڑ دیا غرور مین کہا کہ اس صید زبون کو سامنے سے اٹھا لیجا
سہمان کہتا ہی کہ ایک ہاتھ تلوار کا اور مار دیجیے اسپر عفریت بگڑتا ہی کہتا ہی کہ تو بڑا نامرد ہی کوئی
صید زبون پر ہاتھ ڈالتا ہی مگر ثریا سے تاجدار جو دربارگاہ شاہی پر پہونچا خدمتگارون کی
زبانی سنا کہ سہمان بادشاہ کو قتل کر گیا ثریا کے دماغ سے دھوان نکلا قہر و غضب مین طرف
صحرا کے چلا اُسی لشکر مین آیا لشکر مین ہنگامہ ہو رہا ہی کہ ایک جوان آیا تھا بڑی اپنی جرأت کا
دعوی تھا ہمارے آقا نے اُسکو زخمی کر کے ڈال دیا ثریا یہ کر سنتا ہوا دربارگاہ پر پہونچا سہمان کی
سپاہ لشکر اندر بارگاہ کے جانے لگا درگہ سالار نے روکا کہا کہ تم کون ہو کہ بے تکلف بارگاہ مین
ہمارے آقا کی جاتے ہو ثریا نے کہا کہ ہمارا گنہگار اس بارگاہ مین ہی اُسے جا کر سزا دینگے یہ کہکے
ثریا چلا درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا ثریا نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور غصہ مین کانپنے لگا
ایک طمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اڑ گیا کہ سر ڈھلکتا ہوا بارگاہ مین پہونچا عفریت نے کہا کہ
ارے درگہ سالار کو کسنے مارا سہمان نے کہا کہ اس جوان کے ایسے ہی افسون مین کوئی قہر آ گیا
کہ ثریا نے سامنے آ کر نعرہ کیا کہ او سہمان بے ایمان تو نے غضب کیا کہ چراغ لشکر گل کر دیا
نعمان کو جو بیہوش دیکھا طرف سہمان کے چلا عفریت نے وہی کلمہ کہا کہ یہ میرے دشمن پناہ
مین ہی اسپر ہاتھ ڈالنا وہ شیر تجھی یہی حال کرونگا ثریا نے کہا کہ سامنے آ تو جرأت دکھاو عفریت
بڑھا ہاتھ تلوار کا ثریا پر مارا ثریا نے بیخوف کلائی پر ہاتھ ڈالدیا عفریت لپیٹ پڑا آپس مین
کشتی ہونے لگی اگر عفریت پانچ قدم ریل کر لیجاتا ہی تو ثریا دس قدم لیجاتا ہی عفریت اپنی
جان سے تنگ ہو رہا ہی دل مین کہتا ہی کہ بڑے زبردست سے مقابلہ پڑا ہی دیکھیے کیونکر جان
بچے چاہتا ہی کہ پیچ کرون ثریا کا ہاتھ توڑ پر جاتا ہی عفریت دنگ ہو جاتا ہی یہان بادشاہ
جمجاہ کو سردارون نے آ کر ہوشیار کیا کمیدان و رسالہ دارون نے آ کر زخم باندھا بادشاہ نے
کہا ثریا و نعمان کہان ہین سردارون نے عرض کی کہ اُسی بیچارے کے تعاقب مین گئے ہین
بادشاہ نے فرمایا کہ مرکب لاؤ مین اپنے سردارون کی جستجو مین جاؤنگا سلطان زرین پوش

قدمون پر گر پڑا کہا کہ حضور زخمی ہین غلام جاکے خبر لاتا ہی کہ فیروزہ نے آکر عرض کی شہریا
عفریت سرکش ایک پہلوان ہی کہ اس صحرا مین اترا ہوا ہی سہمان وہان پہونچا دامن پناہ
اُسنے دیا لقمان وہان جا کر زخمی ہوا بیہوش پڑا ہی ثریا جا کر اس سے لپٹ پڑا آپس مین کشتی
ہو رہی ہی مگر ثریا غالب معلوم ہوتا ہی بادشاہ یہ خبر سُنکر فوراً لپشت مرکب پر سوار ہوے
پیچھے بادشاہ کے سلطان زرین پوش سلطان کے لیے فولاد قزاق جادوگرنیون نے
ارادہ کیا تھا مگر بادشاہ نے منع کیا نہ کوئی ساحر میرے ساتھ نہ آئے ساحر کے بغیر ساحر چلے
اُسوقت بادشاہ پہونچے کہ یہان جب پہلوانان عفریت نے دیکھا کہ ہمارا افسر حقیر ہو رہا ہی
اپنے مقام سے تلوارین ٹیک ٹیک کر اُٹھے کہتے ہوے کہ یارو اس گستاخ کو مار لو اُسنے
ورنہ سالار کو مارا اب ہمارے آقا سے لڑ رہا ہی ایک ایک وار کرکے سر اسکا کاٹ لو چالیس
پہلوان تلوارین کھینچ کر اُٹھے چاہتے ہین کہ ثریا کا سر کاٹ لین ثریا نے کہا کہ ای عفریت
یہ کیا صورت ہی یہ کیسی جرأت ہی انکو منع کر جب مین تجھ سے مہلت پاؤنگا تو اُنسے بھی موجود ہون
عفریت نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ میرا کہنا بھی نہ مانو ایک ایک وار کرو ایک جوان کہ سب مین
قد و قامت اُسکا بڑا تھا اُسنے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا ثریا نے مونڈھے پکڑ کے عفریت کو
سامنے کر دیا آپ زیر شکم عفریت چھپا اُس جوان کی تلوار شانے پہ عفریت کے پڑی کہ شانہ
عفریت کا نشانہ ہوا عفریت نے جھلا کر آواز دی کہ او ناسا حرام دیکھ تو میرا شانہ کٹا یون ہی
وار کرتے ہین وہ پھر تلوار چمکاتا ہوا چلا ثریا نے عفریت کو چھوڑا اُس جوان کی تلوار پر ہاتھ
ڈال دیا تلوار چھین کر ایک طمانچہ مارا کہ وہ جوان گرا ثریا نے اُسی کی تلوار سے اُسکو قتل
کیا اب اور سب جوان ثریا پر آ پڑے ثریا اُنسے لڑنے لگا اس ہنگامہ مین لقمان کو بھی
ہوش آیا ہرچند کہ سر اسکا بھی زخمی ہی مگر تلوار ٹیک کر اُٹھا یہ دونون جوان اُن چالیسون سے
لڑنے لگے عفریت نے کل اہل دربار کو اشارہ کیا سب نے ان دونون پر بلوہ کیا ثریا نے
کئی جوانون کو مار کر ڈال دیا سہمان ایک گوشے مین کھڑا یہ معرکہ دیکھ رہا ہی لیکن اِن دونون
کو زندگی سے یاس ہی لڑ رہے ہین کوئی نیزہ کوئی تلوار مارتا ہی ثریا نے دل کو طرف خدا
کے رجوع کیا پکار رہا ہی کہ ای خالق انس و جان داور دو جہان اس کشاکش سے بچا

دے ہمکو ان ظالمون سے بچائے نظم

| | |
|---|---|
| تو جلوہ میدہی اے صانع اکبر زہر صنعت | تو ظاہر میشوی اے کاتب قدرت زہر صورت |
| تو می بخشی بکمزوران توان و طاقت و قوت | تو میسازی بہ بے مایہ ولت عطا گنجینۂ دولت |
| توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن | توئی ناظر بہر خلوت توئی حاضر بہر جلوت |
| توئی محبوب ہر عاشق توئی مطلوب ہر طالب | توئی معبود ہر مذہب توئی مقصود ہر ملت |
| ترا خواند ترا داند ترا خواہد ترا جوید | ترا سجدہ کند ہر بندہ بر خاک عبودیت |
| تو بخشیدی بہمدمی طبع موزون سینۂ روشن | تو بنہادی بہرین عاجز ترین بندگان منت |

بیقرار ہوکر جو ثریا نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دربارگاہ پر باہر ہوا عفریت نے کہا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی ملازم نے عرض کی بادشاہ آگئے رفیق بھی اُنکے ساتھ ہین آپکے ملازمون نے اُنکو دربارگاہ پر روکا ہی مگر وہ بیشہ شجاعت جرأت و یکتائے میدان جلالت ہین کئی سو جوان مار ڈال دیے دربارگاہ پر دریا خون کا بہہ رہا ہی عفریت کو یہ سُنکر سناٹا آگیا یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شہمت افروز جہانداری جہانپناہ رفیق ساتھ تیغۂ خونآشام سے پیہم قطرات خون کے ٹپکتے ہوئے ظاہر ہوئے دور سے جو اپنے رفیقون کو گھیرے ہوئے دیکھا وہین سے ایک نعرہ کیا کہ یا ثریا! ہی کافران بیحیا و اے نابکاران بیدنغا

نعرۂ بادشاہ جمجاہ

| | | |
|---|---|---|
| منم شاہ شاہان فریدون حشم | بہار گلستان کاؤس و جم | اگر تیغ بر سنگ خارا زنم |
| نگاہ و زمین تیغ دشمن برہم | شہنشاہ ذیجاہ با عدل و داد | منم نور عین سر شاہ قباد |

اے ثریا نہ گھبرانا مین آپہونچا ماشاء اللہ کس لطف سے جنگ کر رہے ہو ثریا نے جو بادشاہ کو دیکھا جھپٹ کر لپٹنے لگا جسپر چاہا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے جو سہمان کو دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا پکار کر کہا او مکار کہان جاتا ہی تماشا دیکھ رہا ہی ارے عفریت تو نے ہر نامرد کو دامن پناہ دیا دیکھ کتنے کشتہ لوٹ رہے ہین یہ فرماتے ہوئے گھوڑے سے کودے فولاد قزاق و سلطان زرین پوش شمشیر لیکے ہوئے بڑھے بادشاہ قریب سہمان کے پہونچے سہمان نے دیکھا کہ ران پر زخم ہی پٹی جو کھل گئی ہی قطرات خون بہہ رہے ہین نگاہ پر سستا رہین سہمان نے ہاتھ تلوار کا

مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا تلوار روک کر الجھا دے سے ہاتھ نکال کر خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا سمہان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر برق شمشیر نے اوپر سپر کے ٹکڑے اڑا دیے سپر کاٹ کر تلوار جو گری باقیہ سپر پر جھکی تھی با زمین کو تلوار نے بوسہ دیا سمہان کے دو ٹکڑے ہو عفریت نے جو دیکھا کہ میرا مہمان مارا گیا پکار کر آواز دی کہ ای بادشاہ اسلام تمنے بڑا ستم کیا کہ مین نے جسکو دامن پناہ دیا اسکو میرے سامنے مارا بادولت کو بہت ناگوار ہوا تمہاری جوانی پر رحم آتا ہے بہتر یہ ہے کہ قدمون کو بوسہ دو شاید خطا معاف کردون ورنہ تمسے خطا سے فاش ہوئی بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بموجب مضمون مصرع ع جواب جاہلان باشد خموشی + سوچ کچھ نہ کہا عفریت سمجھا کہ مجھ سے ڈر گئے جواب بھی بات کا نہ دے سکے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا جواب مین ہاتھ مارا سپر کو کاٹ کر تلوار نے زمین کو بوسہ دیا غل یہ ہوا کہ عفریت مارا گیا لڑائی مین کمی ہوئی مزاجون مین برہمی ہوئی بادشاہ نے ستون بارگاہ پر ہاتھ ڈالا ہلہ مارا کہ ستون بارگاہ لہرایا بادشاہ نے چھوڑ دیا بارگاہ لہرا کر گری کئی ہزار جوان دبے بادشاہ نے اپنے رفیقون پر سایہ تلوار کا کیا سب کو ساتھ لیکر نکلے ملازمان عفریت نے جو دیکھا کہ اب فوج کا تار بندھ گیا ہمراہیان سلطان آ کے فولاد قزاق کے قزاق بڑے زور و شور سے آگر کرے قزاقون کی لڑائی تیرون کی بوچھار کی نیزے ہلاتے ہوئے آ پڑے فوج عفریت کے ستھراؤ کر دیے لاشون سے میدان بھر دیے آخر افسران فوج عفریت رومال سے ہاتھ باندھ کر فریاد کرتے ہوئے سامنے آئے بعض گھانس منھ مین دبائے کہ ہم لوگ بہت ناچار ہین بے افسر و بے سردار ہین بادشاہ نے ہاتھ روکا تیس ہزار جوان دائرۂ اسلام مین آئے بادشاہ نے کہا کہ آج اسی مقام پر اترینگے بارگاہ زربفتی عفریت کی استادہ ہوئی اسمین سب سردار آئے زخمی و زیان ہوئے لگے پھر بادشاہ نے سر اٹھا کر دیکھا سب سردار تو آئے مگر ثریا سے تاجدار کو نہ پایا فیروزہ بن عمرو کو بلا کر پوچھا کہ ای فیروزہ دریافت تو کرو ثریا سے تاجدار کہان ہے آ و سے اسکی بھی زخمی و زیان کرائین اسنے آج بڑا شیرانہ کام کیا بڑے لطف سے جنگ کی فیروزہ گیا تھوڑی ہی دیر مین آیا مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے عرض کی کہ ای شہریار ہر گاہ

کہ جو ہر وقت اسی کام پر مامور ہین وہ بیان کرتے ہین کہ اُس وقت تک ثریا یہان موجود
تھا جب حضور نے سہمان و عفریت کو قتل کیا اور بارگاہ گرائی تھی جب آپ باہر آگئے ہین
تب ثریا غائب ہوا ہرکارے عرض کرتے ہین کہ ثریا نے ایک پہلوان کو مارا اُس پہلوان
کے مرتے ہی اندھیرا ہوگیا جب روشنی ہوئی تب ثریا کو نہ پایا ہرکارے کہتے ہین ہمنے جستجو
کی جابجا ڈھونڈھا اُس شیر کو اُس بیشے مین نہ پایا بادشاہ نے یہ خبر سنکر یاقوت پہ ہاتھ مارا فرمایا کیون
فیروزہ یہ کسی جادوگر کا کام ہے کہ اُس شیر کو اُٹھا لے گیا مین بدون ملاقات ثریا یہان سے
قدم نہ بڑھاؤنگا نہ برائے فتح مرحلہ جات جاؤنگا فیروزہ نے کہا کہ یہ نہ ارشاد فرمائیے آپ
لوح کو دیکھیے بموجب حکم لوح برائے فتح مرحلہ جات جائیے کیا عجب ہے کہ کسی مرحلے پر ثریا ملے
کسی ساحر کا اسطرف گذر ہوا افسر اعلی اُسکو جا تکڑ لے گیا تلاش حضور پر موقوف ہے ملازمان
عفریت سے تحقیقات فرمائیے کیا عجب ہے کہ اُس شیر سے ملاقات ہو بادشاہ نے اُسی وقت
ملازمان عفریت کو بلایا اُنسے دریافت کیا اُنھون نے بیان کیا کہ اس صحرا مین جو عفریت
نے لشکر اُتارا اُسکا باعث یہ تھا کہ سنگ انداز جادو اِس پہاڑ پر رہتا ہے اُس سے عفریت
سے بڑی ملاقات ہے اُسنے لکھا تھا کہ دو چار دن یہان اُتریے ہم آپ کی دعوت کرینگے اور
ایک شے ایسی بنا دینگے کہ بروقت جنگ کام آئیگی ہر شخص پر غالب ہوگی اس لیے عفریت
یہان اُترا ہوا تھا کہ یہ معرکہ درپیش ہوا انجام حکم سنگ انداز نہ ہونے پایا کیا عجب ہے کہ مارا جانا
عفریت کا اُسکو ناگوار ہوا ہو اُسنے یہ بے ادبی کی ہو بالائے کوہ کسی کو بھیجیے دریافت ہو جائیگا
کہ سنگ انداز ہے یا نہین ملازمان شاہی جو بالائے کوہ گئے دیکھا کہ سنگ انداز جادو
بالائے کوہ دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار عبرت آثار پڑھتا پھرتا ہے۔ نظم

کردے خبر اس خانہ برانداز سے کوئی — روتا ہے یہان درد کی آواز سے کوئی
کیا جان پہ کھیلیگا اس انداز سے کوئی — ان کھیلون کو سیکھے ترے جانباز سے کوئی
کہتی ہے شب ہجر کہ تجھ سا بھی نہ ہوگا — غافل فلک تفرقہ پرواز سے کوئی
اللہ رے تغیر ترے اے ہوش شب ہجر — معشوق کبھی آتا نہین اس ناز سے کوئی
کچھ کتنے دم عیسیٰ مین ترے طرز سخن کبھی — زندہ نہ ہوا تھا فقط اعجاز سے کوئی

جو دل مین ہی اُس سے نہ ہوئی آنکھ بھی چم
کچھ اپنی خبر رکھتے نہین بے خبر عشق
کیا دہشت صیاد ہی مرغان چمن کو
دم گھٹ کے نکل جائے مگر آہ نہ نکلے
دینا نہ جواب ارنی یار سر طور
کاٹا ہی پرون کو ترے صیاد نے کیونکے
سچا ہی جو قاتل سے کرے خون کا دعوے
رکھتے ہین جلال ایک روش مضطر شوق

یون راز چھپاتا نہین ہمراز سے کوئی
انجام سے واقف ہی نہ آغاز سے کوئی
روتا نہین شبنم صفت آواز سے کوئی
ڈرتا نہین یون عشق مین غماز سے کوئی
پہچان نہ جائے کہین آواز سے کوئی
پوچھے یہ ستم حسرت پرواز سے کوئی
کشتہ ہوا شوخی سے کوئی ناز سے کوئی
تھکتا نہین منزل مین تک و تاز سے کوئی

آگے ہرکارون نے فیروزہ سے یہ خبر کہی کہ سنگ انداز جادو دیوانہ وار پہاڑ پہ پھرتا ہی فیروزہ نے کہا کہ مین پہاڑ پہ جاکر دریافت کرتا ہون ایک ساحر کی شکل بنکر پہاڑ پر آیا دیکھا سنگ انداز جادو اُسی حال مین ہی پکار کر پوچھا ای بندۂ مقبول خداوند ہفت پیکر قدرت نے تمھارا مزاج پوچھا ہی مجھ سے بیان کرو مین اُسکا علاج کرون مژدۂ علاج سنکر سنگ انداز قریب آیا کہا کہ ای برادر قدرت کی عنایت کا کیا شکر یہ عرض کر سکتا ہون زوجہ میری گلگون قبا حسن و جمال مین یکتا اس پہاڑ پر اُسکو ساتھ لیکر عیش کرتا تھا وہ میری طالب مین اُسکا طالب بڑے لطف سے گذرتی تھی جس وقت سے زیر کوہ لڑائی شروع ہوئی وہ بھی تماشا دیکھنے گئی جسوقت عفریت مارا گیا اُسوقت سے اُسکو پھر مین نے نہ دیکھا اُسکی جدائی مین بیقرار ہون فیروزہ نے کہا کہ نہ گھبراؤ زوجہ تمھاری تمھین ملیگی اس مژدے سے سنگ سنگ انداز بہت خوش ہوا فیروزہ نے کہا کہ جاکر قصر مین بیٹھو باہر یہ باتین اچھی نہین سنگ انداز اپنے قصر مین گیا فیروزہ خدمت شاہ مین آیا تمام کیفیت بیان کی اور عرض کی کہ حضور برائے فتح مرحلہ جات جائین کیا عجب ہی کہ اُسی ضمن مین پتہ ملے بادشاہ اُٹھے گلعذار نے دست بستہ عرض کی کہ کنیز ضرور ساتھ رہیگی بادشاہ نے فرمایا کہ اے گلعذار یہ مقام طلسم ہی کوئی کسی کے ساتھ نہین رہتا گلعذار نے کہا کہ مین آگے سے آؤنگی بادشاہ نے کہا کہ اختیار ہی سب لشکر کو چھوڑ کر صحرا مین آئے فیروزہ دور سے دیکھ رہا ہی کہ بادشاہ نے لوح ملاحظہ کی حکم نکلا کہ ہال شنکا

آگے ظاہر ہوگا بادشاہ سے بیٹھ کر ایک اسم پڑھا آسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر قوی الجثہ زمین
پر آیا قصد کیا کہ بادشاہ کی کمر مین منقار دیکے اُڑون بادشاہ نے حلقہ کمند بازے شکم طائر کا
دمین سے آشنا ہوا بادشاہ جست کرکے پشت پر سوار ہوے لوح کو دیکھکر فرمایا کہ اے طیران جنی
مجکو باغ مراد تک پہونچا دے طائر نے مثل انسان کے آواز دی کہ اے شہریار مین آپ کو تا باغ
مراد پہونچا دونگا مگر میری رہائی کا خیال رہے بادشاہ نے اقرار کیا بادشاہ کو لیکر اُڑا برابر کہکشان
فلک کے پہونچا اب مائل بہ پستی ہوا سامنے ایک باغ دکھائی دیا نہایت آراستہ گلہاے
رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون شاخون پر طائر بلبلین پہلوے گل مین زمزمہ سرائی کرتی
طیران جنی نے بادشاہ کو لاکر گوشہ باغ مین اُتارا مثل انسان کے عرض کی کہ اے شہریار اب آپ
باغ مین جائین غلام رخصت ہوتا ہے وقت پر حاضر ہوگا یہ کہکے طائر اُڑ گیا بادشاہ اسلام
سیر کرتے ہوے باغ کی چلے چند روشین طے کی تھین کہ ایک طرف سے آواز آئی اے شہریار اپنے
ملازمون کی فکر کیجیے بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ثریا سے تاجدار مسلسل و مطوق سامنے
ایک نخل کے کھڑا رو رہا ہے بادشاہ نے جو اپنے رفیق کو دیکھا بیقرار ہوگئے یہ فرماتے ہوے دلدار
کہ اے یار وفادار تجکو کسنے مسلسل کیا ثریا نے عرض کی کہ گلگون قبا زوجہ سنگ انداز مجکو یہان
اُٹھا لائی طالب وصل تھی مین نے قبول نہ کیا مجکو قید کرکے چلی گئی یقین ہے آتی ہوگی یہ ذکر
تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم گلگون قبا اے شخص تو کون ہے جو میرے معشوق سے باتین
کر رہا ہے ثریا سے تاجدار نے کہا حضور ہوشیار ہو جائین بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری تین بھال کا تیر جگر کمان مین پیوست کیا سینہ پر کینہ کو تاک کر مارا تو وہ پشت کو توڑ کر
پار گیا زن جادو ساحرہ گری بجاے خون کے جسم سے آگ نکلنے لگی لاشہ جل کر خاک ہوا آواز آئی
کشتی مرا نام من گلگون قبا ست جادو بود قید ثریا کی کٹ کر گری ثریا قید سے رہا ہوا قدمون
کو بوسہ دیا عرض کی کہ اے شاہ آپ نے بڑا کام کیا کہ اس مکارہ کو مارا بارہ دری مین تشریف لیچلیے
اب اس باغ پر آپ کا قبضہ ہوا بادشاہ ثریا کو ساتھ لیکر بارہ دری مین آئے بادشاہ مسند پر
بیٹھے ثریا نے ایک الماری کھولی گلابی شراب کی اور جام بلورین نکالا جام لبریز کرکے سامنے
بادشاہ کے لایا کہا حضور اسے نوش فرمائین کہ غلام کو تسکین ہو حضور نے بڑی شفقت سے اٹھا لی بادشاہ

نے چاہا کہ جام پیوں ایک آواز کان میں آئی کہ زنہار شراب نہ نوش کیجیے گا پلانے والا دوست
نہیں بلکہ دشمن رہزن ہے اگر ایک قطرہ اس شراب کا حلق سے اترا لوح قبضے سے نکل جائیگی
بادشاہ نے لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ یہی شراب سر پر ثریا کے ڈالدو بادشاہ نے اشارہ کرکے
ثریا کو قریب بلایا ثریا ہاتھ جوڑے ہوئے قریب آیا کہتا ہوا کہ غلام رفیق قدیم ہے ذرا غلام کا
خیال رکھیے بادشاہ لوح میں حکم پا چکے ہیں اچھالکے شراب پھینک ماری قطرہ شراب کا جو جسم
ثریا کے پڑا شعلۂ آتش نکلا ثریا جلنے لگا ہر عضو سے جسم کے شعلۂ آتش نکلنے لگے تھوڑی دیر
میں جل کر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من فتنۂ جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب
بود نہ رسیدیم سارا باغ بھی جل کر خاک ہوا دیکھا بادشاہ نے صحرائے ویران سنسان کف دست
میدان ہے سامنے سے طیران جنی آیا عرض کی کہ حضور نے غضب کیا تھا اگر ایک قطرہ بھی حلق سے
اترتا لوح قبضے سے نکل جاتی اب حضور صحرائے زنگبار میں چلیں ایسا نہ ہو کہ بادشاہ زنگیان آپکو
تلاش کرتا ہوا یہاں آجائے جو کوئی نیا شخص آپ کے سامنے آئے بے دون ملاحظہ لوح کلام نہ کیجیے
بادشاہ سے ایسی باتیں کہکر طیران زمین پر گرا وہی طائر کی شکل بنکر تیار ہوا بادشاہ پشت پر سوار
ہوئے طائر اڑتا ہوا چلا ایک صحرا میں بادشاہ کو اتارا کہ مثل شب ہجر سیاہ ہو رہا ہے یا پردۂ ظلمات
یا بخت سیاہ دشمن سے مثال دو دن ہوا گرم چل رہی ہے ہر شاخ نخل مثل شمع کافوری جل رہی ہے
چند زاغ سیاہ شاخوں پر کائوں کائوں کر رہے ہیں بادشاہ کو جو ان زاغوں نے دیکھا شاخوں
سے اڑے غل مچانے لگے آوازیں انکی سنتا کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی ایک زنگی سیاہ رو
بد خو تخت پر سوار پشت پر بارہ ہزار زنگیان آدمخوار بادشاہ کو دیکھ کر آواز دی کہ قاتل ساحران
کو مارو اب مہلت نہ دو وہ سب زنگی بادشاہ پر تلواریں کھینچ کر آپڑے بادشاہ آستین الٹنے لگے
جس کو ہاتھ مارتے ہیں لاشہ اسکا زمین پر گرتا ہے پھر زندہ ہوکر لڑنے لگتا ہے جب عرصے تک بادشاہ
لڑے اور کوئی لاشہ زمین پر نہ پایا لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بادشاہ زنگیان تک اپنے کو
پہونچاؤ بادشاہ جنگ سے ستمانہ کرتے ہوئے قریب تخت کے پہونچے وہ زنگی بھی تخت سے کود اٹھا
تلوار کا مارا بادشاہ نے لوح چمکادی جسم میں آتش زنگی کے آگ لگی تمام زنگی جل کر خاک ہوئے جب
روشنی ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شہنشاہ زنگیان بود بادشاہ نے دیکھا وہ صحرا برآمد ہوا

بالا صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ہی درختون پر طائران نغمہ سرا تعریف باغبان قضا و قدر کرتے
ہین بادشاہ کو دیکھکر اڑے بالاے آسمان پہونچے صدائین مختلف دینے لگے فضاے کارخانہ
آتشخوار بادشاہ طلسم مذکور تخت پر بیٹھا ہی کہ بیرلا شد لیکر اس زنگی کا سامنے آئے کہا کہ اے شہنشاہ
آپکا خیرخواہ مارا گیا بارہ ہزار اہل فوج کام آئے یہ سنکر خیار گھبرا گیا رفیقون کو جمع مین پکار کے
آواز دی کہ یارو اب طلسم کشا صحراے فرح افزا مین پہونچا ہوگا وہین قید خانہ بھی ملیگا تم مین
کوئی ایسا ہی کہ جاکر طلسم کشا کو روکے قلعہ طلسمی تک نہ آنے دے سرہنگ آتشخوار ایک ساحر
بیٹھا ہی صورت ہیبتناک نہایت چست و چالاک اپنے مقام سے اٹھا کہا کہ اے شاہ ابھی جاکر قید خانہ
پر طلسم کشا کو لیتا ہون یہ کہکے اکیلا چلا تھوڑا عرصہ اسکو گئے ہوے گذرا تھا کہ خیار نے دیکھا آسمان
پر ابر زار گیجی پیدا ہوا خیار نے کہا کہ دختر سرہنگ آتی ہی وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا تخت پر
ایک نازنین لباس فاخرہ زیب تبسم غنچہ دہن رشک چمن سیمتن آکر پہونچی خیار کو سلام کیا خیار
نے ہنسکر کہا کہ اے محبوب کہان سے آتی ہو اسنے ہنسکر کہا کہ مین نے سنا ہی بابا میرا گرفتار
طلسم کشا گیا ہی مین بھی جاکر باپ کی شرکت کرون خیار نے کہا کہ اے محبوب نازنین تیری صورت طلسم کشا
نہایت حسین ہی تمھارا حسن بھی آجکل زورون پر ہی ایسا نہ کرنا کہ طلسم کشا کو پسند کرو محبوب نے کہا کہ
حضور آگاہ نہین میرے باغ مین مردانے پھول کا نام نہین جوان کنیز کو نہین رکھا آٹھ پہر چھول
علم کا چرچہ رہتا ہی یہ کہکے محبوب چلی ادھر بادشاہ جو صحراے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ سامنے
ایک پہاڑ ہی پہاڑ کے آگے ایک قصر بنا ہی اس قصر مین قفل لگا ہی بادشاہ نے لوح کو دیکھا تو لکھا
پایا کہ یہی زندان طلسم ہی بادشاہ نے جاکر قفل کاٹا دروازہ کھولکر اندر آئے دیکھا کہ بارہ ہزار
جوان شاہزادے و وزیرزادے قید خانے مین بیٹھے ہین لیکن اپنے ہوش کھو بیٹھے ہین کر آج
زندگی نہین آئے صورت وحشت دکھائی دیتی ہی بادشاہ نے ان سب سے ملاقات کی سب کو قید
سے رہا کیا کہ ایک طرف سے آواز کراہنے کی آئی بادشاہ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ ثریا سے گلے
سلاسل و طوق ایک مقام پر بیٹھا ہی مگر طوق گلے مین ایسا بھاری ہی کہ سر جھکائے ہوے کراہ رہا
بادشاہ جھپٹکر پاس ثریا کے گئے ثریا نے اشارہ کیا کہ پہلے طوق گلوگیر کاٹیے کہ جان نکلے
صورت ہو بادشاہ نے طوق گلے سے نکالا زنجیرین کاٹین بادشاہ نے پوچھا کہ اے ثریا تمھین

کون لایا ثریا نے عرض کی زوجۂ سنگ انداز یعنی گلگون قبا مجھپر عاشق ہوکر اٹھالائی جب مجھسے
طالب وصل ہوئی غلام نے کہ صحبت حضور مین رہا ہی انکار کیا اُسنے لاکر یہان قید کردیا رات کو اپنی
صحبت مین بلاتی ہی طالب وصل ہوتی ہی مین کلمات سخت کہتا ہون اُسنے قید سخت مین رکھا ہی
غلام کے کلیجے مین درد ہو رہا ہی یہ اُسنے کہا تھا کہ جب تجکو کوئی رہا کریگا تو تو تڑپ کر مر جائیگا وہی
علامت شروع ہوئی ذرا لوح مجھے دیجیے کہ مین قلب سے مس کرون بادشاہ نے فوراً لوح گلے سے
اُتاری ہاتھ مین ثریا کے دی ثریا نے لوح لیکر سینے پر رکھی کہا حضور ذرا منھ پھیر لین جیسے ہی بادشاہ
نے منھ پھیرا ایک صداے ہیبتناک آئی کہ او طلسم کشا منم سرہنگ آتشخوار دیکھ یون لوح طلسمی
لے لیتے ہین اب بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ثریا سے تاجدار نہین ہی ایک ساحر مہیب الشکل عجیب
غریب لوح کو رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھ رہا ہی پھر ایک آواز دی کہ بادشاہ کبھی گرے
ہر گوشے سے ساحر پیدا ہونے لگے بارہ ہزار ساحر آکر جمع ہوگئے اُن سب تاجدارون کو پھر قید کیا
اور حکم کیا کہ بارگاہ استاد کو بارگاہ استاد ہوئی سرہنگ آکر تخت پر بیٹھا بادشاہ کو مسلسل و مطوق
کیا سامنے بادشاہ بیٹھے ہین سرہنگ آتشخوار غرور کر رہا ہی کہتا ہی کہ مین نے آج وہ کام کیا
کہ کل اہل طلسم کی جان بچائی اگر مین دخل نہ دیتا تو اب طلسم کشا قلعۂ طلسمی پر پہونچتا بادشاہ
اسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچتے آخر یا بدولت نے دخل دیا کس لطف سے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا مین
جانتا تھا کہ ثریا سے تاجدار سے طلسم کشا محبت قلبی رکھتا ہی اُسی کے نام سے گرفتار ہوگا مین نے
اُسکو گرفتار کرکے الگ بٹھا دیا آپ قید مین کر بیٹھا اب طلسم کشا نے دھوکا کھایا اب سر کاٹ لیجاؤن
یا زندہ لیجاؤن تم سب کی کیا صلاح ہی سب کہ رہے ہین طلسم کشا کا زندہ رکھنا مناسب نہین
سرہنگ نے اب جلاد کو طلب کیا ہی جلاد آکر پہونچا گردن پر بادشاہ کی کوئلے کا خط دیا اور
تسلنگا مین لگا رہا ہی بادشاہ نے جو یہ حال اپنا دیکھا اپنے خدا سے رجوع کی بے اختیار ہوکے
پکار اُٹھے کہ اے کریم و رحیم واے سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر بیقرار ہوکر جو بادشاہ نے دعا کی
تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ابر نارنجی آسمان پر چھایا سرہنگ نے کہا کہ صاحبزادی آتی ہین رفیقہ
کھڑے ہوگئے وہ ابر پھٹا ملکہ محبوب نارنجی پوش تخت سے اُتری باپ کو سلام کیا باپ نے
پہلو مین تخت پر بیٹھا لیا کہا کہ اے نور نظر آج مین نے وہ کام کیا کہ اگر بادشاہ طلسم تجکو

کس فسون ساز سے جاتے ہو لڑانے نگہ پھیر
جتنے جادو ہیں وہ سب ساتھ ہیں چلنے کے لیے

دل پامال کو جس ہاتھ سے ہم تھامے ہیں
کبھی اٹھتا ہے تو ہم تلووں کے ملنے کے لیے

اپنے سائے کو بھی ہم رشک سے لاتے نہیں ساتھ
دھوپ میں کوچۂ محبوب کے چلنے کے لیے

ہیں پڑے اسکی دم نزع جو تم آنکلو +
موت سے بگڑی ہے جس دم کے نکلنے کے لیے

پیار سے جسکو وہ کمبخت کہا کرتے ہیں
اس سے گردیدہ ہوں تقدیر بدلنے کے لیے

کیا کدورت نے تری خاک اڑا کر شب وصل
مجھ سے بدلی مری پوشاک بدلنے کے لیے

تجلی امید جمائے قدم اپنا نہ جلال
گلشن دل میں مرے گلو لگے پھیلنے کے لیے

اس طرح کے اشعار نہنگ خونخوار پڑھتا ہوا سامنے محبوب کے جو آیا محبوب نے اشارہ کیا سر ہنگ کا سر کاٹ لے نہنگ تو بھوت ہو رہا ہے تلوار کھینچ کر جا پڑا سحر ہونے لگے ساحروں نے اسکو گھیر لیا مگر یہ کسی کو کب مانتا ہے جب کو مارا دس دس کے سر اڑا دیئے کبھی تلوار چمکائی کبھی یہ نگاہ محبت طرف محبوب کے دیکھتا ہے محبوب کا وہی اشارہ ہے کہ اے عاشق صادق سر ہنگ کا کام تمام کر تو میں تجھ سے عذر نہ کروں ملکہ محبوب کا جو یہ اشارہ ہوا نہنگ بلبلایا جھومتا ہوا چلا ساحروں کو قتل کیا لیکن نہنگ ساحر زبردست ہے بادۂ کبر و نخوت سے مست ہے جب سحر کرتا ہے آگ برسا دیتا ہے سر ہنگ ہٹ جاتا ہے ساحر بلوہ کر لیے ہیں بادشاہ کے قریب کوئی نہیں آتا بادشاہ لوح چمکا رہے ہیں تیغۂ برق تاب کو گردش ہے جو قریب آیا علف شمشیر آبدار ہوا صد ہا لاشے ساحروں کے پڑے ہیں دریائے خون کی طغیانی کشتی حیات ساحران طوفانی سر مثل حباب شناوری کر رہے ہیں سر ہنگ نے دریائے خون بہایا اس دریا سے نہنگان خون آشام نکلتے ہیں چاہتے ہیں بادشاہ پر حملہ کریں محبوب پکار دیتی ہے لوح چمکاتی ہے اب نہنگ بحر جرأت ہیں پیشہ بادۂ سحر ہے اپنے کو بچائیے اسکے قریب نہ جائیے لوح سے ہوشیار رہیے کوئی آپ پر غالب نہیں ہو سکتا آخر نہنگ لڑتا ہوا قریب سر ہنگ کے پہونچا سر ہنگ نے ایک گولہ مار دیا نہنگ کا سر کٹا بھائی کا لاشہ دیکھکر سر ہنگ اور زیادہ بیقرار ہوا پکار کر آواز دی کہ او کمبخت پریدہ تو نے میرے بھائی کو میرے ہاتھ قتل کرایا اب کیا تجھکو زندہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منہ موڑونگا یہ کہکر کڑکا تڑپ کر محبوب پر گرا محبوب نے ہر چند روکا مگر وہ کب باز آتا ہے کمر میں پنجہ دیکے لے اڑا اسوقت محبوب کی حیرانی زلف عنبرین

پریشانی دوپٹہ ڈھلک گیا طرف آسمان کے دیکھکر پکار اٹھی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز
اے کریم رحیم اپنا فضل کر تیری عنایت سے کچھ بعید نہیں ہے

میکند بلبل بوقت سیر گلزار احتیاط ۔ گاہ از صیاد و گہ از نشتر خار احتیاط
در بہار گل نہ گردد غافل از فصل خزان ۔ اندکے دارد بدل گر بلبل زار احتیاط
سود بردارد ز سودائے محبت بالیقین ۔ اندرین بازار گر دارد خریدار احتیاط
در سفر ہر سالک راہ طریقت میکند ۔ ہر زمان ہر مرتبہ ہر وقت ہر بار احتیاط
در بیان نکتۂ وحدت بہ بزم عاشقان ۔ ہست ہر مرد موحد را سزاوار احتیاط
ہمتے یا حاصل کن اول دیدۂ مردم شناس ۔ بعد ازان کن درمیان یار و اغیار احتیاط

بیقرار ہو کر پکار اٹھی کہ اے شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہے مجھکو یہ جلاد صاحب بیداد لیے جاتا ہے لیجا کر
قتل کریگا فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمائیے گا مزار غریبان پر آئیے گا اگر فاتحہ پڑھیے گا روح شاد ہوگی
عدم میں کبھی بیچین رہینگے فقط ایک نگاہ دیکھنے پر یہ جرم ہے اگرفتار دام مصیبت ہوے اب وقت
قضا قریب آگیا لیکن فراموش نہ فرمائیے گا بادشاہ کے کان میں جو صدا پہنچی حسرت آئی سر اٹھا کے
دیکھا کہ محبوب کو باپ اسکا لیے جاتا ہے محبوب کا تڑپنا پھڑکنا بیقراری و اشکباری کبھی پکارتی ہے
کہ اس کشتۂ حسرت و یاس کا کوئی حمایتی نہ نکلا حسرتیں لیکر یہ دکھیا دنیا سے جاتی ہوں بادشاہ نے
فوراً کمان کیانی دوش سے اتاری تین بھال کا تیر جگر کمان میں پیوست کیا سینہ پر کھینچ کر اس
ظالم کا تاک کر تیر رہا کیا جا کر خاص سینے پر اس جلاد کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا لاشہ سر بسر ہنگا کا
جلتا ہوا زمین پر آیا ساحروں نے جو دیکھا کہ افسر مارا گیا بدحواس ہوگئے فریاد کرنے لگے کہ اے
شہریار ہم مسلمان ہوتے ہیں بارہ ہزار ساحر مطیع اسلام ہوے بادشاہ نے جب ان لوگوں سے
مہلت پائی سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک قصر سامنے بنا ہے اسمیں ایک قفل کلاں لگا ہے بادشاہ نے جا کر وہ
قفل توڑا اندر قصر کے آئے دیکھا کہ بارہ ہزار شاہزادے گرفتار بیٹھے ہیں ایک جانب ثریا تاجدار
مسلسل و مطوق زنجیروں میں بندھا ہوا ثریا کی جو نگاہ بادشاہ پر پڑی پکار کر آواز دی کہ حضور نے
غلام کی خبر لی کیا شکر ادا کروں ساحرہ نے بڑی تکلیفیں پہونچائیں بادشاہ نے قیدیوں کو قید سے
رہا کیا جب ثریا کی قید جسم سے جدا کرنے لگا ایک طائر دیوار پر بیٹھا تھا صدائے افسوس دیکر اڑا آسمان پر

آکر افسوس کرنے لگا ایک طرف سے آواز ہیبتناک آئی کہ ای طلسم کشا خبردار میرے معشوق کے قریب نہ جانا بادشاہ نے دیکھا کہ گلگون قبا سیر کرتی ہوئی آتی ہے بادشاہ کے جمال پر نگاہ پڑی ثریا کی رعنائی بھولی جمال بے مثال دیکھ کر پکار اٹھی کہ ای شہریار اس کنیز کو اپنی کنیزی مین لیجیے مین ہمیشہ خدمتگزاری کرونگی یہی حسرت ہے

نظم

یون تنگ میرے دل مین تری آرزو رہی — بلبل رہی قفس مین نہ غنچے مین بو رہی

کھوئے گئے کچھ ایسے تمھاری تلاش مین — مدت تک اپنی آپ ہمین جستجو رہی

مین کچھ فروغ طور کو کہتا تھا طور کچھ — اسمین کلیم سے بھی بڑی گفتگو رہی

جب میری خاک پڑ گئی دامن جھٹک دیا — کتنی تری گلی کی ہوا تند خو رہی

مانگی جو میکشون نے دعا مینھ برس گیا — تر دامنی کی شکر خدا آبرو رہی

پایا گیا جگر مین نہ دل مین پتہ لگا — پیکان کی کسی کے بڑی جستجو رہی

آخر ترا ہی گھر دل مہجور ہو گیا — امید کو نکال کے ای یاس تو رہی

لینے جو چار پھول چڑھانے کو قبر پر — جب تک ہوے نہ خشک محبت کی بو رہی

ممنون وصل مین ہوے جوش جنون کے ہم — زنجیر زلف یار کی طوق گلو رہی

داغ آسمان نے زیر زمین بھی لیے نہین — بنکر چراغ طور تری آرزو رہی

تارون کی طرح سب کو ترے انتظار مین — تا صبح سر پٹکتی نگہ چار سو رہی

کیا ایک آسمان ہی رہا ہے مرے خلاف — تقدیر بھی جلال ہمیشہ عدو رہی

بادشاہ نے منھ پھیر لیا فرمایا کہ او لکاٹ کیا بکتی ہے گلگون قبا نے چاہا کہ جھپٹ کے بادشاہ کو گرفت کرے آڑون بادشاہ نے لوح چمکا دی گلگون قبا منھ کے بل زمین پر گری بادشاہ نے اوپر سے ہاتھ مارا گلگون قبا کے دو ٹکڑے ہوے گلگون قبا کو مار کر ان سب جوانون کو ساتھ لیا بارہ ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر طرف قلعہ طلسمی کے چلے چنار آتشخوار تخت پر بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی ای شہریار صرصر ہنگ نے جاکر بڑا کارنمایان کیا تھا طلسم کشا کو گرفتار کر لیا لوح طلسمی چھین لی مگر محبوب اسکی بیٹی نے عاشق ہو کر قید سے رہا کیا اپنے ہمراہ کا لشکر ساتھ ہے قلعے سے آکر دیکھیے آثار معلوم ہوتی ہے چنار نے اسی وقت حکم دیا تین لاکھ ساحر

سامنے آئے کہا بارگاہ زرنفتی نکالو اس دھوم سے جبار سوار قلعہ سے نکلا بارگاہ استادہ ہوئی
لشکر اُترا مُوء سامنے بارگاہ کے ٹہل رہا ہی کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی بادشاہ اسلام بشوکت تمام
چھبیس ہزار فوج سے نمایاں ہوئے آگے آگے بادشاہ جمجاہ لیثیت مرکب پر سوار لوح طلسمی
گلے مین لشکر کو لیے ہوئے آتے ہین جبار صورت دیکھکر کانپ گیا محبوب کو دیکھا کہ دریائے جواہر
مین غوطہ زن رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے بادشاہ کے ساتھ آتی ہی بادشاہ آکر اُترے جبار
نے جو بادشاہ کا لشکر دیکھا پلٹا کر بارگاہ مین آیا افسرون سے کہا کہ یارو کسی سے ہو سکتا ہی کہ
طلسم کشا کو گرفتار کرے بہران جادو یہ کہکر اُٹھا کہ غلام طلسم کشا کو لاتا ہی جبار نے طبل جنگی بجوایا
بادشاہ نے خبر سنی یہان بھی نقارہ گڑگڑایا جب بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب رفیق اُٹھ
اُٹھکر اپنی اپنی بارگاہون مین گئے محبوب نے کہا کہ اے ثریا آج کی شب بڑی حفاظت کرو کہ جبار
نے بادشاہ کو دھوکا دینے کو طبل جنگی بجوایا ہی آج شب کو ضرور کوئی ساحر آئیگا ضرور بادشاہ پر
دست انداز ہوگا ثریا طلائے پر آیا محبوب عقاب بنکر قبہ بارگاہ پر بیٹھین کنیزین گرد پھر رہی ہین
ثریا سارے لشکر کی خبر لے رہا ہی مگر بہران جادو جو جبار سے اقرار کر کے چلا لشکر بادشاہ
مین پہونچا پھرتے پھرتے سامنے بارگاہ بادشاہ کے پہونچا دیکھا کہ قبہ بارگاہ پر ایک عقاب
بیٹھا ہی اور کنیزین بارگاہ کو گھیرے ہوئے پھر رہی ہین حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہو کر
ہوا کبھی قریب بارگاہ کے آتی ہی تو کترا کر ہوئی ہٹ جاتی ہی بہران نے نخل کے نیچے آکر دونون
پانون زمین پر مارے غرق زمین ہوا نقب سحر کاٹتا ہوا چلا بارگاہ مین آکر سر نکالا دیکھا بادشاہ
اسلام سو رہے ہین سپر و شمشیر پہلو مین رکھی ہی بہران نے دور سے سحر کیا بسبب لوح کے تاثیر نہوئی
بہران سمجھا کہ میرے سحر مین مبتلا ہوئے جھپٹ کے قریب پلنگ کے آیا چاہا لوح اُتار لون
بادشاہ نے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بارگاہ مین جلسہ آراستہ ہی خیال کرکے دیکھا قباد شہریار
کو مسند پر پایا فرماتے ہین کہ ای فرزند طلسم کشائی مین غفلت بادشاہ نے آنکھ کھول دی دیکھا کہ ایک
ساحر کھڑا ہی لوح پر ہاتھ بڑھاتا ہی بادشاہ نے کلائی پر ہاتھ ڈالا جھٹکا دیکر ایک طمانچہ مارا کہ سر
بہران کا اُڑ گیا مرتے ہی بہران کے ایک ہلڑ ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بہران جادو بود
یہ آواز سنکر محبوب قبہ بارگاہ سے اتر آئی بادشاہ نے فرمایا کہ اگر مین بیدار نہوتا تو لوح لیجاتا

محبوب نے کہا کہ اب حضور آرام فرمائیں کنیز نے زمین کو سحر بند نہیں کیا تھا یہ کہہ کے زمین پر
سحر کیا زمین سنگ لاخ ہو گئی لاشہ بہران کا پھنکوا دیا ہرکارون نے یہ خبر جبار کو پہونچائی کہ بہران
مارا گیا بارگاہ بادشاہ میں پہونچا تھا بادشاہ بیدار تھے ایک طمانچے میں کام تمام کیا جبار نے
کہا کہ اب صبح کو سمجھ لونگا وہ سحر کرونگا کہ زمین تھرا جائیگی آسمان سے آگ برساؤنگا چار پہر شب
اسی خیال میں گذری جس وقت کہ ساحر شبگرد زرین پوش قلعۂ مشرق سے نمایاں ہوا جھولی ضیا
کی گلے میں ڈالے ہوئے چرخ زبرجدی پر آیا جبار لشکر گران ایک میدان میں پہونچا لشکر کو جمایا
بادشاہ بھی سامنے سے آئے لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے نقیبوں نے نقابت
کی کرکیت کڑکا کھٹکیت چٹے جبار نے اشارہ کیا آتشبار جادوگر وزیر اعظم ہی اژدہا بڑھا کر نکلا پکار کر آواز دی
کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بادشاہ نے مرکب بڑھایا کہ محبوب آکر قدموں سے لپٹ گئی عرض
کی کہ او شہریار حضور تکلیف نہ فرمائیں کنیز اس سے جا کر مقابلہ کریگی بادشاہ نے فرمایا کہ اے محبوب
ساحر زبردست میدان میں بلبلا رہا ہے ایسا نہو کہ تمکو کوئی صدمہ زخم پہونچے میں اس ملعون کا سر لاتا ہوں
یہ کہکے بادشاہ بڑھے سامنے آتشبار کے آئے آتشبار نے سحر کیا بادشاہ پر آگ برسنے لگی اسقدر آگ
برسی کہ تمام جنگل آتش بہار ہو گیا درخت جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے مگر بادشاہ پر تاثیر نہوئی
کوئی شعلہ قریب نہ آیا جو شعلہ بھڑکا فوراً پانی ہو کر غائب ہوا بادشاہ گھوڑا اٹھاتے ہوئے طرف
آتشبار کے چلے آتشبار نے دیکھا کہ میرا سحر خالی گیا ایک دستک دی اور آواز دی کہ اے رنگین مزاج
آکر اپنا رنگ جما بادشاہ کو شعبدہ دکھا دیکھا صحرا سے ایک نازنین یہ اشعار پڑھتی ہوئی آتی ہے نظم

لاکھوں میں اک پسند کیا تو نے یار دل
امیدوار رہ گئے امیدوار دل

ٹھہرائیں کسکو کچھ نہیں جب بیقرار دل
بجلی ہے ہوگا ... تیری سوار دل

دو دل ملے ہیں آپ کو ہے ناگوار دل
آخر کہاں رہے یہ مرا ناگوار دل

رونے لگی وہ سنکے مصیبت ہو مجھکو کی
پہلو میں نہیں پڑا ہے اپنے اختیار دل

مشکل ہے آسکا دل ... کہ ...
جسکا ہے یہ ارادہ کہ دوں لاکھ بار دل

جو یار کی نگاہ ہے کہتی ہے ... نہیں
پھر کون لے گیا مرے یہ ورو گار دل

دیکھوں کسی کی نرگس بیمار ...
کیونکر بچا کے رکھتے ہیں پرہیزگار دل

پایا یہاں سے جاکے جو پہلو سے یار میں — تھوڑا سا دے ہمیں کبھی وہ صبر و قرار دل
تمھارا حضرت ناصح کا غیر کا — تا حشر ایک ہو نہیں سکتے یہ چار دل
اُسنے بھی پھیر لیگا ہماری طرح یہ آنکھ — شکر خدا ملا ہمیں بے اعتبار دل
کیا دوں نشان اپنے دل گم شدہ کا میں — پاس اُنکے چھوڑا ہم بھی ہیں داغدار دل
اُس بے وفا سے ذکر بھی کرنا نہیں کبھی — بھولا ہوا ہی جسکو مرا یادگار دل
اچھی طرح کٹے شب تنہائی فراق — دیا دو پہر رات بھر کے لیے مستعار دل
اپنے سے بڑھ کے مجھکو جو پایا ہی شوخ طبع — دیکھو تو شہ مجھ سے بدلتا ہی یار دل
اپنا کسی نے اُنکو بنا کر ستم کیا — جان اپنی بے وفا کبھی تو بے اعتبار دل
رکھیں کہاں چھپاکے تمنا سے قتل کو — مجروح سینہ ہی ایک کلیجہ فگار دل
انصاف کی جگہ ہی کہ بت مجھ سے چھین لیں — چیرا دیا ہوا مرے پروردگار دل
دم یار کا جو سینے میں رہکر بھرے جلال — اُس ایک ایک دم پہ تصدق ہزار دل

اس طرح کے اشعار وہ نازنین پڑھتی ہوئی سامنے بادشاہ کے آئی جونہی بادشاہ کو توجہ ہوئی کہ اس سے بات کروں محبوب نے پکار کر آواز دی کہ حضور لوح ملاحظہ کریں یہ وقت غفلت نہیں ہی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اسکے سامنے لوح چمکا دو بادشاہ نے لوح کو چمکایا جیسے ہی لوح چمکی اس نازنین نے ایک چیخ ماری منھ سے شعلہ آتش نکل جلنے لگی جلتے جلتے آواز دی کہ ای جبار آدمخوار تیرے قتل کا زمانہ قریب ہی مجھکو بلاکے ذلیل کیا کنیز سامری سرکار چلی اب تا بہ دربار سامری رسائی تمھاری دشوار ہی کیونکہ دشمن بیکار ہی یقین ہی کہ روح سامری کو بھی رنج ہو ایسے ایسے کلمات کہکر وہ نازنین جل کر خاک ہوئی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا اسمیں نوشتہ پایا کہ بدون قتل جبار اس جنگ سے نپٹنا اگر یہ نکل جائیگا تو بڑی آفت برپا کریگا سامری جہان دیدہ ہی بادشاہ جھنجھلائے ہوئے طرف جبار کے متوجہ ہوے جبار نے جو بادشاہ کو آتے ہوئے دیکھا فوراً دستک دی پکار کر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر دیکھئیے میں سطوت مغلوبہ میں پھنس گیا آکے غلام کو بچائیے یقین ہی کہ بادشاہ آپ تک پہونچیں گے یہ کہکر جو چیختا چلاتا ہر مرتبہ ہفت پیکر کا نام لیتا ہی اور آواز دیتا ہی کہ یا خداوند جلد آئیے کہ آسمان پر ایک

بلکہ ایک سیاہ پیدا ہوا صدا ایں سب آنے لگیں آواز آئی کہ ای بندہ بے ادب کیوں گھبراتا ہے جو
طلسم کشا آیا تھا تب تو نے عرض کی یہ آواز آکر وہ لگا ابر لہرایا سر پر جبار کے آگے بیٹھا تب
دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون ترسول ہاتھ میں اشیر بار لپیٹے ہوئے نمود کرتا ہے کہ منم
فرستادہ ہفت پیکر ای بندہ خاکی کیوں گھبراتا ہے قدرت نے مجھکو بھیجا ہے کہ تجھکو مصیبت سے
بچاؤں یہ کہکے وہ زنگی زمین پر آیا للکارتا ہوا قریب بادشاہ کے پہونچا پکار کر آواز دی کہ ای شیر بیشہ
قبرستان وری بادشاہ اسلام مجھ سے مقابلہ کیجیے یہ کہکے نیزہ ہلانے لگا اپنے فنون سپہ گری
دکھانے لگا بادشاہ نے نیزہ اٹھایا زنگی سے نیزہ چلنے لگا زنگی ہر مرتبہ چاہتا ہے کہ زیر سے کم
ترکیب بادشاہ گھس جاؤں اور ہر ترکیب سے بادشاہ کو اٹھا لوں بادشاہ زیر ترکیب نہیں آنے دیتے
نیزہ گانٹھ کر کھینچ مارا نیزہ زنگی کے ہاتھ سے نکل گیا زنگی نے جست کرکے نیزہ روک لیا کئی مرتبہ بادشاہ
نے اسکے ہاتھ سے نیزہ نکالا زنگی انتہا کا چالاک و چست تھا جب زنگی نے کئی مرتبہ نیزہ روکا
بادشاہ نے اشارے سے محبوب کے لوح طلسمی پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ لوح چمکاؤ جب زنگی
ساکت ہو تو لوح کو اسکے جسم سے مس کرو تب یہ مارا جائیگا جیسے ہی زنگی نے جھپٹ کے نیزہ
مارا بادشاہ نے لوح کو سامنے کیا لوح کا عکس جو چہرے پر زنگی کے پڑا زنگی خاموش ہو کے کھڑا
ہو گیا بادشاہ نے لوح اُسکے جسم سے مس کی زنگی نے ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی جلکر خاک ہوا
آواز آئی کشتی مرا نام من تاریک جادو بود جب وہ جلکر خاک ہوا تو بادشاہ پھر اٹھے لگے میں گرمی
جنگ میں جبار بیقرار ہوا منہ سے شعلۂ آتش نکلے وہ شعلے صحرا میں جا کر غائب ہوئے دیکھا
سب نے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان قوی تن قوی ہیکل گینڈے پر سوار پیدا ہوا پکارتا ہوا کہ ای
جبار کس مصیبت میں ہے مجھکو قدرت نے بھیجا ہے میں طلسم کشا کو پکڑ لونگا یہ کہکے گینڈا بڑھاتا ہوا قریب
بادشاہ کے آیا نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند طعنیں رد و بدل ہوئی تھیں
کہ ایک طائر نے آواز دی ای طلسم کشا لوح کو بغور ملاحظہ کرو جو حکم دے وہ بجا لاؤ بادشاہ نے
گھوڑا پیچھے ہٹایا اس آواز سے دل کو تقویت ہوئی لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اسم حاشیۂ لوح
پڑھ کر دم کرو وہ پہلوان شیر مرد ہے بود طلسم ہے بادشاہ اسلام نے اسم حاشیۂ لوح پڑھا جیسے ہی پڑھکے
دم کیا اُس پہلوان نے آواز دی کہ ای طلسم کشا تو نے ستم کیا یا تو لڑا رہا تھا گینڈا پھیر کر بھاگا بادشاہ نے

تعاقب کیا چاہتے ہیں کہ جاکر پکڑ لوں کنارے پر گنبد مسافری کے ایک کنواں تھا وہ جوان اس میں
کود پڑا اس جوان کے غائب ہوتے ہی بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ وہ جن جو بشکل مار تھا
بشکل اصلی قریب آکر پہونچا کہا اے شہریار آپ کے تصدق سے میں نے رہائی پائی جبار نے
پھر فوج کو اشارہ کیا اہل فوج بلوہ کرکے بادشاہ پر چلے اس جن نے پھر آواز دی کہ اے شہریار لوح
دیکھیے بادشاہ نے لوح دیکھی نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم وائے سیارا میں عجائبات اسکی پر تلوار
کھینچ لوح کو چمکاتے ہوئے اپنے کو قریب جبار کے پہونچاؤ بادشاہ نے لوح کو جنبش دی معلوم
ہوتا تھا کہ گرد ہالۂ نور بیچ میں بادشاہ اسلام اس طرح بادشاہ لڑتے ہوئے لوح کو گردش دیتے ہوئے
قریب جبار پہونچے جبار نے کئی سحر کیے جب کچھ تاثیر نہ ہوئی تلوار نیام سے کھینچی خبردار خبردار کہکر
ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُچھال دے سے ہاتھ نکال کر وار کیا جبار نے چاہا
کہ نکل جاؤں لوح کی برکت سے زمین نے پاؤں جبار کے تھامے تلوار تڑپ کر گری سپر کٹی
سپر کو کاٹ کر تلوار چلی پاتو قبضہ سپر پر جھکی تھی یا زیر ناف جاکر بوسہ دیا خاک اُڑی آواز آئی کہ
کشتی مرا نام من جبار آتشخوار بادشاہ طلسم جبار بود بعد قتل جبار بادشاہ نے تلوار روکی
ساحران باقی ماندہ کو امان دی جن نے عرض کی کہ میں جاکر آپ کے لشکر کو خبر کر دوں بادشاہ نے
کہا کہ بہتر ہے جاؤ جن روانہ ہوا جاکر لشکر کو خبر دی فیروزہ بن عمرو لشکر لیکر چلا بادشاہ قلعہ میں
آئے ایک مرد بزرگ کچھا کنجیوں کا لیکر سامنے آیا عرض کی کہ میں خزانہ دار طلسم ہوں بادشاہ نے
کوٹھے کھلوائے کئی ہزار خفتان مرصع نگار نکالیں خلعت شاہی خود زیب جسم کیا اور فیروزہ
کو بہت کچھ اسباب دیا سرداروں کو لباس بانٹے اب بارہ ہزار جوان مرصع پوش تیار ہو گئے
بادشاہ نے محبوب کو یہاں کا بادشاہ کیا فرمایا کہ کل ہم کوچ کرینگے طلسم ہفت پیکر کتنی دور
ہے محبوب نے عرض کی کہ تیسرے دن حضور سامنے قلعۂ طلسمی کے پہونچیں گے اندر داخل ہونے
کا اختیار ہے خبریں سنی ہیں کہ در قلعۂ طلسم پر ہزارہا بلائیں نازل ہیں بادشاہ نے فرمایا اُن
بلاؤں کو دفع کرنے والا پروردگار ہے رات ہی کو حکم کوچ دیا صبح کو سب لشکر تیار ہوا بادشاہ
سوار ہوئے ایک جانب ثریا سے تاجدار افسر لشکر خیبر ساحران ایک جانب ملکہ گلعذار
سرو شمشاد قد جب لشکر چلنے لگا تو محبوب روتی ہوئی سامنے بادشاہ کے آئی اور عرض کی

اگر اے شہریار کنیز ضرور ساتھ چلیگی بڑے افسوس کی بات ہو کہ اس طرح سے لشکر چلا اور یہ کنیز نہ ساتھ ہو لونڈی کا عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہے نظم

عشق کی چوٹ کا کچھ دل میں اثر ہو تو سہی / درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی

دیکھوں نشتر زن دل آنکی نظر ہو تو سہی / چھیڑ کچھ اسکے سر دیدہ تر ہو تو سہی

آہ کہتی ہے کہ ڈھونڈوں اثر ہو تو سہی / نہ ملے آپنے تلاشی کو مگر ہو تو سہی

دیکھنا ایسی ہیں کیا دل کی تمنائیں قصا / جوشش گریہ بھلا خون جگر ہو تو سہی

تیر ہو جائے کہ برچھی کہ کٹاری کہ چھری / دل میں گھر کرنے کو کچھ تیری نظر ہو تو سہی

دل کو کیا دخل لٹے یار جو مجھسے شب وصل / خیر سمجھونگا کوئی رنج شمہ ہو تو سہی

زلف کی جبو نکات اٹھائیگی یہ ہنگام خرام / قابل اسکے تری بل کھائی کمر ہو تو سہی

دیکھنے گا جو مری داور محشر شہ / عرصۂ حشر میں اچھا وہ نظر ہو تو سہی

اب عمل کوئی پڑھے تا میں کروں سنگ عمل / سینۂ ناصح میں کسی طرح اثر ہو تو سہی

دل کی خواہش ہے کہ مہمان بلاؤں اسکو / کہتی ہے خانہ بدوشی کہیں گھر ہو تو سہی

روک لوں آنکھوں ہی میں آسکے نہ بڑھنے دوں گا / دل میں آتا ہے کوئی اسکو خبر ہو تو سہی

کیوں فلک وصل کی شب کبھی نہ میں یار سے ہم / شام سے ہی یہی دھن کی کہ سحر ہو تو سہی

وہ اجازت پس پردہ ہی ٹھہرنے کی ہمیں / جلوہ گھر میں ترے کچھ پیش نظر ہو تو سہی

اپنی کیفیتیں دکھلاتا ہے کچھ مست کو کیا / جام جمشید ملے مرا دست نگر ہو تو سہی

یہی قاتل سے ہے اظہار کا پہلو اچھا / آرزو دل کی کوئی زخم جگر ہو تو سہی

قطع یہ فصل کی امید ہی ہو کاش ہلال / زیست ایام جدائی کی بسر ہو تو سہی

بادشاہ نے ملکہ محبوب کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ اے محبوب تمکو ساحروں پر افسر کیا گلعذار و سمر و شمسا و قمر و محبوب نے جو لشکر ساحران و غیر ساحران کا شمار کیا تو تین لاکھ ساحر اور چار لاکھ غیر ساحر قرار پائے لشکر نے بڑے زور و شور سے کوچ کیا بادشاہ نے فیروزہ بن عمرو کو ساتھ لیا شکار کھیلتے ہوئے چلے کہ تیسری منزل ہی بادشاہ نے صحرا میں آکر ایک آہو کو شکار کیا مشغول رہے ہیں کہ فیروزہ بن عمرو آئے تو آگے بڑھوں دیکھا سامنے ایک آہو کھنچا آتا ہو کہ

بیٹھے پہ تیر پڑا ہوا مگر تیر نے خطا کی کہ دوسار نہیں ہوا بادشاہ نے تیر مارا کہ آہو گرا بادشاہ نے
اسکو بہ قربانی پہونچایا تیر کو نکالا روماں سے خون پاک کیا چاہتے ہیں نام پڑھوں حیران حیرانی کہ
ملاحظہ کر رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی ایک نقابدار مرصع پوش کو دیکھا کہ گھوڑے کو اُڑاتے ہوے
آتا ہے ہوا پیا شکار جو قریب بادشاہ کے دیکھا چھپا کر نزدیک آیا کہا کہ کیوں اے اجل گرفتہ میرے شکار
کو کیوں شکار کیا بادشاہ نے فرمایا کہ صحرا میں کیا کسی کا اجارہ ہے شکار جب سامنے آیا تیر مار دیا آپ
اٹھا کر لیجاؤ بلکہ دو تین آہو موجود ہیں نقابدار نے کہا کہ کیا میں پارچہ گوشت کا محتاج ہوں
تو نے میرا حق کھو دیا میں تجھے شکار کرونگا یہ کہکے تیغ ہلالی نیام سے کھینچا بادشاہ پر ہاتھ مار دیا
بادشاہ نے بازو بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا جھٹکا مار کر تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال سر سے اٹھا لیا
نکالا جو پہونچی بند نقاب ٹوٹے بادشاہ کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین پری پیکر رشک قمر سیمیں
سراپا خوب محبوبہ مرغوب ہے ہاتھ کانپا بادشاہ لہرا کر گرے رعب حسن و جمال سے بیہوش ہو گئے
اُس نازنین نے بھی جو جمال بیمثال بادشاہ دیکھا بیقرار ہو گئی فرش خاک پہ بیٹھی سر اٹھا کر
زانو پر رکھا زلف عنبرین کی بو سنگھائی دماغ میں بادشاہ کے جو بوے زلف معنبر پہونچی
اُسنے کام لخلخے کا کیا بادشاہ نے آنکھ کھولی زیر سر تکیہ زانوے محبوبہ پایا دماغ اپنا عرش اعلیٰ
پر پہونچایا اپنے کو سنبھالا مشکل اُٹھکے فرمایا کہ اے شہنشاہ خوبی و اے سرو روان باغ محبوبی
تمہارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے گل کس گلستان کی ہو ماہ کس آسمان کی ہو اپنا تو حال یہ ہے نظم

مخلصی کب ہا ہی کہ مرغ روح قید تن میں ہی
جان بدن میں ہی بدن آغوش پیراہن میں ہی

رو رہی ہو وہ کبھی میرے اضطراب اشک پر
کوئی آنکھوں میں تڑپتا ہی کوئی دامن میں ہی

انقلاب لیا دکھا اے سطوت قاتل آج تو
زخم میں آئے جو ڈورا دیدۂ سوزن میں ہی

بعد مردن دیکھنا دیوانگی کا میری اوج
ماہ نو ہوگا وہی طوق آج جو گردن میں ہی

خاطر صافی میں تیری کس طرح سے آئیگا
وہ جو میرے قتل کا کینہ دل دشمن میں ہی

گر کدی ہو سینے لگی پاسے نگاہ یار میں
فرش نظارہ جو اپنا دیدۂ روزن میں ہی

بعد مردن آرزو یہ کن خاک سے پیدا ہوئی
میرا لاشہ صورت دل سینۂ مدفن میں ہی

خون رو لے عمر بھر اغیار صورت دیکھ کر
میرے زخموں کا نمک شاید تیرے جوبن میں ہی

زخم کے دہن میں ای قاتل چمکیگا تیر سے
چشم کی صورت جو حلقہ جوہر آہن میں ہے

سمجھ گئے پر بھی یہ سنبل شمع دیکھو صبح تک
اشک آب کا خون نگن کے گوشہ دامن میں ہے

لگ گئی یہ خاک کس کے حسرت پابوس میں
اک بگولا سا مری گرد رہ مسکن میں ہے

اٹھا دی یکسوئی نے کر دیا رو سفید
کھل گیا ہے صاف شیشہ جو شکوہ دل ناصحا میں ہے

باغ ہستی کی ہوا سے سیر کیا ای نسیم
بو ... دو جو گل رو کے گلشن میں ہے

بادشاہ نے جو یہ اشعار عبرت آثار سامنے اُس مہ جبین کے پڑھے اُس مہ جبین نے شرما کر اپنا
سر جھکا لیا کہا کہ ای شہریار اس کنیز کا نام ریحان صندلی پوش ہے یہان سے قریب ایک قلعہ ہے
کہ اسکو قلعہ صندلی پوشان کہتے ہین اغراض صندلی پوش باپ میرا وہان کا حاکم ہے
پہلوان بے نظیر ہے بیرون قلعہ میرا باغ ہے ریحان گلرنگ باغ کا نام ہے مین برائے شکار نکلی
تھی اس طرف گذر ہوا آپ تک قضا سے پہونچا یا اگر مناسب ہو تو میرے باغ مین تشریف
لے چلیے بادشاہ فوراً سوار ہوے ساتھ اُس مہ جبین کے چلے تھوڑی دور رستہ طے کیا تھا کہ کنیزین باغ
کی نمایان ہوئین انھون نے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال ملکہ کے ساتھ ہے حیران جمال و محو دیدار
ہوئین ایک سے ایک کہتی ہے کہ ایسا جوان سج دار و سپاہی وضع آج تک نگاہ سے نہین گذرا
کنیزون نے گھیر لیا ایک کنیز مفرحی گلپوش نامے قریب بادشاہ کے آئی نام پوچھا یہ بھی معلوم
ہوا کہ طلسم ہفت پیکر مین جاتے ہین کہ صاحبقران داخل طلسم ہو چکے طلسم کشا کا بھی خواہی
اس کنیز کو یہ سنکر بہت ناگوار ہوا کہ ایسے دشمن کو ملکہ ساتھ لیکر چلی ہین ہمارا بادشاہ تو دل سے
ان لوگون کے نام کا دشمن ہے کہ ان سب نے طلسم ہفت پیکر پر حملہ کیا ہے اس جوان کو ہاتھ سے
اغراض کے قتل کراؤن یہ سوچ کر ساتھ سے ہٹی طرف قلعہ صندلی پوشان کے چلی دو کوس
راستہ طے کیا تھا کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا کہ اغراض برائے شکار گیا تھا پلٹا ہوا آتا ہے کنیز کو
دیکھکر آواز دی کہ ای مفرحی کہان سے آتی ہے کنیز نے سب حال بیان کیا کہا کہ آپ کی صاحبزادی
بادشاہ اسلام کو باغ مین لائی ہین یہ سنکر اغراض کانپ گیا کہا کہ ان مسلمانون نے سب جگہ
ویران کر دین مگر اس شخص کو یہان موت لیکر آئی ہے ابھی چل کر قتل کرتا ہون اُس گیسو بریدہ سے
بھی سر تن سے اڑا دونگا یہ کہکے مفرحی کو ساتھ لیا طرف باغ کے چلا یہان ملکہ بادشاہ کو لیے ہوے

باغ میں آ کر مسند پر بیٹھا یا گائنوں کو بلایا گائن سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

رشک عدو میں دیکھو جاتا ہے گنوا ہی دینگے — وہ جھوٹ جانتے ہو اک دن وہ کھا ہی دینگے
آواز کی طرح ہم بیٹھیں گے آج اے جان — دیکھیں تو آپ کیونکر ہمکو اٹھا ہی دینگے
اڑ جاؤنگا جہان سے عاشق کا رنگ ہو کر — نقش قدم نہیں ہوں جسکو مٹا ہی دینگے
غیروں کی جستجو کی مدت سے آرزو ہے — یہ یاد وہ نہیں ہے جسکو بھلا ہی دینگے
خاموش گفتگو میں افسردہ آرزو میں — وہ دل نہیں ہمارا جسکو ہنسا ہی دینگے
شعلے نکل رہے ہیں ہر استخوان سے آہ — شمعیں یہ وہ نہیں ہیں جنکو بجھا ہی دینگے
اس خاک تک پہونچکر پھرنا نسیم مشکل — ہوں اشک افتادہ کیونکر اٹھا ہی دینگے

گائن گا رہی ہے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے کہ گرد سے باغ کے گرد اڑی معلوم ہوا دوڑی ہوئی لی
کہا آپکے باپ نے آپکے باغ کو گھیر لیا ہے آپ سے آپکے باغ میں آتے ہیں یہ سنکے
بادشاہ اسلام اٹھے مسلح و مکمل ہو کر بیرون باغ تشریف لائے اغراض نے جو بادشاہ جمجاہ
کو آتے ہوئے دیکھا جمال جہان آرا دیکھ کر دنگ ہو گیا جھک کر سلام کیا کہا اے شہریار آپسے
بڑی گستاخی کی مگر اب میرے اور آپ سے مقابلہ ہو جو غالب آئے مغلوب اطاعت کرے یہ
سنکر بادشاہ نے فرمایا بدل وجان قبول ہے اغراض نے نیزہ مارا بادشاہ نے چند طعنوں میں نیزہ
اسکا ہوائی کیا اغراض نے قبضے پر ہاتھ ڈالا بادشاہ نے فرمایا کہ اے پہلوان دوران و اے رستم زمانہ
لڑائی میں تلوار کی خوف ہلاکت ہے لہذا ہمارے تمہارے کشتی میں امتحان ہو وے اغراض
فوراً گھوڑے سے کودا بادشاہ بھی گھوڑے سے کود کے دامن گردان آستین چڑھا کے آپس
میں کشتی ہونے لگی ملک کھڑے ہوئے دیکھ رہی ہیں کہ بادشاہ جمجاہ اتنے بڑے پہلوان سے
یہ لطف لڑ رہے ہیں اگر وہ دس قدم ریل کر لیجاتا ہے تو بادشاہ بارہ قدم ریل کر لیجاتے ہیں
جس مقام پہ گھڑی دو گھڑی اٹک کر لڑتے ہیں اسقدر پسینہ جاری ہوتا ہے کہ کیچڑ ہو جاتی ہے
دو پہر تک اغراض بادشاہ جمجاہ سے برابر لڑا جب زوال آفتاب ہوا زوال زور اغراض ہونے لگا
بادشاہ اسلام زیادتیاں کرنے لگے جس مقام پر پکڑ لائے دو دو گھڑی نکلنے نہ دیا اغراض
اپنی زندگی سے مجبور و ناچار ہو رہا ہے چاہتا ہے کسی طور سے چھوٹوں وعدہ کل کے

کچھ نہ کر سکیں اغراض نے کہا کہ اے نور نظر میں نے بہادری ختم کی مگر جملہ فنون میں آپکو اُس [illegible]
اوپر غالب پایا ناچار ہو کے تمکو لڑوانا خیال کرکے جو دیکھا تمہارا بھی وہی حال [illegible]
کی کرامات کو نہ لڑتے اگر رات کو لڑتے تو تمکو وہ زیر کر لیتا اب میں اُس سے نہ لڑونگا کیوس نے
کہا کہ آپ کا جی چھوٹ گیا مجھکو تو ابھی حوصلۂ جنگ باقی ہے مگر باغ میں جانا البتہ ناگوار ہوا یہ کہکر
وہ اندر گیا کنیزوں نے آکر گھیر لیا ملکہ بھی کوٹھے سے دیکھ رہی تھی دیکھتے ہی کوٹھے سے اتر آئی
میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اسنے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیئے تھے جو سے معلوم دیتا تھا کہ
وہ اس جوان پر جان دیتی ہے کس اعزاز و اکرام سے باغ میں لے گئی پھر کیوس نے کہا کہ میں ابھی
جاتا ہوں جا کے صحبت کو درہم و برہم کرونگا چین سے نہ بیٹھنے دونگا آفت برپا کرونگا یہ کہکے
ہتھیار سنبھالنے لگا اغراض نے کہا کہ اے فرزند باہر کچھ نہ کر سکے اب اندر جا کے کیا کروگے
کیوس نے کہا کہ یہ مقدمہ دور کا تھا میں تلوار سے لڑونگا یہ کہکے تلوار پکڑا تا ہوا چلا ہر چند کہ
باپ نے منع کیا مگر کیوس نے نہ مانا چند پہلوان بھی اسکے ساتھ ہو کے اُٹھے کہا کہ ہم بھی آپکے
ہمراہ چلینگے کیوس نے اُن سب سے کہا کہ کسی کا کام نہیں یہاں ملکہ نے بادشاہ اسلام کو مسند پر
بٹھایا اسباب عیش و نشاط طلب کر رہی ہیں چاہتی ہیں کہ شراب وغیرہ مہیا کروں تو میں بھی
پہلو میں بیٹھوں گا مطربوں کو بلا رہی ہیں گائنیں ساز درست کر رہی ہیں کنیزیں گلدستے شراب کے
لاکر رکھ رہی ہیں کہ در باغ پر بلوہ ہوا ملکہ نے کہا کہ ارے خبر تو لاؤ یہ کیسا ہنگامہ ہے دیکھا [illegible]
سامنے سے روتی ہوئی آئی سر سے خون بہتا ہوا سامنے آکر گر پڑی کہا کہ حضور [illegible]
تو پکے سیان کیوس شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے اندر باغ کے گھسے آتے ہیں میں نے روکا [illegible]
میں ہاتھ تلوار کا مار دیا دیکھیے سر زخمی ہوا کنیزیں روک رہی ہیں نہیں سنتے کنیزوں کو قتل کر رہے
ہیں فرماتے ہیں کہ اُس گیسو بریدہ کو قتل کرونگا باغ میں چین سے نہ بیٹھنے دونگا یہ خبر [illegible]
سنکر بادشاہ اسلام مسند سے اُٹھے فرمایا کہ اے ملکہ عالم آپ کا بھائی عجب طرح کا نامعقول ہے میں تو
جنگ کشتی کا طالب تھا کیوں مجکو چھوڑ کر چلا گیا ملکہ نے دامن پکڑا کہا کہ ٹھہر جاؤ وہ بڑا اوچھا
ہے کنیزوں کو مارا ایسا نہ ہو کہ حضور کو کوئی چشم زخم پہونچے تو میں کہ مر جاؤنگی [illegible]
خون کے پیاسے ہو رہے ہیں آپ کی وجہ سے کچھ نہیں کر سکتے جس وقت آپ [illegible]

کیا آفت برپا کرینگے یہ کہتی ہوئی چلی جاتی ہے کہ ساتھ چلون بادشاہ نے بغصہ فرمایا کہ اے ملکہ عالم
ان باتون مین دخل نہ دو اگر دخل دوگی تو ہمارے تمہارے نہ بنیگی ملکہ سہم کر ٹھہرین بادشاہ
جھپٹے کے قریب در باغ آئے دیکھا کہ کئی کنیزون کے لاشے پڑے ہیں بیچ مین شہزادہ تیغ بکف
مین کیوس کھڑا ہوا لڑ رہا ہے بادشاہ نے للکارا کہ اے کیوس کیا جرأت دکھا رہا ہے ان بیچاری غریبون نے
کیا ایسا قصور کیا بادشاہ کو دیکھکر کیوس آگ ہو گیا تلوار کھینچے ہوئے جھپٹا اس خیال مین کہ تیغ
برہنہ دیکھکر کیا ہی سہم جاینگے بادشاہ سامنے آکر کھڑے ہو گئے کیوس نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
کلائی پر تھپکی دی کہ تلوار پیش پڑی فوراً کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی وہی
تلوار اٹھائی کہ مین بھی وار کرون کیوس نے سمجھ لیا گر کے پاؤن پر گرا رونے لگا کہا کہ مین آپ کی ملاقات کو
آتا تھا ان کمبختون نے مجھکو روک کر بدمزاج کیا تب مین نے کنیزون کو مارا مین تابعدار ہون باپ
کو اختیار ہو خواہ آپ سے لڑے خواہ صلح کرے اب مجھے حضور سرفراز فرمائین بادشاہ جمجاہ
نے ہاتھ روک لیا کیوس تکلف سے قدمون پر گرا اپنی حماقت کا عذر کرنے لگا کہا کہ آپ باہر بارگاہ
مین تشریف لے چلیے میری بارگاہ الگ استادہ ہے آپ کے ساتھ حاضر رہونگا خدمت کرونگا
بادشاہ اسکے ساتھ ہوے کیوس بادشاہ اسلام کو ساتھ لیکر چلا الغرض دربارگاہ پر کھڑا
دیکھ رہا تھا کہ بیٹے کو دیکھا ساتھ بادشاہ کے سرنگون چلا آتا ہے جب باہر آئے تو افسرون نے بھی
سلام کیا لا کر اپنی بارگاہ مین پہونچایا کہا کہ مین حاضر ہوتا ہون باپ کو سمجھانے جاتا ہون افسرون
کہا کہ شہریار کی خدمت کرو یہ کہکر دوڑا ہوا سامنے اپنے باپ کے آیا الغرض نے پوچھا کہ اے
فرزند کیا کیا کہا کہ اے باپ مین بادشاہ کو لگا کر اپنی بارگاہ مین لایا ہون اب شراب پلا کر بیہوش کرونگا
آپ بھی میرے ساتھ چلیے ظاہر مین اطاعت کیجیے تھوڑے سے ہی عرصے مین گرفتار کرونگا پھر اس
شوخ دیدہ گیسو بریدہ کو بھی سزا دونگا باپ نے کہا کہ اے فرزند بیمروت جرأت کے اسیر خلاف کی
جو تونے کہا اُس ہمارے نے قبول کیا ایسے بہادر کے ساتھ دغا کرنا چاہیے کیوس نے کہا کہ کیا
کرین جرأت مین اس سے غالب نہین آتے آخر دام مکر بچھایا کہ یون ہی سہی الغرض نے کہا کہ مجھکو
اختیار ہے مگر اس ملک مین ہرگز شر پا نہوگا اور یہ نہ چاہونگا کہ تو بیکسے اسکو گرفتار کرے بلکہ
بادشاہ لشکر اسلام اسی لائق ہے کہ اُسکی اطاعت دل و جان سے کرین بلکہ رفیق بنکر ساتھ رہین مین بھی

ذلیل نہ ہونے دونگا اُسکی ذات سے مجکو یہ دن نصیب ہوا کہ میں صاحبقران عالیشان کا حکم
کہلا دونگا میں سمجھے مکر نہ کرنے دونگا کیوس نے جھلا کر کہا کہ میں آپ کا سر کاٹ کر لیجا ونگا اور
قدموں پر اُنکے ڈال دونگا اور کہونگا کہ باپ نے اطاعت نہ قبول کی میں آپکی محبت میں باپ کا
سر کاٹ لایا اغراض نے کہا کہ تیری کیا مجال ہی کہ میرا سر کاٹ سکے باپ بیٹے میں یہانتک نوبت
پہنچی کہ آخر تلواریں کھنچیں رفیق بھی جانبین سے آمادہ ہوے دیکھا ہوسکے باپ بیٹے میں
تلوار چلنے لگی رفیق رفیقوں سے لڑ رہے ہیں پلٹنیں رسالے تیار ہونے لگے نقارے بجے بادشاہ
نے بیٹھے بیٹھے فرمایا کہ ارے دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہے کیسا ہنگامہ ہو رہا ہے ہرکارے گئے پلٹ کر آئے
خبر مفصل بادشاہ اسلام سے عرض کی بادشاہ تلوار پٹکا کر اُٹھے دیکھا سارے لشکر میں ہنگامہ ہو رہا
ہے پیدل پیدلوں سے لڑ رہے ہیں سوار سواروں سے لڑ رہے ہیں بادشاہ للکارتے ہوئے پہلے
فوج کو منع کرتے ہوئے اُس مقام پر پہونچے کہ جہاں باپ بیٹے میں تلوار چل رہی ہے للکار اُکر
او کیوس تیرے مکر سے میں آگاہ ہوا تجھ سے مقابلہ کر باپ پر کیوں تلوار کھینچی اغراض نے پکار
آواز دی کہ اے شہریار میں دل وجان سے آپکا مطیع ہوں اس مکار کی باتوں پر نہ جائیے گا
کیوس نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ باپ کا سر زخمی ہوا چاہا کہ باپ کا سر کاٹ لوں بادشاہ اسلام نے
اپنے کو جلدی سے قریب پہونچایا اغراض کو پشت پر لیا سینہ سپر کر کے کیوس سے مقابلہ کیا
کیوس نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ جمجاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا کیوس نے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے کئے سر کو کاٹ کر تلوار جو گری پا
قبضہ سپر پر چمکی تھی یا زمین کو بوسہ دیا کیوس کے گرتے ہی اغراض دوڑ کر قدموں سے بادشاہ
کے لپٹ گیا کہا کہ اے شہریار اچھا ہوا کہ یہ مغرور مارا گیا آپ کو مکر سے لگا کر لایا تھا خوب ہوا کہ مارا گیا
چاہتا تھا کہ آپ کو مکر سے گرفتار کرے مجھ سے کہنے لگا تھا کہ تم بھی جل کر مکر میں شریک ہو میں نے بہتیرا
سمجھایا مگر مجھ سے لڑنے لگا آخر اُسکی قضا آئی تھی واصل جہنم ہوا میں نے دل وجان سے
آپکی اطاعت کی بادشاہ جمجاہ نے اغراض کو اپنے ساتھ لیا اور باغ میں تشریف لائے ملکہ سمبر باغ
میں سجدے کر رہی ہیں باپ کو جو ساتھ بادشاہ کے آتے ہوئے دیکھا جھک کر سلام کیا اغراض
نے کہا کہ اے نور نظر ہم تمہارے سبب سے دائرہ اسلام میں آئے مذہب حق پایا جسکی وجہ

دیکھا کہ بادشاہ صحبت عیش میں بیٹھے ہیں ایک مہ جبین لعبت چین پہلو میں بیٹھی ہی فیروزہ
نے وجد کیا کہ کیا یہ لوگ صاحب اقبال ہیں کہ جہاں جاتے ہیں معشوق پری چہرہ دستیاب ہوتی ہی پھر
نے خیال کیا کہ اب یہاں میرے بیٹھنے سے لطف صحبت تخلیہ میں برہمی ہوگی اپنے دل میں یہ
سوچ کر باہر گیا کنیزیں وغیرہ اپنے اپنے مقام پر جا کر سوئیں فیروزہ بن عمر بیٹھا دیکھ رہا تھا
بادشاہ جا کر چھپر کھٹ پر سوئے جب پہر رات باقی رہی فیروزہ نے دیکھا کہ دیوار پر جست کر کے ایک
عیار آیا بادشاہ سمجھا وہ کو نگاہ غور دیکھنے لگا فیروزہ سنبھل کر بیٹھا یقین ہوا کہ یہ عیار فکر میں بادشاہ
کی آیا ہی عیار جست کر کے دیوار سے اترا چھپتا کر قریب چھپر کھٹ کے آیا بادشاہ کو بیہوش کیا
پشتارہ باندھ کر چلا فیروزہ نے چاہا کہ باغ ہی میں روک لوں اور اسکو جانے نہ دوں یہ خیال
کر کے پیچھے آیا مگر جب تک فیروزہ سنبھلے سنبھلے وہ عیار کود گیا فیروزہ بن عمر بھی جست کر دیوار پر
پہونچا دیکھا کہ عیار چھپتا ہوا جاتا ہی فیروزہ کو دوا اگر گرد کو شش عیار کی نہ دیا آخر مقام خیال
میں آیا کہ للکار کر اسکو روکوں سوچا کہ اگر آواز دونگا تو اور زیادہ تیز ہوگا جو اب یہ پہونچوں تو
حلقہ ہائے کمند ماروں مگر نہیں پہونچ سکتا ایک بونڈا لا گرد کا اڑتا ہوا جاتا ہی نہایت عیار
تیز رو ہی مگر فیروزہ بن عمر وکسی طرح تعاقب نہیں چھوڑتا ہی چلا ہی جاتا ہی دس کوس راستہ طے
کیا تھا کہ دیکھا صحرا میں ایک لشکر اترا ہی بارگاہ کلان استادہ ہی عیار وہیں بارگاہ میں گیا اسنے
بادشاہ کو مسلسل ومطوق کیا فیروزہ خدمتگار بنکر جب اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا کہ ایک
پہلوان قوی تن دیوتن مقام صدر پر بیٹھا ہی بادشاہ کو ہوشیار کیا ہی ہوشیار ہو کے کہا
کہ کیوں اے بادشاہ اسلام تمنے کچھ خوف نہ کیا شاید تمنے میرا نام نہیں سنا ہی جمیل جنگجو
میرا ہی نام ہی جس معشوقہ کو تم پہلو میں لیکر بیٹھے تھے وہ کئی سال سے میری منگیتر ہی باپ نے
اسکے میرے ساتھ نسبت کیا تھا تمکو کچھ ہمارا خیال نہ آیا کہ اسکا منگیتر کیا کریگا اسی میں تمکو
قتل کرونگا زندہ نہ چھوڑونگا بادشاہ اسلام نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہو سکے
قصور نکر یہ سنتے ہی جمیل نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد باہر سے خنجر برہنہ لیے ہوئے آیا
آتے ہی بادشاہ اسلام کی گردن پر کھینچے کا خط دیا شاہ نگین لگانے لگا اور یہ آواز دیتا تھا کہ اے
پہلوان دوران ذرا کہ شاید جہاں حکم دل سے ذرا سمجھ بوجھ کر حکم دینا قتل کرنا میرا کام ہی

بھلا نا خداوند ہفت پیکر کا کام ہی جہلیل نے حکم دیا کہ ہم خوب سمجھتے ہیں تو جلد قتل کر ورنہ کر
جلاد نے چاہا کہ ہاتھ لگاوے فیروزہ بن عمرو نے پتھر مارا کہ سر جلاد کا پھٹا ہلاک ہوا جہلیل نے
گرفتار کر کے جلاد کو کہا کیا ہوا عیار نے کہا کہ ای شہریار ہشیار اس جوان کا ہمیشہ سے تھا قسمت میں آیا
تھا کیا عجب ہی کہ وہ دربار میں آیا ہو اب دوسرے جلاد کو بلایئے یا میں خود قتل کروں یہ کہہ کے
کمر سے خنجر کھینچا قریب بادشاہ کے آیا چاہا کہ قتل کروں فیروزہ بن عمرو بشکل شاطر قریب آ مرا
ہوا آیا کہا مہتر صاحب آپ اس جوان کو کیوں قتل کرتے ہیں اسکے خبردار آپکے دونگیر
ہونگے عیار نے کہا کہ تو کیوں دخل دیتا ہی فیروزہ نے ایک دھول ماری اور اپنے نام کا نعرہ
کیا کہ ہم فیروزہ بن عمرو ہیں کہہ کے لپٹنے لگا ایک سپاہی نے بڑھ کر کہا کہ میں بادشاہ کا سر
کاٹے لیتا ہوں سر زنجیر پکڑ کے کھینچا خنجر اٹھایا بادشاہ جہجاہ نے کہا کہ او نالایق و بے حیا خنجر
کھینچتا ہی سپاہی نے سونٹا اٹھایا اشعلہ مغضب کا نون سینہ بادشاہ اسلام میں شعلہ زن
ہوا بادشاہ نے زنجیر پکڑ کے جھٹکا دیا سپاہی جھکا بادشاہ اسلام نے ہتھکڑی ماری کہ سر پاش پاش
ہوا بادشاہ نے یک بارگی ہتھکڑی توڑی قید پر ہاتھ ڈالا اور نعرہ کیا

| | |
|---|---|
| [illegible] ہیچ جگر سوز ہیں | گر بی بازار عشق از لطف [illegible] |
| ہمہ دار رفتار [illegible] سے ہیں | باک ندارم ز دار [illegible] |
| [illegible] پستہ یہ زنجیر عشق | بشکنم [illegible] وقت [illegible] |

قید [illegible] سے توڑ کے پھینک دیا ایک سپاہی کو پکڑ کر اٹھا لیا فیروزہ بن عمرو
پہنچا آپ مصروف جنگ ہوئے جسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے غضب کیا [illegible] بادشاہ
ہاتھ سے مارے گئے جہلیل کو بہت ناگوار ہوا خبردار خبردار کہتا ہوا پڑھتا پکار کر آواز دی کہ اگر
بادشاہ میں تمہاری جنگ کا مشتاق ہوں یہ کہا اور قریب پہنچا اور ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ
جہجاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا افسران فوج گرد آ گئے ہر طرف سے نیزہ و تیر مارتے ہیں بادشاہ
سپر کے وار روک رہے ہیں جسپر ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہوئے دو سے تیر پڑے ہیں وہ تیر
جسم پر بادشاہ کے پڑا بادشاہ نے نکال کر پھینک دیا فوارے خون کے جسم سے بلند ہیں گرد بادشاہ
کے نگاہ فرات خود بیٹھا ہیں جب بادشاہ اسلام نے دیکھا بلوہ کافروں کا بارگاہ میں بڑھتا جاتا ہے

ستون بارگاہ پر ہاتھ ڈالا ستون کو جنبش ہوئی بارگاہ لہرائی گرنے لگی بادشاہ اسلام بارگاہ کو گرا کر باہر نکلے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا گھوڑے پر سوار ہو کر لڑنے لگے چہار جانب سے فوج کفار بلوہ کیا بادشاہ جمجاہ نے بیتاب و بیقرار ہو کر دعا کی کہ ای خالق لیل و نہار و ای معین الضعفا و ای خالق یکتا اپنے بندۂ حقیر کو ان ظالموں کی بیعت سے بچا لے ان بیباکوں نے گھیرا ہے نظم

خدا آئینۂ دل را کند صاف ۔ بشوید سینہ را با آب الطاف
بہر بندہ کند حق کارسازی ۔ بفضل و لطف و رحم و عدل و انصاف
بہر یک راز مولے رازدار است ۔ بہر یک پردہ ذات اوست کشاف
زبانہا عاجز از تقریر دانش ۔ قلمہا قاصر از تحریر اوصاف
بشرق و غرب حکم اوست جاری ۔ جہان محکوم او از قاف تا قاف
زہے واحد کہ شد او نایگانہ ۔ کہ شد ظاہر از و نقش او الطاف
جہان مداح او ممدوح دوران ۔ خدا موصوف و جملہ خلق وصاف
زہے فرمان ملزوم الاطاعت ۔ کہ باشد حکم او جاری باکناف
ز خشش جلوہ گر ماہ جہان تاب ۔ ز نورش پرتو افگن بہ آفاق
ظہور قدرتش گردد ہویدا ۔ باقسام و بانواع و باصناف
کسے در بتکدہ بت می پرستد ۔ کسے اندر حریم کعبہ طواف
خدا را مرد عارف می شناسد ۔ بداند قیمت زر مرد صراف

بادشاہ نے جو یا سے دعا کی صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ نقابدار بادلہ پوش بارہ ہزار جوانوں سے آکر پہونچا وہیں سے نعرہ کیا کہ باغیان کافران بیحیا و ای نابکاران بد نما منم نقابدار بادلہ پوش یہ کہکر تلوار کھینچ کر لشکر پر اس طرح حملہ کیا کہ پہلے ہی حملے میں بارہ ہزار جوان مارے عیار نقابدار تڑپتا ہوا قریب فیروزہ بن عمرو کے پہونچا برابر کھڑا ہو کے لڑنے لگا کئی سو عیاروں کو مار کے گرا دیا اور فیروزہ کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای فیروزہ و ای مہتر زن مہتر عیاری تمہارے ہی گھر سے نکلی ہے کیا کس خوبی سے دینۂ قاکو ہلاک کیا مگر ذرا ہوشیار ہو دیکھو احکام تیز رو آتا ہے احکام نے جو دیکھا کہ عیار نقابدار بادلہ پوش پاس فیروزہ کے پہونچا کئی سو بیک پیچھے میرے مارے گئے

شال گردون کو لیکر جھپٹا عیار نقابدار نے فیروزہ بن عمرو کو ہوشیار کیا کہا دیکھو سنبھلو عیار آتا ہی کئی
سو پیکیچون نے ان دونون کو گھیر لیا مگر عیار نقابدار مثل برق کے تڑپ رہا ہی کئی سو پیکیچون کو مار کے
گرا دیا فیروزہ بن عمرو کو بچا رہا ہی جس عیار نے فیروزہ پر حلقے کمند کے مارے عیار نقابدار
نے حلقے کاٹ دئے اُسی عیار کو جھپٹ کے مارا جب احکام نے دیکھا کہ عیار نقابدار بلاے
روزگار ہی کہا یارو اس ظالم کو گھیر لو عیار نقابدار پر حلقے کمند کے پڑنے لگے مگر عیار نقابدار
حلقہ ہاے کمند سے مثل برق کے تڑپ کر نکلتا ہی ایک مقام پر احکام نے حلقے کمند کے
مارے عیار نے دیکھا کہ حلقے کمند کے گردن و کمر مین آئے اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کر نکلا نکل کے
جست کی سر پر احکام کے پہونچا اُترتے اُترتے خنجر مارا کہ عیار کا سر کٹ کر گرا سب پیچھے بھاگے
غلغلہ کرتے ہوئے کہ احکام تیز رو مارا گیا سلطنت جہلیل کی زور ہوئی عیار پر بڑا دعوی تھا کہ جہان
کام کر کے آیا دیکھو بادشاہ اسلام کو کیونکر بچا لاتا اب پہلوانی کا زمانہ رہا عیار نقابدار بادلہ پوش
احکام کو مار کر قریب اپنے آقا کے آیا پوچھا کہ ای آقاے نامدار جنگ کا کیا طور ہی نقابدار نے کہا
کہ مین بادشاہ کے ساتھ لڑ رہا ہون اُن ہی کے طریقے پر چل رہا ہون کئی مرتبہ جہلیل سے مقابلہ
پڑا لوگ بیچ مین آ گئے مقابلہ رہ گیا میرا حریف ہوتا تو اب تک مار چکا ہوتا بادشاہ اسلام کے
جو کان مین آواز گئی سنبھل کر پشت مرکب پر بیٹھے جنگ رستمانہ کرتے ہوئے چلے جہلیل کو للکارا
کہ او نامرد ازلی اب سامنے نہین آتا میرے تیرے مقابلہ ہو جائے کہ دل مین تیرے جو حملہ ہو آگے
پیشتر جہلیل بڑھا اُدھر سے علمدار لشکر کفار آتا تھا کئی سو جوان اُسکے گرد جنگ کرتے ہوئے علم کو
بغل مین داب لیے ہوئے پھیرا ہوا مین اُڑتا ہوا جس مقام پر جم کر لڑتے سو دو سو کو زخمی کیا مگر ملازمان
نقابدار مین سے جو ایک زخمی ہوا دوسرے نے اُسکو اپنے گھوڑے پر سوار کر لیا منظور یہ ہی کہ لاش
اپنے ساتھ والے کی رہ نہ جائے اکثر جو مر گئے سوارون نے گھوڑے سے اُتر کر لاشے اُنکے
اُٹھا لیے اپنے گھوڑون پر ڈال لیے مگر بادشاہ سے جہلیل کا سامنا ہوا نقابدار بادلہ پوش نے
علمدار کو مارا بادشاہ اسلام نے جہلیل کو ٹوکا جہلیل آ پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی دو چار وار
رد و قدح کے ہوئے تھے کہ ایک مقام پر بادشاہ اسلام نے خبردار خبردار کہکے کمر کو بتا کر سپر پر
ہاتھ تیغ صمصام کا مارا برق شمشیر جو تڑپ کر گری یا توقبہ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ مرکب زمین کو

بوسہ دیا جس وقت کہ جہلیل مارا گیا احکام کا بھائی ناکام فوج کو ساتھ لیکر بھاگا طرف صحرا کے
روانہ ہو گیا لاشہ جہلیل کا لاد لیا بھاگے ہوئے جاتے ہین لیکن بادشاہ اسلام بعد فتح جنگ کے
نقابدار بادلہ پوش کے سامنے آئے فرمایا کہ ای نقابدار تمنے بڑا احسان کیا کہ ایسے وقت پر
آئے ہم عاجز ہو رہے تھے مگر چاہتے ہین کہ تمھارے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون طرز جنگ سے
یہ تو ثابت ہوتا ہی کہ خاندان صاحبقرانی مین سے ہو اپنے نام سے آگاہ کرو کہ گل کس گلستان کے ہو
اور ماہ کس آسمان کے ہو نقابدار بادلہ پوش نے کہا کہ ای شہریار آپکے فرمانے کا مجھے بہت
شرمسار ہوتا ہی ابھی نام ظاہر کرنا منظور نہین ہی صاحبقران زمان سے امتحان کرونگا شاید غالب
آؤن بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای نقابدار بہادر بیہودہ سے خام سر سے نکال ڈالو اسطرح کا
خیال دل مین نہ رکھو صاحبقران عالیشان وہ مرد مردانہ و شیر فرزانہ ہی کہ رستم پیلتن ایسے فرزند
کو زیر کیا کہ اس طلسم مین وہی طلسم کشا ہوگا طلسم مسیح ہی سنا ہی کہ تحفہ جات و لوح طلسم لیکر
داخل طلسم ہو گئے ہر چند کہ صاحبقران عالیشان بالذات فاتح طلسم نہین ہین مگر لڑکے سر طلسم
مین پہونچے مرحلہ جات پر لڑ رہے ہین صاحب اسم اعظم محترم و محتشم آنپر آج تک کوئی غالب نہین ہوا
ایک نقابدار اس مدت مدید مین آیا ہو اسکے طریقے سے سامان صاحبقرانی پائے جاتے ہین
ایک صفت اسمین یہ ہی کہ ایک باز سفید اسکے سر پر سایہ فگن رہتا ہی ساحر سے نہین ڈرتا ساحرون
کو پامال کرتا ہو مرکب حبشی پر سے سواری بارگاہ عمدہ اسپر سرتاثیر نہین کرتا سالہا سال سے برابر
کد و کاوش کر رہا ہی کہ صاحب قران عالیشان سے پالے لون مگر صاحبقران کب دیتے ہین
فرماتے ہین کہ مجھ سے مقابلہ کرو نقابدار چاہتا ہی کہ مقابلہ نہ کرون اور پالے پاؤن یہ سنکر نقابدار
بادلہ پوش نے کہا کہ مین نقابدار زرین پوش سے امتحان کرونگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای نقابدار
اگر تم نقابدار زرین پوش پر غالب آئے تو شاید صاحبقران عالیشان پر بھی غالب ہو یہ سنکر
نقابدار بادلہ پوش خاموش ہوا اور یہ کہکر چلا گیا کہ مین نقابدار زرین پوش کی فکر مین جاتا ہون
بادشاہ جمجاہ فیروزہ بن عمرو کو ساتھ لیکر اسباب لوٹ کا لدوائے ہوئے طرف باغ ملکہ کے چلے
یہان صبح کو ملکہ کی جو آنکھ کھلی اور بادشاہ کو چھپر کھٹ پر نہ پایا باغ مین تلاطم ہوا یہ خبر اعراض کو
پہونچی اسنے اگر تیغی کو سمجھایا کہ مین ہر کارے سے روانہ کرتا ہون حال کھل جائیگا کہ کون شخص اٹھا کر

گرفتار کرکے لے گیا ہرکارے سے دریافت کرکے ظاہر کرینگے غرض بیٹی کو سمجھا کر باہر آیا لشکر میں
ذکر کیا ہرکارے روانہ کیے مگر بادشاہ جمجاہ فیروزہ کو ساتھ لیے ہوئے آگے بڑھے ہوئے
آتے ہیں چھکڑے اسباب وغیرہ کے عقب میں راہ میں ایک پہاڑ ہے اسکو کوہ بوقلموں کہتے ہیں
ایک قزاق رہتا ہے کہ شاپان فیلسوار اسکا نام ہے پہاڑ پر بیٹھا تھا کہ اسنے دیکھا چھکڑے
اسباب کے جاتے ہیں بارہ ہزار قزاق لیکر اترا فقط ان چھکڑوں پر گاڑیبان تھے انکو پکڑ لیا
چھکڑے پھیر کر لے گیا چند گاڑیبان پہلے سے کود کر بھاگ گئے تھے وہ بھاگ کر خدمت میں بادشاہ
اسلام کی آئے عرض کی کہ شاپان قزاق مال حضور کا چھین کر لے گیا بادشاہ جمجاہ یہ سنکر بولے فرمایا کہ
قزاق کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہمارا مال و اسباب لے جائے گھوڑا اڑاتے ہوئے چلے بادشاہ کوہ
بوقلموں میں پہونچے قزاقوں نے دیکھا کہ ایک سوار تاج سر پر رکھے موتیوں کے مالے گردن تا
جواہر کے گلے میں مرکب عربی زیر ران مرکب بھی سارا دیراق سے آراستہ قزاقوں نے کہا کہ ای افسر
آج کسی اچھے کا منہ دیکھکر اٹھے تھے کہ مال کے کئی سو چھکڑے حاصل ہوئے اب ایک سوار آتا ہے
لاکھوں روپیہ کا اسباب پہنے ہے گھوڑا بھی بے نظیر ہے جوان بھی رشک ماہ منیر ہے یاقوت احمر کے
کنٹھے پہنے ہے افسر نے ان سب کے سر اٹھا کر دیکھا بیقرار ہوگیا کہا میں خود جاتا ہوں اسباب اسکا
لاتا ہوں اسے قتل نہ کرونگا اگر میرے ساتھ رہے تو اپنا رفیق بناؤں یہ کہکے گینڈے پر سوار ہوا
سامنے بادشاہ جمجاہ کے آیا پکار کر آواز دی کہ ای جوان ذرا ٹھہر جا بادشاہ اسلام نے گھوڑا روکا
شاپان فیلسوار قریب آیا کہا کہ ای شہریار یہ تو میں سمجھ گیا کہ آپ کہیں کے تاجدار ہیں مگر نہیں معلوم
تنہا آنے کا کیا باعث ہوا گھوڑے سے اتر پڑیے سلاح وغیرہ رکھدیجیے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ
ای بہادر کسطرح اسباب اپنا دے دیں کوئی بہادر یہ نہ قبول کریگا شاپان نے کہا کہ یہ مقام بوقلموں
ہے یہاں سے کبھی کوئی صحیح و سالم نہیں پلٹا مجھے آپ کے شباب پر رحم آتا ہے بادشاہ اسلام نے
فرمایا کہ ہم نہ دینگے جس طرح تم سے ہوسکے اس طرح لو میں خوشی سے نہ دونگا قزاق بھی پہاڑ سے اتر کر
آگئے وہ بھی بادشاہ جمجاہ کو سمجھانے لگے بادشاہ نے فرمایا کہ تم کیسے سپاہی ہو کہ سپاہ گری کے خلاف
سمجھاتے ہو بے لڑے بزور ہتھیار دے دیں اور گھوڑا حوالے کریں تمہیں جسطرح لیا جائے لے لو
شاپان کے تیور پر بل پڑا ساتھ والوں سے کہا کہ ہٹ جاؤ اس جوان کی قضا ہی لیکر آئی ہے

یہ کہکر گھوڑے کو پیچھے ہٹایا نیزہ مارا بادشاہ جمجاہ نے سنان نیزہ کو توڑ ڈالا اب تو شایان کو بڑا تردد ہوا جی مین کہتا ہی کہ یہ جوان بڑا سپاہی ہی دوسرا نیزہ ساتھ والے سے لیا بادشاہ اسلام نے اسکی بھی چھڑ توڑ ڈالی جب تو شایان فیل سوار نے تلوار کھینچی کہا کہ اے جوان اگرچہ تو دریاے سلاح مین غرق ہی مگر اس وار سے نہ بچیگا بادشاہ اسلام نے فرمایا بسم اللہ شاید اسی تلوار سے تمھاری قضا ہو شایان فیلسوار نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ اسلام نے بار بچاکر کلائی پر شایان کی ہاتھ ڈال دیا شایان فیل سوار نے گریبان پر ہاتھ رکھا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آ گئے آپس مین کشتی ہونے لگی بادشاہ جمجاہ فرماتے جاتے ہین تو افسر قزاقان ہی کوئی بات اٹھا نہ رکھنا تاکہ کوئی وصلہ تیرے دل مین باقی نہ رہے شایان پیچ باندھ رہا ہی کہ جسکا توڑ خلق نہین ہوا مگر بادشاہ جمجاہ اُن پیچون سے کب پھنستے ہین پہر بھر کامل کشتی ہوئی شایان نے بڑے بڑے فن صرف کیے مگر بادشاہ اسلام نے اپنے کو بچایا بعد پہر بھر کے شایان فیل سوار روک کر کھڑا ہوا کہا کہ اے شہریار حقیقت مین آپ سپاہی بےمثل و بےنظیر ہین اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے آپکو اپنا افسر بناؤنگا مین سمجھ چکا کہ آپ پر کسی طرح غالب نہ ہونگا بادشاہ نے فرمایا کہ شاید تو نے شاہزادہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان اُنکے فرزند کا فرزند ہون بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد میرا نام ہی یہ سنتے ہی شایان قدمون پر گر پڑا کہا کہ اے شہریار آج تقدیر نے میری رسائی کی کہ ملازمت حاصل ہوئی بادشاہ نے کلمہ طیب فرمایا شایان ایمان دل کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ اے بہادر جو کہ چھکڑے مال و اسباب کے تمنے لوٹے ہین وہ ہمارے ہین لہذا اُنکو ہمارے ہمراہ کرو ہم مہلیل زنجیرہ پیچ پہلوان کو مارکے اُسکا مال و اسباب لیے چلے تھے راہ مین گاڑی بانون نے خبر دی کہ قزاقون نے مال و اسباب اُنکا چھین لیا اسی وجہ سے مین پلٹا شکر ہی کہ تم سے صفائی حاصل ہوئی شایان فیل سوار نے کہا کہ آج اسی پہاڑ پر تشریف رکھیے کل حضور کے ساتھ مین بھی چلونگا اب زندگی مین دامن دولت نہ چھوڑونگا قزاقی سے توبہ کی بادشاہ اسلام نے قبول کیا اُسی مقام پر آ کر اُترے شایان نے بارگاہ سنگوا کر استادہ کرائی بادشاہ جمجاہ اُس بارگاہ مین داخل ہوے سب قزاق خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہیں کاشتین آئین داہن کسبیان ڈھیلی ڈھیلی کرتیان پہنے گلبدن سے باجا

لون کی گوٹ چاندی کے زیور بھاری بھاری زنگاری دوپٹے برسات کھائے ہوئے دستے پاس ہوئے اُنمین سے ایک گائن سامنے بیٹھکر یہ غزل گانے لگی نظم

کہین کیا دست وحشت کا کہانتک ہم پہ احسان ہے
کہ اب تار گریبان ہے نہ باقی تار دامان ہے

مقام سیر ہے کنج لحد بھی یاد دنگر دے
جگہ کے داغ کا گلشن ہین کفن صبح گلستان ہے

پڑھی لو اور چھالا کی چھٹے جو پاؤن مین کانٹے
کہ پاسے آبلہ اپنا ہر اک خار مغیلان ہے

یہ حالت ہے کہ ہو زنجیر بھی محتاج نالے کی
ہلا سکتے نہین پاکو یہانتک تنگ زندان ہے

بھلا کیا زندگی کا لطف مجھ سے ناتوان کو ہو
کہ ہلجاتا سر مو کا قضا کا میرے سامان ہے

مزا لطف اسیری کا تم صیاد سے اے دل
کر آغوش قفس تک آتے آتے کے رخصت جان ہے

بہار سبزہ نو دیکھتے ہین جوش گریہ سے
دل وحشی کے بہلانے کو مرقد بھی بیابان ہے

کیا چاک بدن جب کچھ نہ پایا دست وحشت نے
یہانتک اب برہنہ ہین کہ اپنی جان عریان ہے

نہین مدفن مین بھی آرام ہر دم چونک اٹھتے ہین
صدا سے نالۂ مرغ سحر سے دل پریشان ہے

بہا کر خون ہنسین سے کفن گلہائے لالہ کا
کہ اپنی وجہ خونریزی حنائے دست جانان ہے

ہوا اے تیغ ظالم سے جو کشتہ دلربائی مین
بشکل گل ہر اک زخم بدن شادی سے خندان ہے

بجز فضل خداوند حقیقی کون ہے اُس کا
تسنیم بیکس و مضطر غریق بحر عصیان ہے

دو پہر رات گئے تک ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا۔ جب اسکے جلسہ برخاست ہوا بادشاہ اسلام آرام فرمایا شاہان قزاق بھی اُسی بارگاہ مین رہا فرقوت کو بھی اطمینان ہوا اپنے اپنے مقام پر سو رہے مگر قضا سے کار ناکام عیار جو لاشہ مہابل کا لیکر بھاگا تھا ایک صحرا مین آکے اُسکی چتا بنا لاشہ جلانے لگا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایستان دیوانہ صحرا سے جھومتا ہوا آیا کہا کہ ارے یہ کیا کرتا ہے ناکام عیار نے رو رو کے اپنے آقا کا قتل ہونا بیان کیا ایستان نے کہا کہ تو نے اُس جوان کو قتل کیون نہ کیا ناکام نے کہا کہ اے پہلوان دوران مین کیونکر قتل کرتا وہ جوان نہایت زبردست سپاہی ہے بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر خوب تلوار چلی جب ملازم بھی ہمارے آقا کے مارے گئے تب ہم لاشہ اپنے آقا کا لیکر بھاگے یہان آکر جلایا ایستان نے کہا کہ مجھسے اور مہابل سے بڑی ملاقات تھی مین بڑے سے مقابلہ چلونگا اور اُس جوان کو قتل کرونگا پھر کے ناکام کو

رات کو ناکام نے کہا کہ اگر حکم ہو تو غلام اُسکی تلاش مین جائے مستان دیوانہ نے کہا کہ اگر تو اُس جوان
کو گرفتار کرکے لائیگا تو مین فوراً اُس جوان کو قتل کرونگا سوا و منصب جلیل کا دونگا ناکام عیار
اُسی وقت منظور سے لگا کر روانہ ہوا تلاش کرتا ہوا زیر کوہ فولون پہونچا دیکھا کہ بارگاہ استادہ ہے
ناچ گانا ہو رہا ہے ناکام ایک گوشے مین چھپ کر کھڑا ہوا جب جلسہ برخاست ہوا اور بادشاہ نے
آرام فرمایا تو ناکام گوشے سے نکلا اور نکل کر قریب چھپر کھٹ کے آیا کفچے مین بیہوشی رکھی چاہا کہ
بیہوش کرون فیروزہ بن عمرو کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ آقا کے چھپر کھٹ کے پاس ایک سیاہ پوش
کھڑا ہو للکار کر آواز دی کہ ارے تو کون ہے ناکام نے بادشاہ جمیاہ پر خنجر مارا اور بھاگا بادشاہ
کے سر سے خون بہنے لگا فیروزہ نے للکارا کہ او نالائق دیکھا تو نے یہ کیا حرکت کی ناکام بھاگا
بیرون بارگاہ آیا فیروزہ نے تعاقب کیا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ او بے حیا تو نے غضب کیا
بادشاہ اسلام کو خنجر مار کے جاتا ہے اب مین کیا تجکو زندہ چھوڑونگا آگے آگے ناکام جست و خیز کرتا ہوا
جاتا ہے پیچھے پیچھے فیروزہ مگر ناکام اُسی رواروی مین داخل لشکر مستان ہوا لیکن فیروزہ نے
بھی ناکام کا پیچھا نہ چھوڑا صبح کا وقت ہے مستان دیوانہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ذکر کر رہا ہے کہ
شب سے عیار گیا ہے پلٹ کے نہین آیا نہین معلوم اُسنے کیا کارروائی کی مجھے مہلیل کے خون
کے معاوضے کا بہت بڑا خیال ہے جب تک اُس جوان کو قتل نہ کرونگا تب تک مجھے آرام چین نہ
آئیگا یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا کہ ناکام عیار بھاگا ہوا آیا مستان دیوانہ نے پوچھا
کہ خیر تو ہے ناکام نے چاہا کہ حال بیان کرون کہ نعرے کی آواز آئی او دیکھا مین آپہونچا مین فیروزہ بن
عمرو مستان نے دیکھا کہ ایک عیار چست و چالاک نہایت بیباک تلوار برہنہ ہاتھ مین لیئے آکر
قریب ناکام کے پہونچا مستان نے آواز دی کہ او ناکام مار اسکو کہ دو ٹکڑے ہون ناکام نے
پلٹ کر خنجر مارا فیروزہ بن عمرو نے پینترا بدل کر خالی دیا بیٹھ کر ہاتھ پالٹ کا مارا کہ دونون پاؤن
ناکام عیار کے اُڑ گئے مستان نے للکارا کہ او نا عیار یہ کس طرح کی حرکت کی خبردار آگے نہ بڑھنا
فیروزہ نے چاہا کہ جست کرکے نکل جاؤن لوگ اُٹھے فیروزہ کو گھیر لیا فیروزہ لڑتے لڑتے گرا سب
از روی بلوے کے ٹوٹ پڑے فیروزہ کو پکڑ لیا مشکیں باندھ کر سامنے مستان کے لائے مستان
نے کہا کہ اسکو قید کرو کل قتل کرینگے فیروزہ کو قید کیا جب فیروزہ قید ہو چکا مستان نے حکم دیا کہ

کل میدان ہولی کی تیاری کرو سر میدان اسکو دار پر کھینچونگا ساحرہ الیون نے میدان ہولی کی تیاری
کی صبح کو طرف میدان ہولی کے چلے یہان بادشاہ اسلام نے جو زخم کھایا شاہان قزاق یہ خبر سنکر
آیا اور نہایت افسوس کیا کہ میرے گھر مین شہریار زخمی ہوے بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ فیروزہ شگفتہ
تعاقب مین گیا ہی نہین معلوم اسپر کیا گذری جنکہ بڑا انتشار ہوا ہی پر اگر جلد خبر منگاؤ شاہان قزاق
نے قزاقون کو روانہ کیا وہ سب تجسس مین نکلے ایک قزاق ڈھونڈھتا ہوا لشکرستان مین پہونچا
دیکھا درختون مین اشتہار چسپان ہین معلوم ہوا کہ کل فیروزہ بن ظفر قتل ہو جائیگا قزاق
وہان سے بھاگا خدمت بادشاہ مین آیا تمام کیفیت عرض کی کہ ستان دیو اسیلے نے فیروزہ
کو گرفتار کر کے قید کیا ہی کل کے روز فیروزہ قتل ہو جائیگا بادشاہ اسلام فوراً سوار ہوے
طرف لشکرستان دیوانے کے چلے یہان اب وہ وقت ہی کہ دار استادہ ہی جلاد سنگدل کھڑا
ہی ستان دیو اپنا زنجیر ہلا رہا ہی کہتا ہی کہ کیا افسوس کی بات ہی مین نے قاتل مہلیل کو پایا
نہین تو اسکو اس طرح سے قتل کرتا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر افسوس کرتے اور
مجکو رحم نہ آتا مگر اب اس عیار کو جلد قتل کرو تاکہ میرے دل کو چین آئے جلاد نے فیروزہ کا
ہاتھ پکڑ کے کھینچا اس وقت فیروزہ نہایت مایوس ہوا الیقین کامل ہوا کہ اب زندہ نہ بچونگا آنکھون
مین آنسو بھر کے دعائین مانگ رہا ہی کہ اے خالق لیل و نہار و اے پروردگار اس آفت ناگہانی سے
نجات دے تیرے نزدیک سب آسان ہی میرا تو یہ اعتقاد ہی کہ تجھ بن تیرا نام نامی یاد ہی نظم

یکی ست آن خداوند کون و مکان — یکی ست آن شہنشاہ دور زمان
ز ہر نام نامش عیان میشود — ز ہر یک نشان ہست ظاہر نشان
بہر شاہ او خانہ داری کند — بہر یک مکان ہست اہل مکان
گہے بیحجاب و گہے پردہ دار — عیان باشد و گاہ باشد نہان
گہے گل بود گاہ بلبل شود — گہے خار باشد گہے بوستان
گہے رگ گہے پے بود گاہ پوست — گہے مغز باشد گہے استخوان
گہے وحش و طیر و گہے آدمی — گہے جسم خاکی گہے نور جان
گہے بانوا و گہے بے نوا — گہے ناتوان گاہ اہل توان

اور پکار کر ہائے ایسا معشوق حسین و جمیل میرے ہاتھ سے مارا گیا یہ تو آفتاب سرخ تھا بادشاہ اسلام
نے پہلو سے آواز دی کہ ارے میں تو زندہ موجود ہوں کسے مارا مستان دیوانے نے پلٹ کر دیکھا پھر
چوب دست لگائی بادشاہ نے ابکی مرتبہ کلہ چوب دست پر ہاتھ ڈال دیا اور ایک جھٹکا مارا کہ دیوانہ جھٹکا کھا کر
چوب دست چھوڑ کر ایک جنگل مار زرہ سمیت پوست نوچ لی بادشاہ اسلام نے گردن پر ہاتھ رکھ کر
ہاتھ مارا کہ سر دیوانے کا زمین سے مل گیا اب جو دیوانے نے سر اٹھایا بادشاہ نے پھر بادشاہ کے جھکتے ماری
بادشاہ نے ایک گھونسہ ایسا مارا کہ دیوانے کے منہ سے بولی نکل پڑی خوف کے مارے ٹھہر گیا منہ
کھول دیا جب یہ منہ پھیلاتا ہے بادشاہ گھونسہ دکھاتے ہیں دیوانہ رک جاتا ہے اس زور و شور سے بادشاہ
اسلام دیوانے سے لڑ رہے ہیں کہ دیکھنے والے تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بادشاہ ہی کا کام ہے
ایسے دیوانے سے لڑ رہے ہیں دو پہر کامل مستان دیوانہ بادشاہ سے لڑا بعد دو پہر کے کہا کہ ایک زور
اخیر کرتا ہوں اگر اسمیں زیر کیا تو خیر ورنہ اے آقا آپ کی اطاعت کرونگا آج تک ایسے کسی حریف
سے مقابلہ نہیں پڑا تھا آج مجھے معلوم ہوا کہ زمانے میں ایسے بھی لوگ ہیں کہ مجھ سے زور زیادہ
رکھتے ہیں یہ کہہ کے ریل کر کے دوڑا پانچ قدم پر لا کر یکہ مارا بادشاہ کا ایمان گھٹنے ٹیکا مستان دیوانے
نے کمر میں ہاتھ ڈال کر زور کیا لنگر بادشاہ کا نہ اٹھا تھکا سا کر کہا کہ اے آقا سرخ اب میں آپ کے
زور کا مشتاق ہوں بادشاہ سمجھا دا اپنے مقام سے اٹھے دیوانے کو ریل کر کے دوڑے پندرہ قدم
تک ریل کر لائے سولہویں قدم پر لا کر یکہ مارا دونوں گھٹنے دیوانے کے آشنا زمین ہوئے کہا اے
آقا سرخ مجھے لنگر قائم کر لینے دیجئے تب زور کیجئے بادشاہ نے ہاتھ ڈھیلے کر دیئے مستان دیوانے
نے لنگر جمایا بادشاہ نے کمر میں ہاتھ ڈال کے زور کیا پہلے زور میں ہلا دیا تو دوسرے زور میں اٹھا لیا
تیسرے زور میں اٹھا کر سر سے بلند کیا دیوانہ غل مچانے لگا کہ اے آقا سرخ مجھکو زمین پر
اگر گرایا ورنہ میرا پیٹ پھٹ جائیگا تڑپ تڑپ کر مر جاؤنگا بادشاہ نے دیوانے کو آہستہ سے رکھ دیا دیوانہ بادشاہ
کے قدموں سے لپٹ گیا اور دست بستہ عرض کی کہ آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے
کہ کیا اسم مبارک ہے شب کو ایک بڑے آقا سرخ خواب میں آئے تھے انکا نام بتا گئے ہیں بادشاہ
نے جو اپنا نام ظاہر کیا مستان دیوانہ گھبرانے لگا عرض کی کہ اے آقا سرخ آپ ہی کا نام ہے بزرگ
نے بتایا تھا اب میں آپ کے ساتھ رہوں گا تا بزندگی اطاعت سے منہ نہ موڑونگا بادشاہ نے زلزل

کو گلے سے لگا لیا دیوانہ پھر تنتنے لگا کہتا تھا کہ آپ نے مجھے کب زیر کیا میں آپ سے پھر لڑونگا
یہ کہہ کے لپٹ پڑا بادشاہ نے پھر اٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کر خنجر گلے پر رکھا اب تو دیوانہ ہاتھ
باندھنے لگا کہا کہ اب آپ نے مجھے زیر کیا کئی مرتبہ دیوانہ اسی طرح لپٹا مگر بادشاہ اسلام نے دو سر
پیچ پر اکھیڑ کر گرایا آخر دیوانہ رضامند ہوا ایک چیخ ماری کہ بارہ سو دیوانے آکر جمع ہوئے مستانہ
دیوانے نے عرض کی کہ ای آقائے نامدار یہ سب میرے تابعدار ہیں اور سب دیوانوں کی جانشینی طلب
ہو کر کہا کہ میں اس شہر بیشہ جرأت کا تابعدار ہوا اور اس شہریار کی دل سے اطاعت کی لہذا جسکو
لڑنا ہو وہ مجھ سے لڑلے خواہ زیر ہو کر اطاعت کرے خواہ یوں ہی سب کو اس بات کا اختیار ہے
یہ بات سنکر کئی دیوانے اپنے مقام سے اٹھے اور جھومتے بادشاہ کے آگے آئے بادشاہ نے
فرداً فرداً ان سب کو زیر کیا سب نے دل سے اطاعت بادشاہ کی منظور کی بادشاہ ان سب کو لیکر مع
شایان کے ساتھ اسکے مقام پر آئے اور اترے کئی دن تک یہاں جشن کیا ایک دن شایان فکر
گھبرا کر آیا کہا ای شہریار مفتاح نیزہ باز پہلوان زبردست ہیں جنہوں نے میری رسال لوٹ لی تھی اسنے
آکر گھیر لیا ہے ہم لوگ قزاق ہیں تدبیر سے لڑتے ہیں آپ طرف صحرا کے نکل جائیں میں لڑ بھڑ کے
طرف درہ کوہ کے چلا جاؤنگا اگر اسنے کچھ مغلوب میں ہمارے جائینگے وہ مارے جائیں باقی
نکل جائینگے بادشاہ نے فرمایا کہ ای شایان چھپ کر نکل جانا کیا بہادر کہیں ڈرتے ہیں بہی جوانمرد
مرتے ہیں وہ نیزہ باز تو کس گنتی کی لقمہ ہے جسطرح بیٹھے ہو اسی طرح بیٹھے رہو اگر وہ آنے کا ارادہ کریگا تو
ہم نکل کر روکینگے تمہارے بعد ہمارے تمکو اختیار ہے شایان نے کہا کہ ای شہریار اسکو دعویٰ سپہ گری کا
اور پہلوان بھی نہایت زبردست ہے اپنے سامنے کسی کو موجود نہیں جانتا باہر نکل کر دیکھئے کس قدر
فوج کے جاتا ہے معرکہ عظیم پڑیگا ایک قزاق ہزاروں سے کیونکر لڑیگا میرے ساتھ بارہ ہزار قزاق ہیں
وہ میں لاکھ فوج سے آیا ہے یہ سنکر بادشاہ نے فرمایا کہ ای شایان فوج والے تماشا دیکھتے رہا کرینگے
اگر اسکو زیر کیا سب اطاعت کرینگے تم تماشا دیکھو اسطرح سے سمجھا کر بادشاہ نے شایان کو رخصت کیا مفتاح
نیزہ باز جب درہ کوہ کا رستہ روک چکا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے فیروزہ بن عمرو نے آکر یہ خبر بادشاہ کو
پہنچائی بادشاہ نے کہا کہ ای شایان تم بھی طبل جنگی بجواؤ شایان قزاق نے کہنے سے بادشاہ کے
طبل جنگی تو بجوایا مگر گھبرایا ہوا ہے پیٹ پکڑے پھرتا ہے ساتھ والوں کو آمادہ کر رہا ہے کہتا ہے کہ یارو کل

بادشاہ کے ساتھ جان دینگے مین لاکھ پر بارہ ہزار سے جا پڑینگے مستان دیوانہ بیٹھا ہوا یہ
باتین سن رہا ہی رگ دیوانگی جوش مین آئی اپنے مقام سے چوب بدست کو جنبش دیتا ہوا اٹھا بادشاہ
نے پوچھا کہ کہان چلے کہا اُس خر دست کے کو سزا دینے جاتا ہون یہ کہکر دیوانے نکلے باہر آکر ایک چیخ
ماری بارہ سو دیوانے آکر جمع ہوے کہا یارو تماشا دیکھنے چلو گے آج بڑا میلا ہی سب نے کہا کہ
چلیے بارہ سو دیوانون کو ساتھ لیکر طرف لشکر مفتاح کے چلا زنجیرین ہلاتا ہوا جاتا ہی چوب بدست کو
گردش دیتا ہوا بارہ سو دیوانے مستان کے ساتھ جس وقت کنارے پر لشکر مفتاح کے پہونچے
مستان دیوانے نے آواز دی کہ ہان یارو بزنید و بکشید بارہ سو چوب بدست ہین چلنے لگین جسکو چوب
ماری وہ بیراہنا ہوگیا کئی ہزار جوان مارے کئی سو خیمے گرے کئی ہزار جوان آپس مین لڑے تعاقب
دیوانے لشکر مفتاح مین گھس پڑے اور کافرون کو قتل کرنے لگے ہلڑ جو ہوا مفتاح نیزہ باز نے دیکھا
کہ یہ کیا معرکہ ہی کہا حضور بارہ سو دیوانے لشکر کو قتل کر رہے ہین آشنا کوئی مقابلہ نہین کر سکتا جسنے
مقابلہ کیا بیراہنا ہو گیا ہزارہا جوان مارے گئے مفتاح نیزہ باز نیزہ اٹھا کر چلا باہر آکر دیکھا کہ لشکر مین بارہ
سو دیوانے قتل کرتے پھرتے ہین آگے آگے سب دیوانون کے مستان دیوانہ چوب بدست ہلاتا ہوا
جسکو چوب بدست لگائی وہ مثل پر کاہ کے ہوگیا کئی افسر مفتاح کے سامنے مفتاح کے مارے گئے
مفتاح نے للکارا کہ او دیوانے مجہول ذرا سنبھل کر راہ نہین تو آفت برپا کرونگا یہ کہکے مفتاح نے
نیزہ مارا دیوانے نے چوب بدست سے نیزے کو توڑ ڈالا مفتاح نے جھلا کر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا مستان دیوانے نے اُسپر چوب بدست ماردی تلوار مفتاح کی ٹوٹی
دونون حربون مین مفتاح نیزہ باز کو شکست حاصل ہوئی دیوانے نے چوب بدست اٹھائی قصد کیا کہ حملہ
کرون مفتاح سامنے سے بھاگا دیوانے نے پیچھا کیا مفتاح خیمے مین گھس گیا دیوانہ جو پلٹا
خیمے مین الجھکر گرا چارون طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے دیوانے نے کئی آدمی گرے پر [illegible] فوج مفتاح
نے یلوہ کرکے مستان دیوانے کو گرفتار کر لیا مفتاح نے سنا کہ دیوانہ گرفتار ہوا ہنستا ہوا باہر بارگاہ
کے آیا فوج کو اشارہ کیا تین لاکھ فوج نے دیوانون پر یلوہ کیا سب دیوانے گرفتار ہوے مفتاح نے
مستان کو سلاسل و طوق کیا اور سب دیوانون کو بھی قید کر لیا درختون سے باندھا تیراندازون کو
کہا یاروان خطا شعارون پر تیراندازی کرو سب تیرانداز آکر لیس ہوے فیروزہ بن عمرو نے جو یہ

دیکھا بدحواس ہو کر بھاگا کافرستان میں اپنے آقا کی آیا اور دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا
مستان دیوانہ قید ہو گیا جلد تشریف لے چلئے دیر نہ کیجئے یہ سنتے ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا تو بیچارہ
ہار کے فرمایا کیونکر قید ہوا فیروزہ برق عمرو نے عرض کی کہ ای شہریار وہ دیوانہ مزاج بہادران کے
سر کا تاج فوج مفتاح پہ جا پڑا کچھ خوف نہ کیا دس پانچ ہزار کو قتل کیا آخر کار گرفتار ہوا اب ذرا دیر نہ کیجئے
سپہ دیوانے بندے ہیں تیر انداز جمع ہو رہے ہیں بادشاہ جمجاہ یہ خبر وحشت اثر سنکر طلوار ٹیک کر
اٹھے شایان قزاق قدموں سے لپٹ گیا عرض کی کہ ای آقا کے نامدار وہاں جانے کا ہرگز ارادہ
نہ کیجئے ایسا نہ ہو کہ فوج مفتاح یاوہ گوئی کرے اور مفتاح [illegible] یا خود بھی بیادان زبردست ہے اور فن سپہ گری
میں طاق شہرۂ آفاق ہے فیروزہ نے کہا کہ ای شایان بہادری قوت ٹکی دیکھئے کہ دیوانے کے ہاتھ سے
بھاگا دنیا کر خیمہ میں چھپا دیوانے نے تعاقب کیا وہ خیمے پر جا کر ٹلتا ہے خیمہ میں اچھا جب گرا تو تب
گرفتار ہوا یہ سنکر شایان قزاق بہت شرمندہ ہوا کہنے لگا اسی سبب سے کہا کہ یاد رکھیے یہ سب لیس اسلح کو لیا
ہے سنکر بادشاہ جمجاہ کہنے لگے کہ ای شایان تم ہمارے ساتھ قید میں نہ آنا ہم اکیلے ہی جائینگے
اپنے رفیق کو قید سے کافروں کی چھڑا کر لائینگے یہ فرما کر بارگاہ سے نکلے اور پشت مرکب پر
سوار ہوئے فیروزہ نے رکاب سعادت بادشاہ اسلام مرکب اڑا کر چلے یہاں مفتاح نیزہ بازو
تیر اندازوں کو جمع کیا اور کہا تیر اندازی کرو ان مستان دیوانے نے جو یہ فوج کا دیکھا اپنے ساتھ شیر اژدر
تیر اندازوں میں بیچارہ سب تیر کھا کر [illegible] کہ بیچ میں بیٹھ رہا ہو کر پکار اٹھا کہ ای
آقا سے شیخ کے خدا رحم اپنا شریک کر ان ظالموں سے بچا لیجئے

ای بندہ تنہا تو رضا از خدا طلب — ای دل بدار غیر خدا ما سوا طلب
در کار ہر چہ ہست تو از خدا طلب — مطلب طلب مراد طلب مدعا طلب
در دل امید نیک [illegible] از بندگان — گر بندۂ خدائی و مرد خدا طلب
گردن کشی نکن [illegible] — سر نہ بخاک عجز و [illegible] رضا طلب
[illegible] مطلوب [illegible] — مقصد کہ ہست از آن [illegible] عطا طلب
آدم جان [illegible] — تسکین دل ز درگہ آن دلربا طلب
مطلوب اگر چہ دور نباشد ولی مگر — بہر حصول شرط بود [illegible] طلب

بیقرار ہوکر جو دیوانے نے دعا کی لشکر مفتاح میں ہلڑ ہوا نعرہ بادشاہ اسلام کی صدا آئی
کہ باشندے ہی کافرون سے حیا داری تا بکاران پر دغا۔ نعرہ بادشاہ اسلام

| | |
|---|---|
| منم شاہ شاہان فریدون حشم | بہار گلستان کاؤس وجم |
| منم شاہ اسلام با عدل وداد | منم نور عینین شاہ قباد |

تلوار کھینچ کر ڈٹے ہوئے چلے دوسرے پہلو سے گرد آوری شاہان قزاق بارہ ہزار قزاقون سے
آکر پہونچا قزاقون کی لڑائی پہلے بارہ ہزار تیر چلے پھر نیزون کے وار کیے پھر تلوارین کھینچین گھوڑے
جو دوڑاسکے گرد آوری اس نہ جیرے میں ہزارون کو قتل کیا تین حملون میں پچاس ہزار جوان لشکر مفتاح
نیزہ باز کے قتل ہوئے بادشاہ اسلام نے آکر مستان دیوانے کو رہا کیا فرمایا کہ کیون ای دیوانہ جھول تونے حکم
ہمارے کیون نہ اپنا آخر سرکشی کا انجام دیکھا کہ گرفتار ہوا پھر ہلکا تا پھرا مستان دیوانہ جو قید سے چھوٹا
دیوانون کو اپنے ساتھ لیکر لڑتا ہوا چلا جنپر چوٹ لگائی اُسے پیوند خاک کیا مفتاح نیزہ باز نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا اور جرأت و شوکت بادشاہ اسلام کی ملاحظہ کی اپنے ساتھ والون سے کہا کہ یہ لوگ
شیر بیشہ صاحبقرانی ہیں جرأت وصولت میں لاثانی ہیں دیکھو تو کس لطف سے جنگ کر رہے ہیں کوئی
پہلوان ایسا ہے کہ جا کر بادشاہ کو روکے سہمناک زنگی سپہ سالار لشکر مفتاح اسکا اپنے زور پہ اتراتا
ہو جھوم کر سامنے مفتاح نیزہ باز کے آیا کہا کہ آپ اس جوان کو روکنے کو کہتے ہیں میں ابھی اس
جوان کا سر لاتا ہون کیا مجال ہے جو آگے بڑھ سکے یہ کہہ صف سے جھوم کر نکلا گزاف وگزاف بکتا ہوا
میدان میں آیا اور بادشاہ جہانپناہ کو للکار کر آواز دی کہ ای بادشاہ اسلام آپ کو اپنی جرأت پہ بڑا
ناز ہے میں آپ سے امتحان فنون سپہ گری چاہتا ہون مستان دیوانے نے جو آواز اس شتر بے مہار
کی سنی کہا کہ کیون ای آقاے نامدار اس زنگی سیہ رو کو بھادون کان پکڑ کے حضور کے سامنے
لاؤن بادشاہ اسلام نے کچھ جواب نہ دیا مستان دیوانہ زنجیر ہلاتا ہوا سامنے سہمناک زنگی کے
پہونچا اور للکار کر کہا دم تو رکٹھہر جا پہلے مقابلہ کر بادشاہ ہمارے تجھ ایسون کے مقابلے میں کیا آئینگے
ایکے غلام موجود ہیں پہلے ہم سے تو مقابلہ کر ہماری سپہ گری کا جواب دے سہمناک زنگی کہیں سٹا
[illegible] اکے سامنے مستان کے آیا مستان دیوانہ کھڑا ہو کے چوٹ بلانے لگا کسی جان بچو دیوانے
[illegible] کسی کا ہاتھ ٹوٹا سہمناک زنگی نے جو انکا ارادہ جانا دیکھا جرأت دیوانے

سے کہا کہ اے دیوانے ذرا ٹھہر جا میں اور اتر کے آؤں یہ کہکے چاہا کہ اُتروں دیوانہ کہاں سنتا تھا
فوراً چوبدست ماردی گینڈے کا سر پھٹا سہمناک زنگی گینڈے سے گرا دیوانہ جھپٹا سہمناک بھاگا
سمجھا کہ یہ چنگل جو پڑ گیا تو میں کیونکر برداشت کرونگا دیوانے نے سمجھا کیا بادشاہ اسلام نے دیکھا
کہ سہمناک بھاگا ہوا جاتا ہے ساتھ اس دیوانہ تعاقب میں ہے مگر سہمناک بھاگ کر قریب مفتاح نیزہ باز
کے پہونچا پکارتا ہوا کہ اے آقا مجھکو اس بلا سے جلد بچائیے مفتاح نے للکارا کہ او دیوانے
ہشیار خبردار سہمناک پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ ستان دیوانہ متوجہ بھی نہ ہوا کہ کون بکتا ہے جاتے کے ساتھ
سہمناک پر چنگل مارا زرہ و فوج کو پھینک دی سہمناک سے لپٹ پڑا اٹھا کے دے مارا چھاتی پہ
اسکی چڑھ بیٹھا سہمناک کو نوچنے لگا مفتاح نیزہ باز نے چاہا کہ اوپر سے ہاتھ تلوار کا ماروں
کہ دیوانے کا کام تمام ہو بادشاہ اسلام نے جو یہ نامردی مفتاح کی دیکھی گھوڑے کو جھکا کر نعرہ
کیا کہ او نامرد خبردار دیوانے پر ہاتھ تلوار کا نہ مارنا مفتاح کا ہاتھ رکا اتنے عرصے میں دیوانے نے
سہمناک کو چیر پھاڑ کے پھینک دیا مفتاح کے قریب بادشاہ پہونچے چاہتے ہیں کہ مقابلہ کریں کہ
صحرا سے گرد اڑی کہ روئے آفتاب کو سیاہ کر دیا بلکہ ابر سرخ و سفید آسمان پر نمایاں ہوئے
بادشاہ جمجاہ نے دیکھا کہ ہمارا لشکر تو پاسے تاجدار آگے آگے سب کے بڑھا ہوا چلا آتا ہے پہلوان
ہمراہ رکاب چھ لاکھ ساحروں کا لشکر پشت پر جادوگرنیاں طائروں پر سوار تو پاسے تاجدار
نے جو دور سے بادشاہ کو دیکھا کہ آقا ہمارے لڑ رہے ہیں اپنے نام کا نعرہ کرکے فوج کو اشارہ کیا
کہ یارو بادشاہ مصروف جنگ ہیں ایک دیوانے نے کیا قیامت برپا کی ہے دیکھو تعاقب میں ایک
پہلوان کے جاتا ہے وہ پہلوان بھاگا دیوانے نے چیر پھاڑ کے پھینکا یہ کہکے گھوڑے کو کڑکڑا
کل فوج جو آگے کو ہی لشکر کفار کو تہ و بالا کر دیا آسمان سے آگ برس رہی ہے جھونکے ہوا کے گرم
چل رہے ہیں ہزارہا طائران خوش الحان زمزمہ کرتے ہوئے درختوں پر چہکار رہے ہیں
ہر ایک طائر خوش الحان اپنی منقار کھولے ہوئے یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہے ۔ نظم

| | |
|---|---|
| ہمیں وصل کی یاد آئیگی رات | جدائی کی یون جلد جائیگی رات |
| یونہی ہجر کی بڑھتی جائیگی رات | شب زلف کی عمر پائیگی رات |
| اُسے خواب میں جب دکھائیگی رات | مقدر کو پہلے جگائیگی رات |

قبضہ کیا کہ بادشاہ لڑتے ہوئے سامنے آئے مفتاح نیزہ باز نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ توڑ ڈالا
مفتاح نے قبضے پر ہاتھ رکھا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
چیتون تلوار کی دھار سے لگی ہوئی ہی جب تلوار اسکی بالاے سر پہونچی بادشاہ نے کلائی پر ہاتھ
ڈالا یہ خیال کرکے مفتاح نے دیکھا کہ بادشاہ نے سر اپنا بچایا کلائی پر کس طریقے سے ہاتھ ڈالا کہ تلوار
چھٹ پڑی تلوار چھین کر پھینکدی کمر میں ہاتھ ڈال کر زور کیا قاش زمین سے اکھیڑا گرد سر چاہا کہ پھینک دے
کہ مفتاح نیزہ باز پکار اٹھا کہ ای شہریار الامان بادشاہ نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان مفتاح کلمہ
پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو آواز دی کہ یاروہین لے اس شہریار کی دل سے اطاعت
کی اب کوئی جنگ کا ارادہ نکرے سب نے آکر قدمون کو بادشاہ کے بوسہ دیا جنگ موقوف ہوئی
مفتاح بادشاہ اسلام کو لیکر بارگاہ مین آیا بادشاہ تخت پر بیٹھے ایک جانب سب شاہزادیان
و جادوگرنیان کرسیون پر بیٹھین ایک جانب افسران فوج آکر بیٹھے لیکن ثریا سے تاجدار کو کل کا
افسر کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ای ثریا لشکر تیار رکھو کل انشاء اللہ کوچ کرینگے سرو شمشاد قد یہ کہکر
اٹھی کہ ای شہریار یہ صحرا محل خوف ہی آج کنیز طلایہ دیگی بادشاہ نے فرمایا ہمارے یہان یہ دستور
نہین کہ عورت طلایہ دے مفتاح نے کہا کہ مین طلایہ دونگا بادشاہ نے حکم دیا مفتاح چار سو
سوارون کو ساتھ لیکر لشکر مین آیا لشکر منزلون کے پھیر مین اترا ہوا ہی مفتاح نیزہ باز حیران ہی
کہ مین کیونکر طلایہ دون کیونکر سارے لشکر کی خبر لون چند سوار بازار غلہ فروشان مین بھیجے چند
سوار بازار بزازان مین روانہ کیے کچھ لوگون کو ساتھ لیکر روے لشکر پر کھڑا ہوا حیران حیران
لشکر کو دیکھ رہا ہی کہ مفتاح نے دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان آکر مقابلے مین اترا لاکھ
سوار و پیدل کا لشکر ساتھ ہی اس پہلوان نے اترتے ہی شاطر کو بھیجے کہ نعمان تیز رو اسکا
نام ہی حکم دیا کہ دریافت کرو کہ طلایے پر کون ہی شاطر گیا دریافت کرکے آیا عرض کی کہ مفتاح
نیزہ باز طلایے پر ہے وہ پہلوان خاموش ہو رہا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا نہ کھانے نہ سونے
کی فکر ہی کچھ آسمان کی جانب دیکھتا ہی یکایک آسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر سیاہ فام آسمان
سے پیدا ہوا کچھ ایسی کاؤن کاؤن کی کہ اس پہلوان نے طرف لشکر اسلام کے اشارہ کیا وہ
طائر کاؤن کاؤن کرتا ہوا چلا فضا سے کار ملکہ سرو شمشاد قد لیٹے لیٹے گھبرائی کنیزون سے

کہا کہ طلائے کا اہتمام ہو گیا کنیزوں نے خبر دی کہ مفتاح نیزہ باز طلا یہ دے رہا ہے یہ سنکر ملکہ سرو شمشاد قد باہر نکل آئیں کرسی بچھا کر درخیمے پر بیٹھیں دیکھا کہ ایک طائر سیاہ فام بشکل زاغ کاؤں کاؤں کرتا ہوا ایک نخل پر آکر بیٹھا سرو شمشاد قد سے آنکھ ملائی یہ اشعار گانے لگا ؎

نہ بولے رک رہے جب کچھ کہی بات — یہی آزردگی کا گر تو رہی بات
سنا سب کچھ مگر مطلب کی سن کر — کہا ناگفتنی تھی اک یہی بات
بغل میں جب نہ بیٹھو کچھ تو بولو — دکھے دل کو کوئی ایسی بھی ہی بات
اشاروں میں وہ جب کہ گزرے کچھ — لب خاموش کی پھر کیا رہی بات
کسی سے جا کے کریں فیصلہ کچھ — ابھی چل دیکھا ہو دل ہی ہی بات
وہ ذکر غیر کیے ہمکو چھیڑیں — نہ سننے کی جو تھی وہ بھی سہی بات
اٹھائے تاک گئے اس انجمن سے — تمھیں کہدو کہ کوئی اٹھ رہی بات
محبت میں جلال اف بھی نہ کرنا — بنا ہو اسکو منہ سے جو کہی بات

اسطرح اس زاغ سیہ نے یہ اشعار پڑھے کہ سرو شمشاد قد بغور سنا کی آخر سنتے سنتے چہرہ ملکہ کا سرخ ہوا آنکھیں ابل آئیں گھبرا کے اپنے مقام سے اٹھیں کنیزوں سے کہا کہ صاحبو تمھیں ہشیار رہو میں تو ہر اسے ملاقات الک صحرا جاتی ہوں ہر چند کنیزوں نے روکا سرو شمشاد قد نے سب کنیزوں کو جھڑک دیا ملکہ گلعذار یہ باتیں سنکر اپنے خیمے سے نکل آئیں پکار کر پوچھا کہ بوا کہاں جاؤ گی ملکہ سرو شمشاد قد نے جواب دیا کہ ہمارے بزرگ نے ہمکو بلایا ہے ہم انکی ملاقات کو جاتے ہیں ملکہ گلعذار نے قریب آکر کہا کہ بوا جسکے پاس جاتی ہو وہ کافر جادو ہے نہیں معلوم تمھارے ساتھ کسطرح پیش آئے ذرا اپنے دل کو سنبھالو ملکہ سرو شمشاد قد نے جواب دیا کہ بوا زیادہ باتیں نہ بناؤ اپنے مقام پر جا کر بیٹھو یہ کہکے گلے میں ہاتھ ڈال دیئے کہا بوا اگر تمھارا جی چاہے تو تم بھی چلو ملک صحرا سے بزرگ آتشبار ہمارے پیر اسے ملو دیکھو تو وہ کیسا جلیل ہے تمھاری بھی خاطر کریگا اسکی صحبت میں دخل ملیگا گلے میں ہاتھ ڈالے منھ پر منھ رکھا ملکہ گلعذار کا بھی چہرہ سرخ ہوا کہا میں تو یہ آرزو رکھتی تھی کہ تمھارے ساتھ ملوں صحبت کو اس جلیل کی دیکھوں دونوں آئیں ملکہ ساتھ چلیں کنیزیں پیچھے پیچھے منتیں کرتی ہیں کہ بیبیو کہاں جاتی ہو سعد شہریار جو سنیں گے

کیسا سر دھنین گے دونون خاموش چلی جاتی ہین جواب نہین دیتی ہین جب کنیزون نے بہت کہا
تو ملکہ گلعذار نے پلٹ کر جھڑک دیا کہ جاؤ اپنے مقام پر بیٹھو سعد شہریار سے ہمین کیا کام مقام
عبرت ہی کہ خداوند ہفت پیکر کو برا کہتے ہین خدا سے نادیدہ کو سجدہ کراتے ہین ایسا ستم ظریف
کیا بدعت ہوگی آخر کنیزین پلٹین یہ کہتی ہوئی کہ اچھا صاحب تمھین اختیار ہی جہان چاہیے جاؤ کنیزین
روتی ہوئی آتی ہین قضا سے کار فیروزہ بن عمرو طلائے سے پلٹا ہوا آتا ہی راستے دیکھا کہ کنیزان
سرو شمشاد قد و گلعذار روتی ہوئی آتی ہین بڑھ کر پوچھا کہ کیون صاحبو خیر تو ہی کیون روتی ہو
کنیزون نے کہا کہ حضرت صاحب غضب ہوا سرو شمشاد قد و ملکہ گلعذار بیٹھے بیٹھے بہت ہو گئین
طرف صحرا کے جاتی ہین اور ہمسے کہ گئی ہین کہ اپنے مقام پر جا کر بیٹھو ہم تمکو بھی بلوالین گے فیروزہ
یہ خبر وحشت اثر سنکر جھپٹا دونون شاہزادیان کنارے پلٹکے پہونچی تھین کہ فیروزہ نے دور سے
دیکھا کہ دونون نے پر پرواز پیدا کیے اڑتی ہوئی چلین فیروزہ بن عمرو اُن ہی کے ساتھ ساتھ
ہین جھپٹا ہوا جاتا ہی جاتے جاتے تین چار کوس راستہ طے کیا تھا کہ گانے کی آواز کان مین آئی
فیروزہ بن عمرو نے سر اٹھا کر دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک باغ ہی اسمین سے گانے کی آواز آتی ہی کہ
شاہزادیان اُتر پڑین در باغ پر ایک عورت کرسی پر بیٹھی تھی دونون شاہزادیون نے اُسکو سلام کیا اور
کہا کہ جا کر شہباز بہار سیر سے ہمارا آداب و تسلیمات عرض کرو اور کہو کہ دونون کنیزین حق وار
پر حاضر ہین امیدوار ہین کہ آپکی زیارت سے مشرف ہون وہ عورت اٹھ کر گئی اور تھوڑی دیر
مین آ کر کہا کہ چلو شہنشاہ تمھین بلاتے ہین فیروزہ نے دور سے دیکھا کہ دونون کانپتی ہوئی اس کے
ساتھ اُس عورت کے باغ مین داخل ہوئین اب فیروزہ حیران ہوا کہ اگر مین سامنے ہی جاکر
کے جاؤن شاید کسی بلا مین پھنسون یہ سوچ کر پشت باغ پر آیا کمند پاری دیوار پر چڑھا دیکھا
کہ باغ انتہا کا روشن ہی پھولون کی مہک پھیلی ہوا کی سنسناہٹ عندلیبان خوش نوا
آشیانون سے اپنے اپنے سر نکالے ہوے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین ؎

اے دل رہے نگاہ حسینان سے چھیڑ چھاڑ — مد فوت ہو نہ جنبش مژگان سے چھیڑ چھاڑ
دیوانگی کا جوش تھا یا ہوش تھا ہمین — رکھتی تھی دست دل کو گریبان سے چھیڑ چھاڑ
اک بت کی بندگی مین چلی جا تیکی یہان — یون ہی ہمیشہ گبر و مسلمان سے چھیڑ چھاڑ

کیا کیا ہمارے آبلۂ پا سے کبھی رہی — دشت جنون مین خار مغیلان سے چھیڑ چھاڑ
کیا دل نہ جانتا تھا لگے گی یہ ہو کے تیر — کیون کی ہواے کوچۂ جانان سے چھیڑ چھاڑ
کہتے ہین اپنی سنتے ہین کچھ اسکی ای جنون — رہتی ہی یون ہی قیس بیابان سے چھیڑ چھاڑ
بس چپ ہی رہنے دے اسے کنج قفس میں تو — صیاد کر نہ مرغ گلستان سے چھیڑ چھاڑ
آشفتہ اور ہوگئے ہم کیا ضرور تھی — باد صبا کو زلف پریشان سے چھیڑ چھاڑ
رہنے نہ دیگی سینے مین دم بھر چین سے — دل کی کسی کے تیر کے پیکان سے چھیڑ چھاڑ
بیٹھا ہے گا لیے دل مین نہ چٹکیان — اچھی نہین ہے نالہ و افغان سے چھیڑ چھاڑ
جی بہلے کیا چمن مین کہ دل نے شروع کی — قمری سے بحث بلبل نالان سے چھیڑ چھاڑ
آپس مین دونون پوچھتے ہین حال درد عشق — اس طرح ہو رہی ہی دل و جان سے چھیڑ چھاڑ
رلوائیگی لہو نگہ شوق کی جلال — ہر دم کسی کے نشتر مژگان سے چھیڑ چھاڑ

فیروزہ نے دیکھا کہ مسند پر ایک تاجدار بیٹھا ہی تاج سر پر رکھے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن
دونون شاہزادیان ہاتھ باندھے سامنے کھڑی ہین کہ رہی ہین کہ ای آتشبار بہار ہمارا بہنے جو کچھ
کیا خلاف کیا ہم اپنے ہوش مین نہ تھے جب زاغ جادو نے جاکر ہوشیار کیا تب ہم دونون اپنے
ہوش مین آئے ہین فورا خدمت مین حاضر ہوے جو حکم ہو وہ بجا لائین اب آپ کا جمال دیکھکر
سحر مسلمانون کا اثر اب ہمین کوئی عذر نہین آتشبار بہار پیر اسنے حکم دیا کہ ارے ان کو زیور
آہن مین مسلسل و مطوق کر دیا تہر کہ یہ خالی کھڑی ہین عذر بجا کرہی ہین چند کنیزین جاکر
ہتھکڑیان بیڑیان لائین سامنے گلعذار و سرو شمشاد قد کے رکھدین پکارکر اس ساحر نے
کہا کہ اب تمہارے لیے یہی بہتر ہی کہ یہ ہتھکڑیان بیڑیان پہنو اور جاکر قیدخانے مین بیٹھو حسب ادا و نام
ہفت پیکر کو عرضی لکھی جائیگی جیسا حکم وہان سے آویگا اسکے بموجب دربار تمہارا سمجھا جائیگا دونون
شاہزادیون نے ہتھکڑیان بیڑیان پہن لین لیکن اس ساحر نے دونون کی زبان مین سوزن دی پکارکر آواز
دی کہ داروغۂ زندان خانہ کو بلاؤ ایک زنگی سامنے آکر حاضر ہوا اسنے دونون کا سر زنجیر تھاما فیروزہ
نے دیوار پر سے دیکھا کہ زنگی نے دونون کو لیجاکر ایک مکان مین بٹھا دیا فیروزہ دیوار سے اترا
اور گلستان مین چھپ کر بیٹھا حیران ہی کہ ای فیروزہ کیا کرون کیونکر صحبت مین ہو تجھکو

کیونکہ اس ملعون کی گردن لوت دونون شاہزادیان قید ہوگئین ایسا نہو کہ بادشاہ بھی گرفتار ہو جائین تو کیسی خرابی ہو یہ سوچ رہا تھا کہ گا ئن گاتے گاتے اٹھی قریب اُسی زرے کے برائے رفع حاجت بیٹھی فیروزہ نے اٹھکر حباب مارا اُسکو بیہوش کیا وہین زرے مین ڈال دیا آپ اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا مگر کبھی ہنستا ہی کبھی روتا ہی آتشبار بہار پیرا نے پوچھا کہ ای انجمن آرا کیا ہنستی ہو کیا روتی ہے فیروزہ نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران مین ابھی جو برائے رفع حاجت گئی تو ایک جھونکا ہوا سے سرد کا چلا کہ آنکھ بند ہوگئی خداوند ہفت پیکر کو دیکھا کہ تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ ای انجمن آرا ہمنے تجکو سب کمال علم موسیقی کا عطا کیا جا کر سامنے شہنشاہ کے گا اور سبھون کو اپنا گانا اُستاد دیکھنے والے کیا کہتے ہین یہ کہکر سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگا

کل پیچ و تاب مجھ مین حد سے زیادہ تھا
گھٹتا نہ کیون کہ رشتۂ جان تاب دادہ تھا

کیا شوق وصل یار مجھی کو زیادہ تھا
مجھ سے بھی کچھ بڑھا ہوا میرا ارادہ تھا

ہر چند تیرے ملنے سے کچھ بڑھ گیا تھا دل
پھر بھی یہ تنگ شوق ہی تیرا زیادہ تھا

چلتا تھا دشت شوق مین سر پر قدم قدم
آرا ہمارے واسطے ہر ایک جادہ تھا

پایا ہر اک سوال کا قاصد جواب صاف
کیسا تھا کاغذ اُسنے جو ہمکو وہ سادہ تھا

محفل مین تیری مجھکو دکھاتا جو بانکپن
ایسا رقیب کون سا سرہنگ زادہ تھا

لڑوا دیا تجھے مرے دل سے اس آنکھ نے
دو بادہ کش حریف تھے اک جام بادہ تھا

مجنون سے تھا بہت ترے دیوانے کو جو ربط
دونون کا ایک سلسلہ اک خانوادہ تھا

گنجائش اور دل مین مرے یاد غیر کی
کوئی تو آج ساتھ تمھارے زیادہ تھا

صحبت سبو سے رند خرابات کرتے کیا
وہ تنگ دست ہاتھ ہمارا کشادہ تھا

کیون ٹھوکرین کھاتے ہوئے تھا آئینہ دیکھکر
تجھ سے بھی شوخیون مین کوئی کیا زیادہ تھا

آتے کر تھے نہ آنے دیا میرے گھر تمھین
گویا مرا رقیب تمھین کا ارادہ تھا

تیری گلی کے لوگون کا اندر سے شوق آ
آغوش کی طرح در جنت کشادہ تھا

دعوے تھا بانکپن کا جو ابرو سے یار کو
ابرو کا تل نہ تھا کوئی سرہنگ زادہ تھا

نہ آج ہی ہوا ہی شب [illegible] جلال
کل تک در قبول شہا [illegible] کشادہ تھا

فیروزہ یہ غزل گا کے چپ ٹھٹھا مار کے ہنسا آتشبار بہار پیرا نے کہا کہ ای انجمن آرا کیا سنتی ہیں
فیروزہ نے کہا کہ سامنے قدرت کھڑی ہیں فرما رہی ہیں کہ ای انجمن آرا کیا غضب کی بات ہے
کہ تم خالی گا رہی ہو محفل بے نمک ہی ای انجمن آرا سب کو شراب پلاؤ ساقی گری کا تماشا دکھاؤ
آتشبار نے کہا کہ ساقی گری کا تماشا کیا فیروزہ نے کہا کہ سب کچھ مجکو تعلیم کر رہی ہیں قدرت
نے سر پہ ہاتھ رکھا قدموں کو چھوا فرماتی ہیں کہ ہمارے شہنشاہ کو سر سے شراب پلاؤ محفل میں
اپنا رنگ جماؤ آتشبار نے کہا کہ پھر کیا چاہتی ہو فیروزہ نے کہا کہ ایک عمدہ پیشواز منگا دیجیے کلید
میخانہ مجھے دیجیے آتشبار نے بلا تکلف کنجی حاضر کی فیروزہ دوڑا ہوا میخانے میں آیا پکار کر کہا کہ صنا جو
آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہے بحکم قدرت سب کو شراب پلاؤنگی قدرت نے تعلیم کیا ہے سب چال
قدرت دیکھینگی کنیزان آتشبار دوڑی ہوئی آئیں گلابیاں اٹھا اٹھا کر لیجانے لگیں کوئی تپلا اٹھا کر
لیگئی کسی نے قرابا اٹھایا شراب کا چرچہ پلٹ ہوا پہلو میں آتشبار کے آتشبار کا عیار لقمان تیر رو بیٹھا
ہی کہا کہ ای شہنشاہ مقام تردد ہے کہ انجمن آرا ایسی باتیں کرتی ہے جیسے عیار چالاکی کرتے ہیں آتشبار
نے کہا کہ میخانے میں جاکر دیکھو کہ انجمن آرا کیا کر رہی ہے لقمان دوڑا ہوا میخانے میں آیا فیروزہ
گلابیاں الٹ پلٹ کر رہا ہے بیہوشی ملا رہا ہے لقمان جو جھپٹا ہوا آیا کہا کہ بی انجمن آرا کیا کر رہی ہو
فیروزہ لقمان کو دیکھ کر گھبرایا مگر آنکھ سے ایسا اشارہ کیا اور وہ نگاہ محبت ڈالی کہ لقمان
تڑپ گیا دل سے کہتا ہے کہ کیا غضب کی بات ہے کہ انجمن آرا مجکو بلاتی ہے آنکھیں اس ظالم کی
کس غضب کی ہیں یہ سوچتا ہوا قریب فیروزہ کے آیا فیروزہ نے جام لبریز کیا کہا کہ مہتر صاحب یہ
شراب چکھو دیکھو کیسا مزہ ہے لقمان جام پی گیا الا کھڑا کے گرا فیروزہ نے اسکی مشکیں باندھیں پشت پہ
ڈال دیا آپ شراب تقسیم کرنے لگا پکار پکار کر کہتا ہے کہ ذرا میاں لقمان کو بلاؤ کنیزیں کہتی ہیں کہ کہیں
کو گئے ہیں فیروزہ شراب درست کر کے کشتی میں لگا کے محفل میں لایا آتشبار نے دیکھ کر کہا کہ دیکھو
کس طریقے سے شراب لائی ہو کہ زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپکے کہ ایک جام پی لوں فیروزہ بن عمرو
پیشواز پہن کر کھڑا ہوا گت ناچنے لگا ناچتے ناچتے جھک کر جام بلوریں لبریز کیا اسکو اٹھا کر سر پہ
رکھا ٹھوکریں لگاتا ہوا قریب آتشبار بہار پیرا کے پہونچا سر جھکا کر بناز کہا کہ ایسے شاہوں کو
سر سے شراب پلانا سب ہے آتشبار مطمئن ہوگیا جام ہاتھ میں لیکر یکبار اٹھا کہ ای جان جہان آرام

دل مشتاق ان میری تجھ پر جان نثار ہی اس وقت انتہا کا دل بیقرار ہی نظم

پھر آئے راستے سے ہوئی طی جو راہ شوق
ہم ناتوان سنگئے مثل نگاہ شوق

کچھ کہہ سکے نہ اُنکے سامنے جھوٹا میں کیوں نہو
دیگا قلق جب تک کہ لڑا ہے گواہ شوق

ناکامیوں نے اپنی اُسے سرد کر دیا
پیہم جو دل سے اپنے نکلتی ہی آہ شوق

فوج شکیب و صبر کے اُٹھ اُٹھ گئے قدم
دل میں گڑا جو آکے نشان سپاہ شوق

ہر آہ اپنی سُنا کی بیداد و ضبط ہے
فریاد کسکی کسکی سُنے بادشاہ شوق

بے ساختہ جو تمکو گلے سے لگا لیا
مشتاق کی خطا نہیں یہ تھا گناہ شوق

دھوکے میں اُسکے غیر کو میں کیا پکارتا
کچھ شبہہ نگاہ تھا کچھ اشتباہ شوق

کیا خوف تیرگی شب انتظار سے
دیکھا ہو جس نگاہ نے روز سیاہ شوق

پوشیدہ ہو وہ آنکھ کا تارا جو آنکھ سے
کیونکر نہ بے چراغ رہے جلوہ گاہ شوق

جلوہ کسی کا جب اور قیامت بپا کرے
دل میں پکارتا ہے یہی دادخواہ شوق

اُٹھکر ہوا سے شوق میں کیا جانے کیا ہوا
تنہا نہیں کہیں کوئی گم کردہ راہ شوق

امید ہی رہی نہیں دیدار یار کی
اب وہ نگاہ یاس ہی جو تھی نگاہ شوق

کوتاہ ہو چلا کی منزل پہ دخل کیا
دور و دراز کٹتے ہی ہو جائے راہ شوق

اسطرح بیتاب ہوکر یہ اشعار آتشبار نے پڑھے اور زانو بدلنے لگا فیروزہ نے مسکرا کے تیوری چڑھا دیا انگوٹھا دکھا دیا آنکھ سے اشارہ کیا کہ شب کو دیکھا جائیگا صبر کرو اس مجمع میں ایسا کلام کرتے ہو ذرا شرم کرو شراب تو پیو آتشبار جوش اشتیاق میں جام پی گیا اب تو فیروزہ مینا بھر کے دورہ پانے لگا سب کو شراب پلانے لگا جسکے قریب آیا وہ چاہتا ہی بلائیں لے لوں فیروزہ ہنس ہنس کے سب کو شراب پلا رہا ہی تھوڑے ہی عرصے میں فیروزہ نے سب کو شراب پلائی آتشبار بیٹھے بیٹھے یا تو طرف ساقی کے دیکھ رہا تھا یا گھبرا کے اُٹھا کہتا ہوا کہ یا خدا وہ آپ کبھی صحبت میں آئیے آپکی دید کا بہت مشتاق ہوں ہاتھ پھیلائے ہوئے یا خداوند یا خداوند کہتا ہوا چند قدم چلا تھا کہ مہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے منہ کے بھل زمین پر گرا کنیزوں نے لپٹا لیا کہ آنکھیں جو کھلی فوراً گر کر بیہوش ہوئی تھوڑے عرصے میں سب لب فرش ہوئے فیروزہ نے پہلے

جھپٹ کر سرو شمشاد قد و ملکہ گلعذار کی زبان سے سوزن نکالی اب جو لیا خنجر برہنہ کھینچے ہوئے
آتشبار کو ہاتھ مارا سر آتشبار کا جدا ہوتے ہی ایک ہنگامہ ہوا آوازیں مہیب آنے لگیں اسی
اندھیرے میں فیروزہ کنیزوں کو قتل و قمع کر رہا ہے کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی فیروزہ دیکھنے
پایا کہ ابر نمایاں ہوا تھا یا وہ ابر پھٹا دیکھا کہ ہر بر آتشین پر ایک ساحر سیہ فام و بد انجام اس ابر
پیدا ہوا آواز دیتا ہوا کہ او ظالم کیا کرتا ہے خبردار کمر تو میری توڑ چکا یہ کہہ کے وہیں سے سحر کیا پاؤں
زمین نے فیروزہ کے پکڑ لیے وہ ساحر تیغ کھینچے ہوئے زمین پر آیا چاہا کہ فیروزہ کا سر کاٹے یوں
فیروزہ کا ہلنا تڑپنا خدا سے دعا کرنا کہ اے کریم کارساز و اے بے نیاز اس آفت سے نجات دے — نظم

واہ دل ہر کس کہ از پردہ رخ دلدار دید
گشت چون آئینہ حیران ہر کہ روئے یار دید

آمد آن دلدار چون از پردۂ وحدت برون
جلوۂ دلدار ہر یک طالب دیدار دید

سائل درگاہ حق بر درگہ دیگر نہ رفت
سائل دیگر نشد ہر کس کہ این دربار دید

پردۂ غیر آنکہ از چشم جہان بین دور کرد
نقش نقاش ازل بر ہر در و دیوار دید

بود اندر رنگ در روئے خود جدا از یک گل
ہر گل رنگین کہ بلبل اندرین گلزار دید

بس کے جو فیروزہ نے دعا کی ملکہ سرو شمشاد قد و گلعذار کی زبانوں سے تو سوزن نکل چکی
ہوا ان دونوں شاہزادیوں نے دور سے دیکھا کہ فیروزہ قتل ہوتا ہے سرو شمشاد قد نہایت
حسین ہے آگے بڑھی اور آواز دی کہ او دشمن خدا کیا کرتا ہے اگر اسکو قتل کیا تو زندہ نہ بچیگا یہ کہہ کے
گلے سے موتیوں کا مالا اتارا اس ساحر پر پھینک مارا اسکا مکنڈل جاتا رہا وہ نام ہی جیسے ہی موتی
ٹوٹے مکنڈن کی آبرو بڑھی چہرہ سرخ ہوا آنکھیں بل آئیں بے اختیار ہو کر پکار اٹھا کہ میں ابھیکا
تابعدار و فرمان بردار ہوں چاہتا ہوں قدمبوسی حاصل کروں — نظم

کھل گئی آنکھ جو میں عشق میں مدہوش ہوا
آ گیا ہوش میں جس وقت سے بیہوش ہوا

گل کو بلبل کی طرف سے تھی یہ کچھ بے خبری
ایک بار نہ سنا گو ہمہ تن گوش ہوا

غفلت عشق تماشا جو دکھاتی تھی ابھی
آنکھ کھلتے ہی وہ اک خواب فراموش ہوا

میری حیرت کا سبب غیر نے پوچھا شاید
بات کچھ تو ہوئی ایسی کہ وہ خاموش ہوا

جان بیتاب کو اس رشک نے تڑپایا اور
دل سے کیوں وصل کا ارمان ہم آغوش ہوا

بیحجابی تری سو پردوں کی اک پردہ تھی | دیکھ سکتا تھا تجھے کون جو روپوش ہوا
الٹ جاتے ہی اسکے بزم میں دیکھا ساقی | تیرا پیمانہ نہ ہوا شیشۂ بیہوش ہوا
یاد تو تیری ہمیں تک رہی آٹھ پہر | خود فراموش کیا خود نہ فراموش ہوا
میری کیا قدر پشیمانی ہو گئی مے سیہ زاہد | کیفیت رندوں کی خراباتیوں کا جوش ہوا
سب یہ دل ہیں تری بیخودی میں اے عشق | دل ہوا ہوش ہوا چشم ہوئی گوش ہوا
حاجت خضر نہیں وادی وحشت میں جلال | پیچھے پیچھے میں ہوا آگے مرا ہوش ہوا

اسطرح سے اشعار پڑھتا ہوا قریب سرو شمشاد قد کے آیا دونوں شاہزادیوں سے خوب تجریر رو رو دیا ملکندن جادو اپنے ہوش میں نہیں ہی ہاتھ باندھکر کہنے لگا کہ جو حکم ہو بجالاؤں یہ سنکر سرو شمشاد قد نے کہا کہ تلوار کھینچو دیر نکرو ملکندن نے تلوار کھینچی سرو شمشاد قد نے کہا کہ گلے پر رکھلو ای ملکندن تم نے وعدہ کیا ہی کہ ہم عاشق صادق ہیں جان نثاری کرینگے ہمنے کسی کو جان دیتے نہیں دیکھا دیکھیں تو کیونکر جان دیتے ہو یا ناحق ہمارا نام لیتے ہو ملکندن نے تلوار گلے پر رکھکر کھینچ لی سر اسکا خود سر کا کٹا تسمہ لگا رگیا زمین پر گرکر تڑپنے لگا تڑپ کر جان دی آواز آئی کہ گشتی مرا نام ملکندن جادو بود تمام باغ بھی جل گیا دیواریں گر پڑیں ملکہ سرو شمشاد قد و گلعذار نے ایک تخت تیار کیا فیروزہ کو بھی اسپر بٹھایا اب ارادہ ہوا کہ طرف لشکر کے چلیں فیروزہ کہتا ہی کہ ای ملکۂ عالم جب صبح کو بادشاہ بیدار ہوے ہونگے تو کیسے ہتنار میں ہونگے معرفت کنیزوں کے خبر پائی ہوگی کہ سرو شمشاد قد و گلعذار اسطرح لشکر سے نکل گئیں کنیزیں کہیں گی ہمنے روکا مگر ہمارا کہنا نہ مانا یہ خبر وحشت اثر سنکر کیسے بادشاہ پریشان ہونگے ای گلعذار اب جلد چلو گلعذار نے تخت اڑایا سر باغ سے تخت نکالا تھا کہ دیکھا سامنے ایک شعل جیسے ہی ٹیاں انکی دہک رہی ہیں بیچ سے اسکی دھواں نکل رہا ہی تخت اودھر ہوکے گذرا فیروزہ نے ایک چیخ ماری کہا کہ ای ملکہ گلعذار مجکو بچاؤ مجھے آنکھوں سے نہیں سوجھتا ہڈیوں سے آگ نکل رہی ہی گلعذار نے تخت پیچھے ہٹایا دھوئیں پر گولہ مارا گولہ جو جاکر پھٹا ایک دناتا ہوا دھوئیں سے ایک ساحر زنگی آدمخوار منھ کھولے ہوے مثل قہر بلا کے جھپٹا سرو شمشاد قد نے کہا کہ ای گلعذار میں اسے پہچانتی ہوں نار یک جادو اس سرحد کا حاکم ہی میرے ہاتھ سے

بچکر کہاں جائیگا یہ کہکے سرو شمشاد قد تخت سے کودیں زنگی سے سحر ہونے لگا زنگی کے کبھی
اُنہیں ہاتھ پر جھولی پڑی ہوئی ہوا سمیں سے نکال نکال کر اشیا سحر مارنے لگا سرو شمشاد قد اُنکے
کو اُن حربوں سے بچاتی ہو گلعذار نے دیکھا کہ زنگی نے جھولی سے ایک طائر مردہ نکالا اسکو ہاتھ
سے چھوڑا پکار کر آواز دی کہ ای طائر زرین بال لیا وہ طائر ہوا پر آکر پر مارنے لگا منھ سے طائر
کے شعلے نکلے وہ شعلے طرف سرو شمشاد قد کے چلے گلعذار نے ہاتھ اٹھایا ایک ٹکڑا ابر آسمان پر
آیا وہ ابر برسنے لگا شعلے زمین پر گر کر پیوند خاک ہوئے سرو شمشاد قد نے اُس طائر پر برق گرائی
طائر کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اس طائر کے اندھیرا ہوگیا اُس اندھیرے میں زنگی نے بڑھکر
سرو شمشاد قد کو پکڑ لیا سرو شمشاد قد مستعمل ہوگئی گلعذار نے بڑھکر ہاتھ جھٹکا روشنی ہوئی
اُس روشنی میں گلعذار نے کان سے بجلی نکالی زنگی پر پھینک ماری ایک برق گری کہ زنگی
کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی زنگی کے اندھیرا ہوگیا آوازیں مہیب آنے لگیں کوئی کہتا ہو کہ
ای گلعذار تونے غضب کیا تاریک کو مارا آخر صحرا پاک و صاف ہوا درخت جل گئے ادھر فیروز
بن عمرو ایک غار میں چھپا تھا جب اُسنے دیکھا کہ دونوں شاہزادیاں کھڑی ہیں غار سے نکلکے
دونوں کے پاس آیا کہا کہ جلد نکل چلو میں بھی آگے بیٹھتا ہوں شاہزادیوں نے کہا کہ تخت پر
سوار ہو فیروز نے کہا کہ کسی وقت معلوم ہوتا کوئی میں بھی گر آیا تو [illegible] تم ابھی آگے بڑھو
غرض دونوں شاہزادیاں تخت پر سوار ہوئیں تخت اڑا آگے ہوئی پیچھے فیروز نخلستان میں چھپتا
ہوا آتا ہے گلعذار و سرو شمشاد قد تخت اڑائے ہوئے جاتی ہیں کہ سامنے ایک چمن معلوم ہوا
اُس چمن میں [illegible] دونوں شاہزادیوں [illegible] جسکے
[illegible] انسان [illegible]
[illegible] دونوں شاہزادیوں [illegible]
[illegible]
[illegible]
سرو شمشاد قد نے خیال کیا گلعذار نے بھی دیکھا کہ یہ تخت ہمارا [illegible]
ہرچند کہ دونوں شاہزادیاں سحر کرتی ہیں اور تخت کو بڑھاتی ہیں مگر تخت نہیں بڑھتا ہو آگے

ٹھہرا ہوا تھا کہ جب بہوشاد قدسے سحر کچھ کیا کہ تخت اپنے مقام سے نہ اٹھا کیا کرا ہو گلعذار
نے دیکھا کہ تخت چلتے چلتے رک گیا آگے نہیں بڑھتا قسم سحر کو گلعذار نے کبھی کیسے کیسے سحر کے
جھونکے ہوا کے چلے لیکن تخت اپنے مقام سے نہ اٹھا اُس نازنین نے پکار کر آواز دی کہ کون ہے
سحر کیا ہوا اترا و غدار و نہ ہفت پیکر نے تم کو روکا ہوا ہے جانا نہ ملیگا اور بیچ ہی تخت سے
اُتر آؤ یہ دونوں شاہزادیاں مجبوری تخت سے اُتریں اگرچہ سحر و شعبدہ میں ساحرہ دست بستہ کی
لیکن اُنکا اُترنا تھا کہ اُس نازنین نے بڑھ کر دونوں کے ہاتھ تھام لیے اور کہا کہ اب اپنا کمال
ظاہر کرو چمن کی طرف دیکھ کر آواز دی کہ اے دیو آہن لاؤ یہ کہتے ہی ایک کنیز سیاہ لباس
پہنے ہوئے ہتھکڑیاں بیڑیاں ہاتھ میں لیے ہوئے قریب آئی اُس نازنین نے اول ان دونوں کو
قید آہنی پہنائی پھر سر زنجیر تھام کر کشان کشان طرف صحرا کے لے چلی دونوں شاہزادیاں ملول و
غمگین و سرنگون ساتھ اُسکے چلی جاتی ہیں جب یہ دونوں شاہزادیاں ٹھہرنے کا ارادہ کرتی ہیں
وہ نازنین زنجیر کو جھٹکا مارتی ہے کہ خون انکے جسم سے جاری ہوتا ہے اُسی بیقراری و اشکباری
میں یہ دونوں متوجہ طرف آسمان کے کر کے پکار رہی ہیں کہ اے خالق کار ساز و اے بے نیاز اس
آفت ناگہانی سے نجات دے ہم کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے ۔ نظم

| | |
|---|---|
| بندہ است وحش و طیر و انسان اند | خادم زار و خوار و غلمان اند |
| حاکمان زمانہ محکومت | اہل فرمان بزیر فرمان اند |
| سربلندان پایۂ دولت | سربسجود زیر بار احسان اند |
| عاشقان جمالت ای دلدار | محو حیرت بچشم گریان اند |
| گاہ حیران بصورت تصویر | مثل آئینہ گاہ حیران اند |
| گاہ مانند برق می خندند | گاہ مانند ابر گریان اند |
| گاہ در وصل خرم و خرسند | گاہ پابند قید ہجران اند |
| گاہ ہستند چابک و چالاک | گاہ کمزور و زار و پریشان اند |

بیقرار ہو کر جوان دونوں نے جو دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اُس نازنین نے دیکھا
کہ صحرا سے گانے کی آواز آئی ایک طفل حسین کو دیکھا کہ ڈفلی ہاتھ میں لیے بولی بولتی پھرتی ہوئی

یہ اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہے نظم

کبھی تھی شاد شاد یہ روح رواں بہت
شکر خدا کہ مجھ پہ ہے وہ مہرباں بہت

اس حسن پر کرو نہ تم اے جان گماں بہت
رہتا کسی کے گھر نہیں یہ مہماں بہت

تجھ سے زیادہ قد صنم میں ہے راستی
اترا نہ باغ دہر میں سرو رواں بہت

اے دل سمجھ کے رکھنا قدم راہ عشق میں
لٹ لٹ گئے ہیں اس میں سبک کارواں بہت

عالم پہ راز عشق کا ہو جائیگا عیاں
اے دل کریگا گریہ میں گر تو فغاں بہت

آؤ گلے ملو نہیں تکرار میں مزہ
کیوں دو بدو لڑا کے ہو مجھ سے زباں بہت

اس شوخ سے وصال کا کیونکر کروں سوال
خائف ہوں اپنے دل میں کہ ہے بدزباں بہت

بھڑکا دیا رقیبوں نے یہ بات کیا کروں
میری طرف سے ہو گئے انکو گماں بہت

رکھنے دو ہاتھ سینے پہ مشتاق ہوں کمال
ترساؤ وصل میں نہ تم اے جان جاں بہت

انداز کچھ تمہارے نظر آتے ہیں برے
بتلاؤ رہتے راتوں کو ہو تم کہاں بہت

گلچیں یہاں سے تو نہ برائے خدا نکال
بلبل کو ہے چمن میں عزیز آشیاں بہت

وہ لڑکا اس غزل کو اس لطف سے گاتا ہوا آتا ہے کہ طائر آشیانوں سے سر نکال نکال کر بغور سن رہے ہیں مزہ جو اٹھاتے ہیں تو سر دھن رہے ہیں اکثر آہوان دشت گوشۂ صحرا کو چھپا لیں بھر چلے ہوئے آتے ہیں قریب سے اس طفل کے نکل جاتے ہیں وہ نازنین کہ جسکا ملک سیر و شمشاد قد و گلعذار کو گرفتار کیا ہے آزاد ہو تن اسکا نام ہے اگر آہو تن اسنے یہ ہنگامہ دیکھ کر یہ تو صورت سے ظاہر ہے کہ کسی گویے کا لڑکا ہے شروع کا یا تحامہ پاسنگے چڑھے زردوزی جوتا انگرکھا چکن کا گزر زر دنگا ہوا ہاتھ میں گنگنا بندھا ہوا گاتا ہوا چلا آتا ہے آہو تن نے پکار کے آواز دی کہ اے یہاں گانے والے ذرا ٹھہر جاؤ اس طرف تو آؤ لڑکے نے جو آواز سنی پلٹ پڑا انگلیاں چمکاتا ہوا قریب آیا کہا کہ کیوں ملکہ عالم کیا فرماتی ہو مجھے اس وقت فرصت نہیں ہے میں بھٹی پر شراب کی جاؤنگا ایک چیز گاتا ہوں تو ایک پیسہ لیتا ہوں نانا جان میرے سید وصی حسن خان تان انکی مشہور ہے وہ دو گز کی لمبی تان لیتے ہیں کسکی مجال ہے کہ انکی تان کو سن کے جنگل ملتا جڑگا لے پہاڑ موم ہو گیا پتھر میں رکھ دے [illegible]

فرمایا تھا کہ بیٹا ہم دنیا سے جاتے ہیں تم کمال حاصل کرکے مجیرے نکالنا اور روٹی کما کے عورتوں
کو کھلانا نانی اماں ہر چند کہ ضعیفہ ہیں مگر انکی ذات سے محلے میں چہل پہل رہتی ہو لڑکے جمع رہتے
ہیں وہ کبھی لڑکوں سے کھیلا کرتی ہیں کوئی نانی کہتا ہو کوئی دادی اُس شخص کی نانی کی ذات سے محلہ آباد
ہو طفل دل شاد ہوا ہو تن نے پوچھا کہ میاں صاحبزادے نانی کا تمھاری نام کیا ہو لڑکے نے کہا کہ نام
انکے بہت ہیں مگر مشہور نام انکا بی چین سکھ ہو لڑکے اُسکے پکار لیتے ہیں جہاں کسی نے پکارا کسی
کام میں ہوں دوڑی جاتی ہیں بوڑھا یا جوان یا لڑکا جو کوئی آوے اُس سے بات کرتی ہیں ایسی
باتونی بھی ہیں باتیں کرتی ہیں کہ خواہ مخواہ انسان کا دل چاہے کہ انکے پاس بیٹھ کر باتیں کرے جو جسنے کہا
مان لیتی ہیں بس اب آگے نہ کہونگا تم بہت غور سے سُن رہی ہو ایسا نہ ہو کہ تم اُس شخص کی نانی
کو پہچانو کہ تم کون ہو یہ گنہگار کون ہیں جنکو دیکھنے میں قید کیا ہو آہو تن نے کہا کہ صاحبزادے
تمھاری بات کا کیا جواب دوں خداوند ہفت پیکر کو بھی جانتے ہو لڑکے نے ہنس کر جواب دیا کہ
ہم خداوند ہفت پیکر کے بندہ خاص ہیں جہاں ہمنے گانا شروع کیا خداوند سانپ بنکر سامنے
آتے ہیں پھن لہرایا کرتے ہیں کبھی اپنی جوروں کو بھی ساتھ لیکر آتے ہیں گانا سُنکر چلے جاتے ہیں وہ جو
انکی ناگنی کی صورت پر ہوتی ہیں کیا کیا میرے گانے پر لہراتی ہیں جب میں ڈرتا ہوں تو اپنا سر
ہلاتی ہیں کہ اے بندہ خاص کیوں ڈرتا ہو ہم تیرے دیکھنے کو آتے ہیں تیرا گانا ہمکو بہت پسند ہو
میں بھی دل توڑ توڑ کے گاتا ہوں تمھارے سامنے وہ اشعار گاؤں کہ جو قدرت کے سامنے گاتا
تھا سنیے وہ اشعار یہ ہیں۔ یہ کہکے لڑکے نے تالی بجائی اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا ؎

جس طرح آہو نہ آسکے دشت اک جان چھوڑ کر / جا نہیں سکتا ہی دیوانہ بیابان چھوڑ کر
غیر ممکن ہی کہ مجھ سے ترک عشق زلف ہو / جا نہیں سکتا پریشاں کو پریشان چھوڑ کر
تنگ خاطر رحم کے قابل ہی جیسے یاسمن / میں ابھی آیا ہوں زنداں میں بیابان چھوڑ کر
صاحب اسلام ہیں اک عشق بام سے بیزار / کبھی یاد صنم آیات قرآن چھوڑ کر
رہتے رہتے جیسے کسی کو بھی محبت ہو گئی / کس طرح جائے مرا حال پریشان چھوڑ کر
طعنہ زن اب سہتے ہیں عریانی کہ ہے وحشت جنوں / کیوں ندامت تو نے دی تار گریبان چھوڑ کر
دیکھنے کو کچھ نشاں رہنے دے اے جوش جنوں / چاک کر سب پیرہن لیکن گریبان چھوڑ کر

کچھ دنون مین خاک ہوکر خاک مین ملجاونگا
اتحاد تا قیامت ہے نہ فراق اسکو محال
داغ تن کے مٹنہ پاوینگے ہو جان حیف ہے
نام بھی لیتا نہین کوئی کسی کا بعد مرگ
ربط باہم مثل روح و تن ہے کیونکر جاسکے
میہمان ہین کچھ تو خاطر کر کہ تیرے واسطے
وصل کامل کی جدائی فکر ناحق سے محال
دونون خیر کی جستجو مین پھرتے ہین در تباہ
بعد مردن بھی وہی عہد و وفا کا پاس ہے
پیرہن خاکی سے کس لیے رہتے ہو عاشق ستم

کب بھلا جاتا ہون اب مین کوے جانان چھوڑ کر
جائیگی حسرت کہان گور غریبان چھوڑ کر
کیسی بلبل تھی کہ جاتی ہے گلستان چھوڑ کر
سنبل کیسی ہوئی ہے جسم کو جان چھوڑ کر
صبح ماتم دامن شام غریبان چھوڑ کر
ای کیسی آئے ہین ہم دنیا کا سامان چھوڑ کر
بے نتیجہ کیا جائیگا ہوں گر بیابان چھوڑ کر
دیر ہندو چھوڑ کر جو مسلمان چھوڑ کر
بیکسی جاتی نہین گور غریبان چھوڑ کر
وہ کہان جائیگا تم سا ماہ کنعان چھوڑ کر

اس رنگ سے لڑکے نے یہ غزل سناتے آہوتن کے گائی کہ آہوتن بیتاب ہوگئی اتفاق سے ایک سانپ کا بھی نکل آیا لڑکے نے ہنس کر کہا کہ لو خداوند صنم خدائی کے تشریف لائے آہوتن فوراً سجدہ کرنے لگی سانپ بل مین چلے گئے آہوتن نے کہا کہ میان تان دراز خان تم ایسا گاتے ہو کہ مجھکو بہت پسند آیا اب ہمارے ساتھ چلو ہم ان قیدیون کو خدمت خداوند مین پہونچائینگے پھر ہم لشکر اپنے باغ مین چلینگے وہان جلسہ آراستہ ہوگا تمھارا گانا سنینگے لڑکے نے کہا کہ اب مین پیر کے پاس رہونگا آپکا پیچھا نہ چھوڑونگا آہوتن نے کہا کہ صاحبزادے مین نے تمہارے گانے کو بہت پسند کیا اسوجہ سے خواہش رکھتی ہون کہ تمکو اپنے ساتھ لیجاون مگر یہ دونون گنہگار ان خداوند ہون انھون نے خداوندکا ساتھ چھوڑا بادشاہ اسلام کا مذہب اختیار کیا ہمارے صحرا مین بھٹکتی ہوئی آگئین ہمنے انھین گرفتار کیا لڑکے نے کہا کہ ذرا بیٹھ جائیے تو مین سب حال کہون خداوند ابھی ہمارے شناخت میرے پاس آئے ہین یہی فرمایا کہ میرے ساتھ چلو مین نے انکار کیا مین قدرت کے ساتھ نہین گیا ایسا ہو کہ خلاف مزاج گذرے کہ بندی کے ساتھ آئے قدرت کا ساتھ نہ دیا ایک جام شراب نوش فرمایئے کہ قدرت کی بدل یاد ہو یہ کہہ کے لڑکا دوڑا گیا کہیں سے ایک بوتل لایا کچھ کالی مٹر کچھ گیہون بھی لیتا آیا جام بھر کر آہوتن کو دیا اور کالی مٹر بھی پیش کیے آہوتن نے شراب پی

کر

ستر کھائے لیلا کا ڈفلی بجاتا جاتا ہے اشعار کبھی گاتا جاتا ہے آہو تن تعریفیں کر رہی ہے تعریفیں کرتے
کرتے گھوڑے کے کہا کہ دیکھو میاں صاحبزادے قدرت تشریف لائے ہیں سر زنجیر کو شاہزادیوں کی
چھوڑا گت ناچتی ہوئی چلی چند قدم چلی تھی کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری سرو شمشاد
گلعذار سے کہہ رہی تھی کہ عیار ظاہر ہے گا نہ کہتی تھی کہ یہاں عیار کہاں ہم لوگ ایسے گرفتار ہوئے
کہ رہائی غیر ممکن ہے دیکھیں تقدیر کیا دکھائے آپس میں یہ باتیں کر رہی تھیں کہ آہو تن گری
عیار نے نعرہ کیا کہ منم فیروزہ بن عمرو خنجر مارا کہ ایسا دناٹا ہوا اندھیرا ہو گیا فیروزہ نے دونوں
کی زبان سے سوزن نکالی دونوں نے قید اپنی توڑی فیروزہ کو ساتھ لیا جب اندھیرا رفع
ہو گیا روشنی ہو گئی دیکھا کہ بجائے لاش کے ایک کھال آہو کی پڑی ہے سرو شمشاد قد نے کہا
کہ اب یہاں سے جلد چلو ایسا نہ ہو کہ کوئی اور مصیبت پیدا ہو یہ تمام صحرا سحر و ساحری سے معمور ہے
فیروزہ نے کہا کہ تم تخت پر سوار ہو میں الگ ہی چلونگا دونوں شاہزادیاں تخت پر سوار ہوئیں اور
فیروزہ بن عمرو اسی طرح درختوں میں چھپتا ہوا چلا لشکر بادشاہ اسلام جو اپنے مقام پر اترے ہوئے
تھے ساحر و غیر ساحر سب فروکش ہیں صبح کو جو بادشاہ اٹھے کنیزیں دونوں شاہزادیوں کی روتی ہوئیں
حاضر ہوئیں تمام کیفیت شب کی بیان کی اور یہ بھی کہا کہ عیار حضور کا انکے پیچھے گیا ہے یقین ہے کہ خبر لیکے
آئے فرہاد وغیرہ نے جو سنا کہ بادشاہ بیرون بارگاہ تشریف لائے کمیدانوں اور رسالداروں کو ساتھ
لیکے حاضر خدمت ہوئے بادشاہ مع کل سرداروں کے دربار گاہ پر کھڑے ہیں ہرکاروں سے فرمایا
ہیں کہ فیروزہ کی خبر لاؤ اور یہ بھی دریافت کرو کہ شاہزادیوں پر کیا گذری اور فیروزہ نے کیا کیا تو
ہے کہ ہرکارے چلا ہی چاہتے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی لیکن ایسی گرد عظیم ہے کہ صحرا میں اندھیرا ہو گیا وہ آفتاب
چھپا سامنے آگرد دامن گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے علمبرداروں کو جلوہ دیتے ہوئے سامنے نکل کے
دیکھا کہ ایک پہلوان فیل مست پر سوار پشت پر نیلی لائی فوج ظاہر میں غیر ساحر معلوم ہوتے ہیں
باطن کا حال دریافت نہیں وہ پہلوان آکر مقابلے میں بادشاہ کے اترا خیمے پر اور کھڑا ہوا اول
بارگاہ ہو الا فن دگر واسطے کرتا رہا دن بھر تامل کیا چار گھڑی دن رہے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اسی وقت
نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہرکاروں نے آکر بادشاہ کو خبر دی کہ عمیون فیل سوار نے طبل جنگی بجوایا ہے
کل اسکا ارادہ ہے کہ نکل کر معرکہ آرا ہو ہنر دکھلا نہایت مغرور عقل سے دور ہے کہتا ہے کہ حضور سے

مقابلہ کرونگا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر میرا نام لیکر پکاریگا تو مین کیا تامل کرونگا کہا وہ ہمارے لشکر مین
بجی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی تیاریان جانبین مین ہوئین
چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ بہادران زرین پوش بصد جوش وخروش اکھاڑے مین میدان
جنگ زرہ جامی سے آیا شاگردان شجاع وفتیا ہمراہ یہان بادشاہ نے نماز سحر سے فراغت حاصل
کی بہت بیقرار ہین کہ کیا کیا مصر کے پڑے کہان کہان لڑے مگر اب تک تابہ قلعہ طلسمی پہونچے
رستم و امیر داخل قلعہ طلسمی ہوگئے بعد نماز سحر بصد خشوع وخضوع دعا کرنے لگے فرماتے ہین کہ
اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم جسم اپنا شریک کر اب مجکو طلسم ہفت پیکر مین پہونچا دے

| | |
|---|---|
| سرنگون در سجدہ اخلاص ہر حیوان از دوست | خم بہ محراب عبادت گردن انسان از دوست |
| در ثنا خوانی بیان عذب البیان و ہر زبان | در زبان دانی زبان رطب اللسان ہر آن از دوست |
| دین از دو دنیا از دو مذہب از دو ملت از دو | مہر از دو اخلاص از دو ایقان از دو ایمان از دوست |
| زور در ہر بازو سے کز دو راز دو گرد و عطا | قوت و تاب و توان در جسم ہر بیجان از دوست |
| ہست در گلشن از دو ہر وقت تازہ رستنا | خار و گل را تازہ سرسبزی بہ ہر بستان از دوست |
| ز دوست قائم ہست یا بنیاد دار کائنات | در از دو دیوار از دو یار از دو دربان از دوست |

خادم سے لیکر سجادہ لپیٹا صندوق سلاح حاضر ہوا بادشاہ نے سلاح ذات پر آراستہ کیے باہر
برآمد ہوے ثریا کو حکم دیا کہ جادوگرنیون کو منع کردو کوئی ہمارے ساتھ نہ آوے ثریا نے سارے لشکر
کو آراستہ کیا میدان کارزار مین آئے اسطرف سے لشکر کو لیکر میمون فیل سوار بھی آیا مین لاکھ فوج کو بھی
ساتھ لایا میدان مین آکر صفین آراستہ ہوئین جب نقیب نقابت کرکے ہٹے میمون نے ہاتھی اپنا بڑھایا
میدان مین آیا سلحشوری دکھلا کر آواز دی کہ اے فرقہ خداپرستان وای زیر دستان جسکو تمنا مرنے کی ہو
وہ نکلے بادشاہ نے قصد کیا تھا کہ ثریا نے تاجدار نے مرکب بادرفتار بڑھایا سامنے بادشاہ کے آیا
اور عرض کی کہ اجازت میدان بادشاہ نے فرمایا اے ثریا مین اس سے جاکر مقابلہ کرونگا تم قصد نہ کرو
ثریا نے نہ مانا مقابلے مین میمون کے پہونچا آپس مین نیزہ چلا بعد تلوار کے نوبت کشتی کی پہونچی بادشاہ
کھڑے دیکھ رہے ہین کہ ثریا نہایت لطف سے لڑ رہا ہے دوپہر تک ایک طور پر لڑا جب زوال آفتاب ہوا
تو بادشاہ نے دیکھا زوال زور ثریا ہونے لگا ایک مقام پر میمون ثریا کو لے دوڑا ہر چند ثریا نے

چاہا کہ رکوں نہیں رک سکتا پانوں زمین میں گاڑ کر اڑ رہے مگر وہ ایسا وقت ہی کہ زمین پاؤں کے نیچے
سے نکلی جاتی ہی نہیں رہا بیس قدم پر لاکر ہاتھ مارا کہ دونوں گھٹنے ثریا کے آشنائے زمین ہوئے میمون نے
کمر میں ہاتھ ڈال کے نعرہ کیا کہ یا خداوند ہفت پیکر مدد کیجیے پہلے ہی زور میں ثریا کو اٹھا لیا ثریا
صدمے سے بیہوش ہو گیا میمون نے ثریا کی مشکیں باندھیں شاطر موجود تھا طرف لشکر کے روانہ
کیا پکار کے آواز دی کہ اے بادشاہ لشکر اسلام اب تمہارا اشتیاق ہوں بادشاہ نے مرکب اڑایا اتفاقاً
میمون میں پہونچے بادشاہ نے تلوار لگائی چند قدم ہاتھی میمون کا پیچھے ہٹا چند قدم گھوڑا بادشاہ کا
پیچھے ہٹا میمون کی نگاہ جو جمال بے مثال پر پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوا دیکھ کر آواز دی کہ اے جوان
مجھکو تیری صورت پر رحم آتا ہی تو میری اطاعت کرے تو اپنے لشکر کا بادشاہ کروں بادشاہ نے فرمایا
کہ اے میمون مجنون بہت مغرور نہ کر غرور الشان کو پامال کرتا ہی کیوں دم یکتائی کا بھرتا ہی میمون
نے نیزہ مارا بادشاہ نے خنجر کو نیزے کی سنان پر روکا تھوڑی دیر سے کہیں بادشاہ نے نیزہ میمون کا
کاٹ ڈالا میمون نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا بادشاہ نے بار تھم بچا کے کلائی پر ہاتھ
ڈال دیا میمون لپٹ پڑا اور ہاتھی سے کود آپس میں کشتی ہونے لگی دونوں لشکر نگران ہیں کہ
بادشاہ میمون سے الجھ الجھ کر لڑ رہے ہیں بادشاہ اپنی جان سے بیزار ہیں بمشکل اپنے کو
سنبھالے لیتے ہیں مگر سنبھل نہیں سکتے دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں سب کو یہی یقین ہی کہ میمون بادشاہ
کو زیر کریگا بادشاہ کا دل طرف پروردگار کے رجوع ہی عرض کرتے ہیں کہ اے بے نیاز دوگانہ
تو نے ہمارے بزرگوں کو کیا کیا شرف عطا کیے قبلہ و کعبہ زمانہ کمسنی میں فرنگستان ایسے ملک کو
تشریف لے گئے جرأت کی قبلہ و کعبہ کے ڈنکے بجے اس دھوم سے سامنے جدالی ہمارے
آئے کہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی کہتے تھے کہ اس جاہ و جلال سے کوئی نہیں آیا اور عم
نامدار یعنی رستم پیلتن اس دھوم سے آئے کہ سب شاہزادے اور سردار رشک کرتے تھے
ہر ایک کا یہی قول تھا کہ رستم نے کیا لشکر پیدا کیا مگر قبلہ و کعبہ پر تیری عنایت ہوئی کہ رستم نے
ایک طمانچہ مارا تھا ایک طمانچے کے بدلے سات طمانچے مارے میں بھی اسی شیر کا فرزند ہوں مگر اتفاق
نوبت بجان رسید و کارد باستخوان ہو رہا ہوں جلد مدد کر بادشاہ نے راز و نیاز اپنے دل کے جو زبان سے
عرض کیے اس وقت باب اجابت وا تھا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ آسمان پر برق چمکی ایک

کہ سرو شمشاد قد و ملکہ گلعذار و فیروزہ بن عمرو عیار ایک تخت پر دونوں شاہزادیاں اور زیر تخت فیروزہ بن عمرو آکر پہونچے لشکر میں غل ہوا کہ لو سرو شمشاد قد و گلعذار آ پہونچیں سرو شمشاد قد نے آسمان سے دیکھا کہ بادشاہ لشکر اسلام میمون جادو سے کشتی لڑ رہے ہیں مگر رنگ پر و تغیر چہرہ اور اس عالم یاس سرو شمشاد قد نے پکار کر آواز دی کہ اے میمون جادو خوب رنگ جمایا اور پہلوان بنتا آیا یہ فرزند صاحبقران ہیں ان ہی کا کلیجہ ہو کہ تجھ سے لڑ رہے ہیں یہ کہکے تخت کو دی بہلو میں میدان کے کھڑی ہوئی ایک دستک دیکر آواز دی کہ اے نسیم صبح غلط جلد آ پہونچیا سب نے کہ جھونکے ہوا سرد کے چلنے لگے اسی ہوا سے ہر رنگ بندھا کہ ایک طائر درخت پر آکر بیٹھا اور منقار کھول کر زمزمہ سرائی کرنے لگا۔ نظم

آمد نے دیر کی ہو جو خط کے جواب کی — بیٹھی ہوئی ہو ڈاک یہاں اضطراب کی
کیفیتیں دکھاتی ہو بارش سحاب کی — یا دل سے کبھی بہاتی ہیں بوندیں شراب کی
تخفیف بعد مرگ تو ہو کچھ عذاب کی — تربت الگ بنے دل پر اضطراب کی
اشعار دل سے عشق کی غفلت کا پوچھئے — یوسف سے لانی چاہیے تعبیر خواب کی
ہر چند جوش گریہ ہوا آنکھوں کو کیا خطر — طوفان میں ڈوبتی نہیں کشتی حباب کی
اندھیر کر دیا ستم چرخ پیر نے — حاجت ہوئی شباب میں ہم کو خضاب کی
ندیم ہزار وحشت دل نے نکلنے دی — حسرت فشار کی نہ ملنا عذاب کی
کیا جانے کس خرابی کی اس سے بنا پڑی — تھوڑی سی خاک تھی دل خانہ خراب کی
پرسش ستم کی داور محشر کیا کرے — عادت ہی ان بتوں کی نہیں ہے جواب کی
ملتی ہے متصل خبر یار ہجر میں — دل نے بٹھا دی ڈاک یہاں اضطراب کی
دل کی تڑپ کچھ اور شب وصل بڑھ گئی — بجلی گری جو تیری نگاہ عتاب کی
سمجھا ہے ترک عشق جوانی میں کب جلال — بے اعتبار ہوتی ہے توبہ شباب کی

طائر نے جو پکار کر یہ اشعار پڑھے میمون کے ہوش اڑے بادشاہ جھپٹ کر لپٹنے لگے وہ جو رنج میں انتشار تھا دفع ہوا معلوم ہوا کہ قوت سے جسم معمور ہو گیا ہر چند کہ میمون کد و کوشش کرتا ہو کہ سحر کرکے بادشاہ کو پکڑ لوں مگر دونوں شاہزادیاں دو طرف سے دفع سحر کر رہی ہیں کبھی

وشنامین دیتی ہین کبھی ہنستی ہین کبھی درختون پر اشارہ کیا جھونکے ہواے سرد کے چلنے لگے پہر دن رہے
تک میمون الجھ الجھ کر لڑا اپنے مکر سے عاجز ہوئی جسم کا گھٹ گیا بادشاہ نے پہر دن رہے دونون
مونڈھے اُسکے پکڑے سینے مین سر اڑا کے لے دوڑے سترہ اٹھارہ قدم پر ریل کر لا لے وہان
اُسکے پکہ مارا کہ دونون گھٹنے میمون کے آشنائے زمین ہوے چاہا کہ لنگر قائم کرون بادشاہ نے
دونون ہاتھ ستون کیے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین
تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا چاہا کہ بیٹھ کرون بادشاہ نے
ٹھوکر ماردی چارون شانے چت گرا چاہا کہ بر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن سروشمشاد قد نے
آواز دی کہ ای زمین گیر بھاگنے نہ پائے بادشاہ جست کرکے سینے پر سوار ہوے ہرچند کہ کچھ کچھ
اسکے آگاہ ہوگئے تھے مگر قانون اپنے بزرگون کا صرف کیا فرمایا کہ ای میمون شناخت مین پرورو
کی کیا کہتا ہی میمون نے جواب سخت دیا بادشاہ نے سینے سے اٹھ کر ایک پاؤن اُسکا دونون
پاؤن سے دبایا ایک پاؤن دونون ہاتھون سے تھام کر یکبارا پہلے جھٹکے مین گردن سے
تا بہ ناف دوسرے جھٹکے مین مثل کرپاس کہنہ چیر کر پھینکا یا تین لاکھ ساحر جو کھڑے تھے لینا لینا
کہکر دوڑ پڑے سب سحر کرنے لگے کسی نے کرہ پھینکا کسی نے نارنج بادشاہ ادھر دیکھا اسکے گرے
جیجون بھائی میمون کا تیغہ کھینچ چلا کہ بادشاہ کو قتل کرون ملکہ سروشمشاد قد نے بڑھکر آواز
دی کہ ای دلگیر لینا دل پر اسکے قہقہہ ہوے کہکے جھولی مین ہاتھ ڈالا کچھ ماش سے کہ دانے
نکالے طرف جیجون کے پھینکے جیجون جھوما بے اختیار پکار اٹھا لے طلسم

ہم دل سے لاگ چلے تھے پہ دیوانہ پن ہوا  سمجھے تھے راہبر جسے وہ راہزن ہوا
وحشت کا جو ظہور باعث ترک وطن ہوا  گھر مجھ پہ تنگ ہوکے مزا پیرہن ہوا
اظہار سوز دل مین جو گرم سخن ہوا  شعلہ ہوئی زبان پھپھولا دہن ہوا
گیسو کا عشق تھا سبب بے بسی یار  تقدیر کا بل اُسکی جبین کا شکن ہوا
یون دل مین مجھ مین تفرقہ روز ازل پڑا  جب دل رہا بدن مین نہ جی در بدن ہوا
شیشون نے مارے قہقہے تو ہم جو بہکنے کی  بے اختیار ساغر مے خندہ زن ہوا
مجھکو جو کوے یار مین جاے لحد ملی  خواہان مرگ رشک سے خود گورکن ہوا

محشر میں داغ عشق کی بجلی جو گر گئی
چلائے اہل حشر کہ سورج گہن ہوا

سمجھا تھا میں کہ سامنے ٹوٹیگا اُسکے دم
رشتہ مری حیات کا پیمان شکن ہوا

پیدا کیے ہیں کچھ نئے ڈھنگ آسمان نے
فیروزہ رنگ لانے لگا جب کہن ہوا

پھر کر نگاہ شوق جو آئی جو آنکھ میں
یا گم وہ آپ ہو گئے یا گم وطن ہوا

شاکی ہوں دود دل کا تری جلوہ گاہ میں
اٹھا تو سرمہ نگہ انجمن ہوا

رخصت قبا سے گل کا جو ٹکڑا تھا ای جنون
کچھ بچ رہا تو اس میں مرا پیرہن ہوا

آزاد رہنے کتنی تو وحشت عالم میں بھی
جھگڑے ہیں سب یہ گور ہوئی یا کفن ہوا

پہچانتا نہیں ہوں فرق و اثر اُسے
نالہ شکل کے دل سے غریب الوطن ہوا

اٹھتے ہی پردہ آنکھوں میں پردے سے چھپ گئے
جلوہ ترا نقاب رخ انجمن ہوا

تھا اک حجاب اپنے گناہوں سے تیغ پر
جو وقت مر گئے وہ ہی پردہ کفن ہوا

کس شوخ پر گلوں کے گریبان پھٹ گئے
کس کا حجاب پردہ در انجمن ہوا

آکر وطن میں ہو گئے دیوانے ای جلال
یہ شور آمد آمد اہل وطن ہوا

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے سرو شمشاد قد کے آیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہتا تھا کہ ای ملکہ عالم میں تابعدار ہوں جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤں میں وہوں پر اسیر دستھا جادوگر تھا یہاں میں بنکر آیا تھا آخر موت نے اُسکا پیچھا نہ چھوڑا پادشاہ کے ہاتھ سے مارا گیا میں تو آپکے حکم کا منتظر ہوں جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤں سرو شمشاد قد نے کہا کہ اس لشکر کو قتل کر دے یہ سنکر تلوار کھینچ کر اسی فوج کو قتل کرنے لگا سرو شمشاد قد نے بڑھکر سحر کیا اول بادشاہ کو اُٹھایا بادشاہ گھوڑے پر سوار ہوئے نعرہ کرکے فوج کفار پر جا پڑے جسکے چپٹ کر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کافروں کو قتل کرنے لگے سرو شمشاد قد نے گلعذار کو اشارہ کر دیا ہو کہ ہمراہ رکاب بادشاہ رہو ساحروں کے سحر سے بچاؤ بادشاہ بے خوف و خطر لڑتے ہوئے آتے ہیں جسنے سحر کیا گلعذار نے سینے پر روکا اُسکے سحر کو دفع کر دیا بادشاہ لڑتے ہوئے اُس مقام پر آئے کہ جہاں یاس خیمے میں خریا قید تھا زنجیر میں پڑا رہتا تھا بادشاہ نے آکر نگہبانوں کو مارا کئی سو لاشے زمین پر گرا قریب اُسکے پہونچے فرمایا کہ ای برادر آج تو زیر ہوتے یہ زنجیر دیو وہ ساحر تھا جسنے تمکو مارا سرو شمشاد قد نے آکر

اُسکا سحر دفع کیا ورنہ عیار زیر ہونا ہی قریب تھا خدا نے آبرو بچائی ثریا نے قید [illegible]
بادشاہ کے لڑتا ہوا چلا وہاں چیچون کو ساحرون نے بلوہ کر کے پکڑ لیا تلوار اُنھیں کی چھوٹی پڑی
آگ لگا دی مگر چیچون جوش الفت میں نام ملکہ سرو شمشاد قد کا لے رہا ہو پکارتا ہو کہ یارو میری
معشوقہ تک پہونچون حیکاری گرفتار کرو میں تجھ پر عشق کے [illegible] ساحرون نے چیچون کو
چھوڑا گرفتار کر کے ساتھ لیا جب بادشاہ سے دختر سرو شمشاد قد سے ساحرون کے پاؤن
اُٹھے غلغلہ کرتے ہوئے بھاگے تھوڑی دور لڑا قبیلہ کیا جب ساحروں کی کوس نکل گئے تب بادشاہ
پلٹے ملکہ سرو شمشاد قد سے حال پوچھا فیروزہ نے کل کیفیت بیان کی کہا حضور وہ ساحر بھاگ گئے
ساحرون سے معمور تھا مگر آپکے اقبال سے سب کو قتل کیا بادشاہ مظفر و منصور بارگاہ میں پہونچے
کی آکر بیٹھے کچھ ساحر گرفتار ہوئے تھے وہ تاکہ ساحل اسلام ہوئے [illegible] سردارون کا چرچا ہوا بادشاہ
تخت پر جلوہ فرما ہوئے ثریا سے تا چیلہ پہلو سے تخت میں جو محل زرین بچھا تھا اُسپر بیٹھا
ملکہ سرو شمشاد قد رو گلاندار کرسیون پر بیٹھیں بادشاہ نے فرمایا کہ یارو قلعہ طلسم ہفت پیکر کہان
ہو میں اپنے کو جاکر علامت میں گرا دونگا یہ سنکر پہونچیں ملکہ سرو شمشاد قد نے عرض کی کہ حضور
ہیمون کے مارے جانے سے ظاہری سب راستے کھل گئے یقین ہے کہ کل قلعہ طلسمی پر خود
پہونچ جائینگے غرض آپکو طلسم میں پہونچا دینگی بادشاہ یہ باتیں کر رہے ہیں اور پردے بارگاہ کے
اُٹھے ہوئے ہیں کہ گوشۂ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ایک
محافۂ زرین ناظر تھا [illegible] نے محافے کو گھیرے ہوئے بادشاہ نے فیروزہ سے فرمایا کہ دریافت کرو
یہ کون آتا ہے فیروزہ گیا خوشی خوشی پلٹ کر آیا عرض کی کہ اعراض بلند رکاب محافے میں اُسکی
دختر بلند اختر ملکہ ریحان صندلی پوش ہے واسطے ملازمت حضور آتے ہیں بادشاہ نے فرمایا کہ اُسکی
فیروزہ جاکر اعراض سے کہو کہ ہم بہر راہ ہیں ایک ایک گھڑی ایک ایک سال گذرتا ہے
اب ہم ٹھہر نہیں سکتے تم محافہ اپنی دختر کا پھیر دو ہم کل کوچ کرینگے فیروزہ نے آکر اعراض سے
سب حال بیان کیا اعراض قریب محافے کے آیا حکم بادشاہ بیان کیا ملکہ اندر محافے کے زار زار
رونے لگیں کہا کہ میں حکم شہنشاہی بجا لاؤنگی مگر زیارت سے مشرف ہولوں اعراض نے آکر
خدمت شاہ میں کیفیت ریحان صندلی پوش کی بیان کی بادشاہ نے اُسی وقت تخلیہ کرا لیا

ریحان کا محافہ اُترا دو ایک ساعت صحبت رہی فرمایا کہ اے ملکۂ عالم اب رخصت ہو ہم کل کوچ کرینگے انشاء اللہ وہاں سے پلٹ کر اول تمہارے ملک میں آئینگے عقد تم سے ہوگا شب صبح قمر سے ملینگے اب تمھارا ٹھہرنا بہتر نہیں ملکہ رات ہی کو بادشاہ سے روتی ہوئیں رخصت ہوئیں اسی وقت محافے میں سوار ہو کر کنیزوں کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنے باغ کے چلیں بادشاہ نے رسالے ساتھ کر دیے نگہبانی کی بہت تاکید کر دی مگر ملکہ محافے میں روتی ہوئیں کنیزوں سے کہتی ہیں کہ شہریار اتنے بڑے شخص کے مقابلے میں جاتے ہیں اپنی تو یہ کیفیت ہو دلکی عجب صورت ہے نظم

عشق میں رسوا جو اپنی آہ و زاری ہو گئی ۔ کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمہاری ہو گئی
بزم جاناں میں جو آمد شد ہماری ہو گئی ۔ غیر پر گرنے کو بجلی بیقراری ہو گئی
پہلے تھا بیزار جب سے اسکے خواہاں ہو گئے ۔ مجکو بھی اس دن سے اپنی جان پیاری ہو گئی
گریۂ حسرت سے اور آنکھوں سے تھی جو بہہ رہا ۔ لیجیے مدت پھر وہی فرقت میں جاری ہو گئی
اسکے در سے مر کے بھی اٹھنے کا اک افسوس ہے ۔ لاش کیوں اپنی احبا پر نہ بھاری ہو گئی
آرزو دل میں جو اپنے تھی ترے اک تیر کی ۔ آخرکار آپ ہی وہ زخم کاری ہو گئی
کاش یہ قاصد نہ کہہ دیتا کہ آتا ہے کوئی ۔ ہر تسلی پر زیادہ بیقراری ہو گئی
مجھ سے بھی یہ بدگمان پوشیدہ رکھتا ہے ستم ۔ دل کو ثابت آنکھ کی بے اعتباری ہو گئی
آمد کے لیے بس چلا رکھا ہی وصل یار کے ۔ سچ تو یہ ہے زندگی امیدواری ہو گئی
وصل میں دل ہی مرا میری طرف کچھ بولتا ۔ انکی جانب بھی تو آنکھ شرمساری ہو گئی
آ نہیں سکتا ہیں بیخود ہو کے پہروں آپ میں ۔ رفتہ رفتہ اس قدر بے اختیاری ہو گئی
کل جو غش کھا کر گرے تو انکے قدموں پر گرے ۔ ہم سے بیہوشی میں بھی اک ہوشیاری ہو گئی
ناز دل کیا تھے اٹھائے غیر کے احسان تک ۔ ختم تیرے ناتواں پر بردباری ہو گئی
گرد اپنی لاش کے پھرتا ہے قاتل لے کے تیغ ۔ نیم بسمل بھی وہ کیسی خونباری ہو گئی
دل پکڑ لیتا ہے دشمن جب تڑپتا ہے جلال ۔ اسکی بیتابی بھی کیا شوخی تمہاری ہو گئی

ہر چند کنیزیں سمجھاتی ہیں کہ اے ملکۂ عالم بادشاہ نے جو وعدہ فرمایا ہے ضرور تشریف لاوینگے ملکہ کہتی ہیں کہ خدا جو یہ کالی راتیں ہجر کی اون کاٹیگا تڑپ تڑپ کر مرینگے کیونکہ یہ زمانہ گذریگا

وہ دن خدا دکھائے کہ بادشاہ جمجاہ سخیر و ذیلی طلسم ہفت پیکر مین پہونچیں اور طلسم فتح ہو بادشاہ
مع لشکر آکر قریب باغ اُترین وہ روز سعید ہوگا بلکہ بہتر سعید ہوگا ریحان جنگلی پوش اس حال سے
گریان و نالان خاک بسر بیقرار و مضطر اپنے باغ مین جاتی ہین بادشاہ جمجاہ شب کو اُسی مقام پہ
رہے کہ اس مقام کو صحرائے ویران کہتے ہین بوقت سحر سامان سفر تیار ہوا امیر و شمشاد و قلندر و
ملکہ گلعذار نے ابر کے سرخ و سبز تیار کیے تین لاکھ ساحر ساتھ لیے فرمایا سے تاجدار کھی جبوتر پھولا
نیز ساحرون کے سلح و مکمل ہوا اس کروفر سے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلنے کا قصد ہوا کہ بادشاہ
ذہن مین آیا فیروزہ سے فرمایا کہ مین نے آج صبح کو بعد نماز سجادے پر آرام کیا دیدہ ظاہری بند ہوئے
دیدہ باطنی وا ہوئے عین خواب مین دیکھا کہ ملکہ ریحان فریاد کر رہی ہین اور پکارتی ہین کہ ہے کوئی ایسا
کنیز کو بچائے تم جا کر خبر لاؤ ہم اسی مقام پر رہینگے جب تم آؤ گے تب کوچ کرینگے فیروزہ اُسی وقت
برائے خبر ریحان جنگلی پوش روانہ ہوا ادھر ریحان پر یہ گذری کہ جب صحرا مین پہونچین ہوا نے سے
نکلکر پشت بادیان پر سوار ہوئین بادیان کو اڑاتی ہوئی جاتی تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی فضا سے کالا
شہزادہ قوی بازو کینڈا اڑاتا ہوا شکار کھیلتا ہوا آتا تھا نگاہ اسکی جمال بیمثال ملکہ پر پڑ گئی تیر عشق سینہ
آ لگا قلب ٹھہر گیا چاہا کہ ملکہ پر جا پڑون ملکہ نے بادیان کو بھگایا کنیزین پیچھے پیچھے شہزادہ کھڑا دیکھا کیا
آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چھاتی پر ہاتھ مار رہا ہے کہ شاطر اسکا جو ہمدم دیرینہ تھا دم آ گیا دیکھا کہ آقا کھڑا
رو رہے ہیں پوچھا کہ کیون پہلوان دوران کیا صدمہ پہونچا جو اسقدر متغیر ہو رہے ہو شہزادہ قوی بازو
نے کہا کہ اے یار وفادار و اے مونس غمگسار ابھی ایک محبوب پریچہرہ کو دیکھا کبھی ایسی نازنین نگاہ سے
نہین گذری بادیان بھگا کر اس جانب گئی ہے ذرا خبر لاؤ کہ یہ گل کس گلستان کی اور ماہ کس آسمان کی
ہے عیار واسطے خبر کے چلا اسوقت پہونچا کہ ملکہ بادیان سے اُترین بارہ سو کنیزین ساتھ ہین باغ مین
جاتی ہین عیار نے دور سے دیکھا حال دریافت کرکے چلا آکر شہزادہ سے بیان کیا شہزادہ نے کہا کہ
مین ابھی چل کے قبضہ کرتا ہون تو جا کے لشکر لا عیار جا کر بارہ ہزار جوانون کا لشکر لایا جن سے بڑے بڑے
پہلوان ہم عنان ہین ان سب کو شہزادہ لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا ملکہ آکر اُتری ہین کنیزون سے کہہ
رہی ہین کہ راہ مین مجھکو ایک ظالم نے دیکھا پیچھا بھی کیا تھا مگر مین گھوڑی بھگا کر نکل آئی ذرا
کوٹھے پر چڑھ کر دیکھو تو شاید آتا ہو کنیزین کوٹھے پر چڑھیں دیکھا کہ سامنے سے گرد اُڑی ہے

ایک پہلوان قوی تن قوی سن گینڈے پر سوار بارہ ہزار جوان پشت پر گینڈے کو اڑاتا ہوا آتا ہے
کنیز نے دوڑ کر ملکہ کو خبر دی کہ حضور لشکر آتا ہے ملکہ نے کہا کہ ہائے اب کیا کروں باپ میرے شہریار
کے ساتھ ہیں میں یہاں یکہ و تنہا ہوں کیسی مشکل کی بات ہے مگر میں اپنی جان دونگی اس
ملعون کو یہاں نہ آنے دونگی جو کچھ ہو سو ہو کوٹھے پر چڑھ چلو اور تیر اندازی کرو جہاں تک ہو سکے
ان بیحیاؤں کو قریب نہ آنے دو بارہ سو کنیزیں کوٹھوں پر چڑھ گئیں کمانیں کاندھوں سے اتار کر
تیر بجگر کمان میں پیوست کیے بارہ سو تیر ایک مرتبہ چلے کئی سو خطا شعار گرے شداد نے گینڈا روکا
پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ خوبی و اے سرو روان باغ محبوبی کیوں اپنے کو ضائع کرتی ہو دم بھر میں
باغ میں گھس آؤنگا رات بھر کی مہلت دیتا ہوں صبح کو حاضر خدمت ہونا ورنہ باغ پامال کر دونگا
ملکہ نے کنیزوں کو اشارہ کیا کنیزوں نے جواب دیا کہ او مغرور کیا بکتا ہے ہمیں کے جنازے لیجائیگا
کسی کنیز کو بھی زندہ نہ پائیگا آئندہ تجھے اختیار ہے ایک کنیز نہایت شوخ و شنگ موسوم بہ گلنار
باغ کے دروازے پر نکل آئی اور پکار کر آواز دی کہ او شداد اپنی جرأت پر ناز نہ کر یہ معشوقہ
بادشاہ اسلام ہے اگر انکو خبر ہو گئی تو وہ ضرور تشریف لاوینگے تجھ ایسے صدہا پہلوان انکے رفیق ہیں
ثریا سے تاجدار الیاس رفیق جیسے بڑے بڑے پہلوانوں کو مارا ہے بہتر یہی ہے کہ یہاں سے چلا جا
صورت پر کوئی لشکر کشی کرتا ہے راہ میں تو نے دیکھا تعاقب کیا ملکہ اپنی آبرو بچا کر بھاگ آئیں
ملکہ مناسب ہے کہ یہاں سے جا یہاں کوئی تیرے مقابلے کے موافق نہیں ہے کہتے تک وہ کنیز
کیا ... سے کہا کہ شداد نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ فوج کو اشارہ کیا کہ باغ کو چہار جانب
سے گھیر لو سواروں نے گھوڑے دوڑائے پیادے اپنے مقام سے بڑھے باغ کو چہار جانب
سے گھیر لیا کنیزوں نے تیر مارے وہ دیوار باغ سے دور ہٹ کر اترے کنیزیں دیواروں کے
برابر کھڑی تھیں جب تاک کر تیر مارا گھوڑے کی آنکھ پر یا سوار کے سینے پر پڑا کئی سو ملازم شداد کے
ایک ترتیب سے کر جہل جہنم ہوئے غول کے غول درہم برہم ہوئے شداد کہتا ہے کہ ان تیروں
کو کیا میں اڑاؤنگا سپر پر روکتا ہوا باغ میں گھس جاؤنگا تم لوگ زد سے ہٹ کر کھڑے ہو اب دن
قلیل باقی ہے شب بھر یہ لوگ سرکشی کر لیں صبح کو آفت برپا کر دونگا ان بدذاتوں کو زندہ نہ چھوڑونگا
انہوں نے معلوم کیا سمجھی ہیں جو کلمات سرکشی کر رہی ہیں یہ کہہ کے اتر پڑا داخل بارگاہ ہوا عیار

اشارہ کیا کہ طبل جنگی پہ نقارہ زرہی جو بجا کنیزون نے پھر غلغلہ کیا کہ ونا مرے تجھے شرم
نہین آتی ہو نہین معلوم کیا سمجھا ہو کہ طبل جنگی بھی بجوا دیا ہو پروردگار ہمارا مالک ہو ملکہ
پلٹ کر صحن باغ مین بیٹھین سب سے صلاح کرنے لگین کنیزون نے کہا کہ حضور ایک عرضی
بخدمت بادشاہ روانہ کیجیے وہ شہریار تشریف لائینگے اسکی سرکشی سنکر برہم ہو جائینگے علاوہ برین یہ
سن سکینگے کہ اس مغرور نے آکے گھیرا ہو اپنی جرأت کو ظاہر کرتا ہو تمام پہلوانی کے مرتا ہو ملکہ نے
اسیوقت قلم اٹھایا القاب شاہانہ لکھا کہ ای شہنشاہ اقلیم جرأت و ای یکتاز میدان جلالت ادام اللہ
اقبالہ و اجلالہ اس کنیز کو آکر شہزادہ قوی بازو سے بچا لیجیے چاہتا ہو کہ عصمت پر دست انداز ہو
مین نے ابتک تو ان سرکشون کو قریب دیوار باغ نہین آنے دیا مگر گھیرے ہوے اترے ہین
صبح کو بلوہ کرینگے کنیز نامہ لیکر باغ سے نکلی مردانہ کپڑے پہنے ہوے لشکر مین شہزادہ کے جاتی ہو
جس کسی نے پوچھا کہ کون کہا ہرکارہ ہون ملکہ عالم نے بھیجا ہو لوگ خاموش ہو رہتے ہین غرضکہ
برجستہ لشکر کو طی کرکے راہ صحرا لی ایک نخل کے قریب پہونچی تھی کہ زنگ کی آواز کان مین آئی
دیکھا کہ فیروزہ بن عمرو جست و خیز کرتا ہوا آتا ہو کنیز نے جو فیروزہ کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہوگئی پکار کر
آواز دی کہ مہتر صاحب ذرا ادھر تشریف لائیے فیروزہ نے ایک جوان حسین کو دیکھا کھینچے ہوے
قریب آیا اسنے کہا ای مہتر والا گہر مین ملکہ ریحان صندل پوش کی کنیز ہون لشکر سے بادشاہ اسلام کے
ملکہ آئی تھین مادیان پر بے نقاب سوار تھین شہزادہ قوی بازو کی نگاہ پڑ گئی اسنے آکر گھیرا ہو
صبح کو ارادہ ہو کہ بلوہ کرے جاکر شہریار کو اطلاع کرو تم کہاں چلے تھے فیروزہ نے کہا کہ بادشاہ
نے گھبرا کے مجھ سے کہا کہ جاکر خبر لاؤ مین واسطے خبر کے جاتا تھا کنیز نے عرضی نکال کر دی فیروزہ
نے عرضی لی کنیز سے رخصت ہو کر چلا غرض پلٹی لیکن اسنے کوٹھے پر چڑھ کر جو بلوہ فوج کا دیکھا
گھبرا کر کوٹھے سے اتر مین سجادہ بچھایا دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے پکار اٹھی ای
حاکم مطلق و ای کارساز برحق میری عصمت کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے نظم

دلش ہمیشہ بہ نور صفاست نورانی
بخاک عجز ہر آن کس کہ سود پیشانی
خدا بہ روح ببخشد صفاے روحانی
کند بہ جسم عنایت کمال جسمانی
خدا بہ بندۂ کمزور زور سے بخشد
خدا بہ مور دہد رتبۂ سلیمانی

کہ دوسرا گنبد اٹھا لاؤ دوسرے گنبد پر سوار ہوا پھر بڑھتا ہوا چلا ملکہ نے کئی مرتبہ جام زہر اٹھایا چاہا
کہ پی لوں کنیزیں لپٹ گئیں جام ہاتھ سے چھین لیا ملکہ کہتی ہیں کہ اے کمبختو کیا میری آبرو لوگی میری جان آج
جانا بہتر ہے کنیزیں منتیں کرتی ہیں کہ حضور ہم لوگ مر لیں تو حضور کو قضا آئے ہمارے سامنے ہم اس
پھول سے عارض کو مرجھایا ہوا نہ پائیں ہمیں افسوس ہوتا ہے یہ کہکے جام پھینکا سا دیا خنجر چھین لیا
شداد گنبد اڑاتا ہوا آئے ہوئے جب قریب دیوار پہونچا کنیزیں نکل کر لڑنے لگیں جو سامنے شداد کے
آئے پہونچی شداد نے نیزے پر اٹھا لیا کئی کنیزوں کو نیزے پر اٹھا اٹھا کر زمین پر مارا آنکھ اٹھا دیا ملکہ
نے دیکھا کہا کہ اے کمبختو یہ صدمات میری روح پر گذرتے ہیں میں نہیں چاہتی کہ تم لوگ اپنی جان دو
اور میں اپنے کو بچاؤں میں پہلے اپنی جان دونگی کنیزیں ناچار ہو جاتی ہیں شداد لڑتا بھڑتا زیر دیوار
پہونچا پکار کے آواز دی کہ اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال والی بارگاہ اسمان کمال کیوں غریبوں کی
جان لیتی ہو میں اپنے ہاتھ سے انکو قتل کرتا ہوں مگر مجھے ناگوار ہوتا ہے کہ کنیزان حضور کو قتل کر رہا
افسوس یہ کر رہا ہوں کہ وہ تمھارے عاشق صادق اس مقام پر نہ ہوئے جنکی جرات پر آپ کو بھروسہ
تھا اور جو سامنے ہوتے تو معلوم ہوتا ملکہ نے منھ پھیر لیا کہا کہ ہائے افسوس ہے وہ شہریار اس مقام پر ہوتا
ورنہ اس ملعون کو معلوم ہوتا شداد زیر دیوار جو پہونچا کنیزیں ٹوٹ پڑیں شداد ان کو بھگا رہا تھا کوئی تیر
اور پتھر سب کی مار دی کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا گر گر کر لوٹنے لگیں ملکہ نے جو یہ کیفیت دیکھی بیقرار ہو کے
پکارنے لگیں کہ اے سمیع و علیم و اے کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر لطف سے

خدا اہل بصیرت را نماید ہر زمان صورت ‖ نمی پوشد ز چشم اہل دین آن مہربان صورت
بیا بین حسن و بدین خوبی و محبوبی و مطلوبی ‖ چرا پوشد رخ زیبا چرا دارد نہان صورت
ز ہر یک گل چہ رنگ و بوئے گل گلزار جلوہ ‖ نمایاں او ز ہر یک تبسم غنچہ ہای گل جان صورت
درین جلوہ کجا صورت نہ بیند دیدہ عالم ‖ چنین حسن و جمال خوبی چنین شکل و چنان صورت
ز حسن چہرہ تصویر صورت گر دہد جلوہ ‖ ز روئے ہر گل رنگین نماید باغبان صورت
بقا عالم گذشت از دنیائے فانی اہل صورت را ‖ کہ این صورت نہ پوشد ای خدا زچشم جہان صورت
جہان ہر وقت نقش تازہ می سازد عیان ہر کہ ‖ کند در ہر زمانہ تازہ ظاہر ہر زمان صورت

شداد نے دیکھا کہ گنبد سے ہم کودوں باغ میں گھس جاؤں ملکہ کو گرفتار کروں ملکہ سجدے کیے ہوئی تھیں

خود زرین پہنے ہوئے لباس فاخرہ زیب جسم کئے جا بجا سے بیٹھا ہوا اُسنے آکر سلام کیا کہا کہ اے
طلسم کشا خدا تمکو زندہ و سلامت رکھے تمنے طیران خوک سوار کو قتل کیا ہم لوگ اُسکی قید میں تھے
مرنے سے اُسکے رہائی پائی نام میرا کیوان تاجدار ہے اور یہ سب جوان شاہزادے اور وزیرزادے
اور تاجران جلیل کی نسل سے ہیں یہاں آکر قید ہوگئے سالہا سال قید میں بسر کی آج رہائی پائی
ایسا آپکے ساتھ ہیں رستم نے سب کو طرف دین اسلام کے رہبری کی سب کلمہ پڑھکر بصدق
مسلمان ہوئے رستم نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ باغ لنترن میں جانا چاہیے لیکن لنترن بڑی
ساحرہ زبردست ہے بڑے بڑے شور برپا کریگی ہوشیار رہنا چاہیے کہ لنترن زرین پوش اپنے
باغ میں بیٹھی ہے ساحر و غیر ساحر سب جمع ہیں لنترن کہ رہی ہے کہ صحرائے خوک سواران سے گذر
طلسم کشا کا نہ ہوسکیگا طیران خوک سوار جادو بلائے روزگار ہے فوج بھی اُسکے پاس بیشمار ہے طلسم کشا
کو ڈرائے گرفتار کریگا سب مصاحب کہتے ہیں کہ حضور سچ ارشاد فرماتی ہیں اُسکا اُس صحرا سے
گذر نہ ہوگا یہ ذکر تھا کہ چند طائر آسمان سے پیدا ہوئے غلطاک مارکر بشکل ساحر بنے لنترن نے
پوچھا کہ ارے تم کیونکر آئے طیران خوک سوار نے کہا کیا ساحروں نے عرض کی کہ حضور نہایت کمال
جنگ رہی خوک سوار نے طلسم کشا کو عاجز کر دیا تھا کوئی بات اُسنے اٹھا نہیں رکھی خوب خوب
جنگ کی یہاں تک کہ طلسم کشا اپنی زندگی سے بیزار تھا لیکن لوح کو دیکھ لیا طریقہ معلوم ہوا تھا
طیران کو طلسم کشا نے قتل کیا حضور طلسم کشا کے قبضے میں تیغہ ہفت جوہر ہے کلاہ ہفت گوشہ
سر پر ہے اور زرہ ہفت جوشن زیب جسم لوح بھی پاس موجود ہے طلسم کشا کو کون روک سکتا ہے
اب صحرائے خوک سواران میں فروکش ہیں وہ جو قیدی تھے وہ رہا ہوکر طلسم کشا سے ملے
بارگاہ استادہ ہے یقین ہے کہ اب حضور کے باغ کی جانب ارادہ کریں یہ خبر وحشت اثر سنکر لنترن
نے کہا کہ صاحبو تم میں کوئی ایسا پہلوان ہے کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لائے لوح وغیرہ چھین لے
یہ سنتے ہی سرشار قومی ترکیب کہ قوی متن و قوی تن و جہان دیدہ و کار آزمودہ ہو و نکل سے
اپنے اٹھا کہا کہ غلام جائیگا اور طلسم کشا کو گرفتار کر لائیگا لنترن نے سرشار کو خلعت دیا
اور کہا کہ جسقدر فوج چاہو لیجاؤ سرشار نے کہا کہ مجھے فوج کی کیا احتیاج ہے میرا عیار طرار
ماہر یار کمند انداز فوراً گرفتار کر لائیگا اور سامان بھی نگہبانی کا طلسم کشا کے پاس کم ہے وہ

تاجداران قیدی کیا نگہبانی کرین گے ان اسیون کے دھوکا دینے کو یہ عیاری کافی ہے یہ کہکر اس
مقام سے اٹھا ساٹھ ہزار فوج ساتھ لی اور اپنے عیار کو بھی اپنے ساتھ لیا پڑت کر و فر سے
سرشار طرف صحرا سے فوک سواران کے چلا یہان رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین وہ تاجدار مصروف
خدمتگزاری ہین رستم فرمارہے ہین کہ آج کی شب آپ لوگون کو تکلیف ہوگی صبح طرف باغ آئینہ
کے جاؤنگا مجکو اب جلدی ہے کہ مرحلہ جات فتح ہون اور مقابلہ ہفت پیکر مین ہو دیکھون وہ سلطان
ہفت پیکر کس طور سے مقابلہ مین آتا ہے عنایت پروردگار ہے کہ مین نے ابتک کسی طلسم مین
نہین گیا پہلے پہل اس طلسم کو فتح مین اتفاق ہوا خدا نے اپنا فضل کیا ہے ورنہ حال کیا حصول مین
ان تحفہ جات کے کیا کیا مشکلین اور سختیان پڑین مگر تحفہ جات حاصل ہوئے حصول لوح مین بڑی
بڑی جفائین اٹھائین تب لوح طلسم دستیاب ہوئی اب تھوڑی کوشش مین مقابلہ ہفت پیکر
ہوگا یہ باتین تھین کہ صحرا سے گرد اڑی رستم بنگاہ غور دیکھنے لگے جب وہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا
کہ ایک پہلوان قوی تن قوی ہیکل گینڈے پر سوار اسلح و مکمل ایک عیار طرار مکار و غدار ہمراہ عیاری
سے آراستہ رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر ساٹھ ہزار فوج مقابلہ مین رستم کے آگیا یہ ملاحظہ
فرمایا کشتین نے اور فوج روانہ کی سب نے عرض کی کہ غلام تو بوجہ ہتھیار نہ ہونے کے بالکل بیکار
ہین حضور یکہ و تنہا ان سب سے کیونکر مقابلہ کرینگے رستم نے فرمایا انشاءاللہ سب فرار ہوکر فوج
بھاگ جائیگی بڑے بڑے پہلوان آئے بڑی بڑی فوجین آئین اسکے فضل نے مظفر و منصور کیا رنج و الم
دور کیا یہ کیا ہے آپ لوگ مطمئن رہین فقط اس شب کو حفاظت کیجئے پہلوان تاجدار اپنے مقام سے
اٹھا وہ سہی جوان اپنے ساتھ لیے کہا غلام طلایہ دونگا کیا مجال ہے کہ کوئی آسکے یہ ذکر تھا کہ صدا اسکے
طبل جنگ کی کان مین آئی رستم نے فرمایا کہ یہی پہلوان تاجدار ہمارے لشکر مین بھی فیصل [illegible] جنگ کی
بجے یہان بھی نقارہ رزمی گرنا کرو رستم کو اپنے عیار کے ساتھ نہ ہونے کا تردد ہے [illegible] گئے دربار
برخاست کیا آرامگاہ مین آئے کچھ کچھ رات [illegible] کیا سب تاجداران جلیل گرد بارگاہ کے طلایہ
دیتے رہے ہین حاضر باش و ناظر باش کی صدا [illegible] سرشار نے [illegible] عیار سے
کہا کہ اگر [illegible] رستم کو [illegible] مطلب [illegible] عیار باشا سے عیاری [illegible] فکر رستم نکلا
جب کنارہ سے پہ لشکر رستم کے آیا دوسرے دیکھا کہ لوگ طلایہ دے رہے ہین بارگاہ رستم [illegible] گیا

اگر کوئی طائر بھی اڑتا ہوا معلوم ہوتا ہے تو اُسے بھی تیر مار کے گرا دیتے ہیں دو سو جوان جاگ رہے
ہیں اگر ہوا بھی زور سے چلتی ہے تو کان کھڑے ہوتے ہیں عیار نے دور سے یہ معاملہ دیکھا کترا کے
ایک نخل کے سائے میں آیا چوڑی خنجر کی کمر سے نکالی نقب کھودنے میں مصروف ہوا پہر رات
رہے بارگاہ رستم میں آ کر چہرہ توڑا سر نکال کر دیکھا کہ رستم آرام فرما رہے ہیں چار خدمتگار بیٹھے جھلی
کر رہے ہیں عیار نے پروا کے بیہوشی کے کمر سے نکالے شمع پاس رکھی تھی پر چھڑکا خوشبو جو بلند
ہوئی چاروں خدمتگار بیہوش ہوئے عیار نقب سے باہر آ کر قریب رستم کے پلنگ کے آیا کیفے میں بیہوشی رکھی
برابر دماغ کے کیفہ لگایا رستم بیہوش ہوئے عیار نے پشتارہ باندھا دوش پر لگایا نقب میں پھاند
کے نکلا نقب سے نکل کر سمت صحرا کا لیا مگر مہتر سماک یلداقی جس دن سے رستم سے جدا
ہوا ہے اُس دن سے صحرا میں مارا مارا پھرتا ہے ایک دن جو بہت گھبرایا ایک پہاڑ پر بیٹھ کر نے بجانے لگا
قضا سے کا شہباز جادو ملازم فسترن ہوا پر اڑا جاتا تھا نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک عیار طرار
بیٹھا ہوا نے بجا رہا ہے اس لطف سے نے بجا رہا ہے کہ صد ہا طائر گرد بیٹھے سر دھن رہے ہیں اور
گانا سن رہے ہیں شہباز جادو سمجھ گیا کہ یہ عیار رستم ہے بلکہ فسترن نے ذکر بھی کیا تھا کہ عیاران اسلام
کی نوازی میں طاق ہیں علم موسیقی میں شہرۂ آفاق ہیں یہ سوچ کر تڑپ کر گرا سماک یلداقی کو
اٹھا لیا اڑا ہوا جاتا ہے کہ جس صحرا میں وہ عیار رستم کو لیے ہوئے جاتا تھا کسی قریہ کی طرف سے
شہباز کا گذر ہوا زمیندار وہاں کا اپنے کوٹھے پر بیٹھا چاندنی کی سیر کر رہا تھا کہ دیکھا ایک جادوگر ایک
آدمی کو پنجہ میں دبائے ہوئے جاتا ہے اُٹھا کر گولہ مارا شہباز کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا
سماک عیار شہباز کے پنجے سے چھوٹا کوٹھے پر زمیندار کے گرا زمیندار ٹہلتا ہوا قریب سماک کے آیا
سماک نے اٹھتے اٹھتے آواز دی کہ ہمیشہ دلیر بجان مبارک باشد زمیندار نے کہا کہ ارے تو
کون ہے سماک نے کہا کہ آپ کا بھیک گو ہوں اس جادوگر نے دن بھر گوایا شام کو چاہا آپ لیے بیٹھا
تھا میں نے انکار کیا تو اُس نے کہا کہ میں لے چل کے قید کروں گا مجھ کو لیے ہوئے جاتا تھا آپ نے
بچا لیا زمیندار نے کہا کہ ایک چیز ہم کو سناؤ سماک نے یہ غزل شروع کی

ختم ہے بعد فنا کوچۂ جاناں ہم سے — یا رب آباد رہے روضۂ رضواں ہم سے
ایسے رسوا ہوئے ملنے سے پڑا دوں کے — متوحش نظر آتے ہیں سب انساں ہم سے

ہی مثل سچ یہ کہ کام آتا ہی کھوٹا پیسا | صنم دیر ہوے طالب ایمان ہمیں
غم فرقت میں ہوے سوکھ کے کانٹا ہمیں | اپنے دامن کو بچاتے ہیں بیابان ہمیں
کاٹتا ہی یہ دلا پیار سے ہر دم ہمکو | عشق رکھتا ہی سنگ کو بھی جانان ہمیں
بت ہستی کو جو توڑیں تو خدا آئے نظر | آتش سنگ کی صورت ہیں وہ پنہان ہمیں
لفظ رنگین میں ہیں یہ معنی روشن پنہان | ہو سکا لب ہی وصف لب و دندان ہمیں
ضعف نے طاقت رفتار ہی کھو دی ناسخ | آگے ہم جب کہ لگا یار کا دربان ہمیں

سماک بلداقی نے اس رنگ میں یہ غزل عاشقانہ سامنے زمیندار کے گائی کہ وہ خوش ہو گیا خوش ہو کر کئی روپیے سماک کو دیے اور کہا کہ اب ہمارے پاس رہا کرو سماک نے کہا کہ اب آپ کو راضی کر کے جاؤنگا کئی چیزیں سماک بلداقی نے اور سامنے زمیندار کے گائیں یکایک دیکھا کہ بوتل شراب کی رکھی ہی زمیندار وہ نابل اونڈیل کے پیتا جاتا ہی سماک نے کہا کہ ایجی ہمکو بھی دیجیے زمیندار نے بوتل شراب کی لنڈھکا دی سماک نے کہانی سے بڑا بیہوشی کی ڈالی زمیندار نے جام لبریز کر کے پیتے ہی گھبرا گیا کہا کہ میاں گویے صاحب میری رگیں کھنچ رہی ہیں کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہی سماک بلداقی نے کہا کہ ذرا اٹھ کر ٹہلیے ہوا لگیگی تو نشہ کم ہو مزاج نہ برہم ہو یہ سنتے ہی زمیندار اپنے مقام سے اٹھا چاہا کہ ٹہلوں بیہوشی نے طمانچہ مارا فوراً لڑکھڑا کے گرا اور گرتے ہی بیہوش ہوا سماک نے زبان میں اسکے سوزن دی سوزن دیکر گوشے میں ڈال دیا آپ کوٹھے سے دریا ناپا گاؤں کو طے کر کے نکلا رات کم باقی ہی جانور اپنے اپنے آشیانوں سے نکلے جاتے ہیں سماک یہ تماشا دیکھتا ہوا ایک نخل کے نیچے آ کر بیٹھا کہ زنگ کی آواز کان میں آئی پلٹ کر دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش آتا ہی سماک حیران ہوا اپنے دل میں کہتا ہی کہ اے سماک بلداقی یہ کون ہی بہ نگاہ غور دیکھنے لگا جس چادر میں عیار نے پشتارہ لپیٹا ہوا اوس چادر کا گوشہ جو ہٹا سر سے پیر تک سارے ستم کو دیکھا حیران ہوا کہ اے سماک یہ کون ہی جو آقا سے نامدار کو لیے جاتا ہی ایک مقام پر آکر سماک نے حلقہ ہاے کمند خس پوش کیے آپ سنبھل کر بیٹھا کہ عیار پھرتا ہوا نظر آنکلا جب قریب حلقہ ہاے کمند آیا تو اوسکا دل دھڑکا چلتے چلتے رک گیا پکار کر آواز دی کہ ارے تو کون ہی جو چھپکر بیٹھا ہی مجھ سے آکر مقابلہ کر سماک اپنے دل میں سمجھا کہ اسنے دیکھ لیا نکل کر مقابلہ کروں یا نہ ہو کہ

پھر سوچا کہ شاید مکر کرتا ہو عیار نے دو تین مرتبہ آواز دی پھر سوچا کہ مسبب جنگل کے دل دھڑکتا ہی
جھپٹ کے چلا بیچ میں حلقہ ہاے کمند کے آیا سماک نے شیر کی آواز دی عیار ارے کہکر
گرا سماک نے جھٹکا مارا کہ عیار منھ کے بھل گرا سماک نے دوڑ کے حباب مارا عیار بیہوش ہوا
سماک نے عیار کو ایک درخت سے باندھ دیا رستم کو ہوشیار کیا رستم نے جو اپنے عیار کو دیکھا
مثل گل شگفتہ ہو گئے سماک نے کہا آقاے نامدار آپ کو یہ عیار لیے جاتا تھا رستم نے فرمایا
کہ سرشار تو ی ترکیب سے مقابلے میں اترا ہوا اسی کا عیار ہوگا پوچھو اس سے سماک نے اسکو
ہوشیار کیا کوڑا لیکر کھڑا ہوا عیار کی آنکھ کھلی دیکھا رستم تو ٹہل رہے ہیں ایک عیار کوڑا
سر پہ کھڑا ہے ہوشیار نے گھبراکر کہا تمھارا کیا نام ہے سماک نے کہا میں اس شہریار کا عیار ہوں
خدا کی قدرت دیکھو مدتوں سے یہاں پہونچا ایک جادوگر مجھکو یہاں لایا میں وقت پہ
پہونچا اپنے آقا کو رہا کر لیا اب تو اپنا اصلی نام بتا اگر جھوٹ کہیگا مارے کوڑوں کے کھال
گرا دونگا عیار کا نیا سوچا کہ اگر اب جل کی تو نگا جان جائیگی کہا اے سماک میں ماہیار کمند انداز ہوں
یہ ظہور قدرت دیکھکر خداے نادیدہ کا اعتقاد ہوا رستم نے کہا اے سماک کھولدو سماک نے کہا
آقاے نامدار بشرہ شناسی قبلہ و کعبہ پر موقوف ہے شاید مکر کرے عیار نے بہت عذر کیا سماک
نے عیار کو کھولا عیار قدموں پر گرا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا سماک نے کہا اے ماہیار
کمند انداز تمھارے آقا کا کیا نام ہے تم آقا کے ساتھ لشکر میں جاؤ میں تمھارے آقا کو لاتا ہوں
رستم نے بہت منع کیا مگر سماک کب مانتا ہے کہا اے ماہیار تم آقا کے ساتھ جاؤ سامنے ماہیار کے
ماہیار کی صورت بنکر تیار ہوا کہا کیوں ماہیار کوئی مجھکو پہچان تو نہ سکیگا ماہیار نے کہا استاد
آپ نے ایسی صورت تبدیل کی کہ کوئی ایسی صورت نہیں بدل سکتا رستم مع ماہیار اپنے لشکر کو چلے
سماک آراستہ ہو کے لشکر سرشار میں آیا سرشار انتظار میں جاگ رہا ہے کہ عیار آکر پہونچا کہا آقاے
نامدار رستم کو چرالایا تھا تاجداروں نے لیا گھیر اکہ شتارہ پھینک کر بھاگا آپ کی خدمت میں
حاضر ہوا لیکن کل رستم کو لاؤنگا باتیں کرتے کرتے گلوری کھلا کے بیہوش کیا اشتارہ باندھ کے
لے بھاگا صبح کا وقت ہے رستم دربار میں بیٹھے ہیں ماہیار سر پہ کھڑا رومال ہلا رہا ہے کہ سماک شتارہ باندھ کر
آکر پہونچا سرشار کو ستون سے باندھا فتیلہ رفع بیہوشی دیا آنکھ جو کھلی دیکھا رستم نگل

بیٹھے ہیں عیار سحر انگیس رانی کر رہا ہے رستم نے کہا اے سرشار اصل یہ ہے کہ جو مکر تم نے کیا وہ
تمہارے گلے پڑا ہم کو گرفتار کرانے گئے تھے یا خود گرفتار ہوئے اب بہتر یہ ہے کہ دین اسلام و
بات بیضا اختیار کرو سرشار نے جھلا کر کہا کہ آپ فرزند صاحب قران ہیں کیا آپ نے مجھ کو
اسیر کیا جو سوال اسلام کرتے ہیں رستم نے فوراً کھول دیا دنگل پٹکے کو عطا فرمایا اور کہا کہ
سرشار جو امتحان منظور ہے میں موجود ہوں سرشار نے ہاتھ بڑھایا کہ پنجہ مجھ سے کیجئے
رستم نے ہاتھ بڑھایا سرشار نے ہاتھ ڈالا رستم نے کہا زور کرو سرشار نے خوب زور کیا کہ پنجہ
سیج ہو گیا کہا آپ کے زور کا مشتاق ہوں رستم نے تھپی ماری کہ انگلی اسکی لوٹ گئی قریب
تھا کہ سرشار بیہوش ہو جائے رستم نے ہاتھ اٹھا لیا سرشار قدموں پر گرا کہا اے شہزادے مجھے
مسلمان کیجئے کلمہ طیبہ زبان مبارک سے رستم نے ارشاد فرمایا سرشار کلمہ زبان پر جاری
کر کے بصدق دل مسلمان ہوا کہا اگر حکم ہو تو میں اپنے لشکر کو لے آؤں رستم نے اجازت
دیا سرشار چلا عیار کا بھی حال سن لیا ہو لشکر کے افسر حیران ہو رہے تھے کہ آقا ہمارے
سوتے کہاں غائب ہو گئے کہ سرشار آکر پہونچا سب نے حال پوچھا سرشار نے کہا یارو
قدرت نمائی اسکا نام ہے کہ سوتوں سے عیار آکر پہونچا میرے عیار کو زیر کیا پھر اسکی
طراری یہ ہے کہ مجھکو گرفتار کر کے لے گیا میں نے رستم سے امتحان بھی کیا وہ مجھ پر غالب آئے
میں نے اطاعت کی مجھکو مسلمان ہونا ہے میرا ساتھ دے ورنہ خدمت میں لنترن کی جائے
یہی لنترن کی موت بھی قریب ہے ہفت پیکر بدنصیب ہے طلسم ہاتھ سے جائے گا کہ طلسم کشا ان
میں آیا طلسم کشا مرحلہ جات فتح کرتا ہوا آ پہونچا ہے مرحلے بھی لوٹ گئے لشکر گران ساتھ
ہو آئیگا لوگا وہ تہیں پارہ سنبھال سکیگی اور جتنے سردار لشکر ہائے گران لیے ہوئے آئے
ہیں سب اس مقام پر جمع ہونگے سب نے عرض کی ہم حضور کے ساتھ ہیں ساٹھ ہزار کو
کلمہ پڑھایا بارگاہ لدوا کر خدمت رستم میں آیا بارگاہ زربفتی استادہ کی رستم بارگاہ
میں بیٹھے سرشار دنگل شوکت پر لنترن اپنے مقام پر بیٹھی کہہ رہی ہے کہ سرشار رستم کو
لیکر آتا ہوگا کہ چند زاغ سیاہ آسمان سے آ کر گرے غلطکیں بار کر صورت انسان بنے
سب کیفیت بیان کی لنترن کے ہوش اڑ گئے کہا صاحب طلسم کشا صاحب اقبال ہے

جو کوئی جائے سمجھ کر جائے ورنہ میں خود تکلیف کرونگی جاکر سمجھ لونگی ملکہ شفق خونخوار وزیرزادی
نسترن کی اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھی کہ کنیز جاتے ہی آفت برپا کریگی دیکھنا تماشا کیا
وہ سحر کرونگی کہ دریاؤں کے جاری ہو جائیں طلسم کشا کو بھاگتے راستہ نہ ملے نسترن نے کہا
شفق تمہارا حسن آج کل زور پر ہے اور حسن طلسم کشا مشہور عالم ہے ایسا نہو کہ جاتے ہی
طلسم کشا پر عاشق ہوا کیے شفق میرا بادہ و لوٹ جائیگا تو میرے باغ کے عجائب و غرائب
کی رازداں ہمہ ہوں میرے باغ میں قدم رکھنا مشکل ہوگا دیکھنے میں چھوٹا سا باغ ہے اگر
برسوں کوئی گشت کرے تو تھکاوٹ کوئی نہ پائے اگر تم مل گئیں تو سب راز بتاؤ گی تجھ کو پہنچانا ہوگا
بہت مشکل پڑے گی شفق نے دست بستہ عرض کی حضور میرے مقدمے میں آپ ایسا
فرماتی ہیں آپ تو میرے باغ میں ہو آئی ہیں باغ اجرکہ گلہائے رنگارنگ و شگوفہ ہائے
بوقلموں سے بھرا ہے ہمیشہ جوش بہار رہتا ہے آپ جاکر ملاحظہ فرمائیے کوئی مردانہ پھول
نہ پائیے گا مجھکو تو مرد کے نام سے نفرت ہے میں کیا طلسم کشا پر عاشق ہونگی شکلیں بنا بناکر
لاؤنگی دیوانہ وار دشت و بیابان میں سر ٹکراتے پھریں وہ سحر ہوگا آرام نہ لے سکیں یہ کہکر
اسنے آواز دی چار سو کنیزان گلنار پوش دف و دائرے بجاتی ہوئیں سامنے آئیں شفق نے
کہا صاحبو رنگینی سحر کی جاکر دکھانا میاں سرشار مسلمان ہوئے ہیں انکو بھی دیوانہ بنانا کنیزوں
نے کہا واری وہ سحر کریں کہ مسلمان خون تھوک تھوک کر مریں حضور سب جانتی ہیں کہ جتنے
ہمارے شعبدے ہیں نسترن نے کہا ای شفق بڑی تیاری سے جاؤ جو تمہارا شیشہ اور
ہفت پیکر تمہارے حال پر رحم کریں میرا دل تمہارے جانے سے دھڑکتا ہے شفق
غصے میں لشکر لیکر چلی آپ نے دیا اسی وقت طاؤس زرین بال پر بیٹھ کر روانہ ہوئی ادھر
سے رستم نے کوچ کیا ہے اور دیکھتے ہوئے جاتے ہیں سرشار آگے بڑھا ہوا لشکر کو [illegible]
کرتا ہوا دو ہزار تاجدار مرکب پری پیکر پر سوار اس رنگ سے لشکر طلسم کشا جاتا ہے کہ
شفق نسترن سے رخصت ہوکر جو چلی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری کنیزان تو سب جوان
ہیں بیٹھ رہیں شفق کے حکم سے کنیزوں نے گا گا کر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی۔ غزل

غرض کیا مجھ سے پیر ساقی جو وہ مجھ کو نہیں آیا ‖ [illegible]

فغان نے لے صدا فریاد پنہان آہ پوشیدہ
اٹھی دل سے جو تیر ادا چشم سرمگین آیا

دورنگی ابلق ایام کی طرفہ قیامت ہے
کبھی بالا سے زین تھا جو وہ اسپ زیر زین آیا

حیات چند روزہ پہ غرور اتنا نہ کر غافل
کہ مرغ روح اڑ کر آشیان تک پھر نہیں آیا

ابھی سے فکر کر آغاز میں انجام عقبیٰ کی
کہ پھر افسوس ہے بیجا جو وقت واپسین آیا

یہ رغبت ہے تری صید افگنی کی ہر طبیعت میں
کہ خود صیاد آہو کی نہیں کر یہ ستین آیا

یہیں تک اور یہی دیوانگی کی یادگاری تھی
ہمارے بعد صحرا میں نہ کوئی خانشین آیا

ترا جلوہ وہ ہے قربان جسپر دونوں عالم تھا
تمنا ہے تری دنیا میں یوسف سا حسین آیا

لحد میں آ کے دم بھر بھی نہ ہمراہی کسی نے کی
نہ کوئی دوست یان آیا نہ کوئی ہمنشین آیا

سمجھ لیں گے قیامت کو نظر ہے اسکی رحمت پر
لگایا جام جو منھ سے بغل میں حور عین آیا

دعا مستون کی بر آئی اٹھی تو نے جو ساقی
غنیمت ہے سبو تک تیرا دست نازنین آیا

غنیمت جان جہانت زیست کی پنجروزہ ہے
کہ پھر فرصت کہاں جب حکم رب العالمین آیا

لگی کس وقت مشق چاک دامن کی دست وحشت سے
گریبان کو نشان دن تھا جو دامن تک آستین آیا

یہ سچ ہے خلقت اصلی بنا سے بگڑتی ہے
صفائی پھر کہاں جب نام کے نیچے نگین آیا

نسیم ایسی غزل لکھی کرامت جس سے پیدا ہی
ہوئے گرویدہ حاسد منکروں کو اب یقین آیا

اسوقت صحبت میں عجب ہنگامہ ہے شغق کے آگے آئینہ رکھا ہے جب اسپر نگاہ ڈالتی ہے تو جھوم جاتی ہے اپنے جمال کو دیکھکر مست ہو رہی ہے قضا سے کا ر آسمان پر ابر آیا بوندیان پڑنے لگین شغق نے کنیزون سے اشارہ کیا ارے بوندیان تو روکو کنیزون نے سحر کیا کہ بوندیان رکنے لگین شغق پر بوند نہین پڑی اسنے مسکرا کر کہا میری کنیزون کو یہ اختیار حاصل ہے کہ بوندیان روک دین اور مجھپر بوندیان نہ پڑنے دین کسکی مجال ہے کہ مجھسے مقابلہ کرے وہ سحر کرون کہ زمین ہلا دون اگر کوئی ساحر میرے مقابلے مین آئے تو اسکو دیوانہ بنا دون اپنے سحر کی آپ تعریفین کرنے لگی کنیزین کہتی ہین واری بی لشترن کے سحر کا زور رب کے باعث سے ہے شغق نے کہا صاحبو تم نہین جانتین لشترن بلا سے روزگار ہے علم شعبدہ کا

تمام اسکی ذات سے روشن ہی خداوند ہفت پیکر نے جو دربند آخر پر اسکو مقام دیا اسی
وجہ سے کہ اگر کل مرحلے فتح ہوجائینگے باغ نشترن تک جانا دشوار ہوگا کسکی مجال ہی کہ باغ
نشترن تک جاسکے مجھکو ملکہ نے اپنا رازدار کیا کل عجائب و غرائب کا اختیار دیا میرا اگر کوئی
پیر سے بند جدا کرے تو محال ہی راز نہ کہوں وہان تک نہ پہونچاؤن کنیزین کہ رہی ہین ایسا
شعبدہ آپ کا علم سحر بی نشترن سے بھی زیادہ ہی اب یہان سے جو اسنیئے تو لشکر مین طلسم کشا
کے کوئی ایسا شعبدہ دیجیے کہ مسلمان آپس مین لڑین مرازان طلسم کشا طلسم کشا کو قتل کرے
آخر عاجز ہوکر بھاگ جائین جنگل مین مارے مارے پھرین یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی
کنیزون نے کہا واری کسی کا لشکر آتا ہی دیکھیے کیسے نوبت نقارے بج رہے ہین علمہا سے
زرنگاری نمایان ہوے ہاتھیون پر علمدار سوار علمون کو جلوہ دے رہے ہین کلسون کا جھمکنا
ہیرون کا چمکنا ایک پہلوان بعد علمدارون کے گینڈے پر سوار لشکر کو آراستہ کرتا ہوا آیا کنیزون
نے کہا واری طریقے سے معلوم ہوتا ہی یہ سپہ سالار ہی دیکھیے سب کے آگے بڑھا ہوا جاتا ہی ایک
قہقہہ مارکر کہا حضور مین نے اس شخص کو پہچانا یقین ہی کہ اسمین فرق نہو جس پہلوان کو ملکہ نے بھیجا
تھا سرشار قوی ترکیب اور یہ خبر سنی تھی کہ مع لشکر مسلمان ہوا حقیقت مین یہی پہلوان ہی
دیکھیے سامنے سے جاتا ہی شفق نے کہا اری نشترن خوب پہچانا بیشک وہی پہلوان ہی کیا
خوش خوش گینڈے پر سوار لشکر کو آراستہ کرتا ہوا جاتا ہی کہ پھر گرد اڑی نوبت نقارے کی
شفق دیکھنے مین مصروف ہی مسکراکر کہا صاحبو آمد طلسم کشا ہی یہ کہکر اپنے مقام سے
اٹھی جھک کر دیکھنے لگی پلٹنین رسالے گذر رہے ہین شفق کہتی جاتی ہی کہ ان لوگون کے سر پر
موت سوار ہی مین سمجھی تھی کہ ابھی طلسم کشا صحرا سے خوب سوار ان مین ہوگا لیکن ان لوگونکو
بڑی جلدی ہی چاہتے ہین مقابلہ خداوندون سے ہو تحقیق جس دن قدرت قہر عشرت سے کل لشکر
کل طلسم کی فوج ساتھ ہوگی کہ گاؤ زمین بار نہ سنبھال سکیگی ان لوگون کو مہلت نہ ملیگی اپنی
زندگی سے بیزار ہونگے اپنے مقام پر یہی کہین گے کہ اگر تحفہ حیات پاسکے اور لوح بھی حاصل کی
تو کیا نفع ہوا آب واللہ نہ ملیگا غنچہ سربستہ آرزو نہ کھلیگا کنیزین بجا و درست کہ رہی ہین کہ شفق
نے دیکھا کئی پہلوان دریاے سلاح مین غوطہ زن صف شکن تیغ زن ایک جوان کو گھیرے ہوے

پشت پر فوج دریا موج ہی وہ جوان گھوڑے کو روکتا ہوا چمکارتا جاتا ہی گھوڑا جھم جھم کرتا ہوا
گردن مثل ماہ نو کیے ہوئے ہیکل گلے میں کلغی سر پر شفق نے کنیزوں سے کہا سامنے سے
ہٹ جاؤ میں اچھی طرح دیکھوں کنیزیں سامنے سے ہٹیں شفق نے بہ نگاہ غور دیکھا اُس
مرکب باد رفتار کی پشت پر ایک جوان رشک قمر خود زرین سر پر لباس بھاری پہنے ہوئے خاود زرین
پہ گویا آفتاب طالع ہی چھوٹ حسن کی چہرہ زیبا سے پڑ رہی ہی گرد مرکب ہالہ پڑا ہوا ہی سینہ چوڑا
خوبصورتی کی تیاری سپر و شمشیر حمائل گویا ستارہ مشتری و ہلال کا ساتھ ہی کمان کیانی بائیں
ہاتھ پر صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ماہ تاباں نے برج قوس میں مقام کیا کمر چست ارادہ درست
گھوڑے کو چمکاتا ہوا صف سے نکلا گھوڑے نے شاید بد لگامی کی اُسے چمکار کر روکا گھوڑا
تھما لیکن زمین پر پانوں نہیں جماتا بے چین ہو رہا ہی چاہتا ہی طرارہ بھر دوں سبزۂ فلک کو پامال
کروں سوار شہسوار گھوڑے کو چمکار رہا ہی اب شفق نے جو جمال بے مثال اچھی طرح دیکھا کلیجے میں
چھری پھر گئی جی میں کہتی ہی یا خداوند ہفت پیکر اس جوان کو کیا تو نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہی
کیا رعب و دبدبہ دیا ہی ایسے صاحبان جاہ جلال نگاہ سے نہ گزرے تھے آج تو نے تماشہ
اپنی قدرت کا دکھایا لشکر چونکہ روا روی میں جاتا تھا چند ساعت اُس مقام پر بھی ٹھہرا پھر
روانہ ہو گیا لیکن شفق خونخوار نے جو جمال بے مثال بخوبی دیکھا پیشانی پر پسینہ آگیا کلیجہ منہ
کو آگیا حیا ضبط کروں نہ ہو سکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بہ سنگ
عشق سے ٹوٹا آہ کر کے گری بیہوش ہو گئی کنیزیں گھبرائیں بالیں پر آئیں کسی نے گلاب
کیوڑہ چھڑکا کسی نے چھوٹی مٹی کے ڈھیلے پر پانی ڈالکر ابرو دماغ سے لگا دیا کوئی تلوے
سہلاتی ہی کوئی گھبراتی ہی بلائیں لیتی ہی پکارتی ہی حضور آنکھیں کھولیے مزاج مبارک کیسا ہی
جب کنیزوں نے بہت تلوے سہلائے تو ملکہ نے آنکھیں کھولیں طرف صحرا کے دیکھنے لگیں
اُس شخص کو اُس مقام پر نہ پایا کنیزوں نے حیران پریشان ہو کر پوچھا حضور کیا دیکھ رہی ہیں
وہ لشکر جاتا تھا نکل گیا ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صبا جو کچھ حال بیان کروں تم
مژگان کمان خانۂ ابرو میں لیے تھے کلیجے پر ٹوٹ پڑے خدا جانے دل زخمی ہوا عجیب کیفیت ہی نظم

| پہلے ہی قسمت کا ٹھہرا دی ہو ٹھہرا نینگے کیا | | وہ نہ مانیں گے اجل انکو سمجھا تھک گیا |
| --- | --- | --- |

واے قسمت کہ رہے ہین دور ہی سے دیکھکر | کس لیے تکلیف کی ہو آپ فرمائینگے کیا
دیکھ لی تاثیر نالون کی بھی فراق یار مین | نالے خود شرمندہ ہین منھ تک اثر آئینگے کیا
غیر ممکن ہو کبھی آرام سے سوئین حریص | ہاتھ تو کھینچا نہین ہو پاؤن پھیلائینگے کیا
کب توقع ہو وہ آئین لاش عاشق دیکھنے | جیتے ماتا جان بھی کھوئین تو پھر پائینگے کیا
بعد مرنے کے رہینگے داغ سینہ جلوہ گر | گلشن تصویر بلا ہین پھول مرجھائینگے کیا
مر گئے اکثر لیے ہین مدت سے امید مرگ مین | کھینچکر تیغ دو دم ہمکو وہ دھمکائینگے کیا
کس طرح بہلائینگے مجھکو نہین آتا یقین | دو روز غلمان بھی تمہاری شکل بنجائینگے کیا
پھر غلط ہو حشر کو پردہ کرینگی وہ اے نسیم | عاشقون کو دید سے بھی اپنی ترسائینگے کیا

کنیزون نے جو یہ اشعار سنے عرض کی واری کنیزین اس مطلب کو نہین سمجھین کیا ارشاد ہوا الہا اب مجھکو میرے باغ مین لیچلو کنیزون نے شفق غمخوار کو اٹھایا جب دس قدم چلتی ہین تھکجاتی سانس پھولتی ہے پھر تھمتی ہین فرماتی ہین صاحبو مجھکو کہان لیے جاتی ہو مین تو اسی کو ویران پسند کرونگی کنیزین کہتی ہین حضور باغ مین چلیے وہان دل بہلیگا کیا دشمنون کو سایہ ہوگیا شاید کسی پری زاد کا گذر ہوا کچھ سناتا ہوا سا کالی دیو یا جن ادھر سے گذرا ملکہ عالم اب دیتی ہین موت میری قریب ہے اسوجہ سے یہ حال ہو کنیزین سمجھاتی ہوئی باغ مین لائین باغ شفق کا نہایت آراستہ و پیراستہ تھا عندلیبان خوش نوا کو جو قریب پھولون کے بیٹھے دیکھا زیادہ رشک ہوا کہا کہ ناحق کو یہ نالان و زار ہین پہلو مین پھول کے پھول پھول کے بیٹھتی ہین اسیر گریبان ہین بڑی بےادب ہین کنیزون کو اشارہ کیا عندلیبان خوش نوا کو باغ سے نکالدو کنیزون نے عندلیبون کو اڑا دیا نخلستان پر جو نگاہ پڑی قدرے ستم کی یاد آگئی آخر بارہ دری مین آکر چھپر کھٹ پر گرین کنیزون کو باہر نکال دیا تنہائی مین دل کا ملال نکالنے لگین رونا شروع کیا پکارتی تھین قطعہ

اے باد صبا سوے دل آرام | لے جا تو یہ عجز و دل کے پیغام | جس دن سے ہوئی تری جدائی
دیوانے پہ تیرے آفت آئی | آوارہ ہون تیری جستجو مین | سرگشتہ ہون تیری آرزو مین
گھربار تمام مجھ سے چھوٹا | اندوہ نے تیرے مجھکو لوٹا | دنیا مین ہو جا مین تجھ سے برپا
پھر مجنون پہ جا کے بیٹھ رہتی | اور کبھی دیکھ کر سوے فلک | کہتی تھی اپنے سر پہ ڈالے خاک

ای فلک تو نے کیا کیا مجھسے — میرا دلبر چھڑا لیا مجھسے
ہائے یہ غمخوار اک مرا غم ہے — چار پائے پلنگ کے مجھکو
ہم ہیں یا غم ہے ایسے کیا کیجے — کون ہے کس سے حال دل کہیے
چشم حسرت اشکباری ہے — شام سے صبح صبح سے شام
موت بھی ہوگئی خفا مجھسے — کیا ہوا جرم ای خدا مجھسے

کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہے
چار پائے درندہ پڑی ایسے غم
رات دن شغل آہ و زاری ہے
گیسو و رخ کی یاد سے کام ہے

ملکہ تو اس حال زار میں پڑی رو رہی ہیں مگر احمر گلگون پوش ایک سہیلی اسکی جو پھرتی پھراتی آئی دیکھا سب کنیزیں پڑی چھپر کھٹ میں بیٹھی رو رہی ہیں اُسنے پوچھا ارے صاحبو ملکہ کے پاس کون ہے کنیزوں نے عرض کی کہ ملکہ ہم سب سے بیزار ہیں بارہ دری میں تشریف رکھتی ہیں ہم سب کو نکال دیا فرمایا کہ میرے پاس سے جاؤ ہم لوگ چلے آئے گوش بر آواز ہیں کسی کو نہیں پکارا کچھ شکوۂ فلکی کر رہی ہیں احمر نے کہا اری کمبختو غضب کیا مالک کو اکیلا چھوڑا کنیزوں نے سر جھکا لیا احمر ٹہلتی ہوئی قریب پردہ کے آئی ہچکیوں کی آواز کان میں آئی گھبرا کر پردہ اُٹھایا اندر آکر دیکھا آنکھیں سوجی ہوئی ہیں چہرہ شمع ہو رہا ہے روتے روتے جل تھل بھر دیے ہیں احمر بڑھی ملکہ نے دولائی اوڑھ لی اپنے کو چھپر کھٹ پر گرا دیا احمر نے قریب آکر بلائیں لیں عرض کی میں صدقے میں قربان کس حال میں حضور گویا کی ہیں ملکہ نے کہا ای غمخوار و وفادار ہمارا وقت اجل قریب آیا آج کی رات ہم پر نہ کٹے گی شب ہجر کیونکر گذریگی دیکھو روشنی ہے مگر اندھیرا معلوم ہوتا ہے دیدۂ قلب اشک خون روتا ہے احمر نے قدموں کو بوسہ دیا عرض کی وادی خدا نکرے خدا حضور کو ہمارے سر پر سلامت رکھے آپ کی وجہ سے ہماری لیاقت ہے اگر خدا نخواستہ حضور کے دشمن ہوں تو ہمکو کون پوچھے جو تردد ہو بیان کیجیے ہم لوگ اسی واسطے ہیں کہ جو حضور کا کام ہو بجا لائیں خدا جھوٹ نہ بلوائے طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہیں دل حضور کا اُلجھا شفق نے منھ اپنا پیٹ لیا اور کہا ای احمر کیا کہوں عجب اسرار در پیش ہوا کہ انہا کا بیس و پیش ہوا دل قابو میں نہیں ہوش درست نہیں جی چاہتا ہے وحشت کیجے جنگل میں جاؤں قبر مجنوں پر بیٹھ کر گریہ و زاری کروں دل کو آرام نہیں اے احمر گلگون پوش میں نے طلسم کشا کو دیکھا جوان رعنا سج دھج میں نرالا جری بہادر ایسا صف شکن تیغ زن کہ سرشار قوی تر کیب اتنا بڑا پہلوان اُسکو زیر کر لیا وقائع دیکھو کیسے کیسے پہلوان

مارے کچھ زیر کیے اُن کے لشکر کے ساتھ وہ سب ہیں اُنکو دیکھکر پہلوانوں کے ہوش
اُڑ گئے ہیں کہ اُنکو کیونکر زیر کیا ہوگا جب سے میری نگاہ اُن پر پڑی جان ہونٹوں پر آ گئی ہی زندگی سے
بیزار ہوں مگر ای احمر نہایت مجبور و ناچار ہوں کیونکہ جان و دل اس کشاکش سے اپنے کو
چھڑاؤں مگر بن نہیں پڑتا لستران نے بروقت چلنے کے کہی لستران کی تھی کہ جا کر عاشق نہ ہو جانا
جمال طلسم کشا عالم کش زار ہو فریب ہے اب میں اُنکو کیا جواب دونگی کیونکر منہ دکھاؤنگی اُنکے
ملنے کی تدبیر کروں شب شاید ہی پڑے احمر نے عرض کی والدی جو اپنی جان ہو تو جہاں ہی
میں جا کر طلسم کشا کو بلاؤں سرکار سے لا کر ملاؤں شفق نے کہا ای احمر کچھ بن نہیں پڑتا
کیا کروں اُسنے کہا میں جا کر تقریب کرتی ہوں وہ مرد ہیں اُنکو آنا آسان ہوگا آپکو کیا مشکل ہی
میں کچھ فقرہ دیکر بلا لاؤنگی ملکہ کے آنے تک ہم گئے باتوں میں طلسم کشا کی مصروف ہیں کہتی ہیں اری
میری پیاری کوئی بات معقول نکال ورنہ کس سے ملاقات ہو احمر نے کہا میں اب رخصت ہوتی ہوں
خدمت رستم میں جاتی ہوں کسی طور سے ملاقات کو نکلی سمجھ کے ذکر کرونگی شفق نے ناچار
ہو کر کہا ہوا تمکو اختیار ہی جو مناسب جانو وہ کرو احمر گلگون پوش ایک طاؤس پر سوار ہو
چلی یہاں طلسم کشا منزل کو طی کر کے صحرائے دلکشا میں آکر مع لشکر اُترے بارگاہ استادہ ہوئی
رفقا آکر بیٹھے ذکر ہونے لگے رستم نے فرمایا آج کی منزل میں نیا معرکہ کند راجب برابر کوہ گلگون
کے میں پہونچا مرکب نہ چلتا تھا ایک خوشبو دماغ میں آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہو گیا سر
اُٹھا کے جو دیکھا پہاڑ پر معلوم ہوتا تھا آگ لگی ہوئی ہی بہ نگاہ غور دیکھا ایک نازنین پری وش
بلکہ مہوش سامنے کھڑی تھی مجھکو بہ حیرت دیکھ رہی تھی سرداروں نے عرض کی جو پتہ حضور نے
بتایا یہ نشان شفق خونخوار کا ہی وزیرزادی ملکہ لستران کی علم شمشیر و شعبدہ میں طاق حسن
میں شہرہ آفاق شاید حضور نے اُسے دیکھا ہو شاید باغ لستران قریب رہا سحر کرنے آئی
ہو تو کیا عجب ہی حضور بالکل نشان شفق کا دے رہے ہیں وہ ہی آئی ہو گی اب باغ لستران
قریب ہی بادشاہ یہ باتیں کر رہے ہیں کہ لشکر میں غلغلہ ہوا رستم نے فرمایا کیا معرکہ ہی سرشار
دوڑا ہوا آیا کہا ملازمان حضور آپس میں لڑ رہے ہیں بلکہ کئی سو جوان کشتہ ہو کر گرے رستم
نے فرمایا کسی نے سحر کیا ہو گا یہ فرما کر نکلے اُس مقام پر آئے دیکھا پلٹنیں برابر ساعد

تیار ہو رہے ہیں رستم نے فرمایا خبردار کوئی تیار نہو رستم کو دیکھکر پلٹنیں رسالے رُکے مگر فیروز دانا
نے بڑھکر عرض کی حضور ایک ہوائے سرد آئی بدن ملتا ہے ہم لوگوں کے لگی آپس میں لڑنے
لگے حضور کو دیکھکر وہ ارادہ نابود ہوا لوح طلسمی پر جو نگاہ پڑی ہوش آگئے رستم نے سر
اُٹھاکر دیکھا سامنے اک کوہ ہے اُس پر آگ لگی ہوئی ہے رستم تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ میں لیکر
اُس طرف چلے جب قریب کوہ کے پہونچے دیکھا پہاڑ پر آگ جل رہی ہے رستم گھاٹیاں طے
کرکے پہاڑ پر آئے دیکھا نخل کے سایہ میں ایک نازنین سر نگوں بیٹھی ہے رستم کو دیکھکر سلام
کیا رستم نے جواب دیکر پوچھا اے مہ جبین تو یہاں کیوں بیٹھی ہے یہ سنتے ہی اُسنے رستم کے قدم
کو بوسہ دیا کہا اے شہریار شکر کرتی ہوں کہ جو میں نے شعبدہ کیا اُس کا انجام بہتر ہوا یہ کنیز کے
سحر کی تاثیر تھی لشکر میں حضور کے تہلکہ ہوا حضور کو خبر ہوگئی حضور تشریف لائے میں سرفراز
ہوئی ایک تکلیف حضور کو اور دونگی میں ملکہ شفق غمخوار کی پیاری بھیجی ہوئی ہوں ملکہ کا حضور
کے فراق میں عجب حال ہے دعا کرکے آئی تھی کہ حضور کو لیکر آؤنگی شکر کرتی ہوں کہ حضور میرے
پاس آگئے میں نے کیفیت حضور سے عرض کی اب رحم فرمانا اور کنیز کے ساتھ چلنا حضور کی
بندہ نوازی اور ذرہ پروری سے میری کنیز کی آبرو بڑھیگی اور حضور کے بھی مطالب حاصل ہونگے کہ
آپکا داخلہ باغ میں نسترن کے ہوگا ملکہ ہماری راز و نیاز باغ ملکہ سے بخوبی آگاہ ہیں وقت پر
رہبری کرینگی تکلیف سرکار کو نہ پہونچیگی باغ نسترن میں داخل ہو جائیےگا رستم نے فرمایا کہ اے
نازنین تیری باتوں نے دل پر تاثیر کی تو نے عجب طرح کی تقریر کی میں تیرے ہمراہ چلوں یا عیار
کو روانہ کروں پہلے عیار میرا ہو آئے احمر نے کہا بہت مناسب ہے رستم نے آکر سماک سے فرمایا
اے سماک یار جانی تم ساتھ اس نازنین کے جاؤ باغ میں ملکہ شفق کے دیکھ آؤ کہ کوئی دشمن تو
ہمارا وہاں نہیں ہے پھر ہم بھی چلیں سماک پہاڑ پر پہونچا احمر سے ملاقات کی احمر نے نیچے میں
سماک کو دبایا اور بیہوش کرکے گٹھری باغ میں اُتارا کہا میں جاکر ملکہ کو خوشخبری دیتی ہوں یہ باغ سے کہ بیٹھا ہی تھا
تمہارے آنے کا طریقہ دیکھوں کیونکر صحبت میں آؤ گے اے سماک بہ عیاری آؤ تم اپنے کو
ظاہر کرو سماک نے کہا میں اسطرح حاضر ہونگا کہ آپ بھی نہ پہچانینگی احمر نے آکر ملکہ کو بتایا
کہا واری میں رستم سے وعدہ لے آئی تشریف لاتے ہونگے آپ استقبال کو تشریف لیجیے

ملکہ روتی ہوئیں پلنگ سے اُٹھیں چبوترے پر آکر بیٹھیں گائنیں آکر جمع ہوئیں ایک گائن خوش آواز فوراً سامنے ملکہ کے آکر بیٹھی احمر کو تردد ہو کہ عیار اس صحبت میں کیونکر آئیگا گائن نے سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

نہیں شکوہ جدا ہو گو کہ ہر پارہ مرے دل کا
کیا صانع نے دو ٹکڑے ازل سے لفظ قاتل کا

بلا کر اطمینان سے گردن تہِ شمشیر رکھتا ہے
فریب آمیز دیکھا وقت مردن رحم قاتل کا

زبان تک شکوہ بیداد آیا تھا کہ شرم آئی
کہا دل نے یہ کیا کہتے ہو شرمندہ دیکھا ہو قاتل کا

یہ کیسے قتل سے بالیدگی ایسی ہوئی حاصل
کہ ٹوٹا آج ڈورا خود بخود شمشیر قاتل کا

وہ لذت کتنی دہان زخم میں میرے کہ ہونٹ چاٹے
ٹپکتا ہے لعاب اب تک زبان تیغ قاتل کا

دکھاتے ہیں مگر کہتے نہیں جو کچھ گذرتی ہے
دہان زخم میں بھی ضبط ہے شمشیر قاتل کا

مجھے فریاد کرنی یا نہ کرنی دونوں مشکل ہیں
ندامت روح سے حاصل لحاظ آتا ہے قاتل کا

بدل کر قافیہ لکھو غزل ایک اے نسیم ایسی
کہ مضمون و معانی میں اثر ہو تیغ قاتل کا

وہ گائن گانے لگی ملکہ کا دل اشعار عاشقانہ پر لگا ہوا تھا یہ پوچھا کیوں گلعذار کہاں تھیں کہا لونڈی رفع حاجت کرکے حاضر ہوتی ہے یہاں سماک مشتاق بیٹھا ہے کہ وہ گائن آکر چمن میں بیٹھی سماک نے اٹھکر حباب مارا بیہوش کرکے اسکو کنارے ڈالدیا اسی کی صورت بنکر چمکتا ہوا محفل میں آیا جھک کر ملکہ کو سلام کیا کہا حضور اسوقت جو یہ لونڈی آپکے سامنے گائی سامری و جمشید کو گانا پسند آیا چمن میں گئی تو دیکھا کہ قدرت کھڑے ہیں اک طائر کی شکل پر ہیں مجھ سے فرمایا کہ ہمنے تجھکو حاکم علم موسیقی کا کیا جا کے گا اب حضور میرا گانا سنیں کہ کیسا ہے احمر سے متوجہ ہو کر کہا بی احمر سماعت فرمایئے احمر نے کہا ہم گلعذار میں سن چکی ہیں تم گانا شروع کرو سماک نے احمر سے آنکھیں ملا کر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی۔ قطعہ

عجب تیر نگہ میں کچھ اثر ہے
نہ پہلو میں دل نہ سینے میں جگر ہے

مآل عاشقی کیا پوچھتے ہو
جگر کے پار ہر تیر نظر ہے

وہ جیسی صبح ویسی ہی شب ہجر
غضب کی رات آفت کی سحر ہے

قفس چھوڑا عجب صورت سے ہمنے
نہ بازو ہے نہ گردن ہے نہ سر ہے

| | |
|---|---|
| تمھین کیا ہم پہ جو گذری سو گذری | حباب ای جان ہمارا حشر پر ہی |
| لگی تو شمع ساں اک شعلہ رو کی | بلا سے سر کٹے اب کسکو ڈر ہی |
| غرض مطلق نہین تجکو کسی سے | نسیم اپنی خدا ہی پہ نظر ہی |

اس رنگ مین یہ غزل سہاک نے گائی کہ احمر نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا ای گلعذار
حقیقت مین تو ساحری و جمشید کی نظر کہ وہ ہوئی کس رنگ مین تو نے یہ اشعار گائے
کہ دل ٹکڑے کر دیا سہاک نے سینے پر ہاتھ رکھکر کہا اک بات کان مین سن لیجیے احمر نے سر
جھکایا سہاک نے کہا معاف کیجیے گا مین آپکا غلام ہون احمر نے ہاتھ مقام کر ایک طمانچہ مارا
سہاک کب طمانچہ کھاتے ہین سر جھکا لیا ہاتھ احمر کا خالی گیا زمین پر پڑا احمر نے کہا نگوڑے
میرے ہاتھ مین چوٹ لگی مگر صورت اصلی دکھا سہاک نے فوراً رنگ و روغن اوتھا صورت
اصلی دکھائی احمر سہاک کے گانے پر عاشق ہوئی ملکہ کے سامنے ہاتھ باندھ کہا کہ عرض کی
حضور یہ عیار رستم کا موجود ہی اس مکار کا مکر آپ نے دیکھا اگر دیتی مین اسکے مکر پھر ای ہو
کے صاحبزادے ہین سہاک نے جھک کر سلام کیا شفق نے کہا ای احمر میری گلعذار کہان ہی
سہاک نے دست بستہ عرض کی چمن مین برہنہ پڑی ہی اٹھوا منگایئے کئی کنیزین گئین گلعذار کو
لیکر آئین گلعذار صحبت مین بیٹھی اب سہاک سے ملکہ نے کہا کیون صاحب تمنے دیکھ لیا کہ
یہان کوئی مکر و حیلہ نہین ہی اگر حکم دین مین خود آؤن سہاک نے کہا آپ تکلیف نہ فرمایئے
مین رستم کو لے آؤنگا مین نے مجلس کو دیکھ لیا کوئی مقام فتور نہین ہی حضور ہزار طرح کا خیال
ہی مرحلہ باغ نسترن باقی ہی خوف ہی کہ لوح پر کوئی افتاد نہ پڑے تحفہ جات کس شکل سے ملے
اسی خیال سے شہریار نے مجھے بھیجا کہ جا کے محفل کو دیکھ آ تو مین نے صحبت کو سمجھ لیا احمر
نے کہا میان شاطر صاحب تم کلید عقل طلسم کشا ہو جسطرح سے بنے طلسم کشا کو لاؤ سہاک ملکہ سے
رخصت ہوا باغ سے نکل کے راستہ لیا خدمت رستم مین آیا عرض کی ای شہریار آپ کی
اقبال مندی ہر مقام پر ظہور دکھاتی ہے نسترن کی وزیرزادی بلکہ کلید عقل جسے وہی ہو
وہ حضور پر عاشق ہوئی ہی اب حضور غلام کے ساتھ چلین مین وعدہ کر کے آیا ہون
ملا ہر چند تو شغل پاک و صاف سے باطن کا حال ظاہر ہوا نے حضور وزیرزادی کی

چاہتی ہجولی غلام کے گانے پر توجہ کرتی ہی اُس سے میں وعدہ کرکے آیا ہوں حضور ضرور
چلیں رستم مسلح ہوئے سرشار قوی ترکیب نے عرض کی حضور سارا لشکر بھی ساتھ چلے
ہم لوگ بیرون باغ اُتریں رستم نے فرمایا ابھی آپ لوگوں کا کام نہیں ہی سرشار خاموش
ہو رہا رستم مرکب پر سوار ہوئے ساتھ سہاک کو لیکر طرف باغ شفق کے چلے کیفیت یہ ہی کہ اگر کوئی
خار پانوں کے نیچے آتا ہی سہاک اُس سے اپنے کو بچاتا ہی یہاں باغ میں ملکہ شفق بیقرار
ہو رہی ہی اور احمر در باغ پہ آکر کھڑی انتظار کر رہی ہی مگر رستم و سہاک جو چلے باغ سے
شفق کے تین کوس پر قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ سرخ پوشان کہتے ہیں باغ شفق کا بیرون
قلعہ ہی سرخ پوش جادو پدر ملکۂ شفق قلعے کا حاکم ہی نسیم خواجہ سرا کسی کار ضروری کو باغ
میں آتا تھا راہ میں جو رستم کو دیکھا ایک گوشے میں چھپ گیا جب رستم آگے بڑھے
تو پیچھے پیچھے خواجہ سرا بھی چلا مگر چھپتا ہوا آتا ہی دل سے کہتا ہی یہ جوان کون ہی کہ باغ میں
ملکہ کے جاتا ہی اچھی طرح دیکھ تو لوں پھر چل کر ملکہ سرخ پوشان سے اطلاع کروں اب
شفق کا یہ کام ہوا کہ مردوں کو باغ میں بلاتی ہی جب رستم قریب باغ پہونچے احمر گلگوں پوش
دروازے سے باہر نکل آئی اور پکار کر آواز دی کہ ای شہریار ذرا جلد تشریف لائیے شفق
کا عجب حال ہی بہت سے مرحلہ جات پر آپ نے گذر کیا اور ساحروں کو مارا لیکن باغ الفت
میں جانا دشوار تھا اب ہماری ملکہ آپ کو پہونچا دینگی رستم نے کہا ہم محتاج نہیں ہم کسی کی مدد
نہیں چاہتے ہم باغ نسترن میں چلے جائینگے اگر جاکر نسترن کو نہ مارا تو نام اپنا رستم نہ پایا
نسیم ان باتوں کو سنکر سمجھ گیا کہ یہ نوجوان طلسم کشا جرأت میں یکتا ہی ادھر رستم داخل باغ
ہوئے گھوڑے سے اُترے احمر گلگوں پوش لیکر رستم کو چلی اُدھر نسیم خواجہ سرا یہ حال
دیکھ کر طرف قلعے کے چلا خدمت میں ملک سرخ پوش کی آیا دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ
آج وہ معاملہ دیکھا کہ دل ٹکڑے ہوگیا صاحبزادی نے آپ کی طلسم کشا کو بلوایا باغ میں
صحبت آراستہ ہی چہچہے اور قہقہے ہو رہے ہیں ملک سرخ پوش یہ خبر سنکر زرد ہوگیا
کہا ای نسیم خبردار صاف صاف بیان کرنا کچھ کمی زیادتی نہو اگر ذرا بھی خلاف ہوا تو
پہلے تمکو قتل کرونگا اور اُسکی تو آج قضا آئی ہی اسطرح قتل کروں کہ ماہیان دریا

و مرغان ہوا اُسکے حال پر روتے ہیں اور مجھے ترس نہ آئے نسیم نے عرض کی غلام نے تو
آنکھوں سے دیکھا کہ بی احمر برائے استقبال دروازے پر حاضر تھیں بہ اعزاز و اکرام باغ
میں لے گئیں سرخ پوش اُٹھا اسباب سحر جسم پر آراستہ کرنے لگا کہتا جاتا ہے کہ اس
بدنصیب کو سب کچھ سکھایا اب اسوقت برابری کریگی کیونکر اُسکے سحر کو دفع کرونگا سب
کچھ بتا دیا لباس پہنا اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا کہا اے نسیم جلد چل کے آنکھوں سے
دیکھ کہ میں کیا کرتا ہوں نسیم نے کہا حضور پیر اگر کیونکر ہوگا آپکے اور اُسکے سحر چلیں گے
کس کی مجال ہے کہ اس ہنگامے کو دیکھ سکے سرخ پوش نے کہا ہم تمھاری حفاظت کرینگے
تمھارا خیال رکھینگے تم پر کوئی زوال نہ آنے پائیگا بہت خوب کہکے خواجہ سرا تو پیدل چلا
اور سرخ پوش نے ہاتھ مارا کہ بازوؤں پر پر پیدا ہوئے ادھر سے تو یہ اُڑتا ہوا جاتا ہے مگر
احمر رستم کو ساتھ لیے ہوئے وسط باغ میں پہونچی دیکھا شفیق خونخوار مثل مردے کے
زمین پر پڑی ہے کنیزیں تلوے سہلا رہی ہیں احمر نے بڑھکر سر ملکہ کا اُٹھا کر گود میں رکھا
پکار کر آواز دی واری آنکھیں کھولیے ملکہ نے بعد عرصۂ دراز کے آنکھ کھول کر کہا کہ اے رفیق
شفیق بہن کیوں حیران کرتی ہو آنکھیں کھولنے سے کیا فائدہ آنکھیں اب بند ہیں تصور
اُس محبوب مرغوب کا دل نشین ہے تو چاہیے ہے کہ اب تصور ہی میں صورت زیبا دیکھوں
احمر نے کان میں عرض کی حضور علمشاہ تشریف لائے ہیں آنکھ تو کھولیے ملکہ نے ٹھنڈی سانس
بھر کر کہا اے احمر ہماری ایسی تقدیر نہیں ہے کہ وہ شہریار مسیحائے زمان بالین پر اپنے بیمار کے
آئے مشتاق کو صورت زیبا دکھائے احمر نے ملکہ شفیق خونخوار کے سر پر ہاتھ رکھکر کہا کہ واری
میں اسی سر اقدس کی قسم کھاتی ہوں کنیز بہلانے کو نہیں کہتی اصل میں تشریف لائے ہیں
اُٹھیے اپنے مہمان کی خاطر کیجیے جس حال میں حضور ہیں اسی ملال میں آنکھ بھی دیکھا اور وہاں
تسکین دی آپ کا نام سنتے ہی چلے آئے حضور کو اتنا اب ہمارے کہنے کا یقین نہیں آتا
آنکھیں کھول کر دیکھ لیجیے جب بمنت و خوشامد قسم کھا کر احمر نے کہا تب شفیق نے آنکھیں
کھولیں دیکھا مسیحائے زمان بالین پر کھڑے بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہیں سنبھل کر اُٹھ بیٹھیں
محجوب ہو کر سر جھکا لیا احمر نے رستم کو بٹھایا رستم نے بمحبت پشت پر ہاتھ رکھکر فرمایا

ملکہ کیسا مزاج ہے ہم تمہارے دیکھنے کو آئے ہیں ملکہ دل میں باغ باغ ہو گئیں کہ یہ بے تعصبیا یہ میری دل دہی کرتے ہیں کہا اے شہریار بہت اچھی ہوں خدا آپ کو سلامت رکھے تمام اہل طلسم آپ کے دشمن ہیں بجا سے راہبری راہزنی ہیں اسلحہ بلا تکلف ہر مقام پر تشریف لیجایا کیجئے رستم نے کہا اے ملکۂ عالم اسی وجہ سے میں نے پہلے عیار کو کہدیا تھا کہ وہ آکر دشمن کو دیکھ لیگا اُسنے دیکھا تمہاری صحبت میں کوئی در انداز نہیں ہے آفت آسمانی کو کوئی نہیں جانتا شفق نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا جو حکم ہو بجا لاؤں شفق نے گاینوں کو اشارہ کیا گاینوں نے ساز ملا کے گنگنا کر یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

جو مسلمان مجھے وہ طفل برہمن سمجھا
دوست نے خوبی تقدیر سے دشمن سمجھا

بیشتر میں نے خس و خاک سے آنسو پونچھے
اڑ کے جو چہرے پہ آیا اُسے دامن سمجھا

وقت گلگشت جو ہر دامن گل تر دیکھا
آب شبنم عرق چہرۂ گلشن سمجھا

منہ چھپائے ہوئے سینے سے جو شعلہ نکلا
مدعی شب کو چراغ تہ دامن سمجھا

عکس گیسو نظر آیا تو ڈرا وہ ظالم
آئنہ دیکھ کے ہاتھ میں ناگن سمجھا

ہر گھڑی خون نے مرے پرورش خنجر کی
ہائے اسیر کبھی وہ قاتل نہ مجھے دشمن سمجھا

جابجا خون کے دھبے جو نظر آئے نسیم
گوشۂ دامن رنگین کو میں گلشن سمجھا

رستم نے سر ملکہ سینے سے لگا یا زبان تسکین کھولی احمر نے رستم سے اشارہ کیا اپنے عیار کو گوائیے رستم نے کہا اے سماک چند اشعار تم بھی گاؤ سماک نے عرض کی حضور تو معشوق کو پہلو میں لیے بیٹھے ہیں ہمارا معشوق علیحدہ ہے اگر وہ ہم سے کہیں تو البتہ گائیں احمر نے اشارہ کیا کہ او ظالم پہلے ہمارے کہے تو نے ایسے طور سے گایا کہ دل بھر آیا اب بتا یاد دلاتا ہے اگر ہو سکے چند اشعار گا سماک نے سینے پر ہاتھ رکھا یا کہا اے شہنشاہ خوبی وارے سر دباغ محبوبی یہ سنانیں دل کے پار ہوتی ہیں ان سے کہو کہ سرکشی نہ کریں اور میں تو تابعدار ہوں فرزند خواجہ عمرو ہوں جو حکم دو بجا لاؤں احمر نے شرما کر سر جھکا لیا سماک نے بایاں کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا اب تو احمر گلگون پوش نے اشارہ کیا سماک نے یہ اشعار عاشقانہ گائے۔ نظم

کچھ خون میں تر تیر نظر تھا کہ نہیں تھا — کیوں جی مرے سینے میں جگر تھا کہ نہیں تھا
دو روز بھی بیٹھا نہ گیا آپ سے گھر میں — کیوں جذبۂ محبت میں اثر تھا کہ نہیں تھا
دو بوسے تو دیتے جو نہ سکتے تھے دو چار — آخر تمہیں کچھ یہ نظر تھا کہ نہیں تھا
اس درجہ ستم عاشق بے چارہ پہ ای جان — کچھ بھی تمہیں اللہ کا ڈر تھا کہ نہیں تھا
کیوں دیکھ لیا جا کے ہوئی اب تو تسلی — بیمار ترا شمع سحر تھا کہ نہیں تھا
لو دیکھ چکے اب تو تشفی ہوئی کہیے — ہونا جگر تیر دو سر تھا کہ نہیں تھا
بھولے رہے کیوں غفلت ہستی پہ نسیم آپ — آخر کبھی در پیش سفر تھا کہ نہیں تھا

سہاگ نے اس رنگ میں یہ اشعار گائے کہ ہر گلگون پوش بے خنجر ذبح ہو گئی لیکن کر رہی ہے ملکہ شفق محجوب شرمائی ہوئی سر جھکائے ہوئے خاموش بیٹھی ہے دل سے باتیں کر رہی ہے کہ اگر باپ کو خبر ہو جائے تو کیا آفت برپا ہو میں اُن سے کب مقابلہ کر سکتی ہوں کیسا ساحر زبردست ہفت پیکر کی خدمت میں برسوں حاضر رہا ہفت پیکر اُسکا کیسا عزیز رکھتا ہے کہ خود سحر ایجاد کیے اور باپ کو میرے تعلیم کر دیے ہیں کیا چاہیے بولی ای شفق غضب کیا دست محبت نے دامن نہ چھوڑا اسی کشمکش میں مبتلا ہوا اب کیا کروں نسترن کے قتل کی تدبیر ہو اتنے میں سہاگ نے کہا ای ملکہ شفق تم کچھ بات نہیں کرتی ہو داخلہ باغ نسترن کی کیا صورت ہے شفق نے سر جھکا کر کہا ای مہتر والا گہر باغ نسترن عجائبات غرائب سے معمور ہے میں خود ساتھ چلونگی اُسکا باغ مثل طلسم کے ہے جب جانے والا قدم رکھے تو ہزاروں بلائیں نازل ہوتی ہیں ہر چند کہ رستم بلاتن طلسم کشا میں جرأت و شوکت میں یکتا لیکن خوف کی یہ صورتیں رکھتی ہیں کہ اگر رستم ہو تو کلیجہ آب ہو جانے کے خوف سے بیتاب ہو جائے مگر مناسب یہ ہے کہ لوح کو قدم بقدم ملاحظہ فرمائیں جنگ الگ ہو اور ملاحظۂ لوح میں فرق نہ آئے تب باغ نسترن میں جانا بری ہے لاکھوں ساحر ہر گوشے میں مخفی ہے آپ کی جرأت کے کارنامے مشہور ہیں کس جرأت سے تحفہ جات حاصل کیے لوح کو کس محنت سے لیا ہے شہریار جسدن ہشت پیکر فوج لیکر قمر عشرت سے نکلیگا تو زمین بادنہ سنبھال سکیگی اسقدر فوج ساتھ ہوگی اُسوقت جرأت کا کام ہے

سب ساحر چھپے ہوئے ہین طلسم باطن کو اُسنے سحر سے مملو کیا ہی ہر چند کہ تحفہ جات
آپ کے پاس موجود ہین نگران سکے ہوشیاری دشوار ہوگی کوئی ساحر ایسا آسکے ساتھ
معاین ہی کہ رگ و ریشے اُسکے سحر سے نہ مسحور ہون لیکن اُسوقت حضور کا کام لوح کا ملاحظہ
کرنا ہی کنیز کی جانبازی بھی اُسوقت کھلے گی کہ چار طرف سے ساحرون کا بلوہ ہوگا رفیق
کوئی قریب نہ آسکیگا سب دور دور ہونگے وہ جنگ مغلوبہ لائق دیکھنے کے ہوگی اُسوقت
کنیز کی جانبازی لائق ملاحظہ ہوگی رستم کہہ رہے ہین ملکہ عالم میرے ساتھ بھی ساحران
چیدہ و منتخب ہین جو مضمون کہ تمنے بیان کیے ہین اسی کیفیت کی خبر دیتے ہین انشاء اللہ
ہماری جرأت کا حال دیکھ لینا تمھین انصاف کرنا رستم سے اور شفق سے یہ باتین ہو رہی
ہین سماک احمر سے علیحدہ باتین کر رہا ہی کبھی بیقرار ہوکے گلے مین ہاتھ ڈال دیتا ہی کہتا ہی
ای ماہ تابان وای مہر درخشان میری جان تم پر نثار ہو احمر کہتی ہی ای جوہر والا گوہر ابھی بڑی
بڑی آفت جھیلنا ہی جان پر کھیلنا ہی کنیزین مثل صورت تصویر خاموش بیٹھی ہین ہر ایک کا
یہی قول ہی کہ جسوقت باپ انکا خبر سنیگا قیامت برپا کریگا ہم لوگون کی جان پہ آفت آئیگی
ایک کنیز کہتی ہی کہ ہمنے تو مذہب خداے نادیدہ کا اختیار کیا وہی مدد کریگا اُس ظالم سے
جان بچائیگا لیکن ہم لوگ بھاگ کر کہان جائین اہل و عیال دار مجبور و ناچار خدمت سے انکی
کیونکر جدا ہون بچپن سے تو انکے ساتھ رہے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک
آواز مہیب آئی کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان تو نے اپنے باغ مین باغی کو جگہ دی دیکھ
تو تیرا کیا حال کرتا ہون بوٹیان کاٹ کر تیری زاغ و زغن کو کھلاؤنگا کیونکر جان بچے گی
شفق خونخوار نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ سرخ پوش بہ قہر و غضب غل مچاتا ہوا آتا ہی آتے ہی
زمین پر گرا زمین باغ کی ہل گئی شفق بھی اپنے مقام سے اُٹھی سحر کرنے لگی لیکن سرخ پوش
ہر سحر کو اُسکے دفع کر دیتا ہی رنگ سحر نہین جمنے دیتا شفق نے پکار کر آواز دی ای باغ مراد
یہ ظالم مجھکو قتل کیا چاہتا ہی سب غنچہ و گل خاموش ہین ای عندلیبان خوشنوا تم بھی
زمزمہ سرائی نہین کرتین آشیانون مین چھپی بیٹھی ہو شفق نے جو غصے سے کلمے کہے عندلیبان
خوشنوا اپنے آشیانون سے منقارین کھول کر نکلین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

تڑپ تڑپ کے جو عاشق تمام ہوتا ہے — تمہاری نیم نگاہی کا نام ہوتا ہے
تڑپنے دو مجھے یا امتحان صبر ہی لو — کہ ایک شخص سے بس ایک کام ہوتا ہے
میں جان دینے لگا یار پر تو دل بولا — ٹھہریے پہلے تصدق غلام ہوتا ہے
گذر ہو صبح کا غم خانے تک یہ کیونکر — بلاؤں کا شب ہجر ازدحام ہوتا ہے
شادیٔ قرب نہ کیوں داغ دل گیسو کا — غروب مہر بھی نزدیک شام ہوتا ہے
جمال یار کا نظارہ کرتی کیونکر آنکھ — وہ منہ چھپانے کو ہیں دن تمام ہوتا ہے
خود آپ میں نہیں آسکتے ہم بلا کے انہیں — یہ شوق تخلیے کا انتظام ہوتا ہے
یہ سرد ہو کہیں بازار فتنۂ فردا — وہ آج ناز سے گرم خرام ہوتا ہے
فراق میں مجھے ساقی کے دیکھ کر روئے — کچھ آبدیدہ کبھی ہنس ہنس کے جام ہوتا ہے
گرادے راہ میں خط کو لکھا مقدر کا — ہمیشہ نامہ رسان ہی کا نام ہوتا ہے
قدم قدم ترے گم کردہ رہ کی منزل میں — ورود خضر علیہ السلام ہوتا ہے
وہ چپ ہوں کہیں مجھے شاعر نہیں سمجھتے ہیں — مرے کلام میں کبھی کچھ کلام ہوتا ہے
نگاہ ناز سے دل کی کہی نہیں جاتی — ادا انہیں سے کچھ اُنکا پیام ہوتا ہے
بمشکل آتی ہے لب تک کبھی جان اپنی — اجل سے جب کوئی ایسا ہی کام ہوتا ہے
ترے نصیب جو کھا جائے جان بھی غم دوست — جگر تو اب کوئی دم میں تمام ہوتا ہے
سمجھ کے پوچھیں وہ عاشق سے وجہ خاموشی — زبان دینے کا پہلے پیام ہوتا ہے
نکالتے ہو نگیں دل کی حسرتیں جلال — کبھی تو وصل میں ہو ایسے عام ہوتا ہے

عنبر لبیان خوش نوا نے جو یہ اشعار سرخ پوش سے متوجہ ہو کے گائے اور سرخ پوش نے متوجہ ہو کے سنے جگر آگیا پیشانی پر پسینہ آگیا چہرہ سرخ آنکھیں ابل آئیں پکار کر کہا کہ ای حسن اوند ہفت پیکر بچائیے اک برق چمک کر گری کہ عنبر لبیان خوش نوا کے سر اڑ گئے سامنے میں پردہ خشت کے خون کا کھالا بیروں کے انبار پہ قبیل کر کے سرخ پوش نے ایک دستک دی کہ رنگ پھولوں کا روشن ہو گیا رنگ روے نرگس کھلتا گیا آنکھوں پر نشہ معلوم ہوتا ہے سنبل نے اپنے بال کھول دیئے سر ولب جو جا ہنستا ہے ہمراہ رکاب شاہد گل خرامان ہوں شاہدان چمن سبز پوش

سحر کا سرخ پوش کے جوش لالے نے چراغ اپنا روشن کیا سوسن صد زبان چاہتی ہی کہ زبان کھولوں کچھ تو منھ سے بولوں معلوم ہوا باغبان قضا و قدر نابغ ہی جھونکے ہواے سرد کے چلنے لگے نہروں کے پانی نے جوش مارا موجہاے آب ناپاب شمشیر بران حباب چشم معشوق جوشان سارا باغ باغ باغ مگر ہواے سرد نے لالے کے چراغ کو جھلملا دیا گوشۂ باغ سے آواز آئی کہ میں حاضر ہوں سرخ پوش نے جھلا کر کہا ارے کیا تو مر گئی تھی اب زندہ ہوئی آنے کو تجھے کون منع کرتا ہی دیکھو مدعی میرا جیتا ہی نہ مرتا ہی دیکھا گوشۂ باغ سے ایک نازنین مہ جبین دریاے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن سیمتن رشک چمن نازک بدن رو کش گل یاسمن پیچ میں زلفوں کے چہرہ گویا سانپ کا من خرامان خرامان ٹہلتی ہوئی آتی ہی طرف شفق خونخوار کے متوجہ ہوئی پکار کر آواز دی کیوں ہمشیرہ یا سبب یہ غصہ جیسا تو تمھیں بہار باغ نے بلایا ہی بغیر تمھارے باغ میں سناٹا ہی عندلیبان خوشنوا کو تمنے قتل کیا یہ خون تمھاری گردن پر رہا اسکا کیا انجام ہوگا دیکھو بلی گلچہرہ نے یہ اشعار نظم کیے ہیں ذرا انکو تو سن لو

## نظم

ہنستا رہا جو حال دل پاش پاش پر　　کیا روئیگا وہ کشتۂ حسرت کی لاش پر

ناخن کہیں کسی کا لگا تھا شب وصال　　کرتا رہا یہاں تو گلا اُسکی خراش پر

سمجھا صنم تراش کے کافر کیا ہمیں　　پتھر پڑے تھے ہائے یہ کیا بت تراش پر

پہونچے وہیں خیال میں بھی جسکے گم ہوئے　　دل تنگ مٹا ہوا ہی اس اپنی تلاش پر

بستر ہیں عیش خلد سے سمجھا یہاں کے رنج　　مرتا ہوں کوئے یار کی میں بود و باش پر

لیتی ہی دل میں حسرت پرواز چٹکیاں　　رکھتا قفس میں کاٹ کے صیاد کاش پر

سو غم ہیں یار کے مرے اک دل میں میہمان　　کیا حوصلہ کیا ہی ذرا سی معاش پر

مشتاق زخم خندۂ دندان نما کے ہیں　　چھڑکو نمک مرے جگر پاش پاش پر

شاید دکھا کے دست حنائی کیا ہی قتل　　اُٹھتی ہیں اُنگلیاں ترے کشتے کی لاش پر

دشمن بھی سن سکیگا نہ درد فراق دوست　　تھوکیگا خون ہر سخن دل خراش پر

منظور تھا جو خون چھپانا اُسے جلال　　قاتل نے خاک ڈالی نہ کیوں میری لاش پر

اُس نازنین نے جو یہ اشعار گائے ملکہ شفق کا چہرہ سرخ ہوگیا رنگ رو متغیر متردد متحیر ہوکر
آواز دی اے گل پیرہن اگر بہار باغ نے یاد کیا ہی تو تجھے چلنے مین کیا عار ہی لیکن ذرا
انصاف کرو میرے قریب آؤ جو کہوگی بجالاؤنگی ضرور تمھارے ساتھ چلونگی کیا تمھارے حکم
سے گردن تابی ہی یہ سنتے ہی وہ نازنین قریب آئی شفق خونخوار کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا ایک طرف
گوشۂ باغ کے چلی مگر لہراتی ہوئی وہ نازنین جو گوشۂ باغ سے آئی تھی قدم بہ قدم سمجھاتی ہی اے
شفق خونخوار ذرا ہوش مین آؤ اپنے کو محبت مین نہ ڈالو آپ سے باہر نہو تمنے اپنے گھر مین
دشمن خداوند کو بلا لیا پہلو مین اُسکے بیٹھین ہمنے خود سنا کہ عیار گار ہا تھا ہمکو بہت ناگوار ہوا
دیکھو رنگ چہرۂ گل متغیر ہی سب ساکنان باغ متحیر ہین دیکھو قمریان کوکو بھولین آہ کررہی ہین
عندلیبان خوشنوا قتل ہوگئین باغ مین سناٹا پڑا ہی زاغ و زغن کا جماؤ ہوتا جاتا ہی ایسا مین
غیر ہی کہ بہار باغ مین چل کر ساکن ہو کوئی ایسی حرکت کرتا ہی سرخ پوش باپ تمھارا کہ افسر
ریاست ہی اُسکو کیسی حیرت ہی اس نے ناچار ہوکے مجھکو بلایا مین حاضر ہوئی شفق یہ
باتین سنکر خاموش ساتھ اسکے چلی جاتی ہی نصیحت پر بھی شرمندہ ہورہی ہی آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے ناظرین پر واضح ہو کہ اس صحبت مین رستم موجود تھے یہ سحر کیون چل گیا
سرخ پوش نے آتے ہی پہلے آواز دی کہ اے گلگون چمن پیرا طلسم کشا کو لینا کئی سو پہلوان
تلوارین کھینچے ہوے گوشۂ باغ سے ظاہر ہوے رستم کو سب نے للکارا اُن سے جنگ مین
مصروف ہوے جسنے ڈنکا اُسپر جا پڑے اُسنے وار کیا رستم نے تیغ ہفت جوہر پہ تلوار روکی
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے تاک تاک کے پہلوانون کو مارتے ہین انکو شفق خونخوار کی خبر
نہین ہرچند کہ رستم نے اتنے عرصے مین کئی سو پہلوان قتل کیے مگر مجمع اُنکا بڑھتا جاتا ہی انتہا
کا پتہ نہین رستم حیران و پریشان کہ درخت پر ایک طائر زرین بال ظاہر ہوا اُسنے مثل انسان
کے آواز دی کہ اے طلسم کشا افسوس ہی اپنے دوست کی خبر نہین لیتے اگر شفق خونخوار
بہار باغ کے پاس پہونچ گئی تو بدون قتل ہفت پیکر رہائی نہوگی اُسکو بچاؤ افسوس
صاحب لوح ہوکر لوح نہین ملاحظہ کرتے یہ کہکے طائر اُڑ گیا سرخ پوش نے
چاہا تھا کہ اس طائر کو گرفتار کرون مگر طائر سرحد باغ سے باہر نکل گیا سرخ پوش کے

ہوش اُڑ گئے مگر رستم نے ہوشیار ہو کر لوح کو دیکھنا چاہا اُن پہلوانون کا ایسا ہنگامہ ہی کہ
وہ دم نہین لینے دیتے برابر وار کر رہے ہین مگر رستم جست کر کے تیغ ہفت جوہر کو چمکاتے
ہوے ایک نخل کے سامنے مین آئے لوح کو بمشکل ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ شفق خونخوار
کو کنیز بہار باغ لیے جاتی ہی بڑھکر لوح چمکاؤ اسم حاشیۂ لوح پڑھکر دم کرو شفق خونخوار
کے ہوش درست ہون رستم نے پلٹ کر للکارا آواز دی او گیسو بریدہ شفق خونخوار کو
کہان لیے جاتی ہی اس کنیز نے پلٹ کر آواز دی اے طلسم کشا مین کنیز بہار باغ ہون
تمھارے دل کا داغ ہون میرے قریب نہ آنا لیکن رستم جھپٹ کر قریب اسکے پہونچے لوح
کو چمکایا اسم حاشیۂ لوح جو پڑھکر دم کیا اس کنیز نے ایک چیخ ماری ہاتھ شفق خونخوار کا
چھوڑ دیا لڑکھڑا کر گری تڑپ کر جان دی شفق خونخوار کے ہوش درست ہوے پکار کر آواز
دی اے شہریار آپ کے پاس وہ شی موجود ہی جس سے اہل طلسم عاجز ہین لیے آپکے کوئی
سرخ پوش پر غالب نہین ہو سکتا ان پہلوانون سے ڈر لیے یہ نمود ہے جو طلسم مین انکا
خاتمہ یون نہوگا جسطرح لوح ہدایت کرے وہ کیجیے تامل نہ فرمایئے سرخ پوش کی طرف جانے
یہ کہکے چاہتی تھی کہ طرف سرخ پوش کے چلے سرخ پوش نے پھر دستک دی پکار کر آواز
دی اے سرو سہی قد تجھکو کون روکے ہی گوشۂ باغ سے آواز آئی حاضر ہوئی آپکے حکم کی
دیر تھی دیکھا گوشۂ باغ سے ایک نازنین سہی بالا رنگ زعفرانی چہرہ نورانی فوراً پیدا ہوئی
شفق خونخوار کو للکارا کہ کیون او شوخ دیدہ طلسم کشا کو تعلیم کرتی ہی کیا طلسم کشا
نادان ہین سارے مرحلے توڑتے چلے آتے ہین تم میرے ساتھ آؤ شفق نے چاہا کہ
اسکے قریب جاؤن مگر رستم سے اشارہ کر دیا کہ لوح ملاحظہ کیجیے رستم نے لوح کو دیکھا
نوشتہ پایا کہ کلاہ ہفت گوشہ کا عکس اس پر ڈالو رستم نے عکس کلاہ ہفت گوشہ
قریب آکر جو ڈالا اس نازنین نے چیخ ماری نخل سرو سے دو ٹکڑے ہوکر لپٹ گئی شاخہاے نخل مین
غائب ہوئی سرخ پوش نے زانو پیٹ لیا پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر لوح
سے میرا کچھ زور نہین چلتا بہت عاجز ہو رہا ہون قضاے کار ہفت پیکر قصر عشرت
مین بیٹھا ہی عشرت خیز جادو جو یہان کا حاکم ہی وہ کرسی نیابت پہ متمکن ہی یہی ذکر ہو رہا تھا

کہ نہیں معلوم طلسم پر کیا گذری ہفت پیکر کہتا ہی قدرت بتا ئینگی کہ ناگاہ قصر تھرایا ایک کنگرہ
قصر کا لہرا کر گرا ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مارا الہا قدرت کی سب تقدیرین اُلٹی ہو گئیں
طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ طلسم کشا باغ شفق مین لڑ رہا ہی عشرت خیز نے کہا یا خدا وندا
زرہ فوجین جمع کی ہین اُن پہلوانون کو نامے لکھے ہین کہ جسوقت وہ لوگ آوینگے تو زمین تھرا
جاویگی اُن سے کون مقابلہ کریگا یہ تو غلام ہمیشہ سے کہا کرتا ہی کہ شفق خونخوار کی ذات
سے بڑا ہی فساد پیدا ہوگا یہ کہکے عشرت خیز نے ایک طرف کا پردہ اُٹھایا سامنے دیکھا
ایک چھوٹا سا کمرہ ہی دیوارین اُسکی سفید چونا پھرا ہوا ایک گوشے مین ایک طائر کبودی
منقار سے کچھ لکھ رہا ہی عشرت خیز نے کہا یا خدا وندا وقت زوال قریب آگیا آج طائر
کا سعلوم ظاہر ہوا دیکھیے منقار سے کچھ لکھ رہا ہی کہ طائر نے پر تولے چاہا اُڑ کر بلند ہوجاؤ
جس طرح ممکن ہوگا اس سے ہفت پیکر کی مخفی ہوجاؤن ہفت پیکر نے آواز دی او
نمک حرام کئی سال کا زمانہ گذرا کہ قدرت نے تجکو بنایا یاد کر کہ کیا پلایا کھلایا پانی دریا
ہفت خوان کا پلایا سچا سے دانہ دانہ ہائے مروارید کھلائے آج تو بیوفائی کرتا ہے
ٹھہر جا ہم پڑھ تو لین عشرت خیز نے کہا یا خدا وند صاف صاف لکھا ہی کہ شفق خونخوار
طلسم کشا پر مائل ہوئی اپنے باپ سے لڑ رہی ہی گوش ہوش سے سماعت فرمائیے کہ آپکو
سرخ پوش پکار رہا ہی کہ یا خداوند مدد کیجیے ہاتھ سے طلسم کشا کے بچائیے ہفت پیکر
نے کہا ای عشرت خیز سرخ پوش کو اُٹھالا عشرت خیز نے کہا میں طلسم کشا کے سامنے
نہ جاؤنگا ہفت پیکر نے کہا تو سامنے طلسم کشا کا نہ کر یا ہوا بنکر جا اُسکو اُٹھالا خدائی مین
میری فرق آتا ہی بیوقوف بنے کہینگے کہ قدرت کو پکارا اور قدرت نے مدد کی یہ
سنکر عشرت خیز غائب ہوا یہان سب کنیزین ہاتھ سے رستم کے قتل ہوئین اور پہلوان بھی
غائب ہو گئے کسی طائر کی آواز نہین آتی باغ مین سناٹا پڑا ہی ہرچند سرخ پوش دستکین
دیتا ہی بہار باغ بہار باغ کہکر پکار رہا ہی مگر کوئی علامت ظاہر نہین ہوتی شفق خونخوار
نے ایک سحر کیا کہ برق تڑپ کر گری سر سرخ پوش کا زخمی ہوا رستم سے اشارہ کیا رستم طرف
سرخ پوش کے چلے چاہا جا کر اُسے قتل کرون کہ ایک جھونکا ہوا کا چلا سرخ پوش

خود بخود زمین سے بلند ہوا پکارتا تھا یا خداوند کس بلا میں پھنسا ہوں مجھکو کون لیے جاتا ہے ہر چند چیخا پیٹا لیکن کچھ علامت نہ ظاہر ہوئی خود بخود زمین سے بلند ہو گیا آنکھیں بند ہو گئیں سناٹہ ڈھلا بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحرائے سبزہ زار میں پایا دیکھا تین لاکھ ساحر حربہ ہائے سحر سے آراستہ قواعد کر رہے ہیں حیران تھا کہ میں کس مقام پر آیا نگاہ جو اٹھی دیکھا ایک طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہے سرخ پوش حیران تھا کہ یہ کون مقام ہے اس صحرا کا کیا نام ہے مجھکو یہاں کون لایا کس لئے یہاں تک پہونچایا کہ اس طائر نے مثل انسان کے آواز دی کہا اے گرفتار دام حیرت وائے قیدی زندان صدمہ تو نے قدرت کو پکارا تھا جو ہو رہا تھا قدرت نے اپنی قدرت سے تجھکو اس مقام پر پہونچایا ان تین لاکھ ساحروں کا تجھکو افسر کیا انکو سحر سکھایا کہ جس وقت نائرہ خداوندی کا دامنہ قصر عشرت میں آنا یہ صحرائے عشرت ہے یہ سنکر سرخ پوش ہفت پیکر کی تعریفیں کرنے لگا پکارتا تھا یا خداوند تو خدائے حقیقی ہے کیا قدرت کا ظہور ہوا بندہ تیرا مشکور ہوا کہ ایک طرف سے آواز آئی اے محو حیرت ذرا ادھر توجہ کیوں گھبراتا ہے چند سے تیرے واسطے عیش و آرام ہے مجھکو تیری صحبت سے کام ہے پلٹ کے دیکھا ایک مہ جبین تنہا حسین و جمیل آفتاب فلک حسن و جمال ماہ آسمان کمال یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی آتی ہے۔

نظم

گھر ہو وحشت کا دل دیوانہ ایسا چاہیے
خاک ہی اڑتی رہے ویرانہ ایسا چاہیے

زندہ ہو جائے تغافل کا تری مارا ہوا
یار کوئی ناز معشوقانہ ایسا چاہیے

قبلۂ خوبان عالم ہو وہ دل اللہ دے
بت جسے سجدہ کریں بتخانہ ایسا چاہیے

آپ چشم مست ساقی لینے بوسے دے
لب بلب خود جھک کے ہو پیمانہ ایسا چاہیے

تیسے جب سینہ ہو خالی کیوں نہ دل آئیں چکر
آندھیاں اٹھتی رہیں ویرانہ ایسا چاہیے

یار کی زلفوں کو اے مشاطہ سلجھایا تو کیا
کھو دے میرے دل کی الجھن شانہ ایسا چاہیے

سر زمین کوئے جاناں سے نہ اٹھے بیٹھکر
عاشق گریاں کا آب و دانہ ایسا چاہیے

رات فرقت کی بڑی ہوتی ہے ای افسانہ گو
اسکو کم کر دے کوئی افسانہ ایسا چاہیے

یون کسی پردہ نشین کی کیجیے پردہ دری — خود کہے دست جنون دیوانہ ایسا چاہیے
دست ساقی مین اشارے کر رہا ہی ہنسکے جام — ہی پرستو خندہ مستانہ ایسا چاہیے
ڈھیر سے عاشق کے بچکر طور پر بجلی گرے — کیون سمجھے ای جلوہ جانانہ ایسا چاہیے
جو شرر اٹھا دل سوزان سے دل ہی پر گرا — شمع ایسی چاہیے پروانہ ایسا چاہیے
کافر و مومن جسے دونون نہ اپنا کہ سکین — برہمن مجھکو بت بیگانہ ایسا چاہیے
ہجر کی شب تیرہ بختی کو ہماری ای فلک — دیکھکر ہنسدے چراغ خانہ ایسا چاہیے
دیکھکر دل آنکھ کو کہتا ہی دل کو چشم یار — مست ایسا چاہیے دیوانہ ایسا چاہیے
گر پڑے بجلی رقیب روسیہ پر او تڑپ — کوئی تو انداز بیتابانہ ایسا چاہیے
ہاے کیون اس جان کے دشمن کو دل دیتا چلا — کاش کوئی دوست ہی کہتا نہ ایسا چاہیے

ان اشعار کو سنکر سرخ پوش مبہوت ہو گیا کہا ای جان جہان آؤ مین تمہارا دل و جان سے مشتاق ہون اس نازنین نے کہا ای سرخ پوش مجھکو قدرت نے تیرے ہی واسطے پیدا کیا کیون گھبراتا ہی مین تیرے ساتھ ہون مگر زمان انقلاب قریب ہی ہفت پیکر تو خود بدنصیب ہی حیلہ سے عیش کر لو پھر تیغہ ہفت جوہر کا سامنا ہی طلسم کشا لڑتا بھڑتا آ پہونچا سب طرف سے لشکر کشی کے سامان ہین اب وہ معرکہ پڑے گا کہ ہر اہل طلسم پوشیدہ ہوگا ای سرخ پوش تمنے دیکھا کہ بیٹی تمہاری تم سے کیسی برگشتہ ہو گئی کیسی جناب پری طلسم کشا صاحب لوح ہی تحفہ جات اسکے پاس موجود ہین سرخ پوش نے خوشی مین اس نازنین کا ہاتھ تھام لیا سامنے ایک قصر تھا ساری فوج کو حکم دیا گرد قصر کے اترو پڑین لاکھا ساحرون کی فوج گرد قصر کے آ گئی سرخ پوش اس مہ جبین کو ساتھ لیکر اس قصر مین آیا مصروف عیش ہوا جب ہفت پیکر لشکر کشی کریگا ان سب کا ذکر کیا جائیگا یہان جب سرخ پوش غائب ہوا شفق خونخوار ہنستی ہوئی سامنے رستم کے آئی عرض کی کہ ای شہریار آپ صاحب اقبال ہین کہ سرخ پوش کو کوئی اٹھا لیگیا مگر اب ضرور فتور ہوگا رستم نے کہا ہم فتور سے خود جدا ہین اب باغ نسترن کی فکر کرو شفق خونخوار نے عرض کی حضور کو تنہا جانا ہوگا جو ہو سکیگا کنیز کام آئیگی اور اپنے کو وقت پر پہونچائیگی

شب تو اسی باغ مین گذری صبح کو قصد ہوا کہ ساتھ شفق خونخوار کے روانہ ہون لیکن
ہفت پیکر نے جب سرخ پوش جادو کو صحرائے عشرت مین داخل کیا صحبت مین آکر بیٹھا
عشرت خیز سے متوجہ ہوکر پوچھا کہ ای نائب قدرت بڑا مقام افسوس ہو کہ شفق خونخوار
پہلو مین طلسم کشا کے بیٹھکر چین و عیش کرے کچھ ایسی تدبیر کرو کہ عیش آنکا منغص ہو عشرت خیز
نے عرض کی یہ کتنی بڑی بات ہی عیش پسند کو طلب فرمائیے وہ لگا کر لے آئیگی بہت فا...
کے ساتھ جائیگی ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی کہ عیش پسند جلد حاضر ہو پہلو سے قصر کے
آواز آئی حاضر ہوئی سب نے دیکھا کہ ایک نازنین پری چہرہ رشک قمر سرو قد خورشید عذار
رشک ہلال آنکھیں بعینہ دیدۂ غزال سینے پر ابھار تار پستان کی سرکشی ثابت ہوتا تھا کہ
دو سنانین دل کے پار ہوتی ہین یا دو نقابدار سرکش اپنی اکڑ دھڑ دکھاتی ہین کھڑے حریفون
کی فکر مین ہین اس سج دھج سے حاضر ہوکے سامنے آئی ہفت پیکر نے کہا کہ ای
عیش پسند شفق خونخوار دختر سرخ پوش طلسم کشا کو لیکر بیٹھی ہی اسکو تو کسی طور سے
لگا کر لا ہماری صحبت مین تاکہ اسکو سزا دین کہ پھر کوئی ایسا کام نہ کرے عیش پسند نے عرض
کی کنیز ابھی جاکر لاتی ہی یہ کہکے غائب ہوئی لیکن ادھر شفق خونخوار ساتھ طلسم کشا کے بیٹھی
دو پہر رات گئے طلسم کشا نے صحبت برخاست کی لیکن شفق خونخوار ہمراہ رہی کیا بہشت
سمات ملاقاتی اسی بارہ دری مین سو یا پہر رات باقی تھی کہ شفق خونخوار گھبرا کر پہلو طلسم کشا
سے اٹھی متردد ہوکر بیرون بارہ دری آئی سیر باغ کی دیکھنے لگی نرگس شہلا اشارے کرتی
ہی سوسن چاہتی ہو زبان درازی کرون عشق پیچے کا قصد ہو کہ مار سیاہ کی طرح بنکر لپٹ جائے
نخل سرکشی کر رہے ہین رات بہت کم باقی رہی تھی طائر آشیانون سے چہکارے
مارتے ہین شفق خونخوار یہ حال باغ کا دیکھکر بہت گھبرائی بارہ دری سے اترکر سبزہ و
روش پٹری کو طی کرکے باغ سے باہر نکلی یکایک کان مین ایک آواز آئی کہ کوئی بلند
سوز و گداز سے غزل گا رہا ہی - نظم

آئینہ بنکر رہون ہر وقت پیش روے دوست
وہ تجھے دیکھا کرے دیکھا کرین سوے دوست

سیر جنت خوب جب رضوان تجھے دکھلا چکا
بے تامل منہ سے نکلا ہاے لطف کوے دوست

بدر کو دیکھا تو سمجھا عارض تابان یار
آہ دل سے کھینچتا ہون دیکھکر ہر سرو کو
دل سے بہتر روشنی یاقوت و گوہر مین نہین
ماہ بدلے میری عادت کا بدلنا ہے محال
عشق وہ شی ہے کہ پتھر مین بھی کرتا ہے اثر
کچھ نہ کچھ ہر شخص کو اس سے تعلق ہے ضرور
حسرت دیدار مین کیا کیا نہ تڑپی عندلیب
ہو ترا معشوق بھی عاشق کہان اے عندلیب
قسمت اپنی اپنی اسمین کیا کسی کا اختیار
دلفریبی ہو چکی اب کیا غرض الطاف سے
ہر طرف تیر نگاہ ناز کرتا ہے شکار
کاٹ لین ہم آپ سر اپنا توقف کیا ضرور
خاکسارون کو نشیب آرزو درکار ہے
چاہیے قاتل زبان چاک تن اتنا لحاظ
سچ تو یہ ہے مرگ عاشق کے تصدق جائیے
فتنہ ہاے چشم سحر آلود کی ہین شہر مین
ہان خدارا اے اجل اتنا توقف چاہیے
رشتہ جادو یہ رکھتا ہے لباس دوستی
سنت جانی کا برا ہو دل ہے شرمندہ [illegible]

جب ہلال آیا نظر جانا کہ ہے ابروے دوست
کیسا کیسا یاد آتا ہے قد دلجوے دوست
نور تن کیا یہ نگین ہے قابل بازوے دوست
چاند کوئی ہو مگر مین دیکھتا ہون روے دوست
جاے دل سینے مین ہے در نجف کے موے دوست
کوئی محو روے جانان کوئی محو خوے دوست
تا قفس لائی صبا جب ہم چمن سے بوے دوست
سونگھ لے پھر دامن گل دے رہا ہے بوے دوست
ہم ہین ہم پہلوے ہجران دل ہے ہم پہلوے دوست
ہے زمین تکیہ بجاے تکیۂ زانوے دوست
صید کیا صیاد افگن ہو گئے آہوے دوست
ہے بعید از شرط الفت رنجش بازوے دوست
عرش سے بہتر سمجھتا ہون زمین کوے دوست
یہ وہ پہلو ہے کہ جو ہوتا تھا ہم پہلوے دوست
چشم مصروف نظارہ سر تہ زانوے دوست
کسطرف کس جا نہین افسانۂ جادوے دوست
جاتے جاتے دیکھ لین پھر اک نظر ہم روے دوست
پیرہن ہے خاکسارون کا غبار کوے دوست
پھر گیا خنجر کا منھ شل ہو گئے بازوے دوست

یہ صدا اسے دلفریب سنکر شفق خونخوار تلاش کرتی ہوئی چلی لیکن سماک بدلاقی کی جو آنکھ کھلی دیکھا شفق خونخوار پہلو مین رستم کے نہین ہے قدمون پر ہاتھ رکھکے رستم کو جگایا اور پوچھا ملکہ عالم کہان ہین رستم نے کہا مجھے نہین معلوم ساتھ سوئی تھین اب نہین جانتا کہان گئین سماک ڈھونڈھتا ہوا نکلا در باغ پر آکر دیکھا کہ ملکہ عالم جاتی ہین صحرا مین

گوش بر آواز ہین سماک الگ سے دیکھنے لگا شفق خونخوار نے دور سے دیکھا کہ ایک
نازنین زیر نخل بیٹھی ہوئی گا رہی ہی سلام کرکے پوچھا ای عاشق پسند تم اس صحرا مین رات کو
کہان آئین اُسنے ہنسکر کہا بوا خوب چین سے طلسم کشا کے ساتھ سوتین چلو تمھین خداوند لقا نے
بلایا ہی شفق نے کہا مین تو خود آنے پر آمادہ تھی تمنے کیون تکلیف فرمائی عاشق پسند نے کہا
میرے ساتھ چلیے قدرت نے بلایا ہی مین وعدہ کرکے آئی ہون تمسے قدرت بہت راضی ہین
تم کو بڑا مرتبہ ملیگا شفق خونخوار نے ہاتھ تھام لیا عاشق پسند لیکے شفق خونخوار کو چلی جہتر سماک
نے جو دور سے دیکھا کہ عاشق پسند شفق خونخوار کو لیے ہوے جاتی ہی شفق خونخوار ہنستی ہوئی
ساتھ ہی سماک سمجھا اُسکے سحر مین پھنسی ہی سوچتا ہی کہ ای سماک کیا کرون آخر جھپٹ کر
آگے بڑھا ایک طفل کی صورت بنکر جنگل مین پھرنے لگا کبھی گاتا ہی کبھی روتا ہی کبھی آواز
دیتا ہی ای عشق خانہ خراب ذرا ہماری بات سن ـ

نظم

مرگئے ہوتے رنج فرقت سے
باز آیا مین اس محبت سے
ہاتھ آئے ہو آج قسمت سے
مجھکو پروردگار تہمت سے

بچ گئے ہین خدا کی قدرت سے
ہول آتا ہی نام الفت سے
دم نکلتا تھا تم پہ رات سے
تم پہ جو کچھ ہوا سزا تھی [illegible]

جان جاتی ہی اسیر تو فرقت سے
روح گھبراتی ہی محبت سے
وقت اچھا نہین بچا لینا
کیون بگڑے ایسے پیر و [illegible]

یہ اشعار گا رہا ہی اور طائر آشیانون سے پھڑک پھڑک کر گر رہے ہین عاشق پسند نے کہا ای شفق
یہ لڑکا کسی مرد آدمی کا ہی نہین معلوم یہ کس وجہ سے جنگل مین آگیا ذرا اس سے حال تو پوچھو
شفق خونخوار نے کہا بوا تم بیکار وہ تو دیوانہ وار پھر رہا ہی اس دیوانہ مزاج کو کون سمجھائیگا
کون بہلا سکے یہ سنتے ہی عاشق پسند نے پکارا کہ میان صاحبزادے ذرا ہم تک آؤ تو ہم تمسے
ایک بات پوچھین لڑکے نے جواب دیا مین کھیل رہا ہون کھیل مین میرے فرق پڑ جائیگا اور مین
بہت پریشان ہوگی عاشق پسند نے کہا ہم تمکو اپنے ساتھ لے چلینگے بہت آرام سے رکھینگے
لڑکا قریب آیا بوٹی بوٹی پھڑک رہی ہی دمبدم اشعار گاتا ہی عاشق پسند کا دل بہلاتا ہی
عاشق پسند نے شفق خونخوار کا ہاتھ چھوڑا لڑکے کا ہاتھ تھام لیا لڑکے نے جھلا کر ہاتھ چھڑا لیا
چاہا کہ بھاگون سامنے جھیل تھی قصد ہوا اُس مین کود پڑون عاشق پسند نے کہا ارے دیکھو

جھیل مین ڈوب جائیگا لڑکے نے کہا جھیل مین میرا بھائی معلوم ہوتا ہی دیکھو وہ سامنے
بیٹھا تن رہا ہی عالیشان پسند جو جھکی کہ کہان قید ہی سماک نے حلقہ ہاے کمند مارے اور چاہا کہ اسکو
کھینچ لون عالیشان پسند کے منھ سے آفت نکل گئی منھ سے شعلہ نکلا کہ اُس نے کمند کو جلا دیا سماک
زمین پر گرا رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا عالیشان پسند نے کہا ارے تو کون ہی کہ مجھکو گرفتار کیا چاہتا
سماک نے کہا عیار طلسم کشا فرزند خواجہ عمرو ہون تمھاری فکر مین نکلا تھا مگر تم ہوشیار تھین مجھکو دیکھ لین
آگے قتل ہوگی عالیشان پسند نے کہا نگوڑے تجھکو اور بی شفق خونخوار کو خدمت خداوندی مین پہونچاؤنگی
اس مصیبت مین قید کرون کہ تڑپ تڑپ کے مرو قدرت کو ذرا بھی رحم نہ آئیگا بی شفق خونخوار کی
حالت قدرت کو معلوم ہو گئی اُنکو سزا ملیگی یہ کہکے سماک کا بھی ہاتھ باندھ لیا دونون کو لیکر چلی
دربار خداوندی مین پہونچی ہفت پیکر نے حکم دیا اے عالیشان پسند تم ہی ان دونون کو لیکر قید مین رکھو
جب سامان لشکرکشی کرونگا تو مجمع عام مین ان دونون کو دار پر کھینچونگا عالیشان پسند دونون کو
لیے ہوے آئی ایک مکان مین دونون کو بند کیا دو زنگی دروازے پر بٹھادیے کہا خبردار لعبد پہر
کے انکو دو روٹیان ایک آبخورہ پانی کا دینا نہ زیادہ کھائین اور نہ مرین تڑپ تڑپ کے رہین سماک
یلداقی نے پکار کر کہا بی عالیشان پسند تم کبھی کبھی آؤگی عالیشان پسند نے کہا ارے نگوڑے مین کبھی ایکدم
آیا کرونگی ورنہ حفاظت کون کریگا یہان صبح کو رستم کی آنکھ کھلی کنیزون سے پوچھا شفق خونخوار
کہان گئین سماک کو بھی نہ پایا کنیزون نے عرض کی ہم لوگ سوتے تھے ہمکو نہین معلوم کہ ملکہ
کہان گئین رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ دیر کرنیکا انجام دیکھا شفق خونخوار
و سماک یلداقی قید ہوگئے جب تک باغ نسترن نہ فتح ہوگا رہائی انکی دشوار ہی رستم نے
بلا کر سرشار سے کہا لشکر کی حفاظت رکھنا کل تک بھی ہمارا آنے کو ہی لوح ہمکو ہدایت کرتی
ہی کہ ہم طرف باغ نسترن کے جائین شفق خونخوار و سماک یلداقی قید ہوگئے احمر گلگون پوش
وزیرزادی آئی رو رو کر عرض کی کنیز واسطے ملکہ عالم کے بہت گھبراتی ہی اور سماک یلداقی
کا قید ہونا مجھپر بہت شاق ہوا راہ مین جاکر عیاری بھی کی لیکن وہ نظر کردہ ہفت پیکر تھی
بھلا اسپر عیاری کیا چلتی گرفتار ہوے کنیز حضور کے ساتھ چلے گی لیکن امیدوار ہون کہ لوح
کو قدم بقدم ملاحظہ فرمائیے رستم نے کہا مین کبھی غفلت نہ کرونگا باغ نسترن کے حالات

شفق خونخوار بیان کر چکی ہے دیکھوں کیا رنگ ہو یہ کہکے رستم سب سے رخصت ہو کر چلے
تحفہ جات سب زیب جسم ہیں لوح گلے میں پڑی ہوئی تیغہ ہفت جوہر پر قبضہ جیسے ہی باغ
سے نکلے لشکر والے عرض کرنے لگے ہمکو بھی ساتھ لے چلیے ایسا نہو کوئی ساحر آ کے ہم سب کو
گرفتار کر لیجائے رستم نے گرد لشکر حصار کیا لوح سے ایک دائرہ کھینچا کہا تم لوگ اس لکیر سے
باہر نہ نکلنا اندر ساحر نہ آسکیگا یہ فرما کر طرف صحرا کے چلے جنگل میں پہونچے ایک جانب سے
غول آہوون کے سامنے آئے رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا تو نوشتہ پایا کہ پیدا ہو قیدیان طلسم
ہیں انسے تعرض نکرو رفتہ رفتہ تا بہ باغ نشترن پہونچ جاؤ گے رستم آگے بڑھے راہ میں فیلان
جنگلی ملے رستم کو دیکھکر بھاگے رستم نے پھر لوح کو دیکھا نوشتہ پایا نگہبانان باغ نشترن
ہیں اگر تمکو نہ روکیں تو تم بھی توجہ نہ کرو رستم نے دیکھا وہ ہاتھی بھاگ کے ایک درۂ کوہ
میں گھس گئے رستم نے دوسرے درے میں قدم رکھا شیر بہت سے ملے وہ بھی طرف رستم
کے متوجہ ہوئے انکے بیچ میں سے رستم نے راستہ طے کیا پہاڑ سے باہر آئے دیکھا صحرا ہے
سبزہ زار نواح دلکشا ہر گل و غنچہ مصروف نظارۂ طلسم کشا ہیں اپنے ہاتھوں کو بڑھاتی
ہیں کہ اپنے سامنے میں رستم کو لیں عندلیبان خوشنوا گرد سر رستم چہچہا رہی ہیں رستم نے
لوح کو دیکھا لکھا تھا ان طائروں سے بچو سامنے باغ نشترن ہے یہ سب وہیں جا کے جمع ہونگے
ان سب سے مقابلہ پڑیگا مگر لوح سے ہوشیار رہو کہ ایک طرف سے دیکھا گرد اڑی ایک
جوان سامنے آ کر پہونچا پیچھے لشکر ساحران پشت پر پکار کر آواز دی اے طلسم کشا اب آگے نہ بڑھنا
میں تمہارے مقابلے کو آیا ہوں یہ کہکے راہ روک کے اکڑ پڑا رستم ایک سنگل کے نیچے ٹھہرے
حیران تھے کہ اے رستم انکے بیچ میں سے کیونکر نکلوں کہ ایک طرف سے گرد اڑی دیکھا
بارہ سو جوان زرین پوش ایک بارگاہ لیے ہوئے آ کر پہونچے قریب رستم لا کر وہ بارگاہ استادہ
کی ایک چوبدار نہایت ادب سے سامنے آیا عرض کی یہ بارگاہ زرنگاری آپکے لیے آئی ہے
اور یہ جوانان زرین پوش خاص آپ کی ہمراہی کو آئے ہیں بارگاہ میں چلکر تشریف لیجیے جو
حکم دیجیے وہ بجا لائیں رستم اُس چوبدار کے ساتھ بارگاہ میں آئے دیکھا دنگل بچھا ہے زرین
بچھے ہیں جو مقام صدر پر دنگل بچھا تھا اُسپر رستم بیٹھے جوانان زرین پوش گرد آ کر متمکن ہوے

رستم نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا راستے در خانۂ باغ النسترن یہ اسباب شوکت ہے
انھیں کوئی تمھارا دشمن نہیں جو کام ان سے چاہو لو بلکہ چوبدار سے مقام قید شفق خونخوار پوچھو
رستم نے اُس چوبدار کو قریب بلایا فرمایا کیوں برادر تمکو معلوم ہے کہ شفق کہاں قید ہے
عرض کی غلام جاتا ہے ابھی دریافت کر آتا ہے یہ کہکے چوبدار چلا لیکن یہاں سماک بلاقی چالاک حسب
قید خانے میں بیٹھا ہے کہ عیش پسند آئی اُسنے دیکھا عیار رو رہا ہے پوچھا کیوں روتا ہے سماک نے
کہا میں یہ پوچھتا ہوں کہ اگر میں ہفت پیکر کو سجدہ کروں تو جان بچ جائے عیش پسند نے کہا اب تم
لوگ نہیں بچ سکتے سماک نے کہا ملکۂ عالم میرے پاس کچھ مال ہے چاہتا ہوں اُس مال کی حفاظت ہو
ہم لوگوں میں دستور ہے کہ بعد مرنے کے تیجہ دسواں وغیرہ ہوتا ہے حیران ہوں کہ وہ کون کریگا عیش پسند نے
کہا اگر مال تمھارے پاس ہے تو ہم کر دینگے سماک نے کمر میں ہاتھ ڈال کے کچھ روپیہ نکالے عیش پسند
سوچی کہ قیدی کا حال کون جانے گا میں اِس نگوڑے کا تیجہ دسواں کیوں کرونگی روپیہ لیکر دوپٹے میں
باندھے سماک نے ایک طرف سے پوٹلی اشرفیوں کی نکالکر دی اشرفیاں دیکھکر عیش پسند خوش ہوگئی
کہا ارے اور بھی کچھ ہے سماک نے کہا جب میں طلسم کشا کے ساتھ فرنگستان گیا تھا قصر زوق فرنگی سے
ایک ڈبیا پائی اُسمیں کچھ لال و سفید نگینے ہیں عیش پسند سمجھی یاقوت و الماس ہونگے یہ عیار کیا جانے
ڈبیا ہاتھ میں لی کہا میں کھول کر دیکھوں سماک نے کہا اسکو کھولیے نہیں ایک دن میں نے ایک جوہری
کو دکھایا تھا اُسنے کہا جوہری کو دکھاؤ وہ اسکی جمع لگائیگا عیش پسند نے کہا میں ضرور دیکھونگی یہ کہکے
ڈبیا کھولی اُسمیں سے بیہوشی اُڑی عیش پسند بیہوش ہوکے گری سماک نے اسکا سر کاٹ ڈالا عیش پسند
کے مرتے ہی قید شفق کی گری سماک نے زبان سے شفق کی سوزن نکالی شفق نے کہا اے سماک یہ کام
کیا اب مجھ سے سحر اُترا ہوش میرے درست ہوئے یقین ہے کہ رستم کو لیتے ہوں شفق خونخوار و ہمراہ
سماک بلاقی قصر سے نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ چوبدار سامنے سے آیا کہا اے ملکہ شفق خونخوار رستم
تمھارے لیے بیتاب ہو رہے ہیں چلو تمکو یاد کیا ہے شفق خونخوار و سماک بلاقی مرد سے کے ساتھ
ہوسے کہ ایک طرف سے آواز آئی او کیسو بریدہ نمک حرام خاندان عیش پسند کو قتل کرکے چلی ہے
خبردار آگے نہ بڑھنا پلٹ کے شفق خونخوار نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام گولہ آہن کا ہاتھ
میں لیے کلمات سخت و سست کہتا ہوا آتا ہے شفق نے للکارا او نامرد کیا بیہودہ بکتا ہے وہ حرامزادہ

قتل کے لائق تھی جس نے ہم کو قید کیا اگر ہمنے اسکو قتل کیا تو کیا قصور ہوا اصن ساحر نے گولہ مارا شفق خونخوار نے گولہ کاٹ لی سحر اصن ساحر نے کئی شفق خونخوار نے دفع کیے آخر وہ ساحر تلوار کھینچکے دوڑا شفق خونخوار نے دو تیون کا ہاتھ الا سکلے سے اتارا ایک ہاتھ ایسا مارا مونی نوکے ساحر جھوپا بیتا بہوکے پکار اٹھا

پابند و لیست تھا نہ اسیر ہزار تھا — تھا جوش اشتیاق قدمبوسی یار تھا

کیا پوچھتے ہو اب تو اسیر قفس ہوں میں — دو دن کی بات ہے کہ شریک بہار تھا

کب جانتا تھا حسن پریشانیاں مری — ای روزگار مین بھی گرفتار زلف یار تھا

دونوں ... شرمسار رہا اضطراب میں — پایین کفن بچھے نہ لحاظ مزار تھا

اس جسم پر ذلیل کیا تو نے ای ... — زد استخوان کے واسطے شوق مزار تھا

پیوستہ سے تبغیر کی مری جان نکل گئی — ہر ہر دہان زخم وہاں مزار تھا

کرلی تھی مرگ با دوست قاتل پہ آفرین — جو زخم تھا مشکل فگار سینہ مزار تھا

پانے تھے اہل درد خبر سرگذشت کی — مین بعد مرگ خط جبین مزار تھا

ای جوش شوق تو نے کیا پھر امیدوار — ورنہ مجھے تہیہ خواب مزار تھا

کھٹکا کیا ہوں خاک کو بھی خاک ہو کے آہ — مین سینہ مزار کا اپنے غبار تھا

برسوں رہا زبان صغیر و کبیر پر — میرا فسانہ بھی ستم روزگار تھا

مین نے وہاں آبلہ مین اس کو لے لیا — میدان مین زبان نکالے جو خار تھا

ای روزگار مجھ سے دور نکی تھی کیا ضرور — مین حسرت خزان نہ امیدوار بہار تھا

مثل خیال یار رہیں گوشہ نشین مجھے — آیا کبھی کسی کے دل مین جو امیدوار تھا

پوچھی نہ مجھ سے یار نے کچھ میری سرگذشت — مین روز باز جس بھی تنگ شمار تھا

ثابت ہوا کشش دنیا سے ہمیں — سنگے برنج جیسے نام فقط روزگار تھا

آئے لحد مین بالش و مسند سے ای نسیم — انجام گلشن دہر یہ کنج مزار تھا

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ شفق کے آیا پکار کر آواز دی یہ غلام حاضر ہے شفق نے کہا ای حریف آتش اشتیاق ای غریق لجہ فراق تلوار کے قبضہ پہ ہاتھ رکھو اسنے تلوار کھینچی

شفق خونخوار نے کہا اسے گلے پر رکھو جب اسنے تلوار گلے پہ رکھی شفق خونخوار نے کہا کھینچ لو
اسنے تلوار کو کھینچ لیا گردن کٹی لوٹ کھڑا اگر گرا صرف تسمہ لگا رہ گیا شفق خونخوار مارکر اس
ساحر کو پلیا ین سماک پلا تی سے کہا کھیا تم آنا ہیں پر پرواز پیدا کرکے جاتی ہوں سماک
نے کہا چلے شفق خونخوار پر پرواز پیدا کرکے اڑتی ہوئی چلی سماک بہ صورت مبدل اسی
دشت میں جاتا ہے ایک طائر درخت پر بیٹھا تھا طائر نے جو لاشہ اس جوان کا دیکھا نخل
سے اترا سر اسکا جسم سے ملا یا اور کہا اے خدا ہو زرد گنہگار جاتا ہے بڑھکر اسکو روک وہ جوان
اٹھکر دوڑا سماک نے گوشہ سے دیکھا وہی جوان جو مرا پڑا تھا دوڑا ہوا جاتا ہے پکار کر آواز دی
میاں جانے والے ذرا ٹھہر کے راستہ چلو ہم راستہ بھول گئے ہیں ہمکو بھی ہمراہ لو وہ جوان ٹھہرا
سماک بلیا قی قریب آیا باتیں کرتے کرتے سماک نے حباب مارا کہ وہ جوان بیہوش ہو کر گرا
سماک نے خنجر سے سر اسکا کاٹ ڈالا اور بھاگا راہ میں آکر شفق خونخوار کو پکارا شفق نے
پوچھا کیوں مہتر والا گہر کیا ہے سماک نے تمام کیفیت بیان کی شفق خونخوار نے کہا اب وہ
بھیا مرا اب نہ زندہ ہوگا کہ پہلو سے آواز آئی کہ شفق خونخوار میرے بچے کو مار کر کہاں جاتی ہو
دیکھا ایک عورت ضعیفہ بڑے زور و شور سے آتی ہے سماک نے چاہا بھاگ کر چھپوں اس
ضعیفہ نے ایک دو پتھر زمین پر مارا سماک و شفق کے پاؤں زمین نے پکڑ لیے ضعیفہ نے آکر
دونوں کو شکنجے میں دبایا کہا پہلوان ذی ہوش کے سامنے لیجاؤنگی پہلوان ذی ہوش اسکا
نام ہے جو مقابلے میں رستم کے اترا ہے رستم بارگاہ زریں میں داخل ہیں پہلوان ذی ہوش نے بہ
قتل طلسم کشا اترا ہے کہ وہ عورت دونوں کو لیئے ہوئے آئی کہا یہ گنہگار حاضر ہیں مگر میرے
بیٹے کا خون انکی گردن پر ہے پہلوان نے کہا میدان خونی کی تیاری کرو اسی وقت دارین استاد
ہوشمند مرد بیٹے نے بڑھکر رستم کو خبر دی کہ اے شہریار سماک و شفق گرفتار ہوکے آئے ہیں بہ
قتل ہوا چاہتے ہیں رستم اپنے مقام سے شیشہ ہفت جوہر لیکر اٹھے یہاں پہلوان ذی ہوش
مصروف اہتمام قتل ہے کہ لشکر میں ہلڑ ہوا ہرکاروں نے بڑھ کر خبر دی کہ رستم آگئے فوج کو قتل
کر رہے ہیں پہلوان نے اس عورت ضعیفہ سے کہا کہ جاکر طلسم کشا کو روک وہ سر بلائی ہوئی چلی
اس مقام پر آئی کہ جہاں رستم جنگ کرتے تھے لاشے گرد پڑے ہیں دریاے خون بہا ہے ان عورت نے

للکارا او طلسم کشا مجھ سے تو مقابلہ کر غریبوں کو کیوں قتل کرتا ہی یہ بیچارے تو ہمراہیان پہلوان
ذی ہوش ہین پہلے مجھ سے مقابلہ کر رستم پلٹے جیسے ہی پلٹے اُسنے گولہ مارا رستم نے لوح کو
سامنے کیا گولہ پھٹ کر گرا وہ ساحرہ جست کرکے بھاگی پر پیادہ پیدا کر سکے اُڑی رستم نے
کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر جوڑ کر مارا کہ سینۂ ضعیفہ کو توڑ کر پار گذرا وہین
پنڈگری بجاے خون کے جسم سے آگ نکلی پہلوان ذی ہوش پر شعلہ گرا کہ مثل ہیزم خشک جلنے لگا
ادھر تو پہلوان جلا ادھر شفق خونخوار کو ہوش آیا قید فولی مہرسکاب یلداقی کے پنجے مین پاکر
اُڑی جا کر لشکر مین چھوڑا اُن جوانان زرین پوش نے خوش خبری دی کہ ای ملکہ عالم ہم فاعلہ
کے متعلق تھے بارگاہ لیکر حاضر ہوے اب ہمیشہ طلسم کشا اس بارگاہ مین رہینگے ہم لوگ
خدمت گذار ہین ہمراہ آپ کے رہینگے یہان جب پہلوان ذی ہوش جل گیا اور فوج بھی
اُسکی تمام ہوئی رستم بہ فتح و فیروزی پلٹے سہاب یلداقی و ملکہ شفق خونخوار کو لشکر مین پایا حال
پوچھا شفق خونخوار نے سب کیفیت بیان کی کہا حضور اب باغ نسترن ہے چلین بارگاہ ہارے
آپکے لیے آگئی اب ہر مقام پر یہ بارگاہ آپ کو ملیگی جس مقام پر آپ پہنچ جائینگے یہ لوگ بھی وہین
آپہونچین گے شفق خونخوار نے تخت سحر تیار کیا اُسپر رستم کو سوار کر لیا جوانان زرین پوش نے
بارگاہ لدوالی طرف صحرا کے روانہ ہوگئے رستم نے کہا ای شفق خونخوار بارگاہ دیکھنے لگے شفق
نے عرض کی حضور اب باغ نسترن ہے یہ بارگاہ آپکی تخت اُڑاسے ہوسے جاتی ہی آدمی جاتی ہی کہ
لوح کو ہر دم ملاحظہ فرمائیے گا ذرا بھی غفلت ہوگی تو مشکل پڑیگی پھر رستم نے دور سے
ایک باغ دیکھا ایک ساحرہ تاج سر پر رکھے بیچ مین بیٹھی ہی گرد پہلوان و ساحر بیٹھے ہین شفق
خونخوار نے کہا ای شہریار یہی نسترن ہی آپکو اسی مقام پر اُتارتی ہون مگر برای خدا لوح
سے غفلت نہ کیجیے گا یہ کہکے شفق خونخوار نے تخت اُتارا چمن مین جو تخت اُترا طائرون نے
آواز دی ای نسترن ذرا ہوشیار ہو جاؤ کہ طلسم کشا آپہونچا نسترن نے آواز دی ای طائران باغ
طلسم کشا کو لینا بڑا کلیجہ رکھتا ہی کہ میرے باغ مین آتا ہی رستم چاہتے ہین بڑھین کہ ہر گوشے سے
ہزارہا ساحر ساحرہ ہاے سحر ہاتھ مین لیے نکلے طلسم کشا سے لڑنے لگے لیکن حربہ ہاے سحر کو ترین
آگے لوح کے کسیکا سحر تاثیر نہین دکھاتا گولے اُلٹے پلٹے تم نخین جادوگرون کے سینے پر پڑتے

تو ڈاکر پشت کو پار گذرے ہزار ہا لاشہ گرا اگر رستم دیکھتے ہیں کوئی لاشہ زمین پر نہیں ہی پھر تلوار
چلی پر ہنوز کہ لاشہ کسیکا نہیں ملا مگر رستم کو آگے نہیں بڑھنے دیتے شفق ایک طائر کی شکل بنکر
ایک نخل پر بیٹھی پکار کر آواز دی ای شہریار گنیز نے کیا سمجھایا تمھارا رستم نے لوح کو دیکھا اسمیں نوشتہ
پایا کہ ان ساحروں کو تلوار سے نہ قتل کرو لوح انکے سامنے چمکاؤ رستم نے لوح چمکائی ساحر بھاگنے
لگے نسترن اکھ غل مچاتی ہی ارے نامرد طلسم کشا بڑھا آتا ہی وہ جو پہلوان بیٹھے تھے اور ساحر بھی
کھڑے تھے انہوں نے کہا ارے کمبختو شعبدہ کب کام آئیگا یہ سنتے ہی وہ سب اپنے اپنے مقام سے اٹھے
بعض نے دستک دی بعض نے آتش کے واسطے پھینکا کہ گوشہ باغ سے آواز آئی ای شہریار سبحان اللہ
اس جرأت پر کیوں نہ نثار ہوں اس بلوے میں لڑنا آپ ہی کا کام ہی رستم نے دیکھا ہمارا عیار
سماک بلدا آتا ہی خنجر برہنہ ہاتھ میں ساحروں کو ہٹاتا ہوا قریب آیا کہا حضور کو لڑتے ہوئے
عرصہ گذرا کلاہ پر کسقدر گرد پڑی ہی مجھے دیجیے میں جھاڑ دوں رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کو
سر سے اتارا جیسے ہی سماک کے ہاتھ میں کلاہ دی صورت تبدیل ہو گئی رستم نے کہا ارے او کون ہے
کہا منم گلنوش جادو ہی حکم تھا کہ کلاہ جا کر لیلے میں نے کلاہ آپ سے لیلی یہ کلاہ اب نہ ملیگی یہ کہکے
وہ ساحر بھاگا رستم منہ دیکھکر رہ گئے نخل پر شفق خونخوار بشکل طائر بیٹھی تھی اسنے جو طلسم کشا کو پریشان
دیکھا پکار کر آواز دی ای شہریار کلاہ کھوئی یہ کہکے اپنے مقام سے اتری وہ ساحر ایک گوشے میں کھڑا
تھا برق بنکر اسپر گری اسکے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام مست گلنوش جادو لیا شفق نے
کلاہ اٹھالی لاکر طلسم کشا کو پہنائی کہا ای شہریار لوح سے غافل نہو جیے دمبدم ملاحظہ فرمایئے
ابھی ہزاروں بلائیں ہیں گلنوش کو میں مار کر کلاہ لائی ہوں دمبدم سامنے ہمیں گرفتار کی نسترن
دیکھ لیگی تو آفت برپا کریگی یہ کہکے شفق خونخوار غائب ہوئی جب گلنوش کے مرنے کی صدا بلند
ہوئی نسترن نے ساحروں سے کہا کہ طلسم کشا کے ساتھ کوئی کارساز ہی شفق خونخوار کو تلاش
کرو وہ ضرور ساتھ ہی یہ اسی کے سحر ہیں گلنوش کو کون مار سکتا تھا مگر ساحروں سے [illegible]
آتش کے واسطے پھینکے تھے اور دستکیں دی تھیں ایک طرف سے ہنگامہ ہوا رستم نے دیکھا
کئی ہزار نازنینان مہ جبین مرصع پوش آگے ان سب کے ایک ماہ پارہ نہایت حسین و جمیل
یہ غزل عاشقانہ گاتی ہوئی چلی آتی ہے نظم

خالی نہیں فلک کبھی جنون کے عذاب سے
پہنے ہے طوق دائرۂ آفتاب سے

چھائیں شراب نور کی آنکھوں میں سینیاں
پیتے ہیں بادہ ہم قدح آفتاب سے

اے چرخ تیر آہ ہوا رخصت آشنا
سینہ چھپا رہے سپر آفتاب سے

رہتی نہیں کسی کی ہمیشہ برہنگی
پائی زمیں نے چادر نور آفتاب سے

دیو شب فراق نے کس کا لہو پیا
آتی ہے بوے خون قدح آفتاب سے

نظارہ ہائے حسن سے سینہ ہو داغدار
حاصل ہے آفتاب مجھے آفتاب سے

ابرو کتاب حسن میں پائے جو انتخاب
یہ بیت یاد کی ورق آفتاب سے

احسان نہ لونگا بعد فنا ناتوان وہ ہوں
مٹ جائے گی نہ لاش کفن کے حجاب سے

ساقی نگاہ مست تری کام کر گئی
ٹپکی شراب شوق جگر کے کباب سے

آداب حسن میں مجھے لب بستگی رہی
نکلی نہ بات بھی دم پرسش حجاب سے

سینہ کیا شگاف رلایا انھیں بھی خوب
دھوتے ہیں کدورتیں جگر آب آب سے

قاتل ہمارے قتل میں تاخیر چاہیے
اٹکے گلے میں گھونٹ نہ خنجر کے آب سے

تاثیر جذب شوق نہ بیکار جا سکی
مستی کو کھینچ لیں گے حباب شراب سے

ہاں اے نسیم اپنی شفاعت کیواسطے
حاصل کرینگے خاک در بوتراب سے

سب نازنینان مہ جبین اُس پیشرو کے ساتھ آواز میں ملا کے گاتی ہوئی نمایاں ہوئیں رستم نے اُن نازنینان مہ جبین کو دیکھا وہ نازنین پیشرو ناز و کرشمہ دکھاتی آتی ہے کبھی دوپٹہ ڈال دیا اور کبھی پائنچے چھوڑ دیئے کبھی سنبھالے ایک نخل کے سایہ میں شفق خاموش کھڑی تھی کنیز کی شکل بنی ہوئی اُس نازنین نے جو شفق کو دیکھا آنکھ ملائی اور قہقہہ مار کر ہنسی کہا بتا کیوں خاموش ہو اس کا قصور ہی تمکو بی لشترن بلاتی ہیں اے شفق بڑے افسوس کی بات ہے کہ تمنے طلسم کشا کو باغ میں لاکر پہونچا دیا بہتر یہ ہے کہ چل کر ملکہ لشترن سے خطا معاف کرائو شفق خونخوار نے جواب دیا لشترن سے مجھے کیا واسطہ میں تو اطاعت طلسم کشا میں ہوں اب بی لشترن اپنی جان بچائیں شعبدے دکھائیں اُس نازنین نے کہا تو تمہیں ساتھ چلنا ہوگا یہ کہکر منھ پہ ہاتھ پھیرا شفق بصورت اصلی ہوگئی مثل بید کانپتی تھی چہرہ اداس

لیکن کچھ ایسا شعبدہ تھا کہ شفق خونخوار ایسی ساحرہ نے سر ہلایا اور کہا کہ بوا مین تمھارے
ساتھ چلتی ہون عذر کرنا میرا کام ہے آئندہ بی لنترن کو اختیار ہے اب تو مین راہ پر آئی مسلمانون
سے ناحق بگڑی اُلجھائی نازنین نے کہا بوا وہ ہنگامے گذرے کہ جسکے خیال سے کلیجہ تھراتا
ہے ایسی باتین کرکے غول مین مل گئی ساتھ اُس نازنین کے شفق خونخوار بھی چلین شفیر
تا نمین یارلی ہوئی قریب طلسم کشا کے آئی جھک کر سلام کیا سر جھکا کر سامنے کھڑی ہوئی
کہا اے شہریار جنگ کا اختتام ہے یہ بات مشہور خاص و عام ہے کہ آپ جرأت مین یکتا طلسم کشا
ہین آپکے اوصاف ظاہری و باطنی کون بیان کرسکتا ہے خیال سے آپ کی جرأت کے
پہلوانون مین جرأت آتی ہے جب آپ فرنگستان گئے اور ممالک تسخیر کیے تھے آلاگرد فرنگی
ملا لاگرد فرنگی وغیرہ نے حلقۂ اطاعت کان مین ڈالا اور آپ کے ہمراہ ہوئے آپ نے کس
دھوم سے اپنا نام کیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ جیسا لشکر لیکر آپ آئے ایسا لشکر کسیکو ممکن
نہین ہوا تھا اہل فرنگستان ساتھ تھے دختر آلاگرد کا محافہ ہمراہ جس روز آپ نے تخت عزت کو
اُٹھا زمین فرنگستان تھراتی تھی ہر شہر و بحر سے آواز الامان آتی تھی آپ کے زور کا کیا کہنا جب
اللہ ہو ایسے پہلوان کو مع فیل سمیت اُٹھایا تو ہم لوگون کی کیا حقیقت ہے لنترن سرکار کی اطاعت
کریگی آپ کے ساتھ مقابلہ ہفت پیکر مین جائیگی ہفت پیکر اسی گھمنڈ پر خاموش بیٹھا ہے
کہ جب لشکر کشی کرونگا کس کی مجال ہے کہ میرا یار لشکر اُٹھالے صحرائے ہفت خوان واسطے
اُترنے لشکر کے آراستہ ہو رہا ہے حضور میرے ساتھ چلین اُس نازنین نے کچھ ایسی باتین
کین کہ رستم بیتاب ہوگئے بفصاحت جواب دیا کہ لنترن کو کوئی نامہ دار مکان ہے اگر تمکو بھیجے
پیغام سلام کے بھیجا آؤ ہم تمھارے ساتھ چلین گے جیسے ہی وہ نازنین قریب آئی چاہا
اُس نازنین پر نظر ڈال دی کہ عکس کلاہ ہفت گوشہ اُس پر پڑا شعلہ چمکا کہ وہ صورت زیبا تبدیل
ہوئی رستم نے دیکھا کہ ایک عورت کہن سن جھریان چہرے پر پڑی ہوئین کالی صورت گویا کالی کی
مورت آنکھین چھوٹی چھوٹی خالی ایک کرتی پہنے ہوئے پیٹ بڑا صاف معلوم ہوتا ہے کہ تھیری
آتا گندھا ہوا اُبل رہا ہے جوتا ٹوٹا ہوا کھاروے کا پاجامہ میلی چادر یہ صورت جو رستم نے
اُس نازنین کی دیکھی لاحول پڑھ کے ہاتھ چھوڑ دیا فرمایا ذرا اپنی صورت تو دیکھو وہ رعنائی زیبائی

رستم سے عرض کی کہ شاداب مردم در نا ہے پہلوان آتا ہے حضور ہوشیار رہیں رستم نے کہا ہم
ہر وقت ہوشیار ہیں اسکو نہ روکنا جس طرح آتا ہے آنے دو شاداب مردم در جلو خانے میں
آیا گینڈے سے اترا سواروں کو اپنے چھپایا آپ اندر آیا پکار کر آواز دی کہ سلام میرا اسیر ہو کہ جو خداوند
ہفت پیکر کو برحق جانتا ہو رستم نے لاحول پڑھا شاداب جھومتا ہوا دنگل پر آ کر بیٹھا نامہ رستم
کے ہاتھ میں دیا کہا یہ نامہ شہباز فیل سوار کا ہے اسکو سمجھ کے پڑھیے پھر میں زبانی عرض کرونگا
رستم نے پڑھا پہلے تعریف ہفت پیکر پھر صفت اُسکے پیغمبر کی جسکا نام عشرت خیز جادو ہے اسکے بعد
لکھا تھا اے طلسم کشا تم سے بڑی بے ادبی ہوئی کہ خداوند نے ہر مقام پر تمھاری مدد کی اور تحفہ جات بھی
دلوائے لوح طلسم بھی دلوادی تم سے مرحلہ جات طلسم فتح کرائے اب غرور نکرو خدمت میں لشکر کی حاضر
ہو ہم شہباز فیل سوار سپہ سالار قدرت اگر اسکو پڑھکر نہ آنا تو بذلت گرفتار کر کے لیجاؤنگا آیندہ
آپکو اختیار ہے والسلام رستم نے کاغذ پھاڑ ڈالا فرمایا یہ پھٹا ہوا نامہ فیلسوار کو دکھانا کہنا جو تجھ سے
ہو سکے قصور و کوتاہی نکر ہم بدون قتل ہفت پیکر واپس نہونگے خدائی اُس دروغگو کی مٹا دینگے
شاداب نے بگڑ کر کہا اے طلسم کشا بڑا غضب کیا کہ نامہ سپہ سالار کا پھاڑا بارگاہ ملتے ہی تم کو بڑا
غرور ہوا ہے سب جوانان زرین پوش ایک نعرے میں بھاگیں گے اور میں تمکو ابھی لے چلونگا
یہ کہکے ہاتھ بڑھایا چاہا کمر میں ہاتھ ڈالدوں رستم نے ہاتھ ہٹا دیا شاداب تیغ کھینچکر اُٹھا خبردار
خبردار کہکے ہاتھ مارا طلسم کشا نے تھپکی دی کہ تلوار اُسکی ہاتھ پڑی کلائی پر ہاتھ ڈالا شاداب لپٹ پڑا
کشتی ہونے لگی طلسم کشا شاداب کو لے دوڑے بارہ چودہ قدم پر لا کر پٹکا ایسا کہ دونوں گھٹنے شاداب کے
آشنائے زمین ہوئے رستم نے کمر میں ہاتھ ڈال کے نعرہ کیا پہلے ہی زور میں شاداب کو اٹھایا زمین
چھڑائی دوسرے زور میں سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا ایک ٹھوکر ماری کہ گرد برد چاروں شانے
چت ہوا رستم کودکر چھاتی پر آ بیٹھے گردن زانو سے دبا کر فرمایا شناخت پروردگار میں کیا کہتا ہے شاداب
نے دیکھکر آواز دی یا طلسم کشا ہفت پیکر تم پر مہربان ہیں ہر مقام پر تمھاری مدد کرتے ہیں میں انکو
خدا نہ کہونگا رستم کو انتہا کا غصہ تھا ایک ہاتھ ٹھوڑی پر ایک سر کے نیچے رکھا چرخ دیکر سر شاداب کا
کھینچ لیا ہمراہیان شاداب جلو خانے میں کھڑے تھے تلواریں کھینچکر قصد کیا کہ بارگاہ میں گھس جائیں
جوانان زرین پوش نے للکارا او بے ادبو یہ بارگاہ طلسمی ہے طلسم کشا کی اسمیں قدم نہ رکھنا

آخر تلوار چلنے لگی طلسم کشا نے جو ہنگامہ سنا پردہ اٹھا کر باہر آئے منع کیا کہ کیون آپس مین
جنگ کرتے ہو اپنے افسر کا لاشہ اٹھا لو جا کر اس مغرور کو دکھا دو دیکھو وہ کیا کہتا ہے یہ سرکشی
دکھا چکا اب اسکے زور بازو سے جو بن پڑے وہ کرے ہمراہیان شاداب نے لاشہ اٹھا لیا
روتے پیٹتے چلے شہباز فیلسوار دربار مین بیٹھا ہے کہ رونے کی آواز کان مین آئی ہرکارون نے
خبر دی کہ شاداب ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا شہباز نے زانو پہ ہاتھ مارکے کہا آج کل خداوند
ہفت پیکر دیوانے ہو گئے ہین جو چاہتے ہین تقدیر کر دیتے ہین یہان تک تو کیا کہ طلسم ظاہر
سے بھاگے طلسم باطن مین آئے طلسم باطن بھی مٹا اب کل سرداران طلسم کشا سے سمجھونگا
طبل جنگی بجوا دیا مگر واسطے شاداب کے ملول و حزین بیٹھا ہے کہتا ہے کہ آج میرا بازو ٹوٹ گیا وہ
پہلوان قتل ہوا کہ قدرت بھی ایسا صاحب طاقت نہ پیدا کر سکین گے قصد کرینگے تو کیا بنا
پھر افسوس کرینگے مگر اب کیا ہوتا ہے شاداب جھگڑون سے دنیا کے چھوٹا بہشت مین پھر رہا ہوگا
اسکو تو چین ملا ہم بیکس و بے بس ہوئے ای زمین گیر ہوشیار رہنا زمین گیر کا جو اسنے نام لیا زمین
شق ہوئی ایک ساحرہ کالی بلا منہ کھولے ہوے زمین سے نکلی کہا ای شہباز کیا کرون صبح سے
سحر کرتے کرتے تھک گئی طلسم کشا کے پاس لوح ہے سحر اس تک نہین جاتا کیا کرون مجبور ہون وہ
سحر کیسے جو کبھی نہ دیکھے تھے میرا گھر باندھکر سامنے آتے ہین عذر کرتے ہین کہ ای زمین گیر ہم مجبور
ہین طلسم کشا کے پاس نہین جا سکتے اگر جاتے ہین تو بدن مین آگ لگتی ہے کلاہ ہفت گوشہ کا
عکس تیغہ ہفت جوہر کی تڑپ زرہ ہفت جوشن کی چمک سے آنکھین ہماری نابینا ہوتی ہین صبح کو
میدان مین بڑے زور لگاؤنگی تو وہ سمجھا رہی فیل سے جدا ہوکے لڑتا کیا تعجب ہے کہ طلسم کشا پر
غالب آئے مین شراب پیونگی یہ کہکے قرابہ اٹھا لیا ایک سانس مین پی گئی خدمتگار سامنے کھڑا تھا
اسنے عرض کی ای زمین گیر تیرا پیٹ ہے کہ تیلا شراب کا اگر تخلیے مین چل تو ایسی شراب پلاؤن کہ نشہ ہو جائے
زمین گیر اسکے ساتھ خدمتگار کے دوسرے خیمے مین آئی خدمتگار نے جام کلان لبریز کیا کھانے سے
پڑا بیہوشی کی ڈالی یہ جوہر سماک پلاتی ہے مگر جو آیا تھا زمین گیر کو دیکھکر ارادہ ہوا کہ یہ میرے آقا پر
صبح کو سحر کریگی مین اسکی گردن لون کیون اسے زندہ چھوڑون جیسے ہی جام پلایا زمین گیر نے
ایک چٹخارہ لیکر کہا ارے ظالم کیا شراب پلائی ہے آج مدت کے بعد مزا شراب کا ملا ہے جی چاہتا ہے

کہ ایسا ہی ایک جام اور پیون تو نے میرے دل کو بحال کر دیا مین سب طرح راضی ہون جو تو کہے وہ
قبول کرون خدمتگار نے دوسرا جام بھر کر کہا لیجیے وہ جام بھی پی گئی اب گھبرائی کہا ارے کوئی مجھکو
آسمان پر لیے جاتا ہی میرا دم گھبراتا ہی یہان شہباز نے مصاحبون سے کہا ارے زمین گیر کہان گئی
لوگون نے کہا خدمتگار کے ساتھ تخلیہ مین گئی ہین شہباز اپنے مقام سے اٹھا ٹہلتا ہوا قریب
خیمہ کے آیا آواز دی زمین گیر کیا کر رہی ہو سماک نے جو آواز شہباز کی سنی دوسرا اسپر چھڑکا اور
کر کے بھاگا زمین گیر منھ کے بل زمین پر گری شہباز دھماکا سنکے اندر آیا دیکھا زمین گیر بیہوش پڑی
ہی خدمتگار ندارد زمین گیر کو ہوشیار کیا پوچھا کیون صاحب یہ کیا معرکہ تھا زمین گیر نے کہا ارے
بے غیرت مین اسی وجہ سے زمین مین رہتی ہون عیار طلسم کشا کا آیا میری فکر مین تھا مجھکو بیہوش کر کے
نکل گیا تو اپنے کو بچانا مین تو اب زمین مین رہونگی باہر نہ نکلونگی تیری بارگاہ مین وہ عیار بشکل خدمتگار
موجود تھا میرے ساتھ فقرہ کر گیا مین سمجھی تھی خدمتگار ہی نگوڑے نے ایسی شراب پلائی کہ میرے کلیجے
مین آگ جل رہی ہی تو صبح کو میدان مین آئیگا مین زمین سے سحر کرونگی لیکن کیا مشکل ہی طلسم کشا
کے پاس لوح طلسمی موجود ہی تحفہ جات موجود ہین ایسے پر سحر کیونکر تاثیر کریگا لیقین ہی شفق جو تیرا خیرخواہ
کہ زمین مین زمین گیر موجود ہی اگر طلسم کشا نے لوح چمکا دی تو میرا حال کھل جائیگا زمین مجھکو چھوڑ دیگی
اگر کچھ بن پڑے تو شفق کی کوئی تدبیر کر ورنہ حال معلوم ہو جائیگا شہباز کو سمجھا کر زمین گیر خود زمین مین
چلی شہباز نکلا سماک نے جا کر رستم کو خبر دی کہ شہباز نے طبل جنگی بجوایا ہی کل صبح کو اسکا ارادہ ہی کہ
سرکار سے مقابلہ کرے رستم نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ فیلسوار زرین پوش راہ مغرب کو طے کر کے صحن زبرجدی کا
پرا گلی بچھانے لگا افواج ہمراہی شجاع و ضیا نے اپنا دخل کیا شہباز فیلسوار فیل پر سوار ہوا لشکر کو
لیکر میدان کارزار کی طرف چلا ادھر سے رستم سوار ہوئے مگر شفق جو تجھے ہمراہ رکاب عرض کرنے
ہوئی آتی ہی کہ اے شہریار میدان کارزار مین جو حضور جائین تو لوح سے ہوشیار رہین دم بدم لوح کو
دیکھین یہ شہباز فیلسوار جو میدان مین آئیگا زمین گیر اسکی مشیرہ زمین سے آئیگی یہ فکر کریگی
حضور کا زور گھٹے شہباز کا بڑھے جب حضور دیکھین کہ جسم مین کچھ تھکی معلوم ہوئی لوح کو سینہ سے
اپنے مس کرین ہر چند کہ آپ پر سحر تاثیر نکریگا مگر زمین گیر بلا سے روزگار ہی شاید اسکا کوئی شعبدہ چل جائے

اسلیے یہ عرض کرتی ہوں کہ حضور کو خیال رہے اگر حضور لوح چرکا دینگے کنیز حاضر خدمت ہوگی میں کبھی زمین گیر
سے مقابلہ کرینگی آئندہ جیسا کچھ ہو مگر حضور ہوشیار رہیں لوح یہ خیال رہے غرضیکہ رستم کو شفق
خونخوار نے سمجھایا رستم میدان کارزار میں پہونچے دیکھا کہ شہباز فوجوں کو جما رہا ہے تھوڑے
عرصے میں فوجیں جمیں نقیبوں نے نقابت کی ڈگر شت کرنے کا کہکر بیٹے شہباز نے فیل بڑھایا اور میدان
کارزار میں آیا پکار کر آواز دی ای طلسم کشا تمنے شاداب کو مارا اسکے خون کا بدلہ لونگا تیرے مقابل
میں آئیے رستم نے مرکب بڑھایا مقابلے میں شہباز کے پہونچے نگاہ ورزن ہوئے لوح کا عکس جو پڑا
فیل شہباز دو چار قدم کھسک کے پیچھے ہٹا چاہتا ہے شہباز کو پشت سے گرا دوں مگر شہباز گرجا مارکے کو روک رہا ہے
مگر رستم جب مرکب چمکاکے سامنے آتے ہیں شہباز فیل کو ہٹا لیتا ہے شفق خونخوار نگاہ غور دیکھ رہی
ہے کہ شہباز نے ایک نیزہ رستم کو مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اسمیں نیزہ چلانے لگا گیا دو
طعن میں رستم نے نیزہ شہباز کا نکالا شہباز نے قبضے پر ہاتھ ڈالا سواران زریں پوش لشکر رستم کی
تعریف کر رہے ہیں ہر مرتبہ پکار رہے ہیں کہ ای شہریار سبحان اللہ اس طلسم وسیع کی طلسم کشائی
آپکی ذات پر موقوف تھی ماشاءاللہ اس مغرور کا اس لطف سے نیزہ نکالا شہباز نے تیغہ کھینچا
خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے سپر کو گردش دی بازو بچاکے کلائی پہ ہاتھ ڈالا شہباز لپٹ
پڑا ہاتھی سے کہ داکشتی ہونے لگی رستم جو گھوڑے سے کودے گھوڑا بیدنگاہی کرنے لگا چاہتا ہے میدان
سے بھاگوں شفق خونخوار نے پکار کر آواز دی ای شہریار یہی وقت ہے کہ لوح ملاحظہ فرمائیے
زمین گیر کے سحر کی تاثیر ظاہر ہوئی مرکب حضور کا چوکنا ہو رہا ہے ایسا نہو بھاگ جائے رستم نے فوراً
لوح کو ملاحظہ کیا لوح نے بتایا کہ کلاہ ہفت گوشہ زمین پر دے مارو تب زمین گیر کو تکلیف پہونچیگی رستم
نے لڑتے لڑتے کلاہ ہفت گوشہ سر سے اتاری زمین پر دے ماری جیسے ہی کلاہ ہفت گوشہ زمین
پر گری ایک دھماکا ہوا کہ زمین شق ہوگئی زمیں میں غار پڑ گیا زمین گیر نے سر نکالا شفق نے گولہ مارا
زمین گیر جست کرکے زمین سے نکلی گولے کو ہاتھوں میں تھام لیا پکار کر آواز دی او چھوکری
تجھ ایسیوں کی میں پرورش کرتی ہوں کیا ڈرتی ہے گولے کو پھینک مارا وہ گولہ قریب شفق کے آکر پھٹا دھواں
آنکھ میں لگا شفق لڑکھڑا کر گری زمین گیر جھپٹی کہ سر کاٹ لوں رستم کا قلب کانپ گیا شہباز کو
دھکیل کر ہٹایا آپ جست کرکے قریب زمین گیر کے آئے زمین گیر جو تیغ کھینچ چکی تھی کہ شفق کا

کانون وہی نیچہ رستم پر مارا رستم نے لوح ساشے کی چمک اُسکی آنکھوں مین پہونچی الٹا کھڑا کر زمین پر
گر کے ہاتھ پانون مارنے لگی شہباز نے چاہا کہ رستم کو روکوت ایسا نہو زمین گیر کو ہلاک کرین رستم نے
تیغ ہفت جوہر کھینچا تیغ ہفت جوہر کو چمکا شہباز ڈر کر پیچھے ہٹا رستم نے وہی تیغ زمین گیر
پر مارا زمین گیر کے دو ٹکڑے ہوے مرنا زمین گیر کا کہ اندھیرا ہوگیا شفق زمین سے اُٹھی کہا حضور
خوشیا زمین دیکھیے شہباز آتا ہو شہباز نے قصد کیا کہ اس اندھیرے مین رستم پر وار کرون
تلوار جو اُسکی چمکی رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا جھٹکا مارا کہ شہباز گھٹنے کے بل زمین پر آیا
رستم نے قبضہ سر پر مار دیا کہ شہباز کا سر پھٹا شہباز بھی برابر زمین گیر کے گرا دونون زن و
شوہر تڑپ تڑپ کے مرے ہمراہیان شہباز نے جو دیکھا کہ لاشہ زمین گیر و شہباز زیر اکر
لینا لینا کہکر دوڑ پڑے سواران زرین پوش جو کھڑے دیکھ رہے تھے یہ بھی دوڑ پڑے
آپس مین مل گئے زرین پوش آج خوب لڑے اور چند ہمراہیون نے جو قصد کیا انکو یہ کہکر
مانع ہوے کہ بھائیو ہم بھی طلسم کشا کا ہی ہم آج لڑینگے آپ لوگ رفیق قدیم ہین ہمکو حق ادا
کرنے دیجیے سماک نے پوچھا کہ بھائیو تمھین کسنے روانہ کیا تم لوگ کیونکر آئے ایک سوار زرین پوش نے
کہا بھائی جب بانیان طلسم نے اس طلسم کو بنایا تو حکماے اشراقیین نے کہ بانی اس طلسم کے
تھے یہ صلاح کی کہ جب طلسم کشا کہ نسل اعلی سے ہوگا اور فرزند صاحبقران ہوگا صاحبقران اُسکو
کہتے ہین کہ جو پردۂ قاف مین بھی جاکر لڑا ہو جہان لڑے فتح یاب ہو اُسکا فرزند بھی ویسا ہی ہو
جب وہ لڑتا بھڑتا یہان تک پہونچے تو اُسکے آرام کی یہ تدبیر ہو کہ بارگاہ زربفتی مین مقام کرے
بارہ ہزار سواران زرین پوش مع کل سامان تزک ہمراہ رہین ہم لوگ مشتاق تھے کہ کب طلسم کشا
آئین کہ ہم لوگ خدمت مین بھیجے جائین اگرچہ ہم خوب جانتے ہین کہ اہل طلسم ہمارے دشمن ہین
لیکن ہمارا کیا کر سکتے ہین ہم طلسم کشا کے خیرخواہ ہین وہ فلاکت جلالت کے اہل ہین سماک نے کہا
بھائیو خدا تمکو جزاے خیر دے ہم لوگ غریب الوطن ہین اپنا حال زبان سے نہین کہ سکتے کیا کیا مصیبت
اُٹھائین بمشکل یہان تک پہونچے انشاء اللہ باغ فیروزی سے نکل کر مقابلۂ ہفت پیکر مین
پہونچینگے افسر زرین پوش نے جواب دیا کہ ہم وہان بھی ساتھ ہین گفتگو ہو رہی تھی ادہر رستم نے لڑائی
کو فتح کیا کچھ فیلسوار بھاگ گئے کچھ گرفتار ہوے رستم سیہ تن و فیروزی پلٹے باغ شفق خونخوار زمین نے

شفق خونخوار نے جلسہ آراستہ کیا احمر سمک بلیاہ کی سامنے بیٹھا ہوا یہ اشعار گا رہا ہے نظم

چھوٹ کر دام سے گلزار میں ناشاد رہا
روز بلبل کو خیال رخ صیاد رہا

کیا کہوں ہجر میں دل پر جو گیا گزری
رات بھر مشغلۂ نالہ و فریاد رہا

راست بازی سے گرفتار بلا عشق ہوا
سرو بستان میں چمن میں ہمیں آزاد رہا

جور بھی تو نے کیے وعدہ خلافی کے سوا
اک نیا روز ستم اور ستم ایجاد رہا

کاٹ ابرو کا کہاں تیغ صفاہانی میں
برق کے سامنے کیا جوہر فولاد رہا

لب معشوق ہلا سے کٹے تیر نظر
صورت تو وہ مشتاق دل ناشاد رہا

زندگانی میں تو اغیار تلک تھے شیدا
پر لحد میں مرے ہمراہ نہ ہمزاد رہا

فصل گل ختم ہوئی آئی خزاں اے شیدا
اب نہ گلزار میں گلچیں رہا نہ صیاد رہا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے کہ احمر گلگون پوش وزیرزادی ملکہ شفق خونخوار کی آئی مگر گھبرائی ہوئی سمک نے بہ محبت پوچھا کیوں ملکہ کیا مزاج ہے احمر نے جواب دیا کہ میں تو والا گوہر سمجھا گرفتار کر کے پاس سرخ پوش کے لیے گئے سرخ پوش نے لکھ بھیجا کہ جس طرح بنے شفق کو سمجھا کر لاؤ میں حیران ہوں کہ اب کیا کروں اگر باغ سے باہر نکلوں گی تو پھر گرفتار ہو جاؤں گی ملکہ شفق کو یہ بھی ہوش کہ محبت طلسم کشا میں جو بیٹھے ہیں جب تک سب اسیر نہ ہوں گی سرخ پوش سر راہ ہے اگر ان کو بات ہو گیا عجب ہے کہ راہ پر آئے ہیں جب کہ ان کو ہفت پیکر بیچ میں پڑے آرام سے رکھا ہے لیکن گھبرایا ہے شاید اس نے کتاب تقدیرات کی دیکھ کر کہ وہ ہفت پیکر کو دیکھ لیں کہ ان میں صاف صاف لکھا ہے کہ کوئی فریق ہفت پیکر کو اب زندہ نہ چھوڑے گا اسی وجہ سے وہ گھبرایا ہوا ہے شفق خونخوار نے سن کے کہا کہ اچھا میں تمہارے ساتھ چلو باپ کو اپنے سمجھا کر لاؤں اگر وہ سمجھ جائیں تو بہت مناسب ہے ان کے شریک ہونے سے بہت فتح ہو گا یہ کہہ کر شفق اٹھی ساتھ احمر کے چلی جیسے ہی دروازے پر باغ کے پہنچی چند زنگیوں نے گھیر لیا شفق گھبرائی کہ کیا کروں احمر کو دیکھا کہ صورت تبدیل ہو گئی ایک زنگن سیاہ فام سی ہے شفق خونخوار چاہتی ہے بھاگ کر اندر باغ کے جاؤں طلسم کشا کو اپنا حال سناؤں مگر وہ زنگن اس طرح ہاتھ پکڑے ہے کہ کسی طرح ہاتھ نہیں چھوڑتی قضا اسے کار ہو سمک بلیاہ تھی ہی کام کو اٹھا تھا سو دور سے پھر کر دیکھا کہ ایک زنگن شفق کا ہاتھ پکڑے کھینچ رہی ہے اور شفق ادھر ہی زندگی سے بیزار کہ ایک قوت

لیوں باہر آئی کہ جب اس بالا میں بیٹھی کہ دیکھا ایک طرف سے سرخ پوش جادو آتا ہے اور آتے ہی پکار کر
آواز دی ای شفق خونخوار ہم سے ایسی بیزار ہوئی کہ ہماری ملاقات کو نہ آئی ہم صحرا میں فرد گشت پھرتے
تھی لاکھ ساحروں کے افسر ہیں قدرت نے حکم دیا ہے جب بلائیں تب آنا اور یہ کہیں کو لشکر اور بادشاہ
طلب کا ہو تو لشکر کشی کا سامان کیا جائے اور تو فوراً ہمارے ساتھ چلو بیٹھے ان کو بلایا ہے پھر اس کو
سمجھایا کہ یہ شفق کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تو جا کر طلسم کشا کو لا کہ ان سے کاٹ کر کہا میں کیسے
جس شخص کے ہاتھ سے ساری گئی میں اس شخص کو لا سکتی ہوں میری کیا مجال کہ میں اس کے سامنے جاؤں
اور کیں صاحبزادی نے خود سمجھا دیا ہے کہ دیکھو لوح ملاحظہ کرو تو میں اتنا طلسم توڑ چکے ان کو اسی لیا
کیا نہیں ہے کہ میرا ارادہ ہوا نہیں اگر لوح دیکھ لیں تو غضب ہو جائے سرخ پوش نے شفق سے کہا
اور لوح نظر ہو سکتا ہے کہ طلسم کشا کو بلا کے لاؤ ہم تاب ہو گیا کہ ہم ان کو گرفتار کریں پاس خداوند کے
لے چلیں شاید خداوند اس کشاکش سے نجات پائیں اگر طلسم کشا کو گرفتار کریں تو شفقت دوڑ
شفق نے گھبرا کر کہا اری بابا یہ تو مجھ سے امید نہ رکھو کہ میں طلسم کشا کو پکڑ لاؤں جا ہوں تم سے نہ ہو سکیگا
سرخ پوش نے کہا ہم تم کو سمجھا سے عشرت میں لے جائیں گے وہاں تباہ رہو گی کسی طرح سے نکل نہ سکو گی
شفق نے کہا القصہ یہ ابھی جو منظور خدا اگر ہماری تقدیر میں یہی لکھا ہے اور موت قریب آئی ہے تو
تو کوئی صورت رہائی کی نہیں ہے یہ کہہ کر سرخ پوش نے جب دیکھا کہ سرخ پوش شفق کو لیے جاتا ہے
باغ سے نکلا چند قدم آگے بڑھ کے سر راہ سرخ پوش کے ٹھہرا سرخ پوش شفق کو سمجھاتا ہوا آتا تھا
کہ کان میں آواز آئی کہ دہائی ہے خداوند ہفت پیکر کی سرخ پوش اس آواز کو سن کر دیکھا ایک نازنین
حسین رشک ماہ زمین پر بیٹھی ہوئی تو پسینہ ہے گویا ناک سے خون بہتا ہے اور کان سے خون جاری ہو کر آنکھ سے
قطرات خون سے سرخ ہو رہا ہے وہ بیٹھی زعفرانی اٹھی یہ قطرات خون زمین پر پڑی لوٹ رہی ہے سرخ پوش
نے کہا ای نیک بخت تیرا یہ حال کس نے کیا ہے ایسی مصیبت کون ایسا جادو دیکھا تجھے [illegible]
یہ حال کیا نازنین نے کہا میرا [illegible] جا آتا تھا [illegible] قدرت نے آکر [illegible]
ری [illegible] بھاگ کا باپ بھائی سب بھاگ گئے مجھ [illegible] کو یکہ و تنہا چھوڑا [illegible] قدرت نے [illegible] حال لیا
جب [illegible] پر متوجہ ہوئے تب میں نے [illegible] خداوند ہفت پیکر کو پکارا قدرت تو [illegible]
[illegible] لیے گر ایک شیر کو حکم دیا کہ اسے [illegible] کا شیر [illegible] جنگل میں چلا گیا میں درد

ایسی حفاظت کرتا ہی کہ کسی ساحر کا رنگ نہین جمتا ساحر بہت سے گئے ہین لنترن کے نام پر جان دیتے ہین ایک ایک کا یہی قول ہی کہ اگر باغ لنترن فتح ہوا ہم لوگ کہان جائینگے جو جو ساحر گئے ہین اُنکا حال قدرت کو معلوم ہوگا مین انتظام مین مصروف ہون حکم کیا لاشہ اسکا پھینکدو سرجوش جادو کو یہ فوج سپرد کرو سرجوش اس فوج کو لیکر اُسی جنگل مین آیا اُسی قصر مین اُترا فوج کو ترتیب کیا کرتا ہی کئی سو جنگل اسی طرح کے ہین ساحر فوجون کو آراستہ کیا کرتے ہین باغ مین جب چار پہر رات گذری ستارہ سحری چمکا شفق نے کہا اب حضور کو بھی تکلیف جانے کی ہوگی باغ لنترن مین چلیے یہ کہکے تخت پر سوار کیا شفق لے اُڑی دور سے وہی باغ دیکھا لنترن محفل مین بیٹھی ہی ناچ گانا ہو رہا ہی ایک گائن خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہی ہی۔ نظم

ترے ہاتھوں سے ناحق خون بہا ہی — یہی کشتون کا قاتل خونبہا ہی
نہین خال سیہ چہرے پہ اُسکے — یہ زنگی حافظ قرآن ہوا ہی
کمر بھی بحر آفت کی ہی اک موج — جو اُسکی ناف گرداب بلا ہی
چمن سے آئی ہی بوسے کباب آج — کسی بلبل کا شاید دل جلا ہی
فراق یار مین دن رات تڑپین — یہی بس اپنی قسمت مین لکھا ہی
نمک ہی زخم دل پر خندۂ یار — عجب لذت ہی اور طرفہ مزا ہی
کرون کیا وصف زلف و عارض یار — وہ ہی واللیل یہ شمس الضحیٰ ہی
یہ دور آسمان دنیا مین نا نیست — دل دانا کو سنگ آسیا ہی
رخ و زلف صنم کو پھر کبھی دیکھین — دعا اپنی یہی صبح و مسا ہی
کہین ہاتھ آئے خاک کوے جانان — وہی رعنا کے حق مین کیمیا ہی

شفق نے تخت رستم ایک چمن مین اُتارا لنترن نے دیکھا کہ ایک چمن مین شعلہ اُترا پکار کے آواز دی ای ساکنان باغ موت تم سب کی باغ مین آگئی شاید خداوند لقا نے یہ معقول کرین طلسم کشا کو گھیر لو اپنے اپنے شعبدے دکھاؤ مین بھی تدبیر کرتی ہون کیا عجب ہی کہ آج طلسم کشا کو گرفتار کرلون ہر درخت سے طائر ہزارون پیدا ہوے طلسم کشا کے سامنے آکر گرے غل کئین پار کے ساحر بھی سحر کرنے لگے رستم ہر چند چاہتے ہین کہ اپنے کو اس بلوے سے بچاون مگر بلوہ

بڑھتا جاتا ہے ہر مرتبہ قریب آتے ہیں کہ طلسم کشا کو پکڑ لیں یہاں تیغہ ہفت جوہر کھینچا ہوا لوح سجائے
سپر کے بائیں ہاتھ میں شفق خونخوار گوہے اڑتی ہے کہ ایک طرف سے صندل جادو گنی لاکھ ساحروں
کو ساتھ لیے ہوئے مع کنیزوں کے آئی چاہتی ہے کہ شفق کو گرفتار کروں لیکن شفق خونخوار سینہ سپر کیے
ہے جب گولہ مارا دس پانچ کو گرا دیا ایک مقام پر صندل نے زمین میں پاؤں مارے غرق زمین ہو گئی
جیسے ہی یہ غائب ہوئی شفق نے بڑھکر عرض کی حضور لوح ملاحظہ کریں انکے حربوں سے حضور پر زد نہ
پہنچیگا حربہ آپکے جسم تک نہیں آسکتا رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ جب زمین سے
دھواں نکلے لوح کو زمین پر دے مارو رستم منتظر رہے جیسے ہی زمین سے دھواں نکلا رستم نے
لوح کو زمین پر پھینکا صندل جادو جو زمین میں تھی کسی نے اسکو اچھال دیا سامنے طلسم کشا کے
گری طلسم کشا نے تیغہ ہفت جوہر مار دیا صندل کا مرنا اور درد سر بڑھا کہ صدائیں مہیب آئیں
شفق کے کان میں آواز آئی کہ ای شفق نخل اسرار تمھارا مشتاق ہے شفق خونخوار نام نخل اسرار
سنکر دوڑی دیکھا کنج باغ میں ایک نخل ہے اسپر کئی سو طائر بیٹھے ہیں منقاریں بند پر ڈالے
ہوئے شفق کو جو طائروں نے دیکھا پر سنبھالے منقاریں کھولیں زمزمہ سرائی میں مصروف ہوکے
اور نخل پہ سے اڑے گرد شفق چیخ مارنے لگے صدائے ہیہات دیتے تھے شفق خونخوار مبہوت
ہو کر قریب نخل کے آئی شاخ نخل پر ہاتھ ڈالا سب شاخوں نے ہاتھ بڑھائے شفق کو آغوش میں
لیلیا شفق اس نخل میں غائب ہوئی شفق کے غائب ہوتے ہی وہ طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے
گرد طلسم کشا چیخ مارنے لگے چیخ مار کر طائر غائب ہوئے ایک سناٹا ہوا نخل شق ہوا شفق پیدا
ہوئی قریب رستم آئی کہا ای شہریار میں نے بڑے صدمے اٹھائے امیدوار ہوں ذرا لوح
مجھکو دیجیے رستم شفق کو دوست جانتے ہیں لوح کو فوراً گلے سے اتارا چاہا کہ دے دوں مگر
حرفوں پر نگاہ جو پڑی نوشتہ پایا کہ شفق خونخوار نہیں ہے صندل کی بہن اخگر جادو ہے لوح اسکے
جسم سے مس کردو یہ مرے تو شفق رہا ہو رستم نے لوح اتار کر کہا ای شفق لو شفق نے ہاتھ بڑھا
رستم نے لوح کو اسکے جسم سے لگا دیا شفق نقلی ہائے کرکے گری زمین پر گرکے تڑپنے لگی نخل پھٹا
اتنے عرصے میں شفق اصلی نمایاں ہوئی پکارتی ہوئی ای شہریار آپ نے بڑا کام کیا کنیز نے بڑا دھوکا کھایا
اب دن کم باقی ہے جنگ کرتے ہوئے باغ سے نکلے رستم تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے چلے آتش

سر پیٹتا ہی رہا کہ صاحب طلسم کشا جاتا ہی بڑھ کر اسکو روکو آج بھی دو مصاحبین قتل ہو چکین
صندل نے کیا کام کیا افلاک کا شہیدہ کامل چلا لیکن طلسم کشا آگاہ ہو گیا کس حشمت سے اُسکو
قتل ہوئی کیا افسوس رہ گیا لاکھ حشمتی ہی ساحر گرد کھڑے ہین مگر کوئی نہین بڑھتا آخر طلسم کشا اڑتے
پھرتے در باغ سے باہر آئے کہ نقارے پر چوب پڑی جوانان زرین پوش بارگاہ زر لفتی لیے ہوے
موجود ہوے بارگاہ استاد کی چوبدار نے آکر عرض کی کہ حضور شب قریب ہی بارگاہ مین تشریف
لیجایے رستم مع شفق بارگاہ مین آئے مقام صدر پر بیٹھے کہ چوبدار حاضر ہوا عرض کی اے شہریار
ہنگام وحشی ایک دیوانہ مزاج جاہلون کے سر کا تاج برائے مقابلہ حضور آیا ہی دروازے پر حاضر ہو کر
پیغام دیتا ہو کہ مین حضور سے مقابلہ کرونگا اُسکو کیا جواب دیا جائے طلسم کشا نے فرمایا مردے
صاحب جاکر اس وحشی سے کہو جس طرح تجھکو منظور ہو ہم موجود ہین جس طور پر تیرے مزاج مین
آئے وہ تدبیر کر مردہے نے جاکر وحشی کو جواب دیا وحشی چھوٹتا ہوا در باغ لنترن پر آیا پکار کر
آواز دی ہو پادہ باغ لنترن مین نے حکم خداوند پایا ہون کل طلسم کشا کو گرفتار کرکے لیجاؤنگا
امیدوار ہون کہ سامان جنگ وجدل مرحمت ہو اندر سے باغ کے کئی ہزار جوان جنگی علمہا
سیاہ ہاتھون مین لیے ہوے نکلے پھر ہرون پر اُن علمون کے تعریف ہفت پیکر قوم آدم
فوج کی دھوم وحشی کو آکر سب نے گھیر لیا ہنگام وحشی سے کہا تم مین سے ایک شخص بخدمت
ملکہ لنترن کی جائے اور عرض کرے کہ غلام کی کیا قدردانی فرمائی کہ طلسم کشا تو بارگاہ زرلفتی
مین اُترے گا اور میرے لیے خیمہ بھی نہو کوئی بارگاہ وغیرہ روانہ فرمایئے ہمرکابیون مین سے ایک نے
جاکر لنترن سے کہا لنترن نے کہا وحشی دیوانہ مزاج طلسم کشا جری بہادر صفدر شکن سب طرح کے
لوگون سے مقابلہ کرچکا ہی مگر بارگاہ نیلوفری اچھا وحشی یہ شتر دلٹ یہ ایک بارگاہ لدی ہوئی پہلو
باغ سے پیدا ہوئی ملازم اُسکو لیکر پاس ہنگام وحشی کے آئے بارگاہ استادہ ہوئی وحشی بارگاہ
نیلوفری مین جاکر بیٹھا ملازمون نے چار طرف سے اُسکو گھیر لیا بارگاہ کو آراستہ کیا گلابیان
شراب کی کشتیان کباب کی جب دین آئینے قدآدم لگائے ایک آئینے پر جو وحشی کی نگاہ پڑی
چونک پڑا گھبرانے لگا سب نے پوچھا کیون اے افسر کیا ہی کہا میرے بھائی کو کسنے قید کیا مین
کسی سے ہاتھ کی کام کرتا ہون یہ کہکے چوبدست لیکر اُٹھا آئینے پر چوبدست ماری آئینہ چھن سے ٹوٹا

سب آئینے حبشی نے توڑ ڈالے کہا ان سبکو باہر پھینکدو بھائی کو مین نے قید سے چھڑا یا گھر پر
بیٹھا ہوگا مگر ہاتھ پانون اُسکے ٹوٹے سب بجا درست کر رہے ہین ہر ایک کو خوف ہی کہ ہمکو چوبدست
نہ مار دے دیوانہ برہم بیٹھا ہی ایک مصاحب نے عرض کی شراب نوش فرمائیے ایک جنگل اُسکو مار لگا
او نا منصف بھائی تو میرا مصیبت مین ہو اور مین شراب پیون طبل جنگی بجواؤ صبح کو سر میدان طلسم کشا
سے سمجھونگا سارا بدن نوچ کے پھینکدونگا بوٹیان کاٹ کے کھا جاؤنگا اُسیوقت طبل جنگی بجا چوبدار پیش
طلسم کشا بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے بڑھکر عرض کی حبشی عجب حرکتین کر رہا ہو جو پاس بیٹھے
ہین وہ عاجز ہو رہے ہین خوف سے کانپ رہے ہین مگر حبشی جھوم رہا ہی زنجیرین ہلا رہا ہی بڑے غصے
مین بیٹھا ہی انتہا کالاف و گزاف کر رہا ہی بقہر و غضب تمام طبل جنگی بجوایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ سرکار
مقابلہ کرے باقی خیر و عافیت ہی طلسم کشا نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے
دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے اور تیاریان ہونے لگین رات گذر کر جب دیوانہ زرین پوش
چوبدست شجاع ہاتھ مین لیکر زنجیر ضیا ہلاتا ہوا میدان چرخ زبرجدی مین آیا دونون لشکر میدان مین
آئے فوجین جمین نقیبون نے نقابت کی گردکیت گرد کا کہکر ہٹے تھے کہ دیوانہ زنجیر ہلاتا ہوا میدان
مین آیا پکار کر آواز دی کہ اے طلسم کشا بہتر یہ ہی کہ تم میدان سے پلٹ جاؤ خداوند تم سے بہت ناراض
ہین یا میرے مقابلے مین آؤ طلسم کشا نے مرکب صف سے نکالا مقابلے مین حبشی کے پہونچے حبشی
نے جمال ہمایون دیکھا جھکا جھک کے سلام کرنے لگا کہتا تھا اے آفتاب سرخ اگر میری اطاعت
کرو تو تمکو بادشاہ ہفت اقلیم کردون رستم نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی تیری صورت کا جوان میرے لشکر
مین موجود ہی جب اُسکو دیکھیگا تجھ سے بھی جان جائیگا حربہ کر دیوانے نے کہا مجھکو افسوس آتا ہی ایسا نہو کہ
میری ضرب سے تمکو ضرر ہو رستم نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے حربہ کیجیے یہ کہکر رستم گھوڑے سے
کود پڑا لٹکاتے ہوئے طرف دیوانے کے چلے دیوانے نے چوبدست لگائی رستم نے پیترا بدلکر خالی دی
چوبدست زمین پر آکر پڑی کہ پانی نکل آیا ہاے آفتاب سرخ کہکر دیوانہ رونے لگا کہتا تھا میرا آفتاب
سرخ مارا گیا خاک مین ملا رستم نے پہلو سے نعرہ کیا ارے تو نے کسے مارا مین تیرا حریف موجود ہون
دیوانے نے چوبدست کو قریب پایا چوبدست پھینک کر جنگل مارا کہ زرہ مع پوست نوچ لیگیا رستم کے
جسم سے خون نکلنے لگا جھلا کر گردن پر ہاتھ رکھکے ایک ہاتھ مارا کہ سر بہنگام حبشی کا زمین سے مل گیا

دیوانے نے جھلا کر دوسرا اُٹھایا شانے پر رستم کے ایک چلت ماری بوٹی منہہ مین لیگیا رستم نے
ایک طمانچہ مارا کہ بوٹی منہہ سے نکل پڑی دیوانے کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا کانپنے لگا جب منہہ
کھولتا ہی رستم ہاتھ اُٹھاتے ہین تو وحشی ہاتھ جوڑتا ہی کہ اب نہ کاٹونگا رستم ہاتھ ہٹا لیتے ہین اسطرح
دیوانہ دو پہر لڑا پہر دن رہے رستم اُسکو ریل کرکے دوڑے چند قدم پیرا کر یکبارہ وحشی کے دونون گھٹنے
آشنا بہ زمین ہوے چاہا لنگر قائم کرین رستم نے دونون ہاتھ ستون کیے کمر مین ہاتھ ڈال کے دور
لیا تیسرے دور زمین سر سے بلند کرلیے گئے داہنا قدم آگے بایان قدم پیچھے کر کے چرخ دیا کہ دیوانہ
غل مچانے لگا عرض کی آقا سے نامدار مین آپ کا عاشق ہون سر سے بلند کر کے زمین ذلت پر نہ
گرا دیجے رستم نے ہاتھ سے رکھدیا دیوانہ زمین پر کھڑا ہانپ رہا ہی ازسرتاپا رستم کو دیکھ رہا ہی
جی مین کہتا ہی کہ اس چھوٹے سے آدمی نے مجھکو کیونکر اُٹھایا معلوم یہ ہوتا ہی مین خود ہی بلند ہوا اور حشمت
یہ دل مین آئی پھر لپٹ پڑا رستم نے اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کے خنجر گلے پر رکھا دیوانہ دست بستہ
کہنے لگا کہ آقا اب مین زیر ہوا رستم وحشی کو ساتھ لیکے پلٹے ساتھ والے بھاگ کر باغ مین آئے
شفیق نے بڑھکر عرض کی اے شہریار آج کا دن تو ضائع ہوا النشترن عجب طریقے سے دن کاٹ رہی
ہی ایک ہفتہ اُسکے ایام نحس مین اور باقی ہی اگر اُسنے ہفتہ کاٹ لیا تو پھر قتل نہوگی لڑ بھڑ کر
نکل جائیگی آج شب کو باغ مین داخل کیجیے اور غفلت مین اُسکے پاس پہونچیے سماک نے عرض کی
مین صحبت مین جاتا ہون جاکر ہنگامہ ڈالدونگا شفیق نے کہا تم چلو ہم بھی آتے ہین سماک یلداقی
صورت اپنی بدل کے در باغ پر آیا ایک کنیز کی شکل بنکے اندر باغ کے پہونچا النشترن باغ مین مسند پر
بیٹھی ہی اور ایک گائن خوش آواز بعد کرشمہ و ناز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

غیر ہی حسرت گلزار مین حال بلبل
دیکھون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل

مین چلا جاؤن تو گل توڑیو تو اے گلچین
مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل

شاخ گل ہاتھ لگیگی تو تراشونگا قلم
آج لکھنی ہی مجھے صورت حال بلبل

فصل گل آئی ہی کیا پھولی ہوئی بیٹھی ہی گل
دیکھتا دبدبہ و جاہ و جلال بلبل

داخل طباق عشاق ہی چہرہ اُس کا
لکھے ہین دفتر گل مین خط و خال بلبل

کچھ خبر ہی تجھے صیاد ستمگر کہ نہین
جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل

باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزاں — آ گئے آ گئے ایام زوال بلبل
عشق کیا چیز ہے معشوق کسے کہتے ہیں — نہ تصور مجھے گل کا نہ خیال بلبل

سماک بلیداقی پیچھے سنبھالتا ہوا سامنے لشترن کے ہانپتا ہوا آیا کہا واری آج ایک نیا سامان ہوا لشترن نے کہا ای نرگس کیا ہوا سماک نے دست بستہ عرض کی لونڈی چمن میں کھڑی تھی کہ گل کھلکھلا کر ہنسے ایک پھول نے ہنسکر آواز دی کہ ای نرگس جیسے آنکھ تو ملا رہی ہیں سر اٹھایا پھول نے آواز دی ای نرگس تجارت نے فرمایا ہے کہ علم موسیقی میں کمال تمکو دیا ہے اب تم لشترن کے سامنے جاکر گاؤ میں حاضر ہوئی ہوں میرا امتحان تو لیجیے لشترن نے کہا ہاں گاؤ سماک نے اسی وقت بایاں چھیڑکر یہ اشعار شروع کیے نظم

جبکہ مسکاتی ہیں کسی کو دل میں جا دیتے نہیں — رحم باطن تنگ ظاہر کی ہوا دیتے نہیں
ساتھ اپنا یار تو ان سے آشنا دیتے نہیں — کیا کہا تمنے کہ نالے بھی صدا دیتے نہیں
یہ وہی لب ہیں جو تھے شب کو نصیب غیر کیا — آپ کے بوسے بھی ہمکو اب مزا دیتے نہیں
واہ ری مطلب شناسی کے چھپے ہو رہے — عرض مطلب میں جواب مدعا دیتے نہیں
آپکے اشفاق اپنی غرض میں معلوم ہیں — ہمکو پہلو میں بٹھا کر کب اٹھا دیتے نہیں

اس رنگ میں سماک نے یہ غزل گائی کہ لشترن بیتاب ہو گئی کہا نرگس ذرا آنکھ تو ملاؤ جیسے ہی سماک نے آنکھ اٹھائی لشترن نے جو نگاہ ڈالی رنگ و روغن عیاری اڑ گیا صورت اصلی شکل آئی لشترن نے کہا اسے لپٹا کنیز لپٹ گئی سماک نے خنجر مارا خنجر اچٹا گیا خنجر نے اپنا کام کیا کنیزوں نے سماک کو پکڑ لیا کھینچی ہوئی سامنے لشترن کے لائیں لشترن نے کہا کیوں نگوڑے موئے میرے سامنے عیاری کرنے آیا تھا اسکو جلد قتل کرو کنیزوں نے لاکر زیر تیغ بٹھایا اور خنجر لیکر کھڑی ہوئیں شانا میں لگانے لگیں کہ آسمان سے اژدہا اسم رستم پیلتن تخت سے کود کے قریب لشترن کے لڑتے ہوئے پہونچے پہلے کنیزوں کو قتل کیا لڑتے ہوئے سامنے لشترن کے پہونچے لشترن نے کئی گولے مارے مگر رستم کچھ بھی گولے نے تاثیر نہ کی آخر آگ برسائی اس آگ نے [illegible] کی شدت خونخوار سحر کر رہی ہے کئی گولے لشترن پر مارے لشترن سحر کو شفق کے ایک پانی ہو [illegible] پڑی [illegible] سے گرا [illegible] رہی ہوا [illegible] سامنے سحر [illegible] لشترن سے [illegible]

لڑ رہا ہی دس پانچ کنیزیں بیچ میں ہیں انکو قتل کر کے مجھ تک پہونچیگا ای لشتین جان بچاؤ ایک چھلکی کہا
کی اٹھا کر اپنے سر پر ڈالی جھپٹ کر رستم کے سامنے آئی پنجہ مارا رستم نے تیغ ہفت جوہر جھکایا کلاہ
ہفت گوشہ کا عکس قدالا مگر شفق پکار رہی ہی کہ ای شہریار لشتین نکل گئی اب کدوکاوش بیکار ہی مگر رستم
نے ہاتھ مارا لشتین نے سر آگے کر دیا سپر سحر بھی اٹھائی مگر تیغہ چمک کر جگر اسپر کو کاٹ کر سر اسکے گلے جڑ سے کو
کاٹا لشتین لاش کے برابر دو ٹکڑے ہوئے کنیزیں سب بھاگیں رستم سمجھے کہ لڑائی فتح کر لی سواران پیش دو
اندر باغ کے گھس آئے عرض کی ای شہریار بانیان طلسم نے رات کی جنگ آپ کے واسطے مقرر نہیں کی
ہی رستم ساتھ سواروں کے چلے سب تو خوش ہیں مگر شفق سر جھکائے ہوئے کچھ جواب نہیں دیتا
رستم نے پوچھا کیوں شفق پروردگار نے فضل اپنا شریک حال کیا کہ لشتین ایسی ساحرہ قتل
ہوئی شفق نے کہا حضور وہ نکل گئی بڑے غضب کی ساحرہ ہی جب آپ لڑنے لگے وہ سمجھی کہ
آج قتل ہو جاؤنگی اسنے اپنی ایک ہمشبیہ کو سامنے کیا آپ نکل گئی دیکھئے اب ظہور ہوگا بارگاہ
زرنگفتی میں تشریف لیچلیے کنیز کو بڑا قلق ہی کہ میں نے اسکو عین وقت پر پہونچایا سہاک قتل ہوتا تھا
سہاک کو تو آپ نے البتہ بچا لیا سہاک نے عیاری کی تھی مگر رنگ روغن چہرے کا اتر گیا آخر گرفتار ہوا
اسنے چاہا کہ اسی وقت قتل کروں میں نے حضور کو پہونچایا اگر حضور صاحب لوح نہوتے تو گرفتار کر لیتی
مگر لوح سے کسی کا زور نہیں چلتا ہفت پیکر یہی تدبیر کر رہا ہی کہ لوح و تحفہ جات قبضے سے طلسم کشا
کے نکال لو اب دیکھئے لشتین کس دھوم سے آتی ہی وہ قابل رات انھیں باتوں میں گذری ستارہ صبح کا
آسمان پر چمکا پردے بارگاہ کے اٹھے رستم نے نماز صبح سے فراغت حاصل کی ہی وحشی سامنے ٹہل رہا ہی
زنجیریں ہلا رہا ہی غل مچا رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان شیر پر سوار پشت پر سپاہ
لاکھ فوج دو رکابے مرکب زیر ران بصد عظمت و شان سب گھوڑے جھکاتے ہوئے چلے آتے ہیں آ گئے
جو سب کا افسر تھا شیر پر سوار ایسے خونخوار پہ بل بیٹھا ہوا شیر کو اڑاتا ہوا مقابلہ رستم میں پہونچا
اور پکار کر آواز دی ای رستم بس سرکشی موقوف کر سامنے سے ہمارے لشکر کے ہٹاؤ ان جوانان
زرین پوش پر غرور نکر ابھی بارگاہ زرنگفتی لوٹ لونگا دیوانہ جو کھڑا تھا بہمن شیر سوار کا لاف
گزاف سنکر جو پیستہ ہلاتا ہوا بڑھتا آواز دی او خرو دستے آقا سے ہمارے آنکھ ملاتا ہی مجھ
سے شہریار کا رفیق ہو اس سے کون بات کر سکتا ہی میں آتا ہوں تجھکو مزا دیتا ہوں رستم نے

آواز دی ارے دیوانے کہاں جاتا ہے دیوانہ کب مانتا ہے چوبدست ہلاتا ہوا چلا جاتا خبردار کہکے
چوبدست لگائی بہمن شیر سے کودا چوبدست کے گلے پر ہاتھ ڈالدیا دیوانے نے جو دیکھا کہ چوبدست
ہاتھ سے نکل جائیگی خود چوبدست چھوڑ دی بہمن پر ایک چنگل مارا کہ زرہ و پوست جسم نوچکر لیگیا
بہمن کے جسم سے خون کے پرنالے بہنے لگے بہمن جھلا کے لپٹ پڑا دیوانے نے جھکتے بازو
کے گوشت کا لوتھڑا کاٹ کر کھا گیا بہمن شیر سوار اور دیوانے کے آپس میں کشتی ہونے لگی رستم بہ نگاہ
غور دیکھ رہے ہیں کہ بہمن ہر مقام پر زیادتی کرتا ہے ایک مقام پر دیوانہ بہمن کو لے دوڑا پانچ سات
قدم پر لا کر پٹک مارا دونوں گھٹنے بہمن کے آشنائے زمین ہوئے دیوانے نے کمر میں ہاتھ ڈال کے
کیا لنگ بہمن کا نہ اٹھا تھا کہ اسکے ہاتھ دیوانے نے ہٹا لیا بہمن بل کر کے اٹھا دیوانے کو بل کر
لے دوڑا دس بارہ قدم پر لا کر پٹک مارا کہ دونوں گھٹنے دیوانے کے آشنائے زمین ہوئے بہمن نے کمر میں
ہاتھ ڈال کے زور کیا دیوانے کو اٹھا لیا گھیر کر بارہا اسکو زمین پر دے مارا دیوانے کو لاکر قید کیا کہا
صاحبو اس رفیق پر طلسم کشا کو بڑا ناز تھا میں نے اسکو زیر کیا اب طلسم کشا کو بھی زیر کرونگا یہ کہکے حکم
دیا طبل جنگی بجے طبل جنگی بجا خبر رستم کو پہنچی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا دونوں لشکروں میں تیاریاں
ہونے لگیں چار پہر رات اسی ہنگامے میں گذری وہ وقت آیا کہ شاہ خاوری نے سپر زرین آفتاب
کو پشت پر لگایا نیزۂ خطوط شعاع کو ہاتھ میں لیا تیغ ضیا کو حمائل کر کے توسن فلک پر سوار ہوا
دونوں لشکر میدان میں آئے صفوف جدال و قتال آراستہ و پیراستہ ہوئیں بہمن دیوانے کو
زیر کرکے بہت بلبلا رہا ہے جیسے ہی نقیب نقابت کر کے ہٹے بہمن نے شیر کو بڑھایا سلحشوری دکھائی اور
خوب عرق عرق ہوا دونوں کے سروں سے یوں پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائیں برستی ہیں پکار کر آواز دی
اے طلسم کشا میرے مقابلے میں آؤ تمھارے رفیق کو تو زیر کر لیا رات بھر دیوانے نے غل مچایا
زنجیریں ہلا رہا ہے کہ تمھیں اسی کے پاس پہونچاؤں قید کروں یہ سنکر رستم نے مرکب صف سے نکالا
جوانان زرین پوش نے علمات کو جلوہ دیا جب رستم سامنے بہمن کے پہونچے مشہور ہے کہ مرکب
بوے شیر سے بھاگتا ہے [illegible] ادھر مرکب رستم بدلگامی کرنے لگا رستم کو بہت ناگوار
ہوا رانوں میں رکھ کے مسلا مرکب استر لالا کبود سا ہو گیا پسلیاں جو اسکی کڑکیں مجبور ہو کے شیر کے
منھ کے سامنے کھڑا ہوا بہمن نے کہا او رستم حقیقت میں تم اپنے زمانے کے رستم ہو جن جن پہلوانوں کو

تم نے مارا اور زیر کیا اُسنے کوئی مقابلہ نہ کر سکتا تھا مگر مین بلا سے طلسم ہفت پیکر کہلاتا ہون قہر
خداوندی میرا لقب ہے دیکھا تمنے کہ تمھارے رفیق کو کیونکر زیر کیا ایک جوان وحشی کہ اُسنے میری
بوٹیان کاٹ ڈالین مگر مین نے ضبط کیا مجھ سے مقابلہ کرو پلٹ جاؤ رستم نے کہا اے بہمن ہم تمھارے
خداوند کے مقابلے مین جاتے ہین ہم لوگون نے تمھارے خداوند کو دیکھا یا پھر اُنکے قہر سے کیا خوف ہے
جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا حربہ کرو کہ تمھاری جرأت دیکھین جو پہلوان مقابلے مین آئے تمنے زیر
کیا نے مگر اُنکو بھی زیر کیا تمھارے خداوند پر لعنت کرتے ہین مکار حیلہ ساز شعبدہ باز ان لفظون پر بہمن
بہت جھلایا نیزہ مارا رستم نے نیزہ کو نیزے کی سنان پر لیا پھر کاٹ نیزہ چلا لوح کو بھی جنبش ہے رستم
دیکھتے جاتے ہین کہ کسی مقام پر کمی نہین کرتا جو بند باندھا اُسنے کھولا آخر رستم نے گھوڑے کو اڑایا
ہاتھ کو گردش دیکر بند جما جعفرانی باندھا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے بہمن کے نکل گیا سواران پریون
نے کلاہین اچھالین آواز دی اے طلسم کشا سبحان اللہ کس لطف سے نیزہ نکالا بہمن شل ہو کے
گرد گرد اہلہ کہا رستم تمنے غضب کیا کہ دو دریا کے لشکر دیکھ رہے ہین تمنے نیزہ میرا ہوائی کیا لیکن
نیزہ بازی کھیل ہے مردان عالم کا اب تیغہ بے دریغ سے کام لیتا ہون جسکا وار کبھی نہین رکا نہ رک
سکیگا دیکھون کونسا فن صرف کرتے ہو رستم نے کہا وہ حافظ حقیقی بچائیگا یہ نام سنکر بہمن ہنسا
کہا اے رستم یہ نام جو تم لیتے ہو یہی سب نام ہمارے خداوند کے ہین لغت مین فرق ہے تم اللہ و رسول
کہتے ہو ہم ہفت پیکر کہتے ہین اگر اعتقاد کرو تو پھر ظہور قدرت دیکھو رستم نے کہا ہم بخوبی پہچان چکے
شعبدون کا عالم ہے تم ایسے سے قلبون کا ناظم ہے بہمن نے تیغہ جھلایا کہا اے طلسم کشا اس تلوار کا وار کبھی
خالی نہین گیا یہ کہکے ہاتھ مارا رستم زیر گلہ سپر کھینچ کے تلوار کو روکا صاف آسیب سپر وار کو رد کیا رستم نے
ہاتھ تیغ کیستان کا مارا بہمن نے کلائی پر رستم کی ہاتھ ڈالدیا رستم نے گریبان پر ہاتھ رکھا آپس مین کشتی کے
زور ہونے لگے بہمن کا شکنجہ ٹوٹ کے زمین پر بیٹھ گیا اشقر لا کبود فرا سے بھر رہا ہے ہر مرتبہ قصد کیا
ہے کہ دونون ہاتھ مین سر پر شیر کے رکھ دین شیر دھڑ دکا مار کے سامنے آیا اشقر نے منھ سر پر شیر کے ڈال دیا شیر
کا سر چبا ڈالا ادہر رستم بھی گھوڑے سے کود ے بہمن کو بہت ناگوار ہوا جب کشتی ہونے لگی تو بہمن
پیچ باندھتا ہے کہ جن کا توڑ نہین خلق ہوا مگر رستم اُس پیچ سے نکلتے ہین سواران پریوش تعریفین
کرتے ہین کہ اے طلسم کشا سبحان اللہ کیا توڑ کیا ہے بہمن کو دنگ کردیا ہے رستم نے پیچ باندھا بہمن نے

گور گیا آپس میں بڑے زور و شور کے ساتھ کشتی ہو رہی ہے جہاں اٹک کر گھڑی دو گھڑی لڑتے ہیں
ایسا پسینہ جاری ہوتا ہے کہ پتلے بنجاتے ہیں میں پھر ایک طور پر بہمن لڑا آخر وقت رستم زیادتیاں کرنے
اب بہمن اپنی زندگی سے تنگ ہے دل کو طرف ہفت پیکر کے رجوع کیا ہے اکثر زبان سے پکار اٹھتا ہے
یا خداوند ہفت پیکر میں طلسم کشا کو ایسا نہ سمجھا تھا جان میری بچا لیجئے روز سیہ غلام کو نہ دکھائیے
اگر زیر ہو گیا تو اپنی جان دیدونگا قدرت کو جو بدنام کرونگا کہ ایک جھونکا ہوا کا چلا رستم نے دونوں
مونڈھے بہمن کے تھامے جھپائی میں سر اٹھایا ریل کرتے دوڑے مگر بہمن رکتا ہوا آتا ہے دس بارہ
قدم تک رستم لائے ایک مقام پر اکڑ گیا ہاتھ پاؤں دونوں پاؤں بڑھا لئے وہاں پر موش خانہ تھا
گھٹنوں تک زمین میں رستم اتر گئے بہمن نے یکبارگی کولہ رستم کا اٹھا کر گیا اسی حال میں بہمن نے رستم
کو گرا دیا رستم کو غش آ گیا بہمن چھپائی پر سوار ہوا اور رستم کی مشکیں باندھ لیں سواران زرین پوش
نے بہت غل مچایا کہ او نامرد یہ کیا کرتا ہے بہمن نے کچھ جواب نہ دیا رستم کی مشکیں باندھے ہوئے
میدان کارزار سے پلٹا بارگاہ میں آ کر کولہ بیٹھا بسلاسل و طوق کیا ساتھ والوں سے کہا کہ
لشترن باغ سیماب میں میرا انتظار کر رہی ہوگی اگر تم سب کی رائے ہو تو قیدیٔ طلسم کشا کی طرف باغ
سیماب کے لیچلوں سبنے کہا بہت مناسب ہے لوح گلے سے بہمن نے اتار لی کلاہ ہفت گوشہ و زرہ
ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر ان سب چیزوں کو اپنے قبضے میں کیا رات کو رستم دیا سے کو [illegible]
پڑا طرف باغ سیماب کے چلا سواران زرین پوش بارگاہ لیکر رنجیدہ و کبیدہ طرف صحرا کے روانہ
ہوئے صبح کو شفق جو اٹھی ہرکاروں نے خبر دی کہ بہمن رستم کو طرف باغ سیماب کے لیگیا شفق کچھ
چند لوگوں کو ساتھ لیکر چلی بہمن اُس شب تیرہ و تار میں نکلا رات ہی رات دس بارہ کوس تک
نکل گیا لشترن کو عرضی لکھی کہ غلام آپ کا طلسم کشا کو لاتا ہے لشترن نے جو عرضی پڑھی نہایت خوش
ہو گئی کہا دیکھو بہو قہر خداوندی نے طلسم کشا کو سرنگوں زیر کیا میں خود چلونگی صحرا سے غولاں
میں چلکر طلسم کشا کو قتل کرونگی کنیزوں سے کہا ارے دریافت تو کرو وہ نگوڑے سوار زرین پوش
کہاں گئے کنیزیں آگے بڑھیں لشترن خود سوار ہوئی ساٹھ ستر ہزار ساحر اسکے ساتھ ہونے لشکر
چلی صحرا سے غولاں میں جو آ کر پہونچی ادھر سے بہمن تنتا ہوا پہونچا تم اڑائے پر سوار ہیں
اڑائے پہ بیٹھا ہوا بہمن کو گالیاں دے رہا ہے کہتا ہے او نامرد میرے قریب تو آ ٹکڑے اڑادوں سے

بتا سر پھاڑ ڈالونگا بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگا اگر چھوڑونگا تو مزا جرأت کا چکھاؤنگا تو نے آقا کو میکر گرفتار کیا بہمن نے اُسی مقام پہ بارگاہ استادہ کرائی کہ آسمان پر ایکبار گلنار ظاہر ہوا اُس سے خون برسنے لگا جس پر قطرہ پڑا وہ جل گیا کئی سو جوان مر گئے بہمن گھبرا رہا ہی کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا نسترن طائر زرین بال پر سوار ہوا میں سے پکارتی ہوئی آئی ای پہلوان نامی تو قہر خداوند ہفت پیکر کیا کارنمایان کیا ہی بہمن نے کہا ای نسترن بچائیے یہ ابر گلنار جو چھایا ہوا ہی تڑپ کے گرا چاہتا ہی سبکو پامال کرے مین ہر چند چاہتا ہون روکون خون برس رہا ہی نسترن نے پکار کے آواز دی ای شفق مین نے تجھکو پہچانا اپنے دھگڑے کیواسطے بڑی کوشش کر رہی ہی یہ کہکے گولا ابر پر مارا ابر پھٹا دیکھا شفق ہاتھ ہلا رہی ہی نسترن نے اشارہ کیا کہ شفق زمین پر آئی اپس مین دونون کے سیر چلنے لگے شفق چاہتی ہی کہ حسب مدعا کرکے قریب طلسم کشا پہونچون قید سے رہا کرون نسترن پڑھنے نہیں دیتی پکار کر نسترن نے آواز دی ای شفق خونخوار ہم سے حال تو اپنا بیان کرو کہ کس رنگ مین ہو شفق کا چہرہ سرخ ہوا آنکھین اُبل آئین پکار کر کہا ای نسترن یہ چند اشعار پڑھتی ہون انھین سے حال دریافت کرو یہ کہکے یہ اشعار پڑھنے لگی ؎

نہ یاد دہان و کمر جائیگی
چلی ہی ہے یہ نا ہی اُکر جائیگی
نہ دیکھے ترا دل یہ ممکن نہیں
مرے ساتھ یہ چشم تر جائیگی
رسائی سے اُسکی یقین ہوگیا
صبا لاکے دو پھول دھر جائیگی
سن او گل بہت منھ نہ چڑھ دیا کر
تری بات کبھی زاہد پر جائیگی
بھرا اب آپ تشریف لیجائیے
ٹھہر لے ٹھہرنے ٹھہر جائیگی

یونہی عمر اک دن گذر جائیگی
نہ پا وہ ہوا وصل سے اشتیاق
محبت ہی کام اپنا کر جائیگی
بنائی جدائی نے تیری وہ شکل
وہ زلف ایک دن تا کمر جائیگی
چلے جائینگے دم بخود تا کجا
یہ تھوڑی سی عزت اتر جائیگی
چھپانا دوپٹے سے منھ دیا سا
جو گذرے گی ہم پر گذر جائیگی
پری زاد نے کوئی تسخیر کی

یہی کب تلک چشم تر جائیگی
طبیعت میں سمجھا تھا بھر جائیگی
موئے پر بھی آنسو بہائینگے یون ہی
اجل دیکھکر مجھکو ڈر جائیگی
چڑھانا نہ تم قبر عاشق پہ گل
لیے وحشت دل جدھر جائیگی
نہ کرنا تو اُس سے سوال و جواب
یہ عادت کہاں سے سدھر جائیگی
طبیعت کو ہوگا قلق چند روز
پرستان تک یہ خبر جائیگی

یہ اشعار پڑھتی ہوئی سامنے نسترن کے پہونچی نسترن نے کہا ہان میں سوزن دو کہ گستاخی

اسکی موقوف ہوا شفق نے زبان مین سوزن دی لنترن نے ہتھکڑیان بیڑیان پیش کین شفق نے وہ ہتھکڑیان بیڑیان کبھی پہن لین لنترن نے کہا انکو لیجا کر قید کرو ہمین نے ایک خیمہ استادہ کیا انمین رستم کو اور ہنگام وحشی کو اور شفق کو قید کیا تیاری میدان خونی کی ہونے لگی دو [illegible] استادہ ہوئین وہ جو خود لنترن آئی تھی بارگاہ مین آکر بیٹھی کہتی ہی جلدی کرو قتل طلسم کشا مین دیر نہو لوح طلسمی و سربستہ تحفہ جات لیکر اپنے پاس رکھے اندر سے بارگاہ کے نکلی اشارہ کیا کہ قیدیون کو لاؤ رستم کو مع ہنگام وحشی و شفق خونخوار کے کشان کشان سامنے لنترن کے لاے لنترن نے پکار کر آواز دی انکو زیر تیغ بٹھاؤ جلادون کو بلاؤ تین جلاد حاضر ہوے تینون قیدیون کو زیر تیغ بٹھایا جلاد شمشیرین لگانے لگے آواز دیتے تھے ای قیدیو جو دیکھنا ہو دیکھ لو جو پینا ہو پی لو وقت قتل تمہارا قریب آیا یہ کہکے گردنون پر کوئلے کا خط کھینچا سمک یلداقی کوشے سے دیکھ رہا ہی اپنے آقا کی عزت پر رو رہا ہی خدا سے دعائین مانگ رہا ہی پکار رہا ہی کہ ای کارساز ای بندہ نواز ای سمیع علیم ای رب کریم رحم اپنا شریک کر آقا کے نامدار کو اس آفت سے بچا لے ؎

یارب تو ہی سامع دعا ہی
مالک خالق شفیق ہی تو
تو واہب و رازق و امین ہی
صادق راحم کریم ہے تو
لاعلم لنا علیم تو ہے
موسیٰ کو دکھائی شان تو نے
طوفان سے نوح کو بچایا
تو سب کا خدا تری خدائی

یارب تو ہی غافر خطا ہی
ہر جا ہی ترا ظہور قدرت
تو وارث و باعث و معین ہی
تو ہی ہی قوی تو ہی ہی قادر
حادث ہم سب قدیم تو ہی
ذوالکفل کی تو نے کی کفالت
ادریس کو جنت مین بلایا
تو باقی و قائم و توانا

حاضر و ناظر رفیق ہی تو
ہر شی مین ہی تیرا نور قدرت
حاکم عادل حکیم ہی تو
تو ہی اول ہی تو ہی آخر
یوسف کی بچائی جان تو نے
بخشی آدم کو تو نے جنت
زیبا ہے تجھی کو کبریائی
تو ذوالمنن و کبیر و دانا

جلاد چاہتے ہین کہ قتل کرین لنترن نے وہ حکم دیے شفق خونخوار کی آنکھون سے دریا جاری رستم کے جمال کو دیکھکر افسوس کر رہی ہی کہتی ہی ای فلک کج رفتار ای گردون غدار کیا تو نے کج روی دکھائی ایسا شیر دلیر فرزند رشید صاحبقران صاحب عظم وشان سارے دہر فتح کرتا ہوا یہانتک آیا کیسے کیسے پہلوان مارے یون بیکس و بیبس ہوکے قتل ہوتا ہی ای کارساز

اسکو بچالے کاش میری آنکھیں کو نہ ہوتین کہ مین اس آفت کو نہ دیکھتی کبھی جلاد کو پکارتی ہی کہ
ارے پہلے مجھے قتل کر لستری کو گالیان دے رہی ہی کہتی ہی او مکارہ اگر خدا نے فضل کیا اور
اس شیر نے رہائی پائی تو ہمین کی جان نہ بچیگی سب مین مشہور کرتا ہی کہ مین نے سرمیدان زیر کیا اسکی
کیا مجال کہ سرمیدان رستم کو زیر کرتا او نامرد کیا اکڑتا پھرتا ہی تجھ ایسے صدہا پہلوان اس شیر نے مارے
تیری کیا حقیقت ہی کہ جو تو رستم کو زیر کرتا انکا کولہ نہ اتر جاتا تو تیری کیا مجال تھی کہ اس شیر پہ ہاتھ
ڈالتا سارے لشکر والے جمال رستم دیکھکر رو رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ آفتاب عالمتاب
آسمانی غروب ہوتا ہی لستری حکم دے رہی ہی کہ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو اور ہمین کھڑا ہوا اکڑ رہا ہی کہتا
ہی مین نے وہ کام کیا کہ کل اہل طلسم پر احسان کیا مالک قدرت پر احسان کیا شفق نے پکار کر آواز دی
او جلاد صاحب بیداد پہلے مجکو قتل کر رستم پر ہاتھ نہ اٹھا مگر جلاد تیغ کھینچکر چلا قصد کیا کہ قتل کرین
رستم نے بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا عرض کی اے کارساز بے نیاز رحم اپنا شریک کر افسوس ہی
کہ نامرد کے ہاتھ سے موت ہماری لکھی تھی اس مقام پر بیکس و بیبس ہو کر قتل ہوتے ہین تو مدد
کر اس بلا کو رد کر رستم بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین شفق خونخوار کی بیقراری سماں کی اشکباری
اسوقت لشکر مین بھی ایک ہنگامہ ہی ہر اہل دل رو رہا ہی کہ صحرا سے گرد اٹھی نوبت و نقارے کی آواز
کان مین آئی سب نے دیکھا ایک نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہی
شکار کھیلتا ہوا آتا ہی کہ عیار کی نگاہ پڑی رستم کو زیر تیغ دیکھا اسنے بڑھکر نقابدار سے عرض کی کہ حضور
رستم نوجوان قتل ہوتے ہین کسی وجہ سے گرفتار ہو گئے وہ دیکھیے سامنے جلاد خنجر مارا چاہتا ہی
نقابدار نے کمان کیانی کاندھے سے اتاری تیر سحر کمان مین پیوست کرکے تاک کر مارا کہ سینہ پر کینہ
جلاد پر پڑا جلاد دھم سے زمین پر گرا نقابدار تلوار کھینچکے آپڑا لستری نے دیکھا کہ نقابدار
نے لشکر کو پامال کر ڈالا خیمے جو استادہ تھے گرائے بارگاہونکی طنابین کاٹین صدہا آسیب دیے
بارہ ہزار جوانان صف شکن شمشیر زنی کر رہے ہین ساحر سحر کیے لیے کوئی مقابلے مین نقابدار کے
نہین جاتا اگر کسی ساحر نے سحر کیا باز سفید نے جھپٹ کر اس سحر پر پر مار دیا وہ سحر الٹا پلٹ کر
سینے پر اس ساحر کے پڑا کہ سینے کو توڑ کر پشت کے پار نکل گیا ہزارہا ساحرون کو باز سفید نے
پامال کیا نقابدار اسم اعظم پڑھتا ہوا آتا ہی لڑتا بھڑتا جنگ مستانہ کرتا ہوا قریب رستم کے پہونچا

کہ لشتران نے ساحروں سے کہا ارے نقابدار کو روکو ساحروں نے صف باندھی لیکن سماک
بلبلاقی جو گوشے سے دیکھ رہا تھا جب نقابدار نے جلاد کو مارا تو اسنے بڑھ کر حقہ آتش بازی اغا
مجمع سواران میں قائین بین کی آواز بلند ہوئی ہر کیون میں دو لنبان چلنے لگیں سماک گھوڑوں
کے پیٹ کے نیچے سے ہوتا ہوا ایک گولہ لوہے کا ہاتھ میں کہتا ہوا جاتا ہے کہ ہٹو میں جاکر طلسم کشا
کو قتل کر ڈالوں ایسا نہو کہ رہا ہو جاسے ساحر جانتے ہیں کہ یہ ہماری طرف کا ہے ہٹ جاتے ہیں
اسطرح سماک گرتا پڑتا قریب رستم کے پہونچا پکار کر آواز دی اے شہریار سنبھل کر بیٹھیے غلام آپکا
آپہونچا رستم نے دونوں ہاتھ اٹھائے سماک نے نیچے مارا کہ ہتھکڑی کٹی اب رستم نے خانہ زور
میں آکر قید آہن کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا ایک جوان قریب کھڑا تھا بڑا پہلوان تھا
اسنے رستم پر ہاتھ مارا کہا او قیدی کیا تو زندہ بچکر جائیگا رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر
لیلی کی اس پہلوان نے خنجر مارا رستم نے تلوار بائیں ہاتھ میں لی داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا کہ
کہ سر اس خود سر کا اڑگیا رستم نے بڑھکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ رستم ارشد اولاد امیر عرب کیتی
علمشاہ جو رستم ملقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ برتخت مرد وق افگندہ شود شہ باشاہ کی
کافران سمجھیا او بہمن نامرد اب تو میرے سامنے آ سماک نے بڑھکر ہنگام وحشی کی ہتھکڑی کاٹی
دیوانے ستون ایک خیمہ کا لیلیا اسکو گھمانے لگا بہت سے لوگوں کے سر پھٹے کسی پر چنگل مارا
گوشت پوست نوچ کر پھینکدیا اب سماک گرتا پڑتا قریب شفق کے پہونچا زبان سے سوزن نکالی
شفق جو اٹھی تڑپ تڑپ کے گرنے لگی کبھی برق بنی آڑی ترچھی گری کئی سو کے سر اڑا دیے لشتران
نے جو یہ ہنگامہ دیکھا نقابدار پر آگ برسائی نقابدار نے اسم اعظم پڑھا سحر الٹا پلٹا صدہا ملازمان
لشتران جلے فریاد کرتے تھے کہ اے لشتران ظالم اس آگ کو روک اس آگ نے کلیجہ جلادیا اپنے لشکر کو
آپنے خاک میں ملادیا جسکے سحر سے بگڑ کر رستم لپٹتے جھپٹتے چلے کہ دیکھا طرف سے پہاڑ کے گرد
اڑی بارہ ہزار سواران زرین پوش تلواریں کھینچکر آگئے رستم کو بچاتے جاتے ہیں پہلوانوں کو
گھیر کر سامنے کردیتے ہیں جو سامنے رستم کے آیا علاف شمشیر آبدار ہوا صدہا پہلوان قتل کیے آخر بہمن
یہ کہتا ہوا چلا کہ اے رستم زیادہ سرکشی نہ کرو میرے مقابلے میں آؤ لطف جرأت دکھاؤ رستم نے جو
آواز بہمن کی سنی انتہا کا غصہ آیا اس عرصے میں ملازمین بھی پہونچ گئے تیغہ کمیدان بایں رستم

آیا اُس تیغ کو چمکاتے ہوئے چاہا کہ سامنے بہمن کے پہونچوں اُدھر سے علمدار لشکر کفار کا ہاتھی
پر سوار لشکر کو ترغیب دیتا ہوا آتا ہی رستم نے جو علمدار کو دیکھا مرکب جھپٹایا دونوں ٹاپیں مرکب
نے مستک پر رکھدیں علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ
مارا مع علم مع علمدار مع ہاتھی کو کاٹ کر تلوار نے زمین پر بوسہ دیا کافرون کے جی چھوٹ گئے
بہمن اُس شوکت کو دیکھ کر تھرا گیا رستم مجمع کو متفرق کر کے سامنے بہمن کے پہونچے کہا
اب وار کر قضا تجھکو بلا رہی ہی ہوا جہنم کی آرہی ہی بہمن نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے صاف
پر آسیب سپر تلوار کو رد کیا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا رستم نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار
خبردار کہکے ہاتھ مارا بہمن نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ کینتان دست زبردست رستم جیسے
برق تڑپ کر پہاڑ پر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری خود کو کاٹ کر
سراسر گلّہ و جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مثل قطرۂ آب صندوق سینہ سے مانند سیماب گذر کر
شرمگاہ کے پہاٹک کو ویران کیا زین کو کاٹا نمدہ زین کو کاٹ کر سپر کو گینڈے کی دو ٹکڑے کیا زمین
میں تلوار نے آکر بوسہ دیا مع گینڈے بہمن کے چار ٹکڑے ہوئے لشکر کی جو نگاہ پڑی بدحواس
ہو گئی پرانا آشنا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا آواز دی کہ ارے لگیو لینا دل پر قبضہ کر ایک طرف
سے ہنگامہ ہوا دیکھا ایک نازنین مثل شعلۂ جوالہ گنگنا کر یہ اشعار گاتی ہوئی آئی — نظم

کیا ہوا یار جو آنکھوں سے نہاں رہتا ہی | ذکر خیر اُسکا ہر ورد زبان رہتا ہی
حسن اور عشق میں آخر یہ ہوئی یکرنگی | مجھکو غش رہتا ہی اُنکو خفقان رہتا ہی
اثر عشق رہے ترک محبت پہ کبھی | زخم بھر آتا ہی پر اُس کا نشان رہتا ہی
قول ہی پیر مغان کا یہ سب یاد جوان | تا ابد نام جوان مرد جوان رہتا ہی
روے انور پہ ہمیشہ ڈالتے ہیں آپ نقاب | کبھی خورشید چھپانے سے نہاں رہتا ہی
سب کو وہ طفل حسین صورت یوسف ہی عزیز | اُسکا مشتاق ہر اک پیر و جوان رہتا ہی
رستم زال کے اقبال سے ہوتا ہی ثبوت | نام سے مرد کا دنیا میں نشان رہتا ہی
اہل بیداد سے دیوانے ہیں ہم مدت سے | عقل کہتی ہی کسے ہوش کہاں رہتا ہی
رشتہ وارستہ کو کیا قید تعلق سے خطر | سرو آزاد کو کب خوف خزان رہتا ہی

جیسے ہی رستم کے قریب آئی اور رستم نے جب بہمن کو مارا قصد کیا کہ نسترن پر جا پڑوں نسترن نے جو دیکھا کہ وہ نازنین قریب پہونچی رستم مبہوت ہو کر طرف اسکے متوجہ ہوئے بلکہ پکارنے لگے کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ذرا قریب آؤ گل کس کے گلستان کی ہو دو سے نقابدار نے جو دیکھا کہ رستم کے پاس لوح نہیں ہے اس نازنین نے گا کر دل رستم اٹھا دیا ہمن سے باز سفید کو اشارہ کیا باز سفید اشارہ سمجھا تڑپ کر قریب رستم آیا گرد سر چیخ مارنے لگا یا تو رستم اسکے جمال کو دیکھ رہے تھے چاہتے تھے گھوڑے سے کو دوں اسکے قریب پہونچوں یا مگر کو روکا مگر باز سفید گرد سر چیخ مار رہا ہے اس عرصے میں نقابدار اسم اعظم الٰہی پڑھتا ہوا قریب رستم پہونچا شانہ پکڑ کے فرمایا ای بہادر دوران ای رستم زمان ماشاء اللہ کس جرأت سے بہمن کو مارا مگر ہوشیار رہو اسقدر نہ گھبراؤ اپنے ہوش میں آؤ رستم کے حواس درست ہوئے چالاک و چست ہوئے ادھر شفق خونخوار نے دور سے دیکھا وہ نازنین رستم کے سامنے سے نہیں ہٹتی آنکھیں ملا ملا کے اشعار پڑھ رہی ہے وہیں سے تڑپی برق بنکر گری اس نازنین کے دو ٹکڑے کیے مرنا تھا اس نازنین کا اندھیرا ہو گیا اس اندھیرے میں شفق تلواریں برسانے لگی نسترن نے جو دیکھا کہ شفق کے سحر کے قیامتیں برپا کی ہیں جھپٹ کر ایک دو ہتھڑ مارا کہ شفق لڑکھڑا کر گری نسترن بڑھی کہ اسکا سر کاٹ لوں اگر شفق خونخوار قتل ہو جائے تو طلسم کشا کا گرفتار کرنا کچھ بات نہیں ہے نیچہ چمکاتی ہوئی چلی شفق نے جو اپنے کو بے کار دیکھا پکار اٹھی ای شہریار کنیز کا خاتمہ ہوتا ہے رستم نے جو شفق کو اس حال میں پایا گھوڑے پر کوڑا مارا گھوڑا تڑپ کر قریب شفق کے آیا گھوڑے سے کود پڑے نسترن نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ رستم بھی اسی مقام پر گرے سماک نے جو اپنے آقا کا یہ حال دیکھا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی برابر شفق کے پڑے تڑپ رہے ہیں ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑ پڑا پکارتا ہوا کہ بی بی میں دونوں کے سر کاٹے لیتا ہوں آپ نہ تکلیف فرمائیے جیسے ہی سامنے نسترن کے سماک پہونچا نسترن نے بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا فوراً رنگ سماک درد مند چہرے سے اڑ گیا صورت اصلی نکل آئی نسترن نے آواز دی او نا عیار مکار و غدار اپنی صورت تو دیکھ ساحر بنکر آیا تھا میرے سامنے عیاری اشارہ کیا کہ سماک بھی اسی مقام پر گرا اب تو

یہ باطمینان چلی سواران زرین پوش نے جو یہ حال رستم کا دیکھا پکار کر آواز دی ای
نقابدار بہادر دشمنان رستم کا خاتمہ ہوتا ہے عیار نے بھی اپنی گروفت انقلاب ہے آپ
اُنکے معین و مددگار ہیں نقابدار نے دیکھا کہ بیچ میں مجمع ساحران ہے سب مجکو روکے ہوئے
ہیں اور لنشترن قریب رستم پہونچا چاہتی ہے دیکھا نقابدار نے کہ میں وہاں تک نہ پہونچ سکونگا
کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر کمان میں پیوست کیا اسم اعظم ورد زبان
کر کے لنشترن کو تاک تاک کر تیر مارا سینے پر لنشترن کے پڑا توڑ کر مہرۂ پشت کو پار گیا لنشترن
چیخ مار کر گری ہاتھ پاؤں زمین پر مارنے لگی جب ہاتھ زمین پر دے مارتی ہے شعلہ ہائے
آتش منھ سے نکلتے ہیں وہ شعلے اُسی پر گرتے ہیں مثل ہیزم خشک کے جلنے لگی ایک
آندھی سیاہ اُٹھی رونے کی آواز آئی آندھی میں بھی آواز آئی کشتی مرا نام من لنشترن جادو
بود سہاک نے جھپٹ کر جھولی سے لوح و تحفہ جات نکال لیے لوح گلے میں رستم کے ڈالی کلاہ
زیب سر کی زرہ پہنائی تیغہ ہفت جوہر قبضے میں دیا اب رستم اپنے مقام سے اُٹھے نقابدار
نے جو دیکھا کہ لوح گلے میں رستم کے آئی لڑتا ہوا قریب رستم کے آیا کہا ای رستم ماشاء اللہ اس
طلسم وسیع میں لڑنا تمہارا ہی کام تھا سب نوجوان لڑتے بھڑتے آگے ہیں ہر چند کہ مجکو ضرورت
ضروری سے مہلت نہیں لیکن سب فرزندان صاحبقران کی خبر رکھتا ہوں جہانگیر والا تدبیر
نے کارہائے نمایاں کیے بڑے زور شور سے آتے ہیں صاحبقران زمان ایک طرف
آوارہ ہیں مگر رخ سب کا اسی جانب ہے سب کو یہی منظور ہے کہ اپنے کو مقابلہ ہفت پیکر میں
پہونچائیں مگر ہفت پیکر بھی سامان لشکر کشی کر رہا ہے اتنی بڑی فوج سے آپ کے مقابلے میں
آئیگا کہ چالیس منزل کا صحرا فوجوں سے بھر جائیگا اگر آپ کے سردار و فرزندان عالی وقار
بڑے زور و شور سے آئینگے ہفت پیکر کے بھی ہوش اُڑیں گے کہ یہ فوجیں ان لوگوں نے
کہاں سے پائیں رستم نے فرمایا ای معین و مددگار تم نے بڑے وقت پر آکر مدد کی نقابدار نے
کاندھے سے کمان اُتاری کہا میں آپ کو تکلیف دیتا ہوں جب آپ مقابلہ ہفت پیکر میں
پہونچیں تو صاحبقران کبھی تشریف لا دینگے یہ کمان صاحبقران کو دینا میری طرف سے عرض کرنا
کہ میں آپ سے مقابلہ نہیں کر سکتا یہی چاہتا ہوں کہ میرے آپ کے فساد نہ ہو یا بہانا —

صاحبقرانی کا طالب ہون اگر اس کمان کو کھینچینگے سمجھ لین گے اگر اسکو کھینچ کبھی مانا تو مجبور
و ناچار ہون مقابلے کو حاضر ہون اسطرح پر نقابدار نے کہا کہ تم نے کمان بھی کھینچ نہ کہا تھا اپنی
اپنی فوج کو لیکر طرف صحرا کے روانہ ہو گیا اس لڑائی کو رستم نے فتح کیا سب ساحر بھاگ گئے
رستم اسی مقام پر اترے بارگاہ زرنفتی استادہ ہوئی سواران زری پوش گرد اترے رستم بارگاہ
مین آئے شفق خونخوار و ہنگام وحشی چوبدست تانے ہوئے ساتھ سماک بیلدار تھی
رستم کی پشت پر بارگاہ مین آکر مقام صدر پر بیٹھے فرمایا ای شفق مقام تردد ہے کہ نسترن قتل ہو گئی
مگر سپاہ نے قصر عشرت کے نہ پہونچے کیا ابھی قصر دور ہے شفق کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ
ای شہریار یہ افتاد ابھی حضور پر پڑی کہ امید زندگی کی نہ تھی خدا نے حضور کو مظفر و منصور کیا
رنج والم دل سے اپنے دور کیا شفقت بیگم تو بڑا شعبدہ باز ہے نہین معلوم اسکو کیونکر معلوم ہوا
کہ اب نسترن قتل ہو جائیگی رشک چمن اسکی بہن کو روانہ کیا یہان سے پانچ کوس پر باغ ہے
لالہ عذار اس سرحد کی حاکم ہے رشک چمن کو اتارا ہے دعوت کا سامان ہو رہا ہے آج شب کو
بڑا ہنگامہ ہوگا اسنے آنے کی پہلے یہ انتظام کیا کہ رستہ قصر عشرت کا بند کر دیا سماک نے کہا کیون
ای ملکہ شفق بعد قتل رشک چمن کے رسائی تا بہ قصر عشرت ہوگی شفق نے کہا کہ رشک چمن
بھی بلائے روزگار ہے کیا نسترن سے کسی بات مین کم ہے سماک نے کہا میرا دل چاہتا ہے کہ
جا کر سامان جشن دیکھون مین بھی شریک ہون شفق نے کہا ای ہمشیرہ اگر تمکو اختیار ہے لیکن باغ
لالہ عذار عجائب وغرائب سے مملو ہے رشک چمن کو ہشیار و نکا بڑا خیال ہے آٹھ پہر ہشیار
رہتی ہے بہت سمجھ بوجھ کے جانا سماک نے کہا ای ملکہ شفق جب عیاری کے ارادے سے جاتے
ہین جان ہتھیلی پر رکھ لیتے ہین وہ حافظ حقیقی حفاظت کرتا ہے یہ کہکر سماک بیلدار لباس عیاری
سے آراستہ ہو کر چلا رات کا وقت ہے شب ماہ چاندنی چھٹکی ہوئی اکثر طائر آشیانون سے سر
نکالکر چہک اٹھتے ہین بقول شاعر ؎ رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار ۔ زاغ پر تھا گمان شہباز
ستارون کی کثرت ماہ تابان کی وہ کیفیت چودھوین شب ہے بدر کامل اپنی جلوہ دکھا رہا ہے
تمام صحرا چاندنی سے مملو نہرین مثل برق تڑپ رہی ہین حباب مثل چشم معشوق سیر چاندنی
کی دیکھ رہے ہین اکثر مچھلیان تڑپ کر نہر سے ابھرتی ہین تو برق چمک جاتی ہے جنکی ماہی سے

کوئی باہر نہیں نہنگان خوں آشام جو سر باہر نکالتے ہیں شہر مثل قعر بلا کھولے ہوئے نکلے اور
پھر غوطہ مار کے غائب ہوگئے سماک نے صحرا کی یہ کیفیت دیکھی دل بھر آیا چاہا صحرا کی سیر کیجیے
صبح کو یہاں سے چلیں گے یہ سوچ کر نخل کے سائے میں آ بیٹھا کیفیت صحرا کی دیکھنے لگا ہر
کی موج زنی پر دل تڑپ جاتا ہے زلف لیلائے شب کمر سے گذری تھی کہ نوبت نقارے کی آواز
کان میں آئی دیکھا کہ ایک لشکر جلدی جلدی چلا آتا ہے بیچ میں ایک محافہ زریں گرد صدہا کنیزیں
ناظر بیچے کل انتظام کرتے ہوئے میر لشکر پشت کے اتارنے کے لیے چہار جانب دیکھ رہا ہے اس
اس صحرا کو جو عمدہ پایا کیفیت شب ماہ دکھا رہا ہے ایک بلندی پر چڑھ گیا پکار کر آواز دی ایسا
جگہ مقام ہوگا میر لشکر نے جو یہ پکار کر کہا سب چلتے چلتے رک گئے فراشوں نے ایک بارگاہ نصب
کی بہت سے خیمے استادہ ہوئے بہلوں سے پکوں سے کنیزیں اترنے لگیں محافے سے ایک نازنین
اتری لباس عمدہ پہنے ہوئے دریائے جواہر میں غوطہ زن سیمتن رشک چمن صحرا کی بہار دیکھ کر
بہت خوش ہوئی حکم ہوا میر لشکر کو خلعت دو کہ آج اچھے مقام پر لشکر اتارا صحرائے پر بہار نخل
قطع دار مثل چمن آراستہ ہیں جانوروں کی بھی اکثر آواز آجاتی ہے طبیعت فرحت پاتی ہے نسیم کی
اٹھکھیلیاں دل پسند ہیں نشہ بادہ بہار سے کیا لڑکھڑاتی ہے پھولوں کی باس فلک اساس اس کی
وجہ سے یہ تیزی قدم نہیں اٹھاتی کہ رخ گل پر گرد نہ پڑے بلبل کو ناگوار ہوگا طائر رنگ چمن شکار
ہوگا ہم تھوڑی دیر باہر ٹھہریں گے چاندنی کا تماشہ دیکھیں گے کنیزوں نے لاکر سیان بچھا دیا
کرسی زرنگار پر وہ نازنین بیٹھی گرد مصاحبین آکر بیٹھ گئیں سماک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ چند مرد
منتظم ہیں سارا لشکر کنیزوں سے بھرا ہے کوئی اپنے خیمے میں جا بیٹھی کوئی سیر صحرا کر رہی ہے کوئی
مالکہ کے سامنے حاضر ہے چند مرد جو منتظم ساتھ ہیں انکا خیمہ الگ استادہ ہوا وہ الگ خیمے میں اترے
سماک ایک مرد صحرائی کی شکل بنا کر سامنے ان جوانوں کے آیا ان سے پوچھا یہ لشکر کس کا ہے ملکہ
کہاں جاتی ہیں ان لوگوں نے بیان کیا کہ ملکہ صہبائے مینوش رشک چمن کی بھانجی برائے
ملاقات جاتی ہیں رات کو کوچ کرتی ہیں دن کو اتر پڑتی ہیں آج لشکر اس صحرائے مینو سواد میں
پہونچا اسی مقام پر اتر پڑیں صحرا پسند آیا کل شام کو یہاں سے کوچ ہوگا سماک یہ دریافت
کرکے ہٹ آیا صبح کو رنگ و روغن عیاری کا لگایا جو صورت منظور ہوئی وہ بنا کر چلا یہاں صبح

صہبائے مینوش دروازے پر بارگاہ کے کرسی پر بیٹھی ہے گرد مصاحبین جمع ہیں دو تین مغنیان خوش آواز یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہیں نظم

فصل گل آئی زمانہ ہے جنون کے جوش کا — ہمت ای ساقی یہی ہے وقت نوشانوش کا
بات کرسکتا نہیں دیوار کے بھی سامنے — دیکھکر روزن گمان ہوتا ہے مجھکو گوش کا
چھپ نہیں سکتا کبھی انکار سے تو یہ شکن — خود بخود بو دینے لگتا ہے دہن مینوش کا
کیا ہوا ہے جو مرے دل کیطرح وہ چھپ رہا — حال چلکر پوچھیے کچھ دلبر روپوش کا
کس غضب کی روشنی دیتا تھا شکوہ ہے بری — ہر ستارہ روکش خورشید ہے پاپوش کا
تنگ آکر دست اٹھا بیٹھے ہیں تیرے پاس سے — اب دہان زخم بھی منھ ہو گیا مینوش کا
ہاتھ اٹھا کر دست کرتے ہیں دعائیں رات دن — تیر آتا ہو گیا ہے مجھ میں آنا ہوش کا
نالہ بلبل سنا کرتا ہوں میں آٹھوں پہر — اپنے کانون پر گمان ہے مجھکو گل کے گوش کا
سر اٹھا احسان قاتل کے کہاں تک شکر ہو — بہار مدت آج اترا بار میرے دوش کا
صبر کرسکتا نہیں ملتا ہے سب کچھ گو اسے — بھول جاتا ہے بشر سامان رزق دوش کا
ایک چپ رہنے سے لاکھوں رنجشیں موجود ہیں — ساتھ جھگڑے ہوا احسان لب خاموش کا
بے ارادے بھی ہوا کرتی ہیں اکثر رنجشیں — پیچ گیسو بن گیا آخر کو حلقہ گوش کا
ایک دو ساغر سے ڈھکتا ہے کیا ساقی مجھے — خم اٹھا پھر دیکھنا دل مجھسے دریا نوش کا
میں تو کیا ہوں کاروان کے کاروان ہونگے تباہ — بندہ لاکھوں کو کریگا آج بندہ گوش کا
بے خبر رکھتا ہے مجھکو جوش وحشت ای نسیم — مدتیں گذریں نہیں رکھتا تعلق ہوش کا

کنیزیں گرد ملکہ بیٹھی ہیں کہ کنیزوں نے دیکھا کہ ایک بڑھیا طرف دشت کاشون کے آتی ہے سوسی کا پائجامہ اسمیں گلبدن کے پیوند گاڑھے کی چادر یا اسمیں بھی پیوند چار خانے کے جوتا ٹوٹا ہوا اسمیں بانہ بناتے ہوئے خاک اڑکے سر پر پہونچتی ہے بڑھیا سٹر پٹر کرتی ہوئی لٹھیا ٹیکتی ہوئی جب قریب اس لشکر کے پہونچی تو منڈھ پہ چڑھ گئی ایک کنیز نے پکارکر کہا بڑی بی پیچھے سے راستہ چلو ایسا نہو گر پڑو بڑھیا جھلائی بڑبڑانے لگی کہا او جوانی بیٹی اوروں کو بڑھیا سمجھتی ہے تو آپ بڑی بی ہوگی نگوڑی نظر لگاتی ہے میں روز اسی طرف سے جاتی ہوں تو مجھکو بڑھیا سمجھتی نا کہ

اب بھی لوگ مجھکو دیکھنے آتے ہیں محلے میں ہنگامہ رہتا ہی تجھ ایسی چھنال کو کوئی تھوکتا بھی نہیں
ملکہ نے ہنس کر کہا اری گلشن خاموش رہ بڑھیا تیمار کا کاٹا ہی اس سے جان بچانا مشکل پڑیگی
دیکھو بڑھیا اتنا کہنے پر کیسی بگڑی نگوڑی کے منھ میں دانت بھی نہیں اور یہ جوش وہ کنیز چپ
ہو رہی بڑھیا بڑبڑاتی ہوئی جاتی ہی چند قدم چلی تھی کہ پاؤں کا سیہ لڑکھڑا کر گری چیخنے لگی دیکھیے
صاحبو میرا کولا اتر گیا اس نگوڑی نے نظر لگا دی ارے نظر تو پتھر کو توڑتی ہی آخر میں گری میرا
کولا اتر گیا اب ستانیان اٹھتی نہیں کہ مجھکو اٹھائیں ملکہ نے کنیز سے کہا ارے غضب ہوا
بڑھیا گری پڑی ہی اس کنگالہ کو اٹھا کاہے کو تو نے یہ کہا تھا وہ مجھکو کوس رہی ہی چند کنیزوں
نے جھککر بڑھیا کو اٹھایا بڑھیا نے کسی کا دوپٹہ نوچ لیا کسی کا پائجامہ نوچ لیا کہا اری تیری
آنکھوں سے زہر ٹپک رہا ہی جیسے تو نے نگاہ ڈالی میں بیچاری گری اس شیخ پوش نے
مجھکو بڑھیا کہا تھا اسکے منھ میں آگ لگے اسکے پیارے مریں آنکھوں میں اسکی سوئیاں
چبھوؤں تب مجھکو آرام آئے کنیزوں نے چیخیں ماریں کہا واری دیکھیے یہ بڑھیا ہمارے
کپڑے پھاڑے ڈالتی ہی بڑھیا چیخیں مار کر رونے لگی کہا واری ان بدزبان کو منع کیجیے بڑھیا
بڑھیا کہے جاتی ہیں مجھکو یہ بہت ناگوار ہوتا ہی میرے محلے میں آدمی جیسے ابھی پچھاؤں ہی شیخ جی زہر
کھا کر مرے تھانہ دار تحقیقات کو آئے مجھکو بلا بھیجا میں جو پہنچی اور دیکھی تھانہ دار صاحب
ہو گئے کہا کہ اوبی تمہیں آج میں رہنا ہو مت نہ مانتی تھی محلے والوں نے کہا کہ شیخ جی تمہارا
نام لیکر مرے جب لوگ انکو دیکھنے گئے تو انھوں نے بالاعلان کہا کہ تمہیں نے میری جان لی
وہ رسالدار کو بلاتی تھی میں ناچار دیکھ دیکھ کر جلتا تھا آخر سنکھیا کھالی میں رات کو اسی مقام پر
رہی تھانے دار کو راضی کیا صبح کو رپورٹ میں انھوں نے لکھا کہ شیخ جی کو فصلی عارضہ ہوا میں نے
خود آنکھوں سے جا کر دیکھا علامت ظاہر تھی اسقدر دست آئے تھے کہ سارے محلے میں ناک نہ
دیجاتی تھی یہ رپورٹ لکھ کر مقدمے کو خارج کرا دیا اس دن سے تھانے دار صاحب دیوانے
ہو رہے ہیں کل جو رات کو آئے مرزا جی بیٹھے ہوئے تھے ان کو میں نے مٹکے میں چھپا دیا جتنا
تھانے دار صاحب بیٹھ چکے تھے کہ میرا بیاہی آیا میں نے تھانہ دار کو کوٹھے میں چھپا دیا بیچارے
کوٹھے میں رات بھر کھڑے رہے میں بیاہی کے ساتھ سوئی ایسے معاملے درپیش رہتے ہیں

اور یہ نگوڑیاں مجھکو بڑھیا کہتی ہیں کیونکر نہ برا مانوں ان ستانیوں سے پوچھیے کہ کوئی تم کو
تھوکتا بھی ہے میرے یہاں روز رات کو چھ سات جوانوں کا جماؤ رہتا ہے میں ہر ایک کو منھ
لگاتی سبکو راہ بتا دیتی ہوں ملکہ صہباے مہوش ہنس پڑیں کہا صاحبو اسطرح خدا اونکا
ہفت پیکر کا بڑھیا نہ کہو وہ برا مانتی ہیں کنیزیں اٹھا کر بارگاہ میں لائیں کو لا سینا سا مانگ
کے بٹھایا بڑھیا ملکہ سے باتیں کرنے لگی ہاتھ چمکاتی جاتی ہے کبھی کہتی ہے چند اشعار مجھکو یاد
ہیں میرا آشنا ان تو طوفان گایا کرتا تھا یہ اشعار اسی کے منھ کے ہیں نظم

ہو گئے سب عضو تن سپیدے تن رنجور کے — کتنے سیچے ہوئے ہیں سانچے شگاف گور کے
رو دیا احباب نے لاشے کو رکھکر قبر میں — اشک کے قطرے ہوے چھالے دہان گور کے
حسن اصلی کو نہیں تکلیف آرایش سے کام — واقف شانہ نہیں گیسوے شب دیجور کے
شعلے دو دونوں سے نکلتے ہیں گذر ممکن کہاں — وصل کے قطرے نہ کیوں ہوں مرہم کافور کے
دیکھیے کس طرح اسکے روے عالمتاب کو — سامنے آنکھوں کے آجاتے ہیں پردے نور کے
کام آئیگی ہمارے آبلوں کی پرورش — ہر زبان خار چکھے گی مزے انگور کے
دیکھتا ہوں ساتھ اپنی قسمت کے شکل ہلال — آئنے میں تیرے چشم جوہر سا طور کے
بعد مردن چاندنی سے پردہ پوشی ہو گئی — تیرے کشتوں نے کفن پائے رداے نور کے
روح نکلی تن ہوا ہلکا تماشا اور ہے — بوجھ اترے سے قدم اٹھتے نہیں مزدور کے
دیکھنا کیا شوکت فرہاد حاصل ہے ہمیں — جسکے آگے کٹ کترا جاتے ہیں نالے صور کے
یہ نئی تاثیر دیکھی سنگ پیکر سے ہیں وہ — نالے میرے قہقہے ہیں خاطر مسرور کے
گوش راحت آشنا کب ہیں تو اپنے تو وہ — قہقہے ہو جائینگے نالے دل رنجور کے
ہو گئی آخر شب مہ صبح پیشانی نسیم — لیجیے ہے رنگ سا پر لے مشک سے کافور کے

بڑھیا نے اس رنگ سے یہ غزل گائی کہ صہباے مہوش بہت خوش ہوئی کہا بڑی بی صاحب
خوب گایا کیا خوب سے بتایا بڑھیا نے منھ بنا کے سر جھکا لیا کہا واری آپ کی بڑھیا کہتی ہیں
آپکے کہنے سے مجھے بہت ناگوار ہوا لیکن آپ مالک ہیں مجھ سے اٹھا نہیں جاتا اگر جی چاہتا ہے
چلی جاؤں آپ کو صورت نہ دکھاؤں صہباے مہوش نے کہا بی چمن صاحب آج شب کو

یہیں رہ جاؤ کل ہم بھی پھوپھی امان کے دیکھنے کو جائینگے تم اپنے گھر جانا بڑھیا نے کہا واری میرا ابھی
یہی دل چاہتا ہے کہ آپ سے جدا نہوں تو اسی گھر میں یاد کرتی ہوگی مگر تو اسی جانتی ہوگی کہ کسی
آشنا نے روک لیا ہوگا وہاں چین سے بیٹھی ہونگی گا رہی ہونگی واری میرے گانے کا گاؤن
میں شہرہ ہے جب گھر میں گاتی ہوں بڑے بڑے گوئیے پشت دیوار پر آکر سنتے ہیں راگ بیان
کرنے میں میری گائی ہوئی غزلیں مشہور ہیں بڑھیا کی چارپائی صہبا سے ملیوش نے اپنے
خیمے میں بچھوائی کھانا وغیرہ کھا کر پڑی بی بیٹھیں پٹر پٹر باتیں کر رہی ہیں صہبا نے پوچھا بڑی بی
کوئی کہانی آتی ہے کہا واری سارا ہوشربا میں ہی نے تصنیف کیا ہے میاں قمر صاحب نقوں دل
آتے تھے مجھ سے پوچھ جاتے تھے سارے ہندوستان میں ہوشربا پھیلا ہوا ہے کہیے اسمیں کا
کوئی ٹکڑا بیان کروں یا اگر حکم ہو طلسم خیال سکندری میں سے کوئی ٹکڑا بیان کروں کہ بعد
ہفت پیکر میاں قمر صاحب اسکو لکھینگے صہبا سے ملیوش نے کہا طلسم خیال سکندری
کیا چیز ہے کہا واری وہ طلسم ہے کہ ارسطو نے بحکم سکندر اسکو بنایا واری بگوش ہوش سنیے
جب سکندر پردہ ظلمات سے پلٹے آکر صحرائے ہفت رنگ میں پہونچے نہایت صحرا سرسبز اور
شاداب پایا طائران صحرائی زمزمہ سرائی کر رہے تھے نہریں نایاب پانی بعد آب و تاب چھلیں
مار رہا تھا سکندر نے ارسطو سے کہا استاد یہ جنگل مجھکو بہت پسند آیا ہے اب کہ زمان مرگ میرا قریب
آگیا میں چاہتا ہوں کہ اس مقام پر طلسم بناؤ بعد مرنے کے ایک قصر میں میرا جنازہ رکھ دینا
اور لوح بناکر صندوق میں رکھنا حضور ارسطو نے بڑے تکلف سے سات قصر بنائے کہ حالات
ان قصروں کے بروقت آنے طلسم کشا کے ظاہر ہونگے تین قصر داہنے پر تین قصر بائیں پر
بیچ میں ایک قصر فلک رفعت بنایا عجائب و غرائب سے ارسطو نے ان قصروں کو معمور کیا
بیچ کے قصر میں سکندر نے کہا کہ جب ہم انتقال کریں تو صندوق لا کر اسی قصر میں رکھ دینا یہ تو مشہور
ہے کہ سفر عدم میں کوئی ساتھ نہیں دیتا مگر اے وزیر ارسطو اگرچہ کوئی کسی کے ساتھ نہیں جاتا سفر
عدم تنہا ہوتا ہے مگر استاد تم یہ احسان کرنا کہ صندوق کے پاس بیٹھنا جب سکندر نے انتقال کیا تو
ارسطو نے بموجب وصیت سکندر جنازہ سکندر صندوق میں رکھکر اسی قصر میں کہا خود پہلو میں صندوق
کے بیٹھا لوح طلسم صندوق میں رکھی بعد تھوڑے عرصے کے خیال جادو کہ سحر سیکھکر علامہ دہر ہوا

وہ ایسا علاج جاری کریگا کہ مسلمان اپنی جان سے عاری ہوکر سجدہ کرینگے میں تیری اُنسے صفائی
کرادونگا اگر یہ ورق ہوسے نکال ہفت پیکر نے وعدہ کیا کہ میں حاضر ہونگا ہفت پیکر بارگاہ
میں اپنی آیا اب جانا ہفت پیکر کا دربار خیال میں اور خیال کا تدبیر کرنا وقت پر تحریر ہوگا صہبا
یہا خاک بڑھیا کا بیان ہوچکا صہبا سوگئی کنیزیں بھی اپنے اپنے مقام پر سوئیں بڑھیا اپنے
مقام سے اٹھی صہبا کو بیہوش کیا سامنے ایک صندوق رکھا تھا اس صندوق میں صہبا کو
بند کردیا آپ اسکی شکل بنکر پلنگ پر سوئی صبح کو کنیزوں نے جگایا جھلائی ہوئی اٹھی کہا صبا جنہوں
اس صحرا میں کیوں اترے جلد مجھکو کبھی پاس لیجاو کبھی کسی کو خنجر ماردیا کسی کو طمانچہ مارا کنیزیں بہت
گھبرائیں کہ بی بی کو کیا ہوگیا خاصی سوتی تھیں اٹھتے ہی کیا ہوگیا مگر فوراً کوچ تیاری کرنے لگیں
صندوق کو حکم دیا کہ خبردار اسکو کوئی نہ کھولے اسمیں ایسی شے ہے کہ اسکو جو کھولیگا ایسی شے
نکلیگی کہ اسکو کھا لیگی کنیزیں ڈرگئیں کہا حضور ہم کبھی نہ کھولینگے اسی طرح محافہ میں سوار
ہوئی کنیزیں ساتھ ہوگئیں اس عظم و شان سے طرف رشک چمن کے چلیں یہاں تو لالہ عذار
نے بڑی دھوم سے چمن کی دعوت کی ناچ گانا ہورہا ہے گاتیں کیسی کیسی عمدہ بلائی ہیں کہ
جنکو اپنی خوش الحانی پر ناز ہے رشک چمن دمبدم کہتی ہے کہ اے لالہ عذار میں نے کمبخت
فولادوند میں جان دی ورنہ مسلمانوں کی کیا مجال تھی اسقدر اسکا سر پھرا ہوا تھا کہ اپنی
ہمشیرہ کو قتل کرایا اور خود نکل گئی بیان قتل طلسم کشا میں اسقدر خوش ہوئی کہ سب انعام
بھولی اور نقاب دار زرین پوش وہ شخص ہے کہ جسپر سحر تاثیر نہیں کرتا اور قسمت ایسی تھی
لالہ عذار کہتی ہے خالہ اماں جو گذرا سو گذرا اب کیا تدبیر کیجیے گا چمن کہتی ہے بی بی میرے ہاتھ سے
مسلمان کب بچ سکتے ہیں یہ باتیں تھیں کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ آپکی بھانجی حضرت ملکہ
بی صہبا بخوشی تشریف لاتی ہیں چمن نے کہا اُسکو کہاں چلیں جب سے گئی اٹھی ہوگی
اور معلوم ہوا ہوگا کہ میں گھر میں نہیں ہوں پھر اسکو آرام کہاں میں ہی نے اسکو پرورش
کیا ہے آٹھ برس لیے پھرتی ہوں چھ مہینے کی تھی کہ ماں نے اسکی انتقال کیا میں نے کس ناز و نعم
سے اسکو پالا کنیزوں سے کہا کہ جاکر بی بی کو لاؤ کنیزیں چلیں دروازے پر دیکھا محافہ اتر رہا ہے
کنیزیں شکایت کرتی اتریں کہ بی بی بڑی بدمزاج ہوگئی ہیں صہبا نے کنیزان چمن کو دیکھکر منہ

پھیر لیا کہا کہ میں تم لوگوں سے بات نہیں کرتی ہمکو چھوڑ کر چلی آئیں گھر کا لے کھانا تھا کنیزوں نے بلائیں لیں کہا بی بی یکایک خبر آئی کہ بی بی نسترن قتل ہو گئیں جلد جا کر رستہ روکو آپ کی خالہ جس طرح بیٹھی تھیں اسیطرح اٹھ کھڑی ہوئیں وہیں سے سحر کیا کہ راستہ رک گیا اب بی لالہ عذار نے دعوت کی ہو گئی دن سے روک رہی ہیں جانے نہیں دیتی ہیں سمک نے کنیزوں سے سب باتیں پوچھ لیں باغ میں آیا دیکھا کہ باغ پر بہار ہر طرف طائروں کی پکار یا سمک لالہ عذار معلوم ہوتا ہے چمن میں آگ لگی ہوئی ہے یا باغ نے گھی کے چراغ جلائے ہیں تماشہ دیکھتا ہوا اس مقام پر آیا کہ چمن جہاں بیٹھی ہے کنیزیں جا کر نہیں دیکھتے ہی چمن کو اپنے گود میں بٹھا دیا کہا پھوپھی اماں ہم تم سے بات نہ کرینگے ہمکو اکیلے گھر میں چھوڑ کر چلی آئیں میں نے جو اٹھ کر پوچھا کوئی صاف نہ بتایا کہا جب چھوچھو نے بتایا میں اسیوقت سوار ہوئی منزلوں کی مسافت میں جنگل کی آفتیں خداوند ہفت پیکر نے لا کر پہنچا دیا چمن سے آنکھ لی بلائیں لیں گود میں اٹھا لیا کہا بی بی وہ ایسا ہی وقت تھا کہ مجھکو کہیں دیر ہوئی میں سے سحر کی ہوئی آگ بڑی بات یہ ہوئی کہ راستہ رک گیا ورنہ طلسم کشا قصر عشرت تک پہنچ جاتا ہر چند کہ قدرت نے وہ سامان کیے ہیں کہ جب لشکر کشی کرینگے تو گاؤں میں پا نہ اٹھ سکیگی پھر بھی چند ملک فتح ہو گیا لیکن بڑے ساحر صاحبان خداوند باقی ہیں وہ سب لشکر کشی کرینگے سمک نے یہ سب باتیں سنکر کہا خالہ اماں آپ کے آنے کے بعد ایک پہر گزرا آپ کے نہ ہونے کے سبب سے میں بڑی رو رہی تھی روتے روتے سو گئی دیکھا خداوند ہفت پیکر کھڑے ہیں فرما رہے ہیں کہ کیوں روتی ہے خالہ تیری طلسم کشا کو روکنے گئی ہے لیکن تجھکو دو کمال دیتا ہوں ایک تو کمال علم موسیقی دوسرا کمال ساقی گری جب جاگنا اپنے ساقی گری کر سکے گی ہم بھی آئینگے تیرے ہاتھ سے شراب پیئں گے پہلے علم موسیقی کا امتحان لیجیے آپ جانتی ہیں کہ مجھکو اشعار کے نام سے نفرت تھی اب صدہا غزلیں کاملوں کی یاد ہیں سماعت تو فرمایئے یہ کہکر بایان کھینچا سیدھا سیدھا کھینچکر چھیڑنے لگی یہ اشعار عاشقانہ بڑے لطف سے شروع کیے ۔

نظم

راتوں کو کبھی وہ آ کے کئی بار رہ گیا — ارمان اب بھی کوئی دل زار رہ گیا

تو شب کو آتے آتے جو اک بار رہ گیا — کیا کیا تڑپ تڑپ کے دل زار رہ گیا

چھپ کے یوں ہی جو ہجر کا آزار رہ گیا — سن لینگے آپ مر کے یہ بیمار رہ گیا

یوسف رہا نہ کوئی خریدار رہ گیا
افسانہ پھر گرمی بازار رہ گیا

کرتا ہوں اس طرح سے بسر کوے یار میں
دست امید پابسلسل دیوار رہ گیا

جاگے نہ ایک رات بھی ہمراہ یار کے
خوابیدہ بخت دیدۂ بیدار رہ گیا

چلتے جو دیکھا چاہنے والوں کو دشت میں
دیوار پردہ سایۂ دیوار رہ گیا

اب سر اسے زلف محبت نہ لا سکے
سب چل بسے مگر یہ گنہگار رہ گیا

کافر کی قبر میں بھی نہ ہوگی یہ تیرگی
دم گھٹتے گھٹتے ہجر شب تار رہ گیا

زندان عشق چھوٹ گئے سب کی قید
کنٹھا سا اک گلے میں جو زنار رہ گیا

جاتا ہوا نہ وادی وحشت میں اک سال
پیاسا لہو کا میرے ہر اک خار رہ گیا

اٹھا پھر آج عاشق گریبان کے سامنے
کس دن میں تجھ سے ابر گہربار رہ گیا

خوف خدا تھا ورنہ زمانے کو پھونکتا
میں کرکے آہ شرربار رہ گیا

کیا آمد خزاں ہے صبا کیا ہوا چلی
کیون زرد ہون سے بلبل گلزار رہ گیا

کہتے ہیں جان رند نے دی کوے یار میں
دار الشفا میں ہو کے بیمار رہ گیا

اس رنگ میں سماک نے یہ غزل گائی کہ چمن نے گلے سے لگالیا کہا بیٹا شاباش یہ کمال تمکو خدا نے دیا ساقی گری کا بھی امتحان کرو سماک نے کہا کلید میخانہ مجھے دیجیے چمن نے کنجی دی سماک نے جاکے شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی صلاے عام ہے ساقی ہوں سے کوئی باقی نہ رہے جسکو شراب کی خواہش ہو لیجائے کنیزیں یہ خبر سنکے دوڑیں بوتلیں اٹھا کے لیجانے لگیں ایک پیاس گلابیاں شراب ارغوانی سے آراستہ کرکے سماک محفل میں لایا اور سامنے چمن کے رکھا چمن نے پکارکر آواز دی بیٹا کس سلیقے سے شراب لائی ہو کہ دل چاہتا ہے پیئے سماک نے کہا اب کمال دیکھیے یہ کہکے پاؤں میں گھنگرو باندھے بھاری جوڑا پہنا کھڑی ہو کر گت ناچنے لگی قضا سے کار لالہ عذار جادو جو یہاں کی حاکم ہے انتظام کرتی پھرتی ہے جانتی ہے کہ میرے گھر میں چمن جہاں ہے اسکو کوئی تکلیف نہو کہ دفعۃً خیال آیا کہ قصر آفت خدا نامی جبل کے دیکھوں کیا معرکہ ہے گیارہ کنیزان سامری اس قصر میں رہتی ہیں ڈھول بجا کے گایا کرتی ہیں اس قصر میں لالہ عذار آئی دیکھا وہ سب کنیزیں سرنگوں بیٹھی ہیں لالہ عذار کو دیکھکر سب نے سلام کیا لالہ عذار نے کہا کیوں بیٹھو خاموش

کیون ہوا غنچۂ رخسار پہ گرد ملال ہو یا کچھ اور خیال ہی مجھسے تو ظاہر کرو کنیزون نے کہا ای لالہ رخ اسکا افسوس ہو کہ تو نے چمن کی دعوت کی اسباب عیش و نشاط و شراب و کباب مہیا کیا کوئی تکلیف نہین پہونچائی لیکن آج سامان رنج و ملال ہین تم استقبال کر کے کیسے لائی ہو لالہ عذار نے کہا بیہودہ بکنا تمھی لیا چمن کی صہبائے بیہوشی آئی ہی اور محفل مین کون آئیگا ایک نے کہا لو صاف صاف بیان کرو دیر نکرو ایسا نہو اسکا دست ظلم چل جائے عیار طلسم کشا عیاری مین یکتا اسکے ہاتھ سے سامری و جمشید بچائین اسکا مہتر سماک بلائی نام ہی وہ شراب لیکر آیا بلائی اور غضب ہوا ای لالہ عذار جلد اسنے کو پہونچا و چمن کو اور ساری محفل کو بچاؤ لالہ عذار گھبرا کر نکلی کہ ابھی جاتی ہون جاکے نگوڑے کو گرفتار کرون یہان سماک نے گھنگھرو باندھے ہین گت ناچ رہا ہی ناچتے ناچتے جام بلورین لبریز کیا سر پہ رکھا ٹھوکرین لیتا ہوا چلا کہ لالہ عذار نے پکار کر آواز دی او مکار خبردار چمن کو شراب نہ پلانا ای بی چمن ہوشیار ہو چمن نے جام ہاتھ مین لیا چاہتی ہی کہ یہ آواز لالہ عذار کی سنکر شراب پر نگاہ تند ڈالی شراب شعلہ بنکر اڑگئی لالہ عذار نے برق چمکائی کہ برق سماک پر گری سماک کا رنگ و روغن چہرے سے اڑ گیا لڑکھڑا کے سامنے چمن کے گرا لالہ عذار نے قریب آکے مشکین باندھین چمن نے لالہ عذار کو قریب بلایا کہا بیٹا تجھے کیونکر معلوم ہوا لالہ عذار نے عرض کی مین آج کئی دن کے بعد قصر آفت مین گئی کنیزان سامری نے مجھکو خبر دی مین آکر پہونچی جو انھون نے کہا تھا وہی دیکھا گرفتار کر لیا اسکو قتل کیجیے یہ بڑا طلسم کشا کا مددگار ہی آٹھ پہر عیاری کرتا ہی بڑے بڑے جادوگر اسنے مارے اگر اسکو قتل کیا تو زور طلسم کشا کا ٹوٹ جائیگا چمن نے اشارہ کیا جلادون کو بلاؤ لالہ عذار نے فوراً انتظام کیا یعنی دارین استادہ ہوئین جلاد شمشیرین لگانے لگا آوازین دیتا تھا ای مالک عالم ذرا سمجھ کے حکم دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہی جلانا میرا کام نہین چمن نے کہا اسکے قتل مین توقف نہ کیا جون جون قتل کا سامان ہوتا ہی سماک گھبرا رہا ہی اپنے پیدا کرنے والے سے دعا مانگ رہا ہی کہ ای مالک بے نیاز ای رب کارساز مجھکو بچا لے۔ نظم

تو دونون جہان کا بادشاہ ہی
امداد تری شفیق سب کی

جو کچھ ہی یہان وہان ترا ہی
انسان کے آب و گل مین تو ہی

توفیق تری رفیق سب کی
آنکھون مین نظر مین دل مین تو ہی

| | | |
|---|---|---|
| تو باغ میں گل ہے گل میں خوشبو | حاضر غائب ہے ہر جگہ تو | واحد شاہد احد تو ہی ہے |
| باری باسط صمد تو ہی ہے | انسان میں سوائے خاک کیا ہے | جو کچھ ہے ترا دیا ہوا ہے |
| صنعت تری مہر و مہ سے روشن | تیری قدرت سے دشت گلشن | جاری ترا حکم بحر و بر میں |
| جلوہ ہے ترا گل و ثمر میں | عزت جسے دے عزیز ہو جائے | تو جسکو بنا دے چیز ہو جائے |

بیقرار ہوکے سماک نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا احمر گلگون پوش وزیرزادی شفق کی
کہ سماک کے گانے پر عاشق ہے محفل کو جو سماک سے خالی پایا کہا ہے ملکہ شفق بہتر والا گہر عیاری
کرنے باغ لالہ عذار میں گئے آپ واقف ہیں کہ وہاں قصر میں کنیزان ساحری موجود ہیں جس وقت
لالہ عذار پوچھے گی وہ کنیزیں سب حال بتا دینگی شفق نے کہا مجھکو بھی اسکا خیال تھا مگر وقت
پر یاد نہ رہا کہ بہتر صاحب کو آگاہ کر دیتی احمر نے کہا تو میں جاتی ہوں لیکن اگر وہ گرفتار ہوگئے
تو مجھ سے دیکھا نجائیگا فوراً آگ پڑے گی احمر و شفق چلیں اس وقت پہونچیں کہ جلاد خنجر کھینچکر
چلایا چاہتا ہے سماک کو قتل کرے سماک حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہے احمر نے گھبرا کر
کہا حضور جلاد خنجر مارا چاہتا ہے شفق نے جھولی سے ہیکل نکالا جلاد پر کھینچ مارا جلاد کا سر اڑ گیا
چمن نے کہا ارے یہ کیا ہوا لالہ عذار نے کہا میں تو سوچ رہی تھی کہ وقت پر انکا غیب سے
کوئی معین و مددگار ضرور آئیگا کسی نے سحر کیا جلاد کا سر جو لوٹ رہا تھا چمن نے پکار کر آواز
دی ارے مجھے کس نے قتل کیا اپنے قاتل کا نام بتا وہ سر قہقہہ مار کر خوب ہنسا پکار کر آواز
دی آپ کے غلام کو شفق خونخوار نے مارا چمن نے یہ سنکر آواز دی اگر بی شفق آگئیں تو
موت انکے ساتھ ہے یہ کہکے چمن نے سحر کیا۔ ابر چھٹا ملکہ شفق و احمر ظاہر ہوئیں چمن نے
پکار کر آواز دی او شفق تجھکو کیا نفع ملا کہ طلسم ہفت پیکر کی بربادی میں مصروف ہے یہ کہکے
دوسرا سحر کیا چمن و شفق سے سحر ہونے لگا مگر احمر گلگون پوش نے جو اتنی مہلت پائی تو لپک
کر ہی سماک کو پنجہ دیکر اٹھا لیا سماک ہر چند چیخا کہ ملکہ مجھکو رہا کر وہ احمر اٹھا کر آسمان پر لائی چمن
نے پلٹ کے دیکھا کہ احمر سماک کو لیے جاتی ہے آواز دی اے لالہ عذار لینا لالہ عذار نے گولا مارا
کہ احمر لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑی مگر سماک کو قید سے رہا کر چکی تھی سماک بھاگ کر ایک گوشے میں
چھپا لالہ عذار نے گولہ مارا احمر کا سر زخمی ہوا لالہ عذار نے چاہا بڑھ کر سر کاٹ لوں شفق

برق بنکر لالہ عذار پر گری لالہ عذار کے دو ٹکڑے ہوئے چمن نے جو دیکھا کہ لالہ عذار قتل ہو گئی
وہیں سے سحر کیا کہ احمر و شفق دونوں زمین پر گریں سحر فراموش ہوا دونوں تڑپ رہی ہیں
چمن تیغ لیکر چلی کہ دونوں کا سر کاٹ لوں کنیزیں دس بیس کھڑی ہیں کہا ایک کنیز نے آواز دیکر
حضور آپ تکلیف نہ کریں میں دونوں کو قتل کرتی ہوں خداوند ہفت پیکر قصر عشرت سے
آواز دے رہے ہیں کہ دونوں کا سر کاٹ لو پلٹ کے چمن نے دیکھا کہ ایک کنیز نہایت
کمسن جوڑا گلنار پہنے ہوئے گلوری گلے میں دبی ہوئی خنجر برہنہ کھینچے ہوئے قریب چمن کے
آئی کہا واری دیکھیے قصر عشرت معلوم ہوتا ہے قدرت تخت پر بیٹھے ہیں فصیحت علانیہ آ رہتہ کر
فرما رہے ہیں کہ عمر طلسم نہایت گذری سب سلطنتیں رہیں ابھی ہم طلسم برباد کرینگے طلسم کشا صبح و
یا شام میں قتل ہوا چاہتا ہے چمن جو پلٹی کہ دیکھوں قدرت کیا فرماتے ہیں جیسے ہی چمن پلٹی کنیز
نے کوکھ پر خنجر مارا کہ چمن کا شکم چاک قصہ پاک ہوا آہ کہکر زمین پر گری تمام کنیزیں دوڑ پڑیں سب
ملکر سحر کیا سماک کے پاؤں زمین نے تھام لیے کنیزیں چلیں کہ قتل کریں شفق خونخوار نے
ایک چکر مارا کہ دس بیس کے سر اڑ گئے احمر نے بھی پڑھکر سحر کیا کئی کنیزیں مر گریں شفق نے
گولوں کی بوچھار کر دی جو جادوگرنیاں تھیں مر گریں غیر ساحرہ ہاتھ باندھ کر سامنے آئیں کہا
حضور ہمکو ہمارے گھروں سے اٹھا لائی تھیں کام خدمت لیتی تھیں شفق نے ان سب کو
آزاد کیا مال و اسباب لیکر ان دوروں کے سر لیے وایا طرف لشکر طلسم کشا کے چلیں یہاں
طلسم کشا بیٹھے تھے کہ ایک دم ہوا گھبرا کر باہر نکل آئے سواران زرین پوشاں کا جو رسالہ
تھا اسنے عرض کی حضور چمن قتل ہوئی سنا ہے سر اٹھا کر ملاحظہ فرمایئے رستم نے سر اٹھا کر دیکھا
کہ کنگورے قصر عشرت کے معلوم ہوتے ہیں رستم نے کہا ان تینوں کا نشان معلوم ہو تو کوچ
کریں یہ ذکر تھا کہ سماک ملیداقی و شفق خونخوار و احمر گلگون پوش آکر پہنچے احوال قتل چمن
بیان کیا نامہ فتح دی اور عرض کی کہ اب مقابلہ ہفت پیکر سے باقی ہے کل حضور کوچ کریں دو پہر
ڈھلتے ڈھلتے قریب قصر عشرت کے پہنچ جائینگے یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی لشکر طلسم کشا
آفتاب فلک سیر گاہیں و تمام جادوگرنیاں ملکہ مقتنا طلیس و مشکبار و نو بہار و سردار الف
غیر ساحران مع دیوانہ شہر پر مردم دردا لاگرد و مالا گرد وغیرہ سات لاکھ غیر ساحرہ تین لاکھ ساحر

شہرت مرصع پوش و نہنگ بحری و ماہی سحر شیر ساحرون مین جادوق وعیوق و ہلال تو دس لاکہ کا لشکر سواران زرین پوش لشکر طلسم کشا دیکہا بہت خوش ہوے ہنگامہ و شور تماشا نگاہین لگانے لگا دو ہزار شاہزادے افسران کا نعمان تاجدار افسرون سے افسر ملے شفقت ہو شہرت مرصع پوش کو دیکہا جمال بے مثال دیکہکر شیدا ہو گئی سردارون سے سردار ملے رستم نے حکم دیا سویرے سے لشکر تیار ہو ہم بعد نماز سوار ہونگے شام ہی سے تیاریان ہو رہی لشکر مین ہا ہا ہو کہ کل صبح کوچ ہو گا مقابلہ ہفت پیکر مین ہونچین گے مستوفان پری چہرہ خوش خوش پہر رہی ہین کہ دیکہین اب ہفت پیکر کیا کریگا رستم پہر رات گئے تک دربار مین بیٹھے پہر دربار برخاست کیا بارگاہ مین ابہی آئے خاصہ نوش فرما کر آرام کیا خیال مین مستغرقون کے نیند نہ آئی دو پہر رات گئے آنکہہ کہل گئی گہبرا کر اپنے مقام سے اٹھے ٹہلتے ہوے دربارگاہ پر آئے کہ ایک صدائے دردناک کان مین آئی کہ کوئی مرد رسیدہ آفت دیدہ بہ کہکر رو رہا ہی کہ اے فلک کج رفتار اے گردون غدار کاشکے میرا خاتمہ ہو جاتا کہ ابھی کیوں نہین اٹھی فراق نے پریشان کیا ہے فراق تا بہ قبر ساتھ جائیگا ہمارا ساتھ نہ چھوڑے گا رستم نے جو یہ صدائے دردناک سنی بیقرار ہو گئے طرف اس صدا کے متوجہ ہوے راہ مین اکثر سردار ملے انہون نے پوچھا بہی کہ حضور اس اندہیری رات مین کہان جاتے ہین رستم نے فرمایا ایک غریب کے رونے کی آواز آتی ہی اس کو دیکھنے جاتا ہون یہ کہکے آگے بڑہے لشکر سے نکلا دریا اسی طرح آ رہی ہی رستم پہرتے پہرتے ایک مقام پر پہونچے دیکہا ایک جوان کہڑا ہوا لباس پہنے ہوے تاج ڈہلکا ہوا بیٹہا رو رہا ہی رستم نے قریب جا کر سلام کیا اس نے جواب دیا لیکن سر جہکائے ہوے نہ بولتا ہی نہ آہ کرتا ہی رستم نے ہاتہ پکڑ کے ہلایا اے برادر برائے خدا اس بات کا جواب دو کہ تم کون ہو جنگل مین بیٹھے کیون روتے ہو اسنے عرض کی لقا پر مین رونا لکہا ہی جانتا ہون کہ میری قسمت پر مہر خاتم ہی تقدیر کا نقشہ اس طور پر تہا جو یہ انجام ہوا اگر آپ بے پوچہے نہ چہوڑین گے تو اصل کیفیت یہ ہی یہان قریب ایک قلعہ ہی قلعہ نیلگون لقب باپ کا نیلگون تاجدار نام اور میرا نام شفق تاج بخش ہی کیا کیفیت اپنی بیان کرون ایک دن برائے شکار آیا مبتلا سے بلا ہوا ایک شخص

ایک طائر بیٹھا تھا مجھکو دیکھکر زمزمہ سرائی کرنے لگا میں نے تاک کر تیر مارا سر پہ پڑا طائر تڑپ کر زمین پر گرا غلطاں مارکر ایک پریزاد حسین کی شکل بنا سر سے خون بہتا ہوا وہ صورت زیبا جو میں نے دیکھی ہاتھ باندھکر دوڑا اُسنے پکارکر آواز دی او ظالم زخمی کرچکا اب کس دل سے تجھکو صورت دکھاؤن کیونکر اپنے وطن جاؤن خیر جب کبھی دل چاہے اسی جنگل میں ڈھونڈھ لینا میں اسی مقام پر ملجاؤنگی لیکن بیان کرو کہ تم کس وجہ سے یہاں آئے میں نے جواب دیا کہ شکار دوست ہوں شکار کھیلنے میں یہ سانحہ ہوا ابھی تھوڑی دیر کے دوسرا نخل جو پہلو میں ہے اُس سے ایک ضعیفہ عورت یہ کہتی ہوئی آئی کہ او گلرنگ پری یہ انسان ہیں ان لوگون سے امید وفا کہان یہ کہکے اُسکا ہاتھ پکڑکے کھینچا وہ نہ جاتی تھی زبردستی کھینچی ہوئی لیگئی پلٹ پلٹ کے مجھکو دیکھتی تھی سامنے جو نخل ہے اُسمیں جاکر دونوں غائب ہوئین انکا نظرون سے چھپنا کہ ولولۂ جنون نے یہ نوبت بہم پہونچائی اب دیکھون فلک کیا دکھاتا ہے منظور یہ ہے کہ تڑپ تڑپ کے اسی مقام پر جان دون اب اہل شہر کو جاکر کیا منھ دکھاؤن کس سے پوچھون کہ کیونکر صاحب انجام محبت یہی ہوتا ہے محبت کرنے والا اپنی جان کو روتا ہے آپ اپنے نام نامی سے مجھے آگاہ کیجیے آپکے چہرے سے آثار جلالت ہویدا او رآ شکار ہین رستم نے اپنا نام مفصل بتایا وہ قدمون سے لپٹا جاتا ہے کہتا ہے برائے خدا یہ بتائیے کہ وہ صورت زیبا پھر دیکھنا نصیب ہوگی وہ بھولی بھولی شکل آنکھون کے نیچے پھرتی ہے دل کی یہ کیفیت ہے کہ مرغ بسمل ہے لطف نظم

سانس دیکھی تن بسمل مین جو آتے جاتے
اور چھری کا دیا جلا دیتے جاتے

خط نے اس عارض رنگین پہ کیا عرصہ تنگ
خار ہین صحن گلستان کو دبائے جاتے

کیا چڑھوگے نہ کبھی روز مری گھات پہ تم
آخر اس راستے سے روز ہو آتے جاتے

آتش شوق پہ کرتے ہین یہ کار روغن
اشک گرم اور بھی ہین آگ لگاتے جاتے

آزماتا ہون محبت مین مین ظرف دل کو
درد و غم ہین کہا تھا کہ ہین سمائے جاتے

نزع مین تھا مین تجھے منہ سے لگا بیٹھا تھا
آخری وقت تو دیدار دکھاتے جاتے

یاس بیتاب دل سے مٹے حرف محبت کیونکر
لالہ داغ ترا جائیگا جاتے جاتے

دل بیتاب شتاب آئیگا قاصد نہ تڑپ
راہ مین دیر لگیگی فقط آتے جاتے

کوچۂ یار مین جانے کا مزا الم ہی کون — خود حذر کرتا ہون اس راہ سے آتے جاتے
اشک آنکھون سے نکلتے ہین یہ سرخی مائل — چشم بد دور نئے رنگ ہمین لاتے جاتے
شمع و گل تربت عاشق پہ نہ لاتے تھی — فلک کے تو لیے ہاتھ اُٹھاتے جاتے
ہجر کی شب تری فرقت نے یہ دم بند کیا — سانس کبھی سینے مین رُکنے لگی آتے جاتے
ہوئی دربان تلک اُنکے رسائی حاصل — رفتہ رفتہ ہمین اُس کوچے مین آتے جاتے
راستہ روک کے کھلونگا * کہنا ہی مجھے — کیا لوگے نہ کبھی راہ مین آتے جاتے
آپ مین ہوتے اگر دل ہی یہ قابو ہوتا — کوچۂ یار مین کیون ٹھوکرین کھاتے جاتے
قصہ صحرا کا ہی دیوانون کا لڑکے ہین کدھر — راستے والون کو آگے سے ہٹاتے جاتے
مین جبھی وسے چکا ہون خط غلامی صاحب — جن دنون آپ تھے لکھ لکھ کے مٹاتے جاتے
ہوتی جاتی ہی عداوت اُسے ہمسے افزون — نقش جب آگ مین جون جون ہین جلاتے جاتے
قیس و فرہاد کے قبضے مین ہین کوہ و صحرا — ہم کدھر وحشت جنون خاک اُڑاتے جاتے
جا ہمنا ترک کرو یا نکرو ہو مختار * — نیک و بد رتا تھین ہم ہین جتاتے جاتے

شفق تاج بخش رو رو کر یہ اشعار پڑھ رہا ہی رستم تسکین دیکر فرماتے ہین کہ اے برادر نہ گھبراؤ ہم تمھارے معشوق سے تمھین ملا دینگے یہ دہ قاف مین ہماری عملداری ہی ہماری مادر گرامی ملکہ آسمان پری اور بہن ہماری ملکہ قرلیشہ سلطان حبابیس پریون کی بادشاہ ہین یقین ہی کہ وہ پریزاد ہماری والدہ ماجدہ کی خراج گزار ہو زیادہ نہ بیقرار ہو اپنے کو سنبھالو ہم نامہ لکھکر دریافت کرینگے پریزاد کو بلوا لینگے تمھارے ساتھ اُسکا عقد کرینگے مگر شفق تاج بخش قدمون سے لپٹا ہوا رو رہا ہی کہ ڈنکے پر چوب پڑی باپ اُس کا نیلگون تاجدار بیٹے کو تلاش کرتا ہوا آ پہونچا تخت پر سوار بارہ ہزار فوج پشت پر لوگ جنگل مین ڈھونڈتے ہوئے آتے ہین باپ کلیجہ پکڑے ہوئے کہتا ہی ساتھ والون سے میرے نور نظر کو کہان چھوڑا شاید خدا نخواستہ کوئی شیر بھیڑیا کھا گیا اسی جنگل مین تڑپ تڑپ کے جان دونگا اُسکی مان کو کیا منھ دکھاؤنگا وہ گرفتار دام حسرت و یاس کہیگی کہ میرے فرزند کو کیا کیا۔ ایک وزیر نے بڑھ کر عرض کی وہ سامنے آپ کا فرزند بیٹھا ہی ایک آفتاب جمال سے باتین کر رہا ہے

نیلگون تاجدار تخت سے کود ا روتا ہوا سامنے رستم کے آیا کہا ای یار غریبان ای ناصر
بے کسان آپ جو اس سے باتین کر رہے ہین اُنکا ظہور ہوگا رستم نے کہا نہ گھبراؤ ہم جو
کہتے ہین وہی کرینگے ہمارے قبلہ وکعبہ صاحبقران زمان نے صدہا بندگان خدا کی مشکل
آسان کی جو جس سے وعدہ کیا کبھی اُسمین فرق نہین پڑا ہین نے اپنے کام سے ہاتھ
اُٹھایا جبتک انکی مشکل نہ آسان ہوگی اپنا کار ضروری نکرونگا مقابلہ ہفت پیکر مین جاؤنگا
نام ہفت پیکر سنکر باپ بیٹے کانپنے لگے گھبرا کر پوچھا کہ ہفت پیکر سے مقابلہ کا کیا سبب ہے
رستم نے فتاحی طلسم ہفت پیکر کا حال بیان کیا کہ ہفت پیکر ہمارے ہاتھ سے بھاگ کر
قصر عشرت مین آ رکا ہے اب اُسی سے مقابلہ باقی ہے مرحلہ جات فتح ہوئے آج اُس کے
مقابلے مین پہونچ جاتے کہ یہین تمھاری صدائے دردناک سنکر ادھر چلا آیا نیلگون تاجدار نے
کہا ہم شہریار ہفت پیکر نے آپکے مقابلے کے واسطے کل اپنے خراج گذارون کو نامے لکھے ہین
اسقدر فوجین آئینگی کہ گاؤ زمین بار نہ اُٹھا سکیگی رستم نے کہا خدا مالک ہے جسنے
یہانتک پہونچایا وہی اُسکا فیصلہ کریگا ہمکو مظفر و منصور کریگا اُس ملعون و نجس نے دعوی
یکتائی کیا ہے اور لاکھون بندگان خدا گمراہ کیے ہم لوگون نے بڑے صدمے اُٹھائے
کئی سال گذر گئے اسی مرحلہ مین لڑتے ہوئے عنایت خدا سے یہانتک پہونچے نیلگون تاجدار
نے کہا میرے قلعے مین چلیے وہان سے چلکر تدبیر کیجیے مرکب پاسبان حاضر کیا رستم سوار ہوا
اور نیلگون و شفق تاج بخش کو ایک طرف قلعے کے چلے دس بارہ کوس راستہ طے کیا تھا کہ
آواز توپ کی کان مین آئی نیلگون نے گھبرا کر کہا یہ آواز توپ میرے قلعے سے آئی ہے ہرکارہ
بھیجکر دریافت کرین کہ قلعے کو کسنے گھیرا ہے ہرکارے روانہ ہوئے رستم نے نیلگون سے پوچھا
نیلگون نے کہا ظاہر مین تو میرا کوئی حریف نہین رستم نے کہا مین بڑھکر دیکھون نیلگون نے کہا
اکیلا کیونکر آپکو جانے دون شاید کسی قزاق نے قلعے کو گھیرا ہو یہ خبر مل گئی ہو کہ آج کل یہ [illegible]
قلعے مین نہین ہین چلکر قلعے کو لوٹ لین آپ لشکر کو بڑھا کر [illegible]
مین ہی اُسکے سامان کیا ہوگا توپ وغیرہ آراستہ کی ہوگی رستم [illegible] لشکر [illegible]
نخلستان کو طے کرکے سامنے سے قلعہ دکھائی دیا [illegible] دیکھا کہ گرد دیوار [illegible] دور [illegible]

مگر ایک دیو زاغ نول ہاتھ میں لیے ہوئے طرف قلعے کے جاتا ہے اہل قلعہ گولے مارتے ہیں
نالہ و فریاد کرتے ہیں کہ خداوندا ہفت پیکر بچائیے وہ دیو گولوں کو نہیں مانتا جب گولہ سامنے
آتا ہے زاغ نول مار دیتا ہے گولہ الٹا پلٹ کر خندق میں گرتا ہے اسطرح راہ کو طے کرتا ہوا جاتا ہے رستم
نے کہا اے نیلگون یہ تو دیوزادوں نے قلعے کو گھیرا ہے میں جاکے اسکو روکتا ہوں شفق تاج
رونے لگا کہا آپ سے میری زیست کا سہارا ہے اتنے بڑے دیو سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا ادھر
سب دیوزادے دور سے غل و شور کر رہے ہیں کہ اے اہل قلعہ کیوں شامتیں آئی ہیں سب کو آکر
کھا جائینگے فقط بادشاہ کے بیٹے کو ہمیں حوالے کرو وہی ہمارا حریف ہے کہ رستم نے سامنے آکر
نعرہ کیا کہ تمام صحرا گونج گیا آواز دی او بے حیا کہاں جاتا ہے طرف قلعے کے بچا پہلے مجھ سے
مقابلہ کر جسکا تو جویا ہے وہ ہمارے ساتھ ہے یعنی فرزند صاحبقران اس دیو نے جو نام صاحبقران کا
سنا کانپنے لگا رستم مقابلے میں اس دیو کے پہنچے اس دیو نے زاغ نول کو کھینچ دیا خبردار
خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے تیغہ کیبتان پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچکر ہاتھ مارا کہ زاغ نول کے دو ٹکڑے
ہوئے جب زاغ نول کٹا اس دیو نے چنگل مارا رستم نے کلائی پکڑ لی ہاتھ ڈال دیا تو دیو اچھل کر
لگے سے جا تھا یا مثل دال کے خم ہوا کشتی ہونے لگی رستم نے وہ تین گھونسے مارے کہ دیو چیخنے
لگا غل مچاتا تھا کہ او آدمی مجھے چھوڑ دے تو فرزند کو جانتا سلیمان ہے جنہوں نے عفریت کو مارا
سمنون پر اور دست کو قتل کیا تمام چودہ قاف میں اپنا سکہ جاری کر دیا میں تجھ سے کیا
لڑ سکونگا مجھے چھوڑ دے وہ گھڑی کی کشتی میں رستم نے کولے پر لاد کر زمین پر مارا کہ زمین ہل گئی
گھوڑے کو بیٹھے پر سوار ہوئے کہ دیوزادو سے دبا کر فرمایا گستاخ میں پروردگار کی کیا کہتا ہے اس
قلعے پر آنے کا کیا باعث ہوا دیو نے کہا اے شہریار دیو فولاد و مردار خوار کا ملازم ہوں وہ ملکہ
سنگلاخ کا ساہو کی پر عاشق ہے فغفور چینی کہ باپ ہے ملکہ کا اسپر لشکر کشی کر کے آیا تھا فغفور سے
پیغام و سلام کر رہا تھا کہ یہ خبر اسکو پہنچی کہ ایک آدمزاد نے ملکہ کو زخمی کیا اسنے بلاکر مجھکو
حکم دیا کہ جا کر سب کو قلعے میں کھا جاؤ غلام آپکی خدمت سے مشرف ہوا آپکی اطاعت میں کیا عار
ہے آپ کا نمک سے بہ خوشی اختیار کرتا ہوں بڑے بڑے شاہان جلیل آپکے والد کے ہاتھ سے
مسلمان ہوئے رستم نے اسکو مسلمان کیا اسنے ان دو سو دیوزادوں کو آمادہ کر کے مسلمان کیا

سکو لیکر رستم قلعے مین آئے مقام صدر پر آکر بیٹھے سردار گرد شفق تاج بخش رستم کے آگے ترچھا
ہوا جاتا ہی عرض کرتا ہی ای آقاے نامدار سو معشوقین آپکے ناخن پا پہ نثار ہین آپکا تشریف
لانا باعث برکت ہوا اب کیا تدبیر ہوگی دیو پلیان نے عرض کی افسر ہمارا یہ وعدہ کر گیا ہی
کہ اگر فغفور چینی نے شادی بجنسی کر دی تو خیر ورنہ بغیر معشوق کے لیے نہ پلٹونگا رستم نے
کہا پہلوان ہمکو لیچلو آخر ایک تخت پر رستم اور شفق تاج بخش بیٹھے وہ تخت لیکر اڑ کے
یہان فولاد نے جب سنا سے فغفور کہ کے لکھے فغفور نے جواب صاف دیا کہ ای فولاد پریزاد و دیوزاد
سے مواصلت نہین ہوتی لہذا ہمکو نہ ستاؤ پلٹ جاؤ آخر جو تمہارے مزاج مین آئے فولاد
نے طبل جنگی بجوایا فولاد کے ملازم جو جنات ہین انھون نے بہت فولاد کو سمجھایا کہ فغفور سچ
کہتا ہی دیوزاد و پریزاد سے آج تک مواصلت نہین ہوئی اپنی قوم مین سیکو اختیار ہی فولاد
نے نہ مانا کہا کل کھڑے کھڑے قلعہ لونگا اور معشوق پر کبھی قبضہ کرونگا اب وطن مین کیسا
پلٹ کے جاؤن کیا منہ دکھاؤن مین کہکر آیا تھا کہ شادی کرنے جاتا ہون عزیز داری کہین
لگئے تھے ایک جن پر زور نہ چلا فغفور نے جواب صاف دیا پلٹ آئے ایسے ایسے لاف و گزاف
کر کے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے فغفور کو خبر دی بلا ومالش فغفور نے عرض کی حضور بھی طبل جنگی
بجوائین غلام اپنی جان لگا دینگے قلعے مین نہ آنے دینگے اس سنگدل پر پتھرون کی بوچھار
کرینگے فغفور نے بمجبوری طبل جنگی بجوایا گلرنگ پری نے جو یہ معرکہ دیکھا جام زہر بھر کر کہا کہ
مین اپنی جان دیدونگی مگر اس دیو کے ساتھ نہ جاؤنگی چار پہر رات تیاری رہی صبح کو دیو فولاد
میدان مین آیا دیکھا قلعہ آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہی منجنیقین چڑھی ہوئی ہین
انپر پتھر سو سو من کے نصب ہین فغفور چینی کرسی پر بیٹھا ہی تمام جنات چہار جانب سے
گھیرے ہوئے ہین سامنے سے آکر فولاد نے پکار کر آواز دی ای فغفور چینی کیون جان دینے
آمادہ ہوے ہوا لیسے گھرونڈے بہت سے مین نے بگاڑ ڈالے ہین بہتر یہ ہی کہ نکال دو اور
میری معشوقہ مجھکو دیدو گلرنگ پری نے کہ ایک گوشے مین بیٹھی ہی جام زہر آگے بھرا ہوا رکھا ہی
خنجر ہاتھ مین کھنچا ہوا ہی جواب دیا او بیہودہ کیا بکتا ہی لاشہ ہمارا لیجائیگا زندہ نہ پائیگا فولاد
نے جو یہ باتین گلرنگ سے سنین مثل ابر گرگرا اور طرف فوج کے پلٹا کہا کہ یارو کیا ارادہ ہی

سب نے عرض کی حکم کی دیر ہی ابھی پامال کر ڈالین معشوق کو حضور کے لیے آئین یہ سنکر فولاد نے اشارہ کیا کہ ہان لینا کئی ہزار دیو لینا لینا کہکر چلے قلعے سے منجنیق پڑنے لگے سو سو من کے پتھر جو دیوزادون پر پڑے کئی سو بیس دیوون کے سر پھٹے اب تو سب کے پاؤن اُٹھ گئے یہ کہتے ہوے پلٹے کہ گوشت مٹی کی لڑائی ہی کیونکر وہان تک پہونچین وہان پتھر برس رہے ہین بھاگ کر دور کھڑے ہوے کہتے ہین ای افسر ہم مجبور و ناچار ہین پتھرون نے سخت حیران کیا کئی ہزار منجنیق چڑھی ہوئی ہی کیونکر ان وارون کو روکین کیونکر وہان تک پہونچین اہل قلعہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ دیوزاد بھاگ کر دور کھڑے ہوے غلغلہ کرنے لگے وہ مارا وہ بھگایا فولاد کو بہت ناگوار ہوا کلھاڑا اُٹھایا کاندھے پر رکھا جھومتا ہوا چلا فغفور نے کہا یارو وہ تنہا آتا ہی سب نے کہا کیا مجال جو آسکے پھر پتھر برساتے ہین کہکر پتھر برسانے لگے مگر فولاد کا یہ حال ہی کہ جو پتھر سامنے آیا اُسپر کلھاڑا مار دیا پتھر اُلٹا پلٹ کر خندق مین گرا یا کسی برج پر گرا اُسے پامال کیا اسطرح پتھرون کو روکتا ہوا فولاد چلا آتا ہے ملازمان فغفور نے عرض کی حضور یہ وہ سنگدل پتھرون کو نہین مانتا رد کرتا ہوا چلا آتا ہے فغفور نے بیقرار ہوکر اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی پکار اُٹھا ای خالق لیل و نہار مدد کر اس بلاے ناگہانی کو رد کر نظم

برفگن یا ای دلربا از چہرۂ انور نقاب / نیست شایان بر عذار نیر اکبر نقاب
پرتو افگن بر فلک ہرگز نگشتی مہر و ماہ / چہرۂ پر نور تو بودی اگر اندر نقاب
پرتو روے تو از ہر پردہ ظاہر میشود / می نماید جلوۂ نور رخت از ہر نقاب
پردہ بر روی منور مانع دیدار نیست / ہست غالب پرتو نور جمالت بر نقاب
دیدۂ تا دیدۂ دیدار روشن میشود / گر بیند ازی زچہرہ ای مہ انور نقاب
جان میخواہد کہ در پردہ بود آن جان جان / کی پسندد دل کہ باشد بر رخ دلبر نقاب
اہل بینش می شناسندش ز ہر طرز و طریق / خواہ باشد رو برو خواہ باشد در نقاب
ہست یا بشناسند تصویر اندر نظر داریم ما / ذرہ بر چہرہ نہ دارد یار بے پیکر نقاب

مگر تاک بیری کبھی دعائین مانگ رہی ہی کہ ای معبود اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے

اس ظالم کی جہالت دے فولاد چلا آتا ہے واضح رہے کہ یہ جنات وغیرہ خراج گزاران ملکہ آسمان پری ہیں خراج ان سب کا خدمت ملکہ آسمان پری میں جاتا ہے صاحبقران جو اٹھارہ برس پردہ قاف میں رہے انھیں ممالک کو فتح کرتے تھے اور گروہ سرکش ملکہ آسمان پری کا جاری ہوتا تھا جب صاحبقران چلے گئے تو ان سب نے وہی طریقہ رکھا مسلمان ہیں ہر مرتبہ پکارتے ہیں کہ اے خالق حزم و تحمل دیکھیے کیہ تک نہیں لگے جب قلعہ فتح ہوگا تو لڑ بھڑ کر اپنی جان دینگے جب ملکہ چاہتی ہیں کہ جام زہریلا لوں یا خنجر ماروں کنیزیں لپٹ جاتی ہیں عرض کرتی ہیں حضور نہ گھبرائیں جب لونڈیاں مر جائینگی تب آپکو اختیار ہے فولاد لڑتا بھڑتا پتھروں کو رد کرتا ہوا قریب خندق کے آیا نعرہ کیا کہ اے نفعو ہیں تے قلعہ لے لیا اب جو قلعے میں آؤنگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا چنگل مار مار کے سب کو کھا جاؤں آخر تمنے میرا کہنا نہ مانا کئی سو دیوزاد جو میرے مارے گئے ہیں انکا بدلہ لونگا ایک جن کو زندہ نہ چھوڑونگا بڑی تکلیف اٹھا کے آیا ہوں اسوقت اہل قلعہ کی بیتابی ملکہ گلرنگ پری کی ہر چند چاہتی ہیں کہ میں اپنی جان دوں کنیزیں لپٹ جاتی ہیں غریو بلند ہوتا ہے دیو فولاد کھڑا ہوا جھوم رہا ہے ہر مرتبہ کلہاڑا اٹھا کر چاہتا ہے کہ پھاٹک توڑوں پھر رک جاتا ہے چونکہ گلرنگ پری یہ عاشق ہے ہر مرتبہ پکارتا ہے اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان قطعہ

دل قابل محبت جاناں نہیں رہا
وہ ولولہ وہ جوش وہ طغیان نہیں رہا

ٹھنڈا ہوا ہے گرم جوشی افسردگی سے جی
کیا اثر کہ نالہ و افغان نہیں رہا

کرتے ہیں اپنے زخم جگر کو رفو ہم آپ
کچھ بھی خیال جنبش مژگاں نہیں رہا

دل تختیوں سے آئی طبیعت میں نازکی
صبر و تحمل و قلق جان نہیں رہا

کیا ایسے ہوگئے کہ بھلوں سے برے ہوں
یاروں کو فکر چارہ و درمان نہیں رہا

عشق ہیں کہ بے داغ ہیں گل پیرہن نمط
از بس داغ سے طرز گریبان نہیں رہا

آنکھیں نہ پائیں شوخ نظر کیوں کہ ابکی ہیں
مفتون لطف نرگس فتان نہیں رہا

ناکامیوں کا گاہ گلہ گاہ شکر ہے
شوق وصال و اندوہ ہجران نہیں رہا

ہے تودہ تودہ خاک سبک دوش ہو گئے
سر پہ جنون کے عشق کا احسان نہیں رہا

ہر لحظہ پھر جادون سے ہین چشم پریشان
آئینہ وار دیدۂ حیران نہین رہا

پھرتے ہین کیسے پردہ نشینون سے منہ چھپا کے
رسوا ہوے کہ اب غم پنہان نہین رہا

آسیب چشم تھر پری طلعتان نہین
اے آتش اک نظر کہین انسان نہین رہا

بے کار ہیں امید سے فرصت ہر رات دن
وہ کاروبار حسرت و حرمان نہین رہا

بے سیر دشت و بادیہ لگنے لگا ہی جی
اور اس خراب گھر مین کہ ویران نہین رہا

بے اعتبار ہو گئے ہم ترک عشق سے
از بس کہ پاس وعدہ و پیمان نہین رہا

نیند آئی ہی فسانۂ گیسو و زلف سے
وہم و گمان خواب پریشان نہین رہا

کس کام کے رہے جو کسی سے رہا نہ کام
سر پر کلہ غرور کا سامان نہین رہا

سو بس یہ لاف الفت تقوی ہی کیون نگر
دل مین تو کوئی دشمن ایمان نہین رہا

ای ملکۂ عالم میری جان جاتی ہی جان و مال تم پر نثار ہی مجھکو اپنا غلام بے زر جانو واسطے خداوند اس شیاطین کا جام زہر نہ پینا مین تمھارے واسطے سر پر مکان بناؤن باغ سلیمانی پر قبضہ کرون انھین تمکو رکھون پری زادین واسطے خدمت کے مقرر کرون ملکہ نے آواز دی او بے حیا یہ سب حسرتین دل مین رہین گی یہ آرزوئین نہ نکلینگی فولاد چاہتا ہی جا پڑون پھاٹک توڑون کہ آسمان سے آواز آئی او نامرد خبردار آگے نہ بڑھنا منم فرزند صاحبقران رستم نوجوان نعرہ رستم ارشد اولاد امیر عرب + کنیت علمشاہ رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیلزور + کہ بر تخت مردوق افگندہ شور + فولاد نے دیکھا رستم تخت پر سوار پہلو مین شفق تاج بخش رستم تخت سے کود کے برابر فولاد کے پہونچے آواز دی او نامرد کمزور پاکر دباؤ ڈالتا ہی فولاد نے وہی کلہاڑا جو ہاتھ مین تھا چرخ دیکر رستم پر مارا رستم نے تیغہ کا ایک ہاتھ مارا کہ کلہاڑا کٹ گیا جب کلہاڑا کٹا فولاد جھلا یا پنگل مار دیا رستم نے کلائی تھام کے ایک گھونسا مارا کہ فولاد ٹھہرا گیا بے اختیار منہ سے نکلا کہ ای فرزند صاحبقران گھونسا مارا کہ گرز مارا اب تک آنکھون کے نیچے اندھیرا ہی فوج غم و الم نے گھیرا ہی لیکن شفق تاج بخش ایک طرف کھڑا ہوا دعائین مانگ رہا ہی کہ ای پروردگار میرے آقا کو اس دیو سے بچالے کوئی

چشم زخم نہ پہونچے میرے واسطے کدو کاوش کرتے ہیں اپنا بڑا کام ضروری چھوڑا تھا بلکہ
ہفت پیکر میں چلے گئے تھے اتنے بڑے طلسم کو فتح کرتے ہوئے آئے ہیں انھیں کا کام تھا
اس طلسم پر کون ہاتھ ڈال سکتا تھا او کون کی زبانی سنا ہے کہ طلسم خیال سکندری اس سے
زیادہ وسیع ہے عمارت بھی اسکی رفیع ہے اس طلسم پر جانا دشوار ہے لیکن بذریعہ اخبار معلوم ہوا
کہ اس طلسم کو صاحبقران فتح کرینگے ہفت پیکر کی وہ کفالت کریگا اسی وجہ سے پہنچ ڈالی
آئیگا خدا میرے آقا کو بچائے روز سیہ نہ دکھائے یہان رستم فولاد کو ریل کر خندق سے ہٹا لے گئے
فرمایا او ظلم پسند تو نے غضب کیا ہے ان غریبوں پر لشکر کشی معشوق سے سرکشی فولاد نے
کہا معشوق نہ مانے تو کیا کرون آخر کو لشکر کشی کرکے آیا یہ انجام ہوا تمہاری قضا لائی ہے
تمھارے والد نے شہزادہ کو کیا مارا کہ اس روز سے آدمزادون کو گھمنڈ ہوگیا دیوزادون سے
لڑنے لگے ورنہ انسان ضعیف البنیان دیوزاد کی خوراک ہے ایک لقمے میں تمہارا قصہ پاک کیا
ہڈیاں چبا جا کے کھا جاؤنگا بڑے صدمے دونگا تمکو جان بچانا دشوار ہوگی رستم لڑ رہے ہیں گلرنگ
پری نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ میرا عاشق بھی کھڑا ہے دعائیں مانگ رہا ہے یہ بھی دعائیں مانگنے لگی کہ
اے کریم و رحیم انکو غالب کر اس دیو سے کیونکر جان بچے گی تو بچانے والا ہے رحم اپنا شریک
کر یہان رستم نے دیو فولاد کے دونون بازو کھاتے سر سینے میں اڑا یا ریل کر فولاد کو [illegible] دور
دس قدم ہلا کر یکہ مارا دونون گھٹنے فولاد کے آشنا ہے زمین ہوسے چاہا لنگر قائم کرے لعین
زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہے کمر میں ہاتھ ڈال کے زور کیا اس پہاڑ سے زمین چھڑائی
سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا فولاد چیت گرا رستم کود کر اسکی چھاتی پر سوار ہوئے
کندہ زانو سے دبا کر فرمایا شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہے دیو فولاد نے دیکھ کر چلا کر
آواز دی او آدمزاد تو نے مجھکو ذلیل کیا اب چاہتا ہے خداوند کو چھوڑون خداوند بھی کیسے
کہ پتھر سے آواز آتی ہے تمام دیوان قاف اس پتلے کو سجدہ کرتے ہیں مین مذہب اپنا
نادیدہ نہ اختیار کرونگا رستم چھاتی پر سے اٹھے ایک پاؤن دونون پاؤن سے دبایا ایک
پاؤن کو دونون ہاتھون سے تھاما جھٹکا مارا کہ پہلے جھٹکے میں تا سینہ چیرا اور دوسرے
جھٹکے میں تمام چیر کے پھینکدیا تمام دیوزاد جو کھڑے تھے لپنا لپنا کہکر دوڑے [illegible]

پھاٹک کھول کر مع جنات کے نکلا فوجین لگئین تلوار چلنے لگی دیوزادون نے دیکھا کہ
رستم نے اتنے عرصے مین کئی سو دیوزادون کو مارا جس پر تیغ کیبتان پڑا اسکے دو ٹکڑے
ہوگئے اگر دو دو دیوزادون نے بڑھکر دو طرف سے حملہ کیا رستم جھپٹ کر ایک کی ٹانگون مین
چھپ گئے گویا پھاٹک مین آ گئے ایک کا حربہ دوسرے کے پیٹ مین پڑا آپس مین ہلاک ہوئے
اسطرح دیو مرے پڑتے ہین رستم جنگ کر رہے ہین دیوزادون مین صداے الامان بلند ہے رستم
بڑھے اور شور سے لڑ رہے ہین آخر جنات ایسے لڑے کہ دیوزادون نے شکست کھائی
لاشین فولاد کی بشکل پہاڑ اُٹھائی طرف صحرا کے خاک اڑاتے ہوئے بھاگے کئی کوس تک رستم
نے پیچھا کیا چاہتے تھے کہ دیوزاد جو بھاگے جاتے ہین انکو بھی قتل کرون فغفور چینی آکر
قدمون سے رستم کے لپٹ گیا کہا ای شہریار آپ کے بزرگون کا یہ طریقہ ہے کہ کبھی بھاگے کا
پیچھا نہین کرتے راشد چینی وارشد چینی ہمارے جد و آبا مین خدمت صاحبقران مین رہے
اُنکی زبانی سب قاعدے سُنے جہان صاحبقران کے سامنے سے حریف بھاگا وہ اُسکا پیچھا
نہین کرتے اب حضور بھی واپس ہون کنیز آپ کی گلرنگ پری جمال کی مشتاق ہے حضور کیواسطے
دعائین کر رہی ہے رستم نے فتح و فیروزی پائے شفق تاج بخش کو تخت پر سوار کر لیا آپ پایۂ تخت
پر ہاتھ رکھے ہوئے اس شان سے شفق تاج بخش کو ساتھ لیکے قلعے مین آئے گلرنگ پری
نے جو اپنے عاشق کے آنے کی خبر سنی واسطے استقبال کے نکلی دیکھا کہ شفق تاج بخش تخت پر
سوار ہے آگے رستم کو سلام کیا رستم نے فرمایا اے گلرنگ پری تمھارے واسطے یہ ہنگامہ ہوا اس
جوان کا عجیب حال تھا مین اسکو اٹھا کر لایا ہون گلرنگ پری نے رستم کے سر جھکا لیا
عرض کی کہ حضور یا آپ ہین جو حکم دیجیے وہ بجالاونگی شفق تاج بخش کو لیکر بارگاہ مین آئی فغفور
چینی و شفق تاج بخش تخت پر بیٹھے رستم آکر دنگل پر جلوہ فرما ہوے فغفور چینی نے پریزادون کو
اشارہ کیا سامنے آکر ناچنے لگین بعد سوز و گداز یہ اشعار گانے لگین نظم

| | |
|---|---|
| تنگ کرتا ہے بادل چھپانا یہ سو سو بار کا | رنگ رخ نے ڈھنگ سیکھا ہے مزاج یار کا |
| ایک دم فرصت نہین کیا از دحام خلق کو | رخنہ دل ہو گیا روزن تری دیوار کا |
| نہین معلوم ہوتی پڑ چکی کیا کیا نظر | طول ہے زخمون کے دامن مین شب بیمار کا |

ای ملکہ میرا عجب حال ہی خیال تو فرمائیے کس مدت سے آپ پر جان دیتا ہوں انسان ضعیف البنیان آکر آپ کے ساتھ شادی کرے اور مین محروم رہون اب آج مجھے سرفراز فرمائیے قلعہ کھول کر نکل آئیے سرداروں نے آواز دی او سحیا کیا بکتا ہی جو تجھ سے ہو سکے وہ کر ملکہ کی لونڈی کو بھی نہ پائیگا ملکہ آسمان پری نے جو دیکھا کہ قہقہہ نے بلغر کیا سردارون کو اشارہ ہوا ان سب نے پتھر برسانا شروع کیے ہزار نرہ دیو ہمراہی قہقہہ کے مارے گئے دیوزاد بھاگے قہقہہ نے چوبدست ہاتھ مین لی کہا بار دیکھا میں تمہارے پتھر وں سے ہرا یا ہوں میں ابھی جاکر قلعہ فتح کرتا ہوں یہ کہکے جھومتا ہوا چلا کئی سو گز کا قد چوبدست آہنی کاندھے پہ شلنگین لگاتا ہوا چلا آسمان پری نے جو دیکھا کہ خود قہقہہ آتا ہی بیتاب ہو کر طرف آسمان ہاتھ اٹھائے بیقرار ہو کر آواز دی ای خالق بندہ نواز ای کارساز رحیم اپنا شریک کر نظم

ای کہ از حسن بہ انوارت منور آفتاب — جلوہ گر نور جمالت در مہ و در آفتاب

حلقہ در گردد مہ و گردون گردان جاکرت — روز و شب در سجدہ طاعت نگون سر آفتاب

تاب کی دارد مہ تابان کہ آید رو برو — در مقام جلوہ کی گردد برابر آفتاب

خاک ناکارہ ز الطاف تو گردد کیمیا — ذرہ را حاصل شود عز و شرف بر آفتاب

ہست از قربان تو ای ہادی گم گشتگان — ماہ در شب رہنما در روز رہبر آفتاب

جلوہ ات از جلوہ شام و سحر پاید ظہور — مطلع انوار تو مہتاب و مظہر آفتاب

پرتو افگن گاہ می گردد مہ نو بر فلک — گاہ گردد جلوہ گر از سمت خاور آفتاب

یافت از قدرت زمین و آسمان قدر بلند — عرش عزت پایہ کرسی رتبہ بر تر آفتاب

پردہ از روے منور بر کشا تا در جہان — چہرہ ننماید دگر تا روز محشر آفتاب

ماہ از حسن تو دارد داغ حسرت بر جگر — سینہ دارد گرم مثل شمع انور آفتاب

سرزمین از شرق و غرب آمد بزیر سایہ اش — چون تو کردی ای کریم گستر لشکر آفتاب

نور اندر ماہتاب از جلوہ رخسار تست — می نماید صورت شام و سحر در آفتاب

طبع روشن در ثنا این حق چو فرمود عطا — گشت بر اوج سخن ہندی سخنور آفتاب

ملکہ آسمان پری کے بلکنے پر سب آمین کہ رہے ہین ملکہ قرالیقہ سلطان زخمدار یا بانگ ... پیدا ہی

تیغہ سلیمانی کہ پہلو مین رکھا ہو ہر مرتبہ چاہتی ہین کہ اُٹھون جب قبضے پر ہاتھ رکھا او قصد کیا
کہ اُٹھون لڑکھڑا کر گر پڑتی ہین زخم سر کھل جاتا ہو فرماتی ہین کیا ستم ہو کہ بیجا والدہ ماجدہ کا
نام لیتا ہو کاشکے مین کور و گنگ پیدا ہوتی کہ یہ آفت آنکھون سے نہ دیکھتی نہ کانون سے
سنتی ای رب میرے مدد کر اس بیجا نے قلعہ لینے کا ارادہ کیا ہو تو ہی بچانے والا ہو اس ظالم کی
عصمت والدہ ماجدہ پر نظر ہو خدا اسکی بدعت سے بچائے افسوس کہ تو ننگ کیا تھا اب
تک پلٹ کر نہ آیا یہان وقت اختتام قریب ہو ظاہر ہوا کہ قریشہ بدنصیب ہو کہ یہ سامان اپنی
آنکھون سے دیکھے اور زندہ رہے ای کریم یا تو طاقت و قوت عطا کر کہ مین نکل کر اس بیجا سے
مقابلہ کرون اُسکی سرکشی مٹاؤن یا اپنی جان دون اگر قبلہ و کعبہ آجاتے کہ جنھون نے دیو
عفریت لیسے کو مارا سمندون ہزار دست کو للکارا تمام پردۂ قاف کے دیوزادون کے
نام سے کانپتے ہین اٹھارہ برس پردۂ قاف مین رہے چھتیس پردے تسخیر کیے پرنیزادیون سے
لپٹ رہی ہین بیان پر قریشہ کے روتی ہین کہتی ہین داری آپ ثانی صاحبقران ہین بعد
صاحبقران کے آپنے کیا کارنمایان کیے ملکہ قریشہ کہتی ہین ایک غلام کی قبلہ و کعبہ کے برابری
نہین کرسکتی اُنکے فرزندان نامدار کیسے کیسے صاحبان شوکت ہین جنھون نے قلعہائے فتح کین
سرکشان عالم کو زیر و زبر کیا آخر یہ غرور ہوا کہ مقابلے مین قبلہ و کعبہ کے آنے سے پہلے صاحبقرانی
مانگنے لگے میرے نزدیک اُنکی گوشمالی کی سر میدان زیر کیا اُنکا غرور مٹایا مین کس شمار مین ہون خدا
اُنکو سلامت رکھے اُنکی ذات سے نام جرأت روشن ہو خارستان دنیا رشک گلشن ہو
اگر ہمارے بعد آئے تو بڑا افسوس کرینگے فرمائینگے کہ قریشہ بیکس بے بس ہو کر قتل ہوئی تمھی
کو زندہ نہ چھوڑینگے کل پردۂ قاف مین یہ پردۂ ظلمات باقی رہ گیا کہ قہقہہ سیاہ گیسو کی ظلمات مین
چلا جاتا ہو اسکی فتاحی رہ گئی ورنہ جب قصد کرتے پردۂ ظلمات کو لیے لیتے تک قصد کامل نہین
کیا مگر قہقہہ لٹھ کا جھگڑا چھوڑنے کو دفع کرتا ہوا لب خندق پہونچا پکار کر آواز دی ملکہ اب دروازہ
کھول دے اب سرکشی نہ کرو ورنہ پھاٹک توڑ کرتا ہون یہ کہکے جو بدست اٹھائی چاہتا ہو کہ
پھاٹک پر لگاؤن مع فوج اندر قلعے کے گھس جاؤن پہلے سب کے ملکہ آسمان پری کو پکڑون
بعد اسکے قریشہ کو قتل کرون کہ اسکے ہاتھ سے کئی بیٹے میرے مارے جا چکے ہین اسکا نام سے

دیوزاد بھرا تے ہیں اسکے مقابلے میں نہیں آتے قرلیشہ نے جو دیکھا کہ اب یہ ناک توڑا
چاہتا ہی تو دل سے دعا کی کہ آسمان سے نعرۂ تکبیر کی آواز آئی کہ باش او کافر آگے قدم نہ بڑھانا
تہمتن رستم پہلوان علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران قرلیشہ نے جو رستم کو دیکھا تو مثل گل
شگفتہ ہوگئیں پکارنے لگیں کہ بھائی صاحب آگئے اس ظالم نے بڑی بدعت کی ہے
زنہاری میں گھیرا ہی رستم تخت سے کود پڑے قہقہہ نے جو پیوست لگائی رستم نے جلدی سے
بدل کر خالی دی زمین پر جو پڑی زمین سے پانی نکل آیا قہقہہ نے آواز دی زدم پیستہ
کردم مارا اور کام تمام کیا رستم نے پہلو سے نعرہ کیا او سمجھا میں موجود ہوں کسے مار کے
پست کیا قہقہہ نے جو رستم کو کھڑے ہوئے دیکھا دوسری جو پیوست لگائی اب کی رستم
نے ہاتھ تیغہ کیبتان کا مار کر جو پیوست کٹی تب قہقہہ نے چنگل مارا کہ گولی بنا کر کھا جاؤں
رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک جھٹکا مارا کہ قہقہہ منھ کے بل جھکا دیوزادوں نے رستم پر
بلوہ کیا تب رستم نے قہقہہ کو چھوڑ دیا ہاتھ تیغہ کیبتان کا مار کر سر قہقہہ کا زخمی ہوا قہقہہ
سامنے سے رستم کے بھاگا مگر میں لاکھ دیوزادوں کا بلوہ ہی رستم قتل کرتے کرتے تھک گئے
ہیں پروردگار سے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے خالق بے نیاز اے رب کارساز میرے
اس ظالم کو شکست دے اس ظالم کے ہاتھ سے مہلت ملے نظم

مشتغل ہستند و شغل عبادت عام و خاص — ہست یا رب بندۂ زار تو خلقت عام و خاص
سر نہادہ ہر دم بر خاک آستانت عام و خاص — میکنند سجدہ بر اخلاص ارادت عام و خاص
دائما در بارگاہ تو حاصل میکنند — گنج علم و گنج فیض و گنج دولت عام و خاص
در جہان ہر نیک و بد امیدوار فضل تست — ہست از الطاف تو خواہان رحمت عام و خاص
جلوۂ معبودی تو از انوار وحدت جا بجا — کردہ پیدا انوار وحدت بکثرت عام و خاص
بر امید وصل تو یا جامع المتفرقین — می کشند بر دوش خود بار ریاضت عام و خاص

بیقرار ہو کر رستم نے جو دعا کی صحرا تمام دیکھا تھا بارگاہ الٰہی میں پیش ہوا دار فنا سمیع
سے بارہ ہزار نرہ دیوؤں کے پیدا ہوا رستم کے جو فہرے کی آواز سنی بھاگتا ہوا لشکر
دیوزادوں پر آپڑا تھوڑے عرصے میں فوج قہقہہ کو شکست فاش حاصل ہوئی سب دیوزا

تھوڑی کو لیکر بھاگے ملکہ قریشہ نے آکر رستم کرد کا کہا بھائی صاحب پلٹیے اب وہ پردۂ ظلمات میں چلا جائیگا وہاں نہ جا سکیگا اگر میں نے اس مرد کا تعاقب کیا بخوف وہ پردۂ ظلمات میں داخل ہو جاتا ہے وہاں کی تاریکی سے سب گھبرائے ہیں ناچار پلٹ آتے ہیں رستم بفتح و فیروزی پلٹے بیرون قلعہ بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی آسمان پری نے آکر بلائیں لیں کہا ہے تو نظر تھیں جنگ نے کہاں پایا رستم نے سب کیفیت بیان کی ملکہ قریشہ بہت خوش ہوئیں کہ وہ کمبخت فولاد مرد ار خوار مارا گیا ہمیشہ قلعہ پہلو پر پہلے غرکرتا تھا چاہتا تھا ملکہ سلاسل پری قبضہ کرکے پڑے کاٹنے کو آپ نے صاف کیا ایک شب رستم وہاں رہے دوسرے دن فرمایا کہ مجھکو ایک ضرورت درپیش ہے ایسا ہو کہ لشکر ہفت پیکر دبا ڈالے اسکے پاس لشکر بہت ہے چار دن حاملان تخت کو حکم ہوا دیو اکوان دیو کیوان دیو برق دیو برقاف رستم کو تخت پر لیکر سوار ہوئے فغفور چینی ساتھ ہی جب قریب جبل اعلیٰ آکر اترے دیوزادوں نے ہر فلک کی راہ اٹھ لیے کل اثنا لشکر پہاڑ کے پار لیکے رستم دامن جبل اعلیٰ میں اترے خاصہ کھاکے آرام فرمایا دو پہر شب تھا وہ گئی تھی کہ لشکر میں رستم کے ہلڑ ہوا گھبرا کے باہر نکلے دیکھا کہ سب لشکر غائب ہو گیا فغفور چینی ہمراہ خباثت فغفور ہیں شمعق تاج بخش ایک جانب مثل دیوانوں کے بھاگا جاتا ہے گریبان چاک چہرے پر خاک بیتاب اشعار عاشقانہ زبان پر جاری

نظم

| | |
|---|---|
| حلق سے دم لبوں پر خواہش دیدار میں آیا | وہ آیا بھی تو چھپکر پردۂ اسرار میں آیا |
| رقیبوں کو جلایا آنے کی دینداری نے | دل عاشق کبھی صورت سے بزم یار میں آیا |
| سوا حسن گلشن کم نہایت تحریر رنگین سے | صحیفہ بوستان گل کا خط گلزار میں آیا |
| برابر عاشق و معشوق کو رکھا مقدر نے | وہ مالک حسن میں ہیں عشق کی سرکار میں آیا |
| ہمارا بھی خدا ہو گا رہ و آشنا نہ اترا او | وہ کیا فرہی جیسے شان رحمت غفار میں آیا |
| مجھے حیرت ہے حالت دیکھ کر شیخ و برہمن کی | کہ ہر نادان فریب سبحہ و زنار میں آیا |
| بہت مشکل ہوا رہنا کہ دامن دار دنیا میں | الجھ کر رہ گیا جو وادی پرخار میں آیا |
| برہمن دیر کو راہی ہوئے اور شیخ کعبے کو | نکل کر اس در سے میں کوچۂ یار میں آیا |
| خطا شبرنگ [illegible] آکر شان حسن کی قیمت | خبر [illegible] کہ بال آئینۂ رخسار میں آیا |

بُرا ہی جان جان و دل توڑنا امیدواروں کا
خلافِ وضع ہی گر فرق کچھ اقرار میں آیا

نہیں کرتے تمیز ناکس و کس کچھ رندِ بادہ مشرب
بنے گا محتسب گر صحبتِ میخوار میں آیا

اُکھڑے جاتے ہیں شمشاد و صنوبر فرطِ غیرت سے
الٰہی کون سا سرو روان گلزار میں آیا

رستم نے ہر چند پکارا شفق تاج بخش نے جواب کبھی نہ دیا کبھی اشعار پڑھتا ہی کبھی دیوانوں کی باتیں کرتا ہی جب رستم نے غصہ سے کہا کہ اے برادر کیسی بات کرتے ہو ہمارے کچھ ذہن میں نہیں آتا تب شفق تاج بخش نے بیقرار ہوکے جواب دیا کہ اے آقاے نامدار اے مولاے قدرشناس آپ ملاحظہ نہیں فرماتے ہیں کہ وہ بھیا سیاہ رو تیرہ درون میری معشوقہ کو بجبر لیے جاتا ہی میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہی براے خدا میری معشوقہ کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے ورنہ میں ابھی اپنی جان دیدونگا اسی فکر میں جاتا ہوں جو تقدیر نے چاہا تو اس سیاہ رو کو مارونگا معشوقہ کو چھڑا لونگا یہ کہتا ہوا درۂ کوہ جبل اعلیٰ میں داخل ہوگیا جب اندر درے کے پہونچا اور رستم نے دیکھا کہ میری آنکھوں سے نابود ہوا بڑا رستم کو افسوس ہوا پلٹ کر لشکر میں آئے یا تو کبھی ہزار جنات اُترے ہوئے تھے مثل انسان کے اُنکی صورتیں حسین و شکیل اُن سبکا غائب ہونا کوئی رفیق سامنے آنکھوں کے نہ رہا لیکن چاروں حاملان تخت موجود ہیں رستم نے پوچھا کہ اکوان وکیوان یہ کیا معرکہ گذرا تم کچھ یہاں کا حال جانتے ہو یہ تو عقل سے ظاہر ہوتا ہی کہ کسی ساحر کا شعبدہ ہی اکوان وکیوان نے عرض کی غلاموں نے دربار میں ملکہ آسمان پری کے زبانی خواجہ شیبال الرحمان جنی کے سنا تھا کہ جبل اعلیٰ پر ایک ساحرہ رہتی ہی کہ اُسکا نام لیلا سے مشہور ہی کہ وہ کسی کو زیر جبل اعلیٰ اُترنے نہیں دیتی جو جاکر اُترتا ہی اُسکو صدمہ پہونچاتی ہی رستم نے کہا سمجھا جائیگا کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوشن پہنے ہیں یہ تو یقین کامل ہی کہ ان اشیا پر سحر تاثیر نہیں کرتا لوح طلسم ہفت پیکر بھی گلے میں ہی اُسی وقت تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ رکھا طرف درہ کوہ کے چلے درے کے قریب آئے ایک فیل مست جھومتا ہوا سامنے آیا فیل نے بھسونڈا اپنا طرف رستم کے بڑھایا رستم نے دونوں ہاتھ اپنے فیل کو دیے اُس نے اپنی سونڈ میں لپیٹے رستم نے بھسونڈا اُسکا دونوں ہاتھوں سے تھاما پانوں میں پانوں اڑا کر ایک بکہ مارا کہ مع خرخرے گردن گھسیٹ لی فیل چیخ کھا کر گرا رستم اندر درہ کے چلے سامنے دیکھا ایک باغ

ویران ہی اس مین شفق تاج بخش بیٹھا ہی ایک ساحرہ منتین کر رہی ہی کہ میرا وصل قبول کر شفق تاج بخش قبول نہین کرتا کہتا ہی میری معشوقہ کو بلا دو مین تیرا وصل نہ قبول کرونگا ساحرہ نے کوڑا اوٹھایا کہا او جوان اگر میرا کہنا نہ مانیگا تو مارے کوڑون کے کھال گرا دون گی شفق کا عاجز ہونا اور سر جھکا کر کہنا چاہیے قتل کر ڈال مگر مین تیرا کہنا نہ مانونگا ساحرہ نے کوڑا اوٹھایا رستم نے للکارا کہ او فاحشہ خبردار اوسپر ہاتھ نہ اوٹھانا ورنہ بہت پچھتائیگی ساحرہ نے جو جمال رستم دیکھا منتین کرنے لگی کہ ای جوان تو ہی قبول کر لے یہ تو مجھکو نامرد معلوم ہوتا ہی مین عرصے سے منت کر رہی ہون یہ کہکے قریب رستم کے آئی کہا چل کے وہین بیٹھ کہ مین تیرے واسطے شراب و کباب لاون رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا کہ سر ساحرہ کا اوڑ گیا مرتے ہی اوسکے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام مس نیران جادو دربان باغ ہوا ب مرنے سے اوس ساحرہ شفق تاج بخش کے ہوش درست ہوگئے اپنے مقام سے اوٹھا رستم کے ساتھ ہولیا رستم آگے بڑھے کہ گانے کی آواز کان مین آئی روشن بڑی کوٹھی کیا سامنے بارہ دری کے آکے دیکھا مسند پہ ایک ساحرہ بیٹھی ہی تاج سر پر رکھے ہوے زیور پھولون کا زیب جسم گرد کنیزین بیٹھی ہین جیسے ہی رستم کو اوس ساحرہ نے دیکھا اپنے مقام سے اوٹھی پکار کر کہا تشریف لائیے رستم بارہ دری مین آئے اوس ساحرہ نے مسند خالی کر دی مقام صدر پہ جگہ دی آپ ہٹ بیٹھی جب رستم بیٹھے تب اوسنے ہاتھ باندھکر کہا کہ ای رستم نوجوان ای فرزند صاحبقران مین اس پہاڑ پہ مدت سے رہتی ہون ہزار ہا بندگان خدا اس راہ سے گذرے مین نے اونکو مارا جو سحر کیا اوس نے تاثیر کی مین نے آپ کے لشکر پہ یہ سحر کیا تھا کہ آکر قید ہو جائے سب لشکر آیا مگر آپ نہ آئے اسکا کیا باعث ہی رستم نے کہا کلاہ ہفت گوشہ میرے سر پر زرہ ہفت جوشن جسم مین تیغ ہفت جوہر قبضے مین مجھ پہ سحر تاثیر نہین کرتا مین نے دو کوہ پیکر فیل کو مارا باغ مین آکر ایک ساحرہ کو قتل کیا رفیق کو اپنے چھڑا لیا اب تم تک پہونچا آخر مراد تمھاری کیا ہی ہاتھ باندھکر ساحرہ نے کہا مین کنیز ان کنیزون سے ہون امیدوار ہون کہ مجھکو قبول فرمائیے جب آپ ہفت پیکر پر لشکر کشی کرینگے لاکھ ساحر میرے قبضے مین ہین سب کو لیکر مین حاضر ہونگی رستم انکار کر رہے ہین لیکن اسکے منتین ہو رہی ہیں اور

خوشامدین کر رہی ہے کہتی ہے اے شہریار میرا ساتھ رہنا بہت کام آئیگا ہفت پیکر مجھکو دیکھکر گھبرا
جائیگا کہ ہوا سے سرد کے جھونکے چلنے لگے ابر تیرہ و تار آسمان پر پیدا ہوا اُس ابر میں رعد
کی گرج برق کی چمک وہ ابر شق ہوا ایک تخت پیدا ہوا سب نے دیکھا تخت پر ایک
نازنین ومہ جبین نہایت حسین وخوب صورت دو کاکلیں دونوں عارض پر چھوٹی ہوئیں صفا
ثابت ہوتا ہے کہ آئینہ حلبی پر ماران سیاہ لہرا رہے ہیں سیاہی کو انکی شب ہجر عاشق کہوں یا
ظلمات سے مثال دوں پیچ وخم اُنکے برائے طائر دل عاشق دام صیاد ہیں جسکو ہزار طرح
کے کرشمے یاد ہیں عارض رشک قمر آنکھوں میں رعنائی چہرے پر زیبائی گلا صراحی دار اور
سینے پر نار پستان کا اُبھار یا دو نقابدار سرکش جوش جرأت میں کہاں سے سنبھالے کھڑے ہیں
کمر نازک جسکو موے میان کہتے ہیں مثال دینے والے خود معدوم رہتے ہیں ساق سیمین جنپر
بنائے قصر حسن قائم ہے بلور کی ترشی ہوئی رانیں جنکو صانع قدرت نے اپنی صنعت سے
بنایا ہے آگے مقام حجاب ہے دل کو پیچ وتاب ہے زعفرانی جوڑا پہنے بقول شاعر نظم

آڑی ہیکل گلے میں ڈالے ہوئے ۔ پلیچے ہاتھ سے سنبھالے ہوئے
رخ پہ وہ بکھرے بکھرے زلف کے بال ۔ رنگ گل سے وہ ہونٹھ پان سے لال
دہن تنگ حقۂ گوہر ۔ یا اُسے کہیے غنچۂ گل تر

معشوق محبوب طبیعت کی مرغوب خوش وضع آنکھوں میں جادو خال ہندو خنجر ابرو نظم

بہر خندہ کہ زلب برانگیختی ۔ نمک بر دل خستگان ریختی

دیگر

ناک میں نیم کا فقط تنکا ۔ شوخی چالاکی مقتضا سن کا
آستینوں میں وہ کلائی کسی ۔ جسم میں وہ شباب کی کھڑتی
قد میں آثار سب قیامت کے ۔ گو رہی گردن میں طوق منت کے
رخ پہ گرمی سے وہ عرق کم کم ۔ جس طرح گل پہ قطرۂ شبنم
عکس رخ موتیوں سے کانوں میں ۔ بجلیاں چھوٹی چھوٹی کانوں میں

اُس نازنین نے بھی بہ نگاہ محبت رستم کو دیکھا ایک جوان ماہ رخسار [illegible]
سپاہ گری چہرے سے نمایاں فنون جرأت سے بخوبی ماہر [illegible]

بڑی بڑی آنکھیں چتون بھوین غزال چشم شیر خشم خوبصورتی کی تیاری زیبندہ وضع داری سطوت
و صولت رعب و دبدبہ چہرہ زیبا سے ہویدا ہی طریقے سے جرأت پیدا ہی جاتی ہیں سے لگا ہیں
لڑاتی دونون کے دلون سے برچھیان پار ہوئین لیلا سے عنبرین مو یہ کہکہ اٹھی کہ بہن
سلما سے عشوہ ساز آتی ہین سلما آکر قریب رستم کے بیٹھی رستم مسکرا اسکے باتین
کرنے لگے سلما بھی جواب باصواب دیتی ہی لیلا نے یہ طریقہ دیکھا تو ٹکا دیکھا رشک سے جل گئی
جی مین کہتی ہی مین نے کس محبت سے اس ظالم کو بٹھایا مجھ سے محبت کی باتین نہ کین
ہمشیرہ صاحبہ سے اب کیا ہنس ہنس کے باتین کر رہا ہی ضبط کیا آخر ضبط ہو سکا طرف رستم
کے متوجہ ہوئی کہا کیون او نامنصف مجھسے کوئی محبت کا کلام نہ کیا یہ کہکے طرف سلما کے متوجہ ہوئی
کہا بوا سنو یہ میرا معشوق ہی اگر اسیر نگاہ محبت ڈالو گی تو بہت پچھتاؤ گی ہین جن ان کو ابھی مار ڈالو نگی
سلما نے حجاب سے سر جھکا لیا اتنا جواب دیا کہ بوا اتنا نہ گھبراؤ اپنے ہوش مین آؤ یہ مشہور ایک
مثل ہی کہ مان نہ مان مین تیرا مہمان رستم نے کہا لیلا کیون شامت آئی ہین رستم نے جو یہ
جواب دیا لیلا نے سحر کیا مگر سحر نے تاثیر نہ کی پیچھے کمر سے کھینچا خنجر دار خبردار کہکے رستم پہ ہاتھ مار ا رستم
نے تیغ ہفت جوہر پر رو کا کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ڈال کے ہاتھ مار دیا لیلا کے دو ٹکڑے ہو کے
زمین پر تھرا گئین سلما نے کہا ای شہریار یہ کیا باعث کہ آپ پر سحر نے تاثیر نہ کی رستم نے کہا تیغ
ہفت جوہر کسی ساحر کا سحر اس پہ تاثیر کریگا تم کیون رنجیدہ ہوتی ہو اسکی قضا آئی تھی قتل ہوئی
ناحق کو بیٹھے بیٹھے را ستہ روکا میرے ساتھ والون کو قید کر لیا دو ساحر میرے ہاتھ سے مارے گئے
تیسرے اسکی قضا تھی زبردستی اپنی جان دی سلما نے عرض کی سامنے جو قصر ہی شہزادے آپکے
ہمراہی قید ہین انکو رہا کریجیے سحر تو اسکا اتر گیا کہ وہ قتل ہوئی رستم نے اس قصر کو کھولا فغفور
چینی مع اپنے ساتھ والون کے نکلا فغفور رستم قدمون کو بوسہ دیا کہا آقا سے نامدار خدا آپکو
سلامت رکھے عجب مصیبت مین غلام آپکے تھے راستہ کو جاتا یکبارگی بیٹھے بیٹھے قالب ابنے
بیہوش ہو گئے جب آنکھ کھلی تو اپنے کو اس قید خانے مین پایا کرداز و ہے منتظر کھولے ہو
بیٹھے تھے یقین تھا کھا جائینگے مگر خدا حضور کو سلامت با کرامت رکھے کہ اس قید آفت
سے آپ نے بچایا اپنے غلامون کو چھڑایا اب طرف سلما کے رستم متوجہ ہوے سلما نے عرض کی

جاگا کوئی تو صبح کو ہمسر کرے گا حشر — فتنے کبھی سو رہے ہین تری خوابگاہ مین
زاہد بغیر توبہ بخشیگا کیا کریم — جھگڑا نہ ڈال تو مرے عفو گناہ مین
پہونچے نہ کوے یار تک آخر ہم اسی قلق سے — بیٹھی نہ خاک اٹھ گئی دیوار راہ مین
ہین نالے کیسے کرتے قیامت مین ریختہ — ہلکی نہ ہو لی کسی نے دل دادخواہ مین
اب کیون ڈرین گناہ کرین شوق سے جلالؔ — لکھنے ہی کی جگہ نہین فرد گناہ مین

رستم نے شب بھر جشن کیا دوسرے دن سلما اور لاکھ ساحرا اسباب سحر سے آراستہ نوبت نقارے بجاتے ہوئے آئے رستم کو سلمانے تخت پر سوار کیا آپ پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے اڑتی ہوئی جنگل سے نکلی شفق تاج بخش ہمراہ ہی اس دھوم سے طرف لشکر کے روانہ ہوئے لیکن اب حال لشکر رستم ذکر کیا جاتا ہے کہ صبح کو جو سردار اٹھے سماک واسطے نماز کے جگانے آیا رستم کو خوابگاہ میں نہ پایا آکر سرداروں سے بیان کیا کہ آقاے نامدار کا نشان نہین میر طلایہ کی زبان سے سنا کہ دو پہر رات گئے بارگاہ سے نکلے طرف صحرا کے گئے تھے سماک تلاش کرنے نکلا لشکر میں میلگون تاجدار کے آیا وہان آکر یہ خبر سنی کہ رستم طرف پردۂ قاف کے گئے سماک پلٹ کے لشکر میں آیا سرداران سے سب حال بیان کیا ساحر لشکر لیکے الگ اترے غیر ساحرون کے افسر جارو ق و عیوق تاجدار و ہنگام وحشی و شیر بر مردم در دیوانہ سب کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے اہتمام لشکر کرتے ہین سب کو انتظار ہے کہ آقا پردۂ قاف سے آئین تو لشکر کا کوچ ہو کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر کئی لاکھ فوج نیزے چمکاتے ہوئے سامنے سے پیدا ہوئے آکر مقابل میں اترے سرداروں نے دریافت کرایا معلوم ہوا صندلان فیلگوش بحکم ہفت پیکر آیا ہے مقابلے کا ارادہ ہے صندلان فیلگوش کو معلوم ہوا کہ طلسم کشا لشکر میں نہین ہین پردۂ قاف کو گئے ہین اچھے موقع سے آیا طلسم کشا کے ان سرداروں کو زیر کرون انکا تو غرور مٹاؤن یہ سوچ کے طبل جنگی بجوایا سردار سب بارگاہ مین جمع ہین ہنگام وحشی و دیوانہ شیر بر مردم در چوبدستیان ہلا رہے ہین ہر ایک بڑے نگاہ تند ڈالتے ہین جیسے ہرکارے نے خبر دی ہنگام وحشی نے مقام سے اٹھ کہا کہ میں ابھی جاتا ہون کشان کشان اسکو لاتا ہون کان پکڑ کے سمجھاؤنگا کہو نگا کہ او نامرد آقا ہمارا لشکر مین نہین ہے تو نے کیون طبل جنگی بجوایا جہلال سرکش نے اٹھ کر دیوانے کو روکا

سنکر ہر دم دیکھی یہی کہتا ہی کہ ہان بھائی چلو ہم تم اُسکو سمجھاوین جہلال نے دونون کا ہاتھ
تھام کر کہا تمھارے آقا کا یہ دستور نہین ہی جواب مین طبل جنگی بجواؤ جب وہ میدان کارزار
مین آئیگا جسکو مناسب جانتا اُسکو بھیجتا وہ جا کر مقابلہ کریگا یہ لئے گھر پر یون جانا کیا
ضرور ہی جہلال سرکش وغیرہ نے یہ لطائف الحیل ان دیوانون کو سمجھایا یہ مشکل رو کا جاروق نے
جواب مین طبل جنگی بجوایا جادوگرنیون نے جو خبر سنی بارگاہ مین آئین کہا ای سرداران تہمتن و ہمہ
جوانان ہدف شکن آقاے نامدار لشکر مین نہین ہین کیون جنگ کو طول دو ایک سحر مین سب
دیوانے ہوکر بھاگین گے سردارون نے کہا ای شاہزادیو تمھارا سحر ایسا ہی ہی لیکن ہم آقا کے
قانون کے خلاف نہ کرینگے صبح کو میدان کارزار مین لڑینگے دیکھنا کیا رنگ ہوتا ہی ہمین بھی
خبر معلوم ہوئی کہ اُسکو خبر ہی کہ آقاے نامدار لشکر مین نہین ہین اسلیے یہ سرکشی کی طبل جنگی کو بجوایا
میدان کارزار مین سمجھا جائیگا چار پہر رات تیاری مین بسر ہوئی جسوقت پہلوان زرین پوش
بصد جوش اکھاڑے مین آیا شاگردان ضیا و شعاع ساتھ ساتھ میدان چرخ زبرجدی مین گرم
ٹہلنے لگے صندلان فیلگوش یوچاپاٹ اکے گینڈے پر سوار ہوا کل فوج کو ترغیب دیتا ہوا
میدان کارزار مین آیا قصر عشرت کو پشت پر لیے کھڑا ہوا یکایک اسنے دیکھا کہ اہل اسلام
بھی آتے ہین سب سردار جمے ہوئے اپنی اپنی فوج اپنے اپنے ساتھ لیے ہوئے
میدان کارزار مین آکر پہونچے دونون دیوانے شلنگین لگا رہے ہین چوپاست ہلا رہے ہین
ہر مرتبہ یہی نعرے ہین کہ او نامرد تو نے یہ خیال نہ کیا کہ ہمارے آقاے نامدار لشکر مین نہین ہین
پردۂ قاف گئے ہین اگر جرأت کے خلاف نہو تو پلٹ جا جب آقاے نامدار تشریف لاوینگے
تب طبل جنگی بجوا کے میدان کارزار مین آنا صندلان فیلگوش نے جو دیوانون کو دیکھا اُسکے
ہوش اڑ گئے گھبرا کر کہتا ہی یارو تم نے دریافت کیا کہ طلسم کشا نے ان دیوانون کو کیونکر زیر کر
قبضے مین کیا مقام تعجب و حیرت ہی کہ یہ دیوانے اپنے ہوش مین نہین ہین ان پر کیونکر قبضہ ہوا
ہرکارون نے عرض کی حضور طلسم کشا نے لڑکر ان کو زیر کیا ہو حقیقت مین ان سے تو کوئی نہین
لڑ سکتا بلاے روزگار ہین ایک چیخ مارتے ہین کہ زمین و آسمان ہل جاتے ہین سب ان
دیوانون کو دیکھکر گھبرائے ہوئے ہین لیکن اژدران فیلگوش بھائی صندلان کا [illegible]

میں آیا سلح شوری دکھانے لگا پکار کر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو
وہ نکلے ہنگام وحشی چوب دست ہلاتا ہوا دوڑ پڑا ہر حنیف جھلال سرکش وغیرہ نے روکا کہ
تم میدان کارزار میں نہ جاؤ یہ انھیں کو چوب دست دکھانے لگا کہا مجھکو روکوگے تو ایک
چوب دست مار دونگا سوار رک گئے ہنگام وحشی میدان میں آیا اژدران فیلگوش سے مقابلہ
کیا اژدران فیلگوش نے جو دیوانے کو اس ہئیت میں دیکھا حیران ہو گیا چاہتا تھا کہ
پلٹ جاؤں مگر غیرت نے دامن پکڑا نیزہ ہنگام وحشی پر مارا ہنگام وحشی نے نیزہ اسکا توڑ کر
پھینک دیا اور چوب دست کو گردش دینے لگا سناٹے کی آواز جو کان میں آئی اژدران فیلگوش
گھوڑے کو پھیر کر بھاگا دیوانہ للکارتا ہوا پیچھے اسکے چلا تالیاں بجاتا ہوا قہقہے مارتا ہوا پکارتا ہوا
کہ کہاں جاتا ہے میں نے تیرا حربہ اٹھایا تو میرا حربہ روک ایک ہی ضرب میں پرخچا اڑا دونگا
ہڈیاں سرمہ ہو جائینگی مگر اژدران فیلگوش نہیں ٹھہرتا جب کنارے پر اپنے لشکر کے پہونچا
فوج کو آواز دی یارو میں اس کو لگا کر لایا ہوں کمک ون میں گرفتار کر لو کئی ہزار جوان
دوڑ پڑے دیوانے نے چوب دست ہلائی کسی کا سر پھٹا کوئی پیوند خاک ہوا لڑتا بھڑتا اور
اژدران فیلگوش کے پہونچا اژدران فیلگوش ساتھ والوں سے کہہ رہا ہے دیکھو
یارو میں نے اسی واسطے میدان میں مقابلہ نہ کیا چوب دست بلا کا حربہ ہے ہم نیزہ تلوار سے لڑنا
جانتے ہیں کبھی کسی دیوانے سے مقابلہ نہیں کیا کہ دیوانہ برابر پہونچا خون کے مارے بدن
سے اڑتے ہوئے غصے میں کف منہ سے جاری کلمات سخت و سست کہتا ہوا کہ او نامرد ایک
وار تو میرا روک میں اپنے آقا کے تصدق ہو جاؤں وہی میرا دار رہ گئے ہیں ہائے آقائے
نامدار کہاں گئے یہ کہہ کے چوب دست ماری اژدران فیلگوش نے گرد اسپر کا اٹھایا چوب دست
جو سپر پر پڑی پھول مرجھا کے سپر سے اڑ گئے ہاتھ کانپا سپر چھوٹ کر سر پر آئی سر گردن میں گردن
سینے میں تمام جسم گھٹنے میں خون کا تھالا بنا رہ گیا لوگ بھاگنے لگے دیوانے نے کوٹ
پیٹ کر کئی ہزار جوانوں کو مارا اژدران فیلگوش نے فوراً طبل امان بجوایا لشکر کو لیکر
پلٹا کہتا تھا مسلمانوں سے کون مقابلہ کرے قدرت نے نہیں معلوم کیا سمجھا کہ مجھکو
ان کے مقابلہ میں بھیجا یا ایک سوار کو حکم دیا کہ جا کر عیوق و جاروق سے

کہو کہ ہم دیوانون سے نہ لڑینگے ہم جا کے طبل جنگی بجواتے ہین کل میدان مین تم سب لوگ
آؤ میدان مین مقابلہ کرو ہم تم لوگون سے لڑین گے جہلال سرکش نے جواب دیا کہا ایسا ہی ہوگا
یہ کہکے لشکر کو لیکر پلٹے دیوانے کو بمشکل میدان سے پھیرا دیوانہ نہ پلٹتا تھا کہتا تھا افسر اعلیٰ
کو مار ڈالونگا اس نامرد نے کیون طبل جنگی بجوایا تم لوگون کے کہنے سے پلٹتا ہون ورنہ آج ہی
ان سب کو بھگا دیتا آقا سے سرخ رو آکر ہم پر طعن کرین گے کہ ہم نہ سکتے تو تم نے ہم سے کیون نہ
مار لیا مین تو آقا کے نامدار سے شرمندہ ہوتا ہون جب چوبدست مارتا ہون آقا لپٹ
پڑتے ہین چوبدست چھین لیتے ہین میرا زور نہین چلتا ایک دن آقا کے نامدار کو مین سمجھا دونگا
شیر مردم در نے بڑھ کر کہا او ہنگام وحشی آقا کو ایسی بات کہتا ہے ہنگام وحشی نے کہا
آؤ تم تو ایک ضرب چوبدست کی روکو وہ بھی دیوانہ بیباک چوبدست لیکر کھڑا ہوا کہا بھائی آؤ
دو دو ہاتھ تو چل جائین آقا بھی لشکر مین نہین ہین کون دباؤ ڈالیگا کہ چوبدست چھین سکے اور
سردار ہم سے بول نہین سکتے دونون مین چوبدستین چل رہی ہین عیوق و جاروق تاجدار
دوڑے کہا ارے یہ کیا کرتے ہو آپس مین لڑا دیوانہ کہتا ہے آج اس ہنگام وحشی کو سمجھا دونگا
ہنگام وحشی کہتا ہے اس دیوانے شیر مردم در کو ہوشیار بنا دونگا اور دیوانے بھی سیانے
ہوسکے آپس مین چوبدستین چلنے لگین عیوق و جاروق و جہلال سرکش ان سب کے بیچ
مین آئے بمشکل ان سب کو ہٹایا ساتھ لیکر چلے دونون ہنستے ہوئے ہنگام وحشی زخمی تھے
زخمون کا خون پونچھتا ہوا ساتھ ساتھ بارگاہ مین سب آکر بیٹھے جادوگرنیان آئین آکر بیٹھین
سردارون سے کہہ رہی ہین کہ کیون اے سرداران نامی تمنے ہمارا کہنا نہ مانا آج ہی خاتمہ کر دیا
ہوتا آپس مین لڑ بھڑ کر مر جاتے یہ کہکے نہنگ بحری اپنے مقام سے اٹھی اور کہا دیکھو مین
جاتی ہون ابھی صندلان فیلگوش کو لاتی ہون ہر چند سردارون نے سمجھایا مگر نہنگ بحری
نے نہ مانا غرق زمین ہوکر چلی ماہی سحر اپنے مقام سے اٹھی یہ بھی غرق زمین ہوئی دونون
غرق زمین ہوکر چلین صندلان فیلگوش بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا گھبرا کے
باہر نکل آیا دیکھا لشکر والے آپس مین تکرار کر رہے ہین صندلان فیلگوش نے پلٹ کر
آواز دی یارو کیون آپس مین لڑے مرتے ہو کہ پہلو سے آواز آئی کہ اے صندلان فیلگوش

ہم تمھارے بہت مشتاق ہیں صندلان فیلگوش نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین نہایت حسین ورعنا سے جواہر میں غوطہ زن لباس بھاری زیب جسم اشارے سے صندلان فیلگوش کو بلا رہی ہی صندلان فیلگوش نے صورت زیبا دیکھکر کلیجہ پکڑ لیا اُس نازنین نے ہاتھ سے اشارہ کرکے یہ اشعار عبرت آثار گانا شروع کیے۔

نظم

اثر پیدا کیا ہی پیرہن نے جسم عریان کا
نہیں دیتا لہو تک زخم تو چاک گریبان کا

جنون کی تیز دستی سے نہ فرق اچھا کے عصمت میں
عجب کیا چاک دامن بڑھ کے بوسے لے گریبان کا

جنون کی فصل مژدہ چاک پیراہن کا دیتی ہی
گلے ملنے کو آیا ہی لیے حلقہ گریبان کا

مجھے آسایش داماں با در سے تعلق کیا
کہ پروردہ ہون طفلی سے میں آغوش بیابان کا

گلوں کے زخم ہو وینگے اٹھ باغبان جلدی
پڑا ہی جلوہ رخسار کس ماہ درخشان کا

کسی صورت سے استقلال دم بھر بھی نہیں رہتا
اثر باقی ہی آنکھوں میں مری خواب پریشان کا

لحد میں بھی نہ پھیلا پاؤں تک احسان ظالم سے
مزہ بخشا مزار تنگ نے آغوش زندان کا

کسی کو بھی گوارا صحبت مفلس نہیں ہوتی
نہ دیکھا شمع نے منہ ایک شب گور غریبان کا

کدورت سے تعلق کیا انھیں جو پاک طینت ہیں
نہیں ممکن جو الجھے خار سے دامن بیابان کا

جو آزاد ازل ہیں قید سے اُن کو تنفر ہی
جدھر سے چاہیے موجود ہی رستہ بیابان کا

بجز امید باطل اور کچھ حاصل نہیں ہوتا
اثر ہی وعدہ دیدار میں خواب پریشان کا

رہیگا ذکر یہ سون مجھے شوہیب نازکا ہر سو
اثر بخشا ہی مجھکو عشق نے مرگ سلیمان کا

نہ کیونکر بلبلیں میرے وفور گریہ سے چہکیں
نسیم اب دامن رنگیں میں عالم ہی گلستان کا

یہ اشعار سنکر صندلان فیلگوش ہاتھ باندھے ہوئے سامنے اس نازنین کے آیا کہا کیا حکم ہوتا ہی جو حکم ہو وہ بجا لاؤن سر کو قدمون پر نثار کرون اُس نازنین نے کہا صاحب میں مشتاق ہوکر آئی تھی کہ تم سے صحبت ہوگی لیکن یہ سب فوج والے تمھارے ایسے فارج ہوے کہ تمھارے پاس نہیں آسکتی ان سب کو قتل کر ڈالو کر ڈالیگا دو صندلان فوج سے لڑنے لگا تلوار کھینچ کے افسرون کو ٹوکا نہیں افسر پہ جا پڑا جس پہ ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے سارے فوج والے چاہتے ہیں اسکو گرفتار کرلیں مگر پشت و پہلو سے ہوشیار

لڑ رہا ہے جس نے پشت پر سے وار کیا اسکو جواب دیا جو سامنے آیا اسکو بھی جواب دیا
پہلوانوں کو پھر سے روک رہا ہے کئی سر افسر اسکے ہاتھ سے مارے گئے خود بھی زخم وار ہے سر سے
خون بہ رہا ہے رات بھر اسکو لڑتے ہوے گذری اہل لشکر یہ ہنگامہ سنکر تماشہ دیکھنے آئے
ہیں نہنگ بحری و ماہی سحر سماک سے کہہ رہی ہیں اے جہتر الا گر یہ تماشہ دیکھا کوان سمجھاؤن
پر کیا گذری ملازمان صندلان کو قتل کریگی آخر لڑتے لڑتے گر پڑیگا وار نہ سہ سکیگا
کیا مجال ہے کہ افسران فوج اسکو زندہ چھوڑیں سماک کہتا ہے اے نہنگ بحری و اے ماہی سحر یہ
تمہارا آقا سے امداد کے خلاف ہوگا فرمائینگی کہ بغیر ساحر پر کیوں سحر کیا نہنگ بحری کہتی ہے جلد
انکا خاتمہ ہوجائیگا کیا یہ لڑتے رہینگے سب لشکر والے تماشہ دیکھ رہے ہیں کہتے ہیں کہ کس
طور سے صندلان اپنے کو بچا رہا ہے کئی بھائیوں کو اسنے مارا انکی لاش پر کھڑا رو رہا ہے
پکارتا ہے اے بھائی اٹھو میری بات کا جواب دو تم کو ہفت پیکر نے بلا لیا میں تنہا رہ رہا
ہوں یہ کیا معرکہ ہوا تم کیوں مجھ سے لڑے آخر لڑائی کا یہ انجام ہوا ہر ایک کی لاش پر جاتا ہے
اور چیخیں مار مار کے روتا ہے لیکن ایسا مبہوت ہو رہا ہے کہ ہاتھ نہیں رکتا اگر کوئی سردار سامنے
آیا اسنے عجز کیا کہ اے آقائے نامدار ہماری خطا کیا ہے یہ زبان تیغ سے جواب دیتا ہے ہاتھ مار دیا
اسکے دو ٹکڑے ہوے اب لوگ بھاگے پھرتے ہیں کوئی سامنے نہیں آتا اب غدر بھی موقوف
ہوا گرد لاشے پڑے ہیں یہ تلوار کھینچے ہوے دیوانہ وار وحشی مثال لڑتا پھرتا ہے کبھی بیقرار
ہوکر پکارتا ہے اے جان جان و اے آرام دل مشتاقان اس غلام کی خبر لو میرا عجب حال ہے اسی عشق
و عاشقی میں نام ہے تمہارا تو منھ چھپانا کام ہے بقول شاعر — نظم

منھ تکا ہی کرے ہے جس تس کا — حیرتی ہے یہ آئینہ کس کا
شام سے کچھ بجھا سا رہتا ہے — دل ہوا ہے چراغ مفلس کا
تھے برے مغبچوں کے تیور لیک — شیخ میخانے سے بھلا کھسکا
داغ آنکھوں سے کھل رہے ہیں سب — ہاتھ دستہ ہوا ہے نرگس کا
بحر کم ظرف ہے بسان حباب — کاسہ لیس اب ہوا ہے تو جس کا
فیض اے ابر چشم تر سے اٹھا — آج دامن وسیع ہے اس کا

| تاب کس کو جو حال میر سنے | حال ہی اور کچھ ہی مجلس کا |
| --- | --- |

اس طرح بلبلاتا ہی سننے والے گھبرا رہے ہیں کہ ہمارے آقا کو کیا ہوا کیسے بیخود ہو رہے ہیں
یہ تو اپنے آپ سے باہر ہیں بھائیوں کو اپنے آپ ہی قتل کیا آپ ہی روتے ہیں ایسے
بھی بیوقوف ہوتے ہیں کون جان دینے انکے سامنے جائے جو سامنے گیا قتل ہوا ہم لوگوں
کو سب طرح مشکل ہی آخر کیا کریں کیونکر اس ظالم کے ہاتھ سے بچیں لیکن اب نہایت مبہوت ہو رہا ہی
فوج والے جا کر دور کھڑے ہوئے ہیں ہر چند منت کر کے بلاتا ہی مگر کوئی قریب نہیں آتا ہی
دور سے جواب دیتے ہیں کہ تلوار نیام میں کیجیے تو ہم آئیں آپ تو خونخوار بنے ہوئے ہیں
جو قریب آیا اُسے مار ڈالا اُن سرداروں کو آپ نے قتل کیا کہ جن کا مثل ممکن نہوگا وہ آپکی
رفاقت کا دم بھرتے تھے اُنکی آپ کیسی خاطر کرتے تھے نہنگ بحری و ماہی سحر کھڑی ہوئی
ہنس رہی ہیں جوں جوں یہ ہنستی ہیں جوش صندلان فیلگوش کا بڑھتا ہی کہتا ہی آج ایک
کو زندہ نہ چھوڑونگا ان نامردوں کے قتل سے منہ نہ موڑونگا بھیاؤں نے مجھے بہت ستایا
میری معشوقہ کو مجھ سے چھڑایا اب میں کیا کروں کہاں تلاش کو جاؤں صورت دکھا کر چھپ گئیں
میں تلاش میں دیوانہ وار پھرتا ہوں اس وحشت میں تھا کہ آسمان پر برق چمکی ابر گلنار پیدا
ہوا سب سردار گھبرا گئے سمجھے کہ کوئی ساحر مدد کو اسکی آتا ہی نہنگ بحری و ماہی سحر و شفق خونخوار
یہ جادوگرنیاں آمادہ ہو کر پڑھتی ہیں کہ اس ابر کو زمین پر نہ آنے دیں بالاے آسمان روکیں
چاہتی ہیں کہ سب ملکر سحر کریں کہ ابر شق ہوا دیکھا تخت پر رستم پہلو میں ایک مہ جبین پشت پر
لاکھ ساحر وہ ہنگامہ دیکھکر سنبھلے تھے کہ رستم نے پلٹ کر آواز دی کہ دیکھو یارو سحر نہ کرنا ہمارا لشکر
ہی اطمینان کھڑا ہی ادھر نہنگ بحری وغیرہ نے ہاتھ روکے سب حیران ہو گئے آپس میں ایک
ایک سے کہتا ہی کہ کیا آقا ہمارے صاحب اقبال ہیں اکیلے گئے تھے دیکھو کس شوکت و شان
سے تشریف لائے ہیں معشوقہ پری پیکر پہلو میں لیے شاہ طلسم کشا ہیں جس مقام پر جاتے ہیں
فوج لیکر آتے ہیں جادوگرنیاں بلند ہوئیں سلام سب نے کیا ملیں شاہزادیاں تخت کے قریب
آئیں سلام سے ملیں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ شاہزادی جبل اعلی کی ہیں عشق میں رستم
کے وطن چھوڑا مع فوج تشریف لائی ہیں جب رستم زمین پر آئے سب ساحر اُترے رستم نے سر

اُٹھا کر دیکھا کہ ایک شخص دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا پھرتا ہی نظم

رات پیاسا تھا میرے لوہو کا ہون دوانہ ترے سگ کو کا
شعلۂ آہ جون تون اب بجھاؤ فکر ہے اپنے ہر بن مو کا
ہو مرے یار کے مسون کا رنگ کشتہ ہون سبزۂ لب جو کا
بوسہ دینا مجھے نہ کر موقوف ہی وظیفہ یہی دعا گو کا
شور قلقل یہ ہوتا تھا بالغ ریش قاضی پہ راستے مین تھوکا
عطر آگین ہے باد صبح مگر کھل گیا پیچ زلف خوشبو کا
ایک دو ہون تو سحر چشم کہون کارخانہ ہے وان تو جادو کا
نام اس کا لیا اِدھر کہ اُدھر اُڑ گیا رنگ ہی مرے رو کا
میر ہر چند مین نے چاہا لیک نہ چھپا عشق یار بد خو کا

ہاتھ مین تلوار کھینچے ہوے رفیقون کو قتل کرتا پھرتا ہی ساری فوج پریشان رفقا حیران مگر ماہی سحر کی رنگت زرد ہو گئی جی مین کہتی ہی اب آقا سے نامدار پوچھین گے ہمنگام سحری نے بڑھکر کہا اے ماہی سحر کیون گھبراتی ہو صاف صاف عرض کرینگی آقا سے نامدار معاف فرمائینگے کہ رستم نے فرمایا یہ پہلوان کیون دیوانہ وار اپنے رفیقون کو قتل کر رہا ہی ماہی سحر نے بڑھکر عرض کی کہ حضور کے تشریف لیجانے کے بعد یہ پہلوان لشکر کشی کر کے آیا کل کی میدان داری مین ہنگام وحشی جا کر لڑا کئی پہلوانون کو مارا وہ پہلا کہتا تھا کہ مین پہلوانون سے نہ لڑونگا کنیزان سرکاری نے سحر کیا کہ یہ دیوانہ وار اپنی فوج کو قتل کر رہا ہی حضور اب بارگاہ مین تشریف لیچلین تھوڑے عرصے مین اسکا خاتمہ ہوگا رستم نے کہا اے ماہی سحر ہمارے حکم کو تمنے فراموش کیا ہم حکم دے چکے ہین کہ بغیر ساحر کے مقابلے کو ساحر نہ جاوے اس سحر کو جلد اُتار و ورنہ ہم تم پہ آفت برپا کرینگے اور معاً غصہ اسکا یہ ہوا کہ چار دن تک نظر بند رہو دربار مین ہمارے نہ آؤ ماہی سحر نے اپنا سحر اُتارا اگر رستم کے قدمون سے لپٹکر رونے لگی کہتی تھی یہ سزا کنیزون کے واسطے نہ مقرر ہو بلے دیکھے جمال سے کیونکر زندہ بچینگی جب دربار مین حاضر نہ ہوے اور جمال جہان آرا سے مشرف نہ ہوے پھر سوا اسکے

جان دینے کے کیا چارہ ہوگا رستم نے منھ پھیر لیا ماہی سحر و نہنگ بحری زار زار رونے لگے ان سب
صندلان فیلگوش نے تلوار نیام میں کی فوج کو اپنی تسکین دینے لگا کہتا تھا صاحبو میرا کیا حال
تھا کہ اپنے بھائیوں اور رفیقوں کو قتل کیا اب میرے ہوش درست ہوئے کہ ہرکاروں نے
آکر خبر سنائی کہ طلسم کشا پردۂ قاف گئے تھے وہاں دیوزادوں کو مارا سلیمان گوہر پوش
بادشاہ جبل اعلیٰ عاشق ہوکر ساتھ آئی ہیں ہم سبھوں نے آکر تمھارا سحر اتروایا جن جادوگروں نے
سحر کیا تھا ان کو سزا ہوئی صندلان فیلگوش نے کہا طلسم کشا نہایت جلیل ہیں امتحان
کرکے یا تو زیر کرونگا یا حلقۂ غلامی کان میں ڈالونگا یہ کہکے پلٹا اپنی بارگاہ میں آیا رستم جو بارگاہ
میں آئے نہنگ بحری و ماہی سحر کو درگاہ سالار نے اندر جانے سے روکا اندر نہ جانے پائیں
رنجیدہ اپنی بارگاہ میں آئیں آپس میں کہتی تھیں یہ چار دن کیونکر کٹیں گے کوئی جاکر ہماری طرف
سے طلسم کشا سے عرض کرے کہ کنیزان شاہی بے دیکھے جمال حضور کے مرتی ہیں عرض معروض
قبول ہو سعادت دیدار حصول کریں کنیزیں زندہ رہینگی۔ نظم

طلب اگر دوست تری دشمن راحت ٹھہری | جان بیتاب ہی ٹھہری نہ طبیعت ٹھہری
جبکہ آنے سے ترے میری طبیعت ٹھہری | اسقدر بھی نہ کبھی وصل کی ساعت ٹھہری
دیر سی دیر ادھر آنے میں کس لیے کی ہی | نامہ بر یار کی آمد بھی قیامت ٹھہری
حال دل پوچھ کے منظور رلانا تھا تمھیں | چھیڑ کی چھیڑ عنایت کی عنایت ٹھہری
ہم سے وہ پوچھتے ہیں جبکو نہ دم بھر ہو قرار | کیونکر اس دل میں بتاؤ کوئی حسرت ٹھہری
خفقان ہی تھا مصاحب شب تنہائی کا | دو گھڑی پاس مرے ٹھہرے تو وحشت ٹھہری
فتنۂ حشر نہ ٹھہرا تری ٹھوکر کھا کر | کچھ جو ٹھہری تو غریبوں ہی کی تربت ٹھہری
تا کجا اسکو چلاؤ گے جو ہر وقت مرے | تم سلامت رہو میری تو یہ عادت ٹھہری
اپنے مطلب کے لیے سجدے اسے کرتا ہوں | بت پرستی مری زاہد کی عبادت ٹھہری
سر گرے کٹ کے تو قدموں پہ گرے قاتل کے | ہم سے تجھ سے یہی اک شوق شہادت ٹھہری
سب پہ تیری نگہ شوق کی چالاکی تھی | کہ حیا آنکھ میں ٹھہری نہ مروت ٹھہری
سیر کرنے وہ کبھی گھر سے نکل کر جو چلے | فتنہ ٹھہرا کسی کوچے میں نہ آفت ٹھہری

دیدۂ شوق کی پتلی اُسے عاشق سمجھا / پھرتے پھرتے جو نگاہوں میں وہ صورت ٹھہری
پھیرے گھر تک جو بہو سنکر وہ پھیرے اُلٹے پانو / حال اُنکی مری اُلٹی ہوئی قسمت ٹھہری
گو بہم لگ گئے دل پھر بھی رہے کچھ اَنمل / اُنکی صحبت بھی مری آپ کی صحبت ٹھہری
اور جب کچھ اُسے ٹھہرا نہ سکے حسن پرست / شان محبوب کی اللہ کی قدرت ٹھہری
گردش چشم تری دیکھ کے حیرت ہے مجھے / کیونکر ان شوخ نگاہوں میں شرارت ٹھہری
آکے کیا میرے سیہ خانے میں پھیلاتی ہے پانو / کل سے کچھ آج زیادہ شب فرقت ٹھہری
بیقراری نے کیا شیشۂ ساعت دل کو / تہ و بالا رہی اک جا نہ کدورت ٹھہری
یہی انصاف ہے جب دل میں ہے جا سے بالا / کیوں فلک جا کے دہن میری عداوت ٹھہری
بزم جاناں میں مجھے دیکھ کے جاتی تھی جو شمع / رات بھر سامنے کیوں سوختہ قسمت ٹھہری
منہ تو کب خاک پہ عاشق کے کرم کرتا ہے / آنہ بھی آئی تو نہ وہ کبھی کوئی ساعت ٹھہری
بخت کا مجھ سے گلہ سننے کوئی کہتا ہے / یہ کبھی در پہ وہ ہماری ہی شکایت ٹھہری
وصل میں چھوڑ دیا سینے اکیلا اُسکو / اے جلال آج نہ دل میں کوئی حسرت ٹھہری

نہنگ بحری و ماہی سحر لبسے اشعار عبرت آثار پڑھکر رو رہی ہیں آخر دو پہر رات گئے بیتاب ہوکر نہنگ بحری نے کہا اے ماہی سحر تمکو اختیار ہے میں جاکر چھتر والا گھر دیکھا آؤں ماہی سحر نے کہا میں بھی طلسم کشا کو دیکھنے جاتی ہوں دونوں غرق زمین ہوکر چلیں چھتر کے سامنے پہنچیں ادھر عیار تاموار فرزند خواجہ عمرو کی جس خیمے میں چار پائی بچھی ہے گرد خندق کھدی ہے کمندیں لگی ہیں تختہ پڑے سو رہے ہیں چند شاگرد دروازے پر پہرا دیتے ہیں نہنگ بحری جو سامنے پہنچی اُسنے سحر کیا کہ عیار سو گئے سحر سے اسکے بیہوش ہوئے نہنگ بحری بیتاب ہوکے قریب خندق کے آئی اب خیال ہوا کہ جاکر چھتر والا گھر کو جگاؤں اُن سے کہوں کہ خطا میری معاف کرا کے ہمکو دربار میں بلا لیجئے وہاں خندق خس پوش تھی اُس پر چاندنی بچھی تھی جیسے ہی نہنگ بحری نے پاؤں رکھا چاندنی کھنچی نہنگ بحری دھم سے خندق میں گری گرتے ہی تیر و خنجر جیسے یاران سیاہ بچھو منہ کھول کر چلے کہ نہنگ بحری کو کاٹیں نہنگ بحری نے سحر کیا کہ تو ہٹے مگر زخموں سے تیر کے بہت پریشان کیا صدمے سے زخموں کے وہ آہ آہ کرنے لگی

دھماکا جو ہوا سماک کی آنکھ کھلی دیکھا چاندنی چھٹی ہوئی ہے سمجھا ہمکو کوئی گرفتار کرنے آیا تھا
آخر خندق مین گرا فتیلہ عیاری روشن کرکے لٹکایا پکار کر آواز دی ارے تو کون ہے نہنگ
بحری نے پکار کر کہا مین ہون نہنگ بحری تمھین دیکھنے آئی تھی یہ نہ جانتی تھی کہ تم نے
دام مکر پھیلایا ہے حقیقت مین بڑے عیار ہو سوتے مین بھی عیاری کرتے ہو جب مجھ سے صبر
نہو سکا تو تمھین دیکھنے کو آئی یہان آکے گری آخر یہ انجام ہوا کہ تیرون سے غربال ہوئی
مار و عقرب منھ کھول رہے ہین چاہتے ہین کاٹ لین سماک نے کمند لٹکائی نہنگ بحری
کو نکالا نہنگ بحری ہجران دیدہ آفت کشیدہ قریب سماک کے بیٹھی رو رو کے سب حال
بیان کرنے لگی سماک نے کہا اے نہنگ بحری اب تم جاؤ ایسا نہو آقا کو خبر ہو تو آزردہ ہو
نہنگ بحری سماک سے رخصت ہوکر چلی لیکن ماہی سحر سامنے بارگاہ رستم کے آئی جسوقت
سے ملکہ سلما آئی تھین کے ملازم گرد بارگاہ رستم پہرا دیتے ہین سامنے سے ماہی سحر نے دیکھا
کہ ملازم گرد پھر رہے ہین ماہی سحر نے سحر کیا کہ کچھ لوگ بیہوش ہوئے کچھ لوگ سر پکڑ کر بیٹھ گئے
ماہی سحر بھی سب بیہوش ہوئے یہ جھپٹ کر چلی افسر جادو کہ سب کا افسر ہے اسنے دیکھا
ایک ساحرہ آتی ہے ایک تیر جھولی سے نکالا ماہی سحر پر مارا ماہی سحر کے شانے پر تیر پڑا ماہی سحر
نے جھلا کر گولہ مارا کہ افسر کا سر پھٹ گیا آواز آئی کشتی مرا نام من افسر جادو بود لیکن اور
ساحر جو بیدار تھے وہ بڑھکر سحر کرنے لگے ماہی سحر ان سے کب رکتی تھی لڑنے لگی جب سحر
کیا دو چار کے سر پھٹے کسیکا ہاتھ کٹ کے گرا یہان ملکہ سلما سے گوہر پوش اپنی بارگاہ
مین تھین کہ افسر کے مرنے کی آواز کان مین آئی فرمایا کسی ساحر نے آکر میرے افسر جادو کو مارا
اپنی بارگاہ سے اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوئے نکلین جھپٹ کر چلین سامنے آکر دیکھا ایک
ساحرہ گاتی باندھے ہوئے ساحران نگہبان سے لڑ رہی ہے وہین سے گولہ جھولی سے نکالا
اور ماہی سحر پر کھینچ مارا ماہی سحر نے گولہ کاٹا پلٹ کے دیکھا ملکہ سلما سے گوہر پوش لڑتی
ہوئی آتی ہین قضا سے کار نہنگ بحری سماک سے رخصت ہوکر چلی تھین اسوقت آکر پہونچین
دور سے دیکھا کہ ماہی سحر لڑ رہی ہین نہنگ بحری نے پکار کر آواز دی ارے کون لڑ رہا ہے بیبی
کس سے جنگ ہے نہنگ بحری کو ماہی سحر نے جواب دیا مجھکو نگہبانون نے گھیرا ہے اندر نہین جانے دیتے

کر جمال سے مشرف ہوں دیکھوں تقدیر کیا دکھاتی ہے نہنگ بحری بھی آپڑھی لب دونوں نے
ملکہ سحر کرنا شروع کیے کئی سو جادوگر مارے سلما نے جو دیکھا کہ نگہبانوں میں سے سو پچاس
جادوگر مارے گئے اور لشکر کا لاشہ بھی پڑا پھڑک رہا ہے گھبرا کر بال اپنے کھول دیے اور جھولی سے شیشے
چراغ نکالا جس میں بتیاں ڈالکر روشن کیں خون اپنا بجائے روغن ڈالا جس وقت بتیاں اسکو کھا
چاروں بتیاں روشن کیں تو جو اسکی بلند ہوئی ماہی سحر و نہنگ بحری تو اسکی دیکھکر گھبرا
ملکہ سلما یہ چاہتی ہیں کہ دونوں کو گرفتار کروں کہ سامنے سے سماک آیا اسنے ماہی سحر و نہنگ بحری کو دیکھا
پکار کر کہا او اژدہی ای ملکہ عالم انکو گرفتار نہ کرنا یہ خیر خواہان دولت ہیں مگر سلما نے رکیں آکر نہنگ بحری و ماہی سحر
کو گرفتار کر لیا کہا کیا سماک کا کہنا نہ مانا یہاں طلسم کشا اٹھکر بارگاہ میں بیٹھے ہیں یہ بات سنکر
باہر نکل آتے صبح ہو چکی ہی دیکھا سماک آنکھوں میں آنسو بھرے کھڑا ہی نہنگ بحری و ماہی سحر پابجولاں
میں سوزن سے سرنگوں بیٹھی ہیں سلما کوڑا لیے کھڑی ہی کہ ارے بتاؤ تم کسلیے آئی تھیں یہ دونوں خاموش
ہو رہیں حیرت کا ہوش کچھ جواب نہیں دیتیں سماک کہہ رہا ہے ملکہ عالم یہ دونوں بے خطا ہیں
نہنگ بحری میرے پاس سے آئی تھی ماہی سحر کو یہ منظور تھا کہ جاکر طلسم کشا کو دیکھیں اسوجہ سے آفت
برپا ہوئی رستم یہ سحر کو دیکھکر حیرت میں تھے کہ یہ کیا ہنگامہ ہے ان دونوں سے کیا خطا کی کہ سلما نے
ان دونوں کو گرفتار کیا ہے سماک دوڑکر رستم کے قدموں پر گر پڑا کہا ای شہریار یہ دوستی میں دشمنی ہوئی کہ
ماہی سحر آپ کو دیکھنے آئی تھی ساحروں نے روکا اسکے ہاتھ سے مارے گئے بی سلما نے آکر گرفتار
کر لیا رستم نے فوراً دونوں کی زبان سے سوزن نکالی فرمایا تمہاری خطا معاف ہوئی سماک نے
عرض کی وہ جو حضور نے سزا مقرر کی ہے کہ چاروں دربار میں نہ آویں وہ خطا انکی معاف ہو رستم نے سماک کے
کہنے سے وہ خطا بھی معاف کی ماہی سحر و نہنگ بحری آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے اپنے خیمے میں
آئیں ماہی سحر نے کہا ای نہنگ بحری بی سلما کو بڑا گھمنڈ ہے آج ہمکو سامنے طلسم کشا کے ذلیل کیا
اب چلو دربار میں چلیں صحبت رستم میں شریک ہوں پھر شب کو جو صلاح ہو گی وہ کیا جائیگا دربار
رستم میں دونوں حاضر ہوئیں رستم دربار میں تشریف رکھتے ہیں سرداران ساحر و غیر ساحر جمع ہیں
سماک اسوقت سامنے اپنے آقا کے نادر کے اشعار عاشقانہ گا رہا ہے نظم

| | |
|---|---|
| بلبل سے کرتی کب ہی عروس چمن حجاب | ہم سے ہی کس لیے تجھے ای گل بدن حجاب |

افسوس شدم باعث تشہیر ہو چکا +
حسن برہنگی کے اٹھائے پریشیاں مرے
ہر بزم میں نثار ہی پروانہ شمع پر
کچھ بازیوں کے لطف جوانی میں خوب ہیں
دنیا کا ترک بیوفا بھی نہیں حصول
نافہ نہیں ہے پردہ غیرت ہوا و پری
بے پردہ دیکھتے ترے نور جمال کو
برسوں ہوئے کہ عاشق خدمت گزار ہوں
دیکھو اٹھا کے یار جو عالم ستکار ہو
آخر کار صورت آ ہی گئی انتہا و میں
اچھا کلام شاہد بے پردہ ہی نسیم

کب تک رہیگا او بت پیمان شکن حجاب
ہوتا نہ روح کو جو لباس بدن حجاب
عاشق کے واسطے نہیں کچھ انجمن حجاب
پیری میں ہو بشر کے لیے بانکپن حجاب
اس شرم سے ہوا تن بشر پر کفن حجاب
رکھتا ہی تیری زلف سے مشک ختن حجاب
ہوتی اگر نہ ہالہ در چرخ کہن حجاب
مجھ سے نہ چاہیے تجھے اے سیمتن حجاب
کس کا تجھے ہی ظالم ناوک فگن حجاب
کرنے لگی خزان سے بہار چمن حجاب
رکھتا نہیں کسی سے ہمارا سخن حجاب

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی سلما سے گوہر پوش فریب ستم کی بیٹی گلشن جمال کی لڑکی ہوا و زیر اعظم ہی کی باتوں کا ذکر ہی کہ اے شہریار ماہی سحر نے بڑا غضب کیا افسر جادو کو مار ڈالنے بھیج کر گئی نہیں معلوم کیا منظور تھا مہتر والا گہر صاحب جو فرماتے ہیں مجھکو انکی باتوں کا یقین نہیں آتا ماہی سحر نے یہ باتیں اپنے کانوں سے سنیں لگھبی کی بیٹھی رہیں اسوقت ستم باتوں میں سلما کی مصروف تھے ماہی سحر سے کچھ کلام بھی نہ کیا تھوڑی دیر بیٹھ کر دربار سے اٹھیں طرف اپنے خیمے کے چلیں سماک نے جو ماہی سحر کو رنجیدہ پایا اٹھکر قریب آیا کہا ملکہ جب دربار برخاست ہو تب جانا تم نے آقا سے کچھ باتیں نہیں کیں ماہی سحر نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا آقا مجھ سے آزردہ ہیں مجھ سے کیوں کلام کرینگے بی سلما کا آج کل چاہ پیار ہو سماک خاموش ہو رہا دونوں اپنے خیمے میں آئیں ماہی سحر نے کہا ای ہنگ سحری آج میرا ارادہ ہو کہ بی سلما کو لیکر کسی پہاڑ میں ڈالدوں بڑا اپنا زور دکھاتی ہیں ہر وقت میرا ہی ذکر ہی میں بہت شرمندہ ہوتی ہوں آقا سے نامدار بڑی مہربانی فرماتے ہیں عشق کا انکے بڑا زور شور ہی ایسے کہ میں کچھو کہہ سختی ما اٹھائیں تڑپ تڑپ کے جان دیں پھر کبھی ایسا ارادہ نہ کریں لن پھر تڑپ تڑپ کے

کاٹا رات کو اپنے مقام سے اٹھی نہنگ ساحری کو سوتا چھوڑا بازاروں کو طے کر کے قریب خیمہ سلما
آئی قضائے کار حقیر جادو ایک ساحر ہی کہ اسنے جب ملکہ سلما کو دیکھا جان دیتا ہی جب سے ملکہ
اس لشکر میں آئی ہیں کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ اٹھا کر لیجاؤں محل نہ پایا عاجز رہا آج جو بہت بیتاب ہوا
سامنے بارگاہ سلما کے آیا کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی کہ نگہبان بیہوش ہوں تو خیمے میں جاؤں ماہی سحر
نے دیکھا کہ ایک شخص کے سامنے ہیں ایک ساحر کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی نگہبان بیہوش ہوتے جاتے
ہیں ماہی سحر کھڑی دیکھا کی جب نگہبان بیہوش ہو چکے قریب پردے کے آیا پردہ اٹھا کر دیکھا
کہ سلما سے گوہر پوش پڑی سو رہی ہیں ساحر سحر کرنے لگا کہ اس کو بیہوش کروں تو اٹھا کر لیجاؤں
ماہی سحر نے پیچھے آکر ایک گولہ مارا کہ پشت پر ساحر کی پڑا توڑ کر سینے کو پار کر گیا ساحر چیخ کر گرا شور
کی اسکے آواز بلند ہوئی سلما جاگ پڑیں دیکھا لاشہ ایک ساحر کا پڑا ہوا اور ماہی سحر تلوار کھینچے
کھڑی ہی سلما نے پکار کر پوچھا اری ماہی سحر یہ کیا معرکہ ہوا ماہی سحر نے بیان کیا کہ یہ ملعون تمہیں
چرانے آیا تھا میں نے اسے مارا ہی سلما خاموش ہو رہی کہا اری ماہی سحر تم نے بڑا احسان کیا
اس دشمن خدا کو مارا بہت سے میری فکر میں تھا خدا نے اسکی ہلاکت سے بچایا ماہی سحر اپنے خیمے میں
چلی آئیں سوچیں کہ کل سمجھا جائیگا سلما نے کنیزوں سے کہا یہ لاش بیرون لشکر پھینکوا دو لاشہ
اسکا پھینکوا دیا گیا بھائی اسکا نظیر جادو پہاڑ سے کوہ کھڑا تھا دیکھا میرے بھائی کا لاشہ پڑا ہے
پہاڑ سے اترا آکے لوگوں سے دریافت کیا لوگوں نے ملکہ سلما کو دکھایا کہ اسکے عشق میں مارا گیا
جمال سلما دیکھ کر یہ فریفتہ ہوا پہاڑ پر آیا رات کو سوچا کہ کیوں صدمہ ہجران سہوں سحر کر کے اٹھا لاؤں گا
پردے سے اڑا لاؤں یہ سوچکر پہاڑ سے اترا ادھر ماہی سحر فکر میں تھی ملکہ سلما کی قریب بارگاہ آئی پردہ اٹھا کر دیکھا
سلما سو رہی ہیں سحر کیا کہ ملکہ بیہوش ہوئیں تب ماہی سحر نے پیچھے کمر میں باندھ کر سلما کو اٹھا لیا لشکر کے
کنارے پر پہنچیں طرف صحرا کے چلیں منظور یہ ہوا کہ اسکو جا کر درہ کوہ میں ڈال دوں ادھر سے نظیر
جادو آتا تھا نظیر نے دیکھا کہ ایک جادوگرنی آفتاب جمال ماہ تمثال سلما کو کاندھے پر لیے ہوئے طرف
درہ کوہ کے جاتی ہی للکار کر آواز دی او ساحرہ مکارہ میری معشوقہ کو کہاں لیے جاتی ہو ماہی سحر کی
نظیر نے گولہ مارا ماہی سحر نے سلما کو ایک تختہ سنگ پر رکھ دیا آپ نظیر سے لڑنے لگی گولے
نظیر نے مارے ماہی سحر نے دفع کیے آخر بجلی کان سے نکالی اسم سحر پڑھ کر پھینکی بادی برق چمکا کر گری

کہ فولاد کے دو ٹکڑے ہوتے پلٹی کہ اب سلما کو اٹھاتی ہون پشتارہ ملکہ سلما کا تختہ سنگ سا پڑا پایا
ماہی سحر بہت پریشان ہوئی حیران تھی کہ سلما کو کون لیگیا ماہی سحر بہت غضب ہوا اگر یہ خبر طلسم کشا
کو ملے گی تو بہت رنجیدہ ہونگے چہار طرف جنگل میں دوڑتی پھرتی ہی دور سے دیکھا کہ ایک ساحر سلما
کو لیے جاتا ہی ماہی سحر جھپٹی مگر وہ ساحر سحر کرکے نکل گیا ماہی سحر جنگل میں حیران کھڑی ہی
قضا سے کار سماک اپنے خیمے میں پڑا سوتا تھا عالم خواب میں دیکھا کہ رستم قرار کے برابر
سماک ملکہ سلما کی خبر لو سماک آنکھیں ملتا ہوا اٹھا اول بارگاہ سلما پر آیا دیکھا گھبرا کر ہیوش
پھٹے پرت پردہ اٹھا ہوا پلنگ ملکہ سلما کا خالی پڑا ہوا ہی سماک گھبرا کر طرف جنگل کے چلا دیکھا
ماہی سحر ایک نخل کے سامنے مین کھڑی ہی سماک نے آکر پوچھا کہ ماہی سحر کیا امر کہ ہوا ماہی سحر
نے بیان کیا فولاد جادو ملکہ سلما کو لیے جاتا تھا مین نے تعاقب کرکے اُسے مارا ایک اور ساحر
آسمان سے گرا ملکہ کو اُٹھا کے لیگیا سماک نے پوچھا کس طرف گیا کہا سامنے نخلستان میں جا کر
غائب ہوا مین فکر مین کھڑی ہون کہ یہ کون ساحر تھا کہ ملکہ کو اُٹھا کر لیگیا سماک نے کہا اب تم
طرف لشکر کے جاؤ مین فکر میں ملکہ سلما کی جاتا ہون انشا اللہ لیکر آتا ہون ہر چند ماہی سحر نے روکا
سماک نے نہ مانا کہا آقا سے نامدار بہت بیقرار ہونگے اگر پوچھین تو کہدینا کہ غلام آپکا تلاش میں ملکہ
سلما کی گیا ہی ماہی سحر ناچار پلٹی مگر سماک جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی کچھ رات باقی ہی طائر آشیانوں
سے نکل کر پکارتے اور رہے ہین آخر شب چاندنی چھٹکی ہوئی صحرا پر عجب بہار ہی پھولوں کے تختے
آب شبنم سے دھوے ہوے عالم وجد میں درختوں پر شاخیں بل رہے ہین درختوں پر گویا قمریں چہک
رہی ہین سماک نے جو یہ رنگ صحرا دیکھا ایک نخل کے سامنے مین بیٹھ گیا ایک طرف سے دیکھا کہ گرد
اڑی ایک جوان دریا مین پھولوں کے خوطہ مارتے ہوئے پشت مرکب پر سوار گھوڑا اڑاتے ہوے
آتا ہی ہر نخل کے سامنے مین ٹھہر کبھی بیقرار ہوا اشعار پڑھنے لگا۔ نظم

یہ نظر جو اک بت بالا بلند ہی
لڑتا سا ہی نہ پست نہ اتنا بلند ہی
نرگس کے پھول آنکھین ہین پر وہ ہین ٹہنیان
کرتا ہی شہسوار کوئی سمند ہ بازیان

ہر چند آہ صورت طوبا بلند ہی
کچھ شاخ گل سے وہ قد رعنا بلند ہی
شمشاد سے بھی شاخ نرگس شہلا بلند ہی
بالشون غبار دامن صحرا بلند ہی

اقدس سے تا علم امواج بحر عشق — ہر موج پست تا لب دریا بلند ہے
ہے یہ عزیز کلبۂ یعقوب کا چراغ — یوسف کا ذو وہان زلیخا بلند ہے
آتا ہے جب نظر میں قد بالا کسی کا یاد — ہر دم زبان سے ہائے کا نعرہ بلند ہے
خاک قدم سے مرتبۂ عرش پست ہے — کرسی کا تیری عرش سے پایا بلند ہے
دو چار بالش تارے سے بھی ہوگا قد رسا — طوبا حقیقتاً اگر ایسا بلند ہے
بیمار تھا گذر گیا شاہد جہان سے آہ — پر شور ہائے وائے یہ کیسا بلند ہے

کبھی بیقرار ہے اور کبھی اشکبار ہے سماک نے جو یہ حال اس جوان کا دیکھا رنگ و روغن بحیاری کا لگا کر ایک معلم کی شکل بنا سر منڈا ہوا داڑھی ٹوپی سر پر کرتا زیب جسم زیر پائی پہنے ہوئے ایک کتاب بغل میں سامنے اس جوان کے آیا اس جوان نے پکار کر آواز دی ذرا ٹھہر جائیے میں کچھ عرض کرونگا سماک ٹھہرا جوان نے کہا مولوی صاحب میرے بھائی کو وحشت ہو گئی ہے کوئی زلیا اسکو تعویذ دیجیے کہ اسکی وحشت کٹے سماک نے کہا میں انکو دیکھوں نگاہ ڈال کے اچھا کر دونگا ابھی ایک قریے میں گیا تھا خبر زمیندار پر جن آتا تھا ایک فلیتے میں اسکو اچھا کیا انکا نام کیا ہے اور آپ کے بھائی کا کیا نام ہے اس جوان نے کہا رفتار گل پوش میرا نام ہے تھوڑی دور پر یہاں سے میرا باغ ہے کہ اسکو باغ شداد کہتے ہیں اسی میں بھائی صاحب دیوانہ وار پھر رہے ہونگے چل کر انکا علاج کیجیے سماک اس جوان کے ساتھ چلا تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ در باغ نظر آیا اندر سے باغ کے غل مچانے کی آواز آتی ہے گلپوش نے کہا کہ دیکھیے مولوی صاحب بھائی صاحب ہمارے غل مچا رہے ہیں دن رات انکے نزدیک برابر ہے سماک ساتھ اسکے اندر باغ کے آیا دیکھا ایک جوان گریبان پھٹا ہوا منھ پر خاک ملے ہوئے چمنستان میں دوڑتا پھرتا ہے گلپوش نے پکار کر کہا کہ بھائی صاحب میں آپ کے علاج کے واسطے مولوی صاحب کو لایا ہوں اپنے اپنے دل کا حال بیان کیجیے یہ فوراً علاج کرینگے اس جوان نے سماک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا مولوی صاحب کنارے آئیے تو میں عرض کروں کنارے لیجا کر سر قدموں پر رکھ دیا کہا کوئی تعویذ حب کا بھی آپ کے پاس ہے سماک نے کہا اگر چھری پر پڑھ کے گاڑ دوں تو والا انکا ہوائی اپنا گلا کاٹ کے مر جائیں ہزاروں کوس کوئی ہو تو اسکو ملوا دوں اس جوان نے کہا

پہلو مین اس باغ کے ایک قصر ہی محبوب جادو اس قصر مین رہتا ہی نہین معلوم کہان سے ایک
معشوق پری وش لایا ہی اُس سے طالب وصل ہوا وہ اُس سے تو انکار کرتی ہی لیکن مجھکو بنگاہ
محبت دیکھتی تھی مین کشتۂ خنجر ابرو ہوا محبوب نے مجھ سے کہا کہ ای برادر اس سرکش کو تم سمجھاؤ
مین نے قفس اٹھا لیا الگ لیجا کر ہاتھ باندھے اور رو رو کے کہا کہ مین محبوب سے بہت زیادہ دوست
رکھتا ہون مجھپر احسان فرمایئے مین خدمتگذاری کرونگا یہ سنکر وہ نازنین رونے لگی مگر محبوب
پشت پر کھڑا یہ باتین میری سن رہا تھا اُسنے آکر قفس مجھ سے چھین لیا اور مجھ سے کہا خبردار
کبھی میرے باغ مین نہ آنا ایسا کوئی تعویذ دیجیے کہ محبوب تسخیر ہو اور مجھکو اپنے باغ مین بلائے
تو مین قفس اُس سے چھین لون سماک نے کہا حضور تعجب ہے بتا دین مین محبوب کو
دیوانہ کرکے قفس کو لے آؤنگا آپ کے وصل پر آمادہ کردونگا ساحر نے کہا مولوی صاحب اگر
یہ کام آپ نے کیا تو مین عمر بھر غلامی کرونگا اور جو انعام ہوسکیگا زر بھی حاضر ہی
سماک نے پوچھا قصر کہان ہی ساحر نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے بتایا کہ وہ سامنے قصر دکھائی دیتا
مین یہان بیٹھا ہوا تمھارا رستہ دیکھتا ہون سماک اُس قصر کو دیکھتا ہوا چلا جب در قصر پہ آیا دل
سے کہتا ہی کیا عجب ہی کہ سلما کا پتہ ملے نخچیر آرزو کھیلے نشان سے تو انھین کا پتہ معلوم ہوتا ہی
آقا بہت بیقرار ہونگے یہ سوچکر دروازے پر قصر کے آیا نگہبان سے کہا محبوب جادو سے جاکر
عرض کرو کہ دروازے پر ایک عرض مند حاضر ہی اُسکو بلوایئے آپ کا مطلب بھی نکلیگا اب
تو نگہبان نے جاکر محبوب سے عرض کی کہ دروازے پر ایک مولوی وضع حاضر ہین کہتے ہین
مجھکو بلوایئے کچھ آپکا بھی مطلب نکلیگا محبوب نے سنکر کہا بلالو سماک اندر آیا محبوب کو دیکھا
وسط باغ مین چبوترے پر تنہا بیٹھا رو رہا ہی قفس سامنے رکھا ہی تسلیمین کر رہا ہی ملکہ کچھ جواب
نہین دیتین سلما کو سماک نے پہچانا آکر محبوب کو سلام کیا دست بستہ عرض کی حضور کیون روتے
ہین مین ابھی اسکو رضامند کیے دیتا ہون جو آپ کا حال ہی وہی اسکا بھی حال ہو تو یون یہ
گریہ کہ وصل حاصل کیجیے ایک فاتیہ روشن کرون آپ بھی ملاحظہ فرمایئے معشوق بھی دیکھے
آپ عاشق ہو جائے محبوب نے موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر گلے مین ڈال دیا کہا مولوی صاحب
جو مانگیے گا وہ حاضر کردونگا میرا تو اس محبوب کے عشق مین عجیب حال ہی قلب پر میرے ہجوم

غم و رنج و ملال ہی نہ رات کو چین نہ دن کو آرام عجب حال میں گذرتی ہی دل سے تقدیر کرتا ہوں اور اسی خیال میں مرتا ہوں تڑپ تڑپ کے صبح سے شام کرتا ہوں نظم

کس رشک ماہتاب کا جویا ہی آفتاب
چلمن میں میری طرح جو رہتا ہی آفتاب

خورشید یا ذرے کا بھی تفاوت صریح ہی
دریائے حسن یار کا چشمہ ہی آفتاب

روز فراق آٹھ پہر سے بھی بڑھ گیا
تو آج چال کونسی چلتا ہی آفتاب

مقدور ہی کسے اگر اس سے مقابلہ
آنکھیں نہیں ہیں چہرے پہ اندھا ہی آفتاب

نکلے چمک کے لاکھ وہ اسی غیرت مسیح
پاپوش ضیائے حسن تو میلا ہی آفتاب

حاضر اگر ہی دن کو تو غائب ہی رات کو
غمزہ یہ کس حسین سے سیکھا ہی آفتاب

بارش نہیں ہی غم میں کسی رشک ماہ کے
رومال رکھ کے ابر کا روتا ہی آفتاب

پیر مغان بھی عامل کامل سے کم نہیں
شیشے میں جن کی طرح اتارا ہی آفتاب

پھرتا ہی یہ بھی ساتھ رخ یار ہو جدھر
سورج مکھی کا پھول کہوں یا ہی آفتاب

داغ سفید چرخ ہی میری نظر میں رنا
شبنم کی گو نگاہ میں رعنا ہی آفتاب

یہ اشعار پڑھ کر وہ جوان خوب رویا کہا مولوی صاحب عمر بھر خدمت گذاری کرونگا جو کچھ مانگیے وہ حاضر کروں لیکن معشوق مجھ سے راضی ہو جائے سماک نے فورا کتاب کھولی فلیتہ لکھا کہا اسے روشن کرونگا تیل خوشبودار منگائیے محبوب دوڑا گیا ایک کٹورا تیل کا فورا اٹھا لایا کہا مولوی صاحب لیجیے اس میں روغن حنا ہی سماک نے ایک پیالے میں انڈیلا فلیتے پر روئی لپیٹی فلیتہ بنا کر اس پیالے میں رکھا کہتا جاتا ہی معشوق اسکو دیکھ کر مائل ہوگی جواب کی کیفیت ہی وہ اسکی کبھی ہو جائیگی یہ کہکے فلیتہ روشن کیا جیسے ہی دھواں بتی سے نکلا سماک نے کہا ای محبوب اسکے دھوئیں کو سونگھ کہ طبیعت کو تسکین ہوگی محبوب نے جھک کے دھوئیں میں ناک لگا دی ناک پھلا کے سونگھنے لگا دھواں جو دماغ میں پہونچا گھبرا کے اپنے مقام سے اٹھا اٹھتے ہی لڑکھڑا کے گرا سماک نے اپنے نام کا نعرہ کیا یہاں ملکہ سلمار وہی تھی نام سماک سنکر کہا بھیا تم بڑے وقت پر پہونچے فلک سے لیے اس آفت میں مجھکو پھنسایا تھا تمنے آکر رہا کیا سماک نے محبوب کو قتل کیا ملکہ سلما کو قفس سے نکالا زبان سے

سوزن نکالی مگر باغ گلپوش قریب ہی مکرپوش سے باتین کر رہا ہی کہ کان مین آواز آئی کشتی
مرا نام مین محبوب جادو بود مکرپوش نے کہا ای بھائی گلپوش جلد چلو مولوی صاحب کے
جاکر اسکو مارا دونون خوشی خوشی دوڑے یہان سلما کو سماک نے قید وغیرہ کاٹ کر قصد کیا کہ
زمین الگ جاؤن سلما یہ پروا نہ پیدا کرے کہ آسمان سے آواز آئی مولوی صاحب بڑا کام
نمایان کیا مگر گلپوش نے دیکھا کہ ایک عیار ہی سلما اور عیار کھڑے باتین کر رہے ہین گلپوش
نے کہا ای بھائی مکرپوش یہ تو عیار ہی معشوقہ کو رہا کرکے لیجایا چاہتا ہی دونون زمین پر آ کے لیے
سحر کرنے لگے سماک زمین پر گرا سلما نے جوڑا کھولا بال چہرے پر پریشان کیے پکار کر آواز دی
ای مکارو ذرا ادھر تو دیکھو جیسے ہی دونون کی نگاہ زلف مشکبو پر پڑی تلوارین کمر سے
نکال کر آپس مین لڑنے لگے سلما نے عکس زلف سماک پر ڈالا کہ سماک زمین سے اٹھا سحر
اسکا اترا مگر گلپوش نے کرتبا کے سر پہ ہاتھ مارا کہ مکرپوش کے دو ٹکڑے ہوے بھائی کو
مارکر پکارتا ہوا دوڑا ای جان جہان اس مکار کو مین نے مارا مگر میرا یہ حال ہی کہ تم پر جان دیتا ہون
مجھکو بہ غلامی قبول کرو اب تو یہ کیفیت ہی

نظم

آجتک شوق اسیری ہی مجھے آزاد کے ساتھ — طائر روح لیے از مرگ ہی صیاد کے ساتھ
بعد مرنے کے بھی قمری کی طرح پہنے طوق — کتنی محبت مجھے اک غیرت شمشاد کے ساتھ
ہون وہ عاشق کہ اگر قتل مجھے کرکے چلے — سایۂ روح بھی میرا رہے جلاد کے ساتھ
سیر کو تو جو گیا پڑ گئی سہا گرد اسے گل — اڑ چلا رنگ چمن نکہت برباد کے ساتھ
پھر سکے کوچے کے سوا ہو جو تمنا بہشت — جاؤن دوزخ کو مرا حشر ہو شداد کے ساتھ
پھرتے بالین مین بلبلین ہین جو سزاوار قفس — پر مرے کیسا اڑے پھرتے ہین صیاد کے ساتھ
لے زرہ کا بھی کہین ساتھ کوئی دیتا ہی — جان شیرین نے نہ دی دیکھو فرہاد کے ساتھ
قصد جب جائے نہ سودا تو مجھے کیجیے قتل — کوئی جلاد بھی بلوائیے فصاد کے ساتھ
وصل اغیار مری خلوت خاطر مین کہان — خود فراموش ہون ای یار تری یاد کے ساتھ
ہو بدن قید مین ہون قید بدن سے آزاد — ای جنون آئے وہ جلاد بھی جلاد کے ساتھ

ایسی ایسی باتین کہتا ہوا آگے بڑھا کہ سلما نے زلف عنبرین کا عکس اسپر ڈالا وہ اوندھا

زیادہ جوش میں آیا پریشانی سے گھبرا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا پکار کر آواز دی جو حکم
دیجیے وہ بجا لاؤں سلما نے آواز دی تلوار کھینچ حیف نہ کھینچنا جھوٹے عاشق معلوم ہوتے ہو
عشق صادق کا مزہ دکھلاؤ جان کو نذر دو دیکھیں کیسے عاشق صادق ہو گامیوش نے تلوار کھینچ
گلے پر رکھی سلما نے کہا تلوار کھینچا گامیوش نے تلوار کھینچی سر کٹ کر زمین پر گرا البتہ بجلی لگا شور
مرنے سے گامیوش کے وہ باغ بجلی جلا طائر بھی جلکر گرے آواز آئی کشتی مرا نام من گامیوش جادو
ہو سماک یا تو گرتے میں چھپا ہوا تھا یا الغرض یقین کرتا ہوا سلما کی نکلا کہ ای ملکہ عالم یہ سی لائق تھا
سلما نے کہا ای سماک اب چلو شہریار بیقرار ہونگے سماک ایک جانب چلا سلما نے پر پرواز
کیے اڑتی ہوئی چلیں یہاں صندلان نے جو آفت سحر سے نجات پا کر لیا تھا بارگاہ میں آ کر طبل جنگ
بجوایا ہرکاروں نے رستم کو خبر پہونچائی رستم نے کہا سلما و سماک کا نہ ہونا باعث تشویش دل
ہو دخود بیقرار ہی مگر حریف کو جواب نہ دینا ہمارے قاعدے کے خلاف ہے یہاں بھی طبل جنگ بجا
رات بھر یہاں تیاریاں ہوئیں صبح کو صندلان گینڈے پر سوار فوج پشت پر میدان کارزار میں آیا
ادھر سے رستم فوج غیر ساحران ساتھ لیکر میدان میں آئے عیوق و جاروق نے صفیں جما
جانبین میں صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئیں نقیبوں نے نقابت کی گرد بیٹ کر کا کھکر سے
صندلان نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار میں آیا عیوق و جاروق مشتاق تھے کہ پیادہ آوے
تو ہم نکلیں صندلان نے پکار کر آواز دی میں سوائے طلسم کشا کے اور کسی کو نہیں چاہتا رستم
پیلتن نے سرداروں کو روکا مرکب باد پیما بڑھایا مقابلے میں صندلان کے پہونچے صندلان نے
جمال جہان آرا دیکھکر سلام کیا کہا کہ ای شہریار میں آپکا نہایت ممنون ہوا اگر آپ تھوڑی دیر اور
نہ آتے میں گلا کاٹ کر مر جاتا آپ نے تشریف لا کر مجھکو بچا لیا یہ کہکر گینڈا اپنا آگے سامنے آیا
کہا مگر یہ تو کر لیجیے کہ حسرت نہ رہے رستم نے کہا ہمارا دستور نہیں جب تلک ہمارے حریف سے ہم پر وار نہ
بچا لیگا تو ہم بھی حربہ کرینگے یہ سنکر صندلان نے بسم اللہ نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اب
میں نیزہ چلنے لگا دونوں لشکر نگران ہیں کہ دونوں لڑتے ہیں اس زور شور سے دونوں میں نیزہ
چلا کہ سنانیں و بنائیں بیکار ہوئیں چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی آخر وہ بھی بیکار ہوئیں صندلان نے تلوار
کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے سپر کو پشت پر دی کہ تلوار صندلان کی ٹوٹی رستم نے سپر کو

ہاتھ مارا سپر کٹی گینڈے کی گردن پر تلوار پڑی گینڈے کی گردن بھی قلم ہوئی صندلان گینڈے
سے گرا رستم نے تلوار کے سامنے مین لیا چاہا کہ ہاتھ مارون کہ سر اسکا اڑ جائے صندلان نے گھبرا کر
دانت نکال دیے دونون ہاتھ اٹھائے رستم نے ہاتھ روک لیا فرمایا ای صندلان اٹھو اور تلوار سنگاؤ
ہم پروا کرو صندلان نے عرض کی آپ نے کیون ہاتھ روکا رستم نے فرمایا گرے پڑے پر ہاتھ
نہین مارتے عاجز کر کے قتل کرنا خلاف جرأت ہے جب اور تلوار لاؤ تب تم سے تلوار چلے کہ حوصلہ
باقی نہ رہے صندلان یہ حالات دیکھکر قدمون سے لپٹ گیا کہا ای آقا ئے نامدار مین بکاتا اللہ
ہوا مین کل سے آپکی جرأت کا قائل ہو گیا صندلان فوج مین آیا پکار کر آواز دی یارو مین نے
طلسم کشا کی اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو میرا ساتھ دے ورنہ پاس ہفت پیکر کے جائے
سب پکار اٹھے جسکی آپ نے اطاعت کی اسی کے ہم بھی تابعدار ہین ہفت پیکر کے مقابلے مین
چلین گے انشاء اللہ اسکو شکست دینگے صندلان کل فوج کو ساتھ لیکر داخل لشکر طلسم کشا ہوا طلسم
داخل بارگاہ ہوئے سب سردار آکر بیٹھے رستم نے جو مقام سلما خالی پایا فرمایا نہین معلوم سلما پر کیا
گذری کوئی تو دلیا معاملہ گذرا کہ پلٹ کر نہین آئین آفتاب فلک سیر کاہن نے عرض کی اگر ارشاد
ہو تو غلام تلاش مین جائے سب نے دیکھا کہ رستم کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے شاہزادے کا عجب
حال ہے ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین ملکہ سلما کو یاد کر رہے ہین آفتاب فلک سیر تلاش مین ملکہ
سلما کی چلا جاتا دیکھتا ہوا جاتا ہے قضا سے کار طرف قصر عشرت کے نگاہ اٹھ گئی دیکھا قصر عشرت سے
فوجین نکل رہی ہین صحرائے عشرت مین اتر رہی ہین کاہن کو بڑا تعجب ہوا کہ قصر عشرت اتنا بڑا اسکا
نہین ہے جسمین سے اسقدر فوجین نکل رہی ہین خیال کر کے جو دیکھا ایک میدان وسیع ہے اسمین فوجین
کے جماؤ ہین اسی مین سے افسر نے لیکر فوجین نکل رہے ہین کئی لاکھ فوج جمع ہے اب جو پھر کاہن نے
دیکھا صحرا سے گرد اڑی سو ہاں جادو نام کے ہین لاکھ فوج سے پہونچا دوسری طرف سے پھر گرد
اڑی کو ہاں جادو دو لاکھ فوج سے آیا اب اندر قصر کے ایک غلغلہ نقارے کی آواز آئی آفتاب نے
دیکھا کہ ہفت پیکر تخت پر سوار تاج سر پر رکھے ہوئے قصر سے نکلی ہے افسر گھیرے ہوئے
کہتے تھے کہ قدرت نے وہ لشکر کشی کی کہ گاؤ زمین بار نہین اٹھا سکیگا حقیقت مین قدرت نے
بہت سردار جمع کیے سات سو ملک پر نامہ پہونچا سب آکر شریک ہونگے کیا عجب ہے کہ مردان ظلمات اور ان

وہ لوگ کون دامر کے دعویدار ہیں دامر کا مارا جانا پردۂ ظلمات کا ویران ہونا جن شاہان
اقلیم نے چاہا کہ ظلمات کو آباد کریں مسلمان اُنکے ملک پر چڑھ گئے کون بادشاہ ایسا ہے کہ جسنے
ہاتھ سے مسلمانوں کے صدمے نہیں اٹھائے ہرمز و شکال کی سلطنت کا پُر زور دیکھا تھا جب سوار ہوتا
تھا لدو سے مشک و عنبر آتی تھی اُسکی خدائی کو جا کر مسلمانوں نے مٹایا اب جنگل میں مارا مارا پھرتا ہے
اس لائق بھی نہیں کہ مقابلہ مسلمانان میں آئے قدرت کی لشکرکشی کے ذکر ہیں ہفت پیکر
نے لشکر میں تخت سے اُتر ایکار کر آواز دی صاحبو آگاہ رہو کہ قدرت آج کل فکروں میں پھنسی
ہیں کبھی فکر مشرق کبھی فکر مغرب کبھی فکر جنوب و شمال سب طرح کی تقدیریں ہو چلی ہیں
آجکل قدرت پر اعتراض نکرنا طلسم کشا اب لشکر لیکر آئیگا مقابلہ پڑیگا تم سب کے جوہر کھلیں گے
ساتھ ہی تیار رہنا ابھی اور آنے کو باقی ہیں وہاں سلما جو اُڑتی ہوئی آئی تھیں راہ میں تھک کر
ایک پہاڑ پر اُتریں ایک سنگ ہموار پر لیٹ گئیں ہوا سرد تھی لیٹتے ہی سو گئیں ایک ساحر کا
گذر ہوا اُن پر عاشق ہو گیا سوتے میں سحر کرکے بیہوش کیا لیکر چلا سماک بھی وہاں پہونچا دور سے
یہ سانحہ دیکھکر پیچھے چلا اُدھر سے کاہن تلاش میں سلما کی چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ بوے خوش دماغ میں
آئی سر اُٹھا کے دیکھا ایک باغ جنت نظیر ہے ایک ساحر زبردست تاجدار مسند پر بیٹھا ہے کئی سو جادوگر
گرد اور ملکہ سلما کو دیکھا ایک قفس میں بند سامنے اُس ساحر کے بیٹھی ہیں وہ ساحر کہرہا ہے کہ اے ملکہ
سلما سے گوہر ہوش میں تمکو کس کوشش سے لایا اب مجھکو قبول کرو ورنہ قید سے نہ چھوڑونگا تڑپا تڑپا
کے مارونگا تمنے اُن ساحروں کو قتل کیا کہ جن کا مثل تھا گلپوش صحر النور ہمیشہ آزاد رہا کسی سے دبا
نہ رکھا اگر تمہاری محبت میں وہ بھی مارا گیا میں تمکو قفس سے نہ نکالونگا ملکہ سلما کچھ جواب اُسکا نہیں
دیتیں اس حال میں کاہن نے ملکہ سلما کو دیکھا قلب تھرا گیا حیران تھا کہ سلما کس بلا میں پھنسی ہیں خدا
اس آفت سے انکو بچائے اپنے دل میں سوچا کہ میں کس سے مقابلہ کروں اسپر غالب آؤنگا صدا
مخالفت نکلی کہ اگر مقابلہ کرو گے گرفتار ہو جاؤ گے کھڑے ہو کر تماشہ دیکھو صورت رہائی کی پیدا ہو گی
آفتاب دیکھنے لگا وہ ساحر مسند پر بیٹھا ہے سلما کو دمبدم سمجھاتا ہے کہ خدمتگار دوڑا ہوا آیا عرض کی صحرا سے
ایک گویا آیا ہے در دولت پر حاضر ہے وہ ساحر کہ نام اُسکا کالفت جادو ہے سنتے ہی خدمتگار سے اشارہ
کیا کہ اُس گویے کو بلا لو آفتاب نے دیکھا ایک گویا مفلوک وضع کرتا پھٹا پہنے ہوئے مشروع کا پاجامہ

جو تاز زردوزی مگر اتنا بڑا نا ہی کہ بال اُڑ گیا ڈورے باقی ہین اُسکو پہنے ہوے طنبورے کو ملاتا ہوا آیا سامنے کلفت کے پہونچا پہلے آواز دی کہ چراغ سامری روشن رہے اُس ساحر نے کہا میان کلاونت صاحب یہان خدائی سامری و جمشید کی نہین ہی ہفت پیکر کو سجدہ کرتے ہین گویّا سلام کرکے بیٹھ گیا کہا حضور اس عورت نے کیا خطا کی کہ مثل طائرون کے قفس مین بند ہوئی کلفت نے کہا یہ میری معشوقہ ہی مگر مجھ سے انکار کرتی ہو اسلیے مین نے اسکو قفس مین بند کیا ہی گویّے نے کہا مین راضی کردون کلفت نے کہا اگر اسکو راضی کردو تو مال دنیا سے بے نیاز کردون کلاونت نے قفس کے قریب آکر کہا اے ملکۂ عالم آپ نے غلام کو پہچانا مینم سماک بلا ادنیٰ آپکو دیکھکر آیا ہون مگر یہ کہدیجیے کہ مین دل و جان سے راضی ہون تمھاری بابت سے نفرت ہوئی کہ تمنے مجھکو گرفتار کیا اور قفس مین بند کردیا اسی وجہ سے انکار کرتی ہون ورنہ مین خود مرتی ہون تم ایسا چاہنے والا کہان مجھکو ملیگا سلما نے کہا اے سماک یہ کلمات میری زبان سے نہ نکلینگے مین عاشق جمال رستم ہون مین اس مردود سیاہ رو سے کہون کہ مین تجھ پر عاشق ہون اگر نہ رستم شاہین تو کیا فرماتین ہرچند سماک نے سمجھایا مگر سلما نے نہ مانا آخر سماک نے کلفت سے کہا کہ مین آپکے سامنے گاتا ہون یقین ہو کہ یہ نازنین بھی سنکر مبہوت ہوا ور وصل آپکا قبول کرے کم پر مائل ہوجائے کلفت نے اشارہ کیا گویّے نے یہ اشعار عاشقانہ سامنے کلفت کے گانے

مین بنگا ہون مین بہار زلفِ جانان ہوگیا — دیکھتے ہی دیکھتے خواب پریشان ہوگیا
کیا ستم پر چاہنے والون کو ارمان ہوگیا — ظلم جانان کی طرح آخر مین احسان ہوگیا
نالہ سے فرصت نہین دیتی کبھی دم بیکسی — مین تو اپنے جیتے جی گورِ غریبان ہوگیا
طعنۂ کم ہمتی اُٹھے نہ میرے اشک سے — گو کہ قطرہ تھا مگر دریا کے طوفان ہوگیا
تھا مین طفلی سے بغل پروردہ بے رونقی — صبح مایوسی کبھی شام غریبان ہوگیا
رحم نے جلاد کے چھوڑا جو سمجھا نیم ذبح — خط خنجر میری گردن کو گریبان ہوگیا
طول بھر درد فرقت کا نہ پوچھو سمجھیے حال — استقدر دل مین ہا میرے کہ ارمان ہوگیا
جو یہان تشریف لائے پھر نہ پائی مخلصی — دل مرا ہر آرزو کے حق مین زندان ہوگیا
عشق مین رنگ دورنگی عمر بھر دیکھا کیے — ہاے ہم کافر بنے جب تو مسلمان ہوگیا

شہر ویران کردیا تاثیر وحشت نے مری | قصر سے دو چار دن پہلے بیابان ہوگیا
زیرہ ستون کو زیر دستون سے کچھ چارہ نہین | درد فرقت جبر سے سینے مین پنہان ہوگیا
ایک سے دو داغ دو سے چار اور پھر سیکڑون | کھلتے کھلتے پھول سینے پر گلستان ہوگیا
ساغر جم بنتے ہی دو صورتین پیمانہ ہوئین | زاہدون کی توبہ مین رندون کا ایمان ہوگیا
اشک خونی مثل گل رہتے ہین آنکھین بھری | اب تو دامن بھی مرا جیب گلستان ہوگیا
خون کے دھبون سے کیا کیفیتین ہین فیض کی | گوشۂ دامن ہزار رنگ گلستان ہوگیا

سماک نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ کالفت جادو جھومنے لگا کہنے لگا مین نے آج تک یہ آواز نہ سنی تھی سماک نے جواب دیا اے شہنشاہ ساحران میری آواز مین فرق آگیا کالفت جادو نے پوچھا کیا سبب ہوا گویے نے ہاتھ باندھ کر کہا خداوند مجھکو بالا سے آسمان لیجاتے تھے وہان جاکر ناچتا گاتا تھا ایک دن جو بڑے لطف سے گایا خدائی بھر سے سب جھانکنے لگین مین کیسی جوان آدمی نگاہین ڈالنے لگا آخر سامری لنگڑاتا ہوا نہین شکل آئین میرے پاس آکر بیٹھ گئین جب انھون نے میرے چٹکی لی مین بھی دست درازی کرنے لگا سامری دیکھکر بگڑے مجھکو ڈھکیل دیا مین آسمان سے گرا زمین پر آتے آتے پانچسو برس گذر گئے آخر بڈھا ہوگیا آواز مین بھی فرق آگیا اب آپ نے مجھکو کہا سنا مگر گانا سناؤنگا آپکو راضی کرکے جاؤنگا یہ کہکے جام بھر بھرکے کالفت کے پیش کیا کالفت نے بے اندیشہ انجام پی لیا ایک ساغر ستمگارون کو بھی شراب پلائی کالفت نے گھبرا کر کہا ارے گویے میرا دم گھبراتا ہے کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کلیجے مین آگ جل رہی ہے کیونکر سنبھالون سماک نے کہا اٹھکر ٹہلیے کالفت اپنے مقام سے اٹھا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا سماک نے اول ملکہ سلما کو قفس سے نکالا آفتاب فلک سے دیکھ رہا ہے زبان سے سوزن نکالی سلما نے کہا اے سماک اسکو قتل کرو سماک نے کہا میرا جی ڈرتا ہے ایسا نہو کوئی افتاد پڑے میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ نکل چلو آفتاب نے آسمان سے دیکھا جی مین کہا اسی لیے طریقہ نجوم مجھکو روکتا تھا سماک نے اپنا کام کر لیا مگر سماک سے سلما نے بہت کہا تب خنجر کھینچکر سرھانے کالفت کے آیا خنجر مارا جیسے ہی خنجر شکم پر کالفت کے پڑا ایک ہاتف نے آواز دی اے اجل گرفتہ کیا کرتا ہے میرے مالک نے کیا خطائی کہ جو اسطرح پیش آیا سماک نے

یہ آواز سنکر جیا ہا کہ کود کے بھاگون سلما نے چاہا کہ بال کھولون اور سحر کرون کہ وہ طائر تڑپ کر گرا اور دونون کے سر پر جیخ مارکے ایک جیخ ماری منھ سے ایک شعلہ نکلا کہ جلکر خاک ہوا وہ خاک سماک پر گری سماک کے ہاتھ سے خنجر چھوٹا لڑکھڑا کے گر ہی زمین نے پاؤن تھام لیے سلما نے جوڑے پر ہاتھ ڈالا تھا کہ بال کھول کے سحر کرون ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا سحر زبان سے نکلا لڑکھڑا کے گرین اٹھ نہین سکتین اسی نخل سے اور ایک طائر پیدا ہوا وہ تڑپ کر کلفت پر گرا یہ شعبدہ پیارا مثل انسان کے آواز دی حضور اٹھیے کلفت نے آنکھین کھولکر دیکھا کہ دونون گنگا بیہوش پڑے ہین سماک ایک جانب پڑا ہوا ہی سلما سے گو ہوش ہے لیکن پڑی ہین اٹھ نہین سکتین کلفت جھلا کر اٹھا سماک کی شکل اصلی دیکھکر بہت جھلا یا کمر سے خنجر کھینچا قصد کیا کہ قتل کرون پھر اپنے خدمتگارون کو ہوشیار کیا کہا اس مکار کو قتل کرو آپ مسند پر بیٹھا خدمتگار نے خنجر نکالا اور سماک کی گردن پر کوئلے کا خط دیا پکار کر آواز دی ای شہنشاہ ساحران مین اس ظالم کو قتل کرتا ہون اس عورت کو بھی قتل کیجیے اسکا زندہ رکھنا اچھا نہین ہی اگر یہ زندہ رہیگی تو فتنا برپا ہونگے کلفت نے کہا ارے تو اس راز کو کیا جانے میری جان پر بنی ہے لطف یہ

دیدۂ دل جب سے او فرہاد پاسرمین ہو گیا
ہم نے جس پتھر کو دیکھا نقش شیرین ہو گیا

پھول جھڑتے ہین ترے منھ سے جو ای رنگین ادا
نکتہ چین آیا تری محفل مین گلچین ہو گیا

رنگ گل ایسا اڑا اس شاخ گل کے سامنے
دامن باد صبا گلشن مین رنگین ہو گیا

سر کے دل و دیدہ سے ہی یہ حسن کا اسکو غرور
ہاتھ آیا جس کے آئینہ وہ خود بین ہو گیا

خانہ بربادی مین بھی ہی کیا آسائش وہی
بیٹھ بستر ہو گئی ہی ہاتھ بالین ہو گیا

کیا ہی تاثیر حلاوت ہی لب جان بخش کی
حرف منھ سے تلخ بھی نکلا تو شیرین ہو گیا

جوش سودا نے بچایا داغ غم سے مجھے
گرد سنگ کودکان سے قلعہ سنگین ہو گیا

باغبان آیا نہین گلگشت کو وہ رشک گل
تنگ اسپنے لگا دیوانہ گلچین ہو گیا

ایسے کاہیدہ ہوے محبوب سے رشک سے
گیسوی مشکین جو تھا اب خال مشکین ہو گیا

ہین سفید آنکھین مری کیا کرتے کرتے انتظار
باغ مین ہر پھول نرگس کا بھی نسرین ہو گیا

سبحہ را بگسست و زاہر کمر زنار ساختہ
مثل بیدل اندنون ناسخ بھی بے دین ہو گیا

کہا یارو میری جان اس معشوقہ پری چہرہ پر جاتی ہی مگر اس عیار مکار کو جلاد قتل کرا سکے وہ مکر کیا
کہ میں اسکے دام مکر میں پھنسا ہوں اسکے نام کا دشمن ہوں جب خدمتگار خنجر کھینچکر چلا آفتاب نے
دیکھا کہ شاطر لشکر رستم قتل ہوتا ہی کارد نکال کر پھینک ماری کہ جلاد کا سر اڑ گیا کلفت نے آواز
دی ارے یہ کون ہی جسنے جلاد کو مارا چاہتا تھا جست کرکے بلند ہوں کہ آفتاب نے دوسری کارد
نکالی اسم سحر کا پڑھکر پھینک مار سینے پر کلفت کے پڑی کہ پشت کو توڑ کے پار گذری زمین پر گرا اسکا
بھی اٹھیں جس نخل سے وہ طائر پیدا ہوئے تھے اس نخل سے کئی سو جادوگر پیدا ہوئے آفتاب کو
گھیر لیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اسنے ہمارے آقا کو مارا ہم اسکو قتل کرینگے آفتاب نے تلوار کھینچی
جسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے سلما نے جوڑا کھولا سب ساحر دام میں پھنس کر گر پڑے سلما نے
اشارہ کیا پریاں گر پڑیں سب کے سر اڑ گئے باغ جل گیا صحرا سنسا ہیں سائیں کرنے لگا
سماک نے کہا اب یہاں سے نکل چلو آفتاب نے سلما سے ملاقات کرکے کہا ای ملکۂ عالم اپنے لشکر
کو پہونچاؤ سلما و آفتاب ایک تخت پر سوار ہوئے سماک جست و خیز کرتا ہوا چلا یہاں رستم نے
صندلان عیار رفیق پایا نہایت خوش بیٹھے ہیں آخر وقت ہی بیرون بارگاہ کرسیاں بچھا ہیں سب سردار
آکر بیٹھے رستم فرماتے ہیں کہ آفتاب بھی پلٹ کر نہ آئے کچھ حال سماک و سلما دریافت ہوا کہ آسمان پر
برق چمکی دیکھا آفتاب و سلما نمودار ہوئے رستم مثل گل شگفتہ ہوگئے آفتاب نے آکر قدموں کو بوسہ
دیا عرض کی ای شہریار ہفت پیکر نے سامان لشکر کشی کیا تمام صحرا سے عشرت ساحروں سے معمور
ہی اور ابھی اہل دربند نہیں آئے وہ جو اسنے کہا تھا کہ دو لشکر کشی کروں گا دو زمین بار بھونچال
حقیقت میں یہی سامان ہیں غلام خیال کرتا ہی کہ جب کل اہل دربند آئینگے اس فوج کو کون جواب دے سکیگا
رستم نے کہا ای آفتاب جسقدر چاہے فوج جمع کرے ہم اسکے طالب ہیں انشاء اللہ سر میدان لوٹ کر
مار ڈالینگے کیا اب اسے زندہ چھوڑینگے ہمارے بھی سردار ضرور آئینگے جاروق و عیوق کو حکم دیا کہ
فہرست فوج پیش ہو دونوں نے عرض کی رات کے دربار میں حاضر کرینگے شب کو رستم دربار میں آکر
بیٹھے معشوقان پری چہرہ آکر کرسیوں پہ بیٹھیں سرداران نامی آکر دنگلوں پر بیٹھے جام ارغوانی گردش
میں آیا سب سرداروں نے جو رستم سے عرض کی سماک کو حکم ہوا چند اشعار گاؤ سماک فی الفور سامنے
رستم کے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کے گانے لگا نظم

پرتو افگن جو تری زلف معنبر ہو جائے
نہر گلزارون مین اور ظرفون مین اژدر ہو جائے

منقلب بحر مین ماہیت اشیا یہ ہوئی
کہ اگر ہاتھ مین ہو پھول تو اخگر ہو جائے

چشم ساقی کا اگر دل مین تصور باندھون
سب لہو میرے بدن مین مئے احمر ہو جائے

آپ کی راست روی کے جو مین مضمون لکھون
خود بخود صفحۂ قرطاس کو مسطر ہو جائے

کر کے دو سر کو تلوار سے قاتل نے کہا
اب تو شاید مرے قامت کے برابر ہو جائے

اسوقت ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ہر ایک لذت لعب سے بے خبر ہی کہ عیوق و جاروق و سلما اور شفق و مخمار وغیرہ فہرست لیکر حاضر ہوئے رستم نے ملاحظہ فرمایا سات لاکھ فوج غیر ساحران و تین لاکھ ساحر ہمراہ ہین رستم نے حکم دیا کل سویرے لشکر تیار ہو انشاء اللہ طرف قصر عشرت کے کوچ کرینگے سرداران آمادہ ہوئے لشکر کی آراستگی ہو رہی ہی وردیان نئی تقسیم ہوئین لشکر تیار ہوا اسوقت صبح کو رستم سوکر اٹھے نماز پڑھکر باہر آئے دیکھا دس لاکھ کا لشکر تیار ہی جادوگرنیون نے ابر تیار کیے ہین ابر آسمان پر تڑپ رہے ہین سرخ و سبز و زرد ابرون کی رعنائی سحر کی زیبائی رعد کی گرج برق کی چمک ادھر غیر ساحر تیار کھڑے ہین نیزے سبھون کے ہاتھ مین دریائے سلاح مین غوطہ زن ہو رہے سبکے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اگر دریائے آہن ہو تو مچھلیان دشمن کے آگے جان پہ کھیلین رستم نے مرکب آگے بڑھایا دریائے فوج مین تلاطم ہوا قریب ہی کہ لشکر بڑھے اتنے مین صحرا گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال فیل پر سوار بارہ لاکھ فوج پشت پر سامنے آکر پہونچا پکار کر آواز دی اے طلسم کشا لشکر آگے نہ بڑھانا حکم خداوند نہین ہی کبھی صحرائے عشرت مین داخلہ نہوگا قدرت کی فوجین جمع ہوئین حکم خداوند ہوا کہ اے طوبار فیلسوار جاکر طلسم کشا سے مقابلہ کر وہین تمہارے مقابلے کو آیا ہون رستم کو بہت ناگوار ہوا کہ عین وقت پر اسنے آکر روکا اب اس سے مقابلہ پڑیگا طوبار فیل سوار اتر پڑا رستم کے لشکر کی سد راہ ہوا رستم بھی اتر پڑے طوبار فیل سوار نے آتے ہی طبل جنگی بجوایا رستم کو خبر پہونچی جواب مین طبل جنگی بجا ہر دو لشکر مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ پہلوان زرین پوش اکھاڑے سے مشرق کے اٹھکر نکلا اسکی ضیا کی جسم پر چھینٹ ہوئی شاگردان شعاع ساتھ اس کر و فر سے میدان زبرجدی مین آکر قائم ہوا تمام میدان روشن ہو گیا ادھر دونون لشکر آراستہ ہو کر میدان کارزار مین آئے

صفین جمین نقیبون نے نقابت کی طومار نے اپنا گھوڑا بڑھایا میدان مین آکر سلحشوری دکھائی
پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنائے مرگ ہو وہ مقابلے کو آئے عیوق نیزہ باز نے مرکب بڑھایا سامنے
رستم کے آیا عرض کی اجازت میدان ہو رستم نے فرمایا ای بہادر تمھارا جانا اچھا نہین جانتا ہون جہانتک ہو
جنگ کو طول نہو اس ملعون کو مار کر اپنے کو صحرای عشرت مین پہونچاؤن لشکر تیار ہو چکا تھا عین
وقت پر آکر اسنے روکا اگر اب قصد کرتے ہین تو جنگ مغلوبہ ہوتی ہی ہزارہا بندگان خدا کی جان
جائیگی خدا نے اپنا فضل کیا کہ اب بوجہ حسن مقابلہ ہی عیوق نے عرض کی غلام گھوڑا بڑھاکر نکلا سب
سردارون نے دیکھا آپ کے قاعدے کے خلاف ہی کہ یہ حقیر مقابلے مین اس کافر کے نہ جاسکے رستم نے
فرمایا بسم اللہ خدا تمکو مظفر و منصور کرے عیوق گھوڑا چمکا کر سامنے طومار فیلسوار کے آیا تکاور مین
مرکب زیادہ ہٹا ہاتھی چند قدم ہٹکر ٹھہرا طومار نے نیزہ اٹھایا عیوق فنون نیزہ بازی مین طاق شہرۂ آفاق تھا
ہی طومار نے نیزہ مارا عیوق نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند طعنین رد و بدل ہوئی کہتے ہین شاید کہ
تئیس چوبیس طعنین آپس مین رد و بدل ہوئی ہون کہ عیوق نے نیزہ لگا کے کھٹا گھوڑا اڑایا نیزے کو اسکے ہاتھ
نکال لیا دونون لشکرون کے پہلوان تعریفین کرنے لگے کہ ای بہادر سبحان اللہ نیزہ بازی اسکا نام ہی کس لطف
سے نیزہ نکالا طومار کا رنگ رو اڑ گیا تلوار نیام سے کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا عیوق نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا برق شمشیر اس طور سے گری کہ سپر کٹی اور سپر کے دو ٹکڑے ہوئے ہر چند عیوق نے اپنے کو بچایا
تیغ اسکا خود و سپر کو کاٹ کر تلوار زیادہ ابرو پہونچی عیوق نے دستانہ مارا تیغہ چھپا کر نکلا کہ چار بوند خون کی
آنکھون پر آئی عیوق نے خون پونچھکر ہاتھ مارا طومار نے ہاتھی ہٹا لیا ہاتھ تلوار کا جو خالی گیا کان سے سر تک
زین پر پہونچا مگر طومار نے دوسرا ہاتھ نہ مارا پکار کر آواز دی ہم مردون کا یہ دستور نہین کہ زخمی پر ہاتھ ڈالین
مکر سے مطلب نکالین ای رستم اس سردار کو بلوا لو کسی کو بھیجو رستم نے جاروق کو اشارہ کیا جاروق
نے جاکر عیوق کو پھیرا آپ سینہ سپر کرکے مقابل ہوا آپس مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران تھے
جاروق تو نیزہ بازی مین مشہور ہی عرصے تک اسکی نیزہ بازی ہوئی ایک مقام پر جاروق نے نیزہ
لگا کے نعرہ کرکے تھپیڑا مارا طومار فیلسوار کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا طومار مثل ابر کے گرج کر آیا پکار کر
آواز دی ای جوان تو فنون سپاہگری مین طاق ہی میدان تو نے نیزہ کا لیا دونون لشکر والون
نے دیکھا لیکن یہ تیغ بے دریغ ہی قطع کرنے والی شجر حیات حریف کی ہی اس سے لڑ

دیکھ یہ تلوار کیا رنگ دکھاتی ہے یہ کہکے تلوار کھینچی طوطمار کے ابرو پر بل پڑا ہوا نیزہ نکلے کا بڑا افسوس ہوا
ہی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا جاروق نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو تڑپ کر گری سپر کو
کاٹ کرتا دو ابرو پہونچی استاد نہ مارا تیغہ سر سے نکلا مگر چادر خون کی آنکھوں پر آئی ابھی جلدی
میں طوطمار نے دوسرا ہاتھ مارا زخم سر جاروق جو پارہ ہوا تیسرا ہاتھ بھی اس ظالم نے ماردیا گھوڑے
کا سر آ گیا جاروق زخم کاری کھا کر گھوڑے سے گر کر بیہوش ہوا طوطمار چاہتا تھا لاش جاروق
کی پامال کرتا لیکن اس سپہدار نے ہاتھی اپنا ہٹا لیا پکار کر آواز دی اے طلسم کشا ہیں زخمی کو بھی سپر
سامنے سے اٹھوا لیجیے اور کسی کو بھیجیے صبا زبون پر ہاتھ اٹھانا اپنا دستور نہیں حسن بلال گھوڑا
چمکا کر جا پڑا جاروق کو اٹھا کر لشکر میں لایا پھر جا کر مقابلہ کیا طوطمار نے حسن بلال سے نیزہ بازی
کی وہی تیغہ خون آلودہ ہاتھ میں چڑھا ہوا تھا حسن بلال پر مارا حسن بلال کا شانہ جھول پڑا مصنف
عرض کرتا ہے کہ یہاں تک رستے ہاتھ سے طوطمار کے دس پہلوانان نامی زخمی ہوئے اور چار جوان شیر دل
سیار گلشن جنان ہوئے طوطمار نے ہاتھی ہول کر بڑھایا پکار کر آواز دی اے رستم نوجوان آج تمنے یہ
تل ماش میرے مقابلے میں بھیجے اب تمہارے مقابلے کا خواہان ہوں رستم نے مرکب چمکا کر کہا اے
طوطمار یہ جوانان صف شکن نہایت جری و بہادر ہیں زخمی ہونا اتفاق سے ہوا کل ہم تم سے
مقابلہ کرینگے یہ فرما کر زخمیوں کو ساتھ لیکر پلٹے جو جوان سیار گلشن جنان ہوئے تھے انکے جنازے
اٹھوا لیے مگر رستم کو نہایت قلق ہے فرماتے ہیں کہ آج کی میدان داری کیا بے لطف ہوئی سردار زخمی
بھی ہوئے چار جوانان صف شکن راہی ملک عدم ہوئے مگر کل انشاء اللہ اس ہاتھوں سے
بچتے نہیں ہے اگر اسکے سر میدان چار ٹکڑے نہ کیے تو نام اپنا رستم نہ پایا نہایت سپاہ گری کا دعویٰ
رکھتا ہے اسکو اپنے زور پر بڑا ناز ہے اور جنگل میں بھی صاحب زور و طاقت ہے یہ کہتے ہوئے
بارگاہ میں آئے طوطمار فیلسوار ترنتا ہوا بارگاہ میں آیا بیٹھ کر لاف و گزاف کرنے لگا کہتا تھا آج
تک قاعدہ سے ان پہلوانوں کو کھیلا کر جو شوکت طلسم کشا دیکھکر پست ہوئے رستم اسیر زیر برد
ہوئے اب حال جرأت کھلیگا کل سر میدان اشکلیں بانمعنی نکلا ہر چند کہ آج بہت سے وہ رنگ سا
دکھایا ہے کہ کچھ عجب نہیں شب کو طلسم کشا کہلا بھیجے یا صلح کا پیغام دے مگر میں صلاح
نہ قبول کرونگا یہ تو انکو معلوم ہو کہ اس طلسم میں بھی ایسے ایسے جوان ہیں بس یہ لاف و گزاف کرکے

طبل جنگی بجوایا رستم کو ہرکارون نے خبر دی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین
تیاریان ہونے لگین جسوقت کہ پہلوان اقلیم مغرب دنگل مین لڑنے اکھاڑے سے مشرق کے
نکلا میدان جیحون زبرجدی مین آیا دونون لشکر میدان مین پہونچے طوطمار فیل سوار ہاتھی پر بیٹھا ہوا
نیزہ ہلاتا ہوا صف سے آگے بڑھکر کھڑا ہوا ادھر رستم نوجوان صف لشکر سے چالیس قدم آگے
بڑھے ہوئے نیزہ ہلا رہے ہین کہ نقیبون نے نقابت کی گرگیت کڑکا کہکر بیٹھے کہ طوطمار نے ہاتھی بڑھایا
میدان کارزار مین آیا سلحشوری دکھانے لگا دیر تک نیزہ ہلایا پکارکر آواز دی مجھکو تنہا مرگ کی ہو
نکلے مصنف عرض کرتا ہے کہ آج بھی پہلوانون نے رستم کو نہ نکلنے دیا ہنگام وحشی نکلا لیکن زخمی
ہوا اشقر پھر دم ونکلکر خوب خوب لڑا لیکن آخر شانہ جھول پڑا جو بار بست کٹی زخمی ہوکر بیہوش ہوا
دوپہر تک چار پہلوان زخمی ہوئے ایک پہلوان مارا گیا اسوقت طوطمار یادہ گوئی سے پکار اٹھا کہ
کل سے آج تک مین نے میدان کارزار کو خون سے لال کردیا لاشون سے بھی میدان بھردیا
لیکن مقام افسوس ہے کہ طلسم کشا ہے مقابلے مین نہین آتے جان چھپاتے ہین آجتک کسی
ہمسر سے مقابلہ نہین پڑا قدرت نے مجھکو اب حکم دیا ورنہ یہ میلہ جمع ہونے پاتا رستم کو بہت ناگوار ہوا
قبضہ تیغہ ہفت جوہر پر ہاتھ ڈالا مرکب اشتر ماالبود کو بڑھایا مقابلے مین طوطمار کے پہونچے رستم نے
پر ہاتھی کے گرز اسپر کا مارا کہ ہاتھی چند قدم ہٹا طوطمار نے بڑی جھٹ کہکے ہاتھی کو بڑھایا ہاتھی
نے سونڈ بڑھائی کہ رستم کو لپیٹ لون رستم گھوڑے سے کود پڑے ہاتھ بڑھاکر ہاتھی کے
سامنے گئے ہاتھی نے ہاتھون کو رستم کے سونڈ مین لپیٹا لیکن رستم نے بقوت تمام سونڈ کو تھام
کے ایک جھٹکا مارا کہ مع نرخرے کے گردن گھسیٹ لی ہاتھی چیخ کھاکر زمین پر گرا طوطمار نے جو یہ زور
دیکھا جی چھوٹ گیا ہاتھی سے کود خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم سنبھلنے پائے تھے گردن جو
ہاتھی کی کھینچی خود سر سے گر پڑا تھا سر برہنہ پر اسکے تلوار پڑی کہ سر رستم کا زخمی ہوا طوطمار نے چاہا
سر کاٹ لون کہ صحرا سے گرد اڑی اور ایک نقابدار مرصع پوش نیزہ ہلاتا ہوا پیدا ہوا وہین سے
للکارتا ہوا کہ او نامرد خبردار رستم پر ہاتھ نہ ڈالنا یہ شیر بیشہ صاحبقرانی ہین جرأت مین لاثانی ہین
جب طوطمار نے نقابدار کو اس شوکت سے آتے ہوئے دیکھا گینڈا طلب کیا اسپر سوار ہوکے
ہمسر کیا نقابدار نے آکر پہلوانان رستم کو پکارا کہ اس شیردل کو اٹھا لیجاؤ پہلوانون نے رستم کو

اٹھایا رستم نے جو آنکھیں کھولیں نقابدار مرصع پوش کو مقابلہ طومار میں پایا دیکھا کہ شعشعہ نور
جمال سے میدان نورانی و منور ہو رہا ہے مرکب مثل برق کے چمک رہا ہے طومار نے جو نقابدار کو اس
شوکت و شان سے دیکھا اول نیزہ اٹھایا نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا
آپس میں نیزہ چلنے لگا قریب چالیس طعنوں کے رد و بدل ہوئی تھیں کہ نقابدار نے مرکب بڑھایا
نیزہ طومار کا گانٹھ کر کھٹیرا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے طومار کے نکل گیا طومار بہت جھلایا قبضہ شمشیر پر ہاتھ
ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا گانٹھا اچھاوے سے ہاتھ نکال کر گھر
کھونتا یا سر پر ہاتھ مارا طومار نے گرد اسپر کا اٹھایا مگر برق شمشیر جو تڑپ کر گری اسپر سپر کے
ٹکڑے اڑا دیے یا تو تلوار سپر پر گری تھی یا زیر تنگ آکر زمین کو بوسہ دیا طومار چار ٹکڑے ہو گیا دیکھنے
والوں کے رنگ کٹ گئے لینا لینا کہکے دوڑ پڑے نقابدار مرصع پوش نے لشت کھینچا
پڑی جمائی بارہ ہزار جوانوں سے بارہ لاکھ پر جا پڑا افسروں کو تاک تاک کے قتل کرنے لگا
فوج والے اگرچہ بارہ ہزار ہیں مگر جوانان صف شکن تیغ زن نہنگان بحر جرأت یکہ تاز میدان
جلالت ہیں کافروں کو قتل کر رہے ہیں ہزار ہا جوان کو دو تین حملوں میں مارا اول کمانیں بازو
سے اتاریں بارہ ہزار جوان خطا کار تیروں سے گرائے پھر کمانوں کو پھینکا بھالے سنبھالے
بارہ ہزار جوان نیزوں سے مارے پھر تلوار کے وار کیے تین حملوں میں چھتیس ہزار جوان و
اصل جہنم ہوئے کافروں کے قلب کانپ گئے رستم نے چاہا نقابدار کے شریک جنگ ہو
نقابدار مرصع پوش نے اپنے عیار کو اشارہ کیا عیار نے قریب آکر آواز دی کہ اے شہریار آپ
آپ تکلیف نہ فرمائیے ہمارے آقا کو آپ کی شرکت نہایت ناگوار ہو جنگ کو خود جھیلیں گے
کفار سے مقابلہ ہے جان پر کھیلیں گے اور یہی بارہ ہزار جوانان شیر دل کفار سے لڑینگے عیار
کہکے واپس آیا نقابدار مرصع پوش جری و بہادر لڑتا بھڑتا جنگ رستمانہ کرتا ہوا قلب فوج کفار
پہونچا تو کیا دیکھا کہ علمدار لشکر کفار جوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست علم کی چھڑ بغل
میں دبائے ہوئے فوج کو ترغیب دیتا ہوا آتا ہے کہ اے بھائیو آج روز جنگ ہے مردی و دلاوری
سے کام لو اپنے حریف سے مقابلہ کرو لڑ بھڑ کر جان دو یا اپنے حریف کو ہلاک کرو مگر نقابدار جری
نے مرکب بڑھایا گھوڑے پر اپنے کوڑا کیا مرکب نے طرارہ بھرا دونوں ٹاپیں مستک پر رکھ دیں

علمدار نے ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا علمدار
کو مع علم و فیل دو ٹکڑے کیا اسوقت کل فوج نے نقابدار پر حملہ کیا مگر نقابدار اس کروفر سے
لڑ رہا ہی کہ زبان تیر و کلہ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہے کفار در دمشاہ رستم اس جرأت
کو دیکھکر اپنے رفقا سے فرما رہے ہیں کہ طریقہ جنگ نقابدار بالکل ہمارے خاندان کا ہے
سہیک نے عرض کی دیکھیے عیار طرار کس لطف سے اپنے آقاے نامدار کی پشتیبانی کر رہا ہی کہاں مجال
ہی کہ کوئی پشت پر آنے پاوے مثل بجلی کے تڑپ رہا ہی حضور صاف معلوم ہوتا ہی کہ مہتر برق
فرنگی لڑ رہا ہی سب کہتے ہیں اے مہتر سہیک حقیقت میں یہی طریقہ مہتر برق فرنگی کا ہی اپنے
آقا کی شمع جمال کا پروانہ ہو اپنے مالک کو بچانا جان لڑانا سبحان اللہ عیار ایسا چاہیے یہاں
نقابدار مع پوشش شیرانہ جنگ کر رہا ہی آخر بارہ ہزار سے بارہ لاکھ کو شکست دی کفار کے پیر
اکھڑے افسر فوج قتل ہوا علم فوج سرنگون آخر فوج کے کھیت سے پیر اٹھے پاؤں کل فوج کے اکھڑے
نقابدار تلوارین مارتا ہوا چلا لاکھ افسر کد و کوشش کرتے ہیں کہ جا کر نقابدار کو گھیرین مگر کوئی تدبیر
نہیں چلتا جو افسر سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا آخر فوج کفار نے شکست فاش کھائی نقابدار
انکو بھگا کر تلوار سے خون پونچھتا ہوا پلٹا رستم صف لشکر پر کھڑے ہیں رستم نے تعریف کی نقابدار
نے سلام کیا رستم نے فرمایا اے نقابدار بہادر آج تم نے ہمپر احسان کیا نقابدار نے جواب دیا مرد
کی مرد مدد کرتے ہیں دو دن آپنے میدان داری کی آپ کے چند سردار زخمی کیے غرور میں آ لیا
پڑا ایک وار شمشیر سے جیپا کا خاتمہ ہوا کل فوج کو شکست دی بحکم پروردگار سب بجا ہے کم
اسباب شوکت حاصل کرتا ہی صاحبقران کی تلاش میں نکلا ہوں کہ انہا سے صاحبقرانی
بھی لوں انکے سرداروں سے لڑوں لندھور کا گرز اٹھاؤں میں نے سنا ہی کہ حضور نے لندھور
کو مع ہاتھی اٹھایا تھا میں بھی اس زور کا متمنی ہوں رستم نے کہا اے نقابدار سب کچھ ہمکو ہی
مگر جسدن صاحبقران سے مقابلہ کروگے نقاب چہرے سے اٹھ جائیگی رفاقت اختیار کرو تم
نقابدار نے کہا آپ کے میرے امتحان ہو رستم نے کمان کیانی کاندھے سے اتاری کہا کہ چند تیر
آپ بچا لیجئے چند تیر میں آپکو لگاؤں میرا قول تحت نشین ہوگا حال فنون سپہ گری
کھل جائیگا اے نقابدار بہادر تم جتنے فن سپہ گری کرتے ہو سب ہمارے خاندان کے ہیں

اٹھایا رستم نے جو آنکھیں کھولیں نقابدار مرصع پوش کو مقابلہ طومار میں پایا دیکھا کہ شعشعۂ نور
جمال سے میدان نورانی و منور ہو رہا ہے مرکب مثل برق کے چمک رہا ہے طومار نے جو نقابدار کو اس
شوکت و شان سے دیکھا اول نیزہ اٹھایا نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا
آپس میں نیزہ چلنے لگا قریب چالیس طعنوں کے رد و بدل ہوئی تھیں کہ نقابدار نے مرکب بڑھایا
نیزہ طومار کا گانٹھ کر کھینچا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے طومار کے نکل گیا طومار بہت جھلایا قبضہ شمشیر پر ہاتھ
ڈالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا نقابدار نے طومار کو تلوار پر گانٹھا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر
کو تہ کیا سپر پر ہاتھ مارا طومار نے گرد اسپر کا اٹھایا مگر برق شمشیر جو تڑپ کر گری اسپر کے
ٹکڑے اڑا دیے یا تو تلوار سپر پر گری تھی یا زیر تنگ آ کر زمین کو بوسہ دیا طومار چار ٹکڑے ہو گیا اسکے
لشکر والوں کے رنگ کٹ گئے لینا لینا کہہ کے دوڑ پڑے نقابدار مرصع پوش نے پشت کو پھیرا
بڑی جمائی بارہ ہزار جوانوں سے بارہ لاکھ پر جا پڑا افسروں کو تاک تاک کے قتل کرنے لگا
فوج والے اگرچہ بارہ ہزار ہیں مگر جوانان صف شکن تیغ زن نہنگان بحر جرأت یکہ تازان میدان
جلالت ہیں کافروں کو قتل کر رہے ہیں ہزارہا جوان کو دو تین حملوں میں مارا اول کمانوں کے
سے آتا رہیں بارہ ہزار جوان خطا کار تیروں سے گرائے پھر کمانوں کو پھینکا بھالے سنبھالے
بارہ ہزار جوان نیزوں سے مارے پھر تلوار کے وار کیے تین حملوں میں چھتیس ہزار جوان
واصل جہنم ہوئے کافروں کے قلب کانپ گئے رستم نے چاہا نقابدار کے شریک جنگ ہوں
نقابدار مرصع پوش نے اپنے عیار کو اشارہ کیا عیار نے قریب آ کر آواز دی کہ اے شہریار آپ
تکلیف نہ فرمائیے ہمارے آقا کو آپ کی شرکت نہایت ناگوار ہے جنگ کو خود جھیلیں
کفار سے مقابلہ ہے جان پر کھیلیں گے اور یہی بارہ ہزار جوانان شیر دل کفار سے لڑینگے عیار
کہہ کے واپس آیا نقابدار مرصع پوش جری و بہادر لڑتا بھڑتا جنگ رستمانہ کرتا ہوا قلب فوج کفار
میں پہنچا تو کیا دیکھا کہ علمدار لشکر کفار جوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست علم کی [illegible]
میں دبائے ہوئے فوج کو ترغیب دیتا ہوا آتا ہے کہ اے بھائیو آج روز جنگ ہے مردی و دلاوری
سے کام لو اپنے حریف سے مقابلہ کرو لڑ بھڑ کر جان دو یا اپنے حریف کو ہلاک کرو نقابدار مرصع پوش
نے مرکب بڑھایا گھوڑے پر اپنے کوڑا کیا مرکب نے طرارہ بھرا دونوں شاہین مثال پر رکھے

علمدار نے ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا علمدار
کو مع علم و فیل دو ٹکڑے کیا اُسوقت کل فوج نے نقابدار پر حملہ کیا مگر نقابدار اس کرّ و فر سے
لڑ رہا ہے کہ زبان تیر و نگاہ عمود سے صدائے تحسین و آفرین بلند تھا دررو... رستم اس جرأت
کو دیکھکر اپنے رفقا سے فرما رہے ہیں کہ طریقہ جنگ نقابدار کا بالکل ہمارے خاندان کا ہے
سہاک نے عرض کی دیکھیے عیار طرار کس لطف سے اپنے آقائے نامدار کی پشتیبانی کر رہا ہے کہ مجال
ہے کہ کوئی پشت پر آنے پاوے مثل بجلی کے تڑپ رہا ہے حضور صاف معلوم ہوتا ہے کہ مہتر برق
فرنگی لڑ رہا ہے سب کہتے ہیں اے حضرت سچ ہے حقیقت میں یہی طریقہ مہتر برق فرنگی کا ہے اپنے
آقا کی شمع جمال کا پروانہ ہے اپنے مالک کو بچانا جان لڑانا سبحان اللہ عیار ایسا چاہیے یہاں
نقابدار مرجع پہ مثل شیرانہ جنگ کر رہا ہے آخر بارہ ہزار سے بارہ لاکھ کو شکست دی کفار کے بہر
کٹے افسر فوج قتل ہوا علم فوج سرنگوں آخر فوج کسکے کہے سے بڑھے یا اوں کل فوج کے آگے
نقابدار تلواریں مارتا ہوا چلا لاکھ افسر کمر و کو کوشش کرتے ہیں کہ جا کر نقابدار کو گھیریں مگر کوئی تدبیر پیش
نہیں جاتا جو افسر سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا آخر فوج کفار نے شکست فاش کھائی نقابدار
انکو بھگا کر تلوار سے خون پونچھتا ہوا ایلغار رستم صف لشکر پر کھڑے ہیں آکر رستم نے تعریف کی نقابدار
نے سلام کیا رستم نے فرمایا اے نقابدار بہادر آج تمنے ہمپر احسان کیا نقابدار نے جواب دیا مرد
کی مرد مدد کرتے ہیں دو دن آپنے میدان داری کی آپکے چند سردار زخمی کیے غرور میں آکر
پڑا ایک وار شمشیر سے جیسا کا خاتمہ ہوا کل فوج کو شکست دی مگر یہ ضرور کا سبب سمجھا گئے
اب اسباب شوکت حاصل کرتا ہے صاحبقران کی تلاش میں نکلا ہوں کہ یا نہا سے صاحبقران کی
بھی ہوں اُنکے سرداروں سے لڑوں لندھور کا گرز اُٹھاؤں میں نے سنا ہے کہ حضور نے لندھور
کو مع ہاتھی اُٹھایا تھا میں بھی اس زور کا متمنی ہوں رستم نے کہا اے نقابدار سچ کہو کہ ہمارے
مگر جسدن صاحبقران سے مقابلہ کروگے نقاب چہرے سے اُٹھ جائیگی رفاقت اختیار کروگے
نقابدار نے کہا آپ کے میرے امتحان ہو رستم نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری کہا کہ چند تیر
آپ بھی لگائیے چند تیر میں آپکو لگاؤں میرا قول سخت نشین ہوگا حال فنون سپہ گری
کھل جائیگا اے نقابدار بہادر تم جتنے فن سپہ گری کرتے ہو سب ہمارے خاندان کے ہیں

نقابدار نے جھلا کر کہا میدان کارزار میں آپ آئیے کچھ ہنر سپاہ گری دکھائیے آپ نے اپنے
ساتھ یہ ہلا بیکار جمع کر لیا ہے میں نے جو جو قلعہ جات فتح کیے اگر ان سب کو ساتھ لیتا تو آپ کے
لشکر سے دونا لشکر ساتھ ہوتا فقط اسباب شوکت پہ مقرر کر لیا ہے کہ جس دن صاحبقران کو زیر
کرونگا اُس دن آپ سب صاحب میرے ساتھ ہونگے رستم نے زخم اری میں قبضے پر ہاتھ رکھکر
کہا ابھی میدان میں آئیے میرے آپ کے حال کہا جائیگا صاحبقران مجکو دو مرتبہ زیر کر چکے خدا
چاہیگا بہت جلد آپکو زیر کرونگا نقابدار بھی تلوار کھینچکر جھپٹا جانبین کے سردار بیچ میں آ گئے
عرض کی سب نے حضور اس تکرار سے کیا فائدہ سر میدان سمجھا جائیگا نقابدار و رستم تھمے وعدہ
ہوا کہ کل سر میدان امتحان ہو رستم بھی پلٹے نقابدار مقابلے میں اُترا اپنے مقام پر کہتا ہے کہ بارہ
ہزار لڑا کا ہے کیونکر لڑینگے جن سرداروں پہ رستم کو بڑا ناز ہے پہلے اُنھیں کو لوٹونگا اگر رستم کو
زیر کیا تو پھر بہانہ سے صاحبقران بھی ملجائینگے صاحبقران کے فرزندوں میں کوئی ایسا صاحب قوت
نہیں ہے یہاں رستم بھی فرما رہے ہیں کہ کیا میں نقابدار سے کمی کرونگا مگر نہیں معلوم کیا بات
ہے کہ نقابدار کو دیکھکر خون جوش مارتا ہے سماک نے عرض کی حضور بروقت مقابلہ حال
کھل جائیگا اگر نقابدار بہادر آپ کے بھائیوں میں ٹھہرے تو عجب نہیں رستم نے کہا سب
شاہزادیاں قلعہ ذوالامان میں ہیں قبلہ و کعبہ اُنکے قریب نہیں گئے جادوگرنیاں جو عاشق ہو گئی
ہیں اُنسے وصل نہیں ہوا یہ کوئی شخص غیر ہے کل حال کھل جائیگا نقابدار نے شام کو طبل جنگی
بجوایا رستم کو خبر پہونچی رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونوں لشکروں میں طبل جنگی بجے
تیاریاں ہونے لگیں رستم کے سر میں ٹانکے دیے گئے ہیں پٹی سر پر چڑھی ہوئی ہے خود باہر
نکلکے فوج کو ترغیب دے رہے ہیں کہ یارو کل بہادر سے مقابلہ ہے دیکھیں فلک کیا دکھاتا ہے
عیوق و چاروق عرض کرتے ہیں اگر ارشاد ہو اور اجازت ملے تو غلام آپکی نقابدار سے
مقابلہ کریں رستم نے جواب میں فرمایا آپ لوگ مقابلہ نقابدار میں نہ ٹھہرینگے نقابدار فروتن
کریگا کہ سرداروں کا بھروسا ہے ہم فرزندان صاحبقران ہمیشہ تائید غیبی کے متمنی
رہتے ہیں جو پروردگار نے چاہا ہے وہی ہوگا آپ لوگ تماشہ دیکھیں شب بھر یہی ذکر رہے
چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین فلک نے سر زمین آفتاب کو پشت پر لگایا

نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ میں لیا تیغۂ ضیا حمائل کر کے توسنِ فلک پر سوار ہوا میدانِ چرخ
دیر جباری میں آیا دونوں لشکر میدان میں پہونچے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں نقیبوں
نے نقابت کی کیفیت کڑکا کہا کہ بیٹے نقابدار مرصع پوش نے مرکب بادرفتار صف سے نکالا
گھوڑے کو اڑاتا ہوا میدان میں آیا پکار کر آواز دی اے رستم زمان علمشاہ نوجوان جس طرح سے
منظور ہو مقابلہ کیجیے میں سرداروں سے بھی آپکے امتحان کو موجود ہوں خواہ آپ خود تکلیف
فرمائیں یہ ذکر تھا کہ علمشاہ نے سرداروں کو تو روکا خود مرکب بڑھایا مرکب بادرفتار ہیکل سونے
کی گلے میں کلغی سر پر مثل ماہ نو کنٹھا کیے ہوئے طرارہ بھر کے بڑھا سب سرداران نامی رستم
کے قدموں سے لپٹ گئے عرض کرتے تھے کہ اے شہریار یہ غلامان جاں نثار کس دن کے واسطے
ہیں غلاموں کو حکم دیجیے کہ جا کر نقابدار سے مقابلہ کریں کہ نقابدار کو بھی حال کھلے کہ ملازمان رستم
ایسے ایسے ہیں رستم نے کہا اے برادران نقابدار بہت پر زور ہے فنون سپہ گری میں طاق
میں شہرۂ آفاق ہے دیکھو پشت مرکب پر کیسا جما بیٹھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ انگوٹھی
یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ نقابدار نے پھر پکارا اے رستم عالیشان اب تو بقدر روح و
اب تکرار نہ بڑھائیے میرے مقابلے میں آئیے میں بھی آج جان پر کھیل کے آیا
کہ سرفتنۂ فرنگستان سے مقابلہ ہے کوئی فن اٹھا نہ رکھونگا رستم نے سب کو ہٹایا چاہا کہ مرکب
بڑھاؤں کہ صحرا سے گرد اڑی طبل سکندری کی آواز کان میں آئی سب دیکھنے لگے رستم نے کہا
قبلہ و کعبہ تشریف لاتے ہیں وہ منہ گرد کا شگافتہ ہوا رستم نے دیکھا کہ سب کے آگے خاقان
ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین بارہ ہزار چینیوں سے آگے پہونچا ایک طرف آکر ٹھہرا پھر گرد
اڑی دارا سے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان فیل سیمتن پر سوار گرز اٹھارہ سو من کا کاندھے
پر فولاد کی ہندی پشت پر کیسے کیسے جوان چنے ہوئے گھوڑے اڑاتے ہوئے ایک باغ
نیزہ ان آراستہ چھوٹی کلاہیں سر پر اونچی چوٹی کے انگرکھے رنگین دوپٹے کمروں پر بندھے گھو
گھوڑوں کو اڑاتے ہوئے بائیں پر سے الگ اژدر صاحب خیز دوسر غلام حبشی و حبشی گر
صد ہا جوانان عرب ہمراہ بحر آہن میں غوطہ زن آپس میں کہتے ہوئے یارو ہم تو ازل سے ہندو کو
ایسا نہ سمجھتے تھے پتلی دال کے کھانے والے جنگ میں کیا قیامت کرتے ہیں مرجانا کچھ

آنکے نزدیک بات نہیں حریف کو کیا تنگ کرتے ہیں کیسے کیسے جوان مارے کس کس مقام
پر لڑے کیا کیا معرکے پڑے مگر ہمراہیوں نے کبھی قدم نہ ہٹایا آج بھی خوب معرکے پڑینگے
ہر طرف یہی ذکر ہے شاہان ہفت ملک بھی نمودار ہوئے کسی کے ساتھ دس ہزار سوار کسی کے ساتھ
بارہ ہزار بڑے زور و شور سے آئے شاید ناظرین کو نام نہ یاد ہوں تو آگاہ کرنے کو عرض کرتا ہوں
لندھور قیس سپہر گردان لقمان برج منظر منظر شاہ یمنی عامر شاہ رودباری سپہ شکن ذوالیدین
شاہان عراق و اصفہان منددیل اصفہانی شیر بیشہ اصفہان صلیل جنگ عراقی شہنشاہ
عراق پیش سر دار ادب سے جمع ہوئے بیچ میں صاحبقران زمان طبل سکندریہ پر چوب پڑتی
ہوئی طوق حمائل گرد والو المحجن گرد شقے علم اژدہا پیکر کے کھڑے ہوئے اس دھوم سے لشکر
صاحبقران کا پیدا ہوا ایک جانب مہتر عیاری قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ
عمرو نامدار صندوق عیاری پر سوار ساتوں مہتر چودہ سو سنگ صندوق کو گھیرے ہوئے خواجہ
اکثر اس وقت بیکار ہیں ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بیچ میں پیچ کیے ہوئے خنجر برہنہ ہاتھوں میں
شانگیں لگاتے ہوئے چلے آتے ہیں اسی وقت چمپزنی خنجر بازی حقہ ہائے آتشبازی داغتے ہیں
صاحبقران نے جو مرکب روکا کل فوج ٹھٹھک گئی خواجہ عمرو صندوق سے کود کے قریب صاحبقران
حاضر ہوئے عرض کی آقا سے نامدار آپ نے کیوں مرکب روکا امیر نے فرمایا خواجہ دریافت تو کرو یہ
مرصع پوش میدان میں کیوں کھڑا ہے کیا اسکو شطرنج ہو جاؤ دریافت کرو خواجہ گئے پاس کے رستم سے
ملاقات کی چشم زدن میں کل حال دریافت کر کے سامنے صاحبقران کے آئے صاحبقران
سے عرض کی اسی شہریار نے تھا یاد مرصع پوش رستم نوجوان سے آمادہ حرب ہو بیٹھا ہے امیر
فرمایا تھا پیارے کا کیا بیٹا ہے عمرو نے کہا مرد مسلمان امیر نے فرمایا آخر مقابلے کا کیا باعث
ہے عمرو نے کل کیفیت عرض کی امیر نے فرمایا مجھ سے دعوی صاحبقرانی رکھتا ہے میں سمجھ لونگا
جا کے رستم کو منع کرو کہ بیٹا تم پلٹ جاؤ ہم مقابلہ کر لینگے وہ باپ ہے ہم سے مانگے گا ہم جواب
دینگے عمرو خوش ہو کے گئے پیغام صاحبقران پہنچایا رستم نے سر جھکا لیا اور طرف
اپنی بارگاہ کے پلٹے گرد خاک بارگاہ سے اٹھا یا رکھی اپنی بارگاہ کو گیا امیر بھی اسی مقام
پر آکر پلٹے تمھوں لشکر ایک مقام پر ٹھہرے لیکن تھا یار مرصع پوش جو پلٹ کر

اپنی بارگاہ مین آیا عیار کو اپنے حکم دیا کہ جاکر صاحبقران کو پیغام دے کہ بانہاے صاحبقرانی
مجھے مرحمت فرمایئے یا میرے مقابلے مین آیئے برق ثانی ترپ کر اٹھا طرف لشکر صاحبقران
کے چلا یہان مہتر برق فرنگی کنارے پر لشکر کے ٹہل رہا تھا برق ثانی کو جو آتے ہوئے دیکھا
فورن نے جو تن مارا پکار کر آواز دی مہتر صاحب ذرا یہان تشریف لایئے برق ثانی سامنے آیا
برق نے پوچھا مہتر صاحب کہان جاتے ہو برق ثانی نے بہ فصاحت جواب دیا کہ ہمارے
آقاے نامدار نے پاس صاحبقران کے بھیجا ہے اور پیغام دیا ہے کہ بانہاے صاحبقرانی ہمکو دیجیے
یا ہمسے مقابلہ کیجیے برق نے کہا تمھارے آقا کو سودا ہوا ہے یا قوی ہم سے مقابلہ کرتے ہے یا
صاحبقران سے دعوی کرتے ہین اُنسے کہو کہ خدمت صاحبقران مین آکر حاضر ہون لنڈھور
ایسا سردار جہان حاضر ہو آئینگے تو عزت پائینگے اور اگر ایسا ارادہ کرینگے تو یہ شوکت بیمزہ ہو جائیگی
مدت العمر مین یہ دن نصیب ہوا کہ دو چار قلعے فتح کیے صاحبقران سے مقابلہ کا حوصلہ پیدا
ہوا یہ سودا دماغ مین سمایا ہے جاؤ پلٹ جاؤ جاکر اپنے آقا کو سمجھا دینا کہ ایسا ارادہ نہ کرین ورنہ
سرمیدان ذلیل ہونگے اے عیار طرار صاحبقران وہ شخص ہین کہ جنھون نے سات برس کے
سن مین طاہر عادی اور مطاہر عادی دو پہلوان لشکر نوشیروان سے زیر کیے اور پھر دونون
کو چیر کر پھینکدیا گرتیس سپہرگردان و نعمان بن منذر دونون سردار اسی زمانے کے موجود ہین
اٹھارہ برس کے سن مین پردۂ قاف گئے سرکشان قاف کو قتل کرکے زلزلہ قاف لقب
پایا اُن سب کا بقیہ قبقبہ سمجھی موجود ہے کہ ہر سال تین چار لاکھ دیو جمع کرکے آتا ہے اور پھر پیٹھ پھیرکر
کے پردۂ ظلمات مین چلا جاتا ہے تمھارے آقا اگر اُن دیوزادون کی صورت دیکھین تو ڈر جائین
الیسون کو صاحبقران نے قتل کیا کہ انسان اگر دیکھے تو شب کو خواب مین ڈر اُٹھے سمندون
ہزار دست کو مارا دیوار چنگ آہن شاخ کو للکارا اپنے آقا سے پوچھنا کہ کوئی سفر قاف
کا کبھی کیا ہے لڑنا دیوزادون سے تو مشکل ہے اُن مقامون پر گذر تو ہوتا دیوون کو دیکھ تو
آتے کہ وہ کنکا نام ہے برق ثانی یہ باتین سنکے بلبلا برق نے پھر پکارا پھر سمجھایا پوچھا تم کس سے
مقابلہ کروگے برق ثانی نے کہا جب آقا میرے کو زیر کرینگے تو مین خواجہ عمرو سے زنبیل کا
خواہان ہونگا برق نے کہا استاد کا نام نہ لو اُستاد نظر کردۂ ہفت پیغمبران ہین اُنکی

عیاری کی کیا بات ہے اُنکی عیاری نہیں کرامات ہے جنکے ہم ایسے شاگرد موجود ہیں مجھکو ایسا
دعوی تھا کہ کسی عیار کو موجود نہ جانتا تھا جب اُنکے مقابلے میں آیا سب کچھ بھول گیا آخر شاگرد
ہوا ایک لاکھ چوہتر ہزار عیار خدمت میں جنکی حاضر رہتا ہے اُنکے ادنا تعلیم کردہ ابو الفتح
نے گلیم گوش کے کان کاٹے اور پھر ابو الفتح کو نکال لائے گلباد و گلباد کو زیر کیا نہایت
زیرک خطائی کو عیار خان اعظم تھا کیسے کیسے اُسنے دعوے کئے تھے آخر اُسکو زیر کیا یہ باتیں سنکر
برق ثانی پلٹ گیا اس فکر میں ہوا کہ برق کو گرفتار کر لیجاؤں جاکے آقا سے سب حال کہا
نقابدار بہت جھلایا کہا میں خود جاکر پیغام دیتا ہوں برق ثانی نے کہا میں اسواسطے پلٹ آیا
کہ آج شب کو میاں برق کی گردن لون نقابدار اٹھا سلاح جسم پر آراستہ کیے طرف بارگاہ
صاحبقران کے چلا لشکر صاحبقران کی سیر کرتا ہوا تا دربارگاہ پہونچا صاحبقران کو خبر ہوئی کہ
نقابدار مرصع پوش آتا ہے صاحبقران نے سرداروں کو بھیجا کہ نقابدار کو استقبال کرکے لاؤ
نقابدار بارگاہ سے چند قدم الگ تھا کہ بہرام وغیرہ آکر پہونچے نقابدار کا استقبال کیا نقابدار
کو لیکر چلے جب جلوخانہ شاہی میں نقابدار آیا عادی کو دنگل پر دیکھکر بہرام سے پوچھا
دیکھیے کو صاحبقران نے دنگل سالار قرار دیا ہے بہرام نے کہا یہ شیر کا بھائی ہے صاحبقران
کا نقابدار کے ہوش اڑ گئے کہا صاحبقران نے کمال کیا ہے اس شخص کو زیر کیا نقابدار
بلا تکلف بارگاہ صاحبقران میں آیا صاحبقران کو دنگل شوکت پر پایا گرد سرداران نامی تخت
شاہنشاہی خالی پڑا ہے نقابدار نے صاحبقران کو سلام کیا امیر نے جواب سلام دیکر نقابدار
کو قریب اپنے بٹھا لیا ساقی بچے کو اشارہ کیا ساقی بچے نے جام دیا نقابدار نے اندیشہ
انجام پی گیا صاحبقران نے پوچھا اے بہادر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا نقابدار شوکت
وجلالت صاحبقرانی دیکھکر حیران تھا محو دیدار ہو رہا تھا دست بستہ عرض کی کہ میں
یہ چاہتا ہوں حضور سے مقابلہ کروں امیر نے فرمایا میں نے کیا خطا کی نقابدار نے کہا اے
صاحبقران میرا آپ سا بہادر آپ سے امتحان چاہتا ہے میں بھی خواہان امتحان ہوں
صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ بجا کر طبل جنگی بجوائیے صبح کو امتحان ہو جائیگا نقابدار چلا
اٹھا اپنی بارگاہ میں آیا عیاروں سے کہا طبل جنگی بجواؤ عیار طبل جنگی بجوا کر فکر برق فرنگی میں چلا

یہان صاحبقران کو خبر پہونچی کہ نقابدار نے طبل جنگی بجوایا مگر مہتر برق فرنگی طلاے پر مقرر ہوا ہی عیارون کو جا بجا مقرر کرکے کنارے پر آکر ٹھہرا ہی کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی برق سمجھا کہ وہی عیار ہماری فکر مین نکلا ہی یہ سوچکر آواز کی طرف چلا جنگل مین ایک مقام مثل نالے کے ملا دیکھا ایک نخل ہی اُسمین ایک نازنین بندھی ہوئی ہی اور ایک زنگی اُسکو کوڑے مار رہا ہی نازنین بلک بلک کے رو رہی ہی وہ زنگی کہتا ہی اب تیرے بچانے والے کہان ہین جنپر تو پھولتا تھا تیرے نوکر دوڑتے تھے مین ہمیشہ عشق مین تیرے جان دیتا رہا راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین اب زندگی دشوار ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی۔ نظم

جسم کو بھی ہی گران سینے کو ہی دل بھاری / وہ ہی درپیش مجھے عشق کی منزل بھاری

اہل غفلت کا ہی ہر جزو بدن تک دشمن / ہاتھ بھی خواب مین ہی سینے کو اک سل بھاری

جو گیا سایۂ دیوار مین دیوانہ بنا / اُس پری رو کی گلی سمجھے ہین عاقل بھاری

سر کے جو بیچ خورشید قیامت نہ کبھی / کیا مری رات ہی یہ دور شمائل بھاری

اہی دل زار نہ ڈر کوہ غم عشق سے تو / کہ اواخر ہی سبک اور اوائل بھاری

صبح پیدا جو ترے چاہ زنخدان سے ہوئی / رکھدیا سنگ برو سے چہ بابل بھاری

سرخ چہرہ نظر آتا ہی اسی باعث سے / عارض نازک جانان کو ہوا تل بھاری

یاد قارون کی کبھی صحبت مین سبک ہین وقر / ہو سکے کوہ گران کا نہ کبھی طفیل بھاری

قید غفلت مین بھلا قطع ہو کیا راہ طلب / پانون مین خواب گران کی ہی سلاسل بھاری

پیچ ہی گیسوی جانان کو بھی ہم دل سے / شاخ سنبل کی تو نازک ہی عنادل بھاری

بار غم ہجر محبت کے شناور کو نہین / دھارے مین ہلکی ہی کشتی لب ساحل بھاری

ہی گران آج مرے ماہ کو گرمی سے اتنا / کیا ہی تعجب ہی یہ رات اسی مہ کامل بھاری

نہ سنا پر نہ سنا کیا ہی گران گوش ہی گل / ہوگئی نالون سے آواز عنادل بھاری

خفت اس درجہ اٹھائی ہی سبکساری سے / کہ مرے جسم سے ہی دانۂ فلفل بھاری

گرچہ ہی فکر سخن خاطر ناسخ کو گران / لاسکے پر بھی تو ہی یہ شاعر کامل بھاری

اسطرح کے اشعار پڑھ کے رونے لگا کہتا ہی مین مدت سے عاشق ہون آج تجکو اٹھا لایا ہون

برق نے للکارا کہ او سیہ رو بس اب سامنے سے بھاگ جا یہی عیاری کا طریقہ ہے یہ لفظ سنکر
برق ثانی کے کان کھڑے ہوئے ہوشیار ہوا برق جو پیچھے کھینچکر دوڑا وہ زنگی بھاگا برق کود کر
قریب نازنین کے آیا کہا اے ستمگین چل میں تجھکو تیرے مکان پر پہونچا دوں یہ کہکے رسیان کاٹین
نازنین گر پڑی کہا مجھ سے اٹھا نہیں جاتا برق نے کہا میں کاندھے پر سوار کر کے پہونچا دون پیچھے
برق ثانی خوش ہوا برق نے کہا بیٹھ جاؤ تو میں تمھیں کاندھے پر سوار کر لوں بس جیسے ہی
وہ بیٹھا برق تو بلا سے روزگار ہے کہا اے نازنین دیکھ وہ زنگی پھر آتا ہے برق ثانی پلٹا برق
نے حلقے کمند کے مارے اور آواز دی او پھوکرے یہ عیاریاں ہمارے یہاں کے لونڈے
کرتے ہیں یہ فقرہ بناکے لایا میں کب تیرے دام میں آتا ہوں برق ثانی نے حلقے کمند کے کاٹے
جست کر کے نکلا جی میں کہتا ہے یہ ہمارے قبلہ و کعبہ ہیں خواجہ کے تعلیم کردہ ہمارے دام مکر میں
کہاں پھنستے ہیں جب برق ثانی بھاگا تو برق نے پکار کر آواز دی اے فرزند ذرا ٹھہر جاؤ دو دو ہاتھ
ہنسی کے بھی چل جائیں بھلا ہاتھ چالاکی کا ماروں کہ ناک اڑ جائے کیا کہلاؤ برق ثانی نے کہا
بہتر صاحب حوصلہ ہی رہ جائیگا وہ ہاتھ ماروں کہ چھٹا رہ کھل جائے برق نے کہا ٹھہرو حوصلہ تو
نکل جائے ایسا نہو کہ دل میں حوصلہ رہے برق ثانی سوچا کہ ابھی ساری رات باقی ہے اور کسی
مقام پر دھوکا دونگا کسی دام میں تو پھنسیں گے یہ سوچکر نکل گیا برق نے ہر چند پکارا لیکن
برق ثانی نہ ٹھہرا برق فرنگی بیابان میں ٹہلتا ہوا آتا ہے کہ سامنے سے ایک طفل کو دیکھا پکارتا ہوا آتا ہے
کہ ہائے خواجہ عمرو کو کہاں ڈھونڈوں اس کامل کو کیونکر پاؤں برق نے پکار کر آواز دی کہ
طفل تجھے خواجہ عمرو سے کیا کام ہے میں عمرو سے ملا دوں انکا شاگرد ہوں وہ لڑکا جیسے ہی
قریب آیا برق نے کہا وہ خواجہ عمرو آتے ہیں جیسے ہی وہ لڑکا پلٹا برق نے حلقے کمند کے
مارے برق ثانی تڑپ کے نکلا ایک حلقہ پاؤں میں پڑ گیا کہ برق ثانی لڑکھڑا کے گرا برق
نے چاہا جا بسا ماروں برق ثانی نے لوٹ ماری ایسا مارا کہ حلقہ کمند کا کاٹا برق اس
حرکت پر ہنسا کہا اے عیار خوب طراری کی یہ حرکت تمھاری مجھکو پسند آئی برق ثانی بھاگا
برق نے دور تک پیچھا کیا برق ثانی نہ پلٹا برق فرنگی طرف لشکر کے چلا کہ کوئی آواز کان
میں آئی برق فرنگی طرف صدا کے چلا ایک مقام پر آکر دیکھا کہ جنگل میں ایک تختہ

## سنگ پر بیٹھے ہوئے عمرو یہ غزل عاشقانہ گا رہے ہیں نظم

فصل گل آئی زمانہ ہے جنون کے جوش کا
مست اے ساقی یہی ہے وقت ناؤ نوش کا

بات کر سکتا نہیں دیوانے کبھی سامنے
دیکھکر روزن گمان ہوتا ہے مجھکو گوش کا

چھپ نہیں سکتا کبھی انکا ہے تو شکن
خود بخود بوسے لگاتا ہے وہ ہین پاپوش کا

کیا ہوا ہے جو رہے دل کیطرح وہ چھپ کے پاس
حال جاکر پوچھئے کچھ دلبر روپوش کا

کس غضب کی روشنی دیتا تھا شب کو آئی یہ
ہر ستارہ روکش خورشید ہے پاپوش کا

تنگ آکر دوست اٹھ جاتے ہیں میرے پاس سے
اب دہان زخم بھی منھ ہو گیا خاموش کا

ہاتھ اٹھا کر دوست کہتے ہیں کہ جائیں اٹھو
تیر آتا ہو گیا ہے جسم مین آنا ہوش کا

نالۂ بلبل سنا کرتا ہوں میں آٹھوں پہر
اپنے کانوں پہ گمان ہے مجھکو گل کے گوش کا

سر اٹھا احسان قاتل کے کہاں تک شکر ہو
بعد مدت آج اترا بار میرے دوش کا

کیسی ہوا ہے کہ جھکے شیشے ہوا لبریز جام
رخصت ہوتا ہے رہا ہے وداع ہوش کا

صبر کر سکتا نہیں ملتا ہے سب کچھ گو اسے
بھول جاتا ہے بشر سامان رزق و دوش کا

ایک چپ رہنے سے لاکھوں رنجشیں ہو جاتی ہین
مٹ گئے جھگڑے ہوا احسان لب خاموش کا

بے ارادے بھی ہوا کرتی ہیں اکثر لغزشیں
پیچ گیسو بن گیا آخر کو حلقہ گوش کا

ایک دو ساغر سے کیا بہکاتا ہے ساقی مجھے
خم اٹھا پھر دیکھنا دل مجھ سے دریا نوش کا

مین تو کیا ہوں کاروان کے کاروان ہو جائیں گم
بندہ لاکھوں کو کریگا آج بندہ گوش کا

بےخبر رکھتا ہے مجھکو جوش وحشت ای شمیم
باتین کرتے رہین نہین رکھتا تعلق ہوش کا

ہر چند کہ برق یہ اشعار سنکر بیتاب ہو گیا لیکن سوچا کہ یہ بھی عیاری ہے ایکی اسی لونڈے کو کھانا
حال تو کھلے کہ یہ کون صاحب ہیں یہ سوچکر برق نے جھک کر سلام کیا خواجہ نے کہا بیٹا تم
کہاں سے آئے ہو برق نے آنکھ ملائی اب گمان غالب ہوا کہ ہمارے استاد ہیں یہ بات سنکر
یہ کہ کلام میں فرق پایا اب حلقہ کمند کے سنبھالنے لگا برق ثانی بھی سمجھا کہ قبلہ و کعبہ ہوشیار
ہو رہے ہیں اٹھکر سامنے سے بھاگا برق نے پکار کر کہا صاحبزادے ٹھہر جاؤ تین عیاران
دیکھنے کی ہیں میں نے تیرون مرتبہ بچایا اب کیون بھاگے جاتے ہو برق ثانی نے پلٹ کر جواب

بہتر صاحب آپ ہمیشہ دنیا میں رہے بڑے بڑے مکاروں کا سامنا ہوا لیکن میرے آقا کو
تھوڑا زمانہ گزرا خروج کیے ہوئے میں ابھی حال میں نکلا ہوں آخر آپکے اُستاد سے مقابلہ پڑیگا
تب حال عیاری کھلیگا آخر خواجہ کو زیر کرنا پڑیگا جب ہمارے آقا کے نامدار صاحبقران عالی وقار
سے بانہا سے صاحبقرانی لیں گے ہمیں بھی خواجہ سے مقابلہ کرنا واجب و لازم ہوگا برق نے
جواب دیا صاحبزادے ایں آرزو میں رہو گے اگر خواجہ عمرو ہوتے اب تک تمکو دس مرتبہ
گرفتار کرلیتے یہ انھیں کی تعلیم کا باعث ہے کہ ہمنے تمکو تین مرتبہ پہچان لیا استاد سے مقابلہ کا
نام نہ لو وہ ایک لاکھ چھیاسی ہزار پیاس بچوں کے افسر ہیں اُنپر نگاہ نہ ڈالنا مگر صاحبزادے یہ
تمھاری تیز زبانی ہمارے رنگ سے بہت ملتی ہیں یہ چھٹ بیٹھ عیاری کرنا اور صورت تبدیل
کرکے سامنے آنا اور جا بجا ہنا کر دھوکا دینا ایسے ایسے فریب دن بھر میں ہم خود بناتے ہیں
ایسوں سے دم میں کب آتے ہیں عیار نے جواب دیا کہ بروقت حال کھلنے کے سب باتیں ظاہر
ہونگی زیادہ باتیں نہ بنائیے اب پلٹ جائیے ستارہ سحری چمک چکا برق ثانی پلٹا دیکھا کہ
لقا بدار بہادر نماز پڑھ چکا ہے سلاح جسم پر آراستہ کررہا ہے برق ثانی نے سب حال شب کا
بیان کیا کہ میں نے برق پر تین عیاریاں کیں ایسا تیز و طرار ہے کہ دوری سے اُسنے پہچان لیا
ہر ہر تبدیل پر گرفتار کرنے کا ارادہ کیا غلام اُس ظالم سے بچا لقا بدار نے کہا اے یار وفادار
آج روز امتحان ہے چاہتا ہوں سرداران صاحبقران کا بھی امتحان کروں جنکو امیر نے مرتبہ
دیا ہے وہ کیسے صاحب طاقت و جرات ہیں اُنکو زیر کروں سامنے صاحبقران کے مشکیں
باندھوں عیار نے کہا بہت مناسب ہوگا یہ کہکے لقا بدار سوار ہوا لشکر کو ساتھ لیکر میدان
کارزار میں آیا مگر عیار کہ رہا ہے کہ آقا ہمارے نادر ہیں بہت سمجھ کے مقابلہ کیجیے گا سرداران امیر تو
بڑے بہادر ہیں جنگ دیدہ کارآزمودہ عمر میں انکی جنگ و جدل میں گذریں کسی مقام پر کمی
نہیں کی لقا بدار آکر میدان کارزار میں ٹھہرا آواز طبل سکندری کان میں آئی صاحبقران زمان
فوج دریا موج لیکر میدان کارزار میں پہونچے خواجہ عمرو سے برق نے شب کا ذکر کیا تھا کہ
شب کو بہتر صاحب لقا بدار کے تین مرتبہ عیاری کی ہے میں نے حضور کی آنکھیں دیکھی ہیں
ہر مرتبہ گرفتار کیا ہوتا مگر بچ کے نکل گیا نہایت طرار و فرار ہے خواجہ عمرو فرماتے تھے اچھا ہم

ہمسے دعویٰ رکھتے ہیں سرِ میدان دیکھا جائیگا صاحبقران چالیس قدم آگے بڑھکر شہر کے
گرد سردار کھڑے ہوئے جھوم رہے ہیں کہ نقابدار نے مرکب اپنا بڑھایا میدان کارزار میں
آکر سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی یا صاحبقران زمان یہ حقیر برائے امتحان میدان کارزار
میں حاضر ہو جسکو مناسب جانیے مقابلے میں بھیجیے کہ حال جرأت کھلے امیر نے طرف دست راست
کے دیکھا کہ رستم سرزمین مغرب فرامرز بادہ مغربی لبیز خوانندہ صاحبقران نے مرکب اپنا بڑھایا
پہلے ہلال زرین تا سینے اپنے باپ کو سلام کیا ہلال نے اشارہ کیا کہ فوراً طرب انشاءاللہ نقابدار
کو زیر کرکے لاؤ فرامرز سامنے صاحبقران کے آیا دست بستہ عرض کی اجازت میدان سے
امیر نے فرمایا کہ اے فرامرز نقابدار نہایت مرد سپاہی معلوم دیتا ہے ذرا سمجھ کے مقابلہ کرنا عرض
کی اقبال حضور شریک حال ہے تو انشاءاللہ پروردگار مظفر و منصور رکھیگا صاحبقران نے فرمایا
بسم اللہ فرامرز مرکب اڑاتا ہوا سامنے نقابدار کے آیا سہیل عیار فرامرز کے ساتھ ہو نقابدار
کے رو برو سامنے فرامرز آ کے سطوت و صولت دیکھکر حیران ہو گیا پوچھا اے جوان نام تیرا کیا ہے
فرامرز نے سب کیفیت بیان کی نقابدار نے کہا ضرب لگاؤ جنگ شروع ہو فرامرز نے جواب
دیا کہ ہمارے آقا کا دستور نہیں جب تمہارے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ
کرینگے نقابدار نے نیزہ مارا فرامرز نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی
عرصے تک نیزہ بازی رہی نقابدار نے ایک مقام پر نیزہ لگا جھٹکر جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے
فرامرز کے نکلا فرامرز نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خنجر دار خنجر دار کہکر ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر
روکا دو دو چار چار وار چلے تھے کہ ایک مقام پر خنجر دار خنجر دار کہکر نقابدار نے گھوڑا بڑھا کر ہاتھ
مارا کہ سپر کو کاٹ کر تلوار گری سر فرامرز کا زخمی ہوا نقابدار نے ہاتھ روک لیا اے فرامرز اب
تم جاؤ جمہور نے جو فرامرز کو زخمی دیکھا گھوڑے کو بڑھاکر میدان میں آیا فرامرز کو پھیر دیا
سینہ سپر کرکے مقابلے میں نقابدار کے آیا نقابدار نے وہی تلوار جھکائی سر پہ جمہور کے وار کیا
جمہور نے سپر اپنی پہ تلوار کو روکا ہاتھ سپر کا مارا نقابدار نے سپر کو تلوار سے کاٹا جب جمہور کا
سپر بیکار ہوا نقابدار نے دوسری ضرب میں جمہور کو بھی زخمی کیا بعد زخمی ہونے جمہور کے
نقابدار نے بلبلا کر پکار کر آواز دی اے شہریار کسی ایسے کو بھیجیے کہ مزا شجاعت کا لے صاحبقران

نے لندھور سے آنکھ ملائی لندھور نے ہاتھی بڑھایا صاحبقران سے اجازت لی مقابلے میں
نقابدار کے آیا لندھور کہ جو نقابدار نے دیکھا ہوش و حواس اڑ گئے تین ہاتھ جنبش میں
اول فیل بیہوش فلک شکوہ دوسرے قد شل کرد تیسرے اٹھارہ سو من کا گرز کاندھے پر رکھا
ہوا اسلاح جسم پر آراستہ نقابدار سے صاحب سلامت ہوئی نقابدار نے پوچھا اے دارا
ہند کبھی صاحبقران سے بھی مقابلہ ہوا لندھور نے کہا مقابلہ اول ہندوستان میں ہوا
میں نے اطاعت کی مگر غرور دل میں رہا کہ صاحب قران نے مجھکو زیر نہیں کیا لیکن ملک
میں آکر صاحبقران نے مجھکو زیر کیا پھر ملک سنجان میں آکر زیر کیا صاحبقران قدرت پروردگار
ہیں اے نقابدار صاحب قران سے دعویٰ کرنا سراسر حماقت ہے میرا زیر کرنا نہایت مشکل
ہے بلکہ غیر ممکن ہے رستم ایسا بیٹا صاحب قران کا کہ جو شیر بیشۂ فرنگستان کہلاتا ہے آنکو بھی
کیا جب مجھکو سے ہاتھی اٹھایا اگر مہلت پاؤں تو عمر بھر جرأت آقا کا ذکر کروں اور پھر معاملات
جرأت تمام ہوں نقابدار نے کہا اے دارا سے ہند تمہارے گرز کا مشتاق ہوں لندھور نے
کہا برا سے خدا یہ ذکر نہ کرو میرا قلب کانپتا ہے صاحبقران کا کلمہ تھا کہ پھر اگر دو دستی اٹھایا
نقابدار نے تیسوں چوٹ گرز لگا ہے لندھور نے گرز اٹھایا دو دستی قصد کیا تھا کہ صاحبقران
نے وہاں سے آواز دی اے فرزند دارا کی زین پیوند درست شرط ہے خبردار دو دستی
گرز نہ لگانا لندھور نے بایاں ہاتھ ہٹا لیا داہنے ہاتھ سے گرز مارا نقابدار نے گرز کو گرز
پر روکا آواز تڑاقے کی بلند ہوئی اسلحہ ریزہ ریزہ اڑ گئی کہ نقابدار دل گردہ میں چھپ گیا صاحبقران
کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے فرمایا خواجہ غضب ہوا خدا نقابدار کو بچائے ضرب سخت پڑی
یہاں برق ثانی نے جو اپنے آقا کو دل گردہ میں پایا چھاگل لیکر گھسا نگاہ غور دیکھا کہ نقابدار
کے دونوں گھٹنے زمین سے لگے ہوئے ہیں گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی ہے نقابدار بیہوش مگر
دونوں ہاتھ ستون گرز ہیں عیار نے چھینٹا پانی کا مارا نقابدار نے آنکھ کھولی عیار نے عرض
کی حریف لاف و گزاف کر رہا ہے نقابدار نے چاہا مرکب کر اڑاؤں عیار نے عرض کی
مرکب تمام ہوا نہیں معلوم مرکب گیا خون منھ سے نکل رہا ہے نقابدار کو دیا طرف
فیل لندھور کے چلا لندھور سوچے کہ یہ جوان زبردست ہے ایسا نہ ہو فیل کو پکڑ کر

دونون پیر جماکر کو دپڑے نقابدار لپٹ گیا لندھور سے کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران
ہین کہ دونون شیر سر ٹکرا رہے ہین کوئی کسی مقام پر کمی نہین کرتا چار پہر اسی طور پر کشتی ہوئی جب
دن قلیل باقی رہا ایک مقام پر نقابدار لندھور کو لیے دوڑا لندھور حیف قدم آگے پلٹے نقابدار کو
بہت ناگوار ہوا کہا ای دلاور ہند باتین دکھاتے ہو ایک خنجر مارونگا کہ آنتین نکل پڑینگی
یہ کہکے خنجر کھینچا لندھور نے بھی قرولی کھینچی قریب تھا کہ دونون مین اور خنجر قرولی چلے کہ عمرو نے
پکار کر کہا یا امیر غضب ہوا اچھا ہٹا ہی خنجر قرولی کھینچ گئی دو مین سے ایک رہیگا امیر نعرہ کرکے
جا پڑے بیچ مین دونون ہوا نون کے آگئے داہنا ہاتھ سینے پر لندھور کے رکھا اور بایان ہاتھ
سینے پر نقابدار کے رکھا نقابدار بڑھنے لگا کہا حضور ہٹ جائین مگر امیر کے ہاتھ مین کچ بل
نقابدار حیران ہوگیا سر جھکا کر ٹھہرا امیر نے لندھور و نقابدار کو الگ کیا فرمایا یہ جنگ جہان
کیسی سنبھلکر لڑو نقابدار نے کہا مین ابھی اسکی مشکین باندھتا ہون لندھور نے کہا ای
آقاے نامدار آپ ہٹ جائیے مین ابھی اسکو سمجھائے دیتا ہون صاحبقران نے دونو
الگ کیا لندھور نے کہا مین ابھی نہ ہٹونگا اول نقابدار میدان سے جاے دونون جوان بگڑ
ہوے کھڑے ہین امیر نے عمرو سے فرمایا خواجہ انکو علیحدہ کرو عمرو نے کہا ان شیرون کو
کون ہٹائے کئی لاکھ روپے خرچ ہونگے امیر نے دس ہزار روپے قبول کیے تب عمرو نے بیچ
مین قنات استادہ کردی ادھر نقابدار پلٹا ادھر صاحبقران لندھور کو ساتھ لیکے پلٹے راہ مین
پوچھا کیون ای دلاور ہند انصاف سے کہنا نقابدار کو کیسا پایا لندھور نے عرض کی ای
شہریار نقابدار نہایت صاحب طاقت ہے حضور ہی اسکو زیر کرینگے اور کسی سردار سے نہ
دبیگا امیر نے فرمایا ای لندھور مین نے بھی تمہارا مقابلہ بغور دیکھا کسی مقام پر تم نے
کمی نہین کی سبحان اللہ خوب لڑے لندھور کو لیکر بارگاہ مین آئے نقابدار جو پلٹ کر بارگاہ
مین پہونچا کہا آج جانشین صاحبقران سے لڑا انکو بھی سمجھ لیا پھر طبل جنگی بجے کل صاحبقران
کو للکارونگا طبل جنگی پر چوب پڑی برق کو عیار کا بڑا خیال ہے صاحبقران کو خبر ہوئی کہ
اب نقابدار نے طبل جنگی بجوایا امیر نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل
جنگی بجا تیاریان ہونے لگین لیکن برق فرنگی تلاش مین عیار کی نکلا جیسے ہی کنارے لشکر کے

آیا دیکھا طرف سے جنگل کے ابو الفتح اصفہانی آتا ہے پکار کر آواز دی مہتر برق صاحب کہان
جاتے ہو برق ٹھہر گیا ابو الفتح قریب آیا کہا مہتر صاحب مین لشکر نقابدار مین گیا تھا عیار
نقابدار آپ کی فکر مین نکلا ہے یقین ہے آپ کو کسی مقام پر ملے برق نے کہا ملاقات تو
ہوئی یہ کہکے برق نے کہا دیکھو عیار آتا ہے ابو الفتح نقلی پلٹا برق نے حلقہ ہاے کمند ار
اور للکار کر آواز دی اے عیار طرار خبردار لفترہ برق

کہ ہم استاد ہین خواجہ نامدار
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہو
مرا نام ہے برق خنجر گزار

کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
ارسطو سے ذی علم شاگرد ہے
کہ کون مکار و غدار ہون

تڑپ سے مری چرخ بیزار ہے
بزیر قدم غرب ہے شرق ہے
دم مکر پر میرا اسرار ہے
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہے

او طفل بے ادب یہ کیا صورتین بدل بدل کے آتا ہے میرے مرشدزادے اس سے زیادہ طرار
و فرار ہین مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو کہ جنہے استاد پر عیاری کی جسکی معشوقہ ملکہ حیرت جادو
اسیر وہ احسان کیے ایسے ایسے مقام سے چھڑا لایا کہ حیرت شرمندہ ہوکر راضی ہوئی اور
چالاک کے ساتھ شادی ہوگئی آنکھین دیکھی ہین عیار جست کر کے کمندون سے نکلا
دور جا کر کھڑا ہوا پکار کر کہا اے برق افسوس کا مقام ہے کہ تو نگاہ ملتے ہی پہچان لیتا ہے مگر
آگاہ کرتا ہون کہ آج شب کو ہوشیار رہنا ضرور تمکو گرفتار کرونگا برق نے کہا صاحبزادے
عقل کے ناخن لو مین نے تم ایسے بہت سے لڑکے سمجھا دیے جو مکر طرح مین آئے
وہ کرکے آتا عیار بھاگا نظرون سے برق کی مخفی ہوا برق پلٹ کر لشکر مین آیا ایک تاجر
کی دوکان پر آکر ٹھہرا کہ سامنے سے سرہنگ نامے شاگرد آیا پکار کر آواز دی جلد آئیے عیار
نقابدار پشت بارگاہ صاحبقران پر نقب لگا رہا ہے برق تڑپ کے سرہنگ کے ساتھ
ہوا راہ مین ایک مقام پر خیمے استاد کے تھے جیسے ہی برق آگے بڑھا برق ثانی نے پشت
سے حلقے کمند کے مارے برق نے اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کے ایک تمچہ مارا عیار کا پاؤن
زخمی ہوا اور للکار کر آواز دی مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ عیار نقابدار ہے مین خود فکر مین تھا
ابکی مرتبہ تو پیچ چوٹ کھائی عیار مثل برق و باد بھاگا برق ٹہلتا ہوا دوکان پر ایک
ماہی فروش کی آیا ماہی فروش کھڑا ہو گیا جھک جھک کے سلام کرنے لگا کہا مہتر صاحب

آئینے مین تو آپ کی فکر مین تھا دوکان مین آکر دیکھے کسنے نقب لگائی ہے مگر مال بچا چور بھاگ گیا برق دوکان مین گھسا ماہی فروش نے پشت سے حلقہ ہائے کمند مارے اور نعرہ کیا منم عیار نقابدار مرصع پوش برق کے گلے مین حلقے کمن کے پڑے عیار نے جھٹکا مارا برق فرنگی زمین پر گرا عیار جھپٹ کر چھاتی پر سوار ہوا چاہا کہ حباب مار کر بیہوش کرون برق نے کہا ہے عیار مین تیری عیاری کا قائل ہوا اگر کہ تو صاحبقران کو چھڑا لاؤن تیرے سپرد کرون عمرو کو بھی گرفتار کر دونگا عیار نقابدار یہ لطف کی باتین بگوش ہوش سننے لگا برق نے باتون مین لگا کر پشت کے نیچے سے ہاتھ نکالے کہ ہاتھون مین حباب تھے وہی حباب منھ پر عیار نقابدار کے مارے عیار زمین پر گرا بیہوش ہوگیا برق نے چاہا مشکین باندھون مگر اس عیاری پر برق کو بھی ناز ہوا کہ حقیقت مین یہ عیاری عیار نے بے مثل و بے نظیر کی چاہا کہ نقاب چہرے سے ہٹاؤن کہ پانچ سات نوکر جو ماہی فروش کے کھڑے تھے ہان ہان کر کے دوڑے برق کو پکڑ لیا برق ثانی اٹھکر بھاگا کمند کاٹ کر ڈال دی جست و خیز کرتا ہوا نکل گیا اب وہ سب نوکر بھی برق فرنگی کو چھوڑ کر بھاگے نعرے کرکے کہ ہائیم شاگردان عیار نقابدار مرصع پوش برق حیران ہوگیا وہان سے اور آگے بڑھا کہ سامنے دیکھا ایک خیمے کے دروازے پر چراغ جل رہا ہے اندر سے خیمے کے کسی کی گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ برق کو سنانے لگی - نظم

عاشقون مین کون مجھسا ناتوان پیدا ہوا
نالہ بھی میرے دہن سے بے فغان پیدا ہوا

بے نشان رنگ پریدہ کا نشان پیدا ہوا
یہ وہ طائر ہے کہ جو بے آشیان پیدا ہوا

پردہ پوشی قاتل بے رحم کی منظور تھی
ہر دہان زخم عاشق بے زبان پیدا ہوا

خاکساران محبت کو نہین رفعت پسند
آفتاب داغ دل بے آسمان پیدا ہوا

دوست کی آمد مین دشمن کا بھی مژدہ ساتھ تھا
جب بہار آئی ہمین خوف خزان پیدا ہوا

دیکھنا اُسکا کبھی مشکل پار نا ممکن ہوا
شوق اپنے دل کا آنکھون سے نہان پیدا ہوا

واے قسمت اہل دنیا ہو گئے ہین مردہ پسند
اٹھ گئے جب ہم تو اپنا قدردان پیدا ہوا

انتہاے اوج کو پستی بھی ہوتی ہے ضرور
دیکھلو ہر آسمان پر آسمان پیدا ہوا

| | |
|---|---|
| ایک صورت پر رہی صورت نہ مانند خیال | جب ہوئی ہستی مجھے نقل مکان پیدا ہوا |
| کس بلا کی شام گیسو کھلی نظر آئی نہ صاف | خاک کا پتلا ہر اسے امتحان پیدا ہوا |

یہ غزل اسطرح آنکھ ملا کر برق فرنگی سے گائی کہ برق کو گانا بہت اچھا معلوم ہوا پکار کر کہا
کیوں صاحب کسکی تلاش میں کھڑی ہو اُسنے بڑھکر برق کا ہاتھ پکڑ لیا کہا واہ میاں برق
صاحب میرے ساتھ بھی عیاری کرتے ہو شام کو آئے روپیہ دیکر چلے گئے اب اُلٹے مجھسے پوچھتے
ہو برق نے کہا میں نے کیا دیا تھا نازنین نے کہا روپیہ آپکا دیا ہوا الگ رکھا ہی جی چاہے
لیجاؤ برق سوچا کہ یہ دھوکا کھاتی ہی جسنے روپیہ دیا وہ میری شکل کا ہوگا شاید یہ کسی کو سمجھتی ہے
برق اُس نازنین سے باتیں کرتا ہوا اندر خیمے کے آیا بیٹھکر باتیں کرنے لگا وہ نازنین گریہ
کرتی ہی نازنین نے پوچھا آج لڑنے والے کسقدر رجع میں لقا یار سے مقابلہ پڑیگا آخر کون
لڑیگا برق نے کہا ہرچند کہ دو سردار زخمی ہوئے لیکن ہنوز بن سعدان لڑکر بیٹے لقا یار کو اپنے
اوپر بڑا دعوی ہی اب صاحبقران زمان کو پکاریگا مگر صاحبقران مسخر کن پردہ قاف نہ
باندھکر لیجائینگے یہ باتیں نازنین و برق سے ہو رہی ہیں کہ گوشے سے ایک ضعیفہ نکلی پہلے تو
نازنین کو خفا ہونے لگی کہتی ہی کیوں گلا پھاڑتی ہی تماش بین کو بے رو بلا لیتی ہی کتنے اکثر تجھکو منع کیا
تیرے خیال میں نہیں آتا ہمیشہ خراب رہیگی ابھی ابتدا ہے شب ہر دروازے پر جا کر بیٹھ اس
لشکر میں تیرے جاننے والے بہت ہیں تو خالی نہیں رہ سکتی ضعیفہ نازنین پر خفا ہوکر طرف برق کے
متوجہ ہوئی کہا کیوں میاں برق فرنگی تمکو شرم نہ آئی یا تو اسکا روپیہ دو نہیں باہر جاکر بیٹھو برق
نے کہا بڑی بی کچھ دیوانی ہوئی ہو ہم طرف سے صاحبقران کے برائے حفاظت لشکر مقرر
ہیں ادھر بھی نکل آئے اگر جیسے آئے تو تمکو گرفتار کریں تم ایسی باتیں نہ کرو اگر اسکا
ذکر کرونگا تو صبح تمکو نکال دینگے ورنہ دس پانچ ہزار روپے لینگے اُس نازنین نے لڑ جھگڑ کر
بڑھیا کو ہٹایا برق سے کہا اس بڑھیا کے کہنے کا برا نہ ماننا جو یہاں آتا ہی یہ دھکے دیتی ایسی
باتیں کرتی ہی چاہتی ہی کوئی تماش بین نہ آئے پھر کون دل بہلائے برق نے کہا ہم روز آیا
کرینگے یہ باتیں کرکے وہ نازنین اپنے مقام سے اٹھی ٹہلنے لگی ذرا نگاہ جو برق کی پلٹی اُسنے
حلقہ ہائے کمند برق پر مارے برق نے جست کی لیکن ایک حلقہ کمند پاؤں میں پھنسا رہا

گرا جاتا تڑپ کر نکلوں کہ اُسی گوشے سے وہی بڑھیا پیدا ہوئی لپک کر اُسنے حباب دار برقِ
سنے ناک پر ہاتھ رکھ لیا تاکہ بیہوش نہ ہوئے برق تڑپ کے اُٹھا اب عیار کو کچھ نہ بنا سمجھ
کھینچکر برق پر جا پڑا برق فرنگی بھی لڑنے لگا گوشے سے دو دو چار چار پھیک پیچے نکلنے لگے
برق سب کو جواب دے رہا ہے مگر عیار کہتا ہے یارو بڑی شرم کی بات ہے تم چالیس شخص ہو ایک
اکیلے کو نہیں گرفتار کر سکتے سب ملکے حلقہ باندھے کمند مارو جسطرح سے گرفتار کر لو برق تڑپ
تڑپ کے طرف در خیمے کے جاتا ہے عیار روکے ہیں برق کو نکلنے نہیں دیتے قضا سے کار
مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری خواجہ عمرو نامدار طلاے پر تھے ایک طرف کھٹکا جو
معلوم ہوا دیکھا چور نقب لگا رہے ہیں پس خواجہ نے اُنکو للکارا وہ چور بھاگے اُسی خیمے
کے پہلو سے ہوکر نکلے خواجہ جو قریب اُس خیمے کے آئے برق کی آواز سنی تڑپ تڑپ کے
دعائیں مانگ رہا ہے پکارتا ہے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز تونے جو آبرو عطا کی ہے
اُسکو بچا لے اِس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے سب ہیک پیچے میرے ہی واسطے چھپکر
بیٹھے تھے فرد شاہا زکرم برمن درویش نگر بر حال من خستہ دل ریش نگر خواجہ
جو برق کے تڑپنے کی آواز سنی بیقرار ہوگئے سمجھے کہ ہمارے کھوڑیے کو کسی نے گھیرا ہے
سرا پردہ چاک کرکے دیکھا چالیس عیاروں سے برق فرنگی اکیلا لڑ رہا ہے کتنوں کو زخمی بھی کیا
ہر مرتبہ تڑپ کر اُس عیار پر جاتا ہے جو سب میں زیادہ مکار و غدار ہے لیکن اُس تک نہیں پہونچ سکتا
اور پیک پیچے سینہ سپر ہوتے ہیں اُن سب کا سینہ سپر کرنا برق کا ناچار ہونا عمرو نے دور
سے پکارا او نالائقو خبردار خبردار برق پر ہاتھ نہ ڈالنا میں خواجہ عمرو نامدار شاطر صاحبقران
عالیوقار نعرۂ خواجہ عمرو

تراشندۂ ریش کفار ہوں
صبا ٹھوکریں کھاے ہر ہر قدم
جہانگیر عالم کا عیار ہوں

عمرو ہوں میں عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہوں
اُڑا دوں صبا کے بھی ہیں ہوش کو
دوندہ جہانگرد و طرار ہوں

مرے مکر سے کانپتا ہو جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے کبھی گرد پاپوش کو

یہ کہکے سمجھ کھینچا اُتر پڑے
جسے سمجھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اب لڑائی یہ برق کبھی شیر ہوا کسی پیک کو اُٹھا اُسنے کسی
مار سے کسی پر پالٹ کا ہاتھ مار دیا کسی کا شکم چاک قصہ پاک اسطرح برق نے کئی پیک پیچے کو

مارا اور خواجہ عمرو نے تو عیاروں کے جی چھڑوا دیے خاص سب کے استاد کو بڑھکر زخمی کیا جب اُسکے سر سے خون بہا تو جست کرکے بھاگا اُسکے بھاگتے ہی سب پیک پیچھے نکل گئے برق نے سر سے گوپھن کھولا پتھر اُسمیں دیکر کھینچ مارا عیار کی پشت پر پڑا عیار بھاگا سامنے سے مخفی ہوا خواجہ نے برق کو پھیرا برق نے سب ذکر خواجہ سے کیا کہا کل سے اسوقت تک کئی عیاریاں مجھپر کیں لیکن غلام اُنسے بچا ہر مقام پر میں نے پہچانا مگر ایک دھوکا کھایا تھا اگر آپ نہ آتے تو گرفتار ہو جاتا لیکن اُستاد اسکا کیا باعث ہے کہ سر جو اسکا زخمی کیا آپ نے میرے دل کو چوٹ ماری خون رگوں میں جوش مارتا ہے خواجہ نے کہا تمسے یہ عیار کچھ توسل رکھتا ہے وہ تیزی جو کہ تجھ میں ہے وہی باتیں اُسمیں بھی دیکھیں اور سنیں میں ابھی جا کر گرفتار کیے لاتا ہوں یہ کہکے خواجہ چلے برق کنارے کنارے چلا کہ دیکھوں اُستاد کیا عیاری کرتے ہیں لیکن عیار کنارے اپنے لشکر کے آیا دیکھا طرف سے صحرا کے نقابدار مرصع پوش آتا ہے عیار نے جو اپنے آقا کو آتے دیکھا جھک کر سلام کیا عرض کی میں نے ابھی برق کو پکڑ لیا ہوتا میں وقت پر خواجہ آگئے کئی پیک پیچھے مارے گئے میں آج چالیس پیک بیچون کو لیکر گیا تھا نازمیں ہنگامہ عیاری کا اُسپر بھی وہ ہوشیار ہوا طفلے کمند کے پھیر مارے میں تڑپ کے نکلا پھر چالیسوں پیک بیچ آگئے لیکن برق نے سب کو جواب دیا جب خواجہ عمرو آگئے تب میں بھاگا کئی پیک پیچھے مارے گئے اُنکی لاشے بھی وہیں رہے نقابدار نے کہا لا میں تیرے سر کا زخم باندھ دوں عیار نے جھکا یا نقابدار نقلی نے بہ احتیاط حلقہ اُسے کمند گلے میں ڈالدیے ایک جھٹکا مارا کہ عیار گرا چاہا کہ تڑپ کر نکلوں خواجہ نے نعرہ کیا۔ نظم

کرامت استاد عیاران عالم
جہان سر بسر در حکم گذاری

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلا سے جان کفار

بہ باغ دین زمکرش آبیاری
عمر آن شاہ عیاران عالم

کہکے عمرو نے جواب مارا بیہوش کیا پشتارہ باندھکے لے بھاگا برق نے دور سے دیکھا کہ اُستاد کیا بیٹھے کو لیے ہوئے آتے ہیں حیران ہوگیا کہ یہ عیاری ہے یا کرامات ہے کیا تدبیر کی کہ ایسے طرار و فرار کو دفعتہ گرفتار کر لیا خواجہ نے کہا لو یہ موجود ہیں برق نے نقاب جو چہرے سے ہٹائی بالکل اپنی صورت پائی برق نے خوش ہوکر کہا اُستاد یہ تو بالکل میری صورت ہے عمرو نے فوراً

فتیلہ دفع بیہوشی دیا عیار کی آنکھ کھلی اپنے کو بے نقاب پایا خواجہ و برق سامنے کھڑے ہین
مگر برق وجد مین ہو عیار نے جھک کر برق کو سلام کیا برق نے پوچھا ای فرزند کیا نام ہو کہا
حضور کا غلام برق ثانی عمرو نے کہا ای فرزند یہ نقابدار کون ہو کہا حضور شاہزادۂ خسرو نیزدل
فرزند صاحبقران از بطن ملکہ دردانہ پری کہ پردۂ قاف مین پیدا ہوا بڑے بڑے کار نمایان
کیے اب منظور ہوا کہ صاحبقران سے امتحان کرون خواجہ عمرو و برق فرنگی برق ثانی کو لیکر خدمت
مین صاحبقران کی آئے مقبل دروازے پر حاضر تھا صاحبقران نماز پڑھکے فارغ ہوئے
تھے کہ مقبل نے آکر عرض کی خواجہ عمرو و برق فرنگی ایک عیار کو لیکر آئے ہین امیر باہر
نکل آئے برق ثانی نے قدمون کو بوسہ دیکر سب حال خسرو کا بیان کیا صاحبقران برق ثانی
کو لیکر طرف بارگاہ نقابدار مرصع پوش کے چلے نقابدار نماز پڑھکے مسلح و مکمل ہوکے
بارگاہ سے نکلا ہو کہ ہرکارون نے خبر دی صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین وہان عیارون
نے سرداران امیر کو خبر دی لندھور و مالک و بہرام وغیرہ فرداً فرداً چلے آتے ہین ہرکارون
نے نقابدار کو خبر پہونچائی کہ عیار آپ کا صاحبقران کے ساتھ ہو نقابدار سمجھ گیا کہ شاید
عیار گرفتار ہوا اور حال کھل گیا کہ قبلہ و کعبہ تشریف لاتے ہین نقاب چہرے سے الٹکے
باہر آیا صاحبقران کو بہ ادب سلام کیا اودھر سے رستم پیلتن کو خبر ہوئی کہ اب نقابدار مرصع پوش
کا حال کھل گیا صاحبقران برائے ملاقات گئے ہین رستم بھی خوش ہو گئے اپنے سردارون
کو ساتھ لیکر چلے جادوگرنیان عاشقان رستم سب ساتھ ہین اور جوڑے بھاری پہنے
ہوئے دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے شمشیر ابرو نالی ہندو چشم جادو شیا سحر سے
مشابہ گیسو ابر جھون کے سر پر سایہ فگن ملکہ سنبل ہفت گیسو سات کاکلین عارض پر
پڑی ہوئین جس سے ثابت ہوتا تھا کہ سات ناگنیان گرد چشمۂ خورشید پیچ و تاب مین پڑین
یا ناگنیان عتاب مین ہین ایک جانب ملکہ مشکبار کہ بو سے مشک آرہی ہو اور شگوفۂ پیچ
معشوقون کے سر کا تاج ایک جانب لالہ عذار ایک جانب آفتاب فلک سیر کا جن پر
آفتاب عالمتاب چمکتا ہوا کہ روشنی سے معلوم ہوتا ہو کہ ٹھیک دوپہر کا وقت ہو ذرہ ذرہ
ریگ بیابان چمک رہے ہین عیوق و جادوق و صندلان وغیرہ کئی سو تاجدار شیشہ

اس شوکت سے رستم آکر پہونچے خسرو نے قدم صاحبقران کو بوسہ دیا گرد پھرنے لگا صاحبقران
نے فرمایا ای فرزند ہوس مقابلہ رہگئی خسرو نے عرض کی کسکی مجال ہی کہ حضور سے آنکھ ملا سکے
میری یہ مجال تھی کہ حضور سے مقابلہ کرتا ملنے کا حضور سے حیلہ تجویز کیا تھا جسوقت غلام
سنا کہ عیار میرا بے نقاب حضور کے ساتھ ہی سمجھ گیا کہ باپ کی فکر مین گیا تھا آخر گرفتار ہوا
حال ہمارا کھلا کہ اسمین رستم آکر پہونچے صاحبقران نے رستم کو گلے سے لگایا بارگاہ مین
خسرو کی آکر بیٹھے رستم نے سب جادوگرنیون کو بلایا صاحبقران نے طلسم کی تعریف کی کہ
تم سب صاحبون نے شریک ہوکر ہمارے فرزند کا مرتبہ بڑھایا ہی سب جادوگرنیاں ازبسکہ
رعب وجمال صاحبقران دیکھکر سرنگون بیٹھی ہین کلام نہین کرسکتین امیر طرف [illegible]
خونخوار کے متوجہ ہوے فرمایا ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی جب تمنے قلعہ مین داخل
کیا ہی تو چالیس سردار مع بدیع الزمان غائب ہوے تھے انکا پتہ آجتک نہ ملا سنبل
ہفت گیسو نے دست بستہ عرض کی اب جو حضور یہان سے کوچ کرینگے اور صحراے
عشرت خیز مین داخلہ ہوگا راہ مین ایک صحرا پڑتا ہی کہ وہانکا حاکم مخلوق جادو ہی قیدیان
باقی ماندہ اسکے قتل ہونے سے دستیاب ہونگے پھر صحراے عشرت مین جاکر پہونچیگا
سامنے قصر عشرت ہی کہ آفتاب نے اٹھکر عرض کی غلام آپکا مخلوق جادو کو ذبح
کریگا صحراے عشرت مین ہفت پیکر سے مقابلہ ہوگا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا
کہ ہفت پیکر نے سامان لشکر کشی کیا ہی لشکر صحرا مین اتر رہا ہی جن سردارون کو نامے لکھے
وہ سب جلد آتے ہین لشکر بے حد وبے حصر ہی مگر لشکر آپکے فرزند رستم کا بھی تو لاکھ سے ساحر
چار لاکھ ساحر موجود ہی اور جتنی جادوگرنیاں حضور کے ساتھ حاضر ہین ایک ایک اپنی
وحید عصر ہی راز داستان ہفت پیکر لوح طلسم انھین سب صاحبون کی مدد سے ملی تھی جناب
ہمارے آقا کو ملے امیر نے فرمایا ای فرزند آج جاکر آرام کرو کل صبح کو کوچ ہوگا لشکر کم
زیادہ کا خیال نہ کرو خدا تمھارا معین ومددگار ہی اگرچہ اتفاقات روزگار سے آجتک
تمنے کوئی طلسم عمدہ فتح نہین کیا ہی مگر شکر کرتا ہون پروردگار کا کہ طلسم دیگر تمھارے
ہاتھ سے فتح ہوا ماشاء اللہ خوب لشکر پایا سردار بھی عمدہ دستیاب ہوے کیسی کیسی پری

بہادر ساتھ ہین جادوگرنیان آفتاب جمال حسن مین خورشید تمثال تمہاری شریک ہو دشمن سیہ
رازداران ہفت پیکر ہین لشکر پروردگار جمع کردیگا کچھ مقام تردد نہین ایرج و نورالدہر شیرویہ
بھائی بھتیجے تمہارے جو اس طلسم مین آوارہ ہین اُن لوگون نے بھی دربند فتح کیے ہین مین
خبر پا چکا ہون کہ سب ادہر ہی چلے آتے ہین انشاء اللہ وقت پر پہونچین گے سب آمادہ حرب
و پیکار ہفت پیکر سے ہین مگر خدا نے تاج فتاحی تمہارے سر پر رکھا سب صاحب اس
سعادت کے جویا تھے لیکن خدا نے تمکو یہ طلسم وسیع دیا طلسم تمہارے ہاتھ سے فتح ہوا کل
لشکر تیار رکھے سفر کیا جائے گا رستم رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین آئے آکر سردارون کو حکم دیا
کہ وردیان بھی تقسیم کرو لشکر سویرے سے تیار رہے کل سویرے کوچ ہوگا ملکہ سنبل مشکین گیسو
وغیرہ کو بھی حکم ملیگا جادوگرنیون نے آکر ابر سحر تیار کیے اور سب سردارون نے اپنے اپنے
لشکرون مین بھی وردیان تقسیم کین ادہر صاحبقران خسرو سے رخصت ہوکر اپنے لشکر
مین آئے بارگاہ سلیمانی مین آکر عادی کو بلایا فرمایا کل سویرے بارگاہ لیکر طرف صحرا
نرگس کے چلو اور لنڈھور کو حکم دیا کہ لشکر آراستہ رہے ہم سویرے کوچ کرینگے رستم کے
لشکر کے ساتھ ہمارا لشکر رہے خسرو نے اپنے بارہ ہزار جوان تیار کیے لباس عمدہ سب کو
بانٹے یہ کہتے ہین کہ میرا لشکر رستم سے آگے چلے کہ مین اول مقابلہ ہفت پیکر مین پہونچون
چار پہر رات تیاری مین گذری جسوقت شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش لشکر
ضیا و شعاع کو لیکر مشرق سے نکلا دنیا کو منور و روشن کیا اول رستم لشکر کو لیکر آگے بڑھے
سردار فرداً فرداً عقب مین ابرہاے سحر آسمان پر چھائے ہوے جسمین رعد کی گرج
برق کی چمک طائران سحر زمزمہ سرائی کرتے ہوے کسی ابر مین ستارے چمک رہے ہین
کسی ابر سے پھول برستے ہین کہین خانہ باغ آراستہ معلوم ہوتا ہے کہین رات کہین دن
شاہزادیان تختون پر سوار کنیزان زرین پوش چہار جانب سے گھیرے ہوے جب لشکر رستم
اس کروفر سے میدان مین نکلا اور رخ طرف صحراے نرگس کے کیا امیر نے اپنے پر لشکر رستم
کے آئے نقارخانہ سکندری کو حکم ہوا کہ آگے بڑھ جاؤ ہمارے فرزند کے ہمراہ رہو شاہزادہ
خسرو شیر دل نے جو یہ اہتمام سواری دیکھا اور صاحبقران کو اپنے پر پایا بائین پر خسرو

بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر نوبت نقارے بجتے ہوئے طرف صحرائے نرگس کے چلے مگر مخلوق جادو کا حال تحریر کرتا ہون کہ مع اپنے وزرا امرا کے قصر نرگس مین بیٹھا ہے دور شراب چل رہا ہے پریزادان دردگوش مرصع پوش بہ ناز و انداز سامنے مخلوق کے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

کسی صورت تو دل کو شاد کرنا — ہمین دشمن سمجھکر یاد کرنا
دعائین دینگے چھٹکر قید زلف — جہانتک ہو سکے آزاد کرنا
کہین وہ آفرین ایسا پڑے ہاتھ — نہ سیکھے رحم او جلاد کرنا
مسیحائی دکھانا بعد مردن — جو دل چاہے تو کچھ ارشاد کرنا
اڑا دو خاک میری ٹھوکرون سے — اگر منظور ہے برباد کرنا
ادب سیکھے نہین ہون تو گرفتار — بنا کر قاعدے بیداد کرنا
مزا تھا بیکسی کی گالیون مین — انہی بھولے سبق کو یاد کرنا
بہت مشکل ہے ان سنگین دلون کے — خیال خاطر ناشاد کرنا
جنازہ اٹھ چلے میرا تو تم بھی — ادا رسم مبارکباد کرنا
نسیم خستہ دل نے جان دیدی — غضب لایا ترا بیداد کرنا

مخلوق کی بارگاہ مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے دربار مین اپنے مخلوق بیٹھا ہوا ذکر اہل اسلام کر رہا ہے کہ آسمان پر برق چمکی ایک ابر سوسنی پیدا ہوا وہ ابر نہایت آراستگی کے ساتھ تھا رعد کی گرج برق کی چمک ہزارہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے ابر سامنے آکر بیٹھا مخلوق نے کہا صاحبزادی سیر و شکار کر کے پلٹی ہوئی آتی ہین سب اہل دربار برائے تعظیم کھڑے ہوئے سب نے دیکھا ابر پھٹا ایک تخت پیدا ہوا تخت پر ایک نازنین جبین مہ جبین رشک قمر خود خود آنکھین رشک آہو لیکن افسردہ نہایت حسین آفتاب جمال خورشید مثال چہرہ مثل آفتاب کے چمکتا ہوا اتنا حسن ہے کہ ضو جمال جہان آرا کی گرد پڑی ہے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ بیچ مین ماہ تابان گردابہ پڑ رہا ہے مخلوق نے جو بیٹی کو اپنی اس شان و شوکت سے دیکھا ہنس پڑا اہل دربار سے کہتا ہے صاحبو دیکھو شیدا سے غنچہ دہن کا

کیا حسن و جمال ہی ہر چند کہ طلسم کشا کے ساتھ سنبل ہفت گیسو ایسی شاہزادی شفق خونخوار وغیرہ شاہزادیان حسین جمیل مین مگر میری دختر کا جمال سب پر طعنہ زن ہی دیکھو جمال کی کیا رونق ہی ملکہ شیدا دربار مین آئین باپ کو جھک کے سلام کیا مخلوق نے بیٹی کو گلے لگا کر محبت سے بوسے لیا شیدا کے تیور پر بل پڑ گئے رنجیدہ ہو کر کہا ای والد نامدار استقلال کو نہ صرف فرمایئے کنیز کو ناگوار ہوتا ہی مین اسوقت واسطے شکار کے گئی تھی کوہ احتشام پر جاکر کھڑی مین نے دور سے دیکھا کہ لشکر طلسم کشا صحرا سے لیکر سواد مین فروکش ہی لا تعداد جواد ہی کہ تمام صحرا بھرا ہوا ہی مین نے کوہ احتشام سے پیرون کو بھیجا کہ جا کے خبر لاؤ کون کون افسر کس طور سے تھا کہ ابھی لشکر تباہ کر دون پیرون نے آکر خبر سنائی کہ صاحبقران لشکر مین موجود ہین اور وہ جو نقابدار مرصع پوش ہر طرف جنگ کرتا پھرتا تھا اکثر دربند اُسکے ہاتھ سے فتح ہوئے لیکن اُس نقابدار نے کسی کو ساتھ نہین لیا جہان فتح کیا اُسکے بادشاہ کو وہین چھوڑا پھر وعدہ کر لیا کہ جب ہم لشکر کشی کر کے ہفت پیکر پر جائین تو تم لوگ بے طلب آؤ وہی نقابدار پرید طلسم کشا آیا صاحبقران سے مقابلہ پڑا اللہ ھو رے امتحان کیا گرز اُنکا اُٹھا یا چار پہر کشتی لڑے صاحبقران نے آخر جدا کیا لیکن نقابدار سمجھا رہتا فقط صاحبقران نے سینے پر ہاتھ رکھا نقابدار کو معلوم ہو گیا کہ صاحبقران کو زیر نہ کر سکونگا آخر اپنے کو ظاہر کر دیا پیرون نے بیان کیا خسرو شیر دل نام ہی صاحبقران کا فرزند ہی لطن پریزاد ملکہ دردانہ گوہر پوش و ملکہ صاحبقران سے دربار مین طلسم کشا کے اب موجود ہین اور جادوگرنیان طلسم ہفت پیکر کی چیدہ چیدہ مثل سنبل و شفق خونخوار و لالہ عذار و ماہی سحر و نہنگ بحری و آفتاب فلک سیر کاہن کہ نام پر طلسم کشا کے جان دیتا ہی و سلماسے گوہر پوش وغیرہ دربار مین موجود ہین مین نے تامل کیا کہ والد سے ذکر کرون تو جا کے سحر کرون پہلے ہی سحر مین لشکر منتشر ہو جائے اور جتنی جادوگرنیان ہین سب طلسم کشا پر سحر کرین اور تحفہ جات طلسم کشا سے چھین لین اور آپکی خدمت مین لا کر حاضر کرین مگر میرے خیال مین آیا کہ شاید والد کے خلاف ہو اس وجہ سے مین نے سحر نہ کیا اب آپ سے حکم لینے آئی ہون کہ کل جا کر کوہ احتشام پر ٹھہرون اور لشکر طلسم کشا کا اُسی صحرا سے گذر ہوگا وہ سحر کرون کہ شاہزادیان اُسکے دفع کرنے سے عاجز ہون

اور طلسم کشا پر ساحر و غیر ساحر کا ہنگامہ ہو وہ آفت برپا ہو کہ طلسم کشا جان بچا کر بھاگیں اور
صاحبقران کو سرداران صاحبقران گھیر لیں اور صاحبقران اسم اعظم بھول جائیں بیٹے کو
ساتھ لیکر بھاگیں اگر آپکے صحرا میں لشکر پہونچ گیا تو نہایت مشکل ہوگی وہ سب ساحر سحر کرینگے
اور طلسم کشا آپ کی تلاش میں مصروف ہونگے ساحروں نے آگاہ کردیا کہ جب مخلوق جادو قتل
ہوگا تب یہ رشتہ کائنات کا ٹوٹیگا مخلوق نے کہا ای نور نظر پارۂ جگر تمنے خوب تجویز کیا ہے تمہارا قول
پسند آیا ہم بھی تدبیر کرکے ساحروں کو صحرا میں مقرر کرتے ہیں کہ لشکر طلسم کشا صحرای نرگستان
میں نہ آسکے اگر کوئی عیار مکار آئے تو اسکو گرفتار کریں لاکر ہماری خدمت میں حاضر کریں پھر
مخلوق نے کہا میں نے قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جسکو گرفتار کروں قید نہ رکھوں فوراً دار پر کھینچوں
جلاد آمادہ رہیں فوراً قتل کریں ای نور نظر تم صبح کو جاکر اشکال طلسم کشا کو پراگندہ کرو مگر ایسا سحر کرنا
کہ جادوگریاں جو موجود ہیں اُسکے دفع کرنے سے عاجز ہوں جیسے شعبدے تمکو حضرت
ہفت پیکر نے بتلائے ہیں وہی شعبدے کام آئینگے دفع ہو سکیں گے اب چند ساحروں کو
مخلوق نے حکم دیا کہ تم جاکر صحرای نرگس میں موجود رہو عیار یا نجیب عیار جو کوئی وہاں آئے اُسکو
پھونک دو یا گرفتار کرکے ہمارے پاس لاؤ کہ ہم سزا دیں دار پر کھینچیں اب اُن ساحروں نے
بڑا انتظام کیا کہ جسکا نام نہیں لے سکتے قاتل دمامہ و ہوشنگ گرفتار ہوکے آیا اُسکو قید خانہ میں
قید کیا وہ مکر کرکے وہاں سے رہا ہوگیا کئی ساحر دربار سے مخلوق کے اُٹھے صحرای نرگس
میں جاکر ٹھہرے انتظام میں مصروف ہوے کوئی آہو بنکے پھرتا ہے کوئی طائر بنا ہوا درخت
پر بیٹھا ہے چہار جانب نگران کہ کوئی آئے تو گرفتار کروں گذشتہ رات پھر دربار میں مخلوق
کے رہی کچھ رات باقی تھی کہ سوکر اُٹھی چند کنیزان ہمراز کو ساتھ لیا اسباب سحر تھیلی
میں رکھا طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی اُڑتی ہوئی کوہ احتشام پر آئی سامنے میں ایک
نخل کے قالین بچھوا کر بیٹھی طرف صحرا کے دیکھنے لگی سحر انتہا کے تیار ہیں شعبدے کئی ہاتھ
باندھے کھڑے ہیں اپنے سحر پیشہ ایک گویا نازی کنیزوں سے کہہ رہی ہے آج وہ تماشہ دیکھو گی
کہ جو کبھی نہ دیکھا ہوا تا پھر انشاء اللہ طلسم کشا کا قتل طلسم کشا پر آمادہ ہوا اور طلسم کشا کو جان
بچانا مشکل پڑے جتنے جادوگر کہ عاشق طلسم کشا ہیں سب دشمن ہو جائیں اپنی اپنی

سرکشی دکھائین کنیزین عرض کرتی ہین واری آپ کا سحر ایسا ہی ہو کہ کوئی روک نہین سکتا
خداوندا ہفت پیکر نے آپ پر نگاہ ڈالی آپ کو یہ خیال تھا کہ قبول نہ فرمایا بڑے بڑے شاہون
نے اپنی بیٹیون کو بطور ڈولا خدمت خداوندا مین حاضر کر دیا کہ اسی سبب سے وہ لوگ
سلطنت کرتے ہین مگر کنیزون کو یاد ہو کہ جس روز قدرت نے قصد کیا کہ آپ پر دست انداز
ہون آپ نے غصے مین جواب صاف دیا تھا کہ یا خداوندا مین آپ کی بندی ہون مجھپر نگاہ
خلاف نہ ڈالیے ہوش مین آئیے ایسے کلمات نہ فرمائیے جب حضور نے قدرت کو اسطرح روکا
تب قدرت رُک گئے سب کنیزین عصمت داری کی شیدا کی باتین کر رہی ہین شیدا اسر
جھکا کے ہان ہان کرتی ہو کہتی ہو صاحبو مجھکو مرد کے نام سے نفرت ہو مین نے اپنے باغ
مین مرد اُنے نام کا درخت نہین رکھا گلعذار کنیز کسقدر ہنسمکھ تھی جو کوئی اُسکی برائی
بیان کرتی تھی مین اُسے اپنا دشمن جانتی تھی ایک دن مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا
کہ کوٹھے پر چڑھی ہوئی کسی مرد سے اشارے کر رہی ہو مین نے اُسی وقت کھڑے
کھڑے اُسکو باغ سے نکالا اُسکے گھر سے لوگ سمجھانے آئے اُسکی نانی نحیف و ضعیف
مجھسے آکر کہنے لگی کیون حضور گلعذار نے کیا خطا کی مین نے جواب دیا کہ گلعذار اس لائق
نہین ہو کہ میرے باغ مین رہے اس وجہ سے مین نے اُسکو نکالا اب مین اُسکی خطا نہ معاف
کرونگی نانی اُسکی اگلے وقت کی گھر مین جا کر بڑی آفت برپا کی پی گلعذار میرے پاس روتی
پیٹتی آئین عرض کی واری مین نے کیا خطا کی کہ آپ کے یہان سے نکالا اب گھر مین بھی
نہین رہنے پاتی ہون یا مجھکو نوکر رکھیے یا مجھے اتنا خرچ دیجیے کہ مین کہین باہر نکل جاؤن
صاحبو تمھین یاد ہوگا مجھے ایسا غصہ تھا کہ مین نے کئی سو روپے نکالکر دیدیے مگر نوکر نہ رکھا
جب مجھکو مرد و عورت کا میل اسقدر ناگوار ہو تو خداوند کی کیا مجال تھی کہ مجھپر نگاہ ڈالتے
ایسا سحر کرتی کہ تنکے چنتے پھرتے کنیزون نے کہا واری قدرت کو کچھ نہ کہیے اُنھون نے
پیدا کیا ہو شیدا نے کہا صاحبو تم لوگ جو چاہو سمجھو جب سے مسلمانون نے خروج کیا اور
قدرت ملک ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آئے میرے تو اعتقاد مین فرق آگیا کیسے
خداوند ہین کہ جنکو پیدا کیا انھین کے ہاتھ سے بھاگے ہین بس معلوم ہے ہوتا ہو کہ ہفت پیکر

ساحر زبردست ہی سحر سے یہ سب طریقے بنائے ہین جند صاحب ہوا پر اُڑتے پھرتے ہین
خدائی اُنکی ثابت کرتے ہین اور یہ تو تاثیر سحر کی ہی کہ جانور شجر حجر آواز دیتے ہین کہ خدائی [illegible]
ہفت پیکر کی صحیح ہوا ابھی سحر کر دون تو ہزار ہا طائر پیدا ہوا اور یہی پکارے کہ خدائی شیدا کی
درست ہی یا جسکا نام لو اُسکا نام پکارا دون یہ بہت سحر حقیر ہی اس سحر پر ہماری جاگیر ہی ایک
ساحر کو بتا دیا اُسنے سحر کیا طائر آواز دینے لگے ہین تو اصل قدرت کو سمجھ گئی ناحق کیا دعوے
خدائی کیا بادشاہ بنکر بیٹھے سامری و جمشید کے نام مین کیسی تاثیر ہی وہ پیراسنے شیدا [illegible]
ان نعمے کو کون سچا ای بانے سوائے ان سات سو آٹھ سو لاکھ کے اور کسین [illegible]
ہفت پیکر کی ہی کسی ملک والے بھی نام لیتے ہین یہ باتین تھین کہ پہاڑ تھرا گیا کنیزون نے
کہا واری یہ کیسی آواز ہی کہ پہاڑ تھرا گیا شیدا نے کہا لشکر مین امیر کے نقارہ [illegible]
بجا ہی یہ اُسی کی آواز ہی کہ پہاڑ تھرا گیا اب سامنے سے کنارے ہٹو مین [illegible] طلسم کشا [illegible]
وہ سحر کرون کہ آپس مین لڑنے لگین بھائی کو بھائی مارے باپ کو بیٹا قتل کرے [illegible]
پر جھکین سردار صاحبقران صاحبقران کو گھیر لین اُسی سحر سے یہ بات نکل آئیگی کہ طلسم کشا
بھاگتے پھرین کسی جنگل مین جاکر چھپین کنیزین سامنے سے ہٹین شیدا [illegible]
دیکھی یہ نگاہ غور دیکھنے لگی ایک جوان کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار چالیس [illegible]
قامت کے اُس جوان کو گھیرے ہوئے مرکب کو وہ سرین کو کفل مگر اگلے پانون اٹھا
رہتا ہی پچھلے پانون گھسٹتے ہوے چلتے ہین چالیس ہزار قزاق سیہ کے ہاتھ مین بوق
ترکی اُسکو دم دیتے ہوے اٹھارہ سو شتر و فاطر اسپیر اٹالا بارگاہ کالا ہوا اس دھوم
سے سواری آتی ہی کنیزون نے عرض کی [illegible] اٹالا بارگاہ سلیمانی کا جاتا ہی اب لشکر
صاحبقران بھی آئیگا شیدا نے کہا آگے نکل جانے دو یہ سب اپنے گلے کاٹ لینگے
کیا انکی جان بچیگی مگر اسوقت یہی سنا ہی کہ اُسکے نہ بولو پہلوان عادی اٹالا لیکر دامن
کوہ سے نکلا کہ پھر گرد بلند ہوئی اور [illegible] نقارے کی آواز آئی آگے ایک جوان آفتاب
جمال خورشید مثال کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم تیغ ہفت جوہر
کمر مین حمائل مرکب اُڑاتے ہوے سامنے سے نکلا کنیزون نے کہا واری یہ جوان

جرأت میں یکتا ہی یہی طلسم کشا ہی شیشا نے کچھ خیال نکیا ستم گھوڑا اُٹھا کر سامنے سے نکل گیا
شیشا نے کچھ سمجھ نہ کیا کہتی ہی ان سب کو جمع ہونے دو کہ پھر گرد اُڑی سامنے آ کر دامن گرد شگافتہ
ہوا ایک جوان کو دیکھا کہ خورشید آسمان جلالت یکہ تاز میدان رفعت صاحب شوکت
و لیاقت لباس مرصع نگار زیب جسم مرکب باد رفتار پر سوار سلاح جنگی جسم پہ آراستہ زلفین
خلیلی دوش پر صف شکن و صفدر ایک عیار طرار خنجر گذار رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوئے اسی
شان و شوکت سے شیر بیشہ صاحبقرانی کو جو دیکھا پسینہ آگیا قلب تھرایا بے ساختہ منہ سے
آہ نکل گئی بے اختیار پکار اُٹھیں ۔ نظم

نہ دنیا کی خبر ہی کچھ نہ دین کا ہوش ہی سر میں
بھلا یا دو جہان کو تو نے ساقی ایک ساغر میں

ہوا ٹھر دی تری اور زر و طاقت جیب میں جا ٹکا
اگر سنبھالا ہے تو پیر گردون میری ٹھوکر میں

فلک سا آسیاب دنیا گھمایا ہاتھ آئیگا تیرے
نہیں ہی بھیک کا بھی ٹھیکرا درویش کے گھر میں

ہوا علی ہیں مقام انکا ہوا سفلی غیر ممکن ہی
بھڑکتی طور کی آتش نہ دیکھی ہمنے پتھر میں

وہی خواہش ہی دنیا کی وہی غفلت ہی عقبی کی
نہیں کرتے ہیں اب تک فرق بد میں اور بہتر میں

پڑے ہیں کنج مرقد میں کفن پہنے ہو غافل
جو پھولے بھی سماتے تھے نہ کمخاب و مشجر میں

بڑا ہنگامہ ہی شاید ہمارے استخوانوں پہ
ہوا جھگڑا ہما میں اور سگان کوے دلبر میں

قد دلدار سے دعوی جو اسکو قد کشی کا ہی
کوئی نکلی ہی شاخ تازہ کیا نخل صنوبر میں

کیا ہی خود پسند آئینے نے سارے حسینوں کو
بڑا یہ عیب نکلا صنعت دست سکندر میں

دعا ہر شب ہی یہ اہی زلف سیاہ یار خالق سے
رہے دم جبتلک دم میں رہے سودا اسی سر میں

سپہر حسن ہی تو اور اختر خال عارض ہیں
مہ کامل کا عالم ہی ترے روے منور میں

لہو تو پی چکا ای عشق تو ہاتھ اُٹھا مجھ سے
نہیں جز استخوان و پوست باقی جسم لاغر میں

وہ راحت پائی ہی کنج لحد میں خود میں حیران ہوں
کنار گور میں سوتا ہوں یا آغوش مادر میں

موا ہوں داغ کھا کر عشق میں لاعذاروں کے
مرا مردہ لپیٹا جائیگا پھولوں کی چادر میں

خدا چاہے تو رند ایک در مقصود ہاتھ آئے
توکل کر کے اک غوطہ لگا قیصر تو سمندر میں

نگار نے اسطرح یہ اشعار پڑھے کہ خسرو کی نگاہ اُٹھ گئی خسرو نے دیکھا ایک نازنین خوش رو

خوشنو چشم جادو خال ہزارہ خنجر آبدار ابرو شاہزادے کی زبان سے نکل گیا فرد ۔ مرا کستی و تدبیر بکردی عجب سنگین ولی اللہ اکبر * شاہزادہ مرکب پر تھرایا قریب تھا مرکب سے گرے برق ثانی نے یہ جانبازی شاہزادے کو سنبھالا مگر برق ثانی نے دیکھا کہ رنگ روشا ہزادے کا اڑا ہوا ادھر شہیدا پر بھی پہاڑ پر یہ سختی پڑی کہ ہر چند اپنے کو سنبھالا نہ سنبھل سکی آخر تھرتھرا کے گر پڑی بیہوش ہوگئی کنیزوں نے جو شاہزادی کو اس حال میں دیکھا گھبرا گئیں کوئی تلوے سہلاتی ہو کوئی صدقے جاتی ہو کسی نے جلدی میں ایک مٹی کا ڈھیلا اٹھایا اسکو پانی سے تر کیا ناکھنوں کے برابر لگا دیا کوئی کہتی ہو ہوا میں سے آواز سنی تھی کسی دیو پری کا تخت جاتا تھا سناٹے کی آواز میرے کان میں آئی میں نے سر نہ اٹھایا ورنہ میرا بھی یہی حال ہوتا آخر یہ صلاح ٹھہری کہ زیر کوہ احتشام ملکہ کا باغ ہو کہ روضۂ رضوان کو اسپر داغ ہو وہاں ملکہ کو لیچلو باغ کی ہوا سے سرد کھائیں گی ہوش درست ہوجائینگے آخر سب نے ملکہ ملکہ کو گود میں اٹھایا اس گل حدیقۂ حسن وجمال کو باغ میں لائیں لاکر بارہ دری میں لٹایا چاؤں چاؤں کرنے لگیں انکی آواز سے ملکہ کی آنکھ کھلی پہلے سامنے سر اٹھا کر دیکھا کہ وہی صورت زیبا نظر آئے مگر باغ کے نخل نظر پڑے عنبر لیبان خوشنوا کو دیکھا درختوں پر چھپا رہی ہیں گھبرا کر اٹھ بیٹھیں کہا اری او کمبخت کیا میں مرگئی تھی جو مجھکو وہاں سے اٹھا لائیں وہ شہریار جو پشت مرکب پر لشکر کے آگے آگے تھا وہ شخص کدھر گیا صاحبو تمنے دیکھا کیا حسین وجمیل تھا سطوت وصولت و دبدبہ و تہور و شجاعت مثل جاگران کمترین ہمراہ رکاب زلفوں کا پیچ وتاب آنکھیں مست خیمخواب عارض رشک گل گلاب دل میرا انھیں زلفوں میں پھنسا اب اس پیچ سے نکلنا دشوار ہو دل تڑپ رہا ہو قلب پھڑک رہا ہو جی چاہتا ہو اسی لشکر کے ساتھ جاؤں اپنے کو پروانۂ شمع جمال بناؤں کنیزیں گھبرا گئیں ملکہ نے ہاتھ بڑھا کر الماری پر جو ہاتھ ڈالا دیوان جلال ہاتھ میں آگیا ان اشعار کو بعد بیقراری پڑھنے لگیں

نظم

عدو کو رنج نہ تسے نہ آسمان سے ملا — ہمیں کہو یہ بیقرار اسے کہاں سے ملا

وہ پاس غیر کے ہیں کہہ رہے ہیں تم سے — نہ دل ملے تو ذرا آنکھ ہی وہاں سے ملا

دیا تھا تو دل گم شدہ نے کچھ اسکا — ملا نشان تو کچھ آہ بے نشان سے ملا

ہمیشہ دل سے رہیں سرو مہربان اُسکی — جو داغ بھی کوئی خوبان مہربان سے ملا
یہ دیکھو عشق کی نیرنگی گو ہو یکجائی — لہو نہ دل کا مگر چشم خونفشان سے ملا
پکارتا ہوں میں تنگ آکے نازنینوں کو — سر اب اٹھا کہ بہت جھک کے آسمان سے ملا
یہی بہانہ ہو ہم بستری کا عاشق سے — کبھی تو موے کمر جسم ناتوان سے ملا
جو آملے کوئی ہمسے تو جذب سے اپنے چھپیں — بتا یہ پہلے کہ تجھکو اثر کہاں سے ملا
ادھر نفاق ہوا دل میں اور سمجھ میں جلال — ادھر بگڑ کے مرا بخت آسمان سے ملا

کنیزوں نے حیران ہو کے عرض کی واری کنیزیں اس پہیلی کو نہ سمجھیں ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا صاحبو کیا تمسے بیان کروں حضرت عشق نے قدم رنجہ کیا دل پر ہجوم رنج و الم ہے غم زیادہ عیش کم ہے جی چاہتا ہے گریبان چاک کروں خاک منہ پر ملوں دشت نجد میں قبر مجنون پر جاؤں اسنے پوچھوں کہ عشق لیلی میں کیونکر بسر کی وہ سرگروہ عاشقان عالم ہیں یقین ہے کچھ تدبیر بتائیں محروم نہ رکھیں فرہاد نے جان شیرین اپنی شیرین پر نثار کی یا تو فرہاد نام تھا یا کوہ کن لقب ہوا کیا نفع حاصل ہوا لطف دنیا کھویا آخر کیا ہاتھ آیا یہ کہکر ملکہ رونے لگیں اور کہا صاحبو میں اس غم و الم سے اب نہ جیونگی کنیزوں نے عرض کی واری اگر حکم ہو تو ہم ابھی تیر تیشہ صاحبقران کو ڈھونڈھکر لائیں معشوق کو عاشق سے ملائیں ملکہ نے کہا میں نے بھی دیکھا تھا کہ وہ شہریار بھی متغیر ہوا گھوڑے سے دشمن گرا چاہتے تھے مگر شیاپ نے سنبھال لیا شاہزادے کو روکا یقین ہے کہ شاہزادہ بھی بیقرار ہو ضرور اس کنیز کو یاد کرتا ہو اگر تم میں سے کوئی جا سکے تو دو کوس بڑھکر ترتے ہیں ایک کنیز شوخ و شنگ خیرخواہ ملکہ کی باتیں سنکر بیقرار ہو گئی عرض کی واری میں ابھی جاتی ہوں شاہزادے کو آپکا پیغام پہونچاتی ہوں ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا یہ بڑی مشکل کی بات ہے کہ میں پیغام بھیجوں تم انکو اور زیادہ مغرور کروگی نہیں معلوم کیا فرمائیں کنیز نے عرض کی واری لونڈی کیا نادان ہے جائیگی پیغام اشتیاق نہ پہونچائیگی ایسے سلیقے سے جاؤں کہ انکو بھی معلوم ہو کہ کسی بے پروا کا پیامبر آیا ملکہ عالم کو گلرنگ کی باتوں سے تسکین ہوئی اٹھ بیٹھیں موتیوں کا مالا گلے سے اُتار کر گلرنگ کے گلے میں پہنا دیا گلرنگ نے کہا واری اسکی کیا ضرورت ہے آپکے تصدق میں چین کرتے ہیں ہم

چاہتے ہین کہ حضور کے مقدمے مین جان لڑادین حضور کو بیقرار دیکھین اور کوشش نہ کرین ملکہ تو اُٹھکر بیٹھین اور کنیزون سے باتون مین لگا یا ملکہ کبھی بیقرار ہوکر ٹھنڈی ٹھنڈی سانس بھرتی ہین اور فرماتی ہین دیکھو صاحبو یہ اشعار میرے حسب حال ہین نظم

جگر مین رہگئی اے صدمۂ جدائی چوٹ ابھار نے رہے نالے ابھر نہ آئی چوٹ
سر اُسکے در سے کبھی پھوڑکر نہ کھائی چوٹ یہ بارہا مری تقدیر پہ بھی آئی چوٹ
چلا جو کوہ پہ فرہاد بہر تیشہ زنی تو اُس سے دست بسر ہوتے پہلے آئی چوٹ
وہ سخت جان اُنھی کے اُچٹ اُچٹ کے لگی فلک نے سنگ حوادث کی جو لگائی چوٹ
سراغ درد کو بھی بیشتر نہیں ملتا دل و جگر نے کہاں عشق کی چھپائی چوٹ
جو بے تری نگہ دل شکن نے رنج پہ رنج اک اور چوٹ لگی جب تجھے دکھائی چوٹ
گذر جو بادہ پرستون مین محتسب کا ہوا بغل مین چھپ گئے شیشون نے کیا بچائی چوٹ
مقابل صنم دل شکن ہوا سر بزم ہماری چوٹ پہ آئینے نے جو کھائی چوٹ
لہو فراق مین تھوکے برنگ شیشۂ مے دل شکستہ کی آخر کو رنگ لائی چوٹ
سراپا قیس کبھی پھوڑیگا کوہکن کی طرح ہے بے ستون کی طرف کو بہار لائی چوٹ
نہ پوچھ کوچۂ الفت کی سختیاں اے خضر قدم قدم پہ ہے ٹھوکر شکستہ پائی چوٹ
ہمارے دل کو وہ صدمہ ہوا کہ عرش ہلا کہاں پہونچ گئی رکھتی تھی کیا رسائی چوٹ
شکست توبہ کی ہوا اسقدر تکرار کہ زاہدو کبھی توبہ کی چوٹ پر لگائی چوٹ
تلاش سنگ در یار تجھکو لازم ہے کریگی اک سر شوریدہ رہنمائی چوٹ
شکستگی ہی علاج دل شکستہ ہے یہاں دکھاتی ہے تاثیر مومیائی چوٹ
جلال بیٹھ گئے سر پکڑ کے زیر فلک سر شوریدہ وہ اٹھا سکتے ہی وہ جو کھائی چوٹ

کنیزین سمجھاتی ہین واری نہ کیجیے اپنے کلیجے کو ہلکا بڑی کار گزار ہے یقین ہے کہ یہ شاہزادہ ہونگے ملکہ کہتی ہین صاحبو آخر کلیجہ کو نکاک چاک کرکیا کیجئے کنیزین کہتی ہین واری وہ ایسے طرز سے کہینگے کہ آپ کی محبت نہ کھلنے پائے لیکن اب حال حضرت دل خسرو شیردل تحریر کرتا ہون کہ اُنکی جو نگاہ جمال جہان آرا ملکہ پر پڑی اُسی مقام سے بیقرار ہوکے کلیجہ تھام لیا آنکھون

آنسو بھرے ہوئے زبان سے کچھ فرماتے نہین برق ثانی نے جو شاہزادے کو متغیر پایا دل
بہلانے کی باتین کرنے لگا مگر شاہزادہ ایسا غمگین ہی کہ برق ثانی کی بات کا جواب نہین دیتا
برق ثانی نے چاہا شاہزادے کو شکار پر توجہ دون مگر شاہزادہ نہ متوجہ ہوا پانچ کوس پر
جا کر لشکر اُترا صاحبقران تو ساتھ رستم کے بارگاہ سلیمانی مین آئے مگر خسرو شیر دل بہت
غمگین و ملول رنج و الم کو طول دمبدم یاد زلف معنبر مین پریشانی حصول اپنی بارگاہ مین آکر
اُترے لیکن برق ثانی سمجھ گیا کہ ہمارے آقا اُس نازنین پر مائل ہوے جو بر سر کوہ تھی
ابھی اُس کوچے سے ناواقف ہین کیونکر زیادہ پریشانی نہ ہو جب شاہزادہ بارگاہ مین آکر
بیٹھا برق ثانی آکر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی اے آقاے نامدار و مولاے قدرشناس
یہ غلام تو آپ کا بچپن سے خیرخواہ ہی امیدوار ہون کہ حال دل مفصل فرمائیے کہ غلام اُسکی
تدبیر کرے مین حضور کو بہت پریشان پاتا ہون آپ کے غمگین ہونے سے بہت گھبراتا ہون
شاہزادے نے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا اے یار وفادار و اے مونس و غمگسار جب مین
قریب کوہ احتشام پہونچا اُس پہاڑ کی تعریف سنی تھی جو بڑے بھائی کے ساتھ شاہزادیان
ہین اُنھون نے اس پہاڑ کی بڑی تعریف کی تھی مین اُسی طرف دیکھ رہا تھا ایک قتال
عالم کو دیکھا بھائی صاحب کے دربار مین کیسی کیسی شاہزادیان جمع ہین ہر ایک شعلہ جوالہ
نوجوان حسین مگر ایسی صورت زیبا کبھی نگاہ سے نہ گذری تھی صاف ظاہر ہوتا تھا کہ رشک
ماہ تابان فخر مہر درخشان ہے اے برادر بجان برابر تم سے زیادہ رفیق و شفیق کون ہی کہ بچپن سے
ہمارا تمھارا ساتھ رہا مگر ایسا معرکہ کبھی نہین ہوا جب مین نے سر اٹھا کر دیکھا آنکھون کے
نیچے اندھیرا آیا جہان پر تھے رکاب تھاما ہی مجھے خوف تھا کہ گھوڑے سے نہ گرون تم نے
اُسوقت بھی دستگیری کی کہ سنبھال لیا جب نگاہ چار ہوئی اُدھر وہ تھرائین ادھر مجھے لشکر
غم و الم نے گھیرا یہ بھی مین نے دیکھا کہ وہ لڑکھڑا کر گرین خواصون نے اُنھین گھیر لیا تھا کر
لیکن مین اے برق ثانی حال اُنکا بھی ابتر تھا اگر پتہ لگاؤ تو بڑا احسان ہو یہ سنکر پھر برق ثانی
پاسباے عیاری سے آراستہ ہوا تلاش مین معشوق آقا کی چلا مگر عرض کی کہ اے شہریار کل
صاحبقران صحراے نرگس مین جا کر ٹھہرینگے لیکن آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے اُمید ہے

کچھ حیلہ کریجیے شاید کچھ دیر ہو خسرو نے کہا مین قبلہ و کعبہ سے عرض کرونگا جبتک تم آؤگے
یہان سے لشکر نہ بڑھاؤنگا مین یہان سے جاؤنگا آقا سے بخوبی باتین کین سمجھایا کہ آپ کھانے
وغیرہ نوش کرین آپ اپنے کو پراگندہ نہ فرمائین مین خبر لیکر آؤنگا یہ کہکر برق ثانی خیمے
سے نکلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی جب صحرا مین پہونچا دیکھا ایک عورت لباس مردانہ پہنے ہو
اسی طرف آتی ہی برق ثانی نے صورت اپنی فقیر کی بنائی ایک گوشے مین کھڑا جب وہ عورت
قریب آئی برق ثانی نے پکار کر آواز دی میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ ہم کچھ بات کرینگے
اُس نازنین نے پلٹ کر دیکھا ایک فقیر وضیع مجھے پکار رہا ہی کہا شاہ صاحب مین ٹھہر نہین سکتا
اسوقت اپنے مالک کے کام کو جاتا ہون برق ثانی نے کہا بابا اُس کام سے فقیر کو بھی آگاہ کر
کہ فقیر دعا کرے اُس نازنین نے کہا آج ہمارے مالک پر ایک اُفتاد پڑی ہی کہ فرزند
صاحبقران کو دیکھکر ہماری ملکہ عاشق ہوئی ہین مین اُنھین کی تلاش مین نکلا ہون کہ دیکھون
وہ کس حال مین ہین برق ثانی نے باتون مین مطلب دریافت کرکے اُس کنیز کو بیہوش کیا
بیہوش کرکے صورت اپنی اُس نازنین کی سی بنائی لباس و زیور اُسکا اُتار کر آپ پہنا اُسکو
ایک گوشے مین ڈالدیا نشان باغ کا دریافت کر لیا تھا طرف باغ کے چلا جب در باغ پر پہونچا
جتنی کنیزین کہ انتظار مین کھڑی تھین اُنھون نے پکار کر پوچھا کیون گلرنگ بہت جلد واپس
آئین کچھ دریافت کیا برق ثانی نے کہا میرا جلد آنا بے وجہ نہین ہی کچھ تو دریافت کیا جو پلٹ
آئی کہو ملکہ عالم کیا کر رہی ہین سب نے کہا کنیزون نے بہلا کر صحن باغ مین بٹھایا ہی نسرین
ڈومنی گا رہی ہی اسوقت گانا سن رہی ہین برق ثانی کنیزون سے باتین کرتا ہوا اندر باغ کے
آیا دیکھا باغ پر بہار ہر طرف جھاڑ کنول کی روشنی سے مثل برق چمک رہے ہین شاخون کی
رعنائی ہر پھول کی زیبائی جوانان چمن کا نکھار ہر چمن پر بہار برق ثانی دیکھتا بھالتا قریب
چبوترے کے پہونچا ملکہ نے گلرنگ کو پکار کر آواز دی کیون گلرنگ کہو خیر تو ہی اس نے
دست بستہ عرض کی حضور کنارے چلین تو مین عرض کرون شہزادہ اے غنچہ دہن حیران و
پریشان گوشے مین آئی پوچھا کیون گلرنگ تا بہ شہریار پہونچین یا نہین ملاقات ہوئی

ہمارا تو یہ حال ہی نظم

انتہا سے زیادہ بیتاب دیکھا سوچا کہ فکر وصل کرون آپ نے جس کنیز کو بھیجا تھا مین نے اُسکو راہ مین گرفتار کیا یہ سمجھ لیا تھا کہ اس سے کوئی مطلب نہ نکلیگا اس کنیز کی تا یہ آفتاب رسائی نہوگی اب مین حاضر خدمت ہون یا تو آپ تشریف لیچلیے یا اگر فرمائیے تو مین آقائے تاجدار کو لاؤن ملکہ شیدا نے سر جھکا کر کہا اے برق ثانی تم تو عیار ہو جو مناسب جانو وہ کرو مگر مناسب یہ ہے کہ میرے جانے مین ہزار طرح کی خرابی ہے لہذا وہی تشریف لائین میرے خانۂ حزن و ملال کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمائین یہان کوئی دراندازی نہین ہے تم خود چلکر محفل مین دیکھ لو کہ سوا ے کنیزون کے کوئی دراندازی نہین ہے برق ثانی نے کہا وہ شہسوار معرکۂ جلالت یکہ تاز میدان جرأت ہین کسی سے خوف نہین کرتے ضرور تشریف لائینگے دل و جان سے آپ کے مشتاق ہین ملکہ سے یہ باتین کر کے برق ثانی باغ سے نکلا یہان ملکہ نے کنیزون سے سب کیفیت بیان کی کہا دروازہ بند رکھو غیر نہ آنے پاوے اگر کوئی آئے تو باہر ہی روکو کنیزین انتظام مین مصروف ہوئین کچھ دروازے پر باغ کے آئین کچھ گوشۂ باغ مین انتظام کر رہی ہین درخت باولے سے منڈھے گئے روشنی کا سامان ہوا طائران خوش آواز کے قفس درختون مین لٹکائے جھاڑ دو شاخے تیل پانی کے گلاس جا بجا آراستہ کیے گئے روشنی کی تیاری آئینے قد آدم لگائے گئے جس مقام آئینے ہین صاف ثابت ہوتا ہے کہ سحر حلب ہے یہی تو ملکہ کا مطلب ہے کہ ایسی رعنائی و زیبائی ہو کہ اُس شہریار کو پسند آئے خود پھر رہی ہین اور فرماتی ہین یہان کرسیان بچھاؤ یہان دنگل نصب کرو لیکن برق ثانی نے صحرا مین آکر اول گلرنگ کو ہوشیار کیا لباس اُسکا اسکو پہنایا اور سمجھا بجھا کر کہا اب طرف باغ کے جاؤ گلرنگ طرف باغ کے گئی برق ثانی جست و خیز کرتا ہوا قریب بارگاہ پہونچا سُنا کہ شاہزادہ رو رہا ہے اور یہ اشعار زبان پر جاری ہین

نظم

اگر قاصد تو ہمیں مہرباں ہے — خبر لا جلد وہ دلبر کہاں ہے
دہن میں کب یہ دود بیکراں ہے — دل پُر سوز عاشق کا دھواں ہے
کھلا جوڑا یہ گیسوئے حسن تیرا — نگہ کشتی کا اپنی بادبان ہے

عدم مسکن ہے اپنا ہم صفیرو — مکان پوچھو تو اوج لامکان ہے
مٹے ہے اس درجہ حال زار پر غیر — مرا چہرہ برنگ زعفران ہے
چلو اے بلبلو صحن چمن سے — بہار آخر ہوئی دور خزان ہے
نہ لکھا نام کا نامے پر اپنے — یہی قاصد نشان بے نشان ہے

دل رعنا نہیں پہلو میں دیکھو
کدھر ہے کسطرف ہے اور کہان ہے

برق ثانی تڑپتا ہوا خیمے میں آیا آتے ہی قدمون سے لپٹ گیا کہا اے آقا سے نامدار آپ سے زیادہ معشوق بیقرار ہے تشریف لیچلیے شاہزادے نے برق ثانی کو گلے لگا لیا فرمایا کہ برادر تو نے جان بچائی وہ مژدہ سنایا کہ روح کو تازگی حاصل ہوئی لیکن تم بھی ساتھ چلوگے برق ثانی نے عرض کی مین تو حضور کا ہمزاد ہون جہان حضور جائینگے غلام ضرور ساتھ چلیگا شاہزادہ اسی وقت سوار ہوا لباس رزم اُتار لباس بزم زیب جسم کیا تلوار حمائل کی سپر پشت پر ڈالی مرکب پر سوار ہوے ساتھ برق ثانی کے چلے راہ کو طے کرکے جب سامنے باغ کے پہونچے در باغ پر چند کنیزین منتظر کھڑی تھین دوڑ کر ملکہ کو خبر دی کہ حضور وہی عیار ساتھ ہے ایک شیر بیشۂ جرأت صاحب شوکت و لیاقت پشت مرکب پر سوار تشریف لاتے ہین ملکہ گھبرا کر اپنے مقام پر سے اٹھین کہ برائے استقبال چلون پھر جو سنا پیشانی پر پسینہ آیا نہ اٹھ سکین بیٹھ گئین شاہزادہ خسرو بشر دل قریب در باغ تشریف لائے پشت مرکب سے اُترے مرکب کو ایک درخت سے باندھ دیا آپ جو اندر تشریف لائے باغ مین وہ سامان دیکھا کہ نخل پر بہار عروسان چمن کا نکھار چھا رہا ہے کہ روشن مثل وادی ایمن ہر مقام منور و روشن معلوم ہوتا ہے شاہزادہ بہار باغ دیکھتا ہوا روشون پر سیر کرتا ہوا چلا آتا ہے بلبلین یا تو آشیانون مین سر ڈالے ہوے بیٹھی تھین یا بہار باغ دیکھکر آشیانون سے سر نکالے یہ اشعار عاشقانہ سب چہک چہک کر پڑھنے لگین۔ نظم

شکر اللہ پھر ہوا میل سلیمان بہار — عشق پیچان بن گیا طغرائے فرمان بہار

زخم خندان یار بن ہی رو ے خندان بہار | تیر باران بلا ہی مجھکو باران بہار
بے لقا ہی ہستی شبنم سے باران بہار | برق کی چشمک سے کم وقفہ ہی دوران بہار
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے | نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار
شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا | فی سواران چمن ہین مرد میدان بہار
کیا سمجھ کر رونا تے ہین مجھکو سیار چمن | سبزہ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار
زلف کا ہونا قریب چہرۂ رنگین ہی شرط | باغ بے سنبل ہی بے شیرازۂ دیوان بہار
چاک پیراہن ہر اک گل کا لعینہ زخم ہی | کھیت ہی تلوار کا یارب کہ میدان بہار
روشنی ہووے جو آنکھون مین تو سیر باغ کر | لالۂ آتش زبان ہی شمع ایوان بہار
آئینے ہین صفحے سینہ اشراقیان | ہر گل خوشبو ہی افلاطون یونان بہار
شیشۂ آلے ہین بدن بھی گرم کے ساتھ تپاک | رزق زنبور عسل ہے ریزہ خوان بہار
رنگ میرا اور تیرا دیکھکر حیران ہوے | نقش بندان خزان و نقش بندان بہار
جان تازہ آتی ہی آتے ہی تیرے باغ مین | جاتی ہی تیرے نکل جانے سے ہی جان بہار
لالہ و گل سے ہنوز آباد ہی صحن چمن | سرو و شمع منبر ہی سنبل شبستان بہار
پھر سیر باغ جاتا ہی جو تو اے شمع رو | صدقے ہوتے ہین پتنگے بنکے مرغان بہار

شغل ماتم کیطرح ہون بوستان دہر مین
فی سبزاوار زعفران آتش نشانان بہار

شاہزادہ یہ اشعار سنتا ہوا سیر باغ ملاحظہ فرماتا ہوا قریب ملکہ شیشہ پرا پہونچا شیشہ پرا مشکل اپنے مقام سے اٹھی شرمندہ نزاکت سے مثل شمع سحری اہرائی لیکن کھا گرین شہزادے نے بڑھکر ہاتھ تھام لیا گویا دولت کونین ہاتھ آگئی ناز سے لاکر مسند پر بیٹھایا ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہین گل جیسی گلگشن چال ہی کر رہی ہین ایک گائن کو اشارہ کیا چند کنیزون کو حکم ہوا کہ اسباب عیش مہیا کرو کنیزین دوڑ کر گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لائین گائن نے بیٹھکر بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گائی نظم

گرد کلفت جم رہی ہی ہر زبان بالا ے سر | کیا زمین پیدا کریگا آسمان بالا ے سر

کیا عجب ہو داغ سودا کا مکان بالاے سر | میزبان رکھتا ہو پاے میہمان بالاے سر
برگ گل رکھوں اگر میں ناتوان بالاے سر | دم چڑھے ہو جیسے سنگ گران بالاے سر
کھینچتا ہو تیغ جب وہ دلستان بالاے سر | سارے تن سے کھنچ کے آرہتی ہو جان بالاے سر
پاؤں آتر جاؤں کرم سے تیرے ای باد مراد | زیر پا کب سے ہو کشتی بادبان بالاے سر
پھر بہار ای ہے نیا نام دے پھریں پھر کو بکو | ٹوکرے پھولوں کے رکھکر باغبان بالاے سر
رکھتے ہیں ای بت ترے سر پر بٹھانے کے لیے | گنبد دستار سے زاہد مکان بالاے سر
کون سمجھا بادشاہ حسن ہوا ای مہروش | تاج زرین مہ ہو کلغی کہکشان بالاے سر
کیا سمجھ کر شمع سے میں یار کو تشبیہ دون | یان دہن میں ہو زبان وان ہو زبان بالاے سر
نالے کرتا ہوں تو کہتے ہیں مجھے اہل زمین | کیوں اٹھایا چاہتا ہو آسمان بالاے سر
قتل جب چاہے کرے آتش وہ طفل جنگجو | نہ گلے میں ہو زرہ نہ خود یان بالاے سر

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو ملکہ نے کنیز سے جام لیکر سامنے شاہزادے کے پیش کیا شاہزادے نے جام پر ہاتھ رکھا ملکہ نے آنکھوں میں آنسو بھرکر کہا کیوں صاحب کیا کسی نے عہد لیلیا ہو کہ کسی کے ہاتھ سے جام شراب نہ پینا خسرو نے کہا اے ملکہ عالم میں اس راز و نیاز سے بالکل آگاہ نہیں مگر مذہب میں ہمارے تمہارے فرق ہو ہم جسکو قتل کرتے چلے ہیں تم اسکو خدا جانتی ہو ہمارا خدا وحدہ لاشریک ہو انصاف سے کہو تو یہی اعتقاد ٹھیک ہو ہفت پیکر مثل تمہارے جادوگر ہو خوف سے بھائی صاحب کے بیقرار و مضطرب ہے طلسم ظاہر سے بھاگا طلسم باطن میں آیا بھائی صاحب نے لوح طلسم حاصل کی مرحلہ جات توڑکر قریب قصر عشرت آپہونچے یہ خداوند ہیں کہ جو اپنے بندوں کے ہاتھ سے دردمند ہیں اب قریب قصر عشرت بھائی صاحب پہونچ چکے شعبدا نے سر جھکا کر جواب دیا کہ میں کیونکر کلمہ پڑھوں آپ سحر کو معیوب جانتے ہیں اور میرے باپ سے مقابلہ پڑا ہو وقت پر آپ کی مدد کرونگی صحراے نرگس میں ہزار جھگڑے ہیں برق ثانی نے کہا آپ اطاعت اسلام قبول کریں یہ بڑی بڑی جادوگرنیاں اسی اعتقاد سے شریک اسلام ہوتی ہیں شعبدا نے سر جھکا کر جواب دیا

کہ میں نے بدل وجان اطاعت دین اسلام قبول کی ہفت پیکر پر لعنت ہے یہ تو میرا
ہمیشہ سے اعتقاد تھا کہ ہفت پیکر ساحر زبردست ہے بابا جان بھی یہی کہا کرتے ہیں
جنھوں نے اعتقاد خدائی کیا وہ دیوانے ہیں شاہزادے نے جام شراب پیا دوسرا
جام بھر کر اپنے ہاتھ سے شیدا کو دیا اسنے پیا دل وجان سے شاہزادے پر عاشق
شیدا ہو طریقۂ کلام سے محبت پیدا ہوئی مگر قضا سے کار مخلوق جادو جو صحبت میں ساحروں
کی بیٹھا ہے اثر ناگاہ جادو وزیر اعظم نے دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ لشکر طلسم کشا
صحرائے نرگس کے قریب آگیا اب جو کچھ انتظام کرنا ہو وہ کیجئے کل وہ لوگ سرحد
صحرائے نرگس میں داخل ہو جائینگے بہ مشکل پڑیگی طلسم کشا صاحب لوح و مالک
شہرت یافتہ ہے بتقدیر برکش دوسرا وزیر بولا کہ اے شہنشاہ ساحران آپکی صاحبزادی کا
ملکہ مشتری سے شیشہ وہمی نے کامل وعدہ کیا تھا کہ لشکر مسلمانان تباہ کرونگی حقیقۃ
میں آپکا سحر ایسا ہی ہے مگر شہرین وہ تھوڑا ہے انکے سحر کا دفعیہ جادوگروں کو
ناممکن ہوگا ملکہ سلما سے گوہر پوش کہ شاہزادی جبل اعلیٰ کی ہے طلسم کشا کے
ساتھ آئی ہے بلکہ سنبل ہفت گیسو و ملکہ شفق خونخوار کیسی زبردست جادوگرنیاں
ہیں انکے سحر کا رکنا اور اپنا سحر غالب کرنا ملکہ ہی کا کام ہے مخلوق نے کہا اسکا سحر ایسا ہے
کہ کسی پر ثابت نہ ہوا وہ انتظام ہو جائے کوئی ساحر کیا دریافت کریگا کتاب تصنیف
ایزد خداوند لات و سمیں دیکھیں کہ کیا اشارہ کرتی ہے یہ کہکر الماری کھولی بڑی
جلدی کی کتاب نکالی اسکو بوسہ دیکر کھولا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند یہ مقدمہ پیش ہے
شہنشہ دیکھیں آپ نے کیا لکھا ہے یہ کہکے ورق الٹا مخلوق رونے لگا سب نے پوچھا اے
شہنشاہ کیا دیکھا کہ آپ رونے لگے مخلوق نے کہا اس ورق میں قدرت نے فال
طلسم ہفت پیکر لکھا ہے تحسین یہ فرماتے ہیں کہ اس سال میں طلسم فتح ہوگا ہم بھاگ کر
طلسم خیال سکندری میں جائینگے مسلمان وہاں بھی پہونچینگے طلسم فتح ہوگا ہم کیا
غضب ہے کہ یہ بات ہے کہ طلسم خیال سکندری کو واسطے قدرت کی مدد ہے حملہ کرنا
اسکو کلیہ شاہانہ ہوگی کہ طلسم خیال سکندری کی ساتھ ... اسکے متعلق ہے

باج وخراج بہ اطمینان آتا ہے سب پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگا مسلمان بڑے لوچ والے اگرچہ
اس طلسم کے خود صاحب قران فتاح ہیں منازل عجائب وغرائب کے سیاح ہیں
حمزہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم انکو کون روکیگا سحر اثر تاثیر نہیں کرتا جہاں چاہیں
لڑینگے ساحروں سے معرکے پڑینگے لیکن لوح طلسم ایسے مقام پر ہے کہ جہاں ہوا بھی نہیں
پہونچ سکتی وہاں انسان کا جانا نہایت دشوار ہے اس حال کو دیکھکر میں رویا وزرا نے
عرض کی حضور اس حال کو نہ پڑھیں یہ مقام قدرت نے غصے میں لکھا ہے کون طلسم کو
فتح کر سکتا ہے جادوگریاں انکے ساتھ والی ایسی ہیں کو آراستہ کر کے آگے بڑھیں گی اگر کیا
ساحر زبردست ہو کہ اول تو انکو روکے اسکے بعد طلسم کشا پر قبضہ کر لے تب انتظام حقیقی
ہوا اور مسلمانوں پر وبا پڑے کہ انکو بھی ثابت ہو کہ کوئی ساحر آیا ہے مخلوق نے دوسرا
ورق الٹا اب مقدمہ شہریار میں دیکھا اوپر ہاتھ مار کر کہا اوپر اغضب ہوا خسرو
شاہزادہ پہلو میں شہریار کے بیٹھا ہے جادو گر ساحر ایرانی گردش میں ہے طلسم کشا طلسم کے ستانے
کی بخشش میں ہوا اور بھائی انکے ملک کے تسخیر کرتے ہیں اس سے اہل لشکر اسلام بھی
یہ کہکر کہا یارو لشکر میں بھی کوئی ایسا ہے کہ خسرو کا سر لاسکے اور شہریار کو پکڑ کر
پہونچائے میں اسکو سزا دوں غافل کو سمجھا دوں سامنے قدرت کے لیجاؤں عرض
کروں کہ قدرت کی دشمن یہ حاضر ہے جو چاہے سزا دیجیے اسکا ننگ سیاہ
کھینچ کہ عمر بھر یاد رکھے کہ میں نے کیا حرکت کی قدرت سے پھری تو یہ انجام ہوا کسی
جنگل میں پڑی رہیگی ایک ساحر مرد تک جادو اژدر نگ کا بھائی یہ کہکر اٹھا کہ
ابھی غلام جا کر دونوں کو لاتا ہے مخلوق نے کہا اے مرد تک سمجھ کے کام کر شہریار
کو قدرت نے تعلیم کیا ہے کیا نہیں سکھایا بلکہ مجھکو پیغام دیا تھا کہ اگر شہریار کو
ہماری خدمت میں بھیجو تو اسکا مرتبہ بڑھائیں کل طلسم کا حاکم بنائیں سب خراج اسکے
پاس بھیجا کریں یہ خراج ہمارے پاس لاتے ہیں نے منظور نہ کیا تنہائی میں آکر اس
بدنصیب سے پوچھا اس برگشتہ بخت نے جواب دیا کہ حضوری قدرت کی نہ اختیار کرونگی
ایسا نہ ہو کہ قدرت مجھپر دست انداز ہوں کنیز کو اپنے حسن پر ناز ہو شاید قدرت سے

فساد پیدا ہو چلا کر کچھ تقدیر کر بیٹھیں کئی دن میں نے کمبخت کو سمجھایا اب پسر حمزہ کو لیکر بیٹھی ہے مردنگ جادو نے کہا میں یہاں سے جاتے ہی شاہزادے کو اٹھالونگا شیرا کی زبان بند کردونگا مخلوق نے کہا جاؤ جلد اسلیے کہ تم پہونچاؤ ایسا نہ ہو کوئی اسکو یہاں کی خبر پہونچا دے کہ وہ شاہزادے کو چھپا دے تو کہاں تلاش کروگے بہت حیران رہوگے مخلوق جادو کو مردنگ سلام کرکے بہ قہر و غضب تمام طرف باغ شیرا کے چلا یہاں وہ وقت ہے کہ دونوں ہجران دیدہ آفت کشیدہ مسند پر بیٹھے ہیں اور برق ثانی بایان چھیڑ کر غزل عاشقانہ گا رہا ہے نظم

وہ رنگ سرخ ہی کیفیت شراب سے ہو — ظہور لعل کا ہے آفتاب سے ہوتا
نمود حسن نے نازاں کیا انھیں ورنہ — نیاز نامہ مشرف جواب سے ہوتا
نزاکت بدن نازنین یار نہ پوچھ — کمر میں درد رہا پیچ و تاب سے ہوتا
شراب تھوڑی سی پینا مناسب آپکو ہی — ستم بہت ہی تمہارے حجاب سے ہوتا
ترے پسینے کا دھوکا ہی دیدیا کرتے — عرق عرق ہوں میں بوسے گلاب سے ہوتا
یہ کیسے نالے ہیں سودا سے چشم میں ہیں — کوئی جو فتنہ ہو بیدار خواب سے ہوتا
نظارہ بازی عجب جہان ہے شغل اپنا — وہ ہم کبھی کرتے ہیں جو ہے حساب سے ہوتا
تمہارے گوشۂ رخسار کی جو خاک اڑی — ہر ایک ذرہ بلند آفتاب سے ہوتا
چلو رہ ہوتے ہیں رخسار یار کے صدقے — کمال ماہ ہے حسن شباب سے ہوتا
کھلا جو روئے خطوط سے یار کے چاک — یہ مدعا نہیں حاصل کتاب سے ہوتا
قریب ہے کہ کرے آفتاب حشر طلوع — کہاں تنگ ہے یوسف نقاب سے ہوتا
وہ گلعذار سنڈاتا ہے خاک نورس کو — چمن کا سبزہ ہے خارج حساب سے ہوتا
کمی مآل ہے تیرے کرم میں اے محبوب — کنارہ کش نہیں دریا حباب سے ہوتا
چھپاؤں کیا سے میں خاک داغ سودا کو — درشت رو نہیں یوسف نقاب سے ہوتا
غبار بنکے لپٹتا میں دامن زین سے — جدا جو ہاتھ تمہاری رکاب سے ہوتا
بچھا نہ یار کے گھر میں یہ کام کیا کم تھا — جو کچھ کہ ہمت عالی جناب سے ہوتا

شرابخواری رندان نہ سمجھ سہل آتش
شناورون کا گذارا ہی آب سے ہوتا

اس رنگ مین برق ثانی گا رہی ہی کہ ملکہ و شاہزادہ تعریفین کر رہے ہین ملکہ شیبا کی وزیرزادی شبنم مروارید پوش گانے پر برق ثانی کے دل و جان سے عاشق ہوئی ہی بلکہ تال دے رہی ہی حسین علم موسیقی سے ماہر حال گانے والونکا اسیر تھا ہر قضا سے کاریگا ایک غل ہوا شیبا اسکے کان مین زنجیرون کی جھنجھناہٹ کی آواز آئی وزیرزادی سے پلٹ کر کہا ارے زنجیر کے غل کی کہان سے آواز آئی وزیرزادی نے کہا واری زنجیر کی آواز تو میرے بھی کان مین آئی گویا دیوانے زنجیر ہلا رہے ہین یہ کلام تمام نہ ہوا تھا کہ ایک حلقۂ زنجیر گلے مین برق ثانی کے پڑا طرف آسمان کے کھینچا وزیرزادی شبنم نے جو دیکھا کہ ایک حلقۂ زنجیر گلے مین برق ثانی کے پڑا اور طرف آسمان کے لیے جاتا ہی تڑپ کے اٹھی کٹار دو کھینچ ماری کٹار حلقے پر پڑی حلقۂ زنجیر تو نہ کٹا دوسرا حلقہ زنجیر سے پیدا ہوا وہ گلے مین شبنم کے پڑا شبنم بھی بلند ہونے لگی جب تو شیبا اچھلا کر اٹھین پکار کر آواز دی اری غنچہ دہن آواز تو دے یہ کون بے ادب ہی کہ ہماری محفل مین بے ادبی کرتا ہی یکایک غنچۂ گل چٹکا آواز آئی حضور ملاحظہ فرمائیے آسمان پر سے مہرنگ جادو سحر کر رہا ہی ملکہ نے سر اٹھا کے طرف آسمان کے دیکھا - دیکھا ایک ٹکڑا ابر لہرا رہا ہی اسی ابر سے زنجیر پیدا ہوئی بس ملکہ نے آواز دی اے زمین گیر اسکو اپنے پاس بلا مہرنگ جادو یا تو سحر کر رہا تھا یا دھم سے زمین پر گرا ملکہ نے دیکھکر آواز دی کیون مہرنگ ہمارے سامنے یہ بے ادبی ذرا ہمسے آنکھ ملاؤ اپنے ہوش مین آؤ مہرنگ نے شیبا سے آنکھ ملائی آنکھ ملاتے ہی بیہوش ہو گیا چہرہ سرخ ہوا پکار اٹھا اے ماہ آسمان جادو جلال و اے خورشید فلک کمال مین تو غلام ہون جو فرمائیے بجا لاؤن میری تو یہ کیفیت ہی دل کی عجب صورت ہی۔ نظم

پھر نظارہ گل رخسار جانان چاہیے
بلبل گلزار کو صحن گلستان چاہیے
وصل کی شب مین خیال روز ہجران چاہیے
خانۂ شادی مین بھی ماتم کا سامان چاہیے

ہر گھڑی یاد رخ پر نور جاناں چاہیے — کعبۂ دل میں چراغ مہر تاباں چاہیے
خانۂ دل میں چراغ داغ ہجراں چاہیے — نور اپنے نمکدے میں غم کا ساماں چاہیے
پھر مرغ روح دام زلف پیچاں چاہیے — عاشق گیسو کی خاطر سنبلستاں چاہیے
عاشق رخ کو خیال کوئے جاناں چاہیے — یوسف مصری کی صورت یاد کنعاں چاہیے
جلتے گیا ہو ایک بوسہ سبزۂ عارض کا دو — مرہم زنگار بہر زخم خنداں چاہیے
حلقۂ ماتم بنا ہوں میں وفور ضعف سے — رہن انگوٹھی کا نگیں اب اے سلیماں چاہیے
وحشت کرتا ہوں رقم تیرے حنائی ہاتھ کے — چاہیے خامہ ہاتھ میں اب شاخ مرجاں چاہیے
آج کل سودا ہے اک غنچہ دہن کی زلف کا — چاک مثل جیب گل اپنا گریباں چاہیے
اے معلم ہم صفیر بلبل شیراز ہوں — سیر کرنے کو فقط مجھکو گلستاں چاہیے
ایک بوسہ دو عرق آلودہ ابرو کا ہمیں — حلق تر کرنے کو آب تیغ براں چاہیے
ہیں ازل سے کشتۂ مسواک دردندان یار — غسل میت کو ہمارے آب نیساں چاہیے
باغباں اب ہمکو گلگشت چمن سے کام کیا — ہم ہیں دیوانے ہمیں سیر بیاباں چاہیے
نوک مژگان صنم کا دل کو سودا ہے کمال — نشتر فصاد اب بہر رگ جاں چاہیے
ہر غزل اپنی مسلسل ہو تو کچھ مشکل نہیں — تاج سلک گوہر شہوار دنداں چاہیے
گردش چشم پری پیکر کا دیوانہ ہوں میں — اے جنوں پاسے نظر میں خار مژگاں چاہیے
وہ حسیں ہے تو کہ پریاں ہوں تیرے زیر نگیں — تخت کے بدلے تجھے تخت سلیماں چاہیے

نور دارفتہ ہوں اک یوسف سیم اندام پر
گنج قاروں مجھکو جائے گنج زنداں چاہیے

بادیلا ہوا الٹا گھبراتا ہوا دست بستہ سامنے شیدا کے آیا شیدا نے پوچھا مثل مشہور ہے مصرعہ

اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی

آخر تو بھاتا کیونکر آیا تو تو رونق محفل ہے مرد ناگ نے جواب دیا آپکے والد نامدار نے بھیجا ہے میں آپکو گرفتار کرنے آیا تھا لیکن دام گیسو میں خود اسیر ہوا جسکم دیکھیے وہ بجا لاؤں لکھ نے ٹھنڈی سانس کھینچی خسرو شیر دل سے کہا اے شہریار آپ

مطلب کو سمجھے خسرو نے کہا میرے ذہن مین آگیا تمھارے والد کو خبر دی گئی ملکہ نے
کہا حضور وہ خود ہمہ دان وہمہ گیر ہے اُسکے پاس کتاب تصنیف کردہ ہفت پیکر موجود ہے
گھر بیٹھے سب حال دیکھ سکتا ہے اُسنے خود کتاب مین دیکھا ہوگا کیون اے مرد ناگ
یا اے جان کو کیونکر حال معلوم ہوا کہا حضور کتاب قدرت کھولی اُسی سے دریافت
ہوا ملکہ نے کہا بقول شخصے اوکھلی مین سر دیا تو دھمکیون سے کیا ڈر ہمنے چاہا تھا کہ مخفی
کام کرین لیکن اظہار ہوگیا اب جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا اے مرد ناگ تو جا اور مخلوق
کا سر کاٹ لا دیر نہ کرنا کسی سے ڈرنا نہ خائف ہونا مخلوق کا سر لیکر آنا اگر خالی پلٹیگا
تو بہت پچھتائیگا تیرے کیا ہاتھ آئیگا یہ سنکر مرد ناگ جادو تلوار کھینچ کے طرف مخلوق کے
چلا ملکہ شمسہ نے برق شالی و وزیرزادی کو رہا کر لیا دونون پاس بیٹھے لیکن مرد ناگ
پر پرواز ہوا کرکے چلا مخلوق جادو دربار مین اپنے بیٹھا ہے کہ دربار پر بلوا ہوا مخلوق نے
کہا دریافت کرو یہ کیا معرکہ ہے کہ میرے ملازم فریاد کر رہے ہین چند ساحر باہر گئے خبر لا کر
عرض کی اے شہنشاہ ساحران مرد ناگ جادو آپ کے ملازمون کو قتل کر رہا ہے اور
آپ کو گالیان دے رہا ہے ملازمون نے منع کیا کہ شہنشاہ کو گالیان نہ دو اور کلمات
سخت نہ کہو اسپر اُسنے سحر کرنا شروع کیا کئی ہزار جادوگر قتل کر چکا اب اندر بارگاہ کے
آیا چاہتا ہے روکنے والون کو قتل کر رہا ہے مخلوق اپنے مقام سے اُٹھا چھڑی
پر ہاتھ رکھا دروازے پر آکے دیکھا کہ مرد ناگ اپنی روشنی دکھا رہا ہے تیغہ برہنہ
ہاتھ مین نگہبانون کو قتل کر رہا ہے ہزارہا لاشہ زمین پر تڑپ رہا ہے ساحر بھی زبردست
ہے وہ سحر کیا ہے کہ آسمان سے آگ برس رہی ہے اُس آگ سے تمام ساحر
جلے جاتے ہین مخلوق نے پہلے سحر کیا کہ پانی برسنے لگا آگ بجھی مخلوق نے جھپٹ کر
نعرہ کیا او مرد ناگ کس کام کو گیا تھا کیا کر رہا ہے ان ساحرون مین تیرے بھائی
بھی تھے تو نے اپنے بھائی اور اپنے باپ کو مارا کچھ تجھکو افسوس نہ آیا اب یہ بہتر
ہے کہ آکر قدمون کو بوسہ دے مرد ناگ نے جواب دیا او [illegible] کیا بکتا ہے ملکہ
شمسہ پر میری جان فدا ہے جو اُسنے حکم دیا وہ بجا لاؤنگا تیرا سر لیکر جاؤنگا کہ عشق

راضی ہوا ایسا نہ ہو خالی جاتا اسکے خلاف گذرے مخلوق نے کئی مرتبہ سمجھایا مگر رنگ
ہوش میں نہیں ہے شیدا کا سحر رگ و ریشے میں اترا ہوا اپنے آپ سے باہر
شیدا کی تصویر آنکھوں کے آگے پھر رہی ہے معلوم ہوتا ہے شیدا سامنے
کھڑی اشارے کر رہی ہے کہ مخلوق کا سر کاٹ لے مگر مخلوق کی یہ کیفیت ہے کہ
ڈٹا ہوا کھڑا ہے گرز فولادی ہاتھ میں خون اپنا سپر ڈال رہا ہو گرز لے کو دوڑ دیتا ہو
پھر رک جاتا ہے کہتا ہے اے میرا رفیق و شفیق ضائع ہوتا ہے ارے او دیوانے
جسکا نام لیکر روتا ہے وہ یہاں کہاں ہے اسنے اپنا سحر تیرے سر پر چڑھا دیا
اب بھی ہوش میں آ سنبھل کر اطمینان کر لیا ہو میرا گرز اچل جائے مہر رنگ نے
آواز دی او بھیا میں تیرا سر لینے آیا ہوں معشوق پری خصال نے حکم دیا تھا کہ مخلوق
کا سر لیکر آنا قریب آ سر جھکا کر بیٹھ میں تیرا سر کاٹ کر لیجاؤں معشوق کا حکم
بجا لاؤں ایسا نہ ہو اسکے خلاف گذرے۔ فرمائے کہ دیر کیوں لگائی جلد آ کر حاضر
ہو میرا رنگ بگڑتا جاتا ہے ابھی تو یہ کیفیت ہے دل کی عجیب حالت ہے

## نظم

کیا سبب کیوں چپ ہیں زخموں کے دہن تصویر کے
ہو گئی رنجیدہ کیا شاید زبان تیر سے

حل مشکل کیجیے آہ رسا کے تیر سے
چھوٹ جائے مرغ زریں دام چرخ پیر سے

کھینچتا ہے نقشۂ گلزار معنی کیا عجب
بلبل تصویر نکلے بیضۂ تصویر سے

بخت خفتہ نے سلایا تیرے دیوانے کا پاؤں
جوشش غفلت ہے پیدا دیدۂ زنجیر سے

جنبش دیوانگی نے کچھ نہ کچھ پیدا کیا
مشتعل کی جا شور نکلا دانۂ زنجیر سے

خندۂ دزدیدہ ہے زخموں میں قاتل کر لیے
دیکھ کیا پانی چڑھا ہے تری شمشیر سے

کم نہیں ہوتا کسی صورت سے زخموں کا سواد
کوئی افسوں دم کیا قاتل دم شمشیر سے

بعد مردن بھی وہی رکھتی ہے باہم اتحاد
تیرے دیوانے کی مٹی دانۂ زنجیر سے

چشم وحشت خیز سے دیکھیں بیابان پھر رہا
مانگ لیں آنکھیں ہرن کچھ دن اگر زنجیر سے

عظمت دیوانگی میں تنگ آزادی رہا
شرم ہو کیونکر نہ ہم کو خانۂ زنجیر سے

جوشش پر یکسان رہی ہے زاری دیوانگی — مدتوں آنسو بہے ہیں دیدۂ زنجیر سے
چپ ہیں شاید مر گئے مسند گزینان جنون — جو نہیں آتی صدا بھی خانۂ زنجیر سے
درد نوشی کے عوض ہے درد نوشی ساقیا — گھونٹ پیتے ہیں لہو کے ساغر تقدیر سے
کیا اثر تھا جب کھنچا نقشہ ترے مقتول کا — رنگ کی جا خون ٹپکا خامۂ تصویر سے
مغفرت ہمسائے رہی مدفن میں میرے مدتوں — منہ چھپایا روکے اپنا دامن تقصیر سے
کس ہوا خواہ اجل کی یہ نظر الٹی لگی — زخم کو اچھا ہوا آب دم شمشیر سے
کہنہ مشقی ہر ستم میں کیوں نہ وہ حاصل کریں — تھی جوانی میں انھیں تعلیم چرخ پیر سے
قدر رکھتا ہے نہایت گریۂ بے چارگی — زخم کے بخیے ہیں آنسو دامن شمشیر سے
کیا کہیں ہم داستان دشت وحشت اے نسیم — پوچھ لو تم خود زبان خار دامن گیر سے

ہر چند مخلوق نے سمجھایا مگر ولولۂ وحشت بڑھتا جاتا ہے دمبدم یہی پکارتا ہے کہ اے مخلوق سر جھکا کر بیٹھ میں تیرا سر معشوق کے سامنے لیجاؤں مخلوق نے گوپے کو تیار کیا چرخ دیکر مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا زمین پر گرا کام تمام ہوا مار کر اُسکو مخلوق بارگاہ میں آیا مشیروں سے صلاح کرنے لگا کہ یارو تمنے سنا شیدائے غنچہ دہن نے کیا کیا اپنے گھر میں فرزند صاحبقران کو جگہ دی میں نے جو ساحر کو بھیجا اُسکو دیوانہ کرکے بھیجا آخر کئی ہزار ساحر اُسنے مارے آخر میں نے غصہ میں آکر مار ڈالا اب لشکر لیکر جاؤں خود ہی لشکر کشی کروں اور کسی کو وہ مانے گی نہیں جو جائیگا اُسکو دیوانہ کرکے بھیجے گی اُس ظالم کے سحر میں یہ تاثیر ہے کہ سحر اُسکا اترتا نہیں دمبدم سحر کی ترقی ہوتی ہے آخر میں نے اُسکو قتل کیا سب نے کہا حضور خود جائیں بدون حضور کے جائے وہ کسی کو نہ مانے گی آپ کی سرحد میں کبھی فتور پیدا ہوا ان شاہزادیوں نے عشق و محبت کرکے ملک تباہ کرا دئے مخلوق نے دہلکر آواز دی کہ ہاں یارو تیار ہو میں ابھی جاکر اس فتور کو مٹاتا ہوں دونوں کی مشکیں باندھ کر لاتا ہوں کہکے اٹھا تخت رواں پر سوار ہوا کئی سو مشیر و وزیر لاکھ ڈیڑھ لاکھ ساحروں کو ساتھ لیا بطرف رقیبوں کے متوجہ ہوا کہا کیوں صاحبو اب تو فوج کم نہیں ہے مقابلہ تو بہت آسکے پڑیگا

سب نے کہا ہم دیوار ہائے باغ گرا دینگے پہلے شاہزادے کو گرفتار کرینگے شاید گرفتار
ہونے سے شاہزادے کے ملکہ آپ سے عذر کریں اے شہنشاہ ساحران اگر وہ عذر
کریں تو قبول کر لیجیے گا کہ اپنے گھر سے فساد اٹھے بعض عقلا نے کہا آپ نے مردنگ جادو
کو ادھر روانہ کیا آپ اور جانب نکل گئی ہونگی لشکر طلسم کشا میں پہونچی ہونگی دیکھیے
انجام کار کیا ہو مخلوق یہاں سے لشکر لیکر چلا ملکہ شیدا سے غنچہ دہن نے جب
مردنگ جادو کو روانہ کر دیا کہا اے شہریار اب نکل چلیے برق ثانی نے بھی یہی
صلاح دی کہ اب یہاں ٹھہرنا بہتر نہیں چلکر لشکر میں آرام فرمائیے خسرو نے
کہا اے برق ثانی ایسا نہ ہو قبلہ و کعبہ کے خلاف ہو کہ ساحرہ کو بھگا لائے برق ثانی
نے عرض کی آپ کے بڑے بھائی صاحب جو طلسم کشا ہیں وہ جادوگرنیوں کی مدد
سے اس رتبے کو پہونچے اور وہ سب ساتھ ہیں یقین ہے آپ کو بھی کچھ نہ فرمائیں
خسرو پشت مرکب پر سوار ہوئے برق ثانی نے رکاب تھامی ملکہ شیدا اے
غنچہ دہن شبنم مروارید پوش وزیرزادی طاؤسان زریں بال پر سوار ہوئیں
پانسو کنیزیں جو حاضر تھیں ان سب نے بخوشی عرض کی حضور لونڈیاں بھی ساتھ چلیں
آپ کی وجہ سے ہماری عزت و آبرو ہے شیدا نے کہا تم سب میری جان کے
ساتھ ہو یہ کہکے ایک دستک دی کچھ طائران پرنا آئے کنیزیں ان طائروں پر سوار
ہوئیں باغ سے نکلیں طرف لشکر خسرو کے چلیں مگر شیدا نے سحر کر دیا ایک سایہ
آتش فشاں سے پر کرتا ہوا اس گروہ فرشتے جاتی ہیں گوشے پر صحرا سے نرگس کے
پہونچی ہیں چاہتی ہیں صحرا سے نکلا ئیں کہ طرف سے قلعے کے گرد اڑی آسمان پر
ایک ابر شعلہ فشاں چمکتا ہوا مخلوق جادو سب کے آگے پشت پر ساحران غدار
مخلوق نے جو خسرو کو آتے دیکھا کہ مرکب چمکاتے ہوئے آتے ہیں وہاں سے نعرہ
کیا کہ او لب حمید شدہ اب آگے نہ بڑھنا یہ کہکے گولہ پھینکا کہ مرکب شاہزادے کا چلنے
سے رکا شیدا نے ابر کو اشارہ کیا چھینٹ شعلہ آتش گرے سے مرکب شاہزادے کا
آگے بڑھا مخلوق نے اپنے ابر آتش فشاں کو اشارہ کیا وہ فوراً برسنے لگا کہ ہاتھی اڑ گیا

ہین جب آلبس مین ٹکر چلی شعلہا ے آتش گرے ملازمان مخلوق جلنے لگے لشکر مین فریاد
کی صدا بلند ہوئی سب ساحر پکار رہے تھے اے شہنشاہ ساحران ہم لوگ مٹے جاتے ہین
ہمکو بچا یئے ہماری مدد کو آیئے مخلوق نے ناچار ہو کر ایک گولا بادلون پر مارا کہ وہ بادل
بھی جلنے لگے جل کر زمین پر گرے آگ برسنا موقوف ہوئی اب تو ملکہ شیبا کا سنا
ہو گیا مخلوق نے للکارا او گیسو بریدہ تجھکو میرا خوف نہین سامنے میرے کئی ہزار
ساحر جلا دیے ہین وہ سحر کرونگا کہ تو دیوانہ وار جنگل مین پھرے عاشق تیرا غرق زمین
ہو یہ کہکے سحر کرنے لگا شیبا نے پکار کر آواز دی اے والد نامدار آپ کیون کلفت
فرماتے ہین اطاعت شاہزادہ قبول کیجیے چلکر قصر عشرت کو لوٹیے اب قصر عشرت کا
بچنا دشوار ہے کتاب مین تو اپنی ملاحظہ کیجیے قدرت نے صاف صاف لکھدیا ہے
سال آخر طلسم ہے قبضہ مسلمانان ہو جائیگا ہفت پیکر خود بھاگتا پھریگا یہ بھی آپکو
بخوبی یاد ہے کہ تھوڑے دنون سے ہفت پیکر نے یہ شعبدے دکھلائے خدائی
کو اپنی رونق دی وہی ہفت پیکر ہے کہ کنارے دریاے عشرت کے بیٹھا رہتا تھا
جب سورج گہن یا چاند گہن ہوتا تھا لوگون کو نہلانے دریا پر لیجاتا تھا اناج جو ملتا تھا
وہی بسر اوقات تھی آپ ہی لوگون نے اُسکو اس درجے پر پہونچایا پانچ چار سو
ملک پر قبضہ تھا مسلمانون نے آکر سب ملک لے لیے اب آپ ہوش مین آیئے بسا
ہنوکہ اجل قریب ہوا اور یہ کنیز تو شریک طلسم کُشا ہوئی لشکر کشی مین شریک ہونگی
ہفت پیکر سے مقابلہ ہو تو حال سحر کھلے مخلوق نے تلوارین برسائین کچھ طائرون
کو حکم دیا شیر صحرا سے پیدا ہوے پانچ سو کنیزون پر جا پڑے جسنے جسکو پا لیا چیر کر
پھینکدیا چند کنیزین خوف سے اُن جانوران درندہ کے غل مچانے لگین کہا اے
ملکۂ عالم کنیزون کی خبر لیجیے شیر ہلاک کر رہے ہین ملکہ نے پلٹ کر جو دیکھا چالیس کنیزین
قتل ہو چکین سر اُنکے وہی جانور کھا گئے ملکہ نے دستک دی لب صحرا سے کئی سو سگان
سیاہ پیدا ہوے آتے ہی بھونکنے لگے اُنکی آوازون سے شیر بھاگے سامنے
سے بھاگ کر جنگل مین چھپے مخلوق نے چند دانے اتش کے پھینک مارے

سگان سیاہ جلکر خاک ہوئے مگر کنیزان ملکہ سحر کرتی ہوئی لشکر کفار پر گرین شبنم گوہر پوش نے بجلی کان سے اتار کے پھینکی میدان مین برق چمکنے لگی رعد کی گرج ہوئی کہ ساحرون کے کلیجے پھٹے بعض ساحر جمال شبنم دیکھکر ایسے بلبلائے کہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے پکارتے ہین اے ملکۂ عالم ہمارا تو یہ حال ہے

نظم

سبزے سے خط یار کے ہوتا ہے غم غلط ۔۔۔ کیونکر کہین نوشتۂ قسمت کو ہم غلط

ایسے فریب آ سنے حریفون کے کھائے ہین ۔۔۔ حق سے کہون مین تو کبھی کہے وہ صنم غلط

معشوق سے امید وفا ہے خیال خام ۔۔۔ وعدہ دروغ یار کا قول و قسم غلط

مایوس ہو نہ مرغ دل اک دن شکار ہو ۔۔۔ تیر نگہ نشانے کو کرتا ہے کم غلط

ہوتی ہے دھن مین نشے کے دونی ہوا بھی ۔۔۔ کیا سچ ہین شراب پیے سے ہو غم غلط

اے شوق یار راہ مین لے تو چلا ہے تو ۔۔۔ جادے سے بڑھنے پائے نہ نقش قدم غلط

کعبہ شناس ہے نام جو کوچے کا یار کے ۔۔۔ کرتے ہین برہمن رہ بیت الصنم غلط

شاعر نہین ہے ہیچ ان سے کہے جو ہیچ ۔۔۔ ہستی کہ اصل کمر کی ہے کہنا عدم غلط

بچل پائیگا نہ عشق سے ابرو سے یار کے ۔۔۔ اے دل ہے ابر تیغ سے چشم کرم غلط

تحریر یار کے لیے کرتا ہون خط شوق ۔۔۔ مطلب کو لکھنے پائے نہ آتش قلم غلط

کتنی ہزار ساحر اس طرح کے اشعار پڑھتے ہوئے سامنے شبنم کے آ گئے شبنم نے لشکر کی طرف اشارہ کر دیا وہ ساحر لشکر کو قتل کرنے لگے ہزارہا ساحر مر گئے بڑا مخلوق نے برق گرا کر ان ساحرون کو قتل کیا سحر کرتا ہوا چلا کنیزون کو جھپٹ کر ایک گولا یا سب کنیزین گر کر بیہوش ہوئین خسرو و شیردل پہ سحر کیا گھر کہ انکا بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہے پشت سے گرا دون آقا کو پامال کر دون ہر چند خسرو روکتے ہین گھوڑا انہین رکتا جب خسرو و شیردل کا یہ حال کر چکا تو شیدا انکے سامنے آیا بہت بہت سمجھایا کہ اے نور نظر اے پارہ جگر قدرت سے بغاوت نکر مین جل کے تیری صفائی کرا دونگا وزیرزادی کو متہم کرنا کسی کنیز کو بہلا پھسلا دینا مین گواہی دونگا کہ اسکی خطا نہین ہے

قدرت کی پہلو نشین کہلاؤ گی سب تاجدار قدمبوسی کرینگے تمکو سب طرح کا اختیار ہوگا
شیدا نے جواب دیا مین لیسے اختیار کو آگ لگاؤن خدمت مین صاحبقران کی
جاؤن مجمع حسینان عالم مین بیٹھون ہر ایک یہی کہیگا کہ یہ رفیقان صاحبقران
مین اگر شرف بہو ہونے کا پایا تو داغ اپنا عرش اعلی پر پایا تو کٹنا اور بھڑوا ہی
کہ اس ساحر سیہ فام سے میری تقریب کریگا مین تو اسپر لعنت کرچکی یہ کلمات سنکر
مخلوق بہت جھلایا تاج سر سے اُتارا پکار کر آواز دی اے سر تاج سر شکن شیدا سے
غنچہ دہن کو لیتا یہ کہکے تاج پھینکا یا ایک گنبد شیشے کا بنکر شیدا پر گرا شیدا
اس گنبد مین بند ہوگئی ہزار طرح منتین کرتا ہے کہ اے دختر یہ سحر ساختہ ہفت پیکر
ہے دم بھر مین حال ابتر ہوگا جب کہ شیدا سے غنچہ دہن یہ باتین سنکر کچھ نہ بولی
تو مخلوق نے آواز دی اے سر تاج شیدا نہ بچے گرفتار ہو جائے تاج جو اُس
ملعون نے پھینکا تھا اور وہ برج شیشہ بنکر گرا تھا شیدا اسمین تڑپ رہی ہے چاہتی ہے
برج کو توڑون ممکن نہین ہوتا مخلوق نے تیغ کمر سے کھینچا خسرو شیر دل کو قتل کرنے چلا
اور مرکب بدلگامی کر رہا ہے کبھی الف ہوتا ہے کبھی چاہتا ہے درخت مین رگڑ دون کبھی
قصد کرتا ہے گر پڑون کسی طور سے شاہزادے کو پامال کردن اب مخلوق جو تلوار کھینچکر
چلا شاہزادے نے دیکھا کہ شیدا بند ہوئی گھوڑا میرا قبضے مین نہین اس انتشار
مین پکار اُٹھا اے خالق بے نیاز و اے بندہ نواز اب اس آفت سے بچا لے
تجھکو سب طرح کا اختیار ہے بندہ مجبور و ناچار ہے نظم

| | |
|---|---|
| بگریانند گہے بہ صحن گلشن ابر گریان را | بخندانند گہے بر چہرہ گل برق خندان را |
| گہے بر مور بخشد پایۂ تخت سلیمانی | گہے کمزور مثل مور سازد سلیمان را |
| گہ از یک قطرہ در بطن صدف سازد گہر پیدا | گہ از کوہ گران آرد برون لعل بدخشان را |
| گہ از وحدت عیان در دیدۂ اہل یقین گردد | گہ از کثرت نماید روے روشن اہل ایمان را |
| سخن در پارسی گویم چو وصف خالق اکبر | اگر گردد مدد از غیب ہندی ثنا خوان را |

شاہزادے نے بیقرار ہوکر جو دعا کی ادھر شیدا کی بیقراری برق ثانی کی اشکبار ہی

سب نے بیقرار ہوکر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بفضل خالق انس و جان
از پردۂ بیابان گرد سے برخاست اتنی بڑی گرد اٹھی کہ روے آفتاب سیاہ ہوگیا
تمام صحرا تاریک ہوگیا نخل معلوم نہیں ہوتے سامنے آکر دامنہ گرد شگافتہ ہوا خسرو نے
دیکھا رستم پیلتن علمشاہ صف شکن آگے آگے مرکب کو اڑاتے ہوے لوح چمکاتے
ہوے آتے ہیں بھائی کو دیکھا کہ گھوڑے نے عاجز کر رکھا ہے دوڑا دوڑا پھرتا ہے ایک
ساحر زبردست تلوار کھینچے ہوے چاہتا ہے کہ دشمنوں کو قتل کروں ایک طرف ایک
برج شیشہ آراستہ ہے اسمیں ایک نازنین خونشر و تڑپ رہی ہے چار ساڑھے چار سو
کنیزیں پر بچہرہ زمین پر پڑی تڑپ رہی ہیں برق ثانی قریب ایک نخل کے کھڑا ہے وہ نخل
برق ثانی کے پاؤں تھامے ہوے ہے اسنے رستم کو جو آتے دیکھا فوراً پکار کر آواز دی
اے آقاے نامدار آپ کے بھائی قتل ہوا چاہتے ہیں انکو آکے بچائیے رستم نے گھوڑے
پر کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کر چلا للکارے او ناہنجار او بدکردار کہ ھر آیا ہے خبردار
قریب شیر بیشۂ صاحبقرانی نہ جانا پکار کر پوچھا ارے برق ثانی یہ عورتیں کون ہیں
کہ جو مبتلاے بلا ہیں برق ثانی نے پکار کر آواز دی جو کنیز شیشہ میں بند ہیں وہ
آپ کی چھوٹی بھاوج ہیں عاشق جمال خسرو اور جسقدر عورتیں پڑی وہ کنیزان ملکۂ
عالم ہیں سحر مخلوق سے بیدم ہیں باپ بیٹی میں خوب خوب سحر ہوے آخر باپ
غالب آیا بیٹی مغلوب ہوئی اب چاہتا ہے قتل کرے رستم گھوڑا چمکاتے ہوے
قریب مخلوق کے پہونچے مخلوق نے جو رستم کو اس جاہ و تجمل سے دیکھا ہوش و
حواس منتشر ہوگئے کہتا ہے کہ اے مخلوق خالق نے کیا جاہ و جلال دیا ہے کسقدر
لشکر ساتھ ہے ایک طرف سے صاحب قران زمان پیدا ہوے لاکھ ساحر مخلوق
کے بڑھ کے رستم کو روکنے لگے رستم پیلتن نے بھی تیغۂ ہفت جوہر کھینچا جسپر
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے ادھر سے سنبل ہفت گیسو وغیرہ نے جو یہ ہنگامے
دیکھے کہا او صاحبو صحرا ے نرگس میں پہونچ گئے مخلوق جادو لشکر کشی کر کے آیا
ہمارے شہر یار سے ساحر لڑ رہے ہیں کیسے کیسے سحر کر رہے ہیں مگر وہ صاحب جاہ

وتحمل ہین اُنکی جرأت کے طلسم مین غل ہین کئی سو ساحر مارے جاچکے تا بہ مخلوق جانے
نہدین دیتے سنبل ہفت گیسو نے گیسوے عنبرین کو جنبش دی اور لالہ عذار
نے بڑھکر چراغ دکھایا آفتاب فلک سیر نیر اعظم بنکر چمکا ماہی سحر اور نہنگ بحری
نے دریاے سحر جاری کیے لشکر بھر مین تلاطم پڑگیا شفق خونخوار نے لکہ ابر گلنار
لشکر مخلوق پر گرایا ابر نے کئی ہزار کو اپنے دامن مین لیا لپیٹ کر چلا یا ہر ایک کے
سحر نے تاثیر دکھائی ستر اسّی ہزار ساحر ایک مرتبہ مر کر گرے مخلوق کے ہوش اُڑ گئے
حیران تھا یہ آفت کہان سے آئی آسمان پر جو نگاہ پڑگئی دیکھا کہ دن کو ستارے
چمک رہے ہین ایک ایک نازنین حسین وجمیل اپنا اپنا سحر کر رہی ہے اور
آفتاب فلک سیر نیر اعظم بنا ہوا چمک دکھا رہا ہے ساحران مخلوق کو جلا رہا ہے جس پر
سحر کیا وہ جلکر گرا اسے دہو کے رہگیا ایڑیان رگڑ کے مرا اُسنے آفتاب پر گولہ اگولے
نے یہ فعل کیا کہ نیر اعظم کی چمک کم ہوئی سنبل ہفت گیسو نے جو اپنی کاکلون کو
جنبش دی ماران سیاہ برسنے لگے باقی ساحر جو مخلوق کے تھے اُنکو ڈس لیا
اب مخلوق نے دیکھا کہ مین بالکل اکیلا رہگیا اہل لشکر افسران فوج راہی ملک عدم
ہوے تھوڑے ہی عرصے مین سب سامان درہم برہم ہوے اب شفق خونخوار
طرف گنبد کے چلی خیال مین یہ ہے کہ گنبد توڑون اس نازنین کو بھی نکالون مگر
رستم جنگ رستانہ کرتے ہوے قریب مخلوق کے پہونچے آواز دی کہ او خوک طینت
واو خرس یا دیو ضلالت اس بیچارے کیا گناہ سرزد ہوا اگر تیری بیٹی سے رسم و
مراسم ہوے تو کیا خطا کی کیا نان ونفقے مین فرق پڑا ہم لوگ بزرگ تھے ہمارا
دامن پکڑا ہوتا کیون اسے برادر پرائی بیٹی کو کیون نکال لائے اور نان ونفقے
کی تکلیف دی کہ وہ تمھارے قتل پر آمادہ ہے مگر تو بڑا سنگدل ہے کہ داماد کا
قتل چاہتا ہے مخلوق نے جھلا کر کئی گولے رستم پر مارے یہ صاحب لوح ہین انپر
سحر کب تاثیر کرتا ہے سحر اُلٹا پلٹا رستم تیغ ہفت جوہر کھینچے ہوے قریب مخلوق
کے پہونچے مخلوق نے ایک چیخ ماری کہ یا خداوندآپ کے بندے پہ یہ آفت ادہر

آپ آرام سے بیٹھے ہین بندون کی ایک نہین سنتے ہفت پیکر قصر عشرت مین بیٹھا ہو کئی سو مصاحب جمع ہین حسین عورتین سامنے رقص کر رہی ہین شراب پی رہا ہو ایک مہ جبین سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار گا رہی ہو۔ نظم

وحشی بنے ہوے گل کیطرح سے جہان مین ہم
نکلے تو پھر کے آئے نہ اپنے مکان مین ہم

ساکن ہین جو شرار شکست سے آشیان مین ہم
رہتے ہین مثل مردم آبی جہان مین ہم

شیدائے روئے گل نہ تو شیدائے قد سرو
صیاد کے شکار ہین اس بوستان مین ہم

نکلی لبون سے آہ کہ گردون نشانہ تھا
گویا کہ تیر جوڑے ہوے تھے کمان مین ہم

آلودۂ گناہ ہے اپنا ریاض بھی
شب کاٹتے ہین جاگ کے مغ کی دکان مین ہم

ہمت لبین از فنا سبب ذکر خیر ہے
مردون کا نام سنتے ہین ہر داستان مین ہم

ساقی ہے یار ماہ لقا ہے شراب ہے
اب بادشاہ وقت ہین اپنے مکان مین ہم

نیرنگ روزگار سے ہین ہم شکل سرو
رکھتے ہین ایک حال بہار و خزان مین ہم

دنیا و آخرت مین طلبگار ہین ترے +
حاصل سمجھتے ہین دونون جہان مین ہم

پیدا ہوا ہو اپنے لیے بوریائے فقر
یہ نیستان ہو شیر ہین اس نیستان مین ہم

خواہان کوئی نہین تو کچھ اسکا عجب نہین
جنس گران بہا ہین فلک کی دکان مین ہم

لکھا ہو کس کے خنجر مژگان کا اسنے وصف
اک زخم دیکھتے ہین قلم کی زبان مین ہم

کیا حال ہو کسی نے نہ پوچھا ہزار حیف
نالان رہے جرس کی طرح کاروان مین ہم

آیا ہو یار فاتحہ پڑھنے کو قبر پہ
بیدار بخت خفتہ ہو خواب گران مین ہم

شاگرد طرز خندہ زنی مین ہے گل ترا
استاد عندلیب ہین شور و فغان مین ہم

باغ جہان کو یاد کرینگے عدم مین کیا
کنج قفس سے تنگ رہے آشیان مین ہم

اللہ ری بیقراری دل ہجر یار مین
گاہے زمین مین تھے تو گہے آسمان مین ہم

دروازہ بار رکھتے ہین مثل حباب چشم
قفل درون خانہ ہین اپنے مکان مین ہم

آتش سخن کی قدر زمانے سے اٹھ گئی
مقدور ہو تو قفل لگا دین دہان مین ہم

سب ساحر دست بستہ بیٹھے ہین سنتے ہین جھوم رہے ہین تعریف ہفت پیکر کر رہے ہین

ہفت پیکر ہر ایک کو جواب دیتا ہی کہ قدرت نے کیا صبر کیا مقام اپنے علیش کے چھوٹے
اس قصر مین آکر ٹھہرے مسلمانون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا خبر سنی کہ آتے ہین مگر قدرت
نے وہ لشکر جمع کیا ہی کہ اگر دارا و سکندر بھی اس لشکر کو دیکھ لیتے تو نام لشکر کشی نہ لیتے
یکایک آواز کان مین آئی یا خداوند مدد دیجیے مجھکو ہاتھ سے طلسم کشا کے بچا لیجیے ہاے کدھر
بھاگ کے جاؤن کیونکر جان بچاؤن آپ خداوند کس دن کے واسطے ہین کہ لک اسکو
کو نہین منع کرتے کہ میرے پاس نہ آئے کیسے قدرت صاحب اختیار ہین آجکل اپنے
مجبور و ناچار ہین ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی یا روح صحرا اے نرگس مین تلوار چل رہی
ہی مخلوق سے اور طلسم کشا سے مقابلہ پڑ گیا چند ساعت کی اسکے قتل ہونے مین
دیر ہی کوئی تم مین ایسا ہی کہ اسکو جا کر اٹھا لائے یہ سنکر چشم پوش جادو کہ وزیر اُسکی
سلطنت مین سے ہو اپنے مقام سے بل کر کے اٹھا کہتا ہوا کہ یا خداوند طلسم کشا کو اٹھا لاؤن
کہ مخلوق کو ہفت پیکر نے کہا اے بندۂ قدرت طلسم کشا کے مقدمے مین تقدیر نہین
کی لیکن جا کر مخلوق کو اٹھا لا کیا مقام افسوس ہے جس نازنین پر قدرت مائل ہو
سکے اُسپر پسر حمزہ نے قبضہ کر لیا کیسا قدرت کو قلق ہے مگر وقت صبر و جبر ہے اگر قدرت
ایسا نہ کرین تو تم لوگ خداوند نہ سمجھو اے چشم پوش جلد جا مخلوق کو اٹھا لا
طلسم کشا پر ہاتھ نہ ڈالنا وہ نظر کردۂ قدرت ہے لوح کو اُسکے واسطے ظاہر کیا
جادوگرنیون کو حکم دیا کہ جا کر اسکی مدد کرو انتہا سے مہربانی یہ ہے کہ اپنی معشوقہ پر
اختیار دیا سب صحبت والے بجا اور درست کہ رہے ہین کہتے ہین قدرت نے ایسا
جبر کیا کہ کوئی نہ کر سکتا معشوقۂ قدرت کو پسر حمزہ لیے جاتا ہے اور قدرت صبر فرماتے
ہین مگر چشم پوش تڑپ کر بلند ہوا یہان وہ وقت ہی کہ مخلوق سحر کر رہا ہے
رستم گھوڑا اڑائے ہوئے آتے ہین کبھی شیر سامنے کر دیا رستم نے گھوڑے کو اشارہ
کیا گھوڑے نے ٹاپ ماری کہ شیر کا سر پھٹ گیا مخلوق نے نعرہ کیا دیو سامنے آیا
رستم سے مقابلہ کیا رستم نے ہاتھ تیغۂ ہفت جوہر کا مارا کہ دیو کے دو ٹکڑے ہوگئے
مخلوق نے پھر آواز دی کہ اے سینہ تاب اسکو لینا ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون

للکارتا ہوا آیا رستم پر برس پڑا رستم نے اُسکے وار روک کر جو ہاتھ مارا ایک سے کئی دو
ہو گئے اس طور سے مخلوق اپنے کو بچا رہا ہے کہ آسمان سے آگ برسنے لگی مخلوق
سمجھا ہمراہیان رستم سے کسی ساحر نے یہ سحر کیا ہے اُٹھا کر گولا مارا وہ گولا جا کر کھٹا
دیکھا ایک ساحر سیاہ چشم ایک اژدر پر سوار آگ برسا رہا ہے مخلوق نے ایک
دو ہتھڑ گینڈے سے پہ مارا شعلہ بھڑک کر اس ساحر پر گرا اعضا سے جسم سے شعلے نکلنے
لگے اُس ساحر نے اپنے اوپر باران سنگ برسایا اس حیلے سے آگ کو بجھایا للکار کر
آواز دی او بچہ تو اسی قابل ہے تجھے قدرت نے سمجھا تھا کہ مخلوق کو اُٹھا لاؤں پر
قہر سے لینے کو آیا تھا تو نے مجھی پر سحر کیا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہوں یہ کہکے ایک گولا
کھینچ مارا وہ گولا مخلوق کے قریب پہونچا مخلوق نے اپنے کو بچایا سر پر گر گردن کے
پڑا گینڈے کا سر پھٹ گیا مخلوق نے اور گولا جھولی سے نکالا اور پکار کر آواز دی او
بچہ ابتو بچ یہ کہکے اسم سحر پڑھا گولا پھینک مارا گولا قریب جا کر پھٹا اُس گولے سے
دھواں نکلا اُس دھوئیں کو دیکھ کر ساحر گھبرا گیا کڑک کر مخلوق پر گرا مخلوق نے ہاتھ
تلوار کا مارا ساحر نے گریبان پر ہاتھ ڈالا مخلوق لپٹ گیا دونوں سحر کرتے ہوئے
لڑ رہے ہیں کبھی منھ سے شعلے چھوڑتے ہیں کبھی آپس میں کاٹم کاٹا ہوتی ہے ایک
کی ایک بوٹیاں کاٹ کے پھینک رہا ہے مخلوق کے جسم میں درد ہوا پکار کر آواز
دی ہفت پیکر پر لعنت ہے بیٹا سے مدد مانگی تھی کہ دشمن کو بلایا تھا ہفت پیکر
نے آواز سنکر کہا ارے میرا بندہ تڑپ رہا ہے مخلوق پر کوئی مصیبت ہے اے
مسعود چرخ گردان دیکھ تو کہ بندہ میرا کیوں چیخ رہا ہے اگر خلاف کچھ کرتا ہو تو سزا دینا
خلاف نہ کرنا مسعود چرخ گردان چلا آسمان سے آ کر دیکھا کہ طلسم کشا تو الگ کھڑے
ہیں مخلوق و چشم پوش آپس میں لڑ رہے ہیں دونوں کے بدن سے خون بہ رہا ہے
مگر مخلوق زیادہ زخمی ہوا ہے ہر مرتبہ پکارتا ہے اس کے ہاتھ سے بچا لیجیے او
پلا پڑا ہے ساحر جواب دیتا ہے ابے تو کتنا تیرا باپ کتا میں نے تو کھانا تو نے کیوں
کاٹا جیسا سوال کریگا ویسا جواب پائیگا میں کیا کسی بات میں بند ہوں مسعود چرخ گردان

نے جو یہ حال پر ملال دیکھا حیران ہوا کہ یہ کیون لڑ رہے ہین طلسم کشا کھڑے
ہنس رہے ہین سرداران طلسم کشا فرماتے ہین دونون سمجھ لے شرم ہین جنگ
دونون سرگرم ہین مسعود نے گولہ جھولی سے نکالا اور پکار کر آواز دی کہ لو اب
تم پر غضب خداوندی آتا ہے جہان تک ہوسکے لڑو اب جہنم مین جاؤ گے سرکشی کا مزہ
اٹھاؤ گے مخلوق زخمون سے بیقرار تھا چشم پوش کو ڈھکیل دیا گولہ چشم پوش
پہ پڑا اکہ چشم پوش کا سر پھٹا مخلوق نے پکار کر آواز دی ارے مسعود تو کون
ہے کہ میرے حریف کو مارا مین کیا لڑکے کو اس سے کم سمجھا ہے سلے تو بوٹیان کاٹ کر
میری پھینکین مین بوٹیان اسکی کہا جاتا مسعود نے کہا بس خاموش رہو ورنہ آفت برپا
کردونگا دونون مین اسقدر تکرار ہوئی کہ مخلوق نے گولہ مارا مسعود نے اس گولے کو
ہاتھ مین لیا وہی گولہ مخلوق پر پھینک مارا مخلوق کے زخم پر پڑا درد ہوا کہا بافوش
اپنا اس گولے پہ ڈالکر پھینک مارا مسعود سمجھا کہ ہاتھ پر روک لونگا جیسے ہی چاہا گولہ
روکون کہ گولہ آکر سر پر پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے مارکر مسعود کو مخلوق نے
چاہا نکل جاؤن رستم نے کمان کیانی کاندھے سے اتاری ہین بہال کا تیر بچرکان
مین پیوست کرکے مارا سینہ پر کینہ مخلوق پر پڑا کہ توڑکر پشت کو مار گذرا مخلوق کا
کر گنبد شیشہ ٹوٹ گیا گھوڑا خسرو کا دوڑتے دوڑتے رکا کنیزین ہوشیار ہوئین
برق ثانی نے رہائی پائی دوڑکر اپنے آقا کی رکاب تھامی ملکہ شعلہ نے غنچہ دہن
رستم و خسرو کو ساتھ لیکر تعبیر نگس مین آئین جو ساحر وہان پہنچے ہوے تھے
ان سب نے بدل اطاعت اختیار کی ملکہ نے بڑی دھوم سے رستم کی دعوت کا
سامان عیش و نشاط مہیا ہوا رستم جاکر مسند پر بیٹھے گرد سب شاہزادیان و نگلیان
پر سرداران صف شکن بیٹھے ہوے باتین کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ آقا سے
نامدار نے کیسے کیسے ساحرون کو مارا کون کون سے ساحر قتل ہوے کہ سمک بلالی
نے دست بستہ عرض کی صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما ہین
آپ سب صاحبون کو یاد فرماتے ہین اور فرمایا ہے یہ خسرو کا کیا ہوا کہ گنبد خسرو

شرم سے غرق عرق ہو گئے رستم نے کہا بھائی کیون گھبراتے ہو مین امیر سے کہونگا
شہپال نے کہا مین خود عرض کرونگی کہ مین طالب دین اسلام کی تھی خوف یہ ہوا کہ اگر
سحر سے توبہ کرون یہان کے ساحر کیا قیامت برپا کرینگے ایک کلمہ نہین پڑھا دل سے
اطاعت اختیار کی سرکار کی کنیز ہون رستم نے فرمایا کہ بھابھی صاحب صحرائے
نرگس کا تمھین کو اختیار ہے شہپال نے اس سرفرازی پر قدمون کو بوسہ دیا عرض کی
کیا ذرہ نوازی ہے سب سردار خوش بیٹھے ہین بوقت سحر رستم نامور نماز پڑھکر
اول خدمت صاحبقران مین آئے تمام کیفیت شاہزادہ خسرو کی بیان کی کہا حضور
یہ مقام سخت تھا پروردگار نے اپنی قدرت سے فتح کرایا اب کل مقابلہ ہفت پیکر
ہی صاحبقران نے فرمایا کہ بیٹا اب کوچ کرو رستم نے کہا شہپال نے کل ہماری دعوت
کی تھی آج حضور کا بھی داخلہ قصر نرگس مین ہو کنیز کو حضور سرفراز کرین صاحبقران
نے فرمایا کہ تم تو سب افواج کے ساتھ عیش مین رہو ہم شکار کھیل آئین رستم نے کہا
بہت مناسب ہے صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوئے مقبل و عمرو کو ساتھ لیا
پہلے قراول میر شکار سامان شکار لیکر ہمراہ ہوئے صاحبقران طرف صحرا کے چلے دیکھا
بہت سے آہو چرا مین مصروف ہین صاحبقران نے ایک آہو پر تیر مارا وہ آہو گرا
فرمایا کہ خواجہ جلد ذبح کرو ایسا نہو تڑپ کے جان دے عمرو نے کمر سے چھری نکالی
جیسے ہی قریب آہو پہونچے آہو اٹھکر بھاگا عمرو نے آواز دی آقا وہ آہو جاتا ہے
آہو جا کر آہوؤن مین ملگیا امیر نے اشقر کو مہمیز کیا آہو بھاگے جسپر تیر مارا آہو کی پشت کو
پار گذرا مگر وہ اسی طرح بھاگا جاتا ہے عمرو نے پکار کر آواز دی دیکھو آقا اسی دن کے لیے
منع کرتا تھا کہ عورتون پر زیادہ میل نہ کرو اب اتنی ہاتھ مین طاقت نہین کہ تمھارے تیر سے
آہو گرے دیکھو تیر کھا کر بھاگے جاتے ہین امیر کو غصہ آیا نیزہ ہاتھ مین لیا اشقر کو
رانون مین مسلا مرکب اشقر دیوزاد طرارہ بھرکر برابر آہوؤن کے پہونچا امیر نے
نیزہ مارکر آہوون کو زخمی کیا مگر اس زخم کو بھی آہو نہین مانتے سامنے ایک کوہ معلوم
ہوا اسکے درے مین جا کر آہو غائب ہوے صاحبقران نے درۂ کوہ مین گھوڑا

ڈالدیا انتہا کا اندھیرا تھا صاحبقران کے کان مین رونے کی آواز آئی پلٹ کے
دیکھا ایک درے مین ایک ساحرہ کوڑا ہاتھ مین غصے مین کف منھ سے جاری چند قیدی
بیٹھے ہین اُنکو کوڑے مار رہی ہے اور کہتی ہے ارے تم چالیس جوان ہو اگر ایک دن مجھکو
سرفراز کرتے تو مین کاہیکو ملول ہوتی ہین تم سب کو کوڑے مار مار کر مار ڈالونگی صاحبقران
نے جو غور دیکھا اپنے اُن سردارون کو پایا کہ جو قلعہ طلسم پر قید ہوے تھے بدیع الزمان
کو دیکھا سرنگون بیٹھے ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین اور عبد الجبار حلبی و
عبد القہار حلبی وغیرہ زنجیرین ہلا رہے ہین صاحبقران نے جو اپنے سردارون کو
دیکھا بیتاب ہوگئے آواز دی اور للکارا کہ یہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی لائق اس جفا
کے ہین ساحرہ نے للکار کر آواز دی تو تو مجھکو ضرور قبول کریگا ہر چند کہ تیرا سن زیادہ
ہے مگر جوان شوقین معلوم ہوتا ہے اگر مجھ سے وصل اختیار کرے تو وہ مرتبہ دون کہ
عالم رشک کرے زور و طاقت سب بڑھا دون کہ بڑے بڑے رستم نہ زیر کر سکین
جس سے چاہے جا کر مقابلہ کر نانی الحال طلسم کشا بڑا صاحب طاقت و قوت ہے اگر
اُس سے مقابلہ کروگے اُسے بھی زیر کر لوگے بڑا مرتبہ پاؤگے قدرت سپہ سالار قادر تنا
خطاب دینگے مسکرا کر صاحبقران کا ہاتھ تھامنے لگی امیر نے منع کیا اُسنے نہ مانا اور پھر
کوڑا اُٹھایا چاہا مارون کھینچ کے اسی قید خانے مین ڈالدون صاحبقران نے اسم اعظم
پڑھا کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک طمانچہ مارا کہ سر ساحرہ کا مثل گوے غلطان زمین پر گرا
صدائے ہو حق بلند ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام اسن گرفتار جادو بود
امیر نے اپنے سردارون کو رہا کیا بدیع الزمان نے قدمون کو بوسہ دیا امیر سردارون کو
لیکر درۂ کوہ سے نکلے حال سردارون سے پوچھتے ہوے سب نے عرض کی اے
شہریار جب قلعے پر پہلوان سے مقابلہ پڑا آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا یہ ذہن مین نہ
آتا تھا کہ کس سے لڑ رہے ہین زیر کر کے اُسنے قلعے مین کھینچا اس ساحرہ کے سپرد ہوے
ہر ایک سے خواہان وصل ہوتی تھی آج یہ قول تھا کہ سب کو قتل کرونگی تم کیسے مرد ہو کہ
مجھ ایسی معشوقہ کو قبول نہین کرتے ہو جس کسی نے انکار کیا بدبخت پکڑ بادھی کوڑا لیکر

موجود ہوئی اب خنجر کمر سے نکالا تھا کہ خدا نے حضور کو بچایا رستم نے جو لشکر میں خبر سنی کہ
صاحبقران مع اپنے سرداروں کے آتے ہیں قریب بارگاہ کے پہونچے خوش ہو کر
براے استقبال نکل پڑے راہ میں آکر صاحبقران سے قدمبوس ہوے بھائی
سے ملے بدیع الزمان نے رستم سے پوچھا کہ شاہزادہ خاور سیاہ کہاں ہیں فرمایا
ہم سنکر حاضر ہوے عمر نادار کو ہمراہ لیکے قدمبوس ہو کر عرض کی کہ حضور جا کر ایسے قید ہوے
کہ ملک گیری موقوف رہی اب ہمراہ صاحبقران مقابلہ ہفت پیکر میں چلیے جرأت
کا حال کھلیگا شب بھر جلسہ آراستہ رہا ملکہ شہیرا نے بڑی دھوم سے صاحبقران
کی دعوت کی صحراے نرگس آباد رعایا و لشاد رعایا اسلیے کہتے تھے کہ خدا ایسے حاکم
کو سلامت رکھے کہ تشریف آوری سے تمام صحراے نرگس آباد ہو گیا شب بھر اسی
عیش و عشرت میں گذری بوقت سحر رستم سوار ہوے ایک جانب صاحبقران
یہاں ایک جانب خسرو شیر دل مع جوانان مرصع پوشش لنڈھور و مالک اژدر
اپنے اپنے مقام پر رستم لشکر لیکر آگے بڑھے لشکر تمام طرف قصر مشرقہ کے
چلے یہاں وہ دن بیچ کہ ہفت پیکر قصر مشرقہ سے باہر آیا بارگاہ طلسمی استادہ تھی
اسمیں آکر بیٹھا تھا ہیں جو ساحر گرد و پیش آکر بیٹھے پردے بارگاہ کے اٹھوا دیے
دماغ تر ہوے جام ہوا رنگ کی گردش میں صدا سے ہوا ہوش دو نشا نوشی بلند
نازنینان مہجبین رقص کنان لباس فاخرہ پہنے ہوے غرق دریاے
جواہر بیانہ وار سامنے ہفت پیکر کے یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کے گا رہی ہیں

غزل

تیغ میں جوہر کہاں اس ابروے خمدار کے
زخم دکھلاتی نہیں دیتے ہیں کس تلوار کے

ڈالدیتا ہوں جو بانہیں اسکے گلے میں یار کے
بوسے لیوے آنے لگتی ہے گالوں سے بہار کے

رنگ مشتاق طالب جلوہ دیدار کے
مار ڈالا اس پری پیکر نے خنجر مار کے

حلقہ چشم پری روزن ہیں گھر یار کے
جن پڑھے آسیب جو گھر سے سامنے ہیں یار کے

گوش انسانے نہیں سنتے ہیں تقصیر دیدار کے
آنکھ دیدے اللہ تو قابل ترسے دیدار کے

دن بسر ہوتا ہے یون سرو سے ملنے کو یار کے
فرش گل کو کبھی قدم سے اپنے کیجے سرفراز
لالہ ہی داغی غلام اس گل سے چہرہ کا نہیں
چھوڑ کے بیٹھا اسیری کی فقیری اختیار
چشم وحدت بین سے لازم ہو تماشا کے چمن
کس طرف بیٹھا لیے ہمکو دیکھے سلطان عشق
دیکھکر آئینہ کہتا ہے وہ آرائش پسند
بلبلون کا نکہت گل سے معطر ہے دماغ
ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہے
خواہ صرو ارید و گل کے خواہ سیم و زر کے ہو
کام ہو اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہیں
حسن کا نظارہ وہ نعمت نہیں جو دل بھرے
روئے رنگین کا ترے سودا ہوا ہے باغ کو
واقعہ منصور کا سنکر کھلا ہمکو یہ راز
کچھ جو غیرت ہو تو اے سفاک اک وار اور کر
جو کوئی بیٹھا نہ اٹھا پھر وہ پشتے کی طرح
باغ مین پی ہے شراب اس گلبدن نے بارہا
کعبہ مقصود کا کس رات نہیں کرتا طواف

دھوپ سے اٹھے تو بیٹھے سائے مین
گل کبھی سبزے کی طرح پامال ہین رفتار کے
سرو کبھی ہین بندہ آزاد قد یار کے
بوسے لیے پر بیٹھے ہین قالین کو شکر یار کے
خار و گل دونون نہیں بیدرد ہین گلزار کے
کوہ و صحرا و دلالت مین ہے اپنی سرکار کے
طرہ قابل سر کے ہو گردن ہو لائق ہار کے
غنچے کیا چٹکے ہیں شیشے ٹوٹے ہین عطار کے
لون ترا فی آستینہ ہو سائل ہون جو دیدار کے
طرے جھکتے ہین وہ پایہ ہین ترے دستار کے
مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے
سیر ہوتے کے نہین بھوکے ترے دیدار کے
لالہ و گل کی رگین ہین اور نشتر خار کے
حق کہے سے آدمی ہوتا ہے قابل دار کے
زخم اچھے بیٹھے ہین منھ پہ تری تلوار کے
ڈھیر ہو کر رہگیا نیچے تری دیوار کے
چھیچھڑے اکثر کیے ہین لالہ کی دستار کے
گرد پھرتا ہون میں آتش و ز کوچہ یار کے

اس ہنگامہ عیش و نشاط مین ہفت پیکر بیٹھا ہو لشکر صحراے عشرت مین فرد کش ہے افسران فوج اپنے لشکر درست کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی آواز بوق ترکی کی آئی کہ بارگاہ ہل گئی تخت پر ہفت پیکر اچھل پڑا کہا یارو یہ کسکی آمد ہے قبہ بارگاہ ہل رہا ہے دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا پہلوان عادی اٹھارہ بارگاہ سلیمانی کا ساتھ چالیس بھائی ہمراہ ذو الفقار عادی وار جید عادی و دریا بار عادی وغیرہ مسلح و مکمل

بھائی کو گھیرے ہوئے پشت پر چالیس ہزار قزاق بوق ترکی بجاتے ہوئے کہ بارگاہیں
لشکر کی کھڑی ہو گئیں سب افسر کھڑے ہو کر تماشہ دیکھنے لگے پہلوان عادی آ کر ٹھہرا سامنے
صحرائے خارستان تھا مبارک بیلدار کو اشارہ ہوا بارہ ہزار بیلدار لیکر چشم زدن میں
صحرائے خارستان کو کاٹ کر پھینکدیا کئی سو کوس کا میدان عادی نے اپنے
قبضے میں کیا بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی قزاق اپنے اپنے مقام پر اترے ہفت پیکر
بھی تماشہ دیکھنے کو باہر نکل آیا کیسے گرد اڑی عادی مسلح ٹہل رہا ہے کہ دامن گرد کا
شگافتہ ہوا دارائے ہندلندھور بن سعدان فیل میمونہ پر سوار عادل شیر دل و قابل
شیر دل و پہلوان اورنگ و پہلوان گورنگ و گوہر ملک و کھنی وغیرہ چالیس ہزار
مسلح و مکمل جھول پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر نو لاکھ ہندیوں کا لشکر جوانان
ہندوستان بہ رعنائی و زیبائی دور کابے مرکبوں پر سوار گھوڑوں کو چمکاتے ہوئے
پیدل اکڑتے ہوئے رنگین دوپٹہ کاندھوں پر پڑے ہوئے سپر و شمشیر پر قبضہ
نہایت تکلف سے لشکر لندھور آ کر پہنچا جوانان لشکر ٹہلنے لگے وہ جنگل رشک گلزار
ہوا دوکانیں جمنے لگیں جوانان ہندی انتظام کر رہے ہیں بارگاہیں خیمے استادہ
ہو رہے ہیں ایک جانب بھنگیروں کی دوکانیں آراستہ ہوئیں دور تک صفیں بچھا
جم گئیں پالیں استادہ ہوئیں دوکانوں پر آ بیٹھیں جوانان نشہ باز ٹہلتے ہوئے پہنچے
چوکی اٹھتی پھینکی پکار کر آواز دی بی بھنگیرن صاحب سال جہان کا ٹرا بھرو اپنے
نشے اترے ہوئے ہیں ایک ہی دم میں نشہ ہو جائے بھنگیرن نے چلم لیکر چرس
جمائی بنا زوادا حقہ میں خود منھ لگا دیا جوان نے حقہ ہاتھ سے لیکر دم مار دیا اور آواز
دی۔ فرد۔ نہ آزا ہے کے دم میں کھینچ دم چرسوں کا رندوں میں + پیارے
دم ہی کا تو فرق ہے مردے و زندوں میں + نہ آزا ہے کے دم میں تو اگر کچھ دھن کا
پکا ہے + بہشت اک باغ ہے دوزخ بھی اک شعلہ دہکتا ہے + آنکھیں لال انگارہ ہو گئیں
چہرہ سرخ ہوا ایک جانب بھٹی شراب کی ساقی بچے قبول صورت بیٹھے ہیں پیر مغاں
شراب دے رہا ہے لاؤ لاؤ کا ہنگامہ ہے کوئی پی رہا ہے گا رہا ہے کوئی ہاتھ

اُٹھا رہا ہی کوئی کسیکی پگڑی اُچھال رہا ہی ہنگامۂ گیر و دار نیچو اروں میں بلند ہی ایک جانب
گانجا اُڑ رہا ہی دم مارنے والے آوازیں لگا رہے ہیں کہ جسنے نہ پی گا بجے کی کلی اُس بیٹے
سے بیٹی بھلی اور گانجا آواز دیتا ہی پینے والے کو کھالسی کردن کھڑا کردن اسپر بھی
پینے والا نہ مرے تو میں کیا کرون لشکریں ہندوستان کے ہنگامہ بڑا ہوا ہی ہفت پیکر
نے جو خیال کرکے دیکھا کہ ایک سردار نولاکھ سے آیا ہی میری فوج آٹھ سات لاکھ سے
زیادہ نہیں ہی مگر موچھوں پر تاؤ دیکر کہتا ہے کہ یہ لوگ سب آپس میں لڑینگے رفقا عرض
کر رہے ہیں کہ قدرت نہ گھبرائیں ملازمان دربار کو جو نامے گئے ہیں لشکر مسلمانان آلے
تو اُن سب کی آمد شروع ہوگی اسقدر فوجیں آئینگی کہ گاؤ زمین بار نہ اُٹھا سکیگی
یہ ذکر تھا کہ دوسری گرد اُٹھی جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا تو ایک جوان کو دیکھا کہ پشت
مادیان پر سوار نیزہ دوز بانہ ہاتھ میں مادیان کو اُڑاتا ہوا دریاے آہن میں غوطہ زن پشت
پر اسی ہزار نیزہ داران عرب نیزے چمکاتے ہوے دورکابے گھوڑوں پر سوار اس
گرد فر سے جو یہ جوان پہونچا ہفت پیکر نے پوچھا اس جوان کا کیا نام ہی واقفکاروں
نے بیان کیا ہم چشم لندھور سپہ سالار دست چپ موسوم بہ مالک اژدر و صاحب
نیزۂ دو سر غلام نبی وچا کر حیدر ہفت پیکر خاموش ہو رہا زوال آفتاب کا وقت ہی
کہ پھر گرد اُڑی خاقان ابن الخاقان یعنے بہرام گرد بن خاقان چین اسی ہزار چینیوں
سے آکر پہونچا بہرام کی آمد سے اسقدر گرد اُڑی کہ شام ہوگئی وقت آخر تھا آمد فوجوں
کی موقوف ہوئی جو جہان تھا وہ اُسی مقام پر ٹھہر گیا ہفت پیکر اُٹھکر بارگاہ میں
آیا رفیقوں کو حکم دیا کہ کل سویرے سے تخت ہمارا باہر بچھے آمد فوج مسلمانان کا تماشہ
دیکھینگے چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری جب چمکا ہفت پیکر تخت پر باہر آکر بیٹھا
تماشہ دیکھنے لگا کہ گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا تمام صحرا زمردنگار ہوگیا شاہزادۂ
بدیع الزمان گرد لشکر شکن مع تین لاکھ فوج کے آکر پہونچے کہ بائیں جانب سے بھی
گرد اُڑی صاف ثابت ہوتا تھا کہ دریاے خون جوش مار رہا ہی تمام فوج یاقوت پوشوں
کی ساتھ نوبت نقارے بجتے ہوے ارابے خزانہ افراسیابی کے ساتھ ساتھ اُن

دونوں جوانوں کی آمد میں شام ہو گئی ہفت پیکر پھر اٹھ گیا تیسرے دن پھر آکر بیٹھا
سرداران ہفت ملک اور تاجداران عراق و اصفہان کی آمد میں پھر شام ہوئی
ہفت پیکر پھر اٹھ گیا چوتھے دن پھر آکر بیٹھا آمد ان تاجداروں کی ہوئی کہ جو قلعے خواجہ
عمرو نے تسخیر فرمائے تھے وہ تاجدار آکر پہونچے نو دن برابر ہفت پیکر شام کو اٹھ گیا
دسویں دن نقارخانۂ سکندری پر چوب پڑی کہ زمین تھرا گئی دامنہ گرد کا جو شگافتہ ہوا
دیکھا نقارخانۂ سکندری گڑگڑاتا ہوا شہنا نواز روشن چوکی بجاتے ہوئے ایک سمت
نقارخانۂ سلیمانی آگے سب کے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر
عالیشان اشقر دیوزاد پر سوار تیغۂ عقرب سلیمانی قبضے میں تنبۂ صمصام و قمقام و
نیمچۂ سہراب بل پیر گرشاسپ نوجوان پانچ ہزار پانسو پچپن سردار و فرزندان باوقار
امیر کو گھیرے ہوئے پشت پر لشکر ظفر اثر اس جاہ و حشم سے صاحبقران دسویں
دن نمایاں ہوئے آکر اترے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے کہ ایک جانب سے اکتارے
کی آواز آئی دیکھا مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ
عمرو نامدار صندوق عیاری پر سوار سات چتر چوده سرہنگ گھیرے ہوئے پشت پر
ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بیجے قرغول و باد گھرسے کے باندھنے والے لباس
عیاری دربیر جسم شالنگیں لگاتے ہوئے خنجروں کو چمکاتے ہوئے سرداروں نے
ہفت پیکر سے کہا اس شخص کو حضور نے پہچانا عمرو یہی ہے ہفت پیکر نے کہا جب تو
اسکا نام سنا تو قدرت نے اسکے نام میں تاثیر بخشی ہے اسکو سب طرح کا اختیار ہے جہاں
چاہے جائے جس ساحر کو چاہے مارے قدرت دخل نہ دیگی ہزارہا ساحر اس شخص کے
ہاتھ سے مارا گیا اور قدرت نے دخل نہ دیا لیکن اب آمد مسلمانان موقوف ہوئی کہ وزرا
نے عرض کی ابھی آمد طلسم کشا باقی ہے آگے سب کے صاحبقران آئے ہیں
کل سے اب انکی آمد شروع ہوگی اسپر ہفت پیکر نے کہا نہیں معلوم طلسم کشا
کے ساتھ کسقدر فوج ہے وزرا نے عرض کی زبانی ہرکاروں کے معلوم ہوا کہ اٹھارہ
لاکھ کا لشکر طلسم کشا کے ساتھ ہے چار لاکھ ساحر دو لاکھ غیر ساحر تاجدار سردار

جادوگر نیان نامی گرامی بادشاہ جبل اعلےٰ ملکہ سلما تک ساتھ ہین ان سب کی آمد ہوگی تمام صحرا معمور ہو جائیگا دیکھیے ابھی جنگل خالی پڑا ہوا ہے ہفت پیکر اٹھ گیا پھر صبح کو آکر بیٹھا کر گرد عظیم بلند ہوئی اولان اول شاہزادہ خسرو شیر دل اتالہ بارگاہ رستم کا لیے ہوے آکر پہونچے بعد خسرو کے عیوق و جاروق و صندلان وغیرہ دو دو لاکھ سے اور تین تین لاکھ سے آکر پہونچے اور اُسی میدان مین اُترے خسرو نے بارگاہ زر لفتی پہلو مین بارگاہ سلیمانی کے رستم کے لیے استاد کی قبے بارگاہون کے قبۂ فلک سے ہمسری کر رہے ہین دن بھر ہفت پیکر دیکھا کیا شام کو اُٹھ گیا صبح کو پھر آکر بیٹھا آمد فوج رستم شروع ہوئی نواح فوج تین دن مین آکر پہونچی زوال آفتاب ہو چکا ہے کہ ذرے زمین کے چمکنے لگے نیر اعظم آسمان پر چمکا ساحرون کے بیچ پگھلنے لگے خیمے ین چھپتے پھرتے تھے ہفت پیکر نے پوچھا ارے یہ کون آتا ہے سرداروں نے عرض کی حضور آفتاب فلک کاہن رفیق طلسم کشا کہ وہ آفتاب زمین پر اُترا گرمی موقوف ہوئی آفتاب فلک سیر کے ساتھ بارہ ہزار ساحر تھے ایک جانب آکر اُترے لشکر ہفت پیکر کو بہ نگاہ قہر و غضب دیکھ رہے ہین چاہتے ہین افسر کا حکم ملے تو شکر دشمن پر جا پڑین لڑین بھڑین ہفت پیکر کو باندھ لائین ہفت پیکر اُن کے ارادون کو دیکھکر حیران ہو رہا ہے کہ دوسرا ابر سیاہ اُٹھا سب دیکھ رہے ہین زیر ابر رنگیان آدمخوار چھپے ہوے معلوم ہوتے ہین وہ ابر شق ہوا سلما سے گوہر پوش شاہزادی جبل اعلےٰ ساٹھ ہزار ساحرون سے آکر پہونچی قریب بارگاہ آفتاب ایک بارگاہ استادہ تھی اُس بارگاہ مین داخل ہوئی آمد سلما مین شام ہو گئی ہفت پیکر پھر اُٹھ گیا صبح پھر آکر بیٹھا کہ ابر گلنار پیدا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ خون برس رہا ہے کل شجر و حجر سرخ ہو گئے کہ ابر شق ہوا ملکہ شفق خونخوار ابر سے نکلین ساتھ ستر ہزار جو ساحر ساتھ تھے وہ گرد بارگاہ آکر اُترے پھر شام ہوئی دوسرے دن صبح کو پھر ہفت پیکر آکر بیٹھا کہ ابر تارنجی آسمان پر آکر چھایا اُس ابر سے بو سے خوش آرہی ہے کہ تمام صحرا معطر و معنبر ہو گیا صاف ثابت ہوتا ہے کہ جنگل رشک صحراے ختن ہے ابر پھٹا ابر سے ملکہ مشکبار جادو مع بارہ ہزار

جادوگرنیون کے پیدا ہوئین آفتاب فلک سیر نے پوچھا کیون ملکہ عالم طلسم کشا کے پہونچنے مین کیا عرصہ ہے مشکبار نے کہا شہریار کی تشریف آوری مین کئی دن کا زمانہ ہے یہ خبر ہرکارون نے ہفت پیکر کو پہونچائی ہفت پیکر حیران ہو رہا ہے دل سے کہتا ہے کہ ابھی طلسم کشا کی آمد باقی ہے صرف امیر آئے ہین صحرا سارا فوج سے معمور ہو گیا یہ کہکے اٹھ گیا رات بھر حیرت مین رہا اور تڑپا کیا صبح کو پھر آ کے بیٹھا کہ ابر ہفت رنگ پیدا ہوا طائران نغمہ سرا ابر کے نیچے نغمہ سرائی کرتے ہوئے کسی ابر سے پھول برستے ہین کسی ابر سے دھوپ ظاہر ہے کسی ابر مین رات کا سامان ہویدا ہے کسی ابر سے برق چمک رہی ہے کسی ابر سے رعد گرجتا ہے سات ابرون سے سات صورتین پیدا ہین اس ابر کو دیکھکر ہفت پیکر گھبرا گیا پکار اٹھا کیون بندگان من یہ کون بندہ بے ادب آتا ہے سب جادوگرون کا سرگروہ ہفت رنگ جادو راز دار ہفت پیکر جو پہلو مین بیٹھا تھا بول اٹھا کہ یا خداوند قدرت نے نہین پہچانا سنبل ہفت گیسو آتا ہے سحر بھی جب کرتی ہے زمین ہلا دیتی ہے ملکہ خوشبو دماغ رس اسی کا پیر ہے جسکے سحر سے کوئی بچ نہین سکتا ہے ملکہ مشکبار نے اسی سے خوشبوے دماغ رس کو لیا ہے اسکا سحر چلا اور خوشبو آئی حریف اسکا دیوانہ ہوا ہفت پیکر نے گھبرا کر کہا قدرت نے ان شاہزادیون کو کیون تعلیم کیا قدرت یہ نہ جانتے تھے کہ یہ شاہزادیان ایسی بدکار ہونگی مصاحب سب بول اٹھے یا خداوند ایسا کلمہ زبان سے نہ فرمایئے مسلمان سنین گے تو اعتراض کرینگے کہین گے کہ قدرت نے جو پیدا کیا تو انجام انکا نہ سمجھ لیا یہ کیسے خداوند ہین انھین وجہون سے مسلمان لوگ آپ کو نہین مانتے لات ومنات وسامری جمشید کو بھی نہین مانتے اب مناسب ہو تو قدرت لقا یہ کرین انکے دلون کو پھیرین یہ حرکات ان سے موقوف ہون قدرت کی بدل اطاعت کرین ہفت پیکر نے کہا قدرت نے جب انکو پیدا کیا تو آخر مین مقام انکا جہنم لکھا ہے یہی مصلحت تھی کہ انجام انکا شرکت مسلمانان ہے اب قدرت لقا یہ کیا کرین جس حال مین ہین اسی حال مین رہنے دو یہ سامان

سنبل ہفت گیسو جو ابر سے نکلی سب ساتھ کی شاہزادیاں کھڑی تھیں اُن میں آکر مل گئی
کہ اور ابر گلنار اُٹھا وہ بھی آکر شق ہوا ملکہ لالہ عذار آکر پہونچی چالیس شاہزادیاں ابھی
گرد فرسے آکر پہونچیں ایک مہینہ کئی دن کے بعد نوبت نقارے کی آواز آئی اتنی بڑی
گرد اُٹھی کہ ہفت پیکر گھبرا گیا کہا کیوں بندگان حضرت حمزہ کی آمد سے زیادہ شور معلوم
ہوتا ہے آخر یہ کون آتا ہے کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے دست بستہ عرض کی کہ فرزند
لے کافر کو بد دعا دی۔ قطعہ ای فخر جہانبانی و فا ساقط از و + گو ہر بہ دہن دار کہ
ور اسا قط از و + روزان پشیمان زحق تعالے خواہم + مرکب و ہیبت خدا و با ساقط از
قدرت کی عمر دراز نہ ہو تھا یہ کہ کمی مزاج میں بڑھی طلسم کشا تشریف لاتے ہیں یہاں سے
سب سردار مع صاحبقران زمان برائے استقبال روانہ ہوئے بیٹے کی شوکت
بڑھانا منظور ہے تو خود برائے استقبال فرزند گئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ طلسم ہفت پیکر
کا صاحبقران ہے رستم نے بڑا کام کیا کہ لوح طلسمی حاصل کی اور مرحلہ جات فتح
کرکے آیا ہفت پیکر کا وہی ہم نبرد ہے انشاء اللہ سامنے اُسکی شوکت کے ہفت پیکر
گرد برد ہے ہفت پیکر نے ہنسکر جواب دیا جسقدر چاہیں شوکت بڑھائیں کل سے
وہ فوجیں آئینگی کہ مسلمان جنکے سامنے حقیر معلوم ہونگے اس لشکرکشی کو بھول جائینگے
اے ہفت رنگ طائران خبر رسان کو حکم دے کہ تاجداروں کو خبر کردیں کہ کل سے
آنا شروع ہو جائے یہ ذکر تھا کہ ناگاہ گرد شگافتہ ہوا سب نے دیکھا کہ آگے آگے
رستم پیلتن چار سو سردار تاجدار چار جانب سے گھیرے ہوئے ایک طرف شاہزادیاں
مشتاق جمال رستم مہتر سمک بلدا قی بانہا سے عیاری سے آراستہ کلاہ سپر پر ہاتھ
رکھے ہوئے پشت پر تیرہ لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل اور جملہ افسران
ساحران ہمراہ ادھر لقا حور و مالک وغیرہ سرداران صاحبقران و قاسم
و بدیع الزمان آپس میں آنکھیں ملاتے ہوئے تبسم فرماتے ہوئے کہ آج قبلہ کعبہ
نے کیا لشکرکشی کی ہے کبھی کسیکو یہ دن نصیب نہیں ہوا بدیع الزمان ہنسکر جواب
دیتے ہیں کہ یہ خاوری کس بات پر پھیلا ہے لشکر ہے کہ [illegible]

اس طلسم وسیع کو فتح کیا حقیقت مین ایسا لشکر لیکر آئے ہین کہ مین نے جنگ ہفت صیف
کو نگاہون سے گرا دیا ورنہ وہ لشکر کشی میری بھی ایسی ہوئی کہ ہفت دفاتر مین مرقوم
ہو کہ ایسی لشکر کشی کسی نے نہین کی مگر آج طبیعت مثل گل شگفتہ ہے میرے بھائی کو
خدا نے یہ مرتبہ دیا کہ ہفت پیکر پر لشکر کشی کی ماشاء اللہ کس دھوم سے آئے ہین کہ
طبقے زمین کے اڑ گئے بقول شاعر۔ فرد۔ زسم ستوران درین پہن دشت +
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت + فردوسی نے یہ شعر آج ہی کے دن کے لیے
کہا تھا صاحب قران لشکر سے خود نکل آئے رستم نے جو صاحب قران کو آتے ہوے
دیکھا گھوڑے سے کود پڑے جھک کر سلام کیا امیر نے ہاتھ پھیلا کر مثل جان کے
آغوش مین لیا پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا اے نور نظر شکر پروردگار کرتا ہون کہ تجھکو
تم ایسا فرزند پروردگار نے مرحمت فرمایا کہ ایک طرف سے پھر گرد اڑی بارہ ہزار
جوانان زرین پوش بارگاہ زرین لیکر حاضر ہوے بڑھکر اس بارگاہ کو استادہ کیا
افسران سب کا جوان زرین پوش دست بستہ سامنے رستم کے آیا کہا حضور
بارگاہ زرنگار مین جلوہ فرما ہون زرخیز و فاشعار غلام کا نام ہے رستم اسکے ساتھ
بارگاہ زرنگار مین تشریف لائے صاحب قران زمان بارگاہ سلیمانی مین گئے رستم
جو آکر بیٹھے شاہزادیون نے محفل عیش و سرور کو ترتیب کیا گائنین خوش گلو یہ خوش آوازی
ان اشعار کو گانے لگین نظم

کون پوچھے حال تلخی عاشق دلگیر سے
ہو گئے ہین بند لب شیرینی تقریر سے

جوش وحشت کشمکش آتش نا توان زنجیر سے
جو نہ در تک پہونچے صحن خانۂ زنجیر سے

کام ہوتے ہین جو الفت کے سپہر پیر سے
پشت خم سیدھی نہ ہوگی یہ کسی تدبیر سے

دوستو لے آؤ قاتل کو کسی تدبیر سے
سر کٹائینگے کہ اپنی ہو خوشی تقدیر سے

صبحدم جاتا ہے پہلو سے مرے وہ مہ جبین
دن سیہ ہوتے ہین کیا کیا مہر کی تنویر سے

ہون غضب سے اسکے سرگرم فغان شعلہ زن
جل گیا جی احتراق زہر کی تاثیر سے

لذت وحشت سے ڈرتا ہون کہین کھا دل
ہین اشارہ آپ کی زلفین بہت زنجیر سے

کام بجز الفت نہین ای کاتب اعمال یان
طوطیان سیکھین کہان ہو نالۂ رشک آفرین
ہوون سزاوار ستم مین نے کیا ہی جرم عشق
ای فسونگر چشم جادو پر نہین چلتا عمل
حسن کی نیرنگیون سے کم نہین نیرنگ عشق
رشک دامان جواہر اور لکھی ہے غزل

فائدہ حرف مکرر کی بھلا تحریر سے
ہو نہ زیب پشت آئینہ تری تصویر سے
بوالہوس ہین بیگنہ پھر کیون ڈرین تقدیر سے
دیکھنا بھی مٹ نہ جائے سرمۂ تسخیر سے
تو یہ تو جلوہ ملا تو رنگ کی تغییر سے
جسکو مفلس کم نہ جانے نسخۂ اکسیر سے

شب بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا لیکن ہفت پیکر جو پلٹ کر آیا چھپر کھٹ پر آکر گرا غم و غصے سے بیہوش ہو گیا رات بھر خواب ہاے پریشان دیکھے جب کہ شہنشاہ زرین آفتاب کا شانۂ مشرق سے نکلکر براے تسخیر عالم چرخ زبرجدی پر آکر ٹھہرا تمام عالم کو منور و نورانی کیا صاحبقران زمان بیرون بارگاہ آکر دنگل آصفی پر جلوہ فرما ہوے سردارون نے سنا کہ صاحب قران زمان بیرون بارگاہ تشریف رکھتے ہین سب سردار آنے لگے رستم کو خبر ہوئی کہ قبلہ و کعبہ دربارگاہ سلیمانی پر تشریف رکھتے ہین براے سلام حاضر ہوے چار سو سردار ہمراہ کل شاہزادیان لباس زرق و برق پہنے ہوے ساتھ آئین کرسیون پر بیٹھی ہین گلچینی گلشن جمال رستم کی کر رہی ہین سب سے زیادہ ملکہ سلماے گوہر پوش شاہزادی جبل اعلی بہ نگاہ غور جمال رستم کو دیکھ رہی ہی کہ صاحب بہ غور ملاحظہ فرما رہے ہین کہ ماہی سحر و نہنگ بحری دور بیٹھی ہین مگر آٹھ آٹھ کے نظارہ کرتی ہین صاحبقران نہایت خوش ہین وہ جادوگرنیان کہ جو امیر پر عاشق ہین وہ دور بیٹھی ہین ملکہ گلگوں دختر حاکم زندا نخانہ بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہے ہفت پیکر نے جو یہ خبر سنی کہ صاحبقران زمان بیرون بارگاہ تشریف رکھتے ہین سب سردار جمع ہین حکم دیا کہ تخت قدرت کا باہر نکلے ہفت پیکر بھی آکر باہر بیٹھا مگر ہفت پیکر جب اٹھنے لگے یہ نگاہ دور ہی سے قابل دیکھا بیٹھ گئی ان سب ... کھڑا ہو را سب کہ یہ تو ہین اسے ہزارہا گان من لشکر قدرت ... کم ہے سردار ... قدرت ... ایک شب ہین ان سب کو آپس مین لڑوا کر کٹوا دیجیے انکی کیا حقیقت ہو یہ سلیمہ رستم نے جمع کیا ہو

اسکا سُننا کتنی بڑی بات ہو یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز
کان مین آئی قرنا کی آواز ہیبت ناک تا بہ گوش گردون پہونچی سامنے آکر دامنہ گرد کا
شگافتہ ہوا ایک تاجدار کو تخت پر پایا تین لاکھ فوج پشت پر اُسکے گرد فرسے آکر
پہونچا ہفت پیکر کو سجدہ کیا ایک طرف آکر بیٹھا فوج کو اُتار دیا تین لاکھ سوار و
پیدل جو اسکی پشت پر تھے وہ لشکر ہفت پیکر سے ملکر اُتر پڑے بارگاہین خیمے
استادہ ہوگئے امیر کو ہرکارون نے خبر دی کہ بہرام تاجدار تین لاکھ فوج سے آیا ہی
اور اب کل تاجدار خراج گذار ہفت پیکر آکر شریک ہونگے سب طرف سے لشکر کشیان
ہو رہی ہین کہ دوسری گرد اُڑی صمصام تاجدار تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا دن بھر
مین چار تاجدار آئے شام ہوگئی صاحبقران تماشہ دیکھا کیے ایدہر ہفت پیکر
خوشی خوشی تخت سے اُٹھا کہتا ہوا بندگان ماہ دولت کس لطف سے آرہے ہین
اسقدر بندے میرے آئینگے کہ گاوزمین بار نہ اُٹھا سکیگی اب بندگان نیک نے
اپنے اپنے مقام سے خروج کیا ہی سب آکر شریک ہونگے مسلمانون کو اب معلوم ہوگا
کثرت کشتی کرکے پہلے آسکے طلسم فتح ہوا قدرت نے دخل نہین دیا اب قدرت اتفاقیہ
ظہور کرینگے مسلمانون کو سنگ سیاہ کر دینگے لاشون سے ان کی کل میدان بھر دینگے
بہت خوشی سے اُٹھا بارگاہ مین آکر بیٹھا سب تاجدار اور ساحران نابکار گرد آکر بیٹھے
یہی ذکر ہو رہا ہی کہ رسد لشکر کشی اب ہوگی چار پہر رات انھین ذکرون مین گذری ہفت پیکر
پھولا ہوا بیٹھا ہی گانے والے غزلین ٹھمریان سامنے رسیلے بتا بتا کے گا رہے ہین
جشن رہا ہے

نظم

مژدۂ صحبت سنا دل دکھ گیا آزار کا — آگیا گھٹنے پر اب بڑھنا شب بیمار کا
اے دل مشتاق شوق لو سا اب بیکار ہے — لیگیا ساغر مزہ منھ چوم کر دلدار کا
جھانکتی ہین آرزوئین میری تجھکو بار بار — کیا شگاف سینہ روزن ہی تری دیوار کا
بارش گریہ سے اپنے میری یہ نوبت ہوئی — تھم نہین سکتا ہے آنسو روزن دیوار کا
دل مین سو سو بار گھبراتے ہین جذب شوق سے — اپنے سینے سا ہوا عالم مزاج یار کا

تجھکو ای واعظ مبارک ہو یہ اسباب غرور
اشک میری آنکھ سے ٹپکا جو اسکی یاد پر
اب جو مثل دانۂ الماس آنسو ہو گئے
پارہ ہائے قلب سوزان آکے کھاتے تو سہی
ایک عالم ہی دل دیوانہ کا ابتک نسیم

مین نہین رکھتا ہون سودا جبہ و دستار کا
بہتے بہتے ہو گیا چھالا زبان مار کا
یکبارہ مارے شرم رنگ بدلا دیدۂ خونبار کا
دیکھ لین گے حوصلہ ہم مرغ آتشخوار کا
کام اپنا کر گیا جادو نگاہ یار کا

ہفت پیکر بیٹھا تھا پرین بگھار رہا ہی ناگاہ شہنشاہ ماہ تابان نے مع فوج ثوابت و سیارگان شکست فاش کھائی داخل قلعہ مغرب ہوا و شہنشاہ زرین پوش مع فوج ضیا و شعاع تخت زبرجدی پر آکر بیٹھا لشکر نے ضیا و شعاع کے دنیا مین عملداری کی تمام عالم روشن ہو گیا گلون نے آب شبنم سے منھ دھوئے غنچے چٹکنے لگے شاخون کے خم مثل شمشیر دودم نخل راست بازی مین نیزے معلوم ہوتے تھے مین سارا گلشن صحرا باغ باغ لالے کے دل مین داغ نسیم سحری چل رہی ہی یا تلوا چلتی ہی مگر قدم اٹھاتا بہ آہستگی باد صبا کا دستور ہی کہ زمین پر قدم نہین رکھتی خیال ہی کہ ایسا نہ ہو گرد اڑے اور چہرۂ گل پر پڑے تو باعث حجاب ہو ایسا نہ ہو کہ غنچون کو اضطراب ہو صاحبقران بیرون بارگاہ آکر بیٹھے کل سردار بھی حاضر ہوے کہ صحرا سے گرد اڑی فیل جادو تین لاکھ ساحرون سے نمایان ہوا آکر قدمون کو ہفت پیکر کے بوسہ دیا برائے سجدہ جھکا ہفت پیکر نے آواز دی سر خود را از سجدہ بردار کہ لعنت بر تو نصیب کردم ساحر بیٹھنے نہ پایا تھا کہ دوسری گرد اڑی مصور قلمکش تخت پر سوار اسباب نوشت و خواند آگے رکھا ہوا ایک سفید کاغذ آگے مو قلم ہاتھ مین لیکر طلسم کشا کی تصویر کھینچتا ہوا آتا ہی کئی تختے کاغذ سفید کے سیاہ کر دیے ہین جو جادوگرنیان نامی ہین اول انکا نام لکھا اسکے نیچے مار کھینچکر سوار و پیدل کی تصویرین کھینچ رہا ہی چار لاکھ ساحر اسباب سحر سے آراستہ جھولیان گلے مین پڑی ہوئین عجائب و غرائب اپنے دکھاتے ہوے آتے ہین لیکن ہفت پیکر نے جو مصور قلمکش کو آتے دیکھا تخت پر کھڑا ہو گیا ساتھ والون سے کہتا ہی وہ ساحر آیا کہ جسکا مثل طلسم ہفت پیکر مین نہین ہی دیکھو کیا منتظم ہے

کہ تصویر کھینچتا ہوا آتا ہی جن جن کی تصویرین کھنچی ہین جسوقت یہ سحر کریگا اُن جادوگریون کا
کہ غبار اسلام جنکے دل پر چھایا ہی وہ سب دفع ہو جائیگا قدرت کو سجدہ کرکے آئینگی معمور
لے آکر ایک جانب لشکر اُتارا خود پیدل ہوکر سامنے ہفت پیکر کے آیا آگے سجدہ کیا
ہفت پیکر نے کہا ای بندہ خاص الخاص کیا انتظام کیا معمور نے عرض کی جن شاہزادیون
کے نام معلوم ہوئے اُنکی تصویرین کھینچ لین میدان کارزار مین حال کھلیگا ہفت پیکر
نے معمور قلم کش کو دنگل زرین مرحمت کیا اُسپر یہ آکر بیٹھا کہ دوسری گرد اُڑی سیلاب
دریا جوش گرداب کوش پانچ لاکھ ساحرون سے پیاسا ہوا ایک دریا جوش مارتا ہوا
اُسی دریا پر اسکا تخت قائم ہی فوج والے دریا کو جھیلتے ہوئے شکار ماہی کھیلتے ہوئے
بڑے جوش و خروش سے آگے پہونچا لشکر ایک سمت آکر ٹھہرا دریا کو ایک جانب قائم
کیا دریا ے مواج و قہار جوش مار رہا ہی کہ پھر گرد اُڑی مہلول دیو کش تین لاکھ
فوج سے آیا آکر لشکر کو اُتارا خود خدمت ہفت پیکر مین آیا آکر دنگل پر بیٹھا ہفت پیکر
سے پوچھ رہا ہی کہ کون کون پہلوان لشکر طلسم کشا مین ہین اُنکا نام مجھے بتائیے کہ
میدان مین جاکر اُنکو لون یا طلسم کشا کو للکارون جب طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا
دیکھنے والے دیکھ لینگے بخوبی ظاہر ہے کہ آجتک کوئی پہلوان آپ کا نامی وگرامی
طلسم کشا کے مقابلے مین نہین پہونچا ورنہ طلسم کشا کا یہ زور و شور نہین ہوتا قدرت
نے غلام کو آخر مین طلب فرمایا ورنہ ابتک یہ خرابیان نہ ہوتین طلسم کشا کو قدرت نے
زور دیا ہفت پیکر نے کہا قدرت کو منظور تھا کہ زور و شور طلسم کشا کا ہو لے تب
اسکو ہٹاؤن اے مہلول دیکھ تو کسقدر لشکر ہی کہ بیک نگاہ ٹھکتا ہو طائر خیال
وسعت لشکر مین نہین اڑسکتا بیابان گمان کو تصور ہے کہ اگر وسعت لشکر کو طے کرین ایسا
نہ ہو کہ بیچ مین گر پڑون کوئی ایسا نہین کہ لشکر کا شمار کرسکے ملازمین سچ کہتے تھے کہ
اسقدر لشکر آئیگا کہ لشکر طلسم کشا عشر عشیر معلوم ہوگا آخر وہی ہوا ابھی آمد پہلوانان
موقوف نہین ہوئی یہ ذکر تھا کہ پھر گرد اُڑی ایک پہلوان کرگدن مست پر سوار تین لاکھ
فوج پشت پر سواران جنگی نیزے ہلاتے ہوئے گھوڑے چمکاتے ہوئے اُسی

کر و فر سے شاہور رفیل پیکر آکر پہونچا ماہور دیوکش چار لاکھ فوج سے آکر پہونچا ایک پہلوان
کامل روز نیا پہلوان آیا اور فوج کو اتار دیا خدمت ہفت پیکر مین حاضر ہوا سجدہ
کیا دنگل آہنی ملا ساحرون مین اور پہلوانون مین یہ فرق ہے کہ پہلوان دنگل ہای
آہنی پر بیٹھے ہین اور ساحر دنگل ہای زرین پر اپنے اپنے عہدون پر قائم ہین ہفت پیکر
نے جو پلٹ کر دیکھا سترہ سو سردار پہلو مین بیٹھے ہین لشکر بے حد و بے حصر ہے تمام صحرا
لشکرون سے معمور ہے جہانتک نظر کام کرتی ہے لشکر ہی لشکر معلوم ہوتا ہے زیادتی لشکر و
ہجوم لشکر کا دیکھکر ہفت پیکر مغرور ہوا کہا کل طبل جنگی بجواؤنگا لشکر والے جو غل
مچا رہے ہین اہل لشکر طلسم کشا تڑپ تڑپ کے مر جائینگے یہ غرور دل مین ہفت پیکر کے
آیا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ شاہزادہ جہانگیر والا تبار جمعیت لشکر لیکر آ پہونچے
جادوگرنیان بھی ساتھ ہین پہلوان بھی ہمراہ لشکر عمدہ اس کر و فر سے جہانگیر آکر پہونچے
گلشاہ نے بھائی کو گلے سے لگایا کہا ای برادر حقیقت مین تمنے بڑے کار نمایان
کیے بڑے بڑے سرکشون کو مارا تمہارا آنا باعث تقویت ہوا دن بھر مین جہانگیر کا
لشکر آ کے داخل ہوا دوسرے دن پھر گرد عظیم بلند ہوئی ایرج و نور الدہر لشکر لیکر
آکر پہونچے جادوگرنیان عاشق جمال ایرج و نور الدہر ہمراہ ہین صاحبقران نے
ان دونون کو آتے دیکھا کہ بعد شوکت دونون شیر آتے گھوڑون سے اتر کے
رستم نے لشکر کے واسطے مقام بتایا لشکر اترا یہ دونون جوان بادب تمام سامنے
صاحبقران کے آئے صاحبقران نے دونون کو گلے سے لگایا فرمایا تمنے بھی اس
طلسم مین کار ہای نمایان کیے کئی قلعے تمہاری ذات سے فتح ہوئے نور الدہر
عرض کی ایرج نوجوان نے وہ طلسم فتح کیا کہ جسکے سبب سے راستہ کھلا ورنہ سالہا
سال رستم کو تکلیف ہوتی راستہ نہ ملتا لکھا ہے کہ سب بہم ہوا وہ بیٹھے ملکر آکر پہونچ گئے
اب ہفت پیکر کے ہوش اڑے کہتا ہے کہ فرزندان حمزہ نے سب ملک فتح کیے کس
کر و فر سے آکر پہونچے صاحبقران فرماتے ہین نہین معلوم روح لشکر جان لشکر
سعد شہریار پہ کیا گذری کہ گرد عظیم بلند ہوئی سب دیکھنے لگے علمہای زرنگار کے

پھریرے کھلے ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سپہر گردوں سریر سعد بن قباد والا نژاد تخت طاؤس پر سوار پشت پر کئی لاکھ کا لشکر جادوگرنیاں عاشق جمال بے مثال ابروں میں مخفی صاحبقران زماں نے جو آمد بادشاہ لشکر اسلام دیکھی خود اٹھ کھڑے ہوئے فرمایا کیا خدا نے فضل کیا کہ بادشاہ اسلام آ گئے اب لشکر میں رونق ہوئی تخت سلیمانی خالی تھا آگے بڑھکر استقبال کیا صاحب قران کو بادشاہ دیکھ کر تخت سے کود پڑے با ادب تمام سلام کیا صاحبقران نے گلے سے لگا لیا فرمایا حضور کا تشریف لانا باعث برکت ہوا اب دو میدان لشکروں سے بھرے ہیں لیکن فوج ہفت پیکر اب بھی بہت ہے بادشاہ تخت سلیمانی پر آ کر جلوہ فرما ہوئے طبل سکندری پر چوب پڑی ہرکاروں نے یہ خبر ہفت پیکر کو پہنچائی کہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام بہ لاکھ فوج سے تشریف لائے اور کئی جادوگرنیاں نامی و گرامی ساتھ ہیں تخت سلیمانی پر جلوس ہوا نوبت نقارے بج رہے ہیں صاحب قران کو بڑی خوشی حاصل ہوئی ہفت پیکر نے نگاہ اٹھا کے کہا چالیس کوس کا میدان لشکر مسلمانان سے بھرا ہوا ہے مگر قدرت کا لشکر سو کوس کے گرد میں ہے کہ فلک شکن نے عرض کی قدرت میرے نام پر طبل جنگی بجوائیں جتنی جادوگرنیاں ساتھ آئی ہیں کل انکو مسخر کروں ہفت پیکر نے باسیا کر حکم دیا کہ طبل قہاری پر چوب پڑے بائیس سو نقارہ بجا زمین ہلنے لگی صاحب قران نے سر اٹھا کر فرمایا خواجہ دریافت تو کرو یہ کیسا نقارہ بجا ہے عمرو نے عرض کی ہرکارے وہاں حاضر ہیں تھوڑے ہی عرصے میں ہرکارے آئیں گے یقین ہے کہ ہفت پیکر نے طبل جنگی بجوایا ہو یہ ذکر تھا کہ ناہیان خیبری و توسیان خیبری و سرہنگ کی اور ابوطاہر نوبری چاروں ہرکارے مثل اربع عناصر آ کر حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے عرض کی شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو ہفت پیکر نے طبل جنگی بجوایا معہود فلک شکن نے دعوے کیا ہے کہ کل ایک مسلمان زندہ نہ بچیگا اور جادوگرنیاں آ کر سجدہ کرینگی صاحب قران نے فرمایا کہدو ہمارے لشکر میں بھی

بفضل ایزدی طبل جنگی بجے جیسا کچھ نقاش ازل و کاتب تقدیر نے صفحۂ قسمت مین
تحریر کیا ہی وہی پیش آتی ہی خواجہ عمرو یہ حکم سنکر نقار خانۂ سکندری مین آئے قلابہ چلینی
اور کہا یہ چلینی دونون داروغاؤن نے دو دو اشرفیان ہاتھہ پر رکھکر نذر دکھلائی خواجہ
نے چارون اشرفیان اُٹھالین فرمایا مین آگاہ ہون کہ تمھاری آمد کم ہی صرف زیادہ ہی
اگر نذر نہ لونگا تو تم رنجیدہ ہوگے یہ کہکے چوب اُٹھائی نقارۂ سکندری پر چوب پڑی
سات سو نقارہ بجا زمین تھرا گئی ہفت پیکر تخت پر بیٹھا تھا اُچھل پڑا گھبرایا اور کہا یہ کیسا
ہنگامہ ہی کہ دل کانپ گیا واقف کارون نے عرض کی کہ نقار خانۂ سکندری نوازش مین
آیا نقار خانۂ سلیمانی باقی ہی ایرج و نور الدہر و جہانگیر و بادشاہ جمجاہ نے بھی طبل جنگی
بجوایا ایک ہنگامہ برپا ہوا جادوگرنیون نے اپنے اپنے ابر کو جنبش دی کہین آگ برسی
کہین پانی برسا کہین تیر برسے کہین تلوارین کہین خنجر آبدار لیتا لیتا کی لشکرون مین بجا
ہفت پیکر نے سر اُٹھا کر کہا ارے یہ نقارۂ رزمی بجے کہ قیامت آشکارا ہوئی تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات دریاے لشکر مین جوش و خروش تھا ہر طرف یہی ہنگامہ تھے
کہ کل قیامت کا معرکہ پڑیگا اگر مغلوبہ ہوئی تو منزلون تلوار چلیگی ایک کو ایک کی خبر
نہ ہوگی چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ شہنشاہ ماہ تابان نے شہنشاہ زرین پوش
کے ہاتھہ سے شکست کھائی فوج ضیا و شعاع غالب آئی شہنشاہ ماہ تابان جا کر قلعۂ
مغرب مین چھپا شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش تسخیر عالم کرکے تخت زبرجدی
پر جلوہ فرما ہوا تمام عالم منور و روشن ہوگیا فوجین میدان کارزار مین آنے لگین اول ان
اول رستم پیلتن مرکب استر بالا کوہ فرنگی پر سوار چار سو سوار چہار جانب سے گھیرے
ہوئے ایک طرف سب جادوگرنیان طاؤسان زرین بال پر کوئی باز پر کوئی قرقرے پر
سوار زور و شور سے میدان کارزار مین آکر پہونچین ایک طرف سے صاحبقران ایک
طرف سے ایرج نوجوان ایک جانب سے نور الدہر بن بدیع الزمان طرف سے دست
راست کے قاسم و بدیع الزمان آپس مین آنکھین ملتی ہوئین تلوارین تولے ہوئے
ایک کو ایک ڈراتا ہے قاسم کہتے ہوئے کہ چچا جان آپ نے ملاحظہ کیا کہ ایرج کس

زور و شور سے آتا ہی ماشاء اللہ کیا لشکر پایا ہی بدیع الزمان فرماتے ہین ای فرزند دیکھو
ظاہر ہے کہ نور اللہ ہر کے لشکر پر کیا رونق ہی کیا سردار عمدہ ہین ہو جری بہادر ساتھ والے
صف شکن تیغ زن اپنے آقا کی محبت مین مبہوت ہو رہے ہین اسوقت کی آمد دیکھو
لشکر کی شد و مد دیکھو قاسم جھلا کر فرماتے ہین آمد لشکر یا ٹک تو ملاحظہ کرو بدیع الزمان
فرماتے ہین ہندیون کا لشکر ہے کہ باغ کھلا ہی ان جوانون سے کون مقابلہ کر سکتا ہے
عربون کو کیا دیکھیں صد ہا من کا بوجھ لادے ہوے ہین یہی شگفتہ مزاج سپاہیون
کے سر کے تاج بار خود سر نہین اٹھا سکتا یا زرہ سے جسم نا آشنا بہادر جرأت مین
یکتا فرامرز وغیرہ باتون پر بدیع الزمان کی ہان ہان کرتے ہوے جب قاسم کچھ بولے
جمہور وغیرہ پکار اٹھے آقا سے نامدار آپ درست فرماتے ہین دست راستی شکستے
ہین دست چپیون پر آواز سے کستے ہین شاہزادہ خسرو شیر دل بارہ ہزار مرصع پوشون
کو ساتھ لیکر ایک جانب کھڑے ہین انتظام کر رہے ہین جو سوار آگے بڑھ گیا اسکو
پیچھے ہٹایا جو پیچھے ہٹا ہی اسکی باگ پکڑ کے جھٹکا مارا اور سوارون کے برابر کر دیا دامن
گردانے آستینین چڑھائے ہوے لشکر رستم کا انتظام کر رہے ہین سب پہلوانون کو
شانے سے شانہ ملا کر ایک جانب کھڑا کیا ہی سوار ایک طرف پیدل ایک جانب
اس طور سے لشکر کو آراستہ کیا ہی کہ علمشاہ نے بڑھکر آواز دی بھائی صاحب کیون
آپ تکلیف فرماتے ہین خسرو نے جواب دیا بھائی صاحب ہمارا فخر ہی کہ آپکی خدمتگاری
کرین کیا خدا نے مجھکو بغاوت سے بچایا کہ قبلہ و کعبہ سے نہ مقابلہ ہوا آپ سے کبھی امتحان
مین بچا آپکی جرأت کا کیا ذکر کرون ہرچند کہ آگاہ نہ تھے مگر کیا خلق صرف کیا آپ اولاد
صاحبقران ہین رستم ہین صاحب شوکت و حشم ہین لشکر صاحبقران زمان کی صف آرائی
پہلوان عادی کر رہے ہین جس پیدل کا پانون بڑھ گیا سونٹا مار کے اسکو برابر کیا
یکایک گرد عظیم بلند ہوئی آمد ہفت پیکر شروع ہو گئی سب نے دیکھا کہ ہفت پیکر تخت
پر سوار ہی ستر ہزار پہلوان گردنکش تخت کو اس تمکنت سے گھیرے ہوے ایک
ایک نشہ جرأت مین چور متکبر و مغرور ایک سے ایک کہتا ہوا کہ دیکھو یارو لشکر آتا ہی

کہ دریا موج مار رہا ہے لشکر مسلمانان بہت کم ہے جب ہم لوگ بڑھیں گے افسران
صاحبقران کا سر کاٹ کر پھینک دینگے ساحر جالاروں پہ سوار باز لبط قرقرے اڑاتے
ہوئے ہر ایک ہفت پیکر سے یہ عرض کر رہا ہے کہ یا خداوند مجھکو اجازت ملے نازنیناں
حبشی عاشق رستم ہو کر آئی ہیں انکو دیوانہ کر دیں سب سے زیادہ مصور قلم کش بلبلایا
ہوا تصویریں شاہزادیوں کی ہاتھ میں اُن تصویروں پر سحر کرتا ہوا پایۂ تخت پر
ہاتھ رکھے ہوئے کہتا ہے یا خداوند آج مجھکو اجازت ملے کہ جا کر مقابلہ کروں ان شاہزادیوں
کو گرفتار کر کے قدرت کو سجدہ کراؤں ہفت پیکر کہتا ہے نقیبوں سے کہو دریافت کریں
کہ لشکر ہمارا کسقدر ہے چند نقیب کہ قریب تھے اُن سے جب پوچھا انھوں نے کہا
قدرت کے ساتھ لڑنے والی اسّی لاکھ فوج ہے ہفت پیکر نے کہا اگر یہ سب مل کر غل
مچائیں تو مسلمان خوف سے زندہ نہ رہیں پھر ہفت پیکر بولا ارے یارو لشکر مسلمانان
کا شمار بتاؤ نقیبوں نے عرض کی چالیس لاکھ فوج سے زیادہ نہیں ہے ہفت پیکر
پھول گیا کہا قدرت تقدیر کر چکے ہیں کہ یہی مقتل مسلمانوں کا ہے اسی صحرا میں ان
سب کے خون بہیں گے جو صاحب رستم کہلاتے ہیں اُنکی گرفتاری کو کیسے کیسے
پہلوان آئے ہیں سحر تو اثر تاثیر نہ کریگا مگر پہلوان وہ وہ صاحب طاقت آئے ہیں
کہ رستم کی ہستی مٹا دینگے اس کروفر سے لشکر کفار میدان کارزار میں آیا ہفت پیکر کا تخت
قلب میں ٹھہرا جانبین سے صفیں آراستہ ہوئیں جہان پر رستم کھڑے ہیں بارہ ہزار
جوانان زرین پوشش گھیرے ہوئے ہیں شاہزادہ سعد بن قباد تخت سلیمانی پر بصورت
نورانی متمکن ہیں آگے سب کے صاحبقران چالیس قدم آگے بڑھے ہوئے بار بار
صاحبقرانی نیزہ ہلا رہے ہیں نقیبوں نے جانبین کی صفیں آراستہ کیں کہ کیٹ کر کا
کو ہلکر بیٹھ کہ مصور قلم کش طاؤس سے کود اسامنے تخت ہفت پیکر کے آیا دست بستہ
اجازت خواہ ہوا ہفت پیکر نے غرور میں جواب دیا کہ اپنے ید قدرت کے تجھکو سپرد کیا
مصور پھر طاؤس پر سوار ہوا طاؤس اڑاتا ہوا میدان میں آیا پکار کر آواز دی جس
ساحرہ کو تمنا مرگ کی ہو آکر مقابلہ کرے جیسے ہی مصور نے پکارا ملکہ لالہ عذار داغ

دل پر قمری پہ سوار تھی سامنے تخت شاہی کے آئی دست بستہ عرض کی حضور اجازت میدان لیے بادشاہ نے فرمایا اے لالہ عذار تمھین خدا کے سپرد کیا لالہ عذار نے قمری کو اُڑایا آکر رستم کو سلام کیا رستم نے پوچھا کیون اے لالہ عذار کیا قصد ہے عرض کی یہ مسعور قلم کش بہت بلبلا رہا ہے اسکا نام دفتر ساحران سے مٹاؤن اگر میرا شعبدہ چل گیا تو گرفتار کرکے اسے لاؤن رستم نے بھی اجازت دی لالہ عذار قمری کو اُڑا کر سامنے مسعور کے آئی مسعور نے کہا اے لالہ عذار تمنے بڑا غضب کیا کہ دامن قدرت چھوڑا اس مذہب روشن سے منھ موڑا جلو تمھین قدرت یاد فرماتے ہین لالہ عذار نے کہا مارت ہوئی ہین تو اُسپر لعنت کر چکی اب تو مسعور جھنجلایا جھولی سے گولہ نکالا لالہ عذار پر پھینکا لالہ عذار نے دستک دی کہ گولہ اُلٹا پلٹا مسعور نے گولے کو پیوند زمین کیا لالہ عذار و مسعور جادو کے آپس مین دو چار سحر رد و قدح ہوے لالہ عذار نے زلف عنبرین کو کھولا پکار کر آواز دی اے زلف آرا جلد آ مسعور پر اپنا رنگ جما گوشہ صحرا سے آواز آئی کنیز حاضر ہوئی بعد تھوڑی دیر کے سب نے دیکھا کہ ایک نازنین گلنار پوش گلدار پھولون کا ہاتھ مین سیماب وشی بات بات مین پائیچے سنبھالے ہوے یہ غزل عاشقانہ بیتابانہ گاتی ہوئی سامنے مسعور کے آئی

نظم

ہزار صیاد لوٹینگے ہمارے شعر موزون کا | نشیمن ہے قفس ہے آشیان ہے مرغ مضمون کا
رفیع القدر یہ مصرع ہے اپنی بیت موزون کا | نہ ایسا طاق کسرا تھا نہ قصر ایسا فریدون کا
زبان سے اپنی تعریف اپنی آنکھ بینائی کی وہ کرتے | لب معجز بیان سے سنتے ہین فسانہ افسون کا
نگہ میری نہیان ہے نظر پر عیب کے پڑتی | وہ شاعر ہون نہین جو آشنا بیگانہ مضمون کا
قرار اسکو نہایت آتا ہمساری بیقراری سے | زمانہ آئینہ ہے اپنے اقوال دگرگون کا
تلاش ہر نو گل خندان ہے تیری جستجو تجھکو | نہ ہوگا اسقدر شاعر کبھی جو باتازہ مضمون کا
بنایا صبح سے تا شام آنکو دشمن رکھکر | بلا سے آنکی سودائی ہو کوئی زلف شبگون کا
محبت ہوتی ہے معشوق کو بھی عشق کامل سے | زمین مین ساتھ قارون کے گڑا ہے گنج قارون کا
نشاط و عیش کا سامان ہے تجھ بن ترک کا سامان | صدا ہے چنگ کوئی تیر ہے آوازہ قانون کا

چمن کی سیر کو خورشید سے پہلے وہ ترک آوے — نسیم صبح سے آگے قدم ہو اسکے گلگون کا
نہایت دل مرا دیدار کا قاتل کے بھوکا ہے — قضا دکھلا چکی منھ مجھکو میرے تشنۂ خون کا
گھلا دے ہڈیاں سوز فراق یار جب چاہیے — سگ لیلی کا حق ہے استخوان ہے جو کہ مجنون کا
بنایا ہے زبس حکمت سے اپنی دست قدرت نے — وہ رخ جوش صفا سے رشک ہے قلب فلاطون کا
جنون تحصیل عدم کو یان بھی گھبراتا ہے دم اپنا — کیا ہے تنگ وحشت نے ہماری عرصہ ہامون کا
صفا کے واسطے انجن وہ بت انگون میں ملتا ہے — خدا حافظ ہے آتش آبروے دُرِّ مکنون کا

یہ اشعار پڑھتی ہوئی جو سامنے مصور قلم کش کے آئی ہاتھ اٹھا کر کہا کیوں صاحب تمکو ہمارا خیال نہیں ہم دور سے تمہارے واسطے آئے تم میدان کارزار میں قلم دوات لیکر بیٹھے ہو سو قلم تو پھینکو دوات کنارے ڈالدو ایسا نہو منھ میں تمہارے سیاہی لگے جو لوگ عاشق ہیں تیر پہنتے ہیں آوازے کستے ہیں کہ معشوق طالب تیر و غا و غالب پیکار ہاتھ بڑھایا سو قلم اسکے ہاتھ سے لیکر پھینکا لالہ عذار کی تصویر اٹھالی کہا صاحب یہ تصویر مجھکو بڑی معلوم دیتی ہے چاہا کہ تصویر چاک کروں کہ دونوں عارض پر زلفیں چھوڑی ہوئی تھیں اون زلفوں سے شعلۂ آتش نکلا کہ زلف آرا کا ہاتھ جل گیا تصویر کو چھوڑ دیا تصویر ہوا میں اڑی لالہ عذار کے سامنے پہونچی جیسے ہی تصویر پر لالہ عذار کی نگاہ پڑی گھبرا گئی چہرہ گلنار ہوا آنکھیں ابل آئیں بگڑ اٹھی کہا ہے زلف آرا تم جاؤ تمہارا اب کیا کام ہے تمہاری ضرورت ہو چکی اب تمہارے یہاں ٹھہرنے میں باعث خرابی ہے اپنا تو یہ حال ہے کہ جسکا بیان کرنا محال ہے نظم

وہ مسیحا قبر پر آتا رہا — میں موے پر روز جی جاتا رہا
زندگی کی ہے مجھے مر کر بسر — وہ بت ترسا جو ترساتا رہا
واہ بخت نارسا دیکھا تجھے — نامہ بر سے خط کہیں جاتا رہا
وصل کی شب بھی شب فرقت ہوئی — رات بھر وہ شوخ شرماتا رہا
چھوڑ کے چاہ ذقن نکلا نہ دل — لا کے گیسوئے رسا لٹکاتا رہا
راہ تکتے تکتے آخر جان گئی — وہ تغافل کیش بس آتا رہا

دل تو دینے کو دیا ہے ہمنشین — ہاتھ مین مل مل کے پچھتاتا رہا
دیکھ اُسکو ہو گیا ہون بے خبر — دل یکایک ہاتھ سے جاتا رہا
کیا کہون کسطرح فرقت مین جیا — خون دل پیتا تو غم کھاتا رہا
عمر بھر اُس برق وش کی یاد مین — سیل اشک آنکھون سے برساتا رہا
ڈھونڈھتا پھرتا ہون اُسکو جابجا — دل خدا جانے کدھر جاتا رہا
اُس مسیحا کی امید وصل مین — شام جیتا صبح مرجاتا رہا
عشق کا رعنا مرض ہے لادوا — کب سنا تو نے کہ وہ جاتا رہا

یہ اشعار پڑھتی ہوئی لالہ عذار سامنے مصور قلم کش کے آئی ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی مصور نے کہا چلو قدرت بلاتے ہین لالہ عذار دوڑی ہٹو ہٹو کرتی ہوئی سامنے ہفت پیکر کے پہونچی کہا قدرت معاف فرمایئے خطاے گذشتہ کا خیال نہ کیجیے ہفت پیکر خاموش ہو رہا لالہ عذار تخت پر ہاتھ رکھے کھڑی ہوئی ہفت پیکر کی تعریفین کر رہی ہو کہ آپ خداوند برحق ہین ہم آپ کے تابعدار ہین مصور نے پکار کر آواز دی اور جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سنبل ہفت گیسو بڑھی کہ بادشاہ سے اجازت لون مگر رستم فرماتے ہین لالہ عذار نے کیا حرکت نالائق کی شفق خونخوار نے دست بستہ عرض کی حضور وہ ہوش مین نہین ہے مصور قلم کش بلا کا ساحر ہے کہ ملکہ سنبل ہفت گیسو نے عرض کی کنیز کو تو اجازت ملے دیکھیے اس قلم کش کا کیا نقشہ کرتی ہون رستم نے فرمایا اے سنبل روز اول کا مقابلہ ہے ہفت پیکر کا غرور ٹوٹیگا تم سب صاحبون کی خوشی ہو تو مین میدان کارزار مین جاؤن مصور کو جاکر سمجھاؤن سنبل ہفت گیسو نے رکاب پر ہاتھ رکھکر عرض کی حضور ملاحظہ تو فرمائین وہ سحر کرون کہ دیوانہ ہو جائے خدمت حضور مین آئے لالہ عذار بھی رہا ہو اس بلا سے نجات پائے ملاحظہ فرمایئے وہ مبہوت ہو رہی ہے ورنہ لالہ عذار عاشق صادق سرکار ہے ہوش مین نہ رہی تب یہ حرکت اُس سے سرزد ہوئی کنیز ایسا ہی سحر کریگی کہ مصور کا یہی حال ہو سنبل تو رستم کو روکتی ہے اور رستم کہتے ہین کہ میرا ہی جانا مناسب ہے

کہ صحرا سے گرد اڑی وہ آواز آئی کہ گھوڑے بھڑکنے لگے سب نے دیکھا کہ شاہزادہ غضنفر
آگے آگے پشت پر اسی ہزار قزاق کہیں سے لوٹ مار کر آئے ہیں گھوڑے لدے
پھندے شیرینی کھاتے ہوئے ایک ڈلی آپ کھائی دوسری ڈلی گھوڑے کو کھلائی غضنفر
نے جو دیکھا کہ ایک ساحر زبردست میدان میں للکار رہا ہے رستم کا ارادہ ہے کہ میں نکلوں مگر
جادوگرنیاں رستم کو روک رہی ہیں وہیں سے نعرہ کیا کہ ماموں جان ٹھہر جائیے رستمی
نہ دکھائیے یہ ملعون میرا شکار ہے اتفاق سے ادھر گذر ہوا یہ قزاقوں کے عیش آرام
کا وقت ہے اترنے کا مقام اسطرف ڈھونڈھتے ہوئے نکل آئے صاحبقران کو دور سے
سلام کیا ہاتھ اٹھا کر پوچھا نانا جان مزاج تو اچھا ہے صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا آپکی
عنایت چاہیے غضنفر نے اسپ باد پا کو بڑھایا تیغہ روئین شگاف نیام انتقام سے
کھینچا گھوڑا تین ٹھوکروں میں قریب مسحور کے پہونچا مسحور نے دیکھا ایک طفل حسین اسقدر
کم سن ہے کہ گھوڑے پر پیر نہیں جمتی مگر تیوری پر بل پڑا ہوا قریب آکر آواز دی او بیحیا
سحر تو کرلے حوصلہ نہ رہ جائے مسحور نے موقلم اٹھایا کہ تصویر کھینچکر اس طفل کو دیوانہ
کردوں پھر ہاتھ بڑھایا کہ کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لوں غضنفر نے ہتھیلی کا ہاتھ مارا کہ
ہاتھ مسحور کا اڑگیا پرنالہ خون کا بہا اب تو حیران ہے کہ کیا کروں غضنفر نے للکار کر آواز
دی او بے ہنر سحر نے تیری دستگیری نہ کی موقلم اٹھا کر کیا ہاتھ آیا یہ کہکے ہاتھ تیغ
روئین شگاف کا جھکایا مسحور نے سحر کر کے سر آگے کر دیا سوچا کہ تلوار کیا کاٹیگی غلطی
سے ہاتھ کٹا افسوس ہے کہ میں نے سحر نہ کیا غضنفر نے نعرہ تکبیر کر کے ہاتھ جو مارا تلوار
سر پر چمکی تھی تا سم مرکب چار ٹکڑے ہوئے مسحور جو مرا لالہ عذار پہلو میں ہفت پیکر
کے کھڑی تھی اسکو ہوش آیا گولہ جھولی سے نکالکر مارا چالیس ساحروں کے سینے توڑ کر
گولہ دور جا کر گرا غضنفر نے جو دیکھا لشکر کفار میں ہنگامہ ہے ایک ساحرہ ماہ جبین غول
میں کھڑی لڑ رہی ہے سب چاہتے ہیں اس مہ جبین کو گرفتار کرلیں مگر لالہ عذار مثل برق
چمک رہی ہے چاہتی ہے غول سے نکلوں مگر ساحر گھیرے ہوئے ہیں چاہتے ہیں گرفتار
کرلیں مگر لالہ عذار شعلہ جوالہ بنی ہوئی ہے جسپر گولہ مارا اسکا سر کٹ گیا سو ساحروں کو مارا ہے

غضنفر نے گھوڑا اٹھایا قراقون کو آواز دی بزنید و بہ بندید قراقون نے گھوڑوں کو اٹھایا
دس دس کی ٹولی باندھکر اس دریا سے لشکر میں غوطہ زن ہوئے مگر غضنفر لڑتے ہوئے
قریب لالہ عذار کے پہونچے جھک کر سلام کیا کہا بھائی صاحبہ آداب اس حقیر کا قبول ہو میں
رستم کا بھانجہ ہوں میں لشکر کفار کو روکتا ہوں تم نکلجاؤ ٹھیرنا بہتر نہیں لالہ عذار نے سر
جھکا کر کہا اے فرزند لشکر کفار بے انتہا ہے تم کیونکر نکلو گے غضنفر نے کہا بھائی جان
قراقون کو کون روک سکتا ہے آپ تو نکلجائیے میں بھی نکلجاؤنگا مجھے کوئی نہ روک سکیگا
لالہ عذار تڑپ کر بلند ہوئی طرف لشکر رستم کے چلی غضنفر لڑتا ہوا ساحروں کو قتل
کرتا ہوا بیچ سے لشکر کے نکلا ایک جانب لڑتا بھڑتا نکل گیا خیمے گرائے افسروں کو مارا
لاکھ ساحر ہاتھ سے غضنفر کے قتل ہوئے الامان الامان کی صدا بلند تھی ساحر گوشوں
میں چھپتے پھرتے تھے قراقون کی جنگ سے عاجز ہوگئے کسی نے غضنفر کا پیچھا نہ کیا غضنفر
لڑتا بھڑتا نکلگیا ہفت پیکر کہتا تھا یارو تم لوگوں نے اس طفل کا پیچھا نہ کیا ساحروں نے
عرض کی قراقون نے عاجز کر دیا ایک کو بیٹھے ٹوکا دوسرے نے پہلو پر ضربہ مار دیا اسطرح
لاکھ ساحر مارے گئے ایسے کو کون روکے جبتک تیغ تیز نہ کرے قراق رو[illegible]
ہفت پیکر رنجیدہ ہوا سالار سپاہ دریا بار نے عرض کی یہ تو قدرت نے آج اتنی
تقصیر کی ورنہ حضور سب جادوگروں کو دیوانہ کر دیتا مثل لالہ عذار سب جادوگرنیاں
حاضر خدمت ہوتیں ہفت پیکر دربار میں آیا پہلوانوں کا افسر شاہین فیل سوار
اپنے مقام سے اٹھا کہا یا خداوند آج غلام کے نام پر طبل جنگی بجوائیے میں طلسم کشا کو
ڈنکو بجا کر گرفتار کر لاؤنگا ساحر اپنے اپنے مقام سے اٹھے کہا اے شاہین زیادہ بلند پروازی
مکر و زبان کو روکو ہم لوگوں کو لڑنے دو تم سب تماشہ دیکھو۔ دیکھو تو ہم لوگ کیا کرتے ہیں
طلسم کشا وہ پہلوان ہے کہ جس نے بڑے بڑے پہلوانوں کو مارا عیوق و جارو
کہ جنکو اپنی جرأت پر ناز تھا انکو زیر کر کے اپنا سردار بنایا آج تک کوئی طلسم کشا نبرد
میں غالب نہیں ہوا فرزندان صاحبقران میں رستم لقب ہے ہزار ساحروں نے
سمجھایا مگر شاہین قدموں سے ہفت پیکر کے لپٹ گیا کہا یا خداوند آج تو میرے نام پر

طبل جنگی بجوائیے کل مین طلسم کشا کا امتحان کرون ہفت پیکر ناچار ہوا نام بہ شاہین
کے طبل جنگی بجوایا سیلاب دریا بار ساحر آئے ہفت پیکر سے عرض کی آج مین لشکر
کو سب جادوگرون کو ڈبو دونگا یہان طلسم کشا دربار مین اپنے بیٹھے ہین کسی کام کو
خواجہ بھی آ لئے تھے رستم سے باتین کر رہے ہین رستم کہتے ہین اے عم نامدار
ساحرون کا جماوڑہ ہے مگر آپ نے کچھ کام نہین کیا عمرو نے کہا بیٹا مثل مشہور ہے
پراگندہ روزی پراگندہ دل ایک مہینے مین مہاجنون کا سود نہین پہونچا مہاجنون کا
ایسا بلوہ ہے کہ مین لشکر سے نکل نہین سکتا اگر باہر جاؤن تو گرفتار ہون یہ ذکر تھا کہ
شاگردان سماک حاضر ہوے عرض کی اے شہریار آج شاہین فیل سوار نے اپنے نام کا
طبل جنگی بجوایا ہے سرداران رستم اپنے اپنے مقام پر بل کرنے لگے مگر بسبب لحاظ
کے کوئی عرض نہ کر سکا خسرو اپنے مقام سے اٹھے کہا بھائی صاحب میرے نام طبل جنگی
بجوائیے کل مین شاہین سے مقابلہ کرون رستم نے منع کیا کہا بھائی صاحب وہ بھیجا
میرا طالب ہے اگر مجھکو پکارا تو قانون صاحبقران مین فرق آیا قبلہ و کعبہ کا قانون
ہے کہ جو جسکا نام لیکر پکارے وہی اسکے مقابلے مین جائے مگر خسرو نے آنکھون مین آنسو
بھر کر کہا کہ سب فرزندان صاحبقران میدان کارزار مین موجود ہونگے میری بھی شان لیتے کالی
ہو مین نے جو ملک فتح کیے ان شاہون کو ساتھ نہین لیا فقط بارہ ہزار مرصع پوش
ساتھ رہے جہانگیر وغیرہ بڑی شوکت و شان سے آئے میری شوکت کا کیونکر اظہار
ہو مین نے تو اپنے کو آپکے سردارون مین منسوب کیا ہے میری شوکت نمائی بھی ضرور
ہے حضور کو خیال رہے رستم نے بمجبوری نام خسرو کے طبل جنگی بجوایا کہ دو پہر کارون
نے خبر دی کہ سیلاب دریا بار اپنے دریا کے کنارے جاکر بیٹھا ہے اسی مقام پر روشنی
کرائی ہے شکار ماہی مین مصروف ہے سماک نے کہا غلام جاکر انکی آبرو کی فکر کرتا ہے
خواجہ نے کہا اے نور نظر وہ جو کنارے دریا کے بیٹھا ہے کچھ تو اسکا مطلب ہے سماک
کب مانتا ہے بہانہ سے عیاری سے آراستہ ہو کر چلا خسرو نے خواجہ کو الگ بلا بلا
موتیون کا مالا گلے سے اتارا کہا کہ آپ آگاہ ہین کہ کل غلام سے اور شاہین سے

مقابلہ ہے وہ آکر بڑے بھائی صاحب کو پکارے گا سیلاب دریا بار شاید اُسی کا
انتظام کر رہا ہے یہ موتیون کا مالا حاضر ہی اگر سیلاب کا سر لا سکے تو اور بھی کسیقدر خدمتگذاری
کرونگا خواجہ نے موتیون کا مالا لیلیا کہا اے نور نظر جو مہربانی کروگے مجھے کیا تم سے
انکار ہے یہ کہکے خواجہ چلے جب خواجہ جا چکے تو برق ثانی نے عرض کی کہ آپ کیون اپنا
روپیہ برباد کرتے ہین مین ابھی جاکر اسکا سر لاتا ہون خسرو نے سمجھایا کہ ابھی عیار طرار
پہلے عم نامدار پلٹ کے آلین تب جانا برق ثانی کب مانتا ہی کنارے جاکر رنگ و روغن
عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنا ایک نامہ طرف سے ہفت پیکر کے تیار کیا طرف
دریا کے چلا دیکھا کہ سیلاب بیٹھا شکار ماہی کر رہا ہی برق ثانی تڑپتا ہوا سامنے
سیلاب کے پہونچا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ ساحران دیکھیے قدرت نے
کیا تحریر فرمایا ہے سیلاب نے بلالیا برق ثانی نے آتے ہی نامہ دیا سیلاب
نے نامہ پڑھا مرقوم تھا کہ اے سیلاب ابھی جادوگرنیون پر سحر نہ کرنا پہلے انتظام
عیاران ضرور ہے عیار تمھاری فکر مین نکلے ہین سیلاب نے کہا اے ساحر تیرا کیا
نام ہے بیٹھ جا مین خود چلتا ہون برق ثانی بیٹھ گیا گنگنانے لگا سیلاب نے کہا
ارے تجھے گانا بھی آتا ہے برق ثانی نے کہا آج قدرت نے اپنے سامنے گوایا اور
پشت پر ہاتھ رکھکے کہا کہ تو جسکے سامنے گائیگا وہ تجھکو پسند کریگا مین چند اشعار
آپ کو سناتا ہون شاید آپ کو پسند آئین یہ کہکے یہ اشعار عاشقانہ سامنے سیلاب
دریا بار کے شروع کیے۔ نظم

ہر بار کوندتی ہے وہ بجلی نگاہ مین ۔ کھلتی نہین ہی آنکھ تری جلوہ گاہ مین
حسرت تھی دید کی جو ترے جلوہ گاہ مین ۔ کچھ دل مین ہم وہ لیکے چلے کچھ نگاہ مین
کچھ خشکی ہی گریبان سی جو تھین میری آہ مین ۔ وہ بھی تو دیکھتا ہون انھین کی نگاہ مین
دل سے لبون تک آنے کا بھی حوصلہ نہین ۔ کہتا ہی نالہ یاس بٹھا دیگی راہ مین
اللہ ری تیرگی کہ ہے رنگ شب فراق ۔ تارے گنا کیا ہون مین روز سیاہ مین
لے ڈوبے دل کو دیدۂ تر واہ رے سلوک ۔ یوسف کو بھائیون نے کیا غرق چاہ مین

آنکھوں میں ہو کے دل میں قدم رنجہ کیجیے
تکلیف ہو گی تھوڑی سی گردش ہو راہ میں

چمکا ہے صبح تک مرے سینے کا داغ بھی
چشمک چلی ہے رات کو کیا مہر و ماہ میں

کیا مجھ سے چھپتی پھرتی ہے قاتل مری قضا
آکر چھپی ہے تیغ ادا کی پناہ میں

آہوں کے جوش نے تہ و بالا کیا ہے دل
آندھی اٹھی ہے میرے جہاز تباہ میں

یوں آہوان دشت کی آنکھیں کھب گئی
سبزی رہی نہ پیری تحت کی گیاہ میں

شوخی فریب سحر فسوں لاگ شعبدہ
کتنے کرشمے دیکھے تری اک نگاہ میں

سب ایک صبح و شام ہے آنکھوں میں یار کے
ہمکو نہیں تمیز سفید و سیاہ میں

کیا اسکے آگے بیٹھے ہیں عاشق ڈرے ہوئے
آواز تک نہیں ہے غریبوں کی آہ میں

جاگا کوئی تو صبح کو ہمسر کرے گا حشر
فتنے بھی سو رہے ہیں تری خوابگاہ میں

زاہد بغیر توبہ نہ بخشے گا کیا کریم
جھگڑا نہ ڈال تو مرے عفو گناہ میں

پہونچے نہ کوئے یار تک آخر ہم اے فلک
بیٹھی نہ خاک اٹھ گئی دیوار راہ میں

میں نالے کرتے کرتے قیامت میں رہ گیا
اٹکی وہ لی کسی نے دل دادخواہ میں

اب کیوں ڈریں گناہ کریں شوق سے جلال
لکھتے ہی کی جبکہ نہیں فرد گناہ میں

اس رنگ میں برق ثانی نے یہ غزل گائی کہ سیلاب خوش ہو گیا کہا اے ساحر میں تجھکو اپنے پاس ملازم کر لونگا آج بھی جلسہ جماؤنگا برق ثانی نے چاہا اور رنگ جماؤں کہ دکن میں مچھلی پھڑکی سیلاب نے مچھلی کھینچی مچھلی زمین میں گری تڑپنے لگی سیلاب نے کہا کیوں بیقرار ہے وہ مچھلی تڑپ کر برق ثانی پر گری برق ثانی تڑپ کر زمین پر گرا رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا سیلاب نے کہا ارے تو کون ہے برق ثانی نے کہا میں عیار ہوں تیرے قتل کو آیا تھا تقدیر نارسا ہوئی کہ گرفتار ہوا لیکن اور عیار بھی تیری فکر میں نکلے ہیں آج رات کو زندہ نہ بچو گے خواجہ عمرو گوشے سے یہ معرکہ دیکھ رہے ہیں کہ برق ثانی پکڑا گیا کہ دوسری طرف سے آواز آئی اے شہنشاہ کیا کمال کیا کہ اس مکار کو پکڑا اے سیلاب نے دیکھا کہ گرداب موج زن دوڑا ہوا آتا ہے پکارتا ہوا کہ بھائی [illegible] یہ عیار بڑا مکار ہے سیلاب نے اس مچھلی کو ذبح کیا برق ثانی اپنے مقام سے

اُٹھا دریا مین کود پڑا خواجہ عمرو گوشے سے یہ معرکہ دیکھ رہے ہین کہ گرداب نے
آتے ہی گلابی اُٹھائی جام بلورین لبریز کیا کہا بھائی یہ جام شراب پیو مین صحبت شراب و
ہون تھا کہ قدرت نے خبر دی تیرے بھائی کے پاس برق ثانی عیار عیاری کرکے
آیا ہی چاہے اسکو گرفتار کرادے صبح کو سر میدان قتل ہوگا یہ سنکر سیلاب نے کہا
رات بھر مین مچھلیان ہم بسمل کرینگے دیکھو مین جادوگرنیون کو بلواتا ہون گرداب نے
کہا بھائی صاحب آپکی تعریفین قدرت کر رہی ہین سیلاب نے اس مچھلی کو ذبح
کیا اور خون اسکا دریا مین پھینکا گرداب نے پوچھا اے برادر اس خون ڈالنے سے
کیا مراد ہی ہم اس ماہیت سے نہ آگاہ ہوئے سیلاب نے کہا مین نے شفق خونخوار
کو بلایا ہے اپنی بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائے گی فوراً میرے پاس چلی آئے گی مین
اسی دریا مین گرفتار کرونگا گرداب نے کہا جام تو نوش فرمایئے سیلاب نے
چاہا جام دہن سے لگاؤن کہ مچھلی پھڑکی سیلاب نے مچھلی کو کھینچا وہ مچھلی تڑپ کے
گرداب پر گری کہ رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا یعنی سماک بلبلائی ظاہر ہوا سیلاب
نے آواز دی اے زہے عیارون کا کھل گیا ایک کو گرفتار کیا ہی کہ دوسرا آپہنچا خوش
مچھلی کا سیلاب نے سماک پر کھینچ مارا سماک دریا مین کود پڑا خواجہ گوشے سے
یہ معرکہ دیکھ رہے ہین کہ سماک و برق ثانی قید ہوگئے ہین قضا سے کا ملکہ شفق خونخوار
اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہے کنیزون سے باتین کرتے کرتے بول اُٹھی کہ بڑی مشکل ہوئی
خداوند ہفت پیکر سے دشمنی ہوئی بڑا ستم یہ ہے کہ طلسم کشا کو سحر نہین آتا کیونکہ
ہفت پیکر پر غالب ہونگے کنیزون نے سر جھکا لیا آپس مین اشارے ہو رہے ہین
کہ بی بی نے یہ کیا کلمہ کہا مسلمان ساحر نہین ہین مگر ساحر کش تو ہین کیسے کیسے ساحر
مارے جمیع ساحران درہم و برہم ہوا زور و شور ساحران کم ہوا اسپیر بی بی نے یہ کلمہ
فرمایا اگر طلسم کشا نہین تو باعث بادشاہی ہے لیکن شفق خونخوار اپنے مقام سے
اٹھی کہا صبح کو طلسم کشا سے کہدینا کہ شفق خونخوار خدمت خداوندی مین گئی جو
آپ سے ہو سکے وہ کیجے جب سحر سیکھ لیجے گا تب مین آپکے پاس آؤنگی

یہی احسان کرتی ہون کہ آپ کو گرفتار نہین کرتی سیلاب دریا بار گرفتار کریگا کیا اب
طلسم کشا بچین گے سحر مین سیلاب کے گرفتار ہو جائین گے اگر کسی کنیز نے روکا تو
جھڑک دیا شفق خونخوار چلی باہر آکر پرواز پیدا کیطرف سیلاب کے چلی خواجہ
چاہتے ہین کہ نکلکر کچھ عیاری کرین کہ آسمان پر برق چمکی اور آواز آئی کہ اے سیلاب
اے شہنشاہ ساحران مجھپر رحم کیجیے قدرت سے بلوا دیجیے مسلمانون نے مجھپر سحر کیا تھا
آج وہ جادو آخر طلسم کشا کو بھی لاتی مگر بہت شاہزادیان بارگاہ کو گھیرے ہین اسوجہ
سے نہ جاسکی لیکن اب طلسم کشا کو لاونگی قدرت عنایت فرمائین تقدیر کرین تقدیر کے
موافق کام کرون خواجہ عمرو کے ہوش اڑگئے خیال کرکے دیکھا کہ شفق خونخوار مبہوت ہوکر آئی ہے
ہوش اڑگئے دل مین کہتے ہین کہ شفق خونخوار ایسی ساحرہ ہوئی چلی آئی اسکو کسی نے
نہ روکا دیکھیے اب کیا گذرے شفق خونخوار زمین پر آئی سیلاب نے کہا اے شاہزادی
والا قدر اے آسمان حسن کی بدر مین تمہاری صفائی قدرت سے کرا دونگا شفق خونخوار
کہنے لگی کہ اے سیلاب مجھ سے بڑی بے ادبی ہوئی رستم کے جمال ظاہری پر عاشق
ہوئی رستم کے بہت سے عاشق ہین انھون نے کچھ قدر نہ کی قدرت کو برا کہوا کے مطیع
اسلام کرایا دربار مین کرسی لی یہ مرتبہ بڑھایا سیلاب نے کہا نہ گھبراؤ مین صفائی
کرا دونگا دیکھو بجلیان اشارے کر رہی ہین ہنگان غون آشام بلا رہے ہین انکے پاس
جاؤ یہ کہکے سیلاب نے خون کا چھینٹا دیا جیسے ہی منھ پر شفق کے خون کا چھینٹا پڑا
چہرہ سرخ ہوا آنکھین ابل آئین بلبلا کر پکار اٹھی اے سیلاب ہمارے حال دل سے تو
آگاہ ہو کس حال مین ہین اپنی تو یہ کیفیت ہو اب یہ صورت ہے نظم

آسمان مرے تو راحت ہو کہین تھوڑی سی
پاؤن پھیلانے کو ہاتھ آئے زمین تھوڑی سی

ہو وے کچھ دل شیدا کو سہ اندوہ ملال
کس جبین کے لیے درکار ہے چین تھوڑی سی

مجھکو حیرت ہے حسینون سے نہین کیونکر
بادشاہون کے لیے چین جبین تھوڑی سی

نسبت فقر ہے موجود جسے رشک بہت ہو
آپ شیرین مین ہین ہزاران نمکین تھوڑی سی

کونسا گل ہے حسینون گلزار جہان مین مغرور
کس کے چہرے مین ہے یان چین جبین تھوڑی سی

یہ اشعار پڑھ کر شفق خونخوار بھی دریا میں کودا ہزاروں مچھلیاں جسم نازک میں لپٹ گئیں
ڈانک مارنے لگیں شفق خونخوار و برق ثانی و سمک بلیاقی کے کراہنے کی آواز آتی ہے
عمرو نے جو یہ معرکہ دیکھا دل بیقرار ہو گیا کہا کہ رات بھر میں یہ تینوں مر جائینگے یہ سوچ کر
خواجہ ایک طرف ہٹے سیلاب ملازموں سے کہہ رہا ہے کہ بڑی مشکل کی بات ہے اب سنبل
ہفت گیسو کو بلاؤں اسی دام مکر میں پھنسایا ان یہ سوچ کر چاہتا ہے کہ سحر کروں کہ پہلو
صحرا سے آواز آئی یا خداوند ہفت پیکر دیکھیے یا ملک الموت کو حکم دیجیے ہائے اس
جنگل کے شیر بھیڑیے بھی مر گئے کاش کہ وہی آن کے طعمہ کرتے اب صدمۂ تنہائی نہیں
اٹھتا اسطرح یہ آواز آئی کہ سیلاب بیقرار ہو گیا سمجھ تو نہ کیا ڈوریں کھینچ لیں اپنے
مقام سے اٹھا گڑھی میں کہتا ہے کہ کس درد رسیدہ کی آواز ہے آواز میں سوز و گداز ہے
سنا نہیں جاتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے دور سے دیکھا ایک نخل کی بیخ میں پلنگ پوش اوڑھے
ہوئے طریقے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ عورت ہے کبھی پلنگ پوش سے ہاتھ نکالکر طرف آسمان
کے بلند کرتی ہے اور پکارتی ہے کہ کیا پوچھنے والے دوسرے خداوند سب مر گئے ہفت پیکر تم تو زندہ
ہو اپنی بندی کو نہ بھولو اس بیقراری میں پلنگ پوش جو سر سے ہٹ گیا تو سیلاب نے
دیکھا ایک آفتاب عالمتاب پردۂ ابر میں پنہاں ہے دونوں عارض پر رنگ گل گلاب
زلفوں پر پیچ و تاب ہونٹھ مسیحائی سے خالی نہیں مگر ان پر پان کی لالی نہیں پنکھڑیاں
پھول کی یا ڈرج گوہر کہ اندر آ سکے اور دنداں جدا میں اختر آسمان اس نازنین نے جو دیکھا
کہ کوئی شخص ادھر ہی آتا ہے جلدی سے پلنگ پوش میں چہرہ اپنا ڈھانپ لیا مگر سیلاب
دریا یار بیقرار ہو گیا پکارتا ہوا یہ آواز بلند دوڑا

نظم

کو سنے دل میں محبت نہیں جانی تیری ۔۔۔ جسکو سنتا ہوں وہ کہتا ہے کہانی تیری
کچھ دہن ہی نہیں وہم سخن لب کے نزدیک ۔۔۔ ہو سکے باریک کمر بھی ہے گمانی تیری
جسکے آگے سے گذرتا ہے وہ کہتا ہے یہی ۔۔۔ دیکھی اے روح رواں ہمنے روانی تیری
شہسواروں سے کوئی میری روانی کہتا ہے ۔۔۔ خوش نہیں آتی ہے یہ طبع دعائی تیری
کیا تری شان ہے قربان ہوں اے عفو کریم ۔۔۔ آس کہتا ہے ہر اک فاسق و زانی تیری

| | |
|---|---|
| اس خرابی مین ترے واسطے پھرتے ہین خراب | جستجو ہمکو ہے اے گنج نہانی تیری |
| مصرع تیغ ہی ہر مصرعہ موزون آتش | دیکھ لی یار مرے سیف زبانی تیری |

اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان حقیقت مین ایسی صورت زیبا نہین دیکھی ہو
ہو یا پری ہو انسانیت سے بری ہو مین کیا صفت تمھاری کر سکتا ہون مجھکو یہ غلامی
قبول کرو ایک مرتبہ پھر صورت زیبا کھول دو کہ مین بہ نگاہ غور دیکھون شاید دل کو ڈھارس
ہو اس نازنین نے پکار کر آواز دی اوبے ادب ہوش مین آ پرائے ناموس کو کیا یا مین
کہتا ہی کچھ خوف خداوند ہفت پیکر بھی ہی ہم آفت کے مارے صحرائے ویران مین مرتے
ہین تو ایسے الفاظ کہتا ہی خداوند ہفت پیکر کو نہین مانتا قدرت کو دور جانتا ہی یا خداوند
ہفت پیکر آ بیئے اس ظالم کی بدعت سے بچایئے یا خداوند ہفت پیکر کہکر جو اس نازنین نے
پکارا سیلاب کا شیشہ لگا ہاتھ باندھکر کہا واسطہ خداوند کا یون فریاد نہ کرو آج کل قادر
بہت ہوشیار رہتے ہین ایسا نہ ہو آ جائین یہ کہتا ہوا قریب پہونچا پاؤن جو گورے
گورے دیکھے خاک مین بھرے ہوئے خاک سے پاک کرنے لگا وہ نازنین سمیٹتی ہی
کہتی ہے اے شخص مجھ بد نصیب کے جسم مین ہاتھ نہ لگانا ورنہ مین اپنی جان دونگی غصے
مین منھ کھول دیا سیلاب نے اب جو صورت زیبا کو دیکھا حقیقت مین کل اعضا درست
و چالاک و چست عندلیب خوشنوائے حدیقۂ حسن و جمال ماہ آسمان کمال صورت
دیکھکر ہوش اڑے جاتے ہین ہاتھ پاؤن تھراتے ہین پسینے پسینے ہو رہا ہی ہاتھ باندھکر
عرض کرتا ہی کہ اے ملکۂ عالم آرزو یہ ہے کہ میرے گھر پر چلیے خاتون محل قرار دونگا کئی سو
کنیزین خدمت مین حاضر کرونگا مین مصاحب خداوند ہفت پیکر ہون مگر تمھاری محبت
مین بیقرار و مضطر ہون وہ نازنین ہر مرتبہ منھ اپنا پلنگ پوش مین چھپا لیتی ہے
جب منھ کھولتی ہی معلوم ہوتا ہی کوئی شی پی سیلاب نے ہاتھ سے پلنگ پوش ہٹا دیا
دیکھا بغل مین گلابی دبی ہی ہر مرتبہ چھوٹا سا گلاس ہی انڈیلکر پی لیتی ہے سیلاب نے
پوچھا کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان یہ کیا شی ہے نازنین نے رو کر جواب دیا
کہ تین شبانہ روز اسی صحرا مین بے آب و دانہ گذرے اسی کی وجہ سے زندگی رہی جب

بیقرار ہوتی ہوں ایک جام پی لیتی ہوں دل کو تسکین دیتی ہوں سیلاب نے دیکھا
کان سے خون جاری ہے پوچھا کیوں صاحب یہ کیا ہوا کہا قزاقوں نے کان سے ناک سے
بجلیاں بالیاں نوچ لیں کیسی بے دردی سے خداوند ہفت پیکر کا پاس نہ کیا ایک بے حیا
آبرو کا خواہاں ہوا میں نے مال و اسباب نہ اٹھایا باعث زندگی جانکر اسکو اٹھا لیا
اسی سے جان بچائی ورنہ ابتک خاتمہ ہو جاتا سیلاب نے کہا چند قطرے اسمیں سے
مجھے بھی دیجیے میں اسکے بدلے قرابے حاضر کرونگا نازنین نے کہا نہیں صاحب میں
نہ دونگی میری باعث زندگی ہے سیلاب نے کہا وہ سامنے میرا میخانہ آراستہ ہے وہاں
قرابے رکھے ہیں میں اٹھا لاؤں نازنین نے کہا تمھارے کہنے کا اعتبار ہے لیکن منھ
کھولو میں ہاتھ سے اپنے چند قطرے گرا دوں سیلاب نے منھ کھولا بو سے بار
آئی معلوم ہوتا تھا کہ مہری کھل گئی سیلاب نے منھ کھول کر کہا اپنے دست نازک سے
چند قطرے ڈالیے نازنین نے گلابی بغل سے نکالی زہر مار کہکے منھ میں انڈیل دی اور
رونے لگی سیلاب نے کہا کیوں نازنین نے کہا تمنے بھاڑ سا منھ کھول دیا سب
شراب گر گئی سیلاب نے گھبرا کر کہا میرے کلیجے میں آگ لگ گئی مجھے اب کھٹکا معلوم
ہوتا ہے نازنین نے کہا چند نگینے الماس کے اسمیں ملے ہوے تھے اب کلیجہ تمھارا کٹ جائیگا
سیلاب اٹھنے لگا کہا صاحب مجھ سے اٹھا نہیں جاتا نازنین نے کہا ارے گرے تھے
شراب نوشی ہے اسنے گردن کی اٹھا کر شعلہ ہو سکے تو کیا عجب ہے کہ نشہ کم ہو جائے سیلاب
بمشکل اٹھا چاہا شعلوں بیہوشی اپنی تاثیر کر چکی تھی طمانچہ مارا کہ سیلاب لہرا کر
گرا خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا ۔ نعرۂ خواجہ عمرو

| | |
|---|---|
| سراپا در آتش و مشتعل جسم | بہ باغ دین زکارش آبیاری |
| بہر کشور سیلاب جان گسل | عمرو آن شاہ عیاران عیار |
| عنوان استاد عیاران عالم | جہان سرہنگ در خنجر گزاری |
| نعرہ کرد کہ عمرو ... ول | |

خود لیا لباس اتارا خنجر مارا خنجر بھی دشمن کا کام ہوا لیکن قطرہ پایا دریا غائب ہوا کہ خشک
ہو گیا برق ثانی و ساک یلدانی شفق خونخوار بیہوش پڑے تھے عمرو نے انکو
اٹھایا شفق خونخوار بیہوش دانہ سا کہ جلی برق ثانی ایک جانب بھاگا

ایک جانب چلا خواجہ بھاگ کر قریب ایک غار کے آئے اُس غار میں چھپ کر دیکھنے
لگے ہفت پیکر چھپر کھٹ پر پڑا تڑپ رہا تھا نیند اس خفتہ بخت کو کب آتی ہے کہ ناگاہ ایک
کان میں آواز آئی کشتی مرا نام من سیلاب دریا بار بود ہفت پیکر یہ آواز سُنکر گھبرا گیا
چھپر کھٹ سے اُٹھا آنکھیں ملتا ہوا باہر آیا نگہبانوں نے سلام کیا کہا ارے کنارہ
دریا کے جاؤ مفصل خبر لاؤ سیلاب کے مرنے کی آواز آئی ہے قدرت نے تقاریر
نہایں کی پھر قتل ہونے کا کیا باعث ہوا قالب ارواح کیونکر گیا کیونکر روح قبض
ہوئی نگہبان دوڑے ہوئے گئے کہا یا خداوند قاتل کا پتہ نہیں دریا خشک ہو گیا
سیلاب کا لاشہ پڑا ہے بارن پر ایک چھچھڑا انہیں یہ تو ہمنے بھی خبر سنی تھی کہ شفق
خونخوار و برق ثانی عیار و سیاہ پاپا قی عیار ملک کشان سب کو سیلاب نے
گرفتار کرکے دریا میں قید کیا تھا ایسے ہوشیار کو نہیں معلوم کسنے مارا ہفت پیکر
نے کہا وہی قاتل دمامہ و مشمش ساربان زادہ تین روپ کا سپاوہ اُسکا نام لینے کی
بزرگوں نے ممانعت کی ہے مصاحبوں نے جو شناسب دوڑ پڑے کہ قدرت اسکے لیے
دربارگاہ پہ کھڑے ہیں چالیس ساحر اور پہلوان آکر جمع ہوگئے ہفت پیکر ایک
ایک سے ذکر کر رہا ہے کہ آج وہ ساحر مارا گیا کہ قدرت کے دربار میں سناٹا ہو گیا
لیکن حیران ہوں کہ ایسے ہوشیار کو کیونکر مارا مچھلیاں اُسکو خبر دیتی تھیں مگر مقام
تعجب ہے کہ ایسے وقت میں مچھلیوں نے خبر نہ دی نگہبانوں نے کہا ہم حمالے سے
نکل گئے تھے صحرا میں زیر نخل لاشہ پڑا ہے ہفت پیکر نے زانو پہ ہاتھ مار کر کہا کہ اگر وہ
کنارے دریا کے رہتا تو کوئی نہ مار سکتا تھا لیکن تقدیر اسکی پلٹ گئی قدرت نے
سمجھا دیا تھا کہ کنارہ دریا سے نہ ہٹنا قضا اُسکو کھینچ لیگئی آخر وہاں جا کر مارا گیا
ہفت پیکر یہ باتیں کرکے بارگاہ میں آیا خواجہ عمرو نے غار سے دیکھا کہ ہفت پیکر
بارگاہ میں گیا خواجہ غار سے نکلے اُسوقت لشکر میں پہنچے کہ لشکر میں آمد ملک کشان کی
دھوم ہے کہ سامنے سے دیکھا رستم و بہادر شوکت و حشم لشکر اسحر یا اللہ
سوار ہو کر آرام سے جو تھے آگے لشکر و شہزادل ایک باسب شوق و جاہ و

لشکر کو لیے ہوے آتے ہین برق ثانی خسرو سے بیان کرتا ہوا کہ حضور استاد کی
عیاری کی کیا بات ہو حقیقت مین کرامات ہو مین نے کیا کچھ اٹھا رکھا لیکن نہین معلوم
کیا باعث تھا کہ ماہی دریا نے اُسکو آگاہ کر دیا نہین معلوم خواجہ کیونکر بچے کیونکر پنجہ
اُسپر غالب آیا کہ سامنے سے خواجہ پہونچے خسرو نے سلام کیا خواجہ نے سر سیلاب
کا قدمون پر ڈالدیا کہا معاوضہ دلوایئے خسرو نے کہا اے عمر نامدار شب کو دربار صاحبقران
مین حاضر خدمت کرونگا عمرو نے کہا اے فرزند حمزہ کو روپیہ دیکھکر رشک ہوگا خسرو
نے کہا عمر نامدار ایسا نہ فرمایئے قبلہ وکعبہ آپ کے رقم پانے سے حسد کرینگے کہ طبل سکندر
پر چوب پڑی صاحب قران کی سواری آئی امیر نے عمرو سے پوچھا خواجہ نے ذکر
قتل سیلاب بیان کیا امیر نے فرمایا کیا کارنمایان کیا عمرو نے کہا بس آپ نے
اتنا کلمہ کہکر خاتمہ کر دیا امیر نے موتیون کا مالا اُتار کر خواجہ کو پہنایا خواجہ نے منھ
لٹکا لیا کہا جو آپ کی عنایت عمرو نے سر آگے صاحب قران کے ڈالدیا صاحبقران
نے خوش ہوکے فرمایا حقیقت مین یہ بڑا ساحر زبردست تھا نیرنگ وشعبدے
سے بخوبی ماہر تھا اب توکل لشکر مین مشہور ہوا کہ رات کو خواجہ نے سیلاب کو مارا
گرد عظیم بلند ہوئی ہفت پیکر تخت پر سوار سترہ سو تاجدار ساحر تخت کو اُسکے گھیرے
ہوے شاہین فیل سوار مسلح ومکمل سب کے آگے بڑھا ہوا کہتا ہوا کہ ساحرون
کا علاج عیار کر لیتے ہین مگر ہم تک نہین آسکتے آج دیکھون کہ کون صاحب میرے
مقابلے مین آتے ہین لشکر آکے ہفت پیکر کا ٹھہرا لشکر کاہے کو دریا ے قہار ہے
استی لاکھ ساحر جہانتک نگاہ کام کرتی ہے ساحر ہی ساحر معلوم ہوتا ہے گولا اُچھالتے
ہوے ساحری وجمشیر کا نام زبان پر لشکر آراستہ ہوا نقیبون نے فدایت کی
کو کیت کڑکا کہا سیٹے کہ شاہین فیل سوار نے فیل اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آکر
سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے
مقابلے مین آئے فنون سپہ گری دکھائے منم شاہین فیل سوار جیسے ہی اُسنے
نعرہ کیا شاہزادہ خسرو بیدل نے مرکب اپنا نکالا سامنے بادشاہ کے آکر اجازت مانگی

ہوئے بادشاہ نے فرمایا خدا کے سپرد کیا ای عم نامدار بڑے پہلوان سے مقابلہ ہوگا
پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے خسرو اجازت بادشاہ سے لیکر مرکب اڑاتے ہوئے
سامنے رستم کے آئے رستم نے جوش محبت مین بھائی کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای برادر
پہلوان زبردست ہی سمجھکر مقابلہ کرنا خسرو سلام کرکے مرکب باد رفتار پر سوار ہوے
مرکب اڑا کر سامنے شاہین کے آئے شاہین نے مستک پر ہاتھی کے اوچھڑ سیری لگائی دو تین قدم
ہاتھی ہٹا سات آٹھ قدم گھوڑا پیچھے ہٹا شاہین کی نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی حیران
جمال و محو دیدار ہوا کہا اے جوان تیرا سن و سال دیکھکر مجھکو افسوس آتا ہی کہ اپنی
جان دینے آیا ہی کم پلٹ جاؤ رستم کو بھیجو خسرو نے کہا ای مغرور عقل و فراست سے
دور تجھکو اپنی جرأت پر بڑا گھمنڈ ہی یہ میدان کارزار ہے زبان بند رکھ کلمہ بیہودہ سے کلام
کر شاہین نے نیزہ اٹھایا خسرو و شاہین سے نیزہ چلنے لگا صاحبقران دیکھ رہے
ہین کہ خسرو کس آن بان سے نیزہ بازی کر رہے ہین کہ شاہین کو دنگ کر دیا ہر مرتبہ
چاہتے ہین کہ نیزہ گانٹھکر اسکے ہاتھ سے نکالون لیکن شاہین اپنے کو بچاتا ہے
حلقون مین زرہ کے نیزہ رکھ دیتے ہین قطرہ خون کا جسم سے شاہین کے نکل آتا ہی
صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تختہ آہن پر نقطۂ شنجرف کے دیے ہین چالیس طعنین رد و بدل
نہ ہونے پائی تھین کہ ایک مقام پر گانٹھکر نیزہ کو جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شاہین کے
نکل گیا مثل ابر گرگرا یا تیغ لنگر دار کھینچا شیشہ جوڑا جوہر دار مثل تختہ دکان عطار
خبردار خبردار کہکے اسنے ہاتھ مارا خسرو نے سپر کو گردش دی صاف بآسیب سپر تلوار
کو رد کیا لیکن شاہین کا تیغہ زور مین جاتا تھا شاہزادہ تو بچا مد سے جسم کبھی میلا نہ ہوا
مگر گھوڑے کی گردن پر تیغہ پڑا کہ گھوڑا خسرو کا مارا گیا شاہین نے جو شاہزادے کو
پیادہ دیکھا فوراً بڑی وحشت کہکر ہاتھی کو شاہزادے پر ہولدیا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی
شاہزادے نے دونون ہاتھ بڑھائے اسنے سونڈ مین دونون ہاتھون کو لپیٹا مگر
شاہزادے نے سونڈ کو دونون ہاتھون مین تھاما ادھر ہاتھی نے شاہزادے کو
کھینچا شاہزادے نے بھی سونڈ تھام کر دونون پانون اپنے پاے فیل پر جما لئے

نعرۂ تکبیر کہکر ایک ہاتھ مارا مع زرہ خود سے گردن گھسیٹ لی شاہین کو وکر الگ ہوا اس زور پر
شاہزادے کے دونون لشکرون سے احسنت و آفرین کی صدا آنے لگی مگر شاہین
نے جو شاہزادے کو پہلوان پایا دوڑ کر لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی ہر مرتبہ شاہزادہ شاہین
کو پچھاڑتا ہے شاہین ہر مرتبہ اکھیڑ کھا کر جھٹ گرتا ہی شہزادہ نے پشت پر آکر گردن
تھامی لنگوٹ پکڑ کر گھسا مارا کہ ماتھے کا پوست تک اڑ گیا کڑیون پر زرہ کی جو کڑی
پڑی ہی کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئین ادھر صاحب قران خواجہ سے فرما رہے ہین کہ
خواجہ دیکھتے ہو خسرو کس لطف سے لڑ رہا ہی پہر چار گھڑی کا شاہین اور مہمان ہی
خسرو زیر کر لیگا شاہین ترکیب سے بچ رہا ہے دو پہر تک تو اسی طور سے کشتی رہی
کہ شاہین اپنی جان سے تنگ ہو جاتا ہی چیت ہو جاؤن ایسا نہ ہو کہ ان گھونسون مین
جان نکلجاے جب زوال آفتاب ہوا امیر نے دیکھا کہ خسرو سست ہونے لگا اور
اب شاہین زیادتیان کرنے لگا شاہزادے کی زرہ پارہ پارہ ہی ماتھے سے خون
بہہ رہا ہے گرد مین اٹا ہوا ہے گریبان پھٹا ہوا ہی اور الجھ الجھ کر لڑ رہا ہی صاحبقران
نے کہا خواجہ دیکھا تمنے اب کیا رنگ ہوا ہمین یقین یہ ہی کہ خسرو مغلوب ہوگا شاہین
غالب آئیگا خدا اسکو بچائے خواجہ کہتے ہین اے آقائے نامدار صاف ثابت ہوتا ہی
کوئی آفتاد ہوئی لڑنا ان حضور مین خسرو نہایت صاحب طاقت و لیاقت ہی پہر دن
پچھلا باقی ہے کہ خسرو کا رنگ رو متغیر ہوا الجھ الجھ کے لڑ رہے ہین کہ شاہین خسرو کو
لے دوڑا خسرو ہر چند چاہتے ہین کہ رکون مگر ممکن نہین لیکن ایک مقام پر خسرو نے پلٹے
چاہا کہ رکیے دوڑون مگر شاہین بھی مثل دیو کے بے قدم اسنے گاڑ دیے خسرو نے
پاؤن بڑھا کر رکھا وہان پر ہوش حاشا تھا گھٹنون تک زمین مین اتر گئے شاہین
نے جو ایک ہاتھ مارا خسرو کا کلہ اتر گیا غش آنے لگا شاہین کب خیال کرتا ہے اسی حال
مین اسنے گرا دیا ہر چند سردارون نے منع کیا مگر شاہین نے مشکین باندھ لین
شاہزادہ بیہوش وہ بیہوش اپنے جسم کی کیفیت فراموش امیر رنجیدہ ہلتے
لگے رستم کو بڑا قلق ہے جب بارگاہ مین آئے برق ثانی جو سامنے آیا

جھڑک دیا کہا اے برق ثانی مقام افسوس ہے کہ آقا تمھارے قید ہو گئے تم یہاں پڑے رہے
یہ تو ضرور ہوا کہ بعد دوپہر کے شہر پہ سحر ہوا جسکے سبب سے اسکا کولا بھی آیا آتش نا مرد نے
گرفتار کر لیا اور بہت کم باقی تھا ورنہ میں اسیر ہو جاتا کیا بھائی کو اٹھنے لیجانے دیتا میرا
قوت بازو زینت پہلو قید خانے میں کیا گھبراتا ہوگا برق ثانی یہ سنکر باہر نکلا تو دیکھا ہوا
طرف لشکر شاہین کے چلا ہفت پیکر کے جو لشکر میں آیا دیکھا ہزار بارگاہیں خیمے استادہ ہیں
ایک خدمتگار سے پوچھا شاہین کی بارگاہ کہاں ہے خدمتگار نے کہا بارگاہ خداوند میں
ہونگے برق ثانی بشکل خدمتگار بارگاہ ہفت پیکر میں آیا دیکھا ہفت پیکر تخت پہ بیٹھا ہوا
ساحروں سے کچھ صلاح کر رہا ہے ساحروں نے کہا آج شاہین نہیں تشریف لائے اب
وہ کل طلسم کشا سے مقابلہ کرینگے ہفت پیکر نے کہا شاہین کو اب فرصت کہاں معشوق
کی خاطر کر رہے ہونگے ساحروں نے کہا ہمیں وقت پہ وہ پہونچا اس سے اور گل اندام
سے بڑی محبت ہے ہفت پیکر نے کہا یہ تو حکم بادولت کا سنتے ہی چلا آیا وہ شب کو تنہا
رہا سویرے ہی خبر سنکے روانہ ہوا لیکن وقت پہ پہونچی شاہین ماجرا ہوا ہاتھا اسنے
آکر وقت پہ سحر کیا جس سے شاہین لڑیگا اسپر غالب آئیگا مگر ہاں سے کیا کروں ہر چند کہ
فوج کا اسقدر جماؤ ہے مگر فرزندان حمزہ صف شکن تیغ زن سب فوجیں لیکر آتے ہیں
سب کے ساتھ جادوگرنیاں ہیں وہ بھی وقت پہ لڑینگی مگر گل اندام کو کوئی نہ پائے گا بڑے
سلیقے سے سحر کرتی ہے کوئی اسکو نہ پاسکیگا مخفی ہو کر سحر کرتی ہے برق ثانی نے یہ
باتیں دربار میں ہفت پیکر کے سنیں یقین کامل ہوا کہ آقا پر آفت پڑی ہے چلکر تو پھر کروں
باہر نکلا لوگوں سے پوچھا پہلوان دوران گرشاسپ جہاں شاہین فیل سوار کی
بارگاہ کہاں ہے لوگوں نے پتہ بتایا برق ثانی نے آکر دیکھا کہ پہلوے شہرستان میں
بارگاہ شاہین استادہ ہے باہر سے جادوگر یہاں شراب کی کشتیاں کباب کی لیکے
جارہے ہیں برق ثانی دربارگاہ پہ آکر ٹھہرا تھوڑی دیر میں حاضر حاضر کہتا ہوا اندر چلا
نگہبان نے چورو کا برق ثانی نے کہا تمنے سنا نہیں میرا نام لیکر پکارا ہے نگہبان
خاموش ہوا برق ثانی اندر آیا دیکھا کہ شاہین مسند پہ بیٹھا ہے پہلو میں ایک ساحرہ

سیہ فام اس سے اختلاط کر رہا ہے گل اندام کو رہی ہے اے شاہین ایک ہفتہ ٹھہر جاؤ میں طلسم کشا سے لوح لیلوں تحفہ جات لا کر تمکو دوں کلاہ ہفت گوشہ بالا سے سر اور زرہ ہفت جوش در بر و تیغہ ہفت جوہر پاس ہو تو طلسم کشا پر غالب آؤ گے میں تدبیر کرتی ہوں شاہین نے چند کنیزیں واسطے خبر کے بھیجی ہیں طلسم کشا کے مقام نشست و برخاست معلوم ہوں تو پھر میں گرفتار کر لاؤں تیرا جاہ و جلال بڑھاؤں برق ثانی نے بڑھکر عرض کی ایک جادوگرنی دروازے پر کھڑی ہوئی آپ کو بلاتی ہے یہ خبر سنکر گل اندام اپنے مقام پر سے اٹھی کہا اے شاہین نہ گھبراؤ خبر آگئی اے خدمتگار وہ ساحرہ کہاں ہے برق ثانی نے کہا حضور وہ جادوگرنی دروازے پر کھڑی ہے آپ باہر تشریف لیچلیے گل اندام ساتھ ہوئی برق ثانی نے جلوخانے میں آکر کہا اے ملکۂ عالم وہ پھر گئی احوال دریافت کرنے کو گئی ہے اب کے دریافت کرا لائیگی تخلیے میں چلیے جو پوچھنا ہو مجھ سے پوچھیے میں نے اوقات نشست و برخاست طلسم کشا کے دریافت کر لیے ہیں سامنے ایک خیمہ استادہ تھا برق ثانی گل اندام کو اُس خیمے میں لے گیا گل اندام بیٹھی کہا اے خدمتگار جب تک کنیز آئے تو حال بیان کر کہا حضور یہ طلسم کشا سنبل ہفت گیسو و سلماسے بپرورش دل و جان سے عاشق ہیں رات کو گرد بارگاہ کے پہرا دیتی ہیں اور ماہی سحر بر سر بارگاہ طاؤس بنکر بیٹھتی ہیں کہ آسمان سے کوئی نہ آنے پاوے اگر حکم دیجیے تو میں تدبیر کروں جس وقت سنبل و سلما آرام کریں آپ کو خبر دوں رات کو طلسم کشا لوح کو اتار کر رکھ دیتے ہیں اگر آپ سحر کر کے پہونچیں گی اور ماہی سحر پر غالب آئیں گی تو لوح ملجائیگی اور کلاہ ہفت گوشہ میں چرا لاؤنگا جس جگہ پر میں مقرر ہوں وہیں کلاہ ہفت گوشہ رہتی ہے میں لا کر ضرور حاضر کرونگا شاہین کے سر پر رکھ کر میدان میں بھیجیے طلسم کشا پر غالب آئیگا جب طلسم کشا پر غالب آئیگا پھر کون مقابلہ کر سکیگا عیوق و جاروق پیغام بھیجنے کو ہیں برق ثانی یہ باتیں کرتا جاتا ہے اور بوٹی بوٹی پھڑک رہی ہے گل اندام نے پوچھا کیا تجھے گانا بھی آتا ہے برق ثانی ہاں کہکے یہ غزل گانے لگا

نظم

پوشیدہ خامشی سے بھی رازِ نہاں نہو
بیتابی میری تجھ سے جو قاصد بیاں نہو
مجھ سا بھی عاشقوں میں کوئی بے زباں نہو
غل ہے کہیں اُٹھائے سے اُٹھتا نہیں کبھی
حیرت فزا ہو یار کچھ ایسی تری ہنسی
دل میں جگر میں سینے میں پتلی میں نہ رہے
پھرنا اُس آنکھ کا نہ دکھائے خدا جلال

کہدے یہ اُس پتے کی جو مجھ سے بیاں نہو
دل کو کمر میں رکھ لے اگر کچھ گراں نہو
پوچھے کبھی درد دل وہ اگر کچھ بیاں نہو
تیری ہی رہگذر میں ترا ناتواں نہ ہو
روتے ہوئے کی آنکھ سے آنسو رواں نہو
ایسا کوئی مقام نہیں ہم جہاں نہو
یہ انحراف کجروی آسماں نہو

اس لطف سے یہ غزل گائی کہ گل اندام نے کہا ارے تجھے گانا کس نے سکھایا برق ثانی نے گلابی اٹھائی کہا ایک جام تو نوش فرمائیے آپ کو سرور ہو تو میرے گانے میں کیا قصور ہو جام لبریز کر کے گل اندام کو دیا گل اندام یہ سمجھکر پینے پر آمادہ ہوئی کہ یہ خدمتگار ہر مطلب دلی بھی اس سے نکلیگا کہا ارے پہلے تو پی برق ثانی نے کہا مجھکو نشہ ہو جائیگا تو مطلب اصلی سے باز رہونگا یہ کہکے سینے پر ہاتھ رکھا اب تو گل اندام بہت خوش ہوئی کہ خدمتگار خود خواہاں ہے یہ بھی مثل نوکروں کے پڑا رہیگا وقت پر ہر کام میں کام آیا کریگا ابھی تو نوجوان ہے کاروبار میں اسکا احسان ہے یہ سوچکر جام شراب لیکر پی گئی پیتے ہی گھبرائی کہا ارے یہ کیسی شراب ہے کہ پیتے ہی کلیجے میں آگ لگ گئی برق ثانی نے کہا اٹھکر ٹہلیے گل اندام لنگا ہلاتی ہوئی اٹھی بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کے گری برق ثانی نے خنجر کھینچا ہاتھ مارا کہ سر کٹ کے گل اندام کا دھڑ سے الگ گرا ہنگامہ برپا ہوگیا خسرو شیر دل جو قید خانے میں بیٹھے زنجیریں ہلا رہے تھے ہوش آیا سحر اترا قید سلاسل توڑ ڈالی گر انتہا کا غصہ تھا للکارتے ہوئے باہر نکلے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا نعرہ کیا باشید ای کافران بیحیا و نابکاران پر دغا نعرہ

| منم خسرو شیر دل خوش لقب | منم نور چشم امیر عرب | منم شیر کش پردہ زرد قاف |
| --- | --- | --- |
| گریزند از من یلان در مصاف | چو شمشیر کین برکشم در خلاف | فراری شود فوج دیوان قاف |

نعرہ کرکے شاہزادہ لڑنے لگا شاہین نے جو نعرہ خسرو کی آواز سنی گھبرا کر اپنی بارگاہ سے

کر کان میں آواز آئی ارے بندۂ خاص الخاص کیا عمدہ سحر بنائے ہیں کہ پتلے مٹھی
میں بند کر لیے ایسے سحر پھر کبھی نہ بنانا تیری بے ادبی کل سے ہم پر ظاہر ہوئی ماہور نے
جو سر اٹھایا دیکھا ایک موٹا سا جادوگر مٹھی ہاتھ کی بند کیے ہوئے یہ کہہ رہا ہے
ماہور نے بنگاہ غور جو خیال کیا ہفت پیکر کو دیکھا تخت اڑائے ہوئے آتا ہے خوف زدہ
ہو کر اٹھ کھڑا ہوا تخت زمین پر آیا کود کر آواز دی ای بندۂ مغضوب اور سحر تو تیرے
بیکار ہیں مگر اس پتلے سے کیا مراد ہے ماہور نے کہا یا خداوندہ یہ پتلا جو بن جائے
جسقدر جادوگر نہاں لشکر اسلام میں ہیں انکی باتیں کرکے یہاں لے آئے کیا
مجال کوئی اٹک سکے یہ سحر ساختہ بزرگان ہے اور قدرت کی عملداری میں اسے کوئی نہیں
جانتا کہا تم جا کر گلابی شراب کی لاؤ ہم اسکو تیار کرتے ہیں ماہور اٹھا دروازے
پر آکر آواز دی ارے کوئی حاضر ہے برائے قدرت گلابی شراب کی لاؤ چند خدمتگار
طرف میخانہ کے چلے ماہور انتظار میں کھڑا ہے یہاں ہفت پیکر نقلی نے پتلے سے
پوچھا تجھے اب کیا چاہیے پتلے نے کہا یا خداوندہ جو کچھ آئین ہو میں بھوگ کیا
ہوں یہی ہماری خوراک ہے جو کوئی مجھکو یہ کھلاوے جو حکم دے وہ بجا لاؤں ہفت پیکر
نقلی نے پوچھا کہ ماہور کی بھی خدمت کر سکتے ہو پتلے نے سر ہلا کر کہا ماہور کی بوٹیاں
کاٹ کر کھا جاؤں لشکروں کو شکست دوں فتح جنگ کا بند و بست کروں ہفت پیکر
نقلی نے ایک لقمہ موہن بھوگ کا پتلے کو کھلایا پتلے نے پھر منہ کھولا دوسرا لقمہ دیا
پانچ لقمے پتلے کو کھلائے پتلا جھومنے لگا کہتا ہے بعد مدت کے آج میرا پیٹ بھرا
جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤں ہفت پیکر نقلی نے کہا تو مجھے پہچانتا ہے کہ میں کون ہوں
پتلے نے کہا شکل تو خداوند ہفت پیکر کی ہے مگر یہ جانتا ہوں کہ فریب ہے ہفت پیکر
نقلی نے کہا میں ہوں عمرو عیار چاہتا ہوں کہ ماہور کا سر مٹاؤں اسکو قتل کروں
پتلے نے کہا میں بڑے خدمتگاری حاضر ہوں مگر چند لقمہ باقی ہیں یہ بھی مجھے
کھلا دیجیے تو میرا پیٹ بھرے کا آنے دیجیے ماہور کی گردن اور سحر آسمانی جو ابروں کا تیا
کیا ہے اسکا بھی مٹاؤں یہاں خادم کلال یہاں لیکر آئے ماہور نے دیکھا کہ پتلا

موہن بھوگ کھا رہا ہی پکار کر آواز دی یا خداوند آپ نے موہن بھوگ کیوں کھلایا
عمرو نے پکار کر آواز دی مین تیرے خداوند پر لعنت کرتا ہون مجھے نہین پہچانتا منم چہرہ
عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار رفیق حمزہ

| | | |
|---|---|---|
| عمرو ہون مین عیار صاحبقران | مرے سکے سے کانپتا ہی جہان | تراشندۂ ریش کفار ہون |
| زمانے کا مکار غدار ہون | ذرا تیز رفتار گر ہو قدم | صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم |
| دو نیمہ جہانگیر خطرا ہون | جہانگیر عالم کا عیار ہون | |

نعرہ کر کے عمرو نے آواز دی
ہی پتلۂ سامری ماہور کو مار کے پتلہ دوڑا ماہور بھاگا خواجہ گلیم اوڑھکر پشت پر چلے دروازے
پر ساحرون نے چاہا روکین پتلے نے جسکو طمانچہ مار دیا اُسکا سر اڑ گیا کسیکو چیر کے پھینکدیا
مثل شعلۂ جوالہ جاتا ہی جب دس پانچ آدمی مارے گئے تو اُن سب نے پیچھا چھوڑا پکار کر
آواز دی ای پتلۂ سامری جہان جاتا ہی جا ماہور بھاگا ہوا جاتا ہی پتلہ پیچھے جاتا ہے
پلٹنون مین رسالون مین جاتا ہوا پہونچا کمیدان و رسالدار نے کہا ہی ماہور کہان جاتے
ہو اسقدر بدحواس ہو کبھی تمکو اس حال مین نہین دیکھا ماہور نے کہا پیچھے پتلہ لگا
ہی عمرو عیار نے اُسکو روک لیا ہو چاہیے تھا وہی خوراک کھلائی مین خباثت خداوندی
جاتا ہون یہ کہکے بھاگا ہوا گوشۂ لشکر مین آیا وہان بارگاہ طلسمی استادہ ہی اُسمین
ہفت پیکر بیٹھا ہی ماہور ہی کا ذکر ہو رہا ہی ہفت پیکر کہتا ہی کہ آج ہی ماہور خاتمۂ
مسلمانان کر دیگا لاشۂ مسلمانان سے میدان بھر دیگا دیکھو ابر جھکا ہی مین بجلیان
بھری ہین یہ ابر جو گرے گا تو ہزارون کو قتل کریگا یہ باتین کر رہا تھا کہ دیکھا ماہور دوڑا
ہوا آیا ہفت پیکر نے پوچھا ای ماہور خیر تو ہے کہ پشت سے نعرہ ہوا منم پتلۂ سامری
او ماہور کہان جاتا ہی عمر بھر تجھ سے کام لیا خوراک اصلی تجھکو عمرو نے کھلائی عمرو
نے گلیم چہرے سے سرکائی پتلے کو اشارہ کیا پتلہ تڑپ کر ماہور پر جا پڑا ماہور بھاگ کے
پشت پر ہفت پیکر کی چھپا پتلہ جادوگرون کو سرکا کے قریب تخت ہفت پیکر کے پہونچا
ہفت پیکر کو ڈھکیل دیا ماہور کو ہاتھ تھام کے کھینچا ماہور غل مچاتا ہی کہ یارو مجھکو
اس ظالم کے ہاتھ سے جلد بچاؤ جو جادوگر قریب آیا اُسکے طمانچہ مارا اُسکا بھیجا پھیلا کر

کاٹ کھایا جب کئی جادوگر مارے گئے تو اب کوئی قریب نہیں آتا پتلے نے ماہور کو
اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سینہ چاک کیا دل گردے نکال کر کھانے لگا ساحر
کہ رہے ہیں یا خداوند آپ کے سامنے یہ بے ادبی کرتا ہے اسکو سزا دیجیے ہفت پیکر
نے جھولی سے گولہ نکالا خبردار خبردار کہا پتلے پر گولہ مارا پتلے کے سینے پر پڑا آگ نے سینہ
کو پار کر دیا پتلا لوٹ کھا کر گرا آگ لگ گئی آواز دی او ہفت پیکر اب تو زندہ نہ بچیگا یہ
کہکے پتلا جل کر خاک ہوا آہ از آتش کشتی مرا نام من پتلہ ساحری بود تمام اہل دربار
کو حیرت ہوئی آپس میں کہتے تھے یارو آج تو اس پتلے نے قدرت کو سر دربار ذلیل
کیا قدرت کے سامنے سے کھینچ لیا ماہور کو مار ڈالا گردہ اُسکا کھا گیا آفرین ہے
قدرت نے مارا ہفت پیکر سر جھکائے بیٹھا ہے سب کی باتیں سن رہا ہے آخر جھلا کر
جواب دیا دیکھا تم قدرت کی مصلحت کو کیا جانو ماہور بڑا مغرور تھا یہی
سزا تھی جو قدرت نے دی ساحر خاموش ہو رہے مگر آج کی عیاری پر عمرو کی سب
جادوگر معتقد ہو گئے ایک ایک کا قول ہے کہ عمرو بلائے روزگار ہے ساحروں کا یہ
حال کرتا ہے کہ سامنے قدرت کے قتل ہوا کوئی سحر کیونکر تیار کرے خواجہ ماہور کو
قتل کرا کے جو چلے سامنے رستم کے آئے کہا اے نور نظر آج تو کئی لاکھ کے جواہرات
مہرے گر گئے مگر بیٹا تم رئیس جلیل ہو اگر سرداروں کو حکم دو قلیل قلیل دیویں تو میرا
مطلب نکل جائے رستم نے دس ہزار روپے سامنے خواجہ کے پیش کیے کہا سرداروں کو
اختیار ہے جیسے جو ممکن تھا وہ حاضر کیا خواجہ نے کہا تخت پر سوار ہو کے گیا ماہور کو
سامنے ہفت پیکر کے قتل کرایا ایسی قلیل رقم نہیں چاہتا ہوں ایک لاکھ روپیہ
دیجیے رستم نے کہا کہ عمرو نادار خزانے میں روپیہ نہیں ہے عمرو نے کہا بیٹا ہم تم سے لینگے
رستم نے سگ کو اشارہ کیا کہ یہ دسوں توڑے خزانے میں داخل کر دو سگ جب
توڑے اُٹھانے لگا خواجہ نے کہا اے نور نظر میں ہی قبول کرتا ہوں رستم کب
مانتے ہیں سگ پیل ساقی نے روپیہ خزانہ دار کو دیا خواجہ روٹھے ہوئے دربار
سے رستم کے نکلے کہتے تھے اب کبھی اس نامنصف کے دربار میں نہ آؤنگا خدا اس

عالم سے پالا لیگا رستم نے سمک سے کہا دیکھو حمام تیار ہو عرض کی داروغہ خود حضور کا
مشتاق ہے داروغہ نے خود کہا تھا کہ اگر آج رستم غسل کریں تو بڑا لطف پائیں رستم
تیاری کرنے لگے خواجہ صورت تبدیل کر کے بیرون بارگاہ موجود تھے خبر سنی کہ رستم حمام
جاتے ہیں خواجہ نے رنگ و روغن عیاری لگایا بارہ تیرہ برس کے لڑکے کی
شکل بنکر حمام میں آئے داروغہ حمام نے دیکھا ایک لڑکا خوبصورت کرتا چکن کا پہنے
ہوئے مشروع کا پائجامہ بھاری ٹوپی سر پر پہنے زربفت کے رومال میں کسوت بندھی
ہوئی آتا ہے داروغہ کو آکر سلام کیا داروغہ نے پوچھا صاحبزادے تمہارا کیا نام ہے
کہا حضور عظیم اللہ خان کا پوتا ہوں جائداد سب میں نے اڑائی اب جب وجہ معاش
میں فرق پڑا تو میری والدہ نے اوزار حجامت بنانے کے نکالکر دیے کہا بیٹا یہ تمہارے
باپ دادا کا پیشہ ہے اسی حمام میں جاؤ مرد آدمیوں کو نہلاؤ اور لوگوں کا سر مونڈو
روپیہ دو روپیہ روز پاؤ گے اس وجہ سے آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں داروغہ نے
کہا بیٹھو یہ سرکاری حمام ہے جو انعام ملے نصف تم لو نصف ہمکو دو کہا حضور جس سے
کام لیں جو دینگے وہ لے لیں گے شام کو کچھ لیکے گھر جائیں ماں انتظار کرتی ہوگی
داروغہ نے لڑکے کو بٹھایا دیکھا کہ لڑکا بہت چالاک ہے چھٹے کھپر کھپر کے لوگوں کو
بلانے لگا کہ ہرکارے نے بڑھکر عرض کی داروغہ صاحب ہوشیار ہو جائیے خود
رستم تشریف لاتے ہیں داروغہ نے کہا صاحبزادے تم بڑے صاحب نصیب
ہو آج تمھیں رستم کو نہلاؤ فرزند صاحب قران ایسا کچھ دینگے کہ نہال ہو جاؤ گے
لڑکا پائچے چڑھا کر موجود ہوا دروازے پر حمام کے ٹھہرا کہ رستم آئے سمک ساتھ
ہے رستم سامنے داروغہ کے آئے داروغہ نے کہا حضور میں نے آپ کے خدمت
کرنے کو ایک لڑکا بہت حسین مقرر کیا ہے وہی آپ کو نہلائیگا لڑکے نے جامے خانہ
میں آکر رستم کو لنگی بندھوائی لباس اتار کر رکھا رستم کو حمام میں لایا رستم نے
کہا صاحبزادے کوئی بٹنہ بھی تمہارے پاس ہے کئی دن کے بعد آج نہانے کا
اتفاق ہوا ہے لڑکا بولا ایسا بٹنہ لگاؤں کہ تمام بدن میں خوشبو ہو جائے اگر لڑکا

ایک پیالے مین اُبٹنہ بنا کر لایا سارے چہرے مین رستم کے وہ اُبٹنہ ملا ایسی خوشبو آئی
کہ رستم نے ہاتھون مین اور پانون مین بلکہ سارے جسم مین اُبٹنہ لگایا لڑکے نے
کہا اب غوطہ لگائیے رستم نے غوطہ لگایا لڑکے نے جامے خانے مین لا کر لباس
پہنایا رستم نے سو روپئے انعام کے دیے لڑکا دعائین دیتا ہوا باہر آیا داروغہ نے
پوچھا صاحبزادے کیا انعام ملا عمرو نے ایک روپیہ نکال کر دکھایا کہا کیسے رستم ہین
مین نے مَل مَل کے نہلایا اُسکا بدلہ یہ ہوا کہ ایک روپیہ دیکر چلے گئے سہاک جو دروازے
پر کھڑا تھا خواجہ نے کہا مہتر صاحب تم نہ نہائے خیر یہ روغن تو چہرے پر مل لو سہاک
نے روغن چہرے پر ملا لڑکے نے روپیہ داروغہ کو دیا کہا یہ روپیہ آپ ہی رکھیے صبح کو
بہشتی وغیرہ تقاضا کرینگے مین تو اب رخصت ہوتا ہون جانس وغیرہ بنیے سے جا کر
قرض لونگا تب رات کٹیگی داروغہ نے کہا یہ روپیہ لیجاؤ خواجہ وہ روپیہ بھی لیکر
چلے گئے رستم جو باہر آئے سردارون نے رستم کو دیکھا کہ چہرہ مثل حبشی کے
سیاہ ہو رہا ہے ہاتھ پانون بھی سیاہ سردارون نے سر جھکا لیا کچھ کہہ نہ سکے کہ
سہاک سامنے سے آیا دیکھا سہاک کا بھی چہرہ سیاہ ہو رہا ہے سردارون نے
کہا ذرا مہتر صاحب آئینہ تو ملاحظہ فرمائیے سہاک نے جو آئینہ دیکھا اور رستم پر نگاہ
ڈالی کہا آقاے نامدار آپ تو حبشی ہوگئے جون جون دھوتے ہین رنگ اور چمکتا
جاتا ہے سیاہی کو زیادتی ہوتی ہے رستم نے کہا اے سہاک اب مین کیا کرون سہاک
نے کہا آقاے نامدار یہ کام اُسی ساربان زادے کا ہے اُبٹنہ وہی لگا کے چلا گیا جیسے
میرے چہرے پہ روغن لگا گیا اُسی کے پاس اسکا توڑ ہوگا یہان تو صاحبقران
دربار مین بیٹھے ہین خواجہ آکر کرسی پہ بیٹھے امیر نے پوچھا خواجہ کہان سے آتے ہو
عمرو نے کہا آقاے نامدار زمانہ بہت خلاف ہے امیر نے کہا خواجہ کیا ہوا خواجہ نے
کہا آج کل کی تہمت سے خدا بچائے امیر فرماتے ہین خواجہ تمھاری بات ذہن میرے
نہین آئی عمرو نے کہا محتاج کی بات کیا سمجھ مین آئے مہاجنون کا ہمیر تقاضا ہے جا بجا
جابجا جاتے ہین لوٹ کے جاتے ہین آج صبح سے کئی قرض خواہ آئے کوئی عذر نہین سنتا

یہ ذکر تھا کہ دربار گاہ پر بلوہ ہوا امیر نے کہا دریافت تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہے ہرکاروں نے
بڑھکر عرض کی کہ آپ کے فرزند رستم و سماک عیار روتے پیٹتے ہوئے آتے ہیں حمام
نہانے گئے تھے نہیں معلوم وہاں کیا ہوا کہ رستم کی صورت آفتاب عالمتاب تھی بالکل
حبشی معلوم ہوتے ہیں عمرو نے کہا اے آقاے نامدار میری آہ کا باعث ہے روغن کون
لگانے جائیگا کام تو مجھ سے وہ لیا کہ دہ لاکھ روپیہ میرے خرچ ہوئے دس ہزار دیتے
تھے میں نے نہیں لیے رو رو کر پروردگار سے عرض کی کہ اے خالق تو بدلا لینا
الحمدللہ کہ چہرہ تو سیاہ ہوگیا امیر خاموش بیٹھے ہیں کہ رستم و سماک سامنے
آئے رستم نے پکار کر آواز دی قبلہ و کعبہ فریاد ہے خواجہ عمرو نے نہیں معلوم کیا
لگا دیا کہ تمام جسم سیاہ ہوگیا سماک کا صرف چہرہ سیاہ ہے آواز سے امیر نے رستم
و سماک کو پہچانا ورنہ صورتیں سیاہ حال تباہ اسقدر روتے ہیں کہ دامن گریبان اشکوں
سے تر ہوگیا امیر نے پلٹ کے فرمایا کیوں خواجہ یہ کیا ہوا عمرو نے کہا غریبوں کو
جہانتک ستائینگے سزا پائینگے ابھی تو چہرہ سیاہ ہوا ہے پھر دل سیاہ ہوگا اب ہر قسم
کے عارضے پیدا ہونگے کوڑھی ہو جائینگے امیر نے فرمایا خواجہ خاموش رہو اب
اسکو دفع کرو عمرو نے کہا میں نے جو خدا سے بیتاب ہوکے دعا کی اسکا ظہور ہے
کئی لاکھ روپیہ کا مال میرا گیا دس ہزار روپیہ دیتے تھے وہ بھی خزانے میں داخل
کرا دیے یہ جوانمرگ جو سامنے کھڑا ہے سیاہ رو یہ اٹھا کر لیگیا میں لاکھ چیخا بیٹا کہ لاؤ
بھی دیدو اسنے جواب نہ دیا اور روپیہ خزانے میں بھیجا اسکی یہ تاثیر ہوئی کہ رستم تو
بالکل سیاہ ہوئے سماک کا چہرہ سیاہ ہوگیا اب سیاہی بڑھکر سارے بدن کو
گھیرے گی مبتلا ہے عذاب الٰہی ہیں میں کیا علاج کروں مجھ پر مہاجنوں نے بلوہ کیا ہے
کئی دن سے فاقہ ہے بھوکے پیاسے کی جو دعا قبول ہوتی ہے میں نے جو بلبلا کر
دعا کی کہ پروردگار انکو سزا دے در اجابت وا تھا چہرے سیاہ ہوگئے ابھی اور
قہر عذاب نازل ہوگا ابھی آپ ملاحظہ فرمائیں انکی جان پر بنیگی ابھی تو خیر ہے
صاحبقران نے فرمایا زیادہ باتیں نہ بنائیے انکو لیجا کر اچھا کیجیے علاج دلدار

کھینچے کھڑے ہین کہ اگر یہ سیاہی دفع نہوگی تو مین اپنی جان دونگا سماک کہتا ہے
مین لشکر سے نکلجاؤنگا بھائیون کو کیا روے سیاہ دکھلاؤنگا عمرو نے جھلا کر کہا آغا
جان دیتے ہین عیار صاحب لشکر سے نکلے جاتے ہین روپیہ نہاین صرف کرتے ہین
سخی کی ناؤ کبھی تباہ نہین ہوتی رستم نے کہا عم نادار ہین لاکھ روپیہ دونگا عمرو نے
کہا میرے تین لاکھ روپے صرف ہوے ہین وہ مجھکو ملین تو مین خدا سے عرض کرون کہ
اے کریم کارساز جو انپر بلا نازل ہوئی ہے اسکو دفع کر جیسے یہ دعا میری قبول ہوئی کیا
عجب ہے کہ پروردگار دعا میری سن لے اور عذاب تمپر سے دفع کرے سماک نے بیقرار
ہوکے رستم سے کہا آقا نے نادار برائے خدا تین لاکھ روپے دیجیے رستم نے رقعہ لکھا
سماک کو دیا سماک فوراً جاکے روپیہ لایا خواجہ روپیہ اٹھانے لگے رستم نے کہا
روپیہ نہ اٹھائیے پہلے علاج کیجیے عمرو نے کہا بس یہ علاج ہے کہ حمام مین جاکر
دو میرے حوض مین میرا نام لیکر غوطہ لگائیے جب گرم پانی مین نہا ئیے تب
سرد پانی مین نہاؤ پروردگار تمکو تندرست کردیگا خواجہ عمرو نے تین لاکھ روپیہ
لیا رستم و سماک نے جاکر ٹھنڈے حوض مین غوطہ لگایا اب جو پانی سے نکلے
چہرے آفتاب عالمتاب تھے سارے لشکر مین غل ہوا کہ رستم نے صحت پائی ہرکار
ہفت پیکر کے جو دربار مین حاضر تھے جس وقت رستم آکر دربار مین بیٹھے دربار گاہ
جمال جہان آرا سے روشن ہوئی صاف ثابت ہوتا تھا کہ ماہ تابان لکہ ابر سے
نکل آیا ہرکارے یہ خبرین لیکر سامنے ہفت پیکر کے آئے کل حال کہکر کہا یا خداوند
آج تو عمرو نے رستم سے تین لاکھ روپے لیے اب چہرہ ایسا روشن ہے کہ صاف ثابت
ہوتا ہے چاند گہن سے نکل آیا لشکر مین صاحب قران کے جابجا یہی چرچے ہورہے
ہین یا خداوند آپ دعا عمرو کی قبول کرلیتے ہین ہفت پیکر نے سر ہلایا کہا وہ بندہ
مقبول ہے اسکی دعا بددعا ہر وقت قبول ہے ساحرون نے عرض کی یا خداوند
ہم لوگ اب کاہیکو زندہ رہینگے خواجہ عمرو ہمارے واسطے ہر وقت بددعا کرینگے
ہفت پیکر نے کہا اس مقدمے مین اسکی دعا قبول نہوگی رستم نے اسپر ظلم کیا تھا

اسوجہ سے اُسکی دعا قبول کرلی تم لوگ نہ گھبراؤ اگر تمھارے بارے مین بد دعا کریگا
تو دروازہ قبول کلی نہ کھولین گے لیکن ہفت پیکر کا تردد بڑھتا جاتا ہی کہتا ہی ان مسلمانون
سے کیونکر جان بچیگی چارطرف سے بلوہ کیا ہے فوجین بھی بڑھتی جاتی ہین یہ
دل مین سوچ رہا ہی سردارون کو تسکین دیتا ہی کہ آسمان پر ابر تیرہ وتار پیدا ہوا ایسی
خوش آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا یا تو ہفت پیکر متردد بیٹھا تھا یا ابر کو دیکھکر
شگفتہ ہوا سردارون سے کہتا ہی یارو میری جان آئی ہے کئی برس کا زمانہ گذرا
اس مہ جبین پر جان دیتا ہون اب رنج قدرت کا شکر آئی ہی ملال میرا ناگوارہ ہوا
کیا بہ آکر بیٹھا ہفت پیکر اپنے مقام سے اُٹھا سب سردار کھڑے ہوگئے اتفاق سے
سماک پلداقی پر لے خبر دربار ہفت پیکر مین آیا ہی ستون کی آڑ مین کھڑا ہے ابر جو
وہ بیٹھا ایک تخت ہویدا ہوا اُس تخت پر ایک نازنین ماہ رخسار گیسوے عنبرین
عارض پر پڑے ہوے ہین جب زلفون کو جنبش ہوتی ہے تو بوے خوش آتی ہے
سونگھنے والے مست ہو جاتے ہین ہفت پیکر تو جھومنے لگا کہتا ہی کہ خوشبو دل
اُڑ گئی پکارکر آواز دی ای ملکہ شمیم گیسو کشا کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اُس معشوق
پری پیکر نے ناز سے جواب دیا کہ ای ہفت پیکر مجھکو خبر معلوم ہوئی کہ تیری خدائی
مٹتی ہے ہفت کوہ کو چھوڑکر طلسم باطن مین آیا مسلمانون نے یہان بھی پیچھا چھوڑا
طلسم شکست ہوا آج یہ خبر پائی کہ ماہو رہر دار خوار کوئی ساحر بہت زبردست تھا اُسکو
عمرو نے عیاری کرکے مارا قدرت کو بڑا رنج ہی منظور ہوا کہ چلکر تمھاری خدائی قائم
کرون پھر اپنے ہفت کوہ پر جاکر آباد ہو کل رعایا تمکو سجدہ کرے ہفت پیکر نے
کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان قدرت بہت مجبور ہو رہے ہین شمیم گیسو کشا
نے کہا ای ہفت پیکر یہ جان و ایمان تو نہ کہا کہ مجھکو بہت شاق گذرتا ہی مین مر
کے نام سے بیزار ہون لیکن تو تحفے تحائف بھیجا کرتا تھا اُسکا خیال آگیا کہ چلکر تیرا
سامان درست کردون ہفت پیکر نے تخت اپنا خالی کردیا اور تخت ہفت پیکر پر تخت
اُس نازنین کا آکر قائم ہوا پھر کہا اے ہفت پیکر ایک مجھ سے وعدہ کرکہ خدائی کو

دعوی موقوف کرو سب سمجھکر شہنشاہ کہا کرین ہفت پیکر نے کہا ای ملکۂ عالم مین یہ بھی
قبول کرون مگر طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا اور باپ طلسم کشا کا صاحبقران ہے
اُسکے چند نام میرے یاد ہین اُسکا نام اسم اعظم رکھا ہے اُسپر بھی سحر تاثیر نہین کرتا جب
اُن نامون کو یاد کرتا ہے ساحر کا سحر اُسکے قریب نہین جاتا اور باپ بیٹے لاکھون
مین اکیلے لڑتے ہین اور دیوزادون کو شکست دی اٹھارہ سال پردۂ قاف مین رہکر
سرکشان قاف اُنکے ہاتھ سے مارے گئے پردۂ دنیا مین آکر بڑے بڑے شاہون کو
شکست دی اس طلسم پر بھی بلوہ کیا سب فرزندون نے دربہار شکست کیے طلسم کشا
نے مرحلے توڑے لوح طلسم اُسکے پاس موجود ہے اور کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوشن
و تیغۂ ہفت جوہر کہ تحفہ جات نایاب تھے یہ بھی طلسم کشا کے قبضے مین ہین اسکی کیا
تدبیر کروگی شمیم نے کہا مین ان سب چیزون کی تدبیر کرلونگی ای ہفت پیکر دیکھنا
ان دونون سرکشون کا کیا حال کرتی ہون کس طرح سے تیری سلطنت قائم رکھونگی
شمیم بڑے بڑے لاف وگزاف کر رہی ہے ہفت پیکر کہتا ہے ای نور نژاد حسینان
جہان تمکی اُستاد قدرت دو قیراط مرتبہ بڑھائین کہ نائب سلطنت طلسم ہفت پیکر
کردین شمیم نے شرماکر کہا مجھے سلطنت و نیابت کی کچھ ضرورت نہین میری عملداری
کیا کم ہے صرف ایک باغ ایسا بنایا ہے کہ اگر سامری و جمشید زندہ ہوتے تو اس باغ
کے اوصاف دیکھتے مجھکو اُس باغ کی حکومت کافی ہے کئی سو قریے اسی باغ کے متعلق
ہین ایسا ایک زمیندار مثل بادشاہ کے حکومت کرتا ہے پھر مجھے تمھاری سلطنت
کی کیا ضرورت ہے مگر تمھارا حال سنکر افسوس ہوا اسوجہ سے مین آئی لیکن خدائی
سے توبہ کرو ہفت پیکر گڑگڑانے لگا کہا ای شمیم اگر تو نے سلطنت مسلمانان کو
مٹایا تو ہردو دیو شکالیہ و باختر و پردۂ ظلمات ہفت دربند و فرنگیہ
سب ملک قبضے مین آئینگے شمیم نے کہا ایک شعبدے مین کسی مسلمان کا پتہ نہ لگیگا
جو سامری و جمشید نے سحر آراستہ کیے اُن سب پر میرا قبضہ ہے طلسم کشا
لوح خود استادون تحفہ جات پہننا مین طرف صحرا کے نکل جائین اسکو ہین اُن کو

بزنان مرتبہ دیکھ لون جس شی کو خیال کرون اور تمھارے نقصان کے اشیا اُسکے
قبضے مین ہون اُنکی فکر کرون کہ کسی مقام پر اُن لوگون کو جمنے نہ دون شہنشاہ سرانداز
اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ یا خداوندا بلکہ تو خاتمہ ہی کر دیگی مین چاہتا ہون کہ ملکہ کو
تکلیف نہو اور لڑائی فتح ہو جائے جو کچھ ملکہ نے فرمایا ہو انھین سب باتون کا ظہور
ہوگا آپ میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے کل میدان کارزار مین ملکہ عالم سب کو دیکھ
لین غلام کا سحر بھی ملاحظہ کیجیے شمیم نے کہا ای ہفت پیکر بڑی بات معقول اسنے
کہی مین قلب لشکر مین رہونگی سب کو دیکھونگی پھر کتنی بڑی بات ہو شاید انھین کا
کہنا ہو مسلمان دیوانہ وار طرف صحرا کے نکلجائین سب اہل دربار نے گواہی دی کہ
یا خداوندا یہ ایسا ہی ساحر ہو اسکی اقلیم سے ڈانڈہ کالور و دلیس کا ملا تھا وہان کے
ساحرون کو مار کر اسنے اپنا قبضہ کیا کالور دلیس والے جوگی جیپال کو خدا جانتے ہین بوقت
مقابلہ بھی جوگی جیپال ہی کو پکارتے ہین اسی سے وہ مدد طلب کرتے ہین جب لوگ
نام جوگی جیپال کا لیکر پکارتے ہین تو ہوا اٹھنا دھی چلتی ہے آسمان پر تصویر ایک فقیر
کی نظر آتی ہو بال بڑے بڑے جوڑا باندھے ہوے چولی وار زنار یل ہاتھ مین للکارتا ہو
کہ ای فرقہ خدا پرستان و ای زیر دستان خبردار میرے بندے پر ہاتھ نہ ڈالنا اُس
ساحر کا دور و سحر بڑھتا جاتا ہو حریف کو زیر کر لیتا ہو لیکن اسنے اُن سب کا ذور مٹایا انپر
دخل کر لیا ہفت پیکر نے حکم دیا کہ نام پر شہنشاہ سرانداز کے طبل جنگی بجے بائیس سو
نقارہ پر چوب پڑی شمیم نے اُٹھکر کہا کیون ہفت پیکر اسقدر کیون ہنگامہ ہوا ہفت پیکر
نے کہا جتنے سردار آئے ہین سب نے اپنے اپنے لشکرون مین طبل جنگی بجوایا قدرت
کے کارخانے مین صرف سات سو نقارہ ہوا اور بائیس سو نقارہ بجا ہو سب سردارنکا
دیکھنے آئینگے ہرکارون نے رستم کو خبر پہونچائی کہ لشکر کفار مین کوئی ساحر ہو شہنشاہ
سرانداز نامی اُسی کے نام پر طبل جنگی بجا ہو کل اسکا ارادہ ہے کہ فلک معرکہ آرا سے نبرد
ہو ایک نازنین نہایت حسین پری وش بولی وہ ہفت پیکر آئی ہے بڑے لاف و گزاف
کر رہی ہو وہ بھی کل سحر کریگی رستم نے کہا خدا سے امید رکھ اسست نہ کیجیے کہ مسلمانکو

اشارہ کیا سماک نے آکر نقارخانے مین حکم دیا ستره سو نقارہ بجا
پڑھی بارگاہ ہفت پیکر کانپ گئی لیکن شمشاد سر انداز نے طبل بھی بجوالیں
کنارے پر لشکر کے استادہ کرایا آپ اسمین بیٹھا گرد اُس بارگاہ کے خندق کھدوا دیا
وہ خندق پانی سے لبالب ہوگئی ظاہر مین پانی بھرا ہی دور سے معلوم ہوتا ہی کہ ہزارون
اژدہے بیٹھے ہین سماک ملیدا فی کو ہرکارون نے خبر دی کہ شمشاد فلان بارگاہ مین اترا
ہی سماک بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر چلا لشکر ہفت پیکر مین آیا جا بجا پھرتا ہوا
سامنے بارگاہ شمشاد کے آیا دیکھا گرد بارگاہ صدہا اژدہے بیٹھے ہین منہ کھولے ہوے
چارون طرف دیکھ رہے ہین قلابچہ آتشین چھوڑ رہے ہین سماک حیران ہوا کہ اندر بارگاہ
کے کیونکر جاؤن تا در بارگاہ جانا مشکل ہے اندر بارگاہ کے تو پہونچ نہ سکا گرد بارگاہ کے
چیخ مارنے لگا پہلوے بارگاہ پر آکر دیکھا کہ شکم سے اژدہے کے ایک ساحر سیہ فام
نکلا طرف خندق کے کچھ سحر کرنے لگا سماک نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا
لگایا ایک طفل حسین کی شکل بنکر پکارتا ہوا دوڑا میان ساحر صاحب ذرا میرے پاس
آئیے عیار یہان پتون مین چھپے ہین تم آکے گرفتار کرلو وہ ساحر جھپٹا کہان کہان کہتا
ہوا قریب سماک کے آیا سماک نے کہا وہ سامنے دیکھیے پتے ہل رہے ہین وہان پر
سحر کیجیے اُس ساحر سیہ فام نے جھولی سے اُس کے دانے نکالے چاہا جھپٹ کر بار لیتا
کرو جو پتون کے نیچے ہو وہ جل جائے سماک جست کرکے پہلو پر آیا یہ تو اپنے سحر کرنے
مین مصروف ہی سماک نے خنجر مارا کہ ساحر سیہ فام کا شکم چاک فصد پاک ہوا اژدہے چلنے
لگے سماک نے لاشہ اُس جادوگر کا کاندھے پر ڈالا پکارتا ہوا دوڑا اری شہنشاہ ساحران
ذرا باہر آئیے ایک عیار اس اژدرنشین کو مار کر بھاگ گیا مین نے اُسکا پیچھا کیا
لاشہ اُسکا اٹھا لیا شمشاد نے جو یہ آواز سنی بارگاہ سے باہر آیا دیکھا کہ ایک ساحر
لاشہ اژدرنشین کا کاندھے پر لیے ہوے کھڑا پکار رہا ہی شمشاد نے کہا اے ساحر
تو نے بڑا کام کیا کہ لاشہ اُسکا اٹھا لیا ورنہ عیار سر کاٹ لیجاتا سماک نے چاہا کہ شمشاد
کے پاس پہونچون تو اُسکو بھی خنجر مارون شمشاد نے پکار کر آواز دی کہ

اسرار زار دار دیکھو تو یہ ساحر کون ہی اور جس عیار نے اژدر لشین کو مارا وہ عیار کہان ہی
جلد ظاہر کرا ایک برق چمک کر سماک پر گری کہ لاشہ کاندھے سے جدا ہوکر الگ گرا
سماک کا رنگ اور روغن اُڑ گیا پاؤن زمین سے تھام لیے سماک نے ہرچند پکار کر کہا
ای شمشاد مجھے کیون قید کرتا ہی مین عیار کو گرفتار کرا دونگا سامنے بھاگ کر گیا ہے
دور بڑا دوڑا پھر رہا ہی شمشاد نے نہ مانا ایک ساحر سامنے کھڑا تھا پکار کر آواز دی ای
ماران سیاہ رو اس عیار کو لیجا کر قید کر ماران سماک کو کھینچتا ہوا لیچلا کچھ سحر بھی کیا
ہو کہ سماک جھکا چلا آتا ہے مگر ہاتھ پاؤن مین رعشہ دل کانپ رہا ہی مگر برق ثانی
بازار مین کھڑا تھا ایک ساحر کی زبانی سنا کہ سماک گرفتار ہو گیا ہی تڑاپ کر صورت
بدلتا ہوا چلا نصف راستہ طی کیا تھا کہ ایک ساحر کو آتے ہوے دیکھا جھک کر
سلام کیا کہا آپ کا نام نامی کیا ہے اُس ساحر نے کہا ماران سیاہ رو کا بھائی تاریک
جادو میرا نام ہے برق ثانی نے حباب مار کر اُسکو کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل
بناکر دوڑا پکار کر آواز دی بھائی صاحب ذرا ٹھہر جائیے دیکھیے خداوند نے کیا فرمایا ہی
ذرا سن لیجیے ماران ٹھہر گیا برق ثانی نے قریب آکر ایک کاغذ ہاتھ مین دیا ماران نے
پڑھا اُسمین لکھا تھا طرف سے شمشاد کے کہ ای ماران قید عیار کی اپنے بھائی کے
سپرد کرو تم دربارگاہ پر آؤ حفاظت مین مصروف ہو ہرچند کہ حفاظت معقول ہاتھ مین
اسرار زدار کے ہی یہ دیکھتے ہی ماران نے قید سماک بھائی جانکر برق ثانی کے
سپرد کی آپ طرف بارگاہ شمشاد کے بھاگا برق ثانی سماک کو لیکر کنارے آیا سماک
کو رہا کیا کہا بھائی صاحب یاد رکھیے گا سماک ایک جانب گیا برق ثانی طرف بارگاہ
شمشاد کے چلا ماران سیاہ رو نے آکر شمشاد کو آواز دی شمشاد نے نکلکر پوچھا
کیون ماران عیار کو قید کر دیا ماران نے کہا مین آپ کے حکم کو بجالایا تاریک کو
قیدی سپرد کر دی مین اب خیمے کی حفاظت کرونگا شمشاد نے کہا او سوختہ مین نے
کسکو بھیجا تھا کہ تو نے قیدی اُسکے سپرد کی ماران نے نوشتہ دکھایا شمشاد نے کاغذ
پھاڑ ڈالا ماران کو حکم دیا جاکر اپنی بارگاہ مین بیٹھ ماران سیاہ رو روتا ہوا روانہ

ہوا شمشاد نے پکار کر آواز دی کہ اے اسرار راز دار خیمے کی حفاظت بھی تیر سے سپر ہے
یہ کہکے پلٹا اسرار نے اشارہ کیا خندق مین بجائے آب آگ روشن ہوگئی برق ثانی
نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا گرد بارگاہ کے چرخ مارا کیا مگر اندر جانے کی کوئی صورت
پیدا نہ ہوئی ناچار طرف اپنے لشکر کے پلٹا اب وہ وقت ہے کہ ستارہ سحری چمک
چکا ہے شہنشاہ ماہ تابان نے شکست فاش کھائی قلعہ مغرب مین جاکر چھپا شہنشاہ
زرین پوشش کل فوج ضیا و شعاع کو ساتھ لیکر میدان زبرجدی مین آیا ادھر برق ثانی
ایک گوشے مین چھپکر دیکھنے لگا دیکھا اول اول صاحبقران زمان مع سرداران
نامی و پہلوانان گرامی میدان کارزار مین تشریف لائے ایک طرف سے گرد اڑی سیم
پیلین جملہ سوار ساتھ جادوگرنیان طاؤسان زرین بال پر سوار میدان کارزار مین
آکر ٹھہرے کہ طرف سے ہفت پیکر کے گرد اڑی ساحر فرداً فرداً آنے لگے یکایک تو
نقارے بجنے لگے سب نے دیکھا کہ ہفت پیکر تخت پر سوار قلب فوج مین آکر ٹھہرا
فوجون سے میدان بھرے ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے شمشاد سرانداز
سب کے آگے بڑھا ہوا آتا ہے اسباب سحر جھولی مین بھرا ہوا چار لاکھ ساحر
اسباب سحر سے درست چالاک و چست پشت پر اس کی سیماکی چلے آتے ہین ایک
ابر سیاہ کہ جسمین اسباب سحر بھرا ہوا ہے سر پر شمشاد کے سایہ فگن ہے صفین جمنے لگین اچھا
صفوف آرائی نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہا کہ ہٹنے ملکہ شمیم گیسو کشا بھی قصر
عشرت کے پہلو مین ایک قصر نہایت آراستہ و پیراستہ ہے اسمین جاکر برجے پر جا
بیٹھین فرزندان صاحبقران کے جمال پر نگاہ پڑی کبھی ایرج کو حیران حیران دیکھتی ہے
کبھی نور اللہ ہر پر نگاہ ڈالتی ہے کبھی شوکت قاسم پر نگاہ کی بے ساختہ دل سے آہ کی
کبھی جمال جہان آرائے بدیع الزمان پر نظر ڈالی حیران جمال و محو دیدار ہو رہی ہے
کبھی طلسم کشا کو دیکھتی ہے کہ چالیس شاہزادیان ایک ایک بلائے روزگار ملکہ
سنبل ہفت گیسو سب کے آگے کھڑی بل کر رہی ہے اشارے سے کہ طلسم کشا کے طالب
ہو سکا کے گوہر پوش چاہتی ہین کہ آج تو مجکو اجازت ملے شوق فزا تجھ ار ہر مرتبہ ہی

چاہتی ہو کہ طاؤس کو اُڑاؤن مقابلے مین اس نامرد کے جاؤن لیکن شمشاد سرانداز
نے جب دیکھا کہ کیت کڑکا کہکر ہٹ گئے تو اُسنے مرکب اپنا پھیرا پاس ہفت پیکر کے
آیا عرض کی اجازت میدان ملے ہفت پیکر نے کہا اے خیرخواہ دولت آخر تمھارا کیا ارادہ
ہو کس سے مقابلہ کروگے اُسنے دست بستہ عرض کی میرا تو ارادہ ہو کہ طلسم کشا کو
پکارون تحفہ جات چھین لون لوح حاصل کرون کوئی تدبیر ایسی کرون کہ بعد اُن کے خود
صاحبقران کو لڑون ہفت پیکر نام سے صاحبقران کے کانپنے لگا کہا اسکے
شمشاد حمزہ بلا سے روزگار ہے اُسکو نہ پکارنا طلسم کشا کو بھی نہ للکارنا جادوگرنیان
کھڑی ہین انمین جسکو چاہو پکارو سب مین تم حقیقت ماہی سحر ہو اگر اسکو گرفتار کرلیا
تو طلسم کشا کو بڑا صدمہ ہوگا طلسم کشا بدل اسکو چاہتے ہین نہنگ بحری عرض مین
ماہی سحر کے نکلیگی یہ زور و شور مقابلہ کریگی جسکو پکارنا سمجھ کے پکارنا جو نکلیگی وہ
آفت برپا کردیگی اس طلسم کی یہ جادوگرنیان سرگروہ ہین ان سب نے شریک ہوکر
طلسم کشا کو زور دیا ہی ہفت کوہ انھین جادوگرنیون کی کوشش سے فتح ہوا ورنہ
قدرت طلسم باطن مین نہ آتے شمشاد نے عرض کی قدرت ملاحظہ کرین کہ مین جا کے
کیا کرتا ہون اب قدرت کچھ تقدیر نہ کرین صرف تماشہ دیکھین یہ ابر سحر جو آسمان پر
آپ دیکھ رہے ہین اسمین وہ عجائب و غرائب بھرے ہین کہ کوئی ساحرہ برداشت
نہ کرسکیگی مین جاکر سنبل کو پکارتا ہون ہفت پیکر نے بہت بہت منع کیا مگر وہ مغرور
عقل و فراست سے دور جھومتا ہوا میدان مین آیا آکے پکارکر آواز دی اے فرقہ
خدا پرستان و زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مجھ سے آکر مقابلہ کرے مین ہون
شمشاد سرانداز کیون اے طلسم کشا یہ جادوگرنیان میدان مین کیون آئی ہین کیا
ہم لوگون کو اپنا جمال دکھاتی ہین شمیم گیسو کشا کے ہوش درست نہین ہین جمال
رستم دیکھ رہی ہے رنگ رو اُڑا ہوا ہے کنیزین گرد بیٹھی تھین انھون نے پوچھا کیون
واری مزاج کیسا ہے لگا شمیم گیسو کشا نے ٹھنڈی سانس بھرکر جواب دیا اری کمبخت کیا

نظم

پوچھتی ہو اپنی تو یہ کیفیت ہو

ایک جہان دیوانہ اُس زلف دوتا کا ہو گیا ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہو گیا
آپ کو کھویا اگر چہ یاحت را نکلا ہو گیا راز جب منکشف فقر و فنا کا ہو گیا
ہمکو جبھی آخر حضور قاب ہوتا ہی کبھی عرض کر لین گے جو موقع التجا کا ہو گیا
حائل نظارہ دیدار کیا ہو گی نقاب وہ پردہ جسکا بڑی شرم و حیا کا ہو گیا
آہ نگاہ تیر سے دل ہو گیا جسم دوچار مین نے جانا سامنا تیر قضا کا ہو گیا
ہو کے غمزے سے جنت مین گیا قتل ابتک اور پری رو کشتہ جو تیری ادا کا ہو گیا
یاد مین اُس سرو قامت کی یہ کی فریاد نے وہ قد بالا الف آخر ندا کا ہو گیا

نگار ملکہ شمیم نہایت عقلمند ہی شعر پڑھ کے جواب دیا کہ میرے پاس سب کے دیوان جمع ہوتے رہتے کہ ظراف کہتے ہین اُنکی غزل اسوقت یاد آئی مین نے پڑھ دی اسکے کچھ معنی سمجھو لیکن شمشاد نے جو پکارا جادوگرنیون مین ہنگامہ ہوا اسپ بڑھ کر طلسم کشا سے اجازت مانگنے لگین سنبل ہفت گیسو پریشانی مین کہتی ہی اے شہریار مجھے اجازت دیجیے لیکن ملکہ مشکبار طاؤس کو اُڑا کر سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آئین عرض کی اے شہریار کنیز کو حضور رخصت فرمائین اس مغرور کے سحر کو دیکھون حضور کے سامنے سمجھا دون بادشاہ نے فرمایا اے مشکبار سب ہمسر تمھاری رستم سے اجازت مانگ رہی ہین رستم فرماتے ہین کسکو اجازت دون کسکو روکون تمکو کیونکر اجازت دون عرصہ جو ہمنبرد کے نکلنے مین ہوا شمشاد پکار اُٹھا کہ اے طلسم کشا تم ہی میرے مقابلے مین آؤ کچھ لوح کی کرامات دکھاؤ رستم مرکب بڑھا کر سامنے بادشاہ کے آئے مرکب سے کود پڑے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا عرض کی کہ حضور جلد اجازت دیجیے حریف کلہ زنی کرتا ہے طعن آپ کے ملازمون سے نہین سنی جاتی بادشاہ نے فرمایا اے رستم نامدار بی مشکبار اجازت مانگ رہی ہین کیونکر آپکو اجازت دین اسلئے کہا کہ اب ہم خود میدان مین جاتے ہین یہ فرما کر تاج سر سے اُتارا خود زرین پہنا فیروزہ پوش عمرو مرکب لیکر قریب آیا صاحب قران نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا مرکب اُڑا کر قریب آئے بادشاہ سے دست بستہ کہا کیون حضور کیا ارادہ ہی بادشاہ نے فرمایا

حضور دخل نہ دین رستم و مشکبار مجھ سے اجازت مانگتے ہین ادھر چالیس
جادوگرنیان بگڑی ہوئی ہین مین کس کس کو اجازت دون لہذا مین خود نکلونگا
صاحبقران نے فرمایا حضور کیون تکلیف کرین اس حقیر کو اجازت دین مین سر
اس مغرور کا حاضر کرون یا جان کو قدم پہ نثار کرون ملازمون کے ہوتے ہوے حضور
مقابلہ کا فرین ہو یہ امر ہمارے لیے باعث ہتک ہے بادشاہ نے فرمایا مین تو حضور
کو اجازت نہ دونگا خود ہی میدان مین جاؤنگا رستم نے جو دیکھا کہ صاحبقران و بادشاہ
مین تکرار ہونے لگی رستم نے تیغۂ ہفت جوہر نیام سے کھینچا اور گلے پہ رکھ لیا کہا آج
مین قدمون پہ نثار ہوتا ہون شمشاد نے جو دیکھا کہ کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا
سمجھا کہ مسلمان مجھ سے دب گئے پکار کر آواز دی یا صاحبقران مین خود آتا ہون یہ بھی
میرے سحر مین تاثیر ہے کہ سب کو کھینچ لائیگا مگر شمیم گیسوکشا یہ سب ماجرے بنگاہ غور
دیکھ رہی ہے کنیزون سے کہتی ہے مسلمانون کو کیا جوش جرأت ہے کتنے آدمی آمادہ جنگ
ہین لو اور غضب دیکھو طلسم کشا نے ناچار ہو کر تلوار گلے پہ رکھی ہے بادشاہ نے تکرار کر
فرمایا اے عم نامدار ہین میدان مین نہ جاؤنگا اور قبلہ و کعبہ کو رخصت نہ دونگا۔
مشکبار کو اجازت دیتا ہون ملکہ مشکبار نے جو اتنی بات سنی کہ بادشاہ مجھکو اجازت
دینگے فوراً طاؤس اڑا کر جھپٹی آواز دی اے خوشبو سے دماغ رس ہین مغرور
کو لینا خبردار مہلت نہ دینا جون ہی ملکہ نے کہا شمشاد کے دماغ مین خوشبو پہونچی
جھومنے لگا پکار کر آواز دی۔ نظم

تیشۂ فرہاد یان سر بھی بدن پہ بار ہے | جان شیرین میری اک شیرین دہن پر بار ہے
لے وہ کیونکر مرغ دل کو نازکی سے ہاتھ مین | عندلیب زار شاخ یاسمن پہ بار ہے
ہم سبک دوشون سے طے ہوتی ہو راہ عشق | رشتۂ زنار دوش برہمن پر بار ہے
گو نزاکت انتہا کی ہے میان یار مین | اسکا مضمون بھی مرے نازک سخن پر بار ہے
کیا نزاکت ہو کہ بوے عطر سے ہو بد دماغ | رنگ مہندی کا کف نازک بدن پر بار ہے
وہ گئے دن جو اٹھا لیتا تھا کوہ عشق کو | کاہ کا سایہ بھی اب ناسخ کے تن پر بار ہے

یہ اشعار پڑھتا ہوا چاہتا ہی قریب مشکبار کے جاؤن اور قدمون کو بوسہ دون کہ اُسپہ سیاہ
کو جنبش ہوئی ابر پھٹا سب نے دیکھا ایک ساحر تخت پر بیٹھا ہی سامنے آتش کا
انبار رکھا ہی کچھ گولیان بنا رہا ہی وہ گولیان بنا کر منھ مین ڈالین منھ سے نکال کر شمشاد
پر پھینکین یا تو آتش کے آنے کی گولیان تھین یا سب نے دیکھا دو طائر بلندی پر
قریب سر کے اُڑ رہے ہین پھر اُس ساحر نے اشارہ کیا ہاتھ ہلا دیا ایک برق چمکی
اُن طائرون کے سر کٹ کر گرے خون اُن طائرون کا سر پر شمشاد کے گرا یا تو شمشاد
جھوم رہا تھا چاہتا تھا مشکبار کے قدمون پر گرون ہاتھ باندھ کر حال دل کہون کہ
شمشاد کو ہوش آیا تخت پر جو زنگی بیٹھا تھا قہقہہ مار کر ہنسا پکار کر آواز دی اے
شمشاد کیا کہنا مشکبار کے دام مکر مین پھنسے تھے مگر خوب بچے ہمنے تمکو بچایا یہ قید
پر ہدو کی یہ طائران ساحری تھے جنکا خون تجپر گرایا مگر افسوس تمکو عبرت نہ آئی اب
کوئی شعبدہ صرف کرو کہ میدان مین نام ہو زندگی پر تمھاری حرف آچکا ہی سامری
و جمشید تحریر فرماتے ہین کہ آج تمھارا روز انتقال ہے غلام کو آپکے بڑا ملال ہے
یہ باتین طعن آمیز سنکر شمشاد نے ایک کارد جھولی سے نکالی زبان پر اپنی چھیری
چند قطرے خون کے اپنی زبان کے لیے وہ خون اُسنے مشکبار پر پھینکا مشکبار
چرخ نا کر گری اور بیہوش ہو گئی شمشاد تلوار کھینچکر جھپٹا کہ سر مشکبار کا کاٹ لون
شمیم قصر پر بیٹھی دیکھ رہی تھی اسکو بہت ناگوار ہوا زلفون کو جنبش دی شمشاد
کو یہ معلوم ہوا کہ پاؤن مین زنجیر پڑ گئی آگے نہین بڑھ سکتا اپنے مقام پر کھڑا جھوم
رہا ہی اہل اسلام دعائین مانگنے لگے رستم پکار اُٹھے ای خالق بے نیاز و ای رب
کارساز مشکبار کو اس ظالم سے بچا لے نظم

| بہر چار سو ہست حق جلوہ گر | بہر دیدہ مخفی بشکل لطف |
| --- | --- |
| از و یافت نور حسن آفاق ظہور | بلندی و پستی و زیر و زبر |
| گہے را دو ھاکے و گہے نور و نار | گہے گرم و سرد و گہے خشک و تر |
| گہے جاہل خالی از عقل و ہوش | گہے صاحب علم و فضل و ہنر |

گہی مست و گہ صوفی باصفا — گہی ہوشیار و گہی بیخبر
گہی قطرہ و ابر و بحر پر آب — گہی کان یاقوت و لعل و گہر
گہی شمع بزم زمین و زمان — گہی بر فلک نور شمس و قمر
گہی شاہ گردن کش و سرفراز — گہی در اطاعت نگون کردہ سر
گہی حاکم مسند عز و ناز — گہی بستہ از بہر خدمت کمر
گہی بادشاہ بلند اقتدار — گہی بندۂ زار و خدمتگزار

اسوقت ایک عجب تہلکہ ہو مشکبار تو میدان مین بیہوش پڑی ہو یا ستارۂ سحری
چمک رہا ہی شمیم ہر مرتبہ زلف عنبرین کو جنبش دیتی ہی شمشاد بڑھکر ٹھہر جاتا ہی قدم نہین
اٹھا سکتا آخر طرف ابر کے متوجہ ہوا پکار کر آواز دی ای مسلمین و مددگار ذرا اپنا
دکھا دے میرا قدم نہین اٹھتا دل خود بخود بیٹھا جاتا ہی قلب کھٹرا تا ہی ایسا نہو پاؤن
زمین مین گڑ جائین کسیطرح کا خیال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اس ساحر نے
تختہ اپنا ابر سے نکالا جھولی سے کچھ مانش کے واسطے نکالکر پھینکی کہ شمشاد کے دل مین
طاقت آئی تلوار کھینچکر بڑھا شمیم گیسوکشا نے مسکرا کر ہاتھ ہلا یا اب تو شمشاد پیچھے
ہٹنے لگا آگے نہین بڑھتا کہ یکایک گھوڑے لشکرون کے بدلگامیان کرنے لگے
چلتے تھے رانون سے راکب کے نکلجاتین کہ صحرا سے گرد اڑی شمیم نے دیکھا کہ ایک
جوان کمسن ہی کہ پشت مرکب پر اچھی طرح بیٹھی نہین جمتی لیکن مرکب وہ چالاک ہے
کہ چاہتا ہی ہوا سے چند قدم آگے بڑھ جاؤن برق کی تڑپ دکھاؤن سبزۂ فلک
کو پامال کرون خود ضیابار پر سر تیغۂ برق تاب زیب کمر انگشتر جہر ماہ ہاتھ مین مثل
ستارۂ سحری چمک رہی ہی مگر چہرے پر دیوانہ پن آنکھین سرخ سرخ ابلی ہوئین
اُنمین لال ڈورے نشۂ وحشت کے اسی ہزار دیوانے ہمراہ پشت مرکب پر بال
چہرون پر چھوڑے لیے ہوئے جو بدستین کاندھون پر مرکب [illegible] بڑھے
مونھ سے نکلے ہوئے گرد اڑا دی ہین جست و چالاکی سے ایک طرار سے [illegible]
آسکے ہین مگر وہ جوان جو آگے [illegible]

کو جو دیکھا رکابون پر سر جھکا کے سلام کیا میدان مین جو ایک ساحر کو دیکھا کہ اسکا
رہا ہو تیغہ چمکا رہا ہو ایک نازنین مہ جبین مثل ستارۂ سحری پیش پڑی ہے یہ
جری بہادر صف شکن نغرہ سنگ ساحر کا بیقرار ہو گیا اور وہین سے للکارا دنا مرد
ہم تیرے مقابلے مین آئے ہین تجھکو سمجھاتے ہین شمیم گیسو کشا نے جو شاہزادہ غضنفر
ہین اسکو اس جاہ و جلال سے دیکھا فرزندان صاحبقران کو عرصے سے دیکھ رہی
تھی اب جو دیکھا تو یہ جوان آفتاب جمال خورشید مثال ہر بیباکی اور چستی و چالاکی
اسپر ختم ہو حقیقت مین لشکر مین صاحبقران کے بے مثل و بے نظیر ہے چہرہ رشک ماہ ہو اپنا
دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بدعت سنگ محبت سے ٹوٹا ہر چند
چاہا ضبط کرون نہ ہو سکا اٹھنے کا ارادہ کیا دل بیٹھا جاتا ہو قلب بیقرار ہو ٹھنڈا ٹھنڈا
پسینہ پیشانی پر آیا چاہتی ہو کنیزون پر حال نہ کھلے یہ آتش عشق پنہان رہے
مگر شعلہ ہاے آتش عشق سر کھینچ رہے ہین سلطان عشق کی مزرع دل پر چڑھائی ہوئی
سلطان عشق و محبت کان مین کہہ رہا ہو کہ اسکی رسوائی عاشقون کی بادشاہی ہے دیکھو
مجنون کا کیا رتبہ ہوا فرہاد کو کوہکن کا خطاب ملا شیرین نے اپنی جان شیرین دی زلیخا
عشق یوسف مین کس حال کو پہونچی کوچہ گردی اسکو نصیب ہوئی کہ پھر اسکے یوسف
کو خود دام جفا مین پھنسی آٹھ پہر کہتی تھی ہائے مین نے کیا مکر کیا کہ معشوق کو قید کرایا
کوٹھے پر چڑھ کے دیکھتی تھی یوسف قید خانے مین شاد تھے اسکو عبادت خانہ بنا کے
عشق مین اپنے معبود حقیقی کے مبہوت تھے کبھی زلیخا کا خیال نہین زلیخا جدائی مین
بیقرار اے شمیم یہ پریشانی یہ حیرانی مزہ دکھائیگی کوچۂ عشق مین ثابت قدم کہلائیگی

بقول شاعر

**قطعہ**

کہین آنسو کی یہ سرایت ہے
کہ بلند کی جیب ... داغ کا پایا

عشق ہر تازہ کار و تازہ خیال
اور کہین خون جگر کا پیتا ہے
کہین نالہ ہے اور کہین ...

ہر جگہ اسکی اک نئی ہے چال
گر نہ اسکو داغ کا پایا
وہ کون باتین غرض ہین اسکی خو

جس کوچے مین یہ شرف حاصل ہو اس راہ سے منھ پھیرنا عین حماقت ہو عشق کی بدولت
عزت ہی کیسے کیسے کاملین اس دام مین پھنسے مگر کشاکش مین پڑے گئے قیس مجنون ہوئے

شہزادہ ہوئے لیلی کے عشق میں وحشت مجنوں اپنا سقام کیا آخر میں اپنا نام کیا کہ وفتر محبت میں استاد عشق با ذلت نام ہوا شمیم تو بہ نگاہ محبت ماہ اوج صاحبقرانی کو دیکھ رہی ہو مگر شاہزادہ غضنفر بن اسد بعد شد و مد شمشاد پر جا پڑے مرکب کو جولانون مین مسلا کبھی کداطرا رہے بھرنے لگا بقول حضرت قمر نظم

قمر وصف توسن قلم کیا کرون
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
ہراک نقل ہے شیہہ ہمیشال
وہ کوہ گران ہی یہ پا سنگ ہی

کہ شبدیز خامہ کا پالنگ ہی
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار
قدم با قدم مائل جنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح

ملا ہی عجب رنگ شکلین اسے
صبا نام رکھون تو بیننگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

تحریر اوصاف مرکب مین سمند کلک طرارے بھرنے لگا چاہتا ہی میدان قرطاس کو پامال کرون سبزہ تحریر پر قدم نہ رکھون اگر عارض گل پر قدم رکھون تو نشان سم نہ پڑے حباب دریا پر بار نہون ہر ایک کہے کہ اشہب کلک بڑا چالاک ہو چست و بیباک ہو دائرے حرفون کے نقش سم بنگئے ہر ایک حرف سے چالاکی پیدا ہو کشش شین کو گردن مرکب لکھون یا قلم روک لون بہ سبب اوصاف دیکھے بھالے ہین لپیٹ سے تشنیم سمجھے پاؤن نکالے ہین اس شوکت سے قریب شمشاد پہونچے للکارا کہ او نامرد بینا دہیت کون ہو مرکب اشارہ کردون تو ایک ٹاپ مارے اس ماہ رخسار کو پامال کردے شمشاد سمجھا کہ شاید خداوند نے اسکو بھیجا ہو کہا ای جوان یہ ناز مین طرفدار اہل اسلام ہو مین نے اسکو سحر سے بیہوش کیا ہو چاہتا ہون سرکاٹ لون مگر قدم نہین اٹھتا کوئی پیچھے کھینچ لیتا ہو نا چار ہو رہا ہون غضنفر نے کہا او نامرد اب پھیر کبھی سحر کرکہ بیہوش ہو جائین تیسرا مطلب دلی حاصل ہو یہ کہکے تیغہ رویین شگاف چمکا یا شمشاد نے گولہ مارا اس گولے کو شمیم نے دیکھا کہ قریب غضنفر آکر اکپھٹ کر زمین مین غرق ہو گیا اب تو شمشاد حیران ہوا لیکن شمیم یا تو بیقرار تھی کہ اس ظالم کے سحر سے یہ صاحبزادہ کیونکر بچیگا مگر جب گولہ پھٹکر غرق زمین ہوا تو اچھل پڑی تعریفین کرنے لگی پکارتی تھی ای جوان خدا سے نادہ یار تیرا تجھکو اسکی بدعت سے بچائے گولے کو خوب باطل کیا یہ کمال کیونکر حاصل کیا غضنفر

## عجب کیفیت ہے نظم

ترک مقصود کا سودا ہوا اپنے سر کے ساتھ
گردہ کی طرح لپٹے جاتے ہیں پیر کے ساتھ

دیکھتا ہوں حسن کے عالم کو میں نیو سر کے ساتھ
مجھکو دکھاتی ہے نیا گوشہ چشم گوہر کے ساتھ

سیاہش عاشق مزاج ہے ساقی جہد و ہو گئیں
بوسہ لب کی اگر کبھی فرصت ملے ساغر کے ساتھ

سبزہ خط کو دکھا کر توڑے نار لب سے جھینیں
ہنس ہنس اُن لبوں کو ملتا ہوں کا خضر پیغمبر کے ساتھ

پر کترتا ہو مرے صیاد تو کاٹ اس طرح
مضمون پرواز کبھی اُڑ جائے بال و پر کے ساتھ

جو ہر آسکے ایک دن سفاک اسیر کھولکر
لاگ رکھتی ہے مری گردن ترے خنجر کے ساتھ

دوستی کا فر کا قاتل ہے ترا حسن شباب
آتش افروختہ یکساں ہے خشک و تر کے ساتھ

اسقدر شیریں بیاں ہے دلربا ہوتا ہے سبین (?)
شیر وا ہے جسنے ملا یا ہے شکر کے ساتھ

اسقدر نفرت ہے اُس سے مجھ کو کل ہمیشہ کو
اسقدر ہو گی ندامت روز محشر کے ساتھ (?)

ہو اشارہ جنبش مژگان سے اُس کی نگاہ کو
دم نکل جاتا ہے سودائی کا اک ابرو کے ساتھ (?)

قدر دیوانے کی ہے ہنگامہ طفلان شہر تک
چاہیے سالار لشکر ہے یہ لشکر کے ساتھ

صورت آباد جہان کے حسن کا شیدا ہوں
صندل اس شانے میں ملتا ہے جو [illegible] کے ساتھ

جب [illegible] لاتا ہے تصویر تیرے دانتوں کا مجھے
ڈوبتا ہوں اشک کے قطروں کے [illegible] گوہر کے ساتھ

ہم ہی کا جو کبھی ہوتا ہے آتش اتفاق
قیصر [illegible] اگر دیتا ہے مرا مرمر کے ساتھ

کنیزوں نے عرض کی واری ہم لوگ خیر خواہ ہیں آپکی پریشانی سے ہمارے حال بھی تباہ ہیں ظاہر کیجیے کہ ہم رفع تردد کریں اگر خفا ہو اسے کوئی تکلیف پہونچا تو ہمکو کون پوچھیگا یہ کہکر کنیزیں تلووں سے ملنے لگیں کہا واری پاؤں سے تلووں کے آگ نکل رہی ہے ملکہ نے کہا تمسے کیا حال بیان کریں میدان داری جو ہو گئی [illegible] میدان کا تماشہ دیکھنے گئی شمشاد سرانداز جادو گر نے اپنا شعبدہ دکھایا کہ [illegible] لشکر کو بیہوش کیا صحرا سے گرد اٹھی تو ایک صاحبقران زمان کا اس شوکت شان سے آیا کہ کلیجے پر چھری پھر گئی آکے ساحر کو مارا ایک پہلوان دیو خصال کو للکارا [illegible] للکار لیا ایک وار میں مار لیا [illegible] فوج [illegible] قراقروں سے جا پڑا [illegible] لگا

قتل کرکے نکل گیا کوئی بھی نہ روک سکا اسکی گرفتاری کو شہپر نیزہ باز گیا ہے خدا اُس
شہریار کو بچائے اسکے ساتھ فوج بہت ہے اُنکے ساتھ فوج کم ہے دل چاہتا ہے کہ جاکر اُنکی
مدد کروں شاید کسی طرح سے ملاقات ہو جائے تو مطلب دلی بر آئے اسیر کنیزوں نے کہا
اری آپکا جانا تو اچھا نہیں کیا عجب ہے خداوند کو خبر ہو وہ آٹھ پہر آپ کا نام لیتے ہیں
کل ہم لوگوں سے کہتے تھے کہ تم لوگ بیکار ہو ملکہ شمیم کو سمجھا کے لاؤ ہم نے وعدہ کر لیے
ہیں کہ نیابت اپنی انکو دینگے تمام اہل دنیا انکو سجدہ کرینگے آئندہ تمھیں اختیار ہے
اگر آگاہ ہو جائینگے تو بڑا فساد لائینگے شمیم نے کہا اب جو کچھ ہو جب اوکھلی میں سر دیا تو
دھمکیوں سے کیا ڈر میں دل سے عہد کر چکی کہ مسلمانوں کی شریک ہونگی خواہ اسمیں وقت
میری جان جانے کا آگیا ہو منظور یہ ہے کہ شریک صاحبقران ہو کر طلسم کشا سے ملاقات
کروں اور ملکہ ہفت پیکر اسیر کیوں ہیں یہاں تو ملکہ کا یہ حال ہے کہ برائے غضنفر قلب پر
ہجوم غم و ملال ہے مگر شاہزادہ غضنفر لب جنگ سے ذکر کرتے ہوئے صحرا میں جاکر ٹھہرے
تھوڑے سے عرصے میں سب قزاق آگئے قزاقوں نے عرض کی آقا آج کی جنگ بہت سخت
سخت شب کیونکہ بسر ہو جنس غلہ ساتھ نہیں ہے غضنفر نے کہا کوئی قریہ تلاش کرو چلکر
زمیندار پر دھمکی دیں قزاق گھوڑے اڑا اڑا کر چلے ایک سوار تھوڑی دیر میں پلٹ کر
آیا عرض کی پہلو میں اسی پہاڑ کے ایک گاؤں ہے کہ نام اسکا عشرت آباد ہے
عشرت خیز جادو اسکا زمیندار ہے مگر یہ خبر سنی ہے کہ بڑا ساحر زبردست ہے اُس
قریے میں کئی ہزار مکان بستے ہیں قصر عشرت خیز میں انکا خراج جاتا ہے متعلق
قصر عشرت کہلاتا ہے اور کوئی قریہ قریب نہیں ہے جنگ سخت پڑیگی غضنفر نے
کہا چلکر اُسے پیغام تو دو شاید بخوشی دعوت کرے ورنہ علاج ہو جائیگا یہ کہکے غضنفر
نے اُسی سوار کو حکم دیا کہ گاؤں میں جاؤ ہمارا پیغام اُس زمیندار کو پہونچاؤ
سوار گھوڑا اڑا کر چلا گاؤں میں آیا دیکھا وقت شام قریب ہے عشرت خیز
جادو بڑے قد و قامت کا جوان ہے در قصر پر ایک کھٹا بچھا ہے اُسپر
زمیندار صاحب بیٹھے ہوئے اسامیوں سے باتیں کر رہے ہیں اور سے چونیا کو بلاؤ

کہو چولی ادا کرتے نہین پھر کھیت چھوڑ دے سال گذشتہ کی باقی اسکا پوتا ادا کرے سپاہی
دوڑ دوڑ کر جاتے ہین اسامیون کو بلا کر لاتے ہین کہ سوار نے آکر سلام کیا زمیندار نے پوچھا
تم کون ہو اس دیہات مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا سوار نے عرض کی کہ ہمارے افسر اعلی
نبیرۂ صاحبقران شہنشاہ قزاقان کا اسطرف گذر ہوا ہے اسی ہزار دیولے انکے ساتھ ہین آج کی
شب کو چاہتے ہین کہ آپکے مہمان ہون سامان دعوت مہیا کیجیے یہ کیفیت سنکر عشرت خیز
نے کہا بھائی جا کر انسے کہو کہ ایک سال مطلق سیر نہین پیدا ہوئی تم دیکھو یہ سب کھیت خالی
پڑے ہین اسامیان چھوڑ کر بھاگ گئین ہمارے یہان بالکل غلہ نہین ہوا دیکھو کسی گاؤن
مین جاؤ سوار نے کہا بہت اچھا یہ کہکے سوار خدمت مین غضنفر کی آیا کہا حضور وہ بڑا شریر وہ
ہی غضنفر نے برق ترکی کمر سے نکالا آواز دی کہ اے قزاقان جو ہمراہ ہو یہ گاؤن کو
پھونک دو دنیادار کو پکڑ کے لاؤ قزاقون نے گھوڑے دوڑائے مکانون مین آگ لگا دی
چھپر جلنے لگے گاؤن مین قزاق گھس پڑے چند آدمیون کو گرفتار کیا ان سے کہتے ہین کہ
اناج بتاؤ وہ کہتے ہین صاحب ٹھاکر کے مکان پر جاؤ انکے مکان مین غلہ بھرے ہین ہم لوگ
رعیت ہین ہمارے یہان صرف دو دو چار چار من اناج ہے ہم اپنے بال بچون کو کھلاوینگے
اگر اس تھوڑی سی مقدار مین تمھارا کام نکلے تو لیا و عشرت خیز نے جو اپنے مکان سے
نکلکر یہ معرکہ دیکھا ایک چیخ ماری کہ کل قریے مین آواز پہونچ گئی کہ اپنے اپنے گھرون سے
گنوار لوگ نکلنے لگے ہنگامہ گرما بلند ہے کسی کے ہاتھ مین لاٹھی ہے کوئی تلوار سپر باندھے
ہے ہر طرف یہی غلغلہ ہے کہ قزاقون کو مارو مگر قزاق جس طرف آتے گھوڑے دوڑاتے خون
کے دریا بہاتے غضنفر نے دور سے دیکھا کہ عشرت خیز سحر کرتا ہوا آتا ہے پشت پر گاؤن کے
گنوار ہو لینا لینا کی پکار ہے مگر کوئی آگے نہین بڑھتا عشرت خیز ہاتھ ہلاتا بادل سحر
برساتا ہوا چھپرون کی آگ بجھاتا ہوا آیا غضنفر نے گھوڑا دوڑایا قزاقون نے چارون طرف
سے بلوہ کیا اس مجمع کو متفرق کر دیا غضنفر کا اور عشرت خیز کا سامنا ہوا عشرت خیز
نے کئی سحر کیے غضنفر سحر کو کب مانتے ہین انگشتر مہر و ماہ چمکا دی الٹے ہوے قریب غضنفر
کے پہونچے اول عشرت خیز نے کئی تیر مارے غضنفر نے وہ تیر قلم کیے آخر اسنے بڑھکر

نیزہ مارا غضنفر نے نیزہ بھی قلم کیا عشرت خیز کو اپنے سحر پر غرور تھا تلوار کا ہاتھ مارا غضنفر
نے کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کے ہاتھ اٹھا لیا عشرت خیز منتیں کرنے لگا
غضنفر نے قزاقوں کے سپرد کیا قزاقوں نے مشکیں باندھ لیں غضنفر نے کہا زمیندار
صاحب ہم آج میدان جنگ میں رہے سب قزاق ہمارے بھوکے ہیں سامان دعوت
کیجیے ورنہ ابھی پشت پر سولہ کبھی کھنچا ئینگے زمیندار نے بخوف جان غلہ نکلوانا شروع کیا
قزاق لے رہے ہیں غلہ تول تول کے دے رہے ہیں قزاقوں نے وہیں گانوں میں
چولھے بنا کے بھوڑ پوریاں تیار ہونے لگیں غضنفر نے عشرت خیز سے کہا کچھ نقدی بھی
منگوائیے زمیندار نے کہا صاحب سوا اناج کے پیسا نقد نہیں ہے ایک قزاق
نے جھٹکر زمیندار کو دے مارا اور سیخچہ گرم کیا جیسے ہی پشت پر زمیندار کی رکھا گیا فوراً
بلک گیا کہا صاحب بڑے مکان میں چولھے کے پیچھے روپیہ گڑا ہے قزاق روپیہ کھود کر
لائے غضنفر نے دوہرا حصہ آپ لیا باقی روپیہ قزاقوں کو دیا کہا بھائیو آپس میں تقسیم
کر لو قزاقوں میں روپیہ بھی تقسیم ہونے لگا اتو قزاقوں کو تلاش ہوئی کہ کوئی حلوائی بھی
گانوں میں ہے جب حلوائی گرفتار ہو کے آئے گھڑے گھی کے اٹھا لائے پوریاں پکنے
لگیں اب سب اسی پر آمادہ ہیں کہ پوریاں بھی کھائینگے سارے گانوں میں جابجا
کڑھاؤ چڑھے ہیں پوریاں پک رہی ہیں ایک قزاق نے کہا کیوں ملا کر صاحب
کیا پوریاں روکھی کھائیں عشرت خیز نے کہا چھپروں پر جابجا کدو لگے ہیں تروئی بھی
قزاق خود ہی جا کر کدو توڑ لائے ترکاریاں بھی پکنے لگیں اب قزاقوں کے دسترخوان
بچھے پالتھی مار کے بیٹھے پوریاں آنے لگیں ترکاری کا ہنڈا ہے ایک نخل کے نیچے غضنفر
آکے بیٹھے دائرہ ہاتھ میں چار بیت گا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں فرد بسنت کی
مرے جھانوں سے ہیں بولوں کی + عجب بہار ہے ان زرد زرد پھولوں کی + قزاق نعرہ
مار رہے ہیں کہ آقائے نامدار سبحان اللہ کیا تان لگائی ہے ہر طرف سے قزاقوں
کی صدا اٹھ رہی ہے کوئی موزون طبع قزاق یہ غزل آتش کی بآواز بلند گانے لگا نظم

| | |
|---|---|
| یار قاتل ہے تو کسکو موت سے پرہیز ہے | سر تصدق ہے اگر مژگان کا خنجر تیز ہے |

توڑیے زنجیر ہستی مثل تار عنکبوت
آجکل جوش جنون کا اپنے تو ہاتیز ہی

طول عمر خضر دے تمکو خدا ای منتجو
چشمۂ حیوان ہمین پیمانۂ لبریز ہی

روئیے جس جا یقین ہو وان سے پیدا ہو غبار
آتش پنہان اس آب اشک مین آمیز ہی

زندگی کی کونسی صورت فراق یار مین
فتنہ انگیز آہ ہی نالہ بلا انگیز ہی

سر کو لیکر ہاتھ پر رکھو کوچۂ قاتل مین جاؤن
آسمان سے بھی سوا یان کی زمین خونریز ہی

رفعتی رہزن ہی سنبل حسن کے گلزار کا
کہنہ گرگ اس بوستان کا سبزۂ نوخیز ہی

کاتب قدرت سے اپنی گفتگو ہو روز حشر
خط پیشانی ہمارے پاس دست آویز ہی

پرزے اڑتے ہین ہمارے خط کے کوے یار مین
خون قاصد سے در و دیوار رنگ آمیز ہی

یار بن ساقی قیامت ہی مجھے ساغر کشی
قلقل مینا نہین ہی شور رستاخیز ہی

زہر کھانا ہی نہ پینا اب شراب شوق کا
وصل کی شب ہی پیالہ صبر کا لبریز ہی

غیر رسوائی کبھی اسنے نہ کچھ حاصل ہوا
عشق سے نفرت ہی مجھکو حسن سے پرہیز ہی

منزل مقصود تک اللہ پہونچائے ہمین
وقت شب ہی ابر ہی صحراے آفت خیز ہی

عشق کی نیرنگ سازی کا بیان کیا کیجیے
کوہکن اس پر مرے جو کشتۂ پرویز ہی

ظلم کرتے ہین بتان سنگدل بہر نمود
شہرۂ آفاق خون خلق سے چنگیز ہی

فکر کی وقت سے یان طبع روان آگہ نہین
توسن چالاک کو کیا حاجت مہمیز ہی

بلبل بستان کے نالے سے یہ آتی ہی صدا
گوش گل نا آشنا ہی حرف شوق آمیز ہی

اشک کے شامل ہی خون ناب لیکر داغ ہی
الحذر ای آستین یہ آب آتش خیز ہی

تختۂ پارہ کی طرح سے ہی دل آتش تباہ
بیقراری کچھ دریاے طوفان خیز ہی

سب قزاق نعرے مارتے ہین ای برادر کیا شعر پڑھے ہین ہم بھی معشوق ڈھونڈھینگے کسی سے عشق کرینگے چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری ستارۂ سحری آسمان پر چمکا زملیار بڑی مصیبت مین ہی کہ ایک رات کے کھانے مین سارا غلہ خالی ہو گیا اگر دن کو بھی مہمان رہے تو کیا آفت برپا ہوگی یہ ذکر تھا غضنفر نماز پڑھ کے بیٹھے ہین ذلیف

بڑھ رہے ہیں کہ گانوں میں ہلڑ ہو اغضنفر نے اپنے عیار ہما سے تیز رو سے کہا دریافت
کر کیا ہلڑ ہو رہا ہے عیار بیٹھا ہی کہا اے شہریار میں نے خبر پائی تھی کہ آپ جنگ کو تشریف لیگئے
تھے سامنے ہفت پیکر کے کئی پہلوان مارے مغلوب ہیں بھی آپ لڑ کر نکلے شب بیز ناچے
کوئی پہلوان ہو کہ اسکو ہفت پیکر نے روانہ کیا ہو شاید اسنے آکر قریہ گھیرا ہو ابھی کا یہ ہلڑ ہو
غضنفر بتیغ رو ہیں شگاف لیکر اُٹھے قزاقوں کو للکارا کہ ہاں اے قزاقان بزنید بدست نا
قزاقوں نے گھوڑے دوڑائے اور پہلوانوں پر جا پڑے شبیہ مرغی دور سے جو عشرت خیز
کو دیکھا پکار کر آواز دی ارے تو کیوں چپکا کھڑا ہے سحر کر کے ان قزاقوں کو روک انھوں نے
تو آفت برپا کر دی ستر اسی ہزار جوان مار کر ڈال دیے تو سحر سے انکو روک تو میں اس طفل
کو اُٹھا لوں مشکیں باندھ کر لیجاؤں عشرت خیز کو تقویت ہوئی کہ اتنے ہمارا مددگار آگیا آ
یہ لوگ کیا کر سکیں گے جھپٹ کر بھاگا قزاقوں نے سمجھا کیا گریہ بھاگ کر فوج شاہ میں
ہو پہنچا جھولی بائیں ہاتھ سے نکالی چند گولے جو اُٹھا کر مارے پاؤں قزاق لڑ رہے تھے یا گھوڑے
چلتے چلتے ٹھہر گئے ہاتھوں سے تلواریں گر پڑیں اور نیزے سب کے خم ہوئے کمانیں
گوشہ گیر طاق ابروان تیر کو بھاگنے کی تاب نہ رہی آشیانہ ترکش میں تڑپ رہے ہیں پر کٹے ہو
طائر ہیں کچھ بن نہیں پڑتا کہتے ہیں اس خدا شعار نے ہمکو بیکار کیا ہمسے کچھ نہیں ہو سکتا
نوک نیزہ قلم شمشیر روان پیام سپر پشتیبانی نہیں کرتی دامن میں پھول مرجھانے
غنچہ خاطر نہ شگفتہ ہوئے حیران و پریشان گھوڑوں نے رہروی موقوف کی زمین نے
سب کے پاؤں تھام لیے کھڑے ہوئے مثل بید کے کانپ رہے ہیں یہ حال
قزاقوں کا دیکھکر سپہ سالار نے اشارہ کیا ارے نامردو اب تو انکو مار لو اسکے
ہتھیار انکے قبضے سے نکل گئے ہاتھوں پر بجلی وار نہیں کرتے ہو اب بھی الٹے ڈرتے ہو
پہلوان بڑھے قزاقوں نے جسکو للکار دیا گھوڑے سے گر پڑا کئی سوار بڑھے اسطرح
کر سکتے والے چیتے مثل جاتے تھے کہ یا رب یہ قزاق بڑے صف شکن ہیں دیکھو
کیسا للکارا اگر نہ بھاگ آتے تو وہ لپٹ جاتا کشتیاں لڑتے ہوئے زوروں پر چڑھے
ہوئے انکو کون قتل کرنے جاتے ہمارے بھائی بند ان کے گرد لاشے پڑے

ہین وہ ہمسے کب دبتے ہین شبدیز نے کہا عشرت خیز یہ نامرد نہین بڑھتے جان کا خوف
ہو دو سو اسحر کرد کہ قزاقون کی زبانین بند ہو جائین عشرت خیز نے بڑھکر دستک دی کہ
قزاقون کی زبانین بند ہوگئین بعض کو گھوڑون سے گرا دیا عرکب نے راکب کو پامال کر ڈالا
صدہا قزاق مارے گئے غضنفر نے گھوڑا بڑھایا انگشتر مہر و ماہ جدھر چمکا دی وہ تلوار
کھینچکر لڑنے لگا ہزارون پر اکیلا جا پڑا ایک نے دس دس کو مارا آخر عشرت خیز نے
سحر سے اسکو گرایا کیسے قزاق مجبور و ناچار ہین غضنفر لڑتا بھڑتا قریب شبدیز کے پہونچا
للکارا کہ او نامرد ضرب مردان عالم تو قبول کر کہ حال جرأت کھلے شبدیز نے نیزہ مارا غضنفر
نے ڈانڈ کو نیزے کی توڑ ڈالا شبدیز نے ہاتھ تلوار کا مارا بہت سے سپاہیون نے
غضنفر کو گھیرا ہے غضنفر نے کسی کا سر برد کا کسی کو للکارا کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا مگر شبدیز
نے پشت پر آکر ہاتھ تلوار کا لگایا غضنفر کا سر زخمی ہوا تو جوانی کا عالم سر سے پرنالہ خون کا
بہا چہرہ سرخ ہو گیا دامن سے خون چہرے کا پونچھا شبدیز نے پکار کر آواز دی
ارے یارو زخمی سے تو نہ ڈرو اب گھیر کر گرفتار کر لو ہین نے سر اسکا زخمی کیا فوج نے غضنفر
پر دھاوا کیا غضنفر شیرانہ لڑ رہا ہی کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا صدہا پہلوان مار کر گرادے
ننگانہ لڑ رہا ہے مگر غنچہ گیسو کشا رات بھر فراق غضنفر مین تڑپی ہین صبح کو جو اٹھین کنیزین
اسباب منہ دھونے کا سامنے لائین کہا صاحبو مین زندگی سے ہاتھ دھوئے بیٹھی ہون
اس عشق کو ایسا نہ سمجھی تھی رات بھر نیند نہ آئی کالی رات کٹتی نہ تھی ۔ نظم

داغ دل زخم جگر ہی نعمت الوان عشق ‏ سیر اپنی جان سے ہو جاتے ہین یاران عشق
نعمت دنیا کو کر دیتا ہے تلخ اسکا مزہ ‏ شیرۂ جان سے ہی شیرین حلوہ دکان عشق
زلف لیلی سے سوا ہر سطر سودا خیز تھی ‏ ہوگیا دیوانہ مجنون پڑھتے ہی دیوان عشق
حق یہی مذہب ہی باطل ہی جو ہی اسکے خلاف ‏ مرد مومن ہی وہی لایا ہی جو ایمان عشق
نام دو مشہور ہین شہر حسینان مین مرے ‏ بندۂ احسان عشق و تابع فرمان عشق
ہو مبارک تمکو مصحف کی تلاوت زاہدو ‏ دو جہان بھولے ہوے ہین حافظ قرآن عشق
تولتے ہین موتیون مین اشک حسن یار کو ‏ دونون آنکھین اپنی ہین دو پلہ میزان عشق

سیر ہو جاتے ہیں ایسے بھوک پھر لگتی نہیں
دہر دیتا ہے نمکخواروں کو اپنے خوان عشق

ایک دن تیری کمر کا طوق ہونگے اُنکے ہاتھ
اے صنم تائید غیبی رکھتے ہیں مردان عشق

ارغوانی اشک ہیں تو زعفرانی رنگ ہے
اپنی خاطر ہے مہیا آجکل سامان عشق

قطع ہو جاتے ہیں دنیا کے تعلق یک قلم
چھٹ گیا وہ ہو گیا جو قیدی زندان عشق

دو جہان میں آتش اس سے کوئی شی بہتر نہین
وصف جو کچھ کیجیے اعلیٰ ہے اُس سے شان عشق

کنیزوں نے عرض کی ہواری کنیزوں کو انتشار ہے کہ حضور پر بہت سخت زمانہ گزر رہا ہے شب بھر حضور کو بہت پریشان دیکھا اب صبح بھی ہوئی تو اُسی حال مین حضور کو پاتے ہین ہم لوگ کیسے گھبراتے ہین ملکہ نے کہا تم میں سے کوئی قریۂ عشرت آباد مین جائے اور دیکھ آئے کہ شدید نے کیا کیا نرگس نامے ایک کنیز نے کہا لونڈی ابھی خبر لاتی ہے یہ کہکے نرگس روانہ ہوئی اُسوقت پہونچی کہ غضنفر گھرا ہوا ہے فراق گرے پڑے ہین مجبور ہو رہے ہین ہمراہیان شدید معروف قتل و قمع غضنفر اکیلا لڑ رہا ہے شدید یہ کہتا ہے اے عشرت خیز اس جوان کا ہاتھ روکو یہ جوان رکے تو سپاہی گرفتار کرلین عشرت خیز پڑھ پڑھ کے سحر کرتا ہے لیکن غضنفر پر سحر تاثیر نہین کرتا ایک طور پر جنگ ہے صدہا کو مار کے گرا دیا تیغۂ رویین نسگاف چل رہا ہے جسنے ڈکا اُسکو پڑھ کر مارا نرگس نے جو آنکھوں سے یہ حال دیکھا چاہا سحر کر دن اس جوان کو بچاؤن مگر سوچی کہ عشرت خیز پر غالب نہونگی مگر غضنفر اُس بیقراری مین دعائین مانگ رہا ہے کہ اے خالق بے نیاز و اے کارساز رحم اپنا شریک کر نظم

نما ید خدا طالبان لقا را
ز ہر چہرہ دیدار خود آشکارا

ہر آن بندہ کو می پرستد خدا را
بخاطر دہد دخل کی ماسوا را

مریض محبت نخواہد شفا را
تعلق بدروش نباشد دوا را

پرستار حکمش مسلمان و ہندو
غلامان در گہ ہمہ دلربا را

نہادند سر پیشش بت پرستان
چو حق جلوہ بنمود از سنگ خارا

| | |
|---|---|
| شہا مرا چہ تشبیہ با بند گانش | چہ نسبت بخاک درش کیمیا را |
| اگر بندہ چشم بصیرت کشاید | ز ہر نور بیند ظہور خدا را |

آخرکار نرگس پلٹی مگر روتی ہوئی جاتی ہو کہ اے مسلمانون کے خدا اس جوان کو ان ظالمونکے ہاتھ سے بچالے وہ بلوہ دیکھا ہو کہ قلب کانپ رہا ہو یہان ملکہ شمیم بھی کنارے حوض کے بیٹھی رو رہی تھین کہ نرگس روتی ہوئی سامنے آئی ملکہ نے پوچھا کیون نرگس خیر تو ہو نرگس نے عرض کی واری مین نے ماہ اوج صاحبقرانی کا وہ حال دیکھا کہ دل کانپ رہا ہو مگر سبحان اللہ جری بہادر ایسے ہی ہوتے ہین وہ صف شکنی کر رہے ہین کہ تنہا لاکہ سے اکیلے لڑ رہے ہین کئی سو لاشے گرد پڑے ہین اسوقت تک جرأت مین فرق نہین ہو وہی کس بل وہی تیور جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے میرے سامنے کئی پہلوان ایسے مارے کہ اپنے وقت کے دیو تھے ایک ایک وار مین اُنکے دو دو ٹکڑے کیے عشرت خیز نے سحر کیا ہو کہ سب قزاق اُنکے پڑے ہوے ہین جناب سے عاجز تلوارین ہاتھون سے گر گئی ہین بول نہین سکتے زبان کھول نہین سکتے عشرت خیز ہر مرتبہ سحر کرتا ہو مگر نہین معلوم کیا باعث ہو کہ سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا عشرت خیز نے ایسے ایسے سحر کیے کہ لونڈی نے آپکی کبھی نہ دیکھے تھے جنگل سے شیر بلا لیے پہلوان سحر سے لیے مگر وہ شیر ایک طور پر جنگ کر رہا ہو یہ حال مصیبت مآل سنکر ملکہ شمیم کے ہوش اُڑ گئے آہ کرکے اپنے مقام سے اُٹھین مثل بید تھرائین ستون پر ہاتھ رکھ دیا کہا نرگس اس رات بھر مین وہ ضعف ہوا کہ اُٹھا نہین جاتا اُٹھنے مین دل بیٹھا جاتا ہو غش آتا ہو آنکھون مین اندھیرا چھایا جاتا ہو خدائی ہفت پیکر کی تو بخوبی ثابت ہوئی مگر خدا سے نا دیدہ سے دعا ہو کہ مین جاکر اُسکو زندہ پاؤن اُس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤن عشرت خیز کی تو موت آئی مگر ڈر یہ ہے کہ ہفت پیکر دشمن ہو جائیگا نہین معلوم کیا رنگ لائیگا اُس بیچارے کو بات ہوئی کہ لگاؤ کرتا ہو نہ جیتا ہے نہ مرتا ہو میری گرفتاری کی تدبیر کریگا مین کبھی کیا کوئی بات اٹھا رکھونگی سب اُسکے تحفہ جات نکلوا دونگی باغ بہار مین یہ اُسکو بڑا ناز ہو سحر ا لگر خان مین بڑا اچھا وہ بے ساحر وہان بیٹھے ہین وہ ساحر سحر اُسکو سحر بند کرے

ہیں جاتے ہیں ہر ایک بوٹا پتہ کانٹا بچائے درختوں سے ہیبت برستی ہے انہیں دونون مقامون کو فتح کراؤنگی طلسم کشا کے جانے کی دیر ہو گئے اور فتح کر لیا ساحر بڑی بڑی کوشش کرینگے طلسم کشا نے لوح چمکائی اور وہ ساحر عاجز ہوئے بڑے بڑے مکر کرینگے طلسم کشا کو تو ہوشیاری ضرور ہے میں ساتھ موجود ہونگی مقامات فقط بتاؤنگی نرگس نے عرض کی واری دیر نکیجیے وقت بہت تنگ ہے قسیم نے فوراً ایک دستک دی درخت سے اڑکے ایک قمری ٹہلتی ہوئی آئی ملکہ اس قمری پر سوار ہوئیں قمری لیکر قسیم کو اڑی طرف قریب کے جلی اسوقت پہونچین کہ قسیم نے آنکھوں سے دیکھا کہ غضنفر بن اسد بن کرب غازی غول ساحرون کے گہرا ہوا ہے تیغ برق مثال چل رہا ہے جسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے مگر سکندر بت شیر نے پکار کر آواز دی کہ اے شیر بچہ جوان یون نہ گرفتار ہوگا فوج کو حکم دو کہ کمند و زنجیرین مار کر اس شیر کو گرفتار کرلیں ایسا نہ ہو کہ اسکی مدد آجائے اگر امیر کو خبر پہونچی تو فوراً کسی سردار کو بھیجین گے جنکے سردار صف شکن تیغ زن آکے ہی رہائی تیغ کرلینگے جلد گرفتار کرلو چہار طرف سے زنجیرین اور رسنین غضنفر پر پڑ رہی ہیں غضنفر کا گھبرانا اور پریشان ہونا ادھر سب قزاق زمین پر پڑے ہیں بیکس و بے بس نہ اٹھ سکتے ہیں نہ بول سکتے ہیں دل کو طرف خدا کے رجوع کرتے ہیں پکار رہے ہیں کہ اے معبود بے نیاز وائے بیچارگی ہمارے آقا کو ان دشمنوں کے ہاتھ سے بچالے ایسا نہو گرفتار ہوجائے ہمارا سوا اسکے کوئی سرپرست نہیں ہم لوگ دیوانہ مزاج جاہلون کے سر کے تاج کہاں بسر کرینگے کہاں رہیں گے نظم

خدا ہے حافظ و ناصر کند نگہبانی
بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی

بکوہ و دشت و بیابان و چاہ و زندان
سحاب رحمت حق کرد گوہر افشانی

بحال بندۂ ناچیز و سید عاصی
شود عنایت مولا ز فضل ربانی

بشرق و غرب شود تازہ روشنی ہر روز
چو آفتاب درخشندہ ظل سبحانی

بیاب دولت خدام بارگاہ اللہ
کنند سکندر و دارا ہمیشہ دربانی

خدا ست مالک و ملوک عالم دنیا
خدا ست باقی و جن و بشر ہمہ فانی

چو نقش کاتب قدرت بیاید حیران مانا
چو در عنایت معبود میکند غفلت
رسد بمطلب خود طالب خداوندی

بشکل آئینہ از حسن خویش مانی
شود رنجیدہ نادان بکمال نادانی
بہ مدح گوئی ز انصافی و ثنا خوانی

ملکہ خمیم نے جو یہ حال غضنفر کی پریشانی کا دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا بیقرار ہوگئیں وہیں سے
ہاتھ ہلایا ایک برق چمک کر گری کہ عشرت خیز کے دو ٹکڑے ہوئے ملکہ نے چاہا تھا کہ
لشکر کو بھی تباہ کر دوں جیسے ہی عشرت خیز مرا قزاقون کے ہاتھ پاؤن درست ہوئے
چالاک و چست ہوئے اپنے مقام سے نعرے کر کے اُٹھے کیسے جھلائے ہوئے
تھے قزاقون نے قیامت برپا کردی ایک ایک نے چار چار کو مارا غضنفر دریائے خون
مین نہائے ہوئے تیغ زرّین شگاف چمکاتے ہوئے شبدیز پر جا پڑے پکار کر آواز
دی کہ او نامردان عالم کی پاپوش کی گرد ہمارے مقابلے مین تو آکہ احوال کھلے چہرہ
پر فوج کے تو لڑ چکے اب فوج پامال ہوئی قزاقون نے فوج کے جی چھڑوا دیے ہمراہیان
شبدیز بیلگامی کرنے لگے طرارے بھولے۔ پاؤن پھولے قدم نہین ٹکتے گھبرا رہے
ہین قزاقان شیر دل فوج پر چھائے ہوئے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے
نیزے پر اُٹھایا اور زمین پر مار دیا استخوان چور چور ہوئے جہنم سے نزدیک بہشت
سے دور ہوئے رسقا غضنفر نے للکارا کہ شبدیز لرزان و ترسان مقابلہ غضنفر
مین آیا ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے الگ ہوکر نیزہ چمکایا شبدیز سمجھا کہ نیزہ بازی منظور ہے
اُسنے بھی نیزہ اٹھایا غضنفر پر مارا غضنفر نے سنان نیزہ کو سنان نیزہ پر روکا جواب
مین نیزہ مارا شبدیز نے اپنا سینہ بچایا غضنفر نے نیزے کو کن دیا گینڈے کی آنکھ
رکھ کر یکبار کہ ڈیڑھ ہاتھ نیزہ آنکھ مین گینڈے کی اُتر گیا غضنفر نے نیزہ چھوڑ دیا خمیم
بے اختیار ہنس پڑین ہنسنے کی آواز غضنفر نے جو سُنی سر اُٹھا کر دیکھا وہی نازنین
پری پیکر عارض رشک قمر آنکھین بڑی بڑی گردش کر رہی ہین آنسو بھرے ہوئے
صاف ظاہر ہے کہ درج مین گوہر بھرے ہوئے ہین اگر کوئی اشک مژگان پر آکر ٹھہر گیا
تو ثابت ہوتا ہے کہ تیرون سے آبداری پیدا کی سینے پر ابھار صاف ثابت ہوتا ہے کہ

اربستان سیب سے بہتر ہین یا نخل سرو مین ثمر ہین اس مطلب کو حقیر علی کرتا ہی کہ یا نخل سرو کجا قد معشوق زیب النسا مخفی اس مضمون کو کس حسن سے تصرف کر گئی ہین فرماتی ہین قطعہ واے بر شاعران نا دیدہ + غلطی را نجہ دلپسندیدہ + سرو را قد یار میخوانند + سرو چوب بیست نا تراشیدہ + یہ قطعہ حقیر کو بہت پسند آیا مگر شاعران ماضی وحال نے جو مثال دی اسکا کیا باعث ہی صاف ثابت ہوا عقل ہدایت کرتی ہی کہ سرو نخل بے ثمر ہی معشوق سے کون ثمر پاتا ہے اسی سبب سے سرو سے مثال ہے شاعرون کا یہی جواب ہے حال وقال بے غضنفر بیتاب ہو گیا پکار اٹھا کہ اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان کلیجے پر چھریان چل رہی ہین اپنا تو یہ حال ہے جسکا ذکر محال ہے قلب پر ملال ہے اب جی نڈھال ہی نظم

دل مین رہتا ہی فتیلے داغ سے روشن چراغ
گھر ہی عاشق کا یہان جلتا ہی بے روغن چراغ

کب یقین ہی قبر پر اپنی رہے روشن چراغ
تم جلانے بھی نہ آوگے پس مردن چراغ

شعلے دیتے ہین بابت مین جسقدر ہین استخوان
جلوہ گر رہتے ہین میرے زیر پیراہن چراغ

ایسا بدستا گرم صحبت ہو جو وہ آتش مزاج
شعلہ افسوس سے ہی سینہ دشمن چراغ

تخلیہ مطلوب کی طالب سے ہو ممکن نہین
قید رکھتا ہی کنار شوق مین روغن چراغ

ایک بھی منت نہ برآئی وہ خوش اقبال ہون
مدعی میرے لیے کرتے رہے روشن چراغ

اک تماشہ ہی فروغ کرمک شبتاب سے
باغ مین ہر پھول رکھتا ہے تہ دامن چراغ

روشنی دیتے ہین داغ دل شگاف قبر سے
جانتے ہین لوگ جلتے ہین تہ مدفن چراغ

جسقدر بے مایگی ہو باعث آرام ہے
بجھ کے سو رہتا ہی جب ہوتا ہی بے روغن چراغ

یہ جلاتا ہی کہ کھنچ آتے ہین پروانے جو پاس
واے قسمت دوستونکا اپنے ہی دشمن چراغ

شب کی تاریکی لحد پر داغ تن زیر لحد
تیرگی بالاے مدفن ہے تہ مدفن چراغ

یون ہی مر جاونگا مین بھی سوز غم سے جلتے ہم
جل کے بجھ جاتا ہی شب کو جیسے بے روغن چراغ

عکس عارض سے تمہارے بڑھ گئی دونی چمک
چشم بد دور آج رکھتا ہی عجب جوبن چراغ

اے نسیم اب تم بدلکر قافیہ لکھو غزل
جوش مضمون کہہ رہا ہی اور ہو روشن چراغ

غضنفر نے جو دیوانہ وار جھوم جھوم کر یہ اشعار پڑھے ملکہ شمیم کو اسقدر بھلا معلوم دیا چاہتی
ہیں کہ اٹھ کر بلا لیں لیکن حجاب مانع ہوا شرما کر اشارہ کیا کہ میں کیا کروں غضنفر
نے اشارہ کیا کہ میں بارگاہ استادہ کراتا ہوں اگر تشریف لائیے تو کمال مہربانی ہے بلکہ بقول
شاعر۔ فرد۔ رواق منظر چشم من آشیانہ تست + کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست
اس حجت سے غضنفر نے یہ شعر پڑھا کہ ملکہ کو اور زیادہ ملنے کا اشتیاق ہوا غضنفر
نے دیکھا کہ شمیر کو گینڈے نے از سرتا پا پامال کیا قزاقوں نے اسکی فوج کو تہ تیغ
کر دیا ایک ایک قزاق نے چار چار چھ چھ کو مارا ایک نے نیزہ دکھایا دوسرے نے
پہلو پر آکر خنجر مارا یا شکم چاک قصہ پاک ہوا تمام گانؤن لاشون سے بھرا ہوا ہے آخر
رعایا والے فریاد کرنے لگے غضنفر نے انکو پناہ دی سب گانؤن والے مسلمان ہو کے
گانؤن اسلام آباد ہوا قزاقوں کو حکم دیا کہ بارگاہ استادہ کرو قزاقوں نے فوراً بارگاہ
استادہ کی غضنفر بارگاہ میں آئے شمیم گیسو کشا نے ہر چند چاہا کہ اسوقت میں جاؤں
اور وقت پر موقوف رہے مگر دل نے نہ مانا غضنفر کی بیباکی چستی و چالاکی ہر چند کہ
زخموں میں چور چور ہیں تنتے ہوئے گھوڑے سے اترے دربارگاہ سے لوگوں کو ہٹایا
پکار کر آواز دی تشریف لائیے ملکہ ہوا سے اتریں دربارگاہ پر آئیں غضنفر نے ہاتھ میں
ہاتھ ڈال دیا ملکہ نے اس چالاکی پر شرما کر سر جھکا لیا ساتھ غضنفر کے بارگاہ میں آئیں
غضنفر نے کہا میں زخموں میں ٹانکے دلواؤں ملکہ نے کہا میں ٹانکے دونگی یہ کہکر غضنفر
کا زانو پر رکھا گورے گورے ہاتھوں سے ٹانکے دینے لگیں خون ڈپٹے سے پوچھا
غضنفر کہ رہا ہے ملکہ جلد ٹانکے دیجیے یا آپ ہٹ جائیے میں خود اپنے ہاتھ سے ٹانکے
دلیوں ملکہ نے کہا صاحب اتنا نہ گھبراؤ میں سہولت سے ٹانکے دونگی ملکہ نے بسہولت
ٹانکے دیے ہوا سے تیز رو مرہم لایا ملکہ نے مرہم کی پٹیاں چڑھائیں غضنفر اٹھکر بیٹھے
ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا کہ صاحب سامنے بیٹھو تمنے آج بڑا احسان کیا ملکہ نے کہا
صاحب میرا ٹھہرنا بہتر نہیں بہشت بیگم میرا طالب ہے اگر ایسا وہ کہیں آگاہ ہو وہ بیابان
سحر و شعبدہ میں اسکا مثل نہیں ہے اگر کوئی حرکت کریگی اور تیرا اسکے دام میں

پہنچاؤں تجھے نہیں معلوم کہاں قید کرے بس تمہاری خوشی ہو چکی اب مجھے رخصت کرو غضنفر
نے کہا ہم ابھی نہ جانے دینگے ہمارا دل بیقرار ہے روز اول جب تمکو قصر پر دیکھا تھا شاید
یاد ہو کہ ہمنے آنکھوں سے اشارہ کیا تھا کہ صحرا میں آؤ خدا نے تمکو یہاں پہونچایا ایسی
جلدی جانے دینگے گھڑی دو گھڑی بیٹھو ہمارے تیز رو عیار نے گلابیاں شراب کی
کشتیاں کباب کی لاکر رکھیں غضنفر نے جام لبریز کیا ملکہ کو پلایا ملکہ نے دوسرا جام آپ
بھرا جب غضنفر کے سامنے پیش ہوا غضنفر نے ہاتھ رکھ دیا ملکہ نے آنکھوں میں
آنسو بھر کر کہا کیوں صاحب ہم تو تمہارا دیا ہوا جام پی گئے تمھیں کیا عذر ہے غضنفر نے
کہا ہمارے تمہارے مذہب کا فرق ہے ملکہ نے ہنسکر کہا کہ صاحب ہمنے پہلے ہی سے
سمجھا تھا کہ مذہب ہمارا خراب ہے مذہب مسلمانان اختیار کرتے ہیں لیکن اگر کلمہ
پڑھا دینگے تو تاثیر سحر زبان سے جاتی رہیگی یہ کہکے مطیع اسلام ہوئیں تب غضنفر
نے بھی جام شراب پیا پیتے ہی دونوں کی آنکھوں میں لال ڈورے پڑے نشہ وحشت کے
چڑھ گئے غضنفر نے عیار سے اشارہ کیا ہمارے تیز رو نے بایاں کھینچا یہ اشعار
عاشقانہ گانے لگا۔

نظم

از دل شدگان حجاب تاکی
می دہ ترک ثواب تاکی
ساقی برخیز و جام می دہ
ای دختر رز حجاب تاکی
تا کی زحیات چند نادان
ای دل دگر اضطراب تاکی
آخر نوبت رسد بلطفش
پر سوختگان عذاب تاکی
پیرانہ سری و گریہ این ریش
در وصل آخر حجاب تاکی

رخسارہ بہ نقاب تاکی
توبہ ز شراب ناب تاکی
در موسم گل حجاب تاکی
مغرور جمال و حسن تا چند
آخر نقش حباب تاکی
او گفت شب وصال مستی
خوش باش ولا عتاب تاکی
ناصح من و ترک عشق توبہ
ای مرد خدا خطاب تاکی
بر من نظری فگن خدارا

ساقی صبح ست خواب تاکی
این نقش بروی آب تاکی
در شیشہ ز چشم شوق ریزان
نادان عہد شباب تاکی
دادی برباد دین و ایمان
این بوسہ بے حساب تاکی
از آتش عشق جان و تن سوخت
این وہم و خیال و خواب تاکی
از دیدہ نقاب شرم بردار
ای نرگس مست خواب تاکی

| رعنا رو یار گیسو بنشین | | در موسم گل سحاب تاکی | | وقت است در آمد باغ خندان |
|---|---|---|---|---|
| | | | | آخر خانہ خراب تاکی |

در باغ عاشق و معشوق تر ہو فرزند حمزہ و تائین لگا رہا ہی اشعار عاشقانہ گا رہا ہی ملکہ بھی خوش بیٹھی ہین غضنفر کی چھیڑ چھاڑ عاشق و معشوق کا بناؤ بگاڑ کبھی ہنسنا کبھی گلہ ہاے زمان گذشتہ کرنا غضنفر کا کہنا کہ صاحب ہجر کی راتین ایسی گذرین کہ امید زیست نہ تھی ملکہ نے کہا ان دونون راتون مین ہجر بھی ایسی سختی گذری کہ بیان نہین کر سکتی کالی راتین تمھارے چہرۂ انور کی یاد دل مائل فریاد غضنفر کا کہنا کیون صاحب اب تو اس ہجران دیدۂ آفت کشیدہ کو یاد رکھنا گوشۂ خاطر سے فراموش نہ کرنا ملکہ تبسم کرتی ہین صاحب مجھکو یہ خیال ہی کہ اتنی دیر کا ملنا اور باعث اضطراب ہوگا قضا سے کار ہفت پیکر دربار مین آکر بیٹھا ہی سب طرح کے ذکر ہو رہے ہین ہفت رنگ جادو وزیر اعظم نے کہا یا خداوندا آج ملکہ تبسم کیسی گئی تھین تشریف لائین ہفت پیکر نے کہا جاؤ بلا لاؤ ہفت رنگ قصر عشرت مین آیا دیکھا کنیزین بیٹھی ہوئی ذکر کر رہی ہین کہ ملکہ کو خدا بخیر و عافیت لائے وزیر کو دیکھکر خاموش ہوگئین وزیر نے کہا ملکہ کہان ہین کنیزون نے عرض کی کہ اپنے باغ مین گئی ہین وزیر پلٹا آکر ہفت پیکر سے کہا کہ یا خداوند کوئی ایسی بات تھی کہ کنیزین میرے جانے سے چپ ہوگئین ذکر نہ کر سکین ملکہ کو کہا کہ اپنے باغ گئی ہین مگر یا خداوند ملکہ کہین اور گئین انھون نے کل آمد لشکر مسلمان دیکھی فرزندان حمزہ حسین و جمیل ایک ایک بہادر تیغ زن صف شکن سامنے سے گذرے مین جانتا ہون کسی کو دیکھکر عاشق ہوئین انکا چہرہ متغیر تھا یہ ذکر تھا ہفت پیکر خاموش بیٹھا ہی کہ دربارگاہ سے رونے کی آواز آئی ہفت پیکر نے کہا ارے خبر تو لو کوئی نیا معرکہ گذرا کہ چند ساحر لاشۂ عشرت خیز ولاشۂ شبدیز لیکر سامنے آئے عرض کی یا خداوند عشرت خیز نے خاتمہ کر دیا تھا شہر پر سے لئے ہزارون قرابا قتل کیے قریب تھا فوج مسلمانان بھاڑ دیا غضنفر زخمون مین چور رہتا یکایک ایک برق آسمان سے گری کہ عشرت خیز زمین پر گرے ہوے ڈنک گئے ہوے غلامون نے نہین دیکھا کہ برق کس نے گرائی شبدیز کو گینڈے نے پامال کیا کچھ بس نہ چلا یہ لاش شبدیز ٹکڑے ٹکڑے ہے ہفت پیکر نے پوچھا یہ کیونکر مارا گیا کہا حضور غضنفر نے وہ تدبیر کی کہ تو تعجب

سکے مراگینڈے کی آنکھ میں نیزہ اُتار دیا اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑ گینڈا بدحواس ہوکر دوڑنے لگا
مشعبد نیزہ گرگدن سے گرا لاشے کا یہ حال ہوا گینڈے سے پامال ہوا ہفت پیکر نے
کہاروں کو لیجا کر چلاؤ یہ مغرور تھے اسوجہ سے مارے گئے یہ سنکر ہفت رنگ نے کہا
اول یہ تو بتاؤ کہ عشرت خیز کو کسنے مارا ساحروں نے کہا غضنفر تو زخموں میں چور چور
تھا اُسپر سحر تاثیر کرتا تھا اب شعبدہ باز نے کمند اندازوں کو حکم دیا تھا کمندیں پڑ رہی
تھیں مگر غضنفر لیا گھوڑے کو جھکاتا تھا کہ حلقہ ہاے کمند سے نکلا جاتا تھا اُسی عالم
میں برق گری عشرت خیز کا مرنا قزاق اپنے مقام سے اُٹھے گویا فتنۂ خوابیدہ جاگا
کیا مجال تھی کہ رہ گئے ایک ایک قزاق نے دس دس جوانون کو مارا تھوڑے ہی
عرصے میں خاتمہ ہو گیا مگر یہ ہم لوگوں نے دیکھا کہ جب لڑائی فتح ہو گئی تو غضنفر نے بارگاہ
آراستہ کرائی اُسمیں داخل ہوا ایک مہ جبین ساقی تھی ہفت پیکر نے فوراً کتاب سحر اُٹھا
کھولی اُسکو پڑھنے لگا لیکن ہفت رنگ نے دیکھا کہ جون جون کتاب پڑھتے ہیں
قدرت کا چہرہ سرخ ہوا جاتا ہے غصے میں آنکھیں اُبل آئیں ابرو ہلنے لگے ہفت رنگ
نے پوچھا یا خداوند خیر تو ہے کہا یارو غضب ہوا کہ معشوقۂ بادولت قبضے میں غضنفر کے
گئی جلسہ آراستہ ہے کیسی خوش بیٹھی ہے عیار گا رہا ہے ہفت پیکر نے کہا یارو کوئی ایسا ہے
کہ اُس گیسو بریدہ کو گرفتار کرکے لائے اور غضنفر بھی پکڑا جائے لیکن تدبیر سے یہ امر
ممکن ہوگا اگر پکڑی بھی جائیگی تو کسی کے سنبھالے نہ سنبھلے گی وہ مجھ سے مقابلے کا ارادہ
رکھتی ہے دو چار شعبدہ ہوں میں قدرت پر قبضہ کریگی قدرت آج خود جاتے ہیں کوئی ساحر
اسکے نام پر بولا سب نے سر جھکا لیا کہا یا خداوند جب آپ سے برابری کا ارادہ رکھتی
ہے تو ہم میں کسکی مجال ہے سرہنگ بن گیا وہیں ایک ساحر بیٹھا ہے کہ ہم سردار
و ہم عیار ہے اپنے مقام سے یہ کہکے اُٹھا کہ میں جا کے ملکہ کو لاتا ہوں یہ کہکے سرہنگ
چلا جب قریب لشکر غضنفر پہونچا ایک گوشے میں بیٹھکر دیکھنے لگا دیکھا کہ ملکہ فہیمہ
بارگاہ غضنفر سے نکلیں طرف قصر عشرت کے چلیں جب ملکہ نے لشکر چند ساعت میں
طے کیا کنارے پر لشکر کے آئیں کھڑی ہوکر دیکھنے لگیں سرہنگ [illegible] نے فوراً رنگ [illegible]

روغن عیاری کا لگایا اپنے کو بصورت غضنفر کے بنایا طرف ملکہ کے دوڑا پکار کر آواز دی اے
ملکہ عالم ذرا ٹھہر جاؤ ملکہ نے پلٹ کے دیکھا غضنفر آتے ہیں ٹھہر کر آواز دی کیون خیر تو ہے
غضنفر نقلی نے کہا تمھارے ہٹتے ہی دل کو بیقراری ہوئی آخر تاب نہ آئی میں نے کہا
جا کر دیکھ آؤن مگر آپ کو یہان کھڑے دیکھا دل مین اشتیاق تھا وہی سامان ہوا
ملکہ نے کہا اے شہریار اس بیقراری کو موقوف کیجیے اسقدر صحبت غیر ممکن ہے ہفتے مین
ایک مرتبہ میرا آنا ہوگا سرہنگ نے باتین کرتے کرتے حباب بیہوشی مارا ملکہ بیہوش
ہو کر گرین سرہنگ نے زبان مین سوزن دی ایک درۂ کوہ مین لا کر ڈال دیا اب صورت
بدل کر بصورت شمیم بنا کنارے لشکر کے دوڑا ہوا آیا ہما سے تیز رو نگہداشت لشکر کو
نکلا تھا ملکہ کو جو کھڑے دیکھا پکار کر آواز دی پوچھا کیون ملکہ عالم خیر تو ہے سرہنگ
سرہنگ نے کہا اے عیار طرار اسوقت کی صحبت نے وہ لطف دیا کہ دل چاہتا ہے
شاہزادے سے دو باتین پھر کرون ذرا شاہزادے کو بلا لاؤ مین کچھ آگے نہ ہونگی ہما
نے جا کر غضنفر سے کہا غضنفر نام ملکہ کا سنکر اٹھکر چلے تیغہ رویین شگاف قبضے مین انگشتر
مہر و ماہ ہاتھ کی انگلی مین پہنے ہوے ہین اسپ باد پا کتان پر بنا ہے سرہنگ نے
ہما سے کہا اے عیار تم ہٹ جاؤ مین شاہزادے سے کچھ باتین کرونگی ہما ہٹکر بازار مین آیا
سرہنگ نے غضنفر سے کہا اے شہریار اب مین قصر مین کیونکر جاؤن آپ کی صحبت سے
وہ اشتیاق ہوا کہ دم بھر چین نہ پڑیگا یہ باتین کرتے کرتے غضنفر کو حباب مارا
غضنفر بھی بیہوش ہوے اسے درۂ کوہ سے شمیم کو نکالا دونون کا پشتارہ باندھا اور یہ
بار اٹھا لیکر چلا ہفت پیکر یہان کتاب سوانحات دیکھ رہا ہے کہتا جاتا ہے کہ سرہنگ
نے بڑا کام کیا دونون کو بہ فن عیاری گرفتار کر لیا سرہنگ مین یہی بڑا کمال ہے کہ
جہان موقع عیاری کا ہو عیاری کرے سحر مین بھی طاق شہرۂ آفاق ہے شمیم کو کس ہنر
سے گرفتار کیا دونون کا پشتارہ باندھے ہوے آتا ہے اب اسکو میرے پاس
لاویگا سنو بھائیو مین تم سے کہے دیتا ہون مین دونون کے قتل کا حکم دونگا غضنفر
کو قتل ہو لینے دینا مگر شمیم کے بارے مین سفارش کرنا اور کہنا کہ یہ مخصوص تم

قدرت ہو اسکو معاف کیجے ہفت رنگ کہتا ہو مین اُٹھکر جلاد کا ہاتھ پکڑ لونگا اور کہونگا
اسوقت قدرت کو غصہ ہو لی شمیم عذر کرو عہد واثق لیکر فورا رہا کر دونگا ہفت پیکر کہتا ہو
آج ہی رات کو قدرت نور قدرت اُسکے پیٹ مین اُتار دینگے وہ لطف ملے کہ خود عاشق
ہو جاے غضنفر کا کبھی عمر بھر خیال نہ کرے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین جلاد آمادہ
کیے گئے کہ یہ جلاد قاتل غضنفر ہے یہ جلاد شمیم کو ڈرائیگا شمیم کے رونے پر خیال نہ ہو
اقرار اُس سے بھی لے لیا جائے مگر مہر ہنگ دونون پشتارے لیے ہوے ٹہلتا ہوا
آتا ہو دل سے باتین کرتا ہوا کہ آج تو قدرت سے طرۂ پیغمبری لونگا یہ کام کس سے ہو سکتا
جو مین نے کیا یقین ہے قدرت نیابت طلسم مجھکو دین اور طرۂ پیغمبری عطا کرین
قضاے کار چہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو
نامدار دربار مین بیٹھے تھے تمام سرداران تہمتن دنگلون پر بیٹھے ہوے ہین جام
ارغوانی گردش مین عیش و نشاط کی کوشش مین اُس ہنگامے مین عمرو نے جو
پلٹ کے دیکھا تو اسد غازی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین منھ پھیر کے دامن
سے اشکون کو پاک کرلیتے ہین ابراہیم وغیرہ کہتے ہین اے آقاے نامدار خدا آپ کو
رنجیدہ نہ کرے نہ کبھی آپ کو ملول و حزین دیکھا مین کیا باعث ہو کہ آپ ایسا شخص
خوش مزاج یون ملول بیٹھا ہو عمرو نے جو اسد کو اس حال مین دیکھا جی بیقرار ہو گیا
قریب آکر گلے سے لگایا فرمایا اے نور نظر اے پارۂ جگر خیر تو ہو اسد نے کہا چھوٹے نانا جان
مین نہین جانتا ہون کیا باعث ہو خود بخود قلب پر ہجوم رنج و الم ہے آج جی چاہتا ہو
کسی طرح غضنفر کو دیکھون مین نے خبر پائی تھی کہ کوئی پہلوان ہفت پیکر نے براے
گرفتاری غضنفر بھیجا ہو میرے رہ رہ کے ہوش اُڑے جاتے ہین ہرکارے نے خبر دی تھی
کہ وہ پہلوان جاتا ہو جی مین آیا کہ راہ مین جا کر اُسے روکون اُس تک نہ جانے دون
سرداروں نے کہا غضنفر کیا ایسا ہو وہ اسکو ہزار تدبیرون سے مار لیگا مین نہ گیا اب
اسوقت طبیعت پر غم و الم کا ہجوم ہے دل چاہتا ہو کسی طرح اُسکو دیکھون خواجہ نے
کہا بیٹا تم نہ گھبراؤ مین جا کے خبر لاتا ہون مین نے بھی خبر پائی تھی کہ اُس پہلوان کو مارا

قریے پر فتح پائی وہاں کے زمیندار کو پکڑ لیا پھر اسکے بعد خبر نہیں کہ کیا معرکہ گذرا کہ کیا
خواجہ عمرو استاد کو بخوبی سمجھا کر دربار سے نکلے طرف قریۂ عشرت آباد کے چلے راہ میں آکر
ایک مقام پر ٹھہرے ہیں کہ دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش آتا ہے مگر جب پشتارے میں
دامن جادو پہنچاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ لگا ہوا ہٹا جاتا ہے نکل آیا عمرو حیران ہوا کہ یہ عیار کسے
لیے جاتا ہے یہ تو ظاہر ہے کہ پشتارہ بھاری ہے ٹھہرتا ہوا آتا ہے عمرو نے رنگ و روغن عیاری
لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوئے نخل کے نیچے ٹہلنے لگے جب سرہنگ قریب آیا
پکار کر آواز دی ارے بھائی کہاں سے آتے ہو ہمیں تو سنا اون نے ایسا پریشان کیا کہ گھر کا
چھوڑا آباد گھر کو لوٹا جنگل میں مارے مارے پھرتے ہیں یہ صورت ہے کہ مفرور توران کو ویرانہ کو
میں بسایا ہے سرہنگ نے کہا بھائی اب نہ گھبراؤ قدرت نے جھگڑا پاک کر دیا غضنفر
نے سب کو لوٹا تھا میں غضنفر کو پکڑے لیے جاتا ہوں اور انکے مددگار کو بھی گرفتار کیا
جنہے لڑائی فتح کرائی عمرو نے کہا بھائی وہ کون ہے سرہنگ نے کہا بی شمیم گیسو کشا معشوقہ
قدرت اس غضب کو تو دیکھو کہ قدرت سے تو انکار کیا اور نبیرۂ حمزہ کی مدد کو گئیں
عشرت خیز جادو کہ ساحر زبردست تھا اسنے سحر کر کے قزاقوں کو بیکار کیا میاں غضنفر
زخمی ہوئے انکی جو آتش عشق بھڑکی دوڑی گئیں جا کر ساحر کو مار ڈالا پھر جو قزاق چھو
زمین ہلا دی سب کو شکست ہوئی غضنفر نے فتح پائی یہ بی بی جا کر پہلو میں غضنفر کے
بیٹھیں قدرت کو خبر ملی اتنا بڑا دربار کہ سیکڑوں ساحر بیٹھا تھا قدرت نے فرمایا کہ کوئی
تم میں ایسا ہے کہ شمیم و غضنفر کو گرفتار کر لائے کسی ساحر نے جواب نہ دیا اس مجمع سے
میں اٹھا غضنفر کی صورت بنکر شمیم کو لیا اور شمیم کی شکل بنکر غضنفر کو گرفتار کیا خواجہ نے
خوش ہو کر کہا بڑا کام کیا تمنے آج ساحروں میں نام کیا اب ہم لوگ بادھکے قزاقوں کو
مار لینگے قریے سے نکال دینگے کیا مجال جو ایک زندہ بچے دوسرا اسلئے پھرتا ہوں کہ وہاں کے
زمیندار کو بلا لینگے دس گاؤں کی گنوار جمع کرینگے مگر قزاقوں کو سزا دینگے جی چاہتا ہے کہ تمہیں گلے
سے لگاؤں تمہارے گرد پھریں یہ کہکے سرہنگ کے گلے میں ہاتھ ڈالدیے عطر بیہوشی کا
رومال لپٹا ہوا تھا وہ کاندھے پر پڑا تھا اسکی بو جو دماغ میں پہنچی الٹے کہکر بیہوش ہو گیا

خواجہ نے کپڑے اُتار لیے حرامزادے کو حلال کیا شمیم کے جمال کو جو دیکھا جی میں کہتے ہیں
کہ ای عمرو یہ دیوانہ بڑا خوش نصیب ہے کل معشوقان رستم پر یہ فخر رکھتی ہے چالیس جادوگرنیاں
رستم کے ساتھ ہیں مگر کسیکو اس سے نسبت نہیں سمجھے کہ اگر ہوشیار کرونگا تو دیوانہ باپ کی
ملاقات کو نہ جائیگا شمیم کی زبان سے سوزن نکالی پانی کا چھینٹا منہ پر شمیم کے دیا شمیم ہشیار
ہوئی خواجہ کو اپنے بالین پر پایا جھک کر سلام کیا خواجہ نے گلے سے لگا کر سب حال بیان
کر کے کہا ای نور نظر اب ملاقات ہفت پیکر کو نہ جانا میں غضنفر کو برای ملاقات اسد
لیے جاتا ہوں شمیم نے جو یہ حال سنا بہت گھبرائی سوچی کہ اپنے باغ میں چلوں ہاں جو کوئی آئیگا
سمجھا جائیگا ایک طاؤس پر سوار ہو کر طرف اپنے باغ کے روانہ ہوئیں خواجہ غضنفر کو
اُسی طرح لیے ہوئے پاس اسد کے آئے تمام کیفیت بیان کی اسد نے خواجہ کا شکر
ادا کیا کچھ روپیہ منگا کر دیا غضنفر جو ہوشیار ہوئے باپ کو سلام کیا اسد نے سب
کیفیت بیان کی اور کہا ای فرزند یہ پیشہ قزاقی چھوڑ دو ہر چند کہ تم فرزندان اسد میں
کمزور ہو اوروں پر تو غالب ہو غضنفر نے کہا قبلہ و کعبہ اپنا حال فراموش فرمایا یہ مثل
مشہور ہے کہ اور کو نصیحت اپنے کو فضیحت جب سے آپ نے طلسم ہوشربا فتح کیا ہے
جب سے آپ سلیس ہوئے ایرج پر کیسے کیسے شبخون مارے کہ وہ تاجر زادہ آج تک یاد
کرتا ہے آپکا ذکر ہوا کرتا ہے اب آپ نے حکم فرمایا اب میں ترک کر دونگا غضنفر اُٹھ کھڑے
ہوئے کہا میں آداب عرض کرتا ہوں اسد نے کہا آج شب کو رہجاؤ غضنفر نے کہا میرے
قزاق گھبرا رہے ہونگے اسد نے سر جھکا لیا کہا بسم اللہ قزاق ہم سے بہتر ہیں غضنفر نے
کہا اسمیں کیا فرق ہے وہ میرے یاران ہمدم آپ سے برسوں ملاقات نہیں ہوئی یہ کہکے
غضنفر باہر نکلے ابراہیم وغیرہ سے ملاقات ہوئی کہا ای شاہزادے آپ ایسے کلام کرتے
ہیں غضنفر نے کہا قبلہ و کعبہ کی عقلمندی تو دیکھیے خود تو بارہ برس قزاقی کی اور ہمکو منع
ہوتے ہیں سب نے کہا بڑے نانا جان صاحبقران سے ملاقات کیجیے غضنفر نے کہا کہ
نانا جان سے تکرار ہو جائیگی وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ قزاقی ترک کرو میں جواب دونگا کہ
ایسا نہو کسی دن بے خرچ ہو کر آپکا خزانہ لوٹ لوں سرداروں نے سر جھکا لیا کہا

بسم اللہ تشریف لیجائیے غضنفر تو یہان سے چلے مگر بہاسے تیز ہوشیار انکا پلٹ کر اپنی مقام پر آیا غضنفر و شمیم کو نہ پایا پشتارہ باندھنے کا نشان دیکھنے لگا عیار نے آکر قزاقون کی اطلاع کی قزاقون نے بوق بجایا سب تیار ہوئے تلاش مین غضنفر کی چلے جو تھا قزاقون راہ مین ملا اُسے لوٹ لیا لوٹتے مارتے پھر رہے ہین مگر غضنفر کو جو کہ آگے بڑھا اُسکا ہو سکے آگے ہین راہ مین ایک قریہ ہی کہ بہمن نامے والا ایک زمیندار اُسکے بھائی کا قریہ غضنفر نے لوٹا تھا یہ بیرون قریہ کھڑا ہی کہ سامنے سے غضنفر کو آتے ہوئے دیکھا پاسی نے بیان کیا کہ سپاہان تھا کہ صاحب اسی شخص نے آپکے بھائی کو گرفتار کیا تھا اور لوٹ لیا سب تھا اُسے وا فاطمے سب عورت کا زیور اتار کر دیا آج نہین معلوم کہان سے آتا ہے بہمن نے ایک چیخ ماری گنوار جمع ہو گئی بارہ سو آدمی آیا لاٹھیان اور تلوارین لیے ہوئے کوئی ہمی پاسی تیر و گمٹھے ہاتھ مین بہمن نے اشارہ کیا سب گنوار دوڑے غضنفر نے دیکھا یہ سب میری طرف آتے ہین تیغہ دو دم شگاف کمر سے کھینچا گرد ایسپ کا ہاتھ مین لیا نعرہ کیا منم شہنشاہ قزاقان نبیرہ صاحبقران نعرہ کرکے غضنفر تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیر و دار بانا ہی پاسیون نے جو دور سے دیکھا کہ اس جوان نے چشم زدن مین کئی سو گنوار مار کر ڈالدیے گمٹھے کا نپون سے اُتار سے تیر جوڑ کر مارنے لگے غضنفر کے جسم پر جو تیر لگا ہوا اور پھینک دیا غضنفر خواجہ کو بُرا کہہ رہا ہی کہ خواجہ عمرو اگر مجکو بخدمت والد نامدار لیجاتے تو مین اس آفت مین کیون گرفتار ہوتا ای خالق اپنا رحم شریک کر مجکو بچالے **نظم**

| | |
|---|---|
| ای که روشن چهرهٔ شمس و قمر انوار تست | دیدهٔ اهل نظر پر نور از دیدار تست |
| باطن هر اهل دل گنجینهٔ اسرار تست | سینهٔ اهل صفا آئینهٔ رخسار تست |
| جابجا خندان به بستان جهان گلزار تست | از خزان فارغ همیشه گلشن بیخار تست |
| کی شود مشغول با کار دگر اندر جهان | هر کسی کو جان و دل شاغل بشغل کار تست |
| دوست کس نیست هر کس با تو دارد دوستی | او نگر دیدار کس هر کس که از دل یار تست |
| هست هر بلبل بگلزار جنت نغمه سرا | در دل هر کس به بستان زبانه خار تست |

یقین ہی کہ بہمن زمیندار گھیر کر گرفتار کرلے کہ صحرا سے گرد اُڑی بوق ترکی کی آواز آئی

اس آواز سے جان مین جان آئی سمجھے کہ یاران ہمدم آتے ہین سامنے آکر دامنہ گرد شگافتہ ہوا
دیکھا آگے آگے ہما سے تیز رو عیار یا ہما سے عیاری سے آراستہ پشت پر سب قزاق بوق
ترکی بجاتے ہوئے گھوڑے اڑاتے ہوئے آتے ہین ہما نے جو اپنے آقا کو دیکھا پلٹ کر
قزاقون سے کہا تمھارے آقا سے نابکار گنوارون مین گھرے ہین قزاقون نے گھوڑے
دوڑے نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ ہزار بارہ سو گنوار ہین ایک نے ایک کی جانب دیکھا کہا
بھائیو ہم سب کا جانا بہتر نہین ہر چند کہ آقا زخمی ہین لیکن آزردہ ہونگے سو قزاق جدا ہو کر
بڑھے نیزے تانے بوق بجا کر جا پڑے جسکو نیزہ مارا سینے کو توڑ کر پار کر دیا اٹھا لیا اور زمین پر مارا
سو نے ہزار جوانون کو نیزون مین چھید لیا جو سامنے سے بھاگا اسپر گھوڑا چھوڑا پایا اور بہ
گاؤن مین گھسکر اسکو مارا غضنفر نے جو اتنی مہلت پائی بہمن زخمی تھا ادھر جا پڑے للکارا
او نامردو دیکھو جرأت اسکا نام ہے کہ اتنی ہزار ملازم ہمارے کھڑے ہین غیرت آئی کہ اپنا کام
سب کیا چاہتے ہین سو جوان فقط آئے انھون نے دریا سے خون بہائے یہ وہ شیر دل ہین
کہ اگر ایک کو ہزار پر چھوڑ دو تو ایک ہزار سے لڑے چشم زدن مین پامال کرے بہمن
رسالہ کا سمجھے کہ جا پڑا نیزہ مارا غضنفر نے نیزے کو نیزے پر روکا اپنا نیزہ آنکھ پر کھینچ کے کی
مار دیا کھینچ کے چیخ مارا اوپر سے غضنفر نے ہاتھ مارا بہمن کے دو ٹکڑے ہوئے اب سب
قزاق گاؤن مین گھسے گاؤن کو لوٹ لیا آخر رعایا سے بہمن فریاد کرنے لگی غضنفر نے ان
سب کو لینے کا حکم دیا آپ بھی اسی مقام پر اترے اب حال ملکہ شمیم کا سنئے گشتا کرتے ہوتا ہے
تو سمجھ لیا تھا کہ ہفت پیکر سے لڑائی ہوئی اپنے باغ مین جا دولت باغ سے ہوا فوراً اسکی دوا کی
یہ جو آئین تھی سب کنیزین انتظار مین کھڑی تھین ملکہ شمیم کو دیکھکر بلائین لینے لگین کہتی
تھین کیون حضور کہان رہین کہ اتنا عرصہ گذرا ہم لوگ بیقرار تھے خبرین خلاف سنین ملکہ
نے کہا صاحب عجب جفا مین ہون کیا حال اپنا بیان کرون فلک نے عجب سامان دکھلائے
کہ حضرت عشق سے مقابلہ پڑا آٹھ پہر بیقراری مین گذرتے ہین نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین ان لطف

| | نہ کٹی ہمسے شب جدائی کی | | کتنی ہی طاقت آزمائی کی | |
|---|---|---|---|---|
| | رشک دشمن بہانہ تھا سچ ہے | | مین نے ہی تم سے بیوفائی کی | |

دیکھیے اسطرف کیونکر گذر ہو شاید ہماری آہ مین اثر ہو یہان تو یہ باتین ہین کنیزین سمجھا رہی
ہین کہ واری ہم جائین گے انکو ڈھونڈھ کر لائین گے زیادہ نہ گھبرائیے لیکن ادھر
ہفت پیکر سرہنگ کو روانہ کرکے بہ اطمینان بیٹھا ہی تعریفین سرہنگ کی کر رہا ہو کہتا ہی
کہ سرہنگ نے جاتے ہی کیا کام کیا اس دربار مین اپنا نام کیا دونون کو گرفتار کر لیا ہو اب
لیکر آتا ہوگا تھوڑی دیر کے بعد ساحرون نے عرض کی حضور سرہنگ کو عرصہ ہوا اگر دیر ہو
آتا خدمت خداوندی مین پہونچ جاتا فرصت کتاب سوانحات کو ملاحظہ فرمائین قضا کار
ساختہ نیز کھا ہی سرہنگ کے ہاتھ کا گلدستہ کھاتا تھا وہ یکایک جلنے لگا بس
ہفت پیکر نے کہا غضب ہوا کسی نے سرہنگ کو مار لیا گلدستہ اسکے ہاتھ کا بنا ہوا تھا
جل گیا ہفت پیکر نے کتاب دیکھی دیکھکر ایک آہ کی کہا ساربان زادہ وہان پہونچ گیا جسنے
سرہنگ کا علاج کیا کس بیکسی سے سرہنگ مارا گیا ملکہ شمیم اپنے باغ مین جاکر بیٹھی ہین
باغ کو پر بہار کر رہی ہین باغ ویران پڑا تھا اسکو پھر آباد کیا اب تو طائر زمزمہ سرائی بھی
کر رہے ہین باغبان قضا و قدر کی محبت کا دم بھر رہے ہین سرو جویبار ہم قد معشوق عشوہ پیشہ
خوشنوا شاخ گل پر مصروف زمزمہ سرائی قمریون کی کوکو صاحبو تم مین کوئی ایسا ہی کہ اول جاکر
بہار باغ کو مٹائے شمیم گیسو کشا کو گرفتار کرکے لائے باغ کی رعنائی پہ بڑا ناز ہی ابھی آمد بہار
کا آغاز ہی اگر باغ درست ہوگیا جو کوئی جائیگا دام زلف عنبرین مین پھنسیگا یہ سنکر غنچہ دہن
نامے مصاحبان ہفت پیکر سے غصہ مین اٹھی کہا یا خداوند کنیز جاتی ہے ملکہ شمیم کو گرفتار
کرکے لائے رنگ باغ جاکر مٹا دون نام کی تاثیر دکھا دون ہفت پیکر نے کہا اے غنچہ دہن
اگر تمہارا شعبدہ چل گیا تو یقین ہے گرفتار کر لوگی مگر بلو دیکھ کے جاؤ فوج زیادہ ساتھ لیجاؤ
اپنے کو جلد پہونچاؤ باغ کی رعنائی بڑھ رہی ہی وہ ظالم شعلہ جوالہ ہی قدرت سے مقابلے
کا ارادہ رکھتی ہے غنچہ دہن نے عرض کی واری کنیز کا اکثر شمیم سے سابقہ رہا ہی مین نے
اسکا رنگ شعبدہ دیکھا ہے ڈیڑھ لاکھ ساحر غنچہ دہن کو ملے تخت پر سوار ہوئی سب کو
ساتھ لیکر طرف باغ شمیم کے چلی یہ ثابت ہوتا ہی کہ دریاے آتش موج مارتا ہوا جاتا ہے
ہر چند کہ غنچہ دہن کم سخن ہے لیکن جب غنچہ دہن واکرتی ہے شعلہ ہاے آتش دہن

سے نکلتے ہیں دریاے آتش تیار طائران زمزمہ سرا کی پکار مگر طائر بھی شعلہ ہاے آتش
معلوم ہوتے ہیں سر باغ پر شمیم کے غنچہ دہن پہونچی دریاے آتش کو اشارہ کیا شعلہ ہاے
آتش گرنے لگے جس شجر پر شعلہ گرا وہ نخل شعلہ جوالہ معلوم ہونے لگا شعلہ آتش گلبوٹے
چنگاریاں ہر طرف یہی ہنگامہ ہو طائر غل مچارہے ہیں کہ آتش سحر جلاتی ہو ہر طرف سے بوے
کباب آتی ہو کنیزوں نے بڑھکر شمیم سے عرض کی حضور باغ جل رہا ہو سرو لب جو سے بھی شعلہ
آتش نکل رہا ہو ہزارہا طائر جلے نخل سر سبز و شاداب اکثر جھلسے انکو بچائیے شمیم باہر نکلی
دیکھا کہ آسمان سے آگ برس رہی ہو چہار طرف سے باغ گھرا ہوا ہو ساحر سحر کر رہے ہیں شمیم
نے مسکراکر اشارہ کیا سرو لب جو فوارہ بنگیا شعلہ ہاے آتش بجھنے لگے ہنسی آگ کو اشارہ کیا
وہ آگ پلٹی ساحروں پر چنگاریاں گرنے لگیں صدہا ساحر جلے بیقرار ہوکر پکارنے لگے اے
ملکہ غنچہ دہن دیکھیے اندر باغ کے پانی برس رہا ہو شعلے ہم سب پر آتے ہیں تڑپ تڑپ
کے جاتے ہیں انکو بچائیے غنچہ دہن نے سحر کیا کہ وہ آگ باغ پر پھر گری درختوں کو جلانے
لگی شمیم نے پکار کر کہا یہ ساحرہ بڑی سحر معلوم ہوتی ہو کئی مرتبہ سحر پلٹا یا مگر پھر شرمندہ نہیں
ہوتی یہ کہکے پھر سحر کیا آخر جھلا کر ملکہ شمیم کنیزوں کو ساتھ لیکر باغ سے نکلیں پکار کر آواز دی کہ
او غنچہ دہن میں نے تجھکو سحر کیا مقابلے میں آ تو حال کھلے غنچہ دہن نے ساحروں کو اشارہ
کیا ڈیڑھ لاکھ ساحر بارہ سو کنیزوں پر گرے کنیزیں ہر چند سحر کرتی ہیں غنچہ دہن ہٹا دیتی ہو
رنگ نہیں جمنے دیتی ہو جس کنیز نے سحر کیا غنچہ دہن نے الٹا پلٹا دیا ساحروں سے اشارہ کیا
ہو کہ ان نازنینان مہ جبین کو قتل نکرو گرفتار کرو انکو اپنے اپنے تصرف میں کرو کہ معشوق
پری چہرہ ہیں انسے ایک لطف ملیگا تمہارا گھر آباد ہوگا اب ساحر ملکہ کی کنیزوں پر سے چلے
ایک ایک کنیز پر دس دس ساحر گرنے لگے بمشکل کنیزوں کو گرفتار کیا شمیم نے دور سے
دیکھا کہ کنیزیں گرفتار ہوگئیں سامنے غنچہ دہن کے لیے جاتے ہیں شمیم جو تڑپ کر گری
برق بنکر کئی سو کے سر اڑا دیے سر مثل اولوں کے گرنے لگے دریاے خون جاری ہوا
ساحروں نے چاہا بھاگیں شمیم کا سامنا کریں کہ آسمان پر لکہ ابر چھایا غنچہ دہن نے
جو ابر کو دیکھا پکار کر آواز دی کون جاتا ہو اگر ملازم خداوند ہفت پیکر ہو تو میری شرکت

کرے باغیون نے پریشان کر دیا ہے غنچہ دہن نے جو پکار کر کہا وہ ابر سیاہ رنگ غنچہ دہن
نے دیکھا منقار آتش ایک تخت پر سوار ساٹھ ستر ہزار ساحران فضا پشت پر ہراسے سپر
نکلا تھا ہنگامہ سحر ساحران دیکھکر رک گیا غنچہ دہن کو جو پریشان دیکھا ابر کو ہٹا کر
اتر آیا کہا اے غنچہ دہن جو حکم کرو وہ بجا لاؤن غنچہ دہن نے کہا شمیم کو گرفتار کرلو
اور باغ کو پامال کرو منقار نے اشارہ کیا اسکے ساتھ والون نے گولے مارکر دیوار باغ
کو گرا دیا درختون کو جلا دینے لگے غنچہ و گل کو مٹانے لگے ملکہ شمیم یکہ و تنہا کنیزین سب
گرفتار ہو گئین دو لاکھ ساحرون کا ثخف چل رہا ہے بلکہ برق بن بنکے گر رہی ہین کبھی برف
بنین کبھی مٹھی ماش کے دانون سے بھر کر پھینک ماری کئی ہزار ساحر جلا دیے کئی ہزار کے
سر کاٹے یہان تو منقار و غنچہ دہن نے باغ شمیم پامال کر دیا کنیزین ادھر گرفتار ملکہ اس
مصیبت مین سرشار ہے شمیم کے قریب کوئی نہین آتا جس غول پر جا پڑین اسے پامال
کیا تلوارین برسائین آگ لگا دی خنجر گرائے دریاے خون بہائے سر مثل حباب شناوری
کر رہے ہین تیرون کے ترکش جو اس دریا مین گرے صاف ظاہر ہے کہ مچھلیان تیر رہی ہین
کمانین مثل نہنگان خون آشام پھیر رہی ہین شمیم کے ہاتھ مین خنجر کھنچا ہوا تیور پہ بل پڑ گئی
بنی ہوئی مثل شعلہ جوالہ لپک رہی ہین منقار و غنچہ دہن سامنے نہین آتے دور سے سحر
کر رہے ہین کبھی للکارتے ہین کہ او شمیم قہر و غضب خداوندی مین پھنسے گی جہنم مین پھنکیگی
قیامت تک جلا کریگی شمیم نے جواب دیا یہ حال تمھارے خداوند کا ہوگا ہفت پیکر
تمام ہو جہنم اسکا مقام ہو ہمیشہ جلینگے ثانی شیطان ہو دعوی خدائی کرے سمجھا ہے آخر انجام
کیا ہوگا جہنم مین جلایا جائیگا سزا اپنے اعمال قبیح کی پائیگا بہت گھبرائیگا یہ کہا اور خنجر چمکایا
دس بیس کے سر اڑا دیے مگر قضا سے کا غضنفر نامدار اس قریہ کو فتح کرکے اتر رہے ہین
انتظام کر رہے ہین قزاقون کو کھانا پانی ملا زمینداران کا مکان ضبط ہوا غضنفر کی بیقراری
بڑھتی جاتی ہے بارگاہ مین سرنگون بیٹھے ہین ہما سے تیز رو عیار نے عرض کی کہ آج حضور
کو بہت بیقرار پاتا ہون بہت گھبراتا ہون غلام سے تو کچھ حال بیان کیجے کہ اسکا انتظام
کرون حضور کا تردد مٹاؤن غلام سے نہین دیکھا جاتا غضنفر نے کہا اے برادر

بجان برابر ای رفیق و شفیق کیا جانتا نہین اُس آفت مین مبتلا ہین کہ جسکو بیان نہین کرسکتے اسوقت اسقدر دلپر ہجوم بیتابی ہی جی چاہتا ہی چیخین مار کر روئین بادشت و صحرا مقام کرین پہاڑون سے سر ٹکرائین کسکو حال دل سنائین کیا کہین نظم

روز مرگ آرزو ہی تا بہ کے غم کیجیے ۔ تا کجا دست دعا کو وقف ماتم کیجیے
حسن گندم گون سے ہی یہ خانہ بربادی بجا ۔ ابن آدم ہین نہ کیون تقلید آدم کیجیے
یان چراغ زندگی روشن ہی سوز داغ سے ۔ امتحان کو پہلے عیسی شمع کو دم کیجیے
ہر طرف مصروف زاہد ہین تا زسبیح مین ۔ گردن مینا کو بھی لازم ہی اب خم کیجیے
جادۂ معشوق سے افتادگی ہی بال و پر ۔ کیون نہ حسرت کی نگاہین سے شبنم کیجیے
چاک در کے بند کرنے کا تو ہی شوق آپ کو ۔ سینہ چاکون کے لیے بھی فکر مرہم کیجیے
ہوتی ہی کوتاہ شب آتی ہی جب فصل بہار ۔ ہی بہار سبزۂ خط زلف کو کم کیجیے
حال ناسخ کی پریشانی سے کیا نسبت انھین ۔ آپ اپنی زلف کو کتنا ہی برہم کیجیے

عیار نے عرض کی آخر تردد کا زیادہ کیا باعث ہی کہا ظاہر تو کوئی سبب نہین مگر شب بھر نہین سویا اسوقت نیند کا غلبہ ہی نیند کی خواہش ہی یہ کہکے غضنفر پلنگ پر لیٹ گیا عیار پاؤن دبانے لگا غضنفر سوگئے عالم خواب مین دیکھا کہ ملکہ شمیم گیسو کشا لاکھون ساحرون مین گھری لڑ رہی ہین اور باغ بالکل پامال ہو گیا ساحرون نے بڑھ بڑھ کر تیر برسائے تمام زخمون سے خون جاری ہی دریاے خون مین نہائی ہوئی لڑ رہی ہین غضنفر عالم خواب مین سامنے پہونچے ملکہ نے جو غضنفر کو دیکھا پکار کر آواز دی اے شاہزادہ والا قدر وداع اے آسمان خوبی کے بدر اب ہمارا وقت اخیر ہی شکر ہی کہ جمال جہان آرا دیکھ لیا مگر اتنا ضرور احسان کرنا کہ آکے جنازہ ہمارا اُٹھانا مگر مسیحائی نہ فرمانا مردے کو نہ جلانا قبر کا نشان بنانا کبھی کبھی آکے فاتحہ خیر پڑھنا بجلی آئے تو ہمکو کبھی یاد کرنا نام لیکر یہ سچ کہ شاد کرنا بجنسہ قول شاعر شعر چو آید بصورت لب مردن بمزار ما ٭٭ بہ استقبال تو مستانہ بخیزد غبار ما کیا عجب ہی کہ قبر سے آواز آوے دل بھر آوے فرد اے شہسوار گو رغریبان پہ آنکلے اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین ٭٭ افسوس ہی کہ حسرت بوسس دکنار لیکر

پردۂ دنیا سے جاتے ہیں عدم میں بھی ہمکو یاد کرینگے اعضا ہمارے فریاد کرینگے غضنفر نے
جو اس حال سے ملکہ کو خواب میں دیکھا ایک چیخ ماری کہ عیار گھبرا گیا دیکھا کہ شاہزادہ اٹھکر
بیٹھا ہے مگر رو رہا ہے کہا اے شہریار خیر تو ہے غضنفر نے کہا عالم خواب میں ملکہ کو دیکھا عجب حال زار
میں پایا کہ روح بے چین ہو گئی جلد قراقون کو تیار کرو ہر چند کہ مقام باغ معلوم نہیں مگر کشش
کھینچکر لیجا رہی ہے اسی مقام پر پہونچا دیگی عیار نے قراقون کو تیار کیا غضنفر اسپ باد پا
پر سوار ہوے تلاش میں اسی مقام کی چلے یہاں ملکہ لٹ رہی ہیں اتنا خون بدن سے
جاری ہوا کہ ایک نخل کی بیخ پر بیٹھ گئیں سنگ بڑے اٹھا کر مار رہی ہیں ان سنگریزوں
سے صد پایمال ہو رہے ہیں کوئی قریب نہیں آسکتا دور سے لینا لینا کر رہے ہیں ٹھیک
دوپہر کا وقت ہے گرم ہوائیں چل رہی ہیں غنچہ دہن و سنقار دور سے لینا لینا کر رہے
ہیں بخوف قریب نہیں آتے ملکہ نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے پکار
اٹھیں اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز تو حافظ و نگہبان ہے کیا کیا اپنے بندوں کو تو نے
نعمتیں عطا کی ہیں ہر حال میں تیرے رحم کے امیدوار ہیں اب تو مجبور و ناچار ہیں تو
اگر رحم کرے تو لڑائی بن پڑے ۔ نظم

ز اہل فقہ کشاید نہ صاحب منطق — کہ شرح نکتۂ توحید مشکل است و ادق
رموز کثرت و وحدت زبان چہ شرح کند — کہ پارہ پارہ شدہ کاغذ و قلم شد شق
بہر جہاز کہ خود ناخدا خدا باشد — رسد بساحل امید بے شک آن زورق
حجاب دور کن ای دوست پردہ پردہ را — کہ چار سو نظر آید بدیدہ جلوۂ حق
طلوع مہر نورش کند ز ہر مطلع — نماید او رخ روشن ز ہر کنار افق
چو ابر پاک کن از دل بآسمان گرد و غبار — کہ شکل برق شود باطن تو زان ازرق
ہر آنکہ چشم اطاعت بہ نفس گردن زد — کہ رام وقت سواری نگردد آن ابلق

شمیم نے بیقرار ہو کر دعا کی تیسرے دن یا نصف دن ادھر پہونچا یہ قدرت شاہ جہان کلیم بزرگ
لے چل اے پردۂ بیابان گرد سے برخاست ملکہ کے ہوش اڑ گئے سمجھی کہ کوئی ادبار گا
آیا دل سے کہتی ہیں بیٹھا ہمارے واسطے کیا کم ہے کہ جو اس کو ہوا ہو ۔ ۔ ۔

شمیم قوت نشست و برخاست موقوف ہوئی تھوڑی دیر مین گرونگی بیہوش ہو جاؤنگی
یہ نامرد بہ اطمینان گرفتار کرلینگے سامنا اُس ناہنجار کا ہی جو آبرو کا خواہان ہی خدا جان
و آبرو کا بچانے والا ہی جسنے دامن رحمت مین پالا ہی اتنے عرصے مین یا گرد دور اُٹھی تھی
یا قریب آئی صداے بوق ترکی سُنکر قلب کو قوت ہوئی یقین ہوا کہ وہی مسیحا آتا ہی کہ
سامنے آگرد امنگرد کا پھٹا آگے سب کے غضنفر بیقرار و مضطر اسپ بادپا کو اڑاتا ہوا
تیغہ روئین شگاف کو چمکاتا ہوا مرکب پر اس صورت سے ہی گویا انگوٹھی پر نگینہ کھلا ہوا
سینہ اشک عارض پر بہ رہے ہین دور سے وہ دیکھا جو خواب مین دیکھا تھا معشوقہ
کو دیکھتے ہی تیور بدل گئے بوق ترکی کمر سے نکالکے بجایا اسی ہزار بوق برابر بج گیا یہی
آواز تھی کہ ای قزاقان برشیدہ و یہ بندہ یا غضنفر نے کمان پہ ہاتھ ڈالا اسی ہزار کماندار
لیس ہوگئے اسی ہزار تیر چلے اسی ہزار کافر خطا شعار گھوڑون سے گرکر واصل جہنم ہو
غنچہ دہن و منقار نے کئی سو تیر چلاے اور روکے اب جو بوچھے سب نے لیے تیر
چلنے لگے کافر چلائے تلوارین کھینچین مثل بلاے ناگہانی کے آپڑے ایک دم بھر مین
سب فوج کو واصل جہنم کیا غضنفر گھوڑا اڑاتا ہوا قریب شمیم پہونچا قریب آکر گھوڑے
سے کودا شانہ تھام کر آواز دی صاحب آنکھین کھولو یہ زخمی تیغ ادا آ پہونچا شمیم سے
جو غضنفر کو قریب پایا بدن مین قوت آگئی بے اختیار غضنفر کا ہاتھ تھام کر اُٹھ بیٹھی دیکھا
غنچہ دہن و منقار قزاقون کو گھوڑے سے گرا رہے ہین منقار گھبرایا ہوا کہتا ہے اے
غنچہ دہن نکل چلو اب نہ ٹھہرو فوج کا خاتمہ ہوا تمھارے ساتھ میری فوج بھی قتل ہوئی
مین اسوقت کا بھیجا آیا اُن سب کی قضا مجھکو گھیر کر لائی ارادہ تھا کہ صحرا سے نور افشان
مین جا بیٹھے وہان کے ساحرون کو ہوشیار کیجیے یہ نہ سمجھا تھا کہ اس صحرا مین سب کی
قضا ہے خیر سب تو مارے گئے اپنی جان بچانا ضرور ہی قلب ناصبور ہی چلو نکل چلین جان
بچائین لو غضب ہوا کہ شمیم اپنے مقام سے اُٹھی معشوق نے جسم مین ہاتھ لگایا کہ یا مردے
کو جلایا یہ سنکر غنچہ دہن آمادہ ہوئی کہ سچ کہتے ہو چلو اب نکل چلین دونون نے شمشیر کے
شانون پہ ڈالی پر تیرہ واز پیدا ہوے ہکا بکا کر دونون اڑے قزاقون نے تیرون کی بوچھار

جب دیکھیے کجی کے سوا راستی نہیں
بل لے لیا مزاج نے کچھ زلف یار کا

دم بھر کے دیکھنے کی تمنا ہمیں نہیں
شرمندہ ہو گناہ کبھی کیا ایک بار کا

تیرے ستم عدو کی دعا نے کیا اثر
بدلا ہوا ہے حال کچھ اس خاکسار کا

ہاں تو اگر بلائے تو آؤں میں ہر طرح
ہے تجھکو اختیار مرے اختیار کا

آتے نہیں وہ ہائے یہاں حال غیر ہے
اقبال اوج پر ہے شب انتظار کا

پابوس آسمان سے شرف ہو گئے نصیب
پھر حوصلہ بلند ہوا ہے غبار کا

ہو جائے ہمسے پرسش اعمال کبھی تو خوب
وعدہ بہت دراز ہے روز شمار کا

وحشت میں بھی نہ ترک محبت ہوا شمیم
منہ آبلوں نے چوم لیا نوک خار کا

باغ میں ہنگامہ بہار ہے ہر طرف طائروں کی پکار ہے ملکہ غضنفر کو لیکر وسط باغ میں چبوترے پر بیٹھی ہیں صحبت عیش آراستہ ہوئی رقاصہ شوخ و شنگ بہ خوش الحانی یہ غزل گا رہی ہے۔ قطعہ

رنج باہم میں زبان پر جو گلا آتا ہے
کچھ عجب لطف کا روٹھے میں مزا آتا ہے

میں جو سمجھاتا ہوں انکو تو یہ فرماتے ہیں
اے چہ خوش جا ابھی یہاں سے تجھے کیا آتا ہے

دل ہلا جاتا ہے ہر نالہ و فریاد کے ساتھ
پھر انھیں کا کوئی مظلوم جفا آتا ہے

شانہ وہ زلف میں کرتے ہیں خدا خیر کرے
پھر مرے واسطے طوفان بلا آتا ہے

طاقت جوش جنون کی مرے کیا شہرت ہے
بیڑیوں میں کا ہر اک حلقہ پا آتا ہے

دونوں عاشق و معشوق خوش بیٹھے ہیں خوشی کے سوا رنج کا نام نہیں شمیم کہتی ہے کہ خدا اس دغاباز کی صورت نہ دکھائے نہیں معلوم کس طور سے پیش آئے وہ تو میرے نام کا دشمن ہے غضنفر کہتے ہیں اگر وہ بیچیدا دخل دیگا تو کیا کر لیگا میں نے تو اس دن مقابلے میں مارا ہوتا نامرد نے اپنے کو تخت سے گرا دیا لاکھوں جادوگر کٹ مرے کئی سو ساحر دن کو غش اس مقام پر بار اگر اسکو اٹھا لیگئے انشاء اللہ اسکی موت میرے ہاتھ سے ہے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ آسمان پر ایک ابر گلنار پیدا ہوا شمیم نے جو ابر گلنار کو دیکھا کہا لو بی شاہ خشا گلنار یہ آتی ہیں کہ وہ ابر آکر پھٹا ایک جادوگرنی نہایت تن و توش گلگون پوش دریائے جواہر کی غوطہ زن حسن رشک چمن شمیم کو جو دیکھا تخت زمین پر آیا شمیم نے اٹھکر سلام کیا اور پوچھا

شاخسار کہان سے آتی ہو شاخسار نے جواب دیا ہوا اس جوان کی رعنائی دیکھکر بہت
دل بیقرار ہوگیا یہ معشوق خوبرو کہان سے پایا کمبخت چلبلا ہی صورت پر شوخی برس رہی
ہی مین بارہ دری مین اسی لئے جاتی ہون ہمیشہ کو تمھین مبارک رہے مین ایک گھڑی بھر مین اسکو
بھیجدونگی شمیم نے پریشان ہوکر طرف غضنفر کے دیکھا غضنفر نے کہا اے جان جہان و اے
آرام دل مشتاقان مین تجھ ایسا معشوق چاہتا تھا اس طلسم مین آئے ہوئے زمانہ گذرا
ایسی معشوق خواہشمند ملی تھی آج لطف حاصل ہوگا مین بھی مدت سے ضبط کر رہا تھا اتو
شاخسار نے خوش ہوکر کہا اے شمیم معشوق تو اچھی ہی تمھارے اشارے کی دیر ہی کھینچی
گلشن جمال غضنفر کی کر رہی ہی چاہتی ہی کہ اٹھا لیجاؤن غضنفر بھی برابر اشارے کر رہے ہین
کبھی اشارے مین بوسہ لیتے ہین کبھی ہنسکر بات کرتے ہین شاخسار اس ناز و ادا پر مری
جاتی ہی شمیم کو ناگوار ہوتا ہی کنیزون سے اشارہ کرتی ہی تم لوگ شاہزادے کی بیباکی اور
چستی و چالاکی دیکھتی ہو لیکن معلوم ہوا کہ یہ سفلہ مزاج ہین ہرجائی انکی بات کا اعتبار نہین
مین تو اب انسے بات نہ کرونگی مگر شاخسار نے جو غضنفر کو اپنے اوپر مہربان پایا تیور پہ
بل ڈال کے کہا کیون بی شمیم جواب نہین دیتی ہو چلو صاحب بارہ دری مین چلو دم بھر باتین
کرکے چلے آنا اٹھو پھر انھین کے پاس رہو انکا مطلب ہی کہ کسی اور سے نہ بولو مین اٹھوین
دن آیا کرونگی گھڑی بھر بیٹھکر چلی جایا کرونگی غضنفر ہر مرتبہ اُٹھتے ہین کہ چلو صاحب مین
تمھارے ساتھ ہون جہان کہو وہان بیٹھون جو کہو وہ حکم بجالاؤن مین تمکو دیکھکر خود مائل
ہوا شمشیر ابرو سے گھائل ہوا مین خود چاہتا ہون کہ تمھارے پاس بیٹھون تخلیے مین باتین
کرون تنہائی مین راز و نیاز ہونگے سامان محبت آغاز ہونگے اُسوقت شمیم کو بیقراری ہوئی
آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے حیران ہی کہ کیا کرون جس معشوق پر دعوی ہے وہ خود اسپر
مائل ہے اگر یہ آمادہ نہ ہوتے تو اُسکی کیا مجال تھی کہ بجبر لیجاتی اگرچہ سحر مین یگانۂ آفاق ہی
علم شعبدہ مین طاق ہی کیون فلک یہ کیا سامان دکھایا کہ معشوق کو غیر عورت اپنے ساتھ
لیے جاتی ہی اور ہم بول نہین سکتے خیر صبر کرون دل پر جبر کرون غضنفر آنکھون سے اشارے
کر رہے ہین کہ اے پیاری عالم مجھے اسکے ساتھ جانے تو دو مین اسے قتل کرونگا شمیم ان

اشارون کو نہین سمجھتی ہی جانتی ہو کہ مجھسے جدائی کرتے ہین اسکے بلا تکلف ہونے پر مرتے
ہین مجھ کمبخت سے یہ گستاخی کاہیکو ہو سکیگی ہر چند کہ دل مشتاق ہو مگر پہلو مین بیٹھنے کو
مین عیب جانتی ہون ایسی بیباکیان مجھسے نہ ہو سکینگی آخر منھ پھیر لیا غصے مین جواب دیا
کہ بی بی یہ تم سے راضی ہین تو لیجائیے میرا کیا اختیار شاخسار نے غضنفر کا ہاتھ تھام لیا
لیکر بارہ دری مین آئی کہا شراب پیجیے گا غضنفر نے کہا بے شراب کیا لطف ہوگا یہ سنکر
شاخسار نے ایک قرابہ اٹھا لیا غٹ غٹ پی گئی دوسری گلابی اٹھا کر غضنفر کو دی
غضنفر نے کہا یہ بھی پی جاؤ شاخسار وہ بھی گلابی شراب کی پی گئی نشہ بیہوشی مین ہاتھ
غضنفر کا تھام کر اپنی طرف کھینچنے لگی یہان ملکہ بیقرار کنیزون سے فرما رہی ہین صاحبو
تمنے دیکھا کیسے خوشی خوشی ساتھ گئے ہین مین اپنا حال کس سے بیان کرون عجب کیفیت
ہو اب آپس مین ہاتھا پائی ہو رہی ہوگی وہ ایسی ہی شوخ و شنگ ہے تو خواہان سے تھے
شاخسار کو دیکھتے ہی شگفتہ ہوگئے رال ٹپکی پڑتی تھی اب مدعاے دلی حاصل ہوا ہوگا
اگر مناسب ہو تو جاکے دور سے دیکھو آپس مین کیا ہو رہا ہے کنیزون نے کہا واری اگر ہم
دیکھنے کو جائین وہ سحر سے مار ڈالے ہاتھ ہلا دے لہذا اب صبر کیجیے جب کہ وہ مدعاے دلی
حاصل کرکے چلی جاوے تب میان غضنفر سے شکایت کیجیے گا وہان غضنفر نے شاخسار
کو خود اپنی طرف کھینچا اسوقت شاخسار کا تڑپنا اور کہنا کہ اے جوان تو مجھے ذبح کریگا
مین ان باتون سے آگاہ نہین ہون میرا دم نکلجائیگا مگر تیری خوشی منظور ہے جو تیری
خوشی ہو وہی کرونگی ایسی ایسی باتین کرکے بہ ناز و ادا پاس آئی اور راز و نیاز کرنے لگی
ہر مرتبہ یہی کہتی ہے دیکھو ادب بات کا ارادہ نہ کرنا آئندہ جو تیری خوشی مین تیرے کہنے
سے باہر نہین ہون مگر اس امر سے بالکل باہر نہین ہون ایسا نہ ہو تجھپر مین نثار ہو جاؤن
غضنفر نے قاعدے سے بیٹھکر گلے پر شاخسار کے ہاتھ رکھا شیر کا پنجہ تھا گلا دبا کے
ایک گھونسہ مارا کہ شاخسار کا سر پھٹ گیا یہان شمیم خود اٹھین کہ جاکر دیکھون کیا ہو رہا
ہے کہ یکایک بارہ دری سے آواز آئی کشتی مرا نام من شاخسار جادو بود یہ صدا سنکر
شمیم کا چہرہ سرخ ہوگیا کنیزون سے کہا لو شاخسار واصل جہنم ہوئی دیکھا غضنفر

ہاتھ کا خون پونچھتے ہوئے آتے ہیں کہا ملکہ کیوں گھبراتی تھیں میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ
یہ ساحرہ ہے اسکو یہ بکر قتل کرونگا میں نے اُسکو مارا میں جو ایسی باتیں کرتا تھا جیا تھا کہ
تمھارے خلاف گذر رہا ہے مگر میرے قبلہ و کعبہ اسد نامدار تعلیم کردہ عمرو عیار مشہور
ہیں میں نے اُنکی آنکھیں دیکھی ہیں مرتے سے شاخسار کے وہ ابر گلنار بھی جلکر گرا
شمیم نے خوشی میں آکر غضنفر کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب اُس ساحرہ کو مارا کہ اگر لشکر کشی
کرکے جاتی تو اہل اسلام کو بہت ستاتی اسکا مثل نہ تھا میں ڈری کہ ایسا نہو یہ بگڑ جائے
اور سحر میں سامنا پڑے تو یہ مجھکو گرفتار کریگی دونوں ہنستے ہوئے آکر مسند پہ بیٹھے لاشہ
شاخسار کھنچوا کر بیرون باغ پھینکوا دیا پھر وہی محفل عیش و راگ و رنگ آراستہ ہوئی کنیزیں
شاخسار کا ذکر کر رہی ہیں کہ واری شاہزادے کو دیکھا بہوت ہو گئی بیقرار بھی ملکہ
شمیم تعریفیں حسن غضنفر کی کر رہی ہیں فرماتی ہیں اصل تو یہ ہے بقول شاعر لطیف

کس حسن چو یار ما ندارد
دست آئنہ دار ما ندارد
بے نور بود گر آفتاب است
خورشید عیار ما ندارد
با بلبل باغ آرزو کیم
دستے کہ نگار ما ندارد
چون غنچۂ گل شگفتہ باشد
این خاطر یار ما ندارد
در باغ بہشت عندلیبی
دستے چو چنار ما ندارد

زلف چو نگار ما ندارد
پژمردہ گلش ز خاک روید
چشمے کہ غبار ما ندارد
قاصد کہ بہ نامہ میکند فخر
این باغ بہار ما ندارد
تا آب کنیم ز بہرہ شمشیر
ہر دل کہ غبار ما ندارد
در کشور حسن اعتبارے
صورت چو نگار ما ندارد
خاموش ز گفتگوے عشقی

آئینہ ما ز عیب پاک است
ابرے کہ بہار ما ندارد
با نور دو چشم آفتابم
مکتوب و یار ما ندارد
رنگ از اثر حیا نگیرد
این بیشہ شکار ما ندارد
خوبان ز نظارہ بر خیزند
جز نقش و نگار ما ندارد
با این ہمہ زور رستم ہنام
طالع سر و کار ما ندارد

اسطرح کے اشعار جو ملکہ نے تعریف و توصیف غضنفر میں پڑھے غضنفر نے کہا کہ اے
یار جانی و محبوب جا و دانی ہم تمھارے اوصاف کیونکر کہیں تم ہماری تعریف نہ کرو یہاں تو
یہ باتیں ہو رہی ہیں ملکہ کا بھی دماغ تر ہوا شاہزادہ غضنفر پھر جھگڑے میں ہاتھ ڈالتا

ملکہ کا جھجکنا کہنا کہ صاحب قامت سے بیٹھا کرو مگر شاخسار جو قتل ہوئی شوہر اسکا نخل جادو
باغ گلگون مین بیٹھا ہوا کنیزون سے کہہ رہا ہو کیا سبب ہوا کہ ملکہ عالم نہین تشریف لائین
کبھی شراب پیتا ہو کبھی کنیزون سے کہتا ہو ارے جاکر خبر تو لاؤ دیکھو کیا سبب ہوا کہ ملکہ کو
عرصہ ہوا کنیزین گئین آکر دست بستہ عرض کی کہ ملکۂ عالم کا پتہ نہین ملتا نخل جادو نے
چار جام پیے نشے مین اور زیادہ گھبرایا کبھی اُٹھتا ہو کبھی بیٹھتا ہو کہ چند طائر اُڑتے ہوئے
آئے پکار کر آواز دی اے نخل زوجہ کو کیون یاد کرتا ہو وہ قتل ہوگئی غضنفر نے اسے مارا
بی شمیم نے قتل کرایا اب عاشق و معشوق خوش بیٹھے ہین یہ کہکر طائر چلے گئے باغ گلگون
مین ہنگامہ پڑ گیا پھول مرجھائے غنچوں کا چٹکنا موقوف عندلیبان خوشنوا رونے لگین سحر نے
ساری رعنائی و زیبائی باغ کی مٹ گئی نخل بے اختیار رونے لگا کہا یارو غضنفر کون شخص ہو
جسنے صدمہ پہونچایا ہماری ملکہ کیونکر اُس تک پہونچین اُسنے کیون قتل کیا وجہ عداوت کی کیا
ہوئی مین برباد ہوگیا نخل ابتر ہوا باغ کا دیکھکر گھبرا گیا سر پیٹنے لگا طائران سحر کو حکم دیا کہ
جاؤ خبر لاؤ غضنفر کس مقام پر ہو چند طائر گئے تھوڑے عرصے مین واپس آئے سامنے
نخل کے سر پٹکنے لگے کہا اے نخل جادو ملکہ شاخسار باغ ملکہ شمیم مین قتل ہوئین غضنفر نے
اُسے مارا اب دونون مسند پر بیٹھے ہین لاشۂ شاخسار بیرون باغ پڑا ہو نخل نے تخت
اُڑایا طائرون کو آواز دی کئی ہزار طائر ساتھ ہوئے یہان غضنفر و شمیم بیٹھے ہین باتین کر رہے
ہین کہ آسمان پر لکۂ ابر سبز نمایان ہوا اول نخل نے لاشۂ شاخسار اُٹھایا تخت پر ڈال لیا
بعد اُسکے تخت سے کودا چند طائر بشکل انسان بنے آپنے کہا جاکر رکھی جاؤ لاشۂ شاخسار کو
جلاؤ وہ جادوگر لاشۂ شاخسار لیکر طرف باغ گلگون کے گئے نخل جادو تیغ کھینچے ہوئے
اندر باغ کے چلا دروازے پر محلدار نے روکا کہا ذرا ٹھہر جائیے کہ مین جاکر اطلاع کر آؤن تو
آئیے یہ بات سنکر نخل جادو نے ہاتھ تلوار کا محلدار کو مارا چند کنیزون کو اُس مقام پر قتل
کیا تیغ سے خون ٹپکنے لگا ملکہ شمیم کو خبر پہونچی یہان یہ معرکہ گذرا گیا نخل جادو نے قریب
آکر للکارا کہ او شوخ دیدہ او گیسو بریدہ تو نے شاخسار کو قتل کرایا اب تیرا کیا حال کرون
شمیم اُٹھ کھڑی ہوئی آپس مین سحر چلنے لگا غضنفر نے جو دیکھا کہ ملکہ شمیم پر سحر نخل جادو

کا غالب ہوتا ہے بیتاب ہو گئے تیغہ روئین شگاف کھینچکر اُٹھے کہا او نامرد تیری جورو کو
مین نے قتل کیا مجھ سے مقابلہ کر یہ غضنفر نے کہا شخل جادو جلگیا جھلا کر ایک دو ہتھڑ
زمین پر مارا کہ ملکہ شمیم لڑکھڑا کر گرین آنکھین بند ہو گئین ملکہ شمیم چاہتی ہین آنکھین
کھولون اپنے مقام سے اُٹھون مگر اُٹھنے کی طاقت نہین تڑپ رہی ہین دیکھا طرف
غضنفر کے شخل جادو چلا شمیم کی بیقراری دعائین مانگنے لگی دل مین یہ خیال کہ مجھ ایسی
ساحرہ کا تو اُسنے یہ حال کیا تلوار انکی چھین لیگا دشمنون کو قتل کریگا نہین معلوم کیا سزا
دیگا ای خالق لیل و نہار ای پروردگار شیر بیشۂ صاحبقرانی کو اس ظالم کی بدعت سے
بچا لے ؎ اے خالق ہر بلند و پستی + بخشش چہ عطا مکن زہستی + علم و عمل و فراخ دستی
ایمان و امان و تندرستی + دیگر شاہا کریم برمن درویش نگر + بر حال من خستہ دلریش نگر
ہر چند نیم لائق بخشایش تو + برمن منگر بر کرم خویش نگر + ملکہ شمیم گیسو کشا بصد پریشانی
حیرانی دعائین مانگ رہی ہے لیکن شخل جادو تیغہ کھینچکر طرف غضنفر کے چلا للکارتا ہوا او
طفل بے ادب اتنی بڑی جادوگرنی کا تو مین نے یہ حال کیا تیری قضا درپیش ہے تجھکو خبر کیا
بس وہین ہی جا کسی مقام پر چھپ رہ مجھکو تیرے سن پر رحم آتا ہے تو بھلا کیا اُسکو قتل کرتا
غضنفر نے کہا مین شیر ابھی قاتل ہون اُسکو بھی مین نے قتل کیا مردان عالم مین شہہ پھیر
مین تو خود بھاگ جا اپنی جان بچا شخل تیغہ کھینچے ہوئے طرف غضنفر کے چلا اور سحر کا
گولہ مارا غضنفر نے انگشتر کو چمکایا گولہ پھٹ کر گرا شخل بہت حیران ہوا کہ کیا باعث ہوا کہ
یہ گولہ خالی گیا پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر میری کیا وجہ قتل ہو گئی سحر تاثیر نہین کرتا
آکر مدد کیجیے ورنہ غضب ہو جائیگا غضنفر تیغہ کھینچے قریب پہونچا شخل نے چٹکی خاک کی
اُٹھا کر سر پر ڈالی اپنے کو پتلہ فولاد کا بنایا غضنفر نے ہاتھ تیغۂ روئین شگاف کا مارا
یہی اُس تیغے کی تاثیر ہے کہ فولاد کو کاٹتا ہے سر اُسکے جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے
مانند قطرۂ آب صندوق سینہ سے مانند سیماب نکلا زمین پر آکے بوسہ دیا شخل کے دو
ٹکڑے ہوئے شخل حیات شخل جادو کو غضنفر نے قلم کیا اُس مغرور کا غنچۂ آرزو نہ کھلا
مرتے ہی شخل کے ایک ہنگامہ ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من شخل جادو بود اور جادوگر

جو اُسکے ساتھ کے کھڑے تھے اُنھون نے گریبان پھاڑ ڈالے اور دوڑکر لاش نخل جادو
کی اُٹھائی روتے پیٹتے طرف ہفت پیکر کے چلے یہان ہفت پیکر قصر عشرت مین بیٹھا ہی
ستر ہ سو پہلوان وساحر بیٹھے ہین ذکر لشکر رستم ہورہا ہی کہ رونے کی آواز آئی ہفت پیکر
نے پوچھا ارے یہ کون روتا ہی نگہبان نے عرض کی چند ساحر ایک لاش لیکر آئے ہین یا خداوند
قدرت کو رنج پہونچا ہی کوئی ساحر کہین لڑا ہاتھ سے مسلمانون کے مارا گیا ملازم اُسکے
لاش لیکر آتے ہین حکم ہوا بلا لو ساحرون نے لاکر لاش نخل سامنے ڈالدی فریاد کرکے
عرض کی کہ نخل جادو ہاتھ سے غضنفر کے مارا گیا باغ شمیم مین عیش کر رہے ہین مگر غلامون
نے یہ آنکھون سے دیکھا کہ نخل نے سحر کرکے گولہ مارا مگر تاثیر نہوئی جب نخل نے گولہ مارا
اور وہ جوان قریب آیا تو نخل نے اپنے کو فولاد کا پتلہ بنا لیا مگر کیا تلوار ہے کہ سر پر پڑی
زمین مین جا کر بوسہ دیا مراد اس عرض سے یہ ہی کہ اُس طفل پر سحر تاثیر نہین کرتا ہم لوگ
کیا کرین ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی ارے یارو تم مین کوئی پہلوان ایسا ہی کہ غضنفر
کا سر لائے معیار بلا خوار آٹھ پہر بلبلایا کرتا ہی آواز ہفت پیکر سنکر سب تو تھرا گئے مگر معیار
نے عرض کی یا خداوند یہ غلام رخصت ہوتا ہی اور غضنفر کو گرفتار کرکے لاتا ہی شمیم کی
آپ تدبیر کیجیے گا یا حکم ہو تو اُسکو بھی پکڑ لاؤن غرضکہ ساتھ کے تین لاکھ ساحر علم نیرنج
وشعبدے کے ماہر مسلح ہوکر سامنے آئے ہفت پیکر کو سجدہ کرکے یہ پہلوان سوار
ہوا تین لاکھ فوج سے طرف باغ شمیم کے چلا یہان تیسرا دن ہی کہ غضنفر برائے سیر باغ
نکلے قزاقون نے پرا جماکر سلام کیا غضنفر ایک ایک کا مزاج پوچھ رہے ہین یہ سب
دست بستہ عرض کرتے ہین کہ آپکی پرورش وعنایت حضور کو دعا دیا کرتے ہین سبکا
سلام بندگی لیکر غضنفر تو باغ مین آئے قزاقون سے کہہ آئے کہ باغ مین کوئی نہ آنے پائے
اس باغ کو کوئی گھیر سکے اسّی ہزار نے چہار جانب سے باغ کو گھیر لیا درختون کے سایے
مین اُتر پڑے دائرے بچھنے لگے چہار بیت ہو رہی ہے قزاقون مین ہنگامہ بپا ہی غضنفر
اندر باغ کے ساتھ ملکہ شمیم گیسو کشا کے صحبت آرا ہین ساز بج رہے ہین غزلین عاشقانہ
گائی جا رہی ہین نظم

آنسو نہیں ہیں یہ مژۂ اشکبار پر
گویا نمود آبلہ ہے نوک خار پر

تا صبح شب کو تو سر نشین ہیں معاف کر
کب اختیار ہے ترے بے اختیار پر

اتھی کا شک ہوا کبھی نہ حبیب ناز کا
کیا کیا گمان نہیں ہوئے گیسوئے یار پر

ثابت ہوں مدتوں سے سمجھا نہ اور کچھ
تم سو رہو اب آج مرے اعتبار پر

جلوے دکھا رہا ہے عجیب رنگ سوختی
[illegible] بالیوں کی مستی ہے نئے بہار پر

کس طرح آئے چین مجھے بے قرار ہیں
بجلی گر رہی ہے غم کی دل بے قرار پر

گلچین ہے باغ میں نہ فغان عندلیب کا
دھوکے خزان کے ہوتے ہیں فصل بہار پر

کیسی یہ یاد گل تھی کہ خاموش کر دیا
نالے بھی آ سکے نہ زبان ہزار پر

رہنے دے کوئے یار میں عجز و ضعیف پڑے
احسان کر اے صبا مرے مشت غبار پر

کر امتحان ہی وفا عاشقوں کا کچھ
صیاد عندلیب کے کھول ایک بار پر

امیدوار جوش جنون چند روز سے
بیٹھے ہوئے ہیں آہ فصل بہار پر

جلوے دکھا رہے ہیں جگر میں ہجوم داغ
جوبن ہے آجکل تو مرے لالہ زار پر

ثابت نہیں ہے یکے بہاران کی خاک ہو
اک بیکسی برستی ہے شمع مزار پر

تارے بھر رہے ہیں دامن شب نے یہ گمان
افشان چمک رہی ہو جو گیسوئے یار پر

مدت کے بعد چند نفس چین آ گیا
رکھا ہو کسنے پاؤں ہمارے مزار پر

رہتے ہیں اشکبار جو شب بھر وہ میری طرح
ہنستی ہے صبح گریۂ شمع مزار پر

کھاتے ہیں سینے داغ بیاتنا کہ انجم
دھوکا ہو گلستان کا دل داغدار پر

اسوقت عجیب ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے گرد باغ کے سب قزاق گا رہے ہیں اور تالیاں بجا رہے ہیں کہ قزاقوں نے دیکھا صحرا سے گرد اڑی اور چہار جانب سے فوج آتی ہے کہ باغ کو گھیر لیں قزاقوں نے فوراً گھوڑے چمکائے اور آواز دی اسطرف کون آتا ہے بڑھکر کسی پر نیزہ مارا یا تیروں کی بوچھار کی ہمراہیان عیار نے کہیں نے گینڈا اپنا صف سے نکالا طرف باغ کے اکیلا چلا دروازے پر باغ کے افسر قزاقان سمہر [illegible] نامی نگہبان تھا اسنے گھوڑا بڑھایا اور آواز دی کہ او نامرد

نہیں ہے شب کو طبل جنگی بجوایئے صبح کو میرے تمہارے مقابلہ ہو یقین ہے آپکے سردار بھی
شب کو آپ کو سمجھائینگے کہ ایسے زبردست کے مقابلے مین نہ جایئے سمجھ کے آیئے
اب دن بہت کم باقی ہے غضنفر نے کہا مقابلے کو وقت کیا جس وقت تلوار کھینچی اسیوقت
مقابلہ ہے ہرچند غضنفر نے کہا معیار نے نہ قبول کیا غضنفر پلٹ آئے معیار نے بارگاہ استاد
کرائی لشکر کو لیکے مقابلے مین اترا غضنفر نے قزاقون کو حکم دیا سب قزاقون نے بارگاہ زربفتی
استاد کی گرد قنات گھیر کر اترے غضنفر بارگاہ مین اتر کے داخل ہوئے ملکہ شمیم کو کنیزون نے
خبر دی کہ اسوقت معیار نے مقابلہ نہین کیا کل کا وعدہ ہوا ہے بارگاہین استادہ ہوگئین اب
طبل جنگی بجینگے ملکہ نے کنیزون کو حکم دیا کہ جاکر غضنفر سے عرض کرو کہ آپ باغ مین یہان
تشریف لایئے صبح کو اختیار ہے کنیزین خدمت غضنفر مین حاضر ہوئین پیغام ملکہ کا سنایا
غضنفر نے جواب دیا کہ ملکہ سے کہنا کہ ہمسے حریف سے وعدہ ہوا ہے مقابلہ کرکے آئینگے
یون ہمارا آنا مناسب نہین حریف طعن کریگا کہ مقابلے سے چلے گئے لفظ طعن سننا گوارا
نہین لیکن معیار نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے خبر سنائی غضنفر نے بھی حکم دیا قزاقون
نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین سنان نیزہ دست برچھی
نیزون کو زہر سے آبداریان دین چار پہر رات اسی تیاری مین بسر ہوئی وہ وقت آیا
اشعار صبح ہ شب کا یاس ہوا وان سحر کا ظہور + اڑا آشیانے سے طاؤس نور + وہ طاؤس
مشرق کا تھا بادشاہ + بہت گرم خو اور روشن نگاہ + سپہ کی علامت سپیدہ ہوا + نشان
آگے آگے خط صبح کا + کیا دیا بہ خلق یہ آشکار + کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار + روشنی
سحر نمودار ہوئی آفتاب عالمتاب کا شانۂ مشرق سے سر برکرکے چرخ زبرجدی پر آیا
تمام دنیا کو منور و روشن کیا معیار سوار ہوا میدان کارزار مین آیا غضنفر نے نکل کر
بوق ترکی بجایا صدا تھی کہ اے قزاقان تیار شو یہ قزاقون نے بوق بجائے گھوڑے پاؤ
جنگل مین چرتے تھے یا دوڑتے ہوئے سامنے آئے سرجھکا کر کھڑے ہوئے یہ اشارے
تھے کہ ہمپر زین کسو اور سوار ہو قزاقون نے گھوڑے تیار کیے غضنفر نے دوسری آواز
دی تیسری صدا مین سب مسلح و مکمل پرے جمائے ہوئے سامنے آئے مگر سہراب

دیوانہ سبکا افسر نہایت برہم ہوا کہتا ہی آقا سے نامدار آج میدان میں مین نکلون اُس
مغرور سے مقابلہ کرون اسکے لاف وگزاف سے دل شب بھر بیچین رہا بنسبت آپکے
کلمات سخت کہتا ہی ہمکو ہرکارون نے خبر دی کہ شب بھر یہی کہا کیا کہ اُس لڑکے کو پکڑ لاؤ نگا
یہ سُنکر غلام کو بہت ناگوار ہوا آج میدان مین سمجھاؤ نگا غضنفر نے کہا ای برادر اپنے
زور پر سب کو نازہ ہوتا ہی جب مقابلہ پڑیگا تو حال کُھلجائیگا یہ باتین کرتے ہوے میدان مین
پہونچے جانبین مین صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر بیٹھے کہ معیار
نے گینڈا صف سے نکالا سلحشوری کرنے لگا جب کہ خوب عرق ہوا دونون پیرون سے
یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین پشت طرف اپنے لشکر کے کی رخ طرف
لشکر اسلام کے کیا پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان اجل تمکو گھیرے ہی جبکہ تم نامرگ کی
ہوا یدولت کے مقابلے مین آئے فنون سپاہ گری دکھائے غضنفر نے قصد کیا تھا کہ
سہراب نے گھوڑا اُڑایا سامنے غضنفر کے آکر عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان ملے غضنفر
نے دیکھا کہ سہراب بہت برہم ہی اگر اجازت نہ دونگا تو یہ اپنے کو ہلاک کریگا فرمایا کہ اے
برادر بسم اللہ مگر حریف صاحب تن و توش ہے نشۂ بادۂ جرأت سے مدہوش ہی سمجھکر
مقابلہ کرنا سہراب نے عرض کی حضور ملاحظہ فرمائین گے کہ غلام آپ کا کس طور سے لڑیگا
یہ کہکے سہراب گھوڑا اُڑاتا ہوا مقابلے مین معیار کے آیا معیار نے گینڈا اپنا بڑھا دیا کہ
تمکا وزن ہون سہراب نے گھوڑا ہٹا لیا معیار گینڈے سے گرتے گرتے سنبھالا للکار کر
آواز دی ای جوان یہ کیا حرکت تھی کہ تمکا درون نہ ہوا سہراب نے کہا کا فر سے مس ہونا
عیب جانتے ہین معیار نے نیزہ مارا سہراب نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس
مین نیزہ بازی ہونے لگی بعد چند ملعونون کے سہراب نے نیزے کو کن دیا گینڈے کی
آنکھ مین نیزہ مار دیا گینڈے نے چیخ کھایا معیار گینڈے سے کود پڑا جھٹکر پالٹ کا ہاتھ
مارا کہ چاہا رون پر گھوڑے کے سہراب کے اُڑ گئے سہراب گھوڑے سے گرا اوپر سے
معیار نے ہاتھ مارا کہ سہراب کا سر زخمی ہوا سہراب دوڑ کر لپٹ پڑا سر زخمی ہی خون بہ
رہا ہے مگر جھپٹ پٹ پکڑ لایا چاہا کہ دو چار گھسے دون معیار نے کمر سے خنجر نکالا ران پر

سہراب کی مار دیا تا یہ استخوان خجر پہونچا معیار نے سہراب کو باندھ لیا ہر چند قزاقون نے آواز دی کہ او نامرد زخمی پر دست انداز نہ ہو معیار نے کچھ جواب نہ دیا سہراب کو باندھکر لیگیا ساتھ والون سے کہتا تھا کہ اس لڑکے کو اور ایک دن کی مہلت دی اب طریقہ جنگ قزاقان ذہن مین آگیا کہ یہ لوگ کسطرح سے لڑتے ہین مین انکو برابر گرفتار کرلونگا مجھسے نہ لڑ سکین گے غضنفر رنجیدہ بیٹھے فرماتے ہوئے ایسے معیار مکار نے بڑا صدمہ دیا بارگاہ مین آکر بیٹھے کمر نہین کھولی ہتھیار لگے ہوئے ہین عیار سے فرمایا خبر تو لا ساتھ سہراب کے وہ کس طرح پیش آیا ہوگا تیز رو چلا معیار نے آکر سہراب کو قید خانے مین بھیجا عیار اپنے موسوم بہ طیران دوندہ کو حکم دیا کہ جاکر خبر تو لا وہ طفل کیا کر رہا ہے اگر بھاگ جانے کا ارادہ ہو تو مجھکو خبر دینا بھاگ کر نہ جانے دونگا طیران جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی تھا کہ تیز رو جنگل مین پہونچا تھا کہ صدا سے زنگ کان مین آئی ہما ایک نخل کی آڑ مین کھڑا دیکھا ایک عیار اڑا ہوا آتا ہے ہما نے حلقے کمند کے سر راہ خس پوش کیے طیران قریبا ان حلقوں کے پہونچا ہما نے شیر کی آواز دی طیران رکا ہما نے جھٹکا مارا کہ طیران گرا ہما نے حباب مارا طیران بیہوش ہوا ہما نے اٹھکر طیران کو درخت سے باندھا کوڑا لیکر کھڑا ہوا ہوشیار کرکے پوچھا کہ تو کون ہے کہان جاتا تھا طیران نے کہا معیار کا عیار ہون برائے خبر قزاقان چلا تھا کہ مسلمان بھاگ نہ جائین ہما نے سامنے ہی طیران کے رنگ وروغن عیاری کا نکالا طیران کی شکل بنکر تیار ہوا کہا کہ تو تو اسی مقام پر بندھا رہ مین جاکر تیرے آقا کو لاتا ہون طیران نے بہت داد فریاد کی یہ بھی کہا کہ مین شاگرد ہوتا ہون ہما نے کچھ جواب نہ دیا طرف لشکر معیار کے چلا لشکر کو دیکھتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا معیار بیٹھا تھا کہا اسے رفیق وشفیق مسلمان کس حال مین ہین ہما نے کہا کہ حضور کا خوف رہے ہین سب قزاق تو یہی کہتے ہین بھاگ چلیے مگر افسر نے سب کو روکا ہو کہتا ہے مین معیار سے لڑونگا یہان طیران بندھا تھا چند کاہ فروش گھاس چھیلنے جو آئے طیران داد فریاد کرنے لگا ان سب نے اسکو کھولا طرف اپنے لشکر کے چلا دل سے باتین کرتا ہوا آتا ہے کہ ایسا نہ ہو آقا کو گرفتار کرلے لشکر مین طیران آیا لشکر والون سے

پوچھا اے طیران یہ کیا معرکہ ہے کہ ایک طیران آگے گیا ہے تم اب آئے ہو وہ طیران کیسا طیران
نے کہا وہ آگے جو گیا ہے وہ عیار غضنفر نامدار ہے آقا کو دم دیئے گیا ہے اب میں جا کر اسکی گردن لیتا
ہوں لازم تو خاموش ہو رہے لیکن ایک چوبدار اسنے دور سے جو طیران کو آتے دیکھا
بارگاہ معیار میں آیا ہما کو بہ نگاہ غور دیکھنے لگا خال میں خط میں فرق نہ پایا ہما نے پوچھا
مردے صاحب کیا تجھے دیکھ رہے ہو چوبدار نے کہا دوسرا طیران اور آتا ہے مجھکو تردد ہے کہ اصلی
کون ہے نقلی کون ہے ہما سمجھا کہ طیران اصلی آتا ہے ہاتھ باندھکر سامنے معیار کے کھڑا ہوا کہا
اے پہلوان دوران عیار غضنفر فرزند حمزہ کو بڑا دعوی عیاری ہے میری شکل پر آتا ہے میں یہ
دنگل چھپ رہوں وہ جو آئے اسکو گرفتار کیجیے طیران اپنی بارگاہ جانکر بلا تکلف آیا کہ
معیار نے کہا اے طیران کہاں تھے کیا خبر لائے ذرا میرے قریب آؤ طیران قریب آیا ہے کہ
معیار نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا ایک طمانچہ مارا ہما زیر دنگل سے نکلا ایک لات ماری کہا کہ
او مکار عیاری کرنے آیا تھا چاہتا تھا میرے آقا کو دھوکا دے میں چھپا اب یہاں موجود
ہوں کیا مجال تھی کہ میرے آقا پر عیاری کرتا طیران غل مچانے لگا کہ اے آقا سے نامدار
یہ وہی عیار ہے میرے سامنے میری شکل بنا تھا رات کے جلسے میں جو راز دنیا رنگ چکے
ہیں وہ خواہ مجھ سے پوچھیے یا اس سے دریافت کیجیے معیار نے پوچھا ہما نے کہا اے شہریار
میں سرکار کے راز کی بات چلاکر نہ کہونگا چاہتا ہوں کہ کان میں عرض کروں حضور پر تو واضح
ہوگا معیار نے سر جھکایا ہما تڑپ کر قریب آیا معیار کو اک دھول ماری اور خود لپک کر بھاگا
سراپچے کو فرا گیا۔ لینا لینا کا ہلڑ ہوا ہما کبھی لینا لینا کرتا ہوا جاتا ہے ہر ایک کے قریب سے
نکلتا جاتا ہے لاکھوں لوگ دوڑے کسی سے نہ ہما کو نہ پایا ہما بھاگ کر لشکر غضنفر میں آیا معیار چوٹ
کھا کر بہت شرمایا جھلا کر کہا سہراب کو لاؤ ابھی سر دریا مجھکو ٹھگا اگر اسنے میرا راز بہت غضب کیا نہ کہا
تو قتل کرونگا اسی وقت سہراب آیا زخموں میں ٹانکے دیے گئے ہیں پٹیاں مرہم کی بندھی
ہوئی ہیں زنجیر پہنا ہوا دربار میں آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی معیار
نے جھلا کر کہا خدا اور ہفت پیکر کو سجدہ کر ورنہ ابھی قتل کرونگا سہراب نے کہا او نامرد
مردان عالم یہاں سے کب ڈرتے ہیں اگر تجھ ایسے نامرد کے ہاتھ سے قتل ہو سکتے ہیں کبھی

باعث فخر ہوگا معیار نے کہا جلاد کو بلاؤ یہ کبھی خداوند ہفت پیکر کو سجدہ نہ کریگا قارن نے
اسکے دل پر قفل لگا دیا ہو جلاد نے آکر زنجیر کو پکڑ کر کھینچا کہا اے جوان ادب سے کلام کر سامنے
بہادران دوران گرشاسپ جہان بیٹھے ہین تجھکو جان کا خوف نہین تو ابھی قتل ہو جائیگا
مہلت نہ پائیگا یہ کہکے پھر زنجیر کو جھٹکا دیا سونٹا اٹھایا کہ مارون سہراب کی آنکھون کے نیچے
اندھیرا آگیا زنجیر تھام کے جھٹکا مارا کہ جلاد جھکا ہتھکڑی ماری کہ جلاد کا سر پھٹ گیا قید توڑ کر
پھینکدی ایک پہلوان کو مار کر تلوار لی لڑنے لگا جسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے چاہتا ہے
معیار کو بڑھکر مارون دنگل پر سے اسکو اتارلون مگر پہلوانون نے اسکو گھیر لیا لڑتا بھڑتا
سہراب باہر نکلا چہار طرف سے فوج نے بلوہ کیا لشکر مین جو ہنگامہ ہوا قزاقون نے خبر
پائی کہ سہراب نے قید توڑی بوق ترکی بجانے لگے غضنفر باہر بارگاہ کے نکل آئے پوچھا یہ غل
کیا ہے یہ وقت کیون بوق ترکی بجایا سب نے عرض کی غلامون نے آپ کے خبر پائی ہے کہ
سہراب نے قید توڑی ہے لڑائی ہو رہی ہے غلام چاہتے ہین جا پڑین اپنے افسر کو بچا لین
ایک گھوڑا کسی قزاق کا کھڑا تھا غضنفر اسپر سوار ہوئے گھوڑا اڑا کر چلے اسی ہزار
قزاق بھی چلے قریب لشکر معیار آکر بوق ترکی بجایا گھوڑے لشکر کفار کے رم کرنے لگے
ہزار ہا گھوڑون نے سوارون کو اپنے گرایا اور راہ صحرا کی لی قزاق آکر لشکر معیار پر گرے
وہ ہنگامہ ڈالا کہ فوج کو ٹھہرنا مشکل ہوا کچھ بھاگے کچھ مارے گئے مگر غضنفر لڑتا ٹھہرتا برابر
معیار کے پہونچا قزاقون نے دور سے دیکھا کہ آقا ہمارے لڑتے ہوئے طرف معیار کے
جاتے ہین جنگ مین مصروف ہوئے جانتے تھے کہ آقا اسکو ضرور مارلین گے معیار نے
جو غضنفر کو دیکھا چاہا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تلوار کو سپر پر روکا اور تلوار کا ہاتھ گینڈے
کی گردن پر مارا کہ گینڈے کی گردن قلم ہوئی معیار گینڈے سے گرا غضنفر نے تلوار کے
نیچے رکھ لیا اتنے ہاتھ مارے کہ آخر معیار تلوارین کھاتا ہوا بھاگا بھاگ کر نخلستان مین
پہونچا غضنفر مرکب چمکا کر وہان بھی پہونچے ہمارے تیزرو نے کہ اپنے آقا کو دیکھتا ہوا
جاتا تھا دیکھا کہ نخل کے سایے مین معیار جا کر ٹھہرا غضنفر مرکب چمکاتے ہوئے
وہان بھی پہونچے ہمارے تیزرو دیکھ رہا ہے کہ غضنفر نے ہاتھ مارا معیار نے

دونوں ہاتھ اُٹھا دیے کلائیاں کٹ کر گریں معیار پھر بھاگا ایک مقام پر جاکر ٹھہر رہا غضنفر
گھوڑے سے کود کر کمر پر ہاتھ مارا کہ معیار دو ٹکڑے ہو کر گرا ہما سے تیز رو نے دیکھا کہ
جیسے ہی معیار کے دو ٹکڑے ہوئے وہاں پر غبار بلند ہوا غضنفر غبار میں چھپ گئے ہما
قریب آیا غضنفر کو اُس مقام پر نہ پایا مرکب خالی کھڑا تھا ہما سے تیز رو روتا ہوا لشکر قزلباش
لڑائی فتح کیے بارگاہ میں لوٹ رہے ہیں خوانچے پر جاکر گرے توڑے اٹھا اٹھا کر ہر کیوں پر
رکھے کہ ہما کو جو روتے ہوئے دیکھا سب کے بیلے سہراب نے پکار کر پوچھا کہ اے عیار
طرار خیر تو ہے ہما نے بیان کیا کہ آقا نخلستان سے غائب ہو گئے فرا فرا قرون نے جو یہ خبر سُنی
گریبان چاک کیے روتے پیٹتے دربار میں آئے یہ خبر وحشت اثر ملکہ شمیم کو پہنچی ملکہ شمیم
نے بال کھول لیے بات کر رونے لگیں کہتی تھیں صاحبو میرا راج سہاگ لٹ گیا کیا
بیان کروں میں لٹ گئی ایسے معشوق سے چھوٹ گئی ۔ نظم

کب جہاں میں خلش تیر سے دل شاد آیا — ساتھ قالب کے مرے سایۂ ہمزاد آیا
حشر میں جب کہ دم پرسش بیداد آیا — آپ کو گنگ بنا کر وہ پری زاد آیا
صد نہ قید تعلق جو مجھے یاد آیا — الف وصل کے مانند میں آزاد آیا
موج مے جام و صراحی میں نہ ٹھہری دم بھر — تیری آنکھوں میں جو بہنے کا مزہ یاد آیا
وہیں زخم سے ہنس ہنس کے نکلا تیکی روح — کر دیا گلا اپنے کو گلو خنجر جلاد آیا
یہ غلط ہے کہ مرا ذکر کیا ہو تو نے — کوئی طعنہ تو نہ تھا میں جو تجھے یاد آیا
ایک نے بھی نہ سنا روز جزا صد افسوس — شکوۂ یار جو بنکر مری فریاد آیا
دوست کیا تو نے تو دشمن بھی نہ چھوڑا ہے حیف — اب وہ دھڑکا نہ رہا دل میں کہ صیاد آیا
گلۂ یار میں مصروف ہوئی ہیں روحیں — کیا فلک پر ہے کوئی عالم ایجاد آیا
بل بے غفلت کہ رقیبوں کے گلے سے کچھ — اپنی ہستی کا مجھے آج نشان یاد آیا
تھا خیال لب شیریں جو دم نزع مجھے — میں نے سمجھا ملک الموت کو فرہاد آیا
مردہ و زندہ زمیں سے نہیں باہر کوئی — ایک آغوش میں کیا مجمع اضداد آیا
خانہ زاد دل بیتاب ہے کچھ غیر نہیں — نہ دُھر ولب پہ اگر شکوۂ بیداد آیا

کر دیا اُس نگہ مست نے مجھکو غافل | آج آنکھوں میں مری خواب خدا داد آیا
جب اٹھتا ہے مرے سینۂ سوزاں سے دھواں | آسمان اُسکو سمجھتا ہے کہ ہمزاد آیا
نذر کیا دیجیے اُس قاتل عالم کو نسیم | ایک سر تھا سو تہِ خنجرِ جلاد آیا

کنیزوں نے کہا واری بیقرار نہ ہوجیے ہمارے تیز رو نے آکر سمجھایا کہ حضور یہ فرزندان دنیا جتنے قران ہیں ایسے ایسے قران صعب اِنہوں نے بہت سے پڑھے ہیں آپ سحر میں طاق شہرہ آفاق ہیں اُس مقام پر شلیث لیجاکے سحر سے دریافت کیجیے کہ کون اُٹھا کر لیگیا یا دیو یا جن یا کسی ساحرہ کا یہ کام ہے یہ خوب جانتا ہوں کہ وہ جہاں جائینگے آفت برپا کرینگے جس مقام پر ہونگے اُس زمین کو اسلام آباد کرینگے ایک مجھکو بڑا افسوس ہے کہ جلدی میں اُنکو خیال نہ رہا اسپ باد پیما ان بندھا ہی سہراب کا حال سنتے ہی ایک قزاق کے مرکب پر سوار ہو بیٹھے وہ بیچارہ پیدل رہا یہ نہ کہہ سکا کہ حضور میرا مرکب تو دیجیے دوسرے یہ خلافت ہوا کہ اُسپر گھوڑا دوڑا کے جب نخلستان میں پہونچے تو یہ غضب تھا کہ گھوڑے سے کود پڑے اور اُسپر ہاتھ مارا یہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جب اُنھوں نے ہاتھ مارا اور اُسکے دو ٹکڑے ہوے تو ایک غبار بلند ہوا اور وہ غبار ہٹا تو میں نے شاہزادے کو نہ پایا یہ باتیں سنکر شمیم نے گالی باندھی ہمارے تیز رو کے ساتھ چلی باہر آکر دیکھا کہ سب قزاق رو رہے ہیں ملکہ نے پکار کر کہا بھائیو کیوں گھبراتے ہو کوئی ساحرہ اُنکو لیگئی اگر طلسم ہفت پیکر کی سرحد میں ہے تو ابھی کھینچی ہوئی آئیگی سب قزاق پیچھے پیچھے چلے شمیم اُس مقام پر آئیں کہ جس مقام پر شہزادہ غائب ہوے تھے اول اُس مقام کو دیکھا کچھ نشان سحر نہ پایا کہا ای عیار طرار ساحرہ کو یقین تھا کہ ملکہ شمیم کوشش کرینگی کوئی اُسنے علامت نہیں چھوڑی کس شے سے چھپاؤں یہ کہکے اُنگلیوں پر کچھ شمار کیا کہا ای عیار طرار کچھ نشان نہیں ملتا مگر طریقہ کہانت یہ خبر دیتا ہے کہ عیار جستجو کرے طرف مشرق کے جانے کچھ سامان غیب سے پیدا ہوگا ای برادر تم چلو میں بھی آتی ہوں قزاقوں نے کہا ای ملکۂ عالم ہم بھی تلاش میں چلیں اپنے آقا کو ڈھونڈھیں شمیم نے کہا تم لوگ اسی مقام پر اُترو میں سارے طلسم ہفت پیکر کو چھان ڈالونگی اُس یوسف گم گشتہ کا پتہ لگاؤنگی قزاق سب

اس مقام پر اترے ہمارے تیز رو قطوے لگا کر طرف مشرق کے روانہ ہوا قراقول نے
دیکھا کہ ملکہ شمیم نے ایک دستک دی ایک قمری اڑتی ہوئی آئی اوسکی پشت پر اسباب
سحر رکھا گاتی باندھکر سوار ہوئی جستجو مین غضنفر کی چلی لیکن غضنفر پہ یہ معرکہ گذرا کہ جب
غضنفر نے معیار کو مارا ایک ساحرہ زبردست موسوم بہ گمنام تھا وہ جب معیار کوچ
کر کے چلا آیا اور گمنام شب کو اکیلی ہوئی فراق مین آشنا کے تڑپا کی صبح کو اٹھکر تلاش
مین نکلی اول دربار ہفت پیکر مین آئی دربانون سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ مقابلہ غضنفر
مین گیا ہے اب گمنام اڑتی ہوئی چلی اسوقت پہونچی کہ اول غضنفر نے دونون ہاتھ اسکے
کاٹے جب ہاتھ مارا معیار کے دو ٹکڑے ہوئے تو گمنام کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
قلب تھرا گیا دل سے کہتی تھی کہ افسوس دس برس کا میرا رفیق مارا گیا سحر کیا کہ غبار بلند
ہوا غضنفر نے غبار مین آنکھین بند کین اسی عالم مین اوٹھا لیگئی غضنفر بیہوش ہو
اپنے قصر لالہ فام مین لائی مسند بچھوائی کنیزون نے اسباب عیش و نشاط آراستہ کیا
شراب لا کے رکھی کباب کی کشتیان چن دین اب گمنام نے غضنفر کو مسند پر بٹھایا آپ
دلھن بنکر بیٹھی سحر اوتارا غضنفر کی آنکھ کھلی دیکھا ایک ساحرہ گھونگھٹ نکالے سامنے
بیٹھی ہے گرد کنیزین کھڑی کہ رہی ہین کہ ای ملکہ گمنام بڑی صاحب نصیب ہو ایسی خوش
جمال کے آگے معیار کی کیا حقیقت تھی ہم سب اسکو پسند کرتے ہین کوئی پاس بیٹھتی ہے
کوئی تلوے سہلا رہی ہے کوئی بلائین لیتی ہے کوئی درازی عمر کی دعائین دیتی ہے غضنفر نے
جو دیکھا ایک عمارت بنی ہوئی ہے برہم ہو کے پکار کر آواز دی ارے تو کون ہے مین کس مقام
پر ہون کنیزون نے ہاتھ بڑھا کر کہا واری مبارک ہو کہ بی گمنام آپ پر عاشق ہوئین اپنے
اسکے دس برس کے رفیق و شفیق کو مارا مناسب تو یہ تھا کہ آپکو دیوانہ کر دیتین خون
معیار کا بدلہ لیتین مگر آپکے جمال پر عاشق ہوئین تیغ ابرو کی گھائل ہوئین آپکو
بہ احتیاط اوٹھا لائین اب مل جلکر بیٹھو آپس مین محبت کی باتین کرو اسباب عیش و
نشاط موجود ہے شراب پیو کباب کھاؤ جو ملکہ سے سوال کرو پورا کرین اور جہان کا
بادشاہ کرین پہلوان ایسا بنادین کہ رستم سے زیادہ نام ہو کوئی تمپر ہاتھ نہ ڈال سکے

غضنفر نے پہلو پر ہاتھ ڈالا تیغہ روئین شگاف قبضے مین کیا پکار کر آواز دی او شفتالو
کیا بیہودہ بکتی ہو وہ جو مارا گیا وہی اسکی رفاقت کے لائق تھا اسکی قضا آئی ہو کہ مجھکو ایسے
مقام پر لائی ہے گمنام نے کنیزون سے کہا تم سب ہٹ جاؤ دخل نہ دو ابھی یہ منتین کرینگے لگینگے
قدمون پر گرینگے مین انکا کہنا نہ مانونگی شربت وصل سے سیراب نہ کرونگی کنیزین تو ہٹین مگر
آپس مین کہتی ہین صاحبو سچ تو ہو کہ مرد وا تو یوسف جمال عورت کو بدصورتی مین کمال اپنا
رستیارہ جمانہ یہ مگر ایسا سحر کریگی کہ تابعدار ہو کر رہیگا کہین سیر و شکار کو جائیگی تو ہم لوگونکا
مطلب نکلیگا مراد بر آئیگی جوان تو شوقین ہو جو کہینگے وہ مانیگا غضنفر تیغہ ٹیک کر اٹھا گمنام
نے چند دانے ماش کے اٹھا کر مارے پکار کر آواز دی کہ سر جھکا کر بیٹھ میری اطاعت کر جو کہون
وہ قبول کر غضنفر نے تیغہ روئین شگاف چمکا دیا انگشتر مہر و ماہ چمکی سحر باطل ہوا اسنے
گمنام قہقہہ مار کر ہنسی کہا او صاحبو اسنے بھی کچھ جھوٹ موٹ سیکھا ہو میرے سحر کو باطل کیا مین
وہ بلائے روزگار ہون کہ طبقے زمین کے ہلا دون آسمان پر پہونچا دون یہ کہکے گولا جادو کا
نکالا پکار کر آواز دی اے اپنے پیرون کو ہلا یہ گولہ تجھے دیوانہ کردیگا مزہ یہ ہو کہ ابھی طالب وصل
ہوا ورنہ مین انکار کرون تو قدمون پر گرے دن بھر تڑپا کرے رات کو میرا کہنا مانو نہ اس سحر
کو توڑو کہ ایسے لاف و گزاف کرکے گولہ مارا غضنفر نے تلوار سے گولہ کاٹا تیغہ کھینچے ہوئے
طرف گمنام کے چلا کہا کیون ملعونہ ہم طالب وصل نہ ہوے بڑا اپنے سحر پر ناز ہے اپنے
کو بچا ہم وار کرتے ہین گمنام نے کہا اتفاق سے یہ گولہ کٹا دوسرا سحر کرونگی کہ دیوانہ ہو جائیگا
یہ کہکے ایک دو پتھر زمین پر مارا غضنفر نے انگشتر کو ہلایا کچھ تاثیر نہ ہوئی اسنے جھلا کر
زمین مین طمانچہ مارا ایک شیر ببر نکلا دہاڑتا ہوا منھ کھول کر سامنے غضنفر کے
آیا شیر بیشۂ صاحبقرانی پر حملہ کیا شیر بیشۂ صاحبقرانی کب ڈرتے ہین جھپٹ کر ہاتھ
تلوار کا مارا گمنام نے سر آگے کردیا تیغہ روئین شگاف دست زبردست غضنفر کا سر
گمنام کے پڑا سر کٹ کر دھڑ سے زمین پر گرا مرتے ہی گمنام کے ایک اندھیرا و تار پیدا ہو کر
آسمان پر چھایا سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد چند ساعت کے آواز آئی کہ
کشتی مرا نام من گمنام جادو بود کنیزین یہ جرأت دیکھکر ہاتھ باندھنے لگین کہ شہریار

یہ ہمکو پکڑ لائی تھی ہم لوگ شریف زادیان ہین اس بلحون کے قبضے مین رہے مثل آپکے
بندگان خدا کو پکڑ لائی تھی مطلب اپنا حاصل کرکے چھوڑ دیتی تھی ایک دن ایک پہلوان کو
مع مرکب لائی اُسکو تو مار ڈالا مگر مرکب اُسکا بے مثل و بے نظیر چمنستان مین بندھا ہے کہ
کسی کو اپنے پاس نہین آنے دیتا اُسی جوان کی زبانی نام سُنا تھا کہ اشہب سکندری یہی نام
ہی یہ بھی وہ کہتا تھا کہ یا صاحبقران کو یا اولاد صاحبقران کو یہ مرکب سواری دیگا اور کسیکو
پاس نہ آنے دیگا یہ مرکب بے نظیر ہے آپ قریب جائیے شاید پاس آنے دے غضنفر
مژدہ سُنکر نہال ہوگئے کنیزین غضنفر کو لیکر اُس چمن مین آئین غضنفر نے دیکھا مرکب
کوہ سرین کوہ کفل ٹاپین مار رہا ہی چاہتا ہے زنجیرین توڑ ڈالون زمین مین گڑھے ڈالدیے
غضنفر کو جو دیکھا سینہ کھینچا اشارون سے بلاتا تھا غضنفر چمکارتے ہوئے قریب گئے
گھوڑے نے تھوتھنی سینے پر رکھدی زبان سے سینہ چاٹنے لگا کنیزین سارہ یراق لائین
غضنفر نے اُسکو کسا اُسپر سوار ہوے دیکھا کہ مرکب ہوا سے باتین کرتا ہی چاہتا ہی سبزۂ
فلک پامال کرون غضنفر باہر باغ کے نکلے ایک جانب چلے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ آواز
گیرودار کان مین آئی طرف اُسی آواز کے چلے صحرا مین آگے دیکھا ایک مقام پر کہ سنگین
ایک کوہ فلک شکوہ ہے دامنۂ کوہ مین کاروان تاجرون کا اُترا تھا سہیل قزاق نے
گھیرا ہے قافلے والون پر جب دباؤ ڈالا تو وہ بھی لڑنے لگے قزاق اُنکو قتل کررہے ہین
اہل کاروان مر مر کر گر رہے ہین مگر قزاقون کا پیچھا نہین چھوڑتے مال ابتک نہین
اُٹھا جانے دیا غضنفر نے جو یہ معرکہ دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا خیال مین آیا
کہ شہنشاہ قزاقان کے آگے یہ بدعت وہین سے نعرہ کیا ہم شہنشاہ قزاقان خبردار
کیا بدعت کرتا ہی ان غریبون کو نہ لوٹنا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا سہیل نے پلٹ دیکھا
ایک طفل حسین یکہ و تنہا مرکب باد رفتار اُڑاتا ہوا آتا ہے اور نعرہ ہے کہ خبردار ان غریبون
پر ہاتھ نہ ڈالنا سہیل نے ساتھ والون سے کہا تم تو اِن کو لوٹو مین اس سونے کی چڑیا
کو لون یہ کہکے گھوڑا مجمع سے نکالا للکار کر آواز دی کہ او طفل بے ادب کہان گریبان تیرا
پنجۂ اجل مین پھنسا کہ کھینچکر میرے سامنے لایا لے مین سامنے ہو جو دہلون والا ہو کر

غضنفر نے کہا ہمارا دستور نہیں کہ ہم اول وار کریں جب تیرے حربے سے پروردگار
بچا لیگا تب ہم بھی وار کرینگے یہ سنکر سہیل نے کہا اے شہریار یہ تو بتایئے کہ امیر سے آپ کو
کیا رشتہ ہے یہ انھیں کے خاندان کا طریقہ ہے میں مدت سے مشتاق تھا کہ اگر کوئی فرزند
صاحبقران ملے تو قدمبوسی کروں شکر کرتا ہوں کہ آپ کا جمال دیکھا طرز کلام سے ثابت
ہوگیا کہ آپ صاحبقران کے فرزند ہیں غضنفر نے کہا ہمیشہ سے خون کفار کا پیاسا ہوں
صاحبقران زمان کا نواسا ہوں شہنشاہ قراقان میرا لقب ہے فرزند ناسعد نامدار نبیرہ
صاحبقران عالیوقار سہیل نے کہا میں اب حضور سے مقابلہ نہ کرونگا غضنفر نے کہا اے
برادر رفاقت کا لطف نہ ہوگا حربہ کرو جیسے جواب لو جو غالب آئیں تو اطاعت کرو اور
ساتھ والوں کو منع کردو کہ ان غریبوں کو نہ لوٹیں سہیل نے پلٹ کر منع کیا قزاقوں نے
لڑائی موقوف کی سب سوداگر غضنفر کو دعائیں دینے لگے بلکے تماشا کرنے کھڑے ہوئے
ایک جانب آکر قزاق کھڑے سہیل نے گھوڑا اپھیر کیا کہا اے شہریار فنون سپہگری کا اب
امتحان ہے کوئی بات اٹھا نہ رکھونگا یہ کہکے سہیل نے نیزہ مارا غضنفر نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر لیا بیاوار کیا کن دیگر نیزے کو سینے پر سہیل کے رکھ دیا کہا کیوں سہیل نیزہ بازی کا
یہی کام ہے اگر چاہوں تو ماردوں مگر یہ منظور نہیں کہ تمکو زخمی کروں سہیل نے نیزہ پھینک دیا
قبضے پر ہاتھ ڈالا غضنفر نے تلوار اسکی سپر پر لگا نہیں جھٹکی کی چوٹ بتائی کہا اے سہیل کام
نہ چلیگا اس چوٹ پر خاتمہ ہے سہیل تلوار پھینک کر قدموں سے لپٹ گیا غضنفر نے کہا ابھی
ایک حوصلہ باقی ہوگا کشتی بھی لڑلو سہیل نے کہا آقا یہ تو آرزو ضرور تھی سہیل گھوڑے سے
کود اغضنفر نے بھی اترکر خم مارا کشتی ہونے لگی غضنفر نے جو سمجھے پیچ پر اکھیڑ کر زمین پر مارا
سہیل پیٹ کے بل گرا غضنفر نے ایک چیراس مارکر چاروں شانے چت کیا کود کر چھاتی پر سوار
ہوئے فرمایا کیوں سہیل کوئی اور تو حوصلہ نہیں باقی ہے سہیل اٹھکر قدموں پر گرا کہا
تابعدار ہوں غضنفر نے قزاقوں سے مال تاجروں کا دلوادیا تاجر تو دعائیں دیتے ہوئے
رخصت ہوئے کہتے تھے خدا نے کس رئیس کو بھیجا کہ جسنے جان و مال دونوں بچالیا
اپنے مقصد میں ہمکو آزاد کیا مگر سہیل مع فوج کلمہ پڑھکر صدق مسلمان ہوا

دامشکوہ میں جشن کا سامان کیا بارگاہ زرنگار آراستہ کرائی اسمیں غضنفر کو لیکر آیا مقام صدر پہ
غضنفر کو بٹھایا آپ پہلو میں آکر بیٹھا دور شراب شروع ہوا ساقیان سیمیں ساق و مطربان
خوش آواز آئے لولیان زہرہ جمال بصد عشوہ و ناز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگیں نظم

کچھ عدم کا بھی خیال اے دل تجھے یاں چاہیے ۔ گو عزیز مصر ہے پر یاد کنعاں چاہیے
کوچۂ دلدار کی حسرت میں رونے کے لئے ۔ پاؤں کو اب آبلے کے چشم گریاں چاہیے
حشر برپا کر رہی ہے ناقۂ لیلیٰ کی چال ۔ صور اسرافیل اب جائے حدی خواں چاہیے
میرے غم میں رونے اک عالم لگا اب وہ قتیل ۔ اشک کیسے ناوک مژگاں کو پیکاں چاہیے
ہوں وہ مجنوں عہد طفلی میں مجھے کہتے تھے لوگ ۔ گوشۂ زنداں اسے جائے دبستاں چاہیے
آگیا پیری میں اسکے بوسۂ لب کا خیال ۔ ہونٹھ کاٹوں کس طرح حسرت ہے دنداں چاہیے
نیّر خورشید کو کافی ہے اک جیب سحر ۔ رہ گیا دست جنوں کو سو گریباں چاہیے
حسرت نظارۂ زلف پریشاں دل میں ہے ۔ بہر تسکیں کو مجھے کچھ بار ریحاں چاہیے
عمر گذری روتے روتے ہنس کبھی او لب بھی میں تاکہ ۔ میرے منہ پر کوئی قاتل زخم خنداں چاہیے
دیدۂ مژگاں کی زباں پر ہیں لب داماں و جیب ۔ اشک خوں کی چشم کو تسبیح مرجاں چاہیے
سنگ ریزے لعل ہوں جن جن کے بہر کوہ کاں ۔ عاریت اے کوہ مجھ وحشی کو داماں چاہیے
روح سعدی ہوگئی ہوگی خوشی سے باغ باغ ۔ آج پڑھنے کے لئے اسکو گلستاں چاہیے
طالب دنیا ہو شیخ میں بھلا کیا اسنے کام ۔ مرد ہو ناسخ تو عشق شاہ مرداں چاہیے

سہیل رات بھر مصروف عیش و نشاط رہا وہ وقت آیا کہ لیلیٰ شب نے نقاب چہرے سے
اٹھائی مجنوں روز داخل صحرائے دشت ہوئی مشرق ہوا سہیل قزاق یاقوت سامنے غضنفر
کے حاضر تھا خدمتگاری کر رہا تھا باہر خیمے کے نکلا غضنفر مقام صدر پہ بیٹھا میں کہ
آواز ہنگامے کی کان میں آئی غضنفر نے پلٹ کے دیکھا قزاقوں سے پوچھا کہ تمہارا
سہیل کہاں گئے قزاقوں نے عرض کی ابھی حضور کی خدمت سے رخصت ہوکر باہر گئے
ہیں غضنفر نے پوچھا یہ غل کیسا ہے قزاقوں نے عرض کی کہ غلاموں کو آپ کے
معلوم نہیں ہے کہ یہ کیا ہنگامہ ہے یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ اٹھا سہیل کو دیکھا کہ سر

زخم کاری لگا ہوا خون سر سے بہتا ہوا سامنے غضنفر کے آیا غضنفر نے پوچھا اے برادر یہ کیا ہوا
کس نے تمکو زخمی کیا سہیل نے عرض کی یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ اُسکو قلعۂ وحشت
کہتے ہین دو بھائی پہلوان زبردست اُس قلعے کے حاکم ہین سلیم شیرشکار و سالم شیرشکار انکا
نام ہے کاشانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہا رکھتے ہین یعنے ایک دختر بلند اختر کہ اُسکا نام ملکہ
یاقوت گلگون پوش ہے وہ ایک دن شکار کو اُس طرف آئی غلام نے اُسکو پہاڑ سے
دیکھا قزاقون سے اشارہ کیا کہ اسکو پکڑ لاؤ وہ اس طرح کی سپاہی پیشہ ہے کہ چار قزاق گئے تھے
چارون کو اُسنے زخمی کیا اور چاہا کہ بادپای چمکا کے نکل جاؤن مین یہان سے پہونچا اور مین نے
اُسکو دیکھا اضطراب مین نقاب چہرے سے اُٹھ گئی میری عجب نوبت ہوئی غش کھا کے گرا
بیہوش ہو گیا وہ نکل گئی جا کے باپ چچا سے احوال بیان کیا دونون بھائی لشکر لیکے آئے
مین پالا سکے کوہ تھا کچھ نہ کر سکے آخر مجبور ہو کر پلٹ گئے مین نے جو حضور کی دعوت کا سامان
کیا اور دیر کو وہ اُترا اُنکو خبر ہو گئی لشکر لیکر آتے ہین جو بارگاہ سے نکلا سالم نے بڑھکر
مجھکو روکا سلیم نے جو خبر سنی وہ غصہ مین آیا آ کے مجھکو زخمی کیا آخر مین زخمی ہو کر چلا آیا
اب وہ دونون بھائی للکار رہے ہین اکثر قزاق گئے اُنکے ہاتھ سے قتل ہوئے غضنفر
نے یہ سنکر تیغۂ روئین شگاف کے قبضے پر ہاتھ ڈالا فرمایا مرکب ہمارا تیار کرو سہیل نے کہا
حضور دونون بھائی بڑے قد و قامت کے جوان ہین اس حوالی مین کوئی اُنسے مقابلہ
نہین کر سکتا غضنفر نے کہا دونون کی گردن تونگا خدا چاہیگا تو دونون کو ایک مرتبہ پست
کرونگا سہیل نے بمجبوری اشہب سکندری کو تیار کیا غضنفر سوار ہو کے باہر نکلا
دیکھا صفین جمی ہوئی ہین سلیم شیرشکار میدان مین کھڑا تھم رہا ہے قزاق مقابلے ہون
آ کر جمے ہین جو قزاق مقابلے مین گیا یا سلیم کے ہاتھ سے مارا گیا یا زخمی ہو کر پلٹ آیا کچھ
لاشے پڑے تڑپ رہے ہین سلیم پکار رہا ہے کہ کوئی تم مین ایسا نہین کہ مجھکو جواب دے سکے
میرے مقابلے مین آئے غضنفر نے جرأت کی اس سے قزاق بھالا چمکا کر جاتے ہین سلیم نے ایک
ضرب شمشیر قزاق کو مار لیتا ہے غضنفر نے یہ شجاعت دیکھی نعرہ کیا کہ مین شہنشاہ قزاقان ہون
او سلیم مین تیرے مقابلے مین آیا ہون سلیم نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک طفل کمسن گھوڑے پر

اڑاتے ہوے آتا ہے سلیم نے کمان کیانی دوش سے اتاری غضنفر پر تیر مارا غضنفر نے
گھوڑا جھکا کر خالی دیا اسنے دوسرا تیر مارا غضنفر نے اس تیر کو قرولی سے قلم کیا سلیم نے
سات تیر مارے غضنفر نے ساتوں تیر قلم کیے گھوڑے کو اڑا کر قریب پہونچے سلیم نے نیزہ
مارا غضنفر نے نیزہ توڑ ڈالا سلیم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے غضنفر پر ہاتھ
مارا غضنفر نے تلوار کو بہ آسیب سپر رد کیا تیغہ روئین شگاف نیام انتقام سے کھینچا
کر تیغا کے سر پر ہاتھ مارا کہ سلیم تا دو ابرو زخمی ہوا چاہا کہ سامنے سے بھاگوں غضنفر نے
گھوڑا بڑھایا بھائی نے جو دور سے دیکھا کہ بھائی صاحب زخمی ہوے گھوڑے کو بڑھا
چھپٹا قریب آ کر غضنفر پر ہاتھ مارا غضنفر نے کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر پھینک دی
کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا سلیم نے جو دور سے دیکھا کہ بھائی گرفتار ہو گیا فوج سے آواز دی
بھاگو ساٹھ ہزار فوج لیکر آیا تھا سب کو ساتھ لیکر طرف قلعہ دشت کے بھاگا غضنفر
نے کہا اے سہیل اسکا پیچھا کر وچل کے اسکا قلعہ گھیر لو سالم کو تو قید کیا سب قزاقوں
کو لیکر تعاقب میں چلے مگر سلیم جو بھاگا ہوا آیا قلعے کو بند کر لیا خندق پر آب کی توپیں
بالاے قلعہ لگا دیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا غضنفر و سہیل بارہ ہزار قزاقوں سے آ کر
پہونچے قلعے کو گھیر لیا مورچہ بندیاں ہو گئیں تیر چلنے لگے اہل قلعہ جو بالاے قلعہ آتے تھے
قزاقوں کے تیر دلدوز سے قتل ہوتے ہیں سلیم نے جو یہ معرکہ دیکھا اٹھکر بارگاہ میں آیا جھکا کر
بیٹھا کہ عیار اسکا سامان بلاخیز سلام کو آیا اپنے آقا کو سرنگوں جو دیکھا عرض کی کیوں شہریار
حضور کیوں پریشان ہیں سلیم نے کہا اے عیار طرار تو نے دیکھا کہ بھائی صاحب گرفتار ہو
قزاقوں نے آ کر محاصرہ کیا ہے یہ بھی قزاق ہیں کہ میں جا کر انکو گھیرتا تھا یہ جا کر بالاے قلعہ چھپ
گئے اب آج یہ انقلاب ہے کہ ہم قلعے میں چھپے ہیں ایک جوان کی وجہ سے ہمکو خوف ہے کہ
بھائی صاحب کو جسنے کہ سلیم اٹھا لیا انکو قید کیا اگر میں ٹھہرتا تو گرفتار ہو جاتا اگر تجھ سے
ہو سکے تو غضنفر کو گھیر کے گرفتار کرے اگر غضنفر گرفتار ہو جائے تو پھر میں سب سے
سمجھ لوں سہیل کی کیا حقیقت ہے کہ مجھ سے مقابلہ کرے سب قزاقوں کو قتل کرونگا بھائی صاحب
کو چھڑا لونگا سامان بلاخیز نے عرض کی غلام ابھی جا کر غضنفر کو لاتا ہے بلکہ اگر حکم ہو تو آپ کے

بھائی صاحب کو بھی رہا کراؤں سلیم نے کہا اے عیار اگر یہ کام کیا تو گویا سلطنت کو بچا لیا
قلعہ دہشت کی حکومت جاتی ہے پس مسلمان اپنا دخل کرینگے قلعہ اسلام آباد ہو جائیگا پھر ہم کہاں
جائینگے غضنفر کی اطاعت کرنا پڑیگی عیار نے کہا میں ابھی جاتا ہوں یہ کہکے یا نہاے عیاری
جسم پر آراستہ کیے قلعے سے نکلا تلاش میں غضنفر کی چلا لشکر قزاقان میں آیا پھرتا پھرتا
بارگاہ غضنفر پہ آیا ایک مقام پر بیٹھکر نقب لگائی پھر نقب کا بارگاہ غضنفر میں توڑا
دیکھا شاہزادہ پڑا ہوا سو رہا ہے قریب آکر بیہوشی نکالی پر دماغ غضنفر کے لگادی غضنفر
بیہوش ہوا عیار نے پشتارہ باندھا غضنفر کو لیے نکلا لشکر قزاقان میں آیا اب سوچا اگر سامنے
جاؤنگا تو ایسا نہو ہو معرض ہوں پھر روکا جاؤں چلا جنگل میں جاؤں تب قلعہ میں پہونچوں
جنگل میں اترا ہوا جاتا ہے رات بہت قلیل باقی ہے اکثر جانوران صحرا نے آشیانوں سے سر
نکالے ہیں چہکارے مارتے ہیں جانتے ہیں کہ سفیدۂ سحری ظاہر ہوگا آشیانوں سے باہر نکلیں
ہما عیار غضنفر نامدار اپنے آقا کی تلاش کرتا ہوا اس صحرا میں پہونچا ایک نخل کے نیچے پڑا ہوا تھا
کہ آواز زنگ کی کان میں آئی آنکھ کھولکر دیکھا ایک عیار طرار پشتارہ بردوش آتا ہے ہما جو
اپنے مقام سے اٹھا خیال کرتا ہے کہ یہ عیار کسکو لیے جاتا ہے حلقے کمند کے خس پوش کیے وہ
عیار بیچ حلقوں میں پہونچا ہما نے جھٹکا مارا کہ عیار گرا گوشہ چادر جو رخ سے ہٹا ہما نے
اپنے آقا سے نامدار کو دیکھا باغ باغ ہوگیا عیار کے دل کا داغ ہوگیا حباب مار کر عیار کو
بیہوش کیا غضنفر کا پشتارہ الگ کر لیا غضنفر کو ہوشیار کیا غضنفر کی جو آنکھ کھلی آنکھ
یار وفادار کو دیکھا پوچھا کہاں سے آئے ہو عیار نے کہا آپکی تلاش میں سرگرداں ہوں
ملکہ شمیم کی تلاش میں نکلی ہے یہ عیار آپکو لیے جاتا تھا میں نے حضور کو رہا کیا غضنفر
نے اشارہ کیا اسکا پشتارہ باندھ لو لشکر میں لیچلو پھر وہاں چلکے سمجھا جائیگا عیار نے اسکا
پشتارہ باندھا لشکر میں غضنفر آئے یہاں قزاق حیران پھر رہے ہیں کہ آقا کو کون لیگیا
چاہتے تھے قلعے پر حملہ کریں سلیم انتظار عیار کا کر رہا ہے بالاے قلعہ بیٹھا ہے جب قزاقوں
نے غضنفر کو آتے ہوے دیکھا دوڑکر قدموں سے لپٹ گئے کہا آقاے نامدار
آپکو کون لیگیا تھا غضنفر نے سب حال بیان کیا قزاقوں نے عیار کو پکڑا سامنے

قلعے کے لاکر دار پر کھینچا سلیم نے جو عیار کو دیکھا کہ دار پر کھینچا ہوا ہے پریشان قلعے سے
اٹھا بارگاہ میں آکر بیٹھا بے اختیار رونے لگا کہتا تھا کہ اب غضنفر قلعے کو فتح کریگا ہائے
میں بھاگ کر کہاں جاؤں ان لوگوں سے کیونکر جان بچاؤں قزاق بلوے پر آمادہ ہیں آپ
غضنفر بھی آگیا اب قلعے پر یلغار کرینگے اس سوچ میں بیٹھا تھا کہ آسمان پر ایک سیاہ پیدا ہوا
طلنبور جادو کہ مدت سے اسپر عاشق ہے آکر پہونچی پوچھا اے جان جہان کیوں رو رہے ہو سلیم
نے کہا اے طلنبور جادو کیا حال پوچھتی ہو غضنفر نے آکے گھیرا ہے بھائی کو پکڑ کر قید کیا ہے
میں بھاگ کر یہاں آیا قلعہ بند کر لیا آج رات کو میرا عیار گیا تھا غضنفر کو لے نکلا مسلمانوں کی
مدد کو آسمان سے پیدا ہوئی ہے عیار اسکا جنگل میں پڑا ہوا تھا اُسنے میرے عیار کو پکڑا اور
اپنے آقا کو رہا کر لیا قزاقوں نے عیار کو دار پر کھینچا اب میں حیران ہوں کہ کیا کروں طلنبور نے
کہا تم بالائے قلعہ چلو ایک سحر میں سب قزاقوں کو بیکار کر دونگی کیا مجال ہے کہ غضنفر
آگے بڑھ سکے مرکب اُسکو لیکر جنگل میں بھاگ جائے کیا طاقت ہے کہ تیرے قلعے پر کوئی آسکے
مگر میری آرزو پوری کر کئی سال گذرے ہیں کہ تیرے عشق میں تڑپتی ہوں مثل ماہی بے آب
پھڑکتی ہوں راتیں جھکی کاٹے نہیں کٹتیں تکلیفیں ہائے نہیں اٹھتیں تڑپ تڑپ کے
بسر کرتی ہوں جان سے مرتی ہوں سلیم نے طلنبور کے کہنے پر عمل کیا طلنبور خوش ہوئی سلیم
کو ساتھ لیکر بالائے قلعہ آئی قزاقوں نے صفیں جمائی ہیں غضنفر سب کے آگے بڑھ کے
بلوے کو حکم دیا ہے جیسے ہی قزاقوں نے صفیں بڑھائیں لپٹا لپٹا کہکر چلے کہ طلنبور
نے سحر کیا قزاقوں کے گھوڑے پھڑکنے لگے سیل پاؤں صفیں جماکر چلا تھا یا صفیں درہم
و برہم ہوگئیں یہ تو ناظرین کو یاد ہوگا کہ زیر ران غضنفر اشہب سکندری ہے طلنبور نے
سحر کیا اشہب سکندری بدلگامی کرنے لگا ہر چند کہ غضنفر کے ہاتھ میں دو انگشتہ مہر و ماہ ہے جو
اُسے چمکا دیتے ہیں مرکب نہ کچھ نا رکا گرچہ چاہتا ہے اپنی پشت سے راکب کو گرا دے لیکن غضنفر بڑی جما
ہیں مرکب نہیں رکتا کبھی طرف صحرا کے بھاگتا ہے کبھی الف ہوتا ہے زمین پر سم نہیں جماتا ہے
مرکب کو معلوم ہوتا ہے کہ زمین مثل آگ کے جل رہی ہے یہی خیال ہے کہ قسم جل جائینگے غضنفر
کے مرکب پر کیا موقوف کسیکا مرکب طرف قلعے کے نہیں جاتا اہل قلعہ نے توپیں بھی داغیں

آوازسے توپون کی مرکب اور زیادہ بھڑکتے ہین قزاقون کی حیرانی غضنفر کی پریشانی ہماے تیز رو نے کر رکاب سے لپٹا ہوا تھا یکایک ایک چیخ ماری کہا آقاے نامدار قلعے سے سحر ہوا وہین تپ رہی ہی سہیل نے بڑھکر عرض کی اے آقاے نامدار و مولاے قدرشناس مرکبون کو ہم سب نے کیا ہو گیا کہ قلعے کو دیکھکر تھراتے ہین طرف قلعے کے نہین جاتے ہین توپ کی آوازسے ڈرتے ہین ہمارے وہ مرکب ہین کہ اگر آگ برسے تو دریاے آتش مین پھاند پڑین آگ کا دریا ہو تو طے کر کے نکلجائین مگر آج نہین معلوم کیا سحر کیا ہو کہ مرکب بھڑک رہے ہین شاید طنبور نے دوسرے طور کا سحر کیا ہواسے برچھی ایک قزاق نے دوسرے کو للکارا کہ او نالائق گھوڑا تیرا دوڑکر چلا ہمارا گھوڑا بھڑک گیا ہم تجھ سے سب طرح موجود ہین دوسرے نے ہاتھ تلوار کا مارا گھوڑے سے عرصے مین سہیل نے پلٹ کے دیکھا کہ بھائی کو بھائی نے قتل کیا باپ نے بیٹے پر ہاتھ مارا جب بیٹے کو مار ڈالا تو گھوڑے سے کود کے لاش فرزند پر رونے لگا بیقرار ہو کر پکارتا تھا اے فرزند مجھ سے بولو سہیل نے جو فوج کا یہ حال دیکھا بیقرار ہو گیا عرض کی آقاے نامدار ہماری سب فوج سحر مین مبتلا ہو دیکھیے باپ نے بیٹے کو مارا اور آپ ہی رو رہا ہی اب کون سمجھائے غضنفر نے بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا پکار اٹھا اے بے نیاز و اے کارساز اپنا رحم شریک کر **نظم**

زہے فرمان رواے جملہ اطراف
کہ باشد حکم او جاری بہ اکناف

ز حسنش جلوہ گر ماہ جہان تاب
ز نورش پرتو افگن پرتو آفت

ظہور قدرتش گردد ہویدا
بہ اقسام و بہ انواع و بہ اصناف

کسے در بتکدہ بت می پرستد
کسے اندر حریم کعبہ طواف

خدا را مرد عارف می شناسد
بداند قیمت زر مرد صراف

شہ باید نہ نیک اندر زمانہ
نہ باشد زندہ اشراف و نہ اجلاف

بہ کمزوری اجل را جان سپارد
بہادر پہلوان و مرد سیاف

چہ ہمسکہ از زمانہ رخت بندد
شود تقسیم زر بہ اخلاف

کند تاخلف مال مفت برباد
بہ عیش و عشرت و صراف اسراف

| لقائے حق اگر خواہی تو ہندی | کن اول از کدورت سینہ را صاف |
|---|---|

بیقرار ہوکر جو غضنفر نے دعا کی طلبو رنے سحر کی بوچھار کر دی ہی اب قلعے پر کون بلوہ کرے
آپس مین لڑ رہے ہین ایک کو ایک قتل کرتا ہو سہیل نے جو دیکھا بیقرار ہوگیا غضنفر
بڑھکر عرض کی ای آقائے نامدار و ای مولائے قدر شناس وہ رفیق قتل ہو رہے ہین کہ جنکا
خون جگر پلاکر پرورش کیا اب چند کس عزیز باقی ہین اُنکی بھی نوبت آیا چاہتی ہی غضنفر
کہا ای برادر یہ اسباب سمجھ مین نہین آتے عیار صاحب ہمارے کہتے ہین کہ قلعے پر سے سحر
ہو رہا ہی مین حیران ہون کہ سحر کرنے والا کون ہی ایک بھائی اُسکا قید ہی ایک بھائی بالائے
قلعہ لڑ رہا ہی سہیل نے کہا آقا پہلو پر سلیم کے ایک عورت کھڑی ہی شاید وہ سحر کر رہی ہے
عیار بھی سچا نہین کہتا مین نے خیال کر کے دیکھا جب سے وہ عورت بالائے قلعہ آئی
جب ہی سے یہ آفت برپا ہوئی اول گھوڑے بگڑے بعد گھوڑون کے جوانون کو بھی غصے
آئے کہ انکا مزاج کسی نے بدل دیا کبھی میری فوج مین ایسا اتفاق نہین ہوا آپس مین ایک
کو ایک سے محبت تھی یا یہ نفرت کہ جان کے دشمن ہوگئے باپ نے بیٹے کو مارا بیٹے نے
باپ کو قتل کیا دیکھکر قلب تھراتا ہی چند قزاق میری جانب چلے تھے مگر مین آپ کے پاس
چلا آیا مین نے اُنسے بھڑنا مناسب نہ جانا غضنفر فرماتے ہین ای برادر سہیل یہ مرکب شہ
بادرفتار ہی کہ تین ٹھیکون مین برابر قلعے کے پہونچے ایسا مرکب شایستہ اور بدلگامی کرتا
مجھکو چاہتا ہی کسی طرح گرادون کئی مرتبہ الف ہوچکا ہی تمہارا قول بھی کرسی نشین ہوا میرے
دل مین بھی یہی آتا ہے کہ پلٹ جاؤن اہل قلعہ کو ستاؤن کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا کرون
مین پیادہ ہوکر بالائے قلعہ جاتا ہون یہ کہکے گھوڑے سے اُترنے لگے سہیل نے رکاب
پر ہاتھ رکھکر کہا کہ آقا گولہ چل رہا ہی آگ قلعے سے برس رہی ہی ایسا نہ ہو دشمنون پر کوئی
گولہ پڑ جائے تو غلام کو سوائے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑے غضنفر کہتے ہین یہ مرکب سواری
کے لایق نہین ہے مین اپنے کو قریب قلعہ پہونچاؤنگا قضا سے کار ملکہ قسیم گیسو کشا کہ انکو
بھی پھیرتے پھیرتے کئی دن گذر رہے ہین توپ کی آواز جو کان مین آئی اڑتی ہوئی آسمان پر
آئین خیال کر کے دیکھا کہ ایک جادوگرنی قلعے پر سے سحر کر رہی ہی ایک پہلوان نقاب پوش کو

حملہ کر رہا ہے توپ برابر چل رہی ہے دوسری جانب قزاق آگے سب کے غضنفر نامدار
گھوڑے سے اُترا چاہتے ہیں ایک پہلوان قدموں سے لپٹا ہوا ہے گھوڑے سے
نہیں اُترنے دیتا شمیم سمجھی کہ قزاق ہمراہیان غضنفر ہیں غضنفر اس قلعے پر چڑھ کر آئے
ہیں یہ ساحرہ سحر سے روک رہی ہے بالا سے آسمان سے ہاتھ ہلایا قزاقوں کو یہ معلوم ہوا
کہ ہوائے فرحت خیز چلی جس نے دلوں کو تسکین دی سب قزاقوں کے ہوش بھی درست
ہوئے یا تو تلواریں کھینچے لڑ رہے تھے یا ایک سے ایک عذر کرنے لگا کہ ہم کو بھائی معاف
کرنا ہم اپنے ہوش میں نہ تھے اب جو یہ ہوا چلی فرحت خیز تھی اپنے ہوش میں آئے باپ
نے بیٹے کو پہچانا غضنفر نے دیکھا کہ گھوڑے نے کنوتیاں بدلیں شیہہ بھرنے لگا مراد
اُس سے یہ تھی کہ اگر آقا اشارہ کریں تو سبزۂ فلک کو پامال کروں غضنفر نے سہیل کو
ہٹایا مرکب کو بڑھایا سہیل سایہ سان ساتھ ہے عیار رکاب سے لپٹا ہوا ہے قزاقوں
نے بلوہ کیا طلنبور نے دیکھا کہ میرا سحر اُتر گیا قزاق آتے ہیں اب طلنبور نے سامنے سحر
کرنا شروع کیا کبھی آتش کے دانے پھینکتی ہے کبھی گولہ پھینکتی ہے کبھی سر ہلاتی ہے کبھی
غل مچاتی ہے سلیم سے کہا اب باہر نکل چلو قزاقوں کو روکو جو سحر طلنبور نے کیا شمیم نے دفع
کیا آخر طلنبور سحر کرتے کرتے عاجز ہو گئی حیران تھی کہ کیا سحر کہ ہے میرا سحر کیوں نہیں تاثیر کرتا
کہنے سے طلنبور کے سلیم نے لشکر تیار کیا توپیں دو غنا موقوف کیں ساٹھ ستر ہزار فوج لیکر
باہر نکلا غضنفر نے جو دیکھا کہ سلیم باہر نکل آیا قزاقوں کو اشارہ کیا قزاق بوق ترکی بجا کر
فوج سلیم پہ جا پڑے آپس میں فوجیں لگتی ہیں طلنبور نے جھلا کر ایک گولہ نکالا اسکو اپنے
خون سے رنگا اشلوک پڑھا کہ قزاق آپس میں لڑیں سلیم غالب آئے یہ سوچ کر گولہ مارا چاہتی
کہ گولہ ایسا ہی تھا کہ جو سوچی تھی وہی ہوتا مگر وہ گولہ جا کر پھٹا اہل فوج سلیم سب تڑپنے
لگے ہوا ٹھنڈی چلی آپس میں لڑنے لگے اگر قزاق کو سامنے آتے دیکھا الگ ہٹ گئے
خوب تلوار چلی جیسی حرکت قزاقوں نے کی تھی وہ حرکتیں ہونے لگیں کہ بھائی نے بھائی کو
مارا باپ نے بیٹے کو للکارا سلیم پکارتا ہے یارو آپس میں نہ لڑو قزاقوں کو مارو طلنبور
نے جو بالا سے قلعے سے دیکھا کہ میرا سحر اُلٹا ہو گیا اور دیکھا کہ فوج سلیم پامال

ہو رہی ہے غضنفر لڑتے بھڑتے جنگ آسا رستمانہ کرتے قریب سلیم کے پہونچے للکار کر کہا او مکار
اب کہاں جائیگا سلیم غضنفر پر جا پڑا کھینچ ہاتھ تلوار کے مارے غضنفر نے کلائی پکڑ کے تلوار کو
چھین لیا کمر میں ہاتھ ڈال کے گرم کشا اٹھا لیا ہاتھ پر تول کے طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت
جو رنگ ہوائی فق کیا سلیم کا مارا جانا دیکھا طلسم والے سر پیٹ لیا چند لوگ جو بالا سے قلعہ
کوٹھے سے دیکھتے تھے آشفتہ ہو گیا رو دیا کیا معرکہ ہو کہ پیر ہجوم الٹا ہو گیا فوج سلیم آپس ہی میں لڑ رہی ہے
سلیم ایسا جوان مارا گیا دریا ہے جس کا میر رفیق تھا کس ذلت سے قتل ہوا اب میں
فوج قزاقان کو بٹھا دونگی یہ کہکر قلعے سے کودی سر کھلا ہوا خراشیں ناخن غم سے بچا سلیم کا نام
لیکر پکار رہی ہے کہ اے یار وفادار تیری موت اس لڑکے کے ہاتھ سے تھی مجھکو تیرا زمانہ یاد ہے
کہ کوئی پہلوان اس ہوا میں رہ نہ سکتا تھا جس پہلوان نے سر اُٹھایا تو نے جا کر اسکو
مار دیا ہائے قرابت میں تیرا نام تھا میں اب کس سے دل لگاؤنگی یہ کہکے بیم کر رہی ہے
کہ بیچ کا خشوع اُلٹا دیکھتی ہے آخر گھبرا کے طرف آسمان کے دیکھا جمال جہان آرا سے ہیم
یہ جو نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک شعلہ جوالہ بالا سے آسمان کے آ رہا ہے زلف عنبریں کو کھولا ہے
سیہ مشکین دوش پر لہرا رہے ہیں للکار کر آواز دی او بیہودہ بد ذات تو نے سلیم کو قتل کیا
کیا تجھے زندہ چھوڑ دونگی تیرے قتل سے منہ موڑ دونگی یہ کہکے پانی ہوئی جانا شمیم گیسو کشا
سے لپٹ جاؤں شمیم نے ہاتھ اٹھا لیا ایک برق چمکا کر گری طلسم کے دو ٹکڑے ہو کے
اندھیرا ہو گیا آواز میں آئے کہ لگیں کشتی مرا نام من طلسم جادو تھے اسکا مرنا تھا کہ اہل قلعہ
فریاد کرنے لگے کہ اے شہریار یہ کہو امان دیجئے ہم اطاعت کرتے ہیں غضنفر نے ہاتھ روکا
سہیل کو ساتھ لیکر قلعہ میں داخل ہوئے قلعہ اسلام آباد ہوا اس شیر کو جب غضنفر پا کے
میں داخل ہوئے صورت نگار اس ساتھ تھی دیکھا تجھ بارگاہ دو تا ہے شمیم گیسو کشا سے آکر ملاقات
کی غضنفر شمیم گیسو کشا کو دیکھ کر شاد ہوگئے عاشق و معشوق ملے شمیم سے کہا اے شہریار
آپکے ناتمام ہونے سے ہم اپنی تلاش میں نکلا غضنفر نے سب ماجرا کا حال بیان کیا
شمیم نے کہا میں بھی وقت پہ پہونچی نہیں معلوم طلسم جادو کیا آفت برپا کرتی غضنفر نے
پوچھا ہمارے قزاقوں کی خیر و عافیت سے ہیں شمیم نے کہا سب قزاق آپکے واسطے

بیقرار ہے کیا عجب ہی کہ تلاش مین نکلے ہون شب بھر شمیم سے جاسے ہا عیار نے جو اپنے
آقا سے زار کو دیکھا کہ معشوق ہمارے آقا کے پاس ہی یہ غزل عاشقانہ گا کر سحر کی نظم

مشتاب سے آئی ہی شاید پیکر کا نور صبح
چہرۂ ساقی چمکتا ہی برنگ آفتاب
آگیا ہو بیٹھو تجھکو صبوحی کا خیال
ہجر مین ہی آج میری جان کو دیو سفید
صبح زرین فلک اندیشے سے بھی نکلا نہین
وقت بیوقت آگیا ہے بیشتر وہ آفتاب
ہقین عقرب سے زیادہ رات بھر ہوتی گزر
کہنے مین مرو سے کیسی حسرت دیدار مین
بھاگتا ہی مرہم کافور میرے داغ سے
میری آنکھون مین کہان ٹھہرے چراغ آفتاب
دیکھتا ہی موسی تجلی اور حسن محبوب کی
ہجر مین ظاہر ہے آثار قیامت ہو گئے
تیری الفت مین سراپا ہی سفیدی آفتاب
شہرۂ شام شب فرقت کبھی ہرگز کم نہین
وہ بلا ہی یہ شب فرقت کرنا سخ ہول سے

آج فرقت مین برنگ شام ہی بے نور صبح
بادۂ گلگون شفق ہی ساغر بلور صبح
بنگیا مینا سے مہر دانۂ انگور صبح
وصل مین کل گوری گوری تھی برنگ حور صبح
یہ شب فرقت ہی اے ناداں ابھی ہی دور صبح
ہو گئی ہے یار ہا شام شب دیجور صبح
بند کردے اخترون کے خانۂ زنبور صبح
گر شب تار لحد کو ہی صدائے صور صبح
جب طلوع خورشید نکلا ہو گئی کافور صبح
ہو شب فرقت سیاہ آتے ہین ہی معذور صبح
طور کا شعلہ ہی خورشید درخشان طور صبح
پردۂ شب مین رہیگی تا بہ کی مستور صبح
دم کی ہی مہمان ایسی ہو گئی رنجور صبح
گرچہ ہے عالم مین روز حشر کی مشہور صبح
جادۂ مشرق سے کوسون بھاگتی ہی دور صبح

شب بھر عیار لگا رہا کہ قزاق مہر درخشان نے فوج ماہ تابان پہ شبخون مارا فوج ثوابت
و سیارگان شکست خوردہ قلعہ مغرب مین جا کر چھپی غضنفر نے سہیل سے بلا کر کہا اے برادر
اس قلعے کی بھی علمداری تمکو مبارک ہو مگر خبردار اب قزاقی نہ کرنا سہیل نے عرض کی غلام
وادی کا امیدوار ہے عالم شیر شکار رہ قید تھا اسکی بھی رہائی ہوئی اسنے غضنفر سے
التماس کی کہ غلام اپنی دختر کو ساتھ سہیل کے منسوب کرتا ہی سہیل بہت خوش ہوا غضنفر
نے اسی مہر ان دیدہ کا عقد کیا سہیل وصل سے معشوق کے سرفراز ہوا غضنفر سے

عرض کی ای شہریار اس قلعے کی حکومت سالم کو مبارک ہو غلام سرکار کے ساتھ رہیگا
اسطرح ہمراہ رہون کہ عمر بھر نہ چھوڑون مین سنتا ہون کہ سہراب نامے لشکر حضور کا افسر
ہی غلام اُسکے ماتحت رہیگا سالم کو یہان کی سلطنت مبارک ہو کوہ پر بھی یہی قبضہ کرلے
جب کبھی حضور کا اسطرف گذر ہو حاضر خدمت ہو یا جہان حضور طلب فرمائین حاضر ہو
غضنفر نے کہا لشکر تیار ہو ہم آج کوچ کرینگے اُسی وقت لشکر تیار ہوا ملکہ شمیم پہلے روانہ
ہو گئین تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی ترک جوشن پوش ہمیشہ سے قلعۂ دشت
والون سے خراج لیتا تھا اُسکو جو خبر پہونچی کہ قلعۂ دشت کو کسی نے سحر کر لیا دو لاکھ فوج کو لیکر
چڑھ دوڑا غضنفر کو جو آتے ہوے دیکھا للکار کر آواز دی ای سہیل مجھکو خبر معلوم ہوئی کہ
تو نے ملک قلعۂ دشت ویران کرایا غضنفر نے بڑھکر جواب دیا ارے یہ نہ شہریار ہوتا تو کیا
ہوتا ہمنے قلعۂ دشت ویران کیا ترک جوشن پوش اُسی مقام پر اُترا غضنفر بھی اُسی مقام
پر اُتر پڑے ترک نے شام کو طبل جنگی بجوایا غضنفر کو خبر پہونچی غضنفر نے بھی طبل جنگی
بجوایا مگر سہیل عرض کرتا ہے ای آقاے نامدار یہ ترک جوشن پوش بڑا زبردست ہے
سلیم و سالم کو بھی زیر کیا تھا خراج مقرر کیا تھا وہ دونون بھائی اس سے دبتے تھے
جب یہ کبھی چڑھکر آیا دونون بھائیون کو زیر کیا آخر وہ خراج دیکر جان بچاتے تھے غضنفر
نے کہا ای سہیل کیون گھبراتے ہو اسکو رگڑ کر مار ڈالونگا میرا شہنشاہ قراقان لقب ہے
جب مقابلہ پڑیگا تب دیکھنا طبل جنگی تو بج ہی چکے تھے تیاریان ہونے لگین چار پہر رات
گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین
نقیبون نے نقابت کی جب کڑکیت سامنے سے ہٹے ترک جوشن پوش نے آواز دی کہ
شہنشاہ قراقان کن صاحب کا لقب ہے میرے مقابلے مین آئین تو احوال معلوم ہو غضنفر
نے اشہب سبک رفتار کو اُڑایا جب ترک جوشن پوش کے مقابلے مین پہونچے غضنفر
نے گرز اسپر کا دکھایا ترک نے گینڈا بڑھایا کہ لگاوے پہلی غضنفر نے گھوڑا ہٹا لیا ترک کے
گینڈے نے تھوتھنی زمین پر رکھ دی غضنفر نے اوپر سے ہاتھ مارا گینڈے سے پٹلوا پڑی
گینڈا ترک کا مارا گیا غضنفر نے تلوار کے نیچے رکھ لیا اُسی تلوار پشتا رہین کہ آخر ترک

بھاگا غضنفر نے پیچھا کیا فوج والوں نے جو دیکھا کہ ترک بھاگا ہوا آتا ہے غضنفر پیچھا لیئے ہیں
چھوڑنے چاہتے ہیں اسکو ماروں فوج والے دوڑ پڑے غضنفر نے بوق ترکی بجایا کہ آئی
قزاقان بہ نیرد و بہ نہند بد سہیل تو اس قاعدے کو جانتا نہ تھا سب قزاق جو کھڑے ہے
کہ صحرا سے گرد اڑی اسی ہزار قزاق صحرا سے پیدا ہوئے صدائے بوق سنکر قہقہا مارنے
لگے تلواریں کھینچیں ایک نے ایک سے کہا کہ بھائیو آقا طلب فرماتے ہیں مصروف جنگ
ہیں نیزے اٹھائے گھوڑے بھگائے فوج ترک پر آ پڑے یہ قزاق تازہ دم لڑنے کھڑے
اُفتادیں اٹھائے ہوئے گرتے ہی لشکر ترک کو تہ و بالا کر دیا آخر ترک ایک گینڈے
پر سوار ہوا جو لوگ قتل سے بچے تھے انکو ساتھ لیکر بھاگا غضنفر نے پیچھا کیا اور
ساتھ والوں سے فرمایا کیوں یارو یہی زبردست تھا ایک وار نہ اٹھا سکا اب بھاگ کے کہاں
جائیگا میں اسکا پیچھا نہ چھوڑونگا یہ کہکے پیچھے ترک کے چلے ترک بھاگتا ہوا قریب قلعہ
ترکیہ کے پہونچا برجوں نے جو دیکھا کہ ترک جوشن پوش بھاگتا ہوا آتا ہے دروازہ
کھولدیا ترک اندر قلعے کے داخل ہوا خندق کو پایاب کیا پل تختہ اٹھالیا توپیں لگادیں
تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا غضنفر بن اسد آگے آگے پشت پر
قزاق غضنفر نے جو قلعے کو بند دیکھا للکارا بادشاہی کا فراش بچھا دو نابکاراں پردہ غا
قلعہ کھولدو ترک جوشن پوش نے اشارہ کیا کہ توپیں مارو توپ چلنے لگی غضنفر نے
گرز گراں سنگ قبضے میں لیا گھوڑے کو کاوے پر ڈالا اپنے کو بچاتے ہوئے
چلے جو گولہ داہنی جانب آیا جانے دیا بائیں والے کو بھی نہ روکا جو گولہ سامنے آیا اچھل
جھپٹ کر گرز مارا کہ الٹا پلٹ گیا جا کر خندق میں گرا یا کسی برج پر گرا کہ اسکو پامال کردیا
غضنفر نے نصف راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے ایک آواز آئی اے جوان آگے نہ بڑھنا
قلعے ہمارے تسخیر کردہ ہیں سبب ہمارے خراج گذار ہیں تم ہو لاسے زنگی جوان
یا زنگی غضنفر نے پلٹکر دیکھا ایک جوان گینڈے پر سوار سیاہ رو چہرہ دونوں تیغ
ہاتھ میں للکارتا ہوا آتا ہے غضنفر نے زنگی کی طرف رخ کیا للکارا کہ او سیاہ رو مردان عالم
کو ڈراتا ہے زنگی آگے ہو غضنفر پر آ کر ہاتھ مارا کہ غضنفر کا سر زخمی ہوا زنگی

ہوتے ہی کمر کو بتا کر سر پہ ہاتھ مارا کہ سر ہیولاے زنگی کا زخمی ہوا گینڈے کو پھیر کر بھاگا غضنفر
نے پیچھا کیا سہیل نے پکار کر آواز دی اے آقا سے نامدار اسکا تعاقب میں نہ جانیے سحر ہزار
زنگی اسکا تابعدار ہے غضنفر نے جواب بھی نہ دیا ہیولاے زنگی آگے جاتا ہے اسکے پیچھے غضنفر
کوئی دو کوس بھاگ کر ہیولاے زنگی ایک صحرا میں پہونچا کہ وہ صحرا سے ریگستان موجب
ریگ رواں ہے ہر مقام پر معلوم ہوتا ہے کہ دریا موج مار رہا ہے ذرے اڑ کر جو بدن پر پڑتے ہیں
اُس سے آبلہ پڑ جاتا ہے غضنفر تابش آفتاب دیکھ کر گھبرائے اُف اُف کرنے لگے زنگی نے
ایک آواز دی کہ اے ساکنان بیشہ ریگستان اس جوان کو گھیر لو چہار طرف سے فوج زنگیان
پیدا ہوئی غضنفر کو گھیر لیا جسنے بڑھ کر گھوڑا اٹھا لیا غضنفر کو دیکر الگ ہوے ان زنگیوں نے
گھوڑے کو چیر پھاڑ کر کھا لیا غضنفر کا حسن و جمال دیکھکر قتل ہوجاتے ہیں اور اسے اس جوان
کو پکڑ لو اسکا گوشت میٹھا ہوگا اسنے مشک و عنبر کھا کر پرورش پائی ہے غضنفر انکے بیچ
میں گھرا ہوا زنگیوں سے لڑ رہا ہے جسے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے جو زنگی مرکر گرا اسکے ساتھی
اسکو چیر پھاڑ کر کھا لیا ہیولاے زنگی نے کنارے سے آکر زخم سر باندھا جست و خیال کر
بیٹھا اور زیادہ بیباک جو ان زنگیوں نے اس جوان کو دیکھا آپس میں کہنے لگے یہ جوان
بڑا بہادر ہے تلواریں مار مار کر بھاگ گئے اسقدر تلواریں ماریں کہ غضنفر انکے ہاتھ سے زخمی
ہوے اب زنگی انکے پاس نہیں آتے ہیں دور سے اسقدر پتھر مارے کہ غضنفر کا سارا جسم
مثل غربال چھلنی ہوگیا خون کا فوارہ بہ گیا آخر کو تلوار ہاتھ سے چھوٹی غضنفر گرے اور بیہوش
ہوے کہ غضنفر کو گرفتار کر لیا ہیولاے زنگی جا کر تخت پہ بیٹھا غضنفر نامدار کو زنگی
سامنے ہیولاے زنگی کے لاے اسنے حکم دیا کہ اسکو ٹانکے لگا دو زنگیوں نے تمام بدن
میں غضنفر کے ٹانکے دیے ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنا کر ہیولاے غضنفر [illegible]
[illegible] ہیولاے زنگی کے آگے مثل اہل اسلام کے سلام کیا ہیولاے نے کہا اے جوان تو
[illegible] ہم [illegible] خدا و ناہ سلیمان [illegible] پیدا کرتے ہیں [illegible]
[illegible] سکتا بہتر ہے کہ خدا و ناہ [illegible] غضنفر نے کہا
میں [illegible] کرتا ہوں ہمارے ہاتھ سے بھاگ کر [illegible] طلسم [illegible]

میں آیا ہم اُس بھیا کو سجدہ کرینگے ہیولاے زنگی نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ انھیں زنگیوں میں سے ایک زنگی خنجر کھینچکر اُٹھا گردن پر غضنفر کی کوئلے کا خط کھینچا شلنگائیں لگانے لگا آواز دیتا تھا اے جوان جو کھانا ہو کھالے وقت اجل تیرا قریب آپہونچا غضنفر نے جو وقت قتل اپنا قریب پایا بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا عرض کی اے خالق لیل و نہار اے پروردگار ستار العیوب دافع البلیات قاضی الحاجات رحم اپنا شریک کر دے قطعہ

گشت از فیض تو گل اے ابر نیسان باغ باغ — از آب و تاب لطف تو گردید بستان باغ باغ
ہر طرف از فرط گوہر باریت اے باغبان — باغ عالم تازہ و گلزار دوران باغ باغ
کو بکو کو کو کند ہر قمری نغمہ سرا — در غم گل عندلیب زار نالان باغ باغ
برق خندانست بر سبزی ہر سبزہ زار — گوہر افشانست ابر گوہر افشان باغ باغ
تختہ تختہ در بہار گل تبسم گل کند — نغمہ زن بر خوبی گل عندلیبان باغ باغ
پرتو افگن بر سر کوہ و بیابان آفتاب — جلوہ گر بر اوج خوبی ماہ تابان باغ باغ
خوان نعمت ہر طرف گسترده رزاق ازل — باغبان بکشادہ باب لطف و احسان باغ باغ
بہر ثمر در چار سوے دہر نخل معرفت — یافتہ نشو و نما گلزار عرفان باغ باغ
بوے آن گل از دل پر داغ خود حاصل کند — صاحب بینش شکرد و زار و حیران باغ باغ
گر بجوش آید سحاب رحمت پروردگار — گردد از ہر خار پیدا سنبلستان باغ باغ
ہست باغ صنعت صانع شگفتہ جابجا — گردد از نظارہ اش حیوان و انسان باغ باغ
حمد حق ہندی عجب در پارسی کردی رقم — میشود از دیدنش ہر یک سخندان باغ باغ

غضنفر دعائیں مانگ رہے ہیں جلاد سر پر خنجر کھینچے کھڑا ہی ہیولاے زنگی حکم دے رہا ہی کہ جلد قتل کرو اس جوان نے میرے زنگیوں کو قتل کیا بہت زنگی مارے گئے مجھکو بڑا قلق ہی اس جوان پر حق ہو کہ اسکو قتل کرکے اُن مقتولوں کے عزیزوں کو دکھاؤں جلاد تو ہر مرتبہ خنجر لیکر بڑھتا ہی مگر رک جاتا ہی کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا پوچھا ارے کیا ہی زنگیوں نے چلاکر عرض کی صاحبزادی سرکار کی آتی ہیں فرماتی ہیں ٹھہر جاؤ اس جوان کو قتل نہ کرنا یکایک پردہ بارگاہ کا اٹھا دیکھا ملکہ نیران شعلہ مزاج زنگن جوان گال پھولے پھولے

تاریکی چہرے پر صاف ثابت ہوتا ہی کہ اٹھتا تو ہی یا دہنۂ ظلمات یا شب ہجر عاشقان بال
سر کے کھونگھر والے مینڈھیان گندھی پایچے سنبھالے ہوے سرخ دوپٹہ لباس گلنار معلوم
ہوتا ہی کہ کسی مریض نے فصد کھلوائی خون مین کولا پڑگیا سینے پر ابھار صاف ثابت ہوتا ہی کہ
درخت مین کٹھل لگے ہین غضنفر پر جو نگاہ پڑی پسینے پسینے ہوگئی دوڑ کر باپ کو لپٹ گئی کہتی
تھی ای باپ اس یوسف ثانی کو قتل کرتا ہی زنگیون سے اشارہ کیا جلاد کو ہٹا دو خنجر دکھاتا ہی
اُسکے سامنے خنجر چمکاتا ہی وہ کیسا سر جھکائے خاموش بیٹھا ہی ہیولاے زنگی نے بیٹی کو گلے
سے لگا لیا اُن بھولے بھولے گالون کا بوسہ لیا کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان
مین کیا تجھ سے باہر ہون اہل اسلام مین یہ دستور ہی کہ دختر کو پال پوس کر تیار کرین غیر
شخص کو بلا کر دیدین وہ غیر شخص اُسپر قبضہ کرے ہم صحراے ویران کے رہنے والے اس
رسم کو عیب جانتے ہین نیران شعلہ مزاج نے باپ کو ایک تھپڑ مارا کہا نگوڑے بیاہ تو
مین تجھ سے کیونکر راضی ہونگی یہ جوان کم سن حسین اس لائق ہے کہ میرے پہلو مین
بیٹھے مین اسکے سامنے ناز کرون یقین ہے کہ یہ بھی مجھپر عاشق ہوا ہو ایک زنگی بولا
ای ملکہ نیران یہ بھی جانتی ہو کہ یہ شخص کون ہی خداوند ہفت پیکر اسکے دشمن ہین کیا چاہا
کہ اسکو قتل کرین مگر اسیر قالیش نہ ہوے جہان یہ لڑا فتح پائی انتہا یہ ہی کہ ہر کاروان کی
زبانی معلوم ہوا تھا کہ معاویہ مین اسنے قدرت کو زخمی کیا اگر قدرت اپنے کو تخت سے نہ گرا
دیتے تو اسنے مار لیا تھا ابھی قلعہ دشت کو فتح کرکے آیا ہی ترک جوشن پوش زخمی ہوکر
گیا سلیم شیر شکار کو سر میدان مارا اگر اسکو گرفتار کرکے بخدمت خداوند روانہ کیجیے تو ایسا
خوش ہونگے کہ اگر طرۂ پیغمبری عطا کرین تو تعجب نہین صحراے ویران کو آباد کرین سارے
جنگل کو گل ولالہ سے بھر دین نیران نے کہا ای باپ یہ برا جملہ معلوم ہوا دو چار مہینے کے بعد
تجھکو اختیار ہی مین تو تیرا کہنا مانونگی مگر اب اسکو قیدخانے مین بھیجدے میری کنیزین اُسکے
نگہبانی مقرر کرو وہ کنیزین شوخ و شنگ ہین ایسا ستائینگی کہ یہ اپنی زندگی سے تنگ ہوگا ہیولا
نے کہا اپنی کنیزون کو بلاؤ نیران نے پکار کے آواز دی ارے کلیجہ جلی کہان ہی کلموہی کیون
نظر سے نہان ہی منحوس جھلسی کہان چلی گئی ہے سیہ رو جلدی آ اور اس قیدی کو لیجا ووسا یہ جو

شیران نے کہا پردہ بارگاہ کا اٹھا چار کنیزیں جنگلی کالی صورتیں دھپڑ دھپڑ دوڑتی ہوئی آئیں شیران نے کہا ارے اس قیدی کو قید خانے میں لیجاؤ مگر خوب ستانا اپنی شوخی دکھانا چاروں کنیزوں نے غضنفر کا ہاتھ پکڑ لیا ایک مکان تنگ و تاریک میں لائیں اٹھائیں غضنفر کو بٹھا دیا غضنفر بیقرار اپنی زندگی سے بیزار ایسوں کی صحبت ہو کہ جان پر سخت آفت آئی دن بھر تو ان کنیزوں نے ستایا پھر شب تیرہ و تار کا سامنا ہوا لیلی شب نے نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی مگر شیران گرگ خو باپ سے رخصت ہو کر اپنے باغ میں آئی دن بھر فراق میں غضنفر کے تڑپی کنیزیں جو بہلاتی ہیں اسکا جواب دیتی ہے کہ صاحبو میں کیا کروں وہی صورت زیبا آنکھوں کے نیچے پھر رہی ہے جی چاہتا ہے اسکو لا کر مسند پر بٹھاؤں تصدق ہو جاؤں جان اپنی نثار کروں جی بھر کے پیار کروں - نظم

جسم اپنا خاک غربت میں سراسر کیجیے
چشم تر کو بھی مثال درج گوہر کیجیے

ہے یہی بس جو چاہئے اس سرو قامت پر فقیر
بس کسی آزاد کے تکیہ میں بستر کیجیے

[illegible] وفا میں کو دکان سنگ زن کو چھوڑ کے
وادی وحشت کو چلیے دل کو مضطر کیجیے

اپنے دل سے [illegible]
چھوڑ کر اب سرو کو عشق صنوبر کیجیے

آئیے بلبل چمن سے [illegible]
پھر ہوا اب خط جانان کو شہپر کیجیے

اور شاعر سرو سے تشبیہ دیتے ہیں تو دیں
کیا درختوں کو ترے قد کے برابر کیجیے

لعل خندان سے ذرا [illegible]
درج مروارید کو اب دیدۂ تر کیجیے

جلوہ خورشید سے [illegible] تو کیا
آپ اپنے پرتو سے [illegible] کیجیے

شہر میں کیا کام [illegible]
گرد بادوں کی طرح صحرا میں اب گھر کیجیے

دو جہان عالم [illegible] آ [illegible]
کیجیے ترتیب دم میں دم میں اختر کیجیے

سارا دن تڑپتے تڑپتے شیران نے کاٹا جب شام ہوئی اور زیادہ بیقراری ہوئی کنیزوں کو کام سے لگا کے اکیلی آہستہ آہستہ طرف زندان کے چلی جب قید خانے کے دروازے پر پہنچی کنیزوں کو دیکھا مستعد اپنا کام کر رہی ہیں شیران نے پکار کے آواز دی اکہ دروازہ کھولو باغ میں چلو وہ چاروں کنیزیں طرف باغ کے [illegible]

شیران نے جو دروازہ خالی دیکھا قید خانے مین گھسی غضنفر کو جو رنجیدہ و کبیدہ بیٹھے ہوے
دیکھا بلائین لینے لگی قریب آکر کہا اے جان جہان وای آرام دل مشتاقان میری جان
تجھپر جاتی ہے جسوقت سے تیرا جمال دیکھا آرام و چین فراموش ہوا تیری محبت کا جوش
ہوا چاہتی ہون کہ تو مجھے اپنی کنیزی مین قبول کر غضنفر نے دیکھکر آواز دی کہ مین نے
جسوقت سے تمکو دیکھا ہی مین بھی بیقرار رہتا ہون اگر ایک کام کرو تو مین قبول کرون میرے
ہاتھ مین انگوٹھی تھی اُسکا نگینہ سفید ہی تمھارے باپ نے میرے ہاتھ سے اتار لی تھی اگر
وہ انگوٹھی لاؤ تو مین تمھارا وصل قبول کرون شیران بیقرار ہوکر بھاگی مکان مین ہیولا
زنگی کے پہونچی ہیولاے زنگی اُسوقت پڑا سو رہا تھا ازاربند سے کنجیون کا گچھا کھولا
صندوق کھول کر انگوٹھی نکالی لیکر آئی کہا ای شہریار مین انگوٹھی لائی غضنفر نے انگوٹھی
کو پہنکر قید آہن کو توڑا کہا ای شیران کیا کہتی ہے مین اب باہر نکلون شیران نے چاہا
ہاتھ گلے مین ڈالدون غضنفر نے ہاتھ تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر شیران کا اُڑ گیا مارکر
شیران کو باہر نکلے کنیزون نے جو دور سے دیکھا غل مچانے لگین کہ ہے ہے غضب ہوا
ملکہ عالم کو قیدی نے مارا یہ غل سُنکر ہیولاے زنگی کی آنکھ کھلی تیغہ لیے ہوے نکلا اور
ایک چیخ ماری کہ ای ساکنان صحراے ویران جلد آؤ قیدی چھوٹا قید سلاسل کو توڑا دیکھو
بھاگا جاتا ہی وہین ستر ہزار زنگی گوشہ ہاے صحرا سے پیدا ہوے غضنفر تلوار کھینچکر ہیولا
پر جا پڑے ہیولاے زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تیغہ روئین شگاف پر روکا
روک کر اپنا وار کیا کمر کو بچا کر سر پہ ہاتھ مارا ہیولا کے دو ٹکڑے ہوے زنگی جو کہ بلوہ
کرکے آتے تھے سر پیٹنے لگے غل مچاتے تھے کہ ہمارے افسر کو مار لیا ایک کہتا ہے اس
جوان کو مار لو زنگیون نے غضنفر پہ بلوہ کیا غضنفر لڑنے لگے کہ صحرا سے گرد اُڑی
اسکے قزاق آکر پہونچے اپنے آقا کو جو لڑتے ہوے دیکھا سہیل و سہراب فوج کو لیکر
آگے ایک حملے مین زنگیون کو پامال کیا تمام میدان لاشون سے بھر دیا چند زنگی بچے
جو غل مچاتے ہوے گوشۂ صحرا مین بھاگ گئے تھے وہ جاکر درہ ہاے کوہ مین چھپے
غضنفر نے صحراے ویران کو لوٹ لیا بیشنے مین مال بہت کچھ تھا اراپون پر لدوا لیا

اب قصہ ہو کہ باغ ملکہ شمیم پر جائیں کہ ترک جوشن پوش کو خبر ہوئی کہ صحراے ویران
لٹگیا ہیولاے زنگی قتل ہوا اپنے افسرون سے کہتا تھا یارو بڑا مددگار مارا گیا ہی دیو نے
صحراے ویران کو برباد کیا اب کیا تدبیر کرون سب نے کہا لشکر غضنفر دامنۂ صحراے
ویران مین پڑا ہی اسپر شبخون ماریں آخر صلاح کر کے شب کو قلعے سے نکلے سہیل طلایہ
دے رہا تھا کہ اسنے دیکھا کچھ سوار و پیدل آتے ہین ایک گوشے مین چھپکر کھڑا ہوا جب
ترک جوشن پوش آکر گرا سہیل نے بوق ترکی بجایا غضنفر کے کان مین آواز پہونچی سمجھ
گئے کہ کچھ لشکر پر آفت ہی تو سہیل بوق بجا رہا ہی مسلح ہو کر نکلے عیار سے اشارہ کیا کہ جا کر
خبر لے یہ کیسا بلوا ہی عیار گیا چند ساعت مین پلٹ کر آیا عرض کی کہ ترک نے شبخون مارا ہی
مگر سہیل بہ لطف لڑ رہا ہی اُن لوگون کو غالب نہین ہونے دیا اُسکے بارہ ہزار قزاق
جانبازی کر رہے ہین غضنفر نے کمر سے بوق ترکی نکالا آواز دی ای قزاقان بزنید ستی ہزار
قزاق تیار ہوے لڑتے ہوے چلے غضنفر نے اسپ بادپا کو بڑھایا سامنے دیکھا
ترک لڑ رہا ہی قزاقون نے عاجز کر دیا ہی ہر طرف سے بلوہ کر کے آئے فوج ترک کو گھیر لیا ہی
ترک جوشن پوش ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ غضنفر پر جا پڑون قاتل ہیولا سے لڑون ملکہ
شمیم گیسو کشا نے کہ آسمان پر اُڑ رہی تھین یہ دیکھا کہ غضنفر لڑ رہے ہین مگر جہان پرچم کھڑے
ہین لاشون کے انبار لگا دیے جیسے ہی ترک قریب آیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مارا شمیم نے سحر
کیا کہ ترک جوشن پوش کا گھوڑا بھڑک کر قریب غضنفر آیا غضنفر نے للکارا کہ او نامرد قلعہ
بند کر کے لڑا سامنے سے بھاگا اب کیا سمجھ کے آیا ترک جوشن پوش نے ہاتھ تلوار کا مارا
غضنفر نے تلوار کو تلوار پر روکا پکار کر آواز دی کہ ترک جوشن پوش کا سر کاٹ لے
ترک جوشن پوش سمجھا کہ کوئی میرے پیچھے آگیا پلٹ کر دیکھنے لگا غضنفر نے کمر پر ہاتھ
مارا کہ ترک جوشن پوش کے دو ٹکڑے ہوے عیار نے سر کاٹ کر ترک جوشن پوش
کا بلند کیا ساتھ والون نے دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا گھبرا گئے چاہا بھاگین قزاق کب پیچھا
چھوڑتے ہین گھیر کر سب کو مار لیا مگر سیلاب جوشن پوش بھائی اسکا چند لوگون کو
لیکر بھاگا قلعہ ترکیہ مین آکر پہونچا توپین لگا دین جب فوج غضنفر سامنے قلعے کے پہونچی

سیلاب نے حکم دیا توپیں پڑنے لگیں زمین تھرائی غضنفر نے گرز سنبھالا گھوڑے کو بڑھایا جو گولہ داہنے گیا اُسکو جانے دیا جو بائیں گیا اُسپر توجہ نکی جو گولہ سامنے آیا اُسپر گرز مارا کہ گولہ پلٹ کر خندق میں گرا مچھلیاں و نہنگ مارے گئے اسطرح گولوں کو رد کرتا ہوا غضنفر قریب خندق کے پہونچا للکارا کہ او سیلاب سیلاب سے نہ ڈرنا ترک بہلوانی نہ کرنا آکر میرے مقابلہ کر سیلاب نے جو نعرہ غضنفر کی آواز سنی ہتھیار جسم پہ لگاکر باہر نکل آیا فوج بھی اُسکی پشت پر جاہا کہ غضنفر کو گھیر لوں غضنفر نے بوق ترکی بجایا سب قزاق آپڑے سیلاب نے غضنفر سے مقابلہ کیا غضنفر نے جھکائیاں دیکر سیلاب کو مار لیا اس قلعے پر بھی قبضہ ہوا اہل قلعہ نے اطاعت کی غضنفر نے وہ قلعہ بھی سہیل کے سپرد کیا کہا اے برادر یہ چاہتا ہوں کہ تمھیں اتنا خراج ملے کہ تمھاری بارہ ہزار کی بسر ہو سہیل نے قدموں کو بوسہ دیا عرض کی آقاے نامدار آپ کی ذات سے بڑی امید ہے غضنفر نے کمبل برادر سہیل کو وہاں کا حاکم کیا قزاقوں نے عرض کی ان قلعہ جات کے فتح ہونے سے ہفت پیکر کا زور کم ہوا اب طرف صحراے عشرت آباد کے چلیے غضنفر نے قزاقوں کو ساتھ لیا ابر گلبار تیار رہا اس پر مینا ملکہ شمیم مخفی ہو بیٹھیں برابر لشکر غضنفر اس گرد و نواح سے طرف قصر عشرت آباد کے چلے یہاں ہفت پیکر کو جو خبر ہوئی کہ شمیم شریک غضنفر ہو گئیں اور لشکر لیکر آتی ہیں دربار میں بیٹھا ہوا یہی ذکر کر رہا ہے کہ معشوق قدرت نے بڑا غضب کیا اُسکی یاد نے مجھے بڑا پریشان کیا ہے کس زبان سے حال بیان کروں کیونکر ضبط ہو سکے یہ کیفیت ہے انظلم

پاؤں کو دیوار زنداں میرا دامن ہو گیا / ناتوانی سے گریباں طوق گردن ہو گیا
تیر غم سے دل مشبک ہو کے ایسا خوش ہوا / سمجھے ہم کوئی در جاناں میں روزن ہو گیا
دل تو کیا پتھر بھی تیرے عشق میں ہیں بیقرار / بتکدے میں ہر صنم سنگ فلاخن ہو گیا
جائے گل بے یار انگارے نظر آنے لگے / بیش ازیں گلشن جو تھا اب مجھکو گلخن ہو گیا
دست رنگیں یاد آئے گر شب تار یاس میں / پنجۂ شاخ حنا سامنے آنکھوں کے روشن ہو گیا
راگ جو گانے لگا مطرب شب فرقت میں ہائے / آتے آتے میرے کانوں تک وہ شیون ہو گیا
آنکھیں نرگس چہرہ گل گیسو ہیں سنبل سرو قد / عکس سے آئینہ خانہ صاف گلشن ہو گیا

پانون پھیلائے ہین جادہ کیطرح ہر خار نے — اے گریبان اے جنون صحرا کا دامن ہوگیا
موت نے تیغ زبان خلق سے دی ہی نجات — کہتے ہین جسکو کفن وہ مجھکو جوشن ہوگیا
کیجیے حاصل پھران آتش رخون سے کوئی داغ — بے چراغ ان روزون بنا خانۂ تن ہوگیا
روند ڈالا عالم بالا کو ہو ب اے شہسوار — ماہ نو بھی ایک نقش نعل توسن ہوگیا
گر قناعت ہو تو نان خشک ہی نعمت ولا — دیکھ لے باقی چراغ گل کو روغن ہوگیا
کر دیا کاہیدہ ایسا رنج راہ عشق نے — جادہ اے ناسخ مجھے چونٹی کا روزن ہوگیا

تمام اہل دربار سمجھا رہے ہین کہ یا خداوند معشوق قدرت کو گرفتار کر کے لائینگے وہ سامنے تو آوے سمجھا کے لا کے قدمون پر گرا دینگے جسپر وہ عاشق ہوئی ہی قدرت بھی ویسی ہی شکل اسکو دکھائین ہفت پیکر نے حکم دیا مصور جائین غضنفر کی تصویر لائین کہ وہی صورت دکھائی جائے سیران مردار خوار ایک ساحرہ بیٹھی ہی وہ اپنے مقام سے اٹھی عرض کی یا خداوند میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے مین طلسم کشا سے سمجھ لونگی ہفت پیکر نے نام پر سیران کے طبل جنگی بجوایا صاحبقران اپنے دربار مین بیٹھے تھے گرد افسران فوج جمع ہین کہ صدائے طبل جنگی کان مین پہونچی خواجہ سے فرمایا دریافت تو کرو کہ کیسا نقارہ بجا عمرو نے عرض کی ہرکارے آیا چاہتے ہین کہ نامیان خیبری وغیرہ حاضر ہوئے دعا دیکر عرض کی سیران مردار خوار نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہو صاحبقران نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے خواجہ عمرو نقارۂ سکندری مین آئے غاشیہ اٹھا کر طبل سکندری پر چوب لگائی سات سو نقارہ بجا رستم کو خبر پہونچی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا انکے لشکر مین سترہ سو نقارے پر چوب پڑی بارگاہ ہفت پیکر ہلگئی ہفت پیکر نے گھبرا کر پوچھا یہ کیسی آواز ہے سردارون نے عرض کی کہ لشکر طلسم کشا مین سترہ سو سردار ہین سب نے طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین خواجہ عمرو باہر نکلے دیکھا مہتر برق فرنگی آمادہ ہی کہ جا کر سیران کو مارون خواجہ نے پوچھا کہ بیٹا کیا ارادہ ہی برق نے کہا کہ استاد قصد ہی کہ سیران کو گرفتار کر کے لاؤن اگر وہ صبح کو میدان مین آئیگی تو بڑا فساد برپا کریگی یہ کہکے برق بھاگا راہ مین دیکھا برق ثانی بھاگا ہوا آتا ہی

برق نے پوچھا اے نور نظر کہاں سے آئے ہو کیوں گھبرائے ہوئے ہو برق ثانی نے کہا غلام گیا تھا کہ سیمران پر دست انداز ہوں اُسنے پہچان لیا اُسکی کنیز کو مار کر بھاگا وہ پیچھے تعاقب میں آتی ہے لہذا بھاگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم سیمران جادو تڑپ کر گری برق ثانی کو اٹھا لیا برق تڑپ کے رہ گیا سوچا کہ فرزند کو لیے جاتی ہے ایسا نہ ہو قتل کرے یہ سوچ کر بھاگا شمیم کی شکل بنکر ایک نخل کے نیچے کھڑا ہوا سیمران نے شمیم کو دیکھا ہوا سے اتر آئی جھک کے سلام کیا برق نے کہا اے سیمران کہاں سے آئی ہو سیمران نے کہا اے ملکہ عالم یہ عیار میرے سامنے آیا تھا کہ عیاری کرے میں نے پہچان لیا میری کنیز کو مار کر بھاگا میں جا کر لشکر سے پکڑ لائی لشکر طلسم کشا میں کیسی کیسی جادوگرنیاں ہیں مگر میرے سامنے کوئی نہ آئی برق نے باتیں کرتے کرتے کہا لو وہ سیمران قدرت آتے ہیں سیمران جھکی برق نے کمند ماری حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھا برق ثانی ساتھ ہوا برق فرنگی نے پشتارہ سیمران کا اٹھا لیا طرف لشکر کے چلا راہ میں جو عیار ملے اُسنے کہتا جاتا ہے کہ میں سیمران کو لایا چٹ پٹ گرفتار کیا تنتنا ہوا بارگاہ رستم میں آیا رستم بیٹھے ہیں جادوگرنیاں کھڑی ہیں کل سیمران میدان میں آئیگی بڑا فتور برپا کریگی کہ برق فرنگی نے آکر عرض کی کہ غلام سیمران کو گرفتار کر لایا سب جادوگرنیاں خوش ہوئیں برق فرنگی نے پشتارہ کھولا دیکھا ایک سگ صحرائی بندھا ہوا ہے بیں بیں کرنے لگا جادوگرنیوں نے ہنس کر کہا اے مہتر والا گہر یہ کتا کہاں سے پکڑ لائے برق نے کہا میں نے جنگل میں گرفتار کیا تھا کتے کو سب نے مار پیٹ کر نکالا در بارگاہ پر آکر وہ کتا غائب ہو گیا برق فرنگی نہایت شرمندہ ہے کہتا ہے کبھی ایسا دھوکا نہ اٹھایا تھا جو کہ آج سیمران نے دکھایا سب کے سب متعجب ہوا مگر فرزند کو رہا کر لیا یہی بڑی بات ہے رات کو برق فرنگی نے تین مرتبہ عیاری کی لیکن ہر مرتبہ عیاری خالی گئی آخر چوتھی مرتبہ برق فرنگی کنیز بنکر پہونچا آکر سلام کیا سیمران نے کہا کیوں نرگس کہاں سے آئی ہو برق نے کہا اے ملکہ عالم میں ایک کام کو گئی تھی مگر عیاران لشکر اسلام آپ کے لشکر میں حضور کی فکر میں پھر رہے ہیں سیمران نے کہا پھر کیا کر سکیں گے کنیز نے کہا حضور ذرا ہوا کھانے سے اٹھیں تو میں کچھ عرض کروں سیمران

اپنے مقام سے اٹھی برق کو نے مین لیکر آیا کہا اے ملکۂ عالم دیکھیے کنیز ساتھ چلی آتی ہے سیران
پلٹی برق نے حلقے کمند کے مارے جب کمند مین پھنس چلی تو حباب مارکے بیہوش کیا پشتارہ
باندھکے لیے بھاگا اپنے لشکر مین آیا ملکہ سنبل ہفت گیسو کہ طلاے پر بیٹھی تھین برق فرنگی کو مع
پشتارے جو دیکھا پکار کر آواز دی مہتر صاحب کسے لائے برق نے کہا جان اپنی لگا دی ہے
جب سیران کو لایا ہون ملاحظہ فرمایئے اسی فکر مین مجھکو رات بھر گذری سنبل نے پشتارہ
کھلوایا برق نے دیکھا ایک بکری بندھی ہوئی ہے برق نے لاحول پڑھ کے چاہا رہا کر دون
سنبل نے کہا اے برق فرنگی بیشک وہ مردار خود ہے زبان مین اسکی سوزن دو سوزن دیکر
ہوشیار کیا ملکہ سنبل نے سحر کیا بکری جو زمین پر گری غلطاک مار کر بصورت اصلی ہوئی سنبل
نے کہا اسکو لیجا کر قید کرو صبح کو سامنے طلسم کشا کے پیش کیا جائیگا سمند جادو شوہر سیران
کا اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے گھبرایا خیمۂ سیران مین آیا کنیزون سے پوچھا کہ ملکہ کہان گئین
کنیزون نے بیان کیا کہ ہمین خبر نہین کہ کہان تشریف لیگئین سمند نے ایک پتلا جھولی
سے نکالا اُس سے پوچھا کہ اے پتلہ سامری جلد بیان کر زوجہ میری کہان گئی پتلے نے ہنسکر کہا
کہ برق نے دو مرتبہ گرفتار کیا پہلے ملکہ کتا بنگئین ایکی بکری بنگئی تھین سنبل ہفت گیسو نے
سحر سے دریافت کر لیا اُنکو بصورت اصلی بنایا زیبا نامے ملکہ کی کنیز ہے اسکی قید مین بیٹھی ہین
سمند نے پوچھا وہ مقام کونسا ہے پتلے نے کہا داہنے بارگاہ طلسم کشا کے صحرا ہے اُس
صحرا مین ایک نیم کا پیڑ ہے اُسکے سامنے مین بارگاہ استاد ہے اُسمین زیبا نے قید کیا ہے
مگر زیبا ساحرہ زبردست ہے سمجھکر جایئے گا سمند ساری بدلگامی بھولا حیران تھا کہ کیونکر جاؤن
اس سوچ مین باہر نکلا برق ثانی جادوگر بنا ہوا پھر رہا تھا سمند نے بلایا برق ثانی قریب
آیا کہا ارے ذرا دریافت تو کر لا کہ زوجہ میری کس مقام پر قید ہے برق ثانی نے کہا میرے
ساتھ چلیے مین بتلا دونگا میرے سامنے کنیزان سنبل نے قید کیا ہے اور نگہبانی کر رہی ہین
مین آپکو دور سے دکھا دونگا برق ثانی باتین کرتا ہوا سمند کو لیکر چلا جب لشکر سے
باہر نکلا کہا دیکھیے زوجہ آپکی آتی ہین جیسے ہی سمند پلٹا برق ثانی نے حلقہ ہاے
کمند مارے سمند نے منہ سے آگ چھوڑی حلقہ ہاے کمند جلے ایک دو پتھر زمین پر مارا

کہ برق ثانی منھ کے بھل زمین پر گرا سمند تلوار کھینچ کے قریب آیا کہا ارے تو کون ہی کیوں میرے
ساتھ یہ عیاری کی برق ثانی نے اپنا نام مفصل بتایا سمند نے چاہا عیار کو لیکر پلٹین کہ
پہلو سے آواز آئی اے شہنشاہ سبحان اللہ خوب اسکو گرفتار کیا اس مکار نے میرے لڑکے
کے کپڑے اتار لیے ہین تو اسکی فکر مین تھا مجھے دیجیے کہ مین کھا جاؤن مین نے سنا ہی کہ گوشت
مسلمانان مین بڑا مزہ ہوتا ہی سمند نے پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر ہیبت ناک پکارتا ہوا
آتا ہی سمند نے کہا اے ساحر تو کون ہی کہا حضور آپ ہی کے لشکر مین رہتا ہون خداوند
ہفت پیکر کا بندہ لشکر مین پیرا تا پھر رہا تھا کہ اسنے اسکے کپڑے اتار لیے مین دوڑا بھاگ کر
نکل گیا مین اسکی تلاش مین پھرتا ہون ایک سحر ایسا کرون کہ اسکی ہڈیان چورا ہو جائین
ہڈیان تک کھا جاؤن سمند نے کہا لو بھائی لیجاؤ وہ ساحر برق ثانی کو گھسیٹتا ہوا لیچلا ایک
خیمہ کی آڑ مین آکر کہا ارے مجھے پہچانا منم سپہر عیاری برق ثانی جست وخیز کرتا ہوا پھر چلا
سمند کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا برق ثانی نے بشکل شہزور جادو سمند سے ملاقات کی
کہا اے سمند کس فکر مین کھڑے ہو سمند نے کہا زوجہ میری قید ہو گئی اسکی فکر مین نکلا ہون
برق ثانی نے کہا ہم تم ملکر سحر کرین کنیزون کو قتل کرکے نکال لائین سمند طرارے بھرنے لگا
خوش قدمی پر مرتا ہی جیسے ہی آگے بڑھا برق ثانی نے حلقہ ہاے کمند مارے اور حباب
بیہوشی مار دیا سمند بیہوش ہوا برق ثانی نے پشتارہ باندھا اور لے بھاگا طلا سے پر پہونچا
سنبل نے پکارکر آواز دی پوچھا اے برق ثانی کسے لائے کہا سمند جادو شوہر سیران فکر
مین اپنی زوجہ کی نکلا تھا مین گرفتار کر لایا سنبل نے اسکی بھی زبان مین سوزن دی اٹھی قیدخانے
مین لاکر قید کیا سیران نے جو شوہر کو دیکھا بہت پریشان ہوئی زیبا کنیز سے بلاکر کہا تو اے
ہم تمھاری قید مین ہین ذرا زبان سے سوزن نکالو تو ہم تمکو اشرفیان دین بہت تکلیف مین
ہو رہے ہین زیبا نے دیکھا کہ قیدخانے سے کیونکر نکلے گی چند کنیزین نگہبان ہین لالچ
مین آکر زبان سے سوزن نکال دی سیران نے کہا اے زیبا دیکھو تمھارے ساتھ کی کنیزین
کیا کہتی ہین جیسے ہی زیبا پلٹی سیران نے زلفین ہلا دین ایک مار سیاہ گرا کہ اسنے زیبا
کو کاٹا زیبا تڑپ کر مری سیران نے شوہر کی بھی زبان سے سوزن نکالی کنیزون کو

مار کر زن و شوہر نکلے الگ الگ چلے سنبل ہفت گیسو طلاے پر گھبرائی قید خانے پر آئی آکے دیکھا کنیزین مری پڑی ہین قیدی نکل گئے پکار کر کہا غضب ہوا دنیا کسی مکر مین پھانسی جو قتل ہو گئی تلاش مین سیران کی چلی دور سے دیکھا کہ سیران جاتی ہی پکار کر آواز دی او مکارہ کہان جاتی ہی یہ کہکے زلفین ہلائین ایک ہوا سر چلی کہ سیران ٹھہر گئی نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ گلہاے خودرو نے آنکھین کھولین غنچے چٹکنے لگے ایک طائر تیز پر نخل پر آ کر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا اسکے چہکار سے یہ آواز آتی ہی نظم

دل ہو پر خون نہ ساغر شیشہ ہو دم بھر خالی
اشک آنکھون مین بھرین پر نہ ہو ساغر خالی

کبھی ہوتا نہین ابر مژہ تر سے خالی
کسطرح چرخ سے ہو جاے سمندر خالی

نظر آتا ہے جو ساقی مجھے ساغر خالی
روح سے جسم کبھی ہوتا ہے برابر خالی

دست شمشیر کے مانند نہین عیب اگر
رہتے ہین ہاتھ جوانمردون کے اکثر خالی

رنج کیون یاد پرستو ہو تہی دستی کا
پھر بھی جاتے ہین جو ہو جاتے ہین ساغر خالی

گر چھلکتا ہی چھلکنے دے مرا ساغر عمر
جام ہی دیکھیو ساقی نہ ہو دم بھر خالی

نظر آتا نہین اسکے ہی سوا کچھ مجھکو
کیون نظر آئے نہ بیٹے یار بھرا گھر خالی

طائر نے جو یہ اشعار پڑھے سیران طرف سنبل کے متوجہ ہوئی کہا اے ملکہ عالم تمھاری تکلیف مجھکو گوارا نہین جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن ملکہ سنبل ہفت گیسو چاہتی ہین کہ اسکو کچھ حکم دو کر سمندر جو چلا تھا اسوقت آکر پہونچا زوجہ کو جو دیوانہ پن مین دیکھا بدحواس ہو گیا پشت سے ایک گولہ مارا کہ سنبل ہفت گیسو کا زخمی ہوا پھر ایک دستک دی کہ سیران کے ہواس درست ہوے زن و شوہر ملکر نکل گئے وہ وقت آ چکا تھا کہ فوج ضیا و شعاع نے فوج ثوابت و سیارگان پر فتح پائی شہنشاہ ماہ تابان شکست خوردہ داخل قلعہ مغرب ہوا آفتاب تابان چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا تمام دنیا کو روشن کیا سیران جھلائی ہوئی آئی چار لاکھ فوج کو ہمراہ لیکر نقارے پر چوب پڑی دیکھا کہ ہفت پیکر بھی قصر ہوشربا سے نکلا تخت نحوست پر سوار تاج غرور سر پر ساٹھ لاکھ فوج پشت پر سترہ ہزار قلبان فوج ساحر و غیر ساحر تخت کو گھیرے ہوے اس کروفر سے ہفت پیکر میدان مین آیا قلب

فوج مین تخت پر ٹھہرا سیران کو دیکھا کہ چار لاکھ فوج لیے ہوے ترتیب فوج کر رہی ہی کہ سامنے
سے گرد اُڑی لشکر رستم بہ صد حشم پیدا ہوا ایک طرف سے صاحبقران زمان مع سرداران
نامی و پہلوانان گرامی پیدا ہوے میدان کارزار مین آکر پہونچے صفین جمنے لگین جب ترتیب
لشکر ہو چکی سیران جادو صف سے بڑھی سامنے تخت ہفت پیکر کے آکے عرض کی یا خداوند
رات کو تو خداوند نے تقدیر برجستہ کی کہ مین قید سے چھوٹی بی سنبل کو زخمی کر کے نکل آئی
سنبل کو اپنے سحر پر بڑا دعویٰ ہی اب دیکھون میدان مین مقابلے کو کون آتا ہی مین نے
سب تحفہ جات تیار کر لیے وہ سحر کرون کہ زمین ہلا دون دیکھون تو یہ شاہزادیان جو میرے
مقابلے مین آتی ہین یا شاید نہ نکلین اگر آئین تو مزا چکھاؤن گی ہفت پیکر نے کہا تجھکو
بارِ قدرت کے سپرد کیا جسطرح چاہے مقابلہ کر کوئی تجھ سے نہ لڑ سکیگا سیران جست کر کے میدان
مین آئی پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ملکہ شفق نوخواہ نے
قصد کیا سنبل نے کہا ای شفق نوخواہ سیران بڑی زبردست ساحرہ ہی ذرا سمجھکر مقابلے
مین جاؤ کہ ملکہ سیماب جادو تڑپ کر صف سے نکلین مقابلے مین سیران کے پہونچین
ملکہ شفق نوخواہ تڑپ کر رہ گئین کنیزون سے کہہ رہی ہین کہ خدا سیماب کو بچاوے دیکھیے
سیماب نے بھی کنوتی بدلی زوجہ کی مدد کریگا ملکہ سیماب جو سامنے سیران کے پہونچین
چاہتین دستی تو انکا قاعدہ نہین سیران نے گولہ مارا سیماب کے سر پر آکر پھٹا گولے سے
ایک دھوان نکلا کہ میدان مین اندھیرا ہو گیا بمشکل ملکہ سیماب دھوئین سے نکلین مگر
چہرہ زرد دل مین درد پریشان پریشان دھوئین سے نکلکر ہاتھ ہلایا سیران پہ برق گری
سیران سمجھی کہ مین سیماب کے ہاتھ سے کشتہ ہوئی اسکا سحر اکسیر ہی میرے کچھ بسانے کی
تدبیر کی حقیقت مین سیماب نے وہ سحر کیا کہ درخت سرسبز و شاداب ہوے طائران خوشنوا
بیتاب ہوے اسنے دو پتھر زمین پر مارا ایک غبار اُٹھا سیماب غبار کو دیکھکر گھبرائی سیران
نے آواز دی کہ ای سیماب ہوشیار رہنا دیکھو کون آیا سیماب نے دیکھا طرف سے صحرا کے
ایک شیر خشمناک نہایت چست و چالاک جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی سیماب نے جو شیر کو
آتے ہوے دیکھا موے سر توڑا ایک زنجیر آہنی تیار ہو گئی پھر آکر سر پر شیر کے ماری کہ

سر شیر کا پھٹ گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا سیران نے جو دیکھا کہ شیر مارا گیا چاہا پیچھے ہٹوں سیماب نے آواز دی اے نسیم عنبر شمیم کیا سیران سے ملاقات نہ کرو گی ایک ہوا چلی اور آواز آئی کہ کنیز ابھی حاضر ہوتی ہے سیران نے دیکھا کہ ہوا معتدل چلی نہ گرمی نہ سردی غنچے چٹکنے لگے پھول مہکنے لگے عندلیبان خوشنوا نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

دامن نہ چھوٹا مر کے بھی دشتِ غبار انگیز کا ۔ میں اک بگولہ بن گیا صحرا سے وحشت خیز کا

تا حشر مٹنے کا نہیں لالے کا داغ اے باغبان ۔ دھبا ہے میرے خون کا دامن ہے اس خونریز کا

شوقِ شہادت میں یہاں ہر وقت کٹتا ہے گلا ۔ عالم رگِ گردن میں ہے قاتل کی تیغِ تیز کا

بیدادِ دلبر کی سنا کچھ اور ہم کہتے نہیں ۔ دل ہاتھ میں ظالم کے ہے کیا کام دستاویز کا

آشفتہ مو سنبل بھی ہے سرگشتہ بو سے گل بھی ہے ۔ سودا چمن کو ہو گیا اس زلفِ عنبر بیز کا

واعظ اسے پھر پوچھنا سرشار ہم کیونکر ہوے ۔ پہلے چھلکنا دیکھ لے پیمانۂ لبریز کا

پڑھکر وہی پیمان شکن اے نامہ بر سمجھائیگا ۔ ہمسے نہ مطلب پوچھ تو خطِ شکست آمیز کا

جز بادہ نوشی ساقیا کوئی نہیں اسکی دوا ۔ پرہیزگاروں کو ہوا پیدا مرض پرہیز کا

پیدا کرے دشمن جگر جب آزمائے کچھ اثر ۔ میری اس آہِ گرم کا تیری نگاہِ تیز کا

وسعت نہیں آفاق کی تیری یہ جولانگاہ ہے ۔ گردش ہے ہفت افلاک کی کاوہ مرے شبدیز کا

ڈرتے نہیں ہم اے جلال آشوبِ روزِ حشر سے ۔ دیکھا ہے ہمنے حادثہ عشقِ بلا انگیز کا

یہ اشعار سنکر سیران تڑپی چاہا کہ قریب سیماب کے جاؤں عذر کروں سیماب نے جو دور سے یہ منظر دیکھا وہیں سے سحر کیا کہ سیران ہوش میں آئی ایک برق گری کہ سر سیماب کا زخمی ہوا قریب تھا کہ لہرا کے گرے کنیزیں دوڑ پڑیں گود میں اٹھا کر لشکر میں لائیں سیران نے پکار کر آواز دی اے طلسم کشا اور کسی کو بھیجو ملکہ شفق نے قصد کیا کہ میں مقابلے میں جاؤں کہ سنبل ہفت گیسو نے ہاتھ تھام لیا لالہ عذار نے بھی اشارے سے منع کیا کہ اے شفق خونخوار زن و شوہر ملکر مقابلہ کرتے ہیں میدان میں جانے کا موقع نہیں ہے سیران نے جو دیکھا کہ عرصہ ہوا کوئی شاہزادی میرے مقابلے میں نہیں آتی پکار کر آواز دی ایسی شاہزادیاں کھڑی ہیں کہ جنکے سحر کا طلسم ہفت پیکر میں شہرہ ہے مگر کوئی صاحب

نہیں آتیں میں کیا وہیں آؤں رنگ سحر دکھاؤں یہ جو اسنے پکار کر کہا ستم نے نگاہ قہر
طرف شاہزادیوں کے دیکھا لالہ عذار بڑھی تھیں کہ صحرا سے گرد اُڑی صدائے بوق ترکی
کان میں آئی گھوڑے بھڑکنے لگے پیدل تھرا کر زمین پر گرے ہفت پیکر نے کہا وہی ظالم
آتا ہے جسکے نام سے قدرت کو نفرت ہے اسد غازی نے سر اپنا اُٹھا کے دیکھا کہ غضنفر گھوڑا
اُڑاتے ہوئے آتا ہے پشت پر اسّی ہزار قزاق بوق ترکی بجاتے ہوئے گھوڑے اُڑاتے
ہوئے آسمان پر لکہ ابر گلنار جسمیں رعد کی گرج برق کی چمک سیمران نے ہوا پر دیکھا
ایک گولہ اُٹھا کر مارا گولہ جا کر ابر پر پڑا کہ ابر پھٹا ہفت پیکر نے دیکھا کہ ملکہ شمیم طاؤس پر
زرین بال پر سوار پشت پر بارہ ہزار کنیزان زرین پوش ہفت پیکر بیقرار ہو گیا شمیم نے
دیکھا کر سیمران نے مجھکو ظاہر کر دیا وہیں سے آواز دی او کمبخت یہ بارہ اسوقت آتا ہے اخلاف
نہ تھا میں ضرورت سے آئی تھی یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا گولہ نکالا سیمران پر مارا سیمران پر
آگ برسنے لگی ہر چند چاہتی ہے کہ اپنے کو بچاؤں لیکن شعلۂ آتش بھڑک کر قریب آتے
ہیں سمن نے دور سے دیکھا کہ زوجہ میری جلا چاہتی ہے کار دسحر شمیم پر پھینکی شمیم نے کچھ
سحر کیا کہ چھری اُلٹی پلٹی سینے پر سمن کے پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری سیمران نے جو دیکھا کہ
شوہر میرا مارا گیا اور شعلۂ آتش مجھکو گھیرے ہیں تڑپ کر چاہا کہ اس آگ سے نکلوں مگر
نہ نکل سکی ایک شعلہ سر پر پڑا کہ موے سر جلنے لگے اور ہر عضو جسم سے شعلے نکلنے لگے
جل جلکر خاک ہوئی غضنفر نے جو دیکھا کہ شمیم نے زن و شوہر کو مارا مرکب اپنا بڑھا دیا
میدان میں آکر آواز دی او ہفت پیکر کسی کو بھیج کیوس مردم در نے جو ایک کس کو
دیکھا صف سے گینڈا نکالا غضنفر نے جو دیکھا ایک پہلوان فیل پیکر آتا ہے کمان کیانی
دوش سے اُتاری تاک کر تیر گینڈے کی آنکھ پر مارا تیر جاکر لب معشوق ہوا گینڈا سے لنے
طرارہ بھرا ہر چند کیوس روکتا ہے گینڈے کی آنکھ چھدی ہوئی ہے نالہ خون کا بہ رہا ہے اسقدر
کیوس نے قبضے مارے کہ گینڈا ٹھہر گیا آخر تڑپ کر جو جست کی کیوس گینڈے سے
گرا غضنفر نے بڑھکر نیزہ مارا کہ سینے کو توڑ کر پار گذرا اشفاق نیزہ باز گینڈے کو بڑھا کر
میدان میں آیا غضنفر سے مقابلہ کیا کئی نیزے مارے غضنفر نے وار اُسکا خالی

دیا تلوار کا ہاتھ مارا کہ اشفاق نیزہ باز بھی واصل جہنم ہوا مرواق صف شکن نے گھوڑا اپنا
بڑھایا مقابلہ میں غضنفر کے آیا آتے ہی گرز مارا غضنفر نے گرز کو تیغہ پر روکا تین شگاف ہوے
قلم کیا جب سر گرز کا ٹوٹا ڈنڈو کا ہاتھ میں رہگیا غضنفر پر پھینک مارا غضنفر نے اکوائی ہو کر خالی
دیا خبردار کہکر تیغہ چمکایا آواز دی ارے دیکھ تیری پشت پر حریف آگیا اُس سے
اپنے کو بچا مرواق نے پلٹ کر پشت پر دیکھا غضنفر نے ہاتھ مارا کہ مرواق کے بھی دو ٹکڑے
ہوے اسی طرح غضنفر نے سولہ پہلوان قتل کیے پھر مرکب مہمیز کر رہا ہے ہر مرتبہ آواز دیتا ہے
کہ او ہفت پیکر اور کسی کو بھیج جب ہفت پیکر داہنے بائیں دیکھتا ہے ایک پہلوان مرتز
غضنفر پر جاپڑتا ہے متواتر تئیس پہلوانوں کو مار کر جو غضنفر نے نعرہ کیا اب ہفت پیکر
اکتا اٹھا کر اور پہلوانوں کا نام لیکر پکارتا ہے کہ اسکے مقابلہ میں ہیں طفل کے جاؤ
کوئی پہلوان اپنے مقام سے نہیں بڑھتا جب تو غضنفر نے گھوڑا اپنا مہمیز کیا اور آواز
دی کہ او نامرد میں خود آتا ہوں قلب فوج میں آکر تجھکو مارونگا کہ دل کافروں کے ہلجائیں
یہ کہکر غضنفر نے بوق ترکی کمر سے نکالا آواز دی کہ اے قزاقان شیر بیشہ وغا بہ نبرد دریا سے فوج
غضنفر کو جوش ہوا اسی ہزار قزاق گھوڑے اٹھا کر دریا سے فوج پر جاپڑے جس وقت
ہفت پیکر نے یہ معرکہ دیکھا کل فوج کو اشارہ کیا علم سب کے کھلے نوبت نقارے بجتے
ہوے چلے لیکن قزاق جو گر سے ایک نے ایک کو ڈکا دوسرے نے پہلو پر نیزہ مار دیا کوئی
قزاق گھوڑے سے کود پالٹ کا ہاتھ مارا چاروں پاؤں گھوڑے کے قلم کیے نیچے سے
سوار کا شکم چاک کیا ساحر سحر بھول گئے غضنفر شمشیر زنی کرتا ہوا دریا سے فوج میں شناوری
کر رہا ہے لاکھوں ساحر وغیرہ ساحر مارے ہیں ہراسان ہفت پیکر بھاگ گئے لیکن یہ قزاق کب
کھیرتے ہیں گھوڑے دوڑائے پھرتے ہیں مارو کہ دلیرانکی صدا بلند ہے غضنفر لڑتا
بھڑتا برابر تخت ہفت پیکر کے پہونچا للکارا کہ او مکار شعبدہ باز بہت دنوں خدائی
کر چکا خوب دعوی یکتائی کیا اب وقت انقلاب آپہونچا یہ کہکے برابر تخت کے پہونچ گیا
کئی پہلوانوں نے غضنفر کو روکا مگر یہ شیر کب رکتا ہے جسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے
کئی پہلوانوں کو مار کر برابر تخت ہفت پیکر کے پہونچا ہفت پیکر نے سحر کیا کہ غضنفر

آگ برسنے لگی غضنفر نے انگشتر مہر و ماہ کو چمکایا شمیم نے جو آسمان سے دیکھا کہ غضنفر
شعلۂ آتش میں پھنسا یاران سحر برسایا شعلۂ آتش سے بچے غضنفر گھوڑا چمکا کر شعلہ ہائے
آتش سے نکلا سامنے ہفت پیکر کے آکر تیغ چمکایا ہفت پیکر چمک تیغ کی دیکھکر ڈرا
آخر کو اپنے تئین تخت سے گرا دیا چلا کر آواز دی اے بندگان من اس ظالم کے ہاتھ سے مجھے
بچاؤ مجھے قتل کرتا ہے ساحر و پہلوان دوڑے غضنفر پر بلوہ کیا شمیم نے آگ برسائی کئی سو
ساحروں کو جلا دیا کتنی پہلوانوں پر سحر کیا اگر پڑے آنکے بدنگا سیان کرنے لگے ہفت پیکر نے
جو سحر شمیم کا عالم دیکھا پکار کر آواز دی اے جان جہان عاشق پر یہ بدعت ہم مدت سے
عاشق تھے یہ خیال ہمکو نہ تھا کہ ہم پر یہ ظلم کرو گی ہماری جان پر بنی ہے اب سحر کرو عاشق
پر رحم کرو ساحروں نے ہفت پیکر کو اٹھا لیا کر بھاگے غضنفر نے دور تک پیچھا کیا ہاتھ
لوگ لے بھاگے اب غضنفر نے قزاقون کو اشارہ کیا قزاقون نے خوب بلوہ کیا آخر
ہفت جوش جادو وزیر اعظم دوڑ پڑا قزاقون کو سحر کر کے ہٹایا قزاقون کے گھوڑے
بدنگا سیان کرنے لگے قزاقون نے گھبرا کر طرف غضنفر کے دیکھا اشارہ یہ تھا کہ اب نکل
چلیے فوج کا بڑا بلوہ ہے شمیم نے کئی سو ساحروں کو مارا ہفت پیکر پر بھی سحر کیا ہفت پیکر
دور جا کر کھڑا ہوا اور پکار کر آواز دی اے جان جہان اب سحر کرو ایسا نہ ہو میرے ہاتھ
سے بھی سحر چلا جائے اور کسی طرح کا نقصان تمکو پہنچے میں آٹھ پہر تمہاری یاد میں بیٹھا
ہوں یہ اشعار زبان پہ ہر وقت جاری رہتے ہیں نظم

جو لذت عشق کی چاہے تو راحت جان نہ پاوے گا
عشق نے جسکو دیا پہلے جلایا دست موسیٰ کا

جو منصف ہوں اگر میں نے کیا ظلم کیا
خواب میں سورۂ یوسف دیا ہے زلیخا کو

خدا جانے ہوگا حال کیا ہم بادہ نوشوں کا
لیلا کو جام سے توڑا ہے بستی میں مینا کو

جفا ای سحر ... دست جفا میں لازم ہے
نہیں دیکھا ہے خالی ... جان ... دریا کو

دل پژمردہ ہوتا ہے شگفتہ کوئے جانان میں
ہوا ہے باغ جنت زندہ ... ہے ... کو

کیا استاد کو شاگرد اس طفل پری رو نے
پڑھایا اور ... الٹا ... کو

نہیں جسکا کوئی اسکا خدا ہے پوچھنے والا
اٹھانے میں ... کے ... کو

مری میراث ہی خلد بریں فرزند آدم ہوں — سرہانے جا بجا ہوں اپنے میں گناہوں سے ہوا کو

شب تاریک میں آنکھوں کو وہ دلبر نظر آیا — سیہ خیمے میں جب مجنوں نے دیکھا روے لیلی کو

تراشا تجھکو جس بت ساز نے ہی بت فرنگی کی — بنایا شیشے سے نازک مزاج سنگ خارا کو

دکھایا کس پری پیکر نے خال چہرۂ رنگین — غنیمت جانتا ہے لالہ اپنے داغ سودا کو

چمن میں یار جوہر بن جو رہ ہامیں تو اشکوں نے — نگینوں نے کان کا جھمکا بنایا ہی ثریا کو

قریبوں سے نہ رکھ امداد کی امید مشکل میں — نکالا ناخن پا نے کہاں خار کف پا کو

وہ محبوب جہاں ہی تو بولے تیرے کوچے کی — چھڑایا شیخ سے کعبے کو راہب سے کلیسا کو

یہ ضیا سے روشن یار کا رخسار ہی آتش — لب جاں بخش سمجھے ہیں دم پاک مسیحا کو

شمیم نے جو یہ اشعار سنے جھنجھلا کر آواز دی او سحبیار ابھی حسرت میں مر رہیگا یہی شمشیر تجھکو قتل کریگا انشاء اللہ اٹھو جلتے ہیں پھر آئینگے یہ کہکے سحر کیا کہ سب قزاق آگ ہوئے غضنفر آگے بڑھا ہفت پیکر نے آواز دی یہ لوگ جلنے نہ پائیں شمیم نے سحر کیا کہ میدان میں اندھیرا چھا گیا اسی اندھیرے میں قزاق لڑتے ہوئے نکلے لاکھوں ملازمان ہفت پیکر کو قتل کیا جب غضنفر نکل گیا ہفت پیکر روتا پیٹتا پلٹا آج صاحبقران تعریف غضنفر کی کرتے ہوئے پلٹے اسد سے فرماتے ہیں کہ غضنفر کے وہی شیوے ہیں جو تمھارا طریقہ تھا کس دھوم سے لڑا ہے کیا معرکہ پڑا ہے لاکھوں کو پامال کر دیا اسد عرض کرتے ہیں حضور کی دعا کا باعث ہے کہ غلام آپکا سرفراز ہے بہادروں کو اسکی جرأت پر ناز ہے صاحبقران یہ فرماتے ہوئے دربار میں آئے خورشید بن ہاشم نے عرض کی کیوں داداجان ہمارے تحفے غضنفر سے نہ ملیں گے میں کس مشقت سے ان چیزوں کو لایا میاں غضنفر صاحب جو ایک ساحرہ کو مار کر تحفے لیگئے آجتک نہیں دیے صاحبقران نے فرمایا ای فرزند تم جانتے ہو اس دیوانہ گستاخ پر میرا کیا اختیار ہے اسنے لشکر میں رہنا چھوڑ دیا مگر مناسب ہے کہ اپنے تحفے معاف کرو خورشید نے دست بستہ عرض کی کہ وہ لشکر میں تشریف لائیں میں ذکر بھی نہ کرونگا جس دن تعاقب کروں تحفہ حیات چھین لوں اسد نے کہا ای خورشید اپنی خیر مناؤ ایسا نہو تمکو زخمی کرے یا وہ دیوانہ بیباک ہے دشمنوں کو مار ڈالے تو

ماموں جان سے مجھکو شرمندگی ہوگی دربار میں تو یہ ذکر ہو رہے ہیں مگر خورشید کو فکر ہوئی کہ
صحرا میں جاکر غضنفر کو گھیروں تحفہ جات چھین لوں دیکھوں تو یہ دیوانہ کیا کرتا ہے باہر نکلکر
جہتر کوکب عیار سے حکم دیا کہ ای برادر دریافت تو کرو کہ غضنفر کہاں اترا ہے میں لشکر کشی کرکے
جاؤنگا سعید نامے پہلوان سے کہا لشکر تیار رکھو یہاں غضنفر صحرا میں آکر اترا ایک گاؤں
لوٹا زمیندار کو پکڑ لائے اسکو نخل سے باندھا ہے روپیہ مانگ رہے ہیں کہ جہتر کوکب نے
جاکر غضنفر کو دیکھا پلٹ کر خدمت خورشید میں آیا عرض کی آقا ے نامدار یہاں سے پانچ
کوس پہ ایک صحرا ہے کہ وہاں غضنفر اترا ہوا ہے ایک زمیندار سے روپے طلب کر رہا ہے خورشید
اسیوقت سوار ہوے سعید تیغزن پہلوان سے کہا کہ تم جاکر غضنفر کو گھیر لو میں بھی آتا ہوں
آج غضنفر کی گردن لوں سعید تیغزن فوج لیکر چلا چار طرف سے آکر جنگل کو گھیر لیا ہماے
تیز رفتار نے غضنفر کو خبر دی کہ جنگل گھر گیا لشکر خورشید نے آکر گھیرا ہے غضنفر تیغہ ٹیک کر
اٹھا بوق ترکی بجایا قزاق بھی ہوشیار ہو گئے گھوڑے اڑاتے ہوے چلے جب غضنفر
سامنے سعید کے پہونچا للکارا کہ ای پہلوان لے یہ تیغہ لے یہ کہکر ہاتھ بڑھایا تھا کہ سعید
گھوڑا بڑھاکر قریب آیا سعید نے جیسے ہی ہاتھ بڑھایا غضنفر نے ہتھکنی کا ہاتھ مار دیا کہ
ہاتھ سعید تیغزن کا کٹ کر گرا غضنفر نے پکار کر کہا لو خورشید بھی آ گئے سعید پلٹا غضنفر
نے کمر پہ ہاتھ مارا سعید کے دو ٹکڑے ہوے قزاق آکر فوج پر گرے کئی ہزار کو مار لیا آخر
ہمراہیان سعید تیغزن لاشہ سعید کا لیکر بھاگے خورشید راہ میں آتے تھے کہ لاشہ
سعید کا دیکھا بہت غصہ آیا کہا اب اس دیوانے کو مار ڈالونگا آج گھوڑا و تیغہ و انگشتر
لونگا خورشید یہ کہ رہے تھے کہ سامنے سے بگولا گرد کا اڑا دیکھا غضنفر تیغ سے خون
پوچھتا ہوا آتا ہے خورشید نے پکار کر آواز دی او دیوانہ مجہول بخت برگشتہ و نامعقول
تو نے میرے سپہ سالار کو مارا غضنفر نے رومال سے ہاتھ باندھے پکار کے آواز دی سعید
کے سر پہ موت سوار تھی میں نے ہر چند بچایا نہ بچا اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ لیا یہ
تحفہ جات لیجیے میری جان بخشی کیجیے یہ کہکے انگوٹھی انگلی سے اتاری تیغہ برہنہ جھپکاتا ہوا
قریب آیا کہا یہ تیغہ تو لیجیے خورشید نے جیسے ہی ہاتھ بڑھایا ہاتھ پہ چرکا دیا اور سر پہ تلوار

مار دی خورشید کا سر زخمی ہوا غضنفر نے گھوڑا اچکایا اور پکار کر آواز دی او خورشید خبردار
اب کبھی تحفہ جات کا نام نہ لینا خورشید زخم باندھکر آمادہ ہوئے کہ پیچھے جاؤں کہ طرف سے
لشکر کے گرد اڑی دیکھا کہ صاحبقران زمان تشریف لاتے ہیں خورشید کو جو زخمی دیکھا
گھوڑے کو بڑھا کر قریب آئے فرمایا اے خورشید یہ کیا ہوا کہا غضنفر دیوانہ مجھکو زخمی کر کے
بھاگ گیا حضور اب جائیں میں دیوانے کا سر لیکر آؤنگا صاحبقران نے خورشید کا
زخم باندھا فرمایا اے فرزند وہ دیوانہ بیباک ہے نہایت چست و چالاک ہے اب لشکر
میں چلو ہم تمھیں تحفہ جات دلوا دینگے غضنفر ایک ٹیکل کی آڑ میں چھپا کھڑا تھا پکار کر آواز
دی ناناجان آپ تشریف لیجائیں ایسا نہو مجھ سے بے ادبی ہو اور مرہم سلیمانی کی ضرورت
پڑے صاحبقران نے گھوڑا اچکایا اور پکار کر آواز دی او دیوانہ بیباک تیری شامتیں
آئی ہیں غضنفر نے عرض کی ناناجان بس اب جائیے زیادہ کچھ نہ فرمائیے مجھکو جہنم کا خوف
ہے ورنہ آپ کو بھی سمجھا دیتا یہ کہتا ہوا غضنفر بھاگا جاتا ہے کہ اگر صاحبقران گھوڑے کو
دوڑائیں گے تو مجھکو پکڑ لیں گے ایک پہاڑ پر چڑھ گیا صاحبقران خورشید کو ساتھ
لیکر پلٹے غضنفر پہاڑ سے اترا گھوڑا اچکاتا ہوا دوسرے قریے پر پہونچا وہاں کے زمیندار نے
کہلا بھیجا کہ آج ہماری تمھارے یہاں دعوت ہے اس زمیندار نے حال سنا تھا سامان دعوت
بھیجا غضنفر تو اس مقام پر فروکش ہے لیکن حال دربار ہفت پیکر تحریر کرتا ہوں کہ دربار
میں جاکر بیٹھا نہایت ملول و حزین پریشان پریشان اہل دربار سے کہ رہا ہے کہ اب لڑائی
میں ہماری روز شکست ہوتی ہے قلعے سب فتح ہوئے غضنفر نے بارہ قلعے فتح کیے کیسے کیسے
سردار مارے گئے کہ جنکا نظیر ناممکن ہے یہ ذکر تھا کہ چند ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے
اور ہفت پیکر کے سامنے عرض کی غضنفر بن اسد قصبہ الزامیہ پر فروکش ہے اور زمیندار نے
بڑی دھوم سے دعوت کی ہے لیکن غضنفر کے سامان فروکش سے اب اسوقت کسی کو ضرور
قدرت نہیں جو غضنفر گرفتار ہو جائے ہفت پیکر نے کہا یارو کوئی پہلوان ایسا ہے کہ
قدرت کے رقیب کی مشکیں باندھکر لائے یہ کہنا تھا کہ سرشار سرسوار اپنے مقام سے
غصے میں سرشار ہوکر اٹھا تین لاکھ فوج کا افسر ہے سب میں بہتر ہے کل فوج کو حکم دے دیا

کہ تیار ہو سب فوج اُسیوقت تیار ہو گئی گینڈے کو بڑھا کر چلا مگر خورشید بن ہاشم صاحبقران کے لحاظ سے چلے آئے لشکر مین آکر سوچے کہ اگر غضنفر کو سزا نہ دی تو وہ غرور کریگا زخمہ وندی کرا کے پٹیان زخمون پر چڑھائین دس ہزار جوان ساتھ لیکر فکر غضنفر مین چلے صحرا مین جو آکر پہونچے سرشار بر سوار جو کہ تین لاکھ فوج لیکر فکر غضنفر مین چلا تھا خورشید نے جو اُسکو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی ای پہلوان اسوقت تو کہان جاتا ہو سرشار نے کہا مین برائے گرفتاری غضنفر جاتا ہون قصبۂ الوفا پر فوجکشی ہے یہ سنکر خورشید نے آواز دی او نامرد پہلے مردان عالم سے مقابلہ کر لے تب آگے بڑھنا یہ سنکر سرشار نے گینڈا اپنا بڑھایا مقابلے مین خورشید کے آیا خورشید سے نیزہ بازی مین مقابلہ پڑا جب نیزہ بازی سے مطلب حاصل ہوا تو فریقین مین تلوارین کھنچین خورشید نے پہلا وہ دیکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ شانہ سرشار کا جھول پڑا فوج والون نے جو اپنے آقا کو زخمی دیکھا تین لاکھ فوج خورشید پر آپڑی خورشید دس ہزار جوانون سے تین لاکھ کو روکے ہوئے ہین مگر نہایت بیقرار ہین جہان انکے دو ہزار کو پچاس ہزار نے گھیرا خورشید فورا جھپٹ جھپٹ کے پہونچ جاتے ہین اپنے ساتھ والون کو بچاتے ہین لاشے جو دوستون کے دیکھے بیقرار ہو گئے پکار اُٹھے کہ ای خالق بے نیاز و ای مالک چارہ ساز رحم اپنا شریک کران ظالمون سے بچا لے لنظم

| | |
|---|---|
| از کدورت باطن خود کن صفا | تا نظر آید ترا نور خدا |
| کن توکل بر جناب کردگار | در مقام ابتدا و انتہا |
| در جہان ہرگز مشو ہرگز مشو | آشنائے مردم ناآشنا |
| دوستی کن دوستی با نیک و بد | دوست دارد تا زمانہ مر ترا |
| یاد کن خلاق خود را یاد کن | ہر زمان ہر روز و شب صبح و مسا |
| دولت عرفان اگر مطلوب تست | کن صدا بر باب حق مثل گدا |
| مال و دولت صرف کن از دست خویش | ہرچہ داری بخش بر نام خدا |
| از عذاب عاقبت یابی نجات | گر کنی حق عبودیت ادا |

| سرکشی از حکم خلاق جہان | سجدہ کن بر خاک تسلیم و رضا |
| --- | --- |
| بندہ گر از عبادت سر مپیچ | زانکہ غیر از بندگی ہیچ ست ہیچ |

خورشید نے جو بیقرار ہوکر دعا مانگی ساتھ والے آمین کہنے لگے کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی
غضنفر بن اسد اسی ہزار قزاقوں سے آکر پہونچا نعرہ کر کے گرز اٹھا بڑھتا سامنے سرشار
کے پہونچا للکارا کہ او نامرد تو میری فکر میں چلا تھا میرے بھائی نے تجھکو روک لیا دیکھ
دس ہزار سواروں نے تین لاکھ سے مقابلہ کیا اب قزاقان جانباز آپہونچے اب ہرگز
نہ بچو گے یہ کہکے سرشار پر جا پڑے وہی فقرہ کیا آواز دی کہ اسکا سر کاٹ لو سرشار پلٹا
غضنفر نے گرز ہاتھ مارا کہ سرشار کے دو ٹکڑے ہوئے شاہزادہ خورشید بھی غضنفر کو
دیکھکر شگفتہ ہوئے غضنفر نے کہا ای برادر کیا ارادہ ہے خورشید نے کہا اب نکلیے [illegible]
نہ میرے ہاتھ سے مارے جاؤ غضنفر نے پھر فقرہ دیکر ہاتھ اور بوق ترکی کو بجا دیا کہ اے
قزاقو اب شکار کھیلتے ہوئے چلو قزاقوں نے تگ ہری لی ایک ایک حملہ کرکے لگے کہ
خورشید کے ساتھ والے پامال ہوگئے چند شخص ہمراہیان خورشید باقی رہگئے دور جاکر
غضنفر نے آواز دی بھائی صاحب اب جائیے میری بے ادبی کو بھی آپ معاف فرمائیے
قضائے کار اسد غازی شکار کھیلتے ہوئے آتے تھے خورشید کو جو زخمی دیکھا ٹھہر گئے
فرمایا ای برادر یہ کیا ہوا خورشید نے کہا آپ کے صاحبزادے زخمی کرکے تشریف لیگئے
ہیں اسد نے گھوڑا اکڑکایا کمان کیانی کا پیچھے سے اتاری پکار کر آواز دی اے غضنفر
ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا غضنفر نے پلٹ کر دیکھا کہ تیر کمان میں پیوست ہوچکا ہے سہم کر
غضنفر ٹھہر گیا اسد نے قسم کھا کر کہا کہ میں کچھ نہ کہونگا تم سیدھے میرے پاس چلے آؤ
ورنہ ادھر تمنے قدم بڑھایا اور تیر پڑا غضنفر ڈرا کہ قبلہ و کعبہ خلاف نہیں فرماتے ہیں
غضنفر نے عرض کی میں قریب آتا ہوں مگر تحفہ نہ دونگا یہ کہکے قریب اسد آیا اسد نے
رومال سے ہاتھ غضنفر کا باندھ لیا پوچھا کہ اپنے کو کس حال میں پاتا ہے غضنفر نے کہا جانے
کوئی مظلوم ظالم کے سامنے ہو اسد نے کہا تیری زبان درازی نہیں جاتی مجھکو ظالم
بتاتا ہے غضنفر نے کہا آپ میرے مالک ہیں جو چاہیے سو کیجیے میری مجال نہ کہ آپ کے

سامنے سرکشی کرون یہ کہکے غضنفر قریب آیا اسد کیسب ملکر بلوہ کرینگے مسلمانون کے اسد نے کان پکڑ کے کہا کیون بھیا یہ تونے کیا حرکت کی۔ اسے ساتہین کرر ہا ہو عظم و دیدے وہ سامنے صاحبقران کے فریاد کرتا ہو غضنفر نے کہا صاحبقران کا ہمراہ ہے آپ نے مجکو قیر دکھاکے پکڑ لیا اسد نے تلوار پرتلے سے نکالی انگلی سے انگوٹھی اُتار دی گھوڑے کی باگ تھامی کہا بس اب جاتے غضنفر نے بہ نگاہ حسرت خورشید کو دیکھا خورشید کا دل بیقرار ہوگیا کہا بھائی صاحب مین بخوشی یہ تحفہ اسکو بخشتا ہون غضنفر یہ تحفہ لیے گھوڑے پرسوار ہوے گھوڑے کو چمکاتا ہوا جب دور نکل گیا تو پکار کر آواز دی قبلہ وکعبہ آج آپ نے میرے ساتھ بڑی بدعت کی کسی مقام پر آپ سے سمجھونگا اسد نے آواز دی ارے ٹھہر تو جا غضنفر نے کہا اب نہین ٹھہرتے غضنفر یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ قبلہ وکعبہ اب شبخون لشکر پر مارونگا اور خزانہ لیجاؤنگا اسد خاموش ہورہے خورشید کو ساتھ لیکر پلٹے غضنفر طرف صحرا کے گئے ملکہ ہفت پیکر بارگاہ مین دبی بیٹھا ہوا کہ رہی ہو کہ پہلوان برائے گرفتاری غضنفر گیا تھا پلٹ کر آیا یا نہین یکایک ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ حضور وہ پہلوان مارا گیا غضنفر نے اُسکو ٹوک کر مارا اول خورشید نے روکا بعد اُسکے غضنفر آیا آخر وہ پہلوان مارا گیا ہفت پیکر کو اُس پہلوان کے مارے جانے کا حال سُنکر بہت قلق ہوا کہا مارا گیا پہلوان زبردست نامی وگرامی چالاک وچست مفت مارا گیا اب میرا دل کہ رہا ہے کہ اکلی مرتبہ طبل جنگی بجا اور مسلمانون نے بلوہ کیا قدرت کو اب کچھ نہین پڑتا کہ کیا تدبیر کرین یہ دیکھے بارگاہ کے آگے ہوے قصر سامنے معقول بنے ہوے ہین ہر قصر مین سامان عجائب وغرائب ہو گرو جو ڈیوڑھیون پر خداوندان باطل قائم تھے وہ سب سامان لگے جسدن سے ملکہ بشہید شریک مسلمانان ہوئین اُس دن سے ڈیوڑھیون پر لقا ووزیر جال شاہ وفرعون شاہ وغیرہ بشکل نگہبان بیٹھے رہتے تھے اُن مقامون پر سناٹا ہو ہفت پیکر جب دیکھتا ہو آنکھون مین آنسو بھر لاتا ہو وزیر وامیر سب عرض کرتے ہین کہ یا خداوند شعرا سابق نے خوب بیان کیا ہو ہر کمالے را زوال بعد جاہ وجلال کے یہ تکلیفین دیکھنا تھین میان قمر کیا خوب نیستئ دنیا مین فرماتے ہین۔ نظم

سرکشش از حکم خلاق جہاں | جسکو دیکھا وہ ہی پریشان وبلا
بندہ گر از عبادت حق وہی | آتشین زن چراغ عقل سے ہے
خورشید نے ہ جب ہوئے قد رعنا | تب ہوا سرو خوشنما پیدا
لالہ رو دلیہ لیگئے جب داغ | تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے میکشان محفل ورد | جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
جب ہوے خاک صاحب کاکل | تب نظر آئے گیسوے سنبل
مرگئے جب ہزار غنچہ دہان | ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
جب ہوا گل چراغ عارض یار | تب گلستان مین گل ہوا اظہار
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین | چشم نرگس جھکی ہے سوے زمین
شاخ پہ ہے جو سیب زیب چمن | کسی محبوب کا ہے سیب ذقن
عندلیبوں کے بین ہین الحان | غافلو کل من علیہا فان
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین | باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھکے بے ثباتی عالم | ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
جب ہوا سرو کو خزان کا ڈر | خاک اڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ مین کرو قیاس | گل سوسن کا ہے کبود لباس
یہ گلستان نہین ہے قابل سیر | کرے اللہ خاتمہ بالخیر

یہ اشعار جو وزرا نے پڑھے ہفت پیکر رونے لگا کہا یارو خدا سے نادیدہ مسلمانون
کا بڑا زبردست ہے کس تدبیر سے رستم کو تحفہ حیات ملے لوح بھی حاصل ہوگئی کوئی مرحلہ
باقی نہ رہا اب یہی قلعہ باقی ہے وہ غضنفر نے فتح کیے ہفت پیکر دلمین متعجب ہے کہ ہمنے
دعوی خدائی کیون کیا اے ہفت پیکر سلطنت کیا کم تھی سات سو ملک سے خراج آتا
تھا وہ سب ملک قبضے سے نکل گئے کل سرداران صاحبقران نے خروج کیا شاہزادون
نے ملک آفتین برپا کین یہ خیال جو آیا ہفت پیکر بہت رویا وزرا امرا نے عرض کی
خدمت مین گھبرائیے نہ ابکی مرتبہ جو طبل جنگی بجیگا کل فوج بلوہ کریگی اسی لاکھ فوج تھی انمین سے

دس لاکھ قتل ہوئی اب بھی ستر لاکھ باقی ہے جسوقت یہ سب ملکر یلوہ کرینگے مسلمانوں کے کلیجے پھٹ جاینگے ہفت پیکر کسی بات کا جواب نہیں دیتا دل سے باتیں کر رہا ہے عظمت و شان اپنا یاد آتا ہے دل گھبراتا ہے سب سے زیادہ شمیم کی یاد میں بیقرار ہے کبھی کہتا ہے ہائے معشوق قدرت نکل گئی کسکے سامنے بیان کروں کبھی یہ اشعار پڑھنے لگتا ہے نظم

فراق میں ہے دم تیغ موج آب مجھے
ہے گرد لشکر غم جوش ماہتاب مجھے

جو ہو فروش سے زلیخا کی خراب مجھے
عوض میں ذرے کے بخشا آفتاب مجھے

ملا ہے دولت محبوب بے حجاب مجھے
عجب ہے آئی نظر برق بے حجاب مجھے

پیا جو جام بھی بنکے اشک ساری شراب
بغیر یار ہوگیا نشۂ شراب مجھے

دم انتظار میں نکلا تب آیا نامے جواب
جواب نامہ ہوا نامے کا جواب مجھے

جوان دل ہے تو پیری نہیں ہے باعث غش
سفیدی بالوں کی ہے جوش ماہتاب مجھے

تڑپ تڑپ کے موا پیاس سے لب دریا
نظر جو آگئی چین جبین کی آب مجھے

میں جسکے غم میں جلوں ہو وہ بے مزہ مجھے
کیا ہے حجت نے کیا سوختہ کباب مجھے

خوشی جہان کو ہے میری اشکباری سے
کیا ہے حجت نے ہم طالع سحاب مجھے

بھیگی جان مری روز حشر میں کیونکر
دکھا رہا ہے فلک تیغ آفتاب مجھے

بہا جو اشک کا سیلاب آنکھوں میں کھوپڑتا
ملے تھے کیا تو آنکھوں کے دو حباب مجھے

جنون سے ملتے ہیں کتنے وہاں کہ نصیب
کیا ہے عشق نے جو خانمان خراب مجھے

اور دیر سے لگا ہوں جو باب بیاس ناسخ
کسی پسینے کا یاد آگیا گلاب مجھے

ہفت پیکر نے جو یہ اشعار پڑھے سب اہل دربار رونے لگے اسوقت دربار میں ہفت پیکر کے عجیب کیفیت ہے ہر ایک کو جوش عبرت ہے ہفت پیکر کہتا ہے قدرت جلد تبدیل کریگی اور کسی رنگ میں خدائی جمائیں گے کہ سامنے سے ایک لکہ ابر اٹھا جسنے رنگ دنیا میں ہیں وہ سب رنگ اس ابر میں شریک ہیں کبھی ابر برستا ہے کبھی دھوپ نکل آتی ہے کہیں پانی بھر گیا کہیں خاک اڑنے لگی ہفت پیکر نے کہا یاروتم نے دیکھا یہ کیسا اٹھا ہے عجائب غرائب قدرت معلوم ہوتے ہیں ہفت جوش جادو وزیر اعظم بیٹھا تھا وہ اپنے مقام سے اٹھا

کہا یا خداوند سکندر نے بوقت انتقال جو طلسم خیال سکندری بنایا تھا اُسی کا ظہور ہو گا ایک حکیم کامل نے یہ وعدہ کیا تھا کہ آپ کی لاش کے واسطے ایک قصر بنے وہ قصر بنا حکیم مذکور زیر صندوق حبس دم کرکے بیٹھا کئی سو برس کے بعد وہ منہ سے بولا ایسا اپنے علم کا زور ہوا کہ یکبار اُٹھا میں خداوند ہوں سترہ سو ملک جو خراج گذار تھے سب نے اسکے عجائب و غرائب دیکھکر سجدہ کیا تماشا یہ جو ہی برائے سیر نکلا ہے بغور دیکھیے صندوق پر سوار ہو گا شعبدہ عجب دکھلاتا ہوا آتا ہے اب جو سب نے بہ نگاہ بغور دیکھا تو ایک صندوق مخمل کاشانی سے منڈھا ہوا اُسپر ایک شخص بتکلف تمام بیٹھا ہے جب مسکراتا ہے تو بجلی چمکتی ہے جب روتا ہے تو مینہ کا تار بندھ جاتا ہے جب ہاتھ کو جنبش دیتا ہے تو خاک اڑتی ہے کبھی ہاتھوں کے ہلانے سے ایسی جنبش ہوتی ہے ہزارہا طائر جیسے پر ہلاتے ہوئے زمزمہ سرائی کر رہے ہیں جنکے کلام سے یہ سنائی دیتا ہے۔ نظم

دل افسردہ بہاری ہے جنون زا ربیع مسکون ہے
گلستان جہان میں جو شجر ہے بید مجنون ہے

سمجھتا ہون میں شاخ گل کو اسکا قد موزون ہے
صبا دیتی ہے جنبش جانتا ہون رقص موزون ہے

کرے کیا خال پر رغبت جو محو چشم میگون ہے
کہ آب زندگانی ہے شراب اور زہر افیون ہے

نہیں گے بدر ماہ نو نشان نعل توسن کے
اگر اے شہسوار ایسا ہی حسن روز افزون ہے

جہان موتی ہیں دنیا میں سمجھ زر ریگ ہامون ہے
کہ نقش زر خزانے میں برائے بار افسون ہے

ہمیں پہچانتے ہیں خشک و تر کے جزو و کل کو ہم
جو ذرہ ہے وہ ہامون ہے جو قطرہ ہے وہ جیحون ہے

بجز رنگین مزاجی زندہ دل ہونا نہیں ممکن
کہ رنگ زندگانی ہے بدن میں جبتلک خون ہے

ترا لینے زر کیا بیداد اڑا دیتے کو دنیا میں
زمین میں جسکو پنہان کرتے ہیں وہ گنج قارون ہے

نہ ہوا دنی کو کچھ حیرت کبھی اعلیٰ کے رتبہ سے
زمین آرام سے ہے رات دن گردش میں گردون ہے

کیا ہے اسقدر لاغر فراق یار نے ہمکو
کہ کہتے ہیں مرے محرم نہ لیلیٰ ہے نہ مجنون ہے

کسی محبوب کو کیا ہے مرے محبوب سے نسبت
کہ رشک خال مشکین ہے جو اسکی زلف کی نون ہے

اندھیرا سا اندھیر اچھا رہا ہے آگے آنکھوں کے
شب تاریک میں مجھکو خیال زلف شبگون ہے

سیہ متون کی ہے رفتار سے کلک میں ناسخ
دم فکر سخن مجھکو خیال چشم میگون ہے

ہفت پیکر نے کہا اے وزیر اعظم ذرا اس حکیم کو بلاؤ وزیر نے کہا وہ اپنے غرور میں ہے

شاہا آپ کو اس مرتبے پر دیکھ کر کچھ رشک کرے آپ تو بلا سے ہفت پیکر نے کھڑے
ہو کر کہا یا خداوند خیال سکندری ذرا یہاں تشریف لائیے ایسا نہ ہو کہ میں جمال سے محروم رہوں
چاہتا ہوں کہ آپکی خاطر کروں جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہے تھوڑی دیر تشریف رکھیے
ہفت پیکر نے جو پکار کر کہا تو ابر روا روی کرتا ہوا جاتا تھا بار کا آواز آئی ای بندگان نا
کیا جمال قدرت دیکھنا چاہتے ہو ہفت پیکر کو یہ کلمہ بہت ناگوار ہوا ہرچند ضبط کیا نہ ہو سکا
بول اُٹھا کہ میں خود خداوند ہوں تو نے دو سو کے لیے میری خدائی نے رونق پکڑی اس وقت
زوال ہے اسوجہ سے آپکی قدمبوسی چاہتا ہوں ورنہ ایسے ایسے بندے تھے کہ ڈوبے کو
مردہ اور مردے کو زندہ کرتے تھے اُن سب کو بہشت میں بھیجا جب وہ جانثار یاد آتے ہیں
تو قدرت گھبراتے ہیں یہ جو ہفت پیکر نے کہا ابر سے ہزاروں برقیں گریں ایک زناٹا ہوا
کہ اہل دربار ہفت پیکر بیہوش ہو گئے براے چند ساعت ہفت پیکر کی بھی آنکھ بند ہو گئی
اب جو بیدار ہوا دیکھا میرے تخت پر صندوق قائم ہے وہی حکیم بارشیبا کلان صندوق پر
بیٹھا ہے ہفت پیکر نے مصافحہ کیا معانقہ کا ارادہ کیا حکیم نے منع کیا کہا تیرے جسم سے
جسم نہ مس کرینگے تو مغضوب درگاہ ہے تیرا زوال بہت قریب ہے تو بے نصیب ہے اب مسلمان
تیرا پیچھا نہ چھوڑینگے یہ سب بندے کیوں بیہوش پڑے ہیں ارے اُٹھو قدرت کو سجدہ کرو
سب بیدار ہوئے اُٹھتے ہی حکیم کو سجدہ کرنے لگے ہرچند ہفت پیکر اشاروں سے
منع کرتا ہے مگر کوئی نہیں سنتا جو اُٹھا وہ سجدے کو جھکا جب سجدے کر چکے وہ سب بیٹھ چکے
تو حکیم نے کہا اے ہفت پیکر کیا چاہتا ہے ہفت پیکر نے کہا یا خداوند حکیم اصل یہ ہے کہ
مسلمانوں نے چار جانب سے بلوہ کیا تحفہ جات حاصل کیے لوح طلسمی پر قبضہ کیا اب فقط
یہ قصر عشرت باقی ہے اگر یہاں شکست کھائی تو کہاں جاؤنگا حکیم نے جواب دیا کہ ہفت پیکر
کیوں گھبراتا ہے کل ایک بندہ ہمارا آئیگا کہ داؤد جرعہ بار اُسکا نام ہے سب مسلمانوں کو وہ
گرفتار کر کے لیجائیگا قصر سکندری میں پہونچائیگا قدرت اُنکا دربار سجھیں گے تو اپنے
ماکون پر قبضہ کر لینا مگر قدرت کو سجدہ کر غرور اپنے دل سے نکال ورنہ بہت جلد [illegible]
ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا جائیگا ہفت پیکر واسطے سجدے کے جھکا حکیم نے [illegible]

کہا اور آواز دی کہ سر خود را از سجدہ بردار کہ لعنت بر تو نصیب کردم ہفت پیکر نے فوراً
قدمون کو چوما حکیم نے کہا کہ اب زیادہ نہ ٹھہرینگے یہ تصویر قدرت اپنی دیتے ہین اسکو
گلے مین ڈال لے سوائے طلسم کشا کے کوئی تجھکو نہ قتل کر سکیگا حکیم نے تصویر دی ہفت پیکر
نے گلے مین ڈال لی حکیم نے صندوق کو اشارہ کیا اُسی طرح بلند ہوکر ابر مین چھپا اُسی طرح سے ابر
اڑتا ہوا روانہ ہوگیا دیر تک دربار مین ہفت پیکر کے سناٹا رہا بعد عرصۂ دراز ہفت پیکر
نے پکار کر آواز دی یہ جو آیا تھا یہی خداوند ہے مجھکو آج سے سلطان ہفت پیکر کہا کرو سب
سردار خاموش ہو رہے آپس مین اشارے کرتے تھے کہ ہمارے خداوند پر سحر کر گیا دل
قدرت کا پلٹا دیا اُسکے معتقد ہوے اب امیدوار ہین کہ خیال سکندری والون سے
بگڑی الجھ جائے ہفت پیکر نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے مگر طبل قہاری پر چوب پڑے
اُسوقت لشکر ہفت پیکر مین طبل جنگی بجا سب سردارون نے نقارے بجائے ہرکارے
لشکر اسلام کے جو حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے دربار مین صاحبقران کے آئے ہاتھ اٹھا
کے دعا دی۔ قطعہ۔ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ * گل سرخ تابد چو روشن چراغ * نگین
سعادت بنام تو باد * ہمہ کار عالم بکام تو باد * شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز
ہو آج ہفت پیکر نے خداوند خیال سکندری سے ملاقات کی اور اُسکو سجدہ کیا اُسی کا
نام لے رہا ہے کل کوئی سردار وہان سے آئیگا سر میدان مقابلہ کریگا وہ بدزبان کہتا ہے
کہ سب اہل اسلام گرفتار ہونگے صاحبقران نے یہ سنکر فرمایا کہ خواجہ ہمارے لشکر مین بھی
بفضل ایزدی طبل جنگی بجے خواجہ نقارخانۂ سکندری مین پہونچے غاشیہ اٹھا کر ڈال دیا
بقول شاعر۔ نظم۔ چو بر طبل اسکندر آمد دوال * ز ناہید مریخ کرد این سوال * جہان را
بگیرد نہ آخر رسید * سرافیل صور قیامت دمید * بگفتا کہ این طبل اسکندر است * کز آوازش
او گوش گردون کر است * رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا لشکر رستم مین بھی طبل جنگی
بجا ہفت پیکر جب طبل جنگی بجوا چکا تو سردارون سے کہا آپس مین عہد کرو کہ کل جمکر لڑو
ایسی تلوار چلے کہ مسلمانون کے دانت کھٹے ہوجائین طلسم کشا کو گھیر کر گرفتار کر کے میرے
سامنے لاؤ مین اُسکو قتل کرون طلسم پر پھر سے قبضہ کرون سب سردار جمع ہوے

کتاب ہفت پیکر بیچ مین رکھی گئی سب نے اس کتاب پر ہاتھ رکھے ہر ایک کا یہی قول تھا
کہ کل میدان سے قدم نہ ہٹائین گے جمکر لڑینگے اسطرح لڑین کہ مسلمانون کی جرأت سب
مٹا دین آپس مین قسمیں ہوکر سب سردار دربار ہفت پیکر سے اُٹھے اپنی اپنی بارگاہ مین گئے
اپنی اپنی فوج کو آراستہ کرنے لگے سترہ سو سردار صاحبان فوج ولشکر سب کو وردیان نئی
بانٹین سماک یلدا فی واسطے خبر کے آیا تھا یہ ہنگامے لشکر کفار مین جو دیکھے خدمت رستم مین
آکر کل کیفیت بیان کی رستم نے تیغ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ رکھا کہا اے غازیان پیادہ
و اے مجاہدان تہور شعار کل تم اسطرح جنگ کرو کہ کفار کو تنگ کر دو یہ بھی کبھی سمجھیں کہ شیران
دشت نبرد سے مقابلہ پڑا کل ہم خود میدان مین نکلین گے ہفت پیکر کو للکارین گے
دیکھین کون نکلتا ہے ہفت پیکر کے لشکر مین بڑے بڑے پہلوان موجود ہین سماک نے
عرض کی آج کوئی عیار بھی آنے کو ہے ہفت پیکر کہتا تھا کہ شاطر قمر بتصحیفہ بیشہ زنگبار
مین پرورش پائی ہے ساٹھ ہزار عیارون سے آئیگا حمیر چالاک اسکا نام ہے ساٹھ ہزار
پیادے بچون سے آئیگا بلا ہے کہ خواجہ کو لوٹیگا خواجہ بھی اسوقت وہان موجود تھے یہ سنکر ہنسنے
فرمانے لگے کہ مین نحیف و ضعیف مفلس محتاج کیا مقابلہ کرونگا البتہ فرزند میرے چالاک
وغیرہ مقابلہ کرینگے رستم نے کہا اے عمر نامدار عیار جو آئیگا وہ آپ ہی سے دعوی کریگا آپکو
جواب دینا پڑیگا کہا اے نور نظر تم کمر بنا ہوا ہو تو کیا مضائقہ ہے افلاس میرا دفع ہو ہوش تو
درست ہون رستم نے کہا جسوقت آپ اُس عیار کو گرفتار کرکے لائینگے سب سردار کچھ نذر
کرینگے خواجہ نے چادرہ بچھا کر کہا اب ثابت ہوگیا کہ ہماری جان لینا منظور ہے مین کبھی ضرور
لاؤ نکالو رستم نے کہا جب فتح کرکے آئیے گا جب ملیگا خواجہ نے منہ بگاڑ لیا کہا کہ تمہارے
طرز کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ بہت کچھ دو گے رستم نے کہا دس ہزار تو مین حاضر کرونگا اور
سردارون کو اختیار ہے خواجہ نے کہا سخی کے سردار بھی سخی ہوتے ہین یہ کہکے خواجہ نکلے
برق نے چھری لی خسرو نے پوچھا اے برق کیا ارادہ ہے برق نے کہا کہ کل مین اُستاد کو
لڑنے دونگا مین آتے آتے اُسکا خاتمہ کردونگا یہ کہکے برق تلاش مین نکلا چار پہر رات
تیار رہا مین صبح کو برق فرنگی ایک خدمتگار کی شکل بنا دربار ہفت پیکر مین جا پہنچا

سرداروں کو روانہ کر رہا ہے کہ ایک عیار جست و خیز کرتا ہوا آیا ہفت پیکر کو ایک نامہ دیا ہفت پیکر اسکو کھول کر پڑھنے لگا یہ کیا جانے کہ خدمتگار بھی پڑھا ہوا پشت پر کھڑا ہے عیار چھمیر نے نامہ ہفت پیکر کو لکھا تھا کہ یا خداوند شاطر آپ کی طرف سے بیشہ فیضرسان کے آتا تھا راہ میں سردار فرستادہ خیال سکندری موسوم بہ داؤد غبار انگیز بلا غلام سے ملاقات ہوئی وہ بھی آکر قیامت برپا کریگا غلام بھی حاضر ہوگا مگر اتنا ہم دونوں کا مخفی سمجھیے عیاروں پر ثابت نہ ہو ورنہ راہ میں آکر روکیں گے ہفت پیکر نے نامہ پڑھکر پھاڑ ڈالا آگ لالٹین میں ڈالدیا ہفت جوش وزیر نے پوچھا یا خداوند یہ کسکا نامہ تھا ہفت پیکر نے کہا قدرت کو مخفی کرنا منظور ہے اس حال کو نہ پوچھو وزیر خاموش ہو رہا برق باہر نکلا اسلحہ نشان سے بیشہ فیضرسان پوچھا لالٹین میں جلا راہ میں فرزند سے ملاقات ہوئی برق ثانی نے پوچھا اے والد آپ کہاں جاتے ہیں برق نے کہا اس حال کو نہ پوچھو میں طرف بیشہ فیضرسان کے جاتا ہوں برق ثانی بارگاہ میں آیا دیکھا صاحبقران بھی سوار ہو رہے ہیں ایک طرف سے لشکر ستم فرد آ فرد آ رہا ہے سرداران صاحبقران بھی چلے آتے ہیں خواجہ عمرو صندوق عیاری پر سوار ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ ساتھ ساتوں مہتر چھوکر عمر ہنگامہ ساتھ ساتھ خواجہ کے چلے آتے ہیں طریقہ آمد عیاران شلنگیں لگاتے ہوئے آپس میں خنجر چلتے ہوئے حقہ ہائے آتشبازی کا دنادنا اس عظم و شان سے خواجہ میدان میں آکر پہونچے سب کے آگے بڑھکر کھڑے ہوئے کہ صاحبقران کی آمد ہوئی طبل سکندریہ پر چوب پڑی بادشاہ لشکر اسلام قلب فوج میں آکر ٹھہرے صاحبقران زبان بہمانہ سپہ سالاری چالیس قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوئے لیکن حال برق کا عرض کیا جاتا ہے کہ برق فرنگی جست و خیز کرتا ہوا بیشہ فیضرسان میں پہونچا ایک پہاڑ پر چڑھکر دیکھا کہ صحرا میں فوج بیشمار فرو کش ہے بلکہ شیریں ادا زوجہ داؤد غبار انگیز بھی ساتھ ہے برق صحرا میں آکر کھڑا ہوا چہار ناک کے دیکھنے لگا درخیمہ داؤد پر کنیزوں کے جماؤ میں سامنے خیمہ بیت الخلا کا آراستہ ہے اکثر کنیزیں جو پاخانے جاتی ہیں مہترانی فوراً طشت اٹھا کر صحرا میں پھینکا تی ہے برق فرنگی نے جو مہترانی کو دیکھا کہ دمبدم صحرا میں آتی ہے طشت کو

پھینک کر پلٹ جاتی ہی ایک جوان حسین کی شکل بنکر کھڑا ہوا پھر جو مہترانی آئی اپنی صورت
دکھا کر اشارے سے بلایا جب مہترانی قریب آئی کہا ای جان جہان وہ آرام عاشقان
میری تو تیری جان جاتی ہی روز یہاں آکے ٹھہرا ہوں آج صبر نہ آیا تو تمسے بات کی اسلئے
سنا کر جواب دیا تم بھلا مرد آدمی ہیں مہترانی - برق نے کہا کیا مضائقہ ہی تو میرا کہنا مانو
جو میں کہوں اسکو قبول کرو یہ سنکر مہترانی غصہ ہو کر چلی برق نے کہا ذرا سنو مہترانی نے
جھنجھلا کر جواب دیا مجھسے مت ٹوک رہے خدا انکا باپ سامنے دیکھ رہا ہی اسوقت تیرا کچھ
سمجھ قابض نہ ہو گا ایسا نہ ہو سونٹا لیکر آوے تو تجھکو ماریگا برق نے باتیں کرتے کرتے
قریب آکر ایک حباب مار کر مہترانی کو بیہوش کیا اسی کی شکل بنکر بیت الخلا پر آیا کہ
پلٹا ہوا زوجہ داؤد آتی ہیں برق فرنگی مہترانی بنا ہوا اندر خیمے کے جا کھڑا ہوا زوجہ
داؤد اندر خیمے کے آئی دیکھا مہترانی رو رہی ہی پوچھا کیوں خیر تو ہی کیوں روتی ہی
برق نے ہاتھ باندھ کر کہا حضور جانتی ہیں کہ شوہر میرا کسقدر اعتنا کرتا ہی کہیں جانے
نہیں دیتا رات کو ایک شریف بلانے آئے تھے انکے جو بلایا رات بھر گھر میں رہا شراب
پی کر آیا تھا مجھکو مارا یہ کہکے پشت دکھائی گوری گوری پیٹھ پر سونٹوں کے نیلے دھبے پڑے
ہوئے ہیں اس نازنین نے جواب دیا کہ میں ملکہ سمجھا دونگی شوہر اگر زیادہ بگڑ بیٹھیگا تو
فارغ خطی دلا دونگی برق فرنگی نے کلیجے پر پتھر رکھا حباب مار کر بیہوش کیا اسی کی شکل
بنکر تیار ہوا کپڑے اتار لیے زیور وہیں دفن کیا اسی کی شکل پر نکلا کنیزوں سے پوچھا حضرت
کہاں ہیں کنیزوں نے بتا دیا کہ بارگاہ میں بیٹھے ہیں برق فرنگی اس طرف چلا تھا کہ ٹھیرا ہوا
کہ جمشید چلا آتا ہی برق فرنگی ٹھہر گیا دیکھا جمشید آگے ہی پشت پر چند سوار زوجہ داؤد
کو جو آتے ہوئے دیکھا جمشید کو کھٹکا ہوا پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم کہاں چلی ہیں برق فرنگی
ٹھہرا جمشید قریب آیا کہا ملکہ عالم کیا ارادہ ہی برق فرنگی نے کہا ارادہ ہی کہ شوہر سے
ملاقات کروں نہیں معلوم کہاں بیٹھے ہیں جمشید نے جو باتوں میں اندازہ کیا پایا ساتھ ساتھ
چلا کہا ملکہ عالم آج آپ رنجیدہ کیوں ہیں برق فرنگی نے کہا رات کو وہ ساتھ سیاہ آئے
شراب کا نشہ زیادہ تھا آتے ہی سو گئے میں مزاج پوچھونگی جمشید باتیں کرتے کرتے

کہا او مکار تو کوئی عیار ہی برق نے نیمچہ کھینچ کہا او بیحیا کیا بکتا ہی کیسا عیار و مکار میں تو
اپنے شوہر کے پاس جاؤنگی جمہیر ڈر کر خاموش ہوا کہا ملکہ عالم چلیے اب برق فرنگی جو کتا
ہو جاہتا ہی کسی طرح نکلجاؤں لیکن جمہیر گھیرے ہوئے ہی برق فرنگی نے نکلنے کا موقع نہ پایا
دربار میں داؤد عیار انگیز کے آیا جمہیر نے اشارہ کیا کہ یہ داؤد مجھے آپ کی زوجہ پر کچھ
شک ہوتا ہی کوئی سحر کیجیے داؤد عیار انگیز نے ہاتھ ہلا دیا برق فرنگی کے چہرے سے تنے
روغن عیاری کا اُڑ گیا تو جمہیر نے حلقہ ہائے کمند مارے برق نے حلقے کمند
سے کاٹے داؤد نے سحر کیا کہ برق فرنگی زمین پر گرا داؤد جھلا کر اُٹھا خنجر کھینچ چھاتی پر
چڑھ بیٹھا کہتا تھا ارے بتا میری زوجہ کو کیا کیا برق نے کہا اگر مجھکو قتل کیجیے گا تو پھر زوجہ
کو نہ پائیے گا بہت پچھتائیے گا داؤد نے برق کی مشکیں باندھیں کہا صاف صاف بتا
کہ زوجہ کو میری کیا کیا برق نے کہا حضور میں بتائے دیتا ہوں آپ کی زوجہ کو میں نے
بیہوش کرکے ایک مقام پر ڈال دیا ہی ایسا نہ ہو کوئی اور اُٹھا لیجائے تو پھر کیونکر زوجہ کو
پائیگا داؤد عیار انگیز نے کہا سچ بتا تو تجھکو رہا کر دونگا ورنہ قتل کرونگا برق نے
کہا صاف تو یہ ہی کہ اُستاد والانژاد نے مجھکو اسکی شکل پر یہاں بھیجا کہ داؤد کو
گرفتار کرلا نام عیاران لشکر اسلام بردہ فروشی کرتے ہیں جنکی بہو بیٹی کو گرفتار کیا اسکو
بیچ لیا سب مل کر بانٹ لیتے ہیں ایک [illegible] کی دختر نہایت حسین و جمیل تھی استاد
نے کہا ہی برق اگر اسکو لائے تو دو تین لاکھ روپے کے ملیں گے میں کئی دن تاکے میں
پڑا رہا آخر شوالے میں جا کر گرفتار کیا اسکا حسب بیچا ہی تو تین تین اُنکے فی کس ملے تھے
آپ کی زوجہ پر ایک سوداگر قدم کا فرنگی عاشق ہی جب استاد اسکو دینگے تو وہ بھی ہزار
روپیہ دیگا لیکن ابھی استاد نے نہ دیا ہوگا [illegible] کے پاس ہوگی انکو بلوا بھیجیے مگر اب میں
انکی خدمت میں جانے کے لائق نہ رہا آپ ہی کے پاس رہونگا داؤد عیار انگیز نے کہا
بہت بہتر [illegible] کو بلا سکتا ہوں ابھی ایک پتلی بھیجوں جہاں [illegible] ہیں سے اسکو لائے
برق نے کہا استاد کے آتے ہی زوجہ آپ کی مل جائیگی مگر جلدی کیجیے ایسا نہ ہو کہ وہ اس
سوداگر کو دیدیں داؤد عیار انگیز نے جھولی سے ایک پتلی نکالی پتلی سے کہا جہاں

عمرو ہوں وہاں سے لا برق سر جھکا کر بیٹھا بجلی اُڑتی ہوئی چلی خواجہ عمرو میدان میں آئے
ہیں شل رہے ہیں آمد لشکر ہفت پیکر ہو رہی ہے سردار اسکے جمع ہوتے آ رہے ہیں میدان
میں آکر ٹھہرتے جاتے ہیں کہ بجلی چمک کر گری خواجہ کو اٹھا لے گئی اور پکار کیا کہ منم فرستادہ
داؤد عیار انگیز عیاروں نے چاہا پیچھا کریں مگر بجلی آسمان میں ڈوب گئی یہاں داؤد
بیٹھا ہے کہ سناٹا ہوا بجلی نے لا کر عمرو کو ڈال دیا خواجہ نے دیکھا ایک ساحرہ پرست اور ایک
عیار شناسا میں لگا رہا ہے ایک جانب برق فرنگی بیٹھا ہے اسے پکارا آواز دی استاد دوڑو
اسکو دیکھیے ورنہ میں قتل ہوتا ہوں لیکن اب میں آپ کے ساتھ نہ رہونگا میں نے
داؤد کی نوکری کرلی مجھ سے یہ وطن فروشی نہ ہوگی خواجہ برق سے کنارہ ہونے لگی خواجہ فرمایا
ہیں او نالائق تو نے راز کی بات کیوں کہی ہمارا بھید کھولتا ہے ہم لوگ عیار ہیں جس طرح سے
بن پڑتا ہے بسر کرتے ہیں داؤد نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری میری نوکری کر رہیں نہ لیجئے گا
جو کچھ روپیہ صرف ہوا ہو وہ مجھ سے لیجئے خواجہ نے کہا اب آپ راہ پر آئے لیکن اگر ہم نے
آپ کی نوکری کو دیدیا اور آپ نے ہمکو نہ رہا کیا تو ہم کیا کرینگے وہ ترکیب کیجئے کہ ہم آپ
دونوں راضی رہیں داؤد نے کہا جو تم کہو میں راضی ہوں مگر میری نوکری ملیا [illegible] خواجہ نے
کہا زر اپنی لیجیے لیکن روپیہ لیکر جنگل میں چلیے ساحروں کو یہاں چھوڑیے ایک نخل کے
نیچے روپیہ رکھیے دوسرے نخل کے نیچے ہم آپ کی نوکری رکھ دیں آپ روپیہ کو لیکر ادھر سے
آئیے ہم ادھر جائیں کچھ جھگڑا فساد نہیں داؤد عیار انگیز [illegible] ہوا [illegible] کہا اے
شہنشاہ اس مضمون میں نہیں کچھ فتور ہے عمرو نے کہا کہ داؤد [illegible] انکی [illegible]
ہو اور میں اگلے وقت کا آدمی ہوں میں مکر و فریب نہیں جانتا [illegible]
جو تھی وہ کہہ دی داؤد نے جمبیر کا کہنا [illegible] روپیہ لیکر عمرو کے ساتھ [illegible] برق [illegible]
سر کو جھکائے چلا آتا ہے خواجہ نے اشارے سے پوچھا نوکری داؤد کو [illegible] رکھا [illegible] برق نے
اشارہ کیا استاد بیت الخلا میں رکھا ہے خواجہ عمرو [illegible] بیت الخلا کے پیچھے
جا کے گر پڑے آنکھیں بند کرلیں [illegible] دیکھا کہ کان کی لو میں [illegible]
آنکھیں الٹ پلٹ ہو رہی ہیں برق [illegible] استاد کو [illegible] رونے لگا کہا داؤد عیار انگیز

دوا جلاب منگواؤ استاد کو کھلاؤ چنانچہ دوائین برق نے بتا کر منگوائین انکو کوٹ کر گولی بنائی
منھہ مین خواجہ کے دی جیسے ہی گولی حلق سے اتری خواجہ اٹھ بیٹھے کہا مجھے احتیاج پاخانے
کی ہوا اسوقت دست آئینگا تب یہ درد جائیگا بیٹا برق تمنے یہ خوب یاد رکھا اسی نسخے سے مین
صحت پاتا ہون خادم دوڑکر لوٹے مین پانی لائے خواجہ پاخانہ گئے زوجہ داؤد کو لیکر زنبیل
مین رکھا باہر نکلے کہا مین نے صحت پائی برق نے اشارے سے پوچھا کیون استاد مطلب
ہوگیا خواجہ نے کہا بچہ بڑے مزا مزا دے ہو جہان گرفتار ہوگے ہمکو بھی بلواؤ گے برق نے
کہا استاد جب دیکھا کوئی صورت رہائی کی نہین تب آپ کو بلوایا خواجہ نے کہا بچہ یہ تو
بتاؤ کہ زیور اسکا کہان ہے برق نے کہا استاد یہ لوگ خیال سکندری کے رہنے والے
ہین عورتین وہانکی زیور نہین پہنتین خواجہ نے کہا مین زیور و لباس تجسے لونگا برق نے
کہا مین تو نہ دونگا دونون اشارون مین باتین کرتے ہوے جاتے ہین داؤد عیار انکے
بھی ساتھ ہی جب صحرا مین پہونچے خواجہ نے کہا سامنے جو نخل ہے آپ وہان روپیہ رکھیے
مین دوسرے نخل کے نیچے اپنی عورت کو رکھون بس مین روپیہ لیکر بھاگ جاؤن آپ
اپنی زوجہ کو لے آئیے داؤد عیار انگیز خوش ہوگیا خواجہ نے ایک نخل کے نیچے جاکر ایک
پھٹی ہوئی دری نکالی زمین پر بچھائی زنبیل سے پتلہ میدے شہاب کا نکالا تکیہ سر کے
نیچے رکھا دور سے داؤد دیکھ رہا ہے ساتھ والون سے کہتا ہے اسکی کمر مین میری زوجہ
تھی دیکھو نکالکر لٹایا ہے عمرو نے پکارکر کہا آپ ادھر آئیے مین جاکر روپیہ لون داؤد خوش
ہوگیا خواجہ قریب روپیہ کے پہونچے برق نے کہا استاد میرا بھی حصہ ہے خواجہ نے
کہا ابے مسخرے تیرا حصہ اسمین کیا زیور و لباس دے ورنہ خوب تجکو مارونگا برق
نے کہا استاد زیور و لباس کہان سے یہ پہنتی ہی نہ تھی بیت الخلا مین برہنہ ہوکر آئی تھی
خواجہ نے وہ روپیہ لیا برق و خواجہ بھاگے لیکن داؤد قریب زوجہ کے پہونچا اشتیاق
مین اوپر گرا پیٹ پہ جو ہاتھ پڑا ہاتھ پیٹ مین اتر گیا کسی کے سینے آکر ہاتھ پکڑا
ہاتھ لوٹ کر ہاتھ مین آگیا کنیزون نے کہا اسے شہنشاہ ملکہ کو عمرو نے سر کے مین ڈالدیا
تھا وہ تو گل گئین مہر جا بسے آیا سر پیٹ لیا کہا حضور استاد شاگرد ملکر عیاری کر گئے

زوجہ کو آپ کی لیگئے اب لشکر مین پہونچے ہونگے غلام تو بڑھتا ہی عمرو سے مقابلہ کرون
سر میرا ان مشکلین باندھون افسوس ہی کہ میرے ہوتے ہوے آپنے دھوکا کھایا قدرت
کردگار دیکھے گے فرمائین گے ای جہمیز تو موجود تھا اور یہ عیاری ہوگئی تونے نہ روکا مین کیا
جواب دونگا یہ کہکے ایک چیخ ماری ساٹھ ہزار پیاک بیچ گرد آگئے عیار انگیز روتا پیٹتا
پلٹا مگر جہمیز جا پاک اپنے ساتھ ہزار پیاک بچون کو لیکر چلا دہی جو عیارون کے طریقے مین
حقہ ہاے آتشباری چلتے ہوے پیچھے لپٹے ہوے اس زور و شور سے جہمیز چلا راہ مین
برق فرنگی ٹھہر گیا تھا کہ استاد نکلا ئین تو مین جاؤن درہ کوہ سے اسنے دیکھا کہ جہمیز
بڑے زور و شور سے جاتا ہی برق فرنگی نے ایک سفید رومال کمر سے نکالا ایک کونے
مین روپیہ باندھے دوسرے گوشے مین پھول باندھ دیے اس رومال کو راہ مین ڈالدیا
جہمیز نے عیارون سے کہا تم بڑھو مین آتا ہون عیار بڑھے یہ پھرتا ہوا جنگل مین آیا ایک
مقام پر دیکھا ایک رومال سفید پڑا ہی سوچا کوئی استاد بہونچے رومال کو اٹھایا روپیہ
کھولکر کمر مین رکھے پھول نکالکر بدل لیے انکو سونگھا ایسے کہکر گرا برق فرنگی سمجھا
کہ یہ بیہوش ہوگیا درہ کوہ سے نکلکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا چاہا کہ مشکلین باندھون جہمیز نے
دس حباب مارے برق نے کچھ دفع کیے کچھ چہرے پر پڑے بیہوش ہوکے گرا جہمیز نے برق
فرنگی کی مشکلین باندھین پشتارہ دوش پر لگایا لیکر چلا جہان اسکے شاگرد مین آنکے پاس
آیا کہا لو مین برق کو پکڑلایا ایک شاگرد نے کہا استاد یہ پشتارہ مجھے دیجیے مین اسی جنگل مین
جاکر قتل کرون جہمیز نے پشتارہ دیا وہ پشتارہ لیکر طرف جنگل کے چلا جب دور نکل گیا تو
جہمیز نے پکارکر کہا کہ اسطرف کہان جاتا ہی پکارکر اسنے آواز دی منم برق ثانی استاد
کو رہا کر لیا یہ کہکے بھاگا ایک مقام پر آکر برق فرنگی کو ہوشیار کیا برق نے بیٹے کو
گلے سے لگا لیا کہا ای فرزند بڑی چالاکی کی اب دیکھین جہمیز جاکر کیا کرتا ہی یہان لشکر جوسیار
مین آگئے تھے بشیر جادو میدان مین آیا پکارکر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
رستم نے گھوڑا بڑھایا سنبل ہفت گیسو قدمون سے لپٹ گئین کہا ای شہریار مین خود
جاکر اس بچیا کو سمجھائے دیتی ہون اس سے اکثر مقابلہ پڑا ہی یہ سحر مین بہت کم ہی یہ کہکے

سنبل نے طاؤس پڑھا البشیر نے جو سنبل کو آتے ہوئے دیکھا بیتاب ہوکے گولہ مار دیا سنبل نے ساتوں گیسوؤں کو جنبش دی برق چمک کر گری گولے کو کاٹا ایک کا کل سے برق چمکی تھی چھوٹن کا کلوں سے لکہ ابر نکلا آسمان پر بلند ہوکر برسنے لگا چند قطرے جو البشیر پر پڑے جھومنے لگا آنکھیں سرخ ہوئیں چہرہ گلنار ہوگیا سنبل نے ابر کو اشارہ اور پکار کر آواز دی کہ اے گل اندام اسکو لینا ابر سے پھول برسنے لگے البشیر نے نگاہ غور سنبل کو دیکھا بیقرار ہوگیا پکار کر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

پیرہن تیرے شہیدوں کے گلستاں ہو گئے — زخم خنداں غیرت گلہائے خنداں ہو گئے
آرزوئے دل رہی ناآشنائے گوش یار — حرف مطلب اپنے منہ تک آکے زنداں ہو گئے
حسن وہ شے ہے کہ پتھر میں بھی کرتا ہے اثر — چشم عاشق کی طرح آئینے حیراں ہو گئے
منزل دل کی خرابی کا الم کیا کیجیے — کیسے کیسے خانہ آباد ویراں ہو گئے
سیر نیرنگ جہاں دیکھا کیے زندان عشق — کتنے کافر ہو گئے کتنے مسلماں ہو گئے
عاشقوں سے بیٹھے رہنے کی سزا آخر ملی — چشم سے برگشتہ تیرے موئے مژگاں ہو گئے
کیا نفاق انگیز جلتی ہے زمانے میں ہوا — سیکڑوں مجموعہ صحبت پریشاں ہو گئے
آہ برلب داغ در دل ہیں کہ غیرت نے کیا — شمع و گل ہم بستر گور غریباں ہو گئے
موسم گل کر دیا انکی قبائے سرخ نے — چاک تا دامن ہزاروں ہی گریباں ہو گئے
زخم کھانے کا مزا دل کو ملیگا وقت قتل — ابروئے قاتل اگر دو تیغ عریاں ہو گئے
دل نے جب سمجھا ہمارے یادگار رفتگاں — یوسف اپنی آنکھ میں داغ عزیزاں ہو گئے
جو جہاں چاہیں جلیں آتش بجاں ہو فنا — حسن جب پیدا ہوا سب عیب پنہاں ہو گئے

یہ اشعار پڑھکر چاہا قریب سنبل کے جاؤں سنبل نے آواز دی ادھر کہاں آتا ہے ارے ہفت پیکر کا سر لا البشیر جادو یا شاغول پر فوج کے پہونچا جھولی میں ہاتھ ڈالکر گولے نکالے جب گولہ مارا دو چار زخمی ہوکر گرے دو چار کے سر اڑ گئے ڈنا ٹا سناٹا جو ہوا تو ہفت پیکر نے کہا یہ کیا ہنگامہ ہے ساحروں نے بیان کیا کہ سنبل ہفت گیسو نے البشیر کو دیوانہ کر دیا فوج سے لڑ رہا ہے ہفت پیکر نے جھلا کر اشارہ کیا اسکا سر کاٹ لو یہ سنکر

پڑلیے اب ہی فوج والے بلوہ کرکے لبشیر پر جا پڑے لبشیر لڑنے لگا جب گولہ بارود چار
گرے لڑتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے پہونچا ہفت پیکر نے گولہ اٹھا کر مارا کہ لبشیر کا سر
پھٹ گیا جب لبشیر مارا گیا نظیر جادو لبشیر کی بہن سنبل پر جا پڑی جاتے ہی سحر کیا سنبل
نے آواز دی ہوا ذرا بہتے آ کہ ہلاو بھائی کو تمہارے ہفت پیکر نے مارا اس سے بدلہ
لو یہ جو سنبل نے کہا نظیر روے زیبا دیکھنے لگی دیکھا ایک نازنین مہ جبین آنکھیں
رشک دیدۂ غزال ابرو ہلال صورت قتال عالم کنیز و غلام عشوہ و ناز بھولا پن چہرے
سے آشکار نظیر نے جھک کر سلام کیا سنبل نے کہا لو تم نے آنکھوں سے دیکھا کہ ہفت پیکر
نے لبشیر کو مارا تم جا کر ہفت پیکر سے بدلہ لو نظیر جادو پلٹی صف لشکر پر پہونچی پکار کر
آواز دی او ہفت پیکر تو نے غضب کیا کہ میرے بھائی کو مارا میں تجھ سے بدلہ لوں گی
مشکیں باندھ کر سامنے سنبل کے لیجاؤنگی سنبل نے تجکو یاد کیا ہے ہفت پیکر نے غصہ
میں ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری کہ نظیر جادو کے بھی دو ٹکڑے ہوے نظیر جادو کا مرنا
کہ ہفت پیکر نے طبل بازگشت بجوادیا لشکر کو لیکر پلٹا وزیر نے پوچھا یا خداوند کیوں
طبل بازگشت بجوایا سب ساحر شیر ہوگئے تھے کہ جمکر لڑینگے مگر آپکے طبل بازگشت بجوانے
پر مجبور ہوگئے ہفت پیکر نے کہا خیال سکندری کا سردار داؤد عیار انگیز آتا ہے وزیر نے
عرض کی عمرو و برق جا کر اسکے چونا لگا آئے زوبہ کو اسکی لے آئے کچھ اسکے کیے نہ ہوسکا مگر
عیار آتا ہے اسکو بھی راہ میں برق نے دھوکا دیا تھا مگر وہ ہوشیار تھا بچ گیا کل میدان
کارزار میں آئیگا ہفت پیکر نے کہا میں جانتا ہوں اسی وجہ سے طبل بازگشت بجوادیا کہ کل وہ
آکے عمرو کو لوٹے گا تب عمرو کو معلوم ہوگا وزیر یہ سنکر خاموش ہورہا یہاں صاحبقران پلٹے
جب بارگاہ میں آکر بیٹھے تو خواجہ نے عرض کی میاں برق بڑے تیز ہوگئے ہیں اسباب زوبہ
داؤد کا دلوا دیجیے ورنہ میں انسے بہت بری طرح پیش آؤنگا امیر نے کہا دیکھو برق فرنگی کہاں
ہو چالاک نے جواب دیا کہ حضور کیا و کیمنہ زبردستی کرتے ہیں اسکی وجہ سے کئی لاکھ روپیہ کا
پھر اسباب کا ذکر کیے جاتے ہیں خواجہ نے کہا او جوانمرگ تو برق کی طرف سے جواب
دیتا ہے میں اسباب ضرور لونگا چالاک نے کہا وہ تو نہ دیگا جب تو خواجہ کوڑا لیکر اٹھے اور کہا کہ

مارے کوڑون کے کھال گرادونگا چالاک بھی اُٹھا عیارون نے چالاک کو منع کیا کہ بزرگ
سے تکرار نہ کیجیے خواجہ تلاش مین برق کی نکلے دیکھا کہ برق بازار مین پھر رہا ہے رنگ روغن
عیاری لگا کر برقی ثانی کی شکل بنے برق نے جو فرزند کو آتے ہوے دیکھا دونون ہاتھ
پھیلا دیے خواجہ سر جھکا کر قریب آئے برق نے فرزند جان کے اپنے گلے سے لگایا
عطر بیہوشی جسم مین خواجہ کے لگا ہوا تھا برق چھینک مارکے بیہوش ہوا خواجہ نے برق
کو ایک نخل سے باندھا ہوشیار کیا کوڑا لیکر کھڑے ہوے برق نے کہا استاد وہ
اسباب مین نے درۂ کوہ مین گاڑ دیا ہے چلیے کھود کر نکالدون خواجہ عمرو برق کو ساتھ
لیکر چلے جب برق کھلا تو سامنے سے خواجہ کے بھاگا کہا استاد اب معاف فرمایئے
مین نے گاڑ رکھا تھا کوئی کھود لیگیا خواجہ خاموش ہو رہے فرمایا خیر بیٹا تمسے سمجھونگا برق
نے کہا استاد مال نہ ملیگا اگر جان لینا ہے تو لے لیجیے خواجہ نے کہا اب لشکر مین آؤ مین
نہ بولونگا تب برق لشکر مین آیا وہان ہفت پیکر نے حکم دیا طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی
گڑگڑایا علمشاہ و امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین برابر تیاریان ہونے لگین
بہرام گرد لشکر کے طلایہ پر تھا دو پہر رات گئے دیکھا کہ سامنے سے خواجہ عمرو آتے
ہین بہرام گھوڑے سے اُتر پڑا عمرو نقلی نے کہا اے بہرام ذرا کنارے آؤ تو مین کچھ
کہونگا بہرام کنارے آیا عمرو نے باتین کرتے کرتے حباب مارکے بہرام کو بیہوش کیا
عیار بہرام سہیل حلبی نے دور سے دیکھا کہ بہرام بیہوش ہوا عمرو نقلی نے پشتارہ
باندھا سہیل نے للکارا کہ ارے تو کون ہے کہ میرے آقا کو گرفتار کیے لیے جاتا ہے اُسنے آواز
دی ہمنام جمشید پشتارہ بہرام کا لیکر غائب ہوا سہیل پلٹا سواران ہمراہی بہرام سے کہا
بہرام کو جمشید لیگیا مین نے چاہا تھا روکون مگر وہ برق جہندہ جھٹ پٹ لیگیا اور نکل گیا
[illegible] ادھر سے خواجہ آتے تھے سہیل نے پکارکر آواز دی اے استاد نامدار
بہرام کو جمشید لیگیا مین نے چاہا تھا روکون لیکن وہ نکل گیا خواجہ نے کہا انشاء اللہ کل
[illegible] برق فرنگی نے جو یہ معاملہ سنا اُسی وقت لشکر مین چلا جست وخیز کرتا ہوا ایک
[illegible] آیا کھڑا دیکھ رہا ہے دیکھا کہ جمشید پشتارہ باندھے آتا ہے برق نے للکارا کہ او نامرد

عیاروں کے پاپوش کی گرد یوں کوئی عیاری کرتا ہے جیسے تو نے عیاری کی اب مقابلے میں
تو آئیں تجھے جانے نہ دونگا ہمیز نے جو برق کو آمادہ دیکھا تیغ کھینچکر آپڑا مگر برق بلائے
روزگار ہے اس طور سے لڑا کہ آخر ہمیز گھبرایا برق نے بیٹھکر پالٹ کا ہاتھ مارا کہ دونوں پاؤں
اسکے اڑا دوں ہمیز نے جست کی جسم کو جنبش جو ہوئی پشتارہ بہرام کا پشت سے گرا
برق نے پشتارے پر قبضہ کیا سینہ سپر کھڑا ہے جب وہ تلوار مارتا ہے کبھی برق داہنے
پر خم ہوا کبھی بائیں پر جھکا اسطرح اپنے کو بچا رہا ہے ایک مقام پر ہمیز قریب برق کے
آیا برق کو خوف یہ ہے کہ بہرام پر کوئی زوال نہ آجائے جان دیئے ہوئے لڑ رہا ہے ہر ایک وار
کا جواب دیتا ہے برق نے رستے کو بیچ میں کھولا اور جھولی سے پتھر نکالا کلوخ کو بیچ میں دیکر
چنچ دیا ہمیز سامنے سے بھاگا برق نے پشتارہ بہرام کا اٹھا لیا بیک لشکر میں آیا سوار
وپیادہ ہمراہیان بہرام سب اسی مقام پر موجود تھے برق نے بہرام گرد کو ہوشیار
کیا بہرام اسی طرح طلایہ سے مستعد ہوا حفاظت لشکر کی کرنے لگا جو سوار سامنے معلوم
ہوا اسکے دریافت کیا معلوم ہوا کہ اس طرف کے طلایہ کا جوان ہے تمام رات
اسی طرح گذری جب دیکھا کہ سحر ہونے لگی تو بہرام پلٹ کر اپنی بارگاہ میں آیا لشکر میدان
میں جانے لگے صاحبقران سوار ہوئے ایک طرف سے رستم سوار ہوئے میدان
کارزار میں آئے ادھر سے ہفت پیکر آیا ستر لاکھ فوج ساتھ علمہا سے سیاہ کے
پھریرے کھلے ہوئے اس کروفر سے ہفت پیکر میدان میں آیا سب سردار گرد گھیرے
ہوئے آپ تخت پر بہ نخوت بیٹھا ہے وزیر اعظم اسکا پہلو میں لشکروں کی صفیں جمنے لگیں
میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ ہوا نقیبوں نے نقابت کی میدان
میں پکارنے لگے کہ ای برادران دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے — قطعہ

تخت جمشید وخط جام ہوا نقش فنا — نہ سکندر ہے نہ آئینہ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے — کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑوں قافلے راہی ہوئے اس منزل سے — گرد اٹھتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم میں روشن ہوئی شمع اقبال — جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا

وہ گل تازہ جو اس باغ میں ہنستے دیکھا — ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں بھرتے ہیں جنکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم — کف افسوس ہر اک برگ ہے اس گلشن کا
لیے پھرتی ہے صبا دوش پہ آج انکا غبار — جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھیں — اے مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

دیگر

راحت میں بسر ہوئی کہ ایذا گذری — کیونکر تاریک گھر میں تنہا گذری
اے کنج لحد کے رہنے والو افسوس — کس سے پوچھیں کہ تم پہ کیا کیا گذری

اسطرح کے اشعار جو نقیبون نے پڑھے بہادر جھومنے لگے نیزے اٹھاتے گھوڑے چمکاتے تھے آرزو یہ تھی کہ صف لشکر دشمن پر جا پڑیں سامنے افسر کھڑے لڑیں میدان میں خون کے دریا بہادیں خواجہ بھی آگے بڑھے کھڑے ہیں کہ حقہ ہاے آتشبازی کی آواز کان میں آئی شعلہ ہاے آتش بھڑکے سب دیکھنے لگے کہ جمہیر آگے آگے پشت پر ساٹھ ہزار عیار رکھتا ہے حلقے بازوون پر تو بڑا پتھرون کا لٹک رہا ہے گوپھن سر سے لپٹا پہلے آکے ہفت پیکر کو سجدہ کیا دست بستہ عرض کی اجازت میدان کا ارادہ رہے جا کر عمرو کو ٹوکون سر میدان مشکین باندھون ہفت پیکر نے اجازت دی کہا جا تجھے اپنے یزدان قدرت نما کے سپرد کیا جمہیر جست وخیز کرکے میدان میں آیا گوپھنین اچھالنے لگا پکار کر آواز دی منم جمہیر جاہ باک حرام چاہتا ہون کہ عمرو میرے مقابلے میں آئے امیر نے فرمایا خواجہ تمکو پکارتا ہے عمرو نے کہا مجھکو تو بخار چڑھا ہوا ہے میں مفلس کیا میدان میں جاؤن ایسا ہو کوئی مہاجن آکے گھیر لے تو جان مصیبت میں پڑے سب نوجوان کھڑے ہین پیدل نہیں جاتے برق تڑپ کر سامنے آیا کہا استاد میں آپ کی شکل بنکر جاؤن اس عیار سے مقابلہ کرون میں شب کو اسکا امتحان کرچکا ہون یہ بہرام کو آپ کی شکل بنا کر گرفتار کرکے لیچلا تھا خدا نے اپنا فضل کیا غلام نے جاکر اسکو روکا اور بہرام کو صحیح وسلامت لایا عمرو نے کہا ابے تو سمجھتا بھی ہے کہ کیا مدعا ہے آقا سے نامارے کچھ لیلوں تو جاؤن صاحبقران نے مقبل کو حکم دیا کہ پانچ توڑے خواجہ کو دو مقبل نے پانچ توڑے خواجہ کو دیکے خواجہ روپیہ لیکر میدان میں نکلا سامنے جمہیر کے پہونچے جمہیر نے پتھر مارا

خواجہ نے نیّر کو نیّر پرور کا حمیر کے ہوش اُڑ گئے کئی تیر اسی طرح مارے خواجہ روکتے ہوئے قریب پہونچے حلقہ ہائے کمند چلنے لگے جب حلقہ عمرو نے مارا حمیر جست کر کے نکلا اور نکلکر خواجہ پر حلقے مارے خواجہ نے کبھی خنجر سے کاٹ دیے کبھی جست کر کے نکلے انتو پہنچے کھینچ کر نیمچہ چلنے لگا خواجہ نے پکار کے کہا ارے سر اسکا کاٹ لے حمیر سمجھا میری پشت پر کوئی آگیا جیسے ہی پلٹ کر دیکھا عمرو نے نیمچہ مارا کہ سر حمیر کا زخمی ہوا عیاران حمیر نے جو دیکھا کہ استاد زخمی ہوئے لینا لینا کہکر عمرو پر آپڑے خواجہ نے کئی عیار نیّر سے مارے کئی کو نیمچے سے قتل کیا ساتوں جھتر چودہ سرہنگ نیمچے کھینچ کر آپڑے چالاک کی چالاکی برق فرنگی کی تیزی سبک کی جستی قمر کی تیغ کی خنجر سے گرد اڑی دیکھا سب نے کہ صاحب نعرہ گران جھتر قران نامدار نعرہ کھینچ کر قتل شیر کے رمز گوسفندان پر آپڑے جسکو نعرہ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے دو دو کی گردن پکڑ کے لڑانا شروع کیا ایک لاکھ چوراسی ہزار میں سے ایک نیچے خنجر نیمچہ کھینچ کے آگے بیس ہزار ایک نیچے حمیر کے مارے گئے سوفار تیر انداز ایک پہلوان ساٹھ کھڑا ہوا اسنے جو دیکھا کہ ایک نیچے حمیر کے کم رہ گئے اور عیاران عمرو نے گھیر لیا ہے ساٹھ ہزار فوج سے کھڑا ہو گیا بڑھا کر جا پڑا جھتر قران نے جو سوفار کو آتے ہوئے دیکھا ہودے سے نکلکر نعرہ کیا او نامرد عیاروں کی جنگ میں تجھکو کیا دخل ہوا اسنے تیر مارا قران نے تیر کو قلم کیا ایک نعرہ جست کر کے پشت پر اسکے گھوڑے کی سوار ہوئے گردن میں ہاتھ ڈال کے گرا دیا استخوان سوفار کے چور چور ہوئے اسپ سواران جو اپنے سردار کو کشتہ پایا گھوڑے دوڑانے لگے خواجہ نے طرف برق کے دیکھا فرمایا اے نور نظر ان سواروں کا تو انتظام کر برق نے توبڑے سے گچھو نذر نکالی ایک گھوڑے کی دم میں باندھ دی اب جو اسنے داغا وہ گھوڑا بھاگا تنگ ہر طرف بھاگا بھاگا پھرتا ہے سواروں میں پشتک و دولتی چلنے لگی کئی جھتروں نے یہی شغل کیا آخر سوار بھاگے حمیر نے پکار کر آواز دی اے سواران زادے اب تو بیشک ہی ہوا مگر تجھ سے گچھو لگا سوار گھوڑے سے بھاگ کر دور کھڑے ہوئے سب لینا لینا کرتے

ہین عیارون پر نہین آتے جہتر قران نے پکارا کہ او نامرد دو دو سے سپاہ دکھاتے ہو
سامنے ہمارے نہین آتے ہو سواروں نے کچھ جواب نہ دیا جہمیز نے طبل بازگشت
بجوایا عیارون نے خواجہ کو بیچ مین لیا بفتح و فیروزی پلٹے مگر جہمیز کے سر سے خون بہتا
ہوا پلٹ کر دربار خداوندی مین آیا عرض کی یا خداوند کیسی تقدیر کی کہ غلام کے بیٹے
مارے گئے عمرو سرخرو ہوا جہتر قران نے سو فار کو مارا اب مین عمرو کو پکڑ دونگا دیکھیے
کس طور سے لاتا ہون وہ عیاری کرون کہ جسکا خیال بھی نہ ہو مگر قدرت و عدہ کرین کہ
فوراً قتل کا حکم ہو اگر عمرو مارا گیا تو لشکر اسلام کا کوئی نگہبان نہ رہیگا حقیقت مین
یہ سے روزگار ہے مگر اب دیکھون کیونکر بچتا ہے خود ہی اپنے پاؤن سے قبر مین جائے
کیا مجال جو میرے مقابلے مین آئے ہفت پیکر نے بہت کچھ انعام اسکو دیا مراد
پہنچی کہ جہمیز بیدل ہو جراح کو بلوا کر ٹانکے دلوائے پٹی مرہم کی سر پر لگا کر جہمیز نکلا کہ
عمرو کو تلاش کرون جہمیز نے تو فکر کرلی مگر خواجہ عمرو دن قلیل باقی تھا کہ طرف
لشکر کفار کے چلے جست و خیز کرتے ہوئے آتے ہین ایک صحرا مین پہنچے درہ کوہ
سامنے ہے اسمین سے رونے کی آواز آئی اس آواز پر خواجہ متوجہ ہوئے جون جون
قریب جاتے ہین آواز کان مین زیادہ آتی ہے کوئی دردرسیدہ کہ رہا ہے کہ یا خداوند
ہفت پیکر ملک الموت کو حکم دیجیے کہ میری قبض روح کرے اب مجھ سے کشاکش
نہین اٹھتی خواجہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ قریب درہ کوہ ایک نازنین مہ جبین دریا
خون مین غرق لباس عمدہ پہنے ہوئے تڑپ رہی ہے کئی شمشیر جسم پر پڑے ہوئے
ناک کان کٹے ہوئے عارض خون آلود بلک بلک کے رو رہی ہے کبھی پکارتی ہے
یا خداوند خیال سکندری آپکا بھی حال سنا ہے آکر دیکھیے کبھی ہفت پیکر کو آواز بلند
سے پکارتی ہے اور جابجا اسباب پڑا ہے کہین صندوق خالی پڑا ہے کہین کچھ کپڑے
پھٹے ہوئے خواجہ کو بڑا ترس آیا قریب آکر فرمایا کہ کیون اے مہ جبین کس حال مین ہے
کیون موت کی طالب ہوتی ہے کیون بلک بلک کے روتی ہے خداوند ہفت پیکر مدد کو
نہین آتے اس نازنین نے خوف پوچھکر آنکھین کھولین کہا اے شخص میرا حال نہ پوچھ

سب کیفیت ظاہر ہو دیکھیے اسباب جابجا پڑا ہی شوہر میرا مجھکو لیے ہوے جاتا تھا
قزاقون نے آکر لوٹا مجھ سخت جان کو ایک ہاتھ نہ مارا دیا کہ اس مصیبت مین مبتلا ہوتی
کیون بلک بلک کے روتی اب خداوند ہفت پیکر سے عرض کرتی ہون کہ مجھکو بھی
مین بلا لیجیے مگر خداوند نہین سنتے عمرو نے کہا تیرا مکان کہان ہی نازنین نے کہا اسی
قریہ کے وہانکے زمیندار کی بیٹی ہون اگر وہانتک پہونچا دو تو باپ میرا صاحب زر ہے
بہت کچھ دیگا اور ممنون ہوگا خواجہ نے ہاتھ پکڑکر اسکو اٹھایا وہ اٹھ نہ سکی رونے لگی
کہا ای شخص مجھ سے اٹھا نہین جاتا اگر ہوسکے تو کاندھے پر سوار کرلے نازنین نے
روپی کا بھی نام لیا روپی کا نام سنکر خواجہ کے منھ مین پانی بھر آیا جھک کر کہا آ کاندھے
پر سوار ہولے وہ نازنین کاندھے پر سوار ہوئی خواجہ لیکر چلے چند قدم چلے تھے کہ اس
نازنین نے حلقے کمند کے عمرو کے گلے مین ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ منم ہمیر عمرو نے چاہا
کہ اپنے کو بچاؤن اُسنے حباب مارکر بیہوش کیا خواجہ گرے اُس نازنین نے پشتارہ
باندھا کپڑے اُتار کر پھینکے کہتا ہی کیون او ساربان زادے کبھی یہ عیاری تونے دیکھی
ہوگی چند قدم چلا تھا کہ اُسکے لشکر کی طرف سے گرد اُڑی دیکھا گیہان تیزرو اُسکے
لشکر کا خلیفہ جھپٹا ہوا آتا ہے کہا اُستاد جلد چلیے عیاران لشکر اسلام نے آپ کے
عیارون کو گھیرا ہی خداوند ہفت پیکر پر بلوہ ہی مین آپکی تلاش مین نکلا تھا شکر ہی
کہ آپکو پاگیا یہ پشتارے مین کون ہی ہمیر نے کہا شہنشاہ عیاران جسکا لقب ہی
اُسکو مین نے گرفتار کیا وہ دھوکا دیا کہ دام مکر مین پھنسا کیا مجال تھی کہ میرے دام مکر
سے نکلتا مین نے فوراً بیہوش کرلیا گیہان تیزرو نے کہا اُستاد یہ پشتارہ مجھے دیجیے آپ
اپنے کو ہوشیار رکھیے ورنہ خداوند کو عیار گرفتار کرلینگے نہین معلوم عیارون کو کیونکر معلوم
ہوا کہ آپنے عمرو کو پکڑا ہی یہی ہر ایک کا قول ہے کہ ہفت پیکر کو پکڑ کر لائین گے
اُسکے بدلے مین عمرو کو لینگے اسطرح گبھرا کر گیہان نے کہا کہ ہمیر گبھراگیا فوراً پشتارہ
اُسنے گیہان کو دیا گیہان طرف صحرا کے چلا ہمیر نے پکار کر آواز دی ارے اُس طرف
کہان جاتا ہی اُسنے پکار کر آواز دی او بچہ منم مہتر ابن مہتر چالاک بن عمرو

| | | |
|---|---|---|
| نعرۂ چالاک | بعیاری منم آن جست و چالاک | بچشم دشمنان اندازم کف خاک |
| نہ یابد باد گرد تیز گامم | خلیفہ او لیم چالاک نامم | نعرہ کرکے خواجہ کو ہوشیار |

کیا حمیر کے ہوش اڑ گئے حیران تھا کہ یہ کیا غضب ہوا عمرو نے پکار کر آواز دی کہ اے
حمیر تو نے خوب عیاری کی ہزارہا مرتبہ ایسی عیاریاں کی ہیں لیکن ہوشیار رہنا اسی
عورت کی عیاری پر تجھکو گرفتار کرونگا حمیر نے زنبیل بجائی چند شاگرد اسکے کہ گوشون مین
چھپے تھے نکل آئے چاہا عمرو کو گھیرین خواجہ و چالاک جست و خیز کرتے ہوے نکل گئے
حمیر رنجیدہ پلٹا اپنے لشکر مین جو آیا عیارون نے پوچھا اُستاد کیون پریشان ہو رہے
ہو حمیر نے سب کیفیت بیان کی کہ مین نے عمرو کو گرفتار کیا تھا مگر اسکا بیٹا چالاک
بلا کی چالاکی کر گیا نہین معلوم اُسکو کیونکر خبر ہوئی اے گیہان تیری شکل پہ دھوکا کھایا
اپنا اُسنے کھول دیا کہ مین نے نشتارہ دید یا وہ لیگیا مگر بھاگتے عمرو ایک فقرہ کہگیا ہے
کہ عورت ہی کی عیاری پر تجھکو گرفتار کرونگا صبح کو دربار ہفت پیکر مین آیا تمام کیفیت بیان
کی سب ساحرون نے کہا اے حمیر اپنے کو بچانا عمرو نے جو کہا ہو وہی کریگا حمیر نے کہا
یا خداوندا اب مین دھوکا نہ کھاؤنگا عورت بنکر میرے خیمے مین آئیگا آنکھ ملتے ہی تو
پہچانونگا کیا تدبیر کریگا مین خود عیار بے مثل ہون پھر اُسکو گرفتار کرونگا ابکی گرفتار
کرتے ہی قتل کر ڈالونگا مہلت نہ دونگا دیکھون تو کیا عیاری کرتا ہے دیر تک لاف و گزاف
بکا کیا کہا اسی کی تلاش مین جاتا ہون یا نہاے عیاری سے آراستہ ہو کر چلا راہ مین
آکر ایک مقام پر ٹھہرا سوچ رہا ہے کہ کس تدبیر سے لشکر عمرو مین جاؤن کیونکہ
دست انداز ہون یہ سوچ رہا ہے کہ باجے کی آواز کان مین آئی دیکھنے لگا پھر بعد تھوڑی
دیر کے دیکھا کہ ڈفلی نفیر بجاتے ہوے چند شخص پشت پر بہنگیون مین اسباب
ایک ٹٹو پر دولھا سوار ہو رہے سر پر پھول لٹکتے ہوے جامہ زیب جسم ہنسلی چاندی
کی گلے مین تھا دولھن کا سب کے بیچ مین یہ برات آتی ہے حمیر دیکھا کیا جیسے ہی
وہ برات نخلستان سے گذری زیٹی کے میدان مین پہونچی کہ درۂ کوہ سے
نعرہ ہوا کہ یا ہیم قزاقان بر جفنا تلوارین چمکاتے ہوے نکلے دولھا ٹٹو سے اُتر کر

بھاگا کسی نے اسکا پیچھا نہ کیا ایک قزاق نے بڑھکر دولھا کے مخملی کپڑے اتار لیے دولھا
اپنی جان کو غنیمت جانکر بھاگا کہاروں نے بھی محافہ زمین میں ڈالدیا ایک قزاق مال کی
لوٹ کے قریب محافے کے آیا دلھن کا ہاتھ پکڑکے کھینچا دلھن سرخ کپڑے پہنے ہوئے
عطر سہاگ میں بسی ہوئی ہو بدھیان پھولوں کی آڑی ترچھی پڑی ہوئی تھیں محافے سے دلھن
کو نکالی تھی قزاق نے ناک سے نتھ نوچ لی کانوں سے بالیاں بجلیاں نوچیں اور قزاق لیا
اسباب چلے گئے مگر یہ قزاق چاہتا ہے دولت عصمت دلھن کی بھی لوٹوں اور دلھن بیتاب ہو رہی
ہو گیا اور باقی ماندہ اسباب لے لے ایک ہاتھ تلوار کا مارے مگر نقد آبرو پر نگاہ تو نہ ڈال
ہر چند دلھن روئی بلکی مگر اس قزاق نے خیال نہ کیا دست انداز ہونے کا قصد کیا
حمیز نے جو یہ بدعت دیکھی کہ اب اسکی آبرو جاتی ہے ہوش میں نہ رہا اپنے مقام سے
اٹھا کو پھن سر سے کھولا کہ یہ کو پھن میں پتھر دیا پکار کر آواز دی او جلاد صاحب بیداد
تم لوگوں نے برات کو لوٹ لیا اس بدبخت کا زیور لیا خبردار نقد آبرو کو ہاتھ نہ لگانا پتھر کو
جو کھینچ دیا قزاق بھاگا حمیز جست کرکے قریب اس عورت کے آیا دیکھا نہایت حسین ہے
عروس شب اول بھینی بھینی خوشبو آرہی ہے حمیز کی ناک میں جو خوشبو پہنچی مثل مار سیاہ
مست ہو کر جھومنے لگا آنکھوں میں نشہ آگیا اس عورت نے کہا اے شخص خداوند ہفت پیکر
تیرا بھلا کرے تو بڑا صاحب رحم ہے میں وقت پر تجھکو خداوند نے بھیجا کہ مجھکو جلاد کے
ہاتھ سے بچالیا ناک و کان سے اسقدر خون بہ رہا ہے کہ قلب کانپ رہا ہے کمبختوں نے یہ
ظلم کیا میں کہتی جاتی تھی کہ ارے زیور میں اتار دوں مگر اس نے ناک سے نتھ کھینچ لی
نتھنا شق ہو گیا کان نوچ ڈالے بالیاں بجلیاں تک اتارنے کی مہلت نہ دی آخر ناچار
ہو گئی روتے روتے بیہوش ہو گئی اس ظالم کو یہ فکر ہوئی کہ میری آبرو لے مگر تو نے بڑا احسان
کیا حمیز نے کہا میں سب معاملہ دیکھ رہا تھا میں ساٹھ ہزار پیادوں کا افسر ہوں اگر
یہ جانتا دس ہزار کو بھی ساتھ لیتا آتا ڈاکے کو روک لیتا سب کو میں گرفتار کرکے
خدمت خداوند ہفت پیکر میں لیجاتا مگر میں اکیلا آیا تھا اب ان بھاگوں کو گرفتار
کرونگا سامنے خداوند ہفت پیکر کے لیجاؤنگا اس طرح کی خوشامدیں کر رہا ہے

آسکے قدرت نے انکی عظمت و شان بڑھائی کہ کوکب ایسا بادشاہ انکے پاس قید ہوا آخر
بیزدال آیا کہ بھاگتے پھرتے تھے قلعۂ طلسم میں مقام جنگ ہوا کیسے کیسے سردار مارے
گئے اسنے وہاں کیسی کیسی عیاریاں کین آخر شاہان طلسم طلسم سے نکل بھاگے اسکی موت
قدرت نے میرے ہاتھ سے مقرر کی تھی اول یہ تدبیر کیجائے کہ دہل زن ساتھ ہو ایک
گدھے پر سوار ہو سارے لشکر میں اسکو تشہیر کریں پھر قدرت کے سامنے قتل کریں
ہفت پیکر خوش ہوگیا کہا اے جمشید تجھکو بھی اس سے بڑا بغض ہے جمشید نقلی نے عرض کی
یا خداوندا آپکو اسنے صدمے پہونچائے ہیں اسکے نام کا دل سے دشمن ہوں حکم ہوا کہ گدھا
لاؤ نقارنواز کو ساتھ لاؤ اسی وقت گدھا آیا عمرو نے جمشید کا منھ کالا کیا جھلنگا گلے میں ڈالا
ایک ڈھول اپنے گلے میں ڈال لیا خواجہ جمشید کو لیکر نکلے باہر آکر چوب لگائی آواز دی کہ خلق خدا
کی ملک ہمارے بادشاہ کا جو ہمسے عیاری کرے اسکا یہ حال شاگرد حیران ہیں کہ استاد
عمرو کا نام نہیں لیتے خواجہ نے سارے لشکر میں تشہیر کیا جس مقام پر دیکھا کہ افسران فوج
زیادہ کھڑے ہیں قرنا پھونکی اور آواز لگائی آخر لشکر میں پہونچکر کہا کہ جو عمرو سے عیاری
کرے اسکا یہ حال جب ہفت پیکر کو خبر ملتی ہے کہتا ہے کہ جمشید کو بڑا قلق ہے مگر تعجب کی بات
ہے کہ ہفت بند فرعون شہ پر لڑا پہلے دمامہ کو مارا پھر ششمش کو قتل کیا مگر موت عمرو کی طلسم
ہفت پیکر میں تھی آج نقش سلیمان مٹا جس وقت حمزہ کو خبر پہونچیگی اپنی جان دیگا
اسنے حمزہ کو حمزہ بنایا نوشیروان سے لڑوایا آخر میں کہاں پہ چڑھ گئے ایک لڑائی
کیا ب لڑا کہ جسکو جنگ ہفت صف کہتے ہیں ملکہ باختر پر کئی سال ہنگامہ رہا آخر
اسی کی عیاری پر خاتمہ ہوا اختیارک کیسا منتظم تھا اسی کے پاس کنجیاں قلعے کی رہتی
تھیں مگر اسکی عیاری کے سامنے کچھ زور نہ چلا اسنے قلعہ فتح کرلیا آخر باختر سے بھاگا آ
جمشید کو بلاؤ جلد قتل کرے کہ سرداروں نے کہا یا خداوند ایک بات اور مشہور ہے عمرو
کے مرنے میں بڑا فتور ہے عمرو کہتا ہے کہ جبتک تین مرتبہ موت نہ مانگونگا موت نہ آئیگی
آج اس قول میں فرق آتا ہے کوئی صورت عمرو کی رہائی کی نکلیگی ہفت پیکر نے کہا کہ تو
کہتا ہے قدرت نے تقدیر نہیں کی ہمنے تو جمشید کے ہاتھ پہ تقدیر کی کہ عمرو ہر جگہ اڑیگا

آخر ہمیز کے ہاتھ سے مارا جائیگا اب کسی طرح ساربان زادہ نہ بچیگا ہمیز کو پھر لاؤ لوگون
نے جاکر کہا اے شاطر قدرت پلٹ چلو عمرو نے کہا ابھی کئی پاٹ ریں باقی ہیں یہ کہکے
عمرو نے سارے لشکر مین پھرا پھرا کے پلٹے جب دروازے پر ہفت پیکر کے پہنچے
چوب لگائی اور آواز دی کہ خلق خدا کی ملک ہمارے بادشاہ کا جو عمرو سے لڑے
اُسکا یہ حال ہو یہ کہکے عمرو نے شاگردون کو اشارہ کیا کہ ایک ایک ضرب تو لگاؤ عیارون
نے نیمچے کھینچ کھینچ ہمیز پر پڑنے لگے اور خواجہ ڈھول بجا رہے ہیں ہمیز غین غین کرکے
اشارون سے کہ رہا ہی کہ ارے کمبختو مجھے مارتے ہو عمرو نے بڑھکر ایک نیمچہ مارا کہ سر
کٹ کر ہمیز کا گرا اور ڈھول پر چوب لگائی کہ خلق خدا کی ملک ہمارے بادشاہ اسلام
یارو مبارک ہو کہ ہمیز مارا گیا اور اسی طرح تنتے ہوے بارگاہ مین آئے کہا یا خداوند
آپکی تقدیر پوری ہوئی یا آپکی تقدیر پھوٹ گئی آپ آگاہ ہوے کون مارا گیا
مین کان مین عرض کرونگا ہفت پیکر نے کان جھکایا عمرو جھپٹ کر قریب آیا
کان مین منھ لگا کر کہا او ہیبا آگاہ ہو۔ نعرہ خواجہ عمرو

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر سمند
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندہ ریش کفار ہوں
صبا نقش کرین کہان سے ہر قدم
دوندہ جہانگرد مشہور ہوں

عمرو ہون مین عیار صاحب ہنر
زمانے کا مکار و غدار ہوں
اڑا دوں جو حیلے کبھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہوں

بائین ہاتھ سے ڈھول لگائی داہنے سے تاج لیا ہفت پیکر تخت سے گر پڑا عمرو نے
گھما کر ڈھول مارا تھا اگر تخت سے نہ گر پڑتا تو ضرور سر پھٹ جاتا عمرو جست کرکے
باہر گیا ہفت پیکر نے آواز دی ارے اس ساربان زادے کو لینا آج تو بڑا غضب
کر گیا سر قدرت کو ہاتھ لگایا اور تاج لیگیا شاگردون نے پوچھا یا خداوند کیا ہوا کیا عمرو
تھا ہفت پیکر نے کہا قدرت نے تقدیر شکی تھی کہ عمرو مارا جائے تمھارا اُستاد
ہمیز مارا گیا شاگردون نے گریبان پھاڑ ڈالے ہاے اُستاد کہکر رونے لگے
بارگاہ مین ایک ہنگامہ ہوا ہر ایک کا قول تھا کہ عمرو غضب کر گیا جادوگرون نے
کہا عمرو تو کہا کرتا ہی کہ مین جبتک موت نہ مانگونگا تب تک موت نہ آویگی آخر ہمیز

کیونکہ قتل ہوا شاگردوں نے چھری سینۂ تمیز کے پار سے ستے رنگ شاہ رونق نظر آیا
صورت اصلی تمیز کی شکل آئی اور بارگاہ میں زیادہ غل ہوا یہاں آدینہ ناگ ہو وہاں
صاحبقران کو ہرکاروں نے خبر دی تھی کہ تمیز عمرو کو شہید کیا ہے صاحبقران نے
قبضہ پر ہاتھ رکھا سب فرزندان عمرو رونے لگے فرزندان صاحبقران بھی رنجیدہ ہوئے
غرضکہ خورد و کلان امیر تا جوانان اولی تا والی سب تیار ہوئے کہ عمرو کو چھڑا کر تمیز ملعون
جادوگرنیان ہمراہیان صاحبقران و ہمراہیان جہانگیر و ایرج و لندھور الہ ہمراہ سپاہ
سحر جمیل میں رکھکر تیار ہوئیں اس شوکت سے صاحبقران کنارے تک لشکر کے
ہو پہنچے تھے کہ دیکھا عمرو دوڑتے ہیں لیکن گھبرائے ہوئے چاروں جانب دیکھتے ہیں امیر نے
فرمایا اے یار وفادار خیر تو ہے عمرو نے عرض کی جان تو بچی مگر مال گیا دو صندوقچے
جواہرات کے جو صاحبوں نے دیے تھے وہ کمر میں لگے تھے وہ گر گئے امیر نے فرمایا حال تو
بیان کرو عمرو نے کہا آپ کے اقبال سے تمیز کو مارا وہاں سے جو بھاگا اس گھبراہٹ
میں صندوقچے گر گئے ہرکاروں نے امیر کو پرچہ دیا کہ استاد آج تاج ہفت پیکر لایا
امیر نے فرمایا اے خواجہ وہ تاج تو دیکھیں عمرو نے کہا ہرکاروں نے پرچہ دیا ہوگا پیشہ
سے جھوٹی خبر لکھتے ہیں ستر ہزار ساحران فدا کر دو ہفت پیکر کے بیٹھتے ہیں
کیونکر ممکن تھا کہ میں اسکے تاج کو ہاتھ لگاتا سب ساحر لپٹ جاتے ایک ایک چٹکی
خاک ڈالتے تو میں دب جاتا خیر و عافیت سے آیا یہی غنیمت ہے ہرچند امیر نے تاج کو کہا مگر
عمرو نے اقرار نہ کیا امیر کو نہ دکھایا امیر نے پانچ ہزار روپے خواجہ کو دیے اور دربار میں آکر بیٹھے
عمرو نے چادرہ بچھا دیا پکار کر کہا یہ دربار ہمیشہ آباد رہے سب صاحب کچھ دیں دعا
کرنے لگا صاحبقران نے بھی کچھ روپیہ اور دیا عمرو نے پکار کر کہا مجھے کسی صاحب نے
خادم ہیں خادم خدمتگار سائیس بھی ایک ایک مہینے کی تنخواہ دیں میں کچھ گا ڈنگا خوب
خوشی مناؤنگا میری خوشی میں سب صاحب شریک ہوں اتنا جو کہا لنگوٹیاں تو انہیں
چونیاں گرنے لگیں تھوڑی دیر میں چادرہ خواجہ کا بھر گیا مال اٹھا کر نذر زنبیل کیا امیر
نے فرمایا آج خواجہ کو بڑی خوشی ہے سب صاحبوں نے عنایت فرمائی اب خواجہ مجھے

گائیگی عمرو نے بادشاہ سے آنکھ ملا کر کہا حضور فرمائین تو مین گاؤن بادشاہ نے پچاس تومان
دیے عمرو نے بیچ مین بیٹھکر بہ ناز و انداز یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کردی۔ غزل

کھائیگا خنجر جلاد کا جگر کا پہلو
زخم پہلو کو مبارک ہو جگر کا پہلو

ہدف تیر نگہ ہین جگر و دل دونون
دیکھیے ہوئے کب آباد کدھر کا پہلو

شب تنہائی جہنم مین مجھے رکھتی ہو
داغ پہلو سے نہ ہو کم بستر کا پہلو

تا دم صبح شب وصل دلاتا ہے یاد
خالی ہوتا ہی مگر مرغ سحر کا پہلو

بڑھ چلا الکھ قد یار کی موزونی سے
مصرع سرو مین نکلا نہ کمر کا پہلو

بیقراری مری رکھتی ہو مرا پہلو سرد
نہ تو دیکھتا ہوا ادھر کا نہ ادھر کا پہلو

زخم کاری ہو مری جان جدائی تیری
دم نکل جائیگا پہلو سے جو سرکا پہلو

یاد آتا ہی کل اس سیب زنخدان کا مجھے
نظر آجاتا ہے داغی جو قمر کا پہلو

صاف دل خاک ہوا تنگی فرکینہ سے
نکلے جب صلح کی باتون مین بھی شر کا پہلو

کوئی صورت نہین کمبخت کی آبادی کی
روز ویرانہ ہی مجھ خاک بسر کا پہلو

شور واعظ سے نہین کام قدح خوارونکو
پھر نکل جائیگی پایا جو ادھر کا پہلو

زخم پہلو کا خدا حافظ و ناصر ہووے
چاند سے صاف ہو اس شاک قمر کا پہلو

خلل انداز کا کیا ڈر جو موافق ہو مزاج
کہین ہوتا ہی جدا سلکے سے زر کا پہلو

خاکساری نے فضیلت مجھے دی اے اکثر
شملہ کھینچ دیا ہے دم خر کا پہلو

اس طرح سے عمرو نے یہ اشعار گائے کہ سرداروں نے پھر کچھ عمرو کو دیا مالا مال ہو گئے
مگر خواجہ کا جھینکنا نہ گیا یہی کہے گئے کہ بارہ دانا تو دو کہ اس مہینے کا سود ادا ہو لیکن
ہفت پیکر بعد نکل آنے خواجہ کے بہت خفیف ہوا ہفت جوش وزیر نے عرض کی
کہ یا خداوند آج عمرو بڑا غضب کر گیا سر قدرت کو ہاتھ لگایا اب عمرو کی فکر واجب لازم
ہی ہفت پیکر نے جھلا کر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا وہ لقب
مضبوط کی بنے کہ پتھرون کے توڑے سے نہ ٹوٹے نقارہ رزمی لشکر مین ہفت پیکر
کے بجا جاسوسان لشکر اسلام جو پڑا سے پر موجود رہتے ہین خبرین لیکر روانہ گئے

دربار میں جلوہ فرمایا ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا رستم بھی خبر سنکر آئے عیوق اور جبار و
وغیرہ عیار سب سردار سپہ تا اوروں کی چھاؤنی میں رستم کو لیکر آئے رستم سلام کر کے پاس
صاحبقران میں بیٹھے خواجہ کے گانے کی تعریف سنکر یہ بھی آئے ہیں انکے سبب سے رستم
کے بارگاہ میں رونق ہوگئی گانا نواہر کا سن رہے تھے کہ اسی وقت ہرکارے حاضر
ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا سے بادشاہی بجا لائے اور عرض کی کہ سرکار کی عمر دراز
ہو دشمن کو سوز و گداز ہو۔ مختصر - ان ہرکاروں نے حقیقت قل ہو اللہ احد اللہ الصمد کی
نگہبانی کی وجہات آتش اللہ الصمد لم یلد یار رستم و لم یولد ہم جادو سنگیر ہو لم یکن
باری دہ ہو لہ کفوا احد ہو بہ تشریف لائے خواجہ عمرو کے ہفت پیکر بہت
شرمندہ ہوا بڑے قہر و غضب میں طبل جنگی بجوایا ہے منظور یہ ہے کہ کل نکلکر آمادہ
خبر ہو آتش کین و عناد کو دوبالا کرے باقی خیریت ہے صاحبقران نے فرمایا خواجہ
کہدو ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے خواجہ اٹھکر
نقار خانۂ سکندری میں آئے قلانچ جلیبی و کبابچہ جلیبی سے دو دو اشرفیاں خواجہ
کو نذر دکھائیں خواجہ نے یہ کہکے اٹھا لیں کہ میں جانتا ہوں کہ تمہاری آمد کم ہے
صرف زیادہ اگر نہ لونگا تو رنجیدہ ہوجاؤگے دونوں شاہزادوں نے سر جھکا لیا خواجہ
نے ناشتہ بشکل چوب لگائی ساتھ سو نقارہ بجا ہفت پیکر تخت پر تھا آگیا جب
صدائے طبل سکندری بلند ہوئی ہے تو بارگاہ ہلجاتا ہے سر اٹھا کر پوچھا کہ یہ کون سا
نقارہ بجا ہرکاروں نے عرض کی یا خداوند دل سمجھونگا پریشان و مضطر ہو یہ طبل
طبل سکندری ہے بارہ کوس تک اسکی آواز جاتی ہو یہ تحفہ امیر نے سفر ہندوستان میں
پایا راہ میں ایک میل تھا اسپر یہ نقارہ رکھا تھا جب امیر کا جہاز وہاں پہونچا اور گرداب
میں پھنسا تب خواجہ جست کر کے میل پر گئے اسی نقارے کو بجایا جانوران دریائی
اڑے وہ ایسے کلان تھے کہ ہاتھی کو منقار میں اٹھا لیتے تھے جانوروں کے پروں کی
ہوا سے جہاز نکل گئے عمرو میل پر رہا خضر نے آکر عمرو کو میل سے اتار اکنارے
پہونچایا یہ نقارہ نشان شوکت صاحبقرانی ہو جو اشیائے نادرہ صاحبقران کو ملی ہو

کسی نے کبھی کا ہیکو دیکھے ہونگے نتیجہ سہراب یل سرگشاسپ نوجوان ایسی بیٹا
عمدہ سفر پر زہ قاف میں پائین انھیں باتوں کے فرزند خواہاں ہیں لقا بار زرین پو
جاتا ہے وہ انھیں چیزوں کا خواہاں ہے صاحبقران فرماتے ہیں کہ مجھ سے سپہ انکا لے
کرو دربار ہفت پیکر میں ذکر جلالت صاحبقران ہو رہا ہے وزرا عرض کرتے ہیں
خدا و مرکل کے مقابلے میں مسلمان تنگ ہو جاینگے سب سردار آپ کے قسمیہ ہو چکے ہیں
کر اسطور سے لڑینگے کہ مسلمانوں کے دانت کھٹے ہو جاینگے دونوں لشکروں میں تیاریاں
ہو رہی ہیں چار پہر رات ابھی ہنگامے میں گذری ناگاہ شہنشاہ زرین پوش قلعہ مشرق
میں بیدار ہوا تیغہ ضو کو حمائل کیا تاج ضیا سر پہ رکھا فوج شعاع کو ساتھ لیکر شہنشاہ
ماہ تابان کے مقابل ہوا شہنشاہ ماہ تابان فوج ثوابت و سیارگان کو لیکر بھاگا قلعہ مغرب
میں محصور ہوا شہنشاہ زرین پوش کی عملداری ہوئی تمام زمانہ روشن ہوا فوجیں سوار
ہونے لگیں اول ہفت پیکر بعد کروفر سوار ہوا سترہ سو پہلوان و ساحر ہمراہ رکاب ستر لاکھ
فوج سب مسلح و مکمل میدان کارزار میں آئے ادھر صاحبقران سوار ہوئے نوبت نقار
بجے سب سردار آکر حاضر ہوئے خواجہ عمرو بانی عیاری کے لگائے ہوئے صاحبقران
کو سلام کیا رکاب پر ہاتھ رکھا ہمراہ صاحبقران کے چلا کہ ایک طرف سے حقہ ہائے
آتشبازی کی آواز آئی ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بے جہت و خبر کرتے ہوئے آئے
ہمراہ صاحبقران کے ہو لیے ایک طرف سے رستم پہونچے سب جادوگرنیاں لباس
فاخرہ پہنے ہوئے اشیائے سحر سے درست چالاک و چست ہمراہ طلسم کشا آکر پہونچیں
رستم نے بادشاہ کو سلام کیا سب جادوگرنیاں برائے تسلیم جھکیں پہلوان عبادی
سب کے آگے پلٹنوں رسالوں کی ترتیب کرتے ہوئے اس رنگ سے صاحبقران
بھی میدان میں آئے فوجیں جمنے لگیں اولا نقیب نکلے پکار کر آواز دی اے
سرداران نامی اے ساحران گرامی کیا غضب کا وقت ہے ہر ایک کو موت کا سامنا ہے
از عہد آدم تا این دم یہی نقشہ رہا بقول شیخ سعدی بلبل شیراز فرمودہ ہر کہ آمد
عمارت نو ساخت * رفت و منزل بدیگرے پرداخت * دنیا کا یہی حال ہے

اور ایک شاعر یون فرماتے ہین راہ عبرت دکھاتے ہین ۔ نظم

ای سلیمان تو سقف سپہر غدار ۔۔۔ تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو ۔۔۔ ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا ۔۔۔ جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
رات دن چہلین رہا کرتی تھین دربار و نہین ۔۔۔ عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
قصر کو جانے دو باشندون کو وان کے دیکھو ۔۔۔ تکیۂ گور دو گوزن آج ہی ہر اک کا مزار
سینہ لبریز تمنا و بلب مہر سکوت ۔۔۔ نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہے ۔۔۔ کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہے

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے صفون پر سناٹا آیا مردان عالم کھوڑے اپنے اپنے بڑھاتے ہین نیزے ہلاتے ہین یہی قصد ہی کہ دشمن پر جا پڑین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بھائی سے بھائی کہتا ہی کہ آج کے لڑنے مین نام ہی صف شکنون کا یہی کام ہی بھائی تمنے سنا کہ بحر عالم مثل حباب ہی کیا پروردگار کی عدالت ہی کہ اپنے خاص بندے جنکو مقبول کیا خلعت رسالت سے مخلع فرمایا تاج نبوت سر پر رکھا مگر موت کا ایک رنگ ہوا بقول شاعر مصرعہ حرمت شاہ و گدا زیر زمین یکسان ہست + کرد کیتون نے بڑھکر کڑکا کہا اور زیادہ سردار آمادہ ہوے کہ مخلوق تیرہ درون طرف سے کفار کے نکلا میدان مین آکر سلحشوری کی پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے فنون جرأت دکھائے امیر نے طرف صفون کے دیکھا بہرام گرد بن خاقان چین مرکب چمکا کر سامنے بادشاہ کے آئے اجازت لیکر چلے تین ٹھکیون مین مرکب طرارہ بھر کے مقابلہ مخلوق مین پہونچے مخلوق نے نیزہ ہلایا آپس مین نیزہ چلنے لگا تین سو ساٹھ طعنین رد و بدل ہوئین آپس مین چوریان کھاتیں ہو رہی ہین بہرام نے مرکب بڑھا کر نیزہ مخلوق کا کاٹا اس کن سے تیغا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مخلوق کے نکلگیا مخلوق نے ایک چیخ ماری کہا اے چینی تو نے بڑا غضب کیا دو دریا کے لشکر کے سامنے نیزہ میرا نکالا مگر یہ تیغہ بیدریغ برسون کے

جھگڑے دم میں فیصلہ کرتا ہو اگر پہاڑ پر ماروں تا بہ بیخ کاٹوں بڑے بڑے پہلوان
میرے سامنے سے بھاگے بیشۂ آدمخواران میں گھس پڑا کہ وہ لوگ چیر پھاڑ کر آدمی کو
کھا جاتے ہیں خبر پائی اُن سب کے افسر نکل کر لڑے میں نے اُنکی مشکیں باندھ لیں اور
آخروں نے زیر ہو کر اطاعت کی آجتک ساتھ ہیں میں نے کبھی آنکے ساتھ بہ محبت
صرف کی کہ سات لاکھ فوج کا افسر کیا اس تیغہ کو روکنا بے پناہ ہاتھ پڑتا ہو یہ کہکے
ہاتھ تلوار کا مارا بہرام نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جوان زبردست تیغہ لنگوار جو ہردار
آٹھ انگل کا بیٹھا چرا ہوا گرتے ہی سپر کو کاٹا بہرام نے چاہا بچوں مگر مہلت نہ ملی سر اس
افسر کا زخمی ہوا بہرام نے زخمی ہو کر ہاتھ تلوار کا مارا مخلوق نے گینڈا ہٹا لیا بہرام کو
جو نکان پہونچی زخم کاری کھا چکا تھا غش آگیا مخلوق نے ہاتھ روک کے آواز دی
ای فرقۂ خدا پرستان کوئی ایسا آئے کہ مزہ شجاعت کا لے ایک وار تلوار کا نہ اُٹھا سکا
اب اسکا سر کاٹنا ہماری جرأت سے بعید ہے یہ جو پکار کر مخلوق نے آواز دی سردار لشکر
اور سواروں نے بڑھکر بہرام کو ہٹایا زخم کو بہرام کے باندھا کہ مخلوق نے پھر آواز دی
کوئی بہادر ایسا نہیں ہے کہ میرے مقابلے میں آئے یا میں خود وہیں آؤں رستم نے
سر اُٹھا کر طرف لشکر کے دیکھا قضا سے کار شاہزادہ جہانگیر والا تبار سر صف پر کھڑے
تھے رستم نے جو نگاہ اُٹھائی جہانگیر سے نگاہ مل گئی دیکھتے ہی جہانگیر نے فوراً مرکب
اُٹھایا آکر بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے فرمایا ای عم نامدار آپ نہ تکلیف فرمائے اور
پہلوان جائینگے عرض کی بھائی صاحب کا یہی ارادہ ہے آنکھ ملائی کچھ فرما نہ سکے ہم
اُنکے ارادے کو سمجھ گئے بادشاہ نے دیکھا کہ جہانگیر کی ارادوں پر دل ہے فرمایا
بسم اللہ پروردگار مظفر و منصور کرے آپ نے اشارا انشاء اللہ کیسے پہلوان
مارے طلسم ہفت پیکر والے آپکے نام سے تھراتے ہیں جہانگیر نے مرکب
کو اڑکی مرکب طرارہ بھر کے چلا مرکب باد رفتار برق شعار چلنے میں خوبیاں سو سو بقول

حقیر قمر اشعار در صفت مرکب

| | | |
|---|---|---|
| قمر وصف توسن رقم کیا کروں | | کہ شیدہ خامے کا پالنگ ہی |

لا ہی عجب رنگ مشکین یا سے — اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
تڑپتا ہی جو میدان مین سیماب وار — صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
ہر اک نعل ہی نیمچہ بے مثال — قدم با قدم مائل جنگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون — وہ کوہ گران ہی یہ پا سنگ ہی
شناوری کا محتاج ہو کس طرح — کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

تین ہیکلون مین برابر مخلوق کے پہونچے پہلے تگاور زان ہوے چھ قدم اسکا گینڈا پیچھے ہٹا تین قدم اسکا مرکب لیس پا ہوا وہی تیغہ خون آلود جو اسکے ہاتھ مین چڑھا ہوا ہی خبردار خبردار کہکے شاہزادہ جہانگیر پہ ہاتھ مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اچھا دے سے ہاتھ نکالا تین پر آسکے ہاتھ مارا اسنے گرد اسپر فولادی کا چہرے کی پناہ کیا تیغہ برق تاب دست زبردست جہانگیر والا جناب اسپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری خود دو بلغہ کاٹ سکتا بہ جگرگاہ پہونچی وہان سے اترکر خانہ زین پر آئی مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے سات لاکھ کا افسر تھا خرچال و خرپال آدمخوار نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا گینڈے بڑھا کر سات لاکھ فوج سے جہانگیر پر آ پڑا رستم نے گھٹا جو کافرون کی چھائی پر دیکھی مرکب کو اڑا کر نعرہ کیا یا شیبا او کافران تیرہ روی نابکاران پر دلا ہر کہ واند داند و ہر کہ ندانا بشناسد منم رستم پیلتن کشندہ قویل ہندی و دویل ہندی و کشندہ کیپتان فرنگی سر فتنہ ملک فرنگستان برہم زن دولت فرنگیان۔ نعرہ رستم مار شدا و لاو امیر عرب بہ کیست علمشاہ چور رستم لقب * دیگر۔ علمشاہ رومی شہ فیل زور * کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور * ہمراہ رستم چار سو افسران نامور فوج کفار پر جا پڑے ہفت پیکر نے کل فوج کو اشارہ کیا دریا سے فوج مین تلاطم ہوا اسقدر گرد اڑی کہ روے آفتاب محجوب کیا ہفت پیکر کی ستر لاکھ فوج یلوہ کرکے آ پڑی ادھر سے امیر با توقیر نعرہ کرکے جا پڑے

نعرہ صاحبقران

منم تیغ صمصام و قمقام نام — امیر عرب حمزۂ نامدار روزگار
یکے تیغ منقر یکے ذوالحجام — بحکم خدا بستہ شمشیر یار
بن کا فران از جہان پاک کرد

سر سرکشان جملہ در خاک کرد ٭ برابر لندھور کا نعرہ ہوا - نعرہ لندھور جریدہ
دریا را گرفتم تا بہ ہند و سیستان ٭ اگر نام پرسید از من منم لندھور بن سعدان ٭
باقی پیچھے مالک اژدر کا نعرہ ہوا - نعرہ مالک - منم مالک اژدر شیرافگن
سپہ دار و لشکر اہل دین ٭ بعد مالک کے بہرام اسی ہزار چینیوں سے آیا اور نعرہ
کر کے گرا - نعرہ بہرام - منم گرد بہرام خاقان چین ٭ کہ از ہیبت من بلرزد زمین ٭
بعد بہرام کے پانچسو پچیس سردار نعرہ کر کے آ پڑے ایک غول ہیں صاحبقران کبھی
شمشیر زنی کر رہے ہیں ایک طرف رستم پیلتن کبھی لوح کو گردش دیتے ہیں کبھی کلاہ
کا بھی عکس کافرون پر ڈالتے ہیں تیغہ ہفت جوہر چمک رہا ہے ایک جانب بدیع الزمان
آ گرے تیغ سنبھالے و باختر ہمراہ آتے ہی نعرہ کیا - نعرہ شاہزادہ بدیع الزمان
بدیع الزمانم کہ در روز کین ٭ توانم کشم آسمان بر زمین ٭ ز تیغم بسے ملک اسلام شد
کہ سر فتنہ باختر نام شد ٭ قاسم نے جو بدیع الزمان کے نعرے کی آواز سنی مرکب
شبرنگ زیر چتر سلیمانی کو چمکایا مثل شیر غضبناک بڑھ کر نعرہ کیا - نعرہ قاسم
آفتاب مشرق دین پروری ٭ شہسوار لعل پوش خاوری ٭ ایرج نوجوان نور الدہر
بن بدیع الزمان بھی نعرے کر کے جا پڑے اول نور الدہر نے نعرہ کیا - نعرہ نور الدہر

| | |
|---|---|
| ہمای اوج عالم شاہباز عرصہ مردی | کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند |
| پناہ لشکر اسلام نور الدہر کینہ کیش | عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خوانند |

پھر ایرج نے نور الدہر کی آواز سن کر نعرہ کیا نعرہ ایرج ملک ایرج آن آفتاب
سر صاحبقران انجم و آفاق گیر ٭ پھر تو جملہ سرداران نامی و رفیقان صاحبقران نعرہ
کر کے جا پڑے مثل گرگین سپہ گرد و لنڈھان بن منظر و منظر شاہ حبشی و عادی شاہ
رود باری و سیف ذو الیدین و طوق حران گرد و الیوا تیجن گرد کہ علم
لشکر اسلام ہیں علم اژدر پیکر کو لیکر بڑھے ایک سپاہی نے علم کو سنبھالا ایک
کھینچا جا پڑا سرداران نامی سے جو اپنے علم اژدر کو لوٹتے ہوئے دیکھا تیغ علم
تلوار چلنے لگی خون کی چھینٹیں جو اڑیں وہ سبز علم گلگون ہوا خون کا فوارہ زمین پر

ہر مقام پر تھالے خون کے جمے ہوئے سرداران نامی لڑ رہے ہیں سرداروں نے
خون کے دریا بہا دیے ساحروں کا سحر بھی چل رہا ہے ستر لاکھ فوج جو آگئی ہے پچاس لاکھ
اسمیں ساحر ہیں وہ وہ سحر کیے کہ ہمراہیان صاحبقران و ہمراہیان رستم نوجوان جنگ
سے عاجز ہو رہے ہیں تلواروں نے کاٹنا موقوف کیا تیر سے سینہ نہیں چھیدتے طائر (؟)
پر اڑ نہیں پاتے ہیں سینۂ دشمن شکار نہیں کرتے گھمسان کے ساتھ تلوار چل رہی ہے امیر
یاقوت قہر نے جب اسم اعظم پڑھا سرداروں کے ہوش درست ہوئے چالاک و چست
ہوئے پھر لڑنے لگے دس بارہ لاکھ کافر قتل ہوئے پرچہ اخبار ہرکاروں نے ہفت پیکر
کو دیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند بارہ لاکھ ساحر مارے گئے مسلمان زخمی بھی نہیں ہوئے
ہیں سرداران حمزہ بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہیں جنگ دیدہ کار آزمودہ مصائب
جنگ جھیلے ہوئے جان پر کھیلے ہوئے لندھور کے ہندیوں نے بانک بنوٹ دکھایا
نیزہ داران مالک کے نیزے چل رہے ہیں جسکو نیزہ مارا اسکو نیزے پر اٹھا لیا
زمین پر مارا کہ استخوان چور چور ہوئے بہرام کے چینی گلچھینی کر رہے ہیں جس فوج
پر گرے خون کے دریا بہا دیے علمداران لشکر اسلام طوق حران کرد و ابو المحجن کرد
جس مقام پر جھنڈا گاڑ دیتے ہیں سردار وہیں جمے ہیں وہ دیکھیے غرانے کی آواز آئی اور
رستم بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہیں جادوگرنیوں نے رستم کی آگ لگا دی لاکھوں
جادوگروں کو جلایا ہفت پیکر نے یہ نقشہ دیکھا کہاروں کو اشارہ کیا کہ تخت پیچھے
ہٹاؤ کافر سمٹتے جاتے ہیں اہل اسلام بڑھ رہے ہیں ہفت پیکر پیچھے ہٹا چلا آتا ہے
نعرۂ مردان عالم سے زمین تھراتی ہے کافروں کے رونے کی آواز آتی ہے قریب ہے
کہ شکست فاش لشکر کفار پر ہو قریب ہے کہ ہفت پیکر بھاگے کہ صحرا سے گرد اڑی
اور ابر سیاہ آسمان پر نمودار ہوا چمکتا ہوا کڑکتا ہوا رعد کی گرج سے زمین تھرا رہی ہے
برقیں لوٹ لوٹ کے گر رہی ہیں ہفت پیکر نے ہرکاروں سے کہا کہ خبر لاؤ یہ کون
آتا ہے ہرکارے گئے مثل باد نظر پلٹ کر آئے عرض کی یا خداوند آپ کو مبارک ہو
کہ داؤد غبارہ انگیز بڑے ٹھٹھے سے آتا ہے اسکی زوجہ کو عمرو لے آیا ہے کہتا ہے

سب کو مار ڈالونگا یہ ذکر تھا کہ داؤد غبار انگیز آکر پہونچا پایۂ تخت ہفت پیکر سے ہاتھ جوڑ کر کہا
کہا اے شہنشاہ طلسم ہفت پیکر خداوند خیال سکندری نے مجھکو بھیجا ہے اور حکم لیا ہے
کہ مسلمانوں کو گرفتار کرلاؤ عمرو نے مجھکو عجب صدمہ دیا کہ استاد و شاگرد گئے دم دیکر
روپیہ بھی لیا اور زوجہ کو لے آئے عمرو سے بدلہ لونگا اس سے کہونگا کہ زوجہ کو میری دیدے
تو تیری جان بخشی ہے ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا اے داؤد تو نے بڑا غضب کیا
جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے اور تو نے نام عمرو کا لیا ایسا نہ ہو وہ اس مقام پر خود موجود ہو
کہ پہلو سے آواز آئی یا خداوند مرتا ہوں سنبل ہفت گیسو نے مجھ پر سحر کیا ہے کہ دیوانہ
ہو رہا ہوں کیونکر لڑوں اے سپہ سالار خداوند خیال سکندری میری مدد کیجئے مجھکو بچا
سحر مجھ پر سے اتار دے داؤد نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر ضعیف و نحیف ہے جھولی میں
گولے بھرے ہوئے پکار رہا ہے دیکھئے میری جان کیونکر بچے یادمیں سنبل کی بہت
پریشان ہوں کلیجے میں آگ چل رہی ہے داؤد نے پکار کر آواز دی اے میرے پاس
آ تو سحر اتار دوں تجھکو انسان بناؤں دیوانہ پن دفع کروں وہ ساحر جست کر کے قریب آیا
داؤد غبار انگیز سے کہا اے سپہ سالار خیال سکندری ذرا سینے پر ہاتھ رکھو کلیجہ کو
تسکین دو داؤد نے سینے پر ہاتھ رکھا دیکھا کلیجہ دھڑک رہا ہے ساحر نے کہا دیکھئے
صندوق خداوندی آتا ہے جیسے ہی داؤد ادھر پلٹا ساحر نے نعرہ کیا

عمرو ہوں میں عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہوں
اڑا دوں صبا کے بھی ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہوں

مرے بار سے کانپتا ہے جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
وہ پلٹے مری گرد پاپوش کو

فراستشان رکیش کرتار ہوں
صبا ٹھوکریں کھا کے ہو
دو دنادہ جہانگیر طلسم زمان

نعرہ کر کے عمرو نے خنجر مارا کہ داؤد کا شکم چاک ہوا قصہ
پاک ہوا ایک ابر سیاہ لہرا کر گرا خواجہ اندھیرے میں بھاگے کہ سحر کے دوسرا ابر اٹھا
آواز آئی اوظالم تو نے غضب کیا کہ مصاحب خداوند کو مارا مشہر سامان سحر چار اے
دیکھا ایک ساحرہ کالی کالی صورت ایک عقاب پر سوار ابر سے نکلی پکار کر آواز دی
اے شہنشاہ ہفت پیکر قدرت نے مجھکو بھیجا ہے مسلمانوں کے خاتمے کا وقت آ گیا ہے

یہ کہکے صفت سے بڑھی جھولی پر ہاتھ ڈالا مٹھی بھر ماش کے دانے نکالے آواز دی ای
آتشیار لینا وہ ماش کے دانے چہار سمت پہنچے جب ماش کے دانے زمین پر گرے اول تو پیدا ہوا
کہ سب نے دیکھا لشکر ہفت پیکر الگ ہو گیا لشکر اسلام فتح نصیب میدان کارزار کے کھڑا ہو سردار
حیران حیران دیکھ رہے ہیں خواجہ عمرو جو داؤ کو تاڑ گئے لے قریب صاحبقران کے آکر
کھڑے ہوئے دیکھا گرد لشکر اسلام دیوار بنی اگا وہ سر آسمان اس ساحرہ نے کہا
کہ زمین سے شعلہائے آتش بلند ہونے لگے اس قدر شعلے نکلے کہ دریائے آتش موج مارنے لگا
اس ساحرہ نے تکبیر سحر کیا کہ گرد لشکر دریائے آتش و دریائے آب پیدا ہوا ایسا ابر لشکر پر
چھایا کہ سوائے صاحبقران و رستم کے سب سردار و سپاہی و سوار بیہوش ہو ہو کے
گرے زمین پر ایڑیاں رگڑ رہے ہیں صاحبقران نے قریب دریائے آتش آکر اسم اعظم
الٰہی پڑھا ہوا اسم نہیں پڑھا جاتا زبان میں لکنت رنگ رو متغیر رستم نے جو یہ ماجرا
دیکھا کہ قبلہ و کعبہ قریب دریائے آتش جا کر کھڑے ہو گئے ناچار ہو کے گھوڑے کو
بڑھایا مگر یہ کیفیت دیکھ رہے ہیں کہ پہلے دریائے آتش اسکے بعد دریائے آب موج
مار رہا ہے غراتا بلند ہے مچھلیاں ہزاروں تڑپ کر مثل طائران بلند ہوتی ہیں کر کے چیخ
مارا اور پھر دریا میں گرتیں دریا میں تہلکہ ہے رستم نے چاہا میں قریب دریائے آتش جا کر
عکس لوح ڈالوں جب قریب دریائے آتش آئے لوح کو گلے سے اتارا تو لوح کے
حروف نہیں ثابت ہوتے واضح ہوتا ہے کہ چیونٹیاں رینگ رہی ہیں رستم نے لوح کا
عکس ڈالا کوئی اثر نہ ہوا شعلے بھڑک کر رستم پر آنے لگے دریائے آب سے ایک
نہنگ نکلا مثل عقاب کے اڑا گرد رستم کے چرخ مار کر پھر دریا میں جا کر گرا مرکب رستم
بدکا اگاڑی کو لگا چاہتا ہے رستم کو گرا دوں رستم مرکب کو سنبھال رہے ہیں کبھی کوڑا
مار دیتے ہیں تو گھوڑا اکھڑا اکھڑا کے بھڑکا جاتا ہے دریائے آتش میں گرا دوں
رستم جب تیغ ہفت جوہر چمکاتے ہیں تب گھوڑا دریا سے پلٹتا ہے رستم صاحب لوح ہیں
تو اس حال میں صاحبقران زمان کے گلے میں حرز ہیکل پڑا ہے اسکی وجہ سے بیہوش
ہونے سے بچے ہیں دریائے آتش و آب کی سیر کر رہے ہیں مچھلیوں کی تعریف کرتے

ہین کل لشکر کو اس حال مین کرکے وہ ساحرہ موسوم بہ سامان سحر طراز پلٹ کر سامنے
ہفت پیکر کے آئی کہا اے شہنشاہ طلسم ہفت پیکر تم تو خداوند طلسم خیال سکندری
کے رازدان ہو دیکھو مین نے مسلمانون کا یہ حال کیا ہے اب کوئی دریاے آتش سے
نہ نکل سکیگا تیسرے دن صاحبقران و رستم بھی بیہوش ہو جائینگے عیار و سردار
اسی مجمع مین ہین اب نہ نکل سکین گے رات دن تڑپین گے تیسرے دن مین اسی
دریاے آتش و آب کو طوکر کے لشکر مین جاؤنگی ہین پہلوے قدرت مین بیٹھی ہوئی
تھی انتقام خدائی در پیش تھا کہ قدرت کے منھ سے نکلا اے سامان سحر طراز تیرا شوہر
قتل ہوا چاہتا ہے مین فورا آروانہ ہوئی یہان آکے یہ دیکھا کہ وہ بہشت مین پہونچے اور
جاگیا مین نے آکر ذرا ہونٹھ ہلائے یہ کیفیت ہوئی کہ طلسم کشا کی لوح بیکار ہوئی کچھ خبر
نہ دیگی اسم اعظم حمزہ بنا ہو گیا مگر ہیکل کہ گلے مین صاحبقران کے ہے اسوجہ سے حمزہ
کھڑا ہے بیہوش نہین ہوتا دو شبانہ روز مین سحر پورا ہوگا دونون بیہوش ہو جائینگے
کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر چھین لونگی اور زرہ ہفت جوش وہ خود اتار
دریا مین پھینکا ہینگے مین سب کو گرفتار کرلونگی ہفت پیکر نے جو یہ خبر سنی تخت سے اترا
ساحرہ کا ہاتھ تھام لیا گلے سے لگایا کہا مین معتقد مذہب خداوند خیال سکندری ہون
مجھکو سلطان فرماگئے ہین سلطنت کرون آنکو خدائی مبارک ہو وقت پر موقوف ہے
دونون طلسم مین خدائی کرین میرے طلسم ہفت پیکر کے متعلق سات سو ملک تھے
مسلمانون نے فتح کرلیے انپر اب مسلمانون کا قبضہ ہے کہین سے خراج نہین آتا ساحرہ
نے دیکھکر آواز دی کہ متعلق طلسم خیال سکندری ستر ہسو ملک ہین ساحران زبردست
پہلوانان صف شکن خراج گزار ہین سب کا خراج ایک وقت مین آتا ہے وہی خراج
صرف قصر سکندری ہے آرایش قصر سکندری اس طور سے ہے کہ اسکا ذکر غیر ممکن ہے
اگر اسکی آراستگی کا ذکر کرون تو کئی مہینے چاہیے ہین ہفت پیکر ساحرہ کو لیکر بارگاہ مین
آیا ساحرہ کو دنگل معقول دیا اپنے ساحرون سے کہتا ہے دیکھو صاحبو کیا کرامات خداوند
ہے کہ ایک سحر مین سب کو پامال کر دیا حمزہ کا اسم اعظم بنا ہوا حرز ہیکل کی وجہ سے

وہ ہوشیار ہیں اب یہ شب کو جاکر حرز ہیکل بھی لیلینگی طلسم کشا سے تحفہ جات چھین لینگی کیا مجال ہو کہ طلسم کشا زبان ہلا سکے دام سحر میں گرفتار ہو لیں یک ہی سحر میں خاتمہ کیا تمام دربار والے تعریفیں کر رہے ہیں کہ اے ملکہ عالم کیا کہنا کیا سحر کیا ہے اس پار دریا کے نہیں اتر سکتے صاحبقران کیسے مجبور ہو رہے ہیں ہفت پیکر سے باتیں کر کے سامان سحر طراز اٹھکر بارگاہ سے باہر آئی لشکر سے نکلی سامنے لشکر اسلام کے آکر متصل دریا کے بارگاہ استاد کرائی لشکر کو اتارا اشارے سحر کے کر رہی ہے صاحبقران خواجہ سے فرماتے ہیں خواجہ ہمارے پاس سے جاؤ کسی بارگاہ میں جاکر بیٹھو ہماری سیر میں فرق آتا ہے عمرو کو بہت ناگوار ہوا صاحبقران کے پاس سے ہٹے عکس حرز ہیکل جو پڑ رہا تھا وہ تو موقوف ہوا تھوڑی دور جاکر خواجہ گر کے بیہوش ہو گئے صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا فرمایا خوب ہوا کہ یہ مکار بیہوش ہو گیا مجھکو سمجھاتا تھا کہ دریائے آتش کے پار اتر لیے دور سے دیکھلو مجھکو گرمی معلوم ہوتی ہے کیونکر دریائے آتش کے اس پار جاؤں شعلہ ہائے آتش آسمان کو پہونچ رہے ہیں دریائے آب جوش زن رستم نے بشکل مرکب کو لاکر ایک تخل کے سائے میں ٹھہرایا سب جادوگرنیاں بیہوش پڑی ہیں سنبل ہفت گیسو ہر مرتبہ اُٹھتی ہیں اور پھر گرتی ہیں چاہتی ہیں کہ سحر کروں بلند ہو کر دریائے آتش کو بجھاؤں لڑتی بھڑتی نکلجاؤں مگر جسم میں طاقت نہیں آنکھوں میں بصارت نہیں لالہ عذار کئی مرتبہ اُٹھی اور سحر کیا ابر بنایا ابر سے پانی برسا دریائے آتش نہ بجھا وہ ابر پلٹ کر سر پر لالہ عذار کے آیا برسنے لگا پانی کے چھینٹے پڑ گئے تھے لالہ عذار بھی بیہوش ہو کے گری آفتاب فلک سیر کئی مرتبہ اُٹھا سحر بنایا اور چاہا کہ دریائے آتش بجھاؤں ایک دھماکا ہوا دریائے آتش شق ہو گیا اُسمیں سے ایک نہنگ نکلا اُس نہنگ نے آکر عکس اپنا سر آفتاب فلک سیر پر ڈالا آفتاب کا چہرہ زرد ہوا تھرا کے گرا ایڑیاں رگڑنے لگا سب ساحروں کا یہی حال ہوا جو کہ ساحر اُسکے ساتھ ہیں اُنھوں نے بڑی کد و کوشش کی مگر دریائے آب سے مچھلیاں نکلیں اُن ساحروں کے گرد پھریں وہ سب ساحر بھی بیہوش ہوئے تمام عیار و ساحران نامدار

وسرداران نامدار ایک حال مین مبتلا ہوے بعض بعض جنکی آنکھین کھلی ہین وہ
بلاک بلاک کے دعائین کررہے ہین باربار یا مستغیثاہ کی صدا بلند کل اہل اسلام
دردمند بارگاہین سرنگون پڑی ہین خواب نے کا کوئی نگہبان نہین بیکار پڑا ہی ساحرہ
نے جب یہ حال اہل اسلام کا دیکھا بارگاہ ہفت پیکر مین آئی سب حال اس سے
بیان کیا کہا کل جادوگرنیون کو مین نے بیکار کردیا اب کوئی لشکر حمزہ مین سحر کرنے والا نہ رہا
دوراتون کی اور کسر باقی ہو تیسرے دن صبح کو اٹھکر لشکر مین گھس جاونگی پہلے شوہر
کے قاتل کو قتل کرونگی حمزہ اور رستم کو خدمت مین خداوند کے لیجاونگی قدرت مین یہ
تاثیر ہو کہ جو انکی صورت دیکھیگا انکو سجدہ کریگا حمزہ کے دل سے قفل کھول دینگے
آجتک قدرت نے جا بجا مدد کی اسوجہ سے حمزہ صاحب ملک ومال ہوا ہی اکثر قدرت
ذکر کیا کرتے ہین کہ حمزہ کے ہاتھ سے پردہ قاف فتح کرایا آخر مین پہونچایا لقا کی
خدائی مٹوائی زبرجد شاہ کو قتل کرایا اب حمزہ کو بڑا غرور ہی قدرت اسکو طلسم
خیال سکندری مین ڈلوا دینگے مگر بلشاہ نوجوان قتل کیے جائینگے ساربان زادے
کو مین ہاتھ سے حمزہ کے قتل کراونگی یا شہنشاہ مجھکو اپنے شوہر کا بڑا قلق ہی جب
عمرو کو قتل کرون تب دل ٹھنڈا ہو ہفت پیکر ان باتون کو سنکر بہت خوش ہوا کہتا ہی
کہ نجومیون نے کہا تھا حمزہ کی موت اس زمین پر نہین ہی اے مقبول بارگاہ خیال سکندری
تو نے کیا پاکیزہ سحر کیا سامان نے کہا یا شہنشاہ اب سامان صحبت عیش و نشاط آراستہ
کیجیے ہفت پیکر بارگاہ مین آیا جلسہ عیش و نشاط جمایا گائین آکر سامنے مستعد ہوئین
جام ارغوانی گردش مین آیا ایک گائن کہ نہایت شوخ و شنگ تھی ہاتھ اٹھا کر بتانے لگی
اور یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے — نظم

نہ جائیگی ترے وحشی کی رائگان فریاد | یقین ہی کہ ہو زنجیر آسمان فریاد
فلک تو کیا ہی سر عرش تک یہ جائیگی | مین ناتوان ہون نہین میری ناتوان فریاد
شب فراق بڑے لطف سے گذرتی ہی | انیس نالہ و فغان دوست ہمزبان فریاد
بہت دنون مین ہمین نیند آج آئی ہی | نہ کر مزار پہ رو رو کے نوحہ خوان فریاد

یہ ضعف ہے کہ ہم اک آہ کو ترستے ہیں — اسیر سینہ ہے کیا آئے تا دہان فریاد
کمال قاعدہ دان ستم ہی برسوں سے — اٹھا چکی ہے بہت صحبت بتان فریاد
اثر بھرا ہے وہ درد فراق کا مجھ میں — کرینگے بعد فنا میرے استخوان فریاد
نہ تخت عرش نہ کرسی نہ لامکان دیکھا — نہ جائیگی ابھی میری کہاں کہاں فریاد
کبھی تو جذب محبت اثر دکھائے گا — کبھی تو لائیگی اسکو کشان کشان فریاد
خیال کاکل عنبر نگ سے یہ حال ہوا — مرے دہن سے نکلکر ہوئی دھواں فریاد
دہائی ہے ای فلک پیر صورت انصاف — سنیں وہ نغمہ مطرب کروں میں یاں فریاد
نسیم چرخ و زمین پر یقین ہے کچھ موقوف — کہاں کہاں نہ بنائیگی آشیان فریاد

دو روز تین برابر اسی طرح ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا ساحرہ کبھی بارگاہ ہفت پیکر میں آتی ہے کبھی بارگاہ سے نکلکر اپنی بارگاہ میں آتی ہے سحر کرتی ہے مچھلیاں دریا سے نکلکر گرد لشکر اسلام چرخ مارتی ہیں اُن بیچاروں میں غریو بلند ہے کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے کوئی پکارتا ہے کہ ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز رحم اپنا شریک کر ہلاکت سے بچالے نظم

خدا قائم خدا دائم خدا ناصر خدا حافظ — خدا کافی خدا حامی خدا مشکلکشا حافظ
بہر وقت و بہر حالت خدای کبریا حافظ — خدا را ابتدا مالک خدا را انتہا حافظ
بجز ذات خدای واحد و یکتا و لاثانی — نمی باشد کسے اندر سرای دوسرا حافظ
بہر شہر و بہر قریہ نگہبانی کند مولے — بود حق گو بگو خانہ بخانہ جابجا حافظ
برای بندۂ مسکین و بیکسی و تنہائی — خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ
نہ در مخزن حق نقد سیم و زر کہ میدانی — کہ تا در عاقبت سالم رساند مر ترا حافظ
نہ باشد خوف رہزن سالک راہ طریقت را — اگر باشد براہ حق رسی آن رہنما حافظ
کجا آن بلبلان خوش بیان طوطی زبان قند — کجا سعدی کجا جامی کجا صائب کجا حافظ
چو جسم و جان عالم در حفاظت ورزد شب داری — بحال ہندی بیکس کرم فرما تو یا حافظ

بلا بلا کے دعائیں مانگ رہے ہیں لیکن وہ ساحرہ مکارہ تیسرے دن سحر کو بارگاہ ہفت پیکر سے نکلی سامنے آکے کھڑی ہوئی دیکھا صاحبقران بیٹھ گئے رستم ایک

نخل کے نیچے حیران و پریشان کھڑے ہین رستم پیلتن نے ایک نخل کے سائے مین
آکے کلاہ ہفت گوشہ سر سے اُتاری زرہ ہفت جوش کو جسم سے اُتارا تیغہ ہفت جوہر
اُسی مقام پر رکھدیا سماک بیلداقی زمین پر تڑپ رہا تھا اپنے آقا سے عرض کرنے لگا
کہ اے آقاے نامدار و اے مولاے قدرشناس ان چیزون کو جسم سے نہ جدا کیجیے ان اشیا سے
حفاظت جان متعلق ہی رستم نے فرمایا اے یار وفادار یہ اشیا بار جسم ہین ان سب کو
مین دریا مین پھینکدونگا سماک منتین کر رہا ہی رستم خاموش کھڑے ہین خیرخواہ کی بات
کا جواب نہین دیتے سامان سحر طراز نے جو سب کو مبہوت پایا نفیر بجائی ساتھ اُسکے ساحر
تیار ہونے لگے مگر ناکام و سرنام دونون بہنین اُسکی تیار ہوکر سامنے آئین کہا بہن
کیا حکم ہوتا ہی سامان نے کہا یوا اب چلتی ہون شوہر کے قاتل کو قتل کرون اپنا حمزہ
و رستم کو گرفتار کرلون اور سب کو اسی مقام پر بیہوش چھوڑ دو جسکا قدرت نام لینگے
اُسکو آکے لیجاؤنگی کمیدان و رسالدار جو سامنے حاضر تھے سب نے عرض کی بہت مناسب
تجویز کیا اسی طرح فوج کو ساتھ لیکر سامنے دریا سے آہستے کھڑی ہوئی مچھلیان اُبھرنے
لگین پانی کم ہوا حباب لب جو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین کہ کیا بدعت کریگی موجۂ دریا کا
خنجر چل رہا ہی سامان آگے بڑھی لشکر ہفت پیکر بھی تیار کھڑا ہی ہفت پیکر اشارے
کر رہا ہی کہ آج سامان شوہر کے خون کا بدلا لیگی سامان بڑھی ہفت پیکر خوش ہی ساتھ
کے لوگون سے کہ رہا ہی کہ آج طلسم کشا گرفتار ہوکر خدمت خداوند خیال سکندری مین
جائیگا جاتے ہی سجدہ کریگا قدرت کے چہرے کی یہی تعریف ہی جس مذہب کا آدمی
اُنکے سامنے جائے اُنھین کا مذہب اختیار کرتے ہین شہنشاہ طلسم ہفت پیکر یون
مین نے دعوی خدائی موقوف کیا اب مین بھی جاکر خدمت خداوند مین رہونگا ادھر جیسے
سپاہی کہ نوکری بھی اُنکو معاف تھی بیرون لشکر تھے وہ دیکھ رہے ہین بیقرار ہوکر دعائین
مانگتے ہین پکارتے ہین کہ اے خالق ارض و سما اے کبریا مسلمانون پر رحم کر اس آفت سے
ہمارے آقا کو بچالے ہمنے کبھی اس آفت مین نہین دیکھا آج نیا معاملہ درپیش ہے
ہلکہ بڑا پس و پیش ہی سامان بڑھی ہی کہ لشکر اسلام پہ جا پڑون کہ تیر دعا اُن غریبون کا

ہدف مراد پر پہونچا کہ صحرا سے گرد اڑی اور بوق ترکی کی آواز آئی گھوڑے بھڑکنے لگے ہفت پیکر نے کہا وہ دیوانہ آتا ہے دیکھئے کیا ہو کہ دامن گرد کا پھٹا غضنفر بن اسد اللہی ہزار قزاق پشت پر سر برابر سرخ کھڑا ہوا پہونچا دور سے یہ معرکہ دیکھا کہ ایک ساحرہ طرف لشکر اسلام کے جاتی ہے تیغ برہنہ ہاتھ میں غصہ بات بات میں غضنفر نے اسپ باد پا کو اڑایا شمیم نے ابر سے دیکھا سحر کرنے لگی دل کو خوف ہے کہ ایسا نہو یہ ملعونہ آگاہ ہو جائے اور تحفۂ بادشاہ چھین لے تو کیا باعث خرابی ہے ابر سے ہاتھ نکالکر ایک گولہ مارا کہ گولہ صحرا میں جا کر پھٹا سامان کے کان میں آواز آئی کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہے۔

## نظم

ملنے کے نہیں نشان ہمارے ۔۔۔ کیا پوچھتے ہو مکان ہمارے
احسان سے نہیں بدی بھی خالی ۔۔۔ دشمن ہیں مہربان ہمارے
پچتاؤگے جان لیکے دیکھو ۔۔۔ ناحق ہیں یہ امتحان ہمارے
بے مثل ہیں لذت سخن میں ۔۔۔ سب اٹھ گئے ہم زبان ہمارے
آزاد کی جستجو عبث ہے ۔۔۔ پاؤگے پتے کہاں ہمارے
اڑتی ہے خاک اس زمین سے ۔۔۔ پڑتے ہیں قدم جہاں ہمارے
ناقے لاتے ہیں اسطرف روز ۔۔۔ محسن ہیں ساربان ہمارے
ہمسے کبھی کچھ کہو غمزدہ ۔۔۔ کیا ذکر تھے شب وطن ہمارے
ظاہر ہے جو گذر رہی ہے ۔۔۔ کچھ حال نہیں نہاں ہمارے
لائینگے نسیم رنگ کیا کیا ۔۔۔ یہ دیدۂ خون فشان ہمارے

سامان کے کان تو اس آواز پر ہیں صورت زیبا سے غضنفر کو دیکھ رہی ہے کہ ادھر گھوڑا اڑائے ہوئے آتے ہیں یہ رنگ بستی ہے کہ مرکب پر پٹری نہیں جمتی رکابوں میں گھوڑے کو جو سلا گھوڑا طرارہ بھر کے چلا سامان نے قریب سے جو صورت زیبا کو دیکھا معلوم ہوتا ہے کہ انگوٹھی پر نگینہ رکھا ہے یا آفتاب عالمتاب تخت زرنگار پر ہے یا ماہ تابان بلکہ بدر کامل آسمان پر جلوہ فگن خال چہرۂ پرنور رشک ثوابت و سیار

دستور منظم عمرو گویا بنا کر قصر سرامہ مین پہونچا برق جادو کہ اسکی خالہ زاد بہن تھین اپنے
قاعدے سے پہونچین حیران تھین کہ عمرو نے آنے کو کہا تھا نہ آیا سرامہ نے برق سے
ذکر کیا کہ بہن آج ہمنے بڑی عمدہ شے پائی ہے ایک بڈھا گویا ظاہر مین ضعیف و نحیف
مگر نہایت ظریف و لطیف گانے والا ایسا کہ تم جانتی ہو کہ میری صحبت مین کبھی چار سو
گانے والا حیدہ ہو مگر سب استاد اسکے سامنے کان پکڑتے ہین اسکے سامنے ہونٹھ نہین
ہلا سکتے آج ہم آپ کو اسکا گانا سنوائینگے یہ کہکے آواز دی کہ استاد خورد بزرگ کہان ہین
خواجہ آواز سنکر دربار مین پہونچے ایسا گائے کہ سرامہ جادو نے بہت کچھ دیا اور کہا
کہ مین تمکو نوکر رکھونگی عمرو برق جادو سے اشارے کرتا ہے کہ منم عمرو برق نہ سمجھی
آخر عمرو نے ساقی گری کرکے سب کو بیہوش کیا ملکہ برق کو نشہ شراب سے ہوشیار کر دیا
اور تیغ کھینچکر طرف سرامہ کے چلا برق نے ہاتھ تھام لیا کہا خواجہ برائے خدا یہ آفتاب
جادہ الماس کہلاتی ہے اسکو نہ قتل کرو عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم اگر اسکو مین نہ قتل کرون
تو راستہ کیونکر کھلے برق لاکھ تڑپی مگر اس ساربان زادے نے نہ مانا اور سرامہ کو
قتل کیا برق جادو بہت روئی خواجہ نے چار سو ساحرون کو قتل کیا برق جادو
روتی ہوئی گئی خواجہ رخصت ہو کر آئے اس ساربان زادے نے گھر کے گھر ڈھا دیے
اب کیا تدبیر کرون خداوند طلسم خیال سکندری نے بڑے ساحر کو روانہ کیا تھا اسکو عمرو
نے کتے کی موت مارا کہ سحر بھی نہ کرنے پایا اب مین حیران ہون یہ کیونکر قتل ہو پھر دن
تھوڑا باقی ہے ہفت پیکر سردارون سے یہ باتین کرتا ہوا طرف بارگاہ کے جاتا ہے
کہ صحرا سے گرد اڑی کہ روے آفتاب چھپ گیا ہفت پیکر نے ہرکارون سے کہا کہ
دریافت تو کرو یہ کون آتا ہے کہ سامنے سے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان
گینڈے پر سوار پشت پر سات لاکھ فوج نیزے چمکتے ہوے علمہاے سرخ کے
پھریرے کھلے ہوے آتا ہے ہرکارون نے ہفت پیکر کو خبر دی کہ بہزاد گلگون پوش
رہنے والا بیشہ یاقوت نگار کا سات لاکھ فوج سے براے مدد خداوند آ پہونچا ہے وہ
شخص ہے کہ جسنے سیکڑون پہلوانون کو مارا کئی سو پہلوان اب ساتھ ہین ہفت پیکر

نے وزیرون کو براے استقبال بھیجا آپ بارگاہ مین آیا تخت نکہت پر بیٹھکر تاج نکہت
سر پر رکھے ہوے خدائی کرنے لگا کہ بہزاد گلگون پوش نے آکر سجدہ کیا اور ہفت پیکر
کھڑا ہفت پیکر نے کہا اے بندگان من دیدید قدرت مرا کھویا اسا قدرت کو انتشار
ہوا کھٹا تقدیر کے اُس شخص کو بلایا کہ جو پہلوان بے نظیر ہے قتل مسلمانان کی بیتدبیر
ہی بہزاد نے کہا یا خداوند جیسے ہی مسلمان آئے تھے آپ نے مجھکو کیون نہ لکھا کہ
سب کو گرفتار کر لیتا اب جب مجھکو خبر پہونچی تو خود ہی آیا اور مین نے یہ خبر پائی کہ کل ملک
اسلام آباد ہو گئے فقط قصر عشرت باقی ہی ہفت پیکر نے کہا اے بہزاد قدرت نے
جو بندون کا حال ابتر دیکھا اور اعتقاد مین سب کے فتور پایا منظور ہوا کہ ان سبکو سزا
دیجیے مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے یہ قدرت نہ سمجھے تھے کہ بندگان مغضوب
کے ساتھ قدرت بھی تباہ ہونگی اُسی تقدیر کو زور ہی اب تیرے نام پر تقدیر مضبوط
کرتا ہون بہزاد دست بستہ اُٹھا کہا یا خداوندا ایک قصر مجکو عطا ہو بیٹی میری قمر طلعت
شیرین ادا ساتھ ہے وہ اُس قصر مین رہیگی وزرا سب مسکرانے لگے بہزاد نے کہا
کیون یارو کیا ہنسے وزرا نے کہا اے پہلوان دوران اے گرشاسپ جہان بڑی بڑی
شاہزادیان فرزندان حمزہ پر عاشق ہو کر نکل گئین اور ہمراہ مسلمانون کے مصروف
جنگ ہین بلکہ شمیم گیسو کشا معشوق خداوند تو اسے پر عاشق ہو کے نکل گئین ابھی کل
کی لڑائی مین ظاہر ہو کر سحر کیا بیٹی کو قصر سے نہ نکلنے دینا بہزاد نے کہا وہ خود سپاہی و شجاع
ہی مرد کے نام سے اُسکو نفرت ہی اور وہ نامرد ہین کہ جنکے یہان ایسے اتفاق ہوے
میری دختر اگر ایسا فعل کرے تو گھس کر قتل کرون اُسکے عاشق کو بھی زندہ نہ چھوڑون
آپ لوگ ایسا خیال نہ فرمایئے بارگاہ حمزہ مین گھس جاؤن فرزند کا اُنکے سر کھینچ لون
ہفت جوش جادو وزیر اعظم کو ہفت پیکر نے اشارہ کیا صحرا سبزہ زار
مین ایک باغ تھا نہایت عمدہ وہ وزیر نے خالی کرا دیا اُسمین جا کر ملکہ قمر طلعت
اُتری بہزاد نے کہا یا خداوند طبل جنگی بجوایئے تاکہ تقدیر قدیم سنیجیے گا ہفت پیکر
نے کہا ابھی جلدی کیا ہی بعد دو چار دن کے لڑنا بہزاد نے کہا قدرت کا قصر عشرت

میں رہنا بہت ناگوار ہی اسی ہفتے میں لڑائی فتح کرونگا میرے ہاتھ سے کہاں جائینگے
ہفت پیکر نے نام پر بہزاد کے طبل جنگی بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے جو پرچے
خبر موجود تھے خبریں لیکر بھاگے صاحبقران دربار میں ہیں عملشاہ بھی حاضر ہوئے
ہیں کہ ہرکارے آکر پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی بہزاد کے نام پر طبل جنگی بجا وہ
بڑا مغرور پہلوان ہی اپنی جرأت کا بڑا گھمنڈ ہی کہتا ہی کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا
صاحبقران نے فرمایا خدا حافظ و نگہبان ہی خواجہ کہدو کہ بفضل ایزدی اور بہ تائید ربانی
ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے خواجہ نے نقارخانۂ سکندری میں آکر طبل سکندری
پر چوب لگائی اٹھارہ سو نقارہ بجا ہفت پیکر تخت پر بیٹھا تھا صدائے طبل سکندری
سنکر اچھل پڑا وزرا سے پوچھا یہ کیسی صدا آئی وزرا نے عرض کی لشکر اسلام میں نقارہ
بجا ہی طبل سکندری پر جب چوب پڑتی ہی بارہ کوس تک آواز جاتی ہی وہی صدا ہے لشکر
صاحبقران سے زمین تھرائی ہی ہفت پیکر خاموش ہو رہا دونوں لشکروں میں تیاریاں
ہونے لگیں ناگاہ پہلوان زرین پوش اکھاڑے سے مشرق کے نکلا اور شاگردان
ضیا و شعاع کو ساتھ لیکر میدان چرخ زبرجدی میں آ خیمہ مارا کہ تمام دنیا منور اور روشن
ہوئی بقول شاعر ۔ نظم اشعار سحر

| | |
|---|---|
| چو زاغ شب پر پرواز برداشت | خروس صبح دم آواز برداشت |
| عنادل لحن دلکش بر کشیدند | لحاف غنچہ از رو در کشیدند |

سب کو معلوم ہوا کہ لیلائے شب نے نقاب چہرۂ زیبا سے اٹھائی صاحبقران سوار
ہوئے بادشاہ جمجاہ تخت سلیمانی پر بصورت نورانی سپہر پر شہنشہ آگئے بارہ سو طفلان
پری صورت اشعار بہ الحان داؤدی پڑھتے ہوئے نقیب آواز پیش لگاتے ہوئے
کہ اے مردان عالم قدم باقدم ترقی عمر و دولت ہو آگے سے دیکھا کہ ہفت پیکر تخت
خدائی پر سوار سترہ سو سردار پہلوانان و ساحران غدار دور کا سبز گھوڑوں پر سوار
پشت پر ساٹھ لاکھ سوار و پیادل فوج کے دل سب کے آگے آگئے بہزاد
گلگون پوش بصد جوش و خروش چار سو پہلوان اپنی جلو میں ہوئے پشت پر

سات لاکھ فوج اس گروفر سے ہفت پیکر بھی آکر پہونچا فوج صاحبقران کو دیکھکر کہتا ہی یارو ہم لوگ اب بھی گنتی ہو حمزہ کے ساتھ مع فرزندون کے شمار کرکے معلوم ہوتا ہے کہ بائیس لاکھ فوج ہی یہان اب بھی ساٹھ لاکھ موجود ہین مگر یار وقت پر بھاگتے ہو سردارون نے عرض کی یا خداوندا اب کوئی قدم نہ ہٹائیگا ہر سردار نے اپنی اپنی فوج سے قسم لی ہی اب کوئی نہ بھاگے گا سب جمکر لڑینگے اب انتہا کا معرکہ پڑیگا نقیبون نے میدان مین آکر اشعار عبرت آمیز پڑھے پکارتے تھے کہ ای مردان میدان کارزار و ای پہلوانان ہوشیار اہل دنیا کی یہ کیفیت ہی کہ کیا بیان ہو سکے۔ نظم بطور مسدس

ہمنے دیکھا ہی تو اریخ مین ای اہل نظر
وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر
ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
یعنی یہ کہتا تھا وہ دست تہی دکھلا کر

زادرہ ہیچ نہ داریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز ست و ما بیخبریم

نظم بطور مخمس

گئے ہم سوے گورستان جو کل با خستہ حالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اس جا بمضمون خیالی تھے
مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی پائمالی تھے
مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے
سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

ایہا الحاضرین مرد سپاہی کا لڑنے مین نام ہی مردان عالم کا یہی کام ہی کون ایسا بہادر ہی کہ میدان کارزار مین نکلے اپنے باپ دادا کا نام روشن کرے اور نام اسفندیار و رستم صفحہ ہستی سے مانند حرف غلط مٹا دے نقیب یہ آواز دیکر ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا بہادرون کو جوش جرأت ہوا ہر ایک کا یہی قول و ارادہ ہی کہ دشمن پر فوراً جا پڑین آگے بڑھکر لڑین مگر بہزاد گلگون پوش لباس خونی پہنے ہوئے آنکھین نشے مین اتنی ہوئین گینڈے کو کھیر کر سامنے ہفت پیکر کے آیا گینڈے سے کود کر پایہ تخت کو بوسہ دیا عرض کی یا خداوندا اجازت میدان ملے آج خون کے دریا بہادونگا ہفت پیکر نے کہا ای بندۂ مقبول عرض تیری قبول ہے یہ فرصت کے تجھکو سپرد کیا بہزاد دوبارہ

گینڈے پر سوار ہوا عازم میدان کارزار ہوا میدان مین آکر سلحشوری دکھانے لگا نیزہ
مثل درخت تاڑ کے اُسکے ہاتھ مین تھا اُسکو ہلا کر گینڈے کو اُوڑایا جب خوب عرق
عرق ہوا پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان تم لوگون نے بڑا غضب کیا قدرت
نے تمکو کس ناز و نعم سے پرورش کیا تمنے قدرت کو بستایا اب جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ
نکلے میرے مقابلے مین آئے بقول شاعر۔ فرد گران ہر کہ را بار سر بر تن است + جسیم
علاجش بدست منست + یہ سُنکر بہزاد نے بکبر و نخوت پکارا جمہور جہان سوز شہنشاہ
تبرزن نے مرکب عربی صف سے نکالا سامنے بادشاہ کے آیا بعد ادا سے آداب بنیاز
دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان ملے بادشاہ نے فرمایا خدا کے سپرد کیا مگر
یہ بھی فرمایا کہ ای جمہور یہ کرگدن سوار بڑے قد و قامت کا جوان ہو ذرا سمجھ کے مقابلہ
کرنا ایسا نہ ہو کہ کوئی چشم زخم پہونچے جمہور نے عرض کی بہ اقبال شہنشاہی اُسکی مشکین
باندھ کر لاتا ہون یا سر اپنا نثار کرونگا غلام خوب سمجھتا ہی انشاء اللہ جاتے ہی اُسکی مشکین
باندھونگا بہت مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی کیسا لاف و گزاف کر رہا ہی یہ کہکر
جمہور نے مرکب بڑھایا سامنے بہزاد کے آیا اول تگا و رچلی چند چند قدم گینڈا و مرکب
ہٹے بہزاد نے نیزہ مارا جمہور سے نیزہ چلنے لگا بعد چند طعنون کے نیزہ بہزاد کا توڑا بہزاد
نے چھڑ کو ٹیک کر کہا ای جوان غضب ہوا دو دریا کے لشکر دیکھ رہے ہین اور تو نے
نیزہ میرا توڑا مگر یہ تیغ بیدریغ برسون کے جھگڑے دم مین فیصلہ کرتا ہی اگر پہاڑ پر مارون
تا بہ بیخ کاٹون یہ کہکے ہاتھ مارا جمہور نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغ جو تڑپ کے گرا
سپر کے دو ٹکڑے ہوے وہان سے سر پر آیا زخم کاری سر پر آیا بہزاد نے ہاتھ روک کر
آواز دی اس زخمی کو سامنے سے ہٹاؤ مگر جمہور نے زخم کاری کھا کر وار کیا بہزاد نے
گینڈا ہٹا لیا وار خالی گیا سر جمہور کا ہر شد زین پر جا لگا عیار جمہور کو ہٹا لیگئے فرامرز عاد
مغربی مقابلے مین آیا یہ بھی زخمی ہوا چھ پہلوان مقابلۂ بہزاد مین آئے دو جوان سیار
گلشن جنان ہوے چار جوان زخمی ہوے بہزاد بلٹا یہ کہکے کہ کل ایک کو زندہ نچھوڑونگا
یا صاحبقران کوئی پہلوان ایسا نہ تھا کہ ایک ضرب میری اُٹھاتا مجھکو بھی مزہ شجاعت کا

ملتا یہ کہکے پلٹا مگر فرزندان صاحبقران کو بڑا قلق ہوا ہر ایک کا یہی قول ہو کہ کل ہم آشکے
مقابلے مین نکلین گے مزہ شجاعت کا لیے غنچہ آرزو کھلے حقیقت مین ایسا ہی معرکہ ہوا
ایک ضرب مین اسکی پہلوان زخمی ہوا اسکا بلبلانا چاہیے سبب کیون نہ غرور کرے کہ
چھ پہلوانون سے لڑا اب کل سمجھا جائیگا یہ کہکے لشکر والے پلٹے صاحبقران دربار مین آئے
ذکر بہزاد ہونے لگا مگر شاہزادہ جہانگیر والا تبار جو باہر نکلے چاپک نے عرض کی آج
ابر آیا ہے شب بھر رہیگا مناسب یہ ہی کہ مہلت شکار کی لیجیے جہانگیر پلٹ کر روبروے
صاحبقران آئے دست بستہ ہوکر کھڑے ہوے صاحبقران نے پوچھا کیون نور نظر
کیا مراد ہے عرض کی اگر حکم ہو تو کل غلام واسطے شکار کے جائے صاحبقران نے ابھی
کچھ نہین فرمایا تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعاے جان دراز عرض کی کہ بہزاد کچھ
علیل ہوگیا تین دن کے بعد طبل جنگی بجوائیگا امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ای فرزند صحرا مین
شب کو رہنے کا ارادہ نہ کرنا جہانگیر نے عرض کی غلام وقت طلب کے حاضر ہوگا —
صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ لیکن ای فرزند ملک پر آشوب ہی ایسا ہو کسی دشمن
سے مقابلہ پڑے تو مشکل ہو جہانگیر نے عرض کی اقبال شہنشاہی ساتھ ہی کون روک
سکتا ہی صاحبقران نے چاپک سے حفاظت کی تاکید کی جہانگیر نے چاپک سے
حکم دیا کہ سویرے در دولت پر اسباب شکار موجود رہے چاپک نے رات سے
کارخانون مین خبر کی دو گھڑی رات رہے سے بہلیے قراول در دولت پر حاضر ہوے
جہانگیر نماز پڑھ کے نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے طرف صحرا کے چلے صحرا مین آکر
بہلیے قراولون نے طبل باز پر چوب لگائی — قطعہ

چو در نالیدن آمد طبل باز
رہا شد بہوا باز سبک پر

در آمد مرغ صید افگن بہ پرواز
جہان شد خالی از کبک و کبوتر

باز جھری چھوٹے جانوران ہوائی شکار ہونے لگے پہر دن چڑھے تک شاہزادے نے
ارا لیے پھر دیے کمان کیانی دست حق پرست مین تیر کمان مین جوڑا ہوا جس طائر کو
تاکا تیر مار کے گرا دیا چاپک جھپٹا اور طائر کو ذبح کرکے اٹھا لایا شاہزادے نے فرمایا

ہی جہتر والا گہر سواے پرند کے کوئی چرند معلوم نہین ہوا ایک آہو بھی شکار ہو جائے
تو پلٹ چلین قبلہ و کعبہ تاکید فرما چکے ہین بروقت خاصے کے پہونچ جائین جا ایک
نے عرض کی ہرکارے گئے ہوے ہین خبرین لیکر آیا چاہتے ہین یہ ذکر تھا کہ چند گنوار
دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ یہان سے پانچ کوس پر ایک دھان کا کھیت ہی
کہ اسمین کئی سو آہو چرا کرتے ہین جہانگیر نے فرمایا گھوڑے بڑھاؤ چالیس سوارون
کو لیکر قریب کھیت کے پہونچے چار جانب سے کھیت کو گھیر لیا جہانگیر نے فرمایا اوّل
آہوؤن کا سب صاحبون کو اختیار ہی بیچ مین سب آہوؤن کے جو نر مستی کر رہا ہی اُسکو ہم
شکار کرینگے جسکی جانب سے نکلیگا ہمکو شاق ہوگا سب نے عرض کی بسم اللہ سب نے
گھوڑے بڑھائے مگر اُس نر نے جو دیکھا پیچھے ہٹ کر کنوتیان بدلین اور سطح سے
جست کی کہ شاہزادے کو مع مرکب فرلانگے اور دس قدم زیادہ آگے بڑھ کے گرا
شاہزادے کو بڑا غصہ آیا مرکب کو پھیرا پیچھے آہو کے چلے ہر مرتبہ تھوڑی مرکب کی
اور پیٹھا ہرن کا ملجاتا ہی لیکن شاہزادہ چاہتا ہی کہ نیزے سے شکار کرون آہو نہین
ٹھہرتا جست کرکے نکلجاتا ہی آخر شاہزادے کو غصہ آیا کمان کیانی کو کاندھے سے اتارا
تاک کر تیر مارا کہ آہو گرا شاہزادے نے پلٹ کے دیکھا شاطر کو بھی اپنے قریب نہ پایا
آخر گھوڑے سے کودے آہو کو بہ قربانی پہونچایا اب منظور ہی کہ آہو کو شکار بند سے
باندھون اور پلٹون کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک آہو بھاگا آتا ہوا تیر پیٹھ پر پڑا ہوا
سامنے آتا ہی بس جہانگیر نے تیر مارا کہ وہ آہو بھی گرا شاہزادے نے اُس آہو کو بھی
کھینچ کے بہ قربانی پہونچایا شاہزادہ متأمل رہا ہی کہ دفعۃً پھر گرد اُڑی جہانگیر نے دیکھا
ایک نقابدار بادلپوش تلاش مین اپنے آہو کی آتا ہی آہو کو جو اپنے پڑا ہوا دیکھا
نہایت غصہ آیا گھوڑے کو اُڑا کر قریب شاہزادے کے آیا کہا کیون اجل گرفتہ
تونے ہمارے شکار کو کیون شکار کیا جہانگیر فرزند امیر فصاحت باتون مین بھری ہوئی
فرمایا اے نقابدار بہادر صحرا مین کیا کسی کا اجارہ ہی شکار ہمارے سامنے آیا
ہمنے شکار کر لیا کیا تو ہی بڑا شکاری ہی نقابدار نے غصے مین جھنجھلا کر کہا تونے تیر مارا

بڑی خطا کی جہانگیر نے کہا اچھا ایسا ہوا جو تیرے مزاج مین آوے وہ تو میرے واسطے کر نقابدار نے نیچے پر ہاتھ ڈالا نیچہ کھینچکر شاہزادے پر ہاتھ مارا کہا او جوان اس شکار کا یہی بدلہ ہو کہ تجھکو بھی شکار کرون جہانگیر نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ اپنا ڈالدیا ہاتھ مین وہ نرمی پائی کہ جہانگیر حیران ہوگئے کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا وہ رنگ پایا گویا پھول کو اُٹھایا ہلکہ جو پڑا بند نقاب ٹوٹا نقاب جو چہرے سے اُٹھی معلوم ہوا کہ لکۂ ابر ہٹ گیا بقول شاعر۔ فرد۔ اُٹھا اُسکے چہرے سے جسدم نقاب + گرا چرخ سے چرخ کھا آفتاب + شاہزادے نے اپنی نگاہ اُٹھا کر دیکھا آنکھین نرگس شہلا ہونٹھ قند مسیحا قد لبینہ مثل صنوبر نازنین وماہ پیکر یار رشک قمر کمر باریک کہ جسکو موے میان کہتے ہین مقابلہ عدم مین کون دخل دے تار شعاع نظر کہون کس شے سے مثال دون مگر قتل عاشق پر کمر چست ہی اسوجہ سے نشان پایا گیا عدم کو موجود کہا دیکھکر اُسکو ہوش نہ رہا ساق بلورین کہ جنپر بنا ہے حسن قائم ہو اُنکی کیا تعریف صرف شاخ بلور لکھے پا یا نازک ثابت قدمی جسکو ہمہ تن تاج سر شاہان نقش قدم ہو شاہزادے نے جو یہ جمال دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا ہاتھ جو کانپے وہ مہجبین ہاتھ سے چھوٹی شاہزادے بھی غش کھا کے گرا یہ منہ سے نکل گیا۔ نظم

غیرت مہر و رشک ماہ ہو تم — خوبصورت ہو بادشاہ ہو تم
جسنے دیکھا تمھین وہ مر ہی گیا — حسن سے تیغ بے پناہ ہو تم
کیونکر آنکھین نہ ہمکو دکھلاتے — کیسے خوش چشم خوش نگاہ ہو تم
حسن مین آپ کے ہو شان خدا — عشق بازون کے سجدہ گاہ ہو تم
ہر لباس آپ کو ہو زیبندہ — جامہ زیبون کے بادشاہ ہو تم
فوق ہو سارے خوش جمالون پر — وہ ستارے جو ہین تو ماہ ہو تم
ہمسے پردہ وہی حجاب کا ہے — گو جدا گردون سے روبراہ ہو تم
کیون محبت بڑھائی تھی تمسے — ہم گنہگار بے گناہ ہو تم
ہم جو حق وفا بجا لائے — شاہد اللہ ہے گواہ ہو تم

ہی تمھارا خیال پیش نظر — جسطرف جائیں سد راہ ہو تم
دونوں بندے انہی کے ہیں آتش — خواہ ہم ہوئیں اسمیں خواہ ہو تم

یہ اشعار پڑھ کے شاہزادہ جو بیہوش ہو گیا اُس مہ جبین نے جمال جہان آرا کے شاہزادہ دیکھا سطوت و صولت رعب و دبدبہ تہور و شجاعت مثل چاکران کمترین ہمراہ رکاب ہین چہرہ مثل آفتاب رعب و داب کل اشیاے خوبصورتی ہمراہ ہین ہوش ملکہ کے اُڑ گئے فرش خاک پر بیٹھ گئین سر جہانگیر کا زانو پر رکھا گرد و غبار چہرے سے پاک کیا چاہتی ہین عارض پہ عارض رکھ دون مگر حجاب مانع ہوتا ہی رُک جاتی ہین قضا سے کار مہتر چالاک صبا رفتار جو تلاش مین اپنے آقا کی چلا تھا وہ رستے مرکب شاہزادے کا دیکھا اُسی جا چلا ملکہ کی جو نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک عیار اسطرف آتا ہی گھبرا گئین سمجھین کہ اسکا عیار آتا ہی آئینہ چہرہ اپنا چھپا لیا نقاب چہرے پر ڈال لی کہ چالاک قریب آیا اپنے آقا کو بیہوش دیکھا گھبرا گیا پوچھا کہ ای ماہ عالم شاہزادے کو کیا ہوا ملکہ نے کہا ای عیار طرار تو قریب آ کے دیکھ کہ کیا گذری چالاک نے قریب آ کر پانی کا چھینٹا دیا شاہزادے نے آنکھ کھولی دیکھا کہ وہی مہ جبین منھ پھیرے بیٹھی ہی عیار نے مجھے بیدار کیا شاہزادہ اُٹھ بیٹھا ملکہ کا ہاتھ تھام لیا کہا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی تو نے اپنے بیمار سے مسیحائی فرمائی ہی کٹھور جانا تمھارا احسان عظیم ہوا کہ تم ٹھہر گئین ورنہ ہماری عجب کیفیت ہوتی اجتو یہ صورت ہی دل کی عجب حالت ہی

نظم

زخم بالیدہ ہوے داغ سینہ جوبن آگیا — پرورش پایا کیا تیرا جو دامن آگیا
دوری ایام آخر کھینچ لائی متصل — دشنۂ قاتل قریب خط گردن آگیا
اشک خون آلود سے ہی پیرہن بلبل قریب — اور بھی رنگینیوں پر اب تو دامن آگیا
کو لٹا یہ خاکسار آتا ہی دیکھا شہسوار — اک بگولہ سا قریب گرد تو سن آگیا
دست وحشت نے مٹادی آج دونوں کی خلش — بخیہ گریبان جھڑ کے گیا کچھ پاس تن آگیا
شورش بر خیز محشر نے جگایا تھا مگر — میری آنکھوں کو لحاظ خواب مدفن آگیا
بہگیا دل خون ہوکر رہگیا درد فراق — دوست کے بدلے ہے یہلو مین دشمن آگیا

توڑ کر تسبیح مثل رشتۂ زنّار ہے
دشمنوں کی پردہ پوشی کی ہوائے شوق نے
آتش داغ تمنا پرورش کرنے لگی
باغ عالم مین مثل گل بلبل تصویر ہوں
صورت سوزن بنا کر بخیہ گر کے ہاتھ مین
ای فلک شاید گمان خندہ اسیر بھی ہوا
آج راحت پائی احسان اجل سے ای نسیم

بعد مدت یاد اک طفل برہمن آگیا
گرد اونکے مین خار کی پیراہن تن آگیا
مثل اخگر دل جو دامان گلخن آگیا
کچھ غرض رکھتا نہین گر سوئے گلشن آگیا
بوسۂ چاک جگر لینے کو آہن آگیا
جو لب ہر زخم زیر مشق سوزن آگیا
فاتحہ پڑھنے لحد پر یار بدظن آگیا

یہ اشعار جو شاہزادے نے بیقرار ہوکر پڑھے ملکہ کے دلپر تاثیر ہوئی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور کہا ای شہریار باغ میرا یہان سے بہت قریب ہی وہان تشریف لیچلیے بہ آسائش بیٹھیے مجھے بھی ہوس ہی کہ آپ کے پہلو مین بیٹھون شاہزادہ اپنے مرکب پر سوار ہوا ملکہ اپنی مادیان پر سوار ہوئین چلنے کا ارادہ کیا تھا کہ سامنے سے دیکھا چند کنیزین گھوڑیان اڑاتے ہوئے آتی ہین انھون نے جو اپنی مالک کو دیکھا گرد ہوگئین مگر کیا دشعلہ زن ایک کنیز نے کہ نہایت پرفن چست و چالاک درانداز ہی مین بیباک ہی ساتھ والیون سے کہا صاحبو تمنے اس شوخ دیدہ کو دیکھا کہ اس جوان رشک قمر کے ساتھ ہوگئین دیکھیے کیا کرین اب اس جوان کو لیے چلتی ہین لو مجھ سے یہ بدعت نہ دیکھی جائیگی ایسے بہادر کی بیٹی اور وہ یون پھنسے مین تو جاکر بہزاد سے اطلاع کرونگی کنیزون نے کہا لو تمکو کیا کام وہ اپنے فعل کی مختار ہین آخر کسی طرح اس پہلوان دوران کو خبر ہو جائیگی کیا دخاموش ہو رہی مگر دل مین جل رہی ہی راہ مین شاہزادے نے نام پوچھا ملکہ نے کہا طلعت شیرین ادا اپنا نام بتایا چابک صبا رفتار ساتھ ہی شاطر پاؤن پر ہاتھ رکھے کہتا جاتا ہی ای شہریار حسب و نسب تو پوچھیے جہانگیر نے پوچھا ای ملکہ عالم گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو ملکہ نے کہا بہزاد جو لشکر اسلام سے لڑ رہا ہی کئی پہلوانون کو مار ڈالا کئی پہلوان زخمی کیے اہل اسلام کو اس سے تردد ہو رہا ہی فرزندان حمزہ آمادہ ہین کہ اس سے مقابلہ کرین لیکن اسکے

تین دن تک جنگ ملتوی کی ہو بعد تین دن کے مقابلہ کریگا میں اُسکی دختر ہون چاپک
نے عرض کی بڑے خونخوار کی دختر ہو ایسا نہو اُسکو خبر ہو جائے حضور اکیلے اُسکے باغ مین
جاتے ہین حضور اس غلام کو انھین کنیزون مین گمان ہو کہ کوئی خبر نہ کر دے جہانگیر نے
کہا کہ دیکھا جائیگا چاپک نے عرض کی وہ کنیز جو مادیان شکلی پر آتی ہو اُسکے تیور بد ہین
مجکو گمان ہو کہ اُسکو آپ کا آنا شاق ہوا کیا عجب ہو کہ دغا بازی کرے جہانگیر ملکہ کے
ساتھ داخل باغ ہوے دروازے پر چند نگہبان تھے ملکہ نے اُنسے کہا ہٹ جاؤ وہ
نگہبان ہٹے ملکہ جہانگیر کو لیکر باغ مین پہونچین غرضکہ شاہزادے نے قدم باغ مین رکھا
دیکھا باغ پر بہار ہر طرف طائرون کی پکار ہو شاہزادے کو دیکھکر طائر زمزمہ سرائی
کرنے لگے پھولون نے آنکھین کھولین غنچون کی زبانین کھلین چاہتے تھے کہ اوصاف
گل رخسار شاہزادہ والا مین کلام کرین شعرا نے دہن کو معدوم لکھا ہو اسوجہ سے
نہ چاہتے تھے سنبل پر پیچ و تاب نے جوڑا بنایا زلف محبوب کا نقشہ دکھایا نرگس شہلا نے
آنکھین کھولدین دیدہ بازی کرنے لگی سوسن چاہتی تھی سبز زبانین اپنی کھولون
صدف مین دہن شاہد مقصود کے باتین کرنے لگون سبز بختان چمن خوش مزاج لالے
کے سر پر سرخ تاج سرو صنوبر چاہتے ہین کہ ہمراہ رکاب ہولین مگر روانی سے مجبور ہین
ایک پاؤن سے چل نہین سکتے سارا باغ آمدے اُس گل رخسار کی باغ باغ ہو لالے کے
دل پر حسرت کا داغ ہو ملکہ جہانگیر کو لیے ہوے وسط باغ مین آئین کہ جہان چبوترہ بلور کا
تھا کنیزون سے اشارہ کیا چبوترے پر فرش مشجر بچھا شاہزادے کو ملکہ نے مسند پر بٹھایا
آپ پہلو مین آکر بیٹھین شاہزادے نے چاپک سے اشارہ کیا چاپک نے بابان کھینچا
سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا یہ غزل شروع کی۔ نظم

| | |
|---|---|
| حشر کے روز اگر داد طلب دل ہوگا | لب ہلانا مرے جلاد کو مشکل ہوگا |
| ہاتھ پڑ جائین گے لاکھون کے دم حشر اے دل | چاک زخمون کی طرح دامن قاتل ہوگا |
| حشر کو کل غزہ اعمال دکھائین گے کیفر | میرے ہاتھون مین فقط آبلہ دل ہوگا |
| کیا عجب چونک پڑے خواب گران سے ہر گل | نالہ کرنے مین بھی احسان عنادل ہوگا |

بوسے ہنسکر جو لب یار کے لے لیتا تھا | ساقیا جام نہ ہوگا وہ کوئی دل ہوگا
کہتے ہیں قتل کرینگے وہ لحد پر آکر | فیصلہ آج ہمارا سر منزل ہوگا
ہوگئی قتل میں تاخیر تو یہ جوش کہاں | قصہ قاتل کی طرح شوق بھی باطل ہوگا
ولولے ہیں نفس چند کے تا فرصت عمر | کچھ ونون میں نہ یہ لیلی نہ یہ محمل ہوگا
آج غنچون نے صدا دین جو نہین دین شایاد | کچھ صبا کو اوب تواب عنا دل ہوگا
قابل رہنے کی نہین بات جو بگڑے گی نسیم | قدح مہر بھی اک کاسۂ سائل ہوگا

چابک کے گانے پر سب مبہوت ہو رہے ہیں یہان تو ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہے مگر وہی کیاد کنیز یہ جلسہ دیکھکر بہت جلی اپنے مقام سے اُٹھی بہزاد کو خبر کرنے چلی باہر جو آئی نگہبانون نے پوچھا کہ بی کیاد کہان کیاد نے پاپیچے ہلا کر کہا نگوڑے نگہبان آنکھون میں پردے ڈال کے بیٹھتے ہیں ملکہ نے ہٹا دیا نگہبان ہٹ گئے مگر یہ نہ سوچا کہ کون جاتا ہو نگہبانون نے کہا بی کیاد غصہ نہ کرو ملکۂ عالم شکار سے پلٹی تھین کیونکر نہ پہچانتے ہم کیا ملکہ کو دیکھتے ہین تم بتلاؤ کہ کون آیا کیاد نے جواب دیا کہ اب جو آیا ہو اُسکا حال کھلجائیگا ذرا کہارون کو بلوا دو ڈولی کہار نگہبانون نے بلوا دئے سوار ہوکے چلی بہزاد ایک دن لڑا تھا حیلہ کرکے واسطے شکار کے گیا شکار بھی نہ ملا اب باغ آتا ہو کیاد کو جو آتے ہوے دیکھا گینڈا روک لیا کہا کیاد کہان چلی کیاد نے کہا گینڈے سے اُتریئے تو مین عرض کرون بہزاد گینڈے سے کودا کیاد نے ہاتھ پکڑ کر کہا آئے پہلوان دوران تمھاری یہ شوکت کہ مین نے خبر سنی ہے تمھارے آنے سے پہلوان گھبرا رہے ہین ہر ایک کو اپنی جان کا خوف ہو مگر کچھ اپنی صاحبزادی کی بھی خبر رکھتے ہو صاحبزادی برائے شکار گئی تھین شیر بیشۂ صاحبقرانی کو شکار کر لائین ایسی بےشرم ہین کہ گھوڑے سے اُترکر سر اُسکا زانو پر رکھ لیا جب وہ بیدار ہوا تو اُس سے باتین کین باغ مین لائی ہین جلسۂ عیش آراستہ ہو پسر حمزہ بوسہ بازی کر رہا ہو یہ سنکر بہزاد کانپ گیا کنیز کا ہاتھ پکڑ کر ایک طمانچہ مارا کہ سر اُسکا آگرا کہا حرامزادی ایسی خبر جلاتی کہتی ہے اور گینڈے پر سوار ہوکے طرف باغ کے چلا جب در باغ پر پہونچا اول نگہبانونکو

قتل کیا پھر دروازے پر آکر ایک لات ماری اندر باغ کے گھسا جو کنیز سامنے آگئی اسیر ہاتھ
تلوار کا مارا کسی کو طمانچہ ماردیا اسطرح کی بدعتین کرتا ہوا قریب چبوترے کے پہونچا جہانگیر
گلچہانی گلشن جمال ملکہ مین مصروف تھے بہزاد کو آتے ہوے نہ دیکھا قریب آکے بہزاد
نے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے چاہا اٹھون تلوار سر پر پڑگئی شاہزادہ فوراً لڑکھڑا کے گرا اور
کئی ہاتھ تلوار کے مارے قمر طلعت پیٹنے لگی کہتی تھی او ظالم مین خطاوار ہون مجھے قتل کر
بہزاد نے موے مشکین تھام کر ایک طمانچہ مارا بقول شاعر فرد - وہ رخسار نازک کہ
ہوجائین لال + اگر انپہ بوسے کا گذرے خیال + دیکھو یہان تک تو نزاکت مین وہ
یگانہ ہوا + جو پہنی پھولون کی بدھی تو دردشانہ ہوا + بہزاد کے ہاتھ کا طمانچہ پڑا عارض پر
عارضہ عارض ہوا کہ قطرات خون ٹپک پڑے لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوگئی بہزاد نے
تلوار اٹھائی کہ سر اسکا کاٹ لون چند کنیزین لپٹ گئین اور کہا کہ اے بہزاد یہ سر ا
سمجھا ہے جا پاس نے جو اتنی مہلت پائی کہ بہزاد طرف کنیزون کے متوجہ ہوا شہزادہ
اپنے آقا کا بازو تھاما شہزادہ خون آلود لیکر بھاگا بہزاد جو پلٹا جہانگیر کو نہ پایا کنیزون سے
پوچھا ارے یہ مقتول کیا ہوا کنیزون نے عرض کی اسکا عیار لے گیا بہزاد نے کہا اسکو
تم گواہ ہو کہ اسکے دامن عصمت پر غبار تو نہین آیا کنیزون نے کہا کہ پسر حمزہ خود راضی
نہین ہوا ہفت پیکر کو برا کہا پسر حمزہ سمجھا تھا بہزاد نے کہا تمکو یاران بیڑیان لاؤ
اس کسبیہ بریدہ کو مسلسل کرو اسی باغ مین رکھو خبردار یہین جانے نہ پائے ورنہ
تم سب کو قتل کرونگا کنیزون نے ملکہ کو اسی عالم غشی مین مسلسل کیا بارہ دری مین
لیجاکر مقید کیا چند کنیزین برائے نگہبانی بیٹھین بہزاد جھلایا ہوا باہر آیا دربار مین
ہفت پیکر کے پہونچا دامن ہفت پیکر کا پکڑ لیا کہا یا خداوند آپ نے کیسی تقدیر
کی کہ مجکو زبان سے نہین کہہ سکتا وہ معرکہ گذرا کہ غرق عرق ہو رہا ہون طبل جنگی بجے
کل پسران حمزہ کو لڑونگا ایک فرزند کو تو حمزہ کے مین نے مار ڈالا ہے عیار لاش لیکر
بھاگ گیا اب سب پسران حمزہ کو قتل کرونگا ان مین سے کوئی باقی نہ بچیگا ہفت پیکر
نے طبل جنگی بجوایا ہرکارے جو جاسوس تھے خبرین لیکر بھاگے خدمت صاحبقران مین

آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی بہزاد نے طبل جنگی بجوایا ہی عجب طرح کے کلمات کہ رہا ہی نہین معلوم کس وجہ سے جہانگیر اُسکی دختر کے پاس پہونچے کہتا ہی اُنکو قتل کیا صاحبقران کو یہ سُنکر پسینہ آگیا فرمایا جیسا اس نالائق نے کیا ویسی سزا پائی بہت بہتر ہوا کہ مارے گئے اہل لشکر جہانگیر رونے لگے سب نے دست بستہ عرض کی کہ حضور دریافت کرائین کہ جہانگیر پر کیا معرکہ گذرا صاحبقران نے فرمایا کہ جو کوئی نام جہانگیر کا لے وہ میرے لشکر سے نکلجاے مجھکو صورت نہ دکھلائے سب سردار خاموش ہورہے بدیع الزمان و قاسم و نورالدہر کی یہ کیفیت تھی رنگ رو متغیر سر نگون بیٹھے ہین آنکھون مین آنسو بھر ہوئے جو دل مین ہی صاحبقران سے عرض نہین کرسکتے صاحبقران نے حکم دیا طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ بہزاد نے گینڈا اپنا نکالا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان فرزند صاحبقران کا خواہان ہون شاہزادہ چوگان بن حمزہ سے کہ رات بھر فراق برادر مین روئے ہین فوراً مرکب صف سے نکالا سامنے بادشاہ کے آئے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے پایۂ تخت پر ماتھا رکھا عرض کی ای شہریار آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ ہم لوگون پر کیا بدعت گذری اس بھیا نے تنہا پاکر شاہزادہ جہانگیر کو مار ڈالا عیار طرار کہ بچپن سے ساتھ ہی لاش لیکر بھاگ گیا مگر نہین معلوم کہان گیا کہ ابتک نشان نہ ملا اب حضور ہمکو اجازت دین کہ جاکر اس بھیا سے معاوضہ خون برادر لین یا اپنی جان دین صاحبقران زبان سے تو فرمادیا کہ کوئی جہانگیر کا نام نہ لے غلام کچھ عرض نہ کرسکے بادشاہ نے سر جھکاکر فرمایا بسم اللہ تمکو خدا کے سپرد کیا پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے شاہزادہ مقابلہ بہزاد مین آیا بہزاد نے بہ نگاہ در گہے پوچھا ای جوان تیرا کیا نام ہی چوگان نے نام اصلی بتایا یہ سُنکر بہزاد بہت جھلایا کہا فرزندان حمزہ کا مین قاتل ہون چوگان نے کہا مین اسی واسطے تیرے مقابلے مین آیا ہون کہ تیرا سر کاٹ کر لیجاؤنگا بہزاد نے نیزہ

مارا کہا تم فرزندان حمزہ سب مکار ہو سبکو تلاش کرکرکے قتل کرونگا چوگان نیزہ بازی
کر رہے ہین اکثر نیزہ روک کر فرماتے ہین فرزندان حمزہ نے کیا خطا کی کہا ایسی خطا کی ہے
کہ قتل پر بھی مجھکو آرام نہوگا چوگان نے گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے نکل گیا نیزہ
جو ہاتھ سے بہزاد کے نکلا مثل ابر گرگرایا قبضے پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی او پسر حمزہ چھری
تھما تلوار سے ہو خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا چوگان نے تلوار کو تلوار پر روکا جھنا کے کی
صدا بلند ہوئی اب شاہزادے کی برق شمشیر جو چمکی بہزاد کو آئینہ شمشیر مین جلوہ عروس
مرگ دکھائی دیا دیکھکر آواز دی کہ او جوان کسکو ساتھ لایا ہے کہ وہ مجھکو تیر مارا چاہتا ہے
چوگان جو تلوار روک کے پلٹے بہزاد نے ہاتھ مار دیا چوگان کا سر زخمی ہوا زخمی ہوکے پلٹے
فرمایا او مکار یہ کیا حرکت تھی یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا زخمی تو ہو ہی چکے تھے چادر خون کی چہرے
پہ پڑی بہزاد نے گینڈا ہٹا لیا سر شاہزادے کا جھکا دوسرا ہاتھ بہزاد نے مارا سر شاہزادے
کا چوپارہ ہوگیا بہزاد نے چاہا سر کاٹ لون شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے
دیکھا کہ بھائی قتل ہوتا ہے وہین سے گھوڑے کو چمکا کے نعرہ کیا کہ او نامرد کیا کرتا ہے
کوئی بہادر زخمی پر ہاتھ ڈالتا ہے بہزاد ذرا ٹرکا بدیع الزمان نے گھوڑا بڑھایا کہ لپٹ
پڑون کشتی مین اسکو زیر کرون وہان پر ہوش خانہ تھا دونون پانون گھوڑے کے
ہوش خانے مین جا پڑے گھوڑے نے سکندری کھائی بدیع الزمان ہر کب سنبھالنے
لگے بہزاد نے ہاتھ مار دیا سر بدیع الزمان بھی زخمی ہوا سرداران نامی جو بدیع الزمان
کے نکلے وہ بھی زخمی ہوکے کئی پہلوان اسکے ہاتھ سے مارے گئے بہزاد وقت شام ہوتے
پلٹا آواز دی او فرقہ خدا پرستان کل تم سب سے سمجھ لونگا بہزاد کی اب یہ کیفیت ہے
کہ روز طبل جنگی بجواتا ہے اور میدان مین آتا ہے دو چار سردار اسکے ہاتھ سے زخمی ہوتے
ہین ایکدو مارے جاتے ہین دربار مین ہفت پیکر کے بہزاد کی بڑی خاطر ہوتی ہے
بہزاد نے جو خبر پائی کہ ملکہ قمر طلعت کو صحت ہوئی عارضہ عارضی بالکل جاتا رہا کنیزون
سے کہلا بھیجا کہ ملکہ کی ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دو مگر باغ سے نہ نکلنے پائین جس وقت ملکہ کی
ہتھکڑیان بیڑیان کاٹی گئین تو لگا تار بلک کے روتی تھین اور کہتی تھین کہ صاحبو

مجھے اس قید بند سے رہا نہ کرو مجھکو اس قید مین چین ہی اُس شہریار کی زلف عنبرین کا سودا ہی مین تو بہت مجبور ہون یہ کیفیت ہی۔

نظم

ہین اشک مری آنکھون مین قلزم سے زیادہ — ہین داغ مرے سینے مین انجم سے زیادہ
سو رمز کی کرتا ہی اشارے مین وہ باتین — ہی لطف خموشی مین تکلم سے زیادہ
جز صبر دلا چارہ نہین عشق بتان مین — کرتے ہین ستم اور تبسم سے زیادہ
میخانے مین سو مرتبہ مین مر کے جیا ہون — ہی قلقل مینا مجھے قسم قُم سے زیادہ
بھر جائے جو بادہ مرے منھ تک نہ کہون بس — میخواری مین ہی ظرف مرا خم سے زیادہ
ہر نہر چمن ہجر مین اژدر سے ہی افزون — ہر گل ہی مری جان کو کژدم سے زیادہ
سو رقص سے افزون ہی یہی رو تری رفتار — پائون کی صدا لاکھ ترنم سے زیادہ
تکلیف تکلف سے کیا عشق نے آزاد — موئے سر شوریدہ ہین قاقم سے زیادہ
معشوقون سے امید وفا رکھتے ہو ناسخ — نادان ہو کوئی دنیا مین نہین تم سے زیادہ

ملکہ نے رو رو کر یہ اشعار پڑھے یاد مین شاہزادہ جہانگیر کی بیقرار ہو کر رو دی ہین مگر کوئی قابو نہین کئی سو حبشنین متعین ہین نگاہ اُٹھانے کا حکم نہین کنیزان قدیم پاس نہین آتین اپنی اپنی صحنچیون سے نکلکر دیکھ لیتی ہین اور حال پر ملکہ کے روتی ہین بعض بعض جو سن رسیدہ ہین وہ کہتی ہین یکایک صاحبزادی آبلہ پڑین نحس شخص کو بلا لیا اُس جوان کی جان لی ای بوا صاف تو یہ ہی کہ وہ جوان تھا حسن مین ملکہ سے بہتر لیکن افسوس ہی کس حسرت سے مارا گیا قبضے پر ہاتھ نہ ڈال سکا جس وقت سے وہ جوان مارا گیا بہ نگاہ غور دیکھو گلون کا رنگ زرد ہی غنچے کے دل مین درد ہی نسیم سحری کے لب پر آہ سرد ہی باغ مین تو یہ کیفیت ہی مگر چالاک عیار فتار پشتارہ اپنے آقا کا لیکر بھاگا تو کوہ دُخان کے پاس پہنچا اُس کوہ پر ایک قزاق رہتا ہی کہ دُخان سیہ رو اُسکا نام ہی بالائے کوہ بیٹھا ہی بارہ ہزار قزاق مسلح و مکمل پشت پر بیٹھے ہین اس بات کے منتظر ہین کہ کوئی مسافر نکلے تو اُسے لوٹین ایک قزاق نے کہا ای آقائے نامدار دیکھیے ایک سونے کی چڑیا آتی ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ چور ہی اپنا مال لایا ہی کہ پشت پر لادے

ہوئے ہی جست و خیز نہین کرسکتا دخان نے کہا تم ٹھہرو مین جاتا ہون کپڑے تک اُس جوہر
کے لاتا ہون یہ کہکے دخان کوہ سے اُترا گینڈا تیز کرکے آواز دی او سیان جانے والے
کہان جاتا ہی ذرا ٹھہر جا یہ کیا مال لادے ہی چابک نے پلٹ کے دیکھا اور پکار کر آواز
دی کہ ای جوان میرے پاس مال نہین ہی یہ روح روان صاحبقران ہی دخان نے ڈپٹ کر
آواز دی مین ان حیلون کو نہ مانونگا تو کیسا کچا چور ہی یہ نہ جانتا تھا کہ یہ دامنہ کوہ دخان ہی
یہان سے مسافر بچکے نہین جاتا یہ کہکے دخان نے نیزہ سینے پر رکھ دیا چابک نے آخر
ناچار ہوکر پشتارہ دوش سے اُتارا کہا ای شخص دیکھ لے دخان نے جو پشتارہ کھول کر
دیکھا ایک چاند کا ٹکڑا مانند ماہ تابان اُسمین سے نکلا مگر زخمون مین چور جو ہچکیان لے رہا
ہی دخان نے پوچھا ای شخص یہ کون ہی کس گلستان کا گل ہے اور کس جلاد بیداد نے
اسکو زخمی کیا افسوس اسکے شباب پر اُس ظالم کو رحم نہ آیا مین تو اسکی صورت زیبا اور بالطبع
جہان آرا دیکھکر عاشق ہوگیا چابک نے کہا یہ فرزند رشید صاحبقران صاحب جاہ و
توقیر نام اسکا شاہزادہ جہانگیر ہے اس سن مین کئی سو ملک فتح کیے ایسے مقام پر
پھنس گیا کہ کچھ زور نہ چلا اسقدر زخمی ہوا کہ تم دیکھ رہے ہو جب یہ ایسا زخمی ہوا اور
بیہوش ہوگیا وہ جلاد تو اور طرف متوجہ ہوا مین فوراً اسکا پشتارہ باندھکر لیے بھاگا
میرا یہ قصد تھا کہ کہین جاکر ٹھہرون اور اس شہریار کا علاج کرون مگر تمنے مجھکو روکا
چابک صبا رفتار اسکا عیار ہون تو جری و بہادر ہی ضرور اسکا علاج کریگا دخان نے
پلٹ کر قزاقون کو پکارا کہ بھائیو بارگاہ لیکر آؤ ایک شخص نہایت کمسن آفتاب جمال
خورشید مثال زخمی پڑا ہی سب قزاق بارگاہ لیکر اُترے دخان نے بارگاہ استادہ کرائی
جہانگیر کو بارگاہ مین لایا اپنے ہاتھ سے ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین رومال
ہاتھ مین لیکر بیٹھا مگس رانی کرنے لگا تھوڑی دیر کے جہانگیر کی آنکھ کھلی ایک مرد
سپاہی وضع کو دیکھا کہ بدل خدمت میری کر رہا ہی جہانگیر نے اُٹھنے کا ارادہ کیا
فوراً دخان نے اشارہ کیا کہ ابھی اعضا کو جنبش نہ دیجیے کچھ مرض کی بیماری ہو فرمائیے توجہ
ہو اُسکو دفع فرمائیے زیر گردن شاہزادے کی ہاتھ دیکر اُٹھایا تکیہ جو ہلانے کا ارادہ کیا

جہانگیر نے منھہ پھیر لیا دخان نے پوچھا کہ اسکا کیا باعث آپ یخنی کیوں نہیں نوش کرتے
چند قطرے حلق سے اُترنے ضعف موقوف ہو جاتا جہانگیر نے طرف چابک کے دیکھا
چابک کانپ گیا مگر شاہزادے کا اشارہ تھا کہ یہ خلاف مذہب ہے میں اسکے ہاتھ سے
یخنی نہ پیونگا چابک نے دل مضبوط کر کے کہا اے پہلوان دوران یہ فراش راہ دین
اسلام کے فرزند ہیں مذہب کا انکو بڑا پاس ہے جبتک کلمہ نہ پڑھوگے یخنی نہ پیئیں گے
دخان نے دست بستہ عرض کی میں لات و منات پر لعنت کرتا ہوں ہمیشہ سے
ہفت پیکر کا بندہ تھا مگر یہ بھی سنا ہے کہ اسنے آپ لوگوں کے ہاتھ سے شکست کھائی
معلوم ہوا کہ وہ خداوند نہیں ہے آپ کے خدا سے ناديده کا مذہب اختیار کرتا ہوں تو
کہکے کلمہ پڑھا سب قزاقوں کو بھی اپنے مسلمان کیا تب شاہزادہ جہانگیر نے یخنی کو پی لیا
پانچ دن میں شاہزادہ اسقدر صحیح و سالم ہوا کہ آکر بارگاہ دخان میں بیٹھا کرے سب
قزاق بھی آکر بیٹھتے ہیں کہ چند قزاق دوڑے ہوئے آئے دست بستہ عرض کی اے
افسر بھائی صاحب آپ کے اجلال سرکش چوبیس ہزار قزاقوں سے آئے ہیں
خراج مقرری مانگ رہے ہیں یہ سنکر دخان نے سر جھکا لیا کہا ایک ہفتے سے میں
علاج میں اس جوان کے مصروف ہوں میرے پاس روپیہ نہیں ہے جا کر کہدو کہ اس
مہینے میں خراج دونگا قزاقوں نے کہا فوج کی تنخواہ چڑھ گئی ہے فوج والے سب بگڑے
ہوئے ہیں وہ ہرگز نہ مانیں گے جہانگیر نے پوچھا اے دخان یہ کیا معرکہ درپیش ہے
اجلال سرکش کون ہے دخان نے عرض کی اے شہریار وہ میرا حقیقی بھائی ہے مگر زور میں
مجھسے زیادہ ہے ایک مرتبہ مجھپر لشکر کشی کر کے آیا میں نے مقابلہ کیا میں زیر ہوا جب
میرے قتل کرنے کا اُسنے ارادہ کیا میں نے کہا اے برادر تم قزاق ہو جان بخشی کرو روپیہ
لیاو اُسنے کہا سال میں دس ہزار روپیہ لونگا میں نے قبول کر لیا دس ہزار روپے دیے
پہلے سال بھی دیا اُسنے ہر سال وہ خراج قرار دیا ہے وہی روپیہ مانگنے آیا ہے جہانگیر نے قبضہ پر
ہاتھ ڈال کے کہا ابکی سال روپیہ نہ دو دیکھیں کیا کرتا ہے دخان نے عرض کی حضور مجھکو
وہ قتل کر ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا میں کیونکر انکار کروں جہانگیر نے کہا کہ ہم جواب دینگے

کیا تم اُسکے نوکر ہو جو خراج دوگے لوٹے مارے کھاوے فوج کی تنخواہ تمپر اُتاری ہی
یہ ذکر تھا کہ ایک قزاق بھیجا ہوا جلال سرکش کا بارگاہ مین آیا کہا ای دخان جو ہم لوگ
آج رات کو اُترینگے تو کھانا دینا پڑیگا اگر کہو تو ہم سب لوگ گھر گھر لین دخان نے چاہا
تھا کہ جواب دون کہ شاہزادہ جہانگیر بالا قہر نے جواب دیا کہ جاکر اُس مغرور سے کہو کہ
چاہو اُترو چاہو جاؤ اگر دعوی جرأت ہی تو طبل جنگی بجواؤ بلکہ اپنی جان کی خیر مناؤ اُس
سوار نے دیکھکر آواز دی کہ ای جوان تو کون ہی جو اسکی جانب سے صاف جواب
دیتا ہی ہم لوگون کی تنخواہ کا حکم ملا ہی ہم روپیہ لیکر جائینگے ورنہ دخان کو گرفتار کرینگے چند
ساعت مین روپیہ لے لینگے جہانگیر نے کہا ای شخص جا میرے سامنے زیادہ باتین نہ بنا
اپنے افسر کو جاکر میرے پاس بھیج سپاہی سے کیا کلام کرین سوار نے تلوار کھینچی
شاہزادے پر ہاتھ مارا شاہزادے نے ایک تھپکی ماردی کہ تلوار ہاتھ سے سوار کے
نکل گئی شاہزادے نے کلائی تھام کے ایک طمانچہ مار دیا کہ سر اُڑ گیا سوار کا مرنا کہ
دخان نے سر پیٹ لیا کہا ای شہریار بڑا غضب ہوا شاہزادے نے کہا کہ ای دخان
تم جاکر کنارے بیٹھو کیون گھبراتے ہو اگر وہ مجھ سے لڑیگا تو مین بھی میدان مین جاکر
دھوان دھار کردونگا دخان نے کہا حضور وہ بہت بدمزاج ہی فوراً ابھی چڑھ دوڑیگا
آکر فساد برپا کریگا جہانگیر نے کہا ہم جواب دے لینگے یہ کہکے کلائی پر دخان کی ہاتھ
ڈالا کھینچکر اپنے پاس بٹھا لیا دخان کو یہ معلوم ہوا کہ ایسا نہ ہو میری کلائی ٹوٹ جائے
آہستہ سے بیٹھ گیا ہاتھ باندھ کے عرض کرنے لگا اگر حکم ہو تو غلام روپے کی فکر کرنے
جائے روپیہ تو نقد میرے پاس موجود نہین ہی البتہ تھال وغیرہ نکلواؤن کچھ ہتھیار
دیکر اُسکو راضی کرون سوار کا مارا جانا اُسپر بہت شاق ہوگا جہانگیر نے کہا اُسکو
جواب دیا جائیگا کہ سوار نے جیسی حرکت کی ویسی سزا پائی یہ سوار تمہارا اسی قابل تھا
قزاقون سے اشارہ کیا کہ گھوڑا اور ہتھیار تم لیلو لاش اس جوان کی لیجاکر کسی دریا
مین بہا دو قزاقون نے اُٹھکر ہتھیار اُسکے اپنے جسم پر لگائے کپڑے بھی لے لیے
ایک قزاق لاش سوار کی کھینچکر باہر لایا پشتارہ باندھ کر دوش پر لگایا لیکر چلا

قزاق ہمراہ ہوے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ ایک کنوان ملا اُس کوئین پر شمارہ آتارا سب نے صلاح کی کہ دریا یہان سے بہت دور ہی اسی کنوئین مین لاش کو ڈالدو ایسا نہو کہ وہان اجلال کو خبر ہو کہ سوار میرا مارا گیا اور وہ طبل جنگی بجواکر میدان مین نکلوا کر شاہزادے پر حملہ کرے غرض یہ صلاح کرکے لاشہ کنوئین مین ڈالکر پلٹے یہان یہ خبر ہرکارون نے اجلال سرکش کو پہونچائی اجلال نے یہ خبر سُنکر زانو پر ہاتھ مارا بہت جھلایا غصے مین کانپتا ہوا اُٹھا کہا وہ جوان کون ہی جسنے میرے سوار کو مارا میں ابھی جاکر اُس جوان سے مقابلہ کرونگا خون کا دریا بہا دونگا ساتھ کے قزاقون سے کہا گھوڑا تیار کرو اور فوج کو قتل عام کا حکم دیا قزاق تو یہ چاہتے تھے کہ فساد ہو فوراً گھوڑا حاضر کیا خود بھی تیار ہوے اجلال سوار ہوکے چلا دخان سے شاہزادہ باتین کررہا ہو مگر دخان نے جو تیور شاہزادے کے دیکھے دیکھا ابرو ہل رہے ہین آنکھین غصے مین ابل آئین کہ لشکر مین ہلڑ ہوا جہانگیر نے سر اُٹھا کر فرمایا یہ کیا ہنگامہ ہی قزاقون نے خبر دی کہ حضور اجلال سرکش آپڑا فوج کو قتل کررہا ہی ہزارون جوان مارکر ڈالدیے یہی کہتا ہوا آتا ہی کہ میرے سوار کا قاتل کہان ہی جبتک اُسکا سر نہ پاؤنگا ہرگز واپس نہ ہونگا دور یارو یہ تو بتاؤ کہ دخان کہان ہی اُسنے نہ اُسکو سمجھایا کہ اجلال کا یہ ملازم ہی آج اُسکا بدلہ یہ ہوگا کہ قلعۂ کوہ کھدوا ڈالونگا اب خراج بھی نہ لونگا یہ سُنا تھا کہ جہانگیر اپنے مقام سے اُٹھے کہا جلد مرکب لاؤ جابجا تو شاہزادے کے مزاج سے خوب آگاہ ہی فوراً مرکب تیار کرکے لایا جانتا تھا کہ اگر دیر کرونگا تو شاہزادہ بدمزاج ہوگا غرض شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہوا دخان نے جو دیکھا بیقرار ہوگیا بڑھکر رکاب پر ہاتھ رکھا کہا آقا سے نامدار واسطہ خدا کے نادیدہ کا اُس سرکش کے مقابلے مین نہ جائیے جب اُسنے قزاقی اختیار کی تھی دس جوانون سے سو سو کو لوٹ لیا ہی اور اب تو چوبیس ہزار سوار ملازم ہیں قریات پر قبضہ کیا کئی سو دیہات پر اُسکی عملداری ہوگئی بادشاہ اس اقلیم کا دخل نہین دیتا دور جا جاکے قافلے لوٹتا ہی بیس بیس کوس پر جاکے شبخون مارا ہی جہانگیر نے دخان کو جھڑکا کہا بس خاموش رہو چور کی زیادہ تعریف نکرو

جب مقابلہ پڑیگا دیکھ لینا وہ ہمارا کیا کر سکتا ہے یہ کہکے گھوڑے کو کوڑا کیا مگر دخان بہ فرط
محبت پیچھے پیچھے چلا آتا ہے یہی دمبدم عذر کرتا ہے کہ آقا سے نامدار آپ پلٹ آئیے میں اسے
سمجھا کر پلٹ آؤنگا حضور باہر نہ جائیں جہانگیر نے کچھ جواب نہ دیا مرکب کو اڑا کر باہر آئے
دیکھا اجلال قزاقوں کو قتل کر رہا ہے شاہزادے نے آواز دی او نامرد تیرے سوار کا
میں قاتل ہوں مجھ سے سمجھ لے اجلال سرکش نے جو جہانگیر کو دیکھا آگ ہو گیا مرکب
اپنا دور کا یہ اڑا کر قریب شاہزادے کے آیا اور شاہزادے کو نیزہ مارا شاہزادے
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دو تین طعنیں آپس میں رد و بدل ہوئیں پانچویں طعن
میں شاہزادے نے نیزہ اجلال کا نکالا اجلال نیزہ نکلتے ہی دنگ ہوا جان سے
تنگ ہوا جھنجھلا کر قبضۂ تلوار پر ہاتھ ڈالا جب شاہزادے نے نیزہ اجلال کا نکالا تو
دخان نے بھی مرکب اپنا بڑھایا قزاقوں کو اپنے اشارہ کیا بلا زمان اجلال پر
جا پڑے جو قزاق لاشہ سوار کا لیکر گئے تھے وہ بھی آپہونچے آکر شریک جنگ ہوئے
تلوار چلنے لگی اجلال نے شاہزادے پر ہاتھ مارا شاہزادے نے وار بچا کر کلائی
پر ہاتھ ڈالا اجلال نے گریبان پر ہاتھ رکھا دونوں لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی
ہونے لگی اجلال نے سامنے کے کئی پیچ باندھے شاہزادے نے سب کا توڑ کیا
اجلال کا کوئی داؤں نہ چلا شاہزادے نے گردن پر ہاتھ رکھا بغلی ڈوب کر کے مارا
اجلال کو زمین سے اٹھا لیا اکھیڑ کر مارا اجلال چت ہو کر زمین پر گرا مگر کوئی زبردستی
اجلال کی نہ چل سکی شاہزادہ پلٹ کر پشت پر آیا سواری گانٹھ کر دو گھسے مارے اجلال
کو یقین ہوا کہ روح جسم سے نکل جائیگی شاہزادے نے بقوت چت کیا اور
چھاتی پر چڑھ بیٹھے کہا شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہے اجلال نے کہا میں تابعدار
ہوں آپ کی اطاعت کرتا ہوں میں آپ ہی کا نام نامی سنکر آیا تھا شکر ہے کہ آپ کے
ہاتھ سے زیر ہوا آپ کا جمال اسلام دیکھکر سیر ہوا زنگ کفر دل سے دور ہوا قلب کو
میرے سرور ہوا شاہزادہ اٹھ کھڑا ہوا اجلال قدموں پر گرا شاہزادے نے سینہ
سے لگایا چوبیس ہزار قزاق مسلمان ہوئے جب شاہزادہ ان سب کو لیکر وال بارگاہ

ہوا دخان کا یا تو دخان سیہ رو نام تھا شاہزادے نے دخان جوانمرد نام رکھا دخان عاشق جمال بے مثال ہی تیسرے دن شاہزادے نے غسل صحت کیا دخان نے روشنی کرائی طائفے بلا سے جلسہ آراستہ ہوا اجلال و دخان نے چاپاک سے کہا اے بہتر والا گہر آج تو خوشی کا دن ہے کہ آقا نے غسل صحت کیا سب سے زیادہ خوشی یہ ہے کہ کوہ دخان سے تا کوہ فیروزہ میری عملداری ہوئی شاہزادے نے مجھکو کل کا افسر کیا اگر آج مناسب ہو تو ایک شے تم بھی گاؤ چاپاک صبا رفتار نے بیٹھکر محفل میں یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

اندازم مرغ دل امشب سوی گلزار می آید ۔ کہ با باد صبا بوی ز زلف یار می آید

مشو آزردہ دل مجنون ز سنگ کودکان ہرگز ۔ کہ زین سان بر سر عاشق بلا بسیار می آید

ز بس فرہاد زد تیشہ بہ کوہ بیستون عشق ۔ ہنوز از بیستون آن نالہ ہای زار می آید

سر آسودگی داری سر اہل ملامت شو ۔ کہ بر سر ہر چہ آید بہ سر دستار می آید

چہ غم گر بر سر کویت بہ زنجیر جنون آیم ۔ برہمن ہم بگرد کعبہ با زنارے آید

زبون تر نیست گر ہر روز از روز دگر طالع ۔ چرا چندے مرا امسال یاد پارے آید

گروہ عاقبت کیشان حذر از موج طوفان ۔ کہ از دریای چشم جوی خون بسیار می آید

بطوف کعبہ لیلی از آن مجنون نمی آید ۔ کہ لیلی ہر نفس در دیدہ اش صد بار می آید

سر دار محبت را شریعت دان مہیا کن ۔ کہ منصور دگر اینک بہ پای دار می آید

بوقت ناتوانی ہا ز بالینم بکش دامن ۔ کہ قوت از عیادت در تن بیمار می آید

نمیدانم چہ سر ست اینکہ در دیر و حرم مخفی ۔ بگوشم از ہر طرف آواز استغفار می آید

چاپاک نے جو یہ اشعار عبرت آثار گائے سب خوش بیٹھے ہیں تعریف چاپاک کی کرتے ہیں کہ دخان نے دیکھا شاہزادے کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگے زانو بدلتے ہیں دخان نے پوچھا اے شہریار مزاج کیسا ہے یہ سنکر شاہزادے نے فرمایا اے رفیق و شفیق کیا پوچھتے ہو کیا تم سے بیان کریں اسوقت جو دور جام چل رہا ہو چاپاک نے ایسے اشعار گائے کہ دل کو بیقرار کر دیا دل کو غم و الم سے

بھر دیا کیا کیفیت کہین اسوقت معشوق یاد آئی حقیقت یہ ہی کہ کچھ کہہ نہین سکتے ۔ نظم

درس عشقت را بیان دیگر است ۔ این مدرس را زبان دیگر است
اختری اختر شناسان ترا ۔ با فلک ہر دم قران دیگر است
تا بکوے گرم کار این جہان ۔ این جہان را ہم جہان دیگر است
از شراب عشق مے سوز د جگر ۔ نقل این مے از مکان دیگر است
در میان خلق مے جوید و نیست ۔ طالب حق را مکان دیگر است
رہرو راہ طلب را ہر قدم ۔ ہمرہے با کاروان دیگر است
ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را ۔ باغمت راز نہان دیگر است
کس نمیداند کہ منزل در کجا است ۔ ہر کسے از کاروان دیگر است
در نیابد غیر چشم حق شناس ۔ فردمندان را نشان دیگر است
در نیابد ہر کسے اسرار عشق ۔ این معلم را زبان دیگر است
پرتو اقبال صاحب ہمتان ۔ مختفیا از آسمان دیگر است

وضاحت سے نے عرض کی غلام اس مطلب کو نہین سمجھا فرمایا کہ بہزاد سے بدلا لینا ہوا وہ باعث کی کہ آجتک کلیجے پر چھریان پھر رہی ہین دخان و اجلال نے عرض کی حضور جس مقام پر تشریف لیجاوین لشکر اسکا لوٹ لین لشکر مین ہتھیار نہ باقی رہے ایسا لوٹین کہ پھر آباد نہ ہو اور اگر فرمایئے تو لشکر کا نشان نہ باقی رہے غلامون سے کوئی نہ آگاہ ہو جہانگیر نے کہا تمسے کہین سے اسکو دربار برخاست کرو پھر جیسا کہ دخان و اجلال نے کہا کہ تھوڑی رات باقی ہی جہاندار طائفے جو آئے ہین انکو کبھی رخصت کیجیے فرمایا کہ اب تم سنو ہم سوئینگے یہ کہکے شاہزادہ اٹھ کھڑا ہوا اپنی بارگاہ مین آکر سوچنے لگا کہ ای جہانگیر بہزاد اپنے مقام پر کہتا ہوگا کہ مین نے فرزند صاحقران کو قتل کیا یکہ و تنہا چلین اسکی بارگاہ مین چلکر ہنگامہ ڈالدین اور اسی سے سوال کرین کہ معشوق کو بلوادے اگر وہ تامل کرے تو پھر تلوار کھینچین صاحبان دست برد کو کبھی ثابت ہو کہ دستچی ایسے ہوتے ہین پلنگ پر سے سر اٹھایا دیکھا کہ چا پاس

بھی سو گیا شاہزادے نے ہتھیار جسم پر لگائے بیرون بارگاہ آئے دیکھا سائیس بھی سو رہا ہی گھوڑا جو کی پر لگا ہی شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا طرف لشکر کے چلا یہاں بہزاد کئی میدان داریان کر چکا آٹھ دس جوانون کو قتل کیا بیس بائیس جوان زخمی کیے اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کئی سو پہلوان گرد ذکر کر رہا ہی کہ مین نے لیسر حمزہ کو مار ڈالا کوئی مجھسے بدلا نہ لے سکا بھائی اسکے نکلے وہ بھی میرے ہاتھ سے زخمی ہوے اب سرداران حمزہ کو ٹکڑے کونگا شل لندھور رہا اگر انکو مار لیا تو پھر حمزہ سے مقابلہ پڑیگا حمزہ مرد ضعیف ہی یقین ہی کہ میرے مقابلے مین نہ آسکے لندھور پر انکو بڑا ناز ہی جسدن لندھور کو مارا اسی دن صاحبقران کے حوصلے شکست ہو جائینگے پھر میرے مقابلے مین ہرگز نہ آئینگے پھر طلسم کشا کو للکارونگا جسدن طلسم کشا کو زیر کیا فوراً قتل کر ڈالونگا رفیق کہ رہے ہین حضور آپ نے ایسی میدان داریان کین کہ مسلمان آپکے نام سے تھراتے ہین پہلوانون کو آپکے نام سے غش آتے ہین رفقا تعریفین کر رہے ہین بہزاد بلبلا رہا ہے جہانگیر آتے آتے لشکر ہفت پیکر مین آئے کسی سے پوچھا کہ بارگاہ بہزاد کونسی ہی ایک سوار نے بتا دیا کہ وہ سامنے بارگاہ زربفتی جو ہی اسمین بیٹھے ہوے ہین وہ بارگاہ انکو خداوند نے دی ہی جہانگیر یہ دریافت کرکے دربار گاہ بہزاد پر آئے درگہ سالار کو سلام کیا درگہ سالار نے پوچھا اے جوان تو کون ہی جہانگیر نے کہا تمھارے آقا کی ملاقات کو آئے ہین مرد سپاہی ہین روزگار منظور ہے درگہ سالار نے کہا آجکل مصاحبون کی ضرورت ہی تمکو مصاحبون مین داخل کریگا کیا مضائقہ ہے چلے جاؤ دنگل زرین پر تشریف رکھتے ہین جسوقت تمکو دیکھین گے پسند فرمائینگے جہانگیر فرق زنجیر ہٹا کر گھوڑے سے کود کے اندر بارگاہ بہزاد کے آئے دیکھا دربار پہلوانون سے بھرا ہوا ہے جہانگیر نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی بہزاد نے سر اٹھا کر کہا یہ کون بے ادب ہے کہ ہماری بارگاہ مین نام خدا سے نا دیدہ کا لیتا ہے سر اٹھا کر دیکھا کہ شاہزادہ جہانگیر والا تبار سامنے سے آتے ہین پہلو سے بہزاد مین ایک پہلوان شورا دہ خارہ شکن نام سے بڑا پہلوان زبردست باادہ کبر و نخوت سے مست

بہ غرور بیٹھا ہی شاہزادہ اسی کے پاس آیا فولاد سے کہا ذرا دنگل سے اٹھو ہم تمھارے
مالک سے باتین کرینگے فولاد نے طرف وزیرون کے دیکھا کہ اپنے مقام سے اٹھون
کہ نہ اٹھون وزیرون نے اشارہ کیا کہ خبردار اپنے مقام سے نہ اٹھنا اگر اٹھو گے تو
ذلیل ہو گے کچھ لیاقت نہ باقی رہیگی فولاد نے کہا ای جوان کیا سب مین مجھی کو ذلیل
سمجھا ہی اتنے پہلوان بیٹھے ہین اور کسی کے دنگل پر بیٹھو جہانگیر نے کہا تمکو سب سے
جلیل سمجھا کہ قریب مالک کے بیٹھے ہو ہم تمھارے دنگل پر بیٹھکر تمھارے مالک سے
کچھ کلام کرینگے فولاد نے کہا ای جوان میرے پاس سے جا مین اپنے دنگل سے ہرگز نہ اٹھونگا
جہانگیر نے ہاتھ بڑھایا کہا ہم تمکو زبردستی اٹھا دینگے فولاد نے خنجر مارا شاہزادہ جہانگیر
نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مروڑ کے خنجر چھین لیا کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا دنگل
سے فولاد کو اٹھا لیا گرد سر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ سر فولاد کا غرق زمین ہو گیا ٹانگین
تھراتی رہگئین روح بجسم نے جسطرف سے راستہ پایا جسم سے نکل گئی لاشہ سرد ہو کے
زمین پر گرا اس زبردستی کو دیکھکر بہزاد کانپ گیا مگر شاہزادہ جو دنگل پر بیٹھا لنگر
مارا کہ چار دن ہولین دنگل کی چر چرا آئین بہزاد دیکھنے لگا شاہزادے نے فرمایا کہ ای
بہزاد تو نے مجھکو بمکر زخمی کیا تھا خدا نے میرا علاج کیا کہ مین زندہ تیرے سامنے
آیا میرے ہتھیار منگا دے اسی مین خیر ہی اور ایک شی اور طلب کرتا ہون مگر بہتر اسی مین
ہی کہ دونون سوال میرے پورے کر بہزاد نے کہا دوسرا سوال کیا ہی جہانگیر نے کہا
دختر تیری قمر طلعت ہماری معشوقہ ہی اسکو بلوا کر ہمارے ساتھ کر دے ورنہ سارے
دربار کو خون سے لال کر دونگا بہزاد یہ سنکر کانپ گیا مگر جرأت پہ حیران ہی کہ میرے
دربار مین بیٹھا ہوا یہ باتین کر رہا ہی اگر مین اسکو مار ڈالونگا تو پہلوان بدنام کرینگے
کہ اکیلے کو مار لیا جواب دیا کہ ای جوان مین نے نہایت ضبط کیا ورنہ جواب تیری بات
کا زبان تیغ سے دیتا جہانگیر نے کہا مین اسی کا مشتاق ہون کہ تلوار کھینچے اپنے مقام
سے اٹھے تو نے مکر سے مجھکو زخمی کیا تھا اب مین ہوشیار بیٹھا ہون بہزاد نے
ہتھیار منگوا کے سامنے رکھے کہا یہ ہتھیار حاضر ہین انکو لیجیے اور اپنے لشکر مین

جائیے طبل جنگی بجوا کر میدان میں آئیے سر میدان مقابلہ ہو سب جرأت کو دیکھ لیں گے کہ
لیے کیا کیا آپ کے والد نامدار کہ جنھوں نے ہزاروں معرکے دیکھے وہ قدردانی کریں گے
جہانگیر نے کہا میں بدون معشوق کے لیے نہ جاؤنگا یہاں شاہزادہ بہزاد سے یہ مردانہ
کلام کر رہا ہے وہاں اول چاپک کی آنکھ کھلی پلنگ پر شاہزادے کو نہ پایا گھبرا کر باہر نکلا
خبر پائی کہ جو کی کامرکب بھی نہیں ہے چاپک کو یقین کامل ہوا کہ کل شاہزادہ بہت بیقرار
تھا برائے مقابلہ بہزاد گیا ایسا نہ ہو کچھ خرابی ہو کہ اجلال و دخان آئے پوچھا کہ اے
چاپک خیر تو ہے چاپک نے کہا میں سو رہا تھا شاہزادے نے اٹھکر ہتھیار اپنے جسم پر
آراستہ کیے جو کی کامرکب لیا سوار ہو کے مقابلہ بہزاد میں پہونچے میری سمجھ میں تو یہی
آتا ہے مگر افسوس یہ ہے کہ اس شیر بیشۂ جرأت نے غلام کو بھی اپنے ساتھ نہ لیا یکہ و تنہا
تشریف لے گئے یقین ہے کہ جا کر بہزاد سے مناظرہ کریں اجلال و دخان نے کہا ہم بھی
فوج لیکر چلتے ہیں دونوں نے نکلک نفیر بجائی چھتیس ہزار قزاق تیار ہو کے آئے
اجلال و دخان سوار ہوئے لشکر لیکر چلے سب کے آگے چاپک روانہ ہو گیا یہاں
ہرکارے لشکر اسلام کے لگے ہوئے تھے خبریں لیکر خدمت صاحبقران میں پہونچے
چونکہ صاحبقران فرما چکے ہیں کہ میرے سامنے کوئی نام جہانگیر کا نہ لے ہرکارے حیران
کھڑے تھے کہ ایسی خبر کیونکر چھپائیں مگر صاحبقران سے کیونکر کہیں کچھ منہ سے نہ بولتے
تھے خواجہ عمرو نے جو شاگردوں کو دیکھا کہ خاموش کھڑے ہیں سمجھے کہ کوئی خبر ایسی
لائے ہیں کہہ نہیں سکتے اور چھپانا بھی ناممکن ہے کہ چھپا دیں خواجہ اپنے مقام سے
اٹھکر پاس شاگردوں کے آئے پوچھا کیوں خیر تو ہے کیوں پریشان ہو کیا خبر لائے
ہرکاروں نے خواجہ سے بیان کیا کہ استاد شاہزادہ جہانگیر والا تبار زندہ اور صحیح و سالم
بارگاہ بہزاد میں آئے دو سوال اس سے کیے ہتھیار تو اسنے منگوا دیے اب اسکی
دختر کو مانگ رہے ہیں کیونکر وہ گوارا کرے کہ بیٹی کو بلوا دے چہرے پر اسکے پسینہ آگیا
باتوں سے انکی گھبرا گیا کانپ جاتا ہے مگر بڑا ضبط کر رہا ہے جواب دے رہا ہے
اور کہتا ہے اپنے لشکر میں جاؤ طبل جنگی بجوا کر میدان میں آؤ اگر مجھکو دیر کرنا تو تم معشوقہ

کو لینا جہانگیر بگڑے ہوئے بیٹھے ہیں اپنی ہی کہے جاتے ہیں عمرو نے یہ خبر شاہزادہ
بدیع الزمان سے کہی بدیع الزمان نے سب بھائیون سے اطلاع کی اٹھارہ فرزندان
صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے ایک نے ایک سے اشارہ کیا کہ بارگاہ بہزاد
مین چلو سب کے پہلے بدیع کچھ حیلہ کر کے اُٹھے باہر نکلکر پشت مرکب پر سوار ہوئے
طرف بارگاہ بہزاد کے چلے انکے بعد ہوگان بن حمزہ و فرخ و بخت و نور الدہر و قاسم
و ایرج و شیر افگن و بادشاہ لشکر قاسم شاہزادہ عمر و گوہر زاد ختنی وغیرہ اپنے اپنے
مقام سے اُٹھے باہر نکلکر پشت ہاے مرکب پر سوار ہوئے طرف لشکر بہزاد کے چلے
اول بدیع الزمان دربارگاہ بہزاد پر پہونچے گھوڑے کو اُڑا کر چاہا جاوٗن درگہ سالار نے
روکا بدیع الزمان نے طمانچہ مارا سر درگہ سالار کا اُڑ گیا بدیع الزمان اندر آگئے بھائی
کو دیکھا کہ بہزاد سے کلام کر رہے ہیں ایک طرف آکر ٹھہرے لوگون نے دیکھا کہ ایک سر
ایک جوان زرہ پوش کھڑا ہے بہزاد سے اطلاع کی کہ پھر دربارگاہ پر بلوہ ہوا شاہزادہ
خاور سیاہ بارگاہ مین گھس آئے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی کہ ایک طرف
سے نور الدہر پہونچے ایک جانب سے ایرج آئے اٹھارہ نوجوان سب تلوارین
کھینچے ہوئے بارگاہ بہزاد مین آگئے بہزاد نے دیکھا اٹھارہ شیر بارگاہ مین کھڑے
ہوئے جھوم رہے ہین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین بہزاد حیران ہوگیا کہ مین کیس کیس کو دیکھا
ہون کیونکر ان شیرون سے لڑون یکایک بیرون بارگاہ بلوہ ہوا اور فریاد فریاد کی آواز
آنے لگی بہزاد نے سر اُٹھا کر پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہے دیکھا کہ چابک دست کرے ایک شخص
پر اپنے آقا کی کھڑا ہے رومال سے مگس رانی کر رہا ہے کان مین جھک کر کہا آپکے سرداران
نامی و پہلوانان گرامی اجلال و دو خان چھتیس ہزار فوج سے لشکر کفار پر آپڑے
دشمنون کو قتل کر رہے ہین اور صاحبقران آپ سے ناراض ہین اٹھارہ بھائی آپکے
دربار مین آگئے جہانگیر نے کہا مین سواے خدا کے کسی کی مدد نہین چاہتا اسیا مدعا
دلی حاصل نہ ہوگا یہ کہکے بہزاد سے فرمایا کہ اے بہزاد اُٹھو تلوار کھینچو بارگاہ والون کو
معلوم ہو کہ دو جوان لڑ رہے ہین جسکو خدا چاہے گا وہ غالب ہوگا بہزاد نے کہا کہ

مین تو آپ سے کہہ چکا ہون کہ اگر مجھکو آپ سر میدان زیر کرینگے تو معشوق کو پائین گے
اگر مین غالب آیا تو آپ کو قتل کرونگا ہرکارون نے یہ بھی خبر بہزاد کو دی کہ لشکر
مسلمانان قوم کے سب قزاق بیباک جست و چالاک مع دو سرداران زبردست
آپ کے لشکر پر آ پڑے آپ کا لشکر تاب نہین لا سکتا ہزارہا قتل ہوگئے بارگاہین
گرین خزانے لٹ گئے قزاق لٹیرے پہلے خزانے پر جا گرے بہزاد نے جہانگیر سے
کہا ای شہریار آپ کے سردار ہمارے لشکر کو لوٹ رہے ہین آپ انکو تو منع کیجیے
جہانگیر اپنے مقام سے اٹھے چاپک سے کہا باہر جاکر منع کرو کہ لڑائی موقوف کرین کیون
ای بہزاد کیا وعدہ کرتے ہو بہزاد نے کہا مین طبل جنگی بجوا کر میدان مین آؤنگا آپ میرے
مقابلے مین آئیے اگر آپ مجھکو زیر کرینگے تو بیشک معشوق دونگا یہ سنکر شاہزادہ جہانگیر
نے کہا ہم بیشک معشوق لے لین گے اسی باغ مین ہین بہزاد نے کہا اچھا جائیے
مگر جبتک میرے آپکے فیصلہ نہو باغ مین جانے کا ارادہ نہ کیجیے ورنہ مین اسی طرح
پیش آؤنگا جہانگیر نے کہا سر دربار ہمنے تمہاری دختر کا نام لیا اب تمہین اختیار ہے
تمنے ہمارا کیا کر لیا بہزاد سر جھکا کر خاموش ہوا چاپک نے نکل کر جلال و دخان
کو منع کیا تب ان سب نے تلوار روکی شاہزادے نے سب کو ساتھ لیا اٹھارہ بھائی
بھتیجے ساتھ بدیع الزمان نے کہا ای برادر اول چلکر صاحبقران سے خطا معاف کراؤ
ہم لوگ سفارش کرینگے ورنہ صاحبقران کا حکم ہے کہ ہمارے سامنے کوئی جہانگیر کا نام
نہ لے جہانگیر نے رومال سے ہاتھون کو باندھا تلوار گلے مین ڈال لی سر برہنہ پاپیادہ
لشکر مین آئے دربار صاحبقران مین پہونچے صاحبقران کے سامنے سے ہاتھ باندھکر
کھڑے ہوے عرض کی ای قبلہ و کعبہ فرد - سر بطاعت پیش تو ای ظل الہ آمادہ ایم + سایۂ
رحمتی و ما بہ پناہ آمدہ ایم + جو کچھ خطا غلام سے ہوئی ہو معاف فرمائیے ہرچند کہ آپ
فرما چکے تھے کہ جہانگیر کا کوئی نام نہ لے نوجوان بیٹے کو جو اس حال سے دیکھا مہر پدری
جوش مارنے لگا گلے لگا لیا فرمایا ای نور نظر ہمنے سنا تھا کہ دشمن تمہارے مارے گئے جہانگیر
نے کہا چاپک نے بچایا دونون افسرون کو پیش کیا جلال و دخان نے آکر

قدمبوسی کی عرض کی بہزاد سے دعا ہوا کہ کل سر میدان مقابلہ ہی یہان بہزاد جو اپنی
بارگاہ سے اُٹھا روتا ہوا بارگاہ ہفت پیکر مین آیا کہا یا خداوند غلام کو فرزند حمزہ نے
سر دربار ذلیل کیا ایسی تقدیر کیجیے کہ کل مین پسر حمزہ پر غالب آؤن اور طلسم کشا پر بھی
کوئی آفت آئے ایک قدرت سے مجھکو بڑی شکایت ہی کہ قدرت نے ایسی تقدیر کی کہ
مین نے پسر حمزہ کو مار ڈالا عیار اُسکا لیکر بھاگ گیا اُسوقت قدرت نے تقدیر معقول کی
کہ عیار اُسوقت نہ اُٹھاتا مین پاتا تو سر کاٹ لیتا مین خیال کرتا ہون کہ قدرت کو مسلمانون
کا بڑا پاس ہی کہ عیار کہان پہونچا دہ قزاق شریک ہوے چھبیس ہزار کی فوج ملی میری
بارگاہ مین گھس آیا سر دربار مجھ سے کلام کیے اور قدرت نے تقدیر نہ کی پسر حمزہ نے
مجھ سے گستاخی کی ہتھیار مجھ سے مانگے ہتھیار مین نے دیدیے وہ قمر طلعت کو مانگتا تھا
یہ کہین ہو سکتا ہی کہ مین بیٹی مسلمان کو دون خیر جو قدرت نے کیا بہشت بہتر کیا مین سمجھ گیا کہ
اب قدرت کے قبضے مین تقدیر نہین ہی مگر اب کل کے لیے تقدیر مضبوط کیجیے کہ مین پسر حمزہ
پر غالب آؤن عہد واثق کرتا ہون کہ اگر پسر حمزہ پر غالب آیا تو پاٹ کر قمر طلعت کو قتل
کرونگا اور اگر قدرت قبول فرمائین تو خدمت قدرت مین اُسکو حاضر کرون پیشکش
ہفت پیکر نے خوش ہو کر کہا اری بندۂ خاص الخاص اب قدرت تقدیر مضبوط کرینگے
تمھاری بیٹی کا خدائی لقب ہوگا سب اُسکو سجدہ کرینگے معشوقۂ قدرت نکل گئی یہ کہکے
حکم دیا کہ نام پر بہزاد کے طبل جنگی بجے کل ہمارا بندۂ خاص پسر حمزہ کو سر میدان زیر کریگا
اور قمر طلعت کے پیٹ مین نور قدرت اُتار ینگے اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی
ہرکارے اہل اسلام کے جو براے خبر حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے بارگاہ مین آکے حاضر
ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن گوسوز و گداز ہو بہزاد
نے طبل جنگی بجوایا ہی صاحبقران نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید
ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی بموجب حکم کے نقارۂ رزمی گڑگڑایا مگر مصنف حسال
مصیبت مآل اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق ملکہ قمر طلعت شیرین ادا کا
عرض کرتا ہی کہ وہ یاد مین شاہزادے کی بیقرار ہی کنیزون نے کبھی یہی کہا تھا کہ آپ کے

باپ نے جہانگیر کو مار ڈالا عیار لاشہ اُٹھا کر لیگیا ملکہ آٹھ پہر رویا کرتی تھین جب بارہ دری سے
نکلکر باغ مین آتی ہین روتے گل دیکھکر بہت گھبراتی ہین آج جو سوکے اُٹھین پریشان پریشان
ہین وہ جلسے تھین جو ملکہ پر متعین ہین اُنسے کہا ذرا ہماری کنیزان قدیم کو بلا دو جلسئون نے
اُسوقت رحم کیا ایک کنیز کہ براے رفع حاجت جاتی تھی کہ نام اُسکا نرگس خوش نگاہ تھا
پکارکر آواز دی بوا نرگس ذرا یہان آؤ ملکہ تمھین یاد فرماتی ہین نرگس قریب آئی ملکہ نے
رو کر کہا کیون بوا نرگس کیا تمکو اب ہماری صورت سے بھی نفرت ہے آج ہمارا حال بہت
ابتر ہے دل بھی بیقرار و مضطر ہے کیا کہون اصل مین تو یہ کیفیت ہے نظم

کم نہین وحشت مین بھی تیہ مری توقیر کا
پانون میرا مرد تاب ہے دیدۂ زنجیر کا

کسقدر رغبت سے چوسا ہے دل مجروح نے
تعلق تک باقی نہین رکھا زبان تیر کا

ہے پریشانی ابھی سے زلف کو دیکھا نہین
خواب سے پہلے اثر پیدا ہوا تعبیر کا

واے قسمت حسن کی دولت کو لوٹین تیرہ روز
طرہ ہاے شمع رکھتا ہے دہن گلگیر کا

مجھکو طفلی مین بھی فرقت کی غذا موجود تھی
خون ہو جاتا تھا قطرہ میرے منہ مین شیر کا

لاکھ دیرینہ ہو لیکن عشق سے بجھتا نہین
آفتاب اک داغ تابندہ ہے چرخ پیر کا

شب کو اُٹھتے ہین دھوئین سینے سے آہ دل کے
دن کو بجتا ہے جرس فریاد بے تاثیر کا

پاک وہ ہین کلک قدرت نے نہین مس بھی کیا
صاف ہے کاغذ ہمارے نامۂ تقدیر کا

تھا وہ سوز استخوان چنگاریان اُڑنے لگین
آتش افشان ہوگیا ہو پاسنان تیر کا

اُسکو بھی تعلیم ہے شاید تمھاری شرم کی
کوئی کچھ پوچھے مگر چپ ہے دہن تصویر کا

زیب کی حاجت حسینون کو نہین ہوتی نسیم
پیرہن بے بخیہ ہے خورشید کی تنویر کا

ملکہ نے اسطرح رو رو کر یہ اشعار پڑھے کہ نرگس بھی رونے لگی کہا واری مین کنیز باوفا
ہون جب سے پیدا ہوئی حضور کا نمک کھایا اور حضور ہی کے یہان پرورش پائی ملکہ
نے کہا بوا نرگس آج مین جسوقت سے اُٹھی ہون دل تڑپ رہا ہے قلب پھڑک رہا ہے
جی چاہتا ہے گریبان پھاڑ کر نکل جاؤن اپنا حال دل کسکو سناؤن کیونکر راز دل چھپاؤن
افسوس ہے کہ میری آنکھون کے سامنے اُس ظالم انظلم نے اُس شہریار کو زخمی کیا خدا

کرے وہ شیر زندہ ہو ہر چند کہ عیار بھاگ گیا مگر تمام دنیا مین مشہور ہو کہ بہزاد نے اُس شیر کو
مار ڈالا صاحبقران سنکر برہم ہوے فرمایا کہ میرے سامنے کوئی اُسکا نام نہ لے اگر ہو سکے
تو ذرا دربار مین بہزاد کے جاؤ دریافت تو کر آؤ کہ شاید کوئی خبر اُس نوجوان کی ملے نرگس
نے کہا کنیز آنکھون سے جائیگی یہ کہکے نرگس نے مردانے کپڑے پہنے برائے خبر
چلی دربار مین بہزاد کے آئی اُسوقت پہونچی کہ شاہزادہ دربار مین بہزاد کے آیا تھا اور
گفتگو ہے مذکور ہو رہی تھی کنیز نے سب کو آنکھون سے دیکھا پلٹ کر خدمت ملکہ مین
آئی کہا اے ملکہ عالم مبارک ہو اس شیر کو جو عیار اُٹھا کر لیگیا دو قزاقون کو جاکر زیر کیا
صحیح و سالم دربار مین آپ کے باپ کے آگئے اپنے ہتھیار لیے آپ کو مانگتے تھے یہ خبر
لشکر اسلام مین پہونچی اُنکے بھائیون نے سُنا اٹھارہ جوانان شیر دل بارگاہ مین بہزاد
کی آگئے آمادہ تھے کہ جہانگیر سے تلوار کھینچے تو ہم لوگ جا پڑین دونون قزاق چھتیس ہزار
فوج سے آپڑے ہزارون ملازم قتل کیے شاہزادے نے دیکھا کہ ایسا نہو میرے
بھائیون پر کوئی دباؤ پڑے یہ فیصلہ کر لیا کہ ہم جاتے ہین تم طبل جنگی بجواؤ سر میدان
مقابلہ ہو آپکے باپ نے کہا کہ اگر مجھکو زیر کروگے تو مین قہر طلعت کو دونگا یہ مضمون
سُنکر ملکہ کا خوشی سے چہرہ سُرخ ہو گیا فرمایا نرگس سچ کہو تمنے جو یہ خبر سُنی شاہزادے کو
آنکھون سے بھی دیکھا نرگس نے کہا واری یہ سب معاملہ میری آنکھون کے سامنے گذرا
ہی ملکہ نرگس کی بلائین لینے لگین کہتی تھین اے نرگس تونے وہ خبر سنائی کہ تن بیجان مین جان
آگئی میرا تو عجیب حال ہو آج صبح سے مین زیادہ گھبرا رہی تھی دل سے کہتی تھی کیا موت آنیوالی
ہو اب ہم جمال بے مثال اُس شہریار کا نہ دیکھین گے اُس بیحیا کے کہنے سے بالکل مطلب
نہ تھی وہی کہتا پھرتا تھا کہ مین نے دشمنون کو مار ڈالا ایسے زندہ تھے کہ دو قزاقون کو زیر کیا
اُنکو مع فوج ساتھ لائے وہی بڑھکر لڑے فوج بہزاد کے لوگ قتل کیے نرگس نے کہا
واری درست ہو وہ قزاق لڑے بھڑے جیت و جالاک بیباک فوج پر آپڑے بڑھ بڑھ کر
لڑے خیمے گرا دیے خزانہ لوٹ لیا آخر بہزاد نے شاہزادے سے فریاد کی کہ میرا لشکر
تباہ ہوتا ہو اپنے قزاقون کو منع کیجیے تب جاکر شاہزادے نے منع کیا قزاقون نے جا بجے

آقا کی صورت دیکھی تو جنگ موقوف کی یہ ذکر تھا کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی
واری لشکر مین طبل جنگی بجا ہو مشہور ہے کہ جہانگیر و بہزاد سے مقابلہ ہی ہر چند کہ جہانگیر
کے بھائی بھتیجے نہین چاہتے کہ جہانگیر کو لڑنے دین مگر جہانگیر خود آمادہ ہین کہ مقابلہ کرون
آپ کے باپ نے بڑی شرط کی ہی کہ جبتک ہم سے فیصلہ نہ ہو باغ مین ملکہ کے نہ جائینگا
ملکہ نے اُسی وقت سجدۂ شکریہ پروردگار کیا کہ ای معبود حقیقی وای جان بخش عالم تونے
اُس شہریار کو زندہ سُنایا مین تو آمادہ تھی کہ اپنی جان دون لیکن تونے اپنا فضل
شریک حال کیا ای معبود آنکھون سے جمال دیکھ لون تو قلب کو قوت ہو روح کو
راحت ہو ملکہ تو یہان خوشی کر رہی ہین نرگس کے آگے ہاتھ باندھے ہی کہ ای نرگس اگر
خدا نے اپنا فضل شریک کیا اور وہ بہزاد پر غالب ہوے تو انشاءاللہ لشکر مین آنکو
چلنا ہوگا پہلے تمکو لیچلون گی میدان کارزار کی ہمکو دمبدم خبر کرنا کہ کیا معرکہ گذرا
نرگس نے کہا مین سویرے سے میدان کارزار مین جاؤنگی جو گذریگا وہ خبر پہونچاؤنگی
یہ کہکے نرگس اپنے مکان مین گئی ملکہ بارہ دری مین آبیٹھین حبشنون سے کہا صاحبو
تم لوگون کی تکلیف اور دو چار دن باقی ہی انشاءاللہ ہم لشکر صاحبقران مین جائینگے
تم اپنے اپنے مکان جاؤگی کنیزون نے عرض کی واری ہم آپ کے نمکخوار ہین آپ کے
والد سے ناچار ہین اُنھون نے حکم دیا اگر کوئی تکلیف تو کنیزون سے نہین پہونچی جو حکم ہو
وہ بجا لائین ملکہ نے کہا کسی کی خطا نہین ہماری تقدیر نے ہمکو یہ سامان دکھائے اب کوئی
چارہ نہین یقین ہے کہ بحکم پروردگار بعد رنج کے راحت ہو اور لشکر مین صاحبقران
کے پہونچین یہان تو یہ کیفیت ہی کہ طبل جنگی بج چکا تیاریان ہو رہی ہین جہانگیر نے
اشارے سے خواجہ کو اپنے پاس بلایا کئی لاکھ روپے کا مالا موتیون کا گلے سے اُتارا
ہاتھ باندھ کے عرض کی ای عم نامدار یہ خدمت مین حاضر کرتا ہون صاحبقران
سے مجھسے صفائی کرا دیجیے ہر چند کہ قبلہ و کعبہ نے گلے سے لگایا مگر یہ رہنا یہ مجھکو
شاق ہے مجھکو حکم ملے کہ کل مین جو بہزاد پر میدان مین غالب آؤن تو ملکہ قمر طلعت
کو باغ سے لے آؤن عمرو نے کہا اے فرزند اسقدر ہمپر قرضہ ہے کہ آجکل

گھر سے نکل نہین سکتے یہ جو کنٹھا یاقوت کا پہنے ہو اگر یہ کبھی شریک کرو تو ایسی تدبیر بتاؤن
کہ وہ صاحبقران قمر طلعت کو لیلیے جائین جہانگیر نے کنٹھا بھی کئی لاکھ کا پیش کیا عمرو نے
کہا ایک عرضی طرف سے قمر طلعت کے پیش کرو مضمون اُسمین یہ لکھو کہ اے یاور غریبان
داد رس بیکسان صاحبقران زمان اس کنیز کو اپنی کافرون مین چھوڑ دیا مین قبل سے
مسلمان ہوئی تھی عالم خواب مین بزرگان دین آئے مجھکو مسلمان کر گئے آپ کے فرزند
شاہزادہ جہانگیر کو مین نے بلایا تھا کہ اعتقاد مذہب مجھکو تعلیم فرمائین میرا باپ یہ خبر
سُنکر آیا اُس شہریار کو زخمی کیا مجھکو قید کیا اب تک اُسی قید مین ہون امیدوار ہون
کہ مجھکو اس قید و بند سے رہا کیجیے اور آکر لیجایئے ورنہ مین خدا سے شکایت کرونگی کہ فرزند
راہ دین اسلام نے مجھکو کافرون مین چھوڑا میری ہدایت نہ کی جہانگیر نے اُسی وقت
حباب کو یہ مضمون تعلیم کیا اور کہا کہ پاس ملکہ کے جاؤ عرضی لکھوا کر لاؤ کیا خوب عمرو نامدار
نے یہ تدبیر بتائی حباب فوراً گیا ملکہ نے جو حباب کو دیکھا فرمایا بھیا ہماری خوب خبر لی
ہماری تو عجب کیفیت تھی کیا بیان کرین نظم

مین وہ اپنا دوست تھا راحت سے مجھکو غم ہوا — زخم کو ناخن سے چھیڑا درد دل جب کم ہوا
موسم پیری مین اپنا کچھ عجب عالم ہوا — جسقدر بڑھتا گیا سن ہر ارادہ کم ہوا
شب کٹی ہر پردہ دار عشق محو غم ہوا — رُک گئین آہین مزاج آرزو برہم ہوا
جان لی یاد لب شیرین نے تیرے اے صنم — میرے حق مین التفات انکھین بھی سم ہوا
رات بھر دیکھا تماشہ ہمنے برق و ابر کا — آہ کے شعلون سے جب دود جگر باہم ہوا
درد دل زخم جگر گو آشنے اپنا تھی مگر — ترک صحبت جسنے کی آخر کو اُسکا غم ہوا
زخم بڑھا کر کھلائے سینون پر اہل بزم کے — تھا جو شادی مرگ ہنس ہنسکر مرا ماتم ہوا
پھر وہی سامان ہوا رہتا تھا جسکا ہمکو خوف — پھر مزاج زلف جانان ان دنون برہم ہوا
عمر کاٹی آرزوے وصل جانان مین نسیم — کیا کہون کیونکر بسر کی کیا مرا عالم ہوا

ملکہ نے یہ اشعار رو رو کر پڑھے کہا اے حباب ہمکو یہ امید نہ تھی کہ ہم شاہزادے کو زندہ
دیکھین گے مگر تمنے وہ کار نمایان کیا حقیقت مین رفیق ایسے ہی ہوتے ہین جو تمنے

کیا ہم تو یہ آرزو رکھتے تھے کہ جہاں تمنے دفن کیا ہوگا وہاں فقیر بنکر بیٹھینگے داغ دل کے
پھول چڑھائینگے جاپاک نے کہا کہ ایک عرضی لکھیے مضمون مذکور تعلیم کیا ملکہ نے خوشی خوشی
عرضی لکھی مُہر اپنی کرکے جاپاک کو دی جاپاک اُس عرضی کو خدمت مین جہانگیر کی لایا اور ملکہ
کو مژدہ دے آیا کہ صاحبقران زمان تمکو لیلے آئین گے اُسوقت کی کیفیت خوشی ملکہ کی بیان
نہین ہوسکتی چہرہ خوشی سے سرخ مثل آفتاب عالمتاب چمکنے لگا دوڑ دوڑ کر مقام پر
کنیزون کے آتی تھین ایک ایک کو جگا کر کہتی تھین کیون صاحبو ہمارے ساتھ چلوگی
کنیزین عرض کرتی ہین واری ضرور جائین گے فرمایا ہوا اُٹھو اسباب اپنا بھی اور میرا بھی
لگا لو نرگس کو بھی جگایا کہا یوا تمنے خبر کا وعدہ کیا تھا نرگس آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی مردانے
کپڑے پہنکر واسطے خبر کے چلی نرگس نے آکر دیکھا کہ لشکر میدان کارزار مین آتے جاتے
ہین اول لشکر ہفت پیکر میدان کارزار مین آیا ہفت پیکر تخت پر سوار نوبت نقارے
بجتے ہوے تاج بڑا سا سر پر لباس جواہرنگار زیب جسم خود سر پر سپر و شمشیر آگے رکھی ہوئی
تنا ہوا نہایت کر و فر سے لشکر خداوندی سے مخمور ہزار و اونچی بنا ہوا آگے لشکر کے بڑھا ہوا غرور کرتا ہوا
کہ آج پسر حمزہ کو قتل کرونگا میدان مین آکر ٹھہرا کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی دیکھا لشکر
صاحبقران زمان میدان کارزار مین آتا ہے اول سرداران نامی و پہلوانان گرامی کا گذر ہوا
سب کے آگے پہلوان عادی بڑھے ہوے صفون کو آراستہ کرتے ہوے میدان
مین آکر پہونچے پھر لندھور و مالک و بہرام فرداً فرداً میدان مین آئے کہ طبل سکندری پہ
چوب پڑی آمد صاحبقران شروع ہوئی نرگس حیران دیکھ رہی ہے کہ پانچ ہزار
پانچسو پچیس سردار صاحبقران کو گھیرے ہوے میدان کارزار مین آکر پہونچے دوسری
طرف سے گرد اُڑی رستم پیلتن آگے بڑھے ہوے عیوق و جاروق دونون پہلوان
آگے بڑھے ہوے اہتمام کرتے ہوے ایک جانب جہانگیر والا تدبیر یہ تو ناظرین کو
ظاہر ہے کہ جہانگیر کو توسل دست چپ سے ہے اسوجہ سے رستم کے ساتھ آتے ہین مسلح
و مکمل لشکرون کو آراستہ کرتے ہوے اجلال و دخان چاہتے ہین کہ آج میدان
کارزار مین ہم نکلین جان شاہزادے پر نثار کرین میدان مین نام ہوا تھا خوش ہون

ایک طرف آکر یہ بھی ٹھہرے گھوڑا جہانگیر کا رانون مین بیقرار ہو جاتا ہی سبزۂ فلک کو
پامال کرون آسمان پر پہونچون تیزی مین کسی سے کم نہ ہون شاہزادہ جہانگیر گھوڑے
کو چمکاتے ہوے روک رہے ہین رانون مین دبایا نرگس نے آفتاب کی دیکھی جب
لشکر جم چکے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کرکا کھڑے کہ بہزاد نے گینڈا اپنا بڑھایا
میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
مگر سوائے شاہزادہ جہانگیر کے اور کسی کو نہین چاہتا شاہزادہ جہانگیر نے جو اپنے
نام کا نعرہ سنا مرکب کو مہمیز کرکے سامنے بادشاہ کے آئے عرض کی اجازت میدان
ملے بادشاہ نے فرمایا اے عم نامدار اور ملازم جائینگے آپ تکلیف نہ فرمائین جہانگیر
نے عرض کی حضور جانتے ہین کہ اس نامرد نے مجھکو کہا یہ تصدق ہے سب بلا رد
ہی بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ مگر اے عم نامدار اس بھیا کے تیور بل ہی ذرا سنبھل
کے مقابلہ کیجیے گا فنون سپاہ گری صرف فرمائیے بفضل ایزدی اس بھیا کو مار کر آئیے
اور اے عم نامدار آپ کو ایک مژدہ سناتا ہون کہ آپ نے ایک عرضی طرف سے
قمر طلعت کے بیٹر کی بھتی اسیر امیر نے فرمایا کہ بہی بہو کو لینے ہم خود جائینگے جہ سے
شگفتہ ہوکر ارشاد فرمایا کہ خدا فرزند کو میرے اس بھیون پر غالب کرے جہانگیر خوش
ہوگئے مرکب اڑا کر طرف بہزاد کے چلے بہزاد نے جو جہانگیر کو آتے ہوے دیکھا
گینڈے کو مہمیز کرنے لگا جیسے ہی جہانگیر برابر پہونچے لگا وزن ہوا مرکب جہانگیر کا
تین قدم پیچھے ہٹا اور گینڈا اسکا چھ قدم سپا ہوا بہزاد نے جھلا کر نیزہ مارا جہانگیر نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے
ہین جہانگیر نے بہت چند طعنون کے نیزہ اسکا کاٹا اور ایک چھپٹا مارا کہ نیزہ ہاتھ
سے بہزاد کے نکل گیا لشکرون مین غل ہوا کہ جہانگیر نے نیزہ بہزاد کا نکالا بہزاد نے
غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچی تیغہ چوڑا جوہر دار لنگر دار خبردار خبردار کہکے ہاتھ
مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا فرمایا کہ او بہزاد ہوشیار ہو جا خبردار کہکے کر جتا کر سر پر
ہاتھ مارا بہزاد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ برق مثال تڑپ کر گرا کہ اوپر سپر کے

دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر تیغہ جو گرا خود و دو بلغہ و عرق چین کا کاٹ کر گینڈے پر تیغہ گرا کہ مع گینڈے بہزاد کے چار ٹکڑے ہوئے مارے جانا بہزاد کا کہ سات لاکھ اسکے ہمراہی جو گھوڑے سکے لینا لینا کہکر دوڑے جہانگیر تیغہ پکڑ کر جا پڑے اجلال و دجال نے جو دیکھا کہ آقا ہمارے گھر گئے ہین چھتیس ہزار قزاقون سے آپڑے تلوار چلنے لگی ہفت پیکر نے کل فوج کو اشارہ کیا ستر لاکھ ساحر و غیر ساحر بلوہ کرکے آپڑے بقول شاعر

فرد - دو لشکر بہم اندر آمیختہ * قیامت ز گیتی شد انگیختہ * گیر و دار کی صدا بلند ہے صاحبقران نے جو دیکھا کہ نور نظر پر بلوہ فوج کفار کا ہوا مرکب کو بڑھا کر نعرہ کیا یا شاہ

اے کافران بجیا و اے نابکاران بیرد غا لعنرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار
بیکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر کا مرکب بڑھانا کہ رستم نے بھی اپنا مرکب بڑھایا کل سرداران نامی و پہلوانان گرامی تلوارین کھینچکر جا پڑے تلوار چلنے لگی امیر نے پکار کر نعرہ کیا اور اسم اعظم پکار پکار کر پڑھنے لگے رستم لوح چمکا رہے ہین دونون شیر رستانہ ہنگامہ جنگ کر رہے جسنے سحر کیا اور امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر پلٹ کر اوسی کے سینے پر پڑا توڑ کر سینے کو پار کیا رستم لوح چمکاتے ہین جسپر اعکس لوح پڑ گیا وہ نابینا ہو گیا ہزارہا جادوگر اندھے ہوگئے اہل اسلام کے ہاتھ سے قتل ہو رہے ہین ہمراہیان لندھور جوانان ہندی لڑے بھڑ سکے کٹے جسپر جمبیٹ کے ہاتھ مارا اوسکے دو ٹکڑے کیے دو پہر کامل تلوار چلی ہفت پیکر نے جو یہ زبردستی اہل اسلام کی دیکھی پلٹ کر وزیر اعظم سے کہا کہا دریافت تو کرو کہ ہمارے کتنے لوگ قتل ہوئے اور اہل اسلام کتنے مارے گئے وزیر نے پرچہ نویس کو اشارہ کیا اوس نے تھوڑی دیر مین دریافت کرکے پرچہ لکھا کہ تین لاکھ سوار و پیدل آپکے لشکر کے مارے گئے اور اہل اسلام چند زخمی ہوئے مگر کوئی اہل اسلام مارا نہین گیا ہفت پیکر نے یہ سنکر زانو پر ہاتھ مارا کہا یارو دیکھتے ہو کہ اہل اسلام کیسے سمجھ کے لڑتے ہین اتنی بڑی مشعلو بہ کہ

ستر لاکھ فوج قدرت کی اور اہل اسلام ساڑھے بائیس لاکھ مشہور ہین لیکن کیا سمجھکے لڑے
کہ ادھر تین لاکھ مارے گئے اُنکا کوئی قتل نہین ہوا یہ خبر پہونچی کہ کئی ہزار جوان زخمی ہوے
وہ بھی ایسے زخمی ہین کہ جنگ مین مصروف ہین میدان سے نہین ہٹتے اب طبل بازگشت
بجواؤ ورنہ شام تک لشکر کا خاتمہ ہوگا کون بچا سکیگا قدرت تدبیرین کر رہے ہین ابکی مرتبہ
نوروز سے ایسا انقلاب ہوا کہ تقدیرین خلاف ہوتی ہین قدرت تدبیر کرتے ہین مسلمان
تدبیر سے پلٹ دیتے ہین بہزاد کا مارے جانا قدرت نے کیسی مضبوط تدبیر کی تھی مگر
سب تقدیرین اُلٹی ہوگئین ہفت پیکر نے جو ناچار ہوکر کہا وزرا آپس مین کہتے
ہین یارو قدرت بہت ناچار ہو رہے ہین خوف آتا ہے کہ ایک دن ایسی تدبیر نہ کرین کہ
خود جولہ تبدیل کرین یہ کہکر حکم طبل بازگشت پر چوب پڑی اہل اسلام قاعدے کے
پابند ہین فوراً تلوارین میان مین کرلین صاحبقران لشکر کو لیکر واپس ہوے نگاہ
پڑی دیکھا کہ جہانگیر والا تدبیر دریائے خون مین نہائے ہوے علمشاہ کے ساتھ
چلے آتے ہین صاحبقران نے جہانگیر کو قریب بلایا عمرو نے دست بستہ عرض کی کہ
شہریار مین آپ کو یاد دلاتا ہون کہ حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر جہانگیر بہزاد پر غالب
آئے تو مین بہو کو لینے جاؤنگا وہ سلیمان مشتاق ہوگی کہ قید بند سے نکلون امیر نے
فرمایا ای فرزند ہم بھی اپنی بہو کو لینے جائینگے یہ کہکے صاحبقران نے مرکب بڑھایا کس سردار
کی مجال تھی کہ ہمراہ صاحبقران کے نہ جاتے جملہ سردار پس پشت صاحبقران زمان
سب کے آگے چالاک جست وخیز کرتا ہوا دوڑا کہ جاکر ملکہ کو خبر کرون کہ صاحبقران خود
تمکو لینے آتے ہین چالاک باغ مین پہونچا کہا ای ملکۂ عالم تیار ہوجیے آپ کے لینے کو
صاحبقران آتے ہین اُسوقت ملکہ کی خوشی کنیزون سے پکار کر کہنا کہ جسکو ہمارے ساتھ
چلنا ہو وہ تیار ہو اب آج ہم اپنی سسرال مین جائینگی کنیزین صحیحون سے نکالین گٹھریان
صندوق پٹارے نکالے لگین ملکہ فرماتی ہین کہ اری کمبختو میرے لباس کی چادرانی تو
اُٹھالو بڑا صندوق ضرور لینا اُسمین تمام زیور ہے کلچہرہ وزیرزادی سے کہو کہ قریب
آوے اسباب نکلوالے پڑاتا کو ٹھا کھلوالے اُسمین سے بھی اسباب نکلوا چارجا

کنیزیں دوڑی دوڑی پھر رہی ہیں ملکہ نے گھبرا کر کہا صاحبو میں تو اپنے ہوش میں
نہیں ہوں تم لوگوں نے بھی یاد نہ دلوایا کپڑے تو بدل ڈالوں قبلہ و کعبہ کا سامنا ہوگا
پوشش نے آکر کنگھی کی کھچڑی چوٹی گوندھ کر پشت پر ڈالی جوڑا بھاری پہنکر دریائے
جواہر میں غوطہ مارا در باغ پر ٹہلنے لگیں کہ سامنے سے دیکھا آگے آگے صاحبقران زمان
پشت پر جملہ سردار مغلوبہ سے پلٹ کر آتے ہیں دریائے خون میں نہائے ہوئے ہیں
صاحبقران زمان در باغ سے آکر مرکب سے کود پڑے ملکہ نے جو صاحبقران زمان کو دیکھا
خوف سے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا منھ اپنا دوپٹے سے ڈھانپ لیا برائے تسلیم خم
ہوئیں صاحبقران نے بہت پسند کیا سر چھاتی سے لگایا پشت پر ہاتھ رکھا فرمایا پیاری
نور نظر ہم تمہارے لینے کو آئے ہیں کہ اتنے میں جہانگیر بھی داخل ہوئے فرمایا ہاں
بیٹا سوار کراؤ جہانگیر با توقیر نے اشارہ کیا ملکہ نے موتیوں کا مالا توڑ کر امیر پر سے
نثار کیا سر جھکا کر محافے میں سوار ہوئیں گلچہرہ وزیرزادی ساتھ بیٹھی ہے امیر باہر
تشریف لائے محافے کے ساتھ ساتھ چلے کنیزیں اگن پر تانگوں پر سوار ہوئیں
جہانگیر سر جھکائے ہوئے چلے آتے ہیں وہ جشن میں جو طرف سے بہزاد کے تعینات
تھیں روتی پیٹتی بھاگیں دربار ہفت پیکر میں پہنچیں دست بستہ عرض کی یا خداوند
کم طالعت دختر بہزاد کو صاحبقران لیے جاتے ہیں اگر روکنا منظور ہو روک لیجیے
ہفت پیکر اپنے مقام سے اٹھا لشکر میں قرنا کرائی باہر نکلا کھڑا ہوا صف بندی
ہو گئی کہ صاحبقران سامنے سے نمایاں ہوئے پاسے پر محافے کے جو ہاتھ رکھ دیا جملہ
سرداروں نے محافے کو سائے میں تلواروں کے لیا ملکہ نے وزیرزادی سے کہا
صاحبقران نے کنیز کا مرتبہ بڑھایا خود پاسے پر محافے کے ہاتھ رکھا جملہ سردار
مصروف خدمتگزاری ہیں بڑے بھائی صاحب جہانگیر کے جو رشتے میں ہمارے جیٹھ
ہوتے ہیں وہ بھی ساتھ ہیں دیکھو سر جھکائے ہوئے چلے آتے ہیں، ہفت پیکر بھڑوا
کس بھروسے پر فوج لیکر نکلا ہے کیا میں اسکی زرخرید ہوں باپ کا دعوی تھا وہ مارا گیا
خدا سب کی جان بچائے ایسا نہ ہو بلوہ کردے تو بہت سخت لڑائی پڑے گی گو ہفت پیکر

نے جو دور سے دیکھا کہ صاحبقران خود سامنے کے پائے پہ ہاتھ رکھے ہیں جہاں سردار
تلواریں کھینچے ہوئے آمادہ ہیں کہ ذرا کوئی اشارہ کرے تو جا پڑیں ادھر بادشاہ جہاں
کل فوج کو لیے ہوئے کھڑے ہیں منتظر ہیں کہ اگر ہفت پیکر قصد کرے تو ہم بھی
جا پڑیں لشکر ہفت پیکر سے لڑیں ہفت پیکر نے وزیروں سے کہا مجھے قمر طلعت
سے کیا مطلب ہو لیے جاتے ہیں لیجائیں میں دخل نہ دونگا یہ کہکر ہفت پیکر بیٹھا
صاحبقران نے قمر طلعت کو لاکر داخل بارگاہ کیا قمر طلعت کے اترتے ہی شاہزادیوں
نے قمر طلعت کو گھیر لیا بلائیں لیں ترقی حسن و جمال کی دعائیں دیں صاحبقران نے
فرمایا جہانگیر کا عقد ساتھ قمر طلعت کے ہوگا خواجہ زادوں کو حکم ہوا شب کو جلسہ
آراستہ کیا گیا بعد ایجاب و قبول فرزندان بزرجمہر نے دونوں کا عقد پڑھا جہانگیر
ساتھ معشوق کے داخل حجلۂ عروسی ہوئے گوہر مراد حاصل کیا بطن سے شاہزادی
کے ایک صاحبزادہ پیدا ہوگا کہ وقت پر اسکا ذکر کیا جائیگا طلسم خیال سکندری
میں اس شیر بیشۂ جرأت کا ذکر کرونگا خروج اس صاحبزادے کا لائق ملاحظہ ناظرین ہوگا
لیکن ہفت پیکر اپنے مقام پر بیٹھا ہے کہ وزیر و مشیر بہزاد کے آکر حاضر ہوئے کہ
مالک کے قتل ہونے سے سب پریشان وزیروں نے کہا قدرت نے سنا کہ رات کو
مالکہ کا عقد ساتھ جہانگیر کے ہوگیا ایک وزیر نے تصویر مالکہ کی سامنے ہفت پیکر کے
پیش کی ہفت پیکر نے جو تصویر دیکھی مثل تصویر تصویر حیران جمال و محو دیدار ہوا
پکار کر آواز دی عیاروں میں بھی کوئی ہے عیار بہزاد کا شب آہنگ جگر خون
اپنے مقام سے روتا ہوا اٹھا کہا یا خداوند آقا میرا قتل ہوگیا میں پریشان ہو رہا ہوں
مقام افسوس ہے کہ آقا نے مجھ سے نہ اطلاع کی اپنے زور کے گھمنڈ میں رہے ورنہ
میں پلٹ کے جاپاک کو نہ جانے دیتا راہ میں جاکر پشتارہ چھین لیتا اور عیار کو قتل
کرتا اگر قدرت غلام کو نوکر رکھیں اور غلام کی دستگیری فرمائیں تو جو حکم کریں وہ بجا لاؤں
ہفت پیکر نے کہا اے عیار طرار قدرت قمر طلعت پر مائل ہوئے ہیں اگر ہو سکے
تو چرا لا قدرت اسکے پیٹ میں نور قدرت آتا رہیگا شب آہنگ جگر خون آمادہ ہوا

ہفت پیکر نے ملازمون کو حکم دیا کہ نام شب آہنگ جرخزن کا کارخانۂ قدرت مین
تحریر کرو یہ کلمہ سنکر شب آہنگ جرخزن نے کہا آج رات کو چرالاؤنگا شب
کو شب آہنگ باہنائے عیاری سے آراستہ ہوکر ایک فقیر کی شکل بنکر لشکر اسلام
مین آیا بارگاہ کو جہانگیر کی دریافت کر کے پشت بارگاہ پر پہونچا ایک مقام سے
بیٹھکر نقب لگانا شروع کی گوشۂ بارگاہ جہانگیر مین سر نکالا ایک کنیز پڑی سوتی
تھی شب آہنگ جرخزن نے اسکو بیہوش کیا اسکی صورت بنکے باہر نکلا دیکھا
ملکہ مسند پر بیٹھی ہین اُس کنیز کی شکل بنا ہوا سامنے ملکہ کے آیا ملکہ نے کہا کیون
نسیم کہان سے آئی ہے کہا واری ذرا آپ اٹھئے تو مین عرض کرون ملکہ گھبرا کر اٹھین
شب آہنگ گوشے مین ملکہ کو لایا کہا اے ملکۂ عالم آج شاہزادے نے
غضب کیا ایک نازنین برائے مجرا آئی تھی شہزادے کی اُسپر نگاہ پڑی اُسکو اپنے
قریب بٹھالیا صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا فرمایا کہ کیا سمجھکر خلعت سے شرمندہ
کرائیگا وہ مجھ سے شکایت کریگی مین اُسکو کیا جواب دونگا مین اُسکو جا کر خود لایا ہون
مین اُسکا آزردہ ہونا نہین چاہتا جہانگیر رنجیدہ ہوکر اٹھ گئے الگ بارگاہ مین
اُسکو بلوایا ہے وہان اُسکا گانا سن رہے ہین یہ سنکر ملکہ بہت بگڑی ایسی باتون مین
شب آہنگ جرخزن نے لگا کر حلقہ ہائے کمند گلے مین ڈالدیے حباب مار کر
بیہوش کیا پشتارہ باندھا اُسی راستے سے نکلکر چلا گیا اول شب کو اُسنے یہ عیاری
کی جہانگیر بارگاہ صاحبقران مین بیٹھے ہین ابھی دربار بھی برخاست نہین ہوا
جہانگیر نے چابک کو بلایا فرمایا اے چابک اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہے
جا کر ملکہ کی تو خبر لاؤ چابک جھپٹ کر در بارگاہ پر آیا سب نگہبان پاسبان
اپنے اپنے مقام پر ہوشیار بیٹھے ہین چابک سمجھا کہ سب طرح خیر و عافیت ہے
چاہا کہ پلٹ جاؤن مگر دل دھڑک رہا ہے یکایک دیکھا پشت بارگاہ جہانگیر پر ایک
خاک کا ڈھیر ہے جھپٹ کے آیا دیکھا کسی نے نقب لگائی ہے نقب مین جھانکا
اندر بارگاہ ملکہ کے آیا ایک مقام پر ایک کنیز کو بیہوش پایا سمجھ گیا

کہ اسی کی شکل بنا کر عیاری کی اندر آکے دیکھا ایک تنہا خیمے مین پشتارہ بندھنے کا نشان ہے
چابک کے ہوش اُڑ گئے بیتر اپہچان لیا کہ کسی عیار نے یہ حرکت کی گھبرا کے باہر نکلا نگہبانون
سے کہا یارو غضب ہوا ملکہ کو چرا کر کوئی عیار لیگیا مین اُسکے تعاقب مین جاتا ہون غرض
شب آہنگ پشتارہ بدوش جاتا ہو ایک صحرا مین پہونچا صبح ہو گئی تھی دیکھا سامنے
لشکر غضنفر اُترا ہوا ہی قزاقون کو دیکھا گھبرا گیا اُدھر سے پلٹا دوسرے جنگل مین گھس گیا
خوف ہی کہ ایسا نہو کوئی قزاق دیکھ لے تو جان بچانا دشوار ہو جنگل مین بھاگا ہوا جاتا تھا
کہ ایک پہلو سے آواز آئی ارے جانے والے ٹھہر جا شب آہنگ نے دیکھا کہ درۂ کوہ
مین ایک جادوگر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی شب آہنگ نے آواز دی او ساحر مجھکو نہ روک
میرے پشتارے مین منظور رکھ خداوند ہی قدرت راہ دیکھ رہے ہونگے ساحر نے
آواز دی خبردار قدم آگے نہ بڑھانا شب آہنگ رُکا ساحر نے سحر کیا کہ شب آہنگ
منھ کے بھل زمین پر گر پڑا پشتارہ پشت سے کھلکر گرا ساحر نے جو اُسمین آفتاب
تابان کو دیکھا کلیجہ پکڑ لیا پکار کر آواز دی ارے یہ تو معشوق خوبرو ہے اسکو لیکر
درۂ کوہ مین رہونگا مکان بناؤنگا قریب آکر قصد کیا کہ پشتارہ اُٹھاؤن زمین سے
پڑے پڑے شب آہنگ نے حباب بیہوشی مار دیا ساحر چرخ کھا کر زمین پر گرا-
شب آہنگ نے کمند مار کر اُسکو قریب کھینچا اپنی رہائی کی خواہش مین اُس ساحر کا
سر کاٹ لیا ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی پھر اُسنے پشتارہ اُٹھایا مگر ساحر کے مرنے کی
علامت ظاہر ہوئی آواز آئی کُشتی مرا نام من صحرا نشین جادو بود چابک جو صحرا مین
پھرتا ہوا آتا تھا اُسکے کان مین بھی آواز آئی سوچا کہ کسی ساحر کو کسی نے گولہ مارا اسی اور
پر متوجہ ہوا صحرا مین آکر دیکھا ایک ساحر کا لاشہ پڑا پھڑک رہا ہی اور ایک عیار اپنے
کو سنبھالتا ہوا پشتارہ بدوش جاتا ہی چابک نے للکارا کہ او عیار ذرا ٹھہر جا مجھکو
اتنا معلوم ہو کہ کسکا پشتارہ تیرے دوش پر ہی شب آہنگ نے جو پلٹ کر چابک
کو آتے ہوے دیکھا اور تیز بھاگا چابک نے بھی پیچھا کیا ادھر شب آہنگ
واسطے مین ایک صحرا کے پہونچا ہے کہ پہاڑ سے آواز آئی ارے او جانے والے ٹھہر جا

آگے نہ بڑھنا شب آہنگ نے سر اُٹھا کے دیکھا کئی سو قزاق بالاے کوہ بیٹھے ہین ایک قزاق اُن سب کا افسر گھوڑا اُڑاتے ہوے آتا ہی اب تو شب آہنگ ناچار ہوا آخر ٹھہر گیا اُس قزاق نے نیزہ سینے پر شب آہنگ کے رکھ دیا کہا یہ پشتارہ جلد کھول دیکھون اسمین کیا شی ہے شب آہنگ نے جو پشتارہ کھولا اُس کوہ کا یہ قزاق مالک ہو افسر قزاقان لقب ہو یہین ملکہ کو دیکھکر تھرا گیا اور کہا ارے بردہ فروش اس نازنین کو کہان سے لایا شب آہنگ نے کہا یہ نازنین منظور نظر خداوند ہو مین لشکر مسلمانان سے چرا لایا ہون پاس قدرت کے لیے جاتا ہون اے افسر قزاقان اسکے مقدمے مین دخل نہ دو اگر قدرت کو خبر پہونچیگی تو سنگ سیاہ کر دینگے قزاق نے جوش محبت مین کچھ خیال نہ کیا ملکہ کو اُٹھا کر کہا اے عیار اپنی جان کو غنیمت جان میرے سامنے سے بھاگ جا ورنہ ایک نیزہ مار دونگا یہ سنکر شب آہنگ روتا پیٹتا بھاگا کہ جا کر خداوند سے اطلاع کرون جو کچھ قدرت کو کرنا ہو وہ کرگذرین وہ قزاق ملکہ کو لیکر بالاے کوہ آیا ملکہ کو ایک قلعے مین لایا ایک مکان مین لا کر پشتارہ کھولا ہوشیار کیا ملکہ یا تو اپنے گھر مین کنیز سے باتین کر رہی تھین یا اپنے کو اور مکان مین پایا ایک شخص غیر سامنے کھڑا ہاتھ جوڑ رہا ہو ملکہ نے کہا اے شخص تو کون ہو کہ طالب عصمت ہوا ہو کہا حضور مین افسر قزاقان ہون جو اسطرف سے نکلتا ہو اُسے لوٹ لیتا ہون دو سو قزاق میرے ملازم ہین سب آپکی خدمتگذاری کرینگے ملکہ نے کہا او نابہنجار خبردار ہاتھ نہ لگانا ورنہ مین اپنی جان دونگی زندہ مجھکو نہ پائیگا افسر سامنے بیٹھکر باتین کرنے لگا کبھی ہاتھ جوڑتا ہے کبھی بیقراری مین عرض کرتا ہو کہ اے شہنشاہ خوبی دو سرو باغ محبوبی میری جان جاتی ہے آپ توجہ نہین فرماتین غلام کی تو یہ کیفیت ہے

نظم

| | |
|---|---|
| قرار دل کو ہوا اضطراب کے بدلے | وہ لطف کرنے لگے اب عتاب کے بدلے |
| طریق یار نے شرم و حجاب کے بدلے | حیا کے پردے ہین رخ پر نقاب کے بدلے |
| شہید کرتا ہو منظور کا قاتل کو | بگے لہو مین ہین کیبر سے شہاب کے بدلے |

پیے گا تو جو وہ میخوار ساغر گل میں — چھٹنے گا سینۂ بلبل کباب کے بدلے
وہ بادہ نوش ہوں جاتا تھا جب گلستاں میں — بغل میں رہتی تھی بوتل کتاب کے بدلے
خیال یار میں جھپکی نہیں پلک تا صبح — تمام رات میں جاگا ہوں خواب کے بدلے
جو ایک گل کو بھی گلچیں لگایا تو نے ہاتھ — قلم کرونگا ترا سر گلاب کے بدلے
الٰہی بیکسی میں موج مے سے طوفاں ہو — بہے بہے پھریں ساغر حباب کے بدلے
صنم سمجھ کے لیے بوسے سنگ اسود کے — گناہ مجھ سے ہوئے ہیں ثواب کے بدلے
سپہر سفلہ نے دیکھا نہ حسن معنی کو — کیا مجھے نظری انتخاب کے بدلے
مرید پیر مغاں ہوں مری وصیت ہے — مجھے شراب دے غسل آب کے بدلے
میں گھونٹنے کا نہیں تو پیالے پیالے یار — پیونگا زہر ہلاہل شراب کے بدلے
معاوضہ نہ کروں قطرۂ عرق سے ترے — جو ایک شیشے سے کوئی گلاب کے بدلے
نہ دینگے مرے اعمال کی مکافاتیں — ہزار بار فرشتے عذاب کے بدلے
جواب مجھ سے نکیرین جب کرینگے طلب — ہو الغفور کہیں گے جواب کے بدلے

بیان چابک صبا رفتار صحرا میں آتا تھا اُسی عیار کو جو آتے ہوئے دیکھا ایک گوشے میں حلقہ کمند کے خس پوش کر کے بیٹھا جب شب آہنگ آیا تو اُسکو گرفتار کیا ایک نخل میں باندھکر پوچھا اوسکا ریچ بتا کہ شبتارہ کیا کیا شب آہنگ نے بیان کیا چابک نے عیار کو وہیں بندھا ہوا چھوڑا آپ طرف جہانگیر کے چلا یہاں جہانگیر جو بارگاہ میں آئے اور خبر سنی کہ ملکہ کو کوئی چرا لیگیا نہایت بیقرار ہوئے یہ بھی خبر سنی کہ چابک فکر میں گیا ہی کنارے پر لشکر کے چابک کا انتظار کر رہے ہیں مرکب تیار ہے سردار گرد گھیرے کھڑے ہیں انتظار چابک کا کر رہے ہیں کہ دیکھا سامنے سے گرد اوڑی چابک بدحواس دوڑا ہوا آیا عرض کی اے شہریار راہ میں ایک عیار بیرفاقت ہے اُسنے ملکہ کا شبتارہ چھین لیا جہانگیر یہ سنتے ہی پشت مرکب پر سوار ہو طرف اُس پہاڑ کے چلے یہاں اُس عیار کو کاہ فروشوں نے کھولدیا شب آہنگ کھلتے ہی بھاگا دربار ہفت پیکر میں آیا تمام کیفیت

ہفت پیکر سے بیان کی ہفت پیکر نے کمال حجاب سے کہا اب یہ وقت آگیا کہ ایک قزاق معشوقہ کو قدرت کی چھین لے یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ افسر کی مشکین باندھکر لائے لالان خون قبا ایک پہلوان مجمع سے اُٹھا کہا یا خداوند اُس قزاق کی مشکین باندھکر لاؤنگا خدمت مین قدرت کی پہونچاؤنگا اور معشوق کو محافے مین سوار کرکے لاتا ہون اُسنے بڑی بے ادبی کی ہفت آہنگ نے لالان کو ساتھ لیا ساٹھ ہزار کی جمعیت سے لالان چلا یہان افسر قزاقان عرصے تک ملکہ کی منت کیا کیا جب دیکھا کہ یہ کسی طرح نہین مانتین اُٹھکر باہر آیا سر کوہ بیٹھا ہی انتظار کر رہا ہو کہ کوئی قافلہ نکلے تو لوٹون کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی ایک پہلوان ساٹھ ہزار فوج سے آتا ہے ہرکارے نے خبر دی کہ لالان خون قبا پہلوان کو قدرت نے بھیجا ہی افسر نے کمان کاندھے سے آتاری دو سو قزاق کمانین لیکر لیس ہوے تیر مارنے لگے سوار و پیادل لالان کے گرنے لگے ہرچند چاہتا ہو گینڈا بڑھاؤن عقاب تیر پہ کھولا آتے ہین سوار و پیدل کو گراتے ہین لالان ساتھ والون سے کہتا ہو یارو پہاڑ پر چڑھنا تو بہت دشوار ہی گھیر کر انکو اتر پڑین جب یہ پہاڑ سے اُترین تو گرفتار کرین ساتھ والے کہتے ہین ابھی تک خبر ہو کہ ملکہ کو قلعے مین بٹھا کر چلا آیا ہی عورت کا غیر مقام پر رہنا باعث خرابی ہے جو کچھ کیجیے اسی وقت کیجیے لالان ہرچند گینڈے کو بڑھاتا ہی مگر تیرون سے مہلت نہین ملتی تیرون کا مینہ چار سمت سے برس رہا ہی گینڈا بڑھاتا ہی پھر رک جاتا ہی افسر قزاقان آواز دیتا ہی اے پہلوان یہان سے پلٹ جا ہم لوگ قزاق ہین پہاڑ سے تیر مار کر تمکو گرا دینگے ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے لالان پریشان ہے کہ اگر سامنے قدرت کے پلٹ کر جاؤن ساتھ والے طعن کرینگے کہ ایک قزاق کو نہ گرفتار کر سکے کیا حجاب ہوگا اس فکر مین کھڑا دیکھ رہا ہے کہ بائین پر سے صحرا کے گرد اُڑی دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال مرکب باد رفتار اُڑائے ہوے آتا ہی صرف ایک عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ہی دوسرا سوار بھی ساتھ نہین ہے وہ سوار گھوڑے کو اُڑاتے ہوے قریب کوہ پہونچا ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ زمین

ٹھہر گئی آواز دی او قزاق بدذات تو نے غضب کیا کہ عیار سے لشتارہ چھین لیا بہتر
اسی مین ہی کہ پہاڑ سے اُتر آ معشوق کو حوالے کر دے یہ جو سب نامرد گھیرے کھڑے ہین
اُنسے خوف نہ کر مین تجھے بچا لونگا ان سب کو شکست دونگا افسر قزاقان سوچا کہ ان سپاہ نے
نے کیا کیا یہ اکیلا میرا کیا کریگا جواب دیا کہ اے جوان میری اُس محبوبہ پر جان جاتی ہے
مین ہرگز نہ دونگا جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر افسر قزاقان نے جو یہ جواب دیا جہانگیر
کے تیور پر بل پڑ گئے مرکب بڑھایا چند قزاقون کو اُسنے حکم دیا کہ اس جوان پر تیر مارو
جہانگیر نے قروبی کمر سے کھینچی تیرون کو قلم کرتے ہوئے چلے تھوڑی دیر مین قریب کوہ
پہونچے گھوڑے سے کود کے دامن گردانے آستینین چڑھائین گھاٹیون کو طے کر کے
پہونچے لالان کھڑا دیکھ رہا ہے ساتھ والون سے کہتا ہے کیا جوان بے خوف ہے دم بھر مین
پہاڑ لے لیا اب پہاڑ پر جاتا ہے افسر قزاقان نے جب دیکھا کہ یہ جوان نہین رکتا چلا ہی
آتا ہے کئی سو من کا پتھر پہاڑ سے ڈھلکایا لالان نے اپنے ساتھ والون سے کہا اب یہ
جوان اس پتھر سے دب جائیگا مہلت نہ پائیگا جہانگیر نے جب دیکھا کہ پتھر قریب آیا سپر
کی اوجھڑ ماری کہ وہ سنگ کئی فرسنگ پر جا گرا لالان کے ہوش اُڑ گئے کہتا ہے یارو
یہ بڑا زبردست ہے کئی سو من کا پتھر کسطرح پھینک دیا قزاقون نے کئی پتھر پہاڑ سے
ڈھلکائے جہانگیر نے خیال بھی نہ کیا پتھرون کو اپنے سے دور کر کر دیا اسطرح جنگ
رستا کرتے ہوئے گھاٹیون کو طے کرتے ہوئے بالائے کوہ پہنچے افسر نے بڑھ کر نیزہ
مارا جہانگیر نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا قزاق نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا
جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مار کر قزاق پلٹا اُچھا و سے ہاتھ نکالا
خبردار خبردار کہکے ہاتھ مار دیا قزاق نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار جو تڑپ کر گری
سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری افسر قزاقان کے دو ٹکڑے ہوئے
مرنا افسر قزاقان کا ساتھ والے گھبرا گئے جہانگیر کو دیکھکر سب قزاق ڈر گئے رومال
سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے کہا اے شہریار ہم بدل و جان اطاعت کرتے ہین
مگر ان دشمنون سے بچائیے جہانگیر نے کہا انکو تعذیا لیکر آئی ہے ابھی انکو ہٹائے دیتے

ہین ای ہتر والا گہر شنارہ تو ملکہ کا ہون اُتر کر اس بچیا کو سمجھائے دیتا ہون یہ کہکر شاہزادے نے نعرہ کیا- او لالان مین آتا ہون مجھ سے تو مقابلہ کر لالان شوکت دیکھکر گھبرا گیا تھا فوج کو ساتھ لیکر بھاگا جہانگیر نے معشوقہ کو پشت بادپان پر سوار کیا دوسو قزاق ساتھ لیکر طرف لشکر کے چلے جا یاب ساتھ ہو لیکن لالان خون قباچہ بھاگا صحرا مین پہونچا تھا کہ ایک طرف سے گرد اُڑی کیہان سرخ پوش بھائی لالان کا بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا لالان سے پوچھا ای برادر کہان گئے تھے کہان سے آتے ہو لالان نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہا وہ جنگل مین دیکھو معشوق کو لیے جاتا ہی اب مین قدرت کو کیا منھ دکھاؤنگا کیونکہ دربار مین جاؤنگا کیہان نے کہا ای برادر ساٹھ ہزار فوج تمھارے ساتھ ہی ابھی گھیر لین دوسو جوانون سے کیا لڑیگا آخر بھاگ جائیگا چلکر بادپان کو پکڑ لو اسی طرح اُس معشوقہ کو لیچلو سامنے قدرت کے پہونچا لالان بھی بہادر ہوا بھائی نے جو سمجھایا کہا یارو چہار طرف سے اس جوان کو گھیر لو- بہتر ہزار فوج نے شاہزادے پر بلوہ کیا شاہزادہ نعرہ کرکے پلٹا بے خوف فوج پر جا پڑا اُن دوسو سے یہ کہا کہ یارو ملکہ سے ہوشیار رہنا آپ یکہ و تنہا فوج دشمن پر جا پڑے تلوار چلنے لگی کئی سو افسرون کو جہانگیر نے مار لڑتے بھڑتے قریب لالان کے پہونچے مگر فوج کا چہار جانب سے بلوہ ہی اگر ایک کو قتل کرتے ہین دس اُسی مقام پر آجاتے ہین جہانگیر قتل کرنے سے عاجز ہو رہے ہین ہر مرتبہ دعا مانگتے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز عورت کا ساتھ ہونا باعث خرابی ہی دل کو بیتابی ہی ای خالق لیل و نہار اس آفت سے بچا لے

نظم

خدا قائم خدا دائم خدا ناصر خدا حافظ — خدا والی خدا حامی خدا مشکلکشا حافظ
بہر وقت و بہر حالت خدائے کبریا حافظ — خدا را ابتدا ناپاک خدا را انتہا حافظ
بجز ذات خدائے واحد و یکتا و لاثانی — نمی باشد کسے اندر سرائے دوسرا حافظ
بہر شہر و بہر قریہ نگہبانی کند یوسلے — بود حق کو بکو خانہ بخانہ جا بجا حافظ
برائے بندۂ مسکین بہ مسکینی و تنہائی — خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ

| | |
|---|---|
| بنہ در مخزن حق نقد سیم و زر کہ می دانی | کہ تا در عاقبت سالم رساند مر ترا حافظ |
| نباشد خوف رہزن سالک راہ طریقت را | اگر باشد براہ حق رسی آن رہنما حافظ |
| کجا آن بلبلان خوش بیان طوطی زبان رفتند | کجا سعدی کجا جامی کجا صائب کجا حافظ |
| چو جسم و جان عالم در حفاظت روز و شب دائما | بحال ہندی بیکس کرم فرما تو یا حافظ |

بیقرار ہو کر جو شاہزادے نے ہاتھ بجانب آسمان بلند کرکے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اٹھی یعنی اتفاقاً نقابدار زرین پوش کہ صحرا میں شکار کھیل رہا تھا عیاروں نے خبر دی کہ جہانگیر دلاور دشمنوں میں گھرا ہے وہیں سے اس نقابدار زرین پوش نے پوچھا باگ کا لیا سامنے آکر نعرہ کیا باشیدا ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا منم نقابدار زرین پوش صاحبقران عصر بارہ ہزار جوانوں سے جگر لشکر کو ملے اور کہا جہانگیر لڑتے بھڑتے برابر لالان کے پہونچے نقابدار قریب گیہان کے پہونچا دونوں شیروں نے دونوں کے وار روک لیے تلواریں چھین کر دونوں کو گیند کی طرح اٹھا لیا طرف آسمان کے پھینکا جو رنگ ہوائی قلم کیا ساری فوج تھوڑے عرصے میں مار کر بھگا دی ہزاروں قتل ہوئے جب باقی فوج شکست کھا کے بھاگی نقابدار زرین پوش گھوڑا اڑا کر قریب شاہزادہ جہانگیر کے آیا کہا کہ ای بہادر صاحبقران زمان سے کہہ دینا کہ بہتر اسی میں ہے کہ باز آئے صاحبقرانی کے ہمت فرمائیے انشاء اللہ اگلی مرتبہ جو میرا آپکا سامنا ہوگا جو آپکو منظور ہے وہی ہوگا میں اتنا ہی چاہتا ہوں کہ میرے آپکے مقابلہ نہ ہو بہ سہولیت باز آئے ملجائیں یا حضور اپنے باشلین لشکر کو مجھ سے لڑوائیں وہ گرز لگائیں میں گرز انکا روکوں یا بڑے صاحبزادے حضور کے علمشاہ نوجوان کہ آج کل انکی بڑی عظمت و شان ہے طلسم ہفت پیکر کو فتح کیا مجھ سے انسے مقابلہ ہو جائے اگر وعدہ کرکے مقابلہ کریں بیوجہ کی تکرار کو میں نہیں چاہتا ہوں اور اے شاہزادہ جہانگیر صاحبقران زمان سے خوب سمجھا کے کہنا کہ غلام یہی چاہتا ہے کہ میرے آپکے مقابلہ نہ ہو باز آئے مجھکو پہونچ جائیں مگر مقام تعدد ہے کہ آپ یہی چاہتے ہیں کہ اس

حقیر سے مقابلہ ضرور ہو یہ کہکے کمر سے تلوار نکالی نیام اُسپر مخمل کاشانی کا قبضہ اُلٹی کٹوری کا سونا اُسپر چڑھا ہوا کہا ای برادر اس تلوار کو تم باندھنا تم اپنے زمانے کے صاحبقران ہو کیا کیا کارنمایان کیے اول مین تمھارا جانا طلسم نور افشان پر اور کوکب کا عاجز ہونا اس طلسم ہفت پیکر مین بھی تم سے بہت بڑے بڑے کارہاے نمایان ہوے بہت عمدہ لشکر جمع کیا ہی لو برادر رخصت ہوتے ہین شاہزادہ جہانگیر کو کلام سے نقابدار کے ایک محبت پائی گئی ہاتھ باندھ کر کہا امیدوار ہون کہ نقاب اپنے چہرے سے ہٹا اور جمال جہان آرا اور صورت زیبا اپنی دکھا ئیے کہ مین مشرف بزیارت ہون یہ کلام سنکر نقابدار زرین پوش نے کہا ای برادر وہ بھی وقت آجائیگا کہ صورت دیکھنا ابھی تو صاحبقران زمان نے پردہ کرار کھا ہی جسدن امیر با توقیر سے فیصلہ ہوگا انشاء اللہ اُسکے بعد اظہار نام ونسب کیا جائیگا ہر خرد و کلان ماہر ہوگا ہر شخص پر ہمارا حال من وعن ظاہر ہوگا ابھی موقع صورت دکھانے کا نہین ہی ای برادر دوالاگہر خفا نہونا ہمنے تمھارے کہنے کے خلاف کیا ہی لیکن شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر نے یہ شرف دیکھا کہ سر پر نقابدار زرین پوش کے باز سفید سایہ فگن ہی اس نگاہ محبت سے اپنے صاحبقران کو دیکھتا ہی کہ نگاہ نہین پھیرتا آٹھ پہر گرد سر پھیرتا ہی بہ نگاہ محبت دیکھا کرتا ہی لشکر بارہ ہزار سب جوانان صف شکن تیغ زن ایک سے ایک زیادہ بہادر ایسے ایسے لڑے کہ بہتر ہزار کو بھگا دیا کھڑے کھڑے شکست دی شاہزادہ جہانگیر کھڑے دیکھا کیے کہ نقابدار زرین پوش شکارگاہ مین گئے شاہزادہ جہانگیر واپس ہوے قمر طلعت نے پوچھا کہ ای شہریار یہ نقابدار زرین پوش کون تھا جہانگیر نے کہا یہ نقابدار کئی سال سے آتا ہی یا نہاے صاحبقرانی کا یہ خواہان ہے ہمارے قبلہ وکعبہ چاہتے ہین کہ ہم سے مقابلہ ہو نقابدار زرین پوش انکار کرتا ہی کہتا ہی اپنے فرزندون کو لڑوا ئیے صاحبقران زمان کسی کا بھروسا نہین رکھتے خود ہی چاہتے ہین مقابلہ کرون شاہزادہ جہانگیر قمر طلعت سے باتین کرتے ہوے آتے ہین سمک بلادا قی نے رستم کو خبر پہونچائی کہ شاہزادہ جہانگیر

واسطے لینے معشوقہ کے یکہ وتنہا گئے ہین رستم نے فرمایا کہ ہمارا مرکب تیار کرو مرکب تیار ہوا
گھوڑے پر سوار ہوکے نکلے کنارے پر لشکر کے آئے فرماتے ہین کہ کیون سمک کسطرف جاؤن
کہان اُس بہادر کو دریافت کرون ایسا نہو کہ کسی فساد مین پڑجائین برابر کا بھائی جری بھائی
ہمارے نام کا عاشق باشاءاللہ کس دھوم سے شہرون کو فتح کرتا ہوا آیا سمک عرض
کرتا ہے کہ اگر حکم ہو تو مین آگے بڑھکر دریافت کرون سرداران جہانگیر بھی تیار کھڑے ہین کہ صحرا
سے گرد اڑتی دیکھا کہ جہانگیر پشت مرکب پر پہلو مین قمر طلعت بادپان پر سوار دو سو قزاق ہمراہ
فوج کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئین بڑے بھائی کو جہانگیر دیکھکر شرمائے جاپاک سے اشارہ کیا
کہ قمر طلعت کو لیکر بارگاہ مین آؤ بھائی صاحب سامنے کھڑے ہین مجکو شرم آتی ہے جاپاک
نے کہا کہ حضور ہی کے مشتاق کھڑے ہین جاپاک ملکہ کو لیکر دوسری طرف سے بارگاہ مین آیا
جہانگیر سامنے اپنے بھائی کے آئے رستم نے گلے سے لگالیا فرمایا کہ اے برادر اسوقت کا تمھارا
جانا ہمپر بہت ہی شاق ہوا جب کوئی ایسی فساد ہو تو ہمسے ضرور ذکر کرو یکہ وتنہا نکل گئے اگر
خدانخواستہ تمپر کوئی افتاد پڑتی تو ہم قبلہ وکعبہ کو کیا منھ دکھاتے جہانگیر کو ساتھ لیکر بارگاہ مین
آئے عرصے تک سمجھایا جہانگیر خاموش بیٹھے رہے یہان ہفت پیکر بارگاہ مین بیٹھا ہے کہ ہرکارے
حاضر ہوے جہانگیر کی خبر سنائی کہ جہانگیر معشوق کو لیکر آگئے اور دو سو قزاق اپنے ساتھ لائے
ہفت پیکر نہایت ملول ہوا اور یہ بھی خبر سُنی کہ لالان پہلوان مارا گیا خاموش بیٹھا سوچ رہا ہے کہ
کیا کرون کہ آسمان پر اک ابر سیمابی پیدا ہوا اُس ابر مین رعد کی گرج برقین لوٹ لوٹ کر رہی ہین
ہفت پیکر دیکھنے لگا کہ وہ ابر پھٹا دیکھا تخت پر ایک ساحرہ اسباب سحر سے آراستہ چند کنیزین
پشت پر اسکے تخت اپنا اتارا ہفت پیکر کو سلام کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا واسطے سجدے کے
جھکی ہفت پیکر نے دست شفقت پشت پر پھیر کر کہا اے مضرار سیماب وش کہان سے آئی کیا
حضور کو یاد ہوگا کہ کوہ گلگون سے حضور نے کنیز کو روانہ کیا تھا کہ خراج ملکون سے لے آؤ مین گئی
سب ملک اسلام آباد دیکھے سنا کہ قدرت قمر مشرقی مین ہین چند دنون سے یہی کنیز حاضر ہوئی یہان
عجب انقلاب دیکھا ہر مقام کو اسلام آباد پایا صرف یہ قمر مشرقی قبضے مین دیکھا یہ کیا قدرت کو منظور
ہوا کہ طلسم برباد کرادیا جو کنیز کو حکم ہو وہ بجالائے سب کو ساتھ لیتی ہوا دو دن جو علم جادو کا لاؤن

ہفت پیکر نے سر جھکا کر کہا کہ اے مضمار تمھین اختیار ہے جو مزاج مین آئے وہ کرو ہمنے تمکو حکم دیا تمھارے مقدمے مین تقدیر پہ مفیوط کرینگے مضمار نے عرض کی کہ میرے نام پر طبل جنگی بجے مضمار کے نام سے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے جاکر خبر پہونچائی امیر رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا جانبین کے لشکر و نمین تیاریان ہونے لگین عیاران لشکر اسلام یعنے برق و چالاک و خواجہ صورتین بدل کر لشکر ہفت پیکر مین آئے پھرتے ہوے سامنے بارگاہ مضمار کے پہونچے دیکھا کہ کئی سو کنیزین گرد بارگاہ کے بطور نگہبانون کے بیٹھی ہین اگر جانور پر ندہ بھی نکلتا ہے تو اُسکو ماش کا دانہ مار کر گرادیتی ہین اپنی دل لگی کیواسطے ایک ڈھول رکھ لیا ہے اُسکو بجا بجا کے یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین نظم

بھولے نہ بعد مرگ بھی ہم وصل یار کو
ٹھوکر کی آرزو ہے ہمارے مزار کو

جلنے دیا نہ باغ مین اُس گلعذار کو
روکا ہے باغبان نے نسیم بہار کو

زیبا ہے عشق زلف دلا بال دار کو
اُلفت بہت خزانے سے رہتی ہے مار کو

دامن سے ارتباط مبارک ہو خار کو
عریانی ہے پسند مرے جسم زار کو

اے ابر تر نہ بھیجیو میرے غبار کو
پہونچا سکے گی پھر نہ ہوا کوے یار کو

کہیو صبا جو پائے تو اُس شہسوار کو
روندا کبھی نہ آکے ہمارے غبار کو

پتے ارنڈ کے چھوئین دست نگار کو
کیونکر لگے نہ آتش حسرت چنار کو

تنکا سمجھ کے دور کرے بزم یار سے
فراش دیکھ لے جو مرے جسم زار کو

کرتا ہے قتل پیاسون کو دریا ہے گر کہین
شمشیر آبدار ترے آبدار کو

نشتر لگائے اشک رگ ابر تر مین آج
دکھلا دون جی مین ہے مژۂ اشکبار کو

کاوش دلون سے اُسکو ہے تلوون سے ہے ا
تشبیہ دون نہ مین تری مژگان سے خار کو

پینا ہے جام مے مجھے اب خون محتسب
شیشے کو توڑے وہ تو مین توڑون خمار کو

کیا جذب عشق ہے کہ ہوا جس طرف کی ہو
سیدھا چلے غبار مرا کوے یار کو

ہے اسقدر عروج سے نفرت کہ بعد مرگ
صرصر اُڑائیگی نہ ہمارے غبار کو

ناسخ کی التجا ہے کہ یا مرتضے علی
کھینچو براے قتل عدو ذوالفقار کو

خواجہ عمرو دور سے یہ معرکہ دیکھکر ایک گوشہ مین آکر چھپے ایکطرف آکر برق چھپا الغرض

چالاک بیٹھا دیکھ رہا ہی کہ ایک کنیز واسطے کسی کام کے اُٹھی برق نے اُٹھکر اُس کنیز کو بیہوش
کیا بہ تعجیل اُسی کی شکل بناکر اُن ہی لوگون مین ملا مشاک مشاک کے گانے لگا کنیزین کہتی ہین
کہ اہی بوا لالہ عذار تم بڑی خوش آواز ہو کس لطف سے گا رہی ہو حقیقت مین تمھاری آواز پر جی
چاہتا ہی کہ بلائین لین او ہم کیا تعریف کرین برق نے کہا کہ بوا آجکل نزلے کی شدت ہی جب
طبیعت صحت مین ہو تب گانے کا مزہ ظاہر ہو سب کنیزین تعریفین کر رہی ہین چالاک نے
جو دور سے دیکھا کہ برق جلسے مین پہنچ گیا گھبرا رہا ہی کہ کیا تدبیر کرون کہ مین بھی اس جلسے مین
پہونچون اور صنمار پر عیاری کرون برق تو بیٹھا ہوا گا رہا ہی دلمین سوچتا ہی کہ کیا عیاری کرون
کنیزون سے بھی پوچھتا جاتا ہی کہ ملکہ صنمار کیا کر رہی ہین کنیزین کہتی ہین سحر تیار کر رہی ہین کل وہ
آفت برپا کرینگی کہ اہل اسلام اپنی جان سے عاجز ہو جائین چالاک نے جب دیکھا کہ کوئی کنیز
اسطرف نہین آتی کہ اُسکو بیہوش کرکے مین بھی جا ملون آخر اپنے مقام سے اُٹھا در خیمہ پر کھڑا
ہو کے پکارنے لگا کہ اہی ملکہ صنمار مجھے کچھ عرض کرنا ہی ایک کنیز نے اُٹھکر چالاک کا ہاتھ پکڑ لیا
کہا کہ ارے غل نہ مچا ملکہ بڑے نازک سحر تیار کر رہی ہین ایسا نہو کہ اُس تیاری مین فرق پڑے
یہان صنمار نے جو آواز چالاک کی سُنی منقل آتش سحر سامنے روشن ہی پکار کر آواز دی کہ ای منقل
سحر ظاہر کر دے کہ یہ کون پکار رہا ہی مین نے کنیزون کو تو منع کر دیا تھا یہ کون گستاخ ہی کہ بیخوف
میرا نام لے رہا ہی آگ مین سے آواز آئی کنیزین نہین پکارتی ہین چالاک عیار فرزند عمرو نامدار
پکار رہا ہی صنمار نے وہین سے آواز دی کہ ارے اس پکارنے والے کو پکڑ لو جو کنیز کہ منع
کرنے آئی تھی اُسنے چالاک کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ او نگوڑے ناعیار ملکہ تجھکو بلاتی ہین چالاک نے
خنجر مارا کنیز کا شکم چاک قصہ پاک ہوا کنیز تو لوٹ کر اگر گری چالاک بھاگا برق نے بھی دیکھا کہ چالاک
نے ایک کنیز کو مارا صنمار باہر نکل آئی اور پکار رہی ہی کہ ارے چالاک تو نکل گیا مگر برق کنیزون
مین ملا ہوا بیٹھا ہی غزلین گا رہا ہی اسکو پکڑ لو برق نے ایک کنیز سے کہا کہ ارے ملکہ عالم
تجکو کہہ رہی ہین مجکو کیا کہہ سکتی ہین اُس کنیز نے کہا کہ ارے مین تو آٹھ پہر خدمت مین
رہتی ہون صنمار نے پکار کر اُس کنیز سے کہا کہ او لنتری اسی کنیز کا ہاتھ تھام لے جو تجھسے باتین
بناتی ہی یہی برق فرنگی عیار ہی بڑا مکار و خونخوار ہی اُس کنیز نے برق کی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا

برق نے کمر سے خنجر نکالا کہا کہ اری بے ادبی کرتی ہو بے قاعدہ ہاتھ تھام لیا اُس کنیز نے چاہا کہ ہاتھ چھوڑ دون برق نے کہا کہ دیکھ ملکہ کیا کہتی ہین مین تو بیٹھا ہون میرا ہاتھ چھوڑ دے جیسے ہی وہ اُس طرف پلٹی برق نے خنجر مارا اُسکا شکم چاک ہوا قصہ پاک ہوا برق فرنگی اپنے نام کا نعرہ کرکے بھاگا

نعرهٔ برق

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
مرا نام ہے برق خنجر گذار
کہ استاد ہین خواجۂ نامدار

کہے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے

ارسطوے ذی علم شاگرد ہے
در مکر پر میرا پہرا رہا
تڑپ سے مری چرخ پہرا رہا

بہ یک قدم مغرب گہ شرق ہے
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہے

برق نے سامنے مضمار کے جو کنیز کو مارا اور تڑپ کر بھاگا مضمار جل گئی جھپٹ کر اُڑی کنیزون سے کہا چلی کہ میری کنیز کا خون بالا بالا نہ جائیگا مین نگوڑے کو گرفتار کرکے لاتی ہون یہ کہکے مضمار اُڑی برق فرنگی جو بھاگا صحرا مین دیکھا کہ ایک ساحر آتا ہی خیال مین گذرا کہ اُستاد کا حکم ہی جہان جادوگر کو پاؤ اُسے مار لو پکار کر آواز دی کہ بھائی صاحب کہان جاتے ہو ہمین تمسے کچھ کہنا ہی وہ جادوگر پلٹا دیکھا کہ ایک شخص مجکو پکار رہا ہی جیسے ہی قریب آیا برق نے جھپک کر کہا کہ دیکھو پیچھے تمھارے کون چنا آتے ہین جیسے ہی وہ پلٹا برق نے حلقے کمند کے مارے حباب مار دیا بیہوش کیا کپڑے اُسکے اُتارنے لگا کہ مضمار آکر آسمان پر چمکی دیکھا کہ برق ایک ساحر کے کپڑے اُتار رہا ہی پکار کے آواز دی کہ او نالائق کہان جاتا ہو وہین سے آواز گیر کی دی برق کے پاؤن زمین نے تھام لیے مضمار تڑپ کر گری برق کی مشکین باندھین چاہا کہ لیکر چلون پہلو سے آواز آئی کہ اے بندی قدرت کیا کہنا تمھارا کون سامنا کرسکتا ہو مضمار پلٹی دیکھا کہ ایک نخل کے سایے مین خداوند ہفت پیکر کھڑے ہین پکار رہے ہین کہ ای مضمار کیا کہنا میرے پاس اس قیدی کو لاؤ کہ مین اسکو سنگ سیاہ کردون مضمار جادو برق کو کشان کشان لیے ہوے پاس ہفت پیکر کے آئی ہفت پیکر نے ہاتھ برق کا پکڑا ایک طمانچہ مارا کہا کہ کیون رے نالائق تونے غضب کیا کہ کنیز مضمار کو قتل کیا اب تجکو سنگ سیاہ کردون یا جہنم مین پھینکدون برق منتین کرنے لگا کہ یا خداوند مجھ سے خطا ہوئی اب مین آپ کو سجدہ کرتا ہون ہفت پیکر نے کہا کہ او مضمار او تماشا دیکھ کہ سب وزیر و امیر آتے ہین قدرت کو ڈھونڈھ رہے ہین مضمار پلٹی ہفت پیکر نے

حلقے کمند کے گلے مین مضمار کے ڈال دیے مضمار ارے کہکر پلٹی ہفت پیکر نقلی نے حباب کے بیہوش کیا اور نعرہ کیا کہ منم جہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری۔ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
مرے ڈر سے کانپتا ہی جہان
تراشندہ ریش کفار ہون
زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑادون صبا کے کبھی مین ہوش کو
نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہان گرد طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کرکے چاہا کہ خنجر مارون آسمان سے نعرہ ہوا کہ اے ظالم یہ کیا کرتا ہی اگر اسکو مار ڈالا تو کوئی مسلمان زندہ نہ بچیگا عمرو جان بچاکے بھاگا برق ایک جا تڑپ کر بھاگا دوسے جاکر دیکھا کہ آسمان سے ایک عقاب اترا انتقام مین مضمار کو اٹھا لیا طرف آسمان کے لے بھاگا بارگاہ مین لیجاکر مضمار کو ڈال دیا ہوا جو لگی مضمار کی آنکھ کھلی اپنے نگہبان یعنے عقاب جادو کو سرھانے پایا کہ رہا ہی اے ملکہ عالم یہ غفلت عمرو نے آپکو مار لیا ہوتا مگر غلام وقت پر پہونچا سرکار کو اٹھالایا مضمار نے دیکھکر آواز دی کہ اے عقاب تونے بڑا کام کیا خوب وقت پر پہونچا کہ عیارون سے مجکو بچالیا عیار نگوڑے جو ٹیان ہین ہی مین برق کو گرفتار کیا کہ خداوند بنکر عمرو پہونچا مجکو کھٹکا ہوا تھا مگر خیال مین یہ آیا کہ خداوند کی صورت نہین بن سکتا خداوند نے کوہ ہفت پیکر چھوڑکر سب کمال اپنے ترک کیے ایسے عاجز ہوے کہ سب ملک اپنے چھوڑ دیے مسلمانون نے سب شرف مٹائے مگر کل وہ ہنگامہ پڑیگا کہ اہل اسلام طالب مرگ ہون اپنے ہاتھ سے گلے کاٹ ڈالین مگر اے عقاب جادو نگہبانی سے متنبہ رہ کہ یہ نگوڑے عیار فکر مین لگے ہوے ہین ابکی مرتبہ جو گرفتار کرونگی فوراً ہاتھ تلوار کا ماردونگی اگر عمرو خداوند بنکر نہ آتا تو مین برق کو مار ڈالتی یہ باتین کرکے عقاب جادو کو رخصت کیا کہا کہ اے عقاب میرا خیال رکھنا عقاب نے کہا کہ غلام انکی فکر مین خود جاتا ہی یہ کہکے عقاب اڑتا ہوا چلا خواجہ عمرو ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہین دل سے باتین کررہے ہین کہ چالاک برق نے وہ عیاری کی کہ اسکو ہوشیار کردیا اب کس صورت پر جاؤن رات کا وقت ہی جس صورت پر جاؤنگا کھٹکے گی ضرور شک کریگی انتہا یہ کہ مین نے گھبراہٹ مین ہفت پیکر کی شکل بنائی اور برق کو رہا کیا ایسا نہ ہو کہ کسی شکل پر جاؤن اور پہچان لے جلی ہوئی ہی قتل کر ڈالیگی

چاہتے ہین اپنے مقام سے اُٹھین کہ پرون کی آواز کان مین آئی نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہ ایک
عقاب بزرگ اُڑتا ہوا آتا ہے خواجہ حیران ہوئے کہ رات کو عقاب کیسا یہ کہکر پھر اُسی مقام پر
پہنچے وہ عقاب آکر شاخ نخل پر بیٹھا شاخ نخل جھک گئی اب تو عمرو کو یقین کامل ہوا
کہ یہ کوئی ساحر ہے ورنہ شاخ نہ جھکتی خواجہ نے زنبیل سے موئے دم اسپ نکالے اُسکا
پھندا بنایا ایک لگی زنبیل سے نکالی اُسمین پھندا باندھا وہین سے بیٹھے بیٹھے بلند کیا پتون
کی آڑ سے پھندا برابر گردن کے پہونچایا عقاب سر اُٹھا اُٹھا کر چہار جانب دیکھ رہا ہے عمرو نے
پھندے کو پتے کی آڑ مین کیا عقاب نے جو گردن اُٹھائی عمرو نے پھندا گلے مین عقاب کے
ڈالدیا عقاب پھڑکنے لگا عمرو نے ایک جھٹکا مارا پھندا کچی ہوا لیکن عقاب نے پانون
شاخ پر جمائے عمرو نے پھر زور سے جھٹکا مارا عقاب پھڑکتا ہوا زمین پر گرا عمرو نے خنجر مارا
شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی عقاب ساحر کی شکل ہوگیا عمرو کپڑے اُتارنے لگا یہان صغمار
بیٹھی سحر تیار کر رہی ہے کہ یکایک آسمان پر ابر سیاہ اُٹھا اُسمین سے آواز آئی کشتی مرا نام
عقاب جادو بود۔ یہ صدا سنتے ہی صغمار نے کہا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا عقاب جادو کو کسنے
مارا کس مقام پر مارا گیا یہ سوچ کر چاہا کہ اپنے مقام سے اُٹھون دیکھا چند طائر پر ابر پر ہین
پکار کر آواز دی کہ اے طائران سحر عقاب جادو کس مقام پر مارا گیا اور کسنے مارا
ایک طائر نے مثل انسان کے آواز دی کہ عمرو عیار بلائے روزگار نے عقاب جادو بصورت
عقاب ایک نخل پر جاکر بیٹھا عمرو نے ایک پھندا مارا اُسی نخل کے نیچے لاشہ پڑا ہے کون اُٹھائے
صغمار جادو یہ حال پرملال سنکر دنگ ہوگئی کہتی ہے کہ یہ نئی بات ہے عمرو نے طائر کو پھندا لگا کے
مار لیا ان عیارون سے کیونکر بچیے ہر مقام پر موجود رہتے ہین وہ تو فکر مین عیارون کی گیا تھا
عیار نے اُسکی فکر کرلی اب اگر مین جاؤن اور عیار بیہوش کرین تو کون بچائے وہ ہمارا نگہبان
تھا یا خداوند تمنے اتنا پاس نہ کیا کہ آج کی رات تو وہ زندہ رہتا کہ کل صبح کو میدان مین کام آتا
صبح کو دامن قدرت تھامونگی اور عرض کرونگی کہ واہ خداوند آپ نے عقاب جادو کو بلا لیا
اگر مناسب ہو تو اُسکو زندہ کر دیجیے اگر قدرت نے مان لیا اُسکو زندہ کیا تو میرا کمال پورا رہا
ورنہ میرے سحر مین فرق آگیا حفاظت کرنے والا نہ رہا یہ باتین سوچ کر سحر تیار کرنے لگی

برق و چالاک کئی مرتبہ لشکر مشعمار میں آئے تدبیرین کین کہ اپنے کو اندر پہونچائیں مگر پہونچ سکا
ناچار کھڑے ہوے تھے کہ یکایک وہ وقت آیا کہ لیلی شب نے نقاب چہرے سے ہٹائی
فوج ضیا و شعاع کی عملداری ہوئی شہنشاہ زرین پوش بالاے قصر زبرجدی آیا تخت لاجوردی
پر جلوہ فرما ہوا چالاک و برق لشکر سے مشعمار کے نکلے دیکھا کہ بہرام طلا سے پلٹے ہوے
جاتے ہین چالاک و برق کو پکارکر آواز دی کہ بھائیو کہان سے آتے ہو چالاک و برق نے
حال شب کا بیان کیا کہ مشعمار ہمارے ہاتھ سے بچ گئی پھر چاہا کہ اسکی بارگاہ مین جائین نجا سکے
کہ خواجہ سامنے سے آئے فرمایا کہ ای بہرام یہ دونون لونڈے عیاری کرکے ساحر کو ہوشیار کردیتے
ہین مین نے اسکے معین کو تو مار لیا خواجہ نے جو پہنچے سے عقاب کا مارنا بیان کیا چالاک
اپنے دل مین تڑپ گیا برق سے اشارہ کیا کہ ای برق دیکھو عیاری اسکا نام ہو کہ اپنے خیمون
سے سردار نکلنے لگے لندھور جو سامنے سے آئے بہرام نے پکارکر آواز دی کہ ای رستم زمان کہان
آتے ہو لندھور نے کہا کہ او حبشی یون ہی کلام کرتے ہین سلام و بندگی موقوف بہرام نے
کہا کہ تمنے کیون نہ سلام کیا عادل شیردل نے بڑھکر کہا کہ ای بہرام ہمارے آقا سے نامدارسے
کلام کرتا ہو جو مرتبہ کہ لندھور کا سامنے صاحبقران کے ہو وہ تیرا مرتبہ کہان اپنی حقیقت
کو نہین پہچانتا یہ کہکر عادل شیردل نے تلوار کھینچی لندھور ہان ہان کرتے رہے کہ ارے
آپس مین یہ کیا حرکت ہو کل سرداران لندھور بگڑ گئے ہر طرف ہلڑ ہو کہ بہرام کو مارلو بہرام سبکے
وار روک رہا ہو کئی زخم بھی بہرام نے کھائے آخر لندھور ہاتھی سے کود پڑے اپنے سرداروں
کو سمجھاتے ہین کہ بھائیو یہ کیا حرکت ہو آپس مین کیون لڑتے ہو کہ سامنے سے مالک آگئے
مالک نے لندھور کو للکارا کہ او ہندی بہتی خور تیرے سردارون نے بہرام کو زخمی کیا
اور تو دیکھ رہا ہو اپنے سردارون کو منع نہین کرتا یہ کہکے لندھور کو نیزہ مارا لندھور نے اپنے
کو بچایا تلوار کا ہاتھ مارا کہ مالک ہاتھ سے لندھور کے زخمی ہوے آپس مین تلوار چلنے لگی
طلوق حران گرد و ابوالمحجن گرد علم اژدہا پیکر لیے ہوے آتے تھے ایک مقام پر آکر چھکڑو کو گاڑا
طلوق حران نے کہا کہ ای برادر یہان چھکڑے کیون گاڑی ابوالمحجن نے کہا تمھین کیا دخل ہو
دونون بھائیون مین تلوار چلنے لگی ایک طرف سے عبدالجبار و عبدالقہار چلے آتے تھے

دیکھا کہ سردار آپس مین لڑ رہے ہین عبد الجبار نے کہا کہ ای بھائی آج یہ کیا معرکہ ہی کہ آپس مین
سب لڑ رہے ہین عبد القہار نے جواب دیا کہ ای برادر تمھین کیا مطلب ہی لڑنے دو اگر کچھ خیال
جرأت ہی تو آؤ ہم تم سے سمجھ لین ایک تھوڑے ہی عرصے مین جو سردار خیمے سے نکلا بھائی سے
بھائی اور باپ سے بیٹا لڑنے لگا کسی سے تلوار چل رہی ہی کہین نیزے چمک رہے ہین ہین
ہنگامہ کشتی ہی لڑ جو زیادہ ہوا صاحبقران زبان یا تو وظیفہ پڑھ رہے تھے یا آواز گیر و دار کی شنکر
در بارگاہ پر آئے دیکھا کہ آپس مین سردار لڑ رہے ہین کوئی زخمی ہی کسی کا خود زمین پر پڑا ہی کوئی
الگ کھڑا بل کر رہا ہی کلمات سخت آپس مین ہو رہے ہین صاحبقران نے للکار کر آواز دی کہ
ای لندھور یہ کیا حرکت ہی آپس ہی مین امتحان جرأت ہی لندھور نے جواب دیا کہ ای آقا نامدار
آپ بھی تشریف لائیے کیا آپ سے کوئی باہر ہی صاحبقران کو بہت غصہ آیا فرمایا کہ ای لندھور
اپنے ہوش مین رہو لندھور نے تلوار چمکائی اب تو صاحبقران کو یقین کامل ہوا کہ کسی ساحر
نے سحر کیا ہی بڑھکر اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھا اسم اعظم کی آواز جیسے کان مین پہونچی ہاتھ باندھ
کے عذر کرنے لگا مگر مالک نے لندھور کو ہاتھ مارا کہ سر لندھور کا زخمی ہوا لندھور نے پلٹ کے
ہاتھ مارا کہ مالک کا زخم سر چوپارہ ہوا صاحبقران جھپٹ کر قریب آئے اسم اعظم پڑھ کے
لندھور کا ہاتھ تھام لیا لندھور نے تلوار پھینک کر قدمون پر صاحبقران کے سر رکھا عرض
کی کہ ای شہریار دل چاہتا تھا کہ مالک کو مار ڈالے اپنے سردارون کو زخمی کیجیے اب جو حضور نے
اسم اعظم پڑھا ہوش درست ہوئے ادھر لشکر رستم مین بھی یہی حال تھا کہ آپس مین لڑ رہے تھے
کتنی سردار مارے گئے سہاک نے جا کر رستم سے خبر کی رستم تیغ ہفت جوہر کھینچ کر باہر آئے
دیکھا کہ سردار زخمی جھوم رہے ہین مگر جنگ سے قدم نہین ہٹاتے رستم نے لوح کو چمکایا جب عکس
پڑا وہ عذر کرنے لگا عرض کرتے تھے کہ ای شہریار ہم اپنے ہوش مین نہ تھے جی چاہتا تھا کہ لڑ بھڑ
کر اپنی جان دے دین حضور نے جب لوح چمکائی تب طبیعت قابو مین آئی رستم نے سارے لشکر
کو ہوشیار کیا پھر لشکر مین صاحبقران کے آئے دیکھا کہ صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین کچھ سردار
زخمی بہت کچھ مارے گئے ہین رستم نے صاحبقران سے حال بیان کیا صاحبقران نے فرمایا کہ جو ساحر
طبل جنگی بجوا چکی ہی یہ اسیکے سحر کی تاثیر تھی جب مین نے اسم اعظم پڑھا ہی تب سب ہوشیار ہوئے

ورنہ یقین تھا کہ اگر تھوڑے عرصے تک اور نہ آتا تو سرداروں کا کام تمام ہو جاتا صاحبقران
پشت مرکب پر سوار ہوئے در دولت شہنشاہی پر آئے بادشاہ جو برآمد ہوئے سرداروں کا یہ حال
دیکھ کر گھبرا گئے صاحبقران سے پوچھا کیوں حضور یہ کیا معرکہ ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ اس
ساحرہ نے طبل جنگی بجایا تھا اسی کے سحر کی تاثیر تھی کہ خواجہ عمرو سامنے سے آئے خبر دی کہ اے
شہر یار غضب ہوا سب عیار آپس میں بگڑ گئے ہیں نیچا اور حجاب آپس میں چل رہا ہے صدہا زخمی
لوٹ رہے ہیں میں نے جو منع کیا تو مجھ پر قصد کیا کہ ماریں صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ میرے
سرداروں کا بھی یہی حال تھا جب اسم اعظم پڑھا ہے تب انکو ہوش آیا یہ کہہ کر صاحبقران نے
اشقر بڑھایا آگے دیکھا کہ ایک لاکھ چالیس ہزار عیاروں میں تلوار چل رہی ہے صاحبقران
نے ان سب کے بیچ میں آکر اسم اعظم الہی پڑھا سب عیار آکے خواجہ عمرو کے سامنے عذر کرنے لگے
امیر نے سب کو ساتھ لیا طرف میدان کارزار کے چلے طبل سکندری پر چوب پڑتی ہوئی اور علم
اژدہا پیکر آگے آگے اس پیکر جواہر میں سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی آواز آتی ہے
زمین تھرائی ہوا اس شان و شوکت سے میدان کارزار میں آکر پہونچے چالیس قدم آگے بڑھ کر
کھڑے ہوئے کہ دیکھا آمد آمد لشکر کفار شروع ہوئی ہفت پیکر تخت پر سوار ہے اگر سعدا رہا دو پایہ
تخت ہفت پیکر پر ہاتھ رکھے ہوئے کہتی ہوئی آتی ہے کہ لشکر مسلمانان کی خبر لونگا ہے کل سرداران
حمزہ تمام ہوگئے ہونگے عیار بھی لڑ رہے ہونگے میری دو کنیزوں نے غضب کو اور ایک ساحر نے گیا
جان قتل ہوئے ہیں نے بھی سحر روانہ کیا ہے کہ ہر کا سے سامنے سے حاضر ہوئے کہا اے خداوند
حقیقت میں کل سرداران حمزہ دزانی فوج رستم آپس میں مصروف جنگ تھے تم نے نکل کر
لوح چمکائی امیر نے اسم اعظم پڑھا سب ہنگامہ برطرف ہوا سفیہ ابر نے تحفہ لیا کہا اے خداوند
اپنے میدان کارزار سے کیوں نہ دوسرا سحر پیدا کروں انکا [illegible] اسم اعظم ولی سے سحر دوسرا
برطرف ہوگا اگر پہلے سے کنیز کو معلوم ہوتا تو اہل اسلام ایک بھی باقی نہ رہتی میدان جنگ
میں پہونچی لشکر دولت میں صفیں بندھے تھے لیکن نقیبوں نے نقابت کی اور کیفیت کا کا تمام
مصور ساتھ ہفت پیکر کے آئی کہا کہ یا خداوند اجازت میدان مجھے دیجئے ان کا سحر کیا ہے
بڑی بڑی جادوگرنیاں لشکر اسلام میں موجود ہیں کیا عجب ہے کہ ان ہی لوگوں میں سے کوئی

میرے مقابلے مین آ دو سے تڑپا کے قتل کرون سحر کا اُسکے رنگ نہ جمنے دون ہفت پیکر نے وہی کہا
کہ قدرت نے تقدیر یہ منظور کی ہر تو سب پر غالب آئیگی تیرے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچیگا تجکو
بھی قدرت کے سپرد کیا رات کو بھی تجکو ہاتھ سے عمرو کے بچایا ورنہ عمرو کا یہ دستور ہی کہ ساحرہ کو بیہوش
کیا اور مار ڈالا مضمار دست و بجا کہتی ہوئی اپنے لشکر سے نکلی طاؤس اُڑا کر میدان مین آئی اور
سلحشوری سحر کی دکھا کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے یہ جو مضمار نے پکارا
رستم نے ارادہ کیا کہ جا پڑون سنبل ہفت گیسو جہت کر صف سے نکلی کہتی ہوئی کنیزون کا تو معرکہ
دیکھئے آپ تکلیف نہ فرمائیے رستم کو سنبل سے ازبس محبت ہی گھوڑے کو روک لیا لیکن تماسہ
سنبل ہفت گیسو سامنے تخت شہنشاہی کے آئی دست بستہ عرض کی اجازت میدان ملے بادشاہ
نے فرمایا کہ ای سنبل آج تمنے صبح کا حال سنا کہ سردارون پر کیا معرکہ گذرا عرض کی کہ حضور ہم لوگون
کو خبر نہین ہوئی سب شاہزادیان میرے ہی خیمے مین تھین اب سرکار پر حال کھلیگا بادشاہ نے
فرمایا کہ ای سنبل تمکو خدا کے سپرد کیا پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے سنبل ہفت گیسو اجازت
میدان پا کر طاؤس پر سوار ہوئی مقابلے مین مضمار کے آئی مضمار نے جو سنبل کو دیکھا کہا کہ
کیون سنبل قدرت نے تمکو یہ صورت زیبا طلعت جہان آرا عطا فرمائی تمنے قدرت کے
ساتھ یہ کیا کیا اب آج حال کھلیگا اسطرح قتل کرون کہ تمکو جدا ہونے کا لطف ملے سنبل نے
کہا کہ او بیہودہ کیا بکتی ہی جو تجھ سے ہوسکے وہ کر یہ سنتے ہی مضمار نے ایک گولہ مارا سنبل نے
گولہ کاٹا دو دو گولے آپس مین چلے سنبل نے ہفت گیسو کو جنبش دی کاکلون کو بل دینے لگی
سب نے دیکھا کہ آسمان پر ایک ٹکڑا ابر سفید آیا اُس سے پانی برسنے لگا مضمار پانی مین نہا گئی
دوسری کاکل کو جو سنبل نے بل دیا اُسی ابر سے پھول برسنے لگے سب نے دیکھا کہ درخت سرسبز و
شاداب ہوئے غنچون نے دہن کھولا رنگ پھولون کا زیادہ روشن ہوا شاخون مین بل پڑا بیچ
نے ہر نخل کی دھوان نکلنے لگا چند طائر پہلو سے صحرا سے اُڑتے ہوئے آئے شاخ نخل پر آ کر بیٹھے
آپس مین اشارے کر کے زمزمہ سرائی کرنے لگے آنکھون کے اشارے سے یہ مضمون ظاہر تھا نظم

| | |
|---|---|
| مر گئی افسوس ای بلبل نہ کیون سر توڑ کر | کر دیا قید قفس صیاد نے پر توڑ کر |
| کیون ملول رہو کہو کیا شی تمھین ملتی نہین | حکم ہو لا دون فلک سے یار اختر توڑ کر |

خون کا قطرہ نہ نکلا خشک تھا ایسا بدن
بعد مردن چاہیے صیاد کچھ الطاف بھی
خستہ جانوں پر نہ ایسا ظلم کرنا چاہیے
دیکھا روئے صفا کی جو تیرے روشنی
سخت جانی کا برا ہو یار کو صدمے ملے
ایک قطرہ خون کا نکلا جسم خشک سے
اسکے کوچے تک رسائی کسطرح ہو ای نسیم

منفعل کیا کیا ہوا فصاد نشتر توڑ کر
قبر پر بلبل کی رکھ دینا گل تر توڑ کر
رنج بلبل کو نہ دے گلچین گل تر توڑ کر
پھینک دیتا یار آئینہ سکندر توڑ کر
باندھ کر شمشیر آتے ہیں وہ خنجر توڑ کر
چھری فصاد ہیں نشتر پہ نشتر توڑ کر
کوئی بڑھ سکتا نہیں حد مقدر توڑ کر

سنبل ہفت گیسو نے جو صفمار پر سحر کیا اور ان اشعار آبدار کی صدا کان میں صفمار کے پہونچی جھومنے لگی چہرہ سرخ ہوا قصد ہوا کہ ان اشعار کو پڑھتی ہوئی سامنے سنبل کے جاوے ہفت پیکر نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ صفمار بیکار ہوئی بہت پریشان اور حال ابتر ہوا تھی کہ سنبل ہفت گیسو کے قدموں پر گرے وزرا نے عرض کی کہ یا خداوند سحر پورا ہو چکا اب سنبل ہفت گیسو صفمار کو قتل کریگی یا ہم اور آپ پر یلغار دیگی ہمیں اسکو قتل کرنا پڑیگا ہفت پیکر نے کہا کہ ای وزیر اعظم پڑھ کر اس سحر کو روکو جس وقت یہ سحر باطل ہوگا سنبل بالکل بیکار ہو جائیگی وزیر پڑھا۔ پڑھ کر ہاتھ ہلایا ہفت پیکر بھی کچھ بڑبڑایا ایک ٹکڑا ابر آسمان سے آیا ٹکڑہ ابر سے برفیں گریں کہ سحر سنبل کو جلا دیا پھول جلے نخلستان سے آگ نکلنے لگی طائر کباب ہوکر گرے سنبل ہفت گیسو نے جو یہ معرکہ دیکھا چاہا پڑھ کر دوسرا سحر کروں کہ ہفت پیکر پکارا کہ ای صفمار ہوش میں آؤ ای سنبل زیادہ نہ اتراؤ زلفیں اپنی سنبھالو دیکھنے والے پریشان ہیں کہتے ہی صفمار تو چالاک و چست ہوئی پڑھ کر اسنے سحر کیا کہ سنبل باحال پریشان مثل آئینہ حیران طرف صفمار کے چلی راہ میں لڑکھڑا کر گری گر کر بیہوش ہوگئی صفمار نے چاہا کہ پڑھ کر اٹھا لوں لالہ عذار بنگاہ غور دیکھ رہی تھی جھپٹ پڑی اس جلدی میں آئی کہ صفمار قریب سنبل نہ پہونچی لالہ عذار نے کنیزوں کو اشارہ کیا کہ سنبل کو اٹھا کے لے چلو لالہ عذار نے صفمار کا سامنا کیا آپس میں سحر چلنے لگے آخر صفمار نے طرف آسمان کے دیکھا کہ آسمان سے خنجر برسنے لگے ایک خنجر لالہ عذار پر گرا کہ سر لالہ عذار کا زخمی ہوا لالہ عذار نے زخمی ہوکر خون سر کا لیا اور

سفمار پر کھینچ مارا سفمار پر بھی خنجر گرا سفمار کا بھی سر زخمی ہوا ادھر لالہ عذار لہرائی لہرا کر گری
اُدھر سفمار لہرا کر گری بیہوش ہوئی کنیزان لالہ عذار ملکہ لالہ عذار کو اُٹھا لائین اور کنیزان سفمار
سفمار کو اُٹھا لے گئین یہان رستم نے لالہ عذار کا علاج کیا وہان ہفت پیکر نے سفمار
کا علاج کیا شب کو امیر نے خواجہ سے فرمایا جا کے سفمار کی خبر لو کہ اُسپر کیا گذری برق نے جو
سُنا جایا اپنے مقام سے اُٹھون خواجہ نے کہا کہ ای شہریار اسکو منع کیجیے یہ جا کر اُسکو ہوشیار
کردیگا پھر مین عیاری نکر سکونگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای برق نہ جاؤ خواجہ بگڑتے ہین
برق نے کہا کہ اُستاد مین آپ کے ساتھ چلون خواجہ نے کہا کہ آپ جائیے اور جا کر اُسکو ہوشیار
کر آیئے پھر مین جا کر عیاری کرونگا برق فرنگی تڑپتا ہوا چلا صورت تبدیل کر کے لشکر سفمار مین
آیا ایک مقام پر آکے دیکھا کہ بارگاہ سفمار استادہ ہی کنیزین چوکی پہرے پر بیٹھی ہین رات کاٹنے
کیواسطے ڈھول آگے رکھ لیا ہی اُسکو بجا کے غزلین ٹھمریان گا رہی ہین جو ادھر سے نکلتا ہی
للکار دیتی ہین کہ خبردار اس طرف نہ آنا برق ایک ساحر کی شکل بنکے اُس طرف سے نکلا کنیزون
نے آواز دی کہ کون آتا ہی ملکہ سفمار سحر تیار کر رہی ہین برق نے کچھ جواب نہ دیا کنیزون نے کئی
مرتبہ آواز دی آخر مین ایک کنیز کہ جو سب کی افسر تھی اپنے مقام سے اُٹھی پکار کر کہا کہ تو میری بات
کا جواب نہین دیتا ٹھہر جا اس طرف نہ آنا ورنہ سحر کرونگی کہ دیوانہ ہو جائیگا برق نے کچھ جواب
نہ دیا اور قریب آکر کہا کہ ای ملکۂ عالم کیون غصہ کرتی ہو مین بڑے کار ضروری آیا ہون جا کر
ملکہ سے عرض کرو کہ قدرت نے نامہ بھیجا ہی نامہ لیکر آیا ہون یہ نامہ خدمت مین ملکہ سفمار
کی پہونچا دو اُس کنیز نے کہا کہ مین جا کر عرض کرتی ہون وہ کنیز اندر گئی سفمار کو دیکھا کہ سحر
تیار کر رہی ہی مشعل سامنے روشن ہی بانس کے واسطے بچھونے بچھے ہین کنیز نے عرض کی کہ دروازے
پر نامہ دار خداوند حاضر ہی سفمار نے کہا کہ تم جا کر پہرے پر بیٹھو نامہ دار کو اندر بھیجدو کنیز نے
آکر برق سے کہا کہ ملکۂ عالم بلاتی ہین برق فرنگی تڑپ کر اندر پہونچا سفمار کو جھک کر سلام
کیا کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ نامہ خداوند نے بھیجا ہی اور کچھ زبانی بھی ارشاد فرمایا ہی سفمار نے کہا
کہ زبانی کیا فرمایا ہی برق نے کہا کہ پہلے نامہ پڑھ لیجیے پھر مین زبانی بھی عرض کرون یہ کہکے نامہ
پیش کیا سفمار نے پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ ای ملکہ سفمار عیار تمہاری فکر مین لگے ہین اس لیے

بھیجتا ہی ایک سحر یہ بتائیگا وہ سحر تیار کرو دسیم وہ پتلی بتائیگی کہ فلان عیار فلان مقام پر
آیا سعفار نے نامہ پڑھکے زانو کے نیچے رکھ لیا اور کہا کہ وہ سحر کیا ہو جو قدرت نے بتایا ہی
برق نے جھولی سے بہت سا لوبان نکالا کہا کہ اسکو آگ پر ڈالیے ایک پتلا پیدا ہوگی
عیاروں کے نام بتائیگی تم آگ کو بغور دیکھیے گا کہ یہ پتلا کس طرح پیدا ہوتی ہی سعفار نے وہ
لوبان لیکر آگ پر ڈالا دھواں نکل کر دماغ میں پہونچا ارے کہکر بیہوش ہوئی برق نے سعفار کے
دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھائی پشتارہ باندھکر دوش پر لگایا پہلو خیمہ کا چاک کرکے لے نکلا کنیزوں نے
جو باہر سے خیال کیا جادوگر اندر سے نہیں آیا ایک کنیز پردہ اٹھاکر اندر گئی دیکھا کہ منقل آتش
وغیرہ رکھی ہو اور ملکہ ندارد پشتارہ باندھنے کا نشان پایا جاتا ہی سراسیمہ چاک دیکھا غل مچایا ہوئی
نکلیں پکار کر آواز دی کہ صاحبو غضب ہوا وہ ساحر کوئی عیار تھا ملکہ کو گرفتار کرکے لے گیا کنیزوں
نے کہا کہ چلکر خداوند سے اطلاع کرو لیا تو عیار جاکر باندھ لے وہ ہی کنیزوں کی افسر اپنے
سرخ فام جادو طرف دربار ہفت پیکر کے چلی یہاں ہفت پیکر دربار میں بیٹھی ہی گرد ساحر
جمع ہیں تماشہ ہو رہا ہی کہ خبر پہونچی سرخ فام جادو کنیز سعفار کی آئی ہی ہفت پیکر نے
حکم دیا کہ بلاؤ سرخ فام سامنے آئی عرض کی کہ یا خداوند جادو کوئی تو پیرسی عیار کوئی آپکا نامہ دار
بنکر پہونچا ملکہ سعفار کو گرفتار کرلے گیا اگر حکم ہو تو کنیز جاے ہفت پیکر نے کہا کہ سرخ فام
جلد جاؤ صحراے زعفرانی سے عیار نکل گیا بیرون صحراے زعفرانی ایک جنگل ہی جاکر
ٹھہرا ہی قتل کا اسکا ارادہ ہی جلد اپنے تئیں پہونچاؤ دیکھیے وہ کیا کرتا ہی سرخ فام فوراً پرزہ
پیدا کرکے چلی مگر برق فرنگی جو پشتارہ لیکر چلا جب صحراے زعفرانی میں پہونچا پھول برق
کو دیکھکر ہنسنے لگے برق فرنگی کو بھی ہنسی آنے لگی مگر خبط کیا ہوا جاتا ہی پھولوں سے
ہنسنے پر جو نگاہ پڑی برق نے خیال کیا کہ پشتارہ بھاری ہونے لگا برق دبا جاتا ہی ہر طرف
سے پھولوں کے ہنسنے کی آواز آتی ہی برق بمشکل اس صحرا سے نکلا مگر پریشان ہوا جاتا ہے کہ
تاجر ہو رہا ہی ایک چشمہ پر پہونچا پشتارہ دوش سے اتارا ایک تختہ سنگ پر رکھا سستانے کو
آراستہ کرنے لگا اب چاہا کہ پشتارے کو اٹھاؤں وہ اسقدر بھاری ہو گیا کہ نہیں ہلتا برق نے
ساحرہ کا منہ کھولا خنجر کمر سے نکالا چاہا اسکا سر کاٹ لوں کہ سرخ فام آکر پہونچی بلندی سے دیکھا

اگر شیشارہ تو زمین پر رکھا ہی ایک عیار خنجر کھینچ کر چلا سر زخمی ہوا ادھر لالہ عذار لہرائی لہرا کر گری للکار کر کہا او ناعیار خبردار خنجر نہ مارنا برق نے سر اُٹھا کر دیکھا لالہ عذار کو اُٹھا لائین اور کنیزان سفنجار نام کا نعرہ کر رہی ہی برق تو تڑپ کر بھاگا سرخ فام آسمان لیا وہان ہفت پیکر نے سفنجار مصنجار نے گھبرا کر پوچھا کہ ای سرخ فام یہان تجھے کون لایا سرخ فام نے سب مفصل کیفیت بیان کی مصنجار کمان تو ڑ کر اُٹھی کہا کہ ابھی جا کر اُس ناعیار کو لاتی ہون سرخ فام قدمون پر گر پڑی کہا واری عیارون کی فکر مین نہ پڑیے پلٹ چلیے اب آپ کے پاس کسی کو نہ آنے دینگے وہان بیٹھکر حفاظت کرین گے ایک عیار کو آپ گرفتار کیجیے گا دوسرا کسی کی شکل بنکر آ جائیگا تو کیسی مشکل ہوگی سرخ فام نے جو ڈرایا مصنجار سرخ فام کو ساتھ لیکر پلٹی اسی طرح اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی سحر تیار کرنے لگی یہان برق فرنگی جو بھاگا ہوا آیا خواجہ طلا لئے پر کھڑے پکار کر آواز دی کہ خیر تو ہی مصنجار کہ ہوشیار کر آئے برق نے کہا کہ اُستاد مین تو اُسکو گرفتار کر لایا تھا مگر صحرائے زعفرانی مین آکر شیشارہ بھاری ہوا مین نہر پر ٹھہر گیا شیشارہ اُتارا سرخ فام اُسکی کنیز آکر پہونچی لیشتارہ لے گئی عمرو نے کہا کہ تو بدنصیب ہی جب تو نے عیاری کی ایسا ہی اتفاق ہوا اب تو ٹھہر جا مین جاتا ہون اگر بنتا ہی تو لاتا ہون برق نے سر جھکا کر کہا کہ استاد بسم اللہ جائیے خواجہ عمرو صورت بدل کر چلے جب دربارگاہ مصنجار کے پہونچے دیکھا کہ کنیزین نگہبانی کر رہی ہین سرخ فام جادو سب کی افسر یہ اشعار گا رہی ہی نظم

مجھے جب ہم خیال جلوۂ جانانہ آتا ہے — تو یاد ای دل کلیم و طور کا افسانہ آتا ہی
خود آرائی شب وصلت وبال جان عاشق ہی — سحر کر دیتے ہین وہ ہاتھ مین جب شانہ آتا ہی
فراق یار مین ہی درجہ دل کو بیقراری ہی — مرے سینے سے جو نالہ ہی بیتابانہ آتا ہی
سلیمان بیٹھین وہین اور جلو مین خضر و عیسیٰ — شہ خوبان مرا با شوکت شاہانہ آتا ہی
جو رہرو ہین وہ سودائی ہین ہی صحرا وحشت کی — نہ تنہا قیس ہی ہی دشت مین دیوانہ آتا ہی
نشان میرا جو پوچھین قیس تو اتنا یہ کہنا — کہ آگے اسکے وحشت خیز اک ویرانہ آتا ہی
بہا دیتی ہی آنسو شمع جل کر آتش غم سے — اُسے جب ہم خیال سوزش پروانہ آتا ہی
حرم کی راہ ہی معلوم رہنما کو پرا ہی زاہد — خیال خدمت دیرینہ شحنا نہ آتا ہی

ہنسے کھیلتے [illegible] اشعار [illegible] ایک ساحر کی شکل بنے ہوئے تھے کنارے بیٹھ گئے
آیا مغنیاں نے [illegible] تو خواجہ نے بھی ایک تان لگائی کنیزوں کے کان کھڑے ہوئے
برق نے ڈھول [illegible] کر پوچھا کہ یہ تان کس نے لگائی کنیزوں نے انکار کیا شرخ فام پھر گانے میں مصروف
ہوئی خواجہ نے پھر تان لگائی اب کی مرتبہ شرخ فام بیتاب ہوئی ڈھول روک کے کہا کہ ارے یہ کس کی
آواز ہے کہ دلکو بیچین کر دیا خواجہ نے سر اٹھا کر کہا کہ ای ملکہ عالم اس حقیر نے یہ تان لگائی اس زمانے
نے پریشان کیا مارے مارے پھرتے ہیں ایک دن وہ تھا کہ خدمت خداوندی میں رہتے تھے بالا آسمان
جاتے تھے ان آنکھوں کا برا ہو کہ خدائی کو کھو اقدرت نے دھکیل دیا زمین پر آکر گرے اس دن
قدرت نے پھر نہ بلایا تباہ پھرتے ہیں اسوقت جو آپکو گاتے دیکھا دل بھر آیا گنگنا دیے اگر آپکو پسند
آیا ہو تو دو چند اشعار گاؤں کنیزوں نے کہا کہ بڑے میاں ڈھول بھی تم ہی بجاؤ اب تو خواجہ
نے ڈھول میں رگ شے باندھنا شروع کیے اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے۔ نظم

از آن مرغ دل امشب سوے گلزار می آید
کہ با باد صبا بوے ز زلف یار می آید

مشو آزردہ دل مجنون ز سنگ کودکان ہرگز
کہ زینسان بر سر عاشق بلا بسیار می آید

زمین فریاد زد تیشہ بکوہ بیستون عشق
ہنوز از بیستون آن نالہاے زار می آید

سر آسودگی داری سر اہل ملامت شو
کہ بر سر ہرچہ آید بر سر دستار می آید

چو غم گر بر سر کوئیت ز زنجیر جنون آیم
برہمن ہم بگرد کعبہ با زنار می آید

زبون تر نیست گر ہر روز از روز دگر طالع
چرا چشمے مرا امسال یاد پارسے آید

گروہ عافیت کیشان حذر از موج طوفانہا
کہ از دریاے چشمم جوے خون بسیار می آید

بطوف کعبہ لیلے ازان مجنون نمی آید
کہ لیلے ہر نفس در دیدہ اش صد بار می آید

مدار محبت از شریعت وان حمیا کن
کہ منصور دگر اینجا بپاے دار می آید

بوقت ناتوانی ہا ز بالینم مکش دامن
کہ قوت در عبادت بر تن بیمار می آید

نمیدانم چہ سرست اینکہ در دیر و حرم مخفی
بگوشم از ہر طرف آواز استغفار می آید

اس رنگ میں عمرو نے یہ غزل گائی کہ شرخ فام خوش ہوگئی تعریفیں کرنے لگی کہتی تھی کہ
بڑے میاں تم تو اس کے کامل و اکمل ہو ڈھول بھی خوب بجایا کس لطف سے گائے ہم لگ گیا دل

بہلانے کو بیٹھ گئے ہین ملکہ عالم نے طبل جنگی بجوایا ہے سنگھیر ہی ان کا خوف ہے رات بھر کے جاگنے کو سبھے
ہین یہ کام کیا کہ نیند نہ آئے رات بھر جاگ کے بسر کرین عمرو نے کانون مین پوچھا کہ ملکہ عالم کیا کر رہی ہین
یہ سنکر سرخ فام نے کہا کہ سحر تیار کر رہی ہین سرخ فام سے عمرو نے کہا کہ اگر مناسب ہو تو ہمارا سامنا
مضمار جادو کا کرا دو اسی ہوس مین ہم آئے تھے یہ سنکر سرخ فام اٹھ کھڑی ہوئی کہا کہ بڑے میان
چلو مین تمھاری سفارش کر دون عمرو ساتھ سرخ فام کے چلا جب اندر بارگاہ کے آیا مضمار کو دیکھا
کہ سحر تیار کر رہی ہے اور سامری و جمشید کی تعریفین اور بھجن گا رہی ہے بت سونے چاندی کے سامنے
رکھے ہین اُن ہی کے سامنے ہتار رہی ہے کبھی بتون کی بلائین لیتی ہے کبھی گرد پھرتی ہے سرخ فام نے
بڑھ کر عرض کی کہ اے ملکہ عالم آپ سحر تیار کرین گانے کی جو چیزین ہین وہ اس سے گوائیے زیادہ
لطف حاصل ہوگا یہ خدمت سامری و جمشید مین رہا ہے مضمار نے کہا کہ بڑے میان بیٹھ جاؤ جب
خواجہ بیٹھے مضمار کو کھٹکا ہو چکا ہے عمرو نے چند شعر سامنے مضمار کے گائے مضمار ہر چند کہ بیچین
ہوگئی مگر ہاتھ ہلا دیا برق گری رنگ و روغن چہرے سے اُڑ گیا مضمار نے جو صورت عمرو کی دیکھی کہا
کہ او ساربان زادے تو پھر آیا تجکو قضا لائی ہے یہ کہکے اشارہ کیا کہ پاؤن عمرو کے زمین نے تھام لیے جب
جو عمرو نے چاہا کہ اٹھون زمین نے پاؤن نہ چھوڑے ناچار ہوکر ہاتھ باندھنے لگے مضمار نے پکار کر
آواز دی کہ اے سرخ فام یہان آؤ سرخ فام اندر آئی دیکھا کہ عمرو بیٹھا ہوا منتین کر رہا ہے کہا کہ
کیون سرخ فام عمرو کو پہونچا گئین مین نے اسکو گرفتار کیا اب اسکو لیجاؤ اور جلد خدمت خداوند
مین پہونچاؤ جو مناسب جانین وہ اسکے حق مین کرین مین اپنا سحر اتارتی ہون تو اپنا سحر قائم کرکے
خبردار رہو کہین نہ کرنا خدمت مین خداوند کی لیجانا عرض کرنا کہ یہ ساربان زادہ مضمار کے پاس
پہونچا وہ ہوشیار بیٹھی تھین انھون نے اسکو گرفتار کر لیا اب آپ کو اختیار ہے لیکن اگر یہ مارا گیا
تو لشکر مسلمانان کی کمر ٹوٹ جائیگی حمزہ کا یہ عاشق صادق ہے اگر مناسب ہو تو اسکو زندہ جہنم مین
پھینکا دیجیے کہ یہ جل جل کر خاک ہو اس ساربان زادے کا قصہ پاک ہو اسنے بڑے صدمے دیے ہین
سرخ فام اکیلی لیکر چلی باہر جو نکلی کنیزین گھبرا گئین سب نے پوچھا کہ اے افسر کیا ہوا کہا کہ صاحبو بڑے
غضب کی بات ہے کہ مین نے اس ساربان زادے کو اندر پہونچایا تم لوگ حفاظت کرو مین اسکو خدمت
خداوندی مین پہونچا کر آتی ہون خواجہ کو سرخ فام لیکر چلی اب خواجہ راہ مین منتین کرتے ہین اور

سلام کیا بادشاہ نے منہ پھیرے تیرا بڑا احسان ہوگا شرخ فام ہنس دیتی ہے جواب دیتی
سلام نہ قبول کیا کہا کہ سامنے خداوند کے قتل کرونگی تجکو دم دیتا ہے مسفتار سے
تجکو خوب سمجھا دیا ہے مجھ سے مسفتار نے کہا یا تھا کہ یہ وہی شخص ہے جسنے دمامہ و ششتہ کو مارا ہے
عمرو ہے صفت کیا تیرے واسطے کم ہے جا بجا ذکر کیا جاتا ہے کہ دریا ے قلزم میں جا کر مقمس کو مارا
دمامہ کو سر میدان للکارا اگر خداوند ہفت پیکر نے تیری قضا اس مقام پر مقرر کی تھی جب تو گرفتار
ہوا دوڑا آیا کہ مسفتار کو مار ڈالوں ملکہ عالم نے کس مجبوری سے گرفتار کیا ہم تو دھوکا کھا گئے تھے مگر
ملکہ نے دھوکا نہ کھایا اور امتحان کو سحر کیا اسی سے ثابت ہوا کہ عمرو عیار ہو اب تجھے دھوکا دینا چاہتا
بھلائی ہوئی اور سخت شکست کھاتی ہوئی شرخ فام ایک خیمے کی آڑ میں پہونچی کہ پہلو سے آواز آئی بوا
ذرا ٹھہرو مجھے تم سے کچھ کہنا ہے شرخ فام نے پلٹ کر اپنی بہن عمرو کو دیکھا کہ پکارتی ہوئی آتی ہے کہ بہن
ذرا ٹھہر جاؤ شرخ فام ٹھہری عمرو قریب آکر پہونچی کہا کہ بوا اس مکار کو کہاں لیے جاتی ہو ہاتھ جوڑ کر
کہا کہ واسطے ساحری و جمشید کا اسکو چھوڑ دو تو کہ مسفتار سے کہنا کہ اسکو کسی اور کی معرفت بھیجیں
شرخ فام نے کہا کہ اتنی دور تو میں لے آئی آگے بارگاہ خداوندی ہے پہونچا کے چلی آؤنگی عمرو
نے کہا کہ بوا میں نے جو خبر پائی کہ تم تو اس نگوڑے کو لیے جاتی ہو میں بیقرار ہو کر دوڑی ہوں
شکر کرتی ہوں کہ تمکو زندہ پایا دیدہ و دل روشن ہو گئے لیکن بوا سنو تو میں نے جو حال اس
نگوڑے کے سنے ہیں اسکو کہہ نہیں سکتی شہریار اول کہہ سکتا ہے کہ نوشیروان ایسا بادشاہ اسکی
تدابیر سے تاج اپنا چھوڑ کر بیٹھ گیا کہ پھر اپنے وطن میں آنا نصیب نہ ہوا لقمان اعظم ایسا بادشاہ
اسکے چار بیٹے آگ میں جلا دیے گئے اسکے سر کا تاج اتار لیا باغ میں گھر جا کے پہونچا اور
قیطول پر لقا کے پہونچا اور وہاں پہونچ کر اسکی ریش تراشی کی کن کن شاہوں پر ظالم نے پہونچ
بڑے بڑے گھر برباد کیے اس طلسم ہفت پیکر میں کیسے کیسے ساحروں کو مارا اس وجہ سے یہ
ملال ہوا یہ باتیں کرتے کرتے گھبرا کر کہا کہ ارے یہ پیچھے پر کون کھڑا ہے شاگرد اسکا کھڑا رہا گیا
شرخ فام پلٹی اسنے گلے میں ہاتھ کمند کے ڈال دیے اور نعرہ کیا کہ منم عمرو بن امیہ چالاک
عمرو - نعرہ چالاک - بہ عیاری سر نام جست و چالاک ہیچ غم دشمن انداز لعنت خاک
ندا بادگرد نگاہم + خلیفہ دوم چالاک نام + نعرہ کر کے خنجر مارا کہ شرخ فام کا

شکم چاک قصہ پاک مار کر سرخ فام کو خواجہ کو چھوڑ آیا کہیں یاروں کا خوف ہے رات بھر
ساتھ بھاگے یہاں مضمار جادو سحر تیار کر رہی تھی گھبرا کر اپنے ہاتوں مین پوچھا کہ ملکہ
دیکھو تو سرخ فام خدمت میں قدرت کی پہونچی یا نہیں راہ میں دیکھی ہوئی ہوتا ہے پہلے
میں آواز آئی تھی میں نے اُسکو کیون روانہ کیا آخر اس ساربان زادے نے راہ میں مکر کیا گئی
گئیں ایک مقام پر لاشہ سرخ فام کا پایا اُٹھا کر سامنے مضمار کے لائیں مضمار نے حکم دیا کہ
لیجا کر لاش کو جلا تو اب ساربان زادے کو زندہ نہ چھوڑونگی ڈھونڈھ کر گرفتار کرونگی یہ کہکے پلٹی
پھر سحر تیار کرنے لگی یہاں خواجہ پلٹ کر لشکر اسلام میں پہونچے دیکھا کہ لشکر سوار ہو رہا ہے در دولت
صاحبقران پر عمرو آیا صاحبقران نماز پڑھ چکے ہیں صندوق سلاح طلب فرمایا ہے مقبل صندوق
لایا صاحبقران نے خود ہوڈ سر پر رکھا اور زرہ داؤدی زیب جسم کی موزے ورانے بھی جسم پر
آراستہ فرما کر تیغہ سہراب پیل کمر سے لگا کر تیغہ عقرب کو ہاتھ میں لیکر سپر گرشاسپ پشت پر
لگائی صاحبقران برآمد ہوئے خواجہ نے سلام کیا دیوانہ بن قندس اشقر لیکر آیا میر سوار ہوکر
در دولت شہنشاہی پر آئے صاحبقران تو جلو خانے میں آکر ٹھہرے مگر بادشاہ نے بارگاہ
سے نکلتے ہی فرمایا کہ ای فیروزہ ہمارا مرکب لاؤ فیروزہ نے عرض کی کہ حضور تخت پر سوار ہوں
مرکب کی کیا ضرورت ہے بادشاہ جمجاہ نے بہ نگاہ قہر طرف فیروزہ کے دیکھا فرمایا تجھے اسمین
کیا دخل ہے ہم مرکب ہی پر سوار ہونگے فیروزہ نے سائیس سے اشارہ کیا اُسنے مرکب حاضر
کیا بادشاہ اسلام نے مرکب پر سوار ہوتے ہی مرکب اُڑایا جلو خانے میں آئے صاحبقران نے
بادشاہ کو جو مرکب پر دیکھا فرمایا کہ حضور اس وقت مرکب پر کیون سوار ہوئے بادشاہ اسلام نے
بغصہ فرمایا کہ حضور دخل نہ دیں میں لشکر کی سیر کو جاتا ہوں صاحبقران نے جو بادشاہ کو
برہم پایا خاموش ہو رہے مگر فیروزہ سے فرمایا کہ ای فیروزہ بادشاہ کیون برہم ہیں فیروزہ
نے عرض کی کہ غلام کو نہیں معلوم یہ آنکھوں سے دیکھا کہ جسوقت سے برآمد ہوئے سبھون
سے برہم ہو رہے ہیں مرکب بھی بہ غصہ منگوایا صاحبقران نے فرمایا کہ ای فیروزہ بادشاہ
کی خبر لو کہاں جاتے ہیں مجھکو کچھ اور طریقہ معلوم ہوتا ہے یہ سنکر فیروزہ تلاش میں
بادشاہ کی چلا مگر بادشاہ چند قدم چلے تھے کہ دیکھا سامنے سے لندھور آتے ہیں لندھور نے

جھک کر سلام کیا بادشاہ نے منہ پھیر لیا لندھور نے بڑھکر عرض کی کہ غلام سے کیا خطا ہوئی
کہ حضور نے سلام نہ قبول کیا کہا کہ ای دارا سے ہمارے مین حال لشکر دیکھنے نکلا ہون تم آج آٹھ
دن چڑھے اٹھے نولاکھ کی افسری کیونکر کرو گے ہمارے نزدیک تو یہ مناسب ہی کہ اب تم
پلٹ جاؤ میدان مین ہمارے ساتھ نہ چلو لندھور نے دست بستہ عرض کی کہ آج کچھ دیر غلام
کو ہو گئی اس خطا پر آپ مجھکو موقوف فرماتے ہین لندھور سے اور بادشاہ سے تکرار ہونے لگی
لندھور تو عذر کر رہا ہی اور بادشاہ بگڑ رہے ہین ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ رکھ کے فرماتے ہین کہ ای
لندھور امتحان جرأت ہو جائے لندھور دست بستہ عرض کرتے ہین کہ میری کیا مجال ہی کہ جو
حضور سے امتحان جرأت کرون اس عرصے مین سامنے سے مالک آئے مالک نے جو دیکھا کہ
بادشاہ اور لندھور سے گفتگو ہو رہی ہی آتے ہی کہا کہ او ہمارے بادشاہ سے کلام کرتا ہی لندھور
نے کہا کہ او عرب سوسمار خوار تو نے سنا بھی کہ بادشاہ کیا فرماتے ہین بادشاہ نے فرمایا کہ ای
مالک لندھور کو لشکر سے نکال دو لندھور نے کہا کہ اس عرب کی کیا مجال ہی کہ جو غلامان قدیم
کو نکال سکے مالک نے بڑھ کر لندھور کو نیزہ مارا لندھور نے خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ
مالک کا زخمی ہوا دست چپی بگڑ کر طرف لندھور کے چلے دست راستیون نے بڑھ کے
دست چپیون کو روکا آپس مین تلوار چلنے لگی بادشاہ فرماتے ہین کہ لندھور کو نکالو لندھور
ہاتھ باندھے کھڑا ہی فیروز ہوے بڑھ کر صاحبقران کو خبر دی کہ حضور کل لشکر مین بلوہ ہو گیا
دست راستی و دست چپی آپس مین لڑ رہے ہین کئی سو جوان زخمی ہو کر گرے فوجین تباہ
ہو رہی ہین اب یقین ہی کہ فوج مین بھی تلوار چلے صاحبقران یہ سنکر اس طرف چلے اس وقت
پہونچے کہ پانچ ہزار پانچ سو بیس سردار آپس مین لڑ رہے ہین مگر لندھور ہاتھ باندھے سامنے
بادشاہ کے کھڑے ہین بادشاہ یہی فرما رہے ہین کہ او لندھور لشکر سے ہمارے نکل جا تو
صاحبقران نے بھی سنا کہ لندھور عذر کر رہے ہین بادشاہ نہین سنتے [illegible]
مین بھی استقدر تلوار چلی ہی کہ دونون جوان زخمی ہو رہے ہین قبضہ [illegible]
و فرامرز بھی آپس مین لپٹے ہوے ہین انکا تو تبر زین چل رہا ہی فرامرز کا [illegible] جمہور
زخمی کیا مگر جمہور نے بھی ہاتھ تبر کا مارا فرامرز بھی زخمی ہوے بہرام اپنے [illegible]

سب جوان صف شکن ایک سے ایک منھ نہین پھیرتا اور بادشاہ دست جلیبون کو ترغیب دے رہے
ہین فرماتے ہین کہ کل دست راستیون کو ہمارے لشکر سے نکالدو اسپر دست راستی زیادہ بگڑتے
ہین اور عرض کرتے ہین کہ ای شہریار ہم لوگون کی کیا خطا ہی اپنے دست چپ پرست سے سزا دیجیے
یہ لوگ ہمکو نکالینگے تو ہم لوگ نہ نکلینگے صاحبقران نے یہ دیکھ کر نعرہ کیا کہ ای سرداران یہ کیا
یہ کیا حرکت ہی بادشاہ نے پلٹ کر فرمایا کہ داداجان آپ دخل نہ دیجیے ورنہ آپ کو بھی لشکر سے
نکلوا دونگا بس اسی مین بہتر ہی کہ ان حضور کو لشکر سے ابھی نکلوا ئیے صاحبقران جھپٹ کے
آئے پکار کر اسم اعظم پڑھا جیسے ہی اسم اعظم کی آواز کان مین بادشاہ کے پہونچی حجاب سے
سر جھکا لیا ان حضور کو گلے لگایا فرمایا کہ عمر نامدار میری خطا کو معاف فرمائیے مین اسوقت اپنے
ہوش مین نہ تھا مگر ادھر سردار لڑ رہے ہین تلوارین چل رہی ہین سردار زخمی ہوکر گر رہے ہین
فوج مین قربا ہو گئی صاحبقران نے مقبل سے فرمایا کہ ایک شیشے مین پانی لاؤ کہ اسم اعظم
پڑھکر سب پر چھینٹا دون مقبل شیشہ پانی کا لایا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا چھینٹا پانی کا
مارا اسکو ہوش آگیا ان حضور کو بادشاہ سے ملوایا ان حضور نے عرض کی کہ رستم کے لشکر مین بھی یہی
ہنگامہ ہی جوق جوق آپس مین بگڑے آلا گرد وبالا گرد آپس مین لڑنے لگے ہر طرف لشکر
تیار ہو گئے پلٹن چاہتی ہی کہ رسالے پر جا پڑین رسالہ چاہتا ہی کہ پلٹن سے لڑین سر کٹ رہے
یہ خبر رستم سے کہی کہ پہلے لشکر صاحبقران مین بلوہ ہوا تھا صاحبقران نے جب اسم اعظم
پڑھا تب سب اپنے ہوش مین آئے وہی رنگ آپ کے لشکر مین بھی ہی بھائی کو بھائی چاہتا
ہی کہ قتل کرے رستم گھبرا کر بارگاہ سے نکلے دیکھا کہ لشکر مین بلوہ ہو رہا ہی رستم نے نعرہ کرکے للکارا
کہ بھائیو یہ کیا حرکت ہی کوئی جواب نہین دیتا رستم نے بڑھکر لوح چمکائی جسپر لوح کا عکس پڑا وہ
عذر کرنے لگا کہ ای شہریار دل یہ چاہتا تھا کہ بھائی کو قتل کرین آپس مین لڑین آپکو دیکھکر ہوش
آیا رستم سارے لشکر مین پھرے ہر مقام پر لوح چمکائی تب سردار راہ پر آئے رستم و صاحبقران
لشکر کو ساتھ لیکر طرف میدان کارزار کے چلے ادھر سے دیکھا کہ لشکر ہفت پیکر آتا ہی صفا جادو
آگے بڑھی ہوئی جھومتی ہوئی ہرکارون سے پوچھتی ہوئی کہ لشکر اسلام پر کیا گذری ہرکارے
عرض کرتے ہوے آتے ہین کہ حضور بھائی کو بھائی نے مارا بادشاہ لشکر اسلام ان حضور کو

نکالے دیتے تھے صاحبقران نے آکر اسم اعظم پڑھا تب ہوش میں آئے مضمار جادو نے
زانو پر ہاتھ مارا کہا کہ یہ بڑے غضب کی بات ہے صاحبقران اسم اعظم پڑھکر سحر میرا دفع کر دیتے
ہیں طلسم کشا لوح چمکاتے ہیں آج میدان کارزار سے پلٹ کر اسم اعظم حمزہ سے بھلا دونگی لوح
قبضے سے طلسم کشا کے کبھی نکال لونگی ایک دن میں لشکر کا خاتمہ کر دونگی اسطرح کے غرور
کرتی ہوئی میدان میں آکر پہونچی ہفت پیکر قلب فوج میں تخت پر سوار ہو کر ٹھہرا صفیں درست
ہوئیں نقیبوں نے نقابت کی کرکیت کڑکا کے بیٹھے کہ مضمار جادو نے اپنے کو بڑھایا
ہفت پیکر سے اجازت لی ہفت پیکر نے کہا کہ ای ملکہ عالم میں میدان کارزار میں تجھی کو تنہا کی
فکر رکھتا ہوں کون کون شاہزادیاں رستم کے پاس کشتی میں ہر ایک کا یہی قصہ ہے کہ تم کو
شامیں سمجھ کے سحر کرنا مضمار نے کہا کہ یا خداوند میں کیا کوئی بات تمہارے کھونگی رات کو شیاں
مجھے ایسا حیران کرتے ہیں کہ سحر بنانا مشکل ہوتا ہے آج کفر تماشہ میرا کیا کیا زمین سے دکھ
تیار کیے ہیں کہ آج قدرت الحالہ فرمائیں گے یہ کہتی ہوئی میدان میں آئی کچھ کہ سے اسم الی
پیچیلے باشن کے دانے طرف صحرا کے پھینکے پکارا آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان جس کا تمنا
مرگ کی ہو وہ نکلے رستم چلے ہو سے گھوڑے تھے سلاح جسم پر آراستہ کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ
ہفت جوش زیب جسم تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مرکب کو بڑھا کر سامنے بادشاہ کے
آئے کہا کہ ای فرزند اجازت میدان بادشاہ رستم کا لحاظ کرتے ہیں ارشاد فرمایا کہ سوا لقا کے تم نا
ساحرہ کا مقابلہ ہو فرمایا کہ تحفہ جات سب جسم پر ہیں لوح طلسمی گلے میں ان تحفہ جات کو درست
کرونگا بادشاہ نے فرمایا کہ بہتر ہے پروردگار آپکو مظفر و منصور کرے رستم گھوڑا چمکا کے چلے مضمار
نے جو طلسم کشا کو آتے دیکھا چاہتی تھی پلٹ جاؤں مگر پیشتر آئی کہ میدان میں نکلی اسیار رلی
کی پھر واپس جاؤں تجھی تھی کہ جادوگریاں نکلیں گی اگر جو طلسم کشا آتے ہیں شیر نکلی کبھی کچھ
ہو جائیگی یہ سوچ کر دستک دی ایک پہلوان گینڈے پر سوار کرتا آیا آتا ہوا اسے اشارہ کیا
مضمار نے کہا کہ جا طلسم کشا سے مقابلہ کر اگر بن پڑے تو کلاہ اتار لینا گینڈا سوار نے کہا کہ
میں تو لوح کی فکر میں آیا ہوں مضمار خوش ہو گئی کہا کہ میں ہمیشہ سے تیری خدمت کرتی ہوں آج
اسکا نفع دکھا دے گرگین سوار گینڈے نے کوچکا کر سامنے رستم کے آیا نیزہ مارا رستم نے

لوح کو جھکا کے جو نیزے کو روکا گرگدن سوار نے نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا قبضے پر ہاتھ ڈالا رستم
نے لوح کو زیر سپر دیکر سپر کو چہرے کی پناہ کیا گرگدن سوار نے ہاتھ مارا رستم نے تیغ ہفت جوہر
نیام انتقام سے کھینچا جیسے ہی تیغ ہفت جوہر کھینچا زنگی نے سر آگے کر دیا تیغ ہفت جوہر چلا
پھاٹک کر جگر اسپر کو کاٹ کر سر پہ گرا مع گینڈے زنگی کے چار ٹکڑے ہوئے زنگی کے مرتے ہی مضمار
نے ہر طرف صحرا کے دیکھا کہ ایک فیل مست چیخ مارتے آیا مرکب رستم کا بدلگامی کرنے لگا رستم نے
گھوڑے کو روکا فیل نے بھسونڈا مارا رستم نے دونوں ہاتھ بڑھا دیے گھوڑے سے کود پڑے
بھسونڈا ہاتھی کا سنبھال کر ایک مارا کہ مع مزخرے گردن ہاتھی کی کھینچ لی جب ہاتھی مارا گیا رستم
گھوڑے پر سوار ہوئے گھوڑا اڑا کر قریب مضمار کے آئے مضمار نے جو رستم کو قریب اپنے پایا
طرف آسمان کے دیکھا رستم پر آگ برسنے لگی مگر کوئی شعلہ قریب نہیں آتا گھڑی بھر کامل مضمار
نے آگ برسائی مگر رستم پر تاثیر نہوئی آخر ناچار ہو کر تیغہ کھینچ کر دوڑی ہاتھ تلوار کا مارا رستم پہلتن نے
تیغ ہفت جوہر پر روکا روک کر ہاتھ تیغ ہفت جوہر کا مارا مضمار کے سر پر تیغہ پڑا مضمار کے
دو ٹکڑے ہوئے گھوڑے کو مہمیز کیا پکار کر آواز دی کہ او ہفت پیکر اور کسی کو بھیج ہفت پیکر نے
طرف ساحروں کے دیکھا ساحروں نے سر جھکا لیا چپکے چپکے کہتے ہیں کہ صاحب لوح کے مقابلہ
میں کون جائے ہم تو شعبدے سے لڑنے والے ہیں جب شعبدہ سحر نہ چلا تو ہمارا کیا زور ہے جب
ساحروں نے سر جھکا لیے ہفت پیکر نے طرف بائیں کے دیکھا کئی ہزار پہلوان کھڑا ہوا انکی جانب
ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی کہ اے پہلوانو کس کو اپنی نام آوری کرنا منظور ہے قدرت تقدیر
مضبوط کئے ہیں جس کا جی چاہے جائے طلسم کشا کا سر کاٹ لائے یہ جو ہفت پیکر نے ان
پہلوانوں کی جانب مخاطب ہو کر کہا شقیلا نے گرگدن سوار گینڈے کو بڑھا کر نکلا کہا
خداوندا میں سر طلسم کشا کا لاتا ہوں ہفت پیکر نے کہا کہ جا طلسم کشا سے مقابلہ کر قدرت تقدیر
مضبوط کر رہے ہیں شقیلا چلا سامنے رستم کے آیا خبردار کہکے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں گیارہ سو طعن میں رستم پہلتن نے
نیزہ شقیلا کا نکالا شقیلا نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے بار ڈھال پہ بچا کے
کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا شقیلا نے گریبان پر ہاتھ رکھا آخر مرکبوں سے اتر کے کشتی ہونے لگی

شقیلا چاہتا ہے کہ رستم کو زیر کرون ممکن نہین ہوتا رستم زور و شور سے لڑ رہے ہین دو پہر ڈھلے
زور شقیلا کا کم ہونے لگا رستم زیادتیان کر رہے ہین چار گھڑی دن رہے شقیلا نے آواز دی کہ
ای رستم دن بھر ہمارے تمہارے کشتی ہوئی کمی زیادتی نہین ثابت ہوئی ایک زور آخر کرتا ہون
رستم نے کہا کہ بسم اللہ شقیلا رستم کو ریل کر لے دوڑا سات قدم ریل کر لایا وہان سے رستم
پلٹے شقیلا کو گیارہ قدم ریل کر لائے وہان پر لا کر ہکہ مارا دونون گھٹنے شقیلا کے آشنا زمین ہو گئے
رستم نے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا شقیلا کو اٹھا لیا اکھیڑ کر مارا شقیلا چارون شانے چت گرا
رستم کود کر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا کہ در شناخت پروردگار چہ می گوئی شقیلا نے دیکھا کہ
اگر کچھ کلام کرتا ہون رستم مار ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا آواز دی کہ ای شہریار الامان رستم نے
فرمایا امان بشرط ایمان شقیلا نے عرض کی کہ ای شہریار کلمہ تعلیم فرمائیے رستم نے کلمہ تعلیم
فرمایا شقیلا طوطے کی طرح دلمین کینہ رکھ کر مسلمان ہوا رستم نے شقیلا کو لیا ہفت پیکر
بھی طبل بازگشت بجوا کے پلٹا مگر شقیلا اس فکر مین ہے کہ کسی طریقے سے رستم پیلتن کا سر کاٹ
کر لیجاؤن دربار خداوندی مین سرخرو ہون رستم نے بارگاہ مرحمت کی شقیلا داخل بارگاہ ہوا
دل مین بیٹھا سوچ رہا ہے کہ کیا تدبیر کرون دن بھر یہی سوچا کیا رات کو اٹھ کر بارگاہ رستم مین آیا
جب طلایہ مقرر ہونے لگا تو شقیلا نے عرض کی کہ آج غلام طلایہ دیگا شقیلا نے آ کے چار ہزار
جوان ساتھ لیے طلایے کا انتظام کیا جب دو پہر رات گذری سوارون کو بازارون مین بھیجا
آپ ٹہلتا ہوا دربارگاہ رستم پہ آیا پردہ اٹھا کر دیکھا کہ رستم سو رہے ہین یہ بھیا تلوار کھینچکر
اندر گھسا چاہا کہ سر کاٹ لون رستم پڑے سو رہے ہین دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی وا ہو کے
دیکھا کہ ملکہ رابعہ سامنے کھڑی ہین فرما رہی ہین کہ ای نور نظر دیکھو شقیلا تمکو قتل کیا چاہتا ہے رستم
نے آنکھین کھول کر دیکھا کہ شقیلا نے ہاتھ تلوار کا مار دیا ہے رستم نے اپنے کو بچا کر کھٹ سے
گرا دیا پیلا ران پر پڑا خون جو جاری ہوا شقیلا یہ کہکر بھاگا کہ مین نے طلسم کشا کو مار ڈالا ادھر رستم
نے نعرہ کیا جہانگیر پڑے سو رہے تھے کہ کان مین آواز رستم کی آئی گھبرا کے اٹھے کہا کہ ای
چاباب غضب ہوا بھائی صاحب کو کچھ صدمہ پہونچا کوئی شخص کہتا ہے کہ رستم کو مین نے قتل کیا
چاباب نے کہا کہ ای شہریار شقیلا سے کر گذرن سوار اسی فکر مین تھا اسکے تیور سے مرا

ثابت ہوتا تھا کہ یہ فکر میں رستم کی ہے اُسی نے وار کیا ہوگا یہ کہکے باہر نکلے گھوڑا جو کی یہ لگا ہوا
تھا پشت مرکب پر سوار ہوئے چاہا کہ طرف بارگاہ رستم کے چلوں دیکھا کہ ایک جوان کوہ پیکر
تیغ برہنہ ہاتھ میں یہ کہتا ہے کہ میں نے رستم کو مارا یہ آواز کان میں جہانگیر کے پہونچی ہاے بھائی
کہکے قبضۂ شمشیر سر پر مار لیا للکارا کہ او نامرد کہاں جاتا ہے شقیلا نے جو جہانگیر کو دیکھا چاہا
کہ مقابلہ کروں پھر سوچا کہ نکل چلو سب سردار بگڑ جائیں گے جسکو ثابت ہوگا کہ رستم کو مار کر
جاتا ہے وہ روکیگا خدمت میں خداوند کی پہونچوں یہ سوچ کر گینڈے کو بڑھایا جو کوئی سامنے آیا
تلوار جھکادی دو چار کو زخمی کیا لشکر سے نکلا جب پلٹ کر دیکھتا ہے جہانگیر نعرے کرتے ہوئے
چلے آتے ہیں ہر مرتبہ للکارتے ہیں کہ او نامرد تو نے میرا بازو توڑ ڈالا بھائی صاحب کو مارکے
کہاں جائیگا اگر آسمان پر جائیگا تو مثل دعاے مظلومان پہونچونگا اگر تحت الثری میں جائیگا تو
مثل قطرۂ آب جذب ہو جاؤنگا تجکو زندہ نہ چھوڑونگا شقیلا بھاگا ہوا جاتا ہے گینڈے پہ
قبضہ تلوار کے مار رہا ہے کبھی پیدل چھوڑتا ہے مگر جہانگیر پیچھا نہیں چھوڑتے کہ سماک نے آکر رستم کو خبر کی
کہ جہانگیر اکیلے پیچھے شقیلا کے گئے کل سردار آکر جمع ہوگئے ہیں رستم نے فرمایا کہ میرے
مارے جانے کی خبر سنکر جہانگیر کو کیونکر تاب ہوتی اسے سماک تم جاؤ لیکن ان کو خبر پہونچا لانا ایسا
ہو کہ انکو کوئی افتاد پڑے ہفت پیکر مکار حیلہ ساز ہے سماک نے عرض کی ابھی جاکر خبر پہونچاؤنگا
یہ کہکر روانہ ہوا گما یہاں شقیلا لشکر ہفت پیکر میں آیا کمیدان و رسالہ دار دیکھ رہے ہیں کہ شقیلا
ہاتھ میں تیغ برہنہ لیے بھاگا ہوا آتا ہے دربارگاہ ہفت پیکر پر پہونچا کود کر اندر آیا ہفت پیکر
کو سلام کیا ہفت پیکر نے کہا کہ کیوں شقیلا خیر تو ہے کہا حضور رستم کو مار کے آیا ہوں ہفت پیکر
نے کہا کہ اے شقیلا اگر تو نے رستم کو مارا تو تجکو طرۂ پیغمبری دونگا شقیلا چاہتا ہے کہ بیٹھ کر
حال مفصل بیان کروں کہ میں نے رستم کو کیونکر مارا کہ دربارگاہ پر غل ہوا جہانگیر نے
چاہا کہ اندر جائیں درگہ سالار نے روکا کہا اندر جانے کا حکم نہیں ہے دربار خداوندی
ہے جہانگیر نے کہا کہ ہم ضرور جائیں گے یہ کہکے مع مرکب چلے درگہ سالار نے ہاتھ
تلوار کا مارا جہانگیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے طمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اڑ گیا سر
ڈھلکتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے گیا ہفت پیکر نے کہا کہ اے شقیلا درگہ سالار کو کسنے مارا

شقیلا نے عرض کی کہ یا خداوند جب میں طلسم کشا کو مار کر چلا طلسم کشا کے بھائی نے میرا پیچھا
کیا معلوم ہوتا ہے کہ وہی جوان آگیا ہفت پیکر نے کہا کہ اے شقیلا بیٹھ جا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا
بصد ہیبت آواز آئی کہ سلام من درین مجلس ، درین ماوا برکسے باد کہ بدانند وبشناسند کہ
خدا یکی است ودین پیغمبر خدا برحق ہر چند کہ ہفت پیکر بہت بگڑا مگر کچھ جواب نہ دیا جہانگیر
نے جو شقیلا کو دیکھا للکار کر آواز دی کہ او نامرد تو نے بھائی صاحب پر سوتے میں وار کیا
اب مجھ پر تو ہاتھ لگا یہ کہہ کے جہانگیر قریب شقیلا کے آئے شقیلا نے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر
نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین لی شقیلا لپٹ پڑا شاہزادے نے کولھے پر لاد کے
شقیلا کو دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سر کھینچ لیا شکار بند سے باندھا پشت مرکب پر سوار ہو
ہفت پیکر نے پہلوانوں کو اشارہ کیا پہلوان تلواریں پکڑ کر اٹھے جہانگیر یا تو قریب تھے
لڑنے لگے جہانگیر بمشکل لڑتے بھڑتے باہر بارگاہ کے آئے افسروں نے لشکر تیار کیا تھا
جہانگیر کو گھیرا جہانگیر زخمی ہونے لگے کس کس کے وار روکیں ہزار ہا تلوار چل رہی ہے نیزہ و
تیر ہر طرف سے لگا رہے ہیں تلواروں کے وار تو شاہزادہ خالی دیتا ہے مگر تیر پڑ جاتے ہیں
جہانگیر گھبرا کر آنکھیں بند کیے ہیں چابک سوار نے دیکھا کہ شاہزادے پر بہت بھیڑ ہے جہانگیر
یا تو پھر کس کس کو جواب دیں چابک سوار یہ حال دیکھ کر بھاگا خدمت میں رستم کی آیا رونے لگا
رستم نے پوچھا خیر تو ہے چابک سوار نے عرض کی کہ بھائی صاحب نے آپ کے جا کر شقیلا کو تو پکڑا
مگر باہر آکر گھر گئے لڑ رہے ہیں انتہا کے زخمی ہوئے ہیں خدا انکو بچائے رستم نے زخم ران کا
باندھا فرمایا کہ اے سمک مرکب لاؤ سمک مرکب لایا شاہزادہ اسپر سوار ہوا عیوق و عیار رفیق
فوج لیکر چلے لیکن آفتاب فلک سیر نے جو یہ سنا کہ شقیلا پکڑا ہوا اسی وقت پہنچا کہ
جہانگیر کا مرکب مارا گیا یہ معلوم ہوا کہ مرکب گرا جہانگیر پیدل لڑ رہے ہیں آفتاب نے
آتے ہی سحر کیا کہ کئی سر کٹ کے گر گئے دوسرا سحر کیا کہ ایک سوار گھوڑے سے گرا وہ گھوڑا قریب
جہانگیر کے آیا آفتاب زمین پر آیا شانہ پکڑ کے شاہزادے کا پشت مرکب پر سوار کیا
آپ سحر کرنے لگا ساحر وغیر ساحر کے سر گرنے لگے کہ نعرہ رستم کی آواز سبھوں کے
کان میں آئی کہ باشید اے کافران بے حیا و اے نابکاران بدنام منم رستم نوجوان فرزند دلبند

## صاحبقران عالیشان نعرۂ رستم

| ارشد اولاد امیر عرب<br>علمشاہ رومی شہ فیل زور | کیست علمشاہ چو رستم لقب<br>کہ بر تخت مزوق افگندہ شور |
| --- | --- |

ایک طرف سے ملازمان جہانگیر کا نعرہ ہوا قزاقوں نے آکر فوج کو درہم و برہم کر دیا اور لڑتے بھڑتے قریب جہانگیر کے پہونچے شاہزادے کو گھیر لیا ہفت پیکر تخت پر سوار ہو کے باہر نکلا تو کیا دیکھا کہ طلسم کشا نے لڑتے لڑتے ساحروں کو عاجز کر دیا جس نے سحر کیا وہ سحر الٹا پلٹا اسی کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار کر گیا سو ساحر مر کر گر چکا ہے ساحر عاجز ہو رہے ہیں بھاگتے پھرتے ہیں رستم نے جو ہفت پیکر کو تخت پر دیکھا عیوق و جاروق جو برابر لڑتے ہوئے آتے ہیں رستم نے فرمایا کہ اے پہلوانو ہم نے اس طلسم کے فتح کی جستجو میں بڑی تکلیفیں اٹھائیں مگر مقام افسوس ہے کہ ہفت پیکر اب تک زندہ ہے تم داہنے بائیں بڑھ کر شمشیر زنی کرو میں آج اس سحر کو مارتا ہوں آفتاب فلک سیر سے بھی یہی رستم نے فرمایا کہ پڑھ کر سحر کرو آج ہفت پیکر کو گھیر کر مار لیں آفتاب آگے بڑھا جست کر کے بلند ہوا سب نے دیکھا کہ نیر اعظم چمکتا ہوا گرم چلنے لگی مردمان چشم خستہ خانۂ مژہ میں چھپے بیٹھے ہیں پانی سلسلے کی چاہ میں کنوئیں میں اتر گیا نہروں کا پانی کھولنے لگا حباب چشم حیران موجوں کا حال گرمی سے پریشان ہر ایک موج بیتاب مچھلیاں تہ موج پر کباب غبار زرد اُٹھ رہا ہے طبقۂ زمین کرۂ نار معلوم ہوتا ہے طائر آشیانوں میں چھپنے لگے ہفت پیکر پسینے پسینے ہو گیا کہتا ہے کہ یارو تھوڑے ہی عرصے میں زمین گلنار ہو گئی اس گرمی نے بہت پریشان کیا ہے وزیر نے عرض کی کہ یا خداوند ہفت پیکر آسمان پر آفتاب فلک سیر سحر کر رہا ہے اسی کی وجہ سے گرمی ہے آفتاب بنا ہوا چمک رہا ہے وزیر نے جو ہفت پیکر سے یہ کہا ہفت پیکر نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک آفتاب عالمتاب آسمان پر چمک رہا ہے اسی کی وجہ سے گرمی کا زور ہے ہر ایک ساحر شدت گرمی سے لب گور ہے ہفت پیکر نے جو یہ معرکہ دیکھا وزیر اعظم سے ایک گولا لیا اس گولے پر اسم سحر پڑھا اور وہ گولا آفتاب پر پھینکا آفتاب میں دھماکا ہوا اور آفتاب ٹکڑا یا بیچ میں سے شق ہوا ہفت پیکر نے دیکھا کہ آفتاب فلک سیر سحر کر رہا ہے اور گرمی کا

زور دے رہا ہے اب جو آفتاب ہفت پیکر کے سامنے آیا ہفت پیکر نے تیر مارا آفتاب کا
زخمی ہوا آفتاب فلک سیر پیچھے ہٹا رستم نے اتنے عرصے مین صفون کو توڑا کئی پہلوان بڑے
بڑے مارے عیوق و جاروق نے زمین ہلادی الاگرد و مالاگرد گورون کی پلٹنون کو برابر
جمائے ہوئے قاعدے سے لڑتے ہوئے آتے ہین کبھی لیٹ گئے کبھی درختون کی آڑ مین
چھپے کبھی ظاہر ہوکر دوڑے سنگینین چل رہی ہین ہزارون کے لاشے پڑے تڑپ رہے ہین
الاگرد و مالاگرد آگے آگے نشان فوج ہاتھ مین جب بگل بجاتے ہین گورے اشارون پر کام
کرتے ہین رستم نعرہ کرکے قریب تخت ہفت پیکر پہونچے ہفت پیکر نے دیکھا کہ رستم کے ہاتھ
مین تیغہ ہفت جوہر بائین ہاتھ مین لوح طلسمی ہفت پیکر نے گھبرا کر ہاتھ تلوار کا مارا رستم
نے تیغہ ہفت جوہر پر روکا اُسکے وار سے ہاتھ نکال کر لکڑ مارا ہفت پیکر نے پکار کر آواز
دی کہ اے سپر طلسمی بچا اور دیکھا کہ کئی سپرین سر پر ہفت پیکر کے لہرائین مگر تیغہ ہفت جوہر
تڑپ کر کر سب سپرون کو کاٹا سر پر ہفت پیکر کے گرا ہفت پیکر نے جو تیغہ ہفت جوہر کا
زخم کھایا اپنے تئین تخت سے گرا دیا ہزارہا ساحر و غیر ساحر لوٹ پڑے سیکڑون نے اپنی جان
دی مگر ہفت پیکر کو گود مین اُٹھا کر لے بھاگے فوج نے جو دیکھا کہ قدرت بھاگے جاتے ہین
سب کے پاؤن اُکھڑ گئے مگر وزیر نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر پلٹے علمشاہ نے جہانگیر
کو اپنے ساتھ لیا فرمایا کہ بھائی تم کیلئے کیون چلے آئے جہانگیر نے کہا کیون برادر مین آپ کو
بجائے قبلہ و کعبہ کے جانتا ہون وہ بچیا کہتا ہوا جاتا تھا کہ مین نے رستم کو مارا آنکھون کے نیچے
اندھیرا آگیا کہ ہائے افسوس ایسے بزرگ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا آپ کی دعا سے مین نے
شقیلا کو سامنے ہفت پیکر کے جاکر بار امر شکار بند سے بندھا ہے علمشاہ خوشی خوشی جہانگیر کو
لیکر بارگاہ مین آئے شادیانے دلوائے جہانگیر تو شفاخانے مین گئے رستم اُٹھکر دربار مین
صاحبقران کے آئے صاحبقران نے رستم کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ اے نور نظر آج تم نے
ہفت پیکر کو مار لیا ہوتا مگر ابھی اُسکی قضا نہین ہے ساحر اُسکو اُٹھا کر لے گئے رستم نے
عرض کی آپ کے اقبال سے انشاء اللہ اُسکو تخت پر مارونگا فوجین بیحساب ہین اگر اُسنے
پھر اسی جمع کر لیا ہین تو ہمارا لشکر تا سبہ لا سکے خدا کی قدرت اور آپ کا اقبال ہے کہ اتنی بڑی

فوج کے پاؤن اُٹھ جاتے ہین ہفت پیکر کو بچا لیجاتے ہین یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین مگر
ہفت پیکر جو زخمی ہو کر آیا زخمون مین ٹانکے دلوائے ساتھ والون کے اعتقاد کم ہونے لگے
آپس مین کہتے ہین کہ یارو کیا غضب ہوا کہ فرق قدرت زخمی ہوا قدرت نے مثل ہم لوگون کے ٹانکے
دلوائے ہر جگہ یہی چرچا ہے ہفت پیکر حیران بیٹھا ہے کہ کیا شعبدہ کرون کہ ان سب کا اعتقاد پختہ ہو
کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ یا خداوند مبارک ہو شبدیز چابک قدم پہلوان
یگانہ کہ جسکو قدرت نے بیشہ نرگس زار مین پرورش فرمایا جنگل مین شکار کھیل رہا تھا آپ کے
زخمی ہونے کی خبر سنکر ادھر ہی پلٹ پڑا مگر چھوڑا کہ فوج ساتھ ہے ہفت پیکر نے خوش ہو کر حکم دیا کہ
شبدیز کا کوئی نظیر قدرت نے نہین پیدا کیا وزرا و اُمرا برائے استقبال جائین وزیر استقبال کو
گئے شبدیز کو لیکر سامنے ہفت پیکر کے آئے شبدیز نے آکر سجدہ کیا پٹی جو سر پر چڑھی دیکھی
حیران ہو کر عرض کی کہ یا خداوندا یہ کیا سبب ہے کہ سر قدرت زخمی ہوا قدرت نے کوئی تدبیر کر کے
سر کو اپنے نہ بچایا ہفت پیکر نے سر جھکا کر کہا کہ اے پہلوان قدرت واے قوت بازوے زینت
پہلو قدرت نے تقدیر کی تھی کہ فرق قدرت زخمی ہو اور شبدیز چابک قدم جب آوے تب
فرق قدرت اچھا ہو اسطرح کے جملات ہفت پیکر نے بیان کیے کہ شبدیز کو سناٹا آگیا جی مین کہتا ہے
اب کھلتا جاتا ہے کہ قدرت کے مزاج مین مکر ہے ہم سب کو دام مکر مین پھنسایا ہم لوگون نے خداوند
بنایا بادشاہون نے مطیع ہو کر خدائی کو رونق دی مسلمانون نے آکر اس رونق کو مٹایا
پہلوے تخت مین دنگل سمجھا تھا کہ ہامان فیل سر اُسپر بیٹھا ہے چار لاکھ فوج کا افسر ہے شبدیز نے
کہا کہ اے ہامان اس دنگل سے اُٹھو با دولت بیٹھین گے قدرت سے کچھ باتین بھی کرینگے ہامان
نے کہا کہ اے شبدیز سارا دربار پڑا ہے جہان جی چاہے بیٹھ جاؤ بائین پر قدرت کے دنگل خالی
پڑا ہے اُسپر بیٹھو مین تو اپنے مقام سے نہ اُٹھونگا مین چار لاکھ فوج کا افسر ہون تجھسے کیا کسی طرح
کمتر ہون زور وطاقت کی میرے بھی دھاک ہے کیسے کیسے قلعے مین نے بھی فتح کیے کیسے کیسے پہلوان
مارے مجھ سے تکرار نہ کرو دوسرے دنگل پر بیٹھو یہ باتین سنکر شبدیز کے تیور پر بل پڑگیا کہا کہ او بچھیا
تیری کیا حقیقت ہے چار سو شاگرد میرے ساتھ ہین اُن سب کو زور دلاتا ہون جب صحرا مین جاتا ہون
تو شیران صحرا خوف سے میرے بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپتے ہین دامن کوہ منھ پر لیتے ہین نہنگان

دریا میرے خوف سے چادر آب اوڑھے ہوئے تہ آب چھپے ہیں ورنہ دریا سے نکل آتے
بندگان قدرت کو آزار پہونچاتے اب ٹوک کر سپہ سالار لشکر پیران حمزہ کو مارونگا یقین ہے کہ صاحبقران
میرے خوف سے بھاگ کر پردۂ قاف میں جا کر چھپے ہیں مگر میں انکو بھی سمجھا چھوڑونگا دیوزادون
کو مار کر اسیر کو پکڑ لاؤنگا گلستان ارم پر قبضہ کرونگا حمزہ کو اسیر بنا اغوا ہے کہ میں اٹھارہ برس
پردۂ قاف میں دیوزادون سے لڑا طلسمات میں معرکہ پڑا وہ بھی کھٹ سے نکل جاتے کہ دیوزادون
کو بھی مارون اسلحہ کے لاف وگزاف کر کے ہاتھ بڑھایا کہ دنگل سے اٹھے ہامان نے خنجر مارا
شبابیہ نے کھیل کر کے خنجر چھین لیا ہامان لپٹ پڑا سامنے ہفت پیکر کے کشتی ہونے لگی
ہفت پیکر منع کرتا ہے کہ اے ہامان زیادہ بے ادبی نہ کرو دنگل خالی کر کے میں تیری آبرو بچائی جائیگی
پہلوان قدرت ہے قدرت کا نظر کردہ رگ و ریشہ میں اسکے قوت بھر دی ہے ہامان جواب نہیں
دیتا جب کئی مرتبہ ہفت پیکر نے کہا تو ہامان نے غصے میں جواب دیا کہ اے ہفت پیکر تو بڑا مکار و
حیلہ ساز ہے ہمکو ظاہر ہوا کہ شعبدہ بازی تیرا سرشتی ہونے سے ہمارا اعتقاد خام ہوا بلکہ سبب
اسلام پر رغبت ہے مگر افسوس کوئی صورت آج تک ایسی نہ نکلی کہ بارگاہ صاحبقران میں
پہونچتے اب تو ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی کہ اے شبابیہ اس بیادہ گو کو جیتا اٹھا کے پھینک دے
شان میں قدرت کی کیا کیا کہتا ہے ہفت پیکر نے جو یہ کہا شبابیہ دونون ہاتھ سے پکڑ کر لیکے
لے دوڑا ہر چند ہامان چاہتا ہے کہ رکون نہیں رک سکتا شبابیہ نے ہامان کو دے مارا اور
سینے پر چڑھ بیٹھا کافور خنجر گزار ایک پہلوان زبردست برابر دنگل ہامان کے بیٹھا تھا
کافور کا رنگ رو کافور ہو گیا غصے میں کانپنے لگا جب شبابیہ نے چاہا کہ ہامان کو چھوڑ ڈالے
تو کافور اپنے مقام سے تیغہ کھینچ کر اٹھا آواز دی کہ او شبابیہ سرکشی ہو چکی یہ کہکے ہاتھ
تلوار کا مارا شبابیہ نے کلائی پکڑ لی تلوار کافور کی چھین کر پھینک دی اور کلائی پکڑ کے جھٹکا دیا
کہ سر کافور کا اڑ گیا اب ہمراہیان کافور و ہامان تلواریں کھینچ کر اٹھے شبابیہ نے کسی کو
قبضہ مارا کسی کو لات ماردی سترہ پہلوان کھڑے کھڑے مارے ہامان پڑا ہوا یہ معرکہ
دیکھ رہا ہے شبابیہ تو رفیقان ہامان و کافور سے لڑ رہا ہے بارگاہ میں دریائے خون بہا دیا
چند رفیقوں نے ہامان کو اٹھایا دریا سے باہر نکالا ہامان گینڈے پر سوار ہو کے بھاگا

رفیقون سے آواز دی کہ یارو مین خدمت مین حمزہ کی جاتا ہون وہ قدر شناس و فلک اساس
ہی جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے ساتھ آئے چالیس رفیق ہامان کے ساتھ ہوے ہامان
چلا لشکر والون نے چاہا کہ ہامان کو روکین ہامان لڑتا ہوا نکلا چالیس رفیقون نے دوسو جوانون
کو مارا لڑتا بھڑتا لشکر کفر و ضلالت سے نکلا دریاے خون مین نہائے ہوے طرف لشکر امیر
کے چلا یہان صاحبقران دربار مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے یہ سب خبرین پہونچائین کہ ہامان
چالیس جوانون سے لشکر حضور مین آتا ہی صاحبقران نے بہ آواز بلند فرمایا کہ جو ہمین عزیز
رکھتا ہو وہ ہامان کو بعزت و آبرو لائے اور بلطف اسکا استقبال کرے لندھور و بہرام و
مالک وغیرہ و چند فرزندان صاحبقران اپنے اپنے مقام سے اٹھے براے استقبال
ہامان چلے یہان ہامان کہتا ہوا آتا ہی کہ یارو دیکھے شب یز نے ذلیل کیا ہے ذریعے لشکر امیر
مین جاتا ہون کیا میری قدر ہوگی ساتھ کے رفیق کہتے ہین کہ حضور وہ جوہر شناس مردان
عالم ہین ضرور قدر کرینگے مگر ہامان حجاب سے سر جھکائے ہوے ہی جب کنارے پر لشکر
صاحبقران کے پہونچا تو ٹھہر گیا کہتا ہی کہ یارو اب میرا قدم نہین اٹھتا شرم آتی ہے کہ بارگاہ
صاحبقران مین کیا منہ لیکر جاؤن کہ لشکر صاحبقران سے گرد اڑی دیکھا سب کے آگے
لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران شتر اشتی سردار پشت بہ پیل آتے ہین لندھور نے
دور سے پکارا کہ ای ہامان کیون آتے آتے رک گیا صاحبقران زمان بارگاہ مین تیرے مشتاق
ہین کیون حجاب کرتا ہی انشاء اللہ شب یز سے بدلا لینگے اگر تو اسکی بارگاہ مین رک جاتا تو
ہم لوگ وہین آتے اب انشاء اللہ میدان مین سمجھینگے اگر تیرے چلنے مین دیر ہوگی تو صاحبقران
زمان وہ قدردان ہین کہ خود چلے آئین تو عجب نہین رفیقون نے کہا کہ ای پہلوان دوران
دادی گر شناسی جہان دیکھیے صاحبقران نے کیا قدردانی فرمائی اپنے جانشین کو مع امیر
سردارون کے براے استقبال بھیجا ہامان گینڈے سے کود الندھور کو جھک کر سلام کیا
لندھور نے بمحبت گلے سے لگایا اسکے ساتھ والون سے بغلگیر ہوے یہ اعزاز سکو لیکر طرف
بارگاہ کے چلے اب لشکر صاحبقران مین جو ہامان پہونچا جس طرف ہامان یا رسالے سے گذرا وردی
بھی سردارون نے سلامی لی ہر ایک کمیدان و رسالہ دار ہامان سے ملتا ہی ہامان مثل گل کے

شگفتہ ہوا جاتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی دیکھو یارو کیا قدردانی فرمائی ہی اہل اسلام تو خلق
کے پتلے ہین کسقدر خلیق ہین انتہا کے لیئق ہین لشکر کیسا آباد ہی دوکاندار دل شاد ہین چاہ
کٹورہ کھنک رہا ہی اور گرم بازار بازان ہو رہی ہین اس شان وشوکت سے ہامان بارصاحبقران
پہ پہونچا دیکھا کہ صاحبقران دربارگاہ پر ٹہل رہے ہین ہامان کو دیکھتے ہی ہاتھ پھیلا دیے فرمایا
کہ ای برادر ہم تمھارے مشتاق تھے آنے مین کیون دیر ہوئی محجوب نہوا انشاء اللہ سر میدان
شمشیر سے بدلا لین گے خدا نے چاہا تو تمھارے قدمون پر اسکو گرائینگے ہامان نے بہ محبت
چاہا کہ قدمون کو صاحبقران کے بوسہ دون امیر نے بہ الفت سر چھاتی سے لگا لیا ہاتھ پکڑ کر
بارگاہ مین لائے بادشاہ کو سلام کرایا ہامان نے پایہ تخت کو بوسہ دیا بادشاہ نے بھی سر چھاتی
سے لگا لیا اور حکم دیا کہ ای داراے ہند ان سب کے واسطے کشتیان خلعت کی منگاؤ خلعت
فاخرہ سب کو مخلع کرون لندھور نے کشتیان خلعت کی منگائین بادشاہ نے سبھون کو
خلعت دیے فرمایا کہ ای ہامان اس بارگاہ مین دو صفین ہین دست راست کے لندھور سپہ سالار
ہین اور دست چپ کے مالک افسر ہین جسطرف کہو دنگل ہے ہامان نے کہا کہ مین دست راست
مین بیٹھونگا مالک نے اپنے سردارون سے کہا کیا خدا کا فضل ہوا ہماری صف مین ایسے
کام نہ تھا جنکے لائق تھا ان لوگون مین جا کر ملا لندھور نے ہامان کا ہاتھ پکڑ کر دست راست مین
دنگل دیا ہامان مع اپنے رفیقون کے بیٹھا دعوتون کے پیغام سردار دینے لگے سب کے پہلے
رستم اپنے مقام سے اٹھے فرمایا کہ ای ہامان پہلے سب کے ہماری دعوت قبول کرو ہامان سبب
خوشی کے پیراہن مین نہین سماتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کہ میری خوش نصیبی کہ مین ان شیرون
مین آیا راہ ضلالت سے نکلا چشمہ ہدایت پر پہونچا اس بیابان کا سے چھوٹا خدمت مین ایسے فہیم
کی پہونچا صاحبقران نے حکم دیا کہ ایک بارگاہ عمدہ واسطے ہامان کے استادہ ہو خادم و خدمتگار
براے خدمتگزاری ملے ہامان نہایت شکریہ صاحبقران کا ادا کر رہا ہی لیکن بعد نکل آنے
ہامان کے شمشیر کو ہفت پیکر نے اپنے سر کی قسمیں دین تب دکا ورنہ جو پہلوان اسکے
سامنے آیا وہ مارا گیا سترہ پہلوان افسر مارے آخر بڑی مشکل سے اسکا غصہ کم ہوا اور جو چھوٹا
ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا ہفت پیکر نے گلے سے لگا کر کہا کہ تو نظر کردہ ما بدولت ہی

صاحب سطوت وصولت ہی کئی سو جوان اپنے بندے قدرت نے تیرے ہاتھ سے قتل کرائے یہی
تقدیر کی تھی کہ کسی کا حربہ تجھپر تاثیر نہ کرے اور یہی مسلمانون سے کیفیت ہوگی مگر شبدیز دمبدم
پوچھ رہا ہی کہ ہامان کہان گیا اُسی کی ذات سے سارے فساد برپا ہوے اگر لہولیت دنگل
سے اُٹھ جاتا تو یہ ہنگامہ کاہیکو ہوتا ہفت پیکر کہہ رہا ہی کہ اے پہلوان دوران تم بیٹھو وہ جان
بچاکر بھاگ گیا جب آئیگا تو مین اُسکو تمھارے قدمون پر گرا دونگا میرے دربار مین کبھی گستاخی
نکرے جو تو حکم دے وہ بجالائے یہ باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارے گھبرائے ہوے آئے کافرون
نے کافر کو بددعا دی قطعہ اے سرت سبز تا خزان بچرند + شکست طبل تاسگان بایہ زند + گرزہ آتش نگار
رنگار رنگ + برسر تو موکلان بزنند + قدرت کی عمر کوتاہ ہو پہلو نشینون کا حال تباہ ہو ہامان
جو بارگاہ خداوندی سے نکلا چالیس ساحرون کو ساتھ لیا لشکر صاحبقران مین پہونچا امیر
بہت آبرو سے پیش آئے استقبال کرکے بارگاہ مین بلایا سب سردارون سے ملوایا دست راست
مین جگہ ملی دنگل زرین بیٹھنے کو ملا ایک بارگاہ عمدہ رہنے کو مرحمت ہوئی آج لشکر طلسم کشا مین
اُسکی دعوت ہی شبدیز سنکر جل گیا کہا کہ یاخداوند کل میدان کارزار مین کسی کو پکارونگا لشکر امیر کا
طریقہ ہی کہ جسکا نام لیکر پکارے وہی نکلتا ہی چیر پھاڑ کے پھینک دونگا اگر کہیے تو لشکر حمزہ مین
گھس جاؤن اور ہامان کو پکڑ لاؤن ہفت پیکر نے کہا کیا ضرور ہی میدان مین جاکر سمجھ لینا شبدیز
نے کہا کہ قدرت طبل جنگی بجوائیں اُسی وقت ہفت پیکر نے طبل جنگی بجوایا اور آپ خود
جھومتا ہوا اُٹھا ہفت پیکر نے کہا کہ اے شبدیز کہان جاؤ گے شبدیز نے عرض کی کہ یاخداوند
بارگاہ مین قدرت کی ٹھیرتا ہون مجکو الگ مقام رہنے کو ملے ہفت پیکر نے حکم دیا کہ باغ ہمیشہ بہار
شبدیز کے رہنے کو دو شبدیز باغ ہمیشہ بہار مین جاکر بیٹھا اکھاڑہ بھی کھدوالیا کہ یہان کشتی
لڑا کرونگا ہفت پیکر طبل جنگی بجوا ہی چکا ہی ہرکارے جو بامر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر
بھاگے خدمت مین صاحبقران کی حاضر ہوے بعد دعا کے عرض کی کہ شبدیز نے طبل جنگی بجوایا
ہی اور ہامان پر بڑا غصہ ہی کہتا ہی کہ پہلے میدان مین اُسی کو للکارونگا پھر فرزندان حمزہ سے
سمجھونگا باغ ہمیشہ بہار رہنے کو ملا بڑا مغرور ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی
بفضل ایزدی طبل جنگی بجے لشکر صاحبقران مین بھی طبل جنگی پر چوب پڑی لشکر مین مشہور ہوا

کہ شب یہ چابک قدم سے مقابلہ ہو لشکر دن میں تیاریاں ہونے لگیں جب پہر رات گزر کر
ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شب یہ چابک خرام آفتاب آرا آراستہ و پیراستہ ہو کر بگھر یان
دکھاتا ہوا میدان جنگ زبرجدی میں آ کے قائم ہوا سبزۂ فلک کو روند رہا ہے مثل برق کوند
رہا ہے صاحبقران سوار ہوئے در دولت شاہی پر آئے بادشاہ جمجاہ برآمد ہوئے اور
ملاحظہ فرمایا سب کے آگے صاحبقران کل فرزندان صاحبقران عالیشان صفیں جمائے
کھڑے ہیں ہامان ایک جانب رفقا کو لیے کھڑا ہے جمال جلال شاہی دیکھ رہا ہے اول
سب سے صاحبقران نے سلام کیا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ تھا کہ جگہ آپکی ہمارے
دل میں ہے محبت آپ کی رگ و گل میں ہے بادشاہ جمجاہ نے تخت بڑھانے کا حکم دیا تخت
آگے بڑھا روشن چوکی بجی معلوم ہوتا تھا کہ دولہا کی سواری جاتی ہے چوبدار آگے آگے آواز دیتا
لگاتا ہوا کہ عمر و دولت کو ترقی ہو عمر شہنشاہی دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو اس کروفر سے
میدان میں آ کر پہنچے کہ سامنے سے گرد اڑی لشکر ہفت پیکر نمایاں ہوا فوجیں بیحساب
پہلوان لاجواب سب کے آگے شب یہ چابک قدم گینڈے پر سوار جھومتا ہوا میدان میں
آ کر پہونچا صفوف جدال و قتال آراستہ و پیراستہ ہوئیں نقیبوں نے بڑھ کر نقابت کی
کڑکیتوں نے کڑکا کہا شب یہ نے گینڈا اپنا پھیرا سامنے تخت ہفت پیکر کے آیا عرض کی کہ یا
خداوندا اجازت میدان ہو ہفت پیکر نے آواز دی کہ تجکو یہی قدرت کے سپرد کیا شب یہ گینڈا
اڑا کر میدان میں آیا اور پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
مگر سوائے ہامان کے اور کسی کو نہیں چاہتا آشفتہ بڑی گمراہی کی قدرت سے باغی ہو کر
آیا ہامان نے گھوڑا بڑھایا سامنے بادشاہ کے آ کر سلام کیا عرض کی کہ اے شہریار اجازت
میدان ملے وہ تنہا سبھی کو پکار رہا ہے بادشاہ نے فرمایا پروردگار کے سپرد کیا جیتے رہو اجازت لیکر
ہامان نے چاہا کہ جنبش دے گھوڑے نے فریگامی کی طرف سے گرا رفیقوں نے بتعجیل دوسرا
رکھا صاحبقران نے فرمایا خواجہ ہامان کے لیے بڑی بدشگونی ہوئی اگر مناسب جانو تو
اسکو منع کرو کہ میدان میں نہ جائے گھوڑے نے جھک کر منع کیا ہامان نے منا جواب دیا کہ اقبال
صاحبقران ساتھ ہے وہی حفاظت کریگا گھوڑے کو اڑا کر قریب شب یہ کے آیا

شبدیز نے جو ہامان کو دیکھا غصہ سے کانپنے لگا کہا کہ کیوں ہامان تو نے قدرت میں کیا
برائی دیکھی کہ جو قدرت کو چھوڑا مذہب نالیسے نادیدہ اختیار کیا ہامان نے جواب دیا کہ وہ سچا
سکار حیلہ ساز و شعبدہ باز ہے خدا وہ ہے کہ جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا وہ خدا لقا حقیقی مالک
تحقیقی ہے شبدیز اس بات پر بہت جھلایا کہا کہ بس خاموش رہ خدائے نادیدہ کی زیادہ
تعریف نہ کر یا بدولت کو ناگوار ہوتا ہے مگر جرہ کر یہ میدان کارزار ہے حوصلہ دل کا نکال لے میرے
حربے کے لیے تجھکو ضرب کی نوبت نہ آئیگی ہامان نے کہا کہ میں مطیع حکم صاحبقران ہوا ان ہی
کے قانون کا پابند ہوں جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب میں حربہ کرونگا شبدیز نے
نیزہ مارا ہامان نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اور آپ بھی نیزہ مارا ہامان کا نیزہ جو چلا
شبدیز نے سنان نیزہ بچا کر نیزے پر ہاتھ ڈالا نیزہ توڑا ہامان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا جمدھر وار
خنجر دار کے ہاتھ مارا شبدیز نے وار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا تلوار چھین لوں لیکن
ہامان نے گریبان پر شبدیز کے ہاتھ ڈالا شبدیز نے جھلا کر گینڈے سے کود اور بشکل مرکب ہاتھ
دیکر ہامان کو مع مرکب اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا ہامان کود کر الگ ہوا گھوڑے کے
اعضا چور چور ہوئے شبدیز دوڑ کر لپٹ گیا ہامان الجھ الجھ کر لڑنے لگا شبدیز ریل کر لے دوڑا
چند قدم پر لا کر یکہ مارا دونوں گھٹنے ہامان کے آشنائے زمین ہوئے شبدیز نے گریبان پر ہاتھ
رکھکر یکہ مارا کہ سر ہامان کا زمین سے مل گیا ایک لات سینے پر ماری کہ استخوان ہامان کے چور
چور ہوئے ہامان زمین پر گر کر تڑپنے لگا شبدیز نے ایک پاؤں پر دونوں پاؤں رکھے ایک
پاؤں کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر یکہ مارا ہامان کو چیر کر پھینکا یاران رفیقان ہامان غزوا جو
آئے ہاتھ سے شبدیز کے سیار گلشن جنان ہوئے چالیس جوانوں کو شبدیز نے شام
تک مارا میدان میں دریائے خون بہا دیا شام کو پکار کر آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان کل
تم لوگوں سے سمجھونگا ایک ایک کو قتل کرونگا سوراخ مور و مار ڈھونڈھونگا اگر اپنی جان بخشی
چاہتے ہو تو آکر خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کرو تو جان بخشی کروں اہل اسلام نے اپنے
گھوڑے چمکا کر آواز دی کہ او نامرد ایک پہلوان کو مار کر ایسا بلبلایا کہ اپنے ہوش میں نہیں ہے
شبدیز پلٹ گیا دربار میں ہفت پیکر کے آیا مونچھوں پر تاؤ پھیر رہا ہے کہتا ہے کہ یا خداوند میں نے

آج ہامان سے بدلا لے لیا جو کہا تھا وہی کیا سر میدان للکار کر مارا اب اہل اسلام کو دم نہ لینے
دونگا طبل جنگی بجوائیے کل پسران حمزہ کو للکارونگا سر میدان چیر کر پھینک دونگا آخر میرے ہاتھ
سے کیونکر بچین گے ہفت پیکر نے اسی وقت طبل جنگی بجوایا ہرکاروں نے یہ خبر امیر کو
پہونچائی یہاں بھی طبل جنگی بجا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات
گذر کر اب وہ وقت آیا کہ بہادران آفتاب تابان اکھاڑے سے مشرق کے نکلا شاگردان
ضیا ساتھ میں چرخ نیلوفری پر آکر ٹھہرا دونوں لشکر میدان کارزار میں بہ قاعدہ قدیم پہونچے
صفین جمین نقیب نقابت کر کے ہٹے کڑکیتوں نے کڑکا کہا شبدیز نے گھوڑا بڑھایا
میدان میں آکر سلحشوری دکھائی جب خوب عرق عرق ہوا پکار کر آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان
جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے میں آئے لیکن فرزندان حمزہ کا ہزار دل و جان سے مشتاق ہوں
انہیں سے کوئی میرے مقابلے میں آئے شاہزادہ سعد طوقی ناظرین والا تمکین کو بخوبی
یاد ہوگا ایرج نامے میں ایرج نوجوان نے ان ہی کو زیر کیا تھا مرکب اڑا کر سامنے
بادشاہ کے آئے عرض کی کہ اے شہریار اجازت میدان بادشاہ نے فرمایا کہ تمہیں خدا کے
سپرد کیا جیسے گھوڑا اڑا کر چلے خود سے گرا بادشاہ نے فرمایا کہ اے عزیز نامدار بدشگونی ہوئی
اب میدان میں نہ جایئے بدیع الزمان نے بھی بڑھ کر سمجھایا مگر سعد طوقی نے نہ مانا
فرمایا کہ قاعدے میں فرق آئیگا میں محنت سے گھوڑا نکال چکا بادشاہ نے یہ بھی فرمایا کہ کل
کے روز ہامان کا گھوڑا گرا تھا وہ ہاتھ سے اس جلاد کے مارا گیا زمین پر گرا الغرض آپ نہ جایئے
سعد طوقی نے نہ مانا گھوڑے کو اڑا کر میدان میں آئے بعد گفتگو کے شبدیز نے نیزہ مارا
شاہزادے نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا دونوں لشکر دیکھ رہے
ہیں نیزہ چل رہا ہے دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام پر سعد طوقی نے نیزہ کا ٹھیکا دیا نیزہ ہاتھ
سے شبدیز کے نکل گیا شبدیز نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا
سعد طوقی نے ہاتھ بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا اسنے گریبان پر ہاتھ رکھا گھوڑا اور گھوڑا
زمین پر بیٹھ گیا دونوں جوان لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی سعد طوقی اس
جھڑپ سے لڑ رہے ہیں کہ شبدیز لاچار ہو رہا دونوں بجز انکے طور سے کشتی ہوئی شبدیز

جان سے بیزار ہو رہا ہی چار گھڑی دن رہے کہا کہ ای فرزند صاحبقران ایک زور اخیر
کرتا ہون شاہزادے نے فرمایا کہ بسم اللہ تمھارے زور کا مشتاق ہون شب بیز شاہزادے
کو ریلے کے دوڑا شاہزادہ ہٹتا ہوا چلا آتا ہی چند قدم آکر لیٹا چاہا کہ شب بیز کو ریل کرے دو
قدم آگے بڑھایا وہان پر پوشیدہ خانہ تھا گھٹنوں تک شاہزادہ غرق زمین ہوا شب بیز نے
ہلکا مارا کور شاہزادے کا اتر گیا شاہزادہ غش کھا کر گرا شب بیز نے اسی حال مین مشکین
باندھ لین ہر چند پہلوانوں نے آواز دی کہ او نامرد یہ کیا کرتا ہی شب بیز نے نامرد ناجنگ سے
عاجز ہو چکا تھا مشکین باندھ کر شاہزادے کو لے گیا لشکر جابین کے بلٹے صاحبقران
فرمان بلند اپنی بارگاہ مین آئے لیکن بڑا قلق ہی خواجہ سے فرمایا سعد طوقی کی خبر دمبدم ہمکو
پہونچانا خواجہ عمرو نے ہرکاروں کو حکم دیا کہ دمبدم کی خبر صاحبقران کو پہونچانا ہرکارے
صورتین بدل کر بارگاہ ہفت پیکر مین پہونچے اب وہ وقت ہی کہ شب بیز نے حکم دیا کہ اس
جوان کا کولھا ٹھا او سعد طوقی کا کولھا بجھا یا گیا شب بیز نے حکم دیا کہ اس جوان کو قید خانہ
مین لیجاؤ صبح کو دربار سمجھا جائیگا ہرکاروں نے یہ خبر رستم کو پہونچائی رستم نے سماک عیار کو
حکم دیا کہ ای سماک ہرکاروں سے بیشتر ہمکو خبر پہونچانا بچائی صاحب کا گرفتار ہونا مجھ
بہت شاق ہوا اب مین چاہتا ہون کہ اس بھیا او سر دربار جاکر بزار دون سماک نے کہا انشاء اللہ
سب خبرین آپ کو مفصل پہونچین گی شب بیز تو باغ ہمیشہ بہار مین چلا گیا صبح کو ہفت پیکر
آکے تخت پر بیٹھا ہفت پیکر نے حکم دیا کہ اس جوان کو لاؤ ہم دربار سمجھین گے سعد طوقی
قید پہنے ہوے دربار مین ہفت پیکر کے آئے مثل اہل اسلام صاحب سلامت کی ہفت پیکر
نے بگڑ کر کہا کہ ای فرزند صاحبقران تم گرفتار ہوکے آئے ہو مگر سرکشی نہین جاتی سعد طوقی
نے جواب دیا کہ او بھیا وہ نامرد مکار کو کھا اترنے پر گرفتار کرکے لایا اسپر ناز کرتا ہی تو جلساز ہی
شعبدہ باز ہی دعوی خدائی کا او بھیا تجکو شرم نہین آتی خدا سے نہین ڈرتا ہفت پیکر بیٹھا
شراب پی رہا تھا جام ہاتھ مین تھا غصے مین وہی شراب پھینک ماری وہ شراب جو سعد طوقی
پر پڑی شعلہ غضب اس طرح بھڑکا کہ شاہزادے نے جھٹکے ہی توڑی گلے کا طوق مروڑ ڈالا کہ
ایک جوان نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے اسکی کلائی تھام کر طمانچہ مارا کہ سر اس جوان کا

اڑ گیا اس جوان کو مار کر شاہزادہ سعد طوقی نے اپنے مقام سے جست کی قدم بر ہفت پیکر
کے قدم رکھا ریش ہفت پیکر کی پکڑلی ایک طمانچہ مارا لوگ ٹوٹ پڑے ہفت پیکر کو ہاتھ
سے سعد طوقی کے چھڑایا ہفت پیکر روتا ہوا ایک گوشے میں آکر چھپا شاہزادہ سعد طوقی
نے جو بارگاہ میں بلوہ دیکھا لڑتے ہوئے بارگاہ سے نکلے بیرون بارگاہ آکر ایک سوار کو مارا
اسکا گھوڑا لیا کشتے ہوئے چلے جو پہلوان سامنے آیا ہاتھ سے شاہزادہ سعد طوقی کے مارا گیا
کئی سو پہلوان ہاتھ سے سعد طوقی کے مارے گئے شاہزادہ لڑتا ہوا چلا صبح کا وقت ہو شمشیر پیچ
اکھاڑے پر بیٹھا ہی شاگردوں کو زور دلوا رہا ہے کہ ہفت پیکر روتا ہوا سامنے شبدیز کے
پہونچا داڑھی اکھڑی ہوئی قطرات خون ٹپکتے ہوئے سعد طوقی نے جو منہ پر طمانچہ مارا ہے
عارض سوجا ہوا ہے پکار کر آواز دی کہ اے پہلوان قدرت وا ہے نظر کردہ قدرت اسپر حمزہ نے
میرا یہ حال کیا لڑتا بھڑتا چلا آتا ہے وقت اعانت ہے ایسا نہ ہو کہ اسپر حمزہ لشکر میں اپنے پہونچ
جائے آج قدرت کی آبرو لے لی سر دربار یہ نوبت ہوئی شبدیز نے جو یہ حال سنا اور
قدرت کو اس حال سے دیکھا غصہ سے کانپنے لگا تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا گینڈے پر
سوار ہوا بیرون باغ چلا یہاں شاہزادہ لڑتا بھڑتا کنارے پر لشکر کے پہونچا ہے کوئی اب پیچھا بھی
نہیں کرتا کہ شبدیز نے للکارا تو شاہزادہ جاتا تھا شبدیز کی آواز سنکر ٹھہر گیا آواز دی کہ
او نامرد میں تو تیری فکر میں تھا میرے مقابلے میں آ۔ شبدیز برابر پہونچا شاہزادہ سعد طوقی خستہ
و شکستہ سر برہنہ صرف تلوار ٹوٹی ہوئی ہاتھ میں مگر جوش جرأت یہ تھا کہ شبدیز کی آواز سنتے ہی
رک گئے شبدیز نے آکر ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے وہی ٹوٹی ہوئی تلوار اٹھا دی تیغہ
شبدیز کا پھسلا سر پر گرا کہ سر شاہزادے کا زخمی ہوا شاہزادے کو عادت ہے دستانے
کی یہ خیال نہ رہا کہ دستانے ہاتھوں میں نہیں ہیں جیسے ہی دستانے مارے دونوں کلائیاں
کٹ کر گریں تیغہ جھنجھنا کے جو نکلا گھوڑے کی گردن پر پڑا گھوڑے کی گردن قلم ہوئی شاہزادہ
گھوڑے سے گرا پانوں زیر شکم مرکب دبا کو لیٹا اتر گیا اوپر سے شبدیز نے ہاتھ مارا سر کٹ کر
شاہزادے کا گرا زلف خلیلی تمام کے سر اٹھا لیا پاس ہفت پیکر کے آیا ہفت پیکر نے سر
تخت پر رکھا بعتاب خطاب کر رہا ہے کہ کیوں اے اسپر حمزہ تو نے ریش قدرت پر ہاتھ ڈالا

عارضِ قدرت پر طمانچہ مارا یہ نہ جانتا تھا کہ پہلوان قدرت موجود ہے یہ حال تیسرا کریگا ملازمان
سعد طوقی نے جو شکست سے یہ معرکہ دیکھا کہ شاہزادے کا لاشہ بے سر زمین پر پڑا ہے روتے
پیٹتے دوڑے گریبان چاک کیے لاش پر آکے خوب روئے لاشہ بے سر اٹھایا گریہ و زاری
کرتے ہوئے لاشہ لیکر چلے قضا سے کار رستم پیلتن طلائے سے پلٹ کر طرف اپنے لشکر کے
جاتے ہیں کہ رونے پیٹنے کی آواز کان میں آئی سر اٹھا کر دیکھا کہ جنازہ کسی کا ہے لاشہ بے سر لائے
ہیں پکار کر پوچھا کہ یارو کہیں غریب کا لاشہ ہے سب نے پکار کر آواز دی کہ حضور آپکے قوت بازو
زینت پہلو شاہزادہ سعد طوقی سیاہ گلشن جنان ہوئے نام جو بھائی کا سنا کلاہ ہفت کو
زمین پر دے ماری گریبان پھاڑ ڈالا آواز دی کہ ہائے برادر شب بھر مجھے نیند نہیں آئی مادر مہربان
خواب میں فرمائی تھیں کہ کیوں بیٹا رستم سعد طوقی کی خبر لی میں حیران تھا کہ یہ کیا فرماتی ہیں
میں یہ نہ جانتا تھا کہ آج خدمت میں مادر گرامی کے جاؤگے یہ کہکے رستم خوب روئے فرمایا
کہ لاشہ کہاں لیے جاتے ہو سب نے کہا کہ خدمت میں صاحبقران کی لیے جاتے ہیں رستم نے
کہا کہ گھوڑا لاؤ گھوڑا حاضر ہوا فوراً پشت مرکب پر سوار ہوئے تنہا طرف لشکر کفار کے
چلے بیان اب وہ وقت ہے کہ ہفت پیکر نے شبدیز کی بڑی تعریفیں کیں اور خلعت منگا کر
دیا شبدیز بہت خوش ہوا فرخ زرین بال بنگلے طرف باغ ہمیشہ بہار کے چلا جیسے ہی باہر نکلا امرا
اسکے سلام کرنے لگے پاؤں کو بوسہ دیا کہتے تھے کہ اے شہریار آج آپ نے وہ کام کیا کہ قدرت
خوش ہو گئے آپ کو اپنے ہاتھ سے خلعت دیا کسی پہلوان کو یہ دن نصیب نہیں ہوا جو حضور
کے واسطے فخر حاصل ہوا شبدیز کہہ رہا ہے بڑی غیرت کی بات تھی کہ لشکر قدرت لوٹ ڈالی عارض
قدرت پر طمانچہ مارا وہ شخص اگر زندہ نکل جاتا تو لوگ مجھکو بدنام کرتے کہ شبدیز نے اتنا بڑا کام
کیا اور پھر بھی حمزہ نکل گیا میں ضرور شرمندہ ہوتا میرا دل یہ چاہتا کہ کسی کو منہہ نہ دکھاؤں
مگر اب کچھ بن نہیں پڑتا یقین ہے کہ مارا جانا سعد طوقی کا مسلمانوں کو ناگوار ہو ساتھ والے
کہتے ہیں قدرت آپ پر مہربان ہیں آپکا کوئی کچھ نہیں کر سکتا جب کوئی آپ سے ارادہ لڑنے کا کریگا
قدرت تقدیر کرکے آپکو غالب کرینگے قدرت کی تقدیر میں کوئی دخل دے سکتا ہے شبدیز بیٹھا ہوا
کھڑا ہے سب افسر یہ باتیں کر رہے ہیں کہ لشکر میں تلاطم ہوا شبدیز نے سر اٹھا کے دیکھا

کہ رستم پیلتن تیغ ہفت جوہر کھینچے ہوئے لڑتے ہوئے آتے ہین شبدیز نے دیکھکر آواز دی کہ او
نامردین نے وہی جنت آرام گاہ کی مردی وجرأت اور تیری نامردی اہل دربار سے سنی کہ تو نے
ایسا عاجز کرکے انھین قتل کیا اُسپر غرور کرتا ہی خبردار نام جرأت وبہادری کا دلیا مجھسے تو مقابلہ
کر شبدیز ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب رستم پہونچا کہتا ہوا کہ او پسر حمزہ تجکو قضا لیکر آئی ہی رستم نے
کہا کہ او نامرد سامنے آ تو حال جرأت معلوم ہو جرأت فرزندان صاحبقران اظہر من الشمس
وابین من الامس ہی آج تجکو ظاہر ہو جائیگا یہ کہکے رستم پیلتن قریب آئے شبدیز نے
رستم کو تھمنے نہ دیا اور ہاتھ تلوار کا مارا رستم بھائی کی محبت مین دیوانے ہو رہے ہین کلیجے مین
شعلہ بھڑک رہا ہی ہاتھ بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ جھٹکا مار کر تلوار چھین لون شبدیز بڑا
زبردست پہلوان ہی تلوار تو اسکے قبضے سے نہین نکلی مگر لپٹ پڑا رستم بھی ہیچ دیا ہتے تھے
ایک گھونسا گینڈے کے سر پہ مارا کہ گینڈے کا سر پھٹا اور شبدیز کو کھینچ کر اپنے قریب لائے
آپ بھی گھوڑے سے کود کے کشتی ہونے لگی اہل لشکر شبدیز دیکھ رہے ہین رستم نے اُس
غصے مین کئی طمانچے شبدیز کو مارے شبدیز کانپ کر رہگیا چاہا کہ بدلا لون رستم نے ہاتھ چھوڑا
شبدیز اپنی جان سے عاجز ہو رہا ہی رستم تھوڑے ہی عرصے مین کئی مرتبہ پکڑ لائے وہ وہ
گھسے مارے کہ زرہ پارہ پارہ ہو گئی پیشانی سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین شبدیز اپنی
زندگی سے بیزار ہو حیران ہی کہ دیکھون کیونکر جان بچے اس غصے مین پھر پھر رستم سے لڑا رستم
نے بہت ذلیل کیا طمانچے بھی مارے بال بھی سر کے کھینچے آخر مین اکھیڑ کر مارا شبدیز چاہتا تھا
موقع ڈھونڈے کی کہا کہ سنبھلون رستم نے ایک ٹھوکر ماری کہ وہ نامرد گرد برد ہوا کود کر چھاتی پہ
سوار ہوئے منظور ہوا کہ سر کھینچ لون یا چیر کر پھینک دون مگر نگاہ جو شبدیز پہ پڑ گئی چہرے پہ
اداسی آنکھین ڈگڈگا رہی ہین حال ابتر شبدیز کا دیکھا رحم آگیا دل سے باتین کرنے
لگے کہ اسی گلشاہ مرنے والے سے ملاقات غیر ممکن ہی لہذا اب اسکو مسلمان کرینگے پیچھے کہ
مشکین باندھین گھوڑے پر سوار ہوئے شبدیز سے کہا کہ ہمراہ رکاب چل شبدیز نے پیچھو
دنا چاہا رستم نے نیزہ پشت پر رکھا فرمایا کہ اگر رہبری مین تامل کریگا تو نیزہ ماردونگا کو
پشت کو توڑ کر پار گذر یگا اس طرح سے رستم پیلتن شبدیز کو ایک چلے شبدیز دوڑتا ہوا آتا کہ

جہان کہین راہ مین رکتا ہی رستم سنان نیزہ چبھو دیتے ہین شابدیز دیکھکر بھاگتا ہی اسی طرح سارے لشکر مین پھرائے ہوئے بارگاہ سلیمانی پر لائے سرداران نے جو شابدیز کو دیکھا کوئی قہقہہ مارتا کوئی بلچک لگاتا ہی بعض نے اسقدر تھوکا کہ تمام جسم اسکا سفید ہوگیا شاپور نے کہا کہ اے رستم مردون کو یون نہین ذلیل کرتے ہین یہ آپکو مناسب نہین رستم نے سردارون کو منع کیا کہا کہ یارو اس جنت آرامگاہ کی صورت آنکھون کے سامنے پھرتی ہی اب اسکو ذلیل کرنے سے کیا نفع اگر یہ مسلمان ہو تو اسکو رونق بارگاہ اسلام کرین ورنہ قتل کرین لیکن مین یہی چاہتا ہون کہ یہ مسلمان ہو اور ہم لوگون مین رہے اگر طریقۂ جرأت سے آگاہ ہوجائے تو اسکو مرتبہ اعلے دین یہ کہکر اندر بارگاہ سلیمانی کے لائے سامنے صاحبقران کے پیش کیا صاحبقران نے فرمایا کہ بیٹا رستم تمنے بڑا کام کیا کہ اس نامرد کو لائے مگر اس وقت میرے سامنے سے ہٹا دو ایسا نہو کہ محبت مین فرزند کی کوئی حکم دے دون کہ قانون کے خلاف ہو اسکو لیجاکر اپنے لشکر مین قید کرو مین اسکا دریا بجھونگا رستم نے شابدیز کو لیجاکر اپنی بارگاہ مین قید کیا آلارگرد اور آلارگرد کے سپرد کردیا امیر کے سامنے لاشہ سعد طوقی کا رکھا ہی فرمایا کہ مقبل سے کہو ہمارا مرکب تیار کرے ہم اپنے فرزند کا سر لینے جائینگے عمرو کھڑا ہوا رو رہا تھا یہ جو صاحبقران نے فرمایا عمرو دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کہ اے آقاے نامدار آپ تامل فرمائین مین جاکر سر دربار ہفت پیکر سے لاتا ہون یہ کہکر عمرو جست وخیز کرتا ہوا بصورت اصلی چلا اسی طرح لشکر ہفت پیکر مین آیا لوگون نے دیکھا کہ خیمۂ عمرو کے ہاتھ مین جال الیاسی کاندھے پر ایک کاندھے پر گلیم عیاری جست وخیز کرتے ہوئے جاتے ہین جسنے چاہا کہ روکے عمرو نے نگاہ قہر وغضب دیکھا وہ شخص تھرا کر رہگیا اور عمرو نکل گیا اسی رنگ سے دربارگاہ ہفت پیکر آیا درگہ سالار نے آواز دی کہ اے عمرو یہان آنے کا ارادہ نکرنا عمرو نے سر سے گوپھن کھولا کہ گوپھن مین پتھر دیکر مارا کہ سر درگہ سالار کا اڑگیا اندر بارگاہ کے آکر دیکھا کہ ہفت پیکر تخت پر بیٹھا ہی اور سر سعد طوقی کا تخت پر رکھا ہی عمرو نے آنکھ ملاکر ہفت پیکر سے آواز دی کہ او نامرد سر فرزند صاحبقران تونے اس طور سے رکھا ہی اور بے ادبی کر رہا ہی لاشہ سعد کا دفن ہوگا تو تیرا سر کاٹون یہ کہکر عمرو جست وخیز کرتا ہوا قریب تخت ہفت پیکر کے آیا اور اپنے ہاتھ سے

سر اٹھایا بائین ہاتھ سے تاج لیا جست کرکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران — مرے نام سے کانپتا ہے جہان
تراشندہ ریش کفار ہون — زمانے کا مکار و عیار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم — صبا ٹھوکرین کھاتے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو — نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگیر و طرار ہون — جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کرکے جست جو کی سراپچے کو فرا کر سر کو گود مین لیے ہوئے طرف لشکر کے چلے ہفت پیکر نے کہا کہ یارو اس سارہ بان زادے کو لینا لوگ پیچھے عمرو کے دوڑے عمرو نے باہر نکل کر ایک جادوگر کو خنجر مارا اسکا شکم چاک قصہ پاک ہوا اسکے مرنے سے اندھیرا ہوا اندھیرے مین عمرو بھاگے صاحبقران دربار مین بیٹھے ہین لاشہ سعد طوقی کا لندھور نے باہر کیا صاحبقران فرما رہے ہین کہ کیون دلاسے ہو ہمارے فرزند کا لاشہ بے سر دفن ہوگا کیا تدبیر کرون خواجہ عمرو گئے ہین مگر دن کو کیا کرسکتے ہین رات ہوتی تو کسی کی صورت بنکر جاتے تو شاید سر لاتے دن کو وہ کیا کرینگے یہ ذکر تھا کہ ہانپتا ہوا خواجہ عمرو آئے عمرو نے لا کر سر سامنے صاحبقران کے رکھا صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ کس صورت پر گئے تھے خواجہ عمرو نے کہا کہ بصورت اصلی گیا اور سر تخت ہفت پیکر سے اٹھا لایا ہرکارون نے صاحبقران کے ہاتھ مین پرچہ دیا کہ تاج بھی ہفت پیکر کا لائے ہین صاحبقران نے پرچہ پڑھکر کہا کہ خواجہ وہ تاج تو ہم دیکھین خواجہ عمرو نے کہا کہ اے آقاے نامدار دن کو جانا ہی مشکل تھا تاج کسی کے سر سے اتارنا کیونکر ہو سکتا ہے یہ ہرکارے جھوٹ پرچہ لکھا کرتے ہین امیر چونکہ غمگین تھے خاموش ہو رہے لندھور مالک نے سر کو جسم سے ملایا رستم سر برہنہ ہو کر صندوق کے ساتھ ہوے اول غسل دیا گیا جب لاش لیکر شہر خموشان مین آئے تو رستم کا حال بہت ابتر ہوا فرمایا کہ یارو مین اپنے نور نظر کو پیوند زمین نہ ہونے دونگا ہا
یہ نازک مزاج شاہون کے سر کا تاج کیسا تنہائی مین گھبرائیگا نظم

کبھی ہو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتے تھے — ہائے کیا قبر کی تاریکی مین ہوگا خفقان

| نہ جہان اختر تابندہ نہ ماہ تابان | نہ جہان پرتو خورشید نہ تحریک صبا |
| --- | --- |
| طاقت نطق کہان سانس بھی مسدود زبان | کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین |

لندھور و مالک نے صاحبقران کو سمجھایا کہ ای آقاے نامدار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے
صاحبقران نے فرمایا مجبور و ناچار ہین صبر نہ کرینگے تو کیا کرینگے موت سے کسی کو چارہ نہین ہا
امیر وارے ہمنے ملکہ مہرنگار ایسی معشوقہ کا دم میرے زانو پر نکلا سواے صبر کے ہمنے
اور کیا کیا لہذا اب بھی صبر کرینگے مگر حیرت یہ ہی کہ انکی والدہ ماجدہ قلعہ ذوالامان مین ہین
جب اتفاق ملاقات ہوگا اور وہ پوچھینگی کہ میرا فرزند کہان ہی تو مین انکو کیا جواب
دونگا سردارون نے عرض کی کہ حضور اگر وہ یہان موجود ہوتین تو کیا کرتین ملکہ مہرنگار کے
سامنے قباد نے انتقال کیا مہرنگار نے کیا کیا عمرو نے کہا کہ ہمشیرہ نے عیش و راحت دنیا کو
ترک کیا تھا جب وہ روتی تھین تو دل سنگ آب ہوتا تھا رستم دوڑ کر قدمون سے صاحبقران
زمان کے لپٹ گئے کہا کہ قبلہ و کعبہ اب صبر کیجیے تشریف لے چلیے ہم لوگ کیونکر گوارا کرین کہ
آپ یہان پر تشریف رکھین اور ہم لوگ اپنی بارگاہ مین جائین ایک طرف سے بدیع الزمان نے
آکے صاحبقران کو اٹھایا اور سب فرزند آکر لپٹ گئے صاحبقران کو بمشکل بارگاہ مین لائے
علمشاہ نے بعد کئی دن کے عرض کی کہ شبدیز کو غلام لایا ہی اسکا بلا کر دربار بھیجیے اگر وہ راہ پر
آئے تو بہتر ہی اگر گمراہ رہے تو اسکو قتل کیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ ای فرزند بڑے بڑے
پہلوان آئے وہ تم لوگون سے لڑے اور مارے گئے بعض مسلمان ہوے بعض ناکام پردۂ
دنیا سے اٹھے لیکن ایسا پہلوان آج تک نہین آیا تھا صاحب جرأت و طاقت فنون سپہگری
مین طاق شہرۂ آفاق مین چاہتا ہون کہ یہ مسلمان ہو تو رونق بارگاہ اسلام کرون ابھی دو چار
دن اور قید رکھو پھر مین دربار بھیجونگا ذرا غم شاہزادہ سعد طوقی کا کم ہولے تو مین دربار
بھیجون ایسا نہ ہو کہ مجھکو غصہ آجائے ابھی تصویر اس مرحوم کی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی
لیکن اسکو ایسے شخص کے سپرد کرو کہ آرام سے رکھے آب و دانہ کیفیت پہونچائے شراب
و کباب جملہ چیزین اسکو پہونچین علمشاہ نے عرض کی کہ مین نے الاگرد و مالاگرد کے سپرد
کیا ہی صاحبقران زمان نے الاگرد مالاگرد سے فرمایا کہ ای سرداران لشکر علمشاہ

اُس قیدی کے ساتھ تعصب مذہبی نہ کرنا لوگ حیران ہوگئے کہ قاتل فرزند پر صاحبقران زبان
پہ مہربانی فرماتے ہیں اور اُسکے مسلمان ہونے کی خواہش رکھتے ہیں نبی کا اسم رکھتے ہیں
سب سرداریہی ذکر کر رہے ہیں مگر الاگرد و الاگرد جو قید خانے میں آئے شباہز کے ساتھ
بڑی محبت صرف کی شبدیز نے پوچھا کہ اے افسر آج زیادہ مہربانی کا کیا باعث ہے الاگرد
و الاگرد نے پرورش صاحبقران کا ذکر کیا شبدیز کو نام صاحبقران سے ایک محبت
پیدا ہوئی لیکن ہفت پیکر دربار میں بیٹھا ہے ہرکاروں نے یہ خبر پہونچائی کہ صاحبقران نے
ابھی دربار شباہز کا نہیں سمجھا اور بڑی پرورش فرمائی ہفت پیکر تعریفیں شباہز کی
کر رہا ہے جتنے سرہنگ جو دربار میں جمع ہیں اُنکی طرف دیکھکر کہا کہ جو کوئی تم لوگوں سے
شباہز کو چرا کر لائے اُسکو دولت دنیا سے نہال کردونگا اس مدعا پر سب ہر دونگا
عیار اس فکر میں ہوئے کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا کے عرض کی کہ یا خداوند
مقہور تیغ دراز بلیشہ مصیبت خیز سے جمعیت تین لاکھ فوج کے آتا ہے یہ خبر سنکر
ہفت پیکر تو خوش ہوگیا مگر رفقا نے عرض کی کہ یا خداوند مقہور و شبدیز سے ہمیشہ سے چشمک
چلی آتی ہے مقہور بھی مثل شبدیز کے بہادر ہے شباہز کے نام سے اُسکو نفرت ہے
ہمیشہ یہی خیال رکھتا ہے کہ جو کام شباہز کرے وہ میں بھی کروں یہ ذکر تھا کہ مقہور آ کر
پہونچا غرور سے جھومتا ہوا ہفت پیکر کو سجدہ بھی غرور سے کیا ہفت پیکر نے دنگل
واسطے بیٹھنے کے دیا مقہور نے بیٹھتے ہی پوچھا کہ شباہز کہاں ہے ہفت پیکر نے سب حال
شباہز کا بیان کیا کہ اُسنے فرزند صاحبقران کو مارا کئی برس ہوئے کہ مسلمان طلسم ہفت پیکر
میں آئے لیکن ایسا ملال نہیں پہونچا کہ فرزند صاحبقران کو اُسنے ہلاک کیا اور صاحبقران
کو بڑا قلق ہے مقہور نے کہا کہ یا خداوند اب میں صاحبقران کو صدمے پہونچاؤنگا میں مثل
شباہز کے نہیں ہوں کہ مجھکو مسلمان قید کر رکھیں گے اب طبل جنگی بجوائیے کل میدان میں
مقابلہ کرونگا نام پہ مقہور کے طبل جنگی بجا ہرکارے جو لشکر اسلام کے موجود تھے خبر
لیکر بھاگے سامنے صاحبقران کے آئے ہاتھ اٹھا کر دعا دی۔ قطعہ یارب بقا سے عمر
تو باد اہزار سال ٭ لیکن بہ این حساب بعمہ حشمت و جلال ٭ سال ہزار ماہ و ماہ ہزار یوم

یہ دم ہزار ساعت و ساعت ہزار سال شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو مسقھور
دربار میں ہفت پیکر کے آیا ہی نہایت مغرور و متکبر ہی کہتا ہی کہ فرزندان صاحبقران کے
دشمنوں کو قتل کرونگا اور یہ بھی کہا کہ میں شبدیز نہیں ہوں کہ مجکو مسلمان قید کر رکھیں گے
امیر نے فرمایا کہ پروردگار مالک ہی خواجہ کہدو ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے لشکر میں امیر
کے طبل سکندری پر چوب پڑی جانبین کے لشکروں میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں چار پہر
رات گذر کر اب وہ وقت آیا کہ پہلوان ماہتاب مع شاگردان ثوابت و سیارگان اکہاڑے
سے فلک نیلو فری کے بھاگا اور داخل قصر مغرب ہوا اور پہلوان نیر اعظم خم ٹھوکتا ہوا اکھاڑے
میں چرخ زبرجدی کے آیا فوجیں جانبین سے میدان میں آکر پہونچیں بگر مسقھور مونچھوں پر
ہاتھ پھیرتا ہوا اہر بات میں نام شبدیز کا لے رہا ہی یہی دمبدم کہتا ہی کہ میں مثل شبدیز کے
نہیں ہوں کہ مجکو مسلمان قید کر لینگے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب نقابت کر کے
ہٹے لگیتوں نے کہا کہا۔ نظم

ہاں نامور رو وہ نام کرنا
مردوں کا فقط ہی نام باقی

کہ لیتوں نے جب کہا کہ رکا
رستم سے نہ ہو وہ کام کرنا
بیگم رستم رہا زمین پہ بہم ہوگیا

دل مردوں کا بہر جنگ بڑھکا
رستم ہے نہ اب ہے سام باقی
مردوں کا آسمان تلے نام گیا

ای مردان بگوشید تا جاہ زنان دہ پوشید کہکیت پہ آواز میں لگا کہ بیٹے مسقھور نے کہ آمادہ کبر اکھا
تکبر و نخوت تمام گہیٹا بڑھایا سامنے تخت ہفت پیکر کے آیا کہا کہ یا خداوندا اجازت میدان کی
ہفت پیکر نے کہا کہ تجکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا مسقھور نے کہا کہ یا خداوندا گر آپ تقویت
بھی کرینگے تو میں غالب آؤنگا جا کر بہادروں کو للکارونگا ٹوک ٹوک کے پہلوانوں کو مارونگا
یہ کہکر میدان میں آیا گھڑی دو گھڑی تیرہ ہلایا جب خوب غرق عرق ہوا دونوں پیروں سے
یوں پسینہ ٹپکا کہ جیسے دو کالی گھٹائیں برستی ہیں گہینڈے کو روک کر کھڑا ہوا پکار کر آواز دی کہ
ای فرقہ خدا پرستان ای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر وہ شخص میرے مقابلے میں
آئے کہ جس سے مزہ شجاعت کا ملے میں مثل شبدیز کے نہیں ہوں کہ مجکو قید کر کے بٹھا رکھو یا
امیر کسی کو بھیجو مگر جوان دولت کے مقابلے میں آئے سمجھ کے آئے یہ جو مسقھور نے نعرہ کیا رستم زمین
مغرب فرامرز عاد مغربی پسر خواندہ صاحبقران مرکب عربی کو جھکا کر نکلا سامنے بادشاہ کے

عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان ہو بادشاہ نے فرمایا کہ ای فرامرز یہ بڑا پُرزور معلوم ہوتا ہے اس سے سمجھ کر مقابلہ کرنا فرامرز نے کہا کہ اگر اقبال شاہی شریک حال ہے تو اسکی مشکین باندھکر لاتا ہوں یہ کہکر گھوڑا بڑھایا مقابلے میں مقہور کے آیا مقہور نے دیکھتے ہی نیزہ مارا فرامرز نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی ایک مقام پر مقہور نے نیزہ فرامرز کا تھام لیا اور زور کرکے توڑ ڈالا فرامرز کو بہت ناگوار ہوا ہاتھ تلوار کا مارا مقہور نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاو سے ہاتھ نکال کر یا خداوند ہفت پیکر کہکے ہاتھ تلوار کا مارا فرامرز نے گرد سپر کا اُٹھا دیا مگر مقہور بڑا زبردست جوان ہے سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹ کر سر پر تلوار پڑی کہ تا دوابرو فرامرز کے تیغہ پہونچا فرامرز نے اتنا بڑا زخم کاری کھاکر ہاتھ تلوار کا مارا مقہور نے گینڈا ہٹا لیا تکان جو پہونچی سر فرامرز کا جھکا مقہور نے دوسرا ہاتھ مارا کہ زخم سر فرامرز کا چہار پارہ ہوا چاہا کہ تیسرا ہاتھ مارے ان جمہور نے صف سے [illegible] کر فرامرز کشتہ ہوتا ہے مرکب کو اپنے اُڑا دیا اس جلدی میں آیا کہ فرامرز کو ہٹا لیا پھر کے مقابلہ کیا مقہور نے اسی تیغہ خون آلود کا وار کیا جمہور کا سر زخمی ہوا فرداً فرداً گئے ہاتھ سے مقہور کے زخمی ہوئے دو پہلوان سمار گاشن جان ہوئے مقہور کا وہ غرور بڑھا کہ کئی مرتبہ پکار کر آواز دی کہ میں مثل شیدبیز کے نہیں ہوں کہ مسلمان مجکو قید کرینگے جھومتا ہوا پلٹا ہفت پیکر کو آکر سلام کیا کہا کہ یا خداوند آپ نے میری میدان داری دیکھی غلام نے مسلمانوں کا کیا حال کیا کئی پہلوان زخمی کیے چند روز میں سب کا خاتمہ کرونگا حمزہ سے مقابلہ کرونگا جس دن حمزہ سے مقابلہ کرونگا اور سر سپاہ ان زیر کرونگا اس روز مسلمان بھاگ جائیں گے میں شیدبیز نہیں ہوں جو میرے مقابلے میں آئیگا سزا پائیگا اسطرح کے غرور کرتا ہوا دربار ہفت پیکر میں آیا کہا کہ یا خداوند آپ میرے نام سے طبل جنگی بجوائیے اب میں مسلمانوں کو دم نہ لینے دونگا روز دس پانچ کو قتل کرونگا جو زخمی ہوگا وہ دو چار دن میں تڑپ تڑپ کر مرجائیگا میرے ہاتھ کا زخمی بچتا نہیں آفت برپا کرونگا ہفت پیکر نے پھر طبل جنگی بجوایا یہ خبر صاحبقران کو پہونچی صاحبقران نے بھی طبل جنگی بجوایا اگرچہ تھا کا الاگرد و بالا گرد جو کھانا لیکر واسطے شیدبیز کے آئے شیدبیز نے کہا کہ ای افسران رستم آج

میدان مین کیا معرکہ گذرا ذرا ہم بھی سنین الاگرد و مالاگرد نے کہا مقہور میدان مین آیا کئی
سردار زخمی ہوے ہر کلمے پر وہ مغرور یہی کہتا تھا کہ مین شبدیز نہین ہون الاگرد و مالاگرد سے
شبدیز نے کہا کہ تم عزیز دار رستم ہو ہماری جانب سے رستم سے عرض کرو کہ ہمکو بھی کل میدان
کارزار مین لے چلین ہم بھی میدان کا تماشہ دیکھین اور مقہور کو معلوم ہو کہ شبدیز کیسا ہی شیشکر
الاگرد و مالاگرد نے کہا کہ بہتر ہے آکر رستم سے کہا رستم نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے کل شبدیز کو میدان
مین لانا جب چار پہر رات گذری اور لشکر طرف میدان کارزار کے چلے تو الاگرد و مالاگرد نے
آکر شبدیز کو ارابے پر سوار کیا شبدیز مسلسل و مطوق ہاتھ ٹیکے ہوے ارابے پر بیٹھا ہے مگر
مثل شیر جھومتا ہوا الاگرد و مالاگرد نے ارابہ شبدیز کا لا کر ایک طرف ٹھہرایا ادھر لشکر میدان
مین آکر پہونچے اب وہ وقت آیا کہ مقہور تیغ دراز گینڈے کو چمکا کر میدان مین آیا سلحشوری
کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے چاہتے تھے
سردار کہ مقابلہ مقہور مین نکلین کہ شبدیز نے زنجیرین ہلائین ارابے سے جست کر کے
کودا زنجیرین طوق بیڑیان توڑتا ہوا چلا قید جو شبدیز نے توڑی جسم سے خون کے قطرے
ٹپک رہے ہین اسی حال سے سر برہنہ مقابلہ مقہور مین پہونچا للکار کر آواز دی کہ او بے حیا
مغرور عقل و جرأت سے دور دیکھ شبدیز تیرے سامنے آیا شبدیز کی جرأت دیکھ لے حربہ
کر تو تجکو حال کھلے مقہور نے نیزہ مارا شبدیز نے آڑے ہو کر نیزہ خالی دیا ڈانڈ پر نیزے
کی ہاتھ ڈال دیا نیزہ مقہور کے ہاتھ سے چھین لیا مقہور نے ہاتھ تلوار کا مارا شبدیز نے
اکوالی ہو کر خالی دیا خالی دیکر بارھو بچائی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ مقہور
زمین پر آیا شبدیز لپٹ پڑا مقہور نے چاہا کہ پیچ باندھون شبدیز نے اٹھا کر دے مارا
چھاتی پر چڑھ کر سر مقہور کا کھینچ لیا طرف لشکر ہفت پیکر کے پھینکا پکار کر آواز دی کہ یا
خداوندا یہ مقہور مغرور کا سر موجود ہے ہر بات مین یہی کہتا تھا کہ مین مثل شبدیز نہین ہون
اب اور کسی کو میرے مقابلے مین بھیجیے صفدر جنگ آزما نے جولان و گزاف شبدیز کی سنی
صف سے گینڈا نکالا ہفت پیکر سے اجازت لیکر مقابلہ شبدیز مین آیا ہاتھ تلوار کا مارا شبدیز
نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور کلائی صفدر جنگ آزما کی پکڑ کے ایک گھونسا مارا گینڈے سے گر گیا

گھونسہ پڑا گینڈے کا سر پھٹا جدا ہو کر زمین پر آیا شبدیز لپٹ پڑا شبدیز نے تیسرے پیچ پر
اکھیڑ کر مارا کہ صفدر کے استخوان چور چور ہوئے پھر پکار کر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر
اور کسی کو بھیجیے آفتاب کرگدن سوار گینڈے کو بڑھا کر سامنے آیا شبدیز نے جھپٹ کر
ایک گھونسہ مارا کہ گینڈے کا سر پھٹا آفتاب گینڈے سے کودا شبدیز سے لپٹ گیا مگر
شبدیز بلائے روزگار ہے تیسرے پیچ پر اسکو بھی اکھیڑ کر مارا کہ استخوان اسکے چور چور ہوئے
اہل اسلام اس جرأت کو دیکھ رہے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اب شبدیز اطاعت امیر
کریگا اور ہفت پیکر پر جوتی لعنت کرے گا جرأت شبدیز کی سب تعریفیں کر رہے ہیں لیکن
ہفت پیکر جھلا جھلا کر پہلوانوں کو بھیج رہا ہے جو پہلوان مقابلے میں شبدیز کے گیا وہ واصل
جہنم ہوا بڑی جرأت یہ ہے کہ شبدیز نے ہتھیار ہاتھ میں نہیں لیا تھا سب سے لڑ گیا رہ
پہلوان فرداً فرداً مقابلے میں شبدیز کے آئے اور مارے گئے پہر دن رہے بیرا بند ہو گیا
ہر چند شبدیز نے آواز دی کہ یا خداوند کسی کو میرے مقابلے میں بھیجیے ہفت پیکر ایک ایک
کا نام لیکر پکار رہا ہے کہ مقابلے میں شبدیز کے جاؤ مگر کوئی نہیں جاتا پڑا بنا ہے آخر مجبور ہو کے
شبدیز نے آواز دی کہ یا خداوند اتنے پہلوان کھڑے ہیں کوئی میرے مقابلے میں نہیں آتا خیال
کرنے کا مقام ہے کہ سلاح تک میرے جسم پر نہیں ہیں بے زرہ لڑ رہا ہوں ہتھیار تک پاس
نہیں ایک ہفتہ قید میں گذرا تکلیفیں اٹھائیں جب کوئی مقابلے میں شبدیز کے نہ آیا تو شبدیز
یہ کہکر پلٹا کہ اب کوئی نامرد میرے مقابلے میں نہ آئیگا یہ کہتا ہوا قریب ارابے کے آیا اور آ کے
ارابے پر بیٹھ گیا پکار کے آواز دی کہ اے الاگرد و مالاگرد مجکو زنجیریں پہناؤ قید کر کے قید خانے
میں لے چلو ایسا نہ ہو کہ میں بھاگ جاؤں علمشاہ نے اشارہ کیا کہ اے الاگرد و مالاگرد
جا کر شبدیز کو سمجھاؤ سمجھا کر قدموں پر صاحبقران کے گراؤ اور کہنا کہ آج تمہاری جرأت
کی سب تعریفیں کر رہے ہیں صاحبقران تجھ سے راضی ہیں سب سردار تمہاری صفت کر رہے ہیں
مقہور کا خوب غرور مٹایا کیسے کیسے پہلوانوں کو مارا اب تمکو قید میں رہنے سے کیا فائدہ یہ سنکر
الاگرد و مالاگرد قریب شبدیز کے آئے اور بہت کچھ سمجھایا شبدیز نے جواب دیا کہ صاحبقران
مجھ سے یہ امید نہ رکھیں کہ میں مسلمان ہو کر خدمت حضور میں رہونگا میں بندہ مردی امیر ہوں کہ

مین نے اُنکے بیٹے کو مارا اُنھون نے قیدخانے مین بھی مجھپر رعایت کی آب و دانہ بتکلف پہونچایا
مین جانتا تھا کہ قید مین مجھکو بڑی تکلیف ہوگی اور صاحبقران بڑے صدمات دینگے اور زندہ
نہ چھوڑینگے مگر مردان عالم کے جو قواعد ہین وہ امیر نے میرے ساتھ صرف کیے مقہور بہت ہی
بلبلاتا تھا اور ہر مرتبہ یہی کہتا تھا کہ مین شبدیز نہین ہون اُس بزور پر مین نے اُسے سزا دی
کہ شبدیز کو سب دیکھ لین اگر مجھکو قید نہ پہناؤگے تو مین قیدخانے مین بگڑونگا نگہبانون کو مارونگا
آخر ناچار ہو کر آلاگرد و مالاگرد نے شبدیز کو قید پہنائی شبدیز نے خوشی خوشی قید پہن لی آلاگرد
و مالاگرد شبدیز کو قیدخانے مین لے گئے صاحبقران نے جو یہ باتین سنین فرمایا کہ کل انشاءاللہ تعالیٰ
شبدیز کو دربار مین بلاؤنگا ای آلاگرد و مالاگرد بخوبی شبدیز کو سمجھانا کہ جب صاحبقران تم کو
سمجھائین فوراً مسلمان ہونا آلاگرد و مالاگرد جب کھانا لیکر پاس شبدیز آئے کھانا کھلایا
شراب پلائی سمجھانا شروع کیا کہ ای شبدیز تمھاری جرأت مین کوئی فرق نہین صاحبقران عالیشان
ضرور سرفراز کرینگے اگر کل صاحبقران تمکو دربار مین بلائین اور سمجھائین فوراً مسلمان ہونا
انکار نکرنا شبدیز نے کچھ جواب نہ دیا اب آلاگرد و مالاگرد نے نگہبانی بھی کم کردی لیکن ہفت پیکر
جو میدان سے پلٹا پکار کر آواز دی کہ ای شاطران بادولت تم مین سے کوئی ایسا ہے کہ جا کر شبدیز کو
لائے قدرت کا ضرور پاس کریگا میدان مین بھی اُسنے ہر مرتبہ یہی کہکر پکارا کہ یا خداوند کسی کو
بھیجے مقہور نے اُسکے مزاج کو بگاڑا ہر بات مین یہی کہتا تھا کہ مین شبدیز نہین ہون کہ مجھکو مسلمان
قیاس کرینگے سب خبرین اُسکو پہونچین آخر اُسنے میدان مین آکر یہ آفت برپا کی کہ عاجز کر دیا یہ
شنکر سرخیل چابک خرام ایک شاطر مکار و غدار و خنجر گذار کہ عیارون مین بیٹھا ہی بل کر کے
اپنے مقام سے اُٹھا دست بستہ سامنے ہفت پیکر کے آیا عرض کی کہ یا خداوند مین جاتا ہون
اور شبدیز کو چرا کر لاتا ہون مین نے یہ بھی خبر سنی ہی کہ آج شب کو نگہبانی بھی کم ہی بکیفیت جا کر
عیاری کرونگا بسہولیت شبدیز کو چرا لاؤنگا یہ کہکے سرخیل چابک خرام چلا باہر نکل کے
رنگ و روغن عیاری کا لگایا صورت بدلی طرف لشکر اسلام کے چلا دور سے آکر دیکھا کہ چند
نگہبان ضعیف و نحیف دروازے پر قیدخانے کے بیٹھے ہین زلف لیلائے شب کمر سے
گذر چکی ہی سرخیل چابک خرام چھپٹ کر قریب قیدخانے کے آیا فقیر بنکے بھیک مانگنے لگا ان مین چار

بڈھون کو حباب مار مار کے بیہوش کیا بیہوش کر کے اندر قید خانے کے آیا شبدیز کو دیکھا کہ بیٹھا
جاگ رہا ہی جیسے ہی دروازہ کھلا کہا کہ ارے تو کون یہان کیون آیا ہی سرخیل نے کہا کہ ای
شبدیز غل نہ مچا مین ہون سرخیل چابک خرام قدرت نے بھیجا ہی کہ جا کر شبدیز کو لاؤ شبدیز
نے کہا کہ ای سرخیل خبردار مجکو نہ لیجانا میرے جسم پر قید رستم ہی قید مردان عالم جسم سے دور
کرنا بڑی حرکت نامردی ہی ایسا نہ ہو کہ اہل اسلام مجھپر طعن کرین کہ شبدیز نے کیا حرکت کی
مجکو شرمندگی ہوگی سرخیل خاموش ہو رہا باتین کرتے کرتے حباب مارا حباب مار کے شبدیز
کو بیہوش کیا قید کاٹ کر وہین ڈال دی پشتارہ باندھا جست و خیز کرتا ہوا لے کے چلا اب وہ
وقت آچکا ہی کہ قیدی زندان مغرب زنجیرہاے شعاع و ضیا مین جکڑا ہوا رہائی پایا چاہتا
سرخیل پشتارہ شبدیز کا لیے ہوے سامنے ہفت پیکر کے آیا ہفت پیکر آکر تخت پر بیٹھا ہی کہ
سرخیل نے لاکر پشتارہ رکھا کہا کہ یا خداوند یہ گنہگار حاضر ہی لیکن واضح رہے کہ جب غلام
اندر قید خانے کے پہونچا ہی تو یہ انکار کرتا تھا کہ مجکو نہ لیجاؤ میرے جسم پر قید مردان عالم ہی
مین نے باتون مین لگا کر بیہوش کیا ہفت پیکر نے کہا جب جمال قدرت دیکھے گا تو خود
راضی ہو جائیگا چند روز سے جمال قدرت نہین دیکھا اس وجہ سے باغی تھا اب جمال قدرت
دیکھے گا تو بغاوت دفع ہو جائیگی عیار نے بڑھ کر شبدیز کو ہوشیار کیا شبدیز کی جو آنکھ
کھلی اپنے کو قید سے رہا پایا اٹھتے ہی اسنے کہا کیون ای سرخیل تو مجکو کس واسطے لایا رستم
مجکو زیر کر کے لے گئے تھے قید پہنائی تھی تو نے کیون قید کاٹی سرخیل نے کہا کہ ای شبدیز
کیون سرکشی کی باتین کرتا ہی قدرت نے تجکو بلوایا ہی تو سحر مسلمانان مین مبتلا ہی شبدیز نے کہا
کہ کیا بکتا ہی اہل لشکر صاحبقران سحر کو عیب جانتے ہین اگر صاحبقران منظور کرتے تو ہمقدر
ساحر انکے مطیع و منقاد ہین کہ تمام طلسم مملو ہو جاتا شاہان طلسم ہزار اسپ شہریار
و شہنشاہ جادو کہ سحر مین انکا مثل نہین مگر صاحبقران کسی کا ساتھ رہنا قبول نہین کرتے
وہ اپنے ملک مین رہتے ہین انکو ساحر نہ کہو سرخیل نے کہا کہ ای شبدیز خاموش رہو قدرت
سامنے بیٹھے ہین اور تم بے ادبی کرتے ہو بھلا کہ جو سرخیل نے کہا شبدیز نے ایسا طمانچہ مارا
کہ سر سرخیل کا اڑ گیا شبدیز اکڑ کر اٹھا ہفت پیکر کو جو دیکھا واسطے سجدے کے جھکا اور

باندھ کر کہا کہ یا خداوند مین آپ کا بندہ ہون لیکن اس مقدمے مین کد و کاوش نہ کیجیے ہفت پیکر نے کہا کہ ای بندۂ قدرت تیرے دل پر غبار چھا گیا ہی ایسی باتین کر کے حمزہ سے مقابلہ کرنا شدید بز نے کہا کہ یا خداوند آپ ایسے کلمات نہ فرمایئے کہ مجھے اشتیاق ہون اگر میری تقدیر مین رہائی ہی تو جب حمزہ رہا کریگا رہا ہونگا ورنہ اُسی قید خانے مین سر پٹک پٹک کے مر جاؤنگا صاحبقران کا حقیقت مین مجھپر بڑا احسان ہو کہ مین نے تو اُنکے فرزند کو مارا اُنھون نے مجھے قتل نہین کیا سردارون نے جو بیعت کی صاحبقران نے آکر بچایا ورنہ ملازمان سعد طوقی آمادہ تھے کہ میرے ٹکڑے اُڑا دین صاحبقران نے آکر بچایا اپنے سامنے نہین بلایا الا گردو مالا گرد و پیرتاکید کردی کہ شدید بز کو کوئی تکلیف نہ پہونچے مین اُنکا بندۂ فلق ہون کہ ایک پہلوان سنان نیزہ باز کہ پہلوے شدید بز مین بیٹھا ہی شدید بز کی باتین سنکر بول اُٹھا کہ صاحبو سنتے ہو شدید بز کس طرح کی باتین کر رہا ہی قدرت رہا کیے تے ہین وہ رہا نہین ہوتا اگر کوئی کہے کہ مذہب کو ترک کیا تو مذہب بھی ترک نہین کیا قدرت کو سجدہ کرتا ہی لیکن خوف صاحبقران غالب ہی شدید بز نے پلٹ کر کہا کہ کیون او سنان تجھے کیا دخل ہی کہ بیچ مین بول اُٹھا میرے قریب سے اُٹھ جا ورنہ قیامت برپا کرونگا سنان نے کہا کہ ای شدید بز تو مجھکو کیا سمجھا ہی مین کیا تجھ سے پایہ کم رکھتا ہون شدید بز نے کہا کہ ای سنان کچھ جرأت دکھا تو مین جانون ورنہ ایک طمانچہ مارونگا کہ سر اُڑ جائیگا یہ کہکے شدید بز پلٹا سنان نے ہاتھ تلوار کا مارا شدید بز نے ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور اُسی تلوار کا ہاتھ مارا کہ سنان کے دو ٹکڑے ہوے بھائی سنان کا گمان ابلق سوار ہان ہان کہکے اُٹھا خنجر شدید بز پر مارا شدید بز نے پلٹ کر خنجر تو خالی دیا ہاتھ پکڑ کر ایک طمانچہ مارا کہ سر گمان کا اُڑ گیا لاش گمان کی گری اوپر سے شدید بز نے ایک لات ماردی کہ استخوان گمان کے چور چور ہوے اسی طرح نو پہلوان اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اور ہاتھ سے شدید بز کے مارے گئے شدید بز نے دیکھا کہ ای بارگاہ مین بلوہ ہوا چاہتا ہی سب پہلوانون کا یہی قصد ہی کہ مجھکو گھیر کر مار لین یہ سوچکر اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ یا خداوند مین آداب و تسلیمات عرض کرتا ہون یہ بے ادبیان

و مین نے کہین معاف فرمایئے گا مجھے آپ نے رستم سے شرمندہ کرایا مین جاکر کیا عذر کرونگا یہ
کہکر شبدیز چلا ہر چند کہ ہفت پیکر نے کہا کہ ای شبدیز تمھاری بے ادبی کو قدرت نے معاف
کیا جنے تمکو چھڑا لیا ہے اب یہان رہو حمزہ کی یہ مجال نہین ہے کہ تمکو ہمارے دربار سے لیجائے
بارہ سو پہلوان بیٹھے ہین سب تمھارا ساتھ دین گے شبدیز نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ یا خداوند
آپ ایسا نہ فرمایئے مین نہ ٹھہرونگا صاحبقران تلاش کرتے ہونگے یہ کہکے جھومتا ہوا بارگاہ
نکلا طرف لشکر صاحبقران کے چلا شاگردان خواجہ عمرو بعہدۂ جاسوسی جو لشکر کفار مین موجود
تھے یہ خبرین لیکر بھاگے صاحبقران عالیشان دربارگاہ سلیمانی پر ٹہل رہے ہین کہ رستم حاضر
ہوئے آکر عرض کی کہ ای قبلہ و کعبہ آپ نے سنا شبدیز کو عیاران لشکر کفار چرا لیگئے
ہین نے سبک بیدیا قی کو پر اسے خبر بھیجا ہے خبر لیکر آتا ہو گا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے
بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار شبدیز کو سرخیل چرا لے گیا تھا شبدیز قید خانے
سے نہ جاتا تھا سرخیل نے دھوکا دیکر بیہوش کیا قید کاٹ کر ڈال گیا اسطرح شبدیز کو لیگیا
شبدیز نے سامنے ہفت پیکر کے سرخیل کو مارا اور گیارہ پہلوان قتل کیے اب آتا ہے
بارگاہ سے باہر نکل چکا تھا تب غلام خبرین لیکر بھاگے رستم نے چند سردارون کو اشارہ
کیا کہ شبدیز کو استقبال کر کے لاؤ عیوق و جاروق جو خدمت مین حاضر تھے شبدیز
لینے کو چلے کنارے پر لشکر کے پہونچے تھے کہ دیکھا شبدیز آتا ہے عیوق و جاروق نے
شبدیز سے ملاقات کی فرمایا کہ بھائی صاحب ہم تمکو لینے آئے تھے صاحبقران تمھارے
مشتاق ہین شبدیز نے سر جھکا کر کہا کہ ای پہلوانو مین صاحبقران سے بہت محجوب ہون
کیا صورت دکھاؤن مجکو قید خانے مین لیچلو قید پہنا کر سامنے صاحبقران عالیشان
کے پیش کرو ایسا نہ ہو آزردہ ہون عیوق و جاروق نے کہا کہ تمھارا نام سنکر آپ شاد
ہوگئے اور فرمایا کہ شبدیز کو استقبال کر کے لاؤ ہم بحکم صاحبقران آئے ہین عیوق و
جاروق راہ مین سمجھاتے ہوے چلے کہ ای شبدیز صاحبقران کو تمھارے مسلمان ہونے کی
بڑی خوشی ہے چلتے ہی عرض کرنا کہ مین مسلمان ہوتا ہون کل تمنے میدان مین پہلوانون کو مارا
مقہور کو اس زور و شور سے قتل کیا کہ صاحبقران تعریفین کرتے تھے کہ شبدیز یا اشارہ لشکر

کس لطف سے لڑ رہا ہی آج تمنے دربار مین ہفت پیکر کے دو پہلوانون کو مارا یہ خبر
صاحبقران کو پہونچی صاحبقران اسوقت بھی تعریفین کر رہے ہین شبدیز نے کہا کہ ای پہلوان
مین مسلمان ہونگا مجکو بڑا ملال ہی ہر چند کہ ہفت پیکر کا اعتقاد میرے دل سے نکل گیا یہ
جان گیا ہون کہ وہ مرد مکار ہی شعبدہ باز و حیلساز ہی لیکن زبان سے اسکو خدا ونہ کہا
مردان عالم کو زبان کا ضرور پاس چاہیے عیوق و چابوق نے منھ پیٹ لیا کہا کہ ای شبدیز
یہ بات بری تمھارے دلمین سمائی ہی یہ بات اچھی نہین تمکو مناسب یہ ہی کہ فوراً مسلمان ہو
شبدیز نے کہا کہ جو دلمین آگئی وہ آگئی یہی مردون کا دستور ہی جو زبان سے کہا وہ کیا غرض
شبدیز سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے ہاتھ پھیلا دیے شبدیز کو گلے سے لگا
اور فرمایا کہ ای شبدیز تمھاری جرات کے ڈنکے ہین ماشاء اللہ کل میدان مین نہتھے لٹے
پہلوانون کو مارا آج دربار مین گیارہ پہلوان مارے کیا جرات دکھائی اب تمکو مناسب ہے
کہ مسلمان ہو اور ہفت پیکر پہ لعنت کرو شبدیز نے سر جھکا لیا کہا کہ ای شہریار آپ مجکو
قتل کیجیے مین مسلمان نہونگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای شبدیز جو مذہب مین تمکو کلام ہو
یا کوئی شرط ہو وہ بیان کرو اسکو پورا کرین شبدیز نے پھر سر جھکا کر عرض کی کہ حضور آپ مجھے
نفرمائین مین محجوب ہوتا ہون مسلمان نہونگا صاحبقران نے فرمایا کہ تم ایسے سردار کو قتل کرتے
افسوس آتا ہی ہم تمکو رہا کیے دیتے ہین مگر اب تو ہمسے مقابلہ نکروگے شبدیز نے عرض کی کہ اپنے
بیشے مین جا کر فقیر ہو کر بیٹھ رہونگا کبھی آپ پر خروج نکرونگا صاحبقران نے خلعت سلیمانی منگوا کر
شبدیز کو دیا اور ایک گینڈا با ساز و یراق منگوایا وہ بھی شبدیز کو مرحمت فرمایا ہتھیار منگائے
شبدیز نے کہا کہ مین نے آپ کی بڑی خاطر کی کہ آپکا دیا ہوا خلعت پہن لیا ہتھیار اب جسم پر
نہ لگاؤنگا فقیر بنکر بیٹھونگا یہ سنکر شبدیز کی صاحبقران کی آنکھون مین آنسو بھر آئے فرمایا
اچھا خدا حافظ اب دربار ہفت پیکر مین جاؤگے شبدیز نے کہا کہ اب ہفت پیکر کو منھ نہ
دکھاؤنگا مگر اپنا لشکر لینے جاؤنگا پھر اسکے طرف اپنے بیشے کے جاؤنگا جب خدا کو منظور ہوگا
اور وہ رحیم میری ہدایت کریگا تو پھر زیارت سے مشرف ہونگا یہ کہکر شبدیز گینڈے پر سوار
ہوا صاحبقران اور رستم کے قدمون کو بوسہ دیا آنکھون مین آنسو بھر کر عرض کی کہ غلام اب

رخصت ہوتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ خدا حافظ رستم کو بڑا ملال ہوا کہ صاحبقران نامدار نے ایسے بلی کو کیون چھوڑ دیا اسکا زندہ نکلکر جانا ہمیں بہت شاق ہوا اگر ہم یہ جانتے تو جب اسکو زیر کیا تھا وہین مار ڈالتے لیکن شبدیز لشکر ہفت پیکر مین آیا اپنی فوج کو تیاری کا حکم دیا ہرکارون نے ہفت پیکر کو خبر دی کہ شبدیز آیا اپنے لشکر کو تیار کر رہا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ طرف اپنے وطن کے جائیگا ہفت پیکر نے وزرا کو حکم دیا کہ شبدیز کو سمجھا کر سامنے قدرت کے لاؤ قدرت سمجھا لینگی اسکو وطن نہ جانے دینگی وزرا پاس شبدیز کے آئے کہا کہ چلو تمکو قدرت نے بلایا ہی شبدیز نے کہا کہ مین اُس مکار کی ملاقات کو نہ جاؤنگا وزرا نے کہا کہ ای شبدیز یہ تم کیا کہتے ہو قدرت تمپر مہربانی فرمائینگے شبدیز نے کہا کہ قدرت سے کچھ نہ ہوسکیگا اب قدرت کا پیمانہ عمر لبریز ہوچکا ہی مسلمان زندہ نہ چھوڑینگے مین ملاقات کو قدرت کی نہ جاؤنگا ہرچند کہ وزرا نے سمجھایا مگر شبدیز نے نہ مانا لشکر کو لیکر گینڈے پر سوار ہوا طرف صحرا کے چلا دو منزلین طے کی تھین کہ صحرا مین ایک باغ دیکھا شبدیز نے ساتھ والون سے کہا کہ یارو تم لوگ باہر اُترو مین ذرا باغ مین جاتا ہون فوج والے باہر اُترے شبدیز ٹہلتا ہوا باغ مین آیا دیکھا کہ باغ بہشت آئین ہی گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین موج مار رہی ہین فوارے ہزارے چھوٹ رہے ہین ساون بھادون کی کیفیت معلوم ہوتی ہی شبدیز دیکھتا ہوا قریب بارہ دری کے پہونچا چند درختون کی آڑ تھی کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ جیسے کوئی نازنین خوش آواز لہجہ سوز وگداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی۔ نظم

چشم گریانم بہارے از بہار آوردہ ام
نافۂ بوے خوشی از زلف یار آوردہ ام

بستۂ بوے گل و اعضم پریشانی بود
تخم این گل را ز باغ روزگار آوردہ ام

از دیار عشق مے آیم دیار من غم است
درد دل چندانکہ خواہی ز ان دیار آوردہ ام

دادہ ام دل را بدست کافر پابستۂ گیسوئے زلف
قطرۂ خون جگر را یادگار آوردہ ام

قطرۂ خون جگر جائے دلم در سینہ بود
وان ہم از راہ لطف بہر نثار آوردہ ام

بعد عمرے کردہ قصد جان وجہان من بست
مرغ دل را صید آن تیر شکار آوردہ ام

سالہا خون خوردہ ام از موجۂ طوفان غم
کشتی بیطاقتے را بر کنار آوردہ ام

ہر طرف ہنگامۂ گرم ست از غوغائے من | فتنۂ مخفی عجب بر روے کار آوردہ ام

اس گانے کی آواز سنکر شہریز بیقرار ہوگیا آواز ہی کی جانب چلا قریب بارہ دری کے پہونچا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین دریاے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن بقول میر حسن بیٹھی ہی۔ نظم

جہاں راستی چاہیے راستی | کبھی جس جگہ چاہیے وان کجی
تبسم حیا ناز شوخی غرور | ہر اک اپنے موقع سے وقت ضرور
وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا | ایسا نہیں حور کا سراپا
وہ صبح جبین تھی صبح جنت | ہر جبین تھی موجۂ لطافت
آنکھیں استاد سامری تھیں | نشے میں شراب کے بھری تھیں
بینی کے قریب کیسے تھے ابرو | شہبازنے وا کیے تھے بازو

شہریز نے جو یہ سراپا دیکھا بیکار اٹھا کہ او ظالم مجکو بے اجل مارا ہر چند چاہا کہ ضبط کرون مگر نہو سکا لڑکھڑا کر گرا گرکر بیہوش ہوگیا چمن میں اڑیاں رگڑنے لگا کسی کنیز کی نگاہ جو پڑی اُسنے کہا کہ ای ملکۂ عالم ایک شخص چمن میں پڑا ہوا لوٹ رہا ہی آپ کا جمال دیکھکر بیتاب ہوا واری مین نے دیکھا چاہتا تھا قریب آئے مگر دل سے مجبور ناچار ہوا آخر گرکر بیہوش ہوگیا دوسری کنیز نے عرض کی کہ لونڈی دیکھتی تھی آپ کو بہ نگاہ محبت دیکھتا تھا آخر گرکر بیہوش ہوگیا سرو قد اپنے مقام سے اُٹھی ٹہلتی ہوئی سامنے بیمار کے آئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا دوپٹے سے گرد وغبار پاک کیا شہریز نے آنکھیں کھولدیں اور دیکھا کہ وہی معشوق پریچہرہ سر زانو پہ لیے بیٹھی ہی غبار چہرے کا پاک کر رہی ہی شہریز اٹھ بیٹھا ساتھ اُس نازنین کے بارہ دری میں آیا پہلو میں اُس نازنین کے بیٹھا شہریز بھی پہلوان وضع بہادر صف شکن ہی وہ نازنین بھی مسکرا مسکرا کے باتیں کرنے لگی شہریز نے نام پوچھا اُس مہ جبین نے کہا کہ سرو قد میرا نام ہی یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ آزادبخت باپ میرا وہانکا حاکم ہی یہ باغ میرے لیے بنایا ہی باغ صنوبر اسکا نام ہی مین اکثر براے سیر یہان آتی ہون دل جو گھبرایا چلی آئی پھر شہریز نے بھی اپنا حسب ونسب بیان کیا کہ مین بیشۂ نرگس کا رہنے والا ہون مدد ہفت پیکر کو گیا تھا سرو قد نے ایک کنیز کو اشارہ کیا اُسنے گلابی سے جام لبریز کیا دونون نے دو دو جام پیے

دونون عاشق و معشوق مین اختلاط ظاہری ہونے لگا شہپر نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے
ملکہ نے ہاتھ جھٹک دیے کہا قاعدے سے بیٹھو سفاک مردم در منگیتر میرا آکر قریب قلعہ کے
اُترا ہی باپ کو پیغام دیا ہی کہ میری منگیتر مجھے حوالے کرو میرے باپ نے منظور کیا ایک بیٹی کا
وعدہ ہی اُس ظالم سے کیونکر جان بچیگی مگر مجھکو اُسکے نام سے نفرت ہی یہی چاہتی ہون کہ اُس ظالم
کے ہاتھ سے بچون شہپر نے کہا کہ ای ملکہ عالم نہ گھبراؤ مین اُسکا سر کاٹ لاؤنگا ملکہ رونے لگین
آنکھون سے اشک حسرت ٹپکے شہپر نے اپنے دامن سے آنسو پاک کیے کہا کہ ای ملکہ عالم مین
اُسکی تدبیر کر سکتا ہون پھر رونے کا کیا باعث ہی ملکہ نے کہا کہ باپ بھی میرا قلعہ سے نکل آیا
اُسکی دعوت کر رہا ہی مجھکو خوف یہ ہی کہ سات ہزار فوج اُسکے ساتھ ہی باپ میرا بیس ہزار فوج
لیکر نکلا ہی دو جوان زبردست ایک مقام پر اُترے ہین ایسا نہو کہ تم جاؤ اور کوئی چشم زخم
پہونچے اس خیال سے روتی ہون شہپر نے کہا کہ میرا وہ کیا کر سکین گے سفاک کو قتل
کرونگا باپ سے تمھارے اقرار لونگا کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کرو میری جرأت و
شوکت تمام عالم مین مشہور ہی جہان جاکر لڑا ہنگامہ ڈال دیا ابھی لشکر خداوند مین گیا تھا مگر
خداوندگار و جلساز ہی مین مطیع مذہب اسلام ہون اپنی بات کی ضد پر صاحبقران سے قرار
نہ کیا مجکو یقین کامل تھا کہ مجکو قتل کرینگے مین نے اُنکے فرزند کو بھی مارا مگر ایسا جلیل و بہادر
میری نگاہ سے نہین گذرا اُنسے مغرور کی تو کوئی حقیقت نہین ایسے کو قلعے مین نہ جانے دونگا
ملکہ نے سر جھکا لیا کہا صاحب تمھین اختیار ہی مگر سفاک بھی بڑا پہلوان ہی نام اُسکا مشہور ہی
بڑے بڑے معرکون مین لڑا پہلوانون سے معرکہ پڑا مگر مشہور ہی کہ کسی سے زیر نہین ہوا یہ سنکر
شہپر نے کہا کہ ملکہ تم گھبراؤ نہین ساٹھ ہزار سوار و پیدل میرے بیرون باغ اُترے ہین مین
سفاک کی فکر مین خود جاؤنگا جاکر اُسکو ٹوکونگا کہ اگر اپنی خیر چاہتا ہی تو یہان سے چلا جا
اگر یہان رہیگا تو سزا پائیگا سرو قد نے گائن کو اشارہ کیا گائن بیچ مین آ بیٹھی پایان بجا کے
سامنے عاشق و معشوق کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

تیرے سب ناز ہین گو زندہ ہی کرنے والے ۔۔ ڈھونڈھ لیتے ہین بہانہ کوئی مرنے والے
مرحبا قتل ہمین کرکے مکرنے والے ۔۔ منھ سے کہتے نہین احسان کے کرنے والے

ہر ادا کو تری سکھلا ہیں گے انداز قضا
یہی کرتا ہی اشارہ کوئی اٹھتا جوبن
کون قاتل کی طرف سے مرے دل کو ہرتا
کھول کر بال پریشاں نہ کر روح کو تو
تو بھی پلتے نہیں مثل فلک آرام ای شوخ
امتحاں گاہ میں دشمن کا وہ دل دیکھتے ہیں
دائمی وصل کے خواہاں نہیں ہم تجھسے فلک
پہلے تاثیر تو پیدا مرے نالے کر لیں
یہ ہماری ہی تڑپ تھی کہ وہ بیچین ہوا
زاہد آتے ہی کرنے لگے مسجد میں خروش
کچھ ہوا ہی مرے کینے سے ترا دل خالی
لاکھ پرسش ہوئی ہم چپ ہی رہے روز جزا
کرتی ہی خواہش قتل اپنا گلا خود کاٹو
بیقرار اور میں اسوقت ہوا جاتا ہوں
چاندنی رات کی میلی نظر آتی تھی جلال

جی بچے یار اگر جی سے گذرنے والے
یوں ابھرتے ہیں محل پا کے ابھرنے والے
اسکے تیروں ہی کے کچھ زخم ہیں بھرنے والے
او مرے سوگ کے پردے میں سنورنے والے
آہ سے خاک نشینوں کی نہ ڈرنے والے
تجھسے تو بچتے کیا قصد ہی مرنے والے
چار دن وہ بھی بہت جلد گذرنے والے
عرش پر چڑھتے ہیں کیا دل سے اترنے والے
اور بھی چند ہیں اس کام کے کرنے والے
یوں ہی چیخ اٹھتے ہیں اللہ سے ڈرنے والے
اور پھر بیٹھے سلامت رہیں کھرنے والے
کیا گناہوں سے بری ہوگئے ڈرنے والے
جی کو یوں مار نہیں رکھتے ہیں مرنے والے
کون سکتے آپ تسلی مری کرنے والے
بکھر رہے تھے وہ نگاہوں میں نکھرنے والے

عاشق و معشوق تلاش میں بیٹھے ہوے ہیں جام چل رہا ہی صدا ہے نوشا نوش و نوشا نوش بلند ہی کہ ایک کنیز نوبہار نامے عاشق و معشوق کو ایک جگہ دیکھکر چل گئی سوچی کہ چل کر سفاک کو خبر کروں انکے باپ کو بھی اطلاع دوں یہ سوچکر اٹھی طرف قلعے کے چلی باہر نکل کر ڈولی پر سوار ہو کی طرف آزاد بخت کے چلی یہاں آزاد بخت بیرون قلعہ آیا ہی سفاک کی دعوت میں مصروف ہی سفاک بارگاہ میں بیٹھا ہی دمبدم کہتا ہی کہ ای شہنشاہ آزاد بخت میں اپنے ملک سے تنہا دور تکلیف اٹھاکے آیا بہت کچھ صرف کیا اب امیدوار ہوں کہ مجکو سرفراز کیجیے بھوتری پھر جائے غلام معشوقہ کو لیکر اپنے ملک میں جائے یہ بھی میں نے سنا ہی کہ ملکۂ عالم کو چودھواں سال شروع ہی ماہ حسن کمال پہ ہی اب میری عرض قبول ہو سعادت حصول ہو آزاد بخت کہتا ہی کہ ای فرزند

مجکو بھی جلدی ہو اسی ہفتے مین تدبیر کرتا ہون جب آزاد بخت یہ کہتا ہو تو سفاک خوش ہوجاتا
ہو کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی ای پہلوان دوران در دولت پر ایک کنیز ملکہ سرو قد کی حاضر ہو
امیدوار باریابی ہو سفاک یہ سنکر خوش ہوگیا پہلو مین جو مصاحب بیٹھے ہین اُنسے کہا کہ ملکہ
نے خود پیغام بھیجا ہو میری جرأت کے شہرے ہین ملکہ نے بھی سنے ہونگے کہ میرا سنانیہ جیدی بہادر
وصف شکن و تیغ زن ہا ہو کہ جسکی ہیبت شمشیر سے مردان عالم کانپتے ہین شیران صحرائی دامن صحرا
منھ پر کھینچا ہو کیا مجال ہو کہ میرے سامنے نام جرأت کا لین اور نہنگان دریا اسقدر خائف ہین کہ چادر
آب مین چھپے ہین ورنہ نکل آتے بندگان خدا کو ستاتے میرے خوف سے بڑے بڑے پہلوان
لرزان ہین کہ کنیز سامنے آئی سفاک کو جھک کر سلام کیا کہا کہ ای پہلوان دوران وای گرشتیب
جہان آپ کو کچھ حال بھی معلوم ہو کہ کیا معرکہ گذرا آپ آزاد بخت سے خواہان ہین کہ ملکہ کو
بیاہ کر لیجاؤن اب نہ لیجا سکیے گا شہدہ بز نامے پہلوان کہ اپنی جرأت پر ناز کرتا ہو بلا تکلف باغ
مین آیا پہلو مین ملکہ کے بیٹھا ہو ملکہ اسقدر رشاد ہین کہ اختلاط ظاہری ہو رہا ہو ہم لوگون نے
جو منع کیا تو کلمات سخت کہے اور آپ کے نام سے نفرت ہو فرماتی ہین کہ مین سفاک کے ساتھ
ہرگز نہ جاؤنگی شہدہ بز سے وعدہ کر رہی ہین جلد تدبیر کیجیے ایسا نہو کہ وہ چھلاوا اُسکے ساتھ نکل جائے
تو پھر حضور کو تلاش کرنا پڑیگا اور جھک نے آزاد بخت سے کہا کہ آپ کسکی شادی کی فکر مین ہین
اُنھون نے خود اپنی شادی کرلی یہ سنکر سفاک بہت جھلایا کہا کہ اری نو بہار مین ابھی جا کر
اُس جوان کا سر کھینچ لونگا اور معشوق کو بے کھٹکے پھر اپنے لیجاؤنگا یہ کہکے اپنے مقام سے
اُٹھا آزاد بخت نے کہا کہ ای فرزند مین بھی چلتا ہون سفاک نے نکل کر حکم دیا فوج مین قرنا
ہوئی آزاد بخت کو تخت پر سوار کیا آپ گینڈے پر سوار ہوا طرف باغ ملکہ سرو قد کے چلا
یہان صبح کا وقت ہو کہ شہدہ بز پہلو مین سرو قد کو لیے بیٹھا ہو ایک ایک جام واسطے
خمار شکنی کے پیا ہو کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ ای ملکہ عالم کچھ حضور کو خبر
ہو کہ نو بہار کنیز نے جا کر آگ لگائی سفاک و آزاد بخت لشکر لیکر آگئے باغ آپ کا گھیر گیا
اب سفاک باغ مین آیا چاہتا ہو کنیز نے کوٹھے پر سے دیکھا کہ باپ تو آپکے قلب فوج مین تخت پر
ہین اور سفاک طرف باغ کے آتا ہو اور پکار رہا ہو کہ وہ پہلوان کون ہو جو میری معشوقہ کے ساتھ

بیٹھا ہی یہ سنکر شبدیز اپنے مقام سے اُٹھا قبضے پر ہاتھ ڈالا گینڈے پر سوار ہوکر چلا باغ سے نکلا سفاک نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا اور ایک پہلوان دیو خصال گینڈا اڑائے ہوئے آتا ہی اور پھاٹک پر باغ کے ایک بنگلہ بنا ہی اُسپر ملکہ کھڑی دیکھ رہی ہین شبدیز کا تنہا جانا دل بیقرار کیے دیتا ہی اور یہ اشعار زبان پر جاری ہین نظم

اُس قفس مین مجھے صیاد نے محبوس کیا — جسنے پر توڑ کے اُڑنے ہی سے مایوس کیا
ای فلک ایک سا تھا بخت مرا طالع غیر — دی سعادت اُسے تو نے اسے منحوس کیا
درد دل ہی جسے افسانۂ خواب راحت — ایسے بیدرد سے تقدیر نے مانوس کیا
گرم رفتار ہوے تم جو چمن مین جاکر — کبک کو داغ دیے اتنے کہ طاؤس کیا
عشق کافر کا یہ سبب ای دل نالان ہی اثر — برہمن مجکو بنایا تجھے ناقوس کیا
فائدہ کیا اگر اے آہ بنی شعلۂ شمع — چرخ کو بے اثری نے تری فانوس کیا
آخر کار محبت مین گریبان پھاڑا — تنگ تو نے بہت ای پردۂ ناموس کیا
جامۂ زہد کریگا تجھے رسوا زاہد + — ہو دبیکار رنگا تجھے خرقۂ سالوس کیا
دل کو سینا سے تہی تو نے بنایا ای بخت — کاسۂ سر کو مرے ساغر معکوس کیا
ضبط نے مجکو تری طرح بنایا ظالم — نالے دیتے ہین دہائی ہمین محبوس کیا
جو ہی وہ جلوہ گہ یار مین ہی ناامید — سب کو میری نگہ یاس نے مایوس کیا
کچھ تو آخر تپش دل نے دکھائی تاثیر — مہربان غیر ہوے یار کو مانوس کیا
عشق نے اسکی خبر لانے کو فرقت مین جلال — دل مہجور کی فریاد کو جاسوس کیا

اسطرح کے اشعار سرو قد بیتابی مین پڑھ رہی ہی کنیزین کہتی ہین کہ واری نہ گھبرایئے اُنکا لشکر بھی تیار ہوا نیزے چمکاتے ہوے آتے ہین اب یقین ہی کہ مقابلہ پڑے آزاد بخت نے جو لشکر کو آتے ہوے دیکھا کہا یارو انکو تو ارلو ہمراہیان آزاد بخت چلے تھے کہ لشکر شبدیز آپڑا ہمراہیان شبدیز لڑنے کھڑے ہوے کہان کہان معرکے چھڑے ہوے شبدیز للکار کر سفاک پر جا پڑا آواز دی کہ او مغرور کہان آتا ہی سفاک نے بڑھ کر نیزہ مارا شبدیز نے جھلاکر نیزہ سفاک کا توڑ ڈالا سفاک نے ہاتھ تلوار کا مارا شبدیز نہایت چست و چالاک

تلوار کو سپر پر گا تھا کہا کہ او نامرد دیکھ تیری فوج والون کے سر اُٹھا چاہتے ہین سفاک اُدھر
پلٹا شبدیز نے اوپر سے ہاتھ مارا جہانک کے تلوار جو گری سفاک کے دو ٹکڑے ہوے
آزادبخت نے دیکھا کہ سفاک مارا گیا پریشان ہو گیا جی مین کہتا ہے کہ اس جوان سے کیونکر
جان بچیگی سفاک کو شبدیز نے مار کر رخ طرف لشکر کے کیا فوج پر جا کر گرا افسرون کو تاک تاک
کے قتل کیا آزادبخت کی طرف چلا آزادبخت نے دیکھا کہ سفاک ایسا پہلوان مارا گیا
مجھے یہ کاہیکو زندہ چھوڑیگا ایسی باتین سوچ کر تخت سے کودا پکار کر آواز دی اے پہلوان
دوران یہ لوگ ناحق لڑ رہے ہین نامرد کو بڑا گھمنڈ تھا آخر یہان آکر مارا گیا مین بدل و جان
آپ کی اطاعت کرتا ہون خوف جان سے آزادبخت الامان کہتا ہوا دوڑا قریب شبدیز
کے پہونچا قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ اے شہریار ملکہ سروقد آپ کی کنیز ہے مین بخوشی شادی
کردونگا مین نے جو وقت سے آپکا نام سنا مین راضی تھا اور دل مین کہتا تھا کہ سفاک
سے شادی ملکہ کی نہ کرونگا اور آپ کے ساتھ شادی کردونگا شبدیز نے کہا کہ اے بادشاہ
فوجون کو منع کیجیے کہ جنگ موقوف ہو باغ مین تشریف لے چلیے ملکہ بیقرار ہو رہی ہین میرا آنا
اُنکو گوارا نہ تھا معشوق باوفا ہے مین آج تک اس کوچہ سے آگاہ نہ تھا پہلو آلی کا ذوق و شوق
رہا اس کوچے مین آکر وہ لطف پایا کہ باغ باغ ہو گیا غم و الم سے فارغ ہو گیا آزادبخت نے
فوجون کو منع کیا فوجون نے تلوارین نیام مین کین آزادبخت شبدیز کو ساتھ لیکر باغ مین گیا
ملکہ نے آکر سلام کیا آزادبخت نے کہا کہ اے نور نظر تیری وجہ سے مین نے اس پہلوان کو پایا
شبدیز نے کہا کہ اے بادشاہ عالیجاہ مین بہت بیتاب ہون برہمنون کو بلائیے ساعت بچار کے
بھونری پھر جائے اُسی وقت برہمن آئے ساعت بچاری گئی ملکہ کو لباس عروسی پہنایا گیا
شبدیز کو دولہا بنایا شبدیز کے ساتھ بھونری پھری آزادبخت کے صحن خانہ خاص
مین فرش بچھا ہے شبدیز عروس کو پہلو مین لیکر بیٹھا گائنین سامنے حاضر ہین اور رقص
ناز و ادا بتا بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین۔ نظم

کب آئیگا کوئی مجھ تک جواب دیتا جا　　تسلیان کبھی تو اے اضطراب دیتا جا
ترے جمال کو بے پردہ جس سے دیکھ سکیں　　وہ آنکھ تو ہمین او حجاب دیتا جا

رہے جو یار کی تصویر سامنے ای دل
پکار کہکے مرے جان نثار چلتے وقت
بتا جوانی عاشق کدھر گئی ای عشق
بکار ہین اُسکی ادائین ہین دل جو دیکے چلا
بغل مین رہکے جو ہی تجھ سے بیخبر ای دل
اُٹھاکے بزم سے کہتی ہی اُسکی چین جبین
پھری نگاہ تری مجھ سے دل مرا تجھسے
لیے ہین کتنے دل ایک ایک ناز پر تو نے
شب فراق یہ کہتا ہون ہوکے شاکی بخت
یون ہی یہ رشتۂ الفت خدا کرے کٹ جائے
معاف داغ تمنا سے رکھ عوض دل کے
کہان ملیگا شب تار ہجر گم ہوکر
رقیب بوسۂ لب لے چکے ادھر بھی کوئی
نہ پوچھ تو سبب گریہ ذبح کر قاتل
جو بت ہی کعبے مین روپوش تو وہی تو نیا
بٹھاکے سامنے بد لو رُکھائیان تو کہون
کیے ہین تو نے جو عشق بتان مین نیک عمل

وہ کچھ سوال کرے تو جواب دیتا جا
کوئی تو ہمکو بھی دی خطاب دیتا جا
مٹے ہوون کو نشان شباب دیتا جا
کچھ اور دل ہون اگر دستیاب دیتا جا
اُٹھوکے اُسکو دم اضطراب دیتا جا
ملا ہو لطف تو داد عتاب دیتا جا
اسے کبھی آنکھ کے ساتھ انقلاب دیتا جا
بغل مین بیٹھ کے اسکا حساب دیتا جا
صدا تو چونک کے او مست خواب دیتا جا
عدو سے ملکے ہمین پیچ و تاب دیتا جا
یہ روگ لے کے نہ کوئی عذاب دیتا جا
نشان اپنا کچھ ای آفتاب دیتا جا
بچی کھچی ہمین ساقی شراب دیتا جا
لگی بجھا مری خنجر کو آب دیتا جا
پتا کچھ اپنا اُلٹ کر نقاب دیتا جا
عتابیون کے مزے ای عتاب دیتا جا
جلال شیخ کو اُسکا ثواب دیتا جا

گانا ہو رہا ہی صحبت عاشق و معشوق گرم ہی شاہزادہ دولھا بنا ہوا خوش بیٹھا ہی اختلاط ظاہری ہو رہا ہی قضائے کار فلک نے اپنی گردش دکھائی سرخاب جادو کہ مالک کوہ یاقوت ہی تخت کو اُڑائے ہوے جاتا ہی گانے کی آواز کان مین آئی سر جھکا کر دیکھا کہ ایک پری پیکر گلنار جوڑا زیب جسم بدھیان آرسی ترچھی گلے مین پڑی ہوئین پہلو مین ایک پہلوان کے بیٹھی ناز و کرشمے ہو رہے ہین سرخاب صورت دیکھکر بیتاب ہوگیا چاہتا ہی اُس پہلوان کو ہٹاکے خود پہلو مین اس معشوق کے بیٹھون آخر سوچتے سوچتے یہ خیال آیا کہ مین معشوق کو

بجز اسکے چلوں یہاں رنگ نہ جمیگا یہ سوچ کر تخت اپنا ایک چمن میں آتارا ٹہلتا ہوا سامنے شبدیز کے آیا کہا کہ ای پہلوان یہ معشوق شعلہ مزاج تو ہمارے لائق ہی شبدیز نے کہا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی سامنے سے دور ہو ورنہ مارا جائیگا سرخاب نے کہا ای پہلوان کیوں اپنے کو برباد کریگا میرا کہنا قبول کر ایسا نہ ہو کہ مجکو غصہ آجائے شبدیز تلوار کھینچ کر اٹھا سرخاب نے اسمائے سحر پڑھکے اشارہ کیا شبدیز کے ہاتھ سے تلوار نکل گئی شبدیز نے دونوں گھٹنے زمین پر ٹیک دیے ملکہ گھبراکر اپنے مقام سے اٹھیں سرخاب نے کمر میں ملکہ کی پنجہ دیکر اٹھاکر تخت پر ڈال لیا شبدیز تڑپتا رہگیا سرخاب ملکہ کو لیکر روانہ ہوگیا شبدیز نے جو دیکھا کہ عروس کو سرخاب لیے جاتا ہوا اور ملکہ کا پکار کر کہنا کہ ای شبدیز اجل ہماری گریبان گیر ہوئی یہ سمجھا زندہ نہ چھوڑیگا برائے الله و منّاتِ صبر کو کام فرمانا بہت نہ گھبرانا اگر تقدیر میں ہی تو پھر ملیں گے نہیں تو تڑپ تڑپ کر ساتھ ہجر جلیس کے مریں گے ای

عاشق صادق اپنا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی لفظم

پڑھوں غزل وہ جنون خیز جسکے سننے سے — رہے نہ ایک گریبان عاشقان میں تار
ہماری خاک پہ کہتی تھی گل یہ بلبل زار — اُٹھو اٹھو کہ چمن میں پھر آئی فصل بہار
پڑھوں میں قصۂ لیلےٰ کو کیا بہ بانگ بلند — عدم کے خواب سے مجنون نہو کہیں بیدار
جو می پرست مریں چاہیے کہ پیر مغان — بنائے تاک کے سائے تلے سبھوں کا مزار
غم فراق کی سوزش یہ تھی مرے دلمیں — کفن سے قبر میں میری دھوان ہوا اظہار
بقول شاعر شیرین کلام سن اک نقل — ہوا جو شہر خموشاں کی سمت میرا گزار
ٹھہر ٹھہر کے ہر اک آشنا کی تربت پہ — جو دیکھتا ہوں تو اک قبر پہ ہی نرگس زار
کیا سوال یہ میں نے کہ ای گل نرگس — تو سرنگوں ہی بھلا کس لیے بہ خاک مزار
تب اُسنے ہو متبسم جواب مجکو دیا — عزیز تو سمجھے نرگس نہ جسکا نیو ز ہزار
کہ کام ہی گل نرگس کا نرگستان میں — تو اُسکا گور غریبان پہ کس لیے ہو گزار
میں اُسکی آنکھیں ہوں جس شخص کا یہ قبر ہی — یہ زیر خاک ہی اب تک بھی حسرت دیدار

اے شبدیز یہی حال ہمارا بھی ہوگا حسرت لیکر پردہ دنیا سے چلے گئے ہیں شبدیز نے

گریبان پھاڑ ڈالا سر زمین پر مارا کہ سر سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے کنیزون نے ہاتھ پکڑ لیا آزاد بخت کو کنیزون نے خبر دی آزاد بخت بھی روتا ہوا آیا دیکھا کہ شہیدیز تو دیوانہ ہو گیا نام لے لے کے اُسکا روتا ہی کبھی نخل ہاے چمن سے لپٹتا ہی کبھی پھولون کی بو سونگھتا ہی کبھی غنچہ ہاے ناشگفتہ کے قریب آتا ہی کبھی بلبلون سے شکایت وحکایت کرتا ہی کہ کیون ای عندلیبان خوشنوا تمھارا معشوق تمھارے پاس ہی تم کیون روتی ہو ناحق بھی جان کھوتی ہو میرا رونا تو اس باعث سے ہی کہ اُس گل باغ حسن وجمال سے جدا ہوا آزاد بخت نے گلے سے لگا لیا کہا کہ ای نور نظر جو تقدیر مین تھا وہ ہوا عین خوشی مین وہ ساحر رنج دے گیا اُس حریق آتش اشتیاق کو اُٹھا لیگیا انصاف تو کرو کہ تمنے تو دو دن سے دیکھا اور مین نے چودہ برس پرورش کیا ضد مین اُسکی یاد آتی ہین یہ باغ اُسی کے نام کا بنایا فلک نے یہ انقلاب دکھایا ای شہیدیز صبر کرو شہیدیز نے کہا کہ ای والد نامدار میرے آقاے جلیل اپنے ملازمون کے کفیل ہین ضرور مدد کرینگے دو عرضیان مجھ دیوانے کی جانب سے لکھو کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس غلام اس حال مین ہی کہ معشوق کے گم ہونے سے ملال مین ہی آکر میری مدد کیجیے اس بلا کو دیکھیے رستم پیلتن فرزند ارجمند امیر حمزہ صاحبقران کے پاس یہ عرضی پہونچے دیکھون صاحبقران زمان کیا کرتے ہین یقین ہی کہ کسی کو برلے مدد بھیجین اور ایک عرضی اُس نامنصف شعبدہ باز وحیلہ ساز ہفت پیکر کو لکھیے دیکھیے امتحان ہو جائیگا آزاد بخت نے اُسی وقت ایک عرضی بخدمت رستم دوسری عرضی براے ہفت پیکر روانہ کی عیار رسکا کہ جسکا سلیم سیاک رو نام ہی عرضیان لیکر چلا سلیم عرضی لیے ہوے اول لشکر صاحبقران مین آیا دربار رستم مین پہونچا دیکھا کہ دربار دُربار آراستہ ہی رستم مقام صدر پر گرد سرداران نامور وناز نینان ہجیبن مثل سنبل ہفت گیسو وغیرہ کرسیون پر بیٹھے ہین سیاک نے عیار کو لاکر سامنے پہونچایا عیار نے عرضی پیش کی رستم نے عرضی پڑھی اتفاق سے خواجہ عمرو کسی کام کو آئے تھے دربار رستم مین بیٹھے ہوے تھے عرضی جو شہیدیز کی دیکھی خود بھی ملاحظہ فرمائی سب سرداروں نے متفق ہو کر کہا کہ ای شہریار شہیدیز ایک شخص مغرور ہی عقل وفراست سے دور ہی رستم نے سردارون کو جواب دیا کہ آپ لوگ خاموش رہین مین سمجھ کے جواب دونگا ای سیاک گھوڑا تیار کرو خواجہ

بول اٹھے کہ خسیس کی بھی عجب صورت ہوتی ہی بھلا یہ کیا کرینگے روپیہ صرف کرین تو ہم
جا کے سرخاب کو مارین اور شب بیز سے معشوق کو ملائین رستم نے کہا کہ ای عم نامدار کیا صرف
ہوگا کہا بیٹا سرخاب جادو بڑا ساحر زبردست ہی دو لاکھ روپیہ خرچ ہونگے رستم نے کہا کہ ای
عم نامدار اسقدر روپیہ کوئی کہان سے لائے کہ آپ کو دے عمرو نے کہا کہ ای فرزند تم فرزند
صاحبقران ہو تمام خزانے روپیے سے بھرے ہوے ہین روپیہ دیتے جی دکھتا ہی رستم نے
دس توڑے منگوا کر سامنے خواجہ کے رکھدیے خواجہ نے کہا کہ بیٹا اس دس ہزار مین کیا ہوگا
رستم نے کہا کہ یہ حق اور مال غازیون کا ہی عمرو نے کہا کہ غازی نگہبان بر بندے ہمنشار ہے ہین
ہم نذر کردہ ہفت پیغمبران ہین ہمارے واسطے کوئی شی نہ رکھو گے مگر خوشی تمھاری یہی قبول کیا
رستم نے کہا کہ ای سہک اس روپیے کو خزانے مین رکھو جب شب بیز کی رسید لیکر آئینگے
تب یہ روپیہ ملیگا سہاک یلہ اقی روپیے کو اٹھا کر لے گیا خواجہ عمرو نے ناچار ہو کر یہ بھی
فعل قبول کیا عیار نے کہا کہ خواجہ آپ چلین مین بھی آتا ہون یہ کہکر ایک عیار طرف بارگاہ
ہفت پیکر کے چلا خواجہ عمرو باہنارے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف آزاد بخت کے چلے
ادھر عیار نے آکر ہفت پیکر کو عرضی شب بیز کی دی ہفت پیکر عرضی شب بیز کی پڑھ کر بہت جھلایا
کہا کہ اس بندہ خاطی نے قدرت کو رنج دیے بلے قدرت سے ملے چلا گیا ہمین نے تقدیر
کی تھی اسوجہ سے معشوق چھوٹ گئی ہمسے کیا مطلب بس یہ کہکر ایک پہلوان کو حکم دیا کہ اس
عیار کو سامنے سے قدرت کے ہٹا دو سب نے عیار کو نکالا عیار ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہوا
نکلا رستم کے پاس آیا تمام کیفیت بیان کی رستم نے کہا کہ وہ تم ایسے لوگونکا خداوند ہی جو
چاہے سو کرے ہمنے ایسے شخص کو روانہ کیا ہی کہ انکا نام نامی سب جگہ مشہور ہی عیار تو رستم
سے رخصت ہوا لیکن خواجہ عمرو منزلین طی کر کے پاس آزاد بخت کے پہونچے کہا کہ ای بادشاہ
وہ مقام مجھے دکھا دو مین سرخاب کی تلاش کرونگا مگر مفلس کی فکر بیکار ہوتی ہی کہ شعر مشہور ہی
مصرع پراگندہ روزی پراگندہ دل + آزاد بخت سے خواجہ عمرو نے بہت بہت باتین
بنائین پھر اس باغ مین آئے کہ جہان شب بیز تھا شب بیز خواجہ کے قدمون سے لپٹ گیا
رو رو کے کہتا تھا کہ ای یادر غریبان وای دادرس بیکسان رات بھر کی تجھہ بہار ہو جاتی ہی

دہ وہ خواب پریشان دیکھتا ہون کہ جسکو بیان نہین کر سکتا اگر آپ دستگیری کرین تو میری امید بر آئے
خواجہ نے کہا کہ مجکو رستم نے بھیجا ہی مگر مفلس ہون پیروی مین فتور پڑیگا کچھ روپیہ رستم کے
یہان جمع ہی مگر وہ ایسا قلیل ہی کہ اُسکا ذکر کرنا بھی مناسب نہین صبح کو جو غربا دروازے پر
آتے ہین اُنکا حق ہی اُنکو بانٹ دونگا شام کو دروازے پر چند شرفا کی چند ڈولیان آتی ہین
اُنکو کچھ دیا جاتا ہی اُسکا ذکر اپنی زبان سے کیا کرون شبدیز نے کہا کہ اے شہنشاہ اوج عیاری
مین خدمتگذاری مین مصروف ہونگا خواجہ نے کہا کہ اے شبدیز معاملے کا صاف ہونا بہتر ہے
مقابلہ معشوق ہی سمجھ کر کہو کہ کیا دوگے شبدیز نے کہا کہ آپ فرمایئے خواجہ عمرو نے کہا کہ
دولاکھ روپئے تو میرے پاس سے صرف ہونگے جو دے دوگے لونگا شبدیز نے کہا کہ خواجہ
دولاکھ روپیہ کاہے مین صرف ہونگے عمرو نے کہا کہ رنگ و روغن بنانا ہوگا اسمین سب
دوائین قیمتی ہونگی اور تلاش کرکے خریدونگا کچھ نقد دو کچھ وقت پر دینا آخر لاکھ روپیہ خواجہ
نے شبدیز سے نقد لیا اور دولاکھ کا تمسک لکھوایا باغ سے نکلے تلاش مین سرخاب کی چلے
صحرا بصحرا پھر رہے ہین دوسرے دن ایک نخل کے نیچے بیٹھ کر سوچے کہ اپنی فال دیکھون
بیچ جنگل مین کھڑے ہوے ایک ہاتھ ناک پر رکھا ایک زنبیل پر پکار کر آواز دی داد آدم
درویش از کل عالم بیش کس طرف جاؤن کہ سرخاب کا پتہ ملے یہ کہکر تین چار پاے جسطرف منھ
اُٹھ گیا اسطرف چلے ایک صحرا مین آکر پہونچے ایک نخل کے سائے مین بیٹھے ہین دیکھا کہ ایک ساحر
بھاگا ہوا آتا ہی مگر پسینے پسینے خواجہ عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک فقیر کی شکل بنکر تما
ہوے ایک کنوئین پر آکر بیٹھے چند حقّے رکھ لیے گھڑا پانی کا بھرا ہوا رکھا ہی وہ ساحر جب قریب آیا
پکار کر آواز دی کہ داتا بھلا ہو سائے مین ذرا ٹھہر جاؤ وہ ساحر حقہ پانی دیکھکر ٹھہر خواجہ نے
پوچھا اس دھوپ مین کہان جاتے ہو اور کہان سے آتے ہو ساحر نے کہا کہ شاہ صاحب دھوپ
کیسی اور سایہ کیسا مالک کے حکم کا خیال ہی سرخاب جادو کا نوکر ہون ایک عورت کو کہین سے
لائے ہین آٹھ پہر اُسکو سمجھایا کرتے ہین اپنے بھائی کو بلوایا تھا کمخاب جادو اُسکا نام ہی
مین نامہ لیکر گیا تھا اُسنے جواب لکھا ہی کہ مین آؤنگا سرخاب جادو نے تاکید کی تھی کہ کسی
مقام پر ٹھہرنا نہین اس وجہ سے جلدی جاتا ہون خواجہ نے کہا کہ حقہ تو پی لو یہ کہکے چلم بھر

سلفہ چبایا بیہوشی اُنھین ملادی کنڈے کی آگ رکھ کر سامنے کیا ساحر نے کنڈا کے زہر سا
لڑکھڑا کے گرا خواجہ نے اُسکی سی صورت بنائی جھولی سے اُسکی نام لیا طرف مکان سرخاب
کے چلے کئی کوس راستہ طی کرکے سامنے دیکھا کہ ایک مکان بنا ہوا ہی دروازے پر ...
چند نگہبان بیٹھے ہین اُنسے پوچھا کہ یہ کسکا مکان ہی اُنھون نے کہا کہ ای رہنورد جادو
کیون گھبرائے ہوے ہو مکان اپنے آقا کا بھول گئے تمھارا تو آقا انتظار کر رہے ہین کئی ...
آگے پوچھا کہ رہنورد کو بڑا عرصہ ہوا عمرو نے کہا کہ بھائیو مجھپر عجب معرکہ گذرا مین بہت بیقرار
ہو رہا ہون راہ مین ایک نخل دیکھا کہ اُسپر بہت سے طائر بیٹھے ہین تھکا ہوا تھا ٹھہر گیا ہوا
جو چلی آنکھ بند ہو گئی خواب مین دیکھا کہ خداوند ہفت پیکر مع اپنی زوجہ و مع اپنے لڑکون
کے کھڑے ہین مین نے سلام کیا سجدے کو جھکا قدرت کی نگاہ جو مجھپر پڑی اور باتین
کین یہ بھی کہا کہ جا کر اُس عورت کو ہمارے بندۂ خاص کے لیے راضی کر دو نگہبانون
نے جا کر سرخاب سے کہا کہ حضور رہنورد جادو آ گیا مگر پریشان ہو رہا ہی اُسنے قدرت
کو آج خواب مین دیکھا قدرت نے فرمایا ہی کہ جا کر اُس عورت کو راضی کر دو کہ ہمارا بندۂ خاص
بیقرار ہی سرخاب خوشی کے مارے اُٹھ کھڑا ہوا باہر آ کے پکارا کہ ای رہنورد آؤ تم مقبول
بارگاہ خداوند ہوے رہنورد نقلی نے کہا کہ حضور صحرا مین مین نے دیکھا کہ قدرت
مع زوجہ و فرزندون کے موجود تھے مین نے قدمبوسی کی ارشاد ہوا کہ اُس عورت کو جا کر
راضی کر دو سرخاب نے کہا کہ جو تدبیر مناسب ہو وہ کرو عمرو نے کہا کہ ذرا مین اُس عورت
کو دیکھون پہلے اُس سے تنہائی مین باتین کرون پھر حضور سے ملا دون سرخاب نے
کہا کہ قفس ملکہ کا لاؤ قفس آیا تنہائی مین خواجہ عمرو نے قریب آ کر کہا کہ او نیک بخت تو
ایسے مرد کو قبول نہین کرتی ملکہ نے جھلا کر جواب دیا کہ بڑھاپے میٹے کیا بیہودہ بکتا ہے
مین کبھی اسکو قبول نہ کرونگی قفس کیسا اگر مکان آہنی مین بند کرے تو بھی اسکو نہ قبول
کرون عمرو نے اشارہ کر کے کہا کہ ملکۂ عالم غلام کو پہچانا ملکہ حیران ہوئین کہ غلام کیسا خواجہ
نے کہا کہ مین ہون عمرو عیار صاحبقران زمان نے یہ کہکر بھیجا کہ جا کر شبدیز کو سرو قد
سے ملاؤ ای ملکۂ عالم شبدیز کا عجب حال ہی جس روز سے تمکو سرخاب لے آیا اُس باغ

سے باہر نہیں نکلا اُسی مقام پر سر پٹک رہا ہی مثل طائر بسمل پھڑک رہا ہی اُسکا حال کیا بیان کرون اُسکی صورت دیکھکر دشمن کو بھی رحم آتا ہی ملکہ نے شگفتہ ہوکر کہا کہ ای خواجہ مین کنیز ہون جس طرح سے بنے مجھے شہپر سے ملاؤ خواجہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم صرف اتنا سرخاب سے کہدو کہ مین تو خود تجھپر عاشق ہون مگر تو نے وہ ظلم کیے کہ میرا دل ہٹ گیا اب بھی تجکو دیکھکر پسینہ آجاتا ہی رہنورد جو کچھ کہیگا وہ قبول کرونگی ملکہ نے کہا کہ خواجہ یہ تو میری زبان سے نہ نکلیگا خواجہ عمرو نے کہا کہ یہ تو کہدینا کہ جو رہنورد کہیگا وہ کرونگی کہنے سے رہنورد کے مجکو انکار نہین ہی پھر مین سمجھ لونگا ملکہ کو سمجھا کر خواجہ عمرو ہنستے ہوے سامنے سرخاب کے آئے سرخاب نے پوچھا کیون رہنورد ملکہ کیا کہتی ہین عمرو نے کہا کہ ای سرخاب جادو بڑے صاحب نصیب ہو ایسی معشوقہ تمپر جان دیتی ہی تمنے ابتدا سے بیعت کی بوجہ ضد کے انکار کرتی ہی معشوق ضرور ضدی ہوتے ہین مین نے جو حال دل پوچھا تو رونے لگین کہا کہ ای رہنورد کیا پوچھتے ہو ایسے ظالم سے پالا پڑا ہی کہ دیکھیں تقدیر کیا دکھائے سرخاب یہ باتین سنکر نہال ہوگیا کہا کہ ای رہنورد اگر معشوقہ نے مجکو شربت وصل سے سیراب کیا تو تمھارا وہ مرتبہ کرون کہ شاہان جہان تمھارے مرتبے پر رشک کرین عمرو نے کہا کہ قفس منگوائیے مسند پر بٹھایئے قدرت نے اور ایک کمال مجکو تعلیم کیا ہی اُسکو بھی ظاہر کرون تمکو راضی کردون سرخاب نے حکم دیا کہ قفس اٹھالاؤ مسند کو آراستہ کرو صحبت درست ہو ملکہ کو قفس سے نکالا مسند پر بٹھایا آپ پہلو مین آکر بیٹھا ملکہ کا یہ حال ہی سے پسینے پسینے ہو رہی ہین خواجہ کو اشارے کر رہی ہین کہ خواجہ مجکو اسکی بیعت سے بچاؤ ایسا نہو کہ ہاتھ لگادے عورت کی عصمت بہت نازک ہوتی ہی مین اپنی جان دیدونگی خواجہ نے قریب آکر کہا کہ ای سرخاب ذرا ہٹ کر بیٹھو پہلے چند اشعار عاشقانہ سن لو تو اختلاط کرنا اور اشارے سے کہا کہ ای سرخاب بہت ٹیڑے پڑو ذرا کھنچے رہو ورنہ معشوق کا غرور بڑھیگا سرخاب جادو ہٹ کر بیٹھا خواجہ عمرو نے بابان بجانا شروع کیا [illegible] بجاکے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

| طالب نہین دل کے دلربا سے | دعوی ہے مگر کسی ادا سے |
|---|---|

خواہان ترے درد کا ہی ہر دل — پیغام طلب ہین جا بجا سے
دم بھر کے لیے لبون تک آجائے — کچھ کہنا ہے جان بیوفا سے
دل دون کہ نہ دون کسی صنم کو — لینا ہے یہ مشورہ خدا سے
موسے اسے بچا تھی لن ترانی — پہچان گیا تری صدا سے
آئینے سے بھی ہی چشم پوشی — شرماتے ہو صورت آشنا سے
کیون کان لگائے سن رہے ہو — کیا کام تمھین مری دعا سے
ایجاد ہوا رہ وفا مین — مٹنا مرے نقش مدعا سے
دیکھو نہ عدو کو وہ دکھانا — ہم کشتہ ہوے ہین جس ادا سے
دنیا ہو جلال اور دل ہو — کیا کام شب غم و بلا سے

اس رنگ مین خواجہ عمرو نے یہ غزل گائی کہ سرخاب جادو بیقرار ہو گیا موتیون کا مالا گلے سے اتار کر پہنا دیا کہا کہ اے رہنورد حقیقت مین تمنے قدرت کو عالم خواب مین دیکھا اور قدرت نے تمکو کمال دیا خواجہ نے عرض کی کہ اے شہنشاہ ساحران ایک کمال قدرت نے اور مجکو عطا فرمایا وہ بھی ظاہر کروت ساقی گری تعلیم فرمائی ہاتھ سے بتاتا جاؤن پیر سے ناچون منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن سرخاب جادو نے کہا کہ اے رہنورد قدرت کو سب طرح کا اختیار ہی جو کمال جسکو چاہین مرحمت کرین دنیا کو کس طور سے آباد کیا ہے ایک رئیس ہی ایک بالکل غریب لیکن یہ کمال جو تمنے بیان کیا بہت دشوار ہی اے رہنورد یہ تمکو میری جان و مال سب پر اختیار ہی جو چاہو وہ کرو لیکن جسطرح ممکن ہو بہت جلد اس معشوقہ سرکش کو مجھ سے راضی کر دو اب میری جان پر بنی ہی عجب نہین کہ مرغ روح میرا قفس تن مین پھڑک کر مر جائے مین اپنے ہوش مین نہین ہون ارے خداوندا ہفت پیکر میری جان بچا لو یہان یہ ذکر ہو رہا ہی اور خواجہ عمرو نے قصد کیا ہی کہ شراب کی تقریب کرون کہ آسمان پہ برق چمکی کمخاب جادو بھائی سرخاب کا تخت اڑتا ہوا آیا خواجہ عمرو نے خوش ہو کر کہا کہ قدرت کی کیا بندہ نوازی ہی عین وقت پر بھائی صاحب آپکے آ گئے سرخاب خاموش ہو رہا دلمین سوچ رہا ہی کہتا ہی کہ مقام افسوس ہی اگر معشوقہ نے قبول کیا تو میری زندگی ہے

ورنہ اس غم مین تڑپ تڑپ کر جان دونگا لاکھ لاکھ اس ظالم کو سمجھاتا ہون منتین کرتا ہون مگر معشوقہ قبول نہین کرتی کیا تدبیر کرون پلٹ پلٹ کر گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی رہنور دنقلی سے اشارہ ہی کہ ای رہنور دلمتھارے کہنے سے مین نے معشوقہ کو پنجرے سے نکالا اتو بہانہ قبول کریگی خواجہ اشارہ کرتے ہین گھبرائیے نہین بدل و جان آپ کو قبول کریگی کمخاب زمین پر آیا مسند پر جو سرخاب کو بیٹھے دیکھا پیشانی پر پسینہ آگیا مثل بید کانپنے لگا بھائی سے پوچھا کہ بھائی صاحب یہ معشوقہ کون ہی سرخاب نے کہا کہ ای برادر مین نے تمکو اسی واسطے بلایا ہی کہ اسکو سمجھاؤ میرے پہلو مین بٹھاؤ آج دس دن گذرے کہ مین چار سے زیادہ بیقرار ہون صد شکر کہ رہنور دمیرا ملازم نظر کردۂ خداوند ہوا اسکو حکم ہو چکا ہی کہ معشوق کو سمجھا کر پہلو مین سرخاب کے بٹھاؤ رہنور د انتظام کر رہا ہی کہ اسکو رضامند آج راہ پر آئی ہی یقین ہی کہ سمجھانے سے رہنورد کے مجکو قبول کرے کمخاب نے کہا کہ ای برادر مین تو اسکو دیکھکر مر گیا میرے دل کا تو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم وملال ہی میرے واسطے راضی کرو ورنہ تڑپ تڑپ کر جان دونگا اب صبر نہین ہو سکتا میرا تو یہ حال ہے نظم

الفت ہوی ہے بلبل ناشاد کی طرف / گلچین کبھی بولتا ہی تو صیاد کی طرف

لایا ہی عشق حسن کا تیرے کشان کشان / آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف

گردون سے چاہئے رہین یہی ہم گناہگار / منہ سوے قبلہ آنکھین ہون جلاد کی طرف

عاشق ہین ہمکو حسن جو چاہو ستم کرو / کسکا خیال جاتا ہے بیداد کی طرف

جوش جنون ہی سو ہم گل کا ہی زور شور / سودائی کھنچے جاتے ہین فصاد کی طرف

دلکو کا دیا ہی دام نے کس گل کی زلف کا / بلبل اشارے کرتی ہی صیاد کی طرف

آتش یہ وہ زمین ہی کہ جسمین شفیق من / سودا ہوا ہی میر سے استاد کی طرف

ان اشعار کو جو زبانی کمخاب کے سرخاب نے سنا جھلا کر جواب دیا کہ او برادر منصف مین نے تجکو اس واسطے بلایا تھا کہ تو میرے واسطے راضی کریگا یہ وہ معشوقہ پری پیکر ہی جو اسکو دیکھے وہ مائل ہو جائے مین اسکے واسطے جان ومال صرف کرونگا مگر اسپر ضرور قبضہ کرونگا مین کیا کسی بات مین عاجز ہون ایسا سحر کرون کہ یہ تجپر خود عاشق ہو جائے لیکن یہی چاہتا ہون

کہ رضامند کروں رضامندی میں زیادہ لطف ہے عمرو نے کہا کہ اے کمخاب تم کو یہ نہیں چاہیے
کہ بڑی بھاوج پر نگاہ ڈالو کمخاب نے جھلا کر جواب دیا کہ اے رہزن دور ہو تجھے اس مقدمے میں
کیا دخل ہے دل سنبھالے نہیں سنبھلتا ہے طبیعت پر زور نہیں چلتا ہے میں ضرور اسپر قبضہ
کرونگا سرخاب نے کہا کہ بھائی صاحب یہان سے چلے جائیے ایسی گفتگو نہ فرمائیے ورنہ ایک
گولہ مار دونگا کہ سر پھٹ جائیگا کمخاب نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کہا کہ او نالائق کیا میں تجھسے کچھ
کمی کار رکھتا ہوں دونوں نے تلواریں کھینچیں خواجہ نے سرخاب کو جو بہکایا کہا کہ آپنے
بھائی کو اسی واسطے بلایا تھا کہ آپکی معشوقہ پر یہ عاشق ہوں سرخاب نے کہا کہ میں ابھی اسکا
سر کاٹے لیتا ہوں خواجہ اُدھر کمخاب سے کہتے ہیں کہ اے کمخاب یہ کیا غضب کا سامنا ہے اور
بڑے افسوس کی بات ہے کہ تمہارا کہنا تمہارے بھائی صاحب نہیں مانتے عورت کیواسطے فساد
کرتے ہیں تمہارا بالکل پاس نہیں عمرو نے دونوں جانب آتش افروزی کی کمخاب نے جھلا کر
سرخاب کو گولہ مارا سرخاب نے روک کر کہا کہ ارے اسکو کھالے یہ زندہ نہ بچے کمخاب سمجھا کہ
پشت پر میری کوئی پیر آگیا گھبرا کر پلٹا سرخاب نے تیغہ مار دیا کمخاب کا سر کٹ کے گرا سرخاب
نے حکم دیا کہ اسکا لاشہ پھینک دو ملکہ سروقد کانپ گئی کہ ایسے جلاد سے خدا بچائے تلوار کھینچے ہوئے
جھوم رہا ہے خواجہ سے اشارے کرنے لگی کہ خواجہ جلد تدبیر کرو ایسا نہو کہ یہ جلاد دیکھیے ہاتھ تلوار
کا مار دے عمرو نے اشارہ کیا کہ ملکہ تم نہ گھبراؤ میں ابھی اسکی گردن لیتا ہوں یہ کہکر سرخاب
کے ہاتھ سے تلوار چھین لی کہا کہ اے شہنشاہ ساحران تشریف رکھیے میں آپکی معشوقہ کو راضی
کر چکا آپ بیٹھیے ہم گانا سنیے یہ کہکر یہ غزل شروع کی نظم

حور بنکر ترے کشتہ کی قضا آئی ہے
دامن تیغ سے جنت کی ہوا آئی ہے

ہجر درپیش ہے لا دے کوئی تصویر اسکی
چاہیے نقش حفاظت کو بلا آئی ہے

آبرو آنسوؤں کی بے اثری نے کھودی
اب تو روتے ہوئے آنکھوں کو حیا آئی ہے

اسکی رحمت ہے مری بادہ کشی پر عاشق
نام توبہ کا جو لیتا ہوں گھٹا آتی ہے

وہ مسیحا اگر آئے تو ٹھہر جاؤں میں
نفس باز پسین سے یہ صدا آتی ہے

اس گل اندام کو شاید کہ پسینہ آیا
عطر میں ڈوبی ہوئی باد صبا آتی ہے

قبر پر آؤ تو اُٹھیں لیے تعظیم ابھی — مرنے پر بھی ہمیں رسم وفا آتی ہے
کشتۂ شمشیر محبت کے پڑے ہیں کتنے — کوچۂ زخم سے کیا سرد ہوا آتی ہے
جان فشانی کے تو ٹکڑے ہیں بہت یاد ہمیں — کوئی مردہ بھی ایسی بھی ادا آتی ہے
بحر اللہ کی درگاہ سے مایوس نہ ہو — اُسکو بگڑی ہوئی تقدیر بنا آتی ہے

خواجہ نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ سرخاب کے سر پر کھون کھناب سوار تھا گانے سے خواجہ عمرو کے ہنس پڑا کہا کہ اے رہنورد حقیقت میں کیا آواز ہے صدا میں تمہاری سوز و گداز ہے ایسا گاتے ہو کہ دل بیقرار ہوتا ہے خواجہ نے پلٹ کر جام لبریز کیا سر پر رکھا منھ سے تانیں مارتے ہوئے چلے جب عمرو توڑا لیتے ہیں سرخاب کہتا ہے کہ اب جام گر پڑیگا مگر جام تو گرنا بڑی بات ہے قطرہ تک شراب کا نہیں گرتا سامنے سرخاب کے کر سر جھکایا اشارہ کیا کہ ایسے شاہوں کو سب سے شراب پلانا چاہیے لیں آپکی معشوقہ کو بھی پلاونگا یہ کہکر جام پلایا گلابیاں بھر کر کنیزوں سے کہا کہ اپنے ہاتھ سے پیو خداوند ہفت پیکر کی قدرت کا ظہور ہوا کہ میں نے ایک جام سرخاب کو پلا دیا خواجہ کے گانے سے سب مست ہو رہی ہیں شراب پینے لگیں تھوڑے ہی عرصے میں عمرو نے سارے جلسے کو شراب پلائی سرخاب جادو بیٹھے بیٹھے پکار اٹھا کہ اے رہنورد دیکھو خداوند تشریف لائے ہیں تمہاری تعریفیں کر رہے ہیں کہتے ہیں کہ یہ ہمارا بندۂ خاص ہے عمرو نے کہا کہ قدرت کو بلائیے سرخاب اپنے مقام سے اٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی ہاتھ جھٹکاتا ہوا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا کنیزیں لینا لینا کہکر اٹھیں جو اٹھی وہ گری تھوڑے عرصے میں سب کنیزیں بیہوش فرش ہوئیں عمرو نے خنجر کھینچکر اٹھا سرخاب کا سر کاٹ لیا کنیزوں کے کپڑے اتار لیے کسی کا ہاتھ قلم کیا کسی کا اُڑا دیا سبکو قتل کر کے ملکہ سے کہا کہ اے ملکۂ عالم چلیے دیکھیے یہ کیا عجائبات ہے عطر سنگھایا کہ وہ بیہوش ہوئی اٹھا کر زنبیل میں رکھا پہاڑ سے کود کے طرف باغ ملکہ کے چلے چند قدم چلے تھے کہ ایک صحرا میں پہونچے دیکھا کہ ایک نخل پر ایک عقاب بیٹھا ہے خواجہ کو دیکھکر پکارا اور مثل انسان کے گویا ہوا کہ او ساربان زادے کوہ و دشت کو تباہ کرکے کہاں جاتا ہے خبردار آگے نہ بڑھنا یہ کہکے وہ عقاب اڑا خواجہ عمرو پر اپنا عکس ڈالا خواجہ عمرو لڑکھڑا کے گرے عقاب

زمین پر آیا دیکھا عمرو نے کہ ایک جادوگر جوان کھڑا کہہ رہا ہے کہ او ساربان زادے تو نے غضب
کیا کہ سرخاب کو مارا اب کہاں جانے پائیگا تھوڑے ہی عرصے میں تجھکو قتل کرونگا اب کیا تجکو
جانے دونگا عمرو نے کہا کہ اے عقاب جادو تم سمجھے بھی کہ سرخاب کو کیوں مارا عقاب نے کہا
کہ حال بتائیے خواجہ نے کہا کہ سرخاب جادو ایک مہ جبین کو اٹھالایا تھا عورت جوان وہ ضعیفہ
ہیں نے کہا بھی کہ تمہارے سن سے یہ نہیں قبول کرتی کسی جوان کو بلاؤ تم البتہ اُس لائق ہو
کہ تمکو دیکھ کے پسند کریگی وہ نازنین بھی حسین تم بھی وضعدار عقاب نے کہا کہ اے خواجہ عمرو
ہر چند کہ خداوند ہفت پیکر کا حکم ہے کہ جو عمرو کا سر لائیگا منصب و جاگیر پائیگا چاہتا ہوں کہ
قدرت کو راضی کروں لیکن تمنے ایسی بات سنائی کہ قدرت سے تمہاری صفائی کرادونگا
اور نوکر رکھوا دونگا وہ مرتبہ تمہارا ہو کہ سب تاجدار رشک کریں عمرو نے کہا کہ وہ نازنین
میرے پاس موجود ہے مگر میرے پیر تو کچھ اپنے سحر اُتار لے تو میں اُس نازنین کو نکالوں
دیکھتے ہی تمہارا دم بھریگی تم ایسا وضعدار اُسکی نگاہ سے نہ گذرا ہوگا عقاب نے سحر
اُتارا جانتا ہے کہ یہ کہاں بھاگ سکتا ہے اگر خواجہ چاہتے تو بھاگ کر نکل جاتے مگر عقاب کی کمر
میں دیکھا زنجیر طلا ہے جسکو کرد عشق کہتے ہیں خواجہ کے منہ میں پانی بھر آیا کہ ایسی شے چھوٹ جاتی
لڑکونکے بہلانے کرتے جنہیں سے گئے عمرو نے یہ سوچ کر ایک نخل کے سایے میں ایک فرش
اپنا ہاتھ رکھکے آواز دی کہ اری گلشن کہاں ہے حاضر ہو زنبیل کی کنیزوں کی افسر
پہنے ہوئے دریاے جواہر میں غرق تڑپ کر زنبیل سے نکلی کہا کہ استاد کیا ہے یہ اشعار پڑھنے لگی
بھلا ایک ساحر کے ساتھ تمہارا نکاح کریں گے گلشن نے کہا کہ استاد میں سمجھ گئی کہ عمرو یہی اور
بیٹھی عقاب نے جو دور سے دیکھا کہ ایک عورت آفتاب جمال ابرو مثل ہلال گرادو اور
بالعنبر رشک چشم غزال دیکھ کر مر گیا ٹہلتا ہوا قریب آیا خواجہ عمرو نے پہلو میں اُس کر ڈالو
نازنین کے عقاب کو بٹھایا کہا کہ اے نازنین یہ جوان تو پسند ہے اُس بڈھے کو تو میں نے مارا وہ
نکالا تھا اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ اے شہنشاہ اوج عیاری یہ بڈھا تو مجھے گھورتا ہے اسکی
آنکھیں نکال لوں یہ کہکے پٹکے سے دو طمانچے مارے عقاب جادو گال سہلا کے جیب ہو کے
کہا کہ اے جان جہاں میں تو تیرا غلام ہوں بندہ بے زر مگر نہایت مضطر ہوں یہ تمام سحر اُسکے

قبضے مین ہی خداوند ہفت پیکر نے یہان کا حاکم کیا ہی مین تمکو اپنی جانب سے حاکم کرونگا
صبح کو ساحر آکر سلام کرینگے کسکا ایسا مرتبہ ہوگا سزا و جزا کا تمھین کو اختیار رہیگا مین تمکو علم
سحر سکھاؤنگا نازنین نے ہنسکر کہا کہ خواجہ شراب لاؤ کہ مین اسکو پلاؤن اپنے عاشق صادق
کو راضی کرون خواجہ عمرو نے گلابی زنبیل سے نکالی گلشن نے گورے گورے ہاتھون سے
جام لبریز کیا بہ نازو اٹھا کر کہا کہ لے میرے چاہنے والے شراب پی عقاب جادو خوش ہوگیا
جوش عشق مین اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

عاشقون پر اسقدر ظلم و ستم اچھا نہین ۔ دیکھ اے ظالم کہے دیتے ہین ہم اچھا نہین
ایک خاموشی سے عزت ہی بتون کی دہر مین ۔ ہر کسی سے بات کرنا اے صنم اچھا نہین
آنکھی رندون پہ کیا آفت کہ مجکو دیکھکر ۔ سب حسینون نے کہا اسکا قدم اچھا نہین
گر بٹھاؤن پیار سے پاس اپنے کہتا ہی وہ شوخ ۔ میرے حق مین آپ کا لطف و کرم اچھا نہین
رحم آتا ہی مجھے اس نوجوانی پر تری ۔ اے شہیدی رات دن کا رنج و غم اچھا نہین

اس طرح سے یہ اشعار عقاب نے پڑھے کہ گلشن نے کہا یہی جام تمھارا کام تمام کریگا انجام
ٹھیک ہو جائیگا جلد پی جاؤ دیر نہ کرو عقاب جادو نے لبون سے لگایا جلدی جام کو پیا
یہ وہ شراب زنبیل کی بیہوشی پڑی ہوئی ہی کہ اگر دریا مین ڈالدیجیے تو مچھلیان بلبلا کے
نکل آئین عقاب پیتے ہی گھبرا گیا کہا کہ اے جان جہان یہ شراب کیسی تھی کلیجے مین آگ سی
لگ گئی نازنین نے کہا کہ اٹھ کر ٹہلو تو تمھارا کام ہو جائے عقاب گھبرا کے اٹھا بہن
طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا خواجہ عمرو نے اس نازنین کی تعریف کی کونین
فوراً عقاب کے کپڑے اتار لیے کمر سے کردھنی لی نازنین سے کہا کہ اسکا سر کاٹ لیجے کہ
زنبیل مین جا کام کا ہرج ہوتا ہوگا گلشن نے عقاب کا سر کاٹا اور زنبیل مین پھینکا پھر
کنیزون نے پوچھا کہ حضور آج خواجہ عمرو نے کیون یاد کیا تھا گلشن نے ہنسکر کہا کہ لو آج
ایک جادوگر اجل گرفتہ نے استاد کو گرفتار کیا تھا مین نے اسکو جا کر مارا ایک ہی جام پی کر
اوندھا ہوگیا شکر ہی کہ استاد آج مجھ سے بہت خوش ہوے خواجہ عمرو عقاب جادو کا بھی
سر کاٹ کر طرف باغ شبدیز کے چلے شبدیز خواجہ عمرو کا انتظار کیا کرتا ہی دروازے پہ

باغ کے کھڑا ہے خواجہ کو دیکھکر پکارتا ہوا دوڑا فرد - از کجا میرسی اے بہار فرخندہ قدم + باد قربان سرت حلقۂ مرغان ارم + کہو خواجہ کیا کٹھری عمرو نے کہا کہ اے شہدے بڑی غلطی ہوئی میں نے جاکر سرخاب کو مارا ملکہ کو لیے ہوے آتا تھا راہ میں جہاجن ملگیا اُسنے ملکہ کو چھین لیا اب بے سو ویلے نہ دیگا میں نے جو روپیہ تمسے لیا تھا وہ قرضداروں نے لے لیا اب تم کچھ مدد کرو تو معشوق رہا ہو آزاد بخت نے جو یہ خبر سُنی کہ خواجہ آئے ہیں دوڑا ہوا آیا اور یہ بھی خبر سنی کہ بیٹی چھین لی گئی خواجہ عمرو کہتے ہیں بے روپیہ دیے وہ عورت ملیگی آزاد بخت نے کئی لاکھ روپیہ خزانے سے منگوا لیے تب خواجہ عمرو نے سرو قد کو زنبیل سے نکالا شبدیز نے جو معشوق کو دیکھا بیقرار ہوگیا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا - نظم

ذکر ہوتا ہے ہر اک جا آپ کا　　ہے زمانے میں یہ شہرا آپ کا

دیکھکر وصل علے کہتا ہوں میں　　جب نظر آتا ہے چہرا آپ کا

کچھ مریض عشق کا کیجے علاج　　نام سنتا ہوں مسیحا آپ کا

داستان لیلے و مجنوں کہاں　　اب ہے افسانہ ہمارا آپ کا

نقد دل لیکر خریدار آئے ہیں　　آج بن جائیگا سودا آپ کا

ہوگیا روز قیامت بھی تمام　　دیکھیے کب ہو نظارا آپ کا

فوق پہ چشم کرم ہردم رہے　　بندہ کہلاتا ہے مولا آپ کا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر گلے میں سرو قد کے ہاتھ ڈال دیے اختلاط ظاہری کرکے خواجہ عمرو کے قدموں سے لپٹ گیا کہا کہ خواجہ مجکو خدمت صاحبقران میں لیچلو قدموں پر گرا دو صاحبقران عالیشان نے وہ احسان کیا کہ شکر ہمارا نہیں ہوسکتا عمرو نے کہا کہ تشریف لے چلیے صاحبقران ایسے صاف باطن ہیں کہ تمسے اتنی محبت سے ملیں گے شبدیز نے کہا کہ میں انکی عنایت کا غلام ہوں شبدیز لشکر ہمراہ لیکر لشکر صاحبقران کے ملازموں کو لیکر جب قریب لشکر صاحبقران پہنچا خواجہ نے بڑھکر صاحبقران کو خبر دی کہ شبدیز ہوتا ہے آپکے احسان سے مسلمان ہوا اور بادشاہ کا دیا ہوا خلعت پہنے ہے صاحبقران زمان نے فرمایا کہ اے سرداران نامدار

ای پہلوانان گرامی جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو وہ برائے استقبال شبدیز چلے پہلے
علمشاہ اُٹھے علمشاہ کے اُٹھتے ہی جملہ سرداران رستم پیلتن اپنے اپنے مقام سے اُٹھے
نکل کر رستم گھوڑے پر سوار ہوئے سردار ساتھ ہین شبدیز آتا ہی کنارے پرلشکر کے آکر ذکا
ساتھ والون سے کہنے لگا کہ ہم آپ سے جو خدمت صاحبقران مین آئے تو صاحبقران نے
ہماری وہ قدر نہ کی کہ دیکھا رستم آتے ہین رستم کے پیچھے چالیس سرداران سردارون کے بعد
لندھور و مالاک و بہرام یہ بھی چلے آتے ہین شبدیز رستم کو دیکھ کر گھوڑے سے کود ا رستم بھی
گھوڑے سے اترے شبدیز کو دیکھ کر ہاتھ پھیلا دیے شبدیز نے چاہا کہ قدمون کو بوسہ دون رستم
نے گلے سے لگا لیا جملہ سردار شبدیز سے ملے شبدیز نے ہنس کر کہا کہ مین تو آپ کا تابعدار ہون تنہا
آپکے اشتیاق مین آیا بخدا ای آقا مجکو یہان سے جانا بہت ناگوار تھا مگر آپ نے وہ عنایت فرمائی
کہ خواجہ عمرو کو بھیجا لیکن خواجہ عمرو کا روپیہ بہت صرف ہوا جو مجھ سے ہو سکا وہ دیا رستم پیلتن
ہنسکر خاموش ہو رہے شبدیز کو ساتھ لیکر چلے جب دربارگاہ پر پہونچے دیکھا کہ صاحبقران
شمل رہے ہین شبدیز نے صاحبقران کو جھک کر سلام کیا صاحبقران کو دیکھ کر باغ باغ
ہوگیا جی مین کہتا ہی کہ یہ مردون کے جوہر شناس ہین کیا قدردانی فرمائی صاحبقران
نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا فرمایا کہ ای شبدیز کیا باعث تھا کہ جب تم مسلمان نہ ہوئے اور
اب خود آئے کہا کہ حضور کو نیت سے تو میری آگاہی ہوگی کہ مین نے دشمنان حضور کو مارا
جسنے بنسبت حضور کلمہ جہل کہا مین اُسپر جا پڑا اور اُسے قتل کیا دربار مین ہفت پیکر کے
ہفت پیکر کے سامنے کتنی پہلوان مارے ہفت پیکر بہت آزردہ ہوا اگر مین سمجھ گیا کہ یہ درد
سکا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ہفت کوہ سے بھاگ کر یہان آیا ہی اب بھی تفقد پر نہ
بگھارتا ہی ای شبدیز ہماری بارگاہ مین دو صفین ہین جدھر علمشاہ بیٹھتے ہین اُدھر دست چپ
بیٹھتے ہین وہ دست چپ ہی جدھر بدیع الزمان بیٹھتے ہین وہ دست راست ہی شبدیز نے
عرض کی کہ مین تو رستم کا غلام ہون جدھر رستم تشریف رکھتے ہین اُدھر بیٹھونگا رستم پیلتن
خوش ہوگئے آلاکر و مالاکر کے برابر شبدیز کو جگہ ملا دعوتون کے پیغام ہونے لگے سب سے
پہلے لندھور نے کہا کہ ای شبدیز آج ہماری دعوت قبول کرو دوسرے دن کا پیغام دوست

بہرام نے شبدیز کو دیا فرزندان صاحبقران نے بھی پیغام دیے شبدیز باغ باغ ہو رہا ہے
ساتھ والوں سے کہتا ہے کہ ایسے خلیق کہاں ممکن تھے مگر ہرکارے جو لشکر ہفت پیکر کے جاسوس
تھے یہ خبریں لیکر بھاگے سامنے ہفت پیکر کے آئے ہاتھ اٹھا کر کافر روسیہ کو بددعا دی نظم

ای فخر جہانبانی و فا سا قطاز و
گو ہر بہ دہن داری ورا سا قطاز و
روزان و شبان ز حق تعالے خواہم
مرکب دولت خدا و با سا قطاز و

خداوند کی عمر دراز ہو طبیعت کو ہمیشہ سوز و گداز ہو شبدیز لشکر صاحبقران میں آیا رستم
استقبال کر کے لے گئے اور جملہ سرداران صاحبقران بھی آئے تا بدربارگاہ صاحبقران
خود تشریف لے گئے دست چپ میں جگہ ملی اب سامان دعوتوں کے ہو رہے ہیں شبدیز اپنے
مقام پر خوش بیٹھا ہے اور کہہ رہا ہے کہ ہفت پیکر پر میں نے لعنت کی مجھے ایسے سرداران
جلیل ملے کہ غنچہ آرزو کھلے جیران جنگ آزما کہ پہلوے ہفت پیکر میں بیٹھا ہے اسکو بھی
جرأت پر بڑا گھمنڈ ہے اپنے مقام سے اٹھا عرض کی کہ یا خداوند ہفت پیکر میرے نام پر اپنا
طبل جنگی بجوا دیجئے میں سارا علم و شان شبدیز کا مٹا دونگا کان پکڑ کے سامنے قدرت کے
لاؤنگا پھر ہفت پیکر پرست کرا دونگا اسکی بھیا کا بیٹا بس جو در پیش ہو گا ایک گھونٹ
پی لیگا ہفت پیکر پرست ہو جائیگا ہفت پیکر یہ سنکر خوش ہو گیا کہا نام پر جیران جنگ آزما
کے طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے جو باہر جاسوسی موجود تھے خبریں لیکر
بھاگے حاضر خدمت صاحبقران ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا بادشاہ کی بجا لائے ہاتھ اٹھا
کے دعا دی شعر - ای ز ابر رحمتت خرم گل بستان ما + گفتگوے حرف عشقت مطلع
دیوان ما + شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو جیران جنگ آزما نے طبل جنگ
بجوایا ہے کل اسکا ارادہ ہے کہ نکل کر شبدیز سے مقابلہ کرے شبدیز نے دست بستہ صاحبقران
سے عرض کی کہ غلام کے نام پر طبل جنگی بجے اس بھیا کو مجھ سے دعوی ہمسری کا ہے مجھے حکم ہو کہ
اس بھیا سے مقابلہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر وہ تمہارا نام لیکر پکارے تو خیر جانا
اور اگر وہ عام طور پر آواز دے تو اور سردار نکلینگے تم ہمارے مہمان ہو تمہارا بھیجنا اچھا نہیں
عیاروں سے یہ کہکر خواجہ عمرو سے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل ایزدی بجے

دیا کر نقارہ سکندری پر چوب لگائی تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات گذر کر اب وہ وقت آیا کہ شہباز نیر اعظم قلعۂ مشرق سے باہر نکل کے توسن فلک پر سوار ہوا لشکر میدان میں آئے ہفت پیکر کے ساتھ بھی فوج بیشمار ہے صفیں جمیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت آوازیں دے رہے ہیں اور یہ اشعار زبان پر ہیں نظم

| | |
|---|---|
| گئے ہم سوئے گورستاں جو کل باخستہ حالی تھے | مقابر جتنے دیکھے ہمنے خستی پائمالی تھے |
| یہ دو مصرع لکھے اس جا بمضمون خیالی تھے | مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے |
| سکندر جب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے | |

ایسے اشعار نقیبوں نے پڑھے کہ بہادر جھومنے لگے سواروں نے گھوڑے بڑھائے پیدل اپنی اپنی تلواریں تولنے لگے حیران جنگ آزما نے گینڈا نکالا ہفت پیکر سے اجازت میدان کی یہ بھی کہا کہ جا کر شہباز کو للکارتا ہوں یہ کہکر میدان میں آیا خوب کڑکے ہوکے نیزہ ہلایا پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستاں جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر شہباز کو چاہتا ہوں کہ شہباز بہ سفر ور میرے مقابلہ میں آئے شہباز تو بیقرار کھڑا اعتقاد دل سے باتیں کر رہا تھا کہ اس بیحیا نے اگر کسی کو زخمی کیا تو یہ صدمہ مجکو ہوگا بادشاہ جمجاہ سے آکر عرض کی کہ اے شہریار اجازت میدان بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ اے شہباز تم ہمارے مہمان ہو اور کوئی جائیگا تم نہ جاؤ شہباز نے عرض کی کہ غلام کا نام لیکر پکارتا ہے غلام ہی کے جانے کا محل ہے بادشاہ نے فرمایا کہ بسم اللہ تمکو خدا کے سپرد کیا یہ کہکر گینڈا بڑھایا مقابلہ حیران جنگ آزما میں آیا حیران نے پہنچتے ہی نیزہ مارا شہباز نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی مگر شہباز نے چوتھی پانچویں طعن میں نیزہ حیران جنگ آزما کا توڑا حیران نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا شہباز نے تلوار کو تلوار پر روکا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا تلوار چوتڑ پر کر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے وہاں سے تلوار جو گری خود و دو بلغہ کو کاٹ کے تا بہ جگرگاہ تلوار پہنچی غرض ہوا کہ حیران جنگ آزما مارا گیا ساتھ والے حیران کے حیران ہو کے شہباز پر آ پڑے فوج شہباز بھی برلے مدد پہونچی شہباز نے وہ جنگ رستمانہ کی کہ کیا کہیں تھا کہ زبان تیر و کلہ کو دسے صدائے حسنت و آفرین بلند ہو شہباز جہان جسم کرتا

لاشون کے انبار لگا دیے پہر دن رہے تک شب دیز لڑا آخر فوج حیرات کو شکست فاش
دی شب دیز جھومتا ہوا پلٹا صاحبقران نے شب دیز کی بڑی تعریف کی فرمایا کہ اے شب دیز کیسا
مزے سے لڑے ہو عرض کی کہ غلام کو ہوس یہی ہے کہ تا بہ ہفت پیکر پہونچون مگر حضور نے کیا
بندہ پروری فرمائی کہ اور فوج کو حکم نہ دیا غلام ان لوگون کو کافی تھا انشاء اللہ جس دن
مقابلہ پڑا غلام لڑتا بھڑتا برابر تخت ہفت پیکر کے پہونچیگا اُس بہیانے بندگان جمشید کو
برگشت کیا ہے ہفت پیکر جو پلٹا آکر بارگاہ مین بیٹھا مگر سرنگون غم سے کلیجہ خون وزرا سے
کہہ رہا ہے کہ آج شبدیز نے قدرت کو بڑا قلق دیا دیکھو کیسا خوش تھا وہ تقدیر کردون کہ شبدیز
تڑپ تڑپ کر مرے وزرا نے کہا کہ قدرت وہ تقدیر نہ کرین کہ جس سے مسلمانون کا خاتمہ ہو اگر
شبدیز نہ ہوگا تو مسلمانون کا کیا نقصان ہوگا ہفت پیکر نے کہا کہ اب قدرت تقدیر لو کیا
چاہتے ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ایک لکہ ابر گلنار پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک اس ابر
گلنار سے پیدا تھی ہفت پیکر نے کہا کہ یارو دیکھو تقدیر نو کا ظہور ہوا ملکہ گلنار زعفران پوش
آتی ہین اُسکی سرحد مین مسلمان نہین پہونچے اگر اُسکی سرحد مین عیار جاتے تو لطف عیاری
اُٹھاتے سب گرفتار ہو جاتے وہ ابر بارگاہ پر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ نہایت
حسین و جمیل تاج سر پر جوڑا بھاری پہنے ہوئے تخت سے اُتری پایۂ تخت کو بوسہ دیا و اسکے
لیے جھکی عرض کی کہ یا خداوند کیا معرکہ گذرا کہ آپ سے ہفت کوہ چھوٹا ہین سب مقامون
کو دیکھتی ہوئی آئی ہر مقام پر مسلمانون کی رونق ہے ڈیرے کھڑے ہین بستی بسی ہین
اوان آرہی ہے ہفت پیکر نے سب حال بیان کیا کہا کہ اے گلنار کیا پوچھتی ہے ان مسلمانون کو ایسا
سرفراز کیا کہ مقام سکونت چھوٹا آخر کار بھاگ کر قصر عشرت مین آیا مسلمانون نے بڑے بڑے
صدمے دیے رفقا بیگانے ہوگئے چند شاہزادیان شریک طلسم کشا ہوئین مقابلہ قدرت کا
آتی ہین اپنا زور سحر کا دکھاتی ہین گلنار نے عرض کی کہ ایک سحر مین سب کو تباہ و برباد کر دونگی پہر
کرسی پر بیٹھی ہفت پیکر بنگاہ محبت دیکھ رہا ہے سراپا کو دیکھ کر حیران جمال و محو دیدار ہو رہا ہے
گلنار نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجوا دیجئے اُسی وقت طبل جنگی بجا ہرکارون نے صاحبقران کو خبر
پہونچائی صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل خدا طبل جنگی بجے

لشکر میں بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا برق فرنگی اپنے مقام سے اٹھا خواجہ عمرو کی نگاہ بچا کر
باہر نکلا چالاک کو اشارے سے بلایا کان میں کہا کہ آپ نے سنا ایک ساحرہ آئی ہے
اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی چالاک نے کہا کہ بسم اللہ چلیے برق فرنگی نے کہا کہ مجھے آپ سے اطلاع
کرتا تھا میں برائے عیاری جاتا ہوں اگر تجھ قابض ہو تو مشکیں باندھ کر لاتا ہوں یہ کہ کے
برق تڑپتا ہوا چلا بعد برق کے چالاک بھی اُسی طرف چلا برق آتے آتے سامنے بارگاہ
گلنار کے پہونچا دیکھا کہ کنیزوں کی آمد و رفت لگی ہے جی میں کہتا ہے کہ روک ٹوک نہیں ہے
یہاں جانا کیا مشکل ہے ایک گوشے میں آکر ٹھہرا ایک کنیز کسی کام کو نکلی برق نے ایک جوان
حسین کی شکل بنا کر کنیز کو بلایا کنیز بھی ہنستی ہوئی آئی کہا کہ کیوں میاں کیا ہے برق نے کہا
کہ ملکہ عالم کیا کر رہی ہیں کنیز نے کہا کہ تخت پر بیٹھی ہیں سحر نہیں تیار کرتیں برق نے
باتوں میں لگا کر کنیز کو بیہوش کیا بیہوش کر کے اُسکی شکل بنا اُسکے کپڑے پہن کر دربارگاہ کا
آیا پردہ اٹھا کے اندر پہونچا دیکھا کہ گلنار تخت پر بیٹھی ہے اور کنیزیں پھر رہی ہیں کچھ مصاحبین
گرد بیٹھی ہیں جیسے ہی برق فرنگی اندر آیا گلنار نے پکار کر آواز دی کہ ای سمنبر ادھر آ
برق نے کچھ جواب نہ دیا ایک کنیز نے کاندھے پر ہاتھ رکھکر کہا کہ اری خیلہ دیکھ ملکہ عالم
بلاتی ہیں برق حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے آکر کھڑا ہوا گلنار نے منہ پھیر کر کہا کیوں گل اندام
کیا سو گئیں جیسے ہی گلنار نے یہ کہا گوشہ بارہ دری سے ایک پنجہ سنہرا چمکتا ہوا پیدا ہوا
ہاتھ میں پھولوں کا ہار تھا اُس پنجے نے وہ ہار گلے میں برق کے ڈال دیا جیسے ہی ہار گلے
میں برق کے پڑا رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا گلنار نے کہا کہ کیوں نگوڑے کھو دیتے اپنے
ہمارا شعبدہ دیکھا ہم اُن ساحروں میں نہیں ہیں کہ شراب میں بیہوشی ملاتی جب شراب
پلاتی تب خبر ہوتی جس وقت تم لشکر میں داخل ہوئے ہمارے سحر نے اُسی وقت خبر دی
پھر آواز دی کہ سوسن اس کو رہنے دو پاس خداوند ہفت پیکر کے لیجاؤ کہنا کہ یہ پاس گلنار
کے آیا تھا پتہ ہوا کہ عیاری کرنے کنیز خداوند کی ہوشیار تھی آتے ہی اسکو گرفتار کیا کنیز نے
آکر دیکھا برق پر قائم کیا لشان لشان لیکر چلی جب بارگاہ سے نکلی طرف بارگاہ ہفت پیکر
کے رخ کیا تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ پشت سے آواز آئی ہوا ٹھہر جاؤ ملکہ عالم نے اور کچھ کہا ہے

ذرا سن لو تو جاؤ سوسن نے پلٹ کے دیکھا کہ گلفام نامے کنیز گلنار کی دوڑی ہوئی آتی ہی
قریب پہونچکر کہا کہ بوا اس راستے سے اس بھوربے کو نہ لیجاؤ ایسا ہو کہ اسکا کوئی ساتھی
آجائے تو فوراً تمکو مار لیگا دیکھو ملکہ کو یہ خیال تھا کہ دوسری کنیز کو بھی بھیجا دیکھو لا رہا رکھی
آتی ہی کچھ پیغام ملکہ کا لاتی ہو سوسن پلٹی کہ دیکھوں لا رہا رکھی کیوں آتی ہو جیسے ہی سوسن
پلٹی حلقے کمند کے گلفام نقلی نے گلے میں ڈال دیے اور نعرہ کیا۔ نعرۂ چالاک بن عمرو

بہ عیاری منم آں کم جست و چالاک ۔۔۔ بچشم دشمن اندازم لقب خاک
نہ آید یاد گرد [illegible] گاہم ۔۔۔ خلیفہ او منم چالاک نامم

نعرہ کرکے خنجر مارا کہ سوسن کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی سوسن کے برق نے رہائی
پائی چالاک و برق جست و خیز کرتے ہوئے چلے یہاں گلنار ساحروں میں بیٹھی ہنس رہی
ہو کہتی ہو بوا عیار کی بھی حقیقت ہو کہ ہمارے سامنے عیاری کرے اب قدرت کو میرے سحر کا
حال معلوم ہو گا یقین ہو کہ برق کو فوراً قتل کریں ان عیاروں سے بڑے صدمے اٹھائے
ہیں صدہا جادوگران لوگوں نے مارے پہلے ساحر کو مناسب ہو کہ اپنی جان کی حفاظت
کرے تب دوسرے طریقے کا ارادہ کرے یہ ذکر تھا کہ پہلوے بارگاہ سے آواز آئی کہ ای ملکہ عالم
خبر تو منگوا لیجیے سوسن کو چالاک نے مارا دونوں آپ کے لشکر سے نکل گئے یہ سنکر گلنار کانپ
گئی پکار کر آواز دی کہ ارے سوسن کو کس مقام پر مارا آواز آئی کہ بازار غلہ فروشاں میں خیمے
کی آڑ پکڑ کے اسکو مار لیا یہ سنکر گلنار نے کنیزوں کو اشارہ کیا کہ جاکر لاشہ سوسن کا
اٹھا لاؤ چار پانچ کنیزیں چلیں خیمے کی آڑ میں آکر دیکھا کہ لاشہ سوسن کا برہنہ پڑا ہو کنیزوں
نے سر پیٹ لیا کہا کہ ارے ایسا ظالم تھا کہ لباس بھی اتار کے لے گیا یہ کہکر لاشہ اٹھایا اور سامنے
گلنار کے لائیں گلنار نے لاشہ دیکھکر کہا کہ اسکے لاشے کو لیجا کر جلاؤ میں جاکے ان دونوں
کو لاتی ہوں کنیزیں لاشہ سوسن کا لے گئیں گلنار ایک عقاب پر سوار ہو کے چلی
چالاک و برق جست و خیز کرتے ہوئے جاتے ہیں کنارے پر اپنے لشکر کے پہونچے
خواجہ عمرو طلایہ سے پلٹے ہوئے آتے ہیں کہ دیکھا برق و چالاک گھبرائے ہوئے
آتے ہیں خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی کہ ارے کیا ہوا کیوں گھبرائے ہوئے ہو برق نے کہا

نے آواز دی کہ استاد بارگاہ میں گلنار کے گیا تھا عیاری نہ کرنے پایا تھا کہ گرفتار ہوا خلیفہ صاحب نے رہا کیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ ہنم ملک گلنار جادو خواجہ عمرو نے تو گلیم اوڑھ لی گلنار جھپک کر گری برق و چالاک کو اٹھا لیا برق نے آواز دی کہ استاد غلاموں کو بچائیے خواجہ عمرو گلیم اتار کر دوڑے گلنار جو بلند ہوئی متوجہ ہوا سے چالاک و برق بیہوش ہو گئے گلنار کہتی ہوئی جاتی ہے کہ کیوں نگوڑو مجھ پر عیاری کی چلکر تمکو قتل کرتی ہوں یہ کہتی ہوئی لیے جاتی ہے صحرا میں پہونچی تھی دیکھا کہ ایک نخل کے سائے میں خداوندا کھڑے ہیں پکار رہے ہیں کہ اے گلنار کیا کہنا یہ دونوں قوت بازوے عمرو ہیں ذرا نیچے اتر تاکہ دونوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کریں ایسا نہو کہ لشکر تک لیجاؤ بیچ میں کوئی افتاد پڑے استاد انکا ساربان زادہ ضرور دوڑیگا گلنار نے جو ہفت پیکر کو دیکھا ہوا سے اتر آئی کہا کہ یا خداوندا میں ان دونوں کو انکے لشکر سے لائی ساربان زادہ بھی کھڑا تھا مجکو دیکھتے ہی غائب ہو گیا جیسے مجھے بڑا تعجب ہے کہ کہاں غائب ہو گیا ہفت پیکر نے کہا کہ اے گلنار عمرو کے پاس گلیم عیاری ہے اسکو اوڑھ کر اسقدر جلدی غائب ہو جاتا ہے کہ پلک جھپکی اور غائب ہو گیا گلنار نے برق و چالاک کو زمین پر ڈال دیا باتیں کر رہی ہے کہ ہفت پیکر نے کہا دیکھو تمہاری کنیزیں آتی ہیں گلنار جادو نے جیسے ہی منہ پھیرا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے حلقۂ کمند کے گلے میں گلنار جادو کے ڈال کے حساب مار دیا اور فوراً اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہوں میں عیار صاحبقران — مرے نام سے کانپتا ہے جہان
تراشندۂ ریش کفار ہوں — زمانے کا مکار و غدار ہوں
مرا تیز رفتار ہو گرشتم — صبا ٹھوکریں کھائے ہر ہر قدم
اڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش کو — نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دو عالم جہانگیر و طرار ہوں — جہانگیر عالم کا عیار ہوں

اتنے میں دیکھیے کہ چیخا چاہا کہ گلنار کو قتل کروں کہ ایک طرف سے آواز آئی او ساربان زادے کیا کرتا ہے عمرو نے دیکھا کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آتی ہے پکارتی ہوئی عمرو نے جال مار کے چالاک و برق کو اٹھا لیا طرف اپنے لشکر کے بھاگے اس کنیز نے آکر گلنار کو ہوشیار کیا کہا

ای ملکہ ہوشیار ہو جیسے عمرو آپ کو قتل کرتا تھا مین نے آکے بچایا گلنار اُٹھی کہا گل اندام تم جاؤ مین جا کر عمرو کو لاتی ہون گل اندام نے کہا کہ اب حضور جلنے دیجیے مین رات بھر اسی فکر مین جاگی اب سحر بھی قریب ہی میدان مین چلنا ہوگا گلنار لیٹی لشکر مین جو آئی دیکھا کہ ستارۂ سحری چمک چکا ہی لشکر والون مین کمر بندی ہو رہی ہی گل اندام بھی تیاری کرنے لگی یہان خواجہ برق و چالاک کو لیے ہوے بارگاہ رستم مین آئے آفتاب فلک سیر سے کہا کہ یہ دونون عیار سحر گلنار سے بیہوش ہین مین نے چاہا تھا کہ اُسکو قتل کرون مگر گل اندام نامے کنیز اُسکی آگئی وہ ہی گل اندام اُسکا سیر کامل ہی آفتاب فلک سیر و سنبل ہفت گیسو نے ملکہ سحر برق و چالاک اُتارا چالاک و برق ہوشیار ہوے رستم اُٹھے کہا کہ مرکب لاؤ سوار ہو کر طرف بارگاہ صاحبقران کے چلے یہان صاحبقران بھی تیاری کر رہے ہین پشت اشقر پر سوار ہو کے دربار گاہ سلطانی پر آئے بادشاہ جمجاہ تخت پر سوار ہو کر برآمد ہوے سب سردارون نے سلام کیا سب کا مجرا اور سلام لیتے ہوے طرف میدان کارزار کے چلے میدان مین آکر دیکھا آمد فوج ہفت پیکر کا تانتا بندھا ہوا ہی گلنار جادو سب کے آگے بڑھی ہوئی چار ہزار کنیزین ساتھ ہین سحر کرتی ہوئی آتی ہین جب لشکر میدان مین پہونچے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ گلنار بڑھی ہفت پیکر سے اجازت لی میدان مین آکر پکارا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اور یہ بھی کہا کہ ای ساحرو تمکو بڑا گھمنڈ ہے اگر میرے مقابلے مین آؤ تو حال معلوم ہو آفتاب فلک سیر یہ نعرہ سنکر سامنے بادشاہ اسلام کے آیا عرض کی کہ اجازت میدان کارزار مرحمت ہو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای آفتاب یہ ساحرہ زبردست ہی اُسکو اپنے سحر پر بڑا گھمنڈ ہی ذرا سمجھ کر مقابلہ کرنا آفتاب نے عرض کی کہ حضور کا اقبال شریک حال رہیگا بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ تمکو سپرد پروردگار کیا آفتاب فلک سیر جھومتا ہوا سامنے گلنار کے آیا گلنار نے پکار کے آواز دی کہ ای آفتاب فلک سیر ہفت پیکر مین کیا برائی دیکھی جو تم باغی ہو کے شریک طلسم کشا ہوے نازنینان مہ جبین تو عاشق ہو کر طلسم کشا کی شریک ہوئین کیا تم نے کچھ جمال طلسم کشا دیکھکر اُسکو پسند کیا آفتاب نے کہا کہ ای گلنار مذہب اسلام کو صحیح پایا

اس وجہ سے شریک ہوئے ہفت پیکر پکارا جیسا تو ہی شعبدہ باز ہے اسنے خدائی پر
سامری و جمشید کی اعتراض کیا خود خداوند بن بیٹھا ساحرون نے اسکی خدائی کو زور دیا
دیکھو وہ جادوگر قتل ہوئے اب کیا زور چلتا ہی گلنار نے جواب دیا کہا کہ اے آفتاب ہوشیار
ہو آفتاب نے کہا کہ ہم ہوشیار ہین گلنار نے پکار کر آواز دی کہ اے گل اندام آفتاب کو
لیتا بچنے نہ پائے جیسے ہی گلنار نے آواز دی ہوا سرد چلی پھول آسمان سے برسنے لگے
ایک طائر آکر ایک درخت پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا زمزمہ سرائی کرکے یہ اشعار گانے لگا نظم

| | |
|---|---|
| ہے برنگ گل سراپا وہ بت خونخوار سرخ | کیون نہ ہو جلنے رگ گل کی روش نار سرخ |
| دیکھ کر اے گل ترے رخسار آتش ناک کو | ہوگئی گلشن مین چشم نرگس بیمار سرخ |
| پنجۂ قاتل ہوا رنگین مجھ مین اتنا خون کہان | ہے غنیمت اسکے ناخن بھی ہون گر دو چار سرخ |
| مل گیا لیلی کو قیس پا برہنہ کا سراغ | جبکہ صحرا مین نظر آئے لہو سے خار سرخ |
| ہون مین وہ رنگین بیان چھوئے جو میرا استخوا | مثل طوطی زاغ کی بھی ہو وہین منقار سرخ |

یہ اشعار جو طائر نے پڑھے آفتاب فلک سیر کا چہرہ سرخ ہوا آنکھین ابل آئین چاہا طرف
گلنار کے چلون کہ آسمان سے ایک باز پیدا ہوا وہ طائر جو یہ اشعار گا رہا تھا اسپر باز گرا
طائر اپنے مقام سے اڑا باز سے جنگ کرنے لگا کئی پنجے طائر نے باز کو مارے مگر باز
کب مانتا ہو باز نہ آیا پنجہ جو مارا طائر کی آنکھین نکل پڑین اب طائر گھبرایا آنکھون سے پرنالے
خون کے بہے باز نے پنجون سے طائر کو پکڑا چھڑا اٹھا کر چیر ڈالا خون طائر کا سر پر آفتاب کے گرا
جیسے ہی طائر کا خون گرا آفتاب کے ہوش درست ہوئے اعضا چالاک و چست ہوئے
لاشہ طائر کا زمین پر گرا باز تو غائب ہوگیا سب نے دیکھا کہ لاشہ زمین پر ایک عورت کا ٹکڑا ہی
گلنار جادو نے سر پیٹ لیا کہا کہ اے آفتاب غضب کیا کہ گل اندام کو مارا اب میرے ہاتھ سے
کیونکر بچوگے یہ کہکر پکار کر آواز دی کہ اے سحر نگاہ اپنی تسخیر دکھا آفتاب فلک سیر ساحر زبردست
ہے اسی پہلو سے گانے کی آواز آئی سب نے دیکھا کہ ایک نازنین یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہے نظم

| | |
|---|---|
| کونسی جا ہے جہان تیرے نہین ہین یار ست | دیکھیے جس کوچے مین تڑ مارتے ہین چار ست |
| کھکے یہ ساقی سے رکھتے ہین گرد و ستار ست | سر برہنہ ہے جو مستون مین وہ ہے سردار مست |

حسن کے نظارے سے ہوتی ہے کیفیت جنون
عشق رکھتا ہے ہمیں بے بادۂ گلنار مست

کون پوچھے بت کو کس سے ہو سکے یاد خدا
اپنے اپنے حال میں ہیں کافر و دیندار مست

ساقی و پیر مغان سے ملتجی ہوتے نہیں
دیکھ لیتے ہیں تری صورت ترے دیدار مست

خام ہے سودا تمھارے گیسوے پر پیچ کا
روز زنجیروں میں جا پڑتے ہیں پنج چار مست

آگے آگے ہو کے یاد انکو دلا دیتا ہوں میں
بھول جاتے ہیں جو راہ خانۂ خمار مست

خار خار دل کہے کس سے سنے بلبل کی کون
باغبان مست و صبا مست و گل و گلزار مست

دوستی دل سمجھتے ہیں زلال یار وہ
درد مے کو جانتے ہیں غازۂ رخسار مست

ترک عادت ہے عداوت آدمی کے واسطے
موندی تو نے تو اے ساقی ہوئے بیمار مست

واہ آتش کیا زبان رکھتا ہے کیفیت کے ساتھ
سامعین ہوتے ہیں سن سن کر ترے اشعار مست

آفتاب نے جو یہ اشعار اُس نازنین کی زبانی سنے بے اختیار دوڑا پکارتا ہوا کہ اے
جان جہان واے آرام دل مشتاقان تمہارے ان اشعار نے مست کر دیا جی چاہتا ہے کہ گرد
پھروں تصدق ہوں اُس نازنین نے ہاتھ آفتاب کا تھام لیا کہا کہ میں خود تیری مشتاق ہو کر
منزلوں سے آئی ہوں مدت سے سنتی تھی کہ آفتاب فلک سیر نہایت ذی علم ہے آج حال علم
کمال کھلا تم نے سب کچھ پڑھا مگر یاد نہ رکھا اب تم میرے ساتھ چلو علم و فضل کی دن دونی
ترقی ہوگی آفتاب اُس نازنین کے ساتھ چلا گلنار نے دستک دیکر آواز دی کہ اے سحر نگاہ
اسکو لیجا زندان مصیبت میں لیجا کر قید کر ان الفاظ پر وہ نازنین ہنستی ہوئی آفتاب کو اپنے
ساتھ لے گئی صحرا میں جاکر غائب ہوئی گلنار نے پکار کر آواز دی کہ اے ساحران نامی وگرامی
سب صاحبوں نے سحر میرا ملاحظہ کیا آفتاب قید ہو گئے اب رہائی اُنکی ممکن نہیں جاؤ جاکر
سمجھو بوجھو آپس میں صلاح کرو طلسم کشا کو سمجھاؤ کہ آکر خداوند ہفت پیکر کے قدموں پر گرو
لوح و تحفہ جات پیش کرو ورنہ ایک مرتبہ جو میدان میں آؤنگی تو طلسم کشا کو گرفتار کر لیجاؤنگی
یہ کہکر پلٹی ادھر رستم سلیمان بھی میدان سے پلٹے مگر آفتاب کے واسطے بہت بیقرار ہیں بادشاہ
فرماتے ہیں کہ نہیں معلوم آفتاب پر کیا گذری دربار میں آکر خواجہ عمرو سے فرمایا کہ آپ نے
ملاحظہ کیا آفتاب کو گلنار گرفتار کر کے لے گئی اگر ہو سکے تو اسکی فکر کیجئے خواجہ عمرو نے کہا کہ میں تو

ٹھیکیدار ہوں افلاس سے مجبور و ناچار ہوں رستم نے کہا کہ میں دس ہزار روپے جمع کیے
دیتا ہوں جب آفتاب کو لائیے گا یہ رقم آپ کو ملیگی زیادہ میرے کیے سے نہیں ہو سکتا آپ آگاہ
ہیں کہ فوج کی تنخواہ تقسیم نہیں ہوئی خواجہ عمرو نے فرمایا کہ اے نور نظر جو تمسے ملے وہ ہی غنیمت ہے
اور سردار تمھارے خوش و خرم ہیں کچھ نہ کچھ ضرور دینگے یہ سنکر سنبل ہفت گیسو نے
موتیوں کا مالا گلے سے اُتار کر دیا سیماب کی جانب متوجہ ہوے کہا کہ اے ملکۂ عالم تمھارے
گلے میں کنٹھا یاقوت کا ہے مناسب ہو تو ہمکو دیدو سیماب نے ہرچند انکار کیا خواجہ نے
لڑ لڑ کے وہ کنٹھا لیا سب جادوگرنیوں سے زیور لیا بہانے عیاری لگا کر تلاش میں سحر نگاہ
کی چلے اول لشکر میں گلنار کے آئے گلنار طرف دربار ہفت پیکر کے جاتی تھی خواجہ عمرو بشکل
خدمتگار ہفت پیکر سامنے گلنار کے آئے جھک کر سلام کیا کہا کہ اے ملکۂ عالم قدرت پوچھتے ہیں
آفتاب فلک سیر کو کہاں قید کیا گلنار نے کہا کہ ارے خدمتگار تجھکو کیا مطلب ہے جو سرِ بازار
ایسی بات پوچھتا ہے کہ جسکا تنہائی میں بھی ذکر نہیں کرتے تو کوئی عیار تو نہیں ہے عمرو نے کہا
کہ جو فرمائیے وہ جا کر قدرت سے کہدوں وہ ہی پوچھتے تھے گلنار کے منھ سے نکلا کہ طرف مشرق
کے کوہ یاقوت ہے اُسی پر سحر نگاہ لے گئی ہوگی وہیں قید کیا ہوگا خواجہ عمرو یہ سنتے ہی بھاگے
جب خواجہ سامنے سے نکل گئے گلنار نے کہا کہ بشتاب یہ کوئی مکار تھا میں جا کر خداوند
سے پوچھونگی یہ کہتی ہوئی دربار میں آئی ہفت پیکر سے پوچھا کہ آپ نے کسی خدمتگار کو
بھیجا تھا حال قید آفتاب پوچھا تھا ہفت پیکر نے کہا کہ میں نے کسی کو نہیں بھیجا گلنار
نے کہا کہ ایک نامہ سحر نگاہ کو لکھا جائے کہ اے سحر نگاہ ہوشیار رہنا عمرو و مقام قید آفتاب
پوچھ گیا ہے اسی وقت نامہ تیار ہو کر آیا گلنار نے اسیر اپنی مُہر کی ایک کنیز کو نامہ دیا کہ جا کر ہاتھ
میں سحر نگاہ کے دینا زبانی کہنا کہ قید آفتاب سے بہت ہوشیار رہنا کوہ یاقوت پر کوئی
غیر شخص نہ آنے پائے سحر عجائب و غرائب صحرا میں بھی سفر کرو اس مضمون کا نامہ پاس
سحر نگاہ کے روانہ کیا سحر نگاہ بالائے کوہ بیٹھی ہے کہ کنیز نے آکر نامہ دیا مضمون نامہ پڑھکر سحر
نگاہ صحرا پر ڈالی چند طائر چہکار نے لگے اُڑتے پھرتے ہیں سحر نگاہ نے جا نہ آسمان کیا اور
کوہ پہ سمت کی کے نامہ دار اور رخصت کیا پشت نامہ کے پر لکھدیا کہ کنیز نے ہوشیاری کی کرلی اے آپ

منقش میں جلسہ آراستہ کیا کنیزیں بیٹھی گا رہی ہیں سحر نگاہ کا دماغ تر جام ارغوانی گردش میں
صدائے ہوشربا نوش و نوشا نوش بلند ہے کنیزوں سے اشارہ کیا کنیزوں نے یہ اشعار شروع کیے نظم

لپٹ کر پاؤں سے چوما نہایت روئے رنگیں کو
چمن میں توڑتے دیکھا جو میں نے پھول کلیوں کو

ہمارا کاسۂ سر رہ میں افتادہ ہے مدت سے
خدا توفیق دے ٹھوکر کی اُن پائے نگاریں کو

تمھاری زلف کے ہر مو کو ہیں اک اژدہا کہتے
سزا دلوائیے ان شاعران ناتواں بیں کو

یہ گستاخی شب وصل اپنے ہاتھوں سے عجب کیا ہے
کریں طوق کمر جو یار کی ساق بلوریں کو

خرام ناز کی مشق آج کل اُنکو نہایت ہے
رہا کرتا ہے کھٹکا یوں زلزلہ سا کوہ تمکیں کو

سنی ہیں کافران عشق کے منہ سے جو لفظ یقیں
مسلماں ڈھونڈھتے پھرتے ہیں اُس نا آشنا کے دیں کو

کہاں پیچ و خم گیسوئے مشکیں بوئے سنبل میں
تمھاری نازک اندامی سے کیا نسبت ہے نسریں کو

گل رخسار اپنا تم نے جس شاعر کو دکھلایا
ہوا وہ ڈھونڈھتے ہی ڈھونڈھتے مضمون رنگیں کو

رسائی دار بست تاک تا جن کی نہیں ہوتی
وہ مفلس جانتے ہیں خوشۂ انگور پرویں کو

فقیری کا ترے کوچے کی جنکے سر کو سودا ہے
پروں کا تکیہ وہ سمجھے ہوئے ہیں خشت بالیں کو

بسر کیا کر سکیں گے کام دست قدرت حق کا
بنایا خوبصورت یار سا اک بت چیں کو

وہ طفلی کا بھی عالم یاد ہے آج اے شکار افگن
لپٹ جاتا تھا جسے دیکھا تو شہباز و شاہیں کو

تمنا دولت دنیا کی رہی آتش میں بہتی
قناعت سے غنی استغنا کر دیا ہے مسکیں کو

ہنگامۂ عیش گرم ہے کہ سحر نگاہ جادو نے آسمان پر دیکھا کہ خداوند ہفت پیکر تخت کو
اڑاتے ہوئے آتے ہیں سحر نگاہ نے کنیزوں سے کہا کہ لو اور لطف دیکھو قدرت آتے ہیں
طائر چہکارنے لگے سحر نگاہ نے پکار کر آواز دی کہ ارے نالائقو کیوں غل مچاتے ہو خداوند
آتے ہیں شرف کی بات ہے فخر کرتی ہوں کہ آج قدرت میرے صحرا میں آئے یہ کہکر ہاتھ
ہلا دیا طائروں کے سر کٹ کٹ کر گرے تخت اُڑتا ہوا کوہ یاقوت پر آیا سحر نگاہ بپاس
استقبال اُٹھی سحر نگاہ نے چاہا کہ سجدہ کروں قدرت نے جھلا کر آواز دی کہ خبردار اے
سحر نگاہ مجکو سجدہ نکرنا میں نے اپنے کو سجدہ کرانا موقوف کیا جب تک مسلمان مجھے
سجدہ نکریں گے تب تک بندگان قدیم سے سجدہ نہ کرانا قبول سحر نگاہ نے ہاتھ تھام کر

یا خداوند یہ قاعدہ تو آپ نے خوب نکالا لیکن مسلمانون کی بربادی مین کیا دیر ہی ملکہ گلنا نے قید آفتاب چار سے پاس بھیجی ہی ابھی تک کوئی عیار مکار میرے پاس نہین آیا اگر آتا تو مین دیکھتی کہ عیاری کیونکر ہوتی ہی ساحر اور غیر ساحر سے کیا نسبت عیار بیچارے تو غیر ساحر ہین جب آئینگے تو فوراً سیر خبر دینگے قدرت کے آنے پر تو طائر زمزمہ سرائی کرتے تھے اور کسیلی کیا حقیقت ہی مین نے ابھی اُن سب کو ہٹا یا ہفت پیکر نے کہا کہ ای ملکہ سحر نگاہ تمنے ابھی تماشا سے قدرت نہین دیکھا قدرت کو یہ منظور ہی کہ مسلمان بخوبی بدعت کرلین قادرت دیکھین کہ انکا اختیار کہانتک ہی اسی دن ایک اشارے مین مٹادینگے یہ کہکے قدرت نے باین کھینچا رہنا چھوڑ دیا کہا کہ ای سحر نگاہ تمکو گانے کا بڑا شوق ہی دیکھو گانا اسکا نام ہی یہ کہکے سیدھا بیٹھا ٹھیکہ چھیڑا گنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

باندھتے تھے جسے دل آج وہ بسمل ٹھہرا
جسکو محبوب سمجھتے تھے وہ قاتل ٹھہرا

حال کھلتا تھا نہ عاشق کی سیہ کاری کا
زائچہ خط نے جو کھینچا تو زحل تل ٹھہرا

لاحق حال ہی سمجھو کہ رنج ایک ایک
پسلی پھڑکی خفقان کی جو ذرا دل ٹھہرا

جبکہ عاشق ہوئے طالع کا ستارہ چمکا
جلوہ داغ سے دل ماہ کا منزل ٹھہرا

غم محبوب نے آنکھون کو لہو رلوایا
آج ان پتلیون کو بھی مرض سل ٹھہرا

کچھ تاسف نہین اسکا نہ برآئی امید
حیف یہ ہی مین بتا مانگ کے سائل ٹھہرا

ناطقہ تنگ ہی عجب اُسکی سخن چینی سے
شعر کیا بات بھی کہنا ہمین مشکل ٹھہرا

ہر چند کہ رات کا وقت ہی صحرا کا سناٹا مگر طائر آشیانون سے سر نکال کے گرنے لگے بعض طائرون نے پر سے پر ملا کر سر پر سایہ کیا چرند آہو صحرا سے دوڑ کر آئے پائون سے لپٹے جاتے ہین آنکھین گردش کر رہی ہین سحر نگاہ نے جو یہ منظر دیکھا بس خود بھی مبہوت ہوگئی تمام کنیزین سر جھکائے بیٹھی ہین کوئی منھ سے نہین بولتی صورت ہفت پیکر کی بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہین ہر ایک کا قول ہی کہ یہ خداوند ہین اس کمال کو پیدا کیا خود زبان سے اپنی فرما رہے ہین ہم لوگ کیا تعریف کرین آج تک کبھی ایسا گانا نہین سنا تھا کہ ہفت پیکر نے کہا ای سحر نگاہ قدرت شراب پیئین گے گلابی منگاؤ سحر نگاہ نے اشارہ کیا کہ ارے گلابی لاؤ کنیزین شراب لینے چلین

ہفت پیکر نے کہا کہ ذرا اُس باغی کو بلاؤ میں اُسکو سمجھاؤں ایسا ساحر زبردست
شریک مسلمانان ہوکر مارا جاتا ہی شاید راہ پر آئے اپنی حقیقت کو سمجھ جائے اگر اُسنے
قدرت کا کہنا نہ مانا تو آتش قہر و غضب سے جلا دونگا سحر نگاہ نے آفتاب کو بلوایا مارانِ
سیاہ آفتاب کے بدن میں لپٹے ہوئے ہیں زبان میں سوزن مبتلائے دام پیچ و محن
ہفت پیکر کو ٹک لگا کر اُٹھا کہا کہ کیوں مغرور قدرت سے جدا ہو کر کیا نفع پایا خدائے نادیدہ
کو سجدہ کیا کیا ہاتھ آیا حمزہ نے اپنے خدا کو کیا تجھے دکھا دیا آفتاب نے جواب دیا کس کی
مجال ہی اور کسکی ایسی آنکھیں ہیں کہ خدائے برحق کو دیکھ سکے ایسا کچھ پایا کہ تمہاری کیا
تجھسے مکار شعبدہ باز کی اطاعت سے نکلا ہمیں لوگوں نے تیری خدائی کو زور دیا ہفت پیکر
نے آنکھیں ملا کر کہا کہ مارے کوڑوں کے کھال گرا دونگا ہفت پیکر سے جو نگاہ آفتاب فلک سحر
کی ملی بائیں آنکھ کا تل دیکھا ہاتھ جوڑنے لگا کہا کہ یا خداوند آپکی باتوں سے سحر مسلمانان
مجھ سے اُتر گیا میں ابھی آپ کو سجدہ کرتا ہوں بیشک مسلمانوں نے مجھپر سحر کیا تھا سحر نگاہ
دنگ ہو گئی جی میں کہتی ہی کہ میں نے کیسا کیسا ڈرایا قتل کا سامان کیا لیکن یہ نہی ہی کہے گیا
مگر زبان قدرت میں کیا تاثیر ہی کہ ایک کلمے نے یہ تاثیر کی کہ اُسنے اطاعت کر لی سحر نگاہ نے
مارانِ سیاہ جسم سے چھڑائے زبان سے سوزن نکالی سوزن کے نکلتے ہی آفتاب نے
زنجیریں توڑ ڈالیں ہفت پیکر نے کہا کہ اے آفتاب سحر نگاہ ہماری بندی خاص ہی اُسکو
اپنے ہاتھ سے شراب پلا یہ کہکے گلابی اُٹھا کے دی کاگ کھولا جام خوب لبریز کیا زمین پر رکھدیا
کہ اے آفتاب سحر نگاہ کو پلا دے آفتاب نے خوشی خوشی جام اُٹھایا سحر نگاہ کے
سامنے پیش کیا سحر نگاہ نے جی میں کہا کہ اتنا بڑا ساحر جلیل مجکو شراب پلاتا ہے یہ زبانِ
قدرت کی تاثیر ہی یہ سوچ کر شراب پی گئی ہفت پیکر نے کہا کہ اے آفتاب تمہارا رتبہ
بڑھا دونگا کہ کل اہل طلسم رشک کرینگے طرۂ پیغمبری تمکو دونگا آفتاب نے کنیزوں کو
بھی شراب پلائی سب کنیزیں اُٹھ اُٹھ کر سلام کرنے لگیں آپس میں وجد کر رہی ہیں کہ
کیا زبان قدرت میں تاثیر ہی آفتاب ہمکو شراب پلائے کہ سحر نگاہ بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہا کہ
یا خداوند آپ کے بھائی آسمان پر آئے ہیں مجکو اشارے سے بلاتے ہیں ہفت پیکر

کہا انکی بھی ٹانگ لو سحر نگاہ مسند سے اٹھی چند قدم چلی تھی کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا گرکر لوٹنے لگی کنیزین لینا لینا کہکے اٹھین گر گر کر بیہوش ہوئین عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

| | |
|---|---|
| گزان استاد عیاران عالم | سراپا دانش و عقل مجسم |
| بباغ دین ز مکرش آبیاری | جہان سرہنگ و خنجر گزاری |
| بہر کشور بلا سے جان کفار | عمرو آن شاہ عیاران عیار |

خنجر مارا کہ سحر نگاہ کا سر جدا ہوا مرتے ہی سحر نگاہ کے کنیزین جلنے لگین عمرو نے سر پیٹ لیا کہا کہ اے آفتاب یہ کیا غضب ہوا میر النقصان ہوگیا یہ کہکر بعجیل تمام مجلس کا اسباب اٹھایا زنبیل مین رکھ لیا آفتاب نے کہا کہ خواجہ مین آپ کو پنجے مین دبا کے لیچلون عمرو نے کہا کہ تم چلو مین آتا ہون آفتاب پرواز کیا کر کے طرف لشکر صاحبقران کے چلا خواجہ پہاڑ سے اترے جست وخیز کرتے ہوے چلتے ہین ایک صحرا مین پہونچے دیکھا جنگل مین ایک باغ ہے دروازے پر چند کنیزین بیٹھی ہین عمرو نے صورت تبدیل کی مسافر کی شکل بنکر سامنے سے باغ کے گذرے کنیزون سے پوچھا کہ یہ کسکا باغ ہے کنیزون نے کہا ملکہ الام منتظم کل کارخانۂ ملکہ گلنار اس باغ مین رہتی ہین خیال مین گذرا کہ اے عمرو انکی بھی گردن لو یہ سوچ کر پشت باغ پر آئے کمند مارکے دیوار پر آئے دیکھا کہ ایک جادوگرنی کرینظر تاج سر پر رکھے مسند پر بیٹھی ہے چالیس پچاس کنیزین بیٹھی ہین اسباب عیش ونشاط مہیا ہے جام ارغوانی گردش مین ہے ایک خوش آواز یہ اشعار گا رہی ہے۔ نظم

| | |
|---|---|
| دل مرا فرقت محبوب مین بیتاب نہین | یہی آئینہ وہ ہے جسمین کہ سیماب نہین |
| ہجر ساقی مین تو بیہوش پڑا رہتا ہون | جام ہے کیا کہ خیال قدح آب نہین |
| آتش داغ جدائی سے نہ اڑ جائیگا | طائر دل ہے یہ کچھ طائر سیماب نہین |
| صبح ہم آج ہے اس ماہ کا کیا عزم سفر | چودھوین رات ہے پر جلوہ مہتاب نہین |
| بے طرح آج مری نیند اڑی جاتی ہے | دیکھو تکیون مین تو کوئی پر سرخاب نہین |
| چھوڑ کر گردش بیہودہ جو مین بیٹھ رہا | اب مرے اشک کے دریا مین کبھی گرداب نہین |
| رات دن ابرو جانان کا تصور ہے فقط | کون مسجد ہے دلا جسمین کہ محراب نہین |

ہجر محبوب میں ہی خون فلاطون مجکو | خم میں ای بادہ فروشو یہ مے ناب نہیں
چارپائی کے تلے مجکو پڑا رہنے دو | موت ہی فرقت محبوب میں یہ خواب نہیں
ترک احباب پہ آمادہ جو ہی ای ناسخ | تیرے نزدیک یہ کیا عالم اسباب نہیں

خواجہ یہ گانا سنکر دیوار سے اُترے ذرے میں چھپ کر بیٹھے اس خیال میں کہ کوئی کنیز آسکے تو میں بیہوش کرون گا اتنے خود اپنے مقام سے بولا کے اُٹھی پر لیے رفع حاجت اُسی مقام پر آئی خواجہ نے اُسے بیہوش کیا اُسکی صورت بنا محفل میں آئے مگر بڑبڑاتے ہوئے کہتے ہوئے کہ یا خدا وندا واہ خداوندا ایسے وقت پر آنا کیا ضرور تھا مجکو ننگا دیکھ لیا میں بہت شرمائی الآم نے پوچھا کیون خوش گلو کیا ہی کیون قدرت کی تعریفیں کرتی ہی تمنے کیا کہا کہ مجکو ننگا دیکھ لیا خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ عالم عجب معرکہ گذرا جیسے ہی میں براے پیشاب بیٹھی کیا دیکھتی ہون کہ قدرت سامنے کھڑے ہیں میں اُٹھ کھڑی ہوئی میرا ہاتھ پکڑنے لگے میں نے ہاتھ جھٹک دیا کہا کہ کیون دیوانے ہوئے ہو کیا مطلب ہی میرا بوسہ لیا اور کہا کہ میں نے تجکو خوش آواز کیا میں رات کو تیرے پاس آؤنگا جاگتی رہنا یہ کہکے غائب ہوگئے نہیں معلوم اس سے کیا مراد تھی الآم نے کہا کہ ای خوش گلو قدرت تجپر عاشق ہوئے خبردار سونا نہیں جاگتی رہنا ہمکو بھی بلا لینا ہم بھی قدرت کی خاطر کرینگے شاید ہمپر توجہ کریں لیکن ای خوش گلو اب تو گاؤ گانا سنناؤ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے قطعہ

آپ ہیں دوست تو دشمن کیا ہی | خضر ہمراہ ہی رہزن کیا ہی
برشِ تیغ قضا کے آگے | سرکشون کی رگ گردن کیا ہی
آپ کر دیتے ہیں ہر سخت کو نرم | دست داؤد میں آہن کیا ہی
آپ کا دام بلا آفت ہی | طائر عرش نشیمن کیا ہی
آپ کی برق غضب کے آگے | یہ تو کیا ماہ کا خرمن کیا ہی
آپ سے ہو جو قوی مور ضعیف | پیلتن کیا ہی تہمتن کیا ہی
بس یہی ورد زبان ہی ناسخ | آپ ہیں دوست تو دشمن کیا ہی

رس رنگ سے خواجہ نے یہ اشعار گائے کہ سب کنیزیں تعریفیں کرنے لگیں الآم نے کہا
کہ بُوا آواز تو بدل گئی واقفیت کاری زیادہ ہوئی گیا تانین لگائی ہیں سب کو خوش کیا ای بوا
ہوش گلو اسوقت تیرے گانے نے دل بیقرار کر دیا ہوش گلو نے کہا کہ شراب بھی میں ہی
پلاؤں ساقی گری کروں الآم نے کہا کہ بوا یہ کتنی بڑی بات ہی کہا حضور دل میں یہ آیا ہی
کہ جس طرح عمرو عیار ساقی گری کرتا ہی اُس طرح ساقی گری کروں کلید میخانہ مجھکو دیجیے یہ
سنکر الآم نے کنجی میخانے کی خواجہ کو دی خواجہ میخانے میں آئے پکار کر آواز دی کہ صاحبو
اب ہم ساقی ہوتے ہیں کوئی باقی نہ رہے شراب لیجاؤ کنٹر و گلابیاں کنیزیں اُٹھا کر لیجانے لگیں
نگہبان باہر کی آئیں پیلا اُٹھا کر لے گئیں چند گلابیاں خواجہ نے آہستہ کیں بیہوشی ملا کے
محفل میں آئے الآم تعریفیں کر رہی ہی کہ دیکھو صاحبو ہوش گلو کس سلیقے سے شراب لائی
ہی جی چاہتا ہی کہ بیچے خواجہ نے پیشواز بھی چورا ہی گھنگرو پاؤں میں باندھے گت ناچنا شروع
کی جھُککر جام لبریز کیا توڑے لیتے ہوئے چلے الآم کہتی ہی کہ ای ہوش گلو دیکھو جام کا انجام
ہوا چاہتا ہی شراب سر سے گریگی خواجہ کب سنتے ہیں توڑے لیے جاتے ہیں سامنے الآم
کے سر جھکایا کہا کہ ایسی شاہزادیوں کو سر سے شراب پلانا چاہیے الآم نے بصد خوشی جام
لیا چاہتی ہی کہ پیچھے شراب نے چرخ مارا الآم نے ہاتھ ہلایا شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی ایک برق
چمکی وہ عمرو پر گری رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی الآم نے ایک تھپڑ
مارا کہ او ساربان زادے تو نے میری کنائن کو کیا کیا ملکہ گلنار نے لکھا تھا کہ بہت ہوشیار
رہنا آخر تو آ پہونچا یہ کہکر شراب پھینکوا دی سحر بھی قریب تھی گریبان سحر بھی غم میں عمرو کے
چاک ہوا الآم خنجر بکف کہتی ہوئی کہ او ساربان زادے میری ہوش گلو کو کیا کیا عیار
عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ ایسی ساحرہ میری نگاہ سے نہیں گذری میں چاہتا ہوں کہ
خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کروں مگر آپ نے چل کے قدرت کے قدموں پر گرا دیجیے تاکہ
میری ذات سے بڑے بڑے رنج پہونچے بڑے بڑے ساحر میرے ہاتھ سے مارے گئے
تمھارے قتل میں بھی تھوڑا زمانہ باقی تھا مقام افسوس ہی کہ تم ہوشیار ہو گئیں اگر میں جانتا
کہ شراب پلانے میں یہ آفت ہوگی تو شراب نہ پلاتا او بہت سی تدبیروں سے تمکو مار لیتا

الآم نے کہا کہ او ساربان زادے مین نے تدبیر کر رکھی تھی کہ جو کوئی مجکو بیہوشی پلائے تو مین آگاہ ہو جاؤن اسی وجہ سے مین نے تجکو گرفتار کر لیا مگر خوش گلو کو جلد بتا عمرو نے کہا کہ فلان نخل کے سایے مین پڑی ہی کنیزین گئین خوش گلو کو اٹھا لائین بالکل برہنہ تھی زیور نہ تھا رد الآم نے اُسکو کپڑے پہنائے جب خوش گلو ہوشیار ہوئی اور اپنا حال سُنا تو بہت روئی الآم نے سمجھایا کہ ای خوش گلو تیری شکل بنکر یہ ساربان زادہ آیا تو میں کیا کر لیا آخر کو یہ انجام ہوا آ اسکو قتل کرو کنیزون نے دارین استادگین کہا کہ ہمارے جلاد کو بلاؤ کنیزون نے آواز دیکہ کہ ای ظالم خنجر بار جلد آؤ ایک گنہگار کو قتل کرو پہلوے باغ سے ایک زنگی با خنجر برہنہ آیا کہا کہ ای ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہے الآم نے کہا کہ ای ظالم خنجر بار اس ساربان زادے کو دار پہ کھینچ دے کہ اسکا سر خدمت مین خداوند ہفت پیکر کی روانہ کرون ہماری مالک کہ جسکے ہم منتظم کار ہین سر دیکھکر بہت خوش ہونگی وہ آفت لشکر اسلام پر برپا کرینگی کہ مسلمان اپنی جان سے بیزار ہو جائین تڑپ تڑپ کے مرین ظالم نے عمرو کے پاؤن مین زنجیر باندھی دار پہ کھینچ دیا اسوقت عمرو کی بیقراری پکار رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز اس آفت سے بچا لے **نظم**

خدا اہل بصیرت را نماید ہر زمان صورت — نہی پوشد ز چشم اہل دین آن مہربان صورت

بدین حسن و بدین خوبی و محبوبی و مطلوبی — چرا پوشد رخ زیبا چرا دارد نہان صورت

ز ہر یک گل چو رنگ بوی گل گلرو دہد جلوہ — نماید او ز ہر یک جسم خاکی شکل جان صورت

درین جلوہ گہ صورت ندیدہ دیدۂ عالم — چنین حسن چنان خوبی چنین شکل چنان صورت

ز حسن چہرۂ تصویر صورت گر دہد جلوہ — ز روے ہر گل رنگین نماید باغبان صورت

بقائے نیست در دنیاے فانی اہل صورت را — کہ این صورت بپوشد آخر از چشم جہان صورت

گر از چشم تعلق صورت اول شود غائب — دگر پیدا کند از غیب خلاق جہان صورت

جہان ہر وقت نقش تازہ پیدا زد عیان ہمنکی — کند دور زمانہ تازہ ظاہر ہر زمان صورت

بلکہ بلک کے جو خواجہ نے دعا کی جلاد نے قصد کیا کہ سر خواجہ کا کاٹ لون آسمان پر برق چمکی وہ برق جلاد پر گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے پھر جو وہ برق کوندک کر گری زنجیر کو کاٹا اب وہ برق تڑپنے لگی جسپر گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے الآم نے جو دیکھا کہ خواجہ جسد کی

زنجیر کٹی آسمان پر ایک لکہ ابر سے برق گر رہی ہی الآم نے اُٹھا کر ایک گولہ مارا دیکھا آفتاب
سحر کر رہا ہی الآم نے للکارا کہ او آفتاب تو تو قید تھا کیونکر رہائی پائی آفتاب نے آواز دی
کہ سحر نگاہ قتل ہوئی ہمنے رہائی پائی اب تو الآم مصیبت کش برس پڑی کئی تلواریں
آفتاب پر گریں مگر آفتاب نے تلواریں توڑیں الآم نے کمر سے خنجر نکال کر پھینکا دیا
آفتاب نے خنجر کو ہاتھ میں روک لیا وہ ہی خنجر الآم پر پھینک مارا ہر چند کہ الآم نے اپنے کو
بچایا مگر خنجر ایسا پڑا کہ الآم کے دو ٹکڑے ہوے پلٹ کر خواجہ کی زنجیریں کاٹیں خواجہ نے
قید سے چھوٹتے ہی لوٹنا شروع کیا مگر قتل ہونے سے الآم کے کنیزیں غائب ہوگئیں خواجہ نے
کہا کہ ای آفتاب کئی سو کنیزیں تھیں یہ سب کہاں گئیں آفتاب نے کہا کہ ای خواجہ یہ سب کنیزیں
سحر کی بنی ہوئی تھیں مرتے ہی الآم کے نابود ہوئیں جب خواجہ نے خوب باغ کو لوٹا پھل
بھی درختوں سے توڑ لیے آفتاب نے کہا کہ خواجہ اب چلیے باغ سے باہر نکلے تھے کہ رونے
کی آواز آسمان سے آئی خواجہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ الآم کی لاش سے چند کنیزیں لپٹی ہوئی
لاشہ لیے جاتی ہیں یہاں گلنار بارگاہ میں بیٹھی ہی کہ کنیزوں نے لا کر لاشہ الآم پہونچایا
ملکہ گلنار نے سر پیٹ لیا کہا کہ ارے غضب ہوا الآم کو کسنے مارا یہ کہکر جھولی سے ورق
نکالا آئینہ میں دیکھکر بہت روئی کنیزوں سے کہا کہ صاحبو بڑا غضب ہوا سحر نگاہ اور الآم کو
خواجہ و آفتاب نے قتل کیا دونوں آتے ہیں مگر اب اور تدبیر کرونگی یہ کہکے روتی ہوئی
خدمت ہفت پیکر میں آئی کہا کہ یا خداوند عمرو نے جا کر سحر نگاہ کو مارا الآم کو بھی قتل کیا
اب لشکر میں آتے ہیں وہ عمرو عیار تھا کہ جسنے مجھ سے نشان پوچھا تھا کہ کتاب سے
معلوم ہوا کہ عمرو نے آپ کی شکل بنا کر سحر نگاہ کو مارا ہفت پیکر افسوس کر رہا ہی کہ ہرکارے
حاضر ہوے ہاتھ اُٹھا کر بار دعا دی عرض کی کہ یا خداوندا آفتاب و عمرو اپنے لشکر میں آ گئے
رستم کو اُنکے آنے کی بڑی خوشی حاصل ہوئی جشن کی تیاری ہو رہی ہی سامان روشنی ہو رہا ہی
طائفے ہزاروں طلب ہو رہے ہیں بارگاہ رستم میں بڑی تیاری ہی سب سرداران امیر بارگاہ
عالیشان میں جمع ہو رہے ہیں ناچ شروع ہوگیا گلنار نے کہا کہ یا خداوندا آپ لعنت یہ
مضبوط کیجیے میں جا کر جشن کو درہم و برہم کروں آفتاب و سنبل ہفت گیسو کو پکڑ لاؤں

مگر فوراً قتل کیجیے کوئی داغ تو مسلمانوں کو پہونچے ہفت پیکر نے کہا کہ اے گلنار تقدیرین تو
اس سال شکست ہو گئیں جو تقدیر کرتا ہوں مسلمان اُلٹ دیتے ہین تقدیر چنے نہین باقی
تدبیر مسلمانان تقدیر کو پلٹ دیتی ہے لیکن قدرت تقدیر کرینگے گلنار دربار ہفت پیکر سے
اُٹھی اپنی بارگاہ مین آئی لباس تبدیل کیا جوڑا بھاری پہنا دریاے جواہر مین غوطہ مارا
جھولی بادلے کی بائین ہاتھ پر ڈالی طرف بارگاہ رستم کے چلی یہان اب وہ وقت ہے کہ رستم
مقام صدر پر بیٹھے ہین کلاہ ہفت گوشہ بر سر زرہ ہفت جوشن زیب جسم تیغہ ہفت جوہر
زیب کمر آفتاب فلک سپر پہلو مین بیٹھا ہے ایک طرف سنبل ہفت گیسو ایک جانب لالہ عذار
ایک جانب ملکہ سیماب تمام شاہزادیوں کے بیچ مین رستم بیٹھے ہین ایک نازنین نہایت
شوخ و شنگ موسوم بہ چلتر تاک یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے نظم

ولم ز نالہ فسردہ و ناز آہ سن باقیست | بہار رفتہ و سبزی چمن باقیست
بہ پیش شمع رخت سوختم چو پروانہ | ہنوز طعنہ ارباب انجمن باقیست
مقیم کوے تو جانان کجا روم چہ کنم | کہ گر بہ خلد روم لذت وطن باقیست
اگرچہ گرگ صفت چرخ یوسف عمرم | ربودہ از کف من بوے پیرہن باقیست
ز زخم ناوک مژگان اگر شدم مخفی | کہ تیغ غمزہ جادوے صف شکن باقیست

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے جام چل رہا ہے سازون کے شر کھنچے ہوے نازنین خوش آواز
مصروف سوز و گداز جمال رستم مثل آفتاب عالمتاب روشن ہے شاہزادیان گلچینی گلشن
جمال شاہزادے کی کر رہی ہین گلنار کی نگاہ جو جمال جہان آرائے رستم پیلتن پر پڑی
برق آفتاب جلال نے خرمن دل کو پھونک دیا ہر چند گلنار نے چاہا ضبط کرون مگر دامن
صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا مثل بید کانپنے
چاہتی ہے کہ جا کر شریک صحبت ہوں مگر دل تردد منزل روکتا ہے کہ ایسا نہ ہو عاشقان جمال
رستم حریف جان کے روکین مین فساد نہین چاہتی ابھی بارگاہ مین سحر ہونے لگیگا گلنار
تنہائی مین شاہزادے سے ملاقات کرون شاید معشوق بے مہر رحم ہو پہلو مین بیٹھنے لگے
اے گلنار یہ کیا غضب ہوا دیکھون فلک کیا دکھاتا ہے دل مین تاب ضبط باقی نہین ہے

اب تو اپنی یہ کیفیت ہے کیا بیان کرون - نظم

چنانم دل ز جور یار می در سینہ می لرزد　　که طفل از روز شنبہ در شب آدینہ می لرزد
بوقت فرض اگر دست دلم لرزید معذورم　　که بیچو رعشہ دار از رعشۂ دیرینہ می لرزد
ز باد فتنہ در گلشن ز چشم نابلان پنہان　　درخت بید مجنون را دل بیکینہ می لرزد
ز ضعف و ناتوانی ہا کہ از بخت زبون دارم　　مرا امسال دل از محنت پارینہ می لرزد
ز بیم از گردش گردون دون ہست بر سامم　　دلم چون عکس آئینہ درون سینہ می لرزد
گرفت او گر ز بیدادی بطرز دشمنی ترسم　　کہ مفلس در پلاس خرقۂ پشمینہ می لرزد
بزیر خاک اگر مخفی بیابد یاب درم بورے　　نہ عامل روزگار از تہمت گنجینہ می لرزد

سو سو طرح دل کو سنبھالتی ہے مگر دل نہین سنبھلتا دیر تک کھڑی رہی آخرکار ناچار ہو کے پلٹی جو حلہ نہ پڑا کہ صحبت رستم مین جائے آخر باہر نکلی ناچار ہو کر طرف اپنے لشکر کے چلی بارگاہ مین آئی کنیزون نے جو دیکھا کہ ملکہ کا چہرہ زرد ہو ہونٹون پر آہ سرد دل مین درد کنیزون نے پوچھا کہ کیون واری خیر تو ہے آپ دربار رستم مین گئی تھین کیا کام کیا ہم یہان سے دیکھا کیے کہ کوئی سحر حضور کا ہو تو اسکا تماشا دیکھین ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کیا حال پوچھتی ہو عجب معرکہ گذرا شکار کو گئی تھی خود شکار ہوئی عجب کیفیت ہوئی میرا حال دل نہ پوچھو بارگاہ سے باہر جاؤ کنیزون کو نکال دیا آپ تنہا پلنگ پر بیٹھی آنکھون سے آنسو جاری دل سے بیقراری بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی نظم

من و آن سر کہ صد سودا ز جانان در بغل دارد　　من و آن دل کہ صد ناوک مژگان در بغل دارد
ز وسلت گر برون شد دل مکن اندیشہ اے بلبل　　بجائے دل اسیر عشق افشان در بغل دارد
ملک را بر فلک پنہان بدام عشق اندازد　　ادا ہائے کہ آن زلف پریشان در بغل دارد
تو بیرحم و جفائے تو من آزردہ می ترسم　　کہ آہ سینۂ مجروح پیکان در بغل دارد
دو چشم گریہ آلودہ دلم چون بید می لرزد　　کہ اشک دردمندان موج طوفان در بغل دارد
گل ہر بوستانی را کہ بینی زیر پیراہن　　گلستانے لطافت پاس پنہان در بغل دارد
ز آہ و سرد مظلومان حسد مخفی نمیداری　　بہ زہر آلود صد پیکان پنہان در بغل دارد

گلنار بلک رہی ہی کہ وزیرزادی سمنبر کہ ہمیشہ سے ساتھ پرورش پائی ہی اُسنے سنا کہ ملکہ تنہا بارہ دری مین بیٹھی ہین بیقرار ہو کر ٹہلتی ہوئی دربارہ دری پر آئی ہچکیون کی آواز سنکر گھبرا کے اندر آئی دیکھا کہ گلنار کا چہرہ سرخ ہو رہا ہی آنکھین اُبلی ہوئی ہین آکر بلائین لین آنسو پاک کیے کہا کیون واری خیر تو ہی مین آپکو عجب حال مین پاتی ہون مجھسے تو مفصل بیان کیجیے ہم لونڈیان کس دن کے واسطے ہین اگر ارشاد ہو تو آسمان کے تارے توڑ لائین حضور کا رنج و ملال مٹائین گلنار نے کہا کہ ای وزیرزادی کیا حال پوچھتی ہو مجھپر عجب معرکہ گذرا ہی جتنا چاہتی ہون ضبط کرون نہین ہو سکتا دل مثل طائر بسمل تڑپ رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی حقیقت یہ ہی سنبل ہفت گیسو وغیرہ جو عاشق ہوئین ایک گوہر بے بہا چین لیا بیٹھی ہوئی گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہین اصل کیفیت یہ ہی کہ مین جاکر رستم پر عاشق ہوئی جمال جہان آرا دیکھکر ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب ٹھہر گیا مین نے بڑا کمال کیا کہ وہان سے پلٹ آئی ورنہ یقین تھا کہ بیہوش ہوکے وہین گرون اپنے کو بمشکل سنبھالا ستی محبت تھی لڑکھڑاتی ہوئی آئی یہ بھی حضرت عشق کی مہربانی تھی کہ مجکو یہان تک پہونچایا مین جانتی تھی راہ مین گر پڑونگی لیکن بہت ضبط کرکے چلی آئی اب دیکھیے تقدیر کیا دکھائے کیونکر وہان تک جاؤن روح کو راحت نہین قلب مین طاقت نہین بہت گھبراتی ہون طلسم کشا سے شرماتی ہون اسطرح رو رو کر جو گلنار نے بیان کیا وزیرزادی گھبرا گئی عرض کی کہ ای ملکۂ عالم یہ تو امر بہت آسان ہی اگر حکم ہو تو مین فوراً جاؤن اور طلسم کشا کو بلا لاؤن آپکو پروردگار نے جمال ایسا دیا ہی یقین کامل ہی کہ طلسم کشا آپکو دیکھکر سنبل وغیرہ کو بھول جائے بلا کہ کیا عجب ہی کہ اُن شاہزادیون کو صحبت مین جگہ دین گلنار نے منھ پھیر کر کہا کہ ای وزیرزادی وہ عظم و شان اُنکا دیکھا کہ جو ملنا پڑتا کہ وہ تشریف لاتے اول تو مجھسے ایسی خطا سرزد ہوئی کہ مین نے سرمیان آفتاب کو زیر کیا قید کرکے روانہ کردیا تھا پھر وہ نے جاکر اُسے چھڑا لیا آجکی کا جشن ہو رہا ہی یہ بھی سنا کہ اپنے سردارون کی بڑی خاطر کرتے ہین آفتاب کے واسطے لاکھون روپیے صرف کرڈالے اُنکو خدا نے مرتبۂ اعلی عطا کیا ہی وہ ہمارے بلانے سے کیون آئینگے اگر آگئے تو کوئی ایسا مقام تجویز ہو کہ وہ تنہا ہون ہم جاکر سامنا کرین شاید اُنکو بھی ہمارا خیال ہو تو البتہ پُرلطف ملاقات ہو وزیرزادی نے عرض کی

کہ حضور وہ ضرور آئیں گے آپ یہاں سے اُٹھیے منھ ہاتھ دھوئیے میں پتہ لگا کر لاتی ہوں اور جو حضور اس حال سے رہیں گی تو کنیز سے کچھ نہ ہو سکیگا حضور کو مطمئن دیکھکر جاؤں تو پتہ لگا کے آؤں تب حضور کو حال کہلے ملکہ یہ سنکر اُٹھ بیٹھیں کہا کہ ای وزیرزادی میں تو اچھی ہوں سمنبر نے ملکہ کو سمجھا کر منھ ہاتھ دھلوایا کھانا جبراً کھلوایا کنیزوں کو بلا کر خدمت میں مقرر کیا آپ طرف لشکر رستم کے چلی رستم نے جشن سے مہلت پاکر سماک کو بلایا فرمایا کہ ای سماک ہمارا خود بخود دل گھبراتا ہے بیرون لشکر خیمہ استادہ کرو وہاں اسباب عیش و نشاط آراستہ کرو چل کر بیٹھیں کچھ یہ بھی دریافت کیا کہ طبل جنگی کیوں نہیں بجا گلنار کو کیا فکر ہے آخر کیا ہوا سماک نے عرض کی کہ میں نے سنا ہے کہ کچھ ملکہ کی طبیعت بے لطف ہے باغ میں جا کر پڑی ہیں آج دربار میں آ کے نہیں بیٹھیں دربار ہفت پیکر میں بھی نہیں گئیں رستم نے کہا کہ میں نے اسکے حسن و جمال کی بڑی تعریف سنی ہے میں نے میدان کارزار میں دیکھا حقیقت میں نہایت خوبصورت ہے سماک نے اُسی وقت بارگاہ استاد کی رستم آکر بارگاہ میں بیٹھے سماک سے اشارہ کیا سماک یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا۔ نظم

پھیر کر دل جو طلب ہمسے دوبارا کرتے
رشک آتا تمھیں ایسا اُسے پیارا کرتے

تیرے ارمان کو یوں عشق میں پیارا کرتے
وصل کی شب بھی نکلنا نہ گوارا کرتے

بے نشان ہوتے میں تھے اپنے تمھارے شہرے
تم مٹاتے ہیں ہم نام تمھارا کرتے

ہم تو جب اس دل بیتاب کو کہتے نادان
کہ سمجھتا نہ اُسے تم جو اشارا کرتے

میرے معشوق تھے پا نگئے اب میرے رقیب
تم نہ آئینے میں گر اپنا نظارا کرتے

ہم وہ خود گم تھے محبت میں کہ کچھ دور نہ تھا
آپ کو آپ ہی اکثر جو پکارا کرتے

ڈھونڈھ دیتے ہمیں اُس بت کو کہیں ای شیخ
تم خدا ترس تھے اک کام ہمارا کرتے

ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں الفت میں تری
جی بھی تو پاس نہیں ہے جسے وارا کرتے

جیتے وہ سر جسے رکھ لیتے تھے تم زانو پر
پاؤں پر غیر کے ہو ہم یہ گوارا کرتے

بھولتے حضرت زاہد بھی یہ اللہ اللہ
جا کے مسجد میں جو ہم ذکر تمھارا کرتے

وصل کی شب تو مری گردش تقدیر تھی
کچھ تمھیں نرگس فتان سے نظارا کرتے

| | |
|---|---|
| تیری تصویر جو ہوتی شب تنہائی میں | ہم اسی کو ترے دھوکے میں پکارا کرتے |
| دیکھنا شب ہی آفت کوئی عاشق نہ جلال | آنکھ ملتے ہی جو وہ مار آ مارا کرتے |

شاہزادہ تو اس عیش ونشاط میں بیٹھا ہے سمنبر آتی ہوئی آئی شاہزادے کو تنہا دیکھکر پلٹی خدمت میں گلنار کی آئی کہا کہ واری اسوقت طلسم کشا ایک بارگاہ میں اکیلے بیٹھے ہیں اگر جناب ہو تشریف لیجانے کی گلنار یہ سنتے ہی اٹھی ایک طاؤس پر سوار ہوئی راہ میں کہتی ہوئی کہ کیوں سمنبر میں بلا تکلف کیونکر سامنے جاؤں کس طرح روئے سیاہ شاہزادے کو دکھاؤں سمنبر کہتی ہے کہ واری ایسا مقام پھر نہ ملیگا اگر حکم ہو تو پھر میں جاؤں آپ زیر نخل ٹھیرے وہ آپکو آ کے خود لیجائیں ملکہ نے کہا کہ اے سمنبر دل تو یہی چاہتا ہے کہ وہ آ کے لیجائیں تو دل کو تسکین ہو سمنبر لے گلنار کو لا کر بارگاہ کے قریب ایک نخل کے سائے میں ٹھیرا یا آپ بلا تکلف چلی در بارگاہ پر آئی خادموں نے روکا سمنبر نے کہا کہ ہمیں تمہارے آقا سے کچھ کہنا ہے خدمتگار خاموش ہو رہے سمنبر اندر آئی رستم کو مسند پر دیکھا جاہ و جلال دیکھکر تھرا گئی کانپنے لگی بجا تسلیم خم ہوئی رستم نے پوچھا کہ اے نازنین تو کون ہے سمنبر نے دست بستہ عرض کی کہ حضور خلوت ہو تو میں عرض کروں رستم اپنے مقام سے اٹھے سمنبر نے وہ رعب و دبدبہ دیکھا کہ کلام کرتے خوف آتا ہے عرض کی کہ اے شہریار ایک صاحب حضور کی مشتاق ہیں سامنے بارگاہ کے زیر نخل کھڑی ہیں اگر حضور کو تکلیف نہ ہو تو بلا لیجیے صحبت میں بڑی جگہ دیجیے رستم بڑھے قریب نخل کے آئے دیکھا کہ حقیقت میں زیر نخل روشنی ہو رہی ہے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مقام برج ماہ تاباں ہے جو ٹہرا بھاری زیب جسم آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے اپنے آنے پر محجوب و شرمسار دل بیقرار آنکھیں اشکبار رستم نے قریب آ کر پکارا کہ اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی تم وہاں کیوں کھڑی ہو یہاں آؤ وہاں کھڑے رہنے کا کیا باعث گلنار نے شرما کر سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا رستم نے بڑھکر ہاتھ تھاما کہا کہ اے ملکہ عالم آئیے ہم بلاتے ہیں آپ جواب نہیں دیتیں کسقدر آپ کو غرور حسن و جمال ہے آخر کیا خیال ہے یہ کہکے ساتھ لے چلے سمنبر بھی ہمراہ ہے رستم نے گلنار کو لا کر مسند پر بٹھایا آپ سامنے بیٹھے کہا کہ اے ملکہ عالم کیونکر تشریف لانے کا اتفاق ہوا ملکہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کے کہا کہ آپ کی محبت کھینچ لائی

کیا جواب دین دل کو بڑا انتشار ہو دیکھین کیا ہو دل خانہ خراب کو بہت کچھ سمجھایا اس کمبخت نے
نہ مانا آخر مجبور کرایا رستم نے کہا کہ ہم خود تمہارے دولتخانے پر آئین چلو ابھی چلین ملکہ
گلنار کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا گلنار نہ اُٹھتی تھی رستم نے زبردستی اُٹھایا طرف باغ لالہ گلنار کے
چلے سمنبر رہبری کرتی ہوئی ستارۂ سحری چمک چکا ہے سفیدی سحر ظاہر ہو رہی ہے طائر اپنے
اپنے آشیانون سے نکل کر شاخہائے نخل پر بیٹھے ہین اپنی زبانون مین یاد الٰہی کر رہے ہین
ہر چند کہ شاہزادہ گلنار سے چاہتا ہے کہ بات کرے گلنار شرم سے سر جھکائے ہوئے عرق عرق ہو
رہی ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی رفتار فیل زور ایک پہلوان گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار فوج
ہمراہ برائے مدد ہفت پیکر آیا ہے دور سے اسنے جو رستم کو دیکھا پہچان گیا تصویرین تو جا بجا
ہفت پیکر بھیج چکا ہے رفتار نے شاطر سے کہا کہ یقین ہے طلسم کشا آتا ہے شاطر نے سر ہلا کر
کہا کہ اے شہریار آپ نے خوب پہچانا بیشک طلسم کشا ہے فوج کو حکم دیجیے گرفتار کرے رفتار
نے پلٹ کر فوج سے کہا کہ یہ جوان جو آتا ہے اسکو گرفتار کر لو ساٹھ ہزار فوج نے بلوہ کیا رستم
نے کہا کہ اے ملکہ عالم تم تو کنارے ٹھہرو مین اسکو سمجھائے دیتا ہون گلنار نے شگفتہ ہو کر
کہا کہ آپ نہ تکلیف فرمایئے کہیے تو انکو پھیر دون کہ یہ اُلٹے پلٹ جائین یا آپس مین لڑ کر
افسر کو سب ملکر قتل کرین رستم نے کہا کہ اے ملکہ عالم ہم تمہاری شرکت نہین چاہتے ہمارے
قبلہ و کعبہ کی مخالفت ہے کہ ساحر کو غیر ساحر پر حکم نہ دو مقام تعجب ہے کہ مین تمہین لڑنے کا حکم
دون مجھسے یہ نہ ہو گا کہ اتنے عرصے مین فوج قریب آ گئی کسی نے نیزہ مارا کسی نے تیر سے
وار کیا کسی نے تلوار لگائی غضب تو رستم نے تلوار کھینچی اور اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم

| کہ بیٹا ملکشاہ ہون رستم لقب<br>کہ پشت شکست ہر زور افگن مشہور | دیگر | منم رستہ اولاد امیر عرب<br>ملکشاہ رومی شیر فیل زور |
| --- | --- | --- |

تیغ ہفت جوہر کھینچا سمک سے تا سمہ آتشبازی مار گئی رستم کے شبدیز جیلے گھوڑے سے کود کے
رستم لڑتے ہوئے قریب افسر کے پہونچے افسر نے تلوار ماری رستم نے روک کر جو ہاتھ مارا گینڈے
کی گردن کٹی رفتار گینڈے سے کود استقبال رستم ہوا پھر ہاتھ تلوار کا مارا اب کی مرتبہ رستم
نے تلوار کو اُسکی روک کر ہاتھ مار دیا کہ سر اُس خود سمیت کاٹ کر گرا سمک نے فوراً وہ سر لیکر

ایک نخل میں لٹکا دیا کل فوج کی نگاہ پڑی آپس میں کہنے لگے کہ یارو افسر مارا گیا اب کسکے
بھروسے پر لڑیں کیونکر فتح ہوگی کمیدان ورسالہ دار جو باقی تھے اُنھوں نے صلاح دی کہ یارو
ہمارا افسر مارا گیا اب کون صورت فتح کی ہو اگر طلسم کشا ایسا ہوتا تو یہ دن کاہیکو نصیب ہوتا
اب تک پہلوان گرفتار نہ کر لیتے دیکھو کس زور و شور سے لڑ رہا ہو کتنے افسر اُسنے مارے لہذا
اب بھاگ چلو سب کے پانوں اُٹھے کچھ تو طرف صحرا کے کچھ درختوں کی آڑ میں چھپے جب یہ لوگ
بھاگ گئے میدان صاف ہوا رستم و گلنار و عیار شمشیر و زہرہ زادی چاروں ملکر طرف باغ کے
چلے باغ میں آکے داخل ہوئے جو ملازم رفتار کے درختوں میں چھپے تھے اُنھوں نے رستم وغیرہ
کو جاتے ہوئے دیکھا نکل کر لشکر ہفت پیکر میں آئے دربار میں ہفت پیکر کے پہونچے تمام
کیفیت اپنے افسر کی بیان کی اور کہا کہ طلسم کشا صحرا میں جو باغ ہو اُسمیں گیا ہو ہفت پیکر نے
کہا یہ تو تم سب پتہ باغ گلنار کا دیتے ہو اور سے جاکر دیکھو تو گلنار اپنی بارگاہ میں ہو یا نہیں
اُسی وقت لوگ گئے جاکے دیکھا کہ گلنار بارگاہ میں نہیں ہو کنیزوں سے پوچھا کہ ملکہ کہاں
ہیں کنیزوں نے کہا کہ اپنے باغ میں گئی ہیں یہ خبر سُنکر ہفت پیکر نے کہا کہ تم میں سے کوئی
ایسا ہو کہ جاکر طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائے شفق تیغ زن اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ یا خداوند
غلام جاکر گرفتار کر لائیگا یہ تو خبر پاچکا کہ رستم وہاں اکیلا ہو باہر نکل کر ساٹھ ستر ہزار فوج کو ساتھ
لیکر طرف باغ کے چلا یہاں ملکہ رستم کو لیکر باغ میں آئیں وسط باغ میں چبوترے پر بیٹھیں
رستم سے باتیں کر رہی ہیں کہ گرد اُڑی رستم نے حکم دیا کہ اے سماک دیکھو تو یہ کیسی گرد اڑ رہی ہو
معلوم ہوتا ہو کہ کوئی طرف باغ کے آتا ہو سماک نے نکل کے دیکھا کہ سوار و پیدل باغ کو گھیرے ہوئے
ایک پہلوان قوی تن و قوی من گینڈا اُڑا لئے ہوئے آتا ہو چاہتا ہو کہ باغ میں گھس جاؤں
سماک نے بڑھ کر رستم کو خبر دی کہ ایک پہلوان زبردست آیا ہو چاہتا ہو کہ باغ میں گھس آوں
رستم تیغ ٹیک کر اُٹھے ملکہ نے کہا کہ اے شہریار برائے خدا آپ تکلیف نہ فرمائیے کنیز ایک دم
میں سب کو دیوانہ کر دیگی معلوم ہوتا ہو کہ ہفت پیکر کو خبر پہونچ گئی اُسنے فوج بھیجی ہو آتی
آکے باغ کو گھیرا ہو میں سمجھ لونگی آپ تکلیف نہ فرمائیے رستم نے نہ مانا تلوار کھینچ کر باہر نکلے دیکھا
کہ ایک پہلوان آتا ہو للکارے کہ او بے حیا کہاں آتا ہو شفق نے جو رستم کو تنہا دیکھا فوج

اشارہ کیا کہ اس جوان کو مارو فوج والے گھوڑے جھکا کر طرف رستم کے چلے رستم نے ایک
سوار کو مار کر گھوڑا اُسکا لیا برابر شفق کے پہونچے فرمایا کہ فوج کو کیا اشارہ کرتا ہی تو آپ
ہمارے مقابلہ مین آ شفق نے بڑھکر نیزہ مارا رستم نے سنان نیزے کو تلوار سے قلم
کیا اُسنے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا اگرچہ چہار طرف سے رستم پر تیر پڑ رہے ہین کوئی دوسے
مارتا ہی کوئی تلوار مارکے کہتا ہی رستم ہمہ تن چشم بنے ہوئے ہین زرہ سے خون ٹپک رہا ہی
رستم نے شفق کی تلوار کا وار اُٹھا کر جواب مین تیغہ مارا شفق نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
مگر تیغہ ہفت جوہر چھپاک کر کر سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر تیغہ جو گرایا تو شفق سر
پر جھکا تھا زمین کو بوسہ دیا فوج شفق نے بلوہ کیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہمارا افسر مارا گیا
اب اس شخص کو بھی قتل کرو رستم سب کو جواب دے رہے ہین گلنار نے جو در باغ سے معرکہ
اور رستم کے جسم سے خون ٹپکتا ہوا دیکھا بیقرار ہوگئین گولہ اُٹھا کر پھینکا آواز دی کہ ارے دیوانو
ہفت پیکر کے پاس جاؤ وہ تمھارا بخوبی علاج کریگا کسی نے اپنا گریبان چاک کیا کسی نے
چہرے پر خاک ملی تلوارین کھینچ لین سپرین اپنی پشتون سے کر لین کوئی تالیان بجاتا ہی
کوئی آواز دیتا ہی کہ ہم عاشق روے زیبائے گلنار ہین اُسی کے عاشق زار ہین ہجوم کرکے رستم
کے پاس سے ہٹے رستم نے جو یہ معرکہ دیکھا پلٹ کر آواز دی کہ اے ملکہ عالم خبردار اب تم نکلنا اور نہ
مین اپنے کو ہلاک کرونگا بہت پچھتاؤ گی ملکہ نے ہاتھ روکا مگر وہ سب بلبلاتے ہوئے غل مچاتے ہوئے
طرف ہفت پیکر کے چلے ہفت پیکر یہ پوچھ رہا تھا کہ نہین معلوم شفق پر کیا گذری یہ کیسا
شور سے گیا ہی کہ لشکر مین ہاڑ ہوا فریاد و بیداد کی صدا آنے لگی گھبرا کر پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی یہ کہکے
اور پریشان ہو کر خود دربارگاہ پر آیا دیکھا کہ ساٹھ ہزار جوان گریبان چاک چہرون پر خاک نام گلنار
کا لیکر رو رہے ہین اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہین

نظم

دیتے ہو تسکین مرے آزار سے ‏ ‏ دوستی تمکو نہین اغیار سے
کچھ نہ سوجھی حسرت دیدار سے ‏ ‏ سہل سمجھے مردن دشوار سے
داغ خون سے میرے وہ حیران ہوا ‏ ‏ دامن اُلجھا ہی گل بیخار سے
چھوڑ چل اے بوالہوس سر کو کہ اب ‏ ‏ جھانکتے ہین روزن دیوار سے

موقع محل پا کے کہونگا قبضے مین کر لونگا یہ سمجھا تھا کہ دشمن ہو جائیگی یارو تم مین کوئی ایسا ہے
کہ گلنار کو گرفتار کر لائے فوراً وصل حاصل کرون رنگ اپنا جما دون وہ صورت دکھاؤن
رستم کو بھول جائے کافور تیز رو تڑپ کر سامنے آیا کہا کہ یا خداوند غلام جاتا ہے اگر یہ نجیب
النفس ہوا تو لیکر آتا ہے یہ کہکر کافور چلا یہان ملکہ رستم کو لیکر باغ مین آئین کنیزون سے
کہا کہ تیاری چلنے کی کرو اب ہم سامنے ہفت پیکر کے نہ جائین گے دشمن خدا کو اپنی صورت
دکھائین گے ملکہ نے رستم سے کہا کہ آپ چلیے مین بھی حاضر ہوتی ہون رستم اسی وقت سوار
ہوئے سماک نے کہا بھی کہ اگر حکم ہو تو حضور چلیں مین ملکہ کے ساتھ آؤنگا رستم نے
سماک کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ بھائی چلو وہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین چلی آئین گی سماک
بلدا تھی رہبری کرتا ہوا رستم کے ساتھ ہوا ملکہ نے چار سو کنیزون کو اپنے ہمراہ لیا اسباب
وغیرہ تختون پر لادا باغ سے نکل کر چلین کافور تیز رو کہ نہایت عیار مکار و غدار ہے ایک
گوشہ سے یہ سب دیکھا کہ رستم و سماک گئے بعد اسکے گرد اڑتی دیکھی کہ ملکہ سب کے
آگے طاؤس پر سوار پشت پر چار سو کنیزین تختون پر اسباب لدا ہوا یہ سوچا کہ اے کافور اگر
یہ لشکر مین پہونچ گئی تو پھر ہاتھ قابو نہ ہوگا جس طرح سے بنے اسکو راہ مین لو سوچتے
سوچتے سماک کی صورت بنکر تیار ہوا قطرے پسینے کے بہاتے ہوئے دوڑا ہوا آیا ملکہ نے کہا کہ
کیون سماک خیر تو ہے گھبرا کر کہا کہ کنارے آئیے تو مین کچھ عرض کرون ملکہ سمجھین کہ شہریار کا
عیار ہے کچھ پیام دیا ہوگا فوراً کنارے آئین کافور نے اول تو باتون مین لگایا کہ شہریار نے
آپ کے واسطے بڑا سامان کیا ہے باتین کرتے کرتے کہا کہ دیکھیے وہ وقت آتے ہین ملکہ پلٹین
کافور نے حلقہ کمند کا گلے مین ڈالدیا حباب مارا کہ ملکہ بیہوش ہوئین کافور نے پشتارہ
باندھا اور پشتارہ باندھ کر لے بھاگا جب عرصہ ہوا تو کنیزین گھبرائین پہلے آواز دی جب
صدا نہ آئی تو جھپٹ کر دیکھا کہ پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہے نشان نقش پا سے
ثابت ہے کہ کوئی عیار لے گیا روتی پیٹتی طرف لشکر رستم کے چلین یہان رستم سلطان نے اپنے
لشکر مین آکر آفتاب فلک سیر و سنبل ہفت گیسو کو یہ کہکر روانہ کیا کہ ملکہ گلنار آتی ہین
استقبال کر کے لے آؤ آپ لوگون کو معلوم ہو کہ وہ مطیع اسلام ہوئین آفتاب وغیرہ چلے

سماک نے کہا کہ میں بھی جاؤں اے شہریار مجکو بڑا تردد ہے ایسا نہ ہو کہ ہفت پیکر کسی اور کو
روانہ کرے خبر تو ضرور پہونچی ہوگی یہ کہکر سماک ساتھ آفتاب و سنبل کے چلا تھوڑی دور
لشکر سے نکلا تھا کہ رونے کی آواز کان میں آئی سماک نے کہا کہ اے آفتاب خدا خیر کرے
جو مجھکو خیال تھا وہی ہوا سماک بڑھکر آیا دیکھا کہ کنیزان ملکہ گریان و نالان آتی ہیں
سماک نے پوچھا کہ خیر تو ہے کنیزوں نے کہا کہ اے سماک کوئی عیار تمھاری صورت بنا آیا ملکہ کو
لیگیا بیشک سماک پلٹا آفتاب و سنبل سے کہا کہ اے آفتاب غضب ہوا جو ہم سمجھے تھے
وہی ہوگیا کوئی عیار ملکہ کو لے گیا میں تو دربار ہفت پیکر میں جاتا ہوں آفتاب نے کہا کہ
اے سماک جس طرح ہو سکے ملکہ کو رہا کرنا ایسا نہ ہو ہفت پیکر ساتھ اسکے بدی کے پیش آئے
تم چلو ہم بھی آتے ہیں سماک تو ہوا گیا آفتاب و سنبل نے کنیزوں سے کہا کہ تم لشکر
آفاق کے چلو ہم بھی آتے ہیں کنیزیں روتی پیٹتی طرف لشکر کے چلیں آفتاب فلک سپہر و
سنبل صفت کیسو پر پرواز کیا کرکے آسمان میں ڈوبے یہاں ہفت پیکر دربار میں بیٹھا تھا
تقدیر پر بیٹھا بچار رہا تھا کہ کافور شتارہ بار لاش آکے پہونچا کہا کہ یا خداوند ملکہ گلنار کو لایا ہے
چار سو کنیزوں سے جاتی کتنی ارابے اسباب کے بھی ہمراہ تھے غلام نے جاکر فوراً کسنو
و شو سے بیہوش کیا ہفت پیکر نے کہا کہ زبان میں سوزن دو کافور پھر رونے گلنار
کی زبان میں سوزن دی حقیقتاً پانی کا دیکر ہوشیار کیا ملکہ کی آنکھ کھلی اپنے کو دربار
ہفت پیکر میں پایا ہفت پیکر کو تخت پر دیکھا کئی سو تاجدار گرداگرد ان کے گردنکش ہیں
ساحران غدار ونگاوں پر بیٹھے ہیں حال گلنار دیکھکر سب کا جی بھر آیا کہا کہ الٰہی
کہ کیا گلنار کا طنطنہ و شان تھا آج کس حال خراب سے آئی ہے پھر خداوند نے ازراہ جاہ
ہفت پیکر نے پکارکر آواز دی کہ اے گلنار دیکھی تو قدرت ہمارا اب بھی مناسب ہے کہ تو ہم
اطاعت کر جو کچھ کیا ہم سے سب قصور معاف کرتے ہیں ہر چند کہ گلنار کی زبان میں سوزن تھی
مگر بہ شکل جواب دیا کہ او ساحر کس بات پر وہ شعبدہ باز کیا بیہودہ بکتا ہے میں تجھے لعنت کرتی
ایسا لحاظ حرمت پیدا کرنے والے کا خوف کر او دشمن خدا کی اطاعت سے مجھکو
کتابوں میں لکھ چکا ہے کہ اس زمانے میں مذہب تبدیل ہوگا طلسم ٹوٹ جائیگا وہی ہوا

کہ فرزند صاحبقران نے کس شوکت سے طلسم توڑا ہزارہا ساحر قتل ہوئے جو اسکی اطاعت
کریگا مارا جائیگا اور جو طلسم کشا کی اطاعت کریگا آرام و چین پائیگا اپنی اپنی جان کی خیر کرو اور
مین تو اسکے سامنے ہتھیلی پر سر رکھ کے آئی ہون مگر انشاء اللہ میرا خون رنگ لائیگا خدا
طلسم کشا کو سلامت رکھے وہ ضرور آپکے بدلے لینگے ابھی چند دن ہوئے کہ حسین ورد حکیم جسنے
اپنا نام خداوند خیال سکندری رکھا ہی اُسنے آکے اپنا رنگ جمایا تو اُسنے کہا تھا کہ مجھکو شاہ
طلسم ہفت پیکر کہا کرو اُسکا بھیجا ہوا ساحر آیا اور ہاتھ سے اہل اسلام کے مارا گیا اسکے سر سے تاج
اُتری پھر اپنے کو خداوند کہلانے لگا کیسے بیوقوف ہو کہ اسکے دام مکر مین پھنسے ہو جو چند
دن کا مہمان ہی یہ باتین کرکے ملکہ چپ ہو گئی ساحر و پہلوان آپس مین اشارے کرنے لگے
ہرایک کا یہی قول تھا کہ یارو سچ کہتی ہی ہفت پیکر نے دیکھا کہ رنگ محفل دگرگون ہو رنگ
خدا کی منشا ہی پکار کر آواز دی کہ ہے کوئی حاضر ہی اس گنہگار کو جلد قتل کرو سامنے قدرت
کے بے ادبی کرتی ہی سماک بلدراقی بصورت سنبل ایک گوشے مین کھڑا تھا ڈھاٹا باندھے
خنجر کھینچے ہوئے دربار مین آیا کہا کہ یا خداوند قدرت کو اسکے جمال پر توجہ ہی سمجھکر حکم دیجئے
تیغہ پارہ دوار بازو پر قوت رکھتا ہون ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا قتل کرنا میرا
کام ہی جلانے مین قدرت کا نام ہی۔ فرد سلطنت سلطان کند فرق بر جلاد چیست ہیچ
راو بہ بلا شبہ طعمہ بر صیاد چیست + اسکا سر رشتہ حیات منقطع ہوا ساغر عمر لبریز ہو چکا مگر
قدرت کو صبر کرنا ہوگا ہفت پیکر نے کہا کہ قدرت اس سے بہتر صورتین پیدا کرلینگے
قدرت کو اسکے جمال ظاہری پر بالکل خیال نہین اس تصویر کے مٹنے کا بالکل ملال نہین
پس اب قدرت سے نہ پوچھنا جلد قتل کر سماک جست کرکے قریب ملکہ گلنار کے آیا
کوئلے کا خط گردن پر کھینچا جھک کر کان مین کہا کہ اے ملکہ عالم گھبرانا نہین منم مہتر سماک
زبان سے سوزن نکالتا ہون کیا عجب ہی کہ آفتاب فلک سیر و سنبل ہفت گیسو بھی آئے
ہون ملکہ نے اشارہ کیا کہ ابھی سماک ایسے زور و شور سے نکلون کہ ہفت پیکر بھی گھبرا جائے
سماک بلدراقی نے خنجر چمکایا کہا کہ اسے قتل کرتا ہون گلنار جادو سنبھل کر بیٹھی
سماک نے سوزن زبان سے نکالی گلنار نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور نعرہ کرکے اُٹھی

کہ ستم گلنار زعفران پوش ہفت پیکر نے آواز دی کہ ارے اس مغرور کو لینا جانے نہ پائے کہ مہتر سماک جست کر کے پشت پر ملکہ کی آیا کا فور نے للکارا کہ او عیار کیوں چھپایا تو نے سر بارگاہ یہ حرکت کی اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا یہ کہکر حلقہ ہائے کمند مارے سماک نے جست کر کے اپنے کو حلقہ ہائے کمند سے نکالا دوسری طرف قائم ہوا کا فور کو کر بتا کے سر پہ نیمچہ مارا کہ کا فور کا سر زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی بھاگا ملکہ پہ ساحروں نے بلوہ کیا ہو گلنار جب ہاتھ ہلاتی ہے سیکڑوں کے سر قلم ہوتے ہیں اس طرح سے لڑتی ہوئی جلو خانے میں پہونچی تو چاہتی ہے کہ باہر نکل جاؤں ساحر نکلنے نہیں دیتے جنگ ہو رہی ہے آخر کو گلنار کئی سو ساحروں کو مار کر باہر نکلی ہفت پیکر خود دوڑا ہوا دربارگاہ پہ آیا پکار کر آواز دی کہ یہ عورت جانے نہ پائے کل ساحروں نے بلوہ کیا ملکہ لڑ رہی ہیں مگر دعائیں مانگتی ہیں کہ اے خالق بے نیاز داور رب کا رساز اس آفت سے بچا لے اس ظالم کی بدعت سے نجات دے اے رحیم بے نیاز تیرے نزدیک سب آسان ہے کیا تیری تعریف کروں نظم

| | |
|---|---|
| خداوند دنیا و عقبا یکیست | یکی مالک ملک و مولا یکیست |
| بہر سلطنت ہست حکم آنسہ | بہر مملکت شاہ والا یکیست |
| یکے اہل قوت یکے اہل زور | یکے قادر است و توانا یکیست |
| دوئی و خلل یابد در ذاتش | کہ ذات خداوند یکتا یکیست |
| ز مالکیتش نیست چیزے بروں | کہ مالک بہر زیر و بالا یکیست |
| سمیع و علیم و بصیر و قدیر | خداوند دانا و بینا یکیست |
| بروں ست گو خلقتش از شمار | خلائق مگر جملہ را با یکیست |
| ہمہ را بدرگاہ والائے او | یکے آرزو و تمنا یکیست |
| یکے مطلب است و یکے مدعا | یکے ہست منشا یکے التجا |

بیقرار ہو کر جو گلنار نے دعا کی آسمان سے آواز آئی کہ اے گلنار نہ گھبرا نائش آ پہونچا ستم آفتاب فلک سیر ایک طرف سے طارہ ہوا کہ ستم سنبل ہفت گیسو دونوں نے آکر گلنار کے

قریب لڑنا شروع کیا اب تو تین آدمی ہوے زمین ہلا دی مگر سیماب جو نکل کر بھاگا سامنے
رستم کے آیا عرض کی کہ ای شہریار مین نے جا کر ملکہ کو رہا کیا مگر ملکہ گھری ہوئی ہین آفتاب و
سنبل بھی پہونچے اُنھون نے جا کر ملکہ کو سنبھالا لاکھون جادوگر سحر کر رہے ہین دیکھیے وہ
کیونکر ساحرون سے بچین رستم نے کہا کہ مرکب لاؤ مرکب جو آیا رستم اسپر سوار ہوے ملکہ سیماب
و لالہ عذار بھی چلین ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار و جملہ سرداران نامدار رستم کے ساتھ ہوے
یہان ملکہ گلنار لڑ رہی ہین آفتاب و سنبل کو بھی نکلنا دشوار ہوا ہے ملکہ گلنار چار طرف لشکر ساحران
کے دیکھ رہی ہین کہ نعرہ رستم کی آواز آئی ملکہ سیماب نے ایک طرف سے نعرہ کیا جادوگرون
نے بلوہ کیا لڑتے بھڑتے قریب گلنار کے پہونچے فرمایا کہ ای گلنار تم گھبرانا نہین فوج آگئی اب
لڑتی بھڑتی نکلو آفتاب نے نیر اعظم چمکایا وہ حرارت ہوئی کہ ساحرون کے پیچھے نکلنے لگے
نخل وغیرہ جلنے لگے ہفت پیکر نے جو دور سے دیکھا تخت منگا کر سوار ہوا کل فوج کو اشارہ
کیا مگر رستم کی شمشیر زنی سرداران نامی و پہلوانان گرامی پہلوانون مین لڑ رہے ہین جب جم کر حملہ
کیا دس ہزار بیس ہزار کے سر اڑا دیے اس طرح لڑتے ہوے جاتے ہین کہ ہنگامہ ڈال دیا ارادہ
یہ ہو رہا ہے کہ تا بہ ہفت پیکر پہونچائین کہ صحرا سے گرد اُڑی بوق ترکی کی آواز کان مین آئی
سب نے دیکھا کہ غضنفر بن اسد بن کرب غازی اسّی ہزار دیوانون سے آکر پہونچا اب
جو بوق ترکی بجایا گھوڑون سے سوار گرنے لگے پیدل منھ کے بھل گرتے ہین آمد غضنفر
سے فوج ہفت پیکر مین ہنگامہ پڑ گیا ہفت پیکر گھبرایا کہ ایسا نہ ہو یہ دیوانہ بیباک
مبادا ہیبت سے چالاک ہو قدرت پر آپڑے اس ظالم پر سحر بھی تاثیر نہین کرتا مرکب
بیہوش پڑا رہے گھبراتا ہوا آتا ہے جب شاہزادہ غضنفر بوق ترکی کمر سے نکالتے ہین اور
آواز دیتے ہین کہ ای قزاقان بزم بیشہ دلیران اسّی ہزار بوق ترکی بیک بار بجتا ہے سبھون کو
معلوم ہوتا ہے کہ صور اسرافیل پھونکا ہفت پیکر نے گھبرا کر طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر
الگ ہوے رستم نے چاہا کہ شاہزادہ غضنفر سے ملاقات کرین پکار کر آواز دی کہ ای غضنفر
ملاقات کر کے جانا غضنفر نے جواب کچھ نہ دیا بوق ترکی بجاتے ہوے لوٹتا ہوا سے
چلا جاتا تھا رستم لشکر کے ہمراہ لشکرگاہ چلا آیا ساحرہ جب پاس گئی خیمون مین

آگ لگا دی دوسری ساحرہ برقان برق وش نے کہ یہ مارت سے غضنفر کے ہمراہ ہو وہ بھی قلعین
گرا دین کہ کتنی سو بارگاہین قزاقون نے لوٹ لین بازار غلہ فروشان مین جو گئے نیچے بقالون
کو لوٹا اُدھر سے بلے بھاگا بھاگ جاتے تھے شیرینی فروشون کو جو دوکانون پر دیکھا ایک ایک
خوانچہ اٹھا لیا زوجہ شیرینی فروش کہ دوکان پر بیٹھی تھی ایک قزاق گھوڑے سے اترا ہاتھ
مین اُس عورت کے چاندی کے کڑے تھے ایک ہاتھ کاٹ لیا وہ عورت روتی ہوئی بھاگی
قزاق پکارتا ہی کہ ارے دوسرا ہاتھ دیتی جا وہ گھبراہٹ مین منھ کے بل گری قزاق نے
بڑھکے دوسرا ہاتھ بھی کاٹ لیا اس طرح سے بازارون کو پامال کرتے ہوئے نکل گئے لیکن
ہفت پیکر بھاگ کر بارگاہ مین آیا ہو شہنشہ زلی قزاقون کی دیکھ کر کانپ رہا ہو کہتا ہو کہ جب اپنی
قدرت سے بندے پیدا کیے اس دیوانہ بیباک کو پیدا کرکے بہت پچھتائے یہ نہ جانتے تھے کہ
قدرت کو اسکے ہاتھ سے صدمہ پہونچیگا وقت بے وقت آ پڑتا ہو سامان ابر بار ساحرہ بیٹھی تھی
اُسنے کہا یا خداوندا اگر مجھکو حکم مل جائے تو دم بھر مین جا کر لشکر اس دیوانہ مجہول کا تباہ کر دون
اگرچہ اسپر سحر تاثیر نہین کرتا کچھ نقصان نہین سب قزاق تو تباہ ہو جائینگے اگر یہ اکیلا بچا تو
کیا سامان نے جو سامنے ہفت پیکر کے یہ بیان کیا کافور عیار نے کہا کہ ای ملکہ عالم مین نے
اس دیوانے کا رنگ ڈھنگ دشت وسیع مین یہ قزاق اترتے ہین جہان یہ اترتے ہین وہان
غل پڑ جاتا ہو انکا اثر چھپ نہین سکتا سامان ابر بار نے کہا کہ ای کافور تیز رو اگر تم پتہ
انکا دو مین فوراً جاؤن جاتے ہی آگ برسا دون قزاقون کو مٹا دون کافور تیز رو
اسی وقت بانہاے عیاری قامت پر آراستہ کرکے برائے تلاش غضنفر چلا یہان رستم
گلنار کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئے گلنار بہت زخمی تھی رستم سیلتن نے زخمون مین ٹانکے
لگا کر گلنار کو شفا خانے مین بھیجا گلنار کے آنے سے جادوگرنیان پھر رہی ہین کہ اے شہر یار
حقیقت مین گلنار کے آنے سے بڑی قوت حاصل ہوئی حسن مین بے مثال سحر و ساحری
مین طاق شہرۂ آفاق ہر چند کہ اب وقت بازداری نہین ہو جس دن ہفت پیکر بھی
مارا جائیگا اُسی دن خاتمہ ہو جنگ مین ہاتھ سے گلنار کے بڑے بڑے کام ہونگے آج ہی
وہ ہفت پیکر کو گھیر لیتی مگر ابتدا ہی مین زخمی ہو گئی آفتاب فلک سپہر نے بھی آج بڑا

کام کیا گلنار کو جا کر سنبھالا حضور اسکو ہوادار پر ڈال کے لائے یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں
مگر شاہزادہ غضنفر جنگ سے نکلے ہوئے صحرا میں جاتے ہیں کہ دور سے ایک قریہ دیکھا
ایک قزاق سے اشارہ کیا کہ جا کر زمیندار سے کہو کہ آج تمہارے یہاں ہماری دعوت ہے ہم آج
اسی مقام پر اتریں گے قزاق نے جا کر زمیندار سے کہا زمیندار مغرور کوتہ عقل سے وہ
بول اٹھا کہ صاحب زبردستی دعوت ہے جسمیں اتنے آدمیوں کا کھانا نہ ہو سکیگا ایک مرتبہ غلہ
بہت کم پیدا ہوا ہے تم مشکل سے دی اس قزاق نے آکر شاہزادہ غضنفر سے بیان
کیا غضنفر نے حکم دیا کہ قریہ لوٹ لو قزاقوں نے گھوڑے اٹھائے قریے پر جا پڑے مکانوں
میں آگ لگا دی چھپر جلنے لگے شعلہ ہائے آتش بلند ہوئے قزاق گھروں میں گھس پڑے
مال و اسباب لوٹنے لگے زمیندار جو گھبرا کر باہر نکلا غل مچاتا ہی کہ کہار جمع ہو مگر کہار کیونکر جمع
قزاقوں نے گرفتار کر لیا ایک ایک نے دس دس کی مشکیں باندھ لیں زمیندار غل مچا رہا ہے
کہ سامنے سے غضنفر آئے گھوڑے سے اتر کر اسکی مشکیں باندھ لیں کہا کہ اے برادر تجھنے
ہماری دعوت نہ قبول کی اب کہو کیا کہتے ہو زمیندار نے کہا کہ آپ چل کر اتریے میں سامان
دعوت لیکے حاضر ہوتا ہوں شاہزادہ غضنفر نے کہا کہ ہمارے پاس خرچ نہیں ہے کچھ نقد کی
بھی لانا یہ سنکر زمیندار نے کہا کہ نقد و جنس دونوں حاضر کرونگا غضنفر نے قزاقوں کو منع کیا
کہ اب اسکے مزاحم نہ ہو قزاق رک گئے غضنفر آکر بیرون قریہ اترے زمیندار نے فوراً دیگیں
چڑھا دیں تنور گرم کیا کھانا پکنے لگا قزاق اترے ہوئے ہیں نخلستان میں شاہزادہ غضنفر
بیٹھے ہیں دائرہ بج رہا ہے گا رہے ہیں۔ فرحت پسند دل کو مرے چھاؤں ہے پھولوں کی عجب
بہار رہی ان زرد زرد پھولوں کی + ایک طرف چار بیت ہو رہی ہے کسبیاں آکے موجود ہوئیں
دیا بجا ناچ ہونے لگا قزاقوں کے رضامند کرنے کو کسبیاں یہ اشعار گا رہی ہیں

**نظم**

غیر ممکن ہے کہ ہو ہجر میں اے یار سحر
دیکھیے کرتا ہے کیونکر ترا بیمار سحر

تا شب فرقت بھی کھل نہیں سکتی ہرگز
ہوگئی میرے لیے عقدۂ دشوار سحر

نظر آتی نہیں کس وقت سے ہم دیکھتے ہیں
ہوگئی ابرو بشکل کمر یار سحر

پوچھتا کیا ہے کہ گذری ہے شب غم کیونکر
رو کے کرتے ہیں ترے عاشق بیمار سحر

کیا کہوں ہوتی ہے کچھ اور ہی انکی صورت ۔ دیکھتے ہیں جو ترے عاشق بیمار سحر
آ کہیں وعدہ فراموش کہ عالم ہے تنگ ۔ اب نہ دیکھینگے ترے تازہ گرفتار سحر
میں تو ہوں نزع میں انکو ہے اذیت ہر دم ۔ کس طرح کرتے ہیں دیکھوں نہ مرے غمخوار سحر
شمع دکھاتی نہیں افسوس شب فرقت میں ۔ رکھتی ہے عاشق جانباز سے کیا عار سحر
کچھ حیات نفس چند سے باقی ہے دل ۔ ہم پڑے ہونگے کسی کے پس دیوار سحر
رات اور دن کے نمونے ہیں مری جان تجھ میں ۔ زلف ہے شام اگر ہیں ترے رخسار سحر
ہر نفس ہیں دم آخر کے مزے آسودہ ۔ یہ قیامت کب ہوکر دیکھیں ترے بیمار سحر
وہ تو پہلو میں نہیں درد کی شدت دیکھو ۔ آج کس طور سے ہوا ہے دل بیمار سحر
روز دو چار سے گل نظر آتے ہیں تبسم ۔ جاتے ہیں ہم جو کبھی تا شب گلزار سحر

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے کافر تیز رو تلاش میں شاہزادہ غضنفر کی اس مقام پر آیا اور ان سب کو اسی مقام پر چھوڑ کے واپس گیا جا کے سامان ابر بار سے اطلاع کی یہ خبر سنکر سامان ابر باد فوراً سوار ہوئی چند جادوگرنیوں کو ساتھ لیکر طرف قریب کے چلی ایک پہاڑ پر کہ ٹھہری غضنفر اترے ہوئے ہیں کیا ایک لشکر میں جلسہ ہے شاہزادہ غضنفر نے ہمارے تیز رو عیار سے کہا کہ ارے دیکھ تو یہ کیا ہنگامہ ہے عیار گیا اور پلٹ کر آیا عرض کی کہ حضور کے لشکر پر آگ برس رہی ہے غضنفر نے فوراً برق ترکی بجایا لشکر میں جو رہا تھا آواز برق کی سنکر دوڑتا ہوا آیا شاہزادہ غضنفر نے اسکو ساتھ لیا اور جلدی سے اسپر سوار ہوئے تیغ روئین شگاف ہاتھ میں لیا دیکھا کہ شعلے اُدھر کے طرف سے آتے ہیں اُسی سمت چلے لیکن برقان برق وش نے خبر سنی کہ لشکر پر آگ برس رہی ہے شاہزادہ غضنفر سوار ہوکر گئے برقان برق وش اپنے مقام سے اُٹھی چمک کر بلند ہوئی آسمان سے دیکھا کہ ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہے فوراً برق چمکائی کئی کنیزوں کے سر اُڑ گئے سامان ابر بار نے سر اُٹھا کر دیکھا برقان برق وش کو پہچانا اپنے مقام سے اُٹھی سر ہلا کر زمین پر دو ہاتھ مارا کہ برقان برق وش زمین پر گر کے تڑپنے لگی سامان ابر بار نے فوراً چند دانے ماش کے پھینکے کہ برقان بیہوش ہوگئی

اتو اسنے شقل آتش کو پھینک مارا قزاق غل مچا رہے ہیں غضنفر نے جو پلٹ کر دیکھا ایک دریائے آتش لشکر پر جاتا ہے گھوڑے کو جھکا کر زیر کوہ پہونچے گھوڑے سے اترے گھاٹیوں کو پہاڑ کی طے کر کے پہاڑ پر آئے سامان ابر بہار کی نگاہ پڑی کہ ایک آفتاب سامنے طالع ہوا ایک جوان خجستہ اطوار بہادر و جرار زرہ زیب جسم تیغہ برق تاب ہاتھ میں خود سر پر ڈھلکا ہوا پیچوں کے بل اکڑتا ہوا آتا ہے تیغہ ہلاتا ہوا سپر پشت پر صاف ثابت ہوتا ہے کہ قرص قمر ہے تیغہ برق مثال گویا ہلال بدر کے پہلو میں آنکھیں بعینہ دیدۂ غزال سحر چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری آتش رخسار پہ سبزے کی نمود ہے بلکہ آتش رخسار بے دود ہے قدرت رب ودود ہے سراپا خوب معشوق مرغوب سامان ابر بہار نے جو جہان آرائے شاہزادہ غضنفر کو دیکھا بیتاب ہو گئی پکار اٹھی کہ اے شیر بیشۂ جرأت و اے یکہ تاز میدان جلالت تشریف لائیے سرفراز کیجیے کنیز کی آپ کو دیکھ کر عجب کیفیت ہے اصل میں یہ صورت ہے

نظم

کیوں دکھائی اے فلک بے یار صبح
ہے شفق سے مجھ پہ آتش بار صبح

یاں کسی خورشید رو کی یاد میں
ہوتی ہے ہر رات سو سو بار صبح

زلف کو رخسار سے ہوتا ہے ربط
کیوں شب فرقت سے ہے بیزار صبح

کھینچ کر فرقت میں تیغ آفتاب
ہے ہماری جان کو خونخوار صبح

وصل کا سامان ہے آج اے فلک
شام سے کر دیجیو تیار صبح

حسن کا عالم بھی کیا عالم ہے واہ
زلف جاناں شام ہے رخسار صبح

سینہ پر داغ چاک سینہ ہیں
ہے وصال یار میں گلزار صبح

وصل میں تنہا صبح سے بیزار ہیں
ہجر کی شب مجھ سے ہے بیزار صبح

قہر ہو گر شعلہ پر زر ترا
دیکھ پائے اے پری رخسار صبح

چاک کرتی ہے گریباں دیکھ کر
کارچوبی سہرے کی دستار صبح

شام کیا ہو تیرے گھر میں یار ہائے
نور سے ہے سایۂ دیوار صبح

وصل میں حاضر تو غائب ہجر میں
دیکھی ہے ہر شب نیا آزار صبح

ہے بیان کسکو شب فرقت مین ہوش ہوچکی ہینگی ہزارون بار صبح
وصل کی شب کب ہوئی ہمکو نصیب شام کو کرتا ہے نور یار صبح
ہے دعا اے خالق لیل و نہار ہو یہ شام کاکل دلدار صبح

شاہزادہ غضنفر نے جواب دیا کہ او ملعونہ کیا بکتی ہے زبان اپنی بند کر مین تیرے قتل کو آیا ہون
تو نے خوب آگ برسائی اب حال معلوم ہوگا مین غضنفر بن اسد بن کرب غازی ہون سامان نے
اپنے دل مین یہ سمجھی کہ اس جوان کے ہاتھ مین تلوار ہے جری و بہادر و صف شکن ہے اسی واسطے
مین چلا آیا بلائین لیتی ہوئی اٹھی چاہا کہ شاہزادے کا ہاتھ پکڑ لون لاکر اپنے پاس بٹھاؤن
شاہزادہ غضنفر نے تلوار کھینچی سامان ابر بار نے سحر کیا کہ تلوار اسکے ہاتھ سے گر پڑے
غضنفر بن اسد نے تیغہ جو مارا ہاتھ پر سامان ابر بار کے پڑا کہ ہاتھ اسکا کٹ کر گرا خون کا
پرنالہ بہنے لگا سامان نے ایک چیخ ماری کہا کہ ارے موئے منڈچی کاٹے تو نے یہ کیا غضب
کیا اب بھلا کیا مین تجکو زندہ چھوڑونگی یہ سنکر شاہزادہ غضنفر نے کہا کہ تو اپنی جان کی خیر منا
ابھی ہاتھ مین تجکو قتل کرونگا اب تو سامان ابر بار نے ظاہر مین سحر کیا اور ہاتھ سے دائرہ
کھینچا کہ گرد غضنفر کے تصدق ہوکر گرے سامان نے آواز دی کہ او جوان تو
نے مجھے سکھ دیا ہے شاہزادہ غضنفر نے کہا کہ او ملعونہ کیا سحر میرے پاس تحفہ
زمانہ ہین اسی وجہ سے مین تجھے قتل کرنے آیا ہون بے قتل کیے تجھے نہ چھوڑونگا یہ سنکر
سامان نے پھر سحر کیا ایک گولہ جھولی مین سے نکال کر مارا غضنفر نے فوراً ہاتھ ہلا دیا
انگشتر مہر و ماہ چمکی گولہ سامان کا پھٹ کر گرا اب تو سامان جھلائی کہا کہ کیون او ظالم
تو نے میرا ہاتھ کاٹا اس سحر کو برطرف کیا کہ جس سحر کا مثل و نظیر نہ تھا دیکھ مین تجکو ابھی
جہنم پہنچاتی ہون یہ کہکے زمین پر گری غلطک ماری ایک شیر ببر کی شکل بنکر
شاہزادہ غضنفر پر دوڑ کر آیا غضنفر بن اسد جلال ان آنکھون سے کیا قہر سے ڈرتا
تیغہ زرہ برید شگاف کا مارا کہ سر شیر کا اڑ گیا سر کے گرتے ہی اس صحرا مین اندھیرا ہو گیا
برقباری و سنگباری ہوئی آواز آئی کشتی ہوا نام میرا سامان ابر بار تو شاہزادہ
نے سامان ابر بار کو مارا کیہ قالب کو اٹھایا پہاڑ سے اپنے لشکر مین تشریف لاے

آگ برسنا موقوف ہوئی کافور تیز رو واسطے خبر کے حاضر تھا سب واقعہ اپنی نظر سے دیکھا
خبر لیکر بھاگا خدمت میں ہفت پیکر کی آیا بعد دعا کے عرض کی کہ یا خداوند ہفت پیکر ایک
ساحرہ نے جاکر آگ برسائی لشکر غضنفر میں تہلکہ پڑا سب قزاق غل مچانے لگے غضنفر خود
پہاڑ پر گئے اور جاکر اُس ساحرہ سے مقابلہ کیا آخر کو اُس ساحرہ کو مارا اب قزاقوں کو اطمینان
ہے ہفت پیکر نے چہار جانب دیکھ کر آواز دی کہ اس سال تقدیریں برگشتہ ہوئی ہیں
جو تقدیر کی برخلاف پڑی اُسی طرح اس ساحرہ کی بھی بیٹھے بیٹھے قضا آئی یہ ذکر تھا کہ
مینوش جادو اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھی کہ یا خداوند وہ ساحرہ بالکل بیوقوف تھی
اُسنے اپنے کو ظاہر کر دیا اسی وجہ سے قتل ہوئی ان لوگوں پر یوں سحر کرے کہ مخفی رہے
دم بھر میں لشکر کو تباہ کر دے میں ابھی جاتی ہوں اور جاکر لشکر کو تباہ و برباد کیے دیتی ہوں
دیکھوں تو مجکو کون قتل کرسکتا ہے یہ کہکے مینوش جادو اپنے مقام سے اُٹھی تلاش
میں شاہزادہ غضنفر کی چلی ایک درہ کوہ میں آکر ٹھہری قضا سے کار جہتر ہمائے تیز رفتار
عیار غضنفر نامدار واسطے بالا دوی کے نکلا ہے مینوش جادو نے جو ہمائے تیز رفتار
کو دیکھا جی میں کہا کہ اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں اپنے دل میں یہ سوچ کر کہ
ہمائے تیز رفتار پر سحر کیا ہمائے تیز رفتار کے پانوں کانپے ہمائے تیز رفتار حیران
ہوگیا کہ یہ کیا ماجرا ہے پانوں پر کیوں زوال آیا چلتے چلتے پانوں کیوں کانپے یہ معرکہ
دیکھکر ٹھہر گیا چہار جانب غور و فکر کرکے دیکھنے لگا کچھ نہ معلوم ہوا پھر جدھر جاتا تھا
اُسی جانب چلا مینوش جادو نے جب دیکھا کہ ہمائے تیز رفتار نے ہوشیار ہوکے
چہار جانب دیکھا اور پھر اُسی طرف چلا یہ سوچ کر اُسپے پھر سحر کیا ہمائے تیز رفتار گر کے
بیہوش ہوگیا ہما کے بیہوش ہوتے ہی مینوش جادو درہ کوہ سے نکلی کھینچ کر عیار کو درہ
میں لائی درہ کوہ میں لاکر ہمائے تیز رفتار کو ڈال دیا آپ ہما کی صورت بنکر باہر نکلی طرف لشکر
غضنفر کے چلی ہنوز برق فرنگی واسطے سیر کے جنگل میں آیا تھا پھرتا پھرتا اسطرف آنکلا ایک ساحرہ
کو درہ کوہ سے نکلتے دیکھا جب مینوش جادو آگے بڑھ گئی تو برق فرنگی جھپٹ کر قریب
درہ کوہ کے آیا درہ میں آکے دیکھا کہ عیار غضنفر یعنی ہمائے تیز رفتار بیہوش پڑا ہے

برق فرنگی نے چاہا کہ ہمارے تیز رفتار کو ہوشیار کرون پانی چھڑکا پانون پکڑ کے ہلایا ہمارا
ہرگز ہوشیار نہ ہوا برق فرنگی جی مین کہتا ہی کہ ای برق یہ سحر کہ سحر ہی معلوم ہوتا ہی کہ سحر مین
اُس ساحرہ کے مبتلا ہی اسی وجہ سے ہوشیار نہین ہوتا اس سوچ مین برق فرنگی باہر درے
کے نکلا حیران و پریشان کھڑا ہی کہ کیا کرون کیونکر اسکو ہوشیار کرون اب یہ ساحرہ ہمارے تیز رفتار
کی شکل بن جائیگی شاہزادہ غضنفر کو گرفتار کریگی بڑا غضب ہو جائیگا مین کیا تدبیر کرون اگر
ہمارا داروے بیہوشی سے بیہوش ہوتا تو ضرور ہوشیار ہو جاتا یہی ساحرہ بیہوش کر گئی ہی
اب اسکو اگر چھوڑ کے چلا جاتا ہون تو اُستاد کو کیا جواب دونگا وہ نہایت ہی آزردہ ہونگے
اور کہین گے کہ ای برق تو میرے فرزند کو اس حالت مین تنہا چھوڑ کے چلا آیا اور کوئی
تدبیر نہ کی اس سوچ مین حیران کھڑا ہی قضاے کار برقان برق وش واسطے تفریح کے
نکلی ہی آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی ہی اُسنے آسمان پر سے دیکھا کہ ہمارے تیز رفتار بیہوش
پڑا ہی اور برق فرنگی حیران چہار جانب دیکھ رہا ہی برقان برق وش آسمان
سے فوراً اُتر آئی پکار کر آواز دی کہ کیون جھتروالا گھر خیر تو ہی برق فرنگی نے کہا کہ اے
برقان برق وش تم خوب وقت پر آگئین دیکھو ہمارے بھائی کو ایک ساحرہ بیہوش
کر کے ڈال گئی ہی ہم شاہزادے کسی طرح ہوشیار نہین ہوتے معلوم ہوتا ہی اُسنے
شہزادے پر سحر کیا ہی یہ سنکر برقان برق وش نے ہمارے تیز رفتار کے سینے پر
ہاتھ رکھا اور کچھ مٹی وہانکی اُٹھا کر سونگھی اُنگلی اپنی تراش کر لہو کا چھینٹا ہمارے تیز رفتار
پر مارا ہمارے تیز رفتار فوراً اُٹھ بیٹھا برق فرنگی و برقان برق وش کو دیکھ کر پوچھا
کہ آپ لوگ یہان کیونکر آگئے برق فرنگی و برقان برق وش نے اپنا اپنا حال کہا
ہمارے تیز رفتار نے بھی اپنا حال بیان کیا کہ راہ مین جاتے جاتے میرے پانون کو
تکلیف ہوئی اور تمام جسم مین رعشہ پڑ گیا بعد اُسکے بیہوش ہو کے گر پڑا برق فرنگی نے
کہا کہ وہ ساحرہ تھی جسنے تمکو بیہوش کیا وہ اپنی صورت بدلتی ہوئی گئی ہی یقین ہی کہ تمھارے
آقا کی فکر مین گئی ہو وہان جا کر آفت برپا کریگی ہمارے تیز رفتار نے کہا کہ مین جا کے
اُسکی گردن لیتا ہون برقان برق وش نے کہا کہ ای بہتر ہے ... ے تیز رفتار تم تامل کرو

مین ابھی جاکر کڑک کر گرتی ہون اُسکے دو ٹکڑے کرتی ہون ہماے تیز رفتار نے کہا کہ
ای ملکہ برقان برق وش اُسنے میرے ساتھ عیاری کی ہی عیاری ہی سے جواب دینا
چاہیے یہ کہکر ہماے تیز رفتار نے برق فرنگی و برقان برق وش کو رخصت کیا آپ جھپٹ کر
طرف لشکر غضنفر کے چلا یہان غضنفر بیٹھے ہین سامان عیش و نشاط مہیا ہی ایک
نازنین قمر پیکر سامنے غضنفر کے بیٹھی یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

نازو دینی بڑھانا ای نگار اچھا نہین
آئینے کو دیکھنا لیل و نہار اچھا نہین

نامہ بر ہی جو را ای عالی وقار اچھا نہین
جو کبوتر ہو پلا اُسکا شکار اچھا نہین

روز جانا باغ مین ای گلعذار اچھا نہین
نرگسین پر بین سے کرنا آنکھ چار اچھا نہین

ناز سے ٹھوکر لگا کر یہ کہا اُس شوخ نے
رہ مین ہو بنیاد عاشق کا مزار اچھا نہین

مین ہوا جاتا ہون دزدیدہ نگاہون سے ہلاک
کھیلنا پردے مین ہی ظالم شکار اچھا نہین

سو رہا ہی بیخبر گلشن مین میرا گلبدن
غل مچانا شور کرنا ای ہزار اچھا نہین

ہوگی بدنامی کہین گے عاشق پروانہ ہی
بزم مین ای شمع ہونا اشکبار اچھا نہین

کون قیمت یوسف دل کی لگاتے مصر مین
آپ جب منھ سے کہین یہ زینہار اچھا نہین

ضبط کہتا ہی نہ تڑپو گو ہو جا بیکلی شوق
حشر برپا ہوگا ہونا بیقرار اچھا نہین

تھا دل آفاق جیب کی داد دیتا ہی ضرور
روندنا تربت کسی کی شہسوار اچھا نہین

دیکے ٹھوکر نا نہ سے کہتے ہین وہ ہشیار ہو
بیخبر سونا تہ خاک مزار اچھا نہین

کیجے آنا و مین انجام پر ای جان نظر
فیصلہ ہونا مرا روز شمار اچھا نہین

آئینے مین جب کی صورت سم گئی اندھا ہوا
دل مین رکھنا ای پری پیکر غبار اچھا نہین

ہو نکلے جاتے وقت دیوانے کی میری بیقرار
تیرا آنا ای پری سوے مزار اچھا نہین

گردش تقدیر کیا کم ہی ستانے کے لیئے
بل کی لینا جیسے تیرا زلف یار اچھا نہین

دل تری آواز سے ہلتا ہی گلچین کا بہت
لوٹنا گلشن مین تیرا ای ہزار اچھا نہین

غضنفر نے دیکھا کہ ہماے تیز رفتار دوڑا ہوا آتا ہی غضنفر نے پوچھا کہ کیون رفیق
شفیق خیر تو ہی ملیندوش جادوگر آئی تھی سحر کرنا چاہتی ہی کو یہ عیاری سے نالہ بول اُٹھی کہ

ری شہریار مین نے سُنا ہی ساحرون نے سحر کرکے تحفے آپکے بدل لیے ذرا مین انگشتر سلیمان
شاہزادہ غضنفر تعلیم کردہ خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری ہون یہ بھلا کب فریب مین آسکتے ہین کہا کہ
ری عیار طرار انگشتر تو میرے پاس موجود ہی تیغہ رویین شگاف بھی میرے قبضے مین ہی کوئی
ساحر بھی میرے پاس نہین آیا تم اس وقت گھبرائے ہوے کیون ہو مینوش نے کہا کہ
مین لشکر کفار مین واسطے خبر کے گیا تھا وہان ساحرون کی زبان سے سُنا یہ ذکر تھا کہ ہما
تیز رفتار آکر پہونچا شاہزادہ غضنفر نے دیکھا میر عیار آتا ہی یا یہ کوئی مکار ہی یا وہ کوئی
مکار ہی کہا بھائی ذرا بیٹھ جاؤ مین تمھین انگشتر دیتا ہون مینوس جادو فوراً بیٹھ گئی ہما
تیز رفتار تو نہایت تیز و طرار ہی جھپٹ کر پُشت پر مینوش جادو کی آیا وہ دو حلقے کمند کے
مارے مینوش جادو تڑپی کہ حلقہ ہاے کمند کھل گئے سمجھی کہ غضنفر پر سحر تاثیر نکریگا
ہماے تیز رفتار کی کمر مین پنجہ دیکے لے اُڑی اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم مینوش جادو
غضنفر تیر و کمان سنبھال کر اُٹھے لیس ہوکر تیر مارا مگر مینوش جادو قندیل فلک ہو چکی
تھی تیر اس تک نہ پہونچا شاہزادہ غضنفر تڑپ کر رہگئے فرمایا تحفہ جات تو بچے مگر میرا
رفیق شفیق لیے جاتی ہی رفقا جو سامنے بیٹھے تھے اُن سب سے فرمایا کہ قزاقون کو تیار
کرو مین بارگاہ ہفت پیکر مین گھس جاؤنگا قزاق کمر بندی کرنے لگے مگر مینوش جادو
اُڑی ہوئی جاتی ہی اُدھر سے برقان برق وش آتی تھی اُسنے آسمان سے دیکھا کہ
ایک ساحرہ ہماے تیز رفتار کو پنجے مین دبائے ہوے لیے جاتی ہی برق بنکر کڑکی
تڑپ کر مینوش جادو پر گری مینوش کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا ہوگیا آندھی سیاہ
چلی برفباری و سنگباری ہوئی آواز آئی کہ کُشتی مرا نام من مینوس جادو بود اسی اندھیر
مین ہماے تیز رفتار پنجے سے مینوس کے چھوٹا برقان برق وش نے فوراً ہماے
تیز رفتار کو روکا زمین پر آئی ہماے تیز رفتار متوج ہوا سے بیہوش ہوگیا تھا اب جو
آنکھ کھلی دیکھا کہ لاشہ مینوش جادو کا پڑا ہی برقان برق وش مجکو سنبھال رہی ہی ہما
نے برقان برق وش سے پوچھا برقان نے سب حال بیان کیا کہ تمکو یہ ساحرہ لیے ہوے
جاتی تھی مین نے اسکو مارا آپس مین باتین کرتے ہوے چلے کہ یوق ترکی کی آواز آئی ہما

و برقان برق وش نے دیکھا کہ شاہزادۂ غضنفر گھوڑا جمکاتے ہوے آتے ہین برون پر پل پڑے ہوے تیغۂ رویین شگاف کھینچے ہوے ہماے تیز رفتار و برقان برق وش کو دیکھ کر ٹھہر گئے ہماے تیز رفتار نے سب کیفیت بیان کی شاہزادۂ غضنفر نے اپنے ہماے تیز رفتار کو ساتھ لیا ایک قریے مین آکر اُترے قراقون مین وہی چہل پہل ہونے لگی دائرے بجنے لگے کسبیان آکے موجود ہوئین سازندون نے ساز درست کیے سبھون سے ایک نازنین یہ غزل عاشقانہ بتا بتا کر گانے لگی

نظم

اِس طرف سینۂ پر عاشق مضطر نکلا / لیکے شمشیر اُدھر گھر سے ستمگر نکلا

تمنے شرما کے مجھے بوسۂ عارض نہ دیا / دل کا ارمان نہ کچھ وصل مین دلبر نکلا

صفِ عشاق نہ کیون درہم و برہم ہو جائے / میان سے یار کا اسوقت ہی خنجر نکلا

ابر مین ماہ نے منھ اپنا چھپایا جاکر / چاندنی رات مین جب وہ مہِ انور نکلا

بلبلِ روح کو کیا ہو قفسِ تن مین قرار / باغ کی سیر کو ہر شاخِ گلِ تر نکلا

دست و پا ماہ جبینون نے نکالے ہین بہت / پر زمانے مین نہ تیرا کوئی ہمسر نکلا

روشِ باغ پہ جس وقت چلا وہ تن کے / اسکے قامت کے مقابل نہ صنوبر نکلا

جس طرف شدتِ وحشت مین ہوا اپنا گذر / لیکے ہر طفل مرے واسطے پتھر نکلا

نوکِ مژگان کا ہون بسمل نہ مین تڑپون کیونکر / پار ہے اپنی رگِ جان کے نشتر نکلا

کیون گدائی نہ کرے عاشق شیدا تیرا / دولتِ حسن سے تو تو شہ ہے توانگر نکلا

رنگ بیمار عجب نظر آتا ہے خدا خیر کرے / گھر سے قاتل ہے مرا او بھی بنکر نکلا

استخوان جلتے ہین ہوتا ہے سراسر تاب / آہ جب مین نے کی شعلہ بھی برابر نکلا

شمع رو سے تپِ فرقت سے جلایا عیش / دلِ پروانہ کا ارمان ہے جل کر نکلا

شاہزادۂ غضنفر بیٹھے ہوے گانا سن رہے ہین وہان ہرکارون نے جاکر یہ خبر ہفت پیکر کو پہونچائی کہ مینوش جادو نے جاکر بڑی کد و کوشش کی کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا آخر کو وہ ہاتھ سے برقان برق وش کے قتل ہوگئی ہفت پیکر نے کہا کہ یارو کیا غضب کی بات ہے مسلمان تقدیر قدرت کو پلٹ دیتے ہین ہفت پیکر نے یہ کلمہ کہا دو بہنین بیٹھی ہین کہ نسیم و شمیم انکا نام

نہایت حسین و جمیل ہین یہ کہکر اُٹھین کہ یا خداوند ہم جا کر غضنفر کو لاتے ہین عیاری بھی کرتی
اور مصروف سحر بھی ہون پہلے تختہ حیات چھین لین پھر گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے ہفت پیکر نے
کہا اری نسیم و شمیم جسقدر رہا ہو فوج کو تمھاری رائے پر یہ لڑائی موقوف ہے دونون بہنون نے باہر
نکلکر چالیس ہزار فوج کو ساتھ لیا طرف غضنفر کے چلین صحرا مین آکر بیس کوس کا میدان لشکر
غضنفر سے الگ چھوڑا صحراے سبزہ زار تھا وہان بارگاہ استادہ کرائی شمیم کہ زیادہ خوبصورت
ہے شام کو اُسنے نسیم سے کہا بوا مین جاتی ہون لشکر غضنفر کو دیکھ آؤن کوئی سحر بھی کر دونگی کہ
آپسمین لڑین بھائی کو بھائی قتل کرے بیٹے کو باپ قتل کرے باپ کو بیٹا مارے اگر صبح کو
غضنفر آوین تو سب اُن پر یلوہ کرین نسیم نے کہا بوا شمیم سمجھکر جانا قریب نہ چلی جانا مشہور ہے
کہ اُس شخص پر سحر تاثیر نہین کرتا تیغہ روئین شگاف اُسکے قبضے مین ہے انگشتر مہر و ماہ ہاتھ مین نسیم
نے شمیم کو بہت کچھ سمجھایا شمیم نے کہا بوا مین تم سے زیادہ سمجھتی ہون مین سحر کا رنگ جماکر چلی آؤنگی
پاس جانے کی کیا ضرورت ہے یہ کہکے طاؤس پر سوار ہوئی آتے آتے قریب لشکر غضنفر ایک پہاڑ
تھا کہ اُسکے دامنے مین لشکر غضنفر اُترا ہے اُسی پہاڑ پر آکر شمیم ٹھہری قضاے کار غضنفر
براے سیر لشکر گھوڑے پر سوار طرف صحرا کے جاتے ہین شمیم کی نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان
کمسن آفتاب جمال خورشید مثال ہے ہر چند کہ ابھی سبزہ بھی آغاز نہین ہوا مگر موچھون پر تاؤ
پھیر رہے ہین شمیم نے دیکھا پشت مرکب باد رفتار پر اس طرح سوار ہین کہ جیسے انگوٹھی مین
نگ رکھا جاتا ہے خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب کے روشن کیا ہے مرکب صبا دم یہ بھی غیرت
خیال ہے کہ ہمقدم صحرا ہے تیر و کمان ہاتھ مین ہے جہان کوئی طائر بولا اُسکو تیر مار دیا اگر طائر تیر کھا کر
بھاگا تو تعاقب نہین کرتے اس خوبصورتی سے جو غضنفر کو دیکھا بیقرار ہو گئی دل سے کہنے لگی
یہ کیا غضب ہوا مین تو اس شخص کو گرفتار کرنے آئی تھی خود مصیبت مین گرفتار ہوئی دیکھو اب
اسکا انجام کیا ہو آخر بے اختیاری مین یہ اشعار عاشقانہ مصنفہ قمر زبان سے نکل گئے نظم

دربدر خاک بسر ہو گئے رسوا ہو کر — کیسے برباد ہوئے آپ کے شیدا ہو کر
آئیے آپ جو ہم خاک نشینون کی طرف — عرش بن جائین ابھی [illegible] ہو کر
چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے قمر — گھٹنے لگتا ہے مہ چاردہ پورا ہو کر

| | |
|---|---|
| بحر عالم مین پستی و بلندی ہی عیان | کشتی عمر بھی ڈوبی تہ و بالا ہوکر |
| لیلی خانہ نشین سے یہ کوئی جاکے کہے | نجد مین قیس تڑپتا ہے اکیلا ہوکر |
| گالیان کوسنے دیتا ہی قمر کو کیا تو | آج جو جو کہ ترے دل مین ارادا ہوکر |

یقین تھا لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوجاے مگر اپنے کو بمشکل سنبھالا چاہتی تھی کہ پہاڑ سے
کود پڑون پھر دل کو سمجھایا کہ جان دینے سے کیا نفع ہوگا ایسا نہو کہ بوا کو خبر ہوجاے
آئی تھی انکو قتل کرنے خود ذبح ہوگئی یہان غضنفر تھوڑی دیر اس صحرا مین ٹھہرے گھوڑا
چمکایا کیے پلٹ کر اپنے لشکر مین گیے شمیم کی ذرا نگاہ پھری تھی کہ اس شیر کو بیشہ صحرا مین نہ پایا
گھبرا کے طاؤس پر سوار ہوئی چاہتی ہی اپنے لشکر مین جاؤن یاد زلف چلیپا نے گویا پاؤن مین زنجیر
ڈالی ہی زمین پاؤن پکڑتی ہی کہ یہان سے نہ ہٹو یہین ٹھہری رہو کچھ دیر تک حضرت عشق سے
اور عقل سے بحث ہوئی مجبور سر نگون غم سے کلیجہ خون پلٹ کر طرف اپنے لشکر کے چلی نسیم گھبرا رہی
تھی کہ دیکھا ملکہ شمیم آتی ہین خیال کرکے صورت شمیم کو دیکھا چہرے پر ہوائیان اڑ رہی ہین
چپ خاموش کچھ کہہ تو سکتین نہین وہ پیاری پیاری صورت آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے
آنکھون مین آنسو بھرے ہوے نسیم نے پوچھا کیون بوا شمیم خیر تو ہی شمیم نے کہا بہن کیا کہتی ہو
کسواسطے گئے تھے کیا ہوا نسیم نے کہا بوا کیا ہوا شمیم نے قصد کیا تھا کہ بیان کرون حضرت عشق
نے منع کیا کہ اری بیوقوف یہ راز محبت ہی اسکو چھپاؤ اظہار نہ کرو شمیم نے کہا بوا کچھ بھی نہین آج
جو مین نے جا کر پہاڑ سے دیکھا تو غضنفر لشکر مین نہ تھا فراق کا بجا رہے تھے مین کس طرح گئی تھی
مگر خبر بھی نہ کرنے پائی ناچار ہو کے پلٹ آئی نسیم نے کہا بوا تم کچھ اور کہتی تھین مگر پلٹ پڑیا
آئینہ لیکر صورت تو دیکھو کیا حال ہو رہا ہی شمیم نے کہا بوا رات کا سناٹا کہین سے شیر کی آواز
آتی تھی کہین بھیڑیے پھر رہے تھے بس سے دل ہٹا کچھ خوف بھی آیا آخر پلٹ آئی یہی حیرانی کا باعث
ہی نسیم نے کہا بوا بیٹھو اب زیادہ باتین نہ بناؤ مجکو تمھاری باتون سے ملال ہوتا ہی اور کبھی کچھ
خیال ہوتا ہی مگر کہہ نہین سکتی شمیم نے کہا بوا زیادہ نہ کہو دم بدم پریشانی پر پریشانی نہ کہو مجکو ناگوار
ہوتا ہی یہ کہکر چھپا کر اٹھی منھ لپیٹ کر پلنگ پر پڑ رہی نسیم نے ہر چند شگفتہ کیا کھانے کو کہا مگر شمیم
نے کچھ ایسا جواب دیا کہ بوا زیادہ نہ پوچھو مجھے ملال ہوتا ہی نسیم نے کہا بوا ہم بہتری کو پوچھتے ہین تمھین

اسقدر خیال ہی کہ بات کو چھپاتی ہو صاف صاف نہین بتاتی ہو شمیم نے کچھ جواب دیا ڈلائی
سے منہ چھپا لیا نسیم بھی ایک کونے مین پڑ رہی رات بھر شمیم نے تڑپ تڑپ کے کاٹی جیب گریبان
سحر چاک ہوا کنیزین آفتابہ لیکر آئین شمیم نے کہا ہم منہہ نہ دھوئینگے زندگی سے ہاتھ دھوئے
ہوے ہین نسیم نے سُنا کہ یہ منہہ نہین دھوتین ٹہلتی ہوئی قریب آئی کہا بوا شمیم کل سے تم
جب سے پلٹ کر آئین بے لطف ہو رہی ہو شب کو خاصہ بھی نہین نوش کیا کچھ تو بتا [illegible]
کہ یہ باعث کیا ہی ہمسے کچھ اظہار نہین کرتین قدرت نے جو کام سپرد کیا ہی اسکی فکر بھی ضرور ہی تم تو
آرام کرو مین جاتی ہون جا کر سحر لیکر آؤن آپس مین مقابلہ شروع ہو جائے اور ایسے فوج والے
بدمزاج ہون کہ افسر کو ستائین افسر کو بھی مشکل پڑے شمیم یہ سنکر اٹھ بیٹھی کہا بوا تم بیٹھو ہم
وقت پر جائینگے تمھارا جانا بہتر نہین نسیم نے کہا کار سرکاری کو آئے ہین ہم بے فکر کیونکر [illegible]
ہر وقت یہی فکر ہی کہ کوئی کام کرین ہر بار سے خفیہ نویس آتے ہونگے قدرت کو پرچہ لکھین کہ [illegible]
خداوند نے یہ کام کیا ہم یہان اسطرح ٹھہرنے کو نہین آتے ہین جیسے تم کل گئی تھین اگر سحر اپنا
قائم کر آتین تو آج ضرور ظہور ہوتا شمیم نے کہا بوا تامل کرو ایک لمحہ بھر مین آفت برپا کر دینگے
تمکو یہ منظور ہی کہ دشمنون کو غضنفر کے آزار پہونچے وہ صاحبقران اعظم کا نواسا ہی ایسا پریشان
کہ صحرا مین اترا ہی کسی ملک پر اسنے قبضہ نہین کیا دیہات و قریات مین مقام کیا قدرت اتنی
کیون خفا ہین طلسم کشا کی فکر کرین جتنی لڑائیان ہوئین ہر لڑائی مین شکست حاصل ہوئی اُنکا
انتظام کرین تحفہ جات طلسم کشا سے چھین لین علاوہ لوح کے تحفہ جات کیسے موجود ہین مشکل [illegible]
کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر ان چیزون کے نکالنے کی فکر کرین [illegible]
قبضے مین آئین اس بیچارے غریب صحرا نورد کے ستانے سے کیا فائدہ ہوگا نسیم نے کہا بوا شمیم
تمھاری باتون سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ غضنفر کی طرفداری کرتی ہو نام کس اعزاز و اکرام سے لیتی ہو
ہمکو خوف آتا ہی بس اب ہم ضرور جائینگے شمیم نے کہا بوا ہم تو تمھین نہ جانے دینگے یہ ضرور
قدرت نے ہمارے سپرد کیا ہی نسیم نے کہا بوا کیا کروگی شمیم نے کہا اگر وہان جاؤگی اور لشکر کا
اُنکے نقصان کروگی تو ہم ضرور روکین گے نسیم نے کہا مین تو ضرور جاؤنگی شاید ایسا ہو کہ قدرت
خفا ہون فرمائین کہ یہان سے تو اس زور و شور سے گئین جنگل مین جا کر آرام لینا شمیم نے کہا تم

جھلا کر کہا ہو اتم پلٹ جاؤ جا کر قدرت سے کہو کہ کچھ انتظام کرین مین صاف کہتی ہون کہ غضنفر
کے مٹانے مین کوشش نہ کرو ورنہ باعث خرابی ہو گا نسیم نے جھولی پر ہاتھ ڈالا شمیم اٹھ بیٹھی
کھڑی ہو گئی کہا ہو انسیم سحر کرو گی تو بہت پچتاؤ گی چند کنیزین جو کھڑی تھین ایک کے منھ سے
نکلا کہ بی شمیم تمھاری باتون سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ غضنفر کی طرفدار ہو شمیم نے بڑھ کر ایک
طمانچہ مارا کہ سر کنیز کا اڑ گیا نسیم کے منھ سے نکلا کہ ہوا تم نے کنیز کو میری مار ڈالا اسنے کیا خطا
کی تھی یہی کہا کہ غضنفر کی طرفدار معلوم ہوتی ہو اسپر تمنے اسکو طمانچہ مار دیا تو مین بھی یہی
کہتی ہون کہ تم غضنفر کی طرفداری کرتی ہو شمیم نے کہا ہو ا اگر تم یہ کہتی ہو تو مین تم سے لڑونگی
نسیم نے پھر جھولی پر ہاتھ ڈالا شمیم نے گولہ مار دیا نسیم نے اپنے کو بچایا بچا کے دوسرا سحر کیا
کنیزون مین بلوہ ہو گیا جنگل مین سحر ہونے لگا درخت جلجل کے گرنے لگے صحرا مین ہنگامہ گرم ہوگا
جب دو چار سحر آپس مین رد و قدح ہوے شمیم نے جھولی سے کارد نکالی اسپر اسم سحر پڑھا انگلی
کاٹ کر خون اسپر ڈالا یا سامری کہکر نسیم پر پھینک ماری نسیم نے ہر چند اپنے کو بچایا نہ بچ سکی
چھری آنکر سینے پر پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری لشکر مین کئی ہزار ساحر مر کر گرے کئی ہزار
جانبین کے کشتہ ہوے شمیم نے اشارہ کیا لاشہ اسکا جنگل مین پھینکا دو جسکو اسکا مرنا ناگوار
ہوا ہو ہمارے لشکر سے نکل جاے سب افسرون نے جو شمیم کو غصے مین پایا کہ حقیقی بہن کو مار ڈالا
سب نے کھڑے عرض کی جیسے ہم انکے تابعدار ویسے حضور کے تابعدار شمیم نے کہا ہم حکم عام دیتے ہین
کہ ہمارے لشکر کا کوئی جا کر ہفت پیکر سے خبر نہ کرے جو مناسب جانینگے وہ کرینگے سبنے کہا حضور یہی
ہوگا مگر ہر کارے جو لشکر ہفت پیکر کے حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے دربار مین ہفت پیکر بیٹھا ہے
تدبیرین کر رہا ہی جادوگر جمع ہین صلاحین ہو رہی ہین ہفت پیکر کہتا ہی کہ یارو مین خیال سکندری
مین چلا جاتا مگر وہ حکیم قارورہ دیکھنے والا بہت مغرور ہی چاہتا ہی کہ مین سجدہ کرون طریقہ اسکا خراب
ہی مین ساتون پہاڑ پھلوا دینا دکھلاتا تھا اسنے ایک قصر کا انتظام کیا ہو لاش سکندر کو گلنے نہین دیا
اگر قدرت کو منظور ہو تو سو برس کا مردہ قبر سے نکل آئے اور پھر زندہ رہے سب کچھ ہے مین بجا ارشاد
ہوتا ہی مگر طلسم خیال سکندری مین بڑے بڑے ساحر جمع ہین اور بڑے بڑے پہلوان جنکو اپنی جرات پہ
ناز ہی صاحبقران کے یہان کوئی ایسا پہلوان نہین جسوقت وہ قصد کرینگے تو لشکر صاحبقران نا

کھم نہ سکیگا نیرم سوسن پرست کہ حکیم پرست بھی اُسکو کہتے ہین بہت بڑا بہادر ہی سرحد اول کے وہی ہی سات قلعے اُسکے قبضے مین ہین ہر قلعے کا کوتوال الگ جریدہ نئی طرح کے رکھتے ہین اس بہرام فلک بھی مقابلہ نہین کرسکتا سرحد اول سے صاحبقران کو جانا دشوار ہوگا سال ہا سال ہم تھلین مین پھنسے رہینگے ہفت پیکر کہتا ہو مسلمان وہ بلا کے ہین سب قلعون پر قبضہ کرلینگے نیرم کو مہلت نہ دینگے میرا طلسم کہ عجائب و غرائب سے مملو تھا تباہ ہوا لیکن اب قدرت آکر قصر عشرت پر جمے ہین یہان سے قدم نہ ہٹائینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوئے عرض کی یا خداوند شمیم نے نسیم کو مار ڈالا کل لشکر نے اُسکی اطاعت کی صحرا مین اُتری ہوئی ہی ابھی تک کوئی غضنفر پر نہاین کیا نسیم جلدی کر رہی تھی کہ مین جاکر سحر کرون اسی پر شمیم نے اُسکو مار ڈالا طریقے سے ظاہر ہوتا ہو کہ غضنفر کی طرفداری کرتی ہو جب تو بہن کو مارا ہفت پیکر نے جھلا کر کہا کوئی تم مین ایسا ہو شمیم کو پکڑ لائے سر دربار اُسکو سزا دیجائے کہ کیون بہن کو مار ڈالا ستم کش جادو ایک ساحرہ زبردست بادۂ نخوت سے مست کہ شمیم سے کہیں کم تھی اپنے مقام سے اُٹھی کہا یا خداوند کنیز جاکے اور شمیم کو بہ ذلت گرفتار کر لائے ہفت پیکر نے فوراً حکم دیا کہ جلد جاؤ شمیم کی مشکین باندھ کر لاؤ ستم کش فوراً سوار ہوئی سن چکی ہی کہ چالیس ہزار ساحر اُسکے ساتھ ہین ساٹھ ہزار فوج کو لیکر چلی شمیم نسیم کے قتل کے بعد اپنے مقام سے اُٹھی یا وہین غضنفر کی لڑکھڑاتی ہوئی ایک نخل کے نیچے آکر بیٹھی بیقراری کرنے لگی رو رو کر پکارتی ہی ای غضنفر نامدار کنیز بیقرار ہی صورت زیبا دکھا جیتا ہو تو کیفیت

جان عاشق کی کسی نے کوئی رسوا ہو گیا — تم نے مارا نام بیچارے کی قضا کا ہو گیا
اسکا رونا کیا کہ سو ٹکڑے کلیجا ہو گیا — ہان ستم ہوگا اگر نزدن تمنا ہو گیا
کب یہان ٹھہرا اگر آ بھی گیا وہ بے وفا — دل ہمارا آج بستر مین قاصد تمہارا ہو گیا
جان نثاری کا ہماری جان ستانی کا تری — عاشقون مین شہرۂ معشوقون مین چرچا ہو گیا
گر پڑا یون تھام کر دل کو مین اُنکے سامنے — وہ بھی یہ کہتے ہوئے دیکھو کہ اسے کیا ہو گیا
آہ ہی جاتا ہو لبون تک ضبط کتنا ہی کرین — شکوۂ دلبر بھی کیا اپنا کلیجا ہو گیا
دیدہ لی تھی نزع مین اپنی نگاہ یاس بھی — پارسا بے دیدہ تک سحر تماشا ہو گیا
مرکے ہم اُس در سے اٹھے یا قیامت اٹھ گئی — حشر تون نے سر پہ اٹھا حشر برپا ہو گیا

پا نگی تھی پر کشون نے دعا منھ پہ گر گیا
تر دامنی کی شکر خدا آبرو رہی

پایا گیا جگر ہی نہ دل میں بیاں لگا
پیکان کی کسی کے بڑی جستجو رہی

آخر تڑا ہی گھر دل مجبور ہو گیا
امید کو نکال کے اک یاس تو رہی

تم نے جو چار پھول چڑھائے تھے قبر پر
جب تک ہوئے نہ خشک محبت کی بو رہی

ممنون وصل میں ہوئے جوش جنون کے ہم
زنجیر زلف یار کی طوق گلو رہی

داغ آسمان نے زیر زمین بھی دیے ہمین
بنا چراغ گور تری آرزو رہی

اندھون کی طرح شب کو ترے انتظار میں
تا صبح سے ٹکٹکی نگہ چار سو رہی

کیا ایک آسمان ہی رہا ہمسے برخلاف
تقدیر بھی جلال ہمیشہ عدو رہی

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے شمیم کے دلمین کچھ خوف ہفت پیکر نہین خاطر کر رہی ہے کہ لشکر میں ہنگامہ ہوا چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی واری ایک ساحرہ ساٹھ ہزار کا لشکر لیکر آئی ہے ایک دریاے سحر روانہ کیا ہے آپ کے ملازم ڈوبے رہتے ہیں جا بجا ہی سی لشکر میں گھس آئے شمیم نے کہا ہفت پیکر کو خبر پہونچی فوج شمیم نے سر کھینچا میں جاکر دریا سٹاتی ہوں غضنفر تیغہ کھینچکر اٹھے کہا اے ملکہ عالم تم تکلیف نہ کرو میں جاکر سمجھا دونگا جہنم میں اسے پہونچا دونگا اگر ہفت پیکر بھی لشکر لیکر آئے تو کیا ڈر ہے شمیم نے بہت منع کیا مگر غضنفر نے نہ مانا تیغہ رویین شگاف ٹیک کر اٹھے ہما دروازے پر سے پکار رہا ہے کہ اے شہریار جلد باہر آئیے دریاے قہار جوش مارتا ہوا آتا ہے غضنفر نکل کر پشت مرکب پر سوار ہوئے گھوڑے کو اڑا کر قریب دریا پہونچے گھوڑے پر چوٹ تازیانہ اٹھایا گھوڑا اچھل کر دریا میں جا پڑا جون جون گھوڑا چلتا ہے دریا خشک ہوا جاتا ہے پار دریا کے ستم کش نے دیکھی کہ ایک جوان آفتاب جمال دریا کو طے کرتا ہوا آتا ہے شمیم نے جو آکر دیکھا کہ غضنفر دریا طے کر چکے ہیں ستم کش دو پتھر مارتی ہے مگر کچھ نہیں ہوتا آخر ستم کش تلوار کھینچکر دوڑی شمیم نے جو اس پار سے دیکھا تاب نہ باقی رہی آخر شمیم بھی چھلاوا ہو گئی آگے ستم کش کے سامنے آئی ستم کش نے ہاتھ تلوار کا مارا شمیم نے چاہا روکوں تلوار جو پڑی سر شمیم کا زخمی ہوا غضنفر نے جو دور سے دیکھا کہ قطرے خون کے ٹپکتے ہیں چہرہ گلنار زرد ہو گیا

معلوم ہوتا ہی کہ ماہ تابان پردۂ شفق میں پنہان ہی للکارا کہ او ملعونہ خبردار ہاتھ نہ اُٹھانا تو نے
غضب کیا کہ سر شمیم کا زخمی کر دیا میں آتا ہوں تجھے سمجھا دونگا سرکشی کی سزا دونگا گھوڑا جھکا کر
ابر و برق سے نکلے سامنے ستم کش کے پہونچے شمیم کو ہٹایا سینہ سپر کرکے سامنے ہوئے
ستم کش نے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تیغۂ رو میں شگاف چمکایا ستم کش کی آنکھوں کے
نیچے اندھیرا آگیا غضنفر نے وار اُسکا رد کرکے ہاتھ تلوار کا مارا ستم کش نے آواز دی کہ یا
خداوند بچانا چند طائر آسمان سے پیدا ہوئے سر پر ستم کش کے لہرانے لگے مگر تلوار جو پڑی
طائروں نے اپنے گلے کٹوائے ستم کش کو بچایا ستم کش نے دونوں پاؤں زمین میں مارکے
شمیم نے چاہا زمین کو سنگ لاخ کروں ستم کش کو نہ جانے دوں ستم کش نے ہاتھ ہلایا کہ برق
چمکی شمیم نے اپنے کو بچایا اس عرصے میں ستم کش غرق زمین ہوگئی غضنفر و شمیم پلٹے دریا کو
دیکھا کہ خشک ہوتا جاتا ہی تھوڑے عرصے میں دریا غائب ہوا شمیم غضنفر کو لیے ہوئے بارگاہ
میں آئی غضنفر نے شمیم میں ٹانکے دیے شمیم نے عرض کی ای شہریار اب میں دربار ہفت پیکر
میں جانے کے قابل نہ رہی یقین ہی یہ ساحرہ اب وہیں جائے غضنفر نے ہماسے تیز رفتار
سے کہا جاکر دربار ہفت پیکر کی خبر لاؤ ہماسے تیز رفتار جست و خیز کرتا ہوا چلا ستم کش
جاکر ایک صحرا میں نکلی کھڑی ہوئی کانپ رہی ہی دل سے باتیں کرتی ہی کہ خداوند نے میرا نام
بدلیا تھا میں دعویٰ کرکے خود آئی اور یہ ذلت اُٹھائی اب سامنے خداوند کے کیونکر جاؤں پھر
پلٹوں جاکر لشکر غضنفر پر سحر کروں مگر یہ قان برق وش الیسی ساحرہ وہاں موجود ہی ضرور سامنا
ہوگی اُس سے مقابلہ ہوگا اگر ستم جاری رہی نکلی تو اُسکو بھی روکنا پڑیگا وہ حاکم دربار
ہوش رُبا ہی اُسپر غالب نہونگی افسر لشکر جو ہی غضنفر ہی اسیا وہ صاحب تحفۂ ہماشہ ہی
کیا کروں کچھ میں نہیں پڑتا معلوم ہوا کہ جان دینا پڑیگا کھڑی سوچ رہی ہی ہماسے تیز رفتار
چھپتا ہوا آتا تھا دور سے اسنے دیکھا کہ نخل کے نیچے ستم کش کھڑی ہی کچھ سوچ رہی ہی ہمانے
کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا شمیم کی شکل بنکر تیار ہوا ستم کش کو دیکھا پکارا ای
ملکہ عالم ذرا ٹھہر جائیے اب میرے ذہن میں آیا کہ خداوند سے باغی ہوکر کہاں رہونگی تمام دنیا پر
اُنکی عملداری ہی میں کہاں رہ سکتی ہوں مجھے چلکر قدرت سے ملا دیجیے خطا میری معاف کرائیے

جب تم چلی آئیں تب مجھکو خیال ہوا کہ ہائے میں نے بڑا غضب کیا غضنفر کو دم دیکر نکالا کہ تم
دربار ہفت پیکر کے چلی تھیں اب تمھارے ساتھ میں خطا معاف ہو جائیگی اسطرح کی باتیں کہتا تھا کہ
نزدیک ستم کش کے آیا ستم کش نے کہا اے شمیم جب قدرت کو معلوم ہوا کہ تم نے بہن کو مارا تو قدرت
کو بہت ناگوار ہوا پکار کر فرمایا کہ کوئی شمیم کا سر لائے میں نے قصد کیا شمیم نے کہا اب تو تمھارا
مطلب پورا ہوگا میرے ہاتھ باندھ لو ساتھ قدرت کے لیچلو مگر سفارش کرنا یہ کہکر کہا لو خداوند
خود آتے ہیں ستم کش پلٹی ہمارے تیز رفتار نے حلقے کمند کے مارے ستم کش گری ہما تیز رفتار
نے حباب مارا ستم کش بیہوش ہوئی ہما نے سر کاٹ لیا رومال میں باندھ کے بھاگا قہر سامری
ایک ساحرہ ہو آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی تھی اُسکی نگاہ لاش ستم کش پر پڑی ہولے سے اُترائی
سر نہ تھا کیونکہ پہچانتی لاشہ اٹھاکر تخت پر ڈال لیا بارگاہ ہفت پیکر میں آئی پہلے سجدہ کیا پھر لاش
پیش کی کہا یا خداوند یہ لاشہ جنگل میں پڑا تھا ابھی کسی نے سر کاٹا ہے میں نے نہیں پہچانا
کہ یہ کون ہے آخر لاش اُٹھا لائی ساحروں نے لباس سے پہچانا کہا ہے قہر سامری یہ ستم کش
ساحرہ ہے پئے گرفتاری شمیم گئی تھی عیاران اسلام تو پھرا کرتے ہیں راہ میں کسی نے اسکو
مار ڈالا قہر سامری نے عرض کی شمیم سے کیا خطا ہوئی کہ جو قدرت نے اُسکی گرفتاری کا حکم
دیا ہرکاروں نے عشق غضنفر بیان کیا اور ستم کش کی بھی کیفیت ظاہر کی قہر سامری نے
عرض کی اگر کنیز کو حکم ہو تو شمیم کو گرفتار کراؤں ہفت پیکر نے کہا شمیم بہت بڑی گنہگار ہے
اگر تو شمیم کو گرفتار کرلائیگی وہ مرتبہ تیرا کرونگا کہ قہر ہفت پیکر نام رکھونگا سامری و جمشید پناہ
بناہ گان گنہگار تھے اُنکا خاتمہ کرکے بابدولت نے دعوی خدائی کیا قہر سامری باہر نکلی دس
ہزار ساحروں کو لیکے چل نکلی یہاں غضنفر شمیم میں ٹانکے لگاکر بیٹھے ہیں گانوں کا شغل
کیا ہے کہ ہمارے تیز رفتار عیار آکر پہونچا سر ستم کش کا پیش کیا غضنفر نے حال پوچھا ہما
نے سب کیفیت بیان کی شمیم خوش ہوگئی کہا ارے ہمارے تیز رفتار بڑا کام کیا اسکا کھٹکا تھا
مجھے پر شاق تھا یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ لشکر میں بلٹہ ہوا غضنفر نے ہما کو اشارہ کیا کہ دیکھو
تو بھائی یہ کیا ہنگامہ ہے ہفت پیکر نے تار باندھ دیا ساحر پر ساحر چلے آتے ہیں ہفت پیکر
کو بڑا غصہ ہے ہما نے باہر نکل کر دیکھا کہ ایک ابر آسمان پر تیرہ و تار چھایا ہے رعد کی گرج

برقیں چمک چمک کے گر رہی ہیں ایک تھوڑی دیر میں برف کی سلیں گرنے لگیں عیار یہ
معاملہ دیکھکر پلٹا غضنفر سے بیان کیا کہ ایک ابر تیرہ وتار آسمان پر چھایا ہی اوس سے برف
برس رہی ہی برف سے صدہا آدمی ٹھنڈے ہوے جس خیمے پر برف گری وہ خیمہ گرا اوس
میں آدمی دب گئے غضنفر یہ سنکر اوٹھے تیغہ روئیں ژنگاف پر قبضہ کیا انگشتر چمکاتے ہوے
نکلے باہر نکل کر دیکھا کہ ابر چھایا ہوا ہی دمبدم اندھیرا بڑھتا جاتا ہی نسیم گھبرا کر اوٹھی کہتی ہوئی
کہ ای شہریار آپ اکیلے نہ جائیے ایسا نہو کہ ساحر بلوہ کریں غضنفر نے باہر نکل کر کہا ای ہما
تیز رفتار ایک جانب تم جاؤ دیکھو کہ یہ ابر کہاں سے اوٹھا ہی اور برف برسانے والی کو
ٹھنڈھا کرو میں بھی اسی فکر میں نکلتا ہوں جس مقام پر میں نے ساحرہ کو دیکھا میں اسکی
گردن لونگا انشاء اللہ سر کاٹ کر لاتا ہوں نسیم نے عرض کی ایک جانب میں جاؤں آپکا تنہا
جانا مجھپر شاق ہی ایسا نہو کہ ہزار دو ہزار ساحر بلوہ کر کے تحفہ جات چھین لیں اور حضور کو
گرفتار کر لیں تو میں کدھر کی رہونگی میں نہیں بچا سکتی کہ یہ سحر کسکا ہی غضنفر نے کہا
ای ملکۂ عالم تم لشکر میں ٹھہرو موافق اپنے اختیار کے سحر کو برطرف کرو میں بہت جلد
آتا ہوں اور عیار ہمارا فرزند خواجہ عمرو ہی جاتے ہی پتہ لگا لائیگا یہ کہکر غضنفر نے گھوڑا اوٹھایا
ہر مقام پر دیکھا کہ برف کے انبار لگے ہیں خیمے گر پڑے ہیں مرنے کی ساحروں کے آوازیں آتی ہیں
دمبدم برف کو ترقی ہی مینھ بھی برف کے ساتھ برس رہا ہی موسلا دھار پانی پڑ رہا ہے مگر
جس طرف غضنفر گھوڑا بڑھاتے ہیں اور انگشتر چمکاتے ہیں پہاڑ برف کے پانی ہوکر غائب
ہوے جاتے ہیں بارش بھی انکے سر پر نہیں ہوتی غضنفر راہ کو طی کرتے ہوے جاتے ہیں
مگر ہما تیز رفتار جو نکلا یہ تو عیار ہی ایک نخل کی آڑ لیکے دیکھا کہ پہاڑ پیچھے لگے ہوے
دھواں اوٹھتے ہیں اس ابر سیاہ میں آکر مل جاتے ہیں برف برسنے کی ترقی ہوتی جاتی ہی اپنے کو
برف سے بچاتا ہوا اوٹھتا بیٹھتا ہوا جاتا ہی مگر قہر ساحری نے یہ کام کیا کہ لشکر جو ساتھ لائی تھی
اسکو تو جنگل میں چھوڑا چند جادوگرنیاں ہمراہ لیکر پہاڑ پر آئی روئی کے گالے جھولی سے
نکالے اوپر ایک پاٹلی برف کی رکھی پڑا ہلکر سب سے پہلے اوڑا دیا جادوگرنیوں سے کہا
تم دمبدم ایسا سحر کرنا کہ یہ روئی کے گالے اوڑیں اور ابر کلاں میں جاکر ملیں برف کو

ترقی ہوتی جاتی ہے میں شمیم کی فکر میں جاتی ہوں اگر میں بھی پلٹ کے آؤں تو سحر کرکے گرفتار کر لینا جو کوئی یہان آئے ہم اسکو حریف جانینا ان ساتون جادوگرنیوں کو سمجھا کر آپ بادلی آسمان پر آکر حال لشکر شمیم دیکھنے لگی اسنے دیکھا کہ لشکر میں تو ہنگامہ ہے لوگ بھاگے پھرتے ہیں کہ بیچ خیمہ سے غضنفر نکلا اسکے بعد شمیم باہر آئیں ایک طرف غضنفر گئے ایک طرف عیار چلا ملکہ شمیم دروازے پر کھڑی رد سحر کر رہی ہیں برف کے پتھرے کو رد کرتی ہیں قہر نے جو شمیم کو کھڑے ہوئے دیکھا سحر کا عمل کیا کہ اندھیرا ہوگیا اس اندھیرے میں کڑک کر گری ایسی برق چمکائی کہ شمیم کی پلک جھپک گئی قہر نے پنجہ کمر میں دیا شمیم کیلیے آڑ ہی متوجہ ہوا سے شمیم کی آنکھیں بند ہوگئیں بالا آسمان آکر قہر نے آواز دی کہا کہ شمیم وغیرہ چلی آؤ کام ہوگیا یہ دل میں سوچی کہ اگر یہ سحر قائم رہیگا تو بندگان خداوند تڑپ تڑپ کے مرینگے افسر کو تو گرفتار کر لیا غرضکہ برف باری کو اٹھا یا اور شمیم کو لیکر روانہ ہوگئی اب یہان کنیزون نے جو شمیم کو غائب ہوتے دیکھا اور یہ ثابت ہوا کہ قہر اٹھا لیگئی شور گریہ و زاری البیس میں مانند کیا سب رو رہی ہیں مگر ہما جو پہاڑ پر پہونچا اسنے دیکھا کہ سامان سحر تو رکھا ہے مگر کوئی اس مقام پر نہیں ہے اور لشکر پر بھی دیکھا کہ اب برف باری نہیں ہے عیار ہما آدھے راہ میں غضنفر سے ملے کہا اے شہریار اب واپس ہو جیے غضنفر دھما لشکر شمیم میں آئے دیکھا کنیزیں رو رہی ہیں پوچھا ارے کیا ہوا سب نے حال بیان کیا کہا اے شہریار آپکے جانے کے بعد قہر آکر گری اور ملکہ شمیم کو اٹھا لیگئی غضنفر کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے فرمایا کہ معشوق باوفا ہمارے سبب سے یہ آفت آئی اے ہما جاکر دریافت تو کرو کہ کہاں ملکہ پر کیا گذری اگر ہفت پیکر کا ارادہ ہو کہ شمیم کو قتل کرے تو فوراً ہمکو خبر دینا جاکر اپنی جان دینگے مگر اُسکو لائینگے یہ کہکر ہما اور شاہزادہ درون لشکر کے چلا یہاں سے بیزرو قنوطہ ہما سے زنبقی لگا کر طرف لشکر ہفت پیکر کے چلا یہان دربار ہفت پیکر جما ہوا ہے کہ قہر ساحری لیے ہوئے شمیم کو پہونچی شمیم بیہوش ہے قہر نے عرض کی یا خداوند شمیم کو بڑی ترکیب سے لائی ہون اسی طرح غضنفر کو بھی لاؤنگی حکم ہوا ان میں سوزن قہر ساحری نے زبان میں سوزن دی اور ہوشیار کیا شمیم کی جو آنکھ کھلی ہفت پیکر کو تخت پر دیکھا دربار جما ہوا ہے شمیم نے سر جھکا لیا ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی کیوں شمیم ہمنے تمکو اس واسطے بھیجا تھا کہ تم مین وشکا کرکے بیٹھو اور بہن کو قتل کرواؤ کئی جادوگرنیان

تمھاری وجہ سے قتل ہوئین اب کہو اپنے کو کس حال مین باقی ہو اب بہتر یہ ہو کہ بطور رفیق
اطاعت کرو قدرت تمکو بعہدۂ معشوقی سر فراز کرینگے تمھارے مرتبے بڑھ جائینگے یہ وزیر حسد کرینگے شمیم
نے دیکھا کہ آواز دی او دیو شت منحوس کیا بیہودہ بکتا ہی ٹیٹ ہی۔ ہوکر تیرے دربار مین
آئی ہون قتل کا حکم دے یا قید کر تجھکو اختیار ہی مگر ایسی واہیات باتین نہ بیان کر کیا عہدۂ
معشوقی تیرے اختیار مین ہی خدا حسن بخیر پیشہ جرأت کو سلامت رکھے وہ ضرور تجھکو ہلاک کریگا
جسکے آنے سے تو گھبرا جاتا ہی ہفت پیکر نے جھلا کے حکم دیا اے قہر ساحری تمھارے اسکو لیجاکر
قید کرو اپنی حفاظت مین رکھو لیکن یہ سمجھاتی رہنا کہ قدرت سے عذر کرے اور اطاعت
قبول کرے قہر ساحری شمیم کو لیکر باہر آئی ایک قصر مین لاکر قید کیا ناظرین پر واضح رہے کہ
رہا سے تیز رفتار بصورت مہمل دربار ہفت پیکر مین حاضر تھا یہ سب معرکہ آنکھون سے
دیکھا قصد کیا کہ کسی طور سے اسکو رہا کرون مگر قہر ساحری کو بہت ہوشیار پایا نا چار چلا
گیا شمیم جو قید خانے مین آئی زندان آفت نئی مصیبت زنجیرین پہنے ہوئے زبان مین سوز لا
بلاک کر پکار اُٹھی نظم

آنکھ سے ہوتا ہی ظاہر جو ہمارے دل مین ہی — پردۂ محمل یہ کہتا ہی کوئی محمل مین ہی
کچھ تو نکلی ہی تڑپنے کی ہوس کچھ دل مین ہی — دم نہین لینے کا جبتک دم ترے بسمل مین ہی
میکدے کی خاک تک لے ڈالیے یہ دل مین ہی — کس خراباتی کی مٹی اپنی آب و گل مین ہی
نالہ جا پہونچا اثر تک رشک حسرت رہ گئے — قطع کی منزل جرس نے کاروان منزل مین ہی
کس خوشی سے خود گلا کٹوا رہی ہین حسرتین — عید قربان میرے دم سے کوچۂ قاتل مین ہی
مدعی عشق ہون مدت سے مین بھی غیر بھی — فیصلہ کر دیجیے جھگڑا حق و باطل مین ہی
آرزوے وصل ہی پوری ہو یا دل ہی نہ ہو — کوئی بھی آخر کمال اس اُلفت کامل مین ہی
ہوش ابھی سے گم ہوے چلتے ہین راہ طلب — ساتھ والونکا یہ عالم پہلی ہی منزل مین ہی
قیس و لیلی دونون ہین نظرون سے غائب دشت مین — یہ بگولے مین نہان وہ پردۂ محمل مین ہی
ایک سی شوخی خدا نے دی ہی حسن و عشق کو — فرق بس اتنا کہ وہ آنکھون مین ہی یہ دل مین ہی
بیخودی نے دور رکھا وصل کی شب یار سے — آج بھی محفل سے مین باہر ہون وہ محفل مین ہی

| نزع میں کسکی رکاوٹ کا تصور ہی چلا ہاں | | سانس بھی چل چل کے رک جاتی ہے کس مشکل میں ہے |
|---|---|---|

قہرساحری نے یہ اشعار سنکر کہا کیوں اے شمیم قدرت عہدہ معشوقی دیتے ہیں ایسا شخص آوارہ
کوہ و صحرا اس پر عاشق ہوئی ہو یہ کیسا غضب ہے شمیم نے کہا اے قہرساحری یہ بیجا سا حرکہ جو کلے
منھ سے ہوا تی ہے اسکو میں قبول کروں یہ تو مجھ سے کبھی نہو گا قید میں جان دونگی مگر اس
بیجا کو نہ قبول کرونگی لیکن بھاگے تیز رفتار یہ خبریں لیکر بھاگا یہاں غضنفر اٹھ سے ہو
ہیں قزاق بیٹھے ہیں دائرہ بیچ رہا ہے مگر غضنفر یاد شمیم میں سر نگوں بیٹھے ہیں کہ عیار آکر پہنچا
اور عرض کی اے شہر یار شمیم نے ہفت پیکر سے مردانہ وار گفتگو کی ہفت پیکر عہدہ معشوقی
دیتا تھا شمیم نے جواب دیا کہ میں تجھ پر لعنت کر چکی ہوں قید خانہ میں بیقرار ہے یہ سنکر غضنفر
نے دیکھکر آواز دی اے رفیقان جانثار تیار ہو یاران ہمراز آج لشکر ہفت پیکر پر شبخون مارینگے
رفیقوں نے عرض کی آج بہت سا مال لوٹینگے خواہ دن کو چلیے خواہ رات کو ہم سب آمادہ
ہیں جسوقت چاہیے چلیے غضنفر نے جو سب کو ثابت قدم کو سے محبت پایا خوش ہو گئے
دن تو تڑپ تڑپ کے کاٹا شام ہوتے ہی بوق ترکی بجایا کہ اے قزاقان تیار شو یہ جیسے ہی
آواز دی قزاق کپڑے پہننے لگے گھوڑے جنگل میں چرا کر رہے تھے آواز بوق کی سنکر دوڑ کر
اپنے اپنے راکب کے آگے آکر کھڑے ہو گئے غضنفر نے دوسری آواز دی قزاق لپٹ اپنے
مرکب پر سوار ہو کے تیار ہو کر سامنے آئے غضنفر بوق ترکی لیکر چلے اسی ہزار قزاقوں کا چلنا
گرد اڑ رہی ہے صحرا تمام تیرہ و تار ہو رہا ہے یہاں لشکر ہفت پیکر میں سہمان فیل ور طلائی
ہے ساتھ ستر ہزار سوار ساتھ جن حاضر باشی ناظر باشی کی جو بہت بلند ہے کہ دیکھا
گرد اڑ رہی بوق ترکی کی آواز کان میں آئی گھوڑے بھڑکنے لگے گینڈا سوار
گرا یا اور طرف جنگل کے بھاگے سہمان یہ ماجرا دیکھکر گھبرایا گھوڑے کو بڑھا دیکھنے کو آیا
دیکھا ایک جوان حسین گھوڑے کو اڑاتے ہوئے آتا ہے پشت پر اسی ہزار جوان تیغ ہاتھ سے
کھینچے بوق ترکی سب کے ہاتھ میں وہ جوان سب کے آگے ہے سہمان نے گینڈا بڑھایا آواز دی
او جوان کہاں آتا ہے یہ لشکر خداوند ہفت پیکر ہے اگر آسمیں آئیگا تو زندہ بچ کے نہ جائیگا میں
سہمان فیلدار منظور نظر خداوند ہفت پیکر غضنفر نے جو دیکھا ایک جوان فیل پر گینڈے

کو دڑا کر آتا ہے غضنفر نے گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی سامنے سے ہٹ جا تیری قضا جھکولا دی ہے
کیوں شامت آئی ہے سمہان فیلدر نے لپک کر نیزہ مارا غضنفر نے خم ہو کر نیزہ اسکا خالی دیا اپنا نیزہ
اٹھایا اسکو تکان دیکر سینۂ سمہان پر رکھا سمہان نے سینہ بچایا غضنفر نے نیزے کو کن دیکر
آنکھ پر گینڈے کی مارا کہ ہاتھ بھر نیزہ گینڈے کی آنکھ میں اتر گیا نیزے کو ہاتھ سے چھوڑ دیا گینڈے
نے سمہان سمیت چیخ مارا سمہان تو گینڈے کے روکنے میں مصروف ہوا غضنفر نے شمشیر
رویں سے نکال کر کھینچا سمہان پر برس پڑے چند زخم کھا کر سمہان گینڈے سے کودا گینڈا تو پہلے ہی
جان سے بیزار تھا کہ آنکھ میں گینڈے کی نیزہ اترا ہوا تھا ایک جانب بھاگا کئی سواروں کو پامال
کیا غضنفر نے جو سمہان کو پیدل پایا اور پانچ چار ہاتھ مارے آخر سمہان فیلدر مارا گیا تمام
قزاق لشکر پر ٹوٹ پڑے ایک وقت تو کئی بھاگے ہیں اہل فوج ہمت ہار بیٹھے ہیں ساتھیوں
نے جو اپنے سواروں کو کٹتے ہوئے دیکھا گھر سے فتیلے باہر دوڑ کے نکالے خیموں پر پھینکنے لگے خیمے
جلنے لگے کئی ہزار خیمے جلا دیا جو خیمہ بچا کر قزاق لوٹ رہے ہیں کہ غضنفر سمہان فیلدر کو
مار کر بھی اٹھے طرف خیمہ قہرمانہ کے چلے دور سے دیکھا کہ قہر ساحری دروازے پر بیٹھی ہے
کئی ہزار کنیزان قہر ساحری ٹہل رہی ہیں غضنفر نے سامنے آکر ایک برق تڑپی بجا یا قہر ساحری نے
للکارا اے جوان اس طرف نہ آنا برقان برق وش کہ اسکا ت پر جا سوری ہو کر اسی فکر میں تھی کہ
قہر ساحری چپکے تو میں گردن اوس چھپا کر برات اسے پر غضنفر کو آتے ہوئے دیکھا تیار
ہوگئی کوک کر تیری کھینچی سو گھنٹے دوات سے کیا گرا دیئے آڑی سی کھینچی کرنے لگی غضنفر نے جو دیکھا کہ
برقان برق وش اوترا رہی ہے گھوڑا اڑا کر جا پہنچے قہر ساحری کو للکارا قہر ساحری نے جھک کر لیا
غضنفر نے دو نیزہ کر چھینا ہاتھ پاؤں بلا کر گرا قہر ساحری نے کئی بچ کیے مگر تاثیر نہ ہوئی غضنفر
وقت کیے ہوتے قریب قہر ساحری کی پہونچا اتنے میں برقان نے کنیزوں کو مار کر بھگا دیا
دروازہ کھول کر اندر خیمہ شاہانہ کے گئی قہر ساحری نے جو دروازے کی آہٹ پائی پلٹ کے دیکھا
کہ برقان برق وش اندر خیمہ شاہانہ کے پہونچ گئی اب نا چار ہو کر غضنفر قریب آ گئے اپنے
کو زمین پر گرا دیا پیر پرواز پیدا کر کے اڑی غضنفر نے کمان کیانی دوش سے اپنے اتار کر
قہر ساحری بلند ہو چکی تھی برقان برق وش نے شمشیر کی زبان سے سوزن نکالی شمشیر نے

سوزن نکلتے ہی سحر کیا کہ زنجیر ترنگ کر گری ساتھ برقان برق وش کے قید خانے سے نکلیں
غضنفر نے کئی تیر قہر سامری پر مارے مگر قہر سامری قندیل فلک ہو چکی تھی اُس تک تیر
نہ پہونچے قہر سامری نکل گئی مگر شمیم جادو نکلتے ہی بلند ہوئی بلندی پر آکر سحر کرنے لگی
برقان اُڑتی پھرتی گرتی ہی ہو جس غول پر گری دس بیس کو قتل کیا اور پھر بلند ہوئی قضا کے
سہراب بیس ہزار جادوگروں کو لیکر نکلا ہی انتظام کر رہا ہی برقان جو اُسکے غول پر آکر گری
کئی سو کو قتل کیا چاہا بموجب عادت قدیم بلند ہو جاؤں سہراب جادو نے گولا مارا برقان تو
اور ہی خیال میں تھی گر کے اکر زمین پر گری سہراب تلوار پکڑ کر جھپٹا کہ اس ساحرہ کا سر کاٹ لوں
شمیم نے دور سے دیکھا بیقرار ہو گئی جی میں کہتی ہی برقان نے تجھپر احسان کیا میں اُسکو
بچاؤں سامنے آکر سہراب کے آواز دی اے سہراب ذرا ہمارے سامنے آؤ ہم سے آنکھیں
چار کرو سہراب نے جو سر اُٹھایا ایک مہ جبین کو دیکھا کہ بڑی بڑی آنکھیں اُس پر پتلی
معلوم ہوتا ہی صناع ازل نے موتی کو ٹکڑے کر دیے ہیں سرو قد خورشید خد شمیم نے نگاہ
سحر آلود سے اشارہ کیا اے سہراب ہمکو نہیں پہچانتے ہم مدت سے تمھارے مشتاق ہیں
تم ہماری جانب دیکھتے بھی نہیں یہ کلمہ جو سنکر کہ شمیم نے کہا سہراب دیوانہ ہو گیا چہرہ سُرخ
ہوا آنکھیں اُبل آئیں بے اختیار پکار اُٹھا

**نظم**

کیوں اُٹھے ہم افتادہ تری راہ گذر سے — وا اشک گرے جاتے ہیں اپنی ہی نظر سے
ہم کعبے میں آکر یہ دعا کرتے ہیں اے شیخ — بت لیکے نکلے کوئی اللہ کے گھر سے
لو بندگی لیتے ہیں ہم دیدۂ مشتاق — اب دیکھیں تو آجاتے ہو تم ولی کدھر سے
اُس دل میں وہ آتے ہیں جو دل بیٹھ گیا ہی — تعظیم کو اُٹھ کر کے کوئی در و جگر سے
نکلیں گے تری بزم میں ارمان دلی کیا — دم بھی تو نکلتا نہیں ظالم ترے ڈر سے
قدموں پہ ترے لیکے گری خواہش تقدیر — صد شکر بڑا بوجھ یہ اُترا مرے سر سے
جیتے رہو اُتنی تو دُعا یار کو دینا — خوش ہو جو وہ قاصد مرے مرنے کی خبر سے
میں دیدۂ دل فرش رہِ دوست کرونگا — پھر دل سے اُتر جاؤں کہ گر جاؤں نظر سے
ڈر ہی یہ شب وصل میں اے بیخودی شوق — تو مجھکو نکالے نہ کہیں یار کے گھر سے

| | |
|---|---|
| جاتے ہو دم نزع عیادت کو کسی کی | اللہ بچائے تمھیں حسرت کی نظر سے |
| بولا وہ جلال آشنا تو سنکر تری فریاد | سنتا تو کہ یہ آتی ہے آواز کدھر سے |

استیج سے اشعار پڑھتا ہوا سامنے شمیم کے آیا شمیم نے کہا اے سہراب تیرا مثل نہیں ہے تو پہلوان بے نظیر ہے تیرا زور و شور مشہور ہے یہ کہکر دوپٹے سے ایک رشتہ نکالا گلے میں سہراب کے باندھ دیا کہا کہ یہ رشتۂ محبت ہے اسکو نہ توڑنا دربار میں ہفت پیکر کے جاکر بیٹھنا جب سردار اسکے آجائیں تو سپہ لیت قریب اسکے تخت کے جانا کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لینا اور زمین پر دے مارنا ہم اسی وقت تمھارے پاس آئینگے یہ سنکر سہراب خوش ہو گیا شمیم سہراب کو رخصت کرکے قریب برقان کے آئی برقان برق وش کو ہوشیار کیا کہا ہو چلو برقان برق وش شمیم بلند ہوئیں دیکھا غضنفر لڑ رہے ہیں صد پانچسے جلادیے اب غضنفر جا پہنچے ہیں نکلا ادھر شمیم نے جو آکر صورت دکھائی عیار نے بھی خبر پہنچائی کہ شمیم رہا ہو گئیں برقان برق وش نے رہا کیا غضنفر نے بوق ترکی بجایا کہ اے قزاقان بد راہ وا پلٹے ہی غضنفر نے بوق ترکی بجایا سب قزاق جمع ہوئے غضنفر نے کہا یارو جس واسطے آئے تھے وہ مطلب حاصل ہو چکا اب نکل چلو قزاقوں کو غضنفر نے حکم دے کے ایک طرف لڑتے ہوئے چلے چھر اسپ لبان کش ایک پہلوان ہے اسنے جو خبر سنی کہ غضنفر نے آکر شبخون مارا شمیم کو لے کے چلے جاتے ہیں سہوان اسکے ہاتھ سے قتل ہوا تھا اسپ گھوڑے کو بڑھا کر چلا کہیں غضنفر کو نہ جانے دونگا بڑا نام کرونگا کہیں سے اتنے بڑے لشکر پر شبخون مارا تیسری کو چھڑا کے لے گیا یہ کہکے بڑھا ساٹھ ہزار فوج کا افسر ہے فوج بھی ساتھ ہو لی سامنے آ کر کہا او غضنفر اب بچکر لشکر سے نکل جا چکا ہے جا بجا بازار میں لٹی پڑی ہیں خیمے اقبال وبالی ویسے ہی جیسے ہیں وہ کالی دار دل کو تسلیم دیتا ہوا چلا پھر ایک سے کسی نے کہا یارو جن لوگوں نے تیر بعجلت کی عزت لی انکے افسر کا سر لاتا ہوں جب چھر اسپ نے دور سے دیکھا کہ غضنفر جاتا سب قزاق گھیرے ہوئے ہیں پکار کر آواز دی اے جوان تو نے غریبوں کو لوٹا یہ بڑا غضب کیا کیا ان غریبوں نے کیا کیا میں تجھ سے بدلہ ضرور لونگا غضنفر یا تو جاتا تھا پلٹ پڑا رفقا کہا بھی مگر غضنفر نے نہ مانا قزاقوں نے عرض کی اے شہریار بکتا ہے بکنے دیجیے غضنفر نے کہا

۱۰

اپنے مقام پر کہیگا کہ نبیرۂ صاحبقران بھاگ گیا اگر ہمارے ہمچشم سنیں گے تو وقت طعن و تشنیع
کرینگے میں ابھی اس یاوہ گو کا سر لاتا ہوں یہ کہکے مرکب بادپیما بڑھایا سامنے سہراب کے پہونچے
سہراب جھومتا ہوا قریب آیا تھا گاوزن ہوسے پیچ قدم گینڈا سہراب کا ہٹا جاتا قدم مرکب غضنفر
کا لیاگن غضنفر نے نیزہ اٹھایا سہراب نے جلدی کرکے نیزہ مار دیا غضنفر نے نیزہ کو نیزے
کی سنان پر روکا جیسے ہی وہ نیزہ مار کر پلٹا غضنفر نے نیزے کو کن دیکر گینڈے کی آنکھ پر مار دیا
گینڈے نے چیخ مارا غضنفر سہراب پر برس پڑے اتنے تلوار کے ہاتھ مارے کہ سہراب اپنی جان سے
بیزار ہوگیا گینڈے نے پٹک دیا غضنفر نے آکر ہاتھ مارا کہ سہراب کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ والے
تلواریں کھینچکر آپڑے فراقوں نے مار کر سب کو بھگا دیا اسباب اس فوج کا بھی لوٹا گھوڑوں پر
پر اسباب لدا ہوا غضنفر جاتے ہیں کہ ہفت پیکر اپنی بارگاہ سے گھبرا کر نکلا پوچھا کیوں
یارو کیا ہنگامہ تھا سب نے عرض کی غضنفر نے آکر شبخون لشکر خداوند پر مارا شمیم کو
رہا کر لے گئے خاص شمیم کے واسطے آئے تھے کئی پہلوان قدرت کے قتل ہوے جسنے قصد
کیا وہ مارا گیا یا خداوند یہ بندہ آپ نے عجب طرح کا بیباک پیدا کیا ہے کہ نئے طور سے لڑتا ہے
کیسا ہی پہلوان مقابلے میں جائے گا غضنفر اسے مار لیتا ہے کوئی اسکے ہاتھ سے نہیں بچا
وہ اپنے اسکے ساتھ ہیں کہ سب بازاریں لوٹ لیں بازار بزازان میں ہنگامہ ہو رہا ہے
ہفت پیکر نے پکار کر کہا کہ یارو تم میں کوئی ایسا ہے کہ اس دیوانے کو مار نہ آوے اور گرفتار
کر کے لاوے صفیر جادو کہ سامنے کھڑی تھی جھک کر قریب آئی کہا اے خداوند ابھی جا کے میں
غضنفر کو لاتی ہوں لی برقان و شمیم جو ساتھ ہیں انکی کیا حقیقت ہے ان دونوں کو بھی
گرفتار کر لونگی مشکیں باندھ کر لاؤنگی مقدمہ غضنفر میں تدبیر کرونگی اگر تدبیر چل گئی تو گرفتار
کر لاؤں گی ہفت پیکر نے کہا جس طرح سے شمیم کو لاؤ قدرت شمیم پر عاشق ہیں صفیر نے
کہا شمیم کو لے ہی کر آؤنگی یہ کہکر صفیر چلی قریب آکر آواز دی اے غضنفر کہاں جاتے ہو
ٹھہر جاؤ برقان برق وش و شمیم اڑی ہوئی جاتی تھیں دیکھا کہ ساحرہ پکارتی ہوئی آرہی ہے
غضنفر کو روک کر کہا حضور نہ جائیں ساحرہ کا سامنا ہے میں اس سے سمجھ لونگی یہ کہکر برقان
برق وش تڑپ کر سامنے آئی للکار کر آواز دی او مکارہ وہ مرد بہادر ہے تجھ ایسی کے منہ لگا

مین آکر کیا کرینگے صفیر نے گولہ مارا برقان نے گولکا کاٹا دو چار سحر آپس مین رد و قدح ہوے
کہ صفیر نے جھولی سے نشتر نکالا پیشانی پر مارا خون لیکر پھینک مارا برقان پر جو خون پڑا لہو بھر کر
گری صفیر نے چاہا اُٹھا لون کہ نعرہ ہوا اسم شمیم جادو خبردار برقان کو نہ اُٹھانا جھپٹ کے
موتیون کو مالا مارا موتی جو ٹوٹے ایک موتی صفیر پر گرا صفیر کو معلوم ہوا کہ جیسے پہاڑ گرا
لڑکھڑائی طرف زمین کے چلی تھی کہ زمین سے ایک زنگی پیدا ہوا اُسنے صفیر کو سنبھالا
چھاگل مین پانی تھا منہ پر صفیر کے چھینٹا مارا جب صفیر کے ہوش درست ہوے زنگی
غائب ہوگیا صفیر نے پکار کر آواز دی ای گلگیر نوشت بخش آج کہان ہو کہ وقت پر نہین آتین
مجھے اس دشمن کے ہاتھ سے بچاؤ یہ جو صفیر نے آواز دی نخل جو سامنے تھا اُسکی بیخ سے ایک
نازنین گلنار پوش پیدا ہوئی اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی ناز و کرشمہ بات بات مین نکالکر
آواز دی لو اے شمیم یہ اشعار مین نے یاد کیے ہین ذرا سن لو پھر تمھین اختیار ہی شمیم اُس
نازنین کو دیکھکر ٹھہر گئی وہ نازنین یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

کوئی شیشہ نہین اے رونق محفل ٹوٹا — آہ کی ٹھیس لگی آبلۂ دل ٹوٹا
پھیلا دام مین صیاد رہائی معلوم — باغ سے رشتۂ امید عنادل ٹوٹا
گھورتا ہی نگہ قہر سے کیا پھر پھر کر — کیا مرے ذبح مین خنجر ترا قاتل ٹوٹا
قطرۂ ولت نہاتے مین جو ٹپکا سر سے — مین یہ سمجھا کہ ستارہ لب ساحل ٹوٹا
خلاصی دو رخون سے ہوئی حاصل ہمکو — ایک ہی جھٹکے مین ہر بند سلاسل ٹوٹا
کس بلا کی یہ صدا تھی کہ جگر پانی ہی — وہ ٹوٹا خیر نہین ہائے کہین دل ٹوٹا
امتحان توسن بادہ کا کیا جب کہ شمیم — شکر صد شکر کہ تنکا بھی نہ مشکل نکلا

یہ اشعار جو اُس نازنین سے شمیم نے سنے جھومنے لگی چہرہ سرخ ہوگیا بڑھ کر کہا ای صفیر اگر
تو مجھکو خدمت خداوندا مین لیچلے اور خطا معاف کرادے تو بڑا احسان ہو مین قدرت کیواسطے
تڑپتی ہون بڑے افسوس کا مقام ہو کہ قدرت تو مجھ پر مائل ہون تیغ ابرو کے گھائل ہون
اور مین اُنکا حکم نہ بجا لاؤن سب طرح پر براے خدمتگاری موجود ہون صفیر نے کہا ای
شمیم قدرت نے تمکو بلایا ہے جلد یاد فرمایا ہی برقان برق وش کو بھی لے لو اور میر

ساتھ چلو میں صفائی کرا دونگی تمہاری وجہ سے بڑے فساد برپا ہوئے شمیم نے کہا میں تو جلد بھی
سمجھی یہ طفل بے ادب مجھکو رہا کرنے آیا اور شبخون مارا صدہا بندگان خداوند قتل ہوئے
یہ کہکے برقان برق وش کو ہوشیار کیا برقان برق وش جو اٹھی چاہا کہ تڑپ کر صفیر
پر گرے صفیر نے آواز دی اے گل ریزو انکو بھی لینا اُسنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ پھول
برسنے لگے جو پھولوں کی دباغ میں برقان برق وش کے پہونچی مثل شمیم یہ بھی ہاتھ
باندھکر بڑھی کہا اے صفیر چلو ہم دونوں کی صفائی تمہارے ہاتھ ہو صفیر نے چاہا دونوں
کو لیکر چلوں کہ غضنفر نے مرکب بڑھایا للکار کر آواز دی او صفیر تو نے بڑا دام مکر پھیلایا کہ
ان ایسی شاہزادیوں کو اپنے دام مکر میں لائی میں کیا سمجھے بے قتل کیے زندہ چھوڑونگا
صفیر نے کہا صاحبزادے اُن پر تمہارا زور چلتا ہی جو تم پر عاشق ہوئی ہیں میں نگاہ
بھی تیر مژگان ڈالتی ہزار شعبدے سے کہ وہ نگی گرفتار کرکے تمکو لیجاؤنگی بس اب پلٹ جاؤ
اسی پہ تمکو ناز ہی کہ تم یہ سمجھتا تھا شکل ہیں کیا اسوجہ سے باتیں بناتے ہو میں فوج خداوندگار
کو اشارہ کردونگی بلوہ کرکے تمکو گرفتار کرلینگے یہ کہکے فوج کو آواز دی کہ اس جوان کو گرفتار
کرلو کل فوج نے بلوہ کیا غضنفر نے قزاقوں کو اشارہ کیا کہ اے قزاقان نیزہ باز قزاق
جا پڑے اب تک کوئی اثر نہ تھا ہفت پیکر سامنے کھڑا تھا اس نے جو اشارہ کیا
قزاق گھر گئے ساتھ لاکھ فوج میں اسی ہزار کی کیا حقیقت ہے قزاق رات کے لڑنے
والے اب جو صبح ہوئی جو جوان گھرا وہاں گھرا غضنفر لاکھ لاکھ کوشش کرتا ہے
لیکن کچھ بن نہیں پڑتا اگر دس کو بچایا اور بلے سے نکالا تو بیس گھر گئے قزاق
قتل ہونے لگے ہرکارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے خبریں لیکر بھاگے لشکر ہفت پیکر میں
دنگا کون ہوا اس شب کو رستم نے اپنے لشکر کا طلایہ دیا ہی طلایہ دیکھ رہے تھے کہ ہرکارے
آئے دوڑتے ہوئے دیکھا پوچھا کیوں اے ناسپاسان وغیرہ خیر تو ہے عرض کی اے شہریار غضنفر نے
شب کو آکر شبخون مارا تھا لاکھوں کو قتل کرکے نکل آئے تھے مگر صفیر جادو نے ایک
ساحرہ آئی تھی اُسکے برقان برق وش و شمیم کو علم سحر سے مطیع کیا غضنفر مع لشکر
لشکر کفار پر جا پڑے فوج تو بے حد و بے حصر ہی جا کر لشکر کفار میں گھر گئے یقین کامل ہے

کہ دشمن اُنکے گرفتار ہوجائیں ہم صاحبقران کو خبر کرنے جاتے ہیں رستم بیقرار ہوگئے گھوڑے
پر سوار ہوئے گھوڑا طرف لشکر کفار کے چلا سماک نے بڑھکر لشکر میں آواز دی سب لشکر تیار
ہوا سب سے پہلے آفتاب فلک سیر تیار ہوا باہر نکل کے دیکھا کہ آقا روانہ ہوگئے یہ آفتاب
بنا کے اُترا رستم سے پہلے پہونچا آتے ہی آفتاب نے گرمی دکھائی وہ شدت گرمی کی ہوئی
کہ سب گھبرا گئے لگے غبار زرد اُڑنے لگا ساحر جلکر گرنے لگے لشکر میں جو یہ ہنگامہ ہوا غضنفر
نے مہلت پائی ایک طرف سے رستم کے نعرے کی آواز آئی ایک طرف سے طلبنو گرد کرایا عیوق
وجا روق آکر گرے کہ آفتاب سحر کرتا ہوا قریب صفیر کے پہونچا للکارا کہ او مکارہ کہاں جاتی ہے
میں آفتاب فلک سیر صفیر نے گولہ مارا آفتاب بیٹھا آفتاب فلک سیر ظاہر ہوا گرز کر
صفیر پر گرا کہ صفیر کے دو ٹکڑے ہوئے اور صدا بلند ہوئی کشتی مرا نام میں صفیر جادو بود
شمیم و برقان برق وش کو ہوش آیا ہوش آتے ہی لڑنے لگیں جب گرز اسکے دو ٹکڑے
کیے برقان برق وش تڑپ کر قریب غضنفر پہونچی کہا اے شہریار اب نکلیے ہفت پیکر لئے
کھڑا ہے فوج کو ترغیب دے رہا ہے آپ کے ماموں صاحب طلسم کشا کل فوج کو لیکر آگئے غضنفر
نے کہا اے برقان برق وش یہی تو مشکل ہے کہ ماموں جان برائے مدد آئے ہیں اب میں کیونکر
جا سکتا ہوں جب ماموں جان جا لیں تب جاؤں انتہا یہ ہے کہ اُنکے ساتھ نکل جاؤں
قبل نکل جانے میں فرمائینگے کہ دیوانہ اپنی جان بچا کے نکل گیا بھائی صاحب کو ناگوار ہوگا
ہم اُنکی بات کا جواب نہ دے سکیں گے برقان برق وش خاموش ہو رہی جب
ہفت پیکر نے دیکھا کہ صفیر قتل ہوگئی شمیم رہا ہوگئی بلکہ جنگ میں مصروف ہے وزیروں سے
کہا تمہاری کیا صلاح ہے اب طبل بازگشت بجوا دیں سب نے عرض کی اگر جلد طبل امان بجوائیگا
بہتر ہے ورنہ دیر کیجیے گا تو اور زیادہ لوگ مارے جائینگے ابھی پرچہ اخبار گذرا ہے کہ چار لاکھ آدمی مارے
گئے اور اہل اسلام کا مو بھی میلا نہیں ہوا یہ سنکر ہفت پیکر نے کہا طبل امان پر چوب پڑی
اسی وقت طبل امان بجا لشکر پلٹے رستم پلٹ کر کنارے پر لشکر کے ٹھہرے کہ غضنفر سے ملاقات
ہوگی تو خیر و عافیت پوچھیں گے غضنفر پلٹے ہوئے آتے تھے رستم کو جو کنارے پر
دیکھا گھوڑا پھیرا دوسری جانب سے نکلے رستم نے آواز بھی دی کہ غضنفر ہم سے

ملاقات کرتے جاؤ غضنفر نے دور سے سلام کیا اور گھوڑا بڑھا کر روانہ ہوئے رستم نے
اپنے سرداروں سے کہا اس دیوانے کے حرکات دیکھیے کہ ہمکو دیکھکر پلٹ گئے اور طرف سے
روانہ ہوئے ادھر نہ آئے وہ ہمکو دشمن جانتا ہے ہم جو مدد کو آئے اسکو ناگوار ہوا اگر ہم رہتے
تو دن بھر گھیرا رہتا سرداروں نے عرض کی اے شہریار آپ اُسکے بزرگ ہیں آپ کی مدد پر کیا
آزردہ ہونگے رستم نے کہا وہ سب کو ایسا ہی سمجھتا ہے یہ کہتے ہوئے لشکر کو لیکر روانہ ہوئے
ہرکاروں نے خبر صاحبقران کو پہونچائی کہ اسطرح غضنفر شبخون مارکر آتے تھے راہ میں گھیر
رستم مدد کو پہونچے پلٹے ہوئے آتے ہیں صاحبقران نے سرداروں سے فرمایا کہ صاحبو
بڑے غضب کی بات ہے غضنفر تو دیوانہ مشہور ہے رستم کیوں دیوانے ہوئے چاہیے تھا
کہ ہمکو خبر کرتے خدا اس لڑائی کا انجام بخیر کرے فوج ہفت پیکر بے انتہا ہے خدا ان
سب دلیروں کو بچائے روز سیاہ مجھکو نہ دکھائے یہ فرما کر چاہتے تھے کہ بارگاہ میں جائیں
کہ سامنے سے رستم آئے رستم نے آکر سلام کیا میر نے رستم کو گلے سے لگا لیا فرمایا ہے تو نظر غضنفر
تو دیوانہ بیباک ہے اپنے رفیق کا اُسکو چھوڑنا منظور تھا اسنے آکر شبخون مارا تم بلا تکلف
چلے گئے ہرچند کہ تم وہی ہو کہ فرنگستان میں تخت مردوق الٹ دیا مگر فوج ہفت پیکر
بے حد ہے خدا نخواستہ اگر دشمن گھیر جائیں تو کیسی مشکل ہو میں آٹھ پہر دعائیں کرتا ہوں
کہ پروردگار وہ دن دکھائے کہ میرے فرزند میرے جنازے کے ساتھ ہوں تا بقبر بدست
پہونچ جاؤں رستم رونے لگے کہا قبلہ و کعبہ یہ نہ فرمائیں ہماری آبرو آپ کے دم سے ہے
حضور ہی کے تصدق سے طلسم فتح کیا سب سردار صاحبقران کو دعائیں دینے لگے
کہ خواجہ عمرو دوڑے ہوئے آئے عرض کی آقاے نامدار لشکر ہفت پیکر میں طبل شادی
بج رہے ہیں ایک پہلوان آیا ہے کہ سعید اق کوہکن اُسکا نام ہے ساتھ سو پہلوان اُسکے
ساتھ ہیں کہتا ہے ان سب کو میں نے زیر کیا ہے دربار ہفت پیکر میں بیٹھا بلبلا رہا ہے یقین ہے
کہ آج اسکا نام پر طبل جنگی بجے صاحبقران نے فرمایا خدا سے ابزرگ است جیسا کچھ ہوگا دیکھا
جائیگا مگر مصداق جو دربار ہفت پیکر میں آیا کہا یا خداوند میرے نام پر طبل جنگی بجوا دے
میں سبکو گرفتار کرونگا ادھر طبل جنگی بجا ادھر صاحبقران نے فرمایا خواجہ ہمارے لشکر میں کیا

طبل جنگی بجے خواجہ نقارخانہ سکندری مین پہونچے غاشیہ اٹھا کر دوال دیا سارے لشکر
مین مشہور ہوا تیاریان ہونے لگین ناگاہ وہ وقت آیا کہ ترک فلک نے سپر زرین آفتاب
کو پشت پر لگایا نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغہ ضیا کو حمائل کرکے توسن صبح پر سوار ہوا
لشکر جانبین میدان کارزار مین آئے نقیبون نے نقابت کی گرد گیت کرٹ کا کہکر ہٹے
مصداق کوہ کن کہ سب کے آگے اونچی بنا ہوا کھڑا تھا کینڈے کو بڑھا کر سامنے ہفت پیکر
کے آیا اجازت طلب کی ہفت پیکر نے کہا جاؤ اپنے ید قدرت کے سپرد کیا مصداق کینڈے
کو ٹھکرا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے لشکر رستم پر جو اسنے نعرہ
کیا اسی طرف اسکا رخ تھا آلاگرد فرنگی نے مرکب اپنا نکالا مقابلے مین مصداق کے آیا اور
بعد نیزہ بازی تلوار کی نوبت آئی آلاگرد زخمی ہوا مصداق نے چاہا سر کاٹ لون مالاگرد کو تاب
نہ آئی جلدی مین جا پڑا گھوڑے کو بیچ مین ڈالدیا آلاگرد کو ہٹایا آپ مقابل ہوا مصداق
نے اس کن سے ہاتھ مارا کہ مالاگرد بھی زخمی ہوا عیوق وجاروق فرداً فرداً اسکے یہ بھی زخمی
ہوئے چھ سات سردار سپاہ گلشن جنات ہوئے شام کو مصداق نے کینڈے کو ٹھیرا کر
پکار کر آواز دی کہ تم سب کو دو دن کی مہلت دیتا ہون بعد دو دن کے جو میدان مین آئیگا
ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے بلبلاتا پلٹا سامنے ہفت پیکر کے آیا عرض کی یا خداوند مین
انتہا کا شکار دوست ہون ہمیشہ جنگل ہی مین رہتا ہون دو دن کے بعد طبل جنگی بجوائیے گا
وقت پر آجاؤنگا ابکی مقابلے مین خاتمہ کردونگا خالی نہ بیٹھونگا ایک دو شب مین خدمت مین بھی
رہونگا ہفت پیکر نے کہا اے پہلوان دوران اے گرشاسپ جہان قدرت کو تم پر بڑا بھروسا
ہے وقت پر ضرور آنا جتنے پہلوان لشکر مین ہین ان سب کے جی چھوٹے ہوئے ہین مسلمانون
کے نام سے ڈرتے ہین مقابلے مین نہین نکلتے غرضکہ مصداق طرف صحرا کے روانہ ہوا فوج
کو بھی ساتھ لیا واسطے شکار کے گیا ہفت پیکر پلٹ کے بارگاہ مین آیا یہ خبر ہرکارون نے
صاحبقران کو پہونچائی سب کو یقین ہوا کہ بعد دو دن کے مصداق کوہ کن آئیگا اب
صاحبقران بھی پلٹ کر بارگاہ مین آئے رستم کو انتہا کا قلق تھا صاحبقران نے رستم کو
بلوایا فرمایا اے نور نظر زخمی ہونے پر سردارون کے کیون رنجیدہ ہوا انشاءاللہ اب جو آکے

طبل جنگی بجوائے گا تو تم ہی مقابلہ کرنا رستم جیسے بیٹھے ہیں سرداروں نے عرض کی کہ ٹھہرا
آسمان پر ابر آیا ہے اگر مناسب ہو تو کل چلکر شکار کھیلیے رستم نے صاحبقران سے عرض کی کہ
اگر حکم ہو تو غلام شکار کے لیے جائے صاحبقران نے فرمایا میں خبر سن چکا ہوں کہ مصدق
بھی برائے شکار گیا ہے ایسا نہو صحرا میں تمھارے اُسکے مقابلہ پڑ جائے وہ نہایت پرغرور
ہے رستم نے عرض کی غلام دوپہر کو شکار کھیل کے چلا آئیگا صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ
رستم نے حکم دیا صبح کو سامان شکار تیار رہے سہمک نے کارخانوں میں حکم دیا بوقت سحر
پہلے قرادل حاضر ہوئے رستم نکل کر سوار ہوئے صحرا میں آکر نماز پڑھی نقارے پر چوب پڑی
تیتر لوا بٹیر نکلنے لگا باز بحری جرہ چھوٹے تیر اندازی ہونے لگی پہر دن چڑھے تک ارابے
بھر دیے رستم نے فرمایا ای سہمک شکار پرند تو کھیلا کوئی آہو سامنے نہیں آیا سہمک نے
کہا لوگ خبر کے واسطے گئے ہیں کہ چند گنوار دوڑے ہوئے آئے عرض کی پانچ کوس پر ایک
دھانوں کا کھیت ہے چالیس پچاس ہرن چر رہے ہیں رستم نے گھوڑا بڑھایا قریب اُس
کھیت کے پہونچے دور سے دیکھا کہ چند مادہ آہو ایک نر بیچ میں سب کے چرنے میں مصروف
ہے رستم نے فرمایا اور سب کا سب صاحبوں کو اختیار ہے مگر نر کو ہم شکار کرینگے جسطرف سے
نکلیگا ہمکو ملال ہوگا یہ کہکر گھوڑے دوڑائے سب آہو بھاگنے لگے اُنکے پیچھے سرداروں
نے گھوڑے ڈالے مگر وہ نر کالی کالی آنکھیں گردش کرتی ہوئیں طرف رستم کے متوجہ
ہوا طرارہ جو بھرا رستم کو مع مرکب پھاند گیا رستم کو بہت ناگوار ہوا کہ اس ظالم نے مجھ کو
گنہگار بنایا گھوڑے کو پھیرا تعاقب میں چلے آگے آہو پیچھے رستم سہمک تھوڑی دور
دوڑا آخر تھک کر ٹھہر گیا آہو بھاگا ہوا جاتا ہے گھوڑا بھی تیز رو و صبا رفتار ہے جب جست
کرتا ہے تو ٹھوکنی مرکب کی اور پٹھا آہو کا مل جاتا ہے مگر ایسا پہلو نہیں پاتے کہ نیزہ ماریں
ایک مقام پر آہو آکر چوکڑی بھولا رستم نے تیر مارا کہ آہو گرا رستم نے اُترکر اُسکو بہ قربانی
پہونچایا ٹہل رہے ہیں کہ ساتھ والے آئیں تو اس آہو کو اُٹھا کر چلیں کہ صحرا سے گرد
اُڑی دیکھا ایک تیر خوردہ آہو بھاگا ہوا آتا ہے رستم نے تیر مارا وہ آہو بھی گرا گرتے ہی
اُس آہو کے رستم نے تیر اُسکی پشت سے نکال دیکھا اور کہا کہ کسی پہلوان کا تیر ہے مگر

اوچھا پڑا چاہتے ہین کہ رومال سے خون پونچھکر نام پڑھون کہ پھر صحرا سے گرد اُڑی رستم نے
دیکھا مصداق کوہ کن تیر و کمان ہاتھ مین اپنے شکار کی جستجو کرتا ہوا آتا ہی دور سے جو دیکھا
کہ میرا آہو مردہ پڑا ہی اور تیر میرا ہاتھ مین رستم کے ہی اُس تیر کو دیکھ رہے ہین اچھی طرح
رستم کو نہین پہچانتا ہی گینڈے کو اُڑا کر قریب آیا کہا کیون جوان میرے شکار کو کیون
شکار کیا رستم نے کہا ہمارے سامنے آیا ہمنے شکار کر لیا جو تجھ سے ہو سکے وہ کر صحرا مین
کیا کسیکا اجارہ ہی مصداق نے قبضے پر ہاتھ رکھا کہا اے جوان صاحب شوکت و شان
کوئی میرا شکار نہین شکار کر سکتا ہم منظور نظر خداوند ہین رستم نے کہا وہ خداوند تمھارا
خرس بادیہ ضلالت ہین یہ سُنکر مصداق نے تلوار کھینچی خبردار کہکے ہاتھ تلوار
کا مارا رستم نے تھپکی ماری کہ تیغہ مصداق کا ہٹ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک
طمانچہ مارا کہ مصداق زمین پر گرا اسکا مثل مرغ بسمل تڑپنے لگا رستم سرہانے کھڑے ہین
افسوس کر رہے ہین کہ مین نے ناحق طمانچہ مارا مصداق نے جو آنکھ کھولی رستم کو قریب
پاکر پھر آنکھین بند کر لین رستم نے آواز دی او جوان کیون شرماتا ہی مین خود محجوب
ہو رہا ہون لیکن جب غصہ آتا ہی تو کچھ نہین سوجھتا مصداق نے یہ جو سُنا بلا تکلف
اُٹھ بیٹھا جھاڑ پونچھ کے کھڑا ہو گیا پوچھا کہ اے جوان تیرا نام نامی کیا ہی رستم نے کہا
علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران زمان مصداق کوہ کن نے کہا آپ نے مجھکو نہین
پہچانا مین مصداق کوہ کن ہون آپ کو ایسا نہ جانتا تھا دربار ہفت پیکر مین میری آبرو
ہی اسکا ذکر نہ کیجیے گا رستم نے کہا کیا عمدہ بات ہی کہ جسکا مین ذکر کرونگا مصداق فوراً
گینڈے پر سوار ہوا جدھر سے آیا تھا اُدھر ہی روانہ ہو گیا ساتھ والون نے پوچھا حضور
کہان تشریف لیگئے تھے مصداق نے کہا ایک آہو پر تیر مارا تھا مین اُسکے تعاقب مین
گیا رستم فرزند حمزہ نے اُسے شکار کیا مین جو پہونچا مجھ سے تکرار کرنے لگا مین نے ایک
طمانچہ مارا کہ زمین پر گرا تڑپنے لگا مین نے کہا کہ اے جوان اُٹھ جا مین کسی سے نہ کہونگا تو یار
مین نے آمد سخن مین ذکر کر دیا خبردار اسکا ذکر نکرنا یہ کہکے پلٹا بارگاہ ہفت پیکر مین آکر
دنگل پر بیٹھا جھومنے لگا ہفت پیکر نے پوچھا اے پہلوان دوران آج خوب شکار کھیلا

مصداق نے کہا یا خداوند آج شکارگاہ میں نیا معرکہ ہوا کہ میں نے ایک آہو پر تیر مارا تیر لگا
پڑا آہو بھاگا میں اُسکے تعاقب میں گیا ایک مقام پر رستم نے جو طلسم کشا کہلاتے ہیں میرے
آہو کو شکار کر لیا میں جا کے پہونچا میں نے جا کے کہا ای جوان میرے شکار کو کیوں شکار کیا رستم تو
مشہور ہیں مجھ سے لڑنے لگے میں نے ایک طمانچہ مارا زمین پر گرا مثل مرغ بسمل تڑپنے لگا میں نے
کہا ای رستم اُٹھو جاؤ میں کسی سے ذکر نہ کرونگا خداوند نے پوچھا تو میں نے ذکر کر دیا وزیر ہفت پیکر
جو بیٹھا ہو وہ بول اُٹھا کہ ای پہلوان ایسی باتیں سر دربار نہ کرو ورنہ ابھی آفت برپا ہوگی رستم وہ
جوان ہی کہ تم سے بہتر پہلوان آئے اُسکے ہاتھ سے مارے گئے اگر اُسکو طمانچہ مارتے تو زندہ پلٹ
کے نہ آتے مصداق نے جھلا کر جواب دیا اب میدان میں دیکھ لیجیے گا وزیر نے کہا میدان کی
تو نوبت ہی نہ آئیگی مصداق جھلانے لگا کہ اور کوئی پہلوان اُٹھے مجھسے مقابلہ کرے جو رستم
سے بہتر ہو ایک طمانچے میں یہی حال کروں قضارا ہرکارے جو لشکر کے حاضر تھے یہ خبر
وحشت اثر سُنکر بھاگے آپس میں کہتے ہوئے یارو یہ رستم کو کیا ہوا کہ ایسی بے غیرتی اختیار کی
دوسرا ہرکارہ جواب دیتا ہی یہ خلاف معلوم دیتا ہی رستم وہ شیر دلیر ہی کہ جسنے تخت مرزوق
اُلٹا مرزوق غرق دریائے لعنت ہوا کہ آج تک اسکا پتہ نہ ملا مگر ایسی خبر کو چھپا نہیں سکتے یہ باتیں
کرتے ہوئے دربار صاحبقران میں آئے یہ خبر اخبار ہاتھ میں امیر کے دیا امیر نے جو یہ مضمون دیکھا
پڑھا کانپنے لگے زلفیں قلب کی بل کھانے لگیں پھر مرتبہ پڑھنے پر ہاتھ ڈالے ہیں اور رہ جاتے ہیں
مگر خواجہ عمرو نے دست بستہ عرض کی کیوں شہریار کیا خبر آئی کہ حضور متفکر ہو گئے امیر نے فرمایا خواجہ تم نے
سُنا مصداق سر دربار ہفت پیکر بیٹھا کہہ رہا ہی کہ میں نے رستم کو طمانچہ مارا اس بے غیرت نے کھا لیا
نہ ابھی دیدی عمرو نے عرض کی سراسر خلاف ہوگا امیر نے کہا سارے دربار میں یہی ذکر ہو رہا ہی
یہ وہی پہلوان ہی جسنے سرداران رستم کو مارا اور زخمی بھی کیا کیا عجب ہی کہ صحرا میں تکرار ہوئی ہو مگر تو
رد کرتا ہی صاحبقران نے غصہ میں جواب دیا خواجہ خاموش رہو مجھکو بڑا رنج ہی جی میں آتا ہی اپنا
گلا کاٹ لوں خواجہ تو خاموش ہو رہے مگر رستم جو شکارگاہ سے پلٹے تو ارادہ تھا میں پہلے بارگاہ
صاحبقران میں آتے آتے ہی سلام کیا صاحبقران نے منہ پھیر لیا رستم جو آتش جو شعلہ مزاج
تھے دست بستہ عرض کی آج غلام سے کیا خطا ہوئی کہ سلام قبول نہیں ہوتا صاحبقران نے

پلٹ کر فرمایا ہماری آبرو خاک میں ملا دی طمانچہ کھا کے صحرا سے چلے آئے جان بہت عزیز ہی بس
اب سامنے سے جاؤ ہمکو اب روے سیاہ نہ دکھانا رستم روتے ہوے بارگاہ سے نکلے سماک
نے دروازے پر پوچھا کیوں شہریار خیر تو ہی آج کیا معرکہ ہوا فرمایا کہ اے سماک خاموش ہو ہم سے
بات نکرو سماک خاموش ہو رہا رستم اپنی بارگاہ مین آئے دربار گاہ پر آکے سرداروں کو رخصت
کیا کہ تم بھی جا کر گھر کھولو اب میرے کیوں ساتھ ہو سردار اپنے اپنے مقام پر گئے سماک سے
کہا دروازے پر بیٹھو کوئی اندر بارگاہ کے نہ آنے پائے ہمیں ایک کار ضروری ہی سماک تو
دروازے پر بیٹھا رستم اندر بارگاہ کے آئے کھڑے ہوکر سوچنے لگے کہ اے رستم کیا کروں اس نامراد
نے آکر اُلٹی بات مشہور کی قبلہ و کعبہ نے ایسا کلمہ فرمایا کہ سواے جان دینے کے کوئی چارہ نہیں
یہ سوچ کر کمند بازوں سے کھولی اور تنہ بارگاہ میں لٹکائی کرسی رکھکر حلقہ گلے میں ڈالا کرسی
کو ٹھوکر مار دی کمند میں لٹک گئے دم کھنچنے لگا لیکن خواجہ عمرو اُسی وقت بارگاہ سے
اُٹھے باہر آکر پوچھا کہ رستم کہاں گئے لوگوں نے کہا اپنی بارگاہ میں گئے ہیں خواجہ دوڑے
اُسوقت پہونچے کہ سماک دروازے پر بیٹھا ہی خواجہ کو منع کیا خواجہ عمرو نے کہا او نالائق
تجھے کچھ خبر بھی ہی کہ آقا پر کیا گذری یہ کہکر سماک کو ڈھکیل دیا آپ اندر بارگاہ کے آئے
دیکھا کہ رستم کمند میں لٹک رہے ہیں روح کھنچ کھنچ کے تا بہ سینہ آچکی ہی خواجہ عمرو نے
اُچک کر خنجر مارا کمند کٹی رستم زمین پر گرے عمرو نے سر زانوؤں پر رکھا گلے سے کمند کھولی
رستم نے آنکھیں کھول کر کہا عمر نامدار یہ آپ نے کیا کیا قبلہ و کعبہ نے یہ کلمہ دو بار فرمایا کہ
روے سیاہ اب نہ دکھانا ہمارا اشارہ دیکھیں تو بہتر ہی لعبہ ہمارے شاید مقدمہ اصلی نا
ہو عمرو نے پوچھا اے فرزند یہ معرکہ اصلی کیا گذرا رستم نے کہا اے عمر نامدار مصداق نے
برعکس بارگاہ میں بیان کیا ہی قبلہ و کعبہ کو سنکر غصہ آگیا اور یہ فرمایا کہ جان کو بہت عزیز
کرتے ہیں جان دینے سے یہ تو ثابت ہوگا کہ مصداق سچ کہتا ہی رستم نے مارے
حجاب کے جان دی عمرو نے کہا ایک طرح جان دو کہ بارگاہ ہفت پیکر میں اپنے کو بیچاؤ اور
مصداق کو سزا دو کہ دروغ گوئی مصداق کی ثابت ہو جائے اگر بارگاہ ہفت پیکر میں
مارے بھی جاؤگے تو نام رہجائیگا رستم نے کہا عمر نامدار آپ نے خوب بات بتائی ہی

ابھی جاتا ہوں بارگاہ ہفت پیکر میں جان دونگا یہ کہکر باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہوئے عمرو
نے چاہا ساتھ چلوں رستم نے منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ چلے اے سمک تم بھی نہ آنا یہ کہکے
گھوڑا بڑھایا گھوڑے پر کوڑا جو کیا مرکب باد رفتار رستم سا شہسوار لشکر ہفت پیکر میں پہونچے
اہل لشکر ہفت پیکر نے جو رستم کو دیکھا کسی کی یہ مجال نہ ہوئی کہ روکتا بل ابروے خمدار پہ
پڑے ہوئے تا دربارگاہ ہفت پیکر آئے اہل فوج حیران ہیں کہ آج کیا باعث ہے کہ رستم
اکیلے اس رو بروشتوں سے آئے ہیں جا بجا افسروں میں یہی چرچے ہیں کہ رستم دربارگاہ
ہفت پیکر پر گھوڑے سے کودے قریب درگہ سالار کے آئے درگہ سالار بیٹھا ہے رستم
کو نہایت غصہ ہے فرمایا کہ اے درگہ سالار ہٹ جا درگہ سالار نے کہا اے جوان یہ دربار
خداوند ہفت پیکر ہے اس بے ادبی سے جانا نہ ملیگا رستم نے کہا دیکھو ہم جاتے ہیں دیکھیں
تو کون روکتا ہے درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایسا طمانچہ
مارا کہ درگہ سالار کا سر جیسے گردن سے اُڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا
ہفت پیکر نے کہا ارے یہ کسکا سر ہے وزیر نے کہا مصداق نے یہ آفت برپا کی مصداق
نے وزیر کو بھی جھڑکا کہ پردہ بارگاہ اٹھا رستم نے اندر قدم رکھا پکار کر بہ بلند آواز کہا
سلام من درین مجلس و درین ماوا ہر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا پاک است و دین پیغمبر
خدا برحق مصداق یا تو ابھی باتیں کر رہا تھا رستم کو دیکھکر کانپ گیا ساتھ والوں سے کہنے لگا
اب یہ ذکر نہ کرو رستم کے خلاف گذریگا رستم کے سلام کا جواب کسی نے نہ دیا رستم ٹہلتے ہوئے
قریب مصداق کے آئے فرمایا کیوں او نامرد تو نے طمانچہ مارا تھا کہ جسنے مارا اب ہاتھ
مجھ پر اُٹھا کر طمانچہ مار تمام دنگل نشینان بارگاہ جمع ہیں تیرے خداوند بھی بیٹھے ہیں
ہفت پیکر نے کہا اے مصداق جواب نہیں دیتا یا تو بلبلا رہا تھا اب حریف کو جواب دے
تو کیفیت معلوم ہو پہلوانوں نے بھی کہا اے مصداق تو کہہ رہا تھا کہ میں نے رستم کو طمانچہ
مارا سب پہلوانوں کو اسکا کہنا ناگوار تھا کہ ایسے بہادر کی نسبت ایسے کلمات کہتا ہے
سب کا کہنا مصداق کو بہت شاق ہوا جھلا کر اپنے مقام سے اٹھا رستم پر ہاتھ تلوار کا
مارا رستم نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا مصداق لپٹ پڑا سامنے ہفت پیکر کے

کشتی ہونے لگی سب دیکھ رہے ہین کہ رستم نے تیسرے پیچ پر اکھیڑ کر مارا مصداق سے چاہا کہ مونڈھے کے بھل آکر سنبھلون رستم نے ایک ٹھوکر ماری کہ مصداق چارون شانے چت ہوا کود کر چھاتی پر سوار ہوے اس حال مین بھی کہ انتہا کا غصہ تھا فرمایا کہ حالا در شان پروردگار چہ میگوئی مصداق نے کہا کہ ای رستم مین مذہب تمھارا اختیار نکرونگا رستم نے ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا ایک ٹھوڑی پر رکھ کے جیغ دیکر بلند مارا کہ مع خنجر کے گردن کٹ کے سینے سے مصداق کے الگ ہوا لاشہ مصداق تڑپ رہا پھر رستم نے پکار کر آواز دی اے ہفت پیکر مین نے تیرے سامنے مصداق کو مارا اب مین جاتا ہون سر مصداق کا لیے جاتا ہون جسکو بدلہ لینا ہو مجھ سے بدلہ لیوے ایسا نہو پیچھے کوئی کہے کہ اگر رستم ٹھہرتے تو ہم بدلہ لیتے کئی مرتبہ رستم نے جو یہ کہا اور کسی نے جواب نہ دیا پہلوئین جو خدمتگار کھڑا تھا اُسنے کہا رستم بس اب نکلو ماشاءاللہ رستمی دکھا چکے رستم باہر نکلے سر مصداق کا شکار بند سے باندھا سوار ہوکے چلے ملازمان مصداق کہ باہر تھے جا بجا لاکھوں فوج سب نے جو خبر پائی کہ فرزند صاحبقران ہمارے افسر کا سر لیکر جاتے ہین لینا لینا کہکے آپڑے رستم نے تلوار کھینچی اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم رستم پیلتن نہ یلایکن کشندہ قوی ہندی و دویل ہندی کشندہ کیمان فرنگی علمشاہ رومی فرزند صاحبقران خواجہ عمرو کہ عاشق اولاد صاحبقران ہین ساتھ رستم کے آئے تھے سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا جسوقت رستم کو گھرے ہوے دیکھا خفقان آنکھون تلے اندھیرا ہوگیا اُس اندھیرے مین خواجہ نکل کر بھاگے دربار صاحبقران مین آئے کہ کیا حال ہے کہ کلاہ سر پہ ندارد گریبان پھٹا ہوا آنکھون سے آنسو جاری روتے ہوے سامنے صاحبقران کے آئے صاحبقران نے گھبرا کے پوچھا خیر تو ہے عمرو نے کہا ای شہریار غضب ہوا کہ رستم مارے گئے دربار مین ہفت پیکر کے جاکر کارنمایان کیا کہ مصداق کو مارا جب سر مصداق لیکر باہر نکلے فوج مصداق نے قتل کیا ارشد رستم کا وہین پڑا ہے بس صاحبقران ہائے فرزند کہکے اُٹھے نکلتے ہی پشت مرکب پر سوار ہوے صاحبقران بڑھے کل سردار بھی چلے رستم لڑ رہے تھے کہ نعرہ دلیری صدا آئی۔ نعرہ صاحبقران امیر صاحب قران اسم صفیعم روزگار + بحکم خدا بستہ شمشیر چار یکی تیغ صمصام و قمقام نام + یکے تیغ عقرب یکے ذوالحسام + بن کا فران اژدہا

سر سرکشان جملہ در خاک کرد + نعرہ کرکے امیر آگرگے برابر لندھور کا نعرہ ہوا نعرۂ لندھور
جزیرہ ہائے دریا را گرفتم تا بہ ہندستان + اگر نامم نمی دانی منم لندھور بن سعدان + دوسرے
پہلو سے مالک کا نعرہ ہوا۔ نعرۂ مالک۔ منم مالک اژدر خشم بین سپہ دار در لشکر ایرانیان
ایک طرف سے نعرۂ بہرام کی آواز آئی۔ نعرۂ بہرام۔ منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از
ہیبت من بلرزد زمین + سرداران صاحبقران کے لڑتے ہوئے رستم نے جو آواز صاحبقران
سنی اور فوج کے آنے سے جماعت بھی بائی لڑتے ہوئے ایک طرف نکلے قصد ہے کہ قبلہ و کعبہ کو
منھ نہ دکھاؤں عمرو نے جو دیکھا کہ رستم جاتے ہیں بڑھکر صاحبقران سے خبر دی کہ آقائے
نامدار دیکھیے لاشہ رستم کھینچے ہوئے لیے جاتے ہیں امیر نے فرمایا خواجہ میں نے تو رستم کو
لڑتے ہوئے دیکھا عمرو نے کہا اے آقائے نامدار آپ کا یہ تصور خیالی ہے آپ بڑھ کر دیکھیے اب
لاشہ رستم نظر آئیگا صاحبقران نے بڑھکر جو دیکھا کہ رستم طرف صحرا کے جاتے ہیں صاحبقران
نے گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی اے نور نظر کہاں جاتے ہو رستم نے جواب نہ دیا گھوڑے کو
تیز کیا عمرو نے جھپٹ کر باگ پر ہاتھ ڈالدیا کہا اے رستم صاحبقران آتے ہیں آخر صاحبقران
نے بیقرار ہوکے پکارا کہ اے نور نظر میں اب گھوڑے پر سے اترتا ہوں اور پیدل آتا ہوں نہ
پلٹو روح جسم میں پھڑک رہی ہے ایسا نہو کہ جسم سے نکل جائے اور ادھر عمرو نے کہا کہ اے رستم
اتر کر قدموں کو باپ کے بوسہ دو رستم نے کہا اے عمر نامدار قبلہ و کعبہ کو منھ دکھانے کو دل
نہیں چاہتا ایسا کلمہ میرے دربار کہا افسوس ہے کہ میں نے دربار ہفت پیکر میں یہ حرکت کی اگر
جان نہ گئی میں بیشک بے غیرت ہوں کہ صاحبقران قریب آپہونچے رستم گھوڑے سے
کودے دوڑکر قدموں سے صاحبقران کے لپٹ گئے صاحبقران نے سر چھاتی سے لگا لیا
فرمایا بیٹا میری گستاخی کو معاف کرو اور گلے میں ہاتھ ڈال کے رونے لگے رستم عذر کرنے لگے
صاحبقران رستم کو لیکر پلٹے یہاں سرداران صاحبقران نے فوج معدلق کو شکست
دی لشکر لیکر صاحبقران پلٹے ادھر ہفت پیکر شکست خوردہ پلٹا اپنی بارگاہ میں آیا سر ارون
کہ رہا ہے فرزندان حمزہ بلائے روزگار ہیں لیکن افلاک تیغزن ایک پہلوان بیٹھا ہے نہایت
مغرور و متکبر تھا اپنے مقام سے جھوم کر اٹھا کہا یا خداوندا آپ امیر حمزہ کی تعریف کرتے ہیں اے

اسی فعل کا مصداق تھا دربار میں بیٹھکر جری بہادر کی برائیاں کرتا تھا میں بھی سن رہا تھا میں
بہت خوش ہوا کہ رستم نے آکر اسکا سر کھینچ لیا اگر غلام کے نام حکم ہو تو دربار حمزہ میں جاکر جس
سردار کا نام لے دیجیے اسکو کشاں کشاں لاؤں کہیے سر لاؤں وزیر نے کہا یا خداوند افلاک تیغ زن
بلبلاتے ہیں ایسا نہو مثل مصداق کے انکا بھی حال ہو افلاک جھلانے لگا کہا اے وزیر با تدبیر
تم ایسی بات نہ کہو کیا پسران حمزہ کے چار ہاتھ پانوں ہیں جسوقت ہم پہونچیں گے تو ہاتھ پانوں
میں رعشہ پڑ جائیگا جسکو چاہونگا گرفتار کرلاؤنگا قدرت شگفتہ ہوکر حکم تو دیں مگر قدرت تقدیر
کریں ایسا نہو کہ ہمارا وہاں جانا ہو اور قدرت تقدیر خلاف کریں وزیروں نے سمجھایا کہ اے
پہلوان دوران واے گرشاسپ جہان قدرت کے سامنے رستم نے مصداق کا سر کھینچ لیا تم
دیکھا کیے اور نہ بولے باہر تلوار چلی اور نہ گئے اب تمکو جرأت کا خیال آیا افلاک تیغ زن نے کہا اگر
میں یہاں اس جوان کو روکتا تو مسلمان اپنے مقام پر کہتے اکیلا جانکر دبا ڈالا جیح رستم اس
بارگاہ میں آئے ہم اسی طرح میں بھی جاؤں اور جسکا نام لو اسکو گرفتار کرلاؤں وزیر نے کہا فرزندان
امیر میں شاہزادہ جہانگیر کمسن و کم لیاقت ہے اسی کو پکڑ لاؤ افلاک نے کہا میں گیا اور لایا یہ کہکے
اپنے مقام سے اٹھا جھومتا ہوا باہر آیا گینڈے پر سوار ہوا طرف لشکر صاحبقران کے چلا ہرکاروں
نے یہ سب باتیں بارگاہ میں سنیں اور افلاک کو جاتے ہوے بھی دیکھا بھاگے کہ جاکر صاحبقران
کو خبر کریں جہانگیر اپنی بارگاہ سے نکلے ہیں بارگاہ صاحبقران میں جاتے ہیں کہ ہرکاروں نے
پکار کر آواز دی کہ اے شہریار ٹھہر جائیے ہمیں کچھ عرض کرنا ہے جہانگیر ٹھہر گئے ہرکاروں نے آکر
سب کیفیت عرض کی اور کہا افلاک آپکی فکر میں آتا ہے جہانگیر نے کہا میں آگے بڑھکر اس سے
ملاقات کرونگا چابک سے کہا مرکب لاؤ مرکب بادرفتار آیا جہانگیر اسپر سوار ہوے گھوڑے
کو اڑاتے ہوے کنارے پر لشکر کے آئے دیکھا افلاک آتا ہے للکار کر آواز دی او جوان تو کون ہے
کہاں جاتا ہے افلاک نے پلٹ کر کہا جہانگیر فرزند صاحبقران کو بارگاہ میں لینے جاتا ہوں
جہانگیر نے کہا او مغرور ستم شاہزادہ جہانگیر بارگاہ میں جاکر ذلیل ہوگا ایک ایک شیر نر
وہاں بیٹھا ہے افلاک کو جو معلوم ہوا کہ یہی جوان جہانگیر فرزند ہے یہ دیکھکر آواز
دی اے جوان میں تجھکو گرفتار کرکے لیجاؤنگا جہانگیر نے گھوڑے کو بڑھا کر کہا بس اب

باتین نہ بنا وار کر افلاک نے نیزہ مارا جہانگیر نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر
نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا افلاک لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے چوتھے
پیچ پر جہانگیر نے افلاک کو اُٹھا کر مارا کہ افلاک چارون شانے چت گرا جہانگیر نے چھاتی پر
سوار ہوکے کہا کیون او بچہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے افلاک سوچا کہ اب اس جوان
کے قبضے مین آگیا ہون اگر انکار کرونگا تو مار ڈالیگا یہ سمجھکر کہا مین اطاعت کرتا ہون جہانگیر نے چھوڑ دیا
کلمہ تلقین فرمایا افلاک چھوٹے کیطرح کینہ رکھکر مسلمان ہوا جہانگیر نے افلاک کو ساتھ لیا بارگاہ
صاحبقران مین لائے بادشاہ کو اُسنے سلام کیا امیر کے قدمون کو بوسہ دیا جہانگیر نے سب حال
کہا بادشاہ نے رمزہ جہانگیر مین خلعت عطا فرمایا افلاک سرداران صاحبقران کو دیکھ رہا ہے
ایک ایک کو دیکھکر جی مین کہتا ہے کیا کیا دلیر ہین بیشہ جرأت کے شیر ہین کبھی لندھور کو کبھی ایاس
کو کبھی رستم کو دیکھتا ہے دل مین کہتا ہے افلاک ان جوانون کو جسنے مارا ہوگا مکر سے مارا ہوگا یہ جرأت
انکا مارنا نہایت دشوار ہے یا نیند کیا ہوگا تو مکر ہوا ہوگا مین اب جہانگیر کو مکر سے مارونگا جہانگیر نے
اُسکو بارگاہ عطا کی خادم اور خدمتگار مرحمت فرمائے اب افلاک ظاہر مین خدمتگاری کرتا ہے اور
باطن مین دشمن ہے بعد ایک ہفتہ کے کہا مین طلایہ کا گشت کرونگا جہانگیر نے دو ہزار سوار دیے
افلاک طلایہ دینے لگا جب زلف لیلائے شب کی کمر سے گذری افلاک نے سوارون کو
بازارون مین بھیجا جب آپ اکیلا رہگیا طرف بارگاہ جہانگیر کے چلا نگہبانون سے آواز دی کون
آتا ہے کہا یارو مین نے خبر پائی ہے کہ لشکر کفار شبخون لیکر آیا بازار سرداران مین بلوہ ہو رہا ہے تم
جاؤ نگہبانون کو یون روانہ کیا جب سناٹا ہوا تو پردہ اُٹھا کر بارگاہ مین آیا جہانگیر کو دیکھا کہ
سو رہے ہین اُس بیحیا نے تلوار کھینچی بستر سے کھڑا ہوا جہانگیر نے عالم خواب مین رستم
کو دیکھا کہ فرماتے ہین ای برادر دیکھو دشمن آتا ہے جہانگیر نے آنکھ کھول کر دیکھا افلاک نے
ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے اپنے کو جھٹ سے گرا دیا تلوار پٹی پر پڑی جہانگیر نے للکارا او
نامرد کھڑا رہ افلاک بھاگا جہانگیر باہر نکلے دیکھا نگہبان ندارد چاہا نعرہ جہانگیر کی صدا
سنکر دوڑ آئے دیکھا کہ شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہوا چاہتا ہے جہانگیر نے فرمایا کہ دیکھا
تمنے سنا افلاک نے مجھکو مار ڈالا ہوتا مگر بھائی رستم نے خواب مین آگاہ کیا مین اُس کے

تعاقب میں جاتا ہوں چابک نے کہا جانے بھی دیجیے جہانگیر نے نہ مانا گھوڑے کو چمکا کر چلے لشکر
سے نکل کر دیکھا کہ افلاک جاتا ہے للکار کر آواز دی او نامرد کھڑا رہ افلاک بھاگا صبح ہوتے
لشکر میں پہونچا لشکر والوں نے دیکھا کہ افلاک بھاگا ہوا آتا ہے مگر نہایت بیقرار اور بدحواس ہے
بھاگ کر بارگاہ ہفت پیکر میں پہونچا اہل لشکر نے دیکھا کہ جہانگیر گھوڑے کو چمکاتے ہوے
آتے ہیں مگر نہایت شگفتہ ہیں ابروؤں پر بل پڑے ہوے تیغ کھینچا ہوا ہاتھ میں سب سپاہ اس
طرف بارگاہ ہفت پیکر کے چلے آپس میں باتیں کرتے ہوے کہ افلاک بڑا غرور کرکے گیا تھا
آخر بھاگا ہوا آتا ہے پیشتر [illegible] صاحبقرانی اسکو زندہ نہ چھوڑیگا یہاں ہفت پیکر تخت پر
بیٹھا ہے کہ افلاک گھبرایا ہوا آیا ہفت پیکر نے پوچھا کیوں پہلوان خیر تو ہے گھبراہٹ میں کہا کہ
وہ میرے تعاقب میں آتا ہے پہلوانوں نے کہا صاف صاف بتائیے آپ تو ایسے گھبرا رہے
ہوے ہیں کہ بات منھ سے نہیں نکلتی کہ نعرہ شیر کی آواز آئی جہانگیر مع گھوڑے اندر بارگاہ کے
آئے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ہفت پیکر جہانگیر کو دیکھا گھبرا گیا افلاک
سے کہا تم اسی جوان کا سر لینے گئے تھے اب سامنے آیا ہے سر کاٹ لو اپنی جرأت پر بڑا گھمنڈ
تھا افلاک نے پلٹ کر ہاتھ مارا جہانگیر نے بہ آسانی بازو بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا ہاتھ
کھینچا ایک ہاتھ تیغ مارا کہ سر جیسے گردن سے اڑ گیا جہانگیر نے جھپٹ کر سر اٹھا لیا پکار کر کہا او
ہم جانتے ہیں [illegible] ایسا نہو ہمارے بعد کوئی کہے کہ یہ جوان کمزور تھا تو ہم سمجھ لیتے ہفت پیکر نے
سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا [illegible] اسنے اشارہ کیا کہ ای شہریار نکل چلیے جہانگیر باہر آئے تو پشت
پر [illegible] پیچھے ہمراہیان افلاک سے کہا کہ شاہزادے کو روکیں مگر افسروں نے کہا یارو
کیوں جان دیتے ہو ہم [illegible] سلطانوں کا نام نہ رہ جائیگا منہم منہم کی صدا بلند ہوئی جان بچانا
سبکو دشوار ہوگیا جہانگیر بیباک لشکر سے نکل گئے تھوڑی دور گئے تھے کہ اپنا لشکر ملا دیکھا
پہلوان و سپاہ ہر ایک اسی بات پر آمادہ ہو چکا ہے کہ جاکر اپنے آقا کے ساتھ جان دیں جہانگیر
کو دیکھکر [illegible] اور [illegible] آستہ [illegible] کیا تھا کہ دیکھا رستم مع فوج آتے ہیں جہانگیر کو دیکھکر پوچھا کیوں
بھائی خیر تو ہوئی جہانگیر نے کہا میں اس مغرور کا سر لایا ہوں رستم نے جہانگیر کو ساتھ لیا داخل
بارگاہ صاحبقران ہوے دیکھا صاحبقران بھی تیاری چلنے کی کرتے ہیں جہانگیر کو دیکھکر

تڑپتا ہے دل یا کہ سیماب ہے
کہ ہے صورت زلف یاں پیچ و تاب
کہے نظم زور و کے اشعار چند
نہ اتنا کے تحریر میں طول ہو
خیال سکندر کی تحریر ہو

کرے منزل بحر کس طرح طے
بھلا بحر میں نظم کا رنگ کیا
فلک نے کیا بحر میں در بند
لکھوں داستان مرصع بیان
مسلسل قمر رنگ تقریر ہو

تسلی کہاں دل کو ہے اضطراب
کہ ہے دل پہ داغ مصیبت فزا
یہ بیٹھیں ہنرمند مقبول ہو
کہ مشتاق ہیں ناظر و سامعان

چہرہ فتاحان مقامات عجائب وغرائب طلسمات و سیاحان منازل ہول انگیز و پر آفات اس داستان حیرت عنوان کو یوں تحریر فرماتے ہیں۔ شعر۔ بصد فرحت گہر سنج معانی ؛ چنین آرد متاع نکتہ دانی ؛ یہ داستان جلالت نشان گوہر گوش ناظران ذی ہوش کرتا ہوں جبکہ جہانگیر والا تدبیر افلاک تیغ زن پیرفن کو مار کر سر اسکا لیکر نکل گئے اور ہفت پیکر نے سنا کہ باہر کسی نے ندو کا زانو پر ہاتھ مار کر کہا ہے وزیران با تدبیر و اے مشیران روشن ضمیر تمنے دیکھا کہ فرزند حمزہ کس زور و شور سے آیا اور سر اپنے حریف کا لیکر نکل گیا کوئی متعرض نہوا اہل اسلام کا خوف دلیر ہماری فوج کے غالب ہوگیا ڈرتے ہیں کہ سامنا ہوا اور مارے گئے ہائے کیسے کیسے پہلوان آئے اور پھر شریک مسلمانان ہوئے اور جو سیہ قلب تھے وہ مارے گئے اب کیا تدبیر کروں ادھر وہ دیوانہ چالاک آتا ہے لشکر کو تباہ کرکے چلا جاتا ہے جس دن مسلمان جم گئے اسی دن قارت جولہ تبدیل کرینگے اور کہیں جاکر فدائی ہو جائینگے وزرا عرض کر رہے ہیں اخداوندا آپ کی فوج دریا موج ہے میں اسوقت سات سو پہلوان موجود ہیں اگر سامنا کریں اور حملہ کریں تو کیا عجب ہے کہ غالب آجائیں مسلمانوں کی کیا حقیقت ہے زبانی خفیہ نویسوں کی معلوم ہوا کہ صاحبقران کے ساتھ کل بائیس لاکھ فوج ہے اور ہزار دو ہزار جوان اور ہیں جو دلیر و شمشیرزن تیغ زن ہیں یہاں اسی لاکھ فوج موجود ہے ہفت پیکر نے کہا اب تو قدرت تقدیر کی جلے کہ فتح نہوگی دیکھیے تقدیر کیا دکھائے اچھی تقدیریں بگڑ گئیں پاؤں میں فوج کے زنجیریں نامردی کی پڑ گئیں یہ کہکے ہفت پیکر رونے لگا بے اختیار پکار اٹھا کہ یا خداوندا خیال سکندر کی ظہور فرمایئے میری مدد کو آیئے یہ باتیں تھیں کہ ہوا سے سر جلنے لگی جانور زمزمہ سرائی کرنے لگے سب سرداروں نے بند قبا کھول دیے ہر ایک کہتا ہے ہوا سے معتدل

چل رہی ہے دیکھیے غنچے چٹک رہے ہیں طائر چہک رہے ہیں قلب سب کے
خوشی سے پھڑک رہے ہیں وزرا نے عرض کی یا خداوند ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ خداوند
خیال سکندری تشریف لاتے ہیں یکایک سب نے دیکھا کہ تخت ہوا پر اڑتا ہوا چند ساحران
زبردست لباس فاخرہ پہنے ہوئے بجائے کلاہ مندیل سب کے سر پر تخت کو گھیرے ہوئے اور
ہزارہا طائران خوش الحان منقاروں سے انکی پھول چھڑ رہے ہیں جب یہ پاس آتے ہیں تو مروارید
بے بہا کی بارش ہوتی ہے ہزارہا غربا زمین پر پکارتے ہوئے یا خداوند خیال سکندری تیری قدرت
کے نثار کہتے مروارید بے بہا پائے فقیر تھے غنی ہوگئے لوٹتے ہوئے چلے آتے ہیں وزرا
نے کہا یا خداوند دیکھیے آپ نے پکارا قدرت موجود ہوگئے ہفت پیکر نے کہا مجھکو خداوند
کہو ہرچند کہ خداوند خیال سکندری بھی ایک بندہ گنہگار ہے حکیم قادر سے کا سینے والا لیکن
رنگ خوب بندھا ہوا ہے میں اس سے مدد چاہتا ہوں مجھکو شہنشاہ ہفت پیکر کہو ایسا نہو
خلاف گذرے یہ کہکے ہفت پیکر تخت سے اٹھا پکار کر آواز دی یا خداوند تشریف لائیے میں
آپ کو یاد کیا تھا عین وقت پر آپ تشریف لائے آپ کے اوصاف کوئی بیان نہیں کرسکتا
آئیے آئیے میں دل وجان سے مشتاق ہوں وہ تخت ہوا سے اترا تخت پر ہفت پیکر کے آکر
قائم ہوا بیٹھتے ہی کہا کیوں ہفت پیکر تباہ وبرباد ہوگیا مگر غرور خداوندی دل سے نہیں جاتا ہے
حاضرین محفل تم کو قدرت آگاہ کرتے ہیں کہ اسکو سوائے شہنشاہ کے کوئی کلمہ کہنا ہمارے
جانے کے بعد یہ اسیطرح خداوند بن بیٹھا شبدیز وغیرہ کیسے کیسے پہلوان آئے آخر انکا انجام کیا ہوا
یا مسلمان ہوئے یا مارے گئے جتنے سردار تیرے مرے ہیں سبکو قدرت زندہ کر دیگی لاکھوں
آدمی تیری ملازمت میں مارے گئے ان سب کو زندہ کرنا پڑیگا قدرت کو تکلیف ہوگی مگر قدرت
تکلیف اٹھائیگی ان بندگان مردہ کو جلائیگی پھر کہا اے ہفت پیکر آج طلسم کشا کو قدرت
داخل صحرائے مشقت کرتی ہیں کیا عجب ہے کہ نظارن صحرائے مشقت لوح و تختہ بنا سکتی
لیلیں اور پاس تیرے پہونچا دیں ہفت پیکر اٹھکر گرد پھرا ہاتھوں کو بوسہ دیا اور
سب کے بچھکا بقراط ثانی نے کہا اے ہفت پیکر سلطنت ہفت کوہ مبارک ہو
طرح جا کر ظہور دکھاتا ہفت کوہ آباد ہو یہ کہکے طرف داہنے کے پلٹا وزیر اسکا شاد اپنے

کھڑا تھا کہا ای شاد اب طلسم کشا کو صحرا ے مشقت مین پہونچا دو اور وہان کے ناظمون کو حکم
لکھو کہ اول دعوت کرین ملکہ تمکین شیرین کلام اُس دعوت مین شریک ہون اور طلسم کشا کو
عجائب و غرائب دکھائین دام مکر مین پھنسائین جب تحفہ جات و لوح لیلین تو طلسم کشا کو
گرفتار کرکے پاس ہفت پیکر کے روانہ کرین یہ کہکر تخت سے بقراط اُٹھا کہا ای ہفت پیکر
اب قدرت جاتے ہین مگر جو کچھ چلے اُسکا ظہور دیکھنا ہفت پیکر نے بہت خوشامد کی کہا یا
خداوندا اب ایسی مدد کیجیے کہ میرا ہی اقلیم پر قبضہ ہو بقراط نے کہا ایسا ہی ہوگا نہ گھبراؤ مگر
ہر وقت قدرت کو یاد کیا کرو ایسا نہو کہ ہمارے جانے سے گے بی ہمکو بھول جاؤ اور باعث یہ ہی
کہ تقدیر بربادی تو کر چکے اب وہ تقدیر قبضۂ مسلمانان مین گئی اب اُسکا پھیرنا دشوار ہی یہ کہکر
تخت کو اشارہ کیا اُسی طرح اُڑتا ہوا روانہ ہوگیا ہفت پیکر خوش بیٹھا ہی ہرکارون کو حکم
دیا کہ لشکر مسلمانان کی خبر دریافت کرتے رہو جو سانحہ گذرے اُسکی خبر ہمکو پہونچاؤ یہان
رستم بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اُٹھے سامنے صاحبقران کے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوے
صاحبقران نے فرمایا کیون نور نظر جو کہو تمھاری سب حاجتین قبول ہین بدل و جان قبول
ہین رستم نے عرض کی آج آسمان پر ابر آیا ہی اگر حکم ہو تو غلام شکار کھیل آئے صاحبقران
نے حکم دیا کہ بسم اللہ جاؤ مگر ای نور نظر خیال رہے کہ فوج ہفت پیکر بے حساب ہی ایسا نہو
کوئی برا ے شکار گیا ہوا در راہ مین تکرار ہو جاے اسکا خیال رکھنا یہ بھی خبر زبانی ہرکارون کی
سنی ہی کہ آج بقراط ثانی آیا تھا بڑی بڑی لسانی کر گیا ہی بڑے بڑے حکم لگا گیا ہی اسکا خیال
رہے رستم نے عرض کی کہ سب خیال غلام کو ہین مین دو پہر سے پیشتر پلٹ آؤنگا دور نجاؤنگا امیر
نے فرمایا بسم اللہ رستم نے سماک کو حکم دیا صبح کو پہلے قراول حاضر ہوے رستم سوار ہو
صحرا مین آکر نماز پڑھی طبل باز پر چوب پڑی نظم

| | |
|---|---|
| چو در نالہ درآمد طبلک باز | درآمد مرغ صیاد افگن بہ پرواز |
| رہا شد بر ہوا باز سبک پر | جہان شد خالی از کبک و کبوتر |

رستم نے فرمایا ای سماک دریافت تو کرو شکار آہو کیا نہین ہی رستم نے یہ زبان سے کہا ہی
تھا کہ درہ کوہ سے ایک آہو نکلا دونون سنگوٹیان مثل زلف محبوبان تاو پیچ کھاے ہوے

جھول زربفت کی پشت پر ٹنا موتیوں کا پڑا ہوا بقول شاعر بیت

| | | | |
|---|---|---|---|
| جل زربفت پشت کے اوپر | | واہ رے آہو پری پیکر | |

جست و خیز کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا رستم نے کہا یہ آہو ہے خوشنما کسی کا پالو ہے اس کی
آن بان نرالی دیکھتے ہو رستم نے گھوڑا بڑھایا آہو آگے بڑھا رستم نے چاہا کہ اسے گرفتار کر
آہو کر چھلانگیں بھرنے لگا رستم نے اور گھوڑے کو تیز کیا آہو بھی زیادہ تیز ہوا اب رستم کو
غصہ آیا گھوڑے کو تیز کرنے لگے آہو بھی جست و خیز کرتا ہوا چلا گھوڑا بھی اشقر بالا کبود اور رستم
ایسے شہسوار اکثر تھوڑی تھوڑی مرکب کی اور پہنچا آہو کا مل مل جاتا ہے مگر ایسا پہلو نہیں ملتا کہ
شکار کریں ایک مقام پر جا کر آہو چوکڑی بھولا رستم کو انتہا کا غصہ تھا تیر مارا کہ آہو لڑکھڑا کر گرا
سماک دور سے دیکھتا چلا آتا ہے کہ جہاں آہو گرا تھا وہاں پر غبار اُڑ رہا ہے رستم گھوڑے
سے کود کے جھپٹ کر قریب آہو کے پہونچے سماک نے دیکھا غبار زیادہ ہوا کہ اندھیرا ہو گیا
سماک جھپٹ کر دوڑا قریب غبار کے پہونچا دیکھا نہ رستم ہیں نہ آہو ہے حیران ہو گیا کہ یہ کیا
ماجرا ہے خون کے قطرے بھی اس مقام پر نہ پائے چیخیں مار کر رونے لگا کہ سرداران رستم آکر
پہونچے پوچھا ہے سماک کیا ہوا سماک نے سب کیفیت بیان کی سب سردار رونے لگے کہ
یکا یک ایک ہوا گرم آئی کہ منہ سب کے جلنے لگے جب جھونکا ہوا کا آتا ہے ثابت ہوتا ہے کہ کرہ
آتش کھل گیا آخر سرداروں نے کہا اب یہاں سے چلو ورنہ گرمی سے سب ہلاک ہو جائینگے آخر
سردار گریان و نالان گھوڑے کو انکے آگے کر لیا روتے پیٹتے چلے جب قریب لشکر آئے جھنڈے
دیکھا وہ رونے لگا ہرکاروں نے یہ خبر صاحبقران سے کہی کہ سرداران رستم مرکب کوتل لیکر
آئے ہیں تمام لشکر میں ہنگامہ ہے صاحبقران روتے ہوئے باہر نکلے مرکب رستم جو کوتل
دیکھا خود اپنے سر سے اتار کر پھینکا آواز دی ای رستم اس ضعیفی میں ہمکو یہ داغ دیا مقام افسوس
ہے کہ باپ کو ساتھ نہ لیا یہ کہکر صاحبقران سر ٹکرانے لگے سرداروں نے آکر امیر با توقیر کو سنبھالا
لندھور نے عرض کی آقا سے نامدار رستم صاحبقران ثانی ہیں ایسی افتادیں انہیں
پڑی ہیں انشاءاللہ وہ فتح کر کے آئینگے حضور صبر کریں خواجہ عمرو دوالکشمیرہ صاحبقران
کو لیکر بارگاہ میں آئے صاحبقران نے فرمایا خواجہ ہمارے خدا جا کر رستم کو تلاش کر

خواجہ عمرو نے کچھ جواب نہ دیا خواجہ زادے حاضر تھے صاحبقران نے فرمایا آپ اپنے
علم مین ملاحظہ کیجیے خواجہ زادون نے قرعہ پھینکا بعد عرصے کے سر اٹھایا دست بستہ عرض کی
کہ جب صحرا مین رستم کا داخلہ ہوا اُس صحرا کا عجائب نگار نام ہی بقراط ثانی نے یہ سب چلیا
اُسی کے شعبدون مین رستم پھنسے مگر انجام بخیر ہی انشاءاللہ حضور سے بخیر و خوبی ملین گے
لیکن خواجہ عمرو کا بھی جانا واجب و لازم ہی عمرو نے کہا مین نے نجوم مین دیکھا کہ خواجہ
زادے بھی جاوین امیر نے فرمایا خواجہ عمرو تمھین جانا پڑیگا عمرو نے کہا سب جانتے ہین کہ
مین مفلس ہون مفلس سے کوئی کام بن نہین پڑتا یہ کہکر بارگاہ رستم مین آئے دیکھا کہ سب
سرداران رستم رو رہے ہین خواجہ عمرو نے کہا یارو روتے ہو روپیہ نہین خرچ کرتے ہو میرا نام
خواجہ زادون نے لیا ہی مین بسبب مفلسی کے جا نہین سکتا سب سردارون نے دس
دس ہزار پانچ پانچ ہزار روپے منگا کر خواجہ کو دیے خواجہ ان سب سے مبالغ خطیر لیکر لشکر رستم
مین آئے کہا بھائیو مین تمھارے آقا کو رہا کرنے جاتا ہون کچھ روپیہ صرف کروگے سب نے
تھوڑا تھوڑا خواجہ کو دیا خواجہ سب سے لیکر تلاش رستم مین روانہ ہوئے اب حال رستم تحریر
ہوتا ہی کہ رستم بیہوش ہوگئے بعد عرصۂ دراز کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار
نواح دلکشا ہی طائران زمزمہ سرا درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین تعریف مین سکندری
زبان کھولتے ہین آوازون سے ثابت ہوتا ہی کہ ہر مرتبہ زبان کھولکر پکارتے ہین کہ یا خداوند
خیال سکندری تو نے ہمکو پیدا کیا ہم تیری خدائی کے قائل ہین درخت پودے سبز و شاداب
شاخون کا پیچ و تاب زیر نخل جابجا پھولون کے انبار طائران زمزمہ سرائی یہ صدا سے یاد کو
ہردم پکارتے ہوا جو چلتی ہی تو شگوفون سے بھی یہی آواز آتی ہی لو ناطے کر دے اٹھتے ہین یہی آواز
دیتے ہین کہ ہم خاکسارون کو خداوند خیال سکندری نے کیا مرتبہ دیا ہی کہ قد معشوق سے
ہماری مثال ہی آنکی صفت مین زبان لال ہی کبھی پہاڑون سے پتھر گرتے ہین ان پتھرون کے
گرنے سے بھی یہی آواز آتی ہی آہو صحرا سے کریں لیں بھرتے ہوئے نکلتے ہین ایک سے ایک
کہتا ہی ہمکو خداوند نے پیدا کیا کھانے کے واسطے گھانس بنائی کیا قدرت دکھائی آوازین دیتے
ہوئے جست و خیز کرتے پھرتے ہین اکثر بیشون مین شیر یہی آوازین دے رہے ہین رستم حیران ہین

کہ یہ ملعون خداوند خیال سکندری کون شخص ہے ایک نخل کے پیچھے کھڑے یہ تماشہ دیکھ رہے ہیں کہ ایک طرف سے چند طائران ہفت رنگ پیدا ہوئے ایک شاخ نخل پر آکے بیٹھے زمزمہ سرائی یہ اشعار پڑھنے لگے۔

نظم

سوز الفت میں اگر جلوہ گری پیدا ہو ۔ خاک ہو جل کے جو پروانہ پری پیدا ہو
کیونکر آنکھوں میں کوئی جلوہ گری پیدا ہو ۔ دل پسیجے تو کچھ آنکھوں میں تری پیدا ہو
شوخیوں میں روش فتنہ گری پیدا ہو ۔ چشمکوں میں تری جادو نظری پیدا ہو
سرد آہیں جو کبھی کھینچ کے لبوں تک آئیں ۔ گرمیاں کرتی ہوئی بے اثری پیدا ہو
دلبری میں کبھی ادا نکلے دل آزاری کی ۔ لطف میں پہلوے بیدادگری پیدا ہو
کام کر عشق میں اے غفلت دل قاصد کا ۔ دے خبر یار کی وہ بے خبری پیدا ہو
آئینہ دیکھے اگر حال پریشان میرا ۔ ساتھ حیرت کے پریشان نظری پیدا ہو
حال کچھ دل کی تڑپ کا جو لکھیں یار کو ہم ۔ برق کو حوصلۂ نامہ بری پیدا ہو
دے اگر جام کو وہ ساقی مہوش گردش ۔ صاف کیفیت دور قمری پیدا ہو
گھڑیاں بھی ساعتیں جو شب ہجر بھر آخر شب ۔ صبح سے پہلے نسیم سحری پیدا ہو
جا کے چھینٹے اثر گریہ جو دے فرقت میں ۔ خشک آنکھوں میں ابھی ایک تری پیدا ہو
بنکے پتلی رہو آنکھوں میں سویدا دل میں ۔ ہر جگہ ایک نئی جلوہ گری پیدا ہو
اٹھ کے جانے کا خط شوق ارادہ جو کرے ۔ بجلیاں پر سے ہوئے قاصد کا پری پیدا ہو
وادی عشق میں کرتا ہے تقاضا کوئی ۔ ہر قدم پر مجھے شوریدہ سری پیدا ہو
زلف پیچاں کے تصور میں جو کھینچوں آہیں ۔ پیچ کھاتا ہوا دود جگری پیدا ہو
ہم تو عاشق ہیں جب انداز قیامت پہ مریں ۔ قامت یار کی بھی فتنہ گری پیدا ہو
عشق کہتا ہے دہان و کمر ناز کی طرح ۔ بے نشان ہو جیسے جب ناموری پیدا ہو
کوچ تنہا جو کیا باغ سے بلبل نے کہا ۔ بو ہو یا رنگ کوئی ہمسفری پیدا ہو
سلطنت دے جو مجھے عشق تو سر پر سہرے ۔ عوض داغ جنوں چتر زری پیدا ہو
عکس تیرے لب رنگیں کا جو اک سر پر پڑے ۔ باغ میں کان عقیق شجری پیدا ہو

آزما دیکھ محبت کے اثر کو بھی جلال | کیا نہ ہو حوصلہ وہ جسے اثر پیدا ہو

رستم ان اشعار کو زیر تحمل کھڑے سنتے ہیں اور آپ ہی آپ فرماتے ہیں کہ خدائی میں
خیال سکندری کی بڑی تاثیر ہے کہ نوبت نقارہ کی آواز کان میں آئی دیکھا کہ علمہائے
زنگاری نمایاں ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے ایک بادشاہ تخت پر سوار بھاری تاج
سر پر چار قب شہنشاہی در بر بڑی شوکت و شان سے پیدا ہوا بارہ چودہ ہزار جوان پشت
پر سامنے رستم کے آکر تخت سے اترا جھک کر سلام کیا عرض کی اے شہریار آپ اس دشت
غربت میں مسافرانہ بیٹھے ہیں نہ دوست نہ مونس نہ ہمدم مگر خداوند خیال سکندری
ہمکو خبر دیتے ہیں کہ فلاں صحرا میں ہمارا بندۂ خاص الخاص اتفاق سے آگیا ہے تم اس ملک
کے بادشاہ ہو جا کر اسکو استقبال کر کے لاؤ حضور میرے ساتھ تشریف لیچلیں وہاں چلکر
تشریف رکھیں جب مناسب ہوگا چلے آئیے گا میں آپکو آپکے لشکر میں پہونچا دونگا کوئی
تکلیف حضور کو نہ پہونچے گی اس عجز سے اس بادشاہ نے کہا کہ رستم اپنے مقام سے اٹھے
ایک مرکب کوتل باساز و یراق اس بادشاہ کے ساتھ تھا وہ مرکب سامنے رستم کے پیش
کیا کہ حضور اس پر سوار ہوں رستم مرکب پر سوار ہوئے اس بادشاہ نے تخت اپنا ترک کیا
رکاب پر رستم کی ہاتھ ڈال دیا بہ اعزاز رستم کو لیکے چلا رستم نے نام پوچھا اسنے نام اپنا غراب شاہ
بتایا چند قدم چلے ہیں کہ آسمان پھٹتا ہے ایک عقاب بزرگ آسمان سے پیدا ہوا سر
رستم کے آکر چیخ مارا پکار کر آواز دی اے غراب تاجدار یہ طلسم کشاے ہفت پیکر ہیں
ہزار ہا طلسم کشا ہیں مرتبہ عقاب نے یہ آواز دی اور مثل انسان کے پکار کے کہنے لگا کہ
اے غراب تاجدار خبردار انکے اعزاز و اکرام میں فرق نہ آنے پائے ورنہ مغضوب گاہ
خداوند ہوگا اس شوکت و شان سے غراب تاجدار طلسم کشا کو لیے ہوئے چلا کئی
فرسخ پیادہ راستہ طے کیا تھا کہ سامنے سے دروازہ شہر کا نمایاں ہوا پھاٹک شہر کا
کھلا ہوا خندق میں پانی جوش مار رہا ہے پل پختہ پڑا ہوا ہے خلقت کی آمد و رفت ہے
عجب دیکھا کہ سواری شاہ کی آئی ہے دست بستہ کھڑا ہو گیا تماشا دیکھنے لگا جو کوئی جمال
جہاں آرا طلسم کشا کا دیکھتا ہے رطب اللسانی تعریف کرتا ہے ایسے عظم و شان سے

شہر میں داخل ہوئے دوکانداروں نے جو جمال جہان آرائے طلسم کشا کو دیکھا تعریفین
کرنے لگے ہر ایک دوکاندار دوکان سے اتر پڑا اور جھک کر رستم کو سلام کیا بادشاہ سے کہتے ہین
ای شہنشاہ آپ نے بڑا کمال کیا کہ آپ طلسم کشا کو یہان لائے ہم طلسم کشا کو دیکھکر بہت خوش
ہوئے رستم یہ باتین سنتے ہوئے بادشاہ کے ساتھ چلے آتے ہین راہ کو طی کرکے در دولت شاہی
پر پہونچے دیکھا سات سو پہلوان اور ہزار امرا اسلحہ وغیرہ صف باندھے کھڑے ہین رستم کو
دیکھکر سلام کیا دروازہ پر فرق زنجیر لگی تھی بادشاہ نے بڑھکر فرق زنجیر کو ہٹایا قریب رستم کے
آکر عرض کی بسم اللہ اندر تشریف لیجیے تخت میرا آپکے قدم کا مشتاق ہے رستم ساتھ بادشاہ
کے اندر بارگاہ کے آئے اندر آکر دیکھا تخت یاقوت نگار بیچ مین بچھا ہے گرد کرسیان دنگل
بچھے ہین اپنے اپنے مقام پر رفقا بیٹھے ہین بادشاہ نے دست بستہ عرض کی حضور تخت پر
قدم رنجہ فرمائین رستم حیرت مین ہین کہ یہ بادشاہ کیون اسقدر خاطر کرتا ہے جواب دیا ای
بادشاہ خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم لوگ مرد سپاہی ہین ہمارا مقام تخت نہین ہے
بادشاہ نے اسی وقت تخت پر غاشیہ ڈلوا دیا وزرا سے کہا دنگل یاقوت نگار رکھا ہے جو کہ ہمنے
واسطے طلسم کشا کے تیار کرایا ہے وزرا گئے اور دنگل یاقوت لاکر برابر پایہ چہارم تخت کے
دنگل کو بچھایا بائین پر دوسری کرسی آکر بچھی اسپر بادشاہ بیٹھا تخت پر غاشیہ پڑا ہے رستم نے پوچھا کیون
ای بادشاہ خراسان تخت پر کون بیٹھے گا بادشاہ نے بعجز جواب دیا کہ شہنشاہ اقلیم حسن و جمال
ماہ آسمان کمال مقبول طبع خاص و عام ملکہ نگین شیرین کلام کا یہ مقام ہے رستم خاموش ہو رہے
بادشاہ نے اشارہ کیا کہ ارباب نشاط کو بلاؤ اسی وقت ساقیان سیمین ساق مہ طلعت پریان
خوش آواز نازنینان گلرخسار محبوبان گلعذار آکر حاضر ہوئین ایک نازنین نہایت حسین
و جمیل اپنے عاشقون کی کفیل سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

گو کہ ہین اور بھی معشوقون کے پیارے انداز — نہ تمہاری سی ادا ہے نہ تمہارے انداز
دیکھتے ہو بہت آئینے مین سارے انداز — آنکھ دیوانہ بناوین نہ تمہارے انداز
جو ادا لیگی ہے دل کو بتا دینگے تمہین — ایک دن اپنے دکھانا ہمین سارے انداز
عکس سے پوچھتے ہین اپنے وہ آئینے مین — آ گئے تجھ مین کہان سے یہ ہمارے انداز

دل کی تقصیر نہ اسمیں مری آنکھوں کی خطا | پیار دلواتے ہیں خود آپکے پیارے انداز
ایک دل جسکے سبب تیری طرف سے خواہاں | نازو غمزہ ادا غمزے اشارے انداز
رات کو زیر فلک بیٹھکے افشاں نہ چنو | سیکھ جائینگے چمکنے کا ستارے انداز
راز الفت نہ کسی طرح چھپا یاروں میں | میری خاموشیوں کے آپ پکارے انداز
گر سماں اپنی نہ ای برق تجلی دکھلا | یہی پیدا نہ کریں دل کے شرارے انداز
وہی شوخی وہی دانستہ شرارت وہی چھیڑ | تیرے دلمیں بھی ہیں دلبر ہی کے سارے انداز
نازو اس شوخ کے دشمن بھی اٹھاتا ہو جلال | اجو کمبخت نے سیکھے ہیں ہمارے انداز

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا اس بادشاہ نے اٹھکر جام ارغوانی لبریز کیا سامنے رستم کے آیا عرض کی یہ نوش فرمایئے کہ باعث فرحت ہو رستم نے ہاتھ رکھدیا فرمایا کہ ای غرائب کشا اعتقاد تمھارا ظاہر ہی کہ معتقد خیال سکندری ہو ہم ان ناہمواروں کو باطل جانتے ہیں کہ ہمارا پروردگار وحدہٗ لاشریک ہی خیال کیا تو ظاہر ہوا کہ یہی اعتقاد ٹھیک ہی ہم تمھارے ہاتھ کا شراب نہ پینیں گے غرائب تاجدار نے دست بستہ عرض کی کہ اسوقت غلام کا کہنا خلاف کیجئے گا حضور کی دعوت کا سامان ہو رہا ہی ضرور شراب پینا پڑے گی رستم نے جواب دیا ای غرائب تاجدار جبتک اطاعت دین اسلام نہ قبول کروگے جبتک ہم شراب نہ پینیں گے غرائب تاجدار خاموش ہو رہا صحبت اس رنگ سے آراستہ ہی کہ غرائب سے بڑھکر ہو دیا اسلیے عرض کی کہ کنیز ملکۂ عالم وردولت پر حاضر ہی غرائب نے کہا بلا لو کسنے اسکو روکا ہی کہ پردۂ بارگاہ کا اٹھا ایک کنیز نہایت شوخ و شنگ ناز و غمزے کرتی ہوئی سامنے رستم کے آئی قدموں کو بوسہ دیا عرض کی ای شہریار ملکۂ عالم نے فرمایا ہی کہ آپ ہمارے ملک میں تشریف لائے نہایت سرفرازی حاصل ہوئی کل آپکی ہمارے یہاں دعوت ہی یقین ہی کہ آپ ضرور سرفراز کریں غرائب تاجدار نے بڑھکر عرض کی ای شہریار آج تک ملکۂ عالم نے کسی کی دعوت نہیں کی بڑے بڑے تاجدار خواہاں رہتے ہیں کہ ملکۂ عالم نگاہ محبت سے دیکھ لیں آپ کے واسطے یہ فخر حاصل ہی کہ کنیز کو بھیجا یہ خیال تھا کہ شاید طلسم کشا آنے میں حجت درپیش کریں لہذا اطلاع کردی رستم نے یہ جواب دیا کہ ای غرائب تاجدار تمھارا کہنا ایسا ہی کہ جسمیں کچھ حجت نہ کرنا چاہیے ہم ضرور دعوت

مین شریک ہونگے ملکہ کا فرمانا ایسا ہو کہ تمھین کچھ تکرار ہو کنیز ہنستی ہوئی چلی گئی جسنے کنیز کا جمال
دیکھا آپس مین کہنے لگا یارو جسکی کنیز ایسی ہو اُسکی شاہزادی کیسی ہوگی ہر طرف یہی ذکر ہو رستم
خاموش بیٹھے ہین ناچ دیکھ رہے ہین وہ دن رات رستم کو اسی عیش و فرحت مین گذرا دوسرے
دن دربار مین آکر بیٹھے غرائب تاجدار خاطر مین مصروف ہو کہ وہی کنیز حاضر ہوئی رستم کو
سلام کیا عرض کی حضور تشریف لیچلین رستم دنگل سے اُٹھے غرائب تاجدار نے وہی مرکب
تیار کرایا عرض کی حضور سوار ہون رستم پشت مرکب پر سوار ہوے غرائب تاجدار نے رکاب
تھام لی ہر چند رستم نے منع کیا تاجدار نے عرض کی مین خدمتگذاری پر مامور ہون جو مجھسے ہو
وہ بجا لاؤن مشہور وزیر بھی ہمراہ ہوے نقارے پر چوب پڑی سواری طلسم کشا کی اُس
کروفر سے چلی شہر مین جابجا سیلہ جما ہو جس گلی مین سواری پہونچی بعض جمال رستم دیکھکر
افسوس کرتے ہین بعض کہتے ہین کیا قدرت خداوند خیال سکندری ہو کہ ایسے ایسے دلبر پیدا
کیے جنکی صورت دیکھکر جی چاہتا ہو کہ آٹھ پہر اس جمال کو دیکھا کیجیے یارو خیال کرکے دیکھو
علاوہ حسن و جمال کے صولت۔ رعب۔ دبدبہ۔ تہور۔ شجاعت سب چیزین عمدہ اُسکی
ذات مین جمع کردین ایسون کی تصویر کھینچیے اور گلے مین ڈال لے ہر وقت نظارہ کرے رستم
یہ باتین سنتے ہوے سر جھکائے ہوے جاتے ہین کسی سے نگاہ نہین ملاتے قضا سے کا
سواری جاکر چوک مین پہونچی کمروت پر نازنینان مہ جبین لباس عمدہ پہنے بیٹھی ہین رستم کو
دیکھکر سب کھڑی ہوگئین کوئی اشارے کرتی ہو کوئی ہاتھ باندھتی ہو کہ پیارے لمحہ یہان ٹھہر جائیے
ہم اچھی طرح جمال دیکھ لین دل بیقرار ہو کوئی گا کر اپنا جمال رستم کو دکھاتی ہو بتانے مین مطلب
اپنا نکالتی ہو مراد ہر ایک کی یہ ہو کہ چند ساعت ٹھہر جائیے یا کسی طور سے ہم تک آئیے رستم محجوب
کسی سے آنکھ نہین ملاتے سر جھکائے چلے جاتے ہین وہ بادشاہ دمبدم کہتا ہو کہ ای شہریار
ذرا نگاہ اُٹھائیے آپکے مشتاق انتظار مین ہین دیکھیے تو کس اشتیاق سے آپ کو
بلا رہے ہین اگر مناسب ہو تو چند ساعت ٹھہر جائیے رستم فرماتے ہین ای غرائب بازار
مین ٹھہرنا مناسب نہین یہ باتین کرتے ہوے قلعے سے نکلے رستم نے دیکھا کہ وہ صحرا نہین
ہو وہ سا صحرا ہے لیکن نہایت پر بہار ہے نخل سبز و شاداب نہرین پر آب ہین

آب صاف و شفاف سے مملو حباب شناوری کر رہے ہیں موجیں مثل خنجر آبدار ہر جانب صحرا
میں طائروں کی پکار ہے کسی جانب طوطیاں زرین بال کسی طرف بلبلان سرخ منقار چہچہے
کر رہی ہیں پپیہے گل میں بیٹھی ہوئی دم محبت کا بھر رہی ہیں کبھی وجد میں آکر پکارتی ہیں
یا خداوند خیال سکندری کیا تو نے شرف ہم کو دیا ہے کہ پپیہے گل میں چلو لگ بیٹھے ہیں تیری
یاد دل میں محبت تیری آب و گل میں جب رستم حیران ہو کر دیکھتے ہیں تو غرائب تاجدار عرض
کرتا ہے آپ ملاحظہ فرماتے ہیں کیا صنعت قدرت خداوند سکندری ہے کہ طائر دعا کر رہے ہیں
رستم جب لوح پر ہاتھ پھیرتے ہیں فرماتے ہیں اے غرائب تاجدار ہمارے سامنے اپنے
قدرت کی تعریف نہ کرو ہمیں ناگوار ہوتا ہے بادشاہ سر جھکائے پریشان ہے ایک طرف دیکھا
ایک عمارت عالی بنی ہوئی ہے دروازہ کھلا ہوا چند چوبدار پیادل وغیرہ دروازے پر حاضر
ہیں تعریفیں خیال سکندری کی کر رہے ہیں سواری جو آتے دیکھی جھک کھڑے ہوئے
برائے تسلیم خم ہو گئے ہاتھ اٹھا کر چوبدار دعائیں دیتے تھے کہ خداوند خیال سکندری
اس جوان کو سلامت رکھیں مگر اعتقاد ہمارے خداوند کا اس کے دل میں آ جائے
جب رستم قریب در باغ کے پہونچے ایک چوبدار نے بڑھ کر رکاب تھام لیا غرائب نے
عرض کی حضور تشریف لے چلیں غرائب تاجدار آگے آگے انتظام کرتا ہوا پائے انداز
بچھاتا ہوا رستم کو لیکر باغ میں آیا رستم جو باغ میں آئے وہ ہوائے معتدل چلی کہ
فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا ایسا باغ تھا کہ گویا باغبان قضا و قدر نے نمونہ
بہشت دکھایا ہے صناعان جابک دست نے کس لطف سے بنایا ہے نہریں سلسبیل آسا
ہر طرف جاری دیواروں پر گلکاری تصویریں طائروں کی بنی ہیں مگر ہر ایک طائر منقار
کھولے بیٹھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ بولا چاہتا ہے جتنے طائران تصویر مصروف زمزمہ سرائی ہیں
آواز دیتے ہیں کہ کیا قدرت خداوند خیال سکندری ہے کہ ہم اصل کی نقل ہیں مگر حقیقت
میں اصل میں اصل سے بہتر باتیں کر رہے ہیں رستم یہ معاملات دیکھ کر حیران ہو رہے تھے
کہ تصویریں منہ سے باتیں کر رہی ہیں کس لطف سے زمزمہ سرا ہیں تصویریں بھی
بے مثل و یکتا ہیں غرائب تاجدار رستم کو ہر چمن کی کیفیت دکھاتا ہوا سیر کراتا ہوا

باغ کی لیے جاتا ہی جب قریب بارہ دری کے پہونچے دیکھا بارہ دری فرش سے آراستہ
ہی بیچ مین ایک تخت یاقوت نگار چار طاؤس الماس کے ترشے ہوے چارون کونون پر تخت
کے رکھے ہوے ہین داہنے پر دنگل زرین دوسرے پہلو مین کرسی چاندی کی بچھی ہی آئینے
قدآدم دیوارگیریان عمدہ دو شاخے و تشاخے دست دعا معلوم ہوتے ہین صاف ثابت
ہوتا ہی کہ محبوب ماہ رخسار نے ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے ہین آئینون سے فرش آئینی
دبدبۂ سکندری ثابت ہوتا ہی رستم مثل شیر آکر دنگل یاقوت نگار پر بیٹھے باقی تخت کی
کرسی پر غرائب تاجدار بیٹھا رفیق و امیر اور دنگلون پر بیٹھے مگر سب سر جھکائے ہوے ایک
ایک کلام نہین کرتا رستم نے فرمایا اے غرائب تاجدار ہماری دعوت کن صاحب نے کی ہی غرائب
تاجدار نے عرض کی حضور بلکہ نمکین شیرین کلام نور چکیدۂ خالق خیال سکندری تشریف
لاتی ہین کہ کنج باغ سے ہزارہا نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین گلدستہائے گل سے
ہاتھ مین بہشتی کھیانی پیدا ہوئین باغ کی سیر کر کے سامنے رستم کے صف باندھی برائے تسلیم
ہوئین رستم نے جواب دیا غرائب تاجدار نے اشارہ کیا سب آکر محفل مین بیٹھین زیادہ عرصہ
نہ گذرا تھا کہ دوسرے پہلو سے کئی ہزار کنیزین اہتمام کرتی ہوئی پیدا ہوئین جس درخت کو
اشارہ کیا وہ درخت راہ سے ہٹ گیا مگر کین تکلف سے درست ہوئین جس چمن کو اشارہ کر دیا
وہ چمن سامنے سے ہٹ گیا درخت دوڑتے پھرتے ہین پھل پھول نہر کے پھل گرتے ہین
پھولون سے رنگ آمیزی ثابت عندلیبان خوش نوائی عجب کیفیت کبھی چہکارتے ہین کبھی
خاموش محبت گل کا جوش وہ کنیزین سامنے سے گذرین سیڑھیون پر چڑھنے لگین کہ ایک طرف
سے ہٹو ہٹو کی آواز آئی رستم نے دیکھا جانوران درختون سے اڑتے درخت بھی ہٹ گئے
چمنون مین جنبش پیدا ہوئی رستم نے دیکھا ایک کنیز چشم چتر زر کا سایہ کیے ہوے ہی
چتر زری ایک نازنین شعلہ رو خال ہندو چشم جادو نہایت خوش رفتار خرامان آتی ہی
پشت پر وزیرزادیان پائچے سنبھالے ہوے دوپٹے بھاری ڈھلکے ہوے سینون تک جا
ملازمون مین پکاران گلعذارون کی آمد ہوئی کہ رنگ چمن اڑ گیا قدرت باغبان قضا و قدر کی
کہ وہ نازنین تاجدار جدھر نگاہ اٹھاتی ہی درخت پتون مین چھپنے لگتے ہین پتے زرد ہو کر درختون

کرتے ہین پھولون کی رنگت سفید بلبلین نا امید وہ شاہزادی خزان خیابان چمنستان کو
پامال کرتی ہوئی قریب بارہ دری کے پہونچی کنیزون نے سنبھال کر سیڑھیون پر چڑھایا بہ مشکل
وہ معشوق خوش خو سیڑھیون کو طے کر کے بارہ دری مین پہونچی رستم نے بہ نگاہ غور سراپا دیکھا
حقیقت مین کس شی سے مثال دون نہایت حیران ہون اگر چاند کہون تو چاند مین جرم ہے یہ عارض
صفائی و شفاف آئینہ حلب کہون تو آبرو گھٹے پیشانی تختی نور یا لوح بلور لٹکے بال ہین کچھ
اصفہانی کھنچے ہوئے رکھے ہین کہ جسکے زخم دل عاشق پر پڑتے ہین مگر تلوارون کے زخم ثابت
نہین ہوتے ہین عجب ناز سے خنجر ابرو قلب عاشق سے لڑتے ہین دونون ہونٹھ وہ مسیحا ہین
جسکے بیماران محبت کے سامنے مسیحا کے کمال بے کار ہین چاہ زنخدان جسمین صدہا یوسف
دل ڈوبے پھر کب ابھرتے ہین گلو صراحی دار جسمین شراب صفا سے حسن بھری ہے سینہ
پر انار پستان کا ابھار اسکی خوبی سے کس شی کو مثال دون وہ نقابدار کہون کہ نقاب ہین
چہرے پر ڈالے ہوے محرم ہین جنسے فقط ہاتھ محرم ہین شکم دریائے نور ناف کو گرداب
کہون سراسر فصد و ہے کمر نازک اسقدر باریک ہے کہ شاعرون کو ایسا تشکیک ہے کہ بار لطف
عاشقان حسن سے عدم کا سامان بہر نوع عدم ہے جیست بند شغف سے عیان کم ہے قتل عاشق کی کمر
باندھی ہے شاعرون کو مضمون ملا عاشقون پر لطف و کرم نہین اب ثابت ہوا کہ مقام عدم نہین بقول قائل

| ساق پا مین تو نور کا ہے ظہور | یا تراشی ہوئی ہے شاخ بلور |
| --- | --- |
| پانچاے مین یون ہے جلوہ فگن | شمع فانوس جیسے ہو روشن |

کف پا حنا سے لال لاش عاشق کو شاید پامال کیا ہے جسنے یاقوت کو لال کیا قد کو صنوبر سے
مثال نہ دون سرو ایک شجر بے ثمر و پا ہے پا پیدا الف نما ہے رستم دیکھتے ہی پریشان ہو گئے
غرائب تاجدار استقبال کیے ہوے لاتا ہے ملکہ نے مسکرا کر پوچھا کون غرائب تاجدار طلسم کشا
کون صاحب ہین غرائب تاجدار نے طرف رستم کے اشارہ کیا کہا ہے ملکہ عالم رستم کی نور کی صورت ہم
عاشقون کو نظارے کی رغبت ہے ملکہ نے سر اٹھا کے دیکھا ایک جوان خوش خو فلک حسن کا
بدر کامل ذی علم عاقل کس دبدبے سے دنگل پر جلوہ فرما ہین جیسے نگینہ خاتم سخاوت مین
رشک حاتم صاحب جاہ و جلال رعب سطوت دبدبہ جرأت شل چاکران کمترین ہمراہ رکاب سعادت

ملکہ بھی جمال رستم دیکھکر پسینے پسینے ہوگئیں قریب تھا کہ چیخ کھاکر گریں مگر اپنے کو سنبھالا رستم
پرویزادی کے ہاتھ رکھے پا ایاس وزیرزادی نے بڑھکر نماشۂ تخت ہٹایا ملکہ نے تخت
پر قدم رنجہ فرمایا حیران حیران طرف رستم کے دیکھ رہی ہیں آپس کے اشاروں سے چھریاں
چل رہی ہیں ملکہ کی آنکھوں میں آنسو بھر بھر آتے ہیں غرائب تاجدار سامنے کھڑی ہے ملکہ
نے اپنے میں کلام کی طاقت نہ پائی آنکھ سے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ غرائب تاجدار بائیں پر آکر بیٹھا
ملکہ کو بات کرنے کی طاقت نہیں دیر کے بعد رستم نے تخت پر ہاتھ رکھ کے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم
آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے ملکہ نے شرما کے سر جھکا کے کہا ای شہریار اس کنیز حقیر کو ملکہ
شکیل شیرین کلام کہتے ہیں مگر حضور کا آنا کیونکر ہوا رستم نے کہا میں نہیں جانتا کہ کیونکر یہاں
آنا ہوا شکار کو آیا تھا تمہارے دام میں پھنسا ملکہ نے منھ پھیر کر کہا اپنے کو اس غرائب جادو
سے بچائیے گا یہ سب آپکی فکر میں ہیں یہی چاہتے ہیں کہ آپ سے سب تحفہ جات چھین لیں اور
آپ کو گرفتار کر لیں آج بڑے بڑے ظہور ہونگے ہوشیار رہئیے گا ذرا بھی آپ غافل ہوے
اور کلاہ ہفت گوشہ وغیرہ لے لیں گے سب اشیا سے زیادہ لوح کی فکر میں ہیں مجھکو جب
اسیواسطے بھیجا تھا کہ طلسم کشا کو مبہوت کر دوں تو اسیر طرۂ گیسو و فتح خنجر ابرو ہوئی غرائب تاجدار
نے کہا ای ملکۂ عالم کیا باتیں کرتی ہو ارشاد خداوندی کو بھول گئیں ملکہ نے غصہ میں جواب دیا کہ
غرائب میں تو خاموش بیٹھی ہوں میں کس سے کلام کر رہی تھی غرائب نے رستم سے کہا آپ متفکر
کیوں ہو گئے ہفت بہشت دکھانے کا آپ کو حکم ہے یہ ذکر تھا کہ ونا ناٹا ہوا زمین ہل گئی تختہائے
باغ تھرانے لگے ملکہ نے کنیزوں کو اشارہ کیا کہ رقص و سرود شروع کرو جانتی نہیں ہو کہ مہمان
موجود ہیں مہمان کو خوش کرو چند کنیزیں وہاں سے اٹھیں ساز ملانے سازوں نے آپس میں
ساز کیا ایک خوش گلو نہایت حسین و جمیل اٹھی رقص کر کے یہ اشعار گانے لگی ابیات

جی میں آتا ہے دکھائیں مستیاں پیکر شراب — چل لا ساقی بہ رنگ لالہ احمر شراب
دور رکھ شیشہ نظر سے سرنگوں کر جام کو — فرقت دلدار ہے ساقی یہیں کیونکر شراب
ابر ہے امڈا ہوا گل دے رہے ہیں گلستاں — آج کی شب ہو جدا منھ سے نہ ای دلبر شراب
آرزو کیا پوچھتا ہے رند ساغر نوش کی — یہ تمنا ہے یہیں قاتل تہ خنجر شراب

اسوقت امیر نے طرف رستم کے دیکھکر فرمایا کہ ای نور نظر ای پارۂ جگر تیرے سبب کچھ حاصل کیا
مگر مذہب حقیقی اب بلا خدائی خداوند خیال سکندری کی برحق تو تم نے بھی یہ مذہب اختیار
کرو اگر یہ مذہب اختیار نہ کرو گے تو بہت پچھتاؤ گے کسی بلا میں پھنس جاؤ گے رستم نے قصد کیا
کہ قبلہ و کعبہ سے کچھ اور باتیں کروں مگر عجائب و غرائب نے مہلت نہ دی ایک دنا ہوا
کہ زمین تھرائی رستم کو ایک غفلت سی ہوئی اسپر رستم نے غور سے دیکھا کہ دوسرا باغ اس سے
بہتر و بہتر ہوا ان چمن اکڑ رہے ہیں نرگس کی انکھ ملیاں طراوت چمن کی نظر سے
سنبل نے زلفوں کو پیچ و تاب دیا گل نے بلبل کو جواب دیا کہ ہمارے پاس سے ہٹجا ایسا
نہ تیری آواز درد ناک سے ہمکو صدمہ پہونچے نہروں میں ہزار سے چکور رہے ہیں
جمی مقام پر گرداب میں بنکر تیار ہوا ہزاروں مچھلیاں حوض میں شناوری کرتی ہیں
لبوں پر شگفتہ قوت تمام کیا کر رہے ہیں سوسن صد زبان صفت قدرت
قدرت میں زبان کھولا چاہتی ہے لیکن اپنا لحاظ و پاس دکھاتی ہے غنچے مسکرا کر چھپائے ہیں
شاخیں پیچ و خم کھا رہی ہیں جو لوگ اپنے اپنے مکانوں میں بیٹھے ہیں خوش و خرم جس میوے
کی دل کو خواہش ہوئی اسکا نام لیکر پکارا وہ میوہ فورًا قریب دہن کے آگیا نقل ہوا اسکا کھانا
پھل بنکر شاخ میں آویزان ہوا تخت جو بیچ میں بچھا ہوا ہے اسکو خالی پایا مگر غرائب تاجدار
اسی طرح کرسی پر بیٹھا ہے رستم یہ عجائب دیکھکر حیران ہوے بے اختیار پوچھا ای غرائب تاجدار
یہ کیا مقام ہے غرائب تاجدار نے عرض کی وہ مکان جلدی میں آراستہ کر لیا تھا کہ آپ تشریف
اوپر کیتیں آپ کو تکلیف ہو رستم نے کہا تخت نشین کہاں ہیں غرائب تاجدار نے جواب دیا
کہ حضور کے واسطے سامان مہیا کرے اپنے مکان پر گئیں جب محل ہوگا پھر آئینگی رستم
حیران و پریشان عجائب و غرائب دیکھ رہے ہیں کہ دن تمام ہوا لیلائے شب نے مجنون روز
سے فراق کیا تارے فلک پر نمایاں ہوے ماہ تابان بدر کامل آسمان پر اپنی رونق دکھا
رہا ہے ایک سمت ستارۂ مشتری چمکا درخت اپنی رونق دکھانے لگے پھل درختوں سے معلوم
ہوتا ہے کہ ستارے ہیں غنچے چٹکنے لگے جام گل شراب شبنم سے معمور ہوا ساقی چمن کو سرور
ہوا غرائب تاجدار نے عرض کی خاصہ تیار ہے نوش فرمائیے رستم نے منظور فرمایا غرائب

نے عرض کی حضور تشریف لے چلیں ملکۂ عالم قریب خاصہ تشریف رکھتی ہیں وہ بے مروت
نہیں ہیں بخوبی مہمان نوازی کریں گی رستم ساتھ غرائب تاجدار کے اُٹھے دوسرے کمرے میں
آکر دیکھا دسترخوان بچھا ہے جس کا دل خاصہ طرح طرح کا چُن رہا ہے رستم کا دماغ جان معطر ہوگیا
غرائب تاجدار نے رستم کو ایک طرف بٹھایا کہا بسم اللہ نوش کیجیے رستم نے کہا جب تک
میزبان نہ ہونگی ہم کھانا نہ کھائینگے کہ پہلو سے آواز آئی اے شہریار میں موجود ہوں آپکے ساتھ
شریک ہونگی رستم نے دیکھا کہ پہلو سے اُس قصر کے ملکہ نمکین شیرین کلام چلی آتی ہیں
آتے ہی قریب رستم کے بیٹھ گئیں زانو پر ہاتھ رکھکر کہا اے شہریار خاصہ نوش کیجیے رستم نے
جو معشوق کو قریب پایا نوالہ بنا کر منھ میں دیا ملکہ نے غنچۂ دہن وا کیا دوسرا نوالہ رستم کو دیا غرائب
تاجدار وہیں شغل رہا ہے اسنے دیکھکر آواز دی اے ملکۂ عالم یہی وقت ہے کہ لوح لیجیے ملکہ
نے کہا اے شہریار یہ گلے میں آپ تختی کیسی پہنے ہیں اگر مناسب ہو تو مجھے دیجیے یہی ہونگی
رستم بہتر کہکر لوح گلے سے اُتارنے لگے کہ حرفون پر لوح کے نظر پڑگئی نوشتہ پایا کہ اے
فتاح طلسم ہوشیار رہو وہ اپنے مقام پر تڑپ رہی ہے یہ عورت شعبدۂ غرائب جادو ہے لوح
دی اور غضب ہوا رستم نے ہاتھ روکا بہ نگاہ قہر رستم نے طرف اُس نازنین کے دیکھا فرمایا
کہ اے بیبیا ہمکو دھوکا دینا چاہتی ہے میں لوح نہ دونگا نازنین نے آواز دی اے رستم ہمیں
لوح کی ضرورت نہیں آمد سخن میں کہا تھا خواہ دو خواہ نہ دو مگر کلاہ ہفت گوشہ ضرور لینگے
یہ کہکے اُسنے ہاتھ بڑھایا کہ کلاہ اُتارلے رستم نے کلائی پکڑ کے طمانچہ مارا سر اُس عورت کا
اُڑ گیا رستم کو بڑا قلق ہوا کہ میں نے معشوق کو مارا اب جو سر زمین پر گرا چار مرتبہ تڑپا اسکے
جب جو رستم کی نگاہ پڑی دیکھا ایک ضعیفہ زنگن کا سر ہے رستم نے لاحول پڑھا ایک آواز
آئی کہ اے طلسم کشا مزاج کے لیے جلاد صاحب بیداد ہو کہ معشوق کو مار ڈالا قدرت
نے اسکو متغیر کیا اب صدمات کھینچو گے فوراً ایک دھماکا ہوا رستم نے دیکھا شکل جلنے لگے
غنچہ و گل چٹخنے تھوڑے عرصے میں دیکھا کہ وہ باغ وغیرہ غائب ہوا ایک صحراے ویران لق ودق
میدان ہے اور خاک اُڑ رہی ہے آوازیں زاغ و زغن کی آرہی ہیں رستم اپنے حال پر بہت
پریشان ہوئے ایک جانب چل نکلے اُس صحراے ویران کو طے کرکے ایک صحراے سبز و خرم

مین جاکر پہونچے دیکھا سامنے ایک کوہ فلک شکوہ ہی سیاہ درے تو ہین ایک درہ مقفل
سیاہ ٹاٹ کے کھلا ہوا اسکی پیشانی پر لکھا ہی این کوہ رستخیز بست مقام ہشتم رستم فورًا اندر
درے کے داخل ہوے دیکھا بہشت زار ایک مقام ہی اسکو طی کرکے باہر نکلے صحراے ریگستان
ملا ایک طرف سے آواز توپ کی آئی رستم صداے توپ پر متوجہ ہوے تھوڑا ہی راستہ طی کیا تھا
دیکھا زیر قلعہ فوج زنگیان آدمخوار بالاے قلعہ ایک بادشاہ نامدار تاج سر پر رکھے ہوے
پکار رہا ہی کہ یارو مجھسے خراج نہین ہو سکتا افسر زنگیان کہ سہمناک زنگی نام ہی آگے
حملے کے گرز اٹھایا اپنے گینڈے کو مہمیز کیا طرف قلعے کے چلا قلعے والون نے توپین لگائین
مگر زنگی گولون کو رد کرتا ہوا قریب خندق کے پہونچا پکار کر آواز دی ای بادشاہ دروازہ
کھولدے اگر پھاٹک توڑ کر اندر آؤنگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بادشاہ نے آواز دی
پھاٹک تو نکھولونگا اگر قلعے مین ایسی تلوار چلے گی کہ عمر بھر یاد کریگا رستم کو بہت ناگوار
ہوا للکار کر کہا او حبشی خبردار آگے نہ بڑھنا اگر پھاٹک توڑا تو سر توڑ ڈالونگا زنگی نے
پلٹ کے دیکھا ایک جوان خوبصورت آتا ہی صورت زیبا دیکھکر دنگ ہو گیا گینڈے کو ٹھہرا کر
قریب آیا سہمناک زنگی نے دیکھکر آواز دی ای جوان مجھکو تیری صورت پر رحم آتا ہی تیرا نام
نامی کیا ہی رستم نے کہا سرکوب ہفت پیکر فرزند صاحبقران نامور یہ سنکر وہ زنگی بہت
خوش ہوا کہا ای جوان تیرے مقدمے مین نامہ خداوند خیال سکندری کا آیا تھا کہ صحرا
ریگستان مین تباہ ہی قلعہ اشفاقیہ سے خراج لانا اور رستم کو تلاش کرکے اسکا بھی سر لیتے آنا
مین تیری تلاش مین تھا رستم نے کہا او نامرد گینڈے سے نیچے اتر یہ کیا جرأت ہی کہ ہم پیادہ
تو سوار سہمناک نے کہا تجھکو پامال ابھی کرونگا رستم نے کہا دیکھ ہم تجھکو مارے لیتے ہین
خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا کہ چارون پانون گینڈے کے اڑ گئے سہمناک گینڈے سے
کودا کودتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے باڑ ہو بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا سہمناک
لپٹ پڑا لڑنے لگا اشفاق شاہ جو بادشاہ قلعہ ہی بارہ ہزار فوج لیکر نکلا تماشہ دیکھنے لگا
اپنے ساتھ والون سے کہتا ہی یارو یہ جوان ہمارا جان بخش ٹھہرا اگر یہ آتا تو یہ سہمناک
کسی کو زندہ نچھوڑتا اشقر شعلہ مزاج شاہون کے سر کا تاج دیکھیے رستم

لڑ رہے ہین یارو کچھ تمنے پہچانا ہماری تقدیر نے رسائی کی ہفت پیکر کو اس جوان نے
شکست دی کہ ہفت پیکر بھاگتا پھرتا ہی اب صحراے عشرت مین آیا ہی سحر کے پڑے
ہوے ہین ہماری سب کی خوش نصیبی تھی کہ اس جوان کا یہان گذر ہوا دیکھو سہمناک
کیسا عاجز ہو رہا ہی حقیقت مین جب رستم پکڑ لاتے ہین تو دو دو گھڑی رگڑتے ہین اور
جہان پر سہمناک رستم کو پکڑ لاتا ہی مثل برق تڑپ کر نکلجاتے ہین وہ وہ رستم نے اکھیڑ لیا
مارین کہ سہمناک کی ہڈیون مین درد ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی کہ ای سہمناک کہان بھاگ جاؤن
کہ جان توبچے یہ جوان تو بلاے روزگار ہی جی چھوڑوا دیے دوپہر رستم سے برابر لڑا جب
زوال آفتاب ہوا زوال زور سہمناک ظاہر ہونے لگا رستم نے دوڑ کے چند قدم
ریل کرلائے وہان پر لا کے بکہ مارا کہ دونون گھٹنے سہمناک کے آشنائے زمین ہوے
رستم نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر کر کے زور کیا پہلے زور مین تا بزانو دوسرے
زور مین تا بسینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا اکھیڑ کر زمین پر دے مارا سہمناک نے
چاہا مونڈھے کے بل آکر سنبھلون رستم نے ٹھوکر ماری کہ گرد برد ہوا چارون شانے
چت تھا جھپٹ کے چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ شناخت پروردگار مین کیا کہتا ہی
سہمناک نے بلجاجت عرض کی جبتک زندہ ہون حضور سے گردن تابی نکرونگا رستم
چھاتی سے اُٹھے سہمناک قدمون سے لپٹ گیا کلمہ پڑھ کے بصدق مسلمان ہوا فوج
والون سے پکار کر آواز دی مین نے بدل اطاعت کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو دین اسلام
اختیار کرے ورنہ پاس رشن حکیم کے جائے کل فوج نے آواز دی ہم بدل وجان حضور
کے ساتھ ہین بارہ ہزار زنگی سب فوجی تن فوجی اس رستم کے ساتھ ہوے ملک اشفاق
جو بادشاہ ہی تاج و تخت لیکر حاضر ہوا عرض کی حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائین مین مع فوج
مسلمان ہوتا ہون رستم نے اشفاق شاہ کو بھی کلمہ پڑھایا ان سب کو ساتھ لیکے قلعے مین
آئے اشفاق شاہ تخت پر بیٹھا سہمناک دنگل سپہ سالاری پر متمکن ہوا رستم کے لیے دنگل
پایہٴ چہارم تخت پر بچھا اشفاق شاہ ہر مرتبہ تخت سے اٹھتا ہی چوب وچماق ہاتھ مین لیکر
مصروف خدمتگاری ہوتا ہی وزرا کو اشارہ کیا اسباب عیش ونشاط فوراً مہیا ہو گیا

ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و صراحی لیکر حاضر ہوے جام گردش میں آیا آوازہ ہو شا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی اس ہنگامے میں ایک مہ جبین خوش گلو خوش رو بتا بتا کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

صفائے طینت کو کدورت ہو بدن کی خواہش
روح میں وہ ہون نہیں ہے جسے تن کی خواہش

جو کہ معدوم ہیں انکی ہے طلب لا حاصل
نہ کمر کی ہے تمنا نہ دہن کی خواہش

خوش صباحت ہون تری الفت میں ہنوز
تازگی پر ہے مرے داغ کہن کی خواہش

چٹکے دیکھ گلستان کے ابھی سے لالے
رنگ دکھلانے لگی سیر چمن کی خواہش

[illegible] ہمکو غرض دوست ملے غربت میں
کہ نہیں صحبت یاران وطن کی خواہش

آرزو ہے سخن چند ہو تجھ سے قاتل
اسلیے ہے مرے زخمون کو دہن کی خواہش

کم نہیں گوہر غلطان سے ہمارے آنسو
ہے دل کا رنگ ریگ عدن کی خواہش

داغ ہیں دل میں نہیں سیر گلستان کی ہوس
باغبان تجھکو مبارک ہو چمن کی خواہش

صورت اشک سفر کردہ ہون آوارہ مزاج
نہ پھر آنے کی ہوس ہے نہ وطن کی خواہش

ناتوانی سے ہوں مشکل کمر یار نہان
میری وحشت کو نہیں طوق و رسن کی خواہش

سلسلہ رشتۂ گیسو سے ہوا ہے اپنا
تو اسیری میں ہوئی دام کہن کی خواہش

پیے خنجر ہیں ہوس دیا میں تیرے ہر دم
روح سے کام نہ رکھتے ہیں بدن کی خواہش

پاک ہیں قاقم و سنجاب سے خاکستر نشین
خاکسارون کو نہیں زیب بدن کی خواہش

خوب لپٹا ہے لپٹ سے لبس مردان [illegible]
جسطرح ہوتی ہے دولہا کو دلہن کی خواہش

دار فانی سے ہے افسردہ مزاجی حاصل
سبزۂ دشت نہ گلزار وطن کی خواہش

غنچۂ دل [illegible] آسکے میں کچھ چاہیے تو شگفتہ
کیوں نہ آئے ہمیں سیب ذقن کی خواہش

ہو چکے وحشت کے [illegible] یاد آیا
شام غربت کو ہوئی صبح وطن کی خواہش

یاد آتی ہے [illegible] سلیمی کی ادا
پھر طبیعت کو ہوئی سیر ختن کی خواہش

فائدہ کیا ہے بہت ہرزہ کلامی سے نسیم
کیجیے اور طرف حسن سخن کی خواہش

اسطرح مہ جبین نے یہ اشعار گائے کہ رستم خوش ہوئے میں ارادہ ہے کہ کل [illegible] کو کوچ کرینا

مگر غراب تاجدار جو سامنے بقراط ثانی کے آیا کہ جسکو خداوند خیال سکندری کہتے ہیں بقراط
نے پوچھا اے بشیر قدرت کہو طلسم کشا سے کیا گذری غراب نے عرض کی طلسم کشا نکل گیا
کسی بکھیڑے نے اسیر تا ہنوز نہ کیا آپ بھی وقت پر پہونچے مگر طلسم کشا ہوشیار رہا لوح پر ہاتھ پھیر لیا
بقراط ہنس رہا ہے کہ چند طائر اڑتے ہوئے آئے اپنی زبانوں میں چاؤں چاؤں کرنے لگے
بقراط نے کہا اے غراب ان طائروں سے حال طلسم کشا پوچھ لے غراب نے پکار کر آواز دی
اے طائران قدرت قدرت دریافت فرماتے ہیں کہ طلسم کشا کہاں پہونچا کس بلا میں پھنسا
طائروں نے چاؤں چاؤں کرکے ایک طائر کی جانب دیکھا اس طائر نے منقار کھولی مثل
انسان کے گویا ہوا کہ یا خداوند طلسم کشا برج قلعہ اشفاقیہ پہونچا سمہناک زنگی و اشفاق
شاہ مسلمان ہوئے قلعہ اشفاقیہ میں طلسم کشا ناچ دیکھ رہا ہے سردار تاجدار مصروف
خدمتگاری ہیں وہ لوگ بہت خوش ہوئے طلسم کشا روانہ ہونے کو ہے بقراط نے
پکار کر آواز دی شطرنج جادو کہ جسکی زوجہ شیرنج ہے دونوں کا ٹھکانا ہے انسے کون بازی لیکر جا سکتا
جہان جائینگے زن و شوہر ساتھ ہونگے طلسم کشا کو حیران کرینگے آفت برپا کرینگے جہان
جائینگے قیامت برپا کر دینگے شطرنج جادو برس پڑیگی شیرنج بھی غم والم پہونچائیگا صحرا و بیابان
میں ہمارے جو بندگان خاص پرورش یافتہ بلشیئہ قدرت جا بجا رہتے ہیں جنکو خبر کرنا کہ
اپنے کو جلد پہونچاؤ قلعہ اشفاقیہ سے رستم آگے نہ بڑھنے پائیں طائر یہ سنکر اڑ گئے رستم نے
دوسرے دن لشکر اپنا باہر نکالا قلعے سے باہر آکر اترے رستم داخل بارگاہ ہیں سمہناک زنگی
بپہرہ طلایہ اشفاق تاجدار دربارگاہ رستم پر بیٹھا ہے حفاظت شاہزادے کی کر رہا ہے حاضر باش
و ناظر باش کی صدا بلند ہے شطرنج و شیرنج کو نامہ پہونچا زن و شوہر تیار ہوئے تین لاکھ ساحر
ساتھ لیکر یہ تو منزل در منزل چلے مگر شاہور دیو بند کہ پہلوان زبردست ہے اپنے بیشے میں
اترا ہوا ہے چار سو پہلوان اسکے زیر کردہ خدمت میں حاضر ہیں ستر اسّی ہزار اہل فوج اسکی
چھاونی میں اترے ہوئے ہیں یہی ذکر ہو رہا ہے کہ قدرت نے ہمارے طلسم کشا کو اپنی
سر حد میں بلایا تھا نہیں معلوم اس پر کیا گذری ساتھ والوں سے کہتا ہے اب طلسم کشا
زندہ نہ بچیگا مجھکو بڑی ہوس تھی کہ طلسم کشا کے مقابلے میں جاؤں سنا ہے میں نے کہ طلسم کشا

کو فنون سپاہ گری پہ بڑا غرور ہے پہلوان کہتے ہیں ملازمان ہفت پیکر کو طلسم کشا نے مارا
اگر آپ ایسوں سے مقابلہ پڑتا تو حال جرأت انکو کھلتا آجکل ملک ایسا جوان ہاتھ سے
قاسم کے زیر ہوا سیف الملک تک کو زیر کر لیا رستم قاسم کے باپ ہیں سر رفقائے
ملک فرنگستان کہلاتے ہیں کہ ایک طائر آ کر درخت پر بیٹھا شاہور نے اٹھکر پوچھا اے قاصد
خوش خرام کیا خبر لایا طائر زمین پر آ پڑا کان میں شاہور کے منھ لگا دیا کہا اے شہنشاہ
پہلوانان قدرت نے تمکو حکم دیا ہے کہ جا کر طلسم کشا کو پکڑ لاؤ بڑا انعام ملیگا ایک بندۂ حضور
خداوند مسلمان ہوگیا یعنے سہمناک زنگی شاہور نے کہا میں جاتے ہی سب کو گرفتار
کرونگا طائر تو یہ کہکر اڑ گیا شاہور نے حکم دیا کہ سب فوج تیار ہو رفقا نے کہا اے پہلوان
دوران سب فوج کو نہ تکلیف دیجیے ہم لوگ کافی ہیں شاہور نے کہا یارو طلسم کشا کو کم
نہ جانو طاقت میں بے نظیر حسن میں رشک ماہ منیر جری بہادر صف شکن تیغزن صاحب
فوج و لشکر میں اسّی ہزار جوان لیکے جاؤنگا اور سب بیٹھے میں رہیں ہیں ہفتے عشرے میں
پلٹ آؤنگا اگر دوسرا حکم آیا کہ تا بہ صاحبقران جاؤ تو البتہ دیر لگے گی نا سے برابر پہونچینگے
شاہور نا سے اپنے بھائی کو مالک بیشہ کیا آپ اسّی ہزار فوج لیکر چلا اگر شہنشاہ اوج عیاری
رستم کو تلاش کرتے ہوے ایک پہاڑ پر پہونچے زیر کوہ ایک باغ دیکھا قصد کیا کہ اس باغ
کی فضا میں جاؤں ایک آواز کان میں آئی اے خواجہ عمرو اس باغ میں سمجھ بوجھ کے جانا
جہان آرا کے کاکل کشا کا مقام ہے بڑی ساحرہ زبردست ہے باغ میں قدم رکھا اور
اسکو خبر ہوئی خواجہ عمرو باغ میں جاتے جاتے پلٹے ایک نخل کے نیچے بیٹھ گئے رنگ و روغن
عیاری کا لگا کر ایک گویے کی شکل بنے جوڑی نَے کی کمر سے نکالی نئے طور سے خواجہ
یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

اٹھانا بار منت شاق تھا پیراہن تن کا ہوے خشک آنکھیں آنسو لیا احسان دامن کا
نہ مستی کے بوسوں میں بھی کا بخیہ کیا [illegible] لبم از خود لب سے لب چھٹا ہو چاک دامن کا
بیابان تک لاغری دیوانگی نے مجھکو پہنچایا آئے جہان آرا کے نہ پھیلا کر [illegible]
مدد سے تیری فریاد کر لیتے ہیں عاشق مرگئے آواز دی اے ملکۂ عالم ہوش [illegible]

مجھے حیرت ہی کیون قسمت اسیر دام کرتی ہی
وہ دو مست ساقی ہین زنجیرون کے حلقے ہین
صیادی سینۂ بلبل ہین دل نے لوٹے جانے کی
گلا زا ایسا کیا آہون کو خون گرم نے دیکھو
کہین کیا ہم فروغ زیست اپنا بعد مردن کی
نہایت ناتوان ہون زیر خنجر ہل سکون کیونکر
تری شمشیر نے پیدا کیا خم سجدہ کرنے کو
شگفتہ ای دل نالان بڑی مدت مین ہم پہونچے
جھکی جاتی تھی گردن نیند کے جھونکون سے محشر مین
مبارکباد کا انجام بھی آغاز ماتم ہے
زبان سے حسرت پیری کی کیون باتین سناتے ہو
نسیم ایسی غزل لکھی تصدق روح سامع ہی

کہ آنکھین بند ہین منھ تاکتا ہین دیکھا ہر گلشن کا
ہمارے پاؤن کا عالم ہوا شیشے کی گردن کا
سحر کو دست گلچین نے جو توڑا پھول گلشن کا
کہ کٹ سکتا نہین خنجر سے تسمہ میری گردن کا
رلاتا ہی ہمین ہنس کر شرارہ سنگ مدفن کا
مری بالاے گردن پوچھ ہی دیوار آہن کا
لہو چاٹا ہوا ہی کافر مسلمانون کی گردن کا
بلا لیتے ہین اب انکو ارادہ ہوے دشمن کا
تعلق تھا ہو کچھ انکو نہین باقی خواب مدفن کا
چھری صیاد کی دیکھی جو منھ دیکھا تھا گلشن کا
ابھی تو نوجوانی ہی دکھاؤ دل نہ جوبن کا
لشکل مہر چمکا نور مضمون طبع روشن کا

جہان آرا سے کا کل کشا باغ مین بیٹھی ہی گرد کنیزین شرابیے ہوے ہے علم موسیقی کی جاننے والی خود بھی گاتی ہے کن رس بھی رکھتی ہی کہ گانے کی آواز خواجہ کی سنی کنیزون سے ہاتھ کا اشارہ کیا کہ خبردار کوئی نہ بولے جب کنیزین خاموش ہوئین تو اچھی طرح آواز سنی کہا صاحبو سنتی ہو کوئی بڑا کامل گا رہا ہی دل بیقرار کر دیا اور مزہ یہ ہی کہ یہ صاحب استعداد ہی ہر کمال سے یہ کیفیت پیدا ہی کہ ہر تان مین کلیجہ نکالے لیتا ہی ذرا جا کر دیکھو تو یہ کون شخص ہے چند کنیزین جو اس علم سے واقف تھین انکو اشارہ کیا کہ جا کر اس شخص کو لاؤ خبردار چھوڑ نہ آنا مین گانا سنونگی وہ خود آئین ٹہلین خواجہ بیٹھے گا رہے تھے ساحر دیکھا چند خواصین آتی ہین خواجہ عمرو نے اودھر سے منھ پھیر لیا [illegible] اپنے بیٹھنے مین وہ پیچ گلے کو دیتے ہین کہ طائر آشیانہ سے سر ہنگ سترا سی ہزار اہل فوج اسکی چھاونی مین [illegible] مسی ہی دل ہو رہا ہی کہ قدرت نے ہمارے طلسم کشا کو اپنی سرحد مین بلا رکھا نہین معلوم اس پر کیا گذری ساتھ والون سے کہتا ہی اب طلسم کشا زندہ نہ بچیگا مجھکو بڑی ہوس تھی کہ طلسم کشا کے مقابلے مین جاؤن شاہ ہین نے کہ طلسم کشا

یہ کہکے طائر جلکر خاک ہوگیا ملکہ نے کہا بڑے میان صاحب بیٹھیے خواجہ سامنے آکر بیٹھے ملکہ نے کہا میان استاد خورد و برد جیسے آپ اپنی دھن مین بیٹھے گا رہے تھے ویسا ہی ہمارے سامنے گاؤ اور نئی بجاؤ خواجہ نے نئی نکالی سامنے جہان آرا کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے

حسرت ہی جو دل مین اسی پہلو سے نکلجائے — اللہ کرے دل مرے قابو سے نکلجائے
فتنے کا بل اس جنبش ابرو سے نکلجائے — آشوب کا دم نرگس جادو سے نکلجائے
ملجائے ٹھکانا کمر یار کا دل کو — جو ایک قدم کوچۂ گیسو سے نکلجائے
طوبا تک کی تو حسن نے کی اسکی رہ راست — جب جانین کہ سیدھا خم ابرو سے نکلجائے
بھڑکائے اگر دل کی لگی سوز نہان کو — اک شعلۂ آتش بن ہر مو سے نکلجائے
در پر ترے یون ضعف بٹھادے کہ نہ اٹھون — کچھ کام اسی قوت بازو سے نکلجائے
نکلے جو مری روح تو یون صبح شب وصل — کچھ پہلے ترے بازون کی خوشبو سے نکلجائے
ملنا ہی ہو منظور اگر میری قضا کو — بچ کر وہ اداے بت دلجو سے نکلجائے
کیا دلمین مرے ٹھہرے اُن آنکھوں کا اشارہ — ساحر کے جو چلتے ہوے جادو سے نکلجائے
ہو فاختہ پھر سرو کو گلشن سے نکالے — بڑھکر جو ذرا اس قد دلجو سے نکلجائے
لخت جگر آتا ہی جو بڑھ بڑھ کے سوے چشم — اچھا وہی آگے مرے آنسو سے نکلجائے
کیا ناقۂ لیلی کو بھلا پائے گا مجنون — اک جست مین سو کوس جو آہو سے نکلجائے
آئے ہوے گھر مین جو شب غم تو عجب کیا — ڈر کر وہ مرے بخت سیہ رو سے نکلجائے
آنکھون مین دم اٹکا ہی جو تو آئے دم نزع — شاید تری اک جنبش ابرو سے نکلجائے
وہ کیے مین کہان میرے مقدر کے شب وصل — ایسا نہو بل یار کے گیسو سے نکلجائے
چھپاؤ گے ابھرے ہوے سینے کو دکھا کر — دیکھو نہ طبیعت مرے قابو سے نکلجائے
اتنا بھی نکر بے خود و غافل مجھے اے عشق — دل لیکے ترے درد کو پہلو سے نکلجائے
کچھ تو طلب بوسہ کا لطف آئے جلال آج — گالی ہی زبان بت بدخو سے نکلجائے

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل سامنے جہان آرا کے گائی کہ جہان آرا تڑپ گئی کہا استاد دل چاہتا ہی کہ آٹھ پہر گاتے جاؤ تو بھی ہمارا دل نہ بھرے خواجہ نے اور اشعار

شروع کیے ٹھہریاں گائیں منظور ہوا کہ ساقی گری کرکے اسکو بیہوش کروں مگر جس وقت سے
خواجہ نے جمال جہان آرا اسکا دیکھا ہے دل بسمل یا ہی بے آب تڑپ رہا ہے خیال میں آیا
کہ اسکو بیہوش کرکے زنبیل میں ڈال لیں مگر یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ جہان آرا بہت ہوشیار
ہے ملکہ نے کہا کیوں استاد اب کیا منظور ہے خواجہ نے کہا کہ کلید میخانہ مجھے مرحمت فرمائیے
مطلب ظاہر ہوا اس طور سے ساقی گری کروں کہ کبھی نگاہ سے نگذری ہو ملکہ نے ہنسکر کہا
کہ آپ کو ساقی گری منظور ہے یہ کلید میخانہ حاضر ہے مگر ایک شگاف نکلوا لیجئے جیسے ہی خواجہ نے
کلید میخانہ اٹھائی ایک شعلہ چمکا کہ رنگ سفید روغن عیاری کا جل گیا خواجہ کو خبر بھی نہ ہوئی ملکہ نے
ہنس کر کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آپکو کنیز کی فکر ہوئی میرے پیر نے یا شغل [illegible] سے تھے
میں نے ناحق آپ کو جلا دیا اب آپکی بیقراری کا باعث کھلا لیکن آپ کو پیا سا سبب نہ تھا
خواجہ کی نگاہ آئینے پر پڑ گئی دیکھا کہ میں تو بصورت اصلی کھڑا ہوں فوراً قدموں پر گر لیے
کہا ای ملکہ عالم انصاف کیجیے میں تو اور ہی فکر میں نکلا تھا آپ نے زبردستی مجھے بلایا جہان آرا
نے کہا ای شہنشاہ عیاران ہر چند کہ سامری و جمشید سب خداوند ہمارے آپ کے معتقد ہے
میں لکھ گئے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ عمرو عیار سے اپنے کو بچانا اسکی دوستی سے بھی نا
اور دشمنی سے بھی خوف کرنا ہر چند کہ ہمیں آپ سے انتہا کا خوف ہے مگر آپ نے وہ کمال دکھایا
کہ بے تیغ بسمل کیا مگر امیدوار ہوں کہ میری جان بخشی فرمائیے اگر حکم ہو تو میں خود سر کاٹ کر
حاضر کروں خواجہ نے کہا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی میں نے بھی جس وقت سے جان
جہان آرا کو دیکھا اسیر طرہ گیسو و قتیل تیغ ابرو ہوا یہی سوچ رہا تھا کہ معشوق کے ساتھ
کیا مکر کروں میں نے کلید میخانہ مانگی تھی مگر دل میں یہی تھا کہ خالی ساقی گری کرونگا جہان آرا
نے کہا آپ کی باتوں سے دل کو خوف آتا ہے جمشید نامہ جو ہمارے یہاں مشہور ہے وہی ہمارا
مذہب ہوا اسمیں تحریر ہے کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہیں ہے جو اُن کے
قتل میں کوشش کریگا اسکی جان جائیگی اسوجہ سے میں آپ کے قتل کا ارادہ نہیں کرتی
اگر یہ ارادہ کرتے ہیں بھی ہزار خوف ہیں خواجہ میں نے جمشید نامہ حفظ کیا ہے عبارت
مجھکو یاد ہے جو وہ لکھ گئے وہی ہو رہا ہے اس زمانے کا حال اس میں لکھا ہے کہ

ساحران برباد ہونگے عنطلی آباد کے مٹتے ہی زہرجان نگار پر زوال آئیگا فرعون شاہ مارا
جائیگا کوئی ساحر مسلمانون کے ہاتھ سے امان نہ پائیگا مجھ سے وعدہ پختہ کیجیے مجھے اختیار
ہو کہ آپکو باغ سے نکالدون مگر آپ ہزار طور سے آئینگے روکنے والے سب غل مچاتے
رہجائینگے لہذا بہ مہربانی دوستی کیجیے خواجہ نے کہا اے جہان آرا مین اپنے آقاے نامدار
کے سر کی قسم کھاتا ہون کہ تمھارے ساتھ خلاف نکرونگا خواجہ عمرو نے ہاتھ بڑھایا ملکہ نے
ہاتھ مین ہاتھ دیکر کہا اے شہنشاہ اوج عیاری میرا ہاتھ مضبوط پکڑ کر تھامو یہ بقراط ثانی
دشمنیان کر رہا ہے میرے ساتھ بھی فساد برپا کریگا اگر مجھکو گرفتار کرے تو رہائی کا میری خیال
رہے مین دل سے مطیع اسلام ہوتی ہون خواجہ نے جہان آرا کو مطیع اسلام کیا اور بیٹھکر
سامنے گانے لگے جہان آرا ہر مرتبہ کانپ جاتی ہے کہتی ہے اے شہنشاہ اوج عیاری کوئی
آفت آیا چاہتی ہے بہت ہوشیار ہو کر بیٹھیے پھر کہتی ہے اے شہنشاہ اوج عیاری دیکھیے رنگ
پھولون کا متغیر ہو رہا ہے طائر آشیانون مین خاموش ہین یا تو چہکار رہے تھے یا سمٹ کے پھر
آشیانون مین گھس گئے مجھکو کچھ بن نہین پڑتا عمرو نے کہا ملکہ ہر عالم نکل چلو جہان آرا
نے کہا کسی طرح اتنی رات بخیر و خوبی بسر ہو تو دل کو تسکین ہو نکل چلون تمھاری محبت مین
گھر بار چھوٹتا ہے مگر خواجہ ہمارا خیال رہے یہ باتین تھین کہ آسمان پر نعرہ ہوا او گیسو بریدہ
شوخ دیدہ دشمن خداوندکو لیکر گھر مین بیٹھی ہے تم شتاب دوش جادو خواجہ نے تو فورا
گلیم اوڑھ لی کود کر خواجہ الگ ہوئے جہان آرا نے چاہا اپنے مقام سے اٹھون نہ اٹھ سکی
یہ ساحر صاحب علم ہوا اور خود بھی ساحر زبردست ہے اسنے اترتے اترتے ایک شیشہ پانی کا
پھینکا جہان آرا بیہوش ہوکر گر گئی قریب تھے آواز دی اے شہنشاہ عیاران بچانا کہ مین گری پڑتی
ہو گر تھین کچھ اٹھین اٹھتے اٹھتے گرین ہو گری بیہوش ہوگئی کوئی بھاگ کر چمن مین
جا پہنچی وہان جاکر گری سہاک دوش زمین پر آیا دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہین جہان آرا
کو شانون مین دوئی ایک تخت سحر تیار کیا اسپر اٹھا کر جہان آرا کو ڈالا
خواجہ ایک گل کی آڑ سے یہ سب معاملہ دیکھ رہے ہین کہ ساحر کنیزون کو اٹھا اٹھا
کر پھینکتا ہے اٹھا اٹھا کے سب کو تخت پر ڈالا خواجہ عمرو جس شخص کے

سامنے میں کھڑے تھے ایک کنیز بیہوش پڑی تھی اُسکو اُٹھا کر زنبیل میں رکھا اُسکی صورت
بنکر پڑ رہے سبک روش ہر طرف دیکھتا ہی کہ وہ عیار کہاں بھاگ گیا خداوند پوچھینگے
کہ دشمن کو کہاں چھوڑا تو کیا جواب دونگا ہر مرتبہ جمال جہان آرا کو دیکھتا ہی اور ٹھنڈی سانسین
بھرتا ہی آخر اُس نے خواجہ کو بھی اُٹھایا تخت پر ڈالا جب سب کنیزون کو مع جہان آرا تخت پر
ڈال چکا ایک گوشے پر آکر خود سوار ہوا تخت کو اُڑا کر لیچلا مگر سوچتا ہوا جاتا ہی کہ ای سبکدوش
قدرت نے بقہر و غضب فرمایا تھا کہ جہان آرا کو لانا اگر سامنے لیجاؤنگا تو کچھ عذر نہ سنینگے
فوراً قتل کا حکم دینگے کون سامنے خداوند کے عرض کر سکیگا ایسی مہجبین قتل ہو جائے حیف ہے
ایسی کامل و اکمل صورت میں یہ زیب و زینت پہلے اسکو اپنے باغ میں لیچلون اور اپنے سے
رضامند کرون خوف جان سے ضرور قبول کریگی جب خداوند سے جا کر خطا معاف کرا لونگا تو اسکو
سامنے خداوند کے لیجاؤنگا کیا عجب ہی کہ جان بخشی ہو یہ سوچ کر طرف اپنے باغ کے چلا مگر
کہتا ہی تخت کو کیون گرانی ہی سب خداوند کے پرستار ہی اس پر سوار ہین شاید کوئی
فتور ہوا ہر ایک کنیز کو دیکھتا ہی پھر خاموش ہو جاتا ہی اسی خیال مین تخت کو اُڑائے ہوئے
سامنے اپنے باغ کے آیا کئی سو کنیزین سامنے صف باندھے کھڑی تھین سب نے جھک کر
سلام کیا پکار کر آواز دی ای شہنشاہ سبکدوش دشمن کو لائے سبکدوش نے تخت اُتارا
ملکہ جہان آرا کو مسند پر بٹھایا ایک کنیز رنگ آمیز نام کے سب سے زیادہ خوبصورت
ہی اُسنے کہا ای شہنشاہ آج تو بڑی معشوقہ کو لائے سبکدوش نے کہا ای ملکہ کیا کہون
جسوقت سے اس ظالم کو دیکھا ہی دل تڑپ رہا ہی رنگ آمیز منہ پھلا کر سامنے سے
ہٹ گئی خواجہ نے کروٹ لیکر اپنے کو تخت سے گرا دیا سبکدوش اور کنیزون کو ہوشیار
کر رہا ہی وہ سب حیران حیران بیٹھتی جاتی ہین خواجہ نے دیکھا کہ سبکدوش اس کام مین
مصروف ہی اُٹھکر ایک جانب بھاگے قریب رنگ آمیز کے آئے گلے میں ہاتھ ڈالکر کہا کیون
بوا تم کیون چپ کھڑی ہو رنگ آمیز نے کہا بوا کیا پوچھتی ہو مرد کی محبت جی کا ضرر ہے آج
جہان آرا کو قید کر کے لائے ہین ہم سے بات بھی نہین کرتے چند سے ہمنے تو اُنسے
دل لگایا اپنا عیش و آرام ترک کیا آٹھ پہر انھین کی خدمتگاری سے کام رکھا کہ یہ راضی

اور خوش رہیں انھوں نے آج ہمارے منھ پر کہا کہ جب سے جہان آرا کو دیکھا ہے دل
قابو میں نہیں ہے میں بھی یہ اچھا کہ سامنے سے چلی آئی بالتو آٹھ پہر میرے نام کی جپنی تھی اگر گھڑی بھر
کو کہیں جاتی تھی تو فرماتے تھے کہ رنگ آمیز کو بلاؤ آج یہ بے مروتی ہم سے نہ کہتے جہان آرا
کو کلیجے میں رکھ لیتے تو ہمکو ملال ہوتا اب ہمکو بڑا قلق ہے عمرو نے کہا یہ اکنارے جاؤ ایک
شعبدہ تمکو بتا دوں کہ ہمیشہ تمھاری جوتیوں کے پیچھے رہیں دوسری عورت پر نگاہ نہ ڈالیں
رنگ آمیز نے کہا بہا اگر ایسا کرو تو مجھکو مول لیلو خواجہ عمرو اُسکا ہاتھ تھام کر کنارے لائے
پاؤں میں لگا کر رنگ آمیز کو بیہوش کیا رنگ آمیز کو زنبیل میں رکھا آپ اُسکی صورت بنکر
بنا سنے ہوئے کنیزوں میں آئے اتنے عرصے میں سبک روش نے جہان آرا کو ہوشیار کیا
مگر زبان میں سوزش ہے کنیزوں کو جمع کیا کہا ارے شراب و کباب لاؤ گلابیان شراب کی
کشتیاں کباب کی لاکر رکھی گئیں ملکہ جہان آرا سرنگوں ہیں کہ سبک روح نے ہاتھ باندھ کر
کہا اے شہنشاہ خوبی اے سرو باغ محبوبی حقیقت میں تم سے بڑی خطا ہوئی قدرت نے غصے
میں فرمایا کہ ملکہ جہان آرا کو جلد لاؤ اگر اسی وقت تمکو لیپاؤنگا تو فوراً حکم قتل دیں گے
زندہ نہ چھوڑیں گے اسواسطے میں نے تمکو اپنے باغ میں ٹھہرایا مگر میں نے جس وقت سے
تمکو دیکھا ہے کیا کہوں کیا دل کا حال ہے اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

کہوں سر رکھ کے قدموں پہ اے عشق — ہٹا دو میرے ماتھے کو جبیں سے
یہی شکوہ ہے بخت شرمگیں سے — لڑی ہے جبکہ آنکھ اُس پردہ نشیں سے
مری آنکھیں تری صورت کو ترسیں — نگاہ ہے مجھکو صورت آفریں سے
محبت کا یہ ہے جو میری آنکھ تم کو — ادھر دیکھو نگاہ شرمگیں سے
ترا کشتہ ابھی ہے خلد سے دور — بلائیں لیتی ہیں حوریں یہیں سے
یہی اُس تک پہونچ کر پھر دل و ہوش — یہ چھوٹا تھا کہاں سے وہ کہیں سے
خبر لے لیگا نام یار کی بھی — اگر نالہ پھرا عرش بریں سے
ابھی اٹھتا نہ میرے دل سے درد — ذرا کہاں کچھ اپنے ہمنشیں سے
دیار گھر سے جو میں دشت جنوں کو — پکارے ہوش ہم رخصت یہیں سے

ہمارے قتل مین کچھ کہہ رہی ہے
مرا خط دے کے کہنا اُن سے قاصد
ہمارا کام آخر ہو گیا تھا
حلال اُتری نہ مر کر بھی تپ عشق

اُس ابرو کی شکن چین جبین سے
کہ پڑھ لو اسکو تم کچھ تو کہین سے
کسی بت کی نگاہ اولین سے
بخار اُٹھتے ہین مر قابل زمین سے

رو رو کر سپکدوش سے جو یہ اشعار پڑھے ملکہ کی ابرو دن پر بل پڑ گیا اگرچہ زبان مین سوزن ہی بات کرنے کا یارا نہیں مگر آنکھون مین آنسو بھر کے اشارہ کیا اور سمجھایا کہ یہ جو بکتا ہی تو بھی سامنے اُس نامنصف کے ایچل خدا سلامت رکھے خواجہ عمرو کو وہ مین سمجھا رہا ہے آئینگے اور سامنے سے اُس مکار و بد بینے والے کے لیجا سکینگے تو کہ یہ ایسی باتین کرتا ہی سپکدوش قدمون پر گرتا ہی اور گرد پھرتا ہی کہتا ہی اے شہنشاہ خوبی اے گل باغ خوبی و محبوبی مین عاشق زار ہون گلا کاٹ لونگا جان اپنی تم پر فدا کرونگا لاکھ لاکھ منتین کرتا ہی کبھی فریب خیال سکندری ولاتا ہی ملکہ تڑپ رہی ہین یہی قول ہے کہ تو خود قتل کر کیا مین خیال سکندری کی لونڈی ہون جو میرے جی سے بہا ہوا وہ مین نے کیا اسکو میرے قول و فعل مین کیا دخل ہی عمرو کو اپنے گھر مین بٹھایا اچھا کیا تو گرفتار کر لایا بہتر ہوا اب یہ باتین نکر جو تجھسے ہو سکے اُس جفا سے پیش آ سپکدوش کھیلا پریشان ہو رہا ہی کنیزون سے کہتا ہی تم ساتھ ہو تم اسکو سمجھاؤ مفت مین یہ جان جائیگی ہاے تصویر مرقع خانہ دنیا سے مٹ جائیگی بعد اسکے مین کیونکر زندہ رہونگا کیونکر جفا سے فراق سہونگا یہ ہجر کی کالی راتین کیونکر کٹینگی جب خیال زلف خوشبو آئیگا صحرا سے خطا و ختن کی راہ لونگا وہان بھی پریشان رہونگا کنیزین بھی سمجھاتی ہین کہ رنگ آمیز سامنے ہنستی ہوئی آئی کہا اے شہنشاہ اس وقت عجب ماجرا گذرا کہ مین حضور سے خفا ہو کر جو گئی کمرے مین کپڑے منہ لپیٹ کر پڑ رہی تھی مین خواب مین دیکھا کہ خداوند تشریف لائے ہین فرماتے ہین کیون رنگ آمیز کیسا مزاج ہی یہ کہکے ہاتھ لگانے لگے مین نے جھٹک دیا اور کہا کہ الگ رہو ایسا نہو تمہارا ہاتھ لگانے سے میرا بدن میلا ہو جائے قدرت حق سے اور کہا کہ دو کمال تمکو دیتا ہون ایک کمال علم موسیقی تمکو دیا جسکے سامنے گانے کی مہوت ہو جائیگا دوسرے کلام

ذرا امتحان تو کیجیے مجھکو گانا آیا کہ نہیں یہ کہکے چند اشعار گانا شروع کیے نظم

ای مرگ دیکھتی ہے انھیں بار بار کیا — سینے کے زخم بھی ہیں شگاف ہزار کیا
بدلا ہو رنگ روکی طرح اختیار کیا — ای جان امید وعدہ نے بے اعتبار کیا
رس وصل میں فراق فلک بھی نہ کر سکا — لپٹے ہوئے ہیں دامن لیل و نہار کیا
آنکھیں کھلی ہوئی ہیں جھپکتی نہیں پلک — تکلیف نزع بھی ہے شب انتظار کیا
ٹھہرے ہو تم بھی ناصح نا فہم کی طرح — جو پوچھتا ہوں پوچھتے ہو بار بار کیا
جھگڑے ہیں ہوں کشاکش الفاظ کیجیے — کم ہو سکے گا مشغلۂ روزگار کیا
کیسا ہی قریب راحت دشمن ہے اتحاد — تلوے کھجائے کی خلش نوک خار کیا
رکھتی ہی مثل روح جدا غوش پر خزاں — معشوق آبلہ ہو کوئی نوک خار کیا
سائل ہوں ایک بوسے کا دو چار کا نہیں — ہیں طول مدعا میں کروں اختصار کیا
انجام دیکھتی نہیں آغاز کے سوا — ہو طول لطف و رحمت پروردگار کیا
مٹتا ہوں کیسے ناز اٹھائے ہیں رت بکار — کھتا جوش شوق جلوہ دیدار یار کیا
ہنگام وصل یار بھی جو کھولتا نہیں — داغ فراق ہے ستم روزگار کیا
قاتل نے بعد ذبح کے آنکھیں نکال لیں — دیکھیں گے شکل راحت خواب قرار کیا
مانند بوسہ چار لبوں میں نہاں ہوں میں — پوشیدگی ہو میری کھلا آشکار کیا
بجلی سی دی ہے اک کفنی دود آہ کی — ای روح پوشش بدن سوگوار کیا
جگر میں ہی نصیب تو جگر میں آرزو — ہم دور آسمان سے مزار روزگار کیا
مانند روح قید تعلق سے جا رہی — جب جسم میں نہیں تو نشان مزار کیا
بدلا ہوا ہی رنگ مزاج ان دنوں نسیم — دیکھیں جہاں کا گلشن ناپائدار کیا

اس رنگ میں یہ غزل خواجہ نے گائی کہ سبکدوش رونے لگا کہا اسے رنگ آمیز تو نے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا حقیقت میں تجھکو قدرت نے کمال دیا خواجہ عمرو نے کہا اے سبکدوش اب میں ملکہ عالم کو سمجھاؤں یقین ہے کہ راہ پر لاؤں سبکدوش خوشی خوشی ہٹ گیا خواجہ عمرو نے کہا کیوں اے جہان آرا ایسے ساحر کو کیوں نہیں قبول کرتی

جہان آرا نے کہا اے رنگ آمیز اسوقت تیرے گانے نے دل بیچین کر دیا خواجہ کے
گانے کا رنگ دکھایا صاف صاف تھا کہ تو کون ہے عمرو نے کہا اے ملکہ عالم یہ وہ جا ہے کہ
جسکے دیوار کے سائے میں دشمن نہیں آسکتا عمرو یہاں کہاں آئیگا اسکو قبول کرو میں
ابھی رہا کر دوں جہان آرا نے کہا لاکہ جان میری دین اسلام پر نثار ہے اب تو جو کیا سو کیا
جو جفا اس حرامزادے کا جی چاہے وہ کرے تب خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ عالم میں ہون
آپ کا غلام رنگ آمیز تو میری زنبیل میں ہے باورچی خانے میں پتیلیان دھو رہی ہے ملکہ
جہان آرا ہنس پڑین دوسرے سبکروش نے دیکھا کہ ملکہ ہنسین کہا او صاحبو ملکہ یا تو
روتی تھین یا ہنسین سبکروش نے کہا رنگ آمیز کی باتون نے اپنا رنگ جمایا ملکہ روتے
روتے ہنسین رنگ آمیز پہ قدرت نے اپنی عنایت کی اسکی باتون مین تاثیر ہے گانا اسکا
قیامت کا گانا اب تک دل مین مزہ بھرا ہے سبکروش تو الگ کھڑا اوشیان کر رہا ہے
خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ عالم سوزن نکالون ایسا نہو سحر اس ملعون کا غالب ہو ملکہ نے
کہا وہ سحر اس حکیم کا تھا اُسی پر بھیجون کہ اُسکو بھی ثابت ہو کہ جہان آرا ہم سے جدا ہوئی
خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی اے سبکروش لو ملکہ راضی ہو گئین اب آتی ہین [illegible]
رہنا سبکروش بیقرار ہو کر دوڑا کہ جاکر ملکہ کو رہا کرون نثار ہو جاؤن رنگ آمیز
نے بڑا احسان کیا کہ خواجہ عمرو نے زبان سے جہان آرا کی سوزن نکالی خواجہ عمرو
تو کود کر کنارہ ہوئے گلیم اوڑھ لی ملکہ نے کچھ پھول اُٹھا لیے کچھ بنفشے ہاتھ مین لیے کہ
صحبت مین رکھے تھے سبکروش پر پھینک مارے اور آواز دی کہ اے دیوانے ہاتھ
اسکا لینا سبکروش پر پھول پڑتے ہی لگی ہوا سے معتدل چلی سبکروش نے
بند قبا کھول لیے ہوا جو کھائی اور خوشبو پھولون کی سونگھی جھومنے لگا چار جانب سے
طائرون نے مل کے زمزمہ سرائی کی چاؤن چاؤن کر کے سبکروش کو گھیر لیا
سبکروش مست ہو گیا آنکھین لال آئین پکار اُٹھا لطف طلسم

| | |
|---|---|
| اُٹھ اُٹھ کے کچھ اشارے یہ کرتا ہے ابر سرخ | دستار اپنی ہم مین کرین سیخ و گبر سرخ |
| کشتہ ہون اُسکے دست حنائی کا دوستو | رنگ کف حنائی اگر ہو تو قبر سرخ |

لائی یہ رنگ سینہ روی ہجر یار مین | چھاتی کا عاشقون کے ہوا سنگ قبر سرخ
ٹوٹے اس اپنی سبحہ مرجان کو کیون نہ شیخ | ڈورے جو انکھڑیون کے دکھاوے وہ گبر سرخ
تھوڑی سی بیٹھنے وصل مین آپ اختیار ہی | بوسون سے دونون ہاتھ کرونگا یہ جبر سرخ
تھا کیسا دوست اسکی گلی کا سنگ سیاہ | دشمن کو میرے کھا نہ گیا سنگ ببر سرخ
پلکین ہین اشکبار تو خون بار چشم تر | ابر سیہ سے بڑھ کے برستا ہی ابر سرخ
آفاق مین ہی کس بت گل پیرہن کا دور | تسبیح شیخ لال ہے زنار گبر سرخ
اٹھتی ہی جب تو خون ہی یہ ساقی ہی جلال | تلوار کا ہی کیا مرے قاتل کا ابر سرخ

یہ غزل گا کر ہوا سامنے ملکہ کے آیا کہا ای ملکہ عالم جو حکم ہو بجا لاؤن جہان آرا نے کہا جا کر اس حکیم کا سر لاؤ سبکہ وش نے عرض کی بہت خوب چاہتا ہی کہ روانہ ہو آسمان پہ سناٹا ہوا ایک طائر ہفت رنگ نے آکر عکس اپنا سبکہ وش پر ڈالا سبکہ وش نے مٹھی مین جو پھول و غنچے تھے انکو پھینکا یا شاخ نخل توڑ کر جہان آرا پر پھینک ماری جہان آرا پر خنجر برسنے لگے ملکہ نے پکار کر آواز دی وہین سے بیٹھے بیٹھے مدد کرتا ہے پہنچی ملکہ نے چند موے زلف توڑے سبکہ وش پر پھینک مارے کہا اے سبکہ وش نہین معلوم تجھکو کیا خیال ہے یہ تیری جان کا وبال ہی سبکہ وش نے دیکھا کہ ایک زنجیر آہنی گلے مین پڑی سبکہ وش کو کھینچنے لگی کہ پھر طائر پیدا ہوا عکس اپنا ڈالا کہ زنجیر کٹ کر گری ملکہ نے پکار کر آواز دی ای شہباز نظر اس طائر کو لینا خواجہ نے دیکھا ایک باز اترتا ہوا آیا اس طائر پر گرا طائر و باز سے پنجہ و منقار چلنے لگا لیکن باز نے طائر کو حیران کیا ہی طائر نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن باز کب باز آتا ہی پنجہ جھپٹ کر مارا کہ آنکھین طائر کی نکل پڑین جب طائر نابینا ہوا آنکھون سے خون بہنے لگا ہوش اڑے چاہتا کہ باز کا سامنا کرون مگر باز ہر مرتبہ تڑپ کے اس زور سے گرتا ہی کہ طائر تھرا جاتا ہے پر پیچ کے پھینک دیے دونون پنجے تھام کر طائر کو باز نے چیر ڈالا خون طائر کا جو سر پر سبکہ وش کے گرا اب تو سبکہ وش زیادہ بدحواس ہوا پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم جو حکم ہو بجا لاؤن ملکہ نے پھر وہی کہا کہ اس قارورہ نوش کا سر لاؤ

سبکدوش سلام کرکے ملکہ کو چلا باغ سے باہر نکلا جھپٹتا ہوا جاتا ہے تیغ ہاتھ میں یاد میں ملکہ
کی اشعار پڑھتا ہوا زیر قصر سکندری پہونچا نگہبانوں نے جو اس حال زار سے سبکدوش
کو دیکھا پکار کر آواز دی اے سبکدوش اس حال سے یہاں نہ آنا سبکدوش ان لوگوں پر
تلوار کھینچ کے گرا نگہبانوں کو قتل کرنے لگا ساحروں کے مرنے کی آواز جو بلند ہوئی بقراط ثانی
تخت پر بیٹھا ہے سات سو تاجدار گرد بیٹھے ہیں کہا یارو دیکھو تو یہ کیا بلا ہے ساحروں نے
جھک کر دیکھا کہا یا خداوند سبکدوش کا عجب حال ہے نگہبانوں کو قتل کر رہا ہے وہ چاہتا ہے
بالائے قصر آوے نگہبان روک رہے ہیں بقراط نے کہا پکار کر کہو کہ قدرت فرماتے ہیں
او ناری تو جل جا کیوں اسقدر بدعت کرتا ہے ایک تاجدار نے سر کو جھکا کر آواز دی اے سبکدوش
قدرت فرماتے ہیں کہ تو جل جا سبکدوش نے ایک آہ کی کہ منہ سے شعلہ آتش نکلا
مثل سر چراغاں جلنے لگا تھوڑے عرصے میں جلکر خاک ہوا جو نگہبان اوسکے گرد تھے
وہ سب اکٹھے بیٹھے تاجداروں نے پوچھا یا خداوند یہ کیا معرکہ تھا بقراط نے کہا بی جہان آرا
نے یہ شعبدہ دکھایا تھا اسوقت میں ان کو گرفتار کر سکتا ہوں لیکن نکل جانے دو میں نے
بڑے شخص کو پھنسایا ہے یعنے طلسم کشا کو اپنی سرحد میں بلا لیا ہے جس دن شعبدہ بن گیا
فوراً گرفتار ہو جائینگے دربار حلیم میں تو یہ ذکر ہے بعد جانے سبکدوش کے جہان آرا نے
خواجہ سے کہا کہ اے شہنشاہ عیاران اب نکل چلیے مگر خواجہ عمرو تم یہاں کیونکر پہونچے
عمرو نے سب حال بیان کیا جہان آرا نے کہا میرے دل کو تقویت تھی کہ خواجہ عمرو آکر
رہا کرینگے چہار جانب دیکھتی تھی میں جانتی تھی خواجہ کو کوئی نہ روکے گا مگر آپ کے خوف
سے یہ کل مقامات پر از سحر ہیں جہاں پر قدم رکھیے گا آپ کو حال معلوم ہو جائیگا مقابلہ
طلسم کشا میں ایک پہلوان شاہور بلند رکاب تاسے ایک طرف سے جاتا ہے ایک طرف
سے شطرنج و شیرنج چلے ہیں کہ طلسم کشا کو پھنسائیں خواجہ عمرو نے سنکر آواز دی کہ
ملکہ تم چلو میں بھی آتا ہوں پیچھے رستم کی بڑی فکر ہے ملکہ جہان آرا پر پرواز پیدا کرکے
چلیں خواجہ عمرو ایک جانب چلے مگر رستم قلعہ اشفاقیہ پر فروکش ہیں سمنا کے
زنگی منتظم لشکر و استفاق تاجدار بیرون قلعہ اگرا ترے ہیں رستم مرکب پر سوار ہو کے

لشکر تیار ہی کہ کوچ کرے صحرا سے گرد اڑی شاہور تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا مقابلہ طلسم کشا
میں اتر پڑا نہایت ہی شاہور کو غرور ہے اترتے ہی یہ خبر پائی کہ سہمناک زنگی و اشفاق
تاجدار مسلمان ہوے جھلا کر کہا کہ سہمناک کس شمار میں ہی اشفاق تاجدار ایک ادنے
خراج گذار ہے کل ان سب کو پامال کر ڈالونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا رستم کو خبر پہونچی
رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا کافور برادر بھائی شاہور کا دو ہزار سوار سے طلایہ
دینے لگا ادھر رستم نے کہا ای لاک اشفاق تاجدار آج ہم خود طلایے پر جاینگے
سہمناک نے عرض کی غلام کے ہوتے حضور کو مناسب نہیں ہے رستم نے کہا
آج ہمیں کو بہتر ہے کہ طلایے پر جائیں اشفاق تاجدار نے کہا سہمناک اور
غلام ہمراہ رہیں رستم نے قبول نہ کیا چار سو جوانوں کو ساتھ لیکر لشکر میں آئے
عیا بجا سوار مقرر کیے دو سو سوار اپنے ساتھ رکھے طلایہ دینے لگے کافور دس ہزار
سواروں سے طلایہ دے رہا ہی غول کے غول غٹ کے غٹ ساتھ ہیں کافور
نے جو حاضر باش و ناظر باش کی صدا لشکر سے سنی عیار سے کہا دریافت تو کر
عیار اسکا برا سے خبر چلا عیار نے آکے دیکھا کہ رستم دو سو سواروں سے طلایہ
دے رہے ہیں خبر دریافت کر کے پلٹا آکر کافور کو خبر دی کافور نے موچھوں پر تاؤ
پھیر کر کہا کہ کل بھائی کو تکلیف نہو میں رستم کو گرفتار کروں صرف دو سو سوار اسکے
ساتھ ہیں جب دس ہزار سے بلوہ کرونگا بھاگیں گے میں بھاگنے نہ دونگا یہ کہکے کنارے
پر لشکر کے آیا رستم پھرتے ہوے کنارہ لشکر پر آئے کافور نے للکارا کون طلایہ دے رہا
ہی رستم نے آواز دی آنا رستم پہلتن کافور نے گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی ای رستم
کچھ شغل مردان عالم ہونا چاہیے دو دو ہاتھ تلوار کے چلیں تو بہتر ہی رستم یہ سنتے ہی
جا پڑے کافور نے فوج کو اشارہ کیا کہ چار جانب سے گھیر کر رستم کو گرفتار کرلو فوج
نے چار جانب سے محاصرہ کیا رستم نعرہ کر کے جا پڑے نعرۂ رستم سے زمین تھرائی وہ
دو سو جوان بھی آ پڑے رستم نے تاک تاک کے افسروں کو مارنا شروع کیا وہ دو سو جوان
بھی شمشیرزنی کر رہے ہیں کافور الگ سے دیکھ رہا ہی تھوڑے عرصے میں دیکھا کہ کئی

ہزار جوان مارے گئے سوچا کہ بے اپنا ہاتھ پاؤن ہلائے کچھ نہ ہوگا گینڈے کو ٹھوکر لگا کر آواز دی
کہ اے رستم ان غریبوں کو کیا قتل کرتے ہو ہم سے تو مقابلہ کرو رستم پلٹ پڑے سامنے کافور کے پہونچے
کافور نے نیزہ مارا رستم نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا کافور نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے ہاتھ ٹھکائی کا
مارا کہ دہنا ہاتھ کٹا مع تلوار زمین پر گرا پرنالہ خون کا ہاتھ سے جاری ہوا فوج والوں کو پکار کر
آواز دی کہ یارو میری دستگیری کرو میرا ہاتھ بیکار ہوا کئی سو جوانوں نے آکر کافور کو ہاتھ
سے رستم کے بچایا کئی جوانوں نے جان دی مگر کافور کو لے بھاگے کافور کراہتا ہوا کہتا ہے یارو
پلٹ چلو رستم نے کئی سو افسروں کو مارا ایک طور سے لڑ رہا ہے میں سمجھا تھا جب دس ہزار جوان
دوسی پر حملہ کرین گے تو وہ سب بھاگین گے رستم تو اپنے زمانے کا رستم ہے آخر فوج کافور کے
پاؤن اُٹھے کافور کو لوگ اسی حال میں لیے ہوے پاس شاہور کے آئے شاہور نے حال
سُنکر کہا کیوں بھائی یہ تم نے کیا کیا کہ اپنا ہاتھ کٹوایا دشمنوں کا دل بڑھایا اب رستم اپنے مقام
پر نازکریگا اے ماہور تیر دار تم جاکر طلایہ دو مگر خبردار اپنے ہی لشکر میں رہنا ماہور چوبدار سرکار
کہتا ہے کہ بھائی صاحب کا ہاتھ کٹا میں اگر بدلہ نہ لوں تو بڑے نامردی کی بات ہے یہ کہکے
چلا کنارے پر آکے دیکھا رستم اپنے ساتھ والوں کو جمع کر رہے ہیں جو لوگ زخمی ہوے انکو
اور جو مارے گئے اُنکے لاشے اُٹھوا رہے ہیں ماہور نے جو دور سے رستم کو دیکھا کہ خون کی چھینٹیں
پڑی ہیں تلوار سے خون پونچھ رہے ہیں ماہور نے پکار کر آواز دی اے رستم بڑے بھائی کا یہ حال
ہوا اب مجھ سے مقابلہ کرو تو حال کھلے رستم مرکب جھکا کر سامنے آئے ماہور نے نیزہ مارا رستم
نے نیزہ ماہور کا توڑا ماہور نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے صاف بچایا سپر تلوار کو رد کیا
اور خبردار کہکے ہاتھ مارا تیغہ بلاغت جو ہر دست زبردست رستم صاحب شوکت و حشم
تڑپ کے تیغہ جو گرا یا قبہ سپر چمکا تھا یا زیر تنگ تلوار نے جاکر زمین کو بوسہ دیا مرنا ماہور کا فوج
کے پاؤن اُٹھے رستم قتل کرتے ہوے کنارے تک لشکر کے پہونچے سب بھاگے ہوے سامنے
شاہور کے آئے عرض کی ماہور مارے گئے شاہور نے کہا مارے یہ کیا ہوا لوگوں نے کہا
حضور رستم سے جا بھڑے پھر طلب کرتا اپنے زمانے کا رستم ہے شاہور نے پوچھا قدوقامت
کیا ہے بڑا تن و توش ہوگا سب نے کہا حضور معشوقوں سے وضع ہے طلسم ہفت پیکر کی شہزادیان

جان و دل سے نثار ہوئین عاشق ہوکر شریک ہوگئین سنبل ہفت گیسو عجیب شاہزادی ہی نہایت حسین لیکن شمع جمال رستم کی پروانہ ہی شاہور یہ حال سنکر بہت جھلایا کہا ایک بھائی کا ہاتھ کٹا ایک بھائی مارے گئے اب مین نے دونونکا سوگ رکھا چار دن کی طلسم کشا کو مہلت دی بعد چار دن کے میدان مین جاکر سمجھ لونگا پوچھونگا کہ کیون اے طلسم کشا میرے بھائی کو کیون مار اسپ نے کہا حضور کا فور صاحب بھی جا پڑے اور رستم کو پکار کر لوٹا کا اسکے آکر ہاتھ مار دیا یہ بھی بلبلا کر پہونچے آخر مارے گئے شاہور نے کہا خیر چار دن اور چین کر لین یہ کہکے حکم دیا کہ بھائی صاحب کا لاشہ لیجا کر جلاؤ ناری کو جہنم مین پہونچاؤ یہان رستم کو بھی ہرکارون نے خبر دی کہ شاہور نے حضور کو چار دن کی مہلت دی ہی اور سب حال بیان کیا رستم نے کہا سمجھا جائیگا جب میدان مین آئیگا دیکھ لین گے لیکن خواجہ عمر و ملکہ جہان آرا سے جدا ہوے جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین جہان کہین راہ مین گاؤن ملا اور ستھ لیا کہ یہان بازار ہی مٹھائی پڑے بنکر یا گھوڑی بنکر گاؤن مین گھس گئے پیسہ دو کا تحصیل لیا مگر حیران ہین کہ رستم کو کیونکر پاؤن ہمارے آقا کا حال ابتر ہوگا جا کر خیر و عافیت دیکھون چار دن ہوے جنگل مین رہ روی کرتے ہوے ایک روز ایک پہاڑ پر چڑھے دامن کوہ مین دیکھا چند عورتین پھر رہی ہین اور ایک بارگاہ استادہ ہی سمجھے کہ کسی کا لشکر جاتا ہی حال رستم سنکے سب طرف سے کافر جاتے ہین خواجہ عمر و صورت بدلے ہوے قریب آئے دریافت کیا معلوم ہوا کہ ملکہ کاؤس زرین قبا اپنی خالہ کی ملاقات کو جاتی ہین ناظرین کو یاد ہوگا سابق مین لکھ چکا ہون کہ شطرنج جادو و شیرنج جادو تلاش مین رستم کی یہ زن و شوہر چلے ہین ان زن و شوہر نے کچھ راستہ طے کیا کہ زوجہ نے شوہر سے کہا صاحب تم لشکر لیکر چلو مین گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کرتی ہون مین نے قاعدہ کتاب مین دیکھا ہی کہ طلسم کشا ملکہ تمکین شیرین کلام پر عاشق ہی فراق مین تڑپ رہا ہی شطرنج جادو تو طرف طلسم کشا کے چلا مگر شیرنج جادو ساتھ سی کنیزون کو ساتھ لیکر علحدہ ہوئی صحرا مین ایک باغ تھا اسمین آکر اتری اپنی صورت تو تمکین شیرین کلام کی بنائی اور کنیزون کو بشکل کنیزان ملکہ بنایا ایک نامہ بنام طلسم کشا لکھا مضمون نامہ کا یہ تھا کہ اے آفتاب عالمتاب فلک جرأت و اکبر یکتاز

میدان جلالت زاد اقبالکم۔ بعد شوق ملاقات معلوم ہو کہ ہم کو آپ کے فراق نے بہت ستایا اب ہمنے بمشکل اپنے کو فلان باغ مین پہونچایا ہی اگر آپ بھی چند ساعت چلے آئیے تو ملاقات ہو جاوے کیا تحریر کرون کہ جو کیفیت ہی نظم

الفت مین کچھ اب خوف و خطر ہم نہین رکھتے
دل ہم نہین رکھتے ہین جگر ہم نہین رکھتے

بیہوش ترے عشق سراپا مین ہین ایسے
اپنے بھی تن و سر کی خبر ہم نہین رکھتے

اڑ کر کہین جا سکتی نہ تھی ہم سے پریزاد
افسوس مگر یہ ہے کہ پر ہم نہین رکھتے

جس دن سے محبت ہوئی تری تیغ نگہ کی
اس روز سے ایجاد سپر ہم نہین رکھتے

آہون نے بھی باندھی ہی ہواے اثری کی
نالون کا بھی غل ہو کہ اثر ہم نہین رکھتے

گر دشت مین آوارہ ہین گہ انکی گلی مین
وہ دل مین لیے چلیے تو گھر ہم نہین رکھتے

اقرار سے وصلت کے دیا کرتے ہین تسکین
اب دل وہ مرا درہم و برہم نہین رکھتے

سمجھین نہ کبھی موتیون کو دانت تمہارے
کیا اتنی بھی ایسان نظر ہم نہین رکھتے

ناصورون کی پیوست پہ تصدق ہو لبیں روح
اس واسطے ہم زخم پہ مرہم نہین رکھتے

گویائی ہوا نار تعشق سے دل اپنا
ڈر سے ترے آنکھون کو کبھی تر ہم نہین رکھتے

اب تک سحر ہجر کے صدمے نہین ہوسے
پھر رہتے وہ آتے ہین مگر ہم نہین رکھتے

مثل لال لطا بخون سے قناعت مین کیا ہی
صورت کبھی کبھی صورت زر ہم نہین رکھتے

یاقوت ہین لخت جگر آنسو در خوش آب
ہرگز طمع لعل و گہر ہم نہین رکھتے

قسمت کے اندھیرے نے ہمین راہ بھلادی
اب کوچۂ گیسو مین گذر ہم نہین رکھتے

اب روح لہو ہو کے جو نکلے تو عجب کیا
تن مین لہو ای دیدۂ تر ہم نہین رکھتے

دھڑکا ہمین فرداے قیامت کا ہے کیا
ہرگز شب فرقت کی سحر ہم نہین رکھتے

فرقت انھین مرغوب ہے وصلت ہمین مطلوب
جس سمت دل انکا ہی ادھر ہم نہین رکھتے

پژمردہ ہے دل شعر کے کہنے مین قبول آہ
یہ غنچہ کھلے ایسا ہنر ہم نہین رکھتے

ای شہریار بغور ملاحظہ نامہ ہذا تشریف لائیے کہ دولت دیدار حاصل ہو یہ نامہ ایک کنیز کو دیا کہ جا کر شہریار کو دینا اور نامہ پڑھوا کر کہنا کہ میرے ساتھ تشریف لے چلیے اور بیان کرنا کہ

ملکہ کو بڑا اشتیاق ہی نامہ کو ملفوف کیا کنیز نامہ لیکر چلی یہان رستم مقابلۂ شاہو ہین آئے ہین
ہین اس مسیحا نے طلائے کی شکست کے بعد حکم دیا ہی کہ بعد چار دن کے مقابلہ کرونگا
صبح کا وقت ہی رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین سہمناک زنگی و اشفاق شاہ رفیق حاضر ہین
مگر پروانۂ شمع جمال دونون بیٹھے گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین رستم فرماتے ہین کہ نہین معلوم
ملکہ تمکین شیرین کلام پر کیا گذر رہی یقین ہی آنکو ہمارا ابھی خیال ہو یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھکر
سلام کیا اور عرض کی کہ در دولت پر ایک کنیز نامہ لیکر آئی ہی لیکن چاہتی ہی کہ حضور کے سامنے
آئے اپنے ہاتھ سے نامہ دست حق پرست مین دے رستم نے کہا بلاؤ کنیز سامنے آئی نامہ پیشکش
کیا زبانی بھی عرض کی کہ ای شہریار ملکہ کو رتین تڑپ تڑپ کر کٹتی ہین یہ نامہ بھیجا ہی حضور ملاحظہ
کرین اور میرے ساتھ چلین رستم نے نامہ پڑھا ایک ایک حرف اشتیاق سے بھرا ہوا تھا
نامہ کو پڑھکر تیغ گیتیستان کو ٹھیک کر اٹھے سہمناک نے کہا غلام بھی ساتھ چلے تنہا جانا مناسب
نہین ہی رستم نے کہا ای برادر ہمین اسکا خیال نہین وہ حافظ حقیقی ساتھ ہی جو منظور خدا ہی
وہ ضرور ہوگا اس نامہ نے دل بیقرار کر دیا یہ کہکے کنیز کے ساتھ ہوئے ہمراہ چلے کنیز راہبری
کیے لیے جاتی ہی شیرنج نے چند کنیزین در باغ پر مقرر کی ہین کہ جب رستم آتے معلوم ہون مجھکو
خبر کرنا مین بڑھکر انکا استقبال کرون کنیزون نے رستم کو آتے دیکھا جھپٹ کر شیرنج سے خبر
کی کہ آپکی کنیز کے ہمراہ رستم آتے ہین یہ پائنچے سنبھال کر اٹھی دروازے پر باغ کے آکر کھڑی ہوئی
رستم نے دیکھا کہ ملکہ دروازے پر کھڑی ہین مگر چہرہ اترا ہوا چہرے پر اداسی رستم جھپٹے قریب
آکر ہاتھ تھام لیا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا ای شہریار عشق ہمارا مشہور ہو گیا کیا عجب ہی
کہ حکیم صاحب نے بھی سنا ہو اب ہمین کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا تدبیر کرین مشکل اپنے کو اس
باغ مین لائی کہ ایک مرتبہ دیکھ تو لون نہین معلوم تقدیر کیا دکھائے شکر ہی کہ آپکو دیکھ تو لیا ای
شہریار اگر بن پڑے تو کنیز کو نکال لے چلیے مین اسی خیال پر نکل آئی ہون رستم نے کہا کہ ای
ملکۂ عالم پروردگار نے دو رفیق بھیجے ہین قلعۂ اشفاقیہ بھی قبضے مین آیا شاہو زمانے پہلوان
میرے مقابلے مین اترا ہی اسوقت تمہارا نامہ پہونچا مین فورًا چلا آیا یہی خیال تھا کہ ملکہ کو دیکھ لین
نہین معلوم گردش فلکی کیا دکھائے وہان لشکر مین قبلہ و کعبہ گھبراتے ہونگے یقین ہی کہ خواجہ عمرو

ہماری تلاش مین نکلے ہوں شیرنج نام خواجہ سنکر گھبرا گئی کہا اے شہریار اس شخص کا آپ ذکر
نہ کیجیے ساحر اسکے نام سے گھبراتے ہین اسلئے ان آتش ساحرون کو مارا کہ جن کا مثل ممکن نہین
رستم کو ان باتون پر کھٹکا تو ہوا لیکن معشوق عاشق خصال سے ملاقات ہوئی باتین کرتے
چلے آتے ہین وسط باغ مین چبوترے پر فرش تھا وہان لاکر رستم کو بٹھایا باتین کرنے لگی باتین
کرتے کرتے کہا گلے سے لوح اتار کر رکھیے بہ اطمینان بیٹھیے رستم نے لوح اتار کر مسند پر رکھی ملکہ نے
غمزہ کرکے کہا کلاہ ہفت گوشہ بھی اسی کے پاس رکھیے جب ساحر پر اسکا عکس پڑتا ہے تو
گھبرا جاتا ہے بھلے خدا نے آپکو خوب دلوائے چند تحفہ جات کی قید اس طلسم مین بھی ہے ایکدن
خداوند نے کوٹھا کھولا زرہ مجھکو دکھائی کہ زرہ نیلوفری اسکا نام ہے بالکل ایسی ہی تھی
زرہ اتار کر رکھیے تو مین دیکھون کہ اسمین اسمین کیا فرق ہے رستم نے زرہ بھی اتار کر رکھی الٹ
پلٹ کے زرہ کو دیکھنے لگین کہا اے شہریار اس طلسم مین ایک تیغہ بھی ہے یہ تیغہ بھی مجھکو دکھائیے کہ
مین بخوبی پہچان لون اگر ایکی مرتبہ انکو دیکھون تو نکال لاؤن رستم نے تیغہ بھی کھول کر رکھا اب زرہ
ہفت جوشن و تیغہ ہفت جوہر و لوح طلسمی تینون تحفے مسند پر رکھے ہین لیکن شیرنج سوچ رہی
ہے کہ مین کیونکر ان چیزون کو لون سامنے ایک نخل تھا پھولون سے لدا ہوا ناز کرکے کہا اے شہریار
چند پھول اس درخت کے لائیے تو مین کانون مین پہنون رستم اٹھے قریب نخل نہ پہونچے تھے کہ
ایک آواز مہیب آئی کہ باش او طلسم کشا مسمی ملکہ شیرنج جادو تحفہ جات مذکور و لوح طلسمی شیرنج
نے اٹھالی رستم جو پلٹے دیکھا معشوقہ خوبرو نہین ہے ایک ساحرہ بشکل مہیب و صورت عجیب
و غریب لوح و زرہ و کلاہ جھولی مین رکھ رہی ہے رستم نعرہ کرکے جھپٹے شیرنج جادو نے سحر کیا
رستم زمین پر گرے ملکہ نے کنیزون کو پکار کر آواز دی ارے جلد آؤ کنیزین گوشہ ہاے باغ سے
پیدا ہوئین آکر رستم کو مسلسل و مطوق کیا پھر کنیزون سے کہا ارابہ لاؤ ارابہ آیا تحفہ جات شیرنج
کے پاس ہین رستم کو ارابے پر سوار کیا ایک عرضی لقمان ثانی کو لکھی کہ یا خداوند کنیز نے طلسم کشا
کو گرفتار کر لیا قید کیا خدمت مین آتی ہون اور شوہر میرا بر سے گرفتاری اشفاق شاہ و
سہمناک زنگی گیا ہے اب انکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے عرضی کو ایک کنیز کی معرفت روانہ کیا
اور ایک نامہ شوہر کو روانہ کیا کہ سہمناک و اشفاق شاہ کو گرفتار کر لاؤ اور بخوف رہو

کہ مین نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا تحفہ جات میرے قبضے مین ہین لیکن خواجہ جو لشکر کاؤس زرین پوش مین آئے دریافت ہوا کہ یہ شیر سنج کی بھانجی ہے اور شیر سنج فکر طلسم کشا مین گئی ہے دور سے دیکھا کہ کاؤس دربارگاہ پر بیٹھی ہے چند کنیزین گرد سیر صحرا کر رہی ہین کنارے آکر ہاتھ کو دیکھا اور ہاتھ کی پشت کو دیکھا تین سو ساٹھ مکر تازہ دم دست بستہ سامنے آئے ایک انتخاب پسند کیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ضعیفہ عورت کی شکل بنکر تیار ہوے ایک نخل کے سامنے مین آکر بیٹھے کمر سے نے نکالی نئے طور سے اس غزل عاشقانہ کو شروع کیا۔ نظم

پریون کا بس و پیشش جو سامان نظر آیا ۔۔۔ تابوت مرا تخت سلیمان نظر آیا
سمجھا مین اُسے عاشق دیوانہ تمھارا ۔۔۔ جو کوئی یہان چاک گریبان نظر آیا
بے قید کیا جسم کو احسان جنون نے ۔۔۔ دامن نظر آیا نہ گریبان نظر آیا
ہو گلشن ایجاد بہار نفس چند ۔۔۔ جہان دو روزہ یہ گلستان نظر آیا
دیکھا نہ کہین ورنہ کہین صورت لیلا ۔۔۔ گھر اپنا مجھے صحن بیابان نظر آیا
افزائش وحشت سے رہا حال یہ بیہوش ۔۔۔ جب آنکھ کھلی مجھکو بیابان نظر آیا
تھا یہ ورشش طفل مین آرام کبھی لازم ۔۔۔ ہر اشک تہ سایۂ مژگان نظر آیا
کیا سلسلہ دو سر بھی ہے طرۂ گیسو ۔۔۔ جو دل نظر آیا سو پریشان نظر آیا
پایا دل آشفتہ کو گیسو مین تمھارے ۔۔۔ پہلو مین پریشان کے پریشان نظر آیا
ٹپکا جو مری آنکھ سے خون دل مجروح ۔۔۔ ہر رنگ چمن گوشۂ دامان نظر آیا
انجام محبت کو جو سوچا ستم ایجاد ۔۔۔ کچھ میری طرح وہ بھی پشیمان نظر آیا
افسوس نسیم بگڑا فکر محبت ۔۔۔ پھر زلف کے مانند پریشان نظر آیا

کاؤس نے جو دور سے دیکھا کہ ایک ضعیفہ زیر نخل بیٹھی تانین مار رہی ہے ایک کنیز سے کہا ان بڑی بی کو بلا لاؤ کنیز نے جا کر خواجہ سے کہا خواجہ لڑکھڑاتے سامنے آئے کاؤس کو سلام کیا کہا کہ بی بی کی عمر دراز ہو حسن و جمال کی ترقی ہو لونڈی رئیسون کی مشتاق رہتی ہے جب سے شوہر نے انتقال کیا قدردان نہین آئے کاؤس نے پوچھا بڑی بی تمھارے شوہر کا کیا نام تھا بڑی بی نے کہا حضور تان دراز خان تمام دنیا مین اُنکا نام

مشہور و معروف ہو ایسی لمبی تان لیتے تھے کہ ہاتھی گھوڑے چھوٹ کر بھاگتے تھے طائر کھنچ
کھنچ آتے تھے جب میرے پاس آتے تھے کہتے تھے کہ بی بی کچھ سیکھ لو ہمارے بعد کام آویگا مجھ
کمبخت کو کچھ خیال ہوا اب جب وہ مر گئے تو نکالتی ہوں کچھ تانگ لاتی ہوں یہی اسبر رہ گیا
ہو کاؤس نے کہا بڑی بی صاحب بیٹھو ہم تمھیں خالہ امان کے پاس لے چلیں گے وہ تمھارا
گانا سنکر بہت خوش ہونگی انکو گانے کا بڑا شوق ہو خود بھی گاتی ہیں تان توڑ خان سے
سیکھا ہو خواجہ عمرو بیٹھے کہا واری ہر چند کہ بوڑھی ضعیف ہو گئی مگر اب بھی جیسا کپڑے سے
بدلتی ہوں اور منھ ہاتھ دھوتی ہوں اور مستی کا چل کرکے دروازے پر بیٹھتی ہوں دیکھتی ہوں
دو چار جوان کھڑے ہیں تمنّا کر رہے ہیں کوئی سنا ہوا کہتا ہے پر اڑا ہو کوئی گلا کاٹنے پر آمادہ
کھڑا ہو واری ہیں کسی کا دل نہیں دکھاتی سب کی خاطر کرتی ہوں سب کو ایک نگاہ سے
دیکھتی ہوں وہ بھی میرے اوپر جان دیتے ہیں دس بارہ جوان روز آتے ہیں اور لڑکے تو
دن بھر جمع رہتے ہیں کوئی نانی کہتا ہے کوئی خالہ دن بھر گھر میں جمع رہتے ہیں اٹھتے کھیلا کرتے
ہوں واری ان لڑکوں سے بڑا کام نکلتا ہے دن بھر سودا سلف لاتے ہیں کاؤس ان
باتوں کو سنکر بہت خوش ہوئی کہا بڑی بی تمھاری باتوں میں دل لگتا ہے تم آج نہ جاؤ کہا
واری سب لڑکے پریشان پھرینگے گھر پر آکر پکارینگے ایک نواسی ہے دس بارہ برس
کی وہ جواب دیگی کہ نانی جان کہیں مانگنے گئی ہیں تب وہ لڑکے دن بھر گرد مکان کے
پھرینگے اسکا بڑا خیال ہے کاؤس نے کہا آج تو شب کو یہیں رہو ہم کو ہیں اپنے ساتھ
خالہ امان کے پاس لیجاونگی اب دو چار دن نہ جانا ہوگا بڑی بی نے کہا خوشی حضور کی میں
یہیں رہونگی یہ کہکے بڑی بی پالتھی مار کے بیٹھیں باتیں کر رہی ہیں جب کھانے کا وقت
آیا بڑی بی کو کھانا کھلایا بہ اطمینان بٹھایا بڑی بی نے باتیں کرنا شروع کر دیا حال عشق صاحب جمال
مالک مہر نگار سے شروع کردیا کاؤس بہت خوش ہوئی بڑی بی کی بڑی خاطر کی دن بھر
ایسی باتوں میں گذرا شام کو جلسہ آراستہ کیا کہا بڑی بی صاحب گاؤ بڑی بی صاحب
نے یہ اشعار عاشقانہ ٹھاٹ کر گانے لگیں نظم

| اے مہ حسن ترا طرۂ شام دگر | وے گل عشق ترا ساغر و جام دگر |
| --- | --- |

| | |
|---|---|
| خلق جہان را نظر بر در و بام فلک | حسن ترا جلوہ گہ بر در و بام دگر |
| قبلۂ اہل نظر طاق دو ابروی تست | نیست بہ دیر و حرم جز تو امام دگر |
| عشقی اگر نیستی بوالہوس راہ عشق | از سر جاے دگر در پے جاے دگر |

اس طور سے یہ غزل خواجہ نے گائی کہ کاؤس بیقرار ہو گئی کہا بڑی بی حقیقت میں تم کامل و
اکمل ہو اور گانے میں تمہارے تاثیر ہے بڑی بی پھر باتیں کرنے لگیں کہا واری شراب و کباب
کی صحبت ہو تو صحبت بے نمک ہے رقص و سرود کی صحبت میں شراب و کباب ضرور چاہیے کاؤس
نے حکم دیا ارے شراب و کباب لاؤ کیوں بڑی بی اس بڑھاپے میں بھی شراب و کباب کا شوق
ہے کہا واری شراب تو مجھے کہاں میسر ہے ٹکے کا ٹھرا منگا لیتی ہوں لڑکوں کو بھی پلاتی ہوں
کیا لڑکے اچھلتے کودتے ہیں جب میں پلنگ پر جاتی ہوں جھپٹ جھپٹ کے ایک کے بعد دوسرے
کا آنا اور میرے پاؤں کا دبانا نانی اماں کہکے لپٹنا واری عجب لطف ہوتا ہے کاؤس
ہنس رہی ہے خواجہ عمرو نے گلابیوں کو الٹ پلٹ کیا بیہوشی ملا کر کہا ایک ایک جام سب پی لیں
تو پھر میں بہ اطمینان گاؤں سب کے پہلے کاؤس نے جام پیا پھر تو سب کنیزیں پینے لگیں خواجہ
عمرو نے جو چند اشعار گائے رنگ محفل دگرگوں ہوا کاؤس گت بھرتی ہوئی اپنے مقام سے
اٹھی کنیزیں حضور حضور کہتی ہوئی دوڑیں گر کر بیہوش ہوئیں خواجہ عمرو نے کاؤس کو اٹھا کر
زنبیل میں رکھا کاؤس کی شکل بنکر چھپر کھٹ پر آرام کیا کنیزیں بیہوش پڑی رہیں جب نسیم
سحری چلی کنیزوں کی آنکھ کھلی دیکھا بی بی سو رہی ہیں قدموں پر ہاتھ رکھا ملکہ بیدار ہوئیں کنیزوں
سے پوچھا بڑھیا کہ جو اکسیر کی پڑیا تھی کہاں گئی کنیزوں نے عرض کی واری ہم لوگ سو گئے
وہ اپنے گھر چلی گئی کیسی بیقرار تھی کہتی تھی میرے لڑکے تباہ ہونگے کہا اچھا منزل کھوٹی ہوتی
ہے جلد سواری کی تدبیر کرو جہاں خالہ اماں ہوں وہاں ہمکو پہنچاؤ ملکہ کو محافے میں سوار کیا
کنیزیں ساتھ ہوئیں محافہ کو لیکر چلیں کوئی دو کوس راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا ایک کنیز دوڑی
ہوئی آتی ہے کاؤس نقلی نے جو کنیز کو دیکھا کنیزوں سے کہا اس عورت کو ہمارے پاس لاؤ
کنیزیں اسکو جاکر لائیں ملکہ نے پوچھا ارے تو کون ہے کہاں سے آتی ہے کہاں جاتی ہے کنیز نے
کہا حضور نے مجھکو نہیں پہچانا میں آپکی خالہ اماں کی کنیز ہوں آپکی خالہ اماں نے جاکر طلسم کشا

گو پکڑ لیا ہے تحفہ جات چھین لیے اسی راستے سے آئینگی مجھکو نامہ دیکر قلعۂ شفاقیہ پر روانہ کیا ہے کاؤس نے کہا تم ذرا دم لیلو پھر جانا مگر خالہ امان کس راستے سے آتی ہین کنیز نے عرض کی وادی صحراے رنگ بار سے جائینگی شقائق زنگی وہان کا حاکم ہے اُس کے یہان دعوت کھا کر خدمت خداوند مین روانہ ہونگی کنیز سے سب نشان صحراے زنگبار پوچھ لیا کنیز کو روانہ کیا خود کوچ کر کے چلے مگر شقائق زنگی اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ نیرنگ جادو نے جا کر بہ شعبدہ طلسم کشا کو گرفتار کیا اُنکو لیے ہوئے آتی ہین آپکے صحرا مین ضرور ٹھہرینگی شقائق زنگی نے حکم دیا فوج تیار ہو اور فوج کو آراستہ کر صحرا کو درست کر دو کہ ملکہ آکر بہ اطمینان اُترین حقیقت مین ملکہ نے جا کر بڑا کام کیا چوبیس ہزار سوار کا لشکر تیار کر کے صحرا مین اُتارا افسرون کی بارگاہین استادہ ہوئین چوبیس ہزار خیمہ آراستہ ہو گیا بیلدارون نے آکر تھالے درختون کے درست کیے درختون کو پانی پہونچایا چمنون کو آراستہ کیا شقائق زنگی آکر بارگاہ مین بیٹھا انتظار نیرنگ کا کر رہا ہے تیسرے دن صبح کو گرد اُڑی کہ روے آفتاب کو چھپا دیا ہرکارون نے بڑھ کر شقائق کو خبر دی کہ ملکہ عالم کی آمد شروع ہو گئی لشکر زیادہ اسوجہ سے ساتھ ہے کہ جس طرف سے گذر ہوا والی قریہ بھی ساتھ ہو لیے لیکن مرجان تاجدار دگیہان تاجدار ولمعان تاجدار یہ تین بادشاہ بھی ساتھ ہین شقائق نے کہا کیا مضائقہ ہے سب کی خاطرین کرونگا ہرکارون نے عرض کی یہ تاجدار اسوجہ سے ساتھ ہوے کہ جسنے خبر سنی کہ طلسم کشا کو گرفتار کیا سب کو حیرت ہوئی یہ طلسم کشا وہ شخص ہے کہ جسنے کل طلسم ہفت پیکر کو فتح کیا ہفت پیکر نے کیا کوئی کوشش اُٹھا رکھی ہوگی مگر ملکہ نیرنگ نے کمال کیا ہے کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہم بھی ساتھ ملکہ کے چلین گے خداوند کے سامنے پہونچین ہمارے سامنے طلسم کشا قتل ہو اب ہفت پیکر بھی آکر سجدہ کریگا شقائق زنگی واسطے استقبال کے اُٹھا وسط صحرا مین آکر ٹھہرا اول تاجداران مذکور فرداً فرداً آئے شقائق نے سبکو بعجت اوتارا تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا بعد ان تاجدارون کے ملکہ نیرنگ جادو طاؤس زرین بال پر سوار پانچ سو کنیزین گھیرے ہوے بڑے کر و فر سے آکر پہونچین ایک ارابے پر طلسم کشا خوشی سے نیرنگ کا چہرہ سرخ تاج سر پر رکھے ہوے

شقائق نے بڑھکر قدموں کو بوسہ دیا کہا ای ملکۂ عالم کیا کار نمایاں کیا ایسے صاحب اقبال
کو گرفتار کر لیا یقین ہی قدرت بہت خوش ہوں نیرنج نے کہا ای پہلوان دوران کچھ مجھکو
مشکل نہیں پڑی بہت آسانی سے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہی شقائق مقام عبرت ہی دنیا
کی عجب کیفیت ہی کہ باپ خدائی کرے اور بیٹی طلسم کشا پر عاشق ہو باپ کی خدائی مٹانے
کی کوشش کرے افسوس کا مقام ہے اسی کی صورت بگڑین نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا
طلسم کشا آسکا نام ہو جان دیتا ہی دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا ہیں نے تحفہ جات سلے ہیں ایسا
شوہر میسر آگیا ہی دوسرا آسکے باوج اترے ہوئے ہیں ہر چند کہ شاہ ہو رہی مقابلے میں
آمادہ ہوا ہی لیکن شطرنج جادو پہونچیگا ایک سحر میں سب کو گرفتار کر لیگا کہاں بھاگ کر جائینگے
پھر فرار و قرار پرستان میں گے شقائق رنگی نے یہ سنکر بڑی تعریفیں کیں کہا ملکۂ عالم آپ
حقیقت میں سحر کا طریقہ خوب جانتی ہیں اس زمانہ تک یہ سحر کہ کتنا کہ جو ساحر گیا اسنے اپنے
سحر کا غرور کیا طلسم کشا صاحب لوح و تحفہ جات جسکا ساحر کو ملا لیا مگر آپ نے کیا خدا
تدبیر کی اب قدرت شطرنج کو طرہ پیغمبری دینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے
قدموں ادب کو لیٹا مجبود دیتا سے بوسہ دیا کافرون نے کا ڈر کو یہ دعا دی قطعہ ای سرت سحر
تا خزان بچہ پڑ شکست طبل تا سگان باد رفا ۔ گرنہ آتش ہزار رنگ رنگ ٭ بسر تو مو کلان پرنہ
ملکۂ عالم کی عمر دراز ہو ملکہ کاؤس زرین قبا یعنی سرکار کی تشریف لاتی ہیں آپکی تلاش
میں جنگلوں میں پھریں جب یہاں خبر پائی تو تشریف لائی ہیں مگر بہت رنجیدہ ہیں ملکہ موں
نے شاکل سے فاصد خوش نہیں کیا آپکی جدائی کا بڑا رنج ہی فرماتی تھیں کہ کبھی خالد اماں
ہم جدا نہیں ہوئے کنیزیں کہتی تھیں کہ راتوں کو اٹھ اٹھ بیٹھتی تھیں اور خالد اماں کہکے
پکارتی تھیں ایک ہفتہ جنگلوں میں تباہ رہیں جب یہاں کی خبر پائی تب آدھی گئی ہی دوبارہ
ہو کر آئیں نیرنج نے کہا حقیقت میں یہ موتی ہی کی نشانی ہی میں نے اسکو بڑی محبت سے
پرورش کیا مگر نامہ خداوند کا ایسے اضطراب میں پہونچا کہ فورا روانہ ہوئی شوہر نے بھی کہا کہ
اچھی بات ہی کہ ہماری سرحد میں غیر شخص آجائے اور زندہ پلٹ کے جاوے فورا روانہ ہو گئی تم
کہکے فورا طاؤس پہ سوار ہوئی برائے استقبال چلی راہ میں آکر دیکھا کہ ملکہ سامنے سے سر جھکائے

چھانکتی ہوئی آتی ہے جیسے ہی نیرنج نے قریب آکر کہا کیون میری جان کیسا مزاج ہے کاؤس
نے اپنے کو محلے مین سے گرا دیا پکار کر آواز دی خالہ امان ہم آپ سے نہین بولتے ہمارے
آپ کے گھٹ ہوگئی اب ہم جنگل مین رہین گے خداوند ایسی تقدیر کرین کہ ہمکو شیر بھیڑیا
کھائے آپ ہماری لاش منگوائیں نیرنج نے پردہ اٹھا کر دیکھا کہ آنکھین روتے روتے
سرخ ہو رہی ہین چہرہ اترا ہوا ہچکی لگی ہوئی ہے نیرنج نے گود مین لیلیا کہا بیٹا روؤ نہین
ہمسے خطا ہوئی ایسا ہی موقع تھا کاؤس نے مچل کر اپنے کو گود سے گرا دیا اور خاک لیکر منھ پر
ملنے لگی ایڑیان رگڑتی تھی اور کہتی تھی بس خالہ امان جائیے ہمسے بات نہ کیجیے آپ کو خیال
نہ آیا کہ یہ بدنصیب مرجائیگی کبھی ایسی نہین رہی ہے راتون کو کیونکر صبر کریگی ہمکو ثابت ہوگیا کہ
آپ کی محبت ظاہری ہے نیرنج نے گود مین اٹھایا خاک چہرے کی پونچھی کہتی تھی بیٹیا اب تم
جوان ہوئین چار دن مین شادی ہوگی پرائے گھر مین کیونکر بسر ہوگی شوہر کی اطاعت
کرنا پڑیگی کاؤس نے کہا شوہر کے منھ کو آگ لگے مین اپنی شادی اپنے خالو کے ساتھ
کرونگی نیرنج نے کنیزون سے متوجہ ہوکر کہا صاحبو اس احمق کی باتین سنتی ہو باپ کے ساتھ
شادی کریگی کاؤس نے کہا کیا حرج ہے ہمنے ایک دن خالو ابا سے پوچھا تھا انھون نے کہا
تھا کہ ہم بی بی کی شادی نہ کرینگے اسپر مین نے کہا کہ تمھارے ساتھ شادی کرونگی تو خالو ابا نے
ہنس کر کہا کہ بیٹیا اچھا ہمارے ہی ساتھ شادی کرنا آپ ہمکو احمق بناتی ہین نیرنج بہت
ہنسی کہا لو صاحبو باپ بیٹی مین اقرار بھی ہوگیا بلکہ جب مین چلی ہون تو کئی تاجدارون کے
رقعے آئے اسکے خالو ابا ہنستے ہوئے آئے اور کہا کہ لو صاحب کاؤس کی نسبت آئی ہے مین نے
جواب دیا کہ میری بیٹی حسین ہے دولھا بھی ایسا ہی ہو جس تاجدار نے نامہ لکھا ہے اُسکا بیٹا تو
سڑیلا سا ہے مین اپنی بچی کو دیدون اُسکی سلطنت کو آگ لگے خالہ نے انکے کہا مین ایک جلسہ
کرونگا اُسمین سب شاہزادے جمع ہونگے جسکو صاحبزادی پسند کریگی اُسی کے ساتھ
شادی ہوگی نیرنج گود مین لیے ہوئے سمجھاتی ہوئی بہلاتی ہوئی دربار مین لائی تخت پر گود
مین لیکر بیٹھی مگر کاؤس کا رونا موقوف نہین ہوتا کہا بیٹیا اب نہ روؤ بس قصہ ہوچکی آج
جہان کہین جائینگے تمکو ساتھ لیجائینگے کاؤس نے کہا خالہ امان ایسا کام کیا تھا کہ کسی ضرورت

تھی کہ جو آپ ہمکو چھوڑ کر چلی آئین شیر تیغ نے کہا بیٹا قدرت نے نامہ لکھا تھا کہ طلسم کشا تمھاری سرحد مین آگیا مین اس وجہ سے چل نکلی تم باغ مین تخلیئے مین سمجھی کہ اپنی کنیزون مین بہل جاؤگی کاؤس نے کہا آپ نے وہین سے بیٹھے بیٹھے سحر کیا ہوتا وہ شخص خود دوڑا چلا آتا آپ نے کئی مرتبہ ایسے سحر مجھکو دکھائے ہین جس دن مین بچہ آہو کے لیے بگڑی تھی تو آپ نے سحر کیا کہ کئی ادہ آہو بچون کو اپنے ساتھ لیکر چلی آئین آپ کو جانے کی کیا ضرورت تھی مجھ سے مفصل کہیے ورنہ رو رو کر اپنی جان دونگی شیر تیغ نے کہا بی بی وہ جوان ایسا نہ تھا کہ جسپر سحر تاثیر کرتا لوح طلسمی گلے مین زرہ ہفت جوش زیب جسم کلاہ ہفت گوشہ زیب سر تیغ ہفت جوہر حمائل کمر یہ تحفہ جات خود سامری وجمشید نے اپنے ہاتھ سے بنائے ہین ان پر سحر تاثیر نہین کرتا کاؤس نے کہا مین تو دیکھون وہ چیزین کہان ہین ابھی سحر کرکے جلا دون سب چیزین اٹھا لیں لوح کو جھکانے لگی کلاہ کو اپنے سر پر رکھ لیا شیر تیغ نے کہا بی بی اسکو نہ جھکاؤ ہم سحر بھولے جاتے ہین کلاہ کا عکس پڑنے سے دل گھبراتا ہو زرہ کے پاس ہونے سے طبیعت مین اضطراب ہوتا ہو نامردی دل مین سماتی ہو جی چاہتا ہو سامنے سے بھاگ جائین کاؤس نے کہا خالہ امان میرا جی چاہتا ہو کہ لوح طلسم کشا کو پہنادون زرہ بھی اسکے بدن پر جائے ٹوپی سر پہ ہو لوح گلے مین ڈالدون شیر تیغ نے کہا بیٹا ایسی باتین نہ کرو سب کی جان پر بن جائیگی کاؤس نے کہا یہی تماشہ دیکھنے کو دل چاہتا ہو آپ اتنے لوگ جمع ہین یہ اکیلا کیا کریگا شیر تیغ نے کہا بیٹا یہ اکیلا لاکھون پر بھاری ہو یہ وہ شخص ہو جسنے طلسم ہفت پیکر کو فتح کیا اتنی شقاقی رنگی گانیون کو بلا کر بھاتی تھی سامنے آئین میری بچی کے سامنے تقلین کرین ایک کنیز فورا آ کھڑی ہوگئی نہایت طرار و فرار تھی گنگنا کر یہ اشعار گانے لگی نظم

کر چکا قید سے جس وقت کہ آزاد مجھے
ہاتھ ملتا ہی رہا دیکھ کے صیاد مجھے

عمر بھر یوں تو کبھی لی بھی نہ کروٹ لیکن مرگ
حیف مارہ رہ کے کیا کرتے ہین اب یاد مجھے

حکم درباں کو ہی زنہار نہ آنے پائے
غیر کے سامنے آتے ہین مگر یاد مجھے

خواب مین کیا نہ کبھی زیست مین آئے لیکن
قبر پر آکے وہ اب کرتے ہین برباد مجھے

باغبان گلشن عالم کا مین وہ بلبل ہون
طائر سدرہ کہا کرتا ہی استاد مجھے

ہمصفیرون کو مرا حال کھلیگا پس مرگ / دیکھنا دل مین کرینگے وہ بہت یاد مجھے
صحن گلشن مین مرے پھول کرینگے بین / رویئگا سونا قفس دیکھ کے صیاد مجھے
راہ الفت مین ملاقات ہوئی کس کس سے / دشت مین قیس ملا کوہ مین فرہاد مجھے
غیر کو لائے شب وصل وہ اپنے ہمراہ / شاد بھی کرتے ہین پھر کرتے ہین ناشاد مجھے
حسرت دید مین دی جان در جانان پر / کیا تعجب ہی جو کافر کہین شداد مجھے
غیب سے ہوتے ہین القا رے لمین مضمون / دیکھ فیضان سخن کا ہی خدا داد مجھے
سیر باغ آتا ہی دنیا کا نظر جب رعنا / یاد آتی ہی بہت حسرت شداد مجھے

اس نازنین نے بڑے لطف سے یہ غزل گائی کاؤس زرہ وغیرہ سے کھیلنے لگی ہر مرتبہ یہی کہتی ہی خالہ امان لوح طلسم کتا کے گلے مین ڈالدون کلاہ ہفت گوشہ سر پر رکھون تو خوب تلوار چلے نیرنج کہتی ہی بیٹا ایسا نہ کرنا کہا خالہ امان اسکو ابھی گرفتار کرلین گے نیرنج نے کہا بیٹا یہ لاکھون سے بھی گرفتار نہ ہوگا کہا خالہ امان جی چاہتا ہی کہ اسکی لڑائی کا تماشہ دیکھون نیرنج جب چھیننے کا ارادہ کرتی ہی تو کاؤس رونے لگتی ہی نیرنج کہتی ہی ایسا نکرنا میری جان یہ بن جائیگی تمھارے دشمن بھی قتل ہون تو عجب نہین اس قید و بند مین رستم کے تیور تو دیکھو زنجیرین ہلا رہا ہی اگر سحر کی ہتھکڑیان بیڑیان نہوتین تو مثل تار عنکبوت توڑ ڈالتا یہ جوان صف شکن تیغزن ہی کاؤس نے کہا گانا سنئے اب باتین نہ بنایئے رنگ گانے کا بگڑتا ہی گانے والی جان توڑ توڑ کے گا رہی ہی نیرنج اسکے گانے کے متوجہ ہوئی موتیون کا مالا اتار کر گائن کو دیا تعریفین کر رہی ہی کہ ای گلشن کیا باغ لگاتی ہو کیا مزے سے گاتی ہو دل بیچین کر دیا خانہ دل کو عشق و الفت سے بھر دیا کہ کاؤس نے جست کی برابر رستم کے پہونچی لوح گلے مین ڈال دی کلاہ سر پہ رکھی تیغہ ہفت جوہر ہاتھ مین دیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرہ عمرو - عمرو ہون مین عیار صاحبقران + مرے مکر سے کانپتا ہی جہان + تراشندہ ریش کفار ہون + زمانے کا مکار و غدار ہون + مرا تیز رفتار ہو گر قدم + صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم + اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو + نہ پائے مری گرد پاپوش کو + دوندہ جہانگرد طرار ہون + جہانگیر عالم کا عیار ہون + رستم کے جو ہاتھ

مین تیغہ ہفت جوہر آیا نعرہ کرکے اُٹھے نعرۂ رستم - ارشاد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ
پور رستم لقب + دیگر - علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت ہرزوق افگندہ شور + نعرہ
کرکے لڑنے لگے نیرنج نے دیکھا کہتی تھی ارے کیا غضب ہوا میری بیچی کہان گئی
یہ ساربان زادہ کیونکر آیا عمرو نے گلیم اوڑھ لی کبھی گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا کبھی گلیم اوتاری کسی
جادوگر کو مارا کبھی حاضر کبھی غائب کبھی حقۂ آتشبازی داغا کہ بارگاہ مین اندھیرا چھاگیا
اُس اندھیرے مین مُردون کے کپڑے اُتار لیے رستم نے لاش پر لاش گرادی مگر فوج
تین لاکھ ہی تینون تاجدارون نے آواز دی یارو بلوہ کرکے اس جوان کو گرفتار کرلو رستم
لڑتے ہوے باہر نکلے خواجہ عمرو حقے داغ رہے ہین ساحر وغیر ساحرون نے رستم کو گھیرا ہی
ہنگامۂ گیر و دار بلند کفار دردمند مگر نیرنج گھبرائی ہوئی ہی سحر جو کیا آگ برسی رستم پر
شعلہ آتا نہین اسی کی فوج والے جلنے لگے ہزارون جل کر خاک ہوے ساحرون نے
فریاد کی اے ملکۂ عالم ہم لوگ جلے جاتے ہین دیکھیے کئی ہزار ساحر وغیرہ جل گئے طلسم کشا
پر تاثیر نہین ہوئی نیرنج نے گھبرا کر کہا او شریر ساربان زادے ہے تو بتا کہ تونے کاوس کو
کیا کیا کنیزون پر غصہ کرتی ہی کہ حرامزادیو صاف صاف بتاؤ میری بیچی کو کیا کیا میرا کلیجہ
ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہی کہ اس ساربان زادے نے نہین معلوم میری بیچی کے ساتھ کیا کیا
کنیزین کہتی ہین حضور ہمکو نہین معلوم صرف راہ مین ایک بڑھیا آئی تھی اُسی نے یہ
آفت برپا کی اور کوئی لشکر مین نہین آیا ہم لوگ نہ جانتے تھے کہ بی بی ہماری نہان ہین
نیرنج کہتی ہی تم سب کو مار ڈالونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی تمھارے قتل سے منہ نہ موڑونگی
کنیزین یہی کہتی ہین حضور ہم نہین جانتے کہ رستم لڑتے بھڑتے قریب نیرنج کے پہونچے
اسنے جب دیکھا کہ کئی سو سردار مارے گئے اور کسی کی کچھ نہین چلتی خیال مین گذرا کہ اے نیرنج
نکل چلون ورنہ قتل ہو جاؤنگی نیرنج زمین پر گری غلطک مار کر پر پرواز پیدا کیے پلہ دیگر
بلند ہوئی رستم نے کمان کاندھے سے اُتاری اور کئی تیر مارے مگر نیرنج نے جلا دیے رستم
کو بڑا رنج ہی تقاضاے کار جہان آرا جو خواجہ کو چھوڑ کر چلی تھی آسمان سے دیکھا کہ رستم
یکہ و تنہا لڑ رہے ہین ساحر و غیر ساحرون نے گھیر لیا ہی کئی لاکھ جوانون کا رستم پر

بلوہ ہی جہان آرا بیقرار ہوگئی اور یہ بھی دیکھا کہ نیرنج اڑی ہوئی جاتی ہے کئی تیر رستم
نے مارے اس خطا شعار کے قریب بھی نہ پہونچے وہیں سے نعرہ کیا ستم جہان آرا او
نیرنج کہاں جاتی ہے اور یہ کہکے سحر کیا ایک پتھر کئی من کا نیرنج پر گرایا پتھر جو نیرنج پر
گرا الٹ گئی طرف زمین کے چلی اور جہان آرا نے سحر کیا کہ اب نہ رکے رستم نے جو دیکھا
کہ نیرنج قریب پہونچ گئی تیر مارا کہ سینۂ نیرنج پر پڑا توڑ کر پار گذرا لاشہ نیرنج کا زمین پر گرا
آواز آئی کشتی مرا نام من نیرنج جادو بود نیرنج کا مرنا تھا کہ لشکر میں گھبراہٹ ہوئی پھر جہان آرا
نے سحر کیا کہ کئی سو کے سر اڑ گئے لشکر والے گھبرائے مرجان تاجدار جادو لڑتا بھڑتا رستم
کے قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے کلائی پکڑ کے تلوار چھینی کمر میں ہاتھ ڈال کے
مرجان کو اٹھا لیا مرجان نے آواز دی ای شہریار الامان رستم نے کہا امان با ایمان مرجان
بصدق دل مسلمان ہوا اسکی فوج بھی طرف مرجان کے آئی لقمان تاجدار نے جو دور سے
دیکھا کہ رستم اکیلے لڑ رہے ہیں لڑتا بھڑتا قریب رستم کے آیا اسکو اپنی ضرب پر ناز ہے ہاتھ تلوار
کا مارا رستم نے پا دھر بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا لقمان بھی بصدق
مسلمان ہوا اسکی فوج بھی طرف رستم کے آئی دونوں تاجدار مسلمان ہوے شقایق زنگی
کو اسکو اپنی ضرب پر بڑا ناز ہے ان تاجداروں کو برا بھلا کہتا ہوا قریب رستم کے آیا ہاتھ تلوار کا
مارا رستم نے تیغ پیرو کا جوہر دار خبردار کہکے ہاتھ مار دیا شقایق زنگی نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا لگ
تیغ ہفت جوہر دست زبردست رستم تیغ جو چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے پاؤ تلوار خود
پر چمکی تھی پاؤ زیر تنگ آ کر زمین کو بوسہ دیا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے شقایق زنگی کے
مارے جانے سے ایک غریو ہوا کافروں کے رنگ کٹ گئے یہ بھی سب نے دیکھا کہ دونوں تاجدار
بصدق مسلمان ہوے افسران فوج شقایق زنگی رومالوں سے ہاتھ باندھ کر حاضر خدمت رستم
ہوے رستم نے سب کو امان دی رستم اسی مقام پر اترے ملکہ جہان آرا بھی حاضر ہوئیں بارگاہ
شقایق زنگی میں سب داخل ہوے خواجہ نے کہا کہ ای رستم صاحبقران کا تمہارے
فراق میں عجب حال ہے رستم نے کہا میری فوج کے دو سردار قلعہ پر اترے ہیں مستا ہوا
بلند رکاب انکے مقابل میں ہے ان تاجداروں نے کہا غلام نثار نہ ہونگے ان سب کو لیکر رستم

طرف قلعہ کے چلے یہان جب شاہور کو معلوم ہوا کہ رستم لشکر مین نہین ہین شاہور نے طبل جنگ
بجوایا سہمناک زنگی نے کہا ارے بادشاہ مین لڑونگا غلامان رستم منہ نہ پھیرینگے یہان بھی
طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی ناگاہ بادشاہ اقلیم چہارم نے شہنشاہ
ماہ تابان پر شبخون مارا فوج شعاع و ضیا غالب آئی لشکر ثوابت و سیارگان نے شکست
کھائی شہنشاہ ماہ تابان شکست کھا کر قلعۂ مغرب مین آیا فوج ثوابت و سیارگان کو ساتھ
لایا شہنشاہ اقلیم چہارم یعنے نیر اعظم میدان چرخ زبرجدی مین آیا علم ضیا بلند ہوا فوج شعاع
نے عالم کو گھیر لیا عملداری شہنشاہ نیر اعظم کی قائم ہوئی شاہور بجوش و خروش میدان مین آیا سہمناک
زنگی نے شقاق شاہ کو سوار کیا اگرچہ سارا لشکر بے سردار ہی رستم کے نہونے سے کیسا سناٹا ہی
صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ لشکر بے سردار ہی مگر سہمناک زنگی مسلح و مکمل اونچی بنا ہوا کرگدن
ست پر سوار ہی میدان مین آکر سامنے اتنی بڑی فوج کے صف آرا ہوا مگر سہمناک منتظر ہی کہ
شاہور نکلے تو مین جا پڑون تامل نہ کرون ساتھ والون سے کہہ رہا ہی یارو کچھ معلوم نہین کہ آقا
نامدار پر کیا گذری ہمسے غافل نہ ہوتے خدا اونکو خیر و عافیت سے رکھے رفیق پروری تو انکا
کام ہی وہ اس امر کو گوارا کرتے کہ ہم اسطرح میدان مین آئین ایک انکے نہونے سے لشکر پر
رونق نہین شاہور کا لشکر بھی آکر جمع ہوا میمنہ میسرہ بھی آراستہ ہوا نقیبون نے آواز
دی کہ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نہ پوشید۔ فرد۔ روز جنگ ست جنگ باید کرد
کوشش نام و ننگ باید کرد + رستم و سام و نریمان کہان ہین سب خاک مین جا کر
مخفی ہوئے اب انکا کوئی نام نہین لیتا قبرون کا نشان بھی نہین ملتا دنیا مین جسکو نام اپنا
روشن کرنا ہو میدان مین نکلے یہ کہکے نقیب ہٹے شاہور نے قصد کیا کہ گینڈا ڈالون
سردارون سے کہہ رہا ہی جب مین سہمناک کو قتل کرون تو بلوہ کر دینا مین گھیر کر سبکو مار لونگا
قلعہ پر قبضہ کرکے ناظم مقرر کرونگا پھر چل کر طلسم کشا کو تلاش کرونگا طلسم کشا
قید کرکے لیجاؤنگا میرے دو بھائی انکے ہاتھ سے ضائع ہوئے مین کیا انکا پیچھا چھوڑونگا
وہ جہان جائینگے وہان جاؤنگا اگر ان کا پتہ نہ ملے گا تو تابہ لشکر امیر جاؤنگا
وہان جاکے انکو ڈھونڈونگا کیا مین ان سے کم ہون آفت برپا کر دونگا نام نور رستم تک

کہین جاکر چھپ رہے نہین معلوم ایسے شخص نے طلسم ہفت پیکر کیونکہ فتح کیا سردار کہہ رہے
ہین حضور میدان مین تو چلین ہم بلوہ کر دینگے اور فوج دشمن کو گھیر لین گے ایک کو زندہ نہ
چھوڑینگے افسران فوج ہمارے پہونچتے ہی اطاعت کرلین گے یہ سنکر چاہا کہ گینڈا اٹھاوے
اور میدان مین جاوے کہ صحرا سے گرد اڑی شطرنج جادو مع فوج ساحران پیدا ہوا کئی لاکھ
ساحر ساتھ اُسکو اس وجہ سے دیر لگی کہ زوجہ کا انتظار کرتا رہا کہ رستم کو لیکر آئیگی اُسکو
ساتھ لیکر چلونگا زوجہ کا حال کیا معلوم کہ رستم اُسکو مار کر آتے ہین شطرنج نے دور سے
شاہور کو دیکھا کہ میدان مین نکلا ہے وہین سے پکار کر آواز دی کہ اے شاہور میدان مین جانا
زوجہ نے میری طلسم کشا کو گرفتار کرلیا ہوگا لیکر آتی ہوگی مین ان سب کو ایک سحر مین گرفتار
کرلونگا تمکو زیادہ تکلیف پڑے گی یہ کہکے مرکب اڑاتا ہوا میدان مین آیا فوج ساحران [illegible]
بھی پکار کر شطرنج نے آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے لیکن خیال رہے
کہ ایک سحر مین سبکو جلا دونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا تم لوگ قدرت سے پھر گئے ایک شخص جو
سرحد مین آیا اسکی اطاعت کرلی جسنے پرورش کیا اُسکا خیال بالکل فراموش کیا قدرت کو بڑا لگا
ہے یہ بھی خیال کرلو کہ رستم گرفتار ہوگئے ہونگے تم لوگ بے سردار ہوگئے یہ آواز اُس نامرد کی
سنتے ہی سہمناک نے گینڈا پھیرا سامنے تخت شقایق شاہ کے آیا کہا اے بادشاہ اجازت
میدان ہو شقایق شاہ نے گھبرا کر کہا اے سہمناک بیشک تم دلیر و جانباز ہو لیکن شطرنج جادو
بلاے روزگار ہے اس سے کیونکر مقابلہ کروگے سرحد خیال سکندری مین اسکا نام مشہور ہے
یہ زن و شوہر بلاے روزگار ہین سہمناک نے کہا حضور اجازت دین مین اپنی جان دونگا یہ گوارا
نکرونگا کہ حریف پکارے اور کوئی مقابلہ کو نہ جاوے ہم اپنے آقا کے ساتھ رہے سب آئین
قاعدے دریافت ہوگئے انکا دستور ہے کہ جب حریف پکارے اُسکے مقابلے سے روگردانی نکرے
مین اُس شہریار کا تابعدار و نمک خوار ہون پروردگار ضرور مدد کریگا مین اپنے آقا کے قانون مین
فرق نہ ڈالونگا شقایق نے اپنی آنکھون مین آنسو بھر کر کہا اے برادر بسم اللہ جاؤ سہمناک
زنگی نے تنگ مرکب کو موافق مرضی درست کیا اور عرصہ حریف پر تنگ کرے گینڈے پر سوار ہوکر
چلا لیکن شقایق بعد جانے سہمناک کے خدا سے دعائین مانگنے لگا پکار رہا ہے اے کریم کارساز

اے خالق بے نیاز سہمناک کو اس ظالم اظلم کے ہاتھ سے بچالے نظم

گل بہ بستان زمانہ ہست خندان شاخ شاخ — عندلیب از دل گلبار نالان شاخ شاخ
سبز و سیراب ست از آب رحمت حق برگ برگ — روشن ست از جلوۂ خورشید رخشان شاخ شاخ
دیدۂ باطن کشادہ در گلستان سیر کن — تا کہ گردد جلوۂ قدرت نمایان شاخ شاخ
گاہ قمری بر در و دیوار کو کو میکند — گاہ گردد بلبل نالان غزلخوان شاخ شاخ
اندرین بستان بہر موسم بود تازہ بہار — غنچہ باشد جلوہ گر ہر وقت و ہر آن شاخ شاخ
باغ وحدت ہست در نشو و نما ہر ماہ و سال — جلوۂ کثرت از و گردد نمایان شاخ شاخ
ہمسر چرخ برین اندر بلندی ہر درخت — سایہ افگن ہست تا گردون گردان شاخ شاخ
ہست پا بر جا از و باغ دنیا کن نظر — تا نظر آید منور نور یزدان شاخ شاخ

بیقرار ہوکر بادشاہ دعا مین مانگ رہا ہے اہل لشکر آمین کہ رہے ہین عجب لشکر مین تلاطم ہے ہوش ہر ایک کا گم ہے مگر سہمناک زنگی سامنے شطرنج کے پہونچا شطرنج سمجھانے لگا کہا اے سہمناک قدرت نے تمکو کیا مرتبہ دیا بادشاہت ہمیشہ کی دی بیشہ کہ ویران تھا اسکو قدرت نے سبز و شاداب کیا کہ ہمارے بندون کو آرام ملے طلسم کشا مین کیا بھلائی دیکھی ہے تسخیر طلسم کشا کے گئے تھے مسلمان ہوگئے کچھ قدرت کا خوف نکیا مین وعدہ کرتا ہون کہ تمکو اس خطا کی سزا نہو گی وہی بیشہ ملیگا وہی سلطنت کرو اپنی عملداری کرو اگر ان باتون پر راضی نہین ہو تو جو یہ کرو کہ حوصلہ تمکو باقی نرہے جب مین سحر کرونگا تو ہوش مین نہ رہوگے مشکین باندھ کر لیجاؤنگا سلطنت کبھی نہ ملیگی تباہ و برباد مارے پھروگے قدرت کو کیا جواب دوگے میرا کہنا مانو میرے ساتھ چلے آؤ سہمناک نے جواب دیا او مکار جو تجھ سے ہو سکے قصور نکر مین غلام رستم ہون لڑ بھڑ کر مرونگا تیری اطاعت نکرونگا کیون ہمکو سمجھاتا ہے ہم سمجھکر مسلمان ہوئے ہین حملہ کبھی پہلے نکرینگے جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تو ہم بھی حربہ کرینگے شطرنج نے کہا میرے حربے کے لیے حوصلہ رہجائیگا ایک سحر مین دیوانے ہو جاؤگے لو مین سحر کرتا ہون ہوشیار ہو جاؤ یہ کہکے ہاتھ ہلایا کچھ آتش کے دانے پھینکے گینڈا سہمناک کا بیہ لگامی کرنے لگا چنانچہ سہمناک روکتا ہے گینڈا نہین رکتا ہے ہر چند باگ کو گانٹھتا ہے پیٹری جاتا ہے پیٹری نہین چھٹتی گینڈا

دوڑا دوڑا پھرا اسی شطرنج کھڑا ہنس رہا ہی شطرنج نے جب دیکھا کہ گینڈا سمناک بدلگامی کرنے لگا
روکے سے نہیں رکتا ایک لولہ نکالکر طرف صحرا کے مارا صحرا میں گولہ جاکر پھٹا ایک دفعتاً ہوا چند
طائر دھوئیں سے پیدا ہوئے اڑتے ہوے آکے شاخ نخل پر بیٹھے زمزمہ سرائی کرنے لگے
طرف لشکر کے رخ ہی یہ اشعار محبت آثار بصد سوز و گداز وہ طائر پڑھنے لگے۔ نظم

| | |
|---|---|
| وہ کہاں ساتھ سلاتے ہیں مجھے | خواب کیا کیا نظر آتے ہیں مجھے |
| اس پری وش سے لگاتے ہیں مجھے | لوگ دیوانہ بناتے ہیں مجھے |
| یارب انکا بھی جنازہ اٹھے | یار اُس کوسے اُٹھاتے ہیں مجھے |
| ابروے تیغ سے ایما ہے کہ آ | قتل کرنے کو بلاتے ہیں مجھے |
| بے وفائی کا عدو کی ہو گلہ | لطف میں بھی وہ ستاتے ہیں مجھے |
| حیرت حسن سے یہ شکل بنی | کہ وہ آئینہ دکھاتے ہیں مجھے |
| پھونک دے آتش دل داغ مرے | اُسکی جو یاد دلاتے ہیں مجھے |
| گر کہے غمزہ کسے قتل کروں | تو اشارہ سے بتاتے ہیں مجھے |
| شعلہ رو کہتے ہیں اغیار کو وہ | اپنے نزدیک جلاتے ہیں مجھے |
| سوسن و دیو خدا خیر کرے | طور سیلے ڈھب نظر آتے ہیں مجھے |

لشکر کو سنا کر طائروں نے یہ اشعار پڑھے ان اشعار کی آواز جو کان میں پہونچی لشکر والے بھی
بدحواس ہوے بادشاہ تخت سے اترا پکار کر آواز دی یارو ہتھیار کھول ڈالو ہم اپنے خداوند
سے جنگ نہ کرینگے یہ ہمسے نہ ہوگا اُسنے ہمکو پیدا کیا ہم اُس سے لڑیں بڑی شرم کی بات
ہی ہمکو قوت آتا ہی اگر قدرت تھی پیدا کر دیں تو دمیں ہمکو نہ چھوڑے گی ثنا پیدا ہوے گا
اثر کھول کر ہمکو نکل جائینگے ہم حالت نہ پائینگے ہزار طرح کا خوف ہی وہ خداوند ہیں رفعت
رکھتے ہیں طلسم کشا کی آپ نے کیا سمجھ کے اطاعت کی تھی شطرنج جادو سچ کہتا ہی کہ ایک
نجیب شخص ہماری سرحد میں آیا اُسکا مذہب اختیار کر لیا اسکا ساتھ دیا سارے لشکر میں ہنگامہ
ہی کوئی روتا ہی کوئی غل مچاتا ہی کسی کا یہ قول ہی کہ بارہ جا بیٹھ جائینگے اس ساحر کے
ہاتھ سے کیونکر امان پائینگے کدھر بھاگیں لشکر میں یہ ہنگامہ ہی سمناک میدان میں

شطرنج سحر کر رہا ہی یہی ارادہ ہی کہ ان سب کو تباہ کروں ایسا سحر کروں کہ یہ سب میرے ساتھ چلیں
جب سہمناک کا گینڈا ٹھہرتا ہی شطرنج اشارہ کرتا ہی پھر گینڈا ادوڑنے لگتا ہی چاہتا ہی کہ سوار کو
گرا دوں فوج بادشاہ کا عجب حال ہی تلواریں کھینچیں کہ اپنے گلے کاٹ ڈالیں بار بار غل مچاتے
ہیں کہ قدرت سے کیونکر آنکھ چار کرینگے کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ علمہای شرنج کے
پھریرے اُڑتے ہوئے علمدار آگے بڑھے ہوئے علموں کو جلوہ دیتے ہوئے ایک جانب
آکے سامنے لشکر کے ٹھہرے اُسکے بعد دیکھا کہ رستم پشت مرکب پر سوار طاؤس زرین بال پر
ملکہ جہان آرا ساحروں کا لشکر پشت پر ایک طرف خواجہ جست وخیز کرتے ہوئے تین تاجدار تختوں
پر سوار ہیں کچھ فرسے رستم نمایاں ہوئے رستم نے جو دیکھا کہ میدان میں ایک ساحر سحر کر رہا ہی
اور سہمناک زنگی جان سے بیزار اپنے گینڈے کو سنبھال رہا ہی کل فوج نے ہتھیار اپنے
کھول ڈالے ہیں بادشاہ تخت سے اُترا کھڑا ہی سب سے صلاحیں ہو رہی ہیں کہ ہاتھ باندھ کر
سامنے شطرنج کے چلیں شاید خطا معاف کرے رستم نے چاہا کہ گھوڑا بڑھاؤں جہان آرا
نے بڑھکر رکاب تھام لی کہا اے شہریار اس کنیز کا تماشہ دیکھیے جو آپ کی فوج والے کر رہے ہیں
وہی رنگ اسکی فوج کا ہو ابھی جانبازی کنیز کی سرکار پر نہیں کھلی جب کوئی پہلوان نکلے گا تب
تب آپ جائیے گا یہ کہکے طاؤس بڑھایا سامنے شطرنج کے آئی للکاری کہ او بدکردار او حیا
تجھے کچھ خبر بھی ہے کہ زوجہ پر تیری کیا گذری وہ مکارہ داخل جہنم ہوئی اب تو میرے مقابلے میں
کیا غیر ساحروں پر سحر کر رہا ہی وہ بیچارے کیا جواب دیں جو تو نے سحر کیا اُن پر تاثیر ہو گئی مجھ پر
سحر کر جواب لے شطرنج جادو نے گولہ مارا وہ گولہ سر پر ملکہ جہان آرا کے آکر پھٹا تلواریں
گرنے لگیں جہان آرا نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اسیاہ کا غذ نکالا اُسکی سپریں کاٹیں اور سر
پر اُڑائیں وہ سپریں سر پر لہرانے لگیں جو تلوار گری سپروں نے روکی کیا مجال کہ سر پر
جہان آرا کے تلوار آنے پائے سب تلواریں ٹوٹ گئیں جہان آرا نے موتیوں کا مالا گلے
سے اُتارا خبردار خبردار کہکے شطرنج پر مارا موتی ٹوٹ کر گرے جو موتی جس مقام پر پڑا آبلہ
پڑ گیا جہان آرا نے آواز دی اری گلشن آرا کہاں گئی شطرنج باغ کا تماشہ دیکھے
کہ ہوا سے سرد چلی غبار اُڑا شطرنج نے دیکھا تمام درخت صحرا سر سبز وشاداب ہیں

بلبلین بیتاب عندلیبان خوش نوا پہلوے گل مین پھول کر بیٹھی ہوئی زمزمہ سرائی کر رہی ہین کسی شاخ گل پر کوئی عندلیب خوش نوا یہ اشعار عاشقانہ جھوم جھوم کر پڑھ رہی ہی۔ نظم

ہزار طرح سے ثابت ہی وہ دہان ہوتا ۔ کلام کرلے ہم اُس سے جو رمز دان ہوتا
بتون کے حسن سے ہی نور حق عیان ہوتا ۔ مجاز پر بھی حقیقت کا ہے گمان ہوتا
ابھی رہا ذقن یار دیکھکر افسوس ۔ اُچک کے گرتے ہم اسمین اگر کوان ہوتا
یقین ہی مرد مسلمان بھی سجدہ کرلیتے ۔ ترے نقش کے بت جو ترا سنگ آستان ہوتا
مہ صیام مین نعمت جو کچھ ملے کم ہو ۔ خدا کا بندۂ مومن ہی میہمان ہوتا
اداس قالب خاکی مین روح رہتی ہی ۔ مکان سے تنگ ہی مشتاق لامکان ہوتا
فراغ حال ہی دشوار خوشنوایون کو ۔ قفس سے تنگ ہی بلبل کا آشیان ہوتا
ترے شہید کا دھوکا ضرور دیتا وہ ۔ جو کربلا سے معلے مین ارغوان ہوتا
ہنساتے یار کو ہم حال زار دکھلا کر ۔ یہ رنگ زرد تماشاے زعفران ہوتا
گلون سے نالۂ بلبل کی وجہ کیا پوچھیں ۔ زبان کا درد نہین گوش سے بیان ہوتا
یہ دو سے آپ کبھی نیرنگ اپنا دکھلاتی ۔ محیط خون جو تری تیغ سے روان ہوتا
لباس سرخ سے کرتا ہی یار خونریزی ۔ حسینون مین بھی ہو کوئی مریخ خوان ہوتا
خدا کے خوان کرم سے ہو سیر جو چاہے ۔ نہ مہر ہوتی ہے اُسپر نہ ہی نشان ہوتا
نیاز مند نہوتا تو پوچھتا ہون مین ۔ یہ ناز آپ جو کرتے ہین پھر کہان ہوتا
گلوری پان کی کھاکے وہ جو ہنس پڑتے ۔ شگفتہ گل کی طرح غنچہ دہان ہوتا
نگاہ ناز تمھاری یہ رُخ جدھر کرتی ۔ نشست تیر کے قابل ہی وہ مکان ہوتا
صدا جرس کی ہی غنچون سے کھلنے سے آتی ۔ روانہ نکہت گل کا ہے کاروان ہوتا
بلند پایہ کریگی وہ زلف شانہ کو ۔ کمند سے بھی تو ہی کار نردبان ہوتا
تم اپنے چاند سے مُنھ کو نہ پھیرتے پیارے ۔ خلاف بھی جو ہوتا تو آسمان ہوتا
یقین ہی تیلے پڑکے چھوٹ بھی جاتے ۔ بیان حال جو آتش کا ای زبان ہوتا

ملکہ نے پکار کر آواز دی ای شطرنج کیا کھڑی چال چلتا ہو ذرا لشکر کا تو حال دیکھ شطرنج سے نے

پلٹ کر دیکھا کہ لشکر میں تلوار چلنے لگی سب فوج والے آمادہ ہیں کہ شاہور کو مار لیں رستم نے
جو دور سے دیکھا کہ شاہور بھاگا بھاگا پھر رہا ہی اور افسر چاہتے ہیں کہ شاہور کو قتل کریں
پکار کر آواز دی ای ملکہ جہان آرا یہ شان نہیں مناسب یہ ہی کہ ساحر پر سحر کرو غیر ساحر کو بچاؤ
ملکہ نے فوراً ہاتھ روکا پکار کر کہا ای گاشن غیر ساحروں سے مطلب نہیں ساحروں سے
کام ہی اسمیں تمہارا نام ہی ایک جگہ پر مجمع خاص و عام ہی ہمکو سحر میں کیا کلام ہی یہ جو ملکہ نے
پکار کر کہا ہمراہیان شطرنج جو کھڑے تھے گھبرائے ترنج نارنج لیکر آپس میں مصروف جنگ ہوئے
ایک نے ایک کو گولہ مارا سینے کو توڑ کر پار گیا جب کئی ہزار ساحر مر کر گر چکے تو ملکہ نے پکار کر
آواز دی ارے آپس میں نہ لڑو شطرنج سے جال کرو جب تو اسکا ٹوٹ چکا زور کو اسکی رستم
نے مارا تم لوگوں کو اسکی فکر نہیں افسر کی خدمت کرو تمام لشکر والے شطرنج پر حملہ کر کے چلے
شطرنج نے جھولی سے گولہ نکالا جب گولہ مارا سو سو کے سینہ کو پار کر کے نکل گیا افسروں نے جو
دیکھا کہ شطرنج ہمارا دشمن ہوا دس بارہ افسروں نے گھوڑے جھکائے آکر شطرنج کو گھیرا
کوئی گولہ مارتا ہی کوئی تلوار جھکاتا ہی شطرنج ہر چند چاہتا ہی کہ ان سے جان بچاؤں مگر وہ لوگ
سمجھا نہیں چھوڑتے للکارتے ہوئے چلے آتے ہیں اور نعرہ ہے ہمسے تو مقابلہ کرتے ہے بیگناہ ہونا
گویا ان بیگناہوں کا خون تیری گردن پر ہی ہم اپنے بھائیوں کا بدلہ لینگے [illegible] شطرنج
بھاگا چاہا کہ پر پروانہ پیدا کر کے نکل جاؤں دم بدم پکارتا ہی یا خیال [illegible] ان [illegible]
سے مجھکو بچائیے اور مجھکو اٹھا لے جائیے ورنہ جہان آرا آفت برپا کریگی ہائے کیا
انقلاب ہوا کہ دوست دشمن ہوگئے راہبر راہزن ہوئے یہ کہکر اپنے کو ایک نخل کے نیچے
گرا دیا رستم کی نگاہ پڑی شطرنج نے غافل ہار کر پر پروانہ پیدا کیے چاہا کہ اڑ کر نکل جاؤں
[illegible] ہی اپنے مقام سے اٹھا رستم نے کمان کیانی کاندھے سے اتاری تیر بھال کا تیر چلہ
کمان میں پیوست کیا [illegible] شطرنج کو تاکا ہر چند جہان آرا نے کہا ای شہریار آپ
تکلیف نہ فرمائیے میں اسکو جانے نہ دونگی [illegible] ہی روک لونگی رستم نے جواب
نہ دیا تیر شطرنج پر مارا شطرنج کے سینہ پر تیر پڑا تیر نے خطا نہ کی ہر چند شطرنج نے چاہا کہ سہم کر
[illegible] ہوں مگر قضا و قدر نے تیر سینہ پر پہونچایا شطرنج نے تیر کاٹا چاہا کہ نکل جاؤں اہل لشکر

کو پیٹھ نہ دکھاؤن جہان آرا نے ہاتھ ہلا دیا ایک سل پتھر کی کئی سو من کی سر پر شطرنج کے گری
کہ سر پاش پاش ہوا لاشہ اسکا زمین پر گرا افسران فوج شطرنج نے غل مچایا کہ بڑا حرامزادہ مارا
اے رستم ہم اطاعت کرتے ہین یہ کہکے سب ساحر آ گئے لشکر طلسم کشا مین آ ملے شاہور نے
جو قتل شطرنج دیکھا گینڈے کو بڑھا کر میدان مین آیا اور پکار کر آواز دی کہ اے رستم تمہاری
جنگ کا مشتاق ہون ساحر کا حال تو مین نے دیکھا بڑے صاحب اقبال ہو کہ ایسی
ساحرہ دستیاب ہوئی کہ جسنے شطرنج ایسے جادوگر کو مٹایا اگر ساحرہ کو لڑوانا منظور ہو تو مین
پلٹ جاؤن اگر یہ جرأت مقابلہ منظور ہے تو میرے مقابلہ مین آئیے کہ مین تمہارے سر کا
خواہان ہون دو بھائی میرے تمہارے ہاتھ سے کشتہ ہوے اُنکے خون کا بدلہ لونگا رستم
نے گھوڑا بڑھایا سامنے شاہور کے آئے تنگا ورزن ہوے چھ قدم گینڈا شاہور
کا ہٹا رستم کا مرکب دو قدم شاہور نے کہا کہ اے رستم حربہ کرو کہ تمہارے دل مین حوصلہ
نہ رہے رستم نے کہا اپنا یہ دستور نہین جب تیرے حربے سے پروردگار بچا لیگا تب ہم بھی
حربہ کرینگے شاہور نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی
ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ شاہور جان دیے لڑ رہا ہے ہر مرتبہ چاہتا ہے کہ
نیزہ رستم کا نکالون پر پیش نہین جاتی اس کو سے جنگ کر رہے ہین کہ شاہور
حیران ہے کہ دیکھیے اس جوان سے نجات کیونکر ملتی ہے جان بچتی ہے یا نہین رستم
دلاور نے ایک مقام پر لغزش کی اور نعرہ کرتے ہی گھوڑے کو بڑھایا جھپٹا مارا کہ نیزہ
ہاتھ سے شاہور کے نکل گیا شاہور کا رنگ مارے غصہ کے سرخ ہوگیا فوراً قبضہ شمشیر پر
ہاتھ ڈالا تیغہ برق مثال کو نیام سے کھینچا خبردار خبردار کہکے رستم دلاور پر ہاتھ مارا رستم نے
صاف آسیب سپر تلوار کو رد کیا اور پھر خود بھی خبردار خبردار کہکے آگے بڑھے ہاتھ تلوار کا
مارا شاہور جان دیکر لپٹ پڑا رستم نے اس زور سے پکارا کہ گینڈا شاہور کا پیٹ کے
بل زمین پر بیٹھ گیا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی
دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ شاہور جانبازی کر رہا ہے رستم اُسکے زور روک رہے ہین ایک
مقام پر موقع پاکر ریل کر کے دو ڈھائی بارہ چودہ قدم پر لیجا کر ایک بار کہ شاہور بلند ہوکر کا ب

کے دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوئے چاہا کہ تڑپ کر لنگر قائم کرون حریف زبردست لنگر
کب قائم ہونے دیتا ہے دونون ہاتھ دستون سے گئے کمر بند میں شاہور کی ہاتھ ڈالا اور زور
کیا پہلے ہی زور میں گھٹنون تک بلند کیا دوسرے زور میں سینہ تک لائے تیسرے زور
میں سر سے بلند کیا شاہور بلند رکاب نے چاہا کہ دونون پاؤن اڑا کر دھر اڑاؤن رستم شیر دل
نے داہنا قدم آگے بڑھایا اور بایان قدم پیچھے رکھکر چرخ دیا کہ مثل طاؤس آتشبازی کے
چرخ کھانے لگا رستم نے چرخ دیکر زمین پر مارا شاہور چاہا کہ ہوشیار ہو کے پھر سنبھلون
لیکن رستم نے ایک ٹھوکر اس زور سے دی کہ شاہور چاروں شانے چت ہوا رستم کود
کے اسکی چھاتی پر سوار ہوئے اور فرمایا کہ سخت بے پیر و بد نہاد ہے عالم کی تو کیا کہتا ہے شاہور
نے عرض کی کہ جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا رستم نے فوراً کلمۂ طیبات
تلقین فرمایا شاہور کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اور پھر اپنی فوج والون کو پکار کر
آواز دی کہ جسکو ہمارا ساتھ دینا منظور ہو وہ رستم کی آگے اطاعت کرے ورنہ میرے لشکر
سے باہر نکل جائے سب نے بآواز بلند پکار کے یہ عرض کی کہ جسکی اطاعت حضور نے
قبول کی ہم بھی اسکے غلام ہین رستم شاہور کے کل لشکر کو ساتھ لیکر طرف قلعے
کے روانہ ہوئے سبکو لے کر قلعے مین داخل ہوئے تینون تاجدار رستم کے ساتھ ہین
سہمناک زنگی و شاہور بلند رکاب و دیگر سرداران و ملکہ جہان آرا و شقائق شاہ
یہ سب بخوشی و خرمی تمام مبارکباد فتح و فیروزی دیتے ہوئے اندر بارگاہ سلطانی کے
داخل ہوئے رستم نے شقائق شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا جابرلاکھ ساحر و غیرہ
کا لشکر گرد بارگاہ سلطانی جمع ہے بارگاہ مین محفل عیش و نشاط آراستہ ہوئی سب لوگون
نے خواجہ عمرو کو گھیرا سب سے زیادہ ملکہ جہان آرا مصر ہین کہ یہ گانے ہی پر خواجہ عمرو
کے عاشق ہین رستم نے بھی خواجہ عمرو سے کہا کہ اے عم نامدار چند اشعار
عاشقانہ آپ اسوقت گائیے تاکہ رنگ صحبت دوبالا ہو ملکہ جہان آرا کو آپ ہی کا گانا
پسند ہے ملکہ کی خاطر کرنا آپ کو مناسب ہے خواجہ عمرو نے سب کے کہنے سے
یہ اشعار آبدار بالحان داؤدی گانا شروع کئے نظم

وہ نازنین نزاکت مین کچھ یگانہ ہوا — جو پہنی پھولونکی بدّھی تو دردِ شانہ ہوا

شہید ناز ادا کا ترے بہانہ ہوا — اڑایا مہندی نے دل چور کا بہانہ ہوا

شب اس کی افعی گیسو کا جو فسانہ ہوا — ہوا کچھ ایسی بندھی گل چراغ خانہ ہوا

دو زلف یار کا خاکہ کبھی کر سکا مانی — ہر ایک بال مین کیا کیا نہ شاخسانہ ہوا

توانگرون کو مبارک ہو شمع کافوری — قدم سے یار کے روشن غریب خانہ ہوا

گناہگار ہین محراب تیغ کے ساجد — جھکایا سر تو ادا فرض پنجگانہ ہوا

غرور عشق زیادہ غرور حسن سے ہے — ادھر تو آنکھ پھیری دم ادھر روانہ ہوا

دکھادے زاہد مغرور کو کبھی آنکھ صنم — جمال حور کا حد سے سوا فسانہ ہوا

بھرا ہے شیشۂ دل گو مے محبت سے — خدا کا گھر تھا جہان وان شرابخانہ ہوا

ہوائے تند نہ چھوڑے سر سے غبار کا تھا — یہ گرد راہ کہان خاک آستانہ ہوا

خدا کے واسطے کر یار حسین ابرو دور — بڑا ہی عیب لگا جس کمان مین خانہ ہوا

ہوا جو دن تو ہوا اسکو پاس رسوائی — جو آئی رات تو پھر نیند کا بہانہ ہوا

نہ پوچھ حال مرا چوب خشک صحرا ہون — لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا

نگاہ ناز بتان سے نہ چشم زخم کبھی رکھ — کسی کا یار نہین فتنۂ زمانہ ہوا

اثر کیا تپش دل نے آخرش کو بھی — رقیب سے کبھی میرا ذکر غائبانہ ہوا

ہوائے تند سے جیتا اگر کوئی کھٹکا — سمند باد بہاری کا تازیانہ ہوا

ہمیشہ شام سے ہمسایہ مر رہے آتش — ہمارا نالۂ دل گوش کو فسانہ ہوا

خواجہ عمرو بیٹھے گا رہے ہین بیل پڑ رہی ہے عمرو چپک چپک کے گا رہے ہین بتا کے بھی جاتے ہین غزل عاشقانہ خواجہ عمرو کا بتانا رستم کا کبھی دماغ تر ہے جب خیال ملکۂ نمکین شیرین کلام کا آتا ہے تو ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین کئی مرتبہ جہان زاد نے پوچھا کہ شہریار کچھ ملکہ معلوم ہوتے ہین رستم نے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم کیا تمسے بیان کرین ملکہ نمکین شیرین کلام نے عجب صدمہ دیا ہے جب یاد آتی ہین دل گھبراتا ہے کیونکر ان سے ملین ایسے انکے نام پہ مبہوت تھے کہ شیر بخ نے تحفہ جات بھی لے لیے اور لوح طلسمی بھی لے لی انکو گرفتار کر لیا

مگر خدا خواجہ صاحب کو سلامت رکھے کہ عین وقت پر پہنچکل کاوس زرین قبا پہونچے
بفضل خدا رہا ہوے اب دیکھین کیونکر ملاقات ہو یقین تو یہ ہی کہ انکو بھی ہماری یاد ہوا
کیونکہ وہان پہونچین خوف یہ ہی کہ عشق انکا مشہور ہو گیا جب تو نیرنج جادو نے انکی شکل
بنکر لوح کی خوف یہ ہی کہ ایسا نہو وہ حکیم مکار اُن کے ساتھ یہ بدی پیش آئے ہمکو کیونکر خبر
ملے جہان آرا نے عرض کی حضور ملکہ رنجو ن مین انکا پتہ لگاؤنگی حضور نہ گھبرائین یہ کہکے ملکہ
اُٹھین رستم نے پوچھا ملکہ کہان چلین جہان آرا نے عرض کی مین ذرا در دولت پر جاتی ہون
انشاء اللہ اُن کی بھی خبر لگاتی ہون کسی پیر کو روانہ کرون کہ وہ تدبیر کرکے جاوے اور حال
ملکۂ عالم سناوے رستم نے خوش ہوکر کہا اے ملکہ جہان آرا بڑا تمھارا احسان ہوگا اگر
انکا پتہ لگاؤ یا ہمکو اُن تک پہونچاؤ ہمکو بڑا خیال ہی کہ خدا نہ خواستہ کہین قید نہ کرلیا ہو
حکیم ہفت پیکر سے بدرجہا زیادہ ہی اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے سب چیزین اسکو معلوم
ہو جاتی ہین جہان آرا نے کہا سب حال ظاہر ہوگا جہان آرا ٹہلتی ہوئی دربارگاہ پر
آئی جیسا کنیزین گرد کھڑی ہین کہ آسمان سے جھپٹ کر ایک پنجہ گرا ملکہ کی کمر مین پڑا اُٹھا کر
لے گیا کنیزون مین ہلڑ ہوا کہ کوئی ملکہ کو لے گیا رستم نے کہا یہ کیا ہنگامہ ہو کون دریا کی
کہ کنیزان جہان آرا سامنے آئین عرض کی اے شہریار ابھی ملکہ حضور سے باتین کرکے
باہر گئی تھین ایک پنجہ آسمان سے گرا اُن کو اُٹھا کر لے گیا ہمنے دیکھا کہ ہم لوگون نے
بلند ہوکر کئی ہاتھ مارے مگر رہا نہ ہوئین پنجہ لیکر بلند ہو گیا رستم نے کہا وہ حکیم بڑا
آزار ہی خدا اسکے شر سے بچائے دیکھین انجام کیا ہو مگر خواجہ عمرو یہ سنتے ہی بدحواس
ہو گئے فرمایا کہ جہان آرا کی ذات سے اسکو صدمے پہونچے ہین دیکھیے کیا کرے اے فرزند
مین کیا کرون افلاس میرا حد سے بڑھا ہوا ہی کہ اس چھلنے مین جہا جنون کو سود بھی نہین
پہونچا وہ لوگ فساد برپا کرینگے مجھکو کاہے کو جانے دینگے راہ مین روکین گے کہین گے
سود تو دو رستم نے کہا عجب مشکل کی بات ہی کہ اپنی معشوق کی تلاش کو جائیے اور
روپیہ ہم سے طلب کیجیے خواجہ عمرو نے کہا اے نور نظر تم یہان افسر ہو پھر جو گذرتی ہے وہ
کس سے کہین آقا سے امداد دور ہین یقین ہے وہ اس مقدمے مین ضرور دیتے

مگر اُن سے تو ہم رخصت ہو آئے ہیں تمھاری تلاش میں نکلے شکر کرتے ہیں کہ تم سے
ملاقات ہوئی ہم نہ پہونچتے تو برق جادو نہیں معلوم کیا آفت برپا کرتی بس اب دیر
نہ کیجیے جو کچھ منظور ہو وہ دلوائیے کہ ہم جاکر تلاش کریں ایسا نہو کہ آپکے واسطے باعث
خرابی ہو اگر اُنکا موئے جسم بھی کم ہوگیا تو مجھکو قلق ہوگا رستم نے پانچ توڑے منگوا کر خواجہ
کو دیے خواجہ نے وہ توڑے نذر زنبیل کیے اور بالباس عیاری جسم پر آراستہ کرکے
تلاش میں ملکہ جہان آرا کی چلے مگر رستم سے تاکید کرکے کہا کہ آپ اسی مقام پر رہیے گا رستم
نے اقرار کیا کہ ہم آپ کا ایک ہفتہ انتظار کرینگے خواجہ عمرو جست و خیز کرتے ہوئے چلے
جنگلوں میں پھر رہے ہیں جس مقام پر ساحر ملے خواجہ بصورت مبدل ٹھہرے اُن سے
حال پوچھا کہ کسی کو لوٹ لیا کئی جلسے خواجہ نے درہم و برہم کیے چار روز اسی تلاش میں
خواجہ عمرو کو گذرے پانچویں دن تھک کر ایک نخل کے سائے میں بیٹھے مگر سوچ رہے ہیں
کہ کیا تدبیر کروں ایک جادوگر کو دیکھا کہ دوڑا ہوا آتا ہے پسینے پسینے گھبرایا ہوا خواجہ تو چھپ گئے
وہ ساحر اُسی نخل کے نیچے آکے ٹھہرا مگر چوکنا ہو رہا ہے چہار جانب دیکھ رہا ہے خواجہ نے
بصورت مبدل اُس سے ملاقات کی اور پوچھا کہ بھائی کہاں جاؤ گے کہاں سے آتے ہو اور نام تمھارا
کیا ہے ساحر نے کہا خوش گام جادو میرا نام ہے ملکہ افتخار جادو پہلوئے صحرا میں ایک باغ
ہے کہ وہیں تشریف رکھتی ہیں میں گائن کو بلانے جاتا ہوں بہت جلدی ہے خواجہ عمرو نے
کہا اچھا جاؤ مگر اور نئی بات دیکھو سامنے پہاڑ پھٹ گیا پتھر سے ہاتھی پیدا ہوا شاید کہ تم
اُسمیں چھپا ہوا تھا جیسے ہی خوش گام پلٹا خواجہ عمرو نے گلے میں حلقے کمند کے ڈال دیے
اور جلدی سے حباب مار کے بیہوش کیا اُسکو تو ایک کنارے ڈال دیا آپ اُسکی صورت
بنکر گائن کا مکان پوچھتے ہوئے چلے قصبے میں آکر گائن کے مکان پر پہونچے آواز دی اندر
سے آواز آئی کون ہے یہ بولے میں ہوں خوش گام فرستادہ ملکہ افتخار جادو اندر سے
آواز آئی ارے خوش گام آؤ تم سے کیا پردہ ہے خواجہ عمرو اندر پہونچے دیکھا کہ ساز سنبھالے ہوئے
بیٹھے ہیں گائن نہایت حسین کھل رہی ہے خواجہ نے کہا بیوی میں تمھارا نام بھول گیا کہا میاں
خوش گام تم ہمارا نام بھولو تو تعجب کا مقام ہے ساتھ کھیل کر بڑے ہوئے ایک مقام پر رہے

بنارسی جان میرا نام ہی کہا بی بنارسی جان صاحب آج ملکہ بہت بد مزاج تھین ذرا کنارے
چلو تو مین سمجھا دون یہ کہکے گائن کو کنارے لائے باتین کرتے کرتے اُسکو بیہوش کیا اُسکو
اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا اُسی کی شکل بنکر نکلے صندوقچہ گہنے کا منگوایا وہ گہنا پہنا لباس عمدہ
پہن کر حکم دیا گاڑی تیار کرو گاڑی تیار ہو گئی اُسپر سوار ہو کے خواجہ چلے سازندے جو ساتھ
تھین اُنھون نے پوچھا بھی کہ کیون بی بی خوش گام جو آیا تھا وہ کہان گیا خواجہ نے جھلا کر جواب
دیا وہ نگوڑا آوارہ مزاج پیغام دیکر بھاگ گیا اُسکی کیا احتیاج ہی ملکہ سے عدم حضوری کا عذر
کر لین گے یقین ہی معاف کرین یا جو مناسب وقت ہو وہ کرین حقیقت مین وہ تین دن جانا
خلاف گذرا ہوگا یہ باتین کرتے ہوے خواجہ عمرو در باغ پر پہونچے چند کنیزین در باغ پر کھڑی
تھین اُنھون نے کہا اللہ ری بے وفائی دن سے کہان تھی تمکو اپنے آشناؤن سے
فرصت کہان ملتی ہوگی مردانے جلسون مین جاتی ہوگی مردون سے آنکھین لڑاتی ہوگی اُسنے
ہنسکر کہا بوا بیٹھو مین کہین نہین جاتی مردانی صحبت سے مجھکو نفرت ہی بیبیان بلاتی ہین تو زنانے
مین جاتی ہون بیبیون مین بیٹھکر گاتی ہون کنیزون سے باتین کرتے ہوے اندر باغ کے آئے
دیکھا باغ پر بہار ہی قفس طائرون کے درختون پر لٹکے ہین زمزمہ سرائی کر رہے ہین غنچہا
گل پھولون سے لدے ہوے ہین کہین زیر شجر پھولونکا انبار ہی بلبلون کے دلون پر ہجوم
خار ہی سب چمن درختہاے گل سے بھرے ہوے خواجہ سیر کرتے ہوے وسط باغ مین پہونچے
دیکھا وسط باغ مین ایک چبوترہ اُسپر فرش مشجر بچھا ہوا ہی ایک جادوگرنی کالی رنگت کی بیٹھی
ہی گائن کو دیکھکر بولی کیون بی اب بغیر بلائے تم نہین آتین خواجہ نے کہا دیکھیے اب بھی
پینا اٹھکا ہی سر مین خلل رہتا ہی افتخار جادو نے کہا بیٹھو خواجہ عمرو نے سامنے بیٹھکر سازندون
کو اشارہ کیا سازندون نے ساز ملا لیے اور یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

صاف آئینہ سے رخسار ہی اُس دلبر کا — یہ خدا کا ہے بنایا ہوا وہ اسکندر کا
چشم مستانہ کی گردش مین تصور ہی اجل — غفلت انجام ہی جب دور چلے ساغر کا
دل پہ ہم سے اُس رخ رنگین کے نظارے سے لگی — پھول سے صدمہ پہونچتا ہے مجھے پتھر کا
جوش وحشت ہی پئے قطع تعلق مفرش — سنگ دیوانہ کو پاسنہ دیکھا در کا

قلب ماہیت ارباب صفا کھوتی ہے قدر
عدم آب سے ارزاں ہو بہا گوہر کا

عاشقوں سے طلب بوسہ کہاں جاتی ہے
مور سے ہو نہ سکے ترک کبھی شکر کا

چرخ کے پار گذر جاتی ہے آہ عاشق
سقف کو توڑتا ہے دود مرے مجمر کا

نالۂ عاشق دل سوختہ ہے آفت جاں
بھڑکے جب آگ جہاں ڈھیر ہو خاکستر کا

دشمن ابرو سے زیادہ ہے وہ برگشتہ مژہ
زخم شمشیر سے ہے زخم غضب خنجر کا

عہد طفلی ہی سے ہے مشق تواضع لازم
حلقہ آسانی سے بن سکتا ہے چوب تر کا

خال رخ سے ترے ثابت ہوا پیدا ہونا
موج سرچشمۂ خورشید سے بھی عنبر کا

آخر کار کیا ہے اسے مستی نے خراب
ہو سکا ضبط نہ آدم سے مے کوثر کا

جانے دے آتش اگر اہل جہاں تجھ سے پھرے
مرد سمجھا نہ کریں بھاگے ہوئے لشکر کا

افتخار جادو نے بڑی تعریفیں کیں کہا اب تو تیرا کمال دمبدم بڑھتا جاتا ہے کہا واری روزانہ کثرت کرتی ہوں استاد آ کے بتاتے ہیں جب تو رئیس پوچھتے ہیں جا بجا سے پیغام آیا کرتے ہیں آج کئی دن ہوئے کہ بڑے شاہزادے صاحب نے بلوایا رات بھر گانا رہا آخر صبح کو پانچ روپیہ دیے میں نہ لیتی تھی مگر بگڑنے لگے خواجہ یہ باتیں کر رہے ہیں کہ آسمان پر برق چمکی ایک تخت پر ایک ساحرہ نمودار ہوئی اور تخت اڑاتی ہوئی سامنے آئی افتخار جادو نے پکار کر آواز دی لو آؤ اری ہیکلاں ہم تو تمہارے مشتاق تھے وہ ساحرہ تخت سے اتری افتخار کو سلام کیا افتخار نے کہا کہو بوا جہاں آرا پر کیا گذری تم نے بڑا کمال کیا کہ دربار طلسم کشا سے اسکو لائیں ایسی ساحرہ زبردست کا لانا تمہارا ہی کام تھا طلسم کشا دربار میں موجود اگر تیغ کھینچکر نکل آتے تو کیا ہوتا وہ ساحرہ بولی جب جہاں آرا برون بارگاہ آئی میں اس زور سے تڑپ کے گری اور اسکو اٹھایا کہ متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گئی اگر ہوشیار ہوتی تو سحر سے میرے نکلجاتی میرا سحر اسپر غالب نہ آتا لیکن اب میں خجستہ ہوئی ہوں میں نے جو اس سے سوال پرستش خداوند کیا تو اسنے جواب دیا کہ میں حکیم کو سجدہ نہ کرونگی طریقۂ دین اسلام میں بڑی مضبوط ہے کہتی ہے مجھکو قتل کرو میں تمہارا مذہب اختیار کرونگی ہیں ایک جلسہ قرار دیا ہے کہ جہاں آرا کے عزیزوں کو جمع کروں یہی میں تم سے کہنے کو آئی تھی کہ اس

جلسہ مین تم بھی شرکت کرو قدرت سے مین نے جاکر کہا کہ جہان آرا ہمارا مذہب نہین قبول کرتی
قدرت نے حکم دیا کہ ای ہیکلان جسطرح بنے اُسکو ضامن کرو کہ جب ہمارے پاس آئے تو آتے ہی
عذر کرے اور سجدہ کرے اتنی بڑی ساحرہ عقیلہ و فہمیدہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق انتظام والی
طلسم کی وہ منتظم ہی اگر وہ قتل ہوگئی تو سرحد مین انتشار ہوگا جتنے خراج گذار ہین سب کا کوئی سرپرست
نہ رہیگا سوچ سے تاکید کیا ایسا ہی کہ ہمارا مطیع کرکے لاؤ لہذا اب مین رخصت ہوئی ہون مجھے بہت جلد
جانا ہی اول تو اُسکی مان کو خبر کرون ملکہ صہبا سے شیرین کلام کیسی خداوند کی معتقدہ ہی ان جہان آرا
کی وہ بیٹی کو سمجھائیگی بہت اُسکی میگو نہ وہ بھی آئیگی اور اُسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی مان نے اُسکی اقرار کیا
ہی کہ مین بیٹی کو سمجھاؤنگی یہ مجھ سے نہوگا کہ وہ ہمراہ مسلمانان ہے اور مین جسطرح صورت اُسکی نہ
دیکھون یہ کہکے ہیکلان اُٹھی افتخار سے تاکید کی کہ یہ جلسہ مین ضرور آنا خواجہ ذکر سنکر تڑپنے لگے
یہی خیال ہی کہ ساتھ اس ساحرہ کے جاؤن اپنے کو قریب جہان آرا پہونچاؤن یہ کہکے خواجہ تو
بیقرار ہوکر رہ گئے ملکہ ہیکلان تخت پر سوار ہوکر روانہ ہوئی خواجہ نے بیقرار ہوکر افتخار سے کہا کہ
ملکہ اس جلسہ مین ضرور چلیے دیکھین جہان آرا کا کیا حال ہی یہ کلی خبر مین نے سنی ہی جو عورت
یا مرد شریک مسلمانان ہوا مسلمان وہ امر کردیتے ہین کہ وہ شخص پھر طرف باطل پرستی کے متوجہ
نہین ہوتا تو پھر اس جلسہ کو دیکھینگے کہ جہان آرا کی مان بہن بھی ہونگی مان بہن کے سمجھانے پر کیا
کہتی ہین افتخار نے کہا ارے کیون گھبراتی ہی ضرور اس صحبت مین چلینگے مگر بڑا افسوس یہ ہی کہ وہ
خواجہ عمرو کے گانے پر عاشق ہی دیکھیے کیا فعل لائے جب ہیکلان بیکہ گئی ہین تو میرے باغ
مین لائی تھین مین نے اُسکی صورت دیکھی کہ وہ بہوت ہو رہی ہی عشق مین عمرو کے اپنے ہوش سے
باہر ہی رات بھر خواجہ ناچ گاتے مین رہے جب ستارۂ سحری چمکا رقاص نیّر اعظم رقص کرتا ہوا
بالا سے چرخ زبرجدی آیا محفل ضیا و شعاع کا ہنگامہ ہوا افتخار نے پکار کر آواز دی کنیزون سے
کہا ارے تیاری کرو ہم ہیکلان کے جلسہ مین جائینگے خواجہ ساتھ ساتھ افتخار کے پھر رہے ہین جی ہی
کہتے ہین کہ حضور مین ضرور جاونگی آپ کو معلوم ہی کہ بچپن سے اس کام کو کرتی ہون کیسے کیسے جلسون
مین شریک ہوئی کہ شاہزادے وزیرزادے اُن جلسون مین تھے کیسے کیسے جوان خوش وضع
نے کیسی کیسی نگاہین ڈالین مگر کسی پہ مائل نہین ہوئی یہی دیکھنا منظور ہے کہ عاشق کا کیا

حال ہوتا ہے کیا مسلمان سکھا دیتے ہیں لیا سمجھا دیتے ہیں ادر حضور یہ جو ہیکلان نے کہا کہ سحر میں
مبتلا ہے یہ سراسر غلط ہے کہ مسلمان سحر کو اچھا نہیں جانتے بلکہ چاہتے ہیں کہ ساحر ہمارے ساتھ بھی رہے
وہ لوگ خدائے نادیدہ کے معتقد ہیں ہر وقت اُسی پر نگاہ رکھتے ہیں افتخار نے کنیزوں کو تیار کیا
تخت آراستہ ہوا سب کے پہلے خواجہ تخت پر سوار ہو ساتھ افتخار نے تخت اُڑایا باغ ہیکلان میں
آئی تمام ساحر جمع ہیں ہیکلان مسند پر بیٹھی ہے ساحر آتے جاتے ہیں چاؤ ہو رہا ہے کہ اتنے میں
ملکہ صہبا بھی آکر ہیونچی بیٹی کو جو گرفتار دیکھا بے اختیار رونے لگی فرمایا ہے تو نظر کیا تقدیر
لے مجکو دکھایا تمنے کیا خطا کی کہ تمکو ہیکلان نے گرفتار کیا میں خداوند کی پہلو نشین ہوں کیا
عنایت کرتے ہیں تمہارے واسطے یہ مرتبہ ہوا کہ خداوند کے سامنے حقارت ہو گئی بہتر یہ ہے کہ
قدرت کو سجدہ کرو تصویر میرے پاس موجود ہے سامنے قدرت کے چلیوں عذر کریں کہ خطا بخشیں
معاف فرمائیے یقین ہے کہ قدرت معاف کریں اور تم اُسی مرتبہ پر ہو جاؤ یہ باتیں سنکر جہان آرا
رونے لگی کہا اے مادر مہربان مجکو تمسے چھوٹنے کا بڑا قلق ہے مگر فلک نے یہ سامان دکھایا کہ
جس سے یقین کامل ہے کہ خدائے نادیدہ برحق ہے حکیم باطل گو جو چاہتا ہے کہہ دیتا ہے جسکا ظہور
نہیں ہوتا اُسکا قول تھا کہ رستم کو اس سرحد میں اسواسطے بلایا ہے کہ رستم قید ہو جائیں تحفہ جات
لے جائیں ہفت پیکر کو منتظم قرار دیں اُسکی سرحدیں جو ویران ہو گئی ہیں اُنکو آباد کریں
اُسکے خلاف ہوا رستم صاحب فوج و لشکر ہوے لشکر اُنکا بجمعیت کثیر قلعہ پر فروکش ہے ارادہ اُنکا
یہ ہے کہ اپنے لشکر کو جائیں ایسے خداوند باطل گو کی پرستش کرنا سراسر خلاف عقل ہے ہمنے تو خدا
برحق کو قبول کیا اب اُس سے نہ پھرینگے آپکو اپنے فعل کا اختیار ہے اسطرح جہان آرا نے ان کو سمجھایا
کو زنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ بیٹا میں تمہارے ساتھ ہوں تمہارا
اعتقاد بدل قبول کیا میں وقت پر آؤنگی جہان آرا نے اشارہ سے کہا ایک امر کا یقین کامل ہے
کہ خواجہ اس جلسہ میں ضرور آئینگے اور مجکو قید سے چھڑا لینگے وہ بزرگ دین خوش آئین ہیں ضرور
ہیونچینگے مجکو کچھ قتل کا خوف نہیں صہبا خاموش ہو رہی اور اعتقاد زیادہ ہوا یقین ہوا کہ میری بیٹی
رہائی پائیگی گرفتار نہیں رہ سکتی جب خواجہ عمرو عیار اُنکی رہائی کی جستجو میں ہوگا تو کون قید
کر سکتا ہے افتخار نے کہا اے ہیکلان ہماری گائن کا گانا تو سنو دیکھو تو کیسا گاتی ہے [illegible]

جہان آرا کی موجودہین وہ کچھ سمجھ گئین خاموش ہو کے بیٹھین اب محفل عیش و راگ و رنگ جمی
ہیکلان نے اشارہ کیا کہ گائن کو بلاؤ خواجہ عمرو بیچ مین آکے بیٹھے اس جامۂ عظیم مین
یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

**نظم**

کھنچ رہے دل مین کچھ آزردہ اگر تو ہو کر — چین پیشانی اشارہ کرے ابرو ہو کر
مجھ سے جھگڑا جو ہی رہیگا یکسو ہو کر — بول اٹھا یار اگر دل کی طرف تو ہو کر
کیسے فتنے ہو کہ اٹھتے نہین گھر سے اپنے — کیا ستم ہو کہین چلتے نہین جادو ہو کر
اللہ اللہ شب وصل ادھر آنے مین — پاؤن پھیلاتی ہے کیا یار کا گیسو ہو کر
اس سر انگشت حنائی کا تصور ہی آنکھ — دیکھ ٹپکے نہ کوئی خون کا آنسو ہو کر
نہ ڈرو تم گل عارض ہوے بوسون سے جو سرخ — جسنے دیکھا ہے اسی رنگ کو تو بو ہو کر
چڑھی سیاہی ہین عجب حسن بتان کی میانین — مانگ بنکے کہین نکلا کہین ابرو ہو کر
ہم ضعیفون کے شب وصل مین کچھ کام آتا — تو ہی اے دست ہوس قوت بازو ہو کر
دل مین آتا تھا کوئی دیکھے تڑپتا دل کا — گو بغل بن کے جگہ دی کبھی پہلو ہو کر
ناوک یار کلیجے مین ہی یا دل مین مرے — ڈھونڈھ لیتا نہین پیکان کو وہ دلجو ہو کر
جو کرے ہی بھر کے ہو گم ناقۂ لیلے نہ کہین — وحشت قیس کی تاثیر سے آہو ہو کر
چشمکین دل کی جو خواہان تھین وہ لینگی اچھال — موہنی آنکھ دکھانے لگی جادو ہو کر
وہ بلا دوست ہون آتی ہے بلا جو سر پر — جلوہ گر ہوتی ہو معشوق پہ پردہ ہو کر
آبلہ دل کا کبھی اک روز اگر پھوٹے — حسرت مین آرزوے خون شدہ کی بو ہو کر
دامن یار ہی کو دے یہ خدایا توفیق — پرورش دل کی کرے سایۂ گیسو ہو کر
کیون فلک سینۂ عاشق مین چھپے تھے ارمان — نکلے کچھ درد جگر بنکے کچھ آنسو ہو کر
یار تک آہ رسا اپنی جو پہونچی بھی تو کیا — لین بلائین بھی چہرے کی نہ گیسو ہو کر
یار کی باتیں تھیں یارو ڈھنگ کیا کوئی جلال — کچھ تو خفگی ہے کہ ہم آپ ہوے تو ہو کر

خواجہ نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ تمام اہل محفل تعریفین کرنے لگے افتخار نے کہا
ہیکلان تمنے گانا میری گائن کا سنا تم لوگ خوش ہوے خواجہ نے کہا کہ ملکہ عالم یہ حجت [illegible]

بے نمک ہی شراب منگائیے تو مین ساقی گری کرون کوئی باقی نہ رہے ہیکلان نے کنجی میخانہ کی
خواجہ کو دی خواجہ میخانہ مین آئے سب شراب کو خراب کیا یعنے بیہوشی ملائی چونکہ جلسہ بڑا جمع ہو
گئی سو گلابیان آراستہ کر کے محفل مین لائے لاکر رکھین ہیکلان بیٹھی تھی کہ ایک طائر نے
درخت سے سر نکالا چکارتے مارتا ہوا شاخ پر آن کر بیٹھا پکار کر آواز دی ای ہیکلان خبردار
شراب نہ پینا عمرو عیار آگیا جیسے ہی اُس طائر نے آواز دی رنگ و رونق عیاری اڑ گیا ہیکلان
نے پکار کے آواز دی او ساربان زادے تو نے غضب کیا کہ ہماری محفل مین آگیا یہ کہکے ہاتھ سے
اشارہ کیا پانون خواجہ کے زمین نے تھام لیے ہیکلان نے کنیزون کو آواز دی اسکو گرفتار کرلو
کنیزون نے آکر خواجہ کو گرفتار کیا جہان آرا نے جو دیکھا کہ خواجہ گرفتار ہوے بے اختیار
رونے لگی اور حیران تھی کہ فلک نے یہ کیا سامان دکھایا خواجہ قید ہوگئے اب ہمکو کون رہا
کریگا معلوم ہوتا ہے کہ قضا میری قریب آئی اب میرا بچنا دشوار ہے لیکن ملکہ صہبائے شیرین کلام
نے جو یہ معرکہ دیکھا ہوش اُڑ گئے گھبرانے لگی جی مین کہتی ہے کہ فلک نے یہ کیا ستم دکھایا جو معین و
مددگار اپنے تھے وہ یون گرفتار ہو گئے اب زندگی کی کون صورت ہے ہائے کیا کرون بیٹی کو قتل
ہوتے دون میرے دل سے کیونکر گوارا ہوگا ہیکلان نے کہا کیون افتخار یہ ساربان زادہ مسکا
ہمارے یہان کیونکر پہونچا افتخار نے کہا مین نے گائن کو بلایا تھا نہین معلوم یہ گائن کیونکر
بن گیا وہ وہ چونچلے کیے ہین ہر بات مین یہی قول تھا کہ جلسہ مین مجکو بھی لیچلیے گمنام زعفران شد
دوسری نیکنام شیرین ادا اسطرح کی چند شہزادیان بیٹھی ہین ہر ایک کا یہی قول ہے ہوا ہیکلان
تمنے بڑا کام کیا خوب انتظام کر رکھا تھا ہیکلان نے جواب دیا کہ ہوا اب جو غفلت کرے وہ بڑا
نادان ہو قدرت نے سب کے پاس فرمان لکھکر بھیجدیے کہ عمرو عیار سے ہوشیار رہنا اب
صہبائے شیرین کلام نے بیٹی سے آنکھ ملائی کہا کیون نور نظر اب کیا ہوگا جہان آرا نے اشارہ
کیا کہ آپ میری زبان سے سوزن نکالیے مین کیا ان جادوگرنیون سے بایہ کی کار رکھتی ہون اسوقت
جہ بادری صرف فرمائیے آپکے سوا کوئی یہان معین و مددگار نہین ہے آپ اور مین ملکر مقابلہ کرینگی ان
چار پانچ شہزادیون کی کیا حقیقت ہے ہیکلان نے یہ پکڑ کر اٹھی کہا یہی قدرت کی تاکید تھی کہ عمرو
کو گرفتار کرے فوراً قتل کر ڈالے ورنہ کسی ساحر کے ہاتھ سے اُسکی قضا نہین ہے مگر حوصلہ کم ساقی

مٹاؤ اور اسکو قتل کرو مین حکم خداوندی بجا لاتی ہون اس ظالم کو قتل کرون خواجہ عمرو کی بیقراری
پروردگار سے دعا مانگ رہے ہین کہ اے خالق بے نیاز اے رب کارساز رحیم اپنا شریک کر رہا ہے
میرے قتل پر آمادہ ہے تجھکو سب طرح کا اختیار ہے بندہ خطا کار مجبور و ناچار ہے تیرے نزدیک یہ
بہت آسان ہے کسی معین کو بھیجدے کہ اسوقت دستگیری کرے اے ستار عیوب دافع البلیات
اب وقت مدد ہے

نظم

| | |
|---|---|
| بندہ است وحش و طیر و انسان اند | خادم زار حور و غلمان اند |
| حاکمان زمانہ محکومت | اہل فرمان بزیر فرمان اند |
| سربلندان پایۂ دولت | سربسر زیر بار احسان اند |
| عاشقان جمالت اے دلدار | محو حیرت ہمیشہ سے مانند |
| گاہ بیجان بہ صورت تصویر | مثل آئینہ گاہ حیران اند |
| گاہ مانند برق مے خندند | گاہ مانند ابر گریان اند |
| گاہ در وصل خرم و خرسند | گاہ پابند بند ہجران اند |
| گاہ چست اند و چابک و چالاک | گاہ کمزور و زار و بیجان اند |
| در ہمہ حال حاضر و موجود | از ہمہ خلق مر ترا دانند |
| عاشق زار و طالب دیدار | مرغ و ماہی و جن و انسان اند |

خواجہ بلک کر دعائین مانگ رہے ہین ہیکلان نے قریب آکر کہا کیون او ساربان زادے
تو نے اس حوالی کو بھی سرچاہ طلسم ہفت پیکر سمجھا تھا کہ بے خوف چلا آیا یہان کے بھی
ساحرون کو قتل کیا چاہتا تھا سب ساحر یہان کے ہوشیار ہین عمرو بھی جان سے بیزار بیٹھا تھا
کہا اے ہیکلان میرے گرفتار ہونے پر نازان ہے شہزادیان بھی قتل ہونگی میرا قاعدہ ہے جہان قید
ہوا گرفتار کرنے والے کو لیا تمہاری قضا بہت قریب ہے تلوار نہ چمکا دکنارے جا کر بیٹھو
سمجھا ہے شیرین کلام سمجھانے کے حیلے سے قریب جہان آرا کے آئی چپکے سے کہا بی بی
زبان سے سوزن نکالتی ہون آہستگی ہی پہلے عمرو کو بچانا جو لوا سے شوکت رستم ہے تمہارے
رستم و ساحرون کا چراغ روشن ہے اسکی ذات سے تمہاری کا زور ہی جبکہ یہان ہم گرفتار ہو جائینگے تبھی

ہوگیا کہ یہ ضرور پہونچینگے اس جلسہ کا کب یقین تھا کہ خواجہ پہونچینگے لیکن کس زور و شور سے آئے
مگر ہیکلان نے انتظام کر رکھا تھا گرفتار ہوگئے صہبا نے باتین کرتے کرتے پکار کر آواز دی
ای ہیکلان منم کنیز خواجہ عمرو یہ کہکے جہان آرا کی زبان سے سوزن نکالی جہان آرا تڑپ کے
اوٹھی ہیکلان نے چاہا کہ خواجہ عمرو پر تیغے ماروں اور تیغہ مار دیا خواجہ نے خم ہو کر خالی دیا
لیکن جہان آرا نے اوٹھتے ہی سحر کیا کہ تیغہ ہاتھ سے ہیکلان کے نکل گیا دوبارہ ماش کے
دانے مارے کہ سب ساحر گھبرا گئے صہبا نے قریب آکر خواجہ کو رہا کیا سحر ہیکلان کا
اوتارا خواجہ نے اوٹھتے حقہ آتش بازی مارا ادھر سحر سے جہان آرا کے اندھیرا ہو رہا تھا
حقہ آتشبازی جو دغا وہ اندھیرا ہوا کہ ساحر گھبرا گئے کہ ایک کو ایک نہیں سوجھتا مگر ہیکلان
نے للکار کر آواز دی او صہبا تو نے بڑی بدمعاشی کی آخر بیٹی کا پاس آیا خداوند کا پاس
نہ کیا یہ کہکے ایک دستک دی اور آواز دی کہ ای روشن کن محفل اپنی روشنی دکھا یہ جو
کہنا چند زنگی پیدا ہوے مشعلین ہاتھ مین لیے ہوے لیکن صہبا نے اس طرح کا سحر کیا کہ
وہ زنگی مشعلین لیکر بھاگے جب زنگی چلنے لگے اور چاہا کہ مکان سے نکلین ملکہ جہان آرا
نے زلف عنبرین کو جنبش دی خنجر برسنے لگے جس زنگی پر خنجر پڑا اوسکے دو ٹکڑے ہوے سب
زنگیون کے سر کٹ کر گرے جب زنگی مارے گئے تو ہیکلان تیغہ کھینچے ہوے طرف جہان آرا کے
چلی جہان آرا نے پکار کر آواز دی بو اسقام تاسف ہو کہ ہمسے مقابلہ کرتی ذرا آنکھ تو ہمسے ملاؤ
ہیکلان نے سر اوٹھا کر جو دیکھا جمال جہان آرا سے جہان آرا پر نگاہ پڑی دیکھا حسن باکشش
لا بد قریب ابروے خمدار بل رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہو کہ تیغہ اصفہانی نیام انتقام سے
اوبلے پڑتے ہین آنکھین سحر آلود مشابہ چشم غزال لال لال ڈورے نشہ وحشت سے بھرے
ہوے قد موزون سرو گلزار خوبی دہن غنچہ حدیقہ محبوبی دیکھنے کے ساتھ ہی ہیکلان کے
ہوش اوڑ گئے پکار اوٹھی ای ملکہ عالم میرے دل کو سنبھالیے ۔ نظم

| | |
|---|---|
| نہ کٹی ہمسے شب جدائی کی | کتنی ہی طاقت آزمائی کی |
| دل مکدر ہے یار کا ہم سے | کوئی صورت نہین صفائی کی |
| کیون برا کہتے ہو بھلا ناصح | مین نے حضرت سے کیا برائی کی |

| | |
|---|---|
| دام عاشق ہی دل دہی نہ تھم | دل کو چھینا تو دلربائی کی |
| آ گئے وہ دست غیر مین بے تھم | آس تو نے شکستہ پائی کی |
| گرنہ بگڑو تو کیا بگڑتا ہے | مجھ مین طاقت نہین لڑائی کی |
| گھر تو اس ماہوش کا دور نہ تھا | لیک طالع نے نارسائی کی |
| مر گئے پر ہی بے خبر صیاد | اب توقع نہین رہائی کی |
| کوچہ غیر مین ملا وہ ہمین | ہرزہ گردی نے رہنمائی کی |
| دل ہوا خون خیال ناخن یار | تو نے اچھی گرہ کشائی کی |
| مومن آؤ تمھین بھی دکھلاؤن | سیر بتخانے مین جدائی کی |

ہیکلان یہ اشعار پڑھتی ہوئی سامنے جہان آرا کے آئی دست بستہ عرض کی مین کنیز ہون جو حکم دیجیے وہ مین بجالاؤن جہان آرا نے کہا جو شہزادیان تمھارے گھر مین ٹھہری ہین انکو کیون بلایا ہی انکو گھر سے نکلوا لیا نہوان لوگون کی ذات سے کوئی فساد برپا ہو ورنہ پچھتاؤ گی ہیکلان نے پکار کر آواز دی کہا جو تم لوگ میرے گھر سے جاؤ ملکہ عالم کے خلاف ہی ایسا نہو کہ مین تمکو زبردستی نکالدون سب شاہزادیان بہت رنجیدہ ہوئین ایک نے ایک سے کہا کہا جو عجب طرح کی بات ہی پہلے تو اسنے ہم سب کو بلایا اب نکالتی ہی اسکے گھر مین ٹھہرنا مناسب نہین بعض نے کہا ہیکلان سحر مین جہان آرا کے ہی اسکی بات کا کیا اعتبار لیکن جہان آرا اور صہبا سے شیرین کلام نے ملکہ جو سحر کیا اُن شاہزادیون پہ خنجر برسنے لگے جب لئی کے سر کٹ کر گرے اور ہیکلان بھی طرف سے جہان آرا کے لڑ رہی ہی کسی کا سر کاٹ لیا کسی کے گولہ مارا آخر تھوڑے ہی عرصہ مین جو زندہ بچین وہ بھاگین ہیکلان اکیلی رہگئی صہبا نے بڑھ کر ہاتھ ہلایا اور کہا کیوں تم تو جہان آرا سے دعوے عشق رکھتی ہو وہ حکم دیتی ہین کہ اپنا گلا کاٹ لو جان نثاری تو ظاہر ہو ہیکلان نے تلوار کھینچی گلے پر رکھی جہان آرا نے آواز دی ہان ہوا اب دیر نہ کرو ہیکلان نے اپنا گلا کاٹ لیا ہیکلان کے مرنے سے اندھیرا ہو گیا درخت تمام سوکھ گئے چمن ویران ہوئے ہوا سے گرم چلنے لگی جہان آرا نے کہا اے خواجہ اب نکل چلیے بڑی بلا سے پروردگار نے بچایا رستم گھبراتے ہونگے کنیز کا ضرور خیال ہو گا آپ کے نکل آنے

ملال ہوگا ہم لشکر میں رستم کے پہونچیں تو انکو تسکین ہو اس ظالم کی سرحد سے بخیر و خوبی نکلیں القصہ نواب یا تمکین خواجہ و صہبا و جہان آرا اس باغ ویران سے نکلے کہ ذکر انکا وقت پر ہوگا

## دو کلمہ داستان حیرت بیان جہانگیر والا تبار زیر کرنا دو قزاقوں کو بجراٴت تمام و پہونچنا بخدمت ایرج نوجوان ساقی نامہ مصنف

اے ساقی بادہ نوش میرے
ساقی تیری ہی جستجو ہے
اے ساقی بادہ خوار میرے
اے نخل مراد زندگانی
اے کلک جگر خراش میرے
معشوق پیا ذرا دکھاؤ
کچھ حسن کے عشق کا بیان ہے
سمجھیں نہ مجھکو صاف حائل
لو ابر گہر فشان پھر آیا
ساقی کی بھی آتی ہے سواری

اڑتے ہیں ہوا سے ہوش میرے
ہر وقت خیال یہ بندھا ہے
ہیں نشے میں رند خوب تیرے
رندوں کو خیال یہ بندھا ہے
ہے عرض یہ گوش میں تمہیرے
اے ساقی گلعذار میرے
شیرین تیری کی داستان ہے
ہیں بلبل گلشن وفا ہوں
میخوارون کو آکے پھر ستایا
گلشن پہ بہار جوش زن ہے

آ جا کہ مجھے یہ آرزو ہے
زلفوں کے لیے الجھ رہا ہے
کیا عذر کیا وہ بات ساقی
ساقی تیرا ہی آسرا ہے
میخانے کی سمت جلد آؤ
مشتاق ہیں اہل بزم تیرے
سامع رہیں گوش دل سے اکل
کس لطف سے ابر چھا رہا ہو
دکھلاتا ہے ابر بادہ خواری
پیراہن یہ صفی کفن ہے

لکھتا ہے جو حال عشق و الفت
ہے دل کو ملال عشق و الفت

چہرہ طے کنندگان مراحل طرز خوش بیانی و رہروان منازل پر ہول شعر خوانی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہیں۔ شعر مصنف۔ سخن سنج دانا سے شیرین زبان جو ہیں صفحہ پیرای نگارندہ کلک بیان۔ جب خواجہ عمرو جہان آرا و صہبا کو ساتھ لیکر طرف لشکر طلسم کشا کے چلے ایک صحرا میں آکر ٹھہرے کہ بقیہ اس حال کا دفتر میں موجود ہے مگر منظور یہ ہے کہ داستان حیرت بیان شاہزادہ جہانگیر تحریر کرون یعنی جہانگیر والا تبار اسی فکر میں ہیں کہ جاکر ایرج کا شریک ہوں اسکو مقام مقصود تک پہونچاؤں لشکر پشت پر چھتر جا بجا سپاہ جرار رکاب تھامے ہوئے ساتھ ساتھ کہ سامنے ایک قلعہ ملا دریافت ہوا کہ ہوشیار سرکش یہاں کا حاکم ہے فرمایا کہ

ادہر مہتر چابک صبا رفتار راہ مین جو خارستان تھے اُسکو صاف کرتے ہوے چلے چابک
نے کہا کہ بہت خوب اب جو شام ہو چکی کل علی الصباح خبر جائیگی میان ہوشیار سرکش کی نظر کریگا
پیغوال کے اُترے ہوشیار سرکش اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ نوبت و نقارے کی آواز جو
کان مین آئی سر اُٹھا کر ایک ساحر سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ کون بے ادب ہے کہ ہماری سرحد
مین نوبت و نقارے بجاتا ہے اسے دولت کا کچھ خوف نہین آتا جاکر افسر علے سے کہنا کہ پیغام
ہوشیار سرکش ہے یہان سے اُٹھ جایئے یہان بیٹھنے کا ارادہ نہ کیجیے اگر نہ اسنے تو اُسکو بتا آؤ
کل طلسم مین غدر پڑا ہوا ہے قدرت نامہ لکھ چکے ہین کہ مسلمانون سے مخالف نہ ہونا
سرہنگ جادو نہایت بد خو اپنے مقام سے اُٹھا قلعہ سے باہر نکلا لشکر جہانگیر مین آیا دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر فرزند صاحبقران ہے بلا تکلف دربار مین پہونچا شاہزادہ جہانگیر
جلوہ فرما ہین اور جملہ سرداران اپنے مقام پر بیٹھے ہین رعب و دبدبہ شاہزادے کا
دیکھکر براے تسلیم خم ہوا ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے فرزند رشید صاحبقران یہ قلعہ ہمارے
مالک کا ہے اور یہ صحرا اُسی کی سرحد مین ہے لہذا آپ یہان نہ اُتریے شاہزادہ جہانگیر ایک
آتشخو و شعلہ مزاج ہین جواب دیا کہ اس کج خلق سے کہنا کہ ہم تیرے آقا کو کھا لینگے
صبح ہوتے ہی چلینگے سرہنگ جادو نے کہا کہ یہ ارادہ آپ بر خلاف کریگا ابھی یہان
لشکر اُٹھائیے یہ سخت کلمہ جو کہا جہانگیر از قہر نے بگڑے حکم دیا کہ اے مہتر چابک صبا رفتار
اسکی گستاخی سنتے ہو اسکو دربار سے نکال دو چابک اُٹھا کر سرہنگ جادو کو باہر کردن
سرہنگ نے جھپٹ کر شاہزادہ جہانگیر کی کمر مین پنجہ دیا سرداران بان کر کے اُٹھے مگر
سرہنگ جادو شاہزادہ جہانگیر کو لیکے بھاگا سب سردار حیران و پریشان ہو کر رہ گئے
ہر ایک کا قول تھا کہ اگر ایسا جانتے تو اسکو بارگاہ مین نہ آنے دیتے یہ سمجھا یہ ارادہ فاسد
آیا تھا چابک صبا رفتار نے کہا کہ آپ لوگ نہ گھبرایئن انشاء اللہ تعالے یہ قلعہ
اسلام آباد ہوگا اس حرکت پر وہ ملعون بہت پچتائیگا اُسنے خود چھیڑا ہے سمجھا جائیگا
سب سرداروں کو چابک صبا رفتار نے مطمئن کیا سب سردار غم مین شاہزادہ
جہانگیر کے ملول و محزون ہین مگر ہوشیار سرکش نے جہانگیر کو قید کیا حکم دیا کہ صبح

سر و بار سمجھا جائیگا بوقت سحر چالاک صبا رفتار اسباب عیاری جسم پر آراستہ کرکے طرف
قلعے کے چلا ایک ساحر کی شکل بنا کر دربار میں ہوشیار سرکش کے آیا اب وہ وقت ہے کہ
ہوشیار سرکش تخت پر بیٹھا ہے شاہزادہ جہانگیر کو طلب کیا ہے یہ عتاب خطاب کر رہا ہے
کہ کیوں او پسر حمزہ تو نے ہمارے ساحر کا کہنا نہ مانا اب بہتر یہ ہے کہ خداوند کو سجدہ کرو ورنہ سر
کاٹ کے روانہ کرونگا شاہزادہ جہانگیر زنجیریں ہلا رہے ہیں مگر قید سحر ہے وہ زنجیریں کب
کٹ سکتی ہیں جواب دیا کہ او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہے جو تجھ سے ہو سکے وہ تصور نہ کر خدا
بزرگ است ہوشیار سرکش نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد خنجر برہنہ لیے ہوئے حاضر
ہوا فوراً گردن پر شاہزادے کی کوئلے کا خط کھینچا شلنگائیں لگانے لگا شاہزادہ جہانگیر
کی اسوقت بیقراری دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے کارساز و بے نیاز رحم اپنا شریک کر
میں تجھ ہی جانتا ہوں کہ یہ دنیا ناپائدار ہے نظم

غنیمت دان غنیمت دان غنیمت — بہ دنیا چند روزہ زندگانی
مباد این گرامی وقت خود را — بمشکل کار دنیا بگذرانی
عبادت کن عبادت کن عبادت — بہ طفلی و بہ پیری و جوانی
نگون سر شو نگون سر شو نگون سر — کہ یابی اقتدار آسمانی
بہ نیکی نام روشن کن بہ دنیا — کہ بعد از مرگ ہم زندہ بمانی
چو در بندہ نوازی و ترحم — نمیدارد خدائے پاک ثانی
مخواہ از کس مدد جز ذات مولا — خدا را کن تصور یار جانی
خدا وقت غم و رنج و مصیبت — کند بر تو ہمیشہ مہربانی
بجز ذات الٰہی ہیچ کس را — مکن واقف باسرار نہانی
مشو نازان بہ عمر چند روزہ — مشو غرہ بر این دنیائے فانی
بکن کارے کہ مثل خضر یابی — درین دنیا حیات جاودانی
مشو غافل کہ بر تو نفس سرکش — کند وقت عبادت حکمرانی
خبرگیرست خداوند جہان است — بوقت ضعف و عجز و ناتوانی

| | |
|---|---|
| بصدق دل پرستش کن خدا را | ز دل کن دور وہم بدگمانی |
| نوشتی ہشتمی این نظم دل آویز | بکار خیر کردے جانفشانی |

ہوشیار حکم دے رہا ہے کہ اس گنہگار کا سر کاٹ لو شاہزادہ جہانگیر نہایت بیقرار
و مضطر ہیں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ ایک ابر زر لفتی آسمان پر نمایاں ہوا ہوشیار
نے ہنس کر کہا کہ ہماری صاحبزادی گلنار زر لفت پوش تشریف لاتی ہیں یہ ذکر تھا کہ ابر
نے آکر صحن بارگاہ پر آکر چھایا یکایک شق ہوا ایک تخت نمایاں ہوا دیکھا کہ ایک
نازنین پری پیکر سمن بر قمر منظر غنچہ دہن رشک چمن نہایت حسین و جمیل تخت پر سوار آکر
اتری شاہزادہ جہانگیر تو دیکھتے ہی بیقرار ہو گئے بہ نگاہ محبت ملکہ کی طرف دیکھ رہے ہیں
کہ وہ نازنین آکر اتری ہوشیار نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا کہا کہ اے نور نظر کہاں سے آتی ہو
گلنار نے ہنس کر کہا کہ میں نے خبر پائی ہے کہ کوئی مسلمان آپ کے یہاں قید ہوا اشتیاق ہوا کہ
اسکو دیکھوں مسلمانوں کے حسن کے بڑے شہرے ہیں ہوشیار نے اشارہ کیا کہ وہ سامنے
زیر تیغ بیٹھا ہے گلنار نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ ایک جوان خوش رو خوشنما غزال چشم و شیر خشم
خوبصورتی کی تیاری میں شباب حسن میں لاجواب سرنگوں بیٹھا ہے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں
دیکھتے ہی گلنار زر لفت پوش بیقرار ہو گئی ہر چند چاہا اپنے کو روکوں مگر دامن صبر دست
استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بضرب سنگ عشق سے ٹوٹا غش کھا کر باپ کی گود میں گری
خود رفتہ و داشت بیٹھے گئے آنکھوں کو گردش بیقراری کی تپش ہوشیار نے اشارہ کیا کنیزوں نے لا کر
گلاب و کیوڑہ چھڑکا تب گلنار کو ہوش آیا مگر ٹھنڈی سانسیں بھرتی ہوئی بیتاب بیقرار ہوشیار
نے پوچھا کہ اے نور نظر خیر تو ہے گلنار زر لفت پوش نے جواب دیا کہ اے والد نامدار میں نے
کبھی کسی انسان کو اس طرح مصیبت میں نہیں دیکھا ایک خوف آیا ہاتھ باپ کا لیکر کلیجے پر
رکھ لیا کہا دیکھئے کلیجہ پھڑک رہا ہے ہوشیار نے جو کلیجے پر ہاتھ رکھا مرغ بسمل کی کیفیت تھی
ہوشیار نے کہا کہ بیٹا تم جاؤ جا کر باغ میں سیر کرو تمہارے جانے کے بعد اسکو قتل کرونگا ملکہ
گلنار نے کہا کہ اے والد نامدار کئی سال گذرے کہ اس طلسم میں لڑائیاں ہو رہی ہیں لیکن
کسی نے کسی فرزند حمزہ کو نہیں قتل کیا آپ کو یہ شرف نصیب ہوا تو اسے ایسے مقام پر قتل کیجے

کہ تمام دنیا دیکھے اور خوب سختی سے قتل کیجیے مگر آج رات کو قید رکھیے اسکے قتل کی خبر مشتہر کیجیے کل
سویرے میدان قتل کی تیاری ہو اُس مجمع عام میں اسکا استیصال ہو مسلمان ڈر جائیں
کوئی پھر آپکے ملک کا ارادہ نہ کرے اس سرحد میں ٹھہرنے کا قصد نہ ہو یقین ہے کہ قدرت آپسے
بہت خوش ہوں اور طرح طرح سے بیغمبری عنایت کریں ہوشیار یہ سنکر خاموش ہو رہا کہا ہاں یارو
اس گنہگار کو لیجاؤ لڑکی بہت بڑبڑاتی کہتی ہے کل اسکو سر میدان قتل کرینگے اگر شاید اسکے لشکر والے
کچھ قصد کریں تو انکو بھی پامال کروں ایک سحر میں سب کو مٹا دوں چنانچہ جادوگران کنشان
شاہزادہ جہانگیر کو لیچلے جہانگیر پاؤں قید کا بہ نگاہ یاس ملکہ گلنار کو دیکھتا جس سے صاف
ثابت ہوتا تھا کہ افسوس کر رہا ہے ملکہ گلنار نے جو یہ حسرت شاہزادہ جہانگیر کی دیکھی پہلو
سے اپنے باپ کے آہ کر کے اٹھی تخت پر سوار ہو کر طرف باغ کے چلی چالاک صبا رفتار نے
جو یہ سب ماجرا اپنی نگاہ سے دیکھا سمجھ گیا کہ یہ نازنین عاشق ہو گئی ہے زیرا پر یہ بھی چلا
ملکہ گلنار آکر باغ میں اُتری یہ رشک ہو کر علیحدہ ہوا چالاک صبا رفتار پشت باغ پر آیا
کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیکھا کہ وہی نازنین مسند پر سرنگوں بیٹھی ہے اور ایک گائن
سامنے بیٹھی گا رہی ہے چالاک دیوار سے اُترا ایک گوشے میں آکر بیٹھا وہ گائن تو لا کر اُٹھی
اُسی گوشے میں آکر برائے رفع حاجت بیٹھی چالاک نے حباب مار کر اُسے بیہوش کیا اُسی گائن
کی شکل بنکر محفل میں آیا سامنے ملکہ گلنار کے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

پنجے ہیں چاندی کے چھلے حلقۂ زر ہاتھ میں
ملتے ہیں جا سے حنا اکسیر دلبر ہاتھ میں

بدنصیب ایسا محیط عشق میں ہوں کہ نہیں
آبلے بجائے ہیں ایلوں میں جو گوہر ہاتھ میں

تیرے در پر یوں گذارا ہوتا ہوں میں اٹھ پہر
حلقۂ در ہی کھلے ہیں بازوے در ہاتھ میں

ہی برنگ پنجۂ خورشید تابان دست یار
میں گیا دزد حنا مانند اختر ہاتھ میں

شہیر وت کا دیکھنے والوں کو ہوتا ہے گمان
وہ پری وجب اٹھا لیتا ہے گہر ہاتھ میں

قتل جم میکشی پہ ہو کے ساقی پھر گیا
ہم لیے پھرتے ہیں اپنا کاسۂ سر ہاتھ میں

بحر غم سے ہم تہی دستوں کو آسان ہے گذر
کچھ نہیں وقت فنا رکھتے شناور ہاتھ میں

جسطرح ہیں پنجۂ مژگان میں اپنی چشم تر
یوں کبھی لیتے تھے ہم لبریز ساغر ہاتھ میں

آتش رنگ حنا سے مشتعل ہوں مثل شمع / نام لکھنے کو جو خامہ لے ستمگر ہاتھ میں
ہے گراں مکتوب تو کاتب سبک ہے قاصدا / پھینکتا ہے خط لیے ہمارا جسم لاغر ہاتھ میں
تا بکے پھاڑوں گریباں تا کجا بیٹھوں میں سر / کب وہ دن ہوگا کہ لونگا دست دلبر ہاتھ میں
دشت غم میں دوڑتا ہے ہاتھ ہر دم سوئے جیب / ہے ہمارے پاؤں کے مانند چکر ہاتھ میں
حشر میں تجکو ضرر کیا نامۂ اعمال سے / مدح حیدر کا جو اے ناسخ ہے دفتر ہاتھ میں

اس طور سے یہ غزل حجاب نے گائی کہ ملکہ گلنار نے سر اُٹھا کر کہا کہ اے رنگین ادا خوب گاتی ہے تیرا اب علم کمال پر ہے سننے والے ذبح ہوئے ہونگے کیا غزل ڈھونڈھ کر نکالی ہے کلیجہ ٹکڑے ہو گیا حجاب صبا رفتار نے جھک کر بلائیں لیں عرض کی کہ واری جس وقت سے آپ دربار سے اپنے باپ کے آئی ہیں آپ کو بہت پریشان پاتی ہوں امیدوار ہوں کہ اسکا سبب ارشاد ہو کہ باعث پریشانی کیا ہے کنیز اسکی جستجو کرے کچھ سمجھتی بھی ہوں مگر کہہ نہیں سکتی گلنار نے کہا کہ اے رنگین ادا عجب معرکہ گذرا کہ کہتے حجاب آتا ہے میں جو دربار میں اپنے باپ کے گئی فرزند صاحبقران گرفتار ہو کر آیا ہے والد نے ناحق اُن لوگوں کو چھیڑا اور پکڑوا بلایا دیکھیے انجام کیا ہو جس وقت سے اُس جوان کو دیکھا ہے ایسی طبیعت میں اُسکو پایا کہ کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہے مگر بے بس ہوں کہ کیا کروں اسی رات کا وہ مہمان ہے کل صبح کو دشمن اُسکے قتل ہو جائینگے حیران ہوں کہ کیا تدبیر کروں حجاب نے دست بستہ عرض کی کہ حضور میں اُسکو رہا کرکے لاؤں مگر چند کنیزیں ساتھ کیجیے تو میں جا کر رہا کر لاؤں رنگین ادائے نقلی کے ہمراہ گلنار زر لفت پوش نے چند کنیزیں رازدار کیں کھانا پکوا کے خوان اُنکے سر پر رکھے رنگین ادا ڈولی میں سوار ہوئی قصر زندان شاہ پر پہنچی نگہبانوں نے پکار کر پوچھا کہ کون آتا ہے یہاں آنے کا حکم نہیں ہے رنگین ادائے نقلی نے جواب دیا کہ نگوڑو کچھ دیوانے ہوئے ہو تمہارے لیے کچھ کھانا لائے ہیں زہر مار کرو ملکہ گلنار کے سر میں درد تھا کہا کہ لات و منات کی نذر کا کھانا پکوا کے قیدیوں کو کھانا کھلوا دیجیے ذرا دروازہ کھولدو کہ ہم قیدی کو نذر کا کھانا کھلوا دیں نگہبانوں نے کہا کہ یہ تو بہت دشوار ہے اس قیدی کے واسطے دروازہ نہ کھلیگا حجاب نے کہا ارے نگوڑو تم سب مل کر کھانا کھا لو نذر لات و منات کر

یہ کھانا رکھا نہ جائیگا کھڑے کھڑے اسکو کھاؤ سب نے کہا کہ اے رنگین ادا تمھارا احسان ہے کہ
جسطرح کہو ہم سب موجود ہین چالاک صبا رفتار نے سب کو کھانا تقسیم کیا سب نے کھڑے
ہوکر کھایا چالاک سامنے سے ہٹ آیا ایک کہتا ہے کہ کاش مجکو دیکھتی تھی ایک کہتا ہے
کہ مین مدت سے اسیر عاشق ہون جب بہت کم سن تھی تو مکان پر جاتا تھا گود مین لیکر اسکے
پھرتا تھا اب تو کام کے لائق ہے ایسی ایسی باتین کرکے سب گرے اور بیہوش ہوے فورا
چالاک نے قفل در زندانخانہ کاٹا شاہزادہ جہانگیر سرنگون بیٹھے ہین حیران و پریشان ہین
ذکر معشوق ورد زبان ہے چالاک نے آکر سلام کیا عطر بیہوشی سنگھا کر شاہزادہ جہانگیر کو
بیہوش کیا قید کاٹ کر اسی مقام پر ڈالدی شاہزادہ جہانگیر کا پشتارہ باندھ کر لے بھاگی
یہان ملکہ بیتاب و بیقرار رات بھر باغ مین ٹہلی ہے دعائین مانگ رہی ہے کہ اے خدا سے زمین
و آسمان رنگین ادا جو ارادہ کرکے گئی ہے وہ ارادہ اسکا پورا ہو کہ سامنے سے رنگین
ادا پشتارہ بدوش آتی ہے ملکہ گلنار نے پکار کر پوچھا کہ اے رنگین ادا کیا لائی
چالاک صبا رفتار نے عرض کی کہ شاہزادہ جہانگیر کو لائی ہون ملکہ ساتھ رنگین ادا
کے بارہ دری مین آکر بیٹھی مگر منہہ اپنا دوپٹے سے ڈھانک لیا کہا ہوشیار کرو چالاک
صبا رفتار نے چھینٹا پانی کا مار کر شاہزادہ جہانگیر کو ہوشیار کیا اب جو شاہزادہ جہانگیر
کی آنکھ کھلی اپنے کو قید سے رہا پایا پہلو مین اس مہ جبین کے اپنے کو دیکھا حیران ہوے
چالاک نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار ملکہ نے آپ کی رہائی کے مقدمے مین بڑی کد و
کوشش کی ان ہی کی ذات سے رہائی ہوئی شاہزادہ جہانگیر طرف اس نازنین کے ملتفت ہوکے
پوچھا کہ آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے لیکن مین حیران ہون کہ آپ کیونکر مائل ہوئین ملکہ
نے سر جھکا کر کہا کہ آپکے دام گیسو مین گرفتار ہونا تھا خوب گرفتار ہوے اب دام عشق سے
چھوٹنا بہت دشوار ہے جو مجھے حکم دیجیے وہ بجا لاؤن اس شائستگی سے یہ بیان کیا کہ جہانگیر
خوش ہوگئے اور یہ بھی کہا کہ میرا اسوقت اس مقام پر آنا ہوا کہ آپ قتل ہونے کو تھے مجھے غش
آگیا دل مین افسوس پیدا ہوا کہ دیکھیے کیا ہو ابھی تک تو خیریت ہے شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ مین ہر
طرح موجود ہون نقش پا کو حضور کے تاج سر جانونگا یہ سنتے ہی ملکہ نے سر جھکا لیا کہا

کہا ہو شہریار مین یہ چاہتی ہون کہ آپ کے ہمراہ تا بہ قصر سکندری چلون وہان جو معرکہ پڑے جھیلون جان پر کھیلون شاہزادہ جہانگیر سے اور ملکہ گلنار سے یہ باتین ہو رہی ہین کہ یکایک چند کنیزین حاضر ہوئین اسباب عیش و نشاط مہیا ہوا یہ عاشق و معشوق آرام سے بیٹھے ہین غم دین و دنیا فراموش محبت قلبی کا جوش مگر ہوشیار سرکش جو صبح کو سو کر اٹھا حکم دیا کہ میدان طوفی کی تیاری ہو ملازمون نے عرض کی کہ سب سامان تیار ہو گیا ہے ساحران استادہ ہوگئین جلاد موجود ہین حضور کے چلنے کا سب کو انتظار ہے ہوشیار سرکش اپنے مقام سے اٹھا اور تخت پر سوار ہوا نوبت و نقارے بجتے ہوئے فوج ساحران وغیر ساحران ہمراہ میدان طوفی مین آیا سب اشیا آراستہ دیکھے جلاد غل مچا رہے ہین سب نے جھک کر سلام کیا کہا کہ حضور قیدی کو بلوائیے ہوشیار سرکش نے حکم دیا کہ چند کس جائین قیدی کو ارابے پر سوار کر کے لائین چند ملازم چلے گئے کہ رونے کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ نگہبان زندانخانہ روتے ہوئے آتے ہین ہوشیار نے پکار کر پوچھا کہ یارو خیر تو ہے نگہبانون نے عرض کی کہ حضور لیکیا شب کو قیدخانے سے غائب ہوگیا ہوشیار سرکش یہ خبر سنکر تخت سے کود پڑا کہا چل کے دیکھون تو کہ کہان سے نقب لگائی ہے یا دیوار توڑی یہ کہتا ہوا زندانخانے پر آیا راہ مین ایک نگہبان نے عرض کی کہ حضور شب کو آپ کی صاحبزادی کے باغ سے کائن آئی تھی اسنے ہم سب کو کھانا کھلایا ہم لوگ ایسے غافل ہوئے کہ ہمکو ہوش نہ رہا یہ سنکر ہوشیار نے حکم دیا کہ ہمارے عیار سیاب رو کو بلاؤ سیاب رو عیار حاضر ہوا مگر نہایت مغرور و متکبر آتے ہی جھک کے سلام کیا یہ معاملہ دیکھکر سیاب رو نے پوچھا کہ کیون حضور خیر تو ہے ہوشیار سرکش نے حکم دیا کہ اے سیاب رو جا کے دیکھو تو باغ مین گلنار زر لفت پوش کیا کر رہی ہے عجب طرح کی خبر مین نے پائی کہ دل پریشان ہوگیا ہر چند کہ اسکی ذات سے مجکو یہ امید نہین ہے اسکے باغ مین مردانہ پھول نہین رہتا مگر ایسی خبر پائی کہ اب شک پیدا ہوا یہ بھی تو خبر پاچکا ہون کہ جس شاہزادی نے فرزند حمزہ کو دیکھا آپ سے باہر ہوگئی کھربار برباد کیا عین وقت پر یہ بھی آئی تھی تو خیال ہوتا ہے کہ شاید عاشق ہوکر لے گئی ہو یہ کائن اسکی شب کو کیون آئی کیون سب کو کھانا کھلایا اگر ہوسکے تو سمجھانا اور کہنا کہ جو گذرا وہ گذرا

اس نوجوان کو گرفتار کرکے ہمارے حوالے کرو بہت جلد خبر لیکر آنا میرا دل بیقرار ہو رہا ہے
ایسا نہو کہ خرابی پڑے تو مجکو مشکل ہو ان اسکی کم سنی ہین مری ہین سنے اسکو نازو نعم سے
پالا نہلانا دھلانا دن بھر گود مین کھلانا مثل عورتون کے مین نے محنت و مشقت کی ہے بیٹا
سمجھکر اس مقدمے مین انتظام کرنا یہ بھی خوب جانتے ہو کہ وہ نازک مزاج ہے جب بگڑ گئی پھر
تو وہ کسی کو خیال مین نہین لاتی سباک رو یہ سب باتین سنکر چلا اول در باغ پہ آیا دروازہ
پر چند کنیزین برائے کار ضروری کھڑی تھین اسنے پوچھا کہ ملکہ عالم کیا کرتی ہین اور وہ
سب چپ ہو رہین مگر ایک کنیز کہ اسکو رشک بہت ہے رات سے جل رہی تھی کہتی تھی
کہ دیکھو بیوی نے کیا غضب کیا غیر مرد کو لیکر بیٹھی ہین باپ سنیگا تو قیامت برپا کریگا
جھلا کر بولی کہ میان سباک رو کسکا حال پوچھتے ہو ملکہ گلنار اپنے ہوش مین نہین ہین
کون کہے کہ دھگڑے کو لیے بیٹھی ہین اگر سن پائین تو زبان گدی سے کھچوا لین کیا تمکو
انکے باپ نے بھیجا ہے ہو باغ مین چلے جاؤ تمسے کیا یہ وہ ہے اپنی آنکھون سے دیکھ لو
جس حال مین ہونگی معلوم ہو جائیگا یہ سنکر سباک رو بہت گھبرایا کہا چنچل یہ کیا کہتی ہے
وہ صاحب عصمت و عفت ہے ایسا نہو کہ تجپر عذاب آئے مین اب اس شخص کو قتل کرونگا کیا
زندہ اسکو جانے دونگا اسی وقت قتل کرونگا میری بھی جرأت کا شہرہ ہے مین مغلوب لٹیا کو
یہ کہکر اندر چلا محلدار نے روکا کہا کیون میان سباک رو کیا ہے جو سویرے سویرے آئے ہو
ملکہ عالم ابھی سو کر اٹھی ہین رات بھر جلسہ رہا ہے بدمزاج بیٹھی ہین اس وقت تم نہ جاؤ
سباک رو نے کہا کہ اچھا جاکر میری جانب سے عرض کرو کہ سباک رو باریابی چاہتا ہے
دیکھو کہ کیا فرماتی ہین مین انکی ملاقات کو جاؤنگا محلدار دوڑی ہوئی آئی یہان ملکہ پہلو مین
شاہزادہ جہانگیر کے بیٹھی ہین کہ محلدار نے آکر عرض کی واری مہتر سباک رو آیا ہے حضور سے
ملاقات کرنا چاہتا ہے ملکہ نے کہا کہ جاکر اس سے کہدو کہ اس وقت ہمین فرصت نہین ہے
اگر کوئی پیغام لائے ہو یا نوشتہ پاس ہے تو وہ کہلا بھیجو اگر تمھین ملاقات کی ہوس ہے تو اور
وقت آنا محلدار نے کہا کہ واری انکو ہٹا دیجیے اس سے دو باتین کر لیجیے اگر وہ پلٹ کر
جائیگا تو آپ کے والد سے آگ لگائیگا ملکہ گلنار نے شاہزادہ جہانگیر سے کہا کہ آپ

کمرے مین جا بیٹھے دروازہ بھیڑ لیے جہانگیر کسی طرح نہ مانتے تھے ملکہ نے منت کر کے شاہزادہ جہانگیر کو سامنے سے ہٹایا جہانگیر کمرے مین بیٹھے ملکہ گلنار نے سباک رو عیار کو اپنے سامنے بلوایا سباک رو عیار نہایت مکار و غدار ہی اُسنے جو چہرۂ زیبا دیکھا کہ نشان بوسون کے عارض پر پڑے ہوے ہین آنکھین سرخ سینے پہ اُبھار ہین سمجھ گیا کہ اسکو مرد نے ہاتھ لگایا ہی ہنس کر کہا کہ بی بی ابھی چند دن گذرے ہین کہ مین تمکو وہین لیے پھرتا تھا اور تم بات نہ کر سکتی تھین مین سمجھاتا ہون کہ اگر کوئی حرکت ہوگئی ہو تو اُسکو چھپانا نہ چاہیے جیسے اور شاہزادیون نے گھر بار چھوڑا مان باپ سے مقابلہ کیا ویسا نہ کرنا سچ بتاؤ شاہزادۂ جہانگیر کہان ہین ملکہ گلنار زربفت پوش نے غصہ ہو کر کہا کہ چچا جان یہ آپ کیا فرماتے ہین جہانگیر کسکا نام مجھے اُس سے کیا کام ہی اور مان باپ سے لڑنا بیوجہ نہین ہوتا اگر وہ میری آبرو لینے پہ کمر باندھین گے تو پھر مین بھی حاضر ہون اور شاہزادیون کے کیا پتے دیتے ہو جو مجکو برا اُسنے کیا مین کسی کا قاعدہ نہین اختیار کرتی مین جہانگیر کو نہین جانتی اور اے عم نامدار اگر تمکو گمان ہی تو سارا باغ ڈھونڈھ لو مجھے اُس سے کیا مطلب سباک رو نے کہا اے ملکۂ عالم آپ بجا فرماتی ہین مگر مین نے بطور نصیحت کے عرض کیا بزرگانہ کلام کہا خیر مین رخصت ہوتا ہون ملکہ گلنار بے اختیار ہو کے رونے لگین کہا اے عم نامدار آپ نے مجکو بڑا عیب لگایا مین اپنی جان دیدونگی مجھ سے صبر نہ ہو سکیگا نہین معلوم وہ کون عورتین ہین کہ غیر شخص کو اپنے پہلو مین بٹھا لیتی ہین مجھ سے یہ نہو سکیگا سباک رو نے آنسو پونچھے کہا بی بی میرے کہنے کا برا نہ مانو مگر ہوشیار رہنا ملکہ گلنار زربفت پوش نے کہا کہ اے عم نامدار [illegible] وہی باتین کہتے ہو جو میرے خلاف ہین سباک رو اُٹھ کر چلا گیا سامنے [illegible] کے نہ آیا کمینگاہ مین لگا رہا شاہزادہ کمرے سے نکلا فرمایا کہ جلد پانی چوکی پر رکھو شاہزادہ باہر گیا سباک رو عیار نے دیوار سے دیکھا کہ شاہزادۂ جہانگیر واسطے رفع حاجت کے جاتے ہین دیکھکر دیوار سے اُترا فوراً خدمت مین ہوشیار سرکش کی آیا عرض کی کہ اے شہریار حقیقت مین آپکی صاحبزادی سے بڑا امر خلاف سرزد ہوا مگر ایک امر تو غلام جانتا ہی کہ یہ سلیمان پا شریعت ہین بدون عقد فعل باطنی کی جانب توجہ نہین کرتے لہذا ابھی تک دامن عصمت غبار سے

پاک و صاف ہی یہ سنکر ہوشیار سرکش جل گیا کہا کہ ابھی جاتا ہون جا کے دونون کے سر کاٹ کے
لاتا ہون یہ کہکے اپنے گینڈے پر سوار ہوا کئی ہزار جوان ہمراہ ہوئے کلمات لاف و گزاف کہتا ہوا
جاتا ہی کہ پسر حمزہ کو وہ سزا دون کہ زندگی بھر یاد کرے اگر وہ لے بھی گئی تھی تو اُسنے میرا کچھ خوف
نہ کیا یہ نہ کہا کہ ہمکو اس قید خانے سے نہ لیجاؤ ہم ہوشیار سرکش کے قیدی ہین ساتھ والے
کہتے ہین کہ حضور وہ تو قیدی تھا اُسنے اپنی رہائی کو غنیمت جانا خطا اس شاہزادی کی ہے ملکہ
جادو ایک کسی کام کو باہر آیا تھا اُسنے دیکھا کہ گرد اُڑی آگے بڑھ کر دیکھا کہ ہوشیار سرکش گینڈے
پر سوار کلمات سخت و سست کہتا ہوا آتا ہی جادو ایک صیار فتار نے بڑھ کر دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ برائے گرفتاری شاہزادۂ جہانگیر جاتا ہی ایک خدمتگار کی شکل بنا ہوا تھا دل کو
مضبوط کر کے سامنے ہوشیار سرکش کے آیا کہا کہ شہنشاہ ذرا گینڈے سے اُتر لیجیے
آئیے تو مین کچھ آپ سے عرض کرون ہوشیار اُترا جادو ایک نے ہاتھ پکڑ لیا باتین بناتا ہوا
جنگل مین لایا اپنے پاس سے ایک گلوری نکال کر دی کہا پان نوش فرمائیے ہوشیار سرکش
نے فوراً کھا لیا چند قدم چلا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا جادو ایک نے اُسکو گوشے مین چھپا دیا
آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بشکل ہوشیار سرکش بنا ٹہلتا ہوا لشکر مین آیا کہا کہ تم
سب لوگ ٹھہرو مین جا کر جہانگیر کو لے آؤن سب جانتے ہین کہ یہ ساحر زبردست ہی اُسکے
سامنے اُسکی کیا حقیقت ہی سحر کر کے بیہوش کر لیگا اُٹھا لائیگا سب نے کہا کہ جائیے جادو ایک
صیار فتار جست و خیز کرتا ہوا در باغ پر آیا محلدار گھبرا کر بھاگی سامنے ملکہ کے آئی کہا واری گئی
بڑا غضب ہوا آپ کے والد آتے ہین باپ کا نام سُنکر ملکہ گلنار گھبرا گئین جہانگیر نے قبضے پر ہاتھ
ڈالا کہا کہ ای ملکہ عالم آتا ہی تو آنے دیجیے آپ نہ گھبرائیے گردن اُسکی توڑ ڈالونگا شمشیر تیز دم
زیر مردان عالم ہی اُسکے سامنے بھلا کون ٹھہر سکتا ہی ملکہ نے کہا کہ صاحب مین تمکو جانتی ہون
مگر اُسکے سامنے سحر نہ چلیگا سب بھول جاؤ گی ایک سحر مین تمکو گرفتار کر لیگا ہاے مین جیتی نہ
ہون کہ میری کیونکر زندگی ہوگی آپکے سامنے موت آ جائے تو بہتر ہی نظم

| | |
|---|---|
| دہر مین عشق گنہ کون مرا ثانی ہی | موج ہی مجکو بجاے خط پیشانی ہی |
| نور کا نام شب تار جدائی مین نہین | جو ستارہ ہی وہ اک دیدۂ قربانی ہی |

ٹکٹکی لگ گئی جس سمت ہوا اُٹھ اپنا | مثل آئینہ یہاں عالم حیرانی ہے
چشم جانان سے مرے حال پہ آنسو ٹپکیں | دیکھنا چشمۂ خورشید میں بھی پانی ہے
سوز غم سے نہیں ہرگز دل بیتاب کو چین | ایک سیماب کو اور رنگ سلیمانی ہے
اسقدر کر گئی پرواز زمانے سے تمیز | کہ ہر اک تاج خروس افسر سلطانی ہے
کام شمشیر نگہ کرتی ہے جس مقتل میں | جوہر تیغ وہاں دیدۂ قربانی ہے
اگر زنجیروں سے ڈھانکو عوض چادر گل | تھا میں دیوانہ مری روح بھی دیوانی ہے
کم شب مہ سے شب تار نہیں ہے ناصح | اب تصور میں جو وہ چہرۂ نورانی ہے

یہ اشعار پڑھ کر رو رہی ہے جہانگیر سمجھا رہے ہیں کہ ملکہ کسکی مجال ہے کہ میرے سامنے تمکو کوئی گرفتار کرے کہا حضور وہ بلائے روزگار ہے قبیلۂ سرکشان سے ہے قدرت نے خود اُسے سحر سکھایا ہے جابجا امتحان ہوئے غازا فراسیاب سے جاکر سند لایا ساحران جلیل میں اُسکا بھی نام ہے جہانگیر کہتے ہیں کہ اے ملکۂ عالم کوئی بھوت پلید میرے سامنے نہیں آتا پڑ کر تھا کہ دیکھا سامنے سے ہوشیار سرکش یہ کہتا ہوا آتا ہے کہ او گیسو بریدہ وای ننگ خاندان تجکو میرا کچھ خوف نہ آیا او جہانگیر دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہوں اس عذاب سے تجھے قتل کرونگا کہ بیٹیاں دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئیں اور تجکو ذرا ترس نہ آئے تو نے ناموس شاہی میں رخنہ اندازی کی ابھی تجکو بیچل کے قتل کرتا ہوں شاہزادہ جہانگیر نے تلوار کھینچی ہوشیار نقلی نے ایک بڑا سا گولہ جھولی سے نکالا پکار کر آواز دی کہ اے کالی کلبوالی ان دونوں کو لپیٹ گولہ اچھالتا ہوا چلا جہانگیر تلوار کھینچے ہوئے چلے ملکہ گلنار ہاتھ جوڑتی ہیں کہ صاحب آگے نہ جاؤ ایسا نہو کہ غرق زمین کردے جہانگیر نے چاہا کہ جھپٹ کر تیغہ ماردوں جاپاک کود کر الگ ہوا جہانگیر تیغہ کھینچے ہوئے دوڑتے پھرتے ہیں جاپاک بھاگا بھاگا پھرتا ہے ملکہ حیران ہو کر دیکھ رہی ہیں کہ یہ کیا معرکہ ہے شاید کوئی تحفہ انکے پاس ہے ورنہ ہوشیار سرکش قدم ہٹانے والا ہو لاکھوں میں اکیلا لڑا ہے جب بادشاہ بنگال سے مقابلہ پڑا ہے تو اسنے کیا کیا سحر کیے بادشاہ پر بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا آخر اُسکے لشکر کو شکست دی آج کیا ہے کہ جو بھاگا بھاگا پھرتا ہے ایک مقام پر جاپاک رکا تھا کہ جہانگیر تیغہ کھینچے ہوئے برابر پہونچ گئے جاپاک

کہ ہاتھ ہارون جاپاک نے ہنسکر عرض کی کہ اے آقاے نامدار آپ نے اپنے غلام کو نہین پہچانا جہانگیر باتوقیر جاپاک صبا رفتار سے لپٹ گئے گلے سے لگا کر کہا کہ اے بھائی تمنے بڑا کام کیا ملکہ حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ گذرا جاپاک ساقہ ہون پھر اصورت اصلی بنا کر ملکہ کو دکھائی کہا کہ حضور مین نے ہوشیار سرکش کو گرفتار کیا جنگل مین بیہوش پڑا ہی کہیے جا کے مار ڈالون جہانگیر نے کہا کہ ایسا نہ کرنا اسکو یہان لاؤ سمجھائین گے اگر مطیع اسلام ہوا تو ہمارا بزرگ ہی ورنہ جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا سمجھا جائیگا جاپاک نے کہا کہ یہ جو لشکر مین ساحر ہین انپر تو قبضہ کر لون جاپاک جہانگیر کو سمجھا کر ہوشیار کی شکل بنا ہوا باہر نکلا لشکر مین آیا کہا کہ تم سب لوگ یہین اترو مین ایک کام کو جنگل مین جاتا ہون مین نے بیعت حمزہ کی دل سے اطاعت کی یہ سنکر تین ہزار ساحر مطیع اسلام ہوے جاپاک نے انکو دروازے پر باغ کے اتارا جہانگیر آکر بارگاہ مین بیٹھے حکم و احکام کرنے لگے ملکہ دروازہ باغ پر منتظر کھڑی ہین کہ شہریار پلٹ کر آئین تو دل کو تسکین ہو مگر جاپاک جنگل مین پہونچا ہوشیار سرکش کا پشتارہ لیکر سامنے شاہزادہ جہانگیر کے آیا بارگاہ مین سب افسران لشکر بیٹھے ہین دیکھ رہے ہین کہ ایک ہوشیار نے دوسرے ہوشیار کو ستون سے باندھا حیران ہین کہ یہ کیا عجائب و غرائب ہی جاپاک نے ہوشیار کو ستون سے باندھ کر زبان مین سوزن دی جہانگیر باتوقیر دنگل زرین پر بیٹھے ہین ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گا رہے ہین نظم

| | |
|---|---|
| عاشق کی سعادت سے جو سر اسکا جھکا ہی | قاتل تری تلوار نہین بال ہما ہی |
| جب وادی وحشت مین گذر میرا ہوا ہی | ہر ایک بگولہ پئے تعظیم اٹھا ہی |
| نادان مین ہوتا ہی گمان جنکو شفق کا | گلشن کا ترے رشک سے یہ رنگ اڑا ہی |
| وہ سنگ دل اک روز ہوا صاف نہ مجھ سے | کہتے ہین غلط سنگ سے آئینہ بنا ہی |
| ممکن نہین تا حشر فنا سے غم خونخوار | گویا مرے خون مین اثر آب بقا ہی |
| دعواے خدائی جو تو ہی نہ پھر دور | سوچو کہ رگ جان سے بھی نزدیک خدا ہی |
| خالق نے یہ سرخ اسکے کف پا کو بنایا | ہوتا ہی زمانے کو یقین رنگ حنا ہی |

| | |
|---|---|
| گر سو وہ الماس نہ تھا کون چھڑکتا | یہ ہر دہن زخم کو قاتل سے گلا ہے |
| ہر دم ہے تمنا کہ یہان تن سے جدا ہو | جس دن سے مرا سر ترے قدمون سے جدا ہے |
| عالم نظر آتا ہے ترے عشق مین بیمار | اللہ بچائے یہ زمانے کی وبا ہے |
| کہیے جو طویل اسکو سزاوار ہی ناسخ | جس بحر مین اس نعت کا مضمون بندھا ہے |

حیا باب نے پکار کر آواز دی کہ ای ہوشیار کیون گھبراتا ہے منم مہتر حیا باب صبا رفتار فرزند ہوشیار خواجہ نامدار اب بہتر یہ ہے کہ شاہزادے کی اطاعت کرو ورنہ تجھے قتل کر ڈالونگا شاہزادہ بھی اپنے مقام سے اٹھا قریب ہوشیار کے آکر کہا کہ ای ہوشیار تیرا یہ رگ ہی اب اطاعت مین انکار نہ کر ذرا سوچ تو کہ قادر مطلق و خداوند برحق سے تو نے منہ پھیرا ہے اس جھوٹے مکار کی اطاعت کرتے ہو جب پرسش ہوگی تو کیا جواب دوگے پروردگار سب کے حال سے باہر ہے اسکی خدائی جسم انسان سے ظاہر ہے آنکھ و ناک و کان وغیرہ کیسے عطا فرمائے ہین مصرع - وہی دیا کہ مناسب تھا جو جہان کے لیے ۔ آنکھین کیا نعمت ہین جنسے کل موجودات اور ہر نیک و بد انسان دیکھتا ہے بلکہ یہ اشعار بہت مناسب ہین ان اشعار کو بگوش ہوش سماعت کیجیے نظم

| | |
|---|---|
| خالق یکتا کہ بیک کاف و نون | از عدم آورد دو عالم برون |
| نقش طرازندہ کون و مکان | سقف فرازندہ آسمان |
| ارض و سما نقطہ پرکار او | بستن نقش صور از کار او |
| چہرہ کشاے صور کائنات | راہ نماے ہمہ سوے نجات |
| دادہ بلندی بہ سپہر برین | پہن بگسترد بساط زمین |

اس طرح کے اشعار جو جہانگیر نے پڑھے اور راہ صداقت پروردگار کے بیان کیے زنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا ہوشیار سرکش نے اشارہ کیا کہ سوزن زبان سے نکالے بین بدل و جان آپ کی اطاعت کرتا ہون زہے خوش نصیبی تمھے بندہ نوازی کہ آپ نے ایسا داماد بنایا دین صاحبقران کا سمدھی کہلاؤنگا کلاہ فخر آسمان پر پہونچاؤنگا حیا باب نے جو شور دیکھے پہچان گیا کہ دل سے کہتا ہو زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی سوزن زبان سے نکلی ہوشیار نے [illegible] توڑ ڈالین قدمون سے جہانگیر کے لپٹ گیا کہا کہ

شہریار مین بدل و جان آپ کی تابعداری کرونگا انشاء اللہ اُس مکار و حیلہ ساز سے لڑونگا
ایسا مغرور کہ خاک نجس سے بنا اور دعوی اُسکی ہمسری کا کرے جسنے ایک کلمہ کن مین تمام
شجر و حجر پیدا کیے آپ کی فہمایش نے دیدہ دل روشن کردیا یہ خوب واضح ہوا کہ وہ واحد
و یکتا رب دوسرا ہی دنیا کو کس لطف سے بنایا ہی انسان و حیوان و جنات و پریزاد و دیوزاد
شجر و حجر ان سب چیزون سے وحدانیت اُسکی پیدا ہی چاند و سورج ایک دن کا مالک اور
ایک رات کا سالک تمام دنیا کو روشن کیا طائران نغمہ سرا ہر صبح کو اُسکی تسبیح خوانی مین
مصروف ہوتے ہین ساکنان دریا اپنی بے آبروئی پر روتے ہین جہانگیر نے سرہشیار
کا سینے سے لگا لیا فرمایا کہ آپ میرے بزرگ ہین اے ہوشیار بجادو تمھارے مسلمان ہونے
سے طبیعت بہت خوش ہوئی اور قوت حاصل ہو گئی یہ چاہتا ہون کہ اس طلسم کا انجام ہاتھ
سے سرگردہ دست چلیان ایرج نوجوان کے ہو ہرچند کہ اُنکے جد عالی تبار ایک
تحفہ جات ہین مگر کشتی گیر زادہ کمر کوشش کر رہا ہی وہ اس طلسم مین حقیر ہے ہوشیار
سرکش نے عرض کی کہ جو غلام سے ہوسکیگا کمی نہ کریگا ملکہ گلنار زرلفت پوش کو ہوشیار
سرکش نے گلے سے لگایا کہا اے نور نظر و اے پارۂ جگر تمھاری وجہ سے یہ شرف ملا کہ مجکو آزردہ
گلنار نے عرض کی کہ اے والد نامدار یہ فرزند صاحبقران عالی وقار ہین جو قصد کرینگے
اُسکو پورا ہی کرینگے دامن مدعا گل مراد سے بھر دینگے اب قلعے مین تشریف لے چلیے
افسران فوج بھی مسلمان ہون شہر مین بھی مشہور ہو کہ باپ اور بیٹی مسلمان ہوے اور
صاحب ایمان ہوے ہوشیار سرکش بیٹی کو اور جہانگیر کو ہمراہ لیکر قلعہ مین آیا بارگاہ
مین اپنی آکر بیٹھا چالاک صبا رفتار کی بڑی خاطر کی ہر بار یہی کہتا ہی کہ اے چالاک صبا رفتار
فرزندان عمرو مین کوئی تمھارا مثل نہ ہوگا وہ عیاری تمنے کی کہ دیدہ دل روشن ہوگیا
چالاک نے کہا کہ اے ہوشیار تمنے ابھی عیارون کو نہین دیکھا مین فرزندان عمرو مین
سب سے حقیر ہون فرزندان عمرو مین شاپور شیردل سرگردہ عیاران نامدار ہی دوسرا بیٹا
خواجہ کا مہتر چالاک سردار عیاران ہی شعبان خنجرگذار وغیرہ ایک ایک بلاے روزگار
ہی جب زمانہ مقابلہ ہوش ربا مین شاہزادہ جہانگیر کو لیکر آیا ہون خواجہ سے

بڑی بڑی عیاریاں ہوئیں لیکن ہر مقام پر خواجہ عمرو غالب رہے تمنے ابھی عیاری نہیں دیکھی اگر خواجہ آجادینگے تو صورت عیاری تمہیں دکھا دینگے ایک طرف ملکہ گلنار اور ایک طرف ہوشیار سرکش بمقام صدر پر جہانگیر والا تبار جلسہ آراستہ ہی ناچ و رنگ ہو رہا ہے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہیں ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو سامنے ایک نازنین مہ جبین نہایت شوخ و شنگ یہ اشعار عاشقانہ تصنیف کردہ قمر لعبد نازو ادا بتا بتا کر گا رہی ہی

نظم

بیتاب ہو کے عاشق بیدل نے آہ کی  
عرش بریں ہلا کے ترے دل میں راہ کی

بدلی نہ اُٹھنے پائی مرے دود آہ کی  
بجلی گرائی یار نے برق نگاہ کی

حسرت سے اُنکی ابروؤں پر جب نگاہ کی  
دل پہ چھُری چلی تو جگر سے نہ آہ کی

میرا جنازہ دیکھ کے حسرت نے یہ کہا  
دیکھیں حضور لاش پہ اس بے گناہ کی

کس طرح راہ ملک عدم طے کرینگے وہ  
سر پر چلے ہیں لیکے جو گٹھڑی گناہ کی

تلوے لپا رہے ہیں کہ صحرا نوردیوں  
تعظیم کو اُٹھی ہے مری گرد راہ کی

مشتاق دید آئے تھے محروم پھر چلے  
حسرت سے دیکھتی تھی لب بام سیم و راہ کی

خنجر کو پھیر کر وہ دکھاتا ہے بانکپن  
قاتل نے عین وقت پہ ترچھی نگاہ کی

خورشید سے بھی اختر طالع ہوا بلند  
اُس مہ نے مہر سے جو قمر پہ نگاہ کی

تمام شب پھر اسی صورت سے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا صبح کو ابر آسمان پر آیا چند قطرے بھی آسمان سے برسے یکایک مسعود کوہی نامے سردار قدیم جہانگیر کا اپنے مقام سے اٹھا سامنے جہانگیر کے آیا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا جہانگیر نے ہنسکر کہا کہ ای برادر کیا چاہتے ہو کل عرضیں تمھاری قبول ہیں مسعود نے عرض کی کہ حضور تو اس قلعے پر فرو کش ہیں اگر حکم ہو تو غلام شکار کو ہو آئے جہانگیر نے کہا کہ ای برادر میں نے چابک کو حکم دیا ہی کہ ہرکارہ روانہ کرو خبر ایرج نوجوان لائیں ہم بھی اُنکے پاس پہونچیں لہذا زیادہ عرصہ کرنا بہت جلد واپس آنا مسعود نے عرض کی کہ غلام دو پہر تک واپس آئیگا جہانگیر نے حکم دیا اور چابک کو بھی ساتھ کر دیا فرمایا کہ ای چابک مسعود کو جلد پھیر لانا مسعود جلد سوار ہوا صحرا میں آیا

شکار کھیلنے لگا طبل بازگشت پر چوب پڑی اشعار چو در تالیدن آمد طبلک باز + درآمد
مرغ صید افگن بپرواز + رہا شد یہ ہوا باز سبک پر + جہان شد خالی از کبک و کبوتر
مسعود شکار کھیلنے لگا پہر دن چڑھے چابک سے کہا کہ اے مہتر والا گہر ابھی تک کوئی آہو
وغیرہ سامنے نہین آیا چابک نے کہا کہ ہرکارے گئے ہوے ہین آیا چاہتے ہین یہ
ذکر تھا کہ دو گنوار دوڑتے ہوے آئے عرض کی کہ یہان سے دو کوس پر ایک دھانون کا
کھیت ہے اُسمین کئی آہو چر رہے ہین مسعود نے گھوڑا اُٹھا دیا چند کمیلان اور رسالہ اُ
ساتھ ہوے دور سے کھیت دیکھا مسعود نے خیال کیا کہ کئی مادہ آہو بیچ مین ایک نر
مادائون پرستی کر رہا ہے سنگوٹیان مثل زلف محبوب تاؤ پیچ کھائی ہوئی پشت پر ایک
سفید لکیر پڑی ہوئی مسعود اُس آہو کو دیکھ کر بیقرار ہوگیا کہا صاحبو اس کھیت کو گھیر لو جسکی
طرف سے نکل جائیگا مجھے ملال ہوگا یہ کہکر گھوڑے اُٹھائے ہر طرف آہو بھاگے مگر وہ آہو
کھڑا ہوگیا مسعود سے نگاہ ملا کر ایک جست کی کہ فراکچند قدم پر گرا کھُر اُسکے کلغی سے خود
کی مس ہوے مسعود کو بڑا غصہ آیا گھوڑا پھیر کر اُس آہو کے تعاقب مین چلا آگے آگے
آہو جاتا ہے پیچھے مرکب مسعود اکثر یہ اتفاق ہوتا ہے کہ تھوتھنی مرکب کی پٹھے سے آہو کے
ملجاتی ہے مگر آہو جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے پہر بھر کامل آہو نے رہروی کی قضا سے کا
ایک پہاڑ کے سامنے آکر آہو چوکڑی بھولا ذرا رُکا تھا کہ مسعود نے تیر مارا اُس پٹھے پر
پڑا اُس پٹھے کو توڑ کر پار گذرا۔ مصرع۔ فلک گفت احسن ملک گفت زہ + قضا سے کا
یہ مقام کوہ فریدون کہلاتا ہے فریدون قزاق اس مقام کا حاکم و ناظم ہے مدت سے
اسطرف کا راستہ بند ہے جو قافلہ ادھر سے نکلتا ہے فریدون اُسے لوٹ لیتا ہے بالا سے
کوہ بیٹھا سیر کر رہا تھا کہ فریدون نے دیکھا ایک جوان تنہا ملبس بالا مرکب عربی پر سوار
جدا ہمراہی پیچھے ہوے ہے اُسنے آکر ایک آہو شکار کیا فریدون کو نہایت غصہ آیا افسران فوج
گرد بیٹھے ہین اُنسے کہا کہ یہ کون بے ادب ہے کہ میری حوالی مین آکر شکار کھیلا کہا گینڈا
لاؤ اُسے سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے یہ بے ادبی کہ ہمارے پہاڑ کے نیچے آکر آہو شکار کیا
اور اُسکو ذبح کر رہا ہے یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا پہاڑ سے للکارتا ہوا اُترا کہا او بے ادب

خبردار یہ مرکب اور ہتھیار وغیرہ لو لگا مسعود کو ہی تعلیم یافتۂ صحبت جہانگیر والا تبار ہے
فورا پلٹ پڑا اور پکار کر کہا کہ ارے تو کون ہے فریدون للکارتا ہوا سامنے آیا مسعود کو آ کر
نیزہ مارا مسعود سے نیزہ چلنے لگا اور تو کوئی ہمراہ مسعود کے نہ پہونچا تھا سب پیچھے رہ گئے
تھے مگر چابک صبار فتار ہمراہ ہی الگ سے کھڑا دیکھ رہا ہے دو گھڑی آپس میں نیزہ چلا
مسعود نے ایک مقام پر نیزہ کا لٹھ کر چھیڑا مارا کہ نیزہ فریدون کا نکل گیا فریدون کو ہی
نے تلوار نیام انتقام سے کھینچی خبردار خبردار کر کے ہاتھ مارا مسعود نے گرد اسپر کا سر پہ
کھینچا گھوڑے کو ٹھکایا منظور ہوا کہ پہ بغل جا کر لپیٹ پڑوں تلوار اس مغرور کی جھلی کر
تا گر ا مقام پر ہوش خانہ تھا مگر نے مسعود کے سکندری کھائی گرد اسپر کا سر سے
ہٹا خود سے گرا تلوار پھر پرچہ پڑی کہ زخم کاری سر پر مسعود کے آیا مگر مسعود کو ہی بہادر
بے نظیر ہے بائیں ہاتھ سے زخم سر کو پکڑ کر ہاتھ تلوار کا مارا فریدون نے اپنے کو بچایا
پھلہ تلوار کا پڑا کہ سپر کو کاٹ کر او چھا سا زخم سر پر فریدون کے بھی آیا فریدون نے
تلوار کھا کر حلقہ ہائے کمند مارے مسعود انتہا کا زخمی تھا تلوار ہاتھ سے چھوٹی گردن کمند
میں پھنسی فریدون نے جھٹکا مارا مسعود بیہوش ہو کر گھوڑے سے گرا فریدون نے
گھوڑے سے اتر کر مسعود کو ہی کو گھوڑے پر ڈال لیا اسی طرح پہاڑ پر چڑھ گیا چابک
صبار فتار نے جو یہ معرکہ دیکھا روتا ہوا پلٹا مگر فریدون کو ہی مسعود کو پیکر بالا سے کوہ آیا
صورت زیبا دیکھ کر بہت پسند کیا سر میں ٹانکے دیے مسلسل کر کے حکم دیا کہ لیجا کر اسکو
قید خانے میں رکھو جب صحت پائیگا دربار سمجھا جائیگا یہاں جہانگیر قلعہ ہوشدار میں
بیٹھے ہیں ذکر کر رہے ہیں کہ ہمارے رفیق کو بڑا عرصہ ہوا ہوشیار سر گشتہ کہ رہا ہے کہ اگر
شہریار غلام کو یاد نہ رہا یہاں سے پانچ کوس پر کوہ فریدون ہے فریدون قزاق وہاں کا
حاکم و ناظم ہے ایسا نہ ہو کہ کہیں مسعود سے سامنا ہو جائے اے شہریار وہ بڑا زبردست ہے
ستر ہزار قزاق کی فوج رکھتا ہے خود بھی سپاہی بے نظیر ہے بڑے بڑے قافلے لوٹے
اپ جیتے سے راستہ بند ہے کوئی تاجر اس طرف نہیں آتا شاہزادۂ جہانگیر فرماتے
ہیں کہ کیا مجال ہمارے سردار سے آنکھ ملائے مسعود مارا سے ہمارے ساتھ ہی

کسی جنگ مین اُسنے کمی نہین کی یہ ذکر تھا کہ چالاک صبا رفتار آکر پہونچا قدمون سے
لپٹ گیا شاہزادہ جہانگیر نے پوچھا کہ ای چالاک خیر تو ہی چالاک نے رو رو کر حال گرفتاری مسعود
بیان کیا اور کہا ای شہریار وہ بہادر بے بس ہوگیا گھوڑے نے سکندری کھائی یہ پہنچ
تلوار پڑی اُس مکار نے کمند ون مین گرفتار کیا مسعود کی پریشانی آئینہ رخسار کی حیرانی کیا بیان
ہو بہ نگاہ حسرت چہار جانب دیکھتا تھا جہانگیر یہ خبر وحشت اثر سنکر کانپنے لگے فرمایا کہ مرکب
ہمارا تیار کرو مرکب تیار ہوکر آیا تلوار ٹیک کر پشت مرکب پر سوار ہوے چاہا کہ گھوڑے کو
بڑھائین ہوشیار سرکش نے اُٹھ کر رکاب کو تھام لیا کہا کہ ای شہریار آپ کس واسطے
تکلیف فرماتے ہین غلام آپ کا جا کر پہاڑ کو اُڑا دے قلعے مین اُسکے آگ لگا دے مسعود
کو لے آؤن شاہزادہ جہانگیر نے فرمایا کہ یہ نامردی مجھ سے نہ ہوگی وقائع نگار اخبار مین لکھینگے
کہ ساحر کے بھروسے پر کام کرتے ہین بارگاہ مین قبلۂ کعبہ کی یہ ذکر آئیگا ہمارے بھائیون
نے کبھی کسی ساحر سے کام نہین لیا دیکھو جا کر کیا قیامت برپا کرتا ہون اگر خدا نے چاہا تو مسعود
کو لیکر آؤنگا اور فریدون کو ہی کو بھی سزا دونگا ساری قزاقی بھول جائیگا اُسنے کیا مسعود
کو لاوارث سمجھا ہی اس غصے سے جہانگیر نے کہا کہ ہوشیار نے سمجھا لیا ملکہ گلنار اپنے
مقام سے اُٹھین عرض کرنے لگین کہ ای شہریار دس کنیز کو کیونکر آرام آئیگا بقول شاعر نظم

ستمبا جو گفتگو ہی اُس گل کے باکمین مین ۔ ہوسے کمری ذرا تقریر ہے دہن مین
دل مین بھری ہی حسرت ہی جوش عشق تن مین ۔ ویران ہی آج گلشن اُڑتی ہی خاک بن مین
ہی ننگ عشق وحشی مردہ نہ ہو کفن مین ۔ دیوانہ بن بیٹھیگا آشفتہ پیرہن مین
وحشی کی پردہ پوشی ترک لباس بہتر ۔ وہ ننگ عشق ہم ہین دھبا لگا کفن مین
قیس حزین سے ملنے وہ نجد مین پہونچے ۔ گھبرا رہے ہین وحشی آبادی وطن مین
مجنون نے ہم اپنی دشت جنون مین کاٹی ۔ مرنے کے بعد آتش پردہ ہا کفن مین
ہم دل جلون کی باتین تاثیر سے بھری ہین ۔ کھینچین جو آہ سوزان لگ جائے آگ تن مین
گلزار کو سے دلبر جنت کا ہے نمونہ ۔ ہم بو سے گل نہین ہے جا کر بسین چمن مین
معدوم ہی نگہ سے باتین کرے وہ کیونکر ۔ جا ہے سخن نہین ہی معشوق کے دہن مین

موے مژہ سے نسبت یا عکس خار صحرا / یا جسم ناتوان ہے آغوش پیرہن مین
بلبل کو پھانس لایا گل سے اُسے چھڑایا / صیاد کبھی پھنسے گا دام غم و محن مین
مرنے کے بعد ہوگی پرسش گنہ کی آخر / محجوب ہو رہے ہین منھ ڈھانپ لین کفن مین
پرسش کرینگے کس سے اعمال کی فرشتے / موسے کمر کے عاشق چھپ جائین گے کفن مین
پتون نے ہاتھ جوڑے شاخین بھی جھک گئی ہین / بلبل تڑپ رہی ہین گلچین گیا چمن مین
ای باغبانِ گلشن عبرت کی یہ جگہ ہے / بلبل کو روتے دیکھا گل ہنس پڑے چمن مین
وہ رنگ و بو پہ نازان یہ مائل صباحت / جھگڑے پڑے ہوے ہین نسرین و نسترن مین
رنگین شعر پڑھ کر دل خوش کیا قمر نے / بلبل چہک رہا ہے گلزار انجمن مین

ہر چند کہ گلنار روئی اور عرض کی کہ ای شہریار یہ کنیز بھی اُس ملعون کو سزا دے سکتی ہے مگر جہانگیر نے غصّے سے جواب دیا کہ واہ صاحب ہمچشم خوب ہنسین گے طعن و تشنیع دین گے کہ عورت کے بھروسے پر کام کرنے نکلے ہین تم خبر منگواتا کل حال تمکو کھل جائیگا انشاء اللہ تعالی ساری قزاقی بھولے اور اگر مقابلے کو آیا تو گرفتار کر کے اُسکو لاتا ہون کیا مجال جو بچ جائے جناب قبلہ و کعبہ کو پروردگار سلامت رکھے اُنکے فرزند کسی سے دبے ہین ہر مقام پر مظفر و منصور رہے ہین وہ ہی جہانگیر ہون کہ طلسم نور افشان مین جا کر کوکب کو ایسا پریشان کیا کہ بھاگا بھاگا ویران پھرتا تھا مین کیا سحر جانتا تھا مگر تائید پروردگار شریک تھی وہ ہی کریم و رحیم اب بھی مدد کریگا ہمیشہ دست غیبی مظفر و منصور رہے ایرج نوجوان وہ دلیر ہی کہ جسنے عالم کفر مین اٹھارہ سو ملک کی سیر کی قلعہ ذو الامان پر چڑھ گیا ہر روز قلعہ لے لیتا تھا مگر چونکہ ناموس صاحبقران قلعے مین تھے روز مدد پہونچتی تھی اس وجہ سے قلعہ بچ گیا اسطرح جھلا کر شاہزادے نے یہ باتین کین کہ گلنار نے رکاب چھوڑ دی کہا پروردگار آپکا حافظ و نگہبان ہو لیکن بڑے ظالم سے سامنا ہے سمجھ کر مقابلہ کیجیے گا جہانگیر نے کہا کہ ملکہ سُن لینا مگر سامنے سے ہٹ جاؤ گلنار روتی ہوئی الگ ہوئی جب جہانگیر گھوڑا دوڑا کے چلے اور افسران فوج نے آکر گھیر لیا جہانگیر نے اُن سب کو جھڑکا کہا کہ خبردار جو کوئی میرے ساتھ آئیگا وہ میرا دشمن ہے سردار رُکے اب جہانگیر گھوڑا اُڑا کر چلے گلنار نے جا باگ کا دامن پکڑا کہا کہ ای مہتر والا گہر براے خدا

وسیدم کی خبر پہونچانا آقا کی اپنے حفاظت کرنا چاہاکس نے کہا کہ اے ملکۂ عالم آپ گبھرائین
مین ڈاک بیٹھا دونگا وسیدم کی خبر آپ کو پہونچیگی ہوشیار نے کہا کہ اے نور نظر تم گبھراؤ
اطمینان رکھو اگر خدانخواستہ کچھ نوعا گر ہوا تو جا کر پہاڑ کو اڑا دونگا یہ کہکر ہرکاروں کی ڈاک
بٹھائی ہوشیار و گلنار و ساپ سحر لیے بیٹھے ہین سب افسر کمر باندھے ہوئے آمادہ ہین
کہ ذرا کوئی خبر وحشت اثر پائین تو پرا پرشکر کشتی کرین ہرکارے وسیدم کی خبرین دے رہے
ہین مگر جہانگیر جاتے جاتے دامنۂ کوہ مین پہونچے فریدون بالاے کوہ بیٹھا میکشی کر رہا تھا
کہ نعرۂ جہانگیر کی آواز آئی کہ باش او مغرور تو نے کیا مسعود کو بے بس و بے کس جانا تھا
منم جہانگیر والاتبار پسر امیر عالیشان صاحبقران نامدار فریدون نے دیکھا کہ تمام پہاڑ
ہل گیا اکثر پتھر گرنے لگے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان حسین و جمیل پشت مرکب رہوار پر
سوار پلغر کیے ہوے آتا ہے اگر نخل سامنے ملا تو اسے قلم کیا برابر کوہ کے پہونچکر نعرہ کیا
کہ او مغرور زیر کوہ آ مین مسعود کا بدلہ لینے آیا ہون اسی مین خیر ہے کہ رومال سے اپنے
ہاتھ باندھ کر حاضر ہو فریدون نے حقیر جانکر جواب بھی نہ دیا ساتھ والون سے ہنستے ہین
کہتا ہے کہ اس جوان کو اپنا ساقی بناؤنگا مجھ تک کیونکر آئیگا جہانگیر نے جب دیکھا کہ وہ
پہلوان بالاے کوہ بیٹھا ہے مقابلے مین نہین آتا قریب پہاڑ کے آکر گھوڑے سے کود پڑے
دامن گردانا آستین چڑھا کر جست جو کی کئی گھاٹیان فرلنگ گئے سنگانہ و شیرانہ پہاڑ کو طے کرتے
ہوے چلے جو پتھر راہ مین ملا اسپر اچھے سپر کی مار دی پتھر گر گیا جست کر کے گھاٹی کو طے کیا
جب بالاے کوہ پہونچے قزاق روکنے لگے جہانگیر نے قزاقون کو مار کر گرا دیا للکار کر کہا کہ
او مغرور تو نہین اٹھتا انکے بھروسے پر جرأت ہے اب تو فریدون اٹھا قزاقون کو للکار کہ
ہٹ جاؤ مین اس سے سمجھ لونگا تلوار کھینچ کر قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے بڑھ کر
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی فریدون لپٹ پڑا اب سب قزاق دیکھ رہے
ہین کہ فریدون اور جہانگیر سے کشتی ہونے لگی دو گھڑی کامل فریدون کو ہی جہانگیر
لڑا قزاقون نے دیکھا کہ بہادر کا شاطر بھی بہادر ہے پیچھے کھڑا ہے کہ رہا ہے کہ اگر کوئی قریب
آئیگا تو اسکا سر کاٹ کر پھینک دونگا فریدون چونکہ مرد سپاہی ہے خود ساتھ والون کو

منع کر رہا ہی کہ خبردار کوئی قریب نہ آئے سب قزاق دور سے دیکھ رہے ہین مگر جہانگیر نے جب دیکھا کہ فریدون سب طرح کے پیچ توڑ کر چکا دونون مونڈھے تھام کر سینے مین سر اڑا یا ریل کر لے دوڑے ہر چند کہ فریدون چاہتا ہی رکون مگر رک نہین سکتا وہ بڑا وقت ہی کہ زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہی پیادہ رہ قدم جہانگیر ریل کر لائے وہان پٹک کر ہلکہ مارا کہ ہر دو گھٹنے فریدون کے آشنا بہ زمین ہوے چاہا کہ تڑپ کر لنگر قائم کرون جہانگیر نے دونون ہاتھ ستون سے اور پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ قزاقان دیکھو جرأت اسکا نام ہی یہ کہکے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرۂ اللہ اکبر کی صدا بلند کی زور کیا کہ پہلے زور مین تا بہ زانو اور دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے اس افسر کو بلند کیا ہر چند کہ ستر ہزار قزاق صف باندھے کھڑے ہین مگر سب کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا وہ لوگ انصاف کر رہے ہین کہتے ہین کہ صاحبقران نے لگا کر زور کیا ہی مسعود کو جو کہ سامنے خیمے مین قید تھا ادھر جہانگیر نے فریدون کو اٹھایا ادھر مسعود و جدین آکر زنجیرین ہلانے لگا ایک قزاق نے ہاتھ تلوار کا مارا مسعود نے ہاتھ اٹھا دیا جھنکار کی کبھی مسعود نے خانہ زور مین آکر نعرہ کیا قطعہ

| | |
|---|---|
| شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز مین | گرمی بازار عشق از تف خون من است |
| بسکہ دار فنا خانۂ غوغاے من | پاک نبارم ز دار چوب ستون اس سست |
| خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق | بشکنم این بند را وقت جنون من است |

قید کو توڑ کر پھینک دیا تلوار اپنی اٹھائی جھومتا ہوا خیمے سے نکلا جہانگیر نے فریدون کو زمین پہ مارا کود کر چھاتی پہ سوار ہوے فرمایا کہ درشناخت بہادر و گا دیکھو کی فریدون مرد سپاہی ہی جمال و جلال و قوت دیکھکر عاشق ہوگیا کہا کہ ای شہریار یہی میری آرزو تھی کہ جو مجھکو پچھاڑی زیر کرے اسکی بدل اطاعت کرون آپ نے قوت مجھکو زیر کیا بدل و جان تابعدار ہون ساتھ والون سے پکار کر آواز دی کہ یاد رہین سن لے اس شیر کی دل سے اطاعت کی جسکو اطاعت کرنا ہو وہ لبقرار ہو لعنت کرے بدل و جان اطاعت مین حاضر ہو ستر ہزار قزاق پکار اٹھے تا زندہ ایم بندہ ایم لیسہ آقا کسے ملے ہین صاحب حسب و نسب

جری و بہادر صف شکن کس لطف سے آقا کو ہمارے زیر کیا ہی اپنے رفیق کا قید میں رہنا
گوارا نہ ہوا میاں ہوشیار و گلنار یہاں آمادہ بیٹھے تھے کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ آقا
نے جاکر فریدون کو زیر کیا کل قزاق مطیع ہوے اب فریدون شاہزادے کو قلعے مین
لے گیا ہی سب افسران فوج گھوڑون پر سوار ہو کر چلے جہانگیر قلعے مین داخل ہوے
تھے کہ کل افسر آکر پہونچے جہانگیر نے کہا کہ تم لوگون نے کیون تکلیف کی سب نے عرض کی کہ
ہماری کیا مجال ہی جو آپ کی مدد کر سکین ایک رفیق کے واسطے حضور آئے اور اسکو قید
سے رہا کیا جہانگیر سب کو ساتھ لیکر قلعہ فریدون مین داخل ہوے کل قلعے کو اسلام آباد
کیا فریدون کے ہاتھ مین چوب وجاق تھی خوشی خوشی انتظام کرتا ہوا شاہزادے کو
لیکر بارگاہ مین بیٹھا جام مے ارغوانی گردش مین آیا کل قزاق حاضر ہین مگر بھائی فریدون
کا سہراب پنجہ کش کہ بڑے شکار گیا تھا اسی ہزار جوان اسکے ساتھ ہین ہرکارون نے
خبر دی کہ فرزند صاحبقران نے آکر آپ کے بھائی کو زیر کیا سہراب غصے سے کانپنے لگا
کہتا تھا کہ وہ جوان کون ہی جسنے میرے بھائی کو زیر کیا بھائی پر ایسی کیا مصیبت تھی کہ
مسلمان ہو گیا چلکے دونون کو سزا دونگا یہ کہکر سوار ہوا اسی ہزار جوان پشت پر گیتی کے
کو اڑاتا ہوا چلا یہان جہانگیر بمقام صدر بیٹھے ہین فریدون سے ہرکارون نے جھک
سے آکر کہا کہ آپکے بھائی صاحب بغیظ و غضب آتے ہین فریدون نے جہانگیر سے اطلاع
کی اور بیرون بارگاہ آیا گینڈے پر سوار ہوا دیکھا سہراب آتا ہی گینڈے کو آگے بڑھایا
جیسے ہی سامنے پہونچا سہراب نے للکارا کہ او نامرد تونے خداوند قدیم کو برا کہا
سنتا ہون کہ مسلمان ہو گیا فریدون نے کہا کہ ای برادر سبحان پر ایسے جو سنا ہی وہ صحیح
و درست ہی جہانگیر والا تبار فرزند امیر با توقیر نے مجکو بجرأت زیر کیا مین مسلمان ہوا
یہی میرا عہد تھا کہ جو مجکو بجرأت زیر کرے اسکی بدل اطاعت کرون ایسے آقا رفیق پرور
کسکو ممکن ہوتے ہین تم چلکر ملاقات تو کرو مگر سہراب غصے مین تھا اسنے کہا کہ مین خبر
پاچکا وہ جوان حسین و جمیل ہی تو اسکے حسن پر مائل ہوا یہ سنکر فریدون کو غصہ آیا کہا کہ ای برادر
بس زبان کو بند کر وہ جہان آسمان اور اوصاف مین حسن بھی پروردگار نے اسے دیا ہی کہ

ماہ وجہر اُسکی بزم کے چراغ ہین رفیق اُسکے سب باغ باغ ہین اگر یقین نہو محفل مین چلو
جمال جہان آرا دیکھ لو یقین ہی کہ تم بھی پروانۂ شمع جمال ہو جاؤ ہر ایک سے کہو کہ ایسے آفتاب
کیسے ملتے ہین یہ سُنکر سہراب نے کہا کہ بیشک پیر ہاتھ رکھ زیادہ تقریر نہ کرو فریدون نے
تلوار کھینچی اول سہراب نے ہاتھ مارا سر فریدون کا زخمی ہوا فریدون نے جو ہاتھ مارا سہراب
نے کلائی تھام کر تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا ساتھ والون کو دیا کہ اسکو گرفتار
کرو فریدون بیہوش ہوگیا فریدون کو قید کرکے سہراب پھیلا ہرکارون نے یہ حال دیکھکر
جہانگیر کو خبر دی جہانگیر سنتے ہی غصّے سے کانپنے لگے فرمایا کہ سہراب کہان گیا سب نے
کہا کہ فریدون کو لیکر جاتا ہی ہوشیار نے عرض کی کہ حضور جانے دیجیے صبح کو پیغام وسلام
ہوگا جہانگیر نے کہا کہ اگر وہ لیجاکر اُسکو قتل کر ڈالے تو کیا کرون مین ابھی جاکر روکتا ہون کیا
اُسکو لیجانے دونگا آگے بڑھکر روکونگا مسعود کوہی نے عرض کی کہ غلام جاکر روکے
جہانگیر نے کہا کہ تمھارا جانا مناسب نہین تمھارے سر پر زخم ہی قید توڑی ہی ہر اعضا سے
خون بہہ رہا ہی مین ابھی جاکر سمجھ لونگا مقام افسوس ہی کہ ہمارے رفیق کو لیجائے اور ہم سُنکر
خاموش رہین تمام افسران فوج اپنے اپنے مقام سے اُٹھے عرض کرنے لگے کہ آقائے
نامدار حضور تشریف رکھین ہم ابھی جاکر اُسکو روکتے ہین جہانگیر نے کہا کہ مین بھروسہ پروردگار
پر کرتا ہون تم لوگ تماشا دیکھو یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوے
مسعود نے کہا کہ مین ضرور ساتھ چلونگا غلام کو گوارا نہین ہی کہ آپ اکیلے جائین فرمایا کہ ای
مسعود تم ضد نہ کرو مین تمھین ساتھ لیجانا گوارا نہ کرونگا مسعود نے تلوار کھینچکر گلے پر رکھا
کہا غلام ابھی نثار ہوجائیگا حضور کو اکیلا نہ جانے دیگا جہانگیر مجبور ہوے مسعود نے
رکاب تھام لی ایک طرف ہما اسپ صبا رفتار ایک طرف مسعود ناچار ہوے جہانگیر نے
باہر نکل کر دیکھا کہ سہراب آدھ کوس راستہ طے کرچکا ہی صحرا مین جاکے اُترا چاہتا ہی
جہانگیر نے پیچھے سے نعرہ کیا کہ او سہراب خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ سب لشکر کو تباہ
کرڈالونگا کان مین سہراب کے آواز پہونچی دیکھا کہ وہ ہی جوان آتا ہی پلٹ پڑا لشکر سے
نکل کر نیزہ ہلانے لگا جب جہانگیر قریب آئے تو سہراب نے نیزہ مارا جہانگیر نے نیزے

پھرے کی شان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی بہ حیرت دونون طرف کے لوگ
دیکھ رہے ہین کہ جہانگیر نے نیزہ گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سہراب کے نکل گیا
کف افسوس ملتا تھا کہ یہ کیا غضب ہوا جھلا کر تلوار کھینچی خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا
جہانگیر نے بے تکلف کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ تلوار چھین لون سہراب لپٹ پڑا دونون
جوان گھوڑے سے کود کے کشتی ہونے لگی مسعود کوہی تلوار کھینچے ہوئے گرد پھر رہا ہے
فوج سے سہراب کی کہہ رہا ہے کہ اگر تم مین سے کوئی آگے بڑھا تو خون کے دریا بہا دونگا ایک کو
زندہ نہ چھوڑونگا ایک طرف چابک نیمچہ کھینچے کھڑا ہے اہل فوج سہراب کا حوصلہ نہین پڑتا کہ
آگے بڑھین کشتی مین عرصہ جو ہوا ہوشیار سرکش و گلنار زربفت پوش تخت پر سوار ہو کے
نوبت نقارے پر چوب پڑی کل افسر تلوارین کھینچے ہوئے آکر پہونچے سب نے جو فوج کو
دیکھا کہ ہوشیار سرکش کا تخت اڑتا ہوا آتا ہے اہل فوج سہراب کانپنے لگے سب کو خوف
پیدا ہوا کہ ایسا نہو ہوشیار سحر کرے تو ہم کدھر جائین گے کیونکر جان بچائینگے جہانگیر نے
پلٹ کر ہوشیار کو آواز دی کہ اے ہوشیار خبردار سحر نہ کرنا مگر گلنار بہت بیقرار ہے کہتی ہے کہ
صاحبو کیا غضب ہے اسکے اسی ہزار جوان جمع کھڑے ہین اگر خدا نخواستہ آپڑین تو کیسی خرابی ہو
لیکن مسعود سب کو روکے کھڑا ہے کیسا بہادر سکتا ہے چابک بھی سب کو ڈرا رہا ہے لیکن یہان
جہانگیر سہراب کو لے دوڑے پیادہ بیس قدم پر لاکر کہہ مارا کہ دونون گھٹنے سہراب کے
آشنائے زمین ہوئے دست حق پرست کمر بخنجر مین ڈالا نعرہ تکبیر کرکے زور صاحبقرانی کیا
سہراب کو سر سے بلند کر لیا چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر مارون سہراب نے آواز دی کہ شہریارا
الامان جہانگیر نے کہا کہ امان بشرط ایمان سہراب نے عرض کی کہ مین غلام ہون جیسا کچھ کہ
فریدون نے کہا تھا اسکا ظہور ہوا عمر بھر اطاعت سے قدم نہ ہٹاونگا جہانگیر نے ہاتھ سے
رکھ دیا کلمہ پڑھ کر سہراب بھی بصدق مسلمان ہوا فریدون کو قید سے رہا کیا دونون مع
فوج ہمراہ ہوئے بارگاہ مین آکر مصروف جشن ہوئے کہ شاگردان چابک دوڑے
ہوئے آئے خبر دی کہ شاہزادہ ایرج نوجوان یہان سے پانچ کوس پر ایک صحرا ہے کہ اسکو صحرا
پر بہار کہتے ہین وہان فروکش ہین جہانگیر ان سب کو ساتھ لیکر بشوکت تمام طرف

## ایرج نوجوان کے چلے

### دو کلمہ داستان ہروی خواجہ عمرو کہ صہبا و جہان آرا کو ساتھ لیے ہوئے جاتے ہین باقی حالات متعلقہ داستان ہذا و ساقی نامہ مصنف کتاب ہذا

اے ساقی آفتاب طلعت
کر دے مری سرخوشی سے مدہوش
رنگین مزاج ہون شرابی
ہو جائے کبھی اندوہ کہن مین
اب تاب فراق تو نہین ہے
اس رنگ کا دل کو ذوق ہووے

ہو شرب شراب مثل شربت
اے ساقی جم حشم دلارام
بھر دے کوئی پھول سی گلابی
اے ساقی مہربان ہمارے
کرنا ہے یہ منزلین سب مجھے طے

مینائے قلم ہے پر جوش
دے بادۂ لالہ گون کا اک جام
ہے جوش بہار ہر چمن مین
دن ہجر کے رنج مین گذارے
سامع کو بھی ہووے شوق

چہرہ رہروان منازل یکتائی و طی کنندگان مراحل دشت وحشت نمائی اس داستان شوکت بیان کو یون بہ تیز تحریر لاتے ہین شعر مصنف مرصع نگار فصاحت ادا چنین می نگارد ز کلک وفا کہ خواجہ عمرو مع صہبا و جہان آرا باغ ویران سے نکلے ہین طرف لشکر رستم کے جاتے ہین کہ ایک صحرائے سبزہ زار ملا اس صحرا کو طی کرتے ہوئے چلے دن بھر رہروی کی جہان آرا کا سحر سے رہروی کرنا خواجہ کا جست و خیز کرنا دن بھر مین اپنے نزدیک صد ہا کوس نکل گئے شام کو ایک نخل کے سایے مین ٹھہرے آرام کیا ایک جاگتا رہا دو سوئے اخیر رات مین خواجہ کی نوبت آئی پہر رات رہے جہان آرا و صہبا سوتین خواجہ بیٹھے دیکھ رہے ہین کہ دیکھا سامنے ایک کوہ ہے اُسکے پہلو سے ایک ابر اٹھا آسمان پر چھا گیا دوی ہوا تھوڑے عرصے مین پھر وہ ابر غائب ہوا جب صبح کو صہبا و جہان آرا سو کر اٹھین تو خواجہ نے یہ حال بیان کیا جہان آرا نے کہا کہ خواجہ پہاڑون کے صحراؤن مین اکثر بے وقت بھی ابر اُٹھتے ہین عمرو نے کہا کہ جس وقت سے وہ ابر اٹھکر غائب ہوا دل میرا بیتاب ہے دل ہول کھاتا ہے کہ اس صحرا سے نکاسی دشوار ہے خدا خیر و عافیت سے لشکر رستم مین پہونچائے صہبا نے کہا کہ خواجہ یہ جنگل ہمارے جھیلے ہوئے ہین بہت آسانی سے نکل چلین گے خواجہ نے کہا کہ مجھکو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحرا مین رہ کے گئے نکاسی دشوار ہو گی جہان آرا نے کہا کہ خواجہ چلیے

اب شک کو راہ نہ دیجیے صہبا و جہان آرا پر پرواز پیدا کرکے بلند ہوئیں خواجہ بھی جھپٹ کر
چلے جب صہبا و جہان آرا خواجہ کو دیکھتے ہیں تو اپنے سائے میں خواجہ کو پاتے ہیں دن کو سیر کی
کی شام کو ایک نخل ملا اسکے سائے میں اُترے اُسی طور سے زیر نخل آرام کیا پھر رات رہے
خواجہ نے پھر وہی دھوان دھار ابر دیکھا اور وہ ابر آسمان پر جا کر غائب ہوا صبح کو خواجہ نے
سب حال جہان آرا و صہبا سے بیان کیا جہان آرا نے پھر وہی کہا کہ صحرا ے کوہستان کی
یہان کے ابر کا کیا اعتبار ہی خواجہ و جہان آرا و صہبا پھر روانہ ہوے دن بھر راستہ چلے
اب آج شام کو پہچانا کہ تین دن سے یہی درخت ملتا ہی اور روز رات کو یہین رہتے ہین خواجہ
نے کہا کہ کیون ملکہ جہان آرا جو ہم کہتے تھے اُسی کا ظہور ہوا دن بھر کی رہروی بیکار ہوتی ہی
اس صحرا مین کسی نے گھیرا ہی راستہ ہمپر اور تمپر رک گیا دیکھو تو تین دن گذرے یہی درخت ملتا ہی
دن بھر چلتے ہین اور شام کو اسی مقام پر رہتے ہین جہان آرا نے کہا کہ خواجہ اب مجھکو بھی
اعتبار ہوا کہ کسی نے راستہ روکا مین جاتی ہون اور خبر لاتی ہون صہبا نے کہا کہ بیٹا تم ابھی
خواجہ کے پاس ٹھہرو تمھارا جانا مناسب نہین مین جا کر خبر لاتی ہون جہان آرا کو تو صہبا نے
نہ جانے دیا آپ پر پرواز پیدا کرکے پہاڑ پر پہونچی پکار کر آواز دی کہ ارے یہ کون نامرد ہی کہ جسنے
راستہ ہمارا روکا سامنے آئے اور آکر مقابلہ کرے تو حال سحر و ساحری کا معلوم ہو قضا کار
سنگین جادو کہ خیال سکندری نے اسکو بھیجا ہی درۂ کوہ مین چھپی بیٹھی ہی کہ کان مین اسکے
آواز پہونچی سر نکال کر دیکھا کہ ملکہ صہبا پہاڑ پر ٹہل رہی ہین چند دانے ماش کے جھولی
سے نکالے اُنپر اسم سحر پڑھا پشت پر سے ملکہ صہبا پر پھینک مارے ملکہ صہبا تو غافل کھڑی
تھین بیہوش ہوکر گرین سنگین جادو نے نکل کر زبان مین سوزن دی درۂ کوہ مین لا کر چھپایا
یہان جب عرصہ ہوا جہان آرا نے کہا کہ خواجہ مادر مہربان پر کوئی افتاد پڑی پلٹ کر نہین
آئین اب مین جاتی ہون لیکن خیال رکھیے گا یہ کہکر جہان آرا بلند ہوئین پہلے تو کوہ اور
نخلستان پر نگاہ ڈالی کہین کسی ساحر کا نشان نہ پایا حیران ہین کہ آخر سحر کرنے والے نے کیونکر
سحر کیا اور کہان سے کیا سحر کرنے والا کہین معلوم نہین ہوتا آخر پہاڑ پر اترین پکار کر آواز دی کہ
ارے تو کیسا ساحر مکار ہی کہ ہمارے سامنے نہین آتا نہ سحر نہین دکھاتا سنگین نے

درۂ کوہ سے چھپ کر دیکھا سحر تیار کرکے نکلی پشت پر سے آکر دانے ماش کے مارے مثل صہبا کے جہان آرا بھی بیہوش ہوکر گرین سنگلین نے زبان مین سوزن دی لاکر پہلو سے صہبا مین قید کیا یہان خواجہ حیران ہین کہ دونون جادوگرنیان گئین پلٹ کر نہین آئین کسی آفت مین پھنسین خواجہ اس نخل کے سائے سے ہٹ کر درۂ کوہ کے سامنے آکر بیٹھے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک گویے کی شکل بنکر تیار ہوے زنبیل سے جوڑی نکال کر گانے لگے نظم

دیکھی جو صبح زلف سیہ فام دوش پر
نظارہ کرتے کرتے ہوئی شام دوش پر

طفلی سے ہون دوچار نشیب و فراز دہر
راحت نہ گور مین تھی نہ آرام دوش پر

مجھ سخت جان کا سایہ جو سیلاب پر پڑا
لاوے بھرے حباب در و بام دوش پر

نادانی کا سبب ہے جو ہے طفل کو قرار
رہتے نہ دیکھی گردش ایام دوش پر

زلف سیاہ یار کمر تک نہین گئی
صیاد کا دھرا ہے ابھی دام دوش پر

بالائے بام ہو جو مسیحا نفس مرا
مردہ نہ ٹھہرے زیر لب بام دوش پر

چلتے ہین کیا یہ یار کے منزل در ٹھوکرین
سر پہ ہر اک قدم ہے ہر اک گام دوش پر

طفلی مین بھی مرا یہی عالی دماغ تھا
جاتا تھا روز تا بہ لب بام دوش پر

پیوند خاک ہونے کا اللہ رے اشتیاق
آیا نہ گور تک مجھے آرام دوش پر

کاندھا مرے جنازے کو کیا دے وہ نازنین
بھاری ہے جسکو زلف سیہ فام دوش پر

عاشق نشانہ تیر کے ہوتے تری طرح
رکھتا اگر کمان کو بہرام دوش پر

پھرتے ہین اس بہار مین مستون کے ساتھ ساتھ
ساقی سبو کی طرح لیے جام دوش پر

آئی موت آ کہین رہون تا چند منتظر
لادے ہوے سفر کا سرانجام دوش پر

رہتے ہین میرے کاتب اعمال رنج مین
آتش اٹھاؤنگا مین در و بام دوش پر

خواجہ اس لطف سے گا رہے ہین کہ طائر گھر سے نکلے ہین باز آشیانون سے منھ نکالے ہوے ہین آہوان صحرا کہ چھالین بھرتے ہوے آتے ہین دور سے سنتے ہین وہ آواز مین مزہ ہے کہ اپنا اپنا سر دھنتے ہین ایک طرف سے شیران صحرا کچھار سے ڈکارتے نکل آتے ہین قریب آہو آ کر ٹھہرتے ہین مگر شکار نہین کرتے ایک کی طرف ایک نہین دیکھتا خواجہ بیخوف بیٹھے گا بجا رہے ہین وہ

تانین مار رہے ہیں کہ طائر ستار کھول کر بجاتے ہیں طائر و آہو جھوم رہے ہیں سنگین جادو
نے درۂ کوہ سے جو گانے کی آواز سنی بیتاب و بیقرار ہو گئی درۂ کوہ سے سر نکال کر دیکھا کہ
ایک گویا بڑھا دامنۂ کوہ میں بیٹھا گا رہا ہے شیر اور چیتے اور آہوان وحشت پیما گوش ہوش سے
سن رہے ہیں کیا مجال کہ اپنے مقام سے ہلیں سنگین جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا جی میں کہنے
لگی کہ کیا گانا ہے واللہ صاحب کمال ہے شیر و آہو غیر وحشت ہو رہے ہیں شاید کوئی خداوند صحرا ہیں
اسکے ساتھ کا یہ گویا ہے کچھ سوچی کہ اسکو اٹھا لاؤں اپنے درۂ کوہ میں لا کر گانا سنوں پھر سوچی کہ
ہر سنگین قدرت نے لکھا تھا کہ اے سنگین جادو عمرو کا خیال رکھنا ایسا نہو کہ عمرو کسی طرح سے
تیرے پاس آئے اسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہوگا پھر یہ بھی کہ گانے کا اسکے بھی کمال مشہور ہے اور
گانے کے فقرے میں اسنے بڑے بڑے جادوگروں کو مارا مگر ایسا کمال تو نہوگا کہ جانور گانا
سن رہے ہیں شیر کچھار سے نکل آئے ہیں یہ کوئی خداوند کی کرامت ہے کہ سب جانور ٹھہر گئے
سوچتے سوچتے اپنے مقام سے آکر سر پر خواجہ کے آ کھڑی ہوئی عمرو نے دیکھا کہ زمین پر عکس پڑا
اپنے دل میں سمجھے کہ ساحرہ آئی مجھے اٹھا لیجائیگی یہ سوچکر کے عطر بیہوشی نکالا تمام بدن میں ملا
اور کپڑوں پر بھی ڈالا سنگین جادو لپک کر گری کمر میں ہاتھ دیکے اٹھی کوئی دس قدم بلند ہوئی
تھی کہ عطر بیہوشی کی بو دماغ میں پہونچی لڑکھڑا کر طرف زمین کے چلی خواجہ پیچھے سے چھوٹے خواجہ
نے اس حال میں حلق کے مارے زمین پر آ گئے آتے آتے جھٹکا مارا سنگین زمین پر گری
خواجہ بھی سنبھلے دیکھا کہ سنگین جادو زمین پر بیہوش پڑی ہے جھولی اسکی ٹٹولی ایک کاغذ نقل عرضی
کے نکلا اسکا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند میں نے جہان آرا و صہبا کو گرفتار کر لیا خواجہ عمرو کو
ابتک نہیں پایا اگر حکم ہو تو دونوں کو لاؤں مگر یہ ارشاد ہو کہ زندہ لاؤں یا سر ان دونوں کے
حاضر کروں جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤں عمرو کو عقل سے دریافت ہوا کہ یہ عرضی لکھی تھی مگر
روانہ نہیں کی اب اس عرضی سے شاید کوئی مطلب نکلے یہ سوچکر بیٹھے تو سنگین کے آثار لیے
اور ایک خنجر مارا کہ سنگین کے دو ٹکڑے ہوئے سنگین کے مرتے ہی جہان آرا و صہبا کو
درۂ کوہ میں ہوش آیا مگر زبانوں میں سوزن ہے اٹھ نہیں سکتیں خواجہ عمرو ڈھونڈتے ہوئے
درۂ کوہ میں آئے دیکھا کہ صہبا و جہان آرا حیران بیٹھی ہیں عمرو نے آکر انکی زبانوں سے

سوزن نکالی دونوں سے حال پوچھا خواجہ نے حال قتل سنگین بیان کیا دونوں شاہزادیاں
اپنے مقام سے اٹھیں جہان آرا نے پوچھا کہ خواجہ اب کیا قصد ہے خواجہ نے کہا کہ میرا ارادہ ہے
کہ دربار میں خیال سکندری کے جاؤں جہان آرا نے کہا کہ خواجہ وہ حلیم مکار و حیلہ ساز
و شعبدہ باز ہے ایسا نہو کہ تمکو پہچان لے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دیکھا صحرا سے گرد اڑی جب
وہ ستہ گرد کا شگافتہ ہوا جہان آرا نے دیکھا کہ ایک جادوگرنی تخت پر سوار اسکے پیچھے تیرا لاکھ
ساحر تخت اڑا کر قریب پہاڑ کے آئی آواز دی کہ لاکہ سنگین جادو کیا کرتی ہو خواجہ تو گلیم
اوڑھ کر مخفی ہوئے مگر کوہ انداز جادو نے دیکھا کہ لاشہ سنگین کا جنگل میں پڑا ہے
بے اختیارانہ چیخ مار کر روئی کہتی ہے کہ کیوں بہن تمکو کسنے مارا تم تو نہایت ہوشیار تھیں پہلے
چیندا نے لاش کے اچھالے پکار کر آواز دی کہ یا خداوند خیال سکندری کنیز کو معلوم ہو
کہ قاتل میری بہن کا کہاں ہو کہ میں اسکو قتل کروں کچھ تو دل کو تسکین ہو ایک تڑاقا ہوا
شعلہ چمکا آواز آئی کہ اے کوہ انداز جادو صہبا سے شیریں کلام و جہان آرا و باعث قتل
سنگین ہوئیں درہ کوہ میں چھپی ہیں کوہ انداز نے جو یہ لفظ سنی فوج کو اشارہ کیا کہ اس
پہاڑ کو گھیر لو تیرہ لاکھ فوج نے پہاڑ کو گھیرا چار جانب سے گولے ترنج و نارنج پڑنے لگے
جہان آرا و صہبا نے دیکھا کہ اگر یہ پہاڑ گریگا تو ہم دب جائیں گے گولے ہاتھوں میں لیکر نکلیں
اس فوج سے لڑنے لگیں خواجہ نے خیال کیا کہ پہاڑ جنبش میں ہے ایسا نہو کہ پہاڑ گر پڑے
تو غضب ہو خواجہ گلیم اوڑھے ہوئے پہاڑ سے نکلے حقہ آتشبازی مارا ساحر جلنے لگے صہبا و
جہان آرا بھی حملہ کر رہی ہیں کل فوج نے دونوں کو گھیرا ہے چہار جانب سے بلوہ ہے
کوہ انداز نے دور سے دیکھا کہ جہان آرا و صہبا بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہیں اور جب
کوہ انداز بھی لڑتی ہوئی سامنے جہان آرا کے آئی للکارا کہ کیوں جہان آرا تمنے کچھ خیال
خداوند نہیں کیا خدا سے نا دیدہ کی اطاعت کی جاتی ہے بت کے خداوند کو چھوڑا اب تم میرے
ہاتھ سے نہ بچوگی یقین ہے کہ قدرت ظہور فرمائیں تمکو سزا دے قعر جہنم میں پھینکا دیں تا روز
قیامت تمہاری رہائی نہوگی یہ کہکے گولہ مارا گولہ قریب سر جہان آرا آکر پھٹا دہواں نکلا
شعلہ چمکے ایک شعلہ جہان آرا پر گرا جہان آرا چیخ کہا کر گری کوہ انداز جادو نے

ساحرون کو اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کرو چہار جانب سے ساحر بڑھے کہ جہان آرا کو اٹھا لین
صہبا نے بڑھ کر سحر کیا کئی سو ساحر مر کر گرے کوہ انداز نے جو صہبا کو سحر کرتے دیکھا پکار کر
آواز دی کہ او صہبا تجکو کیا بیکا نشہ ہی خوف خداوند دل سے بھلا یا دیکھ تیری بیٹی کو تو نے
بیہوش کیا صہبا گرد بیٹی کے پھرنے لگی خواجہ ایک گوشے مین سے حقہ آتشبازی مار رہے
ہین کوہ انداز حیران ہی کہ یہ آگ کون برساتا ہی پکار کر آواز دی کہ یا خداوند خیال سکندری
صہبا بڑی ساحرہ سخت ہی اسپر سحر تاثیر نہین کرتا دیکھوں کیا انجام ہو صہبا گرد جہان آرا
پھر رہی ہی چاہتی ہی کہ کسی کو اٹھانے نہ دون اور ساحر بلوہ کر کے آتے ہین چاہتے ہین
کہ جہان آرا کو اٹھا لین مگر صہبا سحر کا ٹل کر رہی ہی جدھر ماش کے دانے پھینک مارے
سو دو سو جل کر گرے ساحر قریب نہین آنے پاتے ہر طرف سے بلوہ کر کے آتے ہین مگر جہان آرا
کو اٹھا نہین سکتے یہ ہر مرتبہ جب سحر کرتی ہی سو دو سو مر کر گرتے ہین کئی ہزار ساحر صہبا کے مارے
کوہ انداز خوف سے قریب نہین آتی ڈرتی ہی کہ ایسا نہو سحر صہبا کا مجھپر چل جائے اسکے سحر
سے چونکی ہر مرتبہ پکارتی ہی کہ یا خداوند خیال سکندری مدد کیجیے قضا سے کار نظام جادو اپنے
باغ مین بیٹھا ہی سحر تیار کر رہا ہی کہ اسکے کان مین آواز پہونچی کہ کوہ انداز پکار رہی ہی اپنے مقام
سے اٹھا پوجا پاٹ کر رہا تھا گیاری سے شعلہ چمکا آواز آئی کہ ای نظام کیون اپنے تئین مصیبت
مین ڈالتا ہی عمرو ایسا عیار اس مقام پر موجود ہی ایسا نہو کہ تیرے ساتھ فتنہ کرے
نظام جادو نے کچھ خیال نہ کیا سوچا کہ بیر غل مچا رہے ہین انکو خوراک دینے کا وقت تھا
خوراک نہین پہونچی تو ایسی ایسی باتین کرتے ہین اڑ کر چلا کئی مرتبہ کان مین آواز آئی کہ ای
نظام تجھے کچھ انجام کی خبر نہین ہی مگر نظام اڑتا ہوا چلا اس مقام پر آیا دور سے دیکھا کہ جنگ
ہو رہی ہی ہزارہا ساحرون کا بلوہ ہی بیچ مین ایک ساحرہ بیہوش پڑی ہی ایک ساحرہ گرد
پھر رہی ہی اسنے ایک گولہ مارا کوہ انداز نے دیکھا کہ اندھیرا ہو گیا اسی اندھیرے مین نظام
چلا کہ جہان آرا و صہبا کو اٹھا لون خواجہ جو پہلو سے نخل مین کھڑے تھے لپک کر جال اپنا
مارا جہان آرا کو کھینچ کر زنبیل مین رکھا منھ پر ہاتھ پھیر کر کہا دادا آدم درویش از کل عالم پیش
مجکو صورت ملکہ جہان آرا کی عطا کیجیے فوراً صورت جہان آرا کی ہو گئی وہین لیٹ کے کو گرا دیا

| دیکھا ہوا ہے حادثہ عشق بلا انگیز کا | | ڈرتے نہیں ہم اے جلاد آشوب رستخیز کے |
|---|---|---|

اس رنگ میں خواجہ نے یہ غزل گائی کہ ہوشنگ جادو بیقرار ہو گیا کہا کہ اے جہان آرا
تو تو خدمت میں خداوند کی بیٹھی تھی یہ کون جادوگر تھا جو تجھکو لیے جاتا تھا خواجہ نے کہا کہ میں
نہیں جانتی یہ کون شخص تھا اور مجھکو کہاں لیے جاتا تھا مگر اے شہنشاہ ساحران تم تو بیان
کرو کہ تمنے مجھے کیونکر رہا کیا کس باعث ہوا ہوشنگ نے کہا کہ اے جہان آرا ساحروں نے ہمکو
یہ خبر سنائی تھی کہ جہان آرا شریک مسلمانان ہو گئی اور خداوند خیال سکندری کو بالکل
فراموش کیا لیکن تم صحبت خداوندی میں پہونچیں اور قدرت نے تمکو علم موسیقی عطا کیا اے
ماہ جہان آرا اصل تو یہ ہے کہ قدرت نے تمکو سردار علم موسیقی والوں کا کیا ہے تمنے اس رنگ
میں یہ غزل گائی کہ دل بیقرار ہو گیا لیکن دل مشتاق ہے کہ پھر تمہارا گانا سنے خواجہ نے جواب دیا
کہ اے شہنشاہ ساحران جلسہ جماؤ بعد اسکے مجکو خدمت خداوندی میں لیچلو قدرت نے ناحق مجھپر
غصہ کیا ہے میں قدیم تابعدار ہوں قدرت مجکو مغضوب نہ کریں ہوشنگ جادو نے کہا کہ
جب میں خدمت خداوندی میں گیا قدرت نے تمہارا ہی ذکر کیا اور یہ فرمایا کہ ہمیں جہان آرا
سے یہ امید نہ تھی جسوقت تم چلکر ملاقات کروگی قدرت تجھے خوشی قبول کرینگے میں وعدہ کرتا ہوں کہ
صفائی کرا دونگا اس طور کی خواجہ نے باتیں کیں کہ ہوشنگ نے کنیزوں کو آواز دی کہ
ارے شراب وکباب لاؤ کنیزوں نے گلابیاں لاکر رکھیں کشتیاں کباب کی حاضر ہوئیں
ہوشنگ نے پوچھا کہ کیوں جہان آرا ماں تمہاری کیوں گرفتار ہوئیں ساحر تمکو کہاں
لیے جاتا تھا صاف صاف بیان کرو خواجہ نے کہا کہ میں اور ماں میری برابر پہاڑ کے کنارے
شکار کھیل رہی تھی سنگین جادو کسی سے لڑی اور قتل ہوئی میں نے جو دیکھا کہ لاشہ پڑا
ہے تنہا بھی ڈر کے میں جا کر کھڑی کہ وہ انداز جادو اسکی بہن تین لاکھ ساحروں سے آئی
اسنے جو بہن کا لاشہ دیکھا اور ہم ماں بیٹی کو اس مقام پر پایا سمجھی کہ یہی میری بہن کے
قاتل ہیں ساحروں سے اشارہ کیا کہ انکو گرفتار کر لو اے شہنشاہ ساحران ہر چند کہ تین لاکھ
ساحروں کا انبوہ تھا مگر ہم دونوں اسنے لڑتے کہ انداز کی مجال نہ تھی کہ ہمپر ہاتھ ڈالتی وہ پلٹ
پلٹ کر خداوند خیال سکندری کو پکارنے لگی نظام جادو نہیں معلوم کہاں سے آتا تھا

غفلت میں ہم دونوں پر گرا نہیں معلوم کہاں لیجاتا تھا تمکو قدرت سلامت رکھے کہ تمنے اسکو مارا ہمکو بچایا ہم تمہارے شکر گزار ہیں ہوشنگ جادو نے کہا کہ اے ملکہ عالم اب یہ احسان کرو کہ سب عیش و نشاط مہیا ہو چند اشعار گاؤ خواجہ نے جواب دیا کہ اے ہوشنگ جادو تمنے جان بخشی کی تمسے کسی بارے میں انکار ہو سکتا ہے اب تو ہوشنگ جادو نے ملکہ صہبا کو بھی ہوشیار کیا بڑا یہی خیال ہے کہ صبح ہوتے ان ماں بیٹیوں کو لیجا کر قدرت سے ملا دوں یہ اپنے اپنے عہدوں پر جائیں اسکے مقام ویران پڑے ہیں ہم انھیں جا کر آباد کریں تو میں خوش ہوں خواجہ بیچ میں آکے سامنے مسند کے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

دیکھ لے ترچھی نگاہوں سے ادھر اچھی طرح ۔ سامنے تیرے تڑپ لیں دل جگر اچھی طرح
قصد کر تا آہ کرنے کا نہ اے دل عشق میں ۔ آہ میں جب تک نہ پیدا ہو اثر اچھی طرح
چھینے دل دیکر کسی کو ہائے پھر کیوں لے لیا ۔ کیا بُرائی تھی جو رہتے عمر بھر اچھی طرح
عاشقوں کے حال بد پر آپ ہنسیے شوق سے ۔ یہ بھی رو لینگے کبھی دل کھول کر اچھی طرح
ایکدن جلوہ دکھا دو حشر تک آئے نہ ہوش ۔ پھر کبھی اپنے تو آکر خبر اچھی طرح
دیکھا یہی جھلک آئینے میں غش ہو گئے ۔ کہیے کیا ہوتا جو لیجاتی نظر اچھی طرح
قصد اٹھنے کا اگر پھر حشر ادھم نا رہے ۔ زلف سے کہدو ذرا تھامے کمر اچھی طرح
یا الٰہی تصویر قصور پر کسی کے پھر نہ جائے ۔ دیکھ رکھنا اسکو تو اے چشم تر اچھی طرح
کیا جواب خط دیا اُسنے یہ کس سے پوچھئے ۔ بات بھی کرتا نہ ہو جب نامہ بر اچھی طرح
یا الٰہی اپنے کشتے کو نہ پہچانے کوئی ۔ مل نہ لے ہاتھوں کو جب تک لاش پر اچھی طرح
مل نہ جانا ڈھونڈھنے والے کو اپنے جابجا ۔ چند دن پہلے پھرا او دربدر اچھی طرح
بعد مدت کے جو آ نکلا ہے سینے کی طرف ۔ پوچھتا ہے دل کہاں ہے درد جگر اچھی طرح
وصل کی شب ہے شب فرقت نہیں پہچان لے ۔ آج تو میری دعا کا ہے اثر اچھی طرح
خاک سر پر تھی کبھی گہ خاک پر سر تھا جلال ۔ کوے جاناں میں ہوئی اپنی بسر اچھی طرح

اسی رنگ میں خواجہ نے یہ غزل گائی کہ ہوشنگ جادو اٹھ کھڑا ہوا صورت جہان آرا کی دیکھ کر بیتاب ہو چاہتا ہے یہ کسی طرح مجھکو قبول کرے تو میں اسکو خاتون محل قرار دوں یہ کیا

نازنین مہ جبین ہی اور گانے مین تو بے مثل و بے نظیر ہی کیسی تانین غزل گائی کہ
دل بیقرار کر دیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا مگر خواجہ نے گلا بیان کھینچین الٹ پلٹ کرنے لگے
بیہوشی ملائی جام لبریز کرکے ہوشنگ جادو کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا لو صاحب ایک جام
میرے ہاتھ سے جواب خدا نہ ایسی تقدیر کرین کہ ہماری تمھاری اب ایک ہی مقام پر بسر ہو ہمارا
بھی دل تمکو چاہتا ہی ہر چند کہ ہوشنگ جادو بہت ہوشیار ہو گئی طائر بھی آشیانون سے
پھڑک کر گرے اور بزہر مہ نرالی آواز دینے لگے مگر ہوشنگ جادو گلے مین ہاتھ ڈال دیے
ایسا خوش ہوا کہ جام بے اندیشۂ انجام پی گیا صہبا سے اشارہ کیا کہ تم بھی پیو اور سب کنیزون کو بھی
پلاؤ سب کنیزون نے بھی شراب پی جب سب کو شراب پلا چکے بیٹھکر چند شعر گائے ہوشنگ
اپنے مقام سے اٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی بیہوش ہو گئے گر کنیزین لینا لینا کہکر اٹھین جو اٹھی
وہ گری تھوڑے عرصے مین سب برلب فرش فرش ہوئین خواجہ نے پہلے ہوشنگ کو قتل کیا
درخت جلنے لگے تمام باغ جل کر خاک ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام مین ہوشنگ
جادو ہو ملکہ صہبا نے گھبرا کر کہا کیون خواجہ اس بدنصیب کو کہان چھوڑا جہان آرا کا خیال
آپکو نہ رہا خواجہ نے کہا کہ ملکہ نہ گھبراؤ جہان آرا میرے پاس موجود ہی صہبا نے کہا کہ
خواجہ میری تسکین کو نہ کھو مجھے جہان آرا کی صورت دکھاؤ خواجہ نے زنبیل سے جہان آرا
کو نکالا جہان آرا زنبیل سے ہنستی ہوئی نکلی دوڑ کر خواجہ سے لپٹ گئی کہا خواجہ زنبیل
مین عجب تماشے دیکھے جب آپ نے مجکو داخل کیا اور پکار کر آواز دی کہ یہ ہماری جہان
ہو گئی شاہزادیان برائے استقبال دوڑین مجکو ہاتھون ہاتھ ایک قصر عالی مین لیگئین
لیجاکر مسند پر بٹھایا ناچ گانا شروع ہوا کیا کہون کہ ان شاہزادیون نے کیا کیا خاطرین کین
شب بھر جلسۂ عیش و نشاط رہا اب صبح کو دریا پر لے گئی تھین بجرے زور قین آراستہ ہولین
ارادہ تھا کہ نواڑہ کھیلنے کو لیجائین پر ایک شاہزادی کا یہی قول تھا کہ صاحبو خاطر کرو بیٹھو لطف
شہنشاہ عیاران مین ایک شاہزادی یہی کہ رہی تھی کہ بجرے پر سوار ہو جیسے شکار رہا ہی ہو
کما ہی حال کھلا خواجہ سب طرح کے سامان وہان موجود ہین چاہتی تھی کہ بجرے پر سوار ہون کہ تمنے
آواز دی جہان آرا کو لاؤ سب شاہزادیان یہان تک آکے پہونچا گئین عجب تماشا دیکھا آپکی

بزرگی اب دل میں سمائی کئی سو قلعے ہیں کہ سب آپ ہی کے خراج گذار ہیں ناظم کیا کیا عہدہ کیسے
ہیں اگلی سال غلہ خوب پیدا ہوا اب یہ مہنگی موقوف ہوگی لیکن خواجہ ایک بات کا حکم دیکے
بیرو تجار کے جو تاجر آتے ہیں کوئی لاکھ کا خریدتا ہے کوئی پچاس ہزار کا خریدتا ہے خواجہ صاحب
ایک سال کو حکم کر دیجیے کہ تاجران بیرو تجارت نہ آویں اُنکے آنے سے آپکے قلعہ جات میں
گرانی ہوتی ہے ایک سال کے لیے ممانعت ہونی ضرور ہے خواجہ نے کہا کہ اے جہان آرا مقدور
تاجران میں دم مارنے کی جگہ نہیں ہے وہ اُنکو میں نہ منع کرونگا معمول کبھی نہ چھوٹیگا جو وقت خدا کو
منظور ہوگا غلہ سستا ہو جائیگا جہان آرا نے لاشہ بیہوشنگ دیکھکر کہا کہ آپ یہاں سے
نکلیے اب آگے بڑھکر صحرائے رشک افزا ملیگا اُس سے گذر دشوار ہوگا مجھکو بڑا تردد ہے خواجہ
و جہان آرا و صہبا سے گفتگو میں کلام باغ سے نکلے لیکن خواجہ نے سب کنیزوں کے لباس اُتار
باہر نکلکر طرف صحرا کے چلے ایک صحرائے سبزہ زار و نواح دلکشا ملا تمام صحرا پھولا پھلا ہوا اپنا
اشجار سے شغل جھکے ہوئے شاخیں شکریہ باغبان قضا و قدر میں سر بسجود ہیں سجادہ بانی بہار
میں بدل موجود ہیں ایک جانب مہتاب مثل گلدستے کے آراستہ ہیں درخت قطار در قطار زیر شگل
پھولوں کے انبار پھولوں پر آبشار درختوں پر طائروں کی پکار ہر سمت جوش بہار جہان آرا و صہبا
ٹھہر کر اس تماشے کو دیکھ رہے ہیں قدرت باغبان قضا و قدر پر کبھی واہ کبھی آہ خواجہ نے
کہا کہ اے جہان آرا کیا عمدہ صحرا ہے قدرت باغبان قضا و قدر کا تماشا ہے جہان آرا نے کہا کہ
خواجہ اسی جنگل کو صحرائے رشک افزا کہتے ہیں اس طلسم کے مردود نے اس صحرا کو بڑا زور دیا ہے
جنگل در جنگل ہے قدم قدم اٹھا کے چلیے اگر یہاں سے بخیر و خوبی نکل جائیں تو یہ حفاظت حافظ حقیقی
ہے یہاں کی بہار کو دیکھ کر دل کانپ رہا ہے کہ خداوند کریم جلد یہاں سے نجات دے خواجہ عمرو
جہان آرا سے یہ باتیں کرتے ہوئے جاتے ہیں کہ نوبت و نقارے کی آواز کان میں آئی لگا
جہان آرا نے کہا کہ دیکھو خواجہ طلسم والے لوگ آتے ہیں جیسے الگ رہو ایک مقام پر ٹھہر
تماشا دیکھو ہم یہاں بیٹھی الگ سے تماشا دیکھتے ہیں خواجہ ایک گوشے میں گلیم اوڑھ کر کھڑے
ہوئے جہان آرا و صہبا ایک طرف ٹھہریں دیکھا کہ غول کے غول غٹ کے غٹ پیدا ہونا
کہنے لگے جو آیا اُسنے ایک طرف فرش بچھوایا ٹھاکر صاحب ڈھال پھٹکا باندھے ہوئے

ڈہری مرزائی گلے مین نیچے تلبوا و پہنین سکھ اُنکو چھا سر پر بندھا ہوا اُودراج کا مالا گلے مین
ایک دانہ مونگے کا ایک دانہ سونے کا ملازمون نے ایک مسند لاکر لگادی ایک تھیلی مین
پان بھر دی ٹھاکر صاحب اُسپر تکیہ کر کے بیٹھے ساتھ والے اسامی بھی بیٹھنے لگے ٹھاکر صاحب
نے سپر آگے رکھ لی برچھی گاڑ دی تلوار کو زانوون پر رکھا تھوڑے عرصے مین خواجہ نے دیکھا
کہ تمام جنگل زمینداروں سے بھر گیا جہان تک نگاہ کام کرتی ہے گنواروں سے جنگل بھرا ہے
دیہات کی بازارین آراستہ ہونے لگین بقال آکر بیٹھا ٹوکرون مین اناج بھرا ہوا کوئی
کھیلیان ایک ٹوکرے مین رکھی ہوئین خرید و فروخت ہونے لگی ٹھاکر صاحب نے تھوڑے
سنگھوا ہاڑ وہین بیٹھ کر کھانے لگے تھوڑے ہی عرصے مین گرم بازاری کا ہلڑ ہوا ہر مقام پہ رنڈیاں
بھگتنین ناچ رہی ہین ٹھاکر صاحب کے سامنے آکر مجرا کیا ٹھاکر صاحب نے ٹینٹ سے
نکالکر کچھ پیسے پھینکے اب خواجہ نے دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک کنوان ظاہر ہوا گرد اُس کنوین کے
زمینداروں نے آکر ہجوم کیا کئی سو برہمن تہبری دھوتیان باندھے ہوئے ہاتھوں مین لوٹا
لگا ہوا گرد آکر کنوئین کے بیٹھ گئے پوتھیان نکالین جاپ کرنے لگے ہر طرف یہی ہنگامہ ہو کہ
خداوند خیال سکندری تیری قدرت کے قربان کہ اس صحرا مین یہ سامان عطا فرمایا ہے
ناگاہ کنوئین سے شعلے نکلنے لگے جس مقام پہ صہبا و جہان آرا کھڑی ہین وہ شعلے بڑھکر
اُس مقام پر آگئے گرد اُنکے سرون کے چیخ مارا اور پھر شعلے کنوئین مین پہونچے جہان آرا
وصہبا یا تو کھڑی تماشا دیکھ رہی تھین یا اپنے مقام سے بڑھین اور طرف کنوئین کے چلین
راہ مین جو کسی نے پوچھا کہ شاہزادیو تم کہان جاتی ہو کچھ جواب نہ دیا یہ اشعار پڑھنے لگین نظم

جو کہون مین زبان سے قاصد — سن لے تو اسکو دھیان سے قاصد
اب تو مرتا ہون جان سے قاصد — باز آ امتحان سے قاصد
دیکھ پھر کر اُدھر سے بھی آنا — تو اسی آن بان سے قاصد
کیا لکھون خط قلم بھی اُٹھتا ہے — کہیو مجھ ناتوان سے قاصد
میری کوکہ کچھ اُسکی بھی سُننا — ہائے بہرا ہے کان سے قاصد
بھیجتا ہے جو یار کو پیغام — وہ کہون کس زبان سے قاصد

نامۂ شوق کا جواب تو لا / ہم بھی حاضر ہین جان سے قاصد
ہمنے کسکی خبر کو بھیجا یا / کھو گئے دونون جہان سے قاصد
کھو گئی میری قبر اب دریار / پائینگے کس نشان سے قاصد
کیون نہ اُس بام تک رسائی ہو / جب ملین آسمان سے قاصد
نہین معلوم کیون پھرا نہ جلال / جا کے اُسکے مکان سے قاصد

خواجہ نے جو دیکھا کہ صہبا و جہان آرا مبہوت ہوکر طرف کنوئین کے جاتی ہین ایک گنوار کی شکل بنکر قریب صہبا و جہان آرا کے آئے اور جہان آرا کا ہاتھ تھام کر کہا کہ اے ملکۂ عالم کہان جاتی ہو صہبا نے جھڑک کر جواب دیا کہ اے شخص ہمکو نہ روک خداوند کو دیکھنے جاتے ہین خواجہ نے چپکے سے کہا کہ اے ملکۂ عالم مین عمرو ہون پسر عیاری جہان آرا نے پکار کر جواب دیا کہ اے خواجہ مجھکو نہ روکو ہین غل مچا دونگی کہ عمرو عیار مجکو روکتا ہے عمرو نے گھبرا کر ہاتھ چھوڑ دیا ہزارہا گنوار جمع ہین صہبا و جہان آرا اُسی جوش و خروش مین قریب کنوئین کے پہونچین پہلے سجدہ کیا پھر جھانک کر دیکھا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند مین آؤن اور قہقہہ مار کے ہنسین جہان آرا نے کہا کہ اے مادر مہربان دیکھو دربار قدرت آراستہ ہے قدرت ہمکو بلاتے ہین یہ کہکر دونون کنوئین مین پھاند پڑین کنوئین سے شعلہ ہاے آتش نکلے خواجہ نے یہ معاملہ دیکھا کہ جب دونون شاہزادیان کنوئین مین پھاند پڑین اسقدر شعلہ ہاے آتش نکلے کہ سب زمیندار جل کر خاک ہو گئے تھوڑے عرصے مین خواجہ نے دیکھا کہ کوئی زمیندار نہین رہا بجا خاک کے ڈھیر ہین ہوش اڑ گئے جی مین کہتے ہین کہ خواجہ کیا عجائب و غرائب ہین دم بھر مین ایسا عمدہ میلا آراستہ ہوا اب جنگل سنسان کف دست میدان معلوم ہوتا ہے انسان و حیوان کا نام نہین خواجہ کو صہبا و جہان آرا کا بڑا قلق ہے جی مین کہتے ہین کہ ان شاہزادیون سے اس حکیم کو بڑے قلق پہونچے ہین چلکر دیکھو تو اس کنوئین مین کیا ہے مگر بصورت اصلی جانا بہتر نہین زنبیل پر ہاتھ ڈالا ایک کھال بندر کی نکالی اُسکو جسم پر آراستہ کیا آئینے مین صورت دیکھی صاف معلوم ہوا کہ ایک بہت کلان بڈھا ہے خواجہ عمرو بندر کی شکل بنے قریب کنوئین کے آئے اب جو جھانک کر دیکھا تو کنوئین مین پانی معلوم ہوا خواجہ نے سر ہٹا لیا پھر جو

جھانکا تو یہ معلوم ہوا کہ پانی بھی کنوئین مین نہین ہی اسقدر اندھیرا ہی کہ کچھ نہین سوجھتا کئی مرتبہ
خواجہ نے جھانکا اور ارادہ کیا کہ کنوئین مین پھاند پڑون مگر دل نے قبول نہ کیا ہر مرتبہ یہی سوچتے ہین
کہ خواجہ جانی کنوئین مین گیچ کر کہان پہونچیگا طلسم ہی کہ جسپر دل گواہی نہین دیتا کئی مرتبہ جھانکنے
ایک مرتبہ پانی نظر آیا ایک مرتبہ اندھیرا دیکھا تیسری مرتبہ جھکے تو دیکھا ایک شخص تخیم و شحیم تخت
پر بیٹھا ہی گرد ہزارہا تاجدار تاج سر دن پر لباس فاخرہ زیب جسم بعد تاجدارون کے ہزارہا ساحران
خدار دنگل ہلہ سے آہنی پر بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہی محفل عیش و نشاط گرم ہی خوابے شراب کا دور
لیے جو یہ جلسہ دیکھا اور زیادہ خائف ہوے دل مین کہا کہ ای خواجہ یہ کیا معرکہ ہی ایک مرتبہ
پانی دیکھا دوبارہ اندھیرا سہ بارہ یہ دربار عالی اسی سوچ مین خواجہ بیٹھے ہین کہ جنگل سے
دھڑوکے کی شیر کے آواز آئی دیکھا کہ ایک شیر ببر کلان کچھار سے نکلا ڈکارتا ہوا اسی طرف
آتا ہی خواجہ نے چاہا کہ اچک کر درخت پر جاؤن کہ وہ شیر قریب آگیا اور خواجہ کے سر پر
آنکھین نکالنے لگا خواجہ گھبرا گئے کہ اب کس طرف جاؤن وہ شیر قریب آگیا خواجہ عمر و کو
جلدی مین کچھ نہ بن پڑا جان کے خوف سے کنوئین مین پھاند پڑے وہ شیر طرف صحرا کے
غائب ہوگیا خواجہ جو کنوئین مین گرے دیکھا کہ دربار عالی آراستہ ہی وہی ساحر و تاجدار
بیٹھے ہین اور ایک شخص تخت پر کریہ منظر بد صورت ایک معشوق پریچہرہ پہلو مین اسکے کہ جسکا
نام ملکہ نیسان گہربار ہی ہر مرتبہ شراب پیتا ہی اور اس نازنین کو پلاتا ہی جب بوسے کو
بڑھاتا ہی تو وہ مہ جبین بکراہت منھ کو پھیر لیتی ہی اور کہتی ہی کہ یا خداوندا بلا سے
چھٹے وہ ساحر منھ ہٹا لیتا ہی کبھی کہتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان دل
بوس و کنار کا مشتاق ہی سب نے دیکھا کہ ایک میمون کلان محفل مین آیا وہ میمون چہار جانب
اُچکتا پھرتا ہی ساحرون نے قہقہہ مارا کہا کہ یا خداوند دیکھیے یہ بندر کہان سے آیا اُس
نازنین نے چمکار کر کہا کہ ارے یہ کسی کا پالو ہی دیکھو گلے مین پٹا بھی پڑا ہی جیسے ہی اُس
نازنین نے ہاتھ بڑھایا خواجہ اُچک کر اُسکی گود مین جا بیٹھے ایک گائن رقص کر رہی تھی
تال و سم پر ہاتھ پاؤن ہلانے لگے سر بھی ہلا دیتے ہین گائن نے کہا کہ بی نیسان گہربار صاحب
دیکھیے بندر آپ کا تال و سم پر ہاتھ ہلاتا ہی ملکہ نے ہاتھ ہلا کر کہا کہ ہان میان میمون تم بھی

| پامال جلال آہ رہا کوے بتان میں | وہ دل کہ جو پروردۂ صد ناز و نعم تھا |
|---|---|

اس رنگ میں یہ اشعار بندر نے گائے کہ نیسان گہربار نے کاندھے پر بٹھا لیا کہا ایسا نہو کہ
میرے ملمو کو نظر لگے بیٹا اب نہ گاؤ نیسان گود میں لیکر بندر کو اٹھی اپنے قصر میں چلی بقراط
نے کہا کہ اے نیسان گہربار اس بندر سے ہوشیار رہنا میں نے بہت سوچا کچھ پتہ نہ ملا کہ یہ کہاں سے
آیا اس جنگل کا رہنے والا نہیں ہے نیسان نے کہا کہ یا خداوندا آپکو بھی کیا کیا خیال آتے ہیں
کس امر کا آپکو خوف ہے کیسا بندر بچا ہے عمر و کسی عقلمند نے اسکو پالا ہے ناچنا گانا سکھایا ہے
چھوڑکر چلا آیا ہے طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگل میں آیا ہے ہر بیشہ نشین کی نگاہ پڑ گئی اپنے
اسکو گھیرا ہوگا یہ خوف کے مارے کنوئیں میں گر پڑا ناحق کا خیال ہے نیسان بندر کو اپنے
کاندھے پر بٹھا کر اپنے قصر میں لائی دسترخوان بچھا کنیزون نے لاکر خاصہ چنا نیسان نے بندر
کو بھی برابر بٹھا لیا پوچھا کہ ملمو کھانا کھاؤ گے بندر نے نوالہ توڑ کے اول نیسان کے منہ میں دیا
نیسان نوالہ کھا گئی اور خوش ہو کر کنیزون سے کہا کہ دیکھو صاحبو یہ بندر مجھکو کھانا کھلاتا ہے
سکھانے والے نے خوب سکھایا ہے کنیزین بھی مشتاق ہو کر دسترخوان پر آ بیٹھیں اشارے
کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ حضور ہمیں تو کھلاوے نیسان نے کہا کہ میاں ملمو صاحب ان سب کو
بھی کھلاؤ خواجہ نے گھاٹی سے پڑیا بیہوشی کی کھانے میں ملائی ایک ایک نوالہ سب کنیزون کو
کھلایا نیسان نے کہا کہ صاحبو تمنے دیکھا جسنے اسکو پرورش کیا ہے وہ شاید میری ہمشکل ہوگی
اسی وجہ سے میرے اشارے پر کام کرتا ہے کھانا کھانے سے فراغت کر کے نیسان چوکی
لڑکھڑا کر گری اور بیہوش ہوئی کنیزین لینا لینا کہکر اٹھیں ولے سب کنیزین بھی بیہوش ہو گئیں جب
سب بیہوش ہو چکیں تو خواجہ نے کھال بندر کی اتار کر زنبیل میں رکھی اور نیسان گہربار کو
بھی اٹھا کر زنبیل میں رکھا رنگ و روغن عیاری کا نکال کر آپ بشکل نیسان بنے اور اسی
مقام پر لیٹ رہے کسی کنیز کی آنکھ کھلی اٹھ کے دیکھا کہ ملکہ سو رہی ہیں اور سب کنیزین بھی
سوتی ہیں مگر بندر کا نشان نہیں گھبرا کر نیسان کو جگایا کہا کہ بی بی اٹھئے جس بندر کو آپ لائی تھیں
اسکا کہیں پتہ و نشان نہیں یہ سنتے ہی نیسان نقلی اٹھی کہا صاحبو غضب ہوا میں تو
اس بندر کو جان سے زیادہ چاہتی تھی اسکا غائب ہونا میری جان پر صدمہ ہوا میں اپنے کو

ہلاک کرونگی میرا بندر کہان گیا جلد اُسکو تلاش کرو اور تلاش کرکے لاؤ ایک کنیز گھبرا کے
اُٹھی چہار جانب ڈھونڈھنے لگی کہین نشان بندر کا نہ پایا آخر مجبور ہو کر عرض کی کہ حضور اس
مکان مین تو کہین پتہ نہین جب روتی ہوئی اُٹھین سارا مکان چھان ڈالا کہین بندر کا
نشان نہ پایا سب کنیزون نے عرض کی کہ واری بندر کا نشان نہین ملتا جون جون کنیزین یہ
کہتی ہین ملکہ کی رقت بڑھتی جاتی ہے بال اپنے سر کے نوچ ڈالے کپڑے پھاڑ ڈالے لباس کی
انگوٹھی جو ملکہ کے ہاتھ مین تھی اُسکو اُتار کر چبانے لگین کنیزون نے جبراً وہ انگوٹھی ہاتھ سے
چھین لی جب کنیزون نے دیکھا کہ ملکہ نیسان گہربار اپنی جان دینے پر آمادہ ہین ڈر گئین کہ
ایسا نہو انگوٹھی چبا جائین روتی پیٹتی دوڑین کہ جا کر خداوند سے خبر کرین بقراط ثانی تخت پر
بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے کہ ملکہ بندر کو لیکر گئی ہین کچھ حال نہ کھلا کہ آن پر کیا گذری مین ستقدے
مین اس بندر کے بہت حیران ہون کہ یہ بندر کہان سے آیا مین ہر چند خیال کرتا ہون کچھ
ذہن مین نہین آتا دیر کوہ جو میلہ آراستہ کیا تھا حقیقت مین ممنوع تھے جو وہان کسی زنبار
کے ساتھ بندر نہین آیا نہ اس صحرا کا رہنے والا ہے یہ صحرا رشک افزا ہمیشہ سے جانور
سے خالی ہے ہر بیشہ نشین نے ایسا انتظام کیا ہے کہ کوئی جانور اس صحرا مین نہین آتا پھر
ایسا شائستہ بندر کہان سے آیا یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین روتی ہوئی آئین کہا یا خداوند جلد چلیے وہ بندر
ہو دستخوش کو غائب ہو گیا ملکہ اُسکے فراق مین جان دینے کا ارادہ کر رہی ہین حضور جلد چلیں
تیل کے انگور رو کین وہ بہت اشکبار ہین کہتی ہین کہ اگر بندر نہ ملیگا تو مین مر جاؤنگی پیشکار
بقراط ثانی گھبرا گیا ہم صحبت جو اُسکے دربار مین بیٹھے تھے اُنسے کہا کہ آپ سب صاحب یہین
تشریف رکھین مین ابھی ملکہ کو سمجھا کر آتا ہون عورتین ناقص العقل ہوتی ہین ایسا ہو کہ وہ
اپنی جان دیدے تو قدرت کو بڑا صدمہ ہو یہ کہکر بقراط ثانی چلا اُس مکان مین آیا جہان
ملکہ نیسان گہربار رو رہی ہین دیکھا کہ کنیزین گرد بیچ مین ملکہ پاؤن پھیلائے بیٹھی ہین اور سر
پیٹ رہی ہین بقراط ثانی قریب آیا کہا کہ کیون ملکہ یہ عالم کیا ہے کس واسطے روتی ہو مین اور
بندر مکان کر دونگا اُس بندر کی کیا حقیقت تھی اور اے ملکہ بہت بہتر ہوا کہ وہ بندر غائب ہو گیا
مجکو اُس بندر کی نسبت شک تھا ہر چند کہ جانور تھا مگر سنتا ہون کہ وہ سار بان زادہ بلا کا زور رکھتا

ایسا ہو کسی فتور سے اپنے کو یہاں تک پہونچا ئے یہ کہکے ہاتھ تھاما کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ زیادہ گریہ وزاری نہ کریں مجکو قلق ہوتا ہے اچھا ہوا کہ بہرجا تار ہا مجکو ہزاروں طرح کے خیال تھے قلب پر ہجوم غم و ملال تھے تم بارگاہ میں چلو یہ کہکے بارگاہ میں لایا کہا تخت پر بٹھو نیسان کو تخت پر بٹھایا آپ پہلو میں آکر بیٹھا گائیون کو طلب کیا ایک گائن سامنے آکر ملکہ نیسان کے بہلانے کو یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

| | |
|---|---|
| تڑپاتی ہے کیا ابروِ دلبر کی لگاوٹ | بسمل کیے دیتی ہے یہ خنجر کی لگاوٹ |
| پھر اٹھا یہ مشکل نگہِ ناز سے دل کو | لو پھر لیے جاتی ہے ستمگر کی لگاوٹ |
| تحت جگر آتے ہین جو رک رہتے ہین آنسو | دیکھے کوئی اپنی مژۂ تر کی لگاوٹ |
| وابستہ وہ ٹھوکر نہ لگاتے مرے سر کو | یہ بخت کی قولی تھی مقدر کی لگاوٹ |
| اب چاہیے کبھی ہم سے نہ وہ آنکھ ملائے | کافر کی ستم گر کبھی دم بھر کی لگاوٹ |
| کہہ سکتے ہین جادو نہ اُسے موہنی اے دل | کچھ اور ہی تھی چشم فسونگر کی لگاوٹ |
| کو تو نہ کرے قتل چلی جاتی ہے لیکن | قاتل ترے خنجر سے مرے سر کی لگاوٹ |
| بے یار کسی طرح نہ بیٹھا اپنی لگے گی | بیکار شب غم مین ہے بستر کی لگاوٹ |
| کیون دوڑ کے مشتاق گلے سے نہ لگا لیں | تجھ سے بھی ہے پیاری ترے خنجر کی لگاوٹ |
| پہلو مین جلاؔل اس دل بیتاب کو شب | کب چھوڑتی ہے ناوک دلبر کی لگاوٹ |

گائن یہ اشعار گا رہی ہے لقراط ثانی ملکہ نیسان کو بار بار سمجھاتا جاتا ہے آخر لقراط ثانی نے کہا کہ اے ملکۂ عالم پیارے قدرت رونا موقوف کرو مجکو قلق ہوتا ہے اے ملکۂ عالم قدرت نے دریافت کیا کہیں اُس بندر کا پتہ نہیں ملتا پھر یہ جاسوس نیشین آیا تھا مجھ سے کہ گیا کہ مرے شکل مین کوئی بندر نہین رہتا اُس وقت ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے آخر باتون باتون مین ملکہ نے کہا کہ یا خداوندا اس وقت یہ گائن خوب گا رہی ہے مگر مقام تعجب ہے کہ محفل مین ذکر شراب کا نہین ابھی جو میری آنکھ بند ہو گئی تو مین نے ساحری و جمشید کو دیکھا کہ کھڑے کہہ رہے ہین کہ نیسان کیون روتی ہے مین اُس سے بہتر بندر تیرے واسطے بھیجونگا مگر اس وقت صحبت مین ہم آئے ہین ہر چند کہ اس حکیم نے ہمارا نام مٹایا اپنی خدائی کو روشن کیا لیکن ہین بھی

خیال ہی کر اسکا جاہ و جلال بڑے تم بلا تامل ساقی گری کرو سب کو شراب پلاؤ ہم تمسے بہت خوش ہونگے بقراط ثانی نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تمکو تکلیف ہوگی نیسان نقلی نے ازار بند سے کنجی کھول لی اور تخت سے اٹھی کہا کہ یا خداوند دیکھیے ہمکو سامری و جمشید نے کیسی طاقت عطا کر دی یہ کہکے میخانے میں پہونچی پکار کر آواز دی کہ ہم بحکم ساحری ساقی گری کرینگے تاکہ کوئی باقی نہ رہے یہ کہکے شراب میں بیہوشی ملائی دربار بقراط ثانی وسیع ہے کئی سو تاجدار کئی سو ساحران غدار بیٹھے ہیں نیسان گھر بار سے تین سو گلابیان آغشتہ بہ داروے بیہوشی درست کین اور محفل میں آتے ہی جام کو ارغوانی سے لبریز کیا سامنے حکیم کے پیش کر دیا اور داڑھی ہلا کر کہا کہ یا خداوند شراب پیو حکم قدرت بجالاتی ہوں بقراط ثانی بمحبت چہرۂ زیبا کو دیکھنے لگا عمرو گھبرائے کہ اسکو کیا گمان ہوا جو بنگاہ غور دیکھتا ہی خواجہ عمرو نے بقراط ثانی سے آنکھ ملا کر یہ چند اشعار قمر کہ مضمون شراب میں تھے شروع کر دیے نظم

بھولوں کو جانتے ہیں پیالہ شراب کا
مستوں کو فرض عین ہے پینا شراب کا

سیر اخمیر بادہ انگور سے بنا
گھٹی میں میری پڑگیا قطرا شراب کا

ہونے دیا سرور نہ کچھ بادہ خوار کو
ساقی اخیر کر دیا دورا شراب کا

کس لطف سے گذرتی ہے مستوں کی آجکل
پہلو میں یار ہاتھ میں شیشا شراب کا

اس شعلہ رو بغیر کہاں لطف میکشی
پہلو نہ گرم ہو تو مزا کیا شراب کا

آتش مزاج یار ہے عاشق ہے بادہ خوار
پتلہ وہ آگ کا ہے میں پتلا شراب کا

طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام کو
عاشق کا جسم بنگیا پتلا شراب کا

پی پی کے رنگ کھیلیں گے رندان بادہ خوار
ہولی میں خوب ہوگا تماشا شراب کا

اے مجسمۂ حسن آج تو چل موتی جھیل پر
ابکے ہو عیش باغ میں جلسا شراب کا

دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے اے قمر
دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

خواجہ نے آنکھ ملا کر جو یہ اشعار بالحان گائے یا تو بقراط ثانی کو شک ہوا تھا یا یہ اشعار سنکر شک نکل گیا بجوش و خروش ہاتھ بڑھا کے جام ہاتھ میں لیا قصد ہوا کہ پی جاؤن کل اہل محفل مشتاق ہیں کہ یہ معشوقہ پریچہرہ ہمکو کبھی جام پلائے ہمارے قریب تو آجائے ایک گال

اسکو دیکھنا عین فرحت ہی دل کو رغبت ہی کہ دربارگاہ پہ پلٹا ہوا چوبدار نے بڑھکے عرض کی
کہ مہتر چھلاوہ صاحب تشریف لاتے ہین بقراط ثانی نے کہا کہ بلاؤ خواجہ عمرو نے پلٹ کر
دیکھا کہ ایک عیار طرار برق کردار دروازے سے بارگاہ کے اندر آیا سرانچہ لڑا کے بیچ بارگاہ
مین آیا جیسے ہی خواجہ عمرو پہ نگاہ پڑی پہچان گیا کبھی اسنے خواجہ عمرو کو دیکھا نہین تھا
لیکن چستی و چالاکی دیکھکر کامل شک ہوا جست کرکے برابر بقراط ثانی کے آیا کہا کہ یا خداوند آج
کیا سبب ہی کہ معشوقہ قدرت ساقیگری مین مصروف ہین بقراط ثانی نے جواب دیا کہ ای
مہتر والا گہر سامری و جمشید حکم دیگئے ہین کہ آج ملکہ نیسان گہربار سب کو شراب پلائین
ہماری تقدیرات برعکس ہوتی جاتی ہین شاید سامری و جمشید کا رنگ بناچکے ہو جو
سے ملکہ عالم نے ساقیگری اختیار کی ہر چند کہ بادولت پہ بھی شاق ہی مگر دل اسکے جمال
کا اشتیاق ہی چھلاوہ نے عرض کی کہ قدرت نے بہت بجا ارشاد فرمایا لیکن یہ جام جو
ملکۂ عالم نے حضور کو دیا ہو اسکو قدرت نوش فرمائین ملکہ کو بخشش دیدین اس جام کو ملکہ نوش
کرین بقراط ثانی نے ہاتھ بڑھایا کہا لاؤ نیسان مہتر چھلاوہ کی یہ رائے ہی کہ اس جام کو
تمہین نوش کرو خواجہ عمرو اس جام مین بیہوشی ملاچکے تھین خوف ہوا کہ اگر یہ پیگا تو بیہوش
ہو جاونگا جام تو ہاتھ سے بقراط ثانی کے لے لیا مگر اب سوچ رہے ہین کہ ذرا دوسرے دفع
بیہوشی اسمین ملاؤن تو بے اندیشہ انجام پی جاؤن کہا گئی ہین شاید دفع بیہوشی کا دیا ہوا تھا
جائے کہ جام مین شریک کردین چھلاوہ بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی اب تو بے اختیار پکار اٹھا کہ
او ناعیار مین نے تیری چالاکی دیکھ لی خبردار کہان جائیگا بقراط ثانی نے ایک چیخ ماری
خواجہ عمرو نے جام توسنکر چھلاوہ کے پھینک مارا بائین ہاتھ سے تاج بقراط ثانی لیا
چھلاوہ کو دولتی ماری کہ چھلاوہ منہ کے بھل زمین پر گرا خواجہ عمرو جست کرکے سراپچے
کے پار ہوئے بقراط ثانی نے کہا کہ ای چھلاوہ لینا اگر یہ عیار ہی تو معشوقہ کو میسری
لیا کیا چھلاوہ نے فورا جست کی دیکھا کہ خواجہ عمرو بھاگے جاتے ہین چھلاوہ نے کہا
کیا للکارتا ہوا جاتا ہی کہ او ناعیار ٹھہر جا اس جگہ طلسم منزل مین کہ پہنچکر آیا معشوقہ قدرت کو
تو لے کیا کیا مین تیرا پیچھا چھوڑونگا خواجہ عمرو نے اپنی ضعیفی کا کچھ لحاظ نہ لیا کہتے ہوئے جاتے ہین

جسکے قریب سے گذرتے ہین وہ ہٹ جاتا ہو گرفتار نہین کرتا جب چھلاوہ قریب اُس شخص کے
پہونچا اور پوچھا کہ کیون نہ گرفتار کیا وہ جواب دیتا ہو کہ بہتر صاحب وہ بھی تو لیا لیا کہتا
جاتا ہو کیونکر گرفتار کرتے خواجہ عمرو بھاگ کر صحرا مین پہونچے چھلاوہ پیچھے چلا آتا ہو جنگل
مین آکر خواجہ عمرو ٹھہرے پکار کر آواز دی کہ او مکار چلا ہی آتا ہو پیچھا نہین چھوڑتا چھلاوہ
نے آکر چھپہ مارا خواجہ عمرو نے تیغے کو تیغے پر روکا دو دو چار چار ہاتھ آپس مین چلے تھے کہ
خواجہ نے سپر کاغذی پشت سے اُتاری چھلاوہ نے جو ہاتھ مارا خواجہ عمرو نے اس سپر کو سامنے
کر دیا جیسے ہی سپر کاغذی پر تیغہ پڑا سپر کٹی بیہوشی اُڑی چھلاوہ بیہوش ہوکر گرا خواجہ نے
فوراً چھلاوہ کی مشکین باندھین قصد ہوا کہ اسکو قتل کرون خیال آیا کہ یہ عیار طرار ودار
ہو اسکا قتل کرنا بہتر نہین شاید خداوند کریم اپنا فضل و کرم کرے اور یہ مسلمان ہو تو قوت
بازو اور زینت پہلو ہوگا یہ سوچ کر رنگ و روغن عیاری کا نکالا چھلاوہ کو اپنی صورت
بنایا آپ اُسکی صورت بنکر تیار ہوے پشتارہ دوش پر لگا کر چست و چالاک ہوکر چلے
راہ مین شاگرد والے عیارون نے پوچھا کہ اُستاد کیا معرکہ کر آئے یہ پشتارہ کسکا ہو خواجہ عمرو
نے کہا کہ وہی ساربان زادہ ہو نہین معلوم یہان تک کیونکر پہونچا دو گھڑی کامل مجھسے
لڑا لیکن میرے ہاتھ سے کب بچ سکتا تھا آخر مین نے گرفتار کیا نہین معلوم اس ظالم نے معشوق
خداوند کو کیا کیا خداوند اُسکے واسطے بہت بیقرار ہین اب قدرت کے سامنے تحقیقات
ہوگی شاگرد سب ساتھ ہوے چھپٹے ہوے دربار خداوندی مین آئے بقراط ثانی نے
جو اپنے عیار یعنی چھلاوہ کو دیکھا کہ پشتارہ خواجہ عمرو کا لیے ہوے آتا ہو پکار کر آواز دی
کہ او شاطر قدرت کیا گذری خواجہ عمرو تو بشکل چھلاوہ ہین کہا یا خداوندا اُسنے بہت بڑی
بے ادبی کی سر قدرت سے تاج لیا اور لیکر بھاگا بھلا میرے ہاتھ سے کب بچ سکتا تھا
ہر چند کہ یہ بلاے روزگار ہو مگر مین نے اسے گرفتار کیا لیکن ابھی اسکو ہوشیار نہ کیجیے ورنہ
چھل کریگا بڑا مکار و حیلہ ساز ہو مجکو اس سے بڑا خوف معلوم ہوتا ہو ایسا نہو کہ کوئی ایسا
فقرہ کرے کہ قدرت مجھسے بیزار ہوجائین تو مجھکو مشکل پڑے مین کہین کا نہ رہون
یہ سنکر بقراط ثانی نے کہا کہ معشوق کیونکر ملے اُسکے ہجر مین بہت بیتاب و بیقرار ہون

چھلاوہ نقلی نے عرض کی کہ یا خداوند یہ ساربان زادہ قتل ہو جائے تو گویا کل مسلمانوں
کو قتل کیا یہ ظالم برائے رہائی جہان آرا و صہبائے شیرین کلام آیا ہے حقیقت میں
بڑی مشکل ہے لیکن بقدرت سامری و جمشید اگر معشوقہ قتل جائے تو بڑی بات ہے دلکو یقین
نہیں یہ کہکر اشارہ کیا کہ عمرو کو ستون سے باندہ دو سبھوں نے عمرو کو ستون سے باندھا
چھلاوہ نقلی سامنے بقراط ثانی کے کھڑا ہوا کہ یا خداوندا اسکی حرکات پر قدرت کو بڑا
تعجب ہے میں بھی وہی سب حرکتیں کر سکتا ہوں پہلے تو گانا سنیے کہ یہ ساربان زادہ
بھی جانے کہ شاطر قدرت ایسا چست و چالاک و بیباک ہے میرا گانا اڑا لیا وہی آوازہ ہے
سوز و گداز سنیے بعد اسکے ساقی گری کرکے دکھاؤنگا اسی طرح شراب لاؤں اسی طرح جام
سر پر رکھوں اور توڑے لیتا ہوا قریب آپ کے پہونچوں تاکہ آپ کو بھی معلوم ہو کہ ہمارے
عیار یعنی چھلاوہ نے اسی طرح سر سے شراب پلائی بعد اسکے ساری صحبت کو بھی شراب
پلاؤں کمال عیاری دکھاؤں کہ قدرت بہت خوش ہوں یہ کہکر پاؤں میں گھنگرو باندہ
جام شراب کا معمور کیا جب سر پر رکھ چکا تو شاگردوں سے کہا کہ اس ساربان زادے
کو بھی ہوشیار کر دو یہ بھی تو اپنا حال دیکھے شاگردوں نے اپنے استاد کو جلد ہی سے آکر
ہوشیار کیا چھلاوہ نے جو یہ اپنا حال زار دیکھا ہو منہ بنایا خیال کیا کہ میں بندھا ہوا ہوں
شاگرد میرے گرد جوتیاں لیے کھڑے ہیں ہر ایک کے ہاتھ میں جوتی ہے گھبرا کے ایک
چیخ ماری اور کہا یا خداوند میں ہوں چھلاوہ عیار قدیم آپ کا اس ساربان زادے
نے مجھکو پکڑ لیا اپنی شکل بناکر مجھکو لایا ہے جلد مجھکو رہا کیجیے کہ میں اس ساربان زادے
کو سزا دوں خواجہ عمرو نے بڑھ کر عرض کی کہ یا خداوند مجھکو بھی تردد تھا دیکھیے اسنے نئے
طور کا فقرہ نکالا یہ کہکر عرض کی کہ یا خداوند اسکی باتوں کا کوئی جواب نہ دے سب خاموش
رہیں یہ کہکر جھپٹ کر چھلاوہ کو ایک طمانچہ مارا کہا او نالائق و بیحیا اب بھی مکر کرتا ہے
کوئی تیری ہرگز نہ سنیگا شاگردوں سے اشارہ کیا کہ اسکو بولنے نہ دو خوب جوتیاں
اور طمانچے مارو شاگرد ویسا ہی کر رہے ہیں جب چھلاوہ بولا اُسی کے شاگردوں نے اسکو
جوتیاں اور طمانچے مارے کہا خاموش رہ اگر زیادہ بولیگا تو تجھے قتل کر ڈالیں گے

بھلا وہ اپنی جان کو ڈرا تک ٹکٹکی دیکھ رہا ہے لیکن خواجہ عمرو نے جام جو سر پر رکھا جھلا و
تھیر اگیا کبھی شاگردون سے منت کرتا ہے کہ یارو مجھپر زیادہ بدعت نہ کرو ورنہ پچھتاؤ گے غرض
خواجہ ٹھوکرین لگاتے ہوے توڑے لیتے ہوے قریب لقراط ثانی کے آئے کہا کہ ایسے
خداوندون کو سب سے شراب پلانا چاہیے لقراط ثانی نے دونون ہاتھ پر رکھا دیے جام لیکر
بیخوف وخطر پی گیا تب تو خواجہ نے یہ چند اشعار سنائے لقراط ثانی کے گانے لگے نظم

پیے یار کیا مزا تجھے دیگی بھلا شراب
مجکو پلا رہا ہے جو تو ساقیا شراب

ابر بہار آکے چلی ہے ہوا سے سرد
گلشن مین چل کے جلد پلا ساقیا شراب

خون جگر فراق مین پیتا ہون جا سے گو
بے یار مجکو دیگی نہ لذت ذرا شراب

جی چاہتا ہے ساقی مہوش کے ہاتھ سے
تجکو دکھا دکھا کے پیون واعظا شراب

ساقی بہار آئی ترے غم کی نیستی ہو
از رفت سے ایک جام تو بھر کر پلا شراب

ہوگا ہر ایک قطرہ مہ رشک آفتاب
مجکو پلائیگا جو مرا مہ لقا شراب

گردون وقار ہو مرا محبوب ساقیا
ہان مہر و مہ کے جام مین بھر کر پلا شراب

خمہای شہر بند کا پیاسا ہون ساقیا
ہے میرے حق مین عشق ولی خدا شراب

ہے عشق چشم مست صنم کا جو دور دور
پیتے ہین رند بلیون پہ ملا شراب

بیخود ہون تشنگی مجھے بیحد ہے ساقیا
کار ثواب جان کے تھوڑی پلا شراب

موقوف ہیگی اس پہ مری زیست ناصحا
کس طرح چھوڑ دون ہوگئی میری غذا شراب

افسوس اپنے دست نگارین سے ایک دن
تمنے پلائی مجکو نہ اے دلربا شراب

اے رشک آفتاب کی فرقت مین رات دن
خون جگر مین پیتا ہون ساقی بجا شراب

سرشار ہے مست ساقی کوثر کے عشق مین
پیتا نہ جہان مین پیے کیا بھلا شراب

لقراط ثانی یہ اشعار سنکر اور شراب پی کر جھومنے لگا اب تو خواجہ عمرو نے دورہ باندھا
ساری محفل تعریفین کر رہی ہے اور خواجہ عمرو سب کو شراب پلا رہے ہین جھلاوہ بڑا
غور دیکھ رہا ہے جی مین کہتا ہے کہ دیکھیے کیا انجام ہو اس ظالم نے بڑا رنگ پھیلایا ا
دام مکر مین پھنسایا شاگردون کو جب اشارے کرتا ہے شاگرد مارنے پر آمادہ ہوتے

کوئی ڈھول مارتا ہی کوئی سونٹا دکھاتا ہی کوئی کہتا ہی کہ کیون بچا سر کیون بچالے ہو شعبدہ عیاری دکھاتے ہو بھلا وہ اپنی جان سے بیزار ہی بندھا ہوا کھڑا ہی دیکھ رہا ہی خواجہ عمر میری صورت پر سب کو شراب پلا رہے ہین انتہا یہ کہ قدرت کو بھی جام پلا دیا ہر چند کہ بقراط ثانی کے کمال سے ظہور کیا تھا کہ جب جام اسنے ہاتھ مین لیا تو اسکو چھینک آئی اور سارا مکان جنبش مین تھا مگر بقراط ثانی نے پکار کر آواز دی کہ اے مسطیعان قدرت کیون گھبرتے ہو شاطر با یدولت کمال دکھا رہا ہی کس لطف سے شراب پلا رہا ہی یہ کہا اور جام پی گیا اب کہنے لگا معلوم ہوتا ہی قدرت بہشت مین بیٹھے ہین اور حورین جمع ہین اپنے اپنے ناز و کرشمے دکھا رہی ہین قدرت انسے اشارے کر رہے ہین بقراط ثانی یہ باتین کر رہا ہی اور مبہوت بیٹھا ہی خواجہ عمرو نے اس عرصے مین سب کو شراب پلائی اور ہر ایک کے سامنے یہ اشعار عاشقانہ گالے جاتے ہین

نظم

کیا کہون جو کہ حقیقت دل ناشاد کی ہی — رنج و غم بھاتا ہی طاقت نہین فریاد کی ہی
فرط غم سے یہ شکایت دل ناشاد کی ہی — کاہش ہجر فلک نے مجھے امداد کی ہی
نہ قفس کرتا ہی وا اور نہ رہا کرتا ہے — گھٹ کے مرجاؤن یہ مرضی مرے صیاد کی ہی
یہ جو بین ہوتے ہین دیوانہ صفت جمع یہان — شاید آمد مرے محبوب پریزاد کی ہی
بولے وہ کوئی ستم دیدہ ہی مصروف فغان — آتی آواز مرے کان مین فریاد کی ہی
آشیان چھوڑ کے کیونکر نہ گریزان ہون طیور — باغ مین گرم خبر آمد صیاد کی ہی
ایک ہی وار مین کرتی ہی جدا سر تن سے — تیز شمشیر نہایت مرے جلاد کی ہی
سیکڑون جور و ستم روز کیا کرتے ہو — انتہا کچھ بھی تمھاری اجی بیداد کی ہی
یار کے روے کتابی کا جو نقشہ کھینچین — اتنی جرأت تو نہین مانی و بہزاد کی ہی
وصل کی شب ہی لپٹ جاؤ گلے سے آکر — آرزو جان جہان یہ دل ناشاد کی ہی
مین سناؤن تجھے اے شیرین دہن تو جو کہے — آگئی یاد کہانی مجھے فرہاد کی ہی
رشک سے قامت موزون کے ترے او گلرو — جھک گئی دیکھ کر باغ مین شمشاد کی ہی

یہ اشعار سنتے ہی اور شراب پیتے ہی ہر شخص محو ہوگیا کسی نے موتیون کا مالا دیا کسی نے کلاہ

اُتار کر دی کوئی اچکن اُتارنے لگا کہتا جاتا ہے اے مہتر چھیلا وہ آج کس لطف سے تم نے شراب پلائی ہے کیا کیا تماشے نظر آ رہے ہیں ذرا دیکھو تو بوڑھے دو سو خدا و نار آئے ہیں آپس میں اشارے کر رہے ہیں یہی چاہتے ہیں کہ ہم بھی اس صحبت میں آئیں کمیدان نے رسالہ دار سے کہا کہ کیوں بھائی تمھاری گود میں کتیا نے بچے دیے ہیں رسالہ دار نے جواب دیا کہ کتیا نے کیا پھٹ مقرر کیا ہے اور تم کیسے دوست ہو کہ دیکھ رہے ہو اور اس حرامزادی کو کمیدان اپنے مقام سے اُٹھے باعث یہ تھا کہ رسالہ دار کو عارضۂ فتق تھا آگے ڈھیر لگا ہوا تھا کمیدان نے اُٹھا لات ماری رسالہ دار گھبرا گئے ہا ہا کر کے گرے مگر کمیدان کی ٹانگیں پکڑ کر کھینچ لیں دونوں گرے اور گرتے ہی بیہوش ہوئے ساری محفل میں غدر مچا ہوا ہے کوئی ناچتا ہے کوئی مسخرہ پن کرتا ہے بقراط ثانی نے جو محفل کا یہ حال دیکھا پکار کر آواز دی کہ یارو کیا میری محفل کو بازار سمجھ ہو جو چاہتے ہو سو کر رہے ہو خاموش بیٹھو ورنہ سب کو سنگ سیاہ کر دوں گا بہت پچھتاؤ گے یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا مگر پال سیم دل میں بھرا ہوا ہے اسی طرح لڑکھڑاتا ہوا اٹھا چاہتے تھا اپنے مقام سے اٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا خواجہ عمرو نے دوڑ کر زیر سر ہاتھ دیا کہ ایسا نہ ہو اسکا سر پھٹ جائے حمزہ کی طرف سے تجھ پر آفت آئے یہ سوچ کر بقراط ثانی کو بچایا جب سب بیہوش ہو گئے تو خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ خواجہ عمرو

| | |
|---|---|
| عمرو ہوں میں عیار صاحبقران | مرے نام سے کانپتا ہے جہان |
| تراشندۂ ریش کفار ہوں | زمانے کا مکار و غدار ہوں |
| مرا تیشۂ رفتار [illegible] | جہاں ٹھوکریں کھائے ہر ہر قدم |
| اڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش کو | نہ پائے مری گرد پاپوش کو |
| وہ ننھا جہانگرد و طرار ہوں | جہانگیر عالم کا عیار ہوں |

نعرہ کر کے اب تو خواجہ عمرو نے لوٹ شروع کی پہلے بقراط ثانی کی ریش تراشی کی ایک بال مونچھ میں باقی رکھا اک نوشتہ اسمیں باندھا مضمون یہ تھا کہ او نابہنجار و بدکردار و بیحیا دعوے خدائی کا کرکے بیٹھا ہے پروردگار سے نہیں ڈرتا ہے جی چاہتا تھا کہ تجھکو قتل کر ڈالوں مگر امیر دوران کا مجھکو حکم نہیں ہے ورنہ تیری ناک کاٹ لیتا کیونکہ صاحبقران نے ارشاد کیا ہے

کہ سوتے ہین کسی کو قتل نہ کرنا اس وجہ سے تیری جان بچی ورنہ نہ بچتی بقراط ثانی کا پتا لگا کے
اسکا وزیر اعظم سلطان اقلیم گیر ایک طرف بیہوش پڑا تھا اسکو برہنہ کیا اور کھینچ کر لائے
قریب بقراط ثانی کے لائے ایک زن حسین کی شکل بنایا پہلو مین بقراط ثانی کے لٹا دیا
مگر جس طرح عاشق و معشوق سوتے ہین ایک کے ہاتھ ایک کے گلے مین ڈالکر ٹانگین پیچیدہ
لادے ہوے منہ سے منہ ملا ہوا اس طور سے دونون سو رہے ہین خواجہ عمرو نے اس
محفل کو خوب بنایا ترتیب محفل کر کے اسباب سارا لوٹ لیا کسی کو اُلٹا لٹکایا کسی کو سر چڑھا
چھلاوہ کو پھر بیہوش کیا بانیٔ عیاری کے لیے اسکا بھی منہ کالا کیا دروازے پر جو
بارگاہ کے آئے دیکھا کہ چوبدار وغیرہ بیہوش پڑے ہین اُنکے بھی عصے لیے مگر خیال ہوا کہ انکا
روزگار نہ جاتا رہے بجاے عصے کے لاٹھیان اُنکے پہلو مین رکھدین اور جو سونٹے والے
تھے اُنکے سونٹے لیے اُنکے پہلو مین جلے ہوے سوختے رکھدیے مگر برہنہ سب کو کیا اُسے خواجہ
فوج مین آئے سوارون کو پیادون کو برہنہ کیا خزانہ لوٹا جال مارا کہ سب خزانہ جال مین آگیا
بالشت بالشت بھر مٹی بھی وہانکی نہ چھوڑی یہ بھی خیال ہو کہ جہان روپیہ رکھا جاتا ہے
وہ مٹی نیارہ ہوتی ہے اس طور سے سارے لشکر کو برہنہ کر کے خواجہ عمرو نکلے کنارے لشکر
کے پہونچے تھے کہ ایک طرف سے روشنی معلوم ہوئی خیال کر کے دیکھا کہ ایک ساحر بہیم و شحیم
ایک چوکی پر بیٹھا ہے کچھ سحر کر رہا ہے خواجہ عمرو چھلاوہ کی شکل بنے ہوے سامنے اُس
ساحر کے آئے ساحر نے پکار کر کہا کیون مہتر صاحب کہان سے آتے ہو منہم دقیانوس جادو
خوش ہو کہ ملکہ جہان آرا و صہبا سے شیرین کلام میرے پاس قید ہین کسکی مجال ہے کہ
مجھ تک آئے خواجہ عمرو نے جو نام اسکا سن لیا کہا کہ اے دقیانوس تمکو آج خبر نہین ملی
قدرت نے جشن کیا تم تو اتفاق سے مل گئے مگر قدرت کے قربان جو کلمہ زبان سے فرمایا تھا
کہ ہمارا آج کوئی بندہ باقی نہ رہے وہ ہی ظہور مین آیا لیجیے چند اشعار سن لیجیے کہ رنگ
محفل قدرت نظر آئے آج قدرت نے مجھکو کمال علم موسیقی عطا کیا یہ غزل میان
رند صاحب رئیس اعلیٰ لکھنؤ کی سماعت فرمایئے یہ کہکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

| | | |
|---|---|---|
| فلک نے داغ دیا گلعذار کے بدلے | | عطا فراق کیا وصل یار کے بدلے |

یہ پہلے خاک تھا پھر جسم تھا ہوا پھر خاک
بہت ہی روپ ہمارے غبار کے بدلے

ہوا تھا صحبت اہل جہان سے ہو کر تنگ
جگہ دی گور نے مجکو فشار کے بدلے

دبا رہے دل بیتاب رکھو چھاتی پہ
سل ایک بھاری سی سنگ مزار کے بدلے

دکھائی ہوتی کسی چشم شوخ کی گردش
فلک نے گردش لیل و نہار کے بدلے

خیال آگیا رخ کا تصور خط مین +
گل بہشت ملا مجکو خار کے بدلے

کیا ہی عیش تو مین نے اٹھائے اندا کون
غم فراق تو لے وصل یار کے بدلے

شب وصال مین کین بد مزاجیان اسنے
لڑائیان ہوئین بوس و کنار کے بدلے

فریفتہ کسی چاہ ذقن کا ہون لیس مرگ
کنوئین مین لاش کو رکھنا مزار کے بدلے

اس انتظار سے چھوٹ جاؤن کاش آجائے
پیام مرگ ہی مکتوب یار کے بدلے

بچھڑا یا غیرون سے اس طفل شوخ نے ای زند
لڑا یا دون سے اک نو سوار کے بدلے

اس رنگ مین خواجہ عمرو نے یہ غزل گائی کہ دقیانوس جھومنے لگا کہتا تھا کہ اے مہتر چھلاوہ کیا کہنا بیشک قدرت نے تمکو کمال دیا علم موسیقی کے بادشاہ ہو خواجہ عمرو نے فرمایا کہ شراب لاؤ دقیانوس گلابی اٹھا کر لایا خواجہ عمرو نے اسمین بیہوشی ملائی گاہ اہستہ چھلاوہ کا شکریہ ادا کیا دقیانوس خوش ہوا کہ بیہوشی کا کچھ خیال نہ کیا فوراً لبون سے لگا کر جام پی گیا جام پیتے ہی گھبرا گیا اپنے مقام سے اٹھا کہتا تھا کہ اے چھلاوہ جی چاہتا ہے تمہاری بلائین لون یہ کہکے جو اٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے قفل کاٹا اندر آ کے دیکھا کہ ملکہ جہان آرا و صہبا سے شیرین کلام سرنگون بیٹھی ہین مگر پانون مین سوزن دی ہوئی ہی خواجہ عمرو کو دیکھ کر خوش ہو گئین خواجہ عمرو نے بڑھ کر پانو سے دونون کی سوزن نکالی دونون کا نپ کر انکھین قید کو توڑا کہا کہ خواجہ خوب اس وقت پر پہونچے ہم تو نوبت بجا دکار دیا تھا ستم ان پر ہو رہے تھے آپ نے آکر ہمکو رہا کیا لیکن یہانتک کیونکر پہونچے خواجہ عمرو نے سب حال بیان کیا کہ دربار بقراط ثانی کو لوٹ لیا بقراط ثانی کی ریش تراشی کی یہ سنکر دونون شہزادیون نے خواجہ کی بہت تعریفین کین اور ساتھ ہوئین خواجہ عمرو وہان دونون کو ساتھ لیکر چلے دقیانوس کو بھی مار ڈالا اب خواجہ ان دونون شہزادیون کو لیکر طرف لشکر ...

جاتے ہیں مگر حال دربار بقراط ثانی تحریر کرتا ہوں کہ جب صبح کو ہولے ہو چلی سب کے
پہلے بقراط ثانی کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک رنڈی پاس سو رہی ہے بقراط ثانی لپٹ گیا
سلطان کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک سیہ فام لیٹ رہا ہے سلطان گھبرا گیا آپس میں جوتی پیزار
ہونے لگی کل محفل کا یہی حال ہے کہ الجھ رہے ہیں ایک کو ایک کل ہو کہتا ہے دروازے پر
بارگاہ کے بھی اسی طرح جوتی پیزار ہو رہی ہے چھلاوہ جو بیدار ہوا دیکھا کہ ایک طرف دو پرستار
الجھ رہے ہیں پکار کر آواز دی کہ یا خداوندا وہ ساربان زادہ سب کو لوٹ کر لے گیا مجھکو کھول
باندھ کر ڈال گیا میں ہوں حضرت چھلاوہ بقراط ثانی نے جا کر اپنے عیار یعنی چھلاوہ کو کھولا
چھلاوہ نے سب کو الگ کیا دربار کو درست کرنے لگا چند ساحر دوڑے ہوئے آئے
کہا یا خداوند دقیانوس بھی مرا ہوا پڑا ہے جہان آرا اور صہبا سے شیرین کلام رہا ہو گئیں
یہ سنکر بقراط ثانی نے سر پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا قتل دقیانوس عجب معاملہ ہوا میرا
انتظام مٹ گیا لیکن ساربان زادہ نہ جانے پائے کئی ساحر اڑ کر خواجہ کی تلاش میں
چلے لیکن خواجہ عمرو و ملکہ جہان آرا و ملکہ صہبا ایک جانب جاتے ہیں ایک صحرا میں اتفاق
ہوا کہ آسمان پر ابر تیرہ و تار چھایا پانی برسنے لگا خواجہ تو گلیم اوڑھ کر کنارے کھڑے ہوئے
لیکن جہان آرا نے جو دیکھا کہ پانی برسنے لگا اور ابر محیط چھایا کڑک کر بلند ہوئی جا کر ابر کو توڑا
دیکھا کہ ایک ساحر موسوم بہ بارش جادو سحر کر رہا ہے اور آواز دیتا ہے کہ اے جہان آرا
آگے نہ بڑھنا منم بارش جادو ملکہ نے للکارا کہ او بیحیا چھپ کر سحر کرتا ہے سامنے تو آ بارش
جادو بڑھا دونوں ہاتھ ہلائے جہان آرا پر برق گری جہان آرا نے برق کو کاٹا اپنے کو
بچایا اور بالوں کو ہلایا جیسے ہی زلفیں ہلیں بارش جادو ٹھہرا کہ صہبا پہنچی صہبا
نے آتے ہی آنکھ ملائی اور آواز دی کہ کیوں بارش جادو مزاج کیسا ہے بارش جادو
جھوم گیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا۔ نظم

ہو نہ مایوس ریاضت کا صلا ملتا ہے — بندگی کرنے سے کہتے ہیں خدا ملتا ہے
راہبر کرتا ہے رہزن سے مسافر سے سلوک — خضر سے گور کی منزل کا پتا ملتا ہے
کس طرح ڈھونڈھ نکالیں تجھے جویا تیرے — نہ نشان ملتا ہے تیرا نہ پتا ملتا ہے

گل کرت بیہ دون مین کیا کف پا سے تیرے
جسکو دیکھا تری زلفون کا وہ سودائی ہی
خاک چھنواتا ہی ہر بار مجھی سے ظالم
شال و زربفت مبارک تجھین دولتمندو
داغ عشق اور کو دیتا ہی فلک سا ہی ظالم
جیب سے کی ہی تری خدمت مین سعی رستا حاصل
شگفتہ جیسا سے ہوے اس لب شیرین کے زلہ

وہ صفائی تو کہان رنگ ذرا ملتا ہی
جو مجھے ملتا ہی جو پاسے بلا ملتا ہے
آسمان مجکو ستا کر سمجھے کیا ملتا ہی
مجکو کمل مین دو شالے کا مزا ملتا ہی
مجھے گل کھانے کو لوہے کا توا ملتا ہی
چغد و پر لسے مین ڈھونڈھو تو ہما ملتا ہی
پانی پیتے ہین تو شربت کا مزا ملتا ہی

اس طرح یہ اشعار پڑھ کر قریب صہبا کے آیا کہا کہ اے بانیٔ عالم مین تو غلام ہون جو حکم ہووے اُسے بجالاؤن صہبائے شیرین کلام نے کہا کہ تلوار کھینچ بارش جادو نے فوراً تلوار کھینچی گلے پر رکھ لی جہان آرا نے کہا کہ اب ثابت قدمی اپنی دکھاؤ گلا اپنا کاٹ لو بارش جادو نے فوراً گلا اپنا کاٹ لیا لاشہ بارش جادو کا زمین پر گرا ابر وغیرہ غائب ہوا خواجہ عمرو جو زیر دیوار کھڑے تھے دیکھا کہ ابر لخت لخت ہو کر غائب ہوا سمجھے کہ صہبا و جہان آرا بارش پر برس گئی آخر یہ انجام ہوا کہ خوف دل کا مٹا گلیم سر سے اُتاری ظاہر ہو کر کھڑے ہوے کہ ایک طرف سے آواز آئی ارے غضب ہوا بارش ایسے ساحر کو ستایا مگر اب خواجہ کہان جاوینگے خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک آہوے صحرائی دوڑتا ہوا آتا ہی خواجہ عمرو نے اُس آہو کو دیکھ پھر گلیم اوڑھ لی وہ آہو کر چھالین بھرتا پھرتا ہی ہر طرف خواجہ کو ڈھونڈھ رہا ہی مگر خواجہ عمرو نے پہلو پر آکر حلقہا سے کمند یا جسے آہو اُسمین اُلجھا چاہا کہ تڑپ کر نکلون لیکن کب ہو سکتا کہ پنجے سے خواجہ کے رہائی پائے خواجہ نے جھٹکا مارا کہ آہو زمین پر گرا خواجہ نے لپک کر خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک اندھیرا ہو گیا آواز ہیبتناک آئی کہ کشتی مرا نام مین دشت نورد جادو ہون ملکہ جہان آرا و صہبائے شیرین کلام جو آئین دیکھا کہ خواجہ ایک ساحر کے کپڑے اُتار رہے ہین سب حال اپنا بیان کیا کہ ہمنے بارش جادو کو قتل کیا خواجہ عمرو نے کہا کہ مین نے دشت نورد کو مارا سب آپس مین خوش ہوے چلنے کو رہ براہ ہوے یہان رستم سلیتن قلعے پر فروکش ہین سرداران نامی جمع ہین لشکر آراستہ

مگر خواجہ عمرو کا بڑا انتظار ہو رہا ہے ہیں کہ خواجہ عمرو پلٹ کر نہیں آئے بدون رہائی ملکہ
جہان آرا و ملکہ صہبا سے شیرین کلام نہ پلٹیں گے یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا
کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر تین لاکھ سحر ساحروں کا لشکر نیزے سب کے ہاتھ میں
اپنے اپنے گھوڑوں کو چمکاتے ہوئے آتے ہیں علمہائے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوئے لشکر
رستم جو دور سے دیکھا گھبرا گیا ساتھ والوں سے کہا کہ یارو دیکھو طلسم کشا نے کس قدر لشکر
جمع کر لیا کیا صاحب اقبال ہو لیکن میں آفت برپا کر دونگا میرے ہاتھ سے طلسم کشا بھلا کب
بچ سکتا ہو جب طلسم کشا کو گرفتار کر لیا تو پھر کون بول سکیگا جملہ سرداروں کو گرفتار کر لونگا
یہ کہکے آتر بڑا رستم پیلتن نے سماک پایراقی عیار کو حکم دیا کہ جاکر دریافت کرو کہ اس
پہلوان کا کیا نام ہو سماک پایراقی لشکر کفار میں آیا کسی سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ
غبار انگیز بیشہ نشین اسکا نام ہو سماک پایراقی نام دریافت کرکے خدمت رستم میں آیا
تمام کیفیت بیان کی شام کو صدائے طبل جنگی کان میں آئی رستم نے سماک سے
پوچھا کہ یہ کیسا نقارہ بجا ہو سماک پایراقی نے عرض کی کہ ہرکارے آتے ہونگے ذکر تھا
کہ ہرکارے آکر موجود ہوئے بعد دعا و سلام عرض کی کہ حضور غبار انگیز بیشہ نشین نے
طبل جنگی بجوایا ہو اور کہتا ہو کہ میں بہت خاک اڑاؤنگا رستم نے فرمایا کہ ہمارے لشکر
میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہاں بھی طبل جنگی گڑگڑایا دونوں لشکروں میں
تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں ہر مقام پر یہی ذکر ہو کہ غبار انگیز بیشہ نشین بڑا زبردست
پہلوان ہو اسکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہو پروردگار عالم اسکے شر سے اہل اسلام کو
بچائے مگر اہل اسلام کہتے ہیں کہ ہمارے آقا سے نامدار اپنے زمانے کے رستم ہیں ایسے
ایسے پہلوان زیر کیے کہ جنکا مثل و نظیر نہ تھا اگر روز اول رستم کو طلب کیا تو اتنے ہی دن کا تمہ
ہو تماشا یا اوروں سے لڑے تو ایک دو دن بچیگا انشاء اللہ رستم سے لڑکر بہت بچ نہ سکیگا
یقین ہو کہ بھاگ جائیگا مہلت نہ پائیگا چار پہر رات اسی ہنگامے میں گذری اب وہ
وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش نے لباس ضیا کو زیب جسم کیا توسن فلک پر سوار ہوکر میدان
مصاف زبرجدی میں آیا نیزۂ خطوط شعاع ہاتھ میں لیا تمام دنیا کو منور و روشن کیا

دونون لشکر بقاعدہ رزم میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی
کڑکیت کڑکا کہکہ ہٹے غبار انگیز بلبشہ نشین نے گینڈا اپنا بڑھایا نیزہ ہلاتا ہوا میدان کی ہوا
مین آیا گینڈے کو مہمیز کیا جب کہ خوب عرق عرق ہوا دونون نتھنون سے یون سینہ پھلا کر
جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین پکار کر آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان و ای قوم زبردستان
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میدان مین آئے اپنی جرأت دکھائے لیکن سوائے طلسم کشا کے
اور کسی کو ہمت نہین چاہتا مشتاق ہون کہ رستم سے رد و قدح ہو رستم پیلتن نے یہ سنتے ہی
فوراً استر بالا گبھو [illegible] بڑھایا اور نعرہ کیا کہ منم رستم پیلتن و پیلکن کشندہ دو بل ہاتھی
و قویل ہندی و کپتان فرنگی سامنے غبار انگیز بلبشہ نشین کے پہونچے غبار انگیز نے جو
روے زیبا کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا سلام کو ہاتھ اٹھایا کہا کہ ای رستم تمنے اپنا
نام رستم کیا سمجھ کے رکھا ہی رستم نے فرمایا کہ او یاوہ گو بیہودہ کیا بکتا ہی یہ میدان کارزار ہی
زبان تیغ سے کلام کر یہ سنکر غبار انگیز بلبشہ نشین نے کہا کہ تجکو حربہ کرتے افسوس آتا ہی میرا
حربہ کبھی خالی نہین جاتا غضب لات و منات ہی رستم نے کہا کہ وہ غضب تیرے اوپر
ٹوٹیگا زیادہ غرور نہ کر یہ سنکر غبار انگیز بلبشہ نشین نے نیزہ اٹھایا صاف ثابت ہوتا تھا کہ
تاڑ کا درخت ہی شاخین اور ٹہنیاں ہمنے قطع کر لی ہین خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا رستم نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ
جب رستم نیزہ مارتے ہین تو یقین ہوتا ہی یہ نیزہ خالی نہ جائیگا مگر غبار انگیز روک لیتا ہے
دو گھڑی کامل نیزہ چلا آخر ایک مقام پر رستم نے نیزہ غبار انگیز کا گانٹھ مرکب کو چمکا کے ایسا
مارا کہ نیزہ ہاتھ سے غبار انگیز کے نکل گیا سرداران رستم نے غل کیا ہر طرف سے یہی آواز
آتی تھی کہ وہ مارا کافر کو پست کیا خدا نے ہمارے آقا کو زبردست کیا غبار انگیز نے شرما
ہوکر قبضہ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا تیغہ بارہ دار لنگر دار چمکتا ہوا نیام انتقام سے نکلا خبردار خبردار
کہکے ہاتھ مارا رستم پیلتن نے گرد اسپر کا چہرے کی پناہ کیا جب تیغہ قریب سر آکر چمکا
رستم نے تھپکی ماری کہ تیغہ پٹ پڑا بارہ سپاہ کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا غبار انگیز نے
گریبان پہ ہاتھ رکھا رستم نے جھٹکا مارا کہ گینڈا غبار انگیز کا بیٹھ گیا دونون جوان لپٹے ہوئے

زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی رستم نے اُترتے ہی زیادتیان کرنا شروع کین جب پیلتن کو پکڑا لانے گردن تھام کر دو ہکے مارے کہ زرہ پارہ پارہ ہو گئی پیشانی سے گلے سے خون کے ٹپکنے لگے دونون لشکر نگران ہین سماک یلداقی عیار رستم بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی کہ رستم نے دنگ کر دیا غبار انگیز بیشہ نشین بدحواس ہو رہا ہی سماک یلداقی کہ رہا ہو کہ اب تھوڑے سے عرصے مین آقا سے ہمارا اسکو زیر کرلین گے یہ سمجھا کیا کر سکتا ہو جب تک جلال آفتاب تھا تب تک غبار انگیز بیشہ نشین الجھ الجھ کر لڑا جب زوال آفتاب ہوا غبار انگیز کی طاقت بڑھنے لگی اب دیکھنے والون نے دیکھا کہ غبار انگیز زیادتیان کرنے لگا ایک مقام پر رستم ریل کر لے دوڑے غبار انگیز بیشہ نشین ہٹتا چلا آتا ہو ایک مقام پر آکر بلیا رستم پیلتن کو ریل کر لے چلا رستم نے چاہا کہ اب نہ ہٹون غبار انگیز نے زور کیا رستم پیلتن نے جو قدم بڑھایا وہان بیہوش خانہ تھا رستم کا پاؤن ہوش خانے مین جا پڑا غبار انگیز نے یکبار گی کو لھا رستم کا اُتر گیا صدمے سے تیورا کے بیہوش ہوئے غبار انگیز نے کچھ خیال نہ کیا زور کیا کہ رستم گر پڑے مگر بیہوش و مدہوش غبار انگیز بیشہ نشین نے اسی حال مین رستم کی مشکین باندھ لین مگر بقدرت پروردگار غبار انگیز کو حال تحفہ جانتا معلوم نہ تھا ورنہ لیلین ہی کو اتار لیتا اسی طرح رستم پیلتن کو باندھ کر لے گیا آخرا اہل لشکر رستم ملول و حزین افسوس کرتے ہوئے پلٹے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اس مکار نے بڑی نامردی کی بالکل جرأت کو کام نہ دیا ایسے جلیل و بہادر کو یون باندھ کر لے گیا سماک یلداقی نے کہا کہ آپ لوگ جل کر اترین مین برائے خبر جاتا ہون اگر بنتا ہے تو آقا کو رہا کر کے لاتا ہون یہ کہکر سماک یلداقی طرف لشکر کفار کے چلا صورت بدل لی ایک خدمتگار کی صورت بنا ہوا ہے پھرتا پھراتا بارگاہ غبار انگیز مین آیا دیکھا کہ غبار انگیز نے رستم کو مسلسل و مطوق کر کے قید خانے مین بھیجا قرنیل نامے ایک پہلوان کو بعہدہ نگہبانی قرار دیا اور آپ دوسرے خیمے مین گیا کہ وہ تخلیے کا تھا سماک یلداقی بھی غبار انگیز بیشہ نشین کے ساتھ ساتھ اُس خیمے مین پہونچا دیکھا کہ ایک پلنگ لگا ہے غبار انگیز اُسپر جا کر بیٹھا سماک بھی سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا غبار انگیز بیشہ نشین یون مشتاق بیٹھا ہے کہ جیسے کوئی کسی کے انتظار مین ہوتا ہی اور یہ اشعار

## زبان پر ہین نظم

ای فلک مدت سے اپنا حال زار اچھا نہین
درد دل رہتا ہی ہر دم ہجر یار اچھا نہین

خواب آتا ہی نہین کسکا خیال دیا ہے
میری چشم منتظر یہ انتظار اچھا نہین

خاکسارون کی طرف سے عالم ایجاد مین
دل مین رکھنا ہو پری پیکر غبار اچھا نہین

جان جائیگی تو جائیگی بلا سے ناصحا
کوچۂ سفاک مین کیونکر قرار اچھا نہین

بیمروت ہین ستمگر ہین بڑے بیرحم ہین
ای دل نادان بتون کا اعتبار اچھا نہین

ہونگے جاتے وقت دیوانے لحد مین بیقرار
تیرا آنا ای پری سوے مزار اچھا نہین

گردش تقدیر کیا کم ہی ستانے کے لیے
بل کی لینا ہمسے تیرا زلف یار اچھا نہین

دل تری آواز سے ہلتا ہی گلچین کا بہت
بولنا گلشن مین تیرا ای ہزار اچھا نہین

ٹھوکرین غیرون کی پڑتی ہین ہماری قبر پہ
کوچۂ جانان مین ہونا مزار اچھا نہین

مجکو آتا ہی اگر تو آ فراق یار مین
ای اجل ہر روز کا یہ انتظار اچھا نہین

کیجیے آغاز مین انجام پر ای جان نظر
فیصلہ ہونا مرا روز شمار اچھا نہین

یکایک زمین شق ہوئی ایک ساحرہ ہلتی ہوئی کانپتی ہوئی نکلی نکلتے ہی غبار انگیز سے لپٹ گئی کہا ای عاشق صادق مین نے تیرے واسطے بڑی مشقت کی جب مین نے دیکھا کہ تو رستم سے لڑنے لگا ہر مقام پہ تجھکو کم پایا رستم زیادہ نشان کرتے تھے مین نے سحر کیا رستم چلتن پہ تاثیر نہ ہوئی آخر مجھکو خیال آیا کہ رستم تجھکو مار ڈالیگا تب مین مجبور ہو کر غرق زمین ہوئی اور موش خانہ بنایا کہ انھین رستم کو گرفتار کرون آخر موش خانے مین رستم پھنسے تو غالب ہوا لیکن خبردار اب تو دیر نہ کر فوراً رستم کو قتل کر قدرت نام سے اس جوان کے کتراتے ہین ساحرون کو ڈر ہے اس جوان کے غش آتے ہین اگر تو نے سر اسکا پاس قدرت کے روانہ کیا تو بڑا نفع ہوگا اور تمام طلسم مین تیرا نام ہوگا کہ خدائی قدرت کی بچالی غبار انگیز نے کہا کہ ای زمین کن تو نے بڑا کام کیا مجھے آج ہرگز امید نہ تھی کہ اس جوان سے جان بچیگی تم عین وقت پہ پہونچین ورنہ میری جان نہ بچتی تو نے بڑا کار نمایان کیا زمین کن نے کہا کہ ایک مدت ہوئی میرے تیرے آشنائی ہی جب مین تیرے بیٹھے مین آئی اور مین نے خبر سنی کہ مقابلہ

طلسم کشا میں غبار انگیز گئے ہیں میرے ہوش درست نہ رہے آخر کو چل نکلی ہزار ہزار شکر ہے کہ
خداوند لقا ثانی کا کرونت پر پہونچی تجکو صحیح و سالم پایا جب میں نے سحر کیا تو نہیں معلوم
کیا باعث تھا کہ سحر تاثیر نہ کرتا تھا غبار انگیز بلبشہ نشین نے کہا کہ کل صبح کو دربار میں سمجھونگا اگر
اسنے میری اطاعت سے انکار کیا تو فوراً قتل کرونگا یہ کہکر زمین کن نے کہا کہ میں نہیں ٹھہر سکتی
اگر میں ٹھہر جاؤن تو مجکو خوف ہے کہ عیار میرا پیچھا کرینگے شاگردان خواجہ عمرو سے بچنا
دشوار ہے غبار انگیز بلبشہ نشین نے کہا کہ آج شب کو یہیں ٹھہر جاؤ کل جب میں طلسم کشا کو
قتل کرچکون اُسوقت تم چلی جانا زمین کن نے جواب دیا اچھا میں آج شب کو نہ جاؤنگی
تیرے پاس رہونگی شب کو عیش کرونگی بروقت قتل طلسم کشا موجود رہونگی شاید کوئی ساحر
آجائے تو اُسکا انتظام کرون غبار انگیز بلبشہ نشین نے سب باتیں زمین کن کی منظور کین اور
زمین کن باطمینان بیٹھی غبار انگیز نے گلے میں ہاتھ ڈال دیے دونوں آپس میں اختلاط
کرنے لگے عاشق و معشوق ایک جگہ بیٹھے سماک بلداقی کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے اور دل میں پیچ و تاب کھا
رہا ہے کہ کیا تدبیر کرون اگر کسی طرح بن پڑے تو کوئی عیاری کرون اس ساحرہ کو قتل کرون اس
ملعونہ نے بڑا ظلم کیا کہ رستم کو گرفتار کرادیا ایسی کوئی آفت برپا کرتا ہے جو اس ملعونہ نے کی
بیچارے نے ایسا ستم کیا کہ زمین میں ڈوبی اور ڈوب کر بیہوش خانہ بنایا رستم کو گرایا یہ نامرد گرفتار
کرلایا اب کوئی تدبیر کرون کہ رستم رہا ہون اس سوچ میں تھا سماک بلداقی کھڑا ہے کہ
زمین کن نے کہا کہ صاحب واسطہ خداوند خیال سکندری کا کسی گائن کو بلاؤ ذرا گانا سنیں کہ
طبیعت کو فرحت حاصل ہو خدمتگار جو سامنے کھڑا تھا دست بستہ عرض کی کہ غلام گانا جانتا ہے
اگر حکم ہو تو سناؤن زمین کن نے کہا کہ ارے تو گانا کیا جانے سماک نے کہا کہ ای ملکۂ عالم
رات کو قدرت میرے خواب میں آئے تھے فرما گئے کہ ہمنے تجکو کمال علم موسیقی دیا تجھسے
بہتر کوئی نہ گا سکیگا یہ کہکر سماک بلداقی نے باجا اٹھایا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا
اور گنگنانے لگا گنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ سامنے عاشق و معشوق کے شروع کیے دونوں
یہ اشعار سنکر جھومنے لگے نظم

| | |
|---|---|
| پڑتی ہے آکے جان پہ آخر بلا ے دل | یارب کسی بشر کا کسی پہ نہ آئے دل |

آ تو نے دے میری جان کسی پر جو آئے دل
کچھ مشغلہ ضرور رہی آخر برائے دل

تیرے بغیر کسکی تمنا کرے بشر
تو آرزوئے جان ہی تو مدعائے دل

آیا کسی طرح سے نہ فرقت میں جب قرار
لپٹا رہا میں ہاتھ کے نیچے دبائے دل

تو ایک بار ہنس کے گلے سے اگر لگا لے
سینے میں خرمی سے نہ پھولا سمائے دل

تاب و توان و صبر و خرد کب کے جا چکے
رکھتے ہیں کائنات میں ہم کیا سوائے دل

گاڑا فلک نے پھر کسی عاشق کو خاک میں
ہر قبر سے آ رہی ہی صدا ہائے ہائے دل

او ترک تیری آنکھوں پہ عیاری ختم ہے
دونوں نے کیا نلوہ ہزاروں اڑائے دل

گستاخیاں ہیں بے ادبی کی کلام میں
کیونکر کہوں زبان سے جو ہی مدعائے دل

غفران پناہ جب سے لہو ہو کے بہ گیا
سینے میں آکے درد رہا ہے بجائے دل

اپکا اسے پڑا ہی بری طرح چاہ کا
ایسا نہ ہو کہ جان بھی اک دن گنوائے دل

پوچھوں علاج کس سے محبت کے روگ کا
عیسیٰ کے پاس بھی تو نہیں ہی دوائے دل

اشک الم کے ساتھ وہ بھی لہو ہو کے بہ گیا
اے زینہار دیکھو یہ ہوئی انتہائے دل

سامنے عاشق و معشوق کے اس رنگ میں سہاک بلداقی نے یہ غزل گائی کہ غبارہ انگیز و زمین کن خوش ہو گئے کہا حقیقت میں تو ایسے مزے سے گاتا ہے کہ گانے میں شرما جائیں کوئی سامنا نہ کر سکے سہاک بلداقی نے عرض کی کہ حضور کو شراب پلاؤں ایسے مزے سے ساقی گری کروں کہ پینا کیسا صورت دیکھ کر نشہ ہو دماغ تر ہو جائے یہ کہکر گلابی اٹھائی اسمیں بیہوشی ملائی اور جام لبریز کیا پہلے غبارہ انگیز بلیشہ نشین کو پلایا بعد اسکے سامنے زمین کن کے پیش کیا دونوں بے اندیشہ انجام پی گئے جب دونوں شراب پی چکے تو سہاک نے پھر یہ چند اشعار عاشقانہ گائے

نظم

ہم زبان شمع سے سنتے ہیں ہجر یار میں
چاہیے گھل گھل کے مرنا عشق کے آزار میں

میرے دلمیں ہی غم خال و خط جاناں کے داغ
نشا سا کبھی تھوڑا چھڑک دو مرہم زنگار میں

گو آنکھیں ہو گئیں رونا ہو کم ممکن نہیں
ہوتی ہی اکثر سفیداری ابر دریا بار میں

دل نشانہ عشق گیسو میں ہوا ہوں چاک چاک
تار گیسو سے لگیں ٹانکے دل افگار میں

ہی اثر کسکی نگاہ لطف و قہر انداز کا + | بلبلین ہین دام مین اور آہ گل بازار مین
گرمی بازار یوسف آگئے ہین یوسف کے گیا | منہ دکھلاتے ہی لگا دے آگ جو بازار مین
چونکہ ہین خونخوار انکو رنج دنیا ہی مین ہی | چھپ رہا ہی موجود جب دیکھ لب سوفار مین
راہ خونریزی مین ہی قاتل جو رکھا ہی قدم | چلتے چلتے پڑ گئے چھالے تری تلوار مین
آفتاب حشر بھی تجکو سجا کر جائیگا | سونے والا ہون کسی کے سایۂ دیوار مین
بستر گل ہو مبارک یار کو آئی بہار | ڈوب جلن کر لوٹے اب وادی پر خار مین
ساقی کوثر پلا دیجے مئے خم غدیر | مست ہون ناسخ مین عشق احمد مختار مین

یہ اشعار سنکر عیار انگیز اپنے مقام سے اٹھا کہا کہ ای زمین کن قدرت تشریف لاتے نہین
مین انکو بلاتا ہون وہ اگر آگئے تو محفل مین رونق ہوگی یہ کہکے ناچتا ہوا اپنے مقام سے
اٹھا اور زمین کن بھی ساتھ ہی اٹھی دونون لڑکھڑا کر گرے سماک پلداقی نے کسی کو
ہاتھ نہ لگایا خود عیار انگیز کا لے لیا رنگ و روغن عیاری کا اپنے پاس سے نکالا صورت
اپنی تبدیل کی عیار انگیز کی شکل بنکر تیار ہوا ایک قرابہ شراب کا اٹھا لیا اور ٹہلتا ہوا باہر
آیا رستم پیلتن پہ فرزیل نامے پہلوان نگہبان ہی سماک نے باہر نکل کر دیکھا کہ فرزیل
کا سر کٹا ہوا پڑا ہی اور سب ساتھ والے بیہوش پڑے ہین سماک حیران ہوا کہ انکو کسنے
بیہوش کیا ناچار ہوکر پردہ قید خانے کا اٹھایا دیکھا کہ رستم بیہوش پڑے ہین ایک
عیار بلاے روزگار رستم کا پشتارہ باندھ رہا ہی سماک نے للکارا کہ او نامرد تو کون ہے
اس عیار نے فوراً رستم کو دوش پر لگایا نقب کھود رکھا تھا اسی مین پھاند پڑا سماک بھی
برابر پہونچا یہ بھی نقب مین کودا لیکن وہ عیار بہت تیز رو تھا آگے وہ عیار جاتا ہی اور
پیچھے اسکے سماک جاتا ہی اور چاہتا ہی کہ قریب پہونچون تو حلقہ کمند کے ڈالون لیکن وہ
منتشل ہوا کے جاتا ہی تھوڑے عرصے کا روہ عیار طرار نقب سے نکلا سماک اسکے تعاقب مین ہے
عیار جنگل مین پہونچا چاہتا ہی سماک کو دھوکا دیکر نکل جاؤن لیکن سماک جان لیے ہو
پیچھے ہی ایک مقام پر عیار پہونچا مگر سامنے ایک پہاڑ ہی اسمین ایک ساحرہ بیٹھی تھی آنکھ
جو دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بردوش جاتا ہی وہین سے للکارا کہ او شخص تو کون ہے کیا تو

بردہ فروش ہی وہ عیار رُکا اُس ساحرہ نے سحر کیا عیار کے پانوں زمین نے پکڑ لیے جب وہ
وہ ساحرہ قریب آئی روے رستم سے جو بسبب ہوا کے گوشہ چادر کا ہٹ گیا ساحرہ کی نگاہ
جمال جہان آرائے رستم پر پڑی دیکھتے ہی مبہوت ہوگئی بے اختیار ہو کر پکار اُٹھی نظم

خضر اُس راہ مین لے چلتے نہین تم مجھکو — گم کرون ہوش کو مین ہوش کرے گم مجھکو
شوق کی بیخودیون نے یہ کیا گم مجھکو — ڈھونڈھتا ہون مین تمھین ڈھونڈھتے ہو تم مجھکو
اب مین جاتا ہون کہان داغ جگر کہتا ہی — دل نہین ہون کہ جو کر دو گے کہین گم مجھکو
چھپتے ہین صبح شب وصل کے آثار کہین — پھیلے دیتا ہی تبسم ترا انجم مجھکو
دل مرا فرقت ساقی مین بھرا آتا ہے — یون نہ خالی نظر آئے تھے بھرے خم مجھکو
وصل کی شب سے جو کہتا ہون ٹھہر کہتی ہی — جب ٹھہرنے نہین دیتی تو دے گردش انجم مجھکو
جوشش گریہ مین لنگر ہے بیتابی دل — لے نہ ڈوبے کہین کشتی کا تلاطم مجھکو
کیا تجسم نگہ شوق سے رکھا جسنے — چشم اغیار سے محفل مین تری گم مجھکو
ہوش مین آسکے فلاطون کی طرح گم کرتا — اس خرابات مین ملتا جو کوئی خم مجھکو
دیکھکر انجمن آرا مجھے جلتا ہے فلک — داغ یارب دیے بہوتے اُسنے انجم مجھکو
لامکان ہی مین اُسے ڈھونڈھتا ہون پھر پھر کر — بے ٹھکانے ہی سمجھتا ہے توہم مجھکو
کشتہ اک رشک مسیحا کے تغافل کا ہون — جو قیامت کبھی اُٹھانے تو کہے قم مجھکو
پھر وہی مجھ سے زمانے کی چلی جاتی ہی — چھیڑے جاتا ہی شب و روز یہ گندم مجھکو
گریہ کیا جانے مرا زخم مین کیا جان ہنسی — اسکو رونا مین بتا دون یہ تبسم مجھکو
حشر مین چھپ نہ سکا حسرت دیدار سے راز — آنکھ کمبخت سے پہچان گئے تم مجھکو
آپ مین کون ہو سمجھائے ہین کیا و جلال — آدمی سمجھے ہوے ہین ابھی مردم مجھکو

شغل جادو روے رستم دیکھکر اسقدر بیقرار ہوئی کہ پسینے پسینے ہوگئی کانپنے لگی کبھی کہتی تھی
کہ اے شخص یہ جوان حور ہی یا پری ہی جسکو دیکھکر ہوش درست نہین جی چاہتا ہی کہ اسکی
بلائین لون جان کو ابھی قربان کرون یہ کہکر بیتابانہ دوش سے عیار کے اُتار گود مین لٹا
لیکر اُسی مقام پہ بیٹھ گئی سر تو زانو پر رکھا میلی چادر یا جو اوڑھے تھی اُس سے غبار روے

رستم پر پنکھے لگی کبھی پیر دباتی ہی کبھی تلوے سہلاتی ہی آخر سوچی کہ اس عیار نے اس
شخص کو بیہوش کیا ہی جب بیہوشی اُتریگی تو ہوشیار ہو گا آخر چھینٹے سے پانی لیا منھ پر
رستم پیلتن کے چھینٹا دیا رستم ہوشیار ہوے اپنا سر زانو پر ایک ساحرہ سیہ فام کے
پایا اور دیکھا کہ ناز و کرشمے کر رہی ہی کبھی منھ سے منھ ملاتی ہی کبھی قربان جاتی ہی رستم
گھبرا کر اُٹھ بیٹھے فرمایا کہ ارے تو کون ہی شفقتل نے کہا کہ آپ کی عاشق صادق ہوں ای
جوان میری تجھپر جان جاتی ہی رستم نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتی ہی میں تو وہاں قید خانے
میں قید تھا یہاں کیونکر آیا شفقتل نے کہا کہ ای جوان یہ عیار مکار تجکو لیے جاتا تھا میں نے
تجکو روک لیا اُسکو بھی قید کیا اب یہ جا نہیں سکتا اس سے پوچھیے کہ تو کون ہی کہاں لیے
جاتا تھا رستم نے پوچھا کہ ای عیار طرار مجکو کہاں لیے جاتا تھا اور کیسے قید خانے سے
کیوں لایا عیار نے کہا کہ ای شہریار مہتر چھیلا وہ میرا نام ہی عیاری کرنا میرا کام ہی حضرت داوند
بقراط ثانی کے دربار میں خواجہ عمرو گئے مجکو اپنی صورت بنا کر ذلیل کرایا بقراط ثانی نے
مجکو حکم دیا کہ جسطرح بنے یا رستم کو یا خواجہ عمرو کو لاؤ یہاں جو میں آیا تو میں نے
خبر سنی کہ رستم قید میں ہیں آکر سب کو بیہوش کیا اور نقب کھودکے اندر پہونچا مگر ای
شہریار آپ کا عیار میرے تعاقب میں آیا تھا نہیں معلوم کہاں ٹھہر گیا جب تک میں
گرفتار نہ ہوا تھا تب تک تو اُسنے میرا پیچھا نہیں چھوڑا اب نہیں معلوم کہاں گیا اب
میں حاضر ہوں خواہ مجکو قتل کیجیے خواہ بخشیے میں بے اختیار ہوں نہایت مجبور و ناچار
ہوں رستم خاموش ہو رہے جادوگرنی سے کہا کہ اسکو رہا کردو اسکی کیا خطا ہی اپنے مالک
کے حکم سے آیا تھا شفقتل نے کہا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان اب تو میرا
حال ابتر ہی ضبط نہیں ہو سکتا یہ کہکر ہاتھ بڑھائے قصد کیا کہ رستم پیلتن کو گلے سے
لگاؤں رستم نے ہاتھ جھٹک دیے دوسری مرتبہ شفقتل نے سحر کیے ہاتھ بڑھایا
لوح طلسمی اُنکے گلے میں پڑی ہی بھلا اُنپر سحر کب تاثیر کرتا ہی تحفہ حیات بھی زیب جسم ہی
رستم نے اُسپر بھی منع کیا اور فرمایا کہ قاعدے سے بیٹھ ایسا نہو کہ تیری زبان سے کوئی
کلمہ نکلے اور مجھے غصہ آجائے اُسنے چاہا کہ سحر کروں زبان رستم بند ہو جائے میں مطلب

حاصل کرون ماش کے دانے جھولی سے نکالے رستم پر پھینکنے سمجھی کہ بس سحر مین مبتلا ہوکے
دونون ہاتھ بڑھائے کہ گلے سے لپٹا لون رستم نے دیکھا کہ اُسنے ماش کے دانے پھینکے وہ
تصدیق ہوگئے کہ بڑے غصہ از حد تھا کلائی تھام کر ایک طمانچہ مار دیا کہ سر شفقتل کا جسم گردن
سے اُڑ گیا شفقتل کے مرتے ہی مہتر چھلاوہ چھوٹا طرارہ بھر کے بھاگا مگر یہان سر کٹتے ہی
شفقتل کے آندھی سیاہ اُٹھی اندھیرا ہوگیا برقباری و سنگباری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے
آواز آئی کہ شفقتل مرا نام من شفقتل جادو بود روشنی ہوئی سماک جھپٹ کر قریب رستم آیا کہا
اے آقاے نامدار چلیے خداوند کریم نے اپنا فضل شریک کیا اسے کیا کہون کہ اُس ملعون
سے مقابلہ ہوا یہ عیار بقراط ثانی کا تھا قبلہ و کعبہ ہمارے اُس صحبت مین ہو آئے مگر
ابھی تک اس لشکر مین نہین آئے اب رستم اور سماک چلے مگر غبار انگیز بیشہ نشین و
زمین کن ساحرہ کو جو سماک یارانی بیہوش کر کے ڈال آیا تھا صبح کو ہواے سرد چلی
دونون کی آنکھ کھلی زمین کن نے کہا کہ اے غبار انگیز ہم تم خوب سوئے یہ کیا سحر کہ ہوا وہ
خدمتگار کوئی عیار تھا ہمکو تمکو بیہوش کر کے وہین ڈال گیا مگر نہین معلوم انجام کیا ہوا
شکر ہے خداوند بقراط ثانی کا کہ قتل نہین کیا یہان کون روکنے والا تھا اگر مجکو اور
تمکو قتل کر ڈالتا تو کون روکتا یہ ذکر تھا کہ چند خدمتگار بدحواس روتے پیٹتے سامنے
آئے دست بستہ عرض کی کہ اے بادشاہ پہلوانان و اے گرشاسپ جہان فرزیل پہلوان
کو جو آپ نے در خیمہ اُٹھانے پہ مقرر کیا تھا اُسکا سر کٹا ہوا پڑا ہے رستم قید خانے مین
نہین ہین یہ سنتے ہی غبار انگیز بادیہ نشین گھبرا گیا کہا ارے یہ بہت بڑا غضب ہوا ساحرہ
بھی گھبرا گئی دونون خیمے سے نکلے اُس مقام پر آئے کہ جہان رستم پہلوان قید تھے دیکھا
ہتھکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی پڑی ہین رستم نادارد غبار انگیز بیشہ نشین تھرا گیا زمین کن
نے کہا کہ ابھی لیجانے والا دور نہ لے گیا ہوگا لشکر تیار کر کے چلو اگر راہ مین تنہا پا جائین
تو از روے جلو سے گرفتار کر لیوین غبار انگیز کو یہ بات بہت پسند آئی لشکر مین
قرنا کرائی کل لشکر تیار ہوا غبار انگیز گھوڑے پر سوار ہوا زمین کن نے دونون پاؤن
اپنے زمین پر مارے غرق زمین ہوئی غبار انگیز رستم کو تلاش کرتا ہوا چلا سوارون کو

چارون طرف دوڑایا کہ تلاش کرو اگر رستم مل جائے تو گرفتار کرلو پھر زندہ نہ چھوڑو فوراً قتل
کر ڈالو ایک سوار نے دور سے دیکھا کہ رستم اور سہاک پیادہ پا اڑے جاتے ہین سامنے اپنے
لشکر کے پہونچ چکے ہین دور سے جو سردارون نے دیکھا برائے استقبال بڑھے کہ سوار
نے غبار انگیز پیشہ نشین کو خبر دی کہ رستم وہ جاتے ہین غبار انگیز نے کل فوج کو اشارہ
کیا کہ رستم کو گرفتار کرلو اسی نوے ہزار جوان بلوہ کرکے رستم پر چلے رستم نے جو فوج کو
آتے ہوئے دیکھا تیغہ ہفت جوہر نیام انتقام سے کھینچا اور نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم

| | |
|---|---|
| ارشد اولاد امیر عرب | کیست علمشاہ پور رستم لقب |
| علمشاہ رومی شہ فیل زور | دیگر کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور |

نعرہ کرکے لشکر کفار پر جا پڑے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا پھر تہ لڑنے لگے جس پر ہاتھ مارا
اسکے دو ٹکڑے کیے لشکر مین ہنگامہ ڈال دیا سامنے لشکر رستم پڑا تھا ان سب نے جو یہ معرکہ
دیکھا کہ آقا ہمارے یا تو آتے تھے یا لشکر گران مین گھر گئے تیار ہو ہو کے چلے زمین کربلے
کہ بردہ زمین مین پنہان تھے یہ معرکہ جو دیکھا کہ لشکر رستم آتا ہو آکے اپنے آقا کے شریک ہوئے نکلے
اس بلوہ نے سحر کیا کہ سوارون کے گھوڑے ٹھٹک گئے اور پیادون کے پاؤن زمین نے
تھام لیے یا تو لشکر اسلام بجوش و خروش آتا تھا یا رک گیا ایک کا ایک منھ دیکھ رہا ہے
کپتان رسالہ دار سے کہتے ہین کہ بڑھیے رسالہ دار کہتے ہین آگے پیدل چلین سوار بھی
آتے ہین ایسا نہو گا کہ آقا کے شریک نہون آخر پیادون نے آواز دی کہ ہمارے پاؤن
کسی نے تھام لیے ہم نہین بڑھ سکتے سوار گھوڑون کو ایڑ کرتے ہین کوڑے دکھاتے ہین
مگر مرکب کسی طرح قدم نہین اٹھاتے باگ لگا میان کر رہے ہین سوار بھی حیران و پریشان ہین
کہ کیا کرین بعض سوار جو جلے تھے انھون نے گھوڑون کو مارا بھی آخر ناچار ہوکر کود پڑے
جب زمین پر آگئے تو قدم نہین اٹھتا تلوار کھینچی کہ اپنا گلا کاٹے لیکن تلوار نیام سے
نہین کھنچتی سپر پشتی باقی نہین کرتی نیزے مثل جسم مدقوق کانپ رہے ہین سنانین
بیکار سوار برہم جھنجھر پیادہ لشکر رستم مین غریو بلند ہوا سب پکار پکار کر کہتے ہین کہ اسے
آقا سے نامدار ہم مجبور و ناچار ہین ایسے بیکار ہین کہ قدم نہین اٹھا سکتے گھوڑے رہ گئے

نہین کرتے ہم کیا کرین لاکھ جان ہماری آپ کے نام پہ فدا ہی مگر جب ہم اپنے قابو مین نہین ہین تو کیا کرین اب سب کو یقین کامل ہوا کہ کسی نے سحر کیا ہی جو ہمارے قدم نہین اُٹھتے مگر مہتر سماک یلدا قی عیار جھپٹ جھپٹ کر ہر طرف جاتا ہی مرادیہ ہی کہ سحر والا کس طرف ہی بیچارہ کیا جانے کہ اندر سے زمین کے سحر کر رہی ہی کبھی کوہ کو دیکھتا ہے کوئی علامت نہین معلوم ہوتی کبھی صحرا پر نگاہ ڈالتا ہی کوئی طریقہ نہین معلوم ہوتا حیران ہو رہا ہی کہ کس طرف جاؤن سحر کرنے والے کو کہان ڈھونڈھون عیار انکے نے جو دور سے دیکھا کہ لشکر رستم آتے آتے رُک گیا اور رستم اکیلے لڑ رہے ہین فوج کو اشارہ کر دیا کہ چہار جانب سے رستم کو گھیر لیا اور کل فوج نے رستم پہ بلوہ کیا ہر طرف سے نیزہ و خنجر پڑنے لگے کہ رستم زخمی ہونے لگے اُس اضطرار مین دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے بیقرار ہو کر پکار اُٹھے کہ ای رب بے نیاز و ای کریم کارساز رحم اپنا شریک کر تو علام الغیوب دافع البلیات ہی آبرو اس غلام کی تیرے ہاتھ ہے

نظم

نقاب از چہرۂ رنگین چو آن گل در چمن گیرد
بسوزد خرمن گلزار و آتش در سمن گیرد

دہم ارزان اگر جنس دلم آن دلربا خواہد
کنم قربان اگر آن جان عالم جان من گیرد

چو در دل نار سوزان محبت مشتعل گردد
گہے شعلہ بجان آید گہے در جان و تن گیرد

درین فانی سرا ہر کس کہ آید میرود آخر
وطن ہر کس کہ گیرد لاجرم ترک وطن گیرد

بآب و تاب گلشن دل بسند ای بلبل شیدا
کہ رنگ تازہ در ہر موسم این رنگین چمن گیرد

خدائی میکند در کشور جان ان بت سنگین
رباید از مسلمان دین و دل از برہمن گیرد

زمانہ دست غارت چون بمال مردہ بکشاید
تعجب نیست گر زد بانہ بس تار کفن گیرد

مسافر چون ازین فانی سرا رخت سفر بندد
بغیر از رنج و غم با خود چہ زین دار محن گیرد

عجب بر مصرع مخفی رقم کرد این غزل ہنری
شہید عشق کے آرام در گور و کفن گیرد

تعلق گرچہ از ہر ملک تا ہندوستان دارد
مگر در ہر زبان ہنری مذاق از ہر سخن گیرد

رستم بلا سے بلاک کر دعا حق مانگ رہے ہین سارا لشکر بیتاب و بیقرار ہی چہرون پہ ہوائیان اُڑ رہی ہین حیران ہین کہ کیا باعث ہی گھوڑے قبضے مین نہین ہین پاؤن اپنے اختیار مین نہین

آخر کیا کرین اس خرابی مین مبتلا ہین لیکن رستم کل فوج سے لڑ رہے ہین جتنے وار کیا اسد کا
اگر دس وار روکے تو ایک نیزہ پڑ گیا کئی زخم رستم نے کھائے سنک بیلا آتی حقہ ہاے
آتشبازی مارتا پھرتا ہی یہی خیال ہی کہ اپنی جان دون اور آقا کو بچاؤن اتفاقاً ادھر لشکر
رستم انتشار مین ہی ادھر ملکہ جہان آرا و صہباے شیرین کلام جو اڑی ہوئی آتی تھین
ان دونون نے آسمان سے دیکھا کہ رستم زخمی ہو رہے ہین کل لشکر کھڑا دیکھ رہا ہی سوچتی
کہ یہ کیا معرکہ ہی لشکر رستم مین سب جانباز و سرفروش ہین ان سب کو یہ کیا ہوا کہ چپکے کھڑے
دیکھ رہے ہین جہان آرا نے کہا کہ اے مادر مہربان طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی نے سحر
کیا ہی کہ اہل لشکر رستم دیکھ رہے ہین صہباے شیرین کلام نے کہا کہ بیٹا زمین پر اترو تو
دریافت ہو کہ یہ کیا معرکہ ہی جہان آرا فوراً زمین پر آئی اول اہل لشکر کو آواز دی کہ صاحبو
تم دیکھ رہے ہو تمہارے آقا قتل ہو رہے ہین اور تم شریک جنگ نہین ہوتے
سب نے جواب دیا کہ اے ملکہ عالم ہم سب نہایت مجبور و ناچار ہین قدم نہین اٹھتا کھڑے
بلا کا سیان کر رہے ہین ہم کیا کرین ہمارا کیا اختیار ہی جہان آرا نے زمین کو دیکھا زمین سے
دھوان نکل رہا ہی اسم سحر پڑھ کر زمین پر دو ہتھڑ مارا کہ زمین کو جنبش ہوئی جس مقام سے
دھوان نکل رہا تھا وہان پر ایک گڑھا پڑ گیا دوسرا سحر جہان آرا نے کیا زمین کن جو اندر
زمین کے سحر کر رہی تھی معلوم ہوا کہ زمین مجکو فشار دیتی ہی گھبرا کر نکلی چہرہ اُدھر اس دوپٹہ
ڈھلکا ہوا صہباے شیرین کلام نے جو دیکھا کہ ایک ساحرہ زمین سے نکلی صہبا نے
پیچھے ہٹ کر کارد سحر ماری پشت پر زمین کن کے پڑی کہ سینے کو توڑ کر پار گذر گئی۔
زمین کن زمین پر گری اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من زمین کن جادو بود اب تو
کل سوار و پیادہ گھوڑے اٹھا کر لشکر دشمن پر آ پڑے تلوار چلنے لگی مگر جہان آرا کو بڑا غصہ
کھا زلف عنبرین کو ہلا دیا غبار انگیز کے لشکر کے دماغ مین جو بوے خوش آئی جھومنے لگے
طرف صحرا کے دیکھنے لگے اور پکار اٹھے نظم

| | |
|---|---|
| مین نے تمکو دل دیا تمنے مجھے رسوا کیا | مین نے تمسے کیا کیا اور تمنے مجھسے کیا کیا |
| کشتۂ ناز بتان روز ازل سے ہون مجھے | جان کھونے کے لیے اللہ نے پیدا کیا |

روز کہتا تھا کہیں مرتا نہیں اب مر گئے
سوز سے شعلے اٹھتے ہیں آنکھوں سے جاری ہے لہو
رو رہے کیا بخت خفتہ کو کہ آدھی رات سے
آتش الفت بجھا دی داغہاے اشک نے
آنکھ عاشق کی کوئی پھرتی ہے اے وعدہ خلاف
دلبروں میں بیوفا میری وفا کی دھوم ہے
چارہ گر دوران میں اسکی آستان سے لے گئے
غیر کا اور آپ کا گر دل نہیں ہے ایک تو
کیا خلش تھی رات دن میں آرزوے قتل کی
کیا خجل ہوں اب علاج بیقراری کیا کروں
غرض ایمان سے خدا اس غارتگر دین کو پڑھی

اب تو خوش ہو بے وفا تیرا ہی لے کہنا کیا
شمع سے پہلے ذکر اس محفل آرا کا کیا
میں یہاں رویا کیا اور وہ وہاں سویا کیا
مدعی کی گرمی صحبت لے جی تھوڑا تھا کیا
دیکھ سے میں مرتے مرتے سوے در دیکھا کیا
بوالہوس سے کیوں کہا تھا راز کیوں افشا کیا
ایک بھی میری نہ مانی لاکھ سر پٹکا کیا
کیوں ترے دلمیں مری یاد آنے کا چرچا کیا
ناخن شمشیر سے میں سینہ کھجلایا کیا
دھر دیا ہاتھ اسنے دلبر تو بھی دل دھڑکا کیا
تجھ سے اے ملوس خدا سمجھے یہ تو نے کیا کیا

سوار و پیدل یہ اشعار پڑھتے پھرتے ہیں کوئی پہاڑوں سے سر ٹکراتا ہے کوئی سر پہ خاک اڑاتا پھرتا ہے کوئی گریبان چاک منھ پر خاک ملے دیوانہ وار پھر رہا ہے ایک طرف سے ملکہ صہباے شیرین کلام نے سحر کیا اور زیادہ ہنگامہ پڑا دوڑے دوڑے پھرنے لگے رستم نے جو اتنی مہلت پائی پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ جہان آرا و صہبا خبردار سحر نہ کرو مگر یہ دونوں ماں بیٹیاں کب سنتی ہیں مصروف سحر خوانی ہیں بلکہ جواب دیتی ہیں کہ اے شہریار اس مردود نے تو ایسا مکر کیا کہ ساحرہ کو زمین میں چھپایا اُس ہیجانے ایسا سحر کیا کہ لشکر بیکار ہوا آپ اپنی جرأت کو کام فرمائیے یہ ہیجا لائق رحم نہیں ہے خداوند کریم آپ کو مظفر و منصور کرے ان کافروں پر غالب کرے ان نالائقوں نے جیسا مکر کیا ہے ویسا انکے پیش آیا ساحرہ قتل ہوئی کس ستم کا سحر کر رہی تھی آخر زمین سے نکلی لاش اُسکا سامنے پڑا ہے جس طرح سے بنے اس مردود کو قتل کیجیے نکل کر نہ جانے دیجیے رستم پیلتن نے جو دیکھا کہ غبار انگیز لڑتا ہوا جاتا ہے آواز دی کہ او نامرد ہمسے بڑا بلند کر مکر و دغا تو کر چکا اب مردان عالم پر وار کر ہمسے آنکھ چار کر یہ آواز سنکر غبار انگیز جھپٹا کمان کاندھے سے اتاری

خطا شعار نے ایک تیر رستم پر مارا رستم نے تیر کو قلم کیا اپنے پاس نہ آنے دیا تیر خطا شعار
کاٹ کر زمین پر گرا سات تیر اُسنے مارے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر سے قلم کیے جب سات تیر
قلم ہو چکے تو نیزہ ہلاتا ہوا قریب آیا نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں
نیزے چلنے لگے گیارہ طعنین آپس میں رد و بدل کی ہوئی تھیں کہ رستم نے نعرۂ شیرانہ کیا نیزہ
غبار انگیز کا گانٹھا اور گانٹھ کر جھٹکا ایسا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے غبار انگیز کے نکل گیا غبار انگیز نے
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا رستم نے بہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا
اُسنے چاہا کہ تلوار مار کر پلٹوں رستم نے تیغۂ ہفت جوہر چمکایا چمک سے تلوار کی آئینۂ
شمشیر میں غبار انگیز کو جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا حیران ہو گیا مگر تلوار جو تڑپ کر گری اسپر
کے ٹکڑے اُڑا کے سپر کو کاٹ کر تلوار چلی خود کو کاٹ کر سر کھلے اور جبڑے کو کاٹا
صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینے سے مثل سیماب گذر کر زین کو کاٹا زین کو
کاٹ کر مع گینڈے کافر کے چار ٹکڑے کیے لشکر میں غبار انگیز کے غل ہوا کہ افسر لشکر
مارا گیا سماک ییلداقی نے سر افسر کا نیزے پر چڑھا دیا تمام لشکر کی نگاہ پڑی کہ افسر قتل
ہوا جہان آرا و صہبا نے آگ برسا دی لشکر کے پانوں اُٹھ گئے آخر فرار پر قرار کیا اور
صحرا کو مثل آغوش مادر جان کر جیسے شکست کامل ہوئی لشکر رستم نے پڑاؤ لوٹ لیا
خیموں میں آگ لگا دی رستم بفتح و فیروزی پلٹے سماک ساتھ ہی خواجہ بھی آئے رستم
نے خواجہ عمرو سے حال پوچھا خواجہ عمرو نے بیان کیا کہ دربار بقراط ثانی کو لوٹا باتیں کرتے
ہوئے آتے ہیں خواجہ عمرو نے ریش بقراط ثانی کی دکھائی رستم ریش بقراط کو دیکھ کر
بہت خوش ہوئے لیکن جہان آرا و صہبا دونوں باتیں کرتی ہوئی آتی ہیں جہان آرا
کہتی ہیں کہ اے مادر مہربان خدا نے وقت پر پہونچایا ورنہ ساحرہ نے لشکر کو تباہ کر دیا تھا
اگر ہم نہ پہونچتے تو خاتمہ تھا اکیلے رستم کس کس سے لڑتے آپس میں یہ ذکر کرتی ہوئی چلیں
قصد ہے کہ بڑھ کر رستم سے ملاقات کریں یکایک آسمان پھرا پڑا یا سر پر دونوں کے
آکر بیٹھا دو شعلۂ آتش گرے دونوں کی کمریں لپٹ گئے اُٹھا کر لے گئے کنیزان
جہان آرا روتی پیٹتی ہوئیں سامنے رستم کے آئیں عرض کی کہ اے شہریار جہان آرا

روز کہتا تھا کہیں مرتا نہیں اب مر گئے
اب تو خوش ہو بے وفا تیرا ہی سے کہنا کیا

سر سے شعلے اٹھتے ہین آنکھون سے جاری ہی لہو
شمع سے پہلے ذکر اس محفل آرا کا کیا

رو پیٹ کیا بخت خفتہ کو کہ آدھی رات سے
مین یہان رو یا کیا اور وہ وہان سویا کیا

آتش الفت بجھا دی داغہاے اشک نے
داعی کی گرمی صحبت نے جی ٹھنڈا کیا

آنکھ عاشق کی کوئی پھرتی ہوا اے وعدہ خلاف
دیکھ لے مین مرتے مرتے سوے در دیکھا کیا

دلبرون مین بیوفا میری وفا کی دھوم ہے
بوالہوس سے کیون کہا تھا راز کیون افشا کیا

چارہ گر زندان مین اسکی آستان سے لپکے
ایک بھی میری نشانی لا کھ سر پٹکا کیا

غیر کا اور آپ کا گر دل نہین ہی ایک تو
کیون ترے دل مین مری یاد آنے کا چرچا کیا

کیا خلش تھی رات دن مین آرزوے قتل کی
ناخن شمشیر سے مین سینہ کھجلایا کیا

کیا خجل ہون اب علاج بیقراری کیا کرون
دھر دیا ہاتھ اسنے دلپر تو بھی دل دھڑکا کیا

عرض ایمان سے صدا آسن غارتگر دین کو پڑھی
تجھ سے اے مومن خدا سمجھے یہ تو نے کیا کیا

سوار و پیادل یہ اشعار پڑھتے پھرتے ہین کوئی پہاڑون سے سر ٹکراتا ہی کوئی سر پر خاک اڑاتا پھرتا ہی کوئی گریبان چاک منھ پر خاک ملے دیوانہ وار پھر رہا ہی ایک طرف سے ملکہ صہبا سے شیرین کلام نے سحر کیا اور زیادہ ہنگامہ پڑا دوڑے دوڑے پھرنے لگے رستم نے جو اتنی مہلت پائی پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ جہان آرا و صہبا خبردار سحر نہ کرو مگر یہ دونون مان بیٹیان کب سنتی ہین مصروف سحر خوانی ہین بلکہ جواب دیتی ہین کہ اے شہریار اس مردود نے تو ایسا مکر کیا کہ ساحرہ کو زمین مین چھپایا اس بیحیا نے ایسا سحر کیا کہ لشکر بیکار ہوا آپ اپنی جرأت کو کام فرمائیے یہ بیحیا لائق رحم نہین ہین خداوند کریم آپ کو مظفر و منصور کرے ان کافرون پر غالب کرے ان نالائقون نے جیسا مکر کیا ہے ویسا انکے پیش آیا ساحرہ قتل ہوئی کس ستم کا سحر کر رہی تھی آخر زمین سے نکلی لاش اسکا سامنے پڑا ہے جس طرح سے بنے اس مردود کو قتل کیجیے نکل کر نہ جانے دیجیے رستم پیلتن نے جو دیکھا کہ غبار انگیز لڑتا ہوا جاتا ہی آواز دی کہ او نامرد ہمسے مقابلہ کر کر دغا تو کر چکا اب مردان عالم پر وار کر ہمسے آنکھ چار کر یہ آواز سنکر غبار انگیز جھپٹا کمان کاندھے سے اتاری

خطا شعار نے ایک تیر رستم پر مارا رستم نے تیر کو قلم کیا اپنے پاس تک آنے دیا تیر خطا شعار
کاٹ کر زمین پر گرا سات تیر اُس نے مارے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر سے قلم کیے جب سات تیر
قلم ہو چکے تو نیزہ ہلاتا ہوا قریب آیا نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں
نیزے چلنے لگے گیارہ طعنین آپس میں رد و بدل کی ہوئی تھیں کہ رستم نے نیزۂ شیر اشکیا نیزہ
غبار انگیز کا گانٹھا اور گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے غبار انگیز کے نکل گیا غبار انگیز نے
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا رستم نے بہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا
اُس نے چاہا کہ تلوار مار کر ملیون رستم نے تیغۂ ہفت جوہر چمکایا چمک سے تلوار کی آئینہ
شمشیر میں غبار انگیز کو جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا حیران ہو گیا مگر تلوار تڑپ کر گری اسپر
کے ٹکڑے اُڑائے سپر کو کاٹ کر تلوار چھیلی خود کو کاٹ کر سر اسر کلّے اور جبڑے کو کاٹا
صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینے سے مثل سیماب گذر کر زین کو کاٹا زین کو
کاٹ کر مع گینڈے کا فر کے چار ٹکڑے کیے لشکر میں غبار انگیز کے غل ہوا کہ افسر لشکر
مارا گیا سماک یلداقی نے سر افسر کا نیزے پر چڑھا دیا تمام لشکر کی نگاہ پڑی کہ افسر قتل
ہوا جہان آرا و صہبا نے آگ برسا دی لشکر کے پاؤں اُٹھ گئے آخر فرار پر قرار کیا دامن
صحرا کو مثل آغوش مادر جان کر چھپے شکست کامل ہوئی لشکر رستم نے پڑاؤ لوٹ لیا
خیموں میں آگ لگا دی رستم بفتح و فیروزی پلٹے سماک ساتھ ہی خواجہ بھی آئے رستم
نے خواجہ عمرو سے حال پوچھا خواجہ عمرو نے بیان کیا کہ دربار بقراط ثانی کو لوٹا باتیں کرتے
ہوئے آتے ہیں خواجہ عمرو نے ریش بقراط ثانی کی دکھائی رستم ریش بقراط کو دیکھ کر
بہت خوش ہوئے لیکن جہان آرا و صہبا دونوں باتیں کرتی ہوئی آتی ہیں جہان آرا
کہتی ہیں کہ اے مادر مہربان خدا نے وقت پر پہونچایا ورنہ ساحرہ نے لشکر کو تباہ کر دیا تھا
اگر ہم نہ پہونچتے تو خاتمہ تھا اکیلے رستم کس کس سے لڑتے آپس میں یہ ذکر کرتی ہوئی چلیں
قصد ہو کہ بڑھ کر رستم سے ملاقات کریں یکایک آسمان پر ابر آیا سر پر دونوں کے
آ کر بیٹھا دو شعلۂ آتش گرے دونوں کی کمر میں لپٹ گئے اُٹھا کر لے گئے کنیزان
جہان آرا روتی پیٹتی ہوئیں سامنے رستم کے آئیں عرض کی کہ اے شہریار جہان آرا

وصہبا کو کوئی اٹھا لے گیا کسی سے کچھ نہ ہو سکا رستم نے کہا کہ خواجہ غضب ہوا خواجہ عمرو یہ حال سن کر بہت بیقرار ہوے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک ٹکڑا ابر جاتا ہے زیر ابر چلے مگر انتہا کے بیتاب و بیقرار ہیں فرماتے ہیں نظم

چھپی ادھر شکل تجھکو نہ دکھانی چاہیے
چاند ٹکڑا ہے دوپٹہ آسمانی چاہیے
سرخ ہو جائے یہ چہرہ زعفرانی چاہیے
رنگ لائے کچھ شراب ارغوانی چاہیے
ہوے سرگرم نے نگلیں تن پہ گرانی چاہیے
اب دکھائے زور اپنا ناتوانی چاہیے
رو کے ای یعقوب کیوں کھویا ہے نور چشم کو
پھر ملیگا آکے یوسف زندگانی چاہیے
منکشف ہمپر ہوا شب کو فروغ شمع سے
نام روشن کرنے کو آتش زبانی چاہیے
گریہ ہر دم کا ضبط نالہاے گرم ہے
یکو تک دے قلب و جگر سوز نہانی چاہیے
ہوں وہ بلبل شغل ماتم پیشہ ہے مرا
زمزموں کے بدلے تجھکو نوحہ خوانی چاہیے
گردش گردوں نے تجھکو مار ڈالا ہیس کر
شامیانہ کو یہ بھی آسمانی چاہیے
غم نہ کھا جانے دے اے بلبل جو جاتی ہے بہار
فصل گل پھر دیکھ لیں گے زندگانی چاہیے
زندگانی تا قیامت ہو مبارک خضر کو
یاں کسے او موت عمر جاودانی چاہیے
بار بار اپنے سینے میں سمجھاتا ہے وہ رشک
تیغ ابرو کا کٹا ہو جائے پانی چاہیے

خواجہ اس پریشانی میں منزل ہولے جاتے ہیں آسمان کو دیکھتے ہوے ابر کرتا ہوا جاتا رعد کی گرج میں برق کی چمک ہے ایک صحرا میں جاکر دیکھا کہ ایک باغ ہے اس باغ میں وہ ابر اترا خواجہ حیران ہوے کہ اس باغ میں کیونکر جاؤں جاکر دیکھوں کہ کس ظالم نے یہ کام کیا کھڑے ہوے ہیں کہ اندر سے چند کنیزیں نکلیں نوجوان سینے ابھارے ہوے بولے گلنار زیب جسم جیسے ہی کنیزیں نکلیں خواجہ عمرو جھٹ پٹ ایک زن عمر سالخوردہ کی شکل بنکر زار حیرانی پہنے لٹکا پہنے ہوے گاڑھے کی چادر یا اوڑھے ہوے دوڑتے ہوے قریب ان کنیزوں کے پہونچے ایک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ابو اسعتی ہو جنگل میں ہولسا نہ اور ہوے لٹے ہیں چلو تماشا دیکھو اس کنیز کو کھینچتے ہوے لے چلے جب جنگل میں پہونچے فرمایا کہ دیکھو جیسے ہی کنیز نے طرف جنگل کے دیکھا خواجہ نے دفعتاً اسے کنارے گلے میں ڈال دیے جھٹکا مار کر جا

وہ کنیز بیہوش ہوئی خواجہ نے اُسکو تو کنارے ڈال دیا آپ اُسی کی شکل بنکر طرف باغ کے
چلے مگر حیران ہین کہ افسوس مین نے اس کنیز کا نام نہ دریافت کیا کہ ایک کنیز نے پکار کے
کہا کیوں چمن آرا ادھر آؤ خواجہ نے جواب نہ دیا ایک کنیز نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا کہ اے چمن آرا
بات کا جواب تو دے خواجہ سمجھے کہ چمن آرا میرا ہی نام ہے سوچتے ہوئے باغ مین چلے
کنیزون سے ہنستے ہوئے کسی کا دوپٹہ نوچ لیا کسی کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کنیزین تمل
مچاتی ہین مسخرہ پن کرتے ہوئے باغ مین آئے دیکھا کہ باغ بہشت آئین ہے گلہاے
رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا جاری ہر مقام پر گلکاری پنجرے
جانورون کے درختون مین لٹکے ہوئے زمزمہ سرائی کر رہے ہین غنچے منہ کھولکر ہواے زبان
ہرچند کہ طفل بے زبان ہین مگر چاہتے ہین کہ صفت باغبان قضا و قدر کرین دم محبت کا بھرتے
گلہاے رنگارنگ اپنا اپنا رنگ جما رہے ہین ظاہر امسکرا رہے ہین باغ کی ناپائداری پر
گویا ہنستے ہین یہ آواز دیتے ہین طائر جو قفس آہنی مین بند ہین رنگ چمن دیکھکر پھڑک
جاتے ہین پر کھول دیے منقارین اُٹھائین چہکارا مارا رنگ باغ کو ملاحظہ کیا پکار اُٹھے
کہ اے باغبان قضا و قدر تیری رنگ آمیزی کو کون دیکھ سکتا ہے تو وحید و یکتا ہے تیری صفت
مین کیا زبان کھولین کون حرف بولین کیا مضمون ظاہر کرین کیونکر تیری محبت کا دم بھرین
سبحان اللہ کیا قدرت کاملہ و حکمت بالغہ ہے کسکی مجال ہے کہ تیرا وصف زبان پر لاسکے مگر
ہر وقت وردِ زبان ہے

نظم

فصل گل آئی زمانہ ہے جنون کے جوش کا
چہت اے ساقی یہی ہے وقت نوشانوش کا

چھپ نہین سکتا کبھی اظہار ہے دل جوش کا
خود بخود بو دینے لگتا ہے دہن مدہوش کا

کیا ہوا ہے چور سے دل کھینچ وہ چھپ رہا
حال چلکر پوچھئے کچھ دلبر روپوش کا

کس غضب کی روشنی دیتا تھا شب کو پری
ہر ستارہ روکش خورشید ہے پاپوش کا

پتون کی آڑ مین عروسان چمن کا منہ چھپانا شاخون کا گھونگھٹ بنانا ہر جانب سامان
فرحت و عیش ہے عندلیبان خوشنوا ہرچند کہ وقت شب ہے مگر آشیانون سے اپنا اپنا
منہ نکالتی ہین پہلوے گل مین آشنا نہ ملا غنچۂ آرزو کھلا ہر جانب خوشی کے سامان ہین

آمد بہار ہی زیر نخل پھولون کے انبار ہین چمن خوب گلشن مرغوب خواجہ یہ بہار دیکھتے ہوے روش پٹری کو طی کر کے وسط باغ مین پہونچے دیکھا کہ فرش مشجر بچھا ہی کئی سو کنیزین بیٹھی ہین صاف ظاہر ہی کہ کسی کی آمد کا انتظار ہی ہر نازنین طرف آسمان کے دیکھ رہی ہی کوئی درختون کو دیکھتی ہی کوئی پھولون پر نگاہ ڈالتی ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ملکہ شطاح جہان بیبا آیا چاہتی ہین ایک کہتی ہی کہ جہان آرا وصہبا کو لینے گئی ہین اُنکے جھپٹے کو کون روکیگا یہ ذکر تھا کہ پھولون نے آنکھین کھولین نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن کی غمازی سنبل نے زلفین عنبرین کھولین تمام باغ معطر و معنبر ہوگیا غنچون نے دلہن معشوق کا لطف دکھایا کہ بالکل خاموش ہو گئے ایک دناٹا ہوا پھولون سے شعلے چمکے غنچے بول اُٹھے ہر طرف سے صدا آنے لگی کہ ملکہ شطاح جہان بیبا آتی ہین کنیزین گلابیان درست کرنے لگین ایک دہنی ہوئی ہٹو بچو کی آواز آئی خواجہ دیکھ رہے ہین کہ کنج باغ سے ایک نازنین نہایت حسین پائچے سنبھالتی ہوئی ہزار کنیزین ہمراہ آتی ہی مگر وہ جو نازنین سب کے آگے ہی نہایت حسین و جبین ہی غنچہ دہن نازک بدن سیمتن ماہرو خوش گلو آفتاب عالمتاب حسن و جمال پری ہر ادا کا خیال اس سج دھج سے آتی ہی کہ چشم نرگس بیمار دیکھنے سے نہین جھپکتی سنبل کی پریشانی مٹ گئی سوسن بے نوا زبانین کھولین پکار رہی ہی کہ ای ساکنان باغ ہوشیار ہو جاؤ ادب کا مقام ہی کہ ملکہ شطاح جہان بیبا آپہونچین گنہگار کے لیے سزا ہی متعلقین کے لیے مزا ہی وہ نازنین جب وسط باغ مین آئی مسند پر بیٹھی پکار کر آواز دی کہ ارے سب کنیزین حاضر ہین سب کنیزین حاضر ہوئین صف باندھ کر کھڑی ہوئین شطاح جہان بیبا نے سبھون پر نگاہ ڈالی کہا بیٹھ جاؤ سب کنیزین مؤدب بیٹھین خواجہ عمر و کہ بصورت چمن آرا ہین ترپ کر مجمع سے نکلے مالک کو سلام کیا شطاح جہان بیبا نے پوچھا کہ کیون چمن آرا کیا کہو گی عرض کی کہ حضور مین آپ کے انتظار مین باہر کھڑی تھی کہ سناٹا ہوا ہوا سے سرد چلی میری آنکھ بند ہو گئی مین نے اپنے کو دربار خداوندی مین پایا دیکھا کہ قدرت بیٹھے ہین مین نے سجدہ کیا ارشاد ہوا کہ ای چمن آرا خدمت شطاح جہان بیبا مین اپنا گانا سناؤ وہ پسند کرینگی قدرت نے میری پشت پر ہاتھ رکھا لہذا میرا گانا سنیے دیکھیے یا اشعار گاتی ہون حضور سماعت

فرمانیے یہ کہکے خواجہ نے یہ اشعار عبرت آثار شروع کیے نظم

تنگ آیا ہون اُس حور کی بیدادگری سے
اُلجھاؤنگا اب دل کو کسی اور پری سے

قاصد تو جواب ایک مرے خط کا نہ لایا
درگذرا مین باز آیا تری نامہ بری سے

کچھ جاؤن کوئی دم مین اگر مین تو عجب کیا
یہ تو ہے مرا حال چراغ سحری سے

آنسو ہی بہا کاش کہ ٹھنڈا ہو کلیجہ
اے دیدۂ تر پھنک گئے سوز جگری سے

دیوانہ ہون تو خوب ہون ہوشیار ہون تجھ سے
کیا کام کسی کو مری شوریدہ سری سے

کب آؤگے کب آؤگے کب آؤگے ایجان
آنکھون کا عجب حال ہے یان منتظری سے

مین مرد مسافر ہون محبت نہ بڑھاؤ
اچھا نہین ہے دل کا لگانا سفری سے

ایجان یہ سب کہنے کی باتین ہین چلو تو
تم چال مین رہجاؤگے کیا کبک دری سے

تمنے تو رقیبون سے ملاقات بڑھائی
لگ چلتے ہین اب ہم بھی کسی اور پری سے

اے حور ترے کوچے سے نکلی جو سواری
سودائیون نے چھین لیا تخت پری سے

بجھنے پہ بھی اس آگ کی گرمی نہین جاتی
رہ رہ کے دھوان اُٹھتا ہے سوز جگری سے

اُٹھ جائینگے اک روز یہی ہے جو بلکنا
تنگ اہل محلہ ہین مری نوحہ گری سے

تاثیر کی اُس بت کے دل سخت مین کس دن
کہتا ہون مین اے آہ تری بے اثری سے

دیوانہ ہون ہے الفت گیسوے مسلسل
حیران نہو میری پریشان نظری سے

کیلا نہین اس سانپ کو مین جان پہ کھیلا
چوٹی تری ہاتھ آئی ہے کس دردسری سے

گذرے تو نہین وہ ابھی اس راہ گذر سے
مین پوچھتا ہون راہ ہر اک رہگذری سے

خواجہ یہ اشعار گا رہے تھے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحر تاج سر پر رکھے ہوئے دریاے شعلہ سحر مین غوطہ زن آتا ہے جیسے وہ تخت نمایان ہوا سب کنیزین کھڑی ہو گئین سب کے منھ سے نکلا کہ شہباز اشک سیما آتے ہین وہ جادوگر تخت سے اُترا ملکہ کھڑی ہو گئین اس ساحر کو لاکر مسند پر بٹھایا گھبرا کر ساحر نے کہا کہ اے ملکۂ عالم بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم جہان آرا و شہپا کو اُٹھا لائین اور روک ٹوک نہین مقرر کی مین نے ابھی مجموعۂ جمشیدی کو دیکھا تھا اُسمین صاف صاف لکھا تھا کہ آج کے دن عمرو عیار اس باغ مین آئیگا یہ گائن کون گا رہی ہو ملکہ نے

کہا ای شہباز یہ ہماری کنیز قدیم ہی بلکہ ندیم ہی ہمیشہ خدمت مین حاضر رہتی ہی مین نے اسے اپنی
گود مین پرورش کیا ہی بڑے بڑے ساحرون نے اسکا پیغام دیا مین نے قبول نہین کیا آج
قدرت نے اسکو علم موسیقی مرحمت فرمایا شہباز نے سنکر اشارہ کیا اری گلشن جسطرح ہوسکے ہمکو
شراب پلا خواجہ نے خوش ہوکر گلابی کو الٹ پلٹ کیا اُس مین بیہوشی ملائی جام لبریز کیا گن گنا کر
چند اشعار گائے شہباز بھی بیقرار ہوگیا حیران ہی کہ کس لطف سے اشعار گائے ہین کتاب مین
یہ بھی لکھا تھا کہ زمرہ مین گانیون کے عمرو ہوگا شاید یہی عمرو ہو جام پر کچھ اسماے سحر پڑھنے
لگا شراب شعلہ بنکر اُڑگئی جام ٹوٹ کر خواجہ پر گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا اُڑگیا صورت اصلی
ظاہر ہوگئی شہباز نے آواز دی ارے اس ساربان زادے کو دیکھا گرفتار کرو کنیز طرف خواجہ کے
چلی خواجہ نے اک کنیز کو خنجر مارا وہ کنیز گری اندھیرا ہوگیا اُس اندھیرے مین خواجہ بھاگے
شہباز اُٹھکر دوڑا خواجہ بھاگے ہوے جاتے ہین شہباز تعاقب مین آتا ہی چاہتا ہی عمرو کے
اوپر سحر کرون خواجہ چھپتے ہوے جاتے ہین جب باغ سے نکلے شہباز بھی آیا خواجہ نے جو دیکھا
کہ شہباز پیچھا نہین چھوڑتا ایسا نہو کہ سحر سے مین گرپڑون لیس ہاتھ باندھکر بیٹھے پکار کر کہا
ای شہنشاہ ساحران تجھ ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا مین تیری معرفت خدمت خداوند
مین چلونگا شہباز نے کہا خواجہ اگر ساتھ چلوگے توکل خطا معاف کرا دونگا ورنہ تم سے اور
قدرت سے ہمیشہ نفاق رہیگا قدرت کو تمھارے نام سے نفرت ہی ایسا نہو کہ کسی مقام پر
تقصیر کردین تو تم سنگ سیاہ ہوجاؤ خواجہ قدمون پر شہباز کے گرپڑے کہا ای شہباز عمر بھر
غلامی کرونگا شہباز نے کہا خواجہ تم سے بڑی بڑی خطائین سرزد ہوئین تم نے اس اقلیم مین ہلچل
[illegible] ڈال دیا کیسے کیسے ساحر تم نے قتل کیے قدرت کو بڑا ملال ہی آٹھ پہر یہی خیال ہی کہ
عمرو کو قتل کرون عمرو نے کہا مین قدرت کو سجدہ کرونگا حقیقت مین اب جو خیال کیا تو مجھکو
ثابت ہوگیا کہ یہ خداوند حقیقی نہین تھا ایسے کو سجدہ کیونکر نہ کرین جب خداوند حقیقی ہو تو اسکو کیون
نہ سجدہ کرے جس نے پیدا کیا اُسکو نہ پہچانے تو وہ انسان نہین میرا تو یہ قول ہی کہ اُس نے
ہمکو پیدا کیا بڑے تعجب کی بات ہی کہ ایسے وقت مین قدرت دستگیری نہ فرماین اکثر مین نے
قدرت کو خواب مین دیکھا یہی فرمایا کہ تو اک دن ہماری اطاعت کریگا تجھکو اپنے بندہ سے

خاص میں داخل کرینگے شہباز نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری جان کا خوف نکرو میں اسوقت
جو آیا ہوں تو کتاب قدرت دیکھ کر آیا اُس میں صاف صاف لکھا تھا کہ عمرو باغ میں شطاح
جہان پیما کے موجود ہے تب تو میں آیا تم کو اس مقام پر پایا اب تم کو بڑے لطف سے لیچلونگا
شطاح جہان پیما بھی ساتھ ہوگی کہ مصاحب کامل ہے ہر وقت خدمت خداوند میں رہتی ہے
جسوقت غیار انگیز مارا گیا اُسی وقت قدرت کو خبر ملی کہ جہان آرا نے قیامتیں برپا کی ہیں
فوراً شطاح جہان پیما کو حکم ہوا کہ اے مصاحب قدرت جلد جاؤ جہان آرا و صہبا کو گرفتار
کرلاؤ شطاح جہان پیما گئیں اور دونوں کو گرفتار کرلائیں اسی باغ میں دونوں قید ہیں اگر
خواجہ تم انکو سمجھا دو کہ وہ چل کے قدرت کو سجدہ کریں تو قدرت بہت راضی ہونگے اور تمہارا
مرتبہ بہت بڑھے گا اور میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ جہان آرا کی شادی تمہارے ساتھ کرادونگا
خواجہ نے یہ سنکر کہا اے شہنشاہ ساحران میں جان و دل سے قدرت کو سجدہ کرنیکو تیار
ہوں کہ میری اطاعت قبول کی جاوے جسوقت سے اطاعت قبول کرونگا طلب کرینگے مجھ
لیجیے اور صاحبقران کو بھی پکڑ لاؤنگا آپکو اختیار ہے چاہیے قید رکھیے یا قتل کیجیے خواجہ باتیں کرتے
ہوئے شہباز کے ساتھ جاتے ہیں شہباز آگے آگے خواجہ پیچھے پیچھے جب خواجہ نے خیال کیا
کہ دلمیں شہباز کے لطف کلام سما گیا فرمایا اے شہباز دیکھو ایک ابر اُٹھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی
ساحر آتا ہے دیکھو تو کون جادوگر ہے شہباز نے جو سر اُٹھایا خواجہ نے حلقہ کمند مارا گلے میں جو حلقے
کمند کے پڑے شہباز نے چاہا کہ ہلیں اور تڑپ کے نکلیں خواجہ نے حباب مارا کہ شہباز بیہوش ہو کر
گرا خواجہ نے خنجر مارا کہ شکم چاک کیا قصہ پاک غبار بلند ہوا آواز آئی کہ کشتہ ہوا نام میرا شہباز شاہ تھا
پھر خواجہ نے کپڑے اُسکے اُتار لیے اور رنگ و روغن عیاری کا نکالکر شہباز کی شکل بنکر روانہ
ہوئے طرف باغ کے چلے یہاں شطاح جہان پیما باغ میں بیٹھی ہے دو گلدستہ سامنے رکھا تھا
وہ جل گیا شطاح نے کہا تو غضب ہوا کہ شہباز کو کسی نے مارا یہ کہہ رہی تھی کہ چند کنیزیں دوڑی
ہوئی آئیں کہا اے ملکہ عالم نئی بات ہے کہ شہباز آتے ہیں شطاح نے کہا اسم اعظم عجب ہے کہ ابھی
کی شہباز کے آواز آئی اور تم کہتی ہو کہ شہباز آتے ہیں حقیقت میں غضب ہوا تھا کہ شہباز نے
آکر رنگ ساربان زادے کا مٹایا اور وہ اپنا رنگ جما چکا تھا یہ باتیں کرتیں کہ شہباز قریب آگئے

شطاح جہان پیما نے کہا کہ ای شہباز تم کیونکر بچے شہباز نقلی نے جواب دیا مین اپنے ہم شبیہ کو
قتل کرا آیا مین نے مجموعۂ جمشیدی مین دیکھا تھا کہ مجھ پر افتاد پڑے گی تو مین نے یہ تدبیر کی
کہ اپنے ہم شبیہ کو بخوف عمرو کے ساتھ کر دیا مین الگ ہو گیا آخر یہ انجام ہوا کہ اُسنے میرے ہم شبیہ پر
حملہ کیا جب میرا ہم شبیہ مر کر گرا اور مین نے آسمان سے دیکھا غصہ تو انتہا سے تھا گولا مار دیا عمرو
جلکر رہ گیا جو میرے مرنے مین علامتین ہوتین وہ اُسکے مرنے مین ہوئین خوشی کرو کہ ایسا شخص
مارا گیا کہ جسنے شمشیر دو دمہ کو مارا اور وہان اُسکو کوئی گرفتار نہ کر سکا مگر قدرت نے ہمارے
نقشہ پر کی تھی روز ازل سے ارشاد فرمایا تھا کہ ای شہباز تو عمرو کا قاتل ہو نو سے ہزار برس پیشتر یہ
مضمون لکھ دیا تھا کہ خواجہ عمرو کو تو قتل کریگا ای ملکہ شطاح جہان پیما آج روح سامری اور
جمشید کو خوشی ہوگی بخوشی بیٹھو جلسہ شراب وکباب آراستہ کرو بیٹھ کر شراب پیئین جہان آرا و
صہبا کو بلاؤ اُنسے بھی کہو کہ تمھارا مددگار مارا گیا کس نخوت سے آکر پہونچا تھا اُسکا یہ انجام ہوا
شطاح جہان پیما نے خوش ہو کر گلے مین شہباز نقلی کے ہاتھ ڈال دیے اور کہا ای شہباز تم
بڑا کارنمایان کیا خوب اپنے کو بچایا اُس ظالم نے تمھارے دشمنون کو مار ہی لیا ہوتا مگر
تمنے قبل سے انتظام کر لیا تھا تمنے یہ بڑا اہتمام کیا ہے کہ ہر وقت مجموعۂ جمشیدی دیکھا کرتے ہو
ورنہ لقاے ثانی نے منع کیا ہے کہ سامری نامہ جمشید نامہ کوئی نہ دیکھے جسنے جو لقا اعلیٰ نامہ تصنیف کیا ہے
اُسکو دیکھا کرو کل مضامین اُسمین پاؤ گے تمکو اعتقاد ابھی سامری و جمشید کا ہے اُسی کا یہ لطف
حاصل ہوا کہ جان بچی دشمن کو مارا خواجہ بشکل شہباز محفل مین بیٹھے اور کہا ای شطاح جہان پیما
نقصان کا خیال نکرنا کنجی میخانہ کی مجھے دو کہ مین آج ساقی گری کرون کہ کوئی آج باقی نہ رہے
شطاح جہان پیما نے کنجی میخانے کی شہباز نقلی کو دی خواجہ نے کنجی جو میخانے کی پائی کہا جہان آرا
و صہبا کو بھی بلاؤ شطاح جہان پیما نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزین بارہ دری سے اٹھا کے لائین
خواجہ نے دیکھا کہ دونون شاہزادیان سرنگون بیٹھی ہین زبانون مین سوزن زنگ چبھے ہوے
[illegible] جیسے ہی خواجہ نے دونون شاہزادیون کو اس حال مین دیکھا قریب آکر دھیمے سے کہا کہ
تم دونون کو قتل کرونگا تمنے غضب کیا کہ قدرت سے باغی ہوئین اور باتین آنکہ کا تل دکھا دیا
دونون شاہزادیان خوش ہوگئین جہان آرا نے صہبا سے کہا لو مادر مہربان خواجہ آپہونچے

صہبا بھی خوش ہو گئی کہا کہ گیا کامل و اکمل عیار ہین خواجہ کنجی لیکر میخانے مین پہونچے میخانہ مین آکر آواز دی یارو شراب لے جاؤ پیو آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہیگا کنیزین و ملازم شراب اٹھا کر لے جانے لگے کوئی بیلا اٹھا کر لے گیا کوئی گلابی اٹھا کر لے گیا کوئی قرابہ اٹھا کر لے گیا شراب تقسیم ہونا شروع ہوئی چالیس گلابیان خواجہ نے مع شراب ارغوانی در دست لیں محفل مین لیکر آئے شطاح نے دیکھا جس رنگ کی گلابی اسی رنگ کی شراب بھری ہے شطاح نے کہا صاحبو تمنے دیکھا کہ کس خوبصورتی سے شراب لائے ہین کہ جس سے زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپک پڑے خواجہ نے شراب لاکر محفل مین رکھی اور جام لبریز کیا سامنے شطاح کے آئے کہا لو جان جہان پیو اب تامل نہ کرو شطاح نے کہا کہ ای شہباز تمہاری تکلیف ہمکو گوارا نہین تم بیٹھو ہم کنیزون کو حکم دیتے ہین وہ شراب پلائینگی شہباز نقلی نے کہا ای ملکۂ عالم جسوقت مین نے عمرو کو مارا اسی وقت قدرت میرے سامنے آئے اور فرمایا ہمنے تجھکو کمال علم موسیقی کا دیا ذرا گانا تو میر اسکو کہو کہ عمرو گا رہا ہی یہ کہکے یہ اشعار عاشقانہ بعد سوز دلگداز شروع کیے

## نظم

دام لے لیے ہین صیاد ستمگر چھوٹے / دخل کیا باغ مین بلبل کا جو اک پر چھوٹے
یون لگا لاتی ہی وہ آنکھ دل عاشق کو / جسطرح سے کوئی تکمہ بنکے کبوتر چھوٹے
ہی وہی جوشش جنون گو کہ گئی فصل بہار / دست اطفال سے ابتک نہین پتھر چھوٹے
طوق و زنجیر کا غل اب نہین زندانون مین / قیدی خیرات مین امسال مقرر چھوٹے
دام الفت سے رہائی کا کہین کیا احوال / کسطرح نکلے ہم اس قید سے کیونکر چھوٹے
تیری الفت مین ہوئین سب سے ملاقاتین ترک / اقربا چھوٹے محبان برادر چھوٹے
بندہ خانہ ہی قریب اسوقت دم رنجہ کرو / پاؤن کی مہندی تمہاری جو نہ دلبر چھوٹے
روز روشن نظر آتا ہی مجھے تیرہ و تار / بال اس حور کے چہرے پہ مقرر چھوٹے
ظلم سے ظلم کیے تو احمد دل پر ظالم نے / نامہ بر ہاتھون کے پاؤن مین بندھکر چھوٹے
صبر دل کو تو کیا مین نے غنیمت جانون / جان بھی تجھ سے اگر ترک ستمگر چھوٹے
تیری صورت کو ترستے رہے ہم جیل مین کبھی / پردے سے آنکھون پہ ترے اشکون کی اگر چھوٹے

| | |
|---|---|
| خوبرویون کی محبت کا برا ہے انجام | تجھ سے لپکا یہ کہین اور دل مضطر چھوٹے |
| ایسی افتاد کبھی یا برپا ہی ہے ای رنا | بیشتر اس سے ملے رو رو کے اکثر چھوٹے |

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ شطاح بلائین لینے لگی کہتی تھی تم نے ایسے اشعار گائے کہ اس مرنے والے کا گانا یاد آگیا بالکل وہی نقل اُتاری ہے خواجہ نے کہا یہ سب قدرت کا کمال ہے کہ میری پشت پر ہاتھ رکھتے ہی کمال قلب مین اُتر آیا خوش آواز بھی ہو گیا سب عیب نکل گئے باتون مین لگا کے شطاح کو جام دیا چونکہ کنیزین غل مچا رہی تھین شطاح نے اس ہنگامہ مین جام پیا کچھ خیال انجام نکیا اب تو خواجہ نے دورہ باندھا کنیزون کو بھی پلانے لگے تھوڑے عرصہ مین سب کو شراب پلا چکے شطاح بیٹھے بیٹھے نشۂ شراب مین گھرائی آنکھین پھاڑ کر چہار جانب دیکھنے لگی بینائی موقوف ہو چکی تھی شہباز سے آنکھ ملا کر کہا اے شہباز تمکو کچھ خبر بھی ہے کہ قدرت تشریف لائے ہین صحبت مین آنے کا ارادہ رکھتے ہین انکو محفل مین بلاؤ یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھی یا خداوند تشریف لائیے کہتی ہوئی چلی چند قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گری کنیزین لپٹا لپٹا کہکر چلین جو اٹھی وہ گری تھوڑے عرصہ مین سب بے لیب فرش فرش ہوئین خواجہ خنجر کھینچکر شطاح پا پڑے چاہا کہ قتل کرون جہان آرا نے آواز دی خواجہ پہلے مجھکو رہا کرو ایسا نہو کہ کوئی افتاد پڑے اسکے قتل مین بہت ہین ایسا نہو کہ کوئی ساحر آجائے خواجہ نے جہان آرا کو قفس سے نکالا زبان سے اسکی سوزن نکالی صہبا کو بھی رہا کیا دونون قفس توڑ کر نکالین اب خواجہ نے شطاح کو قتل کیا اندھیرا ہو گیا صدائین عجیب آنے لگین کہ ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ یاقش او ساربان کار تخریب کیا سم کلاہ سرفروش جہان آرا نے دیکھا کہ ایک ساحر اڑتا ہوا آتا ہے آتے ہی سحر کیا کہ خواجہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے جہان آرا نے زلف عنبرین کو جنبش دی وہ ساحر تھرایا زمین پر گر پڑا صہبا نے ابرو سے اشارہ ہلا کے آسمان سے برق گری کلاہ سرفروش کے دو ٹکڑے ہوے مرنا کلاہ کا کہ خواجہ نے رہائی پائی محفل کو لوٹنے لگے سب کنیزون کے کپڑے اُتار لیے باغ کو لوٹنا شروع کیا جسکو پایا اسکے کپڑے اُتار لیے سب کے لاشے برہنہ پڑے ہین جہان آرا نے کہا خواجہ اب چلیے رستم انتظار مین ہونگے خواجہ نے کہا مین رستم کو مطمئن کرکے آیا ہون انشاء اللہ اب جبتک رستم کو آمادہ کرینگے کہ لشکر مین چلیے یہ آپس مین صلاحین کرکے

شطاح جہان پیما کا باغ لوٹ لیا باغ تھوڑے عرصہ مین ویران ہوگیا درخت جل گئے باغ مین خاک
اڑنے لگی جس مقام پر بلبلین چہچہہ زن تھین اُس مقام پر زاغ و زغن کے آشیانے ہوے تھوڑے ہی
عرصہ مین سامان بہار آنکھون سے نہان ہوے جہان آرا نے کہا کہ خواجہ اب نکل چلیے طریقے سے
معلوم ہوتا ہی کہ شطاح کی عملداری مین دوسرے کی عملداری ہوئی ایسا نہو کہ کوئی آفت آجائے
خواجہ و جہان آرا و صہبا آپس مین باتین کرتے ہوے سرحد باغ سے نکلے بیرون باغ جو آئے
تو دیکھا کہ ایک صحرائے ویران لق و دق میدان ہی ہر طرف خاک اُڑ رہی ہی زاغ و زغن کی صدا سے
تمام صحرا گونج رہا ہی ہزارہا زاغ آتے ہین سر پر ان تینون کے اڑتے ہین جہان آرا نے کہا کہ خواجہ
پاؤن کی طاقت کم ہوتی جاتی ہی طبیعت گھبراتی ہی کسی نے سحر کامل کیا سحر فراموش ہو رہا ہی صہبا نے
کہا اے نور نظر اب عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اب بہتر یہ ہی کہ آپس سے جدا ہوجیے اور
صحرا مین تلاش کیجیے جسنے یہ سحر کیا ہی وہ اسی جنگل مین ہوگا شاید مل جائے تو اسکے قتل کی تدبیر کرین خواجہ
ایک جانب بھاگے جہان آرا ایک جانب چلی صہبا نے ایک جانب رخ کیا قضائے کار لگا جہان آرا
چھپتی ہوئی جاتی تھین نگاہ اٹھا کے صحرا کو دیکھا کہ ایک طرف سے بونڈر گرد کے اٹھ رہے ہین [illegible]
گرد کی جانب چلین ایک بونڈر گرد کا پیچ و تاب کھاتا ہوا قریب جہان آرا کے آیا جہان آرا نے چاہا
کہ اپنے کو اس بونڈر سے بچاؤن مگر گرد مین جہان آرا کھنچتی ہوئی چلین ہر چند زور کرتی ہین مگر گرد
نہین نکل سکتین وہ گرد سو دو سو قدم جہان آرا کو لائی وہان پر آکے جہان آرا نے آنکھ اٹھا کر دیکھا
کہ ایک نخل برگ و بار سے خالی ہی شاخین اسکی ہاتھ پھیلائے ہوے اس نخل کے سایے مین ایک
ساحرہ کریہ منظر مہیب شکل بیٹھی ہوئی ہی جون جون گرد مین لوٹتی ہی خاک پر ہاتھ مار کر ہنس رہی ہی وہ بونڈر
گرد کے چیخ مارتے ہوے صحرا مین پھر رہے ہین جہان آرا جو گرد مین سحر فراموش حیرت کا جوش [illegible]
ہاتھ پاؤن مارنے لگین اس ساحرہ نے اٹھا کر جہان آرا کی زبان مین سوزن دی اٹھا کر نخل کے سایے
مین ڈال دیا آپ پھر زمین پر گر گئی اور لوٹنے لگی بونڈر گرد کے اسی طرح اٹھنے لگے تمام صحرا مین چھا
گئے معلوم ہوتا ہی کہ کسی کو ڈھونڈ رہے ہین تا دیر یہی کیفیت رہی [illegible] اتفاقاً
کہ آسمان سے چند طائر آئے بیرون سے سر پہنچے ہوے [illegible] کے سامنے آکر گرے اور مثل
انسان کے پکار کر آواز دی یا خداوند نعمت ساحر [illegible] شطاح کو مار ڈالا [illegible]

نکلا چاہتے ہین بقراط ثانی نے ایک آواز دی ارے کوئی حاضر ہے کہ ایک ساحرہ بصورت باون
سے خاک گرتی ہوئی حاضر ہوکے سامنے آئی کہا یاخداوندمنم ویرانہ دشت نورد اگر حکم ہو تو جاؤن
جاکر صحرا کو ویران کرون وہ خاک اڑاؤن کہ تینون سحر مین میرے مبتلا ہون تینون کو گرفتار کرکے
لاؤن بقراط ثانی نے حکم دیا ہے ویرانہ دشت نورد جلد جاؤ اور تینون کو گرفتار کرکے لے آؤ یہ
جو ساحرہ بڑی لوشہ ہی ہے یہ وہی ساحرہ ہے کہ آکے اسنے سحر کیا صحرا کو ویران کردیا آپ زیر بگل بڑی
ہے کہ ایک بونڈلا گیا خواجہ دور سے دیکھ رہے ہین کہ اُس گرد نے آکر صہبا کو بھی گھیر لیا صہبا نے
ہرچند دور کیا کئی مرتبہ جست کرکے گرد سے نکلی مگر گرد نے صہبا کو گھیر لیا آخر ناچار ہوئی گرد کھینچکر
لیچلی اُس مقام پر لائی کہ جس مقام پر جہان آرا پڑی تھی اسی مقام پر آکر صہبا بھی گری ہاتھ پاؤن ہانپنے
لگی اُس ساحرہ نے اُٹھکر صہبا کی زبان مین بھی سوزن دی اور پکار کر آواز دی ارے تم بہتا ؤکہ
ساربان زادہ جسکو اپنی عیاری کا دعوی ہے کہان گیا قدرت نے مقام سکت دی سے دیکھا کہ تم تینون
ساتھ نکلے تم دونون گرفتار ہوے اُس ظالم کا پتا نہین دونون نے کچھ جواب نہ دیا ویرانہ دشت نورد
بونڈلے گرد کے روانہ کرنے لگی جب خواجہ نے دور سے دیکھا کہ دونون جاکر گرفتار ہوئین کنارے
آکے رنگ روغن عیاری کا لگایا صورت اپنی تبدیل کی ایک مہاجن کی شکل بنکر تیار ہوے
دھوتی پھیری باندھے ہوے ایک مرزائی پہنے ہوے تھے زنار گلے مین ایک ہاتھ مین تھالی پر جی
اُسمین موہن بھوگ رکھا ہوا جھپٹ کر راستہ چلے سامنے ویرانہ دشت نورد کے پہونچے
ویرانہ نے جو اُس مہاجن کو دیکھا ہر چند کہ سحر کر رہی تھی مگر پکار کر آواز دی میان جانے والے
تم کون ہو جو صحرا سے ویران مین آپڑے خواجہ نے جواب دیا اے ملکہ عالم غلام کی کیفیت یہ ہے کہ
زوجہ کو درد زہ لگے ہین اُس بیقراری مین نکلا کہ جاکر ٹھاکر کا پوجا کرون شاید کچھ درد مین کمی ہو
ویرانہ دشت نورد نے جواب دیا سیٹھ جی بیٹھ جاؤ خواجہ بیٹھ گئے اُس ساحرہ سے باتین کرنے
لگے کہا اے ملکہ عالم یہ دونون جادوگرنیان جو پڑی ہین کیون حضور یہ کون ہین انھون نے کیا خطا
کی کہ جو یہ گرفتار ہوئین ویرانہ دشت نورد نے جواب دیا سیٹھ جی یہ گنہگاران قدرت ہین
انھون نے ایسی خطا کی کہ جسپر یہ عتاب ہوا سیٹھ جی نے جواب دیا کہ کیون ملکہ عالم آخر انھون نے
کیا خطا کی ایسا ہو تو انکو قتل کرو کہ مراد حاصل ہو یہ کہکر سیٹھ جی اپنے مقام سے اُٹھکر سینے خنجر

کھینچا چاہا کہ جہان آرا کو قتل کرین ویرانہ نے ہاتھ پکڑ لیا کہا سیٹھ جی ٹھہر جاؤ حکم خداوند تک اسکا قتل موقوف ہی ہم نہین قتل کر سکتے جب تک حکم خداوند نہ آ جائے سیٹھ جی نے کہا کہ اے ملکہ عالم جب یہ خطا وار ہی تو اسکا قتل کرنا ضرور چاہیے مین دیکھ رہا ہون کہ قدرت سامنے بیٹھے ہین دربار خداوند جما ہوا ہی ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی ایک نازنین مہ جبین گلعذار ماہ رخسار بصد ناز و ادا یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی اہل محفل کو سنا رہی ہی نظم

شکایت سے غرض کیا مدعا کیا ۔ نہین تو دوست دشمن کا گلا کیا
نہ آیا نامہ بر گھبرا رہا ہون ۔ نہین معلوم کیا گذری ہوا کیا
بہت اچھی نہایت خوب گذری ۔ ابھی آفت زدون کا پوچھنا کیا
نہ دو مجھکو مبارکباد بے سود ۔ بری تقدیر والون کا بھلا کیا
یہ کیون چتون پھری کیون آنکھ بدلی ۔ بھلا مین نے قصور ایسا کیا کیا
کب اُس کوچے مین ٹھہرے گی مری خاک ۔ ہوگا کوئی احسان ہوا کیا
اُمید اُس سے غلط سمجھا تو اے دل ۔ ستمگر سے تمنائے وفا کیا
بڑھا کر ہاتھ لین انکو یہ مشکل ۔ نصیب ایسے مبارک پھر دعا کیا
نہ گھبراؤ ابھی کروٹ نہ بدلو ۔ ارادے ہین ابھی خاطر مین کیا کیا
یہ کب تک پارسائی عاشقون سے ۔ محبت ہی تو ہم سے پھر حیا کیا
جگر پانی ہی حسرت مون سے لہو دل ۔ مرے سینے مین او ظالم رہا کیا
کیا ہوتا کوئی احسان تو ظالم ۔ کرین گے شکر تیرا ہم ادا کیا
نہین ممکن کہ تجھکو رحم آئے ۔ وہ مین کیا اور میری التجا کیا
معاذ اللہ گرے تو جوانی + ۔ رہو گے عمر بھر تم پارسا کیا
کہان ہی درد دل جو کہہ کر اسے ۔ مزا دے گا ہمارا ماجرا کیا
کسے دیکھا کہ بھولا آپ کو بھی ۔ تعجب ہی یہ مجھکو ہو گیا کیا
نسیم آؤ ذرا تم بھی سنو تو ۔ یہ چرچا ہو رہا ہی جا بجا کیا

اس رنگ مین یہ اشعار خواجہ نے ویرانہ دشت نورد کو سنائے کہ ویرانہ دشت نورد بیقرار ہو گئی

کہا سیٹھ جی تم تو خوب گاتے ہو یہ کمال تمنے کس سے سیکھا ہی خواجہ نے جواب دیا نانا جی رائل
میرے نانا تھے جب وہ تان مارتے تھے تو آسمان تک آواز جاتی تھی فرشتے الامان الامان
کہتے تھے اور کہتے تھے یہ کون شخص ہی کہ جب تان مارتا ہی تو دل ہلا دیتا ہی ہماری عبادت مین فرق
آتا ہی آخر سب فرشتون نے صلاح کر کے نانا جان کو بلا لیا جب وہ گاتے تھے تو مین تال دیا کرتا تھا
اسکی کچھ تاثیر آگئی ہی ورنہ مین گانا کیا جانون آپکے فیض سے یہ اشعار اسطرح گاتے اور آنکھون
سے دیکھ رہا ہون کہ دربار قدرت مین ہنگامہ پڑا ہوا ہی وہ شعلہ رخسار آگ لگا رہی ہی تمام
اہل محفل کو دیوانہ بنا رہی ہی ویرانہ نے حسب معمول ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا غبار اٹھنے لگا ایک
بونڈلہ بلند ہوا اور گرد خواجہ آگیا خواجہ نے ایک چیخ ماری کہ ای ملکہ عالم مجھے بچائیے مین پوچھے کو
چلا جاؤن ویرانہ نے جو یہ دیکھا کہ گرد اس مہاجن کو لپٹی جاتی ہی آواز دی ای گرد باد جادو یہ ایک
عیار شخص ہی اسپر تاثیر نہ کرو ساربان زادے کی تلاش مین جاؤ لیکن وہ گرد جو جسم پر خواجہ کے پڑی
رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا صورت اصلی نکل آئی ویرانہ دشت نورد نے پکار کر آواز دی
او ساربان زادے اب کہان جائیگا میرے ساتھ بھی مکر کیا مین نہایت ہوشیار ہون خواجہ
نے ہا ہا کر کے ٹھٹکا کہا کون دیکھا مین نے پاؤن تھام لیے ہین ویرانہ نے کہا کہ او مکار اب تو کہان
میرے سامنے سے بھاگ سکتا ہی مین نے سحر کر دیا اب عمر بھر میرے سحر سے رہائی نہ پائیگا خواجہ
نے ہاتھ باندھ کر عرض کی ای ملکہ عالم بڑے بڑے ساحر مین نے مارے اگر تم سی ساحرہ میری نگاہ
سے ہیبت کر رہی ہی واسطہ خداوند لقا اعظم ثانی کا میری خطا معاف کرو اور مجھکو ملکہ قدرت کے قدمون
پر گرا دو ویرانہ نے جواب دیا خواجہ تمہاری بات کا اعتبار نہین عمرو نے جواب دیا اب تو
جان پر بنی ہی اب خلاف نہ کرونگا اگر مین آپکے ساتھ رہونگا سارے طلسم پر قبضہ کرا دونگا اور یہ بھی
چاہتا ہون کہ میرے پاس جو کچھ کہ حاضر ہی لیجیے آپکے پاس مال اسباب رہیگا اسکا آپکو
اختیار ہی ویرانہ دشت نورد نے کہا خواجہ تمہارے پاس کیا ہی خواجہ نے کہا دیکھیے حاضر کرتا ہون
یہ کہکے کرتہ مین ہاتھ ڈالا ایک پوٹلا روپیوں کا نکالا سامنے ویرانہ کے رکھ دیا ویرانہ نے جو روپیہ
چمکتے ہوئے دیکھے بیقرار ہو گئی کہا خواجہ اور بھی کچھ ہی خواجہ نے اور روپیہ نکالے کئی پوٹلیان ویرانہ کو
دین ویرانہ نے روپیہ اپنے پاس رکھے خواجہ کچھ جاتے ہین اور بھی میرے پاس بہت کچھ ہی کہنے لگا

اور گھر سے نکالکر کچھ دیے ہیں جب کئی ہزار روپیے ایک مقام پر جمع ہوچکے تب خواجہ نے ایک
ڈبہ نکالا کہا ملکہ عالم اس ڈبہ میں میری جان ہے اسکو کھولکر نہ دیکھیے ورنہ میری روح نکل جائیگی دیکھیں
تقدیر کیا دکھلائے میں نے اپنی جان کے خوف سے اسکو پاس سے نکالا ویرانہ نے کہا آخر اس میں
کیا ہے خواجہ نے کہا اسمیں کچھ کنکر پتھر ہیں جب بلا سے قیطول لگا گیا تو وہاں یہ پایا اسمیں جواہرات
ہیں لیکن کھلنے سے اسکے مجھکو خوف آتا ہے کہ ایسا نہو کہ اسکی آبرو مٹ جائے ویرانہ وحشت خو نے
کہا خواجہ بے وقوف ہو کہیں جواہر کی آبرو گھٹتی ہے جوہری ہزار مرتبہ کھولتے ہیں اور بند کرتے ہیں کھولو
میں دیکھوں کہ آخر کیا شے ہے جب تمہاری خطا قدرت سے معاف کراؤنگی تب یہ دے دونگی
نہ خیال کرو کہ میں یہ چیزیں لے لونگی خواجہ نے کہا دیکھیے ویرانہ نے ڈبہ ہاتھ میں لیا اسکو کھولکے
دیکھا اسقدر مضبوط بند ہے کہ کھل نہیں سکتا زور کرکے جو کھولا ڈبہ سے دھواں نکلا دماغ پر ویرانہ
کے پہونچا چھینک مارکر بیہوش ہوگئی خواجہ نے خنجر مارا کہ شکل جادو کی قصہ پاک ہوا ویرانہ کا مکان
زمین نے چھوڑ دیے خواجہ نے اٹھکر زبان سے جہان آرا وصہبا کی صورت نکالی یہ دونوں شہزادیاں
اپنے مقام سے اٹھیں کہا خواجہ نکل چلو دیکھو کیا آفتیں آتی ہیں تمام کوہ وصحرا اسی طرح کے
بھرے ہیں ہر مقام پر ساحران مکار وغدار موجود ہیں اور سحر کرتے ہیں ایسا نہو کہ کوئی اور بلا
آجائے خواجہ و جہان آرا وصہبا ساتھ ہوکر چلے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ نوبت نقارہ کی آواز
کان میں آئی دیکھا رستم مع لشکر کثیر آتے ہیں خواجہ کو دیکھکر خوش ہوگئے گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی
کہ ای عمر نامدار خیر تو ہے آپ کو کہاں عرصہ ہوا خواجہ نے رستم کو گلے سے لگایا فرمایا کہو خیر کیا حال ہے بیان
کرو حقیقت یہ ہے کہ یہ حکیم بقراط ثانی بلاے روزگار ہے اس سپاہی نے جا بجا ساحر مقرر کیے تھے
انھوں نے ایسے ایسے مکر کیے مگر شکر ہے پروردگار کا کہ انکو میں نے قتل کیا اور بخیر آپ تک پہونچا
یہ کہکے لشکر رستم کے ہمراہ ہولیے تین لاکھ ساحر وغیرہ ہمراہ ہیں اس طرف سے لشکر رستم کا جاتا ہے
جہاں اُتر پڑے معلوم ہوتا ہے کہ ملک آباد ہوگیا بازار ہیں آراستہ ہوئیں ایک صحرا میں آکر اُترے
گھوڑے باندھے گئے خیمے درست ہوئے رستم دروازے پر بارگاہ کے آکر بیٹھے سردار گرد آگئے
جہان آرا آکر بیٹھیں راہ کا ذکر ہونے لگا کہ یکایک ابر آسمان پر آیا لشکر رستم پر چھایا ہوا تھوڑے
عرصہ میں ابر نے لشکر رستم کو گھیر لیا ہوا ٹھنڈی چلنے لگی خواجہ بازار میں پھرنے لگے جسوقت دیکھا

کہ ابر آیا خواجہ ایک جانب بھاگے لشکر سے نکل کر ایک صحرا مین ٹھہرے ملاحظہ فرما رہے تھے
کہ ابر محیط ہوکر برسنے لگا تھوڑے عرصہ مین برف گرنے لگی اب لوگ برف مین دبنے لگے
لشکر مین صدائین بلند ہوئین یا رباہ یا مستغیثا کی آوازین سوار و پیادل کرنے لگے پکارتے
ہین ای بے نیاز ای حاکم خشک و تر اس آفت آسمانی سے بچالے تو مالک ہی ہر امر مین
ہماری مدد کرنے والا ہی اب ہمکو امان دے رباعی

| ای مالک ہر بلند و پستی | شش جہت عطا بکن ز ہستی |
| --- | --- |
| علم و عمل و فراغ دستی | ایمان و امان و تندرستی |

ای بے نیاز ای کارساز یہ کیا آفت ہی کہ بندے تیرے ہلاک ہوتے ہین لیکن خواجہ
بیرون لشکر سے یہ صدائین سن رہے ہین بیقرار ہوکر ایک جانب چلے خیال کرکے دیکھا
ایک گوشہ صحرا سے ابر اٹھ رہے ہین جو لکہ ابر اٹھا لکہ کلان مین جاکر مل گیا برف کو دور
ہوتا ہو سارا لشکر دبا جاتا ہی خواجہ ٹہلتے ہوے سامنے گوشہ صحرا کے پہونچے دیکھا ایک
ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی خواجہ نے کنارے سے آکر ایک ساحر عجیب کی شکل بنائی لمبی ٹوپی
سر پہ کج کیا چرم پلنگ کا پہنے ہوے پائجامہ چرم شیر کا گل اُسپر پہنے ہوے جھپٹ کر سامنے اُس
ساحرہ کے آئے پکار کر آواز دی اوحرامزادی یہ کیا کرتی ہی خداوند نے منع کیا ہی مین فرشتہ قدرت
صحرا سے حجیم آباد کا حاکم ہون اپنے مقام پہ بیٹھا تھا کہ حکم خداوند صادر ہوا کہ اپنے کو جلد
صحرا سے برگ و بار مین پہونچا اور جاکر اُسکو منع کر کہ ہمارے بندگان خاکی پہ برف نہ برسانے
اگر نہ مانے تو سر لانا وہ ساحرہ حیران ہوگئی سر اُٹھا کر دیکھا نہایت متردد تھا کہ مین بحکم خداوند آئی
یہان حکم مخالف آیا آپ کیا کون پکار کر آواز دی ای فرشتہ جیم پوش قدرت سے جاکر
عرض کرو کہ مین تو آپکے حکم سے آئی آتے ہی اپنا کام کیا مسلمانون کو قتل کرکے اپنا نام کیا اب
سزا [illegible] ہوئی ہی خواجہ نے فرمایا ای ناکہ عالم تم مقبول بارگاہ خداوند عالم ہو تمکو چلتے وقت
یہ بھی فرمایا تھا کہ ساحرہ اپنے جاکر یہ اشعار پڑھتا آ اور سنا [illegible] نظم

| رفتار دیکھے اور یہی عالم دکھا دیا | نقش قدم نے [illegible] ہر ایک کو مٹا دیا |
| --- | --- |
| [illegible] | دریا بہا دیا [illegible] قدرت نے سنا دیا |

احسان بڑا ہو تو نے کیا ہمپہ ای صبا | اک مشت خاک تھی سو اُسے بھی اُڑا دیا

ہیں غنچے لب نالہ کے زوروں پہ کھلے | داغوں نے بوستاں مرا سینہ بنا دیا

سمجھا وہ نہیں کار قضا و مسیح کو | مارا جو چشم سے تو لبوں سے جلا دیا

یہ حسن تھا کہ آنکھ ہماری جھپک گئی | پردہ پڑا جو یار نے پردہ اُٹھا دیا

گم گشتگی نصیب کی دیکھو تو ای نسیم | قاتل نے یاد کر کے مجھے پھر بھلا دیا

یہ اشعار سنکر برف بار بیقرار ہو گئی کہا ای فرشتہ قدرت بڑے کامل و اکمل ہو خواجہ ہنستے ہوئے قریب آ گئے بولے دیکھو میرے ساتھ والے بھی آ پہونچے مقام شکر ہے کہ سب ایک ہی مرتبہ آ گئے برف بار پلٹی کہ کون آتا ہے جیسے یہ پلٹی خواجہ نے حلقہا ے کمند تار گرتے گرتے خنجر مار دیا شکم چاک قصہ پاک ہوا غبار اُڑا آواز آئی کشتی مرا نام من برف بار جادو بود خواجہ مار کر اُس ساحرہ کو پلٹے دیکھا کہ ابر دفع ہو گیا اب آسمان صاف ہوا یہاں رستم پریشان تھے کہ ابر صاف ہوا جہاں پر رستم کھڑے تھے وہاں پر برف نہ برستی تھی بلکہ دھوپ نکلی ہوئی تھی جب رستم لوح چمکاتے تھے برف کی صفائی ہو جاتی تھی مگر لشکر کی پریشانی پر گھبرا رہے تھے یہی فرماتے تھے کہ کسی ساحرہ نے سحر کیا سحر اُسکا حاوی ہو گیا کہ دیکھا خواجہ سامنے سے آتے ہیں سمک دوڑا پکار کر کہا کہ کیوں قبلہ و کعبہ کیا کیا فرمایا او بے غیرت لشکر پر یہ آفت آئی اور تو لشکر میں موجود رہا پر اسے تلاش نہ نکلا اور پھر مجھ سے دعوی ہمچشمی رستم نے پکار کر پوچھا کیوں عمر نامدار کیا ہوا کہا تمھارے اقبال سے برف برسانے والی کو مارا ایک ساحرہ طرف سے بقراط ثانی کے آئی تھی میں نے جا کے فوراً اُسکو قتل کیا یہ کہکے سر رستم کے سامنے ڈالدیا رستم دیکھ کر بہت خوش ہوئے لشکر میں نوبت نقارے بجنے لگے ہر طرف ذکر تھا کہ خواجہ نے جا کر ساحرہ کو مار لیا پھٹکنے نہ دیا چاروں طرف سے صدائے مبارکباد بلند ہوئی رستم اُسی وقت بارگاہ میں آئے سب سردار گرد و پیش بیٹھے صحبت عیش و نشاط برپا ہونے لگی اس رات کو ساقیان سیمیں ساق و مطربان خوش آواز آ کر جمع ہوئے ایک ماہ جبین نازنین بصد کرشمہ و ناز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

مجھکو سمجھاتا تھا یا تو آپ شیدا ہو گیا | میں تو دیوانہ تھا ای ناصح تجھے کیا ہو گیا

آدمی کیسے فرشتے سیکڑوں موجود تھے | میرے لاشے پر جو وہ آئے تماشا ہو گیا
میں نہ کہتا تھا کہ دیکھو آئنہ اچھا نہیں | حیرتی ہے جاؤں حال میرا سا تمہارا ہو گیا
ابتدا افسانے کی میرے ہر طرف اک دھوم ہے | مر گیا گو میں بلا سے نام تیرا ہو گیا
شکر ہے دنیا سے اٹھا آج شیدا آپ کا | جان دنیا اس مرض والے کو اچھا ہو گیا
دشمنی کی مجھ سے میرے ازدیاد شوق نے | اضطراب ایسا بڑھا آخر کہ پردا ہو گیا
سو گئے ہم تو فریب وعدہ سے شب کٹ گئی | ہائے اب چونکے کہ جب ایسا سویرا ہو گیا
کوئی ناواقف اگر کہتا تو کوئی غم نہ تھا | کیوں جی تم بھی مجھکو کہتے ہو کہ سودا ہو گیا
یہ ذکا یہ عقل ایسے ہوش سب جاتے رہے | مجھکو حیرت ہے خدا جانے مجھے کیا ہو گیا
پھر وہی دھوم میں پڑیں وحشت کی میرے تسلیم | پھر وہی جوش گذشتہ دل میں پیدا ہو گیا

وہ وقت آیا کہ سلطان زرین پوش نے بصد جوش و خروش فوج ضیا ساتھ لیکر سلطان ماہ تاباں پر لشکر کشی کی اور سلطان ماہ نے شکست فاش کھائی مع فوج ثوابت و سیارگان فرار پذیر ہوکر قلعہ مغرب میں جا کر چھپا شاہنشاہ زرین پوش کی عملداری ہوئی تخت زبرجدی پر آکر جلوہ فرما ہوا تمام دنیا روشن ہوئی رستم صبح کو اٹھے بیرون بارگاہ آکر بیٹھے سردار نامی آنے لگے خواجہ نے آکر فرمایا کہ اے نور نظر لشکر تیار ہو صاحب قران زمان تمہارے واسطے بیقرار ہونگے رستم نے حکم دیا اسی وقت لشکر میں قرنا ہوئی سوار و پیادل تیار ہو کے لشکر جم کر سامنے آیا رستم نے سماک کو اشارہ کیا کہ مرکب ہمارا تیار کر کے لاؤ سماک یل ایرانی اسپ ملا کبود کو تیار کر کے لایا رستم اٹھے کہ سوار ہوں سب سردار استادہ رہیں کہ آقا سوار ہوں تو ہم بھی سوار ہوں رستم اپنے مقام سے چاہتے ہیں کہ سوار ہوں کہ صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار سوار و پیادل فوج کے دل کے دل پھریرے علم سیاہ کے کھولے ہوئے سامنے لشکر رستم کے پہونچا پکار کر آواز دی کہ اے طلسم کشا تمہارا نام نامی سنکر برائے مقابلہ آیا ہوں رستم نے کمر بندی کھلوائی اس پہلوان نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم اختران فلک پیما گر لشکر رستم دیکھکر گھبرایا سوچا کہ لشکر طلسم کشا کا بہت ساگر اختران اتر رہا ہے کہ دوسری گرد اڑی دوسرا پہلوان گینڈے پر سوار کالا بن چہرے پر چھوٹی ہوئیں پاؤں میں زنجیر سنہری کمر میں لنگر اس شوکت و شان سے آکر پہونچا لشکر کو اتارا بارگاہ استادہ

ہوئی بل کرتا ہوا اپنی بارگاہ میں گیا جب بارگاہ میں پہونچا رفقا سے کہا یہ اخزان جو آیا ہی اِسکا کیا باعث ہمارا استقبال نہ کیا اور بارگاہ میں بھی نہ آیا ہم دربار خداوندی میں دست راست پر بیٹھتے ہیں ہم معزز و مکرم خداوند لقراط ثانی ہیں اس پہلوان نے غضب کیا کہ ہمارے استقبال کو نہ آیا یہ کہکے ٹہلتا ہوا بیرون بارگاہ آیا بارگاہ میں اخزان کی پہونچا اخزان بھی مغرور ہی اپنے مقام سے نہ اُٹھا غیور تیغزن بہت جھلایا کہا اب تمکو یہ غرور ہی کہ ہمارے استقبال کو نہ نکلے ہم جانتے تھے کہ تم قبل میں پہونچے ہو وہاں سامان کیا ہوگا تم آکے اُتر پڑے مناسب یہ تھا کہ جب ہماری آمد سنی تھی فوراً برائے استقبال نکلتے ہم بھی خوش ہو جاتے اخزان نے کہا اے غیور تیغزن سنبھلکر تم نہ بلبلاؤ اپنے ہوش میں آؤ دربار خداوندی میں تمکو ایسا کیا فخر ہی کہ جسپر تم ناز کرتے ہو صرف دست راست کے بیٹھنے سے کیا کمال حاصل ہوتا ہی بہتر یہ ہی کہ بیٹھ جاؤ اخزان سے بگڑ کر کہا رفیقان غیور نے قبضوں پر ہاتھ رکھا کہا اے پہلوان دوران آپنے سر دربار عجیب کلمہ کہا ہم لوگوں کو بہت ناگوار ہوا اگر آپ کہیں تو اسکو دنگل سے اُٹھا لیں رفیقان اخزان نے جو رفیقان غیور کو بدمزاج دیکھا ایک سے ایک آنکھ ملانے لگا قبضوں پر ہاتھ پڑ گئے نگاہیں ملنے لگیں اخزان نے کہا دیکھو زیادہ تم نہ بلبلاؤ ایسا نہو کہ فساد ہو جائے اگر فساد ہوگا تو خرابی ہوگی دس پانچ لاشیں لوٹنے لگیں گی غیور نے جواب دیا اے اخزان ہم سے خوف کرو اگر تلوار کھینچے گی تو دم میں بہا دینگے ہم میں قیامت برپا کرونگا اخزان نے جواب دیا کیوں بھائی صاحب آج آپکو کیا ہوا ہی کیا شب کو نشہ زیادہ پی تھی ابھی سرور باقی ہی بہک رہے ہو غیور نے جواب دیا مردوں کو نشہ جرأت کا رہتا ہے شراب کیا ہمکو نشہ کریگی اور یہ تمنے کیا کہا ہنس ہنس کے بتاتے ہو دیکھو زیادہ غرور نہ کرو ایسا نہو کہ تلوار کھینچ جائے آخر دونوں میں یہاں تک تکرار ہوئی کہ اخزان نے تلوار کھینچی اور کہا کہ آئیے غیور نے بھی تلوار کھینچی دونوں اپنے اپنے مقام سے اُٹھے رفیقوں نے بھی تلوار کھینچی آپس میں تلوار چلنے لگی رفیقان اخزان اپنے مقام سے اُٹھے غیور کو ہاتھ مارا غیور نے تلوار روکی رفقا میں بھی تلوار چلنے لگی کئی جوان مرکر گرے دریائے خون جاری ہوا لاشے تڑپنے لگے ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا غیور چونکہ لشکر میں چلا آیا ہی بمشکل باہر آیا فوج نے اخزان کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی غیور نے لڑتے لڑتے کہا مقام افسوس ہے کہ ناقدروں کے آکر شریک ہوئے کہ کسی سے

فادر کی افسوس ہی اگر ایسا جانتے تو جا کر رستم کے شریک ہوتے وہ قدر شناس فلک اساس
ہین جو مرد اُنکے یہان گیا اُنھون نے اُسکی آبرو کی دیکھو پہلوان کیسے خوش حال و بحال ہین ہمکو سب طرح
کے خیال ہین قضاے کار ہرکارے لشکر اسلام کے موجود تھے یہ کلمہ جو زبان سے غیور کی سنا
خبرین لیکر بھاگے خدمت رستم مین آئے رستم بیٹھے ہین فکر مین ہین کہ دو پہلوان آئے ہین
یقین ہی کہ طبل جنگ بجے انتہا کا معرکہ پڑیگا ہر ایک پہلوان اپنی شوکت دکھا کے لڑیگا رفقا عرض
کر رہے ہین کہ اے شہریار اختران بڑا بودا ہی وہ کیا لڑیگا آپ اُسکے مقابلہ مین نہ جائیے گا غلامان جانبا
سمجھ لینگے غیور تیغ زن البتہ پہلوان منجھلا ہی اُسکے مقابلے مین البتہ مشکل پڑے گی جانباز سرفروش
نشہ مین کبھی جرأت کا ہوش یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے
سب نے عرض کی کہ شہریار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو ہمیشہ سوز و گداز رہے غیور تیغ زن سے اختران
سے ایسی بگڑی کہ آپس مین تلوار چل رہی ہی مگر غیور تیغ زن گھبرا گیا ہی جب وہ بلوے مین گھرا تو
اُسنے رفقا سے کہا کہ مقام افسوس ہی اگر مین ایسا جانتا تو خدمت رستم مین جاتا تو عزت و آبرو
پاتا قدر جرأت تو ہوتی جو پہلوان اُنکی خدمت مین گیا اُسکی عزت و آبرو ہوئی ہمنے جیسا کیا ویسا
پایا اے شہریار وہ بہت مایوس ہی رستم یہ سنکر اُٹھ کھڑے ہوے سماک سے فرمایا کہ مرکب ہمارا
لاؤ اُسی وقت مرکب آیا رستم مرکب پر سوار ہوے رفقا ہمراہ ہو لیے گھوڑا اُٹھا کر طرف کفار کے
چلے کہ دیکھا جابجا لشکر مین قرنا ہو رہی ہی سب کا قصد ہی کہ کمربندی کرین ساتھ اپنے آقا کے جائین
کفار کو اپنی شوکت دکھائین رستم نے کیدان و رسالدارون کو اپنے سامنے بلایا فرمایا کہ خبردار سب لشکر
تیار ہو مجمع کفار کم ہی اور اے سماک تم پلٹ جاؤ جہان آرا و صہبا قصد نہ کرین مین یہین چاہتا کہ
جادوگرنیون کو ساتھ لیکر لڑین اسکا ذکر لشکر قبلہ و کعبہ مین ہوگا دست راستی اپنے مقام پر بیٹھکے
آواز سے کہینگے کہ جادوگرنیون کو ساتھ لیکر لڑے اُسوقت شرمندگی ہوگی سماک پلٹا
یہ رستم طرف لشکر کفار کے چلے اُسوقت پہونچے کہ غیور تیغ زن لڑتا ہوا باہر نکلا ہی مگر سب گھیرے
ہوے ہین اختران حکم دے رہا ہی کہ اسکا سر کاٹ لو میرے سامنے یہ سرکشی اے غیور بہتر یہ ہی کہ
اب بھی راہ پہ آؤ جھک کر مجھ سے ملو خبردار ایسا نہو کہ تم مارے جاؤ میرے ہاتھ سے مہلت نہ پاؤ
کہ نعرۂ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی نعرہ رستم

| | |
|---|---|
| ارشد اولاد امیر عرب | کیست علمشاہ چو رستم لقب |
| اگر تیغ کین برکشم از غلاف | دیگر تزلزل فتد درمیان مصاف |
| اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم | زگاو زمین بیخ و بن برکنم |

اور آواز دی او اختران مردان عالم سے مقابلہ کر کیا غیور کو تنہا سمجھا ہے یہ ہمارا رفیق
بانا شفیق ہے اسنے جو کلمات حسرت کے ہم اسکی مدد کو آئے گینڈا بڑھا ہمارے مقابلہ مین
آ جب تجھکو حال کھلیگا کہ مردان عالم کیسے ہوتے ہین یہ کہکر رستم نے شمشیرزنی شروع کی جو پہلوان
سامنے آیا ایک ہاتھ مارا کہ واصل جہنم ہوا رستم کے لشکر مین آتے ہی تہلکہ پڑگیا ہر طرف
یہی ہنگامہ تھا کہ طلسم کشا آگئے اب البتہ مشکل پڑیگی کہ اختران کو للکار کر رستم لڑتے ہوے
چلے جب اختران کے قریب پہونچے چاہا کہ مقابلہ اختران مین جاؤن کہ اختران نے اپنے
سپاہ سالار لشکر یعنی سوہان ببر دندان کو اشارہ کیا کہ جا اور سر رستم کاٹ کر لے آ آج انکو
طلسم کشائی کا مزہ چکھا سوہان ببر دندان یہ سنکر گینڈا چمکا کے سامنے آیا رستم نے دیکھا
کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈا چمکا کے سامنے آیا ہے اور پکار کر کہ رہا ہے کہ
او رستم وقت اے طلسم کشاے ہفت پیکر یہ سر جنجال سکندری ہے ہر ایک کے رگ و ریشہ
مین جرأت بھری ہو اب آپ میرے مقابلہ مین آئیے کہ لطف جرأت اٹھائیے یہ کہکے قریب
رستم آیا اور وار نیزہ کا کیا رستم نے ڈانڈ کو تلوار سے قلم کیا سوہان گھبرایا قبضہ پر ہاتھ ڈالا
اور خبردار خبردار کہکے وار کیا رستم نے صاف بیاسیب سپر تلوار کو رد کیا جس وقت سوہان تلوار
وار کر لیتا تیغہ ہفت جوہر کو رستم دلاور نے نیام انتقام سے کھینچا اور خبردار خبردار کہکے ہاتھ
مار دیا چاہا کہ جو تیغہ ہفت جوہر گرا سپر کو دو ٹکڑے کیا سر کو کاٹ کر وہ تیغہ گرا خود و چہرہ کو کاٹا
تیغہ یا قوتبہ سپر پر چمکا تھا یا تنگ کو کاٹ کر زمین کو بوسہ دیا سوہان کا مارا جانا کہ تمام لشکر
مین شور برپا ہوا ہر ایک کی زبان پہ یہی کلمہ تھا کہ رستم نے ایک وار مین دو کر دیا ایسے
عفریت کو للکارا بہادر اور جوان مرد ایسے ہوتے ہین اختران نے جو دیکھا کہ سوہان سا
پہلوان اس آسانی سے مارا گیا اور رستم دلاور آمادہ حرب و پیکار ہے تا کی یکتا ان [illegible]
ہون لشکر مین جیسے ہوا چلے آ سکے دو ٹکڑے کر گیا [illegible] سوہان [illegible]

فیل کوہ پیکر کو بڑھایا اور آواز دی ای رستم میرے مقابلہ مین آؤ رستم علمدار لشکر اختران
فیل زور پھر بڑھا ہوا مین اڑاتا ہوا علم ضلالت شیم کو جھکاتا ہوا ہاتھی کو چھیڑا اور مقابلہ مین
کے آیا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے پہلو تہی کر کے ہاتھ تلوار کا خالی دیا اور خبردار
خبردار کہکر ام لچھاوے سے ہاتھ نکالا اور علمدار پر ہاتھ تلوار کا مارا کہ مع علم و علمدار
وفیل کوہ پیکر کے دو ٹکڑے ہوے علم فوج کفار جو سرنگون ہوا ایس لشکر کفار پر سیل
مصیبت گرا اختران نے جو سوہان اور علمدار کو کشتہ دیکھا بہت غصہ آیا اپنے گینڈہ
کو ٹھکرا کر جانب رستم چلا رستم علمدار کو مار کر طرف فوج کے حملہ آور ہوے ہین کہ پشت
پر سے کراہنے کی آواز آئی پیر پایٹ کر جو دیکھا تو غیور تیغ زن زخمون مین چور ہے مگر
وہی جرأت وہی شوکت ہے کوئی جو شیہ مار دیتا ہے تو منہ سے آہ نکل جاتی ہے گینڈے پر
کھڑا جھوم رہا ہے اور بصد حسرت شاطر جو ساتھ ہے اس سے کہ رہا ہے کہ مقام افسوس ہے
کہ رستم میری مدد کو آئے اتنا بڑا احسان کیا مگر حیف ہے کہ مین نے انکا جمال جہان آرا
نہ دیکھا ای شاطر رستم ملا ور سے کہدینا کہ غلام آپکے دیدار سے محروم رہا افسوس ہے کہ
حضور سے میرا سامنا نہوا کہ مین جمال عدیم المثال کو دیکھ لیتا [illegible] گھوڑے کو اڑا کر
قریب آئے اور شانہ پکڑ کر فرمایا ای برادر نہ گھبراؤ ہم خاص تمھین کو دیکھنے آئے ہین —
ماشاء اللہ ماشاء اللہ کس جرأت اور دلاوری سے لڑے ہو ہزارون مین اکیلے گھر گئے
تھے مگر خوب لڑے شکر ہے کہ ہم آگئے جب ہرکارون نے ہمسے بیان کیا کہ غیور تیغ زن
ہزارون کے بیچ مین گھر گیا ہے اور آپکو یاد کر رہا ہے اسی وقت ہم اپنے لشکر کو چھوڑ کر اس
سمت کو چل نکلے شکر ہے کہ پروردگار عالم نے وقت پر پہونچایا اور تمکو زندہ پایا رستم یہ
کہ رہے تھے کہ اختران لڑتا ہوا سامنے پہونچا دیکھا کہ رستم غیور سے باتین کرتے ہین غیور
نے جو رستم کو دیکھا گینڈے سے اپنے کو دے پڑا قدمون پر گر کر بوسہ دیا ہاتھ باندھکر سامنے
کھڑا ہوا رستم نے فرمایا کہ مین نے تمپر کیا احسان کیا شکر کرو خداوند عالم کا کہ تم کو مسلمان
کیا پروردگار نے راہ ضلالت سے نکالا چشمہ ہدایت پر پہونچایا کہ اختران نے للکار کے
کہا او پسر حمزہ آ مجھ سے مقابلہ کر یہان کھڑا ہوا کیا باتین بنا رہا ہے اور بڑھ کر ہاتھ

تلوار کا بار رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اور الجھاوے سے ہاتھ نکال کر وار تیغہ ہفت جوہر کا کیا تڑپ کر وہ تیغہ گرایا تو تیغہ سپر پر چمکا تھا یا زمین پر آ کر بوسہ دیا لشکر میں غریو بلند ہوا کہ مارا اختران فیل زور کو طلسم کشا نے غیور تیغ زن بھی مصروف جنگ ہوا فوج اختران نے شکست کھائی صبح ہوتے ہوتے رستم مظفر و منصور پلٹے کل پڑاؤ اختران کا لوٹ لیا غیور تیغ زن کو ساتھ لیکر نوبت و نقارے فتح و فیروزی کے بجواتے ہوئے داخل لشکر ظفر پیکر ہوئے بارگاہ آراستہ کی گئی رستم اور غیور تیغ زن آ کر جلوہ افروز ہوئے غیور کے اپنے ہاتھ سے ٹانکے لگائے سر غیور کا اپنے زانو پر رکھا غیور نے آنکھیں کھول کر اپنا جو یہ مرتبہ دیکھا سر کو زانو سے اٹھا کر شکر یہ ادا کیا ساٹھ ہزار کا لشکر غیور تیغ زن آ چکا ہے تمام افسران فوج کو بلا کر کہا کہ دیکھو یارو افسر ایسے ہوتے ہیں کیا آبرو کی ہو اپنے ہاتھ سے ٹانکے زخموں میں لگائے اور مجھ سے کس شفقت اور مہربانی سے پیش آئے یہ باتیں کر رہا ہے کہ رستم نے فرمایا اے غیور اب تم شفاخانہ میں جاؤ ہم کل یہاں سے کوچ کرینگے کیونکہ قبلہ و کعبہ وہاں بہت گھبرا رہے ہونگے غیور نے عرض کیا کہ بہت خوب جیسا مناسب وقت ہو اس طرح پر حکم دیجیے رستم نے شب کو اسی مقام پر قیام کیا دربار میں کل افسر بھی آ کر جمع ہو جہان آرا اور صہبا یہ دونوں بھی آ کر شریک صحبت ہوئیں خواجہ عمرو اپنی کرسی پر جلوہ فرما ہیں کہ افسران فوج نے رستم سے عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو خواجہ سے فرمائیے کہ جشن بیٹھ کر گائیں رستم نے جو یہ خواجہ سے کہا خواجہ نے جواب دیا اے نور نظر تحت جگر طلسم ہفت پیکر فتح کر کے بڑی خوشی میں ہو تم خود ہی نہ کچھ گاؤ آج میں تکو انعام دونگا رستم نے تو یہ سنکر سر جھکا لیا مگر جہان آرا اپنے مقام سے اٹھی اور سامنے خواجہ کے دست بستہ آ کر کھڑی ہوئی خواجہ تو جہان آرا پر جان دیتے ہیں فرمایا کہ ملکہ عالم کیا ارشاد فرماتی ہو جو حکم ہو بجا لاؤں جہان آرا نے کہا اگر مناسب ہو تو چند اشعار ارشاد فرمائیے خواجہ عمرو بہت خوش ہو کر بیچ محفل میں آئے زنبیل سے نکالی نئے طریقے سے بجائی اور یہ اشعار آبدار گانا شروع کیے

نظم

| بعد از فراغ روح بھی قید بدن میں تھا | یکن صورت نوالا لحد کے گلو میں تھا |
|---|---|

کیسا مزہ ہمارے جگر کے لہو مین تھا — خنجر زبان نکالے ہوے آرزو مین تھا
ٹانکے ہمارے زخم جگر کے الجھ گئے — بل مثل موے زلف جو تار رفو مین تھا
بادہ کبھی کیا عروس کوئی ہو کہ رات بھر — ہر مست کی نظر سے حجاب سبو مین تھا
افسانہ مہر کیون نہ سراپا فریب ہو — یہ مدعا وہ ہی جو تری گفتگو مین تھا
ہو نہ نالہ چاک دہن مین ضرور ہو — آج انتہا کا ضعف صدا شور کو مین تھا
دشمن سے بھی ہمیشہ رہا مجھکو اتحاد — مانند دست یار میان عدو مین تھا
تھا گو کہ ایک نقطۂ تنہا ہزار شکر — اتنی تو آبرو تھی کہ مین آبرو مین تھا
مطلب کی بات کہہ نہ سکے اسلئے رات بھر — معنی بھی منھ چھپائے ہوے گفتگو مین تھا
منظور تھی جو شہرت حسن سخن نسیم — مانند غنچہ پرورش رنگ و بو مین تھا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ تمام اہل محفل تعریفین کرنے لگے خواجہ نے کہا حضور مجھکو کیون شرماتے ہو کچھ نقدی دلواؤ یہ کہکے چادر بچھائی ہر طرف سے سرداران رستم دینے لگے مبلغ کثیر جمع ہوا رستم نے جاکر آرام کیا تمام لشکر مین یہ اطلاع ہوئی کہ کل یہان سے کوچ ہوگا وقت سحر رستم نماز پڑھ کے اٹھے کہ سلطان زرین کلاہ بصد سطوت و جاہ تخت زرجدی پر سوار ہوا نقارۂ شجاع بجتا ہوا فوج ضیا ہمراہ اس کروفر سے فلک نیلوفری پر جلوہ فرما ہوا کل فوج مین انتظام ہوا رستم بارگاہ سے نکلے چاہتے ہین کہ پشت مرکب پر سوار ہون تمام فوج و لشکر مسلح و مکمل ہو کر سامنے آئے خواجہ قریب رستم کھڑے ہین کہ سماک عیار قریب رستم آیا خواجہ نے جھڑک دیا فرمایا الگ رہو ہم طلسم کشا کے ساتھ ہین طلسم کشا نے چاہا کہ مرکب بڑھا دین کل فوج کو جنبش ہوئی ہے یون نے چاہا کہ بڑھین سوارون نے باگون پر ہاتھ ڈالا کہ صحرا سے گرد اڑی اتنی بڑی گرد تھی کہ روے آفتاب چھپ گیا طائر بالا سے ہوا زمزمہ سرائی کرتے ہوے اڑتے چلے آتے ہین تمام صحرا مین اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے وہ غبار پھٹا رستم نے دیکھا ایک تاجدار بارنش سفید تخت پر تاج شہریاری سر پر موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہوے پشت پر لاکھ فوج دریا موج علمہاے زرنگار ہی کے پھریرے کھلے ہوے پنکھون پہ علمون کے تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہ ہی بلند شد ہم آمد فوج کی دھوم اسپ آتش بادشاہ نے جو رستم کو دیکھا

کہ مرکب پر سوار ہین ایک عیار ڈبلا پتلا طرار و مکار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے کھڑا ہی فوراً تحت
سے کود کر طرف رستم کے چلا اور پکار کر کہا کہ ای شہریار غلام آمادۂ خدمت گزاری ہی مرکب آگے
نہ بڑھائیے رستم نے مرکب روکا اُس تاجدار نے آ کے قدمون کو بوسہ دیا اگر دیکھا رستم نے
بمحبت کہا ای بادشاہ عالی جاہ آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے اطلاع دیجیے اور سبب
تشریف آوری فرمائیے اُس بادشاہ عالی نے جواب دیا ای شہریار زرنشان زرین پوش
میرا نام ہی یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ قلعۂ جواہر پوشان اُسکا لقب ہی مین وہانکا
حاکم ہون اے شہریار حال حقیر کا یہ ہی کہ والد میرے سلطان فلک قدر کہ نہایت ہی
جری اور بہادر تھے اور سخاوت مین اپنا مثل و نظیر نہ رکھتے تھے جب وقت انتقال اُنکا
قریب آیا اُسوقت مجھکو تنہائی مین بلایا اور گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا ای نور نظر اے پارۂ جگر تمسے
ہمارا نام ہی بعد ہمارے انتقال کے پہلو مین جو قصر زمردی ہی اُسکو کھولنا مذہبون کی کتابون
سے وہ مکان معمور ہی تم ماشاء اللہ صاحب علم و فضل ہو اُس قصر کے پہلو مین ایک طاق ہی
اُسکی پیشانی پر نام لکھا ہی بانیان عجائب و غرائب نے اُس طاق کا نام طاق اسرار جواہر نشان
رکھا ہی اُس طاق مین ایک کتاب ہی کہ نام اُس کتاب کا اسرار بقراط ثانی ہی جب اُس
کتاب کو کھولوگے تو حال حقیقت مذہب کھل جائے گا حقیقت و غیر حقیقت ظاہر ہوگی اور
میری لاش کو دفن کرنا جلا نہ دینا یہ مسئلہ اہل کفر و نفاق کا ہی اور تمہارے بزرگون مین
ایک حکیم تھے کہ اُنکا حکیم سقراط ثانی نام تھا وہ اُس کتاب کے مصنف ہین مین مضمون
اُس کتاب کا پڑھکر مسلمان ہوا ہون یہ کہکے انتقال فرمایا مین نے اُنکا دفن و کفن کیا جو طریقہ
کہ اہل اسلام مین ہوتے ہین اُنکا کاربند رہا اور والد کو دفن کرکے اس کتاب کو کھولا تو وہ مضامین
اُسمین پائے کہ جسکے سبب سے رنگ کفر دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا لیکن جانتا تھا کہ
کہ اگر میرا مسلمان ہونا ظاہر ہوگا تو بقراط ثانی سے بدی پیش آئیگا اپنی سرحد سے نکال دیگا سلطنت
جائیگی اپنے مذہب کو ہمیشہ مخفی کیا اور اُس کتاب کو پھر دیکھا تو اُسمین یہ لکھا پایا کہ ای زرنشان
زرین پوش خدمت طلسم کشا مین جاکر حاضر ہونا اپنے ملک مین اُس شہریار کو لانا سب احوال
تجھپر ظاہر ہو جائیگا طریقۂ اسلام سے ماہر ہوگا غلام خاص اس غرض سے حاضر ہوا ہی کہ آپ

اس ویرانے کو اپنے جمال با کمال سے منور و مزین فرمایئے تاکہ موجب سرفرازی غلام کا ہو
اور جو کہ مشکلیں ہونگی وہ آپ کے قدموں کی برکت سے دفع ہو جائینگی لشکر کو اسی مقام پر
چھوڑیئے آپ تنہا میرے ساتھ تشریف لے چلیئے کوئی تکلیف بندگان عالی کو نہو گی رستم
اُسی وقت بادشاہ کے ساتھ ہوئے خواجہ عمرو نے روکا بھی کہ اے نور نظر ایسا نہو کہ کوئی
تمھارے ساتھ مکر کرے رستم نے جواب دیا کہ یہ مرد مسلمان ہے اس سے کوئی مکر نہو گا اور
اگر ہو گا تو حافظ حقیقی بچانے والا ہے ورلشان زرین پوش نے رستم کو تخت پر سوار کیا
آپ پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا فوج کو پشت پر کیا اس اعزاز و اکرام سے لیکر چلا کوئی بارہ کوس
کا راستہ طے کیا ہوگا کہ سامنے قلعہ معلوم ہوا ہزار ہا بندگان خدا کو دیکھا کہ لباس فاخرہ
پہنے ہوئے در قلعہ پر برائے استقبال کھڑے ہیں سب نے رستم کو سلام کیا اور قدموں
کی خاک لیکر آنکھوں سے لگائی باعزاز و اکرام تمام زر نثار کرتے ہوئے قلعہ میں لائے
جب رستم قلعہ میں آئے تو دیکھا کہ رعایا آباد اہل شہر دل شاد دوکانیں کھلی ہوئی ہیں
خرید و فروخت ہو رہی ہے تمام دوکاندار اپنی اپنی دوکانوں سے اُٹھے سب نے رستم کو
سلام کیا اور ہر ایک کا یہی قول تھا کہ آج کا روز سعید ہے بلکہ بہتر از عید ہے طلسم کشا نے
ہمکو سرفراز کیا ہمنے اپنی تقدیر پر ناز کیا اس تکلف سے لیکر در دار الامارہ پر آیا چوبدار
یساول جو حاضر تھے برائے تسلیم خم ہوئے رستم اندر بارگاہ کے آئے شاہ نے رستم کو تخت
پر بٹھایا آپ کرسی پر بیٹھا پھر اس کتاب کو منگایا کتاب کھولکر رستم کو دکھائی رستم نے
جو پڑھا دیکھا تو یہ مضمون لکھا تھا اے طلسم کشا تمنے ہمکو بہت شاد کیا کہ یہاں بلا تکلف
چلے آئے اب یہاں رہو حالات ہمارے انتظام کے دیکھو شاہ نے کل سامان عیش و نشاط
مہیا کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و صراحی لیکر حاضر خدمت ہوئے
ایک نازنین شوخ و شنگ محفل میں آکے حاضر ہوئی اور بہ نازیہ اشعار عاشقانہ
بہت ہی لطافت سے گانا شروع کیے نظم

| | | |
|---|---|---|
| کھل گئی ہر ہر گرہ سی مجھکو وہ افسون یاد تھا | | خندۂ زنجیر سامان مبارک باد تھا |
| آپ کو آزاد دکھلا کر کیا اوروں کو قید | | میں وہ صید خیر خواہ خاطر صیاد تھا |

کم نہ تھی زخم جگر کی ایک دم خندہ گری — خاطر دشمن کی صورت بے سبب بھی شاد تھا
مدتوں تک اپنے ہم جنسوں سے بھی لڑتا رہا — طائر جان جو ہیں اک مرغ نو آزاد تھا
اس لیے مرتا ہوں بھاتا ہے وہ مجھکو انفعال — جو تری خاطر میں اے ظالم پس بیداد تھا
جب قریب نخل آیا ڈر کے پھر پرواز کی — طائر خاطر کی صورت آشیان برباد تھا
خستگی اعضا نے دونوں کو برابر کر دیا — میں ادھر مجبور شرمندہ ادھر فرہاد تھا
خاک گلزار جہان میں جی بہلتا ہے نسیم — دہر کے قابل نہ لطف گلشن ایجاد تھا

دو پہر رات تک وہ جلسۂ عیش و نشاط رہا جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری شاہ نے رستم سے عرض کی اب حضور آرام فرمائیں رستم کو لیکر ایک بارہ دری میں آیا چھپر کھٹ وہاں آراستہ تھا اس پر رستم کو لٹایا چاہا کہ خود بیٹھ کر پاؤں دباؤں رستم نے قبول نہ کیا بادشاہ اٹھ گیا رستم نے آرام فرمایا رفقا شکارچی پہرے پر رہے رستم سو گئے صبح کو جب اٹھے دیکھا وہی بادشاہ سرہانے آئینہ لیے کھڑا ہے کہہ رہا ہے یہ آئینہ بھی حاضر ہے رستم اپنے مقام سے اٹھے مگر خاموش اس بادشاہ نے جھک کر سلام کیا عرض کیا اے شہریار آئینہ ملاحظہ فرمائیے رستم نے آئینہ دیکھا بغل گیر ہوئے الغرض حاجت سے فارغ ہو باہر تشریف لائے دربار تمام آراستہ تھا رستم نے تخت پر جلوہ فرمایا کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے بعد دعا و سلام کے عرض کی کہ اے شہریار بیرون قلعہ نقابدار رنگ گون پوش تین لاکھ فوج ہمراہ لیے کھڑا ہے اور یہی کہہ رہا ہے کہ زرنشان زرین پوش سے جا کر کہو کہ ہمارے مقابلہ میں آوے بادشاہ گھبرایا رستم نے کہا کہ ہم بھی چلتے ہیں یہ کہکر اٹھے زرنشان زرین پوش نے افسران فوج کو ساتھ لیا رستم بھی سوار ہو کر باہر قلعہ کے آئے دیکھا ایک نقابدار رنگ گون پوش گھوڑے کو جولان کر رہا ہے اور ایک شاطر بلائے روزگار پہلو میں نقابدار کے کھڑا ہوا آواز دے رہا ہے کہاں ہے رستم کہاں ہے سام کہاں ہے حمزہ کہاں ہے بیژن کونسا ایسا دلیر ہے کہ مقابلہ میں ہمارے نقابدار کے آئے نام ان جوانان گذشتہ کا مٹاوے اور نام اپنا اس زمانہ میں روشن کرے زرنشان زرین پوش نے جو یہ لاف و گزاف سنے طرف اپنے افسران کے دیکھا نعمان ببر سوار کہ سپہ سالار لشکر ہے اسکو اشارہ کیا نعمان گھوڑا بڑھا کے سامنے

شاہزادہ رستم کے آیا اور عرض کی کہ اے شہریار اجازت میدان ملے یہ نقابدار بہت لاف وگزاف
کر رہا ہے اسکو جواب دوں شاہزادہ نے فرمایا بسم اللہ نعمان گھوڑا بڑھا کر میدان کارزار
مین سامنے نقابدار کے پہونچا نقابدار نے نیزہ مارا نعمان نے نیزہ پر روکا آپس مین نیزہ
چلنے لگا نقابدار نے بعد چند طعنون کے نیزہ نعمان کا ہوائی کیا نعمان نے تلوار کھینچی خبردار
خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا نعمان نے جو تلوار لگائی نقابدار نے تھپکی دی کہ تلوار نعمان کی
پیٹ ہوئی نقابدار نے پنجہ دلاوری بڑھا کر نعمان کی کلائی تھامی ایک جھٹکا مارا کہ تلوار ہاتھ
سے نعمان کے نکل گئی اُسوقت نقابدار نے تیغہ برق مثال نیام انتقام سے کھینچا اور
اس کن سے ہاتھ مارا کہ نعمان کے دو ٹکڑے ہوئے اُسوقت نقابدار نے مرکب پھیرا اور
پکار کر آواز دی اے شیر بیشہ صاحبقرانی آج تمنے اپنے تئین میرے ہاتھ سے بچایا مگر
کل کہاں جاؤ گے میرا وقت گذر گیا مین لڑ نہین سکتا کل سمجھ لونگا یہ کہکر نقابدار پلٹا
فوج کو اپنی لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوگیا رستم اس مقابلہ کو دیکھکر بہت گھبرائے فرمایا
اے بادشاہ عالیجاہ یہ کیا اسرار تھا کہ یہ میرے مقابلہ کا خواہان ہوا مین کیا تامل کرتا یہ کیا کہکر
پلٹ گیا کیا ذہن مین اپنے سمجھا اگر یہ ٹھہرتا تو مین ابھی مقابلہ کو جاتا سمجھا کہ کیا طعنہ دے گیا کہ
گیا مین اس سے کسی طرح کم ہون زرافشان زرین پوش نے عرض کی کہ اے شہنشاہ یہ
معاملات طلسم خیال سکتے رہی ہین اب یہان سے چلیے غریب خانہ کو سرفراز فرمایئے جو کچھ
یہان کے معاملات ہین وہ آپ پر واضح ہونگے رستم کو سمجھاتا ہوا بادشاہ دارالامارہ مین
آیا مگر رستم کے چہرہ سے آثار ملال پیدا ہین تیوریون پہ بل پڑے ہوئے ہین دم بدم یہی
فرماتے ہین اے زرافشان زرین پوش تجھے کیا عجیب کیا جسوقت نقابدار نے آواز
دی تھی اگر ہم جانتے کہ وہ ہمارا جویا ہے تو پہلے ہم ہی مقابلہ مین جاتے اور اسکو جواب دیتے
اُسکا طعن و تشنیع کے ساتھ یہ کہنا ایسا قلب پر ناگوار ہوا ہے کہ گویا کسی نے ایک تیر قلب پر
مارا زرافشان زرین پوش نے بہلا کر رستم کو تخت پر بٹھایا ارباب نشاط کو حکم دیا کہ رقص و
سرود شروع ہوا ایک نازنین تڑپ کر سامنے آئی اول جام شراب پیش کیا لبوں سے ساغر
لگائے کھڑی ہوئی اور برجستہ بتکلف یہ اشعار رباعی تھا نہ بناز و انداز گانا شروع کیے نظم

یار سے دشمن کے وہ عالم ترا جاتا رہا — ایسے لب چوسے کہ بوسوں کا مزا جاتا رہا
دل جو پہلو میں نہیں کچھ مجھکو بیہوشی سی ہے — ڈھونڈتا ہوں پہ نہیں معلوم کیا جاتا رہا
دم شب فرقت میں نکلا منتوں سے موت کے — اب تو تیرا کبھی وہ احسان جفا جاتا رہا
اسقدر آنکھیں ملیں میں نے ہجوم شوق میں — پاؤں سے اس شوخ کے رنگ حنا جاتا رہا
یہ تلافی کس لیے کچھ یاد وہ باتیں کرو — مرگیا دشمن تو کیا سب اگلا جاتا رہا
کھلکے تم کچھ رہ گئے سمجھوں اُسے کیا خاک میں — لفظ جب پورا نہ نکلا مدعا جاتا رہا
وہ نہ سمجھے میری بیتابی کی سب کی گفتگو — ہائے حرف شوق سے سب مدعا جاتا رہا
مجھ سے وہ اُلٹے میں لپٹا از دیاد شوق میں — ہاں لحاظ وضع وان پاس حیا جاتا رہا
تم رقیبوں سے ملے جتنے بھی دل بہلا لیا — اب ہمارا آپ کا وہ واسطا جاتا رہا
کیا گلہ اسکا خلاف وضع دونوں ہوگئے — ضبط مجھ سے تجھ سے انداز جفا جاتا رہا
عالم پیری مبارکباد مرف ہو نسیم — ولولے ٹھنڈے ہوئے وہ حوصلہ جاتا رہا

دوپہر تک تو یہ محفل عیش و نشاط رہی دوپہر کو زرفشان زرین پوش نے عرض کی کہ اب حضور آرام فرمائیں شب کو جلسہ ہوگا رستم اپنے مقام سے اُٹھے بارہ دری میں آئے چھپر کھٹ پر آرام کیا خواجہ بھی قریب رستم کے سوئے بعد تھوڑے عرصہ کے جو آنکھ کھلی کسی انسان کی آواز کان میں نہ آئی رستم نے گھبرا کر کہا کہ اے رستم نادان یہ کیا اسرار ہے کہ کسی کی آواز نہیں آتی ذرا باہر نکل کر دیکھو کہ زرفشان زرین پوش کہاں ہے کیا معرکہ درپیش ہے خواجہ باہر نکلے دارالامارہ میں خاک اڑ رہی ہے کسی دایہ اور مہری کا نشان نہیں خواجہ گھبرا کر باہر دارالامارہ سے نکلے دیکھا کہ شہر میں سناٹا پڑا ہے دوکانیں سب بند مکان کھلے ہوئے پڑے ہیں کہیں کسی انسان حیوان کا پتا نشان نہیں پلٹ کر رستم سے عرض کی کہ اے شہریار ابھی تھوڑے عرصہ تک ہم آپ سوئے کہ سارا شہر خالی ہوگیا سب لوگ نہیں معلوم کہاں چلے گئے شہر میں دوکانیں بند پڑی ہیں مکان رعایا کے ویران ایسا کوئی نہ ملا کہ جس سے حال دریافت کرتا رستم گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھے کہ یہ معرکہ کیا ہے نکل کر جو دیکھا تو کسی آدمی کا مطلق نشان نہ پایا گھبرائے ہوئے اصطبل میں آئے دیکھا کہ کوئی

مرکب بھی اس مقام پر پہنچیں ہی مگر مرکب رستم یعنے اسپ مالا کبود فرنگی ایک جانب بندھا
کھڑا ہے زین و لجام بھی سامنے رکھا ہے رستم نے خواجہ سے صلاح کی خواجہ نے کہا کہ اسے
نور نظر یہ لوگ مکار تھے بطور رہنمائی لائے تنہا چھوڑ کر چلے گئے اب یہاں سے جلد نکلو اپنے
لشکر میں چلو اور وہاں سے کوچ کرو لشکر میں صاحبقران کے چلو مجھکو بڑا تردد اس امر
کا ہے کہ صاحبقران زمان مقابلہ ہفت پیکر و لشکر میں نہیں معلوم وہاں پر کیا گذری
تمہارے واسطے گھبراتے ہونگے رستم مجبور ہو ناچار اپنے مرکب پر سوار ہوئے شہر سے
نکلے گلی کوچہ کو دیکھتے ہوئے چلے جاتے ہیں کہیں انسان کا نام نہیں حیران و پریشان
ہیں کہ اگر کہیں کوئی ملتا تو اس سے حال دریافت کرتے کہ رعایا پر کیا گذری بادشاہ
کہاں گیا خواجہ نے کہا بس اب بہتر یہ ہے کہ جلد اپنے لشکر میں چلیں کس سے یہاں
دریافت کریں ذی حیات کا یہاں نام و نشان تو پایا نہیں جاتا بادشاہ کا اول تو خلق
و مروت پایا تھا یہ چشم پوشی بڑے تعجب کا مقام ہے رستم اور خواجہ گھبراتے ہوئے باہر
شہر کے نکلے لیکن خواجہ نہایت ہوشیار چلے آتے ہیں کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ باغی او
مکار ساربان زادے کہاں جاتا ہے خواجہ نے چاہا کہ گلیم اوڑھ کر غائب ہو جاؤں زنبیل
میں ہاتھ ڈالا گلیم نکالتے تھے کہ پنجہ کمر میں پڑا ایک ساحر خواجہ کو اٹھا لے چلا عمرو نے آواز دی
کہ اے نور نظر اے فرزند صاحبقران ہوش سنبھالو یہ ساحر لیے جاتا ہے دیکھوں کیا رنگ ہو
رستم نے پرچنا مرکب دوڑایا مگر خواجہ کو نہ پایا وہ ساحر خواجہ کو لیکر قندیل فلک ہوا امواج
ہوا سے خواجہ بیہوش ہو گئے وہ ساحر خواجہ کو لیے ہوئے ایک باغ میں اترا اور ہوشیار
کر کے کہا کہ کیوں ساربان زادے تیری قضا یہاں لائی ہے میں ابھی جلاد کو بلا کر قتل کراتا ہوں
اب کیا تو میرے ہاتھ سے زندہ بچیگا خواجہ منتیں کرنے لگے ساحر نے کہا تمہاری ان
باتوں کو کب مانتا ہوں تمہارے کہنے کو سراسر خلاف جانتا ہوں یہ کہکے آواز دی کہ ارے
کوئی حاضر ہے کنج باغ سے ایک زنگی سیاہ رو تیغ برہنہ کھینچے ہوئے سامنے آیا اور
سختی سے پکار کر آواز دی اے قہار فیل زور آج کیا سبب تھا کہ مجھکو یاد فرمایا قہار نے
کہا یہ ضرورت تھی کہ اس ساربان زادے کو قتل کرو یہ وہ شخص ہے جسے تمام ساحران

پردۂ دنیا سے مٹا دیا مشمش و مامہ اسی شخص کے ہاتھ سے مارے گئے اور کسی کا زور نہ چلا
اگر میں نے یہ گمان کیا کہ اس مکار کو گرفتار کر لیا جلد اسکو قتل کر اس زنگی نے ہاتھ خواجہ کا
یک بیک کھینچا گردن پر کوے کا خط دیا خنجر کو کھینچ کر کھڑا ہوا اسوقت خواجہ کی اشکباری اور
بیقراری خیال کرنا چاہیے اسی حالت بیم و یاس میں بحضور قلب بلک بلک کر کہا کہ اے
خالق بے نیاز اے رب کارساز اس میری مشکل کو تو ہی آسان کرنے والا ہے نظم

شارہ چو از نور ظہور ایزدی اظہار روح — بر عبادت گشت روزا و لیکن اقرار روح
زندہ دل مردی کہ پیش از مرگ مرد از بہر جان — گیرد از خاک تن خاکی ہمیشہ کار روح
ہست ابر رحمت حق ہر زبان گوہر فشان — تازہ رو گردد بہ بستان بدن گلزار روح
بندگی کن بندگی ای صاحب صدق و صفا — دور گردد تا ازین صیقل ہمہ زنگار روح
محرم راز حقیقت ہست مرد حق پرست — کاشف سر الٰہی واقف اسرار روح
دل ز سودای محبت سود حاصل میکند — گرم سازد گرمی سوز درون بازار روح
لطف فرما ظاہر و پوشیدہ بر عالم الٰہ — دور دار از ہمنشینی آسیب تن آزار روح

خواجہ درگاہ باریتعالے میں دعائیں مانگ رہے ہیں کبھی پکارتے ہیں کہ اے خالق اے
مالک اے رب کارساز اے داور بے نیاز تو اس بلا کو مجھ سے دفع کر لیکن قہار اشارہ
کر رہا ہے کہ جلد اسکا سر کاٹ لے خبردار مہلت نہ دینا ایسا خنجر پڑے کہ ایک ہی ہاتھ میں
سر اسکا جدا ہو یہ بڑا ظالم عیار ہے اور خواجہ پکار رہے ہیں اے پروردگار عالم میرے اوپر
جبر سے وعدہ ہو چکا ہے میں نے ابھی اس بڑی چیز کو یاد نہیں کیا پھر یہ کیا صورت ہے مجھکو حیرت ہے
تو مالک بے نیاز ہے رب کارساز ہے لیکن یہاں جلاد خنجر لیے کھڑا ہے چاہتا ہے کہ خنجر ماروں خواجہ
بلک بلک کر دعائیں کر رہے ہیں کہ نوبت نقارے کی صدا کان میں آئی چند سوار نمودار
ہوے آتے کہا اے قہار نقابدار کلگیت پوش آتا ہے تو کسکو قتل کرتا ہے خبردار
اس شخص کو قتل نہ کرنا نقابدار بہادر سے بہت خلاف ہوگا قہار نے کہا میں ہرگز نہ مانونگا
سوار یہ کہتا ہوا پلٹا کہ اگر نہ مانیگا تو بہت پشیمان ہوگا خواجہ سرنگون بیٹھے ہیں آنکھوں سے
آنسو جاری دل کو نہایت بیقراری ہے کہ خواجہ کے کان میں دم مرکب کی آواز آئی نقابدار

گلگون پوش نیمچہ برق تاب کھینچے ہوئے چمنستان کو پامال کرتا ہوا چلا آتا ہے جب قریب پہونچا کہا کیون قہار ہمارے حکم کو تو نے نہ مانا اب مین تجھکو کیا سزا دون یہ کہکے قریب پہونچا اسوقت قہار نے ہاتھ باندھکر کہا حضور یہ وہ شخص ہے کہ جسنے ملک کے ملک ویران کردیے لاشہاے ساحران سے میدان بھر دیے اسکا قتل ہونا ہی بہتر ہے اگر یہ قتل نہوا تو بڑا فساد برپا کریگا نقابدار نے یہ سنکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ قہار کے دو ٹکڑے ہوگئے ساتھ لوگون سے کہا کہ لاشہ اسکا پھینک دو نامرد نے ہمارا حکم نہین مانا اسکا آخر یہ انجام ہوا خواجہ نے جو یہ مہربانی نقابدار کی دیکھی عرض کی کہ اے نقابدار رہبا ور آپ نے بڑا احسان کیا کہ اس ظالم کو مار کر میری جان بچائی جب تک کہ زندہ ہون اس آپ کے احسان سے سر نہ اٹھاؤنگا اب اتنی آپ اور مہربانی فرمائیے کہ تھوڑی دیر میری خاطر سے یہان تشریف رکھیے اور تو کوئی خاطرداری آپکی بیان کر نہین سکتا ہان چند شعر مین گاؤن آپ سن لیجیے یقین ہے آپ سنکر بہت خوش ہونگے اور طبیعت آپکی مسرور ہوگی نقابدار نے حکم دیا کہ فرش آراستہ ہو مسند درست کیجائے فوراً آدمیون نے حکم کی تعمیل کی نقابدار آکر بیٹھا کہا ہان خواجہ اب تم گانا سناؤ خواجہ نے یہ اشعار عبرت آمیز سامنے نقابدار گلگون پوش کے بہت خوش الحانی سے گانا شروع کیے۔

## نظم

ہر گھڑی کرتی ہے غل محرومی تقدیر کا — اشک تر کرتے بھرا یا دیدۂ زنجیر کا

خون پلایا جب ہوا پیاسے سائل تیر کا — نوک پیکان نے مزہ بخشا سنان تیر کا

درد کی لذت نہین باقی دہان زخم مین — لے لیا کسنے مزہ ظالم زبان تیر کا

جو تسلی پر صاحب ہمت کے صرفے جاتے ہیں — سر کٹا کر شمع نے بوسہ لیا گلگیر کا

بیسہ قاتل کا کہین کیونکر زبان رکھتے ہیں لوگ — ہر دہان زخم گویا ہے دہن تصویر کا

شوخیان وحشت دکھاتی ہین نئے انداز سے — چشم آہو بن گیا حلقہ مری زنجیر کا

راست دل ان کو نہ دی ہے بڑے آرام سے — تم پر احسان ہے مری فریاد بے تاثیر کا

بعد مردن کیا سبکساری مجھے حاصل ہوئی — بوجھ بالا سے لحد ہے جادۂ تدبیر کا

جب وہ سننے بیٹھتے ہین آنکھ مین آتی ہے نیند — کیا اثر رکھتا ہے افسانہ مری تقدیر کا

مرگیا مین ذبح سے پہلے وہ راحت دوست تھا — کان تک کھٹکا نہ آیا نعرۂ تکبیر کا

لفظ بے معنی کی صورت کچھ اثر رکھتا نہین — خط مہمل ہوگیا لکھا مری تقدیر کا

وہ قتیل باوفا تھا مین کہ برسون ہوچکے — قطرۂ خون بنگیا چھالہ مری شمشیر کا

جسم وہ گھر ہے کہ معمار ازل کو بعد مرگ — وہ صلہ باقی ہے پھر اس قصر کی تعمیر کا

صبح صادق جسکو کہتے ہین وہ ہے موے سفید — کوچ کا یہ وقت ہے موقع نہین تاخیر کا

حال بیتابی جو مرغ روح کا نامے مین ہے — مائل پرواز ہے کاغذ مری تحریر کا

تھا دم طفلی جو مجکو شغل آہ سرد سے — آکے جم جاتا تھا میرے منھ مین قطرہ شیر کا

دیدہ و دانستہ دل اپنا پھنسا بیٹھے نسیم — حلقۂ گیسوے جانان دام تھا تزویر کا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ کل اہل محفل خوش ہوگئے نقابدار نے کہا کہ اے شاہنشاہ اوج عیاری تم اس فن مین کامل ہو لیکن طلسم کشا سے کیونکر جدا ہوے خواجہ نے حال ساحر کے اٹھالانے کا اور طلسم کشا سے جدا ہونے کا بیان کیا نقابدار نے کہا کہ جسدن میرے اور اُنکے مقابلہ پڑیگا ساری طلسم کشائی بھول جائینگے افسوس ہے کہ رستم نے اور پہلوان کو میرے مقابلہ مین بھیجا خود قریب تخت زرنشان زرین پوش کھڑے رہے مقام افسوس ہے کہ میرے اُنکے مقابلہ نہ پڑا مین نے دور سے دیکھا اُنکی جرأت کی بڑی تعریف مشہور ہے خیر حال کھل جائیگا یہ مقام طلسم خیال سکندری ہے وہ عجائب وغرائب یہان نظر آئینگے کہ ساری فتاحی طلسم ہفت پیکر بھول جاوینگے خواجہ نے کہا اے نقابدار بہادر درحقیقت آپکا مثل ونظیر نہین ہے کس زور وشور سے قہمان کو مارا کہ سب دیکھنے والے دنگ ہوگئے اگر آپ ٹھہر کر مبارزطلبی کرتے تو سواے رستم کے اور کوئی مقابلہ مین نہ آتا آپکو بھی حال کھل جاتا نقابدار نے کہا خواجہ اب آپ یہان تشریف رکھیے گھر جانے کا ارادہ نہ کیجیے گا مین شکار کھیل کر آتا ہون یہ کہکے نقابدار نے چند رفیق یہان چھوڑے اُنسے بھی کہدیا کہ خواجہ کا خیال رکھنا ایسا نہو کہ کہین چلے جائین آپ پشت [illegible] پر سوار ہوکے بیرون باغ نکلا واسطے شکار کے طرف صحرا کے روانہ ہوا خواجہ باغ مین بیٹھے باتین بنارہے ہین لیکن رستم بعد غائب ہونے خواجہ کے بہت گھبرائے شکار مین

مصروف ہوئے جو آہو سامنے آیا اُسکو تیر سے مار کر گرادیا چند طائر شکار کیے جو لائق شکار بند
مین باندھنے کے تھے اُنکو شکار بند مین باندھ لیا شکار کھیل رہے ہین لیکن بسبب تنہائی کے
گھبراتے ہین ایک مقام پر ایک آہو کو دیکھا اُسکے تعاقب مین گھوڑا بڑھایا ایک مقام پر
جاکر اُسکو شکار کیا شکار کرکے آہو کو بقربانی پہونچایا اب متردد کھڑے ہین کہ صحرا سے گرد
اُڑی ایک آہو کو دیکھا کہ لنگڑاتا ہوا چلا آتا ہے پٹھے پہ تیر پڑا ہوا ہے مگر تیر اچھا پڑا ہے
رستم نے جو اُس آہو کو آتے دیکھا کمان کیانی ہاتھ مین تھی نشانہ باندھکر تیر مارا کہ آہو گرا
فوراً مرکب سے کود کے اُسکو بھی بقربانی پہونچایا کہ پھر صحرا سے گرد اڑی رستم نے دیکھا
وہی نقابدار گلگون پوش گھوڑے کو اُڑاتا ہوا آتا ہے تیر و کمان ہاتھ مین چہار جانب دیکھتا ہوا
کہ میرا شکار کیا ہوا دور سے جو دیکھا کہ آہو میرا زمین پر پڑا ہے سمجھا کہ تیر و کمان پھینک دیا
تیغ بنام انتقام سے کھینچا قریب رستم کے آیا نگاہ جو جمال جہان آرا سے رستم پر پڑی تو
دیکھا کہ ایک جوان ہے بلند بالا صنوبر قد خورشید خد گل بوستان حسن و جمال سرو خرامان
حدیقۂ جاہ و جلال آنکھین رشک دیدۂ غزال ابروے خمدار آسمان جرأت کے ہلال دونون
عارض مہر آسمان شوکت تکیہ تاز میدان جلالت پشت پر سپر پڑی ہوئی موتیون کا سہرا
جال سپر کہون یا قرص قمر یا بدر جرأت و ہمت ہاتھ ابر فلک سخاوت کان مروت و فتوت
ثابت قدم صاحب شوکت و حشم ہر چند کہ صورت زیبا دیکھکر دل کانپ گیا آنکھون مین
آنسو بھر آئے ٹھنڈا پسینہ آنے لگا قلب تھرانے لگا مگر بناز معشوقانہ غصہ کرکے کہا کہ
او شخص تونے کچھ اپنی جان کا خوف نہ کیا اور ہمارے شکار کو صید کیا ذرا بھی جان کا خوف
نہ آیا بہتر یہ ہے کہ اس آہو کو اُٹھا کر ہمارے مقام پر پہونچا دے رستم نے جواب دیا کچھ
ہم مزدور نہین عقل و فراست سے دور نہین ہم ہرگز ہرگز اسکو نہ اُٹھائینگے سامنے سے
ہمارے ہٹ جاؤ ایسا نہو کہ تمپر بھی تیر نگاہ ہمارا پڑے یہ کلمہ سُنکر نقابدار نے خبردار
خبردار کہکر ہاتھ مارا رستم نے ہاتھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین لی کمر زنجیر مین
ہاتھ ڈالدیا اگرچہ جسم کی گرمی سے تمام موے بدن کھڑے ہوگئے لیکن ہکہ دیکر نقابدار
کو اُٹھا لیا جیسے ہی بلند کیا جھٹکا جو لگا بند نقاب ٹوٹا نقاب چہرے سے گرا چہرہ

جو نگاہ پڑی تاب ضبط باقی نہ رہی ایک آہ کی اور کانپ کر زمین پر گر پڑے غش آیا عارض غبار آلود ہوئے ایڑیاں خاک پہ رگڑنے لگے اُس شاہنشاہ حسن و خوبی کی جو نگاہ رستم پر پڑی دل قبضۂ اختیار سے باہر ہوگیا تاب ضبط باقی نہ رہی فرش خاک پہ بیٹھ کر سر کو اُٹھا لیا زانو پر رکھا اپنے دوپٹہ سے چہرے کے غبار کو پاک کیا آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اشک حسرت عارض تابان پہ جو گرے اُن اشکوں نے کام گلاب کا کیا رستم کو ہوش آیا سر اپنا زانوے محبوب پر رکھے دیکھا دماغ کو عرش اعلیٰ پر پہونچا پایا چاہا کہ آنکھیں بند کر لوں چند ساعت یوں ہی لیٹا رہوں اُس محبوب کی جو نگاہ پڑی کہ اس شخص نے آنکھیں کھولیں اور بند کر لیں خیال معشوقانہ نے گھیرا زانو سے سر کو نیچے رکھا برہم ہو کر اپنے مقام سے اُٹھی چاہا کہ مرکب پر سوار ہو کر نکل جاؤں دل تردد منزل یاد آنے دیتا کہ اس مقام سے جاؤں رستم نے اُٹھ کر آواز دی ای جان جہان ورے آرام دل مشتاقان ذرا ٹھہر جاؤ دل ہمارا بیقرار ہی قلب پر کیا اختیار ہی بقول شاعر کے نظم

ستم ہی غیر جو ان پر نثار ہو جائے
کسی کی آرزو ہی میں جان نثار ہو جائے

بتوں کا شوق سے دل دوستدار ہو جائے
مری طرف ذرا یہ دردگار ہو جائے

کبھی جگر کو بھی ای درد عشق دے توفیق
شریک حال دل بیقرار ہو جائے

نہان تو دل میں ہوئی ہی کسی کی حسرت دید
جو آنکھ سے نہ کہیں آشکار ہو جائے

ابھی اُٹھاتے ہیں میرا جنازہ کیوں احباب
وہ اپنے گھر کو تو پہلے سوار ہو جائے

سفید ہو چکی تھیں رات کو مری آنکھیں
اگر نہ صبح شب انتظار ہو جائے

بتوں سے کہدو کہ قابو ہی میں رہے عاشق
خدا نکردہ وہ بے اختیار ہو جائے

اسیطرح کوئی ارمان نکلے سینے سے
کچھ آہ کا ہو دھوان کچھ غبار ہو جائے

علاج اُسکے تڑپنے کا کیا بتاؤں تمھیں
جو دل تسلیوں سے بیقرار ہو جائے

اُچھال دے نہ اگر اضطراب دل لیٹ تو
الٹ پلٹ نہ یہ سنگ مزار ہو جائے

کمال عاشق کامل یہ ہی کہ ملتے ہی آنکھ
جلال وہ بت بیگانہ یار ہو جائے

اس رنگ میں جو رستم نے یہ اشعار عاشقانہ پڑھے اور دامن پکڑ لیا ہر چند معشوقانہ زنگ

جفا کار اور ظلم شعار ہوتے ہین مگر رستم کے یہ اشعار دلخراش سنکر اُسکو رحم آگیا مسکرا کر
جواب دیا کہ ای رستم وقت حقیقت مین تم اپنے وقت کے رستم ہو اور صاحب شوکت و حشم ہو
مگر سمجھو تو یہ صحرا کے ہول خیز و وحشت انگیز لائق ٹھہرنے کے نہین ہی نہین معلوم کہ کیا
افتاد ہو ہمارے پیچھے چلے آؤ اپنے باغ مین چلکر ٹھہرین مقام عیش و فرحت ہی رستم بھی
اپنے گھوڑے پر سوار ہوے وہ مہ جبین اپنی مادیان پر سوار ہوئی آگے آگے مادیان پیچھے
پیچھے اسپ رستم تھوڑی دور چلے تھے کہ چند کنیزین نمایان ہوئین اُنھون نے جو اپنی
ملکہ کو دیکھا ساتھ ہولین تھوڑے ہی عرصہ مین سو کنیزین اور پشتہاے مرکب پر سوار
نیزہ ہلاتی ہوئین نظر آئین وہ بھی ساتھ ہولین قریب دو کوس راستہ طی کیا ہوگا کہ دروازہ
باغ کا نمایان ہوا رستم نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کے کھلا ہی وہ ہوا
سرد آئی کہ روح نے راحت پائی ملکہ مادیان سے کودین رستم بھی مرکب سے اُترے ملکہ
نے بہ محبت رستم کا ہاتھ تھام لیا رستم نہال ہوگئے ساتھ ساتھ ملکہ کے اسطور سے چلے
کہ ہاتھ مین ہاتھ پڑا ہوا ہی خرامان خرامان دونون عاشق و معشوق نگاہ شوق سے ایک
دوسرے کو دیکھتے ہوے سیر باغ کرتے ہوے وسط باغ مین پہونچے رستم نے دیکھا کہ ایک
چبوترہ نہایت ہی پر تکلف بنا ہوا ہی اُسپر مسند آراستہ ہی فرش ملوکانہ بچھا ہوا ہی ملکہ نے
رستم کو بیٹھنے کا اشارہ کیا رستم مسند سے ہٹکر فرش پر بیٹھے کنیزین اپنے اپنے مقام پر
آکر بیٹھین رستم کو ملکہ نے اپنے پاس مسند پر بٹھایا آپ پہلو مین بیٹھین ملکہ نے مسکرا کر پوچھا
کہ آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی رستم نے جواب دیا اس سرحد کے سنگ ریزے بھی مجھکو
جانتے اور پہچانتے ہین قبلہ و کعبہ کا نام نامی تو ضرور سنا ہوگا زلزلہ قاف ثانی
سلیمان یعنے حمزہ صاحبقران ہی مین اُنکا فرزند ارشد فتاح طلسم ہفت پیکر ہون مجھکو
کس مکر سے لقا ملعون ثانی نے اس سرحد مین بلایا بہ عنایت پروردگار کئی قلعے قبضے مین ہے
کتنے ہی سردار مسلمان ہوے لشکر گران قریب قلعہ زرین پوشان اُترا ہوا ہی اب آیندہ جیسا
منظور پروردگار ہو میرا قصد تو یہ تھا کہ اب لشکر قبلہ و کعبہ مین جاؤن یہ تاجدار پہونچا مجھکو
بلایا یہان وہ معرکے دیکھے جس سے از حد سرگردانی ہی مثل آئینہ حیرانی و پریشانی ہی اب رستم

ملکہ کی جانب مخاطب ہوے اور پوچھا کہ اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال و اے ماہ آسمان کمال آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے کہ قلب کو تسکین ہو اُس محبوب مرغوب نے جواب دیا اے شہریار میرا نام ملکہ شہرت گلگون پوش ہے مین نقاب دار بنکر آپکے مقابلہ کو گئی تھی یقین ہے کہ اُسوقت آپ کو مقابلہ مشکل ہوتا مگر آپ بڑے صاحب اقبال ہین کہ ایسے وقت پر سامنا ہوا کہ مجھکو کچھ بن نہ پڑا آخر کو آپکے ساتھ رہنا منظور کیا یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ قلعۂ اشرف زنگباری اُسکا نام ہے ساٹھ ہزار فوج اور بڑے بڑے بہادر وہان ہین یہ خبر اُن سبکو معلوم ہوئی کہ طلسم کشا اس سرحد مین آگئے ہر ایک کو یہ منظور ہوا کہ جسطرح بنے عقل و تدبیر سے کمال و شوکت سے طلسم کشا کو گرفتار کرین اور ہر طرف سے پہلوانون اور ساحرون نے سامنے بقراط ثانی کے دعوی کیئے اکثر آپکے مقابلہ مین آئے بعض مارے گئے بعض مسلمان ہوے اب بھی ساحرون کو دعوے ہے کہ آپ سے مقابلہ کرین گو ہر اسرار میرے پاس قدرت نے بھیج دیا تھا وہ ہی میرے پاس موجود تھا اگر آپ اُسدن مجھ سے مقابلہ کرتے تو کچھ ہوتا اتنا براہ خیرخواہی عرض کرتی ہون کہ دشمنون کا خیال ضرور ہے رستم نے یہ حال سُنکر فرمایا وہ حافظ حقیقی نگہبان ہے وہی بچائیگا یہ کہکے خاموش ہورہے ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا اسباب عیش و نشاط مہیا ہوگیا چند کنیزان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین دریا جواہر مین غوطہ مارکر سامنے حاضر ہوئین شاہزادہ مسند پر جلوہ فرما ہے ملکہ شہرت گلگون پوش پہلو مین شاہزادہ کے بیٹھی گلچینی گلشن جمال رستم کر رہی ہین دوسرے پہلو مین وزیرزادی ملکہ کی کہ جسے ستارۂ پہلوے ماہ سمجھنا چاہیے بیٹھی ہے خواجہ اُسکو بہ نگاہ محبت دیکھ رہے ہین اور رستم سے فرماتے ہین کہ اے فرزند دیکھو کیا نازنین ہے حقیقت مین مہ جبین ہے اسکا جمال جہان آرا دیکھکر دل کو بیقراری ہوتی ہے جی چاہتا ہے اسکی بلائین لیاوت ترقی حسن کی دعائین دون لیکن خواجہ حیران ہین کہ دیکھیے انجام اس صحبت کا کیا ہو رستم عشق مین مبہوت معشوق کے لبون پہ مہر سکوت آخر خواجہ نے گھبراکر ملکہ سے کئی بار کہا کہ اے ملکۂ عالم اس مقدمہ مین کیا اسرار ہے تفتیش حال مین دل خود بخود بیقرار ہے ملکہ سر ہلا دیتی ہین فرماتی ہین کہ خواجہ گھبرایئے نہین مآل صحبت ظاہر ہو جائیگا اب ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ جاکر دروازہ بند کردو خبردار کوئی غیر نہ آنے پائے

کنیزین گئین تھوڑی دیر مین دوڑتی ہوئی آئین بعد دعا کے عرض کی کہ ای ملکہ عالم وای رستم
زمان چند باتین ہماری سن لیجیے معاملہ یہ ہی کہ ملکہ عالم کے والد بزرگوار کا لقب زرنشان
زرین پوش ہی جب ملکہ عالم کے حسن و جمال کا شہرہ ہوا اور حسن کمال پر پہونچا تو یہان سے
بارہ کوس پر ایک دشت ہی کہ اسکو دشت جراءت خیز کہتے ہین وہان ایک پہلوان ہی
کہ لقب اسکا املاک دشت نورد ہی بڑے بڑے پہلوانون کو اسنے مارا اپنی سرحد مین دوسرے
پہلوان کا عروج نہین چاہتا جسنے سر اٹھایا اسنے جا کر اسکو زیر کیا اسکے ہرکارون نے
اسکو خبر دی کہ زرنشان زرین پوش کی بیٹی نہایت حسین و مہ جبین ہی اور تصویر بھی
ملکہ کی اسکے پاس لے گئے اور اسکو دکھائی چار سو پہلوانان حلقہ بگوش کہ جنکو اسنے
زیر کیا ہی انکو رفیق اپنا بنایا ہی اور ساٹھ ہزار فوج رکھتا ہی ان سب جوانان کار آزمودہ
و جنگ دیدہ کو لیکر وہان سے چل نکلا اور قلعہ زرین پوشان پر چڑھ آیا زرنشان
زرین پوش نے کئی دن جنگ کی ایک دن املاک جھلایا تنہا گرز پکڑ کر گولون کو روکتا ہوا
در قلعہ پر پہونچا بادشاہ ہمارا گھبرایا املاک نے بادشاہ سے سوال کیا کہ اپنی دختر کا عقد
میرے ساتھ کر دو ورنہ مین اندر قلعہ کے گھس آؤنگا بادشاہ گھبرا کر باہر قلعہ کے آئے
املاک سے اقرار کیا کہ بعد چھ مہینہ کے دختر کو دونگا وہ وعدہ اب گذر گیا اسکو جو یاد آیا
فوج لیکر چلا راستہ کو طی کر کے پہونچا مگر بادشاہ رعایا کو لیکر کہین پہلے سے چلے گئے تھے
اسی خیال سے کہ املاک آئیگا تو مین اسکو کیا جواب دونگا اسنے جو قلعہ کو خالی پایا اندر
قلعے کے گھس گیا کسی ذی حیات کو وہان نہ پایا کہنے لگا کہ ملکہ کو تلاش کرو اور یہ بھی خبر
اسنے سنی تھی کہ زرنشان زرین پوش جا کر طلسم کشا کو لائے تھے اب دختر انکی صحرا سے
طلسم کشا کو اپنے باغ مین لے گئی ہین اور وہان صحبت عیش و نشاط برپا ہی یہ سب حال
سنکر وہ مع اپنی کل فوج کے چڑھ دوڑا اور یہان پہلو سے باغ مین بارگاہ استادہ کرائی آپ بھی
وہان اتر پڑا اور سوارون کو حکم دیا کہ جا کر ملکہ کو سوار کرا لاؤ وہ سب کھڑے دروازے پر بدعت کر رہے
ہین چاہتے ہین اندر گھس آئین کنیزان سرکاری روک رہی ہین وہ نہین رکتے کہتے ہین کہ ہمکو
حکم ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤ اور ملکہ کو سوار کرا لاؤ چند سوار دروازے پر بلوہ کر رہے ہین باغ کے

اسوقت ہنگامہ ہی اگر مناسب ہو تو حضور انکو چلکر روکین ورنہ وہ لوگ اندر گھس آئینگے بے ادبی کرینگے یہ خبر وحشت اثر سنکر رستم کانپنے لگے فرمایا کیون ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ ہی ملکہ نے کہا حضور یہ کنیزین سچ کہتی ہین وہ پہلوان نہایت بیباک ہی اگر مناسب ہو چندے ساعت کو ہٹ جائیے مین اسکو سمجھا دونگی رستم تیغہ ہفت جوہر کو ٹیک کر اٹھے فرمایا ہم جاکر ابھی سمجھائے دیتے ہین ملکہ رونے لگین کہا اے شہریار وہ بڑا ہی زبردست ہی بادۂ نخوت سے مست ہی حضور نہ جائین ایسا نہو کہ بندگان عالی کو کوئی صدمہ پہونچے جسوقت سے مین نے اسکا حال سنا ہی قلب کانپ رہا ہی والدنامدار کے ساتھ تو فوج و لشکر تھا اسکا کچھ نہ بنا سکے اب میرے دل کی تو یہ کیفیت ہی کہ کیا بیان کرون - نظم

| | |
|---|---|
| یہان تک اوج جنون مین مجھے کمال ہوا | خراش ناخن دیوانگی ہلال ہوا |
| عروج حسن مین یہ یار کو کمال ہوا | کہ آفتاب بھی اک نقطۂ جمال ہوا |
| ہزار شکر کہ میرا بھی اب وہ حال ہوا | دعا کو ہاتھ اٹھے آپ کو خیال ہوا |
| نہ گھبرایئے مجھے بوسہ اگر لیا تو لیا | رقیب ہوگا خوشی گر تمہیں ملال ہوا |
| فروغ زیست ہوا سر کٹا کے صورت شمع | حیات بعد ہوئی پہلے انتقال ہوا |
| خیال زلف اگر ہی تو دل کی خیر نہین | وہ ٹوٹ جاتا ہی شیشہ کہ جسمین بال ہوا |
| مرا فسانہ ہے مانند مژدۂ دشنام | کہ آتے آتے در گوش تک ملال ہوا |
| مزار مین نظر آتی ہے خاک تک رنگین | غبار تن شہدا کا ترے گلال ہوا |
| نہین ہی حرص سے خالی کبھی مآل بشر | اٹھا جو دست دعا کاسۂ سوال ہوا |
| بیان آخر روز و بشکل اول شام | وہی عروج مرا ہے کہ جب زوال ہوا |
| برہنگی سے ندامت رہی یہ تن کے ساتھ | کہ بعد مرگ بھی ممنون انفعال ہوا |
| درازی شب غم کا وہ ایک لمحہ ہے | جسے زمانے مین کہتے ہین دو دو سال ہوا |
| کھلا یہ عقدہ قدمبوس زلف سے ہمکو | چڑھا جو سر پہ وہ آخر کو پائمال ہوا |
| کنار قبر سے لاشے نے میرے مس نہ کیا | ترے گمان بد انجام کا خیال ہوا |
| بصورت ورق گل خزان سے ابتر ہی | نسیم کا چمن دہر مین یہ حال ہوا |

رستم نے دامن چھڑا کر جواب دیا ہی ملکہ عالم ان مقدمات مین دخل نہ دو چھپ رہنا ہمارا
کام نہین ہو اُس بے حیا سے مقابلہ کرین گے سر اُسکا لا کر تمکو دینگے یہ فرما کر رستم بڑھے
مرکب پر اپنے سوار ہوے ملکہ شہرت پیچھے پیچھے دوپٹہ ڈھلکا ہوا چہرہ اُداس فرماتی ہین
کہ جسطرح اب پشت دکھا کر جاتے ہو اسیطرح پھر آکر شکل دکھاؤ بڑے ظالم سے سامنا ہے
یہان در باغ پر سواران افلاک چاہتے ہین کہ اندر گھس آئین مگر کنیزان ملکہ نیمچے کھینچے ہوے
روک رہی ہین سواران افلاک نے جو دو چار کو قتل کیا کنیزین ہٹنے لگین چند سوار جو آئے
ہین اُنکا افسر شماس چرخ گردان سب کنیزون کو ہٹاتا ہوا دروازہ مین گھس آیا
پکار کر کہتا ہی کہ تم لوگ کیون جان دیتے ہو جسطرح ہو سکے رستم کو گرفتار کرلاؤ اور ملکہ کو سمجھا کر
سوار کرلاؤ کہ شماس نے دیکھا ایک جوان ماہ تمثال شیر بیشہ جرأت ویکہ تاز میدان
جلالت گھوڑا دوڑائے ہوے آتا ہی للکارتا ہوا کہ او نامرد آگے نہ بڑھنا تو چند کنیزون
کو قتل کر کے بڑا مغرور ہوا ہی کیون شامت آئی ہی شماس یہ سُنکر حیران ہوا جی مین
کہتا ہی کہ کیا جوان صاحب جرأت ہی کسطرح اکیلا ہم سب سے لڑنے آتا ہی کچھ جان کا
خوف نہین جانکر اپنی جان دیگا میرا کیا کر سکے گا یہ سوچ کر گھوڑا بڑھایا ملکہ تو بھاگ کر ایک
کمرے مین آئین کنیزون سے کہا کمبختو تم بھی جا کر شریک ہو ایسا نہو کہ میرے وارث پر
کوئی افتاد پڑے بزرگ تو یہی لکھ گئے ہین کہ ملکہ شہرت گلگون پوش زوجہ طلسم کشا ہی
فلک شعبدہ باز کیا معرکہ دکھا رہا ہی کنیزین خود کانپ رہی ہین قدم نہین اُٹھتا مگر رستم
جو شماس کے سامنے پہونچے شماس نے خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے
بہ آسلیب سپر تلوار کو رد کیا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا رستم نے الجھاوے سے ہاتھ نکالا اور
تیغہ ہفت جوہر کو چمکا کر ہاتھ مارا برق شمشیر جو تڑپ کر گری ابر سپر کے ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر
جو تلوار گری یا تو قبہ سپر پر چمکی تھی یا اب رہ تنگ آ کر زمین کو بوسہ دیا شماس کو مار کر آگے بڑھے
جو سوار سامنے آگیا علف شمشیر آبدار ہوا سوارون کو مار کر باہر نکلے چند سوار جو کھڑے تھے رستم
کو دیکھ کر بھاگے ملکہ بالاے قصر سے دیکھ رہی ہین اور دعائین مانگ رہی ہین کہ اے خالق
بحر و بر اے رب اکبر شیر بیشہ صاحبقرانی کو ہاتھ سے دشمنون کے بچانا رستم لڑتے بھڑتے

تیغہ ہفت جوہر کھینچے ہوئے مارتے ہوئے چلے جاتے ہیں دو چار سو آدمی جو رستم کے
ہاتھ سے مارے گئے اب کوئی قریب نہیں آتا دور ہی سے لینا لینا کر رہے ہیں آخرش
دربارگاہ املاک پہونچے املاک ونگل آہنی پر بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے کہ رستم کو لائے معشوقہ کو
میری تکلیف نہ پہونچانا مجھے بڑا اشتاق ہے دل اسکے جمال کا مشتاق ہے کہ نعرۂ شیر کی آواز
آئی پردہ بارگاہ کا گرا املاک نے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و نیر بخشش جہت افروز
جہانداری دفعتہ سامنے سے نمایاں ہوئے اور آواز دی کہ اے مغرور اٹھ کر بیٹھا ہے کہ املاک
نے کچھ خیال بھی نہ کیا رستم قریب املاک پہونچے جب املاک نے دیکھا کہ قریب آ گئے
تو رفقا جو قریب بیٹھے تھے اُنکے اشارہ کیا ارے اس جوان کا سر کاٹ لو جو پہلوان اُٹھا
اور مقابلہ میں آیا رستم نے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے کئی پہلوانوں کو قتل کر کے
املاک سے فرمایا او مغرور کیا اوروں کے بھروسہ پہ آیا ہے املاک اپنے مقام سے اُٹھا
اور خبردار خبردار کر کے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بازو بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا املاک لپٹ
پڑا رستم نے گردن پہ ہاتھ رکھکر ایک بارگی سر املاک کا زمین سے مل گیا املاک نے چاہا کہ
رستم کو زمین پہ پہونچا دے مگر رستم سیاہ تھے کھڑے رہے ہیں ایسے دو چار ہاتھ
مارے کہ املاک پریشان ہو گیا معلوم ہوا کہ ہڈیاں ٹوٹیں گی کچھ کے لڑ رہا ہے
تیسرے پیچ پر رستم نے اُٹھا مارا کہ املاک چاروں شانے چت گرا یہ کود کر چھاتی پر
سوار ہوئے گندہ زانو سے دبا کر فرمایا دشمن شناخت پروردگار یہ میکوئی املاک نے
جواب دیا کہ اے جوان معشوق پہ بہت قبضہ کیا تو نے سر بارگاہ ذلیل ہوا اب مذہب
تیرا اختیار کروں گا مجھ سے ایسا نہ ہوگا یہ سنکر رستم نے ایک ہاتھ زیر سر رکھا دوسرا ہاتھ ٹھوڑی
پر رکھکے ایک بار اسے مروڑ سے گردن گھسیٹ لی سب پہلوان بیٹھے دیکھا کیے کسی کا یہ حوصلہ نہ ہوا
کہ اُٹھکر مقابلہ کرتا مثل نقش بر تصویر حیران بیٹھے رہے گویا کسی کے منہ میں زبان نہ تھی سب
اپنے مقام پہ بیٹھے رہے کسی کو یارا نہ ہوا کہ رستم کو روکتا آخر رستم اپنے مقام سے
اُٹھے سر املاک کا شکار بند سے باندھا اپنے مرکب پہ سوار ہوئے پکار کر آواز دی اے بدکارو
لو جاؤ اب تاجداران پروفا بیٹھے ہوئے ہو کسکو مارا کہ کیا دعویٰ ہے کہ جسے بدلے لو

بسم اللہ ہم موجود ہین کسی نے جواب نہ دیا رستم سر املاک لیے ہوے بیچ مین سے
لشکر املاک کے چلے ہر ایک افسر سے نگاہ ملاتے ہوے اور یہی نعرہ کرتے ہوے کہ
جسکو روکنا ہو روکے ہم مقابلہ کرنے کو موجود ہین کسی نے جواب نہ دیا رستم اسی طرح گھوڑا
کو اڑاتے ہوے در باغ پر آئے ملکہ دور سے دیکھ رہی تھین رستم کو جو آتے ہوے دیکھا
کہ دریاے خون مین نہاتے ہوے تیغہ ہفت جو ہر ہاتھ مین لیے ہوے آتے ہین ملکہ در
باغ سے نکلین رستم گھوڑے سے کودے ملکہ نے خون جسم کا دوپٹہ سے پاک کیا پوچھتی ہین کہ
اے شہریار جسم پر کوئی زخم تو نہین آیا رستم نے فرمایا اے ملکہ عالم کوئی ایسا ہمتین نہ تھا کہ جو مجھسے
ہم نبرد ہوتا بارگاہ مین جا کر املاک کا سر کھینچ لیا کسی نے دخل نہ دیا ہر ایک پہلوان کو ٹوکا
ہر ایک سے سوال کیا مگر کسی نے جواب نہ دیا ملکہ رستم کو ساتھ لیے ہوے باغ مین آئین لاکر مقام
صدر پر بٹھایا چند کنیزین گرد آکر بیٹھین رقص و سرود شروع ہوا خواجہ عمرو کہ حاضر صحبت ہین
رستم سے فرما رہے ہین کہ اے رستم اب چلنے کی جلدی کرو تمھارے قبلہ وکعبہ گھبرا رہے ہونگے
رستم فرماتے ہین اے عمر نامدار آپ نہ گھبرائیے آج شب کو تو یہان بسر کیجیے کل انشاء اللہ کوچ
ہوگا مجھے بھی خیال ہے جدائی کا قبلہ وکعبہ کی بہت ملال ہے ملکہ نے عرض کیا اے شہریار پروردگار
نے آپ کو حیات تازہ مرحمت فرمائی یہ گمان تھا کہ چار سو پہلوان اسکے ساتھ کے ضرور دخل
دینگے مگر آپکا اقبال یاور تھا اور طالع مددگار کہ کوئی دخل نہ دے سکا وہ دقت تو بخیر و خوبی
خدا نے آسان کر دیا اب وقت خوشی کا آیا اگر مناسب ہو تو خواجہ سے فرمائیے چند شعر
گائین تا کہ طبیعت خوش ہو وزیرزادی ہماری گلشن افروز بھی گانے مین بڑا کمال
رکھتی ہین وہ بھی خوب گاتی ہین لہذا مشتاق کو شاد کیجیے خواجہ خود گلشن کو بنگاہ
محبت دیکھ رہے ہین یہ مژدہ سنتے ہی خوش ہوگئے بیچ مین آکر بیٹھے جوڑی ہفت پیوند
کی اپنی زنبیل سے نکالی اور یہ غزل عاشقانہ نئے رنگ مین گانا شروع کی نظم

ہوا دل بے سبب کب ہے اڑا رنگ رو میرا — کسی کی جستجو مین ہے دل پر آرزو میرا
پریشانی کے پہلو مین دل افگار و نکی شکلین مین — خبر کچھ اور دیتا ہے یہ لطف گفتگو میرا
مہیا ہے مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا — جو آنسو ہین تو ساغر چشم ہے دل ہے سبو میرا

نہین ممکن جو کچھ ممکن نہو مرجانے والون کو / لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہی لہو میرا
امید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہین / رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا
رہا ہون پاک دامن اُس ستمگر کی محبت مین / یقین ہی دوست ہوجائیگا شرما کر عدو میرا
جسے سمجھے تھے اپنا لو اُسیکو مدعی پایا / کسی کو کیا کہون دشمن مرا دل ہی عدو میرا
اُٹھین رسوا کریگا مجھکو نادم غیر کو دشمن / غضب کیا کیا نہ لائیگا یہ جوش آرزو میرا
محبت کا تعلق عاشقون سے چھوٹ سکتا / جدا ہونے مین لپٹا تا ہی خنجر سے گلو میرا
نہ دیکھین آنکھ اُٹھا کر اس طلسم چشم روزہ کو / کسی کی کیا رہے پروا اگر حامی ہو تو میرا
اجازت تجکو دیتا ہون خوشی سے قتل کی لیکن / مناسب ہی رہے قاتل خیال آبرو میرا
کہی جو بات دل خوش کردیا یار پریرو کا / اُٹھین یاد آئیگا برسون یہ حسن گفتگو میرا
نہ چھوٹیگا چھڑائے سے ہزارون چھوڑ دین لیکن / بہار دامن جلاد دیکھیگا لہو میرا
تشفی کے لیے احباب کہدیتے ہین خاطر سے / نہ لیگا نام بھولے سے کبھی یار خوبرو میرا
نسیم اس برہمی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہی / بہت ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا

خواجہ نے جو یہ اشعار گائے سب سے زیادہ گلشن افروز نے تعریفین کین جو مقامات تھے اُن مقامون پر تعریف کی جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین رستم و ملکہ طرف بارگاہ کے چلے جاکے آرام کیا خواجہ نے خیال کیا کہ گلشن افروز کی ایک ندیم ہی کہ لالۂ ماہ رخسار اُسکا نام ہی ہر مرتبہ ملکہ گلشن افروز اُسی کو پکارتی تھین وہی جاکر پاس بیٹھتی ہی خواجہ نے کنارے آکر ایک کنیز کی شکل بنائی اور لالۂ ماہ رخسار کو پکارا کنارے لاکر اُسکو بے ہوش کیا لالۂ ماہ رخسار کی شکل بنکر پاس گلشن افروز کے آئے گلشن نے لالۂ ماہ رخسار کو دیکھا لالۂ ماہ رخسار نے آکر ہاتھ گلے مین ڈال دیے اور کہا مین اس صورت زیبا کے صدقے ہوجاؤن خاک پا لیکر توتیائے چشم بناؤن گلشن نے کہا ای لالۂ ماہ رخسار مدت سے ہمارے ساتھ ہو مگر ایسے کلمے کبھی نہ کہے تھے آخر کیا ارادہ ہی کہا واری چلکر آرام فرمائیے اب نیند سے حال ابتر ہے یہی بہتر ہے آپکے پائنتی ہم بھی سو رہین گے ہمارا فرش آج باغ مین نہین بچھا ہی گلشن افروز نے ہاتھ لالہ کا تھاما

اپنی چھپھی مین آئی خواجہ پانون دبانے لگے اس آرام سے پانون دبائے کہ گلشن سوگئی
خواجہ بھی برابر آکے لیٹے گلے مین ہاتھ ڈال دیے خوب آرام سے سوئے کوئی کنیز کسی کام
کو چھپھی مین آئی دیکھا کہ گلشن افروز کے ساتھ خواجہ سو رہے ہین اُس کنیز نے
باہر آکر کہا چند کنیزین جمع ہوگئین چاؤن چاؤن کرنے لگین ایک سے ایک یہی کہتی ہے
گلشن افروز بڑی بے لحاظ ہو اِس طرح ساتھ مرد کے سو رہی ہو ایک کہتی ہو پہلے سے آنکھ لگی ہوگی
جب تو یہ خوش خوش ہو گلشن کی آنکھ کھل گئی کنیزون نے جھک جھک کر سلام کیا کہا بی وزیرزادی
صاحب یہ کیا معرکہ ہو خواجہ عمرو کی جو آنکھ کھلی فرمایا کہ صاحبو میان بیوی سو رہے ہین تم لوگ ایسے
بے لحاظ ہو کہ بلا تکلف چلے آئے کیا اِس مضمون سے آگاہ نہین ہو کہ میان بیوی کیونکر سوتے ہین
گلشن افروز نے سر اپنا پیٹ لیا کہا او ساربان زادے مجھکو ذلیل کرتا ہو خواجہ بھاگے
گلشن افروز چیخین مار مار کر رونے لگی رستم کو خبر ہوئی وہان سے ٹہلتے ہوئے آئے کہا کہ
گلشن افروز کیون روتی ہو خواجہ عمرو کا دستور ہو کہ جسپر عاشق ہوتے ہین اُسکو یون ہی ذلیل
کرتے ہین اب گلشن افروز ناچار ہو کر لیٹی خواجہ عمرو اور چھپھی مین ایک کنیز کی شکل بنکر ایک کنیز
کے پاس سوئے رستم نے بھی آرام فرمایا جب وقت نسیم سحری چلی اور عروس شب نے چہرہ اپنا
گیسو ناشت سے چھپایا شاہ زرین پوش حجلہ مشرق سے نکلا مسند چرخ زبرجدی پر آکر بیٹھا
تمام دنیا روشن ہوگئی شاہد صبح کے جمال نے تمام عالم کو ضیا بار کیا رستم کی جو آنکھ کھلی
دیکھا مین اکیلا ایک نخل کے نیچے پڑا ہون خواجہ عمرو سامنے سے آتے ہین فرماتے ہوئے
کہ او ستمگر وہ باغ کیا ہوا معشوق پری چہرہ کدھر گئی رستم بھی حیران خواجہ بھی پریشان کہ صحرا
سے گرد اُٹھی دیکھا کہ زرفشان زرین پوش مع فوج آکر پہونچا رستم کو اپنی بارگاہ مین لایا تخت
پر بٹھایا عرض کی اے شہریار آپ شہر سے کیون چلے گئے فرمایا اے ملک تمام ایک پہلوان آیا مین
ہاتھ سے مارا گیا مین تو دیکھی اِس مقدمہ مین حیران ہون کہ شب کو وہ صحبت عیش و نشاط
دن کو یہ پریشانی ایک نخل کے سائے مین اپنے کو پایا ملکہ عالم کہان گئین کنیزین کہان
کیا ہوئین مقام افسوس ہے کہان اُنکو تلاش کرون زرفشان زرین پوش نے عرض
کی وہ باغ سیبستان مین ہو آپ وہان تشریف لے جائین تو ضرور ملاقات ہو

لے

جاتی ہو ہمارے پاس آؤ جہان آرا نے جواب نہ دیا خواجہ نے جو دیکھا کہ جہان آرا جواب نہیں دیتیں جھپٹ کر قریب جہان آرا کے آئے ہاتھ تھام کر کہا ہو ملکہ عالم کہاں جاتی ہو جہان آرا نے ہاتھ چھڑا لیا کہا خواجہ دیکھتے ہو کہ صحرا کس بہار پر ہے اسکا تماشا دیکھ لیں خواجہ نے کہا کہ پاس طلسم کشا کے چلو جہان آرا نے کچھ جواب نہ دیا قریب ایک نخل کے پہونچیں نخل کو قد محبوب جان کر بے اختیار لپٹ گئیں جیسے ہی درخت سے لپٹیں ایک آواز آئی کہ اے جہان آرا آؤ جہان آرا اس نخل سے خوب لپٹیں تنہ درخت مثل دروازے کے کھل گیا ملکہ اس دروازے میں داخل ہوئیں ہر چند خواجہ چیخے پیٹے ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا دروازہ بند ہو گیا ایک آواز آئی کہ جہان آرا کو قید کر لیا رستم نے جو یہ معرکہ دیکھا اول تو شب بھر فراق میں ملکہ شہرت کے بیقرار رہے اب صبح کو یہ معرکہ ہوا سرداروں نے کہا آپ زیر نخل چلیے چلکر ملاحظہ فرمایئے زیر نخل چل کر لوح جھکایئے جو شعبدہ ہوگا وہ کھل جائیگا اب رستم عُٹلے ہوئے زیر نخل آئے نخل سے جو لوح کو مس کیا ایک دناٹا ہوا دروازہ بھی کھل دکھیا ایک ساحرہ سیہ فام بد انجام گوشے میں کھڑی ہے رستم نے اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کلاہ ہفت گوشہ کا جو اسیر عکس پڑا کانپنے لگی رستم نے پوچھا تیرا یہاں کیونکر آنا ہوا جہان آرا کو کون لیگیا کہا اے شہریار سلیم گوہر پوش اس صحرا کی حاکم ہیں شب کو انکے نام حکم پہونچا کہ جس طرح بنے جہان آرا کو گرفتار کر لو سلیم نے صبح کو انتظام کیا جہان آرا کو گرفتار کر کے لیگئی یقین ہے کہ خدمت لقراط ثانی میں جائے رستم نے ہاتھ اُٹھایا کہ اسکو قتل کروں وہ ساحرہ قدموں پر آ پڑی کہنے لگی اے شہریار میرے قتل کرنے سے آپ کو کیا نفع ہوگا جب تک کوئی باغ سلیم میں نہ پہونچے گا ملکہ جہان آرا کا نشان نہ ملیگا خواجہ عمرو اُسی وقت تنورۂ زر لفتی لگا کر آمادہ ہوئے کہ میں تلاش میں جہان آرا کی جاتا ہوں رستم نے جو دکا تو جواب دیا اے نور نظر پارۂ جگر ایسا نہو کہ وہ ظالم ملکہ کو قتل کر ڈالے صہبا سے شیرین کلام نے جو یہ خبر سنی کہ بیٹی اسطرح غائب ہو گئی ایک ساحرہ اسکو پکڑ لیگئی بحال تباہ روتی ہوئی آئیں سب حال پر ملال سُنا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری مجھسے اور سلیم گوہر پوش سے بڑی ملاقات ہے میں جا کر اس سے عذر کرونگی جہان آرا کو چھڑا لاؤنگی

یہ کہکے پر پرواز پیدا کیے ملکہ صہبا روتی ہوئی چلین آتے آتے دور سے دیکھا کہ ایک باغ پر بہار ہی اُسمین جلسہ آراستہ ہی سلیم تو مسند پر بیٹھی ہی جہان آرا کی زبان مین سوزن مسلسل و مطوق سامنے سلیم کے سرنگون بیٹھی ہی صہبا نے جو یہ معرکہ دیکھا خیال مین گذرا کہ تڑپ کر گرون سلیم کے دو ٹکڑے کرون تڑپتی ہوئی جیسے ہی سر باغ پر آئین قصد کیا کہ گرون خیال مین آیا کہ شاید سحر تاثیر کرے باغ مین اُترکر اُس سے مقابلہ کرون یہ سوچکر ایک کنج مین اُترین جیسے ہی بوے گل دماغ مین پہونچی خیال مین آیا کہ چلکر سلیم سے ملاقات کرون سمجھا کر اُس سے کہون کہ جہان آرا کو رہا کردو شاید کہنا مان لے کوئی مطلب نکل آئے یہ سوچتی ہوئی آئین جب سامنے سلیم کے پہونچین جھک کر سلام کیا سلیم نے تیور پر بل ڈالکر کہا کہ بیٹی کے گرفتار ہوتے ہی آئین کچھ جان کا خوف نہ آیا اری گلشن آرا کہان ہو اِنکی بھی زبان مین سوزن دے کر قید کرو بس ایک کنیز اُسی جلسہ سے اُٹھی قریب آکر کہا منھ کھولیے مین زبان مین سوزن دونگی صہبا نے منھ کھول دیا کنیز نے زبان مین سوزن دی ہتکڑیان بیڑیان پہنائین ملکہ صہبا کو بھی قریب جہان آرا کے بٹھا یا ان بیٹیان دونون قید ہوئین سلیم کہ رہی ہو صبا جو بڑا غضب یہ ہوا کہ کنکال نام کنیز میری دہشت مین رہ گئی اُسنے میرے باغ کا پتہ دیا اب مین ایک تدبیر کرتی ہون کہ وہ بھی چلی آئے میرے پاس پہونچے یقین ہی کہ ساربان زادہ بھی آوے بی جہان آرا اُسی کی معشوق ہین وہ بھلا صبر کریگا فوراً پہونچیگا دیکھیے کیا انجام ہو یہ کہکے سلیم گوہر پوش نے ایک عرضی بقراط ثانی کو لکھی مضمون اُسکا یہ تھا کہ یا خداوند آپ کو معلوم ہوگا کہ مین نے صہبا و جہان آرا دونون کو قید کرلیا اور دونون میرے قبضہ مین ہین اگر مناسب وقت ہو تو لقا یہ چاہیے کہ کنکال میری کنیز بھی میرے پاس چلی آئے عرضی لیکر کنیز روانہ ہوئی سلیم گوہر پوش جا بجا بلا تشویش نشاط مین بیٹھی ہے دونون کی حفاظت کر رہی ہی یہان لشکر مین اب جانے صہبا کے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بھی روانہ ہوے جب خواجہ جاچکے رستم پلٹ کر دربارگاہ پر آئے خیال مین گذرا کہ اے رستم فراق شہرت آرام نہ لینے دیگا خود ہی چل کر تلاش کرو باغ سبستان کو ڈھونڈھو یقین کامل ہے کہ وہین ملکہ ملین یہ سوچ کر حکم دیا کہ

سماک بلداقی تم لشکر مین رہو اس صحرا سے لشکر کہین نجائے ہم بعد تھوڑی دیر کے
آتے ہین پیشنگ سماک نے کہا کہ آقا مین بھی ساتھ چلونگا غلام کا ساتھ رہنا بہتر ہے
آخر رستم نے سماک کو بھی ساتھ لیا طرف صحرا کے چلے چند سرداروں نے عرض کی کہ
غلام بھی ساتھ چلین حضور تنہا تشریف نہ لیجائین رستم نے نہ مانا اور طرف صحرا کے
روانہ ہوگئے اول حال خواجہ عمرو کا تحریر کرتا ہون کہ تلاش مین جہان آرا و صہبا کی
جنگلون مین پاسے شاطری مارتے ہوئے جاتے تھے سامنے صحرا مین دیکھا کہ ایک قصر نہایت
عمدہ بنا ہوا ہے اسکے دروازے پر چند کنیزین کھڑی ہین خواجہ عمرو ایک ساحر کی شکل
بنکر ان کنیزون کے قریب آئے ایک کنیز کہ دمبدم اندر جاتی تھی اور پھر باہر آتی تھی
کنیزون کے کہنے سے ثابت ہوا کہ اسکا نام سیار فلک سیر ہے اسکو اشارہ سے الگ
بلایا اور بیہوش کرکے زنبیل مین داخل کیا آپ اسکی شکل بنکر کنیزون مین آئے
کنیزون سے پوچھا ملکہ عالم کیا کر رہی ہین سب نے کہا اے سیار فلک سیر ایسی کم
نادان ہو گئین ملکہ عالم کیسی بہبود جادو یہان رہتے ہین خواجہ عمرو پیشنگ اندر آئے
دیکھا ایک تخت بچھا ہے ایک ساحر بیٹھا ہے کہہ رہا ہے جلدی تیاری کرو ایسا نہو کہ ملکہ
سلیم کو ہوش آ [illegible] آسمان پر ہوتی جبکی ایک کنیز نامہ لیے ہوئے آئی وہ نامہ
بہبود جادو کے ہاتھ مین دیا بہبود نے نامہ کو پڑھا لکھا تھا کہ اے بہبود آج شب کو
[illegible] صبح کو جہان آرا و صہبا کو اس باغ مین قتل کرینگے تمہارا شریک ہونا بھی
ضرور ہے نامہ پڑھ کر فورا تیار ہوا اور [illegible] دیکھا بہبود جادو نے حکم دیا کہ کون
کون ہمارے ساتھ چلیگا [illegible] پہلے خواجہ عمرو آگے بڑھا کہ تخت پر بیٹھ کر کہا اے
شہنشاہ ساحران میرا چلنا ضرور ہے اور چند کنیزین بھی تخت پر سوار ہوئین بہبود تخت اڑاتا
ہوا چلا تھوڑی دور چلے تھے کہ ناگاہ خواجہ عمرو نے بہبود جادو سے باتین کرکے
پوچھا کہ [illegible] ہے شہنشاہ ساحران اس وقت عجب معرکہ گرم ہے
[illegible] دیکھا [illegible] ہزار [illegible]
ساتھ [illegible] کیا ارشاد فرمایا کہ اے سیار فلک سیر [illegible]

کمال عطا کیا علم موسیقی مین کوئی تیرا مثل نہو گا بہبود جادو کہتا ہوا اب صحبت سلیم مین چل کہ تمھارا امتحان لینگے کہ دور سے باغ سلیم دکھائی دیا بہبود جادو نے کہا اے سیار فلک سیر وہ سامنے باغ سلیم ہے سلیم مسند پر بیٹھی ہے جہان آرا و صہبا قید ہین سلیم نے بڑا کمال کیا کہ سامنے سے طلسم کشا کے گرفتار کرا لائی کوئی کچھ نہ کر سکا یہ کہتا ہوا تخت سامنے لایا سلیم نے جو بہبود جادو کو آتے ہوے دیکھا براے تعظیم اٹھی پکار کر آواز دی اے شہنشاہ ساحران آئیے مین تو آپکی مشتاق تھی بہبود جادو تخت سے اترا سلیم نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا ساتھ لیکر قریب مسند آئی بہبود جادو آکر قریب بیٹھا کہا اے سلیم تمنے سنا قدرت نے ہماری کنیز کو بڑا مرتبہ دیا ہے یہ نخلستان مین پھر رہی تھی کہ اسنے قدرت کو دیکھا باغ مین کھڑے ہین ہزارہا فرشتے ساتھ ہین اسنے قدرت کو سجدہ کیا قدرت نے فرمایا مین نے تجھکو کمال علم موسیقی دیا لہذا سماعت فرماؤ کہ کیا اسکو کمال ملا قدرت کے فرمانے کی کچھ تاثیر ہوئی بھی یا نہین سلیم نے آواز دی اے سیار فلک سیر تمھارا بڑا مرتبہ ہوا تمنے قدرت کو دیکھا اور فرشتے بھی ساتھ تھے دیکھین کیا کمال ملا خواجہ جھپٹ کر سامنے آئے مودب ہو کر بیٹھے ساز بجنے لگا خواجہ نے گٹکری کر کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

کس دن زبان رات کو صرف دعا نہ تھی — یارب تری جناب مین کب التجا نہ تھی
مرتے تھے یون نہ تشنۂ دیدار آن کر — قاتل گلی تھی آ گئے تری کربلا نہ تھی
نالون سے عندلیب کے کیا آگ لگ گئی — لون سے زیادہ گرم چمن کی ہوا نہ تھی
کس شب ہمین تصور زلف سیہ نہ تھا — کس دن ہماری جان پہ نازل بلا نہ تھی
کشتی عشق ڈوبی جو ساحل نہ تھا نہ تھا — دریا مین تھاہ بھی کہین او ناخدا نہ تھی
ایسی گئی کہ پھر کے بھی دیکھا نہ اسطرف — گویا بدن سے روح کبھی آشنا نہ تھی
آوارہ راہ عشق مین ہے جسکے میری خاک — کوچے سے تیری زلف کے وہ وقت صبا نہ تھی
قیس ستم رسیدہ نے لیلی کے عشق مین — مشت کی بیڑی پہنی تھی زنجیر پا نہ تھی
ثابت ہوا انہون نے سے چہرے پہ خال کے — تل دھرنے کی ہجوم لطافت سے جا نہ تھی
اکر رفقاء مستعمل ہین ہم ایسے بقول میر — تن مین ہمارے جان کبھی تھی کبھی یا نہ تھی

خواجہ عمرو نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ سلیم نے کہا ای ستیارہ فلک سیر حقیقت مین
قدرت کی نظر کردہ ہوئی بیشک قدرت نے مجکو کمال دیا جی چاہتا ہی کہ تیرا گانا سنے
جاؤن خواجہ نے عرض کی ای ملکہ عالم قدرت نے مجکو سرفراز کیا لیکن ان گنہگارون کو
قتل کیجیے بی جہان آرا و صہبا نے کیسے کیسے جادوگر قتل کرائے ہمکو تردد رہا اگر حکم دیجیے
تو دونون کو قتل کرین سلیم نے کہا ای نظر کردہ خداوند ممکن ہی کہ بدون حکم خداوند قتل کرین
عرضی بھیجی گئی ہی جب جواب آئیگا اسی وقت قتل کرینگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک
ساحر کو دیکھا کتاب آگے رکھے ہوے تخت اڑاتا ہوا آتا ہی آتے ہی نعرہ کیا کہ منم
اختر شمار جادو یہ کہکے تخت سے اترا کتاب کھول کر سامنے سلیم کے رکھدی کہا
اس مضمون کو ملاحظہ فرمائیے سلیم نے دیکھا صاف لکھا ہوا ہی کہ سلیم ہوشیار رہنا اس
جلسے مین خواجہ عمرو ضرور آئینگے اس مکار کے ہاتھ سے بچنا ایسا نہو تم سب کو دھوکا دے
سلیم نے اہل محفل کو نقشہ دکھایا کہا صاحبو دیکھو قدرت تحریر فرما چکے ہین جو جو اس
محفل مین ہی ہوشیار ہوکر بیٹھے مین سحر کرتی ہون عمرو جسکی صورت بنا ہوگا ظاہر ہو جائیگا
خواجہ تو گھبرا کر اپنے مقام سے یہ کہتے ہوے اٹھے کہ ای ملکہ عالم ایسا سحر کیجیے کہ عمرو جل کر
خاک سیاہ ہو جائے یا گرفتار ہو اگر نکل گیا تو بڑا افسوس ہوگا مین اسکے نام کی دشمن ہون
یہ کہتی ہوئی ایک نخل کے سایہ مین جا کر کھڑی ہوئی سلیم نے اٹھا کر گولہ مارا شعلے بھڑک کر
گرے جسپر شعلہ گرا وہ اف کرکے رہ گیا تھوڑی دیر تک خوب آگ برسی سلیم نے کہا ای اختر شمار
جادو اب تک تو عمرو کا پتہ نہین ہی آئندہ سمجھا جاویگا وہان خواجہ عمرو کھڑے کانپ رہے تھے
کہ کوئی شعلہ میری طرف نہ آجائے جب خواجہ نے چمن سے دیکھا کہ محفل مین آگ برسنا موقوف
ہوئی تب خواجہ عمرو محفل مین آ گئے شریک صحبت ہوے دوسری برق آسمان پر چمکی ایک ساحر
تاجدار تخت پر سوار آکر پہونچا غصہ مین کف منہ سے جاری آتے ہی کہا ای ملکہ سلیم تمنے انتظام
بھی کیا مگر کچھ نہو سکا منم تاجدار جادو مین اپنے قصر مین بیٹھا تھا طائرون کی تصویرین
جو میرے قصر مین موجود ہین انمین سے ایک طائر نے چہچہا مارا مین نے پوچھا کہ
طائر خداوندی روح تمہاری قبضہ قدرت مین ہی بیوجہ چہکنے کا کیا باعث ہوا

اُس تصویر نے آواز دی اے تاجدار جادو باغ میں ملکہ سلیم کے عمرو آج ضرور آئیگا اُسکا آنا قہر خداوندی ہے کوئی اُسکے ہاتھ سے نہ بچیگا صحبت کو مزہ بہ قصاباں بنا دیگا میں فوراً بھاگا کہ ملکہ سلیم سے اطلاع کروں اُڑتا ہوا آیا ہوں دیکھو لوکہ پسینے پسینے ہوگیا جلد تدبیر کرو ابھی تک عمرو عیار آیا نہیں یا آیا ہو انتظام ضرور ہے خواجہ عمرو تڑپ کر اُٹھے قریب تاجدار کے آئے کہا اے تاجدار جادو اس باغ میں قصر بہت ہیں میں نے ایک قصر میں دیکھا کہ ایک شخص نہایت دُبلا پتلا چھپا بیٹھا ہے میں نے ارادہ کیا کہ گرفتار کروں لیکن خوف آیا کہ کہیں ایسا نہو یہ شخص عمرو ہو مجھکو سحر بھی نہیں آتا تو جان بچانا مشکل ہوگی تاجدار جادو نے کہا مجکو جلکے بتا دے میں سحر کرکے اُسے گرفتار کرونگا سحر کے یہ معنی ہیں کہ جب لفظ گیر کہونگا پاؤں عمرو کے زمین مقام لیگی اور جو تونے مقام بتایا اُسی قصر سے آگ نکلے اور اُسکو جلا کر خاک کرے خواجہ بہت خوب بہت خوب کہتے ہوے تاجدار کو لگاکر لیچلے قریب اُس قصر کے آکر کہا وہ دیکھیے سار بان زادہ بیٹھا ہے صورت بدل رہا ہے بہت جلد سحر کیجیے تاجدار نے ایک گولا جھولی سے نکالا چاہا کہ گولہ ماروں خواجہ عمرو نے پیچھے ہٹکر حلقہ ہاے کمند گلے میں تاجدار جادو کے ڈال دیے جھٹکا مارا حباب بیہوشی مار کر بیہوش کیا آپ اُسکی شکل بنے اسکو چٹائی میں لپیٹ کر ایک گوشہ میں کھڑا کر دیا ایک گنہگار کو جیل سے نکالا اُسکا سر کاٹا بصورت سر عمرو بنایا غل مچاتے ہوے دوڑے کہ اے ملکہ سلیم مبارک ہو میں نے عمرو کو مارا سر کاٹ لایا سر کو لاکر محفل میں ڈال دیا سر عمرو دیکھکر سب تعریفین کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ تاجدار بڑا کام کیا ایسے شخص کو مارا کہ جسنے تمام ملک ساحروں کے ویران کر دیے ہر ایک کتاب میں یہی لکھا ہے کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہیں ہے سامری و جمشید ایسے ساحر اس مقدمہ میں مجبور ہوکر لکھ گئے ہیں کہ اکے بندگان میں ہاتھ سے خواجہ عمرو کے اپنے کو بچانا اُس ظالم کے سامنے بچانا کیسے کیسے ساحروں نے کوشش کی کہ عمرو کو قتل کریں مگر کسی سے نہوسکا تم مقبول بارگاہ خداوند لقا ثانی ہو خواجہ ہنس دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ صاحبو یہ قدرت کی مہربانی ہے میرے ہاتھ سے ایسا ظالم مارا گیا میں آج مقبول بارگاہ خداوند ہوا اب با طمینان جلسہ میں شریک ہو

کچھ خوف نہیں آج خاتمہ کر دیا اب طلسم کشا پر بھی مکر چل جائیگا ہم لوگوں کے ہاتھ سے کیونکر مہلت پائیگا تم سب صاحب لا کر میرا امتحان کرو میں نے عمرو کو مار کر سب کمال اُسکے لے لیے اب عمرو بیر بنا ہوا میرے ساتھ ہی جو کام چاہوں اُس سے لوں کیا مجال ہی کہ غدر کرے حقیقت میں یہ ایسا بیر تیار ہوا کہ ایک ہزار کتنی سو بیر میرے ساتھ ہیں لیکن عمرو سب پر غالب ہی فقط اشارہ کا طالب ہی جسپر کہیجوں فوراً جا پڑے کام کرکے آئے بی سلیم صاحب کلید میخانہ مجکو دیجیے مثل عمرو عیار کے ساقی گری کروں سارے اہل محفل خوش ہوں سلیم نے خوشی خوشی کنجی اپنے ازار بند سے کھولی اور سامنے تاجدار کے پھینکی تاجدار نقلی نے کنجی اُٹھالی میخانہ میں آئے آتے ہی آواز دی یارو آؤ شراب لیجاؤ ہم ساقی ہوئے ہیں کوئی باقی نہ رہے ساحر یہ سنتے ہی دوڑے کوئی گلابی لیگیا کسی نے قرابہ لیا کسی نے پیالہ اُٹھا لیا تھوڑے ہی عرصہ میں شراب اُٹھا کر لے گئے چالیس گلابیاں تجار غوافی سے شمعو کنیں محفل میں لے کر آئے بی سلیم نے کہا آج تاجدار نے بڑا کام کیا اُس شخص کو مارا کہ جسکی ذات سے سارا فتور تھا کوئی اُسپر ہاتھ نہ ڈال سکتا تھا تاجدار نے دیکھو کیا شفقت کی ہو اور کس تکلف سے شراب لایا ہی دیکھکر یہی جی چاہتا ہی کہ پی لیجیے تاجدار نقلی نے کہا کہ چند اشعار بھی مجھ سے سن لیجیے یہ کہکر اشعار شروع کیے۔ نظم

اُسنے صید حرم کو مارا ہے    آہوِ دشت واں چکارا ہے
ماہرو بام پر سدھارا ہے    اوج پر اب مرا ستارا ہے
رہتی ہو شکل یار کی دل میں    پری کو شیشے میں اُتارا ہے
آدمی میرے سحر سے منھ چڑھیگا کیا    بارہا میں نے جن اُتارا ہے
رات کو دفن کیجیو لاشہ    زلف شبگوں نے مجکو مارا ہے
ہو تو یہ مرتبہ ہما کے لیے    تجھپہ صدقے مگر اُتارا ہے
حسن ہی شرط شاہ ہو کہ فقیر    عشق ہونے میں کیا اجارا ہے
منھ چھپایا ہی اُسنے زلفوں میں    سنبلہ میں مرا ستارا ہے

سرخ و کیوں نہوں شہیدوں میں — سبزہ رنگوں نے مجکو مارا ہے
باغ چھوڑا رہینگے صحرا میں — وان کبھی کلیوں کا کیا اجارا ہے
نالے کرتے نہیں اثر دوست — دل ہے تیرا کہ سنگ خارا ہے
جان دیتے ہیں تیغ ابرو پر — واہ کیا حوصلہ ہمارا ہے
رتا ہے بیوفائی خوب نہیں — عاشق باوفا تمھارا ہے

خواجہ عمرو نے بشکل تاجدار جادو یہ اشعار گائے تمام اہل محفل بیقرار ہوگئے ہر ایک کا
یہی قول تھا کہ تاجدار جادو کا مثل نہیں ہے تاجدار نے کہا کہ یہ کمال کیا ہے بحکم قدرت
ایسی ساقی گری کروں جس طرح سے عمرو عیار کرتا ہے قدرت نے یہ سب کمال مجکو دیئے
ہیں سنتے بدل وجان قبول کر لیے یہ کہکر گھنگھرو پاؤں میں باندھے گت ناچنا شروع کی
ہر ایک کی جو گت ہوئی ہر ایک کا یہی قول تھا کہ حقیقت میں عمرو اسی طرح ناچتا تھا وہی
تاجدار نے اسی کی نقل اتاری عمرو جام بھرے ہوئے توڑے لیتا ہوا سامنے سلیم کے
آیا سر جھکایا کہا او ملکہ عالم تمکو سب سے شراب پلاتا ہوں سلیم نے دونوں ہاتھ بڑھا دیئے
جام لیکر بے اندیشہ انجام پی گئی جب جام پی چکی اب تو خواجہ نے دورا باندھا ہر ایک کو
شراب پلانا شروع کی تھوڑے سے عرصہ میں ساری محفل کو شراب پلائی سلیم بیٹھے بیٹھے گھبرائی
دیکھکر آواز دی فی التحقیق تاجدار جادو نے اس رنگ سے شراب پلائی کہ قدرت
آ گئے تاجدار نے کہا ملکہ عالم قدرت کو بلایئے کہ وہ بھی آ کر شریک محفل ہوں سلیم جادو
مسند سے اٹھی اٹھتے ہی گری لینا لینا کہکے سب کنیزیں اٹھیں جو اٹھی وہ بیہوش
ہوئی تھوڑے عرصہ میں سب برلب فرش ہوئے خواجہ نے نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہوں میں عیار صاحبقران — مرے نام سے کانپتا ہے جہان
تراشندہ ریش کفار ہوں — زمانے کا مکار و عیار ہوں
مرا تیز رفتار ہو گر قدم — صبا ٹھوکریں کھاتی ہے ہر ہر قدم
اڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش کو — نپائے مری گرد پا پیش کو
دوندہ جہان گرد و طرار ہوں — جہانگیر عالم کا عیار ہوں

عمرو خنجر کھینچکر طرف سلیم کے چلا تھا کہ جہان آرا نے اشارہ سے منع کیا کہ خواجہ اسکو ہرگز قتل نکرو اسکی ذات سے مطلب حاصل ہوگا خواجہ عمرو نے سلیم کو اٹھا کر زنبیل مین رکھا اور سب کنیزون کو قتل کیا جہان آرا و صہبا رہا ہوئین باغ کو لوٹ لیا انہار کہ پھل تک توڑ لیے جہان آرا نے کہا کیون خواجہ یہ پھل کیا ہونگے خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ وقت پر کام آوینگے اکثر ضرورت پڑتی ہی ان پھلون سے پھل ملیگا غنچہ آرزو کھلیگا جہان آرا خاموش ہو رہین تخت سحر تیار کیا آپ و صہبا اسپر سوار ہوئین خواجہ عمرو سے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ بھی سوار ہو لیجیے کہ لشکر رستم مین جلد پہونچین خواجہ نے جواب دیا کہ مین عمر کے قبضہ مین نجاؤنگا تمہارے تخت کے ساتھ پہونچونگا جس مقام پر یاد کروگی اسی جگہ پہ پاؤگی جہان آرا نے کہا خواجہ منظور یہ ہی کہ بتعجیل لشکر مین پہونچین رستم کو انتظار ہوگا خواجہ نے کہا مین تم سے پیشتر پہونچونگا جہان آرا و صہبا تخت اڑاتی ہوئین اور خواجہ جست کرتے ہوے جاتے ہین جہان آرا و صہبا نے جسوقت نگاہ کی خواجہ عمرو کو تخت کے نیچے پایا ارسطو سے یہ دونون طرف لشکر کے جاتی ہین کہ پہونچنا انکا عرض کرونگا اب حال خیریت مآل طلسم کشا عرض کرتا ہون کہ طلسم کشا جو لشکر سے یاد مین ملکہ شہرت کی نکلے تھے بیقرار و پریشان ہر قدم پہ تصویر خیالی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی ہر مقام پر روتے ہین اے فلک کج رفتار اے گردون غدار یہ کیا کجروی ہی جو میرے ساتھ کی مین اس محبوب جانی جان جاودانی کو کہان تلاش کرون یقین ہی کہ انکو بھی خیال ہوگا قلب پہ ہجوم غم و ملال ہوگا اے جان جہان و آرام دل مشتاقان کیا حال دل بیان کرون اصل یہ ہی نظم

ہزارون خون ہوے سیکڑون حلال ہوے — تمہارے ہاتھ جو منھدی سے لال لال ہوے
تہ کلیان ہوئین انکی ہمین زوال ہوے — وہ بڑھ کے بدر ہوے گھٹکے ہم ہلال ہوے
شہ پایا آپ کو دو لستر امین جب مشتق — ہزار طور کے دل کو مرے خیال ہوے
جنون اگرچہ ہمین ہر برس ہوا لیکن — یہ ولولے نہ ہوے تھے جو اب کے سال ہوے
خیال آتا ہی جب دم الجھنے لگتا ہے — وبال جان ہی لمبے لمبے بال ہوے
پڑے ہی رہتے ہین بل تیوریون پہ جب دیکھو — بڑا غضب ہوا صاحب جو خوش جمال ہوے

قفس میں طاقت پرواز اڑ گئی صیاد
سوال کرتے تو کر بیٹھا ام لینے بوسے کا
ہوگا ہمسا زمانہ میں دوسرا غم دوست
عجیب حال رہا عارضہ میں فرقت کے
وہ شوخ کرتا ہے منصوری دگا کے مشق خرام
مریض آپ کے فی الجملہ رو بہ صحت ہیں
دعاے مغفرت انکی کرو اٹھا کر ہاتھ
سواے رنج و غم و درد کچھ نہ پھل پایا
لگایا کرتے ہیں مجذوب کی طرح سے بڑ

یہ ضعف ہے کہ مجھے بال و پر وبال ہوئے
میں زرد ہو گیا غصے سے وہ جو لال ہوئے
کسی کو رنج ہوا ہم شریک حال ہوئے
کبھی نڈھال ہوئے اور کبھی بحال ہوئے
کوئی جیسے نہ جیسے ہم تو پایمال ہوئے
سنا ہے پہلے کی نسبت تو کچھ بحال ہوئے
تمھارے ہجر میں جن لوگوں کے وصال ہوئے
لگا کے آپ سے دل کو بہت نہال ہوئے
سنا ہے رفتہ کبھی درویش باکمال ہوئے

اس بیقراری میں رستم جاتے ہیں اکثر ساحر بھی راہ میں ملے انھوں نے قصد کیا کہ
گرفتار کر لیں مگر رستم نے تیغ ہفت جوہر سے جا بجا ساحر قتل کیے شب کو کسی نخل کے
سایہ میں آکر سو رہتے ہیں صبح کو پھر بر سر راہ تیسرے دن عاجز ہو کر سماک سے فرمایا کہ اے
برادر ہم اس مقام پر ٹھہرتے ہیں اب آگے بڑھکر دریافت کرو اگر کوئی آیندہ و روندہ ملیجا
تو اس سے پوچھو کہ باغ سیبستان کس مقام پر ہے شاید نشان ملے یہ سنکر سماک آگے
بڑھا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے رستم انتظار میں سماک کے ایک مقام پر آکے ٹھہرے
مگر انتظار ہے کہ سماک پلٹ کر آئے تو اسکے ساتھ چلیں کہ ایک طرف سے آواز آئی اے
طلسم کشا خوب ہمارے عزیزوں کو قتل کیا لیکن اب کہاں جاؤ گے رستم نے دیکھا کہ ایک طرف
سے دس جادوگر ایک ہاتھ میں تلواریں ایک ہاتھ میں اسباب سحر لیے آتے ہیں سوقت انھون نے
سحر کیا رستم نے لوح چمکا کر سحر باطل کیا وہ جادوگر اس خیال سے آپڑے کہ ہم دس آدمی
ہیں یہ جوان اکیلا گرفتار کر لینگے تلواریں کھینچ کے ٹوٹ پڑے یہ رستم وقت ہیں فرد ہیں
ہزاروں سے ہٹنے والے نہیں نہ کہ دس کی کیا حقیقت تھی شمشیر اٹھیر جا پڑے جسکو لگا دیا ا
دو ٹکڑے کیے چار جادوگروں کو رستم نے قتل کیا ان چھ نے جو چار کے لاشے دیکھے
بدحواس ہو گئے آپس میں اشارے کرتے تھے کہ یارو ہم کیا کریں مختصر تا اثیر نہیں

کرتا جا ہر شخص مارے گئے کوئی کہتا ہی بھاگ چلو کوئی کہتا ہی عورت فرمائینگی کہ تم دس سے
ایک کو گرفتار نہ کرسکے اُسوقت کیا جواب دینگے سر جھکا کر خاموش رہینگے کوئی کہتا ہی بلوہ کرو
چہار طرف سے رستم کو گھیر لو ہر جانب سے خنجر چمکاتے ہوے آتے ہین جب رستم تیغہ
ہفت جوہر چمکاتے ہین تو ساحر بد حواس ہو جاتے ہین بھاگنے لگتے ہین ایک جادوگر نے
بڑھکر گولہ مارا گولہ مارنے سے اندھیرا ہوا اُس اندھیرے مین اُس ساحر نے خنجر مارا خنجر جو
چمکا رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا دو ساحر رستم کو لپٹ گئے رستم نے دونون کو ٹکرا دیا وہ
مر کر گرے اب چار رہے بڑے ناچار ہوے چارون نے آپہین ملکر گولے مارے
رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ڈالا گولے پھٹ کر زمین پر گرے رستم نے تیغہ ہفت جوہر
جو چمکایا ساحرون کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا مبہوت ہوکر کھڑے ہو رہے
رستم نے ایک ایک ہاتھ مارکر چارون کے دو دو ٹکڑے کیے مرنا اُن ساحرون کا
کہ تھوڑی دیر اندھیرا رہا بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی رستم نے دیکھا کہ دسون لاشے
غائب ہوگئے یہ نہ سمجھ مین آیا کہ زمین کھاگئی یا آسمان پر جاکر غائب ہوے کہ درہ کوہ سے
آواز آئی ای برباد کن خانمان ساحران عالم اب کہان جائیگا دیکھا ایک ساحر اژدہے
پر سوار پشت پر کئی ہزار ساحر للکارتا ہوا نکلا آواز دی ای ساحرو ہان اُس جوان کو
گھیر لو یہ سنتے ہی کئی ہزار ساحرون نے رستم پر بلوہ کیا رستم تلوار کھینچ کر جا پڑے
لوح کو چمکاتے جاتے ہین کبھی عکس کلاہ ہفت گوشہ ڈالتے ہین کہ اُس ساحر نے
بڑھکر تازیانہ مار آتشین کا سر پر اژدہے کے مارا اژدہے نے دم کھینچا رستم کے
پانون تھرائے لوح پر جو نگاہ پڑی نوشتہ پایا کہ یہ اسم جو حاشیہ لوح پر مرقوم ہی اسکو
پڑھ کر دم کرو پانون قائم رہینگے رستم نے اسم پڑھا اژدر سوار نے قریب آکر اژدہے کو
اشارہ کیا اژدہے نے چاہا کہ رستم کو دہن مین لے لے رستم نے فوراً دونون کلّے
اژدر کے تھامے بقوت صاحبقرانی اژدر کو چیر کر زمین پر پھینک دیا فوراً اژدر
سوار کو دیکھا الگ ہوا ایک چیخ ماری کہ ای طائر اسرار جلد آ آسمان پر سناٹا ہوا رستم نے
دیکھا کہ ایک طائر قوی جثہ آسمان سے اُڑتا ہوا آیا زمین پر گرا رستم کی طرف چلا

رستم نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ جس طرح بنے اس طائر کی پشت پر سوار ہو وہ تمہیں مطلوب پر پہونچا دیگا جیسے ہی اس طائر نے حملہ کیا رستم نے پہلو تہی کر کے جست جو کی پشت پر طائر کی آسن گانٹھا طائر رستم کو لے اڑا ابر کہکشان فلک کے بلند ہو گیا پھر ایک جانب پر پرواز مارتا ہوا جاتا ہی کہ کان میں رستم کے گانے کی آواز آئی کہ کوئی نازنین زہرہ جبین یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی نظم

دید گلزار جہان کیون نہ کرین سیر تو ہی
ایک دن جانتے ہین خاتمہ بالخیر تو ہی

رند واعظ سے عبث کرتے ہین بیر خیر تو ہی
دونون گھر ایک ہین کعبہ سہی دیر تو ہی

خوشہ چین ملتا ہی کیون مزرع ہر دہقان کا
وسعت انسان نہین یہ صفت طیر تو ہی

نہ بسر ہو سکی بے نشہ قدح خوارون کی
نہین ملتی ہی جو مے خیر فلک سیر تو ہی

رند و واعظ کے بکھیڑے مین بھلا کون پڑے
سب کو معلوم ہی ان دونون مین اک بیر تو ہی

مرغ دل مردم بیمار پہ صدقے کر ڈال
واسطے صحت جان کے عمل طیر تو ہی

گوش زد جب سے ہوئی ہی خبر قتل سفیر
پوچھتا پھرتا ہون ایسا ایک کیون خیر تو ہی

ساقیا چند گھڑے مے کے قدح خوارون مین
صرف مقدار اگر ہون عمل خیر تو ہی

در گذر ہوتا ہی اور ہوگا بقدر امکان
آخر کار یہ پاپوش و سر غیر تو ہی

کہہ لیے رند نے سب قافیے کوئی نہ چھٹا
انگریزی بگر اک قافیہ [illegible] تو ہی

یہ صدائے سوز و گداز جو رستم نے سنی سر جھکا کر دیکھا کہ ملکہ شہرت گلگون پوش ایک باغ پر بہار مین ہین گرد کنیزان زرین پوش ایک شوخ و شنگ سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار گا رہی ہی رستم نے طائر سے اشارہ کیا کہ یہین کنج باغ مین اتار دے طائر متوجہ پستی ہوا ایک گوشہ مین لا کر رستم کو اتارا ہر چند کہ دل تر دو منزل مشتاق جمال شہرت گلگون پوش تھا لیکن لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اے سیارہ عجائبات و مفتاح طلسمات اگر کنج باغ مین پہونچ گئے تو مناسب ہو کہ اپنے کو کوئی کی صحبت شہرت مین جا کر تم سب کو دیکھو گے کوئی نہ دیکھے اسکی یہ صورت ہی کہ لوح کو گریبان مین رکھ لو کوئی تمکو نہ دیکھیگا جب منظور ہو کہ اپنے کو ظاہر کرو تو لوح کو گریبان سے نکال لیجیو رستم یہ حکم دیکھکر بہت خوش ہوئے لوح کو گریبان مین رکھتا

ٹہلتے ہوے محفل مین آے گوشۂ محفل مین آکر بیٹھے ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر فرمایا کہ کیون صاحبو مجھ سیون نے یہی کہا تھا کہ اس صحبت مین رستم ضرور تشریف لائینگے اسوقت تک تو نہین آئے کسکو بھیجون کون خبر لائے اپنی تو یہ کیفیت ہے دل کی عجب صورت ہے

اصل مین تو یہ کیفیت ہے

نظم

حیران نہ کرینگے کہ پریشان نہ کرینگے
کیا کیا وہ رخ و گیسو پیچان نہ کرینگے

غنچہ دہن تنگ کر دیا ہے جہان تک
ہم صورت گل چاک گریبان نہ کرینگے

کیون روتے ہین یون پھوٹ کے فرقت مین الہی
اندھا تو مجھے دیدۂ گریان نہ کرینگے

مجنون کا ستانا ہمین منظور نہین ہے
او وحشت دل قصد بیابان نہ کرینگے

نکلے ہی گا اس مصحف عارض پہ خط سبز
زنگار سے کیا جدول قرآن نہ کرینگے

دیوانون سے کہدو کہ چلی باد بہاری
کیا اب کے برس چاک گریبان نہ کرینگے

گل باغ مین ہے چار طرف زاغ و زغن کا
اب چہچہے مرغان خوش الحان نہ کرینگے

گھبرائیگی تربت مین مری روح بھی اے زار
مرقد پہ اگر ختم وہ قرآن نہ کرینگے

یہ فرما کے ملکہ رونے لگین پھر کہا کہ اگر طلسم کشا نہین آئے تو وقت پر ضرور آئینگے مگر طلسم لوح دار کو بلاؤ کنیزون نے عرض کی حضور نامہ لکھین ہم لیجائین جاکر لوحدار کو دکھائین ملکہ نے نامہ لکھا ایک کنیز کو دیا کنیز نامہ لیکر روانہ ہوئی رستم جب چاہتے ہین کہ اپنے کو ظاہر کرین لوح سے ممانعت نکلتی ہے رستم ٹھہر جاتے ہین یہی خیال ہے کہ خلاف قاعدہ ہوا ایسا نہو خلاف قاعدہ کرون کوئی آفت پیش آئے کہین جاؤن رستم لوح کو ملاحظہ کرتے ہین لوح مین یہی حکم نکلتا ہے کہ اپنے کو ظاہر کرو تحفی ملکہ تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ وہی کنیز دوڑتی ہوئی آئی گھبرا کر کہا ملکہ عالم مبارک ہو ملکہ لوحدار آتی ہین کنیز نے جاکر جو کہا یہ جواب دیا کہ میرا کسی محفل مین جانا مناسب نہین ہے مگر ارشاد ملکہ منظور تھا آنکھون سے بجا لاؤنگی میرے ساتھ سوار ہونے کی تیاری کرلی تھی یہ فکر تھی کہ آسمان پر ابر کلان چھایا ہوا ہے ایسے کہ کہین بجلی نہ گرے اس وقت ہوئی کہ زمین کا نپی تخت باغ تھرا گئے آواز آئی کہ صاحبو ہوشیار ہو جاؤ کہ طلسم خیال کا سنگ مرمر کا ہنگامہ شور ہنگامہ ان [illegible]

اس صحبت میں تشریف لاتی ہیں خبردار کوئی بے اعتدالی نہ کرے ورنہ بہت ذلیل ہوگا جب
انکے سامنے بے ادبی کی اسکا طلسم میں کہیں ٹھکانا نہ لگیگا کل اہل طلسم دشمن ہو جائینگے
رستم نے سر اٹھا کر دیکھا ایک جوان سیہ فام ایسی لفظیں کہتا پھرتا ہے رستم نے کئی مرتبہ
قصد کیا کہ اس جوان کی گردن اڑاوں مگر لوح پر جو نگاہ پڑی لوح نے ممانعت کی حکم تھا کہ کسی قسم
میں دخل نہ دیجیے خاموش بیٹھے رہیے کسی کو تکلیف نہ دیجیے رستم سر جھکا کے بیٹھے رہے ناگاہ
کہ ابر جو محیط تھا ہٹا تارے چمکے چاند نکلا پھر نیر اعظم نے گرمی دکھائی کہ نور سے دیوان
نکلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے سب علاقے میں موقوف ہوئیں ایک شق ہوا کئی سو زنگی جو
ہونٹ چوڑے تیغے کھینچے ہوئے اسمیں سے نکلے اور محفل میں آئے دو رویہ باندھ کے بیٹھے پھر ایک
شق ہوا ایک تخت پر ایک جادوگرنی ایک صندوقچہ لیے ظاہر ہوئی اسطرح کی ضو اس سے
ظاہر ہوتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے نیر اعظم اسی مقام سے نکلا چاہتا ہے سب اسی جانب دیکھ رہے
ہیں پھر آواز ہیبتناک آئی کہ زمین تھرائی ہزارہا ستارے آسمان سے ٹوٹ کر زمین پر گرے
کہ تمام زمین پھر از چرخ برین ہو گئی معلوم ہوا کہ ہزارہا ستارہ زمین پر فرش ہوگیا ہے رستم
ہر مرتبہ قصد کرتے ہیں کہ اٹھوں لوح مانع ہوتی ہے وہی حکم قدیم نکلتا ہے کہ تماشا محفل کا دیکھو
بے اختیار ہو رستم خاموش رہتے ہیں اور ملکہ شہرت دہشت سے کھٹکی سانسیں بھرتی ہیں فرماتی
ہیں کیا ستم کی بات ہے کہ سب نجومیوں کا کہنا غلط ہوا عجب طرح کا خیال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے
ملکہ شہرت یہ کہہ رہی تھیں کہ پھر دنا دنا ہوا کہ سب کے قلب کا شیشہ گئے کنیزوں نے کانوں
میں انگلیاں دے لیں وہ ابر پھٹا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وقت صبح صادق ہے ہر چند کہ
رات زیادہ باقی ہے رستم دیکھ رہے ہیں کہ آسمان سے ایک تخت یاقوت احمر کا بکمال ہیبت
اترتا ہوا آتا ہے رستم نے اپنے سینے پر ہاتھ پھیرا اب جو بنگاہ غور دیکھا اس تخت یاقوت
احمر پر ایک نازنین ماہرو کو پایا کہ چہرہ آفتاب عالمتاب ہے عارض ماہ تاباں کا جواب ہے
آنکھیں بعینہ چشم غزال ابرو مثل ہلال ہے جبینکہ عارض انور پر خال خال ہیں لیکن تو
باعث ترقی حسن و جمال ہیں گیسوے مشک ختن چہرہ فخر نسترن نسترن قد رشک شمشاد
چہرہ رشک قمر تخت سے اتری محفل میں آکر بیٹھی پیچ نگاہ میں دو ... سے نکالا صندوقچہ کو

رکھکر کہا کیون ملکہ شہرت تمنے ہمکو محفل مین بلا لیا یہ خیال نہ کیا کہ طلسم کشا موجود ہین اگر گرفتار
پڑ جائیے تو کیا ہو خداوند مجکو الزام دین کہ تمنے لوح کو ہاتھ سے کھویا بس مین ٹھہر نہین سکتی یہ کہکے
عصا و قبضہ اٹھا لیا تخت پر سوار ہوئی ہر چند ملکہ شہرت نے اوس سے کہا ہوا ذرا ٹھہر جاؤ جلدی کیا
کیا ہے اوس معشوق خود پرست نے جواب دیا حضور میرا ٹھہرنا مناسب نہین ایسا ہی آپکے حکم کا
پاس تھا کہ مین سنتے ہی چلی آئی اگر نہ آتی تو آپ شکایت کرتین لیکن خداوند کے خلاف کہا
میرے نام حکم آچکا کہ آجکل جانا آنا موقوف کرو اگر کوئی بلاوے کبھی تو نہ جاؤ مگر مین نے آپکے
حکم کو حکم خداوند پر مقدم کیا اور چلی آئی خلاف ہو گیا کہ مع سامان آئی مجکو بڑا خوف ہے کہ
طلسم کشا اس محفل مین موجود ہین مگر معلوم نہین ہوتے خود خداوند نے فرمایا تھا کہ جس
محفل مین جاؤ گی طلسم کشا وہان موجود ہونگے مگر کوئی دیکھ نہ سکیگا یقین ہے کہ اپنے کو ظاہر
کرین تو ابھی قیامت بپا ہو مگر بڑی بات یہ ہے کہ اس طلسم کا طلسم کشا اور ہے اگر وہ آ جائے
تو جان بچانا مشکل ہو یہ کہکے شمشیر قبضہ گود مین لیے ہوے تخت اوڑاتی ہوئی جدہر محفل سے
نکل کر جانا چاہتی تھی [illegible] طلسم کشا نے لوح کو گریبان سے نکالا جیسے ہی لوح گریبان سے
نکلی شہرت نے دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت فرمانروائی [illegible] ستم
پیلتن قریب بیٹھے ہین ملکہ [illegible] ستم کو دیکھکر رونے لگی اور کہا اے شہریار مین نے تو ہزار کو بلا بھیجا
آپ بیٹھے رہے آپ نے اسیر [illegible] ڈالا آخر چلی گئی ستم نے کہا لوح نے ہمکو منع کیا مین خلاف
حکم لوح کیونکر کرتا ملکہ نے کہا اب آپ تشریف رکھین ایسا نہو کہ پھر سامان جدائی ہو [illegible]
پھر ایک طرف سے آواز مہیب آئی کہ اے شہرت تو نے غضب کیا کہ طلسم کشا سے باتین کرتی
ہے کچھ خوف خداوند نہین ستم نے دیکھا ایک دیو مہیب دار کا ہاتھ مین لیے ہوے گوشہ باغ
سے پیدا ہوا [illegible] شہرت پر جا پڑا [illegible] دار ہلاتا ہوا چلا کئی سو [illegible] سر [illegible] گئی کئی سو
درخت گر کر دیوارین ٹوٹ گئے لیکن دم بھر مین باغ ویران ہو گیا ستم اپنے مقام سے
اٹھے [illegible] دیکھا [illegible] کہان آتا ہے معشوق پر ہاتھ نہ ڈالنا یہ کہکر [illegible]
[illegible] زمین پھٹ گئی اور پانی زمین سے نکل آیا [illegible] کو خالی دیا
[illegible] آواز دی کہ دم [illegible] نے آواز دی [illegible] کیا

| | |
|---|---|
| تب اُسنے رو کے تبسم جواب مجکو دیا | عزیز تو مجھے نرگس نما ہنوز نہار |
| کہ کام ہے گل نرگس کا نرگستان میں | سو اُسکا گور غریبان میں کھیلے ہو گذار |
| ہیں اُسکی آنکھیں ہوں جس شخص کا پتھر ہے | پڑے پر خاک بھی اب تک ہے حسرت دیدار |

ایسے اشعار حسرت خیز ملکہ نے پڑھے مگر رستم قریب نہ پہونچ سکے اُس ساحر نے ہاتھ بڑھا کر
کھینچا ملکہ کو تخت پر سوار کر لیا اور بتعجیل تخت اُڑا ایکبار آسمان کی طرف روانہ ہو گیا رستم
نے بہت غل مچایا کمان کا ہے سے اُتاری کئی تیر مارے مگر اُس خدا سے تا تیر نہ پہونچے
اُلٹے تیر پلٹ کر قریب رستم کے آئے جب رستم نے دیکھا کہ وہ تخت بلند ہو گیا ایک آہ
کی کہ زمین تھرا گئی آہ کر کے جو رستم گرے بیہوش ہو گئے تقدیر کا رہبر سماک عیار
اپنے آقا کی تلاش میں پھرتا تھا اُس باغ ویران میں گھس آیا دیکھا کہ رستم بیہوش پڑے
ہیں سماک قریب آکر بیٹھا حیران تھا کہ آقا یہاں تک کیونکر پہونچے اور کیونکر بیہوش
ہوئے پھر دیکھا ایک طرف ایک دیو کا لاشہ پڑا ہے سماک نے رستم کا منہ دھلایا تلوے
سہلائے رستم اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا ای سماک غضب ہوا ملکہ شہرت کو ایک ساحر
لیگیا سماک نے پوچھا کہ آپ یہاں تک کیونکر پہونچے رستم نے سب حال بیان کیا کہ
پشت طائر پر سوار ہو کر یہاں آئے تھے کہ یہاں قسمت آرا تھیں ملاقات بھی اچھی طرح ہونے
پائی کہ ایک ساحر آسمان سے آیا ملکہ شہرت کو اُٹھا کر لیگیا میں اُنکی مصیبت دیکھ کر بیہوش
ہو گیا سماک نے اپنا حال بیان کیا کہ آج کئی دن سے مارا مارا پھرتا ہوں آج یہاں پہونچا
آپکو پایا مقام شکر ہے کہ آپکو بخیر و عافیت دیکھا رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ ای
قاتل طلسم واقف اسرار ایں عجائبات اگر باغ سیستان میں پہونچو اور نیرنگ جادو
آئے اور ملکہ شہرت کو اُٹھا لیجائے تو مناسب ہے کہ باغ سے نکلو طرف مشرق کے روانہ
ہو باغ سنبلستان میں اپنے کو پہونچاؤ نیرنگ جادو وہیں کا رہنے والا ہے وہیں ملکہ کو
لے گیا ہے وہاں اپنے کو پہونچاؤ طرف مشرق کے جاؤ رستم سماک کو ساتھ لیکر اُس باغ
ویران سے نکل طرف مشرق کے چلے مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی جو جہان آرا کو لیکے
والے تھے تخت پر اُڑتے ہوئے آتے تھے ہیں مگر نیرنگ جادو جو ملکہ کو لیکر چلا صورت زیبا دیکھ کر

نیرنگ جب مجکو ہوش آئیگا جان دیدونگی بسطور مجکو ہاتھ نہ لگاؤ ورنہ بہت پچھتائیگا میری جان جانے سے تجھے کیا ہاتھ آئیگا مگر نیرنگ نہیں مانتا گلدستہ بنا رہا ہی چاہتا ہی موہنی پڑھو ملکہ کا قلب الٹ دون ملکہ کی بیقراری اشکباری دعائین مانگ رہی ہین کہ ای پروردگار ای حاکم لیل و نہار مشکل میری آسان کر آبرو کا تو بچانے والا ہی جمال جہان آرا سے رستم دکھادے کہ وہ بیشتر کر اس ساحر کو قتل کرے ای کارساز ای بے نیاز رحم اپنا شریک کر نظم

لگی بشام شو جلوہ گر گہی بہ سحر — گہی ز شمس شو در روشن گہی بہ قمر
شو جلوہ گہ از وحدت وگہ از کثرت — جمال چہرۂ دلبر بچشم اہل نظر
غریب پرور و بندہ نواز ذات خدا ست — رحیم در احسم و اہل عطا کرم گستر
ز نطفہ کرد میان شکم جنین پیدا — ز قطرہ کرد بہ بطن صدف عیان گوہر
شدہ قائل توحید واحد مطلق — ہمہ فرشتہ و دیو و پری و جن و بشر
ز جسم جن و ملک جان بگیر داین جانان — ہمہ و نہ پہلو ہر آدمی دل این رہبر
در حضرت خلاق در جہان جوید — بوقت رنج و غم و درد ہست ہی مضطر

ملکہ تو بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہی ہین اور نیرنگ آمادہ ہی کہ ملکہ پر سحر کرون اپنے قبضہ مین کرون قضا سے کار خواجہ عمرو جہان آرا کے ساتھ تخت پر آتے تھے جہان آرا نے جو آسمان سے دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام بد انجام قصد رکھتا ہی کہ ملکہ شہرت پر دست انداز ہون کہا ای خواجہ آپ ملاحظہ تو کرین ملکہ شہرت گلگون پوش کس آفت مین ہین خواجہ نے کہا مجکو تخت سے اتار دو کہ مین جا کر عیاری کرون جہان آرا نے کہا جب تک آپ جائینگے سحر پورا ہو جائیگا ملکہ شہرت کبھی آپ کے ساتھ دشمنی کرینگی لیکن مین سحر کرتی ہون اگر پروردگار نے مدد کی تو اسکو دیوانہ کرتی ہون آپ کنارے ہو جائیے خواجہ عمرو تخت سے کود کر الگ ہوے جہان آرا نے للکارا او نامرد عورت پر کیا ظلم کرتا ہی ذرا ادھر تو متوجہ ہو جیسے ہی نیرنگ پلٹا تھا جہان آرا نے زلف عنبرین کو کھول دیا زلفین عنبرین جہان آرا کی دیکھکر حال نیرنگ ابتر ہوا آنکھین ابل آئین چہرہ سرخ ہو گیا بے اختیار پکار اٹھا قطعہ

کیوں نہ جو بار ہے اس حسن خداداد کی آنکھ — ہو کی شکل ہی کافر کی پریزاد کی آنکھ

مژدہ کنج قفس تجکو مبارک بلبل
آج پڑتی ہے بُری طرح سے صیاد کی آنکھ

دم آخر ہے جو آتا ہے تو آجلد ورنہ
بند ہوتی ہے ترے عاشق ناشاد کی آنکھ

گل کو دیکھا تو تصور گل عارض کا ہوا
دیکھا نرگس کو چمن مین جو تری یاد کی آنکھ

جز مشقت کبھی ہم پھر بھی نہ راحت پائی
کس گھڑی سے تری شیرین پہ پڑی فرہاد کی آنکھ

شوخ چشمی نے کیا شور کا عالم پیدا
کام لاکھون مین کرے اہل ستم ایجاد کی آنکھ

اُڑ گئی نیند مرے زمزمے سنکر شب کو
نہ لگی صبح تلک شام سے صیاد کی آنکھ

مرض ہجر نے اس درجہ کیا مجکو نحیف
ڈھونڈھتی پھرتی ہے مجکو مرے ہمزاد کی آنکھ

کس طرح دیدہ مریخ سے دیجاوے مثال
اژدہے سے بھی سوا سُرخ ہے جلاد کی آنکھ

کھینچتے دیکھ لیا اُسنے اگر اپنی شبیہ
دیکھ لینا کہ نکلوائیگا بہزاد کی آنکھ

مہربانی ہے نہ اگلی سی نہ اُلفت کی نظر
پھر گئی چار ہی دن مین ستم ایجاد کی آنکھ

کس طرح سے نہ فن شعر مین کامل ہو رنگ
دس برس دیکھ لی آتش سے جب اُستاد کی آنکھ

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے جہان آرا کے آیا جہان آرا نے پوچھا اے نیرنگ جادو
تمھارا آنا کیونکر ہوا نیرنگ نے کہا کہ مجکو لقراط ثانی نے بھیجا کہ شہرت کو گرفتار کر لاؤ مین
آکے گرفتار کیا اب تمھپر عاشق ہون جو حکم دو بجا لاؤن جہان آرا نے کہا اے نیرنگ تم کو
مناسب ہے کہ اپنے کو سامنے لقراط ثانی کے پہونچاؤ کہنا کہ جہان آرا نے بھیجا ہے کہ او بے حیا
تخت خدائی کو ترک کر پیدا کرنے والے کو پہچان اگر وہ تیرا کہنا مان جائے تو بہتر ہوا ور اگر
کہنا نہ مانے تو کچھ خوف نہ کرنا یہ سنکر نیرنگ جادو اور زیادہ پاگلا یا کہا ملکہ جاتا ہون
اگر بٹ پڑتا ہے تو لقراط ثانی کا سر لاتا ہون جہان آرا نے کہا کہ جاؤ لیکن جلدی نہ کرنا ورنہ
پچھتاؤ گے ہمین دیکھنے آنا ہم تمھارے مشتاق ہین انتظار کر رہے ہین یہ سنکے نیرنگ جادو
تیغہ کھینچے ہوئے طرف خیال سکندری کے چلا جہان آرا نے بعد جانے نیرنگ کے
شہرت کو رہا کیا تخت پر سوار کر کے طرف لشکر رستم کے چلی مگر لقراط ثانی اپنے مقام پہ بیٹھا ہوا
تقدیرین بگھار رہا ہے گرد مصاحب ساحران زبردست بیٹھے ہین ذکر نیرنگ کا ہو رہا ہے کہ
چند ساحر ٹہلتے ہوے سامنے آئے کہا یا خداوند نیرنگ جادو جسکو آپنے واسطے گرفتاری

ملکہ شہرت کے بھیجا تھا تیغہ کھینچے ہوے لشکر مین آیا ہی قدرت کو گالیان دے رہا ہی اگر
حکم ہو تو اُسکو گرفتار کر لین نسبت قدرت کے کلمات سخت کہتا ہی بقراط نے کہا جسطرح
آتا ہی آنے دو مگر نیرنگ جو دروازے پر بارگاہ کے پہونچا درگہ سالار نے روکا کہا اے
نیرنگ مقام ادب ہی قدرت بیٹھے ہین تلوار کو نیام مین کرلو نیرنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا
درگہ سالار زخمی ہوا نیرنگ اندر بارگاہ کے گھسا بقراط ثانی کو جو تخت پر دیکھا پکار کر
آواز دی او نامرد اسے تو نے غضب کیا کہ دعوی خدائی کر کے بیٹھا ہی تخت سے اُتر ملکہ
نے مجھکو یاد فرمایا ہی بقراط نے آواز دی او بندہ خاطی کس کام کو گیا تھا کیا باتین کر رہا ہے
کچھ تجھکو ہمارا خوف نہین نیرنگ جادو نے بڑھ کر تیغہ چمکایا بقراط ثانی نے ہاتھ ہلا دیا ایک
برق چمک کر گری کہ نیرنگ کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی
کشتی مرا نام مس نیرنگ جادو بود لاشہ نیرنگ کا بقراط ثانی نے باہر پھنکوا دیا کہا صاحبو تمنے
دیکھا جیسی اُسنے بے ادبی کی ویسی سزا پائی اب جس کسی سے ہو سکے جائے جہان آرا شہرت
کو لیے ہوے جاتی ہی گرفتار کرکے لائے ارژنگ جادو اپنے مقام سے اُٹھا تلاش مین
ملکہ جہان آرا و شہرت کی چلا اگر رستم پیلتن جو سماک کو ساتھ لیکر اُس باغ ویران سے
نکلے فرمایا ای سماک دریافت کرو کہ کس راہ سے جائین رستم تو ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرے
سماک ملہ آقی پر اسے دریافت حال چلا رستم زیر نخل کھڑے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک
پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار پیدل اسی جانب آتا ہی دور سے جو رستم کو دیکھا
حیران ہوگیا شاطر سے کہا دیکھو تو کون شخص ہی شاطر جست وخیز کرتا ہوا قریب رستم کے
آیا جمال جہان آرا دیکھکر سلام کیا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا رستم نے پوچھا ای عیار کیا مطلب
ہی اُسنے کہا ای شہریار ہمارا آقا فخر تخوار جنگ آرا آپ کو پوچھتا ہی رستم نے کہا کہدو کہ
طلسم کشا سے ہفت پیکر رستم پیلتن علیشاہ نامور آیا ہی عیار نے جاکر فخر تخوار سے کہا فخر تخوار
نے کہا ہم تو اُنھین کی تلاش مین نکلے تھے ہان یارو گرفتار کرلو رستم نے دیکھا کہ ساٹھ ہزار
جوان ہلہ کرکے چلے رستم نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا باشید ای کافران بے حیا اور ای
نابکاران بے وفا منم رستم پیلتن ویل گش کشندہ فوجیل ہندی و دودیل ہندی

کھینچ کے تیغ ہفت جوہر کھینچا لشکر کفار پر جا پڑے لڑتے بھڑتے قریب خونخوار کے پہونچے اول علمدار لشکر نے بڑھ کر رستم کا سامنا کیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار اسکی روک کے مرکب کو مہمیز کیا مرکب نے اپنی دونوں ٹانگیں مستک پر رکھدیں رستم نے ہاتھ مارا مع علمدار کے قتل کیا علم فوج کا سرنگون ہوا خونخوار نے دیکھا کہ فوج کے پاؤں نہیں جمتے گینڈا بڑھا کر مقابلہ رستم میں آیا فوج کو بھی اشارہ کیا کہ ہاں یارو گھیر کر اس جوان کو مار لیو فوج نے بلوہ کیا رستم پر تیر مارتے تھے کوئی نیزہ مار کے بھاگتا ہے رستم نے جو بلوہ فوج کا دیکھا بیقرار ہو کر تہ دل سے دعا کی کہ اے خالق بے نیاز و اے کریم کارساز رحم اپنا شریک کر

نظم

چارہ جویا از تو ای ساقی مریض لا علاج　　از تو خواہد دردمندی درد باطن را علاج
چون توئی چارہ گر بیچارگان ای چارہ ساز　　بخش از دست شفا بہر دل شیدا علاج
لطف کن لطف ای شفابخش مریضان جہان　　تا شود از غیب بہر درد دل پیدا علاج
لا دوا را شربت دیدار کے بخشد شفا　　شربت دیدار بیاید پے آن لا علاج
از فلک بہر دوا سے دل مسیحا لے کر　　بہر ما ناز دل بکن از عالم بالا علاج
بہر صفرا سے دل صفرا زدہ کن چارہ　　بہر سودا سے دل سودا زدہ فرما علاج
از اعتدال خود طبیعت در غمت بگشتہ ا　　ای کہ بہر این مرض دانی تو اسے دانا علاج
از جناب طالب عشقم ہمی خواہد دوا　　از تو می جوید مریض علت دنیا علاج
درد مندی در عشقت نیست محتاج طبیب　　عاشق زارست نمیدارد تعلق با علاج
چون طبیبان زمانہ جملہ بیمار تو اند　　از کہ گردد جز تو حاصل بہر درد ما علاج
بر لب آمد در غم ہجر تو جان عاشقان　　منحصر بر ذات پاک تست یا مولا علاج
از تو حاصل تا نگردد مرہم داغ جگر　　بہر بیمارت اثر نکند دگر اسلا علاج
غم مخور صفدری ز درد دل دریں بیت الحزن　　خود کند شافی مطلق آن کرم فرمان علاج

بیقرار ہو کر جو رستم نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنی پہلو سے صحرا کے گرد اڑی رستم نے دیکھا ایک تاجدار پشت مرکب پر سوار سلاح و کمل ساٹھ ہزار فوج پشت پر لئے ہوا سے زنگاری

کے پھریرے کھلے ہوئے وہیں سے نعرہ کیا یا شیدائیو کا فران ہیجا او ناہنجاران پر دغا طلسم کشا
کو تمنے گھیرا ہی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا تمھارے قتل سے منھ نہ موڑونگا یہ کہکے تاجدار نے
تلوار کھینچی ساتھ والوں نے بھالے سنبھالے فوج خونخوار پر آ پڑے گروہ تاجدار تلوار
کھینچکر ہو گرا فوج خونخوار کو تہ و بالا کر دیا آپ لڑتا بھڑتا قریب خونخوار کے پہونچا للکار کے
آواز دی او نامرد رستم یہ بلوہ سامنے تو آ خونخوار نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا تاجدار نے
تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر بعجلت ہاتھ تلوار کا مارا خونخوار نے سپر
کو اُٹھا دیا برق شمشیر ہو گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری خونخوار کے
دو ٹکڑے ہوے اتنے عرصے میں فوج نے فوج خونخوار کو قتل کیا چند کس جو بچے
فریاد کرتے ہوے بھاگے وہ تاجدار گھوڑا دوڑاتا ہوا قریب رستم آیا اول رستم کو
سلام کیا دست بستہ عرض کی اے شہریاران مکاروں سے اپنے کو بچایئے غلام کو سرفراز
کیجیے غلام کی دعوت قبول فرمایئے وہ تاجدار اُس عاجزی سے پیش آیا کہ رستم کو سوا
اقرار کے اور کچھ نہ بن پڑا وزرا اُمرا رستم کے گرد آ گئے ہر ایک کا یہی قول ہو حضور جسطرح سے
ہو آپ جلد سرفراز کیجیے دل میں رستم نے کہا کہ اقبال کہو یہ محسن ہو ایسے وقت میں آکر
شریک ہوا ورنہ گرفتار ہو جاتے فوج کا بلوہ تھا بہادر صف شکن تیغزن ہے اسکی دعوت کو
رد کرنا مروت کے خلاف ہے یہ دل میں سوچ کر اُس تاجدار کو گلے سے لگا لیا فرمایا ہم آپکے
ممنون و شاکر ہیں جو آپ نے کہا بدل و جان قبول کیا یہ فرما کر رستم اسکے ساتھ چلے وہ تاجدار
انتظام کرتا ہوا رستم کو لیے جاتا ہے تمام اہل فوج رستم کے ہمراہ چلے آتے ہیں وہ تاجدار
پیدل ہے رکاب رستم تھامے ہوے اس عظم و شان سے رستم کو لیکے چلا کوئی پانچ کوس راستہ
طے کیا ہوگا کہ ایک قلعہ دکھائی دیا دیکھا قلعہ سربفلک کشیدہ ہے برج تکلف سے آراستہ
کئی ہزار جوان در قلعہ پر برائے استقبال کھڑے ہیں جمال ہمثال رستم دیکھکر پے تسلیم خم
ہوے پکار کر سب نے آواز دی کہ شہریارا ہم سب آپکے مشتاق کھڑے ہیں سبھوں نے استقبال
کیا رستم کو لیکر قلعہ میں آئے رستم نے دیکھا قلعہ آباد ہے یا دل شاد دوکانیں کھلی ہوئی
ہیں دوکاندار ہر فرقہ الجمال شہریار رہا ہے اقبال بازار کس تکلف سے آراستہ ہے دوکاندار

عمدہ کپڑے پہنے ہوئے جس طرف سے رستم نکلے دکاندار پئے تعظیم اُٹھے جھک جھک کے
رستم کو سلام کرتے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ ہمارے تاجدار نے بڑا کام کیا فرزند
صاحبقران کو لیکر آئے الاک یعنی تاجدار سب کو جواب دیتا ہے انکے خلق نے عجب تسخیر
فرمائی آخر دارالامارہ میں رستم کو لیکر وہ بادشاہ آیا تخت سے فاصلہ پر اُٹھایا رستم کو بہ منت تخت پر
بٹھایا ملازموں کو اشارہ کیا سب سامان عیش و نشاط آراستہ ہوا ساقیان مہوش ساقی و
مطربان خوش آواز سب آکر جمع ہوئے سامان رقص و سرود ہونے لگا ایک نازنین زہرہ جبین
شوخ و شنگ بڑھ کر سامنے رستم کے آئی اور یہ غزل گانے لگی نظم

پری کا منہ ہے تیرا حور کا سا جسم پایا ہے　　خدا نے ہاتھ سے اپنے تجھے اوپٹ بنایا ہے
شب مہتاب میں وہ مہوش جب یاد آیا ہے　　تو مجھکو صبح تک اختر شماری نے جگایا ہے
کیا ہے خواب نے بیدار اکثر اس پریرو کو　　مگر فتنہ خوابیدہ کو میں نے جگایا ہے
جلا ڈالے ہیں نحوست نے ہماری سیکڑوں گلزار　　وہاں بجلی گری ہے آشیاں جس جا بنایا ہے
عوض اللہ لیگا بیکس مظلوموں کا ظالم سے　　خدا اسکو ستائے گا کہ جس نے ستایا ہے
بد بختی ہی رہی ایذا پیدا دست گیتی سے　　عجب ساعت سے آکر آشیاں ہم نے بنایا ہے
دوا کیسی بھی میں اب ناموافق ہے طبیعت سے　　ہوا ہے درد سر دونا اگر صندل لگایا ہے
کہیں وہ دن بھی ہو جو ساتھ اُسکے عیش و عشرت ہو　　بہت اب طالع خفتہ نے راتوں کو جگایا ہے
جسے چاہا ہے میں نے وہ ہوا ہے جان کا دشمن　　کیا ہے تجربہ سو بار اکثر آزمایا ہے
دیا ہے میں آسماں تو نے زیادہ رنج راحت سے　　ہنسایا ہے اگر دم بھر تو برسوں پھر رلایا ہے
صدا لٹو پری کی صورت جو حیران بیٹھے ہوا ہے　　الٰہی آئینہ رو سے پھر کیوں میں کیا دل لگایا ہے

رات بھر جلسہ عیش و نشاط گرم رہا رستم نے شب کو آرام سے بسر کی صبحدم حرکت شکن
اس بادشاہ کا نام ہے صبیح کو بیگون نے عرض کی حضور چلئے لشکر کھیل میں رستم آمادہ ہوئے
اُسی وقت اسباب درست ہوا ہچلے قراول حاضر ہوئے رستم و بیگون صدات لشکر ہوا
ہوئے صحرا میں آکر نقارہ کوچ طبل بازگشت پر چوب پڑی اقبال نظم

چو در ناالیب آن آمد طبل باز　　دستا ہم سر چشمہ آگین پرواز

| روان شد بہ ہوا باز سبک پر | جہان شد خالی از کبک و کبوتر |
|---|---|

دو پہر تک طائران ہوائی کا شکار کھیلا سہ پہر کو اُس بادشاہ نے ملازموں سے فرمایا کہ ہرن
وغیرہ تلاش کرو وزرا نے عرض کی کہ ہرکارے گئے ہوئے ہیں خبر آیا چاہتی ہے کہ چند گنوار
دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے عرض کی کہ تین کوس پر یہاں سے دھانوں کا ایک کھیت ہے
آہوان کثیر سو آہو چر رہے ہیں وہاں چلکر شکار کھیلئے رستم نے مرکب بڑھایا سپاہیوں بھی
ہمراہ تھا ساتھ ہو دور سے دیکھا کہ کھیت میں کئی سو مادہ آہو چر رہی ہیں بیچ میں ایک نر
سپید مستی کر رہا ہے سفید کہ پشت پر سنگوٹیاں مثل زلف محبوبان تا گردن پیچ کھائی ہوئی رستم
نے کہا اور آہوؤں کا سب کو اختیار ہے مگر یہ نر اگر نکل جائیگا تو ہمکو ملال ہوگا سپاہیوں نے کہا
کہ غلام اسی کو گھیرتا ہے جب گھوڑے ڈپٹائے وہ وحشی چوکڑیاں بھر کر بھاگے مگر اُس آہو کلان
نے رستم سے آنکھ ملائی چوکڑی بھولی جست کر کے رستم کو سمت مرکب ٹھہرایا کہ گھیرا سکے لوگ
بس ہوئے رستم کو بڑا غصہ آیا گھوڑے کو ڈپٹایا منظور ہے کہ نیزہ سے اسکو شکار کروں مرکب
اشکا باد رفتار ہے ہر چند پیچھے سر آ پہنچتا ہے یہی قصد ہے کہ سینہ فلک کو پامال کروں لیکن ایسا اکثر ہوا کہ
چھوٹا پہلو کا اور پھر بچکر گئی مرکب کی ٹلگی رستم نے چاہا کہ نیزہ پشت پر رکھیں مگر آہو جست
کر کے نکل گیا پھر کھیر کا حال آہو نے رہبری کی ایک مقام پر جا کر چوکڑی بھولا رستم کو
ازبسکہ غصہ تھا تیر مارا کہ آہو نے بچا کر گرا رستم مرکب سے کود کر پیدل اُس آہو کے پیچھے
اُسکو پکڑ پائی پہونچا پا کے پہونچی ایک نخل کے سایہ میں لاکے بیٹھے دیکھا کسی کو اپنے
قریب نہ پایا لیکن پیش کیا کہ بیٹھے اس انتظار میں کہ کوئی ملازم آوے تو یہاں سے
چلیں شام تک انتظار کیا آخر سوچے کہ اسی صحرائے ہول خیز میں بسر کرو رستم نے
آہو کے کباب لگائے مرکب کو نخل سے باندھ دیا زین پوش پر بیٹھے تیغہ کھینچ لیا
صحرا کا سناٹا ہوا کا چلنا طبیعت کی پریشانی دو پہر سے شب تجاوز کر چکی تھی فراش
قدرت نے فرش چاندنی زمین پر بچھایا ہے ذرہ ہائے ریگ بیابان ستارۂ آسمان
شرمندہ کرتے ہیں کہ ناگاہ رستم کے کان میں آواز طبل کی آئی حیران ہو کر کہا کہ دریافت
کرنا چاہئے کیا سحر کہ ہے پشت مرکب پر سوار ہو کر چلے تھوڑی دور پر آکر دیکھا کہ ہر چہار طرف

قزاق ایک قافلہ تاجرون کا لوٹ رہے ہین تاجر ناچار ہوکر آمادۂ جنگ ہوے ان
قزاقون کا افسر بہروز ترک ہے وہ تاجرون کو قتل کرتا پھرتا ہے اور تاجرون کا فریاد کرتا
بیقرار ہوکر پکارنا کہ کوئی بندۂ خدا ہماری مدد کرے رستم نے نعرہ کیا کہ اے تاجرو نہ گھبرانا
مین آپہونچا بہروز نے جو یہ آواز سنی پلٹ کے دیکھا ایک جوان آفتاب جمال ہم شکل
شاہان گھوڑا اڑائے ہوے آتا ہے بہروز ہنسا ساتھ والون سے کہا یہ جوان کیا سمجھ کے
آتا ہے کیا اپنے دل مین سمجھا ہے اسکو زیر کرکے اپنا رفیق بناؤنگا ایک نے کہا اے افسر
آپ تکلیف نہ فرمائیے مین مشکین باندھ کے لاتا ہون یہ کہکے وہ قزاق نیزہ ہلاتا گھوڑا
چلا قریب رستم آکر نیزہ مارا رستم نے سنان نیزہ بچا کر گاوگاہ پہ ہاتھ ڈال دیا نیزہ
چھین کر پھینکا بہروز بھی دیکھ رہا ہے قزاق نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار بچا کر
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا قبضہ تلوار کا مار دیا قزاق کا سر کٹ گیا کئی جوان رستم کے سامنے
آئے علمہ شمشیر آبدار ہوے بہروز نے جو اپنے رفیقون کو کشتہ پایا اچھال کر گھوڑا بڑھایا
للکار کر آواز دی او جوان تو نے غضب کیا میرے ان رفیقون کو مارا کہ جنکا مثل ملنا محال تھا
جوان مارے گئے آتش داغ میرے کلیجے پر پڑے یہ کہتا ہوا قریب آیا خبردار خبردار کہکے
ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بازو بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا چاہا تلوار چھین لون بہروز
لپٹ پڑا رستم نے ہکا مارا کہ گھوڑا بہروز کا زمین پر بیٹھ گیا دونون لپٹے ہوے زمین پر آ
رستم سے اور بہروز سے کشتی ہونے لگی پہر رات پچھلی باقی ہے قزاق بھی حیران کہ یہ جوان
کون ہے کہ ہمارے افسر سے کشتی لڑ رہا ہے ایک جانب قزاق کھڑے ہین ایک جانب تاجر
آن کرچھے اگر قزاق ارادہ کرتے ہین کہ ہم رستم پر جا پڑین تو تاجر سینہ سپر کرتے ہین قزاقون کو
آنے نہین دیتے بڑے زور و شور سے کشتی ہو رہی ہے تاجر تعریفین رستم کی کر رہے ہین کہ آ
جوان ماشاء اللہ چشم بد دور کیا جرأت ہو ایسے قوی تن قزاق سے برابر لڑ رہے ہو کسکی مجال ہے
کہ اس دیو خصال سے تجھ ایسا معشوق لڑے مگر جری دلاور ایسے ہی ہوتے ہین چار پہر
کشاکش مین گذری ناگاہ پہلوان زرین پوش شاگردان شعاع و ضیا کو ساتھ لیکر مشرق
کے اکھاڑے سے نکلا میان چرخ زبرجدی مین آکر غل مچایا کہ تمام عالم مین روشنی ہوئی دونون

اُسی طور سے لڑ رہے ہین رستم چاک چاک کے لڑنے لگے بہروز کو پکڑ لائے دو تین گھسے
ایسے مارے کہ بہروز کو یقین ہوا کہ ہڈیان ٹوٹ جائینگی جی مین کہتا ہی کہ اگر ایسا قوی و
صاحب طاقت ہوتا تو اس مجمع پر یکہ و تنہا نہ آتا بمشکل نیچے سے رستم کے نکلا چاہتا ہی کہ
رستم کو پکڑ لاؤن مگر رستم سیدھے کھڑے ہین ذرا جنبش نہین ہوتی بہروز نے فنون کشتی سے
کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا مگر رستم پر اثر نہوا پہر دن چڑھے تک بہروز رستم پہلوان سے لڑا
آخر رستم بہروز کو لے دوڑے بہروز ہر چند چاہتا ہی کہ رکون جب بائین قدم پر رکتا ہی تب
داہنے پاؤن کا بکہ پڑتا ہی وہ بڑا وقت ہی کہ زمین بھی پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہی پندرہ سولہ
قدم تک بہروز کو ریل کر لائے وہان پر آکے یکہ مارا کہ بہروز کے دونون گھٹنے آستانہ زمین
ہوسے جا ملے لنگر زمین پر قائم کرون حریف زبردست لنگر کب قائم ہونے دیتا ہی دونون
ہاتھون کو ستون کیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین
تا سینہ تیسرے زور مین سر سے اُس افسر خود سر کو بلند کیا چاہا زمین پر دے مارون بہروز
نے آواز دی ای شہریار آپ نے سر سے بلند کیا اب زمین ذلت پر نہ گرائیے غلام بدل و
جان اطاعت کریگا ایسے افسر تجکو کہان ملینگے رستم نے ہاتھ سے زمین پر رکھدیا بہروز
قدمون پر گرا رستم نے سر اُسکا سینہ سے لگایا اور کہا کہ ای بہروز اگر مجھسے محبت ہی تو آج
سے بقراط ثانی کا نام میرے سامنے نہ لینا اُس پروردگار کو مان کہ لیل و نہار کو سجدہ کر
جسنے ایک لفظ کن سے تمام جہان کو پیدا کیا بہروز نے دست بستہ عرض کی کہ بدل و جان
تابعدار ہون کلمہ پڑھ کے بصدق دل مسلمان ہوا اپنے قزاقون کو پکار کر آواز دی کہ مین نے
اِس شیر کی اطاعت کی اور جسکو میری اطاعت کرنا منظور ہو کلمہ پڑھے ورنہ میرے لشکر سے
فوراً نکل جائے سب قزاقون نے عرض کی کہ جو آپ کا مذہب ہو وہ ہمارا مذہب
بارہ ہزار قزاق کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوے جمشید تاجر کہ جو کل کا افسر تھا اُسنے بڑھکر رستم
کے قدمون کو بوسہ دیا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا تاجر و قزاق مسلمان ہوکر ہمراہ رستم ہوے
مگر بہروز نے عرض کی کہ یہان سے کئی کوس پر کوہ فلک شکوہ ہی کہ اُس پہاڑ کو کوہ زمین کش
کہتے ہین اُسپر غلام نے قلعہ بنایا ہی خبر سُنکر تاجرون کی یہان آیا تھا کچھ اسباب تاجرون کا

فراق سے بھی گئے ہیں وہاں تشریف لے چلیے ان سب کا اسباب بھی انکے سپرد کروں اور رعایا
پر بھی سایۂ دامن دولت پڑے حضور کی غلام دعوت کریگا رستم بہروز کے ہمراہ ہوے
بہروز رستم کو بالاے کوہ لایا عجب کوہ پر فضا رستم نے دیکھا نخل سر کشیدہ مثل گلدستہ کے
آراستہ ہیں طائران نغمہ سرا درختوں پر چہچہے زن رستم کو بہروز ساتھ لیکے قلعے میں آیا قلعہ کو
آباد پایا رعایا نے جو یہ خبر سنی کہ فرزند صاحبقران تشریف لائے ہیں سب آکر جمع ہوے
جمال باکمال دیکھکر ہر ایک وجد میں تھا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ فرزند صاحبقران بہت
حسین و جمیل ہیں دو دن میں یہ کیفیت ہوئی کہ بہروز قوی تن کو زیر کیا ہم سب کی خوش نصیبی
کہ ہمکو سرفراز کیا جیسے آپ کی عنایت پر ناز کیا رستم نے بہروز کو حکم دیا کہ تاجروں کا اسباب
حاضر کرو قزاقوں نے اسباب لاکر حاضر کر دیا رستم نے کہا اپنا اپنا اسباب سب صاحب
دیکھ لیں سب تاجروں نے اپنا اپنا اسباب اٹھا لیا اور دیکھنے لگا ایک شخص حقیر لباس کہنہ
پہنے ہوے ایک صندوقچہ اٹھا کر ایک گوشہ میں لایا رستم نے جو دور سے دیکھا کہ اس
صندوقچہ کو دیکھکر کھولتا ہے اور پھر بند کر دیتا ہے کبھی وجد کرتا ہے کبھی اشعار عاشقانہ پڑھنے
لگتا ہے عجب وجد میں ہے رستم کو اشتیاق پیدا ہوا آخر ٹہلتے ہوے قریب اس تاجر کے آئے
فرمایا اے جوان اس صندوقچہ میں کیا ہے کہ جسکو دیکھکر تجھکو وجد ہے ذرا اے برادر ہمکو بھی دکھلاؤ
اس تاجر نے کہا اے شہریار والا تبار غلام کی جان اس صندوقچہ میں ہے رستم نے کہا کہ ہم بھی دیکھیں
اس تاجر نے صندوقچہ سے ایک کاغذ لپٹا ہوا نکالا ہاتھ میں رستم کے دیا رستم نے جو کھولا ایک
تصویر دلربا پر اسپر کھینچی ہوئی ہے کہ جسکی تعریف غیر ممکن تصویر کو دیکھکر رستم کا یہ نقشہ ہوا کہ دل
بے اختیار ہو گیا فرمایا اے جوان یہ تصویر کسکی ہے اس جوان نے کہا کہ بیٹھ جائیے تو حال اپنا
مفصل عرض کروں رستم کو پسینہ آگیا اسی مقام پر بیٹھے اسنے کہا اے شہریار غلام کا عجب معرکہ
ہے غلام تاجر جلیل تھا سفر ہمیشہ کرتا تھا قضا سے کارواں سے کبھی سو کوس پر ایک ملک ہے کہ
اس ملک کو آفاقیہ کہتے ہیں اس شہر میں پہونچا سرا میں جاکر اترا چونکہ نامی تاجر تھا کشتیاں
جواہرات کی لیکر حاضر خدمت آفاق شاہ ہوا وہ بادشاہ عالیجاہ بڑی خاطر سے پیش آیا محبت سے
بادشاہ کی بیٹھا تھا کہ چند کنیزیں حاضر ہوئیں عرض کی اے شہریار ملکہ عالم تشریف لائی ہیں یہ سنکے

چاہا کہ صحبت سے اُٹھ جاؤن بادشاہ نے کہا کہ بیٹھے رہو اُس ظالم کی پردہ پوشی جو تھی موقوف
ہوگئی صدہا شاہزادے تاجر بچے اُسکے سودا سے زلف عنبرین مین دیوانہ ہوگئے ملک و
مال اُن بیچارون سے چھوٹا اور کوئی مراد کو نہ پہونچا مین چاہتا تھا کہ بادشاہ سے سبب
پوچھون کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا ایک نازنین مہ جبین چہرہ آفتاب عالمتاب کھٹنہ چست
زیب جسم دوپٹہ ڈھلکا ہوا کاکلین دوش پہ لہرائی ہوئین پنجہ برہنہ ہاتھ مین تشریف لائین
مین نے جو صورت زیبا دیکھی اپنے ہوش مین نہ رہا تھا پاؤن مین رعشہ آگیا وہ نازنین
خراماں خراماں آکر تخت پر جلوہ گر ہوئی مجکو قریب بلا کر کہا اے تاجر جلیل تو نے مجکو
دیکھا مین تجکو پسند آئی مین نے سر جھکا کر جواب دیا کہ حسن تمھارا عابد کش و زاہد فریب
ہے نظارۂ جمال جہان آرا سے دل ناشکیب ہے چاہتا ہون جو کچھ دولت رکھتا ہون قدمون
پر نثار کرون ہمیشہ خدمتگذاری مین رہون یہ سنکر وہ نازنین ہنسی درج دہن جو کھلا بجلی
چمک گئی گوہر دندان کی آب و تاب نے بجلی گرائی کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا جواب دیا
کہ اے تاجر روز سے پروردگار نے مجکو بے نیاز کیا کہ مالک سریر سلطنت ہون باپ میرا
ہر روز یہی چاہتا ہے کہ مین تخت سلطنت ترک کرون تم تخت پر بیٹھو مین نے کبھی قبول نہین
کیا اس خیال سے کہ جب تک میرا مدعا پورا نہو تب تک تخت نشینی نہ کرون ایک دشمن نے
بہت حیران کیا ہے اے تاجر جلیل ہمارے شہر سے باہر ایک پہاڑ ہے درۂ کوہ مین ایک
نقابدار رہتا ہے کہ نقابدار رحیم پوش اُسکا لقب ہے ہمارے قرابت اُسنے قید مین کر لیے
آٹھوین دن وہ شہر مین آتا ہے بڑی دھوم مچاتا ہے جو اُسکے سامنے گیا اُسکے ہاتھ سے مارا گیا
کل شہر مین لاشون کے انبار لگا دیتا ہے کوئی بہادر نہین کہ اُسکے مقابلہ مین رہ گیا ہو جو اُسکے
سامنے گیا اُسنے زیر کیا اور گرفتار کرکے لیجاتا ہے درۂ کوہ مین کئی ہزار جوان اُسکے پاس مقید
ہین جو کوئی شخص ایسا ہو کہ نقابدار کو زیر کرے اس آفت سے بندگان خدا کو بچالے
مین اُسکی کنیز ہون میرا وصل اُسکے زیر کرنے پر موقوف ہے یہ حال سنکر مین صحبت سے
اُس محبوبہ کی اُٹھا کاروان سرا مین آیا ساتھ والون سے سب حال بیان کیا کسی نے
کچھ جواب باصواب نہ دیا آخر مسلح ہوکر درۂ کوہ پر آیا نعرہ کیا او نقابدار رحیم پوش

باہر تو نکل وہ نقاب دار نکلا مجھ سے کہا او دیوانے میرے مقابلے مین آیا ہی مین نے صدہا
پہلوانون کو زیر کیا سیکڑون کو قتل کر ڈالا مجھ سے نہ مقابلہ کر مین نے نہ مانا اور اُس سے
الجھ پڑا اُسنے نیزہ میرے ہاتھ سے نکالا مین نے تلوار کا ہاتھ مارا اُسنے کلائی پکڑ کے میری
تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا میرے ساتھ والے لوگ تلوارین کھینچ کے
جا پڑے اُس ظالم جلاد کے ہاتھ سے سیکڑون بندگان اللہ مارے گئے مین تنہا اُسی
ہنگامے مین نکل بھاگا کاروان سرا مین پہونچا جسقدر روپیہ میرے پاس تھا تمام میرا اُس
محبوب کے لٹا دیا آخر ایک نقاش سے تصویر اُس محبوب کی کھنچوا لی اسکو لیکر بھاگا کار
تاجرون کے ساتھ ہو لیا انھین کے ہمراہ وجہ معاش ہی اُس محبوب حجاب نشین کی تلاش ہی
ای شہریار یہ غلام کا ماجرا ہی اب عشق سے عاجز ہو چکا ہون رستم نے کہا یہ تصویر ہمکو دو
جسقدر روپیہ تمنے لٹایا ہی ہمسے لو تاجر نے تصویر قدمون پر ڈالدی کہا ای شہریار والا تبار
اس خیال مین نہ پڑیے رستم نے تصویر کو اُٹھا لیا ایک نامہ اپنے ہاتھ سے لکھا مضمون یہ تھا
کہ ای قبلہ و کعبہ غلام یہان آکر عجب بلا مین پھنسا مین تو طرف ملک آفاقیہ کے جاتا ہون جاکر
نقاب دار بچرم پوش سے مقابلہ کرونگا یا اُسکی قضا ہی یا ہمکو قضا لیے جاتی ہی برای خدا اس
کو مناسب ہی کہ بقدر اپنی لیاقت کے اس تاجر کو روپیہ دے کہ یہ پھر ویسا ہی تاجر بحال ہو جائے
سر نامہ پر مہر اپنی ثبت کی اور اُس تاجر کو وہ نامہ دیا کہا لشکر صاحبقران مین جا تو وہ سرفراز
کرینگے وہ کشتۂ حسرت و یاس نامہ رستم لیکر روانہ ہوا رستہ پوچھتا ہوا لشکر صاحبقران مین
پہونچا لشکر صاحبقران مقابلہ ہفت پیکر مین اُترا ہوا ہی لشکر ہفت پیکر مین مشہور ہے کہ
طلسم کشا کو خیال سکندری نے غارت کر دیا ہی اب ہفت پیکر کو کون قتل کریگا یہ ذکر سنتا ہوا
تاجر بے دست و پا لشکر صاحبقران مین آیا دربار مین پہونچا صاحبقران کے ہاتھ مین نامہ
دیا امیر یہ خبر وحشت اثر سنکر بلک بیٹھے تھے نامہ رستم کے ہاتھ کا دیکھا بہت خوش ہوے
دس ہزار روپیہ منگوا کر اُس تاجر کو دیے اور سردارون سے فرمایا کہ یارو مبارک ہو کہ فرزند
میرا طلسم خیال سکندری مین عجائب و غرائب کو طے کر رہا ہی بقراط ثانی عاجز و زار
چاہتا ہی کہ دشمنون کو ہلاک کر ڈالے مگر کچھ نہین کر سکتا اُسکے ہاتھ کا نامہ آیا سب

صاحبوں کو خوشخبری دیتا ہوں کہ رستم سلامت ہیں اب طرف آفاقیہ کے جانگے کوئی لقا یار جرم پوش ہی اسکے مقابلہ کو جائینگے جو ہمارے لشکر کو عزیز رکھتا ہو وہ اس تاجر کو کچھ دے سب کے پہلے قاسم اپنے مقام سے اُٹھے ایک صندوقچہ جواہرات کا دیا نقد بہت کچھ عطا فرمایا ایرج نوجوان نے بہت کچھ دیا جملہ سرداروں نے موافق اپنی اپنی حیثیت کے پیش تاجر کو دیا اب جو وہ تاجر مال کو خیال کرتا ہی تو اسقدر مال ملا کہ بقیہ حصۂ عمر بسر احسن طرف ہو جائیگا اور مال باقی رہیگا یہ سوچ کر لشکر صاحبقران میں اترا کچھ لوگ نوکر رکھے سامان تجارت تیار کیا ویسا مال قدیم کوچ کر کے طرف ترکستان کے چلا صاحبقران کو دعائیں دیتا تھا کہ ایسے جلیل القدر بھی پردہ دنیا میں ہیں کہ مجھ گدا کو غنی کر دیا دامن آرزو زر و جواہر سے بھر دیا گیا لشکر پیدا اگر ہوں اسطرح خوشیاں کرتا ہوا طرف اپنے وطن کے جاتا ہے لیکن وہاں کوہ زلیخن پر بہروز قزاق نے دیکھا کہ تاجر تو اپنا مال و اسباب لیکر چلے گئے مگر رستم رنجیدہ و کبیدہ سرنگون غم سے آنکھوں میں پرنون ایک گوشہ میں جا کر بیٹھے بیقرار ہو گیا قریب شاہزادے کے آیا قدموں کو بوسہ دیا عرض کی اے آقا سے نامدار اے مولاے قدرشناس آپ کو عجیب حال میں پاتا ہوں رستم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوے فرمایا اے برادر کیا حال پوچھتے ہو لطف زندگی میں فرق آگیا یہ فرما کر تصویر دکھائی فرمایا اے برادر قطعہ — این ست کہ خون کردہ دل برد لیسے را بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را ۱۲ اب تو میری کیفیت ہی لطف

بات کرنے کو ہے چپ رہنے کی عادت مانع — جنبش لب کو ہے اس بت کی نزاکت مانع

رخ بے پردہ کا جلوہ کبھی نہ ہم دیکھ سکے — ہوئی نظارۂ محبوب کی غیرت مانع

بار ہا لیکن بیتابی دل تا در یا — غیر سے بڑھ کے ہوئی کچھ میری غیرت مانع

وہ تو آتے تھے کہ نظروں میں سما جاتی مری — پڑ گئے آنکھوں میں پردے ہوئی غفلت مانع

رو دیا ہم گھڑی بھر کیا تھا جو پھر آنہ سکے — پاؤں کی مہندی ہوئی تھی کہ نزاکت مانع

دل بیتاب نہ پہلو میں ٹھہرتا اتنا — ہے مگر کوئی تمنا کوئی حسرت مانع

تیری آنکھوں میں حیا آگئی کیونکر شب وصل — آج شوخی ہوئی مانع کہ شرارت مانع

ہمکو حسب وادی غربت سے کیا قدم ... — سد رہ ہو گئے آبلے ہوئی وحشت مانع

سحر وصل نے لی جب مرے کاشانے کی راہ | وہیں روکا ہوئی بڑھکے شب فرقت مانع
سبب منع فغاں ضبط سے پوچھا جو کبھی | ضبط بولا کہ ہے تا حشر قیامت مانع
او جلال آتش دوزخ میں جلانے کو گناہ | لے چلے تھے ہوئی اللہ کی رحمت مانع

پھر وزیر استغاثہ کر کے رونے لگا کہا اے آقا ستارا مارا یہ آتش کہاں سے نکلی کہ میں جلتا ہوں کہ حضور متغیر ہوگئے جو حکم ہو سے بجالاؤں قصہ مختصر تسلیہ دیکے رستم نے فرمایا اے دوست صادق اب طرف آفاقیہ کے چلینگے رخسار ملکہ آتش رو نے آگ لگائی ہے آج کی شب اگر ہو سکے تو کسی راہبر کو ساتھ کردو کہ ہمکو تا بہ آفاقیہ پہونچا دے بہروز نے کہا کہ میں خود ساتھ چلونگا فرمایا تمہاری کچھ ضرورت نہیں ایک راہبر کافی ساتھ کر دو کہ تا سرحد پہونچا کے چلا آئے بہروز نے کہا کہ میں ساتھ جاؤں رستم نے قبول نہ کیا دامن چھڑا کر اپنے مقام سے اٹھے صحرا کا راستہ لیا بہروز نے کہا کہ ایک فراق سے کہ سفیر اسکا نام تھا کہا کہ سفیر تو آقا کے ساتھ جا اور تا بہ آفاقیہ پہونچا کے پلٹ آ سفیر کبھی کود کر ساتھ ہوا رستم مثل دیوانہ کے جاتے ہیں جس مقام پر جی چاہا ٹھہر گئے سیر صحرا دیکھی پھر اٹھکر روانہ ہوئے کبھی تو سفیر رہبری کرتا ہوا آتا ہے پیاس کے جوش میں سامنے نہر آب تھی اسپر جو پہونچا صحرا سے ایک شیر پیدا ہوا سفیر کو اٹھا کر لیگیا اب رستم تنہا ہو کے بیابان گردی دشت پیمائی کرتے ہوئے کبھی کسی مقام پر ٹھہرے وہ تصویر پاس ہے تصویر کو ہاتھ میں لیکر فرماتے ہیں اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان ہمسے کچھ کلام کرو تمکو ہماری یاد کاہے کو ہوگی ہچکی کبھی نہیں آتی کہ تصویر کو کسنے یاد کیا ہوا اس خیال میں جاتے تھے کہ توپ کی آواز کان میں آئی اسی طرف چلے ایک مقام پر آکے دیکھا ایک قلعہ ہے اسپر ایک زنگی بلوہ کیے ہوئے چاہا کہ کھائی سے پر سوار ہو کر کنگورے کو کاوے سے پکڑ اسے ہو کے زنگی نہیں رکتا کوئی کو رد کرتا ہوا جاتا ہے جب قریب خندق کے پہونچا پکار کر آواز دی او حبشی دروازہ کھولدے اگر قلعہ کھول کر اندر آونگا تو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بادشاہ اس قلعے کا تاجدار ہیر بد وہ اس قدر بولا کبھی ساتھ والوں سے کہتا ہے مارو اسکو روکو کوئی پہلوان نہیں نکلتا رستم نے جو حسن آرا ہو بادشاہ کی دیکھی دل بیقرار ہوگیا ہر چند کہ عالم فقیری میں ہیں مگر وہی جرأت و شوکت وہیں سے نعرہ کیا اے نامرد

خبردار آگے نہ بڑھنا غریب جان کر ستاتا ہی وہ زنگی پلٹا دیکھا ایک جوان حسین جمیل للکارتا
ہوا آتا ہی گینڈے کو پھیر کر پلٹا قریب آکر پوچھا کہ ای جوان تیرا کیا نام ہی منم فرہاد زنگی بعد
ایک سال کے زنگبار سے نکلتا ہون جو قلعہ راہ مین ملا فوج کا اپنی صرف کے لیتا ہون
اسی طرح اوقات بسر ہوتی ہی تیرا نام نامی کیا ہی فرمایا رستم سلیمان سرکوب ہفت پیکر طرف
آفاقیہ کے جاتا ہون تیری بدبختی دیکھکر پلٹ پڑا فرہاد نے گرز کا ہاتھ مارا وہ بادشاہ
بالاے قلعہ دیکھ رہا ہی کہ رستم نے تیغ ہفت جوش کھینچا ہاتھ مارا کہ سر گرز کٹ کر گرا
زنگی کو بہت ناگوار ہوا تیغہ کھینچا رستم نے دیکھا کہ یہ گینڈے پر سوار مین پیدل ہون
اسکو اپنے برابر تو کریون بیٹھ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ چارون پانون گینڈے کے قلم ہوے
فرہاد بھی پیدل ہوگیا اٹھتے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار بچایا کر ہاتھ کلائی پہ ڈال دیا فرہاد
حقیر جان کر لپیٹ پڑا رستم نے گردن پہ ہاتھ رکھکر ایک مارا کہ سر زنگی کا زمین سے ملگیا شکل
سیدھا ہوا اٹھانے لگا چوکھٹے پیچ پہ رستم نے اکھیڑ کر مارا کہ زنگی چارون شانے چت
گرا رستم کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی فرہاد نے
جواب سخت دیا رستم نے سینہ سے اٹھکر ایک پانون دونون پانون سے دبایا اور
ایک پانون دونون ہاتھون سے تھاما مثل کرپاس کہنہ چیر کر پھینکدیا اہل فوج نے جو
اپنے آقا کو کشتہ پایا لینا لینا کہکے دوڑ پڑے بادشاہ نے جو بلوہ فوج کا رستم پر دیکھا قلعے
سے باہر نکل آیا بارہ ہزار سوار لیکر نکلا دونون آپس مین ملگئے بادشاہ نے لاکر رستم کو گھوڑا
دیا سوار ہوکر رستم بھی جا پڑے جسپر ہاتھ ماردیا دو ٹکڑے کیے تھوڑے عرصے مین زنگی فرار
کرتے ہوے بھاگے جمشید زرین ترکش نے رستم کو ساتھ لیا استقبال کرتا طرف اپنے
قلعہ کے لیے چلا حال زار دیکھکر راہ مین پوچھا کیون آقا سے نامدار کس حال مین آپکو
پایا ہون رستم نے حال آفاق بیان کیا عرض کی حضور قلعہ مین چلیے وہ بادشاہ مہربانی
ہو مین اسکو نامہ لکھونگا کہ آپکو بڑے اعزاز و اکرام سے لیجائے آپکے جانے کی
خبر ملکہ کو بھی معلوم ہو شعلہ رخسار آتش خو اسکا نام ہی لیکن عرض کرتا ہون کہ وہ نقابدار
بلاے روزگار ہی نہین معلوم سرکار سے کیا کہدے بڑے بڑے پہلوان اسکے مقابلہ مین

آگئے اور اُسکے ہاتھ سے مارے گئے کوئی غالب ہوا دیکھیے کیا ہو رستم نے کہا ای برادر اگر ہماری قضا اُسکے ہاتھ سے ہو تو مجبور و ناچار ہین بقول شاعر۔ فرد۔ سر ما پیچم ز تیشہ حبیب + ہرچہ آید بر سر من بالنصیب + جمشید سمجھاتا ہوا قلعے مین لایا دارالامارہ مین لاکر مقام صدر پر جگہہ دی رستم نے فرمایا ای جمشید زرین ترکش اگر ہمسے تمکو محبت ہو تو لقمان ثانی پر لعنت کرو ایک مرد جاہل شعبدہ باز اُسکو سجدہ کرنا سر بسر حماقت ہو وہ خالق زمین و زمان رب دوجہان ہو اُسکی کیا صفت کر سکتے ہین بقول شاعر نظم

| | |
|---|---|
| خالق یکتا کہ بہ یک کاف و نون | از عدم آورد دو عالم برون |
| نقش طراز ذرۂ کون و مکان | سقف فرازندۂ آسمان |
| ارض و سما نقطۂ پرکار او | نقش طراز ہمی صورت کار او |
| چہرہ کشائے صور کائنات | راہ نمائے ہمہ سوئے نجات |
| داد بہ بازی سپہر برین | پہن بگسترد بساط زمین |
| نور قمر شمع شب افروز کرد | گرم بہ نور سحر گہ روز کرد |

اسطرح رستم نے سمجھایا کہ زنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا قدمون سے لپٹ گیا کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا عرض کی کہ حضور نے دولت کونین عطا فرمائی اسیوقت جمشید نے ایک نامہ بنام آفاق شاہ کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای برادر بجان برابر عزت اپنا اور بہ آسمان افتخار کے پہونچاؤ کہ فرزند رشید صاحبقران رستم نوجوان تمہاری دختر پر عاشق ہوے ہین مین نے اپنے قلعے پر اُتارا ہو بہتر یہی ہین ہر کہ فوج کو اپنے ساتھ لیکر برائے استقبال شاہزادہ والا قدر آؤ مین بھی ساتھ ہونگا شکر ہو خدا کا کہ مین نے لقمان ثانی پر لعنت کی اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانا اگر تحریر سے انکار کیا تو بہت بُرا ہوگا آئندہ تمکو اختیار ہو زیادہ والسلام مہر اپنی کرکے نامہ شتر سوار کو دیا اور کہا کہ ہاتھ مین آفاق شاہ کے دینا آئندہ جو اُسکی راے مین آئے شتر سوار نامہ لیکر چلا بعد قطع منازل و طی مراحل قریب شہر آفاقیہ پہونچا شہر مین جو داخل ہوا دیکھا ایک عجائب عالم ہو ہزارہا عشاق بنے ہین جو تاجدار عاشق ہوکے آئے اور ہاتھ سے اُس لقا پیکر کے

مارے گئے ہم تکی قبرین اُسی باغ مین ہوا دین بعد سال بھر کے بحکم ملکہ شعلہ رخسار گرد و پیش
باغ کے میلہ جمع ہوتا ہے ملکہ باغ مین رہتی ہین لباس فاخرہ پہنکر قبرون پہ عاشقون کی آتی ہین
کسی قبر سے دھوان نکلتا ہے کسی قبر سے آواز نالہ آتی ہے ملکہ ہوا اپنے ہاتھون سے پھول پھینکتی ہین
تو قبر سے آواز آتی ہے - فرد - آہستہ برگ گل بفشان بر مزار ما + بس نازک ست شیشہ دل
در کنار ما + ایک طرف سے آواز درد آتی ہے اے شاہنشاہ فلک اے سرو باغ محبوبی قبر
روشن شد از وصال تو شبہا ستارہ را + صبح قیامت است چراغ مزار ما + قبرین چمک کر لی
ہین ملکہ بیہوش ہو کر گر پڑتی ہین کنیزین اُٹھا کر لیجاتی ہین پھر لباس فاخرہ پہنکر سامنے
قبرون کے جلوہ فرما ہوتی ہین اور فرماتی ہین اے عاشقان صادق تمہاری روح کو شاد کرتی ہو
وہ شتر سوار ان مقامات کو دیکھتا ہوا قریب دار الامارہ شاہی کے آیا در کے سالار سے
عرض کی بادشاہ سے جا کر کہو کہ نامہ دار قلعہ جمشید سے آیا ہے امیدوار باریابی ہے
آفاق شاہ نے حکم دیا کہ بلا لو شتر سوار نے جا کر دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے گرد اگرد وزیر
وزیر اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین نامہ بر نے نامہ آفرین بادشاہ کے دیا بادشاہ نے وہ
نامہ وزیر کو دیا وزیر نے منشی کو بلایا ایک عمر رسیدہ ہوا منشی نے پڑھنا شروع
کیا اول تعریف پروردگار بعد صفت احمد مختار پھر منقبت حیدر کرار مضمون نامہ کو جو منشی
نے پڑھا تمام اہل دربار کہنے لگے کہ بڑے غضب کی بات ہے کہ جمشید بن گرشک
مسلمان ہو گیا اسکو سزا دینا چاہئے آپکے بھائی صاحب ایسے آمادہ تھے اور ستم کو دیکھئے ہی
مسلمان ہو گئے ستم کو جو شخص سمجھے یہ کون صاحب ہین یہ وہ شخص ہین کہ جنکا جد قدرت نے طلسم
خیال سکندری مین ہلاک کیا ہے ہاں انکو وہ گم آیا ہے کہ جسکی سر ... بیہوش کر کے گرفتار کر کے
دار قدرت کے پاس لیجائے تو اسقدر بہتر ہے بڑے تعجب کی بات ہے کہ دشمن خداوند کو اپنے گھر
مین جگہ دی ہے یقین ہے کہ قدرت کے خلاف ہو جمشید پر کوئی آفت نازل ہو تو تعجب نہیں آفاق
نے جواب دیا اپنا اپنا اعتقاد چاہئے اسلام اختیار کرے اگر اعتقاد ہو نہ کرے اپنے اپنے
اعتقاد میں اختیار ہے ہان تو ضرور جاؤنگا یہ کہتا ہوا آفاق شاہ محفل مین آیا نامہ ہاتھ میں دیا
ملکہ شعلہ رخسار کو شقہ ... جو باپ کو دیکھا تو پوچھا اے والد نامدار اسوقت آپ کو انتشار مین

باتی ہوں مزاج اقدس کیسا ہے آفاق تاجدار نے نامہ بیٹی کے ہاتھ میں دیا کہا ہے تو نظر اگر
چہ ہم پوش زیر ہوا اور پیوند تمہارا فرزند صاحبقران سے ہو تو کیسے فخر کی بات ہو لیکن دو دیدہ
کہ سب افسران فوج مسلمان ہونے پر راضی نہیں ہیں مجکو خیال ہے کہ ایسا نہو کہ اُس لقا بد
مقلوک کو خبر پہونچے اور وہ مجکو تکلیف پہونچائے تو کون اسکو روک سکیگا ملکہ شعلہ رخسار کی
نگاہ جو تصویر دلپذیر پر ستم پرور پڑی بیساختہ آہ دل سے نکل گئی باپ سے متوجہ ہو کر کہا ہے وا
نا بلد حال یہ کیفیت ہے فرد - نقاش چون شمائل آن ماہ می کشد + نوبت بہ زلف او چو رسید آہ
می کشد + دوسرا شعر اسی مضمون کا دوسرے شاعر نے کہا ہے فرد - مانی چو نقش آن بت
می کشید + چون می رسید به لب ما دو دست می کشید + زلفین خالی جو گیسو پر پڑی ہیں کہ جس
بوسے مشک و عنبر آتی ہے کلاہ ہفت گوشہ زیب سر کہ جس سے شوکت کی اور ترقی ہے زرہ
زیب جسم انور کہ نور جسم کا چھن چھن کے نکل رہا ہے یہ زیب و زینت دیکھکر ملکہ کی آنکھوں کے
نیچے اندھیرا آگیا ہاتھ پاؤں میں رعشہ پڑ گیا چاہتی ہیں کہ یہ تصویر کلام کرے تو باتیں کروں نگاہ
باپ سے بچا کر تصویر کے عارض پر عارض اپنا رکھ دیا ایک جوش محبت پیدا ہوا اُس نامہ کو
ہاتھ میں لیے ہوئے ایک گوشہ میں آئیں بے اختیاری میں یہ اشعار زبان سے نکلے نظم

ہم حال اپنا آنکھ دکھائے چلے گئے
لیکن وہ ہمسے آنکھ چرائے چلے گئے

دم بھر سے تڑپنے کی دیکھی نہ تلنے سیر
وہ ہاتھ سمجھے کے لگائے چلے گئے

کو ٹلے یہ وہ جو چھپ گئے تا پشت دیکھکر
ہم بھی کفن میں منہ کو چھپائے چلے گئے

اب تو اُٹھایا ہاتھ ہر سے فاتحہ سے بھی
تربت پہ صرف پھول چڑھائے چلے گئے

آئے تھے اُس سے کہکے نہ آئینگے اب کبھی
لو آج پھر نصیب ہمارے چلے گئے

مشتاق انکی باتوں کا تھا وقت نزع بھی
بولے نہ کچھ کھڑے کھڑے آئے چلے گئے

ہنستا رہا وہ برق کے مانند اور ہم
آنسو مثال ابر بہائے چلے گئے

برخاستہ دلوں کی کہیں دل لگی نہیں
بیگانہ وار بزم میں آئے چلے گئے

اے وائے وقت بد میں کسی نے دیا نہ ساتھ
آنکھیں چرا کے اپنے پرائے چلے گئے

آنکھوں میں آنسو بھر آئے آفاق تاجدار نے پکارا کیوں بیٹا گوشہ میں کیوں کھڑی ہیں ادھر آ

چلنے کی تیاری کرتا ہوں خواہ کوئی بگڑے یا بنے یہ کہکے آفاق تاجدار باہر آیا حکم ہوا لشکر
تیار ہوا ایک سردار صفدر نجرا سے یہ سامان دیکھا گھبرایا سوچا کہ چلکر نقابدار کو اطلاع کردوں
کہ ایسی معشوق پر پچھڑا ہاتھ سے جاتی ہو بادشاہ کو روکے تو یہ سوچا یہ نجرا سے قریب دریا کوہ
پہونچا پکارکر آواز دی اسے نقابدار رہا در ہمکو کچھ عرض کرتا ہے جمہم پوش سنتا ہوا باہر
آیا نجرا سے نے سب کیفیت بیان کی اور کہا یہ یقین کامل ہوا کہ بیشک تم ہمارے مقابلہ
میں فرود آئینگے اسوقت سمجھ لینا یا اب آفاق تاجدار کو روکو کہ استقبال رستم کو نہ جائیں
نقابدار نے کہا میں ابھی چلکر روکتا ہوں میری فضیلت تھی ورنہ جب قصد کرتا ملک لیتا
میں نے اپنی طرف سے چھوڑ دیا تھا اب دختر کو بھی لونگا اور ملک پہ بھی قبضہ کرونگا کیسا
افسوس کی بات ہو کہ دین جدو آبا کو بالکل بھول گئے دینا خدا سے نادیدہ اختیار کرتے ہیں
جس دن سے یہ سلمان اس سرحد میں آئے جابجا مسجدیں بن گئیں دیر پامال ہوئے
کہیں کوئی خداوند لقا اعلیٰ ثانی کا ذکر نہیں کرتا سلمانوں کے نزدیک دو معبود بیکار ہیں اور
ہمارے نزدیک یہ مسئلہ ہو کہ جس خدا کو دیکھا نہایت اسکی کیونکہ اطاعت کریں سلمان اپنے
خدا کو ہمیں دکھا دیں تو ہم اعتقاد کریں ایسے لاف وگزاف کرکے نقابدار نے نجرا سے کو
رخصت کیا کہا تم جاؤ بادشاہ کے ساتھ رہو جب بادشاہ لشکر کو لیکر اس طرف سے آئینگا
فوراً پیغام دونگا کہ اپنی دختر کی شادی میرے ساتھ کیجئے اگر بادشاہ نے قبول کرلیا تو بہتر ہو
ورنہ تلوار کھینچکر جا پڑونگا مجھ سے کون لڑ سکیگا دم بھر میں زمین ہلا دونگا یہ کہہ کے
نقابدار حجم پوش نے ہرکارے مقرر کیے کہ ہمکو دمبدم خبر پہونچاتا کیے جب دربار
آفاق شاہ میں گیا دیکھا بادشاہ نے تیاری کی ہے وزیر وامیر مراسم نگہبانی قلعہ
میں چھوڑے جب محل میں رخصت کو آیا تو بیٹی نے دامن پکڑ لیا کہا قبلہ وکعبہ ہمکو بھی ہمراہ
لے چلئے آفاق نے ہر چند انکار کیا کہا اری تو پرنسا تمہارا چلنا بہتر نہیں ہو شعلہ رخسار
رونے لگی ضد کیا کہا اگر حضور ساتھ نہ لیجائینگے پھر زندہ نہ بچونگی اس طور سے ملکہ
شعلہ رخسار نے باپ سے کہا کہ باپ کو کچھ بن نہ پڑا فوراً حکم دیا تحافہ بھی تیار کرو
تحفہ کنیزوں نے تحافہ منگوایا ملکہ سوار ہوئیں ملکہ آفاق شاہ نے کوچ کیا

ہرکارے نقابدار چرم پوش کے لگے ہوئے تھے فوراً خبر لیکر بھاگے خدمت میں نقابدار
کی آئے عرض کی ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان ملک آفاق شاہ مع دختر کے
آتا ہی یہ سنتے ہی نقابدار اُٹھا نقاب چہرے پر درست کی کرگدن مست پر سوار ہوا
بارہ ہزار جوان لیکر درۂ کوہ سے نکلا دوراہے پر آکر صف باندھی آپ آگے بڑھکر کھڑا
ہوا جیسے ہی آمد لشکر سنی پکار کر آواز دی ای ملازمان آفاق شاہ رُک جاؤ آگے نہ بڑھو
ہمارے آنے کی خبر بادشاہ کو کردو ہرکاروں نے بڑھکر آفاق شاہ کو خبر کی کہ اسے
شاہنشاہ گیتی ستان نقابدار چرم پوش نے راستہ روکا ہی آپ کو بلاتا ہی آفاق شاہ
گھوڑے پر سوار ہو کر سامنے نقابدار کے آیا نقابدار نے کہا ای ملک آفاق شاہ مجھ
ایسا بہادر عالم میں نہیں ہی تمھاری بیٹی نے یہی شرط مقرر کی کہ جو مجھکو زیر کرے وہ مجھپر
قابض ہو صدہا پہلوان آئے میرے ہاتھ سے زیر ہوئے بہت سے قید میں بہت سے
مارے گئے اب بہتر یہ ہی کہ شادی اپنی بیٹی کی میرے ساتھ کردو ورنہ ملک و مال چھین لونگا
چین نہ لینے دونگا آفاق تاجدار نے جواب دیا کہ ای نقابدار بہادر اب فرزند صاحبقران
آتے ہیں میں لینے چلا ہوں وہ تمسے مقابلہ کرینگے اگر آپ غالب آئے تو میں جانونگا کہ
تمسے زیادہ کوئی بہادر نہیں ہی پھر تمھارے ساتھ شادی کردونگا اب میری راہ نہ روکو
مجھکو جانے دو میں جاکر فرزند صاحبقران کو لاتا ہوں تمسے اُنسے مقابلہ ہوگا تب حال
کھلیگا بھائی نے میرے مجھکو نامہ لکھا میں لینے جاتا ہوں سر راہ نہ ہو نقابدار نے کہا کل
سر میدان آکر تاج و تخت چھین لونگا ملک آفاق شاہ نے ہر چند سمجھایا مگر وہ [illegible]
نہ مانا اپنی ہی کہے گیا آخر آفاق شاہ اُسی مقام پر اُتر پڑا بارگاہ استادہ کرکے اپنی
بیٹی کو بارگاہ میں داخل کیا آپ اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا پہلوان جو آفاق شاہ کے
ساتھ ہیں وہ کہہ رہے ہیں ای بادشاہ جمجاہ کچھ نہ گھبرائیے سر میدان اس چرم پوش کو
سمجھا دینگے نہیں معلوم وہ اپنے دل میں کیا سمجھا ہی لیکن نقابدار جو اپنی بارگاہ میں
آیا فوراً حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارے نے آفاق شاہ کو خبر دی آفاق نے بھی
طبل جنگی بجوایا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات اسی ہنگامہ میں

مین گذری جب شاہنشاہ خاور بصد کر و فر تخت زرجدی فلک پر جلوہ فرما ہوا نقابدار
سوار ہوکر میدان مین آیا ادھر سے آفاق شاہ فوج کو لیکر پہونچا صفین جمین نقیب
نقابت کرکے پلٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا نقابدار نے گینڈا اپنا صف سے نکالا میدان مین
آکر آواز دی اے آفاق شاہ کسی کو بھیجو ملکہ روزن خیمہ سے دیکھ رہی ہین آفاق نے
طرف فوج کے دیکھا سہمناک زنگی سب پہلوانون کا افسر گینڈے کو بڑھا کر سامنے
ملک آفاق کے آیا عرض کی اے شہریار اجازت میدان دیجیے آفاق نے آنکھون مین
آنسو بھر کے جواب دیا اے سہمناک اس ظالم سے سمجھ کے مقابلہ کرنا اسکو اپنی قوت و طاقت
پر بڑا ناز ہے سہمناک نے عرض کی اسکی مشکین باندھکر لاتا ہون آپ دیکھیے آفاق
نے جواب دیا تمکو خدا و خیال سکندری کے سپرد کیا سہمناک گینڈا بڑھا کر مقابلہ
نقابدار مین پہونچا نقابدار نے جو سہمناک کو آتے ہوے دیکھا گرد اسپر کا لیکر بڑھا
گویں مین لگا و رچلی نقابدار نے نیزہ مارا سہمناک نے نیزہ روکا اس بارہ گشتین
ردو بدل ہوئین کہ نقابدار نے اچھا وے سے ہاتھ نکال کر نیزہ سہمناک کا کانٹھا
اس کن سے تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سہمناک کے نکل گیا تلوار کھینچی کئی ہاتھ تلوار کے
نقابدار پر مارے نقابدار نے سب وار روکے للکار کر آواز دی او زنگی جوان یکرنگی
ایک وار میرا تو قبول کر اس ہیبت سے نقابدار نے للکارا کہ سہمناک حیران ہو گیا نقابدار
نے ہاتھ مارا سہمناک تا دو ابرو زخمی ہوا نقابدار نے ہاتھ روک لیا پکار کر آواز دی اے
آفاق شاہ اس صید زبون کو سامنے سے ہٹاؤ اور کسی کو بھیجو شاداد آرکش جو پہلو مین
تخت کے کھڑا تھا وہ گینڈا بڑھا کر آیا سہمناک کو ہٹایا آپ سینہ سپر کر کے مقابل ہوا بعد
نیمچہ کے تلوار چلی نقابدار نے ہاتھ مارا شاداد بھی زخمی ہوا ملکہ نے جو خیمہ سے یہ حال دیکھا
گھبرا گئیں کنیزون سے کہتی تھین صاحبو فلک نے یہ کیا سامان دکھایا دیکھون اب کیا ہوتا ہے
جو جاتا ہے وہ زخمی ہوتا ہے مین یاد مین اس شہریار کی ہون دیکھون دیدار میسر ہو کہ نہو اگر ہمارے
بعد تشریف لائین تو کہہ دینا کہ کنیز تمکی یاد مین تھی اسکے مزار پر جائیے اپنی تو کیفیت ہے نظم

| جان زارم فرقت تن می کند | دل بیاد یار شیون می کند |
| --- | --- |

داشتن تصویر جانان در بغل　　از عذاب ہجر ایمن می کند
من چرا از یار خود نفرت کنم　　پیش بت سجدہ برہمن می کند
جامۂ خود میدرد گل از رخت　　از مستی فریاد سوسن می کند
شور کنعان مثل بوئے پیرہن　　دیدۂ یعقوب روشن می کند
سرو از قامت نہ تنہا پابگل　　فاختہ ہم طوق گردن می کند
این رقیب روسیاہی واسطے دو　　کردہ باشد انچہ دشمن می کند
سرفرازم ہر شب از دست تعب　　سر برہنہ شمع شیون می کند
ای شفا در سبزۂ رخسار یار　　طوطی رد چمن نشیمن می کند

یہ اشعار پڑھکر رونے لگین یہان میدان مین یہ معرکہ گذرا کہ جب نقابدار نے چھ سات پہلوانون کو زخمی کیا دو چار کو جان سے مار ڈالا آگے بڑھا کہ مغلوب کر دے جب لشکر الٹ گیا تب آفاق تاجدار کو آکر نقابدار نے زخمی کیا ملکہ نے جو خیمہ سے دیکھا گھبرا گئین کنیزون سے کہا لو غضب ہوا بادشاہ جان زخمی ہوئے اب وہ ملعون خیمہ مین گھس آئیگا مجھکو گرفتار کرکے لیجائیگا مین اپنی جان دونگی یہ کہکے لباس مردانہ پہنا کنیز وقت سے کہا کہ تا دیان لا دُ کنیزین تادیان لائین اسپ پر سوار ہوکے چلین جب کنیزین ساتھ ہوئین تا کہ خیمہ سے روتی ہوئی نکلین طرف صحرا کے گئین یہان تلوار چل رہی ہے آفاق تاجدار بھاگا پھرتا ہے نقابدار تلوار کھینچے ہوئے جسطرف جا پڑتا ہے صفون کو درہم برہم کر دیتا ہے ہزارہا جوان اس ملعون کے ہاتھ سے مارے گئے آفاق تاجدار بیقرار ہوکے دعا مانگ رہا ہے ای خدا سے نادیدہ تیری خدائی کا مین نے اعتقاد کیا مجھپر یہ بدعت ہے مجھکو اس آفت سے بچالے ؎ نظم

ہست اندر اختیارت ہر روان و ہر بدن　　صانع عالم توئی ای خالق جان و جگر
روز و شب گرد د بفرمانت تواین گردون دون　　بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون
صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی　　بام این کاشانہ از ہر بام بر ہم ساختی
جلوۂ قدرت نمودی در گلستان بار بار　　گاہ از گل چہرہ بنمودی گہ از دامان خار
گاہ از ورد خزان و گاہ از رنگ بہار　　گاہ کردی نور وحدت را ز کثرت آشکار

| گاہ کثرت را پئے توحید مظہر ساختی | جلوۂ ذات احد روشن ز اکثر ساختی |
| --- | --- |

ہلاک ہلاک کر دعائین مانگ رہا تھا نقابدار کی بدعتی جا کو پہونچی ہی آفاق شاہ کے پہلوان
زخمدار و بیقرار بھاگتے پھرتے ہین نقابدار چاہتا ہی آفاق کو مار کر خیمہ مین ملکہ کے جاؤن معشوق
پہ قبضہ کرون ایسے معشوق پریچہرہ کسکو ملتے ہین آج اُس سے وصل کرون تو مراد دل حاصل ہو
تسکین دل ہو اس جوش و خروش مین لڑ رہا ہی جس طرف پہونچا لاشون کے انبار لگا دیے
کوئی اسکے مقابلہ مین نہین آتا مگر آفاق نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا
سے گرد اُڑی رستم پیلتن و پیل کرتن آگے مرکب کو بڑھائے ہوئے جمشید زرین ترکش
تخت پر صدا ہے آ ہو سنکر رستم نے مرکب روکا ہرکارے سے اشارہ کیا خبر لاؤ یہ کیا معرکہ ہی
کیسا ہنگامہ ہی ہرکارہ گیا خبر لے کر آیا عرض کی ای شہریار والا تبار نقابدار حریم پوش نے
لشکر آفاق شاہ کو تہ و بالا کر دیا ہی سب کو قتل کر رہا ہی نام نقابدار سنکر رستم نے مرکب بڑھایا
نعرہ کیا یا شیسا ہی کا فران بھیبا و ای نابکاران بیہودہ غا رستم پیلتن کشندۂ غول ہندی
دو پیل ہندی علمشاہ نوجوان۔ نعرۂ رستم۔ ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ پور رستم
لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور ہکر بر تخت ہرزوق افگندہ شور + نعرہ کرکے اُچک
چکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے جمشید زرین ترکش نے کل فوج کو اشارہ کیا کل فوج
جا پڑی افسر بڑھ کے لڑ رہا ہی فوج نے بجلی جانبازی کی فوج نقابدار قتل ہونے لگی رستم
لڑتے بھڑتے سامنے نقابدار کے پہونچے للکارا کہ او نامرد مردان عالم کی پاپوش کی گرد مردان
عالم سے تو مقابلہ کر نقابدار سے چلے جو نعرۂ رستم سنا چلا پڑا آتے ہی نیزہ مارا رستم نے نیزہ اُس
سرکش کا قلم کیا اُس نے تلوار کا ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اُچھا و سے ہاتھ نکال کر
خنجر دیا خنجردار کھینچ کر ہاتھ مارا نقابدار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغ ہفت جوہر چمک کے گرا
سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر تیغ نے گردن کو کاٹا خود کو کاٹ کر تلوار کرتی سر اسکا
جوشن کو کاٹا تا بہ جگرگاہ تلوار پہونچی نقابدار کو مار کر فوج کو اُسکی پامال کیا آخر سب بھاگے گم
اُسی طرح دریا سے خون مین نہائے ہوئے سامنے آفاق تاجدار کے آئے آفاق نے رستم کو جو
[illegible] دیکھا شکست سے گر پڑا قدمون کو بوسہ دیا رستم نے پوچھا ای بادشاہ عالیجاہ

یہ کیا معرکہ ہوا آفاق شاہ رونے لگا کہا اے شہریار جب نامہ کھا ئیصاحب کا پہونچا اُسی وقت میں نے تیاری کی راہ میں اُس ملعون نے روکا سات آٹھ پہلوان زخمی ہوے آخر اُس ملعون نے مغلوب کر دی غلام نے شکست کھائی قریب تھا کہ غلام کا خاتمہ ہو کہ حضور تشریف لے آئے شکر ہے کہ وہ کافر مقہور مارا گیا اب حضور تشریف لیچلیں ملکہ عالم آپکی مشتاق ہیں جب غلام نے قصد کیا کہ سفر کرے اور میں نے یہ کہا کہ رستم کے استقبال کو جاتا ہوں ملکہ رونے لگیں اور بیتاب ہو کر کہا کہ میں بھی ساتھ چلونگی آخر میں ساتھ لایا یقین ہے کہ آپکے انتظار میں ہوں آفاق رستم کو ساتھ لیکر چلے جب قریب خیمہ ملکہ پہونچے کنیزیں رو رہی تھیں آفاق نے گھبرا کر پوچھا اے سیہ بختو یہ تمہارے رونے کا کیا باعث ہے کنیزوں نے عرض کی واری غضب ہوا جب ملکہ نے دیکھا کہ آپ بھی زخمی ہوے فرمایا کہ اب فتح نہوگی زنانہ لباس اُتار کر پھینکا مردانہ کپڑے پہن بادپا پر سوار ہو کر نکلگئیں چند کنیزیں ساتھ لے گئیں یہ سنکر رستم نے آہ کی فرمایا بڑا غضب ہوا فلک کج رفتار نے مجھکو لوٹ لیا ظالم

دل سے الفت میں بہت حسرت و ارمان نکلے
اور جو رہ گئے وہ جان کے خواہان نکلے

مجھ سے وہ بت کبھی منھ پھیر کے بولا بھی تو یون
گبر تھے آپ یہ سمجھے کہ مسلمان نکلے

جستجو اپنے خود رفتہ کی تم آپ کرو
صاحب خانہ کو خود ڈھونڈھنے مہمان نکلے

ہاے جس ہاتھ میں تھے گیسوے جانان شب وصل
صبح کو دیکھا تو کچھ تار گریبان نکلے

نہ ملا یار کو ہر چند یہاں بھی ڈھونڈھا
مجمع حشر سے ہم اور پریشان نکلے

جنکے انداز تھے دم توڑنے کے قابل دید
نیمجانون میں کسی کے وہی بیجان نکلے

تو ہی پوچھیگا تو کچھ اپنے بہینگے آنسو
ڈھونڈھنے اشک ترا گوشۂ دامان نکلے

شیخ ہو گبر ہو دیندار ہو کافر ہو جلال
اُسی صنم ہی کے سبب اپنے تو احسان نکلے

رستم نہایت پریشان ہوے فرمایا کہ اے آفاق شاہ ہمارا تو یہ مقام نہیں ہم تلاش کریں جس کو پھرتے بھاگی جاتے ہیں یا تو تلاش کر کے لاتے یا جستجو میں جان دیں آفاق شاہ نے بہت سمجھایا کہ حضور تشریف لیچلیں میں ہرکارے روانہ کرتا ہوں وہ خبر لائینگے تب تشریف لیجائیےگا رستم نے نمانا جمشید زرین ترکش نے عرض کی غلام تو حضور کے ہمراہ آیا ہے ساتھ ہی جائیگا دامن دولت نہ چھوڑیگا صحبت سے منھ نہ موڑیگا رستم نے کیکو ساتھ لیا اور تنہا

تلاش میں آتش گوہر بے بہا کی نکلے خاک اُڑاتے ہوئے جاتے ہیں اب حال مصیبت مآل
اس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کا تحریر کرتا ہوں کہ جب ملکہ پانچ کنیزوں کو ساتھ
لیکر نکلیں دن بھر رہروی کی شام کو ایک نخل کے سایہ میں ٹھہریں بڑی رات گئے ایک کنیز
براے رفع حاجت بڑھی ایک ژرف کے پاس جاکر بیٹھی وہان مار سیاہ تھا اُسنے کاٹا اُس
مقام سے اُٹھ نہ سکی پانی ہوکر بہ گئی دوسرے دن دوسری کنیز کو اژدہا کھا گیا تیسری کو شیر
اُٹھا لے گیا چار روز میں پانچوں کنیزیں ہلاک ہوگئیں ملکہ یکہ و تنہا رہ گئیں مادیان پر سوار ہوکر
چلیں دوپہر کو ایک صحراے حیرت خیز میں گذر ہوا آفتاب عالمتاب کی حدت و حبوبہ کی شدت
جب خیال کرکے دیکھا دھوپ تھراتی ہوئی معلوم ہوتی ہے غبار کا اُڑتا بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے
ہیں ہر نخل کے نیچے معلوم ہوتا ہے کہ نخل سے سایہ اُلٹا ہے اس حال سے ملکہ اُس ہو
میں حیران و پریشان جاتی ہیں قصد ہے کہ کسی مقام پر پانی ملے تو مادیان کو پلاؤں مگر پانی
کہیں نظر نہ آیا جو چیز ہے ایک گرم نظر آتا ہے وہی سراب کا دھوکا ہے وہ ہولے گرم چل رہی ہے
کہ ذرہ اُڑکر جہاں پر پڑتا ہے چھالا پڑجاتا ہے ہزار ہا آبلے جسم نازک پر پڑے چہرہ سونلا یا ہوا
رنگ سے ناامید گویا سوانیزے پر ہے خورشید مادیان شدت سے پیاس کی بیدم ہوئی
زبان منھ سے نکال دی چند قدم پر جاکر گر پڑی ملکہ نے ہرچند چاہا کہ مادیان کو اُٹھاؤں مگر
مادیان نہ اُٹھی کچھ گرم پانی منھ سے نکلا تڑپ تڑپ کے مادیان نے جان دی اب پیادہ روی
مجبور ہوکر اختیار کی ملکہ بیقرار ہونے لگیں فرماتی تھیں کہ حقیقت میں خدا نکرے کہ بد اقبالی
کا وقت آئے سب چیزیں جدا ہو جاتی ہیں دیکھو اسوقت میں مادیان کا انتقال ہوا اب
پیادہ روی کی نوبت پہونچی کسی نے کیا خوب فرمایا ہے نظم

روز نومیدی چو آید آشنا دشمن شود
مہر چو پیدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود

ہرکہ پیش از وقت در غمہا ے در دسر شود
گر کسی پیش ہی جلی باشد دوا دشمن بود

دیگر

باد صرصر سیل اشکم دم ز طوفان میزند
چشمہ سار دیدہ ام پہلوے عمان میزند

ابر با شور بادہ ... می برد
این دل دیوانہ ام دم از بیابان میزند

ہر کجا بودہ ام تشنہ ام از سینہ بر خاستن
خاطر آشفتہ ام و ستہ بیابان میزند

جمع جمعیت چہ سود از طالبان عافیت — فتنہ ہاے گردش دوران پریشان میزند
بسکہ درد آلودہ ام پنہان بزیر پیرہن — بر تنم ہر موے ابرو زخم پیکان میزند
آتش افروزان حذر باز سینۂ تفتی کنا — آہ آتشناک را آتش بدامان میزند

دیر تک ملکہ لاش پر ماداپان کی روئین آخر شدت سے دھوپ کی سر پھرنے لگا خوف ہوا
ایسا نہو کہ غش آجائے پھر اٹھنا دشوار ہوجائے یہ فرما کر اٹھین کہ اے رفیق شفیق تیرا ابھی ساتھ
چھوٹا روتی ہوئی طرف صحرا کے چلین وہ تلوے جو فرش گل سے فگار ہوتے تھے وہ نوک خار
سے خار خار ہورہے ہین آبلہ ہاے پامال پر ملکہ کے پھوٹ پھوٹ کر روتے ہین اسی حال زار
سے صحرا سے پرخار مین جاتی ہین کہ پانوں مین چلیتھڑے بندھے ہوے ہر مقام پر گر پڑتی ہین
ایک مقام پر دیکھا ایک غار مین پانی بھرا ہوا ہے اس پانی کو دیکھکر دل بیقرار ہوگیا قریب اسکے
بیٹھکر جو ہاتھ پانی مین ڈالا اسقدر کھولا ہوا تھا کہ پناہ پانی مشکل ہوگئی حباب آنکھین نکالنے
لگے موج آب شمشیر شرربار بنکے گلے پر پھرا پانی اسی مقام پر پھینک دیا لڑکھڑا کر گرین کہ صحرا سے
گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار باد سفید ہاتھ پر چڑھا ہوا تیہو جو گوشۂ صحرا
سے اڑا اسپر باز کو چھوڑا باز نے جاکر تیہو کو گھیرا جب پنجہ مارتا ہے تیہو کے بال و پر نوچ کے
پھینکدیتا ہے تیہو گرتا ہوا آتا ہے اس پہلوان کی پشت پر دس بیس سوار ہین شدت سے
دھوپ کی اف اف کرتے ہوے چلے آتے ہین وہ جوان باز کو اپنے دیکھتا ہوا گینڈے کو
مہمیز کرتا ہوا چلا آتا ہے باز نے طمانچہ جو مارا تیہو گرا قریب ملکہ کے آکر تڑپنے لگا باز کن سے
باندھکر سینہ پر تیہو کے سوار ہوا پنجہ سے نوچنے لگا وہ پہلوان گینڈے سے کودا باز کو اٹھایا
سینہ تیہو کا چاک کرکے کلیجہ اسکا چاک کیا سینہ کا گوشت نکالا باز کو کھلانے لگا پلٹ کر
جو نگاہ پڑی ایک آفتاب تابان ماہ درخشان کو دیکھا کہ فرش خاک پر تڑپ رہی ہے تمام
عارض گرد آلود بیقراری مین جو ایڑیان رگڑی ہین زمین مین گڑھے پڑ گئے ہین ہونٹھ خشک
پپڑیان جمی ہوئین وہ جوان صورت دیکھکر بیقرار ہوگیا قریب آکر کہا اے ملکہ عالم آپ کو کیا غضب
ہین کہ اس صحرا سے پر ہول مین فرش خاک پر بیقرار و بیتاب ہین اٹھو مین تمکو اپنے ساتھ
لے چلون ملکہ نے جواب دیا اے شخص ہمارے مقدمہ مین دخل نہ دے بقول شاعر

فرد - ہم خاک نشینوں کا ستانا نہیں اچھا + ہل جائینگے افلاک جو فریاد کرینگے + اُس پہلوان نے کہا ای شہنشاہ فولی وای سرو باغ محبوبی عورت پر کیا زور و ظلم کرونگا اگر بہرام فلک ہو تو اُسکی بھی گردن توڑ دون میرا زور ہین کوئی افسر ہمسر نہین ہی پیکان تیر انداز میرا نام ہے ارکنان عالم کے بڑے بڑے پہلوان نام سے نا بدولت کے تھراتے ہین مگر تمسے بمنت کہتا ہون کہ میرے ساتھ چلو ساٹھ ہزار فوج کا مالک ہون کئی سو کوس مین میری عملداری ہی سب تمھاری اطاعت کرینگے اپنا حال تو مجھ سے بیان کرو کہ کس حال مین ہو یہان کے پڑے رہنے سے کیا نفع ہوگا محلات شاہی مین جا کر تمکو بٹھاؤن کنیزین خدمت مین رکھون ملکہ ناچار ہو کر اُٹھ بیٹھین کہا ای شخص کیون اپنے کو پریشان کرتا ہی مجھ سے معترض نہو جس کام کو آیا ہی اُس کام کو جا پیکان نے جب دیکھا کہ یہ نازنین کسی طرح نہین مانتی تو بابت کے سوارون سے کہا کہ محافہ لاؤ ای ملکہ عالم اگر بخوشی نہ سوار ہوگی تو بجبر سوار کرونگا یہ سنکر ملکہ کا نپنے لگین حیران تھین کہ کیا کرون کہ پھر صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا دوسرا پہلوان کئی سو پیادے و سوار اُسکی پشت پر آیا یہان لوگون کو کھڑے دیکھا وہ بھی اسی مقام پر آیا جہان ملکہ دیکھکر بیقرار ہو گیا پیکان محافہ منگا کر لیے کھڑا ہی کہ لو ملکہ سوار ہو ورنہ گود مین لیکر سوار کردونگا دوسرا پہلوان کہ شیران فیل زور اُسکا نام تھا اُسنے قریب آکر کہا کہ ای برادر کیون ظلم کرتے ہو وہ عورت نہین مانتی پیکان نے کہا ای شیران تم دخل نہ دو ورنہ بہت پچھتاؤ گے میری اس معشوق پر جان جاتی ہی جس طرح مانیگی لیجاؤنگا شیران و پیکان سے تکرار ہونے لگی شیران کہتا ہی کہ اس معشوق کو مین لونگا پیکان اُسکا جواب دیتا ہی کہ اس معشوق کو مین لونگا تم یہان سے چلے جاؤ میرے مقدمہ مین دخل نہ دو ورنہ بہت پچھتاؤ گے شیران نے تلوار کھینچی پیکان اسقدر مغرور ہی کہ اُسکی تلوار کھینچنے کا کچھ خیال نہ کیا چپکا کھڑا رہا شیران نے ہاتھ تلوار کا مارا پیکان نے وار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ مارا شیران لڑکھڑا کر گرا پیکان نے ایک لات ماری کہ سر شیران کا پھٹ گیا ساتھ والون کو اُسکے بہ نگاہ قہر دیکھا کہا اسکا لاشہ اُٹھا لیجاؤ ورنہ تم سب کو قتل کردونگا وہ سب خائف و ترسان مثل بید کا نپتے ہوے لاشہ شیران کا اُٹھا کے روتے پیٹتے طرف صحرا کے روانہ ہو گئے پیکان نے کہا کہ لو ملکہ سوار ہو اسی مین خیر ہے ورنہ گود مین

اُٹھاؤنگا ملکہ ڈرین ناچار ہوکر محافہ مین سوار ہوئین پیکان نے پایہ پہ ہاتھ رکھا لیکر چلا
بعد دو تین کوس کے دروازہ قلعہ کا معلوم ہوا ملکہ یا تو سرنگون رو رہی تھین یا خیال مین آیا
کہ اپنی جان و آبرو بچاؤ کہا اے پیکان پہلے مجکو ایک تنہا مکان مین اُتار دو پھر جو کچھ کہوگے
قبول کرونگی پیکان سمجھا اب مجھسے راضی ہوئی چوک مین ایک مکان شاہی خالی تھا
اُسکے دروازہ پر لاکر محافہ رکھوا دیا کہا اے ملکہ عالم لو اُترو ملکہ اُس مکان مین اُتر گئین پھر دروازہ
کی کنڈی بند کرلی پکار کر کہا او بیحیا جا دور ہو جو کوئی اس مکان مین آیا اپنی جان دیدونگی
پیکان روتا پیٹتا اپنی بارگاہ مین آیا شہر مین ڈھنڈورا پٹوایا کہ ایک عورت ناراض فلان
مکان مین اُتری ہے جو کوئی اُسکو تسخیر کرکے لائے اور مجھسے لائے تو اُسکو دولت دنیا سے
نہال کردونگا ایک کٹنی ضعیفہ پاس پیکان کے آئی عرض کی اگر حکم ہو تو کنیز جائے ملکہ کو سمجھا کر
لائے یہ کہکر بڑھیا چلی دروازے پر آکر منتین کرنے لگی کہا بی بی مجکو اندر آنے دو مین کچھ عرض
کرونگی بقدر وصل پیکان کچھ نکہونگی ملکہ نے اندر بلا لیا مگر کنڈی بند کرلی سوچی کہ ضعیفہ
میرا کیا کرسکیگی جب ضعیفہ بیٹھی ہاتھ باندھ کر قدمون پر گر پڑی کہا بی بی پیکان اس شہر کا
بادشاہ ہے اسکی زوجہ کہلاؤگی دولت بے زوال پاؤگی ملکہ نے ایک پتھر اُٹھا کر اُسکے سر پر مارا کہ
ضعیفہ کا سر پھٹ گیا لاشہ کھینچ باہر پھینکا پیکان کو یہ خبر پہونچی کہ ملکہ نے اُس ضعیفہ کو مار ڈالا
اُسنے اشتہار چسپان کیا کہ جسکے مزاج مین آئے اس مہم کو سر کرے دولت بیحساب دونگا
ایک خواجہ سرا تاجر پیشہ کاروان سرا مین اُترا تھا یہ خبر سنکر خدمت مین پیکان کی آیا
عرض کی کہ اے شہریار ہم لوگ ہمیشہ شاہزادیون کے رازدار رہے ہین اگر حکم ہو تو غلام
جائے تسخیر کرکے شاہزادی کو لائے پیکان نے حکم دیا بہتر کیا عجب ہے کہ خواجہ سرا کا
کہنا مانے خواجہ سرا چلا دروازے پر آیا دراڑ سے ملکہ کو دیکھا قضا سے کار یہ خواجہ سرا
سرکار مین آفاق شاہ کی ملازم تھا جب سے اُس سرکار سے نکلا پیشہ تجارت کرنے لگا
پہچان کر اُسنے پکارا کہا اے شعلہ رخسار آتش خو تم یہان کیونکر پہونچین ملکہ نے خواجہ سرا
کو اندر بلا لیا اور لپٹ کر رونے لگین کہا اے خواجہ سرا مجکو اس آفت سے نکال سب
اپنا حال بیان کیا خواجہ سرا نے کہا مین رات کو دو گھوڑے لاؤنگا ایک پر تم سوار ہونا

ایک پر مین سوار ہونگا نکل چلینگے ملکہ سے وعدہ پختہ ہوا خواجہ سرا نے آکر پیکان سے کہا مین نے کچھ راضی کیا ہے دو چار دن مین راضی کر دونگا آپ دو گھوڑے کسوا کر قریب اُس مکان کے کھڑے کروا دیجیے بادشاہ نے دو گھوڑے عربی کسوا کر قریب اُس مکان کے کھڑے کروا دیے دو پہر رات گئے خواجہ سرا آیا پکار کر کہا کہ ملکۂ عالم نکلو گھوڑے تیار ہین ملکہ نکل کر پشت مرکب پر سوار ہوئین خواجہ سرا ملکہ کو لیکر چلا شہر سے نکل گیا جنگل مین دونون باتین کرتے ہوے جاتے ہین پیکان کو خبر ملی کہ وہ خواجہ سرا ملکہ کو نکال لے گیا پیکان سوار ہوا تلاش مین چلا دس ہزار فوج ساتھ ہے آپ بھی گینڈا اُڑاتا ہوا ساتھ والون سے کہتا ہے عجب معشوق محبوب نکل گئی میری تو عجیب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے۔ نظم

نہ تھا پہر رنگ دلسوزی ہوا کچھ سوز الفت سے | نہ آئی بو محبت کی گل داغ محبت سے
جو بلبلا جائے تو پوچھون فتنہ روز قیامت سے | رہا کیونکر کسی کی آنکھ کے گوشہ مین راحت سے
لیے جاتی ہے کیا جانے کہان سینے کی بیتابی | لپٹ کر رو رہا ہے دل مرا ایک ایک حسرت سے
نہ آئے ہوش رفتہ بھی کہ مجھ وحشی کو سمجھائے | وطن برباد ہوتا ہے چلو صحرا سے وحشت سے
اُنھین غصہ بھی آتا ہے تو اک عالم دکھاتا ہے | پری معشوق بنتے ہین گذر کر آدمیت سے
اُٹھا لیتی اجل مجھکو شب فرقت تو کیا ہوتا | توقع دوستی کی اُٹھ گئی اس بے مروت سے
خدا چاہے تو مہلت دے نہ گردش افلاک مجھکو | ستایا ہے تمھین تو بھی نہین بچنے کا رحمت سے
لیے مرگ اسکو پہلو مین نہ رکھونگا نہ رکھونگا | دل بیتاب کا مدفن اگر ہو میری تربت سے
تلاش یار کیسی کچھ ہے از خود رفتگی ایسی | کہ ہم ہین آپ اپنی جستجو مین ایک مدت سے
تپش دل کی لیے پھرتی ہے لیکن مرگ بھی ہمکو | کبھی جنت مین دوزخ سے کبھی دوزخ مین جنت سے
نہایت شکر کرتا ہون شب غم کی حکایت کا | کہ مجھکو باز رکھا وصل مین تیری شکایت سے
یہ رتبہ عشق نے بخشا کہ دیتے ہین مثال اکثر | ہماری ناتوانی کو حسین اپنی نزاکت سے
لگاوٹ رکھتی ہے جب سے مزاج یار سے شوخی | یہان بھی لاگ ہے بے اختیاری کو طبیعت سے
عتاب یار مین بھی ہے جلال اک لطف پاتا ہون | غضب آلودہ چتون کم نہین چشم عنایت سے

ساتھ والے کہتے ہین کہ حضور نہ گھبرائیے اسی صحرا مین ڈھونڈھ کر پا جائینگے تقاضاے کار

خواجہ سرا سے باتین کرتی ہوئین ملکہ جاتی ہین کہ پشت سے گرد اُڑی خواجہ سرا نے کہا کہ ملکہ
ہماری تمہاری تلاش مین لوگ آتے ہین تم الگ جاؤ مین الگ جاتا ہون [illegible]
ملکہ نے ایک طرف نخل بہت سے دیکھے اُسطرف چلین خواجہ سرا جنگل مین گھسا لازمان [illegible]
نے جو دور سے خواجہ سرا کو دیکھا گرفتار کرکے قتل کیا پیکان نے کہا کہ یار رہ غضب کیا ایسا
ڈراتے قتل نکرتے اُس گوہر بے بہا کا نشان پوچھتے چار طرف صحرا مین ڈھونڈھا
کہین پتا نہ پایا پیکان روتا پیٹتا پلٹا کہتا تھا یہ غم مجھکو زندہ نرہنے دیگا لیکن ملکہ شہزادی بہار
آفتاب جو خواجہ سرا سے جدا ہوئین سامنے دیکھا کہ ایک تکیہ ہے زیر تکیہ چاہ پر کچھ عورتین پانی
بھر رہی ہین ملکہ نے اُنسے پانی مانگا ایک عورت نے پانی پلایا ملکہ پانی پیکر ایک نخل کے
بیٹھین ہاتھ پاؤن جو سنسنائے غش آگیا تکیہ پر جو فقیر رہتا تھا وہ کسی کام کو جو نیچے آیا دیکھا
ایک درخت کے نیچے ستارہ چمک رہا ہے قریب آکر ملکہ کو بیٹی کہکر اپنی گود مین اُٹھا لیا
اپنے چھپر مین لایا ملکہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا وہ پیر زمین گیر تلوے سہلا رہا ہے ملکہ اُٹھ بیٹھین فقیر
نے ملکہ سے کہا بیٹی میرے پاس رہو مین خدمت گذاری کرونگا گاؤن کے لوگ مجھکو موافق
اوقات کے دیجاتے ہین انھین سے کام نکلجاتا ہے وجہ معاش بہت ہے بلطف میرے پاس
رہوگی ملکہ اسی فقیر کے پاس رہنے لگین خیال یہ ہے کہ عصمت کی تو حفاظت ہے کبھی تو شاید
رستم کا کبھی کہتر اسطرف ہوگا یا شاید باپ ہمارا ڈھونڈھتا ہوا آوے اور ہمکو لیجاوے فقیر
کا کام کاج کرتی ہین شب کو اسی چھپر مین سو رہتی ہین فلک نے اُس معشوق فریرو کو یہ تکلیف
دکھائی اپنے حال زار پر رویا کرتی ہین ایک دن فقیر نے کہا بیٹی پانی ایک بوند نہین اگر منا
جانو ایک لوٹا بھر کے لاؤ ملکہ لوٹا لیکر زیر تکیہ آئین کنوئین پر پانی بھرنے لگین تکیہ سے قریب ایک
باغ ہے ابلیس لام جادو واسطے سیر کے نکلا تھا اسطرف جو گذر ہوا ملکہ کو پانی بھرتے دیکھا سحر
کرکے اُٹھا لایا باغ مین لاکر مسند پر بٹھایا شراب وکباب سامنے رکھا منتین کرنے لگا کہ مجھکو
بشوہری قبول کرو ملکہ رونے لگین ہاتھ باندھ کر کہا مجھکو قتل کرڈال مگر ایسا کلمہ زبان سے نکال
ہرچند ابلیس لام جادو منتین کرتا ہے مگر ملکہ قبول نہین کرتین کہ آسمان پر برق چمکی ہنگام جادو اُسکا بھائی
اسکو دیکھنے آیا معشوق پریچہرہ کو جو مسند پر دیکھا بیتاب ہوگیا کہا اے برادر یہ کون ہے

لبسرام نے کہا مین اسکو جنگل سے اٹھا لایا ہون ہنگام نے کہا بھائی مجھپر احسان کرو اسے تم میرے
حوالے کردو مین اسکو آنکھون مین رکھونگا سر پر سکان بناؤنگا با احتیاط لیے لیے پھرونگا
لبسرام نے کہا اے برادر ایسی بات نہ کہو میری خود اسپر جان جاتی ہے یہ ظالم قبول نہین کرتی پھر
تمسے کیونکر راضی ہوگی ہنگام نے غصہ سے کہا اے برادر کیا مین تمسے کسی بات مین کم ہون
جسطرح چاہو مجھ سے مقابلہ کرو لبسرام جادو نے جواب دیا کہ اے برادر اس مقدمہ مین زیادہ
کوشش نہ کرو اور چلے جاؤ ورنہ بہت خرابی ہوگی ہنگام نے بگڑ کر جواب دیا کہ مین اسپر
مرتا ہون بغیر اس عورت کے لیے نہ جاؤنگا بہتر یہ ہے کہ تم کنارے ہو جاؤ لبسرام نے کہا واہ
مین بڑی مشقت سے لایا ہون کیونکر قبول کرون کہ وہ دون ملکہ کانپ رہی ہین جی مین
کہتی ہین کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے اے معبود میری عصمت ان دونون کے ہاتھ سے بچالے ورنہ اپنی
جان دے دونگی اے کریم کارساز اے بندہ نواز ان ظالمون کی بدعت سے بچالے دیکھیے
کیا ہوتا ہے دونون مین اسقدر تکرار ہوئی کہ یکایک اٹھے آپسمین گولے چلنے لگے اتفاقاً ملکہ
گلشن افروز مصاحبون سے بقراط ثانی کے اڑی ہوئی جاتی تھی اول یہ معرکہ گذرا کہ ملکہ
خدمت بقراط ثانی مین بیٹھی تھین کہ بقراط ثانی قہقہہ مارکر ہنسا مصاحبون نے پوچھا کہ
قدرت کے ہنسنے کا کیا باعث ہے بقراط ثانی نے جواب دیا کہ ایک شاہزادی حسین و جمیل
عاشق رستم ہے جمال رستم سحر ہے کہ جس شاہزادی نے دیکھا اور عاشق ہوئی کتنی شاہزادیان
رستم پر مائل ہوئین اب دو جادوگر اسکے لیے آپس مین لڑ رہے ہین اور قدرت تقدیر
کر چکی کہ دونون نا امید رہینگے گلشن نے ہنسکر کہا اگر حکم ہو تو کنیز جاکر یہ تماشا دیکھے بقراط
نے کہا کیا مضائقہ لیکن تم کچھ دخل نہ دینا گلشن افروز اڑ کر چلی اسوقت پہونچی کہ لبسرام
و ہنگام دونون آپس مین لڑ رہے ہین ملکہ جیب بیٹھی دیکھ رہی ہین گلشن آسمان پر کھڑی
جی مین کہتی ہے ان دونون کو قتل کرون اس نازنین کو اٹھا لیجاؤن یہ سوچکر جو جیب پر ہاتھ
ڈالا ایک جگر اپنی نکالا اسم سحر پڑھ کے ان دونون پر پھینک مارا دونون کے سر کٹ کے
گرے جیسے ہی وہ دونون مر کر گرے ملکہ اپنے مقام سے اٹھین اس ارادہ سے کہ یہان سے
نکلجاؤن پھر دشت پیمائی تقدیر مین ہے جہان قدم چلی تھین کہ گلشن نے سحر کیا ملکہ

چلنے

رنگین گلشن نے پنجہ سحر کا پھینکا کہ وہ کمر مین لگا شعلہ رخسار آتشخو کی پڑا اُٹھا کر آسمان پر
لیگیا گلشن ملکہ کو لیچلی ارادہ یہ ہی کہ اپنے باغ مین لیجاؤن اُسکو اپنی مصاحبون مین رکھون
نہایت لطف رہیگا پنجہ کمر مین ڈال لیا ہی بہ رو سے ہوا اُڑی جاتی ہین ایک پہاڑ پر آ کے
ٹھہرین ملکہ کو سامنے بٹھا کر ہوشیار کیا ملکہ کی نگاہ جو گلشن پر پڑی حیران ہو گئی کہ اے
شعلہ رخسار اب کہان پہونچی اب فلک کج رفتار نے کیا سامان دکھایا کہ گلشن سے کہا
او نازنین ان جادوگرون نے تجھکو کیونکر پایا تھا ملکہ رونے لگین کہا اے شاہزادی مین
کمبخت آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار دیکھون اب فلک کیا دکھاتا ہی دمبدم
نئے رنگ نظر آتے ہین اب تم تک پہونچا یا اُن ظالمون کی بابت سے بچایا اب تمکو اختیار ہی
جسطرح چاہو پیش آؤ مگر شکر ہی خدا کا کہ اُن ظالمون کے ہاتھ سے بچی گلشن نے کہا میرے
پاس رہوگی میری صحبت مین مرد نہین ہی عمدہ عمدہ کنیزین مین نے رکھی ہین تمکو سبکا
افسر کرونگی ملکہ نے سر جھکا کر جواب دیا جو فلک دکھائے وہ دیکھنا پڑیگا شکر ہی کہ کنیزی
کے قابل تو ہوئی اب کنیزون مین شامل ہوتے ہین اپنے بخت نارسا کی برائی پر رونے لگین
قضا سے کارستانی جادو کہ یہ بھی اُسی وقت صحبت سے بقراط ثانی کی اُٹھا تھا اپنے
قصر کی طرف جاتا تھا نگاہ پڑی کہ ملکہ گلشن افروز ایک مہ جبین سے باتین کر رہی ہین
روے زیبا سے ملکہ دیکھکر بیقرار ہو گیا پشت پر سے آ کر سحر کیا ہوا سے سرد چلی گلشن
کی آنکھین بند ہو گئین بیہوش ہو کر گری شیدہ تاج سر پر رکھے ہوے لباس فاخرہ
پہنے ہوا پر سے اُترا سامنے شعلہ رخسار آتشخو کے آیا کہا اے مہ جبین تو مجھکو قبول کر
مین ایک ملک کا مالک ہون مصاحبون مین خداوند کے بعزت رہتا ہون مرتبہ اعلیٰ
رکھتا ہون ملک و مال کا تمھین اختیار ہوگا سب تمہارے قبضے مین کردونگا ملکہ نے
جواب نہ دیا شیدہ یہ سمجھا کہ مین نے اسقدر فخر بیان کیا یقین ہی کہ راضی ہو گئی ہوگی
میرا مرتبہ ایسا ہی کہ کون پسند نہ کریگا یہ سوچ کر ملکہ کو اُٹھا لیا اور لیکر طرف اپنے باغ کے
چلا سناٹا بھرے ہوے جاتا ہی کہین نہ ٹھہرا جب اپنے باغ مین پہونچا ملکہ کو اُتارا مسند پر
بٹھایا آپ ہاتھ باندھ کے سامنے بیٹھا دست بستہ عرض کی اے ملکہ عالم میرا وصل قبول کیجیے

آپ کو چل کر تخت پر بٹھاؤن ملکہ نے جواب دیا اے شخص کیون بیہودہ بکتا ہی ہم تیرے قبضہ مین ہین خواہ قتل کر خواہ بخش دے خواہ قید کر یہ سنکے شہزادہ جھلایا کہا اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان ہماری جان جاتی ہی تم انکار کرتی ہو اپنی عجیب کیفیت ہی نظم

سمجھا کبھی یار دلبر بیگانہ تو نہو — اپنا کرے ہزار کوئی تجھکو تو نہ ہو
تصویر تیری سامنے ہو اور تو نہو — پھر ہم سے کیون اشارون مین کچھ گفتگو نہو
چشمک ہی قاتل دل پر آرزو نہو — شاید تری نگاہ سے مارا ہو تو نہ ہو
سو بار دل سے جاؤ چلے آؤ لاکھ بار — تم ہو یہ کوئی نکلی ہوئی آرزو نہ ہو
کس درجہ ہین یہ چیت مرے خاک بے اثر — پانی ہو وہ گلاب نہین جسمین بو نہو
کیا گر گئے نظر سے ٹپک کر ہمارے اشک — یون بزم یار مین کوئی بے آبرو نہ ہو
فریاد عاشقان سے ہو انکی غضب مین جان — کہتے ہین تنگ آکے کوئی خوبرو نہ ہو
چلا کے لاش پر مری نوحہ نہ کیجیے — آہستہ روئیے کہین درد گلو نہ ہو
مر جائین راہ چلتے نہ جاوین پر آپ کی — سب کچھ سہی یہ حشر مرے روبرو نہو
کچھ میرے خون کا نہین گردن پہ انکی بوجھ — اتنا کبھی بیوفائی کا ہلکا لہو نہ ہو
برسون رہیگی دامن تر کی مرے تری — یہ زاہدان خشک کا آب وضو نہو
سچ ہو کہ بے طبیب سنبھلتا نہین مریض — دل کو سنبھالے کون جو اک درد تو نہ ہو
پھولون مین میرے ہو جو کوئی گلبدن شریک — وہ پھول کبھی مہکنے لگین جنمین بو نہو
یون بیجان رہین مرے دشمن فراق مین — پوری خدا کرے یہ تری آرزو نہ ہو
تم دل بگاڑ لو مجھ سے یہ دیکھا نہ جائیگا — آئینہ سے دوچار مرے روبرو نہ ہو
کیا حال سوز دل کہین چھالے زبان کے — خود منھ سے پھوٹنے مین کوئی گفتگو نہ ہو
ناصح سا دوست عشق بتان مین کہان جلال — یعنے عدو بنانے سے بھی جو عدو نہ ہو

اس افسوس مین یہ اشعار پڑھے کہ شہزادہ گھبرا گیا جی مین کہتا ہی کہ یہ ظالم مجکو ہرگز قبول نکریگی یہ سوچکر دلمین ٹہلنے لگا مگر جب جمال ملکہ پر نگاہ پڑتی ہی تو گھبرا جاتا ہی ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگتا ہی ملکہ سرنگون بیٹھی ہین آنکھون سے اشک جاری ہین چہرہ اداس باتون سے

پریشانی آئینہ رخسار سے حیرانی ظاہر ہوتی تھی شب دیز اسی تردد میں ٹہلتا ہوا ایک باغ پر پہونچا
دیکھا ایک لڑکا رنگین کپڑے پہنے ہوئے ڈفلی ہاتھ میں بجاتا ہوا اور اشعار عاشقانہ گاتا
ہوا جلدی جلدی جاتا ہے شب دیز نے آواز دی اے میاں جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ لڑکے نے جو ساحر کو
دیکھا پلٹ پڑا کہا فرمائیے شب دیز نے کہا کہ قریب آؤ لڑکا در باغ پر آیا شب دیز نے ہاتھ پکڑ لیا کہا
صاحبزادے کہاں جاتے ہو لڑکے نے کہا جو ہمارا کام ہے اُسی فکر میں نکلے ہیں اسوقت کھیتی پر
جا بیٹھینگے شراب پینے والے جمع ہوتے ہیں ہم سب کو گانا سناتے ہیں ایک ایک پیسہ فی کس
ہمکو ملتا ہے وہیں جاتے ہیں شب دیز نے کہا نام تمھارا کیا ہے کہا حضور نان گھیڈا خان ہمارا
نام ہے ہمارے باپ کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے وجہ معاش ہمکو کرنا پڑتی ہے اسوجہ سے تردد رہتا ہے
شب دیز ہاتھ لڑکے کا پکڑے باغ میں لیجا روش پٹری طے کرتا ہے جب سر اٹھا کر دیکھتا ہے سبز نخلان
چمن اکڑ رہے ہیں نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن صد زبان کی غمازی سرو گلشن کا اکڑنا بلبلان
خوش نوا کا یادِ گل میں ہوا سے لڑنا شاخیں بڑھکر سامنے شب دیز کے آتی ہیں اکثر قمریاں کو کو
کر کے سر پھراتی ہیں یہ دیکھکر شب دیز طرف باغ کے متوجہ ہوا اور ہنسکر کہا کیوں اے نگہبانان گلشن کیا
باعث تردد و انتشار ہے ایک قمری نے آواز دی اے شب دیز اسوقت خود تجھ دل گھبراتا ہے تمھارا
انتشار دل کو بڑھاتا ہے ایسی نازنین پر عاشق ہوئے جس سے وصل ہونا ناممکن لڑکے نے جو
دیکھا کہ شب دیز قمری سے باتیں کرنے لگا فوراً گن گنا کر یہ غزل عاشقانہ پڑھنا شروع کی۔ نظم

نادان ہے وہ جو زلف سے تیری چھڑائے دل — وابستہ چاہیے اسی زنجیر سے پائے دل
ایسا حسین تو ہے کہ انسان و جن تو کیا — بیشک فرشتہ بھی تجھے دیکھے تو آئے دل
بیگانہ وار جب سے ہے تو او سرو روان — جز رنج کوئی اور نہیں آشنائے دل
مجنون ترا جنون میں بھی ہے اہل تاج و تخت — مقبل دلبرا ہے نالہ و آہ رسائے دل
دیدار یہ ہے قتل کا وعدہ مرے ہوا — ٹھہری ہے اک نگاہ صنم خونبہائے دل
ہر دم ترے فراق میں رہتا ہوا کو بری — سو جان روح تجکو تم جانفزائے دل
ہے زندگی شراب سے جو بادہ نوش کی — پہلو میں میرے شیشہ ہے جو بجائے دل
پہلو میں بیٹھے گر شب وصل تو ہو چین — صدمہ ترے فراق کا کب تک اٹھائے دل

| | | |
|---|---|---|
| بیمار عشق ہو نہ سکیگا کسی سے طبیب | | ممکن نہیں ہے ایسے مرض سے شفاء دل |
| سچ ہی نہیں ہے جلسہ اگر دل کی ہے شفا | | پھر کیوں دل بتان کو نہیں عاشقوں کا دل |

اس رنگ سے لڑکے نے یہ غزل گائی کہ شب دیز تو چوٹ کھائے ہوئے تھا بیقرار ہو گیا کہا صاحبزادے تو یہ گاتے ہو تم نے دل بیقرار کر دیا سامنے چبوترے پر جو نازنین بیٹھی ہے کسیطرح مجھکو قبول نہیں کرتی اس درد سے بیتاب ہو رہا ہوں لڑکے نے کہا میں جا کر جتنی باتیں کروں تمھارے واسطے راضی کر دوں شب دیز نے کہا کیا مضائقہ ہے اگر یہ مجھکو قبول کرے تو تمکو دولت دنیا سے نہال کر دوں لڑکے نے کہا ہمارا یہی کام ہے جس سے بات کریں دو باتوں میں تسخیر کر لیں یہ کہکر لڑکا ٹہلتا ہوا قریب ملکہ کے آیا پوچھا کیوں ملکۂ عالم تمھارا نام نامی کیا ہے اور یہ کیا معرکہ ملکہ رونے لگیں اور کہا اصل کیفیت یہ ہے کہ میں ستم پر مائل ہوں اسی افتاد میں پھنسی ہوں اب شب دیز ظلم کرتا ہے میں چاہتی ہوں کہ جان دوں مگر آپ سچے لڑکے نے کہا کہ اے ملکۂ عالم آپ نے مجھکو نہیں پہچانا میں عیار ستم ہوں سماک بلارقی میرا نام ہے میں ابھی اسکو مارے لیتا ہوں اتنا کہہ دو کہ میری خود تجھ پر جان جاتی ہے لیکن تو نے ابتدا سے بدعت شروع کی اس وجہ سے نفرت ہو گئی ہے تو اسکو ابھی مار لونگا ملکہ نے کہا کہ بھیا واسطہ خدا کا مجھکو اس ظالم کی بدعت سے بچاؤ یا اس ستم کے پہونچاؤ کہ میں اس آفت سے نجات حاصل کروں سماک نے کہا اب میں اسکو بلاتا ہوں کہیں بگڑیں کہ میں سمجھاتا ہوں ملکہ نے شرما کر منھ جھکا لیا سماک نے پکار کر آواز دی میاں شب دیز صاحب آئیے جب شب دیز قریب آیا تو سماک نے کہا کہ شب دیز وہ تو خود تم پر جان دیتی ہیں مگر تم نے ابتدا سے بدعت کی اس وجہ سے وہ نہیں قبول کرتیں اب بیٹھکر شراب نوش کیجیے شب دیز خوشی خوشی بیٹھا سماک نے گلابی کو الٹ پلٹ کیا بیہوشی ملائی جام لبریز کیا اشعار عاشقانہ پڑھکر جام شب دیز کو دیا شب دیز نے خندہ پیشانی جام پی لیا جیسے ہی حلق سے شراب اتری گھبرا کر کہا کیوں میاں تاں آکڑ خاں شراب پیتے ہی کلیجہ میں آگ لگ گئی معلوم ہوتا ہے ہڈیاں جل رہی ہیں سماک نے کہا آکڑ خاں ٹھیک ٹھلے ہو لگے تو شبستم ہوش شب دیز گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا سماک نے خنجر کمر سے کھینچ کر ایک کھینچ مارا کہ شب دیز کے دو ٹکڑے ہوئے ساری بدلگامی بھول گیا تھوڑے عرصہ میں آواز آئی کشتی مرا نام من شبدیز جادو بود

سمک نے قریب آکر ملکہ کو عطر بیہوشی سنگھایا بیہوش کرکے پشتارہ باندھا باغ سے نکلا
ملکہ گلشن افروز جو کہ سحر سے شب دیز کے بیہوش پڑی تھی جب شب دیز مارا گیا تو ہوشیار ہوئی
حیران تھی کہ وہ نازنین کیا ہوئی اور مین کیونکر بیہوش ہوئی مگر ساحرہ ہمہ دان ہے گیرہ کھولی
سے ورق نکالا اُسکو جو دیکھا احوال معلوم ہوا کہ شب دیز جادو نے مجکو سحر سے بیہوش کیا دنی
ملکہ کو لیگیا غصہ مین اُٹھین تلاش مین شب دیز کی چلین باغ مین جو شب دیز کے آئین تو دیکھا
باغ ویران لاشہ شب دیز کا پڑا ہے اسباب عیش و نشاط ٹھوکرین کھا رہا ہے گلشن کو انتہا کا
قلق ہوا کہ اتنا بڑا جادوگر مارا گیا ہے گلشن یہ کیا غضب ہے کہ ایسے ایسے ساحر قتل ہو رہے
ملکہ قدرت دخل نہین دیتے یا قدرت کو خبر نہین ہوتی چلکر قدرت سے دریافت کرون گلشن
اُڑتی ہوئی قصر سکندری مین آئی لقراط ثانی بیٹھا ہے گلشن نے آکر سلام کیا سجدے
کے واسطے جھکی لقراط ثانی نے پوچھا کیون گلشن کیا گل کھلایا کیا معرکہ گذرا گلشن نے
سب حال بیان کیا کہ مین شعلہ رخسار کو لیکے بہار پر آئی کہین شب دیز کا گذر ہوا مجکو بیہوش
کیا ملکہ کو لیگیا مگر وہ مارا گیا آپ فرمائین کسنے مارا لقراط ثانی نے سر جھکایا تھوڑی دیر کے بعد
سر اُٹھا کے کہا عیار رستم فرزند عمرو کا اُس طرف گذر ہوا اُسنے دم دے کر شب دیز کو مارا پشتارہ
لیے ہوئے جاتا ہے صحرا سے لشائیہ تک پہونچا ہے اگر ہو سکے اپنے کو پہونچاؤ گرفتار کرکے
یہان لاؤ گلشن چلی سمک پر اُڑتی بھاگا ہوا جاتا ہے جب رستم لشکر سے نکل گئے اور کسی کو
ساتھ نہ لیا تو ملکہ جہان آرا بیوہ جانے رستم کے تلاش مین نکلین سمک ایک نخل کے نیچے پہونچا ہے
پتہ لگاتا کہ گیا بیٹھا پشتارہ شعلہ رخسار کا سنگ مرمر پر رکھا اپنے کو آراستہ کر رہا ہے کہ مزاج درست
ہو وے تو چلون کہ گلشن بالا سے آسمان پہونچی دیکھا اُسنے کہ پشتارہ سنگ مرمر پر رکھا ہے
ایک عیار ٹہل رہا ہے وہین سے نعرہ کیا بائین او نا عیار آگے نہ بڑھنا مین ملکہ گلشن افروز
سمک نے چاہا کہ بھاگون گلشن نے کیری کی آواز دی زمین نے پاؤن سمک کے تھام لیے
گلشن زمین پر آئی نیچہ کھینچکر چلی کہتی تھی کہ ارے تو نے شب دیز کو مارا سمک ہاتھ باندھے
رہا ہے کہتا ہے حضور مین آگاہ نہین کہ شب دیز کسکا نام ہے زبردستی مجکو قاتل نہ سمجھین مین تو
آپکا تابعدار ہون گلشن نے پکار کر پوچھا بتلا کہ اس پشتارہ مین کیا چیز ہے سمک نے

کہا حضور میری زوجہ علیل تھی اسکو شفاخانہ لیے جاتا ہون قضا سے کار برقع ہوا سے جو چہرہ ملکہ سے اُڑ گیا جمال ملکہ گلشن نے دیکھا کہ وہی شاہزادی ہے اب یقین کامل ہوا کہ یہ وہی عیار ہے کہ جسنے شب یز کو مارا کہا او ناعیار اب مین تجکو زندہ نہ چھوڑونگی سماک بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگا پکار رہا ہے کہ اے خالق بے نیاز اے رب کارساز اس آفت ناگہانی سے مجکو بچا لے

نظم

روئے تو بد آفتاب و ماہتاب | بیش لمعان رخ خوبت چہ تاب
روز و شب شام و سحر از حکم تو | می شود پیدا بعالم انقلاب
باد و آتش جلوہ ذات تو اند | مظہر انوار تو آب و تراب
تو زہر خاطر کنی اندوہ دور | مے بری از دل تو درد و اضطراب
حامی و ہمدم بجز کس توئی | حافظ و ناصر بہ بیداری و خواب
نیکی حاصل از تو نیکوکار را | بہر بدکاران غم و رنج و عذاب
کیست کو گردن کشد از حکم تو | یا بہ تشنہ می دم زند وقت خطاب

سماک نے بیقرار ہوکر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا جہان آرا جو اڑی ہوئی آرہی تھی اسنے دور سے دیکھا کہ سماک ایک نخل کے سایہ مین سرنگون کھڑا ہے طریقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سحر مین پھنسا ہوا ہے ایک طرف پشتارہ نازنین آفتاب طلعت کا رکھا ہوا ہے ایک ساحرہ تلوار کھینچے ہوئے آتی ہے جہان آرا نے وہین سے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی جب گلشن نے سر اٹھاکر دیکھا پکار کر آواز دی بی جہان آرا تمھاری بڑی تلاش ہے آؤ تمکو بھی لے چلون یہ کہکر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا جہان آرا زمین پر گری جہان آرا نے رد سحر کیا زلفین اپنی کھول دین مار سیاہ برسنے لگے جو سانپ گرا گلشن نے رد سحر کیا کہ ایک طائر پیدا ہوا سانپون کو کھانے لگا جہان آرا نے تھپڑ مارا کہ سر طاؤس کا اڑ گیا اسمین سحر جو ہوا پانی برسا آگ گرمی سماک پر سے سحر اُتر گیا جیسے ہی اُسنے دیکھا کہ پالان تابوتین پائے جاتے ہین کود کر اپنے کو ایک غار مین گرا دیا مگر پشتارہ اُسی طرح رکھا ہے جہان آرا نے کئی سحر کیے گلشن نے دفع کیے اور جھلاکر آواز دی بی جہان آرا تمکو بھی یہ دن نصیب ہوا

کہ ہم سے مقابلہ کرتی ہو یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک چیر سیاہ کاغذ کا نکالا اُس پر چیر پر اپنا خون ڈالا
طرف جہان آرا کے پھینکا ایک ٹکڑا ابر کا نمودار ہوا اُس ٹکڑا ابر سے خون برسنے لگا
ایک قطرہ جو جہان آرا پر گرا بیہوش ہوکر گری مثل مردہ کے پڑی تھی گلشن نے جو
جہان آرا کو بیہوش دیکھا تیغ کھینچ کر چلی ہر چند کہ جہان آرا کی آنکھیں کھلی ہیں مگر پتھرائی
ہوئیں آنکھوں سے دیکھ رہی ہے مگر طاقت ہاتھ اور پاؤں کی سلب ہوگئی بلباس کر دعا
مانگنے لگی کہ اے خالق لیل و نہار اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے ظلم سے اس ظالم کے
نجات دے

نظم

از دل ہر تیرہ باطن جلوۂ ایمان نمود — روشن از انوار دین ہر کلبۂ احزان نمود
وعدۂ بخشش خدا با صاحب عصیان نمود — لطف فرمود و تسلی کرد و اطمینان نمود
خاک را اندر شرافت پایۂ افلاک داد — ذرہ را ہمراہ اوج قولی مثل خور رخشان نمود
ہر زبان را کرد او صاف خود رطب اللسان — خامہ را در شرح ذکر خود گہر افشان نمود
از کمال حکمت آن چارہ گر بیچارگان — درد عصیان را ہمچون کرم درمان نمود
سر بپیچید از سجود بندگی و احسن تا — کار نادانی سرا پا بندۂ نادان نمود
خارج از انسانیت شد در زمانہ آدمی — مثل حیوان وحشیانہ حرکت این انسان نمود
ناتوانان را عطا فرمود حق تاب و توان — جسم بیجان را بالفضل خود عنایت جان نمود
در دل آن صوفیان صاف طینت القاریہ — ہمایہ مضمون کے کہ بہری درج این دیوان نمود

کہ ایک طرف سے آواز آئی او گلشن یہ کیا کرتی ہے خبردار اُسکو قتل نکرنا حکم خداوند سے کبھی
آگاہ ہے دیکھ خداوند نے کیا فرمایا ہے میں کئی سو کوس سے بھاگا ہوا آتا ہوں کتنی جلدی پہونچا ہوں
کی طنابیں قدرت نے کھینچ دیں گلشن نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر سیہ فام دوڑا ہوا آتا ہے
ایک کاغذ ہاتھ میں اُسپر چہر بقراط ثانی ثبت تھی وہ ساحر جست کر کے قریب آیا کاغذ ہاتھ میں
گلشن کے دیا گلشن نے دیکھا کاغذ میں تہ لگی ہے تہ کو جو کھولا کاغذ سے دھواں نکلا دماغ میں
گلشن کے پہونچا چیخ مار کر بیہوش ہوئی ساحر نے نعرہ کیا منم جمشید سمک بیلاقی یہ کہکر خنجر مارا
گلشن کا شکم چاک قصہ پاک جہان آرا اپنے مقام سے اُٹھی سمک کو گلے سے لگا لیا کہا کہ

مہتر والا گہر بڑا کام کیا کیا وقت پر پہونچے ہو سماک نے کہا مین نے دیکھا کہ اب خاتمہ ہوتا ہی تم بھی بیہوش ہو کر گر پڑین مین ناچار ہو کر دور ہی پڑا شکر ہی کہ مطلب پورا ہوا ملکہ پر بڑی افتاد پڑی تھی مگر خدا نے فضل کیا جہان آرا نے کہا ای مہتر والا گہر ٹھہر جاؤ مین محافہ لشکر سے لاؤن ہمارے آقا کی معشوقہ اسطرح جائے یہ کہکے ملکہ جہان آرا لشکر مین پہونچین محافہ لائین ملکہ کو اوسمین سوار کیا جہان آرا و صہبا پایہ پر محافہ کے ہاتھ ڈال کر چلین کمیدان و رسالدار نوبت و نقارہ بجاتے ہوے ساتھ ہین اس دھوم سے ملکہ شعلہ رخسار تشنہ کو دھوم دھڑکے سے لیکر لشکر مین آئے لیکن ملکہ نے جو آرام پایا بے اختیار رونے لگین فرمایا صاحبو نہین معلوم رستم پر کیا گذری افسوس صد افسوس

نظم

وہ دل مین آئے اور ہمین کچھ خبر نہو — کیون جان مضطرب کہین درد جگر نہو
نالہ مرا دعا ہی کی پیدا کرے صفت — بس تو ہی سن لے اور کسی کو خبر نہو
کہتا ہو جو پردون کو بھلا تیرے عشق مین — اس شخص کی زبان مین کیونکر اثر نہو
کہتے ہین ہمنے آپ ہی پردہ اوٹھا دیا — تیری سی بیقرار کسی کی نظر نہو
تم آگئے ہو جو دم نزع سامنے — عاشق تو حشر تک کبھی ادھر یا اودھر نہو
سینے مین کوئی کینہ عدو کا چھپائے کیون — کہتا ہے دل اس آفت جان کا یہ ڈر نہو
جھگڑے کا شیخ و گبر کے کیونکر ہو فیصلہ — اس سوچ مین وہ بت ہے کدھر ہو کدھر نہو
لے ڈالے خاک کعبہ کی یا دیر کی جلال — کوشش کرے دوا کہ ترے دلمین گھر نہو

سماک نے کہا ای ملکہ نہ گھبرائیے مین تلاش آقا مین جاتا ہون یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا کہ خواجہ عمر حسرت و تحیر کرتے ہوے خوشی خوشی چلے آتے ہین سماک جا کر خواجہ کو دربار مین پہونچا آیا دربار جو خواجہ نے رستم سے خالی پایا خواجہ عمرو نے پوچھا رستم پر کیا گذری شعلہ رخسار رونے لگین کہا عمرو یار رستم برگشتہ بخت کے واسطے نکل گئے تھے صحرا کو پروردگار نے لشکر مین پہونچایا انہین معلوم اونپر کیا گذری تلاش کرتے پھرتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ گرد عظیم بلند ہوئی والد بزرگوار ملکہ کے با فوج گران آکر پہونچے اور فرمانے لگے کہ خواجہ عجب معرکہ گذرا ہے کہ حبیب نقابدار رحیم پوش مارا گیا اور رستم کو معلوم ہوا کہ ملکہ خوف جان سے ابر

نکل گئیں بیقرار ہوے ارشاد فرمایا کہ میں خود اس گم گشتہ کی تلاش کرونگا یہ فرماکر گھوڑے
سے اتر طرف صحرا کے چلے میں نے ہر چند چاہا کہ ساتھ دون قبول نفرمایا ناچار ٹھہر گیا رستم
اکیلے طرف صحرا کے روانہ ہوے میں بھی عقب میں روانہ ہوا جب میں نے رستم کو نہ دیکھا
قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا دیکھا درۂ کوہ سے پہاڑ کے آگ نکل رہی ہے اور کئی سو
لاشے اس مقام پر پڑے ہیں کئی آدمی درۂ کوہ سے نکلے میں نے اُنسے حال پوچھا
اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ رستم یہاں آکر ٹھہرے آتشبار جادو کہ وہ اس کوہ کا حاکم ہے اُسکو
معلوم ہوا کہ رستم اس مقام پر آئے ہیں فوج لیکر نکلا مقابلہ ہوا رستم پر سحر تاثیر نہ کرتا تھا
آخر آتشبار نے بلوہ کیا از روے بلوہ کے رستم کو پکڑ لیا اور درۂ کوہ میں لیگیا ہے یہ سنکر
خواجہ نے فرمایا میں تلاش میں اپنے فرزند کی جاتا ہوں لیکن خرچ کے لیے حیران ہوں ملکہ
شعلہ رخسار و جہان آرا و صہبا وغیرہ نے مبلغ خطیر پیش کیے خواجہ نے وہ روپیے نذر زنبیل
کیے بانہا سے عیاری جسم پر آراستہ کرکے تلاش میں رستم کی چلے کوہ و صحرا کو طی کرتے قریب
اُس پہاڑ کے پہونچے دیکھا درہ ہاے کوہ سے آتش نکل رہی ہے خواجہ عمرو حیران ہوے
کہ اندر کیونکر جاؤں کچھ سوچ کر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک گویے کی شکل بنکر تیار
ہوے نحیف و ضعیف کُبڑی داڑھی چہرے پر چلن کا کُرتہ زیب جسم درخت کے نیچے
بیٹھے زنبیل سے نَے نکالی یہ اشعار نئے طور سے گانا شروع کیے۔ نظم

بت کریں آرزو خدائی کی — شان ہے تیری کبریائی کی
ہاتھ پہونچے نہ پاؤں تک اسکے — طالع یار نے نارسائی کی
جو یوں ہی تم سے بیوفا سب ہوں — رسم اٹھ جائے آشنائی کی
موت آجائے قید میں صیاد — آرزو ہو اگر رہائی کی
لب لعلیں کی گر صفت لکھوں — سرخ رنگت ہو روشنائی کی
تیرے کوچے میں بادشاہوں نے — سلطنت چھوڑ کر گدائی کی
رونگٹا تک کہیں بدن میں نہیں — انتہا ہو گئی صفائی کی
خاک ہو کر نکالا اسکا غبار — اور صورت نہ تھی صفائی کی

بھولا بھٹکا تو آپ کھڑا ہے
خضر نے کسکی رہنمائی کی

دھوم ہے یاسمین عذاروں میں
گوری گوری تری کلائی کی

خط کو منڈوا کے آج اس گل نے
کاوش حسن کی صفائی کی

واہ رے حسن ایک رنگت ہے
تن کی اور زیور طلائی کی

آئے تجھ ساتھ لیکے نقد حیات
کھو چلے اسکو یہ کمائی کی

مٹ چکیں اب کدورتیں صاحب
کون سی شکل ہے صفائی کی

فقر میں بھی وہی دماغ ہے رشک
بو نہیں جاتی میرزائی کی

خواجہ عمرو نے جو یہ اشعار گائے طائران نکل آشیانوں سے گرنے لگے دیکھا دھاڑتا
ہوا ایک شیر آیا اور آکے بیٹھ گیا گانا سننے لگا ایک طرف سے آہو نکلا پہلو میں شیر کے
آکے بیٹھا ایسا گانے میں محو ہے کہ شکار پر خیال نہیں کرتا شکاری بھی مبہوت بیٹھا ہے قضا کار
آتشبار جادو ستم کوش کا آیا ہے کلاہ سر سے اتاری زرہ کو بھی جسم سے اتار لیا تیغ
ہفت جوہر پر قبضہ کیا لوح طلسم بھی اتار لی یہ سب چیزیں اپنے سامنے رکھیں ساحروں
سے صلاح کر رہا ہے کہ اب قید اس جوان کی خدمت خداوند میں روانہ کروں اس فکر میں بیٹھا
تھا کہ گانے کی آواز کان میں آئی ساحروں سے کہا ارے دیکھو تو یہ کون گا رہا ہے
چند ساحر اس آگ کو پاؤں سے ملتے ہوئے درہ کوہ پر آئے جھانک کر دیکھا کہ ایک
بڈھا بیٹھا گا رہا ہے جانوران صحرا گرد جمع ہیں سب گانا سن رہے ہیں ہر جانور اپنے
حال میں سرنگون بیٹھا ہے ایک سے ایک جانور خوش و خرم ہو رہا ہے ساحر آتشبار کے سامنے
آئے حال بیان کیا آتشبار نے ساحروں سے کہا کہ اس گویے کو لاؤ ہم اسکا گانا سننا
مرد کامل و اکمل ہے گانا تاثیر دار ہے چند ساحر چلے درہ سے نکلے اسی آگ پر پیر رکھتے ہوئے
سامنے خواجہ کے آئے خواجہ نے ان کو دیکھا جیسے ہی آواز موقوف ہوئی جانور طرف صحرا کے
بھاگے ایک ساحر نے کہا بڑے میاں صاحب چلئے آپ کو آتشبار جادو بلاتے ہیں
خواجہ نے جواب دیا کہ اس آگ میں کیونکر چلیں ساحر نے کہا کہ بڑے میاں ہمارے پیچھے
چلے آؤ بقراط ثانی کا نام زبان پر رکھو آگ اثر نہ کریگی خواجہ عمرو ساتھ ان

ساحرون کے پیچھے جب درۂ کوہ میں آئے شعلے اور زیادہ بھڑکے خواجہ ڈر کر پیچھے ہٹے
ساحرون نے کہا بڑے میان نہ گھبراؤ تھوڑی دور اور باقی ہی خداوند بقراط ثانی کا نام
لو آگ تاثیر نہ کریگی خواجہ نے بقراط ثانی کا نام لیا شعلے کم ہوئے مگر آگ میں وہ حرارت
ہی کہ پسینے پسینے خواجہ ہو رہے ہیں مگر ساحرون کے پیچھے چلے آتے ہیں کہ آگ کو طے کیا درۂ
کوہ سے باہر نکلے تھوڑا سا صحرا ملا اُسکے بعد ایک باغ تھا وہان حاجب و دربان کھڑے تھے
خواجہ اُن سب کو سلام کرتے ہوئے اندر باغ کے آئے دیکھا باغ نہایت سبز و شاداب
نہرین پانی سے بھری ہوئیں لاجواب ہر نخل پر طائر بیٹھا ہوا زمزمہ سرائی کر رہا ہے نرگس شہلا
کی آنکھیں سوجی ہوئیں ہوا معتدل چل رہی ہے خواجہ عمرو دلی کرتے ہوئے سامنے
آتشبار کے پہونچے سلام کر کے دعا دی عالی عالی مراتب آپکا چراغ سحر روشن رہے
آتشبار نے کہا کہ بڑے میان بیٹھ جاؤ خواجہ سلام کر کے بیٹھے آتشبار نے پوچھا کہ بڑے
میان اسطرف کیونکر آئے خواجہ عمرو نے کہا داتا جیسے ہر مقام پر لیجاتا ہے جہان پہونچے
عملداری مسلمانون کی پائی یہ لوگ کسی کو کچھ نہیں دیتے ہیں جسکے دینے والے تو آپ لوگ
ہین مجھے سامری کے گانون خداوند خیال سکندری کی تعریف کرون آتشبار نے کہا
بڑے میان تم خداوند کو کیا جانو خواجہ عمرو نے کہا اے شہنشاہ ساحران میں قصر سکندری
میں دیکھ آیا ہون وہان کا حال مجھ سے پوچھئے ایک زمانہ وہ تھا کہ قدرت مجھکو قصون کہا
تھے گانا سنتے تھے ایک دن مجھ سے بے ادبی ہو گئی کہ قدرت کی جوان بیٹی پردہ سے نکل آئی
مجھکو دیکھ رہی تھی میں نے اس سے کہا کہ آؤ بیٹھ جاؤ قدرت نے مجھکو دھکیل دیا میں قصر
سے نیچے گرا اسدن سے قدرت کا سامنا نہیں ہوا ورنہ میں ہر روز قدرت کے سامنے جاتا
تھا مجھکو اُنکے گانا تھا وہی سب یاد ہیں یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی خواجہ عمرو نے دیکھا کہ
ایک ساحرہ نوجوان تخت اڑاتے ہوئے آتی ہے پکارتی ہوئی اے آتشبار تیری چالاکی نے
ایسا بیقرار کیا کہ آرام نہ آیا آخر چلی آئی ہوں [illegible] آکر بیٹھی آتشبار جادو نے کہا کہ
تم [illegible] کیون [illegible] گھبرائی ہوئی ہو [illegible] قدرت کی [illegible] آیا ہو کیا فریب [illegible]
بیٹھ کر گانا سنو تمہارا انتظار کر رہا تھا [illegible] نے کہا اے آتشبار [illegible] طلسم کشا کو قید کیا [illegible]

ایسا نہ ہو عیار آئیں اور فساد برپا کریں اس خیال سے میں دو طبلچی وقت پر آئی دریافت کر
کہ یہ گویا ہے یا کوئی عیار ہے آتشبار نے کہا پہلے ہی انتظام کر لیا ہے درہ ہا سے کوہ میں آگ روشن
کر لی ہے بغیر میرے بلائے کوئی نہیں آسکتا گرم مزاج نے کہا اگر تمھیں اطمینان ہے تو گانا
سنو گرم مزاج نے اشارہ کیا خواجہ عمرو نے سامنے گرم مزاج کے عمدہ عمدہ اشعار عاشقانہ
گانے خواجہ کا تو گانا سحر ہے گرم مزاج بیقرار ہو گئی تعریفیں کرنے لگی کہتی تھی سبحان اللہ تم
تم گانے میں کمال رکھتے ہو خواجہ نے کہا خدمت خداوندی میں رہوں راہی قدرت نے تعلیم
کیا تاثیر جرأت کی پھر میرے گانے میں کیونکر نہ تاثیر ہو گرم مزاج نے کہا ہے آتشبار اس گویے
کو خدمت خداوندی میں لیجاؤ خطا معاف کرا دو یقین ہے قدرت بہت راضی ہونگے اور اسکا گانا
بدر سنینگے خواجہ عمرو نے عرض کی ہے ملکہ عالم تمھاری قدردانی سے جی خوش کر دیا بیشک تمھاری
وجہ سے قدرت سے صفائی ہو جائیگی لیکن طلسم کشا کو کیوں نہیں قتل کرتے ہو وہ شخص ہے
کہ جسکے ذکر سے قدرت کانپ جاتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن ہمارے طلسم میں
ایسا شخص آئیگا کہ صدہا ساحر قتل ہونگے سامری [illegible] پر آفت آئیگی تم اسی شخص کو گرفتار
کیا ہے سو برس پیشتر سے قدرت یہ خبر دیتے تھے اسکا اب ظہور ہوا آتشبار نے پوچھا
کیوں بڑے میاں یہ ذکر تم سنا کرتے تھے خواجہ عمرو نے کہا گانا سنتے سنتے قدرت
دریاے دل کانپ گئے اور آنکھوں میں آنسو بھر لائے میں نے پوچھا کیوں خداوند خیر تو ہے تب
قدرت نے فرمایا کہ ہم نے خواب میں [illegible] قدرت نے ایک بندہ کو پیدا کیا ہے کہ وہ ہمارے بنیادوں کا
قاتل ہے اسوقت اسکی ہیبت کا خیال آ گیا قدرت کو تردد ہوا اگر آتشبار جادوگر گرفتار کریگا
اسکے ہاتھ پر خاتمہ ہے آج تم نے وہ کام کیا جسکی قدرت نے سو برس پیشتر خبر دی تھی اسکا
آج ظہور ہوا تمھارا درجہ مقرر ہوگا کہ قدرت تمکو اپنا نائب کرینگے میں بھی تمھارے ساتھ ہونگا
بڑے بڑے کام انجام دونگا کہ دریا سے [illegible] ہاں مجھ سے سرزد ہونگے تمکو اس مرتبہ پر پہنچاؤنگا
کہ اہل طلسم رشک کرینگے اور ابھی آپ نے کیا کمال سنا وہ کمال دکھاؤں کہ عقل دنگ رہ جائے
آتشبار ان باتوں سے پھول گیا کہا کیوں گرم مزاج تمنے سنا ہے مقدمہ میں قدرت پہلے ہی حکم
لگا چکے تھے میں اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ شعلہ آتش نے خبر دی کہ طلسم کشا آگ کے درے میں

میں فوج لیکر پہونچا جسنے سحر کیا وہ سحر پلٹ کر اُسی پر پڑا کہ اُسکا خاتمہ ہوا تب میں نے ساحروں کو
حکم دیا کہ سحر کرو زنجیریں و کمندیں مار کر گرفتار کرو جب کئی ہزار کمندیں پڑیں تب طلسم کشا
گرفتار ہوئے یہ وہ جوان ہو کہ لاکھوں میں اکیلا لڑا بڑے بڑے پہلوان قتل ہوئے مگر اسپر
غالب نہ آئے لیکن میں نے وہ تدبیر کی کہ گرفتار کر لیا ورنہ اس شخص کا گرفتار ہونا مشکل تھا
آتش کیوں بڑے میاں تمنے وہ خبر سنائی کہ دل باغ باغ کر دیا خانۂ دل کو فرحت و بالیدگی سے بھر دیا
تمنے سو برس بیٹھکر خبر پائی اسکا آج ظہور ہوا مگر او کمال کیا ہو کہ جسکا تمنے ذکر کیا خواجہ نے
کہا ملکہ عالم وہ ساقی گری کروں کہ کسی کو باقی نہ چھوڑوں آتشبار نے کہا ساقی گری کیا بات ہو
شراب آتشیں کر پلاتا ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ یہ کمال قدرت نے تمہارا ایجاد کرکے مجھکو تعلیم کیا ہے کہ
ہاتھ سے جاؤں پاؤں سے ناچوں منھ سے گاؤں سر سے شراب پلاؤں آتشبار نے کہا
بڑے میاں صاحب یہ تو بہت مشکل ہو خواجہ نے کہا اجازت ہو تو کیا مشکل ہو مجھکو دیکھئے لطف
اسکا ضرور ہوگا مگر قلب کو سرور ہوگا آتشبار نے خوشی خوشی کہا ہمیشہ کی خواجہ کو دی خواجہ صاحب
ہو کے مینا ہاتھ میں آئے شراب کو خراب کیا سب میں ہنسی تالی بجا کر آواز دی کہ یارو ہم ساقی
ہوئے اب کوئی باقی نہ رہے شراب کا حکم عام ہے جسقدر چاہو لیجاؤ ساحر دوڑ دوڑ کر آنے لگے
گلابیاں و کنٹر اُٹھا کے لیجانے لگے لیکن شتابا رسے آتش میں حدت زیادہ ہوئی خواجہ نے
ایک ساحر سے پوچھا یہ آگ کسکی ذات سے روشن ہو ساحر نے جواب دیا کہ آتشبار اس آگ میں
رہتا ہے ہر وقت کتاب تصنیف کردہ لقمان ثانی دیکھا کرتا ہو قدرت کو معلوم ہوتا ہو خواجہ دوڑ کے
سامنے آتشبار کے آئے کہا ای شہنشاہ ساحران لیجئے آتشبار کو اس صحبت میں لائیے وہ بھی شراب
پئیں صحبت میں شریک ہوں آتشبار نے کہا بڑے میاں تمکو کیونکر معلوم ہوا خواجہ نے کہا میں نے
سب تو کئی سو برس پہلے فلاں ناسے سن چکا تھا اُسکا خیال آگیا آتشبار کو اور زیادہ خیال ہوا کہ
کو آتشبار و قدرت نا دانی میں رہا ہو سب باتیں سن چکا ہو کہا کیوں ہو گرم مزاج اب یہ دو کیا
ضرورت ہو سب حال ہم جانتا ہو گرم مزاج نے کہا ای آتشبار بڑے صاحب اقبال ہو کہ ایسا شخص
تمہارے ہاتھ سے گرفتار ہوا آتشبار نے پکار کر آواز دی ای [illegible] آتشبار صحبت میں آؤ آج تماشا
دیکھو یہ کہتے ہی شعلہ آگ کے زیادہ بھڑکے اور ایک ساحر سیاہ فام آگ سے نکلا ٹہلتا ہوا

سامنے آتشبار کے آیا کہا اے آتشبار اسوقت مین کتاب دیکھ رہا تھا صاف یہ مضمون نکلا کہ آتشبار
پر کوئی افتاد سخت پڑا چاہتی ہے مین نے چاہا تھا کہ آگے دیکھون تمنے آواز دی مین فوراً چلا آیا
ذرا ہوشیار رہنا آتشبار نے کہا کہ اے لبساط اب مقام خوف نہین ہے ایسا گویا صحبت مین آیا ہے کہ
اب ہمکو کچھ خوف نہین سو برس پیشتر کی باتین بیان کرتا ہے اُسکا آج ظہور ہوا اب کیا خوف ہے
بیٹھکر شراب پیو پھر خدمت خداوند مین چلین وہان چلکر عہدے لین اب قدرت ہمکو اپنا
تاج بنا دینگی سو برس پیشتر فرما چکے ہین ہمکو گویے کی زبانی معلوم ہوا لبساط بیٹھا خواجہ
کئی سو گلا بیان لیکر محفل مین آئے دیکھا ایک طبلیہ پیشتر سے طبلہ بجا رہا ہے وہ ٹکڑے گا نٹھتا
ہے کہ سب تعریفین کر رہے ہین خواجہ نے چاہا کہ اُسکو منع کرون آنکھ چولائی یہ جانا کہ جھتر
سماک پلا رہی ہے خوش ہوگئے حیران تھے کہ یہ ظالم کیونکر پہونچا مگر خیر اب تو آگیا کچھ مطلب
نکالیگا خواجہ عمرو نے گھنگھرو پاؤن مین باندھے جام شراب سر پہ رکھا اور ٹکڑے لیتے ہوئے
چلے مگر لبساط آتشبار طرف آگ کے دیکھ رہا ہے خواجہ سامنے آکر لبساط ہی کے جھک کے کہا اپنے
افسرون کو سر سے شراب پلانا چاہیے لبساط نے ہاتھ تو بڑھا لئے مگر طرف آگ کے دیکھا
ایک شعلہ بھڑک کر جام پر گرا کہ شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی اور جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا دوسرا شعلہ
بھڑکا وہ خواجہ عمرو پر گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا بصورت اصلی ہوگئے لبساط
آتشبار نے کہا ارے تو کون ہے خواجہ نے چاہا کہ جست کرکے بھاگون خیال کیا کہ زمین پاؤن
پکڑے ہے اپنے مقام سے ہل نہین سکتے عمرو آیا عمرو آیا کا ہلڑ ہوا لبساط تیغہ کھینچکر اُٹھا
کہتا ہوا کیون آتشبار تمنے یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا اس ظالم نے سبکو مار لیا ہوتا مگر مین نے جو
کتاب مین دیکھا تھا کہ کوئی افتاد پڑا چاہتی ہے اسی خیال سے مین نے اشارہ کیا سحر نے
میرے کمال دکھایا خواجہ عمرو نے جو اپنا یہ حال دیکھا رو رو کر دعا کرنے لگے عرض کرتے
تھے اے معبود حقیقی اے مالک تحقیقی اس آفت سے بچا لے نظم

| | |
|---|---|
| چارہ جو بیاز تو اے شافی مریض لا علاج | مرگ خواہد درد مند درد باطن یا علاج |
| لطف کن لطفا اے شفا بخش مریضان جہان | تا شود از غیب ہر درد دل پیدا علاج |
| لا دوا را خیر بت و بیمار کے بخشد شفا | شربت دیدار کے یا بدیکے آن لا علاج |

بہر بیمار تپ ہجران و محرور فراق — ہست در دست شفا بخشت خداوندا علاج
از فلک بہر دوائے دل مسیحائے فرو — بہر ما نازل بکن از عالم بالا علاج
بہر صفرائے دل صفرا زدہ کن چارہ — بہر سودائے دل سودا زدہ فرما علاج
ز اعتدال خود طبیعت در غمت برگشتہ است — کن کہ بہر این مرض دانی تو ای دانا علاج
از حیات طالب عقبی ہمی خواہد مدد — از تو می جوید مریض علت دنیا علاج
چون طبیبان زمانہ جملہ بیمار تواند — از کہ گردد جز تو حاصل بہر درد ما علاج
بر لب آمد دل ز ہجرانت دل بیمار را — منحصر بر ذات پاک تست یا مولا علاج
نظم عشرت ہمای زور دل درین بیت ارشد — خود کند آن شافی مطلق کرم فرما علاج

خواجہ عمرو بیقرار ہو کر دعائیں مانگ رہے ہیں لباط اپنے مقام سے اٹھا کہتا ہوا کہ اس ظالم کو ابھی قتل کرونگا غضب ہی کیا سب کو مار لیا ہوتا اگر میں ہوشیاری نہ کرتا تو خاتمہ تھا جیسے ہی تلوار کھینچ کر چلا طلیبے نے اٹھکر ہاتھ پکڑ لیا کہا ای شاہنشاہ ساحران تمنے بڑا کام کیا کہ ایسے شخص کو گرفتار کر لیا لیکن میں آپ کو ایک تدبیر بتاؤں سامنے درۂ کوہ میں ایک شخص چھپا بیٹھا ہی چل کے پہلے اسکو گرفتار کیجیے نہیں معلوم ساحر ہی یا عیار پہلے اسکو گرفتار کر لیجیے جبتک وہ نہ گرفتار ہوگا مجھکو خوف آتا ہی ایسا نہو کہ کچھ فتور برپا کرے لباط آتشبار یہ سنکر قتل عمرو سے الگ ہوا ساتھ طلیبے کے چلا طلیبا لباط کو لیے ہوئے درۂ کوہ میں آیا کہا دیکھیے وہ بیٹھا ہی جیسے ہی لباط پلٹا سماک نے حلقے کمند کے گلے میں ڈالدیے گرتے گرتے حباب مارا کہ لباط بیہوش ہوا سماک نے لباط کو لپیٹ کر درۂ کوہ میں ڈالدیا اب اسکی شکل بنکر محفل میں آیا کہا ای آتشبار ایک عیار درۂ کوہ میں چھپا تھا میں نے ایک گولا مارا کہ غرق زمین ہوگیا اب اطمینان ہوا بیٹھکر شراب پیو میں اپنے ہاتھ سے انتظام کرونگا اب مجھکو کسی کا اعتبار نہیں کوئی اور افتاد نہ پڑے یہ کہکے جام لبریز کیا گھاتی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی جام آتشبار کے منہہ سے لگا دیا آتشبار خوشی خوشی پی گیا جانتا ہی کہ میرا رفیق بیٹھا ہوا جو سماک نے دور باندھا ہو تھوڑے عرصہ میں سارے جلسہ کو شراب پلائی ملازمان کو اشارہ کیا کہ تم بھی شراب لیجاؤ اب میں سب کا انتظام کر رہا ہوں سب شراب پینے لگے تھوڑی

گرد اڑی آفاق تاجدار ساٹھ ہزار فوج سے پیدا ہوا آگے رستم کو بیچ میں لیا رستم نے
پوچھا کہ تمھارا آنا کیونکر ہوا عرض کی جب سمک نے ہم کو لشکر میں پہونچایا اور یہ دونوں
عیار تلاش حضور میں نکلے ہم بھی انکے عقب میں چلے ہم کو سمک نے کہا کہ حضور کا سنجق اڑ رہا
دکھلا اگر مناسب ہو آج اسی صحرا میں اتر پڑیے کل صبح کو کوچ کیجیے یہ سنکے اپنے لشکر
لشکر ہونے ہیں رستم یہ جب سنکے آفاق شاہ کے اسی صحرا میں اترے بارگاہ استادہ
ہوئی لشکر والے اپنے اپنے مقام پر اترے رستم دربار گاہ میں کرسی پر بیٹھا کہ بیٹھے خواجہ
سمک حاضر خدمت ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار آیا
ساٹھ ہزار جوان اسکی پشت پر کہ سب مسلح و مکمل شاکر رستم کو دیکھکر وہ پہلوان آگے آیا اور
اتر پڑا سکان جنگ آزما اسکا نام ہے جنگ سے ہر وقت اسکو کام ہے لاف و گزاف کرتا ہوا
اپنی بارگاہ میں آیا بیٹھتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی ہمارے لشکر میں بجے طبل جنگی بجا جب ہرکارے
ہرکارے لشکر اسلام کے جو اطلاع کرنے پر حاضر تھے خبر لیکر سامنے رستم کے آئے
ہاتھ اٹھاکر دعا دے خبر دی۔ قطعہ

| | |
|---|---|
| ہر کہ تا سبزہ رو نہد با شد بہ باغ | گل سرخ تا بہ چہ روشن چراغ |
| نگین سعادت بنام تو باد | ہمہ کار عالم بکام تو باد |

شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو یہ پہلوان جو آیا ہے سکان جنگ آزما اسکا
نام ہے لاف و گزاف اسکا کام ہے بڑے غرور میں طبل جنگی بجوایا ہے کل اسکا ارادہ ہے کہ جنگ کرے
ستمگر آپ سے نبرد ہو رستم نے حکم دیا کہ سمک کہہ دو کہ ہمارے لشکر میں بھی بالفعل طبل
طبل جنگی بجے لشکر رستم میں نقارہ رزمی گڑگڑایا دونوں لشکروں میں غل ہوا یہاں تک کہ
وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش مالک اقلیم چہارم یعنی خورشید ایوان مشرق سے برآمد ہوا فلک
چہارم پر آکر جلوہ فرما ہوا سکان سوار ہوا کل لشکر کو ساتھ لیا میدان میں آیا گینڈے کو
آگے بڑھائے کھڑا ہے کہ نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا رستم پیلتن مرکب پر سوار اور
سوار سلک آفاق شاہ تخت پر پشت پر لشکر ظفر اثر علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے
ہوئے اس شوکت سے لشکر اسلام آکر پہونچا سکان جنگ آزما لشکر دیکھکر دنگ

ہوگیا ساتھ والون سے کہتا ہی کہ رستم بڑا صاحب شوکت ہی اس رعب و دبدبے سے میدان
مین آیا ہی کہ جاہ و جلال دیکھکر قلب کانپتا ہی بیشک یہ خداوند نے کیا چاہا ہی کیا کیفیت ہوتی
ہی ساتھ والے کہتے ہین آپکی جرأت کے سکے ہین آپکی جنگ کے ڈنکے ہین جس جنگ
پر گئے اس جنگ کو فتح کرکے آئے اس جنگ پر تو آپ کو قدرت نے بھیجا ہی وہ تقدیر
کی ہوگی آپ غالب آئینگے سکان خاموش ہو رہا فوجین جمین نقیبون نے نقابت کی
کڑکیت کڑکا کہکر بیٹھے پکارے ستمگرو دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی بڑے بڑے
شاہان جلیل القدر پیوند خاک ہوئے انکی قبرون کا نشان بھی نہین باقی کوئی نام بھی
انکا نہین لیتا۔ نظم

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین اے اہل نظر — ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر — یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلاکر

زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز است و باشد شہ کریم

دیگر

گئے سوئے گلستان کل جو ہم باخستہ حالی تھے — مقابر عقلمند دیکھے ہمنے خشتی یا کہ کالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اس جا بمضمون خیالی تھے — ہوا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے
سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

اسطرح کے اشعار نقیبون نے پڑھے کہ مردان عالم کی آنکھون مین نشہ آگیا قلب ٹھہر گیا
ارادہ ہوا کہ دشمن پر جا پڑین میدان مین بڑھکر لڑین اگر ہماری موت نہین ہی تو کوئی
قتل نہین کرسکتا اور اگر موت آچکی اور یہی صحرا ہمارا شہادتگاہ و مقتل ہو تو کیا اختیار ہی مالک
پروردگار ہی جو مناسب ہو۔ شعر۔ سر نہیم بر شمشیر حبیب + ہرچہ آید بسر من
بالنصیب + ہر طرف یہی ذکر تھے بہادر تیار رہے تھے کہ سکان نے گھوڑا اپنا نکالا میدان مین
آکر سراپا میدان کا دیکھا یا عجب طرح غرق بحر حیرت ہوگیا اور دونون زانو سے یون لپیٹ
لیا جیسے دو کالی گھٹا برق پر تی ہین پکارکر آواز دی اے گروہ خدا پرستان وای بر دستان
جنگ تماشا مرگ کی ہوس ہو ... میدان مین آئے بقول شاعر۔ فرد۔ گران ہر کیا بار سر

برتن ست + حکیم علاجش بدست من ست + یہ جو بغرور اُسنے آواز دی بلا زماں آفاق شاہ
نے قصد کیا تھا مگر رستم مانع ہوئے مرکب بادرفتار بڑھایا آفاق شاہ سے اجازت
چاہی آفاق شاہ نے عرض کی کہ آپ کو خدا کے سپرد کیا پروردگار آپ کو مظفر و منصور کرے
رنج والم دل سے دور کرے رستم مرکب کو بڑھا کر سامنے سکان کے پہونچے سکان نے
دیکھا ایک نرہ شیر نہایت دلیر صاحب شوکت و حشم کوہ شکوہ صولت و جلالت مثل چاکران
کمترین ہمراہ رکاب میں جلال دیکھکر دنگ ہوگیا سلام کیا رستم نے اُسکے سلام کا جواب
دیا سکان نے کہا اے رستم تمنے سرتا خیال سکندری میں تہلکہ ڈال دیا لیکن میں جس جنگ پر
گیا بغیر فتح کیے نہیں پلٹا بہتر یہ ہے کہ میری اطاعت کرو ایسا نہو کہ میرے ہاتھ سے مارے جاؤ
سنتا ہوں کہ صاحبقران کے بڑے فرزند ہو اُنکو کیسا قلق ہوگا رستم نے فرمایا اے مغرور
غرور کو دماغ سے نکال ڈال اگر تو اطاعت کرے تو رونق بارگاہ اسلام ہو عہدہ سپہ سالاری تجھکو
دونگا بس اب کلام نکر زبان تیغ سے کلام ہو دیکھیں آج میدان میں کسکا نام ہو اگر طلسم
خیال سکندری میں آئے ہیں اور ہفت پیکر سے مہلت پائی تو بقراط ثانی کا غرور نکالیں گے
سکان نے جھلا کر نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا انہیں نیزہ چل رہا ہے
لشکر والے دونوں کی تعریفیں کر رہے ہیں ستر ہوچکے طعن میں رستم نے نیزہ سکان کا نکالا اُچکر
جو ہاتھ سے سکان کے نکلا مثل ابر گرجا گرجا للکار کر آواز دی اے جوان تونے غضب کیا کہ
دریا سے لشکر دیکھ رہے ہیں تو نے نیزہ میرا ہوائی کیا مگر نیزہ بازی کھیل ہے مردان عالم کا
اب تیغ بیدریغ سے کام لیتا ہوں اگر پہاڑ پر ہاتھ ماروں تا بہ بیخ کاٹوں یہ کہکر تیغہ اُٹھایا رستم نے
مرکب کو کدکدایا منظور یہ ہے کہ زیر بغل جا کر لپیٹ پڑوں تلوار اُسکی چھین لوں مگر قضائے کار
اُس مقام پر موش خانہ تھا دونوں پانوں مرکب رستم کے موشخانہ میں جا پڑے گھوڑے نے
سکندری کھائی خود مع سر سے گرا تلوار کر سپر پہ بیٹھی کھپاکے کی صدا بلند ہوئی یقین تھا کہ
رستم قلم ہو رستم نے دستانہ مارا تیغہ جھکا کر نکلا جا در زمین کی چہرے سے پرائی مگر رستم نے تیغہ بڑھا
کھینچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا تیغہ ہفت جوش جو پہنچا سکر دستکان کے خود و جیغہ کو کاٹتا ہوا
سینے تلوار جو کمر کی گینڈے کی گردن قلم ہوئی اہل فوج نے چاہتے آقا کو گھیٹا سے

گرتے دیکھا لینا لینا کہکے دوڑ پڑے ہمراہیان آفاق نے جو دیکھا سمجھے کہ آقا ہمارا مارا گیا
رستم کے برابر آنے رستم نعرہ کرکے قلب فوج مین دھنسنے آفاق تاجدار نے فوج کو اشارہ
کیا ہر دو لشکر آپس مین ملگئے ملازمان سکان نے آکر سکان کو اٹھا لیا گرد و غبار پونچھکر گھوڑے
پر سوار کیا سکان بھی لڑنے لگا دونون لشکر ملے ہوے ہین تلوار چل رہی ہی رستم اسقدر لڑے
کہ کلائیون پر ورم آگیا زخمون سے اسقدر خون بہا کہ سست ہونے لگے بیقرار ہوکر کئی مرتبہ سماک
کو پکارا سماک اوطرف جنگ مین تھا رستم نے دیکھا ایسا نہو غش آجائے تلوار کو نیام
مین کیا دونون ہاتھ گردن مرکب مین ڈالدیے مرکب نے اپنے راکب کو سست پایا شیر بن گیا
جس کسی نے قریب آنے کا ارادہ کیا گھوڑے نے پشتک ماردی منھ کھول کر کاٹنے
چلا گیا اسطرح اپنے آقا کو لیکر نکلا طرف صحرا کے روانہ ہوگیا سکان بھی زخمدار و بیقرار تھا
دیکھا اسنے کہ لڑائی ابھی ہوتی ہی مین زخمدار ہون ایسا نہو کہ فوج کے قدم اکھڑ جائین تو
شکست فاش ہو طبل امان بجوا دیا اور پلٹا ادھر آفاق تاجدار جو واپس ہوا رستم کو نہ پایا
سماک کو بلایا کہا ای مہتر والا گہر آقا ے نامدار کا نشان نہین ملتا سماک نے لشکر کو اسی مقام پر
اتارا اور خود تلاش مین اپنے آقا کی چلا مگر مرکب رستم ہر چند کہ نہایت شائستہ ہی مگر بے زبان آوارہ
ہوے دلیران کان مین بھری ہوئی بھاگا ہوا جاتا ہی رات بھر چلا ہی گیا صبح ہوتے ایک
سبزہ زار مین پہونچا گھاس کے پٹھون پر منھ ڈالا دو چار پٹھے جو گھاس کے کھائے جھیل سے
پانی پیا بدن کو جنبش دی رستم پشت مرکب سے زمین پر گرے مرکب گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا
زبان سے زخم چاٹتا تھا آنسو بھرتا تھا مراد یہ تھی کہ آقا میری پشت پر سوار ہون مگر رستم کو خبر
نہوئی آخر مرکب چرنے مین مصروف ہوا رستم بیہوش زیر نخل پڑے ہین اس صحرا کا حاکم سہیل
قزاق کوئی کاروان لوٹ کر لیتا ہی اسباب ساتھ لادا ہوا اسپ و مرکبون پر چلے آتے ہین
سہیل کے ساتھ والون مین سے کسی کی نگاہ پڑی پکار کر آواز دی ای آقا ے نامدار دیکھیے
ایک مرکب چر رہا ہی اور ایک جوان زیر نخل زخمدار پڑا ہی سہیل قزاق نے پہلے مرکب
پر نگاہ ڈالی دیکھا مرکب کوہ سرین کوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل اسباب مرصع مین
لدا ہوا زین ڈھلکا ہوا لختے خون کے جمے ہوے سبزے پر ٹہل رہا ہے ادھر سے

جو نگاہ پلٹی تو رستم پر پڑی دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال سر بزخم کاری
بیہوش پڑا ہے مگر قبضۂ تلوار پر قبضہ جما ہوا ہے اس حال میں ہے لیکن تلوار نہیں چھوڑی سہیل
نے کہا یہ جوان نہایت بہادر معلوم ہوتا ہے ظاہر ہوتا ہے کہ اسکو دس بیس نے گھیرا تھا مگر
ایسا لڑا کہ اپنا اسباب نہیں دیا دیکھو ایسا بہادر ہے کہ اب تک قبضۂ تلوار کا ہاتھ سے
نہیں چھوٹا مرکب کو گرفتار کرو چارپائی منگا کر اس جوان کو اٹھا کر لے چلو میں علاج کرونگا
سہیل نے رستم کو اٹھوایا پہاڑ پر قلعہ تھا ساتھ والوں نے کہا حضور پہاڑ پر برف گرتی
ہوگی زیر کوہ بارگاہ استادہ کرائیے سہیل نے اسی مقام پہ بارگاہ استادہ کرائی رستم کو
بارگاہ میں لایا جب ہاتھ کو خوب سینکا تب قبضہ ہاتھ سے چھوٹا اپنے ہاتھ سے سر میں ٹانکے
دیے پٹیاں مرہم کی چڑھائیں رومال ہاتھ میں لیکر مگس رانی کرنے لگا جب آرام پہونچا
تو رستم نے آنکھ کھولی دیکھا ایک جوان سپاہی وضع سرہانے بیٹھا ہے اٹھنے لگے سہیل
نے کہا اے جوان ابھی اٹھنے کا ارادہ نہ کرو ایسا نہ ہو کہ ٹانکے ٹوٹ جائیں مگر رستم اٹھ بیٹھے
سہیل نے پوچھا کیوں اے شہریار کس مقام پر مقابلہ پڑا آپکا کن نامردوں سے سامنا ہوا
کتنی نے ملکر آپکو زخمی کیا مگر آپ نے بڑا کمال کیا کہ اسقدر زخمی ہوے مگر اسباب نہیں دیا
رستم نے کہا اے بہادر تیرا کیا نام ہے میرے لانے کا کیا باعث ہوا سہیل نے جواب دیا یہ صحرا
میری عملداری میں ہے ہمیشہ قزاقی کرتا ہوں ایک کاروان لوٹ کر لیا تھا آپکو جو صحرا میں
پڑے دیکھا نہایت افسوس ہوا ہر چند کہ زیر کوہ اترنا میرے لیے شاق ہے میں نے
جن لوگوں کا مال لوٹا ہے وہ میری فکر میں رہتے ہیں اگر مجھے تنہا پاتے اگر زیر کوہ پاتے تو
گھیر لیتے ہم لوگوں کی لڑائی ترکیب سے ہے آپکی خاطر سے اس مقام پر اتر پڑا آپکا علاج
کر رہا ہوں کہ خدا آپکو صحت جلد عطا کرے اپنا رفیق بنا کر رکھوں قزاقوں کا سردار کروں
میرے ساتھ بھی وہ وہ جوان ہیں کہ جنکا مثل ممکن نہیں رستم نے کہا اے سہیل تم نے مجھے
اٹھا لائے تمہارا احسان ہوا مجھکو کسی نے گھیرا نہیں ایک پہلوان سے مقابلہ پڑا اسکے
ہاتھ سے زخمی ہوا مرکب ادھر نکال لایا تمکو رحم آیا اٹھا لائے شاید تم نے سنا ہوگا فتاح طلسم
ہفت پیکر رستم نامی میرا ہی نام ہے اسیر حکم خیال سکندری میں آیا ہوں بہت سے

ساحر میرے ہاتھ سے قتل ہوئے اب ارادہ ہے کہ اپنے کو مس حکیم تک پہونچاؤں کہ جسنے دعوی خدائی کیا ہے نام نامی سنکر سہیل بہت خوش ہوا کہا اے شہریار زہے میری خوش نصیبی کہ آپ میری بارگاہ میں تشریف لائے میں بھی ایک رفیق ہوا آپکے ساتھ چلونگا سہیل نے بڑے لطف سے خدمتگزاری کی گو یا ہے رستم بہت خوش ہوئے غرضکہ تیسرے دن رستم نے غسل صحت کیا سہیل نے صحت رستم کا جلسہ آراستہ کیا روشنی کرائی طائفے بلائے ایک مہ جبین نہایت حسین دلبری میں طاق شہرۂ آفاق سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

سوز الفت میں اگر جلوہ گری پیدا ہو — خاک ہو جل کے جو پروانہ پری پیدا ہو
کیونکر آنسو کوئی اے نوحہ گری پیدا ہو — دل سے جب تک نہ آنکھوں میں تری پیدا ہو
شوخیوں میں ہے کشش فتنہ گری پیدا ہو — چشمکوں میں تیری جادو نظری پیدا ہو
سرد آہیں جو کبھی کھینچ کے لبوں تک آتیں — گرمیاں کرتی ہوئی بے اثری پیدا ہو
دلبری میں کبھی ادا شوخی دل آزاری کی — لطف سے پہلو بہ پہلو بیدادگری پیدا ہو
کام کر عشق میں اے غفلت دل قاصد کا — دے خبر یار کی وہ بے خبری پیدا ہو
آئینہ دیکھے اگر حال پریشان میرا — ساتھ حیرت کے پریشان نظری پیدا ہو
حال سمجھ دل کے تڑپنے کا لکھیں یار کو گر — برق کو وصلۂ نامہ بری پیدا ہو
دے اگر جام کو وہ ساقی مہوش گردش — ہدف کیفیت دور قمری پیدا ہو
طشت شمع ہیں ساتھ شبنم سحر بھرون — صبح سے پہلے نسیم سحری پیدا ہو
جا پہنچے اثر گریہ جو دے فرقت میں — خشک آنکھوں میں ابھی ایک تری پیدا ہو
اڑ کے جلنے کا خیال شوق ارادہ تو کرے — بھیس بدلے ہوئے قاصد کا پری پیدا ہو
وادی عشق میں کرتا ہے تو تنہا کوئی — ہر قدم پر سر شوریدہ سری پیدا ہو
زلف سنبل سے کے تشویش میں چھیڑوں آہیں — پیچ کھایا ہوا ہو دو جگری پیدا ہو
ہم تو ہوا عشق ہیں جب اتراز قبا بستہ پری — قامت یار کی سی فتنہ گری پیدا ہو
عشق کہتا ہے دہان و کمر یار کی طرح — بے نشان ہو جیسے جیب ناموری پیدا ہو
سلطنت دے جو مجھے عشق تو سر پہ میرے — عوض داغ جنون چتر زری پیدا ہو

عکس تیرے لب رنگین کا جو اے سرو پڑے
باغ مین کان عقیق شجری پیدا ہو

جلوہ دکھلائے اگر شام جوانی اپنا
لیکے پیری بھی چراغ سحری پیدا ہو

کھینچ دے طرز سخن بید ہنی کی تصویر
چال مین جلوۂ نازک کمری پیدا ہو

تم اگر باندھ لو جوڑے کو تو ہو خاطر جمع
کھولدو زلف تو آشفتہ سری پیدا ہو

ہم یہ سمجھے کہ کسی نے کوئی قاصد بھیجا
پوچھنے کو جو خبر بیخبری پیدا ہو

آزما دیکھ محبت کے اثر کو بھی جلال
پھر نہو وصل وہ جب بے اثری پیدا ہو

رستم جامۂ عیش و نشاط مین بیٹھے ہین گانا سن رہے ہین سہیل پہلو مین بیٹھا ہے کہ یکایک گلشن کی کر رہا ہے کہ چند قزاق گھبرائے ہوئے آئے کان مین سہیل کے کچھ کہا سہیل گھبرا کر اٹھا رستم نے جو سہیل کو متغیر دیکھا پوچھا کہ اے برادر خیر تو ہے سہیل نے عرض کی کہ اے شہریار مقام تردد ہے کہ ایک بادشاہ فتاح جہانگرد کتنی جیتنے کا زمانہ ہوا کہ مین نے اسکی ارسال لوٹ لی تھی اب اسنے خبر پائی کہ مین زیر کوہ اترا ہون اسنے چار جانب سے گھیر لیا ہے غلام کو تردد ہے کہ کیونکر نکاسی ہو حضور یہ کام کرین کہ سوار ہوکر طرف صحرا کے نکل جائین غلام لڑ بھڑ کر نکل جائیگا یہ سنکر رستم نے کہا کہ ہمارا اسپ تیار کرو ہم اسکے مقابلے مین جائینگے تم اسی بارگاہ مین بیٹھو یہ سنکر سہیل رونے لگا کہتا ہے کہ آپ میرے مہمان ہین چاہتا ہون کہ کوئی ملال آپ کو نہ پہونچے رستم فرماتے ہین کہ اے سہیل تم ہمارے جان مخلص ہو ہو سکتا ہے کہ تمکو رنج و ملال پہونچے اور ہم دخل نہ دین ابھی نکل کر اسکو سمجھا دینگا کہو تو نکو بالا کہ وہ ہم سمجھا دین کہو تو نکل کر اسکو قتل کرون سب کچھ ہو سکتا ہے تم کیون گھبراتے ہو مگر سہیل نہین مانتا ہے قدمون سے لپٹا ہوا ہے عرض کرتا ہے کہ حضور نکل جائین اگر آپ کے جسم پر زخم پہونچا تو مجکو بڑا صدمہ ہوگا اس اثنا مین دو تین قزاق دوڑے ہوئے آئے کہا کہ غضب ہوا بہران پنجہ کش پہلوان نہایت مستحکم فتاح کے لشکر کا سرگروہ ہے بطور ایلچی فتاح نے اسے روانہ کیا ہے دروازے پر کھڑا بات کر رہا ہے چاہتا ہے کہ اندر آؤن اپنے قزاق روکے رہے ہین اب تلوار چلا چاہتی ہے رستم نے کہا کہ اس ایلچی کو یہان آنے دو روکو نہ جو رستم نے کہا سہیل تھرتھراتا کانپتا ہوا ایک طرف آ بیٹھا رستم مقام صدر پر بیٹھا

قراقون نے جاکر کہا بہران پنجہ کش جھومتا ہوا اندر آیا مثل کافرون کے سلام کیا کسی نے
جواب تک نہ دیا بہران قریب رستم کے آیا کہا کہ اے جوان تم اصلاح نہین ہونے دیتے ہمارے
شاہ کو یہ دعوی ہے کہ جو سہیل نے مال لوٹ لیا ہے اُسکو واپس دے رستم نے کہا کہ اے
بہران پنجہ کش بیٹھ جاؤ بیٹھ کر کلام کرو وہ مال اب کہان ہے قراقون نے وہ سب تقسیم کر کے
خوش کیا بادشاہ سے تم جاکر اپنے کہو اگر فساد منظور ہے تو ہم سب طرح موجود ہین ورنہ بہتر یہ ہے
کہ پلٹ جاؤ نہین تو تمکو ملال پہونچیگا یہ جو رستم نے بگڑ کر کہا بہران کو بڑا غصہ آیا ہاتھ
بڑھایا کہ رستم کی گردن پکڑ لون رستم نے کلائی پکڑ کر ایک جھٹکا مارا کہ منہ کے بل زمین پر
آیا رستم سے لپٹ پڑا ہر چند کہ سہیل منع کرتا ہے کہ اے پہلوان دوران دے اے گرشاسب
یہان یہ مہمان ہین مجھ سے کلام کرو بہران نے سہیل کو جھڑک دیا کہا کہ اے سہیل ٹھہر
مین ابھی انکو سمجھائے دیتا ہون سہیل تو کنارے ہوا رستم پیلتن و بہران سے
کشتی ہونے لگی اب سب تماشا دیکھ رہے ہین بہران کیا کیا کمال کر رہا ہے چاہتا ہے
کہ رستم کو اُٹھالون مگر یہ فرزند صاحبقران ہین اُسکے زور کو اور ریلون کو روک رہے
ہین لڑتے لڑتے بہران رستم کو ریل کر لے دوڑا پانچ چھ قدم ریل کر لایا وہان لاکر
ہکہ مارا کہ بایان گھٹنا رستم کا جھکا تڑپ کر لنگر قائم کیا کمر زنجیرین ہاتھ ڈالکر وہ وہ زور
کیے کہ اگر پہاڑ پر زور کرتا تو اُسے بھی اُکھیڑ کر پھینک دیتا مگر اس کو وہ وقار کے لنگر مین
حس و حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا کانپتا ہوا کف منہ سے جاری کہا کہ اے جوان
تیرے زور کا مشتاق ہون رستم اپنے مقام سے اُٹھے ریل کر لے دوڑے سترہ اٹھارہ
قدم ریل کر لائے وہان آکر ہکہ مارا کہ بہران کے دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوے
چاہتا ہے کہ تڑپ کر لنگر قائم کرون رستم نے لنگر چھٹنے دیتے ہین کمر زنجیرین ہاتھ ڈالکر
نعرہ شادانہ کیا۔ نعرہ رستم

| | |
|---|---|
| ارمشد اولاد اسپہر عرب | کیست ملکشاہ جو رستم لقب |
| ملکشاہ رومی سپہ فیلزور | دیگر کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور |

سہیل یہ نگاہ غور دیکھ رہا ہے کہ رستم نے لنگر بہران کا اٹھایا حیران ہے کہ اس شخص نے

اس دیو خصال کو اٹھا لیا تو یہ شبیل نہیں آیا حقیقت میں فرزندان صاحبقران سب صاحب جود و
و شوکت ہیں مگر رستم نے گرد سر بہران کو چرخ دیا چیخ دیکر زمین پہ مارا بہران چاروں شانے
چت گرا کود کر رستم چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا شناخت میں خطا کے کیا کہتا ہے بہران نے
کچھ کلمہ سخت کہا رستم نے ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا ایک ٹھوڑی پر رکھکر کہا را صبح
نرخرے گردن کھینچ لی اپنے مقام سے اٹھے فرمایا کہ لاشہ اس مغرور کا پھینک دو باہر
جو اسکے ساتھ والے کھڑے تھے ان لوگوں نے جو یہ خبر سنی کہ بہران مارا گیا لڑنے لگے
سہیل نے قزاقوں کو اشارہ کیا کہ ان سب کو مار کر نکال دو اتو قزاق دلیر ہوئے تلواریں
کھینچکر جا پڑے سب کو مار کر ہٹا دیا لاشہ بہران کا جنگل میں پھینک دیا تھا جب ساتھ والے
بھاگ کر آئے تو کہا یارو افسر کا لاشہ تو اٹھا لو لاشہ بہران کا لیکر سامنے اپنے بادشاہ کے
آئے بادشاہ نے گھبرا کر پوچھا کہ ارے یہ کیا ہوا کہا حضور اندر معرکہ ہوا ہم باہر تھے ہم لوگ
خوب لڑے مگر افسر سر پر نہ تھا شکست کھا کر بھاگے مگر وہ ہی جوان جو سہیل کا جہان ہے یہ
آفت اسی نے برپا کی کہ ہمارے افسر کو مارا لاشہ جنگل میں پڑا تھا اٹھا لائے مگر بادشاہ
لاشہ بہران کا دیکھ کر گھبرا گیا کہتا تھا کہ یہ ایسا پہلوان نہ تھا کہ جسکو ایک آدمی تنہا
مار لیتا معلوم ہوتا ہے کہ دو چار آدمی اسپر ٹوٹ پڑے یہ عاجز ہو کر مارا گیا ورنہ یہ ہزاروں سے
اکیلا لڑنے والا تھا اسکو کون مار سکتا تھا فتاح نے بہت افسوس کیا کہتا ہے کہ
سر میدان سمجھونگا اس جوان کو قتل کرونگا وہ قیامت برپا کروں کہ دریا سے خون بہا دوں
مگر بہت سے پہلوان جو گرد بیٹھے تھے انہوں نے کہا کہ جو کچھ کیجیے گا وہ سمجھ بوجھ کر
کیجیے گا ایسا نہ ہو کہ کچھ حضور کو ملال پہنچے فتاح کہتا ہے کہ میں کیا کسی بات میں
کم ہوں بہران کا مارا جانا مجھکو بہت شاق ہوا اسکا بدلہ ضرور لونگا ایسے لاف و گزاف
کرتا ہوا اٹھا خلوت میں آکر بیٹھا اپنے عیار سیما ستم شبگرد کو بلا یا بلا کر کہا کہ
اے سیما تو نے سنا کہ بہران مارا گیا مجھکو بڑا افسوس ہے اگر ہو سکے تو ایک کام کر
اس جوان کو چرا لا کہ جسنے بہران کو مارا ہے سیما نے کہا کہ یہ کتنی بڑی بات ہے یہ
غلام گیا اور چرا لایا فتاح نے کہا اے سیما مجھکو خوف پیدا ہوا ہے بہران کو اسنے

دیر کیا ہے ایسا وہ پہلوان تھا کہ مجھ سے کبھی زیر نہیں ہوا ہمیشہ برابر ہی لڑا جب اُسکو
اُس شخص نے زیر کیا تو میں کیونکر مہلت پاؤنگا مجھ پر زیادتی کریگا اگر تم گرفتار کرکے
لایا تو اُسی وقت اُسکو قتل کرونگا عجب سہیل کا مار لینا کتنی بڑی بات ہے سہیل کیا
مجھ سے لڑ سکتا ہے یقین ہے کہ زیر ہو کر پال وسکے دیگا سمایہ سب باتیں سنکر اور بانہا
عیاری جسم پر آراستہ کرکے طرف لشکر رستم کے چلا ایک فقیر کی صورت بنکر لشکر
میں آیا پھرنے لگا پشت بارگاہ رستم پر پہونچا ایک مقام محفوظ دیکھکر بیٹھا جوڑی خنجر
کی نکالی نقب کھودنے لگا پھر راستہ ہے چہرہ نقب کا توڑا برابر چھپر کھٹ رستم کے پہونچا
تڑپ کر نقب سے نکلا اول روشنی کو گل کیا کفچہ نکال کر اُسمیں بیہوشی رکھی برابر دماغ رستم
کے لگا دیا رستم بیہوش ہوئے سمائے پشتارہ باندھا اُسی نقب سے پشتارہ لیکر نکلا
جب نقب سے باہر آیا تو میر طلایہ کی آواز کان میں آئی سوچا جنگل سے ہو کر دشمن کو لیکر
چڑھ جاؤں اُدھر سے پلٹ کر اپنے لشکر میں پہونچوں یہ سوچ کر جنگل میں گھس گیا چھپتا ہوا
جاتا ہے کہ آثار صبح نمودار ہوئے تھک گیا تھا ایک جھیل پر پہونچ پشتارہ رستم کا رکھ دیا
آپ ٹہل رہا ہے کہ آسودہ ہولوں تو آگے بڑھوں کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک نقابدار
مرصع پوش شکار کھیلتا ہوا آتا ہے باز دستہ پر ہاتھ پر ایک تیہو جنگل سے نکلا اُسپر باز کو چھوڑا
باز نے جاکر تیہو کو گھیرا پر مارتا ہوا زمین پر لاتا ہے نقابدار گھوڑے کو ڈالے ہوئے
آتا ہے کہ وہ تیہو قریب پشتارہ رستم آکر گرا باز چھاتی پر چڑھا تیہو کو نوچنے لگا نقابدار
گھوڑا اُچھلا کر قریب اپنے باز کے آیا گھوڑے سے کودا جب نقابدار گھوڑے سے کودا
تو برقع چادر چہرے سے رستم کے ہٹ گیا نقابدار کی نگاہ پڑی کہ ایک جوان آفتاب مثال
خورشید جمال بیہوش دونوں ہاتھ پاؤں کمندوں میں بندھا ہوا ہے نقابدار جمال جہان آرائے
رستم دیکھکر دل و جان سے عاشق ہوا تیرہ چمکا کر سامنے عیار کے آیا کہا کہ ارے بتا تو
یہ کون ہے عیار نے کہا کہ ہمارے شاہ کا گنہگار ہے میں اسکو لیے جاتا ہوں شاہ
اسکو قتل کرینگے ایک پہلوان ایسا اسکے ہاتھ سے مارا گیا کہ شاہ کو ہمارے بڑا قلق
ہے نقابدار نے جھلا کر کہا کہ ارے تو بیہودہ فروش معلوم ہوتا ہے یہ

بیچارہ معشوق وضع کسی کو کیا مارےگا ایک نیزہ ماردون کہ تیرا کام تمام ہو باتین بنا تا
نچھوٹ جائے نیزہ چمکتا دیکھکر سیما بھاگا ایک زرعہ نخلستان مین جا کر چھپا نقابدار
نے قریب آکر گلچینی گلشن جمال کی کی اور پانچ چار سوار بھی آگئے نقابدار نے
اشارہ کیا کہ اس شخص کو اوٹھا کر گھوڑے پر ڈال لو ساتھ والون نے رستم کو اوٹھا کر
گھوڑے پر ڈال لیا نقابدار جدھر سے آیا تھا اوسی طرف چلا سیما نے ارادہ کیا کہ پیچھے
پیچھے اس نقابدار کے جاؤن مقام رہنے کا دیکھ لون کوئی آدھ کوس راستہ نقابدار نے
طے کیا تھا پلٹ کر دیکھا کہ وہ ہی عیار آتا ہے کمان کاندھے سے اوتاری تیر چلہ کمان مین جوڑ
کیا گھوڑے کو پھیر کر آواز دی کہ کیون او نا ہنجار ہمارے تعاقب مین آتا ہے یہ کہکر تیر
مارا سیما بھاگ کر ایک نخل کی آڑ مین چھپا مگر تیر جو پڑا اوس نخل کو توڑ کر بازو پر پڑا اب تو سیما
بھاگا روتا پیٹتا سامنے فتاح تاجدار کے آیا فتاح نے کہا جو کچھ ہوا سو ہوا اب سہیل
کی خبر لونگا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا مگر صبح کو سہیل کو جو ظاہر ہوا کہ رستم کو کوئی
چرا لے گیا بیقرار ہو کر کہتا ہے کہ یارو یہ کیا غضب ہوا کہ میرے آقا کو کوئی چرا لے گیا
قزاقون سے کہا تلاش کرو قزاق واسطے تلاش کے نکلے مگر حال رستم یہ ہوا کہ یہ نقابدار
شاہزادی والا قدر تھی صحرا مین ایک قلعہ ہے وہانکا حاکم مجنون تاجدار ہے اوسکی
دختر بلند اختر ملکہ رنگین ادا واسطے شکار کے آئی تھی جمال رستم دیکھکر عاشق
ہوئی اوٹھا کر اپنے باغ مین لائی لاکر مسند پر لٹایا تلوے سہلانے لگی کہ رستم کی
آنکھ کھلی اپنے قریب ایک ماہ تابان کو پایا اوٹھ بیٹھے دیکھا کہ ایک نازنین پری جمال
آفتاب مثال سراپا خوب معشوق مرغوب سیمتن غنچہ دہن سر جھکائے بیٹھی ہے رستم
نے بمحبت پوچھا کہ کیون صاحب تمھارا نام نامی کیا ہے شرما کر جواب دیا کہ مجھکو رنگین ادا
کہتے ہین یہان سے دو کوس پر ایک قلعہ ہے باپ میرا وہانکا تاجدار ہے مین برائے شکار
گئی تھی تمکو ایک عیار لیے جاتا تھا مین اوس سے چھین لائی اب تو میری یہ کیفیت ہوئی ہے

اصل مین یہ صورت ہے نظم

جان بخش لب کا پار کے رتبا بلند ہے — فی الواقعی مقام مسیحا بلند ہے

مدہوش کیف مے سے وہ بالا بلند ہے
اقبال ساغر و خم و مینا بلند ہے

بالائے بام خانہ وہ بالا بلند ہے
گردن وہ ہے جو بہر تماشا بلند ہے

پروانے جلتے ہیں تری برق جمال سے
شمعون کے سر سے آتش سودا بلند ہے

بیداغ ہونے سے رخ رنگین یار کے
داغ جگر سے لالہ کے شعلا بلند ہے

وہ ساغر شراب ہیں وہ چشم مست یار
گردن مثال گردن مینا بلند ہے

خال سیہ بنا ہے رخسار پر وہ ماہ
کیا ان دنوں زحل کا ستارا بلند ہے

طوفان نوح ہے مرے اشکوں کے جوش سے
مرغ ہوا سے ماہی دریا بلند ہے

افضل ہو گا بڑھ کے ترے قد سے سرو باغ
کعبے سے کیا شرف جو کلیسا بلند ہے

باغ جہاں میں فتنۂ محشر سے کم نہیں
بالشت بھر زمین سے جو بوٹا بلند ہے

دل کا مرے بخار نکالا ہے آہ نے
شعلہ ثرا سے تا بہ ثریا بلند ہے

سبزے سے روے یار کے ہے ابروؤں کو فوق
قرآن کے خط سے منزل طغرا بلند ہے

بحر جہاں میں حالت مجنوں بنائیے
ہر اک حباب محمل لیلا بلند ہے

پوشاک سرخ پہنے ہیں وہ بام پر کھڑے
اپنی نظر میں طور سے شعلا بلند ہے

آتش پہ جان دے جو سر مو سفید ہو
شب ہو اخیر صبح کا تارا بلند ہے

رستم سے اور رنگین ادا سے باتیں محبت آمیز ہونے لگیں رنگین ادا نے پوچھا کہ نام نامی و اسم گرامی آپ کا کیا ہے آپ گل کس گلستان کے ہیں اور ماہ کس آسمان کے ہیں یہ تو چہرے سے ہویدا ہے کہ آپ خاندان عالی سے ہیں رستم نے سب حال اپنا مفصل بیان کیا ملکہ بہت خوش ہوئیں کہا کہ اے شہریار مجکو خوف یہ ہے کہ میرے باپ کو خبر ہو جائے وہ نہایت ہی آتشخو و شعلہ مزاج ہیں پھر جان بچانا محال ہو گی رستم نے کہا کہ اسکا خوف نہیں ایک سال پورا گذرا طلسم ہفت پیکر میں جنگ کرتے ہوئے بڑے بڑے شاہان سے مقابلے پڑے ایک طرف سے صاحبقران لڑتے ہوئے آتے ہیں ایک طرف سے اور کیا بابی برادر ہمارے جنگ کر رہے ہیں انشاء اللہ تعالے تا بہ ہفت پیکر جاتا ہے دیکھو یہ تختہ جات جسم ہیرا آراستہ ہیں یہ زرہ ہفت جوش تیغ ہفت جوہر ہے کلاہ ہفت گوشہ

سر پر لوح طلسمی موجود ہی مگر ایک کنیز چنچل نامے اسکو رشک ہوا کہ ملکہ نے اس دھگڑے کو
بلا کر پہلو مین بٹھایا ہی کیا گھل مل کر باتین کر رہی ہین انکو قتل کراؤن تلاش و عشرت انکا
مٹاؤن یہ سوچ کر باہر نکلی ڈولی منگا کے سوار ہوئی طرف قلعے کے چلی کوئی کوس بھر راستہ طی
کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی مجنون تاجدار شکارگاہ سے پلٹا ہوا آتا تھا پکار کر پوچھا کہ ارے
چنچل کہان سے آتی ہی چھوکری کا مزاج کیسا ہی کہا حضور اب انکا حال نہ پوچھیے اب انکا
مزاج اور کچھ ہوگیا فرزند حمزہ کو بلا کر پہلو مین بٹھایا ہی رات بھر باتین رہین اب بیٹھی ناز و
نیاز کر رہی ہین وہ مرد بھی بھولا بیٹھا ہی جیسے جو سمجھایا حکم دیا کہ اسکو باغ سے نکال دو اور
کنیزین تو انکی راے پر ہین مگر مین تو حضور کی خیرخواہ تھی خبر کرنے چلی تھی آپ یہین مل گئے
مجنون تاجدار یہ مضمون سنکر کانپنے لگا ساتھ والون سے کہا کہ تم تو قلعے مین چلے
جاو دولت آتے ہین گینڈا چمکاتا ہوا چلا جب قریب باغ پہونچا محلدار دروازے پر
بیٹھی ہی مجنون کو دیکھکر گھبرائی قصد کیا کہ اٹھون جاکر ملکہ سے خبر کرون مجنون نے وہین
ڈانٹا کہ خبردار وہین بیٹھی رہ اٹھنے کا ارادہ نہ کرنا ورنہ قتل کرونگا آج باغ مین دریا سے
خون بہاؤنگا باغ مین جو دیرہ ہی سبھون پر خون مسلمان ڈالونگا محلدار تو کانپنے لگی جسطرح
بیٹھی تھی اسی طرح بیٹھی رہی مجنون تاجدار گینڈے سے کودا تیغہ کھینچے ہوے تیور
پہ بل جبین پہ بل غصے سے پیشانی پر پسینا اندر باغ کے آیا درختون کو قلم کرتا ہوا چلا
سامنے پہونچکر دیکھا کہ رنگین ادا پہلوے رستم مین بیٹھی ہی جل گیا وہین سے
للکارا کہ او گیسو بریدہ تو دشمن خداوند کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہے رنگین ادا خوف سے
کانپنے لگی چاہا کہ بھاگون رستم نے گود مین بٹھا لیا مجنون نے بڑھکر رستم پر تیغہ مارا
رستم نے جھٹکے سے ٹپک کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈالکر
مجنون کو اٹھا لیا چاہا کہ زمین پر مارون مجنون پکار اٹھا کہ اے شہریار الامان جاہ و
جلال رستم دیکھکر مبہوت ہوگیا رستم نے ہاتھ سے رکھدیا مجنون قدمون پر گرا بیٹی کو
گلے سے لگایا کہا کہ اے نور نظر تیری وجہ سے مرتبہ حق کو پایا ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہون
رستم نے کلمہ سنایا کلمہ پڑھکر ملکہ مسلمان ہوا کہا کہ اے شہریار قلعے مین چلیے ہر خانہ اسد ہم

ملکہ اشارے سے منع کرتی رہیں رستم نے کچھ خیال نہ کیا ساتھ مجنون کے روانہ ہوئے کرب
عرلی پر مجنون نے سوار کر لیا قلعے مین لیکر آیا افسران فوج کو اشارہ کر دیا کہ جو مین کہون تم بھی
وہی کہو افسران فوج نے سامنے رستم کے آکر کلمہ پڑھا سب کو مطیع کرتے ہوئے
دار الامارہ شاہی مین آئے مجنون نے مقام صدر پر جگہ دی اشارہ کیا کہ شراب وغیرہ
آغشتہ بداروے بیہوشی لاؤ جام لیکر سامنے رستم کے آیا کہا کہ یہ جام محبت ہے رستم نے فرمایا
کہ اے مجنون پہلے تم پی لو اسکے بعد ہم بھی پی لینگے مجنون نے عرض کی کہ اول حضور اسکا لطف اٹھائین
رستم بے اندیشہ انجام جام کو پی گئے پیتے ہی کلیجے مین آگ لگ گئی گھبرا کر کہا کیون مجنون
اس جام مین کیا تھا مجنون نے عرض کی کہ شراب نوشیدہ تھی گرمی کی ہوگی اُٹھکر ٹہلے رستم
نے چاہا کہ چہل قدمی کرون بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوئے
مجنون نے آہنگرون کو بلا کر رستم کو سلسل و طوق کیا ہوشیار کر کے حکم دیا کہ فوج تیار ہو انکو
خدمت خداوند مین پہونچا دون رستم نے کہا کہ او مکار اگر تیرے ہی ہاتھ سے قضا ہے
تو بسم اللہ ورنہ وہ رحیم و کریم صورت رہائی کی نکالیگا تجھ سے سمجھ لونگا مجنون نے اسی وقت
رستم کو ارابے پر سوار کیا خود بھی ہمراہ ہوا قیدی رستم لیکر چلا ساتھ والون سے کہا کہ آج
در باغ پر اس گیسو بریدہ کے چل کر اتریں کہ اسکو بھی معلوم ہو کہ رستم قید ہو گئے یہ
صلاح سب کو پسند آئی چنچل کنیز کو بہت سرفراز کیا اسکو بھی ساتھ لیا کہا کہ سامنے
قدرت کے تجھکو پیش کرونگا قریب باغ کے آکر اترا ایک خیمے مین رستم بیلتن کو قید کیا
چنچل نے کہا کہ اے شہریار اگر حکم ہو تو جا کر ملکہ سے خبر کرون یا نگہبانی قیدی کی کرون مجنون
نے اسی کو قید خانے کا داروغہ کیا چنچل کئی سو جوانون کو ساتھ لیکر پہرے نگہبانی
بیٹھی حاضر باش و ناظر باش کر رہی ہے مگر رنگین ادا اپنے باغ مین بیٹھی ہے آنکھون مین
آنسو بھرے ہوئے کنیزون سے کہہ رہی ہے کہ صاحبو نہین معلوم میرے وارث پر کیا گذری
مجنون کے مزاج مین مکر ہے اور یہ سیدھے سپاہی خدا انجام بخیر کرے میرا تو عجب حال
ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے

نظم

بھرے ہین جام مے لبریز شبنم ساغر گل ہے
ادھر ہے نغمۂ بلبل ادھر شیشے کی قلقل ہے

دن قلیل باقی تھا اسی بیقراری مین شام ہوئی لیلی شب نے نقاب سیہ چہرے پر ڈالی
مجنون روز دشت نجد مغرب مین چھپا سب کنیزین جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ بعد قتل ستم
ہم سب پر بادہ کریگا کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا ایک کنیز گلعذار نامے بول اٹھی کہ داری
بیقراری سے کیا فائدہ کوئی تدبیر ایسی نکالیے کہ آنکو رہا کرین ملکہ نے کہا کہ صاحبو تم سب
میری معین و مددگار ہو ورنہ یہ بھی جان لو کہ مجنون سب کو سزا دیگا کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا
ہمارے قتل سے منھ نہ موڑیگا سب نے کہا کہ واری نقب لگائیے اپنے کو اُس خیمے مین
پہونچائیے شاہزادے کو رہا کرین وہ ماشاء اللہ نکلتے ہی آفت برپا کرینگے یہ صلاح کرکے
گوشہ باغ سے نقب لگائی یہان بستم قید خانے مین بیقرار بیٹھے ہین ملکہ کا خیال کرکے
رو رہے ہین اور اُس بیقراری مین یہ اشعار زبان پر جاری ہین نظم

کیسہ بر دم کرتی ہی تیغ نگاہ یار کو — چشم کی گردش ہوئی ہی سان اُس تلوار کو
شانہ ترغیب ستم دیتا ہی زلف یار کو — دشمنِ جانِ جہان کرتے ہین دندان مار کو
یون نزاکت سے گران سرمہ ہی چشم یار کو — جسطرح ہو رات بھاری مردم بیمار کو
خاکساران جہان کا ہی ادب ایسا مجھے — پانون رکھتا ہون بچا کر سایۂ دیوار کو
دیکھنا ابروئے خونخوار و جو دشمن ہی ضعیف — سو رہے جو دیکھو تو کھا جاتا ہے کیا تلوار کو
پڑگئی زنجیر میرے بیڑیون کی پانون مین — کھینچے مقناطیس سنگ آستان یار کو
درد ہو اہل نظر کا کیا انکھین جو ہین حسینیا — پوچھتا ہی کوئی گل کب نرگس بیمار کو
مشتبہ بکھرے لگا لطف مین جواب التشکین — ہیکلے ہین ہمنے دیکھا مرغ آتشخوار کو
رتبۂ اعلی مین ظالم ترک کر دیتے ہین ظلم — پانون سے کاہش نہین خار سر دیوار کو
ہی یہ ناساز طبیعت ہجر ناساز نشاط — شمع بیجان جانتا ہون ساز کے ہر تار کو
مجھ سے حال چشم تر تحریر ہو سکتا نہین — ہاے خط لیجا صبا اک ابر دریا بار کو
برہمن ہوکر مسلمان کرتے ہین دنیا کو تباہ — رام ہوتے ہین گویا توڑ کر زنار کو
شاد ہو جاتی ہین استادون کی آنکھین دیکھ کر — کھینچتا ہون جب ہین دل سے آہ آتشبار کو
جبکہ طبیعت اللہ مین ناسخ بتون کا ہو مقام — بار کیونکر ہو نہ بزم یار مین اغیار کو

رستم سر زنجیر پر سر جھکائے بیٹھے ہیں کہ پاؤں میں نوک خنجر کی چبھی اُف کہکر پاؤں کو اٹھا لیا
حیران حیران دیکھنے لگے کہ شاید بچھو نے ڈنک مارا کہ چہرہ نقب کا ٹوٹا دیکھا کہ ملکہ رنگین ادا
نکلیں چہرہ اُداس عالم یاس زلفوں پر گرد پڑی ہوئی رستم نے گھبرا کر کہا کہ اے شہنشاہ خوبی
و اے سرور ان باغ محبوبی تم یہاں کہاں آئیں ملکہ رنگین ادا نے کہا کہ آپ کو رہا کرنے
آئی ہوں کنیزوں کی صلاح سے نقب دی شکر ہے کہ آپ تک پہونچی یہ کہکر تیشے سے ہتھکڑی
کاٹی جیسے ہی ہتھکڑی کٹی رستم نے خانہ زندان میں آکر قیاد کو توڑ ڈالا تلووں سے خون جاری
ہوا ملکہ رنگین ادا دوپٹے سے خون پونچھنے لگیں چنچل جو بیرون خیمہ بیٹھی تھی اُسنے کہا
کہ یہ کیسی جھنجھنانے کی آواز آئی شاید قیدی زنجیر ہلا رہا ہے تیشہ کھینچے ہوئے قید خانے میں
آئی دیکھا کہ رستم کے برابر ملکہ رنگین ادا کھڑی ہیں جہاں جہاں کہ خون نکلا ہے زخموں پر
آنکھیں مل رہی ہیں چنچل کنیز ہاتھ میں تیشہ لیے کھڑی تھی رستم کو ڈرانے لگی رستم نے
کلائی تھام کر ایک طمانچہ مار دیا کہ سر چنچل کا اُڑ گیا رستم تلوار کھینچ کر باہر نکلے سوار و پیدل
دوڑ پڑے بلوہ ہوا کہ قیدی بگڑ گیا ہرکاروں نے جا کر مجنوں تاجدار کو جگایا مجنوں آنکھیں
ملتا ہوا اُٹھا گھبرا کر پوچھتا ہے کہ کیوں یارو خیر تو ہے ہرکارے عرض کرتے ہیں حضور قیدی
بگڑ گیا قید خانے سے نکل آیا کئی سو نگہبان مارے گئے در خیمہ پر لڑ رہا ہے مجنوں اُٹھا
ہتھیار لگائے تخت پر سوار ہوکے چلا دور سے دیکھا کہ رستم شیرانہ لڑ رہے ہیں دریائے خون
بہا دیا ہے چہار جانب سے فوج گھیرے ہوئے ہے مجنوں نے نقیبوں کو اشارہ کیا نقیبوں
نے بڑھکر فوج کو ترغیب جنگ دی پکارتے پھرتے ہیں نظم

تھا فلاں باغ یہ نہیں دلکش — جسکو دیکھو وہ ہی پریشاں وش
اس چمن کی ہوا ہی بہمن و دی — آستیں زن چراغ عقل پہ ہی
خاک جب ہو گئے قد رعنا — تب ہوا سرو خوشنما پیدا
لالہ رو دل پہ لے گئے جب داغ — تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے میکشان محفل درد — جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
جب ہوئے خاک صاحب کاکل — تب نظر آئے گیسوے سنبل

مرگئے جب ہزار غنچہ دہان | ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
گل ہوا جب چراغ عارض یار | تب گلستان مین گل ہوا انبار
نرگسی چشم مین جو دفن ہین | چشم نرگس جھکی ہی سوتے مین
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن | کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
غنچہ لبیون کا ہی یہی احسان | غافلو کل من علیہا فان
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین | باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھ کر بے ثباتی عالم | ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
جب ہوا صرصر خزان کا ڈر | خاک اڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس | گل سوسن کا ہی کبود لباس
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر | کرے اللہ خاتمہ بالخیر

نقیبون سے جو یہ اشعار پڑھے فوج والے رستم پر جا پڑے مگر رستم شیرانہ لڑ رہے ہین مجنون تاجدار دور سے دیکھ رہا ہی بار بار فوج کو ترغیب دیتا ہی کہ یارو اس جوان کو گرفتار کرلو جو افسر سامنے رستم پیلتن کے پہونچا علامت شمشیر آبدار ہوا کئی سو افسر ہاتھ سے رستم کے واصل جہنم ہوئے مجنون تاجدار ہرچند چاہتا ہی کہ فوج بلوہ کرکے رستم کو گرفتار کرے فوج ہر مرتبہ بلوہ کرتی ہی کہ رستم پر جا پڑے مگر کیا مجال ہی کہ رستم پیلتن کی پلک جھپکے جس نے آکر وار کیا رستم نے ہاتھ تلوار کا مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے طرف مجنون کے چلے جاتے ہین کہ اس مکار کا خاتمہ ہو مگر مجنون قریب نہین آتا ملکہ رنگین ادا خیمے سے دیکھ رہی تھین چالیس کنیزین ساتھ آئی ہین ملکہ رنگین ادا نے کہا کہ صاحبو شاہزادہ بے طور گھرا ہی اب اسوقت مدد کرنا چاہیے یہ سوچ کر مع چالیس کنیزون کے ملکہ نکل پڑین چالیس کنیزون نے نکالکر شمشیر زنی کی جھنکار شروع کیے دور سے مجنون تاجدار نے دیکھا کہ ایک نقابدار جنگ کر رہا ہی ساتھ والون سے کہا کہ یہ کون ہی یہ کیون اپنی جان دیتا ہی نگہبانون نے عرض کی کہ حضور کی صاحبزادی ہین باغ سے نقب لگاکر آئی ہین رستم کو دیکھا اب بیقراری مین آپڑی ہین مجنون تاجدار نے اشارہ کیا کہ تم سب مل کر

اسکو گرفتار کر لو فوج نے جو ملکر حملہ کیا رستم اس غول پر آ پڑے خون کے دریا بہائے مگر ملکہ رنگین ادا تک کسی کو نہ آنے دیا مجنون تاجدار چاہتا ہے کہ بھاگ کر نکل جاؤں اپنی جان بچاؤں رستم نے پلٹ کر دیکھا کہ مجنون تاجدار چاہتا ہے فرار پر قرار کرون چند افسرون کو ساتھ لیکر گھوڑے پر سوار ہوا ایک افسر نے بڑھ کر رستم کو نیزہ مارا رستم نے نیزہ چھین لیا اسی نیزے سے اسکو مارا گھوڑے پر اسکے سوار ہو کے اپنے نام کا نعرہ کیا

لقب بہادر رستم پیلتن

| | | |
|---|---|---|
| کیست علمشاہ بہادر رستم لقب | | الرشید ادا امیر نژ سپاہ |
| کہ بر تخت سامر زد دق افگند شور | دیگر | علمشاہ رومی شہ فیصل ز روئے |

مجنون تاجدار نے دیکھا کہ رستم گھوڑے پر سوار ہو کے گھوڑے کو اڑاتے ہوئے اس طرف آتے ہیں افسرون سے اشارہ کیا کئی سو افسرون نے بڑھ کر حملے کیے مگر رستم کے مارے گئے ملکہ رنگین ادا نے ایک گوشہ پکڑ لیا ہے چالیس کنیزین پشت پر ہین جب تک کہ تیر مارتے دس بیس خطا شعار گرتے بعض چاہتے ہین کہ اسے نقصان پہنچائین مگر رستم پیلتن پشت و پہلو سے ہوشیار لڑ رہے ہین جو طرف ملکہ رنگین ادا کے چلا اسکو بڑھ کر قتل کیا مجنون تاجدار نے دیکھا کہ اب کوئی قریب رستم نہین جاتا دو لپٹا لپٹا کر رہے ہین ایک افسر بہرام نامی بہر سوار نہایت تنومند پشت پر تاک کے پہونچا پشت پر سے آ کر ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ رنگین ادا کے سر پر تلوار پڑی ملکہ نے دستانہ مارا کہ تلوار اچٹ کر نکلی مگر چادر خون کی چہرے پر آئی مجنون نے پکار کے آواز دی کہ ارے اس گیسو بریدہ کو پکڑ لو کئی افسر چلے ملکہ رنگین ادا نے بیقرار ہو کر رستم کو پکارا کہ اے شہریار یہ کنیز گرفتار ہوتی ہوا اتنے عرصے ہین کئی کنیزین بھی زخمی ہو کر گرین لشکر گرنے آواز دی کہ واری یہ لونڈیان نثار ہوتی ہین ملکہ نے جو لاشے کنیزون کے دیکھے دل بھر آیا بیتاب ہو گئین مگر زخم سر باندھا رستم نے جو آواز ملکہ رنگین ادا کی سنی بیتاب ہو کر گھوڑے کو اڑایا قریب آئے کہا کہ صاحب کیسے اپنے کو کیون زخمی کرایا وہ افسر پشت پر رستم کی چلا ملکہ رنگین ادا نے تیر مارا وہ تیر کسی خطا کرتا ہے گھوڑے کو

چونکہ زخمی ہوئی گھوڑے نے طرارہ بھرا وہ افسر گھوڑے سے گرا اپنے گھوڑے کے
پاؤں سے پامال ہوا رستم نے قریب آکر دوسرے افسر کو مارا مجنون تاجدار نے دیکھا
دیکھا کہ رستم کے جسم پر تیر بہت سے پڑے ہیں تمام جسم چھنا ہوا ہے بلکہ فوارہ بنا ہوا
ہے گھوڑے کو بڑھایا فوج کو ترغیب دیتا ہے کہ یارو جس طرح بنے گھیر کر اس جوان کو
مار لو وہ دو افسر مارے گئے ہیں کہ جنکی ذات سے انتظام لشکر تھا اب لشکر کو کون
سنبھالیگا کسکے بھروسے پر لشکر لڑے علمدار کو اشارہ کیا علمدار لشکر ہاتھی پر سوار
چھتر کی بغل میں داہنے ہوئے ترغیب جنگ کرتا ہوا آتا ہے بڑے قد و قامت کا جوان
ہے لوگ اسکی وجہ سے چاک چاک کر لڑ رہے ہیں رستم نے طرف علمدار کے رخ کیا علمدار
نے ہاتھی کو اشارہ کیا کچھ بری چہ و دہشت کہا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی رستم گھوڑے سے
کود پڑے ہاتھ اپنے بڑھا دیے ہاتھی نے اپنے نزدیک ہاتھ رستم کے لپیٹے رستم نے دونوں
ہاتھوں سے کھینچ لیے کو تھا دونوں پاؤں سے پاؤں ملاکر یکہ مارا سچ ہر خوش گردن
ہاتھی کی کھسیٹ لی ہاتھی نے چیخ کھایا زمین پر گرا علمدار نے کود کر ہاتھ مارا رستم پیلتن نے
کلائی تھام لی ایک طمانچہ مار دیا علمدار کا سر اڑ گیا فوج پر عالم ماتم گرا مجنون تاجدار نے
جو لاشہ علمدار کا دیکھا سر پیٹنے لگا کہتا تھا کہ بڑا جانباز مارا گیا اسکا لاشہ اٹھاؤ افسران فوج
نے بڑھکر قصد کیا کہ لاشہ علمدار کا اٹھائیں برق شمشیر رستم چمک رہی ہے جو قریب آیا
مارا گیا کئی سو جوان اس مقام پر قتل ہوئے دریا سے خون بہہ گئے رستم لڑائی کو جھیل کر
میدان پر کھیل کے لئے بیٹھے قریب مجنون تاجدار کے پہونچے مجنون نے جو رستم کو اس
شان و شوکت سے دیکھا پکار اٹھا کہ اے شہریار الامان رستم نے ہاتھ روک لیا مجنون نے
پکار کر کہا کہ اے شہریار یہ وہی سکا رہے کہ جسے دم دیکر آپ کو قید کیا تھا اب بھی مقام شرم
ہے رستم نے کہا کہ ہمارا طریقہ ہے جو امان مانگتا ہے اسکو امان دیتے ہیں اگر مکر کریگا
تو پروردگار مدد کریگا اس بلا کو رد کریگا دیکھا کیونکر رہائی پائی مجنون تاجدار یہ باتیں
جادو لشکر کی شکر قدموں سے لپٹ گیا زنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا کلمہ
طیبہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا فوج والوں کو آواز دی کہ جس کو میرا ساتھ دینا ہو دین

اسلام قبول کرے ورنہ اختیار ہی میرے لشکر سے نکل جائے سب نے بڑھ کر عرض کی کہ ہم سب آپ کے ساتھ ہیں جو حکم دیجیے بجا لائیں سب افسروں کو مجنون تاجدار نے کلمہ پڑھایا سب کو مسلمان کر کے خدمت رستم میں لایا رستم نے ایک ایک کو گلے سے لگایا ملکہ کو بارگاہ میں داخل کیا خیموں میں ٹانکے دیے عاشق و معشوق خوش ہو کر بیٹھے کنیزیں لڑا بڑا کر آئی ہیں ساز درست ہوئے مبارک باد بیٹھکر گانے لگیں ملکہ رنگین ادا نے کہا کہ کوئی غزل عاشقانہ گاؤ ایک نازنین نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

صاف ہی دیوانۂ گیسو سے خمدار آئینہ
کیوں نہ ہو زنجیر جوہر میں گرفتار آئینہ

دیکھتا ہی ٹکٹکی باندھے رخ یار آئینہ
رشک دیتا ہی مجھے مانند اغیار آئینہ

شاید اس روے مخطط سے کوئی تشبیہ دی
اسلیے طوطی سے رکھتا ہی سروکار آئینہ

حسن سے آگاہ ہو کر قتل عالم کو کیا
دست قاتل میں ہوا شمشیر خونخوار آئینہ

ہی شب گیسو میں روشن رخ رخسار یار
ہر شب تاریک میں ہی ورنہ بیکار آئینہ

چاہیے اس بار کرم کی مدح خوانی کے لیے
کیا عجب گر قرض لے طوطی سے منقار آئینہ

دیکھ لیتا ہی وہ اپنے منہ کو ہر اندام میں
خلوت محبوب میں رہتا ہی بیکار آئینہ

پڑ گیا مژگان قاتل کی جو تلواروں کا عکس
ہو گیا مانند شانہ دل ہی افگار آئینہ

دیکھتا ہی نشے کے عالم میں اپنے حسن کو
ساغر مے کو سمجھتا ہے وہ میخوار آئینہ

تو وہ ہی خورشید تابندہ کہ تیرے عکس سے
بن گیا مثل مہ تابان شب تار آئینہ

کو ہوا امید اس محبوب کے دیدار کی
باہر اپنے گھر سے کبھی نکلے نہ زنہار آئینہ

کیا صفاے پیکر دلدار کی تاثیر ہے
گر وہ لگ بیٹھے وہیں بنجائے دیوار آئینہ

سامنے آنکھوں کے آئینہ بہت رکھا نہ کر
اے صنم لیجاتے ہیں کم بینش بیمار آئینہ

شیشے طاقوں میں ہیں شیشوں میں ہیں پریاں جلوہ گر
کیا لگا لے اپنے پہلو میں غبار آئینہ

دولت سرما سے پاتے ہیں شہرت خوشنما دل
آنکھوں میں ہی سکندر کا خریدار آئینہ

جسم قاتل پر جو ہر شی کا نظر آتا ہی عکس
جانتے ہیں سمجھ دانا سے ہر دو چار آئینہ

ہیں جہاں جمشید و سلیمان و سکندر کی آرزو
جام آنکھوں میں ہیں انگشتری میں ہے گوہر بار آئینہ

آج ہی تاریخ میں ہوں سکندر ملک سخن | ہیں صفا سے لفظ و معنی سے سب اشعار آئینہ

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے محبوب تاجدار نے وزیرزادی کو بلا کر حکم دیا کہ جا کر رستم کے سینے
پر ترنج خوشبو کی لگا۔ وہیں سے ملکۂ رنگین ادا کو منسوب کیا وزیرزادی نے جا کر اسی وقت
ترنج خوشبو کی سینے پر رستم کے لگا دیا رستم کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا مبارک سلامت کی
صدائیں بلند ہوئیں رستم باہر تشریف لائے سب افسرون نے نذریں دیں عیش و عشرت کی گرمی
صحبت میں رستم کو سہیل کا خیال آیا رنگ رو متغیر ہوا محبوب تاجدار نے پوچھا کہ کیوں
اے آقاے نامدار مزاج کیسا ہے رستم نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا کہ نہیں معلوم ہمارے
یار وفادار پر کیا گذری محبوب نے نام و نشان پوچھا رستم نے سب کیفیت بیان کی
محبوب تاجدار نے کہا کہ چلیے میں بھی ساتھ ہوں رستم نے جلدی میں ملکۂ رنگین ادا
سے عقد کیا گل مراد حاصل ہوا۔ اس شاہزادی سے ایک شاہزادہ پیدا ہوگا ذکر
اسکا کسی مقام پر کیا جائیگا بعد فراغ عقد رستم نے محبوب تاجدار سے کہا کہ تیاری سفر کرو
مجھکو اپنے دوست کا خیال ہے نہیں معلوم فتاح کس طرح پیش آیا سہیل کو تو لیاقت
نہیں ہے کہ اس بادشاہ زبردست سے مقابلہ کرسکے اسکے ساتھ فوج بہت ہے وہ بھی
زبردست ہے محل میں آکر رستم نے ذکر کیا کہ اے ملکۂ عالم کل ہم جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ
بعد فراغ فتح طلسم ہفت پیکر کے ملاقات ہوگی ملکۂ رنگین ادا نے دامن پکڑ لیا کہا
کہ اے شہریار میری تو عجب کیفیت ہے میں چاہتی ہوں کہ مجھکو بھی اپنے ہمراہ لے چلیے ورنہ
تڑپ تڑپ کے مر جاؤنگی آپ کو پھر افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا نظم

گر ترے دستِ حنائی دیکھ پائے عندلیب | شاخ گل کو آہ سوزاں سے جلائے عندلیب
راز پوشی کاش ہمکو بھی سکھا جائے عندلیب | نام شبنم کا ہوا اور آنسو بہائے عندلیب
جا کے گل دیکھوں الٰہی پھر اسی محبوب کا | ہے یہی ہر صبح گلشن میں دعائے عندلیب
قفس میں تیرا اسیر اک ہے مثل گل اے خوش خرام | ہر صدا سے پاتی ہے رشک نغمہائے عندلیب
موسم گل ہے چلا آئی خزاں مر جائیگی | بھیج گلشن میں شبیہ اپنی برائے عندلیب
طعن طفلان سخن کب پائمال شعر ام | آفتِ قمری ہے قامت شاخ بلائے عندلیب

اپنا دل سا جانتا ہون غنچہ کے بھی دل کا حال
تو وہ ہو پرکالۂ آتش جو گدے باغ مین
صحن گلشن مین کھاکر قامت گلرنگ کو
آتش گل سے جو اسکو سینکے داغ باغبان
جانتی ہو شاخ گل صبا و تیرے ہاتھ کو +
عازم سیر چمن کیونکر ہو مرا گل پیرہن
جام ہو خندان برنگ گل ہو ساقی بزم مین
ہر خیابان مین ہزارون ہی تڑپ کر گلشن مین
دیکھ کر گل کو حقارت سے وہ گل کہنے لگا
بعد مردن اڑتے پھرتے ہین چمن مین بال و پر

سوئے گل ہرگز نہ دیکھون بے رضاے عندلیب
پھونک رخ سے چراغ گل جلائے عندلیب
تو اگر چاہے تو قمری سے لڑائے عندلیب
دور ہو جائین ابھی سب درد ہائے عندلیب
تو دیکھون تیرے قابو مین فدائے عندلیب
توڑ کر کلیون کو سینے مین چھپائے عندلیب
ہو یقین آتے ابھی گھر سے صدائے عندلیب
کیا وبا ہے موسم گل ہی برائے عندلیب
بس یہی ہو شاہد رنگین قبائے عندلیب
عشق گل مین دیکھا ہی نا سچ وفائے عندلیب

رستم نے اشک آنکھون سے ملکہ رنگین ادا کے پاک کیے اور فرمایا کہ ای رفیق شفیق مجھکو ایسا معاملہ درپیش ہی کہ جانا ہی مناسب ہی مین کئی سال سے اس طلسم کی فتاحی مین مصروف ہون سامان مختلف جات ممکن ہو چکے اب ہفت پیکر سے مقابلہ باقی ہی انشاء اللہ تعالی لیے ایک طرف سے قبلہ و کعبہ کبھی آتے ہین اس طلسم کی فتاحی اسکے نام پر موقوف ہی انشاء اللہ بعد فتح طلسم ہفت پیکر و قتل ہفت پیکر مین اسی طرف سے آؤنگا ضرور یہان آکر ٹھہرونگا ای ملکۂ عالم تم اطمینان رکھو زیادہ نہ گھبراؤ مین ضرور آؤنگا الغرض ملکہ رنگین ادا کو سمجھا کر بیرون محل آئے مجنون تاجدار سے کہا کہ تیاری کرو لشکر آراستہ ہو ہمکو کوچ کی ضرورت ہی مجنون تاجدار نے عرض کی کہ غلام ہمراہ چلیگا مین نے اس لیے اطاعت نہین کی ہی کہ دامن دولت سرکار کا چھوٹے ہمیشہ یہی چاہتا ہون کہ ہمراہ سرکار رہون مگر یہ کنیز آپ کی بہت بیقرار ہی مین نے اسکو بہت سمجھایا مگر وہ یہی چاہتی ہی کہ ہمراہ چلے رستم نے کہا کہ ای مجنون تاجدار عورات کا ہمراہ ہونا باعث خرابی ہی اب انشاء اللہ تعالی مین سیدھا طرف سہیل قزاق کے جاؤنگا اسکو فتاح نے کہا ہی اس سے جاکر مقابلہ کرنا ہی لہذا جلد لشکر تیار کرو لشکر تیار ہوا رستم جب سوار ہونے لگے تو ملکہ رنگین ادا روتی ہوئی

محل سے نکل آئیں رکاب پہ ہاتھ رکھدیا اور عرض کی کہ ای شہریار آپ کے فراق میں کیا گذریگی یہی کہتی پھرونگی

نظم

تو نظر آتا نہیں لیکن منور بام ہے — جلوہ تیرا ابھی برنگ آفتاب شام ہے
پھول اپنا کاکل پیچان میں کھر کر بلبلو — پھنس کے کہتا ہے وہ گل دیکھو یہ گل کا دام ہے
تو نے ای صیاد دیکھا ہے کبھی ایسا بھی صید — پیکر لاغر مرا مژگان چشم دام ہے
کھینچ کر تصویر چشم یار مانی نے کہا — باغ عالم میں کب ایسا کاغذی بادام ہے
دیکھنا ای محتسب تاثیر ایام بہار — کم نہیں گل سے وہ محفل میں شگفتہ جام ہے
صبح فرقت کو اجل نے آج آدھا کر دیا — روح ہے بیتاب لیکن جسم کو آرام ہے
ہم وہ میکش ہیں کہ خالی ہو گئے ہیں خم کے خم — پیش ساقی وہ ہیں اب تک بے رنگ جام ہے
پھر گئی آنکھیں بطرح محبوب کی مشتاق ہیں — یار توں سے کان کو بھی حسرت پیغام ہے
ختم ہے ناسخ کے دل پہ ننگ نام غیر ہے — جسکی خاتم میں فقط ختم الرسل کا نام ہے

رستم پیلتن نے گلے سے لگا لیا کہا ای ملکہ عالم صبر کرو صبر کرو ہم کہیں ساتھ نہیں لیجا سکتے لشکر راست کے ساتھ لیجانے میں بڑی بدنامی ہی ملکہ رنگین ادا کو سمجھا کر اندر محل کے بھیجا ملکہ کے نکلنے سے کنیزیں بھی باہر نکل آئی تھیں انکو بھی اندر بھیجا مجنوں تاجدار تخت پر سوار ہوا رستم مرکب پر سوار ہوے ساٹھ ہزار سوار و پیدل ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوے اس شوکت و شان سے کوچ کیا بشوکت تمام و بکیفیت مالا کلام طرف کوہ کے کوچ کیا اب حال سہیل عرض کرتا ہوں کہ یہاں فتاح کو معلوم ہوا کہ جس جوان نے ایلچی کو مارا تھا وہ غائب ہو گیا عیار میرا لیے آتا تھا راہ میں ایک نقابدار چھین لے گیا اب اسکا ملنا دشوار ہے سہیل قزاق کے نام پیغام بھیجا کہ ای سہیل جسکو تم گھیرتا ہے تم کتے وہ ضائع ہوے ایسا حال میرا ہوا ہے کہ وہ اسی بن میں خبر ہے ورنہ قیامت بپا کرونگا سہیل نے جواب دیا کہ ای مغرور جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر خدا میرا حافظ و ناصر ہے فروردہ کریگا اور جس حال کو لکھا جبکہ اسکا ملنا ہمارے قتل پر موقوف ہے اول شہریار کی تلاش کرو میں نے ہرکارے روانہ کیے ہیں انشاء اللہ تعالی سے آپکا بھی پتہ لگیگا یہ جواب سنکر فتاح بہت جھلایا

حکم دیا کہ ابھی ابھی طبل جنگی بجے ہرکاروں نے یہ خبر سہیل کو پہونچائی کہ فتاح نے طبل جنگی بجوایا ہی اُسکا ارادہ ہی کہ کل میدان میں نکل کر آمادۂ کارزار ہو سہیل نے یہ سنکر ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کہ یارو ہر چند کہ اُس جوان کا نہ ہونا سیرے کلیجے پر چھریاں پھیر رہی ہیں لیکن کس زور و شور سے اُسنے اراانشاء اللہ تعالے کل میدان میں فتاح سے مقابلہ کرونگا تصدق سے اُس جوان کے ایسی جنگ کرونکہ فتاح کے دانت کھٹے کر دوں فتاح کیا حلوا سمجھا ہے بارہ برس گذرے مجکو قزاقی کرتے بڑے بڑے سرکشوں سے مقابلہ پڑا ہمارا کام ہے کہ شب کو لڑیں دن کو کبھی اسطرح بر ملا مقابلہ نہیں پڑا میں کبھی فنون سپاہ گری میں کم نہیں ہوں ساتھ والوں نے عرض کی کہ کل غلام بھی وہ سرفروشی کریں کہ فوج کو اُسکی دنگ کر دیں اہل فوج فتاح یاد کریں کہ قزاقوں سے مقابلہ پڑا ایسی تلوار چلے کہ میدان میں دریا سے خون بہ جاوے وہ بھی دیا دیں کہ قزاق خوب لڑے بھاگے راستہ نہ لے رات بھری صلاحیں رہیں قزاق مسلح مکمل ہوے ہتھیار اپنے اپنے جسم پر لگا کے صبح کو سہیل لشکر جما کر میدان میں یا ادھر فتاح جما نگر و بڑے اور و شور سے میدان میں آکر ہوا نقیبوں کو اشارہ کیا نقیبوں نے سر و چھیڑے بالحان داؤدی آوازیں لگانے لگے کہ اے مردان یکو شیا جام دنقان نہ پوشیدہ۔ فرد — روز جنگ ست جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد کیوں یارو خیال تو کرو کہ سکندر و دارا ایسے بادشاہ نابود کیا ہو گئے صرف نام باقی ہی۔ نظم بطور مسدس

ہمنے دیکھا ہی تواریخ میں جو اہل نظر
وہ جو اُسکی ہی ظاہر عقلا کے اوپر
زاد رہ ہیچ ندارم چہ کنم

الغرض کچھ سکندر سے کفن سے باہر
یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر
سفری دور و دراز است و ...

یارو جنگ کرو نام پیدا کرو اسی جنگ سے نام رہیگا یہ کہکر نقیب ہٹے فتاح سہیل قزاق کو حقیر جانکر خود گھنڈا اٹھاتا ہوا میدان میں آیا پکار کر آواز دی کہ اے سہیل نکل کر مجھ سے مقابلہ کر وہ تمہارا مددگار کیا ہوا جسپر تم بڑا گھمنڈ کرتے تھے آج تماشا دکھاؤ کا

دکھاؤنگا مردان عالم کا مال لوٹ لینا کیا آسان ہے ای سہیل ہنر اسی میں ہے کہ بدولت کی
قدمبوسی کرو سہیل قزاق گینڈے سے اترا اور ساتھ والوں سے دیکھکر آواز دی کہ میں
مقابلے میں اس ظالم کے جاتا ہوں جو اسکی مراد ہے وہ مجھ سے نہیں ہو سکتی مال کو لوٹے
ہوئے کئی برس کا زمانہ ہوا آج وہ مانگتا ہے میں کہاں سے لاؤں کیونکر جمع کروں لہذا جاکر
اس سے مقابلہ کرتا ہوں یا تو جان دی یا فتاح جہانگیر دکھا دیا اسکو اپنی جرأت کا بڑا
دعویٰ ہے میں نے مذہب اسلام اختیار کیا ہے میں اسی جوان کے خیال میں افسوس
کرتا ہوں کہ وہ جوان اگر موجود ہوتا اور میری جرأت کو دیکھتا تو یقین ہے کہ بہت خوش
ہوتا یہ سنکے ساتھ والے کہ رہے ہیں کہ حضور ہم مقابلے میں جائیں جاکر اس سے
مقابلہ کریں آپ ہمارے افسر ہیں ملاحظہ فرمائیں کہ ہم کیسی جانبازی کرتے ہیں
یہ ذکر تھا کہ چند قزاق دوڑے ہوئے آئے کہا کہ ای افسر ابھی ایک لشکر دیکھا کہ
ایک تاجدار تخت پر سوار ساٹھ ہزار سوار و پیدل کا لشکر ہمراہ آگے آگے وہی جوان مسلح
مکمل گھوڑا اڑاتے ہوئے آتا ہے یہ سنکر سہیل نہال ہوگیا کہا کہ یارو میں جانتا تھا کہ وہ
جوان جہاں گیا ہوگا تلوار چلائی ہوگی دیکھو فوج لیکر ساتھ آیا ہے یہ قصہ اسکو بھی
تھیں کہ اسی انتظام میں تھا یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا گینڈا آگے بڑھایا لشکر سے
اپنے نکلا تھا کہ نوبت و نقارے کی آواز کان میں آئی دیکھا کہ آگے آگے تخت پر ایک تاجدار
پشت پر ساٹھ ہزار سوار و پیدل آگے سب کے رستم پیلتن گھوڑا اڑاتے ہوئے آتے ہیں
سہیل نے بڑھکر سلام کیا پوچھا کہ ای شہریار یہ فوج کہاں سے آئی یہ تاجدار کون ہے رستم
نے سب حال بیان کیا اور فرمایا کہ ای سہیل ای یار دیرین تو تیری فکر میں تھا تجھ کیا کرتا
سہیل نے عرض کی کہ فتاح جہانگیر دیوان کا زمانہ ہے غلام اسکے مقابلے میں جاتا ہے
آپ کی آمد کی خبر سنکر غلام چلا آیا کہ آپ کی زیارت کرلوں اب غلام رخصت ہوتا ہے
رستم نے کہا کہ ای سہیل میں مقابلے میں جاتا ہوں میں اس سے بڑھکر مقابلہ کرتا ہوں
یہ سنکر سہیل قدموں سے لپٹ گیا کہا کہ ای آقا ئے نامدار میری جانبازی دیکھئے آپ
بادشاہ اس سے لڑوں دیکھئے کس طور سے اس سے جنگ کرتا ہوں فنون سپہ گری میں

دانت کھٹے کردونگا فتاح کو اپنے قوت بازو پر بڑا ناز ہی رستم نے سرسیلے سے اسکا لگا یا
اور فرمایا کہ تم تماشا دیکھو ابھی کیا گذرتی ہی فتاح کی مشکین باندھکر لاتا ہون یا تو موت اسکی
میرے ہاتھ سے ہی یا جنگ دوسرا وردہ اگر قضا میری اسکے ہاتھ سے ہی تو قہر و سرشکے بہجم
زشمشیر حبیب + ہر چہ آید بسر من بالقیب + انشاء اللہ تعالے ایسے طور سے مقابلہ کیجیو
کہ تماشا دیکھنے والے خوش ہون بس یہ کہکر رستم نے مرکب اپنا بڑھایا سہیل رونے لگا
کہا کہ اے شہریار یہ کیونکر گوارا ہو کہ آپ جاکر فتاح سے مقابلہ کرین وہ جوان زبردست ہی
رستم نے کہا کہ تم دور سے تماشا دیکھنا حال کھل جائیگا انشاء اللہ وہ میرے ہاتھ سے
امان نہ پائیگا سہیل نے ہر چند منع کیا رستم نے نہ مانا مرکب بہواصفت سے نکلا دیکھا کہ
فتاح جہانگرد چہار طرف سے گیرا ڈال چکا ہی اپنے گینڈے کو جمکاتا ہوا آتا ہی رستم نے
للکارا کہ او مغرور بس آگے نہ بڑھنا ورنہ سزا پائیگا فتاح نے جو ایک جوان حسین کو دیکھا
پکار کر آواز دی کہ اے جوان تجکو سہیل نے کیون بھیجا ہی کیا تو اسکے لشکر کا قتیل ماش ہی
تجھے کیا موت کی تلاش ہی رستم نے کہا کہ تیری جان کا ملک الموت ہون یہ کہکر قریب
فتاح کے پہونچے فتاح نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا ساتوین
طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کیا فتاح نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار
پر روکا جب دو چار وار چل چکے تو رستم نے ایک مقام پر ٹھیرکو تاک کر سر پر ہاتھ مارا تیغ
تیغ ہفت جوہر گرد سپر کو کاٹتا ہوا قبہ سپر پر جمکا تھا یاز مین پر آکر پیوست دیا بلند ہوا کہ فتاح
مارا گیا فوج والون نے جو اپنے افسر کو کشتہ دیکھا سات ہزار جوان جو ہمیشہ کھڑے تھے
رستم پر آ پڑے رستم گھوڑا اٹھا کر فوج فتاح پر جا پڑے نعرہ شیرانہ کیا سہیل نے
دیکھا کہ رستم نے جاکر فتاح کو مارا مثل گل کے شگفتہ ہو گیا تلوار کھینچ کر لشکر سے باہر
نکلا قزاقون سے اشارہ کیا کہ ان نامردون کو مارلو قزاقون نے جو اشارہ پایا مرکب
اٹھا کر جا پڑے مصباح تاجدار فتاح کا بھائی کل فوج کا افسر تھا آگے بڑھ کر
رستم سے مقابلہ کیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا جب دوبارہ
ہاتھ تلوار کا مارا تو رستم نے ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کے پھینک دی

کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا مصباح نے کہا کہ الامان رستم نے کہا کہ امان بشرط ایمان
مصباح نے عرض کی کہ جب تک زندہ ہوں غلامی سے کبھی گردن تابی نکرونگا یہ کہکے
کلمہ پڑھا بصدق مسلمان ہوا فوج والوں کو آواز دی کہ یارو میں نے رستم کی اطاعت
کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو میرے ساتھ رہے ورنہ اختیار ہے سب نے کہا کہ جو حضور کا
مذہب ہے وہ ہی ہمارا بھی مذہب ہے سات ہزار جوان دائرۂ اسلام میں آئے سہیل
کو بڑی خوشی حاصل ہوئی کل فوج کو لیکر اسی صحرا میں فروکش ہوا رستم نے کہا کہ
اے سہیل اب کوچ کرو نہیں معلوم ہمارے افسروں پہ کیا گذری سہیل نے عرض کی
کہ غلام تا قیامت دامن دولت نہ چھوڑیگا ہمراہ رکاب رہیگا گر دونوں افسروں سے
اسی ہزار فوج کو تیار کیا صبح کو رستم سوار ہوے بصد شوکت و حشم جاتے ہیں ایک
منزل چل کر ایک صحرائے سبزہ زار میں پہونچے دیکھا کہ صحرائے سبزہ زار و نواح دلکشا ہے
پھولوں سے تمام میدان بھرا ہوا ہے طائر درختوں پر زمزمہ سرائی کر رہے ہیں اور اکثر
طائران زمزمہ سرا اس صحرا میں کلیل کرتے پھرتے ہیں نہریں آب صاف و شفاف سے مملو
قمریاں بر سر سرو مصروف ہیں اسکو کو پپیہا پی پی کرکے جان دیتا ہے و بلبل اسکے
معشوق کا نام لیتا ہے وہ صدا دیتا ہے کہ صاحبان محبت کیلیے اپنا مقام لیتے ہیں رستم
کو وہ صحرا بہت پسند آیا افسروں سے کہا کہ آج اسی مقام پہ اترو شب بھر اسی مقام
پہ رہیں صبح کو چلینگے یہ فرما کر لشکر کو حکم دیا سوار گھوڑوں سے اترے گھوڑے صحرا میں
باندھ دیے پیادل ہوکر اس صحرا میں پھرنے لگے بارگاہ رستم استادہ ہوئی رستم داخل
بارگاہ ہوے مگر صحرا کی رعنائی ایسی پسند آئی کہ بڑی رات گئے تک سیر دیکھا کیے پردے
بارگاہ کے اٹھے ہوے ہیں افسروں نے عرض کی کہ حضور خاصہ نوش کرکے آرام کریں
سویرے کوچ میں کمی نہ ہو رستم نے جواب دیا کہ یہ مقام ایسا دلچسپ ہے کہ نگاہ نہیں ہٹتی
اے سہیل دیکھو تو شب کا وقت ہے چاندنی کا تماشا دیکھ کر دل لہراتا ہے یہی جی چاہتا ہے
کہ اس صحرا میں ٹھہریں کل صحرا کی سیر کریں یہ سنکر افسر خاموش ہو رہے رستم نے
بارہ بجے خاصہ نوش کیا عیار انکا [illegible] کہ نہایت چست و چالاک فنون عیاری

مین بیباک ہو سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا۔ نظم

کل تیج تاب کچھ ہیں حد سے زیادہ تھا / گھٹتا نہ کیون کہ رشتہ جان تاب دادہ تھا

کیا شوق وصل یار مجھی کو زیادہ تھا / تجھسے بھی کچھ بڑھا ہوا میرا ارادہ تھا

ہرچند تیرے ملنے سے کچھ بڑھ گیا تھا دل / پھر بھی یہ تنگ شوق ہی تیرا زیادہ تھا

چلتا تھا دشت شوق مین سر پر قدم قدم / آرا ہمارے واسطے ہر ایک جادہ تھا

پایا ہر اک جواب کا قاصد جواب صاف / بھیجا تھا کاغذ اُسنے جو ہمکو وہ سادہ تھا

محفل مین تیری مجکو دکھاتا جو آنکھین / ایسا رقیب کون سا سرہنگ زادہ تھا

لے جاو دیا تجھے مرے دل سے اسو آنکھ نے / دو بادہ کش حریف تھے اک جام بادہ تھا

مجنون سے تھا بہت ترے دیوانے کو ورود (?) / دونون کا ایک سلسلہ اک خانوادہ تھا

صحرا مین میرا ساتھ جنون بھی نہ دے سکا / اس راہ مین سوار سے آگے پیادہ تھا

بیعت سبو سے رند خرابات کیسے کیا / وہ تنگ دست ہاتھ ہمارا کشادہ تھا

کیون تھوڑے تھوڑے ہوگئے ہوا آئینہ دیکھکر / تجھسے کبھی شوخیون مین کوئی کیا زیادہ تھا

آنے کو تجھے نہ آنے دیا میرے گھر اُنھین / گویا مرا رقیب اُنھین کا ارادہ تھا

تیری گلی کے لوگون کا اللہ رے شوق تھا (?) / آغوش کی طرح در جنت کشادہ تھا

دعوی تھا آنکھون کا جو ابرو سے یار کو / ابرو کا تل نہ تھا کوئی سرہنگ زادہ تھا

بنا آج ہی ہوا ہی شب ہجر مین جلال / کل تک در قبول سنا ہی کشادہ تھا

رستم یہ اشعار سنتے سنتے سو گئے سماک اُٹھ آیا افسرون نے بھی جا کر آرام کیا بعد تھوڑی دیر کے رستم کی آنکھ کھلی اُٹھ بیٹھے کہ کان مین آواز آئی کہ جیسے کوئی آفت کشیدہ ردے وصل شدیدہ تڑپ تڑپ کر رو رہا ہے آہ کرکے صدا دیتا ہی کہ اے فلک کج رفتار و اے گردون غدار کہانتک میرے ساتھ کجروی کریگا اب قلب مین برداشت کی طاقت نہیں روح کو حسرت نہین اسے معشوق خوبرو روئے زیبا اپنا دکھادے نقاب چہرے سے اُٹھا دے کہ اب بیقراری زیادہ ہے یہ طالب جمال جان دینے پر آمادہ ہے رستم یہ صدا دردناک سنکر بیقرار ہوگئے اپنے مقام سے اُٹھ تیغ ہفت جوہر ہاتھ مین لیا

صرف خود ہیں لیا ٹہلتے ہوئے باہر آئے طرف صحرا کے چلے سماک یلدا قی عیار طلسلا یہ
دیکھ رہا تھا دور سے دیکھا کہ آقا تنہا جاتے ہیں جست وخیز کرتا ہوا قریب آیا دست بستہ
عرض کی کہ میں تو حضور کو سلا کے آیا تھا آپ کہاں تشریف لیے چلے رستم نے کہا کہ کوئی بندۂ
خدا رو رہا ہی اُسکی صدائے دردناک نے بیتاب کر دیا جا کے دیکھوں کہ یہ کون
دردرسیدہ رو رہا ہی کس مصیبت میں مبتلا ہی سماک بھی ساتھ ہوا رستم باتیں کرتے ہوئے
چلے فرماتے ہوئے کہ اے سماک حقیقت میں یہ صحرا پُر فضا ہی دل لگی کی جا ہی سماک کہتا
ہی کہ حضور یہ مقام پُر آشوب ہی کوئی غول بیابانی صدا دیتا ہوگا آپ نہ جائیں تو بہتر
ہی رستم نے کہا کہ نہ جانا تو غیر ممکن ہی چلتے ہیں حال کھل جائیگا اُن ہی نخلستان میں
رستم چلے جاتے ہیں صدا ہر مرتبہ قریب معلوم ہوتی ہی بیقراری اُس رونے والے کی
بڑھتی جاتی ہی رستم نے صحرا میں آکر دیکھا کہ زیر نخل ایک جوان حسین و شکیل سر جھکائے
بیٹھا ہی یاد میں اپنی معشوقہ کے رو رہا ہی سرنگوں کلیجہ خون آنکھوں سے دریائے اشک
جاری ترقی پر بیقراری ہر چند کہ رستم قریب آگئے مگر اُس مبہوت عشق کو خبر نہ ہوئی رستم
نے قریب آکر ہاتھ ہلایا کہا کہ اے جوان اپنا حال بیان کرو میں تیرے درد کا علاج کروں اُس
جوان نے مال علاج سنکر آنکھیں کھولیں جمال جہان آرا رستم دیکھکر سینے لگا
کہا اے جوان رعنا تیرا جمال دیکھکر دل کو قوت حاصل ہوئی یہ فرمائیے کہ آپکا نام نامی کیا ہی
رستم نے کہا کہ فرزند صاحبقران یعنی علمشاہ نوجوان نام نامی سنکر اُس جوان نے
قدموں پر سر رکھ دیا کہا کہ اے شہریار غلام کی عجب کیفیت ہی اصل میں یہ صورت ہے
پہلو سے صحرا میں ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ ریحانیہ کہتے ہیں ریحان تاجدار باپ میرا
وہاں کا حاکم ہی میں سوختہ بخت دختر وزیر یعنی ملکہ سمن آرا پر عاشق ہوا جب باپ کو
میرے خبر ہوئی تو اُسنے وزیر سے کہکر میری شادی کر دی کیا بیان کروں کہ غلام کو کیا خوشی
ہوئی تنہائی میں جمال محبوب دیکھا راحت بسر کرتا تھا اور سمن آرا کو بھی مجھ سے وہ محبت
تھی کہ اگر پہر بھر کو باہر جاتا تھا تو بیتاب رہتی تھی بعد کئی مہینے کے میں نے ارادہ شکار کا
کیا اُس محبوب مطلوب نے ضد کی کہ میں بھی ساتھ چلونگی میں نے ہر چند روکا مگر اُسکے

نہ مانا آخر اُسکو ہمراہ لیکر برائے شکار آیا عین گرمی شکار مین سامنے ایک کوہ کے پہونچا
وہان ایک قزاق رہتا ہی برہمن بت پرست اُسکا نام ہی شاید برائے شکار وہ بھی آیا تھا
چونکہ ملکہ بھی بلا تکلف صحرا مین پھر رہی تھین برہمن دیکھکر مائل ہوا فوج لاکر اُسنے گھیرا
ملکہ کا طالب ہوا کب ممکن تھا کہ معشوقہ کا دینا گوارا کرتا چند سوار و پیدل میرے بھی ساتھ
تھے آخر لڑائی ہونے لگی یہ نیازمند آپ کا انتہا کا زخمی ہوا برہمن ملکہ کو گھوڑے سے
اُتار کر لے گیا مین بسبب زخمداری کے گھوڑے سے گرکر بیہوش ہوگیا باپ کو میرے
خبر ہوئی وہ آکر مجکو اُٹھا لے گئے میرا علاج کیا جب صحت پائی ولولۂ وحشت زیادہ ہوا ایک
شب کو بسبب بیقراری کے نکل آیا اُس محل کے سامنے مین آکر بیٹھا اور یہ بھی خبر مین نے
پائی ہی کہ ہرچند اُس ظالم نے ملکہ پر بدعت کی مگر اُس ثابت کرے محبت نے اُسکو نہین
قبول کیا اور وہ نہایت زبردست ہی نشۂ بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی میرے ملک مین کوئی
ایسا پہلوان نہین ہی کہ اُس سے مقابلہ کرے یاد محبوب مین آٹھ پہر روتا ہون یہ کلام کا جگر
رستم نے سماک سے کہا کہ مرکب لاؤ مین جاکر اُس ظالم سے سمجھ لونگا یا اپنی جان دونگا یا معشوقہ
اسکی دلواؤنگا سماک جاکر مرکب لایا افسرون نے یہ خبر سُنی سب آکر حاضر ہوئے سہیل نے
گھبرا کر کہا کہ اے شہریار یہ برہمن قزاق بلائے روزگار ہی اس اقلیم مین کوئی اُس سے
مقابلہ نہین کر سکتا حضور قصد نہ کرین ایسا نہو کہ سرکار کو کوئی ملال پہونچے رستم نے نہ
مانا سب کو رخصت کیا اور اکوان تاجدار کو ساتھ لیکر تلاش برہمن چلے جب سامنے کوہ کے
پہونچے برہمن شکار کھیل رہا تھا ایک قزاق نے خبر دی کہ اکوان تاجدار آتا ہی مگر طلسم کشا
اُسکے ساتھ ہی برہمن بہت جھلایا کہا کہ طلسم کشا کا حوصلہ بڑھ گیا ہی بیجا اُسنے جو نامردو
کو زیر کیا بدولت کے بھی مقابلے کا ارادہ کر لیا ایسا ناچار کرکے قتل کرون کہ یہان
دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر گریہ و زاری کرین اور مجکو ذرا ترس نہ آئے یہ کہکر
گینڈا بڑھایا سامنے رستم کے آیا للکار کر آواز دی کہ اے فرزند صاحبقران مین آپ کو
بخوبی پہچانتا ہون آپ اُس ہجران دیدہ کے ساتھ کہان آئے اُسکی معشوقہ پر مین
عاشق ہون اور اُسکو چھین کر لایا ہون مگر وہ اسی کا دم بھرتی ہی قید مین مار ڈالونگا

زیادہ زندہ چھوڑونگا رستم نے کہا کہ او نابکار عورت پر ظلم کرتا ہو تجھکو رحم نہین آتا زبردستی
کرتا ہو زبردستی سے کہین محبت وعشق ہوتا ہو یہ سنکر برہمن جھلایا چرخ دیکر نیزہ مارا رستم
نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا برہمن نے قبضے پہ ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مار دیا رستم نے
بار بچاکر کلائی پہ ہاتھ ڈالا برہمن لپٹ پڑا رستم پشت مرکب سے اترے آپس مین کشتی
ہونے لگی اس عرصے مین ملازمان برہمن بھی آگئے صفین باندھکر کھڑے ہوگئے تماشا سب کے
سب دیکھ رہے ہین ادھر سماک نے لشکر رستم مین خبر کی وہ بھی سب آگئے اپنے آقا کی جرات
دیکھ رہے ہین سہیل ہر مرتبہ قصد کرتا ہو کہ ہمراہیان برہمن پر جا پڑون ان سب کو تہ تیغ کرون
مگر سماک مانع ہوتا ہو کہتا ہو کہ ای سہیل یہ امر آقاے نامدار کے خلاف ہوگا فرمائین گے
کہ جب ہمسے فیصلہ ہو جاتا تب تمھین اختیار تھا یہ فعل وہ گوارا نہ کرین گے یہ سنکر سہیل
رک جاتا ہو سب سردار آمادہ ہین کہ اگر آقاے نامدار کو کوئی چشم زخم پہونچے تو سب
قزاقون کو قتل کرین ایک کو زندہ نہ چھوڑین آج کو وہ خوشرنگ کی پامالی کا دن ہو انشاء اللہ
پہاڑ کو گھوڑون کی ٹاپون سے اڑا دینگے یہان کئی مرتبہ رستم برہمن کو پکڑ لائے اور دو چار
ایسے گھونسے مارے کہ برہمن کی پیشانی سے خون جاری ہوا زرہ پارہ پارہ ہوگئی برہمن
بھی دبان سے عاجز ہو رہا ہو سوچ رہا ہو کہ کیونکر جان بچیگی بڑے ظالم سے مقابلہ ہے
حقیقت مین بڑا مشاق ہو فنون سپاہ گری مین طاق ہو دیکھیے کیونکر جان بچے ایک مقام
ریل کرلے دوڑا رستم دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر ہشیار قدم پیچھے ہٹے برہمن نے
ہاتھ مارا رستم کا پاؤن گٹھنا چمکا تڑپ کر لنگر قائم کیا گھٹنون تک غرق زمین ہوے برہمن اوپر آکے
چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اسطرح زور کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اسمین بھی جنبش آجاتی مگر
رستم کو حس و حرکت نہ ہوئی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا کہا کہ اب آپکے زور کا اشتیاق ہوتا
رستم مثل شیر غضبناک اپنے مقام سے اٹھے ریل کرلے دوڑے پندرہ قدم ریل کرلائے
وہان پہ لاکر پٹکا دونون گھٹنے برہمن کے آشنا نہ ہوسکے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا
پہلے ہی زور مین سر سے بلند کیا برہمن نے امان مانگی رستم پہلوان نے ایمان کی شرط کی غرضکہ
برہمن بت پرست بصدق دل مسلمان ہوا معشوقہ کو عاشق کے سپرد کرایا برہمن بھی فوج اپنی

ساتھ لیکر ہمراہ ہوا رستم نے کوچ کیا مگر اب حال سکان عرض کیا جاتا ہے کہ جب سکان کو
معلوم ہوا کہ رستم لشکر میں نہیں ہیں اپنے مقام پر کہنے لگا کہ میں نے رستم کو مار ڈالا آفاق
نے لاش چھپا ڈالی اب طبل جنگی بجے یہ کہکر طبل جنگی بجوایا آفاق تاجدار کو خبر ہوئی سناٹا
آگیا مگر ناچار ہوکر طبل جنگی بجوایا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں مگر آفاق تاجدار
کہتا ہے کہ سکان سے کون مقابلہ کریگا خدا رستم کو پہونچائے چار پہر رات اسی انتشار میں
گذری ناگاہ لیلی شب نے چہرے سے نقاب اٹھائی مجنون روز بصد سوز وگداز صحرائے
نجد مشرق سے نکلا آفاق تاجدار لرزاں و ترساں میدان میں آیا سکان بھی میدان
میں پہونچا جانتا ہے کہ میرا کوئی ہم نبرد نہیں ہے گھوڑے کو میدان میں لاکر آواز دی کہ اے
آفاق تاجدار رستم کو تو میں نے قتل کیا اب تمہارے لیے بہتر اسی میں ہے کہ آکر اطاعت
کرو تو تمہاری جان لینے سے درگذروں ورنہ آج تم سب کو قتل کرونگا لہذا کسی کو میرے
مقابلے میں بھیجو افسر جنگ سپہ سالار لشکر آفاق تاجدار کہ پہلو میں آفاق کے کھڑا تھا
مرکب کو مہمیز کرکے مقابلہ سکان میں آیا سکان نے دیکھکر آواز دی تجھ ایسے بہت سے
میرے ہاتھ سے مارے گئے ہیں اے پہلوان موت تیری لائی ہے افسر نے جواب دیا کہ جو تجھ سے
ہوسکے کوتاہی نہ کر اور یہ کلمہ جو تو نے کہا کہ رستم کو قتل کیا تو محض غلط ہے کہیں انکے دشمنوں
کو قتل کیا ہوگا گھوڑا انکو حالت زخمداری میں کہیں نکال لے گیا ہے انشاءاللہ وقت پر آئینگے
تجکو سمجھائینگے سکان نے نیزہ مارا افسر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا
آپس میں نیزہ چلنے لگا مگر سکان فنون سپاہ گری میں طاق شہرۂ آفاق ہے چند طعنوں میں
نیزہ افسر کا نکال دیا افسر نے ہاتھ تلوار کا مارا سکان نے روک کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ افسر [illegible]
زخمی ہوا مگر دستانہ مارا کہ تیغہ جھٹکا کر نکل گیا چادر خون کی چہرے پر آئی اسی عالم میں افسر
نے بھی ہاتھ تلوار کا مارا سکان نے گینڈا اچھال لیا وار جو خالی گیا سر افسر کا [illegible]
زمین پر جا لگا اوپر سے سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا سر افسر کا کٹ کے زمین پر گرا سکان
نے گھوڑے کو مہمیز کیا اب پیرا آفاق تاجدار کا بند ہوا سکان للکار رہا ہے کہ اے
آفاق کسی کو بھیجو مگر آفاق کی طرف سے کوئی نہیں نکلتا آفاق بیقرار و شکیبا ہو کر دعا مانگتا

مانگ رہا ہی کہ ای خالق لیل و نہار رحم اپنا شریک کر۔ نظم

میرود چون نایدا ندر دست دیگر بار عمر ❊ تا جوان وقت نفر و شد در بازار عمر
ماند محروم از ثواب عاقبت و احسرتا ❊ در ہوا و حرص ضائع کرد دنیا دار عمر
ختم شد شاہ و گدا را اندرین دار فنا ❊ در شمار روز و ماہ و سال آخر کار عمر
ہمچو نادان کے کند دانا تلف وقت عزیز ❊ کے بہ بیہوشی گذارد عاقل و ہشیار عمر
طی شود زندہ دلانرا در صحبت زندگی ❊ طالبان را بگذرد در الفت دلدار عمر
جست چون تیر از کمان کے باز گردد از قفا ❊ بگذرد چون وقت اعادہ کے کند دو بار عمر
بگذرد در گردش و سرگشتگی طالع را ❊ روز تا شب مثل دور گنبد دوار عمر
جستجو کن جستجو کن جستجو کن جستجو ❊ گرچہ ہندی بگذرد واند تلاش یار عمر

کر صبح اسے گرد اڑی دیکھا آگئے رستم پیلتن ایک طرف سہیل قزاق ایک جانب مصباح تاجدار تخت پر سوار پشت پر فوج جرار علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے کہ سکان نے بڑھ کر خبر دی سکان میدان میں کھڑا ہوا ایلغار رہا ہی آفاق تاجدار کے کئی پہلوان مارے گئے اب برا بنا ہی کوئی مقابلے میں سکان کے نہیں جاتا رستم نے وہیں سے مرکب اڑایا مقابلہ سکان میں پہونچے فرمایا کہ ای سکان برے قابو پرست ہو جبکہ سردار کے لشکر پہ آفت اب مقابلہ کرو سکان نے جو رستم کو دیکھا جمال و جلال دیکھ کر کانپ گیا کہا کہ ای رستم تم کیونکر جانبر ہوسکے میرے ہاتھ کا زخمی کبھی جانبر نہیں ہوتا اب بھی اطاعت کرو تو تمہاری خطا معاف کردوں رستم نے کہا کہ ای سکان ابھی تک غرور تمہارے دل سے نہیں نکلا بس اب زبان تیغ سے کلام کرو گفتگو کا وقت نہیں ہی یہ سنکر سکان نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی گیارھوین طعن میں رستم نے نیزہ سکان کا نکال دیا اب تو بقہر و غضب سکان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا سکان نے گریبان پکڑا رستم نے ایک جھٹکا مارا کہ گھٹنا سکان کا بیٹھ گیا دونوں جوان لپٹے ہوئے زمین پر آئے آپس میں کشتی ہونے لگی دوپہر کامل سکان الجھ الجھ کے رستم سے لڑا پہر دن رہے دیکھا

آواز دی کہ اے جوان دل بھر گیا دونوں لشکر بے خورد و خواب ہیں ایک زور آخری کرتا ہوں
رستم نے کہا کہ بسم اللہ سکان رستم کو لے دوڑا رستم دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر
ہٹتے ہوئے آتے ہیں گیارہ قدم پر جا کے پاؤں سکان کو لے دوڑے سترہ قدم بدل کر
لائے وہاں پر اکڑ کے یکبارا دونوں گھٹنے سکان کے آشنا بزمین ہوئے چاہا کہ لنگر قائم کرے
مگر چونکہ زبردست لنگر کب قائم ہونے دیتا ہے دونوں ہاتھ ستون سے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کے
زور کیا پہلے زمین تا بزانو دوسرے زمین تا بسینہ تیسرے زور میں سر سے اس کو سر
کو بلند کیا چاہا کہ زمین پر مارے سکان نے فریاد کی کہ اے شہریار حباب کو سر سے بلند کرتے ہیں
اسکو زمین ذلت پر نہیں گرا سکتے ہیں میں اطاعت کرتا ہوں آپ کا مذہب اختیار کرتا ہوں
رستم نے سکان کو ہاتھ سے رکھ دیا سکان کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا اپنی فوج کو
آواز دی کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو اطاعت اس شہریار کی قبول کرے لقا اطاشانی پر
لعنت کرے وہ بڑا مکار و حیلہ ساز و شعبدہ باز ہے میں نے اصلی پروردگار کی دل سے
اطاعت کی شاکر ہوں کہ راہ ضلالت سے نکلا چشمہ ہدایت پر پہونچا سب نے عرض کی کہ ہم
بدل و جان اطاعت قبول کرتے ہیں ساٹھ ہزار جوان دائرۂ اسلام میں آئے رستم نے
سب کو ساتھ لیا کوچ کر کے چلے خواجہ عمرو بھی ساتھ ہیں رستم کو دم دیکر بہت کچھ لیا
دوسری منزل ہوئی شب کو رستم نے جلسہ آراستہ کیا آفاق شاہ نے عرض کی کہ آج تو
شب گزری خواجہ کو کیا ہوا رستم نے خواجہ سے کہا خواجہ نے منہ بنایا مگر کچھ جواب دیا
کہ میں کیا کرتا ہوں آپ خود گا رہے ہیں خود مفلس و پریشان ہوں آپکے پہنچنے میں سود
کبھی نہیں پہونچا رستم نے دس توڑے منگا کر حاضر خدمت کیے سرداروں نے بھی رد کی
تھوڑے تھوڑے کر کے بھیجے میں کیا خاطر جمع ہو گیا خواجہ نے روپیہ اٹھا کر نذر زنبیل کیا پیچ مشغول ہیں

آگے بیٹھ کر یہ اشعار با اشتیاق گانے لگے ۔ نظم

نظر جس سے پہلے وہ اور دیکھیں تو ۔ دیکھنا آتے بھی ہیں داغ جگر دیکھیں تو
عشق میں دوستی درد جگر دیکھیں تو ۔ کس طرح دل کی یہ لیتا ہے خبر دیکھیں تو
آخر اس جذبہ دل کا بھی اثر دیکھیں تو ۔ ملتفت گو وہ نہ ہوں مڑ کے ادھر دیکھیں تو

جا بجا پتا لگاتے ہوئے دیہ و قریات میں دریافت کرتے ہوئے ایک صحرا میں پہونچے
شام جو ہوگئی اسی مقام پر ٹھہرے ایک جنگل کے سامنے میں آ بیٹھے ایک طرف سے دیکھا
کہ چند کنیزیں اچھلتی کودتی ہوئی آتی ہیں مگر سب نوجوان ہیں آپس میں کہتی ہوئی جاتی ہیں کہ
آج ہمکو دیر ہوگئی ملکہ گھبراتی ہونگی خواجہ عمر و گلیم اوڑھ کر انکے بیچ میں آ گئے ایک کنیز کو کہا
لا کر بیہوش کیا اسکی شکل بنا کر کنیزوں میں ملے لیکن حیران تھے کہ جسکی شکل بنا ہوں اسکا
نام نہیں جانتا جست و خیز کرکے ایک کنیز کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اسنے کہا کیوں تو کیا گھبرا
آج کل بڑی تیز ہوگئی ہو جلدی چلو ملکہ یاد فرماتی ہونگی ان دنوں حفاظت کا زمانہ ہے کہ
دشمن خدا ونا گرفتار ہوکر آیا ہے سنا ہے کہ عیار بلوہ کریں جس کسی نے رستم کو گرفتار کیا اسکا
انجام برا ہوا خواجہ نے پوچھا کہ وہ کون گرفتار ہے کنیز نے کہا کہ ملکہ لالان خون قبا رستم
کو گرفتار کرکے لائی ہیں انکی حفاظت ہے لہذا ایسا نہ ہو کہ عیار پہونچ جائیں تو باعث
خرابی ہو خواجہ کو اپنا نام دریافت ہوگیا تھوڑی دور چلے تھے کہ اور چند کنیزیں آئیں
انہوں نے اسنے کہا کہ اری کمبخت جنگل میں ماری ماری پھرتی ہو ملکہ یاد کرتی ہیں جلد
چلو خواجہ ان سب کے ساتھ چلے اور تھوڑی دور کے ایک باغ کے دروازے پر چند عیار
حاضر تھے انہوں نے بھی کہا کہ اسے صاحبو ملکہ لالان خون قبا کو آئے ہوئے عرصہ ہوا
تم سب کو طلب فرماتی ہیں خواجہ سب کے آگے داخل باغ ہوئے دیکھا کہ باغ نہایت
آراستہ نہریں درست جانوروں کے قفس درختوں میں لٹکے ہیں دن کم باقی ہے طائران
زمزمہ سرا سر نگون بیٹھے ہیں خواجہ انکے برابر سے نکلے طائروں نے پر کھولے چہکار
مارنے لگے خواجہ روش پر سے کوٹھی کے وسط باغ میں پہونچے دیکھا کہ ایک ساحرہ جوان
مسند پر بیٹھی ہے کنیزوں کو دیکھ کر کہا کہ اری تم سب کہاں تھیں اس ظالم کو دیکھا ہے میں
بہت بیقرار ہوں مگر اسکو عجب حال ہے میں تو اسکو لاکر پچھتائی خدمت خداوند میں جو گئی قدرت
نے فرمایا کہ اے لالان تم جاکر طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤ میری شامت آئی کہ میں شب کو اسی سوتے
میں اٹھا لائی بیدار ہیں کسکی مجال تھی کہ اسپر ہاتھ ڈالتا ساحر کش اسکا لقب ہے کون کون
سے ساحر اسکے مقابلے کو گئے آخر مارے گئے وہ وہ سحر اس جوان پر ہوئے کہ میں کہ

شغل نہیں تھا مگر اسیر نہیں ہوا اگرچہ میں سوتے میں اٹھا لائی یہ ارادہ تھا کہ صبح کو خدمت
خداوندی میں لے جاؤنگی قفس میں بند کر دیا صبح کو جو نگاہ پڑی تیر مژگان جو کمان خانہ ابرو میں تھا
لیسے تھے تو وہ دل پر لب معشوق ہو گئے آب و دانہ ترک ہوا راحت کی نیند آنکھ سے گئی جی چاہتا ہے
کہ کلام نہ کروں پھر اتنی شب ہجر کا سامنا ہی کسکے سامنے حال دل کہوں جی چاہتا ہے کہ تنہا
ہاتھ باندھ کر عرض کروں اے ظالم الظلم اتنی بیتابی کیفیت ہے

غزل

چپ نہ رہیے وصل میں اتنی نہایت کیجیے — کچھ گلے ہمسے کبھی شکوے کچھ شکایت کیجیے
کچھ لڑائی آج دل میں ارادہ غیر میں ہے — یہ کسکی طرف کسکی حمایت کیجیے
اس محبت سے ملا کوئی کہ ہم سوچا کیے — شکوہ کہ بیداد یا اسکی عنایت کیجیے
کوچۂ الفت کی راہوں سے ہیں بیگانہ ہم — خضر فرماتے ہیں کچھ ہدایت کیجیے
یوں نکالا چاہتا ہے آرزوے دل کو عشق — ارادہ ہے کہ تنگ اسکو نہایت کیجیے
وہ مری گستاخیوں پر قتل کرتے ہیں مجھے — رحم کہتا ہے کہ مضطر تھا رعایت کیجیے
ہے ارادہ تلخی غم کا ترے اے ہجر دوست — زہر کے مانند رگ رگ میں سرایت کیجیے
یوں لگا لیتے ہیں باتوں میں پہ کہتا ہے وہ شوخ — کہتا ہے بیان اپنی حکایت کیجیے
مجھے لا تقنطوا اس نے رحمۃ اللہ کہ کی — قصد ہے ورد زبان یا ایہا آیت کیجیے
وصل میں ڈھونڈا کیے لیکن نہ تیری صبح ملا — پاس کے تنہا یار کو دل کی شکایت کیجیے
عشق بت چھوڑے ولی اللہ ہو جائے دلا — آپ تو کہتے ہیں اپنا شاہ ولایت کیجیے

خواجہ مشکل کشا سنتے ہی بہت کہا کہ اے ملکۂ عالم آپ اسقدر کیوں گھبراتی ہیں اس جوان کو
سمجھاؤنگی آپ کے پہلو میں بٹھاؤنگی میں نے اس جوان کے تیور دیکھے اس سے پایا جاتا
تھا کہ وہ آپکو خود دل سے چاہتا ہے اگر حکم ہو تو میں دریافت کروں لالان نے کہا کہ اچھا جاؤ
دریافت تو کرو کہ کس بات پر آزردہ ہے میں اسکا دفعیہ کروں معشوق کو راضی کرنا واجب
ولازم ہے اتنا تو معلوم ہو کہ وہ ظالم کیا چاہتا ہے فلک سے تارے مانگے تو توڑ لاؤں ایسا
صاحب طاقت بنا دوں کہ کوئی دنیا میں اسیر غالب نہ ہو خواجہ یہ باتیں سنکر قریب قفس کے
آئے قریب آکر فرمایا کہ کیوں اے جوان ملکۂ عالم فرماتی ہیں کہ تیرے آہ سے تم زندہ

نہ جاؤ گے بہت جادوگرنیوں نے تمکو گرفتار کیا مگر ایسا مقام نہ ملا ہوگا رستم نے کہا کہ تو کیا
بکتی ہے جا دور ہو یہان سے خواجہ بیٹھ گئے کہا کہ ای نور نظر مجکو پہچانا میں مہر سپہر عیاری
قطب فلک خنجر گذاری تمہاری تلاش میں آیا ہوں سردار بیقرار ہیں تحفہ جات تو سب تمہارا
پاس موجود ہیں رستم نے کہا کہ کل اسنے ارادہ کیا تھا کہ تحفہ جات اتار لے مگر میں نے قریب
نہیں آنے دیا اسی باعث سے بہت کچھ سحر کیا چاہتی تھی کہ قید سحر میں رکھوں مگر سحر نے
اسکے تاثیر نہ کی اگر قفل قفس کھول دیجئے تو میں قفس سے نکلوں خواجہ عمرو نے جا کر لالان
کہا کہ ای ملکہ عالم وہ جو میں نے عرض کیا تھا وہ سچ ہے وہ تو تمہارے نام پر جان دیتے ہیں
تاکہ کہتے ہیں کہ ابتدا سے ملکہ نے مجھپر بدعت کی یہی باعث نفرت کا ہوا لالان فون قبا نے کہا
کہ میں قدموں پر گروں خطا معاف کراؤں میں نے جو بدعت کی یہ خیال تھا کہ خدمت قید
میں لیجاؤنگی اسکا بدلہ یہ ہوا کہ خود مبتلاے دام محبت ہوئی میری جانب سے کہنا کہ میں تیری
تابعدار ہوں جو حکم کیجئے اسے بسر و چشم بجا لاؤں کسی بات میں مجکو عذر نہیں خواجہ عمرو
نے کہا کہ کلید دیجئے میں قفل کھولوں لا کر آپ سے ملاؤں لالان فون قبا نے کہا کہ
قفل کی کنجی نہیں ہے یہ قفل سحر کا ہے کہکے انگلی سے انگوٹھی اتاری کہا کہ اس انگوٹھی کو
جا کر قفل سے مس کرو قفل فوراً کھل جائیگا خواجہ عمرو نے سمجھے کر انگوٹھی دستگیری کرنیکی انگوٹھی
لیکر قریب قفس آئے جیسے ہی انگوٹھی کو قفل سے مس کیا قفل کھل کر گرا رستم ہلتری نے زور
کر کے قفس کی تیلیان توڑ دین خواجہ عمرو نے تھیلہ زنبیل سے نکال کر رستم کو دیا یہان لالان
فون قبا منتظر بیٹھی ہے کہ اب معشوق آئیگا پہلو میں میرے بیٹھے گا سب کنیزوں کو جمع کیا ہے ان
کہہ رہی ہے کہ جب میں عذر کروں تو تم سب مجکو قدموں پر رستم کے گرا دینا میں عذر کرونگی
کنیزیں کہہ رہی ہیں کہ داری وہ جوان بڑا بدمزاج ہے ہم سب کو یقین نہیں آتا کہ وہ آپ کے
پہلو میں خوشی سے بیٹھے ہم سن چکے ہیں کہ اسکی کیسی کیسی معشوقان پریچہرہ ہیں کہ جنکے حسن و جمال
کی تعریف غیر ممکن ہے ملکہ مشہور گلگون پوش دختر آفاق شاہ ایسی اسکی معشوقہ ہے
کہ صدہا شاہزادے و تاجران جلیل اسکے سودا سے وصل میں دیوانے ہوئے اور اپنی
جان عزیز دی کہ اسکے باغ میں ہزار عاشقان مر گیا آج تک کسی پر اسنے توجہ نہیں کی

مگر اس نوجوان پر عاشق ہوئی گیا کیا رنج و ملال اُٹھاتے اب اُسکے لشکر مین ساحر موجود ہی
باپ کو اُسکے عہدہ سلطنت ملا ہی وہ سلطنت کرتے ہین یہ ذکر تھا کہ دیکھا رستم کھڑے ہوے
آتے ہین لالان خون قبا واسطے تعظیم کے اُٹھ کھڑی ہوئی پکار کر آواز دی کہ ای شیر بیشۂ
جرأت و ای یکہ تاز میدان جلالت مین آپ سے بہت محجوب ہون جو مجکو چاہیے سزا دیجیے مین
حاضر ہون رستم پیلتن نے جواب دیا کہ او ملعونہ مین تیرے قتل پر آمادہ ہون یہ سنکر ایک کنیز
آگے بڑھی چاہا کہ سحر کر کے پکڑ لون کلائی پر رستم کی ہاتھ ڈالا رستم نے ایک طمانچہ مارا کہ سر
اُس کنیز کا جیسے گردن سے اُڑ گیا اب تو لالان بہت گھبرائی پکار کر آواز دی کہا رے اسکو
گرفتار کر لو اس کنیز نے بڑی دشمنی کی کہ میرے قیدی کو رہا کرایا ورنہ قفل مین نے ایسا
لگایا تھا کہ کسی کنجی سے نہ کھلتا تھا سے مین نے اپنے ہاتھ سے انکو کنجی سے دی جب تو
اُسسے رہا کیا یہ جو لالان خون قبا نے نعرہ کیا سب کنیزین چہار طرف سے دوڑین طلائی
قفس توڑے وہ سب ساحر تھے تلوارین کھینچ کھینچ کر رستم پیلتن پر چلے جس ساحر نے سحر کیا
رستم نے لوح کو جنبش دی سحر اُسکا اُلٹا پلٹا اُس ساحر کا کام تمام کیا وہ ساحر واصل جہنم ہوا
اور جس ساحر پر عکس لوح کا پڑ گیا وہ ساحر نابینا ہوا ٹٹولنے لگا کئی سو ساحر تھوڑے سے ہی
عرصے مین نابینا ہو کر گرے رستم پیلتن نے انکو قتل کیا لالان خون قبا نے دیکھا کسی کا
سحر تاثیر نہین کرتا ناچار ہو کر خود آگے بڑھی آگے بڑھ کر آگ برسانے لگی تھوڑے ہی عرصے
مین اسقدر آگ برسائی کہ تمام باغ آتش بہار ہو گیا درختون کی شاخون سے آگ نکل رہی
ہی تمام نخل سرو چراغان بن گئے زمین دہک رہی ہی ہر طرف دریاے آتش موج زن
حاضرون کو رنج و محن مگر رستم پیلتن پر آگ تاثیر نہین کرتی کلاہ ہفت گوشہ سر پر ہی
زرہ ہفت جوش زیب جسم انور لوح سے گلے مین پڑی ہوئی ہی جب لوح کو جنبش دی
دریاے آتش شق ہوا کوئی شعلہ قریب رستم نہین آتا لالان خون قبا سحر کرتے کرتے
عاجز ہو گئی حیران و پریشان ہی کہ کیا تدبیر کرون جو رستم پر سحر تاثیر کرے مجبور و ناچار ہو کر
ایک دستک دی اور پکار کر آواز دی کہ ای مرد بازنگی جلد آ اس جوان کو گرفتار کر کے
لے جا تو میرا معین و مددگار ہی یہ جو پکار کر لالان خون قبا نے آواز دی دیکھا سب

کپڑے اُتار اُسنے ناچار ہو کر کپڑے اُتارے ایک رنگین لباس اٹھا کے گئی زنگی سیاہ رو نے
اُسکو قتل کیا سر باہر زنبیل کے پھینکا لاشہ دریا میں بہا دیا جسوقت وہ نازنین مری خواجہ نے
دیکھا وہ قصر و دریا نابود ہوا رستم نے دیکھا سامنے سے خواجہ آتے ہیں پکار کر آواز دی ای
عمر نامدار کیونکر جان بچی خواجہ نے جواب دیا ای فرزند میں نے جا کر اُس جادوگرنی کو قتل کرایا
تب جان بچی مگر اسباب عمر سے لے لیا فقط اروں سے شرمندہ رہا رستم نے دیکھا کہ وہ
دریا بھی غائب ہوگیا غرار ابر کر پانی غرق زمین ہوا خاک اُڑنے لگی خواجہ جھپٹ کر قریب رستم
آئے اُس صندوق کا خیال خواجہ کو لگا ہوا تھا دریا کو میں آکر دیکھا وہ صندوق پڑا ہے تیلی
سے جان بچی ہے خواجہ نے تیلی کو بھی اُٹھا لیا اور صندوق بھی اُٹھا کر نذر زنبیل کیا رستم کے
کے ساتھ چلے دیکھا صورت صحرا کی بدل گئی رستم نے کہا ای عمر نامدار یہ سب مقامات عجائب غرائب
سے مملو ہیں ایسا نہو کسی بلا میں پھنس جائیے خدا نے آپ کو بچا لیا اچھا اب بخیر و عافیت پہونچایا
خواجہ فرماتے ہیں ای نور نظر اب خدا اپنا فضل کرے کہ لشکر میں پہونچیں سب لشکر ایک مقام
پر ہو نہیں معلوم وہاں ہفت پیکر نے ساتھ صاحبقران کے کیا کیا فوج اُسکے ساتھ بیحد
و بے حساب ہے اودھر تمہارا لشکر سے نکل آنا باعث خرابی ہوا طلسم ہفت پیکر کے تمہیں
فتاح ہو ایسا نہو کہ ہفت پیکر کچھ صاحبقران کے ساتھ مکر کرے میں بھی تمہاری محبت میں
چلا آیا آقا سے نامدار کی کون حمایت کرتا ہوگا لشکر ہفت پیکر میں عیار سردار سب سامان جیار کر
تھا پر کسی عیار کو حکم دے کہ آقا کے نامدار سپہ سے سپاہی ہیں قدم بکریں کہیں تو باعث خرابی ہی
رستم کہتے ہیں ایسا اگر کسی سے مقابلہ ہو تو میں سپہ لشکر میں جاؤں سمجھا کبھی صاحبقران کا
بڑا اشتیاق ہے کہ آنکھ ملے چاکر بخیر و عافیت دیکھوں تب دل کو تسکین ہو کہ قریب لشکر پہونچے
سرداروں نے آکر استقبال رستم کیا بخیر و عافیت لشکر میں آئے سب سے زیادہ ملکہ شہرت کو
اشتیاق تھا اپنے خیمہ میں بلوا کر گفتگو کی ای شہریار آپ کے لشکر میں نہونے سے رنج کا
شرود تھا اب تردد رفع ہوا راتیں تیرگی کی تڑپ تڑپ کے کاٹیں ہر وقت یہی خیال تھا کہ دیکھیں
اُس شہریار سے کیونکر ملیں اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

کس گل کا منہ چمن میں ترے آگے کھولیں　|　ہر رنگ گل اُڑا ہی فلک پہ شفق نہیں

جب ہوا صرصر خزان کا ڈر
اسی اندوہ مین گرو جو قیاس
یہ گلستان نہین ہو قابل سیر
خاک اُڑانے لگی نسیم سحر
گل سوسن کا ہو کبود لباس
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

نقیبون نے جو یہ اشعار عبرت آثار پڑھے مردان عالم جھوم جھوم گئے ہر ایک کا یہی قول تھا
کہ یارو دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی بڑے بڑے شاہان جہان صاحبان تخت و تاج
دو گز کفن کے محتاج پیوند خاک ہوے اب اُنکا کوئی نام بھی نہین لیتا جمشید جم ایسا
بادشاہ عالیجاہ مقام افسوس ہی کہ ہاتھ سے ایک دیہاتی کے قتل ہوا اور آرہ سے چیرا گیا
لکھا ہی کہ جب قاتل جمشید نے خروج کیا جالینوس استاد جمشید دربار جمشید مین بیٹھے تھے
کہ جمشید نے جھوم کر کہا مین خداوند روے زمین ہون جالینوس نے اپنے مقام پر آکر کہا کہ
ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ وقت زوال جمشید قریب آگیا آج اسنے بڑے غرور کا کلمہ کہا اگر مین زوال
اسکا اگر دیکھونگا تو مجھکو قلق ہوگا مین نے اسکو آراستہ کیا جام شاد یا تمام عالم کو اپنے
مقام پر بیٹھا ہوا دیکھتا ہی جمشید نے دوسرے دن پھر وہی کلمہ کہا کہ مین خداوند روے زمین
ہون مجھکو سجدہ کیا کرو جالینوس نے کہا کہ اب ضرر ہونیکا طریقہ مین معلوم ہو گیا ایک صندوق
بنوایا ایک روغن تیار کیا اسمین یہ صفت تھی کہ جب قطرہ اسکا پیشانی پر ٹپکے تو سو برس شخص صندوق
مین لیٹے شیشہ کو سینے پر رکھا لیا یہ ترکیب کی تھی کہ اوپر سے ایک قطرہ روغن پیشانی پر ٹپکیگا
کو قوت دیگا شاگرد سے کہا کہ مجھکو دریا مین پھینکدے شاگرد نے دریا مین صندوق پھینکدیا ادھر
جب سے جمشید جم ہاتھ سے ضحاک ماران کے قتل ہوا ضحاک ایک روز زیر ہوا جالینوس
کا یہ انجام ہوا کہ جب سکندر کنارے دریا کے پہونچے پہاڑ پر سے دیکھا کہ ایک صندوق دریا مین
بہتا ہوا آرہا ہی اسکو نکلوایا ارسطو ایسا حکیم موجود تھا اسنے تابوت سے صندوق کھولا جالینوس
کو نکالا جالینوس نے ہوش مین آتے ہی پوچھا میرا فرزند جمشید کہان ہی سکندر نے کہا کہ ہزار برس ہوے
کہ کئی سو برس کا حال پوچھتے ہین ارسطو نے پوچھا کہ آپکا نام نامی کیا ہی جالینوس نے سکندر سے
پوچھا یہ کون شخص ہی جو مجھ سے باتین کرتا ہی سکندر نے کہا کہ یہ بڑا حکیم ہی جالینوس نے افسوس کرکے
کہا کہ مقام افسوس ہی کہ ایسا زمانہ انقلاب کیا کہ اس صورت کے حکیم ہونے لگے سکندر نے کہا

متعجب ہوا کہ ارسطو لیس کو یہ کلمہ ارشاد فرمایا مراد یہ ہے کہ اب جمشید کا کہیں پتہ نہیں ملتا بلکہ قبر
کا نشان بھی نہیں معلوم اس طرح جو نقیبوں نے حالات بیان کیے بہادروں کی آنکھوں میں سرخی آگئی
سامان موت آنکھوں کے نیچے پھر گیا افہام رودرآور نے گینڈا اپنا نکالا میدان میں آکر آواز دی
اے فرقہ خدا پرستان جس کو پینا مرگ کا ہو وہ نکلے رستم نے جو آواز افہام کی سنی گھوڑے کو جلو
سے نکالا اور پہلوانوں نے ہر چند کہ توجہ کیا رستم نے کسی کا جانا قبول نہ کیا اور مرکب اڑا کر میدان
میں آئے افہام نے رستم کو دیکھ کر بڑا افسوس کیا کہا اے جوان مقام حسرت ہے کہ اتنے جوان
کھڑے ہیں مگر کسی نے اپنی جان کے خوف سے قصد نہ کیا کہ میدان میں نکلے اور مجھ سے
مقابلہ کرے میرا وار کسی کے روکے نہیں رکتا آئندہ آپکو اختیار ہے رستم نے کہا اے افہام
زیادہ غرور نہ کرو یہ میدان کارزار ہے جرأت دکھاؤ زبان تیغ سے کلام کا مقام ہے زیادہ
زبان درازی بہتر نہیں بقراط ثانی پر لعنت کرو مذہب ہمارا اختیار کرو غضب کا نام
سنکر افہام بہت جھلایا نیزہ رستم کو مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں
نیزہ بازی ہونے لگی دونوں لشکر یکجا ہیں کہ نیزہ آپس میں چل رہا ہے دیکھنے والے حیران ہیں
کہ کیا جوانان پیلتن ہیں کسی مقام پر کمی نہیں کرتے کس لطافت سے نیزہ بازی کر رہے ہیں گھڑی
کامل افہام سے نیزہ چلا رستم نے ایک مقام پر گانٹھ کر کے ایسا جھٹکا دیا کہ نیزہ ہاتھ سے افہام کے
نکل گیا نیزہ نکلنے پر افہام کو بڑا غصہ آیا تیغ برق تاب نیام انتقام سے کھینچا خبردار خبردار
کہکے ہاتھ مارا رستم نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا صاف باسلیب سپر تلوار کو رد کیا جیسے ہی
تلوار ماری کہ افہام پلٹا رستم نے اچھا و سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا افہام
نے سپر فولادی اٹھائی مگر تیغ رستم شکستہ جو ہر دستہ زبردست رستم تہمتن نے سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر
خود پر گرا خود دو بلند وغیرہ کاٹ کر سر پر تیغہ گرا کہ چار انگل سر میں در آیا افہام نے دستانہ
مارا کہ تیغہ کھینچا کر نکالا رستم نے قصد کیا کہ دوسرا ہاتھ مار کر سر کاٹ لوں افہام نے فوراً آواز دی
اے جوان اب میں جنگ کے قابل نہیں ہوں ایک گھڑی کی مہلت دیجئے صحت پاکر مقابلہ کرونگا یہ شکست
جو ملتی ہے آپ کے فیصلہ ہو جائے گا رستم نے ہاتھ روک لیا افہام رستم سے مہلت
لیکر پلٹا اپنے لشکر میں آیا بارگاہ میں اپنی پہنچا افسروں کو جمع کیا کہا یارو اصل یہ ہے کہ رستم

جوان بے نظیر ہے کل فنون مین طاق شہرۂ آفاق ہے اب جو مقابلہ کرونگا بیشک مارا جاؤنگا کیون
یارو کیا کرون جیسے ہی اُسنے ہاتھ اٹھایا تھا اگر مہلت نہ دیتا اور ہاتھ مار دیتا تو مین مارا جاتا مگر
جوان صاحب مراتب ہے کہ دشمن کا کہا قبول کر لیا سبنے کہا شب خون مار کے اندھیرے مین مار لینگے
ہمارے ہاتھ سے مہلت نہ پائینگے اس بات کو افہام نے قبول کیا عیار اسکا فتحۂ جنگ دیکھ کے وہان سے
کہا تو جاکر دریافت کر آ کہ رستم کی بارگاہ کس مقام پر ہے اور پہلوان کس مقام پر ہین کہ ہم سوتے وقت جاکر
کرین پہلے اُن پہلوانون کا خاتمہ کرین عیار چلا ادھر جب رستم پلٹ کر آئے تو خواجہ نے پوچھا کہ
رستم زخمی کرکے پہلوان کو کیون چھوڑ دیا رستم نے سب حال بیان کیا خواجہ نے کہا کہ آپ نے
کھات کی رستم نے کہا کہ ابکی وہ کیا کریگا خواجہ نے کہا کہ اب وہ مقابلہ مین نہ آئیگا کچھ اور فریب
کریگا مکار کہا ایک حال پر رہتے ہین مین خبر کو جاتا ہون یہ کہکے خواجہ برائے خبر چلے جہان
تک پہونچے تھے کہ ادھر سے شعبدہ شکار آتا تھا خواجہ نے عیار کو آتے ہوئے دیکھا
ایک نزار مین چھپ جاتا ہے کہ یہ شخص بیہوش کر لیا جب عیار وہان پہونچا اسکا دل دھڑکا
قریب جاکر ٹھٹک گیا پکار کے آواز دی کیا کوئی میرا دشمن یہان چھپا ہے جو مقابلہ کرے تو حال معلوم
ہو خواجہ نے جواب نہ دیا عیار سمجھا کہ جنگل سنسان ہے مرا دل دھڑکتا ہے یہ کہہ آہستہ آہستہ کرکے
نکلون بیچ کمندون کے پہونچا خواجہ نے سیٹی کی آواز دی عیار رکا خواجہ نے جھٹکا مارا شہ کے
بغل زمین پر گرا خواجہ نے خیا بیسا مارا عیار بیہوش ہوا خواجہ نے مشکیں عیار کی نخل سے باندھا
کوڑا ہاتھ مین لیکر ہوشیار کیا عیار کی جو آنکھ کھلی اپنے کو نخل سے بندھا ہوا پایا اور دیکھا کہ خواجہ
عمرو کوڑا لیے ہوئے کھڑے ہین کانپ گیا خواجہ نے پوچھا کہ تو کہان جاتا تھا اگر سچ بتلائیگا
تو جانبری ہوگی اگر جھوٹ کہیگا تو سر کاٹ ڈالونگا عیار نا چار ہوا سمجھا کہ اپنی جان بچاؤ کہا
اے شہنشاہ ایوچ عیاری اصل یہ ہے کہ ہمارے آقا جو مقابلہ کرکے اپنے لشکر طرف ہوا کہ اب
جو رستم سے مقابلہ کرونگا زندہ نہ بچونگا ارادہ شب خون کا کیا ہے مین دریافت کرنے جاتا تھا
کہ بارگاہ رستم کس مقام پر ہے یہان آکے گرفتار ہوا خواجہ نے عیار کو بیہوش کیا اسکو زنبیل
مین رکھ لیا آپ اُسی کی شکل بنکر تیار ہوئے اور لشکر افہام مین پہونچے افہام سے آکر اسکا
سب حال بیان کر دیا کہ فلان مقام پر بارگاہ رستم کی فلان مقام پر بارگاہ سرداران کی ہے او شہریار

اب مین بخبر جاتا ہون مفصل خبر دریافت کرون یہ کہکے چلے رستم سے سب حال آنکر بیان کیا کہ افہام
شب خون آئیگا تم یہ تدبیر کرو کہ لشکر کو لیکر درہ کوہ مین چھپو جب وہ آکر شبخون مارینگے اور کسی شخص
کو نہ پاوینگے تو مال و اسباب لوٹینگے جب وہ بیخبر ہوکر چلینگے تب تم انکو گھیر لو اسطرح گھیر کر سبکو مار لو
رستم نے یہی کیا کہ سبکو ساتھ لیکر درہ کوہ مین جا چھپے افہام وقت پر آیا لشکر کو فوج سے خالی
پایا کہا یارو مسلمان بھاگ گئے جس خیمہ مین پہونچے مال و اسباب پڑا ہوا پایا خوب مال و
اسباب کا فوجون نے لوٹا گھوڑون پر لاد لیا جب چلنے لگے اسقدر بیخبر تھے کہ چل نہین سکتے
رستم جو آکر گرے ان سب کو قتل کرنے لگے لڑتے بھڑتے قریب افہام کے پہونچے نعرہ کیا کہ
نامرد اسی بھروسے پر دعوی کیا تھا اس مکاری کا یہ انجام ہوا تیر اُسکی پیری ہی گردن پر پڑا افہام
نے جو رستم کو آتے ہوئے دیکھا تلوار کھینچ کر بیتحاشا بڑھا رستم پر برس پڑا اگلی ہاتھ تلوار کے تارے
رستم نے سپر پر روکے للکار کر آواز دی او نامرد ایک ضرب مردان عالم کی تو قبول کر یہ کہکے ہاتھ تیغہ کا
مارا افہام نے سپر اٹھا دی تیغہ ہفت جوہر کب رکتا ہی تڑپ کے گرا سپر کو کاٹ کرتا جگرگاہ پہونچا لاشہ
افہام کا تڑپ کے زمین پر گرا فوج والون نے رستم کے ان سب کو گھیر کر مار لیا انکے پڑاو تک لڑتے
ہوئے پہونچے انکے خیمون مین آگ لگا دی مال و اسباب سب لوٹ لیا چند کس جو بچے تھے فوج نے
لاشہ افہام کا اٹھا یارو نے پیٹھ طرف صحرا کے بھاگے ملازمان رستم نے تعاقب نہ کیا پڑاو کی لوٹ
مین مصروف رہے صبح ہوتے ہوتے مال و اسباب لوٹ کر چلے اپنے لشکر مین آئے خواجہ نے رستم
سے عرض کی اپنی فوج کا خونبہا دیجئے رستم نے کئی ہزار روپئے دیئے خواجہ نے عیار کو زنبیل سے
نکالا سامنے رستم کے ہوشیار کیا اب جو اسنے یہ حال سنا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا خواجہ نے
اسکو عیارون مین داخل کیا ایک شب رستم کو اس منزل مین رہنا پڑا دوسرے دن بصد کروفر
قصد ہوا کہ کوچ کرین سارا لشکر مع ساحران دیگر ساحران تیار ہوا رستم نے حکم دیا نقارہ کوچ بجے لشکر
نے اپنے مقام سے جنبش کی جھنڈے نشان کے لہراتے ہوئے ساتھ کچھ کم تولا کی فوج آگے جہانتک
نگاہ کام کرتی ہی لشکر ہی لشکر معلوم ہوتا ہی مگر ملازمان افہام جو لاشہ افہام کا لیکر بھاگے ایک صحرا
مین جاکر پہونچے منظور ہوا کہ لاشہ افہام کو جلا دین قضاے کار افشام کہ بڑا بھائی افہام کا شکار
کھیل کے پلٹا تھا دیکھا اسنے کہ چند کس شکست خوردہ ایک لاش کو جلایا چاہتے ہین بڑھ کر پوچھا

تم لوگ کون ہو لاش کسکی لائے ہو جسکے جلانے کا قصد ہو اُن سبنے بیان کیا کہ افہام زور آور
نامی پہلوان برائے مقابلہ رستم گیا ہاتھ سے رستم کے مارا گیا بڑے بڑے مکر کیے مگر کوئی مکر نہ چلا
اقسام نے پوچھا کہ قاتل افہام کہاں گیا سب نے بیان کیا کہ اسی مقام پر ہوگا لشکر مثل مور و
ملخ کے ساتھ ہی ہم لوگوں پر جو آکر گرے زمین کانپتی تھی آخر ہم لوگوں کے پیر نہ جمے گھبرا کے
بھاگے بڑی مشکل سے لاش افہام کی اُٹھالی رستم اسی مقام پر ہونگے اقسام گرد نے لاکھ سوار
و پیدل قلعے سے بلوا لئے اُنکو ساتھ لیا شب کو اُسی مقام پر اُترا رات بھر شراب پیا کیا صبح کو لشکر
سوار ہوا لشکر کو لیکر چلا رستم کو دوسری منزل ہی پانچ کوس کا رستہ دو دن میں طے کیا ایک مقام پر
فرو کش ہیں سیر صحرا دیکھ رہے ہیں کہ اقسام آکر پہونچا مقابلہ میں رستم کے اترا طبل جنگی بجوایا
رستم نے بھی جواب میں طبل جنگی بجوایا تیاریاں ہونے لگیں رات بھر تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر
میدان کارزار میں آئے اقسام نے گینڈا نکالا رستم کو طلب کیا رستم جو مقابلے میں آئے نیزہ چلا کیے
نیزے کے نوبت تلوار کی آئی اقسام نے وار کیا رستم نے وار بچا کر جو تیغہ ہفت جوہر کھینچا اقسام
گرد کو آئینہ شمشیر میں جلوۂ عروس مرگ معلوم ہوا سمجھا کہ اگر یہ تیغہ پڑیگا تو جانبری دشوار ہوگی وار
دی ای رستم بڑے افسوس کی بات ہو کہ دوسرے جوان کو ساتھ لائے وہ مجھکو تیر مارا چاہتا ہو رستم
پلٹے کہ میرے ساتھ کون ہو غصہ آگیا جیسے ہی پلٹے اوپر سے اقسام نے تیغہ مارا اپنی پشت پر رستم
نے کسی کو نہ پایا اس مکر پر نہایت غصہ آیا پلٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ شانہ قسام کا جھول پڑا اور گینڈے
کی گردن کٹی ساتھ والوں نے اقسام کے جو اپنے آقا کو تہ و بالا دیکھا تلواریں کھینچکر آپڑے رستم خوب
لڑے اقسام نے پہر دن رہے طبل بازگشت بجوا دیا پلٹ کے اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہو رہا ہو عیار اسکا
کمیں تیز رو ہو اُسکو جو معلوم ہوا کہ میرے آقا بارگاہ میں اکیلے بیٹھے ہیں قلم لیکر اندر آیا دیکھا اقسام نشہ
بھرے ہوئے بیٹھا ہی پوچھا آقا سے تا بار آپکو کبھی ایسا رنجیدہ نہیں پایا آپ کیوں ملول ہیں اقسام
کہا ای رفیق شفیق رستم سے جو میں نے مقابلہ کیا اُسکو بہت زبردست پایا سمجھا کہ میں اسکے ہاتھ
نہ بچونگا مکر کرکے اُسکو زخمی کیا آخر معلوم ہوا کہ مغلوب میں بھی ہمارے لوگ بہت مارے گئے اگر رستم لشکر
میں ہوں تو کوئی میرا ہمسر دنیا میں نہیں ہو سکو روک لونگا اگر ہو سکے تو رستم کو گرفتار کر لاؤ کمیں نے عرض کی ای
شہریار یہ کتنی بڑی بات ہو گیا اور رستم کو گرفتار کر لایا یہ کہکر طرف لشکر رستم کے روانہ ہوا ایک [illegible] کی شکل بنکر

لشکر مین پھرنے لگا پشت بارگاہ رستم پر آیا دیکھا کہ ایک نخل ہے اُسکی آڑ مین کے بیٹھا نقب کھودنے لگا
پہر رات رہے بہرہ نقب بارگاہ رستم مین آکر کھڑا دیکھا رستم سو رہے ہین گرد مین اٹھا ہوا نکلا قریب
رستم کے پہونچا کاٹنے سے دو شالہ ہٹایا کپڑے مین بیہوشی رکھی پر ابہ دماغ کے لگا دی رستم چھینک
مار کر بیہوش ہوئے کمین سے پشتارہ باندھا اُسی طرح نقب مین کو دکر چلا راستے کو طے کر کے
سامنے اقسام کے پہونچا اقسام نے رستم کو ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنائین کہا اسے لیجا کر قید
کرو صبح کو دربار مین سمجھونگا اگر میری اطاعت کی تو فبہا ورنہ قتل کرونگا یہ کہکے رستم کو قیدخانہ مین
بھیجدیا آپ آگے بارگاہ مین بیٹھا سب سردار آکے جمع ہوئے سب کے سامنے کہا ہی کہ مین نے
مسلمانون کا خاتمہ کیا رستم میرے یہان قید ہین لیکن سہاک جو بڑے نماز جگانے آیا رستم کو
پلنگ پر نہ پایا بیقرار ہوگیا روتا ہوا باہر نکلا پکار کر آواز دی یارو غضب ہوا کہ آقا کو کوئی چرا لیگیا
مہر طلا پوش نے بھی آکر خبر دی کہ فلان نخل کے سایہ سے نقب لگائی ہے مٹی کا وہان انبار ہے خواجہ کو
خبر ہوئی خواجہ بھی آئے سہاک کے کان پکڑے کہا کیون نالائق آقا کی یون ہی حفاظت کرتے
ہین یہ خیال کیا کہ حریف سے مقابلہ ہے دشمن مقابلے مین اُترا ہوا ہے کہ اور جملہ سردار بھی
آئے خواجہ سب سے باتین کر رہے ہین سردار آمادہ ہین کہ لشکر دشمن پر جا پڑین ابھی آفت برپا
کردین میدان لاشون سے دشمن کی بھر دین کہ ہرکارے دوڑے آئے خواجہ سے عرض کی
اُستاد کمین تیز رو نامے اُسکا عیار ہے وہ آقائے نامدار کو چرا کر لیگیا اب اسوقت اقسام نے
دربار مین طلب کیا ہے سب سردار اُسکے جمع ہین خواجہ نے آفاق تاجدار سے کہا کہ آپ لوگ
تیار ہون مین جاتا ہون رستم کو جا کر رہا کردن جب حال معلوم سننا تم بھی آجانا سب سردارون کو
سنا یون دیکر خواجہ نے بانہاسے عیاری جسم پر آراستہ کیے طرف لشکر کفار کے چلے جب قریب لشکر پہونچے
تب صورت بدلی رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک خدمتگار کی شکل بنا کر لشکر مین آگئے
پھرتے ہوئے قریب بارگاہ اقسام پہونچے دیکھا داروغہ زندان خانہ رستم کو لیے ہوئے
جاتا ہے سرداران اقسام تماشا دیکھ رہے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ ہمارے آقا بڑے صاحب
اقبال ہین وہ شخص گرفتار ہو کر آیا کہ جسکا جرأت مین عدیل و نظیر نہین اب اگر اسنے بقول اطاعت
اختیار کی تو فبہا ورنہ آقا ہمارے بڑے بدمزاج ہین فورا قتل کا حکم دینگے پھر اس جوان کو

کون بچائیگا بیٹھے کر رہے ہین جان بڑی چیز ہے خوف جان سے اطاعت کریگا لقراط ثانی کے
سجدہ کرنے مین کیا عذر ہے قدرت بھی تقدیر کرینگے پیغام سر طلسم خیال سکندری بھی ہے کیسے کیسے
بہادر یہان رہتے ہین کیسے کیسے ساحرون کا یہان جادو کہ دن کو رات کردین اور رات کو دن
کر دکھائین کیا کسی بات مین عاجز ہین قدرت جو مُردون کو جلاتے ہین وہ انھین ساحرون کی
مدد ہے اس شخص کا دل نہ پھیرینگے خواجہ بھی ان سب کے ساتھ ہو کے اندر بارگاہ کے پہونچے رستم
زنجیرین ہلاتے ہوے سامنے اقسام کے آئے مثل اہل اسلام کے صاحبقران سلامت کی بیعت کی
تمام آواز دی کہ سلام من در این مجلس و در این باد بر کیسہ باد کہ پادار و لشتا سار کہ خدائیکہ [illegible]
پیغمبر خدا برحق تمام کا قبول کرنے لگے اقسام نے پکار کر آواز دی اے رستم اب وقت سرکشی نہین ہے
مناسب یہ ہے کہ خداوند لقراط ثانی کو سجدہ کرو رستم نے جواب دیا کہ او مکار کیا بیہودہ بکتا ہے ہم تو
اُس باہون پر لعنت کرتے ہین جو سجدہ کرتا کیسا ایک شخص مکار جادوساز کو سجدہ یاد ہے ہم اسکو سجدہ کرتے ہین
جو وحدہ لاشریک ہے یہی اعتقاد ہمارا ٹھیک ہے اقسام ان باتون سے دنگ ہوا کہا او ملعون ہمارے سامنے
ہمارے خداوند کو برا کہتا ہے جلاد کو بلاؤ جلاد جلاد کا جو طلب ہوا ایک جوان ننگی خنجر برہنہ کھینچے ہو
سامنے آیا پکار کر آواز دی اے شہریار کیا حکم ہوتا ہے بندہ بازو وار رکھتا ہون بازو مین قوت ایسی ہے کہ
مین سر کو تن سے قلم کردونگا کہ عالم اول ہو دیکھیگا فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد
[illegible] اقسام نے کہا او جلاد بیجان کہ گنہگار ہے خداوند کی ہر [illegible] شاد
فرماتے ہین کہ جو سر رستم لائیگا اسکے قدرت پر احسان کیا ہین قدرت پر احسان کرتا ہون تیرا [illegible]
ہوگا جلاد دیتا ہے لیکر خنجر کھینچے ہوے سر رستم پر آیا خواجہ نے جو دیکھا یہ تو اولاد صاحبقران پر جان دیتے
ہین قالب تہی ہوگیا کلیجہ منھ کو آگیا سر کو کہین کہولا سنگ تراشیدہ سوا پانچ سیر کا کلّہ کو کھینچ مین دبا ایک
ساعت کی [illegible] کر مارا کہ سر جلاد کا اڑگیا [illegible] ہوا وہ مارا گر دیکھا تو جلاد پڑا ہوا تڑپ رہا ہے کہ گنہگار بیٹھا ہے
سب نے کہا جلاد دیوانہ تھا خنجر کھینچا ہوا اپنے سر پر مار لیا اپنی جان سے بیزار تھا مگر کہین تیز رو عیار
جو کھڑا ہے اسنے کہا یارو تم لوگون کو سوجھتا نہین کسی نے پتھر مارا کہ جلاد کا سر پھٹ گیا دیکھو مین تلاش کرتا ہون
عیار جانتے دیکھنے لگا خواجہ [illegible] کہا [illegible] صاحب جسنے پتھر مارا وہ سامنے کھڑا ہے
جلیسے ہی کہین نے ادھر منھ کیا خواجہ [illegible] ولی یاری کلاہ [illegible] کے اقسام

کے پہونچے تاج اسکے سر سے لیا جست جو کی سرا پنجہ کو فولک گئے لینا لینا کا غل بلند ہوا اقسام نے کہا او کمین تو
سر دربار ذلیل ہوا اس ظالم عیار کو لینا جلد نے نہ پایا کمین پھر جست کر کے نکلا خواجہ چوبدار کی صورت
بنکر دربار مین آئے اقسام پکار رہا ہے کہ جلد جلاد کو بلاؤ کہ طلسم کشا کو جلد قتل کرے خواجہ نے کہ حضور
چوبدار کھڑے تھے ہاتھ باندھ کر اقسام سے کہا مین حضور سے کچھ کہا چاہتا ہون عرض کرونگا اقسام نے کہا
قریب آؤ خواجہ جھپٹ کے قریب پہونچے پھر دھول ماری دوسرا تاج جو پہنا تھا سر سے لیا اور دیکھکر آواز
دی کہ اگر طلسم کشا کا ایک مو بھی بدن کم ہوا تو تیرا بیٹھنا مشکل پڑ جائیگا چلتے ہوئے ایک دولتی ماری
کہ اقسام منھ کے بھل زمین پر گرا خواجہ جست کر کے پھر نکل گئے کمین کہ باہر ڈھونڈھ رہا تھا ایک نے اسے
پوچھا تھا کہ ساربان زادہ کدھر گیا خواجہ تو لینا لینا کہتے ہوئے نکل گئے کمین اندر بارگاہ کے آیا اقسام
نے کہا او نالائق تو کہان تھا عمرو دوسرا تاج بھی میرے سر سے لے گیا وہ تو شعلہ جوالہ ہے ایسی جلدی کی
کہ نگاہ ٹھہرنا مشکل ہو گئی عمرو کے برابر کوئی تیز رو نہین کمین نے قصد کیا کہ پھر باہر جاؤن کہ شاگرد نے
پشت پر سے آواز دی استاد ادھر آئیے جب کمین قریب شاگرد کے پہونچا شاگرد نے کہا وہ دیکھیے عمرو
کھڑا ہے جاتے ہی کمین لپٹا ایک دھول ماری اور دوسری کلاہ سر سے لی اور پھر جست کر کے نکل گئے کمین کی
صورت خواجہ نے یہ چوتھی مرتبہ جلاد بنکے بارگاہ مین آئے اقسام سے کہا مین طلسم کشا کو قتل کرادون اقسام
نے کہا جلد قتل کر یہ شخص قتل ہو جائے تو مہلت ملے دیکھو عمرو نے کیا ہنگامہ ڈالا ہے جلاد نے کہا
مین سب ہنگامہ مٹائے دیتا ہون رستم یہ سب معاملہ دیکھ رہے ہین جی مین کہتے ہین کہ عمرو دلیر آدمی
نا ممکن ہے اسی کی وجہ سے صاحبقرانی کو صاحبقران کی زور ہوا جہان گرفتار ہوئے خواجہ مردانہ وار
پہونچے اور صاحبقران کو چھڑایا خواجہ برق جھنڈہ جب بیٹھے ہوئے ہین قریب رستم کے آکر جلاد نے کہا اب ہوا
سنبھل کر بیٹھ کہ مین تجھے قتل کرون رستم پہچان گئے کہ یہ خواجہ عمرو ہین سنبھل کر بیٹھے عمرو نے خنجر مارا
کہ ہتھکڑی کٹی اور خواجہ نے آواز دی ہان رستم اٹھو وقت رہائی آگیا رستم نے بہ جستہ نعرہ کیا گتھم

مشعلہ شمشیر شان شمع جگر سوز ہسن
خانہ تاریک و تنگ بستہ زنجیر عشق
بہ سر دار فنا خانہ خوہا سے ہسن

گر نبی بازار عشق از لقب خون منم
بشکنم این بند را وقت جنون است
باک ندارم ز دار رو بہ ستون منم

قید کو توڑ کر یانہ بیزار عنقا بیچ کر کے آئے اپنے نام کا نعرہ کیا اور لڑنے لگے اقسام نے

پکار کر آواز دی اس جوان کو مار لو چار طرف سے پہلوان اُٹھے تلوار چلنے لگی رستم کی جرأت دیکھ کر
کئی سو جوان مار کر بارگاہ میں گرا دیے یہاں آفاق شاہ وغیرہ سرداران رستم کہ مشتاق بیٹھے
صدائے گیرودار سنی فوراً سوار ہوئے سماک نے بڑھ کر خبر بھی دی کہ آقا سے نامدار نے بڑی
بھاری لڑائی ہو رہی ہے مگر اندر بارگاہ کے مجمع ہے آقا نکل نہیں سکتے آفاق تاجدار تخت پر سوار ہو کر چلا
سہیل قزاق وغیرہ نے گھوڑے دوڑائے کہ تق گرد بلند ہوا اسوقت آکے پہونچے کہ رستم
بمشکل لڑتے بھڑتے بیرون بارگاہ آئے ہیں اس حال میں بھی اقسام کا حوصلہ نہیں پڑتا کہ
رستم پر جا پڑے جب رستم باہر نکلے سماک نے گھوڑا پہونچایا سوار ہو کر لڑنے لگے اقسام نے دور سے
دیکھا سرسام نامے ایک پہلوان کہ پہلو میں کھڑا ہوا اقسام نے اشارہ کیا کہ اے سرسام دیکھو رہے
کہ رستم کے ہاتھ سے کیسے کیسے پہلوان مارے گئے فوج بھی انکی آدھی میں تکہ لگا کے لاؤں ہمت
پرسے ہاتھ تلوار کا مار۔ سرسام نے کہا بہت خوب کیا میں کسی بات میں کمی کرونگا مجھ پر اشتیاق ہے کہ کون
سے دوست مارے گئے جنکا مثل ونظیر عالم میں نہ تھا مگر حقیقت میں رستم عجب جوان حسینا ہے
ہے آپ دیکھتے ہیں کہ اکیلے ہیں اور پشت وپہلو سے خبردار جسے جسطرح سے مقابلہ کیا اُسکو اسی طرح
ٹھکانے لگایا کئی سو پہلوان مارے جا چکے ہیں اب لشکر کی اسکے ہاتھ سے بربادی ہے ہمارے لشکر کے
دیکھیے کیسے کیسے جوان مارے گئے ہیں سب بہادر تھے اور جو پہلوان آیا کس جرأت سے آگے بڑھا
کس زور شور سے آکر مقابلہ کیا اقسام نے کہا باتیں نہ بناؤ مقابلہ رستم میں جاؤ سرسام
ہٹو ہٹو کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا اول نیزہ مارا رستم نے نیزہ قلم کیا سرسام نے تلوار کھینچی
وار تلوار کا کیا رستم نے اوجھڑ سپر کی مار دی تلوار کھٹی سرسام کی ٹوٹ گئی اپنے ہاتھ تلوار کا
مار کے سپر سرسام کی کٹی گینڈے کا سر کٹا سرسام گینڈے سے گرا رستم نے سنا میں تلوار
لے لیا سرسام کی مایوسی جان تو بہت عزیز ہے رستم نے چاہا ہاتھ ماروں کہ اس جوان کے
دو ٹکڑے ہوں سرسام نے گھبرا کر عالم یاس میں دونوں ہاتھ اٹھا دیے وہی ٹوٹی ہوئی تلوار
ہاتھ میں سپر کٹ کر گر گئی ہے اس یاس سے سرسام نے ہاتھ اٹھائے دانت نکال دیے کہ رستم
کو رحم آگیا ہاتھ تلوار کا روک کر کہا اے جوان اٹھ دوسری تلوار لا جان کا خوف نہ کر دوسرے
گینڈے پر سوار ہو جو رستم نے کہا سرسام کے دل میں محبت پیدا ہوئی دل سے کہتا ہے کہ

یہ تو جان بخش ہے اگر ہاتھ مار دیتا تو سر اڑ جاتا یہ سنتے ہی قدموں سے لپٹ گیا کہتا تھا اے آقا
نامدار جان میری آپ پر فدا ہے آپ نے وہ جان بخشی کی یہ کہکے گھوڑے پر سوار ہوا عقب میں
رستم کے لڑنے لگا جو قریب رستم آیا اسکو مار کر گرا دیا اقسام نے جو دور سے دیکھا کہ سر سام
جانکے ہی شریک رستم ہو گیا اب اسکا قتل کرنا واجب و لازم ہے یہ سوچکر فوج کو اشارہ کیا کہ
سر سام کا سر کاٹ لو کل پہلوانوں نے سر سام کو گھیرا سر سام اتنا کا زخمی ہوا رستم نے جو
پلٹ کر دیکھا کہ سر سام زخمی ہو رہا ہے تلوار چمکا کر اسی مجمع پر جا پڑے ایک پہلوان نے پشت پر آکر
ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر زخمی ہوا رستم نے اسکے جواب میں تلوار کا ہاتھ مارا کہ اس جوان کے
دو ٹکڑے ہوئے مگر تکان جو پہونچی زخم سر کھل گیا نقاہت ہوا کہ گھوڑے سے گر پڑونگا آنکھوں کے
نیچے اندھیرا آیا تلوار کو نیام میں کیا دونوں ہاتھ حمائل گردن مرکب کیے پشت پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ کمیت
اصیل اگر ہو سکے تو مجھکو نکال لیچل مرکب نے جو اپنے آقا کو سست پایا دولتیاں اور شیکلیں مارتا ہوا
طرف صحرا کے لے نکلا ہر چند لوگوں نے چاہا کہ مرکب کو روکیں مگر وہ رک سکا گھوڑا طرارہ بھر کر نکل گیا
پانچ کوس پر ایک صحرا ملا وہاں پہ بیٹھے گھاس کے کھانے جسم کو جنبش دی رستم الٹ پلٹ کے زین سے
گرے گھوڑا کھڑا دیکھا کیا چاہتا ہے کہ آقا اٹھیں مجھ پر سوار ہوں مگر رستم بیہوش پڑے ہیں خبر نہ لگا
کہ نگاہ رستم کی طرف ہے اتفاقاً اس حوالی کا جو بادشاہ ہے کیہان صحرا نشین اسکی ایک دختر
بلند اختر ہے سلطانہ نارنجی پوش برائے شکار آئی تھی رستم پر جو نگاہ پڑی لاکھ جان سے
عاشق ہوئی اٹھوا کر لیگئی اپنے باغ میں لائی پلنگ پہ لٹوا کے خود رومال لیکر سرہانے بیٹھی یہاں جنگ
کا یہ انجام ہوا کہ اقسام جنگ سے عاجز ہوا ادھر سے سہیل قزاق کے زخمی ہوا طبل بازگشت
بجوایا سرداران رستم پلٹے اپنے مقام پر آکر اترے اقسام جا کر اپنے مقام پر فروکش ہوا یہاں
آفاق شاہ نے آکر جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ رستم کو گھوڑا نکال لیگیا خواجہ کو بلایا کہا کہ شہنشاہ
اوج عیاری رستم زخمی ہو کر نکل گئے تلاش کو جائیے خواجہ نے اسی وقت تیاری کی اور جھٹ پٹ
ہاتھ سے عیاری جسم پر آراستہ کیے اور تلاش رستم میں چلے اسی صحرا میں پہنچے سوچے دیکھا
کہ خون کے قطرے جا بجا پڑے ہیں انکو دیکھتے ہوئے خواجہ چلے یہاں رستم کو باغ میں ہوش آیا
ملکہ کو دیکھکر بہت پسند کیا اٹھ بیٹھے ملکہ نے پوچھا آپکا نام نامی کیا ہے رستم نے حسب و نسب اپنا

انکو لیجائیں خدمت خداوندی میں پہونچائیں وہاں جاکر قتل ہوں سب کنیزوں نے یہی کہا
کہ واقعی یہی بہتر ہے کہ والد کو اپنے بلا کر انکو گرفتار کرا دیجیے یہ سوچکر پالکی سوار ہوئیں قلعہ میں
آئیں قصر میں آکر اول بات سے ملاقات کی ناظر سے کہا والد کو بلا بھیجے ناظر نے والی سے
اطلاع کی گہمان محل میں آیا ملکہ نے کہا جسکے لیجاکر عرض کی کہ والد تنادار میں نے بڑا کار نمایان
کیا قاتل طلسم ہفت پیکر رستم پہلوان کو جنگل سے اٹھا لائی ہوں اسکا گلا کاٹنا چاہتی ہوں لیکن اچھی
صلاح یہ ہوئی آپ اسکو گرفتار کرکے لیجائیے آج تک کبھی طلسم ہفت پیکر کی آنکھ میں کرد آتا ہے
ہفت پیکر کبھی ممنون ہوگا اور خدمت اسکے فرمائے جسنے رستم کو قتل کیا اسنے خدائی کو بچالیا
بیشک آپ بہشت میں خدائی کہلائینگے گہمان یہ خبر سنکر شاد ہوگیا کہا ای فرزند تو نے بڑا کار نمایان کیا یہ کہکے
باہر نکلا ساٹھ ہزار فوج کو تیار کیا گھوڑے پر خود سوار ہوا طرف باغ ملکہ کے روانہ ہوا یہاں رستم
ہوشمند بیٹھے ہیں پٹیاں کنیزیں بدل رہی ہیں شاہزادہ پوچھ رہا ہے کہ صاحب آج ملکہ عالم کہاں ہیں
کنیزیں عرض کرتی ہیں کہ باپ کے سلام کو گئی ہیں رستم ہر دم یاد میں ملکہ کی آنکھوں میں آنسو
بھر لاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اس عاشق اسیر اشتیاق و غریق لجہ فراق پر کیا گذری ہوگی
اسکو تو دم بھر کی جدائی گوارا نہ تھی فلک نے یہ انقلاب دکھایا خدا کب تک پہونچائے صورت زیبا
اسکی دکھائے اسی سوچ میں سرنگون بیٹھے ہیں کہ بیرون باغ گرد اڑی [illegible] گرد جو بلند ہوا رستم نے
فرمایا ارے دیکھو تو کون آتا ہے کنیزوں نے کہا یہاں کا جو بادشاہ ہے وہی آتا ہوگا آپ ہوشیار ہو جائیں
گہمان مع فوج اندر باغ کے داخل ہوا پکار کر آواز دی او ظالم تو یہاں آکر چھپا اب بہتر ہے کہ میری
خدمت میں حاضر ہو جان بخشی کرادونگا ہفت پیکر کے پاس لیجاؤنگا خداوند خیال سکندر کی اسی مقام پر
وجہ [illegible] رستم نے تیغ ہفت جوہر کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا چاہا اپنا سر تیار کروں تا بہ کب نہ پہونچنے پایا
کہ فوج نے آکر رستم کو گھیر لیا رستم سے تلوار چلنے لگی ہر چند پہلوان چاہتے ہیں کہ رستم کو گرفتار کریں قابو
نہیں ہوتا رستم شیرانہ جنگ کرتے ہیں گہمان نے پہلوانوں کو اشارہ کیا کہ پشت سے بلوہ کرو پہلوانوں
نے پشت سے بلوہ کیا نیزہ اور تیر چلنے لگے رستم بہت زخمی ہوئے ایک کافر نے نیزہ مارا شانے پر رستم
کے پڑا رستم نے چاہا کہ نیزہ توڑیں اسنے کھینچکر جھٹکا مارا کہ رستم گرے پہلوان بلوہ کرکے لوٹ پڑے
اور [illegible] رستم کو گرفتار کرلیا اس وقت ملکہ آکر پہونچیں دیکھا کہ رستم زخموں سے چور چور

دیکھا کہ ملکہ کی آنکھیں سرخ ہیں غم والم کی طغیانی ہے دوڑ کر وزیرزادی قدموں پر گر پڑی اشک
اپنے دوپٹے سے پاک کیے کہا کیوں واری خیر تو ہے ملکہ نے کہا اے لالہ عذار ہمارا حال نہ پوچھو
ہمسے وہ حرکت ہوئی کہ زبان ہماری قلم کرو زمرہ میں جلادوں کے ہمارا نام لکھو افسوس ہے کہ مجھ
کمبخت نے معشوق کو گرفتار کرا دیا دل بیقرار ہے ہائے کیا کروں اس عرصے میں سب کنیزیں بھی
فرداً فرداً آگئیں ملکہ کو دیکھا کہ رو رہی ہیں کنیزوں نے پوچھا کیوں واری کیا کیفیت ہے
ہم لوگوں سے کچھ ارشاد ہو وزیرزادی نے بھی عرض کی کہ واری اب جو حکم فرمائیے وہ بجا لائیں
جان اپنی لڑائیں ملکہ نے کہا اے لالہ عذار کسی طرح یہ شخص قید سے چھوٹ جائے میں اگر
پاؤں اور سامنے جاؤں تو قدموں پر سر رکھ دوں عذر کروں کہ میری خطا معاف کیجیے شاید
وہ ظالم بے پیر رحم آئے خطا معاف کرے کچھ تمہیں سبیل بتاؤ اے لالہ عذار مجھ بدنصیب سے یہ
یہ ہوا کہ میں نے اپنی معشوق مشہور کہ گلگون پوش کو یاد کرکے اشعار پڑھے مجھ پر شاق گذرا کہ
میرے سامنے یہ شخص دوسرے معشوق کا ذکر کرتا ہے جا کر باپ سے اطلاع کر دی جسکا یہ انجام ہوا
کہ اب تڑپتی ہوں لاکھ چاہتی ہوں کہ دل کو روکوں دل نہیں مانتا یہی جی چاہتا ہے کہ اپنے کو
ہلاک کروں اپنا جھگڑا پاک کروں لالہ عذار نے کہا واری ابھی تو آسمان ہے غنیمت ہے یہ گذری کہ والد آپ کے
بیرون باغ اتر پڑے ہیں خیمے میں یہ شخص قید ہیں اور باغ سے وہ قریب ہے کہ ہم سب ملکہ نقب
کھود دیں قید خانہ میں پہونچیں انکو نکالکے لے آئیں آپ سے ملائیں ملکہ بیقرار ہو کر اٹھیں لالہ عذار
کے قدموں پر گر پڑیں کہا اے لالہ عذار اگر یہ کام تم نے کیا تو گویا مجھکو مول لے لیا عمر بھر احسان مند
رہونگی دولت دنیا سے مالا مال کر دونگی سب بجا اور سچ ہے تو جان بھی نثار کر دونگی سب نے کہا واری
ابھی جاتے ہیں نقب دیکے اپکے خیمے میں پہونچاتے ہیں ملکہ نے کہا میں بھی تم سب کے ساتھ
چلونگی نقب کنی میں مصروف ہونگی کہ وہ گرفتار رنج و مصیبت مجھکو اس حال میں دیکھکر شاید بے پیر رحم
آئے لالہ عذار نے کہا کہ اب جلدی کیجیے دو پہر رات کم باقی ہے ملکہ سب کنیزوں کو ساتھ لیکر پیچھے
باغ آئیں دو چار شخصوں کو جو قوی ہیکل تھیں خنجر پکڑکے نقب دینے لگیں ملکہ اپنے ہاتھ سے
مٹی اٹھاتی ہیں کبھی خنجر کو تھام لیتی ہیں خود کھودنے لگتی ہیں سب نے مل کے نقب کھودی جہرہ نقب کا جاکے
اس خیمے میں توڑا کہ جس خیمے میں اسد قید تھے ملکہ کی نگاہ پڑی کہ لباس شاہانہ ہاتھ کڑیاں بیڑیاں پہنے ہیں

سر نگون بیٹھے ہین سر زنجیر پر سر خم ہی ہجوم غم و الم ہی یکایک زمین سے سبک پیلہ نکلا نکلین ملکہ رستم
کے قدمون پر گر پڑین رستم نے سر سینے سے لگا لیا فرمایا کیون اے جان جہان خیر تو ہے ملکہ رونے لگین کہا اے
شہریار مجھ سے بڑی خطا ہوئی کہ آپکو گرفتار کرایا گرفتار کرا کے شرمندہ ہوئی بقول شاعر۔ نظم

خیال یار کچھ اسے رشک حور ہوتا ہے — خطا معاف ہو مجھ سے قصور ہوتا ہے
ہوا اس خمسہ مین آسکے فتور ہوتا ہے — جنون سمجھتا ہوں جسکو غرور ہوتا ہے
شباب باعث فسق و فجور ہوتا ہے — گناہ مجھ سے ترا یا غفور ہوتا ہے
نہ دیکھ جسم مرا اپنی مغفرت کو دیکھ — معاف کر دے بشر سے قصور ہوتا ہے
کوئی دن اور کچھ دن مین رہو نہ گھبراؤ — ظہور حشر بھی اہل قبور ہوتا ہے
کیے ہین دل نے بھی پیدا خواص شیشے کے — ذرا سی ٹھیس مین بس چور چور ہوتا ہے
گلی مین یار کی نالان رہین نہ کیون عاشق — چمن مین شور عنادل ضرور ہوتا ہے
قسم خدا کی بڑا بانی فساد ہے عشق — اسی کی ذات سے اکثر فتور ہوتا ہے
چھری چلی مری گردن پہ بے خطا ورنہ — کہین حلال کوئی بے قصور ہوتا ہے
وہ بادہ خوار ہون کہتے ہین جسکو دریا نوش — جو خم چڑھاؤن تو کچھ کچھ سرور ہوتا ہے
عنان صبر نہ دے ہاتھ سے ٹھہر کوئی دم — وصال یار دل ناصبور ہوتا ہے
بجز ایک برس مین بھی نہین گذرتا ہے — بہار آتے ہی سودا ضرور ہوتا ہے
خطا نہین کی تو کیون دیجیے سزا مجھکو — یہ بے گناہ سراپا قصور ہوتا ہے
مذاق سب کا جدا ہے سخن تو ایک ہی رند — وہی سمجھتے ہین جسکو شعور ہوتا ہے

رستم نے اشک آنکھون سے پاک کیے فرمایا اے ملکہ عالم جو گذرا وہ گذرا یہ شکایت بیکار ہی تقدیر مین
لکھی تھی اور ظہور سے پہنچی سمجھو کر یہی کافی ہو کہ ہم قید توڑین ملکہ نے خنجر اپنے ہاتھ مین لیا کہ مین سنکر کہا کہ
کاٹین رستم نے کہا اے ملکہ تم تو باغ مین جا کر بیٹھو مین گیہان کی گردن جا کر بون کہ اسکو بھی معلوم ہو کہ
فرزند صاحبقران کے ساتھ مکر کیا تھا اسکا یہ انجام ہوا ملکہ رونے لگین کہا اے شہریار وہی مکار سبب
ہین پھر آپکو مجھ سے گرفتار کرینگے پھر تو غرض رستم کو سمجھا کر باغ مین لائین یہان تیغ کو گیہان کو خبر ہوئی کہ رستم
قید خانہ سے غائب ہوگئے گیہان بہت گھبرایا ملکہ پر تو خیال بھی نہ گیا ناچار ہوکے بے صلاح

کٹھری کہ قلعہ میں تلاش کرونگا جسکے یہاں پتہ لگا اُسکا گھر تک لوٹ لونگا لشکر کو تیار کرکے گہبان
قلعہ میں آیا تخت پر بیٹھا ہرکاروں کو حکم دیا کہ رستم کو تلاش کرو ہرکارے ہر کوچہ و برزن میں ڈھونڈنے
لگے یہاں رستم دوسرے دن اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوئے فرمایا اے ملکہ عالم میں دربار میں گہبان کے
جاتا ہوں ملکہ نے کہا اے شہریار ایسا نہو کہ گہبان کوئی فتور کرے آپکے دشمن گرفتار ہو جائیں تو
باعث خرابی ہو رستم نے نہ مانا اور پشت مرکب پر سوار ہو کے چلے ملکہ روتی ہوئی پیچھے چلیں جب در باغ
سے نکلنے لگے تو ملکہ رکاب سے لپٹ گئیں کہا اے شہریار کنیز کو قتل کرکے جائیے رستم نے
یہ جواب دیا کہ ان مقدمات میں دخل نہ دیا کرو مجھے بڑا قلق ہو رستم نے جو بہ لہجہ قہر و غضب کہا
ملکہ کانپ گئیں کہا اے شہریار آپکو اختیار رہے آخر رستم چلے ملکہ نے چند کنیزوں کو برائے خبر روانہ
کیا اور کہا کہ مفصل خبر ہمکو دینا اگر انکے دشمنوں پر کوئی پریشانی ہو پہنچی تو میں جان دونگی کنیزیں
واسطے خبر کے چلیں رستم راستے کو طے کرکے قلعے میں ہو پہنچے جس شخص کی نگاہ جمال
جہان آرا سے رستم پر پڑی یہی قول تھا کہ یہ آفتاب عالمتاب سرداری مرکب پشت جلوہ فروز
جہانداری کون جوان ہے لیکن ہرکاروں نے جو گہبان کے گھر پر تھے یہ خبر گہبان کو پہنچائی
کہ رستم آپ کے دربار میں آتے ہیں گہبان گھبرا گیا ہرکاروں سے پوچھا کہ تمکو کیونکر معلوم ہوا کہ
رستم کہاں تھے اور کہاں سے آتے ہیں ہرکاروں نے عرض کی کہ اطوار سے انکے شہریاری کا
پتہ خوبی دریافت ہوا کہ یہ وہی ہیں قلعہ سے آتے ہیں قلعہ کے باہر تھے ہمیں معلوم ہے کہ رستم یہی ہیں
گہبان نے حکم دیا کہ دروازے پر درگہ سالار سے کہو کہ یہاں کا ملاحظہ رستم کو دربار میں نہ آنے دیں
دروازے پر روکیں درگہ سالار کو جو یہ حکم پہنچا تعجب سے بیٹھا تھا کہ سنبھال لیا فوراً زنجیر کو مضبوط
کر کے سامنے سے دیکھا رستم آتے ہیں کہ یہ دروازے پر آئے گھوڑے سے اترے کہ اندر جاویں
درگہ سالار نے کہا کہ اے شخص یہ دربار شاہی ہے اپنا نام بتاؤ ہم جا کر شاہ سے عرض کریں اگر وہ بلالے
تو جاؤ رستم ٹھہر گئے دو چار آدمی اندر سے باہر آئے باہر سے اندر گئے مگر درگہ سالار نے کسی سے
کچھ نہ کہا جب تو رستم کو غصہ آیا بڑھکر کہا اے پہلوان ہم کب تک کھڑے رہیں کئی آدمی آئے
اور اندر بھی گئے تجھے ہماری خبر نہ کہلا بھیجی درگہ سالار نے کہا ابھی چند ساعت ٹھہریے شاہ کا
مزاج درست ہو لے آرام کرکے آئے ہیں جب دربار عام ہوگا تو تم بلائے جاؤگے جلدی کیا ہے

رستم نے کہا کہ ہم ابھی جائینگے زیادہ ٹھہرنا ہمکو ناگوار ہے یہ کہکے بڑھے کہ فرق زنجیر کو ہٹا کر اندر
جائیں درگہ سالار اٹھ کھڑا ہوا رستم کو روکنے لگا رستم نے چاہا کہ بڑھوں درگہ سالار نے
ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بڑھ بچاکر ہاتھ کلائی پر ڈالدیا جھٹکا مارا کہ درگہ سالار کا سر ٹھنکا رستم نے
طمانچہ مارا کہ سر چنبر گردن سے اڑ گیا لاشہ تھرا کر زمین پر گرا سر ڈھلکتا ہوا اندر بارگاہ کے پہونچا
بادشاہ بیٹھا تھا کہ سر ڈھلکتا ہوا سامنے آیا گھبرا کر کہا کہ یہ سر کسکا ہے کسنے اسکو قتل کیا کہ پردہ
بارگاہ کا اٹھا کر رستم اندر آئے گیہان کو تخت پر پایا بارگاہ کے اندر آتے ہی مثل اہل اسلام
لشکر صاحب سلامت کی پکار کر یہ بیت دوہرا وازدی سلام من و درین مجلس و درین بودا
پرسے باد کہ پیدار و شناس کہ خدا یکیست و دین پیغمبر خدا برحق تمام اہل دربار اپنے مقام
پر بل کرنے لگے گیہان نے اشارہ کیا کہ یارو خاموش رہو ایسا نہو کہ یہ شیر بگڑ جائے ایک
پہلوان سفاک فیل زور اپنے مقام سے اٹھا قریب رستم کے آیا کہا او رستم تمھیں کچھ
خوف نہیں کہ تم گہنگار سرکار ہو رستم نے کہا کہ اپنے مقام پر جا کے بیٹھو ہم تمھارے بادشاہ سے
کلام کرنے آئے ہیں وہی جواب دیگا سفاک نے کہا کہ ہم قریب بادشاہ کے تمکو نہ جانے دینگے
رستم نے کہا تمھاری کیا مجال ہے سفاک نے چاہا کہ کلائی پر ہاتھ ڈالوں آگے نہ بڑھنے دوں
رستم نے فرمایا کہ زیادہ گستاخی نہ کر سفاک نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے کلائی تھام کے ایک
قبضہ مارا کہ سر سفاک کا پھٹ گیا تمام اہل دربار کانپ گئے ہر ایک کا قول تھا کہ یارو یہ زور
کبھی دیکھا ہو حقیقت میں یہ جوان بے مثل و بے نظیر ہے بعض کہتے ہیں کہ اگر ایسا نہوتا تو
دربار شاہ میں اکیلا کیوں چلا آتا طلسم ہفت پیکر ایسا مقام کہ عجائب و غرائب سے مملو تھا
اسکو فتح کیا تحفہ جات حاصل ہوئے ہفت پیکر جمال کو قید شکست میں پہونچایا قادر جسے
نے ہمارے طلسم خیال سکندری میں بلایا اپنے نزدیک آوارہ کیا اسقدر فوج جمع کی
کہ گاو زمین بار نہیں اٹھا سکتی مگر یارو اس شخص کے مقابلہ میں دخل نہ دو رستم سفاک کو
مار کر خون کے بہتے اکڑتے ہوئے قریب تخت گیہان کے پہونچے قریب جا کر کہا کیوں گیہان
تیرے تمھاری کیا خطا کی تھی کہ تم نے ہمکو قید کیا ہمکو کیا کہ گیہان سب پہلوانوں کی طرف
دیکھ رہا ہو کہ کوئی اٹھ کے [illegible] کے سپاہی [illegible] اسکو کوئی شخص

مقام سے نہین اٹھتا ہر ایک کو اپنی جان کا خوف ہی رستم نے فرمایا ای گہیان شناخت پروردگار
مین کیا کہتے ہو بہتر یہ ہی کہ لقراط ثانی پر لعنت کرو مذہب حق اختیار کرو لقراط ثانی ایک حکیم
جلساز شعبدہ باز ہی شعبدہ پر بڑا غرور رکھتا ہی کیا کیا ہے ساتھ فتور برپا کر رہا ہی کیسے کیسے
پہلوان بھیجے ہمارے خدا نے سبکو غالب کیا جو ساحر آئے مارے گئے بس اب جواب دو ورنہ
مین تیغہ ہفت جوہر کھینچتا ہون گہیان ڈر اور خوف سے کانپنے لگا خیال ہوا کہ اگر مین نے
خلاف رستم جواب دیا تو یہ فوراً قتل کریگا اور کوئی ہمارا پہلوان دخل نہ دیگا دیکھو کیسی مشکل ہے
رستم میرا ہاتھ پکڑے کھڑے ہین اور کوئی اپنے مقام سے نہین اٹھتا خوف جان سے بول اٹھا
ای شہریار مین بدل وجان آپکی اطاعت کرتا ہون اتنا تو سمجھتا ہے ہو کہ آپکو قید خانے سے
کون لیگیا رستم نے ہنسکر جواب دیا کہ تیغہ نے فیصل کرایا اسی نے قید سے چھڑایا گہیان خاموش
ہو رہا سوچتا ہی کہ بدلہ لونگا یہ وقت کلام سخت کا نہین ہی رستم کو دنگل پر بٹھایا وہ دنگل کہ جو پہلو
تخت مین تھا اسپر رستم کو جگہ دی سامنے رستم کے کلمہ پڑھکر بہ ظاہر مسلمان ہوا ساقی مہوشون کو
اشارہ کیا کہ جام شراب لاؤ ایک دو جام سادہ پلا گئے جب رستم کئی جام پی چلے تب گہیان
اپنے مقام سے اٹھا اور شراب مین بیہوشی ملا کر جام لیکر آگے رستم کے پیش کیا رستم بے اندیشہ
جام پی گئے پیتے ہی سر گردش کرنے لگا فرمایا کیون ای گہیان تنے کیا کیا گہیان نے جواب دیا
کہ ای رستم تمھارے ساتھ یہی چاہیے رستم نے چاہا کہ اپنے مقام سے اٹھون اٹھتے اٹھتے بیہوش
ہوگئے گہیان نے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاؤ فوراً آہنگر حاضر ہوئے رستم کو سلاسل مطوق کیا
تب رستم کو ہوشیار کیا رستم کی جو آنکھ کھلی ہاتھ جو اٹھایا خانہ زنجیر مین غل ہوا آواز دی کہ گہیان تو
بڑا مکر کیا مگر وہ مالک ہی سبکو سرفراز کریگا تجھپر مظفر و منصور ہونگا گہیان نے کہا اب مین مہلت نہ دونگا فوراً
قتل کرونگا یہ کہکر باہر نکلا کہا میدان خونی کو جلد تیار کرو مین اس جوان کو ابھی دار پر کھینچونگا ملازمون نے
فوراً سامان کیا دار استادہ ہوئی جلاد آکر حاضر ہوئے شملنگا مین لگا نے لگے آواز دیتے تھے کہ جسکو
حکم ہو اسکو قتل کرین رستم مجبور و ناچار بہ نگاہ یاس چہار جانب دیکھتے ہین اپنے پروردگار
سے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای سبب کارساز رحم اپنا شہریار پر کر نظم

| مپسند ازو بہ تاوان بلا گنج | مرا غافل مساز از خدا گنج |
|---|---|

دھرا ہی رہتا ہے آئینہ و برو دہر وقت | لیے تا آنکو کبھی اپنی کیا ادا آئی
ہزاروں مرگئے اُس سے کہیں ہا کون | عجیب روگ ہے یارب یہ کیا وبا آئی
مثال حرف غلط یوں مٹا دیا دل سے | مری وفا کبھی نہ کچھ یاد بے وفا آئی
پہونچ رہی ہے تو اے ترے جیسے خبر گل کی | ابھی نسیم کہیں تھی کہ کیا صبا آئی
کہاں تھا کسنے سکھایا تجھے شغل عشق بازی کا | تباہ ہوا ہے دل ناداں یہ جی میں کیا آئی
غضب میں ڈال دیا اپنے ساتھ جان کو بھی | خدا کا قہر ہوا تجھ پہ کیا بلا آئی
سنا ہے رات جسے دی جان جسکی فرقت میں | مزار پر وہ پری شمع و گل چڑھا آئی

کنیزوں نے عرض کی واری اب بیقراری کا وقت نہیں ہے ہو گیا ہوو ... کہا اور یا تیار کرو میں جاکر جان دونگی بادیاں تیار ہو کر آئی سب کنیزیں آئیں سلاح جنگ سب نے اپنے جسموں پر آراستہ کیے عرض کی واری جاکر تہلکہ ڈالینگے اگر ستم کو رہا کیا تو قیامت برپا ہوگی وہ شہر کیسکی روکے رکیگا پھر اُس دلیر سے مقابلہ کون کریگا غرضکہ چار سو کنیزوں کو ساتھ لیکر ملکہ بہ ارادہ رزم و پیکار باغ سے نکلیں مگر آنکھوں سے آنسو جاری دل پر بیقراری درگاہ باری میں عرض کرتی ہیں کہ اے خالق لیل و نہار اُس شہر کو جاکر زندہ پاؤں خیر و عافیت سے پھر اُن ایسا تو چالیہ ہے

نظم

ہر زبان تعمیل فرمان میکنند از صدق دل | انقیاد حکم یزدان میکنند از صدق دل
بندگی ہر وقت و ہر آن میکنند از صدق دل | سر بچشم دل و جان میکنند از صدق دل

ہر کہ حاصل کرد زین دریا گہر بار خاک

سر نہادہ اندر سجود بندگی یکرہ ز خشم | در رہ صدق و صفا نہادہ پاے ثابت قدم
کرد ضائع عمر در اندیشہ و تشویش و غم | تا نہ روز و شب بود و محنت و رنج و الم

فائدہ زین خاک اقدس یافت دنیا دار خاک

مس شود اندر کف مردان حق خاص طلا | سنگ پارس میشود در قرب مردان خدا
صحبت عالم کند ذی ہوش اہل جہل را | قطرہ در گردد ز تاثیر نگاہ اولیا

زر سود دارد دست مردان خدا ہر بار خاک

دعائیں مانگتی ہوئیں بیقرار و اشکبار جنگل میں جاتی ہیں مگر ہوش اڑے ہوئے کلیجہ ہاتھ پر

ہوئے یہی خیال ہے کہ اے رب کارساز ہمیں جوان کو زندہ پاؤں خیر و عافیت سے انکو دیکھوں
قید سخت سے رہا کروں اس خیال میں جاتی تھیں کہ صحرا سے گرد اڑی نقابدار زرین پوش
واسطے شکار کے جاتا ہے باز سفید سر پر سایہ فگن بارہ ہزار جوان پشت پر عیار رکاب پر ہاتھ رکھے
ہوئے نقابدار زرین پوش نے جو ملکہ کو اس حال زار سے دیکھا عیار کو بھیجا کہ جا کر دریافت کرو کہ تم
کس حال زار میں ہو کیا قصہ ہے تمھارے رونے سے ہمارا دل بیقرار ہو گیا ہمسے سارا حال مفصل
بیان کرو عیار جست و خیز کرتا ہوا قریب ملکہ کے پہونچا پیغام نقابدار بیان کیا ملکہ تو بھری ہوئی تھیں
سامنے عیار کے رونے لگیں عیار نے پوچھا کیوں خیر تو ہے آپ سبب تو کہو اس الم کا بتلائیں بات کرتے ہیں
رونا آتا ہے ہمسے مفصل بیان کیجیے ہمارے آقا سے نادار اپنے زمانے کے صاحبقران ہیں ایک
کی مشکل کو آسان کرتے ہیں ہمسے مفصل فرمائیے ملکہ نے رو کر جواب دیا اے عیار طرار فرزند رشید
صاحبقران شاہزادہ علمشاہ نوجوان کو دشمنوں نے گرفتار کیا ہے قتل کرنا چاہتے ہیں میں
جاتی ہوں کہ جا کر انکو رہا کروں لیکن وہاں لشکر بہت ہے ایسا نہو کہ بلا میں پھنس جاؤں تو مجھکو
ظالم قتل کریں کیونکر جان بچے یہ حال سنکر عیار نے کہا کہ آپ اپنے مقام پر جائیے رستم ابھی
رہا ہوئے آتے ہیں کسکی مجال ہے کہ جو انکو قتل کر سکے فقط نام دریافت کرنے کی دیر تھی ہمارے
آقا کب گوارا کرینگے کہ دشمن رستم کے قتل ہوں اور ہمارے آقا خاموش ہو رہیں عیار نے
ملکہ کو پلٹا دیا اور دوڑتا ہوا خدمت نقابدار زرین پوش میں آیا سب کیفیت بیان کی نقابدار
جو حال رستم سنا زیر نقاب آنسو جاری ہوئے کہا اے تہمتن والا گہر رستم نے وہ کارنمایاں کیا کہ
اولاد صاحبقران میں کسی سے ایسا کام نہیں ہوا حقیقت یہ ہے کہ رستم کا جرأت میں مثل نہیں
نہیں معلوم کیا افتاد پڑی کہ وہ گرفتار ہوگئے یہ کہکے گھوڑا بڑھایا بارہ ہزار جوان ہمسن دریا
آہن میں غوطہ مارے ہوئے نیزے ہاتھوں میں سنبھال چلے سامنے آ کر نقابدار نے دیکھا کہ
رستم دار پر لٹکے ہیں کافران خطا کار تیر و کمان لیے ہوئے لیس کھڑے ہیں کہ تیر چلیں سینۂ
رستم کا فگار کردیں کہ نقابدار نے کمان کیانی دوش سے اتاری تیر جگر دوز کمان میں پیوست کیا
بارہ ہزار کمانداروں نے بھی کمانوں کی کڑکی بارہ ہزار عقاب تیر پر کھول کے چلے سینوں پر
کافروں کے پڑے توڑ کر پشت کو پار گذر گئے کافروں میں ہنگامہ پڑا ہر ایک کا قول تھا کہ

کون صاحب ہیں رستم نے کہا میں نام سے اسکے نہیں آگاہ مگر یہ مددگار لشکر اسلام ہے اکثر جادو
کو آیا تھم اسکی دعوت کر لقا بیدار کو آثار و کہتے سے رستم کے گیہان تاجدار قریب لقا بیدار
در پیش پوشش کے آیا عرض کی اے شہریار میں امیدوار ہوں کہ آج میری دعوت قبول فرمائیے
جو کچھ ماحضر ہے اس میں سے ذرا سا تناول فرمائیے کل حضور کو اختیار ہے لقا بیدار
نے کہا اے گیہان تم رستم کے رفیق ہو تمہاری دعوت بدل و جان قبول ہے یہ کہکر بارگاہ
آراستہ کرائی لقا بیدار داخل بارگاہ ہوا رستم کو بھی بلوایا رستم بھی آکر بیٹھے لقا بیدار نے اشارہ
کیا ساقیان سیمیں ساق و مطربان خوش آواز جام و سبو لیکر موجود ہوے ایک نازنین
شوخ و شنگ یہ اشعار عاشقانہ سامنے گیہان کے گانے لگی نظم

بہار آئی گیہان اب دیوانہ ہوا شہ گلستان میں — لیلی سے جدا ہو گا کسی جانب بیابان میں
شیشیوں کی صحبت چاہیے قلب مسلمان میں — خدا القریب فرماتا ہے شیشیوں کی قرآن میں
دم تقریر جو افشاں سے چھڑکی اپنی زلفوں کے — نظر آنے لگے جگنو ہی جانب سنبلستان میں
شرر افشانی آہ کر لے نور یا جیو نکا — لگا دی شیر کے نالوں نے آگ نیستان میں
سنا کرتا ہے کھٹکو کر یار کر زنجیر نالے — پلنگ آتا ہے تنہائی سے جب دیوانہ زندان میں
یقین ہے وصل کی شب خون ہو گا بگیان اپنا — یہ ہے تیغ کا عالم ہے تیرے جسم عریان میں
سر بہ خار میں ہے جیسے عالم نوک نشتر کا — قیامت لائی ہوا ایک سال جھگولس بیابان میں
خلد قرنا بھی فوج اب تو ناخدا کر — محیط بیکران ہے اور میری کشتی ہے طوفان میں
فلک کر دے کوئی اشتیاق گریہ گرم ہم بستر — کروں میں کبھی کسی شب گرم پہلو کو زمستان میں
بخط و عشقبیت دل تو نے کر وادی میں پھینکا ہے — رگ گردن کی ابل پاؤں بھرا ہے خضر ایسے بیابان میں
جو خواہاں آبرو کا ہو گرا افتادگی سے خوبی ہو — نہیں ممکن گر پہنچا سے قطرہ ابر نیسان میں
وہ کشش ہوں اگر یار میں ہے پیچا کھل گئیں رہا — لیا ہے تیر کہاں تک ابر باران میں
و فرشتہ عرفان سے ہر اک مست و محو تھا — کیفیت آشنائی رندان میں نے ہم مستان میں

اس رنگ میں اس نازنین نے یہ غزل گائی کہ سب اہل محفل بیہوش ہو گئے لقا بیدار کا دماغ تر و تازہ
ہوا طرف رستم کے متوجہ ہوا کہا اے رستم حقیقت یہ ہے کہ تم اپنے زمانے کے رستم ہو صاحب شکوہ

حشم ہو تمھارا کوئی مثل و نظیر نہیں لیکن لشکر میں جا کر ایک انتظام کیجیے کہ ایرج و نوذر اسطرح کبھی
آپس میں فساد نہ کیا کریں ایسا نہو کہ ان دونوں میں فساد ہوا اور کافر دباؤ ڈالیں دونوں میں صلح
کرا دیجیے رستم نے جواب دیا کہ نقابدار بہادر ان لوگوں میں اسقدر نفاق ہے کہ کوئی دم غافل
نہیں رہتے ہر چند منع کیا مگر یہ جوان نہیں مانتے نقابدار خاموش ہو رہا کہا آپکو اختیار ہے میں
تو اسواسطے یہ کلمہ کہا کہ آپس کا نفاق اچھا نہیں ایسا نہو کہ دونوں میں سے ایک ضائع
ہو جائے تو باعث خرابی ہو رستم نے کہا مجھکو کیا موقوف ہے جناب قبلہ و کعبہ نے اس مقدمے میں
اکثر کوشش کی مگر بالکل بے فائدہ ہوئی غرض شب بھر دربار میں نقابدار کے جلسہ رہا گیہان
نے سامان دعوت پیش کیا رستم و نقابدار نے ساتھ بیٹھکر کھانا کھایا آخر وقت سحر نقابدار
اٹھا کہا اے رستم خدا حافظ رستم نے کہا کہ بسم اللہ نقابدار مرکب باد رفتار پر سوار ہوا یاردہ ہزار
جوان تختوں پر سوار ہو کے صحرا سے لشکر دیوان آیا تختوں کو اٹھا لیا سائبان زرنگار کا نقابدار
پر سایہ کیا نوبت نقارہ بجاتا ہوا نقابدار تو چلا گیا لیکن ملکہ ساسانیاں نہ باغ میں رات بھر تنہا میں
کنیزوں سے کہتی تھیں کہ شہریار نے بھی خوشامد کی ایسا نہو کہ بابا جان کو اس شہریار کے ساتھ
مکر کریں اسکے مسلمان ہونے پہ بہت ناراض ہو سکے کہ اسی بارگاہ میں جلد کیا اگر ایکی گرفتار کرینگا
تو مجھے پھر زندہ نہ چھوڑینگا کنیزیں خبر سے رہی ہیں کہ دربار میں نقابدار کے کیا عمدہ جلسہ ہو رہا ہے کچھ
چرچا تھا کہ چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں اور عرض کی کہ رستم تشریف لاتے ہیں ملکہ نام رستم کے سنکر
نہال ہو گئیں پراسے استقبال کو نکلیں دروازے پر آکر کھڑی ہو گئیں رستم جو آئے ملکہ کو در
باغ پر کھڑا دیکھا گھوڑے سے کود پڑے آگے بڑھکر ہاتھ تھام لیا عاشق و معشوق ملے
کنیزیں خوشیاں کر رہی تھیں یہ خبر گیہان کو پہونچی کہ رستم باغ ملکہ میں تشریف لے گئے وزیروں نے
خبر دی کہ حضور یہ اتفاقی امر ہے رستم کو ملکہ کے ساتھ تنہائی میں باغ میں دیکھا اب مناسب ہے کہ
ملکہ کو ساتھ شاہزادے کے منسوب کیجیے ایسا نوشہ آپکو پروردگار نے دیا اسکو غنیمت جانیے کہ
صاحبقران سے سمدھی کہلائیے گا گیہان آمادہ ہوا رستم ملکہ سے ملاقات کر کے اٹھے اور بارگاہ
میں آئے گیہان نے وزرا کو اشارہ کیا وزرا نے ترغیب شادی کی سنائیں رستم کے مارے خوشی کے
رستم کو جدائی کا صاحبقران کی بڑا خیال ہے مگر جبر و شرم سے ہوگیا گیہان نے رستم سے سوال کیا

کہ انشاء اللہ بعد قتل ہفت پیکر عقد شرعی ہوگا تین دن رستم قلعے پر گہمان کے رہے چوتھے دن
لشکر تیار ہوا سپہ تا ہمہ با کل پہلوان جادوگرنیان کہ مجموع لولاکہ سوار و پیدل تھے سب کو
ساتھ لیکر کوچ کیا دو منزلین طی کی تھین کہ صحرائے سبزہ زار مین لشکر اترا بارگاہ استادہ ہوئی
سب جوان صف شکن بہادران تیغ زن ٹہل رہے ہین بازار مین درست ہو رہی ہین کہ خواجہ
عمرو ٹہلتے ہوئے کنارہ لشکر پر آ گئے ایک دوکاندار سے باتین کر رہے ہین کہ آسمان سے
ایک پنجہ گرا خواجہ کو اٹھا لیگیا سارے لشکر مین ہلڑ ہوا کہ خواجہ کو کوئی لیے جاتا ہی یہ خبر رستم کو ہوئی
سماک سامنے کھڑا تھا فرمایا ای برادر سنا تم نے کہ خواجہ کو کوئی اٹھا لیگیا سماک نے عرض کی غلام ابھی
تلاش مین جاتا ہی سماک اسی وقت باہنانے عیاری سے آراستہ ہو کر تلاش مین خواجہ کی چلا
کئی کوس راستہ طی کر کے ایک صحرا مین پہونچا دور سے دیکھا کہ اس صحرا مین ایک قصر بنا ہی کئی
خادم و خدمتگار دروازے پر کھڑے ہین کوٹھے پر چند کنیزین ٹہل رہی ہین یہ مقام جو سماک نے
دیکھا رنگ و روغن عیاری کا نکالکر ایک تاجر کی شکل بنا طرف اس مکان کے چلا تھوڑی دور راستہ طی
کیا تھا اب جو سر اٹھا کے نظر دیکھا وہ مکان نہین معلوم ہوتا سماک حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ دور سے
مکان معلوم ہوا قریب آ کر مخفی ہو گیا کئی مرتبہ پیچھے ہٹا جب نخلستان مین آیا تو مکان معلوم ہوتا ہی
اور جب پھر نخلستان سے باہر نکلتا ہی تو قصر مخفی ہو جاتا ہی کئی مرتبہ سماک نے جب یہ کیفیت دیکھی تو
یقین ہوا کہ یہ مقام سحر ہی حیران ہو کر ایک نخل کے نیچے بیٹھا حیران حیران اسطرف دیکھ رہا ہی کہ ایک طرف سے
آواز آئی کہ ای شخص تو کون ہی جو معاملہ عجائب جمشیدی دیکھ رہا ہی سماک نے دیکھا کہ ایک آہو صحرائی
مثل انسان کے پکارتا ہوا آتا ہی سماک حیران ہو کر دیکھنے لگا وہ آہو قریب پہونچا آتے ہی گرد سماک کے
پھرنے لگا سماک نے دیکھا کہ پانون میرے زمین نے تھام لیے وہ آہو زمین مین گرا غلطاں ہو کے
انسان بنگیا آ کے سماک کا ہاتھ پکڑا کہا کون او ظالم کیا دیکھ رہا ہی نہین جانتا کہ یہ مقام عجائب جمشید کی
ہی یہان غیر کے آنے کا کام نہین سچ بتا کہ تو کون ہی سماک نے کہا کہ ایک مرد مسافر ہون مین راستہ بھول کر
آیا دور سے قصر دیکھا مین فقیر ہون خیال مین گذرا اس قصر کے رہنے والون سے کچھ طلب کرونگا جب
نخلستان سے نکلا تو قصر غائب ہو گیا اس حیرت مین دیکھ رہا تھا کہ قصر مین کون مقدس بیٹھے ہین جنکو یہ مرتبہ
حاصل ہی یہ سنکر وہ جادوگر ہنسا کہا ای فقیر عجائب جمشیدی نام ایک ساحرہ ہی کہ ہمیشہ مصاحبون مین

سماک نے جو یہ اشعار سامنے کوہان جادو کے گائے کوہان خوش ہو گیا کہا ہر چند تو فقیر
ہے مگر یہ بڑا کمال حاصل کیا ہے میرے درۂ کوہ میں چل میں تجھکو بہت کچھ دونگا سماک کا ہاتھ
پکڑ لیا اور درۂ کوہ میں لیکر آیا دیکھا وہاں فرش بچھا ہے بوتلیں شراب کی رکھی ہیں کباب کی کشتیاں
عطر کی شیشیاں موجود ہیں سماک نے پوچھا کیوں اے شہنشاہ ساحران یہ اسباب عیش و نشاط تو
رکھا ہے مگر مقام افسوس ہے کہ کوئی معشوق پریچہرہ نہیں کوہان نے سر جھکا لیا کہا کہ شاہ صبا
کیا کہوں جو صدمہ اٹھایا اور اٹھاتا ہوں کہ بیان سے باہر ہے یعنی معشوقہ میری کیسی خوش مزاج
حسن میں معشوقوں کے سر کی تاج برا سے گرفتاری طلسم کشا گئی وہاں جا کر قتل ہوئی اسدن سے
اکیلا رہتا ہوں سماک نے باتوں میں دریافت کر کے معلوم کیا کہ یہ اکیلا یہاں رہتا ہے کچھ رنگ جمائیے
یہ سوچ کر کلاہ میں کھینچ کر کھائی سے بڑا بیہوشی کی ملائی کہا نوش فرمائیے کوہان جادو خوشی خوشی جام
پی گیا دو جام سماک نے پلا کے کہ انجام برا ہوا اپنے مقام سے اٹھا کہتا ہوا کہ قاریت کہے میں
آ نکلا ہوں وہ کبھی تشریف لائیں تو صحبت میں رونق ہو بیہوشی تا اثر کر چکی تھی چیخ مار کر گر گئے بیہوش
ہوا سماک نے لے چٹکی بیہوشی کی دماغ پر کوہان کے چڑھائی ایک کنارے اسکو ڈال یار نگ و روغن عیاری
کا لگایا کوہان کی شکل بنکر تیار ہوا درۂ کوہ سے نکلا طرف قصر عجائب جمشیدی کے چلا یہاں
عجائب جمشیدی ساحرہ زبردست تخت پر بیٹھی ہے کنیزیں گرد ناچ ہو رہا ہے خواجہ عمرو کی مشکیں
باندھ کر کنارے بٹھایا ہے شراب پی جاتی ہے کنیزیں سامنے حاضر ہیں دمبدم کہتی ہے کہ میں نے عرضی حضرت
میں قاریت کی لکھی تھی ابھی تک جواب نہیں آیا کہ اس سارباں زادے کو قتل کروں یا چھوڑ دوں
خواجہ ہاتھ باندھ کر عرض کرتے ہیں مالکہ عالم میں ایک مرد غریب ہوں جو آپ سمجھتی ہیں وہ میں
نہیں ہوں میری جورو میرے واسطے روتی ہوگی بچے تڑپ رہے ہونگے انکو آب و دانہ کون
پہنچائیگا آپ کو بھی ملال ہوگا کل سے میں قید ہوں اب مجھکو رہا کر دیجیے کہ نکل جاؤں
بال بچوں میں پہنچوں یہ ساحرہ غدار ان باتوں کو کب مانتی ہے کہتی ہے او ظالم تو نے گھر
کے گھر ویران کیے ملکہ دامہ و شمشاد تیرے ہی ہاتھ سے قتل ہوئے آج تک جاہ الماس
آباد نہیں ہوا انکی بھانجی صاحبہ بی برق جادو وہاں سلطنت کرتی ہیں ہائے مقام افسوس
ہے کس ساحرہ کا ذکر کیا کہ جیسے قلب ہلا دیا ان لوگوں کی صورتیں آنکھوں کے سامنے پھر گئیں خواجہ

فرماتے ہیں اے ملکۂ عالم اب تو مجھے معاف کیجیے میں آپکا مذہب اختیار کروں طلسم کشا کو پکڑ لاؤں میری ملازمت سے بڑے مطالب حاصل ہونگے بجائے لقراط ثانی آپ مالک ہو کر بیٹھیے سلطنت کیجیے میرے حال سے آپ آگاہ نہیں ایسی خدمت گزاری کروں گا آپکو راضی کر کے جاؤں عجائب جمشیدی جواب دیتی ہے او ظالم میں تیرے فقروں کو کب مانتی ہوں یہ ذکر تھا کہ جنگ کنیز ہنستی ہوئیں سامنے آئیں کہا ہمارا نیا معاملہ ہے کہ وہاں جادو عجب حال سے آتا ہے اس ساحرہ نے آنکھ اٹھا کر دیکھا کہ وہاں جادوگر بیابان بیٹھا ہوا ایک ڈفلی ہاتھ میں بجا بجا کے یہ اشعار گاتا ہوا آتا ہے نظم

نہ انکیا شکر کی ہے جانی تمھاری
نہیں پاس کوئی نشانی تمھاری

یہی ہے اگر ناتوانی تمھاری
ہوئی ختم یہ زندگانی تمھاری

زیادہ ہوئی بادہ جانی تمھاری
غرض قہر ہے مہربانی تمھاری

ستم آپکی کھینچ دیگا یہ مانا
اور اسطرح کھینچے مانی تمھاری

تباہ و خراب اک جہان کو کیا ہے
خدا اکا غضب ہے جوانی تمھاری

وہی کہہ رہا ہوں جو فرماتے ہو تم
مری گفتگو ہے زبانی تمھاری

غلام کو جلا کے دل غم سے
دکھا دونگا سب کو نشانی تمھاری

کیا امتحان میرا سو طرح سے
وہی ہے مگر بدگمانی تمھاری

جگایا دل زار نے ہجر کی شب
سحر تک کہی ہم کو کہانی تمھاری

پڑا اگر ماتو تو سچ سچ یہ کہدوں
تم اچھے بری بدگمانی تمھاری

عجب شے ہے سب سے محبت و الفت
یہی تو بڑی خوبیے جانی تمھاری

بھلا تم ہی انصاف سے کہہ تو لو
وہ کیا بات تھی جو نہ مانی تمھاری

وہ پیری میں بھی رندہ دکھلاتے آکر
جسے یاد ہو ہے جوانی تمھاری

کو وہاں گاتا ہوا آتا ہے طائر آشیانوں میں بیٹھ گئے ہیں منھ نکالے آشیانوں میں بیٹھے ہیں عجائب جمشیدی نے کہا یوں صاحب یہ کمال اسکو کیونکر مل گیا کس سے گا رہا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے قلب مرا جاتا ہے جی چاہتا ہے اسکا منھ چوم لیجیے اور پوچھیے کہ یہ کمال تم کو کسنے بتلایا اسکو تو یہ بات قدرتی حاصل ہوئی کہ وہاں قریب آیا ملکہ نے پوچھا کہ یہ کمال تمکو کیونکر حاصل ہوا

کوہان نے جواب دیا اری ناکہ عالم میں پڑا سو رہا تھا کہ قدرت عالم خواب میں آئے فرمایا کہ اے
کوہان اکیلے پہاڑ میں گھبراتے ہو گے ایک کمال تمکو بتلائے جاتے ہیں کہ اُس سے دل بہلایا
کرو طائران ہوا و شیران صحرا اگر تمھارے پاس بیٹھیں گے تم انھیں سے دل بہلانا ملکہ نے
کہا ہمیں بھی کچھ سناؤ یہ کمال تو تمھارا دیکھکر دل بہت خوش ہوا حقیقت میں قدرت نے
جو بات تمکو عطا فرمائی ہو کسی ساحر و سردار کو ایسا کمال نہیں عطا کیا کوہان نے کہا بہت خوب
اُس سے عمدہ چیزیں آپکو سناتا ہوں یہ کہکر یہ اشعار گانے لگا نظم

دل لیا عشق میں دیوانہ بنایا افسوس / ہائے اُس پر بھی تجھے رحم نہ آیا افسوس
کیا خطا مجھ سے ہوئی تھی کہ جلانے کو مرے / تو نے اغیار کو پاس اپنے بٹھایا افسوس
دل دیا اُسکو کہ بیرحم بھی ناقدر بھی ہے / بیٹھے بٹھائے یہ کیا جی میں سمایا افسوس
بھول کر یار مقدر سے مرے گھر آیا / حال دل کچھ اُسے اپنا نہ سنایا افسوس
ہائے محفل میں ترے آنے کے قابل نہ رہا / ایسا نظروں سے مجھے تو نے گرایا افسوس
کسمسی سے تو غش آیا اُسے سمجھاتا ہوں / ہائے کیوں زخم جگر میں نے دکھایا افسوس
کبھی ہنس ہنس کے نہ کیوں آپ نے دو دو باتیں / عمر بھر اپنی محبت میں رلایا افسوس
ہائے اُلجھن ہے شب و روز پریشانی ہے / زلف میں اُسکی عبث دل کو پھنسایا افسوس
اب جو بیٹھے ہوئے پچھتاتے ہو کیا ہوتا ہے / ان حسینوں سے نہ کیوں دل کو بچایا افسوس
استخوان کوئی سگ یار کے قابل نہ رہا / آتش عشق نے اس درجہ جلایا افسوس
قبر میں بھی یہی ارمان سدا ہے سطوت / لب پہ مر کر بھی وہ تربت پہ نہ آیا افسوس

اس غزل کو سنکر ملکہ بیقرار ہو گئیں اور کہا حقیقت میں تو علم موسیقی میں فرد ہے اور خوش ہو کر بالا
مروارید اپنے گلے سے اُتار کر انعام میں دیا کوہان نے جھک کر سلام کیا اور بالائے مروارید کو اپنے گلے میں
ڈال کر عرض کی کہ ملکہ عالم قدرت چلتے وقت فرما گئے ہیں کہ آج کل عمرو عیار گرفتار ہو گا یا ہو گیا ہے عیاروں
کے ہاتھ لگ جائینگے مگر جو یہاں آئیگا وہ گرفتار ہو گا اور عمرو کی قضا تمھارے ہاتھ سے مقرر کی
ہے تم جا کر ابھی اُسکو قتل کرو خبردار تامل نہ کرنا یہ ساحر مجھے آج شب کو گذرا میں لے جو نشان
کیا آواز بھی عمدہ ہو گئی راگ راگنیاں سب سامنے چلی آتی ہیں دیکھیے سیاٹ بھیروں

کھڑا ہے یہ ہنڈول ہے یہ بروا یہ دھناسری یہ اساوری ہے یہ کدارا یہ گونڈ ملار یہ دیپک جتنے
راگ راگنیاں ہیں سب موجود ہیں ان سب کے ساتھ جو یہاں ہیں وہ اشارہ کرتی ہیں
کہ ہمارے شوہر کا تمنے نام لیا ہم سب موجود ہیں لطف دکھا سکینگے بڑے بڑے گانے والوں
کو شرما دینگے عجائب جمشیدی ہنس پڑی کہا اے کوہان آج تمکو بڑا مرتبہ حاصل ہوا ہے
کوہان نے کہا ملکہ عالم قدرت بہت دیر تک ٹھہرے رہنے فرماتے تھے کہ تو جبھی اشارہ
کریگا قیامت کا سامنا ہو جائیگا دیکھ ملک الموت کو یہاں سے یہ تیرے حکم سے آئیگا مجھکو
تردد ہوتا ہے کہ یہ کمال اگر سچا نکلا تو سب مسلمانوں کو مار ڈالونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اور
ملک الموت سے کہونگا کہ مسلمانوں کی روح قبض کر پہلے سب کے طلسم کشا کو دونگا انکے بعد
صاحبقران کو عمرو عیار کو تو بلا اپنے پہلے میں انہی سے شروع کروں عجائب جمشیدی
یہ سنکر بہت خوش ہوئی اور کنیزوں سے کہا کہ جاؤ عمرو عیار کو لاؤ کوہان اسکو قتل کرے مرا جی
یہ ہمارا ملازم ہے ہمکو اس سے خوف ایسا ہوگا کہ کبھی پیشتر میں ملک الموت سے کہو
تو لطف زندگی نہ باقی رہے کنیزوں نے کہا حضور کل سے ہم سبکی قید میں عمرو کیا کیا فساد برپا کرتا
ہے کبھی ہاتھ جوڑتا ہے کبھی خوشامد کرتا ہے کبھی تحسین کرتا ہے ہزار طرح کی باتیں بناتا ہے اور کہتا ہے کہ
مجھے چھوڑ دو کبھی کہتا ہے کہ میں عمرو عیار نہیں ہوں میں ایک غریب آدمی ہوں ایک کنارے
پڑا رہتا ہوں زبردستی عمرو بنا کے مجھکو گرفتار کیا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ اس فکر میں سے بچا دینگے تو
ثواب ہوگا یہی چاہتا ہے کہ فساد برپا کرکے نکل جاؤں تم سمجھو نکا ناک میں دم ہے ہم نہیں جانتے کہ
مقام عجائب جمشیدی ہے یہاں تکا قیدی آج حیات نہیں چھوٹتا ہے اسوجہ سے ہم لوگ کبھی
اس ظالم سے بات نہیں کرتے ہم ابھی اسکو لاتے ہیں یہ کہکر کنیزیں گئیں اور خواجہ عمرو کو ایک
قفس میں بند کئے لا کے وہ قفس سامنے ملکہ کے رکھدیا کوہان جادو تشنہ کھینچ کر پاس سے پڑھا کہ
ساربان زادے کو قتل کروں کنیزوں نے کہا یہاں اسے قفس سے باہر نکال لو تب اسکو قتل کرو
عجائب جمشیدی نے اشارہ کیا عمرو کو قفس سے نکالا ساحر نے قریب آکر کہا کہ او
ساربان زادے اب اپنے کو کس حال میں پاتا ہے اور آنکھ سے اشارہ کیا کہ قبلہ و کعبہ نگہ کیجئے
غلام آپکا آپہنچا عمرو نے قہقہا مارکے فرمایا کہ کوہان تم اپنے ہاتھ سے مجھکو قتل کرو تب حاکمی صورت

سامنے بقراط ثانی کھڑے ہین فرما رہے ہین کہ ہمنے تیری خطا معاف کی عجائب جمشیدی
تجھکو اپنا سیر بنائیگی صاحبقران زمان کو پکڑ لانا ہے کوہان مجھکو چلا۔ قتل کرو ہین قدرت کے
ساتھ جاؤن سماک نے کہا مین تیرے کہنے سے تجھکو نہ قتل کرونگا ملکۂ عالم شراب منگائیے
ایک جام پیجیے نشے مین ایک ایک وار سب اسیر لگائین کہ اسکو تکلیف پہونچے پھر دو پہر
تو تڑپے عجائب جمشیدی نے خوش ہوکر حکم دیا کہ گلابیان شراب کی لاکر رکھو جو کچھ کوہان
کہے وہی کرو کنیزون نے گلابیان شراب کی لاکر رکھین سماک نقلی نے بڑھکے ان گلابیون
کو الٹ پلٹ کیا بیہوشی ملائی یہ کہکر یہ نسخہ دیا ہوا قدرت کا ہے جو کوئی اس شراب کو
پیئیگا سو برس عمر اسکی بڑھ جائیگی ہر کنیز کہتی ہے کوہان پہلے مجھکو پلانا سماک نے کہا
تم اپنے ہاتھ سے پی لو قدرت کو سلام کرو دیکھو سامنے کھڑے ہین عجائب جمشیدی نے
سب سے بڑا جام چھانٹ کر لیا کہا کوہان ہماری دوا لاؤ سماک نقلی نے اور بیہوشی
ملائی عجائب جمشیدی نے جام پیا سماک نقلی نے اشارہ کیا ارے سب پی لو کچھ
کوئی محروم نہ رہے آج قدرت بہت خوش ہین دیکھو ہنس رہے ہین فرماتے ہین اے
کوہان تو نے ہمارا طلسم بچا لیا عجائب جمشیدی کا بھی احسان ہے کہ عمرو اپنے دشمن
کو گرفتار کرکے لائی اگر یہ دھوکے مین نہ جاتی تو عمرو کو کیونکر لاتی سب کنیزین خوش
ہو رہی ہین اپنے ہاتھ سے شراب پیتی ہین سماک نقلی نے بڑا بیہوشی کی رکھدی ہے خود
ملا ملاکے پی رہی ہین عجائب جمشیدی جام پیکر اٹھی اور ناچنے لگی جب توڑا لیا تو لڑکھڑا کر
گر پڑی گرتے ہی بیہوش ہوئی سب کنیزین لپنا لپنا کہکے اٹھین سب گر گر کے بیہوش ہوئین
سماک نے خنجر کھینچا پہلے عجائب جمشیدی کو قتل کیا پھر سب کنیزون پر ہاتھ صاف
ہوا جمجمہ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے خواجہ اٹھتے ہی لوٹنے لگے کنیزون کے کپڑے
اتارے سارے مکان کو لوٹ لیا سماک نے کہا اب چلکر کوہان کو بھی قتل کرین خواجہ
و سماک درۂ کوہ مین آئے آکر کوہان کو بھی قتل کیا کوہان کے قتل ہوتے ہی سب
جنگل کے نخل جل [illegible] طائر ہزارون جلکر گرے شیر دھاڑ کے مار کر پہاڑ سے نکلے
سامنے درۂ کوہ کے آکر گرے تڑپ تڑپ کے جان دی یہ سب تماشہ خواجہ و سماک

دیکھ رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام مین عجائب جمشیدی کو ہان
جادو بود خواجہ نے سہک کو ساتھ لیا طرف لشکر رستم کے چلے یہان پر رستم خواجہ و
سہک کے مشتاق ہین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ حضور مبارک ہو دونون صاحب
آتے ہین رستم بارگاہ سے نکل آئے لشکر کا جو شمار کیا ساحر وغیرہ ساحر ملا کر گیارہ
لاکھ فوج ہوا افسران مذکور کو حکم ہوا وردیان نئی تقسیم ہوئین لشکر کو آراستہ کر کے
طرف صاحبقران کے چلے ایکن بقراط ثانی کہ قصر مین بیٹھا ہی اسکو ایک طائر نے
خبر دی کہ عجائب جمشیدی قتل ہوئی بہن اسکی غرائب ساحری روتی ہوئی اُٹھی
قصر عجائب مین آئی بہن کا لاشہ اٹھوایا آکر بقراط ثانی سے عرض کی لونڈی تباہ ہوگئی
اب طرف لشکر صاحبقران کے جاتی ہون یا تو اپنی جان دونگی یا صاحبقران کو لاؤنگی
افسرون نے عرض کی یا خداوند رستم کو جانے دیجئے جب وہ لوگ آپ پر دھاوا کرینگے تو
آپ طلسم مین چلے جائیے گا وہان کوئی نہ جا سکیگا ہم لوگ یہان روکین گے
آگے نہ جانے دینگے اب رستم کا رہنا بہتر نہین ہی مگر غرائب ساحری روتی پیٹتی روانہ
ہوگئی کہ ناظرین پر حال اسکا ظاہر ہوگا انشاء اللہ اگر تحریر طلسم خیال سکندری کا
اتفاق ہوا تو ناظرین ملاحظہ فرمائینگے کہ ابتدا سے حال سکندر موافق تاریخ کے
تحریر کرونگا ناظرین پر حال کھلیگا کہ سحر عیاری اس طلسم کی تحریر ہوگی اور
بقراط ثانی کا دعویٰ خدائی کرنے کا باعث بھی ناظرین پر کھلیگا انشاء اللہ اس طلسم کو
دیکھکر ناظرین بہت خوش ہونگے اور فرمائینگے ای قمر مرحبا اتنی سیر سنائی اور کہین
قلم کا زور کم نہین ہوا

وہ کلمہ داستان حیرت عنوان لشکر صاحبقران و ذکر ہفت پیکر کا
مقلوب ہونا اور وقت پر پہونچنا رستم کا ذکر قتل ہفت پیکر باقی حالات
متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام آخر شتاب
کہ ہوتی ہے جلد سوم بھی تمام
لکھون داستان جلادت شعار
مضامین خوبی سے بڑھکر کرے
وہ مضمون دلچسپ ظاہر ہوے
دیا اسپر نے بھی مزہ قند کا
کہا ہنسکے ساقی نے با صد خوشی
کہ سب نکتہ دان خوب ماہر ہوے
لکھی جلد آخر بصد شد و مد
ترے سر پہ ہے آج رفعت کا تاج
ترالے مضامین تحریر ہون
کہ مے خوار کو ہر گھڑی فکر ہے
کیا عندلیبان گلشن نے شور
تو سوزش ہوئی لالہ کے داغ مین
نکلتا ہے بلبل کے منہ سے دھوان
یہی ابر رحمت دکھانے لگا
پھر بحر الفت رہا جوش پہ
ہوا بحر الفت کا یہی اتصال

کہ سوز دروں سے ہوا دل کباب
پڑھے لطف سے خوب یاران ہوا
پڑھیں ناظرین اور کریں افتخار
ہوا جوش طبع پھر آشکار
کہ ناظر مصنف سے ماہر ہوے
ہوا عشق او حسن سے جلاب
کیا نشہ مے نے بیتاب بھی
ہر اک کا یہی قول تھا برملا
کہ ہے طبع روشن تمھاری مدد
پلا دے کوئی جام فرخندہ فال
کہ راز نہفتہ بھی سطر ہون
یہ آغاز و انجام کیونکر کھلے
کہ رقصان ہین مستی کیون کیا کہو
یہ کوکو سے قمری کی پایا گیا
دکھاتا ہے لطافت چمن ہر زمان
کیا طفل غنچہ نے تو فغان شروع
کہ طفلی و سے آپ سے ہوش مین
لکھون داستان جلادت نشان

کرون شکر خلاق رب انام
کہ اس جلد کا رنگ آسمان ہے
عجب کوچہ سخت مین جا پڑے
گل لفظ نے بھی دکھائی بہار
کھلا راز طبع ہنرمند کا
تراشے نے اپنا دکھایا الاسپ
ترالے مضامین ظاہر ہوے
پھر آفرین مرحبا مرحبا
مرے ساقی مہ لقا خوش مزاج
کھلا طبع روشن کا اس وقت حال
یہی باغ مین ہر جگہ ذکر ہے
سر مشتاق ہر وقت ساقی کے تئین
زر گل لٹایا گیا باغ مین
کہ آزاد ہو سرو شیرین ادا
اٹھ اب ساقیا ابر آنے لگا
کیا آفتاب ظفر نے طلوع
ہوا جوش پر تجھ بہ طبع روان
کہ ہے جوش پر تجھ بہ طبع روان

چہرہ غازیان جلادت شعار و مجاہدان جرأت وثار اس داستان جناب ہفت پیکر کو بصد رعنائی یون تحریر فرماتے ہین - شعر مصنف - جو ہین زیبدہ و زہرہ داستان یہ وہ لکھتے ہین اس طرح یہ داستان کہ سابق مین یہ تحریر ہوا کہ لشکر صاحبقران زمان بہ مقابلہ ہفت پیکر فروکش ہوا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ لشکر ہفت پیکر مین اسی لاکھ ساحر تھے بعد مارے گئے اکثر مسلمان ہوے جبدن سے رستم غائب ہوے ہیں آٹھ پہر یہی غم رہتا ہے

کہ مقام افسوس ہے نہیں معلوم اُس شہر پر کیا گذری خواجہ عمرو تلاش میں گئے
مگر اس وقت تک پلٹ کر نہ آئے جواہر خنجر زن و چالاک بن عمرو وغیرہ سامنے
صاحبقران کے حاضر ہیں کہ لشکر کفار سے نوبت نقارے کی آواز آئی امیر نے فرمایا کہ
صاحبو دریافت تو کرو کہ لشکر کفار میں کیسے نوبت نقارے بج رہے ہیں یہ سنکر چالاک
فوراً روانہ ہوا کہ نامیان و تومیان آکر پہونچے بعد دینے دعا کے ترقی جاہ و جلال
کے عرض کی مصداق کوہ کن نامے ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال ساتھ
فوج کی جمعیت سے آیا ہے دربار میں ہفت پیکر کے بیٹھا ہوا بیل بلا رہا ہے اور کہہ رہا ہے
کہ ایک دن میں سب مسلمانوں کو قتل کرونگا قدرت ہے فرمائیں کہ طلسم کشا کہاں ہیں
ہفت پیکر نے کہا طلسم کشا کو بقراط ثانی نے غارت کر دیا کہ وہ خدا و ناطلسم خیال سکندر
ہے جسمیں ایک جادوگری بلا سے روزگار ہے پہلوان بے حساب وہ جاتے وہاں
غارت ہوا کسی پہلوان نے مار ڈالا کئی مہینے ہوئے کہ اُسکا نشان نہیں خواجہ برائے
تلاش گئے تھے وہ بھی پلٹ کر نہ آئے اب اس لشکر صاحبقران زمان میں مصداق
نے کہا اُنکو تو کونگا اس طرح للکار کے آواز دوں کہ صحرا تھرا جائے صاحبقران
کو غش آجائے صاحبقران نے یہ خبر وحشت اثر سنکر فرمایا خدا مالک و مختار ہے کہ
میدان میں اُسکا غرور دیکھا جائیگا سرداروں سے متوجہ ہوکر فرمایا کہ آپ لوگ
تیار رہیں لشکر بھی درست رہے یہ بلا کی لڑائی پڑیگی مصداق بڑا زبردست پہلوان
ہے اسکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہے سب پہلوانوں کو آمادہ کر رہا ہے یہاں تو یہ ذکر ہیں
مگر مصداق کو یہ سنئے جو سامنے ہفت پیکر کے آیا سجدہ کر کے عرض کی یا خداوند آپکے
پہلے یہ تباہی ہوئی کہ ہفت کوہ چھوٹے نطفے سب پہاڑوں پر مسلمانوں کا دخل ہوا
اور غلام کو نہ طلب فرمایا مجھکو آپ نے وہ زور مرحمت فرمایا ہے کہ راستہ چلنے سے
عاجز ہوں ہر وقت رہروی زمین میں پاؤں دھنسے ہیں میں شکارگاہ میں تھا کہ
آپ کی بربادی کی خبر سنی کوہ مصداق پر بھی نگیا اسی جانب چلا آیا ہوں اب
طبل جنگی بجوایئے کل ہی کوہ رنگار نگ پر پہونچا دونگا سب پہاڑوں پر ضرور دخل

کرونگا ایک ہفتہ مین کل طلسم مین عملداری کرادونگا مگر امیدوار ہون کہ سب پہلوانون کو
جمع کیجیے کل ساحر بھی آئین مین آپسمین ایک عہد لونگا کہ جنگ سے منہ نہ پھیرین یہ کہتے
ہوئے شہ ہیکل مین سب ساحر اور سردار آکر جمع ہوئے مصداق سب کے بیچ مین بیٹھا کتاب خداوندی
کو ہاتھ مین لیکر بلند کیا پکار کر آواز دی یارو کتاب خداوندی میرے ہاتھ مین ہے یہی تم سبکا
اعتقاد ہے اسپر ہاتھ رکھو کل وہ جنگ ہو کہ زمین تھراے آسمان سے خون برسے افسر کو مین
مارلونگا مسلمانون کو ایسا بھگاؤنگا کہ طلسم مین نہ ٹک سکین اقلیم عرب مین چلے جائین مین
ترکستان تک دخل کرونگا تعاقب مین جاؤنگا سب نے کتاب پر ہاتھ رکھا ہفت پیکر کی
طرف ہاتھ اٹھایا کہا جاگتی جوت کے خداوند کی قسم کھاتے ہین کہ ہم قدم نہ ہٹائینگے دامن
قدرت کے ساتھ رہینگے ہفت پیکر یہ سنکر کہا کل وہ سحر کرونگا کہ زمین سے دھوان نکلے
آسمان سے آگ برسے ہر مسلمان قطرہ آب کو ترسے سب فوج کے آگے میر لشکر ہونگا سحر
کرتا ہوا بڑھونگا زمین ہلادونگا سب سردارون نے بھی قسم شدید کھائی ہر ایک کا یہی قول تھا
کہ کل روز جانبازی ہے مصداق نے کہا طبل جنگی بجوا دیجیے طبل قہاری پر چوب پڑی
سترہ سو نقارہ بجا سارے لشکر مین ہفت پیکر کے خبر ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے بھی
خبر حاضر تھے سب جلسے کا حال دیکھکر بھاگے سامنے صاحبقران کے حاضر ہوے ہاتھ اٹھاکر
دعا دی۔ قطعہ۔ اے بہر کارے رفیقت قل ہو اللہ احد + وی نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد
لم یلد یا رب دلم یولد ہمیشہ دستگیر + لم یکن حافظ ترا ہمیشہ لہ کفوا احد + شہریار کی عمر
دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو مصداق نے طبل جنگی بجوایا آج نیا انتظام ہے کیا کہ [illegible]
نے سب سردارون کو جمع کیا چالیس ہزار افسر تھے سب کے سامنے کتاب ہفت پیکر
پیش کی سب سے قسم لی کہ میدان کارزار سے نہ پلٹنا خوب جنگ کرنا سب نے قسم کھائی
فوج کا بھی ہماری حال انکو دریافت ہو گیا کہ آپکے یہان ساڑھے بائیس لاکھ فوج
ہے اور کفار ستر لاکھ ہین اسپر انکو بڑا گھمنڈ ہے کہ ہماری فوج مین جتنے ہین
مسلمانون پر ٹوٹ پڑینگے جینے نہ دینگے اور مصداق کو ان بلندی منظور کہ ایسا کریگا امیر نے
فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے چالاک نے جاکر [illegible] دی فوراً

امیر کو دیکھ کر سب ٹھہر گئے سب نے جھک کر سلام کیا امیر نے جواب دیا چوبدار سے بڑھ کر
پوچھا برآمد ہونے میں شہریار کے کیا دیر ہے چوبدار نے عرض کی حمام کر چکے جامے خانے
میں تشریف رکھتے ہیں برآمد ہوا چاہتے ہیں صاحبقران زمان انتظار میں کھڑے تھے
کہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ فوراً چرخی پر کھنچا پردہ اٹھا دفعۃً بادشاہ جمجاہ سعد بن
قباد سریر جہانبانی پر بصورت اندرانی تاج شہریاری بسر و چارقب شہنشاہی در بر تاج
کا عکس پڑتا ہوا بارہ چودہ سو طفلان ماہ صورت خوش الحانی سے اشعار عبرت آمیز
پڑھتے ہوئے کہ عندلیبان خوش زمزمہ خوش ادائی پر دنگ تھا سب سردار گوش بر آواز
صدا میں سوز و گداز کہ سننے والے جھوم رہے ہیں اس شوکت و شان سے سواری
بادشاہ کی نکلی اولاں اول امیر نے سلام کیا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ
تھا کہ جگہ آپ کی ہمارے دل میں ہے محبت امیر کی اسے دل میں ہے اور سرداروں نے
بڑھ بڑھ کے مجرا و سلام کیا بادشاہ سب کا سلام لیتے ہوئے سواری شہریار کی اس
کروفر سے جلو خانے سے نکلی جمال لشکر پشت پر تھا پہلوان عادی لشکر کو سنبھالے
ہوئے مرکب ہاتھیوں کو بڑھا کر آگے بڑھاتے ہیں صف آرائی لشکر کی منظور ہے
بوق ترکی ساتھ بجتا ہوا چالیس ہزار قزاق پشت پر نوبت نقارہ بجاتے ہوئے آتے
ہیں اس کروفر سے میدان میں آکر پہونچے کہ طرف لشکر ہفت پیکر کے گرد اڑی دیکھا
کہ آگے ہفت پیکر پیکر و فرعون رنگ کا تاج سر پر رکھے ہوئے مرکب دور کا بہ زیر ران
دریا سے جواہر میں غرق گھوڑا اڑاتا ہوا چالیس ہزار افسر گھیرے ہوئے پشت پر
ستر لاکھ فوج جس سے جنگل بھرے ہیں کئی منزل تک آدمی ہی آدمی معلوم ہوتا ہے
ایک طرف مصداق کوہ کن کر کالی مست زیر ران جہاں پر ٹاپ مارتا ہے طبقے کا
طبقہ اڑ جاتا ہے پشت پر سات لاکھ فوج علم از علم سیاہ کھولے ہوئے اس کروفر
سے ہفت پیکر میدان میں آکر پہونچا صفیں چھٹ گئیں نقیبوں نے بڑھ کر رقابت
کی اشعار عبرت آمیز پڑھے نظم

ای مشعلان تیرہ سقف سپہر قدر — تا چند کی خدمت فرزند و زن و شہر و دیار

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
اس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا
رات دن جلسے رہا کرتے تھے ہزاروں میں
شاخ گل زمزمہ سنجوں کی نشیمن تھی مدام
بار تھا وان تو خزاں کو نہ کسی موسم میں
ہوا نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
جس پہ پڑتا تھا پری زادوں کے جھومر کا عکس
گھونسلے سقف میں ہیں لاکھوں ابابیلوں کے
چیلیں منڈلاتی ہیں اٹھتے ہیں بگولے ہر سمت
قصر کو جانے دو باشندوں کو ان کے دیکھو
سینہ لبریز تمنا و پہ لب مہر سکوت
نہ وہ جلسے نہ ترنگیں نہ خود آرائی ہے
کوئی مونس نہیں ہمدم نہیں ہمراہ نہیں

ہو خرابے ہیں اگر قصر فریدون کے گذار
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
عیش و عشرت کا وان گرم تھا ہر سو بازار
صحن گلشن میں سدا گونجتی تھی صوت ہزار
کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالہ کی بہار
واہ ری تیری تنک ظرفی اے عز و وقار
آج کل وہ لب جو جغد کا ہے آشنہ زار
مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار
ہیں بیابان میں پڑے زاغ و زغن کے انبار
تکیہ گور ہو گو زن آج ہے ہر اک کا مزار
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی غمخوار
کنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے
طاقت نطق کہاں سانس بھی دشوار نہیں

یہ اشعار جو نقلیوں نے پڑھے مردان عالم تو مست ہو گئے نامردوں کے منہ پر ہوائیاں اُڑنے لگیں یہی قصد ہے کہ مہلت پائیں تو میدان سے نکل جائیں جان بچے گی تو اور جگہ نوکری کر لیں گے اور وہ جو مرد ہیں بیٹھے کو یا یہ سمجھتا ہے کہ عمر بھر امیر کا نمک کھایا ہے تو آج اس طور سے لڑ کر نمک سے ادا ہو جائیں اُنکے نمک کا حق ادا کر کے مر جائیں سبھی طرح کے لوگ ہیں غرض کہ مجلس یا مجلس پروانہ + کبوتر یا کبوتر باز باز + لشکروں میں ہنگامہ ہے صفیں جمی کھڑی ہیں مگر لشکر امیر کم ہے اور لشکر ہفت پیکر اس قدر ہے کہ گاؤ زمین بار نہیں اٹھا سکتی ہفت پیکر نے نظر اٹھا کے دیکھا جہاں تک نگاہ نے کام کیا لشکر ہی لشکر نظر آیا سب افسر آمادہ کھڑے ہیں کہ قدرت حکم دیں تو مسلمانوں پر جا پڑیں بڑھ کر لڑیں ادھر ہیبت کی جرأت کھڑے ہیں کہ آقائے نامدار حکم دیں تو کافروں پہ جا پڑیں آج تو اس طور سے

لڑین کہ کفار کے دانت کھٹے کردین ہر بہادر مرکب چمکا رہا ہی یہی ارادہ ہی کہ آج تو خوب
نام کرین ہمارے آقا ہمسے راضی ہون وہ کام کرین مصداق کو بکن نے دیکھا کہ صفین
جم چکین گینڈے کو اپنے مقام سے بڑھایا جھومتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا عرض کی
یا خداوند اجازت میدان ملے حمزۂ عرب کو لوٹتا ہون سب سرداروں کو سمجھا دیا ہی کہ آج
وہ لڑائی ہو کہ خون کا دریا بہ جائے مسلمان بھاگین آپ ہی کا لشکر رہجائے یہ سنکر
ہفت پیکر نے اجازت دی کہا تجھکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا مصداق نے گینڈا
بڑھایا وہ مست گینڈا ازبس ران ہی کہ جہان پر قدم مارتا ہی طبقے کا طبقہ اڑ جاتا ہی بقول
شاعر۔ نظم سیلے نر کرگدن چون کوہ آہن * زصرصر تیز در ہنگام رفتن * میان ابروانش
بود یک شاخ * بجنگ فیل بود سخت گستاخ * اشارت گر بہ سنگ خارہ کردی
ہماندم سنگ را صد پارہ کردی * گینڈے کو اڑا کر میدان مین آیا خوب گینڈا اچکا یا لاف
وگزاف کرنے لگا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان نابدولت تشریف لائے ہین کچھ
تمکو خیال نہ ہوا جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آئے جوانمردی دکھائے لشکر
مین سوائے صاحبقران کے کسی کو نہین چاہتا افسر لشکر آکر مجھسے مقابلہ کرے کہ حال
جرأت کھلے بڑے بڑے پہلوانون سے صاحبقران لڑے ہونگے مین نے سنا ہی کہ بیرون
قاف گئے تھے وہان بڑے بڑے دیوزادون کو مارا یہ کہانی مشہور ہی فقط انکے دوستون
نے مشہور کیا ہی اگر اپنے حالات تحریر کرون تو ایک پوری جلد ہو جائے یہ کہکر جو مصداق
نے پکارا صاحبقران نے فرمایا کہ ای چالاک میدان قرق کرو ایسا نہو کوئی بہادر
نکلجائے تو مجھے شاق ہوگا چالاک نے پکار کر آواز دی یارو امیر با توقیر میدان مین
نکلنے کو ہین آپ لوگون کو بھی خیال رہے مصداق نے جو امیر کو دیکھا جمال جہان آرا
دیکھکر دنگ ہو گیا جھک کے سلام کیا صاحب قران نے بطور اہل اسلام
جواب دیا اسپر مصداق کے تیور بدل پڑ گیا صاحبقران نے فرمایا ای مصداق
کیا خلاف گذرا مصداق نے کہا یا صاحبقران زمان مین نے تو آپ کو سلام کیا
آپ نے ہاتھ بھی نہ اٹھایا اسقدر آپ کو غرور ہی صاحبقران نے فرمایا ای مصداق

یہ شرعی صاحب سلامت ہی ہمیں آداب بندگی کی عادت نہیں سوال شرعی جواب شرعی
مصداق نے کہا آپ مجھ سے مقابلہ کرینگے مجھکو یقین تھا کہ امیر سو گز کے لنبے تو ہونگے
جب تو دیوون سے لڑے لیکن آپ کا قد و قامت تو بالکل ہی حقیر ہی آپ کیا لڑینگے
امیر نے فرمایا مقابلہ کرو یقین آجائیگا یہ سنکر مصداق نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو
نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا صاحبقران ہر مرتبہ سنان نیزہ خادزہ
سے مصداق کے سینے پر رکھدیتے ہیں اور فرماتے ہیں یہ مقام خالی تھا کیسی نیزہ بازی
کرتے ہو ہرچند وہ چاہتا ہی کہ اپنے کو بچاؤن مگر صاحبقران وہ تیز دست ہیں کہ مصداق
کو بن نہیں پڑتا لاکھ لاکھ کوشش بچنے کی کر رہا ہی مگر بچ نہیں سکتا ایک مقام پر گٹھکا
نیزے کو صاحبقران نے جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مصداق کے نکل گیا مصداق کو
سناٹا آگیا حیران ہی کہ حمزہ نے کیا تدبیر کی کونسا ہنر یاد تھا کہ جسکو نہ جھیل سکا ہاتھ
قبضے پر جھلا کے ہاتھ ڈالا پکار کر آواز دی کہ او حمزہ یہ شمشیر برق تاب ہی برسوں کے
جھگڑے دم بھر میں فیصلہ ہوتے ہیں امیر نے گرد اسپر گرشاسپ کا اٹھایا تلوار جو
مصداق کی پڑی چار پنجہ فولادی پیدا ہوئے تلوار سے لپٹ گئے ہاتھ مصداق نے
کہا کہ او حمزہ یہ کیسی سپر ہی امیر نے فرمایا تیرے زور کا امتحان ہی مصداق نے جھٹکا
مارا پھل تلوار کا ٹوٹا مصداق کو یہ پھل ملا غنچہ آرزو نہ کھلا گل مراد پژمردہ رہا کہا یا
صاحبقران اس سے کیا فائدہ ہوا امیر نے فرمایا نیزہ بازی کا امتحان ہوچکا شمشیر زنی
بھی دیکھی اب چاہتے ہیں ہمارے تمہارے کشتی ہو زور کا امتحان ہو جائے
مصداق گھوڑے سے کود پڑا صاحبقران بھی اشقر سے کود کے دامن کمر
آستینیں چڑھائیں مصروف جنگ کشتی ہوئے دونوں لشکر نگران ہیں کہ دیکھیں
کیا ہو جو سرداران مصداق معتقد ہیں وہ آپس میں کہہ رہے ہیں کہ حقیقت میں
حمزہ بڑا صاحب زور و طاقت ہی اتنے بڑے پہلوان سے کس لطافت سے لڑ رہے ہیں
ہر طرف سے پہلوان تعریفیں کر رہے ہیں لیکن لندھور بن سعدان عاشق جمال
صاحبقران ہاتھی پر سے دیکھ رہے ہیں گرز کاندھے پر رکھے ہوئے مونچھوں پر تاؤ

دیکھیں فرماتے ہیں کہ آج مغلوبہ ہو تو لطف ہو گردا تکے ہاتھی کے جو بانکے ترچھے کھڑے
ہیں کسی کے کان میں بجلی دوش پر ٹیلا ارنگین ٹوپی سر پر رنگین دوپٹہ چپا ہوا گلے میں
پڑا گلے پہ گھنگھرو سے بنے ہوئے ہیں سپاہیوں کے شانہ جنگ پہ نگاہ غور دیکھ رہے ہیں کہ موقع
ملے تو ہم بھی جا پڑیں کفار کو پامال کریں کئی ہزار جوان آمادہ کھڑے ہیں کہ مغلوبہ ہو تو
حال کھلے آج تو کفار کا پیچھا لینگے پیادوں تک نہ چھوڑینگے ہر طرف ہندیوں میں ہنگامہ ہے
ایک جانب لشکر اسلام کا ایک افسر صاحب نیزہ دو سر غلام نبی وجاگر جیا پر دو زانو نیزہ لئے
مادیان کو چمکا رہے ہیں انکے نیزہ دار دریا سے آہن میں غرق نیزے چمکا رہے ہیں چاہتے
ہیں کہ مغلوبہ ہو تو کفار پر جا پڑیں نیزوں میں چھید لیں ایک جانب بدیع الزمان و قاسم
ایستادہ ہیں آنکھیں ملا رہے ہیں ایک جانب ایرج و نورالدہر مونچھوں پر تاؤ دے رہے ہیں
ایک کو ایک نگاہ دکھاتا ہے یہی قصد ہے کہ صف لشکر کفار الٹ دیویں یہاں صاحبقران
و مصداق سے کشتی ہو رہی ہے اگر مصداق صاحب قران کو ایک مرتبہ پکڑ لایا تو
صاحبقران دو مرتبہ پکڑ لاتے ہیں پشت پر بیٹھکر قاعدہ سے دو چار گھنسے ایسے مارتے
ہیں کہ پسلیاں مصداق کی کڑک جاتی ہیں پھر یہ مشکل نکلتا ہے بڑے زور و شور سے
مصداق لڑ رہا ہے استادان سخنور نے بیان کیا ہے کہ دن بھر اسی طرح کشتی ہوئی غالب
و مغلوب نہ معلوم ہوئے شام ہو گئی کہ مصداق صاحبقران کو کھڑا ہوا کہا اے شہریار
آپ مجھ سے خوب لڑے اب پلٹ جائیے کل پھر مقابلہ ہوگا امیر نے فرمایا ہمارا یہ دستور
نہیں پانزیر کروگے جب پلٹنا اشارہ ہو تب اختیار ہے مصداق نے کہا شب کو ہم
تم جانبازی کرینگے کون دیکھے گا صاحب قران زمان نے فرمایا بادشاہوں کو رات
کا دن کرتے کتنی دیر لگتی ہے روشنی کا حکم دو مصداق نے جھلا کر آواز دی یارو
روشنی لاؤ ہفت پیکر نے حکم دیا میدان میں روشنی کرواسے ادھر لشکر صاحبقران
سے روشنی آئی ہزار ہا جھاڑ کنول پنج شاخے ہزارے روشن ہو گئے کہ تمام میدان
منور و روشن ہو گیا صاحب قران پھر متوجہ ہوئے مصداق چاہتا ہے جان بچاؤں
کسی طرح سے سامنے سے اس جوان کے ہٹ جاؤں مگر پیچھے سے شیر کے نکلنا دشوار ہے

ایک طرح پر کشتی ہو رہی ہی چالاک بن عمرو پہلو مین صاحبقران کے کھڑا ہی تعریفین کر رہا ہی مصداق دنگ ہی اپنی جان سے تنگ ہی فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی زمین پر بچھایا ہی فلک نے چشمہ ماہ تابان کو آنکھ پر رکھکر تماشا کشتی دیکھ رہا ہی ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے آسمان سے ہمسری کر رہے ہین چار پہر رات اسی طور سے کشتی رہی کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا پہلوان زرین پوش اکھاڑے سے مشرق کے خم مار کر نکلا میدان چرخ زبرجدی مین آکر قائم ہوا مصداق نے دیکھا آواز دی یا امیر آٹھ پہر گذر گئے لشکر نے خورد و خواب ہی اب ایک زور آخر کرتا ہون صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ مین بھی مشتاق ہون وہ زور کس گھڑی مین باندھا ہی مصداق نے کہا وہ زور میرے جسم مین ہی مگر وقت پر موقوف ہی یہ کہکے دونون مونڈھے صاحبقران کے پکڑ کے سینے سے سینہ اڑا کر ریلا دیکے دوڑا صاحبقران دم کے بھروسے قدم کے شمار پر سات قدم تک ہٹ گئے آٹھویں قدم پر لنگر یارا کہ تا بزانو غرق زمین ہوے مصداق اوپر آکر چھایا کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا لنگر مین صاحبقران کے جنبش بھی نہ پائی تین زور ایسے کیے کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اسکو بھی ہلا دیتا مگر اس کوہ وقار کے لنگر کو جنبش و حرکت بھی نہ کچھ ہوئی تھکا کے ہاتھ اٹھا لیا کہا یا صاحبقران اب آپکے زور کا مشتاق ہون امیر مثل شیر خشم آلود اپنے مقام سے اٹھے دونون مونڈھے پکڑ لیے دوڑے بیا رہ قدم ریل کر لے گئے وہان لاکر ہلہ مارا کہ دونون گھٹنے مصداق کے آشنا ے زمین ہوے چاہا کہ پیر کر لنگر قائم کرون حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہی دونون ہاتھ ستون کیے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے زور کیا پہلے ہی زور مین لنگر اکھڑا اکہ مارکر سر سے بلند کیا چاہا زمین پر مارون مصداق پکار اٹھا او خسرو یار سر سے بلند کرکے زمین ذلت پر نہ گرائیے امیر نے بہ سہولیت ہاتھ سے زمین پر رکھدیا مصداق قدمون سے لپٹ گیا امیر نے کلمہ بتایا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا ہفت پیکر نے دیکھکر آواز دی اے افسران فوج یہی وقت ہی کہ گھیر کر دونون کو مار لو بلا زمان مصداق کو بھی بہت ناگوار ہوا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہمارا افسر مسلمان ہوا ہم اسکو قتل کرینگے اول سات لاکھ فوج لینا لینا کرکے چلی صاحبقران

نے فرمایا کہ ای مصداق ہوشیار ہو فوج آتی ہی مصداق نے عرض کی ای آقا سے نامدار
انکی کیا حقیقت ہو چالاک نے آواز دی مرکب صاحبقران لاؤ اشقر دیوزاد کسا ہوا آیا
امیر پشت پر سوار ہوے عیاروں نے برائے مصداق گینڈا پہونچایا امیر نے مرکب
بڑھا کر نعرہ کیا کہ باش ہشیار ای کافران تبہ کار ای نابکاران پر دغا منم زلزلۂ قاف ثانی
سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان - نعرۂ امیر

منم سرکن لشکر کافران
منم ماہتاب سپہر کمال
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
کہ صاحبقران در جہان نام شد

بہ پیشم نگون شد سر کافران
ستمگاران ز پیشم فراری شدہ
سلیمان کوچک لقب خضر لقاب

منم اختر برج عز و جلال
کہ دیوان بدبخت عاری شدہ
ہمہ شہر آباد اسلام شد

مصداق کو بلکن نے بھی برابر نعرہ کیا ساتھ صاحبقران
کے جا پڑا لندھور نے ہاتھی بڑھایا بڑھ کر نعرہ کیا نعرۂ لندھور منم شیر دریا گرفتم تا
بہ ہندوستان + اگر نام پرسی منم لندھور بن سعدان + سات لاکھ ہندیوں کو لیکر
آ پڑے مالک نے ماریان بڑھائی اسی ہزار نیزہ داران عرب پشت پر آ پڑے مالک نے
کہا نعرۂ مالک - منم مالک اژدر خشمگین سپہ دار در لشکر اہل دین + ایک طرف بہرام گرد
بن خاقان چین اسی ہزار چینیوں کو لیکر آ پڑا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ بہرام منم گرد بہرام
خاقان چین + کہ از ہیبتم سنگ ریزد زمین + ایک طرف سے آواز آئی کہ ای ہفت پیکر
پرستان آگاہ ہو منم انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان
گرد لشکر شکن - نعرۂ بدیع الزمان - بدیع الزمانم کہ در روز کین + تو ام کشم آسمان
زمین + ز تیغم لیسی ملک اسلام شد + کہ سر فتنۂ باختر نام شد + سات آٹھ لاکھ فوج لیکر آ پڑے
سرداران کے فیصل بن گیا ہود خلان آشام ولیس بن گیا ہو رو قلیس بن کیا ہود و
ورقا سے زنجیر خوار و فارس ملن کمان وغیرہ سب جوانان صف شکن تیغ زن فورا
آتے ہی لڑنے لگے دوسری طرف سے نعرہ ہوا منم شاہزادہ ملک قاسم لعل خفتان
خونریز خاور و سیاہ - نعرۂ قاسم - ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ + زکم تیغ برابر نیزہ بماہ
ز آب دم تیغ شستم زمین + ہمہ باختر شد بزیر نگین + ایک طرف سے نعرہ ہوا ای کافران

بیجیا وہی نابکاران نبرد قاسم گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدہ مومنان و مسلمانان نور الدہر
بن بدیع الزمان۔ نعرہ نور الدہر نبیرہ حمزہ صاحبقران خشم و بقہر شہستارہ حشم
شاہزادہ نور الدہر۔ دوسری طرف سے آواز آئی منم نور نگاہ قاسم عالیشان ایرج
نوجوان۔ نعرہ ایرج ملک۔ ایرج آن آفتاب منیر کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر۔ ایک طرف سے
آواز آئی منم پہلوان نوجوان جہانگیر بن صاحبقران نعرہ جہانگیر منم پہلوان جہان
بے نظیر کہ نامم شدہ در جہان دار و گیر۔ جہانگیر والا حشم آن دلیر کہ در بیشہ رزم غرندہ
شیر۔ اٹھارہ فرزند صاحبقران و پانچ ہزار پانچ سو گیلیں سردار تلواریں کھینچ کر آ پڑے
ہفت پیکر نے کل فوج کو حکم دیا سر لاکھ فوج کو جنبش ہوئی معلوم ہوا سمندر نے موج
ماری جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی برق شمشیر چمک رہی تھی ہزاروں سر کٹ کٹ کر زمین پہ گر
رہا ہے ملازمان صاحبقران و فرزندان نوجوان ایک ایک جوان لاکھوں میں لڑ رہا ہے
خود سروں سے گر گئے ہیں سر برہنہ لڑ رہے ہیں زلفیں خاک میں ملی ہوا پیدا ہو رہی ہیں میدان میں
موسم برسات کی کیفیت معلوم ہوتی ہے سر مثل اولے کے گر رہے ہیں دریا سے خون کی
طغیانی جسم مردان عالم کے افشاں ہیں ہزارہا لاشیں مع ترکش جو گر رہی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ
مچھلیاں شناوری کر رہی ہیں اگر غور کرو تو معلوم ہوا کہ کشتگان خون آشام شناوری
کر رہے ہیں ہزارہا تلواریں دریائے خون میں بہہ رہی ہیں تیغے جو چمک جاتے ہیں صاف
معلوم ہوتا ہے کہ مچھلیاں تیر رہے ہیں جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے دریائے خون کا جوش
خروش ہو ہر کہ بہادروں کے دریائے خون کو جھیل رہے ہیں ایک غول میں امیر آ رہے
ہیں ہفت پیکر سب کے آگے بڑھا ہوا تھا سنہ جو یہ ہنگامہ دیکھا چلا کر نعرہ کیا منم
خداوند ہفت پیکر اے شیدائی مسلمانان کب تمکو زندہ چھوڑونگا یہ کہکے جھولی میں ہاتھ ڈالا
ایک گولہ نکالا گولے کو طرف آسمان کے پھینکا پہلو سے کو دستے ایک ابر آتش فشان
اٹھا کر آگ برسنے لگی اس مجمع عام میں جس اہل اسلام پہ شعلہ گرا بیہوش ہوکے
گرا بلکہ خاک ہوگیا چالاک نے جو یہ قیامت دیکھی خدمت امیر میں دوڑا ہوا آیا عرض
کی اے شہریار جلد اسم الٰہی بہ آواز بلند پڑھئے ہفت پیکر نے سحر کیا کہ حضور سے

ملازمون پر آگ برس رہی ہے ہزارہا بیہوش ہو کے گرے زمین پر تڑپ رہے ہین کچھ
لوگ جلکر خاک ہوے ہفت پیکر جب یہ سحر کر چکا تو پہلوانون سے کہا اب سوا
صاحبقران کے اور سب بیکار ہین گھیر کر سب کو مار لو پہلوانان نامی ہفت پیکر مست
بادۂ کبر و نخوت بے دست اہل اسلام پر جا پڑے وہ پہلوان جو زمین پر پڑے تڑپ
رہے تھے ہاتھ پاؤن قابو مین نہین تلوارین کاٹ کر خنجر بیدم کمانین جھکی ہوئی اور بند
تیر ترکش مین ملاحظہ پر بند جس بہادر کو پڑے دیکھا اسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا وہ بجبر
چہرہ قاتل کا دیکھکر رہ گیا پکار کر کہا او نامرد ہمین قتل کرنے سے تجھکو کیا ملا مگر جب
چالاک نے صاحبقران سے اطلاع کی تو امیر نے گھبرا کے منہ پھیر کیا جہان تک آواز
صاحبقران کی پہونچی اسم اعظم الٰہی پکار کر پڑھا جس بہادر کے کان مین آواز پہونچی
تڑپ کے اپنے مقام سے اٹھا کافر جو منظور ہو کر آیا تھا چاہا کہ اسکو قتل کرون
اٹھتے ہی اسکے لپٹ گئے دستے مارا جہاں پر چڑھ کے سر کھینچ لیا لیکن سرون کے
گرد مین تلوار چل رہی ہے آواز صاحبقران کہان تک پہونچے جس طرف آسکتے ہین
سردارون کو دیکھتے ہین کہ تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین مرکب پاپگل خود مشغول ہاتھ نہین ہلا
اگر قصد بھی کرتے ہین تو ہاتھ دستگیری نہین کرتا پاؤن سے ثابت قدمی جدا ہو گئی امیر نے
پکار کر اسم اعظم پڑھا کان مین جو آواز پہونچی پھر چست و چالاک ہوے مصروف
جنگ ہو کر بیباک ہوے ایک ایک نے سو سو کافرون کو مارا بڑھکر تا بو پرستون کو
للکارا جس طرف صاحبقران کا گذر ہوا خون کا دریا بہہ گیا ہنگامہ گیر و دار بلند دشمن
دردمند ہر مقام پر کشتہ و زخمی پڑے تڑپ رہے ہین دریا سے خون بہ رہا ہے
نقیب پرون مین چھپے ہوے اشعار عبرت آمیز پڑھ رہے ہین پکار رہے ہین اے
مردان عالم مرحبا دنیا کیا چیز ہے بڑے بڑے پہلوان رستم و اسفندیار و سہراب ایسا
ایسا پہلوان رستم ایسا بہادر یہ سب پیوند خاک ہوے آج انکا کوئی نام نہین لیتا
بڑے بڑے بادشاہ و خاصان خدا حکم پروردگار لیکر دنیا مین آئے لیکن موت نے
انکا بھی دامن نہ چھوڑا حسرتین لیکر پردۂ دنیا سے گئے انکا کوئی نام بھی نہین لیتا

تمھارا نام مثل آفتاب کے روشن ہو زمین قتل گاہ خون مردان عالم سے رشک گلشن
ہو گوش ہوش سے ہماری زبان سے سنو دنیا کو تا بود جانو بھر دنیا مثل حباب کے
ہو بقول مصنف قمر فرد۔ فنا لگی ہوئے کشتان تر و زمن + ابھر چلے سے کیا
خاک مین حباب ملے + یارو کیا تمکو سنائین کس کس کا حال سنائین تو اپنے دیکھو
سب احوال کھل جائیگا مجمل یہ ہو لنظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا ۔ نہ سکندر ہے نہ آئینہ حیرت افزا
نقش پا دسحر سے یہ صدا آتی ہے ۔ کہ سلیمان کا یہان ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل کے ۔ گرد اٹھتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال ۔ جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا ۔ کھلتے ہی سا انھین پھر سے جھکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم ۔ کف افسوس ہر اک برگ ہے اس گلشن کا
لیے پھرتی ہے صبا دوش پہ آج انکے غبار ۔ جنکی رفتار سے ہر گام پہ تھے فتنے بپا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین ۔ اے مسافران عدم حال کہو کیا گذرا

رباعی۔ راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری + کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری +
اے کنج لحد کے رہنے والو افسوس + کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری +

صد حیف جلیل طرار و فرار پیوند خاک ہو سکے یہان کسی کے آگے اپنا حال نہ بیان کیا اب
مرد ہو اشرف انبیا کے لیے پروردگار سے یہ دعا کرتا ہو کہ اپنے حال سے ایک
آگاہ شفقت ہوتا ہے والا ہر گز خواہ نخواہ ہے کوئی اسکے حال سے آگاہ نہین ہو
اس رحیم و کریم کے سزاوار ہے وہ اختیار مقرر کی ہو کہ کوئی کسی کے حال سے آگاہ
نہو یارو تصور تو کرو یا تو یہ رستائی دنیا کی عمدہ مکان رہنے کو تھے عمدہ چیزین کھانے کو
جنسے دوستون کے بیٹھنے کو اگر ذرا بھی ملال ہوا احباب پوچھنے والے موجود تھے یہین ذکر کر کے
اس رنج و ملال کو دفع کرتے تھے یا وہ مکان تنگ و تاریک ہے نہ مونس نہ ہمدم نہ کوئی
عزیز قریب تنہا بے نصیب اس تاریکی مین پڑا ہے کون پوچھنے والا ہے سب بھلے

دفن کیا اور چلے آئے کوئی کسی کا حال نہین پوچھتا نہ قبر پر مردے کی بیٹھتا ہی کہ شاید ہمارا
بھائی یا بیٹا یا معشوق ہمکو تڑپ کے پکارے تو ہم جواب دین اس تنہائی مین نکیرین کا
آنا اور احوال پوچھنا اگر رحمت پروردگار شریک نہ ہو تو کس کی مجال ہی کہ بات کا انکی جواب
دے مشہور ہی کہ گرز آتشین ہاتھ مین شیشون مین عقرب و اژدر آنکھین مثل مشعل کے روشن
ہین اس حال مین پوچھنا کہ ای شخص تیرا خدا کون ہی اسوقت اسکی رحمت شریک ہو کر جواب
دلواتی ہی ورنہ انسان کی کیا مجال ہی کہ انکی بات کا جواب دے سکے ہر وقت اپنے پیدا کرنے
والے کو یاد کرو اسی سے فریاد کرو رزاق مطلق کارساز برحق ہی کیا کیا نعمتین ہم پر کین
کیا کیا نعمتین عطا فرمائی ہین بہشت و دوزخ پیدا کیے مگر خاصان خدا شوق بہشت مین تارک
دنیا رہے تمکو بھی یہی مناسب ہی کہ دنیا ایک زال بیوا ہی جسکے شوہر بے وفا ہی جتنی اسکی جستجو
کروگے اتنا ہی بدام مکر مین پھنساؤگے کیا ہاتھ آئیگا اپنے حال پر آخر مین رونا پڑیگا اسوقت
اپنے اختیار مین ہو جب اختیار ہاتھ سے نکل جائیگا تو بڑا افسوس ہوگا نقیبون نے جو یہ
مضمون فیض مشحون نظم و نثر مین بیان کیے مردان عالم جھوم جھوم کر صف دشمن پر جا پڑے
آوازون نے نقیبون کی ہنگامہ ڈالدیا جنگ مین تیزی دلون پر نامردون کے خوف
طاری جو جان کو عزیز رکھتے ہین حریف کو جو آتے دیکھا کہ تلوار کھینچے ہوئے آتا ہی دم دبا کر
بھاگے کسی نے پوچھا کیون بھائی کہان بھاگے جاتے ہو کہا ای برادر ابھی ابھی ایک شخص
کی زبانی سنا ہی ہماری زوجہ حاملہ تھی گھر مین کوئی اور عورت نہین ہی مین اسکی خبر لینے
جاتا ہون جا کر اس نیکبخت کی خبر لون ایسا نہ ہو کہ ہلاک ہو جائے دوست نے کہا کہ ای
برادر شب کو قسم کھائی کتاب خداوندی پر ہاتھ رکھا قدرت کو تنہا چھوڑ کر بھاگے جاتے
ہو سلیمان قدرت کو گھیر لینگے انکو مہلت نہ دینگے جلد رہا اسوقت گھر جاؤ ایسی
لڑائی کبھی نہین پڑی ہاتھ چھڑا کر جواب دیا ہم ابھی تھوڑی دیر مین آتے ہین وہ تلوار دیکھ کر ہار
باپ کے ہاتھ سے چلی ہی اسکو لاتے ہین یہ کہہ رہا تھا کہ ادھر سے ایک سوار ملازم
صاحبقران عالی وقار للکارتا ہوا آتا تھا اسنے جو اس نامرد کو دیکھا پشت پر آکر نیزہ مارا
کہ سینے کو توڑ کے پار گذر گیا اسنے گھبرا کر کہا ای شخص تونے روک کہ میری جان لی زوجہ کے

دیکھنے کی حسرت رہ گئی نہیں معلوم انجام کیا ہو نامرد تو اسلحہ دھر رہے ہیں جانباز و سرفروش
جنگ کر رہے ہیں منزلوں تک برق شمشیر چمک رہی ہے سناٹا ہے نیزے کا چمکنا کمانوں
کا کڑکنا تیر پیام قضا لیکر آ رہے ہیں جسکے سینے پر پڑے توڑ کر پشت کو پار گذر گئے صدہا
لاشے لوٹتے رہے ہیں اہل اسلام زخم وار مگر دشمن کشی پر بیقرار اگر ایک ہاتھ کٹ گیا اور
گھوڑے سے زخمی ہو کر گرے ڈیڑھ ہتھی بغل میں دبی ہوئی ہے پڑے پڑے دیکھا ایک
رسالدار زخموں کی آڑ پکڑتا ہوا آتا ہے مگر زبان پر جاری ہے کہ آج ہمارا رسالہ خوب لڑا ایک
ایک نے دس دس کو قتل کیا وہ جوان جو پڑا تھا اُسنے پکار کر آواز دی رسالدار صاحب ذرا
اسطرف آئیے رسالدار نے دور سے دیکھ لیا کہ بالکل بیکار ہے ٹہلتے ہوئے قریب آئے
کہا کیوں بھائی کیا ہے اس جانباز نے کہا ایک کٹورا پانی کا پلا دیجیے اور ہماری کمر میں اشرفیاں
بندھی ہیں وہ لے لیجیے ہمارا وقت اختتام ہے ذرا سا تھوڑا کام ہے وہ رسالدار نام اشرفیوں کا
سنکر ہنسے کہا بھائی میں پانی لاتا ہوں ہر چند کہ دشمن کے لشکر کے ہو مگر سپاہی کے کام
سپاہی ہی آتا ہے تم خوب لڑے انتہا کے زخمی ہوے ہم تمکو پانی پلاتے ہیں اور تمہارے
لشکر والوں میں ہوتا تو تمکو یوں ہی تڑپنے دیتا مگر کیا اشرفیاں تمہارے پاس ہیں انہیں ہم تمہاری نذر
دنیا کر دینگے زخمی نے کہا بھائی کو اشرفیاں کبھی عمر بھر میں سو اشرفیاں جمع کی ہیں ہمیانی
بندھی ہے رسالدار خوشی خوشی گئے بہشتی کو پکارا کہا ایک کٹورا پانی یہاں دے بہشتی نے
پانی دیا کہا اس مقام سے جاؤ کٹورا لیکر قریب زخمی کے آئے زخمی کی بغل میں جو ڈیڑھ ہتھی
دبی تھی ہاتھ تلوار کا مارا کہ دونوں ٹانگیں رسالدار صاحب کی الگ ہوئیں لہرا کر گرے زخمی
نے کہا بھائی کوئی ہمارا ساتھی پاس بات کرنے کو نہ تھا سو جب سے تمکو بلا لیا تھوڑی دیر میں
ہماری اور تمہاری جدائی ہوگی تم جہنم میں جاؤ گے ہم بہشت میں جا پہنچینگے منزلوں بھی
ہنگامہ ہو رہا ہے کسی دھوم سے لڑ رہے ہیں کوئی کافر بڑے قد و قامت کا آیا یہ اُسکے
مقابلے میں پہونچے لیکن کافر بڑے قد و قامت کا جوان تھا اُسنے بڑھکر نیزہ مارا اُسے سنبھلنے
نہ دیا اُسکے سینے کو توڑ کر پار گذرا اُسنے نیزے پر اٹھا لیا انہوں نے تلوار کہ نیزہ کی چھٹ
پشت سے پار گذر گئی پڑا ہے اس جوان کے خود پہ تیغ کا ہاتھ مارا وہ تیغ کر تا بہ سینہ اُسکا اور ہر گر

مرتے مرتے اپنے حریف کو نہیں چھوڑتے جس مقام پر دیکھو دس لاشے کافرون کے پڑے
ہین تو ایک لاشہ اہل اسلام کا پڑا ہی تمام میدان لالہ زار ہو رہا ہی صاحبقران حیران کہ یا
کس کس طرف جائیں ہفت پیکر آگ برسا رہا ہی ایک طرف پانی کا دریا جوش مار رہا ہی
اس سحر سے اہل اسلام عاجز ہین لڑتے لڑتے تھم جاتے ہین سحر سے گھبراتے ہین
صاحبقران پڑھکر اسم اعظم پڑھتے ہین کہ چار پہلوانون کو ہفت پیکر نے حکم دیا
شغاد صف شکن و بہزاد تیغ زن و فولاد کوہ شکن و ہلال نیزہ باز ان چارون سے کہا
کہ جاکر حمزہ کو گھیر لو کسی طرف بڑھنے نہ دو مین سحر کے سب لشکر کو مٹا دونگا یہ چارون
پہلوان گینڈے اڑاتے ہوے سامنے صاحبقران کے آگئے اور للکارا کہ او حمزہ
عرب کہان جاتا ہی قدرت ہمارے سحر نہیں کرتے تصرف ارضی و سماوی ہی قدرت
سحر کرنا کیا جانیں قدرت تقدیر کرتے ہین صاحبقران کو کب تاب ہی کہ کوئی ٹوٹکے اوکے
اُسکے مقابلے کو سنبھالیں شغاد کو بڑھکر ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے بہزاد شغاد
کو چاہا مرکب بڑھاؤن کہ فولاد نے پشت پر سے ہاتھ مارا سر صاحبقران کا زخمی ہوا
ایک پہلو سے ایک کافر نے آکر تلوار ماری کہ شانہ صاحبقران کا نشانہ ہوا ایک نے
نیزہ مارا کہ پشت بھی زخمی ہوئی امیر نے اسقدر چوٹ سے زخم کھاکر ان تینون کو واصل جہنم کیا
مگر ایسے زخم کھاے کہ بہت بیچین ہوے سر سے خون بہ رہا ہی شانہ جھول پڑا امیر
لڑنے سے معذور ہوے خوف ہوا کہ گھوڑے سے نہ گر پڑون چالاک سے
ناچار ہوکر فرمایا کسی پہلوان کو تو بلالا لندھور سامنے لڑ رہے تھے دونون بیٹے
لندھور کے فرہاد و فاذان یکفری دارشٹون پر زادہ باپ کی جھول پکڑے ہوے
مصروف جنگ ہین لاشون پر لاشین گرادی کہ چالاک نے پکارکر آواز دی اکے دادا کہ
غضب ہوا کہ صاحب قران زخمی ہوے وہ دیکھو سامنے گھوڑے پر جھوم رہے ہین
دور کا فرون کا انبوہ ہی چاہتے ہین کہ صاحب قران کو ہلاک کریں لندھور نے جو چالاک
کی آواز سنی ہوش اُڑ گئے ہاتھی کو بڑھاکر اس مقام پر آ گئے جہان امیر لڑ رہے
تھے سردارون سے اشارہ کیا کہ گنج کر دست صاحبقران کے متفرق کرو سردارون

بڑھ کر ایسی شمشیر زنی کی کہ کافر بھاگ گئے لندھور نے ہاتھی سے اتر کر امیر کو گود میں لیا
عرض کی آقا سے نامدار آپ کو ہاتھی پر سوار کر دوں یوں کافروں کے ہاتھ سے بچاؤں سحر
نے ہفت پیکر کے قیامت برپا کی ہے صاحبقران نے فرمایا اے لندھور میرا حال ابتر
ہے پشت پر بھی زخم شانہ بھی زخمی سر بھی زخمی اب سنبھلا نہیں جاتا اس سے جو گلستان
ہے اس مقام پر مجھے بٹھا دو تماشا سے جنگ بھی کروں دو ایک ہاتھ تو سکتا ہوں مگر [illegible]
ہاتھ میں تلوار رہیگا جو کوئی قریب آئیگا اسے ہٹا دونگا تم بڑھ کر لڑو مگر اپنے کو سحر سے
ہفت پیکر کے بچاؤ لندھور نے وہی کیا کہ نخلستان میں آکر فرش بچھایا صاحبقران
کو وہاں بٹھا دیا مقبل وفادار کو بلا کر کہا اے مقبل تم صاحبقران کی حفاظت کرو اور
کافروں کو ان کے قریب نہ آنے دو مقبل صف جما کر کھڑا ہوا شمشیر زنی کر رہا ہے تیر اندازوں کو
اپنے جمایا جو فوج سامنے آئی اسکو تیر مار کر گرا دیا مگر ہر مرتبہ ہفت پیکر سرداروں کو اشارہ
کرتا ہے کہ صاحبقران کو جا کر قتل کرو وہ پہلوان جس کس کو پکڑتا ہے مقبل کے
ہاتھ سے شکست کھاتا ہے صاحبقران زمان نے جو یہ حال دیکھا کہ مقبل کے غلامان
وفادار بہت مارے گئے سجادہ بچھایا اول نماز حاجت پڑھی پھر دونوں ہاتھ اٹھا دیئے پکار
اٹھے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز ایسی مغلوبیت کبھی نہ دیکھی تھی اس مشکل کو
آسان کر تیرے نزدیک سب سہل ہے کہا وقت اختتام صاحبقران آگیا تیری ذات
کو بقا ہے دنیا ایک دن اسی طرح فنا ہے نظم

طالب عرفان نمیدارد بدولت احتیاج | بندۂ خالق بود کے پیش خلقت احتیاج
صاحب وحدت نمیدارد بکثرت احتیاج | اہل خلوت را نمی باشد بجلوت احتیاج
عاشق رویش نمی بیند بہ رغبت سوی گل | سالک کویش نمیدارد بجنت احتیاج
عاشق مولی است بیشک از [illegible] | اہل حق را نیست با کس فی الحقیقت احتیاج
چون نباشد مردہ را رغبت بآب زندگی | چون نگردد تشنہ یا با بر رحمت احتیاج
بندگان را نیست غیر از بندگی کار دگر | زاہدان را نیست جز شغل عبادت احتیاج
کہ بجز محبوب خود پیش دگر ناید کسے | اہل شوق و ذوق و اخلاص و محبت احتیاج

کے بود فرمانرواے کشور تسخیر یرا | با ہجوم لشکر و قوم و ولایت احتیاج
کے دوا خواہد مریض درد باطن را طبیب | کے بر ویش معالج ہست صحت احتیاج
کے شود سائل بباب صاحب حشمت فقیر | کے بر وقائع بہ بخشش اہل دولت احتیاج
عاشقان را نیست جز عشق و محبت آرزو | اہل الفت را نباشد غیر الفت احتیاج
ہست ہمتاے ہی صرف محتاج خداوند کریم | نیستش اندر جہان با اہل حاجت احتیاج

صاحبقران بیقرار ہوکر دعا کر رہے ہین کہ ہفت پیکر نے تدبیر بلند رکاب نامے پہلوان کو بلایا کہا کہ ایک کام تو کر جا کر ناموس حمزہ کو لوٹ لے کوئی تو صدمہ مسلمانون کو ایسا پہونچے کہ اپنی جان سے بیزار ہون تدبیر بلند رکاب نے لاکھ فوج لیکر چلا جب قریب بارگاہ ناموس وہ پہونچا کنیزون نے اور چوبدارنیون نے تیراندازی شروع کی اِدہر کی جونگاہ پڑی بیقرار ہوگئے فرمایا کہ ای مقبل غضب ہوا وہ پہلوان فوج گران لیکر قریب خیمہ ناموس پہونچا کنیزین تیر مار رہی ہین چالاک کو حکم دو کہ جا کر ناموس کو سوار کرا کے لیجائے کسی پہاڑ پر پہونچا دے کہ بعد ہمارے ان دست و پاشکستہ عورتون کو آرام ملے ہر چند کہ بعد ہمارے ان بیچاریون کو آرام کہان مگر چند ساعت تو تسکین ہو یہ جلوہ دیکھکر دم گلا جاتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے مقبل نے چالاک کو آواز دی کہ ای مہتر دالا گہر لڑائی بگڑ گئی تدبیر بلند رکاب نامے پہلوان طرف ناموس کے جاتا ہے ناموس کے رونے کی آواز آ رہی ہے کوئی بی بی بہ آواز بلند پکار رہی ہے کہ ای کریم و رحیم جمال صاحبقران زمان دکھا دے
ہم اپنے وارث کے قدمون پر نثار ہون نظم

اشک الفت کم نہین کچھ کاٹ سے شمشیر کے | کٹ گیا پروانہ شب کو نام سے گلگیر کے
عفو کردیگا وہ گو لائق ہون مین تعزیر کے | آ گئے آمرزش کے کیا رتبے مری تقصیر کے
تانکا ہی کے ہر سے ہون ازل سے آشنا | شوق طفلی مین سیا ہی دہر بدلے شیر کے
کون سے مجنون کو گاڑا ہے کہ سلسل ای جنون | سنتے ہین زیر زمین نالے صدا زنجیر کے
عشق ابرو ہٹر ہین جان بلب ہین سیکڑون | تیر کے زخمی ہین کچھ گھائل ہین کچھ شمشیر کے
آب باقی ہو اگر قاتل تو کردے حلق تر | لے رہے ہین ہچکیان بسمل تری شمشیر کے

زلف سرکے وہ رخ اپنے کو ذرا دکھلائے
یا الٰہی سحر و شام غریبان ہوئے

جانتے ہیں یہ چشم سے ہوا کار ثواب
ہاتھ سے اسکے اگر خون مسلمان ہوئے

سرگیں چشم کا شہرہ جو رہا یون جب سے
چاہیے سارا جہان شہر خموشان ہوئے

ایک دم سست خطائی ہیں اگر تو رکھے
وہین تیغ کہ سینہ مریان ہوئے

پھول تو روون [illegible] ہاتھین [illegible] کا
کشش چاہون تو وہین ریخ کا سامان ہوئے

جان و دل پیش کش یار کرینگے اسکے رقم
اور کیا ہے سر و سامان سے سامان ہوئے

چالاک نے ڈیوڑھیوں پر جانے لگا شاہزادیاں روتی جاتی ہیں اور سوار ہو رہی ہیں تمام محل میں ماتم ہو رہا ہے ایک شاہزادی بھی کہتی ہے اے چالاک مجھکو چھوڑ جا چالاک ایک ایک شاہزادی کو سوار کرتا ہے کنیزیں محل چھوڑ رہی ہیں اے مشتر والا گہر ہمکو بھی ہمراہ لے چالاک جھپٹ کے ساتھ لگا لایا کنیزوں کو اسپ سوار کیا سب محافوں کو بیچ میں لیا اُس وقت شاہزادیوں نے بلکنا اور سر پیٹنا اور پکارنا شروع کیا ہر طرف شور تھا یہ کہتی ہے چالاک ہمین قتل کر ڈال تو کہان لیے جاتا ہے ہمارا نکالنا اچھا نہیں ہے ہم گوشہ نشین ہیں ہمکو باہر نہ لیجا ہم اپنی جانیں دینگے صاحبقران کے کان میں یہ آوازیں آرہی ہیں بے اختیار ہو کر پکار اٹھے کہ اے خالق کارساز اے رب بے نیاز اس مشکل کو آسان کر ان بیبیوں کا نکالنا بڑے ستم کی بات ہے [illegible] سامنے یہ شاہزادیاں محلات سے نکلی ہیں ۔ نظم

الغیاث اے حاکم عزت و حکومت الغیاث
الغیاث اے والی ملک و ولایت الغیاث

الغیاث اے دادبخش اہل حاجت الغیاث
الغیاث اے چارہ ساز اہل علت الغیاث

دافع ہر محنت و غم رافع رنج و الم
ہمدم ہر اہل دم وقت مصیبت الغیاث

منبع لطف و عطا و مظہر جود و سخا
مطلع نور و صفا کان عنایت الغیاث

بادشاہ پرورش گستر فیض بخش و دادگر
معدن احسان و اکرام و محبت الغیاث

دستگیر بندۂ بے دست و پا و بیکسان
ہمدم و دمساز اندر رنج و راحت الغیاث

مالک و فرمانروا و اہل حکم و اہل زور
اہل طاقت اہل قوت اہل قدرت الغیاث

ذو الجلال و قادر و قیوم و رحمان الرحیم
خوان نعمت ابر رحمت گنج حکمت الغیاث

| دل نہ بندد ہنری اندر بندگی واجب ترا | | نفس سستی میکند اندر عبادت الغیاث |
|---|---|---|

ہر طرف ہنگامۂ گیر و دار بلند ہے صاحبقران کو یقین کامل ہے کہ ہمکو شکست فاش ہوئی دیکھیے
اب لشکر کیونکر سنبھلے اے کارساز اس لڑائی کو سنبھال لے مجھکو یہ یقین نہ تھا کہ لشکر پر یون
تباہی ہوگی اب اس فساد کا رکنا دشوار ہے دیکھیے انجام کار کیا ہوا اس سوچ مین امیر تھے
اور ہفت پیکر آگے بڑھا ہوا سحر کر رہا ہے تمام لشکر صاحبقران بیقرار ہو رہے ہین جب
ہفت پیکر نے بڑھکر سحر کیا گھوڑے چلتے چلتے رک گئے تلوارین ہاتھ مین رکین پاؤن
پیادون کے چلنے سے رکے آسمان سے آگ برس رہی ہے کسی طرف پانی جوش مار رہا ہے کوئی
ڈوب کر ٹھنڈا ہوا کوئی آگ مین جلا ہزارہا جلکر خاک ہوئے ہفت پیکر اسطرح سحر
کرتا پھرتا ہے صاحبقران مجبور و ناچار زخمدار بیٹھے ہوئے یہ سب معاملہ دیکھ رہے ہین جسقدر
آواز مین قوت ہے پکار کر اسم اعظم پڑھ رہے ہین جو قریب کے لوگ ہین وہ سحر سے
ہفت پیکر کے محفوظ ہین اور اس قالوپرست کا یہ طریقہ ہے کہ جس غول کو لڑتے ہوئے
دیکھا اسی غول پر جا پڑا اور سحر کیا لڑنے والے لڑنے سے محروم ہوئے حیران ہوکر
کھڑے ہوگئے ایک طرف سے لڑتے ہوئے ہین فرزندان صاحبقران اسطرف
جو آئے سحر سے ہفت پیکر کے کانپ رہے تھے صاحبقران نے پکار کر اسم اعظم پڑھا
کان مین جو ان شیرون کے آواز پہونچی سحر اتر گیا جنگ مین مصروف ہوئے اور جو
ساحر لشکر مین صاحبقران کے ہین مثل سلیمان امیر و ہمراہیان جہانگیر و بدیع الزمان
و نور الدہر و ایرج نوجوان و ہمراہیان رستم مثل آفتاب فلک سیر وغیرہ ہرچند کہ
یہ سب ساحر سحر کر رہے ہین بمشکل اپنے کو بچاتے ہین مگر سحر اسکا دفع نہین کر سکتے کہ
ہفت پیکر خود سحر کر رہا ہے آج یہ بجا کسی کے سحر پر اطمینان نہین کرتا خود ہی مصروف
سحر ہے بلکہ بعض ساحر ہمراہیان ہفت پیکر تعجب کرتے ہین کہ خود قدرت سحر
کر رہے ہین یہ کیا معرکہ ہے قدرت کبھی سحر نہ کرتے تھے تقدیر پر فرا کئے تھے بعض کہتے ہین
آج چونکہ انجام کی لڑائی ہے قدرت مثل انسانون کے خود سحر کر رہے ہین ہر طرف یہی
ہنگامہ ہے کہ آج قدرت ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے اس ہنگامے سے آفتاب فلک سیر

دفع سحر ہفت پیکر کرتا ہوا قریب صاحبقران کے آیا سامنے آکر رونے لگا عرض کی ای
شہریار مقام افسوس ہی کہ اگر ہمارے آقاے نامدار رستم عالی وقار ہوتے اور ریچ جھکاتے
تو ہم اس سحر سے ہفت پیکر کے فرصت پاتے لیکن افسوس ہی نہین معلوم اُس شیر بیشہ
جرأت کو لقراط ثانی نے کہان طلب کیا یہ تو غلام نے خبر پائی کہ سرحد خیال سکندری مین
مصروف جنگ ہین جہان کھنسے وہان سے بہ جرأت نکلے جو طریقہ آنکا اِس طلسم مین تھا
وہی رنگ اُنکا طلسم خیال سکندری مین بھی ہی مگر مقام تعجب ہی نہین معلوم کہ کس
مقام پر ہین اگر اُنکو خدا یہان پہونچاتا اور وہ مصروف جنگ ہوتے تو ہم لوگ نجات پاتے
مگر ناچار ہین کہان اُس شہریار کو تلاش کرین یہ کہکر دعا کرنے لگا کہ ای کریم کارساز دا
بندہ نواز واے غفور و رحیم ہم گنہگارون پر اپنا رحم شریک کر دے۔ نظم

تو از پردہ جمالت چہرہ بنمود — شد از ایجاد پیدا شکل موجود
بحکمت پیل گردد عاجز از مور — بگیرد پشہ جان از جسم نمرود
بہر یا صیب ہر ملت بہر دین — تو مقصودی تو مسجودی تو معبود
کند گر صد گنہ بندہ گنہگار — نیازی تو باب رزق مسدود
تو رحمانی تو ستارے تو دیان — تو خلاقی تو رزاقی تو معبود
درین جلوہ گہ اہل نظارہ — گہی شاہد شدی و گاہ مشہود
فقط کردی تو روشن نام ہندی — بہر دیوان بہ نظم گوہر آمود

صاحبقران زمان فرما رہے ہین کہ ای آفتاب فلک سپہر خدا تمہاری دعا کو قبول کرے
بقول تمہارے رستم آجائین تو بڑی مہلت ہو آفتاب عرض کرتا ہی کہ ای شہریار
ناموس کو لیکر عیار نکل گئے مگر اُس بھیانامرد نے تجویز کیا ہی کہ کوئی پہلوان تعاقب مین
ناموس کے جائے سُنا ہی کہ ہین آرہ کش تین لاکھ فوج لیکر فکر ناموس مین گیا
صاحبقران اُس زخمی ہاتھ سے سر پیٹ رہے ہین فرماتے ہین ای آفتاب بڑے
افسوس کی بات ہی کہ ناموس کے ساتھ کوئی پہلوان نہین صرف چالاک عیار ہے ہرچند کہ
وہ بڑا کارگذار ہے لیکن مقام پر زور کے کیا کریگا کیونکر ناموس کو بچائیگا شاہزادیان

توجا کے اختتام کو سلیمان دیو مع تین لاکھ فوج لیکر چلا یہان بدیع الزمان قریب فرش صاحبقران مرکب گلگون باختری پہ سوار گرد سرداران نامدار مصروف جنگ کفار ہین جو کافر آیا انکے سردارون کے ہاتھ سے مارا گیا صدہا کو مار کر گرا دیا زمین خون سے رنگین ہو رہی ہو کہ سلیمان دیو نبرد آزما کر کے آیا دور ہی سے للکار کر آواز دی او لپسر حمزہ طرف صحرا کے بھاگ جانا بدولت آتے ہین ابکی حمزہ کو ستاتے ہین کیا مجال ہو کہ کوئی میرا سامنا کر سکے ہین نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا طلسم کا شاہزادہ میرے ہی ہاتھ سے زخمی ہوا ہی یہ حال آشنہ ہی الیق معاشنہ ہو بدیع الزمان نے جو سلیمان کو آتے دیکھا گھوڑے کو بڑھایا صاحبقران نے آواز بلند اسم الٰہی پڑھ کر سے بچنا بدیع الزمان مہر ہفت پیکر سے محفوظ ہین سلیمان دیو نے بڑھ کر نیزہ مارا بدیع الزمان نے نیزہ اسکا پکڑ کر توڑ ڈالا اس سبب سے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تیغ طلسم طہمورث دیو بند پر روک کر خنجر دار خنجر دار ایک ہاتھ مارا تیغ طلسمی دست زبردست بدیع الزمان تڑپ کر چو تیغ گرا سپر کو کاٹا سر سر کے دو جہرے کو کاٹ کر زمین مین آ کر بوسہ دیا فوج پر آسکی جا پڑے تین لاکھ اکیلے جنگ کر رہے ہین ایک سپاہی نے نیزہ مارا کہ بایان ہاتھ زخمی ہوا سپر ہاتھ سے چھوٹ پڑی دوسرے نامرد نے پشت سے آ کر وار کیا سر کٹ کر سر اس نے خود سر کے ہاتھ سے زخمی ہوا قریب تھا کہ نامرد ملک بدیع الزمان کا سر کاٹ لین کہ پہلو سے آواز آئی یا شہیدا ای کافران بے حیاء ای نا بکاران بے وفا نعرہ قاسم

| | |
|---|---|
| آفتاب مشرق دین پروری | شہسوار لعل پوش خاوری |
| زلم تیغ برابرو نیزہ لبنا ہ | زآب دم تیغ شفق شہر نگین |

| |
|---|
| آب قاسم آن شاہ دنیا سپاہ |
| ہمہ باختر شد بہ پر نگین |

نعرہ کر کے قاسم آ پڑے گرد سے بدیع الزمان کے فوجون کو ہٹایا قہماس خان خاوری و حستجان خاوری و اقلس ترک سفید جامہ و شاہزادہ عمرو گودرز اختفی وغیرہ مددگار قاسم کو آئے خوب اس مقام پر تلوار چلی بڑا ہی کا فراس مقام پر مارے گئے تمام صحرا اون گلنار ہو گیا شاہزادہ جہانگیر والا تبار نے تو ایک غول مین گھرے ہوئے کٹے دور سے

دیکھا بدیع الزمان زخمدار ہیں قاسم نوجوان بصد عزم و شان مجمع کو گرد سے بدیع الزمان کے
ہٹا رہے ہیں مگر کافر ٹوٹے پڑتے ہیں جہانگیر نے وہیں سے نعرہ کیا بابا شاباش ہو قابو بیٹا
یہ کہکے وہ شیر دلیر مثل شیر خشمناک تلوار کھینچکر جا پڑا ایسے لطف سے جہانگیر نے شمشیر زنی کی
بدیع الزمان کو مجمع سے نکالا شاہزادۂ بدیع الزمان خون پونچھتے ہوئے مجمع سے باہر
نکلے جہانگیر کو جو فوج نے گھیرا ہفت پیکر خود سامنے آکر کھڑا ہوا جم جم کے سحر کر رہا ہے کبھی
آگ برساتا ہے کبھی زمین ہلا دیتا ہے کہ زمین سے دھوئیں نکل رہے ہیں تمام نخل مثل شمع کافوری
جل رہے ہیں مالک نے جو دور سے دیکھا کہ قاسم مجمع میں گھرے ہیں اور کفار چاہتے ہیں
کہ گھیر کر انکو مار لیں جہانگیر شمشیر زنی کر رہے ہیں مالک نے یہ بھی دیکھا کہ جہانگیر نے کافروں
کو ہٹایا مگر جسم تمام چھنا ہوا غربال بنا ہوا مالک نے دیکھا کہ اب جہانگیر کا تو نکلنا
بہت دشوار ہے وہیں سے نعرہ کیا اور اپنے عربوں کو اشارہ کر دیا عرب نیزہ باز جو نیزے
لیکر گئے مجمع کفار کو درہم و برہم کر دیا مگر مالک کو کافروں نے گھیر لیا پتھر مار کر زخمی کیا
لندھور نے جو دور سے دیکھا کہ مالک زخمدار ہوئے چاروں طرف سے تیر پڑ رہے ہیں ہاتھی
کو ہولا بیٹوں کو اشارہ کیا کہ مالک کو بچاؤ بیٹے تلواریں کھینچکر جا پڑے اس لطف سے
لڑے کہ مالک کو نکالا لندھور نے جو بیٹوں کو زخمی دیکھا کلیجہ منہ کو آگیا قابو کھو گیا
نعرہ کیا اے شہسواران کافران بینا و امرا نابکاران بد دغا منم دارائے صاحب رائے
سواد اعظم ملک ہندوستان جانشین صاحبقران لندھور بن سعدان نعرۂ لندھور
جزیرہ ہائے دریا بار اگر فتم تا بہ ہندوستان + اگر نامم ہمی پرسی منم لندھور بن سعدان
غول میں گھس پڑے یا تو صاحبقران پکار کر اسم اعظم پڑھ رہے تھے یا بہ خضوع و خشوع تمام
دعائیں مانگنے لگے آواز دی کہ کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر اس آفت کو دفع کر سب سر افراز
زخمدار ہیں کیسے بیقرار ہیں تیری صنعت کیا عرض کروں نظم

| | |
|---|---|
| ہمہ خلق شاہ و گدا خاص و عام | خدا را پرستش کند صبح و شام |
| چہ نام است نام خدا نام حق | کہ ہم نام او نیست درد ہر نام + |
| بیاد حق شاد ہر کہ عادت کند | بسا نام ہر دو جہان شاد و کام |

نیایاید بہوش آنکہ اندر جہان
کند شغل مرد خدا حق پرست
قدم ہر کہ اندر حقیقت نہاد
بحکم خدا ہر کہ گردن نہاد
بحق ہست انجام و آغاز خلق
خدا واحد و لا شریکست بس
خدا بیمثال و خدا بے نظیر

زبنائے الفت کند یک جام
بہ ذکر شب و روز و شکر مدام
کند طی رہ حق رسی در دو گام
شود خادمش خلق و عالم غلام
ز او ابتدا او بود اختتام
کسے را درین نیست جائے کلام
خدا مظہر ہر قلیل و کثیر

سب سرداروں نے بیقرار ہو کر ہاتھ اٹھا دیے سب سردار ہمراہ صاحبقران مصروف دعا ہیں دوسرا دن اس لڑائی کو گذرا کہ سردار لڑتے لڑتے تھک گئے ہیں ہفت پیکر ہر مرتبہ نئی فوج لاتا ہے وہ فوج آ کر لڑتی ہے مگر سرداران نامی نے میدان نہیں چھوڑا ساحر مصروف سحر خوانی ہیں چند کہ سحر ہفت پیکر پر سحر انکا غالب نہیں ہوتا مگر آگ بجھانے میں مصروف ہیں آفتاب فلک سیر پڑھ پڑھ کے سحر کرتا ہے آفتاب سحر چمکا رہا ہے جب اسنے آفتاب چمکایا آگ بجھ جاتی ہے ہفت پیکر پھر وہی سحر کرتا ہے اب جو سب نے ملکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل دفعۃً ایک جانب سے بیابان گرد سے پر خاست اتنی بڑی گرد اڑی کہ روئے آفتاب چھپ گیا ہفت پیکر کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ پڑ گیا صاحبقران دیکھنے لگے۔ فرد۔ از دامن دشت کوہ اور نگ * گردے برخاست تو تیار نگ * از دامن دشت آن غبارے رخسارہ نمود شہریارے * دامن گرد کا سامنے آ کے پھٹا دیکھا سب نے مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار چھلیّے ہوئے آگے پھر پشت پر رستم پایتن مرکب استرالا کبود فرنگی پر سوار گرز اٹھائے ہوئے مرکب کو آتے ہیں آفاق تاجدار تخت پر سہیل قزاق نیزہ ہاتھ میں لیے پشت پر سب قزاق کئی سو افسر رستم کہ گھیرے ہوئے عمرو نے بڑھ کر عرض کی اے شہر بیشہ شجاعت و یکہ تاز میدان جلالت دس پہر جنگ کو گذرے ہیں ہفت پیکر نے سب سرداران کو

زخمی کیا باپ تمہارے بیقرار و اشکبار فرش خاک پر بیٹھے ہیں سر زخمی شانہ زخمی جنگ سے
معذور دعائیں کر رہے ہیں رستم نے یہ دیکھتے ہی مرکب کو بڑھایا اپنے نام کا نعرہ کیا یا شیر
ای کافران بیحیا ای نابکاران بر دما شمر رستم پیلتن کشندہ فیل ہندی و دوال بندی
کشندہ کپتان فرنگی۔ نعرہ رستم۔ ارشاد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم لقب
دیگر۔ علمشاہ رومی کہ شد اہل نبرد + کہ بر تخت عزوق افگندہ شود + نعرہ کر کے جا پڑے
گیارہ لاکھ فوج تلواریں کھینچکر مصروف جنگ ہوئی سب سرداران زخمدار کو نکالا اپنے
سرداروں کو حکم دیا کہ ان سب کو قریب صاحبقران کے پہونچا دو سب سرداران زخمدار
قریب صاحبقران عالی وقار آکر بیٹھے رستم نے جنگ شروع کی لوح کو جو گردش دی
سحر ہفت پیکر باطل ہوا اتنا ہی یاد رہیں تو جانتا تھا کہ طلسم کشا کو بقراط ثانی نے
مار لیا شیروں نے عرض کی کہ ہم آپ کو خبریں سنایا کرتے تھے کہ رستم نے جا کر سرحد
خیال سکندری میں آفت برپا کر دی رستم کے جملہ سردار گردن میں ڈالے ہوئے جنگ
میں دلے ہوئے تلوار چل رہی ہے دیوانہ شیر پر سر دم دم یا تو ایک گوشے میں بیٹھا
تھا رستم کے جو نعرے کی آواز سنی چوب دست سنبھالی ساتھ والوں سے کہا لو آقا کے
شیخ کی آواز آئی سب نے چوب دستیں سنبھالیں جست کر کے پہلے سامنے رستم کے
آیا کہا کیوں آقا کہاں غائب ہو جاتے ہو رستم نے کہا ہم دوسری سرحد میں تھے
دیوانہ نے چوب دست کو کھینچ دیا کہا آقا ایک وار تو قبول کرو یہ کہکے ہاتھ مارا رستم
نے کلہ چوب دست پر ہاتھ ڈال دیا چوب دست چھین کر ایک طمانچہ مارا فرمایا کہ او دیوانہ
یہ بیباکیاں شیریں جانیں دشمن سے وقت جنگ ہوا اور تو مجھ سے الجھتا ہے طمانچہ کھا کر
دیوانہ سیدھا ہو گیا کہا آقا ابھی دشمن سے سمجھ لیتا ہوں یہ کہکے بارہ ہزار دیوانے جو
فوج ہفت پیکر پر گرے ہزاروں کو مار ڈالا ہفت پیکر سامنے سے رستم کے
بھاگا بھاگا پھرتا ہے سحر کرنا بھولا جاتا ہے کہ میدان سے نکل جاؤں رستم نے لوح کو جنبش
دی جس ساحر پر عکس پڑا نابینا ہو گیا ان اندھوں کو ہمراہیان رستم قتل کر رہے ہیں
جسکو دیکھا کہ شغل رہا ہے اور تمام ہفت پیکریان پیچھے آگے دیوانہ پہونچ گیا لوٹ مچا رہا ہے

ماروی کہ پرا اٹھا ہوکر پیوند زمین ہوا اگر اور ملازمون نے دیکھ لیا ہاتھ تلوار کا مارا کہ وہ ٹکڑے ہوئے اہل فوج ہفت پیکر رستم کے آنے سے بدحواس ہو رہے ہین قضائے کار وہ پہلوان جسکو ہفت پیکر نے پہلے گرفتاری ناموس بھیجا تھا چالاک ناموس کو ساتھ لیے ہوئے جاتا ہی عیار تلوارین کھینچے ہوئے محافظ ناموس کو گھیرے ہوئے کہ پشت پر سے گرد اڑی چالاک نے ابو الفتح سے کہا کہ بڑھکر خبر تو لو ابو الفتح نے خبر دی کہ ایک پہلوان کو تمہاری گرفتاری کو بھیجا ہی وہ آپہونچا چالاک یہ خبر سنکر گھبرا گیا کہا یارو کدھر جاؤن ناموس کو کہان چھپاؤن ناموس نے جو یہ حال سنا آواز دی کہ ای چالاک ہم یہ چاہتے تھے کہ ہمکو ہمارے وارثون سے جدا نکرتے نہ اٹھا اور ہماری سب کی یہ کیفیت ہے

نظم

ابتدا سے حسن کامل کی خبر ملتی نہین — ہی دہن غائب ہمارا اور کمر ملتی نہین
حیف او عیسی نفس تجھکو خبر ملتی نہین — نبض اس بیمار کی دو دو پہر ملتی نہین
مرغ دل بیتاب ہو اور صبر اب تو جان سے — دام گیسو سے رہائی عمر بھر ملتی نہین
سرکشی کی کاشت ہستی مین چلتی ہے ہوا — اس چمن مین جھک کے شاخ بارور ملتی نہین
ناک چھوڑی ہو دیواؤن سے اپنے مدتون — وہ پری جبتک نکرے دربدر ملتی نہین
کیون جگر سے عرش تک تکلیف کرتی ہو [illegible] — وان قبولیت جو آہ بے اثر ملتی نہین
عشق وفا ان نے پھر ایا جوہری بازار مین — آہ دارا ایسی کوئی سلک گہر ملتی نہین
آمد فصل بہاری سے گلستان مین نہال — پھل لگانے کو بھی شاخ بے ثمر ملتی نہین
نالہا سے شب کا ہی اس ناتوان پر ازدحام — ضعف سے تو رخصت آہ سحر ملتی نہین
تکتے تکتے راہ مر سکی تو کبھی کیا پھر آنکھ — اب پلک سے کیون پلک ای چشم تر ملتی نہین
ہو خضر کیسی سبیل عشق ناہموار ہے — ایک پگڈنڈی بھی جسمین راہ بھر ملتی نہین
گم ہوا ہو جسنے اس وادی مین رکھا ہو قدم — رہروان راہ الفت کی خبر ملتی نہین
زلزلہ اندیشے کی جا ہی [illegible] کیسی [illegible] — اب طبیعت یار کی اک وضع پر ملتی نہین

بیٹیون سے گھبرا کر چالاک سے کہا ای جہتر والا گھر ہمکو ہاتھ سے دشمنون کے بچاؤ

چالاک نے جو سر اُٹھا کے دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ سامنے نظر آیا گرد قریب آتی
جاتی ہی اُس گرد کو دیکھکر چالاک بہت گھبرایا کہارون سے اشارہ کیا کہ پہاڑ پر چڑھ چلو
غرض ناموس کو لیکر چالاک پہاڑ پر آیا شاہزادیون کے تخت رکھوا دیے ساتھ کے
عیارون کو گھاٹیون پر بٹھایا تیر و کمان سب کے ہاتھ مین دیے کہا یارو ہوشیار رہنا دشمن
نہ آنے پائین کہ سب نے دیکھا وہی پہلوان بھیجا ہوا ہفت پیکر کا گینڈے کو اُڑاتا ہوا
تلوار چمکاتا ہوا تین لاکھ سوار و پیدل پشت پر نیزے چمکاتے ہوے سامنے پہاڑ کے
پہونچے عیارون کو گھاٹیون پر بیٹھے ہوے دیکھا اور چالاک ٹہل رہا ہی آواز دے کہا
ہی کہ ای کافر اس طرف نہ آنا ہمسے آنکھ نہ ملانا مال و اسباب سب لشکر مین چھوڑا
فقط ناموس صاحبقران کو نکال لائے ہین کہ ان شاہزادیون پر کوئی نگاہ نہ ڈالے
لہذا پلٹ جاؤ جا کے مال و اسباب لوٹو پہلوان غرور مین بھرا ہوا ہی گینڈا چمکا کر آواز
دی او چالاک ہمسے بھاگ کر کہان جا سکتا تھا قدرت نے تقدیر کی آگے نہ بڑھ سکے
اس پہاڑ پر آ کے چھپے لیے اپنے گھرونہ سے بگاڑنا کتنی بڑی بات ہی ہان یارو
پہاڑ پر چڑھ چلو اب تامل نہ ہو ناموس صاحبقران کو قبضے مین کرو تین لاکھ فوج
اپنے مقام سے بڑھی چاہتی ہی کہ پہاڑ پر چڑھین چالاک دوربین سے دیکھ رہا ہے
جب دیکھا کہ چہارم میدان سے طی کر چکے تیر کمان مین پیوست کیا ساٹھ ہزار
عیارون نے کمانین سنبھالین ایک مرتبہ ان خطا شعارون پر حملہ کیا ساٹھ ہزار تیر چلا
طائران تیر نے پر کھولے سوارون کے سینون پر پڑے کسی کے گھوڑے کی آنکھ پر
پڑا گھوڑے کی آنکھ مین تیر کا پڑنا باعث خرابی ہوا سوار و پیدل پیچھے ہٹے ہر ایک کا
یہی قول تھا یارو سامنے حریف کو دیکھ رہے ہو کہ انکا حربہ ہم تک پہونچتا ہی تیر اندازون
نے آفت برپا کر دی پہلوان نے جو یہ ہنگامہ دیکھا ساتھ والون سے پوچھا پکار کر آواز دی
یارو یہ کیا ہی جو تم آگے نہین بڑھتے آخر پہلوان جھلایا کہا یارو مین کیا تمھارے بھروسے
پر آیا ہون مین ابھی جاتا ہون جب جا کر ناموس پر قبضہ کرون تب تم بھی آ جانا مین
عیارون سے کب رکتا ہون میرے مقابلے کا کوئی پہلوان بالاے کوہ نہین ہی

جا کر سبکو بار و نگایہ کیک گینڈا اڑھایا سپر فولادی پشت سے اُتاری سپر سے اپنا چہرہ اور گینڈے کا منھہ چھپایا گینڈے کو مہمیز کرکے چلا چالاک نے جو یکہ سوار کو آتے ہوئے دیکھا گھبرا گیا ساتھ والون سے کہا یارو یکہ سوار آتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ افسر لشکر ہی جہانتک ہوسکے تیر بارو تیر عیارون کے چھٹنے لگے مگر وہ پہلوان دیوخصال عفریت مثال تیرون کو کب مانتا ہے تیرون کو قلم کرتا ہوا آتا ہے میدان کو طی کرکے زیر کوہ پہونچا چالاک نے جو دیکھا کہ پہلوان زیر کوہ آگیا بیقرار ہوگیا سب کو اپنے قریب بلایا اور دست دعا بدرگاہ حق تعالے بلند کیے یکارہ اٹھا اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس آفت سے بچا تیرے نزدیک سب آسان ہے نظم

رخ مگردان شکل حلقہ از در دربار دوست　　مثل سایہ باش استادہ پس دیوار دوست
دار در دل دوستی و بر زبان اقرار دوست　　گر جہان دشمن شود ہرگز مکن انکار دوست
یاد کن در دل ہمیشہ دلربای خویش را　　تا دلت گردد یکی گنجینۂ اسرار دوست
سیر در باغ حقیقت کن تو اے مرد خدا　　تا ببینی از گل و خار چمن اظہار دوست
گاہ از شمع و گہ از مہتاب گہ از آفتاب　　شائق دیدار را آید نظر انوار دوست
شغل کار دوست دار اندر جہان اے مرد کار　　زانکہ از ہر کار و بار ہست بہتر کار دوست
دم بہ بیش و کم تو اے بندہ درین سودا مزن　　گر فروشندت چو یوسف بر سر بازار دوست
چہرۂ دلدار می آید نظر از صد حجاب　　از پس صد پردہ ظاہر میشود انوار دوست
ہمچو یار از محبت در جگر پوشیدہ دار　　گر توئی در بزم وحدت محرم اسرار دوست

عیارون نے جو بیقرار ہوکر دعا کی ناموس سے جا کر کنیزون نے عرض کی حضور پہلوان تیر طرف کا لڑتا بھڑتا قریب کوہ پہونچ گیا ہے چالاک نے بڑی کدوکوشش کی اب در بار پروردگار سے دعا مانگ رہا ہے سب شاہزادیون نے بال کھولدیے بلک بلک کے رو رو کر دعائین مانگنے لگین کوئی بی بی پکارتی ہے اے مجیب الدعوات رحم اپنا شریک کر اب ہمپر وقت تنگ ہے وقت حفاظت ناموس و ننگ ہے نظم

دیدۂ دل برکشا اے طالب دیدار دوست　　تا ز ہر پردہ ترا آید نظر رخسار دوست

دوست دلدار تو گردد گر شوی دلدار دوست
دوست ہم یار تو باشد گر تو باشی یار دوست

سینۂ خود را صفا کن ز ہر گرد و غبار
بین درین آئینہ عکس روئے پر انوار دوست

دشمنی کم کن دوستی کن دوستی
در دو عالم از دل و جان باش خدمتگار دوست

بادشاہی گر بسر گردد ترا اندر جہان
یک تو از اخلاص دل باشی غلام زار دوست

تمام شاہزادیاں وزیرزادیاں انیسیں جلیسیں بال کھولے ہوئے معروف دعائیں ہیں ایک
کا یہی قول ہے کہ جانیں دینگے مگر اپنے کو کافروں سے بچائیں گے نہیں معلوم ہمارے
وارثوں پر کیا گذری کہ یکا قرہ شاک آئے ہمکو یہاں آ کے گھیر لیا تو بچانے والا ہے کوئی
آئیں کہہ رہی ہے کوئی فریاد لغیاث کر رہی ہے سبھی بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر
پہونچا باب اجابت دعا وا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی آواز بوق ترکی کان میں آئی دیکھا سب نے
کہ شاہزادہ غضنفر ہی اسب باد پا پر سوار پشت پر ہی ہزار دلاور مرکب اڑاتے ہوئے
نیزہ چمکاتے ہوئے آئے غضنفر نے دور سے جو چالاک کو دیکھا کہ سر پیٹ رہا ہے پکار کر
آواز دی کہ اے چالاک خیر تو ہے چالاک نے اشارہ کیا کہ دیکھو وہ پہلوان کھڑا ہے تمہاری
والدۂ ماجدہ بھی اسی ناموس میں ہیں غضنفر نے جو یہ آواز سنی بیقرار ہو کر مرکب کو مہمیز
کیا بوق ترکی کمر سے نکالا آواز دی اے قزاقان بزنید و بشکنید قزاق پھر پڑے لشکر
فوج پر جا پڑے پہلے تو تیر مارے آٹھ ہزار جوان قتل کیے پھر نیزے چلے تلواریں
کھینچ کر فوج سے لڑنے لگے قزاقوں کی تیز دستی کفار بیزبردستی ایسا نے ٹوکا دوسرے نے
نیزہ مار دیا سینہ کو توڑ کر پار کر دیا مگر غضنفر گھوڑا اڑا کر قریب اس پہلوان کے پہونچے
فرمایا او نامرد ہمسے مقابلہ کر اس طرف کہاں جاتا ہے ابھی لطف پائیگا پہلوان پلٹ پڑا
غضنفر پر نیزہ مار دیا غضنفر نے اپنے سینے کو بچایا اور اپنے نیزے کو کن دیکر پہلوان پر
مارا اسنے سپر پہ بچایا غضنفر نے نیزہ جھکا کر آنکھ پر گھوڑے کی مارا نیزہ آنکھ میں گھس کے گدی
کی آ گیا غضنفر نے نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا گھوڑے نے جست کی سوار کو گرا کر بھاگا کئی
پامال کر کے نکل گیا غضنفر نے پہلوان کو زیر تیغ رکھ لیا اسقدر تلواریں ماریں کہ پہلوان
سے لگا غضنفر تلواریں مارتے ہوئے جاتے ہیں لشکروں میں بلوا ہوا کہ غضنفر

پہلوان کو بھگایا غضنفر نے بڑھکر ایک ہاتھ گلوگاہ پر مار دیا کہ سر کٹ کر پہلوان کا گرا قزاقوں
نے فوج کو زیر تیغ رکھ لیا آخر سب نے بمشکل لاشہ اپنے افسر کا اٹھایا طرف صحرا کے
شکست کھا کر بھاگے کئی کوس تک غضنفر نے پیچھا کیا قزاقوں سے پڑاؤ لوٹا خیمے
جلا دیے غضنفر بالاے کوہ آیا چالاک سے پوچھا یہ کیا معرکہ تھا چالاک نے کہا کہ ای
غضنفر لشکر اسلام پر بڑی آفت ہے پیشترا کہ فوج قسمیہ ہو کے مصروف جنگ مغلوبہ ہے
میرے سامنے صاحبقران زخمی ہوے مجھ سے کہا حکم کیا کہ ناموس کو بیکار نکلواؤ پہلوان
بھیجا کہ کے آیا اگر مناسب ہو تو جا کے دیکھو کہ وہان کیا گذری ہر چند کہ کل سردار زخمی ہو چکے
مگر کسی نے لڑائی سے منہ نہ پھیرا یہ سنکر غضنفر کوہ سے اترا پشت مرکب باد پا پر سوار ہوا
اسی طرف چلا یہان رستم نے آکے لڑائی کو روکا سب زخمیوں کو قریب صاحبقران بٹھا دیا
خود مصروف جنگ ہین ہفت پیکر جو پڑھ پڑھ کے سحر کر رہا ہے بسبب لوح طلسمی سحر
اسکا تاثیر نہین کرتا بوٹیان اپنی کاٹ رہا ہے ساتھ والون سے کہتا ہے یارو کیا تدبیر کرون سحر
جواب دے رہا ہے جدھر رستم کا گذر ہوتا ہے آثار سحر ہفت پیکر کے برطرف ہو جاتے
ہین لیکن ہفت پیکر پہلوانون کو ترغیب دیکر قریب رستم بھیجتا ہے کیسے کیسے پہلوان زبردست
مقابلہ رستم مین آتے ہین تیغہ ہفت جوہر چمک رہا ہے جسکے سر پہ ہاتھ پڑا اسکے دو ٹکڑے
ہوے گرد مرکب صدہا پہلوان پڑے ہین لیکن اکیلا کس کس طرف جائین اپنے
ساتھ والون کو کیونکر بچائین جسطرف نہین جاتے اور نہین پہونچتے اسی طرف سحر سے
ہفت پیکر کے آگ برستی ہے عیار رستم کو خبر دیتا ہے جب اس طرف جا کر لوح چمکاتے
ہین تب آگ بجھتی ہے اس آمد و رفت سے جان رستم کی عذاب مین ہے بڑے بڑے
پہلوان روکنے آتے ہین مگر جو رستم سے مقابل ہوا فوراً عدم مین پہونچا گرد مرکب لاشے
پڑے تڑپ رہے ہین دست زبردست رستم تیغہ ہفت جوہر کی بے پناہ کاٹ چھانٹ
جسا منے آیا واصل جہنم ہوا تھوڑے ہی عرصے مین لڑتے بھڑتے قریب ہفت پیکر
جا پہنچے ہین کہ جاؤن مگر پہلوانان فوج روک لیتے ہین بڑھنے نہین دیتے علم فوج شقہ
بھی سرنگون کیا پائین رسالے تک آ کے کئی پلٹنون کو بھگایا رسالون کو ہٹایا مشرفی فا

یہ چہرہ جو مخالفون مین ساتھ ہین اجماع فوج دیکھکر گھبراتی ہین وزیرزادیون سے فرماتی ہین خدا اس شاہزادۂ والا قدر کو ہاتھ سے دشمنون کے بچالے اپنا کلیجہ منھ کو آتا ہے اپنی تو عجب حالت ہے کیا کہین —

نظم

تا نہ پڑے خلل کہین آپ کے خواب ناز مین
ہم نہین چاہتے کمی اپنی شب دراز مین

اور ہی رنگ آج ہے عارض گلعذار کا
خون دل اپنا تھا مگر غازۂ چہرۂ ناز مین

کیونکہ نہ آدھی رات تک جاگے وہ چشم فتنہ ساز
آہو سے سحر خواب ہین نرگس نیم ناز مین

خسرو عیش وصل یار جا نکلی اور کوہکن
اپنا جگر تو خون ہوا عشق کے امتیاز مین

ہین تری بزم سوز مین یہ قیامتین کہ کہ
نغمۂ صور کا اثر نغمۂ نے نواز مین

آتش ہے اب التفات کی غیر کو ہین شکایتین
سنئے مراسلۂ منت حمد از مین

کیا سبھی سینے جل چکے کیا سبھی دل پگھل چکے
بو سے کباب اب نہین آہ جگر گداز مین

پردہ نشین کے عشق مین پردہ دری ہوئین کہین
ہوتی ہین سب حکایتین جان نہفتہ راز مین

رخنہ در سے غیر پاس دیکھا کسے کہ آج ہو
رخنہ گری کچھ اور ہی نالۂ رخنہ ساز مین

یاد بتان مین لاکھ بار فرط قلق سے ہم کبھی تو
بیٹھے اٹھے ہین مومن اب گریۂ شب نماز مین

وزیرزادیان عرض کر رہی ہین واری اپنے کو سنبھالیے انشاء اللہ لڑائی ابھی ختم ہو جائے گی کنیزین الگ ناگون سے غل مچا رہی ہین کہ خدا اپنا فضل کرے آقا سے نامدار پر تو جبارہ جان سے فدا ہو مگر وہ شیر دلیر ہین کہ اتنے بڑے بلوے مین کس جواں سے لڑ رہے ہین عالم فوج کفار کو قتل کیا جاتا ہے کا فرون کا کم کیا خدا اسکا محافظ و نگہبان ہو ایک بی بی پکار اٹھی اے کارساز بے نیاز ہمارے آقا ے نامدار کو بچالے دشمنون کو شکست ہو یہان فتح کا بندوبست

نظم

ای پیش روی منور طالب او مطلوب
گر خوب از ہمہ خوبان توئی ای چہرۂ خوب

غیر تو نیست درین خانہ خانہ دار کسے
درین حجاب بغیر تو نیست کس محجوب

رفیق اہل ولائے فقط تو اے دلدار
محب اہل محبت تو ہستی اے محبوب

تو نور حسن بہ رخسار یوسف افزودی
تو نور دیدہ زدودی ز دیدۂ یعقوب

تمام شاہزادیاں دعائیں مانگ رہی ہیں لشکر میں تلاطم فوج کے ہوش گم مگر سرداران رستم
وہ صاحبان شوکت ہیں کہ سر جانبازی لڑ رہے ہیں رستم فوج کے قلب میں شیر غرندہ لڑ رہے ہیں
دیو اسنے ہزاروں کو راہی ملک عدم کیا بارہ ہزار دیو اسکے چوب دستیں لیے ہوئے
لڑ رہے ہیں لاش پر لاش گرا دی کہ یکایک بوق ترکی کی آواز کان میں آئی رستم کا چہرہ خوشی
سے سرخ ہو گیا فرمایا اے سرداران نامی وائے شیر دلان صف شکن وقت فتح قریب آیا وہ
دیکھو سامنے گرد اڑی بلکہ دیکھیں اب مدت ہو یقین ہے کہ غضنفر بن اسد آتا ہوا سا
ذرا ٹھہرو تو یقین واثق ہے کہ اسی شیر کی آمد ہے جب گرد قریب آئی رستم ایک بلندی پر
کھڑے ہو کے بنگاہ غور دیکھ رہے ہیں کہ ایک طرف سے رونے پیٹنے کی آواز آئی رستم
نے دیکھا دس بارہ ہزار جوان شکستہ خوردہ ایک لاش کو لیے ہوئے سامنے
ہفت پیکر کے آئے ہفت پیکر نے پوچھا اس پہلوان کو کسنے مارا لوگوں نے بیان
کیا کہ اسکے پہاڑ پر جا کے ناموس صاحبقران کو گھیر لیا تھا قریب تھا کہ ناموس پر قبضہ کرے
عین وقت پر غضنفر بن اسد آ پہونچا اسکے ہاتھ سے یہ پہلوان مارا گیا یہ خبر رستم نے
بھی سنی شکر پروردگار کیا فرمایا اے سرداران خوب ہوا غضنفر کے ہاتھ سے بچا ورنہ غضب
ہو جاتا کہ ناموس کو گھیر لیا تھا یقین ہے کہ وہی آتا ہو خواجہ عمرو نے جو آواز بوق ترکی کی
سنی یا تو صاحبقران کے پاس بیٹھے تھے یا گھوڑا اٹھا جست و خیز کرتے ہوئے طرف
صحرا کے گئے دور سے دیکھا کہ غضنفر گھوڑا اڑاتا ہوا آتا ہے خواجہ عمرو نے بڑھ کر کل
حال غضنفر سے بیان کیا کہا اے نور نظر بڑی سخت لڑائی پڑی ہے خدا اس لڑائی کو فتح
کرائے رستم ایسا دلیر صاحب بہادر رہا ہو نا جان تمہارے زخمی ہیں چلکر انکی خبر لو رستم کی
مدد کرو کہا اے نور نظر آج کی جنگ لائق تعریف ہو دشمن بھی دنگ ہو جائیں اپنی جان
سے تنگ ہو جائیں یہ حال مصیبت مآل سنکر غضنفر نے مرکب بڑھایا قزاقوں نے نعرے
اٹھائے غضنفر نے پلٹ کر قزاقوں سے کہا اے یاران آج طرز جرات دکھاؤ سب قزاقوں
نے عرض کی انشاء اللہ ہفت پیکر کو بعد اس کے دیں سرکار لائیں کہ کافر بھاگ گئے بیس
اسی ہزار قزاق آگے سب سے غضنفر اس وقت پہونچا کہ رستم پر تمام فوج کا

بلوہ ہی ہفت پیکر خود تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے لڑ رہا ہی کہتا ہی ہان پہلوانو فوراً گھیر کر
رستم کو مار لو اب مہلت نہ دو مگر جسوقت سے شاہزادہ غضنفر آگئے اور قزاق لڑ رہے
ہیں تمام زمین گلنار کر دی خون کے دریا بہا دیے ہزار ہا لاشہ پڑا ہی آہ آہ کی آوازیں برابر
آ رہی ہیں بقول شخصے کہ رن بولتا ہی ہر طرف سے آواز آتی ہی کفار جا بجا کراہ رہے ہیں
کوئی پکار رہا ہی ارے میرا روپیہ گڑا ہوا رہ گیا غضب ہی کہ بیٹا لے لیگا ایک طرف سے
آواز آتی ہی کہ زوجہ اس شخص کی شوقین ہی ہاے میرا سوگ نہ رکھے گی رنڈسالہ کون پہنے کسی
طرف سے آواز آتی ہی ارے میں نے عمر بھر نوکری کی جمع کرتا رہا پیٹ بھر کے کھانا نہیں
کھایا وہ سب رقم میری کمر میں ہی اب یہ روپیہ سانپ بچھو بنجائیگا قبر میں کیا کیفیت ہوگی
جہاں کوئی مونس نہ ہمدم نہ غمگسار ہی روپیہ میری کمر سے کون لیگا دوسرا آوازہ دیتا ہی ابے
تو کمبخت ہی تیرا روپیہ کون لے جو روپیہ لیگا اسکا بھی یہی حال ہوگا ادھر سے گذر ہوا عمر
کا عمرو نے دونوں کے سر کاٹ لیے اور دونوں کی کمر سے ہمیانیاں کھول لیں ایک امر
اور ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ صاحبقران زمان جو فرش پر بیٹھے ہیں سرداروں
کی حیرانی پریشانی دیکھکر یا تو اسم اعظم الہی پڑھ رہے تھے جب دیکھتے تھے کہ سرداروں پر
سخت کی آفت ہی بآواز بلند اسم اعظم پڑھنے لگتے تھے مگر جسوقت سے رستم و غضنفر
آگئے اسم اعظم پڑھنا موقوف کیا لندھور وغیرہ بھی زخمی ہو کر آئے سب سردار
اسی مقام پر بیٹھے ہیں صاحبقران نے لندھور کو قریب بلایا انکے زانو پر سر رکھا انکا
سر شکستہ ہو رہا تھا آنکھ بند ہوگئی لندھور خود زخمدار و بیقرار ہو رہے تھے لندھور
نے فرزندوں کو قریب بلایا انکے زانو پر سر رکھا آنکھ بند ہوگئی سب سرداران زخمی
ایک کے زانو پر ایک نے سر رکھا سب غافل ہوگئے لیکن ادھر جب بقراط ثانی
نے اپنے مقام پر سنا کہ رستم کے ساتھ فوج گران جمع ہوگئی حاضرین وقت سے
صلاح کی کہ رستم کے ساتھ فوج گران جمع ہوگئی ہے اور رستم قصر سکندری کا قصد
رکھتے ہیں سب نے صلاح دی کہ رستم کو نکلنے دیجیے جب ادھر کا قصد کرینگے
آپ تو خاص طلسم میں چلے جائیگا ہم لوگ سب ملکر رستم کو روکینگے لوح طلسم کا

اس طلسم کی ملنا دشوار ہی ہم لوگ گھیر کر مار لینگے ایک ساحرہ یہ کہکر اُٹھی کہ مین جاکر حمزہ
کو لاتی ہون اور سامان کرکے چلی اس معرکہ مین آکر پہونچی اور اُسنے دیکھا کہ ہفت پیکر
پر آفت ہی بھاگتا پھرتا ہی رستم و غضنفر چاہتے ہین کہ گھیر کر اُسکو مار لین سب ساحر
ہمراہیان صاحبقران کوشش کر رہے ہین کہ ہفت پیکر سامنے رستم کے آئے
تو مارا جائے وہ ساحرہ اس فکر مین ہی کہ کسی طرح صاحبقران ملین تو اُنکو لیجاؤن اسی
فکر مین پھر رہی ہی لیکن دیکھ رہی ہی کہ آگ لگی ہے ہفت پیکر کے سحر نے صحرا جلا دیے
لشکر اسلام کے ساحر جو ہین وہ بھی لڑ رہے ہین اور سحر کر رہے ہین سب سے زیادہ
آفتاب فلک سپر مصروف سحر خوانی ہے جسطرف جا پڑا اور اُسنے آفتاب سحر چمکایا صدہا
بیہوش ہوکر گرتے ہین اُنپر برق چمکا دیتا ہی سر اُنکے کٹ کر جدا ہوتے ہین ساحران
ہفت پیکر اپنی بدنصیبی پر روتے ہین اور شاہزادیان جادوگرنیان سب بہ جانبازی
مصروف سحر خوانی ہین غضنفر کے ساتھ بلکہ برقان برق وش اور نسیم جالندھر کی
کڑک کڑک کے گر رہی ہین مگر ہفت پیکر کے سحر سے اپنے کو بچاتی ہین برقان برق وش
جو کڑک کے گری کئی سو کے سر اُڑا دیے ہفت پیکر نے جو بلند ہوتے برقان کو
دیکھا بیقرار ہوگیا پکار کر آواز دی او نمک حرام تو نے ہمارا ساتھ چھوڑا دیوانے کا ساتھ
دیا کہ جو جنگلون مین رہتا ہی اب کہان جا سکیگی یہ کہکے جو اشارہ کیا برقان یا تو ساحرون
کو قتل کرکے بلند ہوکے چلی تھی یا بلندی پر جاکے لڑکھڑائی اور زمین پر گری ہفت پیکر
بڑھا کہ اسکا سر کاٹ لون برقان نے جو بیقرار ہوکر آواز دی کہ اے شہریار غضنفر
والا قدر کنیز سحر مین ہفت پیکر کے مبتلا ہے وہ مجھکو قتل کرنے آتا ہی غضنفر نے
جو دور سے دیکھا کہ برقان گری پڑی ہے ہفت پیکر تیغ کھینچے ہوے جاتا ہے
اسپ باد پا کو مہمیز کیا اور اشقر صرصر راہ کو چمکاتے ہوے چلے تیغ روئین شگاف
قبضہ مین ہفت پیکر نے چاہا کہ غضنفر سامنے نہ آنے پائے مین برقان کا سر کاٹ لون
اور مہلت نہ دون غضنفر نے وہین سے نعرہ کیا کہ او بے حیا خبردار اگر ایک مو کے جسم
برقان کم ہوا تو بے مارے تجھکو نہ چھوڑونگا مگر ہفت پیکر نے تامل نہ کیا غضنفر

بھاگا اسنے دیکھا کہ رستم بھی آگئے جس طرف سہیل قزاق لڑ رہا ہو اُدھر جا کے سحر کیا کہ سہیل
قزاق مع بارہ ہزار قزاقون کے تصویر بتصویر ہو کر رہگیا بارہ ہزار جوان تیغ بکف کھڑے
ہین ہل نہین سکتے ساحرون نے جو دور سے دیکھا کہ قدرت نے قزاقون کو بیکار کیا
تلوارین کھینچکر آگئے وہ جو لوگ سحر مین پھنسے ہین اُنکو قتل کرنے لگے رستم نے جو دور
سے دیکھا کہ قزاق قتل ہو رہے ہین گھوڑا اُڑا کر قریب سہیل کے آئے عکس لوح کا
ڈالا سہیل پر سے سحر اُترا بارہ ہزار جوان قوم کے قزاق کمین سے لڑنے والے اب
جو ساحرون پر گرے ستھراؤ کر دیا اب ہفت پیکر کا یہ طریقہ ہوگیا ہو کہ ہر غول مین جا کر
سحر کرتا ہو جہان رستم نے دور سے دیکھا اپنے کو اُسی مقام پر پہونچایا اور لوح کا عکس ڈالا
سرداران رستم ہوش مین آئے مصروف جنگ ہوئے ہر طرف یہی ہنگامہ ہو مگر وہ ساحر
جو مطیع اسلام ہین سب صلاح کرکے ایک جگہ ہو رہے ہین جب ملکہ سحر کرتے ہین تو
سحر ہفت پیکر مٹا دیتے ہین جہان ہفت پیکر نے کسی ساحر کو دیکھا اُسپر بڑھا سحر
کیا وہ ساحر گرا دوسرے ساحر نے بڑھکر اُسکو اُٹھا لیا ہفت پیکر پر گولا مارا ہفت پیکر
اس سحر کو کھلا کب مانتا ہو اشارون مین سحر دفع کر دیتا ہو لیکن آفتاب فلک سیر
لڑتا ہوا آتا ہو پشت پر کئی سو جادوگرنیان ہین کبھی آگ برسا رہی ہین ہر طرف ہنگامہ
گیر و دار بپا ہو تلوار چل رہی ہو ہفت پیکر کی نگاہ آفتاب پر پڑی للکار کر آواز دی
کیون آفتاب تمبھی باغی ہوئے طلسم کشا کے شریک ہوگئے آفتاب نے کہا او
ہفت پیکر کیا بیہودہ بکتا ہے جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کرنا بیشک رستم کی اطاعت
کی ہفت پیکر نے سحر کیا کہ آفتاب منہ کے بل زمین پر گرا ہفت پیکر نے چاہا کہ بڑھکر
اسکا سر کاٹ لون کل جادوگرنیون نے مجمع کیا اور چاہا کہ آفتاب کو اُٹھا لائین مگر
ہفت پیکر نہین اُٹھانے دیتا سب جادوگرنیان جب سحر کرکے بڑھتی ہین ہفت پیکر
وہ سحر کرتا ہو کہ سب جادوگرنیان ٹھہر جاتی ہین سابق مین ذکر کر چکا ہون کہ شمس فلک
ہفت پیکر کا ہین ساحر زبردست اسنے کتاب مین دیکھا کہ اب طلسم ہفت پیکر
نہ بچیگا فتح ہو جائیگا تو اسنے اہل اسلام کی دوستی کی کئی مرتبہ رستم کی بھی مدد کی

بادشاہ اسلام کو قتل ہونے سے بچا یا تھا شمس فلک ہفت پیکر آج اپنے مکان
مین بیٹھا ہوا دوازدہ بروج و ہفت سیارہ پر نگاہ ڈال رہا ہی ساتھ اون سے کہہ رہا
ہی کہ بڑی سخت لڑائی پڑی سترلاکھ فوج ہفت پیکر کے ساتھ مصروف جنگ ہی اور
اہل اسلام نے بھی بڑے صدمے اٹھائے ہیں کہ صاحبقران زمان زخمی ہوئے اور سب
کو لیکر عیار بھاگے مگر خدا نے ان بیبیون کی آبرو بچائی اب اسوقت تلوار چل رہی ہی
لوہا برو غضب ہوا کہ آفتاب فلک سپہر ایسا ساحر بیہوش پڑا ہی اور سب جادوگریان
کد وکوشش کر رہی ہین مگر ہفت پیکر بھی چاہتا ہی کہ مین آفتاب کو قتل کرون مین
اب کیون پردہ کر رہا ہون شرکت اہل اسلام سے جان بچے آبرو بچے حکومت ملے
ہفت پیکر کے ساتھ والے سب مارے جائینگے یہ کہکے شمس اپنے مقام سے اٹھا
اسنے جو آواز دی ستر ہزار جادوگر جو اسکے مطیع و منقاد ہین سب کو سمجھا چکا ہی راہ اسلام
پر لا چکا ہی سب آمادہ ہین کہ ہم ہفت پیکر کو کیا جانین ہم تو آپکے ساتھ ہین آپکے
دوست کے دوست ہین آپکے دشمن کے دشمن ہین پر اسے ہفت پیکر
پرستان رہزن ہین سب جو آکر حاضر ہوئے شمس نے پکار کر آواز دی یارو وقت
زوال ہفت پیکر آگیا آج ہفت پیکر زندہ نبچیگا مین جاتا ہون اگر آج شریک ہونگا
تو طلسم کشا کو میری کیا قدر ہوگی اسوقت جاکر شرکت کرون آج جاکر شرکت کرنا ضرور
چاہیئے دس برس گذرے کہ یہ طلسم معرض زوال مین تھا وہ وقت اب آیا یہ کہکے
شمس چلا ستر ہزار جوان ساتھ ہین اپنے مکان سے نکلا ہی اور چاہتا ہی کہ تخت پر
سوار ہون کہ ایک ابر سیاہ پہلو سے قوت سے اٹھا اور آواز آئی کہ اے شمس نمک حرام کسکی
مدد کو جاتا ہی قدرت کی برائیان کر رہا ہی قدرت کو کون شخص قتل کر سکتا ہے یہ کہتے ہی
صہبا سے جوش زن ابر سامنے آکر پھٹا اور ایک ساحر زبردست اوسمین سے اٹھا
للکار کر شمس پر جا پڑا شمس نے رد سحر کیا آپس مین سحر ہونے لگے مین لاکھ فوج
سے نکلی شمس پر جا پڑی مار زمان شمس کی لشکر نے الگ شمس مشکل پر ترکیب کرتا ہی
جب کہ کل گرگرا سیکڑون کے سر اوڑ دیئے صہبا بھی سحر کر رہا ہی تب شمس پر سحر کیا

لکھی ہو یہی مضمون مرقوم ہو کہ فرزند صاحبقران آکر طلسم کشائی کریگا قدرت بھاگ کر
طلسم مین آئینگے جسقدر کتاب کو زیادہ پڑھا جو مطالعے کہ گذرے تھے وہ سب تحریر پائے
مضمون کتاب سب نے پڑھا پہلے صہبا سے بوق زلزل و کیمیا سے کیمیا ساز اور
فاروق بلند آواز و سونگ شعلہ تن یہ چار ساحر وہ وال کو فوج لیکر آئے ہزار ہزار
دو دو ہزار اول مارے گئے خوب خوب سحر چلا جب شمس نے نصیحت نامہ نکالا ان چارون
کو سمجھایا یہ چارون ساحر بہت مطیع ہوئے ان سب کو ساتھ لیکر شمس چلا ہو جنگل
کی قریب مین پانچ کوس کا فاصلہ باقی ہو کہ ایک آواز آئی او شمس فلک کہان جاتا ہو
تو نے غضب کیا کہ خود بھی چلا اور ان چار ساحرون کو بھی لیے ہوئے جاتا ہو سب کو قتل
کرونگی سب نے دیکھا درخت سے ایک طائر اڑا آسمان پر پہونچا منقار کھول کر آواز دی
او طائران صحرا الغنایہ دشمنان خداوند جاتے ہین جانے نہ پائین ہر درخت سے طائر
اڑے تھوڑے عرصے مین ہزارہا طائر جمع ہوگیا وہ طائر جو پہلے نکلا تھا اسنے جا کر سپہر
پر پھر آواز دی او طائران صحرا الغنا ان طائرون نے زمین پر مرلی کی آگ آسمان سے برسنے
لگی شمس نے یہ دیکھا کئی سو ساحر جلا گئے شمس گھبرایا شمس نے جھولی پر ہاتھ ڈالا
ایک پرچہ کاغذ کا نکالا سحر کرکے اسکو اڑایا وہ کاغذ جا کر سب سے اونچی طائر کے لہرایا طائر الٹ
گیا اور طائرون نے بڑھکر اس طائر کو سنبھالا دوسرا سحر شمس نے کیا کہ وہ سب طائر
انسان بنگئے دیکھا ہزارہا ساحر پیدا ہوا اتر رہے ہین وہ طائر جو اول نکلا تھا دیکھا کہ ایک
نازنین ہے جبین نہایت حسین و خوبصورت گل عذار ابرو پیوستہ رخسار یا کھینچی ہوئی تلوار
آنکھین رشک دیدۂ غزال عارض ماہ آسمانی کمالی سن چاردہ سالہ ابرو ون پہلی پر
ہوئے تناسب مزاج مشترون سے کسری تاج کبھی شمس کی نگاہ سے ایسی صورت نہ گذری
تھی لیکن شمس نے پہچانا پکار کر آواز دی او گلفام سحر وقتا اسوقت تمکو کیون غصہ آیا
ہم نہ طلسم کشا کو جاتے ہین گلفام نے جواب دیا او شمس فلک ہفت پیکر
سارا طلسم تمہارے قبضے مین تھا تمہاری ہی ہوا سے پرکار بنے تھے تمکو کیسے آوارہ کیا خدمت
طلسم کشا مین اسوقت جاتے ہو آج قیصران ہو کہ جنگ ہو رہی ہو سب سرحد وار

پہنچے لیکن طلسم کشا ایسا صاحب اقبال ہو کہ جو ساحر کامل پہونچا وہ ہاتھ سے طلسم کشا کے
مارا گیا اب میں نے اپنی فوج تیار کی کہ جا کر جا بجا ناکہ بندی کروں تم جو ادھر سے گذرے تو منظور ہوا کہ
پہلے انکا خاتمہ کروں تو پھر آگے بڑھوں جسطرح جی چاہے مجھ سے مقابلہ کرو آگے نہ بڑھنے
دونگی شمس نے جواب دیا اری کافر بدانجام ذرا عقل کو دخل دو تمھارے پاس بھی کتاب
سوانحات ہوگی آج روز انتقال ہفت پیکر ہے لاکھ کہو کوشش کرو کچھ نہ ہو سکیگا دیکھو
تصویر طلسم کشا موجود ہے جو ہفت پیکر کا ساتھ دیگا وہ مارا جائیگا آج ہفت پیکر بھی
نہ بچیگا یہ کہکے شمس نے تصویر طلسم کشا کافر بدانجام کو دکھائی کافر بدانجام کی نگاہ جو تصویر طلسم کشا
پر پڑی بیقرار ہو کر ایک آہ کی پکار اٹھی اری شمس یہ کیا شے ہے

نظم

| | |
|---|---|
| ہیں اسی بوٹے کو ہم اے گلشن آرا دیکھتے | مثل بلبل گل کو ہیں صرف تماشا دیکھتے |
| پھر نہ جاتے طور کی جانب کو مشتاق جمال | اک نظر موسیٰ اگر اس بت کا جلوا دیکھتے |
| ایک سے ہو ایک اعلیٰ پھول اس گلزار کا | مثل نرگس چشم اپنا ہے پر کیا دیکھتے |
| گھر میں بیٹھے سیر کرتے ہیں سواد چشم کی | روز و شب ہوں ہیں تری آنکھوں کا سرا دیکھتے |

اور کبھی وصف حسن طلسم کشا بیان کرتی ہوئی اری شمس

نظم

| | |
|---|---|
| نقاش چین شمائل آن ماہ می کشد | آویختہ بہ زلف او چو رسد آہ می کشد |
| مانی چو نقش آن بت پیوستہ می کشد | حیرت می رسد بساعد او دست می کشد |

اس تصویر نے حال ابتر کر دیا شمس نے کہا کہ اری لکھا مارا اور جن شاہزادیاں سودا
زدہ طلسم کشا میں مبتلا ہیں کہ وہ طلسم کشا بانکہ شہرت گلگون پوش کو لائے ہیں کل
جادوگر ہوں اور یہ حکم ہو کہ ابھی قتل ہفت پیکر ہے تو یہ کرو نہیں ہم تمہارے ساتھ عقد
کریں سب شاہزادیاں اس اقرار پر قائم ہیں قتل ہفت پیکر کی کرو کوشش کر رہی ہیں
اسی زمرے میں تم بھی شمار کی جاؤ گی اور مجھ سے تو یہ کرنا ہوگا کافر بدانجام نے آنکھوں میں
آنسو بھر کر جواب دیا اری شمس اگر طلسم کشا حکم دیں تو سر کاٹ کر قدموں پر رکھ دوں تو
کا مزہ چاہتی ہیں شب دل کو بیقراری پیدا کیا ہوں کہ جو دل کا حال ہو زندگی محال ہو جی چاہتا ہے
اس تصویر کو سینے سے لگا لوں شمس نے کہا اب دیر نہ کرو اب بلا جی جاؤ ہفت پیکر کے

سحر کیا ہے سب شاہزادیاں جھوم رہی ہیں ہفت پیکر تیغ کھینچکر بڑھا ہے کہ سب کے سر
کاٹ لے آفتاب فلک سیر کہ مدت سے وہ جا کر شریک طلسم کشا ہوا کچھ قدرت کا خوف
نہیں کیا مگر اسوقت اُسکے سحر سے مجبور ہے ہفت پیکر بڑے روزگار ہے یہ سب اُسی کے
شعبدے تھے پہاڑوں پر مرادمندوں کا آنا اور ہر ایک کی آرزو کا پورا ہونا یہ سب
شعبدے تھے مجھ سے تو وہ خود شغلیہ میں کہہ چکا تھا کہ جس دن سحر کرونگا تو میں بلا دونگا اب
اسوقت ہم پہونچ جائیں اور مصروف مدد طلسم کشا ہوں ہرچند کہ بادشاہ میرے معین و
مددگار ہیں کہ میں اُنکو اُٹھا لایا تھا ہفت پیکر نے حکم قتل دیا ہیں نے جا کر قاعدہ سے لا کر
بچایا ایک باغ میں جا کر رکھا ہے لوگ تو صاحب اقبال ہیں فورًا بادشاہ نے رہائی الٰہی
ضرور غلام کو جیتا پائینگے ضرور سرفراز فرمائیں گے طلسم کشا سے ملو اشتیاق ہے اب ہر نکہ
جلد ہی جلد اگر خدا نخواستہ آفتاب فلک سیر قتل ہو گیا تو طلسم کشا کو بڑا ملال ہوگا
آفتاب نے بڑے بڑے کارنمایاں کیے ہر مقام پر سینہ سپر با تکلف جانے کی تلاش میں
ہمراہ طلسم کشا تھا جانتے دیوانے ہر مقام پر پہونچایا ہے رفیق کا کو شکر ہی ہوتے
ہیں چاروں ساحران مذکور پانچویں ملکہ گلفام ہمراہ شمس ہوئے پانچ افسر شمس
سیلے آگے بڑھا ہوا کہ دو کوس پیشتر سے ہوا سے گرد اڑا نے لگی شعلے بھڑک رہے ہیں
ہوا زور سے چل رہی ہو کہ درخت اکھڑ کر گر رہے ہیں یہاں وہ وقت ہے کہ سب جادوگر شاہ
کو ہفت پیکر نے جادو سے گرا یا ہے سب بیہوش پڑی ہیں سب کے آگے آفتاب
فلک سیر آنکھیں بند دل دردمند جب آنکھیں کھول کر دیکھتا ہے تو ہاتھ بے طاقت
دشمن جان تیغ کھینچے ہوئے آتا ہے شاہزادیاں تڑپ رہی ہیں بیقرار ہو کر دعائیں
مانگتی ہیں کہ اے خالق عالم اے رب اکرم ہمکو اس آفت سے بچا لے اور اس
مصیبت سے مہلت دے

نظم

خدا سے حافظ و ناصر کند نگہبانی — بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی
بکوہ و دشت و بیابان و چار سوے زمین — سحاب رحمت حق کرد گوہر افشانی
بحال بندہ ناچیز صبح و شام شب و روز — شود عنایت مولا و فضل ربانی

نے قیامت برپا کی شمس نے عرض کی کیا مجال جو بندگان عالی کو اب صدمہ پہونچے
لیکن اب گلفام کی بیقراری چہرہ سرخ ہو رہا ہے پسینے پسینے گھبرا کر کہتی ہے اے شہریار ہین تو
دیکھون رستم کس مقام پر لڑ رہے ہین شمس نے اشارہ کیا کہ وہ سامنے لڑ رہے ہین
گلفام قریب رستم کے پہونچی رستم ہنس پڑے فرمایا اے نازنین تو کون ہے عرض کی کہ کنیز
سرکاری پر اسے خدمتگذاری حاضر ہوئی ہون رستم نے پشت پر اسکی ہاتھ رکھا فرمایا اے
نازنین مجھے آج تیسرا دن ہے کہ اسی طور سے جنگ ہو رہی ہے ہفت پیکر کی فوج سے
دس بارہ لاکھ جوان قتل ہوے اب بھی پچاس لاکھ جوان موجود ہین وہ سب اسی پر
آمادہ ہین کہ مشتہ نہ پھیرین گلفام نے عرض کی اے شہریار شمس فلک ہفت پیکر وہ
ساحر ہے کہ ہمیشہ تسلط خدائی ہفت پیکر کا کوئی راز ایسا نہ تھا کہ اُسپر کھلا نہ ہو پہلے سے
آتے ہی ہفت پیکر کا سامنا کیا اور ایسا سحر کیا کہ تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ پڑی
اب دس لاکھ فوج لیکر آیا ہے معلوم ہین حال ہفت پیکر کو کھلیگا رستم کو باتین اُس
نازنین کی پسند آئین دیر تک باتین کیا کیے کہ فوج کفار نے بلوہ کیا رستم نے دیکھا
کہ بلوہ فوج کا آتا ہے فرمایا کہ اے گلفام ہوشیار ہو جاؤ گلفام تو کڑک کر بلند ہوئی
کفار پر سحر کرنے لگی وہ چارون تاجدار معروف جنگ ہوے اب ہفت پیکر کی جو نگاہ
پڑی کہ یہ چار تاجدار نئے کہان سے آئے ہرکارون نے خبر دی کہ یا خداوند شمس آتا
تھا بر سر راہ تھا ان لوگون نے روکا شمس نے کتاب تصنیف کردہ قدرت پڑھوائی
وہ کتاب پڑھکر یہ لوگ مطیع اسلام ہوے یہ وہ تاجدار ہین ہفت پیکر نے جو یہ حال سنا
جل گیا وہ بڑھ کر سحر کیا کہ چارون تاجدار دیوانے ہو گئے سر ٹکراتے ہوے چلے جاتے
ہین کہ دامنہ کوہ مین جاکر پناہ لین تلوارین کھینچی ہوئین ہاتھ مین ہفت پیکر نے ایک
صورت زیبا جو انکو دکھائی مبہوت ہو گئے چارون غل مچا رہے ہین کہ ہماری معشوقین
کہان ہین کیون نظرون سے نہان ہین - نظم

| | |
|---|---|
| اُس ترک ماہرو کو جو ذوق شراب ہو | ساقی بنے سبو قدح آفتاب ہو |
| آمادہ میرے قتل پہ قاتل شتاب ہو | چھوڑون عذاب مین تجھے کبھی ثواب ہو |

اک ترک بادہ نوش کی فرقت میں ہی ہو جان — پہلو میں میرے چاہیے جام شراب ہو
نوبت نہ آئے اوروں کی ہوں وہ گناہگار — ساقی سے جو پہلے حشر میں میرا حساب ہو
ساقی پلا شراب جو کیفیتیں اٹھیں — مجھکو بھی ہو سرور وہ بت بے حجاب ہو
رسوا کیا اسے بھی مجھے متہم کیا — او عشق پردہ در ترا خانہ خراب ہو
رویا میں اسکو دیکھا ہی ظاہر میں کبھی ملوں — یارب مرا بھی خواب زلیخا کا خواب ہو
رہنے کا مجھکو حکم دیا آستان پر — اوبت بلند عرش سے تیری جناب ہو
ہے یہ لحاظ اگر کوئی عریان نہ دیکھ لے — میں پردے چھوڑے دیتا ہوں تم بے حجاب ہو
میکش وہ ہیں کہ خاک بھی کردے گر آسمان — کاسہ ہماری خاک کا جام شراب ہو
کاٹے تھے اسکو دیکھ زنان عرب نے ہاتھ — یوسف گلے کو کاٹے جو تو بے نقاب ہو
پھوڑوں میں رند کاسہ سر اپنا سنگ سے — اس مست بن جو شیشہ جام شراب ہو

اسطرح کے اشعار پڑھتے ہوئے قریب کوہ کے پہونچے ہفت پیکر نے جو دیکھا کہ اب چاروں دیوانے ہوگئے اور قریب کوہ کے پہونچے ہفت پیکر نے پھونکا کہ برقیں گرنے لگیں کئی برقیں ان چاروں پر گریں کہ ان چاروں کے سر اڑ گئے دھوئیں کی ایک صدا بلند ہوئی چاروں کے نام کے پیروں نے غل مچایا شمس نے جو آواز سنی بیقرار ہوگیا بڑھکر دیکھا کہ ان چاروں کو ہفت پیکر نے مار ڈالا ہوا ہٹا تو شمس نے للکارا کہ او ناہنجار تو نے غضب کیا کہ مسلمانوں کو مارا تیری قضا قریب ہے کہ آج تو بے تقصیب ہو جو بدعت کرتا ہو کرے ہیہات عمر تیر البریز ہوچکا سر شیشہ حیات منقطع ہوا ہفت پیکر نے پلٹ کر آواز دی ای شمس میں نے تجھکو کیا مرتبہ دیا کہ اپنا رازدار مقرر کیا تو نے یہ بے ادبی کی کہ شریک طلسم کشا ہوا اسی طرح تجھکو بھی قتل کرونگا اب کیا بچ سکیگا ہفت پیکر و شمس سے سحر چلنے لگا شمس کسی سحر میں کمی نہیں کرتا ہے آگ برس رہی ہے دریائے سحر جوش مار رہے ہیں حصار ہائے سنگ آتشی نازی چل رہے ہیں قضا سے کالا فیصر ناوک انداز ایک پہلوان ہے کہ بارہ لاکھ فوج کا مالک ہے ایک باغیچہ سبز اسکو رہنے کو ہفت پیکر نے دیا ہے بیچ باغیچے میں بیٹھا رہتا ہے سامنے اکھاڑا کھدا ہوا

شاگرد اُنھیں اڑاتے ہیں یہ زبان سے اپنی ڈینگ جتایا کرتا ہے فوج اُتری ہوئی ہے خراج
بیشہ سے آتا ہے وہ فوج کو تقسیم کرتا ہے اپنے مقام پر بیٹھا ہے پہلوان اکھاڑے سے نکلتے
لڑ رہے ہیں فوج جمگھٹی ہوئی اور نوبت نقارے بج رہے ہیں نشے میں شراب کے
بلبلا رہا ہے کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے پہلے تو کافروں نے کافر کو با دعا دی — قطعہ
ای سرت سیر ناخوان عجیب ۔ شکست طبل تا سگان بادہ نار ۔ گر ز نقش ہزار رنگارنگ
ہمہ سر تو سو کلان تر شدہ ای پہلوان دوران ہر کشاسپ جہان عجیب معاملہ درپیش ہے کہ
مسلمانوں نے قدرت پر دھاوا کیا قدرت ہفت کوہ سے بھاگ کر طلسم میں آئے قصر عقیق
میں خوش سکونت اختیار کی مسلمان وہاں بھی پہنچے بہت لڑائیاں پڑیں مگر ہر جنگ میں
قدرت کو شکست حاصل ہوئی تین شبانہ روز گذر رہے ہیں کہ ایک طور پر جنگ ہو رہی
ہے نہ تو مسلمان قدم ہٹاتے ہیں نہ قدرت طبل بازگشت بجواتے ہیں لیکن قدرت عاجز
ہو رہے ہیں اس وقت غلاموں نے خبر پائی آپ کو خبر دی اگر مناسب ہو تو قدرت کی مدد
کو جائیے یہ سنکر قیصر نے حکم دیا کہ ہرکاروں کی زبان کاٹ لو انھوں نے بڑی نالائقی کی کہ
وقت آخر میں آکر خبر دی قدرت نے یہ عنایت اپنی شریک کی کہ یہ بیشہ مجھکو بڑے سلوک سے
دیا خراج اسکا ملتا ہے ساتھ لاکھ فوج سے بیٹھا ہوا چین کرتا ہوں اُس دن کا امیدوار تھا
کہ قدرت پر کوئی وقت پڑے تو جاکے مدد کروں یہ احسان جو عمر بھر اٹھائے ہیں اُس
احسان کو ادا کروں تم لوگوں نے ابتدا میں خبر نہ دی کہ میں جاکر مسلمانوں کو روکتا قدرت
انھیں پہاڑوں پہ اپنے جشن کیا کرتے تھے اور ان پہاڑوں پر رہنے سے بڑا نفع یہ تھا
کہ ہزار ہا مردم حاضر ہوتے تھے اپنی امید پاتے تھے جو جسنے مانگا قدرت نے
وہی عطا کیا ایسے ناچار ہوئے کہ اندر طلسم کے آئے ہاں جلد و تیار ہو جاؤ مجھ سے
کون مقابلہ کر سکیگا ہرکاروں کی جو زبان کٹی سامنے پڑے تڑپ رہے ہیں قیصر نے
اٹھکر ایک ہرکارے کا شانہ ہلایا اور کہا کہ اشتعال تھا قدرت کے اشاروں میں زمین
ہلتی ہے کون ایسا سرکش آیا کہ جسنے قدرت کو ایسا حقیر کیا اُس ہرکارے نے اپنے
اشارے سے بیان کیا کہ رستم فرزند حمزہ صاحبقران اُس طلسم کا فتاح ہے قدرت

بڑے بڑے سحر کیے مگر رستم کے پاس لوح طلسمی ہی ایسے تحفہ جات ہین کہ جن پر سحر تاثیر نہین
کرتا قدرت بھاگے بھاگے پھر رہے ہین وہ جوان چاہتا ہی کہ قدرت کو پاجاؤن تو قتل
کرون قدرت سامنے آسکے نہین جاتے قیصر نے کہا مین جاتے ہی اُس جوان کو مارونگا کل
فوج کو شکست دونگا قدرت کو ہفت کوہ پر پہونچا دونگا قدرت کو رنج و ملال سے
کیا نسبت ہی اُسی طرح جشن کرین مرادمند حاضر ہون ابھی اپنی مرادین پائین وہ پہاڑ
جیسے زیادہ آباد ہون مرادمند دل شاد ہون یہ کہکر گینڈا طلب کیا ساتھ والون سے کہا کہ
کہ یارو ایک ایک شخص دس دس کو قتل کرے آج میری کمان لاؤ کہ جو کسی سے اُٹھ نہین
سکتی سو اس کا تیر اُسمین جوڑتا ہون اگر کوہ پر ماردون تو توڑکر پار کر نہ جاسکے رستم و
اسفندیار میرے حربے سے مہلت نہ پاسکے فوج والے گینڈا حاضر ہوا اور گھوڑون پر سوار
ہوئے سات لاکھ فوج لیکر وہ کمان کیا تھی انتہا کی بھاری کا نشے پڑوال کی معلوم
ہوتا ہی کہ حلقہ آہن دوش پر پڑا ہی ایک ترکش بہت بھاری اُسمین خدنگ تیر رکھے ہے
کہتا ہوا چلا کہ ایک تیر مین ایک پلٹن کو تباہ کرونگا چالیس ہزار جوانون کا سینہ میرا تیر
توڑیگا یہ کہتا ہوا جاتا ہی کہ اس بیشے سے آگے دوسرا میدان ہی کہ وہان اسکا بھائی
ہمسر جنگ آزما رہتا ہی وہ اس سے زیادہ مغرور و متکبر ہے اُسنے جو دیکھا کہ آج میرا
بھائی آتا ہی ایک چیخ ماری کہ تمام صحرا ہلگیا تمام جانور درختون سے اُڑے پکار کر آواز کی
اے قیصر آج کیا انقلاب ہوا کہ تو اپنے بیشے سے نکلا تو تو اپنے مقام پر سے اُٹھنا
عیب جانتا ہی کیون تکلیف فرمائی قیصر آواز بھائی کی سنکر قریب آیا کہا اے برادر تمنے
خبر بھی سُنی کہ سارا طلسم مسلمانون نے لوٹ لیا قدرت بھاگ کر قیصر کے بیشے مین آگئے
تھے وہان بھی آکر مسلمانون نے گھیر لیا چلتے ہوئے تین دن گذرے ہین قدرت
چاہتے ہین کہ مقابلہ کرون مگر نہین ہوسکتا وہ جوان کہ جسکا رستم لقب ہی سحر کو قدرت
کے باطل کر رہا ہی تو اے بھائی چلو آج چل کر تماشہ دیکھو اے برادر آج جنگ کا دور
دکھاؤن کہ قدرت شاد ہوجائین ہفت کوہ پر جائین اپنے کارخانے مین مصروف
ہون یہ سنکر ہمسر جنگ آزما قہقہہ مار کر ہنسا کہا اے برادر تم پلٹ جاؤ

جاکر اپنے مقام پر بیٹھو مین جاکر جنگ فتح کیے دیتا ہون کون ایسا ہی کہ ہمسے تمسے مقابلہ کرے
قیصر نے کہا مین ضرور جاؤنگا اگر مزاج مین آئے تو تم بھی چلو تمھاری تلوار چلے میرا تیر چلے
کون ایسا دنیا مین ہی کہ ہمارا حربہ اٹھا سکے میرا تیر پتھر کو توڑتا ہی تمھاری تلوار انگلستان پر
چلی ہی کیسے کیسے جنگل جتنے ویران کیے مین نے کیسے کیسے پہاڑ توڑے جب پہاڑ پر تیر مارا
پتھر کو توڑ کر نکل گیا اب آج جنگ مین لطف ہوگا سات تیر ترکش مین رکھے ہین ہمسر نے بھی
خوب لاف وگزاف کیا دونون جوان گھوڑون پر سوار ہوے چودہ لاکھ فوج پشت پر یلغار
کرکے چلے راہ مین جو قریہ ملا لوٹ لیا زمیندار کو قید کر لیا کہا ساتھ ہمارے تو چل قریہ
پر تو وقت پڑا ہی اور تو گانون مین بیٹھا چین کر رہا ہی چلکر قدرت کی مدد کر پھر مراد پانے
جانا اسطرح یلغار کرتے ہوے دیہات لوٹتے ہوے جاتے ہین راہ مین ایک قریہ ہی کہ
محکوم نام ہے زمیندار وہانکا حاکم ہی محکوم کو پاسبانون نے خبر دی کہ قیصر و ہمسر فوج آج
بیٹھے سے نکل آئے سپاہی وان گانون لوٹے لیے محکوم گانون سے نکلا دیکھا کہ لشکر قیصر
آتا ہی محکوم نے آواز دی دس ہزار گنوار جمع ہوگئے فوج نے چاہا کہ قریہ لوٹے محکوم نے
بڑھکر للکارا کہ کیون یارو ہمنے کیا خطا کی ہی کیون ہمکو لوٹتے ہو ایک نے کہا ان نے بڑھکر
کہا اے محکوم ہمارے افسر کا حکم ہی کہ ہمارے ساتھ چلو محکوم نے کہا مین نے دس ہزار
کی گنوار جمع کی ہین تمھارے ساتھ چلتا ہون یہ کہکے دس ہزار گنوار کاندھون پر لٹھ رکھے
تیر کمان ہاتھ مین غلغلہ کرتے ہوے ساتھ ہوے ادھر سے قیصر آتا تھا قیصر نے جو
محکوم کو دیکھا پکار کر آواز دی اے گنوار دیہاتی تجھکو بڑا گھمنڈ ہی ایک تیر مارتا ہون کہ
سینہ کو توڑ کر پار گذر جائے قصبہ تیرا لٹوا لونگا محکوم نے کہا کیا مجال کہ کوئی ہمپر ہاتھ
ڈال سکے اگر ہمکو لوٹیگے تو ہم خود تمکو لوٹ لینگے اپنی سرحد سے نہ جانے دینگے قیصر
نے کمان کاندھے سے اتاری سو من کا تیر ترکش سے نکالا محکوم نے قرولی کمر سے
نکالی جیسے ہی قیصر نے تیر مارا محکوم نے تیر کو کاٹا قیصر الگ ہوگیا اور غل مچاکر کہا او
محکوم تو نے غضب کیا کہ ما بدولت کا تیر کاٹا اب تجھے زندہ نہ چھوڑونگا تیرے قتل
سے منھ نہ موڑونگا یہ کہکے دوسرا تیر مارا محکوم نے تیر کاٹا لیکن انی تیر کی کنار گھوڑے

پر گری گھوڑا زخمدار ہوا چیخ مارنے لگا یہی قصد ہی کہ کسی طرف نکل جاؤں تا اپنی جان بچاؤں
چار تیر قیصر نے مارے محکوم نے بفنون سپاہ گری کاٹے لیکن گھوڑا محکوم کا مارا گیا
پیدل یہ بھی ایک تیر مارا لیکن کچھ اثر نہ ہوا سپاہ گری کرکے محکوم نے خالی دیا قیصر دوڑ کر لپٹ
پڑا محکوم و قیصر سے کشتی ہونے لگی ہمسر نے آگے بڑھ کر پکار کر آواز دی اے سردار
چیر پہاڑ گرا سکو کہا ہم لوگ آدمخوار بھی مشہور ہیں ہر چند قیصر چاہتا ہی کہ زمین پر محکوم کو
گراؤں مگر ممکن نہیں ہوتا محکوم زور اسکے روک رہا ہی ایک مقام پر قیصر ریلکے دوڑا
محکوم چاہتا ہی کہ روکوں لیکن ڈپو کے قبضے میں آگیا زمین پاؤں کے نیچے سے نکلی جاتی
ہی بڑے زور شور سے ریلتا ہوا لیے جاتا ہی ایک مقام پر جو آیا ایک پتھر زمین میں گڑا ہوا
تھا کسی قدر زمین سے باہر ابھرا ہوا تھا قیصر نے جو اسکی ٹھوکر کھائی انگوٹھا پاؤں کا
ٹوٹ گیا خون کا پرنالہ بہا قیصر نے کہا کیوں اے محکوم یہ کیا کیا محکوم نے کہا تمھاری
زبردستی نے تمھیں پامال کرایا دیکھا کیسا تنگ ہوا اب کہو تو تمکو گرا دوں چھاتی پر چڑھ بیٹھوں
خنجر سے سر کاٹ لوں اے قیصر کوئی ایسی بدعت کرتا ہی ہمسر نے بھی آکر قیصر کو سمجھایا
محکوم کو قیصر سے چھڑوایا قیصر پھر گھوڑے پر سوار ہوا سب ملکر چلے مگر قیصر بنگاہ خیرہ
خیرہ محکوم کو دیکھ رہا ہی محکوم کہتا ہی اے قیصر میں تم سے لڑا مگر تمھارا غصہ کم نہیں
ہوا جنگ میں چلکر حال کھلیگا سات تیر لیکر چلے تھے پانچ تو ضائع ہوئے اب دو تیروں
سے کیا کروگے قیصر نے کہا دو تیروں سے میں دو صفیں توڑ دونگا طلسم کشا کو دو ہاتھ
مقابلہ کرونگا محکوم نے کہا طلسم کشا اپنے زمانے کا رستم ہی اس سے مقابلہ میں مشکل
پڑیگی بڑے بڑے پہلوان اسکے ہاتھ سے مارے گئے اسنے طلسم ہفت پیکر شکست
کیا میں نے اس شہریار کی بہت تعریف سنی ہے اس سے مقابلہ نہ کرنا ورنہ مارے
جاؤ گے میں ایک حقیر پہلوان تھا مجھپر تو تمھارا زور نہ چلا وہ طلسم کشا کہ جسکے ہاتھ سے
قدرت بھاگے بھاگے پھرتے ہیں اس سے بہت عاجز ہوگے قیصر نے کہا اے
محکوم تو تو آدھا مسلمان معلوم ہوتا ہی محکوم نے کہا کہ میں اسکی جرأت کی تعریفیں
کرتا ہوں میدان جنگ میں چلکر کل حال کھلیگا قیصر پاؤں کے درد سے بیقرار ہی

اسو جہ سے خاموش ہو رہا لیکن یہ لوگ یلغار کر کے وہاں پہنچے کہ جس مقام پر جنگ ہو رہی
ہے دیکھا ہفت پیکر سحر کر رہا ہے اور شمس جواب دے رہا ہے لیکن قیصر کا بھائی ہمسر
ایک ایک سے پوچھتا آتا ہے کہ طلسم کشا کون شخص ہے کسی شخص نے کہا وہ شہزادہ جنگ
کر رہا ہے وہیں سے للکارا او طلسم کشا میں تیری جنگ کا مشتاق ہوں مجھ سے آکر مقابلہ کر
طلسم کشا طرف ہفت پیکر کے چلے تھے کہ یہ آواز کان میں آئی پلٹ کے دیکھا ایک پہلوان
دیو خصال للکار رہا ہے ہر چند کہ طلسم کشا کو تین شبانہ روز جنگ کرتے گذرے ہیں مگر
للکارنا کافر کا ناگوار ہوا فوراً جا پڑے آواز دی او مغرور ہم سے مقابلہ کر کیا تجھ سے پاپی
کار سکتے ہیں جیسے ہی قریب پہنچے ہمسر کو شمشیر زنی پر بڑا ناز ہے قیصر دیکھ رہا ہے اور
کہہ رہا ہے اے محکوم اب تماشا دیکھو محکوم نے جھلا کر آواز دی کہ تم دونوں کو موت لیکر اس
میدان میں آئی ہے طلسم کشا کے ہاتھ سے نجات نہ ہوگی قیصر نے منھ پھیر لیا ہمسر نے
خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پر روکا الجھا دے سے
ہاتھ نکالکر بقوت تمام ہاتھ مارا ہمسر نے گرد سپر کا اٹھا دیا مگر تیغۂ ہفت جوہر دست زبردست
رستم تڑپ کر جو تیغ گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر جو گرا ہمسر کے مع گینڈے
چار ٹکڑے کیے ہمسر کا ارے جانا محکوم نے کہا کہ وہ مارا قیصر جھلا گیا کہا کیوں
محکوم ہر بات میں تم طلسم کشا کی تعریف کرتے ہو تمکو طلسم کشا سے الفت ہے محکوم
نے کہا اے قیصر تم کیوں رنجیدہ ہوتے ہو میں جرأت رستم کی تعریف کرتا ہوں ذرا
انصاف کرو کہ رستم کو تین شبانہ روز گذرے ایک طور سے جنگ کرتے ہوئے
اور ہمسر تازہ دم آیا تھا مگر کچھ نہ کر سکا قیصر نے کہا اے محکوم تم طرفدار طلسم کشا معلوم
ہوتے ہو محکوم نے کہا میں دل و جان سے طرفدار ہوں جو تم سے بن پڑے کر وہ کام
کرو میں تمسے باہر نہیں ہوں قیصر نے چاہا کہ محکوم پر جا پڑوں محکوم نے تلوار کھینچی
قیصر سے تلوار چلنے لگی دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ جب قیصر نے ہاتھ مارا محکوم نے
تلوار کو تلوار پر روکا اس کس سے ہاتھ مارتا ہے کہ شانے پر یا سر پر تلوار پڑتی ہے قیصر
نے جب کئی زخم کھائے حیران ہے کہ اب کیا تدبیر کروں اور کیونکر اس ظالم کے ہاتھ سے

بیکون - یہ تو بلا سے روزگار ہے فنون سپاہگری میں طاق شہرۂ آفاق کئی زخم کھا چکا کہ
محکوم نے دیکھکر آواز دی کہ تیرے پیچھے کون کھڑا ہے تیرا سر کاٹا چاہتا ہے جیسے ہی قیصر اُدھر
پلٹا محکوم نے خود اسکے سر سے گرا کر اوپر سے ہاتھ مارا سر برہنہ پر تلوار پڑی تا جگر گاہ تلوار
اُتر گئی قیصر کے دو ٹکڑے ہوئے قیصر کو مار کر محکوم رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے رستم کے
آیا قدموں کو بوسہ دیا کہا کہ شہریار میں نے نادیدہ آپ کی اطاعت کی کلمۂ طیبہ ارشاد ہو کہ اگر
شاید میں جنگ میں کام آؤں تو مسلمان ہو کر اُٹھوں کافر نہ مروں خوب یقین ہو گیا کہ
ہفت پیکر نے مکر کر کے ہم لوگوں سے سجدہ کرایا اب ہم لعنت کرتے ہیں یہ دونوں بھائی
بڑے مغرور تھے ایک کو آپ نے مارا ایک میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا رستم نے گلے
سے لگا لیا فرمایا تم مردان عالم سے ہو محکوم رستم سے ملکر مصروف جنگ ہوا ہے یہاں
شمس نے ہفت پیکر کے بہت سحر روکے آخر میں سحر کیا کہ تلواریں آسمان سے برابر
گریں ہفت پیکر نے دو تلواریں توڑیں ایک تلوار جو تڑپ کر گری سر ہفت پیکر کا زخمی
ہوا ہفت پیکر سامنے سے شمس کے بھاگا بہادروں نے پیچھا کیا ہر طرف یہی ہنگامہ تھا کہ
وہ ہفت پیکر بھاگا برا اقبال ہے اسکو گھیر لو کہ اپنے غلاموں کے سامنے سے بھاگا ہے لیکن
ہفت پیکر جدھر سے گذرتا ہے مسلمانوں کو پامال کرتا ہوا جاتا ہے کبھی ہاتھ ہلاتا ہے اور کبھی اشارہ
کرتا ہے بجلیاں چمکتی ہیں کسیکا سر اُڑ گیا کسیکا ہاتھ کٹ گیا کئی ہزار کو قتل کرتا ہوا چلا اُدھر سے غضنفر
بن اسد آتا تھا اسپ بادپا کو دوڑایا آواز دی او بھاگنے والے ٹھہر جا ان بندگان خدا کا خون
تیری گردن پر ہے اب تو مارا جائیگا ہفت پیکر نے ہاتھ ہلا دیا بجلیاں گریں کئی سو شتربان
غضنفر کے ایک مقام پر ٹکڑے ہو کر بہے ہفت پیکر نے ہاتھ ہلا دیا بہادروں کے
سر اُڑ گئے غضنفر کے قزاق جو مر گئے غضنفر کو بڑا غصہ آیا تیغہ چمکایا جیسے ہی
تیغہ روئین شگاف غضنفر نے چمکایا سحر ہفت پیکر باطل ہوا سامنے سے غضنفر کے
بھاگا لیکن خواجہ عمرو مرد دانا کو دیکھتے پھرتے ہیں ایک طرف دیکھا کہ دڑہ کوہ میں ایک
ساحرہ بیٹھی سحر کرتی ہے چاہتی ہے کہ صاحبقران کو اٹھا لیجاؤں خواجہ عمرو جو اس
اُدھر سے باہر ہو کے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنا کر

تیار ہوئے اور ایک نامہ طرف سے ہفت پیکر کے ہاتھ میں لیا دوڑتے ہوئے چلے سامنے
درۂ کوہ کے پہونچے اس ساحرہ نے پکار کر آواز دی میاں ساحر صاحب کہاں جاتے ہو
خواجہ نے کہا کہ مجھکو ہفت پیکر نے بھیجا ہی اپنی کرامت قدرت سے یہ فرمایا ہی کہ فلان
درۂ کوہ میں ایک ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہی یہ کاغذ اسکو جا کر دو ساحرہ نے اٹھکر وہ کاغذ
لیا کھولکر پڑھا یہ مضمون پایا کہ اے ساحرہ قدرت آگاہ ہوئے کہ تو بھیجی ہوئی بقراط ثانی کی
ہی ارادہ ہی کہ صاحبقران کو گرفتار کرکے لیجائے ہم بھی تقدیر ریختہ کر چکے کہ بیشک تو ضرور
گرفتار کریگی راز دار جادو کو بھیجا ہی کہ یہ جو سحر تمکو تعلیم کرے اس سے سیکھ لو اسی کو صرف کرنا
بیشک غالب آؤگی یہ مضمون پڑھکر ساحرہ خوش ہو گئی کہا میاں ساحر آؤ آؤ بیٹھو خداوند
ہفت پیکر نے کون سحر تعلیم فرمایا ہی مجھکو بتلاؤ میں سمجھ جاؤنگی خواجہ نے کہا آگ روشن
کرو اسنے کوئلے نکالکر آگ روشن کی خواجہ نے زنبیل میں ہاتھ ڈالا لوبان نکالا فرمایا کہ
اس لوبان کو آگ میں ڈالو ایک پریزاد پیدا ہوگی سب مطلب ظاہر کردیگی اس ساحرہ
نے لوبان لیکر آگ پر ڈالا دھوان جو نکلا بغور دیکھ رہی تھی دھوان دماغ میں جو پہونچا
ارے کہکے بیہوش ہوئی خواجہ نے جھولی اسکی اتاری اسکو جو کھولا کچھ چاندی کے
کولے پینگ کے طوق جست کی چوڑیاں بالیان نکلیں خواجہ نے وہ سب چیزیں نذر زنبیل
کیں خنجر کھینچکر اس حرامزادی کو قتل کیا خواجہ مار کر جادوگرنی کو درۂ کوہ سے نکلے اندھیرا
ہو گیا صدا ہائے مختلف آنے لگیں جو طائر درختوں پر بیٹھے تھے وہ اس ہنگامے کو دیکھکر
درختوں سے اترے کسی نے منقار سے کمر پکڑی کسی نے پنجہ سر میں لگایا لاشہ اٹھاکر
ساحرہ کا لے چلے بقراط ثانی قصر سکندری میں بیٹھا ہی صندوق سکندری بالائے
سر رکھا ہی گرد مصاحب جمع ہیں کہ طائروں نے لاشہ لاکر اس ساحرہ کا سامنے پہونچایا
بقراط لاشہ ساحرہ کا دیکھکر گھبرا گیا طائروں سے پوچھا ارے اسکو کسنے مارا طائروں نے
مثل انسان کے آواز دی یا خداوند خیال سکندری عمر و عیار نے ساحر بنکر اسکو مارا
ہم دیکھتے تھے مگر کچھ زور نہ چلا وہ ساحر بنکر اسکے سامنے آیا نہیں معلوم اس سے کیا
کہا تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ صدا ہائے مختلف آنے لگیں بیرون نے اسکے مرنے کی

آواز دی ہم لاشہ لیکر بھاگے آج تین شبانہ روز گذرے ہیں کہ زیر کوہ عشرت آباد تلوار
چل رہی ہے طلسم کشا اس فکر میں ہے کہ ہفت پیکر کو قتل کرون ہفت پیکر بھی جان لڑا رہی
ہے صاحبقران مع سردارون کے زخمدار جنگ سے بیکار ایک فرش پر پڑے ہیں بھائی
کو بھائی کی خبر نہیں باپ کو بیٹے کی محبت کا اثر نہیں دو پہلوان بڑے زبردست مارے ہفت پیکر
کو آسلے تھے وہ بھی مارے گئے تمام صحرا گلنار ہو رہا ہے دریا سے خون بہ رہا ہے یہ حال سنتے
ہی سنگ بقراط نے سر پیٹ لیا کہا اور کہا قدرت خود جائین حمزہ کو اٹھا کر لائین ایسی ساحرہ
قتل ہو گئی مصاحبون میں کوئی ایسی تیز ساحرہ نہیں ہے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی
منقار آتش ریز نامے ایک ساحرہ بیٹی اس ساحرہ مردہ کی اسوقت آکر پہونچی ماں کا
لاشہ دیکھکر بہت روئی پوچھا یا خداوندان میری کیونکر قتل ہوئی بقراط ثانی نے سب حال
بیان کیا منقار نے کہا یا خداوندان میری اسقدر مجھپر مہربان تھی کہ آٹھ پہر خیال رکھتی تھی
میں اسکی جدائی میں جان دونگی زندہ نہ رہونگی امیدوار ہون کہ مجھکو حکم دیجئے کہ میں جا کر
حمزہ کو لاؤن بقراط نے کہا اے منقار آگاہ ہو کہ میں نے رستم کو اس سرحد میں بلایا وہ
جادوگر مارے گئے کہ جنکا مثل نہ تھا مسلمان بعد قتل ہفت پیکر ضرور اس طلسم کی جانب
توجہ کرینگے اگر تم حمزہ کو لے آئیں تو قیدخانے میں قید کرکے مار ڈالونگا پھر کسیکا وسوسہ ایسا
نہیں ہے کہ میرے طلسم پر حملہ کرے مگر خیال کرتا ہون تو پھر میرے طلسم کی بھی تمام
ہو چکی انھین لوگون نے کہ تم سے قدرت کو تکلیف پہونچیگی مگر حمزہ کا قتل بہت مناسب
ہوگا منقار نے عرض کی کہ کنیز حمزہ کو ضرور پکڑ لائیگی قتل اور ہجر قتل کا قدرت کو اختیار
ہے حمزہ مصروف جنگ ہوگا بقراط نے کہا اے منقار حمزہ بیہوش پڑا ہے چار سو سردار
زخمدار بیکار پڑے ہیں اگر قدرت کا دل چاہے تو ابھی اٹھوا لیں مگر تجھکو صدمہ پہنچا کر
کہان تیری قتل ہو جائے تو جا منقار نے اسباب سحر جسم پر اپنے آراستہ کیا اور صاحبقران
کی فکر میں چلی اڑتی ہوئی آسمان پر آئی دیکھا کہ رستم اور غضنفر اس سطوت سے لڑ
رہے ہیں کہ ہفت پیکر بھاگتی پھرتی ہے لیکن جس طرف جاتی ہے تمام کوہ پامال کر ڈالتا ہے لیکن
شمس فلک ہفت پیکر سحر کو ہفت پیکر کے روک رہا ہے سحر کو اسکے زور نہیں چلنے پاتا

جب ہفت پیکر نے سحر کیا آگ برسائی تو شمس نے ابر پیدا کیا اور پانی برسا کر آگ کو بجھایا
آفتاب فلک سپہر جملہ جادوگرنیون کو ساتھ لیے ہوئے بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی
اگر ہفت پیکر نے تلوارین برسائین تو ان سب نے ملک سپرین پیدا کین جہان تلوار گری
سپر نے اسکو روک لیا ہفت پیکر اپنی جان سے تنگ ہی پہلوانون کو اور ساحرون کو
ترغیب دیتا ہی کہ یارو دل کھول کر لڑو طلسم کشا کو گھیر لو یارو جب غول طلسم کشا پر یاوہ
کرتے ہین شمشیر بیدردم مرد دیوانہ یہ بدست سنبھالا لگا کر جا گرتا ہی مجمع متفرق ہو جاتا ہی یہ دیکھکر
ہفت پیکر اپنی بدنصیبی پر روتا ہی تمام سردار ہفت پیکر کے جمع ہین جنگ کر رہے ہین
قضا سے کار کچھ سوار بھاگے شقایق ہمدم درنا سے دیوانہ کو وہ شقایق کا حاکم جنگل مین
پھر رہا ہی زراعت کی اپنی سیر کرتا پھرتا ہی ستر ہزار دیو اسکی پشت پر چوبدستین کاندھون
پہ جنگل مین شلغمین لگاتے پھرتے ہین ان سوارون کو دیکھکر شقایق نے کہا ذرا انکو بلاؤ
جب وہ سب سوار سامنے شقایق کے آئے شقایق نے پوچھا تم دریا سے کون ہین
کیون نہاتے ہوئے ہو سوار رونے لگے عرض کی اے پہلوان دوران فرازونہ ہفت پیکر
کو مقابلہ کرتے ہوئے تین روز گذرے ہین جب زیادہ معرکہ پڑا تو ہم اس جنگ سے
بھاگ کر اور اپنی جان کو غنیمت سمجھکر نکل آئے ہمراہیان طلسم کشا اس زور و شور سے لڑتے
ہین کہ ہمراہیان ہفت پیکر اپنی جان سے بیزار ہین شقایق یہ سنکے جھلایا اور ساتھ والون
کی طرف دیکھکر آواز دی یارو سنتے ہو قدرت پر یہ آفت ہی اسوقت ہین چلکر مدد کرو مین
ایک ضرب چوبدست طلسم کشا کو مثل تہ خاک کرون یہ کہکر ایک چیخ ماری ستر ہزار دیو اسکے
جمع ہوگئے سب کو ساتھ لیکر شقایق چلا دیوانے جست و خیز کرتے ہوئے جاتے ہین
چوبدستین ہلاتے ہوئے شور و غل مچاتے ہوئے کوہ و دشت کو طے کر رہے ہین یہان وہ وقت
ہی کہ ہفت پیکر ایک جانب دبا ہوا ہی رستم اور غضنفر نے بچھا کیا ہی ہفت پیکر پہلوانون
کو اشارے کر رہا ہی پہلوان بڑھ بڑھ کر رستم کو روکتے ہین رستم کسی سے روکے نہین
رکتے ہین جو پہلوان سامنے آیا ہلاکت شمشیر آبدار ہوا کئی پہلوانون کو رستم نے
مار ڈالا کسی کو غضنفر نے قتل کیا لاشے پڑے زمین پر تڑپ رہے ہین قضا سے کار شمس نے

جو دور سے دیکھا کہ آقاے نامدار تعاقب مین ہفت پیکر کے ہین جھپٹ کر آگے بڑھا اللکار کر او ہفت پیکر کہان جاتا ہی ہرچند کہ ہفت پیکر گھبرایا ہوا ہی مگر اسنے جو چاہا کہ بڑھکر سحر کرون ہفت پیکر نے آواز دی کہ اے دلربا اسکو لینا شمس نے دیکھا گوشۂ صحرا سے ایک نازنین نہایت حسین یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہو

**نظم**

تنگ ہون اے فلک زمانے سے — تجھکو حاصل ہے ستانے سے

بس لگا چاہے اجل ٹھکانے سے — فائدہ دربدر پھرانے سے

پھونک دے برق اُجاڑ دے گلچیں — اب غرض کیا ہے آشیانے سے

رنج غربت مین کچھ جو ہی تو یہ ہے — کہ چھٹے اُسکے آستانے سے

ہم کہان اور کہان قفس صیاد — ہوے مجبور آب و دانے سے

حیلہ جوئی تو کر رہی ہے اجل — دیکھون آتی ہے کس بہانے سے

او فلک دل تھا گوشوارۂ عرش — کیا ملا خاک مین ملانے سے

آتے ہو رنج کرکے جاتے ہو — تم نہ آیا کرو اِس آنے سے

ہین بہائم بصورت انسان — آدمی اُٹھ گئے زمانے سے

شب فرقت سے دم پہ بن آیا — رہ گئی سانس آنے جانے سے

یا تو قالب مین آتے ڈرتی تھی — اب جھجکتی ہے روح جانے سے

جسقدر ہو ضرور ملتا ہے — رزق کو غیب کے خزانے سے

یہ صداے دلفریب جو کان مین شمس کے پڑی بیقرار ہوگیا پکار کر آواز دی اے جان جہان ای آرام دل مشتاقان ذرا قریب ہمارے آؤ کہ ہم تمکو اچھی طرح دیکھ لین وہ نازنین قریب شمس کے آئی شمس نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا جیسے ہی اُس نازنین نے شمس کا ہاتھ تھاما شمس کا رنگ رو متغیر ہوگیا پھر اُس نازنین نے آواز دی ای شمس ہم مدت سے تمہارے مشتاق تھے شکرالات و منات ہو کہ آج تمہارا جمال دیکھا باغ مین ہمارے چلو دیکھو کیسا پر بہار ہو نرگس شہلا کو آپ کا انتظار ہو شمس نے سر جھکالیا اس نازنین کے ساتھ ہو لیا وہ نازنین شمس کو ساتھ لیکر چلی راہ مین مسکرا مسکرا کے باتین کرتی ہو شمس بھی مڑ مڑ کر تکتا ہے

کی باتیں کرتے ہوئے کبھی گلے میں ہاتھ ڈالدیتے ہیں چاہتے ہیں منھ سے منھ ملاکر بوسہ لوں مگر نازنین منھ ہٹا لیتی ہے بوسہ نہایت لینے دیتی تھی اسے کارعیار نے غضنفر کو خبر دی کہ وہ سامنے دیکھیے شمس کو ایک نازنین لیے جاتی ہے اور شمس مبہوت لب پر مہر سکوت اس نازنین پہ دل و جان سے مائل ہیں چاہتے ہیں کہ بیٹھنے کا مقام پاؤں تو بیٹھکر اختلاط ظاہری کروں یہ سنکر غضنفر نے پکار کر آواز دی اور گھوڑا بڑھایا کہا اے شمس فلک ہفت پیکر ذرا ٹھہر جاؤ شمس نے کچھ جواب نہ دیا غضنفر قتل کرتا ہوا قریب شمس پہونچا گھوڑے سے کود پڑا اور دوڑ کر شمس کا ہاتھ تھاما اس نازنین نے نیمچہ کمر سے کھینچا غضنفر پر ہاتھ مارا غضنفر نے تیغہ روئین شگاف پر روکا کلائی کو تھام کر چاہا طمانچہ ماروں انگشتر مہروماہ جو چمکی اس نازنین نے ایک چیخ ماری شمس پر بھی عکس پڑا دیکھا ایک زنگن سیاہ رو تیرہ دروں گود میں لیے رہی ہے شمس نے ڈھکیل دیا کہا او قحبہ دور ہو زنگن جو زمین پر گری شمس نے ہاتھ جھکایا برق گری اسکا سر کٹا شمس یہ قہر و غضب نام لیتا کہتا ہے کہ یارو ہفت پیکر نے بڑے غضب کا سحر کیا تھا غضنفر نے بڑا کار نمایاں کیا اس ظالمہ سے مجھکو بچا لیا حقیقت میں بار الہا کہ ہفت پیکر بلائے روزگار ہے اسکے شعبدہ ہائے سحر سے اللہ بچائے روز سیاہ نہ دکھائے اب مناسب یہ ہے کہ یارو جمکر سحر کرو ہفت پیکر تک آقا کو پہونچاؤ سب ساحروں نے مجمع کیا جمکر سحر کرنے لگے لیکن ہفت پیکر سب کے سحر کو اشاروں میں دفع کرتا ہے کہ ایک طرف سے زنجیروں کے جھنجھنانے کی آواز آئی رستم نے سر اٹھا کر دیکھا کہ شقائق دیوانہ چوب دست ہلاتا ہوا پشت پہ ستر ہزار دیو اسکے زنجیریں ہلاتے ہوئے گلے میں طوق آہن آنکھ جنبش دیتے ہوئے آیا ہفت پیکر نے شقائق کو دیکھا ہفت پیکر آگے بڑھ گیا پکار کر آواز دی کہ اے بندۂ قدرت تمکو اب خبر ہوئی شقائق نے آواز دی یا خداوند آپ نے مجھکو خبر نہ کی کہ مسلمانوں کا یہ زور و شور نہ بڑھنے دیتا مگر آج بھی سب کو مار لونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ہفت پیکر نے اشارہ کیا شقائق چلا تھا کہ رستم نے طرف شہر پر مردم در کے دیکھا آواز دی کہ اے برادر اس دیوانے مجہول کو روکنا شہر پر مردم دریا پنج ہزار سے ستر ہزار پر جا پڑا آواز دی او دیوانے مجہول بخت برگشتہ نا معقول مجھ سے تو مقابلہ کر میرے قریب آ

کہ پھر پھر دیوانے بت کا نام نہ لونگا شیر پیر نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا خدمت آقا میں چلو کلمہ
پڑھ کر مسلمان ہو ہمارے رفیقوں میں رہنا شقاق قدموں سے لپٹ گیا کہتا تھا ارے
اشہر کسکی مجال ہے کہ جو تجھ سے مقابلہ کرے شیر پیر نے کہا یہ حوصلہ ہمارے آقا سے سرخ کا
ہے کہ جب بگڑتا ہوں نہیں معلوم کیا کر دیتا ہے کہ گر پڑتا ہوں آقا جھوالی پہ سوار ہو جاتا ہے اور
خنجر میری گردن پہ رکھ دیتا ہے ڈرتا ہوں کہ مار نہ ڈالے تعظیم کرنے لگتا ہوں آقا کو رحم آ جاتا
ہے ایسے آقا کی اطاعت کرو کہ ہر وقت زیر کرے ہمارا بار بار اٹھا لے یہ بات کہکے شقاق کو ساتھ
لیا سامنے رستم لڑ رہے تھے ہوئے آئے پکار کر آواز دی اے آقا سے نامدار یہ دیوانہ ہوشیار
ہو گیا غلام دیباہی دیوانہ ہو گی چاہتا ہے آپ سے امتحان کروں رستم نے کہا بسم اللہ
گھوڑے سے کود پڑے شیر پیر دم درے چپ ہا رستما مار کے رستم نے چپ ہا ست چھین لیا
شیر پیر نے چاہا جنگل کا راستہ لے رستم نے دونوں ہاتھ تھام لیے اور گردن میں ہاتھ پکڑ کے مارا
کود کر جھوالی پہ سوار ہوئے تلوار جھکائی اور ڈالی گردن پہ رکھ دی اور فرمایا کیوں شیر پیر مردم در
ذبح کر ڈالوں دیوانہ بولا آقا یا نہ ہنسنے لگا کہا آقا سے نامدار معاف فرمائیے رستم نے چھوڑ دیا
شقاق کو قدموں پہ گرایا کہا آقا سے نامدار اسکو کلمہ پڑھائیے رستم نے کہا تمنے کلمہ
نہ پڑھایا کہا آقا میں بھول گیا مجھکو پڑھتے آقا سے سرخ کا نام یاد نہیں رہتا جب لڑنے
آیا اس وقت تک نام یاد تھا اب اس وقت بالکل بھول گیا رستم نے کان پکڑ کر اول
شیر پیر کو کلمہ پڑھایا پھر شقاق کو مسلمان کیا اور فرمایا اے شیر پیر کلمہ شناخت مسلمانی ہے
اسکو یاد رکھنا کہا آقا آٹھ پہر رٹا کرتا ہوں جہاں چپ ہوا بھول گیا کوئی ایسی ترکیب
بتائیے کہ غلام کلمہ نہ بھولا کرے رستم نے کہا آٹھ پہر رٹا کرو اگر بھولوگے تو سزا ملیگی یہ
فرما کر کہا کہ جا کے مصروف جنگ ہو شقاق نے عرض کی غلام لائق جنگ نہیں ہے رستم
نے فرمایا جہاں سب زخمی بیٹھے ہیں وہیں جا کر بیٹھو شقاق اسی فرش پر جا کے
بیٹھا شیر پیر پھر مصروف جنگ ہوا رستم لڑتے ہوئے ایک جانب چلے جنگ میں
مصروف ہوئے سرداروں سے فرماتے ہیں کہ قبلہ و کعبہ کا زخمی ہونا باعث خرابی کا ہوا
اگر قبلہ و کعبہ زخمی نہ ہوتے تو لڑائی فتح ہو جاتی شمس فلک اس وقت چالیس ساحروں کو ساتھ

لیے ہوئے چاہتا ہی کہ ہفت پیکر کو گھیرون اور سامنے رستم کے پہونچاؤن تاکہ مراد حاصل ہو لیکن ہفت پیکر اُن سب کے سحر کو اشارون مین دفع کرتا ہی کئی مرتبہ ہفت پیکر نے سحر کیا کہ شمس دیوانہ ہوا کبھی غضنفر نے آکر عکس انگشتر مہر و ماہ ڈالا کبھی رستم پہونچ گئے اور عکس لوح کا ڈالدیا اور تیغہ ہفت جوہر چمکایا کہ شمس کے حواس درست ہوے سوڈیڑھ سو شاہزادیان بھی عاشقان جمال فرزندان صاحبقران ہفت پیکر پر سحر کرتی ہوئی آتی ہین لیکن ہفت پیکر ونکی سحر کو کب مانتا ہی آواز دیتا ہی او جکے اموتم وہی ہو کہ عہدہ ون پر کام کرتی تھین مین تمھارے سحر کو کب مانتا ہون سب کو قتل کرونگا ماہی سحر مجمع سے نکال ہفت پیکر پر گولہ مارا ہفت پیکر نے پلٹ کر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارد یا کہ ایک چشمہ پیدا ہوا ماہی سحر کی نگاہ چشمہ پر پڑی دیکھا ایک جلسہ آراستہ ہی ایک شاہزادی مسند پر بیٹھی ہے گانیوالیان جمع ہین ایک گا رہی ہے بعد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہو

**نظم**

خوبرو جتنے زمانے مین ہین سب عیار ہین — آشنا اپنی غرض کے ہین یہ کسکے یار ہین
عاشقان چشم دلبر کو شفا اللہ دے — کسطرح صحت ہو یہ پرہیز بیمار ہین
یا صنم دل مین ہی لب پہ یا صمد ہی سر بسر — کفر اس ایمان سے بہتر جیسے اب بیدار ہین
ہاتھ اُٹھے ہین گریبان سے تو زنجیرون سے پا — ای جنون مدت سے میرے دست و پا بیکار ہین
سرو یار رشک گلستان جسم کو کھا کھا کے گل — اپنے داغون کی بدولت آپ ہم گلزار ہین
آتے ہی کرتے ہو جانے کا ارادہ وجہ کیا — سوچے تو کیا ہمارے آپکے اقرار ہین
ہنستے ہنستے مر گیا جیسے نزدیکی سوے بام — یار کے کوٹھے نہین ہین قہقہہ دیوار ہین
دوسرا ہمسا کوئی مردود کفر و دین نہین — قابل تسبیح ہین نہ لائق زنار ہین
قبر مین بھی جاؤنگا تو ساتھ جائینگے یہ سب — حسرت و اندوہ و حرمان میرے یار غار ہین
خود بخود ہین جدا سینہ و دل شانہ نہین — موے گیسوے بتان نیاخنہ خوار ہین
یون نہین رہنے کا بدلیگا جہان کا انتظام — کل وہی مجبور ہونگے آج جو مختار ہین
ندبیر تیری کرچکا ہون مین گریبان اب کہان — یادگار موسم گل ای جنون بگھوٹا رہین

مختلط ہوا لسنے جنکے تام سے تھا ننگ و عار / آگئے نا محرم تھے جو اب محرم اسرار ہین
ہر رگ و پے سست ہو رعب جمال یار سے / صورت مفلوج میرے دست و پا بیکار ہین
اب نہ آنے کی تمھارے وجہ سمجھے مہربان / اسلیے پرہیز کرتے ہو کہ ہم بیمار ہین
کونسی صورت ہماری زیست کی بتلاؤ ورنہ / ایک جان ناتوان ہر سیکڑون آزار ہین

یہ جلسہ جو ماہی سحر نے دیکھا بدحواس ہوگئی چاہا کہ چشمے مین پھاند پڑون شمس نے
ہاتھ تھام لیا فرمایا اے ماہی سحر ہوش مین آؤ اسقدر نہ گھبراؤ مگر ماہی سحر تڑپ رہی ہے اور
یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے مچھلی بے آب تڑپتی ہے چاہتی ہے کہ شمس سے ہاتھ چھڑاؤن اس
چشمے مین آپ کو گرادون مگر شمس ہاتھ نہین چھوڑتا قضا سے کار رستم پیلتن لڑتے ہوے
اس طرف آئے شمس نے کہا کہ اسطرف عکس لوح ڈالیے کہ یہ صحت پائے ماہی سحر پکار کر
کہتی ہے اے شمس مجھے چھوڑ دو مین اپنے کو چشمے مین گرادون میری دوست مجھکو بلا رہی ہے
اپنی جان دونگی رستم نے بڑھکر لوح کا عکس ڈالا جب لوح کا عکس پڑا تب ماہی سحر کے
حواس درست ہوے شمس نے کہا کہ اے ماہی سحر جمع مین جادوگرنیون کے رہو آگے
نہ بڑھو ہفت پیکر بلا سے روزگار ہے اسکے سحر سے جان بچنا دشوار ہے رستم نے مرکب
طرف ہفت پیکر کے بڑھایا ہفت پیکر بھاگ کر طرف دوسرے غول کے پہونچا
سحر کرنے لگا اس طرف غضنفر نے انگشتر مہر و ماہ کو چمکایا تب سحر ہفت پیکر کا اترا
ورنہ سوار و پیدل مثل آئینہ حیران ہوکر رہگئے تھے تلوارین لیے ہوے خاموش کھڑے
تھے لڑنے سے معذور بیکار و مجبور جب غضنفر نے آکر انگشتر چمکائی تب ان سب سے
سحر اترا مصروف جنگ ہوے ہفت پیکر لڑتے لڑتے ایک نخل کے سامنے آئے جاکر
ٹھہرا جنکیس اسکے پاس کھڑے تھے انھین دیکھکر آواز دی اے سب آئے مگر بلا
مجھے خبر نہین آئین اے آسمان جادو جلد اپنے کو سرحد حیلہ سازان مین پہونچا
ملکہ عالم سے کہنا کہ آج چار دن گذرے ہین کہ ایک طور پر جنگ ہو رہی ہے کسی طرح
مسلمان نہین ہٹتے اپنے کو پہونچاؤ آسمان جادو میدان جنگ سے نکلا صحرائے
حیلہ سازان مین پہونچا جاکر دیکھا کہ جابجا ساحر پھر رہے ہین انھون نے پوچھا اے

کیا منظور ہی تحمیل نے کہا تم سب صاحب مدد خداوند کو چلو انکو لیکر ہفت کوہ پر
پہونچا تو جنگ ہو رہی ہو تم بھی شریک ہو نگی یہ سنکر وہ سب افسر باہر نکلے فوج کو ہمراہ
لیکر چلے یہان تو ہفت پیکر لڑ رہا ہو اور ساحرون نے گھیرا ہو ہفت پیکر بھاگتا پھرتا ہو کہ
آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا اور برق چیخ مارتا ہوا سامنے آکر پھٹا دھناکے کی آواز ہوئی
ہفت پیکر نے دیکھا کہ تین لاکھ ساحر اور چار سو افسر بازدیط و قرقون پر سوار ابر سے
نکلے آکر ہفت پیکر کو سلام کیا ہفت پیکر نے پوچھا کہ تمہاری افسر تحمیل پری حضرت کہانتک
ہو سنیے وقت آخر آسکو یاد کیا ہو کہ اسوقت آکر قدرت کی مدد کرے قدرت سے
دو اس منتشر ہین مسلمانون کی مدد غیب سے ہوئی ہو محکوم نامی زمیندار دس ہزار
گنوارون سے آیا قیصر و ہمسر کو قتل کرایا اور آپ شریک مسلمانان ہو گیا اب دیکھو
وہ مصروف جنگ ہو رنگے ساتھ والے تیر مار رہے ہین ہزارون ساحر اسنے قتل کیے
اب تم لوگ بھی جنگ مین مصروف ہو چار سو افسر تین لاکھ فوج کو ساتھ لیکر مصروف
جنگ ہوے سحر کرتے ہوے بڑھے چار سو افسر ساحران جب سحر کرتے ہین لشکر طلسم
مین فریاد کی صدا بلند ہوتی ہو کہ ستم بڑھ کر جاتے ہین اور سحر کو مٹاتے ہین ایک طرف
غضنفر بھی بڑھ بڑھ کر جاتے ہین آتش سوداو کو بجھاتے ہین کل صحرا [illegible] سطح
جنگ ہو رہی ہو کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ تحمیل پری عفون ایک طاؤس پر سوار آکر
پہونچی وہین سے نعرہ کرتی ہوئی کہ میں تحمیل تیغ زن باشمشیر ہون مسلمانان مین کب تک کو
زندہ چھوڑتی ہون تم لوگون نے قدرت کو نہایت حیران کیا ہو یہ کہکے زمین پر گری جو طرف
چیخ مارتی ہوئی پہونچی کوئی دیوانہ ہو گیا کوئی سر ٹکرانے لگا کوئی لہرا کر یہ اشعار
عاشقانہ پڑھ رہا ہو

نظم

مے پلا ایسی کہ ساقی شور ہے بیہوش مجھے — ایک ساغر مین دو عالم ہون فراموش مجھے
سوزش دل کہ بیان کرنے مین سوالی ہو — شمع ساں میری زبان ہے وہ خاموش مجھے
باغ عالم مین ہون کس لغزہ سر اکا مشتاق — رنگ گل ذائقہ کیا ہو ہمہ تن گوش مجھے
تیرے کوچے سے بڑھیگا جنازہ میرا — بعد مردن نہ دیا تو نے اگر دوش مجھے

لوح چمکا چمکا کر اپنے ساتھ والون کو بچا لیتے ہین تمیل بڑھکر فوج غضنفر پر جا پڑی وہ
سب دیوانگان بیباک چست و چالاک مصروف جنگ ہین جسپر ہاتھ مارا پیوند خاک کر دیا
لاشون سے میدان بھر دیا تمیل جو چرخ مارتی ہوئی اُس غول مین آئی دیوانے گھبرا گئے
ہاتھ روک کر کھڑے ہوئے غضنفر نے جو دور سے دیکھا کہ میرے ہمراہی مبہوت ہو کر کھڑے
ہو گئے غضنفر نے بیتاب ہو کر دست دعا بدرگاہ بے نیاز بلند کیے اور یہ آواز بلند پکار کے
اُٹھے ای خالق لیل و نہار ای پروردگار نظم

گردن فرمان بری خم دار ہر شام و صباح — کن نگون در سجدۂ اخلاص سر شام و صباح
بہر یک پاس لقمہ میگردی چرا ای بادہ گرد — کو بکو خانہ خانہ در بدر شام و صباح
سرفرازی بخشدت خلاق چون چرخ بلند — سرنگون باشی تو در سجدہ اگر شام و صباح
کن طلب با اخلاص دل از حضرت روزی رسان — روزی ہر روزہ ای دریوزہ گر شام و صباح
دولت دنیا و دین از خاکساری حاصل است — تو عبث ہستی بہ بند سیم و زر شام و صباح
روز و شب در فکر ملک و مال سرگردی چرا — بندہ مشو کن بندگی ای بے خبر شام و صباح
گردن تسلیم نہ ہر وقت بر خاک نیاز — کن دوتا در بندگی پشت کمر شام و صباح
دار جاری بر زبان شکر خداوند جہان — ہر زمان ہر ساعت و ہر وقت و ہر شام و صباح
ابر رحمت میفشاند از عطا سے کردگار — بر سر ہر تشنۂ الفت گہر شام و صباح
ہست یا فکرہا ست در جہان لا حاصل است — چون بنہی زین سر رشتہ سفر شام و صباح

غضنفر نے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا شمس نے دور سے دیکھا کہ ایسا لا زمان
غضنفر قتل ہو رہے ہین شور و شین برپا ہین شمس کتاب پٹ کر پہونچا دیکھا کہ دیوانے بلبلا
کے آپس مین لڑا چاہتے ہین شمس نے بڑھکر ایک دستک دی جھولی سے سیاہ کاغذ نکالا
اُس کاغذ کو آسمان پر اڑا دیا وہ کاغذ لکہ ابر بنکر برسنے لگا ہر چند کہ سب دیوانے بھاگ
گئے مگر شورش سے باز رہے تمیل نے جو دور سے دیکھا کہ میرے سحر کو شمس نے اُتارا جھلا کے
للکار کر آواز دی او شمس تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہمارے سحر کو دفع کیا یہ کہکے ساحری کرنے
لگی اور آواز دی کہ ای ملکہ علائش دوڑو شمس کو لیجاؤ ایک طرف سے غول کے غول ل

معشوق وہ نہیں ہے جو عاشق سے بے سبب — تیوری نہ بات بات پہ روٹھ نہ جائے خفا نہ ہو
میری زبان بھی کاٹ کے لیجا پیامبر — مجھ سے وہاں پیام جو میرا ادا نہ ہو
دنیا سے کھوئے دیتی ہے اب جستجو سے یار — اچھا سلوک کرتی ہے تیرا برا نہ ہو
پیغام مرگ و عدہ خلافی تری سہی — لیکن مروں تو جب کہ امید وفا نہ ہو
کیا رشک ہے کہ ہجر میں خود چاہتے ہیں ہم — نالہ بھی گوش یار تک اپنا رسا نہ ہو
کچھ تو خدا سے مجھ دیکھا ہے وہاں لب بستہ — ای یار بد دعا ہی سہی گو دعا نہ ہو
خلوت میں آج اس نے کیا ہے طلب مجھے — اب ہم جا اگر نہ بھی جو دل کو حیا نہ ہو
حیدر ڈرے گا ہوا کہ آگ نہیں میں خیال کچھ ہوں — کچھ تو جلال اس کا سمجھ کا بھلا نہ ہو

یہ اشعار جو محکوم نے سنے ساتھ والوں کے کان میں بھی آواز پہونچی تیر کشتے ہاتھ سے
پھینک دیے محیل کے پیچھے چلے محیل نے پلٹ کر آواز دی کہ میرے ساتھ کہاں آتے ہو
جا کر اہل اسلام کو قتل کرو سامنے رستم لڑ رہے تھے محکوم اُن گنواروں کو ساتھ لیکر
جا پڑا ہر چند کہ طلسم کشا ہاں ہاں کرتے ہیں مگر محکوم مبہوت ہو رہا ہے نفس نے جو دور
سے یہ معرکہ دیکھا پکار کر آواز دی ای شہریار لوح کو ملاحظہ فرمایئے رستم نے لوح کو دیکھا
نوشتہ پایا کہ عکس کلاہ ہفت گوشہ محکوم پر ڈالو رستم نے بڑھ کر کلاہ سر سے اتاری
آواز دی ای محکوم ذرا ادھر تو آ جیسے ہی محکوم قریب آیا رستم نے عکس کلاہ کا ڈالا
سر سے محکوم کے ایک شعلۂ آتش بھڑکا آواز دیتا ہوا روانہ ہو گیا کہ ای محکوم ہوشیار
ہو محکوم ہوشیار ہوا مگر ساتھ والے نہیں مانتے ہنگامہ کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں
کہ رستم پر حملہ کریں کہ رستم نے پھر لوح کو دیکھا لوح نوشتہ پایا کہ اے رستم لوح کا عکس ان
سب پر ڈالو رستم نے لوح کو گرد فش دی ہمراہیان محکوم ہوش میں آ گئے اور پھر فوج
دشمن کو قتل کرنے لگے محیل نے جو دور سے دیکھا سر پیٹ لیا اور قریب ہفت پیکر کے
آ کے کہا یا خداوند مسلمانوں کے لیے بڑی پناہ ہے لوح ہر بات کی خبر دیتی ہے کہ میں نے
ابکی مرتبہ بھی چال کی تھا کہ یہ دس ہزار جوان گھیر کر طلسم کشا کو مار لیں اور کیسے کیسے وار
طلسم کشا پہ کئے لیکن طلسم کشا نے سب کو تحفظ جان سے رد کیا اب ملاحظہ فرمایئے

کہ وہ سب آپ ہی کی فوج کو قتل کرتے ہین اب مین قصر سیاہ مین جاتی ہون وہان سے
بلا سے سمجھ لاتی ہون شاید اُس سے کوئی مطلب نکلے یہ کہکے پر پرواز پیدا کیے قصر سیاہ
مین آکر پہونچی ہو مخانہ آراستہ کیا اور پکارتی جاتی ہو کہ ای نغراشب فیلسوار آج میری
آواز نہین سنتے مین نے عمر بھر تیری اطاعت کی خدمت کرتی رہی جو تو نے خواہش
کی وہ مین نے پوری کی مگر آج میرے کام سے یہ انکار فرمایا ونا یہ وقت ہی کہ قصر
سیاہ کے پہلو سے آواز آئی ای ملکہ عالم مین حاضر ہون مجھے کیا آپ کے حکم سے
عذر ہی جس طرح آپ نے خدمتگذاری کی وہ کام کرون جو کسی سے نہو سکے ابو تخیل کہ دی
ہوگئی کہا کہ آؤ دیکھا ایک جوان بڑے قد کا ایک فیل پر سوار پہلو سے قصر سے
ظاہر ہوا تخیل نے اپنے مقام سے اُٹھکر تیغ کھینچکر ہاتھ مین دیا اور کہا کہ ای نغراشب
فیلسوار مین عشرت خیز مین جاتی ہون تم بھی وہین آنا جس وقت مین تمکو آواز دون
فوراً پہونچنا تساہل اور تامل نکرنا نغراشب نے جواب دیا کہ جس مقام پر طلب فرمائیے گا
آنکھون سے آؤنگا مین ہلا دونگا یہ کہکے فیلسوار قصر سے باہر نکلا نکلتے ہی غائب
ہوگیا تخیل نے پھر ایک دستک دی اور آواز دی کہ ای اژدران جلد حاضر ہو
ایک طرف سے قصر کے ایک اژدہا ظاہر ہوا منھ سے شعلہ آتشین چھوڑتا ہوا
مثل انسان کے آواز دی کہ ای ملکہ عالم آپکے ساتھ مین چلونگا ہزارون کا پامال
کرونگا تخیل اُس اژدہے پر سوار ہوئی اُس اژدہے نے پر پرواز پیدا کیے تخیل
کو لیکر چلا یہان وہ وقت ہی کہ ہفت پیکر بیقرار و مضطر اور جنگ سے عاجز ہو گیا کہ
ایک تخل کے سامنے مین کھڑا ہوا ایک دریاے آتش سحر سے پیدا کیا ہی اُسی کی
کو زور دے رہا ہی جو کوئی اُس طرف آتا ہی دریا اُسے کھینچ لیتا ہی ہزارہا بندگان خدا
اُس دریاے آتش مین جلے سر اُنکی سنسناوری کرتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ ہزارہا
حباب تیر رہا ہی دریاے آتش نے آگیین پیدا کی ہین اور مقدمات حسرت آمیز کو
دیکھ رہا ہی تخیل نے قریب اُس دریا کے آکر لوح کو جھکایا یکایک ایک دھوکا اُٹھا ہوا
خاک اُڑنے لگی دریاے آتش غائب ہوا جس وقت یہ سحر ہفت پیکر کا مٹا گھبرا گیا

بدحواس تھا کہ اب میں کیا کروں کہ صحرا سے گرد اڑی شعلۂ آتش بلند ہوئے نخل جلنے
لگے سب حیران تھے کہ یہ کیا بلا آئی ہے سب نے دیکھا کہ صحیل جیخ زن اژدر آتش فشاں
پر سوار سامنے سے پیدا ہوئی ہفت پیکر کو جو حیران و پریشان دیکھا پکار کر آواز دی کہ
یا خداوند نہ گھبرایئے منہم صحیل جگر خون شدہ بلا سے کامل لائی ہوں کہ کسی مسلمان کے
ہوش درست نہ رہیں یہ کہکے اژدہا بڑھایا ہاتھ جو اژدر کی پشت پر رکھا اژدر نے بڑھ کر
قلابہ آتشیں منھ سے چھوڑے اور دم کھینچا کئی ہزار جوان جلنے لگے کئی سو جوان منھ میں اوس کے
کے آ گئے اژدہے نے انکو چبا لیا ہڈیاں تھوک دیں اس طور سے صحیل چلی جب غول پر
پہونچی اس صف کو پامال کیا کچھ لوگ جلائے کچھ اژدر نے نگلے دوسے شمس نے جو یہ
بدعت صحیل کی دیکھی پکار کر آہ اژدی ای شہریار یہ وقت ملاحظۂ لوح ہے جو لوح حکم دے
وہ کیجیے رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا گھوڑے سے کود کر سامنے
اژدہے کے پہونچو اسم حاشیۂ لوح پڑھکر اژدہے پر دم کرو پھر تماشہ قدرت پروردگار
دیکھو جیسے ہی صحیل سامنے آئی رستم گھوڑے سے کود کے اژدہے کے منھ کے سامنے
آ کر اسم حاشیۂ لوح پڑھا اژدر کے منھ پر جو دم کیا اژدر منھ پھیر کر بھاگا صحیل نے جو دیکھا
کہ میں لاکھ روکتی ہوں مگر اژدہا نہیں رکتا فرار پر قرار ہے صحیل کو دیکھی اژدہا جنگل میں جا کر
غائب ہو گیا صحیل نے پلٹ کر آواز دی ای شہزادے فیلسوار اپنے کو جلد پہونچا وقت تنگ ہے
باعث نام و ننگ ہے دیکھا کہ صحرا سے ایک جوان بڑے قد کا فیل پر سوار تیغہ برہنہ ہاتھ
میں ہاتھی کو دوڑاتا ہوا آتا ہے نعرے کرتا ہوا کہ منہم شہزادہ فیلسوار ای ملکہ عالم کیا حکم
ہوتا ہے اس حکم کو بجالاؤں صحیل نے اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو قتل کرو وہ فیلسوار
بڑھا جس طرف شمس سحر کر رہا تھا اسی طرف آیا جستے بڑھ کر سحر کیا فیل سوار نے ہاتھ تلوار کا
مار دیا کہ دو ٹکڑے ہوئے جب کئی جادوگر ساحران قتل ہوئیں تو شمس نے جھولی سے گولہ
نکالا خبردار خبردار کہکے مستک پر فیل کی وہ گولہ مارا ایک دھماکا ہوا مستک سے ہاتھی کی
برق چمکی سر پر شمس کے پڑی ہرچند کہ ساحر جہاندیدہ تھا کئی طرح کے سحر کرکے روکا لیکن
وہ برق نہ رکی سر پہ پڑی کہ سر شمس کا زخمی ہوا فیلسوار نے قہقہہ مار کر کہا منہم غرائب فیلسوار

گھسیر کبیہ کا سحر تاثیر نہیں کرتا شمس پیچھے ہٹا فیل سوار اور طرف بڑھا پامال کرتا پھرتا ہے
شمس کے سر سے خون جاری ہے چہرہ اور اس عالم یاس میں دریائے خون میں نہایا ہوا سامنے
رستم کے آیا کہا اے شہریار شمیل جیرخون بلا کا سحر لیکر آئی ہے دیکھیے اس بلا سے کیونکر
لوگ بچتے ہیں لوح کو ملاحظہ فرمائیے رستم نے لوح ملاحظہ کی مگر کچھ نوشتہ نہ پایا فرمایا کہ اے
شمس لوح سے کچھ نہیں نکلتا شمس نے کہا کہ خدا آپ کی مدد کرے اس بلا کو بھی رد
کیجیے رستم یہ کلام کر رہے تھے کہ پہلو سے آواز آئی ہم مغرور شمس فیل سوار گھوڑا رستم کا
بدلگامی کرنے لگا ہر چند رستم روکتے ہیں گھوڑا چاہتا ہے سوار کو گرا کے بھاگ جاؤں رستم
نے کئی کوڑے بھی مارے مگر گھوڑا نہیں رکتا اور فیل سوار قریب آ گیا رستم کو کچھ نہ بن پڑا
آخر گھوڑے سے کود پڑے فیل سوار نے تلوار کھینچ لیا چاہا کہ ہاتھ ماروں کہ رستم
نے تیغہ ہفت جوہر چمکا کر فیل سے جا ملا جب تک فیل سوار نے قبضہ ہاتھی کی دستک
پہ مارا اور وہی تیغہ برہنہ جو ہاتھ میں تھا رستم پر مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر کو
اٹھا دیا اور کلائی پر ہاتھ مارا وہ ہتھکاٹی کا ہاتھ پڑا کہ کلائی فیلسوار کی اڑ گئی فیلسوار نے
پکار کر آواز دی اے شمیل جیرخون جلد آ کہ یہ وقت شکست ہے شمیل آواز فیل سوار
کی سنکر دوڑی دیکھا کہ ہاتھ فیل سوار کا کٹا ہوا ہے اور یہ نالہ خون کا بہ رہا ہے شمیل
نے آواز دی اے فیل رستم کو مار ڈال فیل نے سونڈ اپنا اٹھایا رستم پر مارا رستم
نے تیغہ ہفت جوہر مارا کہ سونڈ فیل کا کٹ کر گرا شمیل نے سر پیٹ لیا کہا ہائے
غضب ہوا احکام کیسے تعلیم ہوئے لوح کے احکام کو روکا تو یہ ماجرا حاصل ہوا کہ تیغہ
ہفت جوہر چمکا فیل سوار ہاتھی سے گر پڑا کہا اے ملکہ جلد دیکھئے جان آپ پر نثار
کرتا ہوں ایک طرف سے فیل سوار بائیں ہاتھ سے تیغ کھینچے ہوئے بڑھا داہنا ہاتھ
تو اول ہی قلم ہو چکا ہے دوسری جانب سے فیل وحشی کا مارک چلا اور سامنے سے
بھی شمیل حملہ کر کے بڑھی رستم نے دیکھا کہ تین طرف سے مجھ کو گھیرا ہے فوراً رستم نے
ایک پاؤں پیچھے ہٹا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار فیل سوار کی رد کی اور فیل کو
مارا کہ ہاتھی کا سر کٹ گیا تیغہ ہفت جوہر چمکا شمیل کی آنکھوں سے اندھیرا چھا گیا

خاموش ہو کر کھڑی ہو گئی ہاتھ پاؤں کی طاقت جاتی رہی رستم نے اوپر سے ہاتھ مارا کہ
تجمیل کے دو ٹکڑے ہوئے دوسرا ہاتھ مارا کہ فیل سوار کا سر اڑ گیا مرنے سے تجمیل کے
ایک ہنگامہ پیدا ہوا اوپر سے آواز سے آندھی آنے لگی اس قدر اندھیرا چھایا کہ تمام صحرا
تاریک ہو گیا بجلیاں چمکنے لگیں ہزارہا طائر اوپر سے گرنے لگے پروں سے [illegible] تھے اور آواز
دیتے تھے کہ یارو مقام افسوس ہے تجمیل ایسی ساحرہ قتل ہو گئی رکن طلسم ہفت پیکر
کا کرا قدرت اپنی جان کی خیر منائیں جو فکر کرنا ہو کریں اب کوئی شعبدہ نہ چلیگا یہ آواز
سنکر ہفت پیکر گھبرایا سوچا کہ اہو تجمیل اتنی بڑی ساحرہ کیسی قتل ہو گئی اب کیونکر میری
جان بچیگی اس وقت سے بڑھکر اور وقت نہ ملیگا نکل چلو مگر سوچتا ہو کہ کہاں جاؤں
ضوابط طلسم مٹ چکے کہ ایک طائر اوپر سے گرا اور اسنے ایک آواز دی کہ یا خداوند
صحرا سے نکل کر زمین پر جائیے لکہ اسی جادو خدمتگاری کریگی جبکہ یقین ہے کہ
مسلمانوں پر وہ آفت برپا ہے کہ اپنی جان سے بیزار ہو جائیں ہفت پیکر نے پلٹ کر
کہا اے یار غمگسار اس وقت مصیبت میں تو نے کیا معقول بات سنائی کہ دل بحال ہو گیا
حقیقت میں نستری نہیں آئی یہ کہکے اشارہ کیا کہ یارو نکل چلو مرنے سے ساحرہ کے
اندھیرا ہو رہا ہے اس وقت کوئی تعرض نہ کریگا یہ کہکے ہفت پیکر نے ایک تخت سحر
بنایا اسپر سوار ہوا کل مشیر و وزیر ہمراہ ہوئے جیسے ہی ہفت پیکر کا تخت بلند ہوا
ملازم ساحر کہ اپنی جان سے بیزار ہو رہے تھے خوش ہو گئے کہا یارو مسلمانوں کے ہاتھ
سے بچنے کی امید نہ تھی ستر لاکھ کا لشکر قتل ہوا ستر لاکھ میں تھوڑے سے باقی رہے
اب فرصت کے ساتھ نکلجاتا تھا شنگل طائر بنکر اسکے ہمراہ تخت ہوئے جب یہ بلند ہو چکا اور
طلسم کشا کی نگاہ پڑی ہر شفیلہ طلسم کشا نے خبر پائی کہ ہفت پیکر بلند ہو چکا تھا
کوئی تیر نہ پڑا البتہ کئی ساحر کشتہ ہو کر گرے شمس نے کہا میں بلند ہو کر جاؤں
ہفت پیکر کو روکوں طلسم کشا نے ہاتھ تھام لیا کہا اے شمس جانے بھی دو
آخر کہاں جائیگا جہاں جائیگا وہاں پہنچیں گے شمس رک گیا ہفت پیکر نکل گیا
ہر چند کہ سب لشکر قتل ہوا مگر اب بھی لاکھ ساحر ساتھ ہیں مگر خستہ و شکستہ حیران و

پریشان شکست خوردہ جیوں زیر کبھی زخمی ساتھ ہین لنترن اپنے کوہ پر بیٹھی ہو ساٹھ ستر ہزار کنیزین حاضر ہین صحرا سے یہ بہار سامنے ہی اسکی سیر دیکھ رہی ہو کہ بادل ابر آسمان پر لہرا رہے ہین طائران زمزمہ سرا درختون پر چہک رہے ہین پھول خوشبودار مہک رہے ہین چشمون کا موج مارنا یہ بہار دیکھکر لنترن نے کہا ارے گاتن کو بلاؤ گاتن قوم کی ڈومنی سفوح و شنگ موسوم بہ نیرنگ سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

نظم

زیبا ہی جسے گیسوے خمدار کے لیے
ہین پیچ و خم ازل سے بنے یار کے لیے

تسبیح کے لیے ہو نہ زنار کے لیے
گردن ہی میری خنجر خونخوار کے لیے

منہ لا نہ روح تو کبھی تن زار کے لیے
پشت استخوان ہین سگ یار کے لیے

تکلیف سیر باغ نہ دو دل گرفتہ ہون
طبع شگفتہ چاہیے گلزار کے لیے

پھانسی لگائی گردن عاشق مین زلف کی
یہ ہی سزا تھی ایسے گنہگار کے لیے

سوسن کا پھول فرط نزاکت سے بنگیا
بوسے کئی جو آتش گل رخسار کے لیے

وہ رشک گل جو آج گیا سیر باغ کو
آنکھون پہ بلبلون نے قدم یار کے لیے

او موت تو نہ آئی گلا تجھ سے رہ گیا
سیب آ چکے عیادت بیمار کے لیے

کب سے کھڑے ہین دھوپ مین تکتے ہین دوپہر
جلتے ہین تیرے سایۂ دیوار کے لیے

سارا تو باغ اجاڑ دیا تو نے باغبان
دو چار پھول رہنے دے گلزار کے لیے

صیاد گھات مین ہے الٰہی چھپا ئیو
پھندے سے لگے ہین بلبل بیمار کے لیے

ظالم ہو بد زبان ہو یا بد مزاج ہو
جو عیب ہو ہنر ہی طرحدار کے لیے

پھر دم نکالنے پھر آئی شب فراق
ہجران کا زور پھر ہوا بیمار کے لیے

روتے کے تسبیح و زلف سیہ یاد آئی ہو
کاسہ بھرا ہی شربت جب یار کے لیے

او ترک مست شوق سے مستانہ چال چل
زیبش قدم کی حسن ہی [illegible] کے لیے

دوکانین بنا ہونگی جدا راستے جدا
نکلو نہ سیر کوچہ و بازار کے لیے

تقصیر وار ہو گا کہیگا جو حرف شوق
سولی کھڑی ہوئی ہی گنہگار کے لیے

| | |
|---|---|
| مرجائیں تو بھی زاغ و زغن خوشنوا ہوں | نغمے ہیں عندلیب کی منقار کے لیے |
| اُس کے سخن نغز سے پُر معرکہ پیدا | ہتھیار چھاپے رات کو عیار کے لیے |

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی ہر طرف بے شرم ہی کہ لشتران نے دیکھا خداوند ہفت پیکر
شکست اٹھائے ہوئے آتے ہیں لاکھ ساحر شکست بیہ پایا فرار ہوئے لشتران اس حال کو
دیکھ کے گھبرا گئی اپنے مقام سے یہ کہتی ہوئی اٹھی کہ خداوند خیر کرین مقام تعجب ہی کہ قدرت
ہوگئے ہیں طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی جنگ میں شکست کھائی تیغ زنون آلودہ ساتھ
رکھا ہی ساتھ والے زخمدار و بیقرار ہیں بلند ہو کے پایہ تخت پر ہاتھ ڈالا سجدہ کر کے پوچھا
خداوند خیر تو ہی یہ سب جو ہیں بربادی طلسم کی شرح کی ہوں میرا ارادہ تھا کہ میں آؤں
کیونکہ میں نے خبر دی تھی ہفت پیکر نے زانو پہ ہاتھ مار کے جواب دیا ای رفیق و شفیق قسمت
نے شکست کھائی قسمت سے خالی ہوا صحرا سے شکست خبر میں عمل طلسم کشا کا ہو گیا
تمثیل جو زن نے آ کے بڑھ کے شعبدہ سے مگر طلسم کشا کے پاس لوح موجود
ہر مقام پر خبر دیتی ہی طلسم کشا کب دھوکا کھاتا ہی جو سحر کیا لوح نے اسکا دفعیہ بتایا
آخر تمثیل قتل ہوئی قدرت نے دیکھا کہ اب ٹھہرنا مناسب نہیں نکل چلی تو خبر خواص نے
خبر دی کہ صحرا سے لشتران نازنین جاتی ہی لشتران شمس فلک ہفت پیکر اسکا کہا
طلسم کشا کے ہمراہ ہی وہ خبر دیتا تھا کہ قدرت صحرا سے لشتران نازنین سے گئے جو
انتظام کرتا ہو کہ لشتران سے کہا یا خداوند میں جاتی تھی جب شکست فاش ہوئی تو
مبر سے ملک میں تا پہ لشتر یہاں آ ملے گا میں خدمت سے باہر نہیں سامان عیش و نشاط
مہیا ہی چلکر جلسہ میں بیٹھے لشتران ہفت پیکر کو لیکر آئی مقام صدر پر جگہ دی کیونکہ
کو حکم دیا چلکر خبر لو جب طلسم کشا یہاں پہنچیں تو ہمکو خبر ہو ہم انتظام کرینگے طلسم کشا کو
زیر کرینگے قدرت کو اس ہفت کوہ پہونچا کہ کیونکہ برسے خبر جائیں یہاں رستم
چلیں جنگ سے فارغ ہوئے سب فوج کو لیکے پہلے اس مقام پر آئے کہ جس
مقام پر صاحبقران زخمدار بیٹھے تھے اور کل سردار بیہوش پڑے تھے وہاں آکر دیکھا
سب سردار بیہوش پڑے ہیں مگر صاحبقران کا نشان نہیں رستم گھبرا گئے

جو سوار صحیح و سالم ہیں وہ سب دوڑ کر آئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ آقا سے نابکار کو
کون لیگیا ہم سب کو داغ دیگیا آخر صلاح یہ ہوئی کہ شمس کاہن کل طلسم ہو اس سے دریافت
کرو کہ ہفت پیکر کہاں گیا شاید وہی صاحبقران کو لیگیا شمس فلک ہفت پیکر کو بلایا
اُسکے سامنے جو ذکر ہوا اُسنے زانو پر ہاتھ مار کر کہا میں پہلے ہی سمجھے ہوئے تھا کہ آج ضرور
صاحبقران پر کوئی افتاد پڑیگی لیکن یہ جو حال ہفت پیکر دیکھتا ہوں یہ کہکر کتاب نجوم
نکالی اُسمیں دیکھنے لگا جب طلوع دی تو معلوم ہوا کہ ہفت پیکر صحرا سے لشتران زار میں
گیا لشتران جادو نے دعوت کی ہے کہ لشتران پر بیٹھا ہوا نجوم سے حال دریافت کر رہا
ہے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہنے لگا کہ اے رستم مقدمہ صاحبقران میں کوئی علم نہیں لگتا
علم جواب دیتا ہے یہ وہ کتاب ہے کہ ہمیشہ سے کار نہ ہوں مگر اسوقت دردمند ہوں
جب مقدمہ صاحبقران دیکھتا ہوں حال ہفت پیکر معلوم ہوتا ہے یہ نہیں خبر ہے کہ امیر کو
کون لیگیا اور کہاں لیگیا خواجہ سے کہا میں بر سر کوہ لشتران جاتا ہوں خود لشتران سے
پوچھونگا کہ صاحبقران کہاں قید ہیں جب حال معلوم ہوگا تب تدبیر رہائی کی کرونگا
یا مجھکو بھی موت لیجائیگی یہ کہہ کے ساحروں سے کہا ہم لوگ جاتے ہیں علم سحر سے دریافت
کریں مگر رستم نے کئی لاکھ روپیہ خواجہ کو دیا اور ساحروں کو منع کیا کہ مقدمہ امیر جو دل کو
خواجہ کے لگیگی وہ کوشش کسی سے نہ ہوسکیگی ہم لشکر لیکر تیرے ہمراہ آتے ہیں القصہ
خواجہ اُسیوقت با لباس عیاری سے آراستہ ہو کے بہ ہدایت شمس طرف صحرا
لشتران زار کے چلے رواروی کرتے ہوئے آتے تھے راہ میں جو شہر ملا عیاری کرکے
اُسمیں پہونچے وہاں کے حاکم سے دریافت کیا مگر نشان صاحبقران نہ معلوم ہوا دوسرے
دن صحراے لشتران زار میں پہونچے تھا کہ چند کنیزیں کہ اقسام کی شیر گہ جاتی
ہیں گوشہ صحرا میں کھڑی انتظار آمد طلسم کشا کر رہی ہیں خواجہ ایک ساحر کی صورت
بنکر اُن سب کے سامنے آئے خبر اُنسے پوچھا اے کو ساحر کہاں ہے تھا آج مشکل
طلسم کشا تو نہیں دیکھا خواجہ نے قریب آکر خواجہ سے کہا اے ظالم طلسم کشا
امروز فردا میں آئیگا میں لشکر طلسم کشا میں رہتا تھا راز کی باتیں مجھے معلوم ہیں

ذرا کنارے آ بیٹھے تو میں آپ سے بیان کروں چلا کر کہتے خوف آتا ہے یہ کہکے شبرنگ
کو الگ بلایا ایک درۂ کوہ میں لیگئی باتیں کرتے کرتے خواجہ نے اسکو بیہوش کرکے
درۂ کوہ میں ڈالدیا آپ اسکی شکل بنا کر باہر نکلے مگر حیران تھے کہ میں نے جسکو بیہوش کیا
اسکا نام کیا تھا میں نے نام دریافت نہ کیا جیسے ہی باہر نکلے کنیزوں نے پکار کے پوچھا
کہ کیوں ایا شبرنگ وہ ساحر کہاں گیا کیا بتا گیا خواجہ نے جواب دیا کہ وہ چار دن
کے بعد لشکر طلسم کشا کا آئیگا یہ کہکے کہا میں ملکہ کے پاس جاتی ہوں ملکہ سے جا کر
یہ پوچھوں کہ صاحبقران کہاں قید ہیں دریافت کرونگی مجھکو اگر قید صاحبقران پر نگہبان
کریں تو ٹھیک ہے کہ صاحبقران مریں کنیزوں نے کہا اے شبرنگ تم کچھ دیوانی
ہوئی ہو صاحبقران کی قید کہاں ہے قید ہیں نہیں لائے ایسے گھبرائے ہوئے آئے کہ
حمزہ کو دکھلا سکے اب تو خواجہ گھبرائے کہ اگر آقا سے نامدار کو ہفت پیکر نہیں لایا تو کون
لیگیا خیر حال دریافت ہو جائیگا آخر وہاں سے نکل آئے ادھر رستم نے بعد جانے خواجہ
کے لشکر ساحران آراستہ کیا کوچ کیے طرف صحرا سے لشتران زار کے چلے خواجہ نے
راہ میں ایک مسافر کو دیکھا اور عقل سے دریافت کیا کہ اسکے پاس اشرفیاں ہیں
کسی طرح اسکی اشرفیاں لینا چاہیں کچھ سوچکر دوڑے ہوئے پشت سے مسافر
کے سامنے آئے مگر بدحواس گھبرائے کہنے لگے اے بھائی تمکو کچھ معلوم ہوا کہ کون
ایک بیل بھاگا ہوا آتا تھا اسنے میری پشت پر لات ماری یہ کہکے پشت پر مسافر کی
ایک ہاتھ مارا اشرفیاں کھنکیں باتوں میں لگا کر مسافر کو بیہوش کیا اشرفیوں کی ہمیانی
کھول لی لباس بھی اتار لیا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا لشکر رستم آتا ہے مسافر کو تو کھینچکر
درۂ کوہ میں چھپا دیا دیکھا آگے لشکر کے رستم بصد شوکت و حشم پشت پر سرداران نامی
و سرداران صاحبقران لندھور وغیرہ کبھی با ادب ساتھ میں گھوڑے اڑاتے ہوئے
آتے ہیں ایک طرف شمس فلک سیر ہفت پیکر ساحر جادوگر اسکی پشت پر اٹھائے
ہوئے آتا ہے رستم نے خواجہ کو دیکھا گھوڑا بڑھا کر پوچھا کیوں عمر نامدار قبلہ و کعبہ کا
دنگا عمرو نے آنکھوں میں آنسو بھر کر جواب دیا اے فرزند میں نے بڑی کوشش کی لیکن

آئے عرض کی اسے شہریار سامنے ایک کھیت ہے وہان کئی سو ہرن چرا کرتے ہین
حضور چلکر شکار کرین رستم نے گھوڑا بڑھایا دیکھا کئی سو مادہ آہو چرا کرتے ہین
بیچ مین ایک نر جسکی پشت پر سنہری لکیر ہے سینگ شان مثل زلف محبوبان تا پیچ کھائے
ہوئے مادائون پرستی کرتا پھرتا ہے رستم نے کہا اور مادائون کا سب کو اختیار ہے
بیچ مین جو یہ نر ہے اسکو ہم شکار کرینگے جسکی طرف سے نکلجائیگا تو ہمین ملال ہوگا یہ کہکر
گھوڑا بڑھایا وہ وحشی صیاد کو کمین مین دیکھکر بھاگے سردارون نے اُن سب پر
گھوڑے ڈالے وہ نر سامنے رستم کے کھڑا ہوا اور جست کرکے رستم کو فرا کیا رستم نے
گھوڑا پھیرا طبیعت کو ناگوار یہی ہوا کہ بے مارے اسکو نہ چھوڑونگا گھوڑا سرپٹ اسکے
پیچھے ڈالا آہو بھاگا ہوا جاتا ہے اکثر ایسا ہوا کہ قریب اسکے پہونچ گئے لیکن آہو نے
طرارہ پھر ایسا بھرا پہلو تہی کیا کہ اسپر تیر مارین پر بعد کامل دو پہر آہو کے پیچھے سرگردان
رہے ایک مقام پر آکے آہو ٹھہرا رستم نے تیر مارا کہ آہو لنگڑا کے گرا رستم نے کود کر
اُسکو بہ قربانی پہونچایا الٹ پلٹ کے دیکھ رہے ہین کہ شاید عیار آدمی یا کوئی ساحر ہو
پہونچے مگر کوئی معلوم نہین ہوتا تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑتی
دیکھا کہ ایک آہو تیر خوردہ لنگڑاتا ہوا آتا ہے رستم نے تیر مارا وہ بھی آہو گرا رستم نے
اُسکو بھی بہ قربانی پہونچایا اب انتظار ساتھ والون کا ہے پیشتر آہو سے تیر نکالا رومال
سے خون پونچھکر چاہتے ہین کہ نام پڑھین کہ پیکان تیر پر کسکا نام رقم ہے کہ دیکھا صحرا سے
گرد اڑی ایک اٹھا سوار زنگارون پوش اپنے صید کی تلاش کرتا ہوا چوکنا ہو رہا ہے اچانک
قریب رستم کے پہونچے دیکھا گھوڑا اڑا کر نقاب پوش قریب آیا کہا کہ اے جوان اجل گرفتہ
میرے شکار کو تو نے شکار کیا کچھ ہوش ہے رستم نے جواب دیا صحرا مین کیا کسیکا اجارہ
ہے شکار سامنے میرے آیا مین نے تیر مارا تو تمہارا بیجا ہے کہا کہ ہم اسکے بدلے تمہین شکار
کرینگے یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مین نرمی اور شگفتگی
مین گرمی پائی دیکھا گھٹا یا کہ جو پڑا جب نقاب الٹا معلوم ہوا کہ لکہ ابر سے جیسے
ماہ تابان نکل آیا دیکھا ایک نازنین ہے ابرو سے خمدار کھینچی ہوئی تلوار آنکھین

دوم بکریں پھنسے ہیں باغ میں لیے جاتی ہوں لوح وغیرہ لے لونگی انکو فنا کرکے لیجاؤنگی
کنیزیں بھی ہنس ہنس کے باتیں کرتی ہوئی چلیں تھوڑی دور چلے تھے کہ دروازہ باغ کا مثل
آغوش عاشق کھلا ہوا پایا ساتھ اُس نازنین کے اُس باغ میں آئے دیکھا باغ نہایت درست
عجب لیباں خوشنما روبہ سرائی کرتے ہیں نہریں ہر طرف جاری تھیں پھولوں کی مہک طائروں
کی چہک عجب ہنگامہ ہے وہ نازنین رستم کو ساتھ لیے ہوئے بارہ دری میں آئی مسند بچھی
جگہ دی آپ پہلو میں آکر بیٹھی کنیزوں سے اشارہ کیا اسباب عیش و نشاط لاؤ کنیزوں نے شیشہ
گلابیاں حاضر کیں کشتیاں کباب کی لاکر رکھیں جام لبریز کیا بنظر نگار رین پر رکھکر سامنے
رستم کے پیش کیا رستم نے بے اندیشہ انجام جام لے لیا چاہا بلا تکلف پی جاؤں سامنے
بارہ دری کے ایک نخل تھا اُسپر ایک طائر بیٹھا تھا رستم کی جو نگاہ اُدھر گئی دیکھا کہ اُس
طائر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور مثل انسان کے پکار کر آواز دیتا ہے کہ مقام
افسوس ہے کہ استاد اسیر ہوا اور اُس سے صلاح دے کیا غفلت ہے کیا صورت ہے
اُس نازنین نے پلٹ کر دیکھا کہا اے شہریار جام پیجیے اس باغ میں سب طائر مثل انسان
کے باتیں کرتے ہیں جام نوش کرکے کلام کیجیے گا رستم نے پھر چاہا کہ جام پیوں اُس طائر
سے آنکھ لڑائی طائر نے آواز دی اے شہریار لوح ملاحظہ فرمایئے نادان نہ ہو جایئے رستم
نے بائیں ہاتھ سے لوح کو اٹھایا اب جو نگاہ پڑی نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا اگر تشنگی
ہو شربت سے خونخوار جادو کا جام پیا تو ہوش اُڑ جائینگے لوح لینے کی فکر کر رہی ہے خود اُتار کر
دیدو گے تحفہ جات قبضہ سے نکال لیتی ہے اگر یہ شراب اسی پر پھینکو دیکھنا کیا کیفیت
ہوتی ہے رستم نے اُسکو قریب بلا کر کہا صاحب آدھی تم پیو آدھی ہم پیئینگے یہ سنکر
وہ نازنین پیچھے ہٹی چاہا کہ تڑپ کر نکل جاؤں طلسم کشا ہوشیار ہو گیا طلسم کشا نے وہ جام
پھینکا چند قطرے جو جسم پر اُس نازنین کے پڑے ایک چیخ ماری کہ اُونا سوخت ہو گیا
کہا ہائے بیہوش پایا جسم سے شعلہ ہائے آتش نکلا مثل خس و خاشاک جلنے لگی جل کر
خاک سیاہ ہوئی اُسی کے شعلے کنیزوں پر پڑے کنیزیں بھی جلکر خاک ہو گئیں
تمام باغ جلنے لگا نہروں سے آگ نکلنے لگی تھوڑے عرصہ میں آواز آئی کشتی مرا نام

کہا یا خداوند خوشترو کو توین نے روانہ کیا اب لشکر کو طلسم کشا کے تباہ کروں کہ اگر شاید زندہ
یا بیٹیں تو غم معشوقہ میں مبتلا ہوں ہفت پیکر نے کہا او فسترن بین نے تو چار دن اور چار رات
وہ سحر کیے کہ زمین ہلا دی اب تم جاکر سحر کرو اور چند سحر بتاتے ہوئے اپنے فسترن کو دیے
کہا انکا توڑ غیر ممکن ہی پس فسترن بالائے کوہ آئی آتے کے ساتھ ہی جام پانی کا بھر کے
سامنے رکھا پھر روئی کے گالے جھولی سے نکالے انکو لگا ابر بنا کر اڑا دیا وہ تکہ ابر بن کر
آسمان پر آئے اول تو بوندیاں پڑیں بعد تھوڑی دیر کے موسلا دھار پانی پڑنے لگا برف
برسی لشکر طلسم کشا میں فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی شمس اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا باہر
نکل آیا دیکھا کہ برف پڑ رہی ہے چند سنگ اٹھا کر شمس نے طرف آسمان کے پھینکے یہاں
فسترن کھڑی تھی کہ فوراً ایک پتھر آکر جام آب پر پڑا جام ٹوٹ کے ٹکڑے ہو گیا روئی کے
گالے آسمان سے گرے لشکر طلسم کشا میں امان ہو گئی فسترن نے جو یہ سحر کو دیکھا پھر
آکر ہفت پیکر سے کہا کہ یا خداوند یہ سحر کر گذرا کہ جام آب پر پتھر گرا جام آب ٹوٹا سحر
مٹ گیا ہفت پیکر نے کہا اس لشکر میں شمس موجود ہے آسمانی نشہ دفع سحر کیا اب لشکر پر
آگ برساؤ جانوروں کو بھیجو کہ فوج کو تباہ کریں فسترن نے بالائے کوہ آکر ایک دو پتھر
زمین پر مارا اور آواز دی اے شیران صحرا نشین دشمنوں کو لینا کوئی زندہ نہ بچے سب کو
چیر پھاڑ کر کھا جاؤ کئی ہزار شیر جنگل سے نکلے اور لشکر طلسم کشا پر آکر گرے جو سامنے
آگیا اسکو چیر پھاڑ ڈالا کئی ہزار آدمی ان شیران صحرا کے ہاتھ سے مارے گئے مگر سرداران
رستم شیروں سے لڑتے ہیں کسی شیر کی کلائی توڑ ڈالی کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا تلوار دو جیبی
شیر کا سر کٹ کر زمین پر گرا دو شیر شکنے اس مارنے والے پر جا پڑے گھیر کر اس بہادر
کو مارا جب زیادہ ہراس ہوا تو سرکاروں نے آکر شمس سے خبر کی شمس نے جواب دیا یہ کوہ
فسترن زار ہے صدہا آفتیں پیدا ہونگی خدا سب کو بچائے روز سیاہ نہ دکھائے یہ
کہتا ہوا باہر نکلا دیکھا ایک شیر سب کے آگے ہے سب سے زیادہ کلان جو اسپر حملہ کرتا ہے
شیر و دھڑ کو مارتا ہے وہ شخص دیوانہ ہو کر یہ اشعار بہ آواز بلند پکار پکار کے پڑھنے
لگتا ہے۔ نظم

جگر میں رہ گئی اک صدمۂ جدائی چوٹ
ابھارتے رہے نالے ابھر آئی چوٹ

سر اسکے در سے کبھی پھوڑ کر نہ کھائی چوٹ
یہ بارہا مری تقدیر پہ عجیب آئی چوٹ

چلا جو کوہ پہ فرہاد بہر تیشہ زنی
تو اس سے دست بسر ہونے پہلے آئی چوٹ

وہ سخت جان اسی کے اچٹ کے لگی
فلک نے سنگ حوادث کی جو لگائی چوٹ

سراغ درد کو بھی پیشتر نہیں ملتا
دل و جگر نے کہاں عشق کی چھپائی چوٹ

دیے تری نگہ دل شکن نے رنج پہ رنج
اک اور چوٹ لگی جب تجھے دکھائی چوٹ

گزند جو بادہ پرستوں میں محتسب کا ہوا
بغل میں چھپا کے شیشوں نے کیا بچائی چوٹ

مقابل صنم دل شکن ہوا سر جزم
ہماری چوٹ پہ آئینے نے بھی کھائی چوٹ

لہو فراق میں تھوکا بہ رنگ شیشۂ مے
دل شکستہ کی آخر کو رنگ لائی چوٹ

جگر میں ڈالتی ہے گھاؤ اسکی ترچھی نظر
لگائی دل پہ بیقدر نے کج ادائی چوٹ

مقابلے کی ترے کوئی بت نہ لایا تاب
تری نگاہ نے پتھر کے بھی لگائی چوٹ

سر اپنا قیس بھی پھوڑیگا کوہکن کی طرح
جو بیستون کی طرف کو ابھار لائی چوٹ

نہ پوچھ کچھ الفت کی سختیاں اے خضر
قدم قدم پہ ٹھوکر شکستہ پائی چوٹ

ہمارے دل کو وہ صدمہ ہوا کہ سر شش بلا
کہاں پہنچ گئی دیکھتی کیا رسائی چوٹ

شکستگی ہی علاج دل شکستہ ہے
یہاں دکھائی ہے تاثیر مومیائی چوٹ

تمہاری چشم سیہ کا جو ہو گیا سودا
ہرن کی آنکھوں نے ڈھیلوں کی بہنے کھائی چوٹ

شکست توبہ کی ہوا سبب در تکرار
کرو جو بھی تو لے چوٹ پر لگائی چوٹ

نشان انکے ملا بچوں کا مشہد یہ کچھ تو رہے
دکھائے وصل میں اتنی نہ بیوفائی چوٹ

تلاش سنگ در یار تجھکو لازم ہے
کرے گی اے سر شوریدہ رہنمائی چوٹ

جلال بیٹھ گئے سر پکڑ کے زیر فلک
سر خمیدہ اٹھانے ہی وہ اٹھائی چوٹ

ایک جوان یہ پڑھتا ہوا جاتا تھا کہ شمس نے للکارا او جوان کیا بیہودہ بکتا ہے وہ جوان طرف شمس کے چلا للکارتا ہوا یہ شعر پکارتا ہوا کہ میرے مقدمے میں دخل نہ دو میں نے وہ رنگ دیکھا کہ قلب الٹ گیا معلوم ہوتا ہے کہ کلیجہ پھٹ گیا ہے سے معشوق

پرچہرہ نے پکارا اور بیہوش ہوگیا رکنا میرا غضب ہوگیا کیا اپنا حال سناؤن اے شمس میری عجیب
کیفیت ہے آنکھون کے سامنے وہی صورت ہے تمھارے ٹوکنے نے بہت ملول کیا اب
کیا کرون جی چاہتا ہے صحراے نجد مین قبر مجنون پر بیٹھ رہون اُستاد سے پوچھون کہ عشق
مین کیونکر بسر کرتے ہین یا طالب دیدار مرتے ہین شمس نے پکارا کہ ہمارے پاس آؤ ہم
تمھین معشوق سے ملادینگے وہ جوان تلوار کھینچکر قریب شمس کے آیا چاہا کہ ہاتھ مارے
شمس نے کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا وہ جوان بیہوش ہوکر گرا بعد تھوڑی دیر کے اُٹھا تو ہوش
مین ہوا شمس کے گرد پھرنے لگا کہا استاد مجھے خوب بچایا شمس نے پوچھا کیا معلوم ہوتا تھا
اُس جوان نے جواب دیا کہ ایک باغ بہشت آئین آنکھون کے سامنے تھا ایک معشوقہ
پری پیکر بلا رہی تھی جی چاہتا تھا کہ جان دون یا وہان پہونچون تمھارے پاس آنے سے
وہ باغ آنکھون سے نہان ہوگیا شمس سردارون کا علاج کرتا پھرتا ہے اور گھبراکر کہتا ہے کہ
آقاے نامدار کا اسوقت مین نہ ہونا باعث خرابی ہوا سبب ترقی بیتابی ہوا ارے یارو
شکارگاہ مین جاؤ آقاے نامدار کو ڈھونڈھکر لاؤ تب یہ بلا دفع ہو سوارون نے گھوڑا
دوڑاے تلاش مین رستم کی چلے راہ مین رستم ملے ماہی سحر رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے
ساتھ ہے کہتی جاتی ہے حضور لشکر کی خدا خیر کرے لشکر جادو بڑے بڑے فتور برپا کرینگی دیکھیے
یہان سے کیونکر نجات ہو کہ سامنے سے سوار آئے عرض کی آقاے نامدار لشکر پر آفت برپا
ہے تمام لوگ تباہ ہورہے ہین شمس نے بہت سردارون کو بچایا مگر اکیلا کیا کرے آفتاب
اپنی جان بچاتا پھرتا ہے کئی مرتبہ آفتاب سحر چمکا مگر آفتاب سیاہ ہوجاتا ہے روشنی نہین
دیتا لشکر مین عجب تلاطم ہے ہوش ہر ایک کا گم ہے دیکھیے انجام کیا ہو رستم نے گھوڑے
کو دوڑایا ماہی سحر پرواز کرکے چلی اسوقت رستم پہونچے کہ لشکر مین تلاطم ہے سوار و پیدل
بھاگے جاتے ہین بعض دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین لطف

| | |
|---|---|
| اُڑا کے فیلگی صبا ہر اغبار ہر طرف | کسی کو ڈھونڈھتا پھرتا یہ اک سوار ہر طرف |
| پڑی تھی آج بزم مین نگاہ یار ہر طرف | ابھی تو دل بغل مین تھا یہ ہی پکار ہر طرف |
| ہزارون حسرتین ہوگئین شہید جو آسمان | زمین دلپہ بنگئے بہت مزار ہر طرف |

نہ پہونچی یار کی خبر یہ دلبری کہاں چلی
جہاں بھر کی لی خبر گیا یہ تار ہر طرف

کسی کی چشم مست کو ہی گردش آج بزم مین
پرنگ ساغر شراب بار بار ہر طرف

جگر مین شب کو چین تھا نہ دلمین دن سحر کو
سبب تھا کچھ پھرا کیا جو بیقرار ہر طرف

رفیق ہے گلون کی بھی شفیق بلبلون کی بھی
چمن مین دیکھ باغبان کہ ہی بہار ہر طرف

کہین ہے ذکر یا خدا کہین ہے شور یا صنم
پڑی ہے شیخ و گبر مین تری پکار ہر طرف

تمھین نے دیکھ لیا خیال دید یار کا سانحہ
کھڑے تھے ورنہ حشر مین امیدوار ہر طرف

رستم نے جو یہ حال لشکر کا دیکھا لوح کو بغل سے اتارا ماہی سحر آکر آسمان پر ٹھہرائی لشکر کا جو یہ حال دیکھا گھبرا گئی سحر کرتی ہوئی آسمان سے اتری دیکھا سب شاہزادیان دریائے سحر مین غرق دفع سحر کر رہی ہین مگر وہ ہنگامہ نہین گھٹتا مطلب اصلی نہین ملتا ماہی سحر بھی کھڑی ہو کر سحر کرنے لگی مگر اپنی وزیرزادی نہنگ بحری کو دیکھا کہ آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین ایک گوشے مین کھڑی رو رہی ہو ماہی سحر نے آکر آنسو پونچھے اور پوچھا کیون نہنگ بحری اے وزیرزادی کیون روتی ہو نہنگ بحری نے جواب دیا آپ ملاحظہ تو فرمائیے کہ سمک بلداقی اور معشوقہ سے باتین کر رہا ہے مین نے جو طعن کی تو اسکا جواب دیتا ہے کہ تجھے کیا ماہی سحر نے کہا اے نہنگ بحری یہ خیالات سحر لشکر مین ہین صدہا جوان تیری طرح گرفتار دام محن ہین دیکھ سمک بلداقی وہ سامنے کھڑا ہے اپنے آقا سے کچھ باتین کر رہا ہے نہنگ بحری نے جو سمک کو دیکھا اور ماہی سحر نے منھ پھیرا تھا کہ پھر پشت پہ ہاتھ رکھا نہنگ بحری کو تسکین ہوئی رستم بائین نے لوح کو جھکایا اور قلم تیغ دیکھا یہ نوشتہ پایا کہ اسم حاشیہ لوح کو پڑھکر دم کر دو رستم نے فوراً اسم حاشیہ ورد کیا اور پڑھکر جو دم کیا لشکر کا انتشار موقوف ہو گیا اور سب سردار خدمت رستم مین آئے کہا آقا سے نامدار آپ لشکر سے کہین نہ جائین دشمن دسپہ آزار ہین رستم نے شخص سے بیان کیا کہ کوئی شخص اشکار کو جانا اور آفت مین پھنسنا تھا ماہی سحر وقت پہ پہنچی اسنے مجھکو آگاہ کیا لیکن ہر کارہ سے لشکر قشون لشکر رستم مین خبر پہنچی وزرا ہوستے پاس قشون جادو کے آئے

عرض کی ملکہ عالم لشکر طلسم کشا عجب آفت میں تھا طلسم کشا نے آتے ہی سب ہنگامہ
برطرف کر دیا لوح ہر بات کی خبر دیتی ہے کچھ پڑھکے پھونکا اب تمام لشکر آرام میں ہے
طلسم کشا شمس وغیرہ کو ساتھ لیکر بارگاہ میں گئے ہیں لنترن نے سر پیٹ لیا روتی ہوئی
سامنے ہفت پیکر کے آئی عرض کی یا خداوند غضب ہوا کہ فوشرو پیرو کو سانحہ گذرا
ہفت پیکر نے کہا کئی جادوگرنیاں رستم پر عاشق ہیں انہیں سے کوئی پہنچی اُسے جا لگا
آگاہ کیا کتاب تو اٹھا لاؤ کتاب جو آئی ہفت پیکر نے تین حصے کتاب کو الٹ دیا لنترن
نے کہا یا خداوند اول سے ملاحظہ فرمائیے ہفت پیکر نے کہا کہ اس مضمون کو کیا دیکھیں
جس طور سے رستم نے طلسم کو فتح کیا اور تحفہ جات پائے اودھر وہی سب اس میں نے لکھا ہوا
آخر حال دیکھتا ہوں مضمون جو پڑھا اس میں نوشتہ پایا کہ فوشرو کو رستم نے مارا ہونی تھی
اُسکی قتل ہوئی رستم نے لشکر میں آکر اسم حاشیۂ لوح پڑھا تمام ہنگامہ موقوف ہو گیا
ہفت پیکر نے سامنے لنترن جادو کے یہ سب حال بیان کیا لنترن نے کہا یا خداوندا
کیا کروں شمس نے بڑی آفتیں برپا کی ہیں ہفت پیکر نے کہا اے لنترن اگر ہو سکے تو آج
شب کو جا کر شمس کو پکڑ لا شمس کی ذات سے بڑے فتور برپا ہوتے ہیں سب دنیا
سمجھتا ہے علم ستارہ شناسی میں کامل و اکمل ہے لنترن نے کہا آج شب کو جاؤنگی
شمس کو پکڑ لاؤنگی قتل اور عدم قتل کا آپکو اختیار ہے ہفت پیکر نے کہا میں اب تم کو
اختیار دیتا ہوں کہ اگر شمس کو تنہا قابو پانا تو سر کاٹ لانا میں نے پہلے ہی قصد یہ کر دیا لنترن
نے دن بھر تامل کیا جب زلف لیلا سے شب کو سیاہ گذری دو پہر رات کا وقت ہوا لنترن
دریائے سحر میں غوطہ مار کر پہاڑ سے اتری لشکر طلسم کشا میں آئی دیکھا لشکر میں جا بجا ناچ
ہو رہا ہے طلایہ دار طلایہ دے رہے ہیں ہر طرف صدائے خبردار باش و نعرۂ ہوشیار باش بلند ہے
لنترن کنارے چلی کسی سے دریافت کیا کہ بارگاہ شمس کس مقام پر ہے لوگوں نے
بتا دیا کہ سامنے جو بارگاہ زربفتی استادہ ہے اسی میں شمس ہے لنترن نے شکل عقاب
پرواز کی اور اڑتی ہوئی قبہ بارگاہ پر آئی منقار سے قبہ چاک کیا سر جھکا کر دیکھا کہ شمس
کا پلنگ خالی پڑا ہے گھبرا گئی کہتی تھی آخر شمس کہاں گیا اور شمس پر یہ سانحہ گذرا

کر خدمت رستم مین جاکر بیٹھا طریقہ نجوم کو طرح دی معلوم ہوا کہ آج میری فکر مین لنترن بیگی
طلسم کشا کے ساتھ دربار سے اٹھا ہمراہ طلسم کشا بارگاہ مین آیا رستم نے خاصہ طلب فرمایا
شمس کو بھی شریک کیا رستم نے کئی مرتبہ کہا اے شمس آج کیا معرکہ ہے کہ جو ہمارے ہی پاس
بیٹھے ہو ابھی بارگاہ مین نہین جاتے شمس نے کہا اے شہریار بعلم ستارہ شناسی مجھکو
معلوم ہوا کہ آج لنترن میری گرفتاری کو آئیگی اسوجہ سے مین آپکی خدمت مین حاضر
ہون جسوقت اسکا آنا مجھکو ظاہر ہوگا خدمت مین عرض کرونگا اگر آج لنترن کو مار لیا تو
صبح کو پہاڑ پر جلوہ دیجیے آپ خود شیر دلیر ہین یہین معلوم ہوگا کہ کیا گذرتی مگر لنترن کو گھیر کر
مارلین رستم خاموش ہوے مگر شمس کو پاس بٹھایا لنترن نے جب قیہ سے دیکھا کہ
شمس پلنگ پر بیٹھے ہین ہے گھبرا گئی رمل کو گرد کر دیکھا معلوم ہوا کہ شمس خدمت رستم مین ہے
بارگاہ سے اٹھکر طرف بارگاہ رستم کے چلی سوچتی ہوئی کہ اگر بن پڑے تو رستم کو بھی گرفتار
کرلون ادھر سے لنترن جاتی ہے مگر خیمون کی آڑ لیکر تی ہوئی ادھر شمس نے رستم کو
خبر دی کہ اے شہریار لنترن اسطرف آتی ہے رستم تیغہ ہفت جوہر لیکے اٹھے شمس ساتھ
ہوا راہ مین آکر ایک مقام پر دیکھا کہ کوئی عورت خیمے کی آڑ مین چھپی ہے شمس نے
رستم کو اشارہ کیا کہ اے شہریار یقین ہے کہ لنترن ہو مجھکو اور آپکو دیکھکر چھپی ہے اب
مین للکارتا ہون شمس نے آواز دی او مکارہ کیون چھپتی ہے منم شمس فلک ہفت پیکر
لنترن نے سامنے آکر گولہ مارا شمس نے گولہ کاٹا آپس مین ایسے سحر چلنے لگے کہ زمین آسمان
سے آگ برس رہی ہے شمس نے رستم کو سمجھا دیا تھا کہ جب سحر کا خوب ہنگامہ ہو تب
آپ اپنے کو ظاہر کیجیے گا ورنہ ساحرہ کہن سال جہاندیدہ کار آزمودہ ہے تڑپ کر نکل جائیگی
قبضے مین نہ آئیگی جب رستم نے دیکھا کہ اب دونون مین بلا کے سحر چل رہے ہین اور کوئی
کسی کی چوٹ نہین کھاتا سحر لنترن سے کئی خیمے جلے شمس نے آواز دی او مکارہ ان غربا
نے تیرا کیا لیا تھا جو انکو جلا دیا چالیس جوان مارے گئے افسوس چالیس کا خون تیری گردن
پر ہے بقول شیخ سعدی - فرد - نیم شبی آہ کند پیرزال + دولت صد سالہ کند پایمال + خدا
نہ کرے کہ کوئی مظلوم آہ کرے پروردگار کو ناگوار ہوتا ہے ظالم پر بلا نازل کرتا ہے لنترن نے

دیکھکر آواز دی ای شمس مجھکو نہ روک نکلجانے دے ورنہ سارا لشکر تباہ کردونگی اُن جادوگرون
کے مرنے پر مجھکو افسوس آیا سارے لشکر کی خبر سنا یہ کہکے ایک گولہ اپنے پر مارا کئی
خیمے جلنے لگے فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی جب رستم نے دیکھا کہ اب لنتزن مصروف
سحر ہوائی ہے آڑ سے نکلے نعرہ کیا کہ او ملعونہ کہاں جاتی ہے منم رستم پیلتن نعرۂ رستم
ارشد اولاد امیر عرب ٭ کنیت علمشاہ چو رستم لقب ٭ دگر علمشاہ رومی شہ فیل زور
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور ٭ رستم کو جو لنتزن نے آتے ہوئے دیکھا چاہا اڑ کے
نکلجاؤن شمس نے گولہ پھینکا کہ آسمان سے پتھر برسنے لگے ایک پتھر خیمے پر سماک کے گرا
سماک گھبرا کر باہر نکل آیا دیکھا کہ شمس و لنتزن مین سحر چل رہا ہے اور رستم قریب لنتزن
کے پہونچا چاہتے ہین سماک بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگا پکارتا تھا کہ ای خالق بے نیاز
وای رب کارساز رحم اپنا شریک کر

نظم

ای کہ والی ابتدا سے ابتدا را ابتدا ٭ در مقام انتہا سے انتہا را انتہا
خالق خلقی تو ای فرماندہ ارض و سما ٭ مالک ملکی تو ای شاہنشہ روز جزا
والی لطف و عنایت صاحب جود و سخا ٭ از تو میخواہد دوا ای درد دل ہر لا دوا
چارہ جو پیدا از تو ہنگام بلا ہر مبتلا ٭ اہل حاجت را توئی در بیکسی حاجت روا
وقت مشکل اہل مشکل را توئی مشکل کشا ٭ مدعی حاصل کن از ذات پاکت مدعا

لیکن جب لنتزن نے سمجھا کہ بلند ہوئے اور آسمان سے پتھر برسنے لگے اور طلسم کشا بھی قریب
آ گئے اپنے کو زمین مین گرا دیا چرخی کی شکل بنکر ایک دفعہ دھکا مارا کہ رستم ڈر جائین یہ شیر بیشہ
صاحبقرانی کب ڈرتے ہین جرأت مین لاثانی تلوار کھینچکر جا پہنچے لنتزن نے دونون
ہاتھ مارے کہ گوشت و پوست نوچ لون رستم نے تیغ ہفت جوہر کا ہاتھ مارا کہ دونون ہاتھ
قلم ہوئے زمین مین گر کر بصورت اصلی تڑپنے لگی رستم نے دوسرا ہاتھ مارا کہ لنتزن کے
دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ شتی مرا نام تھا لنتزن جادو بود ہفت پیکر
بالا سے کوہ لنتزن بیٹھا ہے کہ مکان گرنے لگے باغات مین آگ لگی نخل جل جل کر گرنے
لگے ہفت پیکر نے سر پیٹ لیا کہا جو غضب ہوا کہ لنتزن پہ کوئی افتاد پڑی

تھوڑے سے عرصے میں سارا کوہ تباہ ہوگیا چند کنیزیں برائے خبر دوڑیں لشکر میں طلسم کشا
کے آکر دیکھا کہ جو لوگ جل گئے تھے وہ لوگ زندہ ہوئے ہر طرف نقارے خوشی کے
بج رہے ہیں ایک طرف لاشہ لنترن کا پڑا ہے سب کنیزوں نے لاشہ اسکا اٹھایا لیکر
بھاگیں بلا دیا ان رستم نے چند کو قتل کیا باقی کنیزیں لاشہ لیکر پہاڑ پر چڑھ گئیں سامنے
ہفت پیکر کے لاشہ ڈالدیا کہا یا خداوند لنترن نے آپکے واسطے جان دی ہفت پیکر
نے کہا کہ میں پہلوان جہان غراب صف شکن کو بلاتا ہوں وہ رستم کا خاتمہ کر دیگا
یہ کہکے نامہ لکھا کہا یہ نامہ لیکر تو صحرائے رستخیز میں جا کنیز نامہ لیکر چلی غراب صف شکن
ایک پہلوان مغرور اپنے صحرا میں بیٹھا ہے تین لاکھ فوج جنگل میں اتری ہوئی ہے
ہرکارے عرض کر رہے ہیں اے جہان پہلوان قدرت پر برا وقت ہے کوہ لنترن
پر آئے ہیں غراب نے جواب دیا کہ قدرت کے دماغ میں غرور بھر گیا ہے ایسے ایسے
ہنگامے ہوئے اور مجھکو نہ بلایا اگر مجھکو بلاتے تو میں ایک دن میں سب کا خاتمہ
کر دیتا کیا کوئی پہلوان مجھ سے دنیا میں زیادہ ہے اگر قدرت بلائیں تو اب بھی جاکے
انکو ہفت کوہ پر پہونچادوں قدرت مرتے ہیں تو مریں بھاگتے پھرتے ہیں تو میری
بلا سے میں اپنے صحرا سے نہ نکلونگا قدرت کو بلاتے کیا شرم آتی ہے میں جاتے ہی
دشمن کو بھگا دونگا یہ ذکر تھا کہ کنیز فرستادہ قدرت نامہ لیکر سامنے غراب کے پہونچی
سلام کر کے نامہ پیش کیا غراب نامہ پڑھکر بہت خوش ہوا ہنسا فوج والوں نے
جو بیٹھے ہوئے دیکھا ایک نے ایک سے کہا کہ کیا ہے جو آج تو کوا ہنس رہا ہے دوسرے
نے آپس میں کہا کہ کوا مشہور بھلا تا ہے تیسرے نے جواب دیا کہ یہ پراسے ہفت پیکر
بمقابلہ رستم جاتا ہے اسکی ہڈیوں کا بھی پتا نہ پائیگا اس وقت خوشی میں
کائوں کائوں کر رہا ہے فوج والے جدا اڑتے پھرینگے ادھر تو آپس میں یہ ذکر
ہو رہے تھے ادھر غراب نے کنیز سے کہا تم چلو ہم بدولت آتے ہیں شکر ہے کہ اب
خداوند کا کوئی مددگار نہ رہا اب لڑائی فتح کرنے میں مزہ ملیگا یہ تو قدرت نہ کہیگا
کہ فلاں کی وجہ سے لڑائی فتح ہوئی سارے طلسم میں یہی ذکر ہوگا کہ غراب صف شکن نے

طلسم کشا کو مارا قدرت ہی کہینگے کہ تجھپر احسان ہوا ہے ایسے ہی وقت کا خواہان تھا طلسم کشا
کیا کچھ دیو جن ہوگا میری جنگ دیکھکر حیران ہوجائیگے اور رومال سے اپنے ہاتھ باندھ کر
قدموں پر گرینگے اور خطا اپنی معاف کرائینگے یعنی قدرت کے قدموں پر گرا دونگا کہ ایسا
شخص کی جان بخشی کیجیے قدرت خطا معاف کرین تب مطلب دلی پورا ہو مین چاہتا تھا
کہ میری جنگ مین کوئی شریک نہ ہو وہی ہوا بلکہ قدرت نے خود ویسا ہی کیا کہ جب سبکو
قتل کر چکے تب مجھے یاد فرمایا ہے ان یارو تیار ہو جاؤ ادھر کنیزونے جا کر ہفت پیکر کو خبر دی
کہ یا خداوند عزاب وہ پہلوان ہے کہ صحرا ہلتا ہے وہ مغرور ہر انسان کا ہیکل ہے دیو سے
پہاڑ سے اتر پڑے طبل جنگی بجوا لیے عزاب وقت پڑا ہاتھ گا پیشتر ہفت پیکر خوش ہو گیا
لاکھ سوار و پیدل کو ساتھ لیکر پہاڑ سے اترا رستم نے دیکھا کہ ہفت پیکر جیت ہاتھ سے
بیٹھا ہو اپنی بارگاہ مین داخل ہو چلے ہو رہا ہے صدائین عیش و نشاط کی آ رہی ہین شراب
پی رہا ہے قریب شام حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے رستم کو
خبر دی رستم نے بھی فورا حکم دیا یہان بھی طبل جنگی گرگرایا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین مگر پہلوان ہفت پیکر بہت پریشان ہین کہ ایک دن وہ تھا کہ لشکر خداوند سوا
ستر لاکھ فوج تھی اور مسلمان ساڑھے بائیس لاکھ تھے جب تو وہی غالب آئے ان سبکو
مسلمانون نے قتل کیا اب تو ہم کل لاکھ ہین وہ بائیس لاکھ ہین لاکھ کوشش کرینگے مگر
غالب نہ ہونگے رستم نے بلا کر سردارون کو حکم دیا کہ خبردار ساحر ہمارے ساتھ کوئی
نہ چلے سوار و پیدل ملا کر لاکھ آدمی سے زیادہ نہ ہون ہرکارون نے جا کر یہ خبر فرحت اثر
ہفت پیکر کو سنائی پیشتر ہفت پیکر نے جواب دیا کل طلسم کشا کو حال کھلیگا شعبدہ
عزاب عدو شکن آکر جو پہنچیگا وہ میدان مین غرق کریگا تو طلسم کشا چھپاتے پھرینگے
لاکھ مجھسے امان مانگین مین امان نہ دونگا اور پامال کرونگا اسی کے بھروسے پر مین نے
طبل جنگی بجوایا ہے چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری جسوقت طائر زرین بال آفتاب
آشیانۂ مشرق سے نکلا اور شاخ کہکشان پر آکر جلوہ فرما ہوا زمزمہ سرائی کرنے لگا
طائران صحرا اور مرغان چمن اپنے معمولی آشیانون سے نکلے اور شاخون پر آکے بیٹھے

وہ شخص تلاش کرتا پھرتا ہی اور کہین پتا نہین ملتا کیونکر دریافت کرون کہ صاحبقران کو
کون لیگیا اگر میرا قبضہ ہوتا تو مین حمزہ کو قتل کرتا کوئی تو داغ مسلمانون کو ایسا ہو پہنچے
کہ مجھکو بھی اطمینان ہو جو اس لڑائی سے پیشتر لڑائی پڑی تھی اس زور و شور سے
جنگ ہوئی ستر لاکھ فوج قدرت کے ساتھ تھی سب ہاتھ سے مسلمانون کے قتل ہوئی اور
چار دن اور چار رات جنگ مغلوبہ رہی آخر کو ظفر رعد نے فرار پر قرار کیا لنترن نے
کہا کیا شکایت کہین کمبخت سنو آخر جاکر جان دی تو تمھارے مقدمہ مین کبھی افسوس
آتا ہی کہ ایسا شخص بھی طلسم کشا پر غالب آسکے کوئی آجتک فرزند حمزہ پر غالب نہین ہوا
باپ بیٹے نے بیٹون کو زیر کیا اور مشہور ہو کہ پشت انکی زمین سے نہین لگی لیکن ای غراب
قدرت اقرار کرتے ہین کہ اگر تو طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائیگا اور وہ طلسم سے ہاتھ
اوٹھائیگا لوح اور تحفہ حیات مجھکو دیدیگا تو مین اسکی خطا معاف کردونگا تو اپنے ساتھ
رکھونگا لشکر کا اپنے سردار کرونگا تمام دنیا مین تیرا شہرہ ہوگا مگر مقابلہ سمجھکر کرنا کہ رستم
ساحری مین طاق جادوان مین شہرہ آفاق ہو کسی فن مین کمی نکریگا یہ کلمہ سنکر غراب
ہفت پیکر سے باتین کرتا رہا ہفت پیکر نے وہ حال جرأت رستم بیان کیا غراب
کہنے لگا کیا کہتا ہو پہلے ظالم سے مقابلہ ہو قدرت ہی کیا ہین گئے لیکن قدرت
سے قصد پر مقرر کیا اوس کا دل مضبوط رہے یہ سوچکر کہا ای خداوند اجازت میدان ہو تو قصد
مضبوط کرکے رستم ہفت پیکر سے کہا قدرت نے اقرار مضبوط کی کہ طلسم کشا پر غالب
آؤگے رستم کو گرفتار کر لاؤ تے رستم کہا تم کی بلا ہمراہ لیکر پیشتر ہاتھ مین حربہ نا
تمام دنیا مین مشہور ہوگا کہ طلسم ہفت پیکر کو ہاتھ سے رستم کے بچالیا غرور کرتا ہوا
غراب میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان جنگ اترا مرکب کی جو وہ نکلا
اگر سوا سے طلسم کشا کے مین کسیکو نہین چاہتا اس طرف دیوانے سے جو بدست
سنبھالی کہا او واسطے مین جاتا ہون رستم نے کہا ہمارے قاعدے کے خلاف
ہے جو بیٹھے تھے اشارہ کیا لیکن حرکات دیوانگی نہین جاتے تم نہ جاؤ ہمکو بھیجا
دیوانے سے جو بدست کو تیغ دیا رستم کھڑے سے کو دیوانے دیوانے سے جو بدست

بیعانہ حاضر ہوا ہون جاکر اُسکو ابھی لاتا ہون ہمارے سردار اب بھی موجود ہین مگر میرے
مقدمے مین کوئی دخل نہ دے سکیگا رستم نے کہا شغراب ایسا ارادہ نکرو ایسا نہ ہو کہ
تمکو پھانس لے تو مجھکو بڑا رنج والم ہوگا ہفت پیکر سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہے
وہ کیا کسی سے دبیگا میرے پاس تحفہ جات موجود ہین لوح طلسمی گلے مین شمس نے
بھی کہا ای شغراب آقا سے نادار صحیح ارشاد فرماتے ہین بیشک تمکو رنج پہونچیگا اُسکا
غرور ابھی تک کم نہین ہوا شغراب نے تلوار کھینچ لی گلے پر رکھدی کہا مین اپنی جان دونگا
مجھکو جانے دیجیے رستم نے ہر چند سمجھایا مگر شغراب نے نہ مانا تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھا
جھومتا ہوا باہر نکلا گھوڑے پر سوار ہوا طرف لشکر ہفت پیکر کے چلا اس طرف
ہفت پیکر بصد کر و فر تخت پر بیٹھا ہے چار سو افسر گرد ہین یہی ذکر ہو رہا ہے افسر کہتے ہین
یا خداوند کیا ہوگا ہفت پیکر نشہ مین شراب کے بیٹھا ہے کہتا ہے اب صرف مجھکو
طلسم کشا کا ڈر ہے باقی سب کو مار ڈالونگا ایک کو زندہ نچھوڑونگا اکیلے طلسم کشا عیاری
کرتے ہین کیا کسی سے یاد رکھی کا رکھتا ہون کسی ساحر کو زندہ نچھوڑونگا میان
شمس فلک ہفت پیکر بہت بلبلاتے ہین ایک سحر مین پیوند زمین کردونگا لاشون
سے میدان بھر دونگا طلسم کشا ہے اگر کوئی تدبیر نکریگا تو ناچار ہون وہ اکیلے رہ جاینگے
پھر اکیلے اتنے بڑے ملک پر کیا عملداری کرینگے ہین چار سو ملک قدرت سے چھوٹے
سب جگہ سے خراج بغیر عافیت آتا تھا وہ سب ایک قبضہ مسلمانان مین آگئے ان
سب کا انتظام اکیلا کوئی شخص کیونکر کرسکتا ہے یہ ذکر تھا کہ ہر کارے دوڑے ہوئے
آئے بجاے دعا بددعا دی قدرت کی نظر کرتا ہو حال تباہ ہو شغراب جھومتا ہوا
آتا ہے لشکر مین جو آیا فیصلہ کہتا ہے کہ نگاہ تم سب ہمارے ملازم ہو کیون خدمت
مین حاضر ہوتے جبتک تمکو نوکری سے چھڑا دیا ہے نہین منھ نہ دکھانا افسر لوگ جواب
دیتے ہین کہ قدرت سے فیصلہ ہے اگر قدرت طلسم کشا سے فیصلہ کرینگے ہم لوگ سب
حاضر ہونگے جبتک قدرت سے فیصلہ نہ ہوگا ہم لوگ اطاعت نہ کرینگے ہفت پیکر نے
کہا آتا ہے آنے دو آسکی قضا لیکر آتی ہے ہاتھ مجھکو دونگا پھر شغراب کے گلے

دو ٹکڑے ہو جائینگے افسران فوج کہ رستے ہیں قدرت سے کیا کلام کریگا اگر سختی کریگا
پچھتائیگا ہم لوگ سب حاضر خدمت ہیں ایسا جواب پائیگا کہ بہت شرمائیگا یہ ذکر تھا کہ پردہ
بارگاہ کا اٹھا مع گینڈے کے غراب اندر آیا دروغہ سالار نے بڑھکر روکا اور کہا اے غراب
یہ دربار خداوندی ہے پیدل ہوکے جاؤ غراب نے تیغہ مارا کہ دروغہ سالار کا سر
پھٹ گیا مع گینڈے کے غراب اندر آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی گینڈے
سے کودا جھومتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا ہفت پیکر نے کہا او بے ادب سجدہ
بھی نہیں کرتا ایسا مغرور ہوا عقل و فراست سے دور ہوا غراب نے کہا او مکار
بہت مدت تک خدائی کر چکا اب تائب ہوا ایسا نہو کہ غضب خدا میں مبتلا ہو شیطان
تیرا رہزن ہے گرفتار دام رنج و محن ہے لیکن اب بھی خیر ہے میرے ساتھ چل خدا معاف
کرا دونگا قدم کو طلسم کشا کے بوسہ دے خطاہائے گذشتہ پر نادم ہو ہفت پیکر
نے جواب دیا اے غراب بیٹھ جاؤ مستعد رنج و بلا ہو ایسا نہو کہ قدرت کو غصہ آجائے
تمھارے قتل پر اب بھی قادر ہوں چار سردار میرے بیٹھے ہیں یہی بندگان خاص ہیں
غراب نے کہا ان سب پر لعنت کرتا ہوں یہ اگر گرفتہ تیرے ساتھ رہے تیرے ہی ساتھ
جہنم میں جائینگے ہفت پیکر نے چاہا تھا اوسکو چھاؤں شراب میں بیہوشی دیکر پکڑوں
مگر غراب محبت رستم میں چور ہو رہا ہے چاہا کہ کان پکڑوں ہفت پیکر نے اشارہ کیا
سردار اپنے اپنے مقام سے اٹھے چاہا کہ غراب کو گرفتار کریں غراب نے قہقہہ
مارا کہ اسکا سر پھٹ گیا کسی کو پکڑ دیا کہ وہ منھ کے بل زمین پر گرا دو چار سرداروں کو
مار اب تلوار کھینچکر طرف ہفت پیکر کے چلا کہ سر کاٹ لوں ہفت پیکر قہقہہ مار کر ہنسا
کہا اے غراب تلوار ہاتھ سے پھینک دے اور گرکر بیہوش ہو جا غراب نے
فوراً تلوار پھینکدی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوگیا ہفت پیکر نے کہا کہ آہن گردن کو
بلاؤ اسکو سلاسل کرو میں اسکو سزائے معقول دونگا سر بازار قتل کرونگا آہن گر
حاضر ہوئے غراب کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں گلے میں طوق پہنایا
کہا ہوشیار کرو لوگوں نے کہا حضور یہی ہوشیار کریں ہفت پیکر نے کہا او غراب

ہفت پیکر نے چاہا پیچھے ہٹوں ساحروں نے سحر کیا کہ ہفت پیکر نہ ہٹ سکا پھر
دیوار آہن نے ہفت پیکر کو گھیر لیا ناچار ہو کر سامنے رستم کے آیا مگر ذوالفقار تیغہ خود
ہاتھ میں للکار کر رستم پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا رستم پہلوان نے تیغہ ہفت جوش
پر روکا کہ جیسے سحر تاثیر نہیں کرتا ہر چند ہفت پیکر نے پڑھا سر ہلایا آنکھیں چمکائیں
انگلیاں شکائیں ناچا اچھلا کودا پتھر کا بیٹھا اٹھا کچھ اشیاء سحر بھی پھینکا
شعلۂ آتش چمکے مگر سحر نے رستم پر کچھ تاثیر نہ کی رستم نے آنکھوں سے ہاتھ
نکالا نعرۂ تکبیر کر کے ہفت پیکر پر جا پڑے ہفت پیکر نے اشارہ کیا کئی سپر آہنی
سر پر ہفت پیکر کے لہرائیں مگر تیغہ ہفت جوش سپر پر چمک کر کر سپروں کے ٹکڑے
اڑ گئے سپروں کو کاٹ کر تلوار جو گری تو پھر سپر پر چمکی تھی باز ہلنا تب تلوار سے
آکر بوسہ دیا مرنا ہفت پیکر کا کہ ایک شور بلند ہوا ارے ہفت پیکر مارا گیا خدا کی
طلسم ہفت پیکر کی مٹی آندھی سیاہ چلنے لگی قیامت برپا ہوئی سنگ پڑوں عمارتیں
گرنے لگیں تالاب کھول کر خشک ہونے لگے ہزاروں میں خاک اڑنے لگی چار طرف
آگ لگ گئی صدا طائر سر پیٹتے تھے اور یہ آواز بلند شور رہا تھے کہ لیو
تو نے غضب کیا کہ قدرت کو مارا طلسم ہفت پیکر کو ویران کر دیا
ملک عملداری ہو گی کوئی نام ہفت پیکر نہ لیگا بڑا اشتیاق مار گیا [illegible]
آواز الامان بلند ہوئی اپنے اپنے سروں کو ٹکرا رہے تھے آخر تاریکی میں ایک
نہ سوجھتا تھا لاشہ ہفت پیکر سمیت آگ میں جل کے خاک ہو گیا بعد عرصہ کے
روشنی ہوئی شمس فلک ہفت پیکر نے سب کو لا کر قدموں پر رستم
رستم نے سب کی خطا معاف کی امید وار پرورش کیا سب کو کلمہ طیبہ پڑھا
مسلمان کیا سرداروں کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئے انتظام طلسم کا کرنا شروع کیا
شمس فلک ہفت پیکر کو کل طلسم کی سلطنت کا خلعت دیا اور راہی سحر و جادو
شمس کے ہمراہ کیا جو بادشاہ خراج گزار تھا حاضر ہو رہے میں انکے ملک انکو دئے

ہین اور جیتنے لوازمات کی اور نہ حاضر ہوا اسکا ملک ضبط ہو گیا غیر ساحرون کا بادشاہ
آفاق تاجدار کو کیا سب تاجدار ساتھ ہوے رستم بیٹھے ہوے انتظام کر رہے ہین کہ
رونے کی آواز کان مین آئی حیران ہو کر فرمایا کہ کون روتا ہے دیکھا کہ خواجہ دامن منہ پر
رکھے روتے ہین پوچھا کیون عمر نامدار بخیر تو ہو عمر نے کہا اے رستم سب انتظام
ملک مین بلا آقا سے نامدار کا بالکل بیجا ہے نہین ملتا اگر علاوہ ہفت پیکر ہین ہوتے سب
تاجدار و ساحران نامدار حاضر خدمت فیضدرجت ہین ضرور حال کھلتا جسکے قبضے مین
صاحبقران ہوتے یہ خوشامد یکایک آیا ایسا امر نہ تھا کہ حال نہ کھلتا رستم نے کہا جو کچھ
فرماتے وہ فکر کرون عمر نے کہا خواجہ زادون کو بلا کے اُنسے پوچھے علاوہ ازین
طلسم خیال سکندری کے فتاح کو دریافت کیجے رستم نے حکم کیا کہ خواجہ زادون
کو بلاؤ اُنسے عمر نامدار پوچھا کہ آپ بخوبی آگاہ ہین کہ ہفت پیکر کے قفل مین مین لے
پڑے پڑے عمر سے اُٹھا لے مار رہا تلوار چلی تب ہفت پیکر مارا گیا لیکن اگر
اسوقت مجھکو معلوم ہو کہ فلان کس قلعہ آہن مین ہین تو اُدھر جانے کا قصد کرون اور
[illegible] کو چھڑا دون خدا کرے کہ فاتحی طلسم میرے نام ہے
[illegible] صاحبقران موجود ہین سب نے عرض کی غلام صاحبقران سے
ہیچ ہین کیا کسی بات مین عاجز ہین اگر لشکر دارا سامنے ہو تو ہم اسمین گھس جائین اور
اپنے آقا کو لائین غرض رستم نے خواجہ زادون کو بلایا اُنسے پوچھا کہ دیکھیے صاحبقران
کو کون لیگیا خواجہ زادون نے تختہ رمل پر قرعہ لگا کر کہا ایک عورت دراز کے سر
اُٹھا لایا دوازدہ برج دہشت کی ایک [illegible] نگاہ [illegible] دست بستہ عرض کی اے شہریار
فرستادہ [illegible] ثانی لشکر اشرار جادو صاحبقران کو لیگئی اور باغ
[illegible] لے وسط طلسم مین ہو قید کیا ہے جب تک کوئی وہان نجائیگا
[illegible] رستم نے کہا فتاح اُس طلسم کا کون ہے خواجہ زادون
[illegible] نورالدہر یکتا بدیع الزمان اُس طلسم کے فتاح ہین مگر طلسم
[illegible] کہا کہ غلام رخصت ہوتا ہے بادشاہ نے خلعت رخصت دیا